ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it.

DUE DATE

Cl. No. _____ *Acc. No.* _____

Late Fine Ordinary books **25 Paise** per day. **Text Boo** **Re. 1/-** per day. Over Night book **Re. 1/-** per day.

LUM MASTED

132-4

سہاسلا شری، مالویہ جی
چکی ۸۳ ویں سالگرہ بڑی شان وشوکت سے منائی گئی

مسٹر لالہ دیش بندھو گپتا
مسٹر دھرمپال گپتا

صفحہ (۱۹) پر دیکھئے

No 1 4 th Jan 1944 VOL No. 11

LEADING JOURNAL OF NOR. IND

آل انڈیا ہندو مہاسبھا سلور جوبلی امرتسر

ڈاکٹر گوکل چند نارنگ صدر استقبالیہ کمیٹی ڈاکٹر شامپرشاد مکرجی صدر اجلاس کا رسمی تعارف کرا رہے ہیں

پنڈال میں ڈاکٹر مونجے اور لالہ نرائن دت جی کا پرتپاک خیرمقدم

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کانفرنس امرتسر میں صدر اور دیگر ڈیلیگیٹوں کا ایک فوٹو گروپ

مہاراجہ صاحب قاسم بازار جنہوں نے سلور جوبلی اجلاس کا افتتاح فرمایا

فرقہ وارانہ اتحاد کا تہذیبی سنگِ بنیاد

(از جناب ڈاکٹر بینی پرشاد، الہ آباد) —— (بہ سلسلہ گزشتہ)

اس میں ابھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن [illegible] سنسکرت یا عربی سے لدی ہوئی زبان میں تقریر کرنا پسند نہ کرے گا، مشترکہ سیاسیات کی زبان میں بہت سی انگریزی اصطلاحوں کے رائج ہو جانے کا [illegible] امکان ہے مثلاً [illegible] کونسل [illegible] گورنمنٹ [illegible] ٹیکنگ وغیرہ، ٹھیک جس طرح ہندوستانی سیاسیات [illegible] کانگریس اور مسلم لیگ [illegible] اصطلاحوں کو بنا لیتی ہے پھر اردو اور ہندی [illegible] اصطلاحات اخذ کر کے اپنے ذخیرۂ الفاظ کو بڑھا سکتی ہیں دنیا کی ہر زبان قانونی نظام کی طرح اپنے [illegible] اور پھیلنے کے دوران میں لابدی طور پر تبدیل ہوتی رہتی ہے ہر زبان کے لئے صرف دو راستے ہوتے ہیں یا تو اس کا بڑھنا اور پھیلنا بالکل بند ہو جائے یا وہ ان دھاروں کا سنگم بن جائے جو اس وقت تک ایک دوسرے کے متوازی بہتے رہے ہیں، اسی قسم کے پھیلاؤ کے دوران میں زبان حیات عامہ کی تازگی اور قوم کی ابلتی ہوئی زندگی کی حرارت کو منعکس کر سکتی ہے دوسری طرف ادبی اخراجیت اور تنگ نظری اور پالیسی اکثر زبان کی شکل و صورت کو مسخ کر دیتی ہے اور زبان تقریباً سخیف و ناتواں معلوم ہونے لگتی ہے جب یہ تمام فرقہ وارانہ مناقشات ختم ہو جائیں گے اس وقت ہمیں محسوس ہوگا کہ فارسی کی مختصر سادہ، شیریں اور آسان اصطلاحوں کو باہر نکال کر ہندی نے اور سنسکرت کے شاندار اور پر معنی الفاظ کو کھو کر اردو نے اپنا بھاری نقصان کیا ہے۔

گذشتہ دور میں ہندی کے شعراء فارسی اور عربی سے نکلے ہوئے کئی سو الفاظ استعمال کرتے تھے اسی طرح ذوق، تمیز اور بہت سے دوسرے اردو کے شعراء نے ایسی تقریبات اور اشعار کہے ہیں جو سنسکرت، خصوص کے شاہکار ہیں اور جنہیں بیک وقت اردو اور ہندی دونوں زبانوں کا کلام کہا جا سکتا ہے۔

ادبی طرزِ اظہار

لیکن یہاں پر یہ مراد نہیں کہ تمام مضامین اور تمام مختلف گروہوں کے لئے ایک ہی قسم کا طرزِ اظہار کام دے سکتا ہے ظاہر ہے کہ طرزِ ادا مخصوص قسم کی ذہنی تربیت کے مطابق اور جس قسم کے لوگوں سے خطاب کرنا مقصود ہے ان کے طبعی میلان کے اعتبار سے لابدی طور پر بدلتی رہے گی لیکن طرزِ ادا کا مختلف ہونا ایک چیز ہے اور عام اصطلاحات سے ارادی طور پر علیحدگی اختیار کرنا، بالکل دوسری، چنانچہ لمبے لمبے مرکب الفاظ جو سنسکرت میں عام ہیں ہندی کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں اور جمع بنانے کا عربی طریقہ ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتا، جن کو اپنے کاروبار اور پیشوں سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ تھوڑی بہت عربی بھی سیکھ لیں، بلند آہنگ فارسی زبان کا مطالبہ ہے کہ آدمی سنسکرت، عربی اور فارسی کے قواعد سے تھوڑی بہت واقفیت ضرور رکھے، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ادبی تحریروں میں ایک معمولی اصطلاح کے رہتے ہوئے اس کی جگہ پر ایک عالمانہ یا گمنام اصطلاح استعمال کرنا اور بات ہے اور طرزِ ادا کا مختلف ہونا جو ہر زبان کے لئے فطری ہے اور مثال کے ذریعہ یہ بات یوں واضح ہو سکتی ہے کہ انگریزی زبان میں BOY, BROTHER, EYE, EAR, MOUNTAIN, WATER, DEATH وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جنہیں تمام ادیب اور مقرر استعمال کرتے ہیں چاہے وہ آسان زبان لکھتے اور بولتے ہوں یا مشکل، ہندوستانی میں اس کے ہم معنی الفاظ لڑکا، بھائی، پہاڑ، پانی، موت، آنکھ، کان وغیرہ تمام وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جو شمالی ہند کی زبان بولتے ہیں، لیکن ہندی کے ادیب اکثر ان کی جگہ بالک، بھراتا، پربوت، جل، مرتیو، نیتر اور کرن وغیرہ استعمال کرتے ہیں اور اردو کے ادیب ان کو ان الفاظ سے بدل دیتے ہیں طفل، برادر، کوہ، آب، وفات، چشم، گوش وغیرہ، اس طرح اردو اور ہندی کی ادبی اصطلاحیں روزمرہ کی زبان سے اور پھر ایک دوسرے سے الگ ہو جاتی ہیں معمولی اصطلاحات و اشکال (FORMS) کو چھوڑ کر خالص سنسکرت، عربی اور فارسی اشکال کا استعمال کرنا اس بات کا ہم معنی ہے کہ کئی صدیوں کے لسانی ارتقا کا دھارا موڑ دیا جائے اور ہی اردو اور ہندی کی درمیانی خلیج وسیع کرتا رہا ہے ادبی طرز میں نیچرلزم کا رد یہ اگر اختیار کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ادیب نسانی صورت حال کو قبول کرے اور رائج اصطلاحات کا [illegible] پر استعمال شروع کر دے، بغیر اس بات کا [illegible] کہ وہ کس کس زبان سے نکلی ہیں، خواندگی کے عام رواج پا جانے سے جس کے بعد عوامی زبان پر ادب کی [illegible] کھڑا کرنے کا مطالبہ بڑھ جائے گا ادبی طرز میں [illegible] کے رویہ کو بہت تقویت ملے گی، یہ بھی ممکن ہے کہ [illegible] اور سماجی موضوعات پر کتابوں کی مانگ بڑھ جائے [illegible] ادا دقیق نہ ہے اور اس طرح ہندی اور اردو کے محاوروں میں پھر مصالحت کی صورت [illegible] آئے یہاں پر اس بات کا خیال رکھنا [illegible] اور علمی [illegible] کا خاص ہونا یہ [illegible] ہم نئی چیزیں نہیں [illegible]

زبان کے مسئلہ کا سیاسی پہلو

نیچرلزم نہ صرف ادبی طرز ادا کے سلسلہ میں مفید ہوگا بلکہ سیاسی مفاہمت کو بڑھانے کے لانے میں بھی اس سے بڑی مدد مل سکتی ہے اگر ادب کے موجودہ مصنوعی رجحانات سیاسی علیحدگی کی تعلیم کرتے ہوئے مستقل حیثیت اختیار کر لیں گے اور ہندی صرف ہندوؤں کی زبان ہو کر رہ جائے گی اور اردو [illegible]

(باقی اگلے صفحہ پر)

"اہرام" (پائنر اڈ) کے سایہ میں

اہرام مصری کے سایہ میں پریسڈنٹ روزویلٹ، مسٹر چرچل اور مارشل چیانگ، جیسے "اسفنکس" (ابو الہول) کو مشورہ کرتے دیکھ کر جاپان خوفزدہ ہو رہا ہے (معاصر ہندوستان اسٹینڈرڈ کے شکریہ کے ساتھ)

پچھلے صفحہ سے

ہندوستان کے مسلمانوں کی زبان بن جائے گی تو مذہبی اختلاف لسانی اور تمدنی اختلاف سے جلد ملے گا یہ مسئلہ دہری قومیت کی طرف ایک زبردست قدم ہوگا اور یہ مسلم مسئلہ کا حل آج سے بہت آسان ہو جائے گا اس سلسلہ میں بعض اوقات سوئٹزرلینڈ کی مثال جو پیش کی جاتی ہے وہ بالکل بے موقع ہے اس لئے کہ وہاں فرانسیسی جرمن اور اطالوی زبانوں کے بولنے والے مختلف صوبوں یا ایک ہی صوبے کے مختلف حصوں میں آباد ہیں لیکن ہندوستان میں زبان سے متعلق جو مسئلہ ہے اس کی صحیح مثال اگر مل سکتی ہے تو وہ زیکوسلاویکیہ ہے جہاں لسانی اتحاد پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی، اور جہاں کے دارالسلطنت پراگ میں بیک وقت دو یونیورسٹیاں جاری تھیں ایک میں خالص جرمن زبان میں تعلیم دی جاتی تھی، اور دوسری میں خالص زیکوسلاویکی زبان میں، اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیکوسلاویکیہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور جرمنی نے اپنے علاقہ میں شامل کر لیا۔

ادبی موضوعات

لیکن اگر نیچرلزم کے اصولوں پر طرز ادا اور اصطلاحات کے مصنوعی پن کی اصلاح ہوتی رہی تو اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ دونوں زبانوں میں ادبی موضوعات کا ایک سلسلہ کہ ذخیرہ پیدا ہو جائے گا کوئی زندہ ادب پرانے اور فرسودہ موضوعات کو نئے نئے انداز میں پیش کرنے پر اکتفا نہیں کر سکتا، ہر ادب اپنی ایک داخلی امنگ کے تحت شاعری، افسانہ، سماجی فلسفہ، مابعد الطبیعات اور خیال اور ادبی سعی و عمل کے دوسرے شعبوں میں ہمیشہ نئے موضوعات کی تلاش میں رہتا ہے چونکہ ہندوستان کی مختلف ادبیات جدید زندگی کے مسائل کو زیادہ منعکس کرتی ہیں اس لئے ان کے اندر فضا کے اعتبار سے ایک دوسرے سے قریب آنے کا رجحان لازمی طور پر پیدا ہوگا اس وقت ہندی اور اردو ایسی دو زبانیں نہیں معلوم ہونگی جو ایک دوسرے کے مقابل کھڑی ہوں بلکہ خیال اور موضوع کے اعتبار سے ایک ہی جال میں گتھی ہوئی معلوم ہونگی

انسانیت

علیحدگی کے رجحانات پر ہم جتنی زیادہ فتح پائیں گے اتنا ہی ہندوستان اس قابل ہوگا کہ وہ تہذیب عالم کی تعمیر میں ایک اپنی "انسانیت" سے ہاتھ بٹائے یہ انسانیت لازمی طور پر ہندو مسلم اور جدید تہذیبوں کے اتحاد سے پیدا ہوگی، تہذیب کے مختلف عناصر کی قدر و قیمت کے بڑھنے سے یہ ہوگا کہ ہندوستان کے آئندہ علمی معیار تک پہنچنے کے لئے سنسکرت، فارسی، عربی، اور دوسری یورپین زبانوں اور ادبیات سے واقفیت اور پھر قدیم ہندوستان، مشرق وسطیٰ اور جدید دنیا کی تمام قیمتی چیزوں سے واقفیت ضروری سمجھی جانے لگی صرف اسی قسم کی انسانیت تجدیدی رجحانات کو شکست دے سکتی ہے یا اس قسم کی انسانیت سے یہ ہوگا کہ ہندوستان کے دو مختلف تجدیدی رجحانات اپنے کو جمود اور مخالفت کے خطروں سے آزاد کر لیں گے اور ایک ہمہ گیر مشترکہ تہذیبی دھارے میں مدغم ہو جائیں گے یہ دھارا ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب کھینچ کر ایک وسیع تر انسانی زندگی سے ہم آہنگ کر دیگا اس انسانیت سے مراد کوئی میکانی اور وقتی قسم کی تجدیدی تحریک نہیں ہوگی بلکہ اسکے معنی ہوں گے، ہندوستانی افکار اور تہذیب میں حیات تازہ پیدا کرنے کی ایک پُر خلوص کوشش اور اسکی اشاعت، یہ انسانیت اعلیٰ اور برتر زندگی کے ان تمام مختلف آدرشوں کا عطر و جوہر ہوگی جو ایک دوسرے سے متحد ہیں اور انسانی سماج کو آج کل ہمارا ایک حصہ بنانے میں مصروف ہیں۔

نیا سال

(از جناب دیوکی نندن ناصح)

نئے سال کے سورج کی سنہری کرنیں میرے ملک کے ذرّے ذرّے کو چوم رہی ہیں، اٹھو کہ وہ ہم سب کے لئے ایک پیغام لائی ہیں،

ایک مرتبہ پھر اس سوکھے ہوئے نوازے سے محبت اور انصاف کی بارش ہوگی اور برگزیدہ رشیوں کی سرزمین میں مساوات کا دور دورہ ہوگا،

ایک مرتبہ پھر دنیا کی جنگجو اقوام ہندوستان کے معیار امن کی قدر کریں گی اور اس کی پرانی تہذیب روایات اور کلچر کا احترام کریں گی،

ایک مرتبہ پھر اس کے کروڑوں جفاکش لال امن، خوشحالی اور لازوال برکتوں کے درمیان زندگی بسر کریں گے

نیا سال اپنے ساتھ نیا جوش، نئی توانائی روح عالیہ سے بھر جائیے کہ ہم نئی قوت عمل کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی جانب قدم بڑھائیں

اے خدائے برتر یہ نیا سال بنی نوع انسان کے لئے مبارک ثابت ہو، فاشزم نازی ازم اور پرستش کے تمام ہیبت ناک دیوتے فنا ہو جائیں،

اور صاف اور روشن آسمان پر آزادی اور امن کا آفتاب چمکے، آمین!

"حسین ایام"

(از جناب عبدالغفار عزیزی)

ہم چھپ چھپ کر شبنم کے سامنے گلے شکایت کرتے تھے،

تم مجھ سے ہنس نئی غزلیں سنتی نہیں
میرے اشعار تم کو بیخود بنا دیتے تھے،
محبت کے وہ حسین ایام جوشانی میں گذر گئے

ہندوستان میں ہوابازی کا مستقبل

انڈین ایرفورس اور "شہری پرواز" کی ترقی کی ضرورت!!

(از مسٹر برندرناتھ رائے)

گزشتہ یورپین جنگ میں ہوائی لڑائی کی ابتدا ہوئی تھی مگر اس طرح کی لڑائی کو اہمیت حاصل نہ تھی جو آج سے حاصل ہوگئی ہے۔ اس دوسری عالمگیر جنگ میں یہ حقیقت صاف ظاہر ہوگئی ہے کہ جنگ کے کسی بھی محاذ پر ہوائی طاقت کی بڑی بڑی کارآمد چیز ہے اور فیصلہ کن اثر رکھتی ہے۔ جدید لڑائی کا طریقہ ہی یہ ہے کہ جنگی ہوائی جہازوں کی تعداد بڑھا کر دشمن پر زبردست حملے کئے جائیں تاکہ موت اور تباہی کے باعث شہری زندگی بے ربط ہوجائے اور ملک کی رسائل کو نقصان پہونچا کر ایک جدید مشینی فوج کے آگے بڑھنے کا راستہ نکالا جائے۔

اگر ہم تاریخ پر نظر ڈالیں گے تو ہمیں معلوم ہوجائیگا کہ گزشتہ جنگ عظیم میں ہوائی جنگ کی شکل صرف یہ تھی کہ دشمن کی پوزیشنوں کا پتہ لگایا جائے کچھ مشینی توپیں مسلسل چلائیں اور دو چار بم گرائے جائیں۔ غور کیجئے کہ اس زمانہ میں پرواز کی رفتار کیا تھی؟ صرف ساٹھ یا پینسٹھ میل فی گھنٹہ۔ جرمنی نے "زیپلین" قسم کے ہوائی جہاز ایجاد کئے تھے جو بہت تیز رفتار نہ تھے لیکن ان کو تیز رفتار طیاروں کے تعاقب کا بھی خوف نہ تھا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ تیز بمبار ہوائی جہاز ۔۔۔ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتے ہیں اس پر بھی وہ دشمن کے ہوائی جہاز کے تعاقب سے محفوظ نہیں سمجھے جاتے اسی لئے بمبار ہوائی جہازوں کے ساتھ "لڑنے والے" ہوائی جہازوں کا دستہ بھی ضرور ہوتا ہے، جو دشمن کا مقابلہ کرکے بمبار ہوائی جہاز کو بچا لیتے ہیں اور اس کو نکل جانے کا موقعہ دیتے ہیں۔

اس ہوائی طریقہ جنگ میں اب کوئی چیز بھی رکاوٹ کی حیثیت نہیں رکھتی، سمندر اور پہاڑ بہ آسانی عبور کئے جاسکتے ہیں، جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے اب نہ تو شمالی مغربی سرحد کے اونچے اونچے پہاڑ اور نہ شمالی مشرقی علاقہ کے لق و دق جنگل اور کوہستانی سلسلے ہوائی حملوں کے خلاف تحفظ بہم پہنچا سکتے ہیں، چند سال کے بعد اگر پرواز کی اور بھی بہت وسیع ہے اور اس وقت جو ہوائی دستہ "والنٹیر ریزرو" سمجھا جاتا ہے وہ بہ کو مستقل طور پر کام میں لایا جاسکتا ہے اور ہندوستان کی ہوا بازی کی ترقی میں پورا پورا حصہ لے سکتا ہے تقریباً آٹھ ماہ گذر گئے کہ "انڈین ایرفورس" نے اپنی سالگرہ منائی تھی، یہ ہوائی طاقت ۱۹۳۳ء میں وجود میں آئی تھی، اور ۱۹۲۳ء میں ہندوستان کے مرکزی لیجسلیچر نے اسکے متعلق ایک قانون پاس کیا تھا اسکے دو بڑے دستے (اسکواڈرن) اس وقت صرف ہندوستانی ہوابازوں اور ہندوستانی ماہرین پرواز سے پُر ہیں۔

شہری پرواز

شروع نہیں ہوئی اور اگرچہ ۱۹۳۹-۴۰ء تک پوری دنیا ایک دوسری عالمگیر جنگ کی گرفت میں آچکی تھی اور ہندوستان میں شہری پرواز کی تحریک خاموش ہوگئی تھی، تاہم میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ہندوستان سے اب فن پرواز غائب نہیں ہو سکتا، اور اسکی ترقی کسی صورت میں بھی رک نہیں سکتی اس براعظم میں اس کی ترقی کے امکانات بہت زیادہ ہیں، اور اگر اس کی حوصلہ افزائی کی گئی تو اس سے اس ملک کے نوجوانوں کے لئے روزگار کے نئے نئے راستے پیدا ہوجائیں گے، اب وقت آگیا ہے کہ جبکہ ہم ایک عبوری دور سے گذر رہے ہیں اس نئے میدان کی اقتصادی اور تجارتی نقطہ نگاہ سے پوری

لگے ہیں، اور چونکہ بہت بلندی پر اڑتے ہیں اس لئے طیارہ شکن توپوں کے گولے ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح سوویٹ روس نے بھی ایسے ہوائی جہاز بنالئے ہیں جو کرۂ ہوا سے اوپر "اسٹراٹوسفیر" (اوپری فضا) میں اڑتے ہیں، اور بہت دور تک پرواز کرسکتے ہیں، ان حالات کے پیش نظر ہمارا خیال یہ ہے کہ اس جنگ کے اختتام پر ہندوستانی "ایرفورس" (ہوائی طاقت) کے لئے بھی ترقی کا میدان

کا خرچ کچھ دنوں پہلے تک ۳۵ روپے فی گھنٹہ اور ۳۲ روپے فی گھنٹہ کے درمیان تھا، اور اگر کوئی شخص تجارتی پرواز کی پوری تعلیم حاصل کرے تو اس پر تقریباً چھ ہزار روپیہ صرف ہوتا ہے ایک معمولی ہندوستانی نوجوان کے لئے اس خرچ کا برداشت کرنا ممکن نہیں ہے اور ہمارے ملک میں ایسے پرائیویٹ اور پبلک ادارے بھی موجود نہیں ہیں جو پرواز کی تعلیم میں نوجوانوں کی امداد کریں۔

لیکن اس میں شک نہیں کہ جب سے "انڈین ایرفورس" اور اس کا "والنٹیر ریزرو" دستہ قائم ہوا ہے ہندوستان میں فن پرواز کی کافی حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور "بنگال فلائنگ کلب" سے اپنے فریبی تعلق کے دوران میں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۹ء تک بعینہٖ یہی کہتا رہا ہوں کہ ہندوستان میں پائلٹوں کی تعلیم کو بہت وسیع کردینا چاہیئے اور لوگوں کو بہت بڑی تعداد میں پرواز کی تعلیم دینی چاہیئے تاکہ اس وسیع جزیرہ نما کا ہوائی تحفظ مضبوط ہوجائے، میں نے اپنے لکچروں میں اور مضامین میں یہ بھی کہا ہے کہ ہندوستان میں ذہین تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے ہوائی تعلیم کی آسانیاں بہم پہونچائی جائیں اور ان کی ایک بڑی تعداد کو اس سلسلہ میں امداد دی جائے لیکن ہماری بڑی سے بڑی کوششوں کے باوجود فنڈ کی کمی اور پیش بینی کے فقدان کے باعث اس کام میں کوئی حوصلہ افزائی عملی صورت میں نہیں کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۳۹ء کے آخر تک بھی ایک ایسے ملک میں جس کی آبادی ۳۸۸ ملین اور جس کا رقبہ تقریباً بیس لاکھ مربع میل ہو، پرواز کے لائسنس حاصل کرنے والوں کی تعداد ۳۵۰ سے زیادہ نہ تھی۔

لیکن اب یہ بات ظاہر ہوچکی ہے کہ ہمارے پاس اچھے افراد اور پُرجوش کام کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے اور اگر مناسب آسانیاں اور مواقع ہمارے ملک کے نوجوانوں کو مہیا کئے جائیں تو ہمیں

> اس وقت دنیا میں کوئی متمدن ملک ایسا نہیں ہے جہاں فن پرواز کی تمام شاخوں یعنی جنگی، تجارتی اور شہری ہوابازی نے پوری ترقی نہ کی ہو لیکن دوسرے کاموں کی طرح ہندوستان اس کام میں بھی دنیا سے پیچھے رہ گیا ہے، ظاہر ہے کہ جدید دنیا میں کوئی قوم ہوا بازی کی وسیع ترین ترقی کے بغیر خود ترقی نہیں کرسکتی اور نہ اپنے ملکی دفاع کو بیرونی حملوں سے محفوظ کرسکتی ہے، اس دلچسپ مضمون میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ ہندوستان میں انڈین ایرفورس اور تجارتی و شہری پرواز کی ترقی کے امکانات کیا کیا ہیں! (ایڈیٹر)

اس ہفتہ کا خیال: جنت میں محکومی سے دوزخ میں حکمرانی کہیں بہتر ہے

ترقی ہوئی تو اس جزیرہ نمائے ہند کو ہمالیہ کی عظیم الشان اور برف پوش چوٹیاں بھی محفوظ نہیں رکھ سکیں گی، اب بھی اہل امریکہ نے ایسے ہوائی جہاز ایجاد کئے ہیں جو حقیقت میں ہوائی قلعے ہیں اور جو ۳۰۰۰۰ فٹ کی بلندی کے اوپر آسانی سے پرواز کرتے ہیں، یہ ہوائی جہاز اب استعمال میں بھی آنے

ہندوستان میں شہری (یعنی غیر فوجی) پرواز بھی کوئی پرانی چیز نہیں ہے اس کی ابتدا ۱۹۲۹ء سے ہوتی ہے جبکہ "انڈین فلائنگ کلب" عملی طور پر وجود میں آیا تھا، اس تحریک نے حقیقت میں مغربی مثالوں سے سبق حاصل کیا تھا جہاں شہری پرواز ۱۹۲۵ء سے ترقی کررہی

جانچ پڑتال کی جائے

جدید پرواز

ہندوستان کے لوگوں کو جدید زمانے کی پرواز کے اخراجات اور تحفظاتی عناصر کا کوئی صحیح اندازہ نہیں ہے، ان کی معلومات اس سلسلہ میں بہت موہوم اور غیر یقینی ہیں، ہندوستان میں تعلیم پرواز

یقین ہے کہ ہندوستانی نوجوان بہت ہی قابل اور تجربہ کار ہوابازبن جائیں گے اور وہ نہ صرف تجارتی ہوابازی ہی کی ترقی میں پورا پورا حصہ لیں گے بلکہ اپنے ملک کے ہوائی دفاع کی خدمت بھی اچھی طرح انجام دیں گے۔

(باقی اگلے صفحہ پر دیکھئے)

پچھلے صفحہ سے

میں اپنی ہوائی خدمتوں کے دوران میں ایسے بہت سے نوجوانوں سے ملا ہوں جو بہت باحوصلہ اور پُر جوش تھے، اور ہوائی کام میں حصہ لینے کے لئے بے چین تھے، ان میں سے بہت سے لوگ اس خدمت کی پوری قابلیت رکھتے تھے اور صرف چند ہی ایسے تھے جو اس نئے کام کی دلچسپی سے مغلوب ہو گئے تھے لیکن ان میں سب سے بڑی تعداد ان نوجوانوں کی تھی جو موقعہ ملنے پر "انڈین ایرفورس" کی ترقی کے سلسلہ میں بہترین خدمات انجام دے سکیں گے، ہمارا یہ خیال ان رپورٹوں سے بھی صحیح ثابت ہوا ہے جو "انڈین ایر فورس" کی دسویں سالگرہ منانے کے موقع پر شائع کی گئی ہیں:

پرواز ایک بین الاقوامی چیز ہے اور ہوائی جہازوں کے پائلٹ ایک بین الاقوامی دوستی کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں، اس معین کے لئے اور اس پر کام کرنے والوں کے لئے کوئی سرحدیں معین نہیں ہیں، پرواز کی کوئی حد نہیں ہے اور یہ ماہرین پرواز ایک زمانے میں بین الاقوامی امن اور سالمیت کے فرشتے سمجھے جائیں گے، ان کے سامنے ایک ایسا وسیع مستقبل ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

سرکاری امداد کی ضرورت

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندوستان کے ہوائی شوق رکھنے والے نوجوانوں کی موجودہ اور آئندہ ہوائی تعلیم کے لئے سرکاری امداد کا ایک باقاعدہ اور منظم سسٹم قائم کیا جائے، مزید برآں ہر صوبہ میں ہوائی تعلیم کی بھرتی کا ایک بورڈ ہونا چاہیئے جو فلائنگ کلب کے غیر سرکاری افسروں پر مشتمل ہو اور اس میں بعض ایسے لوگ بھی ہوں جو اثر اور انتخابی قابلیت رکھتے ہوں ابھی اس کام کا وقت گذرا نہیں ہے حکومت کو چاہیئے کہ اس سلسلہ میں پیش بینی سے کام لے، اور ہندوستانی عوام کا پورا اتحاد عمل حاصل کرے:

اس جنگ کے اختتام پر یہ ضرور ہوگا کہ ہندوستان کی ہوائی ترقی کے لئے ایک مکمل آرگنائزیشن اور اسکیم سازی سے کام لیا جائے اور انڈین ایر فورس کی تعمیر کو حقیقی طور پر موثر بنانے کے لئے ایک وسیع پروگرام تیار کیا جائے اور اس ہوائی دستہ کو خالص ہندوستانی بنا دیا جائے یعنی اسکے سب پائلٹ اور کارکن ہندوستانی ہوں اس اسکیم میں ہوائی جہازوں کے اسٹیشنوں کی تعمیر اور زمین کا انتظام بھی شامل کیا جائے اس میں شک نہیں جنگ نے اس کام کو بڑی ترقی دے دی ہے اور پائلٹوں کی ایک بڑی تعداد کو اس ملک میں اور امپائر ایر ٹریننگ کے اداروں میں تعلیم دی جا رہی ہے،

ہندوستان میں بھی اس وقت اچھے ایروڈروم تمام جدید آلات اور مشینریوں کے ساتھ وجود میں آگئے ہیں کافی تعداد میں اچھے "ہینگر" بھی موجود ہیں، روشنی کے انتظامات بھی بڑے پیمانے پر کئے گئے ہیں اور ہوائی جہازوں کے اترنے کے لئے بہت سی زمینیں تیار کر لی گئی ہیں، جنگ کے اختتام پر ان کا بہت بڑا حصہ شہری ہوائی ٹرانسپورٹ کو عطا کیا جا سکتا ہے لیکن بعض اہم حصے ایسے بھی ہیں جو انڈین ایرفورس کی ترقی میں کام آسکیں گے، موجودہ جنگی صورت حال کے پیش نظر ہم اس امر پر بحث نہیں کر سکتے کہ ہندوستان کے آئندہ ہوائی اڈے کس کس مقام پر بنائے جائیں گے، یعنی یہ کہ مستقبل میں "انڈین ایرفورس" کی تعمیر و تقسیم کی نوعیت کیا ہوگی، مگر کہنا یہ ہے کہ اس ہوائی خدمت کی ترقی کا ایک بڑا میدان ہمارے سامنے ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ اس میدان کو ہندوستانیوں کیلئے مفید اور کارآمد بنائے:

جنگ کے دوران میں "انڈین ایرفورس" رفتہ رفتہ بڑھ رہی ہے یعنی اب ہندوستانی ہوائی بیڑے میں چند اسکواڈرن (دستے) موجود ہیں، لیکن مستقبل میں یہ بتلا دیگا کہ ہندوستان جیسے براعظم کے طول و عرض میں کام کرنے کے لئے اس ملک کو مزید دستوں کی ضرورت ہوگی، اور آگے چل کر اس ہندوستانی بیڑے کے ہنرمند افراد کا یہ کام بھی ہوگا کہ وہ اس ملک کی سرحدوں کے ان پہاڑی علاقوں کی پیمائش کریں

"انڈین ایرفورس" کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہندوستانی بحری بیڑے کے لئے بھی ایک موٹر بحری ہوائی دستہ قائم کیا جائے اور یہ دستہ بھی صرف ہندوستانی ملاحوں پر مشتمل ہو اس سے ہندوستانی ہوائی طاقت کی مزید ترقی ہوگی اور ہندوستانی بحری بیڑا تمام جدید ہوائی اسلحہ جات سے مسلح ہو جائے گا،

ہندوستان کے ساحلی علاقہ کی لمبائی تقریباً ۳۰۰۰ میل ہے اسلئے "انڈین ایرفورس" کے ساتھ ساتھ ہندوستان کو اپنے ہوائی ڈفنس کے لئے ایک طاقتور بحری دستہ کی بھی ضرورت ہے یہ بحری ہوائی دستہ جو ہندوستان کے وسیع ساحلی علاقہ کی حفاظت کے لئے متعین کیا جائیگا وہ انڈین ہوائی طاقت سے بھی تعاون کرے گا اور شمالی مغربی و شمالی مشرقی کی سرحدوں کی دیکھ بھال میں بھی امداد دیگا۔ اور سپلائی کے اڈوں کے لئے بھی اپنی خدمات پیش کرے گا،

پریم بٹی استعمال کرنے سے ۱۴ پونڈ وزن بڑھ گیا

پریم بٹی نے اپنی خوبی سے ساری دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے

کانگریس کی رائے

(پریم بٹی دراصل ایک لاجواب دوا ہے پہلے ہمیں اس دوا پر اس قدر اعتقاد نہ تھا لیکن جب ہم نے اس کی خود آزمائش کی تب ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ دوا اشتہار میں دیئے گئے تمام مرضوں کی ایک بہترین اچوک دوا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ آگے چل کر اس دوا کے بنانیوالے اس سے بھی زیادہ مفید دوائیں بنا کر چلک کو فائدہ پہنچائیں گے۔ کانگریس (دہلی)

ہندوستان کے یوگیوں نے جنگلوں اور پہاڑوں کے غاروں میں رہکر وہ حیرت انگیز کرشمے دکھائے ہیں۔ جس سے بڑے بڑے سائنسداں اور حکماء حیرت میں آگئے ہیں ناظرین اسے غور سے پڑھیں اور اپنے عزیز دوستوں کو سنائیں۔ میری پیدائش ایک مالدار گھرانے میں ہوئی اپنے والد کا لاڈلا بیٹا ہونے کی وجہ سے دن رات عیش و عشرت میں پھنسا رہتا تھا لیکن پھر بھی میں خوش نہ تھا۔ بری صحبتوں میں پڑکر مجھے جریان اور سرعت انزال ہو گیا پہلے تو دو ایک سال میں نے شرمندگی کی وجہ سے اپنا راز چھپائے رکھا۔ مگر جب بیماری نے خوفناک صورت اختیار کر لی۔ تب میں گھبرا اٹھا۔ علاج شروع ہوا بڑے بڑے ڈاکٹروں، حکیموں، ویدوں کو فیس کی شکل میں اور بیش قیمت دوائیوں کے خریدنے میں پانی کی طرح روپیہ بہانے لگا پھر بھی میں ناامید ہی رہا لیکن یہ بیس سال پہلے کی بات ہے

اب آج میں خوش ہوں

اس پرماتما کی مہربانی سے میں بالکل تندرست ہوں اور میرے تین بچے ہیں جو بالکل تندرست ہیں۔

ہوا کیا! مجھ میں اتنی تبدیلیاں کیونکر ہوئیں! ایک بہت ہی پیچھے ہوئے مہاتما ہمارے گاؤں میں جہاں پر ایک بہت اونچا پرانا کھڑا ہے ایک جھاڑی میں آسن لگائے ایشور کے بھجن میں مشغول تھے یہ سن کر آس پاس کے تمام گاؤں کے لوگ جھنڈ کے جھنڈ ان کی خدمت میں آنے لگے اور میں بھی گیا ان کی لوگ شکتی سے میری زندگی کے پچھلے راز ان کے دل پر کھنچ گئے وہ میری طرف اس طرح مخاطب ہوئے کہ بیٹا تم بہت ہی دکھی اور غمگین معلوم ہوتے ہو اتنا رنجیدہ رہنے کی وجہ کیا ہے بس پھر کیا تھا جیسے میرے دل کے زخموں کو کسی نے چھیڑ دیا ہو میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا مہاتما جی نے بہتیرا سمجھایا دلاسا دیا اور پیار کیا لیکن میرا دل نہ مانتا تھا۔ جب انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے سارا حال ان سے عرض کر دیا میری کمسن عمر پر مہاتما جی کو رحم آگیا اور مجھے جڑی بوٹیاں اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے ویسا ہی کیا اور تب ان کے سامنے ہی مجھے ان کے حکم کے مطابق ان کی نگرانی میں پریم بٹی تیار کرنی پڑی حالانکہ مجھے چالیس دن تک پریم بٹی متواتر استعمال کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ باوجود اس کے بیس دن کے استعمال سے ہی مجھ میں بھاری تبدیلیاں ہو گئیں ساری کمزوری اور پوشیدہ بیماریاں جڑ سے دور ہو گئیں اور زرد غمگین چہرے پر سرخی دوڑنے لگی۔ آنکھوں میں نور جھلکنے لگا اور دل میں جوانی کا جوش بھر گیا۔ مہاتما جی کا نہایت مشکور ہو کر اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے مصیبت زدہ اشخاص کو پچھلے پچیس سال سے متواتر میں اس نسخہ کو مفت بانٹ رہا ہوں مجھے نہایت ہی خوشی ہے کہ اس بے بہا اور بے نظیر نسخہ نے ہزاروں کی جان بچائی اور لاکھوں کو موت کے منہ سے نکالا اور عیش و عشرت کی زندگی بخش کر صاحب اولاد بنایا نسخہ حسب ذیل ہے۔

نوٹ کر لیں۔ ترپھلا ۵ تولہ، ترکٹا ۵ تولہ، خالص سوریہ تاپتی سلاجیت ۵ تولہ، خالص بنگ بھسم ۶ ماشہ، اصلی کیسر ۲ ماشہ اصلی عنبر قرحا ۶ ماشہ، اصلی نیپالی کستوری ۶ رتی، ان سب ادویات کو کوٹ چھان کر کھرل میں ڈال کر اوپر سے سیتل چینی کا تیل ۲۰ بوند، صندل و چندن کا تیل ۲۰ بوند بروزہ کا تیل ۲۰ بوند ایک ایک کر کے ملا دیں اس کے بعد پرکی بوٹی کے عرق میں بارہ گھنٹہ گھونٹ کر جھربیری کے بیر کے برابر گولیاں بنالیں اور سایہ میں سکھالیں۔ ایک ایک گولی پاؤ بھر گائے یا بکری کے دودھ میں صبح و شام ایک تولہ شکر ملا کر استعمال کریں۔

اس کی تعریف ہم ہی اپنے منہ سے نہیں کرتے بلکہ بڑے بڑے ویدوں ڈاکٹروں حکیموں، سیٹھ، ساہوکاروں اور رئیسوں زمینداروں سرکاری افسروں تک نے اس کی تعریف کی ہے ہزاروں میں سے دو ایک فائدہ حاصل کئے ہوئے مریضوں کے خطوط کے کچھ حصے جو ہو اسی موافق نیچے دیئے جا رہے ہیں۔

گھنشیام داس ایڈوکیٹ بی او ایٹ پریس لکھنؤ لکھتے ہیں کہ آٹھ روز کے پریم بٹی استعمال کرنے سے مجھے اتنا فائدہ ہوا کہ میرا احتلام بند ہو گیا۔ پروفیسر شرما آیورویدک فارمیسی دہلی سے لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کی پریم بٹی اپنے کئی مریضوں کو استعمال کرائی سب کو کلی بخش فائدہ ہوا۔ آیورویدک کے ماہر ویدیہ پنڈت بھارتاچاریہ شاستری آیورویدآچاریہ ادھیاپک آیورویدک شالہ ٹرو سے لکھتے ہیں کہ تجربہ کے بعد لکھا جاتا ہے کہ پریم بٹی آج کل کی اشتہاری دواؤں سے کہیں زیادہ نایاب اور فائدہ مند ہے۔

پریم بٹی میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں پڑتی۔ یہ دوا ویریہ دھنی کا پتلا پن، سوزاک (DIABETIES) بیسیوں طرح کے جریان، پیشاب کے ساتھ چونے کی طرح منی کا جانا یا خون کے ساتھ دھات کا نکلنا، احتلام، سستی، کمزوری، ناموری، جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو جانا، اصلی طاقت کی کمی، قوت باہ کا کمزور پڑ جانا، دمہ، کھانسی، پھیپھڑے کی کمزوری ہسٹریا جنون، عورتوں کے پرور اور رحم کے متعلق سبھی مرض دور ہو کر جسم کی طاقت پیدا کر نہایت قوت بخشتی ہے اور نس نس میں نیا جوش و خروش پیدا کرتی ہے اس لئے جو مریض اس کے حیرت انگیز فائدے کا امتحان لینا چاہیں وہ مندرجہ بالا طریقہ سے تیار کریں اور استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں جو بھائی اس کو بنانے سے مجبور ہوں وہ ہمارے ہاں سے نہایت عمدہ اور اصول کے ساتھ میں تیار کی ہوئی دوا منگالیں چالیس گولی کے پیکٹ کی قیمت ۲ ہے۔ چالیس روز کی پوری خوراک یعنی اسی گولی کا پانچ روپیہ دس آنے۔ ڈاک خرچ دو پیکٹ تک ۹ روپیہ تین آنا چاہیئے غیر ملکوں میں اس کی قیمت ۱۲ شلنگ ہے۔

منگانے کا پتہ:-

بابو شیام لال جی رئیس

پریم بٹی آفس ۲۰۲ کانپور

آخری لمحے

از جناب محمد امین شرقپوری

افسانہ

وہ برسوں کا بیمار تھا، کوٹھری میں اکیلا پڑا رہتا۔ گھر کے لوگ اپنے اپنے کام پر چلے جاتے۔ عورتیں کام کاج میں لگی رہتیں۔ بچے کھیل کود میں مشغول رہتے۔ بعض اوقات تنہائی اور طویل بیماری سے گھبرا کر اس کا جی چاہتا کہ کسی سے بات چیت کرے۔ دل بہلانے کے لیے ایک ایک کا نام لے کر پکارتا، جس کے جواب میں تلخ باتیں سنتا کہ بیماری نے اسے کوٹھری میں پڑا رہنے کے لائق بھی نہیں چھوڑا۔ کبھی کبھی بچے آ جاتے، اس کی باتوں کا جواب دیئے بغیر ہی چلے جاتے۔ مہری جو کبھی اس کی سیوا کرتے ہوئے بچے اُلٹے پاؤں لوٹ جاتے، اس کی باتوں کا جواب دیئے بغیر ہی چلے جاتے۔ مہری جو کبھی اس کی سیوا کو فرض سمجھتی تھی، پانی لیٹا میں انڈیل کر جب چلی وہ بولا

"سنو تو مہری، یہ برتن بہت خراب ہو رہا ہے دوسرا لا دو۔"

وہ بولی۔ "بڑی بھوک لگتی ہے۔"

وہ بولا۔ "اسے ہی صاف کر دو۔ تمہارے جھوٹے برتنوں کو چھوا تو گھر سے نکال دی جاؤ گی۔"

مہری تو مہری تھی۔ مہترانی سے جب بولا کہ "گالدان ٹھیک صاف نہیں کرتی ہو"

وہ تنک کر بولی، "یہ میری چھاتی ہے، جو اتنا بھی کر رہی ہوں، کوئی اور ہوتی تو کبھی کی بھاگ جاتی۔ سٹرانڈ آئی ہے سٹرانڈ، کمین کہیں کی۔ بڑی کھری کھری سنتی ہوں۔"

"اس میں بے ہودگی کا کیا سوال ہے" وہ بولا۔

بات پوری نہ کرنے پایا تھا کہ وہ تیز ہو کر بولی "بہت کہو گے تو ہاتھ لگانا بھی چھوڑ دوں گی۔"

"واہ رے تیرا دماغ" اس کی زبان سے نکلا۔ اسے وہم ہوا جیسے وہ یہ باتیں آج سے کچھ برس پہلے کہہ رہا ہے۔ "میں اب کچھ دے نہیں سکتا ہوں، اس لئے یہ سب کہہ رہی ہو۔"

وہ کسی قدر غصہ سے بولا

"تمہارے پلے ہی کیا ہے؟" وہ چمک کر بولی۔

"میرے پلے" اس کا غصہ بڑھ گیا۔ "یہ گھر، سامان، دولت میرے نہیں تو اور کس کے ہیں؟"

"سٹیا تو نہیں گئے، جیتے رہیں گھر والے" وہ مسکرا کر بولی۔

"میرے گن بھی گائے تھے تم نے؟"

"ہاں لالہ" وہ منہ بنا کر بولی "کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی راتیں، اب تم یہ خیر مناؤ کہ جلدی سے پاپ کٹ جائے۔"

"حرام خور" اس کے منہ سے نکل گیا۔

"مجھے کیوں کوس رہے ہو، کوئی نرغریب ہوں، اپنی اولاد سے کیوں نہیں کہتے۔"

وہ چل گئی۔ لالہ جیسے اوس پڑ گئی تھی، اس کا سارا غصہ ہرن ہو گیا۔ مہترانی نے جیسے اس کی مردہ رگ کو چھیڑ دیا تھا۔ آج اس کے لڑکے دولت میں کھیل رہے تھے، دولت اکٹھی کرنے کے لئے انہوں نے کیا کیا جتن کئے تھے، کیسے کیسے مظالم ڈھائے تھے اس کے دماغ میں سب باتیں دوڑ گئیں، ایک ایک واقعہ نظروں کے سامنے آ گیا۔ جب لالہ دھومی مل کے نام کا ڈنکا اس شہر میں کیا دور دور تک بج رہا تھا۔ روپے کا لین دین چلتا تھا۔ غریبوں کے علاوہ اچھے کھاتے پیتے لوگ بھی اس کے مقروض تھے قرض وصول کرنے کے لئے جائز و ناجائز کیا کیا نہ کرتا تھا۔ آج اسے ان واقعات پر غور کرنے کا موقع ملا تھا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

فرشتے کی سیر!

از جناب اندر جیت شرما

فرشتہ اُڑ رہا تھا اک فضائے آسمانی میں
یکایک ہو گیا حیراں زمیں کے شورِ محشر سے
نظر آئیں یہاں اس کو وہ سفاکی کی تصویریں
نہتوں پر ستمگاروں کی تلواریں چلتی ہیں
سیاہی گھولی جاتی ہے تبرک کے گلاسوں میں
شرر انگیز فتنوں میں حیا کی روح پلتی ہے
نشاں بوئے محبت کا نہیں گلزارِ عالم میں
عجب ہتھیار چلتے ہیں دلوں پر فتح پانے کو
جہاں کے زیر کرنے کو نئی چالیں نکلتی ہیں
دیا جاتا ہے جامِ مرگ شربت کے بہانے سے
دغا بازی سے انسانوں کو انساں رام کرتا ہے
جہنم کا نمونہ ہے کہ انسانوں کی بستی ہے
کسی دل پر اثر ہوتا نہیں شیون کے نالے کا
نہ غربت کا تقاضا ہے نہ خودداری سے مطلب ہے
فرشتے نے جو دیکھا یہ مصیبت خیز نظارہ
کہا لعنت ہے انسانوں کی بے حس زندگانی پر
ابھی الفاظ یہ پورے ادا ہونے نہ پائے تھے
کسی زنداں سے آئی اک صدا اس کے کانوں میں
ہوا سن کر وہ چوکنا نظر آواز پر پہنچی
محبت کا بشر دیکھا عمل کا دیوتا دیکھا
وہ پژمردہ سا چہرہ ہے مگر ایسا ہے نورانی
فرشتہ اس کے قدموں پر گرا جوشِ عقیدت سے

نگاہِ شوق تھی ڈوبی ہوئی بحرِ روانی میں
ادھر دیکھا اٹھا کر آنکھ محویت کے منظر سے
کہ جنکے ڈر سے ہوں لرزاں جہنم کی بھی تعزیریں
غریبوں کو ہوس کاروں کی تدبیریں نگلتی ہیں
لگائے جاتے ہیں دھبے تقدس کے قباؤں میں
ستم آمیز سانچے میں نئی تہذیب ڈھلتی ہے
مزہ ہے زندگی کا تو کچھ آزارِ عالم میں
ستم ایجاد ہوتے ہیں غریبوں کے مٹانے کو
فضائیں ناگنیں کالی غضب کا سم اگلتی ہیں
اجل کا تیر جاتا ہی نہیں خالی نشانے سے
کسی کا نام کرتا ہے کسی کا کام کرتا ہے
درندوں کی ولایت ہے کہ انسانوں کی بستی ہے
جسے دیکھو اسی کو ہے خیال اپنے نوالے کا
وفاداری سے نفرت ہے جفاکاری سے مطلب ہے
یہ وحشت ناک نظارہ یہ دردانگیز نظارہ
گرے قہرِ خدا کی برق اس دنیائے فانی پر
وہ منہ کھولے رہ گئے منہ میں جو ہونٹوں پر آئے تھے
فضا میں گونج کر پہنچی دعا سی اس کے کانوں میں
کسی کمزور قیدی کے عجب انداز پر پہنچی
جہاں میں ایک ہی پتلا وہ استقلال کا دیکھا
کہ جس کے سامنے خورشید کو ہوتی ہے حیرانی
فلک پر اڑ گیا کہتا ہوا فرطِ مسرت سے

جو کانٹوں سے نہیں ڈرتے وہی پھولوں میں تُلتے ہیں
مصیبت میں بشر کے جوہرِ مردانہ کھلتے ہیں

پچھلے صفحے سے

دولت جمع کرنے کی دھن انسان کو اندھا بنا دیتی ہے رحم، کرم کی جگہ ظلم و جبر لے لیتا ہے۔ ایماندار پر دغا اور فریب غالب آ جاتے ہیں۔

"میں دغاباز ہوں کب کہا تم نے" جیسے پورن کی بات یاد آ گئی تھی۔

"اور جھوٹے بھی" پورن بولا "دس روپے دے کر ہمیں مانگ رہے ہو"

"ہماری بلی ہمیں کو میاؤں" وہ بولا۔

"میاؤں ویاؤں کو چھوڑو لالہ میرے پاس اس وقت ایک کوڑی نہیں"

"نالش کر دوں گا" وہ بگڑ کر بولا۔

"دس روپے کے لئے نالش کرو گے"

"نالش ایک آنہ پر بھی ہو سکتی ہے" وہ دھمکی دیتے ہوئے بولا۔

پورن سہم کر بولا "جہت مت کرو، ہوں ایک مہینہ اور رک جاؤ پائی پائی ادا کر دوں گا"

"اب آئے راستے پر" لالہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"مجھے کیسا انکار ہے، دو جوتے مار لو۔ کیا کہہ سکتا ہوں میں تمہیں"

"بے کار کی باتیں چھوڑو۔ مجھے تو روپے چاہئیں ہیں وہ لاؤ۔"

"کہا تو ہے بڈھا بیمار پڑا ہوا ہے، اسکی دوا دارو کے لئے ہی پیسہ نہیں، روپے کہاں سے دوں"

"ہمیں خبر نہیں چوری کر دیا ہوگی"

لالہ جی غریب چوری کیا کرے گا، مجبوری کا بندہ ہے، جو کہتا ہوں پڑھے پر لگا دیتا ہوں"

"جب کہو یہی سنتا ہوں، بڈھا بیمار پڑا ہے آخر کب تک بیمار پڑا رہے گا وہ"

"یہ بھی کوئی بس کی بات ہے، آج بیمار ہے کبھی اس نے مجھے پالا تھا۔ گنگا جلی اٹھا لو جو جھوٹ کہوں۔ مجھے بڈھے سے کوئی چیز پیاری نہیں۔ ایشور کسی غریب کو بیمار نہ ڈالے، خون سوکھ جاتا ہے میرا جب اسکی تکلیف دیکھتا ہوں۔ بڑا دکھ پا رہا ہے"

دھومی مل کو ہڈیاں دکھتی ہوئی معلوم دے رہی تھیں، کراہتے ہوئے کروٹ لے کر پورن کے الفاظ دہرا کر بولا "بڑا دکھ پا رہا ہے" تو کیا روپے چھوڑ دوں اس کے لئے؟"

پورن کی آنکھیں بھر گئیں جیسے لہو کے گھونٹ پی رہا تھا، دھومی مل غصہ سے پیچ و تاب کھاتا ہوا چلا گیا اگلے روز ہی کچھ سپاہیوں کے ساتھ اس کے دروازے پر کھڑا تھا۔

"پورن پورن" آواز آئی۔ "باہر لالہ کھڑے ہوئے ہیں"

پورن بڈھے کے پاؤں داب رہا تھا، باہر نکل کر بولا "کیا حکم ہے لالہ جی"

"حکم کے بچے" سپاہی بولا، لالہ کے روپے نکالو ورنہ گھر کا سارا سامان باہر پھینک دیں گے"

وہ کانپ کر بولا "کل آپ سے کہہ تو دیا تھا کہ بڈھا بہت بیمار ہے۔"

وہ بات کاٹ کر بولا "میں ایک لفظ نہیں سنوں گا"

سپاہیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "انکی صورت دیکھ لو، ہاتھ چھوڑ دیا تو مجھ سے کچھ مت کہنا سننا"

"دیا کرو لالہ جی" پورن بھرا کر بولا۔

"اس طرح اگر روپے چھوڑ دوں تو کوئی مجھے ایک پائی نہ دے گا"

پورن پاؤں پر گر پڑا، وہ ٹھوکر مار کر بولا "یہ یوں نہیں مانے گا اسے تھانے لے چلو"

دو مضبوط ہاتھوں نے اس کی کلائیاں پکڑ لیں، بیمار بڈھا انگنائی میں پڑا پڑا دیکھ رہا تھا، چلا کر بولا "میرے بیٹے کو چھوڑ دو، اس نے کیا ڈاکہ ڈالا ہے جو یوں پکڑ کر لے جا رہے ہو"

"چھوڑ دیتا ہوں، میرے روپے دیدو" لالہ چلتے چلتے بولا۔

"روپے" جیسے کوئی منہ چڑا رہا ہو، بڈھے کو کھانسی اٹھی، شدت جذبات سے کانپ رہا تھا، کھانستے کھانستے بے حال ہو رہا تھا، اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا "اسے چھوڑ دو" جیسے بولنے سے اس کی رگیں تن گئی تھیں۔ سینہ میں درد بڑھ گیا تھا کھاٹ پر گر پڑا۔

دھومی مل اس کے بیٹے کو لے جا رہا تھا صرف دس روپے کی خاطر جو اس نے بیمار باپ کی دوا دارو پر لگائے تھے، وہ پوری طاقت سے بولا "میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، ایشور مجھے موت دے کاش میں بیمار ہوتے ہی چلا جاتا، آج یہ دکھ آنکھوں سے نہ دیکھتا" اسکی آنکھیں ابل پڑیں، جیسے ساری ممتا آنکھوں میں آنکھوں میں کھنچ آئی تھی۔

سوچتے ہوئے دھومی مل کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ بڈھا اس کا گلا گھونٹ رہا ہے، آنکھوں سے آگ نکل رہی ہے، چلا کر بولا "مجھے بچاؤ"

بہری جو کھانا لا رہی تھی، کانپ کر بولی "بہو جی، بہو جی"

"کیا ہے" بڑی بہو کھاٹ پر لیٹے لیٹے بولی۔

"لالہ کے چیخنے کی آواز آ رہی ہے"

"وہ تو یوں ہی چلاتا ہے۔"

بہری دوڑ کر آگے بڑھی، دھومی مل کے ہاتھ اپنی گردن پر تھے، جیسے کسی کی گرفت سے گلو خلاصی پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"چھوڑ دے مجھے" وہ چلا رہا تھا۔ "میں نے تیرے بیٹے کو جیل نہیں بھیجا، چھوڑ دے میرا سانس رک گیا ہے۔ حلق سوکھ گیا ہے، آنکھیں پھٹی جا رہی ہیں" ہاتھ پھیلا کر بولا "ایک گھونٹ پانی"

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

قیمت فی شیشی (۲۰ دن کا کورس) پانچ روپے

ہمدرد دواخانہ دہلی

محترم شباب آور

قیمت نمونہ، چار خوراکیں ایک روپیہ

"معجون شباب آور" چند خاص جوہروں اور مشک و عنبر اور موتیوں کا ایک سائنٹی فک مرکب ہے۔ جسے جدید تحقیقات کی روشنی میں جدید ترین مشینری سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ دل و دماغ اور اعصاب کو قوت پہنچا کر قوت باہ بے انتہا پیدا کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ ۲۰ دن کا استعمال ناامیدیوں اور مایوسیوں کا یقینی طور پر خاتمہ کر دیتا ہے شادی سے نہ گھبرائیے۔ آج ہی سے معجون شباب آور کا استعمال شروع کر دیجیے۔

ہمدرد دواخانہ، لال کنواں، دہلی

دورالہ کی نفیس شکر

خاص استعمال کیلئے

یہ دنیا کے ڈبوں میں بند کی ہوئی قسم کی شکر ہے جس کا ہر ذرہ اتنا ہی ملائم ہے جتنی نفیس ترین فرنچ شکر۔ دورالہ کی شکر بنتے ہوئے گنے کے رس کو بھی اصل پہلے صاف کر کے تیار کی جاتی ہے اور ہر قسم اعلیٰ اور خالص ہے۔ ڈبوں میں بند کیجانے سے یہ شکر فرنچ شکر سے قیمت میں بہت کم ہے پھر بھی اپنی خوبیوں کے لحاظ سے دنیا کی بہترین شکر کا مقابلہ کرتی ہے۔

ڈمیرارا شکر — بہت شیریں اور سفید شکر جو کریم کیک وغیرہ کے لئے بہت موزوں ہے۔

کیسٹر شکر — دستر خوان پر استعمال کرنے کیلئے نہایت نفیس ٹکڑے جو چائے کے فرج میں بند کر دیجیے۔

دورالہ کی شکر کا دوسرا استعمال

کیوب شوگر اور کافی کریسٹلس، گرنیلڈ سیریپ اور شیرہ ٹافی اور جیلی بنانے کے لئے۔ تھوڑی سی ام ٹی ڈالیں اور اچھے اسٹوروں سے مل سکتی ہیں۔

دورالہ شوگر ورکس

خط و کتابت کا پتہ: ایجنسیز اینڈ کمپنی لمیٹڈ دہلی، بمبئی، کلکتہ، مدراس، کراچی، لاہور اور راولپنڈی

تکیہ کا غلاف

از جناب شوکت تھانوی

مزاحیہ

بھائی جان نے ہمارے بستر سے تکیہ اٹھا کر بھابی جان کے حضور میں پیش کرتے ہوئے کہا:۔

"میں نے کہا، دیکھتی ہو نا کیسا خوبصورت باریک اور نفیس کام دلہن نے بنایا ہے جی چاہتا ہے کہ دیکھتے ہی رہو"

بیگم کی تعریف سنکر غیر ارادی طور پر ہمارے ہاتھ تکیوں پر تاؤ دینے کے لئے اٹھ گئے اور عجیب محسوس طریقہ پر کچھ شان سی ہم میں پیدا ہو گئی،

معلوم یہ ہوتا تھا کہ گویا یہ بیوی کی تعریف نہیں ہوئی ہے بلکہ ہم تو آغا خاں ہیں اور ہمارا گھوڑا ڈربی ریس میں دوڑ آیا ہے،

مگر بھابی جان کے رخ روشن کی طرف نظر جو اٹھی تو وہاں منہ سے لے کر ناک اور پیشانی تک کی تمام کھائیاں خراب ہو چکی تھیں اور چین جبیں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کو کوئی نہایت سخت گالی دی گئی ہے،

مگر بھائی جان تھے کہ تعریفوں کے پل باندھے دیتے تھے،

اس تکیہ کے غلاف میں خوبی یہ ہے کہ تاج محل کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس کی ایک ایک اینٹ ظاہر کر دی ہے اور اس کے سامنے کی نہر اور نہر کے فوارے تو سبحان اللہ بھئی حد انظر بد سے بچائے ماشاء اللہ خوب بنایا ہے"

بھابی جان سے آخر نہ رہا گیا جل کر بولیں:۔

"میں کہتی ہوں کہ آخر تم کو اور کوئی کام بھی ہے یا بس بیٹھے ہوئے بھاوج کی تعریفوں کے پل باندھو جاؤ گے"

معلوم ہوتا ہے جیسے کشیدہ کاری دیکھی ہی نہیں ہو

بھائی جان آدمی ہیں سخن فہم، فوراً سمجھ گئے، مگر چونکہ اس وقت صاف گوئی پر تلے ہوئے تھے لہٰذا شوخی پر یعنی بیوی کے سامنے بھی سچ ہی بول دئے کہ

"کشیدہ کاری دیکھی کہاں نہیں ہے مگر میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ کشیدہ کاری کی جو نزاکت اس نمونہ میں پیش کی گئی ہے وہ اس فن کے کمال کا درجہ رکھتی ہے"

بھابی جان نے اور بھی جل کر کہا "اچھا خیر تمہاری بھاوج بڑی لائق سہی اور میں بڑی نالائق سہی"

بھائی جان نے گڑبڑا کر جلدی سے کہا:۔

"یہ کس مردود نے کہا کہ تم نعوذ باللہ نالائق ہو۔ بھئی بات یہ ہے کہ ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است،

میرے خیال میں تم کھچڑا ایسا پکاتی ہو کہ بڑے سے بڑا باورچی بھی تمہارے سامنے نہیں ٹھہر سکتا یا جیسے ہنڈیا کے کچا لو تم بنا لیتی ہو، میں تو کہتا ہوں کہ بڑے سے بڑے لاٹ کی بیوی بھی ویسے کچا لو نہیں بنا سکتی، مگر یہ ماننا پڑے گا کہ یہ تکیہ کا غلاف بھی دلہن نے خوب بنایا ہے"

بھابی جان نے منہ چڑا کر کہا "جس کو ذرا فرصت ہوا اور سوئی ہاتھ میں پکڑنا جانتی ہو وہی بنا لیگی یہ تو بہت معمولی سا کام ہے،

اور نہیں تو کیا ایم۔ اے، بی۔ اے کی ڈگری ہے جب کہو میں تم کو خود بنا کر دے دوں مگر تم ہو لے دھنگے دو ہی دن میں تیل سے چپڑا ہوا سر رکھ کر چکٹ کر دو گے"

بھائی جان نے کہا تم بھی بیگم بخدا کمال ہی کرتی ہو

ارے بھائی اور تو خیر کچھ نہیں لیکن اگر تم ایسا تکیہ کا غلاف بنا دو تو آج سے تمہارا غلام ہو جاؤں گا تو کہتی ہو تیل سے چپڑا ہوا سر رکھنے کو، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں اس کو شیشہ کے چوکھٹے میں جڑوا کر اپنی بیٹھک کے کمرہ میں آویزاں کر دوں گا"

بھابی جان کو جو غصہ آیا تو اپنی بقچی کھول کر ہمارے تکیہ کو سامنے رکھ کر بیٹھ گئیں فی البدیہہ تکیہ کا غلاف فرمانے، بھائی جان تھوڑی دیر تو چشمہ سے نظر بھیا بھیا کر اپنی بانوئے محترم کی اس ادا کو دیکھتے رہے اس کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے لگے اونگھنے اور پھر فرفر خراٹے دار نیند نے ان کو غائب کر دیا ہم خاموشی کے ساتھ اخبار پڑھنے لگے،

قصہ دراصل یہ تھا کہ ہم عرصہ کے بعد دوپہر کی تعطیل میں بھائی جان سے ملنے آئے تھے اور بغیر کسی شخص کے بیگم کے تکیہ پر زیر بحث غلاف بھی چڑھا دیا تھا اگر اس غریب کو معلوم ہوتا کہ یہی غلاف باعث مواز نہ انیس و دبیر بن جائے گا تو قیامت تک بھابی جان سے تصادم کے لئے تیار نہ ہوتا،

بھائی جان تو خراٹے لے رہے تھے اور ہم اخبار پڑھنے کے بہانے اسی لطیفہ کو پڑھ رہے تھے کہ:۔

"جل تو جلال تو صاحب کمال تو آئی بلا کو ٹال تو"

خدا جانے اسی عالم میں ہماری بھی آنکھ کب لگ گئی حالانکہ ہم دن میں سونے کے عادی نہیں ہیں بہر حال جب آنکھ کھلی تو چراغ جلنے کا وقت تھا مگر بھائی جان بدستور والسرائے کا اسپیشل بنے ہوئے خراٹوں سے نہایت تیز رفتاری کے ساتھ سو رہے تھے اور بھابی جان کی تمام تر توجہ اسی تکیہ کے غلاف کی جانب مبذول تھی، ہم نے جلدی سے اٹھ کر بھائی جان کو اٹھایا اس لئے کہ اسی وقت ایک عزیز میں شرکت کرنا تھی،

ان حضرت نے اٹھتے ہی پہلے تو اپنی رفیقۂ حیات کے اس انہماک کو بڑے پیار اور رحمت کی نظروں سے دیکھا پھر خدا جانے کیا خیال آیا کہ ان کی کاریگری کو دیکھنے کے لئے ان کی طرف جھپٹے، مگر بھابی جان نے فوراً اپنے بنائے ہوئے غلاف کو زانو کے نیچے دبا کر کہا:۔

"یہ کیا حرکت، بس ابھی نہ دکھاؤں گی جب بالکل تیار ہو جائے اس وقت دیکھئے گا،

بھائی جان ہمیشہ کے لئے جلد باز واقع ہوئے ہیں کہنے لگے تاہم بطور نمونہ آخر کیا مضائقہ ہے،

بھائی جان نے کہا۔

اوں ہوں نہیں ہرگز اس کی جھلک بھی دکھاؤں گی آخر جلدی ہی کیا ہے؟

اور ہر بھابی جان نے یہ انکار کیا اور ادھر ہم نے بھائی جان سے ٹی پارٹی میں جانے کی جلدی کی لہٰذا وہ بیچارے کچھ مجبور ہو گئے اور ہمارے ساتھ ٹی پارٹی میں شرکت کے لئے روانہ ہو گئے،

ٹی پارٹی سے ہم لوگوں کی واپسی تو جلد ہو گئی تھی مگر رات میں ایک بہت عمدہ فلم کا اشتہار دیکھ کر سینما کا پروگرام بن گیا اور وہاں سے واپسی ہوئی دیکھتے کیا ہیں کہ بھابی جان بدستور لیمپ کے سامنے بیٹھی ہوئی آنکھیں پھوڑ رہی ہیں

بھائی جان اس وقت بھی غلاف دیکھنے پر اصرار تو ضرور کرتے مگر بھوک کے غلبہ کے آگے ان کے لئے دنیا ہیچ ہوتی ہے چنانچہ آتے ہی دوزانو تخت پر بیٹھ گئے اور بڑی زور سے کھانا لگاؤ کا نعرہ بلند کیا بھابی جان نے نہایت رازداری کے ساتھ تکیہ کے غلاف کو چھپا کر جواب دیا۔

"آج تو خدا ہی مالک ہے جو کوئی ڈھنگ کی چیز آپ کے کھانے کے لئے مل جائے،

یہ کہہ کر بھابی جان باورچی خانہ تشریف لے گئیں اور وہاں سے تھوڑی ہی دیر میں کھانا بھیجا مگر اب یہ لطیفہ ہوا کہ بھائی جان نے پہلا ہی لقمہ جو منہ میں لیا ہے تو معلوم یہ ہوا کہ کسی نے آتشبازی کے فتلہ میں آگ لگا دی ہے منہ پیٹتے ہوئے ایک دم سے کھڑے ہو گئے اور چہرہ سرخ ہو گیا بمشکل تمام یہ غلط فہمی دور ہو سکی کہ بچھو نے نہیں کاٹا ہے بلکہ سالن دراصل مرچوں کا حریرہ ہے

واقعی اس میں اس قدر مرچیں تھیں کہ خود ہم کو بھی اپنے اوپر آتش فشاں پہاڑ ہونے کا شبہ ہونے لگا آخر کار سالن سے صبر کر کے دال پر قناعت کرنے کا ارادہ کر کے منہ جو چلایا تو معلوم ہوا کہ سانبھر جھیل میں غوطے لگا رہے ہیں یا بعور دریائے شور کی سزا بھگت رہے ہیں،

خیر ہم تو خاموشی سے یہ مختلف مزے چکھ ہی رہے تھے مگر بھائی جان کا برا حال تھا کبھی پھنکار لگاتے تھے اور کبھی ڈنڈ پیلنا شروع کر دیتے تھے، آخر نہایت ہی منتشر ہو کر کہنے لگے:۔

میں کہتا ہوں بیگم کہ یہ آفت کیا ہے آج تم نے نمک نمک نہ چکھا، مصالحہ تک نہ دیکھا اب بتاؤ کہ میں کیا کھاؤں اور کیونکر اپنا دوزخ پاٹوں"

بھابی جان نے ترکی بہ ترکی کہا اب چاہو کھانا بکواؤ یا غلاف بنوا لو میرے دو ہی تو ہاتھ ہیں کوئی دس پانچ تو ہیں نہیں کہ یہ بھی کر دوں اور وہ بھی"

بات تھی معقول اور واسطہ تھا تکیہ کے غلاف کا، لہٰذا بھائی جان نے نہایت مجبور ہو کر بالائی منگانے کی تجویز پیش کی اور اس طرح رات کو پیٹ بھرا جا سکا مگر اس کے بعد بھی اس تکیہ کے غلاف کی زیارت نصیب نہ ہو سکی اس لئے کہ وہ مکمل نہ تھا اور ہم دونوں کو حسرت دیدار ہی میں سو جانا پڑا۔

بھابی جان بیچاری پھر اس ناشدنی غلاف کو لے کر بیٹھ گئیں اور خدا جانے رات بھر کشیدہ کاری فرمائی یا کیا کیا؟ کہ صبح جو ہم اٹھے تو وہ گویا ہماری بیداری کی منتظر بیٹھی تھیں اور بھائی جان اسی انتظار میں حضرت جلائے بیٹھے تھے ہم کو دیکھتے ہی بھابی جان نے کہا:۔

"آیئے آپ دونوں اور دیکھئے غلاف کو، جلدی میں جیسا بن سکا ہے بنا دیا ہے

ہم دونوں نے نہایت اشتیاق کے ساتھ غلاف کو دیکھا تو بھائی جان نے دیکھتے ہی کہا یہ الٹا ہے اس کو سیدھا کرو

بھابی جان نے کہا "ارے واہ یہ الٹا ہے یا سیدھا، ذرا

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

"گھاس سے انسان تک!"

(از جناب شنکر سروپ بھٹناگر ایم، اے)

جب فیثا غورس ہندوستان میں پڑھتا تھا تو اس نے جنگلی جانوروں اور درختوں کی زبانیں سیکھ لی تھیں، ایک روز جبکہ سمندر کے کنارے ایک چراگاہ میں ٹہل رہا تھا تو اس نے ایک گھاس کو یہ کہتے ہوئے سنا

"میں کتنی بدقسمت ہوں کہ میں نے گھاس کی زندگی پائی، میں مشکل سے دو انچ ہی بڑھ پاتی ہوں کہ کوئی مجھے اپنے بھاری پنجوں سے کچل دیتا ہے، جو جانور مجھے کھاتا ہے اس کے دانت تیز بھالوں کی طرح ہوتے ہیں جن سے وہ مجھے کاٹتا ہے چباتا ہے اور نگل جاتا ہے، انسان اس کو بکری کہتے ہیں میں خیال کرتی ہوں کہ اس سے زیادہ نفرت انگیز دوسرا کوئی جانور نہ ہوگا"

وہ تھوڑے فاصلہ پر ہی چلا ہوگا کہ اس نے ایک مچھلی کو چٹان پر جائی لیتے ہوئے دیکھا، اس نے مچھلی کو پکڑنا چاہا مگر وہ ان دردناک الفاظ میں بولی،

"اے قدرت! گھاس کتنی خوش نصیب ہے تو نے ہی گھاس کو بنایا ہے اور تو نے ہی مجھے بھی، حالانکہ گھاس کاٹ دی جاتی ہے پھر بھی یہ اُگ آتی ہے مگر ہم بچاری مچھلیاں ایک ایک دن کی تعداد میں ناشتہ کی جاتی ہیں اور ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہیں مچھلیوں کی بھی کتنی بُری قسمت ہے اور آدمی بھی کتنے جنگلی ہیں"

وہ یہ سنکر کانپ گیا اس نے محسوس کیا کہ وہ زبردست گناہ کرنے والا تھا اس نے آنکھوں میں آنسو بھر کر مچھلی سے معافی مانگی اور اس کو وہیں چٹان پر رکھ دیا جیسے ہی وہ شہر واپس آرہا تھا اس نے مکڑیوں کو مکھی کھاتے دیکھا اور ابابیلوں کو مکڑی،

مگر اس نے اپنے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا ان میں سے ایک بھی فلاسفر نہیں ہے،

جیسے ہی وہ شہر میں داخل ہوا آدمیوں کی بے ترتیب بھیڑ ملی لوگ ادھر ادھر چلاتے ہوئے دوڑ رہے تھے وہ دیکھتا رہ گیا، اسکے چوٹ بھی لگ گئی۔

وہ گر بھی پڑا۔

"بہت اچھا ہوا" ایک نے کہا۔ وہ اسی کا لائق تھا

"کون؟" اس نے پوچھا جیسے ہی اس نے کھڑے ہونے کی کوشش کی،

آدمی بے ترتیبی سے ادھر اُدھر برابر دوڑ رہے تھے اور چلا رہے تھے، ان کو اُبلتے ہوئے دیکھنا کتنا اچھا معلوم ہوگا فیثا غورس نے خیال کیا کہ شاید ان آدمیوں کا مطلب سبزی کو اُبلتے دیکھنے سے ہے مگر وہ غلطی پر تھا ان کا مطلب دو پیغمبروں سے تھا،

"اوہ" اس نے کہا یہ دونوں بے شک بہت بڑے فلسفی ہیں جو کہ اپنی زندگی سے اُکتا گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی دوسری شکل میں ان کو پیدا کر دیا جائے، آدمی کو اپنے رہنے کی جگہ تبدیل کرنے میں خوشی ہوتی ہے،

حالانکہ دوسری جگہ اس کو تکلیف ہی ہو آخر اپنی اپنی رائے!

وہ اس غول کے ساتھ اس عام جگہ کی طرف روانہ ہوا جہاں پہونچکر اس نے لکڑیوں کا ڈھیر اور اس کے پاس ایک لکڑی کی بینچ دیکھی اس بینچ پر منصف بیٹھے ہوئے تھے،

ان منصفوں میں ایک ایماندار شخص بھی تھا جس سے وہ واقف تھا اس شخص نے فیثا غورس کو اس واقعہ کی کتھا سنائی،

ان دو اشخاص کی ذرا بھی یہ خواہش نہیں تھی کہ ان کو آگ کے شعلوں کی نذر کر دیا جائے دوسرے سنجیدہ منصفوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ دونوں جلا دئے جائیں، ایک کا قصور تھا کہ اس نے ایک غلط بیانی کی تھی، اور دوسرے کا جرم تھا کہ اس نے یہ فرض کیا تھا کہ ہر مذہب کا آدمی مرنے کے بعد ہی بہشت میں پہنچ سکتا ہے، گاؤں کی سیدھی سادی کم عقل عورتیں ایسی رائے زنی پر بہت بگڑ گئیں جب تک کہ انھوں نے منصفوں کو مروا دینے کا حکم دینے پر مجبور نہ کر دیا تب تک ان عورتوں نے منصفوں کو چین نہ لینے دیا،

اس کو یقین ہو گیا کہ گھاس سے لے کر انسان تک بربادی اور فنا کاری کے ذرائع کام کرتے ہیں اسپر بھی اس نے منصفوں سے اپنی نیک بیانی کے ذریعہ ان ملزموں کو رہا کروا لیا،

اسکے بعد وہ کرٹونا میں وعظ کہنے چلا گیا مگر ایک متعصب شخص نے اسکے مکان پر آگ لگا دی اور وہ بھی جل کر مر گیا، جس نے دو آدمیوں کی جان بچائی تھی،

پچھلے صفحہ سے

غور سے دیکھو

بعد کو بھائی جان کے خط سے یہ پتہ چلا کہ بھائی جان اسی قیمت کے خطرے کے سبب اپنے بیٹے پیلی گئی ہیں اور کبھی ہیں کہ بھائی جان کی موت زندگی بھر نہ دیکھوں گی۔

جب کچھ فوجی لندن واپس گئے تو ایک نوجوان دوشیزہ نے ان میں سے ایک سے پوچھا۔

"کیا تم نے کوئی نازی قتل کیا ہے؟"

"ہاں دو نے ہاتھ سے"

اس پر دوشیزہ نے اس کا داہنا ہاتھ چوم لیا اور پھر دوسرے سے مخاطب ہو کر بولی:۔

تم نے بھی کوئی نازی قتل کیا ہے؟

جی ہاں میں نے اسے دانتوں سے کاٹ کھایا تھا۔

دوسرے فوجی کا جواب تھا

۲۴ گھنٹے کے بعد تازگی۔ شمالی افریقہ سے ایک جنگی نامہ نگار نے ایک لڑائی کا حال بیان کیا ہے جس میں ہندوستانی فوجی سپاہیوں نے بڑی بہادری دکھائی۔ تمام دن ٹینکوں کے زور اور مسلسل گولہ باری کی وجہ سے انھیں مجبوراً رات کو پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ صبح کے وقت جبکہ جنگی نامہ نگار ان کے پاس پہونچا تو وہ اپنے آپ کو دوبارہ آراستہ کر رہے تھے۔ اخبار کے نمائندوں کے پاس ۲۵ پونڈ چائے تھی وہ خبریں حاصل کرنا تو بھول گئے اور فوراً چائے بنا کر پینے پلانے لگے۔ بہت سے ہندوستانی سپاہیوں کو ۲۴ گھنٹے کے بعد سب سے پہلے پینے کی جو چیز ملی وہ چائے تھی۔

جنگ کے ہر مورچے پر انسان کے سب سے بڑے جوہر ہمت اور استقلال کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ چائے کے خوبیوں کی عجیب و غریب سچی کہانیاں ہمارے پاس آئی ہیں کہ اتحادیوں کے سپاہیوں کو چائے کتنا زیادہ فائدہ پہونچا رہی ہے امن کے زمانے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ چائے سے بے ضرر اور فائدہ مند چستی پیدا کرنے والی ہے۔ اب لڑائی کے زمانے میں بھی یہ ثابت ہو رہا ہے

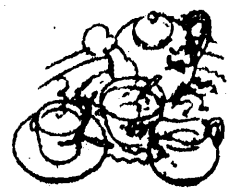

وقت پڑے کا ساتھی

ہندوستانی چائے

انڈین ٹی مارکٹ ایکسپنشن بورڈ نے شائع کیا

قدرتی قبض کشا

لیگزن دیگر معمولی قبض کشاؤں سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ اس کے کل اجزا بناتی ہیں۔

لیگزن قبض اور اس سے پیدا ہونیوالی دیگر بیماریوں مثلاً تھکاوٹ، سستی، بے خوابی، سردرد، بدہضمی جگر کی خرابی اور بھوک نہ لگنے وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

لیگزن دو شکلوں میں آتا ہے

لیگزن ایلیگزیر یا گولی جو آپ پسند کریں استعمال میں لائیں۔

LIXEN

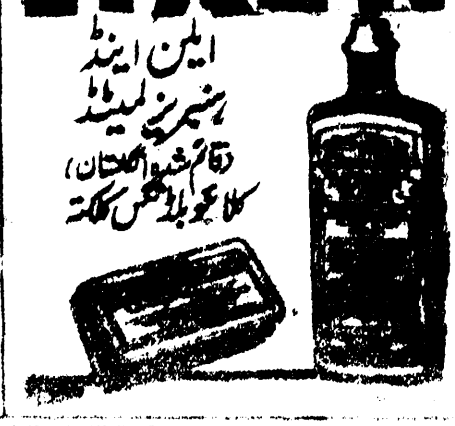

ایلن اینڈ ہنبرز لمیٹڈ
(قائم شدہ انگلستان)
کلائیو بلڈنگس کلکتہ

تیج ویکلی دہلی

۴ جنوری ۱۹۴۴ء

نیا سال!

۱۹۴۳ء کی رخصت اور ۱۹۴۴ء کی آمد

اس وقت جبکہ یہ سطریں قلمبند کی جا رہی ہیں یہ دنیا ۳۶۵ روز اور چند گھنٹوں میں آفتاب کے چاروں طرف ایک پورا چکر لگا چکی ہے، اور ۱۹۴۳ء سے گذر کر اب ۱۹۴۴ء میں داخل ہو رہی ہے، ایک سال کی طویل مدت تو درکنار، جو گھنٹہ یا جو منٹ یا سکنڈ رخصت ہو چکا ہے وہ پھر کسی قیمت پر بھی واپس نہیں آ سکتا، لیکن وہ اپنی یادگار انسان کے حافظہ میں چھوڑ جاتا ہے۔ اس وقت بھی ہمیں گذشتہ سال کے حالات پر ایک سرسری نگاہ ڈالنی ہے اور فطری طور پر آئندہ سال سے نئی نئی امیدیں وابستہ کرنی ہیں، ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ ۱۹۴۳ء کی طرح ۱۹۴۴ء بھی ہمارے لئے بے کار و بے نتیجہ ثابت ہوگا یا نہیں، مستقبل کا حال کسی کو معلوم نہیں، ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ماضی کو دیکھ کر مستقبل کا اندازہ کریں، یہ کیسے معلوم ہے کہ ۱۹۴۴ء کے پردے میں بھی تاریکی ہی تاریکی ہے یا ہمارے لئے راحت و مسرت کا کوئی روشن پیغام موجود ہے، تبدیلی اس دنیا کا بنیادی نظام ہے، اور حالات کو کروٹ بدلنے کی دیر نہیں لگتی۔

جہاں تک جنگ کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ۱۹۴۳ء اتحادیوں کے لئے ایک کامیاب اور امید افزا سال رہا ہے نہ صرف یہ کہ جرمن، روسی محاذ پر سرخ فوج کے بہادر سپاہیوں کی یورش نے ہٹلر کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے ہیں بلکہ برطانی اور امریکن فوجوں نے بھی شمالی افریقہ، بحیرۂ روم کی لڑائیوں میں وہ کارنامے پیش کئے ہیں جو بہر صورت قابل تعریف ہیں اور ان کی جنگی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ شمالی افریقہ کے تمام ممالک محوری اثرات سے بالکل پاک ہو گئے ہیں، اور بحیرۂ روم کا جنوبی ساحلی علاقہ اتحادی جہاز رانی کے لئے کھل گیا ہے۔ شمالی افریقہ کے بعد جزیرۂ سسلی کی فتح اور اس کے بعد اٹلی میں اتحادی فوجوں کا داخلہ اور اس کے ساتھ ساتھ مسولینی کا زوال، یہ تمام واقعات وہ ہیں جو اس جنگ کے سلسلہ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور اب یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اتحادی طاقتیں آخری فتح کی منزل کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہیں، اس وقت اٹلی کے دارالحکومت روما تک پہنچنے کے لئے ایک زبردست اتحادی مورچہ لگا ہوا ہے اور اگرچہ اٹلی میں جرمن فوجوں کی کمک اب بھی پہنچتی جا رہی ہے تاہم اتحادی فوجیں پورے استقلال کے ساتھ حملے کر رہی ہیں اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتی جا رہی ہیں۔

۱۹۴۳ء کے اندر اتحادی لیڈروں کی تین چار بڑی اہم کانفرنسیں بھی ہوئی ہیں جن میں کوئنک، قاہرہ اور طہران کی مشہور کانفرنسیں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور اس جنگ کے حالات پر اثر انداز ہوئے اور نئے نئے نتیجے پیدا کرنے میں اپنا جواب نہیں رکھتیں، اسی دوران میں اتحادی ممالک کے وزرائے خارجہ کی ایک بڑی کانفرنس ماسکو میں بھی ہوئی تھی، اور اسی کے کچھ دنوں بعد قاہرہ اور طہران کی کانفرنسیں وجود میں آئیں، قاہرہ کانفرنس میں پریسیڈنٹ روزویلٹ اور مسٹر چرچل کی گفتگو، مارشل چیانگ کائی شیک سے ہوئی اور طہران کانفرنس میں انہیں دونوں حضرات نے ایم، اسٹالن سے ملاقات کی، ان دونوں کانفرنسوں میں جنگ کو چلانے اور محوری طاقتوں پر فتح حاصل کرنے کی اسکیموں کے مشرق و مغرب کے بڑے بڑے مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوا اور دوران جنگ و زمانہ بعد از جنگ میں مکمل اتحاد عمل کی بنیاد ڈالی گئی۔

روس کی طرف سے جرمنی کے خلاف مغربی یورپ میں ایک دوسرے محاذ جنگ کا مطالبہ بہت دنوں سے کیا جا رہا تھا، طہران کانفرنس کے بعد یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ یہ دوسرا محاذ بہت جلد قائم ہونے والا ہے، نہ صرف یہ کہ آمریکہ سے بڑی بڑی فوجیں اور بے شمار اسلحہ و سامان جنگ اس کام کے لئے انگلستان آ چکا ہے بلکہ جنرل آئزن ہاور کو جو اب تک بحیرۂ روم میں تمام فوجی سرگرمیوں کے کمانڈر رہے ہیں اس نئے محاذ کا کمانڈر بنا دیا گیا ہے اور یہ واقعہ بجائے خود بہت اہم ہے کہ ۱۹۴۴ء میں جلد از جلد ہٹلر کے خلاف یہ نیا مورچہ قائم کیا جانے والا ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ دوسرا محاذ بہت وسیع ہوگا اور اتحادیوں کی طرف سے پوری کوشش اس امر کی ہوگی کہ ۱۹۴۴ء میں یورپ کی جنگ ختم ہو جائے تاکہ جاپان پر اب مکمل اور زبردست دھاوا کیا جا سکے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جاپانی علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے یورپ کی جنگ کے اختتام کا انتظار کیا جائے گا، جاپان کو شکست دینے کے مقصد سے وسیع پیمانے پر ایک جنوبی مشرقی ایشیائی کمانڈ قائم کیا گیا ہے اور اس کی باگ ڈور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ہاتھوں میں دے دی گئی ہے۔

اس مشرقی جنگ کے لئے ہندوستان کی اہمیت کتنی زیادہ ہے اس کے متعلق دو رائیوں کی گنجائش نہیں ہے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا صدر کوارٹر بھی ہندوستان ہی میں ہے اور اس وقت بھی ملک مشرق میں اتحادیوں کا سب سے بڑا اڈا بنا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ جاپان کو شکست دینے کے لئے ہندوستان اور چین ہی کی سرزمینوں کو سب سے بڑی اہمیت حاصل ہے یہی دونوں ممالک جاپان سے یا جاپان کے مقبوضہ علاقوں سے قریب ترین ہیں اور جاپانی دشمن چین کے اندر اور ہندوستان کی سرحد پر موجود ہے لیکن چین اور ہندوستان میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر ایک آزاد ملک ہے اور موخر الذکر کا نظم و نسق غیر ملکی ہاتھوں میں ہے، اسی لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ ہندوستان کو بہر طور مطمئن کر دیا جائے اور اس کو ایک برابر کے آزاد اتحادی کی طرح پہلو بہ پہلو کھڑے ہوئے اور اپنے تمام ذرائع کے ساتھ جاپان سے جنگ کرنے کی اجازت دی جائے مگر افسوس ہے کہ برطانی حکومت کی سامراجی پالیسی میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے، ۱۹۴۳ء گذر چکا ہے اور اس گذشتہ سال کے اندر مسٹر چرچل اور مسٹر ایمری کی تقریروں میں ہندوستان کے لئے ایک امید افزا لفظ بھی نہیں کہا گیا، اسی کے پرانے وہی لارڈ لنلتھگو سات سال تک حکمرانی کر کے انگلستان واپس چلے گئے اور اس کے بعد لارڈ ویول ہندوستان کے وائسرائے بنکر آئے لیکن موخر الذکر نے اب تک ہندوستان کے سیاسی مسئلہ پر خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور یہ خاموشی صاف بتلا رہی ہے کہ برطانی حکومت ہندوستان پر اپنی سامراجی گرفت کو ڈھیلا کرنا نہیں چاہتی، یہ ایک نہایت افسوسناک امر ہے کہ قاہرہ اور طہران کانفرنسوں کے اعلانات میں تمام دوسرے ممالک کے لئے یہاں تک کہ کوریا تک کے لئے کچھ نہ کچھ پیغام موجود تھا مگر بدنصیب ہندوستان کے لئے کوئی امید افزا پیغام موجود نہ تھا۔ اس لئے اس وقت جبکہ ہم ۱۹۴۴ء میں قدم رکھ رہے ہیں ہمارے جذبات میں حوصلہ مندی اور توقعات کا کوئی عنصر موجود نہیں ہے، ہندوستان کے بعض اہم ترین علاقے اب تک قحط اور امراض کے شکار ہیں، ہمیں مستقبل میں کوئی روشنی سر دست دکھائی نہیں دیتی، ہمارے بڑے سیاسی رہنما جیلوں کے اندر ہیں، ہندوستان کا بچہ بچہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ حکومت کا فرض ہے کہ ان لیڈروں کو رہا کر کے ایک نئی گفت و شنید اور ایک مستحکم قومی حکومت کے قیام کا دروازہ کھول دے مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی اور معقولیت کی اس آواز پر جو صرف ہندوستان ہی سے نہیں بلکہ انگلستان کے سمجھدار طبقوں سے بھی اٹھ رہی ہے، کان نہیں دھرتی، انہیں حالات کے اندر ہم ۱۹۴۳ء کا خیر مقدم کر رہے ہیں اور اس موقعہ پر ہم اپنے ناظرین کو سال نو کی مبارکباد اور خیال سے پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے مستقبل سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ تاریکی اور کے پیچھے آفتاب کا وجود ہی ہوا کرتا ہے۔

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی سلور جوبلی

یہ جو ہفتہ ابھی ابھی گذرا ہے اس میں عام طور پر بڑی سیاسی انجمنوں کے سالانہ جلسے ہوا کرتے ہیں ایک زمانہ وہ تھا جبکہ انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس بھی اسی ہفتہ میں ہوا کرتے تھے لیکن لاہور کے اجلاس کے بعد وقت بدل دیا گیا تھا اور بعد کو مارچ اپریل کے مہینوں میں کانگریس کا اجلاس ہونے لگا تھا، اس وقت تو کانگریس جیل کے اندر ہے اور اس کے اجلاس دو سال سے ملتوی ہیں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس اس سال کراچی میں اور نیشنل لبرل فیڈریشن کا سالانہ جلسہ بمبئی اور آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا پچیسواں سالانہ اجلاس امرتسر میں ہوا ہے اور اس موقعہ پر ہندو مہاسبھا کی شاندار سلور جوبلی منائی گئی ہے ہمیں انتہائی افسوس ہے کہ امرتسر کے سرکاری حکام نے صدر کے نہایت ہی پرشوکت جلوس پر لاٹھی چارج کر کے ہندوؤں کے شہری حقوق پر ایک ایسی ضرب لگائی ہے جسے ہندو قوم کبھی فراموش نہیں کر سکتی، اور حکومت پنجاب کا فرض ہے کہ وہ اس بات کا جواب دے کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ اگر لاٹھی چارج کو مہابیر دل کے والنٹیروں کی وردی پر اعتراض تھا تو انہیں معلوم ہونا چاہئے تھا کہ ان والنٹیروں نے جلوس میں شرکت ہی سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد جلوس نکلنے پر جلوس کا لائسنس منسوخ کرنا اور جلوس کو منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج کرنا حکومت پنجاب یا حکام امرتسر کی نہایت افسوسناک ذہنیت کا ثبوت پیش کرتا ہے، لیکن جو لوگ بھی اس واقعہ کے ذمہ دار ہوں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان طریقوں سے وہ ہندو مہاسبھا کی عظمت و طاقت کو کم نہیں کر سکتے، امرتسر میں آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی جوبلی جس شان سے منائی گئی ہے وہ اس امر کی دلیل ہے ہم اس امر پر اظہار خیال نہیں کرتے کہ کانگریس اور ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ کے مابین کیا کیا سیاسی اختلافات موجود ہیں لیکن تمام پارٹیوں کا بنیادی مطالبہ یہی ہے کہ ہندوستان کو غیر ملکی حکومت سے آزادی حاصل ہو جائے اور آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے صدر ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کے اس بیان سے کسے اختلاف ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی مسئلہ کا حل صرف یہی ہے کہ سیاسیات کے میدان سے ان تمام خیالات کو خارج کر دیا جائے جو مذہب یا ذات پات پر مبنی ہیں؟ کیا اس کے سوا ہندوستانی مسئلہ کا کوئی دوسرا حل بھی ممکن ہے؟

اشارات

مسٹر والٹر بشپ نے جو آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے دورے کے بعد ہندوستان واپس پہنچے ہیں یہ کہا ہے کہ انسانی طاقت، ۱۱۱۸ ہزار ۵۰۰ ہزار ہلاک صورت حال کے باعث ان دونوں ممالک کو اپنے کچھ فوجوں سے کام کرنے پڑیں گے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ آدمیوں کی کمی پوری کرنے کے لئے کچھ اینگلو برمن لوگوں کو جو ہندوستان کو بھرتے چلے جاتے ہیں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ لیجایا جائے۔ جب آسٹریلیا کا باشندہ بنگالی ہو کر رہ سکتا ہے تو ہندوستان کی آبادی میں اضافہ کرنیوالے یہ حضرات آسٹریلیا کیوں نہیں لیجائے جا سکتے؟

وزیر ہند مسٹر ایمری کا ہزاروں شکریہ کہ انھوں نے اپنی تازہ تشریح کے ذریعہ یہ بتلا دیا کہ اٹلانٹک چارٹر کا مصنف کیا ہے۔ اور اب یہ چارٹر تمام سیاسی اور آئینی بحثوں کی بحث آگیا۔ اپنی آرام کرسی میں بیٹھے ہوئے اور ایک نقرئی پنسل ہاتھ میں لئے ہوئے مسٹر ایمری نے یہ کہہ دیا کہ "ہندوستان میں برطانیہ کی پالیسی خواہ ماضی میں ہو خواہ حال میں یا مستقبل میں، ہمیشہ اٹلانٹک چارٹر ہی پر مبنی ہے" ــــ گویا اٹلانٹک چارٹر اپنی پیدائش سے پہلے بھی زمانہ قدیم میں ایلیسٹ اینڈ ایا کمپنی کے دور میں موجود تھا۔ اب مسٹر ایمری کی زبانی دنیا کو معلوم ہو گیا کہ اٹلانٹک چارٹر کیا ہے؟ اس میں صرف وہ پالیسی قلمبند کی گئی ہے جو برطانیہ نے ہندوستان میں اختیار کی ہے اور اب صرف اتنی دیر باقی ہے کہ جوں ہی یورپین ممالک ہٹلر کی دست درازی سے نجات پائیں پرائیم منسٹر چرچل اور مسٹر روزویلٹ کے دستخطوں سے یہی پالیسی [illegible] میں بھی نافذ کر دی جائے۔ اب اس بات کا فیصلہ بھی آسان ہو گیا کہ مسٹر چرچل نے یہ کیوں کہا تھا کہ اٹلانٹک چارٹر ہندوستان پر عائد نہیں ہوگا۔ جو چیز ان کے بنگ کے لئے موجود ہے اس کا پھر عائد ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اٹلانٹک چارٹر کے متعلق مسٹر ایمری کے بیان کا نتیجہ یہ ہوا کہ بحث کا ایک اچھا موضوع [illegible] ہو گیا۔ اور پریس اور پلیٹ فارم ایک خاص قسم کی زندگی سے محروم ہو گئے۔ یہ تو ایسا بھیانک تھا جو ڈاروِن کے اس نظریہ کی طرح کہ بندر سے آدمی پیدا ہوا ہے یا اس سوال کی طرح کہ پہلے مرغی وجود میں آئی یا انڈا، بالکل اندھا تھا کچھ لوگ کہتے تھے کہ ایسا آپ [illegible] کی مشہور کہانیوں کی طرح اسکی اہمیت بھی [illegible] ہے کہ کسی ملک اور کسی وقت میں بھی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے اور کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ انجیل کے [illegible] کا مدعا [illegible] اگر صرف دو سدھیہ ذیل احکام خارج کر دیئے جائیں تو اٹلانٹک چارٹر بن جائیگا۔ [illegible] اخراج [illegible] اپنے پڑوسی کی بیوی کی طرف [illegible] کی نگاہ [illegible] اپنے پڑوسی کے مال [illegible] اور [illegible]

سابق وائسرائے نے کیا کہا؟

ہندوستان میں بہت کم لوگوں نے اس بات کا خیال کیا ہوگا کہ جس روز کلکتہ میں لارڈ ویول نے پہلی مرتبہ لب کشائی فرمائی تھی اسی روز ہندوستان کے سابق وائسرائے لارڈ لنلتھگو نے بھی انگلستان میں اپنی واپسی کے بعد پہلی مرتبہ تقریر کی تھی۔ انھوں نے اس تقریر میں ہندوستان کی جنگی کوششوں کا ذکر کیا اور جرمنی و جاپان کی شکست کا بھی لوگوں کو یقین دلایا۔ لیکن یہ باتیں وہ تھیں جو اہل برطانیہ کو پہلے سے بھی معلوم تھیں۔ ہمیں خوشی اس امر کا ہے کہ لارڈ لنلتھگو نے اپنے کارناموں کا کچھ تذکرہ نہیں فرمایا۔ انکو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ جب سے پندرہ سال پہلے میں نے ہندوستان کے دستوری کمیشن کی صدارت کی تھی اس کمیشن نے سینکڑوں سفارشات اس سلسلہ میں کی تھیں کہ ہندوستان کی زراعت اور کاشتکاری کی ترقی کن کن طریقوں سے ہونی چاہیئے۔ ۱۹۳۶ء میں میں خود وائسرائے ہو کر ہندوستان گیا اور سات برس کے بعد جب میں نے اس ملک کو چھوڑا تو یہاں ایک ایسا ہیبتناک اور تباہ کن قحط موجود تھا کہ اسکی مثال خود ہندوستان کی تاریخ میں بھی نہیں ملتی۔ اگر لارڈ لنلتھگو اس طرح کی کچھ باتیں کہتے تو ہم سمجھتے کہ وہ اہل برطانیہ کو حقیقتوں سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہندوستان کا غذائی مسئلہ

معاصر "ٹائمز ویکلی" نے امریکن اخبار "لائف" کے نامہ نگار کے ایک بیان کا جو اس نے ہندوستان کے قحط کے متعلق بھیجا ہے ایک دلچسپ اقتباس شائع کیا ہے نامہ نگار موصوف مسٹر ولیم فشر لکھتے ہیں کہ "یہ ایک عام منظر ہے کہ لوگ ریلوے ٹائموں کے آس پاس کھڑے رہتے ہیں اور مسافر اپنی گاڑی کی کھڑکیوں سے کیلے اور خربوزے وغیرہ کے جو چھلکے پھینکتے ہیں ان کو وہ کھاتے ہیں۔ شان جھونپڑیاں مردوں سے بھری رہتی ہیں اور لاشیں قطاروں میں رکھی رہتی ہیں"۔ ان واقعات کا پس منظر بیان کرتے ہوئے مسٹر فشر کہتے ہیں: "اس کا پس منظر ایک ایسا شہر ہے جو اپنے کاموں میں مصروف ہے۔ دریا کے رستوراں بڑے بڑے ہوٹلوں اور فیشن ایبل کلبوں میں دولتمند یورپین اور ہندوستانی جمع ہوتے ہیں اور پانچ کورس کے کھانے کھاتے ہیں"۔ ہم اس تحریر پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے مگر مسٹر فشر کے اس خیال کی تائید کرتے ہیں کہ بنگال کا قحط ایک بین الاقوامی حل کا طالب ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب مسٹر ایمری ہندوستان کے لئے کناڈا سے گیہوں کا لینا نہیں چاہتے اور ان کو اناج کے لئے اس دنیا میں کہیں جہاز ہی نہیں ملتے تو یہ مسئلہ بین الاقوامی امداد سے کیونکر حل ہو سکیگا؟

موٹر کی [illegible]

دوسرے [illegible] ہندوستان [illegible] موٹر [illegible]

اچھے خاصے راستے بنا لئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان کے مستقبل کے لئے بہتر سڑکیں اور رسائل کی ضرورت ہوگی اور موٹر کی اچھی سڑکیں اس کا ایک خاص جزو ہونگی۔ چند روز ہوئے ایک افسوسناک خبر شائع ہوئی تھی کہ "جموں کشمیر" روڈ پر ایک موٹر لاری دریائے چناب میں گر گئی اور اس کے مسافر مر گئے اور چند آدمی زخمی ہو گئے۔ یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں ہے، اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان موٹر لاریوں کی دیکھ بھال کا جو ریلوے اسٹیشنوں سے پہاڑی مقامات کی طرف جاتی ہیں کوئی معقول انتظام ہے یا نہیں۔ کچھ عرصہ ہوئے لندن کے ایک ٹرانسپورٹ افسر نے جو ہندوستان میں کام کرتا تھا یہ رائے ظاہر کی تھی کہ ہندوستان میں جو موٹر لاریاں بلند مقامات پر چڑھائی کرتی ہیں وہ لندن کی جانچ میں پوری نہیں اتر سکتیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ موٹر لاریوں کی جانچ پڑتال کی کوئی ایسی اسکیم بنائے جس سے ناقص لاریاں استعمال نہ کی جا سکیں اور مسافروں کو مرگ ناگہانی سے نجات مل جائے۔

مویشیوں کا ذبیحہ

ہندوستان میں مویشیوں کو ذبح کرنے کا جو سلسلہ جاری ہے اس کی روک تھام کی فوری ضرورت ہے۔ ہمیں مسرت ہے کہ حکومت بمبئی کے ایک حکم کے ذریعہ دودھ دینے والی گائیں اور کام کرنیوالے مویشیوں کا ذبیحہ ممنوع قرار دیا ہے مگر ہم اس کو کافی نہیں سمجھتے اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک مویشیوں کو ذبح کرنیکا رواج قائم رہیگا کام کے مویشیوں اور بیکار مویشیوں کا امتیاز کبھی ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندوستان جیسے وسیع زراعتی ملک میں مویشیوں کا ذبح کرنا ہی ممنوع قرار دیدیا جائے۔ یہ حقیقت عام طور پر تسلیم کر لی گئی ہے کہ ہندوستان میں مویشیوں کی تعداد روز بروز گھٹتی چلی جا رہی ہے اور اگر یہی رفتار جاری رہی تو ہندوستان میں زراعت کا کاروبار ہی ختم ہو جائیگا اور اسکا نتیجہ ایک ایسے خوفناک قحط کی صورت میں نمودار ہوگا جس کا اندازہ ابھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہندوستان میں زراعت کے لئے مشینی حل نہیں ہوتے بلکہ یہاں کا پیداواری نظام اور کاشتکاری مویشیوں پر منحصر ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ بمبئی کے علاوہ دوسرے صوبوں کی حکومتوں نے اس سلسلہ میں کیا قدم اٹھایا ہے۔ ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ مویشیوں کے ذبیحہ کا انسداد جلد از جلد ہونا چاہیئے۔

ہندوستانی اچھوت

[illegible]

راز و نیاز

سوال: جمہوریت کے کیا معنی ہیں اور کیا [illegible] مختلف معنی بھی ہیں [illegible]

جواب: جمہوریت کے اصل معنی یہ ہیں "عوام کی حکومت، عوام کے لئے حکومت، اور عوام کے ہاتھوں میں حکومت"۔ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے [illegible] ہوتا ہے وہ یہ ہے: "سب سے زیادہ تعداد کی سب سے زیادہ مسرت"۔ لیکن ان دنوں جمہوریت کی بہت سی تعریفیں کی جانے لگی ہیں۔ غالباً آزادی قوموں کی جتنی تعداد اس وقت موجود ہے اتنی ہی قسم کی جمہوریتیں بھی موجود ہیں۔ مثلاً [illegible] پر لطف ڈالئے تو برطانیہ کی جمہوریت "گول" ہے۔ جس کا نہ کہیں ابتدا ہے اور نہ کہیں انتہا ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ صاف ہر رنگ میں مل جاتی ہے پانی کی طرح۔ امریکہ کی جمہوریت بنیادی شکل کی ہے جو گنبد کی طرح نہیں ملتی بلکہ زینے کی طرح اپنے پہلوؤں پر ٹکی رہتی ہے۔ روس کی جمہوریت خود روسیوں کی ایک خاص ایجاد ہے۔ پہلے یہ برطانی اور امریکن جمہوریتوں کی نگاہ میں بہت [illegible] تھی اب اس میں کوئی خاص خرابی دکھائی نہیں دیتی [illegible] ضرورت کے وقت چند اجنبی ایک ہی بستر پر لیٹ رہتے ہیں۔

سوال: [illegible] کہ [illegible] ووٹوں میں زیادہ سے زیادہ کتنی غلطی والوں کو انعام مل سکتا ہے؟ [illegible] تحریر فرمائیں۔ (محمد اسحاق خاں، [illegible])

جواب: اسکی کوئی حد معین نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی صحیح حل یا ایک یا دو یا تین غلطیوں والا حل موصول نہ ہو تو ظاہر ہے کہ پہلا انعام چار غلطیوں والے حل کو دیا جائیگا اور [illegible] اب [illegible] والے حل کو ملیں گے لیکن اگر صحیح حل اور اس کے ساتھ ساتھ ایک اور دو غلطی والے حل بھی موصول ہونگے تو زیادہ غلطیوں والے حل انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ آپ قواعد و شرائط مسابقہ کی شرط ۹ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

سوال: براہ مہربانی لکھئے کہ معمہ نمبر "ی" اور "ے" کی غلطی شمار کی جاتی ہے یا نہیں؟ (کنہیا لال گپتا، [illegible])

جواب: ہمزہ "ی" (یائے معروف) اور "ے" (یائے مجہول) کی کوئی غلطی شمار نہیں کرتے لیکن اس سے جو لفظ بنے وہ صحیح ہونا چاہیئے۔

سوال: کیا کانفرنسوں کے ذریعہ جنگ میں فتح حاصل کی جا سکتی ہے؟ (عبد الغنی، دہلی)

جواب: [illegible] کا سمجھنا دشوار ہے۔ کانفرنسیں [illegible] اور مشورہ کرنے کے لئے [illegible] ضروری ہیں اور فتح کیلئے بنیادی حیثیت [illegible] لیکن عملی فتح میدان جنگ میں حاصل ہوتی ہے۔ [illegible] نے کہا ہے: "ہم یہ نہیں بھول سکتے کہ [illegible] نہیں بلکہ خون اور پسینے سے [illegible] ہوتی ہے"

[illegible]

اعزازی تلوار

(از قلم نکتہ داں)

دلہی میں مسٹر چرچل نے ہندوستان کو ایک اعزازی تلوار "شمشیر ہندوستان گرانڈ" کے نام سے سپیوں کی تحت ہندوستان گرانڈ کی یادگار کے طور پر پیش کی ہے۔ اسی واقعہ کی نسبت سے معاصر سوشل انٹیلیجنسی نے وزیر ہند مسٹر ایمری کو "شمشیر بنگال" کے نام سے ایک اعزازی تلوار پیش کئے جانے کا ایک خیالی ڈراما تیار کیا ہے جس کا مختصر خلاصہ ہم ذیل میں ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کرتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے)

ہندوستان، خصوصاً بنگال کی بڑھتی ہوئی آبادی کے خلاف کامیاب جنگ کرنے اور آبادی کو گھٹانے اور برنگھم کے اُن دولھوں کو جنہوں نے مسٹر ایمری کی برطرفی کا مطالبہ کیا تھا، شکست دینے کی یادگار کے طور پر لیو پولڈ بھائی ایس ایمری کو ایک اعزازی تلوار جو بنگال میں بنائی گئی تھی بہت سے آدمیوں اور چوہدریوں کے جلسہ میں پیش کی گئی، یہ تقریب بڑی شاندار تھی لیکن خود تلوار اس سے بھی زیادہ شاندار تھی اس لئے کہ وہ ایک ہڈی کی تلوار تھی جس پر چمڑے کا غلاف چڑھا ہوا تھا اور اس "چرم واستخوانی" تحفہ سے مراد یہ تھی کہ اس سے میدانِ جنگ میں کام نہیں لیا جا سکتا بلکہ صرف گھریلو محاذ پر، سڑک کی پٹریوں پر، خیرات خانوں میں، کھچڑی کے لنگروں میں، اور فاقہ کش مریضوں کے سپتالوں میں کام لیا جا سکتا ہے۔

جب تلوار کے پیش کرنے کی گھڑی آئی تو لیو پولڈ بھائی اس موقعہ پر اٹھ کھڑے ہوئے، مجمع پر ایک سکوت طاری تھا۔ کوئی شخص بھی حرکت نہ کرتا تھا۔ اتنے میں ایک دراز قد شخص پلاٹ فارم کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ "یہ کون ہے؟" جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا ہے اور حاضرین پر ایک ہیبت طاری کر رہا ہے؟ مسٹر ونسٹن چرچل؟ نہیں —— نہ تو منہ میں سگار ہے اور نہ انگلیوں میں "وی" (V) کا نشان۔ یہ کوئی اور شخص ہے۔ آہا! اب قریب آکر پہچان لئے گئے۔ سابق ہز ایکسیلنسی لارڈ لنلتھگو!

نووارد نے پلیٹ فارم پر قدم رکھا اور شمشیر بنگال کو میز سے اٹھا کر اور سوا میں بلند کر کے مسٹر ایمری سے یوں مخاطب ہوئے "اس وزیر اعظم کے نام پر جو برطانی امپائر کے انتشار پر صدارت کرنے کے لئے وزیر اعظم نہیں ہوا ہے، اس شخص کے نام پر جو میرا پیارا فوڈ ممبر تھا، اگرت والی بیٹکشس کے نام پر، کرپس مشن کے نام پر، بنگال کی نئی وزارت اور پہلے سے ٹائپ کئے ہوئے استعفے کے کاغذ کے نام پر، آزادی کے لئے ہندوستان کی ناقابلیت کے نام پر اور تمام غلط وعدوں اور دور از کار بیانات کے نام پر، مختصر یہ کہ خاص برطانی قسم کی جمہوریت کے نام پر، میں آپ کو، جو چالیس کروڑ انسانوں کے فرمانروا ہیں اور ان کی آبادی کو گھٹا رہے ہیں اور جو غریبوں اور پس ماندہ لوگوں کے خیر خواہ اور چھوٹی سے چھوٹی اقلیت کے بڑے سے بڑے حامی ہیں، یہ اعزازی تلوار اس لئے پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اٹلانٹک چارٹر کو ماضی، حال اور مستقبل کے لئے اپنر نافذ کر دیا ہے! پیش کردہ سابق وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو، از طرف پراونشیل آٹونومی بنگال جو ان دنوں قحط اور بیماری پر حکمرانی کرتی ہے!

ان الفاظ کو سنکر لیو پولڈ بھائی نے تین مرتبہ سر جھکایا پھر ہاتھ میں لیکر تلوار کو چار مرتبہ بوسہ دیا، پانچ مرتبہ آنکھوں سے لگایا چھ مرتبہ سر پر رکھا اور چالیس قدم پیچھے ہٹ کر تلوار کو بلند کیا اور چمکایا اور زبانِ مبارک سے یوں گہر فشانی فرمائی "اب آئیں برنگھم کے رائے دھندے! ٹرانسپورٹ ورکرز! ٹریڈ یونین انجینئرز! آئیے دوسارے کے سارے برنگھم والوں کو! آئیے دو تمام مردہ بنگالیوں کی روحوں کو! چرچل کی عنایت سے میں یہیں کھڑا رہوں گا جہاں کھڑا ہوں، دیکھیں مجھے میری جگہ سے کون ہٹاتا ہے؟"

اس تقریب کے ختم ہوتے ہی لیو پولڈ بھائی ایس ایمری نے ایک پریس کانفرنس منعقد کی اور اس اخباری دربار میں سوالات کا جواب دینے لگے،

سوال:- کیا آپ میں اور آپ کے صاحبزادے جان میں انڈیا آفس اور وزارت ہند کے عہدے کی وراثتی حیثیت کے متعلق پورا اتفاق رائے موجود ہے؟

جواب:- ہاں! صرف ہم دونوں ہی کا نہیں بلکہ مسز ایمری کا بھی اتفاق رائے موجود ہے کہ وزارت ہند کا عہدہ باپ سے بیٹے کو بطور وراثت ملنا چاہیئے، ظاہر ہے کہ خود لڑکا بھی تو باپ ماں کے اتفاق رائے ہی کی پیداوار ہوا کرتا ہے،

سوال:- چونکہ فاڈر کانفرنس کے بعد کوریا جیسے دور دراز ملک کو آزادی دے دی گئی ہے اس لئے کہ آپ کی حکومت اس امر پر غور کیا ہے کہ ایک آزاد کوریا کی وزارت، اس ملک میں قائم کر دی جائے؟

جواب:- نہیں، لندن میں اب مزید آزاد حکومتوں کی گنجائش باقی نہیں ہے،

سوال:- کیا آپکا خیال نہیں ہے کہ لارڈ لنلتھگو کو بھی ایک اعزازی تلوار پیش کی جانی چاہیئے،

جواب:- ضرور پیش کی جانی چاہیئے اس سے بنگال میں ہڈیوں کا مزید اضافہ ہوگا اور ہماری عزت بڑھے گی

پنجاب سُناتا ہے!

اپنی زبان میں —— اپنے ہی ایک گاؤں کا افسانہ

پروڈیوسر:- یونٹی پکچرز یونین

ڈائرکٹر:- حیدر شاہ

میوزک:- گوبند رام

نکھٹو

اداکار:- راج رانی، گل زمان، بھاگ سنگھ، چارلی، غلام قادر، سلطانہ، ظہور شاہ

اُن گیتوں کے ساتھ جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔
اُس پاکیزہ مذاق کو لئے ہوئے جو آپ کو دیر تک ہنساتا رہے گا۔

شکروار ۲۱ دسمبر سے
دوسرا شاندار ہفتہ
کھنہ ٹاکیز
دہلی میں

انٹری بیورز:- ستارہ فلمز لمیٹڈ دہلی

قدیم ہندوستانی تاریخ کا ایک رنگین ورق
ہدایت کار رشا نارام پردہ سیمیں پر پیش آتے ہیں۔
راج کمل کلا منڈل کی نغمہ بار تصویر

شکنتلا

خزینۂ حسن، عنایت شری، چندر موہن
زہرہ، شانتا، کمار گنیش، نمبا لکر

شو ۶ بجے ۹ زنانہ
شو:- ۳، ۶، ۹ بجے
خاص شو:- ہفتہ، اتوار کو صبح ۱۱ بجے

ڈائرکٹر رشا نارام

میجسٹک سنیما میں
جمعہ ۳۱ دسمبر سے شروع

مصر کے آثار قدیمہ

(از جناب :- بھگوت سروپ گوئل)

(اس مضمون کی پہلی قسط میں پہلے مینار کا جسے مینار اعظم بھی کہتے ہیں حال آچکا ہے)

دوسرا مینار پہلے کی نسبت زیادہ بلندی پر واقع ہے اسے خفرے جانشین خوفو نے (جس کی وفات ۳۸۴۵ ق م میں ہوئی تھی) بنوایا تھا۔ یہ دراصل ۷۰۷ فٹ مربع چبوترے پر بنا ہوا تھا اگرچہ اب یہ چبوترہ صرف ۶۹۰ فٹ مربع رہ گیا ہے اس کی بلندی ۴۵۴ فٹ ۳ انچ تھی لیکن اب ۴۴۷ فٹ رہ گئی ہے۔ اس میں دو دروازے ہیں (ایک پہلو میں اور دوسرا زمین میں) اور دو راستے بھی ہیں جو ایک ہی مقبرے میں جاتے ہیں۔ اس میں سنگ مرمر کا تابوت ہے اور اس پر کتبہ لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مکان ہے جو چٹان کے اندر کاٹا گیا ہے۔ ۱۸۱۵ء میں بیلزونی اس کے اندر بڑی دقت سے پہنچا تھا۔ اسے وہاں کتابہ ملا جس سے وہاں خلیفہ عزیز ابن یوسف کے آنے کا اور مینار کے ۱۱۹۶ء میں کھولے جانے کا پتہ چلتا تھا۔ باقی اثاثات جو ملے وہ صرف ایک مانڈ کے تھے۔ اس پر قدیم زمانے میں روغنی پتھروں کا خول چڑھایا گیا تھا۔ یہ مینار باقی میناروں کی نسبت زیادہ دلچسپی کا باعث ہے کیونکہ اس سے کچھ فاصلے پر مغرب کی جانب ابتک مزدوروں کی "بارک" موجود ہے جن میں تقریباً ۴۰ آدمی رہ سکتے ہیں۔

تیسرا مینار منکارا یا مرینس نے ۳۶۳۳ ق م بنوایا تھا جو کہ چوتھے فرمانروا خاندان کا بادشاہ تھا۔ یہ پہلے میناروں کی نسبت بہت چھوٹا ہے۔ یہ صرف ۳۵۴ فٹ مربع چبوترے پر واقع ہے اور ۲۰۳ فٹ بلند ہے۔ اس کے چبوترے کے چاروں طرف سرخ پتھر کا خول نیچے کے سولہ سلسلوں تک چڑھایا گیا ہے۔ اس مینار میں سنگ مرمر کا ایک تابوت تھا جو کہ سجا ہوا تھا اس میں بیل کرسے ہیں۔ سب سے نیچے والے کمرے میں ایک سخت پتھر کا تابوت ہے اور اس پر کتبہ لکھا ہوا ہے اے شمال و جنوب کے بادشاہ منکارا! تو ہمیشہ سلامت رہے تجھے آسمان اور بہشت نے پیدا کیا ہے تو زمین کی نسل سے تیری ماں "آسمان" ہے اور ایک خدائی شعبدہ کی طرح پھیلی ہوئی ہے اس نے تجھے دیوتا مقرر کر لیا ہے۔ اب تیرا کوئی دشمن نہیں ہے اے شمال و جنوب کے بادشاہ منکارا! اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مصر میں مذہب اور حیات اخروی کا اصول منکارا سے پہلے ہی موجود تھا۔ تابوت کے ملبے میں اور کمروں میں ایک جسم کی باقیات اور دھڑ جو کتان میں لپٹے ہوئے تھے ملے ہیں بعض کا خیال ہے کہ وہ بادشاہ کے اعضا ہیں۔ یہ اعضا اور تابوت کنگز برطانیہ کے عجائب گھر میں لیجائے گئے لیکن بدقسمتی سے پتھر کا تابوت کارتھیجنا کے نزدیک (۱۸۳۸ء میں) جہاز کے ڈوبنے سے جس میں کہ وہ لیجایا جا رہا تھا ڈوب گیا۔ اس مینار کی عمارت بہت عمدہ ہے اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ ۵۹۳ ہجری میں صلاح الدین کے بھتیجے کامل نے اس کو ڈھانا چاہا تھا چنانچہ دربار کے چند معزز افسران بہت سے نقب زن اور سنگ تراش اور مزدور اس کام پر مامور ہوئے آٹھ مہینے تک برابر کام جاری رہا۔ اور نہایت سخت کوششیں عمل میں آئیں ہزاروں لاکھوں روپے برباد کر دیئے لیکن بجز اس کے کہ اوپر کی استرکاری خراب ہوئی یا کہیں کہیں سے ایک آدھ پتھر اکھڑ گیا اور کچھ نتیجہ نہیں ہوا مجبور ہو کر اس نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

بعض توہم پرست باشندے اس مینار کو ہیبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کی بابت کسی عورت کے بھوت کی کہانی مشہور ہے اور بعض دوسری روایات بھی اس سے وابستہ ہیں قحط اور مصیبت کے وقت کے لئے اس کے ایک کمرے میں ملک کی مدد کے واسطے قیمتی پتھروں اور دھاتوں کا ایک بڑا خزانہ تھا۔ روایت کے مطابق قلد پٹرا (کلو پٹرا) کو یہ خزانہ ملا تھا

تیسرا مینار کرنل وائیسے نے ۱۹۳۷ء میں دریافت کیا۔ اور پلستر وغیرہ چڑھا کر بڑا کر دیا گیا اور آخر کار سارے مینار پر ایک چکنا خول چڑھا دیا گیا۔

مخروطی میناروں کے مجموعے میں چھ اور مینار ہیں جو کہ سائز اور دلچسپی میں ان سے کم ہیں اس کے بعد مخروطی میناروں کا ایک مجموعہ سکارا کے مقام پر ہے۔ یونانس کے مینار میں سنگ مرمر کا ایک عمدہ تابوت تھا جس کی دیواروں پر سنگ مرمر کی استرکاری تھی اور عمدہ رنگ سازی کی ہوئی تھی۔ اس کے راستے عجیب اور پیچدار ہیں

اس کے بعد چھ اور مینار دہاسوری کے مقام پر واقع ہیں جو سکارا اور دہشور کے میناروں کی وضع کے ہیں۔ شمالی مینار میں کمرے ہیں جن پر "مینار اعظم" کے برآمدہ کی طرح چھت ہے پتھروں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے سے بنائی گئی ہے جنوبی مینار کے خول کا اب تک بڑا حصہ باقی ہے یہ اس لئے دلچسپ ہے کہ دو ناویوں پر بنا ہوا ہے پہلے کو مقام مینار الالزاویہ اور دوسرے کو ۳۴ درجے کا زاویہ ہے

آبیتریا میں بیلوتس کے مقام پر ایک مینار ہے جس کی شکل کا سات رنگ کی اینٹوں سے بنا ہوا ہے اسے زیبوسکا نظر نے بنوایا تھا اور یہ سیاروں کی نذر کر دیا گیا تھا اس کی اونچائی ۲۳۵ فٹ اور گھیر ۲۲۸۶ فٹ ہے ایک اور مینار میسوزیلا ایک ہے جس کے کھنڈرات ابتک موجود ہیں یہ بھی ایک بادشاہ کا بنا ہوا ہے۔

مخروطی مینار کی شکل کے مندر اور دیوالے ہیں۔ بنا کمبوڈیا، جاوا اور دوسری جگہوں پر بھی ملتے ہیں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

مسافروں کے ٹکٹ پر سفر کا انقطاع

جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے یکم اکتوبر ۱۹۴۳ء سے صرف ڈھائی سو میل سے زائد کی مسافت کے ٹکٹ رکھنے والے مسافر ہی راستہ میں سفر منقطع کر سکتے ہیں۔ پبلک کی اطلاع کے لئے پھر شائع کیا جاتا ہے کہ:-

(۱) اگر ٹکٹ کا اصل فاصلہ ڈھائی سو میل یا اس سے کم ہے تو سفر منقطع کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(۲) شروع کرنے والے اسٹیشن اور پہلی بار سفر منقطع کرنے والے اسٹیشن کے درمیان یا اس کے بعد سفر منقطع کئے جانے والے دونوں اسٹیشنوں کے درمیان ڈھائی سو میل سے زائد کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔

(۳) مندرجہ بالا قاعدہ کے خلاف اگر راستہ میں سفر منقطع کیا گیا تو ٹکٹ لے لئے جائیں گے۔

جنرل مینیجر لاہور

بوتلیں
شیشیاں
کارک

شیشے کے تالوٹ، جار، جیلیاں
گلوب وغیرہ ہر قسم کے

تمام خط و کتابت انگریزی میں کریں
ڈیلرز اور جنرل آرڈر سپلائرز۔
ڈی۔ سی جی ڈپو ۱۸ پارک چرچ سٹریٹ کلکتہ
ٹیلیفون کلکتہ:- ۶۴۲۹

دی گریٹ شاہجہاں تھیٹریکل کمپنی
پریذیڈنٹ اینڈ دہلی (بالمقابل لال قلعہ)
پیش کرتی ہے

کرشن سداما

ڈائرکٹر:- بابو مانک لال
اتوار کو دو کھیل ۴½ بجے اور ۹½ بجے

۱۳واں شاندار ہفتہ

روزانہ:- ۳½ ——— ۶½ ——— و ——— ۹½ بجے شب

بھگوان بھگتوں کے داس ہوتے ہیں
صرف دو بھجن گانے ہی سے وہ بھگت کی امداد کے لئے دوڑ آتے ہیں

بھگت راج

اداکاران:- مرحوم وشنو نیت پاگنیس، واسنتی، مبارک، دیکشت، نورجہاں، کوشلیا
آج صبح ۱۱ بجے ایک زائد کھیل:-
کاردار کا شاہکار
"ماں"
اداکاران:- پرتھوی راج، بھلا کماری

رومان ——— مزاح ——— موسیقی ——— رقص
سب ایک ساتھ ملاحظہ فرمایئے
لکشمی پروڈکشنز کا
فلمی شاہکار

شرافت

اداکاران:- لیلا دیسائی، پہاڑی سانیال، جگدیش سیٹھی، آغا، موتی، کے۔ سی۔ ڈے

رٹز میں پانچواں عظیم الشان ہفتہ

روزانہ تین شو:-
۴ بجے دن ——— ۷ بجے شام ——— اور ——— ۱۰ بجے شب
اتوار کو ایک خاص شو:- ساڑھے گیارہ بجے
"کسی سے نہ کہنا" ہوگا

عورتوں کی صحت

پہلا سماج

صحت دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے مگر اس کی قدر و قیمت اسی وقت سمجھ میں آتی ہے جب تک وہ کامل طور پر تندرست بھی ہو لیکن ہندوستان میں کتنی عورتیں ہیں جو کامل تندرستی کی بے بہا نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ اس حقیقت کا معلوم کرنا نہایت دردناک ہے کہ ہمارے بدنصیب ملک میں تندرست عورتوں کی نسبت سے دائم المریض، خوش حال عورتوں کی نسبت سے تباہ حال، برباد، مصیبت زدہ اور غمزدہ عورتیں بکثرت ہیں۔ ان کی تعداد بے شمار ہے۔ صحت کی خرابی نہ صرف عورتوں کی ذاتی خوشحالی، شگفتگی اور خوبصورتی کو تباہ کر دیتی ہے بلکہ بیمار ماں کی اولاد اور ان کے خاندان کی تباہی و بربادی کا بھی سبب ہوتی ہے۔

کوئی عورت ایسی نہیں ہو سکتی جو اچھی صحت کی آرزو نہ رکھتی اور ان مصیبتوں سے بچنا نہ چاہتی ہو جو نہ صرف صحت کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں مگر صحت کی گراں بہا دولت صرف خواہش کرنے سے نہیں مل سکتی اس کے لئے قدرتی قوانین کا پابند ہونا اور ان رہنماؤں پر چلنا ضروری ہے جو ابتدا میں بہت دشوار گذار ہوتے ہیں لیکن بہت سی دوسری باتوں کی طرح عادت ان کو خوشگوار بنا دیتی ہے سیر سے اٹھنا، سست اور دل پر بوجھ کی کیفیت دور کرنے والی عورتوں کے لئے بلاشبہ کچھ زیادہ خوشگوار نہیں ہوتا مگر یہ عمدہ صحت کا ایک لازمی جزو ہے اور تندرستی اور خوبصورتی کی خواہشمند عورتوں کی عادت میں شامل ہونا چاہئے۔

سستی اور کاہلی

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سستی اور کاہلی سینکڑوں جانی اور روحانی امراض کی جڑ ہے۔ پستی سے ہمارے ہاں امراض کی صدیں اس میں کم و بیش مرد مبتلا ہوتی ہیں نئی دلہنوں کو تو رسماً بھی ایک عرصہ تک سست اور کاہل رہنا پڑتا ہے جو ایسا اوقات ان کی آئندہ تندرستی کو گھن لگا دیتا ہے۔ اس انقلاب خیز دور میں لڑکیوں کی عام سکولی تعلیم نے ان میں سے وہ پہلی سی سستی بلاشبہ ایک حد تک دور کر دی ہے۔ وہ اب نہ تو نئی نویلی دلہنوں کی مانند زیادہ نازک بے حس و حرکت رہ سکتی ہیں اور نہ بیکار اب وہ دن بھر کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتی ہیں لیکن پستی سے ان کی موجودہ مصروفیتیں بھی بصداق "آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا" صحت کے لئے اسی طرح بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ مضرت رساں ہوتی ہیں جس طرح سستی اور کاہلی آرائش کے لئے دن بھر کنگھی چوٹی، کپڑوں پر کشیدے وغیرہ کاڑھنے یا ناولوں اور قصے کہانیوں کی فضول کتابوں کے پڑھنے میں مصروف رہتی ہیں۔

یہ کام نہ تو ان کے جسم کو اتنی کافی حرکت بہم پہنچاتا ہے جس کی اعضاء کو اپنے اپنے فضول اور بے کار ہوا کے وظیفے کے لئے ضرورت ہوتی ہے اور نہ جسم میں فرحت و چستی بخشتا ہے بلکہ اس کے برعکس بینائی کو نقصان پہنچا کر عینک کا محتاج کر دیتا ہے اور دیر تک کتابوں یا کشیدے وغیرہ کی چیزوں پر سر جھکا کر کندھے لٹکا کر کمر پھیلا کر اور پیٹ کو بل دیکر ٹیڑھے سیدھے بیٹھے رہنے سے فضلات کے اجتماع اور غیر معمولی دباؤ سے تبخیر کی قسم کی عام اور خاص بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

آج کل کی عورتوں میں غیر معمولی کمزوری، حد سے زیادہ عصبی پن، نسوانی امراض کی کثرت اور ان کی اولاد کے کمزور، دائم المریض اور بدشکل ہونے کا اہم ترین سبب یہی سستی اور کاہلی ہے جو عورتیں تندرست اور خوبصورت رہنے کی خواہشمند ہیں اور چاہتی ہیں کہ ان کی اولاد بھی تندرست، صحتمند اور خوبصورت ہو کر ان کے لئے مزدی ہے کہ کاہلی اور سستی سے بچیں، اس کو اپنا خوفناک دشمن سمجھیں اور باقاعدہ ورزش کیا کریں۔

ورزش

صحت کی خواہشمند عورتوں کو ورزش کا مشورہ دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدانخواستہ وہ مردوں کی طرح ڈنٹر اور بیٹھکیں نکالا کریں، اس کا مطلب یہ ہے کہ بیبیاں گھر کے تمام کام کاج خود کیا کریں اور جن کو بیشتر سہولتیں اس کے لئے ڈھونڈ چکا ہے انہیں چاہئے کہ صبح و شام کھلی اور تازہ ہوا میں سیر کیا کریں۔ سیر سے بڑھ کر صحت کے لئے شاید ہی کوئی دوسری ورزش ہو سکتی ہے۔ خوش قسمتی سے ہماری ملکی آب و ہوا ایسی ہے کہ بارہ مہینے میں شاذ و نادر ہی کوئی دن ایسا آتا ہے جبکہ دن کے کسی حصہ میں بھی سیر کی جا سکتی ہو۔ سیر کا مطلب یہ ہے کہ تھک کر ہانپتے ہوئے نہ آئیں اور کمر کے کسی قدر پیچھے کی طرف جھکا کر چلا جائے۔ کہ جسم کو ڈھیلا ڈھالا رکھ کر آوارہ گردی کرنا۔

سیر یہ بہترین ورزش ہے سینہ کو پھیلاتی ہے۔ کندھوں کو آگے جھکنے سے بچاتی ہے۔ جسم کو منضبط کرتی ہے۔ ہضم کی قوت بڑھاتی ہے اور قبض کی عادت دور کرنے کے لئے ہر قسم کی دوا سے بہتر کام کرتی ہے۔ اس کے علاوہ چہرہ اور جسم کے رنگ کو نکھارتی ہے۔ آنکھوں کو چمک اور رخساروں کو صحت کی گلابی رنگت بخشتی ہے مگر ان فوائد کو حاصل کرنے کے لئے سیر باقاعدہ اور ہمیشہ کرنی چاہئے یہ نہیں کہ جب جی چاہا چلے گئے اور جب سستی غالب آئی تو سیر ختم۔ نازک مزاج اور کمزور عورتوں کو بتدریج سیر کرنا سیکھنا چاہئے۔ شروع ہی سے انہیں لمبی و تھکا دینے والی سیر نہیں کرنی چاہئے۔ صبح کی سیر شام کی سیر سے بہتر ہوتی ہے۔ شام کی سیر جبکہ اوس پڑنی شروع ہو گئی ہو۔ بجائے فائدہ کے نقصان پہنچا دیتی ہے افسوس ہے کہ ہمارے اکثر گھرانوں میں اس روشنی اور علم کے زمانے میں بھی عورتوں کو کھلی ہوا میں سانس لینے کی اجازت نہیں دی جاتی اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے چہرے زرد، رخسار سکڑے ہوئے اور صحت ہمیشہ خراب رہتی ہے وہ دائمی قبض اور اس سے پیدا ہونے والے عوارض میں ہمیشہ مبتلا رہتی ہیں اور دق و سل جیسے مہلک امراض کا شکار ہو جاتی ہیں۔

سردیوں میں ہر وقت آگ تاپتے رہنا بھی صحت اور خوبصورتی کو شدید نقصان پہنچاتا ہے۔ چہرے کو میلا اور جلد کو داغدار بنا دیتا ہے۔ اعصاب میں کمزوری پیدا کرتا ہے۔ نزلہ زکام کی استعداد بڑھاتا ہے اور ہمیشہ سستی کا موجب ہوتا ہے۔ آگ تاپنے کی بجائے ورزش اور سیر کے ذریعہ سے جسم کو گرم کرنا نہ صرف مذکورہ بالا عوارض ہی سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ صحت کو بہتر بناتا اور حسن کو دوبالا کرتا ہے۔ سردی کے موسم میں سیر کرنا گرمیوں سے زیادہ مفید بھی ہے کیونکہ سردی کے موسم کی ہوا زیادہ صاف اور مقوی ہوا کرتی ہے۔ بعض نازک مزاج عورتیں اکثر اپنے تلوؤں کے سرد ہونے کی شکایت کرتی ہیں اور ان کے پاؤں سردیوں میں برف سے بھی زیادہ سرد ہو جاتے ہیں اور گرمیوں میں جلتے رہتے ہیں۔ ایسا عام طور پر غذا اور ورزش کی کمی سے ہوا کرتا ہے۔ اگر وہ اس کیفیت کو دور کرنا چاہتی ہیں تو غذائیں عمدہ اور طاقتور استعمال کرنی چاہئیں اور اپنے آپ کو باقاعدہ سیر کا عادی بنانا چاہئے۔

تازہ ہوا

تندرستی کی خواہشمند عورتوں کو جس قدر ممکن ہو کھلی اور تازہ ہوا میں رہنا چاہئے۔ بند کمروں کی بو صحت کے لئے بہت مضر ہوا کرتی ہے۔ یہ درد سر، سستی، پریشانی، بھوک کی کمی، تکان اور بے چینی وغیرہ پیدا کرتی ہے۔ شہر میں رہنے والی عورتوں کو خاص طور پر یہ سفارش کرنی چاہئے کہ تازہ ہوا ملتی رہے۔ اس غرض کے لئے مکان کے تمام روشندان اور کھڑکیاں ہر وقت کھلی رکھیں۔ اگر مکان میں چھتیاں ہوں تو ان کو بھی ہمیشہ کھلے رہنے دینا چاہئے۔ ان کے بند کر دینے سے کمرے کی ہوا سانس کی آگ کی زہریلی گیس زیادہ ہو جانے کی وجہ سے صحت اور زندگی کے لئے سخت مضرت رساں ہو جاتی ہے۔ بہت سی پڑھی لکھی عورتیں بھی سرد ہوا اور سرد پانی سے اس طرح ڈرتی ہیں جیسے جاہل ماؤں کے بچے ہوتے اور کتے بلی سے۔ سرد ہوا اور ٹھنڈا پانی بیشک خوفناک ہیں مگر صرف ان لوگوں کے لئے جو بہت کمزور ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہادری کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتے ہیں یہ ان کے مطیع ہو کر ان کی تندرستی اور جسمانی مضبوطی کے لئے بہترین مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ نزلہ، زکام کھانسی وغیرہ کی شکایت زیادہ تر انہیں ہوتی ہے جو اپنے لئے نازک اندام خیال کرتے ہیں اور گرم کپڑوں کے انبار میں لپٹے رہتے ہیں۔ عرب دیہاتوں میں رہنے والے اور ننگے سر ننگے پھرنے والے لوگ بہت کم ان تکلیفوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

غسل

ہر صبح سر کو دھو کر اچھی طرح صاف کر لینا صحت کا ایک نہایت اہم ذریعہ ہے۔ دنیا میں غسل سے بڑھ کر اور کوئی چیز مقوی، مفرح اور تازگی بخش چیز نہیں ہے۔ روزانہ صبح کو غسل کر کے انسان اپنے کو دن بھر صاف ستھرا اور ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے اور اس سے نہ صرف ہماری جسمانی صحت ہی ترقی کرتی ہے بلکہ ہماری روحانیت بھی بلندی کی طرف جاتی ہے اور ہمارے ذہن میں صفائی اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ سرد غسل نہ صرف گرمیوں میں ہی ضروری ہے بلکہ تندرست اور خوبصورت جسم کی عورتوں کے لئے جاڑوں میں اسی طرح اس کا باقاعدہ جاری رکھنا مفید ہے جس طرح گرمیوں میں بعض عورتیں جاڑوں میں پانی سے اس طرح ڈرتی ہیں جس طرح وہ ان کو کاٹ کھاتا ہو۔

نازک مزاج اور کمزور عورتیں جو سرد غسل کی عادی نہیں ہیں انہیں چاہئے پہلے نیم گرم پانی سے جس کی سردی کو گرم پانی سے توڑ لیا گیا ہو غسل کیا کریں۔ پھر جیسے جیسے وہ غسل کی عادی اور مضبوط ہوتی جائیں بتدریج پانی کو سرد کرتے ہوئے روزانہ خالص سرد پانی سے غسل کرنے کی عادت ڈال لیں گی اتنا ہی یہ ان کے لئے زیادہ مفید ہوگا لیکن سرد پانی سے غسل کرنے میں ہمیشہ غسل کا فائدہ پانی سے جسم کو دیر تک گرم رکھنے میں نہیں ہے بلکہ سرد غسل میں ہمیشہ سرد پانی کا پہلا چھینٹا ہی ہے جو جسم کو زیادہ فرحت بخشتا ہے۔ ہفتہ میں ایک دو مرتبہ بھی غسل کرنا مفید ہے اس سے اعضا میں رکے ہوئے فضول مواد تحلیل ہو جاتے ہیں عام حالات میں پانی کو جسم کی حرارت سے کسی قدر زیادہ (۱۰۰ درجہ فارن ہیٹ) گرم کر لیں اور ایک بڑے ٹب یا غسل کرنے کے حوض یا ناند وغیرہ میں بھر کر گردن تک جسم کو اس میں ڈبو دیں۔ اب سہولت کیساتھ جسم کے ہر حصے کو صابن سے مل مل کر خوب صاف کریں اس کے لئے دس سے پندرہ منٹ بہت کافی ہے۔ زیادہ دیر تک اس پانی میں پڑے رہنا جسم کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ٹب یا حوض وغیرہ سے نکل کر اس کے پاس کھڑے ہو جائیں اور ایک ڈولچے یا لٹیا سے والا بڑا اسطرح صاف سرد پانی میں بھر کر کندھوں پر اس طرح دھار اس یا بچھڑ دیں کہ پانی تمام جسم سے ہو کر گذرے۔ اس سے جسم میں فرحت اور تازگی پیدا ہوتی ہے اور گرم غسل کے بعد جو سستی اور کمزوری کا احساس ہوتا ہے وہ نہیں ہونے پاتا۔ اس کے بعد تمام جسم کو کھردرے تولیے سے خوب اچھی طرح ملکر خشک کریں اور کپڑے پہن لیں۔ گرم غسل رات کو سوتے وقت اور سرد غسل صبح سویرے اٹھ کر کرنا چاہئے۔ سرد غسل روزانہ کرنا چاہئے مگر گرم غسل ہفتہ میں ایک دو مرتبہ سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کی زیادتی جسم کو کمزور کر دیتی ہے۔

غسل کی عادت ڈالنے میں بالخصوص جاڑوں میں روزانہ صبح کو غسل کرنے میں عورتوں کے بال اکثر مانع ہوتے ہیں لیکن بالوں کو روزانہ دھونا ضروری نہیں ہے۔ سر کے بالوں کے سوا تمام جسم کو روزانہ صبح سویرے مذکورہ بالا طریقے پر اچھی طرح صاف کر لینا چاہئے اور بالوں کو ہر تیسرے چوتھے دن بالخصوص جس دن گرم غسل کیا جائے صابن یا ریٹھہ وغیرہ سے اچھی طرح دھو لینا چاہئے تاکہ کھوپڑی کی جلد اور بال اچھی طرح صاف ہو جائیں۔

اس طرح سے نہا دھو کر ناشتہ کرنے سے پندرہ بیس منٹ کسی باغ یا سرسبز شاداب میدان میں سیر کرنی چاہئے تاکہ جسم میں خون کا دورہ ٹھیک ہو جائے اور ناشتہ کے لئے اچھی طرح بھوک لگ جائے۔ ناشتہ سے پہلے پندرہ منٹ کی سیر اس کے بعد ایک گھنٹے کی سیر سے زیادہ بہتر اور نفع بخش ہوتی ہے۔

غذا

حفظ صحت میں غذا کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ انسانی جسم کے بیشتر امراض غذائی نقائص سے پیدا ہوتے ہیں۔ عورتوں کے لئے زیادہ مقوی اور محرک غذائیں زیادہ ضروری نہیں ہیں کیونکہ یہ ان کو غیر معمولی طور پر موٹا اور مریض بنا دیتی ہیں لیکن پھر بھی انہیں عمدہ اور کافی مقدار میں غذا استعمال کرنی چاہئے۔ سست سی عورتیں غذا کی کمی اور نقص کی وجہ سے بیمار اور بدحال رہتی ہیں

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحہ سے آگے

انسان کی اولاد بھی کمزور ضعیف اور مریض ہوتی ہے۔ ناشتہ کے لئے سبزیوں میں تازہ جوش دیا ہوا دودھ روٹی مکھن مربے وغیرہ بہتر ہیں باسی روٹی باسی سالن کے ساتھ استعمال کرنا اکثر مضر ثابت ہوتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ بعض گھرانوں میں چائے کے ساتھ ناشتہ کرنے کا رواج ہے اس صورت میں چائے ہلکی ہونی چاہیئے۔ ناشتہ کی اشیاء میں مناسب تنوع ہونا مفید ہے۔ ناقص اور خراب ناشتہ سے دن بھر شکم میں گرانی اور کمزوری کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ بعض عورتوں کو صبح کے ناشتہ کے لئے بھوک نہیں لگتی لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا جی گھٹتا ہے اور کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ ایسی عورتوں کے معدے اور ہضم خراب ہوتے ہیں انہیں کسی فاضل طبیب سے مشورہ لیکر علاج کرانا چاہیئے۔

ناشتہ کے علاوہ دوسرے وقت کی غذا بھی سادہ لیکن کافی اور متنوع ہونی چاہیئے۔ روزمرہ ایک طرح کی غذا سے بھوک خراب ہو جاتی ہے بعض عورتیں خوب کھانے کے باوجود دبلی پتلی اور بھوکی رہتی ہیں اس کی وجہ اغلباً یہ ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ کھاتی ہیں اسے اچھی طرح ہضم نہیں کر سکتیں۔ ان کا ہضم کمزور ہوتا ہے۔ بعض عورتیں صرف روٹی اور پانی پر خوب موٹی ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا ہضم قوی ہوتا ہے۔ فی الحقیقت ہماری صحت اور درازی عمر زیادہ تر ہمارے معدوں پر منحصر ہوتی ہے معدے کو تندرست اور خوش حال رکھنا ہمیں تندرست اور خوش حال رکھ سکتا ہے اور لمبی عمر بخش سکتا ہے اس کو نہ تو ضرورت سے زیادہ بھرا جائے اور نہ خالی رکھنا چاہیئے۔ اعتدال جس طرح دنیا کی ہر بات میں نافع اور بہتر ہے معدے کے حق میں نہایت ضروری ہے۔

بعض عورتیں غذا کو بھاگتے دوڑتے اوپر کھڑی کر کے پیٹ میں ڈال لیتی ہیں وہ درحقیقت اپنی صحت اور خوش حالی کو تباہ اور برباد کر لیتی ہیں دانت ایشور نے چکی کے مانند غذا کو پیسنے کے لئے بنائے ہیں اگر وہ اپنا کام ٹھیک طرح پر نہ کر سکیں گے تو لازمی ہے کہ معدے اور آنتوں کو یہ کام کرنا پڑے گا اور چونکہ وہ پورے طور پر اس کو نہیں کر سکیں گے اس لئے نہ صرف معدہ اور آنتیں ہی کمزور ہو جائیں گی بلکہ تمام جسم کو نقصان پہنچے گا صحت کی خواہشمند عورتوں کو چاہیئے کہ کھانے میں کبھی جلدی نہ کریں۔ غذا کو خوب چبا چبا کر کھائیں۔ اچھی طرح چبائی ہوئی غذا بخوبی ہضم ہو جاتی ہے کھانا اطمینان سے کھائیں اور کھاتے وقت دل کو ہر قسم کے فکر سے پاک اور طبیعت کو انبساط رکھیں۔ دانت چونکہ صحت کے لئے نہایت ضروری ہیں اس لئے انکی بھی پوری حفاظت کرنی چاہیئے اور انہیں ہر وقت صاف اور عمدہ حالت میں رکھنا چاہیئے۔

صبح خیزی

جس طرح اس مقولہ کا ہونا یقینی ہے اسی طرح یہ مشہور کہاوت بھی صحیح ہے کہ جلدی سونا اور سویرے اٹھنا انسان کو تندرست، مالدار اور عقلمند بنا دیتا ہے تجربوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ آدھی رات سے پہلے ایک گھنٹہ کی نیند اس کے بعد کے تین گھنٹوں کی نیند کے برابر بلکہ اس سے بھی بہتر ہوتی ہے پہلی رات کی نیند نہ صرف صحت اور تندرستی کے لئے لازمی ہے بلکہ حسن اور خوبصورتی کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح صبح سویرے سورج نکلنے سے پہلے کی ہوا جسے نسیم کہا جاتا ہے نہ صرف جانی تندرستی، خوبصورتی، طاقت، فرحت، تازگی اور زندگی و شگفتگی بخشتی ہے بلکہ روحانی تسکین اور ذہنی صفائی و پاکیزگی کا باعث بھی ہوتی ہے۔

رات کو جلدی نہ سونے کی وجہ سے اکثر دن کو سونے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے دن کا سونا نہ صرف تندرستی ہی کو خراب کرتا ہے بلکہ خوبصورتی کو بھی بگاڑ دیتا ہے۔ تمام حکیم ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ دن کا سونا جسم کے رنگ کو خراب کرتا ہے اور عجیب کمزوری پیدا کر دیتا ہے اس سے جسم میں کاہلی اور سستی آ جاتی ہے اور رات کی نیند بھی بے مزہ اور خراب ہو جاتی ہے جو تندرستی کے لئے ایشور کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ سردیوں میں تو دن کا سونا نہایت برا ہے۔ گرمیوں میں دوپہر کے وقت تھوڑی دیر کے لئے اندھیرے اور ٹھنڈے کمرے میں لیٹ جانا مضرت رساں نہیں لیکن گرمیوں میں بھی دن کو زیادہ دیر تک نہیں سونا چاہیئے۔

لباس

لباس بلاشبہ انسان اور بالخصوص عورتوں کی زیب و زینت ہوا کرتا ہے لیکن اس میں فیشن کی لعنتوں نے شریک ہو کر اس کو انسانی صحت کے لئے سخت مضرت رساں بنا دیا ہے لباس میں فیشن کو برقرار رکھنے کے لئے اکثر عورتیں صحت بخش غذا سے اپنے اور اپنے بچوں کو محروم رکھتی ہیں فیشن کی وجہ سے عورتیں لباس کی صحت کو نقصان پہنچانے والی تراش خراش اختیار کرتی ہیں۔ اور گھنٹوں نہیں بلکہ مہینوں اس پر دیدہ ریزی کرتی ہیں۔ ڈھیلے ڈھالے کپڑوں کے بجائے اب عورتیں تنگ اور چست لباس پہننے کی عادی ہو رہی ہیں جو ان کے بعض اعضاء غیر معمولی دباؤ ڈال کر مضرت کا باعث ہوتا ہے سوا تلے کی جوتیوں اور گورگابیوں کے بجائے اونچی ایڑی کی گورگابیوں کا رواج عورتوں میں اور بالخصوص تعلیم یافتہ عورتوں میں عام ہوا ہے صحت کے نقطہ نظر سے نہایت مضرت رساں ہے۔ ان سے جسم کا تمام بوجھ پنجوں پر پڑنے کی وجہ سے نہ صرف پاؤں ہی بدنما ہو جاتے ہیں بلکہ اس کا اثر پورے قد کی خوشنمائی پر پڑتا ہے۔ انہیں اونچی ایڑیوں سے اعضا کا طبعی توازن برقرار نہ رہنے کی وجہ سے اکثر عورتیں بعض نسوانی اور دماغی امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

صحت اور خوبصورتی کے لئے ہمیں گھٹیا قسم کے مضر صحت غیر صحتوں سے بچنا چاہیئے۔ لباس اس مقام کے موسم کے مطابق موزوں اور گرم استعمال کرنا چاہیئے کہ جسم کے کسی حصہ کو اذیت نہ پہنچے۔ تنگ لباس کا نتیجہ اکثر صحت بخش غذا اور صحت کے دوسرے لوازم میں کمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اسی طرح کا لباس پر حد سے زیادہ محنت صرف کرنے کا اثر صحت پر خراب ہوتا ہے اس سے آنکھیں اور اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور طبیعت کی شگفتگی نابود ہو جاتی ہے۔ صحت اور جسمانی خوبصورتی صرف سادہ، آرام دہ اور صاف ستھرے لباس سے قائم رہتی ہے۔

صفائی اور روشنی

دنیا میں ہر چیز کی خوبی اور عمدگی کے لئے صفائی اولین شرط ہے۔ تندرستی کے لئے بھی صفائی کو بہت اہمیت حاصل ہے جو لوگ صاف ستھرے رہنے کے عادی ہوتے ہیں وہ نہ صرف شخص کو بھلے اور خوبصورت معلوم ہوتے ہیں بلکہ وہ غلیظ لوگوں سے زیادہ تندرست اور ذہنی خوش و خرم رہتے ہیں۔ کپڑوں کی صفائی گھر کی صفائی، غذا کی صفائی، برتنوں کی صفائی، عورتوں کی صحت کے لئے گھر کی ہر چیز کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔ گندگی تاریکی کے اندھیرے بیماری اور غم کی دوست ہے اور صفائی روشنی کے ساتھ سخت دشمن ہے۔ خود صاف ستھرا رہنے اور گھر کی ہر چیز کو صاف ستھرا رکھنے میں کچھ محنت کرنا پڑے گی مگر اس کا بدلہ اپنی صحت اور خوبصورتی اور اپنے شوہر اور بچوں کی صحت و مسرت کی شکل میں حاصل ہوگا جو اس محنت کے مقابلہ میں بے حد زیادہ ہے۔

زندہ دلی اور مسرت

زندہ دلی اور مسرت بھی صحت کے لئے ایسی ہی ضروری ہے جیسی روشنی صفائی وغیرہ۔ اعتدال کی حد تک اتنا دلی نہ صرف تندرستی ہی میں اضافہ کرتی ہے بلکہ اس فانی دنیا کی مصیبتوں کو بھی بہت حد تک ہلکا کر دیتی ہے۔ یہ روح میں تازگی اور مسرت میں پختگی بخشتی ہے۔ عورت کا ہنس مکھ چہرہ انسان کی ان جانکاہ پریشانیوں کو بہت حد تک دور کر دیتا ہے

تار کا پتہ:- میڈیسن جمیلان ٹیلیفون نمبر:- ۵۵۶۶

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب رئیس اعظم کا نادر الوجود عطیہ

یہ عجیب و غریب اکسیری دوا جریان کے لئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے ناتوانی، توانائی سے بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ بعضو میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس العلاج لوگوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے

قیمت ۳۲ قرص کی شیشی تین روپے آٹھ آنہ (۳/۸) قرص کی شیشی چھ روپے

منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۳۲ دہلی

نوٹ:- عالیجناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے۔

کیا آپ کا صابن کافی عرصہ تک چلتا ہے؟

کئی دوسری ساخت کے صابنوں کی نسبت ۵۰۱ صابن زیادہ عرصہ تک چلتا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے اس میں صابنی اجزاء بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن بچت کفایت کی سخت ضرورت ہے اسے اس طرح استعمال کرنا چاہیئے کہ اور بھی زیادہ عرصہ تک چلے آپ ذیل کی ہدایات پر عمل کر کے بہت کفایت کر سکتے ہیں۔

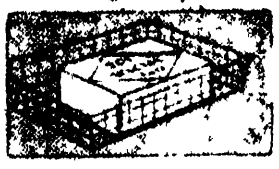

صابن کو ہمیشہ برتن کے کھرچنے برتن یا تاکے برتن میں رکھئے تاکہ خشک رہے۔

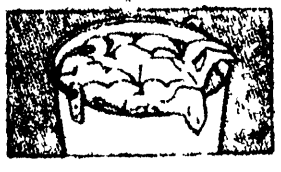

کپڑوں کو پہلے گرم پانی میں اچھی طرح بھگو لیجئے تاکہ میل پھول جائے۔

کپڑوں پر صابن آہستہ آہستہ رگڑیئے اس سے صابن کی بھی بچت ہوگی اور کپڑے بھی محفوظ رہیں گے۔

اور اس کا سب سے زیادہ خیال رکھئے کہ ضرورت سے زیادہ صابن غیر ضروری نہ لگائیں تاکہ دھلائی کو بھی مدد ملے

۵۰۱ صابن

ڈنڈوں، ٹکیوں، ٹکیوں اور چھیپٹوں کی صورت میں ۵۰۱ اسپیشل سلک فلیکس اور کارلوک جو تمام نازک کپڑوں کے دھونے اور صفائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دفتی کے ڈبوں میں بکتا ہے۔

مالکوں سیلز ڈیپارٹمنٹ
۷ مال، ہیملٹن ڈی مال لاہور

دی ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی لمیٹڈ، ٹاٹا پورم اور بمبئی

شیش محل خانہ بدوش

افسانہ

از شریمتی رجگوپال آچاریہ (سابق وزیر اعظم مدراس)

سلسلہ گذشتہ

وہ گھر کی واحد آمدنی سے روپیہ پیسہ قادر میاں کے سامنے
[illegible] یا اس کا خاوند گھر میں جو پاتا تھا وہ نکال کر لے جاتا تھا
[illegible] پاربتی نے تھوڑا روپیہ اسکی آنکھوں سے بچا کر رکھ لیا تھا۔
[illegible] پاربتی روتی رہی۔ دکھ کے مارے دوسرے دن کام پر بھی
نہیں جا سکی۔ پھر بھی وہ پیشگی طرح کام کرتی رہی مگر قادر میاں
کے منہ سے یہ الفاظ سنتے تھے وہ انھیں بہت کوشش
[illegible] نہیں بھلا سکی۔ آب اس کے چہرہ پر وہ ہنسی تھی
[illegible] اس کے دل میں وہ پہلے کی طرح مستعدی معماروں کے
[illegible] کرتی رہی مگر آب وہ ہنسی کی آواز سن کر تھرتھرا اٹھتی
تھی [illegible] وہ پہلی نسبت کمزور تھی اور اس کی صحت بھی
[illegible] تھی مگر اس کی خوبصورتی اب بھی قائم تھی۔ یہی وجہ تھی کہ
[illegible] ہوئی نگاہوں سے نہ بچ سکتی تھی۔ قادر میاں کا لڑکا یکھ
[illegible] تھا۔ اس کی نظر اور اس کے الفاظ کبھی کبھی پاربتی
[illegible] دیتے تھے۔

جب سے پاربتی نے مزدوری کرنی شروع کی تھی اس کے
بچے کی ٹھیک ٹھیک پرورش ہونی بند ہو گئی تھی۔ بچہ بیمار رہنے
لگا۔ ایک دن بچے کو خوب زور کا بخار چڑھ آیا اور کھانسی بھی ہو گئی
ایک ہفتہ کے درد اور تکلیف کے بعد اس کی زندگی کے چھوٹے
سے باب کا خاتمہ ہو گیا۔

موہن عورتوں کی طرح رونے لگا۔ اس کا بوڑھا باپ
بولا "روتے کیوں ہو؟ جس نے دیا تھا اسی نے لے لیا"

"ہاں" پاربتی چھاتی کوٹ کر بولی۔ "خدا نے لیا
[illegible] مجھے کیوں نکالا۔ میں نے تو دنیا میں کبھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑا"
"بیٹی! رونے سے کیا فائدہ؟ ابھی تیری عمر ہی کتنی ہے
[illegible] ہو جائیں گے کھیت میں بویا ہوا ہر ایک
[illegible] پھل نہیں ملتا کیا اس کے لئے کوئی روتا ہے؟"

"مجھے اپنے بال بچے نہیں چاہئیں ماما! خدا نے
مجھے بہت سکھ دکھ دیئے مجھے بھی دنیا سے اٹھا لے"
بوڑھا ہنس کر بولا "اس دکھ کو بھول جا اور اپنے
خاوند سے کہہ کر نشہ کر کے اپنی مٹی خوار نہ کرے۔ بال بچے
پیدا کرے جس سے گھر ہرا بھرا ہو اور مزے سے رہے
[illegible] تیری مدد کرے گی"

"ہاں" "میں اس زہر کو اب پھر نہ پیوں گا۔ موہن
[illegible] کہا۔

پاربتی کی مصیبتوں کا خاتمہ یہاں ہی نہیں ہوا اگلے
[illegible] جب موہن اکبر پور کی تاڑی کی دکان کے
سامنے سے ہو کر گذرا تو اپنی قسم ایکدم بھول گیا۔ وہ اپنی
[illegible] میں روتی کی گانٹھیں بھر کر رام پور گیا تھا اور وہاں سے
تاڑی والوں کے ساتھ اس وقت لوٹ رہا تھا۔ وہ تاڑی کی
دکان کے سامنے رکا اور اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہنے لگا
[illegible] شروع کوئی تاڑی پیئے گا؟ میں تو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا
[illegible] اس کی ذرا بھی چاہ نہیں"

"اگر تجھے چاہ نہیں ہے تو اپنے پیسے گانٹھ میں دبا کر
[illegible] اور اپنے گھر کی راہ لے۔ خواہ مخواہ گلا کیوں پھاڑ رہا
ہے؟" ایک گاڑی والا بولا اور گاڑی سے کود کر تاڑی کی
دکان میں گھس گیا۔ موہن کچھ دیر تک کھڑا رہا۔ پھر وہ بھی دکان
میں گھس گیا "بس یہ آخری بار ہے" دکان میں داخل ہوتے
وقت وہ سوچنے لگا۔ دوسری ہفتے کے دن بھی یہی
قصہ رہا۔ نشہ کرنے سے
ان تفکرات
سے چھوٹ جاتا ہے"
وہ اپنے ساتھیوں سے
کہنے لگا۔

"کہنے دو! اپنے پسینے کی کمائی کا روپیہ خرچ کرتے
ہیں کون سالا ہمارا ہاتھ پکڑ سکتا ہے" دوسرا بولا۔
"سچ ہے" تیسرا کہنے لگا۔ "یار دنیا ایک سرائے
ہے۔ کون اس ہزاروں برس تک جب سے یہ چاندی کے
ٹکڑے ہمارے ہیں نہ تھا وے"

"ہاں یار! نہ ہمارے نہ تمہارے" چوتھا بولا "سب
تاڑی کی دکان والے کے ہیں" اور قہقہہ لگا ہنس پڑے
"الو کہیں کے" دوسرا چلا کر بولا "تم سب کے سب
نوعالموں کی طرح بیٹھے بحث کر رہے ہو مگر دیکھو تو۔ یہ
تاڑی اندر جاتے وقت کیسی جلن پیدا کرتی ہے" ان روتی
کے بیوپاریوں کا نشہ اسنبا ناش کرتے" موہن بولا۔ "یہ
جوتے دھوکا بکر آجکل ہماری مزدوری بہت کاٹ رہے ہیں"

اسی طرح دھیرا ہونے تک باتیں چیت چلتی رہتی تھیں
چیت ختم ہونے پر سب اٹھے اور اپنی اپنی گاڑیاں ہانکتے
چلتے بنے۔ قادر میاں کو قسط ادا کرنے کا پھر وقت آ گیا تھا،
پاربتی موہن سے کئی بار کہہ چکی تھی کہ اس کے گھر پر جا کر
پہلے سے روپیہ دے آؤ تاکہ وہ یہاں نہ آوے۔

"بھاڑ میں جائے قادر میاں آنے دو اسکو ایک بار
پھر اس نے زبان نکالی تو سری پھوڑ ڈالوں گا" موہن بولا۔
قادر میاں بہت دن تک نہیں آیا۔ شاید وہ اور مزدوری
کاموں میں لگا تھا۔ موہن کو بھی اس کی یاد نہ رہی۔

ایک دن صبح سے ہی قادر میاں کا لڑکا اسمٰعیل آیا
لیکن قسط کی رقم مانگنے کی بجائے اس نے موہن سے پوچھا
"کیا رام پور کچھ مرچوں کے بورے لیجاؤ گے"؟

"مجھے کئی دن کمہار کا بھوسہ لیجانا ہے۔ میں اس سے ایک
ہفتہ سے وعدہ کر چکا ہوں"

اس کی کیا فکر ہے موہن اکثر کمہار کا بھوسہ
کچھ دن اور پڑا رہے گا تو کچھ بگڑ نہیں جائے گا۔ ہماری
مرچوں کے بورے تم لے جاؤ۔ اگر ہمارا مال کل تک نہ پہونچا تو
ہمارا بڑا اچھا سودا مارا جائے گا"

موہن راضی ہو گیا۔ خاص طور پر اس لئے کہ اسمٰعیل قسط
کا تقاضہ کرنا بھول گیا تھا۔ موہن گاڑی لیکر چلا گیا۔ غروب
آفتاب کے وقت پاربتی اکیلی بیٹھی چولھے پر روٹی پکا رہی تھی
اسمٰعیل پھر آیا۔ "کیا موہن لوٹ آیا؟" اس نے مکان کے
باہر سے پوچھا۔ "نہیں۔ ابھی نہیں" پاربتی نے جواب دیا،
"ہاں جی۔ وہ اتنی جلدی کیسے لوٹ سکتا ہے۔ راستہ
میں تاڑی کی دکان بھی تو پڑتی ہے" اسمٰعیل نے مکان
کے اندر گھستے ہوئے کہا۔ "ہاں وہ دکان ہم بدبخت
عورتوں کو تباہ کرنے کے لئے ہی جاری ہوئی ہے۔ پاربتی بولی
خاوند کے انتظار میں بیٹھی ہے۔ اسمٰعیل نے بات چیت کا
سلسلہ شروع کیا "سچ
کہنا کیا تم اپنے آدمی
سے پریشان نہیں ہو؟" اس نے پاربتی سے پوچھا۔

"خاوند بھلا برا خواہ کیسا بھی ہو۔ اس سے جب
ایک بار عورت بندھ گئی بندھ گئی" پاربتی نے بغیر
نظر پھیرے اپنا کام کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں جی ٹھیک ہے۔ اپنا آدمی کیسا ہی ہو چھوڑا تھوڑے
ہی جا سکتا ہے" اسمٰعیل نے کہا "کبھی یہ قسمت کی بات ہے
کہ تم جیسی خوبصورت اور اچھی عورت کے گلے میں یہ شرابی
آدمی ڈال دیا گیا ہے" اس نے پھر کہا۔ پاربتی چپ رہی
اسمٰعیل پاربتی سے اس کی مشکلات کے بارے میں پوچھنے
لگا۔ اور اسی طرح ایک مضمون سے دوسرے مضمون پر باتوں
کا سلسلہ جاری رہا۔ کچھ دیر بعد اسمٰعیل اٹھا اور موہن کی انتظار
کی پرواہ نہ کر کے چل دیا۔

دوسرے دن اسمٰعیل آیا اور موہن کو کسی کام پر بھیجکر اسی
طرح تیسرے پہر پاربتی کے پاس آیا۔ وہ اپنے ساتھ کھجور کی
کھاد کے کچھ لڈو لیتا آیا۔ اور پاربتی کو زبردستی دیکر کہنے
لگا کہ میرے گھر ایک آسامی کے یہاں سے یہ مفت ہی
آ گئے تھے جب میں تمہیں دیکھتا ہوں تو سراپا ایک قسم
کی خاص خوشی محسوس کرتا ہے" اس نے کہا۔

"اس کا خاتمہ کہاں ہوگا" پاربتی دل میں سوچنے لگی۔

"جب میں تمہارے پاس آتا ہوں تو تم گھبرا سی کیوں
جاتی ہو؟ کیا تم سوچتی ہو کہ میں تم سے قسط کی ادائگی کا تقاضہ
کروں گا۔ مجھے روپوں کی ذرا بھی فکر نہیں ہے۔ صرف تم مجھ
سے اچھی طرح بول دیا کرو" اسمٰعیل بولا "آگے کی کہانی کہنے
کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت دنوں تک پاربتی کے دل میں
ہل چل ہوتی رہی۔ آخر کار وہ گری نفس پرست انسان
اس وقت ضرور ہی کامیابی حاصل کر لیتا ہے جبکہ اس کے
شکار کی عجزی اور بے بسی بھی اس کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہو جاتی ہے

اکبر پور کی تاڑی کی دکان پر خوب بھیڑ ہو رہی تھی۔
دکان کے باہر اچھوتوں کا جھنڈ دیوار کے سوراخ کے پاس
جہاں سے انھیں تاڑی ملتی تھی شور و غل مچا رہا تھا۔ اندر
دھول کھیاں اسڑی ہوئی تاڑی کی بدبو اور گندگی کے
مارے دوزخ کا مزہ آ رہا تھا جھگڑالو انسانوں کی کئی ٹولیاں
بیٹھی ہوئی زمین آسمان کے قلابے ایک کر رہی تھیں۔

"اگر پھر کبھی تو نے ایسی بات زبان سے نکالی تو میں
تمہارے سارے دانت جھاڑ ڈالوں گا" موہن نے کہا۔

اسمٰعیل بغیر پیچھے ہی ہٹ گیا،
پاربتی اپنا کام کرتی رہی اس
نے سوچا کہ میرے
خاوند کے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شبراخانہ خبرا

(پچھلے صفحے سے)

تھانے کے سپاہی پاربتی کی کوٹھری کے سامنے سے بار بار گذرتے اور اس طرف دیکھ کر مسکراتے۔ جس کو پاربتی سے باتیں کرنے کا موقع مل جاتا، وہ بڑی ٹھیٹھی آواز میں بات چیت کرتا مگر پاربتی گھبراہٹ اور دکھ کے گہرے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی جس وقت کسی خبیث جانور کو پنجرے میں بند کیا جاتا ہے اس وقت اس جانور کی جو حالت ہوتی ہے اگر اس حالت کے سمجھنے کی کسی میں طاقت ہو تو وہ اس کسان عورت کی حالت کو شاید سمجھ سکے جو پولیس اور حوالات کی دلدل میں پھنس گئی ہو۔

"تمہیں اقبال کر لینا چاہیئے" داروغہ بولا "ہم لوگوں سے جو کچھ ہو سکیگا کریں گے۔" "چھپانے کے لئے ہے ہی کیا؟" موہن بولا "مجھے اور کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔ میں تو بلاس پور سے تمکو دو کے دن لوٹا تھا۔" "بھئے انس ایسی اوپری اوپری باتیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں تمہاری عورت نے ہم لوگوں سے سب حال کہہ سنایا ہے۔"

"بدذات کہیں کی! وہ اس ساری آفت کی جڑ ہے۔"

"ہاں ٹھیک کہتے ہو ساری آفتوں کی جڑ ہمیشہ عورتیں ہی ہوتی ہیں اچھا اب سب بات ٹھیک ٹھیک کہہ سناؤ۔ ڈرو مت" "میرے پاس اور کہنے کو کیا ہے؟ آپ کہتے تو ہیں کہ اس نے سب کچھ آپ سے کہہ دیا ہے۔" "ہاں ہاں مگر تمکو بھی سب باتیں بتانی پڑیں گی ورنہ سات سال قید ہو جاؤ گے۔" "ہاں ہاں"

"ہو جانے دو سات برس کی۔ مجھے کچھ بھی نہیں کہنا ہے۔" موہن بولا۔ "جب تک آپ سیدھی سیدھی باتیں کریں گے تب تک یہ حواس ٹھنڈے ہی کچھ بتلائے گا۔" پولیس کا جمعدار بولا۔

"اس کے لئے اس نے کچھ ایسے الفاظ کہے جو لکھے نہیں جا سکتے۔ جا سکتے۔ تب یہ سالا سچ بتلا دے گا۔" "ہاں ہاں ٹھیک ہے" داروغہ بولا "جمعدار تم ہی اس سے یہ باتیں اچھی طرح پوچھ لینا۔" اسی طرح اس نے خاص طور پر زور دیکر کہا۔ "ہاں یہ بھی پوچھ لینا کیا کیا کی"

"عورت تو بڑی سستی اور بے گناہ معلوم ہوتی ہے" جمعدار بولا "بچ جانا کیا فادر میاں اور اس کا بیٹا تھا۔ ہاں جمعرات کے دن گئے تھے؟" "باپ اور بیٹا؟ نہیں کبھی نہیں" وہ بولی۔ "ہاں ہاں اسمیں اکیلا گیا تھا۔" جمعدار نے پاس کھڑے ہوئے سپاہیوں کی طرف آنکھ مار کر پوچھا۔ "سرکار، اس طرح کی باتیں نہ کرتے، ایک بیچاری عورت سے اس طرح کے سوال نہ کرو مجھے اپنے گھر جانے دو میرے ساس اور میری ساس سب گھر میں ان سے پوچھ کر تم سب بات ٹھیک ٹھیک جان سکتے ہو۔ گھر جانے میں بھی بہت دیر ہے جب تک سب باتیں ٹھیک ٹھیک نہ بتا دوں گی گھر نہیں جا سکتی۔" "ارے میرے خدا" پاربتی نے رو کر کہا۔

"یہ شے سیدھے نہیں جائے گی" جمعدار بولا "بڑی چالاک عورت ہے ایسی ویسی تھوڑی ہی ہے جیسوں کو تو نا حکی ہوگی۔" "ارے مالک، تمہارے بھی بہو بیٹیاں ہیں۔ مجھ پر رحم کھاؤ۔" پاربتی بولی "گرم سلاخیں تیار کر لو" جمعدار نے ایک سپاہی سے کہا۔ "ارے رام" پاربتی چلا کر بولی "میرے آدمی سے پوچھ لو۔ وہ تمہیں سب بتا دے گا۔ مجھ پر تہمت کیوں پیچھے پڑے ہو؟" "ہاں ہاں تیرے آدمی سے بھی پوچھیں گے اس سے تم نے پوچھا اور اس نے تمکو سب کچھ بتا بھی دیا ہے تو بھی چھپاتی ہے" داروغہ نے کہا۔ "کیا اس نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے؟" پاربتی نے بڑے دکھ سے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ اس نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے تو بھی سارے معاملے کی جڑ ہے۔" "ارے رام!" پاربتی نے ہاتھ ملکر کہا۔ اور زمین پر پچھاڑ کھا کر گر پڑی۔ "رونے سے کیا ہوگا" جمعدار بولا "ان باتوں سے مرد موکا نہیں کھا سکتے۔ تو بڑی گھاگھ عورت معلوم ہوتی ہے۔ سچ بتا کتنے جوئے آدمیوں کو تو نے اڑا کر برباد کیا ہے؟"

"ارے رام۔ میرے ساتھی ایسی باتیں نہ کرو۔ وہ تو ابھی تک انگلے آیا تھا۔" "ٹھیک اب آئی راہ پر۔ دیکھیے میں نے آپ سے کہا تھا نا" جمعدار نے داروغہ کی طرف مخاطب کر کہا۔ "تو صاف صاف چھوٹ جائے گی سچ سچ بتا دے۔ عورتوں کو کون جیل بھیجنا پسند کرتا ہے۔ تیرا ایک بھی تھوڑی سزا پا کر چھوٹ جائیگا۔"

"مجھے آج گھر جانے دو۔ کل میں تم سے سب صاف صاف کہہ دونگی" "اچھا" داروغہ بولا۔ اس کی سچ سچ بتا دینے کی خواہش نظر آتی ہے۔ "ایک بار گھر پہنچی تو پھر یہ کبھی سچ نہ بتائے گی" جمعدار نے کہا۔ "لیکن ہم اس کو رات کو حوالات میں نہیں رکھ سکتے۔ ہم نے اسے گرفتار نہیں کیا ہے۔" داروغہ نے جمعدار کو ایک طرف لیجا کر کہا۔ "اچھا جناب رات کے لئے پہرے میں اسے گھر بھیج دیتے ہیں اور کل صبح پھر یہاں بلا لیں گے۔"

موہن کے باپ نے اپنے بڑے لڑکے کو ایک وکیل کر دینے پر راضی کر لیا تھا۔ موہن کی گاڑی بیچ کر ان لوگوں نے روپیہ نکالا جب یہ روپیہ خرچ ہو گیا تو پڑوس کے گاؤں کے ایک رشتہ دار کے ہاں موہن کی بھینس گروی رکھ دی گئی۔ سب پاربتی کو کوستے تھے کیونکہ وہی اس سب آفت کی جڑ تھی

مجسٹریٹ کے سامنے وکیل نے تین گھنٹے تک بحث کی اور گواہی پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جس دن یہ واردات ہوئی اس دن موہن بلاسپور میں تھا۔ موہن کے بھائی بند وکیل کی محنت سے بہت خوش ہوئے قادر میاں نے حلف اٹھا کر کہا کہ موہن کے گھر اپنے لڑکے کے ساتھ اپنی فاختہ کا تقاضہ کرنے گیا تھا موہن غصے میں آ کر بری طرح گالیاں دینے لگا۔ میں نے اسے پھٹکارا اور اپنا روپیہ مانگا، اس پر موہن کدال لیکر جھپٹا اور اسمبل کو مارنے لگا۔ میں بال بال بچ گیا۔ میرا لڑکا بیچ میں آ گیا تھا اس لئے اسی کے سر میں چوٹ لگی خوش قسمتی سے کدال سر پر نہیں پڑا اور وہ اسکا کان ہی کاٹ کر رہ گیا۔ میں تو میرے لڑکے کی جان جانے میں کچھ بھی شک نہیں رہا تھا۔ پاربتی بھی عدالت میں گواہ کی حیثیت سے آئی اس نے ہر ایک بات سے انکار کیا۔ وکیل نے اس سے ایسا ہی کرنے کو کہا تھا اس نے کہا کہ پولیس نے مجھ سے زبردستی مانگ کر کے بیان پر انگوٹھا لگوایا تھا

مجسٹریٹ نے موہن کا مقدمہ سیشن سپرد کر دیا۔ بیل بھی بیچ ڈالے گئے۔ سیشن کے لئے ایک نیا وکیل کیا گیا۔ پاربتی اپنے بھائی کے گھر مقدمہ کے دوران تک رہنے کے لئے گھر چلی گئی

(باقی آئندہ)

تیج ویکلی کا اس ورڈ نمبر ۲ صفحہ ۱۹ پر دیکھئے

زمانہ امن کی اسکیموں کے لئے روپیہ بچائیے

امن کے زمانہ میں جب چیزوں کی بہتات ہوتی ہے قیمتیں دونی ہوتی ہیں تو آپ کے لئے مفید طور پر روپیہ خرچ کرنے کے سیکڑوں موقع ہوتے ہیں یہ ایک موٹی سی بات ہے کہ مہنگائی کے زمانہ میں روپیہ بچانا چاہیئے اور خرچ اسوقت کرنا چاہیئے جب قیمتیں مناسب اور معقول ہو جائیں روپیہ آپ اسی وقت بچا سکتے ہیں۔ جب آپ ایسی چیزیں خریدنے کو ہرگز تیار نہ ہوں جنکی آپ کو واقعی ضرورت نہیں ہے ——— نئے کپڑوں کے بغیر کام چلائیں ——— سفر اور تفریحات کم کر دیں ——— اگر آپکو اسکا احساس ہو جائے کہ جنگ کے زمانہ کی خریداری سے آپکا سراسر نقصان ہے کیونکہ آپکا روپیہ نفع خور کی نذر ہو جاتا ہے تو روپیہ بچانے اور نفع خور کو نہ بچانے اور کھانے میں آپ کو یقیناً خوشی ہوگی

آئندہ کے لئے

بچائیے

ایسی جگہ روپیہ نہ لگائیے جہاں اسکی قیمت کم ہو جانیکا اندیشہ ہو!!

آجکل سونے چاندی، جواہرات، زمین مکان اور بیشتر قسم کے سامان کی قیمت بے انتہا بڑھی ہوئی ہے۔ ان میں آپ جو روپیہ پھنسا دیں گے اس کی بہت سا حصہ قیمتوں کے اچانک گر جانے کی وجہ سے دیکھتے دیکھتے ڈوب جائے گا۔

روپیہ بچانے کے فائدہ مند اور محفوظ طریقے ہیں اگر آپ چاہیں کہ آپکی رقم محفوظ رہے اور آئندہ کسی نقصان کا خطرہ نہ ہو تو اسے انکم ٹیکس، بیمہ، بینک، سیونگ کھاتہ یا پوسٹ آفس سیونگ بینک میں لگائیے۔ سب سے بہتر ہے کہ سرکاری قرضہ اور سیونگ سرٹیفکٹ خریدیئے

چار آنے روز بچائیے

چار آنے روز بچا ہو سکے تو اس سے زیادہ بچانیکی کوشش کیجئے اس پیسے کو رکھنے کیلئے صندوقچی آپکے لئے بڑی کارآمد ہوگی جو اس بچائی ہوئی رقم کو بچت کی ہوئی بچا دینے والی صفحہ ۱۹ میں برابر لگاتے رہیئے۔

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر (۲)

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے، "رنر اپ" پچاس روپے

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ ۷ جنوری ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت "تیج ویکلی" مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۴۴ء

(۳) فہرست انعامات کی اشاعت "تیج ویکلی" مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۴۴ء

ان چھوٹے نقشوں پر آپ اپنے بھیجے ہوئے حلوں کی نقلیں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں

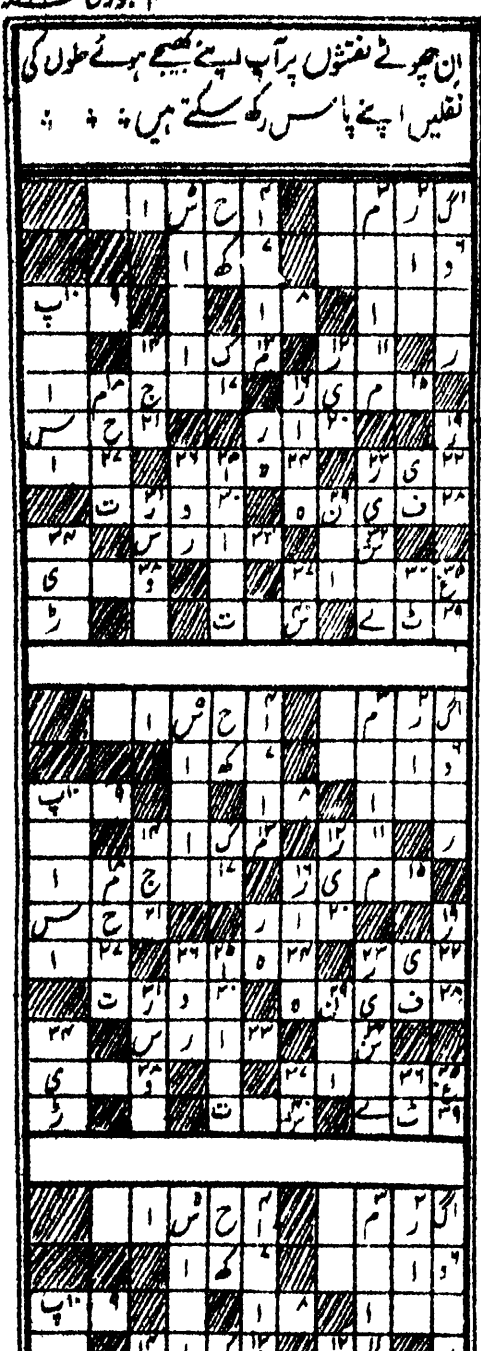

اشارات — دائیں سے بائیں

(۱) "——" کے حکم میں ٹھنڈی چیزوں کا استعمال مفید ہوتا ہے، (۲) جس کے دل میں یہ کرنے کا مادہ نہ ہو وہ کسی کو مصیبت سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا، (۶) وہ لسٹ وہ ذلیل شے ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے بعض دنیا والے اپنے اس تک سے مقدمہ بازی کرنے میں شرم نہیں کرتے، (۷) اگر پروٹوٹ لاپرواہی سے "——" جائے تو بے ایمان فرقہ ثانی اس سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتا ہے (۸) خود غرض اور نفس پرور باپ ہوٹل میں "——" کر اپنا پیٹ بھر لیتا ہے اور بچہ کا خیال نہیں کرتا، (۹) جب اس قدر آگ ہو کہ وہ اس میں —— جائے تب ہی وہ سرخ ہو سکتا ہے، (۱۱) ڈاکوؤں کے حملہ پر کبھی کبھی سر کے بدلے یہ دینا پڑتا ہے (۱۳) ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کے ٹھہرنے کے لئے کوئی مخصوص یہ نہیں ہے حالانکہ وہ ہر جگہ ہے، (۱۵) ہٹلر کے اس میں جبر و تشدد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گھس گیا ہے، (۱۷) لفظ "مرجان" کے بے ترتیب حروف (۲۰) موتی اگر اس میں پرو دیے جائیں تو اس کے ٹوٹ جانے پر موتی گر جاتے ہیں (۲۱) بے ترتیب لفظ "احساس" کے دونوں الف غائب ہیں (۲۲) صبح کی یہ صحت کے لئے مفید ہوتی ہے، (۲۴) یہ مستقل قیام کرنے کی جگہ نہیں ہے (۲۷) خدا کسی عاشق کو "——" مراد نہ کرے (۲۸) مفلسی میں اگر یہ ہاتھ آجائے تو کیا کہنا (۳۰) قریب قریب ہر بت پرست کے گول کمرے میں مہاتما گاندھی کی یہ نظر آتی ہے، (۳۲) کسان لوگ کھیتوں کی گڑائی میں نہایت "——" وعدے مصروف رہتے ہیں (۳۳) ایران کا قدیم نام (۳۵) غلام کی عربی جمع (۳۸) کہتے ہیں کہ دل کو یہی پہچانتا ہے (۳۹) "——" ہوئے رئیس کے ٹوٹنے سے ڈاکہ زن کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ (۴۰) ایسے شوہر کی بدولت بیوی کو بعض اوقات فاقوں کی نوبت آجاتی ہے۔

اشارات — اوپر سے نیچے

(۱) ایک پھل جس میں کیڑے ہوتے ہیں، (۲) جنگلوں کے سفر میں "——" میں ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں ہوتا، (۳) توہم پرست رئیسوں کی دولت کا ایک بڑا حصہ ان کے قدیم یہ کھا جاتے ہیں (۴) بعض فلسفیوں کا خیال ہے کہ دنیا جا بہ "——" ہے، بعض اس رائے سے اتفاق نہیں کرتے (۵) فوج کا یہ اگر راستہ میں روک لیا جائے تو کچھ عرصہ کے بعد فوج میں بدنظمی پھیل جائے گی، (۱۰) مثل مشہور ہے کہ یہ کوئیں کے پاس جاتا ہے نہ کہ کنواں اسکے پاس، (۱۲) اس کی زیادتی سے عمدہ سے عمدہ کھیت خراب ہو جاتے ہیں (۱۴) لفظ "بنی ناپاک" (۱۶) ریاست کا مالک (۱۸) یہ کرنے کا جذبہ بعض بعض نوجوانوں میں یک دم مفقود ہوتا ہے، (۱۹) فوج کے لئے یہ ضروری ہوتی ہے، (۲۳) ایسے کپڑے شدید جاڑے میں اگر پہنے جائیں تو لوگ مضحکہ اڑائیں گے، (۲۵) لاٹری کے ذریعہ حاصل کی ہوئی کثیر دولت اگر کسی ذلیل آدمی کو امیر بنا دے تو اس کی "——" اسکی طبع میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کرے گی، (۲۶) عرصہ تک خدا کی پرخلوص عبادت کرنے سے قلب پر "——" ہو جاتا ہے، (۲۹) آواز (۳۱) رسم کی جمع (۳۴) آم کے "——" کچھ دنوں کے بعد پھل دیتے ہیں، (۳۶) جو حال کوچۂ جاناں کا لوگ پوچھیں گے کہو لگا "——" گیا رستے میں قافلہ دل کا (۳۷) پاؤں کی اس پر ضرب آنے سے پاؤں پر ورم آجاتا ہے۔

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۲)

(اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے)

(۱) اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے

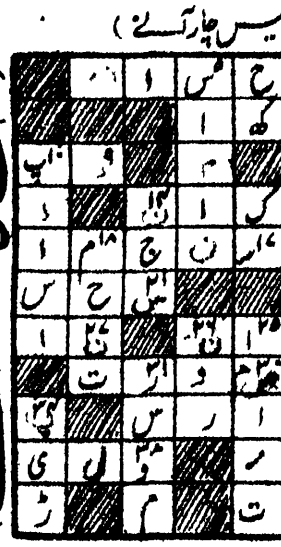

ادا کردہ نقشہ نمبر ——

(اس لائن سے موڑیے)

(۲) اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے

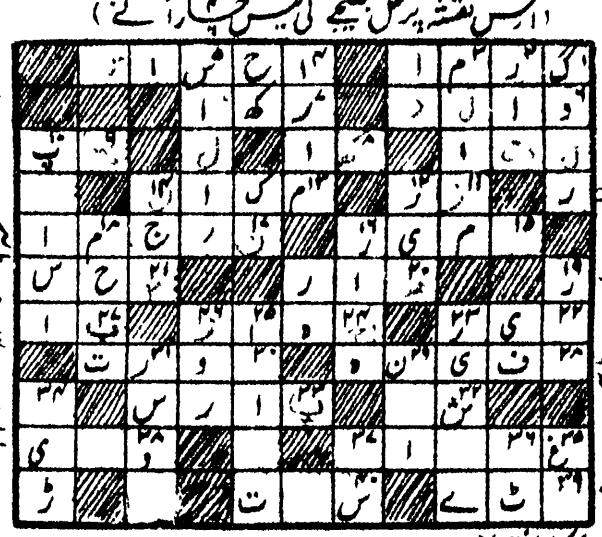

ادا کردہ نقشہ نمبر ——

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ اس نقشہ کو مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

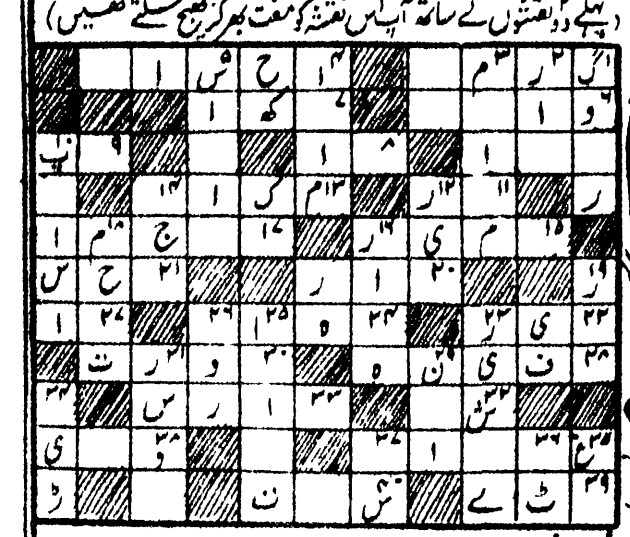

مفت نقشہ نمبر ——

(اس لائن سے موڑیے)

(اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے)

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجیے، خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل، ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیج دیجیے، جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں، جو شخص دو نقشے بھر کر آٹھ آنے فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے۔

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۲:- داخلہ کے قواعد و شرائط کو پڑھ کر میں اس انعامی معمہ میں اس شرط پر شریک ہوتا ہوں کہ اس کے جملہ امور کے متعلق منیجر تیج ویکلی کا فیصلہ میرے لئے قطعی اور ناقابل تنسیخ ہوگا۔

پورا نام (صاف لکھیے) ——

پورا پتہ ——

نمبر سیدھی آرڈر نمبر پوسٹل آرڈر (اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے)

قواعد و شرائط معمہ

معمہ کے حل بھیجنے سے پہلے مندرجہ ذیل قواعد و شرائط کو غور سے پڑھیئے:-

(۱) اس انعامی مقابلہ کی فیس فی نقشہ چار آنے ہے لیکن دو نقشوں کے بھیجنے والے تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں (۲) تمام حل فیس نقشوں پر بھیجنے چاہئیں اور تیج ویکلی میں شائع ہوتے ہیں (۳) فارم کے اندر تین نقشے بھیجنے سکتے ہیں کسی نقشہ کو کاٹ کر فارم سے علیحدہ نہ کیجئے۔ جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں نقشوں کے نیچے مسلسل نمبر شمار ضرور لکھ دیجئے (۴) حل فیس حل کے فارموں کے ساتھ آنی ضروری ہے منی آرڈر کی رسید یا پوسٹل آرڈر حل کے فارموں کیساتھ ضرور رکھ دیجئے۔ پوسٹل آرڈر کو ہرگز کراس نہ کیجئے۔ آپ اگر چاہیں تو ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیج سکتے ہیں لیکن اس صورت میں پوسٹل آرڈر کی بجائے (دو) کہتے ہیں کہ اگر ٹکٹوں کی قیمت لفافہ کے اندر مدغم ہوگی یا ٹکٹ اس طرح کے جائیں گے کہ ہاتھ سے دکھائی دیتے ہوں تو لفافہ کو جسٹری کرانا ضرور ہوگا کیونکہ نوٹوں کے متعلق پوسٹل آرڈر کی دفعہ میں تجربہ ہے کہ ان کا بیمہ کرانا ضروری ہے آپ جو کچھ بھیجیں اس کا اندراج فارم میں ضرور کر دیں، جو حل فیس کے بغیر آئیں گے مقابلہ میں شریک نہیں کیا جائے گا (۵) اس انعامی مقابلہ کے لئے نقشے آپ چاہیں مختلف اشیاء کے حل کو بھر کر بھیج سکتے ہیں جن اصحاب کو زیادہ تعداد میں نقشے درکار ہوں وہ دفتر تیج ویکلی کی فرید کا پیال قیمتاً منگوا سکتے ہیں یا اپنے مقامی پیجوں سے خرید سکتے ہیں (۶) نقشوں کو روشنائی سے صاف طور پر بھرنا چاہیئے حروف کو پنسل سے نہیں لکھنا چاہیئے۔ اور نہ کاٹا یا مٹایا مسخ کرنا چاہیئے۔ اور نہ کسی خانہ کو خالی چھوڑنا چاہیئے۔ جو کراس ورڈ معمہ کا مقلد ہے کہ کسی خانہ کو یا خالی خانہ والے حلوں کو مقابلہ میں شامل نہ کرے (۷) فارم پر اپنا پورا پتہ روشنائی سے صاف اور خوشخط لکھیئے (۸) ایک لفافہ میں ایک ہی خاندان کے کئی افراد اپنے مختلف حلوں سے کئی فارم بھر کر بھیج سکتے ہیں فیس داخلہ سب کی طرف سے یکجائی ادا کر سکتے ہیں لیکن ایک فارم صرف ایک ہی شخص کے نام سے داخل کیا جا سکتا ہے (۹) اس مقابلہ میں پہلا انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا بھیجا ہوا حل جائے بالکل صحیح سر بمہر حل کے مطابق ہوگا اور باقی انعامات رنر اپ یعنی فیصلوں کی کم تعداد والے حلوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور انعامات کی تعداد و تناسب کا فیصلہ مینیجر تیج ویکلی کے اختیار میں ہوگا۔ اگر کوئی بالکل صحیح حل موصول نہیں ہوگا تو پہلا انعام کم سے کم غلطی والے حل کو دیا جائے گا۔ اگر ایک سے زیادہ حضرات پہلے انعام کے مستحق ہوں گے تو انعام کی رقم برابر حصوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس مقابلہ میں ایک شخص کو صرف ایک ہی انعام دیا جائے گا (۱۰) صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام اعلان کردہ تاریخوں پر تیج ویکلی میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ اگر کسی شریک مقابلہ کو جس کا نام فہرست انعامات میں موجود نہ ہو یہ خیال ہو کہ وہ مستحق انعام ہے تو اسے نتیجہ کی اشاعت کے ایک ہفتہ کے اندر دوبارہ جانچ کی درخواست دو روپے فیس کے ساتھ بھیجنی چاہیئے اگر اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہوگا تو اسے انعامات کی فہرست میں شامل کر لیا جائیگا اور اس کی فیس جانچ بھی واپس کر دی جائے گی، ورنہ نہیں۔ اس مدت کے گذر جانے پر داخلہ کے تمام نقشے ضائع کر دیئے جائیں گے اور چونکہ دوبارہ جانچ کی درخواست کے لئے کافی وقت دیا جا چکا ہوگا اس لئے بعد کو اس سلسلہ میں کسی طرح کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا،

(۱۱) ہر غلط لفظ کی ایک غلطی شمار کی جائے گی مثلاً اگر ایک لفظ کے غلط ہونے سے دو لفظ غلط ہو جائیں گے تو غلطیوں کی تعداد دو سمجھی جائے گی (۱۲) حل کے فارموں کے وقت پر نہ پہنچنے یا غلطی سے کہیں کے کہیں چلے جانے یا راستہ میں گم ہو جانے وغیرہ کے متعلق دفتر تیج ویکلی پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور نہ معمہ کا دفتر اس انعامی مقابلہ میں کسی خط کا جواب دینے یا زبانی گفتگو کرنے کا پابند ہوگا (۱۳) کوئی رقم جو معمہ کی فیس داخلہ کی مد میں وصول ہوگی واپس نہ کی جائے گی اور نہ وہ آئندہ معمہ یا کسی دوسرے حساب میں داخل کی جائے گی (۱۴) اس انعامی مقابلہ سے متعلق رکھنے والے تمام امور کے سلسلہ میں مینیجر تیج ویکلی کا فیصلہ قطعی اور قانوناً قابل پابندی ہوگا اور یہ اس انعامی مقابلہ کی کھلی ہوئی خصوصی اور پہلی شرط ہے (۱۵) روزانہ تیج یا تیج ویکلی یا تیج پریس کے ملازمین کو اس انعامی مقابلہ میں شریک ہونے کی قطعاً اجازت نہیں ہے (۱۶) معمہ کے حلوں کے لفافہ میں حل کے نقشوں کے سوا کوئی خط یا تحریر نہ بھیجئے ورنہ وقت پر قبول نہ ہو سکے گی (۱۷) مقابلہ کے قواعد و شرائط کی حیثیت ایک معاہدہ کی ہے جو تیج ویکلی اور ہر ایک شریک معمہ کے درمیان قابل پابندی سمجھا جائیگا اور مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی قاعدہ یا شرط کی عدم پابندی کے باعث حل کے فارم کو شریک مقابلہ نہ کرے،

(۱۸) منی آرڈر فارم یا پوسٹل آرڈر یا حل والے لفافہ پر پتہ اس طرح لکھیئے:-

مینیجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر ۲ تیج ویکلی دہلی

بغیر تکلیف مال اڑانے کے لئے مشہور عالم

بادشاہی صابون اور بادشاہی پاؤڈر

نہایت تیز ... بارہ آنہ ... استعمال ...

دلی ایجنٹ ... آر ... سرائے ... دہلی

وہ اعداد و شمار
جو اعتماد کے حامل ہیں
۲۳ ویں سہ سالہ ویلیوئیشن رپورٹ
نے ثابت کر دیا کہ
اموات کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے تجربے
اخراجات کی شرح کو گھٹایا
اس سہ سالہ عرصہ کے لئے خالص منافع ——— ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ
کمپنی کے واجبات کی قیمتوں کا اندازہ
کرنے اور تین فیصدی سود پھیلانے کے بعد
پالیسی ہولڈروں کا ریزرو ۵۴ لاکھ روپیہ سے بڑھ گیا

اعلان شدہ بونس :- تمام عمر کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ فی ہزار فی سال
میعادی پالیسیوں پر دس روپیہ فی ہزار فی سال

ہیڈ آفس :- بمبئی
اورینٹل گورنمنٹ سیکیورٹی لائف ایشورنس کمپنی لمیٹڈ
قائم شدہ ۱۸۷۴
اورینٹل بلڈنگ کوئنز روڈ، نئی دلی
برانچ سکریٹری :- لالہ بشمبر ناتھ بھمبرٹی

اپنے بالوں کو قائم رکھئے
کامینیا آئل (رجسٹرڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول
سمجھ لیجئے جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔
بال کا گرنا بند، سفید ہونا بند
لاکھوں کا مرغوب بالوں کا تیل
یہ آپ کے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ
ساتھ بڑھاتا بھی ہے۔
ہر جگہ فروخت ہوتا ہے۔

دل بہار آئل (رجسٹرڈ)
اس میں کامینیا کے ہی اوصاف موجود ہیں۔ مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔
ہر جگہ مل سکتا ہے۔

سول ایجنٹس
دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی
بمبئی ۲

کھیتی باری

(مسئلہ محکمہ زراعت یو۔ پی)

گودام میں جمع کئے ہوئے اناج کو کیڑوں سے بچانے کے سلسلہ کی ہدایات

(۱) جو غلہ گودام میں جمع کیا جانے والا ہو اس میں پہلے ہی سے کیڑے مکوڑے نہ ہونے چاہئیں اور اس کو صاف اور سکھے ہوئے کمروں میں رکھنا چاہیئے یہ کمرے ہوادار ہونے چاہئیں، اناج جمع کرنے کے بعد کمروں کو قناتیں لگا کر بند کر دینا چاہیئے اور ایسا انتظام کرنا چاہیئے جس سے کمرے میں سیل نہ ہونے پائے اور اس کے اندر کیڑے مکوڑے نہ داخل ہو سکیں ؛

یہ زیادہ اچھا ہوگا اگر غلہ کو تسلی دار بوسے کی بوریوں یا سیمنٹ کی کوٹھریوں میں یا سیمنٹ کے ہوئے پختہ گوداموں میں جمع کیا جائے زمین کے نیچے کے کمروں (تہ خانوں) کو اناج جمع کرنے کے کام میں نہ لانا چاہیئے کیونکہ ان میں ہوا کے آنے جانے کا انتظام عموماً تسلی بخش نہیں ہوتا اور ان میں نمی پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے ؛

(۲) اگر اناج کو کھلا رکھ کر ہی جمع کرنا ہو تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کیڑوں سے چھوٹے چھوٹے ڈھیروں کے مقابلہ میں بڑے ڈھیروں میں کم نقصان پہنچتا ہے اس لئے غلہ کو بکھیر کر نہ رکھنا چاہیئے ؛

(۳) اگر ایسا غلہ جمع کرنا ہو جس میں کیڑوں مکوڑوں کے ہونے کا اندیشہ ہو اور جسے فوراً ہی صاف کرنا ممکن نہ ہو تو اس کو اس وقت تک روشن اور ہوادار کمروں یا گوداموں میں جمع رکھنا چاہیئے (برسات کے موسم کے علاوہ) جب تک کہ غلہ کو صاف کرنے کا انتظام نہ کر لیا جائے اور یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ غلہ میں کوئی خرابی نہیں رہ گئی ہے ؛

(۴) حتی الامکان غلہ کو براہ راست کھلیان (اناج پیٹنے کی جگہ) سے گودام میں لیجانا چاہیئے اور گودام کھلیان سے کم از کم ۵۰ گز کے فاصلہ پر ہونا چاہیئے جب تک ضروری نہ سمجھا جائے غلہ کے ڈھونے میں دیر نہ کرنی چاہیئے اور اس کو کچے گوداموں میں زیادہ عرصہ تک نہ رکھنا چاہیئے ؛

(۵) پھٹکنے چھاننے اور صاف کرنے کے بعد غلہ کی بھوسی چھلکوں اور دوسری چیزوں کو فوراً ہی کسی محفوظ جگہ میں الگ رکھ دینا چاہیئے اور جلد ہی احتیاط کے ساتھ ان کو فروخت کر دینا چاہیئے یا دوسرے کام میں لانا چاہیئے تاکہ ان کی وجہ سے کوئی بیماری یا کیڑوں مکوڑوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ رہے،

(۶) ہر صورت میں کوٹھریوں اور گوداموں کے فرش، اندرونی چھت اور دیواریں چکنی ہونی چاہئیں ان میں سوراخ یا درازیں نہیں ہونی چاہئیں اور کمرہ کی کرسی ایسی ہونی چاہیئے کہ اس میں سیلن نہ دوڑ سکے

(۷) فصل کٹنے کے بعد ہی نئے اناج کو رکھنے کے لئے یا کمرے یا کوٹھری کو اچھی طرح صاف کر کے مٹی یا گوبر سے پلستر کر کے یا سفیدی کر کے تیار رکھنا چاہیئے اگر کمرے کی دیواریں یا اندر کی چھتوں وغیرہ میں سوراخ یا درازیں ہوں جو کیڑوں کے رہنے کی جگہ ہو سکتی ہیں تو کمرے کو زیادہ گرم کر دینا چاہیئے کمرے کو زیادہ گرم رکھنے کے لئے فی ایک ہزار مکعب فیٹ میں سات سیر کے حساب سے کوئلہ جلانا چاہیئے تاکہ کمرے کا درجہ حرارت بڑھ کر ۵۰ ڈگری ہو جائے مثلاً اگر کمرہ دس فٹ لمبا، دس فٹ چوڑا اور دس فٹ اونچا ہو تو کمرے کے وسط میں ایک عارضی اینٹ کی بھٹی، سیر کوئلہ رکھ کر اسے اس وقت تک جلانا چاہیئے جب تک کہ کمرہ اچھی طرح گرم نہ ہو جائے پھر اسکے دروازے کو کس کر بند کر دینا چاہیئے اور اس میں مہر لگا دینی چاہیئے ۲۴ گھنٹہ کے بعد کمرے کو کھولنا چاہیئے اور اسے سرد ہونے دینا چاہیئے اور پھر غلہ جمع کرنے کے لئے اسے تیار رکھنا چاہیئے،

(۸) اگر دیمک لگنے کا اندیشہ ہو تو فرش اور دیواروں کو کم از کم ۵ فٹ کی بلندی تک کو تارپاسلیگم سے پوت دینا چاہیئے،

اناج کو کیڑوں سے کیسے بچایا جائے؟

رسالہ "انڈین فارمنگ" کے آخری نمبر میں اناج کے ذخیروں کو کیڑوں سے بچانے اور بولنے کے لئے سدہ آلو پیدا کرنے کے بارے میں مضامین شائع ہوئے ہیں رسالہ میں بتایا گیا ہے کہ جمع شدہ غلہ کو کیڑوں سے بچانے کے لئے غلہ کی پتلی تہ دھوپ میں پھیلانی چاہیئے اور اس کو ۱۳۰ سے ۱۴۰ ڈگری تک کی گرمی آدھ گھنٹہ تک پہونچانی چاہیئے اس سے کھپرا، سسری اور رشنہ والی سسری وغیرہ کیڑے برباد ہو جائیں گے اناج کے گوداموں کو ہوا رکھنے والا بنا کر اور ان میں ۱۵۰ فارن ہائیٹ ڈگری سے زیادہ گرمی پہنچا کر انہیں کیڑوں سے خالی کیا جا سکتا ہے کھیتوں، مٹی کے برتنوں اور لکڑی کے صندوقوں میں بھرے ہوئے اناج کی حفاظت کے لئے کپڑے کے چھوٹے چھوٹے تھیلوں میں ایک ایک تولہ پارہ بھر کر ۳ یا ۴ تولہ فی من کے حساب سے ان تھیلوں کو اناج میں رکھ دینا چاہیئے اناج کے کھلے ڈھیر سے کیڑوں کو کھدیڑنے کے لئے اناج پر ٹاٹ کی بوری ڈال دینی چاہیئے ؛ ؛

ناظرین تیج دیکلی اس کو ضرور پڑھیں
یہ اشتہار نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے آپ یقین کریں

طلا رمتانہ

کے استعمال سے عضو مخصوص کی سستی، نامردی، کمزوری ڈھیلاپن، چھوٹاپن، نیز جاپان، تپلاپن، جھکاؤ، رگوں کا پھولنا وغیرہ جملہ اقسام کی خرابیاں ایک ہفتہ کے اندر دور ہو کر رنگ و پٹھوں میں بجلی کی سی طاقت بھر جاتی ہے ایک دفعہ استعمال کر کے آزمائش کیجئے مایوس سے مایوس ناامید مریض اس کے استعمال سے اچھے ہو کر مالکان کارخانہ کو دعائیں دے رہے ہیں ایسے ایسے اشخاص کے سرٹیفکٹ کارخانہ کے پاس موجود ہیں جو اپنے آپ کو زندہ درگور لکھا کرتے تھے اور اب بالکل تندرست و توانا ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عام لوگوں بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے بھی بار بار اس کی آزمائش کی ہے اور وہ

طلا رمتانہ

کو بار بار منگاتے ہیں اور اپنے مریضوں سے ایک بھاری رقم وصول کرتے ہیں اس کا استعمال ہر موسم میں یکساں مفید ہوتا ہے بالکل بے ضرر ہے اور آزمایا نہیں پڑتا اس لئے اگر آپ بھی کسی قسم کی کمزوری محسوس کرتے ہیں تو آج ہی ایک شیشی کارخانہ سے منگوا کر استعمال کریں اور ہماری صداقت کی داد دیں یہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ جب اس کو ایکبار استعمال کریں گے تو یقیناً سب سے بہتر پائیں گے یقین جانیں کہ بالکل درست اظہار حقیقت ہے باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت بالکل کم ہے اور اس کوئی منافع نہیں ہے بلکہ کارخانہ خلق خدا کی بہتری کے لئے اس کو معمولی منافع پر دے رہا ہے کیونکہ اس میں بہت سے قیمتی اجزا ڈالے گئے ہیں قیمت فی شیشی تین روپے دو آنے ڈاک خرچ معاف۔

منگانے کا پتہ:-

روپ بلاس کمپنی

نمبر ۵۱۵ دھن کٹی شہر کانپور (یو۔ پی)

صنعت و حرفت

(از جناب صوفی محمد پرشاد صاحب ایڈیٹر ستانتر لاہور)

بوٹ پالش

موم نصف سیر قلمی شمع ۱۰ برتن میں ڈال کر کوئلوں کی آگ پر پگھلائیں پھر اس میں نصف سیر تارپین کا تیل ملا کر ملائیں تاکہ یکجان ہو جائے، دوسرے برتن میں "بلیک سوپ" کے چھری سے باریک تراشے ہوئے ورق ایک پاؤ کو تین پاؤ پانی میں حل کر لیں اگر سیاہ بوٹ پالش بنانا ہو تب بلیک بورن یعنی جلی ہوئی ہڈی کا سفوف نصف پاؤ اور سیاہ ولائتی رنگ جس میں کا بنا ہوا نصف چھٹانک صابن کے مرکب میں دونوں کو حل کر لیں اور اگر براؤن بوٹ پالش بنانا مطلوب ہو تب تارکنی رنگ ایک تولہ اور کسی [illegible] صابن کے سیال میں ملا دیں، اب موم [illegible] تارپین کے مرکب میں صابن کا مرکب ڈال کر آگ پر [illegible] طرح سے پھینٹ کر یکجان کر لیں، سرد ہو [illegible] مرکب گرم کی شکل اختیار کر لیگا، ڈبوں یا بوتلوں [illegible] ت کا ورق دے کر ان کو بند کریں تاکہ تارپین کا تیل اڑنے نہ پائے، اسکے بغیر پالش خراب ہو جاتا ہے۔

بوٹ پالش کا ولائتی نسخہ

خالص کمکھی کے چھتے کا موم ایک سیر، کوئلہ پاؤ ڈیڑھ پاؤ، تارپین کا تیل دو سیر، ہارڈ سوپ ڈیڑھ پاؤ صابن کو چھری سے چھیل کر ورق بنا کر [illegible] کوئلہ گرم کر کے حل کریں، اور آگ سے اتار کر اس میں تھوڑا تھوڑا تارپین کا تیل ملا کر خوب پھینٹیں تاکہ مخلوط کچھ یکجان ہو جائے اگر قوام یکجان ہونے سے پہلے سرد ہو جائے تو پھر گرم کر کے خوب اچھی طرح سے ملائیں تاکہ کریم جیسی چیز بن جائے اب مندرجہ بالا بوٹ پالش والا جو رنگ پسند ہو مندرجہ بالا طریقہ سے صابن کے محلول میں ملا کر پھر بوٹ پالش تیار کر لیں

سٹک بوٹ پالش

جیسپر بی ۲ تولہ زیتون کا تیل ڈھائی تولہ موم خالص کمکھی کی پانچ تولہ، تینوں کو ملا کر ایک ساتھ پگھلا لیں، پھر زیتون کا تیل پانچ تولہ اور دے کر اس میں آئل کلر جو کہ پسند ہو، ڈھائی تولہ ملا کر پہلے گرم قوام میں ملا کر خوب اچھی طرح سے ملا کر سانچوں میں بھر کر جمائیں ہر سٹک چار انچ لمبی اور نصف انچ موٹی ہونی چاہیے اس کو خوبصورت کاغذ میں لپیٹ کر اور لیبل لگا کر تجارت کریں۔

بوٹ پالش کا نہایت عمدہ نسخہ

بورنجیس دو حصہ کو آب مقطر چالیس حصہ میں ملا کر آگ پر گرم کر کے چھڑالاکھ کا سفوف اسمیں شامل کر کے ملائیں تاکہ یہ بھی حل ہو جائے پھر صابن کے ورق تین حصے اور چار حصے ہارڈ کیس دونوں کو بھی شامل کر کے حل کر دیں پھر ہارڈ بلیک [illegible] طرح ملا کر سب کو یکجان کریں، پھر تارپین کا تیل [illegible] تھوڑا تھوڑا ملا کر قوام میں ڈالتے جائیں اور ملاتے جائیں جتنا نرم یا سخت قوام بنانا ہو اسی تناسب سے تارپین کا تیل کم یا زیادہ گھٹا سکتے ہیں، اب سب سوا آخر میں "اماٹو ایکسٹریکٹ" یا مبارک براؤن جو رنگ پسند ہو حسب ضرورت ڈال کر بوٹ پالش تیار کر لیں اس کو بناتے وقت واٹر باتھ کے ذریعہ گرم کرنا چاہیئے، کوئلہ یا لکڑی کی آگ پر ہرگز گرم نہ کریں اسکے سرد ہونے پر بوٹ پالش کریم جیسا نرم ہو جائے گا،

کینوس بوٹ پالش

عمدہ باریک چاک کو پانی میں بھگو دیں، ۲۴ گھنٹے کے بعد نتھرا ہوا پانی نکال دیں، تلچھٹ چاک کو ہاتھ یا ماسے اٹھا لیں تاکہ ریت وغیرہ نیچے ہی رہ جائے دو تین دفعہ یہ عمل کرنے سے خالص چاک برآمد ہوگا، اسکو خشک کر لیں اور اس میں آٹھواں حصہ نشاستہ گندم ملا دیں اور چار حصہ پانی میں ایک حصہ گوند بول حل کر کے چھان لیں اور اس لعاب میں تھوڑا سا نیلا رنگ حل کر لیں، اب اس میں چاک اور نشاستہ ملا سفوف خوب اچھی طرح گوندھ کر ٹکیاں بنا کر سکھا لیں اور کام میں لائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا [illegible] دیں

صفحہ (۸) کا [illegible]

(افسانہ)

[illegible] اس کی بڑی [illegible] کر کا [illegible] اپنی [illegible] ہاتھ سے [illegible]

"کیا ہوا؟" چھوٹی بہو ہنسی سے [illegible] کر بولی،

"لالہ اپنا گلا گھونٹ رہے ہیں، ان کی آنکھیں [illegible] اس [illegible] کہہ سکی، [illegible] بہو دوڑ کر آئی، لالہ [illegible] ہوں" ٹھہر جا" وہ کہہ رہے تھے، پانی پی لینے دے، میرا گلا چھوڑ دے" [illegible] کہ [illegible] کھانسی [illegible] چڑھ رہی تھی،

"پانی پیو گے؟" بہو بولی،

"ہاں ہاں" [illegible] کمزور بازوؤں کا سہارا لے کر [illegible] نے اس کا گلا دبوچ لیا تھا، سانس روک کر [illegible] گردن سلگتے ہوئے کھاٹ پر گر پڑا،

"پانی پی لو" بہو کہہ رہی تھی،

"پانی" [illegible] آواز [illegible] سے نکلی، ہاتھ بڑھا کر گلاس تھامنا چاہا، ایسا محسوس ہوا جیسے ہاتھ اکڑ گیا ہے، انگلیاں سنسل ہو گئی ہیں، ہاتھ لٹک گیا، بھرا ہوا گلاس [illegible] پانی پر گر [illegible] اور اس کی بڑی بڑی سرخ آنکھیں [illegible]

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پودرا نتک چورن ——— دو روپیہ
(۲) پودرا نتک اولیہ ——— ساڑھے تین روپیہ
ساڑھے پانچ روپیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں، ماہواری کی خرابی و فیرا کو آرام ہو جاتا ہے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

پتہ:- ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

رلی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی رلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

ریلوے مسافروں کو تنبیہ

بریک وزن میں سامان لدان کیلئے دینے سے پہلے ہر بنڈل کو محفوظ طریقہ پر باندھئے، قفل لگائیے اور رسی باندھ دیجئے۔ ایسا نہ کرنے سے رسک نوٹ فارم "اے" کے ماتحت کارروائی کیجا سکتی ہے جو، ریلوے کو ہر طرح کی ذمہ داری سے بری کرتی ہے۔

آپ کو خبردار کر دیا گیا ہے

برطانیہ میں اس قسم کے بہت سے مذبحے جو بمباری سے تباہ ہو گئے تھے یا سوست کر دئے گئے ہیں یا مسمار کر دئے گئے ہیں

مسٹر چرچل
آپ بھائی صحت کیلئے چند ہفتہ کیلئے نامعلوم مقام کو روانہ ہو گئے ہیں

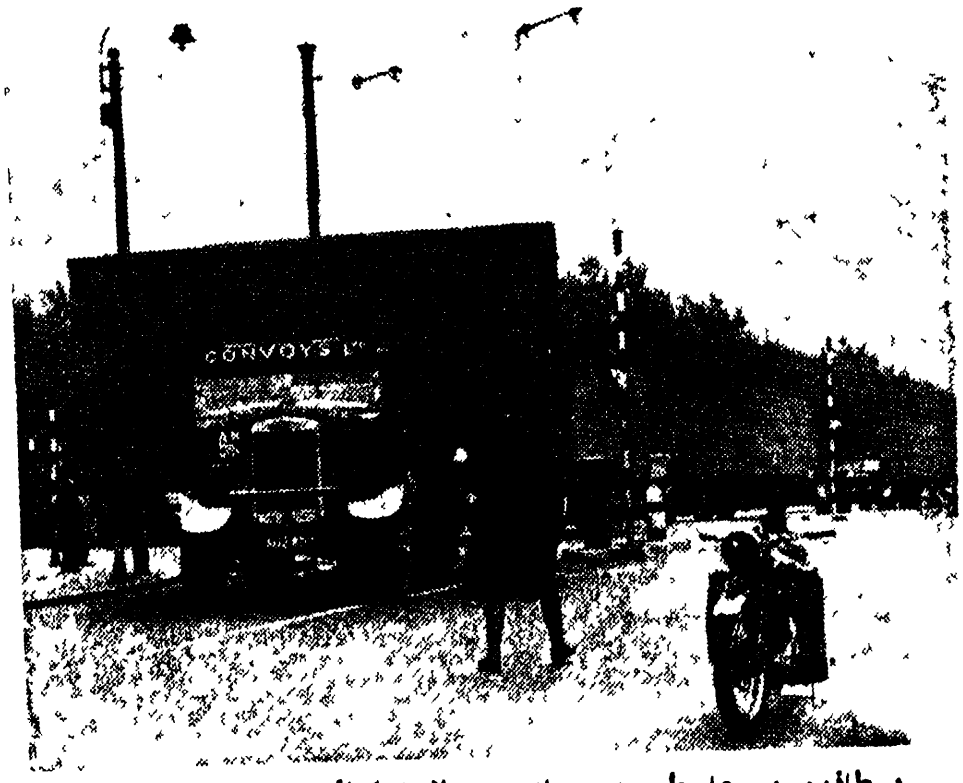

برطانیہ میں عام طور پر جہازوں پر لادنے کیلئے سامان رات کے وقت لایا جا رہا ہے

کنور چاندکرن شارڈا
آپ نے ہندو سبھا جوبلی امرتسر میں سیتارتھ پرکاش کے متعلق ریزولیوشن پیش کیا جو اتفاق رائے سے پاس ہو گیا

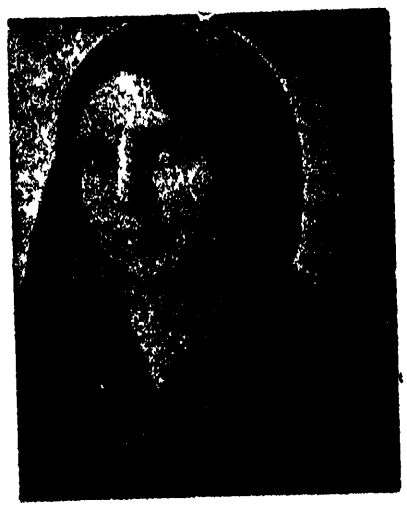

شریمتی وجے لکشمی پنڈت
آپ نے اپنے خاوند کی علالت کے باعث اڑیسہ کا دورہ ملتوی کر دیا ہے

ممتاز شانتی دھوان فلم میں

للندن میں رات کے وقت دشمن کے ہوائی جہازوں کی تلاش

برطانیہ کی ایک لڑکی اپنے سویٹر پر کام کر تیاری کر رہی ہے

برطانیہ ہوائی دستہ کے دو پائلٹ فرصت کے وقت میں بات چیت کر رہے ہیں

روسانیہ کے تیل کے چشموں پر امریکی ہوائی جہازوں کی بمباری

Printed and Published by Bhawani Pal Gupta at the Taj Press, Bara Bazaar Road, Delhi.

ILLUSTRATED

Weekly

ڈائرکٹر لالہ دیش بندھو گپتا

ایڈیٹر دھرم پال گپتا

خاص نمبر صفحہ (۱۹) پر دیکھئے

No 3

13th Jan 1944 Vol. No. [illegible]

LEADING JOURNAL OF NOR. INDIA

آنریبل مسٹر سرینواس شاستری
آپ نے ملک کے اخبارات کے ایڈیٹروں سے اپیل کی ہے کہ وہ قومی لیڈروں کی رہائی کے سوال پر زیادہ سے زیادہ زور دیں

مسٹر عبدالقادر بویلوی
آپ نے آل انڈیا ایڈیٹرز کانفرنس مدراس میں اپنا اہم خطبہ صدارت پڑھا

لارڈ ساؤتھ ویلی
آپ نے ہندوستان میں آزاد پریس کی ضرورت کو بڑی اہمیت دی ہے

شریمتی کملادیوی چٹوپادھیائے
آپ کو مدراس حکومت نے ویلور جیل سے بیماری کے باعث رہا کر دیا ہے

آنریبل مسٹر اسکوٹنی
چیف کمشنر صوبہ دہلی
آپ نے اپنے ایک حکم کے ذریعہ دہلی میں بھک وقت بھاس آدمیوں سے زائد کی دعوت ممنوع قرار دیدی ہے

مسٹر ایمری
وزیر ہند
آپ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ حکومت برطانیہ اب بھی کرپس تجاویز پر قائم ہے

کاؤنٹ کیانو
سابق وزیر خارجہ اٹلی
آپ کو ایک مقدمہ میں سزائے موت ہوئی جس کے نتیجہ آپ کو پھانسی دیدی گئی

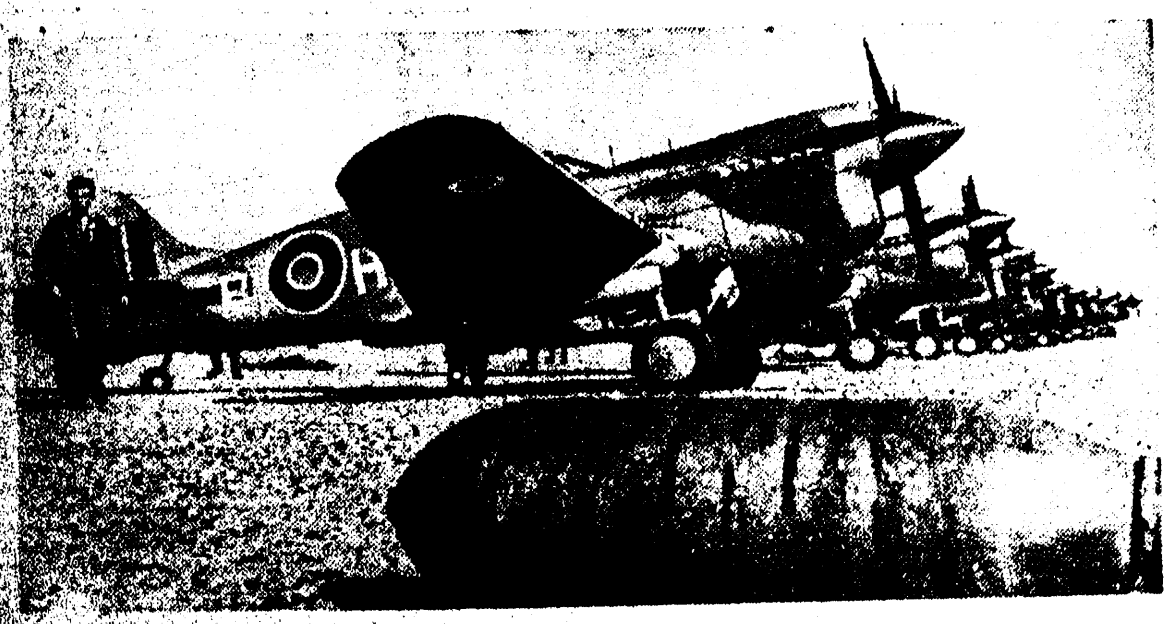

شمالی افریقہ میں برطانوی فوج کا بمبار ہوائی جہاز جنہوں نے وہاں کی لڑائی میں کارہائے نمایاں انجام دئے

ہٹلر کا جادو ختم ہونے کو ہے!

نوٹ (مشہور عالم برطانوی نجومی آر۔ این۔ نیلر کے قلم سے)

یہ پیشین گوئی ۱۹۳۵ء میں مشہور انگریز منجم نیلر نے کی تھی، ستاروں کی چال سے زندگی اور اس کے انجام پر حکم لگانا ایک پُراسرار سائنس ہے، نجومیوں کے احکام اور پیشین گوئیوں میں بالعموم خوش فہمی کو بڑا دخل ہوتا ہے مگر پھر بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہٹلر کا زوال قریب ہے پہلے کی یہ پیشین گوئی ہٹلر کے زائچہ زندگی پر اس مطالعہ کو دلچسپی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ ——— (ادارہ)

ہٹلر کے زائچہ زندگی کا میں نے مطالعہ کیا ہے، کافی مطالعہ کے بعد میں نے اندازہ لگایا ہے کہ پیدائش کے وقت کے لحاظ سے وہ بہت خوش قسمت انسان ہے اور شاید ہی کوئی اور چیز اس سے لگا کھا سکے،

بہت سے لوگ اس شخص کے فوری انہدام شان و جلال کی پیشین گوئی کرتے ہیں، اس شخصیت کا زوال تو بے شک ہوگا مگر اس قدر جلد نہیں جس قدر کہ لوگوں کی خوش فہمی ہے ایسی پیشین گوئیاں کرنے والوں کی خوش فہمی کو دخل ہے، منطقی اور علمی مطالعہ نجوم کو اس میں کم دخل ہے

خود ہٹلر کے اس مجسمہ کی زندگی کا زائچہ اس وقت میرے سامنے ہے جو بہت احتیاط اور کامل حساب دانی کے ساتھ تیار کیا گیا ہے،

ہرڈولف ہٹلر ۲۰ اپریل ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا تھا جتنے لوگ بھی ۲۰ اپریل کے آس پاس پیدا ہوتے ہیں ان کی زندگی کا زائچہ بتاتا ہے کہ آفتاب برج ثور میں داخل ہوتا ہے اس علامت کا خاصہ یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے عقیدوں اور آدرشوں میں بہت مضبوط، بہت ضدی اور بے لچک ہوتا ہے،

اس وقت برج میزان (تلا) افق مشرق میں تھا یہ چیز اس کی شخصیت کو بہت ہی کشش انگیز بنا دیتی ہے اور یہ امر عام طور پر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اس چیز کو خاص طور پر ذہن میں رکھنا چاہیئے اسکی پیدائش کے وقت سیارہ پرنیس فلک مشرق میں تھا سیارہ پرنیس بیداری کی علامت کو ظاہر کرتا ہے اور اسی ستارہ کا ہٹلر کی زندگی پر بڑا اثر ہے اور اس اثر نے ہی اسے ایک باغی بنا دیا ہے جو دنیا کی کایا پلٹ پر تلا ہوا ہے

مگر افسوس یہ ہے کہ اسی زمانہ میں منحوس ستارہ سیٹرن جو تباہی اور سوگ کا نشان والا ہے، قریب ہی چمک رہا تھا اور اسکے ساتھ زحل بھی تھا

ان عناصر نجوم کے سعد و نحس اثرات کو سامنے رکھ کر آدمی صحیح طور پر اندازہ لگا سکتا ہے کہ ہٹلر کی پیدائش کے بارے میں نجوم کو ایک کیا کہتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ ہٹلر شہاب ثاقب کی مانند افق جرمنی پر طلوع ہوا ہے لیکن اس کی یہ تابناکی جلد تیرگی میں تبدیل ہو جائے گی اور اس کا ستارہ اوج کمال سے انحطاط کی طرف آنے لگے گا جرمنی کو اس کی ذات سے کوئی دائمی مسرت اور فتح حاصل نہیں ہوگا،

علاوہ ازیں چونکہ اس کی جنم پتری میں سیٹرن کا زور زیادہ ہے اس لئے وہ اس کی پالیسی میں الجھنیں پیدا کرنے کا سبب ہوگا تو جرمنی بھی زیادہ سے زیادہ الجھنوں میں پھنستا چلا جائیگا۔ ہٹلر کی ابتدائی زندگی دلچسپ ضرور ہے اس کا باپ ایک معمولی سرکاری ملازم تھا ریٹائر ہونے کے بعد اس نے کھیتی باڑی شروع کی لیکن اس میں کچھ کامیاب نہیں ہوا اس کے بعد وہ ایک دیہاتی مکان بنا کر خاموش زندگی بسر کرنے لگا،

ہٹلر کا باپ ایک جابر شخص تھا اس نے اپنے بیٹے کو بہت بری باتوں سے باز رکھا شراب نوشی سے خاص طور پر اسے منع کیا جاتا تھا، نوجوانی میں ہٹلر مکان بنانے والے ایک رنگ ساز کے ہاں نوکر رہا اور کوئی خاص بات اس کی زندگی میں پیدا نہیں ہوئی، پچھلی جنگ کے زمانہ میں وہ کسی افسر کا اردلی رہا یہودی سوشلسٹ جمہوریت نامی ایک جماعت سے اس کا تعلق ہوا تو اس کے بعد سے یہودیوں کے خلاف اس میں سخت ترین جذبات پیدا ہو گئے، انسانی اور تعمیری نقطۂ نظر سے اگر اسکے کارنامے کا مجموعی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسکے کارنامے کسی خاص نوعیت اور منزل سے کبھی ہمکنار نہیں ہونگے منفی اور تخریبی زاویہ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو اسکے کارنامے بہت ہی ہیبت ناک اور بھیانک نتائج کا موجب ہوں گے، ہٹلر کی دو ہستیاں ایک حیثیت ڈکٹیٹر اور ایک بحیثیت انسان، اس کے زائچہ کا معائنہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے:۔

(۱) اس کی زندگی بہت ہی ڈرامائی نشیب و فراز سے گھری رہے گی۔

(۲) اس میں زور تقریر و خطابت جو بہت زیادہ غیر منطقی ہوگا، مگر اپنے اثر کے لحاظ سے بالکل یگانہ و یکتا سمجھا جائے گا،

(۳) اس میں خوف کا اثر غالب رہے گا حد یہ کہ وہ خود اپنے آپ سے بھی خوفزدہ رہے گا، اس کو اپنی زندگی اجیرن معلوم ہوگی، اس میں اپنے آپ کو احساس کمتری کا شکار ہونے کا بھی بہت غالب عنصر پایا جائے گا،

(۴) زائچہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زندگی میں انتقام کی آگ زیادہ کارفرما رہے گی اقتدار و طاقت میسر آجانے کی وجہ سے وہ اپنے "مجرموں" کو شدید ترین اذیت کے ذریعہ کانٹے اگلنے پر تلا رہے گا،

نجوم کی قوت سے اگر ہٹلر بحیثیت ڈکٹیٹر دیکھا جائے تو فکری عنصر کے اعتبار سے وہ کوئی غور کے قابل ہستی نہیں ہے، اصل چیز جو نجوم اور نفسیات کے ماہروں کو جاننے کے لئے بیتاب کر سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ کن جذبات و احساسات کا مجموعہ ہے، کہ باوجود ایک فرضی لیڈر ہونے کے اس قدر زبردست اثر و اقتدار کا مالک بن گیا ہے ان اسباب کو جاننے اور مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے:

اس کا مختصر حال یہ ہے کہ پچھلی جنگ میں جرمنی کو سخت ہار ہوئی، تمام امیدیں خاک میں مل گئیں اس لئے اس قوم میں ایک قدرتی جذبہ اپنی قومیت کے احساس کمتری کا پیدا ہو گیا اور اسے دور کرنے کے لئے ایک سردار کی ضرورت ان میں جنون کی حد تک پہنچ گئی، ہٹلر محض ایک حادثہ یا اتفاق ہے اصل چیز تو یہ ہے کہ نسلی طوفان کے دھارے پر وہ بہتا ہوا آگیا اور اس طوفان نے اسے ابھار کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہٹلر میں ذاتی جوہر اور قوت اثر کچھ نہیں ہے بلکہ اس کی قوم کے تصورات نسلی اور جذبات کا مجسمہ اس کی شخصیت کی صورت میں آکر جلوہ گر ہو گیا ہے،

مزاج و طبیعت کے اعتبار سے وہ ایک کمزور جنونی ہے مگر نصیب نے اسے بہت آسانی کے ساتھ ایک اونچے مقام پر لیجا کر بٹھا دیا ہے ایسے حوادث تاریخ بہت سے ہیں،

اب ہم ایک عجیب و غریب نکتہ پر پہنچتے ہیں، نجوم کہتا ہے کہ جرمن قوم کے فائدے اور اسکے عزائم سے مطابقت رکھنے والے سیاسی و فوجی معاہدہ کرنے میں ہٹلر کو خاص طور پر خوش نصیبی حاصل ہوگی وہ ان کامیابیوں سے اہل جرمنی کو مسحور کرے گا، گو یہ سحر آفرینی نظری بے بنیاد، بہت غیر منطقی اور بیہودہ ہوگی مگر یہ سلسلہ اہل جرمنی کو الو بنانے میں بڑی مدد دے گا، اور شاید یہ سلسلہ عروج ۱۹۴۳ء کے اواخر تک چلتا رہے اس اثنا میں ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھار وہ اپنے آپ کو اس طوفان اضطراب تخریب میں مبتلا پائے جو جرمنی کے درپے رہے گا اور اس کے خاتمہ کا بھی سبب ہوگا اگر جرمنی کی

(باقی اگلے صفحہ پر)

نیا سال!

ہٹلر کی کشتی منجدھار میں پھنس گئی ہے اور کالے کالے بادلوں کا طوفان اسے غرق کرنے کے لئے تیار ہے!

انگڑائیوں کے متعلق چند اشعار

اپنے مرکز کی طرف مائل پرواز تھا حسن
نبض ہستی ہی نہیں سالم تری انگڑائی کا (اغیر لکھنوی)

انگڑائیاں لینا کوئی ای جوش دم صبح،
خورشید سے پھر دست و گریباں نظر آیا (جوشش)

انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اٹھا کے ہاتھ
دیکھا جو مجھکو چھوڑ دیئے مسکرا کے ہاتھ (نظام رامپوری)

دریائے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اس نے نشہ میں لی جب انٹھا کے ہاتھ (ماتح دہلوی)

عبث انگڑائیاں لے لے کے کروٹ بدلتے ہو انکو
بھلا یہ بھی تو گھر ہے شور ہو گر نیند آنی ہے (جرأت)

صد شکر ہم سے آج وہ رشک قمر کھلا
انگڑائی لی تو سمجھے مقدر کا در کھلا (امیر لکھنوی)

دل کا کیا حال کہوں صبح کو جب اس بت نے
لے کے انگڑائی کہا ناز سے ہم جاتے ہیں (داغ)

قہر ہیں مستی میں بھی انگڑائیاں
خالی ہاتھوں لڑتے ہیں تلوار سے (انور دہلوی)

دیکھ کے قیامت سے اٹھتے ہیں قیامت سے
وہ جب انگڑائیاں لے لیکے سینہ تان لیتے ہیں (راسخ دہلوی)

دیتک اس شب میں دیکھا ہلال
یہ کسی کافر کی انگڑائی نہ ہو (مائل دہلوی)

بادۂ ہوش لنڈھا ساغر نیکیں ٹوٹا
ہاتھ مارا ہے یہ کس مست کی انگڑائی نے (آرزو لکھنوی)

چھڑ زنا دا اپنی کیا ان کو پسند آئی
ہے سامنے آئینہ لیے ہیں وہ انگڑائی (اختر لکھنوی)

جاگ اٹھے سب سوتے فتنے انکی انگڑائی کیساتھ
سونے والے خواب گاہ ناز سے سو کر اٹھے (ریاض)

الٰہی کیا تماشا ہے وہ جب انگڑائی لیتے ہیں
مرے سینہ میں سب موتی نکلے ٹوٹ جاتے ہیں (امیر مینائی)

اوبھاش نے انگڑائی کو ہاتھ اٹھائے
ادھر میرے زخم جگر مسکرائے (شعری بھوپالی)

مے پی کے اس حسین سے کون اٹھ گیا ہو آب
انگڑائیوں کا عالم پھولوں کی ڈالیوں پر (مصحفی)

رنگ کیوں اڑنے لگا ہے قوس کا مریخ اب
کیا اسے دیکھ کہیں لیتی ہوئی انگڑائیاں (مریخ ساوی)

ڈوبی جاتی ہے مری نبض حیات
کون پھر لیے رہا انگڑائیاں (نامعلوم)

زمانے کی زلفوں میں انگڑائیوں پر
خدا مسکرائے جوانی کسی کی (شمس لکھنوی)

(مرسلہ۔ مریخ ساوی)

معمہ نمبر (۳) صفحہ (۱۹) پر ملاحظہ فرمائیے

پچھلے صفحہ سے

تباہی نہ ہوئی تو ہٹلر کا سحر بہت عرصہ تک اپنی طاقت دکھاتا رہے گا

مسولینی سے مقابلہ

مسولینی اور ہٹلر کی جنگ پتریوں کا مطالعہ مقابلہ کرکے ایک دلچسپ چیز بن جاتی ہے،

اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ ہٹلر کی نسبت مسولینی کا ذہن زیادہ طاقتور اور موثر دکھائی دیتا ہے لیکن دونوں میں کبھی اختلاف ہوا تو ہٹلر کو دبنا پڑے گا اور مسولینی کے کہنے پر چلنا پڑے گا!

مذہبی تشدد کو رد کرنے میں ہٹلر اور اسکے قریبی حامی کی کوششیں بے سود ثابت ہوں گی،

آج کل جو مذہبی مار کھنچائی ہو رہی ہے اسکے جواب میں کوئی کارروائی فوراً کے فوراً نمودار نہیں ہوگی اور اگر ہوئی بھی تو اس قدر موثر و طاقتور نہیں ہوگی، اجزاء میں جرمنی کی مذہبی طاقتیں ہٹلر کی حامی افواج کے آگے سرنگوں ہو جائیں گی اور ان کی آمریت پر یک کہیں گی مگر قومہ میں یہ بات مختلف ہوگی پروٹسٹنٹ کلیساؤں میں گڑبڑ ہوگی اس کا اسفار دیکھا جا سکتا ہے آخر کار جنگ کا ہنگام بپا ہو جائے گا اس مذہبی آمریت کے خلاف جس کا ہٹلر شہید ہوگا کلیساؤں کی یہ آخری سعی ہوگی اسکے فوراً بعد ہٹلری دور کا بھی خاتمہ ہو جائے گا!!

لطائف و ظرائف

مجسٹریٹ: حاضرین عدالت میں سے اگر کسی نے شور مچایا تو ہم باہر نکال دیں گے اسے"

چور: لیجئے حضور میں شور مچاتا ہوں مجھے نکال دیجئے"

جہاز کا کپتان (مسافروں سے) سمندر میں جوار بھاٹا آرہا ہے، جہاز کے ڈوبنے کا بھی ڈر ہے"

مسافر: ڈوب جانے دو آپنے کرایہ جو بہت لگا رکھا ہے"

بہن: (بھائی سے) آپ کتنے بزدل ہیں کہ رات کو بہت پر اکیلے نہیں جا سکتے!

بھائی: ابھی چلتا ہوں ذرا میرے ساتھ چھت پر چلکر دیکھ لیں جو بہت پر جا بھی سکتا ہوں یا نہیں!

جج: تمہیں اپنی بیوی سے کیا تکلیف ہے جو تم طلاق دینا چاہتے ہو؟"

مستغیث: حضور وہ مجھ سے گدھے کی طرح کام لیتی ہے اور کتے کی طرح خوراک دیتی ہے"

"میں فرش صاف کرنے میں ماہر ہوں آپ مجھے ہوٹل میں نوکر رکھ لیں"

"مگر تمہیں پہلی جگہ سے جواب کیوں ملا؟ یا تم خود چھوڑ کر چلے آئے ہو؟"

"میں وہاں فرش اس قدر صاف کرتا تھا کہ ہر روز تین چار خواتین چلتے چلتے پھسل پڑتی تھیں آخر ایک دن ایک کے ران کی ہڈی ٹوٹ گئی"

TIMES HAVE CHANGED!

TIME-KEEPERS IN

B.C.1400

and in 1944

"بیجو" مینا چر "اے"
۸ کیرٹ سالڈ گولڈ۔ بھاری کیس۔ قیمت ۳۰ روپے

"بیجو" مینا چر "بی"
۸ کیرٹ سالڈ گولڈ۔ بھاری کیس۔ قیمت ۳۱۰ روپے

"بیجو" مینا چر "سی"
۸ کیرٹ سالڈ گولڈ۔ بھاری کیس۔ قیمت ۳۷۵ روپے

زمانہ بدل گیا ہے

اگرچہ یہ بات حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے لیکن دیہاتی ۳۰۰۰ برس پہلے وقت بتلانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اس زمانہ کی مصری ابی گھڑیوں اور آج کی صحیح اور خوبصورت گھڑیوں میں بڑی مدت کا فاصلہ ہے گھڑیوں سے ہم اس قدر آشنا ہو چکے ہیں کہ ہم ان صدیوں کو، جو لمبی ہیں، ان کی ترقی میں صرف ہوئی ہیں اور یہ گھڑی ایک بہت ہی سائنٹیفک آلہ ہے اس لئے ایک اچھی قابل اعتماد بناوٹ کی گھڑی خریدنا ہی مفید ہے انتخاب کے لئے ویسٹ اینڈ موجود ہے۔

چونکہ درآمد میں باقاعدگی نہیں ہے اس لئے ممکن ہے ہر قسم کی گھڑی پہلی سی لیجائے جس کا اشتہار دیا جاتا ہے لیکن اصلی پوری کوشش کیجائیگی کہ جہاں تک ہمارا تک رسائی ہو ہم دوروں کی تعمیل کریں گے۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی، بمبئی - اور - کلکتہ

WEST END WATCH Co

BOMBAY • CALCUTTA

خوبصورت بالوں کا راز

سر کے بالوں کی زینت اور نت نئی دلکش طرحداریوں کے لئے ہندوستان کے شہنشاہ گپتا کے دور حکومت کو جتنی شہرت حاصل ہوئی ہے اتنی کسی دوسرے شہنشاہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ گپتا کے دور میں خوبصورت بالوں والا سر حسن و جمال کی انتہا کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اس ذوق حسن و شائستگی کی تصدیق اس دور کے آثار قدیمہ، ایجنٹا اور باگھ کی سنگی بت تراشی، خانگی مجسمہ سازی اور نقش مصوری کے نمونے دیکھنے سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ یہ ذوق حسن و شائستگی آج بھی جنسی جلوہ فرما ہے اس لئے کہ تندرست اور چمکدار بالوں والا سر آج بھی حسن و دلکشی میں افزائش کا ذریعہ مانا جاتا ہے۔

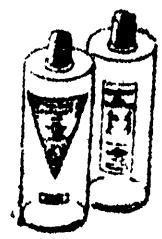

ٹامکو کوکونٹ ہیر آئل اور شیمپو

دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ

ہندوستان میں "جداگانہ نمائندگی"

فرقہ وارانہ انتخابات کی تاریخ اور آئینی نوعیت

از مسٹر آئی۔ جے۔ بہادر سنگھ

وائسرائے نے مسلم فرقہ کو اس بات کا یقین دلایا کہ ایک فرقہ کی حیثیت سے ان کے سیاسی حقوق اور مفادات کا تحفظ ہر انتظامی آرگنائزیشن میں کیا جائیگا، یہ کہنا میرا کام نہیں ہے کہ جیسا کہ کچھ لوگوں نے کہا ہے، یہ ڈیلی گیشن خود حکومت یا اس کے ایجنٹوں کی تحریک کی پیداوار تھا میرے پاس اس خیال کے لئے کوئی مستند شہادت موجود نہیں ہے لیکن یہ کہنا مناسب حال ہے کہ اگر کسی وقت بھی اس موقع کی ضرورت تھی کہ نیشنلزم کے ان خیالات کا جو کانگریس میں مضبوط ہوتے جاتے ہیں مقابلہ کیا جائے تو وہ موقع اسی وقت وائسرائے کے روبرو موجود تھا

"مارلی۔ منٹو اصلاحات"

لارڈ منٹو اور ان کی ایگزیکٹو کونسل نے مسلمانوں کے اس مطالبہ کو نگاہ پسندیدگی سے دیکھا اور آخر کار کسی قدر عذر کے ساتھ لارڈ مارلی نے اور ہز میجسٹی کی حکومت نے اس مطالبہ کو منظور کر لیا جو تجویز خود مارلی نے بنائی تھی وہ اس سے بالکل جداگانہ تھی، ان کی اسکیم یہ تھی کہ ایک ایسا مشترک یا اجتماعی "انتخابی کالج" بنایا جائے جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے ووٹ جمع کر لیے جائیں، لارڈ مارلی نے اس سلسلہ میں یہ کہا تھا: "اس اسکیم سے مسلمان رائے دہندوں کو یہ آسانی ہوگی کہ جہاں اور جب وہ چاہیں گے اپنے نمائندوں کو اپنے خاص تناسب سے بھیج سکیں گے میری اس سفارش کی تہ میں یہ سیاسی خیال تھا (جو پسند نہیں کیا گیا) کہ ایسے مشترک عمل کے باعث دونوں بڑے فرقے ایک دوسرے سے بہت قریب تر ہو جائیں گے اور اس تعاون کو ترقی دینے کے لئے میرے خیال کی تائید ہندوستان کی ان مستند اور تجربہ کار ہستیوں نے کی تھی جو انڈیا آفس میں میرے مشیر تھے" لیکن مسلمانوں نے اور حکومت ہند نے اس کی مخالفت کی تھی اور یہ اسکیم ترک کر دی گئی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۰۹ء میں جو انڈین کونسل ایکٹ پاس ہوا اور اس قانون کے تحت میں جو قاعدے اور ضابطے بنائے گئے ان میں برما کے علاوہ (جہاں فرقہ وارانہ سوال موجود نہ تھا) ہندوستان کے تمام بڑے صوبوں میں مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کا انتظام کر دیا گیا، صوبہ سی، پی اور صوبہ سرحد میں کوئی لیجسلیٹو کونسل اس زمانے میں موجود ہی نہ تھی، پنجاب کے متعلق یہ خیال کیا گیا کہ وہاں مخصوص تحفظ کی کوئی ضرورت نہیں ہے [illegible] مسلمانوں کو عام حلقہائے انتخاب میں بھی جو زیادہ تر بڑے زمینداروں، میونسپل کار پوریشنوں، ڈسٹرکٹ بورڈوں اور تجارتی چیمبروں پر مشتمل تھے ووٹ دینے کی اجازت دے دی گئی بڑے صوبوں کے لیجسلیچروں میں ممبروں کی تعداد بڑھا کر پچاس کر دی گئی، اور چھوٹے صوبوں کے لیجسلیچروں میں بیس کر دی گئی، انڈین لیجسلیٹو کونسل (یعنی مرکزی کونسل) میں ہندوستانی ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی، ۶۸ ممبروں میں ۲۶ ممبر سرکاری اور ۳۲ ممبر غیر سرکاری تھے، ۱۴ نشستیں بذریعہ تقرر یا نامزدگی اور ۲۷ نشستیں بذریعہ انتخاب بھری گئیں۔

اصلاحات کا اثر

ان اصلاحات نے کیا اثر پیدا کیا ہے، اس کا اندازہ کرنے کے لئے ہمیں ایک مثال دیکھنی پڑے گی یعنی یہ کہ مرکزی لیجسلیچر کے ۲۷ منتخب ممبران کس طرح کونسل میں بھیجے گئے ذیل کے اعداد و شمار ملاحظہ فرمائیے

(۱) ۲۷ ممبروں میں سے ۱۳ ممبروں کو صوبجاتی لیجسلیٹو کونسلوں کے غیر سرکاری ممبروں نے منتخب کیا،

(۲) ۶ ممبروں کو زمینداروں نے منتخب کیا،

(۳) مسلم حلقہائے انتخاب سے ۶ ممبر بھیجے گئے،

(۴) کلکتہ اور بمبئی کے چیمبرز آف کامرس نے ۲ ممبر بھیجے،

اس لیجسلیٹو کونسل کے رائے دہندوں کی مجموعی تعداد صرف ۵۸۱۰ تھی یعنی ۲۷ ممبروں میں سے ہر ممبر کے لئے ۲۱۷ ووٹروں کا اوسط تھا لیکن ان میں سے بعض حلقہائے انتخاب اور بھی چھوٹے تھے مثلاً مسلمان نمائندے کو صرف ۷ ووٹروں نے چنا، اور بمبئی کے عام نمائندے کے انتخاب میں صرف ۹ ووٹروں نے ووٹ دیا۔

اس طریق کار پر قوم پرستوں نے سخت نکتہ چینیاں کیں، ۱۹۱۰ء میں اپنے ایک اجلاس میں کانگریس نے "لیجسلیٹو کونسلوں میں مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے لئے معقول اور کافی نمائندگی کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے فرقہ وارانہ انتخابات کو برا اور غلط ٹھہرایا" اس میں کوئی شک نہیں کہ جداگانہ نمائندگی کو ہندوستان میں داخل کرنا جمہوری حکومت کے تمام اصولوں کے خلاف تھا،

لارڈ مارلی کے خیالات

لارڈ مارلی کا یہ [illegible] (باقی صفحہ ۶ پر)

نوجوانی کی ایک رات

از حضرت جوش ملیح آبادی

عجب نوجوانی تھی اپنی بھی پیارے
نہیں بھولنے کے وہ کافر نظارے

سن اک چاندنی رات کی بات مجھ سے
ابھی تک ہے دنیا جھلکتی ہیں آگے

وہ جادو کے جھونکے وہ ڈالوں کی موجیں
وہ بیلے کے تختے ندی کے کنارے

وہ دہکے سے پھول اور مہکے سے غنچے
وہ بانکا سا چاند اور چھٹتے ہوئے تارے

فلک پر دمکتے ہوئے لالہ و گل
زمیں میں جھلکتے ہوئے سنگپارے

وہ حد نظر تک غزلخوان و رقصاں
دھڑکتے ہوئے دل کے ارمان سارے

وہ منظر، کہ شاید خدا پھر زمیں پر
صحیفہ کوئی آسماں سے اتارے

وہ پہلو میں ایک سیمبر نوجوانی
بکاکل سحر بے بحار بہارے

بمژگاں خدنگے بہ ابرو کمانے
بہ تمکین خوبے بشوخی شرارے

اسی طرح رومان ہوتا ہے جیسے
برستی گھٹائیں ندی کے کنارے

تبسم کی رو میں امنگوں کی ہلچل
امنگوں کی ہلچل میں گنگا کے دھارے

جھکے سے پپوٹوں میں وہ چشم تاباں
کوئی جیسے کاجل تکلف سے پارے

وہ پلکوں کا سرشاریوں سے جھپکنا
لہو میں امنگوں کے جیسے ترارے

لئے مدھ بھری ادھ کھلی انکھڑیوں میں
رسیلے کنائے کٹیلے اشارے

رخ لالہ گوں میں مچلتے ہوئے سے
جوانی کے شعلے، جنوں کے شرارے

لب جو کبھی سینکڑوں پیچ و خم سے
تلاطم سے چلنا وہ سینہ ابھارے

کبھی لیٹ جانا وہ کہنی کے بل پر
کبھی بیٹھ جانا وہ میرے سہارے

کبھی دیکھ کر مجھ کو نرمی سے کہنا!
"برے دکھ میں رہتے ہیں شاعر بچارے"

وہ میرا یہ کہنا کہ گو بعد مدت
مگر تم مرے پاس آئیں تو بارے

بساط طرب پر رگ و پے کے اندر
وہ میٹھی چبھن جسپہ دل جان وارے

وہ اک درد سا فرط درماں کے باعث
وہ اک غم سا بار مسرت کے مارے

وہ بھولا سا اک گیت غلطاں فضا میں
"سجن آج آئے ہمارے دوارے"

جو اس روز ای جوش یوں جلوہ گر تھی
اسے آج یوں کاش کوئی پکارے

(صاحبزادہ خان اورنگزیب)

کہ ندی اکھم اور میدان ہے جل تھل
چلی آ کچھ کنارے کنارے

کی بڑی فکر تھی کہ ہاؤس آف لارڈز میں ان کے بل کا حشر کیا ہوگا، وہ اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ سر لیسلی پی سنہا کو (جو بعد کو لارڈ سنہا ہوئے) وائسرائے کی کونسل کا پہلا ہندوستانی ممبر مقرر کیجئے اس کے اعلان میں انھوں نے جو تاخیر کی اس کا سبب مندرجہ ذیل الفاظ میں موجود ہے، لارڈ مارلی ملارڈ منٹو کو لکھتے ہیں: "اپنے بل میں اس امر کو لازمی قرار دینا کہ ایک ہندوستانی ممبر کو وائسرائے کی کونسل کا ممبر بنایا جائے گا ہاؤس آف لارڈز میں اس بل کے مسترد ہو جانے کا باعث ہوتا" اسکے بعد پھر دوسرے خط میں وہ لکھتے ہیں "جوں ہی میرا بل ہاؤس آف لارڈز سے پاس ہو جائیگا میں اس تقرر میں تاخیر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا"

جب یہ بل بالکل محفوظ ہو گیا تو ۱۲ مارچ ۱۹۰۹ء کو لارڈ مارلی نے پھر لارڈ منٹو کو لکھا: "کوئی شخص بھی ایسی اسکیم نہیں بنا سکتا تھا جو اعتراضات اور نکتہ چینیوں سے بری ہو اور ہر شخص کو خوش کر سکے اگر ہم ہر قدم پر ہاؤس آف لارڈز کو مطمئن کرتے تو ہاؤس آف کامنز میں سخت مشکلات کی بنیاد ڈالتے آپ اس امر پر مجھے ایک خطرناک دور رخی شخصیت سمجھ کر ہنسیں گے کہ ایک ایوان میں تو یہ ثابت کیا گیا کہ ہم بہت ہی اعتدال پسند ہیں اور دوسرے ایوان میں یہ ظاہر کیا گیا کہ ہم بڑے انتہا پسند مصلح ہیں یہ وہ چیز ہے جسے ہم وقتی ضرورتوں کی حکمت عملی کہتے ہیں"

ان تمام حقیقتوں کے پیش نظر اس خیال کو ماننا مشکل ہے کہ لارڈ مارلی نے جب فرقہ وارانہ انتخاب کا اصول تسلیم کیا تو وہ اپنے جمہوری ضمیر کے ساتھ یہ سلوک نہیں کر رہے تھے، غالباً مارلی ہی وہ شخص تھے جو اگر چاہتے تو اس خرابی کو روک سکتے تھے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ پہلے جداگانہ نمائندگی کے مخالف تھے اور علاقہ دار نمائندگی کے حق میں تھے، حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے لارڈ منٹو کو یہ الفاظ لکھے تھے "مسلم جھگڑے کے سلسلہ میں میں پھر آپ کی تقلید نہیں کروں گا، میں مودبانہ طریقہ پر صرف آپ کو یہ بات یاد دلانی چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے فاضل حقوق کے متعلق آپ کی ابتدائی تقریر ہی وہ چیز تھی جس نے مسلم خرگوش کو چلا دیا"

مارلی بہت محتاط تھے، جب منٹو فرقہ وارانہ انتخابات پر زور دے رہے تھے تو مارلی پس و پیش کر رہے تھے آخر کار جب وائسرائے نے اور مسلمانوں نے زیادہ ڈالا تو وہ مجبور ہو کر اس پر راضی ہو گئے ممکن ہے ایک دوسرے عنصر نے بھی لارڈ مارلی کو مسلم مطالبات مان لینے کی ترغیب دی ہو، جان مبکین نے اپنی کتاب "منٹو" میں لکھا ہے: "حقیقت یہ ہے کہ مارلی رنگدار قوموں کو پسند نہیں کرتے تھے اور انکی ذہنیت اور خیالات سے واقف بھی نہ تھے انھوں نے لیڈی منٹو کو ایک خط میں لکھا تھا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ایک مغربی ہوں مشرقی نہیں ہوں اس مہلک راز کو ظاہر نہ کیجئے گا ورنہ میں تباہ ہو جاؤں گا میرا خیال ہے کہ میں مسلمانوں کو پسند کرتا ہوں لیکن مشرق کی سمت میں اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا"

الغرض یہی وہ ماحول اور یہی وہ پس منظر تھا جس میں فرقہ وارانہ انتخابات کا اصول ہندوستانی آئین میں داخل کیا گیا،

"لکھنؤ پیکٹ"

اب ہم ایک نئی منزل کی طرف تیزی سے آگے بڑھتے ہیں، ۱۹۱۶ء میں جب یہ معلوم ہوا کہ برطانی حکومت نئے اصلاحات کے متعلق غور کر رہی ہے تو ہندوستانی لیجسلیٹو اسمبلی کے ہندو اور مسلم ممبروں نے اپنی ایک متفقہ اسکیم تیار کی، ہندوستانی قوم پرستوں کو ایسا معلوم ہوا کہ "ہوم رول" جلد آنے والا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں بڑی سیاسی پارٹیوں نے اپنے اختلافات کو ختم کر دیا، ایک دوسرے کے ساتھ رعائت کی اور ایک ایسی اسکیم بنائی جو "کانگریس لیگ اسکیم" کے نام سے مشہور ہے جو طرز حکومت کے صدارتی نظریہ پر مبنی تھی، ہمارے مقاصد کے لئے اس اسکیم کا اہم ترین عنصر وہ تھا جسے "معاہدہ لکھنؤ" (لکھنؤ پیکٹ) کہتے ہیں،

جس وقت ۱۹۰۹ء میں جداگانہ انتخاب جاری کیا گیا تھا ہندوؤں نے اس طریقہ پر سخت نکتہ چینی کی تھی تاہم معاہدہ لکھنؤ نے لیجسلیچروں میں منتخب نشستوں کی تقسیم کی بنیاد اس اصول پر رکھی کہ ہر فرقہ اپنے نمائندوں کو جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب میں چنے، یہ نشستیں ایک آل انڈیا بنیاد پر تقسیم کی گئیں اور اس اسکیم کا مطلب یہ تھا کہ جب کوئی فرقہ اقلیت میں ہو تو اس کو زیادہ موثر پوزیشن دینے کے لئے اسکی آبادی کے تناسب سے زیادہ نشستیں دی جائیں مثلاً صوبہ یو۔پی میں جہاں انتخابی رقبہ کی مجموعی آبادی میں مسلمانوں کا تناسب صرف ۱۴ فی صدی ہے" لکھنؤ پیکٹ" کے ذریعہ انہیں ۳۰ فی صدی نمائندگی دی گئی اسی طرح صوبہ بمبئی کو ۲۰ فی صدی مسلم آبادی کے باوجود اسے ۳۳ ۱/۳ فی صدی نمائندگی عطا کی گئی،

مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی میں مسلم فرقہ کو جو ہندوستان میں ۲۴ فی صدی آبادی کا مالک ہے ۳۳ ۱/۳ فی صدی نمائندگی دی گئی، اس کانگریس میں بات چیت اسی ہوئی کہ صوبہ پنجاب اور صوبہ سی پی میں بھی فرقہ وارانہ انتخاب داخل کیا جائے دوسری طرف مسلمانوں نے عام انتخابات میں ووٹ دینے کا حق چھوڑ دیا جو ان کو مارلی۔منٹو اصلاحات کی رو سے دیا گیا تھا۔

"مانٹیگو۔چمسفورڈ" اصلاحات

۱۹۱۸ء کی مانٹیگو۔چمسفورڈ اس بنا پر فرقہ وارانہ انتخاب کی کھلی مخالفت کرتی ہے کہ یہ طریقہ تاریخ کی تمام تعلیمات کے خلاف ہے اس سے جماعتی اختلافات منتقل ہو جاتے ہیں (باقی آئندہ)

چائے کی کہانی نمبر ۹

گھر میں چائے کا وقت

سفر کی آخری منزل

چائے جو بڑی ہوشیاری سے ملانے کے بعد ہمارے کارخانہ میں بند کی گئی ہے اب ہمارے فروخت کنندہ (سیلزمین) کے ذریعہ تمام ہندوستان میں تقسیم کرنے کے لئے تیار ہے ہمارے ڈپو جو تمام ہندوستان کے مشہور مقاموں میں واقع ہیں اور جہاں کارخانے سے ہمیشہ تازہ چائے پہونچتی رہتی ہے وہاں سے ہمارے فروخت کنندہ (سیلزمین) برابر سپلائی کرتے رہتے ہیں۔

تازہ چائے دوکانداروں کو تقسیم کرنے کا یہ مسلسل طریقہ آپ کی میز تک تازہ اور خوشبودار چائے پہونچانے کا یقین دلاتا ہے۔

جب بروک بانڈ چائے استعمال کیجئے تو اس کا خیال رہے کہ تازہ پانی جوش دیجئے اور پیالیوں میں ڈالنے تک چار منٹ کا وقفہ دیجئے۔

بروک بانڈ

پہلے اور

بائنن امارا

کے استعمال کے بعد

جو آدمی پستی، کمزوری، تھکاوٹ اور گراوٹ وغیرہ سے پریشان ہوں ان کے لئے بائنن امارا سے بہتر اور کوئی چیز نہیں، یہ جسم کی حرکات کو تقویت دیتا ہے اور صحت اور طاقت کو بہت جلد بحال کر دیتا ہے۔ انسان تندرست و توانا نظر آنے لگتا ہے۔

تیار کردہ:-

ایلن اینڈ ہنبرز لمیٹڈ

(قائم شدہ انگلستان)

سکلائیو بلڈنگس کلکتہ

BYNIN AMARA

بائنن امارا کمزوری کے لئے بہترین ہے

خودداری

غیر مطبوعہ

(۱)

صرف انسان ہی کی آنکھیں نہیں بلکہ ایک حد تک جانوروں کی آنکھیں بھی فلک لگی ہوئی تھیں، مگر بادلوں کا کہیں نام و نشان نہ تھا، ہرے بھرے کھیت کسی جسم بدنصیب کے بخل شدہ کی طرح خشک ہو کر رہ گئے تھے، کہیں بھی سبزہ دکھائی نہ دیتا تھا جو آنکھوں کو ٹھنڈا اور دل کو سرور بخشے۔ سیٹھ زمینداروں کا تو ذکر ہی کیا، بڑی بڑی جیثیتوں کے مالک صاحب بسویدار و معافی دار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے مگر کسی دیوی انسان کو خوشامد کر کے کہنا برسائی ہوتی تو معقول اشخاص اپنا مقصد حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے، مگر قدرت کے کاموں میں انہیں دخل نہ تھا، اس لئے سوائے صبر و تسلی کے اور کچھ نہ بن سکتا تھا۔ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے تھے۔ ان میں سے کئی جو خدا کو ایک غیر ضروری چیز سمجھا کرتے تھے اب اس کی ہستی کے قائل نظر آنے لگے تھے۔ گاؤں میں ایک پرانا مندر تھا جس کے نہ کواڑ تھے اور نہ مورتی، ٹوٹی پھوٹی چھت میں ابابیلوں نے اپنے گھونسلے بنا لئے تھے۔ ان تعلقہ داروں کی طرف سے چندہ اکٹھا کر کے اب اس مندر کی مرمت کروائی گئی۔ ایک بوڑھے پوجاری کو مقرر کیا گیا تاکہ باقاعدہ دھوپ دیپ کی نگرانی کرتا رہے، کئی جگہ سست نارائن اور دیگر دھارمک گرنتھوں کی کتھائیں بھی ہونے لگی تھیں، مگر نہ معلوم اندر دیوتا اس گاؤں سے کیوں ناراض تھے کہ اس قدر خوشامد کے باوجود بھی انہوں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ آخر ایک بہت بڑے یگیہ اور بھوج کی تیاری کی گئی اور گرد کے مواضعات کے بوڑھے برہمنوں کو جمع کیا گیا جنہوں نے اپنی پوسیدہ کتابوں کو نکال کر یگیہ کی ضرورت طریقے اور اہمیت پر تبادلۂ خیالات کیا، اور آخر بڑے جوش و خروش سے یگیہ ساپت ہوا جس کے بعد ہزاروں غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔

ابھی بھوج ختم نہ ہوا تھا کہ بادل گھر آئے، مایوسی شادمانی میں تبدیل ہو گئی، سرد آہوں کی بجائے مسرت آمیز قہقہے بلند ہونے لگے۔ بہت عرصے سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی کسی نے خوشی سے ناچتے ہوئے نہ دیکھا تھا مگر اب بغیر کسی اعلان و تحریک کے تمام گاؤں کے بچے گھروں سے نکل کر باہر ناچنے لگے، نوجوانوں نے اکٹھے ہو کر بہت بازی شروع کر دی، ڈھولکیں بجنے لگیں اور مفتیلیں ہونے لگیں۔

مگر یہ ناچ رنگ اور تماشے پھر یک لخت کافور ہو گئے۔ دو تین گھنٹے بادل برسنے کے بعد بغیر بارش ہی پھر کھل گئے۔ چاروں طرف پھر خشکی کا ہی ذکر ہونے لگا، فصلیں اب بالکل تباہ ہو گئی تھیں، کسانوں کے چہرے اتر گئے تھے ان کی کمر ہمت ٹوٹ چکی تھی، ارمانوں کا خون ہو چکا تھا، فصل کی بربادی کے بعد کسی نے اپنے شکستہ جھونپڑے کی مرمت کی اسکیم بنائی ہوئی تھی، کوئی اسی امید میں اپنی لڑکی کی شادی کے لئے مصمم ارادہ کر چکا تھا، کسی نے بیل کی بقایا قسط کی ادائیگی کا خیال کر رکھا تھا، کوئی اپنے متوفی والد کا بھوج جو کئی سالوں سے روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی ہوتا چلا آ رہا تھا، کرنے کا خواہشمند تھا۔ غرضیکہ غریب طبقے کے سر پر اس قسم کے اخراجات کے علاوہ کنبہ کی پرورش کا بوجھ ناقابلِ برداشت ثابت ہو رہا تھا، ساہوکاروں سے مزید قرض لینے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا، پہلے قرضوں کے سود کا خیال ہی انہیں بیحد پریشان کر رہا تھا۔

(۲)

ایک شکستہ سی جھونپڑی میں ایک ادھیڑ عمر کی عورت غمگین صورت بنائے، خیالات کے سمندرِ بے پایاں میں مستغرق بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے زمین پر ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی جس پر ایک کمسن مگر خوبصورت بچہ نیند کے مزے لے رہا تھا، اور قریب ہی ایک پندرہ سولہ سالہ لڑکا بیٹھا مٹی کے برتنوں کی تلاشی لے رہا تھا۔ جھونپڑی کے چپہ چپہ پر حسرت اور قنوطیت کا عالم طاری تھا۔

ان سب کے چہرے مرجھائے ہوئے سے نظر آ رہے تھے، جس طرح بادِ صرصر کے تیز و تند جھونکے خوبصورت پھولوں کو بہت جلد پژمردہ و خشک بنا دیتے ہیں اسی طرح تکالیف کی خوفناک آندھیاں ان دلوں کو نیم مردہ سی بنا دیتی ہیں۔ وہ چلتے پھرتے حرکت کرتے اور ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتے ہیں مگر دنیا اور اسکے سامانوں میں ان کے لئے کوئی کشش اور دلچسپی باقی نہیں، ہاں وہ زندہ رہتے ہیں مگر زندگی کے لطف سے خالی۔

اسی طرح کارخانۂ قدرت کی ہر پیداشدہ چیز کے ساتھ اس قسم کے تغیرات وابستہ دیکھے جاتے ہیں۔

لڑکے نے تمام برتنوں کو ٹٹولنے کے بعد جب کھانے کی کوئی چیز نہ پائی تو اپنی ماں کی طرف متفسرانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا:۔

"ماں جی! کافی عرصہ ہوا ایک برتن میں کچھ چاول رکھے تھے جو کسی جگہ سے آئے تھے کیا وہ بھی ختم ہو گئے؟"

یہ مختصر الفاظ اس عورت کے کلیجے پر گویا خنجر بن کر چل گئے۔ وہ انتہائے درد کی وجہ سے، وہ گویا ان کا کچھ جواب نہ دے سکی، سوائے ان گرم گرم آنسوؤں کے جو بے اختیار اس کی آنکھوں سے ڈھلک پڑے۔

. . . آہ! . . . اولاد کی محبت!

لڑکا شکستہ دل ہو کر اپنی ماں سے لپٹ گیا۔ عورت کا دل اس سے اور زیادہ بے قابو ہو گیا اور وہ زار زار رونے لگی، ٹھیک اسی طرح جیسے کوئی غمزدہ کسی غمخوار کی مزاج پرسی پر بغیر ارادہ و خواہش خواہ مخواہ کسی غیبی طاقت یا جذبہ کے زیر اثر اپنے اندرونی غم سے بے قابو ہو جاتا ہے اور آنکھیں پرنم کر کے اندر جمع شدہ غبار کو گرما گرم آہ سے نکالتا ہے۔

اپنی ماں کے رونے کی آواز سنکر چھوٹا لڑکا بھی جاگ اٹھا اور بغیر سوچے سمجھے وہ بھی ان کے رونے میں شامل ہو گیا۔ کچھ عرصہ اشک بہانے کے بعد عورت کا غم گویا ہلکا ہو گیا اور اس نے اپنی طبیعت پر جبر کرتے ہوئے رونا بند کر دیا۔

دونوں لڑکے اسکے بعد بھی چند لمحوں تک سسکیاں بھرتے رہے جس طرح تیز بارش کے بعد کچھ عرصہ تک ہلکی ہلکی بوندا باندی جاری رہتی ہے۔

عورت نے اپنے دونوں لڑکوں کو کلیجہ سے لگا کر پیار کرتے ہوئے کہا:۔

"بیٹو! گھبرانے کی کوئی بات نہیں، ہم نے کوئی قصور نہیں کیا ہماری مصیبت کبھی تو ختم ہو ہی جائے گی"

چھوٹے لڑکے نے اپنی ماں کی طرف اپنا بھولا بھالا چہرہ پھیرتے ہوئے کہا:۔

"اماں! اب ہم کیا کھائیں گے اب تو گھر میں کچھ بھی باقی نہیں رہا اور کل کہیں سے کچھ ملنے کی بھی امید نہیں، بھوک کیسے برداشت ہو گی؟"

ماں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا:۔ "بیٹا برماتما پر بھروسہ رکھو، وہی ہماری مدد کرے گا ہمیں تو اسی کا آسرا ہے"

بڑے لڑکے نے رازدارانہ لہجہ میں سوال کیا:۔

"اماں جی، ہمارے پتا جی کب تک واپس لوٹیں گے انہیں باہر گئے ہوئے بہت سال ہو گئے کوئی خط بھی تو نہیں آتا، انہیں نوکری پر گئے ہوئے کتنے سال ہو گئے کیا انہیں ہمارا بالکل ہی خیال نہیں رہا؟"

عورت کے دل پر ایک اور چوٹ لگی مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا کر لڑکوں کو ٹالنے کی کوشش کی مگر بڑا لڑکا کافی سمجھدار تھا، اس نے پھر زور دے کر کہا:۔

"ماتا جی! آج مجھے تمام کہانی سچ سچ بتا دو، کیا میرے پتا جی زندہ ہیں؟"

ماں نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا:۔

"بیٹا! یہ باتیں سنکر تمہیں کیا فائدہ ہو گا تمہارا ننھا سا دل اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، ان باتوں کے محض خیال سے ہی مجھے خوف آتا ہے، نہیں معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو بیٹا!" بڑے لڑکے نے بضد ہو کر کہا: "ماتا جی کیا میں اتنا بھی حق نہیں رکھتا، کہ آپ مجھے اسی طرح چکر میں ڈالے رکھیں گی؟ اب برداشت کرنا مشکل ہے، مجھے عرصہ سے شک ہے کہ آپ نے مجھے پتا جی کے متعلق ٹھیک ٹھیک حالات نہیں بتائے"

ماں نے محبت بھرے لہجہ میں جواب دیا:۔

"بیٹا طبیعت تو نہیں چاہتی یہ کہانی سنانے کو، ہمت ہی نہیں ہوتی ان واقعات کو دوہرانے کی، مگر تم بضد ہو اس لئے تمام واقعات سنائے دیتی ہوں غور سے سنو بیٹا،

تمہارے پتا کسی وقت بڑے بھاری زمیندار تھے، کسی وقت ان کے پاس کئی ہزار بیگھے زمین تھی، کسی چیز کی کمی نہ تھی زندگی بہت آرام چین سے گذر رہی تھی تمہارا سب سے بڑا بھائی باہر ایک دفتر میں کئی سو روپے ماہوار پر نوکر تھا، تمہارے پتا کو شروع سے ہی تجارت کا شوق تھا، ایک فصل کا سودا کیا جس میں فائدے کی بجائے بہت بھاری نقصان ہوا، تمام زمین کو بیچ کر کمی کو پورا کیا، پھر بھی وہ بڑے مزے سے دن گذار سکتے تھے کیونکہ تمہارا بڑا بھائی ماہوار کافی امداد کرتا تھا، مگر مصیبتیں برساتی بادلوں کی طرح آتی ہیں اور بگولوں کی بارش کرتی ہوئی کھل جاتی ہیں، تمہارے بڑے بھائی کو یک لخت ہیضہ ہوا اور چند گھنٹوں میں ہی وہ پرماتما کے پاس چلا گیا۔

یہ الفاظ بڑی مشکل سے اس کی زبان ادا کر سکی، ماں کو روتا ہوا دیکھ کر لڑکا بھی مضمحل سا ہو گیا، اس نے کہا "ماتا جی! رونے سے اب کیا ہو سکتا ہے جو کچھ ہونا تھا ہو گیا"

ماں نے پھر کہنا شروع کیا، "بیٹا اس صدمے سے تمہارے پتا کا

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحہ کا بقایا

اور میرا بہت برا حال ہوا، اسکے بعد بھی جو کچھ تھوڑا بہت روپیہ بچا تھا اس سے انھوں نے کئی سودے کئے مگر قسمت خراب تھی سب میں گھاٹا ہوا، سونے کو ہاتھ لگاتے مٹی ہو جاتا آخر ایک وقت ایسا آیا کہ پیٹ کے بھی لالے پڑ گئے آخر انھوں نے ایک دن صلاح کی کہ روزگار کے لئے کہیں باہر جائیں، ہم نے یہ سمجھ کر کہ شاید قسمت پلٹ جائے انہیں جانے کی اجازت دے دی وہ اپنے ایک خاص دوست کو ہماری نگرانی کے لئے کہہ کر باہر چلے گئے کئی سال تک ان کا خط پتر آتا امداد کے لئے روپے بھی آتے رہے مگر اب کئی سال سے ان کا کچھ پتہ نہیں کہاں ہیں، اب تک میں خود محنت مزدوری کر کے تمہاری پرورش کرتی رہی مگر اب محلے والے ناک میں دم کر دیا ہے کوئی کام بھی تو نہیں ملتا ان کا دوست بھی پرماتما کو پیارا ہو گیا اب کون ہے ہمارا"

"ماں جی! تب تو وہ روزگار کے سلسلہ میں ہی کہیں دور چلے گئے ہوں گے، آخر کبھی تو لوٹیں گے ہی"

"کیا کہہ سکتے ہیں بیٹا، پرماتما کی پرماتما ہی جانے اچھا اب تم سو جاؤ رات بہت چلی گئی ہے صبح اٹھ کر پھر کوئی تدبیر نکالیں گے"

اس کے بعد تینوں زمین پر لیٹ گئے لڑکوں کو نیند آ گئی مگر ماں نہ سو سکی، کئی گھنٹے تک کروٹیں ہی بدلتی رہی

(۳)

اگلے روز کافی دن نکلنے پر جب چھوٹا لڑکا اٹھا تو کھانے کے لئے کچھ مانگنے لگا، ماں اس کو ڈھارس دینے لگی تو لڑکے نے کہا:۔

"ماں! میں زمیندار کے ہاں سے روٹی مانگ لاؤں"

"نہیں بیٹا! ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے"

بڑے لڑکے نے ماں سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"ماتا جی! کیا میں بھیک مانگنی شروع نہ کر دوں اس طرح کچھ نہ کچھ تو مل ہی جائے گا"

جس طرح مواد سے بھرے ہوئے پھوڑے کو چھیڑ دینے سے اس میں سے خون اور پیپ بے تحاشا بہنے لگتے ہیں اسی طرح اس غمزدہ عورت کے صدمات سے بھرے ہوئے دل کے لئے دونوں بیٹوں کے کلمات نے نشتر کا کام کیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، اس کے دل کے تار ہل چکے مگر اپنے لڑکوں کو کیا کہہ کر تسلی دے یہ اس کی سمجھ میں نہ آتا آخر اس نے نرمی سے بڑے لڑکے کو کہا:۔

"بیٹا! ہم بھیک نہیں مانگ سکتے ہم فقیر نہیں یہ فقیروں کا کام ہے ہم بھوکوں مر جائیں مگر غیر کے آگے ہاتھ کے لئے کبھی ہاتھ نہ پسارے گے، ہم سے تو بھیک مانگی بھی نہ جائے گی بیٹا، کسی دوسرے مرد کے سامنے ہو کر میری زبان میں تو زمین میں گڑ جائیں گی زبان کچھ کہنے سے انکار کر دیگی لڑکے کسی کا پتھر دل کس طرح پسیج سکتا ہے ہم سے نہ ہو سکے گا بیٹا!"

چھوٹے لڑکے نے رکتے رکتے کہا تو اور کام کس طرح ماں، بھوک کی وجہ سے کلیجہ باہر نکلا آ رہا ہے!

ماں نے کچھ سنجیدگی سے بڑے لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: بیٹا ایک تدبیر سمجھ میں آتی ہے اگر پرماتما نے مدد کی تو شاید کام بن جائے"

لڑکے نے سوال کیا:۔ "ماتا جی مجھے بھی تو بتا دو کہ آپ نے کون سی تدبیر سوچی ہے"

ماں نے ذرا حوصلہ سے جواب دیا: بیٹا گاؤں کے ساہوکار کروڑی مل کے ساتھ تمہارے پتا کے بہت تعلقات تھے کافی لین دین بھی رہتا تھا اور کچھ روپیہ سیٹھ صاحب کی طرف اس وقت بھی نکلتا تھا جب وہ باہر گئے تھے اس کے پاس جا کر قسمت آزمائی کرتی ہوں، اگر اس نے کچھ روپے دے دئے تو ہم اپنے آپ کو بچا سکیں گے جو قرض اس سے لیا جائیگا وہ ہم محنت مزدوری کر کے اتار دیں گے بیٹا"

بیٹے نے مایوسانہ لہجے میں کہا:۔ ماں وہ تو بہت بڑا آدمی ہے ضمانت کے بغیر قرض نہ دے گا اس کے پاس جانا تو فضول سا ہی نظر آتا ہے،

ماں نے کچھ پر امید ہو کر بیٹے سے کہا:۔

بیٹا شاید اس کو پرانے تعلقات کا خیال آ کر رحم آ جائے اور اس مصیبت کے وقت ہماری مدد کرے،

بڑے لڑکے نے ماں کو جواب دیا اچھا ماتا جی یہ کوشش بھی کر دیکھو" اگر اس طرح بھی کامیابی نہ ہوئی تو بہت مشکل ہو گی"

بیٹا تم اپنے چھوٹے بھائی کو محبت سے اپنے پاس رکھنا میں سیٹھ صاحب کے پاس ہو آؤں جلدی سے جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گی"

"بہت اچھا ماتا جی تم بے فکر رہو، میں اس کو چھاتی سے لگا کر رکھوں گا اور بالکل نہ رونے دوں گا"

(۴)

گوراں خیالات کے بحر بے پایاں میں غرق، ارمانوں سے بھرا ہوا دل لے کر جذبۂ خودداری کے نشہ سے مست سیٹھ کروڑی مل کے گھر کی طرف روانہ ہوئی اور چند منٹوں کے بعد ان کے مکان پر جا پہنچی وہ اس وقت پلنگ پر لیٹے ہوئے حقے کے کش لگا رہے تھے اتفاقیہ طور پر اس وقت لین دین والا کوئی پاس نہ تھا، ویسے تو قدرت نے انہیں بہت عرصہ ہوا اکیلا بنا دیا تھا یہ بات نہیں کہ ان کی شادی ہی نہیں ہوئی تھی مگر بیوی کئی سال ہوئے گذر چکی تھی اولاد کوئی تھی ہی نہیں کسی دور کے رشتہ دار کو پاس رکھنا وہ فضول سمجھتے تھے تن تنہا موج اڑانے کے حق میں تھے، آزاد زندگی ہونے کی وجہ سے ان کا چال چلن بھی مشکوک تھا گو اعلانیہ کوئی ایسی بات نہ کرتے تھے جس سے کسی کو انگشت نمائی کا موقع ملے مگر تھے ہر فن مولا گوراں کو اپنے پاس آتا دیکھ کر ان کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے، گوراں اندر آ کر چادر ٹھیک کر کے اور گھونگھٹ نکال کر ایک طرف بیٹھ گئی،

کروڑی مل نے طنزاً کہا:۔ گوراں آج کدھر آنا ہوا تم تو گھر سے باہر قدم نہیں رکھتیں بھیا رام کی خیر خیریت سناؤ" گوراں نے ملائمیت سے جواب دیا:۔

(باقی افسانہ صفحہ ۲۱ پر)

لندن کے ایک بورڈنگ ہاؤس میں جس کے اندر تقریباً چالیس آدمی دب گئے تھے تو وارڈنوں نے انسانی زنجیر بنا کر ان مصیبت کے ماروں تک چائے کی پیالی پہونچائی۔ بچنے والوں میں لنکا شائر کا ایک انجینیر تھا اسکا بیان ہے کہ "میں سہ منزلہ پر پیٹ کے بل ایک لوہے کے شہتیر پر بجلی کے تاروں گیس کے نالیوں اور جالی جنگلے میں الجھا ہوا پڑا تھا، جان بچانے والوں نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ ایک کپ کے ذریعہ مجھ تک چائے کی پیالی پہونچائی اس چائے کی مٹھاس کچھ ایسی تھی جو کہ میں نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں چکھی تھی اسکے بعد میں رینگ کر باہر نکل آیا" (لندن کے ایک نامہ نگار کی خبر)

جنگ کے ہر مورچے پر انسان کے سب سے بڑے جوہر ہمت اور استقلال کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ چائے کے خوبیوں کی عجیب و غریب سچی کہانیاں ہمارے پاس آئی ہیں کہ اتحادیوں کے سپاہیوں کو چائے کتنا زیادہ فائدہ پہونچا رہی ہے امن کے زمانے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ چائے بے ضرر اور ذہن مند چستی پیدا کرنے والی ہے۔ اب لڑائی کے زمانے میں بھی یہی ثابت ہو رہا ہے

وقت پڑے کا ساتھی

ہندوستانی چائے

انڈین ٹی مارکٹ ایکس پنشن بورڈ نے شائع کیا

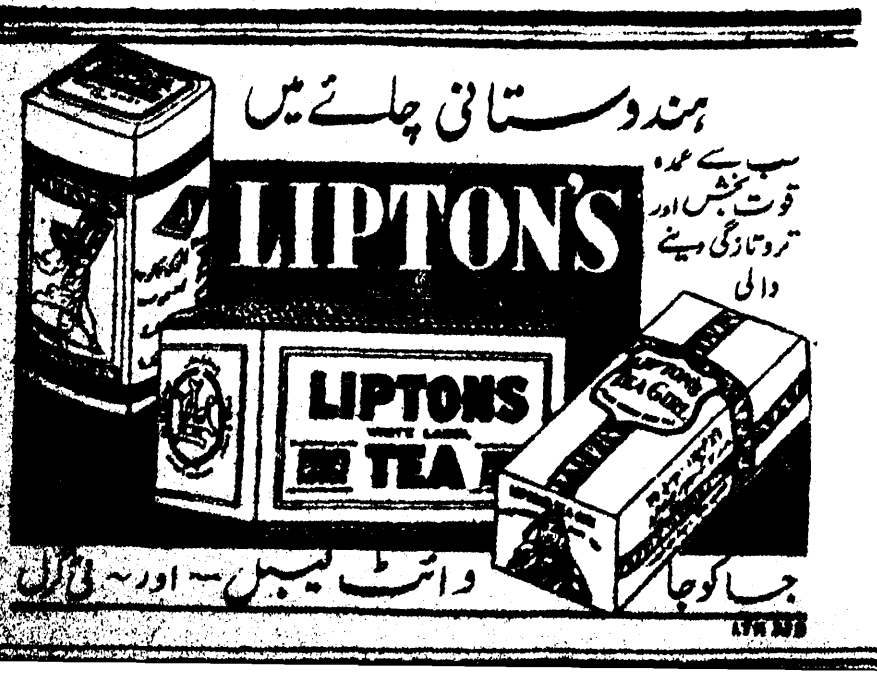

اردو زبان و ادب کی بین الاقوامی حیثیت

از حضرت رسیماؔ، اکبرآبادی

(خطبۂ صدارت جو "بزم شیدا دہلی" کے سالانہ مشاعرے میں ۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء کو پڑھا گیا)

معزز اراکین بزم و گرامی شعرا و مشاعرہ،

مجھے بڑی مسرت ہے کہ میں آج اس بزم کے مشاعرے میں شریک ہوں جسے میرے مکرم دوست حضرت شیدا دہلوی کے نام سے منسوب ہونے کا شرف حاصل ہے، میری اس مسرت میں یگانہ احساس عزت کا اضافہ ہو جاتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ اراکین "بزم شیدا" نے اس سالانہ جلسے کی صدارت تفویض فرما کر مجھے ممنون فرمایا۔ اور اس طرح مجھے موقع دیا کہ میں آپ حضرات کے سامنے کچھ اظہار خیال بھی کروں، لہٰذا مختصراً کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں،

میرے خطبے کا موضوع ہے "اردو زبان و ادب کی بین الاقوامی حیثیت"

یہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہندوستان ایک بین الاقوامی ملک ہے لہٰذا بڑی ضرورت تھی کہ اس ملک کے لئے ایک بین الاقوامی زبان بھی ہو، جسے ہندوستان میں بسنے والی تمام قومیں کسی نہ کسی حد تک بول سکیں، اور سمجھ سکیں اس ضرورت کو "اردو زبان" نے جس خوبصورتی کے ساتھ پورا کیا وہ بھی آپ کو معلوم ہے،

جو زبان بین الاقوامی ہو اس کا ادب بھی بین الاقوامی ہونا چاہیئے، چنانچہ اردو شاعری جو اردو ادب کا ایک شعبۂ خاص ہے وہ بھی بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے، اردو شاعری کی ابتدا سے اب تک ہندوستان میں رہنے والی ہر قوم نے "اردو شاعری" کو اپنے جذبات و احساسات کے اظہار کا ذریعہ موزوں بنایا اور اپنی اردو پسندی کا عملی ثبوت دیا ہے،

ہندوستان میں متعدد قومیں آباد ہیں، مگر بلحاظ اکثریت دو قوموں کو امتیاز خصوصی حاصل ہے ——— ہندو اور مسلمان ——— گو ان کے علاوہ دوسری اقوام کے علم دوست اصحاب نے بھی اردو شاعری میں حصہ لیا یہاں تک کہ مغربی یورپین افراد نے بھی اردو میں شعر کہے، لیکن ممتاز شاعرانہ صلاحیتیں انہیں دو بڑی قوموں کو قدرتاً ودیعت ہوئیں اس لئے یہی قابل ذکر بھی ہیں،

میں مسلمان شعرا کا ذکر دانستہ چھوڑتا ہوں اور ہندو شعرا کا ذکر بھی مختصراً کرنا چاہتا ہوں یوں تو مغل دور سلطنت کے اوائل ہی سے ہندو اردو شعرا کا پتہ چلتا ہے لیکن میں ماضی میں بہت دور جا کر اپنے خطبے کو طول دینا نہیں چاہتا اور صرف اس دور کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اٹھارویں صدی عیسوی کا آخری اور انیسویں صدی عیسوی کا نصف بہتر حصہ کہا جا سکتا ہے،

۱۹۰۰ء تک اردو شاعری کے دو اسکول مستند و معتبر مانے جاتے تھے (۱) دہلی اسکول اور (۲) لکھنؤ اسکول ——— "دہلی اسکول" نے گذشتہ پچاس ساٹھ سال میں کئی قابل ذکر ہندو شاعر پیدا کئے جن میں خاص دہلی کے رہنے والے پنڈت نرائن ناتھ مدن ساحرؔ آنجہانی، مہاراج بہادر برق آنجہانی اور منشی پیارے لال سرور آنجہانی بہت مشہور ہیں افسوس کہ آج یہ اردو شاعری کے شیدائی ہم میں نہیں ہیں، مگر ان کی یاد ہمارے دلوں میں اب تک موجود ہے، موجودہ شعرا میں پنڈت ترلوک ناتھ زار زتشی، پنڈت دنا تریہ کیفی، منشی چندی پرشاد شیدا، مسٹر دھرم پال کپتا وفا، پریم چند پریم وغیرہ اب بھی اپنی اردو دوستی اور شاعرانہ صلاحیتوں کا ثبوت دے رہے ہیں، ان کے علاوہ بھی پنجاب، یو۔ پی کشمیر اور دکن میں دہلی اسکول کے پیرو ہمیشہ موجود رہے اور اب بھی موجود ہیں،

لکھنؤ اسکول نے منشی اودت رائے نظر آنجہانی، چکبست آنجہانی، سرور جہاں آبادی آنجہانی منشی بالک رام گھر آنجہانی اور رواں آبادی آنجہانی کے بعد پنڈت آنند نرائن ملاؔ، لشمیشور ناتھ منورؔ لکھنوی، سنجر ہنگامی، منشی گوپی ناتھ امن لکھنوی وغیرہ شعرا پیدا کئے،

ان تمام شعرا نے مسلمان شعرا کے دوش بدوش مشاعروں اور اردو صحائف میں اپنی ادیبانہ اہلیت کا ثبوت دیا اور ان میں سے جو لوگ آج ہم میں موجود ہیں وہ بھی اپنی اہلیت و صلاحیت کا ثبوت اپنی بساط و امکان کے مطابق برابر دے رہے ہیں،

۱۹۰۰ء کے بعد ایک جدید مدرسۃ الخیال (School of thought) آگرہ اسکول کے نام سے لکھنؤ اور دہلی کے بین بین قائم ہوا۔ اس اسکول نے گنگا رام آبدؔ ہندی، ہرگوبند دیال نشترؔ ہنگامی، مہر لال سونی ضیا فتح آبادی، پنڈت نند لال کول طالب کشمیری، جسونت رائے رعنا بلسوی، محمود جالندھری اور شنکر لال وفا اکبرآبادی کے علاوہ تمام صوبوں میں بہت سے ہندو شاعروں کی تخلیق کی جو اپنی اپنی جگہ خدمت ادب کے فرائض انجام دے رہی ہیں

اردو شاعری کی اس بین الاقوامی قبولیت کا تقاضا تھا کہ اس کے لئے ایک مشترک پلیٹ فارم بھی ہو تاکہ جہاں بین الاقوامی شاعر اپنے جذبات و احساسات کا آزادانہ اظہار کرتے تو مشاعروں کے رواج نے اس ضرورت کو بھی بحسن الوجوہ پورا کر دیا،

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مشاعروں میں ہندو، مسلمان، سکھ عیسائی غرضکہ ہر قوم اور ملت کے شعرا شریک ہو کر اردو ادب کی لے بڑھانے میں ساعی ہیں، مشاعرے ہندوستان میں رفتہ رفتہ اس قدر مقبول ہوئے کہ "آل انڈیا" صورت اختیار کر لی، گذشتہ دس سال سے تو مشاعروں کا رواج اتنا بڑھ گیا ہے کہ کوئی سال ایسا نہیں جاتا جس میں دس بیس عظیم الشان مشاعرے مختلف حصص ملک میں منعقد نہ ہو جاتے ہوں،

یہ مشاعرے ہماری روایتی تہذیب کے مظاہر ہیں اردو زبان کی طرح ہندوستان کی تہذیب بھی مخلوط ہے اس مخلوط تہذیب کے اثرات بھی اردو شاعروں میں بکثرت وافر پائے جاتے ہیں، ہندوستان میں جتنی قومیں باہر سے آئیں وہ سب اپنی تہذیبوں کی کچھ نہ کچھ اثرات یہاں ضرور چھوڑ گئیں "اردو" بھی ایک دور رفتہ کی یادگار بانی ہے، بہت سی تہذیبیں مٹ گئیں اور بہت سی مٹ جائیں گی، مگر میرا خیال ہے کہ اردو اور ادب اردو نے ہندوستان کی تہذیب میں جو جگہ قائم کر لی ہے اور جو درجہ حاصل کر لیا ہے وہ کبھی فنا نہ ہوگا، مستقبل بعید میں اگر کوئی نئی تہذیب فضائے ہند پر مسلط ہوئی تو ادب اردو اس کا بھی جزو لازمی ہوگا،

"اردو" کی یہ قبولیت و ہمہ گیری کس قدر حیرت انگیز ہے، ہندوستان میں زبانیں تو اور بھی مروج ہیں اور تھیں، لیکن کسی زبان اور اس کے ادب کو یہ بین الاقوامیت حاصل نہیں ہوئی، ہم پر ہندوستان کی ہر زبان کا احترام فرض ہے ہم کسی زبان کو ناقص یا غیر ضروری نہیں سمجھتے، جب ہم غیر ملکی زبانوں میں بھی مہارت حاصل کرنا عیب نہیں بلکہ مصلحت سمجھتے ہیں اور روپیہ خرچ کر کے انہیں سیکھتے ہیں تو پھر ہندوستانی زبانوں کی تحصیل سے ہمارا اجتناب بے معنی اور ناپسندیدہ ہے ہمیں ہندوستان کی ہر زبان سے دلچسپی ہے ہم دوسری زبانوں کی طرح اور خصوصاً اردو زبان کی طرح سنسکرت اور ہندی کو بھی اپنے دیس کی محبوب زبان سمجھتے ہیں اور مجھے تو ہندی اور پنجابی شاعری (گیتوں) میں ایک ایسا رس معلوم ہوتا ہے جس کا کیف و اثر صرف ایک شاعرانہ روح محسوس کر سکتی ہے، پھر بھی اردو زبان اور اردو شاعری کی افادیت، اہمیت ہمہ گیری، ہمہ پسندی، دل نشینی اور زبان پذیری کا احساس ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم سی زبان کو اپنے ملک کی مشترک ملکی زبان یقین کریں اور اسی کو اظہار خیال کا ذریعہ بنائیں،

زبانوں کے متعلق باہمی جھگڑے آئے دن ہوتے رہتے ہیں، وہ میرے خیال میں کوئی افادی پہلو نہیں رکھتے، کیونکہ ان جھگڑوں سے قومی عصبیت جھلکنے لگتی ہے اور زبان قومی نہیں بلکہ ملکی ہے۔ زبانوں کی ترویج و ترقی کا مسئلہ ہمارے آپس کے سلجھانے سے نہیں سلجھ سکتا، زبانیں اپنی صلاحیتوں اور افادیت سے اپنے مسائل خود ہی طے کر لیتی ہیں اس لئے زبانوں کا جھگڑا زبانوں ہی کے سپرد کر دیجئے، یہ آپس میں خود سلجھ لیں گی اس جھگڑے میں پڑ کر ہم اور آپ قومی تعصب کے مجرم کیوں بنیں؟ یہ ایک مسلمہ ہے کہ جن زبانوں میں ترقی کرنے اور پھیلنے کی صلاحیت ہوتی ہے وہ انفرادی یا اجتماعی کوششوں کی محتاج نہیں ہوتیں، کچھ دنوں سے ہندی زبان کو ترقی دینے کی کوشش کی جا رہی ہے میں اس طریق کار سے بدگمان یا بددل نہیں ہوں، اور چاہتا ہوں کہ ہندی سے مسلمان بھی دلچسپی لیں، جس طرح ہندو اردو سے دلچسپی لے رہے ہیں، وہ بھی ایک ہندوستانی زبان ہے کسی زبان کا جاننا نہ جاننے سے بہتر ہے میں کوئی سمیلنوں، میں بھی مسلمان شعرا کو ہندی شعرا کے دوش بدوش دیکھنا چاہتا ہوں، جب مشاعروں میں ہر قوم کا شاعر شریک ہو سکتا ہے تو "کوی سمیلنوں" میں کیوں نہیں "کوی سمیلن" منعقد کرنے والے اتنے تنگدل نہیں ہو سکتے کہ وہ دوسری قوم کے شعرا کی ہم جلیسی و ہم نشینی سے احتناب و احتراز کریں ——— لیکن باوجود اس رواداری نقطۂ نگاہ کے میں پھر وہی عرض کروں گا کہ زبانوں کے معاملے میں جماعتی کوششیں اثر انداز اور کامیاب نہیں ہوتیں، زبانیں اپنا اثر و رسوخ خود بخود پیدا کر لیتی ہیں یعنی جن زبانوں میں ترقی کی صلاحیت ہوتی ہے وہ کسی نہ کسی طرح تمدن و تہذیب کا جزو بن ہی جاتی ہیں،

یہاں اصولی طور پر بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ کسی زبان کی ترویج کے لئے جب تک اجتماعی

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحے سے

کوشش نہ کی جائے اور اس زبان کے حامی اس کی ترقی کے لئے کوشش نہ کریں وہ زبان خود بخود کیونکر ترقی کر سکتی ہے!؟

یہ اندیشہ صحیح سہی لیکن تجربہ اسکے خلاف ہے جب کوئی زبان انسان کی زبان پر چڑھ جاتی ہے اور اس میں انسانی جذبات و خیالات کی ترجمانی یا انسانی پوری قوت و وسعت کے ساتھ ہونے لگتی ہے تو وہ زبان ہونٹوں سے نکل کر خود ہی کوٹھوں چڑھ جاتی ہے اس میں تحریر و تقریر اور تالیف و تصنیف کا داخلی کام شروع ہو جاتا ہے اور وہ تمام اہل ملک کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔

"اردو زبان" برٹش حکومت کے ورود کے وقت ہندوستان کی کیا عہد پیدائش میں تھی، اہل مغرب کو اردو کہیے کوئی ہمدردی نہ تھی، برٹش اقتدار چاہتا تو عہد طفلی میں اس کا گلا گھونٹ دیتا، اس وقت اس کا چھپ جانا اتنا ہی آسان تھا جتنا خودرو گھاس کا کوئی تیغ قطعہ زمین سے کھود کر پھینک دینا، "ہندی" بھی اس وقت بھی موجود تھی اور اپنے ترقی یافتہ آثار شباب میں موجود تھی، ملک کی دوسری زبانیں بھی مختلف صوبوں میں موجود تھیں، حکومت چاہتی تو ان میں سے کسی زبان کو ملک کی عام زبان تسلیم کر لیتی، لیکن کوشش مبصرین کی نگاہ دور رس نے "اردو زبان" میں ترقی و حیات کے جراثیم معلوم کر لئے تھے حکومت اور عدالت کے کاروبار میں بین الاقوامی آسانیاں پیدا کرنے کے لئے اسے یہی زبان پسند آئی، اس لئے حکومت اس زبان کی راہ ترقی میں حائل نہ ہوئی بلکہ اس کی کفالت حمایت اور نشر و اشاعت کے وسائل سوچنے لگی، وہ اگر حائل ہوتی بھی تو اردو کی ترقی کا رک جانا غیر ممکن تھا چنانچہ اردو زبان نے برٹش عہد میں جو ترقی کی وہ تاریخ السنہ مشرق میں ایک قابل رشک حقیقت ہے، وہ قومیں بھی جو آج دوسری زبانوں کی ترویج میں دماغ و قلم سے نبرد آزما ہیں، اردو زبان کو سہارا دینے میں متفق القول اور متحد الخیال تھیں، پھر انہیں آج کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے لگائے ہوئے ایک سدا بہار درخت کو بہ نگاہ اکراہ دیکھتی ہیں، اردو زبان کی طرح، اردو ادب نے بھی اپنی جڑیں ملک کے ضمیر و ذہن میں پوری وسعت و قوت کے ساتھ پھیلا لی ہیں، اب اس کا اپنی جگہ سے جنبش کرنا دشوار ہی نہیں، محال بھی ہے،

ہندوستان سالہا سال سے ایک متحدہ قومیت کا خواب دیکھ رہا ہے کیا اس خواب کی تعبیر کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم ملکی زبان کے اسی ادب سے ملک میں بیداری پیدا کریں جو بین الاقوامی برکات سے بہرہ مند ہو چکا ہے، متحدہ قومیت، بین الاقوامی جذبات کی متحدہ مرکزیت ہی سے عالم وجود میں آسکتی ہے اور یہ مرکزیت "اردو ادب" میں موجود ہے،

"اردو ادب" کا پلیٹ فارم آج تمام ہندوستانی قوموں کے لئے کھلا ہوا ہے جس پر باوجود اختلاف عقائد تمام قوموں کی تخیلی قوتیں اپنی نمود و نمائش کے لئے بالکل آزاد ہیں، ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی ہر قوم و ملت کے افراد اپنے رجحانات و احساسات کی تبلیغ آزادی کے ساتھ کر رہے ہیں اور یہ دماغی آزادی سیاسی غلامی کے اس دور میں بہت مغتنم ہے پھر بزرگان و فرزندان وطن کو کسی دوسرے محاذ کی تلاش میں سرگرداں رہ کر اضاعت وقت و انتشار قوت کی کیا ضرورت ہے؟

جس پلیٹ فارم پر مذہب اور لامذہبی، رومان اور فلسفہ، مجاز و حقیقت، مادیت اور روحانیت آزادی اور غلامی، اپنی آوازیں آزادی کے ساتھ بلند کر سکتے ہوں جس پلیٹ فارم پر عقائد کا کوئی سوال ہی نہ ہو کیا اس پلیٹ فارم سے بہتر کوئی اور مقام (باقی ص ۱۵ پر)

صفر

(از جناب رام سروپ بھٹناگر)

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

ہونا اور نہ ہونا یہ دو ایسے لفظ ہیں کہ جن کا اطلاق کسی شے پر کرنا اور نہ کرنا کیساں مشکل ہے جس چیز کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ موجود ہے اسی کو قدرت اپنی رفتار سے مٹا دیتی ہے اسکے برعکس جن باتوں کا وجود انسان کے خواب میں بھی نہ تھا ان کا مجسم نقشہ یہی قدرت ایک لمحہ میں کھینچ دکھاتی ہے تو ایسی حالت میں عقل حیران ہوتی ہے کہ کس چیز کے بارے میں کہا جائے کہ وہ ہے اور کس کو کہیں کہ وہ کچھ نہیں

جس صفر کو حساب میں طرح طرح سے کہا جاتا ہے کہ کچھ نہیں اس کی کچھ نہیں کی ہستی پر ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کچھ نہیں کی ہستی بھی ضرور کچھ منظور رکھتی ہے حساب میں اس کا وجود کتنا مفید اور ضروری ہے اور جس زمانہ میں یہ پیچ پیچ صفر تھا اس وقت حساب کی کیا حالت تھی، زمانہ سلف کے یونانی جن کو ریاضی کا جزو مانتے ہیں صفر کو نہیں جانتے تھے یہی وجہ ہے ان کی گنتی بڑی طویل اور بے ڈھنگی تھی، ۱ تک کی گنتی لکھنے کی انھوں نے جدا جدا سب علامتیں بنائی تھیں اور ۲ سے ۱۰ تک کے لئے نو اور پھر ۱۰ سے ۹۰ تک کے لئے آٹھ اور آخر کو کہاں تک نئے نئے نشانات بناتے، ایک سے نو تک کی علامتوں میں کچھ اضافہ کیا اور ہزار سے نو ہزار تک ہر ہزار کے لئے پھر ایک اور نشان بنایا اور اس نشان پر دو کا نشان لکھ کر تیس ہزار ۳ کا لکھ کر تیس ہزار اور ۴ کا لکھ کر ۴ ہزار سمجھا وغیرہ وغیرہ، اہل روما نے کچھ ترقی کی لیکن اس کچھ نہیں کو وہ بھی نہ پا سکے اب خیال کیا جا سکتا ہے کہ گنتی کی یہ موجودہ صورت کتنی صاف اور سہل ہے،

یہ اسپیشل صابن اور زیادہ عرصہ تک چل سکتا ہے!

۵۰۱ اسپیشل کے بچے کھچے ٹکڑے جمع کر کے ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیجئے اور جب یہ گھل جائیں تو اس پانی کو رکھ لیجئے اور ضرورت کے وقت صابن کی طرح استعمال کیجئے۔

۵۰۱ اسپیشل کو کپڑوں پر زور سے اور بہت دیر تک رگڑ کر ضائع نہ کیجئے۔

۵۰۱ اسپیشل لگانے سے پہلے کپڑوں کو اچھی طرح بھگو لیجئے۔

۵۰۱ اسپیشل کی بٹی ہمیشہ ربر یا تار کے برتن میں رکھئے تاکہ خشک رہے۔

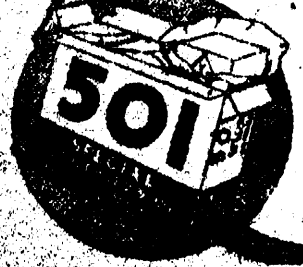

ٹاٹا کو سیلز ڈپو:-
۷ مال مینشنز دی مال لاہور
دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ
ٹاٹا پورم — اور — بمبئی

تمام ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں

بلڈویٹا

کمزور اور ناتواں مریضوں کے لئے بہترین ٹانک اور خون پیدا کرنے والی دوا ہے۔

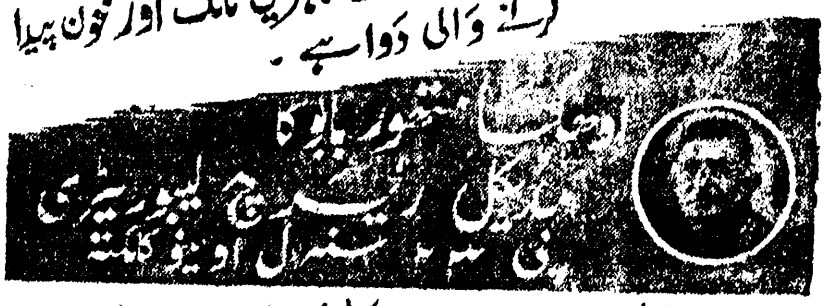

ہر جگہ ۸ اونس کی شیشی سوا روپیہ میں اور ۱۶ اونس کی شیشی ساڑھے تین روپیہ میں ملتی ہے
سول ایجنٹس برائے یو۔پی، دہلی اور پنجاب:- میسرز نرائن داس بھگوانداس چاندنی چوک دہلی

اردو زبان و ادب کی بین الاقوامی حیثیت

بقیہ مضمون صفحہ ۱۰

ڈاکٹر سرادھا کرشنا، وائس چانسلر بنارس یونیورسٹی نے مدراس میں "میوزک کانفرنس" کا افتتاح فرماتے ہوئے ابھی ۲۳ دسمبر کو فرمایا ہے کہ "موسیقی پالیٹکس سے بے نیاز ہے" اسی طرح میں کہتا ہوں کہ "ادب مذہب سے بے نیاز ہے" شاعر کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، وہ مذہب و ملت کی قید سے آزاد ہے۔ اس کا مذہب عالمگیر انسانی ہمدردی یا "انسانیت" کے سوا اور کچھ نہیں جب اس کے دل میں احساس انگڑائی لیتا ہے تو وہ مشرق میں بیٹھ کر مغرب کی، اور شمال میں بیٹھ کر جنوب کی انسانی مصیبتوں اور دردناکیوں میں ایک حساس انسان کی طرح شریک نظر آتا ہے۔ اس کی نگاہِ وسیع تمام دنیا کے حوادث و واقعات کی نگراں ہوتی ہے اور جب کہ کسی نوعِ انسان کو کرب و اضطراب میں دیکھتا ہے تو بغیر امتیازِ رنگ و نسل اس کے منہ سے ایک چیخ نکل جاتی ہے۔ وہ بے چین ہو جاتا ہے اور اپنے احساسات کو اپنے قلم کے ذریعے کاغذ پر بکھیر دیتا ہے۔ آج دنیا شاعر کی پکار سنے یا نہ سنے لیکن اس کی آواز جو فضا میں محفوظ ہے۔ کبھی نہ کبھی عالمِ انسانیت پر ضرور اثر انداز ہو گی۔ جب ہم اور آپ کسی مشاعرے میں اپنے خیالات و جذبات کے اظہار کے لئے جمع ہوتے ہیں تو ہم یقیناً بھول جاتے ہیں کہ ہم میں کون ہندو ہے اور کون مسلمان؟ ہمیں اپنے گرد و پیش صرف انسان ہی انسان نظر آتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کی آواز میں ہم آہنگی محسوس ہوتی ہے ہم ایک دوسرے کے احترام و اعتراف میں انسانی اخلاق کی انتہائی پیش کش سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اور ہم اپنے ضمیر کے سامنے مطلق "انسان" بن کر آجاتے ہیں۔ یہ ہے ہمارے ادب کا ارتقائی اور ارتقائی نقطۂ تہذیب۔

جب ہمارا ادبی زاویۂ نگاہ اس قدر بلند اور وسیع ہو چکا ہے تو ہم اسی زاویۂ نگاہ سے "متحدہ قومیت" کا ایک نیا زاویہ بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ اور یہی "ادب گاہ" جہاں ہم وطنی، ملکی، معاشرتی، تجلیسی اور سیاسی جذبات کی تبلیغ کرتے ہیں ہماری "متحدہ قومیت" کی "ولادت گاہ" بھی بن سکتی ہے۔ اور اسی جگہ اس مولود کی پرورش بھی ہو سکتی ہے۔

ملک کی اجتماعی کوششوں نے جن میں ملک کی تمام قومیں شریک ہیں، اردو ادب کو بین الاقوامی حیثیت دے دی ہے اور آج "بزمِ شیدا" کے اس پلیٹ فارم سے میں ہندوستان کی تمام قوموں کو دعوتِ اتحاد دیتا ہوں اور ان سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر وہ "وحدتِ قومی" کے خواب کو شایانِ تعبیر بنانا چاہتی ہیں، اگر وہ ہندوستان کی تمام قوموں کو صرف "ہندوستانی" کہنا اور دیکھنا چاہتی ہیں تو ہندوستان کے بین الاقوامی ادب" کو اپنا آلۂ کار بنا لینا چاہئے۔ یہ بین الاقوامی ادب بین الاقوامی اتحاد کا بہترین ذریعہ ہے اور اسی ادب کا نام "ادب اردو" ہے۔

اردو شاعری، جو پہلے شمالی ہند کے چند مخصوص ممتاز مرکزی شہروں میں تعلیم یافتہ طبقے کی توجہ کا مرکز تھی، آج پنجاب۔ دکن۔ بہار اور بنگال میں بھی اپنا پرچم لہرا رہی ہے اور اس پرچم کے زیرِ سایہ ملک کی تمام قومیں اپنے فطری روحانی ذوق کو تسکین دے رہی ہیں۔ یہی وہ وقت ہے کہ "اردو شاعری" کے ذریعے ہم اہلِ وطن میں متحدہ قومیت یا قومی وحدت کا احساس پیدا کریں۔ ہمارے مشاعروں کی مخلوق میں بین الاقوامی مخلوق ہوتی ہے۔ وہ ہمارے کلام سے متاثر ہے۔ ہم نے اس کے دل اپنی رسیلی آوازوں، اور ہمدردانہ خیالوں سے موہ لیتے ہیں۔ اگر ہم نے "متحدہ قومیت" کی تعمیر کا کوئی پروگرام بنایا تو عوام بھی اس پر ضرور غور کریں گے۔

ہمیں عوام کی خواہشات و رجحانات کو احترام کرتے ہوئے ایک زمانہ ہو گیا۔ اب موجودہ زمانے کا تقاضا ہے کہ ہم بھی اپنی خواہشات عوام کے سامنے رکھیں اور اپنے مطالبات عوام سے منوائیں۔ ہمیں اپنی آرزوؤں میں نئے دور کے تقاضوں کا رنگ بھرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں "قدیم و جدید" سے قطع نظر کر کے ادب کے اجالوں میں ترقی و منزل رسی کے صحیح اور غیر پیچیدہ راستے ڈھونڈنے ہیں جو ہمارے پیش پا موجود تو ہیں لیکن ان پر قدامت و تقلید نے خس و خاشاک کے انبار لگا دیئے ہیں۔ یہ انبار ادبا اور شعرا کے ذہنی انقلاب کی آگ پھونک سے اڑ سکتے ہیں۔ تحقیق و عمل کے جذبوں کے ساتھ جو لوگ صحیح رستوں پر گامزن ہیں ان کے رستوں میں خس و خاشاک کی کوئی حقیقت نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہماری سہل انگاری اور بے توجہی نے ہمیں جمود پسند بنا دیا ہے۔ ہم ادب کی نئی قدروں اور اپنے ماحول کے نئے تقاضوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی ان کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ کسی لئے ترقی کے راستے ہمیں بند نظر آتے ہیں۔ یہ کام نوجوانانِ وطن کا ہے جن کو خدا نے طبع موزوں اور تفکر و تدبر کی صلاحیت دی ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ وطنی جماعتوں کی رہنمائی کریں اور اپنے "تشکرۂ دماغ" سے ایک ایسی لو پیدا کریں جو اہلِ وطن کے دلوں میں احساس کے شعلے بھڑکا دے، عمل کی گرمی پیدا کر دے اور افسردہ رگِ حمیت کو الفاظ کی حرارت سے جوش میں لے آئے۔

میرے الفاظ پر غور نہ کیجئے بلکہ میرے مقصد گذارش تک پہنچنے کی کوشش فرمائیے۔ اگر "ادب برائے زندگی" صحیح اور قابلِ عمل نظریہ ہے تو ہمارے ادب کو انسانی زندگی سے قریب تر لانا کیا معنی؟ اسے سرایت کر جانا چاہئے زندگی پر چھا جانا چاہئے اور زندگی میں حلول کر جانا چاہئے۔ یہ ان تمام قوموں کی متحدہ قوتوں کا کام ہے جن سے "ادب اردو" نے بین الاقوامی حیثیت پائی ہے۔ یہی قومیں اگر چاہیں تو ادب سے مذہبی تعمیری کام لے سکتی ہیں اور ادب کو تعمیرِ قومیت کے مہم میں لا سکتی ہیں۔

آج ادب اردو ہندوستانی [illegible] ہم ترقی یافتہ اور مہذب قوموں کے جذبات و احساسات کا آئینہ ہے۔ آئینہ انتباک اوروں کو دکھایا جا رہا تھا لیکن اس آئینے کا رخ خود ہماری طرف پھر جانا چاہئے ہمیں اپنی آنکھوں سے خود دیکھنا چاہئے کہ ہمارے معاشرتی، تمدنی اور ذہنی و فکری خدوخال کیا ہیں۔ ہم [illegible] ادب کا آب و رنگ صرف لوگوں کو دکھا نہیں سکتے [illegible] ہماری زندگی میں کوئی نیا انقلاب جب بھی پیدا کیا جا سکتا ہے [illegible] ادب صرف تماشائی ہیں تو معاملات [illegible] ختم ہو جانی چاہئے اور ادب میں ایسے حقیقی نقوش پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہماری زندگی کو [illegible] اردو [illegible] کی گاہ [illegible] تقسیم بنا دیں۔ ادب [illegible] موجود ہے کہ اسے جس طرف بھی [illegible] جا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر ہمارے ادب کے رجحانات اس وقت صرف خارجی موضوعات پر مبنی ہیں تو ادب [illegible] رجحانات کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہونا چاہئے۔

دعوتِ نظر!

از جناب ظفر کتابان دھلوی

اے خدا نا آشنا اے رہبرِ گم کردہ راہ
تو ہر اک نظارۂ فطرت کو سمجھا ہے گناہ

تو ابھی رنگینیٔ فطرت سے ہے نا آشنا
تجھکو کیا معلوم رمزِ حسنِ آب و گل ہے کیا

تیری آنکھیں ہیں مگر آنکھیں کسی قابل نہیں
تیرا سینہ ہے مگر سینہ میں تیرے دل نہیں

کیا یہ سب بیکار ہے فطرت کا رنگیں شاہکار
یہ شبِ مہتاب یہ رنگینیٔ صبحِ بہار

یہ شفق کی سرخیوں میں منعکس رخسارِ دوست
یہ ہواؤں میں شمیمِ زلفِ عنبر بارِ دوست

تجھکو کیا معلوم کیا ہے مدعائے کائنات
کیا اشارے کرتے رہتے ہیں ستارے ساری رات

کس قدر پنہائیاں ہیں چرخِ نیلی پوش میں
راز پوشیدہ ہیں کتنے رات کے آغوش میں

کیوں نسیمِ صبح کے جھونکوں میں ہے کیفِ شراب
کیوں پیامِ زندگی آتا ہے لے کر آفتاب

ہیں فضا کی وسعتوں میں منتشر انوار کیوں
یہ زمیں سے آسماں تک حسن کے انبار کیوں

کیوں دلوں کو لذتِ شب زندہ داری دی گئی
کیوں بجالِ معصیت انسان کو بخشی گئی

یہ دلوں کی بے قراری یہ نظر کی دلبری
عشق کی پروردگاری حسن کی پیغمبری

گلشنِ ہستی ہے تیرے واسطے بے رنگ و بو
شاہدِ فطرت کی یہ رنگینیاں سمجھا نہ تو

بے خلش تیرا جگر نا آشنا تیری نظر
اس قدر اپنے مذاقِ شوق کو رسوا نہ کر

یہ زمین و آسماں اک جلوہ گاہِ ناز ہے
ذرہ ذرہ کائناتِ زندگی کا راز ہے

آ کبھی یہ جلوۂ حسنِ جہاں آرا بھی دیکھ
دین کے شیدا کبھی نظارۂ دنیا بھی دیکھ

۲۷ اکتوبر کو نئی دہلی سے شائع ہونیوالے اعلان میں حکومت ہند نے روئی (رعایہ کے سودوں اور میعادی ... سودوں کی ممانعت) کے قانون بابت ۱۹۴۶ء سے انڈین کاٹن کانٹریکٹ کو مستثنیٰ کر دیا ہے اور اس طرح ایسوسی ایشن بمبئی کی بازار میں روئی کے رعایہ کے سودوں کے بیوپار کی دوبارہ اجازت دے دی ہے جن شرائط کے ماتحت اس رعایہ کے سودوں کے بیوپار کی اجازت دے دی گئی تھی وہ ایک پریس نوٹ کے ذریعہ اسی وقت بتا دی گئی تھیں۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان تدبیروں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے جن کے ذریعہ حکومت

کپاس کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ قیمتیں

ہند ہندوستانی روئی کی قیمت کو انڈین کاٹن کانٹریکٹ کے مطابق کم سے کم ۴۰ روپیہ فی کنڈی اور زیادہ سے زیادہ ۵۵۰ فی کنڈی کے درمیان قائم رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ قیمتیں

مندرجہ ذیل اقسام کے لئے جو ذیل کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ قیمتیں منظور کی گئی ہیں جن دوسری اقسام کے لئے انڈین کاٹن کانٹریکٹ کے مطابق دیئے جا سکتے ہیں اور اس فہرست میں شامل نہیں کی گئی ہیں ان کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ قیمتوں کا بعد میں اعلان کیا جائے گا۔

قسم	کم سے کم قیمت روپیوں میں	زیادہ سے زیادہ قیمت روپیوں میں
انڈین کاٹن کانٹریکٹ		
جڑیلا ۴/۳ انچی ریشہ والی	۴۰ فی کنڈی (۸۴ پونڈ)	۵۵۰ فی کنڈی (۸۴ پونڈ)
بنگال (دیسی)	۱۶۵	۳۱۵
کومرا (دیسی)	۲۲۵	۳۷۵
۴ ایف	۴۵۰	۶۰۰
ویسٹرن فارم	۵۱۰	۶۶۰
مٹکے ولی	۴۸۵	۶۳۵
کاروگنی	۵۰۰	۶۴۵
سٹینڈرڈ ٹی	۵۷۵	۷۲۵
سورت	۶۰۰	۷۵۰
گورانی	۵۷۵	۷۲۵
نندیال	۵۳۵	۶۸۵
کامپٹا	۵۹۰	۷۴۰
کمبوڈیا	۶۱۰	۷۶۰
بنی سلامریکی		
۲۸۹ ایف	۶۱۰	۷۶۰

اوپر دی ہوئی قیمتیں کارخانوں کی نئی شرطوں کے مطابق بمبئی پہنچانے کی ہیں اور ان میں ۱۹۴۳-۴۴ء کی فصل کے دوران تبدیلی نہ ہو سکے گی جس اصول پر حکومت روئی خریدے گی وہ بعد کے پیروں میں علیحدہ پر بتایا گیا ہے۔

نئی فصل خرید لینے کی پیشکش

حکومت ہند کا ارادہ ہے کہ وہ ۱۹۴۳ء اور ۱۹۴۴ء کی نئی فصل کی روئی ہر اس پہنچنے والے سے خریدے جو بمبئی، کراچی یا شمالی ہند میں مقررہ کم سے کم قیمتوں پر یا شمالی ہند کی ان قیمتوں پر جو ان کے مساوی ہوں پہنچنے پر تیار ہو۔

البتہ حکومت اس وقت تک روئی نہ خریدے گی جب تک کہ برٹش انڈین کاٹن ایسوسی ایشن کی بازار میں انڈین کاٹن کانٹریکٹ کا بھاؤ ۴۰ روپیہ فی کنڈی کی مقررہ کم سے کم قیمت نہ ہوگا۔ چنانچہ اس وقت حکومت جڑیلا خالص ۴/۳ انچی ریشہ والی قسم کو جسے بنیادی قسم قرار دیا گیا ہے ۴۰ روپیہ فی کنڈی کی مقررہ کم سے کم قیمت پر اور دوسری قسموں کو ان کی مذکورہ بالا کم سے کم قیمت پر یا بازار کے بھاؤ پر جو کہ کم ہو خریدے گی۔

حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ فروخت کے لئے پیش کی ہوئی مقدار کا لحاظ کئے بغیر اس پالیسی پر عمل درآمد کرے گی۔

اگر روئی کا بھاؤ مذکورہ بالا زیادہ سے زیادہ قیمتوں تک پہنچ گیا تو اس صورت میں کارخانوں کو جس روئی کی ضرورت ہوگی وہ حکومت سرکاری طور پر حاصل کرے گی۔

سرکاری طور پر حاصل کرنے کی قیمت کے متعلق حکومت کو حق ہوگا کہ وہ اپنے اختیار تمیزی سے یا تو مقررہ زیادہ سے زیادہ قیمت پر لے یا اس مقررہ زیادہ سے زیادہ قیمت سے ۵ فی صدی کم تک کسی قیمت پر لے لے۔

حکومت کا ارادہ ہے کہ وہ اس معاملہ میں کاٹن کمیٹی کے ارکان کی رایوں کا احترام کرے گی وہ خاص بیوپار میں کھلبلی ڈالنا نہیں چاہتی۔ بہرحال حکومت نے یہ حق اپنے لئے محفوظ رکھا ہے کہ اگر وہ عام مفاد کے مطابق خیال کرے تو اس روئی کو کسی وقت بھی فروخت کر سکے۔

سورج دیوتا

بابل کے شمالی حصے کے باشندے اہل کا سورج کو خدا کا مظہر سمجھتے تھے۔ ذیل کی عبارت خط میخی کی ایک تختی کی تحریر کا ترجمہ ہے)

اے سورج دیوتا تو دنیا کا قاضی ہے۔ تو کائنات کا رکھوالا ہے اے سورج دیوتا آج بادشاہ کو جو تیرا بیٹا ہے پاک اور منور کر دے۔ اس کے جسم کی ناپاکی اور کثافت کو اکٹھا کر پھینک دے۔ تیرے نور کے سب محتاج ہیں۔ تو دیوتاؤں کا باپ ہے، تو بادشاہ کا باپ ہے۔ اس کی حفاظت کر۔ اس کو پاک اور منور کر دے۔

ناظرین تیج دہلی اس کو ضرور پڑھیں
یہ اشتہار نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے آپ یقین کریں

طلا رمتانہ

تمام سے معدہ خصوص کی سستی، نامردی، کمزوری، ڈھیلا پن، ... ٹیڑھا پن، تپلا پن، جھکاؤ، ... کا پھولنا، ... خوابیاں ایک ہفتہ کے اندر دور ہو کر ... پٹھوں میں بجلی کی سی لہر جاتی ہے ایک دفعہ استعمال کر کے آزمائش کیجئے مایوس ... امید مریض اس کے استعمال سے اچھے ہو کر ... کارخانہ کو ... ہیں ایسے ایسے اشخاص کے سرٹیفکیٹ کارخانہ کے ... موجود ہیں جو اپنے آپ کو زندہ درگور سمجھا کرتے تھے اور اب بالکل ... درست و توانا ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عام لوگوں بلکہ بڑے بڑے ... اور حکیموں نے بھی اس کی آزمائش کی ہے اور وہ

طلا رمتانہ

بار بار منگاتے ہیں اور اپنے مریضوں سے ایک بھاری رقم وصول کرتے ہیں ... استعمال ہر موسم میں یکساں مفید ہوتا ہے بالکل بے ضرر ہے اور ... نہیں پڑتا اس لئے اگر آپ بھی کسی قسم کی کمزوری محسوس کرتے ہیں ... ایک شیشی کارخانہ سے منگا کر استعمال کریں اور ہماری صداقت ... دیں۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جب اس کو ایکبار استعمال کریں گے تو یقیناً سب سے بہتر پائیں گے ... جانیں کہ بالکل درست اظہار حقیقت ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں ... قیمت بالکل کم ہے دراصل کوئی منافع نہیں ہے بلکہ کارخانہ خلق ... کی بہتری کے لئے اس کو معمولی منافع پر دے رہا ہے کیونکہ اس میں ... سے قیمتی اجزا ڈالے گئے ہیں۔ قیمت فی شیشی تین روپے ۲ آنے ... خرچ معاف۔

منگانے کا پتہ:-
روپ بلاس کمپنی
نمبر ۵۱۵ دھن کٹی شہر کانپور (یوپی)

اپنے بالوں کو قائم رکھئے
کامینا آئل (رجسٹرڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول سمجھ لیجئے جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔
بال کا گرنا بند، سفید ہونا بند
لاکھوں کا مرغوب بالوں کا تیل
یہ آپکے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑھاتا بھی ہے۔
ہر جگہ فروخت ہوتا ہے۔

دل بہار آئل (رجسٹرڈ)

اس میں کامینا کے ہی اوصاف موجود ہیں مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔
ہر جگہ مل سکتا ہے۔

سول ایجنٹس:
دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی
نمبر ۲

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم
بادشاہی
صابون اور پاؤڈر
استعمال کیجئے ... قیمت فی بوتل ...
دہلی ایجنٹ:- کے۔ آر دلا سرائے کاٹھ صدر بازار دہلی

سڑک کی کہانی

جناب پروفیسر ... جالندھری

میں سڑک ہوں
ایک بار جس طرح رشی کی بددعا سے پتھر ہو گئی تھی
میں بھی گویا ویسے ہی کسی
کی بددعا سے کہنہ کرن
کی نیند سوئے ہوئے
اژدہا کی طرح بن جنگلوں
اور پہاڑوں میں ہو کر درختوں کی چھاؤں کے نیچے سے
وسیع میدانوں کے اوپر سے، کئی ملکوں کو ملاتی ہوئی
بہت دنوں سے گہری نیند سوئی ہوئی ہوں، انتہائی صبر و
ضبط سے دھول میں لوٹ کر بددعا کے آخری لمحات کا انتظار
کر رہی ہوں، میں ہمیشہ سے بے حرکت ہوں، پر سکون
ہوں، ہمیشہ سے ایک ہی کروٹ سو رہی لیکن پھر بھی
مجھے لمحہ بھر کے لئے آرام میسر نہیں، اتنی بھی چھٹی نہیں کہ
اپنی اس سخت اور خشک سیج پر تھوڑی سی نرم و خوشبودار
گھاس ہی اگا سکوں، اتنا بھی وقت نہیں کہ اپنے
سرہانے کے پاس چھوٹا سا جنگلی پھول ہی کھلا سکوں
بول نہیں سکتی، دیکھ نہیں سکتی، لیکن اندھے کی طرح
سب کچھ محسوس کر رہی ہوں رات دن پاؤں کی آہٹ
صرف پاؤں کی آہٹ، میری اس گہری نیند میں لاکھوں
پاؤں کی آوازیں دن رات بھیانک خواب کی طرح گھومتی
رہتی ہیں ان پاؤں کے لمس سے ان کے دلوں کو پڑھ
سکتی ہوں، میں سمجھ سکتی ہوں کون گھر جا رہا ہے کون کام
پر جا رہا ہے کون آرام کرنے جا رہا ہے کون میلے میں جا رہا ہے
اور کون شمشان کو جا رہا ہے جسے گھر کا راحت و آرام حاصل ہے
محبت کا سرمایہ میسر ہے، وہ ہر قدم پر راحت کی
تصویر کھینچتا ہوا چلتا ہے، ہر قدم پر امید کے بیج بوتا
جاتا ہے معلوم ہوتا ہے جہاں جہاں اس کے پاؤں پڑے
ہیں وہاں گویا لمحہ ہی بھر میں ایک ایک بیل اُگ کر پھولوں
سے لد جائے گی جس کے گھر بار نہیں، کوئی سہارا نہیں
محبت کا سہارا نصیب نہیں، اس کے قدموں میں نہ
امید ہے نہ جوش، اس کے قدموں میں نہ دایاں ہے
نہ بایاں، اس کے پاؤں کہتے رہتے ہیں میں چلوں تو کیوں
اور ٹھہروں تو کس لئے؟ اس کے قدموں سے میری
خشک دھول گویا اور بھی خشک ہو جاتی ہے،

دنیا کی کوئی بھی کہانی میں پوری نہیں سن سکتی،
پچھلے سینکڑوں برس سے میں لاکھوں کروڑوں شخصوں
کی کتنی ہنسی، کتنے گانے، کتنی باتیں سنتی آئی ہوں لیکن
تھوڑی ہی سن پاتی ہوں بقیہ سننے کے لئے جب
کان کھڑے کرتی ہوں تو دیکھتی ہوں کہ وہ آدمی ہی نہیں
وہ ایسی کتنے ہی برسوں کی کتنی ہی ٹوٹی پھوٹی باتیں،
کتنے ہی بکھرے ہوئے نغمے میری دھول کے ساتھ
دھول بن گئے ہیں اور میری دھول کے ساتھ اڑتے رہتے
ہیں کسی سے کوئی جان سکتا ہے،

"دوست، کوئی گا رہی ہے "کہہ نہ سکی دل کی بات"
آہ! تو ٹھہر، گانے کو پورا کر جاؤ، پوری بات
تو سن لوں لیکن وہ کہاں ٹھہری، گاتے گاتے نہ جانے
کہاں چلی گئی، آخر تک میں سن نہ سکی، ایک مصرعہ
ہی آدھی رات تک میرے کانوں میں گونجتا رہے گا،
دل ہی دل میں سوچوں گی وہ کون تھی؟ نہ جانے کہاں
جا رہی ہے، جو بات کہہ نہ سکی کیا وہی بات کہنے جا رہی ہے
اب کی جب سڑک پر پھر اس سے ملاقات ہو گی
جب وہ منہ اٹھا کر اس کے منہ کی طرف دیکھے گا تو
کہتے کہتے بھی اگر نہ کہہ سکی تو سر جھکا کر منہ پھیر کر آہستہ
آہستہ واپس آتے وقت پھر بھی وہ اگر گائے

"کہہ نہ سکی میں دل کی بات!"
انجام اور قیام شاید نہیں ہو گا مجھے تو دکھائی
نہیں دیتا، پاؤں کے ایک نشان کو بھی تو میں زیادہ
دیر تک تھام کر نہیں رکھ سکتی، متواتر نشان پڑ رہے ہیں
پھر نئے پاؤں آ کر دوسرے پاؤں کے نشانات کو
مٹا جاتے ہیں وہ چلا جاتا ہے تو پیچھے کچھ چھوڑ ہی
نہیں جاتا،

اگر اس کے سکھ بوجھ سے کچھ ملتا بھی ہے تو
ہزاروں پاؤں کے نیچے لگاتار کچل کر کچھ ہی دیر میں
خاک میں مل جاتا ہے لیکن ایک بات اب بھی دیکھ
رہی ہوں کسی کسی مہا پرش (خدا رسیدہ شخص)
کے مقدس قدم میں ایسا غیر فانی بیج پڑ گیا ہے
جو مٹی میں مل کر بھی اُگ اور بڑھ کر میری نعلا میں مستقل
طور پر کھڑا ہے اور مسافروں کو سایہ عطا کرتا ہے

میں کسی کی بھی منزل مقصود نہیں سب کے لئے
ایک راہ ہوں،

میں کسی کا گھر نہیں لیکن سب کو گھر لے جاتی ہوں
مجھے رات دن یہی غم کھائے جاتا ہے کہ مجھ پر کوئی پاؤں
نہیں رکھتا، مجھ پر کوئی کھڑا رہنا نہیں چاہتا جن کا گھر
بہت دور ہے وہ مجھے ہی کوستے اور بددعائیں دیتے
ہیں میں جو انہیں انتہائی صبر و ضبط کے ساتھ ان کے
گھر کے دروازے تک پہنچا دیتی ہوں اس کے لئے
احسانمندی کا اظہار کون کرتا ہے، کون میرا شکریہ ادا
کرتا ہے؟ وہ گھر جا کر آرام کرتے ہیں گھر پر راحت کے
مزے لوٹتے ہیں
اور مجھ پر صرف تھکاوٹ کا
اظہار کرتے ہیں خلاف
مرضی محنت سمجھتے ہیں،
صرف جدائی کا باعث مانتے
ہیں کیا اسی طرح بار بار
دور ہی سے، گھر کے جھروکوں
میں سے پر پھیلائے ہوئے سورج کی روشنی میں
آتی ہوئی مٹھی ہنسی کی لہر میرے پاس آتے ہی فضا
میں غائب ہو جاتی ہے، گھر کے راحت و آرام کی ایک
جھلک بھی مجھے میسر نہ آئے گی؟

کبھی کبھی یہ بھی مل جاتی ہے چھوٹے چھوٹے بچے
ہنستے ہنستے شور مچاتے ہوئے میرے پاس آ کر کھیلتے
ہیں، اپنے گھر کی راحت و مسرت وہ سڑک پر لے آتے
ہیں ان کے باپ کا اشیرواد (دعا) اور ماں کی محبت
بس جاتے ہیں میری دھول کو وہ اپنے بس میں کر لیتے
ہیں اور اپنے چھوٹے چھوٹے نرم و نازک ہاتھوں سے
اس کی ڈھیری پر ہلکی ہلکی تھپکیاں دے کر انتہائی محبت
سے اسے سلایا چاہتے ہیں، صاف و بے داغ دل سے
اسکے ساتھ بیٹھے باتیں کیا کرتے ہیں آہ! اتنی محبت پا کر
بھی میری خاک اس کا جواب تک نہیں دے سکتی،

چھوٹے چھوٹے نرم و نازک پاؤں جب میرے
اوپر سے چلے جاتے ہیں تو میں خود کو مسرور محسوس
کرتی ہوں، معلوم ہوتا ہے ان کے پاؤں کو چوٹ لگتی
ہو گی، کنول کی طرح نرم و نازک
پاؤں ایسی سخت زمین پر کیوں چلتے ہیں؟ لیکن اگر وہ
نہ چلتے تو شاید کہیں بھی سرسبز گھاس پیدا نہ ہوتی،

ننھے ننھے پاؤں حسب معمول مجھ پر چلتے ہیں انہیں
میں اچھی طرح پہچانتی ہوں لیکن وہ نہیں جانتے کہ میں
ان کا انتظار کیا کرتی ہوں، میں دل ہی دل میں ان کی
شکل و شباہت کا تصور کیا کرتی ہوں بہت دن ہوئے
ایسی ہی ایک مورتی اپنے نرم و نازک پاؤں سے دوپہر
کے وقت بہت دور سے آئی، چھوٹی چھوٹی دو جھانجھیں
رن جھن رن جھن کر کے بجتیں، شاید اس کے ہونٹوں
میں فوت گویائی نہ تھی، شاید اس کی بڑی بڑی آنکھیں
شام کی مدھم روشنی کے مانند اداس نگاہ سے اس
کے چہرے کی طرف دیکھتی رہتی تھیں اس چبوترے والے
درخت کی بائیں طرف جہاں سے میری ایک شاخ
گاؤں کی طرف چلی گئی ہے وہاں وہ پیڑ کے نیچے
تھکی ہاری چپ چاپ کھڑی رہتی،

ایک کوئی اور دن بھر کا کام ختم کر کے گاتا گاتا ہوا
اس وقت گاؤں کی طرف چلا جاتا، شاید وہ کسی بھی
طرف نہ دیکھتا تھا کہیں بھی ٹھہرتا نہ تھا سیدھا گھر
کے دروازے پر جا کر اپنا پوربی گانا ختم کرتا تھا۔
اس کے چلے جانے پر وہ لڑکی تھکے ہوئے پاؤں سے
پھر اسی راستے لوٹ جاتی جس سے وہ آتی تھی،

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

انسان!

(از حضرت اثر صہبائی)

بادِ بہاراں، کیفِ خراماں! | معصوم کلیاں، حورانِ خنداں!
صبحِ گل افشاں جنت بداماں! | انساں کو لیکن فرصت نہیں ہے

رنگیں شفق میں پریوں کی بستی | خاموشیوں میں نغموں کی مستی
شامِ طرب کی بادہ پرستی! | انساں کو لیکن فرصت نہیں ہے

مے نوش بادل، مدہوش دریا | گل پوش پربت، خاموش صحرا
جامِ مسرت، ہر نقشِ زیبا | انساں کو لیکن فرصت نہیں ہے

تاروں کی افشاں شب کی جبیں پر | مہتاب کا نور، روئے زمیں پر!
جنت یہیں پر، جنت یہیں پر | انساں کو لیکن فرصت نہیں ہے

پچھلے صفحے سے

جب وہ [illegible] ہوتا کہ [illegible] بے
[illegible] کا [illegible]
محسوس کرنے لگتی، اس کے بعد کوؤں کی کائیں کائیں
بالکل ختم ہو جاتی، راہگیروں کا آنا جانا تو بہت قریب بند ہو
جاتا، شام کی ٹھنڈی ہوا سے بانس کے جھاڑ سائیں
سائیں کرنے لگتے، اسی طرح وہ روز آہستہ آہستہ آتی
اور اسی طرح آہستہ آہستہ چلی جاتی،

ایک دن پھاگن کے آخری دنوں میں دوپہر
کے وقت [illegible] ہوا [illegible] ہو رہے تھے تو وہ روز
جو آتا تھا، نہ آیا، اس دن بہت اداس گئے، [illegible] گھر واپس
گئی جس طرح کسی [illegible] کے خشک پتے جھڑ رہے تھے
اسی طرح کبھی کبھی وہ [illegible] بوند آنسو میری خشک اور پتی
ہوئی گرد پر پڑتے تھے [illegible] ہو جاتے تھے، اس سے
دوسرے روز وہ لڑکی سی درخت کے نیچے آکر کھڑی ہوئی
لیکن اس دن بھی وہ نہ آیا پھر رات کو وہ آہستہ آہستہ
گھر کی طرف چل دی کچھ دور جا کر اس نے [illegible] چلنے کی
سکت ختم ہو گئی، اور وہ میرے سینے پر مٹی پر [illegible]
دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر وہ زار و قطار [illegible] رونے لگی،

کون ہو [illegible] اس سنسان رات میں [illegible]
کوئی میرے سینے پر [illegible] کرنے آتا ہے وہ جس کے پاس
سے لوٹ [illegible] کیا، مجھ سے بھی زیادہ سنگدل ہے تو نے
جس کی طرف دیکھا ہے کیا وہ مجھ سے بھی زیادہ اندھا ہے؟

[illegible] بیٹھی، کھڑی ہو گئی آنسو پونچھ ڈالے سڑک
چھوڑ کر چلی گئی شاید وہ گھر لوٹ گئی، شاید وہ اب بھی کوئی
دوسرے گھر کا کام دھندا کرتی ہوگی، شاید [illegible]
ابھی اپنے کسی دکھ کی بات نہیں کہتی مرد۔ کسی کسی دن
شام کے وقت گھر کے صحن میں چاند کی چاندنی میں پاؤں
پھیلا کر بیٹھی رہتی ہے کوئی بلاتا تو چونک پڑتی اور [illegible]
[illegible] کر اندر چلی جاتی ہے لیکن میں نے اسکے دوسرے
دن سے آج تک پھر کبھی اسکے پاؤں کا لمس محسوس
نہیں کیا،

ایسے کتنے ہی پاؤں کی آوازیں خاموشی [illegible]
[illegible] میں کیا اتنا یاد رکھ سکتی ہوں صرف ان [illegible]
ہاتھوں کی آواز اب بھی کبھی یاد آجاتی ہے [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible] کرنے والی وحشت [illegible]
[illegible] کا غم کرنا [illegible] ایسے کتنے ہی آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں
کسی تنہا [illegible] ہے اف! بار بار سانس
[illegible] ہوں [illegible] گرد نیلے آسمان کو دھوئیں [illegible]
[illegible] درد غریب [illegible] کی درد کی
[illegible] بڑھایا [illegible] درد [illegible] پیاس اور درد [illegible]
[illegible] میرے [illegible] ایک سانس میں
[illegible] دھوئیں کی طرح اڑتے چلے جا رہے ہیں
[illegible] کو ہنسی آتی ہے [illegible] رونا [illegible]
[illegible] حال کے لئے [illegible] اور مستقبل کے

[illegible] امید میں ڈوبا رہتا ہے لیکن [illegible] وہ [illegible]
کے ہر لمحے میں سینکڑوں ہزاروں نئے نئے بہانوں میں
[illegible] ہے، ایسی جگہ پر اپنی عظمت پر اعتماد کر کے انتہائی
[illegible] سے پاؤں رکھتا ہوا کون اپنے قدموں کے نشان
[illegible] کے لئے ثبت کر جانے کا دعویٰ کرتا ہے جن کے لئے
تم یہاں کی ہوا میں ٹھنڈی سانس چھوڑ جاتے ہو تمہارے
چلے جانے پر کیا وہ تمہارے لئے روئیں گے ماتم کریں گے
کیا ہوا پر ہوا ٹھہر سکی ہے یقیناً ایسی کوشش کے
[illegible] میں اپنے اوپر کچھ بھی پڑا نہیں رہنے دیتی،
[illegible] رونا، صرف میں ہی اکیلی پڑی ہوں!

(انیہ نگ خیال)

ادبِ لطیف!

رحمی وقار

از جناب (دیوکی نندن ناصح)

چتوڑ کے قلعے کے سر بفلک کنگورے اُن بے تابناک
شہیدوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں جنہوں نے بابا راول کے
لگائے ہوئے چمن کو اپنے خون سے سینچا ہے،

آج بھی قلعے کی شکستہ دیواروں پر
میری پُرنم آنکھیں عہدِ ماضی کے خاندانی افسانے
نقش دیکھتی ہیں،

اور میرا سر اُن شہیدوں کے احترام میں جھک جاتا ہے
اب بھی سرما کی افسردہ راتوں میں
جب مہتاب اپنی پھیکی پھیکی شعاعیں ان کھنڈرات
پر ڈالتا ہے،

تو یہ مبہم کنگورے [illegible] آنکھ کے لئے درس
عبرت بن جاتے ہیں،

اے بل کھاتی ہوئی وادیو! اے گنگناتی ہوئی
ندیو! میں سمجھتا ہوں تم کس کی یاد میں مضطرب ہو،
کیا تم پرتاپ سنگھ، آلہا اور اودل کو فراموش
کر سکتی ہو، انہیں خس و خاشاک کے ڈھیروں میں
نہیں مبہم کنگورے ہیں، ابھی شکستہ دیواروں
میں افسردہ کھنڈروں میں،

[illegible]

ریت گھروندا!

نلنی اور اجین بیٹھے ریت سے کھیل رہے تھے، نلنی نے بہت
دیر میں ایک خوبصورت گھروندا بنایا، اجین نے اسے بہتر بنانے
کی کوشش کی لیکن ناگاہ گھروندا ٹوٹ گیا،

نلنی اجین نے مسکرا کر کہا "گھروندا ٹوٹ گیا"
نلنی نے اپنے سنہری بالوں میں انگلیوں سے کنگھی
[illegible] ہوئے کہا "تو پھر کیا ہوا؟ ریت گھروندا تھا"
یہ دونوں ہنسنے لگے اور کھیل ختم ہو گیا بڑے ہونے
[illegible] دونوں کی شادی ہو گئی چھپن سال بعد اجین بستر
[illegible] پر زندگی کی آخری گھڑیاں کاٹ رہا تھا جب اس
کو چلے گئے تو نلنی نے پرنم لہجے میں کہا آپ بہت نیڈھال

ہو گئے ہیں نلنی! اجین نے آخری ہچکی لیتے ہوئے کہا "ریت
[illegible] کی آنکھوں [illegible]

جنگ کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔
کیا کیجیے گا؟

جنگ ختم ہونے کے بعد آپ کیا کرنا چاہتے؟ اس وقت
جن لوگوں کے پاس روپیہ جمع ہوگا انہیں بہت سے عمدہ موقعے ملیں گے
جن کو اب سے بہتر کام ملجانے، سستے دام پر اچھی چیزیں، طریقے
کم قیمت پر مکان بنوانے یا محنت کے بعد آرام پانے کے موقعے
حاصل ہونگے جب تقریباً ہر چیز جنگ کے مول ہو تو ہر سمجھدار
آدمی کو ہاتھ روک کر صرف ضروریات پر خرچ کرنا چاہیے
اس طرح جو کچھ بچے وہ اس وقت کام آئے گا
جب قیمتیں گر جائیں گی۔ آج ہی سے کفایت
شروع کر دیجیے۔

آئندہ کے لئے

بچائیے

چار آنے
روز بچائیے

بچت کرنا ایک دفعہ شروع
کرنے کے بعد بڑا آسان ہو جاتا
ہے چار آنے روز ایسے ہو سکے تو اس سے
زیادہ خرچ نہ کیجیے کوشش کیجیے
اس بچائی ہوئی رقم کو نیچے لکھی ہوئی
بچت دینے والی محفوظ طریقوں میں
برابر لگاتے رہیے

اس بات کا اطمینان کر لیجیے کہ آپ کا بچایا
ہوا روپیہ محفوظ جگہ لگا ہوا ہے۔ سونے۔ چاندی
جواہرات۔ زمین۔ مکان، یا سامان خرید کر ڈال
لینے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان چیزوں کے
دام جو آجکل بے انتہا بڑھے ہوئے ہیں آئندہ
ہلکے کم ہو سکتے ہیں اور انہیں لگائی ہوئی رقم کا بڑا
حصہ ڈوب سکتا ہے۔ اگر آپ اس طرح رقم لگانا چاہیں کہ
وہ محفوظ بھی رہے اور آئندہ اسکی مالیت بھی کم نہ ہونے پائے تو
اسے انجمن امداد باہمی۔ بیمہ۔ بینک کے سیونگ کھاتے یا پوسٹ آفس
سیونگ بینک میں لگائیے۔ اگر آپ ان سے بھی اچھی جگہ
روپیہ لگانا چاہیں تو سرکاری قرضوں اور سیونگ سرٹیفکیٹ میں لگائیے

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

ہفتہ ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۳

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے، دوسرا انعام پچیس روپے

داخلہ کی آخری تاریخ ۴ فروری ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت ہفتہ ویکلی مورخہ ۸ فروری ۱۹۴۴ء

(۳) نقد انعامات کی اشاعت ہفتہ ویکلی مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۴۴ء

اشارات ۔ دائیں سے بائیں

(۱) ہندوی لڑائی میں فتح حاصل کرنے کے لئے بعض "——" پر قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے،

(۹) "——" کو تجھ سے خالی اب سرگرانیاں ہیں ؎ نیندیں اچاٹ دیتی تیری کہانیاں ہیں،

(۱۱) مرنے والے عاشقوں کے لئے کہنا سہل ہوتا ہے مگر "——" کھیل نہیں ہوتا۔

(۱۲) بخشش (۱۳) خطرے کا خیال

(۱۶) اسکے ذریعہ جسم میں خون دوڑتا ہے (۱۷) سب (۱۹) مصیبت

(۲۱) اچھا یہ حاصل کرنا بھی ایک ہنرمندی ہے۔

(۲۴) "——" کھاتے کھاتے عاشق مزاج نوجوانوں کی حالت مردوں سے بدتر ہو جاتی ہے

(۲۵) ایسی روٹی حلق کے نیچے اتارنے کے لئے بار بار پانی پینا پڑتا ہے،

(۲۷) "——" میں کئی مرتبہ سر دھڑ کا جسم کو دور تک دھکیل دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے، (۲۹) بعض دیہاتی اب بھی اگر کہیں کسی کا سنبھل کا یہ دیکھ لیتے ہیں تو لرزنے لگتے ہیں (۳۰) اٹلی کا جب کچھ نہ چل سکا تو ہتھیار ڈال دئے (۳۱) مثل مشہور ہے کہ "——" اچھا بدنام برا

(۳۳) ایسی عمر پر انسان بالعموم مستقل مزاج ہو جاتا ہے (لفظ الٹا تحریر ہے) (۳۵) انگلی میں بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔

(۳۷) گذشتہ چند سال سے یہ پھل ہندوستان کے باہر بھی برائے فروخت بھیجا جا رہا ہے

(۳۸) گرمی کے موسم میں لباس اگر اس کے مانند سفید ہو تو بہت بھلا لگتا ہے،

(۳۹) اچھے گھوڑے کی "——" کا بہت خیال رکھا جاتا ہے،

اشارات ۔ اوپر سے نیچے

(۱) طویل عرصہ تک "——" رہنے سے تو موت بہتر ہے، (۲) اس کا رنگ بڑا پیارا ہوتا ہے (۳) "درندہ" کا آخری حرف غائب ہے،

(۴) نقل یا حکایت (۵) صفت یا خوبی (۶) مفارقت

(۷) خفیف سایہ ہونے پر ہی رئیس لوگ فوراً ڈاکٹر پر ڈاکٹر بلانا شروع کر دیتے ہیں

(۸) بچوں میں کھیل کود کے باعث کبھی کبھی یہ معمول سے زیادہ بڑھ جاتی ہے،

(۱۰) حشر کی جمع (۱۲) ؎ دیکھئے پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض * ایک برہمن نے "——" ہے کہ یہ سال اچھا ہے

(۱۴) روشنی کا ذریعہ،

(۱۵) ایسے حاکموں کی گورنمنٹ عزت کرتی ہے،

(۱۸) آفتاب کی شکل چاہے آبگینہ میں دیکھو یا صفدر دستان میں، ایسی ہی دکھائی دیگی

(۲۰) بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے ہر غیرت دار انسان کا فرض ہے کہ کوئی نہ کوئی یہ اختیار کرے (۲۲) کشتی لڑنے کی مخصوص جگہ،

(۲۳) سفر میں "——" کا زیادہ ہونا بعض مقامات پر وبال جان ہو جاتا ہے،

(۲۵) جوان اولادوں کے مرنے کا غم "——" سے بوڑھے والدین زندہ درگور ہو جاتے ہیں

(۲۶) اگر یہ اچھے فراہم ہو جائیں تو جنگ کا پروپیگنڈا خوب ہو سکتا ہے،

(۲۸) لکڑی مسطح کرنے کا اوزار (لفظ الٹا تحریر ہے)

(۳۰) اس دن کے بعد جمعرات کا دن آتا ہے۔

(۳۲) ع :- خود گلا کاٹوں مجھ کو خنجر "——"

(۳۴) عرب کا ایک مشہور شہر،

(۳۶) بعض لوگ جو دیکھنے میں ایسے معلوم ہوتے ہیں دل کے بڑے اچھے ہوتے ہیں،

ان چھوٹے نقشوں پر آپ اپنے کھینچے ہوئے حل کی نقلیں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں

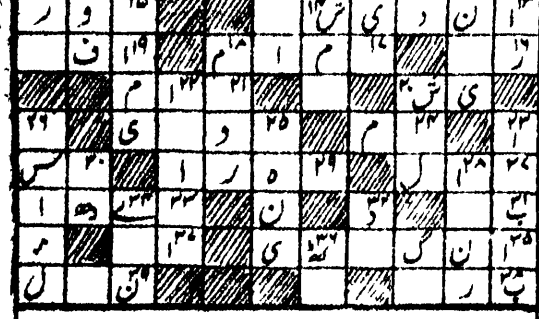

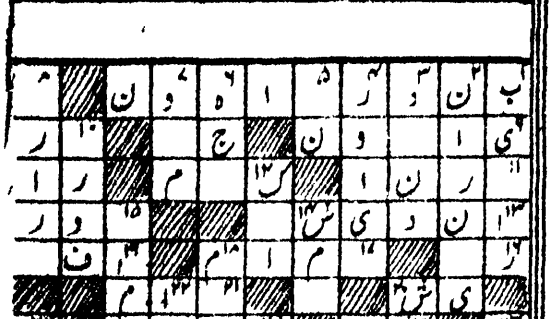

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۳)

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

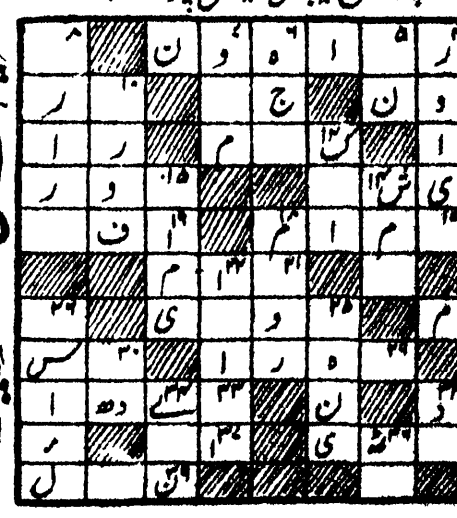

(اس لائن سے موڑیئے)

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

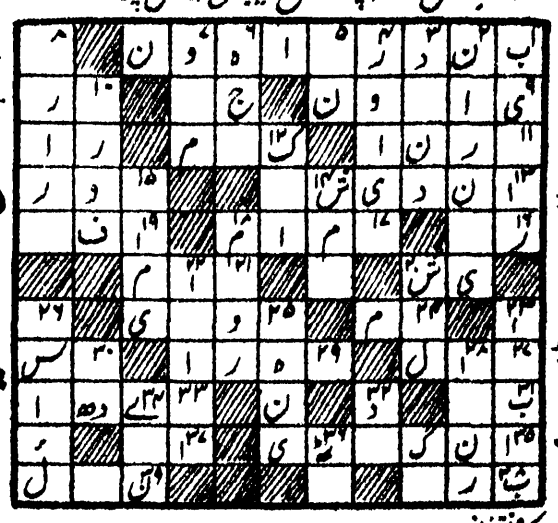

(اس لائن سے موڑیئے)

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ اس نقشہ کو مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

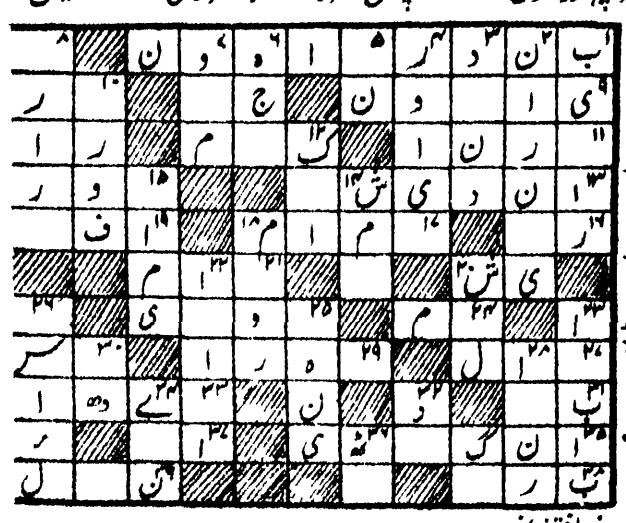

اوکرہ نقشہ نمبر _____

مفت نقشہ نمبر _____

آپ کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے، خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل، ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیجئے۔ جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں جو شخص [illegible] کے آٹھ آنے فیس داخلہ کیساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے۔

ہفتہ ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۳ - داخلہ کے قواعد و شرائط کو پڑھ کر میں اس انعامی معمہ میں اس شرط پر شریک ہوتا ہوں کہ اس کے حل اور اس کے متعلق منیجر ہفتہ ویکلی کا فیصلہ میرے لئے قطعی اور قابل پابندی ہوگا۔

پورا نام (صاف طور پر) _____

پتہ _____

نمبر سیریل منی آرڈر _____ نمبر پوسٹل آرڈر _____ ٹکٹوں کی رقم _____

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

قواعد و شرائط مسابقہ

مسابقہ کے حل بھیجنے سے پہلے مندرجہ ذیل قواعد و شرائط کو غور سے پڑھیے۔

(۱) اس انعامی مقابلہ کی فیس فی نقشہ چار آنے ہے لیکن دو نقشوں کے حل ایک لفافہ میں بھر کر بھیج سکتے ہیں (۲) تمام حل اصلی نقشوں پر بھیجنے چاہئیں جو تیج ویکلی میں شائع ہوئے ہیں (۳) ہر حل کے اندر نقشے کا نمبر ساتھ لکھنا ضروری ہے کسی نقشہ کو کاٹ کر یا بے حل نقشے بھیجنے سے آپ مسابقہ سے خارج کر دیے جائیں گے (۴) انعامی حل کے مندرجہ کے ساتھ اپنے نام کے ٹکٹ لگے ہوئے لفافہ کے ساتھ ضرور بھیجنے چاہئیں اگر ہم کو اس لفافہ کی ضرورت ہوگی تو ڈاک کے ٹکٹ بھیج سکتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں پوسٹل گائڈ کی ہدایت ذہن میں رہنی چاہیے کہ اگر ٹکٹوں کی رقم لفافہ کے اوپر درج ہوگی یا ٹکٹ اس طرح لگے جائیں گے کہ ہاتھ سے دکھائی دیتے ہوں تو لفافہ کو رجسٹری کرانا ضروری ہوگا کیونکہ ان دونوں سے متعلق پوسٹل گائڈ کی دفعہ میں تحریر ہے کہ ان کا بیرنگ کرانا ضروری ہے آپ جو کچھ بھیجیں اس کا اندراج فارم میں ضرور کر دیں جو حل فیس کے بغیر آئیگا مقابلہ میں شریک نہیں کیا جائے گا (۵) اس انعامی مقابلہ کے جتنے نقشے آپ چاہیں مختلف اقسام کے حلوں سے بھر کر بھیج سکتے ہیں ان اصحاب کو زیادہ تعداد میں نقشے درکار ہوں وہ دفتر تیج ویکلی کی فہرست کا پیاں قیمتاً منگوا سکتے ہیں یا اپنے مقامی ایجنٹوں سے خرید سکتے ہیں (۶) نقشوں کو خوشخطی سے صاف طور پر بھرنا چاہیے، حروف کو پنسل سے نہیں لکھنا چاہیے، اور ذائقہ کا نشان مٹا یا صاف کرنا چاہیے، اور نہ کسی خانہ کو خالی چھوڑنا چاہیے۔ مینیجر کراس ورڈ معمہ کو اختیار ہے کہ کٹے پھٹے مشکوک حلوں کو یا خالی خانہ والے حلوں کو مقابلہ میں شامل نہ کرے (۷) فارم پر اپنا پورا پتہ روشنائی سے صاف اور خوشخط لکھیے (۸) ایک لفافہ میں ایک ہی خاندان کے کئی افراد اپنے مختلف ناموں سے کئی فارم بھر کر بھیج سکتے ہیں اور ایسے واحد ہی سب کی طرف سے یکجائی معاہدہ کر سکتے ہیں لیکن ایک فارم صرف ایک ہی شخص کے نام سے داخل کیا جا سکتا ہے (۹) اس مقابلہ میں پہلا انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا بھیجا ہوا حل ہمارے بالکل صحیح سرپرست کے مطابق ہوگا اور باقی انعامات رزلٹ یعنی غلطیوں کی کم تعداد والے حلوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے اور انعامات کی تعداد دس سے کم نہیں ہوگا۔ مینیجر تیج ویکلی کے اختیار میں ہوگا اگر کوئی بالکل صحیح حل موصول نہیں ہوگا تو پہلا انعام اس سے کم غلطی والے حل کو دیا جائے گا۔ اگر ایک سے زیادہ حضرات پہلے انعام کے مستحق ہوں گے تو انعام کی رقم برابر حصوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس مقابلہ میں ایک شخص کو صرف ایک ہی انعام دیا جائے گا (۱۰) معمہ کا صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام اعلان کردہ تاریخوں پر تیج ویکلی میں شائع کر دیے جائیں گے۔ اگر کسی قریب مقابلہ کو جس کا نام فہرست انعامات میں موجود نہ ہو خیال ہو کہ وہ حق [illegible] تو اسے نتیجہ کی اشاعت کے ایک ہفتہ کے اندر باقاعدہ جانچ کی درخواست دے [illegible] کے ساتھ بھیجنی چاہیے اگر اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہوگا تو اسے انعامات کی فہرست میں شامل کر لیا جائیگا اور اس کی فیس جانچ بھی واپس کر دی جائے گی۔ ورنہ نہیں۔ اس مدت کے گذر جانے پر داخلہ کے تمام نقشے ضائع کر دیے جائیں گے اور چونکہ دوبارہ جانچ کی درخواست کے لئے کافی وقت دیا جا چکا ہوگا اس لئے بعد کو اس سلسلہ میں کسی طرح کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا۔

(۱۱) ہر غلط لفظ کی ایک غلطی شمار کی جائے گی مثلاً اگر ایک لفظ کے غلط بھرنے سے دو لفظ غلط ہو جائیں گے تو غلطیوں کی تعداد دو سمجھی جائے گی (۱۲) حل کے فارموں کے ڈاک میں پہنچنے یا غلطی سے کہیں کھو جانے یا راستہ میں گم ہو جانے وغیرہ کے متعلق تیج ویکلی پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور معمہ کا دفتر اس انعامی مقابلہ میں کسی غلط کا جواب دینے یا زبانی گفتگو کرنے کا پابند نہ ہوگا (۱۳) انعامی رقم جو معمہ کی تعمیل اعلان کی مدت میں وصول ہوگی واپس کر دی جائے گی اور وہ آئندہ معمہ یا کسی دوسرے حساب میں داخل کی جائے گی (۱۴) اس انعامی مقابلہ سے متعلق پیدا ہونے والے تمام امور کے سلسلہ میں مینیجر تیج ویکلی کا فیصلہ قطعی اور قانوناً قابل پابندی ہوگا اور یہ اس انعامی مقابلہ میں شامل ہونے کی پہلی شرط ہے (۱۵) روزنامہ تیج یا تیج ویکلی یا تیج پریس کے ملازمین کو اس انعامی مقابلہ میں شریک ہونے کی قطعاً اجازت نہیں ہے (۱۶) معمہ کے حلوں کے لفافہ میں حل کے نقشوں کے سوا کوئی خط یا تحریر نہ بھیجئے ورنہ وقت پر تعمیل نہ ہو سکے گی (۱۷) مقابلہ کے قواعد و شرائط کی حیثیت ایک معاہدہ کی ہے جو تیج ویکلی اور ہر ایک شریک معمہ کے درمیان قابل پابندی سمجھا جائیگا اور مینیجر کو اختیار ہوگا کہ کسی فائدہ یا شرط کی عدم پابندی کے باعث حل کے فارم کو شریک مقابلہ نہ کرے

(۱۸) منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر یا حل والے لفافہ پر پتہ اس طرح لکھیے:-

مینیجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر ۳ تیج ویکلی دہلی

سردست سپلائی محدود ہے...

RALEIGH
THE ALL-STEEL BICYCLE

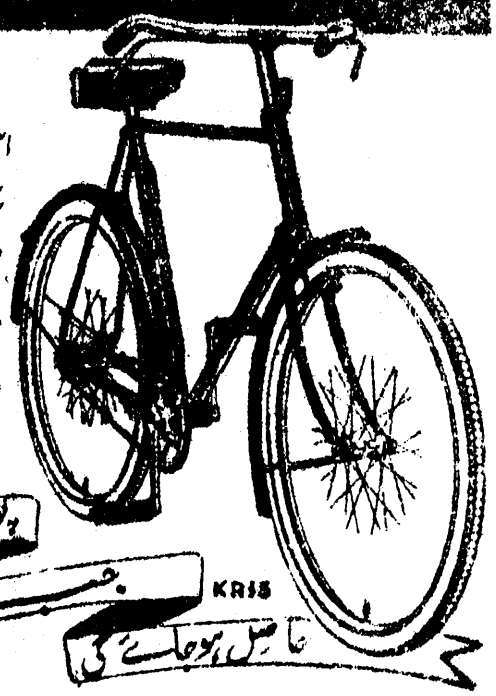

جنگ کی ضروریات سب سے پہلے ہیں اس لئے فتح حاصل ہونے تک ریلے سائیکلوں اور فالتو حصوں کی بہم رسانی مجبوراً محدود ہو گئی ہے حالانکہ یہ ناامیدی خواہ ناگزیر ہی کیوں نہ ہو ہمارا فروختگی کا تمام محکمہ اس عارضی کمی کا مقابلہ کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہے

پوری بہم رسانی جب فتح حاصل ہو جائے گی

لکی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لکی بسکٹ کمپنی

کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پرورانتک چورن ——— روپیہ

(۲) پرورانتک اولیہ ——— روپیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں ماہواری کی خرابی وغیرہ دور ہو جاتا ہے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

پتہ:- ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

صفحہ ۸ سے آگے

"کیا کروں سیٹھ جی! اس وقت سخت مصیبت میں پھنسی ہوئی ہوں۔ آپ جانتے ہیں ان کو پانچ سال سے کچھ پتہ نہیں اور اس پر قحط نے آگ میں دم کیا ہے۔ بدقسمتی سے کوئی نزدیکی رشتہ دار بھی نہیں ہے جو اس وقت ہماری ضروریات کو پورا کرتا رہے"

کروڑی مل نے منہ سے حقہ کا دھواں چھوڑتے ہوئے بےمحابانہ انداز میں کہا۔ "گوراں! ایسے وقت میں اپنے بھی بگانے ہو جاتے ہیں اور واقعی تمہاری حالت قابل رحم ہے۔ بغیر آمدنی کے تو کنویں بھی خالی ہو جاتے ہیں اور تم تو عرصہ سے تکلیف اٹھا رہی ہو"

گوراں نے ان ہمدردانہ الفاظ سے ہمت پا کر کہا۔ "سیٹھ جی میں اس وقت آپ کی سیوا میں اس لئے آئی ہوں کہ کچھ روپے مجھے قرض دے دیجئے۔ انکے آنے پر دیدوں گی میں خود محنت مزدوری کر کے اتار دوں گی"

کروڑی مل نے کروٹ لیتے ہوئے پوچھا۔ "کوئی زیور وغیرہ ضمانت میں رکھنے کے لئے دو گی؟"

گوراں کی امید مایوسی میں تبدیل ہونے لگی مگر اس نے جی کڑا کر کے کہا۔ "سیٹھ جی۔ اگر کوئی چیز پاس ہوتی تو اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر لیتی۔ آپ کو تکلیف دینے کی ہی وجہ ہے کہ اس وقت میرا ہاتھ بہت تنگ ہے۔ آپ جانتے ہیں میں نے آج تک کسی کا ایک پیسہ بھی نہیں دبایا۔ آپ اطمینان رکھیں آپ کی پائی پائی ادا ہو جائے گی"

کروڑی مل نے تنگدستی کے بہانے [illegible] "میں بیوقوف نہیں ہوں کہ بغیر کسی ضمانت کے خون پسینہ کی کمائی [illegible] روپیہ یونہی [illegible] اگر میں نے روپیہ دیا تو میں کیا گوراں کی شادی کوئی جائداد بھی تو باقی نہیں جو نیلام کر کے جا سکے۔ میں بیسا گھاٹے کا سودا نہیں کرتا"

گوراں نے اپنی جھکی ہوئی گردن کو سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ سمجھ دار ہیں۔ اگر آپ ہماری حالت پر رحم کھائیں تو آپ کا بہت بھلا ہوگا۔ پرانے تعلقات کی طرف ہی دیکھ لیں۔"

کروڑی مل اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا بولا۔ "ہاں روپیہ تمہیں ایک شرط پر دے سکتا ہوں!"

"کس شرط پر؟" گوراں نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"تم میرا دیوان گھر آباد کرو۔ دونوں لڑکوں کی پرورش کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ انکو کوئی تکلیف نہ ہونے دوں گا۔"

سیٹھ جی [illegible] اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

گوراں ایک چوٹ کھائی ہوئی شیرنی کی طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی اور دانت پیستی ہوئی سیٹھ جی سے کہنے لگی "کمینے ..... رذیل ..... مجھے یہ پتہ نہ تھا کہ تم اتنے گر چکے ہو۔ ایک دوست کی عورت پر مصیبت کے وقت بری نظر کرنے والا آدمی۔ آدمی نہیں شیطان ہے۔ کیا کروں میں بے بس ہوں ورنہ تمہیں ابھی اس کا مزا چکھا دیتی۔ یہ میری بدقسمتی ہے جو مجھے یہاں کھینچ لائی ورنہ میں تمہاری شکل دیکھنے کی بھی روادار کبھی نہیں ہوں!"

کروڑی مل ان باتوں سے خوفزدہ نہیں ہوا۔ اس نے پلنگ سے اٹھ کر گوراں کا بازو پکڑنا چاہا تو گوراں نے تیزی سے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کر کے باہر آ گئی۔ بدحواس انسان کا دل نہایت کمزور ہوتا ہے۔ اس میں مقابلہ کی تاب نہیں ہوتی۔ وہ پھر پلنگ پر لیٹ کر حقہ پینے لگے اور گوراں تیزی سے اپنے گھر کی طرف بڑھی۔

۵

گوراں گھر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ بیٹا لاڈلا کا موہن آنکھیں بند کئے زمین پر پڑا ہے اور بڑا لڑکا موہن سر کے قریب بیٹھا تھا اور آہستہ آہستہ اس کا سر دبا رہا تھا۔ لاڈلا بھوک کے مارے موہن اور دوسرے کی شکایت کرنے لگا تھا۔

گوراں کو دیکھ کر موہن نے کہا۔ "اماں جی کہ [illegible] سکول [illegible] اور کچھ روپیہ ادھار دینے پر رضامند ہو گیا۔"

گوراں نے [illegible] جواب دیا۔ "بیٹا تمہارا [illegible] ہو جاتی۔ مگر مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ وہ اس [illegible] ہے [illegible] کبھی بھی [illegible] پاس نہ جاتی۔"

موہن لاڈلا [illegible] کوئی [illegible] سے [illegible] ہو گیا۔ آئندہ کی فکر کرنی چاہئے۔"

گوراں نے بڑے لڑکے سے مخاطب ہو کر دل کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "بیٹا پرماتما پر ہی بھروسہ ہے۔ تم نہا دھو کر موہن کے پاس بیٹھو میں [illegible] جل چڑھا کر پوجا کر آؤں۔"

"بہت اچھا اماں جی۔ میں ابھی کنویں پر نہا کر جلد واپس آتا ہوں۔"

موہن [illegible] گوراں نے دیا [illegible] کے لئے موہن کو ایک کہانی [illegible] بچوں کو کہانیوں کا بے حد شوق ہوتا ہے اس لئے [illegible] گوراں [illegible] ہی [illegible]

طرح طرح کے دلچسپ اور انوکھے سوالات کر کے نہ صرف اپنی ماں کا دل بہلاتا رہا بلکہ خود بھی ہنستا کھیلتا رہا۔ کہانی ختم ہونے پر ماں نے اسے چند ٹوٹے پھوٹے برتن مٹی کے کھیلنے کو دے دیئے جنہیں دیکھ کر موہن بہت خوش ہوا اور جھونپڑی سے باہر نکل کر ان کے ساتھ کھیلنے لگا۔ کچھ عرصہ کے لئے بھوک کا خیال اس کے دل سے محو سا ہو گیا۔

موہن واپس آیا تو گوراں نے کنویں پر جل چڑھانے کے لئے جلی ایک [illegible] پانی کا لوٹا اور [illegible] میں کچھ پھول [illegible] چڑھائے اور ایک کنارے [illegible] پھول [illegible]

آج اس کا دل اس کے [illegible] بالکل نہ لگا۔ عہد ماضی کے دھندلے نقوش پورے طور پر اجاگر ہو اٹھے۔ عہد جوانی کے روشن ایام نے اس کے تاریک خانۂ دل کو گویا منور کر دیا۔ جس طرح ایک مشاق مصور کا قلم پردۂ تصویر پر لکیریں کھینچنے اور ان میں رنگ بھرنے کے لئے بڑی محنت سے چلتا ہے، اسی طرح گذشتہ واقعات کی رنگین یاد نے اس کے پردۂ دماغ پر اس کے خاوند کی محبت کی رومانی لکیریں کھینچ دیں۔ وہ سوچنے لگی ..... "کسی زمانہ میں وہ کتنی اچھی ..... سب گاؤں والے اس کی تعریف کرتے تھے۔ اس کے گھر میں سدا بھلائی ہی رہتی

باقی ۱۰ کالے صفحہ پر

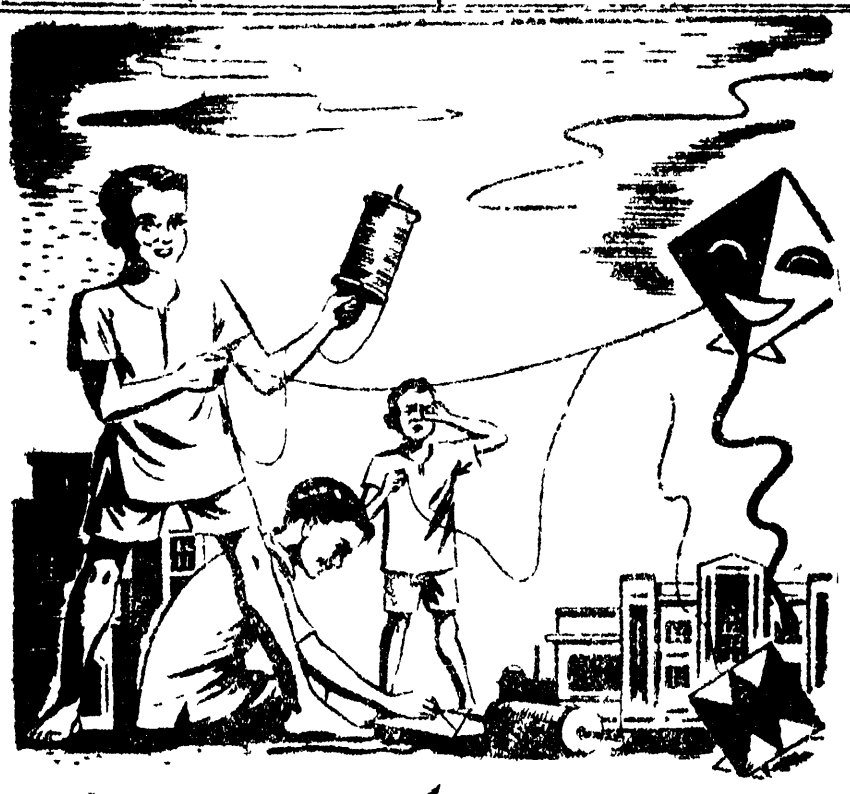

فتح آپ کی ہوگی
اگر آپ ہمیشہ ہی
کوہ نور
پتنگ مارکہ ڈور استعمال کریں

kohinoor
Kite Twines
KM 23

تفصیلات پتہ ذیل سے معلوم کریں:-
نہال چند، لالو چند
بریا بلڈنگ پائی دھونی بمبئی ۹ صدر بازار دہلی

کیل کیمیکو
کا
اسوکینا

ایک اعلیٰ مقوی رحم جو اسوکا سے تیار کیا گیا ہے۔ سیلان الرحم اور دیگر امراض مستورات کے لئے نہایت زود اثر ہے تکلیف سے اور بے قاعدہ ماہواری میں اسوکا بروا استعمال کیجئے۔ جو اسوکا اور ابرو ما اگسٹا سے تیار کیا گیا ہے۔

کیلکٹہ کیمیکل
برانچ:- ۲۳ دریا گنج دہلی

پچھلے صفحہ سے

اچھے سے اچھے کپڑے، زیور، ساز و سامان تھا۔ خدمت کے لئے نوکر تھے۔ جوئیں تھیں، جیتیں تھیں اور کیا نہ تھا۔ زندگی میں استعمال ہونے والی سب ہی اشیاء موجود تھیں اس کا خاوند اس سے کتنی محبت کرتا تھا۔ ایک روز وہ کسی بات پر ناراض ہو گئی تھی تو اس کے خاوند کی طبیعت بھی بے چین ہو گئی تھی۔ جب تک اس کا غصہ دور نہ ہوا اس نے بھی کھانا نہ کھایا..... وغیرہ..... وغیرہ.....

وہ آج خلاف معمول بہت زیادہ دیر تک مسند پر بیٹھی رہی مگر صحیح معنوں میں ایک منٹ بھی نہ رک سکی آخر جب اس کی طبیعت کچھ اکتا سی گئی اور اپنے چھوٹے لڑکے کا خیال آیا تو گھر واپس ہوئی۔

موہن اب تک باہر ہی کھیل رہا تھا اور اب بھی اس نے اپنی ماں سے کھانے کے لئے کچھ نہیں مانگا۔ گوراں اپنی جھونپڑی میں داخل ہوئی اور سوچنے لگی کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ سوچتے سوچتے وہ ایک چٹائی پر لیٹ گئی.....

اور اسے کچھ نیند سی آ گئی۔ اس نے خواب دیکھا کہ اس کا خاوند بہت سا سامان لئے جھونپڑی کے باہر کھڑا ہے۔ ان کو ہنستے ہوئے دیکھ کر وہ ان کے پاؤں چھونے کے لئے آگے بڑھی تو اس حرکت سے اس کی آنکھ کھل گئی وہ اٹھی اور جھونپڑی کے دروازے تک آئی۔ واقعی اس کا خاوند بخیا رام ایک رتھ میں سے سامان کے بنڈل نیچے اتروا رہا تھا موہن جو باہر کھیل رہا تھا رتھ کے قریب ہوا تو بخیا رام نے اسے گود میں اٹھا لیا۔ وہ کچھ غیر مانوس سی شکل دیکھ کر پہلے خوفزدہ ہوا مگر پھر محبت بھرے الفاظ نے اس کا ڈر دور کر دیا۔ بخیا رام نے اسے کھانے کے لئے مٹھائی دی جسے لے کر وہ بہت خوش ہوا اور میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگا۔

رتھ والے کو کرایہ ادا کر کے اور سامان سنبھال کر بخیا رام جھونپڑی کے دروازے پر آیا تو گوراں نے جو فرط انبساط سے لرز رہی تھی اپنے پتی دیو کے پاؤں چھوئے اور ان کے پاؤں تلے کی خاک اٹھا کر اپنے ماتھے پر لگائی۔

بخیا رام جھونپڑی کے اندر داخل ہوا تو موہن دوڑتا ہوا ادھر آیا۔ ماں نے بیٹے سے کہا:۔ "لو بیٹا! پرماتما نے ہماری پرارتھنا مان لی تمہارے پتا جی ابھی ابھی آخر واپس آ گئے۔"

موہن نے ہاتھ باندھ کر پرنام کیا۔ بخیا رام نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے کہا:۔ "میرا موہن اب جوان ہو گیا۔"

گوراں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:۔ "اور تو کیا؟"

بخیا رام نے سامان جھونپڑی میں رکھ کر کپڑے اتارے منہ ہاتھ دھویا۔ خورد و نوش کا سب سامان اکٹھا کیا۔ گوراں نے نہایت پریم سے کھانا تیار کیا اور سب نے خوشی خوشی کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر بخیا رام نے گھر سے جانے کے بعد کے تمام واقعات گوراں کو سنائے اور یہ بھی صاف صاف بتایا کہ کن کن مجبوریوں کی وجہ سے وہ ان کو خط نہ لکھ سکا اور نہ ہی امداد کے لئے روپیہ بھیج سکا۔

بخیا رام نے باہر کافی روپیہ کمایا تھا اس لئے گاؤں میں کوئی کام شروع کرنے کے متعلق غور کرنے کے بعد آٹا پیسنے کی ایک مشین لگا دی۔ نہ صرف اس گاؤں میں بلکہ ارد گرد کے مواضعات میں بھی آٹا پیسنے کی اور کوئی مشین نہ تھی اس لئے کام خوب چل نکلا۔

بخیا رام کے واپس آنے کے چند روز بعد سیٹھ کروڑی مل اس سے ملنے کے لئے آئے۔ سیٹھ صاحب کو روپے کے سودے میں بہت خسارہ رہا تھا اور تمام عمر کی کمائی وہ اس میں کھو چکا تھا۔ پرانے تعلقات کی بنا پر بخیا رام نے سیٹھ کروڑی مل کو اپنے ہاں گماشتہ کے طور پر ملازم رکھ لیا۔ جب گوراں نے اس کے متعلق تمام باتیں سنائیں تو بخیا رام کو بہت افسوس ہوا اور وہ دل ہی دل میں اپنی بیوی کی بے پناہ جرأت، "خودداری" اور استقلال کی تعریف کرنے لگا مگر اس نے کروڑی مل کو ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا کیونکہ وہ دشمن کو بھی احسان سے زیر کرنے کا حامی تھا۔

صنعت و حرفت

فائنٹن پن کی سیاہی

پہلے پانی کو روشنی کی طرح سے بالکل صاف کر لیں اس کے بعد اس میں جرمنی آسمانی رنگ اتنی مقدار میں ملا دیں کہ سیاہی کا رنگ گہرا ہو جائے۔ اب فی سیر پانی میں پیچھے کھانڈ دانہ دار ایک تولہ ملائیں۔ سفید پھٹکری ۲ تولہ اور کاربالک ایسڈ دس پونڈ ملا دیں۔ بس سیاہی تیار ہے

جامنی سیاہی کی ٹکیاں

گوند۔ کھانڈ دانے دار اور پھٹکری تینوں چیزیں ایک ایک چھٹانک لے لیں اور عمدہ جامنی رنگ دو چھٹانک لے لیں۔ سب کو کوٹ کر اور پانی ملا کر چھان لیں پھر اس کے بعد پانی کو اڑا دیں اور مشین کے ذریعہ جیسی ٹکیاں تیار کرنا چاہیں بنا لیں۔

سرخ سیاہی کی ٹکیاں

پھٹکری دو چھٹانک۔ گوند کیکر ۴ تولے۔ دانہ دار کھانڈ دو چھٹانک۔ آتشی سرخ رنگ ایک چھٹانک۔ ذرا سا پانی ملا کر سب کو کوٹ کر چھان لیں۔ گولیاں بنا لیں۔ گولیاں بنانے کی مشین کا پتہ نہ ہو تو ڈاکٹری میں رکھیں۔

بلیو بلیک سیاہی کی ٹکیاں

اگز لک ایسڈ ایک حصہ۔ سلفیٹ آف آئرن ۲ حصہ۔ دانہ دار چینی ۲ حصہ۔ گوند ببول ۲ حصہ

ان سب چیزوں کو باریک پیس کر تھوڑے سے پانی میں کڑھے کی طرح سے گوندھ لیں اور بعد میں بذریعہ مشین چھوٹی چھوٹی ٹکیاں بنا لیں۔ بہت اعلیٰ سیاہی تیار ہو جائے گی۔

انسان کی قدر اُسکے لباس کے اعتبار سے ہوتی ہے

DCM
DELHI · CLOTH · MILLS

دی دہلی کلاتھ اینڈ جنرل ملز کمپنی لمیٹڈ دہلی

انسان کے اعصاب

ہماری سب حرکتیں ہمارے اعصاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً اعصاب خواب ہو جائیں تو ہم ہاتھ نہیں ہلا سکتے۔ چل تک نہیں سکتے۔ اسی طرح "قوت باہ" اعصاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب تک ہمارے جسم میں مضبوط دماغ اور مضبوط پٹھے نہ ہونگے ہماری یہ قوت پیدا نہیں ہو سکتی

معجون شباب آور

اعصاب کو بے انتہا قوت دیتی ہے۔ دماغ اور دل پر خاص اثر ڈالتی ہے۔ اعتدال سے ہٹ جانے اور فطرت کے قوانین کی پابندی نہ کرنے سے جب قوت باہ میں کمزوری آ جاتی ہو تو اسے "معجون شباب آور" ہی دور کر سکتی ہے، کیونکہ اسے اسی مقصد کے لیے خاص طور پر جدید تحقیقات کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔

معجون شباب آور — ہمدرد کی خاص ایجاد

قیمت:۔ فی شیشی (۲۰ دن کا پورا کورس) پانچ روپے

ہمدرد دواخانہ، دہلی

برطانیہ کے شاہی خاندان "شکریہ" ادا کرنے کی سروس میں مصروف ہیں

اروندا اور کپور پگلی میں

فرانس میں سیٹولٹے کے مقام پر اسویکی بمباروں کی طرف سے بم گرانے کے بعد تباہی کا منظر

برطانیہ میں مقیم فوجوں کے جنگی ۔شیلی دستے

افغانستان کے مشہور سرحدی پہاڑ کا ایک منظر

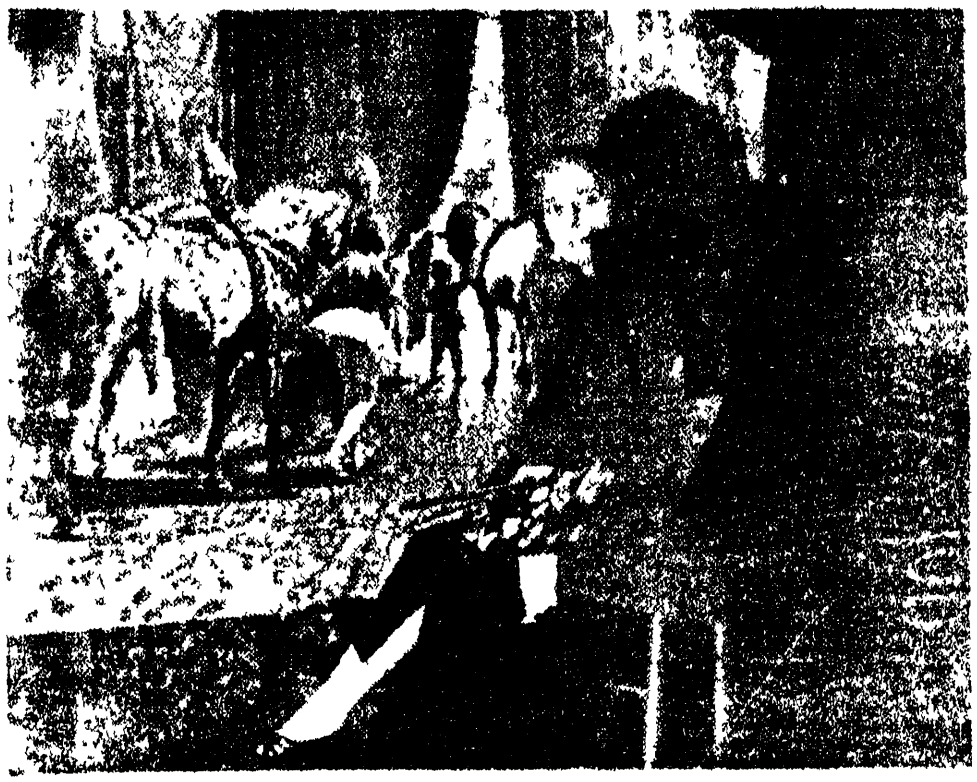

مشہور برطانی آرٹسٹ ایم لار، تاج کے ایک تصویری شاہکار کے ساتھ

برطانیہ کے ساحلی پہرے دار ساحلی ورزش کر رہے ہیں

Printed and Published by Bhagwan Pal Gupta at the Raj Press, Boro Bazaar Road

ILLUSTRATED
Weekly
DELHI

تھیز آف کنیمت بچے لڑکے پرنس مائیکل کے ساتھ

ڈائرکٹر لالہ دیش بندھو گپتا
ایڈیٹر دھرم پال گپتا

صفحہ (۱۹) پر دیکھئے

No. 5
7 MARCH 1948 VOL. [illegible]

LEADING JOURNAL OF NOR. INDIA

ہندو سبھا کی فٹنی ورکنگ کمیٹی، جس کا اجلاس اسی ہفتہ دہلی میں ہوا

ڈاکٹر شام پرشاد مکرجی
آپکو آل انڈیا آریان کانگریس دہلی کا صدر منتخب کیا گیا ہے

ڈاکٹر ایم آر جیکر
آپ سے آریان کانگریس کا افتتاح کرنے کی درخواست کی گئی ہے

پروونشل اکالی کانفرنس دہلی کے صدر ماسٹر تارا سنگھ اور چیرمین استقبالیہ ڈاکٹر گوربخش سنگھ کا فوٹو گروپ

جنرل میک آرتھر
آپ جنوبی پیسفک میں اتحادی فوجوں کے کمانڈر انچیف ہیں

جنرل جارج مارشل
امریکہ کے چیف آف سٹاف ہیں

بسنت

از حضرت سیماب اکبرآبادی

نہ ہے نشاط، نہ بالیدگی نہ اطمینان
تو ہم نشین مجھے کیا ہو بسنت کا احساس

بسنت کی تو خبر ہے، مگر نہیں معلوم
کہ یہ بسنت بھی آئیگی یا نہ آئے گی اس

کھلے ہیں پھول اگر دشت میں تو مجھکو کیا
مرے وطن کی پڑی ہیں تمام کنج اداس

کوئی نہیں مستلی شگفتِ موسم سے
تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے خوف و ہراس

ہلاکت آفریں آثار ہیں فضاؤں کے
کہیں ہے قحط، کہیں ہے مرض، کہیں افلاس

امید و عزم کی دنیا اجاڑ ہے ایسی
لیا ہو رام نے جیسے ابھی ابھی بن باس

ہو دل برشتہ، تو موسم کی تازگی معلوم
وہی مثل ہے کہ بجھتی نہیں ہے اوس سے پیاس

نہ لب پہ کوئی ترانہ، نہ دل میں کوئی ترنگ
خموش بیٹھے ہیں زندہ دلانِ وقت شناس

نہ غالب آئے گا اس پر ابھی بسنتی رنگ
پسند ہے ابھی انسانیت کو سرخ لباس

(خاص تیج و بکلی کے لئے کہی گئی)

(مکتبہ عاطف خاں اردو بوٹی)

چنے ہوئے پھول

(میر کے چند نشتر)

لاتا ہے مرا شوق مجھے پردے سے باہر
ورنہ میں وہی خلوتی راز نہاں ہوں

اک وہم نہیں ہستی مری ہستی موہوم
اس پر بھی تری خاطر نازک پہ گراں ہوں

وفا پیشگی دیتی تک تھی بھی کچھ کچھ
اب اس طور کے لوگ کم دیکھتے ہیں

بوئے گل اور رنگ گل دونوں ہیں دلکش ای نسیم
لیک بقدر یک نگاہ دیکھئے تو وفا نہیں

سمجھ گرد کر کر آسودگی کا مجھ سے اے ناصح
وہی ہوں میں کہ جس کو عافیت بیزار کہتے ہیں

عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
پاتا ہوں زرد روز بہ روز اس جواں کو میں

منظور ہے کب سے سر شوریدہ کا دینا
چڑھ جائے نظر کوئی تو یہ بوجھ اتاریں

آہ اور اشک ہی سدا ہے یہاں
روز برسات کی ہوا ہے یہاں

جس جگہ ہو زمین تفتہ سمجھ
کہ کوئی دل جلا گزرا ہے یہاں

کوشش نہ آئی تمہاری چال ہمیں
یوں نہ کرنا تھا پائے مال ہمیں

دن نہیں، رات نہیں صبح نہیں شام نہیں
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہیں

کوں کیونکر انکار عشق، آہ میں
یہ روگ نا بھلا کیا ہے مگر کچھ نہیں

ایک سب آگ، ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب میں دونوں

آگے در باتھے دیدہ تر میر
اب جو دیکھو سراب ہیں دونوں

ہزار مرتبہ بہتر ہے بادشاہی سے
اگر نصیب ترے کوچہ کی گدائی ہو

ہر خراش جبیں جراحت ہے
ناخن شوق کا ہنر دیکھو

آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو
رکھے خدا جہاں میں دل بے قرار کو

کس کس کی خاک بیکے ملاتی ہے خاک میں
جاتی ہے پھر نسیم اسی رہگذار کو

ہائے اس زخمی شمشیر محبت کا جگر
درد کو اپنے جو ناچار چھپا رکھتا ہو

دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیوں نہ ہو
آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو

کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
سمجھاؤں کب تک اس دل خانہ خراب کو

آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم!
اب جو ہیں خاک، انتہا ہے یہ

جواہر پارے

کسی کھلنے کے بعد پھر کلی نہیں ہو سکتی،

وہ اپنے کو کبھی نہیں سمجھ سکتا جو ہمیشہ دوسروں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے،

انسان کی پہلی غلطی انسانیت کا ثبوت ہے اور اس کو بار بار دہرانا حیوانیت ہے،

پاک ہونا، فرشتہ ہونا ہے اور پاک بننے کی کوشش کرنا انسان ہونا ہے،

خوشی وہ کلی ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی،

آزادی ہماری ہے اگر ہم اپنے کو آزاد خیال کر لیں،

زندگی بذات خود موت کی ایک صورت ہے اور اس پر بھروسہ کرنا موت ہے،

محبت راز ہے پھر بھی راز بن کر نہیں رہتی،

رئیس وہ ہے جس کا دل رئیس ہے،

انسان کام سے کبھی پریشان نہیں ہوتا یہ کام کا خیال ہے جو اسکو پریشان رکھتا ہے،

انسان وہ ہے جو اندھیرے میں دیکھے،

اوج وہ ہے جہاں پستی بیکار ہو جائے،

وہ قیدی قیدی نہیں جو خیال سے آزاد ہو،

محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے،

راز دنیا میں سب سے وزنی شے ہے اور جو اس کا وزن برداشت کرے وہ انسان ہے،

(پریم نرائن سکسینہ، محمود بریلی)

لطیفے

جج:- تم عرصہ بیس سال سے بھوپال کے جلسے ہو کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟

ملزم:- (گڑگڑا کر) اگر اب تجھے پیش ہونی چاہیئے

کافی عرصہ بارش نہ ہوئی تھی اور لوگ بارش کے لئے دعا مانگنے کی خاطر گرجا گھر میں گئے وہاں پادری نے ان سے کہا "تم کو خدا پر بالکل اعتقاد نہیں اور یہی وجہ ہے کہ تمہاری مرادیں بھی پوری نہیں ہوتیں تم یہاں بارش کے لئے دعا مانگنے آئے ہو مگر کیا مجال کہ تم میں سے کوئی ایک شخص بھی چھتری ساتھ لایا ہو تم میں سے کسی کو خدا پر بھروسہ نہیں"

زبردست بارش کے بعد جب کچھ سکون ہوا تو تین کمپنیاں فوجی ایک جگہ پر سو گئے اس کے تھوڑی دیر بعد زبردست دھماکے کی آواز آئی جس سے ان کی نیند کھل گئی ایک نے دریافت کیا: "یہ کیا ہو گیا ہے؟"

دوسرے نے جواب دیا: "کہیں نزدیک ہی بجلی گری ہے پہلا بولا خدا کا شکر ہے میرا خیال تھا کہ پھر بارش آ گئی"

جج:- تو کیا تم مجرم کے پیچھے بھاگتے ہوئے گئے تھے

سپاہی:- جب میں سڑک تک اس کے پیچھے دوڑتا رہا"

جج:- پھر کیا ہوا پکڑا کیوں نہیں؟

سپاہی:- اس لئے کہ وہ ایک مکان میں گھس گیا اس نے دیکھا کہ وہاں لکھا تھا "اندر آنے کی اجازت نہیں"

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (عام طور پر)

بعدالت ریونیو آفیسر صاحب مقام دہرہ دون ضلع دہرہ دون
مقدمہ سال نمبر ۵ بابت ۱۹۴۲ء
منفرقہ نمبر ۲ بابت ۱۹۴۳ء
سری مندر لچھمی نارائن مہتمم منتظم سیٹھ مونکچند ڈگر بیدار مہتمم مذکور دہرہ محلہ اکھاڑہ ضلع دہرہ دون مدعیان

بنام

جگناتھ و مادھو رام پسران گوکل چند قوم ویش ساکن موضع بہورا کلاں ضلع مظفر نگر مدعا علیہم

بنام جگناتھ و مادھو رام پسران گوکل چند اقوام ویش ساکنان موضع بہورا کلاں ضلع مظفر نگر

چونکہ سیٹھ مونکچند ڈگر بیدار نے درخواست اس عدالت میں گذرانی ہے کہ آراضی مندرجہ ذیل زیر دفعہ ۲۵۱ قانون لگان نیلام کیجاوے لہذا آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ بذات یا بمعرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو۔ بتاریخ یکم فروری ۱۹۴۳ء بوقت ۱۰ بجے دن قبل دوپہر اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھائیں اگر ایسا نہ کریں گے تو درخواست مذکور آپ کی غیر حاضری میں یکطرفہ سماعت ہوگی۔ اور یہ قیاس کیا جائے گا کہ آپ کو آراضی مذکور کے نیلام کئے جانے میں کوئی عذر نہیں ہے۔

تفصیلات آراضی:-

۲۸۶ مگہ لگانی ایکصد روپیہ سالانہ واقع موضع نرجوپور ضلع دہرہ دون ملکیت مندر لچھمی نارائن باہتمام سیٹھ مونکچند محال جوبی سنگھ پرگنہ ہرکہ ضلع مذکور

آج بتاریخ ۱۰ جنوری ۱۹۴۳ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

ریل سے سامان بھیجنے والوں کو تنبیہ

لدان کے لئے دینے سے پہلے تمام پارسلوں اور سامان پر سے پرانے لیبل اور نشانات اتار لیجئے نئے لیبل لگائیے جن پر نام، پتہ، منزل مقصود بڑے حروف میں لکھے ہوئے ہونے چاہئیں۔

جن بنڈلوں پر دیرپا نشان نہیں لگائے جا سکتے مثلاً کھال وغیرہ کے بنڈل، لوہے کی سلاخیں، گھی اور تیل کے کنستر وغیرہ پر چمڑے، دھات یا کارڈ کے لیبل لگائیں جن پر ملنے والے کا نام، پتہ اور سٹیشن درج ہو۔ اگر پرانے نشانات دور نہ کئے گئے اور بنڈلوں پر اچھی طرح نشان نہ لگائے گئے تو بکنگ کے لئے انکار کیا جا سکتا ہے۔

آپ کو خبردار کر دیا گیا ہے

Allenburys
PASTILLES

ایلن بری پیٹلز
کھانسی کو
بند کر دیں گے

میں
بخار سے مر رہا تھا
کیوین
نے
مجھے بچا لیا

برطانیہ کے زنانہ ہوائی دستہ کی چند لڑکیاں

لیبیا میں آر۔اے۔ایف اور امریکی ہوائی جہازوں کا مشترکہ ہوائی جہازوں پر تباہ کن حملہ

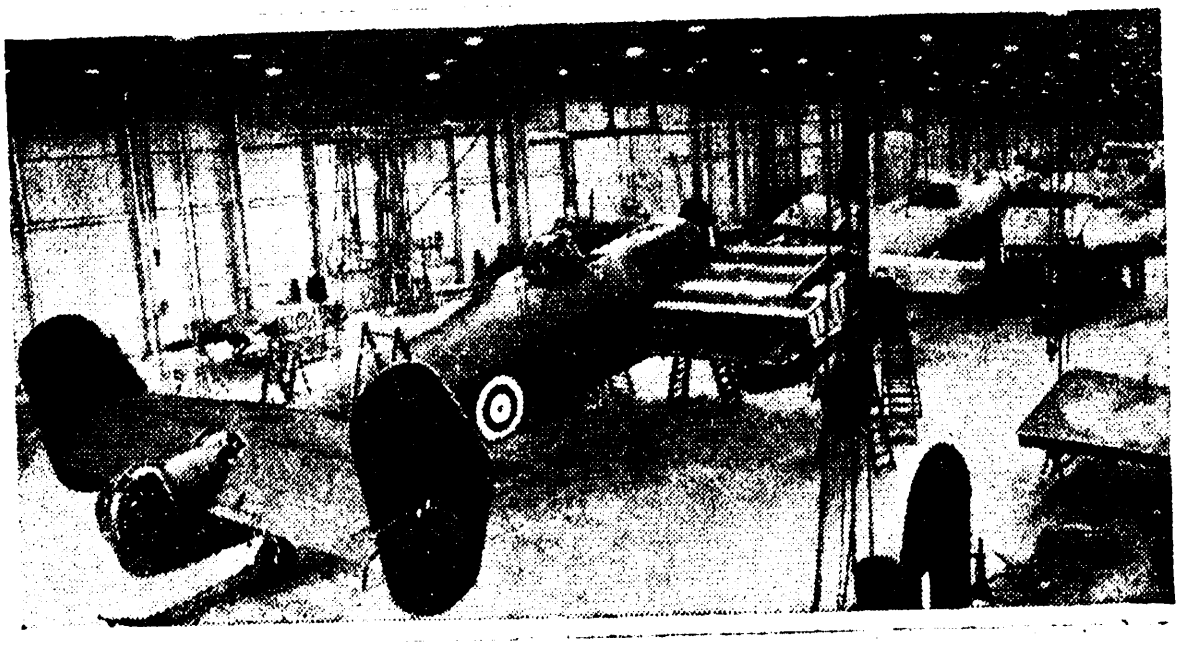

ایک برطانوی کارخانے میں ہوائی جہاز بنائے جا رہے ہیں

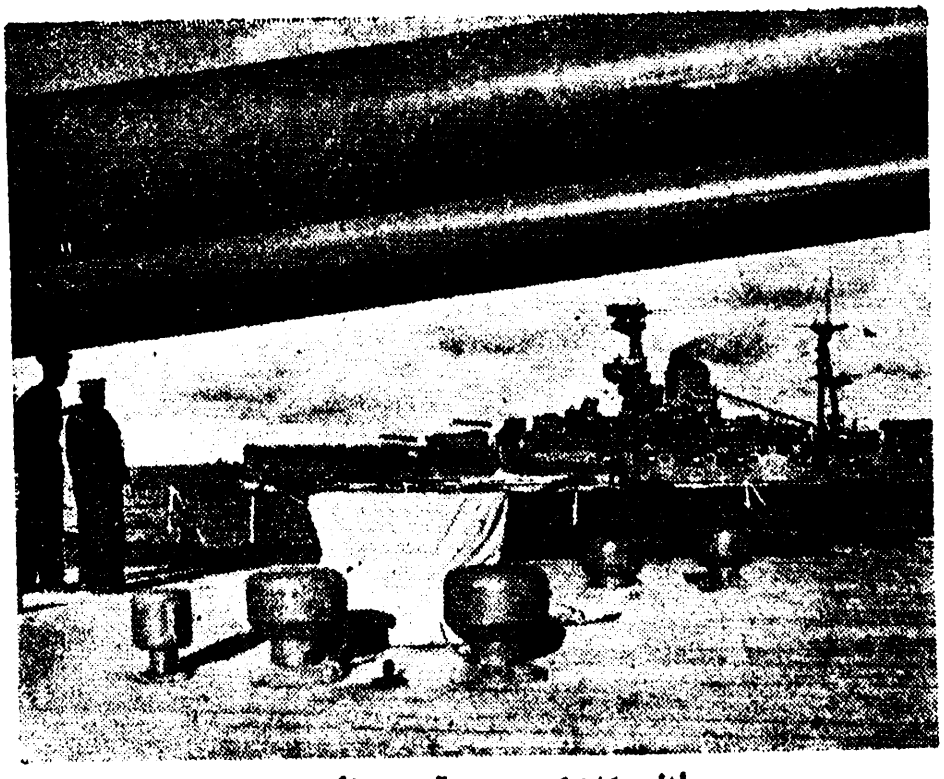

برطانیہ کا ایک جدید ترین جنگی جہاز

برطانیہ میں فوجی باربرداری کی مشق

Regd. No. L. 1517

Distributor for Delhi:—
SHREERAM SURI, Qutab Road, Delhi.

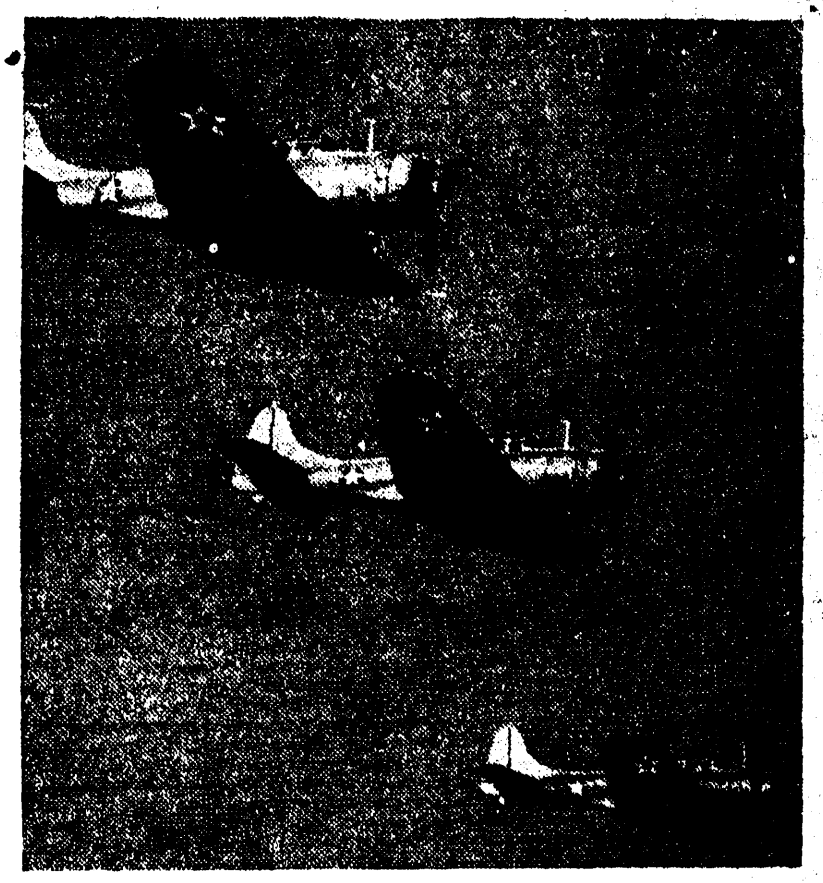

اسویکہ کی بھری کے ساتھ مڈگلس بمبار جنہوں نے دشمن کو
بہت نقصانات پہنچائے

ٹوش چائے پی کر خوشی حاصل کیجئے
ہندوستانی چائے میں بہترین چائے

برطانی سرچلٹ سروس کے وہ لوگ جنہوں نے کارہائے نمایاں
انجام دئے ہیں

Prin tedand Published by Ram Lal Verma at the Tej Press Bara Bastion Road Delhi

ایک ہی دنیا

امریکہ کے مشہور سیاحوں کے خیالات

مسٹر ونڈل ولکی امریکہ کی ریپبلکن پارٹی کے لیڈر ہیں، ان کا نام محتاج تعارف نہیں ہے، انھوں نے ۱۹۴۰ء میں امریکہ کی صدارت کے لئے پریسیڈنٹ روزویلٹ کا مقابلہ کیا تھا اور پچھلے دنوں ہوائی جہاز کے ذریعہ ساری دنیا کا سفر بھی کیا تھا مسٹر ولکی یہ جاننا چاہتے تھے کہ دوسری ممالک کے باشندوں کے موجودہ خیالات کیا ہیں، ان کا یہ سفر ایک پرائیویٹ امریکن شہری کی حیثیت سے ہوا تھا اور اس سلسلہ میں جو کتاب انھوں نے "ایک ہی دنیا" (ONE WORLD) کے نام سے تصنیف کی ہے وہ اُن کے ذاتی خیالات کی آئینہ دار ہے، اس کتاب کا برطانی ایڈیشن کیسل (لندن) نے شایع کیا ہے لیکن اب تک یہ کتاب ہندوستان میں فروخت کے لئے دستیاب نہیں ہے اس کے کچھ اقتباسات معاصر "اورینٹ" کلکتہ نے شایع کئے ہیں ہم اس کا ترجمہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے درج کرتی ہیں (ایڈیٹر)

جب میں دنیا کے چاروں طرف صرف ۱۸ روز میں پرواز کرتے ہوئے آپ کو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ دنیا صرف نقشہ ہی پر چھوٹی بلکہ انسانوں کے دماغ میں بھی بہت چھوٹی ہوگئی ہے دنیا کے کثیر حصوں میں کچھ خیالات ایسے ہیں جو کروڑوں انسانوں میں مشترک ہیں اور لوگوں میں یہ خیالات اس طرح پائے جاتے ہیں جیسے وہ ایک ہی شہر میں رہتے ہوں ان میں سے ایک خیال ایسا ہے جس میں بلا تذبذب پیش کرسکتا ہوں اور جو ہم امریکنوں کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے وہ خیال کیا ہے؟ اس احترام اور امید کا ایک مرکب ہے جو اہل دنیا اپنے دلوں میں دلایات متحدہ امریکہ کے لئے رکھتے ہیں

آزادی اور انصاف کی تلاش

دنیا کی تمام قومیں یہ جانتی ہیں کہ ہم امریکہ والے ان کے خلاف کوئی ناپاک ارادہ یا منصوبہ نہیں رکھتے اور یہ کہ اگر ہم تنہا رہنے یا بین الاقوامی سیاسیات سے الگ ہوکر ایک غلط خود کفائیت میں پڑ گئے تھے تاہم اس کا کوئی خراب مقصد نہ تھا، ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ اب جبکہ ہم نے لڑائی میں شرکت کی ہے ہم امریکہ والے کسی فائدہ کے لئے یا لوٹ کے لئے، یا ملکیت کے لئے یا دوسری قوموں کی حکومتوں یا زمینوں پر قبضہ کے اختیارات حاصل کرنے کے لئے جنگ نہیں کر رہے ہیں صرف یہی ایک واحد چیز ایسی ہے جو ہمارے لئے ساری دنیا میں نیک خواہشات کے خزانے کا وجود اور اہم ترین سبب بنی ہوئی ہے،

اس خزانے کو صرف اس لئے استعمال کرنا چاہیئے کہ آزادی اور انصاف کی تلاش میں اس زمین پر آباد تمام انسانوں کو مدد دی جائے اور متحد و متفق بنایا جائے، ہمارا فرض یہ بھی ہے کہ ہم ان نیک خواہشات کے خزانے کو قائم رکھیں تاکہ پورے اعتماد کے ساتھ وہ ہمارے ساتھ ملکر کام کریں اور ہمارے پہلو بہ پہلو ان شر انگیز بڑی طاقتوں سے جنگ کریں جو ہمارے تمام مقاصد اور تمام امیدوں کا خاتمہ کرنا چاہتی ہیں اس خزانے کو محفوظ رکھنا ہماری ایک مقدس ذمہ داری ہے جو صرف کرۂ زمین کی انسانی آبادی ہی کی طرف سے نہیں بلکہ ہمارے ان فرزندان وطن کی طرف سے بھی جو ہر اعظم میں اس وقت مصروف جنگ ہیں، ہم پر عائد ہوتی ہے اس لئے کہ اس خزانے کا باقی آزادی کا نہایت شفاف اور نتھرا ہوا طاقت بخش پانی ہے،

یہ کہنا ایک معمولی سی بات ہوگیا ہے کہ یہ جنگ ایک انقلاب ہے یہ ساری دنیا میں انسانی خیالات اور انسانی طریقۂ زندگی میں انقلاب پیدا کردے گی لیکن عام طور پر کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ انقلاب پیدا ہوچکا ہے اور اس وقت بھی سرگرم عمل ہے لیکن میں نے جو کچھ دیکھا وہ یہی ہے کہ یہ انقلاب آچکا ہے اور اپنا کام کر رہا ہے یہ خبر سنسنی خیز بھی ہے اور کسی قدر یہ اس کی سنسنی خیزی ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں اپنے ماحول کو بدل دینے کی ایک وسیع اور بے پناہ طاقت موجود ہے تاکہ وہ ایک بیدار اتحاد کے ساتھ اور اس خیال کو دل میں لئے ہوئے کہ آزادی کے ذریعہ وہ سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں برائی اور شر کی طاقتوں کے خلاف جنگ کریں،

انسان کی ترقی کی راہ میں سنگینوں اور بندوقوں نے بہت تک خواہ کتنی ہی اہمیت رکھی ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ خیالات و مقاصد کی اہمیت ہمیشہ ان سے زیادہ رہی ہے اور یہ بھی ایک یقینی امر ہے کہ آخری فیصلہ خواہ کتنی ہی کاوش ہو نہیں ہوتا ہے

میں نے اس پوری دنیا میں جس ملک کو بھی دیکھا وہاں میں نے ایک ایسی رائے عامہ بھی پائی جو جنگ کی صورت سال پر اور امن کے پیدا ہونے والے خیالات پر پوری طاقت سے ازانداز ہے، بعض اوقات میں رائے عامہ میں نے ہر قہوہ خانے کی بات چیت میں دیکھی، وہاں ایسے بے شمار قہوہ خانے ہیں جہاں بیٹھ کر لوگ ملکی اور عالمگیر مسائل پر گفتگو کرتے ہیں، اور سب میں یہ رائے عامہ فیکٹریوں کے بڑے بڑے جلسوں میں ظاہر کی جاتی ہے اور مزدوروں کی اپنی پرائیویٹ گفتگو میں بھی ہم امریکنوں کی طرح نہایت آزادی سے اظہار خیال کرتا ہے، چین میں اخبارات اگرچہ امریکہ میں ہمارے اخبارات کی طرح قطعاً آزاد نہیں ہیں تاہم وہ حیرت انگیز آزادی کے ساتھ رائے عامہ کی نمائندگی اور رہنمائی کرتے ہیں، میں نے چین میں کسی سے بھی بات کی خواہ وہ کمیونسٹ ہو، یا فیکٹری کا مزدور ہو، یا کالج کا پروفیسر ہو، یا سپاہی ہو، ہر شخص نے اپنا خیال بے تکلفی سے ظاہر کیا اور کسی شخص میں میں نے اظہار رائے میں کوئی تذبذب نہیں پایا،

مستقبل کے لئے بہترین بیمہ

گزشتہ جنگ ایک آرمسٹس (عارضی صلح) پر ختم ہوئی تھی، ایک حقیقی امن پر ختم نہیں ہوئی تھی، میرا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ اس جنگ میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے، اس وقت یعنی جنگ کے دوران میں تمام اقوام کے درمیان جو ایک دوسرے سے بہت دور آباد ہیں مثلاً برطانیہ اور کامن ویلتھ آف نیشنز اور امریکہ اور روس اور چین کے باشندوں کے دل و دماغ میں ایک مشترک خیال اور ایک مشترک مقصد پایا جاتا ہے لیکن اس کے لئے ضرور ہے کہ ہم لوگ اپنے مشترک مقاصد کا اعلان صاف اور کھلے الفاظ میں کریں، ہم خاموش نہ رہیں، ملکر اپنے خیالات کو ظاہر کریں اور انھیں حقیقی بنائیں

جس وقت اتحادی قوموں کے معاہدے کا اعلان ہوا تھا، کروڑوں آدمیوں نے جو جنوبی امریکہ، افریقہ، روس، چین، برطانی کامن ویلتھ، ولایات متحدہ امریکہ یورپ کے مقبوضہ ممالک اور غالباً جرمنی، اور اٹلی کے اندرونی حصوں کے بھی باشندے تھے، ایک خواب، ایک دلچسپ منظر دیکھا تھا کہ تمام دستخط کنندہ پارٹیاں بنی نوع انسان کو آزاد کرانے کے لئے اتحاد عمل کی ایک مشترک زنجیر سے وابستہ ہوگئی ہیں، ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ قومیں جنگ کے زمانے ہی میں جرمنی حکمت عملی، اقتصادی لڑائی اور مستقبل کی تعمیر کے مسائل پر غور کریں گی، اور ان کو حل کرنے کے لئے مل بیٹھیں گی، وہ جانتے تھے کہ صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے یہ لڑائی جلد تر ختم ہوسکتی ہے، ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ اب اگر ساتھ مل کر کام کرنے کی تعلیم حاصل کرلی جائے گی تو یہی مستقبل کے لئے ایک بہترین بیمہ ثابت ہوگی، اور آئندہ بھی قومیں ساتھ مل کر رہ سکیں گی،

اس معاہدے پر دستخط ہوئے ایک سال سے زیادہ مدت گذر چکی، آج اتحادی اقوام خود ایک علامت اور ایک دوستانہ معاہدے کی حیثیت رکھتی ہیں، لیکن ہمیں اس حقیقت کا مقابلہ کرنا پڑے گا کہ اگر کروڑوں میرا مثیل انسانوں کو مایوس نہیں کرنا ہے اور اگر وہ دنیا حاصل کرنی ہے جس کا خواب دیکھا جارہا ہے تو ہمیں کل نہیں بلکہ آج ہی کام کرنا پڑے گا، اور اتحادی قوموں کو اپنی ہستی ایک مشترک کونسل میں تبدیل کرنی پڑے گی، تاکہ صرف جنگ ہی میں فتح حاصل کرنے کا مقصد نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی آئندہ بہبودی بھی حاصل کی جاسکے، ہمیں چاہیئے کہ اس وقت جبکہ ہم جنگ کر رہے ہیں مل جل کر کام کرنے کی ایک مشینری بنائیں جو اختتام جنگ کے بعد بھی قائم و باقی رہے،

امریکہ کے لئے راستے

اس جنگ کے بعد امریکہ کو تین راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنا ہے وہ راستے یہ ہیں:-

(۱) ایک تنگ محدود نیشنلزم، جس کے معنی آخر کار یہ ہوں گے کہ ہم بھی اپنی آزادی کھو بیٹھیں،

(۲) بین الاقوامی امپیریلزم جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم کسی دوسری قوم کی آزادی چھین لیں،

(۳) ایک ایسی دنیا کا قیام جس میں ہر قوم اور ہر نسل کے لئے برابر کے مواقع حاصل ہوں،

مجھے یقین ہے کہ اہل امریکہ بڑی بھاری اکثریت

(باقی اگلے صفحہ پر)

تبادلۂ خیالات!

میرا خیال ہے کہ یہ نظریئے ہمیں بہتر طور صرف ایک ہی نتیجہ پر پہونچاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ عام طور پر کوئی اہم چیز جو خود جنگ کے دوران میں حاصل نہ کی گئی ہو، امن کے زمانے میں حاصل نہیں کی جاسکتی، میں نے "اہم چیز" کا تذکرہ قصداً کیا ہے یہ ہم جانتے ہیں کہ بہت سی تفصیلات ایسی ہیں جن کا فیصلہ صلح کی میز پر یا بعد کی کانفرنسوں میں کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ جنگ کے دوران میں تفصیلات پر اچھی طرح غور و خوض نہیں کیا جاسکتا، مثلاً ہم اہل امریکہ اور ہمارے حلیف اس وقت جاپان سے لڑائی اس لئے نہیں روک سکتے کہ فتح کے بعد برما کی پوزیشن پر غور کریں اور نہ ہم ہٹلر پر حملہ کو اس لئے ملتوی کرسکتے ہیں کہ پولینڈ کے مستقبل کی تفصیلات پہلے تیار کرلی جائیں،

لیکن بعض بنیادی اصول ایسے ہیں جن کو ہمیں جنگ کے زمانے ہی میں حاصل کرنا ہوگا، ہمیں ان اصولوں کے متعلق فیصلہ کرلینا چاہیئے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مسائل کو حل کرنے کے لئے ہم کون سا طریقہ اختیار کریں گے

اس ہفتہ کیلئے ایک خیال: جب دو کمزور دشمن لڑتے ہیں تو تیسرا فریق اپنا کام بنالیتا ہے

دلچسپ معلومات

عورتوں میں مردانہ خصوصیات

ایک امریکن اہل قلم نے "زمانہ حاضرہ کی عورتیں" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے اس مضمون میں اس اہل قلم نے اعداد و شمار سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ زمانہ میں عورتوں میں نسوانیت کم ہوتی چلی جارہی ہے نسوانیت کے بجائے مردانہ خصوصیات بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہیں اس اہل قلم کی رائے ہے کہ اگر عورتوں کو مردانہ لباس اور مردانہ مشاغل سے نہ روکا گیا تو اس سے نسل انسان پر اور ہماری معاشرت پر بہت برا اثر پڑے گا، آگے چلکر یہ اہل قلم لکھتا ہے کہ یہ درست ہے کہ موجودہ جنگ میں عورتیں

ٹکیاں بنانے کی مشین

خیر مقدم شدہ منجانب

(۱) مسٹر جن ٹو ہنر ایگزیکٹو جناب گورنر صاحب بہادر
(۲) ڈائرکٹر آف پبلک ہلتھ آسام گورنمنٹ
(۳) ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی لمیٹڈ وغیرہ وغیرہ

نہایت اعلیٰ درجہ کی کل شدہ چل کی بنی ہوئی
وزن مشین صرف تقریباً ۲۵ تولہ مگر نہایت مضبوط چلانے میں آسان، شاندار فنشنگ، ہر قسم کے پاؤڈر اور کڑی گوندھی ہوئی اشیاء کی ٹکیاں بنانے میں نہایت، اگر مین کے اندر مطلوبہ وزن کی دوائی عارضی جیسی ہو بہو "ایسپرو" یا کونین کی ٹکیوں کے قسم کی ایک گھنٹہ میں تقریباً تین چار سو فینسی ٹکیاں بنتی ہیں۔

قیمت سولہ روپیہ، ڈاک خرچ ۱۲ر
ڈاکخرچ پیکنگ خرچ ۱۲ر ہر صورت میں علاوہ ہوگا ناپسند ہونے پر پوری قیمت واپسی کی پہنچ بھیجنا کافی ہے، کوئی مزید تفصیل بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ غالباً آئندہ ریوم کے اندر ہی قیمتوں میں اضافہ ہونے جلد ہے اس لئے فوراً آرڈر روانہ کردیں۔

منیجر دی ٹیبلٹ مشین ورکس
۱۸ کالستھان روڈ کانپور

ہماری تعمیر امداد کر رہی ہیں لیکن جنگ کے بعد کی دنیا کی ضروریات سے بھی ہم کو غافل نہیں رہنا چاہئے۔

درختوں کو عشق بازی کا شوق

اب تک تو ہمیں یہی سمجھتی تھی کہ صرف انسان اور حیوان ہی میں محبت کا جذبہ موجود ہے لیکن جدید تحقیق سے یہ پتہ چلا ہے کہ پودے اور درخت بھی آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں چنانچہ ایک ہی قسم کے درخت جو اگر قریب قریب لگے ہوئے ہوں تو وہ ایک دوسرے کی جانب جھک کر ایک دوسرے سے بالکل پیوست ہو جاتے ہیں اسی طرح چھوٹے پودے بھی ایک دوسرے کی جانب جھک جاتے ہیں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسے دو درخت جو جھکنے کے بعد ایک دوسرے سے قریب ہو گئے ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو کاٹ دیا جاتا ہے تو دوسرا درخت یا تو غم میں سوکھ جاتا ہے یا اس کی نمو میں فرق آجاتا ہے۔

۶۹ برس تک پانی کا ایک قطرہ نہیں پیا

ہنری سینجر دنیا کا وہ عجیب غریب انسان ہے جس نے ۶۹ سال تک پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں پیا یہ دودھ اور دوسری چیزوں پر گزارہ کرتا رہا لیکن اس نے پانی کو ہاتھ تک نہیں لگایا،

"ہنری سینجر" کی عمر ۱۰۲ برس کی ہوئی ہے ابتدائی عمر میں تو وہ عام لوگوں کی سی زندگی گزارتا رہا لیکن ۳۲ سال کی عمر کے بعد اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ مرتے دم تک پانی کو ہاتھ نہیں لگائے گا،

آج ہندوستان کی دفاعی افواج کا شمار تقریباً ۲۰۰۰۰۰ تک پہنچ گیا ہے اور جنگ شروع ہونے کے بعد سے ہندوستان کے تمام مختلف حصوں کے رہنے والے ۵۰۰۰۰ سپاہی سمندر پار جا کر خدمات انجام دے چکے ہیں

پچھلے سرصفحے سے

مذکورہ بالا تینوں راستوں میں سے آخری راستہ ہی پسند کریں گے، لیکن اپنی اس پسندیدگی کو مؤثر بنانے کے لئے ہمارا فرض ہے کہ ابھی سے کام شروع کریں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں تین چیزیں ضروری معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ ہم ساری دنیا کے مفاد کی بنیاد پر امن کے زمانے کی اسکیم آج ہی بنائیں، دوسرے یہ کہ دنیا کو سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے قوموں کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے آزاد ہونا چاہئے تاکہ اس دنیا میں امن قائم رہ سکے، تیسرے یہ کہ امریکہ کا فرض ہے کہ دنیا کو آزاد کرانے اور اسکے امن کو قائم رکھنے کے لئے اس کام میں تعمیری حصہ لے،

جب میں یہ کہتا ہوں کہ امن کو ساری دنیا کی بنیاد پر قائم کرنا چاہئے تو میرا صحیح اور لفظ بہ لفظ یہ مطلب ہے کہ اس امن کو پورے کرۂ زمین پر حاوی ہونا چاہئے بر اعظم اور بڑے سمندر سب کے سب ایک ہی کل کے اجزا ہیں اور جس طرح میں نے ان کو ہوائی جہاز سے دیکھا ہے آسانی سے دیکھے جا سکتے ہیں، انگلستان اور امریکہ بھی اسی کل کے اجزا ہیں اور روس، چین، مصر، شام، ترکی، ایران، عراق بھی اسی کے حصے ہیں یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ جب تک امن کی بنیادی صورت ہی ساری دنیا میں محفوظ نہ کی جائے دنیا کے کسی حصے میں یا صرف چند حصوں میں امن قائم نہیں ہو سکتا

امن کے لئے تیاری

جب میں یہ کہتا ہوں کہ امن حاصل کرنے کے لئے ساری دنیا کو آزاد ہونا چاہئے تو کیا میں یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ ایک ایسا عمل شروع ہو چکا ہے جسے کوئی بھی روک نہیں سکتا، ساری دنیا میں مرد اور عورتیں جسمانی ذہنی اور روحانی طور پر سرگرم عمل ہیں وہ اب مغربی منافع کے لئے مشرقی غلاموں کی حیثیت سے نہیں رہنا چاہتے، وہ یہ جاننے لگے ہیں کہ ساری دنیا کے انسانوں کی بہبودی ایک دوسرے پر منحصر ہے، وہ یہ ارادہ کر چکے ہیں اور ہمیں بھی یہی ارادہ کرنا چاہئے کہ کسی قوم کی کسی سوسائٹی میں اب امپیریلزم کی گنجائش باقی نہیں رہی ہے پہاڑ پر جو عظیم الشان عمارت ہے اور جس کے چاروں طرف مٹی کے جھونپڑے ہیں اس کی خوف انگیز دلکشی اب قطعاً ختم ہو چکی ہے،

امریکہ سے مشرق کیا چاہتا ہے

آخر میں جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ دنیا جو حقیقت میں "ایک ہی دنیا" ہے، ایک پورا عنوان امریکہ کی طرف نگاہ رہتی ہے تو میں صرف اس دعوت کا ذکر کرتا ہوں جو مشرق کے لوگوں نے ہمیں دی ہے وہ چاہتے ہیں کہ امریکہ اور اتحادی قومیں اس عظیم الشان مہم میں حصہ دار بن جائیں وہ چاہتے ہیں کہ ہم ان سے مل کر دنیا میں آزاد قوموں کی ایک نئی سوسائٹی قائم کریں۔

نہر سوئز فرڈ نینڈ ڈی لیسپس نے تعمیر کی تھی، اور اس میں سے آمد و رفت پہلے پہل ۱۸۶۹ء میں شروع ہوئی

تار کا پتہ: میڈی سٹر — **جمیلان** — ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اعظم کا نادر الوجود عطیہ

یہ عجیب و غریب اکسیری دوا جریان کے لئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے ناتوانی، توانائی سے، بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے عضو میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس الاصلاح نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔

قیمت ۳۲ قرص کی شیشی تین روپے آٹھ آنے ۶۴ قرص کی شیشی چھ روپے،

منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی

نوٹ: عالیجناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب یا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے۔

وہ اعداد و شمار جو اعتماد کے قابل ہیں

۲۲ ویں سہ سالہ ویلیوئیشن رپورٹ نے ثابت کر دیا کہ
اموات کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے تجربہ نے
اخراجات کی شرح کو گھٹایا
اس سہ سالہ عرصہ کے لئے خالص منافع ——— ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ
کمپنی کے واجبات کی قیمتوں کا اندازہ
کرنے اور تین فیصدی سود پھیلانے کے بعد
پالیسی ہولڈروں کا ریزرو ۵۴ لاکھ روپیہ سے بڑھ گیا

اعلان شدہ بونس:
تمام عمر کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ فی ہزار فی سال
میعادی پالیسیوں پر دس روپیہ فی ہزار فی سال

ہیڈ آفس: بمبئی — **اورینٹل** — قائم شدہ ۱۸۷۴

گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ
اورینٹل بلڈنگ کوئنز روڈ، نئی دہلی
برانچ سکریٹری: لالہ بشمبر ناتھ بمبئی

لیلی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لیلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

ٹوٹا ہوا تارا

افسانہ

از جناب
محمد امین شرقپوری

اس کا نام تارا تھا، جب میری آنکھوں کے آگے اس کا ہنس مکھ چہرہ آتا ہے میرے ذہن میں جگمگاتے ہوئے ستاروں کی لبالب چھلکتی ہے بچپن سے سنتا آرہا ہوں کہ تاروں بھرے آسمان پر دو لکیر کھنچی ہوئی ہے، پریوں کا راستہ ہے جس پر وہ ناچتی ہوئی جاتی ہیں، ممکن ہے یہ شاعرانہ تخیل ہو مگر میں تو اسے سچ سمجھتا ہوں، اس لئے بھی کہ تارا سچ مچ اس راستہ پر چلتی بھرتی ہوئی نظر آتی ہے مجھے، مسکراتی اور ہنستی ہوئی، اس کے پاؤں کی چاپ سے کانوں میں گھنگرو سے بجنے لگتے ہیں،

میری اس سے ملاقات ایک گاؤں میں ہوئی جس کا میں نام بتانا نہیں چاہتا، یہ میرے لئے پہلا موقعہ تھا کہ مجھے شہر کی فضا سے نکل کر کسی دور کے گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا تھا، میری عمر اس وقت چوبیس سال کی تھی، اور وہ سولہ برس کی ہوگی شاید اس سے بھی ایک دو سال زیادہ عموماً اس عمر میں لڑکیاں ہمارے ملک میں عورت معلوم ہونے لگتی ہیں مگر وہ ایک بھولی بھالی لڑکی تھی، شاید افلاس نے اسے ابھی اس مقام پر نہیں جانے دیا تھا کہ مجھے اس پر عورت کا دھوکا ہوتا اس کے تن پر دو ہی کپڑے تھے، ایک میلا لہنگا اور صندری، جن پر جا بجا مختلف رنگوں کے پیوند لگے ہوئے تھے، اس کے اڑے اڑے بال بے ترتیبی سے پیٹھ پر لہرا رہے تھے وہ گوبر کے ڈھیر پر کھڑی آرنے چن رہی تھی، مجھے اجلے کپڑوں میں دیکھ کر اس کی نظریں بے تابانہ اٹھ گئیں، اس کی نگاہوں میں کتنا استعجاب تھا کشش تھی کہ ایک لمحہ کے لئے میں ٹھٹک کر رہ گیا،

"سیٹھ کیسے آئے ہو یہاں تم؟" یکایک وہ چونک کر بولی،

میں نے پھر ایک مرتبہ اسے سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اسے بتلاتا بھی کیا، قریب کے قصبہ میں کاروبار کے سلسلہ میں آیا تھا جی میں آیا کہ چلو یہاں کے دیہات بھی دیکھتا جاؤں، یوں ہی بطور تفریح، میرا اور کوئی مقصد نہ تھا،

مسکرا کر بولا: "یہ کیا جمع کر رہی ہو؟"

"آرنے" وہ بولی، میری ماں ان سے کھانا پکائے گی، میرا باپ نہیں ہے، ماں نے دوسرا بیاہ کیا ہے وہ بھولے انداز سے کہہ رہی تھی اس طرح جیسے میں اس کا بھید دیکھتا،

"تیرا دوسرا باپ کیسا ہے" میں نے دلچسپی سے کہا

"بڑا خراب ہے" وہ بولی "مجھے روز مارتا ہے میری ماں سے کہتا ہے کوئی سیٹھ آجائے تو اسے بیچ ڈالوں یہ بہت کھاتی ہے ہمارے گاؤں میں اناج بالکل نہیں ہوتا یہاں کے لوگ بہت خراب ہیں لڑکیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے جانوروں سا برتاؤ کرتے ہیں ان سے بھی بدتر" وہ کہنی دکھا کر بولی، یہ مار کی کالی نشان ہے کل اس نے مجھے بہت مارا تھا، میں نے چونک کر اس کی کہنی کو دیکھا، سیاہ نشان چمک رہا تھا،

"یہ ظالم ہے تیرا باپ" بولا،

"ہاں، میری ایک چھوٹی بہن ہے تین سال کی، وہ اس کی اپنی بیٹی ہے اس سے بہت پیار کرتا ہے کھانے کو اچھی اچھی چیزیں دیتا ہے،

"تم اس سے چھین کر کھا لیا کرو" مسکرا کر بولا۔

وہ مجھے جان سے مار ڈالے گا، افسردہ ہو کر بولی

"وہ تمہیں کیوں سمجھنا چاہتا ہے، میں نے پوچھا۔ بتایا تو ہے"

وہ بھرا کر بولی "میرے کھانے کو اس کے پاس کچھ نہیں، چند روز ہوئے ہمارے گاؤں میں ایک سیٹھ آیا تھا تم سے بہت بڑی عمر کا میرے باپ نے پچاس روپے مانگے تھے میرے اور وہ تیس دینا تھا باپ نے کہا ان دامنوں میں کہیں سندر چھوکری آتی ہے سیٹھ کے پلے نا نواں تو تھا مگر بہت کجوس معلوم ہوتا تھا، مجھ سے بولا، میں تم سے شادی کرونگا میری پہلی بیوی مر گئی ہے تمہاری عمر کے دو بچے ہیں، تمہیں اچھے کپڑے پہننے کو دوں گا، اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دوں گا، میں بہت خوش ہوئی، بولی مجھے مارو گے تو نہیں بولا تمہاری ایسی لڑکیوں کو کہیں مارا جاتا ہے تم تو" رکتے ہوئے بولی "سیٹھ جو لوگ اچھے کپڑے پہنتے ہیں، اچھا کھاتے ہیں وہ کتنے بھاگوان ہوتے ہیں"

معصوم لڑکی کتنی بھولی باتیں کہہ رہی تھی، یہ سن میری ماں سے کہتا ہے کوئی سیٹھ آجائے تو اسے بیچ ڈالوں یہ بہت کھاتی ہے ہمارے گاؤں میں اناج بالکل نہیں ہوتا یہاں کے لوگ بہت خراب ہیں لڑکیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے جانوروں سا برتاؤ کرتے ہیں ان سے بھی بدتر" وہ کہنی دکھا کر بولی، یہ مار کی کالی نشان ہے کل اس نے مجھے بہت مارا تھا، میں نے چونک کر اس کی کہنی کو دیکھا، سیاہ نشان چمک رہا تھا،

"یہ ظالم ہے تیرا باپ" بولا،

"ہاں، میری ایک چھوٹی بہن ہے تین سال کی، وہ اس کی اپنی بیٹی ہے اس سے بہت پیار کرتا ہے کھانے کو اچھی اچھی چیزیں دیتا ہے،

"تم اس سے چھین کر کھا لیا کرو" مسکرا کر بولا۔

وہ مجھے جان سے نہ مار ڈالے گا، افسردہ ہو کر بولی

"وہ تمہیں کیوں سمجھنا چاہتا ہے، میں نے پوچھا۔ بتایا تو ہے"

وہ بھرا کر بولی "میرے کھانے کو اس کے پاس کچھ نہیں، چند روز ہوئے ہمارے گاؤں میں ایک سیٹھ آیا تھا تم سے بہت بڑی عمر کا میرے باپ نے پچاس روپے مانگے تھے میرے اور وہ تیس دینا تھا باپ نے کہا ان دامنوں میں کہیں سندر چھوکری آتی ہے سیٹھ کے پلے نا نواں تو تھا مگر بہت کجوس معلوم ہوتا تھا، مجھ سے بولا، میں تم سے شادی کرونگا میری پہلی بیوی مر گئی ہے تمہاری عمر کے دو بچے ہیں، تمہیں اچھے کپڑے پہننے کو دوں گا، اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دوں گا، میں بہت خوش ہوئی، بولی مجھے مارو گے تو نہیں بولا تمہاری ایسی لڑکیوں کو کہیں مارا جاتا ہے تم تو" رکتے ہوئے بولی "سیٹھ جو لوگ اچھے کپڑے پہنتے ہیں، اچھا کھاتے ہیں وہ کتنے بھاگوان ہوتے ہیں"

معصوم لڑکی کتنی بھولی باتیں کہہ رہی تھی، یہ سن کر جوش اور پچاس روپے، سچ ہی لڑکی اپنے مول کو نہیں جانتی تھی، میں سوچ رہا تھا جیسے اس نے بہت بڑی بات کہہ دی تھی، یہ خود کو بیچنے پر کس قدر آمادہ ہے، چند کوڑیوں کے مول، کتنی خوش ہو رہی ہے ظالم سوتیلے باپ کے چھٹکارا پانے کے لئے، آزادی، آزادی، تو کتنا دلفریب خواب ہے کہ انسان خوشی خوشی اپنے آپ کو تیرے حوالے کر رہا ہے یہ لڑکی کتنا سندر سپنا دیکھ رہی ہے مگر میں اسے لے کر کروں گا بھی کیا، گھر میں میری شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں اسے لے کر پہنچ گیا تو لوگ کیا کہیں گے، گھر والوں کی ساری خوشیاں خاک میں مل جائیں گی، ٹوپی اتار کر بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا عجیب کشمکش میں مبتلا تھا،

وہ اپنی کہنی کو بار بار دیکھ رہی تھی میری نظریں اس کے معصوم چہرے پر جمی ہوئی تھیں، میں نے دماغ پر زور ڈالا، سماج اور برادری مجھے گھورتی ہوئی نظر آرہی تھی، یہ جھوٹا ہے، مکار ہے، عیاش ہے چار دانگ طرف سے آوازیں سنائی دے رہی تھیں، بھلا کہیں ان دامنوں لڑکیاں بھی ملتی ہیں کوئی بھنگن ہوگی چماری ہوگی، نہ جانے کیسی ہے، کون ہے یہ بھگا کر لایا ہے میری باتوں کا کوئی یقین نہیں کرے گا،

پھر اس کی باتیں مجھے یاد آگئیں، مسرتوں کا وہ قصر جو اس کے معصوم دل میں تعمیر ہو رہا ہے میرے انکار پر گر پڑے گا جہاں ایک شادی ان کی مرضی سے ہو رہی ہے وہاں یہ ایک میری مرضی سے بھی سہی، مگر میری ہونے والی بیوی اس کے ساتھ لونڈیوں کا سا برتاؤ کرے گی، طعنوں سے اس کا کلیجہ چھیدے ڈالیگی، کیا میں اس کی آرزوؤں کو یوں پائمال ہوتا ہوا دیکھ سکوں گا، اس کو نیل کو خاک میں نہیں ملنے دوں گا، ہمت کر کے بولا:۔

لڑکی مجھے اپنے باپ کے پاس لے چلو" وہ آرنے چھوڑ کر میرے ساتھ ہولی، اس کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا، بولی "میرے ساتھ شادی کرو گے نا؟" اسی بھولے پن سے بولی،

"ہاں!" مسکرا کر بولا، وہ اچھلتی ہوئی میرے آگے آگے جا رہی تھی،

"پاپو، پاپو" وہ ایک بغیر کیواڑ کے مکان میں گھس گئی "سیٹھ آیا ہے پاپو" اس کی آواز آرہی تھی،

تھوڑی دیر کے بعد ایک ادھیڑ عمر کا مرد باہر نکلا مجھے دیکھ کر بولا: "سیٹھ پچاس سے کم نہیں لوں گا" میرے ہاتھ جیب کی طرف بڑھے کاغذ کے پانچ ٹکڑے اس کے ہاتھوں

(باقی صفحہ نمبر (۸) پر)

فطرتِ انسان!

از حضرت
جوش ملیح آبادی

ظلمِ لاانتہا سے تنگ آکر
آدمی چاہتا ہے آزادی

ہو کے آزاد پھونک دیتا ہے
دوسرے بھائیوں کی آبادی

پہلے بنتا ہے دشمنِ جلاد
خود ہی پھر سیکھتا ہے جلادی

خود کو آباد کر کے یہ حیوان
ڈال دیتا ہے طرحِ بربادی

پا کے اپنے حقوق، اوروں کے
چھینتا ہے حقوق، بنیادی

پہلے تو ظالموں سے ڈرتا ہے
اور پھر خود ہی ظلم کرتا ہے

پچھلے صفحہ سے

میں کانپ رہے تھے اس لڑکی کے دام، وہ مسکرا رہا تھا، غالباً ایک بڑی مصیبت سے چھٹکارا پانے کی خوشی میں،

میں اسے گھر لے آیا، میرا گمان صحیح نکلا، ہر ایک مجھے حیرت سے دیکھ رہا تھا، جیسے میں نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا، ——— یہ لڑکی کہاں سے لے آئے"

ماتا جی بولیں، میں نے فیصلہ کن انداز سے کہا،

شادی کروں گا تو اس کے ساتھ، مجھے دنیا کی پرواہ نہیں، جگ ہنسائی کہتا ہے پتا جی زندہ ہوتے تو سفاید یہ نوبت نہ آتی تم میرے لئے ماں بھی ہو اور باپ بھی، جو کہہ رہا ہوں اس میں ذرہ برابر بھی جھوٹ نہیں ہے" میں نے سارا قصہ اور اپنا عندیہ صاف صاف کہہ دیا۔ ماں نے ایک نظر تارا پر ڈالی، وہ نظر جو ایک ماں اپنی بیٹی پر ڈالتی ہے میں نے دیکھا، اماں کی آنکھوں سے پھوٹ رہی تھی، آنسو پلکوں پر کانپ رہے تھے بولیں:- "میری بیٹی جیتی ہوتی تو آج اتنی ہی بڑی ہوتی ہائے وہ کیسے ماں باپ تھے جنھوں نے ایسی سندر لڑکی کو بیچ ڈالا کہتے ہوئے انھوں نے تارا کی پیشانی چوم لی،

رشتہ داروں نے مجھے برادری سے خارج کر دیا۔ مجھے اس کا غم نہ تھا، میری اور تارا کی شادی ہو گئی رواج کے مطابق ماتا جی نے اس کا نام بدل ڈالا، مگر مجھے اس کا وہی پرانا نام پسند تھا، اسی نام سے پکارتا، ریشمی ساڑی جگمگاتے ہوئے زیورات، تارا یہ سب پہن کر کتنی خوش نظر آ رہی تھی، میں نے کہا:- "تارا اب خوش ہو نا؟" جواب میں اس نے مسکرا کر گردن جھکا لی، اس کی جھکی جھکی آنکھیں، معصومیت اور بیش قیمت زیورات سب نے مل کر اس کے حسن کو چار چاند لگا دئے تھے وہ مجھے بہت حسین نظر آ رہی تھی، میری آنکھیں جھپکنے کا نام نہیں لیتی تھیں،

اس کی صحت پہلے سے بہت بہتر ہو گئی تھی اس کی عادات، بات چیت، دن بدن میں اس میں نمایاں تبدیلی دیکھ رہا تھا، وہ میرے پاس خوش تھی، بہت خوش، سارے گھر کا کام اپنے ہاتھوں سے کرنا اس کا روز کا معمول تھا۔ کوئی اس سے ملکر گمان نہ کر سکتا تھا کہ وہ کسی نچلے طبقہ کی لڑکی ہے۔ یہ باتیں تھیں جو میرے دل میں اس کے لئے اور زیادہ جگہ لے رہی تھیں،

ایک روز میں نے دیکھا وہ پڑوسی کی بیوی سے کتاب پڑھ رہی تھی،

"یہ لکھنا پڑھنا کب سے شروع کیا ہے تم نے" میں نے پوچھا، وہ مسکرا کر بولی:- "دوپہر کو گھر میں کوئی کام نہیں ہوتا پڑوس میں چلی جاتی ہوں کچھ نہ کچھ تو سیکھ ہی لوں گی"

اس کا یہ شوق دیکھ کر میں نے اسکی پڑھائی کا باقاعدہ انتظام کر دیا۔ دو ہی برس کی محنت سے تارا زمین سے آسمان پر پہنچ گئی اب وہ ان پڑھ نہ تھی، اس کا دل پہلے سے زیادہ منور ہو گیا تھا، ایک رات وہ کوئی کتاب دیکھ رہی تھی میں نے مذاق کہا "کون سی ڈگری حاصل کرنے کی صلاح ہے جو رات دن کتابوں سے چمٹی رہتی ہو"

"آپ کو برا معلوم ہوتا ہے" کسی قدر سنجیدگی سے بولی،

"نہیں تو، بلکہ خوشی ہوتی ہے"

مسکرا کر بولی "جس روز آپ کے لائق بن جاؤں گی مجھے تو تب خوشی ہوگی"

"یہ کیا کہہ رہی ہو تارا" بعجلت بولا، "تم تو اب بھی مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہو"

"مگر میں تو یہ نہیں سمجھتی، جب آپ کر سمجھنے لگونگی تب شاید کہہ سکوں"

"آخر اور کیا چاہتی ہو میں بھی تو سنوں" خوشی کو روک کر بولا،

وہ بولی:- "آج سے چند برس پہلے کے واقعات پر جب غور کرتی ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے احسانات کا ایک شائبہ بھی ادا نہیں کر سکی"

"سنو تارا" میں نے کہا، "یہ کیا ہر روز لے بیٹھتی ہو ایسی باتیں، بس بھول جاؤ، بھول جاؤ کہ وہ سب سپنا تھیں"

"کیسے بھول جاؤں" وہ بولی، "گوبر کے ڈھیروں پر کھڑی ہو کر آرتے چننے والی لڑکی اپنی حقیقت کو بھول سکتی ہے جسے آپ نے آج کچھ سے کچھ بنا دیا۔

"چھوڑو ان باتوں کو" میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا آؤ باہر چلیں"

"اس وقت؟" وہ بولی،

"ہاں کیا ہرج ہے دس ہی تو بجے ہیں ابھی" گھڑی دیکھ کر بولا۔

دونوں کھلی سڑک پر جا رہے تھے تارا کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا،

"تارا یہ رات کتنی سہانی معلوم ہو رہی ہے تاروں بھری رات"

وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی، "آپ شاعروں کی سی باتیں کرنے لگتے ہیں بعض اوقات"

"شاعر" میں ہنس پڑا۔ "تمہاری محبت نے مجھے شاعر بنا دیا ہے"

ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے ساتھ آسمان کے ستارے بھی ہنس رہے ہیں میرا جی چاہتا تھا کہ خوب ہنسوں، کھلکھلا کر ہنسوں، رکتے ہوئے بولا۔

"پاگل نہ بنئے" وہ میرا ہاتھ کھینچ کر بولی،

"تمہیں پا کر میں کس قدر خوش ہوں میری خوشی کا شاید تمہیں اندازہ نہ ہوگا"

اس نے مسکراتے ہوئے سر کو میرے شانے پر ڈال دیا۔ دور آسمان پر ایک ستارہ ٹوٹ کر ہماری طرف بڑھا، روشنی بکھیرتا ہوا فضا میں گم ہو گیا۔ ختم شد

انسان کی اعصاب

ہماری سب حرکتیں ہمارے اعصاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً اعصاب خراب ہو جائیں تو ہم ہاتھ نہیں ہلا سکتے، انگلی تک نہیں اٹھا سکتے۔ اسی طرح قوت باہ "اعصاب کمزوری" سے پیدا ہوتی ہے۔ جب تک ہمارے جسم میں مضبوط دماغ اور مضبوط پٹھے نہ ہوں گے ہماری یہ قوت پیدا نہیں ہو سکتی۔

معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

اعصاب کو بے انتہا قوت دیتی ہے، دماغ اور دل پر خاص اثر ڈالتی ہے۔ اعتدال سے ہٹ جانے اور فطرت کے قانون کی پابندی نہ کرنے سے جب قوت باہ میں کمزوری آجاتی ہے تو اسے معجون شباب آور ہی دور کر سکتی ہے کیونکہ اسے اسی مقصد کے لیے خاص طور پر جدید تحقیقات کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔

معجون شباب آور

ہمدرد کی خاص ایجاد

قیمت فی شیشی ۱۲ روپے، ۶ روپے کا چھوٹا سائز ۳ روپے

ہمدرد دواخانہ، دہلی

DCM · DCM · DCM · DCM · DCM · DCM

دلکش ساڑیاں

جو آپ کے حسن کو دوبالا کر دیں گی

صحت کو حسن و خوبصورتی تقریباً ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے اور دہلی کلاتھ ملز کی دلفریب ساڑیوں سے زیادہ اور کوئی چیز اس کے دلکش قد و قامت کے حسن میں اضافہ نہیں کر سکتی۔ آئندہ جب آپ بازار جائیں تو متعدد خوبصورت کناریوں کے ڈیزائن اور ان کی نفیس و حیرت انگیز طور پر مضبوط و پائدار بناوٹ خود ہی ملاحظہ فرمائیے اور یہ موقع کبھی ہاتھ سے نہ دیجئے۔ ہر اچھی دوکان اور تمام ڈی سی ایم ڈپوؤں سے مل سکتی ہیں۔

DCM
DELHI · CLOTH MILLS

اس کے علاوہ مستر کی چادریں، پردے کے کپڑے، پتے، تولیے وغیرہ بھی دستیاب ہیں۔

دہلی کلاتھ ملز — دی دہلی کلاتھ اینڈ جنرل ملز کمپنی لمیٹڈ دہلی

دہلی میں دہلی کلاتھ ملز کے ڈپو واقع لال گیٹ، چاندنی چوک، موری گیٹ، سبزی منڈی، کناٹ پلیس، ٹیاگل، اور پہاڑ گنج میں تشریف لائیں۔ اجمیر، میرٹھ، مظفر نگر، آگرہ، لیس آباد، کانپور، اور بارہ بنکی میں بھی ڈپو موجود ہیں۔

روسی وسطِ ایشیا آجکل کے زمانہ میں

(از)

مرکزی وسطِ ایشیا کا علاقہ زیادہ تر قدیم قوموں سے آباد ہے، ترکمان، تاذیک، قزاقستان اور کرغیزی جمہوریتیں اس میں آباد ہیں، یہ علاقے کیسپین سمندر سے پامیر کی سطح مرتفع تک پھیلے ہوئے ہیں، پامیر وہ علاقہ ہے جہاں سے منگول یا مغل پیدا ہو کر ساری دنیا پر پھیلے اور ہندوستان بھی آئے، روس کے زاروں کے زمانے میں وسطِ ایشیا کے یہ علاقے بالکل غیر اہم سمجھے جاتے تھے، یہاں کی پیداوار نہایت ہی معمولی ہوتی تھی، یہاں خانہ بدوش لوگ ہیم کو ستانی پھٹے چیتھڑوں پر بھیڑوں کے گلے چراتے نظر آتے تھے، دریائے علاقوں سے دور ہر اسپیل کے فاصلہ پر ہے، بنے ہوئے کپڑے کے کارخانوں میں جو ماسکو اور "آوا نوا" میں واقع تھے، خام روئی جا باکرتی تھی ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۸ء کے زمانہ میں آب پاشی کو یہاں وسیع کیا گیا، اب یہ پیداوار بہت گنی ہو گئی ہے، آجکل یہ علاقے روسی ایشیا کے زرخیز ترین علاقوں میں شمار ہوتے ہیں، اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ یہ زرخیز علاقے کیسے کیسے ہیں اور اس کے باشندے محوریوں کے خلاف روسی جہاد و پیکار میں کیسا اہم پارٹ ادا کر رہے ہیں،

مارشل ہے، وی اسٹالین نے پانچویں اگست کی شام کو حکم جاری کیا جو براڈ کاسٹ ہوا کہ اوریل اور بوکی غراد کو فتح کر لیا گیا ہے اس حکم کے سنتے ہی تمام سرزمین روس میں عزم و حب الوطنی کی ایک ایسی لہر دوڑ گئی جو صرف بڑی بڑی فتوحات کے وقت ہی دیکھی جا سکتی ہے، ماسکو سے رات کے بارہ بجے ۱۲۰ توپوں کی بارہ باڑیں فتح کا فیصلہ بلند کرنے کے لئے چھوڑی گئیں، یہ شروعات تھی اس کے بعد روس کے لوگوں کو اکثر ایسی پُرمسرت فتوحات سے سابقہ پڑتا رہا، نہ صرف انھوں نے خوشی کی توپیں سر ہوئی سنیں بلکہ فاتح فوجوں کو سلام عقیدت و تشکر بھی پیش کرنے کا موقعہ ملا، کارخانوں کھانوں اور کھیتوں میں مزدور کسان وغیرہ بھی ویسی ہی جانکاہی اور حب الوطنی کے ساتھ روس کی سیوا کر رہے ہیں، جیسے جاں باز سپاہی میدانِ جنگ میں اپنا سر کٹا کر

کارخانوں اور کانوں میں کام!

۱۰ اگست کی صبح کو ہر کارخانہ میں جلسہ ہوا مزدور سر جوڑ کر بیٹھے اور یہ سوچنے لگے کہ مارشل سٹالین کے حکم کے مطابق کیا کام کیا جائے میں تاشقند میں تالیج خاں کے کارخانے میں اس وقت خود موجود تھا اور اس جلسہ کا حال اپنا چشم دید بتا سکتا ہوں ایک پڑھا لکھا مشین میں تعمیر ستا باوی کچھ بولنے کے لئے سب سے پہلے کھڑا ہوا اس نے سرخ فوج کی قربانیوں کے پل باندھنے میں وقت ضائع نہیں کیا اس نے کہا، سرخ فوج کی فتوحات تعریف سے بلند ہیں مگر ابھی انہیں بہت سا کام کرنا ہے اس لئے کہا "ہمارے سپاہیوں نے لڑنا سیکھا ہے اور دشمن کو ہرا دینا بھی سیکھا ہے" اب ہمارا یہ کام ہے کہ زیادہ سے زیادہ کام کر کے دکھائیں اور جب تک عصر ختم نہ ہو جائے اس وقت تک اپنی فاتح سپاہ کو ہم ہر وہ چیز زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد بھیجتے رہیں جس کی انھیں ضرورت پڑ سکتی ہے، سعید احمد نے کہا کہ میرا کام لڑائی کے سبب بہت بڑھ چکا ہے مگر میں اپنا وعدہ یہ کرتا ہوں کہ ۲۵۰ فی صدی سے ۳۰۰ فی صدی تک کام کی رفتار و مقدار میں اضافہ کر دوں گا،

بہرکیف عمومی طور پر فیکٹری نے یہ فیصلہ کیا کہ کم سے کم ۱۲۰ فی صدی زیادہ کام اس فیکٹری میں کیا جائے گا اس کے بعد جلسہ برخاست ہو گیا

وسطِ ایشیا کی روسی جمہوریتوں کے کاشتکار بھی اسی طرح عمدہ کام کر رہے ہیں، ازبکستان تاجکستان قزاقستان اور کرغزستان میں گرمیاں ختم ہونے تک بہت کام بڑھ جاتا ہے، یہ کاشتکار جو زیادہ تر عورتیں ہوتی ہیں صبح سویرے سے لے کر شام ہوئے تک کھیتوں میں رہتی ہیں، بہت سی عورتیں توبرے بنا کر کھیتوں ہی میں پڑاؤ ڈال لیتی ہیں تاکہ انہیں گھر جانے اور واپس آنے وغیرہ میں وقت ضائع نہ کرنا پڑے، کٹائی کرنا، نلائی کرنا، بیج بونا وغیرہ کام جدید ترین آلات کے ذریعہ دوسرے کسان کرتے رہتے ہیں اور یہ کام ساتھ کے ساتھ ہوتا رہتا ہے، ایک ہی کھیت سے سال میں دو فصلیں پیدا کر لینا تو ان کا معمولی کام ہے اور یہ کم سے کم مدد ہے جو ہر کسان جنگی کوششوں میں اپنی طرف سے پیش کر رہا ہے، ازبکستان خاص طور پر زرخیز سرزمین ہے جہاں ہر وقت سورج چمکتا ہے یہاں جب ایک لاکھ ایکڑ زمین ہے جو اس وقت زیر کاشت ہے یہاں نہریں حاجب موجود ہیں جنہیں خود یہاں کے باشندوں نے اپنے کھیتوں کی سیرابی کے لئے بنایا ہے،

جولائی میں جوں ہی کہ فصل کٹی، زمین کی فوراً نلائی شروع کر دی گئی، تخم ڈال دیئے گئے اور سال کی دوسری فصل کی تیاری شروع کر دی گئی، مٹر، بھٹے جو، السی، سرسوں اور میٹھے چقندر خاص طور پر یہاں بوئے جاتے ہیں، میٹھے چقندر سے شکر بنائی جاتی ہے، میٹھے چقندر سے یہاں کے کسان بہت خوش ہوتے ہیں کیونکہ اس کی جڑیں زمین میں بہت دور تک چلی جاتی ہیں اور زمین خوب ہوادار اور زرخیز ہو جاتی ہے،

ایک تاشقندی کی قلم سے

ازبک علاقے کے کسان آئندہ سال پہلے سے بھی بہتر فصلیں دینے کا تہیہ کر چکے ہیں کیونکہ اس وقت تک "نہر فرہاد" جاری ہو جائے گی جو اس وقت بن رہی ہے نیز پانی سے بجلی پیدا کرنے کا کارخانہ بھی چالو ہو جائے گا جو تاشقند کے علاقے کے لوگ اس وقت بنانے میں مصروف ہیں اس فرست کارخانے کے لئے اس ریاست کی حکومت نے روپیہ دیا ہے، مزدور مقامی ہیں، پانی کا بند باندھ دیا گیا ہے اور کارخانہ کی بنیادیں بھی رکھی جا چکی ہیں غرض پورے کارخانہ کا کام قریب قریب شروع ہو چکا ہے،

نئی صنعتیں!

گوشت، پھل، سبزیاں وغیرہ ہوا بند کر کے ڈبوں میں رکھنا ایک جدید صنعت ہے جن مقامات پر چیزیں تازہ نہیں ملتیں یا نہیں پہونچ سکتیں، وہاں انہیں سربند کر کے بھیجا جاتا ہے انکی طاقت، ذائقہ اور تقاسیم میں بالکل فرق نہیں آتا۔

تاجکستان، ازبکستان، کاشغرستان وغیرہ ریاستوں میں میوے تر و خشک اور مچھلی گوشت وغیرہ کثرت سے اور بہت عمدہ ہوتا ہے، جنگ سے پہلے بھی ان ریاستوں میں یہ چیزیں ہوا بند ڈبوں میں بند کر کے باہر بھیجنے کی بڑی صنعت پائی جاتی تھی، اور اب اس میں کئی گنا زیادہ اضافہ ہو گیا ہے

بہت سے نئے کارخانے کھل چکے ہیں بعض پرانے کارخانوں کو ترقی دی گئی ہے، مغربی (یورپی) روس سے جو مشینیں اٹھالی گئی تھیں وہ سب یہاں لا کر نصب کر دی گئی ہیں اور خوب زور شور سے کام ہو رہا ہے حال ہی میں وسطِ ایشیا میں ایک آسان سا طریقہ مچھلی گوشت اور پھلوں کو بوتلوں اور ڈبوں میں بند کرنے کا نکالا گیا ہے، اور اس کی فیکٹریاں جا بجا کھل گئی ہیں ان کارخانوں میں صرف ہلکی قسم کی غیر پیچیدہ قسم کی مشینیں لگائی جاتی ہیں جو ہلکی پھلکی اور ہر کھیت یا اجتماعی کارخانہ میں ذرا سی محنت اور عقل سے نصب کی جا سکتی ہیں اور کسی خاص ٹیکنیکل علم یا وسیع سرمایہ و انتظام کی اس کے لئے ضرورت نہیں ہوتی، ازبکستان کے شہر یاکنی اور کرغیز ریاست کے شہر "طعتاق" میں ایسی فیکٹریاں خاص طور پر لگی ہیں،

سائنس نے اس جنگ کے زمانہ میں بہت ترقی کی ہے اور ان علاقوں میں جو لوگ یوکرین، بائیلو اور روس (یورپ) سے آئے ہیں انھوں نے اپنے ساتھیوں کی سائنس سے مدد کر کے نئی نئی چیزیں ان کی مدد کے لئے دی ہیں، اور سب لوگ ملکر محوری طاقتوں کو زک دینے کی مہم میں لگے ہوئے ہیں

سوویٹ روس کی اکاڈیمی آف سائنسز کی کازک برانچ میں ۶۰ فارغ التحصیل طلبہ مزید علمی تحقیق کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور سائنس کی اعلیٰ ڈگریوں "ڈاکٹر" (استاد فن) و نیشر کی سند لینے کی سعی میں مشغول ہیں، بیس اور فارغ التحصیل طلبہ ہیں عاشق آباد دارالحکومت ریاست ترکمان میں اپنا اپنا علمی مقالہ پڑھ رہے ہیں،

حال ہی میں سوویٹ یونین کے جو علاقے دشمن کے پنجے سے خالی کرائے گئے ہیں ان کو سمرقند کے مصوروں کی طرف سے خوبصورت تصاویر اور نقشہ کا بطریق ہدیہ مبارکباد اس سال کے آخر میں پیش کئے جائیں گے، پروفیسر قاسیان نے اپنی مشہور تصویر "سٹالن گراڈ کے بیس مجاہد" اس کام کے لئے پیش کر دی ہے اور "مشہور مصور" بور نے بھی اپنی ایک البم "شاہکارات سمرقند" اس غرض کے لئے پیش کر دی ہے

وسطِ ایشیا کے قدرتی ذرائع کا نقشہ

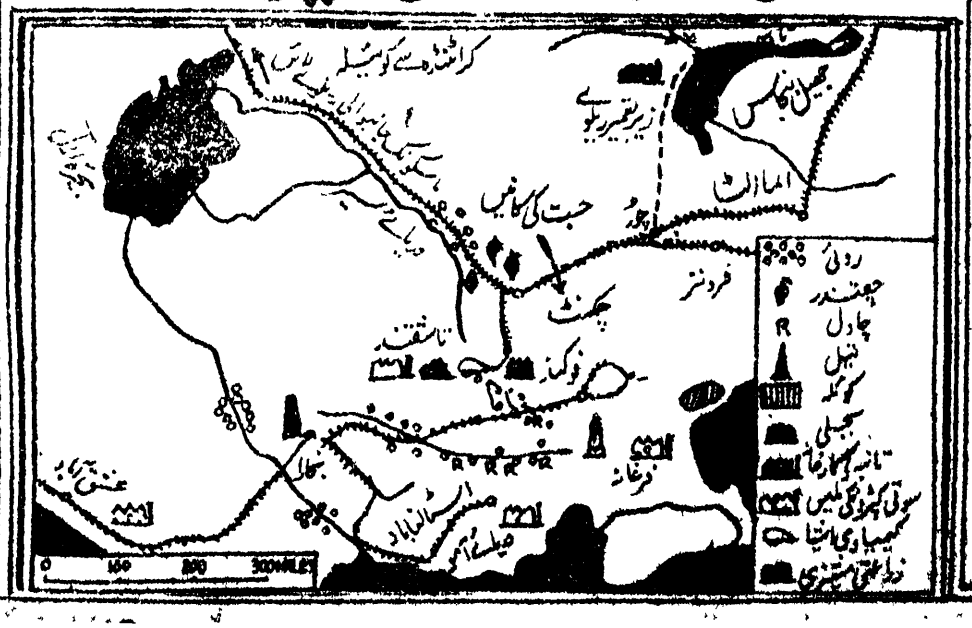

سمندر کی لامحدود گہرائی میں

(از پروفیسر جگناتھ پرشاد مشرا ایم اے)

سمندر بھی انسان کے لئے ایک پُراسرار چیز ہے، اس پُراسرار دنیا کے متعلق بھی انسان نے بہت سے خیالی جال بنے اور قدیم روایات کی بنا پر اپنے تخیل کو وسیع کرکے سمندر کے مخفی راز معلوم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن انسان کی یہ کوشش آج صرف خیال تک محدود نہیں ہے بلکہ اس نے عملی جامہ بھی پہن لیا ہے، انسان سمندر کی تہ تک پہنچ کر وہاں سے موتی لانے میں کامیاب ہوا ہے، سمندر کی گہرائی تک انسان کے داخل ہونے کی کہانی کم حیرت انگیز نہیں ہے لیکن آج انسان نے اندر بھی اپنی مرضی سے چلنے کی آزادی چاہتا ہے سمندر کی غیر محدود گہرائی میں پہونچکر اس کے پوشیدہ رازوں کے نقاب کھینچ کر لا رہا ہے، ڈوبے ہوئے جہاز کے بند کمرے میں داخل ہوکر وہاں رکھے ہوئے صندوق کو کھول کر کتنی ہی قیمتی چیزوں کو بچا رہا ہے نئی نئی ایجادات کی تلاش میں جس طرح ہوا میں سائنس کی کوششیں جاری ہیں اسی طرح سمندر کی اتھاہ گہرائی میں نامعلوم رازوں سے واقفیت حاصل کرنے کی انسانی کوششیں جاری ہیں،

سمندر کی تہ میں داخل ہونے کا پہلا ذریعہ انسان کو کہاں سے حاصل ہوا؟ ماضی کی تاریخ سے اسکے متعلق پتہ لگانا آسان نہیں، لیکن سمندر کی تہ میں داخل ہونے کے لاکھوں سال قبل ایک طرح کا کڑا ہوا گھر بنا کر سمندر میں رہتا تھا، اور وہیں انڈے دیتا تھا، سمندر کے اوپر سے وہ ہوا کے بلبلے پکڑ کر لیجاتا اور اپنے ہوا کے ذخیرے کی ہوا ختم ہوجانے پر اس بلبلے سے ہوا کی کمی پوری کرتا تھا، سمندر کے نیچے انسان کو جانے کے لئے اوپر سے ہوا کا سرمایہ ساتھ لے کر جانا پڑتا تھا، ہوا کی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انسان نے متعدد تدابیر دریافت کی ہیں اٹھارہویں صدی میں ہیلی نامی سنجومی نے سمندر کی تہ میں نئی ہوا پہنچانے کا ایک طریقہ دریافت کیا تھا اوپر سے پیپے میں ہوا بھر کر سمندر کے نیچے اتار دیا جاتا تھا، اس پیپے کے ساتھ چمڑے کا ایک نل ہوتا تھا، چمڑے کی ٹوپی پہن کر انسان پانی کے اندر اترتا تھا، اور اس پیپے سے چمڑے کے نل کی مدد سے ہوا لیتا تھا اس طریقہ سے ہیلی تین گھنٹے سے زیادہ تک سمندر کی تہ میں رہنے میں کامیاب ہوا تھا،

سکندر اعظم کے متعلق سنا جاتا ہے کہ زمین پر فتوحات حاصل کرنے سے اسکے دل کی پیاس نہیں بجھی تھی، وہ سمندر پر بھی فتح حاصل کرنیکا خواہشمند تھا اس قسم کی ایک روایت مشہور ہے کہ پانی کے نیچے رہنے والے جانوروں کو دیکھنے کے خیال سے سکندر اعظم پیپوں سے بھری ہوئی ہوا لے کر سمندر کی تہ میں اترا تھا، سترھویں صدی کی ایک فرانسیسی کتاب میں لکھا ہے کہ سکندر نے پانی کے نیچے ایک عجیب غریب جانور دیکھا تھا، اس جانور کا جسم بھیڑیا تھا،

آج وہ زمانہ نہیں رہا، سمندر کی تہ میں رہنے کے لئے بتھیسفر نامی ایک گول آلہ بنایا گیا ہے اس آلہ کے اندر جدید سائنٹیفک کل پرزے ہیں مثلاً آکسیجن کے برتن، ٹیلیفون، سرچ لائٹ وغیرہ، پانی کی رفتار کا پتہ لگانے کا آلہ بھی ہے امریکن ماہر علم الارض ڈاکٹر ولیم وب اس قسم کے ایک بتھیسفر کی مدد سے ۳۰۲ فٹ پانی کے نیچے اترے تھے جزیرہ برمودا سے ۲ میل کے فاصلہ پر وہ سمندر کے اندر اترے وہ ڈیڑھ گھنٹے تک پانی کے نیچے رہے، انھوں نے لکھا ہے پانی کے نیچے اترتے ہی پہلے سنہرے زرد رنگ کی دنیا میں داخل ہونا پڑتا ہے اسکے بعد سبز رنگ کی دنیا آتی ہے جتنا نیچے اترتے یہ سبز رنگ اور بھی گہرا ہوتا جاتا ہے ۲۰۰ فیٹ پانی کے نیچے اترنے سے پانی کا رنگ کچھ سبزی مائل سیاہ ہوتا ہے اس پانی میں سیاہی کا حصہ زیادہ ہوتا ہے یا سبزی کا، یہ ٹھیک نہیں جانا جاسکتا، ۶۰۰ فیٹ پانی کے نیچے تیز سیاہ رنگ لیکن اس سیاہ رنگ میں ایک طرح کی چمک سی معلوم ہوتی ہے گویا اس کالے پانی کے اندر سے ہوکر روشنی آرہی ہو، لیکن اس روشنی میں لکھا پڑھا نہیں جاسکتا پانی کے اندر آبی جانوروں کے چلنے پھرنے کا پتہ ضرور ملتا ہے لیکن آبی پیداوار کا وہاں کوئی نشان نہیں ملتا، پیداوار کی سیاہ دنیا اس کے بہت اوپر ہی چھوٹ جاتی ہے،

۷۰۰ فیٹ کے نیچے پانی میں اور بھی زیادہ سکون ہے مگر سورج کی کرنوں کی وہاں بھی رسائی ہے... ۱۰۰۰ فٹ پانی کے نیچے بتھیسفر کا اسپات بیحد سرد ہوجاتا ہے، پانی کا رنگ کیسا ہوتا ہے یہ ٹھیک ٹھیک جاننا مشکل ہے کچھ کچھ نیلا پن لئے سیاہ یا سیاہی مائل نیلا ہے نیچے پہنچنے پر نظر ٹھیک نہیں رہتی اور ذہنی حالت بھی بدل جاتی ہے،

سورج کی روشنی اس دنیا میں داخل ہونے میں کامیاب نہیں ہوتی، اس دنیا میں قطعی تاریکی کی حکومت رہتی ہے میں نے روشنی جلا کر دیکھا ۴۰ فٹ لمبی ایک مچھلی میرے قریب سے ہوکر نکل گئی روشنی کو اور بھی بڑھا کر ۱۰۰ فٹ نیچے میں نے متعدد قسم کی مچھلیاں دیکھیں، ۱۹۰۰ فٹ نیچے پہونچکر روشنی کی علامت پاکر مجھے تعجب ہوا، خاکی رنگ کی روشنی لیکن ۲۰۰۰ فٹ نیچے ایک دم تاریکی کی حکومت تھی، چاروں طرف تاریکی کا دباؤ سا میں محسوس کرنے لگا... ۳۰۰۰ فٹ پانی کے نیچے کہستان بردست اندھیرا تھا میں بیان نہیں کرسکتا

(باقی آئندہ)

آپکے گھر

بہت جلد

بیٹا پیدا ہوگا

"کامرانی" کا اثر کبھی خطا نہیں کرتا!

گھر کا چراغ" یہ ایک شاعرانہ فقرہ نہیں ہے، بلکہ بیٹا گھر کا چراغ ہی ہوتا ہے، اسی کے ذریعہ آپکی نسل دنیا میں قائم رہتی ہے اور آپکی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور ہوتا ہے، ہمارے دواخانے نے ایک ایسا عطیہ ایک ماہر طب سے حاصل کیا ہے جسکی بابت ہمارا دعویٰ ہے کہ اسکے استعمال سے سو فیصدی اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے خواہ اس سے پیشتر کتنی ہی تعداد میں لڑکیاں پیدا ہوچکی ہیں اس دوا کا نام کامرانی ہے جو حضرات اپنی یادگار کو اس دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں انکے لئے یہ ایک نعمت عظمیٰ ہے، اگر کامرانی کا اثر برعکس ثابت ہو تو پوری قیمت بغیر پس و پیش فوراً واپس کردی جاتی ہے، اور قیمت کی واپسی کا قرارنامہ ہر شیشی کے ہمراہ روانہ کیا جاتا ہے، دوران استعمال میں کسی خاص پرہیز کی پابندی نہیں ہے، عورت کو حمل کے صرف تیسرے ماہ کے شروع میں دو ہفتہ تک وزنداور گوئی نہار منہ گائے کے دودھ کے ساتھ کھانی پڑتی ہے آپ اس بیش بہا اکسیر کے منگوانے میں ذرا بھی پس و پیش نہ کریں تپ کو بیٹے جیسی نعمت ضرور حاصل ہوگی قیمت کامرانی صرف دس روپے علاوہ محصول ڈاک

حکیمی شبابی کمپنی، ——— دہلی

عقل سے کام لیکر ایک سو روپیہ حاصل کرلیجئے

تیج دہلی کراس ورڈ معمہ

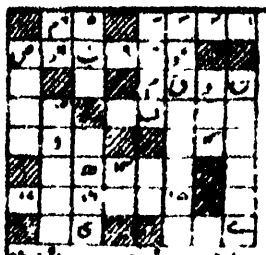

ہندوستان کے عزیز ترین اردو رسالہ تیج دہلی کی تمام علمی، ادبی، افسانوی، شعری اور معلوماتی خصوصیات میں ایک خاص دلکشی یہ بھی ہے کہ اس میں ہر ہفتہ انعامی کراس ورڈ معمے شائع ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں بھاری نقد انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں، اس وقت جو معمہ شائع ہوا ہے اس کی آخری تاریخ ۲۴ فروری ۱۹۴۴ء ہے، اور انعامات کی رقم ایک سو روپے ہے، اپنی پہلی فرصت میں آپ تیج دہلی اپنے شہر کے ایجنٹ سے خرید لیجئے، یا چندہ آنے کا ٹکٹ بھیج کر دفتر تیج دہلی دہلی سے طلب فرمالیجئے

روزانہ "تیج" دہلی

جنگ کے متعلق تازہ ترین خبریں۔ کھلتے اور بند بازاروں کے تجارتی بھاؤ ہندوستان بھر کی تازہ خبریں اور دیگر دلچسپ معلومات کے لئے روزانہ تیج کا مطالعہ کیجئے

شرح چندہ

شمارہ روپیہ سالانہ۔ فی کاپی ایک آنہ

تیج وکلی دہلی (دہلی)
یکم فروری ۱۹۴۴ء

ہندوستان کا مسئلہ

لیبر لیڈروں اور مزدوروں کے مطالبات

اگرچہ ہندوستان پر چرچل ایمری کمپنی کی سامراجی گرفت کے ہلکا ہو جانے کا کوئی امکان سردست دکھائی نہیں دیتا تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندوستان کے ہمدرد خواہ ہندوستان کے مسئلہ کو برطانیہ میں ہمیشہ پیش پیش رکھتے ہیں اور مسٹر ایمری اور ان کی حکومت کی پول اس طرح کھولتے ہیں کہ ضمیر ہند کو سکون و اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ ایک بار نہیں بلکہ چند بار لیبر لیڈروں اور مزدوروں کے عام جلسوں میں اور بالخصوص برمنگھم میں جو مسٹر ایمری کا حلقۂ انتخاب ہے، یہ مطالبہ کیا جا چکا ہے کہ مسٹر ایمری کو فوراً ان کے عہدے سے برطرف کر دینا چاہیئے، چرچل اور ایمری یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اپنے اختیارات کے ذریعہ ہندوستان کو سامراج کی آہنی زنجیر میں باندھے رہیں، مگر یہ نہیں کر سکتے کہ اہل برطانیہ کو ہندوستان کے حالات سے واقف نہ ہونے دیں اور لوگوں کو یہ معلوم نہ ہونے دیں کہ یہ ملک کن مصیبتوں سے گذر رہا ہے اور برطانی حکومت کی امپیریلسٹ پالیسی نے اس کا کیا حال بنا رکھا ہے، ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کے مسئلہ پر برطانیہ میں کوئی عام انتخاب جاری نہیں ہوگا ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے ممبروں کی بہت کم تعداد ہندوستان کے متعلق مباحثوں میں حصہ لیتی ہے۔ بہت سے ارکان تو ایسے مواقع پر برطانی پارلیمنٹ میں موجود ہی نہیں ہوتے، لیکن ہندوستانی مسئلہ نے اب برطانیہ میں ایک ایسی نوعیت اختیار کر لی ہے کہ اگر برطانی پبلک چاہے اور اسے اس سلسلہ میں پوری معلومات حاصل ہوں تو وہ اس مسئلہ کو بہت آگے بڑھا سکتی ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ برطانیہ کا حکمراں طبقہ اس معاملہ میں کوئی قدم آگے نہیں بڑھائے گا اور ہندوستان میں موجودہ ڈیڈلاک دور کرنے اور قومی حکومت قائم کرنے کی کوئی کوشش اپنی طرف سے نہیں کرے گا اس لئے اب مزدوروں اور دوسرے دوستوں ہی کے وہ طبقے ہیں جو اپنے اثر کو بروئے کار لانے کی کوشش کر سکتے ہیں، برطانیہ ایک جمہوری ملک ہے اس لئے برطانیہ کے جمہوریت پرست باشندوں اور دوستوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف ہندوستان ہی وہ مسئلہ ہے جس کی کسوٹی پر ساری دنیا کے لوگ ان کی جمہوریت پرستی کو جانچیں گے اور عالمگیر رائے عامہ اس کھوٹا پن یا کھرا پن کو پرکھے گی۔

یقیناً یہ ناشکری ہوگی اگر اس سلسلہ میں مسٹر سورنسن، مسٹر پریٹ اور دوسرے لیبر لیڈروں کی خدمات کا اعتراف نہ کیا جائے جنھوں نے برطانی پارلیمنٹ کے اندر اور باہر مسٹر ایمری کو کبھی چین نہ لینے دیا اور ان کی حکومت کی غلطیوں اور بدانتظامیوں کو واضح کرنے میں کبھی دریغ نہ کیا، ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بڑے معنوں میں یعنی ہندوستان کے بنیادی مسئلہ پر ان کرمفرماؤں کی سرگرمیوں سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا ہے مگر یہی کیا کم ہے کہ انھوں نے ہمیشہ ہندوستان کے متعلق برطانی پروپیگنڈا کا جواب دیا ہے، اور مسٹر ایمری کے غلط بیانات کی غلطیوں کو نمایاں کر دیا ہے، انھوں نے بنگال کے قحط کے نتائج اور دوسرے معاملات پر مسٹر ایمری کے پیش کردہ اعداد و شمار کو ہمیشہ چیلنج کیا ہے ان حضرات کی انہیں مفید سرگرمیوں سے متعلق دو تازہ ترین جلسوں کی کارروائیاں اس وقت ہمارے سامنے ہیں، ایک جلسہ جو تقریباً نصف لاکھ مزدوروں پر مشتمل تھا، لندن میں ہوا ہے، اور دوسرا جلسہ ابھی ابھی برمنگھم میں ہوا ہے، جو مسٹر ایمری کا خاص حلقۂ انتخاب ہے، اول الذکر جلسہ کا ریزولیوشن ہندوستان کے مسلسل ڈیڈلاک پر اندیشہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ صورت حال پر فوری نظر ثانی کی جائے، لیڈروں کو قید سے رہا کر دیا جائے، اور ہندوستان میں ایک قومی حکومت قائم کی جائے، موخر الذکر جلسہ میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ مسٹر ایمری کو ان کے عہدے سے فوراً ہٹا دیا جائے،

ان جلسوں میں مقررین نے جو کچھ کہا اس پر کسی خاص تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے ان حضرات کی تمام باتیں مسٹر ایمری کی دلیلوں کا ترکی بہ ترکی جواب ہیں، معلوم نہیں وہ دن کب آئے گا کہ جب مسٹر ایمری اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھیں گے کہ خود برطانی پبلک کی نگاہوں میں ان کے کارناموں کی حیثیت کیا ہے، اور لوگ ان کو کیا کہتے ہیں، بقول شاعر ؎

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا!
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا!

یہ ایک عجیب معاملہ ہے کہ برطانی سامراج کے حق میں پروپیگنڈا کرنے والے حضرات ایک ہی بات کو دو مختلف اور متضاد دستوں میں پیش کرتے ہیں، ہندوستان کے آبادی کے مسئلہ کو لیجئے امریکہ میں برطانی سفیر لارڈ ہیلی فیکس فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی بڑھی ہوئی آبادی بھی برطانی حکومت کی ایک نعمت ہے، دوسری طرف مسٹر ایمری کہتے ہیں کہ ہندوستان کے قحط کا سبب اس ملک کی بڑھی ہوئی آبادی ہے، مسٹر پریٹ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ اگر کسی ملک کی آبادی میں اضافہ ہو جائے تو اسے مضر نہیں بلکہ مفید سمجھنا چاہیئے اور یہ مثال پیش کی ہے کہ سرو دس نے کوشش کر کے اپنی آبادی کو چار گنا بڑھا لیا ہے، اسی طرح مسٹر ایمری کی فضول باتوں کا جواب مسٹر سورنسن نے بھی دیا ہے ان کے خیال میں برطانی حکومت کا یہ عمل بہت ہی مضحکہ انگیز ہے، کہ وہ دوسرے ممالک مثلاً پولینڈ فرانس وغیرہ کی آزادی کا رگ تو الاپتی رہی ہے مگر ہندوستان کو آزاد کرنا نہیں چاہتی، انھوں نے اس امر پر بھی حیرت کا اظہار کیا ہے کہ برطانی نیشنلسٹ پارٹی کے لیڈر سر اوسوالڈ موسلی کو تو رہا کر دیا ہے اور فیشزم کے بڑے سے بڑے دشمن پنڈت جواہر لال نہرو اب تک قید و بند میں ہیں، برمنگھم کے جلسہ میں مسٹر ایڈورڈ تھامپسن نے کہا ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ نے "برطانی اخلاقیات کے پرخچے اڑا دیئے ہیں" الغرض اسی طرح کی بہت سی باتیں کہی گئی ہیں اور چرچل ایمری کمپنی کے غلط اور قابل اعتراض رویہ کو صاف طور پر ظاہر کیا گیا ہے، اب برطانی پبلک کا فرض ہے کہ وہ خود ان تمام باتوں پر غور کرے، دنیا میں یا انتظامی اور انصاف ایک ایسی چیز ہے جس کا جذبہ تمام دلوں میں موجود رہتا ہے، ضرورت صرف اس کی ہے کہ انسان اپنے ضمیر سے مشورہ کرے، سوال یہ ہے کہ جس آزادی کے نام پر اس وقت جمہوریتیں ایسی عظیم الشان قربانیاں پیش کر رہی ہیں کیا وہی آزادی ہندوستان کے لئے بھی ضروری نہیں ہے؟ آزاد قوموں کو سمجھنا چاہیئے کہ جس نعمت سے وہ خود مالا مال ہیں وہ دوسروں کے لئے ویسی ہی اہمیت رکھتی ہے،

پولینڈ اور روس!

جب سے روس کی فوجیں پولینڈ میں داخل ہوئی ہیں یہ مسئلہ چھڑا ہوا ہے کہ پولینڈ کی پوزیشن کیا ہوگی؟ اب یہی مسئلہ اتحادی ڈپلومیسی کی بساط کے لئے ایک مشکل معمہ بن گیا ہے، روس کہتا ہے کہ وہ اس پولش حکومت سے جو لندن میں موجود ہے بات چیت کرنا نہیں چاہتا، برطانیہ اور امریکہ کی طرف سے یہ پیش کش ہے کہ یہ دونوں اتحادی ممالک اس معاملہ میں ثالثی کا فرض انجام دیں اور روس و پولینڈ کے درمیان سمجھوتہ کرا دیں برطانی وزیر خارجہ مسٹر اینتھونی ایڈن نے پچھلے دنوں یہ بیان کیا تھا کہ سمجھوتہ کا امکان قوی ہے اور روس کے جواب کا انتظار کیا جا رہا ہے، امریکہ نے اس سلسلہ میں خاص طور پر اپنی خدمات پیش کی تھیں لیکن اب روس نے یہ جواب دے دیا ہے کہ سردست صورت حال ایسی نہیں ہے کہ اس پیشکش سے کوئی فائدہ اٹھایا جائے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روس اس معاملہ میں ابھی کوئی مداخلت نہیں چاہتا، اور غالباً جب تک پولینڈ کی حکومت میں کوئی تبدیلی نہ ہو وہ موجودہ پولش حکومت سے گفت و شنید کرنا پسند نہیں کرتا، بہرحال امریکن حلقوں میں یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ پولینڈ کے معاملہ میں کچھ لاجھوڑ تو موجود ہے مگر روس کے اس جواب سے سمجھوتہ کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے، "

اس وقت ساری دنیا کی نگاہیں روس اور پولینڈ کے معاملہ پر لگی ہوئی ہیں، اس سلسلہ میں تینوں اتحادیوں کے درمیان مفاہمت، یورپ کے مستقبل کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی؛

بنگال میں اب کیا ہونا چاہیئے؟

ایک پریس انٹرویو کے دوران میں ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی نے بنگال کی موجودہ صورت حال کے متعلق جو تازہ ترین بیان دیا ہے اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اس بیان میں صرف حالات ہی پر تبصرہ نہیں ہے بلکہ وہ طریقے بھی بتلائے گئے ہیں جن پر عمل کر کے بنگال کو از سر نو زندہ کیا جا سکتا ہے اسے کسی نئے قحط سے بچایا جا سکتا ہے اور اہل بنگال کو سوشل اور اقتصادی بہتری کی طرف لیجایا جا سکتا ہے ڈاکٹر مکرجی فرماتے ہیں کہ سستے چاول اور دوسرے غذائی اناجوں کی سپلائی کے علاوہ، اس وقت یہ اہم مسئلہ بھی پیش ہے کہ اہل بنگال کی زندگی و معاشرت کو نئے سرے سے کس طرح تعمیر کیا جائے، اس قحط کے جو اثرات بنگال پر ہوئے ہیں ان میں اموات اور بیماریوں کے علاوہ ایک چیز یہ بھی ہے کہ اس صوبہ کا پورا معاشی اور اقتصادی ڈھانچہ ٹوٹ گیا ہے، اس خرابی کی اصلاح کے لئے ڈاکٹر مکرجی نے جو مشورے دیئے ہیں ان میں چند تجویزیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) چونکہ صرف خیرات کی تقسیم سے کوئی مستقل حل پیدا نہیں ہو سکتا اور جبر سے گداگری انسان کی خودداری کی جڑ کاٹ دیتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ریلیف کی ایک باقاعدہ اور منظم اسکیم مقامی حالات اور ذرائع کی بنا پر بنائی جائے،

(۲) دیہاتوں کے خاص خاص گروپ کے لئے ایسے امدادی مرکز قائم ہونے چاہئیں جو قطعاً معذور اور ناقابل کارکردگی اور بے خانماں لوگوں کو غذا اور جائے پناہ عطا کرے،

(باقی نوٹ صفحہ (۱۲) پر)

اشارات

ایسوسی ایٹڈ پریس کا ایک جنگی نامہ نگار جو اٹلی میں ہندستان کی آٹھویں فوج کے ساتھ ہے یہ اطلاع دیتا ہے کہ ہندستانیوں نے اٹلی کا جو سب سے بڑا شہر اب تک فتح کیا ہے اس کے گلی کوچوں اور مضافات کو کلکتہ اور دارجیلنگ وغیرہ سے تشبیہ دیتے جا رہے ہیں ——— اس کا منشا یہ ہے کہ ہندستانی فوجیوں بات یہ ہے کہ خوشی اور ہم ہندستانیوں کی فتح میں نازل ہی سے لگی ہوئی ہے اگر اس میں بھی اضافہ ہو جائے تو کوئی اعتراض نہ ہو سکتا ہے اب یہ امید کی جا سکتی ہے کہ روزنامہ کا نام رس اور دیس کا نام اورنگ آباد رکھ دیا جائے گا تاکہ ہندوستان ہندو اور مسلمان دونوں آنند اور سکھی رہیں اور اگر جنوبی ہند بھی اس اعزاز میں حصہ لینا چاہے تو ضرور ہے کہ فلورنس کا نام کیمبا کونم رکھ دیا جائے۔ ہم اس سلسلہ میں اس سے بھی بڑھ کر ایک مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جرمنی کی شکست کے بعد اہل جرمنی کی جاہلانہ جنگ جویانہ اسپرٹ کو ختم کرنے اور ان کو امن کا دلدادہ شیدائی بنانے کے لئے خود جرمنی کا نام ہندوستان رکھ دیا جائے اور پروشیا کا ایک امکانی پاکستان قرار دیا جائے!!

مسٹر راجگوپالاچاری کو ایک خط لکھتے ہوئے بمبئی گورنمنٹ کے سکریٹری نے کہا ہے کہ کتاب مسمی ہندوستان ماضی نہیں ہے" انکے والد پنڈت جواہر لال نہرو کے پاس نہیں بھیجی جا سکتی ——— غالباً یہ کتاب حکومت کے خیال میں بنیادی طور پر غلط ہے اس لئے کہ حکومت نے ہندوستان کو راضی کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور اب ہندوستان برطانی حکومت کا محکوم رہنے کے لئے نہ صرف بسر و چشم بلکہ بجان و دل راضی ہو چکا ہے! اگر یہ کتاب پنڈت جی کے پاس بھیجی جاتی تو غالباً پنڈت جی غلطی سے یہ سمجھ لیتے کہ سر رینالڈ میکسول ہندوستان کو رضامند کر لینے میں ناکامیاب ہو گئے ہیں اور نو روز پر انکو جی بی سی۔ آئی۔ ای کا خطاب یونہی دیدیا گیا ہے۔

برما میں اراکان کے ا۔ چہ کی ایک خبر کہتی ہے کہ "گیتا" نے ایک جوانمرد کی جان اس طرح بچالی کہ دشمن کی گولی آکر اس مقدس کتاب پر لگی جو اس کے سینہ کے پاس کی جیب میں موجود تھی ———

پرماتما کی قدرت میں کوئی بات تعجب کی نہیں ہے مگر اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پرماتما خود بھی اراکان سے پچھم کی ہی طرف ہے، پورب کی طرف نہیں۔ اس واقعہ پر ہمیں ایک لطیفہ یاد آگیا۔ ایک تھا کاذب کہ حضرت جوش ملیح آبادی "چند احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دوست کے گلے میں تعویذ دیکھ کر جوش صاحب نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ میری بیوی نے میرے گلے میں یہ تعویذ ڈالدیا ہے تاکہ میری زندگی ہر بلا، ہر خطرہ اور حملے سے محفوظ رہے۔ جوش صاحب نے کہا کہ اپنی بیگم صاحبہ کی اس ایجاد کے متعلق آپ ڈفنس ممبر صاحب کو ایک خط لکھیں تاکہ ایک ایک تعویذ مزید کر سپاہی کے گلے میں ڈالدیا جائے۔ آپ اس طرح فوراً ہی لکھ پتی ہو جائیں گے۔ جنگ کیلئے اس سے بہتر مسالہ کوئی نہیں ایجاد کر سکتا۔

(۳) اس طرح کے "پورہاؤس" (غریب خانے) بنائے جائیں جو کام کرنے والے غریبوں کے لئے کام مہیا کریں، اور ان کی اجرتیں نصف نقد اور نصف جنس کی صورت میں ادا کریں،

(۴) ان خاص قسموں کے لوگوں کے لئے جو ہنرمند اور پیشہ ور ہیں مگر قحط کے باعث مفلس و قلاش ہو گئے ہیں ایک ایسی اسکیم بنائی جائے تاکہ ان کو امداد دیکر انکے مخصوص پیشوں پر لگایا جا سکے۔

موسر الذکر تجویز کے سلسلہ میں ڈاکٹر مکرجی نے ان باہمی گیروں کی مثال پیش کی ہے جنھوں نے اپنے جال، اپنے برتن، اپنے گھر کی تمام چیزیں یہاں تک کہ مکانات کے چھپر اور دروازے تک فروخت کر دیئے ہیں، ڈاکٹر مکرجی کہتے ہیں کہ اب جبکہ کلکتہ اور اس کے مضافات کے قدامی کی ذمہ داری حکومت ہند نے لے لی ہے، اور بنگال میں امن قائم ہو گئی ہے کوئی سبب نہیں کہ ۱۹۴۳ء میں پھر ایک قحط پڑے۔ لیکن اگر موجودہ وزارت کی ناقابلیت اور انتظامی کے باعث پھر ایسا ہوگا تو اس کی ذمہ داری حکومت ہند پر عائد ہوگی۔ ایسی حالت میں ضروری ہے کہ بنگال میں ایک آل پارٹی وزارت قائم کی جائے، جس کو بنگال کے تمام باشندوں کا اعتماد حاصل ہو، لارڈ ویول اور بنگال کے نئے گورنر مسٹر کیسی کا فرض ہے کہ وہ مندرجہ بالا مفید مشوروں پر غور کریں ؛ ؛ ؛

ایک بے معنی افواہ!

چند روز ہوئے روسی اخبار "پراودا" کے نامہ نگار قاہرہ نے ایک عجیب و غریب افواہ اڑائی تھی کہ دو برطانی شخصیتوں نے جرمن نمائندے ربن ٹراپ سے کسی مقام پر بات چیت کی ہے! بہت اچھا ہوا کہ برطانیہ کی طرف سے سرکاری طور پر اس افواہ کی تردید کر دی گئی اور ماسکو میں مقیم برطانی نمائندے نے روس کے نائب وزیر خارجہ کی توجہ "پراودا" کی اس غلطی کی طرف مبذول کی، ہمیں حیرت ہے کہ "سنسر شپ" کے اچھے انتظامات کے باوجود یہ خبر قاہرہ سے کیونکر نکلی خود پریسیڈنٹ روزویلٹ نے بھی واشنگٹن کی ایک پریس کانفرنس میں یہ کہا ہے کہ "پراودا" کی اس رپورٹ پر کہ برطانی نمائندوں اور ربن ٹراپ میں کسی امکانی صلح کی شرائط پر غور کرنے کے لئے ملاقات ہوئی وہ خود حیرت زدہ ہیں اور ان کو کچھ بھی نہیں معلوم کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ "پراودا" کو یا کسی طرح معلوم تھا کہ صرف چند ماہ پہلے طہران کانفرنس میں روس برطانیہ اور امریکہ کے درمیان کامل اتحاد کا اعلان کیا جا چکا ہے اور یہ بات طے پا چکی ہے کہ کوئی فریق جرمنی سے ہرگز جداگانہ صلح کی گفت و شنید نہیں کرے گا، ایسی افواہیں جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے بالکل بے بنیاد ہوا کرتی ہیں اور یہ غالباً ان لوگوں کی کارستانی ہے جو جھوٹ بول کر اتحادیوں کے مشترک کاز کو نقصان پہونچانا چاہتے ہیں، تازہ ترین اطلاع کہتی ہے کہ برطانی پارلیمنٹ میں زیر اطلاعات مسٹر برنڈن بریکن پر بھی ممبروں نے زور دیا ہے کہ وہ جلد تر ایسی شر انگیز افواہوں کی تردید کر دیا کریں۔

بڑی رشوتیں؟

کلکتہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے رشوت کے ایک مقدمہ کی سماعت میں یہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ نسبتاً چھوٹی چھوٹی رشوتوں کے مقدمات تو دائر کئے جاتے ہیں لیکن بڑی رشوتیں جن کے افسانوں سے شہر بھرا ہوا ہے بے سزا رہ جاتی ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ چیف جسٹس موصوف کا اشارہ کن بڑی رشوتوں کی طرف ہے، آپ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں شہر کلکتہ طرح طرح کے افسانوں سے بھرا ہوا ہے ہمارا خیال ہے کہ چیف جسٹس جیسی عظیم شخصیت کا ارشاد کوئی معمولی بات نہیں ہے ایگزیکٹو حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلہ میں پوری نگرانی کرے اور اگر بڑی رشوتیں لینے کا جرم موجود ہے تو ان کا انسداد کرے

ملایا سے ٹراونکور تک!

سرونٹ آف انڈیا سوسائٹی کے صدر پنڈت ہردے ناتھ کنزرو نے جنوبی ہند کی موجودہ غذائی صورت حال کے متعلق جو بیان دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر امیری ہندوستان کی جو خوشرنگ اور دلکش تصویر پیش کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے پنڈت کنزرو نے خود جنوبی ہند کے پورے علاقہ کا دورہ کیا ہے اور ان کے جو خیالات ہیں وہ چند بیحد حالات پر مبنی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ملایا سے ٹراونکور تک تقریباً دس ملین (ایک کروڑ) آدمی نیم فاقہ کشی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں ملابار کے دیہاتوں میں جو غذا ملتی ہے وہ فی بالغ شخص ایک پاؤ چاول روزانہ سے زیادہ نہیں ہے اور کوچن کی روزانہ رسد ۱۲ اونس سے بھی کم ہے چونکہ ملابار کوچن اور ٹراونکور وغیرہ کی غذائی سپلائی کسی تک باہر کی سپلائی پر منحصر ہے اس لئے حکومت ہند کو بہت جلد اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری محسوس کر لینی چاہئے

معقول مدت؟"

برطانی سامراج ہمیشہ یہی کہتا چلا آیا ہے کہ ہندوستان ایک معقول مدت کے بعد آزادی حاصل کر لیگا لیکن ابھی تک کسی کو معلوم نہ ہوا کہ یہ "معقول مدت" کب ختم ہوگی؟ ہمیں افسوس ہے کہ سر راما سوامی مدالیار نے بھی کانپور میں تقریر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ جنگ کے بعد ایک معقول مدت کے اندر ہندوستانیوں کو ایک ایسا آئین ملجائیگا جسپر وہ فخر کر سکیں گے" اکثر ہندوستانیوں کا مطالبہ بہت دنوں سے یہ ہے کہ اس مدت کا تعین کر دیا جائے تاکہ ہندوستانیوں کے دلوں میں اعتماد آجائے مگر حکومت اور ارباب حکومت اس طرح کی موہوم باتیں ہی اب تک کہے چلے جاتے ہیں،

راز و نیاز

سوال: کیا برطانیہ میں مقیم ہندوستانیوں کی جبری بھرتی جائز ہے۔ (چندر موہن، میرٹھ)

جواب: یہ سوال ابھی ابھی برطانیہ میں پیدا ہوا ہے جہاں مسودہ ہاؤس کے سکریٹری مسٹر سریش چندر کو فوج میں بھرتی ہونے کے لئے بلایا گیا ہے۔ اس پر موصوف نے اعتراض کیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ یہ سوال جلد برطانی پارلیمنٹ میں پیش ہوگا۔

سوال: ۔ تیج دہلی کو اس ردی سعر کے لئے اگر دو تی پیچھے کاغذ کا لگا دیا جائے تو کیا برا ہے؟ خانوں کے اندر حروف بھرنے سے بعض دفعہ روشنائی پھیل جاتی ہے اور حروف مشکوک ہو جاتے ہیں۔ بہتر ہو کہ آپ اس کے لئے ایک صفحہ ایسے کاغذ کا دے دیں جس پر روشنائی نہ پھیلے۔ (ایم۔ ایس۔ ذوق۔ دہلی)

جواب: آپ کی رائے کی ہم قدر کرتے ہیں مگر ان دنوں کاغذ کا معاملہ نازک ہے اور ہمارے صفحات اور کاغذ کی قیمتیں وغیرہ سب معین ہیں۔ بہتر وقت کا انتظار فرمائیے۔ بہرحال ہمارے ناظرین اسی کاغذ پر حروف صاف طور پر بھر لیتے ہیں۔

سوال (۱) قاہرہ کانفرنس کے فیصلوں سے ہندوستان کو کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں؟ سوال (۲) آپ تیج دہلی میں کوئی مسلسل کہانی کیوں نہیں شائع کرتے۔ (رنگندر ناتھ پردھان۔ گورکھپور)

جواب: ۔ قاہرہ کانفرنس سے ہندوستان کو کیا تعلق؟ اس کا تعلق تو جنگ کے مشرقی مسائل سے تھا جن کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے مسٹر چرچل پریسیڈنٹ روزویلٹ اور مارشل چیانگ کائی شیک اکٹھا ہوئے تھے۔ ہندوستان کو تو ایسی کسی کانفرنس سے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا کیا آپ نہیں سنتے کہ ہندوستان کو برطانیہ کا گھریلو مسئلہ تسلیم کر لیا گیا ہے؟ اگر آپکے پڑوسی کانفرنس کر کے آپکے خانگی امور کا فیصلہ کرنے لگیں تو کیا ہوگا؟

جواب: ۔ ہم کوئی مسلسل افسانہ اس لئے شائع نہیں کرتے کہ موجودہ حالات میں اور صفحات کی کمی کی صورت میں طویل افسانوں کے لئے گنجائش نہیں نکالی جا سکتی افسانہ کی قسطیں شائع کرنے کی پابندی اس وقت ممکن نہیں ہے۔ اور اگر کوئی قسط ناغہ کر دی جائے تو ناظرین اسے پسند نہیں کریں گے۔

سوال: ۔ اگر کوئی کمپنی خود اپنا پوسٹ اور ٹیلیگراف ڈپارٹمنٹ قائم کرنا چاہے تو کیا حکومت اس پر اعتراض کریگی؟ یہ سوال اہم ہے اس لئے میں اس کا کوئی ذمہ دارانہ جواب نہیں چاہتا۔ (رندھیر سنگھ۔ ڈولباغ)

جواب: ۔ ایسی حالت میں تو بہتر ہے کہ آپ حکومت ہی سے پوچھیں یا ڈائرکٹر جنرل آف پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف کو خط لکھ کر دریافت فرمائیں۔ ذمہ دارانہ جواب" تو آپ کو وہیں سے مل سکے گا۔

مشرق و مغرب کا تمدنی اختلاف؟

(از قلم نکتہ داں)

انگلستان کے مشہور شاعر رڈیارڈ کپلنگ نے جب سے یہ کہا ہے کہ "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب ہے یہ دونوں آپس میں کبھی نہیں مل سکتے" اس وقت سے یہ مسئلہ کہ مشرق و مغرب کے تمدنی اختلافات کی نوعیت کیا ہیں اور کس طرح ان پر عبور حاصل کیا جا سکتا ہے، بہت سی بحثوں میں زیر بحث آچکا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی نسلوں میں رنگوں کا اختلاف مثلاً کسی قوم کی سفیدی، کسی کی سیاہی، کسی کی زردی، کسی کی بھورا پن وغیرہ آب و ہوا کے اثرات سے پیدا ہوتا ہے اور اس میں کچھ موروثی حالتیں بھی شامل ہوتی ہیں لیکن علم حیات اور علم النسل کے اکثر ماہروں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ رنگ کے باعث انسانی دماغوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور یہ ضرب المثل کہ "انسانی فطرت ہر جگہ ایک ہی ہوتی ہے" بہت سے تجربات کی بنا پر صحیح مانی جا چکی ہے، پھر بھی بعض اہل مغرب نے جو رنگ و نسل کے غرور میں مبتلا ہیں مغرب و مشرق کو اور ان میں رہنے والی قوموں کو ایک دوسرے سے جدا جدا خیال کیا ہے، ہم اس حقیقت کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ مغرب اور مشرق کے تمدن جداگانہ ہیں اس لئے کہ تمدن ماحول سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ پیدائشی اور فطری اوصاف سے،

لیکن یہ خیال غالباً صحیح نہیں ہے کہ مشرق اور مغرب کے تمدن ایک دوسرے پر اثر انداز ہو کر ایک مشترک اور مفید تمدن پیدا نہیں کر سکتے، اس وقت ہمارے سامنے چند دلچسپ سوالات ہیں جو گذشتہ جنگ عظیم کے اختتام پر مغرب کے بہت سے اہل قلم اور مصنفوں سے پوچھے گئے تھے اس سلسلہ میں مسٹر الیکس آرسن کا لکھا ہوا ایک مضمون معاصر "رائنز ویکلی" میں شائع ہوا ہے۔

بات یہ ہے کہ گذشتہ جنگ عظیم کے اختتام پر مغربی دنیا میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ یورپین خیالات اور کلچر پر مشرقی اثرات کے باعث مغربی تمدن کو نقصان پہونچ رہا ہے اس لئے فرانس کے چند ارباب علم نے جن کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں رابندرناتھ ٹیگور اور مہاتما گاندھی وغیرہ اور فرانس میں رومن رولینڈ جیسے مصنفوں کے اثرات سے مغرب کو بچائیں، یہ سوالات مرتب کئے تھے ہم ان کا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں:-

(۱) کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ مشرق و مغرب ایک دوسرے پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتے یا انسانی دماغ میں ایک ایسی مشرقی اور مغربی تقسیم موجود ہے جو ایک دوسرے کو بے اثر بنا دیتی ہے اور مفلوج کر دیتی ہے؟

(۲) اگر ہم پر مشرقی خیالات اثر انداز ہو سکتے ہیں تو آپ کی رائے میں کون سے خیالات ہم تک رسائی کی طاقت رکھتے ہیں؟ بدھ ازم، سلیمون یا ایسیفائی؟

(۳) کیا آپ ہنری بیسیس کے اس خیال سے متفق ہیں کہ مشرق کا یہ اثر مغربی اور بالخصوص فرانسیسی کلچر کے لئے ایک خطرہ ہے؟ یا کیا آپ کے خیال میں یہ وقت آگیا ہے کہ ہم "مشرق کے علم" سے اپنے علم کلچر کو مستفید ہونے دیں، اور ایک روحانی تجدید کا خمیر مقدم کریں؟

(۴) آرٹ، ادب اور فلسفہ میں وہ کون سا دائرہ ہے جو آپ کے خیال میں تخلیقی نتائج کا حامل ہے اور جس کے اثر سے ہمارا فائدہ اٹھانا ضروری ہے؟

(۵) آپ کی رائے میں وہ کون سی قدریں ہیں جو مغرب کو مشرق پر فوقیت بخشتی ہیں، یا وہ کون سی چیزیں ہیں جو مغربی تمدن کو پست کر رہی ہیں؟

یہ سوالات ایک بڑی تاریخی اہمیت رکھتے ہیں فلسفیوں، مصنفوں، ارباب علم اور آرٹسٹوں کو تمام جوابات کے ساتھ یہ ۱۹۲۵ء میں ایک فرانسیسی جریدہ "لے کالیز ڈو مونڈ" میں شائع ہوئے تھے، ان کے متعدد اقتباسات بھی ان دوسری کتابوں میں پائے جاتے ہیں جو مشرق و مغرب کے تمدنی تعلقات پر مباحثوں سے متعلق رکھتی ہیں آج یہ چیز بظاہر کچھ پرانی سی معلوم ہوتی ہے لیکن تاریخ میں یہ سب سے بڑی دستاویز اس حقیقت کے ثبوت میں ہے، کہ مغرب کس طرح مشرقی اثرات سے بچنا چاہتا ہے، غالباً اس شکل میں اہل مغرب نے وہ تریاق پیش کیا تھا جو ان کے خیال میں رابندرناتھ ٹیگور اور دوسرے مشرقی مفکروں اور فلسفیوں کے پھیلائے ہوئے روحانی "زہر" کو دور کر سکتا تھا۔

سیاسی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ دستاویز بڑی اہمیت رکھتی ہے اس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرانس میں اس وقت یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ مغربی تمدن میں مشرقی اثرات روس کے ذریعہ داخل ہوں گے، اس سلسلہ میں ہنری بیسیس کا نام سب سے زیادہ نمایاں ہے، یہ نام سوالات کے اندر بھی آچکا ہے وہ یورپ میں مشرقی اثرات کا سب سے بڑا مخالف تھا۔ اس نے اپنے بے شمار مضامین میں مشرقی فلسفیوں اور مصنفوں کی مخالفت کی ہے اور ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی جس کا نام ہے "مغرب کے ڈفنس میں" لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ مشرق کے مسائل سے اچھی طرح واقف نہیں تھا۔

بہرحال مغربی خیالات کا پس منظر جاننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان تحریروں کا مطالعہ کیا جائے اس وقت جو عالمگیر جنگ دنیا میں ہو رہی ہے وہ انسانی خیالات و رجحانات میں بھی ایک انقلاب پیدا کر رہی ہے ہم نہیں چاہتے کہ مشرق و مغرب کا ایک دوسرے کے تمدن سے فائدہ اٹھانا یا ایک ہی مشترک تمدن میں جڑ کر ایک نئی انسانی برادری قائم کرنا ناممکن ہو اس وقت بھی مغرب و مشرق کے خیالات میں تشریح کا ایک عمل جاری ہے ہمیں یقین ہے کہ دنیا ان حالات سے آئندہ فائدہ اٹھا سکے گی اور جس طرح رومن رولینڈ نے ٹالسٹائی سے مہاتما گاندھی تک بیٹھوون سے سری رام کرشنا تک اور مائیکل اینجلو سے سوامی وویکانند تک ایک راستہ نکال لیا تھا، اسی طرح مشرق و مغرب کے اشتراک عمل سے ایک ایسا تمدن پیدا ہو سکتا ہے جس پر اختلاف کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور کپلنگ کے الفاظ غلط ثابت ہو جائیں کہ۔

مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب ہے
یہ دونوں آپس میں کبھی نہیں مل سکتے

بسنت کی بہار

"رتیج ویکلی" کے خاص شاعر کے قلم سے

آئی بسنت کی بہار، اس کا بھی اعتبار کیا
جس سے بہار زیست تھی، وہ نہیں تو بہار کیا

ہم تو قفس میں قید ہیں پھولوں کی انجمن سے دور
رنگ نیا دکھائے گی، گردش روزگار کیا

مرغ چمن ہوں نغمہ ریز، لالہ و گل کھلا کریں
دل ہی نہیں شگفتہ جب، کیفیت بہار کیا

بعد خزاں بہار ہے، بعد بہار ہے خزاں
وقت تو ہے رواں دواں، وقت پہ اختیار کیا

لائی نہیں بسنت رت مژدۂ جانفزا کوئی
ہند تو ہے ابھی غلام، ہند کی نو بہار کیا

ادب لطیف!

ہمالیہ سے خطاب

(از جناب دیو کی نندن ناصح)

اے عظمت ہند کے نشان! میرے دل میں ایک خواہش ہے، ایک بے پناہ جذبہ! کہ میں تیری خاموشی اور چھوتی آغوش میں اپنا سر چھپاؤں، سنا ہے تیری برفانی ٹکڑیاں ہیبت ناک سناٹے میں حسین دوشیزاؤں کی طرح محو خواب ہیں میں ... اس ازلی نیند سے بیدار کرنا چاہتا ہوں جب دنیا کو روشن کرنے والے آفتاب کی کرنیں ان برفانی پہاڑوں کی چوٹیاں گوندھتی ہیں تو میری کشش میرے لئے بہت بڑھ جاتی ہے دنیا کے شور و غل سے میں اس قدر اکتا گیا ہوں کہ تیری خاموشیوں میں سکون قلب تلاش کرنا چاہتا ہوں،

اے ہمالیہ! تو ہندوستان کے لئے باعث ناز ہے۔ اور تیرا غرور سے اٹھا ہوا سر ہندوستان کی عظمت کا نشان ہے ہم انسان فانی ہیں لیکن تیری عظمت لازوال ہے، ہم کو آنے والی نسلیں بھول جائیں گی اس لئے تو اپنے سینے میں ہندوستان کی عظمت کے افسانے، اس کی خاموش قربانیوں کا حال، اس کے پرستاروں کی داستانیں محفوظ کرتا جا ... اور جب ہم فانی انسان خزاں کے پھولوں کی طرح خاک میں مل جائیں تو تم ایک بڑے مورخ کی طرح اس سرزمین کے حالات آنے والی نسلوں کے سامنے فخر سے بیان کرنا!

کسی بھی صنعت کی زندگی اور موت کا انحصار اس کے سرپرستوں پر ہوتا ہے۔ اگر ابتدا ہی سے اسے عوام کا تعاون حاصل ہو جائے تو وہ قلیل عرصہ میں ہی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو جاتی ہے اور اپنے سرپرستوں اور پرستاروں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے تمام پروگرام عمل میں لا کر اپنے لئے مستقل جگہ بنا لیتی ہے۔ کوئی ہی ایسی خوش بخت انڈسٹری ہوگی جو وجود میں آتے ہی کسی چیز حریف کا مقابلہ سے آنا رہی ہو۔ ورنہ اسے بعض صنعتوں کی مشکلات سے گزر کر اپنی زندگی کی بقا کمانی پڑتی ہے۔

ہماری نئی فلمی صنعت بھی ایسی ہی چند صنعتوں میں سے ایک ہے۔ اس کے ارتقائی مراحل پر نظر دوڑائیے آپ کو معلوم ہوگا کہ اسے کن مصائب کا سامنا ہوا۔ گورنمنٹ کی بے اعتنائی، تھیٹر کی، بہت اور ریڈیو کا رشک آمیز برتاؤ اس کے لئے کچھ کم مشکلات نہ تھیں۔ ان سب پر غالب آنے کے لئے اسے کیا کیا ڈھونگ رچانے پڑے اور کن کن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا انہیں یہاں دہرانے سے اپنے مضمون کی طوالت کے اور کچھ حاصل نہیں۔

ان تمام مشکلات کے باوجود فلم انڈسٹری کا علم بلند رہا اور یہ نئے ماحول اور پرستاروں کو جو کہ ابھی ابھی تھیٹر کی دنیا کو خیرباد کہہ چکے تھے اور جن کے دل و دماغ میں ابھی سٹیج کے دھندلے نقوش تھے کی خوشنودی اور دلچسپی کے لئے محو ہو گیا۔

عوام پر اپنی فوقیت کا سکہ جمانے اور انہیں اپنا گرویدہ بنانے کے شوق و جذبات میں اسے انہیں کے اشاروں پر ناچنا پڑا اور یہ جس کے تفریحی ذوق اور ذہنی تاثرات کا نتیجہ تھا کہ اسے لیلیٰ مجنوں اور ہیر رانجھا ویسے رومانی قصے سیلولائیڈ پر منتقل کرنے پڑے۔ ان ہی تاثرات کی جھلک نمایاں تھی اور یہی وجہ تھی کہ یہ فلم بھی بہت مقبول ہوئے۔

فلمستان
فلمیں فیل کیوں ہوتی ہیں؟

(از جناب چودھری عبدالعزیز گل)

حالات نے کروٹ بدلی اور پورب بھگت نے فکر کے فقیر پروڈیوسر کو ایک کی شاہراہ کی طرف اشارہ کیا۔ جو بھی اس پر گامزن ہوا خوب ہوا۔ ایک دور انقلاب آیا اور ہر سوشل فلموں کا تانتا بندھ گیا۔ دیکھتے دیکھتے فلموں کی بھرمار اٹھی جس نے کان دھرا میدان اسی کے ہاتھ رہا۔ مذہبی فلموں کی مانگ ہوئی تو ان کا ہی طوطی بولنے لگا۔

الغرض ایک ایک فلم کے ساتھ فلم بینوں کا رویہ گرگٹ کی طرح صورت اختیار کرتا گیا اور آج وہ وقت آ پہنچا ہے کہ ہر فلم ساز یہ سوچ کر بنایا کیا جائے اور یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟ کیا کامیاب ہوگا اور کیا ناکام؟ کیا پسند کیا جائے اور کیا ناپسند یہ کوئی نہیں جانتا۔

تفریح اور دلچسپی کی شاہراہ جس سے آج کم و بیش سینکڑوں پگڈنڈیاں نکالی جا چکی ہیں۔ یہ کھڑا ہوا پروڈیوسر حیران ہے کہ وہ کونسی پگڈنڈی پر قدم رکھے؟ ان میں سے کوئی پگڈنڈی ایسی نہیں جس کا راستہ صاف اور قابل اعتبار ہو ہر پگڈنڈی پر ٹھوکر کا احتمال ہے ہر پگڈنڈی دھوکہ اور فریب کی ایسی ریت سے اٹی پڑی ہے جس پر پہلے پروڈیوسر کو اکثر بار ہونے اور چاندی کی روشنی میں چمکنے والی جگہ پانی ہی پانی معلوم ہوتی ہے ہر پگڈنڈی پر ملنے والا ہر مسافر اپنا ہی ڈھول پیٹتا نظر آتا ہے اور اس کا راستہ ہی سوچتے ختم ہو جاتا ہے کہ کس کی آواز کانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور کس کی بری۔

بس یہی نہیں اور بھی بہت سی مشکلات ہیں جو آج ہر پروڈیوسر کے لئے پریشانی کا باعث بن رہی ہیں جنگ کی وجہ سے خام اشیاء گراں ہی نہیں بلکہ دن بدن کمیاب ہوتی جا رہی ہیں پروڈکشن کے اخراجات بھی دوگنے اور تگنے ہو چکے ہیں۔ اداکاروں کی تنخواہوں میں بڑا اضافہ ہو چکا ہے لیکن باوجود ان تمام باتوں کے فلم کی کامیابی کی کوئی گارنٹی نہیں اور اس کا کوئی ضامن نہیں۔

سوال اٹھتا ہے کہ فلم کیوں فیل ہوئی؟ کیوں عوام نے اسے پسند نہ کیا؟ کیا پروڈیوسر نے سرمایہ کم لگایا تھا یا ڈائرکٹر نے محنت کم کی تھی؟ کیا اداکاروں نے جی چرایا تھا یا ڈسٹری بیوٹر نے پبلسٹی کم کی تھی؟ ان تمام باتوں کی پڑتال میں آپ تسلیم کر لیں گے کہ ان میں سے کوئی بھی عنصر اس کا ذمہ دار نہیں۔

اب ذرا اس فلم کو تنقیدی نظروں سے بھی دیکھ لیجئے کہ آیا فلم واقعی فیل ہونے کے قابل تھی یا اس کی تہ میں کوئی اور عنصر کام کر رہا ہے۔

فرض کیجئے کہ فلم تنقیدی کسوٹی پر پوری اترتی ہے اور بلحاظ آرٹ، ٹیکنک، ادب اور تمثیل کے کمال کی بلندیوں پر ہے لیکن باوجود اس کے بھی وہ ناکام ہے۔ عام لفظوں میں عوام نے اسے بالکل ہی پسند نہیں کیا اور باکس آفس کے لحاظ سے وہ فلم صفر کا رجحان رکھتی ہے۔ اچھی فلموں کا برا انجام دیکھ کر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عوام کا فلمی ذوق ابھی اتنا بلند نہیں ہوا کہ وہ بہترین فلموں کی قدر کر سکیں اور شایان شان انکی سرپرستی بھی کریں۔

ظاہر ہوا کہ اکثر اوقات بہترین فلمیں بھی باوجود اتنی خصوصیات کے فیل ہو جاتی ہیں اور اکثر تو پروڈیوسر کو اپنی لاگت کے پیسے دینے کی بھی استطاعت نہیں رکھتیں۔ پھر ایسی فلمیں بنانے سے فائدہ؟

الفاظ خدا ترش ہیں لیکن بعض اوقات وقتی سخت کلامی بھی اچھے نتائج پیدا کر دیتی ہے بشرطیکہ سننے والے میں تحمل سے دل سے غور کرنے کی طاقت ہو کیا یہ حماقت نہیں کہ ایک فلم پر لاکھوں روپے صرف اس لئے خرچ کئے جائیں کہ وہ ایک ایسی فلم کے مقابلہ میں بڑھ جائے جو صرف چند ہزار روپوں کی "حقیر رقم" سے تیار ہوتی؟ اگر ہنٹروالی یا گوکھ دھندا یا بولتی بلبل کی مقبولیت اور باکس آفس کے اعداد و شمار دیکھ کر کسی پروڈیوسر کے منہ میں پانی بھر آئے اور وہ ایسے ہی جذبات سے مغلوب ہو کر ہنٹروالی کی لاگت سے کئی گنا زیادہ خرچ کر کے "اپنا گھر" جیسا فلم پیش کرے تو حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

فلمی تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فلم بنانے اور فلم دیکھنے والوں میں بہت کم ایسے واقع ہوئے ہیں جبکہ دونوں نے آپس میں اتفاق کیا ہو۔ ورنہ پروڈیوسروں کو فلم بینوں سے اور فلم بینوں کو پروڈیوسروں سے ہمیشہ شکایت رہی ہے کہ پروڈیوسروں کا گلہ ہے کہ عوام میں ابھی اچھی فلمیں دیکھنے کی صلاحیت ہی پیدا نہیں ہوئی اور عوام کو یہ گلہ ہے کہ پروڈیوسروں میں اچھی فلمیں بنانے کی اہلیت ہی نہیں۔ واقعات کی روشنی میں ظاہر ہے کہ کتنی ہی بہترین فلموں کو کوڑی کے مول کا بنا کر رکھ دیا اور کتنی ہی نکمی اور لغو فلموں کو مقبولیت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ امپیریل، سروج، ایسٹ انڈیا، ایشور ساگر، سرکو اور نیشنل کی مثالیں آپ کے سامنے موجود ہیں ان کا آغاز کتنا خوشگوار تھا اور انجام کتنا بھیانک!

وجوہات کچھ ہی کیوں نہ ہوں اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انکے دماغوں میں بہترین فلمیں بنانے کا بھوت سوار ہو چکا تھا اور صرف اسی مقصد کے لئے انہوں نے ایک ایک فلم پر لاکھوں روپے صرف کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

کیا چندو لال شاہ نے "اچھوت" کو بہترین بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا تھا؟ لیکن اس کا انجام کیا ہوا؟ کہنے کی ضرورت نہیں۔ دیکی بوس کو "سپیرا" "ٹیون ٹانک" اور "اپنا گھر" پر کتنا ناز تھا اور کتنا بھروسہ تھا۔ انجام کیا ہوا؟، سہراب مودی نے "جیلر" اور "پکار" کے بعد "بھروسہ" کتنے طمطراق سے پیش کیا تھا اس کا حشر.... ؟ رنجیت نے "سنت تلسی داس" اور "سوکر" بہترین فلمیں بنائیں اور "شادی" اور "پردیسی" معمولی لیکن گر اس کے لحاظ سے کون سی اچھی رہیں؟

فلموں کو بہترین فلمیں بنانے کی کوشش نہ کی گئی تھی بلکہ خود پروڈیوسروں اور ڈائرکٹروں کو بھی ان سے ایسے نتائج کی توقع نہ تھی جیسے وہ پیدا کر چکے ہیں لیکن باوجود اس کے وہ بہترین فلمیں تصور کیا جا رہی ہیں۔

ان تمام باتوں کے باوجود نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ نہ تو فلم سازوں کا کوئی دستور ہے اور نہ ہی فلم بینوں کا کوئی اصول، جیسا کہ ان کی سمجھ میں آتا ہے وہ فلم بنا دیتے ہیں اور جیسا ان کی مرضی میں آتا ہے ویسا ہی سلوک کر دیتے ہیں۔ تو گویا قصور وار دونوں ہی ہوئے!

ٹیگور کا ایک شاہکار

"یہ بھجن گانا اور مالا جپنا چھوڑ دے۔ تو مندر کے دروازے بند کر کے کسے تلاش کر رہا ہے؟ اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ کہ تیرا خدا تیرے سامنے نہیں؟ خدا وہاں ہے جہاں ہل چلانے والا کسان سخت زمین پر ہل چلا رہا ہے جہاں مزدور پتھر توڑ رہا ہے۔ وہ دھوپ اور بارش میں ان کے ساتھ ہے اور اس کا لباس گرد آلود ہے تو اپنا یہ مقدس بھجن اتار دے اور اس کی طرح گرد آلود زمین پر آ۔"

آزادی! یہ آزادی کہاں مل سکتی ہے؟ یہ آزادی ذات آفرین کی قیمت ادا کر کے ہی ہمیشہ کے لئے ہم سے بندھی ہوئی ہے تو اپنی محویتوں سے باہر نکل اور خوشبو اور پھولوں کو چھوڑ دے۔ اگر تیرے کپڑے پسینہ اور غبار ہو جائیں تو کیا ہرج ہے کہ تو اپنی پیشانی پر پسینہ لئے ہوئے اس کے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو۔"

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیجئے اور اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرمائیے

موسیقی ۔ رقص ۔ تفریح
اور بھگتی کے دلکش نظاروں سے لبریز
ڈائرکٹر جنیت دیسائی کی دلکش تصویر
بھگت
راج
اداکاران:
وشنو پنت پاگنیس، وسنتی مبارک، رکشیت
بمعہ اہل و عیال آج ہی ملاحظہ کیجئے
۷ واں شاندار ہفتہ
موتی
روزانہ تین شو
۳ بجے دن
۶ بجے شام
۹ بجے شب
اتوار کو صبح ۱۱ بجے ایک خاص کھیل
خزانچی
بھگت راج ٹاکی سینما میں بھی بڑی شان سے چل رہا ہے

این۔ ڈبلیو۔ آر
سپورٹ ڈی نیٹ سروس مینشن لاہور
دہلی ڈویژن میں کیریج اینڈ ویگن اور الیکٹریکل محکموں کی ۵ عارضی آسامیاں پُر کرنے کے لئے درخواستیں درکار ہیں ان میں سے تین مسلمانوں اور ایک سکھوں، ہندوستانی عیسائیوں اور پارسیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ درخواستیں چھپے ہوئے فارم پر جو ایک روپیہ میں این۔ ڈبلیو۔ آر کے بڑے بڑے اسٹیشنوں سے مل سکتے ہیں۔ آنی چاہئیں۔
تنخواہ ۔ ۷۰-۲-۵۰-۲½-۳۰ اور مہنگائی الاؤنس
اوصاف ۔ کسی منظور شدہ یونیورسٹی کا میٹرک، (سیکنڈ ڈویژن اگر نتیجہ ڈویژنوں میں شائع ہوا ہو) جونیئر کیمبرج یا اس کے مساوی۔ امیدوار جو یہ ثابت کر دیں گے کہ وہ سیکنڈ ڈویژن میں صرف چند نمبروں سے رہ گئے ہیں ان پر بھی غور ہوگا۔
عمر ۔ ۱۸ سے ۲۵ سال اور ریجیوٹوں کے لئے ۳۵ سال۔ این۔ ڈبلیو۔ آر کا چھوٹا سٹاف بھی درخواست دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ جنرل منیجر کی طرف سے پیشکردہ شرائط کو پورا کر دیں۔ اور محکمہ کے ذریعہ درخواست دیں۔ درخواستیں معہ اسناد وغیرہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۹ مارچ ۱۹۴۲ء ہے۔
پوری تفصیلات ٹکٹ والا لفافہ چیرمین کے نام ارسال کر کے معلوم کریں۔

مزاحیہ

بھابی

از جناب رام سروپ بھٹناگر

ہم کو یہی افسوس ہے کہ ہماری حقیقی تو کیا خاندان اور رشتہ داروں میں جہاں تک ہماری رسائی اور تعلقات ہیں، کوئی بھابی نہیں۔ ہمارے جو کام بھابی کی ذات سے وابستہ ہو سکتے ہیں وہ بروقت کسی فرضی بھابی سے اسی طرح ادا ہوئے جس طرح ہندوستان میں کسی جدید اسکیم کے جاری ہونے پر کوئی غیر ملکی ماہر باہر سے تشریف لاتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اس کو مکمل یا نامکمل چھوڑ کر اپنا راستہ لیتے ہیں۔ یہی حال ہماری فرضی بھابیوں کا ہوا۔ مگر اس کا اثر ہماری ذات خاص کے لئے بے حد مضر ثابت ہوا۔ ہماری بھابیاں جو ہند ان کو راہ راست پر لا کر ہم میں اور ان میں موافقت کی صورتیں پیدا کرتے سینکڑوں کی بھابی اور تائی ہیں۔ ان کو چہرہ پر نقاب ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ گویا بے نقاب رہنے کا ان کو محض بھابی بننے سے لائسنس مل گیا ہے۔ گھر میں جب کوئی چھلاوی آتی ہے تو ایک طوفان بے تمیزی ان کے چاروں طرف جمع ہو جاتا ہے اور وہ ان چیزوں سے اسی طرح محروم رہ جاتی ہیں جس طرح ہندوستان اپنی پیداوار سے محروم رہ کر دوسروں کی شکم پری میں مصروف رہتا ہے۔ خیر یہ کشمکش بھی۔ لیکن اس پر ان کو ناز ہے۔ پاس پڑوس کے لوگوں میں اور رشتہ داروں میں ہر جگہ جہاں ہمارا گذر ہونا ممکن ہے وہ مالک بن کر بیٹھتی ہیں۔ خانگی زندگی میں جو ان کو مہارت ہے غالباً وہ ہنری فورڈ کو موٹر کے کام میں نہ ہوگی۔ سرہانے کی جگہ انکے واسطے مخصوص ہے ان کی ہر بات منو سمرتی کا شلوک اور حدیث ہے۔ وہ اپنی نوجوانی کے ذکر اذکار چھوٹی بہو بیٹیوں کے روبرو اس طرح بیان کرتی ہیں جس طرح ایک جرنیل اپنی فتوحات کے کارنامے بیان کرتا ہے۔ بھابی اور بھابی جی۔ تائی اور تائی جی کے معزز الفاظ سے جب ان کو مخاطب کیا جاتا ہے تو ان کا چلو بھر خون بڑھتا ہے اور وہ کچھ دیر کو دنیا و مافیہا سے گذر کر یہی خیال کرتی ہیں کہ ہیچ مادیگرے نیست۔ وہ اس وقت رفتار زمانہ کے واقعات کو بالکل فراموش کر دیتی ہیں۔ ان کو پتہ نہیں کہ جنگ عظیم سے کیا کیا نقصانات ہوئے۔ گرانی نے چھوٹے چھوٹے نان شبینہ کا کس طرح محتاج کر دیا۔ تیوہاروں کی عظمت کو خاک میں کیونکر ملا دیا۔ وہ خود کو خود مختار بادشاہ خیال کرتی ہیں۔ انکی سلطنت میں جمہوریت کا دخل نہیں۔ ان کی رائے میں دم مارنے کی طاقت نہیں۔ ان کا حکم ناطق ہے۔

ہولی کے موقع پر جہاں ہم اس بات کو ترستے ہیں کہ کوئی ہم کو بھی رنگین بنائے وہاں انکی رنگینیوں میں قابل قدر اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کو رنگین کرنے والے سینکڑوں جمع ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر محض وہی رنگین نظر نہیں آتیں بلکہ گھر کی دیواریں، صحن، نیز دیگر فرنیچر الغرض گھر کی ہر ایک چیز رنگینی اختیار کر کے انکی دلچسپی میں نمایاں حصہ لیتی ہے۔ ہم کو خواہ روٹی میسر ہو یا نہیں اس کا ان کو مطلق خیال نہیں بلکہ وہ بھابی بننے کے رشتہ کو مضبوط کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو آمادہ ہیں۔ کیونکہ ان کو ہمارے چھوٹے بھائیوں پر جو ان کو بھابی کے معزز خطاب سے مخاطب کرتے ہیں وہی اعتماد ہے جو ایک سالا

گلشن میں آتی ہے بہار

از جناب محمد قمر الدین قمر رام نگری

پھر نئے انداز سے گلشن میں آتی ہے بہار
پھر نئی سج دھج نئے جلوے دکھاتی ہے بہار

دشت اور گلزار میں پھر زندگی کا جوش ہے
شاخ افسردہ میں پھر روئیدگی کا جوش ہے

چپے چپے سے زمیں کے پھر ابلتی ہے بہار
گود میں رنگینیوں کی پھر مچلتی ہے بہار

پھول سے اٹھکھیلیاں کرتی ہے پھر موج صبا
گدگداتی ہے کلی کو پھر نسیم خوش ادا

طائران خوشنوا پھر زمزمہ پرداز ہیں
بلبلان نغمہ زا پھر وقف سوز و ساز ہیں

پھر پپیہے کی صدائے پی کہاں آنے لگی
پھر لگی دل کی صدا کوئل کی بھڑکانے لگی

چل رہی ہے کوہ و وادی میں ہوائے خوش خرام
دے رہی ہے ہر شجر کو روح تازہ کا پیام

اڑ رہی ہیں اس طرح کچھ لال پیلی تتلیاں
اٹھتی پھرتی ہوں چمن میں جیسے رنگیں تتلیاں

غنچے غنچے سے ٹپکتی ہے شراب رنگ و بو
دیدنی ہے حسن اوراق کتاب رنگ و بو

کس قدر پر کیف بحر نزہت کا سہانا ساز ہے
تتلیوں کی ہر ادا میں رقص کا انداز ہے

دیدنی ہے پھول سے معمور شاخوں کا نکھار
جیسے ہو آراستہ کوئی عروس نوبہار

اک نیا عالم بیاباں اور کہساروں کا ہے
اک نیا عالم گلستاں اور سمن زاروں کا ہے

گوشہ گوشہ گاتا ہے چپہ چپہ خلد زار
ذرہ ذرہ ہو رہا ہے کیف اندوز بہار

موسم گل سے ہے پھر رنگ جہاں بدلا ہوا
ہر نظر بدلی ہوئی ہے ہر سماں بدلا ہوا

ہر طرف پیش نظر فردوس کی تصویر ہے
جو بھی ٹکڑا ہے زمیں کا خطہ کشمیر ہے

کو اپنی فوج پہونچاتا ہے۔ انکے خیال سے انکی تمام دشواریاں جن کا تعلق شرافت اور تہذیب سے ہے اس زبردست فوج سے دور ہو سکتی ہیں۔ یہ خیال ان کا ایک حد تک غلط نہیں۔ اس میں کچھ صداقت کا بھی عنصر موجود ہے۔ کیونکہ انکے زیورات کی مرمت۔ ان کا لباس۔ بچوں کے کپڑے نیز دیگر متفرقات اور سامان زندگی جس کو ہم لے آوا دیا اور کسی تعطیل کے واسطے اصرار کیا تھا وہ انھوں نے موقع پا کر ہماری بغیر اطلاع اپنی جاں نثار فوج سے فراہم کر لیا اور طرہ یہ کہ ہمارے دشمنوں کو بھی خبر نہ ہوئی جس وقت ہم میں اور ان میں نصیب دشمناں جنگ و جدل کا موقع بلا بم کے گولہ اور زہریلی گیس کے درپیش ہوا تو جہاں اور ہزاروں گلے شکوے ان کی زبان مبارک سے آتش فشاں پہاڑ کے لاوے کی طرح اچھل اچھل کر برآمد ہوئے۔ وہاں ہماری ان تمام خامیوں کا تذکرہ بھی ہوا جن کو دور کرنے سے ہم قاصر رہے اور انھوں نے اپنے حسن انتظام سے دور کیا۔ قصہ کوتاہ کہ اس موقع پر بھی ان کا پلہ بھاری رہا۔ ہم کو نہیں معلوم کہ رو سا رائے صاحب۔ رائے بہادر۔ راجہ صاحب۔ خان صاحب۔ خان بہادر وغیرہ وغیرہ اعزازی خطاب حاصل کرنے کے واسطے لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ ہر قسم کی دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ میونسپل بورڈ۔ ڈسٹرکٹ بورڈ لیجسلیٹو کونسل اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبر نیز صدر بننے کے واسطے ہر قسم کی قربانی عمل میں آتی ہے۔ اس وقت بھی ان کو وہ اعزاز حاصل نہیں ہو سکتا جو ہماری اہلیہ صاحبہ کو بھابی بننے سے حاصل ہوا ہے حکومتوں میں انقلاب پیدا ہو جائے جنگ کے شعلے کو خواہ کچھ عرصہ کے واسطے سلطنت سے دست بردار ہو کر انگلینڈ میں رہنا پڑے تمام ناممکن اور ممکن صورت اختیار کر لیں۔ لیکن ہماری اہلیہ صاحبہ تا زیست بھابی کے خطاب سے سرفراز رہیں گی اور ان کے اس قدرتی منصب میں ہرگز فرق نہ آئے گا۔

اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ شادی کے بعد میاں بیوی کا سب سے پہلا تعارف انھیں کے ذریعہ سے ہوا۔ اس کشمکش کو انھوں نے جس خوش اسلوبی سے حل کیا وہ سر اسٹیفورڈ کرپس سے بھی اس عمدگی سے ادا نہ ہوتا۔ اس کے علاوہ خانگی جھگڑے بکھیڑے میں وہ سر پنچ بن کر جس عمدگی سے فیصلہ کرتی ہیں ان کے سامنے بڑے بڑے ایڈوکیٹ کلا بھی کان پکڑتے ہیں۔ خواہ خود وہ اور ہم اس مرض میں مبتلا ہوں۔ مگر بیش بھی سچ ہے کہ چراغ تلے اندھیرا ہوتا ہے بچوں کی پیدائش کے وقت وہ اچھی خاصی سول سرجن نظر آتی ہیں۔ کیونکہ خود اس منزل کو متعدد بار طے کر چکی ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب اپنا نمبر آتا ہے تو اس وقت وہ تمام پند و نصائح جو ان کی زبان مبارک سے نکل رہے تھے خاک میں مل جاتے ہیں۔

بہرحال کچھ بھی سہی بھابی کا پارٹ ادا کرنے میں جس قدر تکلیف وہ ان کا پہ سین ہوتا ہے دوسرا نہیں ہوتا۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ بچوں کی پیدائش کا وقت ریلوے ٹائم کی طرح مقرر تو ہے نہیں اور نہ اس کا کچھ ماقبل ٹائم ٹیبل شائع ہوتا ہے۔ جاڑا۔ گرمی بہار برسات۔ رات۔ دن۔ اول۔ پالا چوبیس گھنٹہ میں کسی بھی وقت ان کو پروانہ راہداری عطا ہوتا رہتا ہے اور ایسے موقع پر جس میں زندگی اور موت کا سوال ہے تسلی تشفی کے علاوہ ہمدرد عورت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اس کام کے واسطے بھابی سے بہتر عورت ملنا ناممکن ہے۔ لہٰذا خواہ ہم آرام کی نیند سو رہے ہوں اور وقت ۱۲ بجے کا ہو۔ اہلیہ صاحبہ خواہ بچہ کو دودھ پلا رہی ہوں اور بچہ ان کے لاتیں مار رہا ہو کہ یکایک آواز آتی ہے "بھائی صاحب، بھائی صاحب، بھابی صاحب بھابی کہاں ہیں، ذرا ان کو بھیجدینا۔ گھر میں صورت دگرگوں ہے تکلیف زیادہ ہے۔"

اس آواز پر خواہ ہم متاثر ہوں یا نہ ہوں لیکن وہ اس تیزی سے چارپائی چھوڑ دیتی ہیں گویا اس شہر پر ہوائی حملہ ہونے والا ہے۔ بہرحال بچہ کو روتا دھوتا چھوڑ کر اور ہمارے سپرد کر کے اس سرعت سے روانہ ہو جاتی ہیں کہ سب سے پہلے نو وارد بچہ سے یہی انٹرویو کریں گی۔

اب ہم ہیں کہ اپنی چارپائی پر پڑے رفتار زمانہ اپنی آمدنی اور خرچ انسانی زندگی کا مدوجزر، کار متعلقہ کے تفکرات۔ افسران کی جھڑکیاں، اپنی مجبوریاں ہندوستان کی قدیم آزادی سلطنتوں کے زوال اور عروج الغرض مختلف قسم کے عنوانات پر غور کر رہے ہیں اور سچ ہے کہ کبھی کروٹیں بدلتے ہیں اور کبھی وہ ہم کو ہی اپنی ماں خیال کر کے دودھ پینے کی کوشش کرتا ہے۔ آخر اس حرص محروم رہ جاتا ہے جس طرح بیسویں صدی میں ہندوستان آزادی سے محروم ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کم سرمایہ کی نفع بخش صنعتیں

(از جناب صوفی چمن پرشاد ایڈیٹر رسالہ مشاہدہ جوگی لاہور)

ماتھے کی بندی

موم پلا ڈرام، بادام روغن تین ڈرام، قرمزی گیرا سرخ رنگ چھ گرین، عطر گلاب چھ قطرے۔

دو ڈبا خود پر موم کو پگھلا کر بادام روغن ملا دیں۔ قرمزی رنگ کی مناسب مقدار [illegible] میں حل کر کے اس کو بھی دو ڈبا خود پر موم میں شامل کر کے سب کو ملا کر یکجان کر دیں۔ اب اس مرکب کو ملتہب کریں جب نیم گرم ہو تب عطر گلاب بھی ملا کر سانچوں میں بھر دیں۔ اگر سستا بنانا مقصود ہو تو بادام روغن کی بجائے لیکوئیڈ پیرافین شامل کر سکتے ہیں اور عطر گلاب کی بجائے اور کوئی سستا عطر ڈال کر تیار کر لیں۔

کپڑوں پر چھپائی

کپڑے کو فرم پر کس کر اس پر مندرجہ ذیل مرکب کی تہ جما دیں وائٹ لیڈ دس حصے، ڈائنگ پچیس حصے، لتھارج پانچ حصے، زنک سلفیٹ نصف حصہ۔

مندرجہ بالا اشیاء کے سفوف کو ابال کر گاڑھا کیا ہوا السی کا تیل اور خام السی کا تیل۔ دونوں ہموزن ملا ہوا اتنا لیں کہ جس میں سفوف ملا کے پتلا سا شیرہ بن جائے پہلے نشاستہ کی لئی حل شدہ سریش یا حل شدہ گوند یا کوئی اور لیسدار شے لیں جس میں تھوڑا سا سلفیٹ آف زنک ملا ہوا ہو کر کپڑے پر ہلکی سی تہ جما دیں اور خشک کر لیں۔ اب مندرجہ بالا مرکب میں حسب خواہش رنگ ملا کر ایک اور تہ جما کر خشک کر لیں۔ اب اس سطح پر نقاشی کے آئل پینٹ رنگوں کے ذریعہ ہر قسم کے نقش و نگار بیل بوٹے بنائیں اور اس قسم کی آئل پینٹ اعلیٰ قسم کی نقاشی کی ہوئی تصویریں مارکٹ میں بھاری قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ امیر لوگ اپنے بنگلوں کی دیواروں پر ان کو لٹکاتے ہیں۔

درزیوں کیلئے مختلف رنگ کے چاک

سیاہ چاک کا نسخہ: موم سفید چار حصے، ہارڈ لوپ دو حصے، یاقوتی رنگ والی چپڑاسی چار حصے، سرخ رنگ دیسی ایک حصہ، وینشن سرخ ایک حصہ

نیلے چاک کا نسخہ: چربی دار صابن اکتیس حصے نارنجی رنگ کی چپڑاسی اکتیس حصے، پرشین بلیو پانچ حصے موم، صابون اور چپڑاسی کو پگھلا کر ماتھی دانت سیاہ کے سفوف میں ملائیں اور سانچوں میں بھر کر خشک کر کے رکھ لیں کیونکہ سرخ چاک اور نیلے چاک میں سیاہ ہاتھی دانت کا سفوف نہیں ہوتا لہٰذا اس کے ملانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

میگنیشیا

کھانے کی نمک کی یہ سفید رنگ کی دوا دنیا بھر کے ہسپتالوں میں برائے جلاب کثرت استعمال ہوتی ہے۔ یہ دوا میگنیشیم سلفیٹ (Magnesia) نامی پتھر سے تیار ہوتی ہے۔ یہ پتھر ہندوستان میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ سنٹرل انڈیا میں بمقام کٹنی کے گرد و نواح میں اس کی کانیں ہیں۔

ریاست جموں (صوبہ پنجاب) میں بھی یہ پتھر عام ملتا ہے۔ اس پتھر کا سفوف بنا کر اس میں گندھک کا خام تیزاب بارہ سو ڈگری والا ملا کر رکھ دیتے ہیں۔ چند دن میں یہ خود بخود میگنیشیا بن جاتا ہے جو کہ بے حد سستا تیار ہوتا ہے اور بازار میں بھاری قیمت پاتا ہے۔ میگنیٹ ہندوستان کے اور بہت سے حصوں میں بھی ملتا ہے۔ تیزاب بنانے والے کارخانے میگ نائٹ منگا کر بھاری مقدار میں میگنیشیا تیار کر کے خوب دولت کما سکتے ہیں جبکہ اس کا بنانا نہایت آسان ہے۔

پچھلے صفحہ سے

نصف طفر خواہ ہو کر کفایت ہو جائے یا بچ جائے ہو جائے یا ہم کو ڈیوٹی پہنچانے میں تاخیر ہو جائے صبح کو کھانا دستیاب ہو یا نہ ہو وہ بھائی بنی ہی رہتی ہیں۔ ہم کو بھی اس انسانی تقاضے کے مطابق اس امر میں دم مارنے کی جرأت نہیں اور غالباً اس موقعہ پر ہم کو بھی اپنی زندگی کا وہ سین یاد آ جاتا ہے کہ جب ہم نے کسی کشمکش کے موقعہ پر کسی فرضی بھائی کے دیدہ جب سائی کی ہو گی اور ہم بھی اس کو بلا بیہ اور فارغ خطی کے اسی طرح لوٹا لائے ہوں گے۔

یہ سب کچھ سہی۔ مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ ان کو خوش کرنے کا اور کوئی ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں جو اور فانگی کو دلچسپ بنانے والا ہو۔ پچھلے سے جو ذرائع موجود تھے اس کو موجودہ گرانی نے فنا کر دیا۔ ان تفکرات سے نجات پانے کا ذریعہ اگر کسی کے پاس ہے تو یہی کہ وہ اپنے دیواروں اور دیواروں سے کچھ دیر ہنس بول کر غم غلط کر لیں۔ زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔ بقول شاعر ؎

بلبل کی طرح چمن میں ساقی
مجھ کو اپنا سبو بہت ہے
کب غم ہے امیر اگر نہیں ہیں
اس وقت میں آبرو بہت ہے

آپکی گود اولاد سے خالی نہیں رہیگی!

"مرادی" کے استعمال سے اپنی مراد حاصل کیجئے

جس گھر میں اولاد نہیں ہوتی اس گھر میں بہار کبھی نہیں آتی، اور خوشی و مسرت کے پھول کبھی نہیں کھلتے، عورت کے لئے بانجھ پن ایک بڑی لعنت ہے، کتنے گھر اس بیماری کی وجہ سے بلا نور نظر اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں، اور کس قدر بے مراد عورتوں کی گودیں خالی ہیں، بانجھ پن کو دور کرنے کے لئے "مرادی" وہ تیر بہدف دوا ہے جو بڑی تحقیقات اور مشقت کے بعد سائنٹفک اصول پر تیار کی گئی ہے، اسکے استعمال سے بشرطیکہ عورت کی عمر ۴۰ سال سے زیادہ نہ ہو گئی ہو لازمی طور پر حمل قرار پاتا ہے اور گود ہری بھری ہو جاتی ہے، اولاد کے خواہشمندوں کے لئے "مرادی" کا استعمال ضروری ہے، بے اثر ثابت ہونے پر پوری قیمت واپس کر دیجاتی ہے، اور واپسی کا اقرار نامہ ہر شیشی کے ساتھ رہتا ہے، قیمت پورا کورس چھ روپے چار آنے علاوہ محصول ڈاک

حیاتی شبابی کمپنی، ——— دہلی

آنکھوں کی حفاظت آپکا پہلا فرض ہے!

آپ پوچھیے تو دنیا آنکھوں ہی کا دوسرا نام ہے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

یہ نہیں تو کچھ نہیں اندھیر ہے سارا جہاں
دیکھیے تو سارے عالم کی بہار آنکھوں میں ہے

ہم نے محافظ چشم سرمہ جس کا نام تیتر نجن ہے زر کثیر خرچ کر کے نہایت بیش قیمت اجزا سے تیار کیا ہے، اسکے استعمال سے آنکھیں تمام امراض سے محفوظ رہتی ہیں اور بڑھاپے تک بینائی قائم رہتی ہے، تیتر نجن کا استعمال آنکھوں کو عینک سے بے نیاز کر دیتا ہے، اس سے آنکھوں میں ٹھنڈک، روشنی، تازگی پیدا ہوتی ہے، اور آنکھوں کی کمزوری یا پانی آنا یا دھند وغیرہ دفع ہو جاتا ہے، تیتر نجن ہی کو آپ مستقل استعمال میں رکھیں، صرف چند روز میں اس کا فائدہ معلوم ہو جائیگا قیمت فی شیشی (چار ماشہ) ایک روپیہ چار آنے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ

حیاتی شبابی کمپنی ——— دہلی

افسانہ: احساس

(از جناب کرشنا نند)

جاڑے کے دن تھے کملا کانت کا سکول سے لوٹنے کا وقت ہو چکا تھا، سبھدرا آنگن میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی، اتنے میں باہر جوتوں کی چرچراہٹ سنائی دی۔ "آ گئے" کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی، ہونٹوں پر سواگت کی ہنسی پھوٹ پڑی۔

کملا کانت اندر آیا، سبھدرا نے اسے دیکھتے ہی کہا، اوچھا دکھائی چھوڑ آئے؟

"چھوڑ نہیں آیا"

"پھر؟"

"دے آیا ہوں!"

"کیسے؟"

"ایک بھک منگے کو"

سبھدرا نے اپنی دونوں بھویں ملا کر کہا "چلو تم تو ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہو اس دن نہ جانے کس لڑکے کے لئے گھر سے بنیان لے گئے تھے، آج بھک منگے کو اونی چادر دے آئے اب کسی کو اپنی قمیص اور دھوتی اتار کر دے دو تو مجھے بڑی خوشی ہو"

کملا کانت بولا۔ میرے پاس اور کچھ نہیں تھا پیسے بھی نہیں تھے اسی لئے چادر دے آیا،

"چلو اچھا کیا" سبھدرا بڑبڑاتی ہوئی اندر چلی گئی وہ کپڑے اتارنے لگے تب تک سبھدرا اس کے لئے تھوڑا سا جل پان لے آئی،

(۲)

کملا کانت نے فرسٹ ڈویژن میں ایم اے پاس کیا تھا، وہ بھی ریاضی میں، اگر چاہتا تو آسانی سے ہی کہیں پروفیسر ہو جاتا لیکن ملازمت کے لئے جدوجہد کرنا تو دور رہا اس نے کبھی خواہش بھی ظاہر نہیں کی، جھانسی کی اچھوت پاٹھ شالہ میں ایک انگریزی استاد کی ضرورت تھی، اس نے وہی نوکری کر لی، جگہ یوں تو چالیس روپے ماہوار کی تھی مگر پاٹھ شالہ کی کمیٹی نے اسکی قابلیت کا خیال کر کے اسے ستر روپے ماہوار دینا منظور کر لیا، دوستوں نے کہا تم بھی عجیب آدمی ہو اس سے تو کہیں بھاڑ جھونکنے تو اچھا تھا آجکل کے زمانے میں ستر سے کیا ہوگا؟ کملا کانت کہتا۔

"بھائی ہم میں سے بہتوں کو تو ستر بھی نہیں ملتے"

اس کی اس طرح کی باتوں سے بہت لوگ اسے جنونی کہا کرتے تھے، وہ بہت سیدھے مزاج کا آدمی تھا اس کی شکل دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایم اے پاس ہے، کھادی کا موٹا کرتا پہنتا تھا جس کا ایک کندھا کھڑیا مٹی سے سفید ہوتا۔ کیونکہ پڑھاتے وقت وہ کبھی کبھی اپنے کرتے سے ہی جھاڑن کا کام لے لیتا تھا، تنکے سر رہتا تھا بال بڑے بڑے تھے لیکن ان میں تیل مہینوں نہیں پڑتا تھا عینک یہ تھی کہ وہ قدرتی طور پر ہی کچھ چکنے تھے کوٹ پہننا اس نے بہت دن سے چھوڑ دیا تھا سردی سے بچنے کے لئے ایک چادر تھی، وہ بھی اس دن راستہ میں نہ جانے کہاں گرا ایک اندھا بھکاری مل گیا۔ ہاتھ پسار کر کہنے لگا۔ "بابو جی ایک کپڑا مل جائے" کملا کانت سے اسکی حالت نہ دیکھی گئی، بھک منگے کو چادر اتار کر دے دی تب سے وہ چادر بھی اس کے پاس نہیں رہی، راستہ چلتے آٹھ روپے کی چادر ایک بھک منگے کو دے دی! اپنے پتی کے اس پاگل پن پر سبھدرا دل ہی دل میں ناراض ہونے کے سوا اور کر ہی کیا سکتی تھی، کبھی کبھی اس طرح کا واقعہ ہونے پر وہ اس سے کھٹ بھی کرنے لگتی لیکن ایم۔ اے پاس پتی سے کھٹ کرنے میں جیت کی نسبت ہار کا زیادہ امکان ہے یہ سوچ کر وہ چپ ہو جاتی تھی،

(۳)

اس دن سورج دیوتا بھی سردی کے مارے صبح سے بادلوں کا لحاف اوڑھے بیٹھے تھے کملا کانت بھوجن کر کے پاٹھ شالہ کے لئے تیار ہوا۔ سبھدرا چوکے کے اندر سے چلائی، کچھ اپنی فکر بھی ہے یا سب کچھ غریبوں کو ہی دے ڈالنے کا فیصلہ کر لیا ہے اتنی سردی پڑ رہی ہے اور آپ صرف ایک کرتا پہن کر پاٹھ شالہ جا رہے ہیں اوپر سے سال پڑا ہے مہربانی کر کے اسے گلے میں ڈال لیجئے، جماعت میں چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو قمیضوں کے اندر سمٹا بیٹھا دیکھ کر کملا کانت کو چوٹ لگی اس نے شال ایک طرف پھینک دیا۔

ایک لڑکے نے کہا۔ ماسٹر صاحب آج تو بڑی سردی ہے

دوسرا بولا۔ باہر دھوپ میں چلئے،

تیسرے نے کہا۔ آج دھوپ کہاں ہے؟

جس نے یہ بات کہی تھی سردی سے اسکے دانت بج رہے تھے، کملا کانت نے اسے اپنا شال دے کر کہا

"دھوپ نہیں نکلی ہے یہیں بیٹھو یہ کپڑا اوڑھ لو"

لڑکے نے ہچکچاہٹ کی، کملا کانت نے شال اسکے پاؤں پر ڈال کر کہا۔ "سردی سے مرے گا کیا؟"

شال لمبا تھا اردگرد جو لڑکے بیٹھے تھے انھوں نے بھی اسے پاؤں پر ڈال لیا، کملا کانت پڑھانے لگا، تھوڑی دیر بعد جس لڑکے نے دھوپ میں بیٹھنے کی بات کہی تھی وہ بولا: "ماسٹر صاحب سردی لگ رہی ہے"

کملا کانت کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اس کے ماتھے پر ہاتھ پھیر کر پوچھنے لگا، کیوں؟

لڑکا کانپتے کانپتے بولا ۔ جانے کیوں؟

کملا کانت نے اسکے جسم پر ہاتھ رکھا اور "اُف" کہہ کر ہٹ گیا، لڑکے کا جسم توے کی طرح گرم تھا، اسے بخار چڑھا تھا، کملا کانت نے پاٹھ شالہ کے ایک نوکر سے تانگہ منگوایا اور لڑکے کو احتیاط سے شال میں لپیٹ کر اس کے گھر بھجوا دیا۔

شام کو وہ گھر لوٹا اس کے کندھے پر شال نہ دیکھ کر سبھدرا کی لمحہ بھر پہلے کی مسکراہٹ غصہ میں بدل گئی اس نے کہا۔ "شال کہاں ڈال آئے؟"

کملا کانت بولا۔ ڈالا کہیں نہیں ایک لڑکے کو بخار چڑھ گیا تھا وہی اوڑھ کر اپنے گھر لے گیا ہے"

سبھدرا نے ناراض ہو کر کہا:۔

"نہیں کیا ہو گیا ہے ساٹھ روپے کا پشمینے کا شال نہ جانے کس بھنگی کے لڑکے کو دے آئے ہو"

"دے نہیں آیا، کل آ جائے گا"

"ہاں ہاں خوب آ جائے گا، کہہ کر سبھدرا چپ ہو گئی کملا کانت نے کہا: "ایسی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اس پر اسے بخار بھی تھا شال نہ دیتا تو کیا کرتا"

"چلئے رہنے دیجئے چماروں کے لڑکوں کو ایسی ٹھنڈ نہیں لگتی" کہہ کر سبھدرا اسکے سامنے سے چلی گئی اسے شال کا بہت پچھتاوا ہونے لگا۔ اسکے پتی اسے کشمیر سے لائے تھے، ایک تو پتا کی دی ہوئی چیز، دوسرے بہنتی، سوچنے لگی، انہیں دیتی تو اچھا تھا، لیکن شال کے بغیر اسے تھوڑی سی جسمانی تکلیف بھی ہوئی، نوکرانی بیمار ہو گئی تھی اسی لئے دوسرے دن سویرے گھر کا سارا کام کاج اسے ہی کرنا پڑا کیل تھا اسے اوڑھنا اس نے پسند نہیں کیا سردی سے اس کے اعضاء ٹھٹھر گئے، جب دھوپ نکلی تب کہیں وہ ٹھیک طرح کام کر سکی،

کملا کانت جب پاٹھ شالہ جانے لگے تب اس نے کہہ دیا مہربانی کر کے میرے لئے ایک گرم چادر لیتے آیئے"

پاٹھ شالہ میں پہنچ کر کملا کانت نے لڑکے کے بارے میں پوچھا بتایا گیا اس کا بخار نہیں اترا۔ وہ پاٹھ شالہ نہیں آئے گا "تب تو اسے شال کی ضرورت پڑے گی" سوچ کر وہ پڑھانے لگ گیا۔

شام کو لوٹتے وقت وہ سبھدرا کے لئے بازار سے ایک اونی چادر خرید لایا (باقی صفحہ ۱ پر دیکھئے)

رنگِ تغزل!

(از جناب ضیاء فتح آبادی ایم، اے)

دل کے دکھڑے کسی عنوان سنائے نہ گئے
کام جو بگڑے ہوئے تھے وہ بنائے نہ گئے

چھا گئیں چاند پہ گھنگھور گھٹائیں لیکن
اس طرح حسن کے انوار چھپائے نہ گئے

دی ہوا عشق نے سینے میں جن انگاروں کو
وہ مرے گریۂ پیہم سے بجھائے نہ گئے

کوچہ گردی کا ہماری ہے جہاں میں چرچا
مفت بدنام ہوئے ہم کہیں آئے نہ گئے

ہے وہی تذکرۂ شاہد و مے، بعد شباب
ہو گئی صبح مگر شام کے سائے نہ گئے

عشق سے ہو گیا عرفانِ حقیقت مجھ کو
عقل سے پردۂ اسرار اٹھائے نہ گئے

اے ضیا اور تو موجود وہاں سب تھے مگر
اک ہمیں انجمنِ ناز میں پائے نہ گئے

سبھدرا نے کچھ نہیں کہا، چادر کو الٹ پلٹ کر دیکھ کر چارپائی پر ڈال دیا۔

(۴)

رات بیت گئی تھی لیکن ٹھنڈ کی وجہ سے گھروں میں اب بھی کچھ اندھیرا سا تھا۔ سردی ایسی تھی کہ ہاتھ رضائی سے باہر نہیں نکالے جاتے تھے،

نوکرانی اب بھی صحت یاب نہیں ہوئی تھی اس لئے آگ جلانے کے لئے سبھدرا کو خود ہی جانا پڑا۔ وہ انگیٹھی کے پاس بیٹھی پڑی دیر تک اپنے ہاتھ سینکتی رہی اسکی سردی پھر بھی دور نہیں ہوئی۔ آخر وہ اٹھی، جاکر گھر کے کیواڑ کھولے، کچھ دیر تک سنسان سڑک کی طرف دیکھتی رہی سارا محلہ ٹھنڈ کی چادر اوڑھے پڑا تھا پھر اس نے ادھر ادھر دیکھنے کے لئے دروازے کے باہر سر نکالا، بغل میں حلوائی کی دوکان تھی، وہ ابھی اٹھا جلا تھا، چلم پی کر کھانس رہا تھا، پھر سبھدرا نے دائیں طرف دیکھا، اچانک چبوترے پر دیوار کے پاس ایک گٹھری سی پڑی دیکھ کر وہ چونک پڑی۔

سبھدرا نے پوچھا "کون ہے؟"

گٹھری نے حرکت کی تب اسے معلوم ہوا کہ وہ کوئی آدمی ہے جسم پر ایک پھٹی کرتی تھی اور کمر میں لنگوٹی سردی کی وجہ سے وہ ہاتھ پاؤں کو سمیٹ کر گٹھری بنا پڑا تھا

سبھدرا نے پھر پوچھا، کون ہے، بولتا کیوں نہیں

گٹھری کے اندر سے آواز آئی "میں ہوں مائی جی"

سبھدرا کو ایسا معلوم ہوا گویا وہ آواز پتھر کے اندر سے آرہی ہو

"تو کون؟"

"بھکاری ہوں مائی جی! وہ بڑی سردی ہے ہاتھ پاؤں ٹوٹ رہے ہیں"

سبھدرا نے پوچھا، یہاں کیوں لیٹا ہے؟"

بھکاری نے کہا: "رات میں اس حلوائی کی بھٹی کے نزدیک سویا تھا مائی جی، لیکن اس نے لات مار کر بھگا دیا۔"

بھیک منگے کی بات سنکر سبھدرا کا جی نہ جانے کیا ہو گیا وہ لمحہ بھر ویسے ہی کھڑی اسکی طرف دیکھتی رہی، کل شال نہ ہونے کی وجہ سے اسے کتنی سردی معلوم ہو رہی تھی، یہ سوچ کر گویا وہ سردی سے اور بھی ٹھٹھر اٹھی آج بھی وہ اونی سینان پہنے تھی، چادر اوڑھے تھی پھر بھی اسکے چہرے کا خون گویا جم رہا تھا۔

بھیک منگے نے اسکی طرف دیکھ کر التجا کرتے ہوئے کہا "مائی جی کچھ کپڑا سوتا دے دو کل سے بخار چڑھا ہے"

سبھدرا نے اپنی آنکھیں موندیں اور کھولیں یا تو اس سے بھیک منگے کا دکھ دیکھا نہیں گیا یا اسکی پلکیں پانی سے بھیگ گئیں، اپنی نئی چادر بھیک منگے پر ڈال کر اس نے کہا: "لو اسے اوڑھ لو تب تک دھوپ نکل آئے گی"

"جے ہو مائی جی" کہکر بھیک منگے نے چادر کے اندر اپنے پاؤں پھیلا کے سبھدرا ایک سانس لے کر گھر کے اندر چلی گئی،

کملا کانت اس وقت بستر سے اٹھ کر موٹا سا کمبل کندھے پر ڈال کر باہر گھومنے جانے کی تیاری کر رہا تھا، سبھدرا کو دیکھ کر کہنے لگا:-

"کہاں گئیں تھیں؟"

"کہیں نہیں" پھر اس نے اپنی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:- "دیکھو اس لڑکے سے وہ شال مت لینا"

"کیوں؟"

"تم کہتے تھے وہ بیمار ہے"

کملا کانت نے کہا:- "ہاں بیمار ہی ہے" پھر بولا:- اور تم اس طرح سردی کیوں کھا رہی ہو، چادر کہاں گئی؟

"مجھے سردی نہیں لگ رہی ہے" کہکر سبھدرا نے بتلایا کہ وہ اپنی چادر باہر چبوترے پر پڑے ہوئے ایک آدمی کو اوڑھا آئی ہے۔

"تو اسے دے آئیں"

سبھدرا نے اپنی موٹی موٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیوں؟

جواب میں کملا کانت نے اس کی پیشانی چوم لی،

اس دن اتوار تھا دوپہر کو سات سال کے ایک چھوٹے سے لڑکے نے اس کے مکان میں آواز دی، ماسٹر صاحب، کملا کانت باہر نکل آیا لڑکا اس کا شال لے کر آیا تھا کہنے لگا ماسٹر صاحب اپنا شال لے لیجئے بابو جی ناراض ہونے لگے کہ اسے کیوں لے آئے"

کملا کانت نے لڑکے کی طرف دیکھکر پوچھا:-

"تمہارا بخار اتر گیا؟"

"ہاں!"

بوتلیں
شیشیاں
کارک

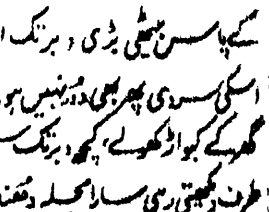

شیشے کے تالوٹ، جاجمنیاں
گلاب وغیرہ ہر قسم کے

تمام خط و کتابت انگریزی میں کریں
ڈیلرز اور جنرل آرڈر سپلائرز:-
دی سی۔ جی ڈپو ۱۸ پارسی چرچ سٹریٹ کلکتہ
ٹیلیفون کلکتہ ۶۴۲۹

لے چل!

(از جناب پھولچند مسکین آشوب)

لے چل اے مری ٹوٹی کشتی مجھے وہاں لے چل جہاں موجیں طوفان سے اٹھکیلیاں کرتی ہوں، بربادیاں آنکھوں کے نیچوں سے آنکھ مچولی کھیلتی ہوں، ہولناک لہریں تباہیاں بن کر ساحل سے ٹکرا رہی ہوں، موجوں پر نشہ ہو طوفان پرستی ہو، موت ہنستی ہو، زندگی سسکتی ہو، یاس کی دنیا بستی ہو، ہر امید ترستی ہو، مدفعت ہو نہ پستی

کملا کانت نے کہا: "دیکھو بابو سے کہدینا یہ شال ماسٹر انی نے مجھے دے دیا ہے سمجھے" ("کرانتی")

ہوا میں ہوں اور میری ٹوٹی کشتی ہے
ہر موج کشتی کی پیاسی ہو، آسمان ہی آرزو ہو، نہ ساحل ہو نہ کنارا ہو، طوفان کا سہارا ہو، آشیانہ نہیں ہوتی بنا گوارا ہو، دیکھ ساحل کی طرف نہ جا نگرہ نہ ہو مجھے لے چل اے میری زندگی مجھے وہاں لے چل جہاں تباہیاں انگڑائیاں لے رہی ہوں، بربادیاں مسکرا رہی ہوں، موت ہنستی ہنس رہی ہو رنج و غم آندھیاں بن کر چھا رہے ہوں مصیبت کے طوفان اٹھا رہے ہوں مصیبت کی موجیں صبر و سکون کے ساحل کے ساتھ ٹکرا رہی ہوں، رسوائیوں کے بادل چھا رہے ہوں آنسوؤں کے طوفان ابل رہے ہوں، عشرتیں کچلی جا رہی ہوں

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم
بادشاہی
صابون اور پاؤڈر
قیمت تین ٹکے کا بڑا ڈبہ - استعمال کیجئے - قیمت فی بوتل ایک روپیہ
دہلی ایجنٹ ۔ کے۔ آر دلاسرائے کاٹھ صدر بازار دہلی

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۳

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے، "رنرز اپ" پچاس روپے

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ، ۴ فروری ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت "تیج ویکلی" مورخہ ۸ فروری ۱۹۴۴ء

(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۴۴ء

ان چھوٹے نقشوں پر آپ اپنے بھیجے ہوئے حلوں کی نقلیں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں

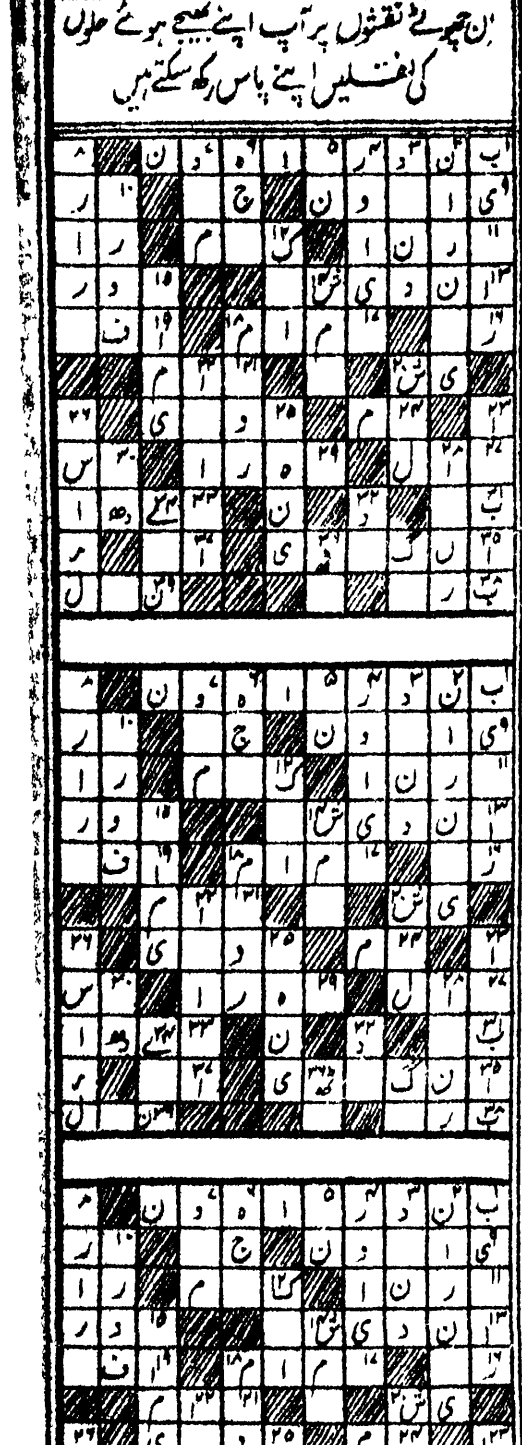

اشارات — دائیں سے بائیں!

(۱) ہسٹدری لڑائی میں فتح حاصل کرنے کے لئے بعض "——" پر قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے (۹) "——" کو بجھ سے حالی اب سرگرانیاں ہیں
نیند میں اُچاٹ دیتی تیری کہانیاں ہیں
(۱۱) مرنیوالے عاشقوں کے لئے کہنا سہل ہوتا ہے مگر "——" کھیل نہیں ہوتا،
(۱۲) بخشش (۱۳) خطرے کا خیال
(۱۶) اسکے ذریعہ جسم میں خون دوڑتا ہے، (۱۷) سب (۱۹) مصیبت
(۲۱) اچھا یہ حاصل کرنا بھی ایک ہنرمندی ہے،
(۲۴) "——" کھاتے کھاتے عاشق مزاج نوجوانوں کی حالت دوسرے سے بدتر ہو جاتی ہے
(۲۵) ایسی روٹی حلق کے نیچے اتارنے کے لئے بار بار پانی پینا پڑتا ہے،
(۲۷) "——" میں کئی مرتبہ روس کا جرمن کو دور تک دھکیل دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے،
(۲۹) بعض دیہاتی اب بھی اگر کہیں کسی کانسٹبل کا یہ دیکھ لیتے ہیں تو لرزنے لگتے ہیں،
(۳۰) اٹلی کا جب کچھ یہ نہ چل سکا تو ہتھیار ڈال دئے،
(۳۱) مثل مشہور ہے کہ "——" اچھا یا نام بُرا
(۳۳) ایسی عمر پر انسان بالعموم مستقل مزاج ہو جاتا ہے (لفظ الٹا تحریر ہے)
(۳۵) انگلی میں بہت خوش نما معلوم ہوتی ہے،
(۳۷) گذشتہ چند سال سے یہ پھل ہندوستان کے باہر بھی برائے فروخت بھیجا جا رہا ہے،
(۳۸) گرمی کے موسم میں لباس اگر اسکے مانند سفید ہو تو بہت بھلا لگتا ہے،
(۳۹) اچھے گھوڑے کی "——" کا بہت خیال رکھا جاتا ہے،

اشارات — اوپر سے نیچے

(۱) طویل عرصہ تک "——" رہنے سے تو موت بہتر ہے (۲) اس کا رنگ بڑا پیارا ہوتا ہے (۳) "درندہ" کا آخری حرف غائب ہے (۴) نقل یا حکایت
(۵) صفت یا خوبی (۶) مفارقت (۷) خفیف سایہ ہونے پر ہی رئیس لوگ فوراً ڈاکٹر یا ڈاکٹر بلانا شروع کر دیتے ہیں (۸) بچوں میں کھیل کود کے باعث کبھی کبھی یہ معمول سے زیادہ بڑھ جاتی ہے (۱۰) حرف کی جمع
(۱۲) دیکھئے پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض
اک برہمن نے "——" ہے کہ یہ سال اچھا ہے
(۱۴) روشنی کا ذریعہ (۱۵) ایسے حاکموں کی گورنمنٹ عزت کرتی ہے،
(۱۸) آفتاب کی شکل چاہے امریکہ میں دیکھو یا ہندوستان میں، ایسی ہی دکھائی دیگی،
(۲۰) بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے ہر عزت دار انسان کا فرض ہے کہ کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرے
(۲۲) کشتی لڑنے کی مخصوص جگہ (۲۳) سفر میں "——" کا زیادہ ہونا بعض مقامات پر وبال جان ہو جاتا ہے (۲۵) جوان اولادوں کے مرنے کا غم "——" سے بوڑھے والدین زندہ درگور ہو جاتے ہیں (۲۶) اگر یہ اچھے فراہم ہو جائیں تو جنگ کا پروپیگنڈا خوب ہو سکتا ہے، (۲۸) لکڑی مسطح کرنے کا اوزار (لفظ الٹا تحریر ہے) (۳۰) اس دن کے بعد جمعرات کا دن آتا ہے،
(۳۲) ع :- خود گلا کاٹوں مجھ کو خنجر "——"
(۳۴) عرب کا ایک مشہور شہر
(۳۶) بعض لوگ جو دیکھنے میں ایسے معلوم ہوتے ہیں، دل کے بڑے اچھے ہوتے ہیں؛

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۳)

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

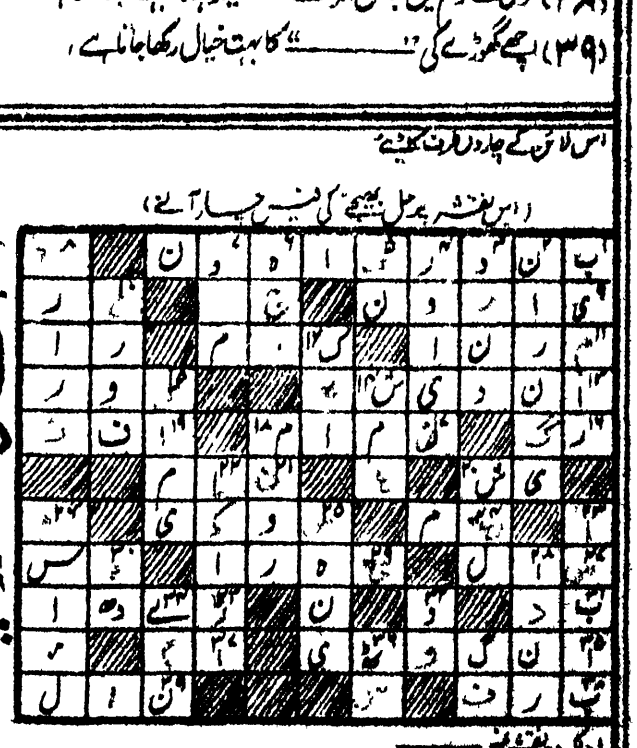

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

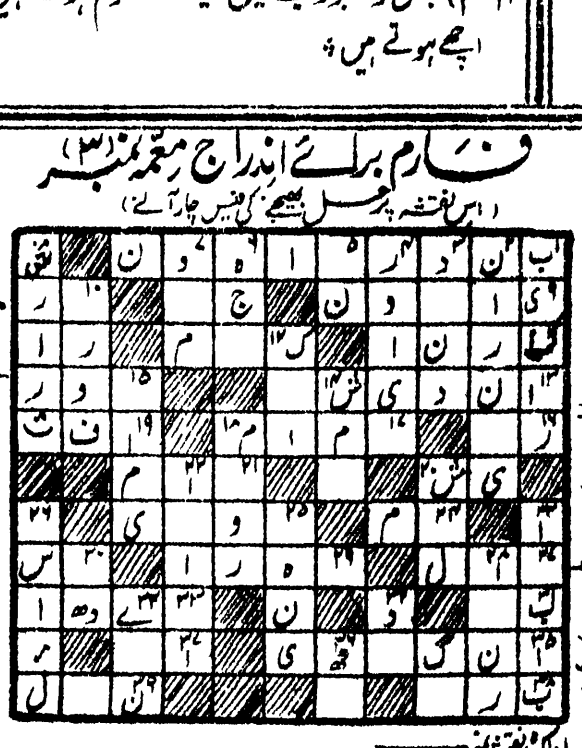

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ اس نقشہ کو مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

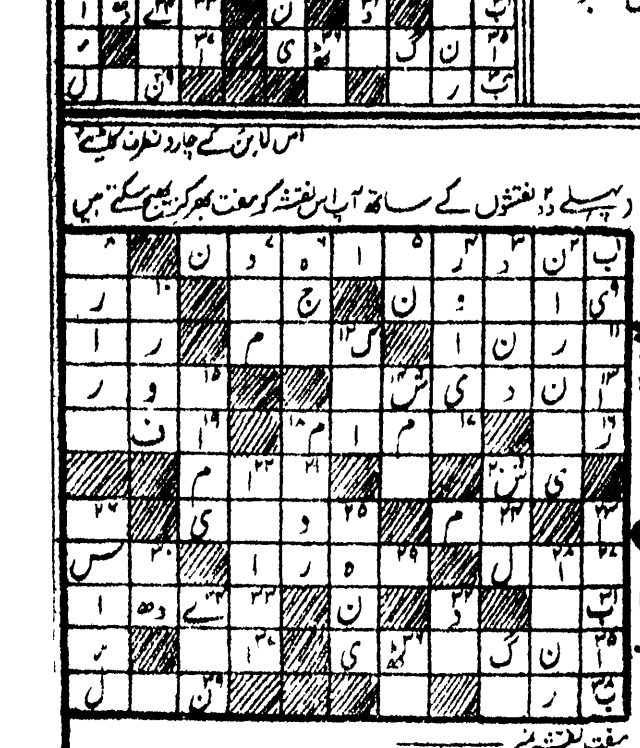

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل
ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیجدیجئے، جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اُسے خالی چھوڑ دیں،
جو شخص دو نقشے بھر کر اسکے آنے فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے،

اوپر کے نقشوں کے حاشیہ پر کاٹیئے

اوپر کے نقشوں کے حاشیہ پر کاٹیئے

اوپر کے نقشوں کے حاشیہ پر کاٹیئے

اوپر کے نقشوں کے حاشیہ پر کاٹیئے

اداکردہ نقشہ نمبر ——— اداکردہ نقشہ نمبر ——— مفت نقشہ نمبر ———

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۳ داخلہ کے قواعد و شرائط کو پڑھ کر میں اس انعامی معمہ میں اس شرط پر شریک ہوتا ہوں کہ اس کے جملہ امور کے متعلق منیجر تیج ویکلی کا فیصلہ [illegible] پابند ہوگا،

پورا نام (صاف طور پر) ———

پورا پتہ ———

نمبر سیڈنی کوڈ ——— نمبر پوسٹل ڈسٹرکٹ ——— اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

قواعد و شرائط معمہ

معمہ کے حل بھیجنے سے پہلے مندرجہ ذیل قواعد و شرائط کو غور سے پڑھیے:

(۱) اس انعامی مقابلہ کی فیس فی نقشہ چار آنے ہے لیکن دو نقشوں کے بھیجنے والے تین نقشے مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں۔ (۲) تمام حل انہیں نقشوں پر بھیجے جانے چاہئیں جو تیج ویکلی میں شائع ہوتے ہیں۔ (۳) ہر فارم کے اندر تین نقشے ایک ساتھ شائع ہوتے ہیں کسی نقشے کو کاٹ کر فارم سے علیحدہ نہ کیجیے، جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں۔ نقشوں کے نیچے مسلسل نمبر شمار درج ہیں۔ (۴) کل فیس داخلہ حل کے فارموں کے ساتھ آنی ضروری ہے۔ منی آرڈر کی رسید یا پوسٹل آرڈر حل کے فارموں کے ساتھ ضرور رکھ دیجیے۔ پوسٹل آرڈر کو ہرگز تہ نہ کریں۔ کیجیے، آپ اگر چاہیں تو ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیج سکتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں پوسٹل گائڈ کی دفعہ ۱۱۱ (ذی) کہتی ہے کہ اگر ٹکٹوں کی رقم لفافہ کے اوپر درج ہوگی یا ٹکٹ اس طرح رکھے جائیں گے کہ باہر سے دکھائی دیتے ہوں تو لفافہ کو رجسٹری کرانا ضروری ہوگا۔ کرنسی نوٹوں کے متعلق پوسٹل گائڈ کی دفعہ ۴۰ میں تحریر ہے کہ ان کا بیمہ کرانا ضروری ہے آپ جو کچھ بھیجیں اس کا اندراج فارم میں ضرور کر دیں جو حل فیس کے بغیر آئے گا وہ مقابلہ میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ (۵) اس انعامی مقابلہ کی جتنے نقشے آپ چاہیں مختلف اقسام کے حلوں سے بھر کر بھیج سکتے ہیں۔ جن اصحاب کو زیادہ تعداد میں نقشے درکار ہوں وہ دفتر سے تیج ویکلی کی مزید کاپیاں قیمتاً منگوا سکتے ہیں یا اپنے مقامی ایجنٹوں سے خرید سکتے ہیں۔ (۶) نقشوں کو روشنائی سے صاف طور پر بھرنا چاہیے۔ حروف کو پنسل سے نہیں لکھنا چاہیے اور ان کو کاٹنا یا مٹانا یا مسخ کرنا چاہیے اور نہ کسی خانہ کو خالی چھوڑنا چاہیے۔ نیز کراس ورڈ معمہ کو احتیاط سے کاٹ کر پھٹے یا مشکوک حلوں والی خالی خانہ والے حلوں کو مقابلہ میں شامل نہ کیا جائے۔ (۷) فارم پر اپنا پورا پتہ روشنائی سے صاف اور خوشخط لکھیے۔ (۸) ایک لفافہ میں ایک ہی خاندان کے کئی افراد اپنے مختلف ناموں سے کئی فارم بھر کر بھیج سکتے ہیں اور منیجر داخلہ بھی سب کی طرف سے یکجائی روانہ کر سکتے ہیں لیکن ایک فارم صرف ایک ہی شخص کے نام سے داخل کیا جا سکتا ہے۔ (۹) اس مقابلہ میں پہلا انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا بھیجا ہوا حل ہمارے بالکل صحیح سربمہر حل کے مطابق ہوگا اور باقی انعامات "زیر" اپ (یعنی غلطیوں کی کم تعداد والے حلوں) میں تقسیم کئے جائیں گے اور انعامات کی تعداد و تناسب کا فیصلہ قطعاً منیجر تیج ویکلی کے اختیار میں ہوگا۔ اگر کوئی بالکل صحیح حل موصول نہیں ہوگا تو پہلا انعام کم سے کم غلطی والے حل کو دیا جائے گا۔ اگر ایک سے زیادہ حضرات پہلے انعام کے مستحق ہوں گے تو انعام کی رقم برابر حصوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس مقابلہ میں ایک شخص کو صرف ایک ہی انعام دیا جائے گا۔ (۱۰) معمہ کا صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام اعلان کردہ تاریخوں پر تیج ویکلی میں شائع کر دیے جائیں گے۔ اگر کسی شریک مقابلہ کو جس کا نام فہرست انعامات میں موجود نہ ہو، خیال ہو کہ وہ مستحق انعام ہے تو اسے نتیجہ کی اشاعت کے ایک ہفتہ کے اندر دوبارہ جانچ کی درخواست دو روپے فیس کے ساتھ بھیجنی چاہیے۔ اگر اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہوگا تو اسے انعامات کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا اور اس کی فیس جانچ بھی واپس کر دی جائے گی ورنہ نہیں۔ اس مدت کے گذر جانے پر داخلہ کے تمام نقشے ضائع کر دیے جائیں گے۔ چونکہ دوبارہ جانچ کی درخواست کے لئے کافی وقت دیا جا چکا ہوگا اس لئے بعد کو اس سلسلہ میں کسی طرح کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا۔ (۱۱) ہر غلط لفظ کی ایک غلطی شمار کی جائے گی مثلاً اگر ایک لفظ کے غلط بھرنے سے دو لفظ غلط ہو جائیں گے تو غلطیوں کی تعداد دو سمجھی جائے گی۔ (۱۲) حل کے فارموں کے وقت پر نہ پہنچنے یا غلطی سے کہیں رکھ دیے جانے یا راستہ میں گم ہو جانے وغیرہ کے متعلق دفتر تیج ویکلی پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور نہ معمہ کا دفتر اس انعامی مقابلہ میں کسی خط کا جواب دینے یا زبانی گفتگو کرنے کا پابند ہوگا۔ (۱۳) کوئی رقم جو معمہ کی فیس داخلہ کی مد میں وصول ہوگی واپس نہ کی جائے گی اور نہ وہ آئندہ معمہ یا کسی دوسرے حساب میں داخل کی جائے گی۔ (۱۴) اس انعامی مقابلہ سے متعلق رکھنے والے تمام امور کے سلسلہ میں منیجر تیج ویکلی کا فیصلہ قطعی اور قانوناً قابل پابندی ہوگا اور اس انعامی مقابلہ کی کھلی ہوئی ضروری اور پہلی شرط ہے۔ (۱۵) روزانہ تیج یا تیج ویکلی یا تیج پریس کے ملازمین کو اس انعامی مقابلہ میں شریک ہونے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ (۱۶) معمہ کے حلوں کے لفافہ میں حل کے نقشوں کے سوا کوئی خط یا تحریر نہ رکھیے ورنہ وقت پر تعمیل نہ ہو سکے گی۔ (۱۷) مقابلہ کے قواعد و شرائط کی مستند ایک معاہدہ کی ہے جو "تیج ویکلی" اور ہر ایک شریک معمہ کے درمیان قابل پابندی سمجھا جائیگا اور منیجر کو اختیار ہوگا کہ کسی قاعدہ یا شرط کی عدم پابندی کے باعث حل کے فارم کو شریک مقابلہ نہ کرے۔

(۱۸) منی آرڈر فارم یا پوسٹل آرڈر یا حل والے لفافہ پر پتہ اس طرح لکھیے:

منیجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر (۳) "تیج ویکلی" دہلی

اپنے بالوں کو قائم رکھیے

کامینیا آئل (رجسٹرڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول کچھ لیجئے۔ جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔

بال کا گرنا بند، سفید ہونا بند

لاکھوں کا مرغوب بالوں کا تیل

یہ آپ کے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑھاتا بھی ہے۔

ہر جگہ فروخت ہوتا ہے۔

دل بہار آئل (رجسٹرڈ)

اس میں کامینیا کے ہی اوصاف موجود ہیں۔ مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے۔ لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔

ہر جگہ مل سکتا ہے۔

سول ایجنٹس

دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی

بمبئی ۲

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پرورانتک چورن ——— دو روپیہ

(۲) پرورانتک اولیہہ ——— ساڑھے بیس روپیہ / ساڑھے پانچ روپیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں، ماہواری کی خرابی وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

پتہ:- **ہری داس اینڈ کمپنی متھرا**

ویسٹرن انڈیا لائف

قائم شدہ ۱۹۱۳ء

مستحکم سے مستحکم تر بنتی جا رہی ہے

سرمایہ زائد ——— ۱,۹۰,۰۰,۰۰۰ روپیہ

نافذ شدہ پالیسیاں زائد ——— ۵,۸۵,۰۰,۰۰۰ روپیہ

موجودہ مشکل اوقات میں زندگی کے بیمہ کی پالیسی نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ بدلتی ہوئی دنیا کے بہت سے نشیب و فراز کے مقابلہ پر آپ کی پوری حفاظت کرتی ہے۔

پالیسی اور ایجنسی کی شرائط بہت فراخ ہیں

تفصیلات کے لئے حسب ذیل پر لکھیں:-

MANAGER

WESTERN INDIA LIFE INSURANCE CO. LTD. SATARA.

دہلی برانچ: G 2/34 کناٹ سرکس نئی دہلی

مرض ایک ہے یا متعدد؟

(از جناب ڈاکٹر پریہ ورت چندر چٹرجی، بنگال نیچروپیتھک ایسوسی ایشن کلکتہ)

قدرتی علاج کا چرچا مغربی ملکوں میں آج کل زیادہ ہے خصوصاً امریکہ اس طریقہ علاج کی طرف زیادہ مائل نظر آرہا ہے اور یہ بے حقیقت نہیں کہ امریکہ نے نہ صرف اس مفید و موثر طریق علاج کو اختیار کرنے میں پہل کی بلکہ نشر و اشاعت کے ذرائع کو کام میں لاکر امریکی لوگوں کے ذہن میں بھی اس کی برکات کا پورا پورا نقش قائم کیا ہے اور یہ ثابت کر دیا کہ اگر انسان ان عوارض سے نجات حاصل کرنا چاہے جو وقتاً فوقتاً صحت کو نقصان پہنچانے کا باعث ہوتے رہتے ہیں تو اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی اصول نہیں کہ وہ قدرتی علاج پر عمل پیرا ہو جائے۔

یہ سبق جو مغرب سے ہم مشرقیوں کو دیا جا رہا ہے وہی ہے جس کے پابند ہمارے اسلاف ماہر تھے۔ قدرتی علاج کے جو طریقے اور اصول ہم مغرب سے سن رہے ہیں اور جیت زدہ ہیں یہ حقیقت بے مبالغہ ہے کہ ان کی ابتدا کا سہرا مشرق کے سر رہا ہے یہاں خصوصاً ہندوستان میں قدرتی علاج کے ماہرین بکثرت تھے اور کسی زمانے میں ہمارا ملک صحت و زندگی کی تصویر تھا۔ آج جبکہ ہم اپنے اسلاف کی ان تمام صفات سے محروم ہو کر قدرتی طریقہ علاج کا درس مغرب سے لے رہے ہیں ہمارا ملک صحت و تندرستی کے اعتبار سے بہت پیچھے ہے۔

بہرحال قدرتی علاج کی وقعت اور اس کے رواج کی ضرورت کی آواز مشرق سے اٹھے یا مغرب سے آئے۔ تو جہ سے سننی چاہئے کہ ہماری فلاح و بہبود اسی میں ہے۔

انسان کا جسم اب تک ہوا، پانی، آگ اور مٹی چار عناصر کا مرکب مانا جاتا ہے لیکن اس میں ایتھر بھی ایک عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسان کی زندگی اور صحت کے قیام میں ان پانچوں عناصر کا ہاتھ ہے اور ہوش و حواس بھی اسی وقت تک بجا ہیں جب تک ان عناصر کی ترکیب مکمل و مرتب ہے۔ جو لوگ قدرتی طریق علاج کو کام میں لاکر صحت قائم رکھتے ہیں انہیں اپنے طریقہ علاج میں اسی وجہ سے کامیابی نصیب ہوتی ہے کہ وہ ان عناصر کے مزاج اور کیفیات کا پورا پورا علم حاصل کر لیتے ہیں اب ہم ان پانچوں عناصر کے اثرات کو بیان کرتے ہیں تاکہ قدرتی علاج کے اصول معلوم کرنے میں کچھ سہولت ہو۔

ایتھر ایتھر میں آواز کے ذرات کو جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ آواز قوت سامعہ کی صحیح نمائندہ ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ انسان کے کانوں کو ایتھر سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔

ہوا ایتھر کے بعد ہوا کا درجہ ہے اس میں ایک تو ایتھر کی سی یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ آواز کو سہار سکے اور جذب کر سکے دوسرے یہ بھی صلاحیت ہوتی ہے کہ "لمس" کا احساس کر سکے گویا ہوا ایک قسم کا آلۂ احساس ہوتی ہے یہ دونوں صلاحیتیں انسان کے جسم کی جلد اور کانوں میں ہوتی ہیں اور وہ ہوا کی صلاحیت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حدت اس کا تعلق آگ یا سورج سے ہے اس میں آواز کا احساس، لمس اور مشابہت ہوتی ہے ایتھر اور ہوا کو دیکھا نہیں جا سکتا لیکن جب ہم اس عنصر کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس کی تحقیق کرتے ہیں تو ہم اسے دیکھ سکتے ہیں دراصل ہماری بینائی اسی صلاحیت کا نتیجہ اور اسی عنصر کا انعام ہے مقدم الذکر دونوں عناصر (ایتھر اور ہوا) میں تو صرف صلاحیت حس ہوتی ہے لیکن آتش (حدت) میں ایک ایسی صلاحیت بھی ہوتی ہے جسے شکل کہا جا سکتا ہے اسے آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اور جسم کی کھال اور کانوں سے محسوس بھی کیا جا سکتا ہے۔

پانی پانی میں مذکورہ بالا تینوں صلاحیتوں کے علاوہ ایک اور صلاحیت لذت بھی ہوتی ہے گویا اس میں چار صلاحیتیں ہوتی ہیں، سامعہ، لامسہ، باصرہ اور ذائقہ اصل میں انسان کے اعضائے حواس و آلات حس کے لئے پانی بمنزلہ غذا کے ہوتا ہے مختصر الفاظ میں یوں سمجھنا چاہئے کہ پانی، زبان، آنکھوں، کھال اور کانوں کے کام آتا ہے۔ انسان کے آلات حس و حواس یہی ہیں۔

مٹی مٹی میں پانی کی چاروں مذکورہ صفات اور صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں اس کے ساتھ ہی اس میں صلاحیت شامہ بھی ہوتی ہے اس طرح اس سے پانچوں آلات حس کا کام چلتا ہے اور ناک، زبان، آنکھیں، کھال اور کان سب اس سے غذا حاصل کرتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ کافی طور پر واضح ہو گیا ہے کہ موخر الذکر دو عناصر پانی اور مٹی میں سب سے زیادہ صلاحیتیں ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ انسان کو اپنا وجود اور اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے ان ہی دونوں عناصر کی سب سے زیادہ ضرورت رہتی ہے۔

علالت کا سبب

یہ پانچوں عناصر جب تک صحیح، تناسب کے ساتھ کام کرتے رہتے ہیں ہمارے جسمانی مشینری میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی لیکن ان عناصر کے تناسب و توازن میں فرق پڑتے ہی انسان کی صحت قائم نہیں رہتی اور وہ بیمار و علیل ہو جاتا ہے اب اگر کوئی شخص کوشش کر کے یہ پتہ چلائے کہ کونسا عنصر مقدار میں کم ہو گیا ہے اور کس عنصر میں اضافہ ہو گیا ہے تو ظاہر ہے یہ علالت بہت معمولی کوشش کے بعد رفع کی جا سکتی ہے جو لوگ قدرتی علاج سے کام لیتے ہیں وہ غور و تلاش سے یہی معلوم کر لیتے ہیں کہ انسان کے جسم کی مشین پر کس عنصر کی کمی اور کس عنصر کی زیادتی اثر انداز ہو کر بیماری پیدا کرنے کا موجب ہوئی ہے چنانچہ اسی کے مطابق تدابیر اختیار کرتے ہیں اور بغیر کسی دوا کے انسان تندرست و صحت مند بنا دیا جاتا ہے اس علاج کو کامیاب حیثیت دینے کے لئے اس عنصر کی ضروری مقدار مہیا کرنی پڑتی ہے جو جسم میں کم ہو چکا ہوتا ہے اور جس عنصر کی زیادتی قدرتی حالات میں بے اعتدالی رونما کرنے کا سبب ہوئی ہوتی ہے۔ اسے دور کر کے انسان کی صحت کو آسانی کے ساتھ اصلی حالت پر لایا جاتا ہے اس بیان سے یہ ظاہر ہو گیا ہوگا کہ قدرت کے اصولوں کو کام میں لاکر بیماریوں کا علاج کرنا اتنا دشوار نہیں جتنا بادی النظر میں اسے لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔

اس طریق علاج کے ماہر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ نفسیات سے واقفیت رکھتا ہو جب تک انسانی مزاج اور اس کی مختلف کیفیات کا پورا پورا علم حاصل نہیں ہوگا آسانی کے ساتھ اس طریق علاج میں مہارت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ یہ حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد بھی کہ انسان کے جسم میں کون کون سے عناصر ہیں یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ زیر علاج مریض کا مزاج کس نوعیت کا ہے جب معالج کو اپنے بیمار کے مزاجی اتار چڑھاؤ کا اندازہ ہو جاتا ہے تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ بہت کم وقت میں ان حالات و اسباب کو دور کر دیتا ہے جو اس کے مزاج میں بے اعتدالی یا بالفاظ دیگر علالت کا باعث ہوئے ہوتے ہیں نفسیات کا ماہر ہونے کے لئے تعلیم سے زیادہ مشاہدے اور تجربے کی ضرورت ہے جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نفسیات کی تعلیم اسکولوں اور کالجوں میں حاصل کی جا سکتی ہے ہمارے خیال میں وہ حقیقت سے پوری طرح واقف نہیں۔ نفسیات کا پورا علم تو انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہنے، ان کی عادات و خصائل پر نظر رکھنے اور ان کے مزاج کو پہچاننے ہی سے ہوا کرتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ موجودہ زمانے میں انسان کو علاج کے نئے نئے طریقے معلوم ہو گئے ہیں اور جراحی وغیرہ کے لئے اسے زیادہ سہولت بخش آلات میسر ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ جتنا جتنا انسان سائنس کی بدولت ان سہولتوں سے فائدہ اٹھاتا جاتا ہے اتنا ہی وہ قدرت سے دور ہوتا جاتا ہے اور جن قدرتی اصولوں کے ذریعہ سے وہ اپنی زندگی کو صحیح اور درست رکھ سکتا تھا ان سے بڑی حد تک نابلد اور بے بہرہ ہو جاتا ہے۔

کہنے کو تو بعض حضرات یہ کہا کرتے ہیں کہ انسان نے قدرت اور فطرت کو ایک حد تک مسخر کر لیا ہے ہمیں بھی یہ حقیقت تسلیم ہے کہ فطرت کے بعض رموز سے انسان کو واقفیت حاصل ہو گئی ہے اور اس نے برق و باد کے منہ میں لگام دیکر ایک طرح انہیں اپنے قبضہ و اختیار میں کر لیا ہے لیکن ایسا کرنے میں خود انسان بھی مادہ پرستی کے ہاتھوں مسخر ہو گیا ہے اور اپنی حقیقت سے دور جا پڑا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نہ پوری طرح وہ مادیات میں ترقی کر سکا ہے نہ اسے روحانیت کا پورا پورا علم نصیب ہو سکا ہے۔

انسان کی صحت کے راستے میں سائنس زبردست رکاوٹ ہے۔ شاید بعض اصحاب ہمارے اس خیال سے اتفاق نہ کریں لیکن جب غور کیا جائے گا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تہذیب شائستگی کا سہارا لے کر اور جدید سائنس کے کمالات سے فائدہ اٹھا کر انسان نے اپنے اوپر کچھ ایسی قیود اور پابندیاں عائد کر لی ہیں کہ اس کی حرکت و حرکت تصنع کے زیر اثر آگئی ہے۔ آج سائنس کے نام سے جو ایجادات انسانی صحت و تندرستی کے راستے میں حائل ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو انسان قدرتی اور فطری اصولوں کے مطابق ہوا، پانی، روشنی وغیرہ سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا اور دنیا میں ہر طرف تندرست و صحت مند انسان ہی نظر آتے۔ آج بھی کرۂ زمین کے جن گوشوں پر نئی روشنی کا پرتو اور جدید سائنس کا سایہ نہیں پڑا ہے وہاں انسان قابل رشک صحت کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے جن محققین کو افریقہ، ایشیا، امریکہ اور آسٹریلیا کے دشت و صحرا کی سیر نصیب ہوئی ہے اور جنہوں نے صحرائی قبائل کی زندگی اور ان کے حالات و بود و باش کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے وہ ہمارے اس بیان کی تائید کریں گے

کیا ان تمام باتوں سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ سائنس اور ترقی کے دھوکے میں انسان حقیقت میں تنزل اور پستی کا شکار ہوتا رہا ہے اور چاہے اپنے اجلائے جنس کو وہ یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کرے کہ زمانہ قدیم کے مقابلے میں موجودہ زمانہ انسان کے لئے ترقیات کا موجب ہوا ہے لیکن خود انسان کا ضمیر اس کی موجودہ حالت پر کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا سائنس اور ترقی کے نام سے انسان نے عظیم ترین فریب کھایا ہے اس کو یہ یقین ہے کہ اسے امراض سے پوری پوری واقفیت حاصل ہو گئی ہے اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی دھوکے سے کم نہیں کہ مختلف بیماریاں مختلف اسباب اور مختلف صورتیں رکھتی ہیں جب سے انسان امراض کی مختلف انواع و اقسام کا بزعم خود عالم ہوا ہے اس وقت سے وہ قدرت اور فطرت کے سادہ اصولوں کے سمجھنے میں اور بھی غلطیوں کا شکار ہوتا رہا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ سائنس اور تہذیب کے اس ترقی یافتہ دور میں ہزارہا بیمار موت کا لقمہ بن جاتے ہیں، درآں حالیکہ ان کے امراض سے معالجین پورے پورے واقف بھی نہیں ہو پاتے کہنے کو ان میں سے بعض بیماریوں کی تشخیص و تجویز کے لئے معالجوں کے بڑے بڑے بورڈ قائم ہوتے ہیں لیکن پھر بھی لاتعداد مریض اس حالت میں اپنی جان جاں آفریں کو سونپ دیتے ہیں کہ ان کے معالج ان کے امراض و اسباب امراض سے ضروری طور پر بھی واقف نہیں ہو پاتے۔

(باقی آئندہ)

آمدِ بہار

از جناب ماہر القادری

پپیہا اک قیامت ڈھا رہا ہے — بڑے اونچے سُروں میں گا رہا ہے
ارے یہ گرمیٔ کیفِ مسرت — گھٹاؤں کو پسینہ آ رہا ہے
بہت ہلکی پھواریں پڑ رہی ہیں — کہ جیسے عطر چھڑکا جا رہا ہے
میں خود ہوں اپنے نیتروں کا نشانہ
کوئی میری غزل کو گا رہا ہے

یورپ کی خفیہ کارروائیوں کے سلسلہ میں یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ حملہ آوروں کی نگرانی کے باوجود سینکڑوں کی تعداد میں اخبارات اور رسالے خفیہ طور پر چھپ رہے ہیں بلکہ پولینڈ میں تو پوری کی پوری کتابیں چھپ جاتی ہیں مثال کے طور پر ۲۳۰ صفحوں کی ایک ضخیم کتاب حال میں لندن پہنچی ہے جس میں پولینڈ میں نازی حکومت کے تشدد کا مفصل بیان ہے۔

ان خفیہ طور پر چھپنے والے اخباروں اور کتابوں کے لئے جن میں سے بعض لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کی جاتی ہیں بہت کافی مقدار میں کاغذ کی ضرورت ہوتی ہے جو نازیوں کے ذخیروں میں سے چرایا جاتا ہے اس کے علاوہ روشنائی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بسا اوقات وہی مطابع جو نازیوں کا کام کر رہے ہیں نازیوں کے خلاف اس کام میں خفیہ مدد دیتے ہیں

مزدور اور عورتیں سر کو ہتھیلی پر رکھ کر خفیہ پرچوں کو تقسیم کرتی ہیں اگر اس کا کوئی بنڈل ان کے پاس سے برآمد ہو جائے تو انہیں سزائے موت دی جاتی ہے۔

یوروپ کے خفیہ اخبار

(از پیٹر میتھوز)

(بین الاقوامی معاملات کا مشہور برطانی نقاد)

مقبوضہ یوروپ سے خفیہ طور پر برآمد کئے ہوئے یہ اخبارات پڑھ کر بڑی لغو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان اخبارات کا زیادہ حصہ جنگ کے لئے نہیں بلکہ زیادہ تر بعد جنگ کی تنظیم مثلاً سماجی معاملات اور بین الاقوامی تعلقات کے لئے وقف کیا جاتا ہے جس کا حل کرنا اگر یہ ہوگا۔

جرمنوں کی شکست کے بعد

جرمنی کی آنے والی شکست ثابت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔ بہت عرصہ سے یہ سوال نہیں کیا جاتا کہ "اگر جرمنی کو شکست ہو جائے" بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ "جرمنوں کی شکست کے بعد کیا کرنا ہوگا۔" مقبوضہ ممالک کے باشندے صلح سے آگے تنظیم جدید کے زمانہ پر نظر ڈال رہے ہیں

اگر ہم جرمن اخبارات اور جرمنوں کے زیر اثر اخبارات جرمنوں کے زیر نگرانی ریڈیو اسٹیشنوں کی نشریات کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب یوروپ کی خفیہ جماعتیں آئندہ فتح کی توقع پر حملہ آوروں کے خلاف چھاپہ مار جنگ کر رہی ہیں اور اب مقبوضہ یوروپ میں غداروں اور ان کے انتقام کو سزا دی جا رہی ہے۔

غداروں کے رفقاء کا قتل

کوئی دن بھی ایسا نہیں گذرتا جب فرانس میں غداروں کے رفقاء قتل نہ کئے جائیں اکثر وہ جرمن بھی موت کے گھاٹ اتارے جاتے ہیں جو شہری آبادی پر ظلم و تشدد کرتے ہیں۔ فرانس کے مقبوضہ جرمن اسٹیشنوں کی نشریات بتاتی ہیں کہ وہاں "خانہ جنگی" شروع ہو گئی ہے۔ فرانس کے بعض پہاڑی علاقے سارے کے سارے مزاحمت کرنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ چونکہ جرمن جانتے ہیں کہ فرانسیسی مسلح ہیں اس لئے انہیں اپنی جانیں ہر وقت خطرے میں نظر آتی ہیں۔

جب اتحادی کارسیکا پر حملہ آور ہوئے تو وہاں پندرہ ہزار سپاہیوں کی ایک فوج نے ان کا خیر مقدم کیا یہ فرانسیسی ان آٹومیٹک رائفلوں سے مسلح تھے جو برطانیہ میں تیار کی گئی تھیں اور بغاوت کی تیاری کے لئے انہیں بھیجی گئی تھیں۔

حال ہی میں فرانسیسی مزاحمتی تحریک کے ایک رہنما نے لندن میں کہا کہ مسلح فرانسیسی جماعتیں جو اس وقت جرمنی کا مقابلہ کر رہی ہیں اتحادی حملہ کے زمانہ میں چھاتہ فوج کی حیثیت سے مدد دیں گی۔

چھاتہ فوج سے کام لینے کی حربی حکمت عملی بالکل بدل گئی ہے کیونکہ اس ملک کے لئے جس پر ہوائی جہاز دھوئیں اڑتے ہوئے دستوں کے حملہ کا امکان ہو یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی دفاعی فوجوں کو اس طرح پھیلائے کہ ہر کمزور مقام اچھی طرح محفوظ ہو جائے۔ مقبوضہ یوروپ کے ہر گوشہ میں ایسی مسلح جماعتوں کی موجودگی کس وجہ سے جو اتحادی حملہ آوروں کا ہاتھ بٹانے کے انتظار میں ہیں جرمن اپنی دفاعی فوجوں کو پھیلانے پر مجبور ہیں۔

مزدوروں کو جبراً بھرتی کرنے کے سبب سے نازیوں کے دشمنوں کی تعداد اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ لاکھوں آدمی چھپے بیٹھے ہیں تاکہ ان سے جرمنی میں جبریہ مزدوری کا کام نہ لے سکیں انہیں آزاد کرنے والی اتحادی فوجوں کا انتظار ہے جو ان کے دشمنوں کو ان کے ملک سے مار بھگائیں وہ پانچواں دستہ جس نے ہٹلر کو ۱۹۴۰ء میں مدد دی تھی اتحادیوں کے اس "پانچویں دستے" کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہوگا جو جرمنوں کو مار بھگانے میں اتحادیوں کی مدد کرے گا۔

مصوّرِ فطرت

(از جناب دیوکی نندن آتش)

ایشور ایک بچے کی طرح ہے، معصوم اور خوش
اس کے آس پاس طرح طرح کے رنگ بکھرے ہوئے ہیں جو برشوں کی مدد سے وہ ان کے نقش بنا رہا ہے۔
وہ رنگ پھیر رہا ہے، بکھیر رہا ہے اور پھکی طرح سے بیٹھا سیٹیاں بجا رہا ہے۔
اس کا رنگ حسن ہے، نور ہے اور پاک ہے
اور خود ہر انسان تیرے مصنوعی رنگ بھرتے ہیں بیانی رنگ
او غافل کیا عمر بھر کی جدوجہد کے بعد بھی تو سنہری شفق کا منظر نہ سکتا ہے؟
غور سے دیکھ مصوّر فطرت کے شاہکار! وہ تیری جھلسی ہوئی قوتوں کو تسکین بخشتے ہیں۔
انہیں تہذیب نو کے سنہری قفس میں تلاش نہ کر، بلکہ
وہ وہاں جلوہ گر ہیں جہاں قدرت اپنی تمام سادگی اور رعنائی کے ساتھ مسکراتی ہے۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول، ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ بسنت لال صاحب سب جج بہادر درجہ دوم لدھیانہ

دعوی دیوانی ۳۲/۷۳

کشن سنگھ پسر گوندا ذات ترکھان سکنہ موضع چمنڈہ تحصیل لدھیانہ مدعی

بنام

گورکھ سنگھ پسر سمندو، رام رتن پسر گورکھ سنگھ ذات ترکھان، سکنہ چمنڈہ حال لکھنؤ شاہجی کا باغ منصل پل لوہا ڈائرکمپنی، بیرگودام

بادعوی ۴۸/۰ روپیہ

بنام گورکھ سنگھ پسر سمندو، رام رتن پسر گورکھ سنگھ ذات ترکھان سکنہ چمنڈہ حال لکھنؤ شاہجی کا باغ منصل پل لوہا ڈائرکمپنی بیرگودام لکھنؤ (یوپی) ——— مدعا علیہم

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۱۰ فروری ۱۹۴۴ء کو مقام لدھیانہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۴۴ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول، ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ بسنت لال صاحب سب جج بہادر درجہ دوم لدھیانہ

دعوی دیوانی ۳۲/۷۳

کشن سنگھ پسر گوندا ذات ترکھان سکنہ موضع چمنڈہ تحصیل لدھیانہ مدعی

بنام

گورکھ سنگھ پسر سمندو، رام رتن پسر گورکھ سنگھ ذات ترکھان، سکنہ چمنڈہ حال لکھنؤ شاہجی کا باغ منصل پل لوہا ڈائرکمپنی، بیرگودام

بادعوی ۴۸/۰ روپیہ

بنام گورکھ سنگھ پسر سمندو، رام رتن پسر گورکھ سنگھ ذات ترکھان سکنہ چمنڈہ حال لکھنؤ شاہجی کا باغ منصل پل لوہا ڈائرکمپنی بیرگودام لکھنؤ (یوپی) ——— مدعا علیہم

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۱۰ فروری ۱۹۴۴ء کو مقام لدھیانہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۴۴ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

اشتہار بحکم سردار بلونت سنگھ صاحب ناظم ضلع نارنول

اشتہار زیر دفعہ اطلاع دہی لبشیشر دیال سپتر لال شانتی پرشاد سانتی پرشاد مسمول علیہم

منوہر لال بہاری ولد لالہ بہادر ذات قوم کایستھ ساکنان نارنول سائل ۱

موتی رام ورام بخش پسران پربھو دیال قوم ویش اگروال ساکنان نارنول سائلان ۲

بنام

دیوکی پرشاد، پیارے لال پسران نرائن داس، سپتر لال، شانتی پرشاد پسران کستوری لال، بنارسی داس، لبشیشر داس شمبھو پرشاد و بالمقابل سانتی پرشاد نابالغ برسرپرستی بنارسی داس پسران لالہ پربھو دیال قوم ویش اگروال مرتہنان اول مسمول علیہم ۱

چودھری قبول چند ولد لالہ گوردیال مل قوم ویش اگروال ساکنان نارنول مرتہنان دوئم مسمول علیہم

درخواست تنسیخ رہن آرامی کھیوٹ ۷۶۴ تعداد ۱۰۴ بیگہ موضع آبنال چاہات خوجہ والا، کہاڑ زرعانہ سنہ ۱۳۶۰-۹۵ واقعہ قصبہ نارنول بذریعہ سمن ۱۰۰ ماسوائے کے زر رہن ۱۱۰۰ روپیہ

مقدمہ مندرجہ صدر میں لبشیشر دیال، سپتر لال، شانتی پرشاد سانتی پرشاد مسمول علیہم پر معمولی طریق سے تعمیل سمن نہیں ہوئی لہذا بتقرر ۲۵ رماگھ سمنت ۲۰۰۰ بذریعہ اشتہار ہذا مالکان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر درخواست سائلان کے متعلق جو عذرات ہوں پیش کریں۔ بصورت دیگر ان کی عدم حاضری میں حکم مناسب دیا جاوے گا۔

آج بتاریخ ۸ رماگھ سمنت ۲۰۰۰ بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

اشتہار بحکم سردار رامیشر دیال صاحب بی۔ اے، ایل ایل۔ بی ایچ

ناظم دیوانی بنالہ واقعہ ۹/۱۹۴۳

بھگونت سنگھ ولد روڑ سنگھ قوم نائی سکنہ چکر تحصیل جگراؤں مدعی

بنام

پرتھی چند ولد سری رام گرداں بنالہ، سورن سنگھ و بلونت سنگھ سکنہ ایضاً ——— مدعا علیہم

بغرض اگاہی بلونت سنگھ و سورن سنگھ پسران سندر سنگھ جٹ سکنہ پٹی سکھوان ——— مدعا علیہم

اندریں مقدمہ بتقرر ۶ رپھاگن سمنت ۲۰۰۰ تاریخ پیشی مقرر ہو کر عدالت ہذا کو اطمینان ہو چکا ہے کہ مدعا علیہم پر معمولی طریق پر تعمیل سمن ہونی مشکل ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ تاریخ پیشی مقررہ خاص یا وکلاء خاص عدالت ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کرو۔ ورنہ تمہاری عدم حاضری میں حکم مناسب دیا جاوے گا۔

آج بتاریخ ۱۹ رپوہ سمنت ۲۰۰۰ ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

مسٹر ابھیانکر
وزیر ہند
آپ کے حلقہ انتخاب میں لیبر پارٹی بورڈ کے سکرٹری نے تقریر کے دوران میں آپ کو ہٹائے جانے کا مطالبہ کیا

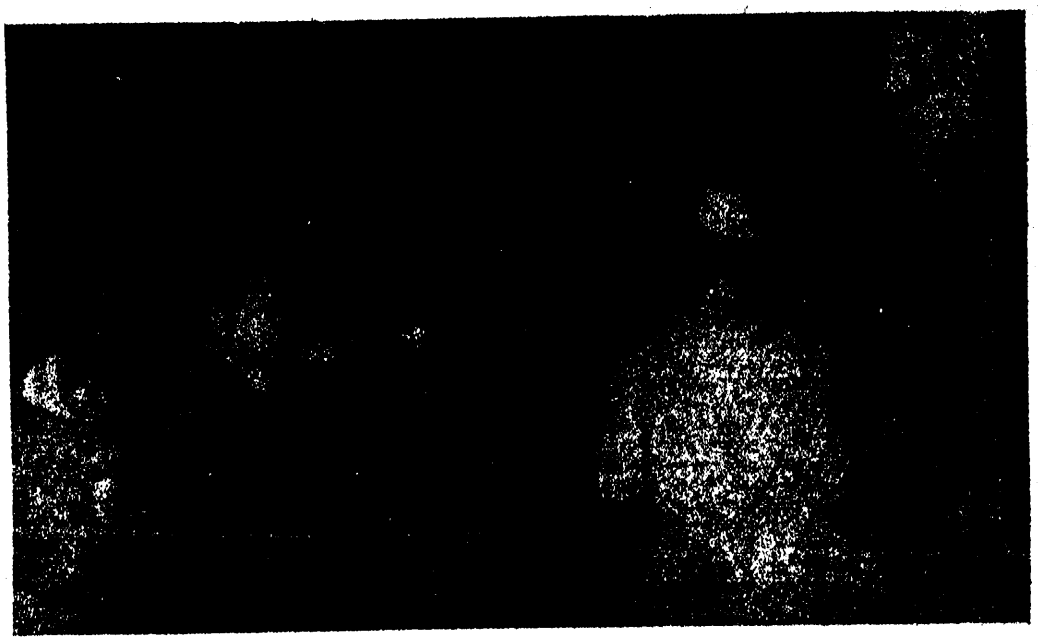

۲۳ جنوری کو دہلی پراونشل کیمونسٹ کانفرنس میں مسٹر فاروقی تقریر کر رہے ہیں
سب سے پیچھے کماری سرلا ایم اے اور ان کے پاس مسٹر راہول سنکرتائن بیٹھے ہیں

پریتمداس فلم نمستی میں

نام بھگت رام داس کی ایک اداکار

شمالی افریقہ میں اتحادی فوج کے جوان

اٹلی کے مورچہ پر ایک برطانوی سوتر کار

اتحادی فوج کا ایک دستہ سڑک بنا رہا ہے

برطانوی سپاہی توپ سر کر رہے ہیں

جاول آئزن ہور
آپ روسو کے پچھمی مورچہ کے
کمانڈر انچیف مقرر ہوئے ہیں

اٹلی میں برطانوی فوجیں دھاوا کر رہی ہیں

Printed and Published by Dharam Pal Gupta at the Taj Press, Rara Station Road, Delhi.

ILLUSTRATED
الیکشن
WEEKLY

ڈائرکٹر: لالہ دیش بندھو گپتا
ایڈیٹر: دھرم پال گپتا

انعامی نمبر صفحہ (۱۹) پر دیکھئے

6 8 thFeb 1944 Vol.No. 11

ING JOURNAL OF NOR. INDIA

ہنماؤں پر ست سنگھ کوٹی یگیہ دھرم نگر کا ایک منظر

لارڈ ہیلی فاکس
آپ نے ایک تقریر میں کہا کہ اگر ہندوستان متفقہ طور پر کوئی فیصلہ کر لیں تو انہیں ایمپائر سے علیحدگی کا حق بھی مل سکتا ہے

سسٹر چرچل
آپ نے لارڈ ہیلی فاکس کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم اس قسم کی پالیسی کا اعلان کئی بار پہلے بھی کر چکے ہیں

دہلی کمیونسٹ پارٹی کمیٹی اور ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے ممبران کا ایک فوٹو گروپ جن کی سرکردگی میں دہلی میں کمیونسٹ کانفرنس ہوئی

ایم اسٹالن
نے روس میں تمام جمہوریتوں کو فوج رکھنے اور غیر ملکی سے اختیار کرنے کا حق دیدیا ہے

یگیہ کے سامنے میں جگت گرو شری آچاریہ جی کا دہلی میں شاندار جلوس

ہندو مسلم مسئلہ اور پاکستان

از جناب کھیم سرن دواکر بی اے ایل ایل بی

اگرچہ سیاسی نقطۂ نظر سے نہ ہندو ہی ایک فرقہ کہلا سکتے ہیں اور نہ مسلمان ہی لیکن پھر بھی آج ملک میں جو الٹی گنگا بہہ رہی ہے وہ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم مسائل پر غور کرتے ہوئے بھی ان مذہبی فرقوں کو سیاسی فرقے مانیں اور کسانوں، مزدوروں، زمینداروں، جاگیرداروں کے تفرقہ کی بنا پر نہیں بلکہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، پارسی وغیرہ عقائد کے اختلاف کی بنا پر صوبوں اور مرکز میں حکومت جائیں صورت حال ایسی ہو گئی ہے کہ غلطی کو غلطی کہنا سمجھنے سے غلطی بڑھ گئی ہے کیوں، غلط کو غلط ماننے ہوئے بھی روزانہ زندگی میں اسے تسلیم کریں، اور پھر آگے چل کر اس

ایڈیٹر کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ؛

ماحول پیدا کریں جس میں فطرتاً غلطی کرنے والے اپنی غلطی کو محسوس کریں اور درست کرنے پر مجبور ہوں آئڈیل ایک بڑی چیز ہے ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن آئڈیل کو لے کر موجودہ صورت حال سے منہ موڑنا اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے ؛

سیاسی اتحاد کی بنیاد ڈالنے کے لئے پہلی چیز یہ ضروری ہے کہ تمام ملک کی ایک مرکزی حکومت ہو جس میں دونوں فریقوں کو مناسب اور قابل اطمینان نمائندگی حاصل ہو، ڈاکٹر امبیدکر صاحب کہتے ہیں کہ جب ڈیڑھ سو سال تک ایک مرکزی حکومت ہونے پر بھی ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد نہ ہو سکا تو لا تعداد مستقبل بھی اس کے لئے ناکافی ہی ہوگا لیکن ڈاکٹر صاحب بھولتے ہیں کہ یہ ڈیڑھ سو سال کی مرکزی حکومت ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ وآزاد حکومت نہ تھی بلکہ ایک غیر ملکی غیر ذمہ دار حکومت تھی خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ایسی حالت ہوتے ہوئے بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کا سیکڑوں سال کا اتحاد اتنا گہرا ہے کہ ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے اتنے دور نہیں ہیں جتنے زیادہ ہو سکتے تھے،

اگرچہ آزادی کے مسئلہ کے بالمقابل یہ سیاسی اتحاد کا مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اسی میں اپنا وقت اور اپنی طاقت ضائع کی جائے، لیکن یہ ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہ کی جائے چاہے یہ ہماری منزل نہ ہو لیکن منزل تک پہنچنے کے لئے کام کی چیز تو یقینی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے لئے بھی کوشاں رہیں،

اس بارہ میں وقتاً فوقتاً اسکیمیں بنائی جاتی رہی ہیں لیکن ہم یہاں کوئی اسکیم نہ رکھ کر کچھ باتوں کی طرف اشارہ کر دینے ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) موجودہ صوبوں کی حد بندی مشکل ہے اور کلکٹر کے مطابق اور عوام کی مانگ کے مطابق ملک کو زیادہ صوبوں میں منقسم کیا جائے، بڑی ریاستوں کو صوبوں کی شکل میں اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ان صوبوں میں شامل کریں اور انہیں ضلعوں کی شکل دے دی جائے تاکہ ہر حال ریاستوں میں بھی جمہوریت کو تسلیم کر لیا جائے

(۲) ہر صوبہ میں ایک اسمبلی ہو جس کا تمام ذمہ دار ہو [illegible] اگر ان کی [illegible] فی صد [illegible] مردم شماری کی [illegible] زیادہ اگر ان کی مردم شماری [illegible] فی صد سے زیادہ ہو تو اسی [illegible] کے تناسب سے نمائندگی دی جائے،

(۳) ہر صوبہ میں تسلیم التعداد فرقہ کے مذہب کلچر و زبان وغیرہ کا پورا پورا تحفظ ہو اگر کبھی اس بارہ میں قلیل التعداد فرقہ کو شکایت ہو تو مرکزی حکومت کے ذریعہ اس کا فیصلہ کرایا جائے اور مرکز کا فیصلہ اس صوبہ کی حکومت اور تسلیم التعداد فرقہ دونوں ہی تسلیم کر لیں ؛

(۴) مندرجہ بالا سفارش یعنی اقلیت کا مرکز کو اپیل کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہوئے صوبہ کی سرکار صوبہ کے تمام اندرونی نظام میں مکمل طور پر آزاد ہو،

(۵) صوبہ کی سرکار امن و امان اور نظام حکومت کے تحفظ کے لئے پولیس رکھے جس میں اس صوبہ کی اسمبلی اور سرکار کی طرح دونوں فرقوں کو نمائندگی حاصل ہو،

(۶) صوبہ کی اسمبلی کے ممبروں کے انتخاب کا طریقہ جداگانہ (SEPARATE ELECTORATE) کے عوض مشترکہ (JOINT ELECTORATE) ہو

(۷) تمام صوبوں کی اسمبلیوں کے ایک مشترکہ اجلاس میں مرکزی اسمبلی کا انتخاب ہو اور یہ انتخاب بھی مشترکہ انتخاب ہی کے طریقے پر ہو،

(۸) صوبوں کی اسمبلیوں سے مرکزی اسمبلی میں کچھ ممبروں کے چلے جانے سے جو جگہ خالی ہو اسے پھر اسی طریقہ سے پر کیا جائے،

(۹) ریل، تار، ڈاک، ملک کا دفاع، خارجہ بین الاقوامی پالیسی صوبوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ صوبہ کے اندرونی معاملوں میں دخل اندازی کئے بغیر مندرجہ بالا دفعہ ۳ کے مطابق صوبہ کی حکومت اور اقلیت کے باہمی نزاع کا فیصلہ، فوجوں کا بنانا اور ان کا انتظام وغیرہ یہ تمام کام مرکزی حکومت کے ہاتھوں میں ہوں،

(۱۰) مرکزی اور صوبجاتی اسمبلی اپنی کابینہ کا تقرر ۶۰ فی صدی رائے سے کرے اور اگر کبھی بھی ۳۳ فی صدی سے زیادہ رائے کابینہ کے خلاف آئے تو وزارت استعفیٰ دیدے اور اس کی جگہ دوسری وزارت کا انتخاب کیا جائے،

(۱۱) فوج میں بھی ہندوؤں کے بجائے ۵۵ فی صدی اور دیگر سبھی تسلیم التعداد فرقوں کو ۵ فی صدی کی نمائندگی حاصل ہو،

(۱۲) اچھوتوں کو ہندوؤں ہی میں مانا جائے اور ان کی مردم شماری کے مطابق ہندوؤں کی نمائندگی [illegible] ان کا حصہ رہے،

اس طرح اور بھی کئی باتیں کہی [illegible] وقتاً فوقتاً کئی حضرات [illegible] ملک کے سامنے [illegible] ان کی بنا پر ہندو اور مسلمان ایک [illegible] ہیں اور [illegible]

اس طرح کا [illegible] ہوگا، [illegible] چل [illegible] پبلک کے دماغ سے اس [illegible] ہندو اور اس کی توجہ ملک کے اصلی سوالوں [illegible] کی طرف مبذول کرانے میں کافی معاون ثابت ہوگا،

ہندو مسلم اتحاد کے بارہ میں جتنے شکوک و شبہات ہیں جو لوگ اس سے بالکل مایوس ہو چکے ہیں وہ بھولتے ہیں کہ تاریخ خود کو دہراتا کرتی ہے، ڈھائی ہزار سال پہلے اس ملک میں آریوں اور ناگوں (اصل آریوں) کا جھگڑا آجکل کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑے سے بدرجہا زیادہ ہولناک تھا، ہندوؤں اور مسلمانوں کی نسل ایک ہی ہے لیکن آریوں اور ناگوں کی نسل مختلف تھی دونوں میں سانپ اور نیولے جیسی دشمنی تھی، ناگ یگیہ جیسی ظالمانہ رسم تو ایسی ہے کہ اس پر آج کا ہندو یا مسلمان آسانی سے یقین بھی نہیں کر سکتا آریوں وغیرہ آریوں کے مذہبی تفرقات طرز معاشرت، رہن سہن، رسم و رواج، خیالات عمل وغیرہ سبھی باتوں میں زمین آسمان کا فرق تھا، لیکن آج دونوں شیر شکر کی طرح گھل مل کر ایسے بن گئے ہیں کہ یہ معلوم کرنا بھی مشکل ہے کہ کون آریوں کی اولاد ہیں اور کون ناگوں کی، آج ہر ہندو میں آریہ اور ناگ یہ دونوں کا خون موجود ہے

ہندو مذہب میں آریہ اور ناگ یہ دونوں کے دیوتاؤں کی عبادت کی جاتی ہے ہندو کلچر میں دونوں ہی آریہ اور ناگ یہ کلچر مل کر ایک بن گیا ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو بھی خواہ ان میں کتنا ہی تفرقہ و اختلاف کیوں نہ دکھائی دے اس قدرتی اصول سے اور ان کے تاریخی عمل سے نہ گذرنا پڑے، ہمارا یہ اعتقاد ہے اور ہمیں یہ پورا پورا یقین ہے کہ دونوں ہندو اور مسلمان خواہ وہ کتنا ہی لڑیں، کتنی ہی آپس میں خونریزی کریں لیکن جلدی نہیں تو دیر ہی سے وہ دن آئے گا جب دونوں مل کر دوست ہی نہیں بلکہ بھائی بن جائیں گے اور پھر اس غیر معمولی اتحاد میں ایک نو مبت اور ایک کلچر وجود میں آکر پھلے پھولے گی،

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آج ہندو اور مسلمان دونوں کی جو ذہنیت ہے اور ایک دوسرے کی طرف سے دونوں کے جو خیالات [illegible] ہیں ان میں بہت فراخی کی لئے [illegible] مسلمانوں کے پاس ایک [illegible] ہندوؤں کے پاس بھی ایک [illegible] کا اندرونی چلا [illegible] مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرنی چاہئے مسلمان منظم کے لئے [illegible] ہندو بھی سنگٹھن کر لئے [illegible] سوامی سہجانند سرسوتی [illegible] مسلمان جماعتوں کی جماعت بنائیں اس طرح کا [illegible] ہی طرف ہے،

[illegible] صورت حال میں بہت فراخی [illegible] کی کوئی وجہ نہیں [illegible] ہندوستان آج غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں [illegible] دونوں کے فرائض ملک [illegible] دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں دونوں اسی وطن کی مٹی سے [illegible] ہیں اور [illegible] کا اناج کھایا کرتے ہیں دونوں صدیوں [illegible] کر ایک [illegible] کے ساتھ [illegible] آتے ہیں دونوں ایک بزرگوں کی ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے اگرچہ صدیوں کے سنسکاروں اور غلامی کی زنجیروں نے کمزور اور تنگ نظر بنا دیا ہو لیکن اتحاد ہونا یقینی ہے لازمی ہے

"اگنی بین"

میں وحشیوں کا رقص ہوں اپنی تال پر آپ ہی ناچنے لگتا ہوں،

میں سپاہی کا گیت ہوں،

چلتا ہوں اور ٹھٹکتا ہوں، سنبھلتا ہوں اور لڑکھڑاتا ہوں

میں وہ نوجوان ہوں جس کی رگوں میں تازہ خون بہتا ہے،

میں وہ ہوں جو دنیا کا غرور توڑ دیتا ہے،

میں اسی دن مطمئن ہوں گا جب مظلوموں کی فریاد فضائے عالم میں گونجے گی"

میں بہتے ہوئے پانی کی آواز ہوں چنچل موجوں کی سنہری راگنی، میں اس مسافر کا غم ہوں جو ہمیشہ کے لئے مارا مارا پھر رہا ہو،

(قاضی نذر الاسلام)

چنے ہوئے پھول

پہونچا جو آپ کو تو میں پہونچا خدا کے پاس
معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا
ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے (میر)

کسی کا مجھ کو نہ محتاج کر زمانے میں
کمی ہے کون سی یارب ترے خزانے میں
جب وہ سنتے ہیں بنا لیتے ہیں منہ
بل گیا کیا زہر میرے نام میں (داغ)

کبھی نیکی بھی اس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے
جفائیں کر کے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے
میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے (غالب)

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیماں کہ بس
ایک وہ ہیں جنہیں چاہ کے ارماں ہوں گے (مومن)

جن کو کہتے ہیں خدا اور صنم
اک مصنف کے ہیں افسانے دو (دلی)

حرم و دیر کی گلیوں میں پڑے پھرتے ہیں
بزم رنداں میں جو شامل نہیں ہونے پاتے
نہ پوچھ جہد ہوش کو کہ دامنوں کی آڑ میں
پھر آگیا ہوں دامنوں کی دھجیاں لئے ہوئے (فانی)

خسرو کا نام جنوں پڑ گیا، جنوں کا خسرو
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

لطیفے

پیارے والٹر ابا جان ہمیں شادی کی خوشی میں ایک چیک بطور تحفہ دیں گے،

بہت خوب! تب ہم شادی کی رسم ۲ بجے کی بجائے بارہ بجے دوپہر کو ادا کریں گے،

لیکن پیارے ایسا کیوں؟

بنک تین بجے بند ہو جاتے ہیں،

منیجر نے اپنے اسسٹنٹ سے کہا، آج میری بیوی کا جنم دن ہے میں شام کو گھر پہونچنے پر اسے بہت خوش کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے کوئی ترکیب بتا سکتے ہو

اسسٹنٹ نے جواب دیا، ہاں حضور آپ اپنے گالوں سے لپ اسٹک کا نشان مٹا دیں

فورمین: اسمتھ کیا تم گاہے ہو؟

"ہاں" اچھا تو اب بند کرو و تمام لوگ گھر چلے ہیں کیونکہ انہوں نے خیال کیا کہ گھنٹہ بج رہا ہے

اس لڑکی کی طرف دیکھئے جس نے مردوں کی طرح لباس پہنا ہے، میں اسے بیوقوف کہتا ہوں،

معاف کرنا وہ میرا لڑکا ہے،

میں نادم ہوں مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اسکی والدہ نہیں ہیں میں اس کی والدہ ہوں،

اب کالج پہونچنے پر اسے تار دے دینا لڑکا کتنے روپوں کے لئے:

احباب ہوں تجھ سے ہیں نالاں تو میں خوش ہوں
جو ان کو سزا ہے وہ جزا میرے لئے ہے (حسرت موہانی)

مرا بس ہو تو میں عہد وفا سے باز آجاؤں
مصیبت تو یہی ہے کہ دل کی خو رائی نہیں جاتی
مٹا کر ہمیں آپ پچھتائیے گا،
کمی کوئی محسوس فرمائیے گا (جگر)

کاٹ دے ہنستے بولتے شب وصل
پھر گلے مل کے اس سے رو لینا (فراق)

عقل پکارتی رہی دل نے نہ ایک بھی سنی
دل ہے اثر بری بلا دل پہ مواخذہ کیا (اثر)

ذرے ذرے پہ یہ اعلان پریشانی ہے
مطمئن خاک وہ ہوگا جو پریشاں نہ ہوا

غم دنیا، غم عقبیٰ، غم ہستی، غم موت!
کوئی غم بھی تو حریف غم جاناں نہ ہوا (احسان)

اب جاؤں کہاں کوچۂ جاناں سے نکل کر
جینا بھی یہیں ہے مجھے مرنا بھی یہیں ہے (نسکل)

ہے مقصد ایک ہی گو مختلف صدائیں ہیں
خلاف نغمۂ ناقوس کے اذاں کیوں ہو (سیماب)

وقت کے ہاتھوں پہ روشن تھیں ابد کی مشعلیں
ایسی اک منزل میں تھی عمر رواں کل رات کو (جوش)

جہاں میں فارغ البالی نہیں ہے
کوئی دل درد سے خالی نہیں ہے
یہی شاعر ہوں کو بھی رتبہ کھٹکا ؛ ہمیشہ رتبۂ عالی نہیں ہے (ارمان)

(مرسلہ شام لال کاشر دہلوی)

جواہر پارے

آدمی زخم کو اچھا ہونے پر بھول جاتا ہے مگر بری بات ہمیشہ یاد رہتی ہے،

دشمن کی باتیں سن تو لیکن ان پر عمل نہ کرو

جو شخص سچا ہے اسے قسم کھانے کی ضرورت نہیں

استقلال اور کوشش کو ہاتھ سے نہ جانے دو

بری صحبت میں رہ کر اچھا آدمی بھی برا سمجھا جاتا ہے،

وہ دوست کسی کام کا نہیں جو مصیبت میں کام نہ آئے

جب دلوں میں صفائی باقی نہیں رہتی تو ملنے کا مزہ بھی نہیں رہتا،

جو اپنی مدد آپ نہیں کر سکتا وہ دوسروں کی کیا مدد کرے گا،

بے وقوف آدمی کام کرتا ہے اپنی بھلائی کا اور ہو جاتی ہے برائی،

دشمن کے مقابلہ کا پہلے سے بندوبست کرنا چاہیئے

ایک کے نقصان میں دوسرے کا فائدہ ہوتا ہے

جو شخص اپنے کسی دکھیا ساتھی کی مدد نہیں کرتا وہ کسی سخت بلا میں پھنس جاتا ہے،

زیادتی کی امید میں کمی کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے

اہل دولت کے پاس بیٹھ تو دین کو نہ بھول

وقت کا کوئی بدلہ نہیں،

(مرتبہ پنچ پال سنہوی)

جنگ اور چائے۔ اخبار ٹورونٹو اسٹار کا مشہور اور دلچسپ واقعات لکھنے والا مارٹ ہالٹن، نائٹ برن جنگ کے لڑائی کے دوران لیبیا پہونچا۔ وہ فوراً ریگستان میں پہونچا اور لڑائی کا حال رنگین بیانی کے ساتھ اپنے اخبار میں بھیجنے لگا۔ سب سے پہلی خبر جو اس نے بھیجی وہ یہ تھی۔ "اپنے ٹینکوں کے سائے میں پالتھی مار کر بیٹھے ہوئے سپاہی چائے بنا رہے ہیں۔ سخت سے سخت لڑائی بھی انگریز سپاہیوں کو چائے بنانے سے باز نہیں رکھتی۔ جب چائے کا دور ختم ہو جاتا ہے تو وہ دیو اپنی آہنی کسر کس کر تیار ہو جاتے ہیں اور جھنجھناتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

جنگ کے ہر مورچے پر انسان کے سب سے بڑے جوہر ہمت اور استقلال کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ چائے کے خوبیوں کی عجیب و غریب سچی کہانیاں ہمارے پاس آئی ہیں کہ اتحادیوں کے سپاہیوں کو چائے کتنا زیادہ فائدہ پہونچا رہی ہے امن کے زمانے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ چائے بے ضرر اور فائدہ مند چستی پیدا کرنے والی ہے۔ اب لڑائی کے زمانے میں بھی یہی ثابت ہو رہا ہے

وقت پڑنے کا ساتھی
ہندوستانی چائے
انڈین ٹی مارکٹ ایکس پنشن بورڈ نے شائع کیا

ہندوستان کا غذائی مسئلہ

"گریگوری کمیٹی" اور نئی پالیسی کی نوعیت پر تبصرہ

(از ڈاکٹر وی — آر — وی — راؤ)

"گریگوری کمیٹی" کے تحقیقاتی موضوعات میں یہ مقصد ظاہر کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے جدید غذائی خطرے کی تہ میں جو اسباب ہیں وہ دریافت کئے جائیں اور ایک ایسی پالیسی مرتب کی جائے جس سے زیادہ سے زیادہ سپلائی، منصفانہ تقسیم اور غذائی اناجوں کی قیمت پر موثر کنٹرول" کے فائدے حاصل ہوں مذکورہ بالا کمیٹی نے اس سلسلہ میں جو رپورٹ پیش کی ہے اس میں موجودہ غذائی صورت حال کے متعلق مندرجہ ذیل عناصر پر خاص زور دیا گیا ہے

(۱) برما سے اناج کی درآمد رک جانے کے باعث سپلائی میں کمی،

(۲) کاشتکاروں اور تاجروں کی ذخیرہ اندوزی کے باعث بازار میں آنے والے اناجوں کی مقدار میں کمی،

(۳) کنٹرول کی جو پالیسی آج تک جاری رہی ہے اس کا نقص (اس کی بے اثری)

اس تشخیص سے مجھے کامل اتفاق ہے لیکن کمیٹی کی اس دلیل کا جواز مجھے دکھائی نہیں دیتا کہ فوج کے لئے خریداری اور غذائی اشیاء کی برآمد کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا ہے اس لئے کہ ٹوٹل سپلائی کے اعتبار سے وہ ایک چھوٹا سا حصہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہندوستانی سپاہیوں کے لئے جو غذائی اناج خریدے جاتے ہیں وہ بظاہر تو ملک کی سپلائی میں کمی کرتے ہیں مگر یہی لوگ شہریوں کی حیثیت سے بھی غذائی سامان کو معرض میں لاتے بشرطیکہ اس فرق کے کئی کسر ان کی فوجی رسد ان کی شہری رسد سے کسی قدر مختلف ہو سکتی ہے اس سلسلہ میں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ ہندوستانی فوج کا زیادہ تر حصہ دیہاتوں سے آیا ہے اور ان لوگوں کی غیر حاضری، خاندان کے باقی افراد میں غذا کے خرچ کی زیادتی کا باعث ہو سکتی ہے بہ نسبت اس کے کہ ان کا حصہ بازاروں میں آجاتا،

دوسرے یہ امر بھی افسوسناک ہے کہ کمیٹی نے اس سوال کی اچھی طرح چھان بین نہیں کی ہے کہ پچھلے دنوں بازار میں آنے والے اناجوں کی مقدار اس قدر کم کیوں ہو گئی ہے۔ کہنا صحیح ہے کہ چونکہ قیمتوں میں اضافہ کے باعث کاشتکار اپنی نقدی ضرورتوں کو اناج کی بجائے مفت فروخت کر کے پورا کر سکتے ہیں اس لئے وہ زیادہ بازاروں میں آنا نہیں چاہتے لیکن یہ دلیل ہے جسے ایک دائرے کے اندر بحث کرنا چاہئے ہیں۔ اس لئے کہ اصل موضوع بحث یہ ہے کہ غذائی اناجوں کی قیمت کیوں بڑھ گئی ہے، اگر گرانی کی حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ فروخت کے لئے کم مقدار کیوں بازار میں آتی ہے اور گرانی کو مزید بڑھاتے ہیں اس کا اثر کتنا ہے لیکن قیمتوں میں اضافہ کا مالی سبب اور ہندوستان میں روپیوں کے اضافہ کا اس پر جو اثر پڑا ہے اس کا اثر کیا ہے،

اس لئے حکومت ہند کے مالیات کو غذائی اناجوں کی گرانی کے سلسلہ میں بری الذمہ نہیں کہا جا سکتا یہ بھی کہہ دینا ضرور ہے کہ غیر غذائی چیزوں کی بڑھی ہوئی قیمت نے بھی غذائی اناجوں کی قیمت میں اضافہ اور بازاروں میں ان کی آمد کی کمی پر اپنا اثر براہ راست ڈالا ہے، غیر غذائی اشیاء کی گرانی نے کاشتکاروں کے اندر زراعت کاشتکاری میں اضافہ کرنا اور استعمال کی چیزوں کی کمی و فقدان نے کاشتکاروں کے لئے خرچ کا کوئی راستہ ہی باقی نہ رکھا کہ وہ اپنا اناج بیچ کر دوسری چیزیں خریدے اس لئے اس نے اپنی پیداوار کا ایک بڑا حصہ اپنے پاس ہی رکھ چھوڑا

سب سے بالا حقیقت یہ ہے کہ چونکہ حکومت اضافہ کرنسی (انفلیشن) کی پالیسی پر عمل کر رہی ہے اس لئے

> ہندوستان کے غذائی مسئلہ کی اہمیت اس وقت ہندوستان کے تمام مسائل میں ایک خاص جگہ رکھتی ہے، بنگال کا قحط اور اسکے افسوسناک نتائج اس امر کی دلیل ہیں کہ حکومت نے اس مسئلہ کو حل کرنے میں اب تک کوئی بہت بڑی کامیابی حاصل نہیں کی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حکومت صورت حال کی بہتری کے لئے کوشش کر رہی ہے مگر اس نازک مسئلہ کی جو عجیب و غریب نوعیت ہے اور صوبجاتی و مرکزی حکومتوں میں جو رشتہ ہے وہ میدان عمل میں اکثر ناکامیابی کی صورت پیدا کر دیتا ہے اس مضمون میں فاضل مصنف نے اس مسئلہ پر ایک سیر حاصل بحث کی ہے جس کا ترجمہ ہم ناظرین "لیج ویکلی" کے مطالعہ کے لئے درج کرتے ہیں ——— (ایڈیٹر) ———

کے بڑھنے کے رجحان کی بہ نسبت قیمتوں کے گھٹنے کے رجحان میں سودے کی زیادہ مہنگائی بازار میں ہوتی ہے گرانی کی یہی توقع اس امر کا سبب ہو کر قیمتیں بڑھتی جاتی ہیں اور پیداوار کی مقدار اور بازار میں دستیاب اناجوں کی مقدار میں فرق پڑتا جاتا ہے اس لئے اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حکومت کی مالی اور کرنسی کی پالیسی کو ہندوستان میں اشیاء کی قیمت سے براہ راست تعلق ہے،

پیداوار کی کمی!

گریگوری کمیٹی نے اس حقیقت پر کافی زور نہیں دیا ہے کہ ہندوستان میں جنگ سے پہلے بھی غذائی اناجوں کی پیداوار بقدر ضرورت کم تھی اور اس کی انتہائی نچلی سطح ناکافی تھی، یہی وہ چیز ہے جس نے برما کی سپلائی کے فقدان اور فوج کے لئے خریداری اور اناجوں کی برآمد کے نتائج کو زیادہ اثر انگیز بنا دیا اور غذائی سپلائی میں غیر معمولی کمی کا باعث ہو گئی مجموعی حیثیت سے موجودہ حال ۵۲ میلین من کی اوسط ٹوٹل سپلائی میں دو میلین من غذائی اناجوں کی کمی کی ذمہ دار ہے، اگر اس کو سامنے رکھا جائے کہ یہ کمی بازار پر اس لئے اثر انداز ہوتی ہے کہ بازار میں عمومی پیداوار کے ایک تہائی حصے سے زیادہ اناج کبھی نہیں آتا تو ظاہر ہے کہ اس حالت کو سنگین کہا جائے گا، اس لئے مقدار کے تناسب کے کیا اعتبار سے بھی برما کے چاول کی درآمد کے خاتمہ اور فوجی خریداری وغیرہ نے بازار میں برائے فروخت آنے والے غذائی اناجوں پر اثر ڈالا ہے،

"زیادہ غذا پیدا کرو"

ہندوستان میں غذائی اناجوں کی سپلائی میں "حفاظتی حصہ" یعنی ضروری ضرورتوں سے بچ رہنے والی مقدار کا جو فقدان ہے وہ ہندوستانی اقتصادیات میں ایک اہم ہوئی اور اچھی طرح معلوم حقیقت ہے اس لئے حکومت کو اپنی پوری پالیسی میں "زیادہ غذا پیدا کرو" کی ایک تحریک کو دنوں سے جاری کی گئی ہے مگر جنگ سے پہلے کی غذائی پیداوار کی سطح کے مقابلہ میں اس نے کوئی بڑا اضافہ نہیں کیا ہے۔ مثال کے طور پر یہ دیکھئے کہ جنگ سے پہلے کے چار برس میں سات بڑے غذائی اناجوں کی مجموعی پیداوار کا سالانہ اوسط ۵۲،۳ میلین ٹن تھا

(باقی مضمون صفحہ (۶) پر)

اس ہفتہ کیلئے ایک خیال — ناامیدی سے بڑھکر دنیا میں کوئی مہلک چیز نہیں ہے

۱۹۴۲-۴۳ء میں فوج کے لئے غذائی اناجوں کی مجموعی خریداری کی تعداد ۹۸،۷۰۰ ٹن تھی یہ مقدار چاول کی اس مقدار سے بہت کم نہیں ہے جو برما سے ۱۹۴۱-۴۲ء میں درآمد کی گئی تھی، جہاں "گریگوری کمیٹی" نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ برما کی سپلائی کا فقدان اگرچہ ٹوٹل سپلائی کا ایک معمولی حصہ ہے مگر اناجوں کی قیمت پر اس کا بڑا اثر پڑا ہے وہاں اس نے یہ محسوس نہیں کیا ہے کہ وہی دلیل فوجی خریداری پر بھی عائد ہو سکتی ہے اس لئے ملک کے غذائی مسئلہ کے سلسلہ میں اس عنصر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

کثیر خرچ اور بڑھی ہوئی کرنسی کے اثرات پر کافی زور نہیں دیا گیا ہے،

حقیقت میں "گریگوری کمیٹی" کا یہ بیان حیرت انگیز ہے کہ "چونکہ غذائی اناجوں کی قیمت ان کے فقدان کے تناسب سے ہمیشہ زیادہ بڑھ جایا کرتی ہے اس لئے اس تیزی سے بڑھتی ہوئی گرانی کا کوئی براہ راست تعلق بڑھی ہوئی کرنسی کے اثر سے نہیں ہو سکتا" غذا کی قیمتوں کی پوزیشن کا اندازہ کرنے میں اس سوال کی طرف بھی کافی توجہ دینی چاہئے کہ حکومت نے تین برس کے اندر لوگوں کی طاقت خریداری میں

ہر شخص یہی توقع رکھتا ہے کہ چیزوں کی قیمتیں بڑھنے والی ہیں، قیمتوں کے بڑھنے کی یہی امید ایک ایسی چیز ہے جو کاشتکار اور تاجر دونوں کو ذخیرہ اندوزی پر آمادہ کرنے کی بنیاد ہے" گریگوری کمیٹی نے حقیقت تسلیم کر لی ہے جب کہ اس نے کہا ہے کہ "یہ بہت مشکوک ہے کہ بڑھتی ہوئی قیمتوں کے زمانے میں اوسط درجہ کا تاجر یہ خیال نہ کرے گا کہ اگر وہ تھوڑا سا مزید انتظار کرے تو زیادہ روپیہ کما لے گا۔

حقیقت میں ہمارے تجارتی پیشہ گواہوں نے اپنی شہادتوں میں متفقہ طور پر یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قیمتوں

ہے اس لئے گورنمنٹ کو اپنی موجودہ پالیسی میں اس کا بھی پورا پورا خیال رکھنا چاہئے تھا، صحیح ہے کہ ہندوستان میں "زیادہ غذا پیدا کرو" کی ایک تحریک کچھ دنوں سے جاری کی گئی ہے مگر جنگ سے پہلے کی غذائی پیداوار کی سطح کے مقابلہ میں اس نے کوئی بڑا اضافہ نہیں کیا ہے۔

پچھلے صفحہ سے

سے بہت زیادہ نہیں ہے، کاشتکاروں کے لئے کیمیاوی کھاد سپلائی کرکے اور دیسی کھاد کی مقدار کو بڑھاکر پیداوار میں اضافہ کرنے کی کوئی صورت پیدا نہیں کی گئی ہے، اس لئے گرگودی کمیٹی کی رپورٹ نے موجودہ غذائی صورت حال کے سلسلہ میں جن عناصر کو پیش کیا ہے میں اُن میں مندرجہ ذیل عناصر کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں:

(۱) بازاروں میں آنے والے غذائی اناجوں کی کمی میں تینوں اسباب کے باعث پیدا ہوئی ہے (الف) برما سے چاول کی درآمد کا رُک جانا (ب) فوجی خریداری اور اسپیرٹ (ج) کاشتکاروں اور تاجروں کی ذخیرہ اندوزی،

(۲) اس کمی کو پورا کرنے کے لئے غیر ممالک سے اناج درآمد کرنے یا گھریلو پیداوار کو بڑھانے کے کافی ذرائع اختیار نہیں کئے گئے ہیں،

(۳) ذخیرہ اندوزی کے اصلی سبب یعنی قیمتوں کے بڑھنے کی توقع اور ملک میں طاقت خریداری کے اضافہ پر کافی توجہ نہیں دی گئی ہے،

ان حالات میں غذائی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے جو طریقے ضروری ہیں وہ صرف اسی حالت میں کامیاب ہوسکتے ہیں جبکہ مندرجہ بالا عناصر کا بھی خیال رکھا جائے،

کمیٹی مذکورہ کو جو ایک مخصوص خدمت سپرد کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ جنگ کے زمانے میں غذائی اناجوں کی زیادہ سے زیادہ سپلائی اور ان کی مناسب و منصفانہ تقسیم اور ان کی قیمتوں کا کنٹرول کے متعلق ایک پالیسی مرتب کی جائے، کمیٹی نے جس پالیسی کی سفارش کی ہے وہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ ان تمام علاقوں سے جہاں کی پیداوار خرچ سے زیادہ ہے اناج حاصل کیا جائے اور ان علاقوں میں سپلائی کیا جائے جہاں مقامی ضرورتوں سے کم پیداوار ہوتی ہے تمام شہری علاقوں میں راشن بندی کی جائے گی، حقیقت میں یہی وہ علاقے ہیں جو اناجوں کی فروخت کے اصلی بازار ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ شہروں میں اس اعتبار سے سب لوگوں کو برابر کردیا جائے، ذخیرہ اندوزی کو روکا جائے اور سپلائی کو جاری رکھا جائے، پرائس کنٹرول تمام ملک میں مرکزی حکومت کی ہدایت کے مطابق جاری ہوگا۔ خریدار کا کام صوبجاتی حکومتیں کریں گی اناجوں کے فاضل ہونے یا کم ہونے کے سلسلہ میں جو اعداد و شمار صوبوں کی طرف سے پیش کئے جائیں گے انہیں صحیح سمجھ کر مرکزی حکومت اناج کی مقدار کو تقسیم کرے گی مزید برآں مرکزی حکومت غذائی اناجوں کو درآمد کرکے ۳۵۰۰۰۰ ٹن سے لے کر ۵۰۰۰۰۰ ٹن کا ایک ذخیرہ ریزرو کرے گی تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے سپلائی کی مقدار بڑھانے کا انتظام کیا جائے گا،

آفرا کو اس طبی عجائب خانے کے صرف مخصوص حصوں کے دیکھنے کی اجازت ہے اطبا اور سائنس دانوں کے علاوہ کسی کو اس مخصوص حصے میں داخلہ کی اجازت نہیں ہے

دلچسپ معلومات

امراضِ قلب کا علاج ہنسی سے

بعض امراض قلب کے علاج کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر جیمس وانش اپنے ایک مضمون میں کہتے ہیں کہ حرکت قلب کی کمی کے باعث جو دماغی کمزوری پیدا ہوتی ہے اسکے دور کرنے میں ہنسی بہترین اثر ڈالتی ہے انہوں نے ایک مریض کی حالت بیان کی ہے جس کو قلب کی حرکت کا غیر معمولی احساس بہت متفکر و پریشان بنا دیتا تھا، اس نے جب طبی ہدایت کے مطابق جی بھر کر ہنسنے اور قہقہہ لگانے کا عمل کیا تو اس کی تکلیف میں اتنا افاقہ ہوا جو کبھی کسی دوا سے اسے حاصل نہ ہوا تھا،

ان کے خیال میں ہنسی کا جو اثر پھیپھڑوں پر ہوتا ہے، وہ بھی قلب کی بہتر حرکت کا باعث بن جاتا ہے قہقہہ کے ساتھ رُک رُک کر جو خرخری آوازیں نکلتی ہیں وہ جھلی میں جھٹکا دینے والی حرکتیں پیدا کرتی ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھیپھڑوں کے اندر کی ہوا معمولی سے زیادہ دباؤ پیدا کرتی ہے اور قلب پر براہ راست عمل کرکے اس کو بھی دبا دیتی ہے اور اس کی حرکت کو اُبھارتی ہے مزید برآں یہ بھی خارج از امکان نہیں ہے کہ ہنسی کے باعث خون میں آکسیجن کی بڑھوتری سے قلب پر اچھا اثر پڑتا ہے اور بہت زیادہ نفس اسلوب سے اپنا منصبی فرض انجام دینے لگتا ہے۔

انسانی عجائب خانہ

انگلستان کے رائل کالج آف سرجنز میں ایک عجائب خانہ ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی اس عجائب خانے کو ترقی دینے اور وسیع تر کرنے کی مظلم الشان اسکیمیں زیر غور ہیں یہ میوزیم بنی نوع انسان کا پورا حیاتیاتی اور ارتقائی افسانہ بیان کرتا ہے اس میں جتنی اشیاء نمائش ہیں وہ مفصل طور پر یہ بتلاتی ہیں کہ انسان نے زندگی کے مختلف دائروں میں کیا کیا ترقیاں کی ہیں اطبا نے حیوانی دماغ کے ارتقا کو چیونٹی کے ابتدائی دماغ سے شروع کرکے اسے پوری حیوانی دنیا کا سفر طے کراتے ہوئے انسان تک پہونچایا ہے یہ عجائب خانے کی سب سے زیادہ حیرت انگیز چیزیں ہیں، ممیاں کیا جن میں قدیم ماوری قوم کے چند سر ہیں اور امیزنی ہندوستانیوں کے چھ عدد ایسے سر ہیں جو خشک کرکے ایک بچہ کی مٹھی کے برابر بنا لئے گئے ہیں، اور دنیا کی قدیم ترین ایک ممی بھی ہے یہ ایک مصری رئیس کی جگر انتقال ۲۹۰۰ سال قبل مسیح میں ہوا تھا ایک محفوظ لاش ہے جو فراعنہ کی ممیوں سے بھی کہیں زیادہ پرانی ہے علامہ الناصح

"جی ہاں مہربانی کرکے کچھ اور دورالہ ٹافی دیجئے ....
اور دیکھئے، کیا آپ کے یہاں دورالہ کی دوسری مٹھائیاں بھی ہیں؟"

"جی ہاں خاتون، ہمارے یہاں
کوئی بیس سے زائد اقسام کی مختلف
دورالہ ٹافیاں اور جوش دی ہوئی مٹھائیاں موجود ہیں"

لذیذ، مفید اور مقوی ہیں

دورالہ شوگر ورکس

منجھی بازار

افسانہ

از جناب پرکاش ایم اے کانپور

حسین اور ہنرمند ہونے پر بھی اس میں ایک عیب تھا، لیکن پھول میں چھپے ہوئے کیڑے کی طرح شادی کے وقت وہ نہ بسنت کو دکھائی دیا اور نہ اسکے ماں باپ کو، وہ دنیا کو کھیلنے کھانے کی جگہ سمجھتی تھی اور زندگی کو ایک دلکش گیت، اچھا کھانا اچھا پہننا، ٹھاٹ باٹ سے رہنا یہی اس کی من بھاتی باتیں تھیں، دفتر کے وقت بسنت کو کھانا ملے نہ ملے، اس کے کپڑے دھلے ہوں یا میلے کچیلے، منجو کو ان سب باتوں سے کیا؟ اپنے ہی بناؤ سنگار سے فرصت نہ تھی پھر بسنت کی پرواہ وہ کیسے کرتی؟ اور کرتی بھی کیوں، وہ بیچارا سیدھا سادہ آدمی تھا، لڑائی جھگڑے سے کوسوں دور بھاگنے والا، اسے اپنے کام سے کام تھا، جو کچھ مل گیا کھا لیا جو میسر آیا پہن لیا، دن بھر دفتر میں ہیڈ کلرکی کی، شام کو کھانا کھایا اور پڑ کر سو رہا، غصہ تو اسے چھو تک نہیں گیا تھا جب دیکھو اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا دکھائی پڑتا تھا بس یہ سمجھ لیجئے کہ منجو اگر آگ تھی تو یہ پانی اس کا دل پتھر تھا تو اس کا موم، منجو جو چاہتی کرتی جسے جو کچھ چاہتی کہتی، ہاں اگر کوئی اس سے نہ دبتا تھا تو وہ اس کی ساس تھی، بڑھیا پر اسکی ڈانٹ پھٹکار کا کبھی کوئی اثر ہی نہ ہوتا تھا، اور ہوتا بھی کیوں؟ وہ بسنت کی ماں، منجو کی ساس اور گھر بھر میں سب سے بڑی تھی، منجو اسکے سامنے ابھی کل کی چھوکری تھی اس لئے وہ کبھی کبھی منجو سے بھڑ جاتی،

ایک دن کسی بات پر ساس بہو میں ہونے لگی، بات بڑھتے بڑھتے بہت بڑھ گئی، منجو بچپن سے ہی بے لگام تھی پہلے تو ساس کو خوب جلی کٹی سنائیں اور لگے دن جا بیٹھی باپ کے گھر، بسنت نے کئی بار اسے بلایا خود بھی گیا مگر سب بے سود، منجو کو نہ آنا تھا نہ آئی، لٹکا سا جواب لے کر بسنت جب سسرال سے گھر لوٹا تو دیکھتا کیا ہے کہ ماں بخار میں پڑی ہے، پاس کوئی پانی دینے والا بھی نہیں، بسنت نے آتے ہی فوراً دوا دارو کا انتظام کیا لیکن ایشور کی مرضی کچھ اور ہی تھی، بخار نمونیا بنا، اور بہو کے پیر پکڑ لئے، آنسوؤں کی بہتی ہوئی گنگا نے اس کار ہا سہا پاپ بھی دھو دیا، لیکن منجو منجھاب بھی ساس کو معاف نہ کر سکی، دنیا دکھاوے کے لئے وہ ساس کے پاس بیٹھ تو گئی لیکن تھوڑی ہی دیر کے لئے، وہ کسی اور ہی تاک میں تھی جیسے ہی بسنت نہانے گیا وہ اپنے کمرے میں گھسی، کیواڑ بند کئے اور جلدی جلدی بکس کھول کر کچھ ڈھونڈنے لگی جب ڈھونڈتے ڈھونڈتے مایوس ہو گئی تو جلدی سے بکس بند کیا اور باہر نکلی، دیکھتی کیا ہے کہ بسنت ایک ہاتھ میں اسکے گہنوں کا ڈبہ لئے کھڑا ہے شرم اور خوف سے وہ زرد پڑ گئی، لیکن بسنت اب بھی مسکرا رہا تھا، ڈبہ اسے دیتے ہوئے بولا،

گھبراؤ نہیں منجو، یہ لو یہ تمہارا ہی تھا اور تمہارا ہی رہے گا، اپنی صفائی دیتے ہوئے منجو نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا، آج ایک سہیلی کی شادی میں شریک ہونا تھا، اسلئے۔ بسنت اب کھلکھلا کر ہنس پڑا، بولا، اس کی ضرورت نہیں منجو، بھول میری ہی تھی، پرائی امانت کو اتنے دنوں اپنے پاس رکھنا پاپ نہیں تو بھول ضرور ہے۔

اتنا کہہ کر اس نے منجو کو ساتھ لیا باہر آیا اور اسے تانگے پر سوار کرا دیا۔ گہنوں کا ڈبہ لے کر منجو چل تو پڑی لیکن اب وہ اسے ایک بوجھ معلوم ہو رہا تھا، دل میں کپکپی تھی، اور سارے جسم میں جھنجھناہٹ، اوپر سے نیچے تک اس نے ایک بار اپنے آپ کو دیکھا کہیں کچھ نہ تھا، وہ بالکل اچھی تھی، پھر بھی کہیں لگی ہوئی کوئی پھانس اسے دکھ دے رہی تھی، کہاں؟ یہ کوشش کرنے پر بھی اسکی سمجھ میں نہ آیا،

(۲)

ماں کو مرنا تھا مر گئی، لیکن اس کی زندگی کی آخری گھڑی بسنت کی امید کی آخری شعاع تھی آٹھ دس روز کی چھٹی کے بعد جب وہ دفتر پہونچا تو سب ہی اس کے پاس ماتم پرسی کرنے آئے دفتر کے بابو، مل کے مزدور، مستری سب ہی لیکن ان سب سے زیادہ لالہ ہزاری لال کو اس کی ماں کے مرنے کا غم تھا، آج تک ان کی بسنت سے کبھی نہیں بنی، اب وہی تھے کہ بسنت کی ماں کے نہ رہنے پر آنسو بہا رہے تھے گلے میں بانہیں ڈالے بسنت کو سمجھا رہے تھے آج پہلی بار بسنت سمجھا کہ جو لوگ لالہ ہزاری لال کو اس کا دشمن اور اس کے عہدے کا خواہاں کہتے تھے وہ کتنی بڑی غلطی کرتے تھے، دشمن کے دل میں بھلا اس کے لئے کہیں اتنی انسیت ہو سکتی تھی، کبھی نہیں لالہ ہزاری لال کے چلے جانے پر وہ یہی سوچتے سوچتے کام میں لگ گیا، کچھ دیر بعد دیکھتا کیا ہے کہ پولیس کا ایک افسر اور پانچ چھ سپاہی اسے گھیرے کھڑے ہیں بسنت سناٹے میں آ گیا، پولیس اور اسکے پیچھے؟ کیوں؟ کس لئے؟ ضمیر یہ سوال پوچھ ہی رہا تھا کہ اس کی تلاشی ہونے لگی، تھوڑی دیر ڈھونڈھنے پر پولیس نے کرسی پر لٹکتے ہوئے کوٹ کی جیب سے دس روپے کے دس نوٹ نکالے سب پر باریک سوئی سے ایک افسر کے دستخط تھے پاس ہی کھڑے ہوئے مل کے مستری نے کہا کہ بسنت نے یہ روپیہ اس سے رشوت میں لیا تھا، بسنت اس کے آگے کیا کہتا گھر سے چلا تھا دفتر کے لئے تقدیر نے بھیج دیا حوالات میں، چراغ جلے جب بسنت ضمانت پر رہا ہو کر گھر آیا تو اس کا سر چکر کھا رہا تھا، ہاتھ پیروں میں جان نہ تھی، اب وہ ایک ملزم تھا، ایک اپرادھی، سڑک پر چلتا ہوا ہر ایک آدمی، چپڑ کا ہلتا ہوا ہر ایک پتہ معلوم ہوتا تھا کہ اسے پاپی اور اپرادھی کہہ کر پکار رہا ہے چپ چاپ اندھیرے گھر میں آ کر بستر پر لیٹ رہا، سونے کی کوشش بیکار تھی مستقبل کے خیالات بھوت بن بن کر اسے ڈرانے لگے، کل کیا ہوگا، تقدیر کا فیصلہ، شاید چھٹکارا ہو شاید لمبی سزا، شاید دونوں ہی، پھر کیا ہوگا؟ جیل اندھیری کوٹھری اور، اور یہ گھر بسنت اب آگے نہ سوچ سکا، جھٹ پٹ اٹھا، گھر کا سب سامان ایک کمرے میں بھرنے لگا، بکس، الماریاں، میزیں کرسیاں اور نہ معلوم کیا کیا،

بسنت سوچتا جاتا تھا کہ جلدی کمرہ بند کر کے چابی کسی دوست کے پاس بھجوا دے، رات اسی کام میں گذر گئی صبح کی خبر اسے اس وقت ہوئی جب کسی نے باہر سے آواز دی، بلانے والا ایک لڑکا تھا اس کے پاس ایک خط تھا اور وہ تھا منجو کا، اسی دن وہ شملہ جا رہی تھی، اپنے گرم کپڑے منگوائے تھے،

(باقی صفحہ (۸) پر)

جگر پارے

از حضرت جگر مرادآبادی

جنوں کم، جستجو کم، تشنگی کم
نظر آئے نہ کیوں دریا بھی شبنم

مری آنکھوں نے دیکھا ہے وہ عالم
کہ ہر عالم ہے لغزشہائے پیہم

تو تجربے نہایت اور نظر کم
خوشا یہ التفات حسن برہم

مسرت زندگی کا دوسرا نام
مسرت کی تمنا مستقل غم

خطا کیونکر نہ ہوتی عافیت سوز
کہ جنت ہی نہ تھی معراج آدم

معاذ اللہ نفس کی آرزوئیں
مسلسل زیست ہے یا مرگ پیہم

خوشا یہ نسبت حسن و محبت
جہاں بیٹھے نظر آئے ہمیں ہم

وہ اک حسن سراپا اللہ اللہ
کہ جس کی ہر ادا عالم ہی عالم!

پچھلے صفحے سے

بسنت خط لئے ہوئے اندر آیا۔ منجو کے بکس کھولنے
نہیں کھولا، نہ ہی کچھ چھیڑا۔ لشمی سارا سامان قیمتی
دو شالے، سب کو ایک بار پھر بھر کر دیکھا پھر بکس بند
کر کے نوکر کے حوالے کر دیا۔ خود اندر آیا، بستر پر لیٹ
کر سوچنے لگا، منجو جب تم گہنے لے گئیں تو اب کپڑے
مانگنے میں کیا شرم خود ہی چلی آتیں، چلتے ہوئے مجھے
بھی دھوکہ دے جاتے، پھر نہ معلوم تم کہاں نہیں آئیں
شاید میرے گناہوں کا کفارہ ابھی نہیں ہوا ہے،
لیکن میں بھول رہا ہوں، یہاں آ کر تم کرو گی کیا؟ ہمارا
من ہوتے گھر میں کیسے لگے گا، ٹھیک ہے اڑتی چڑیا
جان بوجھ کر جال میں کیوں پھنسے اچھا جاؤ تم پہاڑ کی ہوا
کھاتے جا رہی ہو اور ہو میل کی"

یہی سوچتے سوچتے تو سو گئے، جلدی سے تیار
ہو کر بسنت کچہری پہنچا، جج صاحب جب فیصلہ
سنانے بیٹھے تو بسنت کا دل کانپ رہا تھا، فیصلہ میں
لکھا تھا۔ پولیس نے ملزم کے خلاف اور سب کچھ ثابت
کر دیا ہے لیکن یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ رشوت کے روپے
جو بسنت ہی نے اپنی جیب میں ڈالے اس لئے عدالت
اسے شبہ کا فائدہ دیتے ہوئے رہا کرتی ہے
"شبہ کا فائدہ" بسنت جب عدالت سے نکلا
تو یہ الفاظ اس کے کان میں گونج رہے تھے اس کا چہرہ
اداس تھا، دل چھوٹی موٹی کا پیڑ تو تھا ہی الفاظ
کی اس ذرا سی چوٹ سے ہی مرجھا گیا، لالہ ہزاری لال کی
ہمدردی اب اسے بار بار ہی تھی، گھر کی طرف بڑھا تو پیروں
نے جواب دے دیا آخر ایک پیڑ کے نیچے بیٹھ گیا۔ بس
اس کے بعد پھر کسی نے اسے نہیں دیکھا وہ کہاں چلا گیا
اور کب، اس کا جواب کسی کے پاس نہ تھا صرف
اگلے روز ڈاک سے دفتر میں اس کا استعفیٰ آیا اور لالہ
ہزاری لال کے نام ایک خط جس میں لکھا تھا:۔

میرے متبرک زندگی کے جوئے میں جو اپنا سب
کچھ ہارنے کو تیار بیٹھا ہوا ہے نوکری کی کیا پروا، اسے
تو ہارنا ہی ہے پھر اگر اس کی ہار میں تمہاری جیت ہو تو
اس سے زیادہ خوشی کی بات اس کے لئے اور کیا ہو گی
فقط (۳) تمہارا بسنت

شملہ سے منجو سیر کرنے ہر دوار پہنچی،
چلتے چلتے ایک گھوڑا رپٹ پڑا۔ تانگہ پھر سے گر گیا
ہی منجو وہیں گر کر بے ہوش ہو گئی راہ چلتا ایک
مزدور یہ سب دیکھ رہا تھا، لوگوں کی بھیڑ لگنے سے
پہلے ہی وہ آگے بڑھا سامنے لیڈی ڈاکٹر مس روز
کا دواخانہ تھا بے ہوش منجو کو وہ جلدی سے اٹھا کر
وہیں لے گیا اپنے آپ کو منجو کا نوکر بنایا، مس روز
سے مدد کی درخواست کی، ڈاکٹر نے دیکھا، نبض کی
حالت نازک تھی، اور چوٹ گہری، شاید انہیں ایک ضروری
دوا کا استعمال کرنا پڑے، دوا اس وقت ان کے پاس
نہیں تھی اس لئے پرچہ پر اس کا نام لکھ کر جلدی سے مزدور کو
بازار کی طرف دوڑایا، ایک ہاتھ میں دوا کا پرچہ لئے اور
دوسرے سے اپنی جیب ٹٹولتا بیچارہ مزدور آگے بڑھا
بھوک لگ ہی رہی تھی جی میں آیا کہ ایک دوکان سے پیسے دو
پیسے کے چنے لے کر چبا لے لیکن پھر سوچا کہیں دوا کے دام
کم نہ پڑ جاویں، اس وقت اسے اپنی بھوک اتنی پیاری نہیں تھی
جتنی منجو کی جان، یہی سوچ کر وہ پھر آگے بڑھا اور دوکان پر
جا پہنچا، دوا کی قیمت ۱۱ اسپر دام لکھے تھے سوا تین روپے
لیکن اس کی جیب میں تو صرف سوا دو روپیہ ہی تھے،
اب کیا کرے، امید لینے گیا تھا، ناامیدی ساتھ آئی الٹے
پیروں واپس آیا۔ اپنے گھروندا اپنی اندھیری کوٹھری میں جو گھسا
تو اسے اپنی جیب کچھ خالی معلوم پڑی ہاتھ ڈال کر دیکھا تو نہ
پرچہ تھا نہ روپے، جیب کٹی ہوئی تھی، بیچارہ سر پکڑ
کر بیٹھ گیا چاروں طرف اندھیرا تھا لیکن کچھ ہی دیر بعد
بینا کی بدلے سے امید کی شعاع نمودار ہوئی، وہ اٹھا اپنے
گھر کے سب کپڑے سب برتن اکٹھے کئے اور قریب کے
ایک بنیا کے پاس گروی رکھ دئے لیکن بدقسمتی
نے یہاں بھی ساتھ نہ چھوڑا، دو روپے سے زیادہ اسے ایک
پائی بھی نہ ملی، دھونی کو چھوڑ کر جب اس نے اپنے اور سب
کپڑے بھی اتار دئے تو لالہ نے چونی اور لگائی، بیچارہ مزدور
مالا مال ہو گیا منجو کی جان بچانے کے لئے ابھی ایک روپیہ
کی اور کسر تھی لیکن اب اسے کہیں سے بھی کچھ ملنے کی
امید نہ تھی، مزدور نے پہلی بار محسوس کیا کہ اس کا دل بیٹھا
جا رہا ہے لیکن میں جلدی نہیں مرتی مرتے مرتے وہ پھر جی اٹھی
اپنے لئے نہیں، اپنے پیٹ کے لئے نہیں، منجو کے لئے اس نے
کھیل، انگنے کا فیصلہ کیا اب وہ مزدور نہیں بھکاری تھا

جو کوئی سامنے سے نکلتا وہ سے بچا کر کے اس کے سامنے
ہاتھ پھیلا دیتا۔

ادھر ڈاکٹر روز کی کوششوں سے دو تین گھنٹے
میں ہی منجو کو ہوش آ گیا آنکھیں کھول کر اس نے اپنے
چاروں طرف دیکھا وہ کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی،
ڈاکٹر نے اس کی الجھن کو دیکھا اور بولی: "بی بی آرام سے
لیٹی رہو یہ میرا دواخانہ ہے، تمہارا نوکر ابھی آتا ہوگا میں نے
دوا لینے بازار بھیجا ہے لیکن ڈاکٹر کے اس جواب سے
منجو اور زیادہ شش و پنج میں پڑ گئی، کروٹ لیتے ہوئے
دبی زبان سے اس نے کہا "نوکر، میرا نوکر" پھر ڈاکٹر
کے ڈر سے آنکھیں بند کر لیں، اسے سلا کر مس روز کسی
کام سے دوسرے کمرے میں چلی گئیں، منجو کو آنکھیں بند
کئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ڈاکٹر کے دروازہ
پر ایک موٹر آ کر رکی، خوف کی وجہ سے منجو کی آنکھ
کھل گئی اب اس میں کچھ جان آ گئی تھی دیوار کے سہارے
بیٹھ کر اس نے دیکھا دو آدمی خون میں لت پت ایک
بھکاری کو لائے اور ڈاکٹر کو بلایا، دیوار کے سہارے ہی
سہارے منجو دروازے تک آئی آدمیوں کو بیٹھے کا اشارہ
کیا اور خود زخمی بھکاری کی طرف دیکھنے لگی وہ سسک
رہا تھا، سر کچلا ہوا تھا۔ ہاتھ کی ہڈی چکنا چور بس
تھوڑی ہی دیر کا مہمان تھا۔ (باقی صفحہ ۱۸ پر)

ایلن برکی کسٹرائل بلا کلیف کے
بہت جلد جسم سے دھبے وغیرہ کو
خارج کر دیتا ہے۔ بے ذائقہ،
بے خوشبو اور بالکل خالص ہے

بڑوں اور بچوں کے لئے نہایت موزوں ہے۔
تیار کردہ:۔ ایلن اینڈ ہنبریز لمیٹڈ
(قائم شدہ انگلستان)
کلائیو بلڈنگس کلکتہ

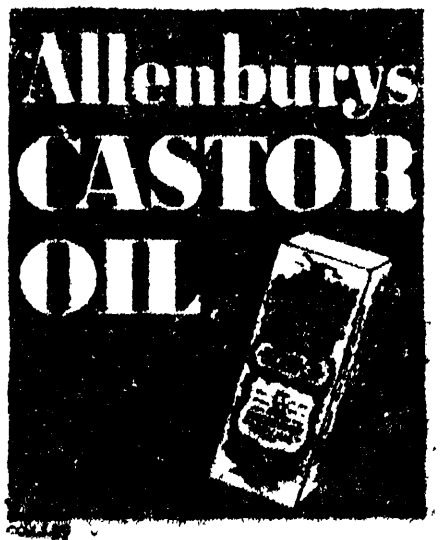

چائے کی کہانی نمبر ۲

دارجلنگ کے باغ میں نرم پودوں کا لگانا

اگنا

محفوظ مقامات کو چھوڑنے کے بعد ان پودوں کی اپنے نئے مستقل مقامات میں بڑی خبرگیری کی جاتی ہے۔

ان کی جڑیں جن میں اصلی مقام کی مٹی لگی ہوتی ہے چار سے چھ فٹ کے فاصلہ پر لگائے جاتے ہیں۔ یہاں وہ بڑھکر بڑے ہوتے ہیں اور زندگی بھر یہیں رہتے ہیں۔

ایک خاص وقت میں یہ پودے اس قابل ہوتے ہیں کہ پہلی مرتبہ ان کو چھانٹا جائے اس سے ان کی باڑھ رک جاتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ اس قابل بنائے جاتے ہیں کہ آئندہ عمدہ اور طاقتور پتیاں پیدا کر سکیں۔

جب کاٹ چھانٹ کے بعد پودے میں کافی نرم پتیاں آ جاتی ہیں تو باغ کے اس حصے میں ایک سبز غالیچہ سا بچھ جاتا ہے اور اس وقت پتیوں کا توڑنا شروع ہو سکتا ہے۔

بروک بانڈ

سنہ ۱۹۴۴ء کا مہمان

از جناب کوثر چاندپوری

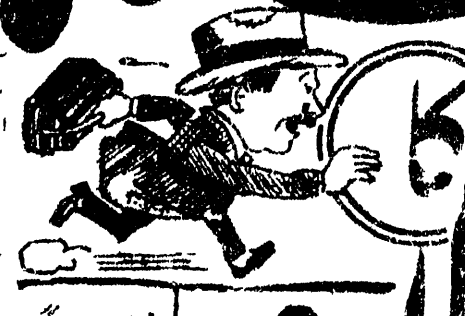

سفر شروع ہوتے ہی ہمیں ایک جگہ جانے کی ضرورت پیش آئی، گاڑی مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی، ایک غریب مسافر کھڑکی کے قریب سکڑا ہوا کھڑا تھا، بڑی حیرانی سے دوسرے مسافروں کو دیکھ رہا تھا، اس کی حیرانی اور خاموشی پر ہمیں کچھ رحم آیا اور ہم نے بڑی کوشش سے ذرا سی جگہ نکال کر اسے اپنے پاس بلا لیا وہ اسی طرح حیران و پریشان آکر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد بولا۔

کیوں صاحب! یہ ریل مہمان کہاں جا رہی ہیں؟

اس سوال پر ہنسی تو بہت آئی مگر دماغ غریب کے بعد اس کی معقولیت کا قائل بھی ہونا پڑا، معلوم ہوا کہ سنہ ۴۴ء میں مہمان بس قدر خطرناک اور زہریلی چیز ہے کہ اس کی کثرت کو دیکھ کر ایک سیدھے سادے مسافر پر بھی دہشت طاری ہو جاتی ہے جو لوگ سفر کرنے والوں پر جاپان کی دہشت بھر باری کے وقت ہوتی تھی اور اس کی صحیح اہمیت کا اندازہ اس وقت ہوا جب اسی ہفتہ میں ایک مہمان بغیر بستر کے ہمارے ہاں بھی آ گئے اور نپی تلی غذا جو ہمیں اور ہمارے افرادِ خاندان کو میسر ہوتی تھی اس سے پہلے مہمان بستر ہی ربڑ کا کام لیا پڑا۔ پھر بستر کی بہم رسانی میں جو زحمت ہمیں آئی اسے بیان کرنا نہ صرف دشوار بلکہ تکلیف دہ بھی ہے اس حادثہ کے بعد ہمیں اپنے ہم سفر کی حیرانی کا پورا اندازہ ہوا۔ اور سمجھ میں آیا کہ سنہ ۴۴ء میں جب ایک مہمان کی اتنی اہمیت ہے تو نصیبِ دشمناں اگر پورے ڈبہ کے مسافر مہمان بن کر کسی کے یہاں پہونچ جائیں تو اس کی خانہ ویرانی کا کیا عالم ہوگا؟ پھر ایسا مہمان جس کے ساتھ بستر نہ ہو کسی طرح بیرنگ لفافہ سے کم نہیں ہوتا اور غالباً یہ مہمانوں کی حکمتِ عملی ہے کہ اب وہ بغیر بستر ہی کے سفر کرنے لگے ہیں، بستر لے کر وقت بے وقت کسی کے گھر پہونچنا گھر بھر کو اپنا مخالف بنا لینے کی برابر تھا بچپن سے لے کر بوڑھے تک کو بستر ساتھ دیکھ کر زبردستی یہ پوچھنا ہی پڑتا تھا۔

کہاں سے آئے ہیں آپ؟

کیا کچھ دن قیام بھی فرمائیے گا؟

اور کھانا وانا؟

اور شریف قسم کے سچے تو ایسے آدمی کو دروازہ کے قریب دیکھتے ہی پوچھنے لگتے تھے۔

ہمارے میاں گھر میں نہیں ہیں!

باہر کے کمرے کی کنجی بھی وہی لے گئے ہیں،

ان مشکلات کا آسان حل یہی تھا کہ ریلوے کی ان ہدایات پر فوراً عمل شروع کر دیا جاتا جو ہر ڈبہ میں جلی حروف میں لکھی ہوئی نظر آتی ہیں اور اس سلسلہ کی سب سے پہلی کڑی یہی تھی کہ ضروریاتِ سفر سے بستر کو حذف کر دیا جاتا،

ایسے نازک دور میں جب جلانے کے تیل سے لیکر بجلی، گیہوں، شکر تک پر کنٹرول ہو، گھر کے آدمیوں کے لئے بھی غذا میں ایک چھٹانک فی کس کے حساب سے کمی رہتی ہو اور قانون پوری قوت کے ساتھ اس نہیں اور رسمی عقیدے سے مصروفِ جنگ ہو کہ آنے والا اپنا رزق ساتھ لاتا ہے، مہمان کو صرف بم کے گولہ ہی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، پھر بقول شخصے ایسا ٹھیٹھ مہمان جو ایک مرتبہ آ کر جانے کا نام ہی نہ لے، نیل کی قلت کے عذر سے اس کے کمرے میں اندھیرا کر دیا جائے تو وہ خوشی سے برداشت کر لے، صبح کی چائے میں شکر نہ ہو تو اسے کنٹرول کی لعنت کہہ کر نظر انداز کر دے اور کھانے میں گیہوں کی گرم گرم چپاتیوں کی جگہ باجرے کی ٹھنڈی ٹھنڈی ٹکیاں اس کے سامنے رکھ دی جائیں تو اپنی قسمت کا رزق سمجھ کر صبر و شکر کے ساتھ معدے کے صحیح مطالبے سے کچھ زیادہ ہی کھا جائے، ایک ناقابلِ بیان مصیبت ہے، جسامت یہ ہے کہ اس نوع کا مہمان نایاب نہیں بلکہ نہایت عام الوجود ہے۔

ایک مرتبہ کسی نے کہا تھا کہ سانپوں کی دنیا میں اتنی قسمیں ہیں کہ سب نہیں کی جا سکتیں، مگر [illegible] سے اب تک تجربہ کرنے کے بعد ثابت ہوا کہ بلاشبہ مہمانوں کی بھی اتنی ہی قسمیں ہیں کہ شمار میں نہیں آ سکتیں مہمان کی سب سے مخدوش قسم وہ ہے جس کے عقیدے میں میزبان کا گھر ایک کباڑ خانہ کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے دنیا کی ہر چیز ہر وقت وہاں موجود رہنی چاہیئے، ایسا مہمان ہر وقت کوئی نہ کوئی مطالبہ کرتا رہتا ہے کبھی وضو کے لئے گرم پانی مانگتا ہے کبھی سوئی اور ہر انسنی ڈورہ طلب کر لیتا ہے، کبھی کھانا ہضم کرنے والا چورن مانگ بیٹھتا ہے۔

ایک دوست کے یہاں لکھنؤ کی طرف کے کوئی مہمان آئے اور آتے ہی انھوں نے میزبان کے کمرے میں پہونچ کر اس طرح اپنا بستر کھولنا اور سامان پھیلانا شروع کیا کہ دیکھنے والوں کو شبہ ہونے لگا کہ مہمان جادو کے کھیل دکھانے والے کوئی پروفیسر تو نہیں ہیں جب تو یہ کہ [illegible] بانجھا [illegible] کر چکے تو ملازم سے پانی مانگا [illegible] سے لوٹے میں پانی بھر کر لایا آپ نے ہاتھوں پر ڈالا [illegible] خاکہ جونک کر کھڑے ہو گئے گویا دفعتہً بچھو نے انگلی میں ڈنک مار دیا اور ناک بھوں چڑھا کر بولے اسے یہ تو ٹھنڈا ہے؟

اور گرم کہاں سے آتا اس وقت؟ سجی، کوئلہ، لکڑی، غرض ہر چیز نایاب ہے، گرم پانی دن بھر کیونکر مل سکتا ہے؟

مجبور ہو کر اسی ٹھنڈے پانی سے کام لینے کا ارادہ کر کے ملازم کو آواز دے کر فرمایا:۔

دیکھو گھر میں کوئی سلیپر ہو تو لے آؤ

سلیپر تو ہیں مگر آپ کے پاؤں میں آئیں گے

اچھا کوئی کھڑاؤں ہو گی، ہم ذرا پاؤں دھونا چاہتے ہیں،

ملازم تربیت یافتہ تھا، اور میزبانوں کی مشکلات سے بھی واقف تھا، فوراً بول اٹھا

کھڑاؤں بھی شاید نہ ہو حکم ہو تو پناخانہ [illegible] کر لوں

مہمان رات کو روشنی میں سونے کے عادی تھے اندھیرے میں انہیں ڈراؤنے خواب نظر آنے لگتے تھے تمام رات کو ملازم کے روکنے پر بھی نہایت بیدردی سے بجلی صرف کی صبح سویرے ہی بجلی گھر کے ملازم آئے اور بجلی کا [illegible] شروع کر دیئے معلوم ہوا بجلی صرف کرنے کے جدید قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ بجلی کا تعلق منقطع کر دیا جائے اس مہمان کو بھی [illegible] چلا کہ وہ میزبان کے لئے کیسے [illegible] ہوئے اسی احساس [illegible] کر [illegible] کئے اسٹیشن چلے گئے، مہمانوں کی اصلی سنگین طریقوں کا اثر ہے کہ [illegible] فراخ دلی اور خندہ پیشانی سے ان کا خیر مقدم نہیں کرتا۔ ہوٹلوں کے جو اسٹیشنوں پر ہوٹلوں کی جانب سے قیمات رہتے ہیں اور ایک ہی سانس میں،

ہر طرح کا آرام،

گرم پانی،

بجلی کی روشنی،

صاف ستھرے کمرے،

ڈاڑھ کے پلنگ،

اور سی قسم کے بے شمار جملے ادا کر ڈالتے ہیں لیکن معاملہ پڑنے پر "قرق امین" ثابت ہوتے ہیں،

ایک عقلمند دوست جو قدم قدم پر قانون کی پابندی کو انسانیت کا ضروری وصف خیال کرتے تھے شادی کی شرکت کے لئے روانہ ہوئے، اسٹیشن پر پہونچ کر دیکھا جگہ جگہ لکھا ہوا ہے،

بغیر سفر ضرورت کے سفر نہ کیجئے اگر سفر کرنا بہت ہی ضروری ہو تو کم سامان کے ساتھ سفر کرنا چاہئے

جاڑوں کا زمانہ تھا، بستر کا بہت بڑا پلندہ ساتھ تھا۔ اس تنبیہ کے بعد بستر ساتھ لے جانے کو انہوں نے مناسب نہ سمجھا اور وہیں سے واپس کر دیا بس ایک کمبل بغل میں دبا کر ریل میں بیٹھ گئے راستہ تو جیسے تیسے کٹ گیا لیکن جب بارہ بجے کے بعد ایک ویران اسٹیشن پر اترے تو ملیٹری عارم پر قدم رکھتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ دفعتہً سارے بدن کا خون جم گیا اور ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے ہو کر رہ گئے، ایک کمبل سے ایسی شدید سردی کا مقابلہ کیونکر کیا جا سکتا تھا تھوڑی دیر وہیں ٹھہر کر سوچا کہ بقیہ رات بسر کرنے کی کیا صورت ہو قریب ہی اسٹیشن کے چند ملازم انگیٹھی میں کوئلے دہکائے آگ تاپ رہے تھے، آپ نے پہلے تو ان کے آس پاس دو چار چکر کاٹے پھر کرتہ کا اگلا دامن پانی میں بھگو کر بولے۔

بھائی تھوڑی سی جگہ مجھے بھی دو، ذرا کرتہ سکھا لوں پانی پینے میں بھیگ گیا۔

انگیٹھی کے چاروں طرف آدمیوں کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا، کوئی جگہ خالی نہ تھی، اور چونکہ ریلوے کے ملازمین ہر مسافر کو، علم اس سے کہ وہ کیسا ہی شریف ہو اچھوت قوم کا ایک بدترین فرد خیال کرتے ہیں، لہٰذا ایک شخص نے گھور کر کہا:۔

کیا انگیٹھی پر بیٹھو گے؟

نہیں ذرا سی جگہ چاہیئے مجھے، میں صرف کرتہ سکھا لوں گا

دوسرا کرتہ نہیں لائے ساتھ؟

ہاں سامان تم لوگوں کی ہدایت کے مطابق نہیں لایا۔

پھر خود کیوں آئے ہو۔ ہٹو یہاں سے جگہ نہیں ہے،

اب بڑی مصیبت ہوئی کرتہ بھی بھیگا اور سردی دور کرنے کا بھی کوئی سامان نہ ہو سکا بالآخر ایک کونے میں کمبل اوڑھ کر بیٹھ گئے اور صبح تک یوں ہی بیٹھے رہے سویرے ہی میزبان کے یہاں پہنچے، ہاں سب سے پہلا سوال یہی ہوا،

آپ کا بستر کہاں ہے؟

بستر تو نہیں لایا!

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

پچھلے صفحہ سے

کیوں ؟

سامان زیادہ ہوجاتا، بستر بہت بڑا تھا،

شادیوں میں کھانے کی جتنی بہتات ہوتی ہے بستروں کی اتنی ہی کمی ہوتی ہے، انجام یہ ہوا دوستوں سے اوڑھنے بچھانے کی چیزیں بطور چندہ جمع کیں اور دو دن گذار کر معہ سنہ ۴۲ کے سنہ ۴۳ کا یہاں بمشکل واپس آیا،

موجودہ غذائی انتظامات کی روشنی میں ریل کے حکام کا یہ مشورہ نہایت مناسب ہے لیکن اسکے آخری حصہ کی وضاحت نہایت ضروری ہے بعض لوگوں نے اس ہدایت کا مفہوم یہ سمجھ لیا ہے کہ سامان بالکل ہی ساتھ نہ لیا جائے اور بندھا بندھایا بستر بھی گھر ہی چھوڑ دیا جائے،

سنہ ۴۳ میں کوئی مہذب اور سمجھدار آدمی خدا نخواستہ یہاں کی حیثیت میں آئے تو ضروری ہے کہ سادی ضروریات سے مستغنی ہو کر گھر سے نکلے، تکلیف کی نیند سونے، کھانے اور دوسرے کاموں کی انجام دہی کا عادی ہو جائے، سفر شروع کرنے کے دو ہفتہ قبل ہی غذا کم کر دے، بالخصوص چائے بغیر شکر کے ضرور پینا شروع کر دے، اور جب کسی کے یہاں پہنچے تو پانی سے لے کر پان تک کسی چیز کی فرمائش نہ کرے، اس قسم کا بے تکلف مہمان جو صبح کو منہ دھوتے وقت منجن بھی میزبان سے طلب کرے، اور ناشتہ کی میز پر انڈے اور مکھن کا منتظر رہے سی کے ساتھ رات بھر لالٹین یا بجلی جلانے کی عادت قبیح میں بھی مبتلا ہو، ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ سنہ ۴۳ ختم ہونے سے پہلے کسی شریف آدمی کے یہاں جائے یا اس کے یہاں قیام کرنیکا ارادہ کرے، لیکن بدقسمتی سے ہندوستانیوں کو اصول سے پیدائشی نفرت ہے، لہذا یہاں چاہے کیسا ہی تعلیم یافتہ اور بے ضرر ہو، میزبان کے گھر پہونچتے ہی ایک خطرناک اور چھوتدار بیماری کی شکل اختیار کر لیتا ہے کبھی تو پان کی فرمائش کرتا ہے، کبھی سگرٹ طلب کرتا ہے کبھی نہایت بے تکلفی سے میزبان کو مخاطب کر کے کہتا ہے :

کوئی اہل فسانہ ہو تو منگا دیجئے یہاں سردی بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے،

ایسے مہمان سے گھر کا ہر شخص آنکھ چرانے لگتا ہے، حواس کے سامنے سے گذرتا ہے بے پاؤں نکل جانے کی کوشش کرتا ہے کہیں مہمان کوئی فرمائش نہ کر بیٹھے،

بعض انگریز قسم کے مہمان تو بستر سے اٹھتے ہی چائے مانگ بیٹھتے ہیں حالانکہ شریف گھرانوں کی عورتیں عام طور پر مہمان سے دو گھنٹہ بعد تک سوتی رہتی ہیں ؛

(تمام شد)

جمیلان

ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶

مینیجنگ ٹرسٹیز

مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب مرحوم کا نادر الوجود عطیہ

طبیب و غریب اکسیری دوا ہر یان کے لئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی تقویت کو بحال کرتی ہے ناتوانی، توانائی سے، بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ عضو میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے۔ چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس الاعلاج نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔

قیمت ۳۲ قرص کی شیشی تین روپے آٹھ آنے ۶۴ قرص کی شیشی چھ روپے،

مینیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی

نوٹ۔ عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب یا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے۔

ادب پارے!

"پروانہ"

پروانہ! تیری نازک ہستی شمع سے ہمیشہ وابستہ رہی ہے، تیری محبت صادق ہے کہ تو بار بار اس پر مائل ہو کر اپنی جان تک گنوا دینے کو تیار ہے تو اس کی آغوش میں جا کر بغیر انجام سوچے ہوئے اپنے کو خطرے میں ڈال دیتا ہے،

تیری جاں نثاری! اور عشق محبت کی سچی قربانی کی کون اور کس طرح داد دے سکتا ہے؟ ہاں تو ہی شعراء کے جذبات کو ابھارتا ہے، ان کے ہر ایک شعر میں تیری ہستی لازوال کا عکس نظر آتا ہے جس کے باعث وہ شعر موزوں کرتے ہیں بالفاظ دیگر اگر تجھ کو "شاعر گر" کا خطاب دیا جائے تو بیجا نہیں،

واقعہ ہے کہ شعراء کو بھی تجھ سے دلی انس ہے اس لئے وہ اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار تیرے ہی نام سے کیا کرتے ہیں تو وہ لازوال ہستی ہے کہ مٹنے کے بعد بھی تیرا نام قائم رہتا ہے تو ازل سے شمع سے مانوس ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شمع بھی تیرے انجام پر سر دھنتی ہے اور آخر میں تیری فرقت میں خود بھی خاموش ہو جاتی ہے، بقول شاعر ؎

سر شمع دھن رہی ہے سب کو وداع کر کے
پروانے سو چکے ہیں، آغاز میں سحر کے

(پی۔ بی۔ مبارک آگرہ)

ثروت کی شکست!

وہ بازوؤں میں اپنے خود نظر کئے جواب بے جان اور خون میں لت پت ایک گوشت کا لوتھڑا سا تھا سرمایہ دار کے قاتل موٹر کی طرف دیوانہ وار بڑھی، سرمایہ دار کی آنکھیں مطمئن تھیں،

ثروت کے نشہ میں چور، اس کے موٹر نے غریب بھکارن کے معصوم بچے کو کچل ڈالا، اس کی گود خالی کر دی اسکے ارمانوں کی دنیا مسمار کر دی،

وہ بچے کی لاش کو آگے کرتے ہوئے بولی :-

اے، دولت کے نشہ میں سرشار حیوان! تو نے میری دنیا برباد کر دی،

سرمایہ دار نے حقارت سے جواب دیا :- "وہ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے اگر اس نے دنیا کا کوئی آرام نہیں پایا تو اس کے دکھوں سے بھی تو چھوٹ گیا" اور یہ کہتے ہوئے ایک نوٹ بھکارن کی طرف پھینک کر موٹر آگے بڑھا دیا۔ بھکارن نے کاغذ کے پرزے کو حقارت سے مٹی میں مسل دیا۔ اسکے بچے کی بے نور ابھری ہوئی آنکھیں اب بھی زبان حال سے کہہ رہی تھیں "اماں! میں نے اگر اس دنیا کا کوئی آرام نہیں پایا تو اسکے دکھوں سے بھی تو چھوٹ گیا" ماں کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے،

(دیو کی نندن، ناگ)

سر دست سپلائی محدود ہے....

RALEIGH
THE ALL-STEEL BICYCLE

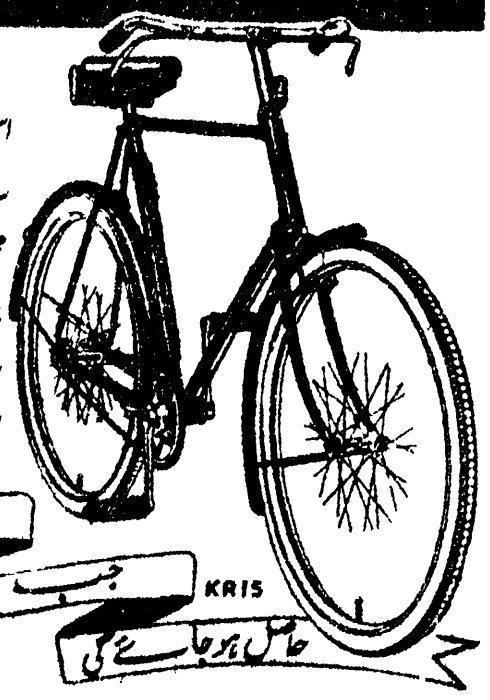

جنگ کی ضروریات سب سے پہلے ہیں۔ اس لئے فتح حاصل ہونے تک ریلے سائیکلوں اور فالتو حصوں کی بہم رسانی مجبوراً محدود ہو گئی ہے حالانکہ یہ ناامیدی خواہ ناگزیر ہی کیوں نہ ہو ہمارا فرد خلگی کا تمام محکمہ اس عارضی کمی کا مقابلہ کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔

پوری بہم رسانی جب فتح حاصل ہو جائے گی

KRIS

تمام ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں

بلڈویٹا

کمزور اور ناتواں مریضوں کے لئے بہترین ٹانک اور خون پیدا کرنے والی دوا ہے۔

ادھکا منتھور بابو کا
میڈیکل ریسرچ لیبوریٹری
پی ۲۳ سنہ لی اوینیو کلکتہ

ہر جگہ ۸ اونس کی شیشی سوا دو روپیہ میں اور ۱۶ اونس کی شیشی ساڑھے تین روپیہ میں ملتی ہے

سول ایجنٹس برائے یو۔پی اور پنجاب :- میسرز نرائن داس بھگوان داس چاندنی چوک دہلی

تیج دہلی
۸ فروری ۱۹۴۴ء

"امپیریل فیڈریشن"؟

لارڈ ہیلی فیکس کی تجویز اور اس کا جواب

لارڈ ہیلی فیکس (سابق لارڈ اروِن) جب سے امریکہ میں برطانوی سفارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں اس طرح طرح کے پرپیگنڈا میں بھی مصروف رہتے ہیں اور کبھی کبھی ایسی بے تکی باتیں کہہ دیتے ہیں جو زمانۂ بعد از جنگ کے بعض نازک مسائل پر شدید اختلاف رائے کا باعث ہو جاتی ہیں۔ لارڈ ہیلی فیکس کی غدامت پرستی اس ملکی اسکول (حلقۂ خیال) سے تعلق رکھتی ہے جو امپائر کے قدیم مقاصد میں کوئی تبدیلی دیکھنا نہیں چاہتے یہ وہ لوگ ہیں جو پرانی لکیر پیٹنے کے عادی ہو گئے ہیں اور جو اپنے سرور مسٹر چرچل کی طرح برطانی امپائر کو اسی شکل و صورت میں ہمیشہ دیکھنا چاہتے ہیں جو اس نے پچھلے دنوں اختیار کر رکھی تھی، وہ اپنی تنگ خیالی کے باعث یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ان کے چاروں طرف اس دنیا میں کیا کیا واقعات رونما ہو رہے ہیں اور کس کس اہم تبدیلیاں وجود میں آتی جا رہی ہیں وہ اس شتر مرغ کی طرح ہیں جو بگولے میں سخت ترین آندھی آتے ہوئے دیکھ کر اپنے سر کو گردن کو ریت کے تودے میں چھپا لیتا ہے اور یہ سمجھ لیتا ہے کہ آندھی نہیں آ رہی ہے

ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ لارڈ ہیلی فیکس نے ٹورنٹو میں تقریر کرتے ہوئے ایک امپیریل فیڈریشن کی تجویز پیش کی تھی، جس کا مطلب یہ تھا کہ برطانی امپائر یا برطانی کامن ویلتھ کے تمام ممالک ایک ہی زنجیر میں منسلک ہو جائیں، اور خیالات و عمل کے تمام مشترک میدانوں میں زیادہ اتحاد و اتفاق پیدا ہو جائے، برطانی امپائر تو ایک طرف، مسٹر چرچل نے کچھ رد نہ کئے، امریکہ میں ایک تجویز جو اسی خیال سے ملتی جلتی تھی اہل امریکہ کے سامنے بھی پیش کی گئی تھی، اس پر خوب بحث ہوئی تھی، اور امریکن پریس نے یہ اعتراض دیا تھا کہ برطانیہ کو چاہئے کہ اپنے دست و اعانت کو امریکی معاملات سے دور رکھے، لارڈ ہیلی فیکس نے اس موقع پر جو کچھ اہل کناڈا سے کہا ہے اس کا بھی حشر یہی ہوا ہے اور انھیں اسی طرح منہ کی کھانی پڑی ہے، اس کے جواب میں لفٹننٹ اہل ڈی تھیلے نے کناڈا کی پارلیمنٹ میں چند دلچسپ فقرے کہے ہیں اور اس سلسلہ میں یہ پوچھا ہے کہ دوسرے لوگ کناڈا میں آ کر اہل کناڈا کو کیوں اس طرح کے مشورے دیتے ہیں، لفٹننٹ موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

"اٹلانٹک کے اس پار سے چند اشخاص کبھی کبھی کناڈا آ کر ہمیں ایسی ہدایتیں کیوں دیتے ہیں جو کم سے کم معنوں میں بھی بے موقع اور خلاف حقیقت ہوتی ہیں، ان پراسرار سیاحوں میں سے ایک تازہ ترین ایڈیشن کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ امپیریل فیڈریشن کے ڈوبتے ہوئے جہاز کو پھر اٹھا لیا جائے، اگر ایسا ہے تو میں ایک باشندۂ کناڈا کی حیثیت سے اس بے احتیاط شخص کو یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح سرو لفٹننٹ گورنر کے کناڈین نیزم نے مسٹر چرچل کے امپیریلزم پر فتح حاصل کی تھی، اسی طرح ہیگنزی کیننگ کا کناڈین نیزم، لارڈ ہیلی فیکس کے امپیریلزم پر غالب آ جائے گا۔"

اس تقریر کے بعد بعض دوسرے ممبروں نے بھی کہا کہ مکمل اختیارات بالادستی (SOVEREIGNTY) کا جو قدم وہ ۵۰ سال سے آگے بڑھاتے رہے ہیں اسے اب پیچھے کی طرف نہیں لوٹایا جا سکتا اور اب اگر کناڈا یا برطانیہ کسی کے بھی مفاد میں نہیں ہوگا، غرض لارڈ ہیلی فیکس کی اس تجویز پر اعتراضات کا وہ ہنگامہ برپا ہوا کہ برطانی پارلیمنٹ میں مسٹر چرچل کو بھی یہ کہنا پڑا کہ لارڈ ہیلی فیکس نے جو کچھ کہا ہے وہ برطانی حکومت کی طرف سے کسی اعلان یا بیان کی حیثیت نہیں رکھتا، پھر بھی مسٹر چرچل کے بیان میں لارڈ ہیلی فیکس کے الفاظ کی کھلی تردید موجود نہیں ہے یعنی وہ یہ تو کہتے ہیں کہ یہ برطانی حکومت کی کسی تجویز کا اظہار نہیں ہے مگر صاف لفظوں میں یہ نہیں کہتے کہ برطانی حکومت اس تجویز کو پسند کرتی ہے یا مسترد، ناپسند کرتی ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ لارڈ ہیلی فیکس جیسا ذمہ دار عہدہ دار یوں ہی ایسے اٹلے سیدھے بیانات دیتا پھرے گا جب تک کہ انہیں یہ نہ معلوم ہو کہ ان کے بیان اور برطانی کیبنٹ کی پالیسی میں کوئی تضاد و اختلاف موجود نہیں ہے،

بہرحال مسٹر چرچل اور برطانی کیبنٹ کو اس سے کوئی اختلاف ہو یا نہ ہو، برطانی کامن ویلتھ کے اکثر ممبروں کو لارڈ ہیلی فیکس کی تجویز سے سخت ترین اختلاف ہے، اسی اختلاف رائے کا اظہار کرتے ہوئے لندن میں آسٹریلیا کے ہائی کمشنر مسٹر اسٹیفنی بروس نے بھی کہا ہے کہ اہل برطانیہ میں اب تک ایک چھوٹا حلقہ ایسے لوگوں کا موجود ہے جو دو مہینوں اور دو آبادیوں کو سرکش اولاد سمجھ کر عاقل والدین کا پارٹ ادا کرنا چاہتے ہیں، اس لئے اگر ان دونوں کے درمیان صحیح قسم کا رشتہ رہنا ہے تو لوگوں کا فرض ہے کہ "ایسے بیوقوف اشخاص کی بطرفی کے کام میں مدد کریں" اس کے بعد مسٹر بروس یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ اب صرف وہی رشتہ مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے جو برابری اور مساوات پر مبنی ہو، ہمارا خیال ہے کہ اگرچہ لارڈ ہیلی فیکس کو اپنے ارادے میں ناکامیابی ہوئی اور انھوں نے اپنی غلطی سے بھڑوں کے چھتہ کو چھیڑ دیا مگر اس سے ایک فائدہ ضرور ہوا، وہ یہ ہے کہ برطانی حکومت اور برطانیہ کے قدامت پرست حلقوں کو صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ان کی پرانی امپیریل پالیسی کی تائید اب دنیا کے کسی حصہ سے بھی حاصل نہیں کی جا سکتی، برطانی کامن ویلتھ کی زنجیر کی تمام کڑیاں اب مکمل اختیارات اور بالادستی کی خواہشمند ہیں اور زمانہ بعد از جنگ میں اس طرح کی تبدیلیاں ایک اہم صورت اختیار کرنے والی ہیں،

ہمیں مسرت ہے کہ لارڈ ہیلی فیکس کی تجویز کا جواب کناڈا کے وزیر اعظم مسٹر میکنزی کنگ نے بھی دے دیا ہے انھوں نے کناڈا کے پارلیمنٹ میں یہ کہا ہے کہ وہ برطانی امپائر کی طرف سے قوموں کا کوئی مضبوط گروپ بنانے کے متعلق نہ تو نیشنل اسمبلی اور نہ وزیر اعظم جنوبی افریقہ کے خیال سے متفق ہیں اور نہ لارڈ ہیلی فیکس کے نظریہ کی تائید کر سکتے ہیں بلکہ وہ اس خیال رکھنے کے لئے تمام قوموں کے ساتھ اتحاد عمل چاہتے ہیں، یعنی اہل کناڈا یہ نہیں چاہتے کہ صرف برطانی کامن ویلتھ کے اندر اتحاد عمل ہو بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمام چھوٹی بڑی قومیں آپس میں اتحاد عمل قائم کریں، ہماری رائے ہے کہ اس جواب سے لارڈ ہیلی فیکس اور برطانی قدامت پرستوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور ان کو [illegible] بہت پڑا سبق ملنا چاہئے کہ اب دنیا میں وہی صورت حال رہے گی جسے دیکھنے کے وہ عادی ہو چکے ہیں،

روس کا نیا قدم!

یہ ایک [illegible] ہے کہ روس نے صرف جرمن فوجوں ہی کو پسپا کرنا اور پے در پے شکست دینا نہیں شروع کیا ہے بلکہ سیاسی درجہ کو بھی فتح کرنا اور مستقبل کے منصوبوں کو خاک میں ملانا شروع کر دیا ہے روس کے وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف کے مشورے سے روس میں ایک نیا فرمان جاری کیا گیا ہے جس کے رو سے روسی یونین کی سولہ جمہوریتوں یعنی ان سوویٹوں کو جو جدید روس کے اجزا ہیں اور اندرونی آٹونومی رکھتے ہیں اب خارجی پالیسی کے اعتبار سے بھی آزادی دے دی گئی ہے یعنی یہ جمہوریتیں اپنی خارجی پالیسی کی خود مالک ہوں گی دوسرے ممالک سے براہ راست تعلقات پیدا کریں گی اور خود اپنی فوجیں بھی رکھیں گی، خیال کیا جاتا ہے کہ یہ روس کی انتہائی خود اعتمادی اور طاقت کی دلیل ہے ایڈم اسٹاٹن نے اپنے تدبر کی ایک ہی ضرب سے ایک طرف تو ہٹلر کے اس پروپیگنڈا کا بہترین جواب دے دیا ہے کہ روس سارے یورپ پر چھا جانا چاہتا ہے اور ان لوگوں کو بھی خاموش کر دیا ہے جو روس کے ہر عمل کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ روس کے اس نئے اقدام کو اتحادی جمہوریتیں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گی اور یورپ میں جمہوری لائنوں پر "برطانی - روسی" اتحادی عمل اور بھی مؤثر اور مکمل ہو جائے گا، ایک حلقہ میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ روس نے آئندہ "صلح کانفرنس" میں اپنا زیادہ اثر پیدا کر لیا اور ایک کی بجائے سولہ ووٹ حاصل کر لینے کے لئے وقت اٹھایا ہے، اس وقت یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ اگرچہ ۴۸ جمہوریتوں پر مشتمل ہے، تاہم چونکہ اس کی خارجی پالیسی مرکزی حکومت کے ہاتھ میں ہے اس لئے اس کو اصولی طور پر صرف ایک ہی نمائندہ بھیجنے کا حق حاصل ہے لیکن ہم اس خیال کو صحیح نہیں سمجھتے کہ ایڈم اسٹاٹن نے روس کے لئے صرف چند ووٹوں کی خاطر ایک اتنی بڑی تبدیلی کا قدم اٹھایا ہے، جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی،

جیسا کہ امریکن سیکرٹری آف اسٹیٹ مسٹر کارڈل ہل نے کہا ہے روس کی اس ایک جنبش قلم کا نتیجہ جس نے روسی آئین کو ایک نئی شکل دے دی ہے کچھ دنوں کے بعد ہی ظاہر ہوگا اور اس کے اثرات بہت دور تک پہنچیں گے سردست اس معاملہ کا جو اہم ترین پہلو ہمیں دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ جرمنی نے یورپ کے پریشان و پامال ممالک کو کچھ دنوں سے ایک ایسے یورپین فیڈریشن کا خواب دکھلایا ہے جو نازیوں کے نیشنل سوشلزم کی زنجیروں میں منسلک ہو، لیکن یورپین قومیں نازی اقتدار سے قطعاً بیزار ہیں اور وہ بلا جبر و تشدد جرمنی کی جوئے کو اپنی گردن سے اتار پھینکنا چاہتی ہیں، ایسے موقع پر روس کا یہ قدم کہ اس نے خود اپنی تمام سوویٹوں کو بھی جو روسی یونین کے اجزا ہیں مکمل طور پر آزاد کر دیا ہے ہٹلر کے خلاف ایک بہترین اور سب سے زیادہ کارگر حربہ ہے، یہ روسی ممالک کو ایک اشارہ ہے کہ یورپین ممالک کے مستقبل کا مسئلہ کس طرح حل ہو سکتا ہے یقیناً اس بعد میں روسی اقدام کے پاس ہٹلر کے اقتدار و طاقت کی بنیاد ہل جائے گی اور تمام قومیں جلد سے جلد نازیوں سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوں گی اسٹالن نے اس وقت اپنے تدبر کا ایک شاہکار پیش کر دیا ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کے سیاسی حلقوں کی طرف سے اس کا خیر مقدم کس طرح کیا جاتا ہے،

مسٹر نیڈو کا جواب!

چونکہ مسٹر سروجنی نیڈو پر یہ حکم تعمیل کیا گیا ہے کہ وہ اظہار خیالات سے باز رہیں اور اس نوٹس کے

اشارات

پرماتما جانے

کیا بات ہے کہ ان دنوں یورپ میں "دوسرے محاذ" کی طرح بنگال میں "ایک دوسرے قحط" کا سوال خواہ مخواہ لوگوں نے چھیڑ رکھا ہے، لندن کے اخبار "نیوز کرانیکل" کے نامہ نگار دہلی نے یہ خبر پہلے دی تھی کہ موجودہ حالات میں اگر اصلاح نہ ہوئی تو دوسرے قحط کا امکان موجود ہے، لیکن بنگال کی حکومت اس رائے سے متفق نہیں ہے وہ کہتی ہے کہ حقیقتاً بالکل اس کے خلاف ہیں اور اب چاہے آسمان بھی ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے، بنگال میں کوئی دوسرا قحط نہیں ہو سکتا کم از کم اس وقت تک تو ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ ناظم الدین وزارت وہاں قائم ہے،

لیکن یہ تمام باتیں فضول ہیں جو سچی بات یعنی بادلنا تلے یا مرتی صحیح بات تھی وہ وزیر ہند مسٹر امری نے کہہ دی، ان کا قول یہ ہے کہ قحط بھیجنا "پرماتما کا کام ہے" دنیا میں کسی کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ پردۂ غیب میں کیا چھپا ہوا ہے؟ اور "نیوز کرانیکل" اور بنگال گورنمنٹ میں کیا ہستی ہے جو ایسی خدائی باتوں کی تصدیق یا تردید کریں، یہ کام تو نجومیوں اور رمالوں کا ہے کہ جو اس سلسلہ میں کوئی پیشین گوئی کریں،

"نیوز کرانیکل" کے نامہ نگار سے خدا جانے کیوں کہہ دیا ہے کہ موجودہ وزارت بنگال اتنی قابلیت نہیں رکھتی کہ وہ دوسرے قحط کو آنے سے روک سکے لیکن سوال یہ ہے کہ جب مسٹر امری نے کہہ دیا ہے کہ یہ خدا کا کام ہے تو کس کی مجال ہے کہ اس کی بھیجی ہوئی آفت کو روک سکے؟ جس کو پرماتما مارے اسے کون جلا سکتا ہے؟ اور اسی کے برعکس یہ مثل موجود ہے کہ "جس کو خدا رکھے اسے کون چکھے" پہلا مقولہ بنگال کے لئے ہے دوسری مثل وزارت بنگال پر صادق آتی ہے،

لیکن سوال یہ ہے کہ نامہ نگار موصوف سے کس نے کہہ دیا کہ وزارت بنگال میں انتظامی صلاحیت نہیں ہے شاعر نے کہا ہے کہ ؎

رازِ دروں پردہ کہ سالک کسے نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

یعنی پردہ کا وہ راز جو کسی سے کہا نہیں گیا شاعر نے کہاں سے سن پایا؟ بہرحال "نیوز کرانیکل" کے نامہ نگار کے خیال کو مسٹر امری اور ان کی حکومت کبھی صحیح تسلیم نہیں کر سکتی اگر دنیا میں کوئی چیز ایسی ہے جو بنگال سے اس بلا کو دور کر سکتی ہے تو وہ "ناظم الدین۔ سہروردی" اتحاد ہے جو اصحاب کی خدمات حاصل کر کے بنگال کو ہر مصیبت سے بچا سکتی ہے،

پچھلے صفحہ کے باقی نوٹ

الفاظ یہ کہتے ہیں کہ وہ ہستی جو مسز سروجنی نیڈو کے نام سے مشہور ہے کوئی پبلک تقریر نہیں کریں گی اور پریس کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی بیان نہیں دیں گی اور پبلک تک کسی دوسرے طریقے سے ان کے خیالات نہیں پہنچائیں گی اس لئے اس آڈی جامعہ دیکھتے ہوئے جو تمام مسائل پر حاوی ہے حاضر نیشنل کال کے مدیر قطب بیندر نے انگریزی میں ایک نظم شائع کی ہے جو اسکے خیال میں مسز نیڈو کی طرف سے جواب کا کام دے سکتی ہے وہ لکھتا ہے کہ "پابندی مسز نیڈو کے ہر خیال پر حاوی ہے خواہ اس کا تعلق سیاسیات سے ہو یا کسی پھول کی پنکھڑی اور شبنم سے ہو، ایسی حالت میں اگر مسز نیڈو کی ملاقات حکومت ہند کے ہوم ممبر سے ہو اور اگر اول الذکر ان کو "گڈ مارننگ" کہیں جب بھی ظاہر ہے کہ صبح کے متعلق یہ ایک اظہار خیال ہو جائیگا۔ چونکہ مسز نیڈو مشہور شاعرہ ہیں اور ملک ہند کے نام سے مشہور ہیں اس لئے ان کی طرف سے ایک جوابی نظم لکھ کر معاصر موصوف نے پیش کی ہے چونکہ وہ نظم بہت دلچسپ ہے اس لئے رسالہ ہذا استعار کا ترجمہ ہم سطر بہ سطر شائع کرتے ہیں:

"میں بادشاہوں اور کرم کلوں" (ہندو گوسائیوں) کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتی،

کسی دوست کے جنازے پر بھی میں کچھ نہیں بول سکتی
ستاروں اور تاریک راتوں کا تذکرہ بھی نہیں کر سکتی،
اور ہمالہ کی برفانی چوٹیوں کو دیکھ کر اظہار مسرت نہیں کر سکتی
اگر میں حسینوں کے لبوں کی سرخی اور عارض کے غازہ کے متعلق کچھ کہوں تو ایک ایمپائر لرزنے لگ سکتا ہے
اور اگر کسی لیڈی کے تاج کا تذکرہ کروں،
تو کسی آنریبل ممبر کو لگ جانے کا اندیشہ ہے،
میرے لئے اظہار خیال ممنوع ہے،
خواہ سیاسیات پر ہو یا مسٹر یا ماسٹر یا شاعری پر
یا سنترے پر،
دہلی سے لے کر میکسیکو تک اور جنتی دور تک
ایمپائر کا ہاتھ پہنچتا ہو، میں پبلک سے کچھ نہیں کہہ سکتی
اب سر سکیوٹل مجھے ایک بات صاف بتلا دیجئے،
اگر میں ان تمام چیزوں کے متعلق نغمہ سرائی نہیں کر سکتی
تو اگر "ملک معظم زندہ باد" کہوں تو کیا قانون کی خلاف ورزی ہوگی؟

"آئی۔ سی۔ ایس" کی پنشن!

انگلستان میں انڈین سول سروس کے جو پنشن یافتہ ملازمین ہیں انھوں نے اپنی پنشن میں اضافہ کا مطالبہ کیا ہے اس طرح کا ایک موضوع برطانی ہاؤس آف کامنز میں پیش کیا گیا اور وزیر ہند مسٹر امری نے تحریری جواب دیا کہ اس مسئلہ پر حکومت ہند سے رجوع کیا جا رہا ہے اس بیان میں ایک جملہ اس طرح کہا گیا ہے کہ پنشن یافتہ آئی۔ سی۔ ایس والوں کی درخواست پر ہمدردی کے ساتھ غور کیا جا رہا ہے جو کہ ایسے موقعوں پر ہندوستانی ٹیکس دہندوں کے بار کا خیال نہیں کیا جاتا اصلی مطلب یہ ہے کہ یہ مطالبہ منظور ہو جائیگا

کرایہ ریل میں اضافہ

ایک خبر یہ ہے کہ حکومت ہند نے ریلوے کرایہ بڑھانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں ٹرانسپورٹ ممبر سر ایڈورڈ بنٹل کرایہ ریل میں اضافہ کا اعلان کریں گے۔ فرسٹ اور سکنڈ کلاس کے کرایہ میں ۲۵ فیصدی اضافہ کیا جائے گا اور تھرڈ کلاس کے کرایہ میں بھی اضافہ ہوگا۔ مگر اتنا نہیں۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا گیا ہے کہ "اتنا نہیں" تو کتنا اضافہ ہوگا؟ اس وقت بھی ریل کا کرایہ بڑھا ہوا ہے اور تیسرے درجہ کے مسافر پر دوران سفر میں جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں ان کا حال بیان سے باہر ہے اس پر بھی حکومت اگر تھرڈ کلاس کے مسافروں کی جیبوں سے کچھ اور بھی حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس پر اظہار حیرت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ پہلے اور دوسرے درجہ کے کرایہ کے متعلق ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے ان میں وہی لوگ سفر کرتے ہیں جو دولتمند ہیں اور دولت حاصل کر رہے ہیں اور آجکل تو ان کی آمدنی کا کیا کہنا ہے، دونوں ہاتھوں سے جیبیں بھری جا رہی ہیں۔ مگر معلوم نہیں، تیسرے درجہ کے مسافروں کو ان کے کس جرم کی پاداش میں یہ سزا دی جانے والی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ آجکل سفر کی پریشانیاں اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ کوئی شخص بلا ضرورت سفر نہیں کرتا۔ اس لئے اگر مجبور ہو کر کسی کو سفر کرنا ہی پڑے تو اس کی مجبوری کو اس پر مزید ٹیکس عائد کرنے کا ذریعہ بنانا یقیناً ایک قابل اعتراض عمل ہے۔ ہم اس تجویز پر پُرزور پروٹسٹ کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ حکومت ہند کے ٹرانسپورٹ ممبر اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی کریں گے۔

کانگریس اور ڈیڈ لاک کا مسئلہ

ہندوستان کے ڈیڈ لاک کو دور کرنے کے لئے پچھلے ہفتہ دو آوازیں اٹھی ہیں۔ ایک قریب کی آواز ہے اور ایک دور کی آواز ہے۔ قریب والی آواز سر جگن لال ستیلواد کی ہے جنہوں نے بمبئی میں یہ کہا ہے کہ موجودہ ڈیڈ لاک کو قائم رکھنا نہ تو ہندوستانیوں کے مفاد میں ہے اور نہ برطانی حکومت کے مفاد میں ہے اس لئے ہندوستانیوں کی طرح برطانی حکومت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اور ہندوستان کے درمیان ہم آہنگی کا رشتہ قائم کرے اس سلسلہ میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ "بعض حلقوں کا یہ عقیدہ کہ کانگریسی لیڈروں کو مسلسل طور پر قید رکھنے سے اور کانگریس کے نمائندوں کو بے طاقت کر دینے سے ملک پر کانگریس کا اثر کم ہو گیا ہے اور فی الحال کانگریس عملی اعتبار سے مردہ ہو گئی ہے ایک بڑی غلط فہمی اور انسانی نفسیات کا غلط مطالعہ ہے۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر لیجسلیچروں کے لئے عام انتخابات جاری کئے جائیں تو کانگریس بھاری اکثریت اور زیادہ اقتدار حاصل کرے گی"۔ اس مسئلہ پر ایک دور کی آواز برطانی پادریوں کی ایک کانفرنس سے آئی ہے جو لندن میں منعقد ہوئی ہے اور جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہندوستان کا ڈیڈ لاک دور کر دیا جائے سوال یہ ہے کہ سردست برطانی نقار خانہ میں جہاں رات دن امپائر اور کامن ویلتھ کا ڈھول پیٹا جاتا ہے ان طوطیوں کی صدا کوئی سنتا بھی ہے یا نہیں؟

رازِ نیاز

سوال:

(۱) اگر کسی چیز کے دو چاہنے والے ہوں، پہلا دل و جان سے چاہتا ہے، دوسرا کچھ کم لیکن وہ چیز دونوں کو چاہیئے تو آپ کے خیال میں کامیابی کس کو ہوگی؟

(۲) ایکٹر بننے کے لئے انسان میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہئیں؟ کیا ایکٹر بننا بہت مشکل کام ہے؟

(اندر جیت، نئی دہلی)

جواب (۱)۔۔ اگر وہ چیز کوئی ذی روح اور زندہ چیز ہے، یا کوئی انسانی ہستی ہے تو کامیابی غالباً اسی کو ہوگی جس کو وہ چیز خود چاہتی ہو، ایسی صورت میں کسی دوسرے کے چاہنے یا دو اشخاص کے کم یا زیادہ چاہنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر وہ چیز کوئی بیجان شے ہے تو کامیابی اسی کو ہوگی جو اس کے حصول کی زیادہ کوشش کرے گا،

جواب (۲):۔ اس کا جواب کسی سینما یا تھیٹریکل کمپنی کا ڈائریکٹر دے سکے گا، صرف ایک خوبی جو تمام خوبیوں کی بنیاد ہے وہ ہمارے خیال میں یہ ہے کہ ایکٹر کا کام بالکل اصلی انسانی فطرت کے مطابق ہونا چاہئے

سوال (۱)۔ پچھلے دنوں مسٹر ڈیول وائسرائے ہند نے نیو دہلی میں گورنروں کی ایک میٹنگ بلائی تھی اس کے منعقد ہونے کا سبب آج تک معلوم نہ ہو سکا،

(۲) کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ حکومت برطانیہ آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کو جیل رہا کرے گی یا نہیں؟

(۳) نہ معلوم مسٹر جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ کراچی میں کس دل سے حکومت برطانیہ سے یہ کہہ دیا کہ "تم یہاں سے چلے جاؤ"

(۴) دنیا میں پہلے نمبر پر سب سے زیادہ کون مال ہے اور سکنڈ تھرڈ نمبر پر کون ہے آزاد حکومتوں کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے (ایس ظفر علی شاہجہانپوری)

جواب (۱):۔ تو آپ ہی فرمائیں کہ اس کے متعلق ہم کیا کر سکتے ہیں، اس کا سبب تو اسی وقت معلوم ہو سکتا تھا جب وہ ظاہر کیا جاتا،

جواب (۲):۔ اس کا فیصلہ حکومت کے ہاتھوں میں ہے اکثر ذمہ دار برطانی اور ہندوستانی حلقوں سے یہ آواز اٹھائی جا رہی ہے کہ انکو رہا کر دینا چاہئے

جواب (۳):۔ اگر اس وقت آپ کا ہاتھ مسٹر جناح کے دل پر ہوتا تو اس کا حال آپ کو معلوم ہو جاتا اور ظاہر ہے کہ دل کی باتیں تو دل ہی کو معلوم ہو سکتی ہیں مسٹر جناح جانیں اور حکومت برطانیہ جانے،

جواب (۴):۔ آپ نے آزاد ملکوں کو مستثنیٰ کر دیا ہے تو محکوم ممالک کے دولتمندوں کی جاگیر حیثیت کہاں باقی رہی؟

ہمارا نیا صفحہ

فتح کے آثار اور انتظامات

("نکتہ داں" کے قلم سے)

اس جنگ میں جرمنی کی شکست اور اتحادیوں کی فتح کبھی غیر یقینی نہیں تھی، کسی کو بھی کسی موقع پر اس حقیقت میں شبہ کبھی نہیں ہوا ہے کہ اتحادی طاقتوں کی جیت اور محوری طاقتوں کی ہار ضروری ہے جس وقت فرانس کو زوال آیا تھا اور اشتراک واقعات سامنے تھے اس وقت بھی یہی خیال کیا جاتا تھا کہ اس وقت خواہ کچھ ناگہانی پریشانیاں حق ہوں آخری فتح برطانیہ کو ہی حاصل ہوگی۔ اگر ہمارا حافظہ صحیح ہے تو غالباً مہاتما گاندھی نے بھی ایک مرتبہ یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ انگریز دم آخر تک لڑتے رہیں گے اپنی آزادی پر سب کچھ قربان کر دیں گے مگر آزادی کو کبھی تہہ بالا نہیں کریں گے اور شکست نہیں کھائیں گے۔ ایک موقع پر مولانا محمد علی مرحوم نے بھی یہ کہا تھا کہ انگریز اگر ہندوستان کو چھوڑ کر چلے بھی جائیں جب بھی چلتے وقت یہ کہیں گے کہ ہم پھر آتے ہیں!

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اہل برطانیہ ایک بہت ہی پُر امید اور جیوٹ والی قوم ہیں اور اب پچھلے دنوں ہٹلر نے جو تازہ ترین تقریر کی ہے اس سے بھی اسکی مایوسی ظاہر ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جسمانی یا مادی شکست کی ابتدا اس کی روحانی شکست سے ہو چکی ہے، یعنی اگرچہ وہ اب بھی جرمن قوم کا ڈھول پیٹتا ہے مگر ذہنی طور پر وہ ہار چکا ہے۔ محوری شکست کا یہی یقین ہے جس کے باعث لندن کے باشندے ابھی سے فتح کے آثار دیکھ رہے ہیں اور اس موقع کو شاندار طریقے پر منانے کے لئے انتظامات کر رہے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس خبر کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے کہ "کڈنی پریڈ" (فتح کی پریڈ) کا تماشہ دیکھنے کے لئے ابھی سے نشستیں ریزرو کرنی شروع کر دی ہیں۔ یقیناً یہ نئے سال کا ایک نیا دلچسپ واقعہ ہے۔ اس سے پہلے فتح کے آثار اتنے صاف طریقے پر نمایاں نہیں ہوئے تھے۔ لیکن یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے بلکہ اسی طرح کا ایک فطری عمل ہے جیسے کوئی "پُر امید" عورت اپنے آنے والے بچہ کے لئے اس کی پیدائش سے پہلے ہی کپڑے اور گہوارے تیار کر رکھتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام آثار حمل کے ابتدائی مہینوں میں نہیں کیا جاتا بلکہ جب بچہ کی آمد کے دن کچھ قریب ہو جاتے ہیں اور اس کی پیدائش کم از کم ماں کے خیال میں ایک یقینی صورت اختیار کر لیتی ہے تو وہ اپنے لاڈلے یا لاڈلی کے خیر مقدم کا انتظام شروع کر دیتی ہے۔

لیکن جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کا کریڈٹ اور آنر یعنی تعریف اور اعزاز "صرف ماں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہوتے، کچھ دوسرے لوگ بھی ان میں حصہ لیتے ہیں مثلاً بچہ کے باپ، چچی، ماموں وغیرہ بھی تقسیم اعزاز میں شریک ہو جاتے ہیں۔ جنگ میں فتح بھی ایک ایسی ہی چیز ہے اس لئے یہ مسئلہ لندن کے سامنے آگیا ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم کے بعد صورت حال جداگانہ تھی اگر برطانیہ "ماں" تھی تو فرانس "باپ" تھا اور چچی سام یعنی امریکہ ایک حقیقی چچا کی حیثیت رکھتا تھا جو فتح کے نوزائدہ بچہ کو آشیرواد دینے آیا تھا مگر نتیجہ بالآخر یہ ہوا تھا کہ پریسیڈنٹ ولسن واپس چلے گئے تھے اور بچہ کو چھوڑ گئے تھے کہ باپ ماں کا جو جی چاہے کرتے رہیں۔

موجودہ جنگ کا نقشہ جداگانہ ہے۔ اس میں برطانیہ تو اپنی جگہ پر قائم ہے مگر فرانس کو ابتدا ہی میں زوال آگیا ہے اور پرانے چچی سام کے ساتھ ساتھ ایک دور کے کا کیشبائی رشتہ دار کامریڈ اسٹالن بھی اعزاز فتح میں شریک ہو گئے ہیں۔ اب اگر چچی سام کو بچہ کا باپ مان لیا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا کیونکہ باپ اور چچا میں کوئی فرق نہیں ہوتا جیسا کہ اکبر مرحوم نے کہا ہے ؎

پردہ اٹھ جانے کا آخر یہ نتیجہ نکلا
بیٹا ہم جس کو سمجھتے تھے بھتیجہ نکلا

اس لئے پریسیڈنٹ روزویلٹ کے بعد صرف اسٹالن کا سوال باقی رہ جاتا ہے اور ان کو بہ آسانی اس بچہ کا چچا بنایا جا سکتا ہے اور چرچل و روزویلٹ آئندہ فتح کانفرنس میں اسٹالن سے بہ آسانی یہ کہہ سکتے ہیں کہ آخر ہم نے تمہیں "چچا بنا کر چھوڑا"۔ یقیناً یہ اجتماع بیحد دلچسپ ہوگا۔ ہسی اخبار پروڈا نے بڑی غلطی کی تھی کہ قاہرہ کے ایک نامہ نگار کی بھی ہوائی غلط سلط یہ خبر چھاپ دی تھی کہ روس برطانی نمائندوں نے وان رابن ٹرپ سے ملاقات کی ہے۔ اچھا ہوا کہ اس کی صاف تردید برطانیہ کی طرف سے شائع کر دی گئی اس سے شک اور بدگمانی فوراً مٹ گئی ہوگی اور اگر بدگمانی کا کوئی ذرہ پھر بھی رہ جائے تو وہ محبت یا حماقت کی دلیل ہے۔ اس لئے محبت بھی ایک قسم کی حماقت ہی کا دوسرا نام ہے۔ اس جذبہ کو عقل سے کبھی کوئی لگاؤ نہیں ہوتا پھر بھی کہنے والے یہی کہتے ہیں کہ ؎

محبت بڑے کام کی چیز ہے

اور دوسرے نقطۂ نظر سے دیکھئے تو بدگمانی بھی سچی محبت کا ایک لازمہ ہے جس شخص کو اپنی بیوی سے محبت نہ ہوگی اگر راجہ اندر بھی اس کی بیوی سے ملاقات کرتا ہے تو اس کا وہ کبھی برا نہیں مانے گا لیکن اگر محبت ہے تو انسان اپنی محبوبہ کے ساتھ اس کے سایہ کو بھی پسند نہیں کر سکتا کسی ناری شاعر نے کیا خوب کہا ہے

با سایہ ترا نمی پسندم
عشق است و ہزار بدگمانی

یعنی میں تو تجھے تیرے سایہ کے ساتھ بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے کہ عشق میں ہزاروں بدگمانیاں ہوتی ہیں۔ پس ثابت ہوگیا کہ بدگمانی بھی گہری محبت کے جذبہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس موضوع پر سر علی امام مرحوم کے والد نواب امداد امام اثر مرحوم نے اس شعر میں اظہار خیال کیا ہے

نہ کر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا
محبت میں ترے سر کی قسم ایسا بھی ہوتا ہے

ہر حال اب ایسی باتوں پر مغز کھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ۱۹۴۴ء ہے جس کا موسم سرما گزر رہا ہے اور موسم بہار آ رہا ہے۔ اسٹالن نے ہٹلر کے تمام منصوبوں کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ اٹلی میں برطانی اور امریکن اور ہندوستانی فوجیں کافی آگے بڑھ چکی ہیں تادم تحریر اتحادی فوجیں روما سے صرف انیس میل کے فاصلہ پر ہیں۔ اس مورچہ پر ہندوستانی فوج نے ایسے کارنامے پیش کئے ہیں کہ مفتوحہ علاقوں کے گلی کوچوں کے نام بھی کلکتہ، دارجیلنگ وغیرہ کی سڑکوں جیسے رکھ دیئے ہیں۔ اب نئی دہلی کی طرح روما میں "کناٹ پلیس" اور پرانی دہلی کی طرح وہیں پر "پھاٹک حبش خاں" بھی جلد بنا لیا جائیگا۔

"فتح ویکلی" کراس ورڈ معمہ کا صحیح حل حسب ذیل ہے:

ش		ن	و ۷	ہ ۶	ا	ک ۵	ر ۴	د ۳	ن ۲	ب ۱
ر	ح ۱۰		ہ	ج		ن	و	ر	ا	ی ۹
ا	ر		م	ر	ک ۱۲			ا	ن	م ۱۱
ر	و	ک ۱۵			ہ	ش ۱۴	ی	د	ن	ا ۱۳
ت	ف	ا ۱۹		م ۱۸	ا	م ۱۷	ت		گ	ر ۱۶
		م	ا ۲۲	د ۲۱		ح		ش ۲۰	ی	
و ۲۶		ی	کھ	و	س ۲۵		م	غ ۲۴		ا ۲۳
س	ب ۳۰		ا	ر	ہ	ج ۲۹		ل	ا ۲۸	س ۲۷
ا	دھ	ے ۳۴	ڑ ۳۳		ن		د ۳۲		د	ب ۳۱
م		م	ا ۳۷		ی	ٹھ ۳۶	و	گ	ن	ا ۳۵
ل	س	ن ۳۹				گ		ف	ز	ب ۳۸

آخری تمنا

(از جناب دت لکھنپال)

زندگی کی شاہراہ پر چلتے ہوئے میرے پاؤں لڑکھڑا گئے — میں نے سنبھلنا چاہا لیکن سنبھل نہ سکا — اس کا حسن شعلۂ برق تھا — کوندتی ہوئی بجلی — جلتی ہوئی آگ — جو میری زندگی کے دامن پر آ گری — اور میرے دل کو خاکستر بنا گئی — میری آرزوؤں کو پل بھر میں راکھ کر کے وہ بجلی آن کی آن میں خاک سیاہ بادلوں میں چھپ گئی — میرے دل کی راکھ — اور — اس کی یاد — اس نے مجھے زندگی کی ایک نئی پگڈنڈی پر ڈال دیا — میری تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا کر مجھے ایک نئی تمنا بخش دی — ایک نئی خواہش — میری آخری آرزو — میں میدان حشر میں پہنچ جاؤں — اور اس برق جہاں کی طرح — ایک گولی میرے سینہ میں پیوست ہو جائے — جس طرح اس کا تیر نظر میرے کلیجہ کے پار ہو گیا تھا — میرے سینہ میں گولی ہو — اور آنکھوں میں اسی شعلۂ برق کی تصویر ہو۔

فلمستان

"ہماری بات"

بمبئی ٹاکیز کی جدید تصویر ہماری بات بمبئی کے بعد ناز سینما دہلی میں بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ ہماری بات کا افسانہ عام افسانوں سے بالکل مختلف ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ بمبئی ٹاکیز نے اس وقت تک جتنے بھی افسانے پیش کئے ہیں یہ ان سے بڑی حد تک الگ ہے۔ بمبئی ٹاکیز کی روح رواں دیوکا رانی نے خود اس تصویر میں کام کیا ہے۔ دیوکا رانی کے علاوہ جے راج، شاہد، ممتاز علی، ڈیوڈ، پرتبھا، ثریا، راجکماری، نسیما اور شیخ وغیرہ نے اس فلم میں کام کیا ہے۔

"شکنتلا"

شکنتلا کو کس قدر پسند کیا جا رہا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگرچہ یہ تصویر دہلی میں [illegible] ہو چکی ہے لیکن اس کی مقبولیت میں کمی ہونے کی بجائے اس کی مقبولیت اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ پورے تین ہفتے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تصویر دہلی میں بولی منوا دے گی۔ یہ حقیقت ہے کہ مسٹر شانتا رام آجکل شکنتلا سے بہتر تصویر تیار نہیں کر سکے ہیں۔ تصویر کیا ہے پردہ اسکرین پر آرٹ کا بہترین نمونہ ہے۔ سلولائڈ پر ایک بے نظیر نغمہ ہے اور ایک ایسا اعلیٰ شاہکار ہے جسے ہندوستان دنوں تک فراموش نہیں کر سکے گا۔

"برات"

کیرتی پروڈکشن کی سوشل تصویر برات [illegible] دہلی [illegible]

ہفتہ میں چل رہی ہے اس تصویر میں شوبھنا سامرتھ، کوشلیا ہرنیش، نیام پلی، سنگھا پرشاد، اور مرزا مشرف جیسے ممتاز اداکاروں نے کام کیا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اداکاروں نے بڑی خوبی کے ساتھ کام کیا ہے۔

"بنسری"

رنجیت کے مشہور مذاحیہ اداکار چارلی کی جدید تصویر بنسری، فلمستان دہلی میں تماشائیوں کے لئے پیش ہونے والی ہے اس تصویر میں چارلی، اشور لال، تبسم، مارتلا، دیکشت اور کیسری وغیرہ نے کام کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ تصویر رنجیت کی سابقہ مذاحیہ تصاویر کی طرح دلچسپ اور کامیاب ثابت ہوگی۔

"شہنشاہ اکبر"

کل ہند سینما کی تاریخی تصویر شہنشاہ اکبر کو جہاں بھی پیش کیا گیا ہے وہاں ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔ کمار، دنا، انگوری، ماسٹر حسن، بالو، ایم عثمان، بکرم کپور، لیلا، مصرا اور [illegible] وغیرہ نے اس تصویر میں کام کیا ہے۔

"لال حویلی"

بمبئی سنیٹون کی نئی تصویر لال حویلی نمائش کے لئے تیار ہے۔ [illegible] ایک ایسی کہانی ہے جس میں محبت اور [illegible] پیش کئے گئے ہیں۔ سرمیدہ، نورجہاں، لیلا، مایا بنرجی، یعقوب، کنہیا لال، [illegible]، دلشاد، بدری پرشاد، نوری وغیرہ نے کام کیا ہے۔

"چراغ"

"پاس" کے شہرت یافتہ ڈائرکٹر دریانی کی نئی فلم چراغ کے متعلق تازہ اطلاع یہ ہے کہ مکمل ہو گئی ہے اس میں مشہور اداکار کوشلیا، دینا کماری، ایشور لال، مجید اور [illegible] وغیرہ اپنا [illegible] کے جوہر دکھلاتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ فلم ہر جگہ نمایاں کامیابی حاصل کرے گی۔

"داسی"

پردھان پکچرز لمیٹڈ کا پیلاؤ، انڈیا سوشل فلم داسی اپنے عظیم الشان سٹوڈیو پردھان اسٹوڈیو میں تکمیل کی منازل سرعت سے طے کر رہی ہے۔ محنت اور جانفشانی سے کام ہو رہا ہے اس کے پیش نظر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ مسٹر رام نرائن دوبے کی اولین پیشکش ہی آپ کو قابل اور نامور فلم سازوں کی صف میں کھڑا کر دے گی۔ اس میں راگنی، نجم الحسن، جگیانی، کلاوتی، بے بی، پردیپ، جی این بٹ، اوم پرکاش اور غیر فانی نمایاں کردار سرانجام دے رہے ہیں۔

"راگنی"

یہ سرو ہیشوری پکچرز اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی نئی فلم راگنی ہندوستانی زبان میں ہوگی اور اسے ڈائرکٹر [illegible] ڈائرکٹ کریں گے۔

"رانی"

بدھا کی سابقہ تصاویر [illegible] اس [illegible] اب [illegible] کے ہر حصہ میں بے اندازہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اب بدھا کی ان دو کامیاب تصاویر کے بعد بدھا کی جدید تصویر رانی [illegible] کے لئے بالکل تیار ہے۔ رانی میں بدھا، [illegible] اور رام [illegible] نے کام کیا ہے۔ موسیقی کے اعتبار سے بھی یہ تصویر کسی طرح جواب سے پیچھے نہیں ہے۔

"ستی انسوئیا"

سن رائز پکچرز کی نئی فلم ستی انسوئیا جس کا [illegible] کیا جا رہا ہے بہت جلد ریلیز کی جا رہی ہے۔ اس میں [illegible] کو سوبھا سامرتھ، لوشا، ہومودک خاص اداکار ہیں اور موسیقی سے اس کے متعلق نہایت شاندار خبریں آئی ہیں۔ جس نے بھی یہ فلم دیکھی ہے اس کی بے حد تعریف کر رہا ہے۔

"منورما"

ڈائرکٹر جینت دیسائی نے اپنی نئی فلم کمپنی جینت پروڈکشنز کی نئی فلم منورما کا تصور کر دیا ہے۔ اس میں لیلا چٹنس، اشور لال، چارلی، مبارک اور [illegible] خاص اداکار ہیں۔ اطلاع یہ وہی فلم ہے جس کا نام پہلے طوفان رکھا گیا تھا۔

بھگتی کے وہ گانے جنہیں سن کر روح رقص کرنے لگتی ہے
اسے دیکھ کر اپنا جنم سپھل کریں
ڈائرکٹر جینت دیسائی کا شاہکار
بھگت راج
روزانہ تین شو
۳½ بجے
۶½ بجے
۹½ بجے
اداکاران: پاگنیس — واسنتی — مبارک — دیکشت!
موتی میں ۱۸ واں شاندار ہفتہ
اتوار کو صبح ۱۱ بجے ایک زائد کھیل
نیو تھیٹرز کا شاہکار "ادھیکار"
اداکاران: جمنا بروا، پہاڑی

کامیاب عورت کا [illegible]
اس دلآویز خوشبو کی آزمائش [illegible] کیجئے
اوٹو دل بہار (رجسٹرڈ)
آپ کے رومال پر اس کے چند قطرے ۴۸ گھنٹوں تک [illegible] کی قائم رکھیں گے۔ یہ پھولوں کا بہترین نچوڑ ہے جو [illegible] میں [illegible] جاتا ہے۔ بہت تیز نہیں ہے بلکہ نہایت خوشگوار اور [illegible] ہے۔ آج ہی ایک شیشی خرید لیں۔ پھر پوری آپ کو ہمیشہ مرغوب رہے گا۔ [illegible] کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ کی شیشی طلب کریں۔
اوٹو دل بہار
ایک گلستان جو [illegible] ہے
اس میں کسی قسم کا تیزاب نہیں ہے۔ یہ پھولوں کا نچوڑ ہے جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں آپ کے استعمال کے لئے بھر دیا گیا ہے۔
مختلف سائزوں میں فروخت ہوتا ہے
اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے
ایک بالکل نئی خوشبو کا نمونہ بھی دیکھئے
اوٹو سرنگی نمبر (۷۷۷) (رجسٹرڈ)
نمونہ کے لئے دو آنے کے ٹکٹ ارسال کریں اور پورے ۴ اونس کی شیشی خریدیں۔ جو ہر جگہ ملتی ہے آپ سرنگی کے پھولوں کی جادو بھری خوشبو سے بہت خوش ہوں گے۔
سول ایجنٹس۔ دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی بمبئی ۲

ہندوستان اور چین

چین میں بودھ مت کا آغاز اور اس کے چینی تہذیب پر اثرات ایسے موضوع ہیں جن پر میری تحقیق محض ہونے نام ہے لیکن حال ہی کے چند سالوں میں اس موضوع کی جانب ہمارے بعض بہترین ذہنوں کی توجہ مبذول ہونے لگی ہے۔ آپ حضرات کے روبرو ایک ایسی خیالی تصویر پیش کرنے کی کوشش کروں گا جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جائے کہ چینی تہذیب کی تثلیث یعنی بودھ مت، تاؤ اور کنفیوشس مت نے نسبتاً کیا کام کیا ہے۔ ان تین عظیم مذہبی اور اخلاقی روایات کے میل سے ایک ایسے تہذیبی تسلسل کی بنیاد پڑی جو موجودہ جنگ میں جارحانہ حملوں کے خلاف اور لوگوں کی قوت برداشت سے زبردست تعلق رکھتی ہے۔ گمان غالب ہے کہ چین کی تاریخ تیار کرنے میں اس تسلسل کا بہت حصہ ہوگا۔

اس امر پر غور کرنا دلچسپی کا باعث ہوگا کہ ایک چینی خواہ وہ بھگوان بودھ کا کتنا ہی صادق پیرو کیوں نہ ہو، مادی دنیا اور سیاسی مسائل سے کس درجہ اثر لیتا ہے۔ اس ضمن میں وہ ہندوستانیوں سے بالکل مختلف دکھائی دیتا ہے۔ چین میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جب آدمی کسی جانگزا درد میں مبتلا ہو یا جب اسے کوئی ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہو مثلاً اس کے کسی عزیز کی موت ہو گئی ہو، اس وقت بودھ مت ہی اس کی روحانی تسکین کا باعث ہوتا ہے۔ یہ تخفیف محض غیر فوجی عہدیداروں یا بڑے افسروں پر ہی نہیں بلکہ عوام کے معاملے میں بھی کام کرتی ہے۔ کہتے ان کی ہے جو قدیمی کنفیوشسی اور قدیمی بودھ واقع ہوئے ہیں۔ یہ امتزاج کسی شدید تصادم کا باعث نہیں شاید یہ کہنا درست ہو کہ چینی مکمل مذہب کے اہل نہیں چونکہ وہ ان مثالی ہندوستانی ہندوؤں اور بودھوں کے مانند ایسی زندگیاں گذارنے کے قابل ہیں جو کلیتہً مذہب کے لئے وقف کر دی گئی ہوں۔

کنفیوشس کا مذہب

غالباً کنفیوشسزم کے زیر اثر وہ اپنی ہستی کو مکمل طور پر مذہب میں جذب نہ کر سکے۔ کنفیوشسزم بودھ مت کی ہدایات کے خلاف کام کرنے کی محرک بنتی ہے۔ کنفیوشسزم نے چینیوں کو کچھ اس ذہنی سطح پر لا دیا ہے اور ان کا عقیدہ میانہ روی میں اس قدر پختہ کر دیا ہے کہ آج ایسا چینی مشکل سے ملے گا جو واقعاتی مسائل کی خاطر ان ممنوعات و عادات کو ترک نہ کرے جو مذہباً جائز ہیں۔ آج بودھ، مسلمان، عیسائی اور دہریے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہیں اور مادر وطن کے تحفظ کی خاطر شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں۔

یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ کنفیوشسزم گویا چینیوں کی اخلاقی اور انفرادی پشت پناہ ہے، بودھ اور تاؤ مت ان ناموافق اقتصادی حالات سے دبے ہوئے لوگوں کے لئے روحانی غذا فراہم کرتا ہے۔ چینی باشندے جدید مغربی سوسائٹیوں کے مقابلے میں بہت زیادہ غیر مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ چین میں اکثر کہا جاتا ہے کہ ضرورت کے وقت ایک ملحد بھی اس امر پر مجبور ہوگا کہ رحم و کرم کی

بودھ مت کی روح کا سرچشمہ

کنفیوشسزم ایک ایسا اخلاقی ضابطہ ہے جو بہت سوچ بچار کے بعد ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ خاص خاص حالات میں انسانی رویہ کی معقولیت کی وضاحت کرتا ہے اور عوام کے باہمی اخلاقی تعلقات پر روشنی ڈالتا ہے۔ کنفیوشس کے زمانے میں فرد، خاندان اور ریاست، چینی سماج کے بنیادی ستون سمجھے جاتے تھے۔ آخر الذکر کو فرد اور خاندان پر فوقیت حاصل تھی۔ کنفیوشس ایک ایسے دور کی یادگار رہے جو اخلاقی اور سیاسی طور پر زوال پذیر تھا۔ وہ عہد قدیم کے اخلاقی و سیاسی خیالات کی تعظیم کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے حکمرانوں، وزیروں کو یہ یقین دلاتا رہا کہ ان کے رائج کئے بغیر کسی سیاسی استحکام کا تصور ممکن نہیں۔ اس کے پاس کوئی روحانی پیغام نہیں تھا جو وہ ہمیں دیتا اور اس نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں رکھی۔

گوتم بدھ نے برسوں کی ریاضت اور تفکر کے بعد جو پیغام دیا، وہ ہندوستان تک محدود نہ تھا بلکہ ایک عالمگیر حیثیت رکھتا تھا۔ انھیں بنی نوع انسان میں وہ جراثیم صاف نظر آتے تھے جو تمام انسانیت کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔ نسل انسانی کو اس تباہی سے بچانے کی خاطر انھوں نے اپنے معتقدوں کو وعظ دینا شروع کیا۔ ان کے خیالات انسانی رویہ کی معقولیت اور ریاست کی اخلاقی اساس سے کہیں ارفع و برتر واقع ہوئے ہیں وہ جینی جو پوری کوشش اور توجہ کے بعد بھی بودھ مت کو سمجھنے سے قاصر ہیں، ایک مضبوط و مجسم اخلاقی ضابطے اور ایک بلند مذہبی معیار کے درمیان مصالحت پیدا کرنے پر مجبور ہیں۔ ہندوستان کے ان ہندوؤں اور بودھوں کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جن کی زندگی مذہبی قوانین کے مطابق بسر ہوتی ہے۔

میرا یہ منشا نہیں کہ کنفیوشسزم اور بودھ مت کے اصل اختلافات پر بحث کی جائے تاہم یہ امر قابل غور ہے کہ بودھ مت بالخصوص مہایانہ بودھ مت، باوجود انیس سو سال ترقی کرنے کے عوام پر نہ چھا سکا۔ اس دوران میں اسے سرکاری طور پر دبانے کی کوشش بھی کی گئی اور یہ روز بروز پستی کی طرف گرتا ہی چلا گیا لیکن ان باتوں کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں۔

بودھ مذہب کی ابتدا

مورخوں کے نزدیک چین میں بودھ مذہب کی ابتدا شہنشاہ مینگ کے مشہور خواب یا واہمہ یعنی ۶۱ ق۔م سے ہوتی ہے لیکن زمین اس سے کہیں پیشتر تیار ہو چکی تھی۔ مغربی مالک سے آنے والے سوداگروں کے قافلوں نے عجیب عجیب داستانوں سے فضا کو کافی مسحور کر رکھا تھا۔ بہت سے حالات نئے مذہب کے اسکول میں مرد معاون ثابت ہوئے راہ کی مشکلات دور ہو گئیں۔ ابتداً کنفیوشسزم اخلاقی قوانین کا مجموعہ تھا۔ اس سے عوام کی روحانی ضرورت پوری نہ ہو سکیں۔ زندگی کا مقصد اس کے سلجھے نہ سلجھا۔ عوام کو اس سے وہ تحریک نہ ہوئی جو دینی خطرات کے مردانہ وار مقابلے کے لئے لازمی ہے۔ نہ ہی انھیں وہ ڈھارس ملی جو مرتے وقت ضروری ہے۔ معمہ ہستی کا حل اور حیات بعد ممات کے مسئلہ کی عقدہ کشائی ہمارے محبوب ترین مشاغل ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ کمزوری ہم نے قدیم تہذیبوں سے ورثہ میں پائی ہو۔ ہماری رزمز کی مایوسیوں کو بھی اس میں کافی دخل ہے۔ دنیا میں ایسے مذہب موجود ہیں جن کے بانیوں نے کبھی اس امر پر غور نہیں کیا کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے لیکن ان کے پیروؤں نے پر پیچ نظریوں مثلاً ابدیت، مکافات وغیرہ کے سہارے اپنے مذہبی رہنماؤں کی تعلیم کو پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا۔ موت کے بعد کے حالات کو دریافت کرنے کی خواہش نے نئی تہذیبوں کی تشکیل میں زبردست حصہ لیا۔ چین میں بودھ مت کی ابتدا سے پہلے تاؤ مت نے زبردست مذہبی بیداری پیدا کر رکھی تھی۔ لوگ غور و فکر کے عادی ہو چلے تھے۔ مفکرین کے خیالات مغربی واضح ہونے چلے گئے۔

انھیں محسوس ہونے لگا کہ ہستی فانی اور بقائے دوام ہر دو کو امید اور روشنی سے معمور کیا جا سکتا ہے۔ تاؤ مت کی پیشین گوئی کے مطابق یہ تو ہم ان ممالک کے باشندوں دور ہوتا تھا جو مغربی وسط ایشیا میں واقع تھے اور جنھیں سرزمین عجائبات کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ تائن چیو ہندوستان کا پرانا نام ہے۔ مراد کلام اسی ملک سے تھا۔

تائن چیو چینیوں کے لئے وہی اہمیت رکھتا تھا جو پندرھویں اور سولھویں صدی میں چین کی یورپ میں تھی۔ چین اور ہندوستان حکمت و دولت کی بہشت سمجھے جاتے تھے۔

دو یا تین صدی تک ہندوستان اور چین کے درمیان تجارتی قافلے آتے جاتے رہے۔ رفتہ رفتہ ہندوستانیوں بالخصوص ان کے مذہبی ادراک سے چینی واقف ہوتے گئے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ان تجارتی قافلوں کے متعلق ہماری معلومات کافی وشافی نہیں ہیں تاہم بہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ان دنوں اس قسم کی آمد و رفت تھی، چونکہ اس کا حوالہ ان اصلی تحریروں سے ملتا ہے جو ہمارے پاس موجود ہیں۔

مشہور چینی سیاح

چانگ چن، ہن خاندان کے شہنشاہ وو کے عہد کا مشہور چینی سیاح اور سفیر ہے۔ اس کا زمانہ ۱۴۰-۳۷ ق۔م تک ہوتا ہے۔ جنوبی اور مغربی سرحدوں پر مقامی قبائل کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک مرتبہ پارتھیا بھی گیا جہاں متھریڈیٹ دوم کی حکومت قائم تھی۔

چانگ چن جب اس سفر سے لوٹا تو اس نے بودھ کے ایک طلائی مجسمہ کے حالات قلمبند کئے اور غالباً انھیں شاہی مرتبہ دربار شاہی میں پیش کیا۔ یہ شخص مشرقی ایشیا میں ترکوں کے ہاتھوں دس برس قید رہا اور چینیوں کو ان ابتدائی گروہوں کا ایک فرد تھا جس نے بودھ کا نام سنا تھا۔ اہل قافلہ راتیں شراب خانوں میں گذارتے تھے وہاں بھگوان بودھ کے مقدس اثرات کے متعلق کیا کیا گپ شپ نہ اڑتی ہوگی۔ رفتہ رفتہ بودھوں کا ادب چینی سرحدوں میں داخل ہونے لگا اور ۶۰ء تک چین کے حلقوں میں اس کا اچھا خاصا تعارف ہو چکا تھا۔ لہٰذا ۶۱ء میں جب شاہ مینگ نے خواب دیکھا تو اس کے وزیر فیوئی نے اسے بڑی آسانی سے ہندوستانی دیوتا بتایا تھا کہ تم بودھ سے منسوب کر دیا۔

ماؤسیہ ایک چینی مُنی گذرا ہے۔ اس نے ۲۶۸ء میں ایک کتاب فا یوآن چو لن نامی لکھی۔ یہ کتاب تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں مبالغہ کہ بہت کچھ دخل ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ ایک منی ۲۱۷ ق م میں ہندوستان سے چین میں آیا۔ اسے بی فانگ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ سترہ بھکشوؤں کے ساتھ سیان پہنچا۔ یہاں ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ انکی رہائی کشف و کرامات کے ذریعہ عمل میں آئی۔ یہی مصنف ایک دوسری جگہ لکھتا ہے کہ بودھ گرنتھوں کا ترجمہ چن خاندان سے پہلے کی یادگار ہے جو بعد کو نذر آتش کر دی گئی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

از جناب ڈاکٹر ج۔ یہ

اندازۂ وقت

از حضرت سیماب اکبرآبادی

حقیقت کی جہاں میں نور باری ہوتی جاتی ہے
فضا کی تیرگی باطل پہ طاری ہوتی جاتی ہے
لطافت بڑھتی جاتی ہے ضیائے ماہ تاباں میں
سگ دیوانہ کی آواز بھاری ہوتی جاتی ہے

پچھلے صفحے سے

اس کا یہ آخری بیان خاص طور پر قابلِ یقین نہیں کیونکہ اس وقت تک نو ہندوستان ہی میں نہ کل بودھ دنت ایزاب کو اکٹھا کیا جا سکا تھا اور نہ ہی اس کا کوئی مجموعہ اس وقت مرتب ہو سکا تھا۔

چین کا مشہور مورخ سوما چین اپنے مشہور تاریخی روزنامچوں میں ان واقعات کا کہیں ذکر تک نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ ۸۶ - ۱۲۵ ق م تک بعد تھا پان کو مغربی پان خاندان کا مشہور مورخ گذرا ہے وہ ان اشارات کے متعلق بالکل خاموش ہے۔

شنشاہ منگ کے عہد سے ہر سال ناکس [illegible]

محکمہ تحصیل پائل

نوٹس میعادی ایک مہینہ

بنام مدیوان

کشیام سنگھ ولد کرتار سنگھ جٹ [illegible] رعیت تحصیل پائل [illegible]

بنام

[illegible] دھکا لوچار مکنہ ایضاً حال آباد [illegible] مدیوان

مطالبہ -/105/14 روپیہ

۲۶ ماگھ سمت ۲ تاریخ پیشی مقرر کی جاکر [illegible] اطلاع دی جاتی ہے کہ ایک [illegible] اندراج ڈگری [illegible] تم نے کسی [illegible] کے پاس دعوے [illegible] کرنے کا حکم [illegible] تاریخ مقررہ پر پیش [illegible] بصورت دیگر [illegible] کی جاوے گی

(دستخط حاکم) [illegible]

حکم جناب مسٹر جگدیش چندر ورما صاحب بہادر منصف کیرانہ [illegible] عدالت واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے کہ حکم نیلام قطعی کیوں نہ صادر کیا جاوے

[illegible] ۸۹ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء

(قاعدہ ۱۶)

نام عدالت منصفی کیرانہ نمبر مقدمہ ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء

نام فریقین مسماۃ سگو دیوی بنام محمد علی وغیرہ

بعدالت منصفی مقام کیرانہ ضلع میرٹھ

مقدمہ متفرقہ نمبر ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء

مسماۃ سگو دیوی بیوہ لالہ آتا رام قوم ویش ہندی ساکن محلہ [illegible] ابوپورہ ——— ڈگریدار [illegible]

بنام

محمد علی وغیرہ

بنام مسماۃ سعید النساء و مسماۃ محبوب النساء و مسماۃ مقصود النساء [illegible] و مختار [illegible] محمد حسین قوم راجپوت مسلمان ساکن [illegible] مسماۃ سعید النساء و مسماۃ محبوب النساء [illegible] بمقام [illegible] ضلع سہارنپور (فریق ثانیان)

ہرگاہ مدعی ڈگریدار مذکور الصدر نے درخواست صدر [illegible] واسطے نیلام جائداد مرہونہ و مکفولہ ڈگری نمبری ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء [illegible] جو بتاریخ ۲۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۴۲ء عدالت [illegible] بمطالبہ مبلغ [illegible] کہ [illegible] لہذا تم کو اطلاع [illegible] ہے کہ اگر تم کو کوئی عذر [illegible] حکم قطعی نیلام [illegible] مذکورہ کے ہو تو اس عدالت میں بتاریخ ۱۹ ماہ فروری [illegible] بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ مختار مجاز [illegible] ہو کر پیش کرو۔

آج بتاریخ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

حکم جناب مسٹر جگدیش چندر ورما صاحب بہادر منصف کیرانہ [illegible] عدالت واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے کہ حکم نیلام قطعی کیوں نہ صادر کیا جاوے

[illegible] ۸۹ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء

(قاعدہ ۱۶)

نام عدالت منصفی کیرانہ نمبر مقدمہ ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء

نام فریقین مسماۃ سگو دیوی بنام محمد علی وغیرہ

بعدالت منصفی مقام کیرانہ ضلع میرٹھ

مقدمہ متفرقہ نمبر ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء

مسماۃ سگو دیوی بیوہ لالہ آتا رام قوم ویش ہندی ساکن محلہ [illegible] ابوپورہ ——— ڈگریدار [illegible]

بنام

محمد علی وغیرہ

بنام مسماۃ سعید النساء و مسماۃ محبوب النساء و مسماۃ مقصود النساء [illegible] و مختار [illegible] محمد حسین قوم راجپوت مسلمان ساکن [illegible] مسماۃ سعید النساء و مسماۃ محبوب النساء [illegible] بمقام [illegible] ضلع سہارنپور (فریق ثانیان)

ہرگاہ مدعی ڈگریدار مذکور الصدر نے درخواست صدر [illegible] واسطے نیلام جائداد مرہونہ و مکفولہ ڈگری نمبری ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء [illegible] جو بتاریخ ۲۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۴۲ء عدالت [illegible] بمطالبہ مبلغ [illegible] کہ [illegible] لہذا تم کو اطلاع [illegible] ہے کہ اگر تم کو کوئی عذر [illegible] حکم قطعی نیلام [illegible] مذکورہ کے ہو تو اس عدالت میں بتاریخ ۱۹ ماہ فروری [illegible] بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ مختار مجاز [illegible] ہو کر پیش کرو۔

آج بتاریخ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

حکم جناب مسٹر جگدیش چندر ورما صاحب بہادر منصف کیرانہ [illegible] عدالت واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے کہ حکم نیلام قطعی کیوں نہ صادر کیا جاوے

[illegible] ۸۹ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء

(قاعدہ ۱۶)

نام عدالت منصفی کیرانہ نمبر مقدمہ ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء

نام فریقین مسماۃ سگو دیوی بنام محمد علی وغیرہ

بعدالت منصفی مقام کیرانہ ضلع میرٹھ

مقدمہ متفرقہ نمبر ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء

مسماۃ سگو دیوی بیوہ لالہ آتا رام قوم ویش ہندی ساکن محلہ [illegible] ابوپورہ ——— ڈگریدار [illegible]

بنام

محمد علی وغیرہ

بنام مسماۃ سعید النساء و مسماۃ محبوب النساء و مسماۃ مقصود النساء [illegible] و مختار [illegible] محمد حسین قوم راجپوت مسلمان ساکن [illegible] مسماۃ سعید النساء و مسماۃ محبوب النساء [illegible] بمقام [illegible] ضلع سہارنپور (فریق ثانیان)

ہرگاہ مدعی ڈگریدار مذکور الصدر نے درخواست صدر [illegible] واسطے نیلام جائداد مرہونہ و مکفولہ ڈگری نمبری ۱۴۳ سنہ ۱۹۴۲ء [illegible] جو بتاریخ ۲۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۴۲ء عدالت [illegible] بمطالبہ مبلغ [illegible] کہ [illegible] لہذا تم کو اطلاع [illegible] ہے کہ اگر تم کو کوئی عذر [illegible] حکم قطعی نیلام [illegible] مذکورہ کے ہو تو اس عدالت میں بتاریخ ۱۹ ماہ فروری [illegible] بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ مختار مجاز [illegible] ہو کر پیش کرو۔

آج بتاریخ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

واقف ہے یہ خواب دیکھنے کے بعد اس نے ایک شاہی وفد روانہ کیا تاکہ اس سنت کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچا سکیں۔ اس وفد میں اٹھارہ آدمی تھے۔ ۶۴ء میں یہ وفد دارالخلافہ دیانگ سے رخصت ہوئے۔ ایشیائے وسطیٰ میں اپنے لئے راستے تلاش کرتے ہوئے پختن تک پہنچ گئے۔ اب انھوں نے شمال مشرقی ہندوستانی علاقوں کا رخ کیا جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا آگ جس کے ہاتھوں فتح ہو چکے تھے یہ سفید ہاتھی کہلاتے تھے اور چینی تاریخ میں سے چی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ بہر وقت آگے بڑھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں مگدھ پہنچ گئے۔ مگدھ نیپال کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ مقام بودھوں کے ادب اور یادگاروں کا مرکز تھا۔

وفد اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ اس خاندان کی رسائی محض جزوی طور پر ہو سکی۔ دو بودھ پرچارکوں کی رہنمائی میں یہ گھر کی طرف لوٹے اور ۶۷ء میں لوٹ آئے۔ یہ یادگاریں، دو مقدس تصویریں سفید رنگ کے گھوڑوں پر لادکر لائی گئیں جیسا کہ لوٹا گیا ہے جو پہلا مدرسہ تعمیر ہوا وہ یاتی سو کہلایا۔ اس کے معنی ہیں سفید گھوڑوں کا مندر۔ اس کے بعد چین میں مندروں کے لئے یہ نام عام ہو گیا۔

ان پرچارکوں کے اصل نام کا پتہ نہیں چلتا۔ تذکرہ اور تذکرہ نگار تھے لیکن چینی ادب میں ان کا تذکرہ شاتو نگ و چو نو لان ناموں سے کیا گیا ہے۔ اول الذکر پہنچنے کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی لوٹ گئے اور دوسرے نے ساٹھ سال کی عمر پائی اور کئی اہم کام سرانجام دیئے۔

ہندوستانی بودھ منی

چینی پیشواؤں نے ابتداً جو آزاد ترجمے ایک مختصر پیرائے میں کئے ہیں ان میں اشوگھوش کے وہ ادبی کارنامے داخل ہیں جو مہاتما بدھ کی زندگی سے متعلق ہیں۔ ہم آج انھیں بودھ چرت کاویہ یعنی بودھوں کے منظوم حالات کے عنوان سے جانتے ہیں۔ اس کتاب کے پانچ حصے ہیں گو سر بودھ کے سوانحی حالات کم و بیش صحیح ہیں انھیں ہندوستانی ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے۔ بودھ منیوں نے ہندوستان سے چین جانا شروع کیا۔ یہ خوشگوار سلسلہ سات سو سال سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔ چین کی مرکزی سلطنت میں انھوں نے زبردست اہمیت حاصل کر لی۔

یہ شہادت یقیناً دلچسپ ہیں کہ پہلی دو صدیوں میں نو آباد راہب کس طرح ہر شعبہ پر چھا گئے اور پھر رفتہ رفتہ کس طرح چینی ایک ذمہ دارانہ انداز میں کلی طور پر ملک کے نظم و نسق پر حاوی ہو گئے۔ اب بودھ منیوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا اور چینیوں نے اس مت کو قومی حیثیت سے اپنانا شروع کیا۔ چینیوں کے پہلے جتھے نے جس لگن، تندہی، بے غرضی اور قابلیت سے تصنیف و ترجمہ کی مہم کو سر کیا اور جس خوش اسلوبی سے تنظیم جیسے اہم اور مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا وہ فی الواقعی قابل تعریف ہے۔ چین ان خدمات کو کبھی فراموش نہ کرے گا۔

ہندوستانی پادریوں نے بودھوں کی مذہبی تعلیمات کو سلیس چینی زبان میں پیش کیا۔ یہ ترجمے نہ صرف باعث حیرت ہیں بلکہ اس سے دونوں میں ان مصنفوں کے لئے انتہائی احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ تصویر کا رسم الخط بہت کافی نمایاں ہے۔ چینی لیپی میں اس کا پتہ چلتا ہے لیکن ان رجحانوں کے روحانی نشان سے وہ بھی بڑی حد تک متاثر تھے۔ ہندوستانی منی سوتروں کے نقل کرنے میں خاص طور پر دلچسپی رکھتے تھے وہ کٹیوں میں رہتے تھے اور اکثر [illegible] چینی مندروں میں گھومتے پھرتے نظر آتے تھے۔ وہ [illegible] مذہب پسند واقع ہوئے تھے۔ انکے نزدیک زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ اپنی ذات و [illegible] کے حلقے میں جذب کر دیں۔ چینیوں پر یکایک اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ بودھ تو ایک اور نظریوں نے ان راہبوں کی صورت میں انسانی شکل اختیار کر لی ہے۔

رفتہ رفتہ چینی نو بودھوں کی سرد مہری دور ہونا شروع ہوئی۔ آپس میں اختلاط بڑھا۔ اب چینیوں میں خود ایسے منی پیدا ہونے شروع ہوئے جن کی شریف النفسی اور مذہبی عظمت مسلمہ تھی۔ ان بودھوں کی زندگی موجودہ چینی بودھوں کے نزدیک ایک اعلیٰ معیار ہے۔

تہذیبوں کا میل

یہاں دو چیزیں ہماری توجہ مبذول کرتی ہیں ایک طرف تو چینیوں کی وہ رواداری جس سے وہ ہر اس شے کو جو ہندوستانی مہایانہ بودھ مسلک سے متعلق ہے نظر انداز رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس کی مزید توسیع و اشاعت میں خاطر خواہ حصہ لیتے رہے ہیں، دوسری جانب ان کا چین کے نظام زندگی میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ چھپے ہوئے عناصر کو داخل کرنا۔ سر دست ہم اس موضوع کی تفصیلات میں نہیں پڑیں گے۔ ہندوستانی چین میں داخل ہونے سے پیشتر مہایانہ یعنی نیم ہندوستانی بودھ مت میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہو چکی تھیں۔ اشوک کے وقت میں دھرمیت کے پرچے اڑنے لگے تھے۔ مہایانہ اور دہایانہ نظریوں کے متعلق سوالات کئے جانے لگے تھے۔

(باقی آئندہ)

ممن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۱۸ سنہ ۱۹۴۳ء بقایا منافعہ [illegible] ٹنکاپور پرگنہ ٹنکاپور بعدالت جناب بابو ہنساری لال صاحب ریونیو افسر [illegible] ضلع مظفر نگر

سیٹھ پیارے لال پسر بدری داس قوم بوہرہ ساکن ٹنکاپور پرگنہ ٹنکاپور ضلع مظفر نگر مدعی

بنام

رفیع الدین وغیرہ

بنام قاد، ممتاز، علیم، سلیم، نعیم پسران دوارثان عبدالکریم اقوام شیخ ساکن قصبہ ٹنکاپور پرگنہ ٹنکاپور ضلع مظفر نگر مسماۃ [illegible] زوجہ بابو رام قوم بوہرہ ساکن شہر سہارنپور محلہ کھاکہ پار [illegible] لچھمنداس پیارے لال [illegible]، رام سروپ پسران [illegible] قوم بوہرہ ساکن چھپار پرگنہ بھگوان پور تحصیل رڑکی ضلع سہارنپور مسماۃ عطیہ عرف [illegible] زوجہ عباد الحق قوم شیخ ساکن [illegible] سہارنپور مسماۃ عزیزہ خاتون زوجہ زین الدین قوم شیخ ساکن [illegible] تحصیل سردھنہ ضلع میرٹھ، سعید الدین پسر اللہ رکھا قوم شیخ ساکن پھلت پرگنہ کھانولی ضلع مظفر نگر محمد عارف محمد [illegible] پسران محمد راغب قوم شیخ ساکنان بودھانہ محلہ چورنگی مسماۃ رضیہ بیگم زوجہ سعید احمد قوم شیخ ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع میرٹھ مسماۃ سجاتی عرف شہزادی زوجہ حمید قوم شیخ ساکن ٹنکاپور پرگنہ ٹنکاپور محمد راغب پسر کمال الدین قوم شیخ ساکن قصبہ بودھانہ پرگنہ بودھانہ ضلع مظفر نگر محمد چورنگی مدعا علیہم

واضح ہو کہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت لقایا منافعہ کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۱۹ فروری سنہ ۱۹۴۳ء بوقت ۱۰ بجے بمقام مظفر نگر اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص کہ جو اب ایسے سوالات کا دینے کے حاضر ہو جیسے اور جواب دہی دعویٰ کی کیجئے اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کی حاضری کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے تو آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر آپ تائید اپنے جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہیں، پیش کیجئے۔

اور آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۴۳ء جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

اشتہار واسطے حاضری مدعا علیہ [illegible] رڈر ۲۰ رول ۵ ضابطہ دیوانی

نیابت دیوانی بھٹنڈہ

کیہر سنگھ ولد زائن سنگھ [illegible] ساکن دیش سنگھ کہاتہ مدعی

بنام

بلیا ولد خیر الدین قوم [illegible] ساکن [illegible] حال آباد ماس سنگل تحصیل بھٹنڈہ مدعا علیہ

دعوے والا پانے مبلغ -/9/3439 روپیہ

اندروں مقدمہ [illegible] ۲۹ تاریخ پیشی مقرر کی جاکر بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ پر سمن کی تعمیل معمولی طریق سے نہیں ہوئی۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہو کر اصالتاً یا وکالتاً ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ کرے بصورت دیگر حکم مناسب دیا جاوے گا۔

تحریر [illegible] ۱۵

آج بتاریخ ۱۵ ماگھ سمت [illegible] بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

ضلع [illegible] رام سروپ لال صاحب بی اے نائب ناظم دیوانی برنالہ

[illegible] ۱۲

[illegible] ولد [illegible] جٹ [illegible] مدعی

بنام

[illegible] لالو پسران دینا جٹ بھگوان سنگھ ولد دیپا جٹ [illegible] مدعا علیہ

[illegible] مقدمہ بتقرر ۱۲ ماگھ سمت [illegible] تاریخ پیشی [illegible] کو اطمینان ہو چکا ہے کہ مدعا علیہ پر معمولی طریق پر تعمیل سمن ہونی مشکل ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ تاریخ پیشی مقررہ پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ کرے ورنہ تمہاری عدم حاضری میں حکم مناسب دیا جاوے گا۔

آج بتاریخ ۱۲ ماگھ سمت [illegible] ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

ٹوٹے ہوئے تار

افسانہ

مصنفہ جناب بنسی لال
مترجمہ جناب بدر اورنگ آبادی

ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دو چل پڑی، حسن قوائس کے چاروں طرف اُمنڈا آیا تھا، چھلکتا ہوا حسن، نئی ادائیں، بھری آنکھیں ہلکی بکھرتی ہوئی، وہ آگے بڑھتی ہوئی چلی جا رہی تھی اس کے دل میں کوئی ہلکے ہلکے گدگدا رہا تھا، پھر اسے ہوش کہاں؟ دل نے سوال کیا۔

کہاں چلی گئی؟ دل نے جواب دیا۔

"پیا ملن کو" وہ ٹھہری نہیں، چلتی رہی، سکھیوں نے پوچھا۔ اور گیتا اسے باؤلی، کس کی تلاش میں چلی؟ لیکن گیتا چلتی رہی، دیوانہ بہت دیوانگی، دیوانوں کی طرح، کسی کی نیا سے لگی ہوئی آواز کی لہروں پر تیرتے ہوئے گانے آکر گیتا کے کانوں کے پردے سے ٹکرا رہے تھے، اور وہ اس سریلی آواز میں گم ہو کر رہ گئی تھی۔ بنسی کی آواز میں آواز ملانے کو آج بے تاب تھی، لیکن جب اس نے گانے والے کی درد بھری آواز کو سنا تو دل کے تار ہل گئے، وہ تڑپ کر رہ گئی۔

(۲)

دنیا کی خوفناک الجھنوں نے سرتیش کی زندگی کے تاروں کو ایک جھٹکا کے ساتھ ہلا دیا تھا بینا کے دل کا تار کانپ اٹھا، اس کی جھنکار ایک عجیب قسم کی جھنکار تھی، دنیا کی گڑگڑاہٹ اور چیخ کا الاپ تاروں پر مچا چکا تھا سرتیش بھی تو انسان ہی تھا، اس کی بینا کی آواز میں دنیا کی چیخ سنائی دینے لگی، کتنی خوبصورت تھی وہ بینا، مگر کتنے خوفناک تھے اس کے بول، ان کی ٹھس سے وہ بینا ٹوٹ جائے گی، تار بکھر جائیں گے خوبصورت الاپوں کا گلا رندھا جائے گا۔

سرتیش کی زندگی کی بینا کتنی سونی تھی، اس میں آواز بھی نہ الاپ، وہ دنیا کی طرف تاکتا تو دنیا خوفناک طریقے سے کھلکھلا اٹھتی اور گرد دنیا والوں کی طرف نظر اٹھاتا تو معلوم ہوتا کہ وہ سرتیش کو چبا جائیں گے، کڑکڑ۔ وہ آگے نہیں دیکھ سکتا تھا، وہ تڑپ اٹھتا کیسی تھی اس کی زندگی۔

"میں جان سکتی ہوں آپ کون ہیں؟"

"اور لوگ مجھے پاگل کہتے ہیں لیکن لڑکیاں کہتی ہیں آوارہ بدمعاش!"

"آپ کا نام!"

"سرتیش"

"آپ رہتے کہاں ہیں، کرتے کیا ہیں؟"

"میرا کوئی گھر نہیں، شراب پیتا ہوں۔ سب کچھ بھول جانے کے لئے۔ سنسان رات میں، جب ساری دنیا نیند کی آغوش میں سوتی ہے، میں ان کوٹھوں پر پہنچتا ہوں جسے لوگ عصمت فروشی کا گھناؤنا ڈاکہ کہتے ہیں جہاں گناہ ہوتے ہیں جہاں چاند کے چند جھٹکے سکوں کے لئے جسم فروخت کیا جاتا ہے جہاں سے مطلب پرستی کی بو آتی ہے، اور جب اس بو سے جی اکتا جاتا ہے تو میں خود کو اس فضا میں لا پھینکتا ہوں تاکہ میں سانس لے سکوں زندہ رہ سکوں اور پھر اپنی بیہودہ دنیا کی چیخ سنتا ہوں اور بس کہاں تک پڑھا ہے آپ نے؟

"بی اے تک"

پھر آپ اب کیوں کرتے ہیں؟

کا مزہ چکھتا ہوں۔ جانتی ہو مجھ میں بھی بہت سی حسرتیں تھیں، لیکن قدرت کے کھیل ہی نرالے ہیں اُمید کے ٹوٹتے ہی میں گوشت کا ایک لوتھڑا رہ گیا ہوں، مجھے کیا معلوم تھا کہ ناکامی کی ساری ذلت مجھ ہی میں سما جائے گی کہتے کہتے سرتیش کی آواز بھرا گئی وہ بول نہ سکا۔

(۳)

گیتا کو سرتیش کی زندگی سننے سے گئی عجیب زندگی ہے اس کی، نہ کوئی رشتہ نہ دلدار، دنیا کی طرف سے خود اس نے کنارہ کر لیا ہے بہت دور اس کی تنہائی میں کوئی ترنم ہے نہ اس کی خوشی میں کوئی ہنسنے والا، گیتا کے دل میں ایک کسک اٹھی اور وہ سرتیش کی طرف کھنچ گئی، جیسے اس سے شناسائی ہو گئی ہو، پوچھا تو کہا؟ دنیا کیا کہے گی؟ ایک ساتھ اپنے من! خیالات کو جانا ہے۔

(۴)

گیتا نے سرتیش کو دیکھتے ہی کہا "شرابی ہو دور سے آئی"

"جی نہیں" "بیٹھئے، پھر کچھ ٹھہر کر" "معاف کرنا کل آپ کا نام پوچھنا میں بھول گیا" "مجھے لوگ گیتا کہتے ہیں"

"یہاں تنہا آنے میں آپ ڈرتی نہیں ہیں آپ کے پاس بھی تو عورت کا دل ہے کمزور اور چھوٹا سا" گیتا نے بھولے پن سے جواب دیا۔

"جی نہیں! یہاں مجھے بڑا اچھا معلوم ہوتا ہے اور پھر خوف کس کا؟ آپ جو ساتھ ہیں؟"

دونوں ہنس پڑے۔ اسی ہنسی میں دونوں کے دل ملک گئے۔

رات کا شباب وقت، چاندنی چھٹکی ہوئی تھی، سرتیش نے آسمان کی طرف دیکھا جیسے چاند کہہ رہا ہو "دیکھو کوئی تمہاری آرزو لئے کھڑی ہے تم سے ملنے کو، دل کا دل نثار ہے، کاش تم سمجھتے، سرتیش کو یہ سب کچھ بہت اچھا معلوم ہو رہا تھا۔

(۵)

ہنسی اور کلیلوں میں دن گزرتا گیا، دونوں محبت بھری باتیں کرتے رہے۔ اب وہ دن آ گیا جب گیتا کے ماں باپ اسے کسی غیر شخص کے ساتھ منسلک کرنا چاہتے تھے، وہ عورت تھی، اسے اس غیر شخص کی بیوی بن کر رہنا پڑے گا تمام عمر، تمام زندگی۔ گیتا یہ سب سن کر کانپ اٹھی، وہ سرتیش کی نہ ہو سکے گی، بہت سستے داموں پر وہ بک گئی، ایک سوداگر اسے لئے جا رہا تھا، کیسے ہوگا وہ سوداگر، جسے نہ کبھی اس نے دیکھا اور نہ سمجھا۔ گیتا کا دل آگ میں پڑے ہوئے کوئلے کی طرح جھلسنے لگا۔

سرتیش نے دیکھا، گیتا بدلی ہوئی ہے اس نے پوچھا، کیا ہو گیا، یہ آنسو کیسے؟

جواب میں گیتا نے زور سے رو دیا، سرتیش نے پھر کہا۔ بتاؤ کیا بات ہے؟

گیتا نے کہا، سرتیش مجھ سے زبردستی کی جا رہی ہے ماں باپ میری شادی کر رہے ہیں میں بے قصور ہوں سرتیش بھاگ چلو۔ دور بہت دور سماج سے کیسے بچ جاؤ گی گیتا؟"

"سماج میری راہ میں روڑا نہیں لگا سکتا سرتیش"

(باقی اگلے صفحہ پر)

عالمِ خیال!

از جناب پروفیسر ظفر تابان دہلوی

آیا ترا خیال تو آتا چلا گیا
سینے میں ایک آگ لگاتا چلا گیا

کیفِ نظر سے مست بناتا چلا گیا
جیسے کوئی شراب پلاتا چلا گیا

نقشِ تعینات مٹاتا چلا گیا
ذروں کو آفتاب بناتا چلا گیا

آتا چلا گیا رگِ جاں سے قریب تر
تھے جس قدر حجاب اٹھاتا چلا گیا

مایوس ہو چکے تھے غمِ زندگی سے ہم
پھر بھی امیدوار بناتا چلا گیا

گنجائشیں نگاہِ تماشا کی بڑھ گئیں
سب فرق جز و کل نظر آتا چلا گیا

کچھ دولتِ سکوں بھی مرے دل کو دے گیا
کچھ بجلیاں بھی دل پہ گراتا چلا گیا

بن کر شراب ہر رگ و پے میں اتر گیا
عقل و دل و دماغ پہ چھاتا چلا گیا

جس دل کی شکست پہ بڑا اعتبار تھا
اس دل کا اعتبار گھٹاتا چلا گیا

تھی دل میں جن کی یاد انھیں بھولتے گئے
بھولے ہوؤں کو یاد دلاتا چلا گیا

دنیا میں اصلِ دل کی کہیں آبرو نہیں
تاباں بھی آج خاک اڑاتا چلا گیا

"یونہی" | "میں صرف دنیا کی گفتگو کی" | "ایک جھٹکا لگا" | "اسے سرتیش کے پاس

پچھلے صفحہ سے

"جانتی ہو گیتا! محبت کا لکھا کسی طرح نہیں ٹل سکتا، تم ایک عورت ہو تم سے تن مانگا جائے گا، دل مانگا جائے گا اور تمہیں قربانی کرنا ہی پڑے گی، ایسا نہ کرو گی تو ماں باپ کے دل کو ایک ٹھیس لگے گی جس سے دل پاش پاش ہو جائے گا اور دل ٹوٹنے سے ایک دھیمی سی آواز نکلے گی، آہ! اور بس جاؤ گیتا پاگل نہ بنو"

"پتھر نہ بنو سریش، کیا تم بھی اس پھول کی طرح ہو جس کے دل میں رحم تو ہوتا ہے لیکن محبت کا جواب دینے سے مجبور ہے،

گیتا! عاشق جب حسن سے لپٹنا چاہتا ہے تو دنیا پتھر سا کر کے سینہ کے سامنے آجاتی ہے وہ نہیں لپٹ سکتا، نہیں مل سکتا، محبت کا جواب بھی نہیں دے سکتا، سریش آگے نہ بول سکا جسم کانپ گیا، جیسے کوئی بوجھ اٹھا رہا ہو،

(۶)

گیتا کی امیدوں کا بند ٹوٹ گیا آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، کاش! وہ سریش کے سر کو پیار کرتی تو پھر کھر بالوں سے کھیل سکتی گیتا نے سریش سے گانے کو کہا لیکن بنیا کے تار ٹوٹ چکے تھے بج نہ سکے، گیتا چلی آئی صرف سریش رہ گیا، نیلے آسمان کے نیچے، اس کی زندگی میں ایک خلا تھا، جس میں وہ گھومتا ہوا نظر آرہا تھا سریش کی زندگی کی بنیاد میں قدرت نے ایک تار جوڑنا چاہا لیکن سریش نے خود ہی توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اس کی زندگی سونی تھی (عالمگیر)

انسانی شعاعیں

(از صوفی لچھمن پرشاد صاحب لاہور)

یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ ہمارے جسم میں سے بھی ایک طرح کی روشنی نکلتی رہتی ہے جسے ہم انسانی شعاعوں کا نام دے سکتے ہیں یہ شعاعیں ایک طرح کی روشنی کہر یا ہوائی پیارہ ہے یہ انسانی جسم کے چاروں طرف ایک فٹ پھیلی رہتی ہے مگر کچھ غیر معمولی طرز کے آدمیوں کے جسم سے نکل کر یہ تین چار فٹ تک پھیل سکتی ہیں جوش کی حالت میں یہ شعاعیں صاف طور پر ظاہر ہونے لگتی ہیں عام حالتیں اگر ہم دیکھنے کی کوشش کریں تو ان آنکھوں سے انسان کے جسم سے دو انچ سے پانچ انچ کی دوری پر بھی اسے دیکھ سکتے ہیں جسم سے بہت ملی ہوئی صرف ½ انچ تک جسمانی شعاع کا بھورا بنفشی رنگ دکھائی پڑتا ہے یہ ٹھوس گیس سی نظر آتی ہے، دراصل جسم کے بیرونی چمڑے کے اوپر ایک نیم ٹھوس چیز کا پردہ سا ہے یہ اتنا باریک ہوتا ہے کہ آسانی سے جسم کے اندر داخل ہو سکتا ہے اس لئے یہ جسم سے الگ معلوم نہیں ہوتا اس باریک جز کے بعد ایک بے رنگ کی شعاع ہے اسے صحت کی شعاع کہتے ہیں، یہ شعاع صحت والے انسانوں میں زیادہ نمایاں ہوتی ہے مگر دبلے پتلے انسانوں کے جسموں سے یہ اتنی زیادتی سے نہیں نکلتی جس طرح گرم چیزوں سے گرمی کی کرنیں نکلا کرتی ہیں، اسی طرح انسان کے جسم سے یہ روشنی نکلا کرتی ہے صحت کی شعاع کے بعد بیرونی شعاع ہوتی ہے پانچ کی روشنی ایک سے دو انچ تک اور کسی کی حالت میں جسم سے چھ سے بارہ انچ تک پھیلی ہوتی ہے مگر بیرونی شعاع ایک سے تین انچ تک پھیلی ہوتی ہے اول الذکر کو عام آدمی بھی ذرا غور کرنے سے دیکھ سکتے ہیں مگر موخر الذکر کو دیکھنا مشکل ہے،

آپ پوچھیں گے کہ یہ شعاع کیسے دیکھی جا سکتی ہے آؤ میں آپ کو بتاؤں، انسان کے جسم سے نکلنے والی روشنی کو دیکھنا بڑا آسان ہے ایک سیاہ کاغذ دیوار یا کپڑے کے سامنے کسی آدمی کو کھڑا کر لیجئے یہ چیزیں چکنی یا چمکیلی نہ ہوں اور نہ ہی ان پر کسی قسم کی چتر کاری ہو ہاں سفید، پیلے، نیلے وغیرہ رنگ کی چیزوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے مگر سرخ یا بھورے رنگ کی چیزیں اسکے لئے موزوں نہیں ہیں، چتر کاریاں خیالات کو منتشر کر دیتی ہیں اس لئے جسم کو پاس کی شعاع پر پورا دھیان نہیں دیا جا سکتا سیاہ کو چھوڑ کر اگر دوسرے رنگ کی چیزوں کو بطور پردہ کے استعمال کرنا ہو تو پھیکا رنگ چننا چاہیئے اس پردے کے سامنے کسی انسان کو کپڑا اتروا کر اور ہاتھ پھیلا کر کھڑا کرا کر آپ کو اس کے جسم کے چاروں طرف شعاعیں دکھائی دیں گی کچھ لوگوں کی بینائی ذرا کمزور ہوتی ہے انہیں اگر پہلی بار کچھ نظر نہ آئے تو دو تین بار کوشش کرنی چاہیئے یہ شعاعیں ایک ہی طرح سے جسم کے چاروں طرف پھیلی ہوئی دکھائی دیں گی جو لوگ کوشش میں ناکام ہیں انہیں انسان کے سر کے گرد یا ہاتھ کے پاس ہوا کو دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے ؛

میٹھی مار (افسانہ)

(صفحہ نمبر ۱۲ کا بقایا)

منجو بڑے دھیان سے اسے دیکھ رہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے ایک دم سوئی ہوئی یادداشت جاگ اٹھی وہ چلائی "یہاں" اور دوڑ کر بھکاری کے پیروں سے لپٹ گئی، جیسے ہی منجو وہاں آئیں، بھکاری نے پہلی اور آخری بار آنکھیں کھولیں، ہلتے ہوئے ہونٹوں نے جو کچھ کہنا تھا کہا اور ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں

آج وہی گھر ہے، وہی سامان، وہی سب کچھ لیکن منجو اب وہ منجو نہیں ہے تلوار کی مار وہ سہہ لیتی لیکن بسنت کی مار میٹھی مار تھی، (تمام شد)

قیمت فی شیشی (دو دن کا چھوڑا) سو روپیہ

ہمدرد دواخانہ دہلی

معجون شباب آور

قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ

معجون شباب آور چند خاص جوہروں اور مشک و عنبر اور موتیوں کا ایک سائنٹی فک مرکب ہے جسے جدید تحقیقات کی روشنی میں جدید ترین مشینری سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ دل و دماغ اور اعصاب کو قوت پہنچا کر قوت باہ بے انتہا پیدا کرتا ہے اور اسکی حفاظت کرتا ہے۔ بیس دن کا استعمال ناامیدیوں اور مایوسیوں کا یقینی طور پر خاتمہ کر دیتا ہے۔ شادی سے نہ گھبرائیے۔ آج ہی سے معجون شباب آور کا استعمال شروع کر دیجیے۔

ہمدرد دواخانہ، لال کنواں، دہلی

خوبصورت بالوں کا راز

قدیم ہندوستان کی عورتیں اپنے دلکش بالوں کی وجہ سے ایک امتیازی شان رکھتی تھیں خواہ وہ راجپوت ہوں جنکی تعریف گیتوں میں گائی جاتی ہے خواہ میسور کے نوابوں کی محل سراؤں کی رہنے والی حسین عورتیں ہوں یا کوچین کے تریپونی تورا کے محل کی دیواروں پر منقش خوبصورت دائمی تصویریں، انہیں خوبصورت بالوں کا راز معلوم تھا۔ اسی طرح آج بھی خوبصورت بال حسن کے لئے قدرت کا ایک نادر تحفہ ہیں۔

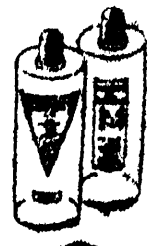

ٹامکو کوکونٹ ہیر آئل اور شیمپو

دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ

ورڈ ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۴

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے، رنر اپ پچاس روپے

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ ۲ مارچ ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۷ مارچ ۱۹۴۴ء

(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۴۴ء

ان چھپے نقشوں پر آپ اپنے بھیجے ہوئے حلوں کی نقلیں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں!

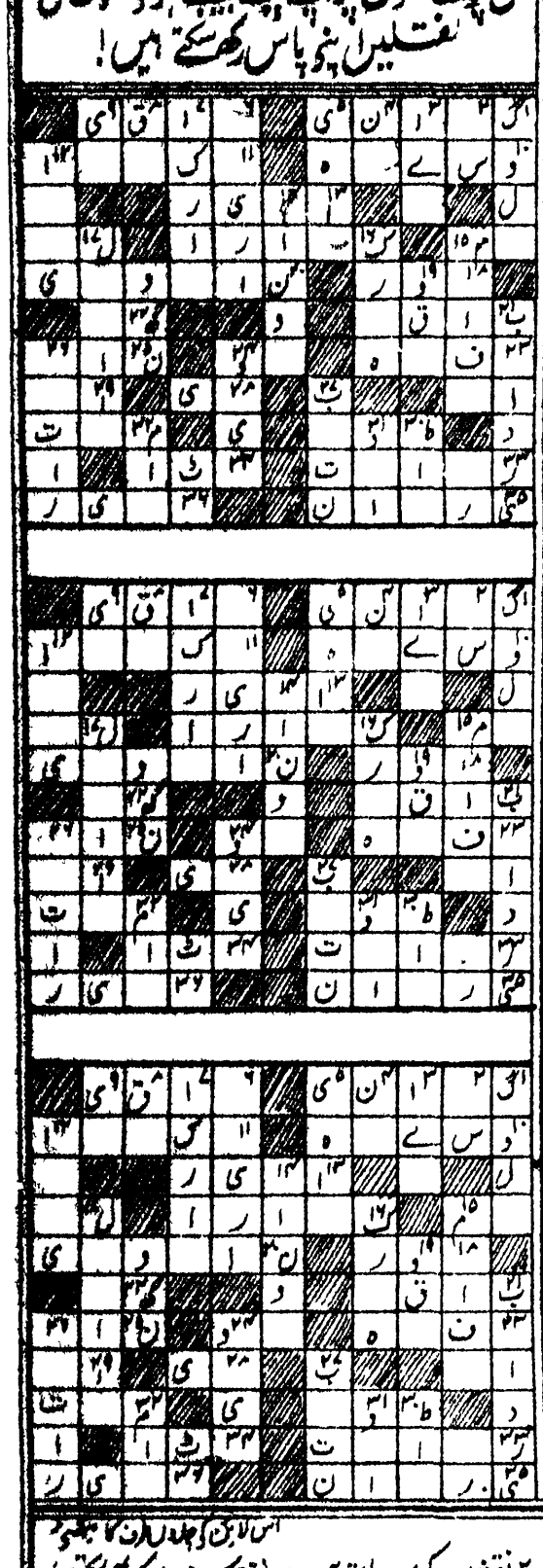

اشارات — دائیں سے بائیں!

(۱) آج کل کی یہ غریبوں کو زندہ درگور کئے دیتی ہے،
(۶) یاس سے میں نے یہ پوچھا پی چکے سب جب شراب
کچھ ہمارے واسطے ساغر میں ——— رہ گیا
(۱۰) ندیہ (۱۱) لفظ "اسکول" کے اُلٹے پلٹے حروف
(۱۳) اگر غور سے دیکھئے تو ہر بڑا کارخانہ ——— ہی کی ملکیت ہوتا ہے (۱۶) ساحل (۱۷) بُری عادت
(۱۸) بعض مردوں کی رائے ہے کہ عورت کی شکل خواہ ——— جیسی کیوں نہ ہو آپ اسے نظر انداز کر دیجئے، مقدم سیرت ہے اسکو پیش نظر رکھئے
(۲۰) بعض لڑکے اپنے خاندان کی ——— کا باعث ہوتے ہیں
(۲۱) نقد سودا خریدنے والے ایک پیسہ بھی ——— نہیں چھوڑتے
(۲۲) بند مکان میں جب چور ——— جاتے ہیں تو نکل بھاگنا مشکل ہو جاتا ہے (۲۳) بعض دواؤں کی خوراکوں کی مقدار ——— گھٹائی جاتی ہے (۲۵) اس پر ہاتھ رکھ دینا جان بوجھ کر مصیبت مول لینا ہے
(۲۸) لفظ "زیک" کے دو حروف (۲۹) غم میں یہ نہ کرنا صبر کی دلیل ہے،
(۳۰) طریقہ (۳۲) اسکی آمد پریشانی کا باعث ہوتی ہے (۳۳) اسکے جوش میں آدمی کبھی کبھی اپنے قیمتی مال کو بھی عزیز نہیں سمجھتا (۳۴) پرانے طریقے کے مولوی لوگ بچوں کو مار مار کر ——— دیتے ہیں (۳۵) ایک ایسی بیماری ہے جس میں آنکھوں میں اور جسم پر زردی چھا جاتی ہے
(۳۶) ایسے ہی بچے جوان ہو کر بہادر سپاہی بن سکتے ہیں،

اشارات — اوپر سے نیچے

(۱) اس کی شکل گول ہوتی ہے (۲) گنے کا یہ گرمی میں بہت بکتا ہے،
(۳) یہ مانی ہوئی بات ہے کہ خدا ——— ہے (۴) اس کی ایجاد نے پانی کی دستیابی آسان کر دی ہے (۵) اس مقام پر
(۶) یہ وہ موقع ہوتا ہے جب چڑیا سیار بھی پرندوں کو نہیں چھیڑتے،
(۷) تہوار کے موقع پر چپراسیوں کو انعام ——— خوب مل جاتا ہے
(۸) صراحی سے پانی انڈیلنے کی آواز (اس دو حرفی لفظ کو مکرر پڑھئے)
(۹) لفظ "سیو" کے صرف دو حروف
(۱۲) کھیت میں کھاد دینے سے فصل خوب ——— ہے،
(۱۴) بعض مخصوص کتوں کا باوجود عدم تربیت کے ——— ہی رہنا کوئی حیرت کی بات نہیں (۱۵) دولت دنیا پاکر کچھ ——— نہ اڑاؤ بلکہ ——— کی حیثیت سے زندگی بسر کرو (۱۶) بدشکل
(۱۹) گھڑی نے یہ معلوم کیا جاتا ہے (۲۱) یہ وہ نعمت ہے جس کی مدد سے بڑی سے بڑی جماعت کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے، (۲۴) اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہمہ وقت حاضر دماغ رہے، (۲۶) مغربی تہذیب میں دوشیزہ کے لئے اس کا دلفریب بنانا ضروری سمجھا جاتا ہے،
(۲۷) چینی کا یہ ذرا سی ٹھوکر سے ٹوٹ جاتا ہے،
(۳۰) ؎ یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگار ——— نسیاں ہو گئیں
(۳۱) لفظ قانون کے تین حروف
(۳۲) ——— لوٹ کر زندگی بسر کرنا ڈاکوؤں کا کام ہے

فارم برائے اندراج معمہ نمبر ۴

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

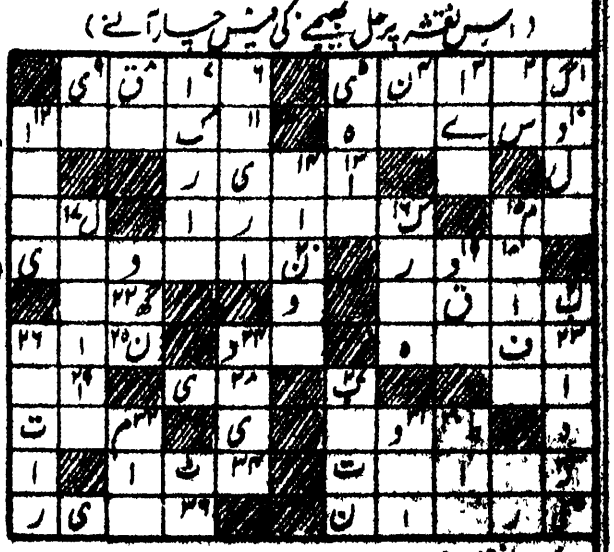

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ اس نقشہ کو مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

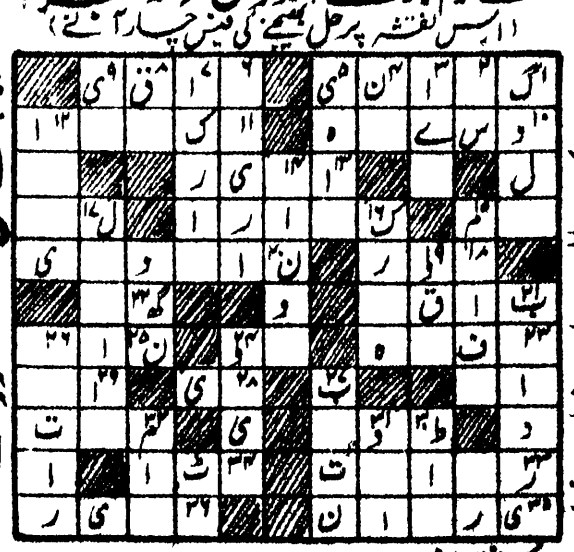

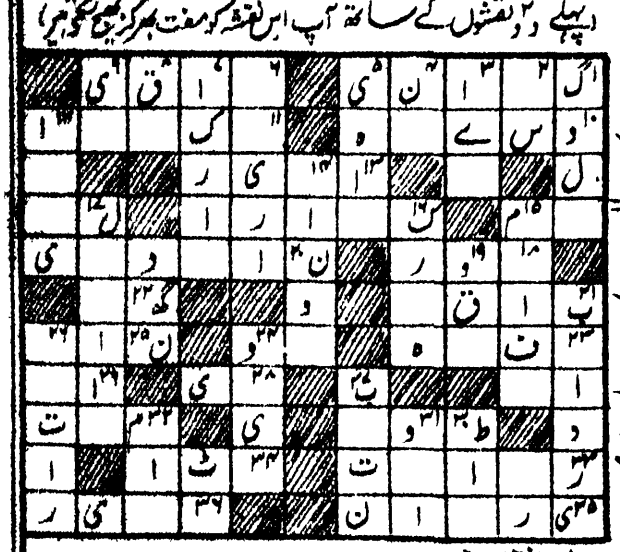

اس لائن کے چاروں طرف کا بیضہ

اس لائن کے چاروں طرف کا بیضہ

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے، خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیجئے، جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں جو نقشہ دو نقشے بھر کر آٹھ آنے فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں

اس لائن کے چاروں طرف کا بیضہ

اوپر کے نقشہ نمبر ——— اور ——— مفت نقشہ نمبر ———

ورڈ ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۴:- داخلہ کے قواعد شرائط کو پڑھ کر میں اس انعامی معمہ میں اس شرط پر شریک ہوتا ہوں کہ اس کے بارے کے متعلق مینجر تیج ویکلی کا فیصلہ میرے لئے قطعی اور قابل پابندی ہوگا۔

پورا نام (صاف طور پر) ———

پورا پتہ ———

نمبر رسید منی آرڈر — نمبر پوسٹل آرڈر — ٹکٹوں کی قیمت — اس لائن کے چاروں طرف کا بیضہ

قواعد و شرائط معمہ

معمہ کے حل بھیجنے سے پہلے مندرجہ ذیل قواعد و شرائط کو غور سے پڑھ لیجئے:

(۱) اس انعامی مقابلہ کی فیس فی نقشہ چار آنے ہے لیکن دو نقشوں کے بھیجنے والے تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں۔ (۲) تمام حل انہیں نقشوں پر بھیجنے چاہئیں جو تیج دہلی میں شائع ہوتے ہیں۔ (۳) ہر نقشے کے اندر تین نقشے ایک ساتھ شائع ہوتے ہیں کسی نقشہ کو کاٹ کر علیحدہ نہ کیجئے جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں۔ نقشوں کے نیچے مسلسل نمبر شمار ضرور لکھ دیجئے (۴) کل فیس داخلہ کے فارموں کے ساتھ آنی ضروری ہے منی آرڈر کی رسید یا ٹکٹ آرڈر کے فارموں کے ساتھ ضرور رکھ دیجئے۔ پوسٹل آرڈر کو رجسٹر کرا لینا چاہئے۔ آپ اگر چاہیں تو ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیج سکتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں پوسٹل کارڈ کی دفعہ ۱۱۱ (ڈی) ہمیشہ یاد رہے کہ اگر ٹکٹوں کی رقم مقابلہ کے اور درج ہو گی ٹکٹ اس طرح رکھے جائیں گے کہ باہر سے دکھائی دیتے رہیں تو مقابلہ کو جیتنے کے ناظر ضرور ہو گا۔ کرنسی نوٹوں کے متعلق پوسٹل گائڈ کی دفعہ ۴۰ میں تحریر ہے کہ ان کا رجسٹر کرانا ضروری ہے آپ جو چیز بھیجیں اس کا اندراج فارم میں ضرور کر دیں جو حل فیس کے بغیر آئے گا وہ مقابلہ میں شامل نہیں کیا جائے گا (۵) اس انعامی مقابلہ کے جتنے نقشے آپ چاہیں نمبروں کے فارموں کے حلوں سے بھر کر بھیج سکتے ہیں جو حل کو زیادہ مقابلوں میں نقشے درکار ہوں وہ دفتر سے تیج دہلی کی مزید کاپیاں قیمتاً منگوا سکتے ہیں یا پرانے مقابلوں کے نقشے خرید سکتے ہیں (۶) حل کو روشنائی سے صاف طور پر بھرنا چاہئے جسمیں کوئی نقشہ حل بھرنا چاہئے اور نہ ان کو کاٹنا یا مٹانا چاہئے اور نہ کسی خانہ کو خالی چھوڑنا چاہئے۔ منیجر کو اس امر کا اختیار ہے کہ جس حل میں بامشکل حلوں کو خالی خانہ والے حلوں کو مقابلہ میں شامل نہ کرے (۷) فارم پر اپنا پورا نام و پتہ صاف اور خوشخط لکھیے (۸) ایک انعام ہر ایک ہی خاندان کے کئی افراد کو نہیں ملے گا۔ انعامی رقم بھر کر تیج دہلی کے منیجر صاحب سب کی طرف سے یکجائی روانہ کر سکتے ہیں۔ انعامی رقم صرف ایک ہی شخص کے نام داخل کیا جا سکتا ہے (۹) اس مقابلہ میں پہلا انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا بھیجا ہوا حل سب سے بالکل صحیح ہو حل کے مطابق ہو گا اور باقی انعامات "رنر اپ" یعنی غلطیاں کم کرنے والے حلوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور انعامات کی تعداد و تناسب کا فیصلہ قطعاً منیجر تیج دہلی کے اختیار میں ہو گا اگر کوئی بالکل صحیح حل موصول نہیں ہوتا تو پہلا انعام کم سے کم غلطی والے حل کو دیا جائے گا۔ اگر ایک سے زیادہ حصہ دار پہلے انعام کے مستحق ہوں تو انعام کی رقم برابر حصوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس مقابلہ میں ایک شخص کو صرف ایک ہی انعام دیا جائے گا (۱۰) حل کے اور انعام پانے والوں کے نام اعلان اگر وہ تاریخوں پر تیج دہلی میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ اگر کسی شریک مقابلہ کا نام فہرست انعامات میں موجود نہ ہو یا نیز پہلا ہو وہ مستحق انعام ہے تو اسے نمبر کی اشاعت کے ایک ہفتہ کے اندر دوبارہ چیلنج کی درخواست دو روپے فیس کے ساتھ بھیجنی چاہئے۔ اگر اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہو گا تو اسے انعامات کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا اور اس کی فیس چیلنج بھی واپس کر دی جائے گی ورنہ نہیں۔ اس بات کے لئے کہ جائے پرو ہفتہ کے تمام نقشے نمبر صفحہ کر دیئے جائیں گے۔ دوبارہ چیلنج کی درخواست کے لئے کافی وقت دیا جا چکا ہو گا اس لئے بعد کو اس سلسلہ میں کسی طرح کا دعویٰ تسلیم نہیں ہو گا (۱۱) ہر غلط لفظ کی ایک غلطی تصور کی جائے گی مثلاً اگر ایک لفظ کے غلط بھرنے سے دو لفظ غلط ہو جائیں گے تو غلطیوں کی تعداد دو سمجھی جائے گی (۱۲) حل کے فارموں کے وقت پر نہ پہنچنے یا غلطی سے کہیں رکھ دیئے جانے یا راستہ میں گم ہو جانے وغیرہ کے متعلق دفتر تیج دہلی پر کوئی ذمہ داری نہ ہو گی اور نہ معمہ کا دفتر ان امور کے متعلق کسی طرح کا جواب دینے یا زبانی گفتگو کرنے کا پابند ہو گا (۱۳) کوئی رقم جو معمہ کی فیس داخلہ کی مد میں وصول ہو اس کی جائے گی اور وہ آمندہ معمہ یا کسی دوسرے حساب میں داخل کی جائے گی (۱۴) اس انعامی مقابلہ کے متعلق حالات خفیہ رکھنے والے تمام امور کے سلسلہ میں منیجر تیج دہلی کا فیصلہ قطعی اور قانوناً قابل پابندی ہو گا اور اس انعامی مقابلہ کی کھلی ہوئی ضروری اور پہلی شرط ہے (۱۵) روزانہ تیج یا تیج دہلی یا تیج پریس کے ملازمین کو اس انعامی مقابلہ میں شریک ہونے کی قطعاً اجازت نہیں ہے (۱۶) معمہ کے حلوں کے مقابلہ میں حل کے نقشوں کے سوا کوئی خط یا تحریر نہ بھیجنے پر وہ مسترد ہو سکے گی (۱۷) مقابلہ کے قواعد و شرائط کی تہذیب ایک معاہدہ کی ہے جو "تیج دہلی" اور ہر ایک شریک معمہ کے درمیان قابل پابندی سمجھا جائے گا اور منیجر کو اختیار ہو گا کہ وہ کسی قاعدہ یا شرط کی عام پابندی کے باعث حل کے فارم کو شریک مقابلہ نہ کرے۔ (۱۸) منی آرڈر فارم یا پوسٹل آرڈر یا حل و نقشہ پر ہمیشہ اس طرح لکھیے:

منیجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر ۴ "تیج دہلی" دہلی

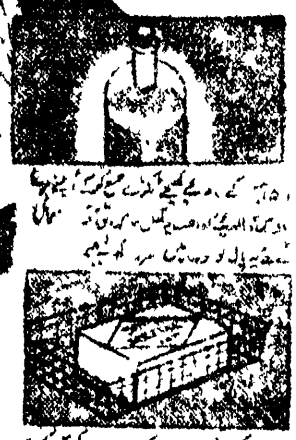

صابن کی کفایت کے متعلق سبق

اگر آپ ذرا زیادہ احتیاط سے کام لیں تو صابن بہت زیادہ عرصہ تک چل سکتا ہے اگرچہ ۵۰۱ صابن ویسے بھی زیادہ عرصہ تک چلتا ہے کیونکہ اس کی ساخت ہی ایسی ہے تاہم اگر آپ مندرجہ ذیل آسان ہدایات پر عمل کریں۔ تو اس میں حیرت انگیز کفایت ہو سکتی ہے۔

۵۰۱ صابن

ڈلیوں، بٹیوں، ٹکیوں اور چھیپٹوں کی صورت میں ۵۰۱ آپشیئر سکہ فلیکس ورکار بولک جو تمام رنگ کپڑوں کے دھونے اور صفائی کے لئے استعمال ہوتا ہے دیسی کے ڈبوں میں ملتا ہے۔

ٹاٹا سیلز ڈپارٹمنٹ:
۷ ماں مینشنز دی مال لاہور

دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ، ٹاٹا پورم اور بمبئی

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پردرانتک چورن ——— دو روپیہ
(۲) پردرانتک اولیہہ ——— ساڑھے تین روپیہ ساڑھے پانچ روپیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے ساروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں، ماہواری کی خرابی وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

پتہ:- ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

للی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی للی بسکٹ کمپنی
کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

صفحۂ صحت

مرض ایک ہے یا متعدد؟

(از جناب ڈاکٹر پرورش چندر چٹرجی بنگال نیچرو پیتھک ایسوسی ایشن کلکتہ)

(بسلسلۂ گذشتہ)

کیا ان شخص اور صحت حضرات میں اکثر ہستیاں ایسی نہیں ہوتیں جنہیں سائنس کا عالم اور جدید تہذیب سے باخبر ہونے کا پورا دعویٰ ہوتا ہے اور اپنے ہمعصروں پر اپنے کمالات وغیرہ کا نقش جمانے کی پوری پوری کوشش بھی کی جاتی ہے؟

اگر انسان نے معمولی سی تعلیم حاصل کر کے بھی یہ صلاحیت پیدا کر لی ہوتی کہ وہ قدرت کی آواز پر کان دھر سکتا اور فطرت کے اصول پر عمل کر سکتا تو وہ کبھی بھی اس قسم کی فریب خوردگی کا شکار نہ ہوتا۔

رہنمائے فطرت

فطرت آج بھی انسان کی رہنمائی کے لئے موجود ہے بلکہ یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ قدرت آمرانہ طور پر انسان کو سچی اور سیدھی راہ دکھا رہی ہے کسی شخص کے آلات حواس میں خرابی پیدا ہونے یا کسی انسان کے بیمار ہونے سے پہلے ہی قدرت اسے متنبہ کر دیتی ہے کہ جس راہ پر وہ چلنے کی کوشش کر رہا ہے اس میں خطرات ہیں۔ کوئی بیماری کا، کوئی مرض بھی ایسا نہیں جس کے ظہور میں آنے سے قبل قدرت اس شخص کو خبردار نہ کر دیتی ہو جو اپنی نادانی، غفلت یا غلطی کی بدولت اس مرض کا شکار ہونے والا ہے لیکن اسے کیا کیا جائے کہ انسان کے کان نہیں جو قدرت کی ان آوازوں کو سن سکیں اسے تو سائنس کے اعتماد نے گراں گوش اور فطرت کی طرف سے غافل بنا دیا ہے۔

واحد بیماری واحد علاج

قدرتی علاج کی رُو سے دنیا میں صرف ایک بیماری کا وجود پایا جاتا ہے۔ اس کی مختلف علامات کیفیات کا نام سائنس نے مختلف امراض رکھ لیا ہے یہ نظریہ باوجود اس کے کہ اپنی جگہ حقیقی ہے۔ بعض طبقوں میں "جدت" اور "مفروضہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور وہ اس چیز کو تسلیم کرنے کے لئے ہی تیار نہیں ہوتے کہ متعدد امراض کو واحد سمجھ لیا جائے جن حضرات کی سمجھ میں یہ نظریہ نہیں آتا ان کے لئے ہمیں کچھ اور حقائق بیان کرنا پڑیں گے۔

یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ معدے کی خرابیاں سوء ہضم اور بخارات اندرونی کی بدولت پیدا ہوتی ہیں اور جب بھی درد سر وغیرہ کی شکایت ہوتی ہے وہ بھی ان بخارات ہی کے نتائج میں ظاہر ہوتی ہے گویا معدہ میں جب بخارات گھٹتے ہیں تو اس کے ردعمل کے طور پر درد سر کا عارضہ بھی لاحق ہو سکتا ہے چنانچہ ان حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ہم ان اسباب کی تشریح و توضیح کریں تو یہ ماننا پڑے گا کہ دونوں امراض کی وجہ ایک ہی ہے جو لوگ موجودہ سائنس اور اس کے طریقوں پر بھروسہ کر کے ان امراض کا تجزیہ کرنے لگیں، اور مختلف حالتوں میں ان کے اثرات اسباب تلاش کرنے لگیں ظاہر ہے انہیں دھوکہ کھانا پڑے گا کیونکہ بظاہر ایک عارضہ معدے سے متعلق ہے اور دوسرا دماغ سے تشریح بھی اعتبار سے یہ دونوں بیماریاں دو مختلف اور علیحدہ امراض معلوم ہوں گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں قسم کی بیماریاں محض بخارات کے اجتماع ہی سے پیدا ہوئیں اس طرح یہ بھی روشن ہو جاتا ہے کہ علامات حالات کی خواہ تشریح و توضیح کی جا سکے اور ان پر حد بندیاں کیوں نہ کر دی جائیں لیکن جہاں تک خود نفس مرض کا تعلق ہے اس کی کوئی مختلف تشریح نہیں ہو سکتی اس لئے جو لوگ ایک ہی بیماری کو مختلف بیماریاں شمار کر کے مختلف طریقوں سے اس کا علاج کرنے کی کوشش کریں گے۔ کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے اور ہمیشہ تشخیص مرض ہی میں دھوکہ کھاتے رہیں گے۔

اب سوال یہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام امراض کی اساس و بنیاد ایک ہی ہوتی ہے تو پھر مختلف قسم کی ادویہ اس مرض کی مختلف علامات کا علاج کیونکر ہو جاتا ہے اس کا جواب حاصل کرنے کے لئے کسی خاص زحمت فکر کی ضرورت نہیں۔ ادویہ اور خارجی معالجے کے ذریعے سے یہ ممکن ہوتا ہے کہ بیماری کی علامات دور ہو جائیں چنانچہ جب کبھی ایسی صورت پیش آتی ہے۔ ہم غلطی سے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ بیماری دور ہو گئی اور ہم نے مرض کا ازالہ کر کے کامل صحت حاصل کر لی۔ حالانکہ حقیقت صرف اتنی ہوتی ہے کہ ادویہ کے استعمال سے انسان کی قوت احساس پر ایک قسم کا تعطل وجود طاری ہو جاتا ہے اور ہمارے اعصاب میں جو تکلیف کے خفیف سے خفیف حصہ کو پورے طور پر محسوس کرنے کی صلاحیت ہے اس پر ایک قسم کا حجاب قائم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وقتی طور پر تکلیف کا احساس باقی نہیں رہتا۔ اس کیفیت کو غلطی سے اعادہ صحت سے تعبیر کر لیا جاتا ہے حالانکہ صحت و تندرستی سے اسے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

بہتر یہ ہے کہ ہم منطقی طور پر دواؤں کے اثرات کا مطالعہ کریں اور انجیکشنوں سے ہمیں جو کچھ فوائد حاصل ہوتے یا نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں انہیں بھی بنظر غور دیکھیں۔

فرض کیجئے کسی نالی میں کوڑا کرکٹ پڑا ہے جس میں بیماری پھیلانے والے جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور وہ باشندوں کی صحت کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں اگر ایسی صورت میں ہم صرف جراثیم ہی کو کسی طاقتور جراثیم کش محلول سے ہلاک کر دیں لیکن اس کوڑے وغیرہ کو وہاں سے دور نہ کریں تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے جراثیم کے اصل سبب کا خاتمہ کر دیا؟ ظاہر ہے کچھ عرصہ کے لئے جراثیم سے نجات تو مل جائے گی لیکن کچھ زیادہ وقت نہیں گزرنے پائے گا کہ پھر جراثیم پیدا ہو کر صحت کے لئے خطرہ بن جائیں گے موجودہ طریق تجویز پر بالکل یہی مثال صادق آتی ہے۔

علاج کے جتنے طریقے بھی آج تک دنیا میں رائج ہو سکے ہیں قدرتی طریق علاج ان میں مفید ترین اور سب سے زیادہ مؤثر ہے یہ بیماری کے جراثیم ہی کو دور نہیں کرتا بلکہ اس مادہ کو ختم کر ڈالتا ہے جس میں جراثیم پیدا ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے قدرتی علاج کے جو لوگ عامل ہیں وہ امراض کی علامات کو نہیں بلکہ ان کے اسباب کو دور کرتے ہیں۔

بیماری کی حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ بیماری کوئی مصیبت نہیں بلکہ انسان کے لئے ایک قسم کا قدرتی انعام ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ جسم کی مشینری میں اس کے استعمال کی زیادتی سے جو فاسد مادہ پیدا

(باقی اگلے صفحہ پر)

مشہور میکرز کی گارنٹی کیلئے تو زیادہ اونچی آواز کے لئے
بنانے والے: جے۔ ایٹ بلکی لمیٹڈ شیفیلڈ
STEAD NEEDLES
اسٹیڈ
گراموفون کی سوئی

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم
بادشاہی
صابون اور پاؤڈر
قیمت تین روپیہ کا بکس بارہ آنہ - استعمال کیجئے - قیمت فی بوتل ایک روپیہ
دہلی ایجنٹ: کے۔ آر۔ دلاسرائے سائیکل صدر بازار دہلی

THE KOHINOOR MILLS Co. LTD. BOMBAY
AGENTS KILLICK NIXON & Co.
AN 1 NA
THE KOHINOOR MILLS Co. LTD. BOMBAY
INDIA
KILLICK NIXON & Co. AGENTS
اچھی شہرت اچھے سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے
یہ کوہ نور مارکہ جات ہندوستان میں تیار شدہ اعلیٰ اوصاف کے کپڑوں، سوت اور سینے کے دھاگوں کی بہترین گارنٹی ہیں۔
kohinoor
بنسال چند لاؤ چند
پائی دھونی بمبئی
صدر بازار دہلی
دی۔ ایس۔ آپٹے اینڈ سنز مولجی جیٹھا مارکیٹ بمبئی

پچھلے صفحے سے

ہیضہ ہے۔ بیماری کی وجہ سے اس کے اخراج کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس قسم کا مادہ چونکہ بظاہر مختلف قسم کی علامات پیدا کرتا ہے اس وجہ سے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ بیماریاں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔ درد حقیقت یہ ہے کہ ان سب کی اصل وجہ ایک ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ جس مرض کے متعلق بھی تحقیقات عمل میں لائی جائے گی۔ اسی نتیجے پر پہنچنا پڑے گا کہ بیماری کا آغاز معدے میں بخارات کے اجتماع سے ہوتا ہے۔ معدے میں یہ مضر بخارات کس طرح پیدا ہوتے ہیں اسے جاننے کے لئے کسی طویل تفتیش کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سے انسان نے بزعم خود تہذیب و شائستگی حاصل کی ہے اس نے اپنی غذا میں غیر قدرتی عناصر اور غیر طبعی اجزا بڑی تعداد و مقدار میں داخل کر لیے ہیں۔ آج کل ہم کو ترکاری اور کوئی سالن اور کوئی غذا ایسی تیار نہیں کرتے جس میں طرح طرح کے مسالوں کی آمیزش نہ کی جاتی ہو۔ مسالوں کی وجہ سے اس غذا کے قدرتی اجزا کے خواص بدل جاتے ہیں اور جس طرح سے قدرتی فائدہ ہمارے جسم کی مشینری کو پہنچنا چاہیے نہیں پہنچ پاتا۔

ان دیسی گوشتے کو تیار کرتے ہیں سوائے ان صحرائی قبائل اور جنگلی قوموں کے جو گیتاؤں کو مسالوں اور غیر متمدن اور غیر مہذب علاقوں میں زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ایسے افراد شاید بہت کم مل سکیں گے جو حقیقی معنی میں قدرتی غذا استعمال کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری تہذیب و شائستگی نے قدرتی اور طبعی غذا کو استعمال زمانۂ جہالت کی رسم قرار دے دیا ہے۔ اگر ہم اپنے اسلاف و اجداد کی تقلید کرتے ہوئے قدرت کا عطا کردہ غذاؤں سے اس طرح لطف اندوز ہونے لگیں کہ ان کے طبعی اعتدال میں فرق نہ ہونے پائے تو دنیا میں غیر متمدن، جاہل، غیر مہذب اور نہ معلوم اسی قسم کے کتنے خطابات عطا کر دے۔

شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں اگر دو چار منٹ کے لئے ہم سکون دل و دماغ کے ساتھ اپنی روزمرہ کھانے پینے کی چیزوں کا جائزہ لیں [illegible] معلوم ہو جائے کہ کوئی دوا بھی ہمارے منہ تک اپنی اصلی حالت میں نہیں پہنچتی۔ پھلوں، سبزیوں اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی چیز ایسی ہے جسے ہمارا ذوق لذت گیری غیر حقیقی اور مصنوعی نہیں بنا دیتا؟ انسان ترکاریاں کھاتا ہے مگر اس طرح کہ اول تو آگ اور دھوئیں سے ان کی شکل ہی تبدیل کر دی جاتی ہے اور پھر ان میں نمک، مرچ، ادرک، دھنیا، ہلدی وغیرہ مسالے ڈال کر ان کی ہیئت اور خصوصیات بھی بالکل تبدیل کر دی جاتی ہیں۔ یہ تبدیلی اور تغیر بہ اوقات مبارک اور مستحسن نہیں ہوتا کیونکہ مسالوں کی آمیزش سے وہ غذا بجائے مفید صحت و مدحیات ہونے کے مضر صحت ہو جاتی ہے۔ اس غذا کے معدہ میں پہنچنے کے بعد ہر طرح کے بخارات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ معدہ کی مشینری اصلی اور غیر قدرتی غذا کے ہضم کرنے سے یا تو عاجز ثابت ہوتی ہے یا آلات ہضم میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدہ کی تمام مشین غیر متوازن ہو کر انسان کی صحت پر چھریاں چلانے لگتی ہے اور اس ایک ہی مرض سے انسان کو مختلف تکالیف وہ کیفیات وقتاً فوقتاً طاری ہونے لگتی ہیں کہ آج کل کے سائنسدان انہیں مختلف اور گوناگوں امراض اور بیماریوں سے تعبیر کرنے لگتے ہیں۔

اس ہم کی معدنی اور غیر قدرتی غذا کے استعمال سے جو بخارات معدہ کی مشینری پر زنگ لگانے لگتے ہیں اگر ہم انہیں دور کرنے کی راہ نکال لیں تو ظاہر ہے کہ صحت انسانی تمام خطرات سے نجات پا جائے اور پھر نہ ہمیں ڈاکٹروں کا مرہون احسان ہونا پڑے نہ ہمارے کمالات کا معترف ہو کر طرح طرح کی کڑوی دوائیں قبول کرنی پڑیں۔

انجیکشنوں کے ذریعے سے بھلا یہ مرض کی جڑ کس طرح دور کیا جا سکتی ہے اس قسم کے سائنٹی فک علاج اور انجیکشنوں وغیرہ سے تو سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ بیماری کے قدرتی اور فطری راستے میں ایک قسم کی روک ثابت ہوتے ہیں جس کی وجہ سے جسم کے کسی نہ کسی عضو یا کسی آلۂ ہضم پر ان کا اثر نہ ہو کر صحت انسانی پر نشتر چلا دیتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ بیماری کے قدرتی بہاؤ اور فطری راستے میں رکاوٹ پیدا ہو جانے سے جسم کے کسی دوسرے حصہ کو کس طرح نقصان پہنچتا ہے اس کی مثال اس طرح آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ اگر کسی دریا کی روانی میں بند قائم کر کے یا کسی اور ذریعہ سے رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو آب دریا بہر صورت اپنے بہاؤ اور روانی کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر لیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آس پاس کھیتوں اور میدانوں میں سیلاب آ کر فصلوں کی بربادی، مکانات کی تباہی اور بہت سی جانوں کی ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے۔

اس مثال کی روشنی میں اگر غیر قدرتی علاج سے بحث کی جائے تو بھی اس کی خرابیاں بہت جلد معلوم کی جا سکتی ہیں۔ فرض کیجئے کہ درد سر کی حالت میں کسی ڈاکٹر نے اسپرین تجویز کی اور مریض نے اسے استعمال کر لیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ درد تو فوراً قابو میں آ جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا ردعمل یہ ظاہر ہوگا کہ یکایک مریض سلول بیٹھنے لگے گا۔

یورپ کے ایک مشہور ڈاکٹر کی رائے

یورپ کے ایک مشہور ماہر امراض ڈاکٹر اسٹیلی نے اپنے ایک لیکچر میں تحریر فرمایا ہے کہ کوئی دوا جو جسم کے کسی دوسرے حصہ کو کس طرح نقصان پہنچاتی ہے اس کی مثال اس طرح آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ اگر کسی دریا کی روانی میں بند قائم کر کے یا کسی اور ذریعہ سے رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو آب دریا بہر صورت اپنے بہاؤ اور روانی کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر لیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آس پاس کھیتوں اور میدانوں میں سیلاب آ کر فصلوں کی بربادی، مکانات کی تباہی اور بہت سی جانوں کی ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے۔

اس مثال کی روشنی میں اگر غیر قدرتی علاج سے بحث کی جائے تو بھی اس کی خرابیاں بہت جلد معلوم کی جا سکتی ہیں۔ فرض کیجئے کہ درد سر کی حالت میں کسی ڈاکٹر نے اسپرین تجویز کی اور مریض نے اسے استعمال کر لیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ درد تو فوراً قابو میں آ جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا ردعمل یہ ظاہر ہوگا کہ یکایک مریض سلول بیٹھنے لگے گا۔

اتحادِ امراض

ہم یہ بات ظاہر کر چکے ہیں کہ بیماری اصل میں بنی آدم کی دشمن نہیں ہے بلکہ خارجی جراثیم جسم پر حملہ کر کے صحت کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ اس لئے مددگار ہوتی ہے کہ قدرت جسم ان سے مادۂ فاسد کو خارج کرنے کی سبیل پیدا کرتی ہے۔

(باقی آئندہ)

نیشنل انڈین
لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

ہیڈ آفس: مرکنٹائل بلڈنگس ۹ لال بازار کلکتہ، دہلی آفس: کناٹ سرکس بالمقابل فائر بریگیڈ نئی دہلی

ریل سے مال ارسال کرنیوالوں کو تنبیہ

جب "قابل حصول" چیزوں کے پارسل وغیرہ لدان کے لئے آپ ریلوے کو دیں (تفصیلات کے لئے مروجہ ریلوے گڈز ٹیرف دیکھئے) اور جن کی مالیت سو روپیہ سے زائد کی ہو تو ان پارسلوں کی چیزوں کے نام جن میں "قابل حصول" چیزیں بھی شامل ہیں بکنگ اور بیمہ کے وقت بتا دیجئے۔ ایسا نہ کرنے سے کسی چیز کی گمشدگی یا نقصان کے لئے ریلوے ذمہ دار نہیں ہوگی۔

آپ کو خبردار کر دیا گیا ہے

ریلوے مسافروں کی ہوشیاری کیلئے

افسوس ہے کہ جنگ کی حالت کے باعث بجلی کی کمی ہو جانے سے گاڑیوں کی اندرونی روشنی پر پابندیاں لگا دی گئی ہیں ریلوے کا محکمہ اس سلسلہ میں جو محکمہ کے کنٹرول کا نہیں ہے مسافروں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ خود ہوشیاری سے کام لیں۔ مسافروں کو ان کے اپنے مفاد میں مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو اپنے ساتھ بجلی کی ٹارچ رکھیں۔

شمالی افریقہ میں محوری قیدی سپاہیوں کا گروپ

جرمن مقبوضہ یورپ پر امریکہ کے ہوابازبرطانیہ سے اڑان کرکے حملہ کرتے ہیں

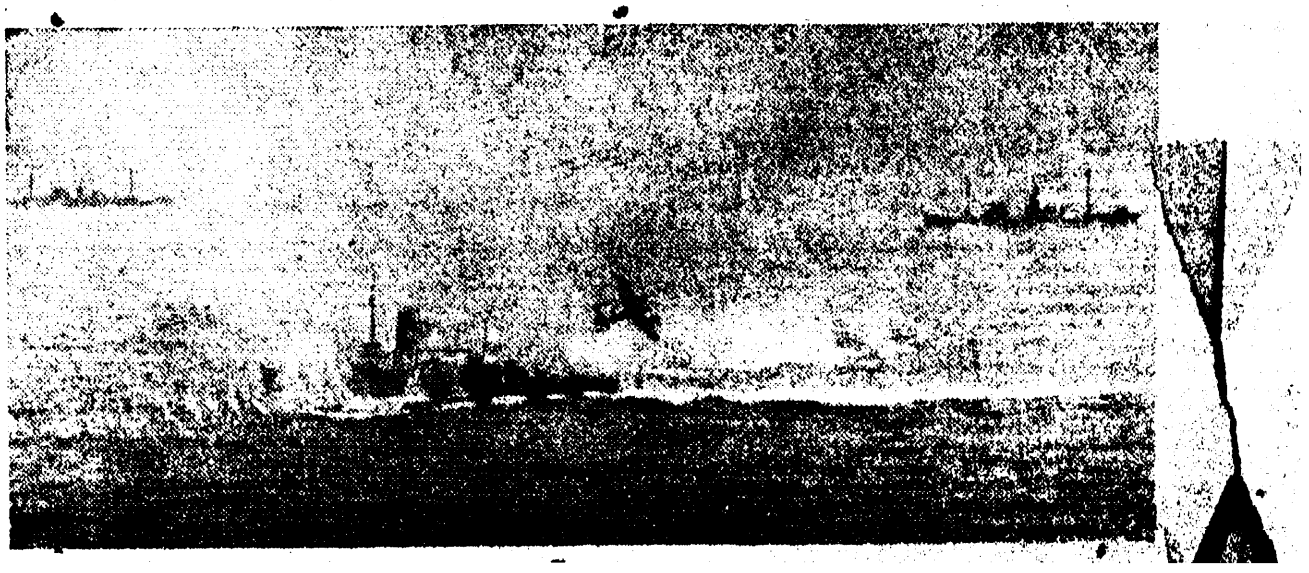

ہالینڈ کے ساحل سے جرمن جہازوں کے ایک قافلہ پر رائل ایرفورس کے ہوائی جہازوں کا کامیاب حملہ

Published by Dawan Pvt Ltd at the Taj Press, Bunder Road Karachi.

[illegible]

ہفت روزہ جامعہ ملیہ اسلامیہ
جامعہ نگر (دہلی)

شیشکوٹی پکوہ کے جنتر پر دھلی میں مکتی گرو شنکر آچاریہ
شری کرپاتری اور دوسرے ودوانوں کا شاندار جلوس

ڈائرکٹر جلالہ دیش بندھو گپتا
ایڈیٹر دھرمپال گپتا

اخباری دنیا صفحہ (۱۵) پر دیکھئے

No 7 15thFeb 1944 Vol.N[illegible]

LEADING JOURNAL OF NOR. INDIA

ایم۔ اے۔ او۔ ہائی سکول کے میدان میں ہندوستانی سکاؤٹ ایسوسی ایشن دہلی کی سالانہ ریلی

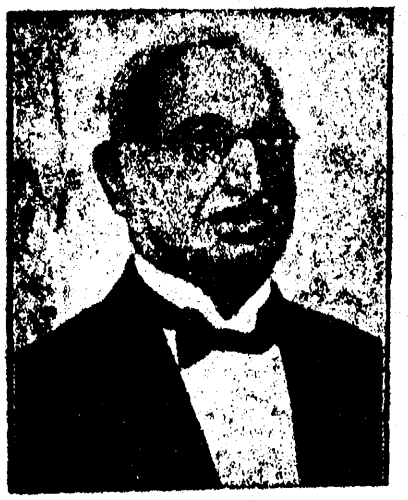

مسٹر لال چند فول رائے
آپ نے مرکزی اسمبلی میں سیاسی
لیڈروں کی رہائی کا ریزولیوشن
پیش کیا

برطانی سپاہی ہوائی جہازوں پر سوار ہو رہے ہیں

مسٹر این۔ ایم جوشی
آپ حضرات نے مسٹر فول رائے کے ریزولیوشن پر بحث میں حصہ لیا

مسٹر عبدالقیوم

افغانستان میں جرمن قیدی لائے
جا رہے ہیں

زمانۂ جنگ میں شہریوں کی آزادی

حکومت ہند کے آرڈیننسوں اور ڈفنس آف انڈیا رولز کے اثرات!

(از مسٹر آر۔ راما سوامی آئر۔ بی۔ اے۔ ایل۔)

کر لیا ہے کہ ایک جدید جنگ میں جو چیزیں سب سے پہلے ہلاک ہوتی ہیں یہ شہری آزادی بھی ہے یہ بات بھی کہنا صحیح ہو گیا کہ ابتدائے جنگ ہی میں ہلاک ہونے والی چیز شہری آزادی بھی ہے لیکن ایسے ممالک میں جو آزاد ہیں تو وہ اپنی مرضی سے پیش کرتی ہیں اور یہ دیکھ لیتی ہیں کہ ان کے چنے ہوئے نمائندوں اور لیڈروں نے خود انہیں کے مفاد کے لئے اعلان جنگ کر دیا ہے تو وہ اپنی شہری آزادی پر حسب ضرورت پابندیوں کا خیر مقدم کرتی ہیں۔

لیکن ان آزاد قوموں میں بھی ہر شہری کے انفرادی حقوق کی پوری حفاظت کی جاتی ہے اور وہ شہری آزادی کو ہرگز اس طرح ضائع نہیں ہونے دیتیں کہ اس لفظ کے کوئی معنی ہی باقی نہ رہیں۔ خصوصاً جب حکومت شہری آزادی پر بے محابا بار ڈالتی ہے یا اس پر پابندی عائد کرنے میں جائز حدود سے آگے بڑھنا چاہتی ہے تو عوام میں حکومت کے اس رویہ کی زبردست مخالفت شروع ہو جاتی ہے اور جس شخص کو انفرادی حیثیت سے کوئی خاص شکایت ہوتی ہے وہ فوراً معمولی قانونی عدالتوں میں چارہ جوئی کرتا ہے اور یہی وہ بنیادی شہری حق ہے جسے انگلستان میں عوام کی آزادی کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔

ہم اس مضمون میں اسی نظریہ کو سامنے رکھ کر ہندوستان کی موجودہ حالت کا جائزہ لینا چاہتے ہیں مگر اس پر کچھ کہنے سے پہلے ہم یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ جنگ کے زمانے میں نیشنل ڈفنس کے مقاصد کے لئے شہری آزادی پر اور حقوق ملکیت پر پابندی عائد کرنے کا جو اختیار حکومت کو حاصل ہوتا ہے اس سے اصولی طور پر انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی یہ غیر معمولی عدالت چند غیر معمولی احکامات کا باعث بن جاتے ہیں، اس لئے اصول اپنی جگہ پر صحیح ہے مگر اس اصول کے استعمال کرنے اور عملی جامہ پہنانے میں جو نئی نئی صورت حال پیدا ہوتی ہے اور جو غلطیاں حکومتوں سے سرزد ہوتی ہیں وہ قابل بحث بن جاتی ہیں۔

انگلستان کے قانون (انگلش لا) کے رو سے تاج کو اور افسران تاج کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جنگ کے زمانے میں لوگوں سے جبریہ فوجی خدمات حاصل کر لیں، فوجی ضرورتوں کے لئے پرائیویٹ جائیدادوں پر قبضہ کر لیں اور ہنگامی اسباب کی بنا پر بعض اشخاص کو قید کر سکیں، مگر ایسے اختیارات کبھی قانونی عدالتوں کے اختیارات کو معطل یا بے اثر نہیں کر سکتے۔ یعنی عام عدالتوں کو ہمیشہ یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کارروائیوں کی چھان بین کریں اور یہ دیکھیں کہ اس طرح کے جو کام کئے گئے ہیں وہ حقیقت میں ہنگامی ضرورتوں کے مطابق ہیں یا ان کے لئے جائز حدود کو توڑ دیا گیا ہے اور تا انصافی سے کام لیا گیا ہے الغرض عام قانونی عدالتوں کے اختیارات عدل و انصاف کبھی منسوخ و معطل نہیں ہوتے اور اگر ایسا ہو جائے تو شہری آزادی اور انفرادی حقوق کے کوئی معنی کسی متمدن ملک میں باقی نہیں رہ سکتے۔

اس لئے انگلستان میں اگر کوئی شخص گرفتاری کے بعد قید کر دیا جاتا ہے اور وہ اپنی اسیری کو ناجائز سمجھتا ہے تو اسے یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ "ہیبیس کورپس" (HABEAS CORPUS) کے ذریعہ عدالت میں چارہ جوئی کرے اور فوراً اپنی رہائی کا مطالبہ کرے۔ اگر ضرورت ہو تو وہ شخص اپنے نقصانات کے سلسلہ میں دیوانی دعویٰ بھی کر سکتا ہے اور جو افسران اس کی ناجائز گرفتاری و اسیری کا باعث ہوئے ہیں ان پر فوجداری مقدمہ بھی چلا سکتا ہے۔ "ہیبیس کورپس" کے قانون کا منشا یہ ہے کہ کوئی شخص بلا سبب قید نہیں رکھا جا سکتا اور ہر گرفتار شدہ شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایگزیکٹو سے یہ مطالبہ کرے کہ اس کے خلاف الزامات قانونی عدالت میں پیش کئے جائیں ورنہ اسے رہا کر دیا جائے۔

ایسی کارروائیوں کی مشکلات سے بچنے کے لئے انگلستان میں گورنمنٹوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ گذشتہ لڑائیوں میں وہ ایک عارضی مدت کے لئے "ہیبیس کورپس" کے قانون کو پارلیمنٹری ایکٹ کے ذریعہ ملتوی کرا دیتی تھیں، اور یہ مدت الغرض عام طور پر صرف ایک سال کے لئے ہوتی تھی، جنگ کے دوران میں اس کی تجدید ہوتی رہتی تھی لیکن گذشتہ جنگ عظیم اور اس جنگ عظیم کے زمانے میں حکومت نے پہلے ہی سے خود کو ایسے آئینی اختیارات سے مسلح کر لیا ہے جو گذشتہ زمانے کی بہ نسبت بہت زیادہ وسیع اور طاقتور ہیں۔

ڈفنس کے قوانین

ان اختیارات کی دو تازہ ترین شکلیں ہمارے سامنے ہیں:-

(۱) انگلستان میں "ڈفنس آف دی ریلم ایکٹ" یعنی قانون تحفظ ملک۔

(۲) ہندوستان میں ڈفنس آف انڈیا ایکٹ یعنی قانون تحفظ ہند۔

ان قوانین کے مقاصد میں دوسری باتوں کے یہ ہیں کہ ایگزیکٹو حکومت اور اس کے افسروں کو شخصی آزادی اور ان کے انفرادی حقوق پر حملہ کرنے کے بہت وسیع اختیارات دے دیئے جائیں، اور ان اختیارات کو اس طرح واضح کر دیا جائے کہ ان کے استعمال کے سلسلہ میں جو کارروائیاں کی جائیں وہ جوڈیشل کنٹرول یعنی قانونی عدالتوں کی نگرانی کے دائرے سے باہر ہو جائیں۔ اس طرز عمل کا جواز اس بنا پر پیش کیا جاتا ہے کہ ایک جامع قسم کی جنگ کے زمانے میں حکومت کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں اور جنگ کو کامیابی سے چلانے کے لئے ان کو غیر معمولی اختیارات کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز یہ کہا جاتا ہے کہ قانون کی عام عدالتیں ان ذمہ داریوں میں حصہ لینے اور ان معاملات پر صحیح رائے قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں جن کا تعلق ایسے زمانے میں صرف ایگزیکٹو حکومت سے ہوتا ہے۔

موجودہ ڈفنس آف انڈیا ایکٹ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۹ء کو مرکزی لیجسلیچر میں پاس ہوا تھا۔ اس قانون کی دفعہ ۲ مرکزی حکومت کو بہت سے معاملات پر جن کی تفصیل ۳۵ ضمنی دفعات میں درج ہے، ضابطے اور قاعدے نافذ کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ دسویں ضمنی دفعہ میں مندرجہ ذیل موضوع موجود ہے:-

"ایسے شخصوں کی گرفتاری اور نظر بندی جن پر یہ معقول شبہ ہو کہ انہوں نے تحفظ عامہ یا پبلک مفاد یا برطانی ہند کے ڈفنس کو نقصان پہونچانے والا کوئی کام کیا ہو، کر رہا ہو یا کرنے والا ہو۔"

ایسی اختیار کے رو سے جو دفعہ ۲ کے تحت میں حکومت کو حاصل ہے، ڈفنس آف انڈیا رولز وقتاً فوقتاً بنائے گئے ہیں ان کی تعداد ۱۳۳ ہے اور یہ بل کر ایک ایسی قانونی کتاب بن گئی ہے جس کے متعلق معمولی آدمیوں کو بھی کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کرنی چاہئے۔

دفعہ نمبر ۲۶

ڈفنس آف انڈیا رولز کی دفعہ ۲۶ کہتی ہے کہ مرکزی یا صوبجاتی حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی شخص کی اسیری کا حکم دیدے اگر اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ اس شخص کو برطانی ہند کے ڈفنس یا پبلک امن اور تحفظ یا جنگ کو اچھی طرح چلانے میں کسی نقصان دہ کام سے روکنا ضروری ہے۔

اس دفعہ میں مرکزی یا صوبجاتی حکومت سے مراد گورنر جنرل اور گورنر کی ذات ہے جو وہ تنہا کام کرے یا اپنے کونسلروں یا وزیروں کے ساتھ ملکر کام کرے، لیکن اس سلسلہ میں یہ اہم بات نوٹ کر لینی چاہئے کہ ان حکومتوں کو اختیار ہے کہ کسی کی نظر بندی کے احکام جاری کرنے کے اختیارات وہ اپنے ماتحت افسروں کے ہاتھوں میں منتقل کر دیں۔ اس کے علاوہ ضابطہ ۲۹۷ کے مطابق کسی پولیس افسر کو یا کسی سٹیپندری افسر کو جسے یہ اختیار دیا گیا ہو، اسباب کا اعتبار حاصل ہے کہ وہ صرف شک و شبہ پر کسی شخص کو ملا وارنٹ گرفتار کر لے اسکے بعد افسر کا فرض ہے کہ وہ اس کی گرفتاری کی رپورٹ صوبجاتی حکومت کو رپورٹ دے اور حکومت اپنے طور پر یا تو دفعہ ۲۶ کے رو سے یا تو اسکی گرفتاری کا حکم دے دے یا اسے رہا کر دے۔

ان وسیع اختیارات کے ذریعہ اس جنگ کی ابتدا ہی سے بہت سے لوگوں کو نظر بند کیا گیا تھا ان میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو دشمن کی قومیت رکھتے تھے اور اس وقت اس

(باقی صفحہ ۴ پر)

چند دنوں کی بات ہے کہ "ڈفنس آف انڈیا رولز" کی دفعہ ۲۶ میں کچھ ترمیمات کی گئی ہیں جن کے رو سے سیاسی نظر بندوں کو وہ الزامات لکھ کر دیدیئے جائیں گے جو ان کے خلاف موجود ہیں، اور پھر ان کو اپنی طرف سے جواب داخل کرنے کا موقع دیا جائیگا، دوسرے یہ کہ ہر چھ ماہ کی مدت کے بعد ان کی فائلوں کی جانچ پڑتال کی جائیگی اور جو لوگ مزید نظر بندی کے لائق نہیں سمجھے جائیں گے ان کو رہا کر دیا جائے گا، اور جو لوگ مزید قید رکھے جائیں گے ان کے لئے حکم نظر بندی کی تجدید کر دی جائیگی، اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ شہری آزادی کے سلسلہ میں جو نئے قوانین موجود ہیں اور جن کے متعلق جوڈیشل فیصلے دئے جا چکے ہیں ان پر ایک نگاہ ڈالی جائے (ایڈیٹر)

اس ہفتہ کیلئے ایک خیال

دل کی بیماریوں میں خوشامد پسندی سب سے بڑا روگ ہے

چنے ہوئے پھول

قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں تو عداوت ہی سہی (غالب)

آپ سے ہم سے رنج ہی کیا
مسکرا دیجئے صفائی ہے (جوش)

اس گرفتاری پہ میں اپنی نثار
لو وہ کرتے ہیں نگہبانی میری (داغ)

یہ جو پہلو میں آ کے بیٹھے ہیں
لاکھوں فتنے اٹھا کے بیٹھے ہیں (مجروح)

نامہ تو تھا ان کو آنے میں قاصد
مگر یہ بتا طرز انکار کیا تھی (اقبال)

خبر کسی کو نہ ہوگی کنار شوق میں آ
جہاں میں چشم مہ و مہر باز رہنے دے (اصغر)

کوچۂ عشق میں نکل آیا
جس کو خانہ خراب ہونا تھا (جگر)

تار کا پتہ:- میڈیکل سٹور

جمیلان

ٹیلیفون نمبر- ۵۵۶۶

مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب میں اعظم کا نادر الوجود عطیہ

یہ مجیب و غریب اکسیر ہے۔ ہر یاں کے لئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے، ناتوانی، توانائی سے، بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ عضو میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے۔ چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے۔ اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس العلاج نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔

قیمت ۳۲ قرص کی شیشی تین روپے آٹھ آنے ۶۴ قرص کی شیشی چھ روپے۔

مینجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی

نوٹ:- عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب یا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے۔

اس طرح کے ستا رہے ہو
جیسے میرا خدا نہیں ہے (سیماب)

جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشیں
میں نے دعویٰ کیا تحمل کا (مومن)

جامہ زیبی نہ پوچھیے ان کی
جو بگڑتے ہیں بھی سنورتے ہیں (حسرت)

پوچھا جو میں نے دل کو کیوں اجاڑا
کہنے لگا خوب، اپنا گھر تھا (درد)

دو قدم اور بڑھا اور مست جنوں
سامنے کوچۂ رسوائی ہے (صفدر)

کوئی آیا نہ آئے گا لیکن
کیا کروں گر نہ انتظار کروں (فراق)

دونوں نے کیا ہے مجھ کو رسوا
کچھ درد نے اور کچھ دوا نے (وحشت)

پوچھنے والے درد پنہاں کے
اپنے چہرے کا رنگ بھی دیکھا (اشک)

عقل کو کیوں بتائیں عشق کا راز
غیر کو راز داں نہیں کرتے (ناطق)

باقی نہیں جہاں میں کوئی مانگنے کی چیز
اب ہاتھ بھی اٹھاؤں تو میں کیا دعا کروں (ناطق گلاوٹھی)

دیر سے پہنچی نہیں آئی کوئی
بھولنے والے خدارا یاد کر (احسان)

جادو ہے یا طلسم تمہاری زبان میں
تم جھوٹ کہہ رہے تھے مجھے اعتبار تھا (بیخود دہلوی)

جب کسی سے کوئی پیمان وفا کرتا ہے
کانپ اٹھتا ہوں کہ میرا ہی سا انجام نہ ہو (فدا علی شاہ دانی)

دل بھی خموش، تارے بھی چپ، شمع بھی اداس
دنیا بدل گئی ہے ترے انتظار میں (شعری)

آغاز تمنا سے انجام محبت تک
گندا ہی جو کچھ ہم پر تم نے بھی سنا ہوگا (دل)

(مرسلہ:- مرتضیٰ تھانوی)

پچھلے صفحہ سے

ملک میں موجود تھے۔ لیکن اگست ۱۹۴۲ء کے بعد سے ان اختیارات کو ایسے لوگوں کو گرفتار و نظر بند کرنے کے لئے استعمال کیا گیا جو سیاسی پروپیگنڈا میں یا سیاسی کاموں میں حصہ لیتے تھے اور جن کے یہ کام حکومت کی نظر میں خطرناک ستم کے تھے۔

فیڈرل کورٹ کا فیصلہ

۲۲ اپریل ۱۹۴۳ء کو ہندوستان کی فیڈرل کورٹ نے اس سلسلہ میں ایک مشہور و قابل قدر فیصلہ دیا جس نے ملک میں عام طور پر اور سرکاری حلقوں میں خاص طور پر ایک سنسنی پھیلا دی۔ اس فیصلہ کا اصلی مکتہ یہ تھا کہ دفعہ ۲۶ خود قانونی طور پر ناجائز ہے اور قانون کی دفعہ ۱۰ کے ذریعہ قواعد و ضوابط بنانے کے جو اختیارات دیئے گئے ہیں ان کی حد سے یہ دفعہ آگے بڑھ گئی ہے اور تجاوز کر گئی ہے۔ یہ فیصلہ مشہور تاپاڈے کیس کے سلسلہ میں تھا، جس میں بمبئی ہائی کورٹ نے ہبیس کورپس کے رو سے مدعی کی درخواست رہائی نامنظور کر دی تھی اور اس کی اپیل فیڈرل کورٹ میں کی گئی تھی۔

فیڈرل کورٹ نے یہ فیصلہ دے کر کہ دفعہ ۲۶ ناجائز ہے بمبئی ہائی کورٹ کو یہ ہدایت دی کہ اس فیصلہ کے مطابق مقدمہ مذکور کا فیصلہ کرے۔ بمبئی ہائی کورٹ نے مدعی کو رہا نہیں کیا۔ چیف جسٹس سر جان بیومونٹ اور ایک دوسرے جج نے اس سلسلہ میں جو اسباب پیش کئے ان پر سردست بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے آخر کار حکومت کے حکم سے درخواست کنندہ کو رہا کر دیا گیا۔ (باقی آئندہ)

لطیفے

ایک آدمی کی گھڑی بند ہو گئی لاکھ ہلانے پر بھی نہ چلی پریشان ہو کر اس نے گھڑی کو ایک طرف رکھ دیا اور کہا "میلی ہو گئی ہے صفائی مانگتی ہے" پرشن کرائس کا لڑکا فوراً بولا، نہیں پتا جی! اتنی جلدی کیسے میلی ہو جائے گی، ابھی کل ہی تو میں نے اس کو ایک ایک پرزہ نکالکر صابن سے دھویا تھا

ڈاکٹر:- نوکر سے، آج تم نصف گھنٹہ دیر سے آئے ہو اگر آئندہ دیر کی تو ملازمت سے برطرف کر دیئے جاؤ گے

نوکر:- آپ ہی نے تو کل فرمایا تھا کہ کھانا کھانے کے

غسل خانے کا گویا

کون ہے جو میلا خانے نے شوق میں لگانے لگے ہیں۔ ڈی سی ایم کے ترہ کا ازتے نے سے ہم کو پہنچتے وقت سستا سوں کرتا ہے۔ ہر ایک حال تو دوسرے کے لئے جن کے حاشیے رنگین ہیں پسند فرماتے ہیں۔ ڈی سی ایم کے تولیے صحیح معنوں میں تولیے ہیں اور چونکہ یہ مضبوط ہوتے ہیں اس لئے یہ سستے ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔

DCM
DELHI · CLOTH · MILLS

ٹرکش ہنی کومب ہمالیک

تولیے

ڈی سی ایم کاٹن ایند جنرل مل کمپنی لمیٹڈ دہلی

دہلی میں دہلی کاٹن ملز کے ڈپو واقع فن گیٹ چاندنی چوک، موری گیٹ [illegible]

بوتلیں شیشیاں کارک

شیشے کے تالوٹ۔ جار جھینیاں صحت وغیرہ ہر قسم کے

C. C. DEPOT

تمام خط و کتابت انگریزی میں کریں

ڈیلیز اور جنرل آرڈر سپلائرز:-

ڈی سی۔ جی ڈپو ۱۸ پارسی چرچ سٹریٹ کلکتہ

ٹیلیفون کلکتہ:- ۶۴۲۹

آپ کی بیسٹن ہمبر

جنگی پابندیوں کی جانچ میں پوری اترے گی

معمولی احتیاط کے ذریعہ ہم رسانی کی کمی سے پیدا شدہ موجودہ مشکلات میں بھی آپ اپنا کام جاری رکھ سکتے ہیں یہ زندگی بھر کام کرنے کے قابل بنائی گئی ہے اس دوران میں اس وقت تک جب تک کہ سپلائی پھر سے شروع ہو جائے۔ ہم اور ہمارے ایجنٹ آپ کی مدد کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

ایجنٹ:- امپیریل سائیکل اینڈ موٹر کمپنی فوارہ دہلی

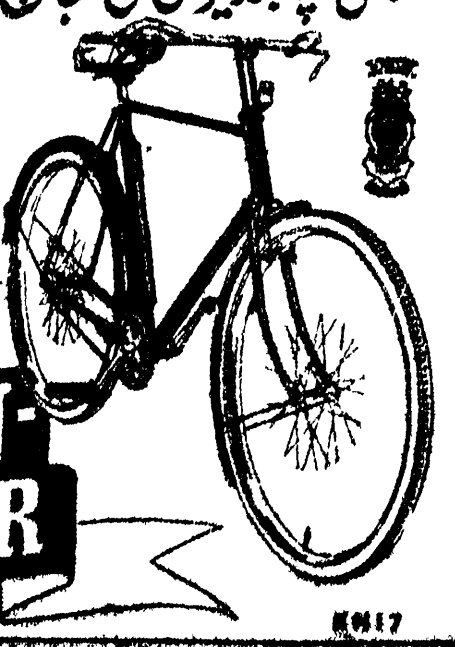

BEESTON-HUMBER

ہندوستان اور چین

(گذشتہ سے پیوستہ)

(ڈاکٹر ج، یہ)

[illegible] ہندوستانی [illegible] میں کیا گیا [illegible] مشہور [illegible] کے ساتھ [illegible] تھے [illegible] نظریوں کے متعلق [illegible] یہ اصطلاحات [illegible] عام [illegible] کے وقت تنگی کے سبب میں [illegible] نہیں لے سکتا، کہ مہایانہ اسکول چین [illegible] ہوا، ہندوستانی اور چینی بدھوں نے [illegible] مرتب خالص سنسکرت چینی میں تحریر کئے، مذہب کے [illegible] اس واقعہ کی بنا پر بہت کافی علمی تحقیقات [illegible]

[illegible] ہوئی، ان [illegible] سے [illegible] تک زندہ رہا۔ [illegible] چند منتخب و مخصوص [illegible] میں سے ہے جنہوں نے بودھ مت کو اس کے اصلی روپ میں پیش کیا، وہ تاؤ مت کا حامی تھا، بڑے بڑے چینی مہایانہ اسکول [illegible] اس کا قائم کردہ ہے اس عقیدے کے حامی چین میں بہت پہلے سے موجود تھے حالانکہ اسکول بعد کو قائم ہوا۔ بودھوں کے نظریے کے کیطابق نجات عقائد سے حاصل کی جا سکتی تھی، ہوئی یوان نے اس نظریے کے ساتھ ساتھ تاؤ مت کے چند نظریے بھی شامل کر دیئے جس سے بودھ نظریات کو مزید تقویت پہنچی چینی بودھوں کے مختلف اسکولوں میں مقدس سرزمین اسکول کا کوئی ثانی نہیں۔

چینی بدھوں نے چوتھی صدی کے آغاز میں ہندوستان کے مغربی اطراف میں آنا شروع کیا، یہ زیادہ تر یاترا کے خیال سے آتے اور جب واپس جانے لگتے تو زیادہ سے زیادہ تعداد میں مقدس تحریرات اور دیگر اشیاء بطور تبرکات کے جمع کرنے اور اپنے ہمراہ لیجاتے ان میں سے بعض یاتریوں نے ہندوستان کے جنوبی اطراف کا سفر کیا حتیٰ کہ لنکا میں آ نکلے، ظاہر ہے کہ یہاں پہنچنے پر وہ مہایانہ بودھ اسکول سے بھی بہت کافی متاثر ہوئے، ان یاتراؤں کی نسبت سے خیالات میں بھی الجھن پیدا ہوتی چلی گئی، چین میں بودھ صحیفوں کا گویا سیلاب امنڈ آیا،

چین کے مختلف مصنفین نے جو بودھ عقیدے کے حامی تھے، نہایت اشتیاق کے ساتھ یاترا پر وفد بھیجنے شروع کئے کہ چین میں مہایانہ اور ہینایانہ اسکولوں کا اختلاف اکثر فضا کو متاثر کرتا رہتا۔ نہایت حیرت انگیز نظریات پیش کئے جانے لگے جن کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ جملہ مسائل کی توضیح کی جائے چینیوں کی نسبولیت کی صلاحیت بہت بڑھ گئی تھی وہ مطمئن تھے کہ مزید سوتروں تک رسائی ہو جائے ان کا خیال تھا کہ اس سے دونوں اسکولوں کے اختلافات کو مٹایا جا سکے گا۔ اس زمانے میں جو سفرنامے مرتب ہوئے ہیں اس میں بار بار مذکور ہے "یاترا ہنسی خوشی ختم ہوئی، اگر نقوں میں جو کمی تھی وہ پوری ہو گئی، گذشتہ نظام میں جو اختلافات پیدا ہو گئے تھے وہ دور کر دیئے گئے، مسائل صاف ہو گئے" ظاہر ہے کہ یہ الفاظ بے معنی نہ تھے۔

چینی یاتریوں میں فاہیین، سنگ یوں، آئی چنگ اور ہیون چانگ نے بہت کافی شہرت پائی یہ ہندوستان آئے۔ فاہیین چوتھی صدی ۶۲۳ء سے ۶۲۸ء تک زندہ رہا۔ اول الذکر اور آخری الذکر نام ہماری خاص توجہ کا مستحق ہے، پرفیسر لیگے نے فاہیین کی "بودھ بادشاہتوں کے مذہبی حالات" کا ترجمہ کیا۔ اس سے اس ملنے کے اسریوں کے خیالات اور زندگی پر روشنی پڑتی ہے ان سفرناموں سے ہمیں گوبی کے خطرناک ریگستانوں کا پتہ چلتا ہے، جہاں دھوپ میں سفید کی ہوئی ہڈیاں رہنمائی کے فرائض انجام دیتی ہیں" اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ قبائل بودھ قوانین اور ان کی مخصوص نظریہ تجربات سے کس [illegible] وجہ مناسب [illegible] مشاہدہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ انہوں نے [illegible] مہایانہ [illegible] کی نشوونما [illegible] میں خاص [illegible] طور سے [illegible] حصہ لیا [illegible] ہیون چانگ [illegible] کی تصنیف مغربی سرحد [illegible] سے حاصل شدہ نتائج [illegible] نے اس کے ان مبصروں اور جانشینوں کو [illegible] ان کا رجحان روحانیت کی جانب تھا، بڑی حد تک متاثر کیا۔ اس کتاب میں اس نے اپنے تجربے بیان کئے ہیں، ان جھگڑوں کی تفصیل دی ہے جو اسے وقتاً فوقتاً پیش آتے رہے، اسی دوران ایک مشہور ناول کا نام ہے یہ ناول گویا ان سفروں کی تفصیل ہے جو مغربی اطراف میں کئے گئے، اس ناول میں مشہور یاتریوں کی ابتدائی تحریروں کے حوالے پیش کئے گئے جن میں خیال آرائیوں کو کافی دخل ہے یہ ان چینی ناولوں میں سے ایک ہے جو بے حد مقبول ہے اس سے چینی ادب میں چند لیے کردار پیش کئے ہیں جو کبھی بھی فراموش نہیں کئے جا سکتے۔

ہندوستان کا آخری مہینہ

ہندوستان اب بودھ مت کی سرگرمیوں کا مرکز نہ رہا اس کی جگہ چین نے لے لی، یہ تبدیلی ہندوستان کے منی بودھی ہارما کے چین آنے پر ہوئی۔ بودھی ہارما ۵۲۰ء میں چین آیا، یہ ساکیا منی بھائی خاندان سے اٹھائیسویں پشت میں تھا۔ یہ ہندوستان کا آخری بودھ ہوا ہے، یہ چین میں پہلا بودھ مبلغ تھا جس نے سوسی یعنی تحریر مبلغوں کا سلسلہ قائم کیا۔ یہ مبلغ سنگ سنگ کی وادی میں آباد ہوئے اور بودھ عقائد کے مطابق تا آبد فضا کو منور کرتے رہیں گے، چین میں بودھی مت [illegible] بودھی دامو کہلاتا ہے، [illegible] کے دھیانی اسکول سے تعلق رکھتا تھا، چین میں [illegible] چان چینگ کے نام سے دھیانی اسکول کے پودے کی نئے سرے سے نشوونما کی، چین کے موجودہ نو فرقہ بودھ اسی اسکول سے تعلق رکھتے ہیں، اسی کے کارنامے چینی بودھ مت کے لئے زبردست [illegible] رکھتے تھے، کوریا اور جاپان میں بھی اس کی بڑی عزت کی جاتی ہے اور [illegible] مبلغوں کی [illegible] میں [illegible] جگہ دی [illegible] جاتی ہے [illegible] جاپان والے [illegible] اسے دارما [illegible] کے نام سے یاد [illegible] کرتے ہیں، [illegible] بھی [illegible] دارما نے زیادہ وقت تاؤ مانگ میں گذارا۔ لو یانگ شمالی چین میں واقع ہے، جس میں بودھ دھرم نے پہلے پہل یہیں قدم جمائے تھے، وہ مانگ سنگ کے علاقے میں بھی گیا، اس زمانہ میں مانگ سنگ سنہتاہ لیانگ وودی کا مسکن تھا، اس نے اپنے پیشروؤں کی تقلید میں بودھ مت کی ترقی کے لئے امکان بھر کوشش کی، اس نے عمارتیں تعمیر کرائیں اور [illegible] مالیف کے سلسلے میں حوصلہ افزائی سے کام لیا۔ اس طور پر اس نے عوام میں اپنے نظریات کے لئے گنجائش پیدا کرنے اور مضبوطی سے قدم جمانے کے شروع کئے، سنہتاہ لیانگ وودی نے بودھی [illegible] مانگ [illegible] پہنچنے [illegible] ان جملہ تفصیلات سے آگاہ کیا [illegible] نے کہا۔ "ان مظاہرات سے کچھ حاصل نہیں [illegible] ہیں، استغراق اور مراقبہ کے ذریعہ ہی [illegible] ممکن ہے، اسی سے باطنی نور حاصل ہو سکتا ہے اور فی الحقیقت یہی ایک کام کی چیز ہے جسے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

نجات کے حصول کے سلسلہ میں قسم قسم کی ادبیات منظر عام پر آئیں، نئے نئے طریقے ایجاد ہوئے خیالات میں انتشار پیدا ہوا، فضا پراگندہ ہو گئی لیکن اس مسئلہ کے عقیدہ کو مطلق جنبش نہ ہوئی۔ اس کا دل بھی مذہبی صحائف کے مطالعہ سے سکون حاصل نہ ہوگا اس کے حصول کی خاطر جوگ اور دھیان زبسکہ [illegible] ہے، چونکہ یہ عالم باعمل تھا اس لئے اس کے دل عقیدت کی تاثیر رکھتے تھے، یہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بھی جوگ اور ریاضت میں مصروف رہتا تھا۔

چینیوں کی مذہبی صنعت!

بودھ مت کے قیام کے بعد چین کی تہذیب میں چند اہم تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں، غالباً پہلا اہم جو بودھ مت نے چینی تہذیب پر ڈالا وہ اس کی مصوری اور سنگ تراشی سے متعلق تھا۔

آل خاندان کے زوال پذیر ہو جانے پر بودھ مت جنوبی اور شمالی خاندانوں میں اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گیا۔ مشہور ہوں نے جس وقت سیاسی امور کی بنا پر غیر ملکی مسلک کو اپنانا شروع کیا تھا، فن سنگ تراشی مکمل طور پر بودھ اسکول کے زیر اثر آ چکا تھا، اس زمانے سے ہمیں چینی سنگ تراشی کے بہترین نمونے ملتے ہیں جن میں یہ ہر شخص کے ذوق پر منحصر ہے کہ آل خاندان کے پتھر کے مجسموں کو پسند کرے، یا جنوبی و شمالی خاندان کے پتھر کے بتوں کو ان پر ترجیح دے، آل خاندان کا تراشیدہ بت اس قدر نفیس ہیں کہ ان سے معمولاً آن بان ٹپکتی ہے جنوبی و شمالی خاندانوں کے مجسموں سے جو کاریگری ٹپکتی ہے اس کا جواب تاریخی مناظر پیش کرنے والی پتھر کی سلوں سے ہمیں بن پڑتا، وہ کافی طور پر واضح نہیں ہیں۔

صنعت کے بعض مؤرخوں کے نزدیک چینیوں کا فن سنگ تراشی، شمال مغربی ہندوستان کے گاندھارا اسکول سے متاثر ہوا۔ قریب دوسری صدی کے شروع میں یہ اسکول اپنے انتہائی کمال کو پہنچ چکا تھا، لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے خالص گاندھاری سنگ تراشی غالباً مشرقی ترکستان تک ہی محدود رہی، تو باماتدیا ان شمالی و آل خاندانوں کے زمانے میں اب جس صنعت نے شکل لی ہے کہ ۵۲۴ء تک شمالی چین میں ترقی کی، وہ براہ راست اسی اسکول کا نتیجہ تھی، ممکن ہے کہ اس صنعت کی تعمیر ترقی میں نئے مذہبی عقائد کو دخل رہا ہو، اگرچہ [illegible] ہندوستانی یونانی حتیٰ کہ یونانی خیالات میں بھی [illegible] جو عوام [illegible] صنعت کی تحریک کا باعث [illegible] تھے، [illegible] میں آنے والے فاتحوں نے اہل چین کو ان اثرات سے آشنا کیا۔ لنگ منگ کے مشہور پتھر کے غار اویش کا نگ کی بڑی بڑی سلوں سے ظاہر ہے کہ مقام [illegible] بیرونی اثرات کی ہم آہنگی سے اس صنعت [illegible] کس درجہ متحرک ہوئی،

آبنائے ملائیکا اور دیگر سمندری راستوں سے آنے والے اثرات چین میں

(باقی اگلے صفحہ پر)

دعا
[illegible]

پچھلے صفحہ سے

داخل ہونے شروع ہوئے، یہ واقعات لیانگ خاندان کے ابتدائی سنہ ۵۰۲ء سے ۵۵۶ء تک کے ہیں پر یقین لہجہ میں کہا جا سکتا ہے کہ جنوبی ہندوستان ان نئے اثرات کا گہوارہ رہا ہوگا۔ ان سے جو صنعت پیدا ہوئی وہ گاندھارا اسکول سے قطعاً متاثر نہ تھی بلکہ اس میں آرٹ کی جھلک نمایاں تھی، جو تیسری صدی ق م میں تو یہ خاندان کے زمانے میں پائی جاتی تھی، اس ضمن میں نان کنگ کے پرداز شیر کی مورتیوں کو ایک اعلیٰ نمونہ کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ بودھوں کا فن سنگ تراشی ٹانگ خاندان کے زمانے میں کافی مستحکم ہو چلا تھا لیکن اپنا سابقہ ریکارڈ نہ توڑ سکا۔ چینی نقاد فن اکثر اس جانب توجہ مبذول کرتے ہیں کہ ٹانگ خاندان کے وقت میں بودھ سنگ تراشی اور بت تراشی میں فطرت پرستی نے رسم پرستی کی جگہ حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔

سجائے اسکے کہ یہ مجسمے غیر ذاتی ہوتے یا کوئی خالص روحانی میلان پیش کرتے، انھوں نے انفرادی حیثیت اختیار کر لی، میرے نزدیک ٹانگ نقاشی یقینی طور پر زوال پذیر تھی، صناعوں کو معتقدات کے اظہار کے مقابلہ میں آرائش کا خیال زیادہ ہونے لگا، چین میں اکثر دستوں سے اس موضوع پر مستقل جنگ رہی جس میں کاغذ اور سیاہی جو ان دنوں کافی مہنگا ہے کثیر مقدار میں ضائع ہوا۔ بودھ مت کا فن مصوری پر اور بھی زبردست اثر پڑا ہے اگر کوئی بت مسکن اہل مغرب کی عظیم مذہبی صنعتیں برباد کر دے تو میں یہی سوچتا رہ جاؤں کہ کیا اب بھی کوئی قابل توجہ چیز باقی رہ گئی ہے۔

چینیوں کی صنعت کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس لئے چونکہ چین میں غیر مذہبی صنعت کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور وہ وہاں برابر ترقی کرتی رہی ہے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ٹانگ خاندان کے شاہکار، بودھ صناعوں کی کوشش و کاوش کا نتیجہ ہیں، ایک مشہور نقاد فن نے جسے مرے ہوئے تیس برس ہوئے ایک مرتبہ کہا تھا کہ عہد ٹانگ کی تمام مؤقر نقاشی مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔

میں ٹانگ کے عہد کے ان نقش و نگار کا تذکرہ کیا بھول گیا جو دیواروں میں کندہ پائے جاتے ہیں جن اس آرٹ سے صرف چین کے رنگی تصاویر کی نمائندگی ہوتی ہے ہندوستانی اور چینی فنوں نے جنوبی اور شمالی خاندانوں کے وسطی زمانے میں یہ نقش و نگار بنانے شروع کئے، اور یہ فن ٹانگ خاندان کے عہد کے خاتمے تک ترقی کرتا رہا اسکے بعد بہت کم نادر نمونے دیکھنے میں آتے ہیں گذشتہ تیس برس سے یہ کچھ فیشن میں داخل ہو چلا ہے کہ ٹانگ عہد کے نقوش جمع کئے جائیں ان کی قیمت پہلے کے مقابلہ میں بیس گنا ہو گئی ہے میرے والد نے قریب تیس برس ہوئے دو ٹیل (ایک چینی فن تقریباً چالیس کے برابر) میں ایک ٹانگ فریسکو ایک حاجتمند سوداگر سے خرید کیا تھا اس وقت میری عمر دس سال تھی والد صاحب اس فریسکو کی موجودگی کو بھی اپنے کمرے میں برداشت نہ کر سکے چنانچہ وہ نوکروں کی کوٹھریوں میں سے کسی ایک کی زینت بنا، آج اس کی قیمت کرسٹی (لندن کی ایک مشہور دکان) میں ہزار پونڈ کے لگ بھگ ہوگی، فریسکو مصری ذرائع سے حاصل کئے گئے معلومات میں یہ اضافہ غالباً نہایت دلچسپ ہے، میں نہیں کہہ سکتا کہ لکڑی کے تختوں اور کنویس یا پلاسٹر کے ٹکڑوں پر روغنی تصاویر کا فن گندھارا اسکول کی سنگ تراشی سے کس درجہ متاثر ہوا ہے البتہ اس نے نمایاں طور پر یورپی روایات کا بہت سے اثر پہنچایا ہے۔

بودھ مترجم

سنہ بیس چینیوں میں ہندوستانی اور چینی فنوں نے جن سنسکرت سوتروں کا ترجمہ کیا ہے ان کا ذکر اوپر آ چکا ہے، میں آپ کو اندازہ کرانا چاہتا ہوں کہ ان دنوں ان ادبی کارناموں کی کیا اہمیت تھی مثال کے طور پر ان سوتروں کا ترجمہ کیجئے جو ٹانگ خاندان کے ابتدائی عہد میں کئے جا چکے تھے۔

تونگ چوان کی بابت کہا جاتا ہے کہ ہندوستان سے واپسی پر اس نے سوتروں کا ترجمہ کرنے کے لئے چھ سو مترجموں کی خدمات حاصل کیں جن میں سے بعض سنسکرت کے عالم اور مشہور ادیب بھی تھے، یہ کام ایک عظیم پیمانے پر جاری تھا، سنسکرت کا ایک عالم بآواز بلند سوتروں کی اصل عبارت پڑھتا اور بعض مترجم اصل میں کوئی تبدیلی کئے بغیر اسے چینی جامہ پہنا دیتے، چینی آمیز سنسکرت [illegible] مترجموں کی [illegible] کوشش [illegible] مکمل کر دی جاتی [illegible] چینیوں کے سامنے پڑھی جاتی جو سنسکرت زبان [illegible] جانتے تھے، اور پھر ایک مترجم اور ان لوگوں کی نظر سے گذری جاتی جو چینی اور سنسکرت ہر دو زبانوں سے واقف ہوتے اس طرح احتیاط سے یہ تدبیر ہوتی کہ ترجمہ صحیح و بامحاورہ چینی زبان میں کیا جائے، اور اصل کے معنی میں کوئی مغایرت نہ آنے پائے، ان ترجموں کو سمجھنے کے لئے ایسے ہی سنسکرت اور چینی زبان کے علماء

پیچھے

از جناب محمد امین شرقپوری

افسانہ

بارش ہونے سے سڑک پر کیچڑ ہو رہی تھی موٹریں چھینٹے اڑاتی ہوئی جا رہی تھیں کبھی کبھار پیدل چلنے والے راہ گیر کو بھی یہ سوغات مفت میں مل جاتی، اور جب وہ چونک کر ہوا سے گذرنے والی موٹر کو دیکھتا اس کی آنکھیں نہ جانے کتنی چنگاریاں سڑک پر بکھیر دیتیں، کپڑوں کو دیکھتا اور کبھی پیچھے کو جو چھینٹے چھوڑتے ہوئے جا رہے تھے، اس وقت نجانے کیا کیا باتیں اس کے ذہن میں آتیں کہ اس کے پاس بھی اگر موٹر ہوتی اور یہ چھینٹے اڑانے والا موٹر سڑک پر پیدل سوار ہوتا پھر وہ بھی جی بھر کر اسکے کپڑے بگاڑتا، مگر یہ کوئی اچھی عادت نہیں، آپ ہی آپ کہتا! یہ لوگ آہستہ کیوں نہیں چلاتے، یا پیدل چلنے والوں کو بھی موٹر میں سفر کرنا چاہیئے، پھر کسی کو کسی سے شکایت نہ ہوگی، مگر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے، دنیا میں کوئی چیز ہر ایک کے لئے ممکن نہیں ہوتی،

وہ چلتے چلتے رک گئی، ساڑی کو یاس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی، اس نے آج ہی تبدیل کی تھی، سفید رنگ کی ساڑی، کیا خبر تھی کہ بارش آجائے گی، اور سڑکوں پر کیچڑ، اس کا چہرہ سرخ ہو گیا، منہ پھاٹک سے نکل کر رک گئی، شاید اظہار ہمدردی کے لئے، وہ بھی کالج کا اسٹوڈنٹ تھا دو لڑکے کالج سے آ رہے تھے، وہ کھڑکی سے گردن باہر نکال کر بولا "مجھے افسوس ہے کہ آپ کی ساڑھی"

"کوئی بات نہیں" وہ سنبھل کر بولی "کیچڑ ہو رہی ہے" غالباً وہ کہنا چاہتی تھی کہ یہ آپ کا قصور نہیں ہے حالانکہ ایک لمحہ پیشتر اس کا ذہن بغاوت کر رہا تھا، نہ صرف اس کے لئے، بلکہ ہر اس شخص کے خلاف جو اس حرکت کا ارتکاب کر رہا تھا "رندھیر" وہ اسے خوب جانتی تھی، کالج بھر میں متین صورت اور سنجیدہ مذاق نوجوان تھا، جس کا مقصد شاید صرف تعلیم حاصل کرنا تھا، اسکے سوا کچھ اور نہ تھا، اس نے کھڑکی کھولدی، بولا۔ آیئے بیٹھ جایئے میں آپ کو مکان پر چھوڑ دوں گا"

"شکریہ" لڑکی کے لب کھلے "میں آپ چلی جاؤں گی"

"تکلف کی بات نہیں" وہ بولا۔ ابر ہو رہا ہے بوندیں تنے کیا دیر لگتی ہے آپ کو کافی دور جانا ہے" موٹر چل نکلی، وہ جھجکی، کتابیں بغل سے نکال کر [illegible] بیٹھ گئی،

"آپ نے ناحق تکلیف کی" وہ بولی "فضول ایک میل کا چکر پڑے گا آپ کو" جواب میں ہلکی مسکراہٹ اس کے چہرہ پر دوڑ گئی پھر کسی خیال سے متانت چھا گئی جو ہمیشہ اسکے چہرے پر پائی جاتی تھی جسکے طفیل کالج میں اسے سنجیدہ اور خشک مزاج کے نام سے یاد کیا جاتا تھا،

اچانک قہقہہ کی آواز اسکے کان میں پڑی، وہ چونک پڑا، موہن اور چوپڑہ جا رہے تھے اسکے کلاس فیلو، ایک بولا۔ کاش ہمارے پاس بھی موٹر ہوتی،

"یہ لوگ عجیب ہیں" جھنجھلا کر کہتا "آواز کسنے کی کون سی بات ہے، ایک لڑکی میرے ساتھ ہے اور بس، میں نے کوئی جرم تو نہیں کیا، شاید یہ بھی جرم ہو، آجکل کی ذہنیت مجرمانہ بنتی جا رہی ہے شکوک ایک ہی نظر میں پیدا ہونے لگتے ہیں، شاید اس لئے کہ عوام کی بھوکی نظریں لڑکیوں کو گھورنے کی عادی ہیں، اشاروں اور کنایوں سے انھیں متوجہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ کیوں اور کس لئے، ہر پھر کر ایک ہی جواب اسکے ذہن میں آتا کہ یہ لڑکیاں ہیں گویا لڑکی ہونا دنیا میں سب سے بڑا گناہ ہے ان سے بات کرنا گناہ ہے ہمدردی کرنا گناہ ہے۔

موٹر رادھا کے مکان کے آگے رک گئی جب وہ جانے لگی اس نے پھر ایک مرتبہ شکریہ ادا کیا دو سفید سفید ہاتھ باہم ملے وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ مجھے زیادہ شرمندہ نہ کیجئے، ادھر آئی رادھا چلی گئی، آج پہلا موقع تھا کہ اسے رندھیر سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہوا تھا

وہ مسکراتی ہوئی

---

(۲)

وہ حسب معمول کلاس میں خاموشی سے داخل ہوا۔ چوپڑہ سیٹ سے اچھل کر بولا۔

"چھپے رستم تشریف لے آئے"

ایک چونک کر بولا "چھپے رستم؟"

"آپ کو معلوم نہیں، وہ بولا، کل حضرت موٹر میں"

ایک بات کاٹ کر بولا، موٹر ان کے پاس ہے اس میں بات ہی کیا ہے"

"ہاں پہلے ہم بھی یہی سمجھتے تھے، وہ بولا،

اور وہ ان باتوں کا جواب دئے بغیر سیٹ پر بیٹھ گیا "کچھ بتاؤ تو سہی چلے" چاروں طرف سے استفسار ہونے لگا،

"بڑے معرکہ کی بات ہے" موہن مسکرا کر بولا۔

چوپڑہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولا: "آجکل رومان کھیل رہے ہیں آپ"

"رندھیر اور رومان؟ ارے یہ کیا مذاق ہے؟"

چوپڑہ سرد آہ کھینچ کر بولا: کاش وہ ہمارے سیکشن میں ہوتی، لڑکوں کی نظریں اسکے چہرہ پر جم گئیں جیسے کوئی ان ہونی بات کہہ دی تھی اس نے،

"انہیں تو ہنستے ہوئے بھی کم دیکھا ہے ہم نے، ایک چٹکی لے کر بولا۔

"یہی تو بات ہے" وہ جھوم کر گاتے ہوئے بولا۔ بھولی بھالی شکل والے ہوتے ہیں جلاد بھی"

اور رندھیر پر جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا تھا، جنتی سے کتابیں الٹ پلٹ رہا تھا، گویا یہ سب سننے کی اس میں تاب نہ تھی، بے شمار آوازیں اسکے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں، وہ چاہتا تھا کہ کلاس سے بھاگ جائے کہیں دور، بہت دور، چلا کر کہے یہ سب بہتان ہے جھوٹ ہے ایک شریف لڑکی کو بدنام کیا جا رہا ہے،

سوچتے ہوئے اسکے دماغ میں پھر وہی باتیں دوڑ گئیں کہ یہ پست ذہنیتیں، اخلاق سے گری ہوئی باتیں، ہمیں کدھر لے جا رہی ہیں، ہماری اخلاقی کشتی بھنور میں پڑ گئی ہے یہ کس گھاٹ لگے گی، یقیناً غرقاب ہوگی، آج وہی کل، ایک نہ ایک دن ہم ڈوب کر رہیں گے، یہ لڑکیاں بیچ دی جائیں بھی کدھر؟ کیا انہیں قفس میں بند کر دیا جائے، ان کے گلے گھونٹ دئے جائیں ان کو بھی اسی دنیا میں رہنا ہے اسی فضا میں سانس لینا ہے کئی ایک گھورتی ہوئی آنکھیں اس کے سامنے آگئیں، کئی ایک دل پھینک نوجوان چکر کاٹتے ہوئے گھوم گئے، جو بازاروں میں محض اس لئے نکلتے ہیں کہ آنکھیں سینکنے کے سامان مل جائیں، راستہ روک کر صرف اسی لئے کھڑے ہوتے ہیں کہ کسی سے شانہ ہی چھو جائے، کالج کے پھاٹک پر بھی ایک مرتبہ ایسا ہی ہوا جس کی پاداش میں ایک لڑکے کو کالج سے نکال دیا گیا۔ اور ایک مرتبہ تو بڑا ہی دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ جب اسی قماش کے ایک نوجوان کی

(باقی صفحہ ۸ پر)

افکارِ تاباں!

(از مولانا حسرت موہانی)

حسن تھا رامِ وفا عشقِ نظر سے پہلے
ابتدا دیکھئے ہوتی ہے کدھر سے پہلے

کس محبت سے عیادت کو وہ آئے تو کہا
ہم نہ آگاہ تھے اس نوعِ اثر سے پہلے

شوق دی کیوں نہ گواہی کہ وہ آئیں گے ضرور
مل گئی دل کو خبر تارِ خبر سے پہلے

چل دئے سونپ کے محرومیٔ جاوید کا غم
کچھ خبر بھی تو نہ دی تم نے سفر سے پہلے

خونفشاں کیوں ہے جو گلریز تمنا تھا کبھی
پوچھ دیکھو یہ مرے دیدۂ تر سے پہلے

دعویٰ عشق ہے بیکار ہوس کے ہوتے
عیب تو اپنا مٹا عرضِ ہنر سے پہلے

انتظار آپ کی آمد کا رہا صبح تلک
لگ سکی آنکھ نہ حسرت کی گجر سے پہلے

وہ لڑکے کہا یہ سنت کی بات ہے" ایسی بہت سی باتیں وہ دور تک سنتا چلا گیا، کان بند کئے ہوئے

یہ لڑکے کس قدر بے باک ہوتے ہیں مگر رندھیر! اسکے تمام شبہات ایک ایک کر کے مٹ رہے تھے!

پچھلے صفحے سے

ایک لڑکی نے بھرے بازار میں ہونے سے وہ تواضع کی کہ اگر لوگ بیچ بچاؤ نہ کرتے تو حضرت کا عشق وشق ہمیشہ سرد ہو کر رہ جاتا، مگر ہر لڑکی تو جسم استعمال نہیں کر سکتی نہ شرم جیسا ہی اجازت دیتی ہے، پھر ۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا اس کا ذہن طرح طرح کے خیالات کا آماجگاہ بنا ہوا تھا جس کے اندر دوستوں کی باتوں سے طوفانی لہریں اٹھ رہی تھیں اور وہ پوری طاقت سے انہیں نہلانے جلانے کی کوشش کر رہا تھا، اس بڑھتی ہوئی وبا کو، اس زہر کو جو آنکھوں آنکھوں میں ہلاک کر رہا ہے، شرافت اور ننگ و ناموس کو غارت کر رہا ہے، کوئی سبیل کوئی علاج "پوری بیکرے" میں داخل ہوا۔ کلاس میں ایک دم خاموشی چھا گئی اور وہ اس طرح چونک پڑا جیسے کسی نے سوتے میں جگا دیا ہو"

(۳)

"چپڑاسی سرکار" کوئی اسکے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا، زنجیر کھینچ رہا تھا اور اسے نیند میں ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی اس کے دماغ میں گھنٹیاں بجا رہا ہو، اس کی آنکھ کھل گئی۔

"کون ہے؟" چونک کر بولا،

"دروازہ کھولیئے" نوکر کی آواز تھی،

"کیا بات ہے؟" کروٹ لے کر بولا۔

"رادھا رانی کے ہاں سے نوکر آیا ہے"

"رادھا کا نوکر؟" وہ سنبھل کر بولا "رادھا کو مجھ سے کیا کام ہو سکتا ہے"

"اسے بلا لو" وہ بولا۔

کیوں نہ کھولے، ایک نوعمر لڑکا داخل ہوا جیب سے ایک لفافہ نکال کر بولا: "مس صاحبہ نے دیا ہے"

اس نے لفافہ چاک کیا، خوشبو کی مہک آئی وہ جوں جوں پڑھتا جاتا تھا اس کا چہرہ رنگ بدل رہا تھا خط کو بار بار پڑھ رہا تھا، ذہن پر ایک بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا، رادھا نے مجھے خط لکھا، بولا، کیا لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیاں بھی داغی تو زن کھو بیٹھتی ہیں، سوچتے ہوئے رادھا کی صورت اس کی آنکھوں کے سامنے آ گئی، اس کے ہونٹ آنکھیں سانے جھٹک کر بولا، کیسے باور کر لوں کہ ان آنکھوں سے حیا اٹھ گئی ہے، یہ ہونٹ انمول نسوانیت کا پردہ چاک کر رہے ہیں، ایک لڑکی کا کسی سے کھلے لفظوں میں اظہار محبت؟ محبت بری چیز نہیں مگر اس کا اظہار اس وقار اور خودداری کو کھو بیٹھتا ہے جو محبت کی سراسر تبدیل ہو کا سفیر ہے اس روز موٹر میں لے کر نہ جاتا میرا یہ بعل کسی غیر ارادی طور پر نہ تھا، رادھا کی وقت اسکی نظروں میں گر رہی تھی، اسکے بارے میں جتنا غور کرتا اسی قدر اسے پستی میں دیکھتا، میں اسے گرنے نہیں دوں گا، وہ چونک کر بولا، میں اسے اسی بلند مقام پر دیکھنا چاہتا ہوں، جہاں وہ ہر لڑکی کو دیکھنا چاہتا تھا، اس کے ہاتھ میز کی طرف بڑھے، وہ لکھ رہا تھا رادھا کے نام خط،

"رادھا! میری بہن رادھا" اس کا قلم دوڑ رہا تھا: "میں تم سے محبت کرتا ہوں جو تمہاری محبت سے بالکل مختلف ہے، کیا کروں، میرے نزدیک یہی محبت کا موزوں معیار ہے، یہ محبت کس قدر کیف پرور ہے، کتنی پاکیزہ ہے، جب ایک ماں اپنے بچے کی پیشانی چومتی ہے اس انسان کے جذبات کو سمجھنا کوئی آسان بات نہیں ان جذبات میں کتنی وارفتگی ہوتی ہے، سرد ہوتا ہے جسے کمسن بچہ تو نہیں سمجھ سکتا ہے مگر یہی چیز اسے زندگی بخشتی ہے، پروان چڑھاتی ہے،

یہی کیفیت ایک بہن بھائی کے رشتہ میں مضمر ہے ان کے ایثار اور قربانیوں میں یہی جذبہ کارفرما ہے مجھے افسوس ہے کہ تمہیں میرے خط سے مایوسی ہوگی، مگر میں اپنے دل میں ایک بے پایاں مسرت محسوس کر رہا ہوں، ایک آسودہ پا رہا ہوں، میں نے دل کی باتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں تم بھی مجھے خشک کہہ سکتی ہو، مگر میں تمہیں کی ان چند گھڑیوں کے لئے جسے آج کل کی محبت کا ماحصل کہا جاتا ہے اس طویل اور کبھی نہ ٹلنے والی دائمی محبت کو قربان نہیں کر سکتا، کیا اب بھی مجھے سمجھنے میں غلطی کرو گی؟" تمہارا بھائی: "نریندر"

مسکراتے ہوئے اس نے خط لفافہ میں بند کر کے لڑکے کو دے دیا، سڑک پر موٹر اور چوپڑہ جو لڑکے کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے، دیکھ کر بولے: "کیوں کچھ ملا؟" وہ جیب سے خط نکال کر بولا:

"میرا انعام دلوایئے، آپ کا کام ہو گیا"

"ضرور" چوپڑہ مسکراتے ہوئے موٹر کھول کر بولا

"جادو چل گیا" مگر جلد ہی تو ہن نے دیکھا اس کے چہرے پر اداسی سی پڑتی جا رہی تھی وہ خط کو مٹھی میں بھینچ کر آہستہ سے کہہ بڑھا۔

"کیا بات ہے؟" "دیکھو جی یہی"

موہن کسی قدر تعجب سے بولا۔

"کچھ نہیں" وہ شکست خوردہ آواز سے بولا۔

"میرا انعام دلوایئے، لڑکا چیخ کر بولا، کچھ سے لت پت گلی سے ایک موٹر نکلی چیختے اڑاتے ہوئے چوپڑہ نے چونک کر دیکھا، رندھیر کالج جا رہا تھا۔

ٹیگور کا ادب پارہ!

"اگر دن ختم ہو گیا ہے اگر پرندے نے چہکنا بند کر دیا ہے اگر ہوا تھک کر رہ گئی ہے تو مجھ پر گہری تاریکی کا پردہ ڈال دے، بالکل اس طرح جس طرح تو نے زمین کو نیند کے خلاف میں لپیٹ رکھا ہے اور شام کے وقت کنول کی پتیوں کو آہستہ سے بند کیا ہے جس مسافر کا زادِ راہ کا تھیلا سفر ختم ہونے سے پیشتر ہی خالی ہو گیا ہو، جس کا لباس پھٹا ہوا اور غبار آلودہ ہو، جس کی طاقت ختم ہو چکی ہو تو اس مسافر سے شرم اور ناداری دور کر اور اپنی مہربان رات کے پردے میں اس کی زندگی پھول کی طرح تر و تازہ کر دے،

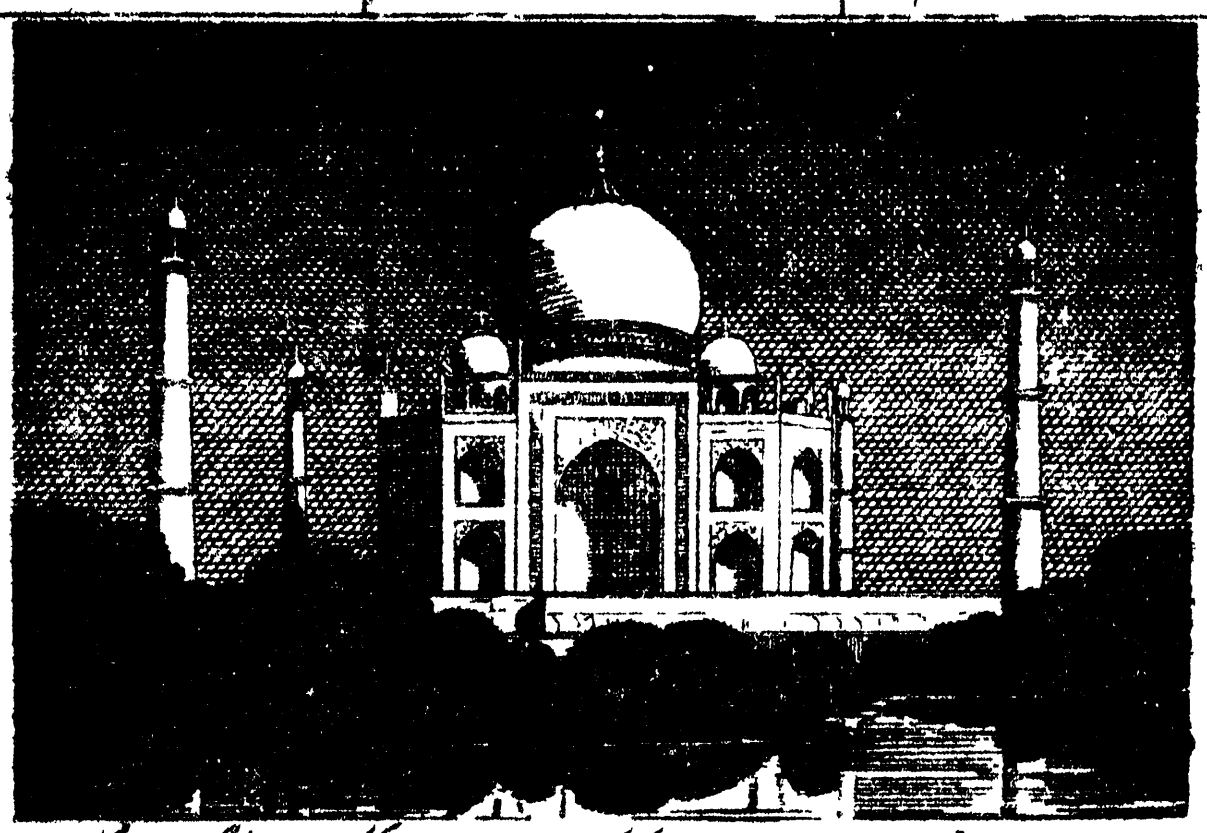

جمنا ندی کے کنارے پر آگرہ کا تاج محل
(ایک نہایت حسین منظر ہے)

جب اس خوبصورت مقبرہ کا، جو فن تعمیر کا ایک شاندار اور نادر نمونہ ہے حسین و دلکش عکس جمنا کے سرد اور شفاف پانی میں حل کرتا ہے تو یہ ایک نہایت دلفریب منظر ہوتا ہے۔
اسی طرح حمام کی ٹھنڈی اور تازگی بخش جھاگ میں روزانہ غسل کرنا بھی نہایت مسرت بخش ہے۔

حمام کی نئی ساخت کی طرف آپکو توجہ دلائی جاتی ہے لیکن اسکے وزن میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑتا۔

حمام
آپ کے غسل کے لئے مشہور صابن
دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ، ٹاٹا پورم اور بمبئی

بائنن امارا کے استعمال
سے پہلے اور بعد

کیا آپ تھکے ماندے، کمزور اور نحیف ہو۔ طاقت کی کمی کی، بخار کے بعد کے اثرات یا دیگر بیماریوں میں مبتلا ہو۔ اگر یہی حال ہے تو آپ کو بائنن امارا کی ضرورت ہے اس سے آپ کی صحت اور طاقت بحال ہو جائے گی۔ ایسی حالتوں میں اس سے بہتر اور کوئی ٹانک نہیں ہے۔

تیار کردہ:- ایلن اینڈ ہنبریز لمیٹڈ
(قائم شدہ انگلستان)
کلائیو بلڈنگس کلکتہ

کمزوری کے لئے بائنن امارا بہترین ہے

ہندوستان اور نظامِ عالم

(از قلم دی رائٹ آنریبل سر سینواس شاستری پی سی، سی، ایچ)

جنوبی افریقہ کے فیڈریشن اسٹیشن نے دنیا کے مستقبل پر ایک تقریر کی تھی لیکن ان سے اس تقریر میں کئی غلطیاں سرزد ہو گئیں، ایسی غلطیاں سرزد کر سکتا ہے کسی مسئلہ کو بھی ہم سہل نہیں کہہ سکتے جب ہم کسی مسئلہ پر غور کرنا شروع کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کس قدر پیچیدہ ہے۔ اسی طرح ہندوستان کا مسئلہ بھی پیچیدہ ہے۔ ہندوستان کو صرف اپنی خیر منانی ہے بلکہ کل دنیا کی نگاہیں اقوام پیچیدہ وغیرہ کے ساتھ بھی تعاون عمل کرنا ہے اور وہ سعی جاری رکھنی ہے جس سے ان کو سیاسی مساوات اور اقتصادی خوشحالی میسر آ سکے جس سے یہ اقوام اب تک محروم رہی ہیں ہندوستان کی تکلیفات اور مسائل اس حصۂ عالم کی کئی مشکلات ہیں صدر روز ولیٹ کا دل بڑا ہو سکتا ہے مگر وہ اس قدر جری نہیں ہو سکتے کہ ہماری طرفداری میں سینہ سپر ہو جائیں، اسٹالین اقوام ایشیا کے مسائل پر ویسے ہی پریشان خاطر ہیں، اس کی پیچیدگی پر حیرت زدہ ہیں اس لئے وہ غیر جانبدار رہنے پر مجبور ہو سکتے ہیں ہم ان کو کیا دوش دے سکتے ہیں جب چرچل اور ایٹلی پر مصلحت کا سایہ پڑا ہوا ہے اور وہ جس قدر اختیارات چاہیں حاصل کر کے ہندوستان کی آزادی کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں ہماری امیدیں پامال ہو سکتی ہیں، ہماری چیخ پکار بیکار ہو گی اگر عین موقع پر ہم صحیح احتجاج بلند نہ کریں اور مناسب مرکز پر عمل پیرا نہ ہوں، جب تک اس قسم کا مکمل ضابطہ نصب العین سامنے نہ ہو اس وقت تک ہمارا مستقبل تاریک ہے گا،

یہاں اس بات کا دہرانا موزوں معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی نجات کا مسئلہ دنیا کے آئندہ نظام سے متعلق ہے اس لئے امن و صلح کی میز پر جب تک ہمارے معتمد نمائندے نہ ہوں اور دنیا کے امن کے لئے اور ہر شخص کے لئے انصاف حاصل کرنے کے لئے وہ بھی کوشاں اور مستعد نہ ہوں اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا، یہاں میں اپنے محب وطن دوستوں کو ایک بات اور یاد دلاؤں اور وہ یہ ہے کہ برطانوی دنیا و عالم میں یہ مسئلہ اکثر چھڑا ہے اور آج کل بہت مستند درجہ حاصل کر گیا ہے کہ آیا ہندوستان بھی ان کی برابری کا حق رکھتا ہے یا نہیں، اگر پارلیمنٹ میں ظاہر کردہ وزارتی رائے کو کوئی وزن دیا جا سکتا ہے تو کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کے حق مساوات کے خلاف نہیں ہیں، اور اس دعوے کو تسلیم کرتے ہیں، سب سے پہلے مسٹر لائیونل کرٹس نے اس سلسلہ میں لب کشائی کی تھی اور وہ سخت ناروا تھی، مسٹر ونسٹن چرچل نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا کہ اس سلسلہ میں نو آبادیات مستعمرات کے وزرائے اعظم سے پوچھ گچھ کئے بغیر ہم ہندوستان کے دعوی مساوات کے باب میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کر سکتے اس میں شک نہیں کہ اسٹیٹس اور بہت لوگ، ہیوجیس اور سی و بیٹو وغیرہ نے ہمارے دعوی مساوات پر اپنی اپنی رائے ظاہر کر دی ہے، اور وہ اس کے حق میں ہیں اور یہ دستور اب روایات کہن میں شریک ہو گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ہندوستان کے لئے درجۂ مستعمرات کا سوال پیدا ہو گا کوئی نو آبادی ہمارے خلاف نہیں رہے گی! اور ضرورت و فاصلہ کے جو پہلے شہنشاہیت جتایا کرتی ہے آخر کار بے معنی ہو جائیں گے،

رنگ کا تعصب!

سب سے بڑا خطرہ رنگ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ مستعمرات اپنے رنگ کی وقت جتا سکیں گی، جنرل اسمٹس خاص طور پر ہمارے خلاف ہیں دوسرے مستعمراتی وزرا بھی اس کی صف میں آ جائیں گے ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ جہاں تک افریقہ کے برطانوی رقبہ کا تعلق ہے یکجہت ہو کر سفید قوموں کی برتری و فوقیت کا جھنڈا بلند کر دیں، اور ایشیائی تہذیب کے پھیلانے میں مدد دیں، اسمٹس ایک عظیم ہستی ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ سفید اور کالے کی تہذیب ٹکرائے گی دنیا کے امن و راحت میں زہر دست دھکا ضرور لگے گا، انھوں نے ہندوستان کے سماجی کام کرنے والوں کو یہ نصیحت کی تھی کہ ہندوستان میں ذات پات اور اونچ نیچ کے فرق کی مخالفت نہ کریں، ہندوستان کے اہل حکومت نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ جنوبی افریقہ میں وہ ہندوستانیوں کے ساتھ کئے جانے والے سلوک کے سلسلہ میں کچھ معذور ہو گئے ہیں، ممکن ہے اس میں کوئی صداقت ہو مگر وہ بھی معمولی آسائشوں کے سلسلہ میں ہو گی لیکن جہاں تک کامل مساوات، شہریت کے حقوق اور مساوات انسانی کا تعلق ہے، معاملہ ابھی تک صفر کے برابر ہے جو ہمیشہ اپنے داغ ہرگز نہیں بدل سکتا، آج سے پچیس سال پہلے جو ابی کارروائی کے قانون کے سلسلہ میں ہندوستان برابر کا شریک کہا جا چکا ہے، اور اس کی وجہ سے ہندوستان کو رنگ نسل کے معاملہ میں پورے پورے اختیارات حاصل ہیں مگر سپریم خیر جانبداری کا ایک مشتبہ و مشکوک سایہ وہ بڑا ہوا ہے، مگر اب اس پر دوبارہ غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے ہندوستان کی وفد کو ضرورت ہو [illegible] اشبل جہانگیر کا فی سنیک کے ہمدوش بیٹھ کر اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر دنیا کے اہل انصاف سے یہ مطالبہ کرنا ہو گا کہ ہندوستان کے مطالبات کو نظر انداز نہیں کرا جا سکتا اور مشرق کی عمومی توجہات کی طرف دنیا کو نسبتاً متوجہ ہونا پڑے گا، اس نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ کبھی نہیں جھکے گا، اور اپنا حق و مطالبہ منظور کرا کر رہے گا۔

عوامی حکومت

[illegible] اس وقت عظمت کی توقع رکھنا عبث ہے صرف ایک عوامی حکومت ہی ہمارے مطالبوں کو منوا سکتی ہے اور اس کی معقول و موثر وکالت کر سکتی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اس عین وقت پر ایسی حکومت مرتب نہیں ہو سکتی، مگر جہاں تک ایسی حکومت کی روح کا تعلق ہے وہ پیدا کی جا سکتی ہے، اس کے پیدا کرنے کے لئے کن چیزوں کی عمومی ضرورت ہو گی اس کا دہرانا یہاں غیر ضروری نہیں سمجھا جائے گا۔

پہلی چیز سیاسی اسیروں اور نظر بندوں کی رہائی ہے، عام انتخابات ہو کر صوبوں میں جو عمومی حکومتیں برباد کر دی گئی ہیں وہ از سر نو بر سر عمل آئیں اور مرکز میں جو لوگ آ گئے ہیں ان کو تبدیل کیا جائے تاکہ تجدید شدہ قومی نظام کی جھلک وہاں آئے اور قومی زندگی کا جمود دور ہو، وسط مشرق کے ارباب حل و عقد دنیا کی نظروں میں کچھ کھوئیں گے نہیں بلکہ وسیع تر ہو جائیں گے، اگر عمل کریں اور رائے عالم کو اپنے حق میں ہموار کریں اور اس کے لئے اپنی طرف سے پہل کریں، بدقسمتی سے ان لوگوں میں وہ اخلاقی بلند قامتی نہیں ہے جو ایسے موقعوں پر ضروری ہوا کرتی ہے چھوٹے دل کے لوگ بڑی بڑی جنگوں پر فائز ہیں اور اس جنگ کے شعلوں نے انکے حواس اور بھی باختہ کر رکھے ہیں، تصوریت اور آزادی میلان کی کمی ہے، انگریزوں سے اہل ہند ہمدردی کی توقع کر سکتے ہیں مگر جس طبقہ کا اصل شعار ہے، وہ ہے جس ہے جس حکومت نے ہندوستان کے لیڈروں کو بے عمل کر دیا ہے اس سے کوئی توقع نہیں رکھی جا سکتی، ذمہ داری کن کے کندھوں پر ہے اسکو طے کر دینے سے ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہو سکتی، کیا ہمارے معاملہ خطرہ میں نہیں ہیں، جب قدر اول کے حقوق خطرہ میں ہوں تو عمل کی پہل ہمیں کرنی ہو گی، اس کے لئے ہمیں کیا مادی اور غیر مادی قیمت ادا کرنی پڑے گی اس کو مطالعہ کے ساتھ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہو گی مطالبہ اول و اصل باعث فخر کوئی چیز نہیں ہے جس بات میں کانگریسی لیڈروں کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے اس کے لئے [illegible] الفاظ متعین کئے جا سکتے ہیں جس سے ان پر کوئی آنچ نہ آئے، یقین کی صاف روشنی میں اس کا [illegible] واضح کیا جا سکتا ہے کہ وہ [illegible] کرنے کے باب میں [illegible] مزاحم نہیں ہیں، اگر ایک بڑی صحیح [illegible] کے لئے ایک چھوٹی سی غلطی کرنے کی میں تجویز کروں تو [illegible] رائے مابجز معقولیت کو مجروح کرے گی میری درخواست صرف اس قدر ہے کہ اپنے رویہ میں لچک پیدا کی جائے جب عوام اور آئندہ نسلوں کے سکھ کا سوال ہو تو کوئی بھی راستہ خراب نہیں مانا جا سکتا جہاں تک حکام کا تعلق ہے وہ زمانہ جنگ میں اپنے رویہ کی تبدیلی کرنے پر آمادہ نہیں ہیں، جنگ کے بعد بھی جب تک کامل امن و سکون کسی نہ ہو جائے وہ سیاسی جمود دور کرنے کی کوشش نہیں کریں گے، اس لئے کام تو ہمیں کرنا ہے حرکت تو ہمیں ہونی چاہئے قدم تو ہمیں اٹھانا ہے اور اس جمود کو دور کرنے کی سعی کرنی ہے اس میں شک نہیں کہ اشیاء ضرورت کے مسائل جیسے بنگال کا قحط ہمارے ملک کے متمول مرد و زن کی فوری توجہ کا مرکز بن گئے ہیں، اور دوسرے مسائل اس وقت اس کے آگے ماند پڑ گئے ہیں اور یہ ٹھیک بھی ہے مگر دنیا کے قیام امن کے سلسلہ میں ہندوستان ایک اہم اداکار کی حیثیت رکھتا ہے اور ہم اس چیز کو نظر انداز نہیں کر سکتے دنیا کے اعزت ملکوں میں ہندوستان کا درجہ و مقام برقرار رکھنا ہے اور ہو سکے تو اس میں اضافہ کرنا ہے دنیا کے بڑے مسائل میں ہماری شرکت کرنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہو گا (اور اسے بھولنا نہیں چاہیئے) کہ ہمارے لیڈر دنیا میں وسیع مقتدر ہو جائیں گے، اور وہ ہمارے مسائل کو زیادہ اچھی طرح گرفت کر سکیں گے زیادہ یقین اور بھروسہ کے ساتھ ہمارے مسائل میں رہنمائی کریں گے اور بہتر نتائج اس سے برآمد ہو سکیں گے۔

دلچسپ معلومات

—— ہندوستان میں جس قدر رقبہ کو نہریں سیراب کرتی ہیں وہ ان چھ ملکوں کے مجموعی رقبہ سے زیادہ ہے جو اس کے بعد ہیں اور جن میں ریاستہائے متحدہ امریکہ بھی شامل ہیں،

—— یوکرین اپنے گندم کا سکوں اور گیتوں کے لئے مشہور ہے،

—— ہندوستان کے پارچہ کی برآمد جو ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۲۵۰ گز تھی، ۱۹۴۲-۴۳ء میں چوگنی بڑھ گئی ہے [illegible] اکثر ہو گئی ہے"

—— اب ہندوستان کو [illegible] ماسلائیاں دکا [illegible] ہیں نہیں ملک خود ہی [illegible] کرنا [illegible] سال پہلے ہندوستان ہر چیز کے لئے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] تھا

—— آجکل رائل انڈین نیوی کے افسران اور عملے کی تعداد جنگ شروع ہونے کے وقت کے مقابلے میں چوگنی ہو گئی ہے

—— لیبیا کا سابق سرکاری نام ٹرپولی تھا۔

—— ہندوستان میں جہازوں کے لئے [illegible] مرمت کرنے والی گودیوں میں ۳۰۰۰۰ سے زیادہ آدمی کام [illegible]

صحت

پان کے فوائد

(از محترمہ کملا شیو پوری بی اے بی ٹی)

ہندوستانیوں میں پان کھانے کی عادت علم سے خصوصاً مغربی حصہ میں، لیکن فائدہ بتانے سے پہلے میں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ زیادہ مقدار میں امرت بھی زہر کا کام کرتا ہے اس لئے دن بھر میں تین چار اچھے بیڑے سے زیادہ پان کھانے کی عادت نہ ڈالنی چاہیئے یہ خوبصورتی میں اضافہ کرنے اور ہونٹوں کو لپسٹک سے بے نیاز کرنے کے علاوہ بھی اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتا ہے، دانتوں میں اکثر کیڑا لگ جانے سے لوگ ڈرتے ہیں کہ کہیں پان نقصان نہ کرے لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ چونا، چھالیا، کتھا، لونگ وغیرہ سے دانتوں کے کیڑے مر گئے ہیں،

پان میں زیادہ تر لوگ کتھا، چونا، چھالیا، الائچی، لونگ، ناریل اور سونف ہی ڈالتے ہیں مگر کچھ لوگ اجوائن اور پیپرمنٹ بھی کھاتے ہیں (تمباکو کا تو میں کوئی فائدہ نہیں بتا سکتی سوائے اس کے کہ فائدے سے نقصان زیادہ ہوتا ہے) چونا کم مقدار میں لگایا جاتا ہے اور یہی بہتر بھی ہے کیونکہ زیادہ چونا دانتوں کو نقصان پہنچاتا ہے چونا کف اور بادی پن کو دور کرتا ہے کتھا ٹھنڈا ہوتا ہے اور باہمہ کو بڑھاتا ہے،

چھالیا آنتوں کے لئے مفید ہے مگر یہ اچھی ہی کھانی چاہیئے اکثر بھینس گرانی کی وجہ سے سڑی چھالیا بھی ملا کر کھا لیتے ہیں، یہ غلط طریقہ ہے سڑی چھالیا ہرگز استعمال کرنی چاہیئے اور پھینک دینی چاہیئے، اچھی چھالیا بھی کم مقدار میں کھائیں الائچی میں کافور اور مفید عرق ہوتا ہے جو ٹھنڈا ہوتا ہے اور انتڑیوں کو فائدہ پہنچاتا ہے،

لونگ میں وٹامن ای ہے یہ دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے دانت کے درد میں بھی مفید ہوتی ہے آنکھ کے لئے بھی مفید ہوتی ہے، اجوائن کھانسی کو فائدہ کرتی ہے طبیعت متلاتی ہو تو اسے پھانک لے، سونف بھی کھانا ہضم کرتی ہے پیپرمنٹ چھینک اور سینہ میں فائدہ کرتی ہے اور ٹھنڈی ہوتی ہے،

لیکن یہ یاد رکھئے کہ زیادہ مقدار میں دانت کالے ہونٹ بھدے نظر آئیں گے اور مجموعی طور پر زہر کا کام دیتے بچوں کے لئے پان مضر ہے یہ حرکت بھی ہے اسکے بجائے بچوں کو سونف کھوپرا جو کہ پیشاب کی رکاوٹ کو روکتا ہے دے کر بہلا دیا جائے تو اچھا ہے کمزور دانتوں والے اور آنکھ کے مریضوں کو پان نہ کھانا چاہیئے،

بھوکا پیاسا بھی پان نہ کھائے کیونکہ پان میں پڑنے والی ہر چیز قوت ہاضمہ کو بڑھاتی ہے یا آنتوں کی مدد کرتی ہے جن کو پائیریا زدوروں کا ہو گیا ہے وہ پان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں پان اور مصالحے مرض نہیں پیدا ہونے دیتے مگر مرض ہونے اُسے دور بھی نہیں کر سکتے، دانت میں کیڑے لگ جانے پر اسکے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے اور کیڑے مر جاتے ہیں مگر پائیریا میں کچھ فائدہ نہیں ہوتا اگر پائیریا ہو تو کھا کر جی خوش کر سکتے ہیں فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں مگر جلد ہی کلی کر کے دانتوں کو صاف کر لیں ورنہ پائیریا کے بڑھنے کا بہت اندیشہ ہے یاد رہے کہ پان کے مصالحے پان کے ساتھ ہی مفید ہوتے ہیں خالی کوئی چیز کھانے سے نقصان ہوگا صرف چھالیا کھانے سے زبان سخت ہو جاتی ہے اور سر میں گرمی آتی ہے سڑی ہوئی چھالیا بے انتہا مضر ہے پیٹ کے کیڑے بھی اس سے مر جاتے ہیں،

صحت قائم رکھنے کے چودہ اصول

(۱) تم جہاں رہتے اور کام کرتے ہو وہاں تازہ ہوا کی آمد کو ضروری سمجھو یاد رکھو کہ نزلہ زکام زیادہ تر گھر کے باہر نہیں بلکہ گھر کے اندر ہوتا ہے،

(۲) جاڑے کے موسم میں جسم گرم ضرور رکھو مگر پوشاک اس قسم کی نہ پہنو کہ ہوا اس میں گذر کر جسم تک پہنچ سکے

(۳) دن کا کچھ حصہ باہر گذارا کرو اگر ٹہلتے ہوئے اپنے دفتر تک چلے جاؤ تو ہلکی ورزش بھی ہو جائے گی اور سواری کا خرچ بھی کم ہوگا،

(۴) سوتے وقت اپنے کمرے کی کھڑکیاں کھول دو یا برآمدے میں سوؤ،

(۵) بچوں کو دودھ کافی مقدار میں پلاؤ اس میں نشو و نما کے تمام مفید اجزاء ہوتے ہیں،

(۶) خوراک میں تنوع کا لحاظ رکھو دالیں سبزیاں پھل اور دودھ صحت کے لئے مفید ہیں ان کی قدرتی حالت کو کوشش بسیار حتمی برقرار رکھو،

(۷) خوراک کم کھاؤ آہستہ آہستہ کھاؤ اور زیادہ وقفہ کے بعد کھاؤ

(۸) قبض کشا خوراکوں اور دوسرے آسان طریقوں سے معدہ کی صفائی کا خیال رکھو،

(۹) تن کر کھڑے ہو، تن کر بیٹھو اور تن کر چلو، پیٹ کے بجائے سینہ آگے کی جانب نکالا رہے،

(۱۰) زہریلی چیزوں سے بچے رہو،

(۱۱) [illegible] قسم کی [illegible] سے [illegible] کھانے سے پہلے ہاتھ [illegible] دانت خوب صاف کرو

(۱۲) [illegible] اپنی [illegible] صحت کے متعلق کسی [illegible] سے مشورہ کرو

(۱۳) [illegible] تفریح کا [illegible] ضروری [illegible] کھیل [illegible] کی کوشش کرو (۱۴) [illegible]

ثمن بنا بر انفصالی مقدمہ

(ڈاکٹر [illegible])

نمبر مقدمہ [illegible]

بعدالت [illegible]

[illegible] رام [illegible]

[illegible]

بنام

[illegible] ولد [illegible] قوم جاٹ ساکن [illegible] ساکن [illegible]

[illegible]

[illegible] شہر

[illegible] آپ کے نام [illegible] تعمیل [illegible] تاریخ ۲۵ فروری [illegible] وقت [illegible] اور [illegible] قرار واقعی واقف کیا گیا [illegible] مقدمہ [illegible] سے [illegible] دے سکے حاضر ہوں اور جواب دہی دعویٰ کی کریں اور [illegible] جواب کے حفاظت کے لئے مقرر ہے [illegible] ہوتی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ [illegible] آپ کے سوا [illegible] ہوگا

[illegible] حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے سوا [illegible] ہوگا

[illegible] دستخط اور مہر عدالت کے [illegible] جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم)

بعدالت

کیلکٹ کیمیکل کی

مختلف دوائیوں میں سے کم از کم یہ خاص دوائیں ہر گھر میں رکھئے

• انفلوئنزا ٹیبلٹ
انفلوئنزا اور ڈینگو و دیگر ہر قسم کے بخار میں یہ گولی آرام کرے گی۔

• انٹی میلوئڈ ٹیبلٹ
ملیریا اور اسی قسم کے بخار کے لئے رام بان ہے۔

• ٹائیفوسوڈا کومپلیٹ
ٹائیفائیڈ اور بدہضمی کے لئے اچوک دوا ہے

• مارگوینٹم
بجلی اور جلدی بیماریوں کو آرام کرنے کی عجیب و غریب مرہم

• نوپین
درد کی مرہم
سر درد اور دوسرے دردوں کی اچوک دوا

• ایوڈیما
زخم کی زود اثر دوا

خالص ہونے کی گارنٹی
لفٹننٹ کرنل [illegible]

کیلکٹ کیمیکل کمپنی

پسندیدہ پھولوں کی خوشبو

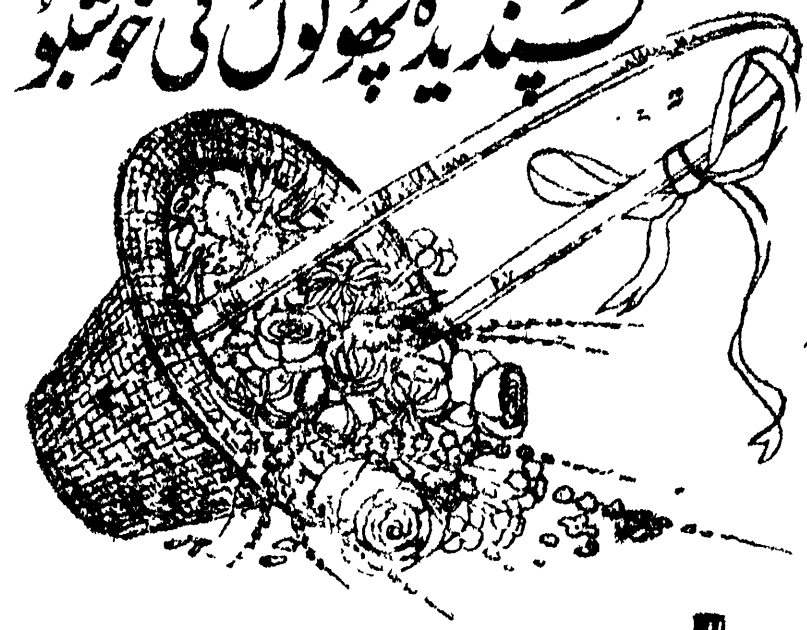

ٹاٹا کا
ایوڈی کولان
۸۰

۴ اونس سے لے کر ۲۴ اونس تک کی بوتلوں میں تمام اچھے دوا فروشوں اور اسٹوروں سے مل سکتا ہے

تیج ویکلی دہلی

۱۵ فروری ۱۹۴۴ء

پبلک پر ایک مزید ٹیکس!

کرایہ ریل میں اضافہ کی سرکاری تجویز

معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہند ریلوے کرایہ میں مزید اضافہ کرنے پر تلی ہوئی ہے، اس وقت بھی کرایہ ریل پہلے کی بہ نسبت بہت بڑھا ہوا ہے اب اس پر پچیس فی صدی اضافہ کرنے کی تجویز حکومت کے پیش نظر ہے ایسے زمانے میں جبکہ عوام ایک شدید گرانی اور طرح طرح کی دوسری مشکلات کے باعث پریشان ہیں اس سے زیادہ قابل اعتراض تجویز کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی۔ حکومت کے اس رویہ سے صاف ظاہر ہے کہ اب وہ اٹھی چال چلنے لگی ہے گذشتہ چار سال میں بہت دنیا کی ہوئی ہے اس کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ریلوے کرایہ میں کمی کر دی جاتی اور سفر کرنے والی پبلک کا بار ہلکا کیا جاتا۔ موجودہ بجٹ میں ریلوے سے منافع کا اندازہ ۳۶ کروڑ روپیہ کیا گیا ہے، امید کی جاتی ہے کہ بجٹ پر نظر ثانی کے وقت مسافروں کی یہ رقم ۴۰ کروڑ تک پہونچ جائے گی۔ اس کے علاوہ ریلوے نے ۴۰ کروڑ روپیہ "ڈپریسیشن فنڈ" میں جمع بھی کر دیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ ریلوے ریزرو فنڈ اب ۹۰ کروڑ سے بیس کروڑ روپیہ تک پہونچ جائے گا۔ یہ تمام باتیں ریلوے کی حیرت انگیز اور بے مثال خوشحالی کی دلیل ہیں، پھر اس کا کیا سبب ہے کہ اس خوشحالی اور دولتمندی کی موجودگی میں ریلوے کے مسافروں پر مزید کرایہ کی صورت میں ایک نیا بار ڈالا جا رہا ہے؟ حکومت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مسافر گاڑیوں کی تعداد میں کمی کے باعث بھی پبلک بہت پریشان ہے، ان دنوں سفر کرنا ایک اچھی خاصی مصیبت مول لینے کے برابر ہے اور یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی شخص بھی سخت ترین ضرورت سے مجبور ہوئے بغیر سفر کرتا ہے، اور پریشانیوں کو دعوت دیتا ہے؟

حکومت کو جاننا چاہیئے کہ کرایہ ریل میں مزید اضافہ کا مسئلہ ہندوستانیوں کے لئے کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے اس کا براہ راست اثر ان کی اقتصادی حالت پر پڑے گا۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ اتنا اہم اور وسیع اثر رکھنے والا مسئلہ صرف ریلوے ڈپارٹمنٹ کے فیصلہ سے طے کر لیا گیا ہوگا، غالباً یہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں بھی پیش ہوا ہوگا اس کو بھی جانے دیجئے لیکن اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس تجویز کو لارڈ ویول کی منظوری حاصل ہو چکی ہوگی یا کم از کم ان کو اس بات کا علم ہوگا کہ ریلوے کرایہ بڑھایا جانے والا ہے۔ لارڈ ویول نے اپنے دور سے اب تک جو کچھ کیا ہے اس سے یہ ڈرامائی اثر پیدا کیا جا رہا ہے کہ وہ عوام کی اقتصادی حالت سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں لیکن اس دلچسپی کا یہی ثبوت ہے کہ وہ غریبوں کے ٹرانسپورٹ پر ٹیکس میں اضافہ ہوئے دیں اور ٹرانسپورٹ سرچارج اور ڈیوٹی منتقل ان کی آنکھوں کے سامنے غریبوں کی جیبوں کو اس طرح خالی کرنے لگیں!

یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ ایک طرف تو محکمہ ریلوے نے اپنے منافع سے دولت کا انبار لگا دیا ہے، دوسری طرف پبلک سے مزید روپیہ حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور تیسری طرف سفر کرنے والی پبلک کی پریشانیاں بھی بڑھتی جا رہی ہیں، ان دنوں غریب مسافروں کو جن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ان کے متعلق معاصر "ٹائمز ویکلی" کا مشہور مضمون نگار "ویفیرر" لکھتا ہے: "میں چاہتا ہوں کہ لارڈ ویول غیر معروف طور پر تھرڈ کلاس کا سفر کریں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ جو لوگ ریلوے کو استعمال کرتے ہیں وہ کس بری حالت میں مبتلا رہتے تھے پہلے ایک غریب دیہاتی کو آسانی سے ٹکٹ مل جاتا تھا اور وہ اپنا سامان اپنے ساتھ بہ آسانی رکھ سکتا تھا اب یہ ہو سکتا ہے کہ اسے ٹکٹ خریدنے کے لئے اور اپنا سامان ساتھ رکھنے کے لئے کسی دوسرے کو رشوت دینی پڑے، اب اکثر اسے اپنا سامان بک کرانے پر مزید محصول بھی ادا کرنا پڑتا ہے اور ان تمام تکلیفوں کے عوض میں اسے ڈبے کے اندر کھڑے ہونے تک کی جگہ نہیں ملتی، وہ اکثر دھکے میں پس جاتا ہے اس کا سامان ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور بعض مرتبہ تو ایسا ہوتا ہے کہ دروازے کا ہینڈل پکڑ کر لٹکنے یا کھڑکی پر اپنے جسم کا توازن پیدا کرنے کے باعث وہ اپنے اعضا یا اپنی زندگی بھی کھو بیٹھتا ہے"

اس ملک میں غریب یا متوسط درجہ کا آدمی کبھی سیر و تفریح کے لئے سفر نہیں کرتا، ماہرین اقتصادیات اس حقیقت کو تسلیم کر چکے ہیں کہ ہندوستان کے عوام تمام ترقی یافتہ ممالک کے عوام سے زیادہ مفلس و تنگ دست ہیں۔ مسافر جہاں سفر کرتے ہیں سفر کے وقت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خیال کرنا یہ ہے کہ عوام میں "طاقت خریداری" اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ اپنے فاضل روپوں کو سفر پر خرچ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اس لئے اگر یہ سمجھا جائے کہ ریلوے کرایہ بڑھانے سے ٹریفک کم ہو جائے گا تو گویا ایک ناممکن چیز کو ممکن بنانے کی توقع کی جاتی ہے ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ حکومت کے پاس اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے کہ ٹیکس بڑھایا جائے اور مزید آمدنی حاصل کی جائے، ریلوے کرایہ بڑھاتے بڑھاتے اور زیادہ منافع کمانے کمانے سے اس اضافہ کی چاٹ لگ گئی ہے، لیکن یہ اضافہ اس لئے اور بھی قابل اعتراض ہے کہ غریب عوام کے پاس اب سفر کا صرف یہی واحد ذریعہ باقی رہ گیا ہے، اس نئی تجویز نے ان تمام سرکاری دعووں کو بھی نظر انداز کر دیا ہے جو ریلوے کو نفع بازی کا ذریعہ نہ بنانے بلکہ ایک مفید تجارتی ادارہ بنانے کے لئے کئے گئے تھے۔

ہم ان [illegible] سمجھتے ہیں کہ ریلوے کرایہ میں اضافہ کی مخالفت ہر جماعت کی طرف سے کی جا رہی ہے ہندوستان کے یک برطانی اخبار نے بھی حکومت کے اس فیصلہ کو برا کہا ہے، مختلف تجارتی چیمبروں نے بھی اس کی مخالفت کی ہے اور ریلوے ملازمین کے فیڈریشن کی طرف سے بھی اس کی مخالفت کی جانے والی ہے۔ ہندوستان اس کو ہرگز پسند نہیں کر سکتا کہ ریلوے کو اضافہ ٹیکس کا ایک ملا واسطہ ذریعہ بنا لیا جائے، آئینی اعتبار سے بھی یہ صحیح طرز عمل نہیں ہے ایگزیکٹو عمل کے ذریعہ ایسا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس مسئلہ پر لیجسلیچر کے براہ راست ووٹ کی زد سے بچنے کی کوشش کی جا رہی ہے، یہ معنوی اعتبار سے ایک شکل ہے جو ریلوے کرایہ میں اضافہ [illegible] کہنے سے ریل کا بڑھا جانے والا ہے، [illegible] ریلوے کرایہ کا تناسب ریلوے کی آمدنی اور حالات سے ہونا چاہیئے، یہ تجویز تو ایک کھلی ہوئی [illegible] ایسی صورت میں ارکان اسمبلی اس تجویز کا جواب ہی [illegible] دے سکتے ہیں کہ جب ریلوے بجٹ اسمبلی میں پیش ہو تو اسے مسترد کر دیں، ہم جانتے ہیں کہ مرکزی اسمبلی کے پاس کوئی طریقہ ایسا نہیں ہے جس سے وہ محکمہ ریلوے کے اس فیصلہ میں مداخلت کر سکے لیکن وہ اتنا تو کر سکتی ہے کہ پورے ریلوے بجٹ ہی کو خارج کر دے اس تجویز کے سلسلہ میں اسی بات کو رائے عامہ کا ثبوت سمجھا جائیگا اس کے بعد حکومت کو سمجھنا ہے کہ وہ جو چاہے کرے:

مرکزی اسمبلی کا اجلاس!

مرکزی اسمبلی کا وہ اجلاس جسے بجٹ سیشن کہنے میں سند شروع ہو گیا ہے اور تادم تحریر پانچ روز کی کارروائیاں ہمارے سامنے آچکی ہیں، اس مرتبہ کانگریس پارٹی کے چند ارکان بھی شریک ہیں اور انہوں نے اپنی پارٹی کے ایک جلسہ میں یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ مواقع کی اہمیت و ضرورت کے اعتبار سے اس اجلاس میں جتنا وقت شریک ہوتے رہیں گے اگرچہ اسمبلی اب صحیح جمہوری معنوں میں ملک کی رائے عامہ کی نمائندہ نہیں رہی ہے اس لئے کہ اس کا انتخاب بہت دنوں سے نہیں ہوا اور پرانے ممبران جو صرف ایک معین مدت کے لئے چنے گئے تھے اپنے اپنے حلقہ ہائے انتخاب کے نمائندہ نہیں کہے جا سکتے تاہم اس اجلاس میں چند اہم مسائل پیش ہوئے اور اس سے پہلے ہی تین چار دنوں کی کارروائیوں سے حکومت کو یہ معلوم ہو گیا (باقی اگلے صفحہ پر)

کراس ورڈ معمہ کے مزید نقشے

کچھ دنوں سے "تیج ویکلی" کراس ورڈ معموں میں حصہ لینے والے حضرات یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ معموں کے حل بھرنے اور بھیجنے کے لئے مزید نقشے تیج ویکلی میں ہونے چاہئیں، چونکہ صفحات کے تعین کے باعث ہم مزید نقشوں کی گنجائش نہیں نکال سکتے، اور صرف تین ہی نقشے ہر شاعت میں ہوتے ہیں، اس لئے ہم ان ناظرین کو جو اپنے معموں کی نقلیں خود کسی دوسرے کاغذ پر لکھ کر اپنے پاس رکھنا چاہیں، یہ اجازت دیتے ہیں کہ وہ نقش رکھنے کے تینوں نقشوں کو بھی مزید حل بھر کر بھیجنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ:-

(۱) ہر مزید نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس فی نقشہ چار آنے کے حساب سے حسب قاعدہ حلوں کے ساتھ بھیجی جائے۔

(۲) تینوں نقشوں کے استعمال کی صورت میں آٹھ آنے ادا کئے جائیں (یعنی دو نقشوں کی فیس ادا کرنے والے حضرات اس فارم کا بھی تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

(۳) یہ تینوں مزید نقشے بھی کسی حالت میں کاٹ کر الگ الگ نہ کئے جائیں (آپ جتنے نقشے چاہیں استعمال کریں، اور باقی کو خالی چھوڑ دیں، مگر [illegible] مکمل صورت میں بھیجیں)

(۴) [illegible] کی کوئی فیس کی [illegible] عام طور پر [illegible] معموں یعنی اصلی بڑے نقشوں کے نیچے معین جگہ پر لکھ [illegible] کریں)

ہم امید کرتے ہیں کہ ناظرین اس نئی رعایت سے پورا فائدہ اٹھائیں گے اور اب ان کو نقشوں کی کمی کی شکایت باقی نہ رہے گی، اس طرح [illegible] نقشے [illegible] جاری کریں گے۔

اشارات

مسٹر جناح اس ہفتہ فرماتے ہیں: "ہندوستان کو خود دنیا کی ایک تصویر میں اپنی گنجائش نکالنی پڑے گی" لیکن انھوں نے ہمیں یہ نہیں بتلایا کہ ہندوستان کیونکر خود کو اس تصویر میں داخل کرے، غالباً اسی مقصد کے پیش نظر چند معزز ہندوستانی سنہری چوکھٹے میں لگائے گئے ہیں، غالباً فریم چڑھ جانے کے باعث وہ آسانی سے کسی تصویری نمائش میں جگہ پا سکیں گے۔

مسٹر جناح مزید فرماتے ہیں: "اقتصادی معاملات یا دوسرے معاملات میں دنیا سے علیحدگی اور کنارہ کشی اب ناممکن ہے" یہ ہم مان لیتے ہیں مگر مسٹر جناح غالباً اس حقیقت کو تو تسلیم ہی کر لیں گے کہ قومی تحریک سے "سیاسی کنارہ" بہت ممکن ہے۔

ایک خبر کہتی ہے کہ ریلوے کرایہ میں اضافہ کیا جانے والا ہے ـــــ ریلوے سفر کے سلسلہ میں اب تک جو سرکاری اشتہار دیا گیا ہے وہ کہتا ہے کہ "صرف اسی حالت میں سفر کرو جب سخت ضرورت ہو" اب اس اشتہار کے الفاظ یہ ہونے چاہئیں "صرف اس حالت میں سفر کرو جب تم دولتمند ہو اور سفر کرنے کے لئے پیسہ رکھتے ہو"

ایک اطلاع کہتی ہے کہ روہلکھنڈ کے ریڈیو پر ایک روز موسیقی کا پروگرام یکایک بند کر دیا گیا تاکہ گورنر کو ایک براڈکاسٹ کرنے کا موقع ملے، گورنر نے اس براڈکاسٹ میں کہا: "شہر روہلکھنڈ کی غذائی صورت حال بہت نازک ہے، مزید غذا کی سپلائی مشکل ہو گئی ہے" اب موسیقی کو چاہیئے کہ وہ اپنی قیمت لگا کر ریڈیو سے ایک پیغام بھیجے کہ مداریوں کی طرح فوراً بیج سے آم پیدا کر لینے کا کھیل کھیلا جائے۔

سر نپری اشرا کو مسٹر ریہودی نے برطانی وزیر اعظم مسٹر چرچل کو بیس ہزار پونڈ کی رقم بطور وراثت عطا کی ہے ـــــ غالباً مسٹر چرچل اپنی آئندہ تقریر میں ضرور کہیں گے کہ دیکھی آپ نے برطانی رئیس اور یہودیوں کی ملی بھگت! اب مزید ثبوت کی کیا ضرورت ہے؟

ریلوے آتھرٹیز نے مسافروں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ چونکہ ریل کے ڈبوں میں بجلی کے بلبوں کی کمی ہے اس لئے وہ اپنے ساتھ برقی ٹارچ رکھا کریں ـــــ چونکہ کوئلہ کی بھی کمی کی شکایت ہے۔

---

* اس لئے کچھ دنوں میں یہ کہا جائے گا کہ اگر تمام مسافر ایک ایک ٹوکری کوئلہ اپنے ساتھ لایا کریں تو ڈرائیور بہت خوش ہوگا اور انجن آسانی سے چل سکے گا، بہرحال مسافر گاڑیوں میں اندھیرا کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ پچھلے دنوں سننے میں آیا تھا کہ "عشق نواز" جوڑوں کے لئے "بلیک آؤٹ" کافی مددگار ثابت ہوتا ہے!

کراچی میں ایک حکم دیا گیا ہے کہ بجلی کی تعداد بچانے کے لئے بعض مخصوص اوقات کے اندر دکانوں میں روشنی نہیں ہونی چاہیئے! ـــــ پھر تو مسٹر ڈیسائی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ "بلیک مارکیٹ" کالا بازار ابھی موجود ہے!

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

موسم سرما سے خطاب

(تیج ویکلی کے خاص شاعر کے قلم سے)

خیر مقدم کا یہی مقصد تھا
ہم کو آرام بھی پہنچائیے گا
کس کو امید تھی اس طرح ہمیں
آپ ہر رات کو تڑپائیے گا
لیکن آپ آئے تو بس جم ہی گئے
کیا قبالہ کوئی لکھوائیے گا؟
جلد آجائے کہیں ہولی اب
آپ بھی دھوپ یونہی کھائیے گا
ہم تو سردی سے پریشاں ہیں اب
یہ تو فرمائیے، کب جائیے گا؟

پچھلے صفحہ کے باقی نوٹ!

کہ اسکے طرز عمل کو ملک میں کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے پہلے روز شریمتی سروجنی نیڈو پر عائد کردہ پابندیوں کے متعلق تحریک التوائے اجلاس پیش ہوئی، حکومت کو ملامت کے اس ووٹ میں پوری شکست ہوئی، لیکن صرف دو ووٹوں کی اکثریت سے حکومت کو نام نہادی کامیابی حاصل ہوئی، اس رائے شماری میں چونکہ چناؤ والے ممبروں کے ووٹوں کی تعداد صرف تین یا چار تھی اور باقی تمام ووٹ صرف سرکاری اور نامزد ممبروں کے تھے، اس لئے ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں بھی اخلاقی فتح اپوزیشن ہی کو حاصل ہوئی، دوسرے روز کانگریسی رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ زیر بحث آیا اور شریمتی چندا نول رائے کی تحریک پیش ہوئی اگرچہ یہ تحریک رائے شماری کے بغیر ہی مسترد ہو گئی مگر حکومت کو اپنی پالیسی پر سخت ترین نکتہ چینیوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ تیسرے روز آخر حکومت کے خلاف ملامت کا ووٹ پاس ہو گیا، اس موقع پر زیر بحث مسئلہ یہ تھا کہ ڈفنس آف انڈیا رولز کی دفعات کو غلط اور بیجا طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، اس سلسلہ میں التوائے اجلاس کی جو تحریک پیش ہوئی اس میں حکومت کو شکست ہوئی، الغرض ان چند دنوں کی کارروائیوں کا زیادہ تر تعلق ڈفنس آف انڈیا رولز اور اسکے طریق استعمال ہی سے کسی نہ کسی نوعیت میں تھا، ہمیں مسرت ہے کہ اس سلسلہ میں اسمبلی کی تمام ان پارٹیوں نے جو چناؤ والے ممبروں پر مشتمل ہیں ہمنوا اور ہم آہنگ ہو کر سرکاری بنچوں کی مخالفت کی، ہم امید کرتے ہیں کہ بجٹ پر مباحثہ تک اور اس اجلاس کے اختتام تک ان حضرات کا یہ مفید اشتراک عمل قائم رہے گا!

روحوں سے بات چیت!

جدید تمدن میں ایک دور یہ آیا تھا جب عالم ارواح کے وجود ہی کو ایک بے بنیاد کہانی سمجھا جانے لگا تھا مگر اسکے بعد چند مشہور فلسفیوں اور سائنس دانوں نے اس مسئلہ کی طرف توجہ دی اور سر آلیورلاج اور سر آرتھر کونن ڈائل وغیرہ نے نہ صرف عالم ارواح کا وجود ہی تسلیم کیا بلکہ روحوں سے اور زندہ انسانوں سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی، اب ایک اطلاع کہتی ہے کہ آسٹریلیا کے ایک مشہور وائرلیس انجینیر سر ولیم فنک نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ریڈیو کے ذریعہ روحوں سے بات چیت کی جا سکتی ہے یہ تجربہ سر دست بڑی حد تک کامیاب نہیں ہوا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اب اس سلسلہ نے ایک پوری سائنٹیفک صورت اختیار کر لی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ قیاس آرائیوں کے بادل چھٹ جائیں گے اور کچھ صاف حقیقتیں معلوم ہو جائیں گی، یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے کہ اسکی حد کہاں پہنچے گی، اور روحوں سے بات چیت کرنا لوگوں کے لئے لعنت ثابت ہوگا یا نہیں، بہر دست یہ چیز معمولی تخیل سے باہر ہے،

مویشیوں کا ذبیحہ

بنگال اسمبلی میں پچھلے دنوں فوج کی غذائی ضروریات کے لئے مویشیوں کے ذبیحہ کے متعلق سوال اٹھایا گیا تھا یہ سوال مرکزی اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں بھی پیش کیا گیا تھا، ضرورت اس کی ہے کہ حکومت ہند اس مسئلہ کی پوری اہمیت پر غور کرے، ہمیں مسرت ہے کہ بنگال اسمبلی میں یہ ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا کہ حکومت ہند سے اس امر کی سفارش کی جائے کہ وہ صوبہ بنگال میں فوج کی غذائی ضرورتوں کے لئے مویشیوں کی خریداری بند کر دے اس طرح کا ریزولیوشن ہر صوبہ کی اسمبلی میں اتفاق رائے سے پاس ہونا چاہیئے اس میں شک نہیں کہ پچھلے دنوں حکومت ہند نے دودھ دینے والی اور حاملہ گایوں اور دس سال سے کم عمر والے بیلوں کا ذبیحہ ممنوع قرار دے دیا ہے مگر ہندوستان جیسے ملک میں جہاں مویشی صرف مذہبی تقدس ہی نہیں رکھتے بلکہ تمام باشندوں کی اقتصادی اور نداعتی زندگی میں داخل ہیں صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے،

راز و نیاز

سوال (۱):- تیج ویکلی

کرسمس ورڈ سیریز کے متعلق آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ حلوں کی نقل رکھنے والے قارئین پر حل بھیجنے کی اجازت دی جائے گی، وہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ سیریز کے قارئین کی مزید تعداد کی سخت ضرورت ہے! (امتیاز احمد، میرٹھ)

جواب:- وہ وعدہ آج ہی پورا کیا جا رہا ہے، نوٹ ملاحظہ فرما لیجئے، اب جو شخص چاہے وہ اپنے حلوں کی نقلیں خود لکھ کر اپنے پاس رکھ لے اور نقل کے قارئین کو حل بھیجنے کے لئے استعمال کرے،

سوال (۲):- "تیج ویکلی" کرسمس ورڈ سیریز میں "ی" اور "ے" میں کچھ فرق نہ دیا جاتا ہے کہ نہیں اگر امتیاز رکھ دیا جائے تو اچھا ہے،

سوال (۲):- "تیج ویکلی" کرسمس ورڈ سیریز میں اپنا پتہ لکھنے کی جگہ بہت تنگ دی جاتی ہے اگر جگہ ذرا کھلی ہوئی اور کاغذ بہتر ہو جائے تو بہت اچھا ہو (محمد مسعود، علی گڑھ)

جواب (۱) سیریز میں یائے معروف (ی) اور یائے مجہول (ے) کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رکھا جاتا، مگر یہ ضرور ہے کہ حل کے الفاظ صحیح ہونے چاہئیں، اگر امتیاز رکھا جائیگا تو مشکلات پیدا ہو جائیں گی

جواب (۲):- اگر پتہ لکھنے کی جگہ بڑھا دی جائے تو حل کا فارم چھوٹا ہو جائے گا اور خانے باریک ہو جائیں گے، غالباً موجودہ جگہ کافی ہے اب تک کوئی دقت کسی کو پیش نہیں آئی ہے، رہا سوال کاغذ کو بہتر بنانے کا، تو سر دست یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے کاغذ پر سرکاری کنٹرول ہے،

اسمبلی کے اجلاس کی "دلچسپیاں"

(از:- نکتہ داں)

جس طرح بسنت کے بعد بہار کا موسم آتا ہے اسی طرح دہلی میں مرکزی اسمبلی کا بجٹ اجلاس بھی اس موسم بہار میں بہت سی دلچسپیوں کا باعث بن جاتا ہے۔ ایک دن وہ تھا جبکہ اسی اجلاس کی گہما گہمی میں دہلی میں گھوڑوں کی نمائش بھی ہوا کرتی تھی اور اگر اسمبلی میں بحث مباحثہ کا شور و غوغا بلند ہوتا تھا تو دوسری طرف نمائش میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی صدائیں بھی رہ رہ کر بلند ہوا کرتی تھیں۔ اور یہ کشش کہ گھوڑے گھوڑے لڑیں اور موچی کی نرینہ نقطہ نظر سے نمائش میں اور معنوی طور پر اسمبلی میں صحیح ثابت ہوتی تھی۔ اب جبکہ زمانے کے بدلے ہوئے حالات کے باعث مرکزی اسمبلی کے اجلاسوں کی بھی بہت سی حالتیں بدل گئی ہیں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مختلف پارٹیاں یا اشخاص اس اجلاس سے کس کس طرح کی دلچسپی رکھتی ہیں اور کیا امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ ہمارے مقامی معاصر "نیشنل کال" نے ان "دلچسپیوں" کی ایک دلچسپ فہرست پیش کی ہے۔

وائسرائے کی توسیع شدہ ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں کے لئے اسمبلی کا اجلاس ایک خاص قسم کی اہمیت رکھتا ہے اور وہ کچھ دنوں پہلے سے اس اجلاس کا انتظار اس لئے کرتے ہیں کہ ان کو اپنے بہترین لباسوں کی "پریڈ" کا موقع حاصل ہوتا ہے اور لنچ کے بعد ان کی سرگرمیوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی کچھ کام کرتے ہیں اور کام رکھتے ہیں۔ یعنی بہ الفاظ دگر وہ بھی اگر "پانچویں سواروں میں" نہیں تو گیارھویں سواروں میں ضرور ہیں۔ سرکاری ممبر، ممبروں کو جو اول الذکر کے پیچھے بنچوں پر بیٹھتے ہیں اپنے اپنے آفس کی فائلوں سے نکل بھاگنے کا ایک بہانہ ہاتھ آجاتا ہے تاکہ اپنی بڑی تنخواہوں کے عوض وہ اپنی نشستوں پر یا لابی کی سبز گدیوں والی کرسیوں پر اس وقت تک اونگھتے رہیں جب تک کہ سوالات کا جواب دینے کے لئے ان کو اپنے آقاؤں کی مدد نہ کرنی پڑے یا سرکاری دوڑوں کی تعداد نہ بڑھانی ہو۔ چپراسیوں کو یہ موقع ملتا ہے کہ کمشنر کے برآمدوں میں بیٹھے ہوئے مکھیاں مارنے کی بجائے وہ بہترین لباس پہن کر اور اسمبلی چیمبر کی چمکتی ہوئی چھت میں دیوار سے اپنی پیٹھ لگا کر بیٹھ جاتے ہیں یہ وہ مخصوص حق ہے جو کسی ممبر یا، "غیر ممبر" کو حاصل نہیں ہے!

غیر سرکاری بنچوں کے آنریبل ممبروں کو اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ "زندگی کی اہمیت" کا سبق لے رہے ہوں! اگر آپ نے کسی بڑی رات کی تقریب کا "نفسیاتی مطالعہ" کیا ہوگا تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایسے موقع پر کیسے کیسے "ماہرین انتظام" کو حیثیت حاصل ہو جاتی ہے! کسی شخص کا دامن کھینچ کر کوئی پوچھتا ہے کہ "ارے بھئی! پانوں کی تھالی کہاں رکھ دی ہے؟" کوئی ایک دوسرے منیجر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر زردہ دینے کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ جھٹ کسی دوسرے منتظم کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں کسی کو اگر سگریٹ مل چکا ہوتا ہے تو دیا سلائی کے کمبس کے لئے کسی کی جیب میں ہاتھ ڈال دیتا ہے اسی طرح کوئی روشنی والوں اور کوئی پانی والوں پر اپنی دھونس جماتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر آج یہ حضرات انتظام نہ فرمائیں گے تو کل کو اس دنیا کا شیرازہ بکھر جائے گا بس یہی صورت حال آپ اسمبلی میں بھی دیکھ سکتے ہیں اور غیر سرکاری ممبروں کی خدمات کا اندازہ فرما سکتے ہیں کچھ سڑک کچھ ٹھیکہ دار، کچھ کاروباری لوگ، کچھ سیاست داں، کچھ وہ لوگ جو بعض حالات سے گلہ مند ہیں، ان ممبران پر دور دیتے رہتے ہیں کہ سوالات یا تقریری آتش فشانی کے ذریعہ آج تو گنگا اور جمنا کے دھاروں سے پانی کی موجوں کی بجائے شعلے پیدا کر ہی دیجئے! رہا سوال ان حضرات کے لباس اور "بناؤ سنگار" کا تو بعض ممبران اس تقریب مسرت انگیز کے موقع پر اپنے لباس کا کوئی خاص خیال نہیں فرماتے لیکن کم از کم چند ممبران تو ایسے بنے ٹھنے نظر آتے ہیں جیسے آج ہی دولہا بنے ہیں اور اگر ان کو صرف سہرا باندھ کر بھی پہنا دی جائے تو گھوڑے پر بٹھا دینے میں کوئی دیر باقی نہیں رہتی۔ ان کی انگلیوں میں انگوٹھیاں بھی چمکتی ہیں۔ گلے میں بیش قیمت مالا بھی ہوتی ہے اور وہ بعض دوسری صفات کی کمی کو ان چیزوں سے پورا کرنا چاہتے ہیں۔

زنانہ ریفارمروں اور کالج کی لڑکیوں کو بھی اسمبلی کے اجلاس سے کچھ نہ کچھ دلچسپی ہوتی ہے وہ اس موقع کو اپنی بہترین چمکدار ساڑیوں اور دوسرے رنگین لباسوں کی نمائش کا ذریعہ سمجھتی ہیں۔ اخباری نمائندوں کو اسمبلی کا اجلاس اس لئے پسند ہوتا ہے کہ وہ ایسے نادر موقعوں پر اپنے وجود کا جواز پیش کر سکتے ہیں اور اپنی قیاس آرائیوں کو ایک "ظاہری اصلیت" کا جامہ پہنا سکتے ہیں۔ مزید برآں انہیں اپنے دفتروں سے غائب رہنے اور ادھر ادھر مارے مارے پھرنے کا اچھا بہانہ ہاتھ آجاتا ہے۔ بعض دفتروں کے افسران، اسمبلی کے اجلاس سے ایک دوسرا فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسی بہانے سے نصف دن کی چھٹی منا لیتے ہیں! دہلی اور نئی دہلی کے تانگہ والوں کو بھی اسمبلی کے اجلاسوں سے خاص دلچسپی ہوتی ہے۔ جب وہ اسمبلی کے لئے سواریاں بٹھاتے ہیں تو پیسہ کمانے کے مقصد سے سوا ان کا مقصد کچھ اور بھی ہوتا ہے وہ راستہ میں طرح طرح کے حیرت انگیز سوالات کرتے ہیں۔ مگر ان سوالات کے متعلق آپ کچھ نہ سنیں تو بہتر ہے! اس سے آپ کی خیال آرائی کو ایک نیا میدان مل جائے گا۔

دہلی کے کمیونسٹوں کی پہلی کانفرنس

(از جناب مقیم فاروقی)

دہلی کا گاندھی گراؤنڈ ہماری قومی تحریک کی تاریخ میں ایک مخصوص اہمیت رکھتا ہے اس مقام پر گذشتہ دس بارہ برسوں میں بڑے بڑے اہم سیاسی اجتماع ہو چکے ہیں۔ اس میدان نے ہمارے ملک کی سیاسی زندگی کے کئی نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ جب ہماری قومی تحریک کی مکمل تاریخ لکھی جائے گی تو اس میدان کو ایک مخصوص جگہ ملے گی۔ اسی میدان میں ۲۳ جنوری کو دہلی صوبائی کمیونسٹ پارٹی کی پہلی کانفرنس شروع ہوئی۔ یہ محض ایک سیاست جماعت کا اجتماع نہ تھا۔ نہ ہی اس اجتماع کی دلچسپی صرف کمیونسٹوں کے لئے محدود تھی بلکہ یہ اس حب الوطنی پالیسی کا مظاہرہ تھا جسکے لئے کمیونسٹ دوسرے محبان وطن کے ساتھ مل کر جد و جہد کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ "محبان وطن کا اجتماع" تھا کیسے؟

ہماری روایات

دہلی کمیونسٹ پارٹی ہندوستان کی اس شاندار سیاسی پارٹی (ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی) کا ایک جزو ہے جس نے گذشتہ پندرہ برسوں میں ہندوستان کے عوام کے مصائب و آلام کو دوسرے محبان وطن کے ساتھ مل کر اپنایا۔ عوام نے کمیونسٹوں کو طاقت دی۔ عوام سے کمیونسٹوں نے بہادری، جانبازی اور حب الوطنی کے شاندار سبق سیکھے۔ عوام ہی کمیونسٹوں کا سہارا ہے۔ عوام پر یہ بھروسہ اور اعتماد ہی آج ہماری موجودہ منزل پر لے آیا ہے۔

یہ چند دہلی کمیونسٹوں کا اجتماع نہ تھا۔ اس اجتماع کی حیثیت پر ہمارا ارادہ اتنا تھا جو ہم نے گذشتہ چند برسوں میں دہلی کے عوام کی خدمت کرتے ہوئے جمع کیا تھا۔ دہلی کے محنت کش طبقہ کی تنظیم اس طبقہ کی جد و جہد کی رہنمائی کمیونسٹوں نے ہی کی۔ دہلی کی دو کانوں کے ملازمین کی شاندار تحریک کمیونسٹوں کی رہنمائی میں بنی اور بڑھی۔

اس اجتماع کے پیچھے دہلی کے کمیونسٹوں کی وہ جد و جہد تھی جو انہوں نے گذشتہ ڈیڑھ سال میں دہلی کے عوام میں کی ہے۔ اسی ڈیڑھ برس میں بہت سی نازک نازک گھڑیاں آئیں۔ ملک پر جاپانی فاسزم کے حملہ کا خطرہ، نوکر شاہی کی نکمی پالیسی، بنگال کی تباہی اور ان تمام مصیبتوں کے ہوتے ہوئے ملک کے محبان وطن یعنی ارباب کانگریس اور مسلم لیگ میں اختلاف رائے۔

دہلی کے کمیونسٹوں نے اس زبردست قومی کمزوری کو دور کرنے کے لئے دن اور رات ایک کر دیا۔ ہم نے اپنی تمام تنظیمی اور سیاسی طاقت ان تمام مصیبتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف کی۔ ہماری اس حب الوطنی کو زیادہ سے زیادہ عوام نے قبول کیا۔ دہلی کے کانگریسی اور مسلم لیگی محبان وطن رفتہ رفتہ ہمارے کاموں کی داد دینے لگے آج کتنے ہی حضرات ہمارے سیاسی کام کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں ہمارے اس کام سے ہمارے اور دوسرے محبان وطن کے درمیان آج خوشگوار تعلقات قائم ہیں۔

یہ ہیں ہماری وہ روایات جن کی طاقت کی بنیاد پر ہم اپنی پہلی کانفرنس کر رہے تھے۔

۲۳ جنوری "عوام کا دن"

ابھی کانفرنس شروع ہونے میں ایک دن اور باقی تھا کہ موسم نے ہمکو مقابلہ کی دعوت دی۔ یہ جنوری کی سردی اور اس پر بارش! لیکن ہم کمیونسٹوں کے لئے یہ معمولی چیز تھی۔ رات کو چھ دفعہ ہمارے شامیانے گرے۔ ہر دفعہ کمیونسٹ لڑکے اور لڑکیوں نے مل کر خود شامیانے کھڑے کر دیئے۔ ہم رات بھر میں سوئے بلکہ تصویروں کی نمائش کا خیمہ سجایا۔ ڈراموں کے لئے اسٹیج تیار کیا۔ کچھ ساتھی کیمپ دفتر میں بیٹھے لکھتے پڑھتے رہے۔

۲۳ جنوری کی صبح کو سرخ پرچم کی سلامی کے بعد نمائش کا افتتاح ہوا۔ راہول سنکرتائن نے افتتاح کی رسم ادا کی۔ راہول جی سنسکرت اور پالی زبانوں کے مشہور عالم ہیں۔ بدھ مت پر انہوں نے اہم تحقیق کی ہے۔ بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ راہول جی ایشیا کی کم و بیش تمام زبانیں جانتے ہیں اور کم و بیش تمام ملکوں کا دورہ بھی کر چکے ہیں۔

اس نمائش میں آرٹ کے "نادر" نمونے تھے۔ یہ عوام کا آرٹ تھا۔ عوام کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے موٹے موٹے خطوط سے بنے ہوئے نقوش اور تصاویر ہیں جو عوام کی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتی ہیں جو عوام کی تکالیف، ان کی مشکلات کی اصل وجہ بتاتی ہیں اور پھر انہیں ان دقتوں اور تکلیفوں سے بچنے کے لئے عملی راستہ بھی دکھاتی ہیں۔ عوام کی معلومات بڑھانے، ان کی حب الوطنی ابھارنے ان کی یاس و نا امیدی دور کرنے، ان میں آج کے سوالات سے زیادہ دلچسپی پیدا کرنے کے لئے یہ نمائش کمیونسٹ آرٹسٹوں نے تیار کی تھی۔ اس نمائش کی تصویر کو تیار کرنے والے سرلا، شکنتلا، امیر اللہ، انند مٹا اور کئی دوسرے کمیونسٹ لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔

نمائش دن بھر کھلی رہی، ہزاروں لوگوں نے اسے دیکھا۔ ہم نے لوگوں کو قطار میں کھڑا کر دیا تھا پچیس پچیس کے گروہ قطار اندر قطار جاتے تھے۔ ہر گروہ کے ساتھ ہمارے دو دو ساتھی ہوتے تھے جو تصویروں کی اہمیت سمجھاتے تھے۔ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ لوگ ہماری باتیں سننے اور سمجھنے کی کوشش کرتے، قومی حفاظت، قومی رہنماؤں کی رہائی، قومی اتحاد، کانگریس لیگ سمجھوتہ، قومیوں کا حق خود ارادیت بنگال کا قحط، اور مختلف طبقوں کی تنظیم ان عنوانوں پر تصویریں تھیں۔ لوگ ان تصویروں کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتے۔ اکثر اوقات معمر بزرگ کہتے "شاباش بیٹے خوب! ایسے ہی سمجھاؤ۔ سب کو سمجھاؤ۔ تم ہی تو ہماری امیدیں ہو!" اس سے ہمارے ساتھیوں کی ہمت بڑھ جاتی، ان کا جذبہ اور ان کا جوش بڑھ جاتا۔ اس نمائش کے دیکھنے والوں میں سے دو ہزار نے باقاعدہ اپنی رائے قلمبند کی۔ انہوں نے نہ صرف ہماری محنت اور ہمارے کام کی داد دی۔ نہ صرف تصویروں کو پسند کیا بلکہ اس سیاسی راستہ اور عمل سے بھی اتفاق کیا جو کمیونسٹ تمام ملک کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ ان دو ہزار میں ہندو، مسلمان، سکھ اور عیسائی سب تھے۔ ہماری کامیابی یہی تھی کہ ہم عوام کے ہر طبقہ اور ہر سیاسی جماعت سے تعلق رکھنے والوں کو قومی حفاظت اور سیاسی جمود کو حل کرنے کے واحد راستہ قومی اتحاد کے راستہ کو کامیابی سے سمجھا سکے۔

شام کو سات بجے کھلا اجلاس شروع ہوا۔ چھ بجے بادل گھر گئے تھے جب جلسہ شروع ہوا خوب بارش ہو رہی تھی۔ ہمارا شامیانہ ٹپک رہا تھا یوں کہتے اچھی خاصی بارش اندر بھی تھی لیکن پھر بھی پانچ ہزار

(باقی اگلے صفحہ پر)

آدمی صبر و سکون کے ساتھ بیٹھے رہے۔ اگر بارش نہ ہوتی تو ہم آسانی سے بیس ہزار آدمی اکٹھے کر لیتے اس لئے کہ ہم اپنے معمولی جلسوں میں آٹھ دس ہزار آدمی جمع کر لیتے ہیں۔ جلسہ میں ہر ہندو، عورتیں، مسلمان، ہندو اور سکھ سب ہی موجود تھے۔ کامریڈ بھاگل سنگھ جلسہ کی صدارت کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں دلی پارٹی کی تاریخ بتائی کس طرح تیلنگانہ نے دلی پارٹی کی بنیاد رکھی۔ اس پارٹی کے آج ایک سو میں ممبر ہیں۔ کامریڈ یاتین اور ڈاکٹر رقام سیکرٹری نے پیغام پڑھ کر سنانے کے بعد دلی کے ملازمین، فیڈریشن، ٹیکسٹائل، مزدور سبھا، ریلوے مزدور یونین، اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی طرف سے ایک ایک نمائندے نے کمیونسٹ پارٹی کو مبارکباد دی۔

جلسہ میں سیاسی رہنماؤں کی رہائی کا کانگریس لیگ، اتحاد بھگتان کی اور دیگر پارٹیوں کی طرف سے تجویز پاس ہوئی۔ مسٹر آر۔ ایس۔ پنڈت کی وفات پر افسوس ظاہر کیا گیا لیکن سب سے اہم تجویز راشٹرپتی کے متعلق تھی۔ اس تجویز میں دلی کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ دلی میں جلد جلد بلدیہ کا انتظام کیا جائے۔ غلہ پر کنٹرول کیا جائے اور غلہ کے اسٹاک نکالے جائیں۔ اسی تجویز میں دلی کی تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کی گئی تھی کہ عوام کی غذا کا صحیح انتظام کرنے کے لئے ہر محلہ میں عوامی کمیٹیاں بنائی جائیں۔ [illegible] کے علاوہ [illegible]

اس تجویز کی اہمیت ظاہر ہے۔ [illegible] میں اتحاد ہو سکتا ہے [illegible] قومی [illegible] شکل اختیار کر کے ہمارے ملک کے سیاسی [illegible] کو دور کر سکتا ہے [illegible] اتحاد ہماری سب سے بڑی طاقت ہے [illegible] کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ قومی رہنماؤں کو رہا کرا سکتے ہیں۔ کانگریس لیگ کی مخلوط قومی حکومت قائم کر کے اپنے ملک کو جاپانی فاشزم سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہی راستہ ہے آزاد ایشیا میں آزاد ہندوستان قائم کرنے کا۔

جلسے کے بعد ڈرامے ہوئے۔ سیاسی جبر کے متعلق بنگال کے قحط اور بنگال کی بگڑتی ہوئی ہندی اور معاشرتی حالت کے متعلق یہ ڈرامے انڈین پیپلز تھیٹر ایسوسی ایشن (ہندوستانی عوام کے ڈرامیٹک انجمن) کی دلی کی شاخ نے اس موقع کے لئے تیار کئے تھے۔ اس موقع کے لئے مسز سروجنی نائیڈو نے ایک پیغام بھیجا تھا جس میں ہماری ان کوششوں کی تائید کی گئی تھی کہ تھیٹر کو بجائے عشقیہ ناٹکوں کے ملک کے عوامی مسائل کے لئے استعمال کیا جائے۔

ان ڈراموں کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ رات کے ساڑھے بارہ بجے تک سردی اور بارش کے باوجود لوگ بیٹھے رہے۔ ایک شخص جو ذرا دیر سے آیا تھا اس کے ایک دوست نے اس سے پوچھا "کہاں گئے تھے؟" "سینما" "تو تم بڑے بیوقوف ہو۔ سینما میں کیا رکھا ہے یہ ڈرامے دیکھو۔ سینما سے کہیں بہتر ہیں۔" ڈراموں کے علاوہ ناچ بھی تھے قومی اتحاد کا ناچ، مچھیرے ہاروں کا ناچ یہ بھی بہت پسند کئے گئے۔ یہ ڈرامے اور ناچ عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اتنے زیادہ پسند کئے گئے۔ یہ عوامی تھیٹر کی تحریک جو عوام کی سیاسی تعلیم میں ایک بہت اہم پوزیشن رکھتی ہے اس کا تعین بہت شاندار ہے۔

۲۴، ۲۵ جنوری کو سروجنی نائیڈو کے ہال میں کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کے جلسے ہوئے۔ پارٹی کے نقطہ نگاہ سے یہ جلسے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان جلسوں میں ہم نے اپنے سیاسی اور تنظیمی کاموں کی جانچ پڑتال کی کیسے؟

سب سے پہلے ایک سیاسی اور تنظیمی رپورٹ پارٹی کمیٹی کی طرف سے پیش کی گئی۔ اس رپورٹ پر گذشتہ دو ہفتوں میں پارٹی کی تمام چھوٹی چھوٹی سیلوں (CELLS) کے اندر بحث ہو چکی تھی۔ اس بحث کے بعد یہ رپورٹ ایک کانفرنس کے سامنے آئی۔ رپورٹ پیش کرنے کے بعد ہر ایک دفعہ میں [illegible] پھر بحث ہوئی۔ بعد رپورٹ منظور ہوئی۔

کمیونسٹ پارٹی کی کانفرنس ایک خاص نوعیت رکھتی ہے۔ کمیونسٹ اپنے تمام کے تمام سیاسی اور تنظیمی کاموں کی خوب بے رحم ہو کر جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ اپنے کام میں جو خامیاں پاتے ہیں اور [illegible] اس کے بعد آگے بڑھنے کے لئے بہتر راستہ بناتے ہیں۔ ہمارے کام کی سب سے بڑی طاقت ہماری اپنی نکتہ چینی ہے۔ ہم اپنی غلطیوں کی خوب تلاش کرتے ہیں اسی سے ہماری طاقت بڑھتی ہے۔ ہم اس سے گھبراتے نہیں کہ ہم غلطیاں کرتے ہیں۔ لینن نے کہا ہے "صرف وہی لوگ غلطیاں کرتے ہیں جو کام کرتے ہیں۔ جو کام نہیں کرتے ان کے لئے غلطیاں کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

کمیونسٹوں کی کانفرنس میں کوئی کمیونسٹ محض تماشائی کی حیثیت سے نہیں بیٹھتا۔ ہر کمیونسٹ تمام پارٹی کے کام کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ خود اپنی جانچ پڑتال کرتا ہے اس کے بعد فیصلے ہوتے ہیں۔ اس میں ہر ممبر طور پر شریک ہوتا ہے جو کام کرتے ہیں وہی فیصلے بھی کرتے ہیں۔ اس طرح پارٹی کے اندر عملی طور پر جمہوریت ہے۔ نام کی جمہوریت نہیں۔

ہماری دلی کی پارٹی کے اس وقت ایک سو تیس ممبر ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سال کی کانفرنس تک چار سو ممبر بنائیں۔ اپنی [illegible] اور طاقت بڑھائیں۔ ہماری پارٹی کی اتنی کم ممبری سے آپ کو تعجب نہ ہونا چاہئے۔ ہماری پارٹی کی ممبر شپ اور دوسری سیاسی پارٹیوں کی ممبر شپ میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہمارے یہاں ممبری کی شرط یہ ہے کہ وہ عملی طور پر پارٹی کی پالیسی کے لئے عوام میں کام کر رہا ہو۔ ہر کمیونسٹ کے لئے ضروری ہے کہ وہ باقاعدہ ہماری پارٹی کی پارٹی میں تمام مسائل اور تمام [illegible] پر بحث کرے۔ [illegible] ملوں کے مزدوروں کے [illegible] ہمارے پارٹی میں طالب علم اور دوسرے پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں۔ ہماری پارٹی کانفرنس میں دلی کے ایک مشہور مسلمان گھرانے کی ایک پردہ نشین خاتون بیگم ہاشمی خود شامل ہوئیں اور ہم کو مبارکباد دی۔ بیگم ہاشمی کے تین لڑکے ہماری پارٹی کے سرگرم ممبر ہیں۔

اس کانفرنس نے ہر کمیونسٹوں کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔ اس نے ہمیں نئی طاقت اور تازہ جذبہ دیا ہے۔ ہم نے عہد کیا ہے کہ آج جو ہمارے ملک پر مصیبت ہے اس کو دور کرنے میں ہم اپنی کوششوں کو کئی گنا زیادہ کریں گے۔

خاموشی

اداکاران:- رمولا اور رام دلاری

جو یہ بتاتے ہیں کہ گاؤں اور شہر میں محبت کرنے کے کیا کیا طریقے ہیں ان کے بہترین رقص اور دیہاتی ناچ ملاحظہ فرمایئے۔

کمار میں تشریف لایئے۔ جو بہترین سینما گھر ہے۔

اتوار کو ایک زائد میں ½ ۱۱ بجے، روزانہ:- ¾ ۳ بجے، ¾ ۶ بجے اور ¾ ۹ بجے رات

جاری کردہ:- رتن پکچرز دہلی

گھنٹہ کرن ——!

بھگوان کرشنا سننے والا بھاجن جس نے بھگوان کا نام نہ سننے کے لئے کانوں پر گھنٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ صرف ایک مرتبہ نام لینے سے پھانسی سے چھوٹ گیا۔

بھگت راج

دیکھ کر آپ بھی بھگتی جسم پھیل کریں

"موتی" روزانہ ۳½، ۶½، ۹½ بجے

۱۹ واں عظیم ہفتہ

PRAKASH PICTUPES

رام راج

25 TH. سلور جوبلی ہفتہ

RAM RAJ

باکمال پرکاش پکچرز کے لاکھوں قدردانوں عقیدتمندوں اور شائقین کے شکر گذار ہیں جنہوں نے لاثانی فلم رام راج کی قدر افزائی کر کے اسے لازوال شہرت بخشی۔

منروا میں پچیسواں سلور جوبلی ہفتہ

جاری کردہ:- ڈیسائی اینڈ کمپنی۔ لاہور۔ دہلی۔ کراچی

رفرنس۔ لاہور پچیسواں ہفتہ | سنٹرل ٹاکیز کانپور چھٹا ہفتہ | چترا امرتسر سولھواں ہفتہ | نشاط بنارس بارھواں ہفتہ

فرانس کا مستقبل

از جناب ایم۔ ایل۔ رستوگی

ہندوستانی زبان میں ایک مشہور کہاوت ہے کہ پوت کے پاؤں پالنے میں ہی دکھائی دے جاتے ہیں جنگ کے شعلوں اور اس کے دھوئیں میں سے جو فرانس اٹھتا دکھائی دیتا ہے اس کی صورت پہچاننے کے لئے گزشتہ کچھ دنوں کے واقعات کافی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ لڑائی کے پہلے بھی فرانس کی زندگی جدھر کو چل رہی تھی اس کا جاننا بھی اس سلسلہ میں ہماری کافی مدد کر سکتا ہے۔

جن لوگوں کو تاریخ سے دلچسپی ہے وہ جانتے ہیں کہ اس دیس میں سب سے پہلے آزادی، برابری اور بھائی بندی کا نعرہ بلند ہوا تھا۔ فرانس کے اس واقعہ کو آج انقلاب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس انقلاب نے اس دیش میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اس موروثی سسٹم کو خاتمہ کر دیا جس کو آج ہم معمولی زبان میں سلطنت شاہی Feudalism کہتے ہیں۔ راجہ نوابوں اور پادریوں کا دور ختم ہوا اور جنتا نے اس کی جگہ لے لی دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فرانس میں جمہوریت قائم ہو گئی لیکن انسان کا یہ سوبھاؤ ہے کہ وہ شانتی یا صبر کرنا نہیں جانتا۔ برابر آگے بڑھنے ہی کو زندگی کا ثبوت اور اس کا مقصد سمجھ جاتا ہے۔ فرانس کی جنتا نے بھی یہ دیکھا کہ محض سیاسی جمہوریت انسان کی روحانی اور جسمانی ترقی کے لئے کافی نہیں ہے سیاسی جمہوریت ایک خوبصورت جسم ضرور ہے لیکن جب تک اس میں اقتصادی اور سماجی برابری کی روح نہیں پڑتی اس وقت تک اس کے مدہ بدن کو خوبصورت اور کارگر نہیں سمجھا جا سکتا۔

فرانس کی جنتا کے سامنے بھی اب نئی رکاوٹیں آئیں۔ ان رکاوٹوں کو عام طور پر ان لوگوں نے پیدا کیا تھا جنہیں جنتا کی غریبی محض اس لئے ہی ضرورت تھی کہ ان کو آرام مل سکے۔ جنتا کی جھونپڑیاں وہ اس لئے چاہتے تھے کہ ان کے محلات زیادہ خوبصورت دکھائی دے سکیں۔ اندھیری اور گندی گلیوں کی انہیں اس لئے ضرورت تھی کہ ان کے باغات اور سڑکیں آرٹ کی چیزیں سمجھی جا سکیں اور اس طرح ان کی عزت عوام کی نگاہوں میں بڑھتی رہے۔

لیکن جنتا نے سمجھا کہ ان کا کھیان اس راہ میں نہیں ہے۔ فرانس میں خاص طور سے گذشتہ جنگ کے بعد آئے دن حکومتیں بدلتی رہتی تھیں اور اسی طرح کی بدنظمی گڑبڑ بھی ہوتی رہتی تھی۔ جنتا میں بدامنی کا پھیلنا نہایت خطرناک چیز ہے لیکن اگر گڑبڑ یا بدامنی پھیل جائے تو پھر دیکھنے کی اس ضرورت ہے کہ اس کی تہ میں کیا چیز ہے جو دبے ختم نہیں ہونے دیتی۔ ۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۳۹ء تک سیاسی تھیل پھیل رہے تھے جنتا بھی اپنی جنتا کو کچلنا چاہتے تھے تاکہ اسکی گاڑھی کمائی کے وہ خود مالک بن سکیں اس کا چھپے چھپے سوانگ کیا۔ اس بات کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ فرانس اور جرمنی کے بڑے لوگوں میں ایک ایسا تعلق قائم ہو گیا جسنے قومی وقار اور وطن پرستی وغیرہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ فرانس کے بڑے لوگوں کو اپنے صدیوں کے دشمن جرمنی کے بڑے لوگوں سے، اپنے یہاں کے چھوٹے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ مروت پیدا ہو گئی۔ یہ بدمستی کی بات تھی کہ دونوں دیشوں کے عوام کے دلوں میں ان بڑے لوگوں کے خلاف کوئی الحاق یا بھاؤ نہیں ہو سکا۔

بالآخر یورپ میں جنگ چھڑ گئی اور اس کا جو نتیجہ ہوا وہ ہمارا سامنے ہے۔ بغیر پوری طرح لڑے ہی فرانس کے بڑے لوگوں نے فرانس کی جنتا کو نازیوں کے حوالہ کر دیا۔ آپ اکثر سنتے ہیں کہ فرانس میں کبھی ہڑتال ہوئی ہے تو کبھی جرنل افسر یا اسکے حامی فرانسیسیوں کو گولی سے اڑا دیا گیا ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ فرانس کی جنتا ہار گئی ہے مگر کچلی نہیں گئی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جب نازی ازم کا خاتمہ ہوگا اور فرانس کے سینہ سے جرمن سپاہیوں کے نکل کر جو لوگ باہر آ پہنچے ہیں اور جنہوں نے ان علاقوں میں اپنا جھنڈا نصب کر دیا ہے جہاں کبھی فرانس کا سماج تھا۔ انہوں نے اپنے ان جذبات کا ابھی سے ثبوت دینا شروع کر دیا ہے۔ فرانس کی دبی ہوئی مگر مصمم ارادے والی جنتا کے جذبات کی ترجمانی جنرل ڈی گول اور اسکے ساتھی کر رہے ہیں۔

جنرل ڈیگال نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ پرانا نظام ختم ہو گیا۔ یہ نظام زندہ باد! ایک مرتبہ پھر جب فرانس کی جنتا آزادی کی گود میں بیٹھے گی تو یہ اس کا نظام ہوگا۔

دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فرانس میں آئندہ کسی نہ کسی شکل میں سوشلسٹ نظام ہوگا۔

یہ تو رہی فرانس کے اندرونی نظام کی بات۔ دنیا کی قوموں میں اس کا کیا درجہ ہوگا یہ بھی ایک سوچنے کی بات ہے۔ جنرل اسمٹس نے کچھ دن پہلے لندن میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ فرانس ایک دوسرے درجہ کی قوم رہ جائے گی۔ جنرل اسمٹس کا مطلب شاید یہ تھا کہ فرانس ان باتوں کے اعتبار سے جو اب تک قومی وقار اور عظمت اور طاقت کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ شاید لڑائی کے بعد اول درجہ کی قوموں کی صف میں کھڑا ہونے کے لائق نہیں رہے گا۔ لیکن اگر فرانس اپنے اندرونی نظام کے اعتبار سے اس طرف بڑھا جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں تو جنرل اسمٹس کی رائے سے سرفیصد ہی اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔

پچھلی لڑائی اور انقلاب کے بعد روس کے متعلق بھی اسی قسم کے خیالات ظاہر کئے جاتے تھے لیکن ۲۵ سال کے قلیل عرصہ کے بعد ہی ہم نے دیکھا کہ اگر روس دنیا بھر میں پہلی نہیں تو دنیا بھر کی پہلی قوموں میں سے ایک ضرور بن گیا ہے۔ کسی دیش کی دنیا میں کیا پوزیشن ہوتی ہے اس کا دارومدار اس کے اندرونی نظام پر ہے۔ برطانیہ اپنی تاریخ کے سب سے بڑے سنکٹ کا ایسا کامیاب مقابلہ کر سکا تو اس کی بھی سب سے بڑی وجہ اس کا اندرونی نظام جمہوری ہے۔ اس طرح یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ آج کی ٹھوکریں کھانے کے بعد فرانس دنیا کی گنے لائق قوموں میں نہیں رہے گا۔ اسی طرح اگر دیکھا جائے تو آنے والی دنیا میں قوموں اور دیشوں کی جغرافیائی اہمیت رہے کوئی اہمیت نہیں رہیگی کیونکہ یہ اہمیت کوئی تھی کہ یہ لڑائی اگر ساری دنیا کو نہیں تو اس کے بڑے حصہ کو ایک جنگ زار کی شکل میں تبدیل کر دے گی۔ ان حالات میں قومی وقار اور قومی عظمت وغیرہ غور کرنے کی چیزیں نہیں رہیں گی۔

میرا یہ یقین ہے کہ فرانس کا مستقبل بہت شاندار ہے کیونکہ اسکی دنیا کا مستقبل بھی نمایاں ہے۔ فرانس دنیا کے نظام سے کسی طرح الگ تھلگ نہیں رہ سکے گا۔

نظام کا قیام ہوا جو کہ عام جنتا کا دشمن تھا اس نئے نظام کو آج ہم نازی ازم کے نام سے جانتے ہیں جب جرمنی میں یہ نیا طوفان شروع ہوا تو فرانس کے ان لوگوں نے جو ووٹ ہٹیں گے تو فرانس کی جنتا انہوں کو نہیں بھولیگی جنہوں نے آڑے وقتوں میں دشمنوں سے مل کر اسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔ دراصل فرانس سے

عزم

از جناب ظفر تاباں دہلوی

دلوں کو پیکرِ شورش بجاں بنانا ہے
جوان ہوں اور تمہیں بھی جواں بنانا ہے

ضمیرِ خاک کو دینا ہے آفتاب کا رنگ
زمیں کو رشکِ ہفت آسماں بنانا ہے

وہ اک موج جو ابھری ہے سطحِ دریا پہ
اسی کو رشکِ یمِ بیکراں بنانا ہے

نئے حرم کی ہیں میری نظر میں تعمیریں
نیا صنم ہے نیا آستاں بنانا ہے

فرازِ کوہ ہمالہ پہ پڑ رہی ہے نظر
حریمِ کعبۂ ہندوستاں بنانا ہے

یہ کم نظر سرِ منزل پہنچ نہیں سکتے
نیا سفر ہے نیا کارواں بنانا ہے

بگاڑنے کے لئے یہ جہاں بنایا تھا
جہان بگاڑ رہا ہوں جہاں بنانا ہے

یہ رنگ و بو کے مناظر بدلنے والے ہیں
نئی بہار نیا گلستاں بنانا ہے

نکالنے ہیں شکن طرۂ امارت کے
گدا کو صاحبِ طبل و نشاں بنانا ہے

زباں کو رخصتِ اظہار مدعا نہ ملے
مجھے نگاہ کو اپنی زباں بنانا ہے

ریویو

سالنامہ مشہور دہلی

مرتبہ جناب حکیم محمد نفیس صاحب صفحات ۲۵۲ تقطیع ۲۰×۳۰/۸ قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ مشہور فرشر خانہ دہلی

دہلی کا یہ سالنامہ مشہور دہلی چند سال سے قابل قدر علمی و ادبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس دفعہ اس کا سالنامہ ۱۹۴۲ء ہمارے پیش نظر ہے۔ اس پر سرسری نگاہ ڈالتے ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ حکیم محمد نفیس صاحب مدیر کتاب مشہور نے اس سالنامہ کے لئے مضامین حاصل کرنے ان کو سلیقہ کے ساتھ ترتیب دینے اور ان کو پرکشش اور طریقہ پر شائع کرنے میں بڑی محنت و تحسین کا ثبوت دیا ہے۔ اس سالنامہ میں بہت سے اچھے مضامین اگرچہ اور مقالات اسبق آموز افسانے دلچسپ مذاکرے ہیں۔ بلند پایہ نظمیں اور آرٹ کی چند دلکش تصویریں موجود ہیں۔ ملک کے بعض مشہور مدیر، اردو، ارباب قلم شعراء اور افسانہ نگار اس محفل میں شریک ہیں۔ مصنفین ان ا...

خوبصورت کینا کی ضرورت

ایک نوجوان صحتمند ہر روز نگاہ ... خاندان کے لئے جس کی عمر تقریباً ۲۲ سال ہے کوئی خوبصورت تعلیمیافتہ لڑکی ضرورت ہے جس کی عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ پنجابی خاندان کو ترجیح دی جائے گی۔ پیشکش برخط و کتابت کریں۔ میسرز ... ٹھیکیداران 157 کملا نگر سبزی منڈی دہلی

اشتہار مشروط حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت سردار عطاء اللہ صاحب سب جج بہادر جداول صدر دہلی

نمبر مقدمہ ۲۸۲ بابت ۱۹۴۲ء

رامیشور پرشاد ... ولد نانا بالغان ... سکنان ... دہلی

دیوکی نرائن ... ولد ... سکنان ... دہلی

بنام

لالہ رام پرکاش وغیرہ ... مدعا علیہم

وجہ دعویٰ استقرار حق ... دہلی

(۲) ... ولد ... قوم ... سکنہ ... دہلی

... مدعا علیہم

... مقدمہ ... میاں ... چاند کشور ... دہلی

... ہذا ... رام کشور و چاند کشور ... دہلی ... ۱۷ فروری ... ۱۹۴۳ء ... کارروائی یک طرفہ ... ہوگی

آج بتاریخ ... فروری ۱۹۴۳ء ... عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

مضمون نگاروں کی فہرست بھی طویل ہے، ہم صرف چند مشہور ہستیوں کے اسمائے گرامی درج کرتے ہیں۔ حضرت نجود، حضرت سائل، حضرت سیماب، حضرت نوح، حضرت جگر، حضرت کوثر چاند پوری، حضرت ماہر القادری، حضرت شوکت تھانوی، حضرت احمق پھپھوندوی، حضرت امین شہ قیصری، حضرت نوری صدیقی، محترمہ نجمہ صدیق، حضرت احسان، نقش وغیرہ ہر کارکنان مشہور کو ان کے اس کارنامے پر مبارکباد دیتے ہیں لیکن اس سالنامہ کی ترتیب میں ایک چیز ایسی بھی ہے جو ہماری نگاہوں کو پسند نہیں آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام نامی شعراء کی نظموں کو جن کا کلام پورے پورے صفحات پر شائع ہوا ہے آرٹسٹ کی قلمکاری سے اس طرح گھیر دیا گیا ہے کہ نظموں کی اصلی کشش کے لئے صفحہ پر جگہ ہی باقی نہ رہی۔ یعنی نظم کی نمائش سے زیادہ آرٹسٹ کے قلم کی نمائش کی گئی ہے اور اس ہنگامہ میں نظموں کی حیثیت بہت دب گئی ہے۔ اس عدم توازن کو مٹانے کے لئے ایک بڑی تجربہ کار نظر کی ضرورت تھی۔ ص ۹۷ پر نظم ساقی نامہ کی تصویر خاص طور پر قابل اعتراض ہے۔ شاعر نے اس نظم میں لفظ ساقی سے حضرت محمد صاحب کی ذات کو مخاطب کیا ہے اور تصویر کا یہ حال ہے کہ اس میں ایک عورت ستار یا طنبورہ بجا رہی ہے اور ایک صاحب ترنگ میں آکر شراب کا گلاس بلند کئے ہوتے ہیں۔ اس نظم کے ساتھ ایسی تصویر ہرگز نہیں ہونی چاہئے تھی۔ بہرحال سالنامہ مشہور نے مجموعی حیثیت سے بہت اچھے اور قابل مطالعہ مضامین پیش کئے ہیں۔ کتابت اور طباعت قابل ستائش ہے اور سرورق بھی دلکش ہے۔

آجکل

بہ پندرہ روزہ باتصویر رسالہ کچھ دنوں سے دہلی کی محفل علم و ادب کو روشن کر رہا ہے اور اس نے کامیابی کے ساتھ ایک سال کی مدت ختم کر کے اب دوسرے سال میں قدم رکھا ہے۔ اس کے مدیر اعلیٰ جناب آغا محمد یعقوب دوانی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہیں جو فرزند اشرف خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت آغا شاعر مرحوم کے خاص عزیزوں میں ہیں اور اس کے نائب مدیر جناب شبیر چند سکینہ طالب اور جناب معین احسن جذبی ہیں۔ اگرچہ رسالہ "آجکل" ایک سرکاری ادارے سے متعلق ہے اگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے مدیر اعلیٰ جناب آغا دوانی نے اس کی ادبی حیثیت بہت بلند رکھی ہے اور ایک اچھے معیار کو قائم رکھنے کے لئے پوری کوشش کی ہے۔ "آجکل" کے علمی، ادبی، تاریخی اور سیاسی مضامین پر معلومات اور قابل مطالعہ ہوتے ہیں اور مشہور شعراء کی نظمیں و غزلیں بھی اس میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس کی اچھی ترتیب میں بھی ایڈیٹر کی خاص سلیقہ شعاری پائی جاتی ہے۔ اس کا کاغذ خاص طرح پر اچھا اور مناسب قیمت ہوتا ہے۔ کتابت اور طباعت بھی اچھی ہے۔ چندہ سالانہ پانچ روپیہ فی پرچہ ۴ آنے ملنے کا پتہ:۔ مینیجر "آجکل" دہلی

سالنامہ "غریب"

ماہنامہ "غریب" ریاست کپورتھلہ سے جناب پاگل کپورتھلوی کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ اس کا سالنامہ ہمارے پاس بغرض ریویو آیا ہے جو ۲۰×۳۰/۸ کی تقطیع کے ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مضامین اور اس کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر چند ہونہار نوجوانوں نے اس سالنامہ میں حصہ لیا ہے اور ان کی علمی لکھی ہوئی تحریروں اور نظموں کے علاوہ ملک کے بعض مشہور مدیر اور ادیبوں اور افسانہ نگاروں کے شہکار قلم بھی اس میں موجود ہیں۔ یہ سالنامہ حال میں موصول فرمائی کا مستحق ہے اور ہمیں امید ہے کہ بہت جلد یہ ترقی کی منزلیں طے کرے گا۔ چندہ سالانہ ۲ روپے۔ قیمت فی پرچہ ۳ آنے ملنے کا پتہ:۔ مینیجر سالنامہ غریب کپورتھلہ۔

چار مینار

مصنفہ جناب گوبند رام سیٹھی شادی۔ اے۔ ناشر قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور صفحات ۲۲۲ قیمت فی جلد دو روپے۔ ملنے کا پتہ: قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور۔

اس کتاب میں جناب شادی نے بنا کی چار بزرگ ہستیوں یعنی چہار یاران عظام حضرت مسیح، حضرت محمد، حضرت گوتم بدھ اور نانک کی پاکیزہ زندگیوں کے پاکیزہ حالات قلمبند کئے ہیں۔ جناب شادی ایک مشہور مصنف ہیں اور ان کی کتابیں معاشی افسانے، "ابوالکلام آزاد" وغیرہ بڑی مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ ہر سچے وطن پرست کا فرض ہے کہ "چار مینار" کا مطالعہ ضرور کرے۔ یہ کتاب نہایت آسان اور عام فہم اردو زبان میں انتہائی سلیقہ کے ساتھ تصنیف کی گئی ہے اور چاروں ہستیوں کے حالات بہت دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔

روزانہ تیج اخبار اور تیج ویکلی

فروخت کرنے کے لئے لکھنؤ، الہ آباد، جونپور میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔ کمیشن بھی معقول دیا جاتا ہے۔ اجنسی قواعد بہت جلد منگوائیں۔

(مینیجر تیج اخبار دہلی)

عدالت العالیہ ہائی کورٹ پٹیالہ

اشتہار متعلقہ دائر کنندگی اپ وی بہادر جیہ بادف کو مرس لمیٹڈ نارنول زیر دفعہ ۲۲۱ کمپنی ایکٹ ۱۹۳۶ء

ڈائرکٹرز کمپنی مندرجہ بالا کے نام نوٹس جاری کئے گئے تھے۔ جن کی تعمیل میں وہ حاضر نہیں آئے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی ذات پیش ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو کمپنی کے زیر نگرانی عدالت ہذا دائر کنندہ ... winding up کے جاری میں کوئی اعتراض نہیں ہے لہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ دائر کنندگی اپ کی کارروائی زیر نگرانی عدالت ہذا جاری کی جاوے۔ ناظران کو کنٹری بیوٹرز contributors اور ادنیٰ لیکویڈیٹرز اور دیگر اشخاص جن کا اس مقدمہ سے تعلق ہے کو اختیار ہوگا کہ وہ عدالت ہذا کے روبرو اپنے عذرات پیش کریں۔ مقدمہ ہذا میں آئندہ تاریخ ۸ رپھاگن سمت ۲۰۰۰ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۴۳ء مقرر ہے۔

اشتہار ہذا بحکم عدالت اور ہمارے دستخط سے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) رجسٹرار ہائیکورٹ پٹیالہ

مہر عدالت

اشتہار مجبوریہ نصیبی نارنول واقعہ ...

... سکنہ ... قوم جاٹ سکن ... حال زوجہ ... ولد ... قوم جاٹ سکنہ نارنول ---------- مدعیہ

بنام

مسماۃ گنگا بیوہ ہرگوپال ... ولد ... قوم اگروال سکنہ بیگوپور ... وغیرہ سکنہ ... مدعا علیہم

دعویٰ ... زرعی ... ۱۹ ... حدود ... قطعہ ۳ ... مدعی

اندریں مقدمہ تاریخ ... پھاگن سمت ... مطابق ۲۱ فروری ۱۹۴۳ء ... اشتہار ہذا ... بھائی ولد گوپال قوم اگروال ساکن بیگوپور مدعا علیہ ... کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ مقررہ پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر آکر پیروی مقدمہ کرو۔ بصورت دیگر تمہارے خلاف حکم مناسب دیا جاوے گا۔

تحریر صدر

(دستخط حاکم) مہر عدالت

ثمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۱۹۴۳ء

بعدالت جناب لالہ ہری رتن سروپ صاحب بہادر اوورسیر اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول مظفر نگر مقام مظفر نگر ضلع مظفر نگر

بابو رام پسر ہردیال ... وغیرہ ... اقوام مدعی اگروال ساکنان قصبہ بوڈھانہ حصہ داران موضع سندوڑہ پرگنہ و تحصیل بوڈھانہ خال اشرف ---------- مدعیان

بنام

مسماۃ حکیماں زوجہ احمد و مسماۃ ہوشیاری زوجہ بھورا و مسماۃ ... زوجہ اصغر، ہوشیار پسر دیوان و مقسوم پسر ... مسماۃ عظیماں زوجہ ... مسماۃ حکیماں زوجہ ... مسماۃ سیدہ زوجہ حمید علی، ... پسر جعفر علی، مسماۃ فاطمہ دختر ... اقوام راجپوت مسلمان ساکنان سندوڑہ حصہ داران موضع سندوڑہ پرگنہ و تحصیل بوڈھانہ۔ مدعا علیہم

مدعا علیہم ... اقوام راجپوت مسلمان ساکنان ... تحصیل شاملی ضلع مظفر نگر

واضح ہو کہ مدعیان نے آپ کے نام ایک نالش بابت بقایا منافع کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۹ فروری ۱۹۴۳ء بوقت ... بجے دن بمقام مظفر نگر اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے مقرر واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو جائیں اور جواب دہی دعویٰ کی بھیجیں ورنہ وہ تاریخ جو آپ کی حاضری کے لئے مقرر ہے وہ آپ کے نقصان قطعی مقدمہ کے تجویز ہوتی ہے۔ پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جو گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر آپ تنازعہ اپنے جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہیں پیش کیجئے۔

اور آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر جو مذکور کو آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ یکم فروری ۱۹۴۳ء جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) مہر عدالت

تاریخی افسانہ

"ہرکامندر"

جمیرا اور دلی کے پرتھوی راج کا سکہ اٹھتے ہی راجپوتوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ اپنی اپنی راجدھانیاں بنا کر حکومت کے نشہ میں چور ہو گئے۔ متھرا اور تیلی کے درمیان دریائے گنگا کے کچھ میں دلبھ سنگھ کی حکومت تھی جس کی حدود مشہور تیرتھ گاہ سورج کنڈ ضلع انبالہ تک پھیلی ہوئی تھیں اور پورب میں رنبیر سنگھ کا راج تھا۔ رنبیر سنگھ نے گنگا کے کنارے سکھ چین نگری نام کا ایک شہر آباد کیا جس کا موجودہ نام سہارنپور ہے۔

راجہ رنبیر سنگھ اور دلبھ سنگھ میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں، دلبھ سنگھ میدانِ جنگ میں کام آیا، اور مفتوحہ علاقہ کے ساتھ مرحوم راجہ کا خاندان بھی رنبیر سنگھ کے قبضہ میں آگیا۔ سپاہیوں کو راجپوتی قاعدہ کے مطابق فاتح راجہ نے قلعہ کے سامنے کا پرانا محل دے دیا۔ زمانہ کی دستبرد نے قلعہ اور محل کے آثار معدوم کر دیئے ہیں مگر ایک اور محل کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں جس کا نام "ہرکامندر" رہ گیا ہے۔

ہرکامندر اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان سے موجودہ نسلِ انسانی کو راجکمار ہری سنگھ اور رانی روپ متی کی رومانی داستان سنانے کے لئے باقی ہے۔

راجہ رنبیر سنگھ کے روپ متی کے علاوہ دوسری اولاد نہ تھی۔ راجہ نے روپ متی کو راجپوت راجکماروں کی طرح تربیت دی۔ یہی تربیت آہستہ آہستہ روپ متی کی فطرتِ ثانیہ بن گئی۔ نسوانی حسن میں طاق تھی۔ تلوار، نیزہ بازی، گھوڑے کی سواری میں باکمالوں کی طرح حصہ لیتی، مردانہ لباس پہنتی، ریاست کا انتظام کرتی، اور سپاہ کی رہنمائی کو فخر سمجھتی تھی۔

راجپوتوں کی بہادریاں مسلم ہیں ان کی عورتوں کی فداکاریاں اور جاں بازیاں بھی کم مشہور نہیں۔ راجہ دلبھ سنگھ کی بیوہ نے شوہر کا صدمہ بہت مستقل مزاجی سے برداشت کیا، اور اپنی تمام توجہ نوجوان شہزادے کی تربیت کی طرف منعطف کر دی۔ ہری ہر سنگھ اٹھارہ سال کی عمر میں مکمل راجپوت نوجوان تھا۔

رانی کملا کی سحر خیزی اور پوجا پاٹ کی تیاریاں مندر کی گھنٹیوں کی طرح اونگھتے سپاہیوں کو بیدار کر دیتیں۔ سمجھن کی سریلی آواز ان کی روح کو جگا دیتی۔ نوجوان ہری سنگھ اور بوڑھے کھانڈے راؤ کی تلوار اور نیزہ بازی اور اس کے بعد راجکمار کا تیر و کمان لیکر محل کی چھت پر پہونچکر سامنے کے ہلتے ہوئے پتوں پر نشانہ لگانا روزانہ کا دستور تھا۔

راجکمار جو محل کی چہار دیواری میں اپنے بچپن کو رخصت کرتے ہوئے نوجوانی کی خوش آمدید کہہ رہا تھا، کبھی کبھی محل کی چھت پر سے لہلہاتے کھیتوں کو دیکھ کر جھرجھری لیتا اور پھر بڑی بڑی آنکھیں اڑتی ہوئی چڑیا پر جما کر تیر کو چٹکی کی گرفت سے آزاد کر دیتا۔ دیکھتے دیکھتے پرند زمین پر الٹتا نظر آتا۔ راج کنور ہم توڑتی ہوئی چڑیا کو دیکھتا رہتا اور پھر کھانڈے راؤ کی آواز سنائی دیتی:

"راجکمار اتر آؤ اب اندھیرا ہو رہا ہے"

راجکمار سامنے سے ریاستِ قلعہ کی عمارتوں پر حقارت کی نظر ڈالتا ہوا نیچے اتر آتا۔

شام کا ایک ایسا ہی منظر تھا۔ سرسوں کے پیلے پیلے پھول کھل رہے تھے۔ راجکمار مردانہ لباس پہنے، باغ میں ٹہل رہی تھی، اچانک اس کی نگاہ اوپر اٹھ گئی۔ سامنے دیوار پر ایک کبوتر کا جوڑا بیٹھا تھا۔ نر مستی کے عالم میں مادہ کے گرد چکر کاٹ رہا تھا۔ اس کی رس بھری آواز سے بے خودی ٹپک رہی تھی۔

مادہ کبھی ادھر منہ پھیرتی کبھی ادھر جیسے توجہ نہیں کرنا چاہتی ایک بار مادہ نے نر کو دیکھا۔ نظروں سے محبت ٹپک رہی تھی، نر سینہ تانے ہوئے مادہ کے قریب آیا اس نے منہ ہی منہ میں پریم کا رس بھرا پیغام پہونچا دیا۔

دوشیزہ راجکماری سنسنا گئی۔

آخر وہ بھی تو عورت تھی۔ پھر جو نظر اٹھی تو نوجوان راجکمار تیر کمان لئے سامنے محل کی چھت پر کھڑا تھا۔

نظر فریب جسم، بھرے بھرے بازو، پھیلتا ہوا سینہ، اٹھتی ہوئی نظریں اور مچلتے ہوئے اعضاء۔ راجکماری ٹھٹک گئی، دل میں ایک امنگ گیتوں کے تان کی طرح اٹھی اس نے نظر ہٹا کر گوشۂ چشم سے اس خوبصورت مجسمہ کی طرف دیکھا، اور محل کی طرف بھاگی، وہ سب کی نظروں سے بچنا چاہتی تھی۔ جنجر کا بوجھ اور کمر میں لٹکی ہوئی تلوار اسے مذاق اڑاتے ہوئے معلوم ہوئے۔ روپ متی نے زنانہ کپڑے پہن لئے، محل کے عورت مرد سرگوشیاں کرنے لگے مگر کسی کو سوال کرنے کی جرأت نہ تھی۔

سردار رام سنگھ راجہ رنبیر سنگھ کے بعد راج پاٹ کے کاموں میں بہت معاون رہا۔ اسکے بال سفید ہو چکے تھے، لیکن راج کے کاموں سے جی نہ چراتا۔ راجکماری رام سنگھ کو چاچا کہتی تھی، راجکماری نے راج دربار میں آنا ترک کر دیا تھا۔ سردار رام سنگھ بعض اہم امور کے سلسلہ میں راج محل گیا۔

رنگِ تغزل

(از جناب منظر صدیقی اکبرآبادی)

دل ہے اور شغلِ شکباری ہے
ہمارے کیا زندگی ہماری ہے

زندگی پر تو اپنا زور نہیں
عشق میں موت اختیاری ہے

کیوں نہ ہو ناز مجھکو غربت پر
یہ فقیری تو شہریاری ہے

مدعی عشق کا ہے ہر انساں
کیا یہ نعمت بھی اختیاری ہے؟

مجھ سے ہوگی نہ شرحِ جلوۂ دوست
کہ یہ توہینِ رازداری ہے

کبھی پی تھی تری نگاہوں سے
آجتک بیخودی سی طاری ہے

اسمیں کچھ شک نہیں کہ منظر ابھی
حسن اور پریم کا پجاری ہے

لیکن راجہ کی موت کے بعد راج کماری نے شرکت نہیں کی۔ وہ اپنا وقت شکار یا علاقہ میں دورہ کرتے ہوئے گزارتی۔ راج کماری کو سپاہیوں کا لباس اتار کر کنیاؤں کی طرح زنانہ لباس پہننے سے احتراز تھا مگر آج " " ؟

"کنیا جل" کا دن تھا محل سے روپ متی گنگا جل کی لٹیا لئے کنیا روپ میں برآمد ہوئی، باہر کنواری لڑکیاں راج کماری کا انتظار کر رہی تھیں۔ نئے قلعہ سے پرانے محل تک سپاہیوں کی قطار تھی، پیچھے سکھ چین نگری کی رعایا اپنی راج کماری کو کنیا روپ میں دیکھنے کے لئے بے تاب تھی، جلوس آہستہ آہستہ نئے قلعہ کے پھاٹک سے نکل کر مندر کی طرف بڑھا۔ پرانے محل کے مندر کی سیڑھیوں پر پجاریوں صف باندھے کھڑی تھیں اور ان کے پیچھے ہری ہر سنگھ بوڑھے کھانڈے راؤ کے ساتھ تماشا دیکھ رہا تھا۔

راج کماری نے دیکھا کہ تیر کمان والے نوجوان نے اسکی طرف دیکھا اپنے بوڑھے ساتھی سے کچھ پوچھا اور بڑھے راجپوت نے کوئی جواب دیا اور پھر نوجوان کے چہرے پر حقارت کی لہر دوڑ گئی، آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے، نفرت کی لہر اس راج کماری کی طرف بڑھیں اور حقارت کے شعلوں نے راج کماری کے ہردے کو پریت کی اگنی میں بھسم کر دیا۔

"وہ کون ہے؟" اس نے ایک سجان سے سوال کیا۔

"راج کمار ہری ہر سنگھ"

راج کماری نے زمزمہ بہ لب۔ "ہری ہر سنگھ" "دلبھ سنگھ کا بیٹا؟" لمکنت و خود داری کی ایک چمک راج کماری کے چہرہ پر نمودار ہوئی آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے راج کماری نے مڑ کر دیکھا راج کمار کی نگاہوں میں اس نے پڑھا "تم سنسار ہو"

رانی کملا برابر محل میں [illegible] تھی ایک دن سردار رام سنگھ اچانک [illegible] رانی سردار کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئی اور سکھ چین نگری کی حیثیت کی انتہا رہی کہ سکھ چین نگری کے سرداروں نے فیصلہ کیا ہے کہ [illegible] روپ متی کا بیاہ راج کنور ہری ہر سنگھ سے رچایا جائے۔ رانی نے سردار کی بات سنکر [illegible] کے بعد یہ جواب دیا کہ "ہم لوگ [illegible] راج کماری کے لئے کسی راجہ مہاراجہ کو تلاش کیجئے" سردار رام سنگھ نے ہمت نہ ہاری اور رانی کملا کو بہت سے [illegible] دلائے سمجھائے

(باقی صفحہ (۱۸) پر)

راجکماری کا زنانہ لباس اور امورِ مملکت سے چشم پوشی، بوڑھے سردار نے راجکماری کے دل کی آواز سن لی کہ "میں عورت ہوں" سکھ چین نگری میں رسم تھی کہ ہر سال کنواری کنیائیں مندر میں گنگا جل جمع کیا کرتی تھیں، اس رسم کا نام "کنیا جل" تھا۔ راجہ رنبیر سنگھ کی حیات تک اس جلوس کی رہنمائی راجکماری کرتی رہی

پچھلے صفحے سے

حتیٰ کہ چند شرائط کے ماتحت مقبوضہ علاقہ واپس کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ رانی کملا نے سکوت اختیار کر لیا اور سردار رام سنگھ قلعہ کو واپس ہو گئے۔

پرانی عداوت اور دشمنی کی جگہ نئے خوشگوار تعلقات لیتے جا رہے تھے، رانی کملا اور ہری سنگھ کی عزت خاطر خواہ کی جا رہی تھی، ہری سنگھ اور روپ متی کی اجنبیت ٹوٹتی جاتی تھی کہ ہولی کا تہوار آ پہونچا۔

ہولی کے موقعہ پر سردار رام سنگھ ایک بہت بڑی دعوت دیا کرتے تھے، راج کماری روپ متی اور بڑے بڑے سردار شریک ہوتے۔

دعوت ختم ہو چکی تھی، راج کماری اپنے رتھ میں سوار ہونے کے لئے جا رہی تھی، ہری ہر سنگھ بھی جانے کے لئے تیار ہوا۔ روپ متی راج کنور کی طرف مڑی،

"راج کمار رتھ حاضر ہے" راج کمار نے انکار کرنا چاہا مگر راج کماری کی نظروں میں ترغیب کی لہریں دیکھ کر آمادہ ہو گیا، راج کماری محل کے دروازے پر ایک انداز خاص سے بولی:۔

"تھوڑی دیر بیٹھ کر چلیے گا" دونوں محل میں چلے گئے

"بشن گڑھ کا راج کیوں نہیں قبول کرتے" راج کماری نے دلبھ سنگھ کے علاقہ کی طرف اشارہ کیا۔

"راجپوت کا بیٹا بھیک نہیں لیتا"

راج کماری مسکرائی،

"مگر بھیک کون دیتا ہے"

"تم" راج کماری اٹھ کر کھڑی ہو گئی،

"راجپوت عورت کی توہین کرتے ہو راجکمار" راج کماری کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں،

"راجپوت کے بل کو نہ تولو راجکماری" ایسا نہ ہو کہ جگ کہے کہ ایک راجپوت مرد نے عورت کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا"

رانا آبھ سنگھ نے راجہ رنبیر سنگھ سے شکست کھائی ہے، بشن گڑھ کا راج تمہارا ہے اور ہم لوگ تمہارے قیدی، قفس کی لوہے کی سلاخیں جب توڑ سکوں گا اس وقت سر اونچا ہوگا، راج کمار کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، راج کماری خاموش تھی،

"آپ قیدی نہیں ہیں"

اور کیا ہوں" راجکمار نے کچھ سکون سے کہا۔

"راجکمار" روپ متی کے چہرہ پر حیا کی کرن دوڑ گئی

"کیا؟" راج کمار نے معنے کو حل کرنے کے لئے سوال کیا۔

"آپ قیدی نہیں ہیں" راج کماری نے ہری ہر سنگھ کے چہرے پر خون کی روانی کو دیکھ کر کہا ہری ہر سنگھ کی آنکھوں میں غم و غصہ کی لہریں آ جا رہی تھیں، ہاں قیدی ہوں، سنو اب اس قید کی آہنی سلاخوں کو توڑ کر دم لوں گا، تمہیں خبر کئے دیتا ہوں ہری ہر سنگھ اب خون کی ہولی کھیلے گا"

راجکماری اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس نے ہری ہر سنگھ کی تلوار کو اپنے سینے سے لگا لیا، اسکی جذبات بھری آواز سے مایوسی ٹپک رہی تھی،

"تم قیدی نہیں ہو راج کمار" یہ کہہ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

عورت کی ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں اور چھلکتے ہوئے آنسوؤں کے سامنے بڑے بڑے اونچے سر جھک جاتے ہیں،

ہری ہر سنگھ کی نوجوان آنکھوں کے سامنے اب شکھ چین نگری کی رانی نہیں بلکہ ایک انیس سالہ کنیا تھی، راج کماری نے آنسو پونچھنے کے لئے ساری کا آنچل اٹھایا، شباب کی ایک ہرقی لہر روپ متی کے جسم سے نکل کر راج کمار کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر گئی۔

وہ تڑپ کر اٹھا اور روپ متی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا

"تم رو رہی ہو" راج کماری کی سرگیں نظریں کہہ رہی تھیں "ہاں"

"کیوں روتی ہو راج کماری؟" ہری ہر سنگھ کی آواز میں درد تھا،

"تم قیدی نہیں ہو" راج کماری اس کی تلوار کے دستہ سے کھیلنے لگی،

"پھر کیا ہوں؟" راجکمار نے قریب آ کر پوچھا۔

"پریتم!" تلوار کا دستہ ہاتھ سے چھوٹ گیا

اور وہ دوڑ کر باہر نکل گئی،

"ہر کا مندر" اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان سے اب تک یہ داستان دہرا رہا ہے!

ادب پارے

(۱)

جس دن موت تیرے دروازے پر دستک دیگی، تو تو اسے کیا چیز پیش کرے گا، میں اپنے مہمان کے سامنے زندگی کا لبریز ظرف رکھ دوں گا میں اسے خالی ہاتھ بالکل نہیں جانے دوں گا۔

جب موت میرے دروازے پر دستک دیگی تو میں اپنی زندگی کے خاتمہ پر جلوہ ہائے بہار کی شادابی اور اپنی مصرف زندگی کا تمام حاصل اسکے سامنے رکھ دوں گا دیکھو

(۲)

میں تجھ سے کہتا ہوں، موت کوئی چیز نہیں بلکہ اس پردے میں ایک نہ رکنے والی بالیدگی ہے وہ بالیدگی جو سنج دفع پر غالب آتی ہے دنیا کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک بے شمار سرگوشیاں سانس لے رہی ہیں، تو اپنی زندگی کے لئے اور آنے والی مہمات کے لئے پروان چڑھ، تو ایک کڑی ہے اس مسلسل زنجیر کی، جو تیرے بعد بھی موجود رہے گی پتھر شکل بدلتا ہے لیکن کسی اور جگہ صبح نمودار ہو رہی ہے،

اور اس نئی صبح کے لئے تیری رات بھی روشن ہے،

اپنے بالوں کو قایم رکھئے

کامینیا آئل (رجسٹرڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول سمجھ لیجئے جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔

بال کا گرنا بند، سفید ہونا بند

لاکھوں کا مرغوب بالوں کا تیل

یہ آپ کے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑھاتا بھی ہے۔

ہر جگہ فروخت ہوتا ہے

دل بہار آئل (رجسٹرڈ)

اس میں کامینیا کے ہی اوصاف موجود ہیں، مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے۔ لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔

ہر جگہ مل سکتا ہے۔

سول ایجنٹس

دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی

بمبئی ۲

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم

بادشاہی

صابون اور پاؤڈر

قیمت تین آنے کا بکس بارہ آنہ - استعمال کیجئے - قیمت فی بوتل ایک روپیہ

دہلی ایجنٹ:۔ کے۔ آر۔ ولا سرائے کاٹھ صدر بازار دہلی

وہ اعداد و شمار

جو اعتماد کے حامل ہیں

۲۳ ویں سہ سالہ ویلیوشن رپورٹ

نے ثابت کر دیا کہ

اموات کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے تجربہ نے

اخراجات کی شرح کو گھٹایا

اس سہ سالہ عرصہ کے لئے خالص منافع ——— ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ

کمپنی کے واجبات کی قیمتوں کا اندازہ

کرنے اور تین فیصدی سود پھیلانے کے بعد

پالیسی ہولڈروں کا ریزرو ۵۴ لاکھ روپیہ سے بڑھ گیا

اعلان شدہ بونس:۔ تمام عمر کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ - فی ہزار فی سال

میعادی پالیسیوں پر دس روپیہ فی ہزار فی سال

ہیڈ آفس:۔ بمبئی

گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

قائم شدہ:۔ ۱۸۷۴

اورینٹل بلڈنگ کوئنز روڈ نئی دہلی

برانچ سکریٹری:۔ لالہ بشمبر ناتھ بمبئی

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر (۴)

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے، رنر اپ پچاس روپے

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ ۲ مارچ ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت "تیج ویکلی" مورخہ ۷ مارچ ۱۹۴۴ء

(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۴۴ء

اشارات، دائیں سے بائیں

(۱) آجکل کی یہ غریبوں کو زندہ درگور کئے دیتی ہے (۶) یاس سے میں نے یہ پی چھپا پی چکے سب جب شراب ؛ کچھ ہمارے واسطے ساغر نہیں" ——— "رہ گیا (۱۰) ذریعہ (۱۱) لفظ "اسکول" کے اُلٹے پلٹے حروف (۱۳) اگر غور سے دیکھئے تو ہر بڑا کارخانہ "———" ہی کی ملکیت ہوتا ہے" (۱۶) ساحل (۱۷) بڑی عادت (۱۸) بعض مردوں کی رائے ہے کہ عورت کی شکل خواہ "———" جیسی کیوں نہ ہو آپ اُسے نظر انداز کر دیجئے مقام سیرت ہے اس کو پیش نظر رکھئے (۲۰) بعض لڑکے اپنے خاندان کی "———" کا باعث ہوتے ہیں (۲۱) نقد سودا خریدنے والے ایک پیسہ بھی "———" نہیں چھوڑتے (۲۲) بند مکان میں جب چور ——— "جلتے ہیں تو نکل بھاگنا مشکل ہو جاتا ہے (۲۳) بعض دواؤں کی خوراکوں کی مقدار "———" ——— "گھٹائی جاتی ہے (۲۵) اس پر ہاتھ رکھ دینا جان بوجھ کر مصیبت مول لینا ہے (۲۸) لفظ "زیک" کے دو حروف۔

(۲۹) غم میں یہ نہ کرنا صبر کی دلیل ہے (۳۰) طریقہ

(۳۲) اس کی آمد پریشانی کا باعث ہوتی ہے، (۳۳) اس کے جوش میں آدمی کبھی کبھی اپنے قیمتی مال کو بھی عزیز نہیں رکھتا،

(۳۴) پرانے طریقے کے مولوی لوگ بچوں کو مار مار کر ——— "دیتے ہیں

(۳۵) ایک ایسی بیماری جس میں آنکھوں میں اور جسم پر زردی چھا جاتی ہے

(۳۶) ایسے ہی بچے جوان ہو کر بہادر سپاہی بن سکتے ہیں۔

اشارات، اوپر سے نیچے!

(۱) اس کی شکل گول ہوتی ہے (۲) گنے کا یہ گرمی میں بہت مکتا ہے (۳) یہ مانی ہوئی بات ہے کہ "خدا" ——— "ہے"

(۴) اس کی ایجاد نے پانی کی دستیابی آسان کر دی ہے،

(۵) اس مقام پر (۶) یہ وہ موقع ہوتا ہے جب چیتر مار بھی پرندوں کو نہیں چھیڑتے (۷) تہوار کے موقع پر چپراسیوں کو انعام "———" خوب مل جاتا ہے (۸) صراحی سے پانی اُنڈیلنے کی آواز (اس دو حرفی لفظ کو مکرر پڑھیئے) (۹) لفظ "سیو" کے صرف دو حروف (۱۲) کھیت میں کھاد دینے سے فصل خوب "———" ہے (۱۴) بعض مخصوص کتوں کا باوجود عدم تربیت کے تمام عمر "———" ہی رہنا کوئی حیرت کی بات نہیں!

(۱۵) "دولت دنیا پاکر گھبرے نہ اُڑاؤ بلکہ "———" کی حیثیت سے زندگی بسر کرو

(۱۶) بد شکل (۱۹) گھڑی سے یہ معلوم کیا جاتا ہے، (۲۱) یہ وہ نعمت ہے جس کی مدد سے بڑی سے بڑی جماعت کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے،

(۲۴) اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہمہ وقت حاضر دماغ رہے

(۲۶) مغربی تہذیب میں دوشیزہ کے لئے اس کا دلفریب بنانا ضروری سمجھا جاتا ہے،

(۲۷) چینی کا یہ ذرا سی ٹھوکر سے ٹوٹ جاتا ہے،

(۳۰) سے یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگار "———" نسیاں ہو گئیں

(۳۱) لفظ "قابو" کے تین حروف

(۳۲) "———" لوٹ کر زندگی بسر کرنا ڈاکوؤں کا کام ہے،

ان چھوٹے نقشوں پر آپ اپنے بھیجے ہوئے حلوں کی نقلیں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں

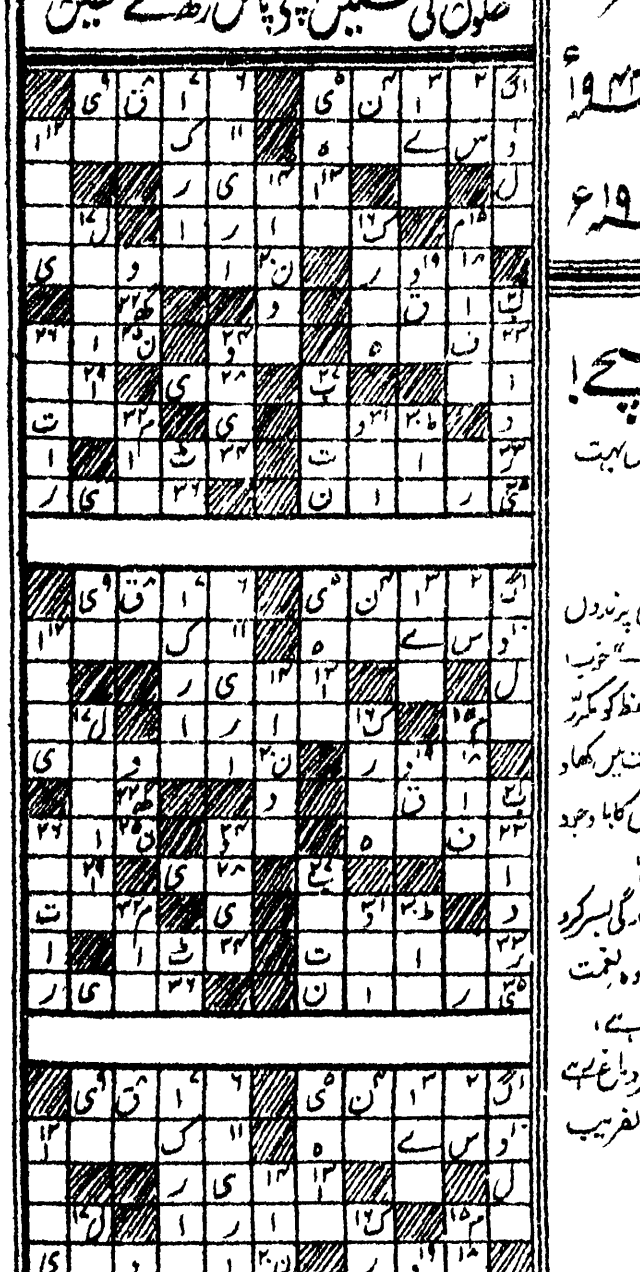

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۴)

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

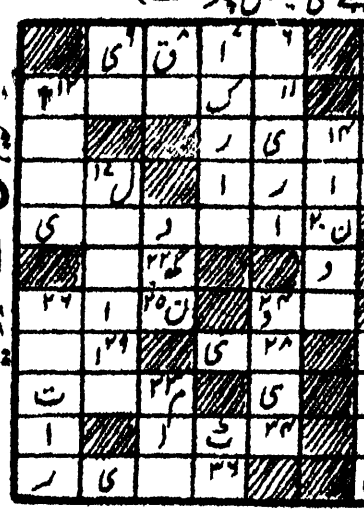

(یہاں سے موڑیئے)

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

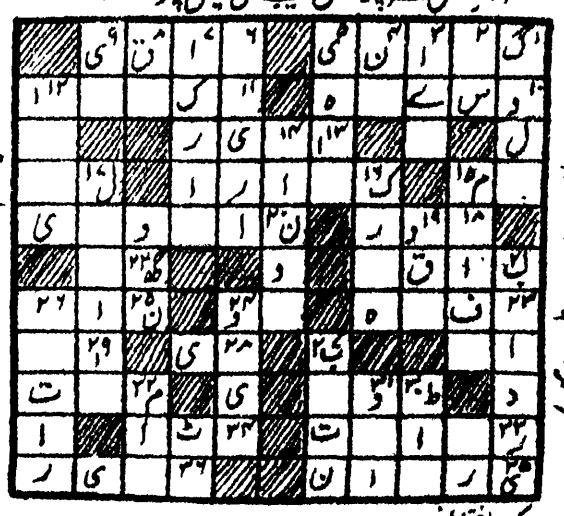

(یہاں سے موڑیئے)

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ اس نقشہ کو مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

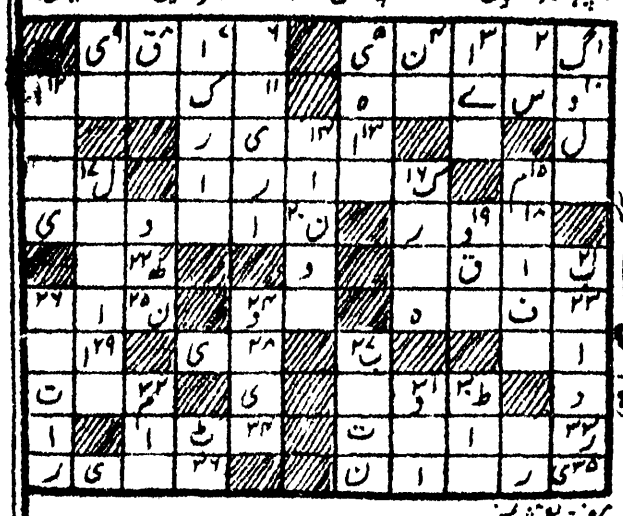

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

حل کردہ نقشہ نمبر ———

ادا کردہ نقشہ نمبر ———

مفت نقشہ نمبر ———

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے، خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیجیئے، جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں، جو نقشہ دو نقشے بھر کر آٹھ آنے فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۴:- داخلہ کے قواعد و شرائط کو پڑھ کر میں اس انعامی معمہ میں اس شرط پر شریک ہوتا ہوں کہ اس کے جملہ امور کے متعلق تیج ویکلی کے فیصلہ کا قانوناً پابند ہوں گا!

پورا نام (صاف طور پر) ———

پتہ ———

نمبر سیریل آرڈر — نمبر ڈوسٹل آرڈر — نمبر ٹکٹوں کا آرڈر

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیئے

قواعد و شرائط معمہ

معمہ کے حل بھیجنے سے پہلے ذیل کے قواعد و شرائط کو غور سے پڑھیے۔

(۱) ہر انعامی مقابلہ کی فیس فی نفسہ [illegible] لفافے میں ٹکٹ لگے ہوئے لفافے بھیجنے کے لئے تیار الفاظ ساتھ بھیج سکتے ہیں۔ (۲) [illegible] (۳) ہر فارم کے اندر تین نقشے ایک ساتھ شائع ہوتے ہیں [illegible] حل کرکے [illegible] نقشوں کے نیچے مسلسل نمبر شمار [illegible] (۴) کل [illegible] حل کے فارموں کے ساتھ آنی ضروری ہے منی آرڈر کی رسید یا پوسٹل آرڈر حل کے فارموں کے ساتھ [illegible] کرکے [illegible] آپ اگر چاہیں تو ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیج سکتے ہیں [illegible] کہتی ہے کہ اگر ٹکٹوں کی رقم لفافہ کے اوپر درج [illegible] ٹکٹ [illegible] جائیں [illegible] لفافہ کو رجسٹری کرانا ضروری ہوگا کرنسی نوٹ کے متعلق پوسٹل [illegible] کا [illegible] کا بیمہ کرانا ضروری ہے آپ جو کچھ بھیجیں اس کا اندراج فارم پر [illegible] کے [illegible] کا (۵) اس انعامی مقابلہ کو جتنے نقشے آپ چاہیں مختلف نام کے حلوں سے بھر کر بھیج سکتے ہیں جن صاحب کو زیادہ تعداد میں نقشے درکار ہوں وہ دفتر سے تیج ویکلی کی مزید کاپیاں [illegible] یا اپنے مقامی ایجنٹوں سے خرید سکتے ہیں (۶) نقشوں کو روشنائی سے صاف طور پر بھرنا چاہیے [illegible] پنسل سے نہیں لکھنا چاہیے اور ان کو کاٹنا یا مٹانا یا مسخ کرنا چاہیے ورنہ [illegible] خانہ کو خالی چھوڑنا چاہیے منیجر کراس ورڈ معمہ کو اختیار ہے کہ کٹے پھٹے یا مشکوک حلوں کو خالی خانہ والے حلوں کو مقابلہ میں شامل نہ کرے (۷) فارم پر اپنا پورا پتہ روشنائی سے صاف اور خوشخط لکھیے (۸) ایک لفافہ میں ایک ہی خاندان کے کئی افراد اپنے مختلف ناموں سے کئی فارم بھیج سکتے ہیں اور فیس [illegible] طرف سے بھیجی [illegible] روانہ کر سکتے ہیں لیکن ایک فارم صرف ایک ہی شخص کے نام سے داخل کیا جا سکتا ہے (۹) اس مقابلہ میں پہلا انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا بھیجا ہوا حل جائزے میں بالکل صحیح ہوگا اس کے مطابق ہوگا اور باقی انعامات [illegible] اپنی [illegible] کی کم تعداد والے حلوں میں تقسیم کرتے جائیں گے اور انعامات کی تعداد، تناسب کا فیصلہ قطعاً منیجر تیج ویکلی کے اختیار میں ہوگا۔ اگر کوئی بالکل صحیح حل موصول نہیں ہوگا تو پہلا انعام کم سے کم غلطی والے حل کو دیا جائے گا۔ اگر ایک سے زیادہ حضرات پہلے انعام کے مستحق ہوں گے تو انعام کی رقم برابر حصوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس مقابلہ میں ایک شخص کو صرف ایک ہی انعام دیا جائے گا (۱۰) معمہ کا صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام اعلان کردہ تاریخوں پر تیج ویکلی میں شائع کر دیے جائیں گے۔ اگر کسی شخص کا مقابلہ کو جس کا نام فہرست انعامات میں موجود نہ ہو، خیال ہو کہ وہ حق انعام ہے تو اسے نتیجہ کی اشاعت کے ایک ہفتہ کے اندر دوبارہ جانچ کی درخواست دو روپے فیس کے ساتھ بھیجنی چاہیے۔ اگر اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہوگا تو اسے انعامات کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا اور اس کی فیس جانچ بھی واپس کر دی جائے گی ورنہ نہیں۔ اس مدت کے گذر جانے پر داخلہ کے تمام نقشے ضائع کر دیے جائیں گے اور چونکہ دوبارہ جانچ کی درخواست کے لئے کافی وقت دیا جا چکا ہوگا اس لئے بعد کو اس سلسلہ میں کسی طرح کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا (۱۱) ہر غلط لفظ کی ایک غلطی شمار کی جائیگی مثلاً اگر ایک لفظ کے غلط بھرنے سے دو لفظ غلط ہو جائیں گے تو غلطیوں کی تعداد دو سمجھی جائے گی (۱۲) حل کے فارموں کے وقت پر نہ پہنچنے یا غلطی سے [illegible] جانے یا راستہ میں گم ہو جانے وغیرہ کے متعلق دفتر تیج ویکلی پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور نہ معمہ کا دفتر اس انعامی مقابلہ میں کسی خط کا جواب دینے یا زبانی گفتگو کرنے کا پابند ہوگا (۱۳) کوئی رقم جو معمہ کی فیس داخلہ کی [illegible] ہوگی واپس نہ کی جائے گی اور نہ وہ آئندہ معمہ یا کسی دوسرے حساب میں داخل کی جائے گی (۱۴) [illegible] مقابلہ سے تعلق رکھنے والے تمام امور کے سلسلہ میں منیجر تیج ویکلی کا فیصلہ [illegible] قابل پابندی ہوگا (۱۵) اس انعامی مقابلہ کی کھلی ہوئی ضروری پہلی شرط ہے (۱۶) معمہ [illegible] کے لفظوں کے سوا کوئی خط یا تحریر نہ بھیجیے ورنہ وقت پر تعمیل نہ ہو سکے گی (۱۷) مقابلہ کے [illegible] شرائط کی حیثیت ایک معاہدہ کی ہے جو تیج ویکلی اور ہر ایک شریک معمہ کے درمیان قابل پابندی سمجھا جائیگا [illegible] کو اختیار ہوگا کہ کسی قاعدہ یا شرط کی عام پابندی کے [illegible] حل کے فارم کو شریک مقابلہ نہ کرے۔

(۱۸) منی آرڈر فارم یا پوسٹل آرڈر یا حل والے لفافہ پر حسب ذیل طرح لکھیے:

منیجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر ۴ تیج ویکلی دہلی

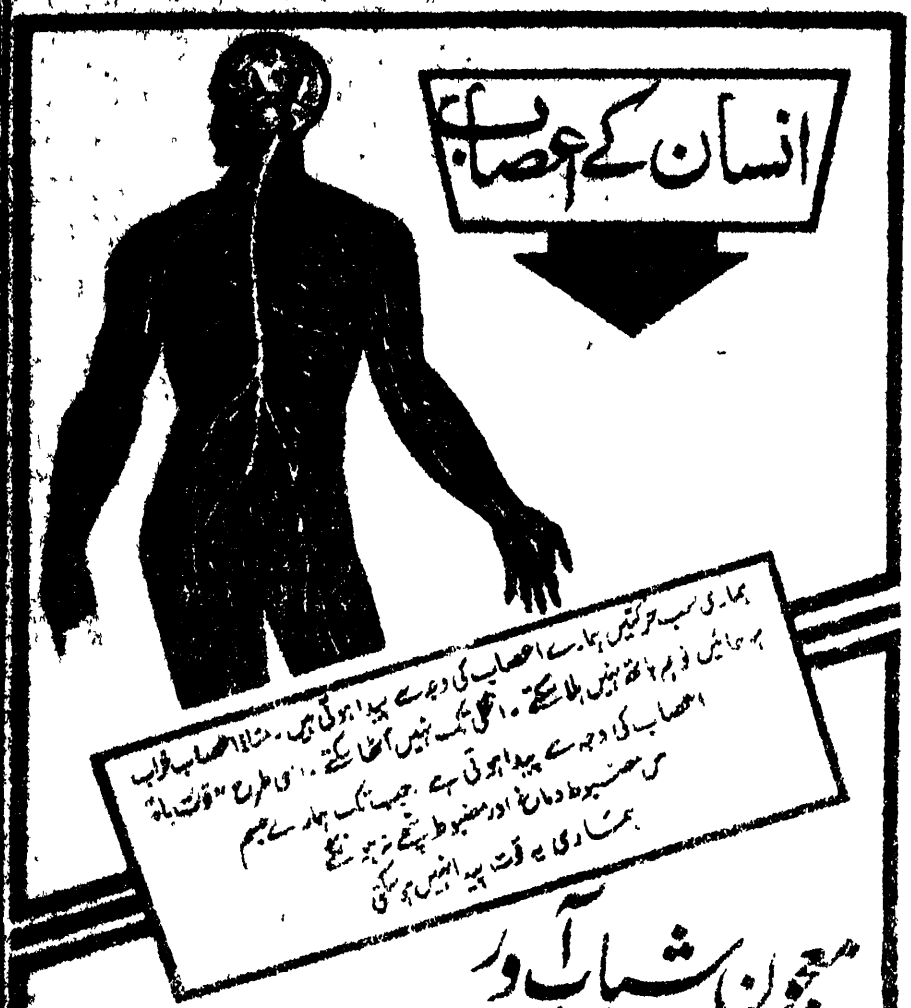

معجون شباب آور

اعصاب کو بے انتہا قوت دیتی ہے۔ دماغ اور دل پر خاص اثر ڈالتی ہے۔ اعتدال سے ہٹ جانے اور فطرت کے قوانین کی پابندی نہ کرنے سے جب قوت باہ میں کمزوری آجاتی ہو تو اسے معجون شباب آور ہی دور کر سکتی ہے، کیوں کہ اسے اسی مقصد کے لیے خاص طور پر جدید تحقیقات کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔

معجون شباب آور ـــــ ہمدرد کی خاص ایجاد

قیمت:- فی شیشی (۲۰ دن کا پورا کورس) پانچ روپے

ہمدرد دواخانہ، دہلی

ریلوے مسافروں کی ہوشیاری کیلئے

افسوس ہے کہ جنگ کی حالت کے باعث بلب کی کمی ہو جانے سے گاڑیوں کی اندرونی روشنی پر پابندیاں لگا دی گئی ہیں۔ ریلوے کا محکمہ اس سلسلہ میں جو محکمہ کے کنٹرول کا نہیں ہے۔ مسافروں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ خود ہوشیاری سے کام لیں۔ مسافروں کو ان کے اپنے مفاد میں مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو اپنے ساتھ بجلی کی ٹارچ رکھیں۔

(زراعت و باغبانی)

آلو اور گیہوں کی مشترکہ کھیتی

از مسٹر کے۔ ڈی بنرجی ڈسٹرکٹ انسپکٹر زراعت ضلع غازیپور

ہندوستان میں گیہوں کی بنگ آلو کو شت بھی جگہ کی جاتی ہے لیکن ہندی پوبیں ان دونوں فصلوں کو ایک ہی کھیت میں ایک ہی موسم میں ساتھ ساتھ بونے کا ایک نرالا طریقہ ہے۔ کاشتکاروں کی سہولت کے لئے ان فصلوں کی مشترکہ کھیتی کے متعلق چند ضروری باتیں ذیل میں کہی جاتی ہیں۔

زمین: ہلکی دومٹ یا ایسی زمین جس میں آلو یا گیہوں کی کاشت ہو سکتی ہے اس کے لئے موزوں ہے۔

جوتائی: عام طور سے اس قسم کی مشترکہ کھیتی کو وہیں رواج دیا جاتا ہے جہاں لوگ ایک ہی کھیت اور موسم میں زیادہ سے زیادہ فصلیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس فصل کی کامیابی بہت کچھ کھیت کی اچھی تیاری پر منحصر ہے۔ آلو یا دس جوتائی کی ضرورت ہے۔

اس ضلع میں یہ فصل رگیہوں اور آلو عام طور سے مکا اور کوکن کٹنے کے بعد بوئی جاتی ہے۔

کھاد: ان فصلوں کو جتنی ہی زیادہ کھاد دیجائے فائدہ مند ہے لیکن مجبوری سے جب دیل مقدار اور کھاد دینے کا طریقہ زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

پہلی فصل کٹ جانے کے بعد یعنی خریف کو کاٹ کے کھیت میں کم سے کم ۱۵ گاڑی گوبر کی سڑی کھاد فی ایکڑ ڈال دینا چاہئے اور جوتائی ہو جانی رکھنا چاہئے۔ رینڈی اور نیم کی کھلیاں بھی بہت کارآمد ہیں۔ بونے سے پہلے ۲۵۔ ۳۰ من فی ایکڑ کھلی کھیت میں ڈال کر دو تین جوتائی کر دینا چاہئے پھر فصل بونا چاہئے۔ جھڑ کی مینگنی پاخانہ کی سڑی کھاد، سوپر فاسفیٹ، سوڈیم نائٹریٹ وغیرہ بھی کہیں کہیں فصل بونے سے پہلے ڈالتے ہیں۔ اگر کھیت تیار کر کے گوبر کی کھاد ڈالی جائے تو ساتھ ہی ساتھ سلفیٹ اور سوڈیم نائٹریٹ دینا ضروری ہے۔ اگر یہ کھادیں نہ ملیں تو لونہ مٹی ڈال دینا چاہئے۔

بیج: آلو جس کا نام دارجلنگ ہے عام طور سے پٹنہ سے منگایا جاتا ہے۔ گیہوں بوسنبر ۵۲ کے ساتھ ساتھ بونے سے دونوں فصلوں کی پیداوار اچھی ثابت ہوتی ہے۔ آلو کا بیج پچھلے سال نیا منگا کر بویا جاتا ہے۔ وہ پچھلے فصل کے اصل بیج اور بیج کو بدل کر بونے کے اصول کے تحت میں زیادہ پیداوار دیتا ہے۔ بیج فی ایکڑ اگر بڑا ہے تو ۸ من چھوٹا اور چھوٹا قریب ۴ یا ۵ من بویا جاتا ہے۔

بوائی: آلو بونے کا وقت شروع کنوار سے نصف کاتک تک یعنی ۱۵ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر تک ہے لیکن جو آلو دیر سے بویا جاتا ہے اس کی فصل سے حاصل کی ہوئی پیداوار کی قیمت اچھی ملتی ہے۔

بونے کا طریقہ: کھیت کو اچھی طرح جوتنے اور تیار کرنے کے بعد دیسی ہل سے قریب سوا سوا فٹ کے فاصلہ پر ہلکی کھینچ دیتے ہیں۔ اس طرح ۳-۴ انچ اونچی مینڈیں تیار ہو جاتی ہیں۔ پھر ان مینڈوں کو کدال اور پھاوڑے کی مدد سے درست کر کے اس روز قریب پانچ سے سات انچ کے فاصلہ پر آلو کا مکمل بیج کھرپی سے ۲ سے ۲ ڈھائی انچ گہرا سوراخ کر کے بو دیتے ہیں۔ بیج مینڈوں کی بغل میں بویا جاتا ہے۔

اپھاتی: اگر زمین میں بیج جمنے کے لئے نمی کافی ہے تو سینچائی بونے کے پہلے کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر کافی نہیں ہے تو کھیت کو پلیو (بدکا پانی دیکر) کر کے تیار کر لیا جائے اور بوائی کر دی جائے۔ جب پودے ۳-۴ انچ کے ہو جائیں تو ان میں ایک پانی مینڈوں کے برابر دینا چاہئے اور پھر دو تین دن کے بعد جبکہ گوڈنے کے قابل ہو جائے گڑائی کر کے مینڈوں کے دونوں طرف اس طرح مٹی چڑھائی جائے کہ پودے مینڈوں کے بیچ میں پڑیں۔ اس طرح دو قطاروں کے درمیان نالی بن جائے گی اب انھیں نالیوں میں گیہوں کا بیج چھڑک کر مینڈوں کی بہت تھوڑی سی کنارے کی مٹی لے کر پودوں سے ملکر ڈھک دینا چاہئے گیہوں کا بیج فی ایکڑ ۲ سے ۳۰ سیر تک ڈالا جاتا ہے۔

پانی ضرورت کے مطابق ہر آٹھ یا دس روز پر دینا چاہئے تاکہ کھیت میں نمی قائم رہے۔ کل چار پانچ پانی دینے کے بعد آلو کی فصل پہلی مرتبہ کھودنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

آلو کی پہلی کھدائی: لمبی لمبی کھرپیوں کے ذریعہ پودوں کے چاروں طرف سے مینڈوں کو احتیاط سے کھود کر تیار آلو نکال لیتے ہیں لیکن آلو نکالتے وقت پودے کی جڑیں نہ کٹنے پائیں۔ مینڈ کو درست کر کے دس یا پندرہ روز کے بعد پانی دیا جاتا ہے۔

آلو کی دوسری کھدائی: کھڑی فصل کے بیچ بیچ مینڈوں میں سے فروری کے آخیر میں نکالے جاتے ہیں۔ یہ بعد والے آلو بیج کے کام آتے ہیں کیونکہ اچھی طرح پکے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔

پیداوار: آلو کی پہلی فصل کی پیداوار فی ایکڑ ۷۵ سے ۹۰ من تک ہو جاتی ہے۔ اوسط پیداوار عام طور سے ۵۰ سے ۶۰ من ہوتی ہے۔ اگر آلو کی ایک ہی فصل لی جائے تو پیداوار ۱۰۰ سے ۱۲۵ من فی ایکڑ تک مل جاتی ہے۔ دوسری فصل کی پیداوار ۲۲ سے ۳۰ من فی ایکڑ ہوتی ہے۔ گیہوں کی پیداوار کم سے کم ۷ من اور زیادہ سے زیادہ ۱۵ من فی ایکڑ فصل نشوونما کے مطابق ہو جاتی ہے۔

بیماری: ایک قسم کا مرض جس کا مقامی نام ککورا ہے ہے آلو میں لگ جاتا ہے جس سے اسکی پتیاں سکڑ جاتی ہیں دانے چھوٹے ہو جاتے ہیں اور کم پڑتے ہیں۔

نوٹ: آلو کے ساتھ اگر دیسی گیہوں بویا جائے تو اس میں گرد ہی لگ جاتی ہے۔

خرچہ کاشت آلو اور گیہوں فی ایکڑ

	روپیہ	آنہ	پائی
۱۰ جوتائی در ایکڑ ۱۰ روپیہ آٹھ آنہ فی جوتائی	۱۵	-	-
کھلی ۲۵ من در ۵ روپیہ فی من	۱۲۵	-	-
گوبر کی کھاد ۱۵ گاڑی در ۲ روپیہ فی من	۳۰	-	-
بیج آلو ۶ من در ۲۵ روپیہ فی من	۱۵۰	-	-

(باقی اگلے صفحہ پر)

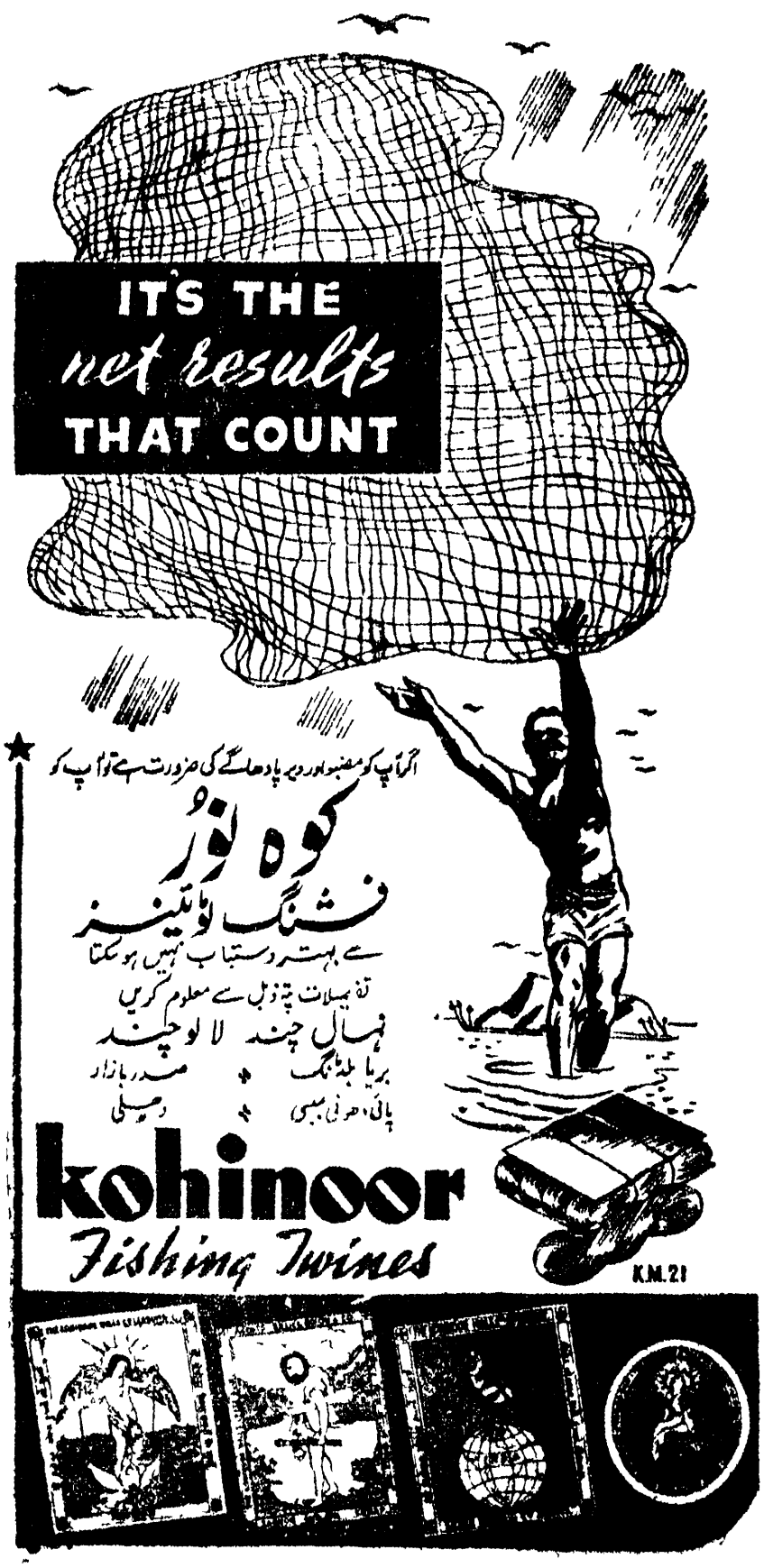

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پردرانتک چورن ——— دو روپیہ
(۲) پردرانتک اولیہ ——— سات سے تین روپیہ
سات سے پانچ روپیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں، ماہواری کی خرابی وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

پتہ: ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

روزی کمانیکے آسان وسائل

(از جناب صوفی لچھمن پرشاد صاحب)

ایسنس آف لیمن

آئل آف لیمن، فلوڈ ایسنس، الکوحل نصف گیلن پانی نصف گیلن ہمیں چھ کے سفوف کے ساتھ آئل آف لیمن کو بعد تھوڑی کھانڈ کے کھرل کر کے لئی سی سالبس اور اس میں تھوڑی [illegible] ملائے جائیں پھر اس کو ایک گیلن کی بوتل میں [illegible] اور خوب اچھی طرح سے ہلا کر دو تین دفعہ [illegible] میں سے احتیاط سے فلٹر کریں تاکہ اس کا رنگ صاف شفاف نکل آئے۔ ایسنس آف لیمن تیار ہے [illegible] کو کام کر تجارت کریں اور فائدہ اٹھائیں۔

ایسنس آف لائمز

آئل لائمز، ایسنس الکوحل نصف گیلن [illegible] مقطر نصف گیلن۔ مندرجہ بالا طریقے سے تیار کیا [illegible] نہایت اچھا تیار ہوگا۔

اکسٹریکٹ آف اورنج

الکوحل [illegible] گیلن۔ [illegible] نزولی [illegible] پانی اڑھائی گیلن [illegible] طریقہ سے تیار [illegible]

اکسٹریکٹ آف کورانٹ

[illegible] چھ پائنٹ پانی دو پائنٹ [illegible] کو موٹا موٹا کوٹ کر [illegible] الکوحل

پانی ڈال دیں اور دس دن تک پڑا رہنے دیں۔ اس کے بعد اس کو پریس کر کے فلٹر کر کے رکھ لیں۔ اکسٹریکٹ آف کورانٹ تیار ہے۔

دیا سلائی بنانا

دیا سلائی پر لگانے کا مسالہ ہے نٹی منی سفائڈ ایک حصہ پٹاشیم کلوریٹ ایک حصہ۔ گوند ببول دو حصے سفوف شیشہ [illegible] حصہ۔

گوند اور پٹاشیم کلوریٹ کو گرم پانی میں حل کر کے اس میں انٹی منی سلفائڈ ملائیں تاکہ تمام مرکب لئی کی مانند بن جائے۔ اب اس میں سفوف شیشہ ملا دیں اور اس مرکب کو تھوڑے تھوڑے دن میں ڈال دیں جو کہ بیٹھ کے ذریعہ گرم رہے۔ اب اس میں تیلیوں کے سر ڈبو کر خشک ہونے کے لئے ہوا میں پھیلا دیں۔ تیلوں کے کمسر کی دونوں طرف تیلیوں کو رگڑ کر روشن کرنے والا مسالہ تیار کریں۔

ریڈ فاسفورس دو حصہ گوند ببول ایک حصہ سفوف [illegible] ایک حصہ۔ مندرجہ بالا طریقہ سے اس مرکب کی گاڑھی [illegible] کر کے برش سے دیا سلائی کی ڈبیوں کے دونوں پہلوؤں پر لگا دیں۔

پھول پتیوں کو شاداب رکھنے کا طریقہ

گلاس یا پھولدان میں پانی ڈال کر اس میں بورنیم کلورائڈ یا پوٹاسیم نائٹریٹ یا سوڈیم کاربونیٹ یا سوڈیم کلورائڈ کی بھرپور کر کے پھولوں کی ڈنڈیاں اس پانی میں ڈبو دیں پھول بہت عرصہ تک تر و تازہ رہیں گے اور مرجھائیں گے نہیں۔

اگر مرجھائے ہوئے پھولوں کو تر و تازہ کرنا ہو تب پانی میں کلورین ڈال کر اس میں پھولوں کی ڈنڈیاں ڈبو دیں مرجھائے ہوئے پھول تر و تازہ ہو جائیں۔

پچھلے صفحہ سے

بیج گیہوں ۲ سیر در ۱۲ روپیہ فی من	۰ ۰ ۰ ۹
سینچائی ۸ در ۵ روپیہ فی سینچائی	۰ ۰ ۰ ۴
گڑائی دمٹی چڑھائی	۰ ۰ ۰ ۲
کھاد کی دکانوں بنائی	[illegible]
کٹائی ٹرائی وغیرہ واسطے گیہوں	۰ ۰ ۰ ۱۵
لگان فی ایکڑ	۰ ۰ ۰ ۱۵
	[illegible]
آمدنی قیمت ۱۰ من در دس روپیہ فی من	[illegible]
گیہوں دس من در ۱۲ روپیہ فی من	[illegible]
بھوسہ ۲۰ من در ایک روپیہ	[illegible]
	[illegible]
فائدہ فی ایکڑ	[illegible] روپے

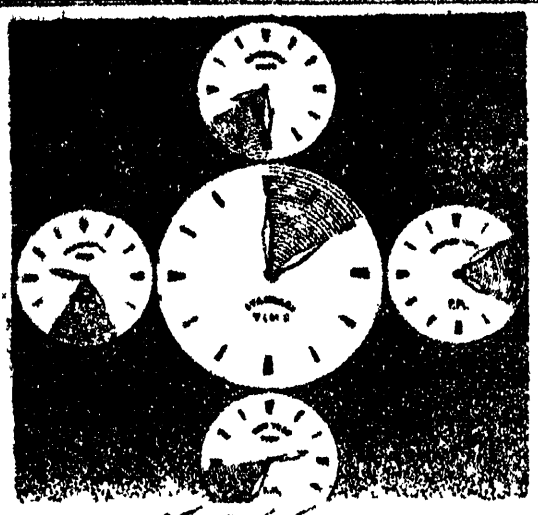

کسی بھی وقت کے مطابق

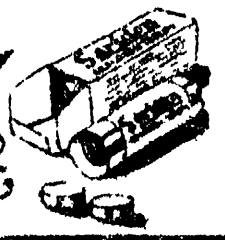

ساریڈان

(۱۰) دس منٹ کے اندر اندر ہر قسم کا درد دور کر دیتا ہے۔

ریل کے ذریعہ سامان اور پارسل بھیجنے والے اور پانیوالے اصحاب کو تنبیہ

مالکان کی طرف سے جب سامان اور پارسل کا لدان کرنا یا انہیں اتارنا مقصود ہو تو اس کام کو ویگن کے اپنی جگہ پر آنے کے فوراً بعد شروع کر دینا چاہئے۔ جتنی جلدی آپ اسے سرانجام دے لینگے اتنا ہی آپ کے سامان کے لئے ویگن مہیا کرنے میں آسانی اور بہتری ہو جائے گی۔

آپ کو خبردار کر دیا گیا ہے

لی مارکہ

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

بارلے

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی رلی بسکٹ کمپنی

کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

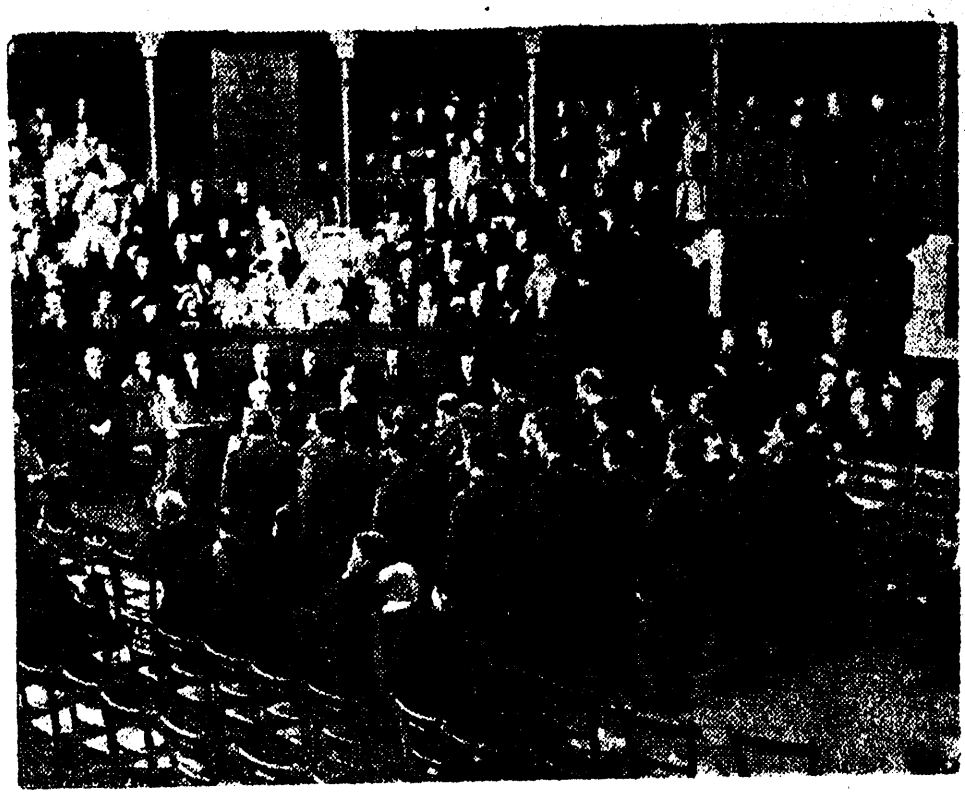

اکسفورڈ یونیورسٹی میں زیکوسلاواکیہ کے سپاہیوں کو تکریں دی جارہی ہیں

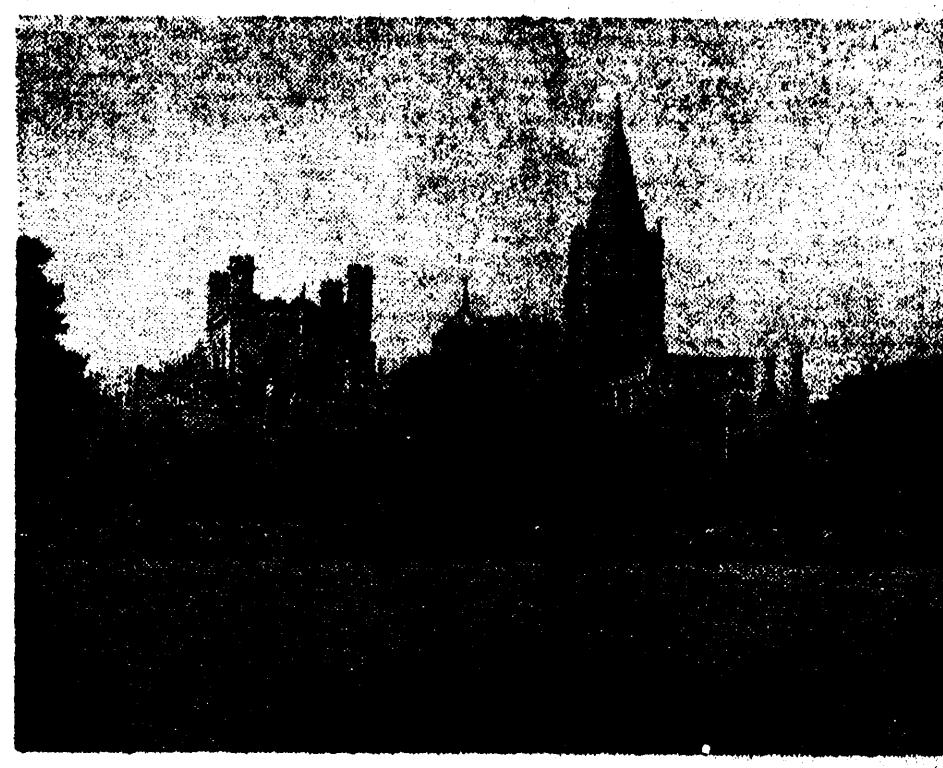

برطانیہ کا سب سے چھوٹا گرجا گھر اکسفورڈ میں ہے

ویلز کی ایک قدیم برطانی کلیسائی عمارت

پنکھ کے حلقہ پر حلوس کے بعد جلسہ میں سوں لوگوں کے اجتماع کا ایک منظر

شری کوپالتوری جی مہاراج
آپ سوامی پنکھ کے دوج روز ہوں

لالہ لاجپت رائے جی رئیس اعظم دہلی
کی دھرم پتنی شریمتی راجوانی
دیوی جنکا دیانت گذشتہ ہفتہ ہوا حال
ہی میں سورگباش شریمتی جی نے
سات ہزار روپے پتری پانچ سالہ
نژوتیوں دہلی کو دان دئیے تھے

مسٹر ایڈن
وزیر خارجہ برطانیہ
آپ نے عراق میں تیل کی بنفی
والے امریکی پائپ لائن کے بارے
میں دہلی سے افکار کیا

سوریت وزیر خارجہ کو
امریکی وائس قونصل نے آپ سے سیاسی
مسائل پر ایک گھنٹہ تک بات چیت کی

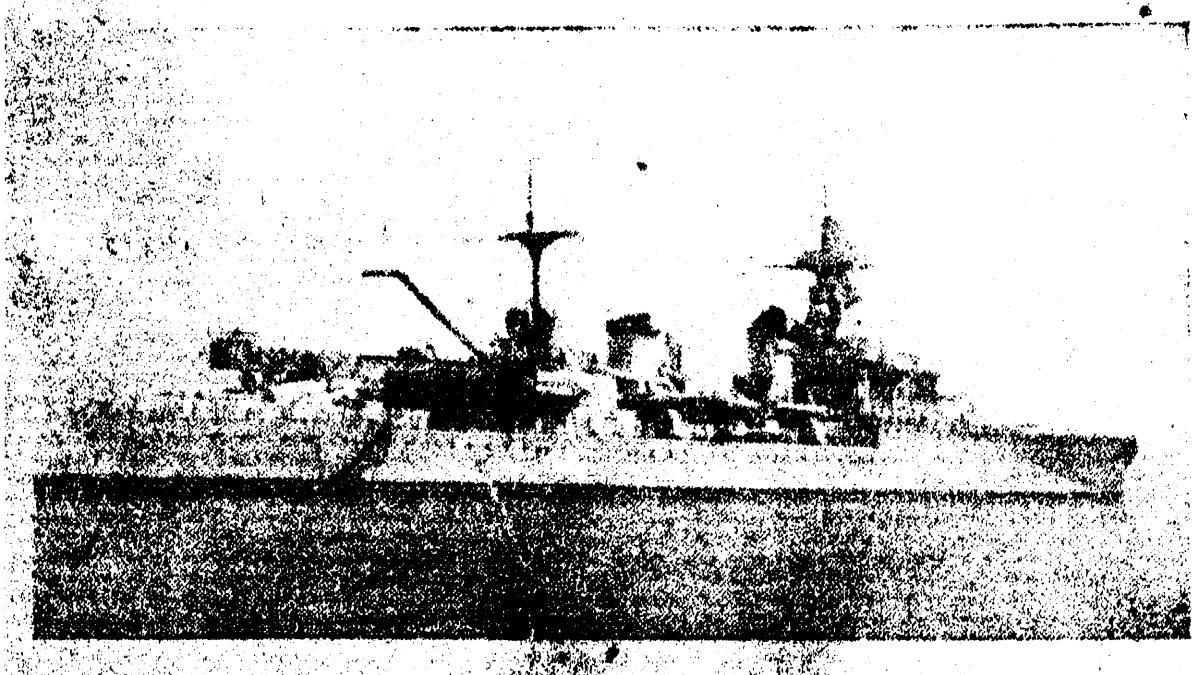

ایک فرانسیسی جنگی جہاز جس نے ایک
جرمن آبدوز کو ڈبو دیا ہے

Printed and Published by Lingaram Pal (Sharma) at the Taj Press, New Bazaar Road, Delhi.

ILLUSTRATED

Weekly

ہفتہ وار

NATIONAL MUSEUM
NEW DELHI

حسن بانو فلم کوشش میں

ایڈیٹر: الادیش بندھو گپتا
پبلشر: سرمال گپتا

قیمت فی شمارہ ۱۵ پیسے

LEADING JOURNAL OF NOR. INDIA

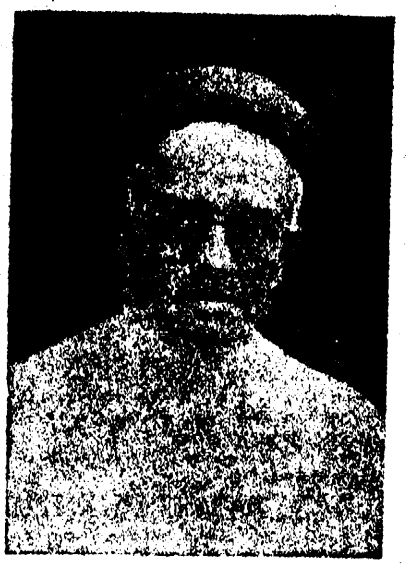

۱ سر پرشوتم داس ٹھاکر داس

صنعتی کارخانہ داروں کی کانفرنس میں لالہ کرم چند تھاپر اپنا صدارتی ایڈریس پڑھ رہے ہیں

دھلی میں فیڈریشن آف انڈین چیمبرز آف کامرس کے اجلاس کے موقعہ پر مسٹر ایس آر مسرکار سر چنتیامنی سمیران کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں

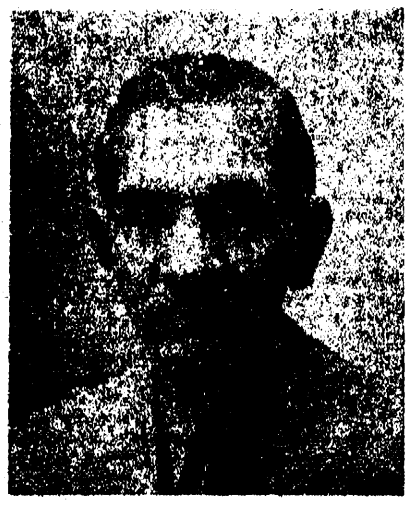

۲ سر شری رام

۳ سیٹھ گھنشیام داس برلا

اس ہفتہ نئی دھلی میں پریس کانفرنس کے اندر آپ حضرات نے اپنی تصنیف کردہ اقتصادی سکیم کی وضاحت کی

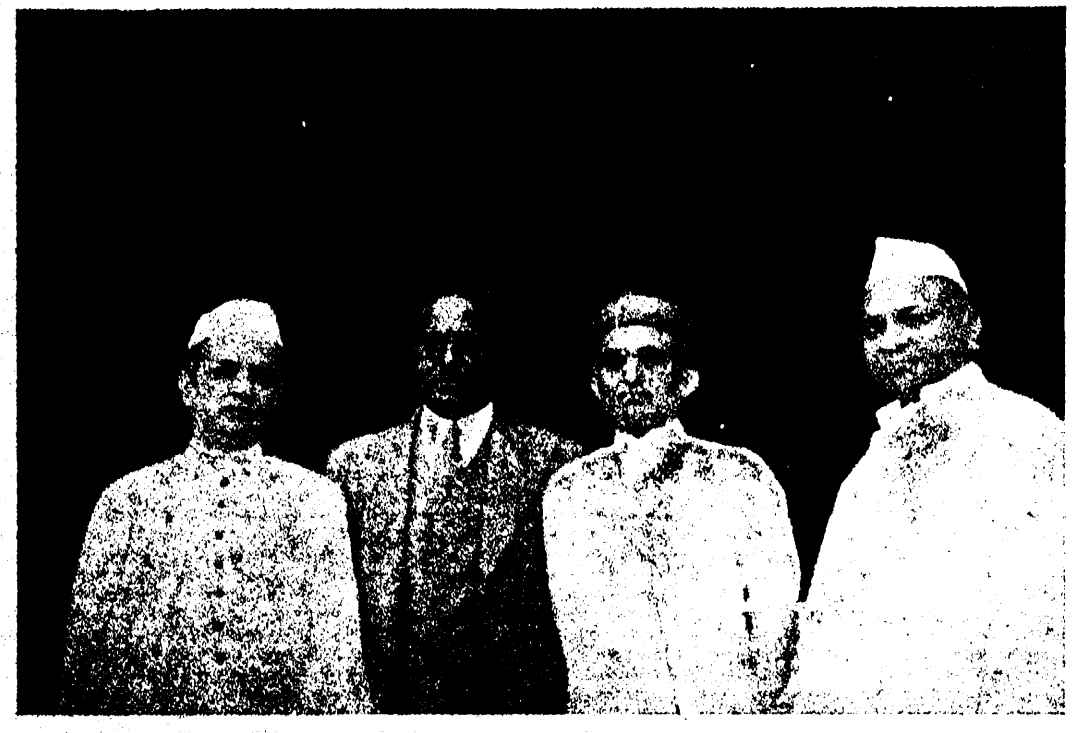

ہندوستان کے سرکردہ کارخانہ دار لالہ شنکرلال رئیس اعظم دھلی سر چنی لال بی سیٹھ سر چنتیامنی اور مسٹر جی۔ ایل سیٹھ کا فوٹو گروپ

قومی تعمیر کے سلسلہ میں دیسی صنعتوں کی اہمیت

(از قلم ڈاکٹر شیشور راؤ)

ہندوستان کی اقتصادی حالت عجیب طرح پیچیدہ ہے اور اس وقت ہندوستان میں (ظ) مسائل رزق سے واسطہ ہے انکی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، ہندوستان کی دیہاتی صنعتوں اور دستکاریوں کے بارے میں بڑا اختلاف رائے پایا جاتا ہے اور اکثر لوگ ان کے قائل نہیں ہیں جن لوگوں نے ہمارے دیہات کا صحیح مطالعہ نہیں کیا ہے وہ دیسی صنعتوں کی اہمیت کو واقعی اچھی طرح محسوس نہیں کر سکتے زیر عنوان میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ دیسی صنعتوں کی توسیع و تجدید کی کیوں ضرورت ہے، بڑے پیمانہ کی صنعتوں کی کمی کیوں ہے، بیکاری اور دیہاتی فرقہ داری کا سدباب کیونکر کیا جا سکتا ہے!

گاؤں کی از سر نو تعمیر

ہندوستان گاؤں دیہات کا ملک ہے اور اگر ہندوستان کو از سر نو تعمیر کرنا ہے تو دراصل ان دیہات کی از سر نو تعمیر کرنی ہوگی، ہمارے دیہات کے مسائل بہت سے ہیں اور ان میں سب سے بڑا مسئلہ روٹی کا ہے یعنی افلاس کا تدارک، روز بروز زمینیں تقسیم در تقسیم ہوتی چلی جا رہی ہیں زمینوں سے رزق حاصل کرنے والوں کی تعداد ایسے کہ برابر بڑھ رہی ہے اس لئے زراعت اب منافع بخش نہیں رہی ہے، ہندوستان کے اکثر مقامات پر آب پاشی کے ذرائع مفقود یا محدود ہیں، اور کاشتکاروں کو بڑی حد تک باران رحمت پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ۱۹۳۸ء میں جو "قحط کمیشن" بیٹھا تھا اس نے بھی نہر سازی اور آب پاشی کے مسئلہ پر زور دیا تھا اور صنعتوں کے جاری کرنے پر بھی خاص زور دیا تھا "زراعت تمام تر موسم پر منحصر ہے اس لئے ایسی صنعتوں کی سخت ضرورت ہے جو موسم پر منحصر نہ ہوں" شاہی زرعی کمیشن نے کہا ہے کہ کاشتکار کو نہ صرف یہ کہ منافع نہیں ملتا بلکہ برابر سرمایہ بھی نہیں چھوٹتا، اسے صرف تازہ ہونے کے لئے زراعت سے کچھ فائدہ ہو اور بس" ادھر ولایت میں ۷۰ فی صدی انسان زراعت پر لگے ہوئے ہیں کیونکہ وہاں یہ چیز نفع بخش ہے یہاں اس ملک میں حالت یہ ہے کہ ۷۰ فی صدی انسان زمینوں پر محتاجوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں!

بڑے پیمانہ کی صنعتوں کے قیام سے چھوٹی چھوٹی صنعتیں اور ہنر ختم ہو گئے اور اگر وہ چار صنعتیں کہیں باقی بھی ہیں تو محض برائے نام، ان کا زندہ رہنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ان میں کچھ گنجائش ہے کچھ ضعف ہے اور ان کی ہستی مٹانے سے بھی نہیں مٹتی بڑے پیمانہ کی صنعتوں سے میل کو بنے ہوئے تحفے چونکہ سستے بہت ہوتے ہیں اس لئے ہاتھ کی چیزیں قدرتی طور پر مانگ میں گھٹ گئیں، اس جنگ تجارتی فصلوں اور انہیں دور دراز بھیجنے کی غلطی سے ہمیں اچھی طرح آگاہ کر دیا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنی ضرورتوں کو از سر نو دیکھیں اور ان کی تکمیل پر وقت و توجہ صرف کریں۔

زرعی آمدنی میں اضافہ!

لاکھوں انسان کس طرح زمین سے رزق حاصل کر سکتے ہیں، زمین کی آبادی محدود ہوتی ہے اس پر بیٹھے انسانوں کا گزر ہونا، اضافہ اس کا دوسرا نام ہے زراعت میں زوال آ رہا ہے اس لئے ہمیں صنعتیں اور تجارتیں کچھ زیادہ سہارا نہیں دے سکتیں ہمارے افلاس کا مداوا نہیں کر سکتیں

مثال کے طور پر فصلوں کی پیداوار (فی پونڈ فی ایکڑ کے حساب سے)

ملک		چاول	گیہوں
ہندوستان	:	۹۸۳	۸۱۱
چین	:	۲۴۲۳	۹۸۹
امریکہ	:	۱۶۸۰	۹۹۰
دنیا	:	۱۴۴	۸۴۰

اس نقشہ سے اندازہ ہوگا کہ ہمارے ملک میں پیداوار کی کس قدر کمی ہے ضرورت ہے کہ اپنے ملک میں لوگوں کی قوت خرید کی طاقت بڑھائی جائے اسمیں شک نہیں کہ ہم سائنٹفک طریقوں سے زراعت جاری کر سکتے ہیں مگر زرعی ذرائع کو صنعتی ذرائع سے بڑی تقویت مل سکتی ہے دیہاتی لوگوں کی طاقت خرید بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ دیسی صنعتوں اور دستکاریوں کو فروغ دیا جائے تاکہ ان کا فاضل وقت یا فالتو وقت عملی کاموں میں لگ کر کچھ قیمت پیدا کر سکے، بڑے پیمانے کی صنعتیں اس مقصد کو پورا نہیں کر سکتیں اور زراعت کی مدگار ثابت نہیں ہو سکتیں اس لئے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کے لئے مختلف اقسام کی معاش کا بندوبست کیا جائے!

اب غور طلب امر یہ ہے کہ کسی ملک کو صنعتی بننے کے لئے بڑی دیر لگتی ہے، مغرب میں صنعتی ترقی سے بہت مشینریاں ہو چکی ہیں مشینوں کے استعمال سے زیادہ بہتر نہیں ہونی چاہئے، ہندوستان میں مزدوروں کی کوئی کمی نہیں ہے بلکہ اصل چیز سرمایہ کی کمی ہے یعنی مغرب کے بالکل برعکس وہاں سرمایہ بہت ہے اور مزدور کم ہیں اور آہستہ آہستہ وہ بڑے پیمانہ کی صنعتوں پر زور دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا، قومی اقتصادیات کے ہر پروگرام میں اصل زور اس پر دینا ہوگا کہ ہر مزدور کے لئے مزدوری کا بندوبست ہو سکے اس کے بغیر ہماری ایجادات اور مزدوری کم کرنے کے طریقے اور مشینیں بیکار محض ثابت ہوں گے، ہمارا مسئلہ صرف صنعتی پیداوار ہی نہیں ہے بلکہ اس کی معمول تقسیم ہے ہمارے ملک کی بڑی دولت مزدور ہیں ہمیں ان سے ممکن ترین فائدہ اٹھانے کی تدبیریں کرنی چاہئیں۔

اس کے بعد بیروزگاری کا بڑھتا ہوا سیلاب ہے، مغربی ملکوں میں بھی وہاں کی حکومتیں بیروزگاری کا حل نہ کر سکیں اور انہیں بھی محتاج خانے جاری کرنے پڑے، ہندوستان میں بڑے پیمانہ کی صنعتوں کو سلیک اور حکومت دونوں ہی مدد دے رہے ہیں مگر پھر بھی بے روزگاری کا حل نہیں ہوتا، اور زمین پر دباؤ بڑھتا ہی جاتا ہے، ہارمس کے مشہور ماہر اقتصادیات ڈاکٹر بی۔ جے۔ ہارمس فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک کی ساری ضروریات بھی ہندوستان میں بننے لگیں تو بھی ہماری آبادی کا بہت قلیل حصہ صنعتوں میں کھپ سکیگا، بس معلوم ہوا کہ بڑے پیمانہ کی صنعتوں سے بہت سے فوائد بے شک حاصل کئے جا سکتے ہیں مگر لاکھوں کروڑوں انسانوں کی ضروریات پر گزر پوری نہیں ہو سکتیں اس لئے ہمیں کوئی اور تدبیر سوچنی ہوگی کہ کس طرح ان کروڑوں انسانوں کے لئے رزق کا انتظام کیا جائے، اس لئے دیسی دستکاریاں بڑھنی چاہئیں جن ملکوں میں زراعت پر زیادہ انحصار ہے وہاں ان صنعتوں پر خاص طور سے زور دیا جاتا ہے مشین کی صنعتیں جاری ہونے اور مزدور کم کرنے کی تدبیروں کے کارخانوں میں سستی سے سستی چیزیں بھری پڑی ہیں اور مزدوروں پر بہت کم خرچہ آتا ہے لیکن جب عوام کی طاقت خرید بھی کم ہو تو اس سستے پن سے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا،

تمدنی قدر

علاوہ اقتصادی خوشحالی کے ان دیہاتی صنعتوں اور کاریگریوں کا ایک تمدنی پہلو بھی ہے، کیونکہ ان صنعتوں سے ملک کے عوام کا آرٹ اور ذوق جمالیات ترقی کرتا ہے پروفیسر رابرٹس اور ڈاکٹر باؤلی اپنی رپورٹ "ہندوستان کی صنعتی مردم شماری پر رپورٹ" میں لکھتے ہیں کہ ہمیں دیہاتی صنعتی ترقی پر زور دینا چاہئے کیونکہ ان کی اقتصادی قدر کے علاوہ سماجی قدر بھی ہے، یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ چھوٹے پیمانہ کی صنعتیں ہی ہیں جو چین کو جاپان کے خلاف بہادری کے ساتھ لڑا رہی ہیں اس سلسلہ میں عوام کو بھی اپنی ذمہ داریاں محسوس کرنی چاہئیں، ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ ہر قومی تعمیر میں اقتصادی خوشحالی حاصل چیز ہے اور اسی لئے دیہات کی صنعتوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، ہمیں از سر نو ابھرنے کے طریقوں پر فوراً عمل کرنا چاہئے

کیا کیا چیزیں ہٹلر کے ساتھ چلتی ہیں! (معاصر اسٹینٹن کے شکریہ کے ساتھ)

جواہر پارے

- برے لوگوں کی صحبت سے بچو، ورنہ تم بھی برے ہو جاؤ گے۔
- کسی بات پر غرور نہ کرو، ورنہ تمہاری ترقی رک جائے گی اور لوگ تم سے نفرت کریں گے۔
- خوشامد اور چاپلوسی بہت ذلیل عادتیں ہیں، ان سے بچو۔ خوشامدی آدمی کبھی وقت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا لیکن کسی کی سچے دل سے خدمت کرنا یا شکریہ ادا کرنا خوشامد نہیں ہے۔
- وقت کی قدر کرو کیونکہ یہ بڑی بیش قیمت چیز ہے۔ کھوئی ہوئی دولت مل سکتی ہے، گئی ہوئی صحت مل سکتی ہے لیکن گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آسکتا۔
- ہر کام کے لئے ضرورت کے موافق اوقات مقرر کرلو اور اس پر سختی کے ساتھ عمل کرو، وقت کی پابندی تمام کاموں کو آسان بنا دیتی ہے۔
- آرام طلبی، کاہلی، سستی سے بچو، یہ عادتیں آدمی کو کمزور اور ناکارہ بنا دیتی ہیں اور آنے والی مسرتوں کا خون کر دیتی ہیں۔
- اگر محتاجی سے بچنا چاہو تو سوال کرنا اپنے اوپر حرام کرلو، تم کو کبھی کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔
- وعدہ ایک طرح کا قرض ہے جس کا ادا کرنا ضروری ہے، جھوٹا وعدہ کرنا یا وعدہ کرکے بھول جانا بدترین عیب ہے۔

لطائف و ظرائف

ایک دیہاتی کو معلوم ہوا کہ ریلوے لائن کے چوکیدار کی جگہ خالی ہے، یہ جگہ ریلوے کا کراسنگ (چوک) تھا جب دیہاتی نوکری کی درخواست لیکر افسر متعلقہ کے پاس پہونچا تو اس سے پوچھا۔

"تمہیں یک سخت امتحان دینا ہوگا"

"پوچھیے ... آپ کیا دریافت کرتے ہیں"

"اچھا فرض کرو کہ تم کراسنگ پر ڈیوٹی دے رہے ہو اور ریل گاڑیاں مختلف سمتوں سے آتی ہیں تم کیا کروگے؟"

"میں سیٹی بجا دوں گا"

"فرض کرو کہ تمہاری سیٹی خراب ہے"

"میں ہمیشہ سرخ قمیص پہنے ہوں گا، میں اسے اتار کر ڈرائیوروں کو جھنڈی دکھا دوں گا"

"اگر یہی واقعات کو پیش آئے؟"

"میں اپنی لالٹین دکھا دوں گا"

"لیکن فرض کرو کہ لالٹین میں تیل نہ ہو تو؟"

"ایسی حالت میں میں اپنی بہن کو آواز دوں گا"

"اپنی بہن کو کیوں؟"

"میں اس سے کہوں گا کہ آؤ ستارہ تماشہ دیکھو کتنی زبردست ٹکر ہونے والی ہے"

جج:- "مجرم سچ سچ بتاؤ کہ تم نے ان کو چرایا یا نہیں"

مجرم:- "آپ بیوقوف بندہ ہیں، سچ بول کر جیل جاؤں"

میر تقی کے چند نشتر

گردش نگاہ مست کی موقوف سا تھا
مسجد ہی شیخ جی کی خرابات ہوگئی

کوئی ہو محرم شوخی ترا تو میں پوچھوں
کہ بزم عیش جہاں، کیا سمجھ کے برہم کی

ہمیں تو باغ کی تکلیف سے معاف رکھو
کہ سیر و گشت نہیں رسم اہل ماتم کی

صد حیف زیر خاک نہ لب سے چلے گئے!
مہلت نہ دی اجل نے ہمیں ایک بات کی

کیونکر بجھاؤں آتش سوزان عشق کو
اب تو یہ آگ دل سے جگر کو بھی جا لگی

پائے گل اس چمن میں چھوڑا گیا نہ ہم سے
سر پر ہمارے اب کے منت ہے بے پری کی

یہ درد تو موافق ہوتا نہیں مگر اب
رکھئے بنائے تازہ اس چرخ چنبری کی

دیکھ تو دل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے

خانۂ دل سے زینہار نہ جا
کوئی ایسے مکاں سے اٹھتا ہے

یوں اٹھے آہ اس گلی سے ہم!
جیسے کوئی جہاں سے اٹھتا ہے

شہادت گاہ ہے باغ زمانہ
کہ ہر گل اس میں اک خونیں کفن ہے
کروں کیا حسرت گل کو دگر نہ

دل پر داغ میں اپنا چمن ہے
فرصت میں یک نفس کی کیا دم دل سنگے
آئے تو تم ولیکن وقت اخیر آئے
سوز نفس گئی نہ دل کی اور نے سے روز و شب کے
جلتا ہوں اور دریا بہتے ہیں چشم نم سے
مصطبۂ بے خودی ہے یہ جہاں
جلد خبردار ہوا چاہیے
کچھ نہیں خورشید صفت سرکشی
سایۂ دیوار ہوا چاہیے
دیکھی نہ ایک چٹکی گل بھی چمن میں آہ!
ہم آخر بہار قفس سے رہا ہوئے
رنج کھینچے تھے، داغ کھائے تھے
دل سے صدمے بڑے اٹھائے تھے
پاس ناموس عشق تھا ورنہ
کتنے آنسو پلک تک آئے تھے
ہم ہوئے، تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے
جبکہ پہلو سے یار اٹھتا ہے
درد بے اختیار اٹھتا ہے
اب تلک بھی مزار مجنوں سے
ناتواں اک غبار اٹھتا ہے

بلاک
تیج دیکھل میں چھپے ہوئے بلاک برائے فروخت موجود ہیں۔

میں بخار سے مر رہا تھا
اگیورین
نے مجھے بچا لیا

تار کا پتہ:- **جمیلان** ٹیلیفون نمبر:- ۵۵۶۶
میڈیسن سنز
مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب رئیس اعظم کا نادر الوجود عطیہ
یہ عجیب و غریب اکسیر دواجریان کے لئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے، ناتوانی، توانائی سے، بڑھاپا جوانی سے، مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے جسم میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے پھر پرجوش جوانی کی امنگیں جھلکنے لگتی ہے۔ اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس العلاج نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔
قیمت ۳۲ قرص کی شیشی تین روپے آٹھ آنے ۱۶ قرص کی شیشی چھ روپے
منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۳۲ دہلی
نوٹ:- عاکیہ جناب مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب یا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے۔

میرے پینے کی چیز ہے
یہ خوشی کا ذریعہ ہے

ناشتہ! ایک پیالی چائے کے ساتھ۔ یہ بڑی خوشی کی چیز ہے۔
آج کل میری ماں مجھے یہی دیتی ہے۔ معلوم نہیں کیوں؟ چونکہ
ڈاکٹر نے کہا ہے "کسی قدر زیادہ دودھ کے ساتھ،
تیزابیت اور کسیلا پن کم ہو جاتا ہے۔ یہ بات میں نے کبھی
سمجھی تو نہیں ہے۔ مگر مجھے اس سے فائدہ ہو رہا ہے
یہ میرے روزانہ پینے کی چیز ہے۔ یہ ہر لڑکے اور
لڑکی کے لئے خوشی کا ذریعہ ہے۔ لیکن مجھے یہ کہنے دیجئے
کہ میں سب سے زیادہ

دیلی ویو
Valley-View
کا شائق ہوں۔

پی - ۱۲ بکلسن روڈ اسٹیشن - کلکتہ
بکلسن روڈ - دہلی

7-3.V/3

لینن کے مقاصد

روسی جمہوریتوں کی اقوام میں باہمی دوستی!

(از اے۔ گورکن، سیکرٹری سپریم سوویٹ پریسیڈیم)

سوویٹ روس کی فوجی کامیابیوں کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے کہ روس کی تمام قومیں دوستی کی ایک مضبوط زنجیر میں بندھی ہوئی ہیں اور دوستی کا یہی جذبہ تمام قوموں میں بہادرانہ کارناموں کا جوش پیدا کرتا ہے، سرخ فوج کو وسیع ترین طاقت عطا کرتا ہے اور خود سوویٹ کی تمام مختلف جمہوریتوں کو ایک واحد قومی مقصد کے حصول پر آمادہ کرتا ہے، اس عظیم الشان حب الوطنی کی جنگ نے روس کی تمام اقوام کو جرمن دست درازیوں کے خلاف ایک متحدہ کیمپ میں تبدیل کر دیا ہے،

حقیقت یہ ہے کہ سرخ فوج خود روسی اقوام کا ایک بھائی چارہ ہے اور سوویٹ کی ایک مشترک قومیت کی آزادی کے لئے لڑ رہی ہے اس کی صفوں میں جو بہترین قربانی پیش کرنے والے سپاہیوں پر مشتمل ہے تمام مختلف روسی قوموں کے جانباز فرزند پائے جاتے ہیں، ان میں بوکریتی بھی ہیں، بیلو روسی بھی، یا آسٹک ممالک کے باشندے بھی ہیں، ایسکیمو بھی ہیں جارجیائی بھی ہیں اور آرمینی بھی، اسی طرح آذربائیجانی، ازبک، ترکمان، تاجک، قزاق، کرغیزی، تاتار اور سوویٹ یونین کی تمام قومیں شریک ہیں،

اتحاد کی اس تحریک نے روسی قوموں کو ایک طاقتور زندگی بخشی ہے اور روس کی سب ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو کھڑی ہو کر نازیوں سے جنگ آزمائی کر رہی ہیں مزید برآں گھریلو محاذوں پر بھی یہ دوستی بڑی کارآمد ثابت ہو رہی ہے، زراعت اور صنعتوں میں بھی اپنی ان تھک کوششوں کے ذریعہ روسی قومیں پورے ایثار کے ساتھ جنگ آزما سپاہیوں کو مدد دے رہی ہیں اور سوویٹ یونین کی تمام جمہوریتوں سے سامان جنگ اور سامان ضرورت کا ایک سیلاب ہر وقت جاری رہتا ہے، اس دوستی کا مظاہرہ اور اس کے زندگی بخش اثرات ان علاقوں میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں جو پچھلے دنوں جرمن قبضہ سے آزاد کرائے گئے ہیں، سب جمہوریتیں ان قصبوں کی دوبارہ تعمیر میں نہایت مخلصانہ امداد پیش کر رہی ہیں

اس دوستی کی بنیاد کیا ہے؟

روسی اقوام میں اس دوستی کی بنیاد کیا ہے جس نے سوویٹ یونین کو اس قدر مضبوط بنا دیا ہے اور جو سوویٹ سسٹم کا ایک مخصوص عنصر ہے، سوویٹ گورنمنٹ کے قیام کے بہت دنوں پہلے لینن اور اسٹالن نے اس قومی سوال پر پوری توجہ دی تھی، حقیقت یہ ہے کہ زار روس کے بانی لینن کی زیادہ تر سیاسی اور سیاسی سرگرمیاں اس مقصد کے لئے وقف تھیں کہ قوموں کے درمیان دوستی پیدا کی جائے، قوموں کے اختلاف کو کم کیا جائے اور ایک قوم پر دوسری قوم کے جبر اور دباؤ کا خاتمہ کیا جائے،

زار روس کے زمانے کی حکومت کا رویہ یہ تھا کہ وہ ایک روسی قوم کو دوسری روسی قوم کے خلاف ابھارتی تھی، لیکن جہاں تک روسی عوام کا تعلق ہے وہ لوگ دل سے اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے، اور روسی قوم نے کبھی کسی دوسری قوم پر ظلم نہیں کیا ہے، اور نہ کسی پر زیادتی کی ہے وہ کبھی کسی دوسری قوم کا خون چوسنے کی عادی نہیں رہی ہے وہ خود ہی ایک مطلق العنان حکمراں اور نیز دل مظالم کا شکار تھی اور آج بھی اس کی شہنشاہیت پسندی اور دست درازی سے بہبودی نہیں رکھتی تھی، روسی قومیں وطنی آزادی سے

کے مسلک کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ عوام میں ترقی کے بہترین رجحانات کو زیادہ تر مدد عطا کرتا ہے اور جمہوریت و قومی آزادی کے جذبات کی پوری حوصلہ افزائی کرتا ہے سوویٹ گورنمنٹ قائم ہونے کے دنوں میں لینن اور اسٹالن نے قومی مسئلہ کا ایک مکمل نظریہ تیار کرایا تھا اور اس سلسلہ میں روسی پارلیمنٹ کا ایک حاکمہ بنایا تھا، روسی قومی مسائل کی مشکلات سے لینن اچھی طرح واقف تھا، ایک سب سے بڑی اور بھاری مشکل یہ تھی کہ روس بہت سی مختلف اقوام کے ایک مجموعہ کا نام ہے اس ملک میں بیسیوں اقسام کی قومیں اور فرقے اجتماعی آباد ہیں۔

> گذشتہ سال سے روسی، جرمن جنگ کی صورت حال میں حیرت انگیز تبدیلی ہو گئی ہے، اپنے کامیاب جارحانہ حملوں کے ذریعہ سرخ فوج نے نازی فوجوں کو بھاری شکستیں دی ہیں اور روسی فتوحات کا یہ سلسلہ تیزی سے جاری ہے، جرمنوں نے لڑائی کے ابتدائی ایام میں جن روسی علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا ان میں سے دو تہائی حصہ روسیوں نے اپنی قوت بازو کے ذریعہ پھر جرمنوں سے چھین لیا ہے، آج روس کا نام ہر طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو رہی ہے۔ اس مضمون میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ روس کی اصلی طاقت اس میں ہے کہ سوویٹ جمہوریتوں میں بسنے والی تمام قومیں ایک مضبوط دوستی و باہمی اتحاد کی زنجیروں میں منسلک ہیں، اور یہی ان کی حیرت انگیز کامیابیوں کا خاص سبب ہے۔ (ایڈیٹر)

ہمیں ان کی تاریخ کہتی ہے کہ وہ ظلم و جبر کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھتی تھیں، اسی جذبہ کا مظاہرہ جمہوریت پرست روسی محبان وطن کے کارناموں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

روسی اقوام کا یہ مستقل کردار سوویٹ حکمرانی کے زمانے میں صاف طور پر ظاہر ہو گیا ہے انھوں نے اپنے ملک کی ان دوسری قوموں کی آزادی اور تعمیر میں بھی امداد دی جو زاری شہنشاہیت سے پامال ہو گئی تھیں انھوں نے قومی جمہوریتوں کے قیام میں اپنے بھائیوں کا ہاتھ بٹایا اور ان کی اقتصادی اور تمدنی ترقی کے لئے پوری کوشش کی۔

"لینزم" کی خصوصیات

ان تمام قوموں کو صرف آزادی ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ تمام قومی جبر و تشدد کا خاتمہ بھی کیا جاتا تھا اور ایک نئی سیاسی بنیاد اور کی زندگی از سر نو تعمیر کی جانے والی تھی، یہ مسئلہ بہت دشوار تھا، اس کا حل اس لئے بھی مشکل تھا کہ مختلف قومی اقتصادی ارتقاء کی حالت کی مختلف منزلوں میں تھیں اور ان میں باہمی تفاوت اور بداعتمادی بھی موجود تھی، اس لئے یہ ضروری ہوا کہ سابق زاری روسیا کی پامال قوموں کے کام کرنے والے طبقوں کو اس بات کی تعلیم دی جائے کہ وہ اپنی صدیوں کی ذہنیت کو ترک کر دیں، پرانے تعصبات اور صدیوں کے طور پر پیدا کئے ہوئے اختلافات کو بھول جائیں اور مشترک قومی مفاد کو

اس کے لئے ایک نئے سیاسی ڈھانچہ کی ضرورت تھی، لینن نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کامیاب طریقے دریافت کئے، اس نے یہ ثابت کر دیا کہ مظلوم قوموں کو آزاد کرانے کا مسئلہ اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ عام سیاسی مسائل حل کئے جائیں، لوگوں کی سماجی زندگی کو جمہوری راستوں پر لگا دیا جائے اور ایک واحد "اسٹیٹ" کے اندر مختلف قوموں کا "کامن ویلتھ" قائم کیا جائے، اس کی صرف یہی صورت تھی کہ تمام قوموں کو ضابطہ کارانہ طور پر شرکت کی راہ دے دی جائے اور ان کی آزادی و اقتدار کو تسلیم کر لیا جائے

لینن اس بات کا سخت مخالف تھا کہ سیاسی مسئلہ کے حل کرنے میں سرزور دباؤ سے کام لیا جائے اس کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر فرقہ اور ہر قوم کو خود اختیاری فیصلہ کا حق حاصل ہے، انقلاب کے زمانہ میں اس نے اس بات کا کھلے الفاظ میں اعلان کیا تھا کہ "ہر قوم کو آزادی حاصل ہوگی اور اسے اس امر کی اجازت ہوگی کہ علیحدہ رہنے یا دوسرے اسٹیٹ میں شریک ہونے کے متعلق وہ خود ہی آزادانہ طور پر فیصلہ کر لے"

جوں ہی سوویٹ حکومت برسر اقتدار آئی اس نے یہ اعلان کر دیا کہ انقلاب کے بعد متحدہ قومیں آزاد ہوئی ہیں وہ سب کی سب برابر کے حقوق رکھتی ہیں اور کسی کو کسی پر امتیاز حاصل نہیں ہے، اس انقلاب کے ذریعہ جو باتیں حاصل کی گئیں وہ مندرجہ ذیل تھیں:-

(۱) تمام قوموں اور نسلوں کے لئے کامل مساوات

(۲) قوموں کو خود اختیاری فیصلہ کا بورا حق جس میں آزادانہ حکومتوں کا حق بھی شامل تھا،

(۳) مذہب اور عقیدے کے سلسلہ میں پوری آزادی

(۴) تمام قومی، نسلی اور مذہبی امتیازات اور پابندیوں کا خاتمہ،

(۵) سب قوموں کو اور تمام نسلوں کو اپنے طور پر آزادانہ ترقی کرنے کے پورے حقوق

یہ تمام باتیں سرکاری دستاویزات کے ذریعہ تسلیم کر دی گئی تھیں اور بعد کو سوویٹ روس کے پہلے آئین میں شامل کر لی گئیں سوویٹ روس کے لینن اور اسٹالن کی [illegible] یہ کہ مختلف روسی قوموں میں اتحاد و اتفاق حاصل کیا ہے اور روس کو متعدد جمہوریتوں کا ایک کامن ویلتھ بنا دیا ہے روس میں کوئی فرقہ وارانہ جھگڑا [illegible] نسلی و قومی [illegible]

ایک خیال: قوموں کا اجتماعی مفاد ہی انفرادی

"لینزم" یعنی لینن [illegible]

دلچسپ معلومات

نباتات میں قوتِ فکریہ

بہت مشہور ہوئے ہندوستان کے مایۂ ناز سائنٹسٹ سر جگدیش چندر بوس نے نباتات میں شعور کی قوت ثابت کی تھی، اور یہ ثابت کیا تھا کہ ان میں بھی انسانوں کی طرح رنج و راحت کا احساس ہے لیکن اب ایک امریکن سائنسدان نے اس تحقیق میں یہ دلچسپ اضافہ اور کیا ہے کہ نباتات میں نہ صرف شعور و احساس پایا جاتا ہے بلکہ ان میں خود فکر کی قوت بھی ہے اور اپنی اس دریافت کو انھوں نے متعدد ٹیکنیکل دلائل سے ثابت کیا ہے۔

کبھی نہ ڈوبنے والی کشتی!

جان فاکس نامی ایک امریکن لوہار نے سرگار انجن کی ایک کشتی بنائی ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کشتی کو خواہ کیسے ہی طوفانی سمندر میں چھوڑ دیا جائے یہ کبھی نہیں ڈوب سکتی، اس میں ایک وقت میں دو آدمی سوار ہو سکتے ہیں اس میں ایک چھوٹا سا انجن لگا رہتا ہے جو کہ ۳ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے۔

ہیرے کی قیمت صرف چار آنے

آپ کو یہ معلوم کر کے بیحد تعجب ہوگا کہ اس زمانہ میں بھی ہزاروں روپے کی قیمت کے ہیرے چار چار آنے میں فروخت ہو جاتے ہیں! اور جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ شہر ہندوستان کا ہے تو آپ اور بھی متعجب ہوں گے۔

سمندر کی سطح پر تیرنے والے بجلی کے قمقمے

یہ کوئی سائنس کی ایجاد نہیں ہے بلکہ قدرت کی کرشمہ سازی ہے کہ سمندر میں ایسی ہزاروں مچھلیاں ہیں جن کے جسم سے روشنی نکلتی ہے اور جب وہ سطح سمندر پر آتی ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں رنگ برنگ کے بجلی کے قمقمے پانی کی سطح پر بہتے چلے جا رہے ہیں بعض مچھلیوں میں تو اس قدر روشنی ہوتی ہے کہ ایک مچھلی کئی کئی گز تک پانی کو روشن کر دیتی ہے اس قسم کی مچھلیاں زیادہ تر ان سمندروں میں پائی جاتی ہیں جن کی گہرائی بہت زیادہ ہے۔

بڑے آدمیوں کا پیٹ چھوٹا ہوتا ہے

آپ کو یہ معلوم کر کے بڑی حیرت ہوگی کہ دنیا میں جتنے بھی بڑے آدمی ہوئے ہیں ان میں زیادہ تر کی خوراک بہت ہی کم تھی، بڑے آدمیوں کی توجہ کیونکر بڑے حالات کی جانب رہتی ہے اس لئے وہ کبھی بھی کھانے پینے کی جانب توجہ نہیں کرتے۔

نپولین کی بابت کہا جاتا ہے کہ اسکی خوراک اس قدر کم تھی کہ وہ آٹھ بیس منٹ میں کھانا کھانے کے بعد فارغ ہو جاتا تھا، اسے سادہ اور کم غذا پسند تھی، بادشاہ ہونے کے بعد اسکی خوراک کس قدر بڑھ گئی تھی لیکن پھر بھی وہ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں بہت کم کھاتا تھا شیکسپیئر کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ اکثر کچھ کھائے بغیر کئی کئی وقت گذار دیتا تھا اکثر اوقات اسے یہ یاد ہی نہیں رہتا تھا کہ اس نے کھانا کھایا بھی ہے یا نہیں اسی طرح دیگر مشاہیر نے بھی کھانے کو کبھی خاص اہمیت نہیں دی۔

گراموفون میں مطرب کا فوٹو!

ابھی تک گراموفون سے گانا ہی سنا جاتا ہے اور اس سے صرف کان ہی لطف اندوز ہوتے ہیں مگر ہم بسا اوقات یہ نہیں جان سکتے کہ گانے والے کی شکل کیسی ہے اب موسیو زلینڈ کے مشہور موسیقار نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ گویے کی شکل بھی گراموفون پلیٹ پر نظر آجایا کرے گی، گراموفون کے ریکارڈوں میں بھرے جانے کے عمل کے ساتھ ساتھ برقی رو سے تو تو بھی اتاری جایا کرے گی۔

طلسمی قالین

امریکہ کے محکمہ زراعت کی اطلاع ہے کہ تین سال کے تجربوں کے بعد وہاں ایک "طلسمی قالین" تیار کیا گیا ہے جس کو کھیت یا زمین پر بچھا دینے سے ترکاریوں اور سبزیوں کی پیداوار پانچ گنا زیادہ ہو جاتی ہے، ان قالین کی ساخت میں وزنی اور موٹا واٹر پروف کاغذ استعمال کیا جاتا ہے جب یہ قالین زمین پر پھیلا دیا جاتا ہے تو نہ صرف مٹی کی حرارت بڑھ جاتی ہے بلکہ یہ رطوبت کو زائل ہونے سے بھی روکتا ہے اور پودوں میں بقدر ضرورت آبپاشی کرتا ہے۔

مردوں سے نفرت کرنیوالی عورتیں

مردوں سے نفرت کرنے والی عورتوں نے میڈرڈ میں باقاعدہ ایک ایسی انجمن بنا رکھی ہے جس میں تمام تر وہی عورتیں ہیں جو مردوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں، میڈرڈ کی اس دلچسپ انجمن کی ممبر تقریباً تین ہزار عورتیں ہیں ان تین ہزار مردوں سے نفرت کرنے والی عورتوں میں کچھ ایسی عورتیں بھی ہیں جو شوہروں سے طلاق لینے کے بعد اس انجمن میں شامل ہو گئی ہیں۔

بمبئی میں چوپاٹی کا سمندری کنارا

بمبئی کے اُن ہزاروں آدمیوں کے لئے جو وہاں روزانہ جایا کرتے ہیں غسل کرنے کا ایک مشہور مقام ہے۔
اسی طرح سارے ہندوستان میں تازگی بخش اور خوشبودار حمام صابن سے روزانہ غسل کرنیوالے لاکھوں آدمیوں کے لئے بھی حمام صابن ایک فرحت و مسرت بخش صابن ہے۔

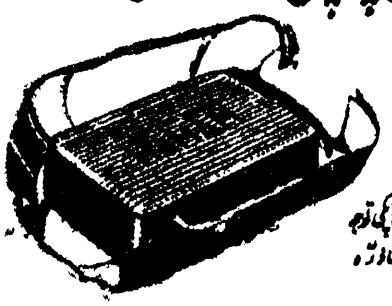

A TATA PRODUCT

حمام صابن کی عمدہ ساخت کی طرف آپکی توجہ دلائی جاتی ہے اس کے وزن میں اور نہ برابر بھی فرق نہیں پڑا ہے۔

حمام

آپ کے غسل کے لئے مشہور صابن

دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ، ٹاٹا پورم اور بمبئی

ٹاٹا کو سیلز ڈپو، ۷، مال مینشنز دی مال لاہور

Allenburys
Glycerine & Black Currant PASTILLES

ایلن بری پیٹلز
کھانسی کو
بند کر دیں گے

بچوں کو تندرست رکھتا ہے

گھر کی رانی

افسانہ

از جناب دلباغ رائے تلی بلاغ چنڈیالوی

دن کا اُجالا رات کی تاریکی میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا، کہاروں نے دلہن کی ڈولی پرمیشوری کی چوکھٹ پر لا کر رکھ دی، دُلہن کے آتے ہی گلی بھر میں دلہن آ گئی کا شور مچ گیا، تمام گلی کے لڑکے لڑکیاں جوان و بوڑھی عورتیں بہو کو دیکھنے جھٹ پٹ پرمیشوری کے گھر پہنچ گئیں، پرمیشوری کی بڑی بہو نے سہرا دے کر دلہن کو ڈولی سے اتارا، چوکھٹ پر تیل ڈالا، پروہت جی نے منتر پڑھے اور پرمیشوری دلہن کو دعائیں دیتی ہوئی گھر کے آنگن میں لے آئی، پل بھر میں صحن کا سارا آنگن عورتوں سے بھر گیا یہاں تک کہ تل دھرنے کو جگہ نہ بچی، محلہ کی تمام بہو بیٹیاں دلہن کو دیکھنے کے لئے لپکیں، اتنے ہی میں بوڑھی دادی آگے بڑھیں اور بہو کا گھونگٹ سرکا کر صورت دیکھنے کے لئے جھکیں،

بہو کا رنگ گورا، لمبے لمبے کالے کالے گھنگریالے بال، بڑی بڑی ڈگر ڈگر کرتے ہوئے تارون جیسی روشن آنکھیں، کھلی کھلی سحر بیں پیشانی تھی اور بجلی کی روشنی میں اس کی دراز پلکوں کا سایہ اسکے حسین رخساروں پر پڑ رہا تھا،

دلہن کو دیکھکر وہ پہلے منہ سے بولیں،

"پرمیشوری بہن دلہن تو بہت سُندر لائی ہو چاند کا ٹکڑا ہے ٹکڑا"

اور پھر وہ دلہن کے گورے گورے خوشنما کانوں میں سونے کے بندے پہناتے ہوئے پرمیشوری سے ہنس کر بولیں:-

"بہن دلہن تو تم چاند سی لے آئی ہو مگر اس کا نام کیا رکھا ہے؟"

"تم ہی کہو بہن" پرمیشوری بولی،

"ارے ہمارے رکھے ہوئے نام انہیں کیوں پسند آنے لگے، یہ تو نئے نام رکھیں گی، دیکھتی نہیں ہو زمانہ کا کیا رنگ ہے"

"تو پھر دلہن ہی سے پوچھو" پرمیشوری بولی

یہ سُنکر بوڑھی دادی نے دلہن کی گھونگٹ کو ذرا سا اوپر اٹھا کر پوچھا:-

"دلہن تجھے کون سا نام پسند ہے؟"

نئی نویلی دلہن جس نے ابھی اس گھر کا کچھ بھی نہیں دیکھا تھا، [illegible] اس کے حسین رخساروں پر حیا کی سُرخی [illegible] سینے پر خوف اور سیمابی [illegible] تھا، بالآخر [illegible] سے بولی: "جو آپ کو پسند [illegible] شرم کے مارے اس کی پیشانی عرق آلود ہو گئی، اتنے میں بڑی بہو عورتوں کے جھرمٹ سے بولی:-

"دادی "رانی" نام کیسا ہے؟"

"ارے بہو اس میں بری کیا پسند، تم نے جگ کی ہو، جو تمہاری مرضی وہ میری پسند"

اس رات پرمیشوری کا چھوٹا بیٹا سورج دلہن کے چاند میں مختلف منصوبے سوچتا رہا اور آنگن میں عید تک دلہن کے آنے کی خوشی میں بہت رات گئے تک گاتی بجاتی رہیں جب تمام عورتیں گا بجا کر چلی گئیں تو پرمیشوری دلہن کے پاس گئی اور بولی:-

"آہو اب میں تیرا منہ دیکھوں، اب تک تو میں نے اچھی طرح تجھے دیکھا بھی نہیں" اور پھر دلہن کی بلائیں لیتی ہوئی بولی، "دلہن یہ گھر کی کنجیاں ہیں، آج سے اس گھر کی ہر چیز کو اپنا سمجھو، آج سے تم جو کچھ بھی کرو گی اس گھر کی بھلائی یا بُرائی کے لئے کرو گی، بیٹی اس گھر کی کسی بہو بیٹی کی آج تک کسی نے بُرائی نہیں کی میری تو یہ تمنا ہے کہ جس طرح آج تک اس گھر میں سُکھ اور شانتی رہی ہے اسی طرح آئندہ بھی سُکھ اور شانتی رہے، ہماری طرف دیکھو اس گھر میں دادی اور میں، دو دیورانی جٹھانی تھیں اس نے جو کہا ہم نے مان لیا، اور ہم نے جو چاہا اس نے پورا کر دیا، ہمیں یاد نہیں کہ ہم کبھی آپس میں کسی بات پر جھگڑی ہوں، میری بات گرہ میں باندھ لو، جس طرح سُکھ چین سے ہماری کٹ گئی ہے اسی طرح تمہاری بھی آرام سے گذر جائے گی کیوں دلہن میری بات مانو گی نا؟"

دلہن کچھ دیر چُپ رہی اور پھر آہستہ سے بولی:-

"بھلا ماں کا کہنا بھی کبھی کوئی ٹالا کرتا ہے؟"

پرمیشوری یہ جواب سنکر کھل گئی اور اس نے نظر محبت میں دلہن کو چھاتی سے لگا لیا

اگلے دن صبح جب پرمیشوری اٹھی تو دن زیادہ چڑھ آیا تھا، تمام رات جاگنے کے باعث ابھی تک نیند [illegible] ہوئی تھی اور آنکھوں میں نیند کا خمار تھا، [illegible] بچوں نے جنہیں پچھلی رات بڑی [illegible] اچھی طرح دلہن کو دیکھنے [illegible] اٹھا رکھا تھا، دلہن اس شور و غل [illegible] کئے اندر کمرے میں بیٹھی تھی بچوں نے جب دیکھا کہ نئی دلہن دروازہ نہیں کھولتی تو کواڑ پیٹنے لگے پرمیشوری یہ شور سُنکر باہر نکل آئی اور بڑی بہو سے جو چوکے میں بیٹھی کھانا پکا رہی تھی بولی:-

"تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ ان بچوں کو تو منع کر دو، کتنی دیر سے دروازہ پیٹ رہے ہیں کیا ہو گیا ہے انہیں؟"

"کمرے میں دلہن بیٹھی ہے" بہو نے آہستہ سے مُسکرا کر کہا،

"اوہ! یہ بات ہے؟" اور پھر بچوں کو دروازے کے پاس سے ہٹا کر بولی "دلہن دروازہ کھولو"

دلہن نے پرمیشوری کی آواز سُنکر دروازہ کھول دیا، اور پھر اپنی جگہ آ بیٹھی، کمرے میں داخل ہو کر پرمیشوری نے دیکھا دلہن چوکی پر بیٹھی ترکاری کاٹ رہی تھی، جسے دیکھ کر وہ دیا سلائی کی طرح سُلگ اٹھی اور آنگن میں آ کر بولی:-

"بڑی بہو تمہیں کبھی عقل بھی آئے گی یا نہیں نئی نویلی دلہن کو آتے ہی کام پر لگا دیا ابھی اس نے جھاڑو ہی کیا دیکھا ہے، اگر تم ترکاری کاٹ لیتیں تو تمہارا کیا بگڑ جاتا جب تم اس گھر میں آئی تھیں تو دادی بہن سے پوچھو میں نے تمہیں تین مہینے تک کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیا تھا،"

جس طرح فصل کٹنے سے پہلے ٹڈی دل کو دیکھ کر کسان کا دل سہم جاتا ہے اسی طرح پرمیشوری کی اس اچانک برہمی سے بڑی بہو سہم گئی اور پھر نہایت عاجزی سے بولی:-

"میں نے تو دلہن کو منع کیا تھا مگر وہ نہیں مانی"

"مانتی تو تب، جب تیری مرضی کام کرنے کی ہوتی" بڑی بہو پرمیشوری کی باتیں بھیگی بلی بن کر سُنتی رہی، دلہن نے جب دیکھا کہ میرے باعث خواہ مخواہ بڑی بہو کو سُننی پڑ رہی ہیں تو دروازے کی چوکھٹ کے پاس آ کر بولی

"اس میں اُن کا کچھ قصور نہیں میں نے سوچا بیٹھے بیٹھے کیا کروں گی چلو ترکاری ہی کاٹ لوں، اس سے ان کو بھی آرام مل جائے گا اور میرا بھی وقت [illegible] جائے گا"

[illegible] کے پتی [illegible] اس وقت دکان کو [illegible] شنکر ٹھہر گئے اور پرمیشوری [illegible] بولے

"سُنتی ہو دلہن کی باتیں"

(باقی صفحہ ۸ پر)

جگر پارے

از حضرت جگر مرادآبادی

سودا جواب ہی سر میں وہ سودا ہی اور ہے
اس کا چمن ہی اور ہے صحرا ہی اور ہے

لیلائے آب و گل تو ہزاروں ہزار ہیں
مجنوں ہی جس کی روح وہ لیلیٰ ہی اور ہے

یہ حسن رنگ رنگ بھی کچھ کم نہ تھا، مگر
کیا کیجئے کہ دل کا تقاضا ہی اور ہے

جو حسن شش جہت سے نہ سیراب ہو سکی
محسوس اب ہوا وہ تمنا ہی اور ہے

صورت میں یہ فروغ یہ جذب و کشش کہاں
در پردہ کوئی شاہد معنی ہی اور ہے

خود حسن استعارہ ہے جس کے جمال کا
وہ جان حسن حسن سراپا ہی اور ہے

جس سے کہ مطمئن ہو مری فطرت بلند
شاید وہ حسن و عشق کی دنیا ہی اور ہے

صفحہ (۷) کا بقایا

پرمیشوری بہو کے منہ سے ایسی عقلمندی کی باتیں سن کر بھولی نہ سمائی اُسے یاد ہے جن دنوں بڑی بہو بیاہ کر آئی تھی مگر بڑی بہو نے بھولے سے بھی کبھی اُس کے کام میں ہاتھ بٹانے کو نہیں کہا تھا چاہے وہ کام نہ کرنے دیتی مگر اتنا کہہ دینے سے ہی اُسے کتنا آرام ہوتا۔ پتی کی بات کا اُس نے کچھ جواب نہیں دیا صرف مسکرانے لگی۔

دان ناتھ پرمیشوری کو مسکراتا دیکھ کر بولے۔

"کیوں نہ ہو! دلہن کس کی ہے" اور پھر ہنستے ہوئے دکان کو چلے گئے۔

پتی کے منہ سے یہ بات سنکر پرمیشوری کا سر ایک عجیب شان تمکنت سے بلند ہو گیا آج اُسے گھر بھر میں اپنی بزرگی کا احساس ہونے لگا اور اُسے یہ محسوس ہونے لگا گویا آج اُسے ان شبریں الفاظ میں اس گھر کی چالیس برس کی بے لاگ خدمت کا صلہ مل گیا ہو۔ پرمیشوری کی خوشی اُس فوج کے اُس سپاہی کی تھی جسے تمام عمر وفاداری سے خدمت بجا لانے کے بعد حکومت کی طرف سے دو چار الفاظ میں ایک اچھا سا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے اور وہ اُس کو حاصل کر کے اپنے آپ کو سب سے افضل سمجھنے لگتا ہے۔

پرمیشوری کے پتی دان ناتھ سستے کا کاروبار کرتے تھے چودہ برس کی عمر میں اُن کے پتا انہیں اس وسیع دنیا میں پرماتما کے سہارے چھوڑ گئے تھے دان ناتھ کی بیوہ ماں نے چکی پیس کر اُس کا پیٹ پالا، کپڑے سی کر اُس کا تن ڈھانپا اور محلے کے بچوں کو پڑھا لکھا کر اُسے لکھایا پڑھایا، اور بڑا کیا۔ ماں کی اس مشقت نے اس کے دل میں اُمنگ پیدا کی، پرماتما نے اسے استقلال ہمت اور حوصلہ بخشا۔

ماں کی نیک دعاؤں کے ساتھ اس گھر کے کل سو روپے کے اثاثے سے انہوں نے کاروبار شروع کیا، پرماتما نے برکت بخشی اُسے دن بہ دن زیادہ دیا اور وہ شہر کے متمول لوگوں میں گنا جانے لگا۔ ماں نے اس کا بیاہ کر دیا، اس کا نام رکھا پرمیشوری اور تمام گھر بار اسے سونپ دیا۔

دلہن بھی تمام روپیہ جو اُسے دان ناتھ لا کر دیتے سنبھال کر رکھتی، گھر کی معمولی سے معمولی چیز اپنے ہاتھ سے لاتی۔ دان ناتھ کو ہمیشہ ہنستی ہوئی ملی، کچھ ہی دنوں میں گھر بھر میں ہر طرف خوشیاں ناچنے لگیں، محلے کی بڑی بوڑھیاں کہتیں۔

"بہن دان ناتھ کے گھر بہو کیا آئی لکشمی آ گئی"

اس طرح سکھ اور شانتی سے ہنستے کھیلتے رہتے اور سال گذر گئے، اس اثنا میں دان ناتھ کی بیوہ ماں اس جہان سے کوچ کر گئی پرمیشوری نے لیتے بڑے لڑکے کا بیاہ کر دیا اور چھوٹے لڑکے کی شادی کر کے چاند سی دلہن لے آئی اور اپنی ساس کی طرح رواج کے مطابق گرہستی نئی دلہن پر چھوڑ کر کنارہ کش ہو گئی۔

اُس دن جب دان ناتھ دکان پر پہنچے تو مارکٹ نرخوں پر تھی، مارواڑیں داخل ہوتے ہی چاروں طرف سے سٹے بازوں کی بولیوں کی آوازیں آنے لگیں لوگ سب کچھ بیچ رہے تھے دان ناتھ نے سوچا یہ منافع کمانے کا اچھا موقع ہے انھوں نے اپنا ہزار روپیہ اس سٹے کے داؤں پر لگا دیا خدا کی کرنی دو ہی گھنٹہ میں دنیا بھر کی مارکٹ کے رخ بگڑ گئے، اور دان ناتھ جو کچھ دیر پہلے ہزاروں روپے کے مالک تھے کنگال ہو گئے، روپیہ لینے والے جن سے کسی وقت انھوں نے بھی اسی طرح روپیہ وصول کیا تھا ایک ایک کر کے ان کے دروازے پر آنے لگے کچھ ہی دیر میں اچھی خاصی بھیڑ لگ گئی،

جب یہ خبر گھر پہونچی تو وہاں کہرام مچ گیا عورتیں رونے لگیں دان ناتھ قرضخواہوں سے پیچھا چھڑاتے گھر پہونچے اور حساب لگایا تو قرض نقد روپے سے زیادہ تھا، صلاح ہوئی کہ جائداد نیلام کر دیں مگر اس میں بدنامی اور خاندانی ساکھ کے گر جانے کا خوف تھا اور عدم ادائیگی میں جیل جانے کا ڈر، بہت دیر اسی اُدھیڑ بُن میں مصروف رہے مگر جب کوئی اور صورت اس سے بچ رہنے کی نظر نہ آئی تو آخر کار انھوں نے جائداد فروخت کر دینے کی ٹھان لی

پرمیشوری نے جب یہ سنا تو سر پیٹ لیا، بڑی بہو بھی رونے لگی کل کی آئی ہوئی دلہن جسے ابھی تک اس گھر کی کسی چیز کا بھی علم نہ تھا بہت گھبرائی اور اُسے رہ رہ کر پرمیشوری کی کہی ہوئی رات کی بات یاد آنے لگی:۔

"بیٹا آج سے اس گھر کو اپنا سمجھو آج سے تم جو کچھ بھی کرو گی اس گھر کی بھلائی یا برائی کے لئے کرو گی" اور اس نے ہمت کر کے نوکر کے ہاتھ اپنے شوہر دان ناتھ کو بلا بھیجا۔

دان ناتھ جب زنان خانے میں داخل ہوئے تو چھوٹی بہو پہنے کی اوٹ میں بیٹھی تھی دان ناتھ کو آتا دیکھ کر آہستہ سے بولی:۔ "لالہ جی"

دلہن جس کی زبان میں کل تک اس گھر کی عورتوں سے بات کرتے ہوئے لکنت پیدا ہوتی تھی آج سہم کر کے اپنے سسر سے بات کر رہی تھی،

"کون چھوٹی بہو، تم نے بلایا ہے؟" دان ناتھ چھوٹی بہو سے بولے،

"جی ہاں!"

"کیوں، کیا بات ہے؟"

"میرا کہنا ہے آپ ان کو بیچ کر باقی قرض ادا کر دیں، جائداد نہ بیچیں، اس میں بدنامی کا ڈر ہے" اور پھر اس نے زیورات کی پوٹلی دان ناتھ کی طرف سرکا دی۔

"یہ تم کیا کرتی ہو بہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ابھی

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

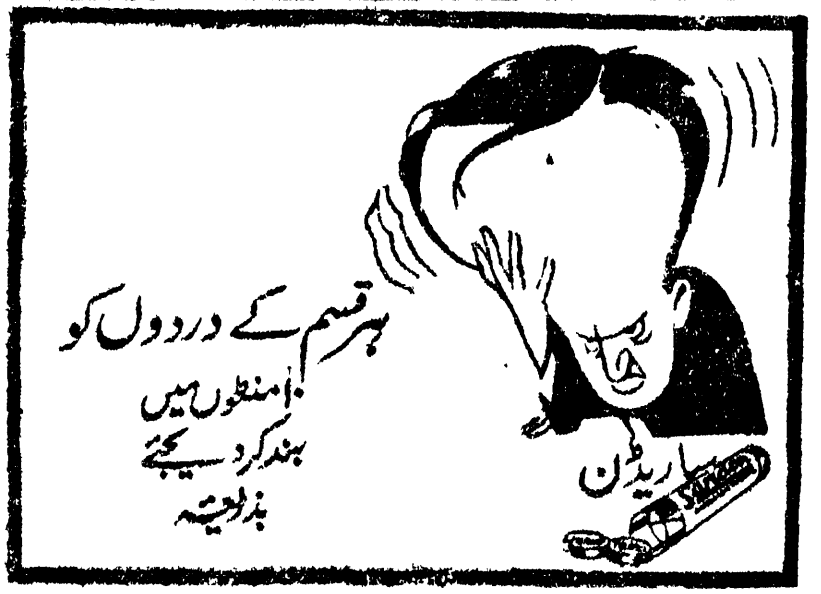

لِلی مارکہ بارلے

ہندوستان میں
بہترین پینے
کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

ہولی کے دو روپ

از حضرت سرور شاہ عسکری طباطبائی

ہولی کی رنگ رلیوں سے معمور ہے فضا
راتیں بھی ہیں بہار کی دن بھی ہیں جشن کے
ہولی کی رنگ مستوں کی رنگین شوخیاں
ہشیاریاں خمار میں پھر ڈھل رہی ہیں آج
دولت میں کوئی، کوئی غریبی میں مست ہے
کوئی فریبِ شوق کی چالوں میں غرق ہے
افشاں کہیں ہے گیسوؤں والوں کیواسطے
کوٹھے پہ یہ ہے پردہ نشینوں کی گھات میں
پیکر کسی کا حسنِ گلابی لئے ہوئے
ساجن کے انتظار میں اک ماہ وش پری
ہے آستانِ ناز پہ اپنے کھڑی ہوئی
نوخیز جسم غرق ہے رنگِ شہاب میں
فرقِ حسیں پہ ناز سے آنچل لئے ہوئے
رخ کی دمک زری کی کناروں کی چھاؤں میں
خالِ سیہ بھی عارضِ نورس کے پاس ہے
ساجن جو نکلے رنگ سے گلنار کر دیا
ہولی کی الغرض کئی اقسام ہیں سرور
کوئی تو کھیلتا ہے عبیر و گلال سے

دورِ طرب ہے جوش پہ ہے رحمتِ خدا
افسانے تازہ ہوتے ہیں رادھا کرشن کے
لیتی ہیں پھر دلوں میں محبت کی چٹکیاں
پچکاریاں شراب کی سی چل رہی ہیں آج
یہ شال میں مگن ہے، وہ گدڑی میں مست ہے
کوئی وطن پرست خیالوں میں غرق ہے
سرخی کہیں ہے چاند سے گالوں کیواسطے
وہ رہگذر پہ ماہ جبینوں کی گھات میں
چنری کسی کی رنگِ شہابی لئے ہوئے
سرتاقدم شباب ہمہ حسن و دلبری
تصویر چوکھٹے میں ہے گویا جڑی ہوئی
کچی کلی کو جیسے ڈبو دو شراب میں
آنچل میں نخلِ حسن کی کونپل لئے ہوئے
مہتاب چھٹ رہی ہے ستاروں کی چھاؤں میں
شامِ اودھ بھی صبحِ بنارس کے پاس ہے
پچکاری وہ چلائی کہ سرشار کر دیا
جس منچلے کو جیسی بھی سوجھے بقدرِ ہوش
اور کوئی آبرو سے، کوئی جان و مال سے

روزی کی دھن میں ٹھوکریں کھا کھا کے دربدر
شوہر کے انتظار کی مورت بنی ہوئی
آنکھوں میں ایک شانِ ترحم لئے ہوئے
آنکھیں بھی بیقرار تھیں چہرہ بھی نڈھال
پیکر میں تھی الم کی نشانی لئے ہوئے
تھے رنگ کے نہ دام تو شرما کے رہ گئی
مزدور کے بھی حال پہ فضلِ خدا نہ تھا
بیوی کا حال دیکھ کے منہ زرد ہو گیا
آنکھوں میں آنسوؤں کے پرے تھم کے رہ گئے
احساسِ بیخودی سے ہم آغوش ہو گئی
بیوی بھی فرطِ یاس سے بیتور کے گر پڑی
پہلے تو روئی آپ کو محبوب جان کر
شانِ وفا پہ دونوں جہاں کی نویدلی
ننھا یہ دیکھتا تھا سماں جیسے خواب میں
ننھا کلیجہ رنج کی شدت سے پھٹ گیا
بازو پہ منہ کو رکھ کے کچھ اس طرح رو دیا
رخ پر نگاہ فرطِ محبت سے گڑ گئی
القصہ خون جو اشکوں سے مل مل کے یوں بہا

مزدور ایک آیا تھا ہولی کے روز گھر
بیوی تھی در پہ آس لگائے کھڑی ہوئی
ہونٹوں پہ سوگوار تبسم لئے ہوئے
فاقوں سے زعفران کو شرما رہے تھے گال
زخمی، شکست خوردہ جوانی لئے ہوئے
قطرے لہو کے آنکھوں سے چھلکا کے رہ گئی
دو دن سے دیکھنے کو بھی پیسہ ملا نہ تھا
مزدور کی رگوں میں لہو سرد ہو گیا
دل میں تھے جتنے قطرۂ خون جم کے رہ گئے
دل میں اٹھی وہ ٹیس کہ بیہوش ہو گیا
اک خوفِ ناشناس سے تھرا کے گر پڑی
پھر اٹھی جھومتی ہوئی کچھ دل میں ٹھان کر
بازو کی رگ غریب حسینہ نے چھیدلی
دو دن کی بھوک بھول گیا اضطراب میں
بازو سے ماں کی دوڑ کے بچہ لپٹ گیا
درد اپنا ماں نے درد میں بچے کے کھو دیا
اشکِ پسر سے زخم میں ٹھنڈک سی پڑ گئی
اس نے لہو سے عہد یہ سینے پہ لکھ لیا

لیکن وہ ہولی کم نہیں ہرگز جنون سے
زردار کھیلتا ہے جو مفلس کے خون سے

پہلے وطن سے غربت مٹائینگے
جیتے رہے تو بعد کو ہولی منائینگے

صحت

پھلوں اور سبزیوں کے رس

(از ڈاکٹر میلو ہیٹنگز، آمریکہ)

پھلوں کے رس کی معالجاتی اہمیت بہت دنوں سے تسلیم کی جا چکی ہے ان میں سنترے کے رس انگور کے رس اور چکوترے کے رس کو طبی نقطۂ نگاہ سے زیادہ مقبولیت حاصل تھی، مگر اب سبزیوں کے رس کی معالجاتی اہمیت بھی تسلیم کر لی گئی ہے اگرچہ یہ بھی ابھی اسی سلسلۂ تحقیقات کی پیداوار ہے جو مختلف پھلوں کے متعلق تجربہ گاہوں میں جاری تھیں، تاہم اجزاء کے معمولات میں کچی سبزیوں اور ترکاریوں کے رس کا داخلہ ایک نسبتاً نئی چیز ہے ان رسوں میں جو صحت افزا اور طاقت بخش اجزاء موجود رہتے ہیں وہ جدید طب میں صرف تغذیہ کے لئے نہیں بلکہ امراض کے علاج کے لئے بھی کارآمد ثابت ہو رہے ہیں اور ان کے متعلق تحقیقات بھی رفتہ رفتہ مکمل ہوتی جا رہی ہے مگر جب ہم سبزیوں کے رس کا ذکر کرتے ہیں تو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ پھلوں کے افشردے کی جگہ لے لیں گے یا سبزیوں کے رس کے استعمال کے معنی یہ ہیں کہ پھلوں کے رس کے استعمال کی ضرورت باقی نہیں رہی، حقیقت یہ ہے کہ دونوں چیزیں اپنا مخصوص افادی پہلو رکھتی ہیں اور بعض حالات میں ان کو مشترک طور پر مرکبات کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ بات عام طور پر بیان کی جاتی ہے کہ پھل اور سبزی دونوں چیزیں ہمارے لئے مفید ہیں اس لئے کہ ان میں حیاتین اور معدنی نمکیات کی کافی مقدار موجود ہوتی ہے اس حقیقت کے پیش نظر نیز اس امر کا خیال رکھتے ہوئے کہ پھلوں کے افشردے زیادہ فائدہ دار اور خوشگوار ہوتے ہیں جدید طب کچی سبزیوں کے کم فائدہ یا بے فائدہ رس کے استعمال پر کیوں زور دیتی ہے؟

اس کا جواب ان اجزاء کے مطالعہ میں موجود ہے جو ان دونوں چیزوں کے رسوں میں پائے جاتے ہیں، میں نے مقابلہ کے خیال سے ایسے پانچ پھل اور پانچ سبزیاں منتخب کر لی تھیں جو کثرت سے استعمال کی جاتی ہیں، پھلوں میں سنترہ، انناس، چکوترہ، سیب اور انگور، سبزیوں میں گاجر، چقندر، پالک، کرفس، پارسلی میں نے اس سلسلہ میں چار حیاتین اے۔ بی سی ڈی جی اور تین سب سے زیادہ مفید معدنی نمک کیلسیم، لوہا فاسفورس اپنے پیش نظر رکھے اور پانچوں پھلوں اور سبزیوں میں ان ساتوں چیزوں کی مقدار کا اوسط دریافت کیا، اور موازنہ۔ اس صورت میں کیا گیا کہ اگر آپ پانچ پھلوں کے رس برابر مقدار میں ملا کر ایک گلاس بھر لیں اور اسی طرح پانچوں سبزیوں کے افشردوں کا مرکب بھی ایک گلاس بھر کر بنائیں تو ان دونوں میں باعتبار حیاتین و معدنی نمکیات کیا فرق ہوگا۔

اس تجربہ سے معلوم ہوا کہ پھلوں کے مرکب مشروب میں وٹامن سی" اگرچہ خوب نمایاں ہوگی تاہم جہاں تک اس کی مقدار کا تعلق ہے وہ سبزیوں کے مرکب میں زیادہ پائی جائے گی،

وٹامن "بی" کی مقدار بھی موخر الذکر میں دگنی اور وٹامن "جی" کی مقدار چوگنی ہوگی، نمکوں کے اعتبار سے بھی سبزیوں کا مرکب فاسفورس کی مقدار میں دوگنا قوی، کیلسیم کی مقدار میں تین گنا قوی اور لوہے کی مقدار میں چار گنا قوی ہوگا،

وٹامن "اے" کے لحاظ سے ان دونوں مرکبوں میں موازنہ ہی بے کار ہے کیونکہ پھلوں کے افشردے کے مقابلہ میں سبزیوں کا افشردہ تقریباً ایک سو گنا زیادہ حیاتین کا مالک ثابت ہوا۔ یہ غیر معمولی طاقت اس افشردے کو سبز پتوں والی سبزیوں اور گاجروں سے حاصل ہوتی ہے، چقندر اور کرفس وغیرہ کو وٹامن اے کے اعتبار سے پھلوں پر کوئی خاص فوقیت حاصل نہیں ہے۔

لیکن مذکورہ بالا موازنہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ پھلوں کے رس کی اہمیت کم سمجھی جائے اب بھی ہماری بہت سی غذاؤں میں پھلوں کو بہت بلند درجہ حاصل ہے اور حیاتین اور معدنی نمکوں کے حاصل کرنے کے لئے یہ بہترین ذرائع ہیں، پھلوں میں کچھ مزید وصف بھی ہیں جو ان کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں پھلوں کے رس میں قدرتی سادہ شکر کے محلول پائے جاتے ہیں جو ہاضمہ میں کسی طرح کی تبدیلی کے بغیر براہ راست ہمارے خون میں شامل ہو جاتے ہیں ان سے فوری انرجی حاصل ہوتی ہے اور ہاضمہ کی تاخیر و مشکلات پیدا نہیں ہوتیں۔

پھلوں کے دوسرے اہم اجزاء میں بعض نامیاتی تیزاب بھی ہیں اور شکر و تیزاب کا یہی مرکب وہ چیز ہے جو پھلوں کو اس قدر ذائقہ دار بناتا ہے پھلوں کے ان تیزابوں کا اثر یہ بھی ہے کہ وہ وٹامن سی" کو بھی حرارت یا آکسیجن آمیزی کے باعث ضائع ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں اس لئے پھلوں کے رس اگر پکائے جائیں یا ٹین کے ڈبوں میں بند کئے جائیں جب بھی ان میں اس مخصوص حیاتین کی طاقت برقرار رہتی ہے، لیکن سبزیوں کے رس میں یہ قدریں اسی وقت باقی رہتی ہیں جب تک کہ وہ تازہ اور کچے

Times have changed !

TIME-KEEPERS

in Shakespeare's Day

زمانہ بدل گیا ہے!

شیکسپیر کے زمانہ اور آج کے زمانہ کی گھڑیاں

& present day

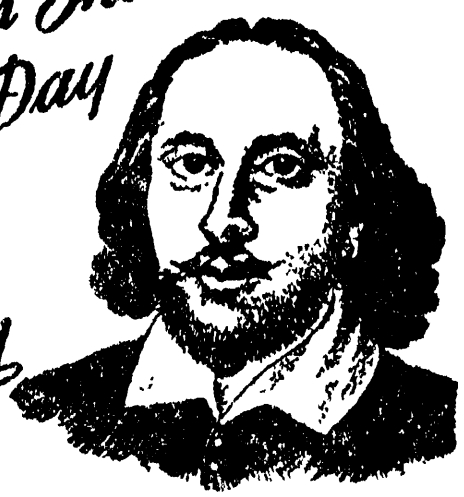

شیکسپیر نے گھڑی کا ابتدائی دور دیکھا تھا۔ اس وقت چابی نہیں ہوتی تھی اور گھڑی کی رفتار پن اور ریٹ کے ساتھ وابستہ تھی۔ یہ بات تھی کہ زیادہ بھدے طریقہ پر کی گئی تھی۔ لیکن اسپرنگ دفنر کیلئے برش استعمال کیا جاتا تھا آج گھڑیاں پوری بھارت، ملائشیا، چار سو سال کے ہماری تجربہ کی بنا پر بنائی جاتی ہیں ویسٹ اینڈ کی گھڑیوں میں ماضی اور حال کی ترقیوں کا بہترین جوہر ملا دیا گیا ہے۔ طلب کرنے پر فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے۔

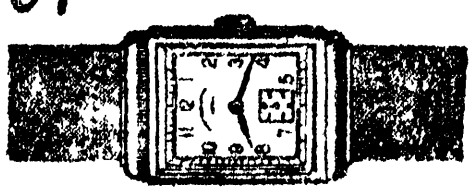

کیسٹ "ایف"
۱۸ کیرٹ سالڈ گولڈ بھاری کیس ... ۲۸۰/- روپیہ
ریکٹر عرب یا نئے سٹائل کا ڈائل ... یہی قیمت

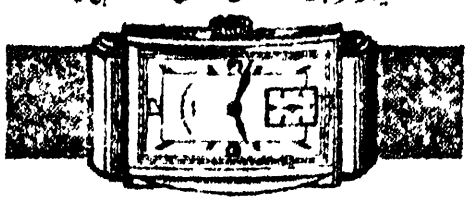

ایکسٹرا "ایچ"
۱۸ کیرٹ سالڈ گولڈ بھاری کیس ... ۳۴۵/- روپیہ

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی، بمبئی اور کلکتہ

چونکہ درآمد باقاعدگی نہیں ہے اس لئے ممکن ہے ہر اس قسم کی گھڑی سپلائی نہ کی جا سکے جس کا اشتہار دیا جاتا ہے لیکن ان کی پوری کوشش بجائے کی کہ یہاں کا ہمارا اسٹاک اجازت دیگا ہم آرڈر کی تعمیل کریں گے۔

West End Watch Co

Bombay — Calcutta

آمد بہار

لیجئے موسم بہار شروع ہو گیا۔ دھوپ میں لطیف گرمی پیدا ہو گئی۔ موسم خوشگوار ہے۔ سمرن رنگینیوں پر رنگین بنا رہی ہے۔ ہر چیز کو رنگین موسم بہار میں گزر ہو جاتا ہے۔ جب انگیز ہے۔ جاڑے سے ہر چیز منجمد ہو گئی تھی اب بہار اپنی تازہ حیات بخش ہوا سے ہر چیز کو تبدیل ہو جاتی ہیں ——— جاڑوں کا خون موسم بہار میں گرم ہو جاتا ہے۔ جب خرابیاں کیوں کر پیدا ہوتے ہیں اور پھوڑے پھنسیاں، چیچک وغیرہ میں انسان کو مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے خرابی خون کی سانٹی فک ذریعہ سے صفائی کر لی جائے اور پھر بہار کی بہار لوٹی جائے۔ اس موسم میں خون کو صاف کرنے والی، قوت دینے والی، موسم بہار میں پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچانے والی صافی خون دواخانہ دھلے کی سانٹی فک ایجاد ہے۔ قیمت فی شیشی (۱۰ خوراکیں) صرف دس آنے۔ تفصیلات کے لیے رسالہ ہمدرد بہار مفت لے کر پڑھیے۔

ہمدرد دواخانہ (ال) نیو دہلی

تیج و دیکی دہلی

۱۴ مارچ ۱۹۴۴ء

ہولی

ادائیں کھیلتی ہیں رنگ، تلوار اس نے تولی ہے
لہو کی چلتی ہیں پچکاریاں، مقتل میں ہولی ہے

اس اشاعت میں [illegible] پر ایک کالم درج ہے، [illegible] نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ہٹلر نے دنیا پر اقتدار حاصل کرنے کا [illegible] دکھایا تھا [illegible] دنیا کے [illegible] کے لئے [illegible] نئے [illegible] کیا خطرناک [illegible] عورتیں طاقتوں کے [illegible] آج دنیا کا جو حال ہو گیا ہے وہ [illegible] بیان نہیں ہے [illegible] ملک [illegible] میں سپاہی بھی ہیں اور شہری بھی [illegible] میں [illegible] کرنے کی بات ہے کہ [illegible] آج انسانی خون کی یہ ہولی کیوں کھیلی جاتی

[illegible] ہولی کی ہولی [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] میں [illegible] ہوگی، [illegible] کی آنے والی [illegible] کی آخری کامیابی [illegible] ہے، اگر کوئی [illegible] ہے [illegible] جنگ بھی یہ پیشین گوئی نہیں کر سکتا کہ لڑائی کب ختم ہوگی، دنیا کب [illegible] اور سکون و امن کی طرف واپس جائے گی، انسانی سامان زندگی کی یہ آتش زدگی، انسانی خون سے ہولی کا کھیل کب اختتام کو پہنچے گا!

ہولی ہمارے دیس کا ایک بہترین قومی تیوہار ہے، اگر بعض [illegible] کو جو غلطی یا مبالغہ کے باعث اس میں بعض لعنتوں نے داخل کر دی ہیں، اس تیوہار سے خارج کر دیا جائے تو غالباً ہولی جیسے عظیم شان اور مسرت افزا تیوہار کا جواب اس دنیا کے کسی تیوہار میں نہیں ملے گا اور خواہ کسی نقطۂ نگاہ سے بھی اسے دیکھا جائے اسکی عظمت و شان کو تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔ اس میں ظاہری رنگینیاں بھی ہیں اور معنوی خوبیاں بھی، یہ اور بات ہے کہ ہمارے دل تلخیوں سے اس قدر لبریز ہو گئے ہیں کہ ایک طرف تیوہار کی حقیقی لذت محسوس نہیں ہوتی تو دوسری طرف نگاہیں بھی اسکی پُر کیف رنگ رلیوں میں وہ بہاریں نہیں دیکھتیں جو پہلے دکھائی دیتی تھیں، مگر ان باتوں سے تیوہار کی حقیقت اور تیوہار کا بنیادی مقصد نہیں بدل سکتا، ہم اپنے دل کی گہرائی میں کم از کم اتنی بات تو ضرور محسوس کرتے ہیں کہ یہ ہمارا مقدس اور شاندار قومی تیوہار ہے، لیکن بدلے ہوئے ماحول اور مخالف حالات کے باعث ہم اسے پوری خوشیوں کے ساتھ منا نہیں سکتے، یعنی اگر موجودہ جنگ کی پیدا کی ہوئی پریشانیوں میں ہندوستان مبتلا نہ ہوتا اگر تمام ہندوستانیوں کی اقتصادی حالت اچھی ہوتی، اگر سرمایہ داروں کے گھروں سے لے کر کسانوں اور ادنےٰ سے ادنےٰ مزدوروں کے گھروں تک خوشحالی ہوتی، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر ہندوستان محکوم نہ ہوتا، اور وہ اپنے ملک کے تمام انتظامات کا خود مالک ہوتا تو ہمارے تیوہار بھی خوشیوں اور حقیقی مسرتوں کے ساتھ منائے جاتے۔

ہولی کے مقدس تیوہار کا تاریخ بہت پرانی ہے اس کی تاریخی روایات بھی مختلف ہیں مگر سب سے زیادہ مستند روایت بھگت پرہلاد کے اس شہرۂ آفاق کی ہے جس سے سب لوگ واقف ہیں، ہندوستان کے قومی روحانی اور اخلاقی پہلو کچھ ہولی ہی [illegible] نہیں ہے اس ملک کا کوئی بھی تیوہار ایسا نہیں ہے جو کوئی مفید [illegible] اور اصلاحی مقصد نہ رکھتا ہو، ہولی کا [illegible] تیوہار ایک معنی میں دیوالی کے تیوہار کا جواب ہے، اس لئے کہ اگر دیوالی پر موسم [illegible] کا استقبال کیا جاتا ہے تو ہولی پر موسم سرما کا خیر مقدم ہوتا ہے [illegible] دیوالی پر خریف کی فصل ختم ہوتی [illegible] بازار میں دھان کی کھیتوں اور [illegible] کی نباتات مرجھا جاتی ہے تو ہولی پر ربیع کی فصل پکنے لگتی [illegible] جو اور گیہوں کی بالیں [illegible] کسانوں کی فراوانی کا پیغام دیتی ہیں، [illegible] دیوالی پر گھروں [illegible] ہوتی ہے اور ہم [illegible] کی گندگیوں سے نجات حاصل کی جاتی ہے تو ہولی پر بھی موسم سرما میں جمع شدہ گندگی کو آگ کے اندر آتش کر دیا جاتا ہے، اگر دیوالی کے چراغ کیڑوں مکوڑوں کو جلا دیتے ہیں اور [illegible] ہوا کو صاف کرتے ہیں تو ہولی کا جلتا ہوا الاؤ بھی فضا کو صحت بخش بنا دیتا ہے اگر دیوالی میں موسم سرما کے کپڑے خریدے، بنائے اور پہنے جاتے ہیں تو ہولی میں موسم گرما کے ہلکے لباس ترتیب دیئے جاتے ہیں اور رنگ آمیزی کے ذریعہ یہ خوشخبری دے دی جاتی ہے کہ جاڑوں کو خیرباد کہنے اور گرمیوں کا خیر مقدم کرنے کا وقت آ پہنچا

الغرض ہندوستان کے تمام تیوہار موسموں، موسم کی تبدیلیوں، چاند اور سورج کی گردشوں کے تحت اخلاقی و روحانی تعلیمات اور سماجی ضرورتوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے اور [illegible] اور زبردستی نے روحانیت و نیک کرنے [illegible] کو فراموش کرتے چلے گئے ہیں [illegible] باطن کر نقصان پہنچایا ہے، [illegible] ہندو ہے کہ تیوہاروں کی ظاہری صورت [illegible] [illegible] کہا [illegible] ہو سکتا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ [illegible] اصلی و اخلاقی مقاصد کو بھی فراموش نہ کیا جائے [illegible] کی رنگ رلیاں منانے اور عبیر گلال سے [illegible] بگمن [illegible] نہ جائیں۔

اس نکتہ پر پہنچ کر ہم یہ سوال پیدا کرتے ہیں کہ ہمارے فرائض کیا ہیں اور ہمیں کس طرح [illegible] کرنا چاہیئے، سچ پوچھئے تو اس سوال کا جواب بھی ہر شخص کے دل میں موجود ہے، [illegible] کا ضمیر [illegible] اس کی رہنمائی کرتا ہے، کسی کو نہیں معلوم کہ پرماتما کے بندوں کی [illegible] کرنا [illegible] کا [illegible] ہے، کس کا ضمیر یہ نہیں کہتا کہ سچا عیش [illegible] اور فضول خرچی بری چیز ہے، کون نہیں جانتا کہ [illegible] کھیلنے کے بعد ہر صاحب حیثیت کو کھانا کھانا چاہیئے؟

[illegible] کی آواز کون سنتا ہے [illegible] گھرانوں میں ہولی کی رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں اور جن کے کام و دہن بہترین نعمتوں سے لذت اندوز ہوتے ہیں ان کا فرض یہ بھی ہے کہ اپنے غریب بھائیوں، اپنے [illegible] پڑوسیوں کا بھی خیال رکھیں اور اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ [illegible] غریبوں کے ہزاروں گھر ہولی کے تیوہار [illegible] کے سوا کچھ نہیں [illegible] محروم ہیں [illegible] کی گرانی [illegible] غالب [illegible]

[illegible]

پیش کرتے ہوئے پرماتما سے دعا کرتے ہیں کہ وہ دن جلد آئے جب ہم ایک آزاد قوم کی طرح اپنے تیوہار منائیں۔

"کستوربا میموریل!"

کستوربا گاندھی کے سرگباشی کے بعد یہ [illegible] کہ ان کے لئے کوئی یادگار قائم کی جائے، [illegible] بڑی مسرت ہے کہ اس اہم ترین قومی مسئلہ کی طرف ہندوستان کی چند [illegible] ہستیوں نے توجہ [illegible] ہے اور پنڈت مدن موہن مالویہ، مسٹر [illegible] دیوی [illegible] رشتن، مسٹر سری رام شریمت [illegible] مسٹر بریلوی [illegible] "کستوربا گاندھی میموریل فنڈ" کے لئے پیچھے [illegible] کی اپیل کی ہے، یہ گراں قدر رقم مہاتما گاندھی کی سالگرہ کے موقعہ پر [illegible] کو [illegible] ۱۹۳۳ء کو اس غرض سے [illegible] کی جائے گی [illegible] ہندوستان کی عورتوں کی [illegible] کے [illegible] کہا جائے [illegible] مقصد [illegible] کہ تمام [illegible] کا [illegible] سلسلہ میں قائم کی گئی ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] مشورہ کریں گے، [illegible] کا [illegible] ہے مگر جلسہ [illegible] میں بھی اسکی [illegible] کھول دی جائیں گی،

"جانی واکر" کی رہنمائی!

فیڈریشن آف انڈین چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے سترھویں سالانہ اجلاس کے صدر کمار راجہ سر مٹھیا چیلا نے "انفلیشن" (یعنی کرنسی کی زیادتی) اور حکومت کے طریقۂ علاج کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ حکومت کے ارباب حل و عقد نے ایسے لوگوں سے مشورہ کئے بغیر جو یہ جانتے تھے کہ درآمد یا دیسی صنعتوں کی پیداوار میں سے ہندوستانیوں کو کون کون سی قابل استعمال چیزوں کی ضرورت ہے انفلیشن کے مقابلہ کے لئے درآمدی اشیاء کی ایک فہرست بنائی اور اس فہرست میں "جانی واکر" (وہسکی شراب) کو بڑی اہمیت دی گئی تھی اور اسی طرح کی دوسری چیزیں تھیں جو ذی حیثیت لوگوں کے سامان عیش میں ہیں، غریبوں کی ضروریات زندگی میں داخل نہیں ہیں اس سلسلہ میں سر مٹھیا کا یہ فرمانا بجا ہے کہ حکومت کا پہلا فرض ہے کہ وہ عوام کی ضروریات زندگی کی مہیا کرے اور [illegible] ہے [illegible] کو ترجیح [illegible] ہی افسوسناک امر ہے [illegible] سب سے زیادہ ضرورت [illegible] ہے سامان عیش کی چیزیں درآمد کرنے [illegible] سے دیسی صنعت [illegible] کو بھی نقصان پہنچ [illegible]

راز و نیاز

سوال: دہلی میں چند لیڈروں کے درمیان جو مشورے ہوئے ہیں کیا اس کو "آل پارٹیز کانفرنس" کہا جا سکتا ہے؟ (گیان چند، الہ آباد)

جواب: اس کا صاف جواب نفی میں ہے، چند لیڈروں کے مشوروں کو کبھی آل پارٹیز کانفرنس نہیں کہا جا سکتا، ان میں سے بعض لیڈر کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے، بعض لبرل اور سیاسی یتیم ہیں، کہ جن کا پیرو کوئی بھی نہیں ہے، آپکو معلوم ہے کہ ہندوستان میں جتنے لیڈر ہیں اتنے دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہوں گے یہی اس ملک کی سب سے بڑی مصیبت ہے، دہلی میں جو مشورے ہوئے ہیں اسے "نان پارٹی لیڈرز کانفرنس" کہا جا سکتا ہے۔ انگریزی میں "نان" (NON) ایک حرف نفی ہے اور فارسی میں "نان" کے معنی "روٹی" ہیں، دونوں صورتوں میں یہ لفظ صحیح سمجھا جا سکتا ہے، ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی جیل میں ہے، اسکے علاوہ مسلم لیگ کا بھی اس کانفرنس سے کوئی تعلق نہیں ہے ایسی حالت میں ایک "ایک انفرادی اشخاصی کانفرنس ہے، پارٹی کانفرنس نہیں ہے!

سوال (۱): کیا وجہ ہے کہ مدیران رسائل مضمون نگاروں کے خطوط کا جواب دینے کی زحمت بھی گوارا نہیں فرماتے؟

سوال (۲): آپ تیج دہلی میں غزلوں کے علاوہ جدید شعراء کی نظمیں بہت کم شائع کرتے ہیں، کیوں؟

سوال (۳): برائے مہربانی اس شعر کا صحیح مفہوم بتلائیے

یہ کہہ سکتے ہو ہم دل میں نہیں، پر یہ تو بتلاؤ
کہ جب دل میں تم ہی تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیونکر ہو

(جگدیش پرشاد جین، بڑوت ضلع میرٹھ) (غالب)

جواب: مدیران رسالہ ضروری اور کارآمد خطوط کا جواب ضرور دیتے ہیں، لیکن اگر وہ ان تمام خطوط کا جو بے سروپا ہوتے ہیں جواب دینے بیٹھیں تو ادارت کے کام کو چھوڑ کر صرف کلرک بن جانا پڑے گا۔

جواب (۲): جو اچھی اور معیاری نظمیں ہوتی ہیں وہ ضرور شائع کی جاتی ہیں ہم جدید شعراء کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ شوق سے اپنا کلام بھیجیں،

جواب (۳): غالب کا مطلب یہ ہے کہ تم اگر یہ کہہ دو کہ ہم تمہارے دل میں نہیں ہیں تو پھر میں کوئی سوال نہ کرتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ دل میں صرف تمہیں موجود ہو پھر ایسی حالت میں میری آنکھوں سے پردہ کیوں کرتے ہو؟ یہ شعر اپنے بلند معنوں میں معرفت الٰہی کا ایک بہترین شعر ہے،

سوال: "اگر ایک عورت جس کی شادی ہو گئی ہو ایک ایسے انسان کو جس کو کہ اس عورت سے محبت ہے دھوکا دے کر ایک تیسرے شخص سے محبت کرے تو اس کی کیا سزا ہے؟

(سید وارث علی حسرت لشکر گوالیار)

ہولی

(تیج دہلی کے خاص شاعر کے قلم سے)

ہے سرخ رو جو ہر اک گلعذار ہولی میں
تو آ گئی ہے نئی اک بہار ہولی میں

چمن میں پھول حرارت ہوا میں دلمیں امنگ
کچھ اور ہو گئے لیل و نہار ہولی میں

ہوائے موسم گل کی سنک جو لائی رنگ
تو مست ہو گیا ہر ہوشیار، ہولی میں

چمن تو ایک طرف کثرت عبیر سے آج
ہر اک مکاں ہے بنا لالہ زار ہولی میں

ہے شاخ گل میں یہ موج نسیم سے جنبش
کہ جھولے جھول رہی ہے بہار ہولی میں

نظر سے دختر رز کو بچا کے رکھ ساقی
کہ شیخ کا نہیں کچھ اعتبار، ہولی میں

غم فراق کی رنگیں لطافتوں کو نہ پوچھ
چمن بنا ہے دل داغدار، ہولی میں

ہر ایک ذرہ رنگیں ہے رشک لالہ و گل
زمیں سے تا بہ فلک ہے بہار، ہولی میں

وہ رنگ میکدہ حیرت نہیں ساقی
کہاں ہیں آج ترے بادہ خوار، ہولی میں

"تیج دہلی" کراس ورڈ معمہ کا صحیح حل حسب ذیل ہے

۱ گ	۲ ر	۳ ا	۴ ن	۵ ی	■	۶ س	۷ ا	۸ ق	۹ ی	■
۱۰ و	س	ے	ل	ہ	■	۱۱ و	ک	ل	س	۱۳ ا
ل	■	ک	■	۱۳ ا	۱۴ م	ی	ر	■	■	گ
ہ	۱۵ م	■	۱۶ ک	ن	ا	ر	ا	■	۱۷ ل	ت
■	۱۸ ح	۱۹ و	ر	■	۲۰ ن	ا	م	و	ر	ی
■	۲۱ ب	ا	ق	ی	■	و	■	۲۲ گھ	ر	■
■	۲۳ ر	ف	ت	ہ	■	س	۲۴ و	■	۲۵ ن	ا	۲۶ ر
■	ا	ظ	■	■	۲۷ ب	■	۲۸ ز	ی	■	۲۹ ا	ف
■	د	■	۳۰ ط	۳۱ و	ر	■	ی	■	۳۲ م	و	ت
■	۳۳ ر	ق	ا	ب	ت	■	۳۴ ر	ٹ	ا	■	ا
■	۳۵ ی	ر	ق	ا	ن	■	■	۳۶ د	ل	ی	ر

اشارات

پچھلے دنوں مسٹر جناح کا ایک انٹرویو لندن کے اخبار نیوز کرانیکل میں شائع ہوا تھا اس انٹرویو کے سلسلہ میں ایک سوال اور ایک جواب بہت دلچسپ تھا جسے ہم ذیل میں شائع کرتے ہیں، پاکستان اور تقسیم ہند کی تجویز اس کا موضوع سخن ہے:۔

اخباری نمائندے کا سوال:۔ "لیکن یہ ایک یقینی امر ہے کہ ایسی حالت میں خانہ جنگی ہو جائے گی، آپ ایک ہندوستانی "السٹر" پیدا کریں گے جس پر حق ہندوستان کے نام سے ہندو ایک دن حملہ کر سکتے ہیں"

مسٹر جناح کا جواب:۔ "میں اس خیال سے متفق نہیں ہوں، ظاہر ہے کہ نئے آئین میں ایک عبوری دور سمجھوتہ اور انتظام کے لئے ہوگا، اور اس زمانہ میں برطانی آفریڈی جہاں تک مسلح فوجوں اور غیر ملکی معاملات کا تعلق ہے تمام اختیارات کی مالک رہے گی"

کیا اس جواب پر بھی تبصرہ کی ضرورت ہے؟ اب اس بات میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے کہ مسٹر جناح کامل آزادی ہند کے حامی ہیں!

ایسے ہی ایک انٹرویو میں مسٹر جناح نے ہندوستان کی "بیس مختلف قوموں" کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

اب غالباً "دو قوموں کی تھیوری" میں ترقی و وسعت پیدا ہو گئی ہے پھر تو ہندوستان کو دو حصوں میں نہیں بلکہ بیس حصوں میں تقسیم ہونا چاہیئے!! شمار میں یہ تدریجی ترقی کوئی نئی بات نہیں ہے ایک زمانے میں مسٹر جناح کے مشہور چودہ نکات بڑھ کر اکیس نکات بن گئے تھے!!!

سر جیرمی رینرمین کے جدید ترین بجٹ اور نئے عائد کردہ ٹیکسوں کے متعلق ایک انگریزی معاصر نے مندرجہ ذیل پانچ دلچسپ نکتے پیش کئے ہیں:۔

(۱) ہندوستان میں موجودہ فائننس ممبر سب سے زیادہ "ہر دلعزیز" شخص ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے ٹیکسوں نے تمام دلوں میں اپنی جگہ بنالی ہے (۲) اب جبکہ سپاری پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے خوشی کی تقریبوں میں پان سپاری کی تقسیم بند کر دی جائیگی (۳) تمباکو پر ٹیکس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ سگرٹ، سگار، پائپ حقہ یا بیڑی پینے کے خیال کو دھواں بنا کر اڑا دیں گے (۴) چائے پر ٹیکس لگ جانے کے باعث شہروں کے ہوٹل والوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیئے اسلئے کہ ان کے جوشاندہ میں چائے ہوتی ہی کب تھی؟ (۵) قہوہ پر اس لئے ٹیکس لگایا گیا ہے کہ جنوبی افریقہ کے ہندوستانی یہ نہ سمجھیں کہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا گیا

جواب: اس سوال کو شائع کر کے ہم ناظرین کو مطلع کرتے ہیں کہ اس طرح کے سوالات ہمارے پاس نہ بھیجے جائیں ان کے جواب کے لئے ہمارے پاس جگہ نہیں ہے اور بداخلاقی و بدکرداری کا کوئی علاج اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا ہے۔

انسی نکتہ داں

اس جنگ کا یا یوں کہئے کہ جنگ سے پیدا شدہ حالات کا جو اثر انسانوں انسانی اخلاق پر پڑ رہا ہے اس کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے، یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ جنگ کا اثر اخلاق و کردار پر بہت بڑا پڑتا ہے۔ اور ایسے زمانہ میں جبکہ لڑائی ہو رہی ہے، زیادہ سے زیادہ ضرورت اس چیز کی ہوتی ہے کہ اخلاق کو پست ترین منزل کی طرف جانے سے روکا جائے۔ صرف جنگ ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ جب سے مادیت دنیا میں پھیلی ہے اور روحانیت پر غلبہ حاصل کر رہی ہے انسانوں کے اخلاق میں پستی کی طرف گرنے کا ایک خاص رجحان پایا جاتا ہے۔ زر پرستی، دولتمندی، حرص و ہوس، چالاکی، بدعہدی، بے رحمی، ناانصافی اور اس طرح کے بُرے اوصاف جو کسی زمانے میں بدترین گناہ سمجھے جاتے تھے، اب ہشیاری، دانائی، تدبر اور کامیابی سمجھے جانے لگے ہیں۔ زندگی کے تمام شعبوں میں ایک انقلاب سا آگیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا نقطۂ نگاہ ہی اب بدل گیا ہے۔

پاکیزگی اور صفائی کی ضرورت

اسی موضوع پر معاصر سوشل ریفرمر میں ایک مضمون مسٹر پی۔ بی۔ سدھی کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ ہم اس کے بعض نکتوں کا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

پرائیویٹ اور پبلک زندگی کے تمام شعبوں میں اخلاق کی پستی جس طرح بڑھتی جا رہی ہے اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ اسباب وقت کو تلف کرنا یہ ہے کہ وہ تعلیم، صلاح اور سخت ترین ڈسپلن اور اخلاق و کردار کو بلند کرنے کی کوشش کی جائے۔ جنگ کے مطالبات نے ہندوستان کی اقتصادی حالت میں بڑی ابتری پیدا کر دی ہے۔ نوجوانوں کے لئے یکایک دلکش راستے نکل رہے ہیں۔ ہیجان انگیز مہمات کی راہیں کھل گئی ہیں اور اس ملک کے احوال کے سمت رہیں جو کسی زمانے میں بہت ساکن خیالات اور گرداب بن گئے ہیں۔ درچونکہ اندرونی خرابیاں پھیل گئی ہیں اور انصاف کے روایتی ضابطے ٹل گئے ہیں اس لئے اخلاقی پستی بھی اس صورت حال کے ساتھ ساتھ داخل ہو گئی ہے۔ اور اب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ کس طرح بھی ہو زندگی گزارنی چاہئے اور اسے پر لطف بنانا چاہئے۔ رشوت ستانی کا بازار بھی گرم ہے اور موجودہ عدالتوں کے رہتے ہوئے بھی ایسے جرائم کو سزا دینے کے لئے نئی عدالتیں بنائی گئی ہیں۔ ہم یہ دیکھتا ہے کہ جب تک وہ کسی چپراسی، بابو کلرک یا منیجر کو رشوت نہ دے اس کا مقصد کسی طرح نہیں حاصل ہو سکتا۔

دوسری طرف دیکھئے تو پرائس کنٹرول ایجنسی اور معمولی تاجر میں ایک طویل رسہ کشی جاری ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان میں سے کون فریق جیتے گا اور کون ہارے گا؟ دنیا کے کسی ملک میں یہ جھگڑا اتنا سخت نہیں ہے جتنا کہ ہندوستان میں ہے۔ لالچی تاجر اس فکر میں ہے کہ کس طرح اپنی جیبیں بھرے اور دوبالا کرے۔ ماہر اقتصادیات یہ سوچتا ہے کہ عوام کو ضرورت کی چیزیں کس طرح دستیاب ہوں؟ سرمایہ دار

(باقی اگلے صفحہ پر)

(لیبر ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا)

ضرورت! ضرورت!

فٹرز اور خراطی، بجلی کا کام اور مشین چلانے کی تربیت دینے کے لئے نوجوانوں کی ضرورت ہے

ماہانہ الاؤنس

تربیت پانے والے نوجوانوں کو ہم ۲۵ روپیہ سے ۳۰ روپیہ ماہوار تک ماہانہ الاؤنس دیتے ہیں

اوصاف

(۱) پڑھا لکھا اور تندرست ہو ——— (۲) عمر ۱۶½ اور ۳۰ سال کے درمیان ہو

سنہری موقعہ

پتہ ذیل پر فوراً درخواستیں ارسال کریں

دی پبلسٹی آفیسر

ٹیکنیکل ٹریننگ سکیم

سبزی منڈی ——— دہلی

K.P.S ——— T.T.S

چھٹا پُر ہجوم ہفتہ

رتن پکچرز کی مجلسی پیش کش

خاموشی

Ramola

KHAMOSHI

خاموشی

کمار

اداکارانہ

رمولا، ہاکی کی طرح نازک دل کی اس داستان میں زندگی سے زیادہ ضروری تشریف لادیں راہ داری چیز لکھا میں جس کی اداکاری کا مالک گیانی بتہ ہے اداکاری کا مالک شیام، سندر سنگھ وغیرہ

سوسائٹی کے بڑے بڑے لوگوں کو براہ راست پرانیوالی نئی نانہ بہترین فلم

روزانہ تین شو

کمار ٹاکیز میں

۴ بجے دن، ۷ بجے شام، ۱۰ بجے رات

اشتہاری طلاؤں سے بچو!

نسخہ طلاء مردمی شائع کر دیا

ناظرین! اس طلاء نے صدہا نہیں بلکہ ہزاروں مایوس مریضوں کی زندگی بدل دی اور ہزاروں کو بامراد اور کامیاب بنا دیا یہ طلاء مردمی (رجسٹرڈ) عرصہ ۲۰ سال سے پبلک میں اپنی مسیحائی سے مُردہ کو زندہ کی صفت دیکر اور صداقت کا سکہ جما کر شہرت اور قبولیت کا ڈنکا بجا رہا ہے اور نہایت مجرب اور پُر اثر ثابت ہو رہا ہے ہم نے پبلک کی تکالیف کا خیال کر کے عام مخلوق خدا کی ہمدردی اور اشتہاری دوائیوں کی شکایت کا خیال کرتے ہوئے عام انسانوں کے لئے ایک مجرب اور شرطیہ طلاء بلا جھجک ہٹ کے شائع کرا دیا ہے۔ جو کہ عضو مخصوص (اندام نہانی) کی تمام خرابیوں کے لئے بیحد مفید ہے اور عضو مخصوص کی سستی، کمزوری، پتلاپن، چھوٹا پن، ٹیڑھا پن، جھکاؤ، نیلی رگوں کا ابھرنا جو کہ کثرت مباشرت، احتلام، جلق وغیرہ سے عموماً پیدا ہو جاتی ہیں اور جملہ تمام امراض کے لئے حیرت انگیز طور پر مفید ثابت ہو چکا ہے تمام شکایتوں کو رفع کر کے طوالت فرحت اور تحریک و قوت پیدا کرنے میں لاثانی ہے زود اثر اس درجہ کہ اول مرتبہ لگانے سے نصف گھنٹہ میں فائدہ محسوس ہوتا ہے ہزارہا مایوسوں کی زندگی جو بے لطف تھی اس نے عیش و راحت کامیابی و شادمانی کے ساتھ بسر کرا دی جو دعائیں دیتے ہیں اور شکریہ کے خطوط لکھتے نہیں تھکتے۔ پس اس کے استعمال سے اس کا جوہر معلوم ہو سکتا ہے۔ شوق سے اس کو بیمار کریں اور دوائے غیر سے ناچیز ریاد کریں مگر کسی صاحب کو ضرورت ہو تو اپنے دوستوں اور عزیزوں کو یہ نسخہ دکھا کر طلاء بنانے کی سفارش کریں یہ ردی کی ٹوکری میں نہ پھینکا جائے بلکہ بہت حفاظت سے رکھا جائے کیونکہ یہ نسخہ بار بار شائع نہ ہوگا۔

نسخہ حسب ذیل ہے: مغز پستہ ایک تولہ، مغز احرار ۱ تولہ، مغز بادام ۱ تولہ، سفید کنیر کی جڑ ۱ تولہ، سالمل ۱ تولہ، لونگ ۱ تولہ، جائفل ۱ تولہ، بیر بہوٹی چھ ماشہ، ریگ ماہی مچھلی ۱ تولہ، مال کنگنی ۱ تولہ، کوڑیالا بان ۱ تولہ، سفید چرمٹی ۱ تولہ، ڈھاک کے بیج ۱ تولہ، کمر سپ ۱ تولہ، عقرقرحا ۱ تولہ، جاوتری ۱ تولہ، دارچینی ۱ تولہ، اوٹ کٹارے کی جڑ ۱ تولہ، تخم پیاز ۱ تولہ، کھیل ۶ ماشہ، زعفران ۱ ماشہ، سونٹھ ۶ ماشہ، کچھے خشک ۶ ماشہ، کستوری ۳ ماشہ، اندری ریچھ ۶ ماشہ، چربی شیر ۵ تولہ، چربی سانڈہ پانچ تولہ، تیل چنبیلی ۵ تولہ، کسیلفار سفید ۶ ماشہ، آئیل سنامن (OILS INNAMON) ۵ تولہ، آئل کلو (OIL CLOVE) ۵ تولہ، مندرجہ بالا خشک دوائیوں کو پیس کر چربی اور تیل کو ملا کر پھر کسی کھرل میں ڈالکر ۲۴ گھنٹہ گھونٹ کر کسی بڑی شیشی میں بھر کر رکھ لیں پھر مثال جنتری ترکیب سے تیل نکال لیں اور شیشی میں بھر کر کاگ لگا دیں۔

حسب دستور رات کو سوتے وقت مالش کریں۔ انشاء اللہ ایک ہفتہ کے استعمال سے وہ قوت پیدا ہوگی جو کہ تا مرگ قائم رہیگی اور تمام نقائص عضو مخصوص کے رفع ہو جائیں گے لطف یہ ہے کہ اس طلاء سے آبلہ نہیں پڑتا اور نہ کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ نازک سے نازک حضرات اس کو استعمال کرتے ہیں ہر موسم میں یکساں مفید ہے اگر کوئی صاحب اس نسخہ کو بوجہ دقت یا شرمندگی کے خود تیار نہ کر سکیں تو ہمارے دواخانہ سے طلاء مردمی جو مریضوں کے لئے ہر ہفتہ تیار ہوتا رہتا ہے اور جس کی قیمت فی شیشی چار روپیہ محصول ڈاک ۱۲ آنہ ہے (منی آرڈر فیس دو آنہ) طلب کریں۔ ایک شیشی ایک مریض کے لئے کافی ہوتی ہے اور اگر خود ہی تیار کرنا چاہیں اور کسی دوا کے نہ ملنے سے مجبور ہو جائیں تو وہ بھی طلب کریں۔ غرضیکہ ہم کو دھوکہ باز اشتہار بازوں سے بچانا مقصد ہے جس طرح سے چاہیں اس نسخہ کا تجربہ کریں اور اگر جریان، قوت باہ کی شکایت ہو تو ہمارے یہاں سے وہ نسخہ اکسیر جریان یا دوا وزیر سنجیون ست (رجسٹرڈ) جو کہ ۲۰ سال سے مجرب مشہور ہے جس کے استعمال سے بلا مبالغہ بیس بیس سال کے لاعلاج مریض جو برسوں تک حکیموں ڈاکٹروں کے زیر علاج رہ کر دولت کو برباد کر کے بھی مایوس ہو چکے تھے آج وہ صاحب اولاد ہیں جس کی قیمت مبلغ تین روپیہ پانچ آنہ (محصول ڈاک منی آرڈر فیس دو آنہ ہے) طلب کریں۔ جواب طلب امور کے لئے اپنا کارڈ اور پتہ صاف خوشخط تحریر کریں۔ ورنہ تمہیں جواب نہ ہوگا۔ تاکید ہے۔ جملہ خط و کتابت کا پتہ:-

رُوپ بلاس کمپنی نمبر ۵۱۵ دھن کٹی شہر کانپور (یو۔پی)

گلزارِ ادب

(از جناب امراؤ سنگھ صاحب دہلوی)

موت سے مخاطب ہو کر

[illegible]

[illegible] سے مخاطب ہو کر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پچھلے صفحہ سے

پر ایک خاص قسم کا کنٹرول حاصل ہو گیا ہے۔ جنگ کے ٹھیکوں، چور بازاروں میں دولت برسنی ہے اور سو سو وجہ کر کے خود ہی ملا مال ہو چکا ہے کہ وہ [illegible] کے ہاتھ اور ٹیکسوں کے بار [illegible]

[illegible] کی [illegible] کہ اخلاقی [illegible] دولت حاصل کر رہے [illegible] کو معمولی تاجر پر اور معمولی تاجر کو غریب خریدار چال چلن کی حوصلہ افزائی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ انفرادی گھرانوں میں بھی بداخلاقیاں داخل ہو چکی ہیں اور اخلاق کا معیار گر گیا ہے۔ سینما کمپنیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے جو کچھ ہوتا ہے وہ چند ریزہ طشت از بام ہو چکا ہے۔ شرم و حیا ناپید ہو چکی ہے اور بے شرمی و عریانی نے انکی جگہ لے لی ہے۔ بہت سی معصوم عورتوں کو پیشہ اور گناہ کی زندگی میں بے تکلف داخل کر دیا گیا ہے۔ آرٹ کے نام پر نفس پرستی کے جذبات ترقی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی موسیقی اس عیب سے خالی تھی مگر فلم نے اسکی پاکیزگی کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے

اسکے بعد ہندوستان کے فرقہ وارانہ مسئلہ کو لیجئے اس سلسلے میں بھی آپ یہی دیکھیں گے فرقہ وارانہ تعصب سے بداخلاقی پھیلتی ہے۔ ضرورت ہے کہ اسکے خلاف جہاد کیا جائے۔ شادی بیاہ کے میدان میں بھی بداخلاقی موجود ہے۔ یہ مقدس رشتہ اب جھوٹ اور لالچ پر قائم ہوتا ہے اور لوگ اسے بھی حصول زر کا ذریعہ سمجھنے لگے ہیں۔ جہیز اور نقدی کی رسم نے شادی کی پاکیزگی کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ غرض اب زندگی کے ہر شعبہ میں صفائی اور پاکیزگی کی ضرورت ہے

کیا جاپانی مجرم ہیں؟

آپ کہیں گے بے شک ضرور ہیں دیکھئے انھوں نے کوریا، فارموسا، چین اور ابھی پچھلے دنوں ملایا اور برما میں کیسے کیسے ظلم ڈھائے۔ واقعی آئندہ نسلیں ان پر لعنت بھیجیں گی اور تاریخ انہیں مردود ٹھیرائے گی۔ وہ اسی کے مستحق بھی ہیں ایسی قوم کے ساتھ کسے ہمدردی ہو سکتی ہے جس نے اس قدر خون ناحق بہایا ہو خلق خدا پر ایسے ظلم ڈھائے ہوں اور جس کا اعمال نامہ دغابازی سے تباہ بدامنی سے بالکل خالی ہو۔

آپ کو اس سے کیا توقع ہے؟

ایسی قوم سے آپ کس سلوک کی توقع رکھتے ہیں جو درندگی کو زیادتی ہی نہ سمجھے۔ جاپان کے ہر چھوٹے بڑے آدمی کو واقعی یہ گھمنڈ ہے کہ اس کی قوم کو دنیا پر حکمرانی کا حق حاصل ہے۔ اس کا بیان ہے کہ تمام دوسرے لوگ ذلیل اور حقیر ہیں اور اس کی غلامی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم ہندوستانیوں کو وہ لوہے سے بنا ہے یعنی دنیا کی سب سے ادنیٰ اور ذلیل قوم۔

جاپانی مجرم ہی نہیں بلکہ دیوانے بھی ہیں۔ ان میں ایک عجیب خبط اور جنون پایا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ پیش آنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ ان کی فوجی قوت کا خاتمہ کر کے انھیں ہمیشہ کے لئے بے ضرر بنا دیا جائے۔ انھیں بلا شرط ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنا چاہئے اور ہم اسی پر انھیں مجبور کر کے رہیں گے۔

ہفتہ وار اٹا کیز میں
[illegible] ہفتہ
[illegible]
[illegible]
سکھوں کی وضاحت [illegible]

ٹوٹنی

مزاحیہ

از جناب شوکت تھانوی

صدیقی صاحب کی سوچ بوجھ کے ہم کیا ایک زمانہ قائل ہے کہنے لگے ایک دن کہ کیوں جناب یہ جو نلوں کے متعلق محکمہ واٹر ورکس سے ایک عام شکایت سنی جاتی ہے کہ بالاخانوں پر پانی نہیں چڑھتا اس کے متعلق کبھی آپ نے بھی غور کیا ہے کہ اس میں محکمہ واٹر ورکس کا کتنا قصور ہے؟

ہم نے کہا دو پیسے میں سودا نہ بھران کو ہمارے ایسے سطحی آدمی سے غالباً اسی جواب کی توقع تھی چنانچہ فوراً بات کاٹ کر بولے جی نہیں، یہ بات نہیں ہے بلکہ اس میں بہت کچھ قصور پبلک کا بھی ہے جس کو آخر آپ نہیں معلوم ہوا کہ نلوں کے استعمال کا طریقہ کیا ہونا چاہیئے۔ اگر باقاعدگی کے ساتھ نلوں سے پانی لیا جائے اور ٹونٹیوں کے ساتھ احتیاط برتی جائے تو اس قسم کی شکایات کبھی پیدا نہیں ہو سکتیں۔

ہم نے اعتراف کے ساتھ کہا کہ مولانا ہم سمجھے نہیں کہ باقاعدگی کے ساتھ نلوں سے پانی لینے اور ٹونٹیوں کے ساتھ احتیاط برتنے سے آپ کا کیا مقصد ہے؟ کہنے لگے مطلب یہ ہے کہ آپ ایک سو ایک فیصدی گھروں میں یہی دیکھیں گے کہ پانی ایسی ایک چیز کو جو صرف اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ ہاتھ صرف یہ جھک کر کھولنے کی وجہ سے وہ نہایت آسانی سے ہم کو مل جائے اور اس آسانی کی وجہ سے ہم پانی کی صحیح معنوں میں قدر و قیمت ہی نہ سمجھے۔ اب ذرا سوچئے کہ جو گھر میں نل ہیں، ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ کسی نے ٹونٹی کھول کر فسل کیا اور منہ ہاتھ دھو کر بغیر نل بند کئے ہوئے وہ حضرت لباس وغیرہ تبدیل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ نل چلا کیا اور پانی بہتا رہا مگر اس کی انہوں نے کوئی پروا نہ ہوئی اس لئے کہ انکے نزدیک نل کا پانی کبھی ختم نہیں ہوتا اور گویا نل کا فرض یہ ہے کہ خواہ اس کو زندگی بھر کھلا رکھا جائے وہ برابر پانی فراہم کرتا رہے۔ اس کے علاوہ بوڑھوں سے لے کر بچے تک سب ہی دن رات نل کے کان اینٹھتے رہتے ہیں۔ کسی نے نل بند کرتے ہوئے ایسا کس دیا کہ کوئے پیچش کے اور کسی چیز سے نہ کھل سکے اور کسی نے نصف بند کر کے چھوڑ دیا۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ٹونٹی خراب ہو جاتی ہے اور پانی برابر بہتا رہتا ہے لیکن اس کے بعد بھی نل درست نہیں کرایا جاتا بلکہ اس کو اسکے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اب بتلائیے کہ ان تمام حرکتوں کے ہوتے ہوئے ہماری یہ شکایات کہ پانی بالاخانوں تک نہیں پہونچتا کس حد تک جائز کہی جا سکتی ہے۔

ہم نے کہا کہ ہوتے ہوتے یہ بے شک صحیح ہے مگر اس کا تو کوئی علاج ہی نہیں۔ کہنے لگے اس کا علاج ہے اور یقیناً اس کی اصلاح ہو سکتی ہے مگر میونسپلٹی خود بھی اس طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ بس اس کو تو یہ چاہیئے تھا کہ تمام گھروں میں ہر ٹونٹی پر اس مضمون کی تختیاں لگا دی کہ پانی ضائع نہ کرو۔ نل کو باقاعدہ کھولو اور باقاعدہ بند کرو۔ ہم نے کہا مولانا ہم تمہارے بہت شکر گزار ہیں کہ تم نے ہم کو ایک موضوع عطا دیا۔ کہنے لگے کیا موضوع۔ ہم نے کہا کل مضمون سنائیں گے۔

وہ ملک جو مت تھوکو کیونکہ اس سے بیماری پھیلتی ہے کا مفہوم آج تک نہ سمجھا ہو اور تھوک تھوک کر تپ دق پھیلانے میں شب و روز مصروف ہو اس ملک سے یہ امید رکھنا کہ نلوں پر لگی ہوئی تختیوں کو وہ اپنے لئے قابل توجہ سمجھے گا ہمارے نزدیک سوائے حسن ظن کے اور کچھ نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ لطیفہ کچھ اس بری طرح یاد آ رہا ہے کہ اس کو بیان کئے بغیر کچھ اور لکھنا دشوار ہے۔ لہٰذا پہلے وہ سن لیجئے۔ ایک صاحب کسی اسٹیشن پر بیٹھے ہوئے تھوکنے کی ممانعت کے اسٹیشن ماسٹر سے گفتگو کر رہے ہیں۔

ان حضرت نے بہت سادگی سے جواب دیا کہ تھوک رہا ہوں اور کہا کہ باہر اسٹیشن ماسٹر نے "مت تھوکو کیونکہ اس سے بیماری پھیلتی ہے" والی تختی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ دیکھو تم کو اس کی پابندی کرنی چاہیئے تھی۔

ان حضرت نے جواب دیا کہ واہ حضرت واہ اگر آپ کے اسٹیشن کی تختیوں کی پابندی کوئی شخص بھی کرے تو ایک ہی دن میں دیوالہ نکل جائے۔ کوئی تختی تو یہ حکم دیتی ہے کہ "پیر سوپ استعمال کرو" کسی تختی کی ہدایت یہ ہے کہ "ولین پیو" کسی تختی پر لکھا ہے "اپنے لئے سائیکل خریدو" کسی تختی کا اشارہ ہے کہ "اسٹیشن خرید" اب بتائیے کہ میں کہاں تک ان تمام احکامات کی تعمیل کر سکتا ہوں؟ اسٹیشن ماسٹر بیچارہ منہ لے کر رہ گئے ہونگے۔ خیر یہ تو ایک لطیفہ ہے لیکن جو واقعہ ہے وہ بھی اس لطیفہ سے کسی طرح کم نہیں کہ خود ہم نے ان تختیوں کے نیچے چند انگریزی ہندی اور اردو تینوں زبانوں میں "مت تھوکو کیونکہ اس سے بیماری پھیلتی ہے" لکھا تھا پان کی لمبی چوڑی گلکاریاں دیکھی ہیں بلکہ ایک جگہ تو دیوار پر "فرش اور دیواروں پر تھوکنے کی سخت ممانعت ہے" کے برابر کوئی

مطلب کہنے کا یہ کہ اس قسم کی تختیاں ان ممالک میں مفید ہو سکتی ہیں جہاں سنا ہے کہ ایک دو کوڑی کا کانسٹیبل چوراہوں پر جس طرف بھی ہاتھ اٹھا دیتا ہے، بڑے بڑے لاٹ صاحب بڑے بڑے پارلیمنٹ کے ممبر بلکہ اگر بادشاہ سلامت ہوں تو وہ بھی اس کے اشارہ پر اپنے موٹر روک لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اس وقت تک چوراہے سے نہیں گذر سکتے ہیں جب تک کہ وہی ادنیٰ سپاہی ان کو اجازت نہ دیدے مگر جناب یہ تو ہے

سے ہم نے یہ بھی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ "تو کیا آسمان پر تھوکیں"

آپ کسی ریلوے ٹرین کے کسی ڈبہ میں چلے جائیے آپ کو ہر طرف مختلف زبانوں میں لکھا ہوا "مت تھوکو" نظر آئے گا اور اسی کے ساتھ ساتھ آپ یہ منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ جماعت عام کے تھوک جن سے جملہ امراض کے امراض پیدا ہو سکتے ہیں جابجا بنا روک کے ساتھ چھٹے ہوں گے اور ڈبہ کے مسافر مت تھوکو کی خلاف ورزی میں ہمہ تن مصروف ہو رہے ہیں اسی طرح ان عمارتوں میں جہاں "فرش اور دیواروں پر تھوکنا سخت منع ہے" جا بجا لکھا رہتا ہے آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ کس شان کے ساتھ تھوکا جاتا ہے اور کس طرح بالاعلان کھنکھار کھنکھار کر کس ہدایت کی خلاف ورزی کی جاتی ہے

ہندوستان جہاں آپکے سر عزیز کی قسم چاہے دس بیس پیسہ جو ادا ہی ہو جائے مگر یہ ذلت تو کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتی کہ ایک کرسٹی سپاہی ہم پر حکومت کرے ہم کو راستہ چلنے سے روکے اور بھرے بازار میں ہم پر رعب جمائے مگر ہم اسکے نوکر تو ہیں، بااس سے رہتے ہی تو ہیں، آپ کہیں گے کہ یہ نظر تم رکھنے کے لئے ضروری ہے مگر میرا انصاف سے کہئے گا کہ عزت اور آبرو بھی کوئی چیز ہے یا نہیں اور اگر عزت اور آبرو کوئی چیز ہے تو یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ عالی خاندان ہندوستانی شریف زادوں کو سرے بازار میں ٹکے ٹکے کے سپاہی اپنا غلام سمجھیں اور ان پر اپنی حکومت چلائیں۔

پڑھے لکھے اور بڑے آدمی یہ کہا کرتے ہیں کہ اسی پابندی اور اسی نظم نے مغربی ممالک کو آزاد بنایا ہے اور بڑے رتبے دیئے ہیں مگر جناب ہندوستان اس طرح

ہولی کی بہار

از جناب [illegible] ماہر لکھنوی

فضائے دلفریب ہے نسیم خوشگوار ہے
جو گل ہے غرق کیف ہے جو شخص ہے چنار
جدھر نظر اٹھائیے بہار ہی بہار ہے

سرور فصل گل سے عیش آج ہمکنار ہے
زمیں سے آسماں تک یہ رنگ روزگار ہے

کہیں صبا سنا رہی نوید وصل یار ہے
کہیں صدائے دف کہیں بج رہا ستار ہے
جدھر نظر اٹھائیے بہار ہی بہار ہے

کہیں چمن میں شاخ گل پہ نغمہ زن ہزار ہے
ہر ایک لے سے اٹھ رہا یہ نغمہ بار بار ہے

صبائے خلد کی طرح ہوئے جو [illegible]
کہیں پہ مست فصل گل غزال سبزہ زار ہے
جدھر نظر اٹھائیے بہار ہی بہار ہے

[illegible] نظر آبشار در آبدار ہے
کہیں روش پہ رقص میں نسیم مشکبار ہے

نگار فصل گل پہ آج چھا یا اک نکھار ہے
گل مسرت آج کل ہر اک کھلے کا [illegible] ہے
[illegible] ہے بلا کا ہر سنگار ہے
انوکھی [illegible] بار سارا لالہ زار ہے
جدھر نظر اٹھائیے بہار ہی بہار ہے

فریق کیف بوٹہ بوٹہ آج سے فروش ہے
ہر ایک سمت گرم آج بزم نار نوش ہے
[illegible] گل سے دجب میں ہر ایک سبز پوش ہے
چمن [illegible] چھائی ہے گھٹا نسیم خم بدوش ہے
جدھر نظر اٹھائیے بہار ہی بہار ہے

ہوائے معتدل کا یہ جہاں میں انتظام ہے
نسیم صبح دے رہی ہے بشارت خرام ہے
[illegible] آج وقت صبح و شام ہے
تو جلوہ [illegible] شب بہار کا پیام ہے
جدھر نظر اٹھائیے بہار ہی بہار ہے

کی غلامانہ زندگی بسر کرنے [illegible] ہونے کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتا۔ [illegible] سڑک پر جس رہے ہے تو اس کو جب کے فسادوں کی [illegible] ہو کر چلنا چاہیئے [illegible] ہاتھ کی طرف چلو کسی سڑک پر اگر مڑنا ہے تو چوراہے پر کھڑے ہوئے سپاہی کا طواف کرو اور اس دو کوڑی کے سپاہی کے صدقہ ہونے جاؤ۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحہ سے

پھر اگر وہ سپاہی عزت لینے پر تل جائے تو چلتے چلتے ہم کو روک دے کہ ٹھہرو پہلے تھیلا نکل جائے اس کے بعد تم نکل سکتے ہو۔ ایسے موقعوں پر آپ خود بتائیے کہ خودداری بھی کوئی چیز ہے یا نہیں؟ اور اس پر ایک ہندوستانی قسم کا انسان جس کے باپ دادا ابھی کل تک بادشاہی کرتے رہے کب تک ان باتوں کو برداشت کر سکتا ہے آج کو یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی طرف چلو، بائیں ہاتھ کی طرف نہ چلو، کل یہ بھی پابندی عائد کر دی جائے گی کہ داہنے پیر کو اٹھا کر بائیں پیر سے سڑک پر چلا کرو، یا داہنے نتھنے کو بند کر کے بائیں نتھنے سے سانس لیا کرو، یا داہنی آنکھ سے دیکھنا ممنوع ہے صرف بائیں آنکھ سے دیکھا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جس قدر پابند ہو جائے گا اسی قدر پابند کرنے والے پابند کہے جائیں گے۔ اسی کا نام اگر ڈسپلن ہے تو ہندوستان دور ہی سے اس ڈسپلن کو سات سلام کرتا ہے۔

ہندوستانی خواہ معنوی حیثیت سے زندگی بھر غلام بنا رہے مگر عملی حیثیت سے اس کو یہ بھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ آزاد ہونے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے قانون کو ڈگڈگی اور اپنے کو بندر بنا لے کہ ڈگڈگی کا جو اشارہ ہو اس کے مطابق ناچتا رہے گویا اپنی ذاتی خوشی اور اپنی مرضی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ یہ بھی کوئی زبردستی ہے کہ آپ نے "مت تھوکو" کی تختی لگا دی اور اپنی جگہ پر سمجھ لیا کہ تمام دنیا کے تھوکنے والے آپ کے زرخرید غلام ہی تو ہیں کہ آپ کے اس حکم کی پابندی کو اپنا دین اور ایمان سمجھیں گے۔ فرض کر لیجئے کہ آپ نے آج تو "مت تھوکو" ہی کا حکم صادر فرمایا ہے کل آپ "مت کھاؤ" "مت پیو" یا "مت زندہ رہو" کی تختیاں ٹانگ دیں تو کیا ان سب کی پابندی ہو سکتی ہے اور اگر نہیں تو کہاں گئی آپ کی وہ ڈسپلن جس کے بل بوتے پر آپ نے تمام دنیا کو اپنا ماتحت سمجھ کر "مت تھوکو" کی تختی لگائی ہے اور اس نتیجہ سے آپ بے خبر ہیں کہ بہت سے ہندوستانی اس تختی کو دیکھ کر محض اس لئے تھوکنا فرض سمجھیں گے کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اگر چند کمزور قسم کے انسان محض ان الفاظ سے آپ کے فرمانبردار بنتے ہیں تو ایسے خوددار ہندوستانی بھی موجود ہیں جن کو یہ جتا دینا ہے کہ وہ آپ کے تابع فرمان نہیں ہیں۔

ہمارے لیڈروں نے ہمکو قانون شکنی سکھائی اور ہمارے اجداد ہمیشہ اپنا قانون دوسروں سے منوانے رہے ان صورتوں میں آپ خود بتائیے کہ ہم ان غیر ذمہ دارانہ قوانین کی کیونکر پابندی کر سکتے ہیں، واللہ یہ بھی ہندوستانیوں کی تربیت ہے کہ وہ تعزیرات ہند اور ضابطہ فوجداری کا خیال کرتے ہیں اور ان کے احکامات کی تھوڑی بہت پابندی کرتے ہیں لیکن یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو تعزیرات ہند کا خیال رکھیں اور دوسری طرف ان غیر سرکاری قوانین کو بھی قابل توجہ سمجھیں کہ "مت تھوکو" کا حکم لگا ہوا ہے کہیں بغیر اجازت اندر آنا منع ہے لکھا ہے۔ کہیں چور، سے پرسپاہی کھڑا ناچ رہا ہے کہ ہم بھی اس کے اشاروں پر ناچیں، مختصر یہ کہ قدم قدم پر پابندی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہم گویا اچھے خاصے حبس دوام کی سزا پائے ہوئے ہیں۔

اب میں پوچھتا ہوں مولوی محمد صدیق صاحب سے جس ملک کی خودداری اور حمیت کا یہ حال ہے جو ملک اپنے اجداد کی شہنشاہی و حکمرانی کے خواب اب تک دیکھ رہا ہے اس ملک میں نلوں پر پانی ضائع نہ کرو، نل کو باقاعدہ کھولو اور باقاعدہ بند کرو کی تختیاں کہاں تک مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ البتہ اس بھولے بھالے ملک کو تو اسی طرح محتاط بنایا جا سکتا ہے کہ تمام لوگوں کو اس کا یقین دلا دیا جائے کہ اگر پانی لینے کے بعد تم نے نل کو کھلا رہنے دیا تو نل سے بجائے پانی کے شراب نکلنے لگے گی۔ اگر نل کو باقاعدہ بند نہ کیا تو ٹونٹی سے ایسی گیس نکلنا شروع ہو جائیگی کہ گھر بھر مر جائے گا۔ پھر دیکھئے کہ نل کس احتیاط سے کھولے اور بند کئے جاتے ہیں اور پانی کس قدر سادگی کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ بہادر ہندوستانی اس وقت تک تو کسی ہدایت، کسی حکم، کسی فرمان کو خاطر ہی میں نہیں لاتے جب تک کہ موت کا ڈر نہ ہو۔

چند مفید صنعتیں

نیلی سیاہی

اوسے اصلی جرمنی رنگ نیلے لیں جو کہ ایک ڈبہ تقریباً ایک روپیہ میں مل جائے گا۔ وزن ۲ سیر ہوگا۔ اس میں سے ایک تولہ نکال کر ایک سیر پانی میں گھول لیں اور اس کو چھان لیں اور اس کو چھوٹی چھوٹی دواتوں میں بھر لیں اور اس پر لیبل لگا کر سرمایہ میں فروخت کریں یہ سیاہی لکھنے میں اور فاؤنٹین پین دونوں میں خوب استعمال ہو سکتی ہے

نہ دکھائی دینے والی سیاہی

کوئلہ کلوریڈ کو تھوڑی مقدار میں حل کر لو یہ ایک ہلکے گلابی رنگ کی سیاہی تیار ہو جائے گی۔ اگر اس سیاہی سے کسی کاغذ پر لکھا جائے تو سیاہی نظر نہ آئے گی۔ لیکن اگر اس کو لیمپ کی روشنی یا دھوپ یا آگ کی روشنی کے سامنے کیا جائے تو خوف تیلے رنگ کے نظر آئیں گے اور پھر نرمی پہنچانے سے حرف غائب ہو جائیں گے

بڑھیا سرمہ

۱۰ ماشہ سنگ بھری، ۱۰ ماشہ میرا، ۳ ماشہ سنہ جھاگ، ایک تولہ تخم نیل کوشنی، ۴ تولہ سرمہ سیاہ، گل کچھ تین سو صد، گل چنبیلی تین سو، مرچ سیاہ پانچ ماشہ کشتہ جست ۹ ماشے

ان تمام چیزوں کو بارش کے پانی میں خوب پیس کر کھرل کریں جب باریک ہو جائے تو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں بھر کر لیبل لگا کر بازار میں فروخت کریں۔

جس طرح کوہ نور ہیرا دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اسی طرح آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کوہ نور سینے کا دھاگہ تپنگ اور فشنگ مارکہ ڈور بھی اوصاف میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

kohinoor

تفصیلات پتہ سے معلوم کریں
نہال چند، لالو چند
بریابلڈنگ پائی دھونی بمبئی
صدر بازار دہلی

کیل کیمیکو

اسوکینا

ایک اعلیٰ مقوی رحم جو اسوکا سے تیار کیا گیا ہے۔ [illegible] رحم اور بگڑے امراض مستورات کے لئے نہایت زود اثر ہے تکلیف سے [illegible] ہوا کی بجائے اسوکا کو استعمال کیجئے جو اسوکا اور ابرک اگستا سے تیار کیا گیا ہے

کیلکٹ کیمیکل

برانچ: ۲۴ دریا گنج دہلی

کشمکش

پُرلطف معاشرتی افسانہ

از جناب اشوک کمار ایم۔ اے

بات بڑھتی تھی بڑھ گئی، ہم بلت کی بات میں اُلجھ کر دونوں چپ چپ بیٹھے، "ہم" سے مطلب ہمیں دونوں سے ہے یعنی شریمتی جی سے اور مجھ سے، جنھیں سچ پوچھئے تو آگ کو گواہ بنا کر کئے ہوئے عہد و پیمان کے مطابق ایک دوسرے کے لئے "ایمری ازم" سختی نہ برتنی چاہیئے۔

قصور کس کا تھا؟ یہ نہ پوچھئے! جس تامل کے باعث ہماری گھریلو سرکار کانگریس کے ارباب بست و کشاد کو اپنی جنگ کے مقاصد نہیں بتانا چاہتی تھی، اس سے کچھ ملتا جلتا سا سکچ گھریلو جھگڑے کی حقیقت کی نقاب کشائی میں بھی زبان تسلم کا دامن پکڑ رہا ہے پردے کی باتوں کی تشہیر و اشاعت مفید نہیں ہوا کرتی، ہر عورت کے اندر کا حصہ میرے لئے ہمیشہ ایک پہیلی رہا ہے، خاص کر اپنی محترمہ سے متعلق کوئی گفتگو ہوتی ہے تو یہ پہیلی اور بھی اُن بوجھ بن جاتی ہے عورت کی سمجھ اور اسکی ذہنیت ایک ایسا معمہ ہے جسے میں کبھی نہ سمجھ سکا اور مجھ پر کیا موقوف ہے میرے ایسے سینکڑوں دوسرے بدبخت بھی نہ سمجھ سکیں گے۔

اسی روز کی بات لیجئے،

ویسے بات کوئی اہم نہ تھی صرف بول ہی سی تھی سارے جھگڑے کی تہ میں ایک چھوٹی سی چیز تھی اور کچھ نہیں بس ایک ایرنگ جو میرے ڈرائنگ روم میں ملا، افسوس صرف اتنا ہی ہے کہ وہ خالص سونے کا نہ تھا، ورنہ شاید محترمہ مغصہ ہونے کے بجائے اس کے ملنے سے بے حد خوش ہوتیں،

میرے ڈرائنگ روم کے سامان کا روپ سنوارتے ہوئے وہ ایرنگ ان کے ہاتھ لگا انھوں نے مجھے دکھایا۔ میں نے دیکھا وہ بہت قیمتی نہ تھا پھر بھی اچھا تھا روڈ گولڈ کی پتلی زنجیر کے بیچ بیچ کے گھنگریلے بالوں کی طرح پیچ کھائی ہوئی تین پتیاں جن میں ہلکے نیلے رنگ کا ایک چھوٹا سا گول شیشے کا نگینہ پھنسا ہوا دمک رہا تھا

محترمہ کو غیر مطمئن دیکھ کر میں نے کہا:۔

"اس میں ہمارا کیا نقصان ہے؟ ایرنگ اگر تھوڑے سونے کا بنا ہوا ہے تو کیا مضائقہ ہے ہم نے اسے قیمت دے کر تو لیا نہیں"

شاید انھوں نے میرا مطلب نہیں سمجھا۔ انہیں تسلی دینے کے لئے میں نے پھر کہا: "اس کا نگینہ شیشے کا ہے تو کیا ہوا کوئی موقعہ ہوگا تو میں تمہارے لئے اصلی نیلم جڑا ہوا ایرنگ بنوا دوں گا"

اس سیدھی سی بات پر ایک مستقل بحث چھڑ گئی، عورت کے دل کی دنیا نرالی ہوتی ہے اس میں بسا اوقات چیونٹی کے انڈے سے ہاتھی کا بچہ پیدا ہو جاتا ہے،

غیر ممالک کے ارباب فکر و نظر ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ ہندوستان تعجبات کا ملک ہے ہماری گرہستی کی یہ ریت دنیا سے نرالی ہے کہ کشیدگی آدمیوں سے ہوتی ہے اور ہم روٹھ جاتے ہیں کھانے سے! غصہ اتارنے کا یہ طریقہ ہم ہندوستانیوں کا "پیٹنٹ" طریقہ ہے اسے سن کر پستول، دستانوں کی مدد سے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والے غیر ممالک کے سورما دانتوں تلے انگلی دبانے کے لئے لازمی طور پر مجبور ہوں گے،

اُس روز کھٹ پٹ ہو جانے کے بعد محترمہ نے انتہائی سنجیدگی سے کہا:۔

"آج مجھے بھوک بالکل نہیں معلوم ہو رہی ہے میں تمہارے لئے چار روٹیاں پکا دوں گی"

میں اپنے سر ان کا احسان لینے کے لئے بالکل تیار نہ تھا میں نے کہا "میرے لئے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں میرا روزہ ہے" انھوں نے کہا "پچھلے دنوں میرا ایک برت چھوٹ گیا تھا اس کے عوض مجھے آج برت رکھنا نہایت ضروری ہے"

"میری ہاضم نمک کی شیشی کہاں ہے؟" میں نے پوچھا، "میرے پیٹ میں آج درد ہو رہا ہے"

انجام کار چولھے میں آگ جلنے کی نوبت سدا دن نہ آئی، دن بخیر کسی طرح کٹ گیا لیکن آگے بیٹھنا مشکل تھا یہ پیٹ کے "ڈیڈ لائن" کا مسئلہ تھا ہندوستانی سیاست کا نہیں کہ جب تک جی چاہا ٹالا جا سکتا ہے،

شام کو سات بجنے پر امریکہ کے مزدوروں کی طرح میرے پیٹ نے اپنی مانگ کا سوال اٹھایا بڑا پیچ سوال تھا اہم صورت احتیاج کی، آنتوں میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی، اور ہر طرف شورش برپا ہو گئی،

کچھ سوچتے ہوئے آج کا اخبار اٹھا کر بڑے غور سے "بنگال امدادی فنڈ" میں حصہ لینے والوں کی فہرست دیکھنے لگا پہلے میں اسے صرف کالم سیاہ کرنا سمجھتا تھا، اور بغیر دیکھے ہی چھوڑ دیتا تھا، لیکن آج مجھے یہ فہرست اخبار کا نہایت اہم حصہ معلوم ہو رہی تھی، اسے تھوڑی دیر تک بغور دیکھنے کے بعد میں بھی مصیبت زدگان بنگال کی امداد کے لئے کچھ پس انداز کرنے کی ضرورت کا احساس کرنے لگا،

لیکن انسان کی طبیعت نیک کاموں کی طرف دیر تک مائل و متوجہ نہیں رہ سکتی،

جب کسی طرح مجھ سے نہ رہا گیا تو میں اٹھا کپڑے پہن کر باہر نکلنے کے لئے تیار ہو گیا، میں سمجھتا تھا اس وقت بھی چولھا گرم ہونے کی توقع رکھنی زمانۂ جنگ میں گویا آفتابوں سے "حقوق آزادی پارلیمنٹ" کی امید رکھنا ہوگا کیونکہ محترمہ کے پیچھے برت کی تلافی ابھی نہیں ہوئی تھی

پھر بھی جاتے جاتے پیشانی پر بل ڈال کر میں نے انہیں سنا کر کہا "میرے لئے کھانا نہ پکانا، جلنے سے میرے پیٹ میں اب بھی میٹھا میٹھا درد ہو رہا ہے"

بات کچھ جھوٹی بھی نہ تھی، سچ مچ اب میرے پیٹ میں کچھ ہونے لگا تھا، میں سوچ رہا تھا دنیا کے اصول کتنے شاید عورتوں کے لئے نہیں بنتے ہیں میرا یہ عقیدہ اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر ہے، کوئی مانے یا نہ مانے میں تو یہی کہوں گا کہ کسی عورت سے کبھی بحث نہ کرو اور یہ صرف اس لئے نہیں کہ بحث میں تم اس سے ہمیشہ شکست کھا جاؤ گے بلکہ اس لئے بھی کہ مجھے خوف ہے تمہاری زبان کے جرم کی سزا تمہارے پیٹ کو نہ بھگتنی پڑے

چوک کی دوکانوں پر بناسپتی گھی میں چھنتی ہوئی کچوریوں کو دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ ایک ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ بناسپتی اور اصلی گھی میں قوت و طاقت اور فوائد کے اعتبار سے بہت تھوڑا فرق ہے پہلے میں اس کی اس رائے سے کبھی متفق نہ تھا اور اسے محض بکواس سمجھتا تھا لیکن آج مجھے اس قول کے ہر حرف میں صداقت جلوہ ریز نظر آ رہی تھی،

پھر بھی کسی دکان کے قریب نہ گیا، مایوس عاشق کی طرح الگ کھڑا دور ہی سے پھولی ہوئی کچوریوں کی لطیف اشتہا خیز خوشبو سونگھ رہا تھا انہیں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا، اور آج میں بھی اُن لوگوں سے متفق ہو گیا تھا جن کا خیال ہے "حسن دیکھنے کے لئے ہے چھونے کے لئے نہیں"

ایک طرف گرم گرم امرتیاں بھی بن رہی تھیں ان کے متعلق بھی میرے خیالات کچھ کم اونچے نہیں اٹھ رہے تھے، یہ کسی حد تک صحیح ہے کہ زندگی میں کبھی کبھی ایسے مواقع بھی آتے ہیں جب محبوبہ کی بہ نسبت ایک امرتی زیادہ حسین معلوم ہوتی ہے اور پھر امرتی تو امرتی ہے میں اس وقت خشک چنوں اور گڑ کو نعمت غیر مترقبہ کہہ سکتا تھا،

اور بھی کئی لذیذ مٹھائیاں میرے بلائے نبات کو تنزل کرنے اور مجھے ترغیب و تحریص دینے کے لئے موجود تھیں، لیکن میں ایک خشک مزاج نفس کش کی طرح سب کی طرف سے آنکھیں بند کئے آگے بڑھتا جا رہا تھا

یہ بات نہ تھی کہ انھوں نے میری جیب میں کچھ پونجی نہ رہنے دی ہو، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھے گھر میں بھوکی پیاسی اور جھنجھلائی بیٹھی ہوئی محترمہ کا خیال تھا یہی خیال مجھے کسی دکان کی طرف نہیں بڑھنے دیتا تھا،

یہ اس لئے نہیں کہ وہ بھوکی پیاسی تھیں بلکہ اس لئے کہ وہ بھوک پیاس سے جھنجھلائی ہوئی تھیں، اور میری جیب میں جو کچھ تھا اس کا انہیں پورا علم تھا، میں کچھ خرچ کر دیتا تو ڈر تھا کہ میرے چوری سے کھیلنے کا راز ان پر منکشف ہو جاتا اس سے میری کمزوری ثابت ہوتی اور ساری شان خاک میں مل جاتی اور یہ مجھے ہرگز منظور نہ تھا،

معاً میرے دل میں دوسرا خیال اٹھا،

بہت ممکن ہے ادھر میں چپ چپاتا پھروں اُدھر میری عدم موجودگی میں وہ جلدی سے کچھ لپکا کر کھا لیں اور مجھے خبر بھی نہ ہو، اس خیال نے میرے دل کو بغاوت پر آمادہ کیا لیکن پاس کے پیسوں کا حساب ٹیڑھا تھا،

میں سوچنے لگا میرے لئے بھی ایک راستہ ہے میں کسی دوست کے ہاں کھانا کھا سکتا تھا، اس حالت میں اُن کے فرشتے بھی اس راز سے آگاہ نہیں ہو سکتے تھے لیکن کس کرم فرما کے ہاں جاؤں خواندہ مہمان بنوں؟ یہ سوال ٹیڑھا تھا اس گرانی کے زمانے میں اب کون ہوگا جو کسی ناخواندہ مہمان کا پیر سنبھالنے خیر مقدم کرے گا آجکل تو کھانے کی چیزیں کنبے کے ہر نفر کے حصہ کی تول تول کر ملتی ہیں،

معاً خیال آیا میرے وہ پنجابی کرم فرما اور اُن کی دھرم پتنی دونوں مہمانوں کو سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں، ان کی خاطر مدارت پردوں کھول کر خرچ کرتے ہیں میں اُن کے ہاں کئی بار مدعو ہو چکا تھا میں نے سوچا ان کے ہاں جا کر بغیر کچھ کھائے پیئے تو لوٹنا ممکن ہی نہیں،

میں اپنے پنجابی دوست کے گھر کی طرف چل پڑا، لیکن ساتھ ہی مجھے راجہ بھوج کی کہانی یاد آ گئی جب اُن کے اوپر مصیبت آئی تو ان کے کی کھوئی ہوئی مچھلی بھی پانی میں جا رہی تھی مجھے اس قصہ کی صداقت پر یقین ہو گیا کہ کھوئی ہوئی [illegible] خود بخود اچھل کر پانی میں چلی گئی ہوگی [illegible] مچھلی اچانک اُن کے ہاتھ [illegible] راجہ بھوج [illegible]

لیکن جس وقت میں میرے کرم فرما گھر پر موجود تھے انہیں دیکھ کر میں نے اطمینان کی سانس لی، وہ بھلے آدمی اس وقت شعر و ادب کی نیالی اور روحانی دنیا میں خوب سیر تھے،

(باقی صفحہ (۱۸) پر)

پچھلے صفحہ سے

اور میں بھوکا پیاسا بھلا اس قابل کہاں تھا کہ ان کا ساتھ دیتا۔ بھوکا پیٹ شعر و ادب پر گفتگو کرنا بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی جرمنی کے کارخانوں سے یہ توقع کرے کہ وہ مال کی بجائے اعلیٰ درجہ کی لیٹریچر کی کمی کو دور کرنے کی فکر کریں گے۔

میرے دوست نے کہا: "شاعرِ اعظم لیکر کا قول ہے کہ ... "تو نصف عورت ہے نصف دیوی!" میں نے کہا۔ "اگر شاعرِ اعظم بقید حیات ہوتے تو میں ان سے باادب گزارش کرتا کہ عورت نصف عورت، نصف دیوی نہیں ہے ... عورت ایک تہائی عورت ہے ایک تہائی دیوی اور ایک تہائی عضو"

میں جلد از جلد مطلب کی بات پر آنا چاہتا تھا میرے دوست آنکھوں پر سے چشمہ اتار کر میری طرف متوجہ ہوئے۔

"عجیب بات ہے" وہ بولے، "کیا آج گھر میں کچھ کھٹ پٹ ہو گئی ہے؟"

آدمی تجربہ کار تھے بات کی تہہ تک پہونچ گئے میں نے جواب دیا "نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے" لیکن میرا شبہ میرے قول کی تکذیب کر رہا تھا۔

"سنتی ہو؟" میرے دوست نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا: "یہ کیا کہہ رہے ہیں؟"

ان کی اہلیہ قریب آئیں اور حسبِ معمول مسکراتی ہوئی بولیں "انہیں نہیں لائے؟"

"آج وہ بہت مصروف ہیں" میں نے کہا۔

لیکایک میرے دوست نے اپنی بیوی سے ہنس کر کہا "آج یہ کیا کہہ رہے ہیں عورت ایک تہائی عضو سے بنی ہوئی ہے"

"اچھا ... ؟" ان کی بیوی نے ہنس کر پوچھا۔ "آج میری سہیلی نے کسی بات پر آپ کی فراخ دلی کی ہے کیا؟"

"نہیں تو" میں نے سر جھکا کر کہا،

"کچھ دال میں کالا ضرور ہے؟" انکے خوہر بولے،

"جی نہیں" میں نے کہا،

"میں نہیں مان سکتی ایسی ہی کوئی بات ضرور ہے"

"جی نہیں کوئی بات نہیں ہے" میں نے پھر کہا۔

"میں کہتی ہوں کچھ نہ کچھ بات ضرور ہے یوں آپ بتائیں یہ دوسری بات ہے"

"آپ سے کیا کہوں" میں نے کہا "عورتوں سے زیادہ باتیں کرتے ہوئے ڈرتا ہوں، آپ لوگ ذرا سی بات میں ناراض ہو جاتی ہیں اور پھر مشکل ہو جاتی ہے"

"کیا ہمیں ناراض ہوتی ہیں مرد نہیں؟ انہیں سے پوچھو ابھی اس روز ذرا سی بات پر مجھ سے کتنا لڑے تھے جس روز ہم آپ کے ہاں گئے تھے"

"تمہاری غلطی تھی" میرے دوست نے بھنو بس سکوڑ کر کہا،

"میری کوئی غلطی نہ تھی" ان کی بیوی نے کہا،

"تھی کیسے نہیں" خوہر نے تیز آواز سے کہا۔

میں ڈرا۔ باتوں ہی باتوں میں یہاں بھی کہیں کوئی جھگڑا نہ کھڑا ہو جائے اس لئے کسی نہ کسی طرح میں نے اپنے دوست کو بات بڑھانے سے روکا،

وہ تنہا ہوتے تو میں انہیں آج کے تازہ ترین تجربات سنتا، بتاتا کہ بحث سے حیات کچہری میں ہوتی ہے گھر میں نہیں، عورت کے آگے دلیل اور دلیل کی ایک نہیں پیش جاتی، کہتا ہے کہ ایک پتھر کے ٹکڑے پر تمہاری بحث کا اثر ہو جائے لیکن بیوی سے اسکی توقع کرنی عبث ہے خیر اسی میں ہے کہ دوراندیش شوہر بحث و تمحیص سے ہمیشہ احتراز کرے۔ میاں بیوی کے درمیان بحث و گفتگو سب سے بڑھا ہوا خطرناک موضوع ثابت ہوا ہے اسکا اثر ذہن پر نہیں، پیٹ پر پڑتا ہے،

اچھا یہ بات یہیں تک رہ گئی۔ میرے دوست اور ان کی بیوی میں "تم اپنا منہ ادھر کرو ہم اپنا منہ ادھر کریں" کہنے کی نوبت نہ آئی اور مجھے ان کی دعوت قبول کر کے ان کے ساتھ شریکِ طعام ہونا ہی پڑا، میں نے لاکھ انکار کیا لیکن انھوں نے ایک نہ سنی،

میرے دوست کی بیوی میں پاس بیٹھ کر کھانا کھلا رہی تھیں باتیں میں باہر سے دروازے کی زنجیر کھٹکھٹانے کی آواز آئی،

کوئی مرد تھالی چھوڑ کر اٹھ نہیں سکتا تھا اس لئے انہیں کو جانا پڑا۔ دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی آواز آئی "دروازہ کھولنے میں تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی" کیا ابھی سو گئی تھیں؟"

"بہرحال بات ادھوری تھی کہ میں کھانا پینا سب بھول گیا۔ دوست کی نظریں ... گرنے نہ دیتا چاہتے تھے، بھی یا دوسرا میں نے گھبرا کر دھیرے سے کہا۔

"مہربانی کر کے جلد سے کوئی ایسی جگہ بتلایئے جہاں میں چین سکوں"

میں بوکھلاہٹ میں ہاتھ دھونے لگا، پھر دوست کی حیرت کی حد نہ رہی، میں نے پھر کہا۔ "جلدی بتلایئے آپ کو یہاں چھپنے کی کیا ضرورت ہے؟ ابھی تو آپ نے پورا کھانا بھی نہیں کھایا"

مجھے ان کی عقل پر ترس آ رہا تھا لیکن حیرت ہوئی کہ ان کی بیوی نے زیادہ سمجھدار تھیں انھوں نے میری محترمہ کو دوسرے کمرے میں لیجا کر بٹھا دیا،

میرے دوست نے مجھے گم سم دیکھ کر کہا۔

"آپ کھانے کیوں نہیں سامنے کا کھانا چھوڑ کر اٹھنا اچھا نہیں"

گویا میں از راہِ تکلف کھانا چھوڑ رہا تھا۔ میں نے ان سے چھپنے کی جگہ بتا دینے ہی پوچھی تھی، نیز میری کوئی ہنگامی بوکھلاہٹ تھی، اور اب اس کا وقت ختم ہو چکا تھا، میں نے ان سے التجا کی "براہ کرم جلد کوئی چھپنے والا دروازہ کھول دیجئے، میں کھل جاؤں"

(باقی صفحہ ۳۳ پر)

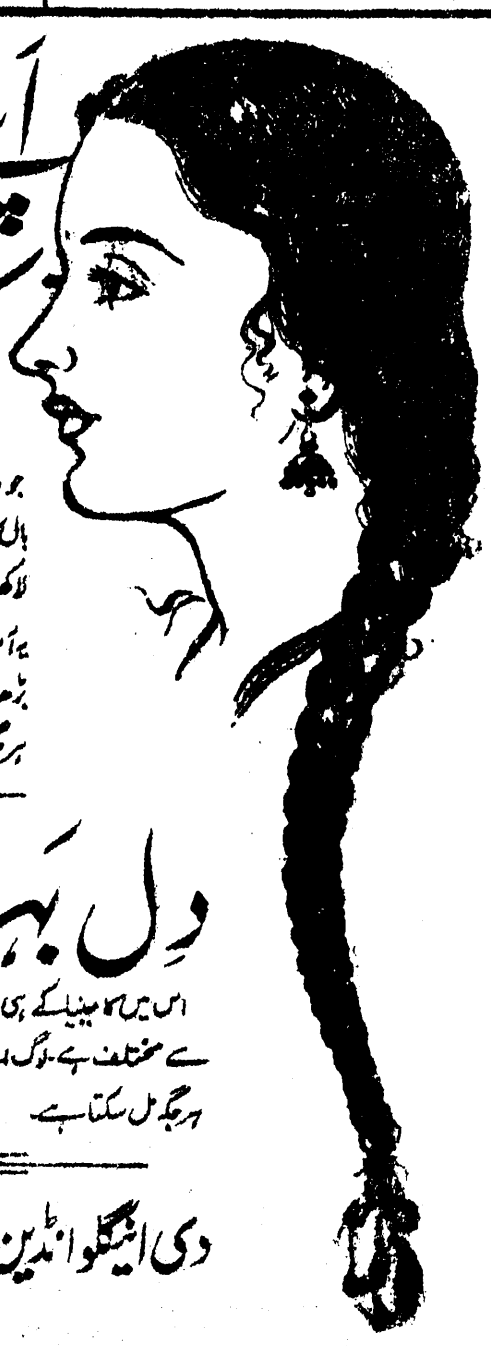

اپنے بالوں کو قائم رکھئے

کامینا آئل (رجسٹرڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول سمجھ لیجئے
جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔
بال کا گرنا بند، سفید ہونا بند
لاکھل کا مرغوب بالوں کا تیل
یہ آپکے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ ساتھ
بڑھاتا بھی ہے۔
ہر جگہ فروخت ہوتا ہے۔

دل بہار آئل (رجسٹرڈ)

اس میں کامینا کے ہی اوصاف موجود ہیں۔ مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے۔ لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔
ہر جگہ مل سکتا ہے۔

سول ایجنٹس

دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی
بمبئی ۲

صرف چند ہی مل سکیں گی ....

جنگ کے باعث ریلے سائیکل اور اس کے فالتو حصے بہت کم تعداد میں مہیا ہو سکتے ہیں گو زمانہ بہت مشکل ہے پھر بھی اس سائیکل کے بنانے والے اور اس کے ایجنٹ اپنے گاہکوں کی ہر ممکن طریقہ پر امداد کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

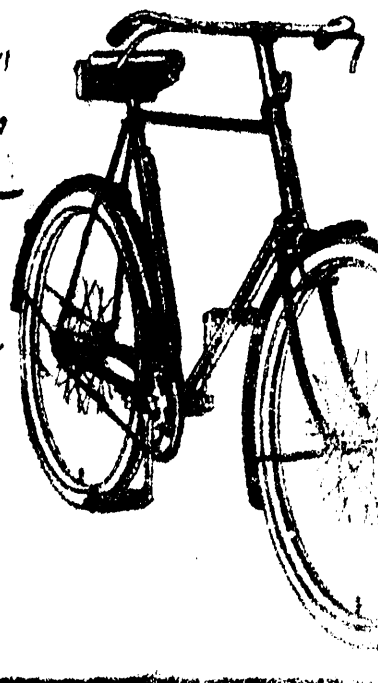

THE RALEIGH

K.R14

RALEIGH
THE ALL-STEEL BICYCLE

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۵

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے — "رنر اپ" پچاس روپے

اشارات — دائیں سے بائیں!

(۱) علم میں اضافہ کرنے کا ذریعہ (۴) فساد پھیلانے والا۔
(۸) عربی لفظ بمعنی روایت (لفظ الٹا تحریر ہے)
(۹) ایسے لوگوں کو بھیک مانگنے میں شرم نہیں آتی (۱۰) بعض تھانہ دار کبھی کبھی "——" کھا کر بڑے سے بڑے ملزم کو چھوڑ دیتے ہیں۔
(۱۱) سکنڈ کی سوئی "——" چل کر دن میں سینکڑوں چکر لگاتی ہے
(۱۳) "——" سپاہیوں نے بہادری کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔
(۱۵) "——" کی بدولت معلومات میں بڑا اضافہ ہوتا رہتا ہے،
(۱۷) ضد (۱۸) شراب
(۱۹) صلح پسند شہریوں کے آباد "——" تک پر جرمن لوگ گولے برساتے رہتے ہیں!
(۲۳) بیہوشی کی حالت میں انسان کے جسم سے عارضی طور پر غائب ہو جاتی ہے،
(۲۴) "——" کی لگاوٹ جلد پہچانی جاتی ہے،
(۲۷) ایسے ملزم پر زیادہ سختیاں کی جاتی ہیں
(۳۰) یہ اوصاف رہنا بہت اچھا کام ہے،
(۳۱) حکام کے چہروں پر اس کا ہونا بھی ایک وصف ہے،
(۳۳) لفظ "اوصیا" کے بے ترتیب حروف
(۳۵) باغ میں اگر یہ نہ ہو تو درختوں میں آسانی سے پانی نہیں دیا جا سکتا،
(۳۶) سیر و "——" سے صحت کو فائدہ ہوتا ہے۔
(۳۷) بے ایمان دوکانداروں کے اس کا کوئی اعتبار نہیں رہتا۔

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ ۶ اپریل ۱۹۴۴ء
(۲) صحیح حل کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۴۴ء
(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۴۴ء

اشارات — اوپر سے نیچے

(۱) بہت زیادہ
(۲) "——" خاندان کا سلسلہ ہندوستان میں کئی سو برس تک حکومت کرتا رہا۔ (۳) برطانیہ کا یہ بیڑا بہت مضبوط ہے۔
(۴) نئے خریدے ہوئے مکان کی اسکے عیوب کی وجہ سے اگر بار بار یہ کی جائے تو وہ دل سے اتر جاتا ہے،
(۵) ایسا آدمی یقیناً نیک ہوتا ہے، (۶) بہادر
(۷) ہوائی حملوں سے ملک کی "——" ہوئی آبادیاں بھی تباہ ہوتی ہیں،
(۱۲) لفظ "مرتبہ" کے تین حروف
(۱۴) اناڑی جراحوں کے ہاتھوں کبھی کبھی زخم "——" جاتے ہیں
(۱۶) شراب کے نشہ میں شرابی کو اس تک کا ہوش نہیں رہتا (۱۸) مزدور کو اس کے وقت بدتمیز افسروں کی گالیاں تک سننا پڑتی ہیں (۲۰) گھوڑا (۲۱) حکم کی جمع
(۲۲) سرکشی (۲۵) ایک ترکاری جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے
(۲۶) مالگزاری کا روپیہ بہ نگرانی تحصیلدار سرکاری اس میں جمع کیا جاتا ہے،
(۲۸) "——" کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو
(۲۹) ؎ "——" نہ تھی ہماری قسمت جو وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یوں ہی انتظار ہوتا
(۳۲) ؎ تیر بھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا نہ کر لو "——" کو
(۳۴) فارسی لفظ بمعنی چیز،

ان نقشوں پر آپ اپنے حلوں کی نقلیں رکھ سکتے ہیں یا اگر آپ چاہیں تو ان کی فیس حسب قواعد ۱ و ۲ و ۳ و ۴ بھیج کر ان پر اپنے مزید حل بھیج سکتے ہیں:

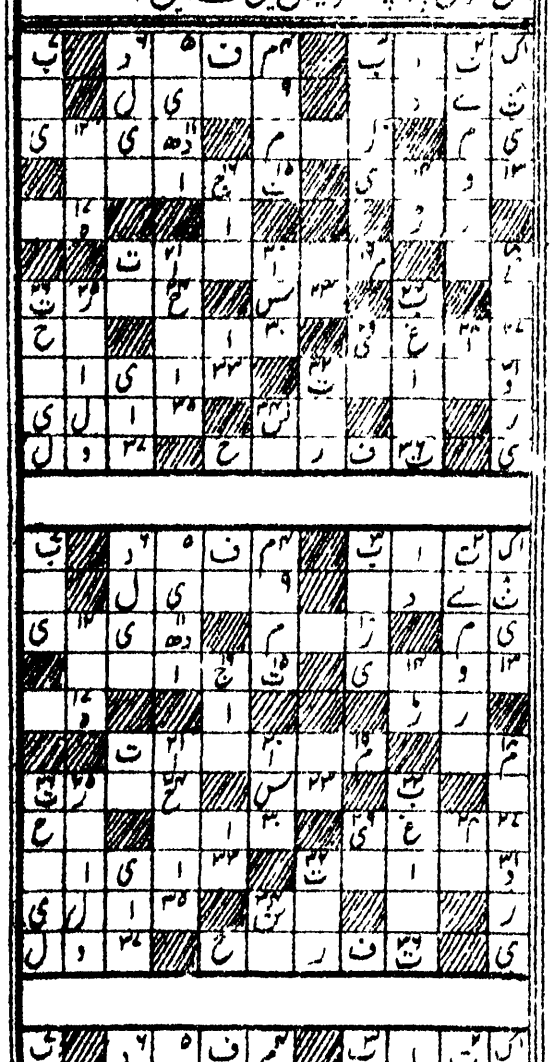

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۵)

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

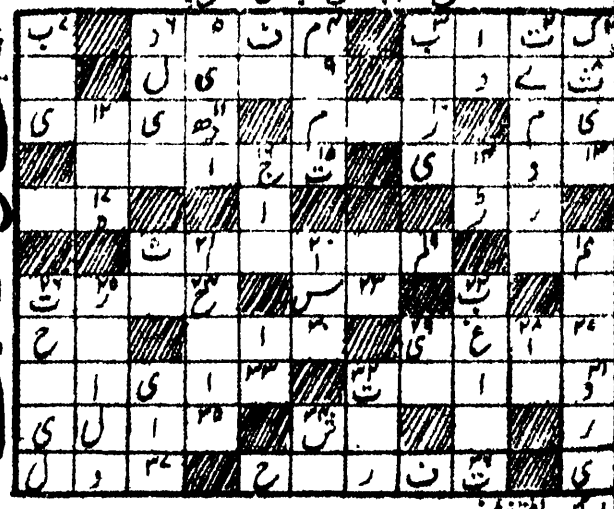

اوکاڑہ نقشہ نمبر

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

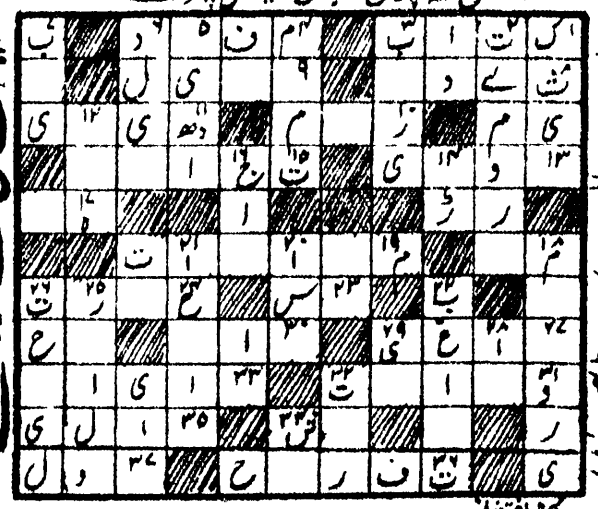

اوکاڑہ نقشہ نمبر

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ تیسرے نقشہ کو مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

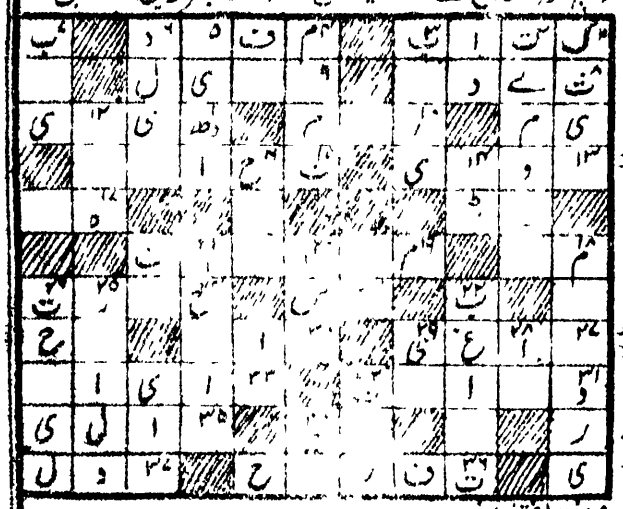

مفت نقشہ نمبر

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل۔ ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیجئے، جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں، جو شخص دو نقشے بھر کر آٹھ آنے فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے۔

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۵: داخلہ کے قواعد و شرائط کو پڑھ کر میں اس انعامی معمہ میں شرط پر شریک ہوتا ہوں کہ اس کے جملہ امور کے متعلق منیجر تیج ویکلی کا فیصلہ میرے لئے قطعی اور قابل پابندی ہوگا۔

پورا نام (صاف طور پر)

پورا پتہ

منی آرڈر نمبر — پوسٹل آرڈر نمبر — ٹکٹوں کی رقم

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

قواعد و شرائط معمہ

[illegible] ذیل قواعد و شرائط کو [illegible] پڑھیے۔

(۱) اس [illegible] کے بھیجے والے [illegible] بھیج سکتے ہیں (۲) [illegible] (۳) ہر [illegible] نقشے ایک سادہ [illegible] کریں [illegible] خالی چھوڑ دیں، لفظوں کے [illegible] (۴) [illegible] کے ساتھ [illegible] ضروری ہے [illegible] ٹکٹ بھیج [illegible] (۵) اس [illegible] کا اندراج [illegible] کیا جائے گا (۶) اس [illegible] جتنے نقشے آپ [illegible] بھیج سکتے ہیں [illegible] نقشے [illegible] (۷) [illegible] (۸) ایک [illegible] افراد [illegible] (۹) [illegible] (۱۰) [illegible] (۱۱) [illegible] (۱۲) [illegible] (۱۳) [illegible] (۱۴) [illegible] (۱۵) [illegible] (۱۶) [illegible] (۱۷) [illegible] (۱۸) [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] معمہ نمبر ۵ تیج ویکلی دہلی

پیاری اماں! کیا آپکی الماری میں کچھ برٹینیا بسکٹ رکھی ہیں
کیا میں نعمت کے طور پر ایک لے سکتا ہوں؟

برٹینیا بسکٹس

تمام ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں

بلڈویٹا

کمزور اور ناتواں مریضوں کے لئے بہترین ٹانک اور خون پیدا کرنے والی دوا ہے۔

[illegible] بنڈیکل ریسرچ لیبوریٹری [illegible]

ہر جگہ ۸-اونس کی شیشی سوا روپیہ میں اور ۱۶-اونس کی شیشی ساڑھے تین روپیہ میں ملتی ہے
سول ایجنٹس برائے یو-پی، دہلی اور پنجاب: میسرز نرائن داس بھگوانداس چاندنی چوک دہلی

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پردرانتک چورن ——— دو روپیہ
(۲) پردرانتک اولیہہ ——— ساڑھے تین روپیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں۔ ماہواری کی خرابی وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

پتہ: ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

سلسلہ کاشتکاری و باغبانی

کیلا

(از جناب ستیہ نرائن گانگولی۔ ایم۔ اے)

کیلا خاص طور سے گرم علاقوں کا پھل ہے ہندوستان کے علاوہ جنوبی افریقہ، مصر، جنوبی جاپان اور جنوبی امریکہ میں بھی وسیع پیمانے پر اسکی پیداوار ہوتی ہے خود ہندوستان میں سطح سمندر کی بلندی سے لے کر پانچ چھ ہزار فٹ اونچی زمین پر اس کے پودے آسانی سے لگائے جا سکتے ہیں کچھ علاقوں میں تجارت کے لئے کیلوں کے باغ لگائے جاتے ہیں۔ بنگال اور مشرقی یو۔پی میں تو دیہاتوں میں ہر ایک میں دو چار کیلے کے درخت اپنے ذاتی استعمال کے لئے لوگ لگا لیتے ہیں۔ بمبئی میں ساحل سمندر پر کیلے کی کاشت بکثرت ہوتی ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ زیادہ پیداوار کے لحاظ سے آم کے بعد کیلے ہی کا نمبر آتا ہے جنوبی ہندوستان میں کیلے کی پیداوار نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ کیلے کی تجارت بھی وہاں بہت ہے۔

کیلے کی بے شمار قسمیں ہیں چنانچہ کیلے کے درختوں کے قد میں بھی بے حد اختلاف ہے۔ کیلے کا درخت تنے کے اعتبار سے عجیب و غریب چیز ہے۔ اس کا تنا موٹے موٹے نرم چھلکوں کی مختلف تہوں سے مل کر بنا ہوتا ہے جو ایک دوسرے پر کس کر لپٹے ہوئے رہتے ہیں یہ بڑے ہونے پر تقریباً ڈیڑھ فٹ موٹے ہو جاتے ہیں۔ ان پودوں کی اونچائی ۵ فٹ سے لے کر بیس پچیس فٹ تک پہنچتی ہے۔ پودے کی اونچائی کیلے کی ذات پر منحصر ہوتی ہے۔ تنے کا رنگ بھی ہرا پیلا اور گہرے سرخ رنگ کا پایا جاتا ہے۔

پودا پودا نئی نازک پتیوں کے بل پر بڑھتا ہے۔ ایک بار پھل لگ چکنے پر کیلے کے پودے کا تنا کاٹ ڈالتے ہیں۔ اس ٹھنٹھ سے پتیوں کے نئے گوپھے نکلتے ہیں جو آگے بڑھ کر پورے قد کے پودے بنجاتے ہیں۔ ان پودوں کی باڑھ کی رفتار کبھی تیز ہوتی ہے کبھی اس کے پتوں کا سائز بھی بدل جاتا ہے یعنی بڑھ جاتا ہے۔ کبھی کبھی انکی لمبائی ۱۰ فٹ سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ تقریباً ڈھائی فٹ چوڑے بھی ہوتے ہیں۔ ان پتوں کا رنگ اوپر کی طرف گہرا اور نیچے ہلکا ہرا ہوتا ہے۔

پودے کی باڑھ پوری ہونے پر تنے میں سے دو تین پتے پودے کے سر سے اوپر کو نکلتے ہیں اور پتوں کا سائز قریب کے دیگر پتوں کے مقابلہ میں کافی چھوٹا ہوتا ہے۔ ان پتوں کو دیکھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ایک آدھ دن میں کیلے میں پھول نکلنے والا ہے۔ ہر ایک پتے میں ایک ایکھ کی شکل کا خوبصورت گہرے سرخ رنگ کا (کچھ سیاہی لئے ہوئے) پھول نظر آنے لگتا ہے اس کے بعد یہ ایک طرف کو جھک جاتا ہے۔ پھول کے ڈنٹھل میں اب انگلیوں جیسے ننھے ننھے نازک کیلے کے پھل لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔

پھول کا پورا گچھا گھونے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کسی پودے میں اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ اس میں ۲۴-۲۵ کیلے سے زیادہ نہیں لگتے اور کسی ذات میں یہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ ہر ایک گچھے میں ۲۵-۳۰ تک لگتے ہیں۔ اسی طرح مختلف ذات کے کیلے کے پھلوں کا سائز بھی مختلف ہوتا ہے۔ کچھ ۳ انچ سے بھی چھوٹے تو کچھ پورے ایک فٹ یا ڈیڑھ فٹ کے ہوتے ہیں۔

مشرقی افریقہ میں کیلے کی کچھ ذاتیں ایسی ہیں جن میں کیلے کے پھل دو دو فٹ کے ہوتے ہیں اور انسانی بازو جتنے موٹے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اکثر انکی شکلوں میں بھی بہت فرق پایا جاتا ہے۔ کچھ بیلن جیسے گول، کچھ سہ پہل اور کچھ بالکل گول اور موٹے۔

کیلے کے پھل کو موسم درخت پر پکنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ بڑے ہو جانے پر یہ پودے پر سے اتار لئے جاتے ہیں۔ گچھے اتارتے وقت اس بات کی احتیاط رکھنی پڑتی ہے کہ گچھے کے پھل چوٹیلے نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد گچھے کا پکانا ہوتا ہے۔ مصنوعی طور پر اسے پکانے کے لئے بھی مختلف صوبوں میں مختلف طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ کہیں کہیں چونا پوت کر گچھے کو سایہ میں لٹکا دیتے ہیں اور کچھ علاقوں میں پوال پر گچھے کو رکھ کر کیلے کی سوکھی پتیوں سے اسے ڈھک دیتے ہیں۔ اور اس پر سوکھے گوبر کی پتلی تہہ جما دیتے ہیں۔ سات آٹھ دنوں میں کیلے پک کر تیار ہو جاتے ہیں۔ کہیں کہیں پوال میں رکھ کر گھوڑے کو زمین کے اندر دو تین فٹ گہرے گڑھے میں گاڑ کر پکاتے ہیں کیلے پر

(پچھلے صفحہ سے)

کی کوڑی کوڑی چکا دی۔

اب تو ہر طرف دان ناتھ کی ہمت و جرأت کی تعریف ہونے لگی اور ان کی خاندانی ساکھ کی دھاک بیٹھ گئی۔

پرمیشوری نے جب یہ سنا تو چھوٹی بہو کو چھاتی سے لگا لیا اور خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

جس طرح ندی کی ایک لہر کو لوٹ دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ خس و خاشاک کو بہا لے جاتی ہے

سنہرا رنگ لانے کے لئے تین چار دن تک اسے آپ کے دھوئیں میں بھی رکھتے ہیں۔ لیکن اس جگہ یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ ان مصنوعی طریقوں سے پکائے ہوئے کیلے کا قدرتی ذائقہ بڑی حد تک بگڑ جاتا ہے۔ موسم گرما میں بند کمرے میں کیلے اگر یوں ہی چار پانچ دنوں تک رکھے رہیں تو وہ خود بخود پک جاتے ہیں ساتھ ہی انکے ذائقہ میں بھی کوئی خرابی نہیں آنے پاتی۔

امریکہ کیلے کی تجارت میں خاص دلچسپی لے رہا ہے گرم علاقوں کے مجمع الجزائر سے جہازوں میں کچے کیلے بھر کر امریکہ پہنچائے جاتے ہیں۔ جہاز میں انھیں خاص کمروں میں رکھتے ہیں جاڑوں میں ان کمروں کا درجہ حرارت بجلی کی مدد سے گرم رکھتے ہیں تاکہ سفر میں یہ پکنے نہیں۔ جہاز سے اتارے جانے کے بعد ریل کے خاص ڈبوں میں بھر کر ملک کے مختلف حصوں میں پہنچائے جاتے ہیں۔ کیلے کے سلسلہ میں مختلف تحقیقات جاری ہیں۔

جو بند کے پاس اٹکے ہوتے ہیں۔ بعینہ ہمدردی کے دو بول سن کر ضبط کا بند ٹوٹ جاتا ہے اور ہمدردی کی یہ دو زبان کے تحمل و صبر کو بہا کر لے جاتی ہے۔

جب اس کا دل ذرا ہلکا ہوا تو وہ بولی "دلہن آج تو نے خاندان کی لاج رکھ لی"

"یہ سب آپ کی نصیحت کا اثر ہے" دلہن نے پیر کے انگوٹھے سے زمین کو کریدتے ہوئے کہا جسے سن کر پرمیشوری کے ہونٹوں پر ہنسی کھیلنے لگی اور اس کے جسم کا رواں رواں اسے آشیرباد دینے لگا۔ آج وہ پرمیشوری کو بغیر گہنوں کے بھی بہت حسین نظر آ رہی تھی جیسے کوئی اپسرا ہو اور اسے آج ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا گہنے انسان کی خوبصورتی کے لئے بنائے ہی نہیں گئے۔ آج وہ معمولی ساری میں بھی سچ مچ گھر کی رانی معلوم ہو رہی تھی

باہر محلہ کی عورتیں آپس میں کہہ رہی تھیں "بہن پرمیشوری کو یہ شادی بھلی نہیں۔ سبزقدم۔ نئے آتے ہی گھر کی کل دولت جھاڑو سے سمیٹ کر باہر پھینک دی"

یہ بات کہیں پرمیشوری نے بھی سن لی اور وہ عورتوں کو پھٹکارتی ہوئی بولی:

"خبردار! جو میری چھوٹی بہو کو کچھ کہا۔ وہ تو لکشمی ہے لکشمی" اور پھر بڑبڑاتی ہوئی گھر میں چلی گئی۔ آج اسے بار بار یہی خیال ستا رہا تھا کہ اتنی سوشیل عورت کو دنیا خواہ مخواہ بدقسمت کیوں کہہ رہی ہے اور اس میں اس کا کیا فائدہ ہے۔

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم

بادشاہی صابون اور پاؤڈر

قیمت تین ٹکیوں کا بکس بارہ آنہ۔ استعمال کیجئے۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ

دہلی ایجنٹ: کے۔ آر۔ دلاسرائے کارٹر مدہ بازار دہلی

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ملٹری ریلوے یونٹس (کارپس آف انڈین انجینئرز) میں ڈرافٹس مین (ٹیکنیکل) کے طور پر لڑائی کے لئے بھرتی ہونے کے واسطے اچھے امیدواروں کی درخواستیں درکار ہیں مختصر تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

ٹریڈ	درجہ	خالی آسامیوں کی تعداد	کم از کم تعلیمی اوصاف	عمر کی حد	تربیت کا زمانہ مہینوں میں	ملازمت فی ماہ: تربیت کے زمانہ میں	ملازمت فی ماہ: تربیت پاسنے پر	فالتو الاؤنس فی ماہ جنگی محاذ پر
ڈرافٹس مین (ٹیکنیکل)	سپر	۱۰	میٹرک پاس یا اس کے مساوی اور مناسب ٹیکنیکل اوصاف	۱۷½ اور ۴۷ کے درمیان	۴	بنیادی تنخواہ ۱۸/- روپیہ ماہوار ٹریڈ تنخواہ ۸/- روزانہ بال کٹوانے اور کپڑے دھونے کا الاؤنس ۱۰/-	۱۸/- روپیہ ماہوار ۲/- روپیہ روزانہ ۱۰/-	غیر ملک میں رہنے والوں کا الاؤنس ۷/- روپیہ بھتہ ۸/- روپیہ

۲۔ فری کپڑے، راشن اور رہنے کی جگہ دی جاتی ہے۔

۳۔ اپنی یونٹس میں شامل ہونے کے بعد مستحق امیدواروں کو جو اس کے قابل ہونگے اونچے درجے ملیں گے۔ اور تنخواہ کے گریڈ بڑھیں گے۔

۴۔ بھرتی شدہ امیدواروں کو دوران جنگ میں دنیا کے کسی مقام پر بھی کام کرنا ہوگا اور جنگ کے بعد ایک سال تک اگر ضرورت ہوئی تو کام کرنا ہوگا جنگ کے بعد ان کی خدمات کے مطابق ضروری اوصاف رکھنے والے لوگوں کو این۔ڈبلیو۔ ریلوے میں ملازمت کے لئے باہر کے لوگوں پر ترجیح دی جائے گی۔

۵۔ درخواستیں جن میں اوصاف کی پوری تفصیلات، سابقہ تجربہ اگر کوئی ہو، عمر کا ثبوت درج ہو۔ سرٹیفکیٹ کی کاپیوں کے ہمراہ تاریخ ذیل پر ۳۱ مارچ ۱۹۴۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

۶۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی حدود سے باہر رہنے والے لوگ درخواست نہ دیں۔ اور کسی سرکاری محکمہ میں کام کرنے والے اصحاب اپنے محکمہ کی معرفت درخواست ارسال کریں۔

۷۔ منتخب شدہ امیدواروں کو ہی اطلاع بھیجی جائے گی اور انہیں انٹرویو کے لئے اپنے خرچ پر آنا ہوگا۔

ڈپٹی جنرل منیجر (ڈرافٹس)
این۔ڈبلیو۔ ریلوے، ۶ نیو روڈ

کشمکش

(افسانہ)

(صفحہ ۱۸ سے آگے)

انھوں نے پوچھا: "کیوں۔ بات کیا ہے۔۔؟"

میں نے کہا: "۔۔۔" آہستہ آہستہ بولئے!"

انھوں نے کہا: "ڈکسر کا ہے! کیا آپ سمجھ رہے ہیں کہ کوئی ا۔۔ ہے! آپ کی شرکی جی ہی لوٹیں۔ دوسرا کوئی نہیں۔ لمبن سے کھانا کھا لیجئے!"

"نہیں مجھے جانے دیجئے" میں بولا

لیکن وہ مجھے بول چھوڑنے والے نہ تھے۔ جھنجھلا کر کہا: "بات یہ ہے کہ آج میں نے بھوک ہڑتا کر رکھی ہے۔ ۔۔ ہوں جا رہا ہے کہ وہ مجھے کھاتے ہوئے بیٹھ ہیں

"زہر عزت۔ ابھی ابھی سے کہہ رہی تھیں۔ حضرت روٹھ کر چلے گئے ہیں کہہ گئے ہیں ہم کھانا نہ کھائیں گے۔ لیکن مردوں کی بات کا کیا اعتبار! میں جانتی ہوں وہ بازار میں مالکا پنے پیٹ کی آگ بجھا لیں گے میں اور ہی رہ جاؤں گی اگر میں گھر میں چولھا جلاتی تو کہتے کہ ہار گئی۔ لیکن میں کیوں ہارنے لگی وہ سمجھتے ہیں کہ وہی چالاک ہیں انھیں کیا خبر کہ میں بھی بے بیوقوف نہیں ہوں کون رات بھر کی رہوں اور آپ بازار میں صبح تک کھا کر گھر واپس آئیں!"

ان کی سہیلی بھلا کیا کہہ سکتی تھیں! میری جوڈگی سے لاعلم تو تھیں نہیں۔ پھر میری طرف سے نہایت بے تکلفی سے کہا: "تم مجھے کچھ کھلاؤ گی تو طور ہی"

یہ سن کر میں نے ایک لمبی سانس لی ۔۔۔۔

میرے دوست کی بیوی نے کہا: "کیوں نہیں لڑائی جھگڑے کس کے گھر نہیں ہوتے؟ ابھی کل دن کی بات تو ہے۔ ہم تمہارے گھر گئے تھے۔ بھائی ہم لوگوں میں بھی تو ۔۔۔ ہوتی تھی ۔۔۔ ہی تو ۔۔۔۔"

"کیوں کیا بات ہوتی تھی؟"

"نہ پوچھئے۔ ہر مرد اور ۔۔۔ بات پر ناراض ہو جائے تو مجھے بھی بھوکا رہنا پڑے"

"ارے محترمہ جلد ۔۔۔ سے دلیں۔ ۔۔۔ محبت ۔۔۔ نہیں برداشت ہوتا۔"

ان کی سہیلی نے کہا: "بھلا ۔۔۔ شادی بہن ۔۔۔ چیز کے لئے ۔۔۔ کہا تک مناسب ہے؟ ۔۔۔ ہمارے کان کا ایک ایرنگ نہ جانے کہاں ۔۔۔ پڑا ہے ۔۔۔ اٹھا لیں میں نے ۔۔۔ لیکن اس کے لئے ۔۔۔ کہتے ہیں ۔۔۔ خوشامد بھی ۔۔۔"

"گھر کی رانی"

۔۔۔ ہوں ۔۔۔

چاہئے ۔۔۔

سنے یہ کہتے ہوئے زیورات کی پوٹلی چھوٹی بہو کو دے دی تھی۔

مگر چھوٹی بہو نے یہ کہتے ہوئے کہ "یہ سب کچھ آپ کا ہی دیا ہوا ہے" وہ پوٹلی واپس کر دی۔

یہ سن کر ان کا ماتھا کا انگ انگ کنول کی طرح کھل گیا۔ وہ چھوٹی بہو کو دل سے دعائیں دیتے ہوئے

اپنے کمرے میں چلے گئے اور شام زیورات کسی کے ہاتھ اسے پوشیدہ فروخت کر کے انھوں نے قرض ادا کر دیا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

سمندری فوج کی زندگی

نہایت شاندار ہے

ہندوستانی بحری بیڑے میں سیمین یا اسٹوکر بن کر اپنی معلومات وسیع کیجئے اور اپنا مستقبل روشن بنائیے آپ کا کام نہایت دلچسپ ہوگا اور سیر و سیاحت سے آپ کی معلومات میں اضافہ اور خیالات میں بھی وسعت پیدا ہوگی۔ آپ کو نہ صرف معقول تنخواہ ملے گی بلکہ مفت لباس، عمدہ و صحت بخش کھانا اور بہتر میں طبی امداد دی جائے گی۔ اس کے علاوہ دوسری بہت سی رعایتیں اور سہولتیں بھی آپ کو میسر ہوں گی۔ اس زرین موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایسے قریبی ریکروٹنگ دفتر کے پتہ پر فوراً درخواست بھیجئے۔

سیمین یا اسٹوکر کی حیثیت سے داخل ہو جائیے

داخلے کی شرائط: امیدواروں کے لئے انگریزی یا اردو لکھنا پڑھنا جانا ضروری ہے۔ انھیں حساب کا جلد کا تجربہ درمیانی اور رقبہ نکالنے کے لئے معمولی سا الجبرا سیکھ کر سکیں۔ جسمانی صحت درست اور قد و قامت وغیرہ کا حسب معیار ہونا لازمی ہے عمر ۱۷ سے ۲۲ سال کے درمیان ہونی چاہئے۔

سیمین: ہندوستانی بحری بیڑے میں سمندری لڑائی کے فرائض سیمین کے سپرد ہوتے ہیں۔ علاوہ دوسرے اہم فرائض کے مین جہاز چلانے کشتی رانی (بذریعہ چپو یا بادبان۔ یا موٹر) تار پیڈو کے ساز و سامان کے استعمال کرنے اور گولہ اندازی میں تربیت یافتہ ہونے چاہئیں۔

اسٹوکر: ان کے فرائض میں جہاز کے انجن اور بائیلر کی دیکھ بھال شامل ہے۔

اسٹوکر کا کام نہایت دلچسپ ہوتا ہے۔ اور صرف انہی لوگوں کو سکھایا جاتا ہے جو کوئلے یا تیل سے چلنے والے بائیلر یا موٹر بوٹ وغیرہ جیسی مشینری کے چلانے اور درست رکھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

تنخواہ: بھرتی ہونے پر سیمین اور اسٹوکروں کی تنخواہ ۔/۴۰ روپیہ ماہوار سے شروع ہوتی ہے۔ اس بنیادی تنخواہ کے علاوہ سب ملازمین کو مختلف حصے بھی دئے جاتے ہیں جن سے انکی تنخواہ میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

فرض شناسی محنت اور قابلیت سے کام کرنے والوں کو بڑے پیمانے پر ترقی دی جاتی ہے جس کے ساتھ ساتھ انکی تنخواہ بھی بڑھتی جاتی ہے۔

مزید تفصیلات کیلئے اپنے قریب ترین ریکروٹنگ آفس میں مندرجہ ذیل پتہ پر درخواست بھیجئے۔

ڈی ٹیکنیکل ریکروٹنگ ایجنٹ ایریا حضرت گنج، لکھنؤ
ڈی اسسٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر نمبر ۲ ریٹا بیلڈنگ، کلکتہ

ڈی ریکروٹنگ آفیسر
راولپنڈی، لاہور، جالندھر، دہلی، انبالہ، پشاور
ڈی اسسٹنٹ ٹیکنیکل ریکروٹنگ آفیسر نمبر ۱ سیسٹ جارج گیٹ روڈ بمبئی، کلکتہ

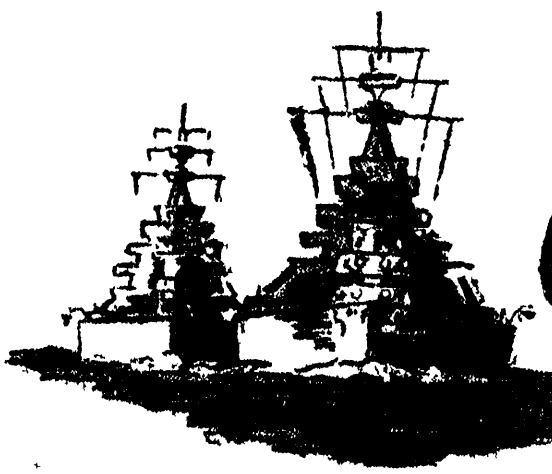

رائل انڈین نیوی

ہندوستان کی سمندری فوج

ILLUSTRATED Weekly

OF INDIA

ڈاکٹر ملا رادیش نندھو گپتا
ایڈیٹر دھرمپال گپتا

NATIONAL MUSLIM UNIVERSITY
DELHI

انعامی مقابلہ صفحہ (۱۹) پر دیکھئے

No 12

21St March 1944 Vol. No. 43

LEADING JOURNAL OF NOR INDIA

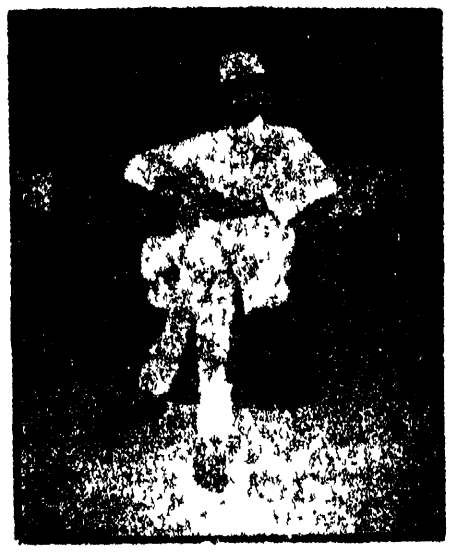

سید عبداللہ بریلوی
آپ نے آل انڈیا ایڈیٹرز کانفرنس کی
استقبالیہ کمیٹی کی صدارت فرمائی

ایرانی مشن کے اراکین جو ہندوستان کے مختلف مقامات کا دورہ
کر رہے ہیں

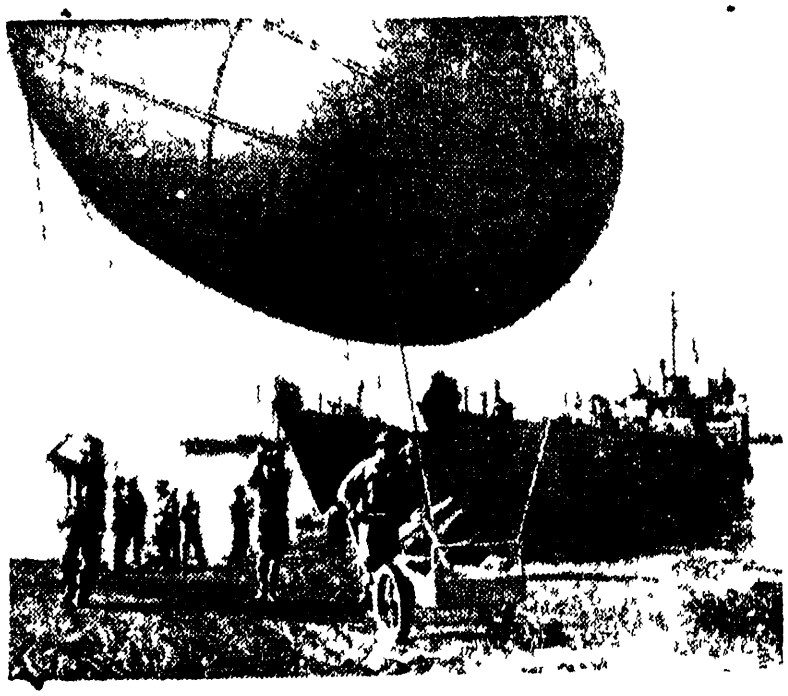

سلرنو کے ساحلی علاقوں کی ہوائی غباروں کے ذریعہ حفاظت

ایرانی مشن کو پارٹی کے موقعہ پر لیفٹی آفلیک
اور ایرانی قونصل جنرل کی بیوی کا ایک
فوٹو گروپ

امریکی ہوائی فوجوں کو اس طریقہ پر تیار کیا جاتا ہے

سوویٹ روس کا میونسپل انتظام

از — پائٹ سلون

مسٹر آرلنٹ سالٹن ماسکو کے میونسپل انتظام پر یوں رقمطراز ہیں:-

"میرا خیال ہے کہ بااثر شہری انتظام کے لئے سوویٹ روس نے جو دستور مرتب کیا ہے وہ تمام دوسرے ملکوں کے دستور کے مقابلہ میں بہترین ہے اور اس سلسلہ میں وہاں کے رہنما اور کارکن بہترین صلاحیت، ہمت اور جوش کے مالک ہیں،

سوشلزم اور واحد سیاسی جماعت کا نظام بھی جمہوریت میں قصباتی تنظیم کے لئے زبردست اہمیت رکھتے ہیں"

پھر ماسکو کے شہری انتظام کا لندن کے کاؤنٹی کونسل سے مقابلہ اور موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"مسٹر آرلسن اچھی قسم کی قصباتی تنظیم کے لئے چار چیزوں کو ضروری قرار دیتے ہیں ایک تو شہر کے واضح حدود مقرر ہوں دوسرے شہر کے باہر ایک وسیع و عریض سبز خطہ ہو، جو شہر کا احاطہ کئے ہوئے ہو تیسرے ایک مجلس انتظامیہ اور آخر میں شہر بھر کے لئے ایک واحد پلان، لیکن یہ تمام چیزیں سنہ ۱۹۳۵ء کی اس تجویز کے نکات میں شامل تھیں جو شہر ماسکو کی از سر نو تعمیر کے سلسلہ میں پیش کی گئی تھیں،

جس چیز کو مسٹر آرلسن اپنے "لندن سے متعلق عزیز ترین خوابوں" میں شمار کرتے ہیں وہ ماسکو میں کہیں پہلے حقیقت کی شکل اختیار کر چکی ہے ماسکو کے شہری سوویٹ[1] کو یہ فوقیت کیوں حاصل ہے اس کے مختلف اسباب ہیں اور ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ ماسکو کی شہری مجلس کو پرانے قدیم زمینداروں اور کارخانہ داروں سے جھگڑا نہیں کرنا پڑتا کیونکہ ان لوگوں کا وہاں وجود ہی نہیں، یہ چیز صاف طور پر وہاں کی شہری مجلس کے اتحاد مقصد اور وحدت نظر میں منعکس ہوئی ہے جس کا اعتراف ڈاکٹر ڈبلیو۔ اے آرلسن نے ماسکو سوویٹ کے سال بھر کے کام پر بحث کرتے ہوئے کیا ہے:-

"ماسکو کی مجلس شہری کی فوقیت اور صلاحیت اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ ارکان مجلس میں کسی نوع کی جماعت بندی یا تفریق نہیں پائی جاتی جو مجلس کے سامنے پیش ہونے والے سوالات اور مسائل کی اہمیت کو نظروں سے پوشیدہ رہنے دے"

وہاں کی مجلس شہری کے انتظام اور کام کو سمجھنے کے لئے اس کے رویہ اور اسپرٹ کا سمجھنا بہت ضروری ہے، ماسکو کی مجلس شہری، روسی حکومت کی ہر چھوٹی چھوٹی وحدت کی طرح ایک خاص قسم کے فطری نظم و ذمہ داری اور ڈسپلن کے لئے مشہور ہے اور یہ چیز بجائے خود وہاں کے واحد مشترکہ مفاد اور جماعت بندیوں کی عدم موجودگی سے پیدا ہوئی ہے"

لیکن یہاں پر ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ آرلسن اپنے بیان میں ایک اہم حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے، گو ماسکو کی شہری مجلس کی کامیابی کا راز صرف یہ ہے کہ وہاں بہت سی جماعتیں نہیں ہیں تو پھر فاشسٹ ملکوں کی میونسپلٹیاں اتنی کامیاب کیوں نہیں ہیں،

وہ سب سے اہم حقیقت جو ماسکو کے شہری انتظام کو دنیا کے تمام ملکوں کے شہری انتظام سے الگ حیثیت بخشتی ہے یہ ہے کہ وہاں کے بلدیہ کے تمام ارکان خود مزدور طبقہ کے نمائندے ہیں چنانچہ وہاں ایک طرف تو شہر کی پبلک اور مزدور طبقہ کا جھگڑا اور دوسری طرف مزدوروں اور زمینداروں اور مالکوں کا جھگڑا وجود نہیں رکھتا، لیکن برطانیہ میں وہاں کی مجلس امور مقامی میں جو جماعت بندیاں پائی جاتی ہیں ان کی بنیاد اسی باہمی مناقشہ پر ہے، فاشسٹ ملکوں میں بھی یہ چیز نہیں دور کی جا سکی لیکن سوویٹ روس میں اس کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا ہے، تیسرا فرق یہ ہے کہ سوویٹ روس میں شہری سوویٹ کے ارکان اور شہری انتظام میں عملی حصہ لینے والوں کے درمیان کوئی خاص چیز باعث امتیاز نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف ماسکو سوویٹ کے ارکان اسکے عملی کارکن بننے کے لئے مجبور ہیں، اور ان فیکٹریوں، دکانوں، اسکولوں اور اسپتالوں میں کام کرتے ہیں جو خود ماسکو سوویٹ کی ملکیت ہیں لیکن برطانیہ میں جو لوگ شہری امور انتظام میں عملی حصہ لیتے ہیں اور اس کے کارکن ہیں وہ شہری کونسل کے ممبر نہیں ہو سکتے، چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ برطانیہ میں ایک آدمی جس کا تعلق کسی ایسے فرم سے ہے جو کونسل کے آرڈر سپلائی کرتا ہے وہ تو اس کا رکن بن سکتا ہے لیکن وہ آدمی جو کونسل کی طرف سے فرم سے مال خریدے اور اس کو کام میں لائے پرانے کونسل میں نہیں بیٹھ سکتا، سوویٹ روس میں کوئی بھی عملی کارکن کسی مقامی یا مرکزی سوویٹ کا رکن بن سکتا ہے اور اسی طرح سوویٹ کے ارکان کوئی بھی انتظامی عہدہ حاصل کر سکتے ہیں

سوویٹ روس میں شہر کے رقبہ کا انحصار وہاں کے باشندوں کی تعداد پر ہے اور اس مخصوص نوعیت کی پبلک کے دستور اساسی کے مطابق ہوتا ہے جس کے حدود کے اندر وہ واقع ہے ماسکو میں ہر تین ہزار رائے دہندگان پر ایک ممبر منتخب ہوتا ہے ماسکو سوویٹ میں دو ہزار سے زیادہ نمائندے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سب سے اعلیٰ سوویٹ کی طرح ماسکو کی سوویٹ بھی مختلف نشستوں کے درمیانی عرصہ میں کام کو جاری رکھنے کے لئے دوسری جماعتوں کا انتخاب کرتی ہے [illegible] ارکان ہوتے ہیں [illegible] ہر ممبر سے کم ایک [illegible] نشست ہوتی ہے، اس مجلس صدارت کے بیشتر ارکان شہر ماسکو کے اہم تنظیمی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں پھر ماسکو سوویٹ ایک مجلس عاملہ کا بھی انتخاب کرتی ہے جس کے تقریباً ستر ارکان ہوتے ہیں، یہ مجلس عاملہ دراصل مجلس صدارت اور پلینم کے درمیان کی ایک منزل ہے اس پلینم کی دو مہینہ میں ایک بار نشست ہوتی ہے اور مجلس صدارت پر روزانہ کے امور کی ذمہ داری ہے لیکن گاؤں کی سوویٹوں یعنی پنچایتوں میں پوری مجلس صدارت کی بجائے صرف مجلس عاملہ کا ایک صدر ہوتا ہے گاؤں کی مجلس عاملہ کا صدر ذاتی طور پر روزانہ کے امور کی دیکھ بھال کرتا ہے اور مجلس عاملہ کے حضور ان کاموں کے لئے ذمہ دار ہے، پھر مجلس عاملہ اور صدر دونوں ملکر گاؤں کی پوری پنچایت کے حضور میں ذمہ دار ہیں،

جس طرح برطانیہ میں مقامی کونسل کی مختلف کمیٹیاں ہوتی ہیں، مثلاً مال صحت، تعلیم وغیرہ کی کمیٹیاں، اسی طرح روس میں بھی مجلس شہری مختلف کمیٹیاں مقرر کرتی ہے صرف فرق یہ ہے کہ روس چونکہ سوشلسٹ ملک ہے اس لئے وہاں کی مقامی پنچایتیں برطانیہ کی مقامی کونسل کی بہ نسبت کہیں زیادہ امور انجام دیتی ہیں اس لئے وہاں کمیٹیاں بھی تعداد میں بہت ہوتی ہیں،

اس کمیٹی کا انتخاب پنچایت کی ایک مجلس انجام دیتی ہے، سنہ ۱۹۳۶ء میں شہر ماسکو میں اس قسم کی پچیس کمیٹیاں تھیں، جن کے زیر عمل مندرجہ ذیل شعبے تھے:-

تعمیر، مکانات، اسکول، سڑکیں، ساحل دریا، صحت، نالیاں، ریلوے، ٹرانسپورٹ، تربیت اور کلچر، مقامی تجارت، قومی کفایت شعاری، مقامی صنعت، روشنی، شہر کے چاروں طرف کا سبز حلقہ، پارک، پبلک غذا، انصاف و عدالت، آگ، بے گھر کے بچوں کی دیکھ بھال، تعلیم بالغان، زیر زمین نقل و حمل، موٹر، گھوڑے کی سواریاں، زراعت، بندرگاہ، ہوائی حملے سے بچاؤ، فوجی مدافعت، مالیات، اس کے علاوہ ہر مقام پر ایک شہری پلاننگ کمیشن مقرر ہے جو، اسٹیٹ پلاننگ کمیشن کی جس کے زیر عمل سارا روس ہے، مقامی شاخ ہے،

اوپر جن شعبوں کی فہرست پیش کی گئی ہے ان پر نظر ڈالنے سے دو دلچسپ باتیں واضح ہوتی ہیں اول یہ ہے کہ روس کی مقامی پنچایتوں کی عملداری میں بہت سے وہ شعبے اور امور ہیں جو مرکزی حکومت کے تحت میں آتے ہیں، دراصل خارجی طرز عمل کے علاوہ سلطنت کا تقریباً ہر شعبہ شہروں میں دوہرا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ فوجی مدافعت کا شعبہ بھی ایک طرف تو پوری سلطنت کے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف ہر شہر کے ہاتھ میں چنانچہ روس میں ہر مقامی پنچایت گویا سب سے اعلیٰ پنچایت کا (جس کے زیر عمل پورا روس ہے) ایک چھوٹا سا نمونہ ہوتی ہے پورے روس میں ہر مقام پر پنچایتوں کے آلہ کار ساخت اور کام کے اعتبار سے ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں صرف فرق ان کے حلقہ اثر کا ہوتا ہے

دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ ایک سوشلسٹ ملک کی مقامی مجلس اپنے حلقہ میں تمام تغیرات کا کام خود ہی انجام دیتی ہے اور اس سلسلہ میں براہ راست طور پر خود اپنی طرف سے مزدوروں کو کام میں لگا سکتی ہے اس کے اپنے بینک ہوتے ہیں جس سے وہ بلدیہ کے تمام کاموں کا خرچ چلاتی ہے لیکن وہ ایسا پورے ملک کے مالی پلان کے تحت ہی کر سکتی ہے اس سے باہر نہیں جا سکتی مقامی مجلس کو اس بات کا مجاز ہے کہ وہ خود اپنی صنعت اور تجارت چلائے۔

(باقی صفحہ ۴ پر)

[1] سوویٹ بمعنی پنچایت

پچھلے صفحہ سے

اور خود اپنی دوکانیں کھیلے، ہوٹل، پبلک طعام خانے کھولے اور آج روس کے تمام شہروں کے طعام خانے وہاں کے بلدیہ کی ملکیت ہیں، پھر شہری مجلس کے ذمہ یہ کام بھی ہے کہ اسکے حلقہ کے اندر بستنا ایندھن خرچ ہوتا ہے اس کے مہیا ہونے کا انتظام کرے اور اس کی مناسب تقسیم کرائے پھر چونکہ روس کے شہروں میں مالک مکان کی قسم کی کوئی چیز نہیں ہے اس لئے اپنے اپنے حلقہ میں مکانات کی تعمیر اور ان کے استعمال کا کام بھی وہاں کی شہری مجلسوں ہی کے ذمہ ہے سوویٹ روس کی مقامی مجلس جس طرح مکانات کی صنعت و تجارت کا کام انجام دیتی ہے اس کا سوال ہی سرمایہ دار ملکوں میں بے کار ہے۔

شہری مجلسوں کا انتخاب

روس میں شہری مجلسوں کے انتخاب میں جن طریقوں کی پابندی کی جاتی ہے وہ دنیا کے کسی ملک میں نہیں پائے جاتے، روس کے ہر شہر کے رائے دہندگان نمائندوں کے نام، ہدایتوں کی ایک فہرست تیار کرتے ہیں، ماسکو شہر کی مجلس کے انتخاب میں ماسکو کے نام ایک لاکھ ہدایتوں کی فہرست پیش کی گئی تھی، ظاہر ہے کہ ان ہدایتوں کا ایک بہت بڑا حصہ رائے دہندگان کی مخصوص جماعتوں یا کسی مخصوص مقامی حلقہ کی طرف سے پیش ہوا ہوگا ان ہدایات میں اس قسم کے مطالبات ہوتے ہیں،

مثلاً کسی کارخانہ کے مزدور یہ چاہتے ہیں کہ وہ جس مقام پر کام کرتے ہیں اس کے ارد گرد بہتر ٹرام سروس کا انتظام ہو، یا معلموں کی ایک جماعت کسی اسکول میں کھانے پینے کے نظم میں اصلاح و ترقی کا مطالبہ کرتی ہے وغیرہ وغیرہ، اس قسم کے تمام مطالبات اور ہدایتیں کتابی شکل میں شائع کر کے محفوظ رکھی جاتی ہیں

اور ووٹ کے انتخابات تک کے لئے ان کو بلدیہ کے کاموں کے رہنما کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے اس درمیان میں نمائندے رائے دہندگان کے سامنے اپنے کاموں کی رپورٹ پیش کرتے ہیں، اب چونکہ اس طرح نمائندوں کے کام پر رائے دہندگان کی سخت نگرانی قائم رہتی ہے اس لئے رائے دہندگان نمائندوں کو اس بات کی رائے نہیں دے سکتے کہ وہ کس طرح مجلس بلدیہ میں اپنا ووٹ استعمال کریں گے ہر نمائندہ جس طرح چاہے اپنا ووٹ استعمال کر سکتا ہے لیکن اسے رائے دہندگان کے سامنے اپنے تمام کاموں کی روئداد پیش کرنی ہوگی اور اپنے ہر عمل و حرکت اور اس کے نتائج کی ذمہ داری بھی قبول کرنی ہوگی

سوویٹ قاعدہ کے مطابق مقامی پنچایت کے کسی بھی رکن کو محض مجلس میں بیٹھنے کا حق نہیں ہے بلکہ اس کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ وہ پنچایت کے کسی بڑی متعینہ سرگرم کارکن بن جائے، پنچایت مختلف صنعتی کمیٹیاں بھی انہیں لوگوں پر مشتمل ہوتی ہیں جو مخصوص کاموں میں خاص دلچسپی لیتے ہیں اور ان کے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، علم نور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سوویٹ روس کا ایک معلم وہاں کی تعلیمی کمیٹی کا رکن ہوتا ہے (اسکے برخلاف برطانیہ میں کسی مقامی اسکول کا معلم وہاں کی تعلیمی مجلس کا رکن نہیں بن سکتا) اسی طرح کسی خاص صنعتی پروگرام کا کارکن کسی نہ کسی صنعت یا تعمیر کے کام میں ضرور مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سے یہ ہوتا ہے کہ منتخب نمائندوں کو پنچایت کے مخصوص صفحہ میں اپنی پوری توجہ صرف کرنے کا موقع ملتا ہے جس سے وہ سب سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں،

لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر باشندے بھی جو مقامی مجلس کے کسی کام میں پنچایت کے کاموں میں حصہ لے سکتے ہیں عام دستور کے مطابق

نہ صرف یہ کہ شہر کی عام آبادی اپنے درمیان سے پنچایت کے ارکان منتخب کرتی ہے بلکہ کارخانوں کے مزدور بھی اپنے اپنے بہترین ساتھیوں کو چن لیتے ہیں جو فرصت کے اوقات میں مقامی تنظیم کے امور میں حصہ لے سکتے ہیں ان کام کرنے والوں کو سرگرم کارکن کہا جاتا ہے،

۱۹۳۶ء میں ماسکو کے صرف شعبۂ صحت میں کم سے کم ایک ہزار اس قسم کے سرگرم کارکن تھے کام کرنے والوں کی یہ تعداد ان چھ سو ارکان کے علاوہ تھی جو صحت کمیٹی کے باقاعدہ ممبر تھے، سرگرم کارکنوں کی یہ تعداد ہرشعبہ میں کسی خاص قانون کے تحت نہیں مقرر ہوتی ہے بلکہ خود کام کی قسم اس تعداد کو مقرر کر لیتی ہے یا پھر اس مخصوص کام کے لئے جتنے رضاکار مل سکیں چنانچہ شعبۂ صحت میں جہاں کمیٹی کے ممبران کے علاوہ ایک ہزار رضاکار تھے وہاں ماسکو کے شعبۂ تعلیم میں کمیٹی کے اتنے ہی ممبران

کے علاوہ صرف دس رضاکار کام کرتے تھے

یہ رضاکار وہاں کی تعلیمی کمیٹیوں اور کارخانہ کے مزدوروں کے درمیان کی ایک کڑی ہیں اس سے یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ کارخانہ کا افسر کا ایک مزدور تعلیمی کاموں کا تجربہ حاصل کرتا ہے بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ اچھے رضاکار بہت جلد کسی نہ کسی تنظیمی عہدے پر فائز ہو جاتے ہیں اس طرح مختلف تنظیمی شعبوں میں نئے اور پورا وقت دینے والے کارکنوں کا مسلسل تقرر ہوتا رہتا ہے اور ایسے کارکنوں کو صرف اس بنا پر انتخاب کیا جاتا ہے کہ وہ رضاکار رہنے کے دوران میں مخصوص کاموں میں اپنی صلاحیت اور دلچسپی کو نمایاں طور پر ثابت کر دیتے ہیں

ماسکو جیسے بڑے شہر میں لندن کی طرح صرف ایک مقامی تنظیم مسئولوں کو حل نہیں کر سکتی چنانچہ جس طرح لندن میں مختلف بارف کی تقسیم ہے اسی طرح ماسکو بھی کئی ضلعوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے

تیاری پر پابندیاں

جہازرانی، مزدوری اور عام اشیاء کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے بیسٹن ہمبر سائیکلوں اور ان کے فالتو حصوں میں کمی واقع کر دی۔ ہمارے سٹاک سے سرعت حسب معمول جہازرانی شروع ہونے تک ہماری فرم معاملات سے وقت آنے پر مشورہ دینے اور اندر کرنے کے لئے حاضر ہے احتیاط کے لئے ہی بیسٹن ہمبر سائیکل آپ کا کام چلاتی رہے گی کیونکہ یہ بہت دیرپا ہے۔

ایجنٹ: امپیریل سائیکل اینڈ موٹر کمپنی فوارہ دہلی

BEESTON-HUMBER

KH 16

یہ اسپیشل صابن اور زیادہ عرصہ تک چل سکتا ہے

۵۰۱ اسپیشل کے بچے کھچے ٹکڑے جمع کر کے ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیجئے اور جب یہ گھلنے لگیں تو اس پانی کو رکھ لیجئے اور ضرورت کے وقت صابن کی طرح استعمال کیجئے۔

۵۰۱ اسپیشل کی بٹی ہمیشہ دبیز تار کے برتن میں رکھئے تاکہ خشک رہے۔

۵۰۱ اسپیشل لگانے سے پہلے کیڑوں کو جس طرح بھگو لیجئے۔

۵۰۱ اسپیشل کو کپڑوں پر دیر تک اور بہت دیر تک رگڑ کر ضائع نہ کیجئے۔

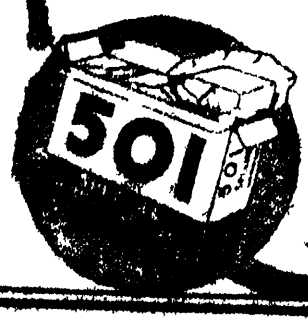

ماکھ سیلز ڈپو:-
۷ مال مینشن، دی مال لاہور

دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ، ٹاٹا پورم اور بمبئی

لِلی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی

کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

نئی تعلیم کی نئی اسکیم

جنگ کے بعد ہندوستان کی تعلیمی صورت حال

(از مسٹر کے، سنتانم)

زمانہ بعد از جنگ میں ہندوستان کی تعلیمی ترقی کے مسئلہ پر جو رپورٹ سنٹرل ایڈوائزری بورڈ آف ایجوکیشن (مرکزی مشاورتی تعلیمی بورڈ) نے شائع کی ہے اسے جنگ کے بعد کی قومی تعمیر کا پہلا خاکہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ رپورٹ سرکاری اہتمام سے تیار کی گئی ہے، اگرچہ حکومت ہند نے ابھی تک اسے اپنی پالیسی کی صورت میں اختیار نہیں کیا ہے، اور جو کچھ وائسرائے نے کل ہند میں اس اسکیم کے اخراجات کی مشکلات کے متعلق کہا تھا اس کے پیش نظر یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ حکومت اس اسکیم پر کوئی کارروائی عجلت میں نہیں کرے گی لیکن ایک ایسی جامع اسکیم کا تیار کرنا بھی جسے کمیٹی کے سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں کی وسیع تائید حاصل ہو ایک ایسا کام ہے جس پر مسٹر سارجنٹ اور ارکان کمیٹی کی کوششیں لائق تحسین ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ رپورٹ سارے ملک میں پوری توجہ کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے بعض پہلوؤں پر نکتہ چینیاں بھی ہوں گی اور میں بھی اپنے اس مضمون میں اس رپورٹ کی چند تجویزوں کے متعلق اختلاف رائے کا اظہار کروں گا، لیکن ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہندوستان میں زمانہ بعد از جنگ کے تعلیمی مسائل پر اس رپورٹ کے تیار کرنے والوں نے پوری توجہ اور سمجھ سے کام لیا ہے۔

اس اہم موضوع پر اظہار خیال کرنے سے پہلے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ زیر نظر اسکیم کا ایک مختصر خلاصہ ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

نئی اسکیم کا خاکہ

اس اسکیم میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ تمام لڑکوں کو جن کی عمر چھ سال اور چودہ سال کے درمیان ہو آٹھ برس تک مفت اور جبریہ بنیادی تعلیم دی جائے۔ اس سلسلہ میں دو سو کروڑ روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ اس تعلیم کو مندرجہ ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا:

(۱) ابتدائی بنیادی تعلیم جو عام ہوگی اور جس کی مدت تعلیم پانچ برس ہوگی اور جس میں چھ سال کی عمر سے لے کر گیارہ سال کی عمر تک کے لڑکے شریک ہوں گے۔

(۲) اس کے بعد ہر پانچ لڑکوں میں سے ایک لڑکا ہائی اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے چن لیا جائیگا اور جو باقی چار لڑکے رہ جائیں گے وہ اپنی تعلیم کو سینیئر بنیادی تعلیم کے لئے مزید تین سال تک جاری رکھیں گے۔

اگرچہ ہر پانچ لڑکوں میں صرف ایک ہی لڑکا ہائی اسکول کی منزل تک پہنچے گا، پھر بھی ہائی اسکول کے طلباء کی تعداد موجودہ آبادی کے پیش نظر ۲½ لاکھ سے کم نہ ہوگی، یعنی موجودہ زیر تعلیم لڑکوں کی تعداد سے سات گنی زیادہ ہوگی۔ ہائی اسکول کا کورس چھ سال میں ختم ہوگا اور وہ موجودہ جونیئر انٹرمیڈیٹ کے معیار کے برابر ہوگا۔ ان طلباء میں سے جو ہائی اسکول کا کورس ختم کریں گے، پندرہ لڑکوں میں ایک لڑکے کے لئے یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے کا انتظام کر دیا جائے گا اور جو کم سے کم ڈگری ہوگی اس کے لئے تین سال کی کورس کی ضرورت ہوگی۔

فنی تعلیم

فنی تعلیم کے لئے خاص فنی ہائی اسکولوں کا انتظام کیا جائے گا جہاں طلباء کو صنعت، فن، ہنر اور دستکاری وغیرہ کی تعلیم دی جائے گی اور جو ہنر کاروں کو انہیں اسکولوں سے حاصل کر جائے گا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ انتظام بھی کیا جائے گا کہ ہر سال ۲۵۰۰۰ طلباء کو مزید تین سال تک بلند تر فنی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا جائے۔ اس کے علاوہ یونیورسٹیوں میں بھی مختلف پیشوں کے کورس جاری رہیں گے۔

جب یہ پوری اسکیم عمل کرنے لگے گی تو ۲۲ لاکھ ٹیچروں کی ضرورت ہوگی جن میں سے ۱۲ لاکھ جونیئر بنیادی ٹیچر کی تنخواہ تقریباً ۱۲ روپے فی ماہ ہوگی، دیہاتی علاقوں میں ٹیچروں کے لئے مکانات کا مفت انتظام کیا جائے گا اور جہاں یہ ممکن نہ ہوگا وہاں ان کو دس فیصدی زیادہ تنخواہ دی جائے گی۔ ابتدائی تعلیم سے پہلے اور جونیئر بنیادی تعلیم کے لئے زنانہ ٹیچروں کو ترجیح دی جائے گی اور مرد ٹیچروں اور زنانہ ٹیچروں کی تنخواہیں برابر ہوں گی۔

اس اسکیم کے سلسلہ میں تعلیم بالغان کی بھی ایک اسکیم تیار کی گئی ہے جو بیس سال کی مدت میں سات کروڑ روپے کے صرفہ پر ہندوستان سے ناخواندگی کو دور کرنے کا مقصد رکھتی ہے۔ اسکیم کے دوسرے حصوں میں اندھوں، بہروں اور دماغی نقص رکھنے والوں کی تعلیم کی تجویزیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ اس پوری تعلیمی اسکیم کو بروئے کار لانے کے لئے پچاس سال کی مدت قرار دی گئی ہے اور اخراجات کی صورت یہ ہے کہ پہلے پانچ برس میں دس کروڑ روپیہ سالانہ صرف ہوگا اسکے بعد یہ رقم بڑھتے بڑھتے چالیس برس میں ۳۱۲ کروڑ روپیہ تک پہنچ جائے گی اور پبلک ریونیو اس میں سے ۲۷۷ کروڑ روپیہ خرچ برداشت کرے گا۔

ٹائم ٹیبل

یہ ممکن نہیں ہے

اغراض پہلو اس کا "ٹائم ٹیبل" ہے، اور اس خیال سے بڑی افسردگی ہوتی ہے کہ ملک کے تمام لڑکوں کو اسکول میں پہنچانے کے لئے اتنی بڑی مدت درکار ہوگی جو انسانوں کی ایک پشت کے وقت کے برابر ہے۔ "بمبئی اسکیم" میں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ پندرہ سال کی مدت میں سالانہ خرچ ۲۳۷ روپیہ اور یک مشت خرچ ۲۶۷ روپیہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ زیر نظر اسکیم کی مدت کو گھٹا کر نصف تک یعنی آسانی سے بیس سال تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اب ظاہر تعلیم کے ساتھ ساتھ اقتصادی تعمیر کا کام بھی جاری رکھا جائے۔ اگر ملک کی دولت میں اس طرح کا اضافہ نہیں ہوگا تو چالیس سال کے بعد بھی ہندوستان سارجنٹ اسکیم کے اخراجات نہیں پیش کر سکے گا۔

ہندوستان جیسے ملک میں ہر تعلیمی اسکیم کو کامیاب ہونے کے لئے مندرجہ ذیل تین شرطیں پوری کرنی ہوں گی:

(۱) اسکیم ایسی سادہ اور آسان ہونی چاہئے کہ ہندوستان کی وسیع اور منتشر آبادی سے اختیار کر سکے۔

(۲) اگر ہندوستانی آبادی کے ہر طبقہ کو اس سے فائدہ اٹھانا ہے تو اسکیم میں عدم پسندیدگی کا عنصر ہونا چاہئے۔

(۳) اسکیم مقامی ضرورتوں اور روایات کے مطابق ہونا چاہئے۔

اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ یہ اسکیم کہاں تک مذکورہ بالا معیار پر پورا اترتی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بنیادی تعلیم کو دو حصوں میں تقسیم کرنے اور لڑکے لڑکیوں کی تعداد کے صرف پانچویں حصہ کو ہائی اسکول بھیجنے کا یہ ہوگا مرکز ان کو ایک خاص قسم کا وقار حاصل ہو جائیگا اور سینیئر بنیادی اسکولوں کی کوئی قدر باقی نہ رہے گی۔ اس لئے اسکولوں کے ہر لڑکے کے دل میں یہ احساس بیٹھ جائے گا کہ اسکو اچھی تعلیم کے دائرے سے خارج کر دیا گیا ہے اس لئے وہ اپنے کورس میں کوئی دلچسپی نہیں لیگا اور اسکے والدین بھی اس جائزہ میں مبتلا ہو جائیں گے ان حالات میں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ۸۰ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کے

ہندوستان میں تعلیم کا مسئلہ بہت دقیق ہے۔ کس پرسی کے عالم میں ہے دنیا میں ہر ملک کی ترقی کی بنیاد اس کی عام تعلیم ہی پر رکھی جاتی ہے مگر ہندوستان میں توسیع تعلیم کا یہ حال ہے کہ ڈیڑھ صدی کی برطانوی حکمرانی کے بعد بھی ہندوستان کی بھاری اکثریت ناخواندہ ہے، سب لوگ اس حقیقت کو تسلیم کر چکے ہیں کہ ہندوستان کا موجودہ طریقہ تعلیم بالکل ناقص ہے اور اس میں وسیع تبدیلیوں اور اصلاحات کی ضرورت ہے مگر پھر بھی وہی غیر اطمینان بخش صورت حال اب تک موجود ہے۔ اب زمانہ بعد از جنگ میں ہندوستان کی تعلیمی ترقی کا ایک خاکہ "مرکزی مشاورتی تعلیمی بورڈ" نے پیش کیا ہے جس پر اس مضمون میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

اس سفیر کیلئے ایک خیال

بہت سے بچوں کی عقل کی حد تک نہ پہنچ جائے تو اس کو کوئی چیز نہیں دی

(باقی صفحہ پر)

شعر و ادب

آہ کس دوزخ میں وہ گرمی کہاں
سوز نہانہائے نہانی اور ہے (غالب)

بہت عیش سے دن گزرتے ہیں حالی
کوئی منتشر ہو پا ہوا چاہتا ہے (حالی)

یا کر دے مجھے اپنی حقیقت سے خبردار
یا میری حقیقت کو بھی افسانہ بنا دے (حفیظ)

حسن کو دستیں جو دیں عشق کو جو صلا دیا
جو نہ ملے نہ مٹ سکے وہ مجھے مدعا دیا (اصغر)

آؤ مل جاؤ مسکرا کے گلے
ہو چکا جو عتاب ہونا تھا (جگر)

اب صبح عید میں بھی کوئی دلکشی نہیں
چھایا ہوا ہے غم کا اندھیرا ترے بغیر (ماہر القادری)

کچھ وقت کٹ گیا تھا تری یاد کے بغیر
ہم پر شمار عمر وہ لمحے گراں رہے (سیماب)

کوئی افسانہ چھیڑ تنہائی
رات کٹتی نہیں جوانی کی (فراق گورکھپوری)

کھڑے ہیں آج شرائی ہوئی یہ سحر خشہ
یہ وہ ہیں عمر جنکی گذری ہم سے شوخیاں کرتے (ریاض)

وہ سر خاک سجدے کرے گا کہیں پر
جو ہر نقش کو نقش پا جانتا ہے (شوکت)

نہ احساس ہستی ہے نہ کیف شادمانی ہے
سکون یاس میں ڈوبی ہوئی میری جوانی ہے (رسا)

گشتہ شربت دیدار ہوئے ہیں کہ نہیں
نرگسی چشم کے بیمار ہوئے ہیں کہ نہیں (کوثر)

غیر دستان در یار ہوئے ہیں کہ نہیں
بند ابھی روزن دیوار ہوئی ہیں کہ نہیں (جلال)

خواب حسرت سے وہ بیدار ہوئے ہیں کہ نہیں
منتہ حسن کے آثار ہوئے ہیں کہ نہیں (داغ)

جرب جلوہ رخسار ہوئے ہیں کہ نہیں
دیکھ ہم نقش بہ دیوار ہوئے ہیں کہ نہیں (ارمان)

خواب غفلت سے وہ بیدار ہوئے ہیں کہ نہیں
نشے کچھ سوتے تھے بیدار ہوئے ہیں کہ نہیں (کمال)

اس سے کہا اب جفا کار ہوئے ہیں کہ نہیں
دیکھئے ہم جگر افگار ہوئے ہیں کہ نہیں (تزوز)

عاشق گیسوئے خمدار ہوئے ہیں کہ نہیں
قتل کے ہم بھی سزاوار ہوئے ہیں کہ نہیں (رحمت)

خواب غفلت سے وہ بیدار ہوئے ہیں کہ نہیں
حال سے میرے خبردار ہوئے ہیں کہ نہیں (افسر)

پا برہنہ، خاک سر میں، مو پریشاں، سینہ چاک
حال میرا دیکھنے آ تیرے ہی دلخواہ ہے (مہر)

کہتے ہیں گو میں بھی ہیں تین روز بھاری
جائیں کدھر الٰہی ملتے ہوئے فلک کے ("")

کل اک مزہ نچوڑی، طوفان نوح آیا،
فکر فنا میں ہوں میں آج ہر ملک کے ("")

منت سے ہیں اک منت پر آوارہ چمن میں
بلبل ہے یہ کس کی ہوس بال فشانی ("")

پچھلے صفحہ سے

کی گئی ہے کہ دیہاتوں کے بنیادی تعلیم کے اسکولوں ہی میں بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے ایک سال جوڑ دیا جائے، میرے خیال میں یہ تجویز صحیح نہیں ہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ بنیادی تعلیم کی ایک عام جبری اسکیم تمام لڑکوں کے لئے بنائی جائے اور اس میں تعلیم کی ایک خاص منزل قرار دیدی جائے اگر اس کام کے لئے سات سال کا کوئی کورس بنایا جائے جو پانچ برس کی عمر میں شروع ہو اور بارہ برس کی عمر میں ختم ہو جائے تو ہندوستان کے لئے یہ بہتر ہوگا،

معلوم ہوتا ہے کہ کمیٹی کے ارکان پر اس خیال نے اثر کیا تھا کہ کسی لڑکے کو ۱۴ سال کی عمر سے پہلے کام پر نہیں جانا چاہئے اور اس کو روکنے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ اسے تعلیم پر لگا رکھا جائے، ہم اسے تسلیم کرتے ہیں کہ چودہ برس کی عمر میں ہائی اسکول کی تعلیم شروع کرنا بہت بعد از وقت ہے اور کالج کی تعلیم کے لئے قبل از وقت ہے لیکن ہمیں یہ حقیقت نظر انداز نہیں کرنی چاہئے کہ چالیس سال گذر جانے کے بعد بھی ہندوستان زیادہ تر ایک زراعتی ملک ہی رہے گا اور کھیتوں میں بارہ سال کے لڑکے کے لئے کچھ نہ کچھ کام شروع کرنا برا نہ ہوگا صنعتی علاقوں میں یہ ہو سکتا ہے کہ بارہ سال کی عمر کا کام کرنے کی حقیقی عمر کا درمیانی وقفہ صرف نصف وقت تک کام کر کے میعادی میں گذارا جائے اس سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا مزید برآں اس کا بھی کوئی سبب نہیں ہے کہ ہندوستان میں ایسا وقت نہ آئے جبکہ سب کے سب لڑکے ہائی اسکول تک جبری تعلیم حاصل کریں،

عام تعلیم اور فنی تعلیم کے متعلق جو رجعت پسندانہ خیال اب تک چلے آ رہے ہیں ان کے باعث ہائی اسکول کے کورس میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے سوسائٹی میں خواہ انقلاب ہو یا انقلاب آئے، مستقبل میں ایسے لوگوں کی کوئی جگہ نہ ہوگی جو کچھ نہ کچھ کام نہ کرتے ہوں ایسی حالت میں کیا یہ مفید نہ ہوگا کہ جو لڑکا ہائی اسکول کی تعلیم سے گذرے وہ ساتھ ہی ساتھ کسی پیشے کے لئے بھی تعلیم حاصل کر کے نکلے؟ اس طریقہ میں کفایت شعاری کا ایک خاص عنصر موجود ہوگا، دیہاتی علاقوں میں زراعت کاشتکاری، باغبانی، ڈیری وغیرہ کی تعلیم دی جا سکتی ہے اور شہری علاقوں میں صنعتی اور تجارتی تعلیم دی جا سکتی ہے اس طرح ہائی اسکول کی تعلیم ہر طالب علم کے لئے روزگار کا راستہ کھول دے گی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ موقع بھی بہم پہنچائے گی کہ جو شخص چاہے آگے بڑھ کر یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرے۔

میں بخار سے مر رہا تھا
ایکیورین
نے مجھے بچا لیا

میرے پینے کی چیز
یہ خوشی کا ذریعہ ہے

ناشتہ ایک پیالی چائے کے ساتھ۔ یہ بڑی خوشی کی چیز ہے۔ آج کل میری ماں مجھے یہی دیتی ہے معلوم نہیں کیوں؟ چونکہ ڈاکٹر نے کہا ہے "کسی قدر زیادہ دودھ کے ساتھ تیزابیت اور گیلاپن کم ہو جاتا ہے" یہ بات میں نے کبھی سمجھی تو نہیں ہے مگر مجھے اس سے فائدہ ہو رہا ہے یہ میرے روزانہ پینے کی چیز ہے یہ ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے خوشی کا ذریعہ ہے لیکن مجھے یہ کہنے دیجئے کہ میں سب سے زیادہ

"ویلی ویو"

Valley-View

کا شائق ہوں

پی۔ ۲ مشن روڈ ایکسٹنشن۔ کلکتہ
جلسن روڈ، دہلی

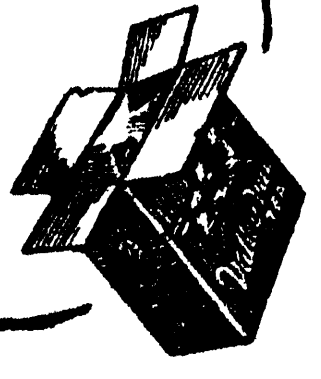

پلیشر

اور
بائنن امارا
کے
استعمال کے بعد

کمزور، کم طاقت اور خون کی کمی میں مبتلا عورتوں کو صحت رطاقت کی بحالی کے لئے بائنن امارا کی ضرورت ہے۔ بخار دیگر بیماریوں کے بعد بھی صحت کی بحالی کے لئے بائنن امارا عجیب اثر دکھاتا ہے۔ بہت جلد تندرستی اور توانائی کو بحال کر دیتا ہے۔

تیار کردہ۔
بائنن اینڈ ہنبرز لمیٹڈ
قائم شدہ انگلستان
سکلائیو بلڈنگس کلکتہ

BYNIN AMARA

بائنن امارا کمزوری کیلئے بہترین ہے

سوتیلی ماں

افسانہ

از جناب محمد امین شرقپوری

"شششی، شششی" وہ گلا پھاڑ کر بولی، شششی رسوئی خانے میں کھانا کھا رہی تھی، بھرے ہوئے منہ سے بولی:- کیا ہے ماں جی؟"

"دگا لپک کر آئی اور بولی: "ماں جی کی بچی جب دیکھو رسوئی خانے میں، ایک بار کھانے سے تیرا پیٹ نہیں بھرا کیا؟"

شششی کا چلتا ہوا منہ رک گیا، ہاتھ کا نوالہ ڈال کر بولی:- "ابھی تو کھانے بیٹھی تھی"

"چار پھلکے صبح ٹھونس لئے، ویسی ہے ابھی بیٹھی ہوں، روپیہ کا نہیں سیر آٹا، دن بھی تو نہیں چلتا ہے گھر میں، جب نپا تلا ملے گا تب تیرا پیٹ بھرے گا"

شششی کے جی میں آیا کہ کہہ دوں کہ میں کیا اوروں سے زیادہ کھاتی ہوں ماں جی کے دیوروں کا کھولے گھراتی تھی، تھال ڈھک کر وہ ہر نکل آتی، ٹرے کے کام کاج میں لگی ہوتی تھی، رسوئی نیند کی ہیٹ بھر کھانا نصیب میں نہ تھا جب کھلتے بیٹھتی دگا کوئی ایرکام نکال دیتی، شششی کی آواز گونج جاتی:

"کہاں مر گئی تھی؟"

"وہاں کیا کر رہی تھی"

"یہ کام تو میں بھی کر لیتی"

"تمہارے پتا کی دھوتی میلی پڑی ہے تجھے دکھائی نہیں دی"

"فرسٹ سلا ہو رہا ہے دو بالٹی پانی ڈال دی"

"میں کہتی ہوں تجھے گھن نہیں آتی، کھیتاں بھنا رہی ہیں گھر میں، بیماری نہیں پھوٹے گی تو کب تک سستی اچھی رہے گی"

"چودھویں میں لگ رہی ہے اور کتنی بڑی ہو گی"

"پرائے گھر میں تیرا نباہ کیسے ہو گا"

ان سب باتوں کا جواب شششی کے پاس بجز خاموشی کچھ نہ تھا، مگر خاموشی بھی بعض اوقات الٹا اثر دکھاتی ہے، دگا چیخ کر بولی، منہ پھوٹ گیا میری طرف دیکھ رہے پھاڑے مٹر مٹر کیا دیکھتی ہے، کہتی کیوں نہیں کہ کام کرنے کو من نہیں چاہتا،

بے زبان بھی منہ کھول دیتا ہے، شششی دبی آواز سے بولی:-

"ماتا جی کون سا کام ہے جو میں نے نہیں کیا؟"

شششی کا منہ کھولنا تھا کہ دگا کا غصہ اور تیز ہو گیا۔ بولی: زبان کھینچ لوں گی، چیختے چیختے سر پھٹ گیا ہے میرا" سر پکڑ کر بیٹھ گئی

شششی ڈرتے ڈرتے قریب آ کر بولی، ماں جی لاؤ دباؤں"

دگا گردن اٹھا کر بولی: "یہ بات بھی پوچھنے کی ہے دبا کیوں نہیں دیتی"

شششی کے ہاتھ دگا کے سر پر تھے،

دگا آہ بھر کر بولی: "کتنی دکھی ہوں"

"ماں جی ایسی بات کیوں کہتی ہو؟"

"تیرا دکھ کیا کم ہے" اسکے ہاتھ جھٹک کر بولی،

"ماں جی میں نے تو کوئی تکلیف نہیں دی"

وہ بات کاٹ کر بولی، صبح سے گلا پھاڑ رہی ہوں وہ تو کھا پی کر نکل جاتے ہیں، دن بھر گھر میں مصیبت جھیلنی ہوں، ماں کے ساتھ تو بھی مر گئی ہوتی، چھوڑ گئی لاڈلی کو میرے لئے، اپنی اولاد کی دیکھ بھال تو کرنی ہی پڑتی ہے پرائی مصیبت نہیں اٹھائی جاتی"

شششی کے ہاتھ دھیمے پڑ گئے،

دگا بولی۔ ٹوٹ گئے ہاتھ کیا، سر دبا رہی ہے بانہہ دبا رہی ہے" وہ زور سے دبلتے ہوئے بولی:-

"ماں جی میں تو رہی ہوں اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے بے بسی کے آنسو،

(۲)

شششی سوچ میں پڑ گئی کہ ماں جی مجھ پر کیسے کیسے ظلم توڑتی ہیں، اپنی بیٹی سے انھوں نے کبھی کچھ نہیں کہا میں ہی منحوس کا نوالہ بنی ہوں،

ایک روز جب دال کی بھری ہوئی دیگچی پارو کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، دگا شششی پارو کا ہاتھ محسوس کر بولی "بیٹی جلی تو نہیں" لگیاں ماں کا یوں کہنا تھا کہ پارو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، شششی جلدی سے ہاتھ دھو کر دیگچی کی طرف بڑھی جو فرش پر الٹی پڑی تھی،

اندر سے شنکر لال نکل کر بولے "کیا ہوا پارو کیوں رو رہی ہے" دگا بولی "کچھ بات بھی، شنکر لال زہیب آ کر بولے،

"ہنڈیا کس نے گرا دی؟"

"پوچھو اپنی لاڈلی سے صبح سے کہہ رہی ہوں کہ انہیں دیر ہو رہی ہے جلدی رسوئی بنا دو، رانی چلے تو کان میں تیل ڈالے بیٹھی رہی اب اٹھی تو دیگچی ٹپک دی ہائے میری بیٹی کی انگلیاں" پارو کا ہاتھ منہ سے لگا لیا

شنکر لال کبھی شششی کو دیکھتے اور کبھی پارو کو دیگچی کس نے دے ماری وہ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ گھنٹے کی آواز آئی، دگا چونک کر بولی، [illegible]

شششی

ہاتھ بڑھا کر [illegible] بولی [illegible] ہے اس کی جان کو [illegible]

افکارِ عالیہ

از حضرت سیماب اکبر آبادی

ہم اے دنیا تری شاہنشہی و قیصری سمجھے
یہ رشوت اس کو دے جو زندگی کو زندگی سمجھے

حیاتِ غم پہ دنیا کی خموشی سے نہ حیراں ہو
کہ جو سمجھے زبانِ دل، وہ دل کی بات بھی سمجھے

نگہ ہو سختیٔ منزل کا بے معنی، تو کیا حاصل!
کہ اس انداز سے نالہ کہ خارِ راہ بھی سمجھے

تمنائے وصالِ دوست بھی کیا چیز ہوتی ہے
ہجومِ نغمۂ الہام ہے، تا دل سے شبنم تک

ہم اپنے ہر نفس کو اک پیامِ آخری سمجھے
یہ وہ سمجھے جو فطرت کی زبانِ خامشی سمجھے

چمن کا چھوڑنے والا چمن میں چھوڑ آیا ہے
اک ایسی بات جس کو پھول سمجھا اور کلی سمجھے

بڑی پر دے ہیں اے سیماب علم و جہل میں حائل
جو خود ہو بولہب وہ کیا مری پیغمبری سمجھے!

گرم ہو کر بولی "لڑکی کے ہاتھ جل گئے، کیوں نہ اٹھ بیٹھی" شششی نل کے نیچے برتن دھو رہی تھی بولی "ماں جی میرے ہاتھ صاف نہیں ہیں" "ری تو دھونے میں کتنا دیر لگتی ہے"

[illegible] گرائی ہے بنا کر بولی، ماں نے آنکھیں نکال کر دیکھا "لڑکی کیوں ہو؟" شنکر لال بولے، [illegible]

لے آتا ہوں، کھانا پروس دو"

وہ کھا رہے تھے مگر دگا کی زبان بدستور چل رہی تھی شششی کو جی بھر کر کوس رہی تھی،

"اس گھر سے کب جائیگی" شنکر لال سے بولی، کب بیچاری کا کیا ہے مجھ تمہارا سلوک اسی بار ہو گا" دگا بات کو لے اڑی، ناک بڑھا کر رکھ کر [illegible] "ہاں ہاں [illegible] کون سے پہاڑ توڑ دیئے ہیں جو [illegible] ہو" "پہاڑ گرنے سے شاید اتنا دکھ نہ ہوتا ہو گا جتنا کہ نہ ہی ماں سے سہہ رہا ہے، ہلوار کا گھاؤ بھر جاتا ہے بولی" گھاؤ بھرنا مشکل ہے دگا"

دگا [illegible] بولی

"میں پارو کو لے کر کہیں چلی جاتی ہوں، میرا اس گھر میں کون ہے"

شنکر لال جلتے جلتے بولے: "تم کیوں جاتی ہو میں شششی کے بیاہ کو جلد بندوبست کر دوں گا"

(۳)

"ماں جی آلو کی بھجیا بنا دوں" شششی بولی، کوئی جواب نہ پا کر ماں کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی دگا چلا کر بولی آج سے نہ دوسری بیٹی اور نہ میں سری ماں ہوں"

شششی کی آنکھیں بھر گئیں، میرا کیا قصور ہے ماں جی وہ بھویں شکن کر بولی اور کیا کرے گی باپ سے بہت کچھ کہلوا دیا ہے آج تو نے

پارو سے بولی: "بیٹی تو بنا لے رسوئی آج سے شششی کوئی کام نہیں کرے گی"

پارو جس نے ماں سے لاڈ پیار کے سوا کوئی کام نہ سیکھا تھا، بولی، ماں مجھے تو بھجیا بنانی آتی نہیں، "اری یہ کیا مشکل ہے آلو کاٹ لے گھی ڈال کر بھون لیجیو"

ماں کے کہنے سننے سے پارو بھجیا بنانے بیٹھ گئی بولی ماں پہلے دیگچی میں آلو چھوڑ دوں یا پانی

ماں غصہ میں بھری بیٹھی تھی جھنک کر بولی "پانی"

پارو نے دیگچی پانی سے بھر کر آلو چھوڑ دیئے آنچ تیز کر دی تھوڑی دیر بعد ڈھکنا اٹھا کر دیکھا تو آلو اور پانی ایک جان تھے، بولی ماں یہ تو کچھ اور ہی بن گیا ہے"

شششی نے پاس آ کر بولی "دیکھوں"

"یہ تم نے کب پکا دیا" ڈھکنا اٹھا کر بولی، آلو پکانے میں دیر کیا ہے، پارو نے کہا "دیگچی میں پہلے گھی ڈالیں پھر آلو ڈالیں" [illegible] پانی کا چھٹا [illegible] آنچ [illegible] جاتی

ماں جھنجھلا کر بولی، رب تمہارے زوال [illegible] گھی کا کھا جاؤں [illegible]

شششی مسکرا کر بولی "ہم نے اتنا پانی [illegible] معلوم ہوتا ہے دل کا [illegible] ماں کی آنکھ پا کر [illegible] بنا لی بھجیا بیٹی" ماں بولی

(باقی صفحہ ۸ پر)

پچھلے صفحہ کا بقایا

پارو کو خاموش پاکر دیگچی میں جھانک کر دیکھ
بیٹی کو سگھڑپن دیکھ کر غصہ تو بہت آیا مگر کہتیں بھی کیا
اُلٹے پاؤں لوٹ گئی۔

سشام کو خود تو سشمتی سے نہ بولی پارو سے
لہلوا دیا کہ رسوئی بنا دے۔

(۴)

رات کو شنکر لال بہت دیر سے گھر آئے بیوی
بولی:- کہاں رہے آج؟

وہ بولے، سشمتی کے ماما کے ہاں گیا تھا،

"کیا کہتے تھے"

"سشمتی کے بیاہ کی بات چیت انھوں نے ٹھیک
کر دی ہے"

"ہم سے بنا پوچھے گچھے" وہ بولی

"سشمتی کو سات آٹھ برس انھوں نے ہی تو
پالا ہے، اُن کی بیٹی ہے"

"وہ تو ٹھیک ہے پر ہمارا بھی تو کچھ حق ہے"

"خیر چھوڑو ان باتوں کو، انھوں نے تو جہیز
کا سامان بھی تیار کر لیا ہے"

بیوی تعجب سے بولی، "بالا ہی بالا سب ہو رہا ہے
لڑکی کو دیکھے کون آیا ہے"

"لڑکی اُن کی دیکھی بھالی ہے ہولی کے بعد
بیاہ ہو جائے گا"

کہنے کو وہ کہہ رہے تھے مگر اُن کا دل اندر سے
کٹ رہا تھا، سشمتی سے انہیں بے حد محبت تھی، اتو تیلی
ماں کے مظالم بھی اُن سے دیکھے نہ جاتے تھے، اور سشمتی
کے بیاہ کو برس دو برس کے لئے روک بھی
دیگا جی ہی جی میں خوش ہو رہی تھی کہ سشمتی
اب چلی جائے گی، اسکے ہوتے پارو کی قدر نہ تھی، بھوٹ
بولی، میں تو نہیں چاہتی کہ اتنی جلدی شادی ہو سکے،
شنکر لال چونک کر بولے: "یہ بات تو
سے کہہ رہی ہو"

"ہاں" وہ مسکرا کر بولی۔

"بالکل غلط، میں کیا دیکھتا نہیں ہوں سشمتی
جب ماما کے ہاں سے آئی تھی اسی بھی نہ اس کی وہ صحت
ہی ہے نہ صورت شکل"

وہ کہہ رہے تھے دیگا چپ چاپ سن رہی تھی،
جب تک ہم اپنے آپ پر غور نہیں کرتے کہ ویسا تو سکار
نہیں ہوتیں، سوچتے ہوئے بولی:-

"بہت دیر ہو جائے گی بھئی اس کے
بیاہ سے کہنے، مرنے، نہ ہی بھی رکھتی تو اتنا کام
کر کے وہی، پھر اپنے اور پرائے میں فرق بھی ہوتا ہے
پرائے کو کیا درد ہو سکتا ہے، پارو مجھے کتنی پیاری
ہے کہ کیا بتاؤں، کبھی ہوں اسکے، اور سشمتی، میں نے
سے ہمیشہ ڈانٹ ڈپٹ سے رکھا، اس کا اٹھنا بیٹھنا
کھانا پینا کوئی چیز بھی تو نہیں بھاتی مجھے، نہ نے اسے

ہمیشہ غیر سمجھا، کانپ کر بولی:- "اگر آج مر جاؤں تو پارو
کے ساتھ بھی نئی ماں یہی سلوک کرے گی، بناماں کی
پارو" ایسا محسوس ہوا جیسے سشمتی پارو بن گئی ہے

اور وہ اسکی حقیقی ماں نہیں ہے،
"پارو کہاں ہے"
"وہاں کیا کر رہی تھی"

"یہ برتن تیرا باپ صاف کرے گا؟"
"پنجابی کی مٹیلی دھوتی تجھے دکھائی نہیں دی"
"دن میں کئے بار کھاؤ گی"

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

سمندری فوج میں داخل ہو کر
اپنی زندگی سنوارئیے
اور دنیا کی سیر و سیاحت کیجئے

سیمین یا اسٹوکر کی حیثیت سے داخل ہو جائیے

ہندوستانی بحری بیڑے میں آپ صحت بخش اور خوشگوار زندگی بسر کر سکتے ہیں محض کام سیکھنے کے عرصہ میں بھی آپکو معقول تنخواہ ملتی ہے۔ علاوہ ازیں سب ملازمین کو مفت لباس، خوراک کھانا اور بہترین قسم کی طبی امداد دی جاتی ہے۔ دیگر انھیں بہت سی رعایتیں اور سہولتیں بھی میسر ہوتی ہیں۔ سیمین اور اسٹوکروں کی جلد ضرورت ہے۔ یہی موقع ہے جس سے فائدہ اٹھا کر آپ اس وقت اچھی ملازمت اور آئندہ ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک ہنرمند ماہر کی حیثیت سے جنگ کے بعد بھی آپ کی بڑی قدر ہوگی۔ قریب ترین ریکروٹنگ آفس کے پتہ پر جلد سے جلد درخواست بھیجئے۔

ہندوستانی بحری بیڑے میں داخل ہو کر دنیا بھر کی سیر کیجئے۔ آپ کی معلومات میں کثیر اضافہ ہوگا۔ اور ایسے گوناگوں تجربات آپ حاصل کر سکیں گے جو کسی اور طرح نصیب نہیں ہو سکتے۔

داخلے کی شرائط:- امیدواروں کے لئے انگریزی یا اردو لکھنا پڑھنا جاننا ضروری ہے۔ انھیں اتنا حساب آنا چاہئے کہ فیصدی، اوسط اور رقبہ نکالنے کے معمولی سوالات حل کر سکیں۔ جسمانی صحت و تندرستی، قد و قامت وغیرہ کا حسب معیار ہونا لازمی ہے۔ عمر ۱۸ سال سے ۴۴ سال کے درمیان ہونی چاہئے۔

سیمین:- ہندوستانی بحری بیڑے میں سمندری لڑائی کے فرائض سیمین کے سپرد ہوتے ہیں۔ علاوہ دوسرے اہم فرائض کے سیمین جہاز چلانے، کشتی رانی، بذریعہ چپو، بادبان یا موٹر، اتارنے چڑھانے، سامان کے استعمال کرنے اور مشکل اندازی میں تربیت یافتہ ہوتے جاتے ہیں۔

اسٹوکر:- ان کے فرائض میں جہاز کے انجن اور بائیلر کی دیکھ بھال شامل ہے۔

اسٹوکر کا کام نہایت دلچسپ ہوتا ہے۔ اور صرف ان ہی لوگوں کو سکھایا جاتا ہے۔ جو کوئلے یا تیل سے چلنے والے بائیلر، پمپ، موٹر بوٹ وغیرہ جیسی مشینری کے چلانے اور درست رکھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

تنخواہ:- بھرتی ہونے پر سیمین اور اسٹوکروں کی تنخواہ ۴۰/- روپیہ ماہوار سے شروع ہوتی ہے۔ اس بنیادی تنخواہ کے علاوہ سب ملازمین کو مختلف بھتے بھی دے جاتے ہیں۔ جن سے ان کی تنخواہ میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ فرض شناسی، محنت اور قابلیت سے کام کرنے والوں کو بڑے جلد بہتر ترقی دی جاتی ہے جس کے ساتھ ساتھ ان کی تنخواہ بھی بڑھتی جاتی ہے۔

مزید تفصیلات کے لئے
اپنے قریب ترین ریکروٹنگ
آفس میں مندرجہ ذیل
پتہ پر درخواست
بھیجئے

دی ریکروٹنگ آفیسر
راولپنڈی۔ لاہور۔ جالندھر۔ دہلی۔ انبالہ۔ لشکر
دی اسسٹنٹ ٹیکنیکل ریکروٹنگ آفیسر
۷ سینٹ جارج گیٹ روڈ ہیسٹنگز۔ کلکتہ

دی ٹیکنیکل ریکروٹنگ آفیسر
ایسٹرن ایریا حضرت گنج لکھنؤ
دی اسسٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر
۱۔ ے روڈ ہیسٹنگز۔ کلکتہ

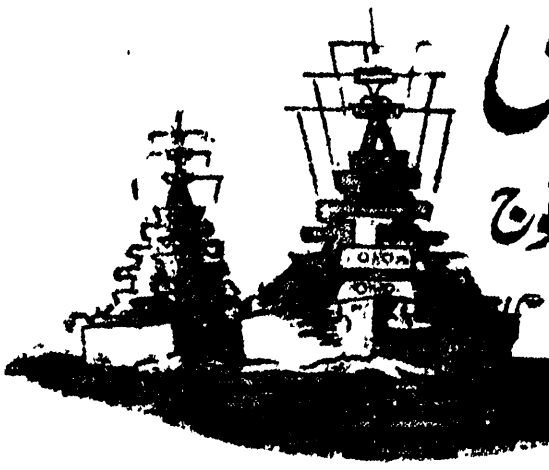

رائل انڈین نیوی
ہندوستان کی سمندری فوج

ہندوستان کی قدیم جمہوری سلطنتیں

(سورگیہ کے، وی راما سوامی بی، اے، ایل ایل بی کا ایک مضمون)

(مترجمہ: جناب بھگوت سروپ گوئل)

ہندوستان کی تاریخ کا پہلا دور سلطنت جمہوری کا دور تھا، آج سے تقریباً ڈھائی ہزار سال قبل سے کئی صدیوں تک ہندوستان میں سندھ کے کنارے سے گنگا کے دہانے تک چھوٹی چھوٹی ریاستیں موجود تھیں وہ اقوام جن کی یہ ریاستیں تھیں قدیم ویدک فرقوں کی نسلیں تھیں، وہ اپنی ترقی کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی شاخوں میں منقسم ہو کر چھوٹے چھوٹے علاقوں میں آباد ہو گئیں، یہ بہت شائستہ و تہذیب یافتہ قومیں تھیں، یہ جنگ و امن کے فنون میں یکساں مہارت رکھتی تھیں، ان کے کارناموں اور ان کی تاریخ سے قدیم برہمنوں کے لٹریچر کے صفحات بھرے پڑے ہیں یہ اقوام کٹر، سچپالا، کوسالہ، یونہار، مالاوا، تودھا اب تک ہند کی وادیوں میں موجود ہیں۔

ان ریاستوں میں زیادہ تر جمہوری ریاستیں تھیں مثلاً سانگھا اور گانا۔ سانگھا کو، ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کا پہلا باب سمجھا جا سکتا ہے یہ سیاسی مجلسیں بہت سے سفیراروں کا باعث ہوئیں اور ہندوستان کی قدیم ہندو تہذیب و شائستگی کی ساخت میں ان کا حصہ اہم ہے، وستو دھرم، بدھ دھرم اور جین مت کی اصول اور جمہوری ریاستوں اور ان کے سیاسی دھماکوں یا دیگر شرعی تنظیموں کی تنظیم کا نتیجہ تھیں، سانکھیا ویدک کا فلسفہ بھی اسی زمانہ میں وجود میں آیا تھا علمی کام مثلاً برہمنوں کی سنسکرت بولیوں کے پٹھاکا، پانینی کی گرامر اور سیاست کی پرانی کتابیں جو کہ ہندوستانی لٹریچر کی بنیاد ہیں اسی زمانے کا نتیجہ تصور کی جاتی ہیں، یہ تمام فلسفیانہ اور علمی کام آزادی اور ذہنی قوت اور تفتیش و تحقیق کرنے کی سرگرمی سے جو کہ آزاد سانگھا کا نتیجہ تھیں وجود میں آیا تھا

سیاسی نقطۂ نظر سے سانگھا سیاست کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں جو کہ یونان اور اٹلی کی شہری ریاستوں کے اعلیٰ مستند مصنفین مثلاً ارسطو وغیرہ کے مطالعہ میں پایا جاتا ہے ان کے آئین یونانی اور قدیم رومن آئین سے بہت مشابہت رکھتے ہیں، یہ سانگھا بہت سے حکومت کرنے والے حصوں میں منقسم تھے، ان کے مشابہ یونانی شہری ریاستوں نے غور و بحث کرنے والی اسمبلیاں، منتخب کردہ صدر اور دیگر افسر اور منصف بنائے تھے، ان میں ہر دلعزیز عناصر کافی حد تک غالب تھے، ہندوستانی ریاستیں رفتہ رفتہ حکومت امرا اور متوسط درجہ کی جمہوری حکومتوں میں تبدیل ہو گئیں کیونکہ ایک تو وہ عملداری اور آبادی میں یونانی شہری ریاست سے زیادہ بڑی تھیں دوئم وہ نسبتاً تجارتی سے زیادہ زراعتی تھیں، ہندوستانی سانگھا اس مکمل جمہوریت کو حاصل نہ کر سکے جس پر کہ ایتھنز اور اسکے پیروؤں کو ناز تھا، تاہم ہندوستانی نمونہ تاریخی طور پر دلچسپ اور مطالعہ کا مستحق ہے۔

ان ریاستوں میں سب سے بڑا آرگن اسمبلی کونسل تھی جو کہ تمام آسان اور پیچیدہ معاملات پر غور کرتی تھی ورجیکا میں ۷۰۰ ممبروں کی کونسل تھی سائیکا میں ۵۰۰ کی کونسل تھی، اور ودھیا میں سے ۵۰۰ ممبران کی ایک اسمبلی تھی، ان میں سے ہر ایک ممبر ریاست کو ایک ہاتھی دیتا تھا، یہ مالا میں، بزرگوں کا سینیٹ تھا جو بالعموم اعلیٰ طبقہ سے حکمرانی کرتا تھا، مالا تھا میں بھی بزرگوں کی ایک کونسل تھی جس کو جنگ و امن کے کارکنان کو منتخب کرنے اور واہن پاس کرنے کے کلی اختیارات تھے، یہ کارکن اس کے ماتحت ہوتے تھے، اس کونسل کو سب سے زیادہ اختیارات حاصل تھے، ہمیں واضح طور پر معلوم ہے کہ اختیان کی اسمبلی کو شہریوں کو جلاوطن کرنے اور ان پر موت کی سزا عائد کرنے کا پورا پورا حق حاصل تھا، وزیر و بوشن پیش کرتے، دو وٹ لیتے اور جیوں کی دیگر کارروائی کے متعلق تو ان غالباً ہیں کونسلوں میں بنے تھے، براہ راست عوام کی کونسل نہیں ہوتی تھی بلکہ ان کی ایک حکومت تھی جو کہ زمینوں کے مالک اور فوجی جماعتوں کے سردار ہوتے تھے،

غلاموں اور تاجروں کے سوا ہر ایک سانگھا کے باشندے تھے اور اس میں ان جماعتوں کے ممبروں سے جو عمومی اسمبلی میں شامل ہوتے تھے بہت زیادہ تھے،

ان سانگھاؤں کے کارکنوں میں ایک منتخب کردہ صدر ہوتا تھا، جو کھبا کہلاتا تھا، دوسرے انتظامی یا راجہ منتخب کردہ یا موروثی ہوتا تھا، اس کے علاوہ دیگر افسران وزراء، جنرل وغیرہ ہوتے تھے موروثی بادشاہ کے علاوہ یہ سب لوگ صدر اسمبلی کے منتخب کردہ ہوتے تھے اور اسمبلی کے ماتحت تھے، مخصوص عرصے کے لئے عام طور پر ایک سال کے لئے مقرر کئے جاتے تھے، واجیان کی اول الذکر کونسل میں ایک چنا ہوا بادشاہ، ایک وائسرائے یک جنرل اور ایک خزانچی ہوتا تھا سانگھا میں بڑا کارکن ایک بادشاہ ہوتا تھا، جو کہ خاص عرصہ کے لئے منتخب کیا جاتا تھا، جلسہ کے دوران میں اس کا صدر بھی ہوتا تھا، پاٹلی میں حکمران کمیٹی دو موروثی بادشاہ پر مشتمل تھی یہ لوگ جنگ کے دوران میں کمانڈر ہوتے تھے اور غالباً بزرگوں کے سینیٹ کے ساتھ ملکر انصاف کرنے کی حد تک کو سرانجام دیتے تھے کاناؤں میں ایک بادشاہ ہوتا تھا اور یہ بھی چنا جاتا تھا،

یہاں تک کہ جو حکومتیں مستقل خسارے کا مالا اکتب سنیٹ ہوتا تھا ان میں منتظم افسران جن کے ماتحت ان دیانی مصنفوں سے پتہ چلتا منتخب کئے ہوئے جنرل ہوتے تھے، انہیں انتظام اور انصاف کرنے کے لئے اور بھی منتخب کردہ افسر ہوتے ہوں گے، اگرچہ یونانی مصنف اس جانب بالکل متوجہ نہیں ہوئے، سانگھا بھی یونانی شہری ریاستوں کی طرح سے ایلچی اور سفیر بھیجتے تھے ان افسران کے جب کہ طرف میں براہ راست معلوم نہیں کہ ہم ہندوستان کے مشہور و متاخر خیال کی پیشکش کردہ دو مثالوں کو دیکھیں جو کہ انہوں نے اپنی تصنیف "ہندو پولیٹی" میں دی ہیں لو یہ بادشاہ دیگر افسروں نے منتخب کئے جاتے تھے یہ بات قابل غور ہے کہ یونان کی شہری ریاستوں میں افسروں کا منتخب مالیوں کی آواز یا ہاتھ دکھلانے سے ہوتا تھا۔

سانگھا میں ایک مصلحوں کی جماعت بھی تھی، واجیان میں کچھ ایسی ہوتی تھیں جیسے مہا ماتا وغیرہ کا سرکار اور پھر ممبران کی ایک کونسل تھی اس کے جاتے ہم ہوتے تھے جن کو ... شرکت اختیار حاصل تھے، مورخ ڈیوڈس کے مطابق سائیکا میں انصاف کا انتظام کمیٹی ... کی اسمبلی میں ... جو کہ دیگر سانگھاؤں کا ... ہے ... کرنا پڑتا ہے کہ امرا کی کونسلیں اور موروثی منتخب کردہ بادشاہ تنہا ملکر انصاف کے کام کو سرانجام دیتے تھے

یوں جوں جوں دنیا کے دیگر حصوں میں آزادی کا خیال اور جمہوریت ... شکل خوبیاں بڑھتی گئیں جمہوری ... ترقی کرتی گئیں، برہمنوں کے جمہوری ... کے کنارے ... یہ کا ... اعظم کو اسکے حملے کے دوران میں بہت تنگ کیا ... ان شہروں کو دیل کیا جنہوں نے سکندر کی ... اور ریاستوں کو سکندر ... کرنے کے لئے بھڑکایا، مالاوا اور تودھیا ... دوسرے ... سے ... (باقی صفحہ پر دیکھئے)

ضیائے اختر

(از جناب اختر نگینوی)

کہوں کس طرح، دل مری چیز ہے
یہ ہے آپ کا، آپ کی چیز ہے

بری چیز ہے یا بھلی چیز ہے
محبت! مگر، ایک ہی چیز ہے

مصیبت میں کرے جو انسان صبر
بڑی بات ہے یہ، بڑی چیز ہے

کہاں سے لگا آپ کے ہاتھ دل؟
ادھر لائیے، یہ مری چیز ہے

کروں کیوں نہ اس بیوفا سے وفا
مروت بھی آخر کوئی چیز ہے

مری جان، کہنے کو ہے میری جان
حقیقت میں یارب تری چیز ہے

یہ بندہ نوازی ہے سب کچھ تری
مری بندگی کب کوئی چیز ہے

یہ سچ ہے عجب چیز ہے بانکپن
مگر سادگی بھی کوئی چیز ہے

نہیں جان و دل پر ہی کچھ منحصر!
ہر اک چیز میری تری چیز ہے

وہ ارمان ہو، خواہ پیکان ہو
کھٹکنے کو دل میں کوئی چیز ہے

غضب ہے حسینوں کی اختر نظر،
قیامت یہ جادو بھری چیز ہے

لطیفے

"تمہارے خاوند کا کیا حال ہے؟"

"وہ اب تک بستر میں ہی ہیں"

"کیا بیمار ہیں؟"

"نہیں تو"

"تو پھر کیا وجہ ہے؟"

"چھ ماہ ہوئے انہیں بخار ہوا تھا اور ڈاکٹر نے کہا تھا کہ جب تک میں نہ کہوں بستر سے نہ اٹھنا وہ اب جنگ میں چلا گیا ہے"

سنا ہے کہ مس سمتھ دوسری شادی کر رہا ہے۔ تجربہ کرنے کے باوجود عقل نہ آنا اسے ہی کہتے ہیں

پہلی سہیلی:- تمہیں معلوم ہے کہ پانی بجلی کو کھینچتا ہے

دوسری سہیلی:- میرے ٹیلیفون کی گھنٹی اس وقت بجتی ہے جب میں غسل خانہ میں ہوتی ہوں

استاد:- ذلھو سے، جن ناموں کے آخر میں "ر" آتی ہے وہ بہت بیوقوف ہوتے ہیں جیسے ذلھو اور ظہور:- "جی حضور"

ایک آدمی کی گھڑی بند ہو گئی لاکھ ہلانے پر بھی چلی، پریشان ہو کر اس نے گھڑی کو ایک طرف پھینک دیا اور کہا:-

"میلی ہو گئی ہے صفائی مانگتی ہے"

یہ سنکر اس کا لڑکا فوراً بولا:-

"نہیں پتا جی اتنی جلدی کیسے میلی ہو جائے گی ابھی کل ہی تو میں نے اس کا ایک ایک پرزہ نکال کر صابن سے دھویا تھا"

اقوالِ زرّیں!

- پیٹ بھرنے سے تو پاپ زیادہ ہو جانا ہی بہتر ہے
- دنیا میں سب سے بڑا مفید ناصح تجربہ ہے بشرطیکہ باہوش ہو کر حواس پر قابو رکھتے ہوئے کیا جائے
- بڑا شخص عالم ہونے کے باوجود اس قابل نہیں ہوتا کہ اس سے تعلق رکھا جائے۔ سنی والا سانپ کیا خوفناک نہیں ہوتا؟
- حقیقت کے موتی بحرِ ہستی کی گہرائی میں ہاتھ لگتے ہیں سطح پر نہیں پائے جاتے، جو شخص وچار کی ڈبکی لگانے سے ڈرتا ہے وہ صرف بلبلوں کا ہی تماشہ دیکھ سکتا ہے۔
- زرّیں لباس تمہارے عیب کی پردہ پوشی نہیں کر سکتا۔
- بڑے عہدے والے شخص کے روبرو محتاط رہو۔
- اطاعت کرنا سیکھو، حکومت کرنا بعد میں خود ہی سیکھ جاؤ گے۔ بڑا سپاہی کبھی بھی جرنیل نہیں بنتا۔
- اپنی ٹانگیں چھوڑ کر دوسرے کی لاٹھی کے سہارے نہ چلو۔

لوگوں کی واہ واہ کی پروا نہ کرو کیونکہ وہ ہمیشہ سچی تعریف نہیں کرتے۔

جج:- "تو کیا تم مجرم کے پیچھے بھاگتے ہوئے گئے تھے"

سپاہی:- جناب میں سڑک تک اسکے پیچھے دوڑتا رہا۔

جج:- پھر کیا ہوا پکڑا کیوں نہیں؟

سپاہی:- اس لئے کہ وہ ایک مکان میں گھس گیا۔ میں یہ دیکھ کر رک گیا کہ دروازے پر لکھا تھا:-

"اللہ تعالیٰ کی اجازت نہیں"

پچھلے صفحے سے

یونانیوں اور ساکاؤں کے خلاف کامیاب جنگ کی لیکن زیادہ دباؤ پڑنے پر وہ اپنے عمدہ کھیتوں اور شہروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور انہوں نے آزادی کھونے سے راجستھان کی سطح مرتفع کی طرف چلے جانے کو ترجیح دی، جہاں تک کوشل خوبیوں کا تعلق ہے اس کی شہادت تمام شمالی ہند سے ہوتی ہے چھیار میکاس جو کہ پنجاب کا ایک آزاد فرقہ تھا اپنے گھروں اور شہروں میں آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا، اس فرقے کے لوگ عوام کی دعوتوں سے لطف اندوز ہوتے تھے ساکھیا کن دنیاں، مالا اور شرتی سانگھا اقوام کا براہ راست مزاج وسمرتی خاص خوبی تھے، مہاتما بدھ ان سے بہت رغبت رکھتے تھے اور انہوں نے اپنی زندگی ان کے ہمراہ ہی گذار دی۔

بعض سانگھائی اقوام بڑے بڑے دماغی و نفسیاتی کام سر انجام دیتی تھیں گیتا کا واعظ واسو دیو کرشنا وشنی سانگھ کا منتخب کردہ صدر تھا، مہاتما بدھ ساکیا خاندان کے راجہ کے لڑکے تھے اور شری مہابیر جو کہ جین مت کے بانی تھے راجہ کے ایک امیر کے لڑکے تھے کہا تو قوم بھی ایک بہت فاضل و عقلمند قوم تھی۔

جمہوری انجمنوں نے صرف قدیم لوگوں کے دل و مزاج کو ہی ترقی نہ دی بلکہ انہوں نے ان کی جسمانی ساخت پر بھی اچھا اثر ڈالا۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا ثبوت چند مغربی جمہوری حکومتوں میں بھی عیاں ہے، مالا اور سیفوں کے بارے میں جو کہ سکندر اعظم کے پاس رہتے تھے آرین رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ وہ سب غیر معمولی قد و قامت اور شان کے آدمی تھے، انہیں اپنی آزادی پر فخر حاصل تھا جس کو کہ انہوں نے اتنے عرصہ محفوظ رکھا تھا۔

تیج ویکلی دہلی

۲۱ مارچ ۱۹۴۴ء

حکومت اور اسمبلی

جمہوری رسم و روایات کی افسوسناک پامالی

حکومت ہند اور ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں جو رشتہ ہے اس کی مثال دنیا کے کسی جمہوری آئین میں نہیں پائی جا سکتی۔ اور اسکے اجلاس کی کارروائیاں اور اس کے ووٹوں کے متعلق حکومت کا طرز عمل ایسا تماشا ہے جو کسی ملک میں بھی دیکھنے میں نہیں آ سکتا۔ حقیقت میں اب تک کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ایک ایسی اسمبلی کے وجود ہی کی کیا ضرورت ہے جس کی رائے کو حکومت ہند کوئی وقعت نہیں دیتی، اور جس کے فیصلوں کو اس طرح ٹھکرا دیتی ہے جیسے اسکی کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔ ایسی حالت میں تو یہی تجویز صحیح تھی کہ اس اسمبلی کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے ایوان میں تالا ڈال دیا جائے، ایک تو موجودہ اسمبلی کے انتخابات کو اتنے دن گزر چکے کہ حلقہ ہائے انتخاب اب رائے عامہ سے اسے کوئی سروکار باقی نہیں رہا اور اسکے ووٹوں اور اسکی رائیوں کا کوئی اثر حکومت پر نہیں ہوتا اور وہ وہی کچھ کرتی ہے جو اس کا دل چاہتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ پبلک فنڈ کا روپیہ اس کھیل تماشے پر ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ حکومت ایسا نہیں کرے گی یعنی اس کھیل کو ختم کرنے پر رضامند نہیں ہوگی اسے دنیا کے سامنے یہ پروپیگنڈا کرنا ہے کہ ہندوستان میں ایک "آئینی" حکومت موجود ہے، اسے یہ بھی کہنے رہنے دے کہ وائسرائے کے ایگزیکٹو کونسل میں ہندوستانی ممبروں کی اکثریت ہے حالانکہ یہ کچھ ہندوستانی ہی جانتے ہیں کہ اس اسمبلی کی پوزیشن کیا ہے اور یہ ہندوستانی ممبران کس کے نمائندے ہیں؟

مرکزی اسمبلی کا یہ ایک بہت ہی دلچسپ ریکارڈ ہے کہ جب سے موسم سرما کا موجودہ اجلاس شروع ہوا ہے حکومت کو تقریباً آٹھ شکستیں اہم ترین مسائل پر ہو چکی ہیں۔ دنیا کے کسی جمہوری ملک میں دوسری شکست کی نوبت ہی نہ آتی یعنی پہلی ہی شکست کے بعد حکومت میں تبدیلی ہو جاتی، ان آٹھ شکستوں میں حکومت کی تین تازہ ترین شکستیں ہمارے سامنے ہیں جو سالانہ بجٹ پر بحث کے دوران میں اسے حاصل ہوئی ہیں۔ پہلی شکست کانگریس پارٹی کے لیڈر مسٹر عبدالقیوم کی اس تحریک پر تھی کہ وائسرائے کے ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں کی گرانٹ گھٹا کر صرف ایک روپیہ کر دی جائے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ موجودہ حکومت کے طرز عمل کے خلاف ایک عام احتجاج کیا جائے اور قوموں کی نمائندگی سے انکار کر دیا جائے۔ اس تخفیفی موشن پر کانگریس پارٹی، مسلم لیگ پارٹی اور نیشنلسٹ پارٹی نے مشترک ووٹ دیئے اور ۴۸ ووٹوں کے مقابلہ میں ۵۰ ووٹوں سے یہ تجویز پاس ہو گئی لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ کچھ بھی نہیں! "استعفیٰ دو" "استعفیٰ دو" کا شور تو اسمبلی میں بلند ہوا مگر استعفیٰ کس نے دیا؟ سب جانتے ہیں کہ ایگزیکٹو کونسل کے یہ ممبران کسی ہندوستانی مفاد کی نمائندگی نہیں کرتے، پھر بھی یہ اپنے عہدوں پر موجود ہیں اور انہیں حکومت کی طرف سے "دانائی اور حب الوطنی" کا سرٹیفکیٹ حاصل ہے!

حکومت کو دوسری شکست سر یامین خاں کی تجویز کے سلسلہ میں نصیب ہوئی۔ یہ تجویز معنوی اعتبار سے معقول تھی اس کا مقصد یہ تھا کہ مرکزی لیجسلیچر کے ممبروں پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو بڑھتے ہوئے سرکاری اخراجات کی چھان بین کرے، اور کفایت شعاری کے طریقوں کے متعلق مشورہ دے۔ اس تجویز کی بھی حکومت نے مخالفت کی حالانکہ اسکی افادی حیثیت کے پیش نظر اس کا خیر مقدم کرنا چاہیئے تھا، یہ تو ایک مانی ہوئی بات ہے کہ جنگ کے باعث اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت سے شعبوں میں فضول خرچیاں بڑھ گئی ہیں اور ان کی روک تھام کی سخت ضرورت ہے لیکن حکومت نے اس تجویز کا بھی خیر مقدم نہیں کیا، آخر ووٹ لئے گئے اور حکومت کو ۴۶ ووٹوں کے مقابلہ میں ۶۵ ووٹوں سے شکست ہوئی۔

حکومت کی تیسری شکست نیشنلسٹ پارٹی کے "تخفیفی موشن" کے سلسلہ میں ہوئی جسے پنڈت لکشمی کانت مترا نے پیش کیا تھا اور جس کا مقصد یہ تھا کہ ہوم ڈپارٹمنٹ کے مطالبہ میں ایک سو روپیہ کی تخفیف کی جائے تاکہ ڈفنس آف انڈیا رولز کے غلط و نامناسب استعمال کے مسئلہ پر بحث کی جا سکے۔ اس میں بھی حکومت کو ۴۴ ووٹوں کے مقابلہ میں ۵۳ ووٹوں سے شکست ہوئی۔ ڈفنس آف انڈیا رولز جس طریقہ پر ہندوستان میں استعمال کیا جا رہا ہے اس کے متعلق اب دو رائیوں کی گنجائش باقی نہیں رہی ہے اور حکومت کے طرز عمل کے جواز میں سر رجینالڈ میکسویل نے جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ چونکہ سب کی سب سطحی قسم کی ہیں اس لئے عوام کو کبھی مطمئن نہیں کر سکتیں، ہوم ممبر نے اسمبلی میں یہ کہا کہ ڈفنس آف انڈیا ایکٹ کوئی تعزیری قانون نہیں ہے اور اسکے ایک بڑے حصہ کا تعلق صرف ان اختیارات سے ہے جو حکومت کے لئے جنگ کے زمانے میں ضروری ہوتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کسی حکومت نے اپنے ہنگامی اختیارات کو اس طرح استعمال کیا ہے یا جنگ کے زمانے میں جائز مقاصد کے لئے ایسے اختیارات حاصل کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا لیکن مباحثہ ہی کے دوران میں ایسی متعدد مثالیں پیش کی گئیں جن میں یہ اختیارات ایسے مقاصد کے لئے استعمال کئے گئے تھے جن کا تعلق "ڈفنس آف انڈیا" سے ان معنوں میں نہ تھا جو متمدن ممالک میں سمجھے جاتے ہیں۔ حکومت کے سامنے اس سلسلہ میں ہائی کورٹوں کے فیصلے اور عدالتوں اور ججوں کی ذاتی رائیں بھی موجود ہیں جن کی اہمیت نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ اس کا سب سے زیادہ قابل اعتراض پہلو یہ ہے کہ جو شخص اسکی زد میں آ جاتا ہے وہ معمولی عدالت تک پہنچنے اور ایگزیکٹو عمل کے خلاف چارہ جوئی کرنے کا حق بھی کھو بیٹھتا ہے۔ اگر یہ قانون خالص جنگی ضرورتوں کے لئے استعمال کیا جاتا تو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا، لیکن عملی میدان میں اسے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ سیاسی تحریکات کو دبانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہوم ممبر نے حکومت کی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے بہت سے اعداد و شمار بھی اسمبلی میں پیش کئے ہیں جن سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ ڈفنس آف انڈیا رولز کا استعمال غیر معمولی نہیں ہے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دنیا میں ایسا کوئی ملک ہے جہاں ڈفنس ایکٹ کو استعمال کر کے ملک کے تمام دیگر بنیادی حقوق کو بالکل معطل کر دیا گیا ہو؟ اگر ہوم ممبر کو اس بات کا حقیقت میں یقین ہے کہ ڈفنس آف انڈیا ایکٹ ایگزیکٹو آفیسرز کے ہاتھوں غلط طور پر استعمال نہیں کیا گیا ہے تو ان کو مسٹر این۔ ایم۔ جوشی کی اس تجویز کا فوراً خیر مقدم کرنا چاہیئے تھا کہ ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو اس قانون کے طریقہ استعمال کی جانچ پڑتال کرے اور اگر کچھ غلطیاں ہوئی ہیں تو ان کے انسداد کے لئے مشورے پیش کرے۔ جب انگلستان میں جہاں کہ آزاد ذمہ دار حکومت قائم ہے شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں تو ہندوستان میں جہاں ایک مطلق العنان غیر ملکی حکمرانی کا زور ہے اس طرح کی کمیٹی کی اور بھی ضرورت ہے لیکن ہوم ممبر اس کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں اور "عملی مشکلات" کا وہی بہانہ پیش کرتے ہیں جس سے پبلک کبھی مطمئن نہیں ہو سکتی۔

بہرحال حکومت ہند کو بجٹ پر بحث کے دوران میں صرف تین روز کے اندر تین شکستیں نصیب ہوئیں، لیکن حکومت پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ بیرونی دنیا کو یہ بات حیرت انگیز معلوم ہو سکتی ہے کہ یہ جمہوری تجربوں میں حکومت کی شکستیں اگر سیاسی نہیں تو اور کس قسم کی ہوتی ہیں اگر حکومت ہند کا یہ حال ہے کہ ایگزیکٹو کونسل میں ہندوستانی ممبروں کی اکثریت کا ڈھول پیٹتے رہنے کے باوجود بھی وہ ملک میں اپنا نظم و نسق عوام کی سیاسی تائید کے بغیر ہی چلانے پر مجبور ہے تو یقیناً اس کی پوزیشن قابل فخر نہیں ہے اور اس کو گریبان میں منہ ڈال کر یہ سوچنا چاہیئے کہ اسکی جمہوریت پسندی کا دعویٰ کس قدر غلط اور بے بنیاد ہے!

اموات کی تعداد!

بہت دنوں سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ بنگال میں پچھلے دنوں بھوک اور قحط کے باعث جو اموات ہوئی ہیں ان کی صحیح تعداد معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلہ میں چند سوالات بھی کئے گئے یہاں تک کہ پارلیمنٹ میں بھی سوال پوچھا گیا مگر مسٹر امری نے اپنے جواب میں غلط اندازہ پیش کیا اور ان کے اعداد و شمار سے بھی جو کسی حقیقی جائزہ پر مبنی نہیں ہو سکتے تھے حکومت ہند کا یہ فرض تھا کہ وہ بنگال کی صوبجاتی حکومت سے صحیح اعداد و شمار طلب کرتی اور مرکزی اسمبلی میں جب ایک مکمل مردم شماری کی تجویز پیش کی گئی تو حکومت سے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ اب حکومت بنگال نے ایک پریس نوٹ شائع کیا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۹۴۳ء میں تمام اسباب کی بنا پر بنگال میں اموات کی تعداد ۳۰۷۴۹۰ تھی اور اس سے پہلے کا سال اوسط

(باقی نوٹ صفحہ (۱۲) پر دیکھئے)

اشارات

بنگال اسمبلی میں جب حکومت پر یہ نکتہ چینی
کہ راشن کی دوکانوں پر خراب چاول ملتا ہے تو
ل کے سپلائی ممبر مسٹر سہروردی نے یہ جواب دیا کہ
ن کارڈ والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو
سر دیں ——— اس جواب کی مضحکہ انگیزی
ہنسی نہیں آتی بلکہ افسوس ہوتا ہے، اگر ایک
اپنا روپیہ خرچ کر کے چاول ہی کھانا چاہتا ہے
ی حکومت کو یہ کہنے کا کیا حق حاصل ہے کہ اگر اچھا
نہیں ملتا تو آٹا خرید لو، اور پھر اسکی کیا گارنٹی ہے
کے بعد آٹا خود بھی خراب نہیں ثابت ہوگا؟

غالباً بنگال کے سپلائی ممبر اس بات کو بھول گئے
ن کارڈ والے کو یہ حق بھی تو حاصل ہے کہ کچھ نہ خریدے
ماز کرے؟ آجتک کوئی ایسا آرڈیننس دیکھنے
میں آیا ہے کہ عوام کو ایک خاص اناج مثلاً چاول یا
، یا چنا یا باجرہ کھانے پر مجبور کیا جائے
لئے مسٹر سہروردی یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ لوگ اگر چاہیں
س کھا سکتے ہیں!

لیکن ابھی بہت سے ایسے مسائل ہیں جن پر
ن ہندی کے سلسلہ میں اب تک غور نہیں کیا
ہے، اگر روٹی کھانے والے کو چاول کھانا پڑے یا چاول
والے کو روٹی کھانی پڑے تو بہت سی گھریلو
ت پیدا ہو جائیں گی اور اندرونی خرابیاں صرف
ے تک محدود نہیں رہیں گی بلکہ سوسائٹی کے لئے
لہ بن جائیں گی، ہمارے معاصر "ورنیٹ" کلکتہ
ہے کہ بعض لوگوں کو اپنی بیویاں بھی بدلدینی
گی اور چپاتی پکانے والی بیوی کی جگہ بھات پکانے
ی اور بھات پکانے والی بیوی کی جگہ چپاتی پکانے
ی کا انتظام کرنا پڑے گا اور سب سے بڑی
ہے کہ اگر راشن کا چاول یا آٹا خراب ہوگا
یویوں کی مانگ بہت بڑھ جائے گی اور بیویوں
سفلن کرنا پڑے گا، ظاہر ہے کہ یہ کام چور بازار
سے پورا نہیں کیا جا سکے گا!

ک شخص نے کہا ہے کہ آج جو بہت سے برطانی
ین ہندوستان میں دیکھنے میں آ رہے ہیں وہ
حالات کے باعث پہنچ گئے ہیں ان کا ذاتی در
موجود نہیں ہے۔ لیکن اس شخص نے
ن امر پر غور نہیں کیا ہے کہ ایسے ہی برطانیوں کے
ہندوستان میں ڈیڑھ دو صدی پہلے تجارت
تے تھے، اور انھوں نے اس ملک سے ایک
ذاتی اور مالی تعلق پیدا کر لیا! تاریخ ہمیشہ اپنے
دہراتی ہے!

باقی کالم چار کے نیچے

صفحہ (۱۱) کے باقی نوٹ

۹۰۳، ۴۱۱ تھا، اس پریس نوٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے
کہ ہیضہ، ملیریا اور چیچک سے زیر نظر سال میں ۵۱۰، ۹۱۰
اموات ہوئیں مگر اس کا ذکر کہیں پر نہیں کیا گیا ہے کہ فاقوں
کے باعث اور غذا نہ ملنے کے باعث کتنی اموات واقع ہوئیں
کیا اس سے یہی نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ باقی تعداد یعنی
۲۳۹، ۹۲۳ اموات قحط کے باعث ہوئیں؟ ہندوستان میں
اور ہندوستان سے باہر جو معلومات لوگ حاصل کرنا چاہتے تھے
افسوس ہے کہ اسی کا تاگہ حکومت بنگال نے نہ کیا پھر ایسے
عاد و قیمار خلائق بھرنے سے کیا فائدہ؟!

لنکا اور ہندوستان!

لنکا (سیلون) کو ہندوستان کے چاول کی ہمیشہ
ضرورت رہتی ہے ابھی کچھ دنوں کی بات ہے کہ جس وقت
بنگال میں قحط پڑا ہوا تھا اس وقت تک ہندوستان کا
چاول لنکا جا رہا تھا مزید برآں لنکا کو ہندوستان کے کوئلہ
اور دوسری چیزوں کی بھی ضرورت ہے، ہم ہندوستانی
بڑے غیر ض ہیں اور خود مصیبت جھیل کر دوسروں
کی مصیبت میں کام آتے ہیں مگر یہ کس قدر افسوسناک
بات ہے کہ جب حکومت ہند نے حکومت لنکا سے یہ
استدعا کی کہ لنکا سے باہر ہندوستان کو "سنکونا" کی
چھال (جس سے کونین نکالی جاتی ہے) بھیجنے پر جو پابندی
عائد ہے، اسے منسوخ کر دے تو حکومت لنکا نے یہ کہکر انکار کر
دیا کہ وہاں اس چھال کی پیداوار بہت تھوڑی ہے حکومت
لنکا نے یہ خیال نہ کیا کہ ہندوستان میں بھی چاول اور
کوئلہ کی پیداوار ہندوستانی ضرورت کے مقابلہ میں بہت
تھوڑی ہے اور اسپر بھی وہ فیاضی سے باز نہیں آتا،
اگر "سنکونا" کی چھال کی مزید مقدار ہندوستان آسکتی
تو اس سے نکالی ہوئی کونین اسی بنگال کے کام آتی جہاں
کے چاول اور کوئلہ کی لنکا کو ضرورت ہے!

سڑکوں کی تعمیر!

جدید امپیریلزم کا ایک وصف یہ ہے
کہ جب وہ کوئی کام اپنی غرض سے کرتا ہے تو اس
کو دوسروں کے مفاد سے وابستہ کر کے ان پر احسان
رکھنے کی کوشش کرتا ہے، ہندوستان میں سڑکوں
کی تعمیر کے مسئلہ کو لیجئے، ہم جانتے ہیں کہ ہر ترقی
یافتہ ملک کے لئے سڑکیں بہت ضروری چیز ہیں
اور ٹرانسپورٹ کے آسان ترین ذرائع کے بغیر کسی ملک
کی صنعت، تجارت اور زراعت ترقی نہیں کر سکتی اسلئے
حکومت ہند کا بھی یہ فرض تھا کہ وہ اب سے بہت پہلے
اس کام کی طرف رجوع ہوتی مگر اس نے ایسا نہیں
کیا اور ہندوستان میں سڑکوں کی تعمیر کا ایک
وسیع ترین پروگرام جو ۵۰ کروڑ روپے کے خرچ
پر مشتمل ہے اب بنایا ہے جب اسے فوجی ضرورت
لاحق ہو گئی ہے، حکومت ہند کے ممبر "فاک" ہوا"
سر موشن عثمان نے ایک پریس کانفرنس میں پچھلے
دنوں یہ فرمایا ہے کہ زمانہ بعد از جنگ کی ضروری
ترقیوں میں سڑکوں کی تعمیر بھی شامل ہے اور اس
مقصد کے لئے اس نے "ٹرانسپورٹ سب کمیٹی"
کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کیا ہے زیر
تجویز اسکیم یہ ہے کہ ہندوستان میں ۴۰،۰۰۰ میل
کی سڑکیں بنائی جائیں گی اور ریلوے ٹرانسپورٹ میں
جو کمی ہے وہ موٹر ٹرانسپورٹ سے پوری کر دی جائے گی
مزید برآں زراعتی اور دوسری پیداواروں کو بازاروں
تک پہنچانے کے بھی ذرائع پیدا ہو جائیں گے اور کم
فاصلے کے سفر کی بھی آسانیاں لوگوں کو حاصل
ہو جائیں گی، یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن سوال یہ ہے کہ
تعلیم صحت اور انڈسٹری وغیرہ کے پروگراموں کو
پیچھے کیوں ڈالا جاتا ہے اور قومی مفاد کے دوسرے
کاموں کو ترجیح کیوں نہیں دی جاتی؟

روسی صنعت!

اس جنگ میں روسی فوجوں نے جو حیرت
انگیز کامیابیاں حاصل کی ہیں ان کے اسباب میں
وہ روسی صنعتیں اور صنعتیں بھی ہیں جن کو غیر معمولی طور پر
ترقی دی گئی ہے روس پر جب جرمنوں کی یورش
بڑھنے لگی تھی تو زیادہ تر روسی صنعتیں تیزی کے پہاڑی
علاقوں میں منتقل کر دی گئی تھیں اور اس سے پہلے بھی
دور اندیش روسیوں نے ان علاقوں کو اپنی صنعتوں کا
ایک بڑا مرکز بنا رکھا تھا، اب اسی علاقہ میں ایک بڑا صنعتی
شہر آباد ہو گیا ہے جس کا نام میگنٹو گورسک ہے اس کے
آس پاس جو پہاڑ ہیں ان کی کانوں میں سے ۲۷۵،۰۰۰،۰۰۰
ٹن لوہا برآمد کیا گیا ہے اور اس کو صنعتی مصرف میں
لانے کے لئے ایک بڑا کارخانہ کھولا گیا ہے جس کے متعلق
خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دنیا میں سب سے بڑا لوہے
کا کارخانہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی ملک اسی وقت
ترقی کر سکتا ہے جب اسکے تمام قدرتی ذرائع اس کے
قومی مفاد کے لئے کام میں لائے جائیں!

سوچنے کی ضرورت!

مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح نے اخبار "نیوز کرانیکل"
کے نمائندے کو جو بیان دیا ہے اسکے متعلق ہمارا مسلم معاصر
"ہند" کلکتہ لکھتا ہے: "بدقسمتی سے یہ حالت آج ہم ہندوستان
کے مسلمانوں کی دیکھ رہے ہیں کہ مسٹر محمد علی جناح جو کچھ بھی کہہ دیتے ہیں
مسلم لیگی مسلمان اسے آنکھیں بند کر کے مان لیتے ہیں اور خود نہیں
سوچتے کہ جو کچھ کہا گیا ہے ٹھیک ہے یا غلط ہے مسلمانوں کا
فرض ہے کہ ہر بات کو پرکھیں ٹھیک لگے تو ضرور مان لیں غلط ہو
تو ماننے سے انکار کر دیں چاہے اس غلط بات کا کہنے والا کوئی بھی ہو
نیوز کرانیکل کے نامہ نگار سے مسٹر جناح نے جو کچھ کہا ہے
وہ مسلم لیگ کے سب سے بڑے لیڈر ہی کے شان کے
بالکل خلاف نہیں ہے بلکہ پوری مسلم لیگ اور ہندوستان بھر
کے مسلمانوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگانے والا ہے،

راز و نیاز

سوال (۱) محبت کا تعلق دل سے ہے، یا
دماغ سے، کیا وجہ ہے کہ ایک اجنبی کو دیکھکر محبت کا
دریا موجزن ہونے لگتا ہے لیکن برخلاف اسکے
دوسرے شخص کو دیکھکر نفرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے؟
سوال (۲): "تیج ویکلی" میں افسانے و مضامین
بھیجنے کی کیا شرائط ہیں؟ (پھولچند جین، کانپور)
جواب (۱): محبت کا مرکز پرانے لوگوں نے دل
ہی کو قرار دیا ہے اور شعراء نے بھی اسی کی پیروی کی
ہے لیکن یہ بالکل غلط ہے، محبت کا تعلق دماغ سے ہے
دل کا کام یہ ہے کہ جسم میں دوران خون جاری رکھے
سوال کے دوسرے حصہ پر ایک پوری فلسفیانہ بحث
درکار ہے جسکی گنجائش ان کالموں میں نہیں ہے۔
جواب (۲): کوئی شرائط نہیں ہیں جو مضامین
یا افسانے "تیج ویکلی" کے معیار پر پورے اترتے ہیں
وہ شائع کر دئے جاتے ہیں،
سوال (۱) کیوں نہ بالکل صحیح حل بھیجنے والے
حضرات کے فوٹو "تیج ویکلی" میں شائع کئے جائیں؟
(۲) سب سے زیادہ حل بھیجنے والے کے لئے بھی
انعام رکھا جائے،
(۳) مہینے کے ایک نقشہ کی فیس بجائے چار آنے
کے آٹھ آنے، دو نقشوں کی ایک روپیہ اور تین نقشوں کی
رعایتی فیس سوا روپیہ کر دی جائے، اور انعام کی رقم بڑھا دی
جائے آپکی کیا رائے ہے؟ (ہارون الرشید برلاس کراچی)
جواب (۱): گزشتہ دو مہینوں کے پہلے دور میں ہم نے یہ
سلسلہ شروع کیا تھا اب بھی جو صاحب اپنے فوٹو کا بلاک بنوا کر
بھیج دیں گے انکی تصویر چھاپ دی جائیگی (۲) پہلے دور میں یہ
طریقہ بھی جاری کیا گیا تھا مگر ابھی انعامات کی رقم میں اتنی
گنجائش نہیں ہے (۳) اس تجویز کو درست علی جامہ پہنانا مشکل
معلوم ہوتا ہے بہتر ہے بعض برادران وطن اس گرانی کے زمانہ میں
ایک بار خیال فرمائیں گے ہم چاہتے ہیں کہ فیس تھوڑی ہو تاکہ زیادہ
سے زیادہ حضرات شریک ہو سکیں،

مرکزی اسمبلی میں ریلوے بجٹ پر بحث کے سلسلہ
میں ڈاکٹر بی۔ این۔ بنیرجی نے کہا تھا کہ ہندوستان میں
تیسرے درجہ کے مسافر کبھی خوشی یا تفریح کے لئے سفر
نہیں کرتے۔ بھلا یہ بھی کوئی ماننے کی
بات ہے؟ بہت سے موٹے لوگ خاص طور پر افرائش
صحت کے خیال سے تھرڈ کلاس کا سفر کرتے ہیں اسلئے
کہ جب وہ منزل مقصود پر اترتے ہیں تو دبلے ہو چکے
ہوتے ہیں اور ان کا وزن کم ہوتا ہے! اس طریقہ علاج
کے لئے تھرڈ کلاس کا سفر بہترین چیز ہے، مزید برآں
مذہبی و روحانی اعتبارات سے بھی یہ سفر مفید ثابت ہوتا
ہے اسلئے کہ سخت ترین اذیتیں اور مصیبتیں اٹھانے
کے باعث انسان کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور
انسان "جہنم پروف" بن جاتا ہے!

بیوقوفوں کی جنت

آپ سر ریجنالڈ میکسوئل کی طرح ڈکشنری دیکھیں جنہوں نے پچھلے دنوں بڑی کد و کاوش کے بعد لفظ "ڈیلاک" کے معنی دریافت کئے تھے۔ یہ لفظ بہت ہی عام فہم ہے جس کے معنی یہ ہیں — ناسمجھ، نادان، بھولا، بدھو، بوم، احمق، سادہ لوح وغیرہ، کوئی کہتا ہے کہ بیوقوف کے دماغ میں بھیجے کی بجائے بھس بھرا ہوتا ہے۔ کسی کا خیال ہے کہ اس کے جسم کا چمڑا کچھوے کی طرح اس قدر موٹا ہوتا ہے کہ اس پر بیرونی اثرات سے کوئی فرق نہیں آتا۔

الغرض ایسے لوگ جس ملک میں آباد ہوں، اس ملک کو اگر بیوقوفوں کی جنت نہ کہا جائے تو یقیناً یہ انکی "جنت پسندی" یا "جنت نصیبی" کی توہین ہوگی۔ یہ بہت افسوسناک ہے کہ یاروں نے صرف "شکار پور" کو ہی حماقت کے لئے بدنام کر رکھا ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ سارا ہندوستان ہی ایک وسیع "شکار پور" ہے جہاں سب کے سب حماقت کے شکار ہیں اور جس میں سب کے سب بیوقوف ہی آباد ہیں آپ یقیناً چاہیں گے اس دعوے کا ثبوت پیش کیا جائے۔ بات یہ ہے کہ بیوقوف کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ نہ تو اپنی آنکھوں سے کچھ دیکھے اور نہ اپنی عقل سے کچھ کام لے اور فیصلہ کرے۔ اگر کسی بیوقوف سے کہہ دیا جائے کہ ایک کوا اتنا کان لئے جا رہا ہے تو اپنے کان ٹٹولنے کی بجائے پہلے وہ کوے کی طرف دیکھے گا۔ اسی طرح جو لوگ دوسروں کی دلائی ہوئی امیدوں پر ناچنے لگیں اور حقیقت پر خود غور نہ کریں وہ بھی پرلے سرے کے بیوقوف ہی کہے جائیں گے اور ان کے ملک کو "بیوقوفوں کی جنت" ہی کہا جائے گا۔

اب اسی معیار پر ہندوستان کے حال اور مستقبل کو جانچئے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ بیوقوفوں کو کسی بات کا غم نہیں ہوتا یعنی فکر اور غم کی کمی بھی عقل کی کمی کا ایک دوسرا نام ہے۔ ہندوستانیوں کو دیکھئے کہ وہ ہر حال میں خوش ہیں، کھانے میں بھی خوش ہیں فاقہ کرنے میں بھی خوش ہیں، کپڑا پہننے میں بھی خوش ہیں اور ننگے رہنے میں بھی خوش ہیں۔ گھر میں بجلی کی روشنی ہو جب بھی خوش اور جھونپڑی میں چراغ کا تیل نہ ہونے کے باعث اندھیرا ہو جب بھی خوش خوشحالی میں بھی خوش اور افلاس میں بھی خوش یہاں تک کہ جینے میں بھی خوش اور مرجانے میں بھی خوش جیسا کہ نظیر اکبر آبادی نے کہا ہے ؎

یاں یوں بھی واہ واہ ہے اور یوں بھی واہ واہ

ہمارے حکمرانوں نے ہمارے لئے امیدوں کے بڑے بڑے چمن بنا رکھے ہیں ہم اسی خیالی چمن کی بہاروں کو دیکھتے ہیں اور خوشی میں رقص کرنے لگتے ہیں۔ اسی چمن کا دوسرا نام بیوقوفوں کی جنت ہے۔ حکومت ہند کے ریلوے ممبر سر ایڈوارڈ ڈنبقل کہتے ہیں کہ آج ہمیں مزید ریلوے کرایہ کی صورت میں روپیہ دو، کل ہم تھرڈ کلاس ڈبہ کو تمہارے لئے جنت بنا دیں گے۔ یہ تو لیڈی ڈنبقل ہی کو معلوم ہوگا کہ تھرڈ کلاس مسافروں کی قابل رحم حالت پر سر ایڈوارڈ ڈنبقل نے ماؤں کو آنسو بہا بہا کر کتنے تکئے بھگوئے ہیں مگر اس میں کیا شک ہے کہ جب پانی ہی وہ جھاڑو اور پانی کی بالٹی لے کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور تھرڈ کلاس ڈبوں کو اس قدر دھوئیں اور اس کے بعد ان میں ایسے ایسے مخملی گدے بچھوا دیں گے کہ صرف فرسٹ کلاس ہی نہیں بلکہ کلاہ یو سٹر کے تمام شاہزادیوں شرما جائیں گے، اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنی مصیبتوں کا رونا روئیں کل سب کچھ ہوگا۔ دس کروڑ روپیہ اس لئے جمع کر دیا جائے گا کہ ہماری اولاد کی اور آرام کرے گی!

اس کے بعد تعلیم کے مسئلہ کو لیجئے۔ اس سلسلہ میں بھی نکمے لوگوں کے لئے جو بہت خوش فہم ہیں بیوقوفوں کی ایک جنت تیار ہے۔ سارجنٹ اسکیم کہتی ہے کہ پچاس سال میں پانچ برس کی عمر اور چودہ برس کی عمر کے درمیان کا ہر ہندوستانی ابتدائی تعلیم حاصل کرے گا۔ لیکن ابھی یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس پچاس سالہ مدت کی ابتدا کا پہلا سال کون سا ہوگا؟ ۱۹۴۵ء؟ ۲۰۴۵ء؟ یا ۵۰۴۵ء؟ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایک بڑی قوم یا دو بڑی قوموں کی زندگی میں پچاس برس کی حقیقت ہی کیا ہے؟ اگر پچاس ہزار برس بھی صرف ہو جائیں تو ہمیں اپنی قومی عظمت پر ناز کرنا چاہئے اور میر تقی کا یہ شعر یاد رکھنا چاہئے ؎

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اور صرف حکومت ہی پر کیا موقوف ہے! ہمارے سربرآوردہ صنعتی اور تجارتی لیڈروں نے بھی ایک

(باقی اگلے صفحہ پر)

ایک نکتہ داں

"بیوقوفوں کی جنت ہے تو بڑی مشہور چیز مگر آج تک کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ جنت کہاں ہے۔ بہت غور کرنے کے بعد "نکتہ داں" ایک دلچسپ نتیجہ پر پہنچا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنت کی تلاش میں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم آپ اور سب لوگ ہندوستان کو "جنت نشاں" کہتے چلے آئے ہیں مگر اس دریافت کا سہرا غالباً نکتہ داں ہی کے سر ہے گا کہ بیوقوفوں کی جنت بھی یہی ہے۔ آپ ہی غور فرمائیے کہ جس ملک کے باشندوں کو ایک غیر ملکی حکومت ڈیڑھ سو برس سے چکمے دے رہی ہے اور طرح طرح کے سبز باغ دکھلا رہی ہے وہ بیوقوفوں کی جنت نہیں تو اور کیا ہے؟ لفظ "بیوقوف" کے معنی جاننے کے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ

پتہ: میڈیکل سٹور جمیلان — ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶

مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب رئیس اعظم کا نادر الوجود عطیہ

یہ عجیب و غریب اکسیری دوا جریان کے لئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے۔ ناتوانی، توانائی سے، بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے، عضو میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے۔ اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس العلاج نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔

قیمت ۳۲ قرص کی شیشی تین روپے آٹھ آنے۔ ۶۴ قرص کی شیشی چھ روپے،

منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۳۲ دہلی

نوٹ:۔ عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب یا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے

سلور آئی ڈراپ (رجسٹرڈ)

یہ دوا آنکھوں کے تمام امراض کے لئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ آشوب، جالا، پھولا، پڑوال غرضیکہ پیدائشی اندھے پن کے سوا تمام امراض چشم کو حیرت انگیز طور پر دور کر کے مکمل شفا بخشتی ہے۔ قیمت نارمل پوٹینسی (دھونہ) ایک روپیہ چار آنہ، نارمل پوٹینسی چھوٹی شیشی دو روپے چار آنے۔ بڑی شیشی چار روپے، سپیشل پوٹینسی مکمل کورس دس روپے

سول ایجنٹس:۔ ڈی مدن لال اینڈ کمپنی دی۔ ڈی، امرتسر

ایجنٹس:۔ دہلی:۔ میسرز جمناداس اینڈ کمپنی چاندنی چوک — ایجنٹس:۔ بھوانی ضلع حصار:۔ ڈاکٹر رام کرشن تبرہ اینڈ سنز

سہارنپور (یو۔پی)، ڈاکٹر یو۔ این بنرجی اینڈ سنز کیمسٹس سول لائنز — انبالہ سٹی:۔ میسرز بابو رام اینڈ سنز کیمسٹس

پیلی بھیت (یو۔پی)، ڈاکٹر نرو تم سنگھ — پٹیالہ (سٹیٹ)، ڈاکٹر لال چند سرہندی بازار

ہم "آسام" سے بول رہے ہیں، سن لو، سن لو

"تپدق" اور پرانے بخار کے مریض اگر کھو کر سن لو، آج نہیں تو کل، اب نہیں تو پھر آپکو آسام بنگال کی مشہور و معروف دوا "جبری" کا استعمال کرنا ہی پڑیگا۔ کیونکہ اس خوفناک مرض سے مریض کی جان بچانے کیلئے "جبری" سے بڑھکر کوئی بھی علاج آجتک کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دوا نہیں ہے بلکہ اس مرتے کے مریض کی جان بچانے کے لئے ایک ایشور پرستی دھنوانتری طاقت ہے جو اول روز سے ہی اس مرض کے خوفناک جراثیم کو ہلاک کرنا شروع کر دیتی ہے سب طرف سے ناامید مریض ایکبار ضرور آزمائش کریں قیمت "جبری" سپیشل جس میں ساتھ ساتھ طاقت کو بڑھانے کے لئے سونا، موتی، ابرک وغیرہ کے قیمتی کشتہ جات بھی پڑتے ہیں۔ پورا چالیس روز کا مکمل کورس پچھتر روپیہ نمونہ دس روز کیلئے بیس روپیہ۔ یہی جبری نمبر ۲ بغیر کشتہ والی قیمت مکمل چالیس روز کا کورس پینتیس روپیہ، نمونہ دس روز کیلئے پچیس روپیہ۔ خصوصاً لوگ مقامی حالت میں علیحدہ ہیں۔ آرڈر دیکر مریض کی جان بچائیں۔

پتہ: [illegible] صاحب کے سیل شرما اینڈ سنز رئیس اینڈ چیمسٹ (دوا)، شیلانگ (آسام)، یا پنجاب اوفس:۔ جگادھری

تمام ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں

بلڈویٹا

کمزور اور ناتواں مریضوں کے لئے بہترین ٹانک اور خون پیدا کرنے والی دوا ہے۔

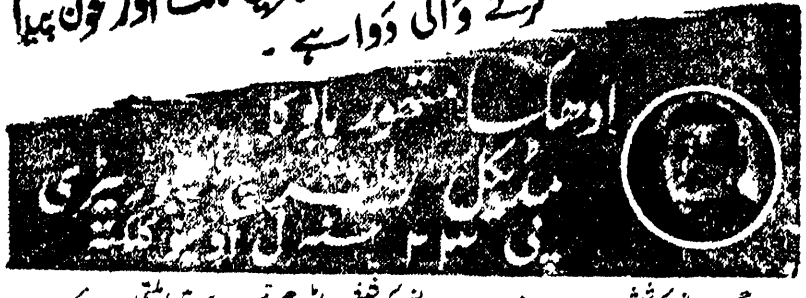

ہر جگہ ۸۔ اونس کی شیشی سوا دو روپیہ میں اور ۱۶۔ اونس کی شیشی ساڑھے تین روپیہ میں ملتی ہے

سول ایجنٹس برائے یو۔پی، دہلی اور پنجاب:۔ میسرز نرائن داس بھگوانداس چاندنی چوک دہلی

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عام

بادشاہی پاؤڈر

صابون اور استعمال کیجئے

دہلی ایجنٹس:۔ اروڑا سرائے کاٹھ صدر بازار دہلی

ہوئے انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دیا

وہ خرگوشوں، کتوں، بلیوں کو دوبارہ
نے کے تو بہت سے واقعات رونما ہو چکے
ب معلوم ہوا ہے کہ خاص خاص حالات میں
نسانوں کو بھی زندہ کرنا شروع کر دیا گیا ہے
ڈاکٹر خوینکو نے ماسکو میں جب نیویارک ٹائمز کے
نمائندہ کو بتایا کہ وہ چند منٹ کے لئے ایک ایسے
ان کو بھی زندہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس
خودکشی کر لی تھی۔

اختلاج قلب کے دوروں کے دوران جن لوگوں کی
واقع ہوتی ہیں ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ انہیں دوبارہ
کیا جا سکتا ہے غرضکہ مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ
کی جدوجہد نہایت وسیع پیمانہ پر جاری ہے۔

عجیب و غریب وصیتیں

بعض عجیب و غریب دل و دماغ کے انسانوں کی
کی کیفیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انہوں

دلچسپ معلومات

وصیتیں لکھنے کے لئے عجیب و غریب چیزیں استعمال کی گئیں واقعی عجیب ہیں۔

ایک شخص نے کالج کے کالر پر اپنی وصیت لکھی اور
شخص نے کالر کے مرنے کے بعد یہ کالج کا کالر عدالت
میں پیش کیا گیا تو عدالت نے اس وصیت کو جائز تسلیم
کرتے ہوئے اسی کالج کے کالر کی رو سے اپنے تمام
احکامات نافذ کر دیئے۔

ایک ملاح نے اپنی وصیت سگریٹوں کی ڈبیہ پر چپکی
ہوئی چھوٹی سی تصویر پر لکھی جسے بالکل صحیح اور
جائز تسلیم کر لیا گیا

ایک ریل کا مسافر جو ریل کے ٹکرانے کی وجہ سے
ایک حادثہ میں مر گیا تھا اس نے مرنے سے پہلے ریل کے
ٹکٹ پر اپنی وصیت لکھ دی تھی۔ اسی طرح ایک فوجی سپاہی
کی وصیت رسالت کی یکٹکہ پر لکھی ہوئی ملی۔

وصیت لکھنے والوں کی ان جدت پسندیوں سے
بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا میں کیسے کیسے
عجیب و غریب دل و دماغ کے انسان ہوئے ہیں۔

بوڑھے جوان سے زیادہ دلیر

بعض جسرانہ میں امریکہ کے بوڑھوں کی ہمت و
جرات کے نہایت ہی دلچسپ فسانے شائع ہوئے ہیں۔
مثلاً کورڈیل رجارجیا میں ایک ڈاکو نے جب ایک
مکان پر حملہ کیا تو ایک بوڑھی عورت نے مردانہ وار
ڈاکو کے ہاتھ سے پستول چھین کر اس زور سے ڈاکو
کے سر پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔

جوکیو اوکلس میں ایک شخص کو بڑھاپے میں
لکھنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ یہ بوڑھا ۷۸ سال کی
عمر میں ایک ہائی اسکول میں داخل ہو گیا۔ اسی طرح
ڈوبزیں ۷۸ سال کا ایک بوڑھا پچیس فٹ کی بلندی
سے زمین پر کود پڑا اور کپڑے جھاڑ کر کھڑا ہو گیا۔

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ نوجوانوں سے کہیں
زیادہ بوڑھوں میں ہمت مردانہ موجود ہے۔

دنیا کے بڑے آدمی گنجے ہوتے ہیں

یہ عجیب بات ہے کہ دنیا کے جتنے بھی
بڑے آدمی ہوتے ہیں ان میں سے بیشتر یا تو
بالکل گنجے تھے یا ان کے سروں پر بال اس
قدر کم تھے کہ ان کو بھی تقریباً گنجا ہی کہا جا سکتا ہے
فرانس کا مشہور بادشاہ چارلس گنجا تھا
جناب پوپ بالکل گنجے ہیں

پچھلے صفحہ سے

اسکیم بنائی ہے کہ جس کی سرحد کہیں پر بیوقوفوں
کی جنت سے جا ملتی ہے۔ یہ وہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ
ہندوستانیوں کی جو موجودہ اوسط آمدنی پانچ روپیہ
ماہانہ ہے اسے پندرہ سال کی مدت میں اس طرح بڑھایا
جائے کہ گیارہ روپیہ ماہانہ ہو جائے!! اب آپ غور
فرمائیے کہ اس سے زیادہ کیا چاہئے؟ گیارہ روپیہ ماہانہ
اور وہ بھی بیوقوفوں کی جنت میں!!!

ناظرین تیج ویکلی اس کو ضرور پڑھیں
یہ اشتہار نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے آپ یقین کریں۔

طلا مستانہ

کے استعمال سے عضو مخصوص کی سستی، نامردی، کمزوری، ڈھیلاپن
چھوٹا پن، نیز ہاپ، تیلا پن، جھاؤ، رکاوٹ، پھول جانا، دیگر جملہ قسم
کی خرابیاں ایک ہفتہ کے اندر دور ہو کر رگ و پٹھوں میں بجلی کی سی طاقت
بھر جاتی ہے ایک دفعہ استعمال کر کے آزمائش کیجئے۔ مایوس سے مایوس
ناامید مریض اس کے استعمال سے اچھے ہو کر مالکان کارخانہ کو دعائیں
دیتے ہیں۔ ہر ایک اشخاص کے سرٹیفکیٹ کارخانہ کے پاس موجود ہیں
جو اپنے آپ کو زندہ درگور لکھا کرتے تھے اور اب بالکل تندرست و توانا
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عام لوگ بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹروں
اور حکیموں نے بھی بار بار اس کی آزمائش کی ہے اور وہ

طلا مستانہ

کو بار بار منگاتے ہیں اور اپنے مریضوں سے ایک بھاری رقم وصول
کرتے ہیں اس کا استعمال ہر موسم میں یکساں مفید ہوتا ہے بالکل بے ضرر
ہے اور آبلہ نہیں پڑتا اس لئے اگر آپ بھی کسی قسم کی کمزوری محسوس کرتے
ہیں تو آج ہی ایک شیشی کارخانہ سے منگوا کر استعمال کریں اور ہماری صداقت
کی داد دیں۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ
جب اس کو یکبار استعمال کریں گے تو یقیناً سب سے بہتر پائیں گے۔
یقین جانیں کہ بالکل درست اظہار حقیقت ہے باوجود ان تمام خوبیوں
کے قیمت بالکل کم ہے دراصل کوئی منافع نہیں ہے بلکہ کارخانہ خلق خدا
کی بہتری کے لئے اس کو معمولی منافع پر دے رہا ہے کیونکہ اس میں
بہت سے قیمتی اجزا ڈالے گئے ہیں۔ قیمت فی شیشی تین روپے علاوہ
ڈاک خرچ معاف

ملنے کا پتہ:- روپ بلاس کمپنی
نمبر ۵۱۵ رضن گنج شہر کانپور (یوپی)
ایجنٹ:- گرگ اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی
آر۔ بی گرگ جوہری بازار آگرہ

ایسی خطرناک ہے جیسے کہ
یہ ....

کھانسی

سروین

یہ دوا کھانسی اور زکام
کے لئے اکسیر ہے

بھرت ملاپ
ایکسیلسیر میں روزانہ ۳½، ۷ اور ۱۰ بجے رات

فیشن
ویسٹ اینڈ ٹاکیز میں
روزانہ ۳½، ۷ اور ۱۰ بجے رات

موسیقی اور تفریح سے بھرپور اعلیٰ دھارمک فلم

بھگت راج

اداکاران:- پاگنیس ——— واسنتی ——— مبارک ——— دیکشت
روزانہ:- ۳½ بجے دن ——— ۶½ بجے شام ——— ۹½ بجے رات

موتی میں ۲۴ واں شاندار ہفتہ

اتوار کو صبح ۱۱ بجے ایک زائد کھیل

"تصویر"

موتی لال
درگا کھوٹے

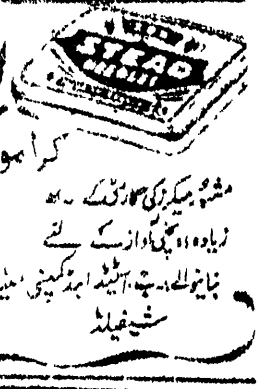

اسنڈ
کرامفون کی
سوئی
مشہور میکرزی کمپنی کے
زیادہ اچھی آواز کے لئے
بنانے والے:- اسٹینڈ اینڈ کمپنی لمیٹڈ
شیفیلڈ

کھنہ ٹاکیز میں ۴ واں ہفتہ
رکھیت ہے کا عظیم شان تاریخی شاہکار

تان سین

اکادمی یسکل، شب، ساک، بجرہ
روزانہ شو:- ۴ بجے، ۷ بجے، ۱۰ بجے رات

۴۸ واں ہفتہ

قسمت

اس میں کیا کیا ہے یہ نہ پوچھئے بلکہ پردہ پر اپنی آنکھوں
سے ملاحظہ کیجئے۔ اس کی خوبیاں جب ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔
روزانہ شو:- ۶½ بجے
جوبلی ٹاکیز میں اور ۹½ بجے شب کو
جمعہ، ہفتہ، اتوار کو ایک شو ۳½ بجے دن
اتوار کو ۱۱½ صبح ایک زائد کھیل
ادھیکار

روحانی علاج

از جناب کوثر چاندپوری

ایک طرف نئی نئی بیماریاں عالم وجود میں آرہی ہیں اور دوسری طرف انسان ان کے مقابلے کی تیاریوں میں مصروف ہے، ہر سال نئی نئی دوائیں اور متعدد قسم کے علاج ایجاد ہو جاتے ہیں۔ یونانی، ویدک، ڈاکٹری، علاج بالمثل، علاج بالماء، علاج بالشمس، علاج بالالوان اور نہ معلوم کیا کیا طریقہ ہائے علاج رائج ہو چکے ہیں حتیٰ کہ گانے اور ہنسنے سے بھی بیماریوں کو دور کیا جاتا ہے اور رونا تو پرانے زمانے سے درد و عشق کا بہترین مداوا ہے۔ سہاگنا، دوڑنا، سونا، جاگنا ان کے متعلق بھی یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی نہ کوئی بیماری ان سے دور ہو جاتی ہے۔ مگر یہ سارے طریقے اہل دنیا نے دریافت کئے ہیں جن میں نیک اور گنہگار سب قسم کے لوگ شامل ہیں اور دنیا میں اس گنگا جمنی مخلوق کے علاوہ کچھ اور نفوس قدسیہ بھی موجود ہیں جنہیں حمایت معصیت سے مغفور ہوتی ہے یعنی پیر جی، میاں جی، ملا جی، حافظ جی، صوفی جی اور حاجی جی وغیرہ۔ ان کے روحانی کمالات سے دنیا واقف ہے یہ حضرات خود بھی خاکساری کے باوجود نظام کائنات کو اپنے احکام کا تابع خیال کرتے ہیں اس لئے ناممکن تھا کہ دنیا روحانی کے مقابلہ میں خالص مادیت کو غیر مقبول بنانے کے لئے کوئی بنا شاہکار منظر عام پر نہ لاتے۔ ظاہر ہے کہ توپ، ہوائی جہاز، مشین گن یا ریڈیو کی قسم کا کوئی آلہ جو ہو دو لعب کے ذیل میں آتا ہو یہ تیار نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا انھوں نے از راہ بیمار نوازی علاج کی ہزار ہا اقسام میں ایک قسم کا اضافہ کر دینا بھی آسان اور مناسب سمجھا چنانچہ روحانی علاج کے نام سے ایک طریقہ علاج پیش کر دیا جس کا مفہوم سلطنت برطانیہ سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ یعنی دعا، تعویذ، صدقہ، وظیفہ، عمل، نقشہ، چلہ، وجہ، مراقبہ اور اسی طرح کے بہت سے طریقے جن سے ہاتھ پیروں اور بدن کے کسی حصہ کو تو کیا کہ عقل کو بھی دخل نہ ہو اس کے اندر داخل ہیں۔ شہروں سے لے کر چھوٹے دیہات تک میں روحانی علاج کے ماہرین موجود ہیں اور سچ پوچھئے تو انہی کے سہارے دنیا قائم ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو ۴۱ء میں ہندوستان کی مردم شماری نصف رہ جاتی۔ مریض کیسے ہی نازک حالت پر ہو اور بیماری کتنی ہی سخت ہو، اپنے روحانی کرشموں کا مظاہرہ کرنے سے نہیں چوکتے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک عقلمند ہندوستانی سے لے کر بے وقوف ہندوستانی تک روحانی معجزوں پر اعتقاد رکھتا ہے اور سخت سے سخت خطرے کے وقت بھی اسے ان معجزات پر اتنا وثوق ہوتا ہے جتنا مہذب دنیا کے کسی باشندے کو بہت بڑے ڈاکٹر کی دوا پر ہو سکتا ہے۔ چیچک اور طاعون سے لیکر موتی جھرا اور گردن توڑ بخار تک ہر عقیدہ کا رخ نظر آتا ہے۔ ہندوستان کے اسی فیصدی ارباب عقل "موتی جھرے" میں دوا دینا قانون قدرت کی صریح خلاف ورزی خیال کرتے ہیں اور چیچک کا علاج کرنا نہ صرف گناہ بلکہ موت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چیچک کے "ٹیکے" کی جگہ لوگ پڑھے ہوئے چاولوں اور تعویذوں پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ ایک عقلمند باپ کے صرف ایک ہی اولاد تھی اور ماں باپ کی نااہلیتوں کے پیش نظر اب کوئی امید بھی باقی نہ رہی تھی۔ چیچک کا زور تھا، سب لوگ اپنے اپنے بچوں کو ٹیکے لگوا رہے تھے مگر انھیں کوئی پروا نہ تھی۔ اپنی بچی کو گود میں لئے آزادی سے قصبے میں گھومتے پھرتے تھے۔ اتفاق سے بچی کو بخار آگیا اور وہ اسے معالج کے پاس لے گئے جو بچوں کے بخاروں کو صرف "چیچک" کے نقطہ نظر سے دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے بچی کو دیکھتے ہی سوال کیا "ٹیکہ لگوا دیا آپ نے بچی کے؟"

"نہیں ٹیکہ تو نہیں لگوایا مگر اسکے چیچک نہیں نکل سکتی"

"کیوں نہیں نکل سکتی۔ کوئی دوا کھلا دی ہے آپ نے؟"

"دوا تو نہیں کھلائی"

"پھر کیوں نہیں نکل سکتی؟"

"میں نے مولوی صاحب کے پڑھے ہوئے چاول کھلا دیئے ہیں اور دیکھئے انکا تعویذ بھی بندھا ہوا ہے اس کے بازو پر"

اگر یورپ کے کسی شہر یا گاؤں میں ان کے منہ سے یہ بات نکل جاتی تو یقیناً انکے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا جو جرمن کی چھتری والی فوج کے ساتھ کیا جا رہا ہے مگر وہ بدقسمتی سے ہندوستان میں تھے جہاں اس قسم کے قتل عمد کو جرم ہی نہیں سمجھا جاتا

بہتر اکتوبر کے مہینے میں جب ہندوستان میں ملیریا عذاب الٰہی بن کر نازل ہوا کرتا ہے میں ایک موضع میں جانے کا اتفاق ہوا اور قیام کا موقع ملا۔ ایک شیخ جی کے ہاں جو روحانی علاج کے زبردست علمبردار تھے جب ہم پہنچے ہیں شیخ جی اپنے مطب میں رونق افروز تھے۔ تین چار مریض بھی بیٹھے تھے جن کی پیشانی کے وسط میں ایک تہ کیا کاغذ جسے خط بھی کہا جا سکتا ہے بہت موٹی تسلی میں بندھا ہوا لٹک رہا تھا۔ ہم نے پوچھا "یہ کیا تماشا ہے؟"

شیخ جی نے فرمایا "تعویذ سے بخار کا۔ آج انکی باری کا دن ہے کوئین سے بخار نہیں رک سکتا!" ہم نے کہا۔

"گرم دوا میں ہم لوگوں کے موافق نہیں ہیں، کان بہرے ہو جاتے ہیں" شیخ جی نے فرمایا۔

اسی دوران میں ایک دبلا پتلا بیمار آگیا جس کا پیٹ بڑھا ہوا تھا اور بظاہر ملیریا کا بیمار معلوم ہو رہا تھا۔ شیخ جی نے مریض کو دیکھتے ہی اپنی جیب سے چاقو نکال کر کھولا اور اسے سب پر لٹا کر چاقو کی نوک کو اس طرح حرکت دی جیسے انھوں نے تلی کاٹ دی ہو۔ ابھی اس عمل سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک بھینس رسوں میں بندھی ہوئی حاضر کی گئی۔ شیخ جی نے پوچھا کیا ہوا؟ بھینس کے تیمارداروں نے کہا "آنکھ میں پھولا پڑ گیا ہے اس کے"

"کتنے دن ہو گئے؟"

"کئی ہفتے ہوئے۔ آنکھ بھی جب ہی سے اس کی آنکھ خراب ہو گئی ہے"

شیخ جی دیر تک کچھ پڑھتے رہے پھر انھوں نے ایک گھونٹ پانی پیا اور اٹھ کر کل کے طریقہ پر بھینس کی آنکھ میں چھوڑ دیا۔

شیخ جی جلد ہی اتنے مشہور ہو گئے کہ دور دور سے گھوڑے، بیل، خچر، گدھے، طوطے، مرغے اور ان علاج کے لئے انکے ہاں آنے لگے اور ہر قسم کے ناطق و غیر ناطق حیوانوں کا ہجوم رہنے لگا۔ مجبور ہو کر انھوں نے اپنے دروازے کے سامنے لکڑی کا ایک ستون گاڑ دیا جو مریض آتا شیخ جی خفا ہو کر اس سے کہہ دیتے "لپٹ جا ستون سے" یہ نصف لپٹ جا ستون سے دیکھنا کیا ہے؟"

ایک دن شیخ جی سبز رنگ کی چادر اوڑھے اپنے روحانی تخت پر جلوہ افروز تھے کہ چند آدمی بڑی احتیاط سے ایک نوجوان کو پکڑے ہوئے لائے۔ نوجوان بالکل آپے سے باہر تھا۔ شیخ جی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ تخت پر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر چلانا شروع کیا "چھوڑ دو، ارے ستون سے لپٹ جانے دو، بالکل چھوڑ دو۔ الگ ہو جاؤ۔ بیمار کے ہمراہی ابھی کچھ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ شیخ جی کے چیخنے چلانے پر انھوں نے چھوڑ دیا۔ نوجوان جو حقیقت میں پاگل کتے کا کاٹا ہوا تھا ستون سے لپٹنے کی جگہ تخت پر چڑھ کر شیخ جی سے ہی لپٹ گیا۔ وہ سہم کر پھر چلائے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

غزل

(از جناب لالہ حکم چند صاحب سہگل منظر بلند شہری)

جب تک حریم ناز میں جلوہ گری رہی
دنیا تجلیات میں ڈوبی ہوئی رہی

شام فراق عشق کی محفل سجی رہی
داغ الم سے دل میں مرے روشنی رہی

اچھی رہی کہ اپنی طبیعت ہری رہی
جس حال میں بھی ہم رہے یاد آپکی رہی

یہ بھی مقام عشق تھا چھپتا رہا میں اور
وہ چشم التفات مجھے ڈھونڈتی رہی

گھبرا کے حسن نے بھی الٹ دی نقاب تنگ
ایک آہ ناتواں تو بڑے کام کی رہی

رکھ دوں گا حسن و عشق کے سب رنگ کھولکر
کچھ دن جو اور یونہی مجھے بیخودی رہی

مقبول عام ہو کے رہے گا یہ میکدہ
ساقی اگر یہی تری دریادلی رہی

دھوکہ نہ دیسکی مجھے دنیائے رنگ و بو
ہر شے مری نگاہ میں جو تھی وہی رہی

حل ہو سکا کسی سے نہ عقدہ حیات کا
ہستی ہمیشہ راز تھی اور راز ہی رہی

اک میں کہ راہ حق میں بڑھاتا رہا قدم
اک عشرت جہاں کہ مجھے روکتی رہی

سو سو خیال آتے تھے دل میں دم نماز
کس کشمکش میں آہ مری بندگی رہی

غافل نہ تھا میں جلوۂ جاناں سے بزم میں
یہ اور بات تھی کہ مجھے بیخودی رہی

دونوں جہاں میں اپنا جہاں بھی گزر ہوا
یہ واقعہ ہے ہر کو تلاش آپکی رہی

کس درجہ بیکسی تھی کہ میں دیکھتا رہا
اور برق آشیاں پہ مرے کوندتی رہی

اس بدنصیب کی کوئی قسمت کو کیا کہے
بزم طرب میں بھی جسے آشفتگی رہی

ساقی یہ تیری تنگ دلی کا ثبوت ہے
پینے کے بعد بھی جو مجھے تشنگی رہی

منظر وہ کیا کشش تھی جو کل بزم غیر میں
رہ رہ کے تم کو اپنی طرف کھینچتی رہی

پچھلے صفحہ سے

لپٹ جا کھیسے سے۔ لیکن اسے کیا خبر تھی کھب کسے کہتے ہیں اور ستون کب ہوتا ہے۔ شیخ جی سے لپٹا رہا اور انکی وشنما چادر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ شیخ جی تخت پر کھڑے ہو گئے۔ اور بڑے زور زور سے چلائے "ہٹ دور ہٹ، دیکھ وہ ہے کھب لپٹ جا لپٹ جا" مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے شیخ جی کے تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اگر عین وقت پر اس کے ساتھی شیخ جی کی امداد نہ کرتے تو یقیناً ان کا وہی حشر ہوتا جو نوجوان کا ہو چکا تھا۔ تاہم کئی دن تک شیخ جی پر ایک وحشت سی طاری رہی۔

آسیب اور جن اتارنے میں بھی شیخ جی ماہر تھے۔ بدقسمتی سے ہندوستان میں اکثر دماغی اور عصبی بیماریاں جن سے آدمی کی عقل میں فتور آ جاتا ہے آسیب اور جنات کا اثر خیال کی جاتی ہیں، چنانچہ کسی گاؤں میں ایک پہلوان رہا کرتا تھا اسے آسیب کا تسلط ہو گیا۔ دفعتاً اسکی آنکھیں سرخ ہو گئیں، چہرہ لال ہو گیا۔ اس نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ بیوی بچوں کو مارنا شروع کر دیا۔ گاؤں والوں کو خبر ہوئی تو سب نے کہا کہ رات کو پہلوان نے برگد والے قبرستان میں پیشاب کر دیا تھا کوئی غضب ناک روح سے بھٹ گئی ہے۔ یا برگد کے درخت پر بھوت رہتا ہے اور اس کے سر پر سوار ہو گیا۔ یہ معلوم ہوتے ہی پہلوان کا ایک عزیز گاڑی لے کر شیخ جی کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا۔ "شیخ جی میرے چچا پر آسیب کا اثر ہو گیا ہے۔ آپ چل کر اتار دیجئے"

شیخ جی نے کچھ ضروری سوالات کرنے کے بعد کہا "کچھ سامان کی ضرورت بھی ہو گی یہیں سے ساتھ لیتے چلو شاید وہاں نہ ملے"

اس نے پوچھا "کیا سامان درکار ہو گا؟"

شیخ جی نے ڈیڑھ دو من کے عدد چاول، شکر، زعفران، بادام، پستہ، کشمش اور اسی قسم کی چند مقویات کے علاوہ دو تین گز کپڑا اور کھانے کی چند چیزیں لکھوا دیں اور پورے انتظام کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

شام کے قریب ایک گاؤں میں پہنچے۔ پہلوان ایک کوٹھری میں بند تھا۔ شیخ نے باہر ہی سے پوچھا "تم کون ہو؟"

اس نے بھاری آواز میں جواب دیا "شاہ جن کا بیٹا ہوں"

"کیوں آئے ہو تم یہاں۔ اس نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟"

"شیخ جی تمہیں ان باتوں سے کیا اپنا کام کرو ورنہ مشکل میں پھنس جاؤ گے۔ جان سے مار ڈالوں گا میں نہیں"

"میں کہتا ہوں پہلوان کو چھوڑ دو مگر رات کو دس بجے تک تم یہاں سے نہ چلے گئے تو جلا کر بھسم کر دوں گا رات کو میرا تمہارا مقابلہ ہو گا، بھاگنا ہے تو بھاگ جاؤ ورنہ میں نے ایسا فنتاسیہ تیار کیا ہے کہ آگ برکھتے ہی تمہارے تن بدن سے شعلے نکلنے لگیں گے" دیر تک اسی قسم کے سوال جواب ہوتے رہے۔ شاہ جن کا بیٹا کہتا تھا کہ پہلوان کا پہلوان کی جان سے نکل جانا اور شیخ جی کو غصہ تھی کہ میں پہلوان کو بچا لوں گا اور جس کام کا معاوضہ لیا ہے اس کے لئے بڑے سے بڑا خطرہ بھی برداشت کروں گا۔

سورج غروب ہونے کے بعد شیخ جی نے پہلوان کے ہاں کہلا بھیجا کہ اس وقت کھانے میں دودھ اور خشکہ ہونا چاہیے ہمارے لئے دودھ بادام کا ہو۔ کھانا بہت صاف برتنوں میں پکایا جائے۔

کھانے سے فارغ ہو کر شیخ جی نقش سلیمانی اور مجربات یعنی قلندر وغیرہ قسم کی چند کتابیں اور کچھ نقش لے کر پہلوان کے پاس پہنچے اور باہر ہی سے کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ شاہ جن کا بیٹا پہلے تو خوب ہنسا پھر شیخ جی نے فنتاسیہ آگ پر رکھا تو بڑے زور سے چلایا "اے جل گیا۔ خدا کے لئے بجھے جانے دو"

شیخ جی یہ آواز سنتے ہی شیر ہو گئے پھر اپنے چاروں طرف حصار کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔ پہلوان دروازہ کھلتے ہی بھوکے شیر کی طرح شیخ جی پر جھپٹا اور حصار کو توڑ کر ان سے دست و گریبان ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ شیخ جی مریضوں اور آسیب زدوں کی پر تکلف دعوتیں کھاتے کھاتے کافی طاقتور ہو گئے تھے مگر پہلوان پھر پہلوان ہوتا ہے، اس کے داؤں پیچ کا شیخ جی کے پاس کوئی توڑ نہ تھا۔ پہلوان نے انھیں زمین سے دو تین ہاتھ اوپر اٹھا کر پلنگ پر دے پٹکا اور انکے سینہ پر سوار ہو گیا جہاں تک اسکی طاقت نے ساتھ دیا اس نے شیخ جی کو زدوکوب کیا۔ آخر اس پر دونوں کا سمجھوتہ ہو گیا کہ شیخ جی جلانے کا ارادہ ترک کر دیں اور دوسرا فنتاسیہ آگ پر نہ رکھیں اور ہم پہلوان کو چھوڑ دیتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ پہلوان سے ایک پائی معاوضہ کے نام پر نہ لیں گے۔ شیخ جی گھر تک پیدل نہ جا سکیں گے۔ شیخ جی نے صلح کی شرائط بڑی خوشی سے قبول کر لیں اور پہلوان چادر اوڑھ کر پلنگ پر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لاحول پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ بڑے ادب سے شیخ جی کو سلام کیا پھر گھر میں جا کر اہل دیہہ کی خیریت پوچھی ان آثار سے صاف ظاہر تھا کہ یوسف بھاگ گیا۔

شیخ جی نے کہا میں نے آج تک اتنا زبردست جن نہیں دیکھا۔ اپنی عمر میں ہزاروں جنوں سے واسطہ پڑا مگر ایسا طاقتور جن دیکھنے میں نہیں آیا۔ خدا بھلا کرے شاہ جن کا بیٹا جو میں نے بھی ایسی ایسی ضربیں لگائی ہیں کہ یاد ہی کریں کسی سے پالا پڑا تھا" معاوضہ قبول کرنے میں شیخ جی کو اپنی جان کا خطرہ تھا اس لئے صبح سویرے ہی دکھتی ہڈیوں اور چھلنے ہوئے زخموں سے کراہتے ہوئے وہ گھر چلے گئے انکے جانے پر معلوم ہوا کہ پہلوان کو انہوں نے ایک خاص بخش کا بیلہ لینا تھا۔ مگر شیخ جی نے اس واقعہ کو اپنے مجربات کی کتاب میں بڑی آب و تاب سے لکھا۔ شاہ جن کے بیٹے کی قوت اسکے ساتھ اپنی لڑائی کا پورا ماجرا بڑے مبالغے سے قلمبند فرمایا۔

Times have changed !

TIME-KEEPERS in Shakespeare's Day & present day

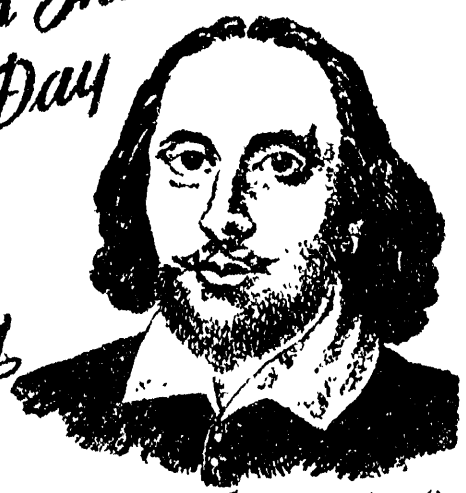

زمانہ بدل گیا ہے!
شیکسپیر کے زمانہ اور آج کے زمانہ کی گھڑیاں

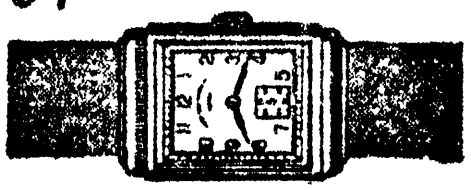

ایکسٹرا "ایف"
۱۸ کیرٹ سالڈ گولڈ بھاری کیس ..... -/۲۸۰ روپیہ
ریگولر بک پائنٹ سٹائل کا ڈائل ..... یہی قیمت

ایکسٹرا "ایچ"
۱۸ کیرٹ سالڈ گولڈ بھاری کیس .... -/۳۴۵ روپیہ
ویسٹ اینڈ واچ کمپنی، بمبئی اور کلکتہ

شیکسپیر کے گھڑی کا ابتدائی دور دیکھا تھا۔ اس وقت چابی نہیں ہوتی تھی اور گھڑی کی رفتار پن اور رپٹ کیساتھ وابستہ تھی۔ گیئر کی تراش اور ٹھکذرایہ بھدے طریقہ پر کی گئی تھی۔ بیلنس اسپرنگ دفنر کیلئے برش استعمال کیا جاتا تھا۔ آج گھڑیاں پوری مہارت، مطالعہ اور چار سو سال کے تجربہ کی بنیاد پر بنائی جاتی ہیں۔ ویسٹ اینڈ کی گھڑیوں میں ماضی اور حال کی ترقیوں کا بہترین جوہر ملا دیا گیا ہے طلب کرنے پر فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے

چونکہ درآمد میں باقاعدگی نہیں ہے اس لئے ممکن ہے ہر اس قسم کی گھڑی سپلائی نہ کیجا سکے جس کا اشتہار دیا جاتا ہے لیکن اس کی پوری کوشش کیجائے گی کہ جہاں تک ہمارا اسٹاک اجازت دیگا ہم آرڈروں کی تعمیل کریں گے۔

West End Watch Co

Bombay — Calcutta

کیا آپ نے آسام بنگال کا جادو دیکھا ہے؟

اگر بنیر تو ہمارا یہ کوسجا جادو [illegible] کی دعوت دیتے ہیں [illegible] ایک شخص مشہور دمدمہ اور عجیب و غریب "جادو طلاء" کی منگا کر آزمائش کر لیں جو [illegible] کو مرد کی محبت پر اثر پا دیے والا سچا جادو ہے [illegible] کی صرف دو بوند ہی عصب کر دیتی ہیں پورے حالات تحریر کرنا تہذیب کے خلاف ہے عورت کو تسخیر بنانے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا جادو نہیں ہے صرف ایک بار کی آزمائش عورت مرد دونوں کو حیرت میں ڈال دے گی۔ اگر تحریر کے مطابق نہ ہو تو قیمت واپس ملے گی۔ اس کے ایک بار استعمال کر لینے پر سب طلاء کو بھول جاؤ گے۔ ثبوت کی تشفی ایک تولہ پانچ روپے، نمونہ کی شیشی دو روپے، محصول ڈاک ہر حالت میں ۱۳ علیحدہ لگتے ہیں۔ [illegible] اخبار کا حوالہ ضرور دیں

اس طلاء کے ہمراہ "ادت ولاس پلر" امسک کے لئے سونے پر سہاگہ کا کام دیتی ہے یہ دو قسم کی بنتی ہیں نمبر اول امیر دوستوں کے لئے [illegible] کشتہ مونگا وغیرہ شامل ہے۔ بیس گولی [illegible] روپے نمبر دوم پانچ گولی اڑھائی روپے نمبر دوم امیر کشتہ والی ۲۰ گولی۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے، طلاء کے ہمراہ ان کا استعمال بس غضب ہی ہے۔

ملنے کا پتہ:- انڈین سٹورز (۶) شیلانگ و آسام، یا پنجاب آفس:- جگادھری

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پرورانتک چورن ..... دو روپیہ
(۲) پرورانتک اولیہ ..... ساڑھے تین روپیہ / ساڑھے پانچ روپیہ

ان دونوں کے [illegible] سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں، ماہواری کی خرابی وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے [illegible]

سری داس اینڈ کمپنی متھرا

سوئیوں والی!

از محترمہ
خالدہ وسیم خانم

اس نے آہستہ سے کہا "سوئیوں والی" اور سوئیوں والی ہی کا تصور کئے ہوئے ٹکٹ گھر کی کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا اور جب ٹکٹ بابو نے اسکے ہاتھ سے دس روپے کا نوٹ تھامتے ہوئے پوچھا کہاں کا ٹکٹ چاہیئے تو وہ عالم بیخودی میں بول اٹھا۔ "سوئیوں والی"

ٹکٹ بابو نے دلہاؤں کی طرف دیکھا اور دوسرے ہی لمحہ نوٹ کھڑکی پر پٹختے ہوئے چیخ کر کہا۔

"سوئیوں والی کوئی اسٹیشن نہیں ہے"

اور جواب میں سدھیر نے جلدی سے کہا۔ "ہاں، جی نہیں، لاہور کا ٹکٹ دیجئے"

لیکن اسکی یہ مطلب نہیں کہ اس کے بعد سدھیر کا ذہن سوئیوں والی کی یاد سے بالکل خالی ہو گیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دوسرے ہی لمحہ پلیٹ فارم کی طرف جاتے ہوئے وہ پھر اسی کے خیال میں غرق تھا۔ چند روز کے بعد لاہور سے واپسی پر ایک فرحت افزا صبح کو جب وہ "منٹ مونٹ" کے اسٹیشن پر اترا تو سب سے پہلے اسے سوئیوں والی ہی کا خیال آیا۔ اس سانولی سی رسیلی نوجوان لڑکی کا جو دور اسٹیشن کے راستہ پر نیم کے پیڑ کے نیچے میلے کچیلے کپڑوں میں گٹھری کی طرح سمٹی سمٹائی بیٹھی سوئیاں بیچ رہی تھی اور ہر اس نوجوان "بیوپاری" کی امید آرزو کی آماجگاہ تھی جو سوئیوں کی خریداری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے چیختے، ایک دل کھینچتا ہوں ہے کوئی لینے والا" کی صدا لگایا کرتے تھے۔

سدھیر جلدی سے پلیٹ فارم کی سیڑھیوں سے اتر کر سوئیوں والی کے قریب جا بیٹھا۔

"کیا بیچ رہی ہو؟"

"سوئیاں ہیں دیکھتے نہیں ہو کیا؟"

"ہیں، ہاں کیسے دیتی ہو یہ سوئیاں؟"

"دو پیسے کی ایک"

"کیا۔ دو پیسے کی ایک سوئی، پہلے تو دو پیسہ میں ایک پڑیا بکتی تھی"

"ہمکل لڑائی ہے بابو جی، ہر چیز مہنگی ہو رہی ہے"

"اچھا سوئیاں بھی لڑائی پر جا رہی ہیں"

"مجھے معلوم نہیں تم کو لینا ہیں تو لو، نہیں تو نہ لو ایک سوئی دو پیسہ ہی میں ملے گی"

سدھیر نے حیرت آمیز تبسم کے ساتھ سوئیوں والی کی طرف دیکھا، اور ایک روپیہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے شکایت آمیز لہجہ میں کہا۔

"دوکاندار کو اتنا غصہ نہیں کرنا چاہیئے"

"غصہ نہیں بابو جی یہ تو "

"اچھا ایک پڑیا میں کتنی سوئیاں ہوتی ہیں؟"

"بارہ"

"بارہ!" "چھوٹے ہوتے لیکن کچھ کم دام لو، مجھے ایک سالم پڑیا ہی چاہیئے"

"کم دام کیسے لیں بابو" ایک پڑیا پر صرف ایک آنہ بچتا ہے" اور دن بھر میں صرف پانچ سات پڑیاں بکتی ہیں"

"گزارہ بھی نہیں ہوتا" "کچھ بھی نہیں ہوتا"

"گزارہ انہیں سوئیوں پر ہے"

"اور کس پر ہوگا؟"

"کیوں ابھی تمہارا بیاہ نہیں ہوا؟"

بیاہ کا نام سنتے ہی فوراً سوئیوں والی کا شاداب چہرہ گلابی ہو گیا۔ اس نے تبسم زیر لب کے ساتھ نفی میں سر ہلانے کے بجائے پہلے تو کچھ نہ کہہ سکی، تھوڑی دیر کے بعد اس کے ہر لمحہ رنگ بدلتے ہوئے چہرے پر رگ (دبی) اور رسیلی آواز میں پوچھا

"تو اور کیا کرتیں"

"مجبوری بابو جی ہم لوگوں میں بیاہ ہو جانے کے بعد اپنے اپنے خاوند کے ساتھ مجبوری کرتی ہیں"

"ہوں، تمہارا نام کیا ہے؟"

"نیلا"

"نیلا، اور بھی کوئی ہے تمہارا؟"

"ایک بھیا ہیں، اور بھی بہت سے آدمی ہیں ہماری قوم کے، ادھر بھٹے کے پاس رہتے ہیں ہم سب"

سدھیر خاموش ہو گیا، اور تھوڑی دیر تک سوئیوں کی ایک پڑیا زمین سے اٹھا کر سوچنے کے بعد سر اٹھا کر نیلا کی طرف دیکھنے لگا، ایسی نظروں سے جنمیں حسرت و ارمان کے سوا اور کوئی

عجب آمیز آواز میں بولی۔

"بیاہ ہو جاتا تو میں یہاں بیٹھی سوئیاں بیچتی؟"

سوئیوں والی کی بات سنکر سدھیر نے اپنی نگاہیں

ارمانِ ہولی

{از جناب مائل نقوی معتمد انجمن ترقی اردو بھوپال}

کچھ ایسی ٹوٹ کے آئی بہار ہولی میں
کہ بن گیا ہے جہاں لالہ زار ہولی میں

ملے گلال سے ہر رخسار ہولی میں
گلوں سے کھیل رہی ہے بہار ہولی میں

چھپائے سے نہ چھپا حسن یار ہولی میں
ہزار رنگ سے ہے آشکار ہولی میں

کہاں گلال بھری گال اور کہاں یہ شفق
زمین سے ہے فلک تک نثار ہولی میں

چمن میں کیوں نہ ہو نغمے عنادل کے
کہ اس طرح کے ہیں نغمے ہزار ہولی میں

یہ زعفران کا رنگ اور یہ عبیر کی بو
بسی ہوئی ہے ہر اک رہگزار ہولی میں

وہ محتسب ہو کہ صوفی ہو یا ہو زاہد خشک
کسی کا آج نہیں اختیار ہولی میں

یہ جوش لالہ و گل یہ فضا یہ مست ہوا
بہک چلا دل بے اختیار ہولی میں

تری نگاہ کے قربان ساقی مخمور!
بدل دے گردش لیل و نہار ہولی میں

غضب ہے جوشش عیش و نشاط کا عالم
حسین آج گلے کا ہیں ہار ہولی میں

دل و جگر کی تمنا ہے وہ جو آجائیں
گل و گہر کریں ان پر نثار ہولی میں

نگاہ لطف کہ محرم التفات ہوں میں
نکال ڈالئے دل سے غبار ہولی میں

عجب نہیں جو ملے حسن عشق سے مائل
گلے ملی ہے خزاں سے بہار ہولی میں

افسانہ

"نہیں دے جا سکتا" پھر درد انگیز لہجہ میں بولا۔

"ایک بات پوچھوں نیلا"

"پوچھو"

"ناراض تو نہیں ہو گی؟"

"نہیں بابو جی"

"میں میرا بیاہ ابھی نہیں ہوا"

"نہیں میرا کوئی نہیں ایک زمیندار کے پاس منشی ہوں بس کھاتا کماتا ہوں مجھ سے بیاہ کر لو، مزدوری دو دو کر کچھ نہیں کھائیں گی"

نیلا کچھ بار گی کھلکھلا کر ہنس پڑی، جیسے باغ میں بہت سی چڑیاں ایک دم چہک پڑیں اور سدھیر کی سنجیدہ آنکھوں میں دلفریب آنکھیں ڈال کر کہنے لگی:

"کیا کہہ رہے ہو بابو جی؟"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں، گھر کے معمولی کام کاج کے سوا تمہیں اور کوئی کام نہیں کرنا پڑے گا، اچھا کھاؤ گی اچھا پہنو گی، میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا"

"بابو جی یہ کیسی ہو سکتا ہے میرے رشتہ دار مر جائیں گے لیکن یہ بات نہیں ہونے دیں گے اور پھر آپ لوگ ٹھہرے بھی بڑے آدمی، پڑھے لکھے اور ہم ہوئے گنوار مجبور، ہم لوگوں کا آپ کے گھروں میں کبھی گذر نہیں ہو سکتا"

سدھیر کو ایسا معلوم ہوا کہ بہت سی سوئیاں ایک ساتھ اسکے دل میں پیوست ہو گئی ہوں اور وہ سوئیوں کی پڑیا کو روپے پر پھینک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر بادل ناخواستہ قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد سدھیر منٹ مونٹ سے دور ایک اور چھوٹے سے گاؤں پرتاب نگر میں بسلسلہ ملازمت پڑے رہنے کی وجہ سے ایک سال تک نیلا کو نہ دیکھ سکا لیکن اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس دوران میں اسکے دل و دماغ اس الھڑ لڑکی کے ہمزہ ہوشربا کی حرکاریوں سے آزاد ہو گئے تھے، کیونکہ اتنی مدت گزرنے پر صحت یاب ہونے کے بعد جب اس نے دوبارہ ملازمت کے سلسلہ میں منٹ مونٹ کی زمین پر قدم رکھا تو دور سے سوئیوں والی کو دیکھتے ہی وہ غیر اختیاری طور پر اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور جب وہ اسکے قریب پہنچا تو اسے محسوس ہوا کہ سوئیوں کی طرح بے شمار تیز کانٹے اس کی رگ رگ میں پیوست ہو کر رہ گئے ہیں، وہ سلسلہ کے پھول جیسے تمتماتے چہرہ کی طرف پاگلوں کی طرح [illegible] لینے کے لئے بڑھا [illegible] کی صورت میں آلام روزگار کے [illegible] وہ دو ماہ کے ایک ننھے سے کو بھی دو [illegible] سدھیر نے اس منظر کی تاب لا سکتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے [illegible] ہرا و پر موسم خزاں کے گرد و غبار اور نیم کے سیکھے ہوئے پتوں کی طرف بیٹھا اور نیلا نے سدھ کی طرف

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

صفحہ ۸ سے آگے

[illegible] نہیں بھا [illegible] دن بھر کھاتی ہے"

وہ [illegible] کر کھڑی ہو گئی جو [illegible] کمرے میں [illegible] دیوار کے ساتھ سر جھکائے کھڑی تھی۔

ماں جی [illegible] کا دل [illegible] لگا۔ ابھی کہیں کی کہ یہاں [illegible] کچھ [illegible] ہے کیا۔ پاس آ کر بولی [illegible] کھانا کھا لیا کیا؟

[illegible] سے بولی:

ماں [illegible] کے کھانے بنا کیسے کھا لیتی [illegible]

پتا جی نے بھی [illegible] نہیں کھایا۔

[illegible] ماں کی سی محبت پیار و کہاں [illegible] رسولی میں [illegible]

ماں نے [illegible] انکھیاں چاٹ رہی تھی۔

جھوٹی۔ [illegible] کیا، تو بھی اسی باپ کی بیٹی ہے جس کی [illegible] ہے۔ ماں [illegible]

وہ گلا بول اٹھی۔ [illegible] کی ماں [illegible] نہیں ہیں وہ کھانا پروسنے کے لئے [illegible]

ہاتھ روک کر بولی، ماں جی تم [illegible] سے آتی ہو۔

وہ گلا [illegible] کراتی ہوئی [illegible] میں آئی، شنکر لال کپڑے [illegible] کر آ گئے تھے [illegible] کے ہاتھ ریڈیو کا [illegible] گھما رہے تھے۔ سٹر سٹر

گانے کی آواز آنے لگی:-

ہم تو ری بابل محلوں کی چڑیاں
بھور بھئے اڑ جائیں گے،

[illegible] ہی [illegible]

[illegible] نے [illegible] کھڑی

تھی اس کی آنکھوں میں [illegible]

عہد گزشتہ!

[illegible]

جان من [illegible]

وہ [illegible]

اور وہ [illegible] میرے دل پر [illegible]

ہیں [illegible]

وہ تمہاری [illegible] گردن [illegible] میری مضطرب [illegible] کے [illegible] اور وہ [illegible] کی دھڑکن، [illegible]

{صفحہ (۱۷) کا بقایا}

دیکھا جیسے ایک طویل اور جان لیوا انتظار کے بعد وہ صمیم قلب سے اس کا جبر مغفور کر رہی ہو اور پھر بے اختیار مجروح لہجہ میں بول اٹھی

"آپ آ گئے بابو"

[illegible] کتنی جھوٹی ہو تم کہتی تھیں

[illegible] کے جوڑ کہاں اپنے اپنے خاوند کے [illegible] ہیں"

[illegible] کی بات سنتے ہی [illegible] کھلا ہوا [illegible] اور [illegible] گیا۔ وہ قریب ہی بکھرے ہوئے [illegible] پر قدم [illegible] کر [illegible] آواز میں کہنے لگی:

[illegible] ہو ہی کیسے

جو اپنے خاوند کے [illegible] فرد دری کرتی

یا نہیں ہوا [illegible] کیا ہے؟

سدھیر نے پہلے سے زیادہ حیران ہو کر بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جلدی سے پوچھا۔ نیلا نے ایک مجرم کی طرح اس کی طرف رحم طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا:

"یہ میرے کرموں کا پھل ہے بابو"

"اس کرموں کا پھل [illegible] اور تمہیں کیا بتاؤں

آخر کچھ تو کہو"

"کیا کہوں ایک پاپی اپنے دکھ بھرے باپ کی کہانی کیسے سنائے [illegible] کوئی اور بات کرو بابو"

سدھیر کو [illegible] طاقت نے [illegible] بٹھا دیا اور وہ اپنی آنکھوں میں اپنی پریشان نگاہیں ڈال کر [illegible] لہجہ میں بولا۔

بتاؤ [illegible] کیا بات ہوئی؟ یقین کرو میں تمہاری آنسوؤں بھری کہانی سننے کے لئے نہیں پوچھ رہا ہوں"

نیلا نے ایک سرد آہ بھری اور گلوگیر آواز میں بولی کوئی لمبی چوڑی کہانی نہیں بابو بس ایک چھوٹی سی بات ہے۔ ایک [illegible] بھاگن کے بھاگ پھوٹ جانے کی تم بھی سن لو اگر سننا چاہتے ہو"

[illegible] تک بچہ نیلا کی گود میں کروٹ لیکر رونے لگا [illegible] نے جھٹ اسے سنبھالا اور اسے چوم کر کہنے لگی،

تمہیں معلوم نہیں بابو، جب ہم پہلے پہل ملے تھے، [illegible] میرے پتا سیاہ تھے اور ماتا جی زندہ تھیں

مگر تھوڑے ہی دنوں بعد وہ چل بسیں اور سارے گھر کا خرچ میرے سر پر آ پڑا۔ کیونکہ وہ جیتے جی تھوڑی بہت مجوری بھی کر لایا کرتی تھیں، اس لئے میں یہاں پہلے سے زیادہ دیر تک بیٹھنے لگی،

ایک دن [illegible] دن بھر میری ایک سوئی بھی نہ بکی اور پھر جوں جوں شام کا سمے نزدیک آتے گئے توں توں میری فکر بڑھنے لگی لیکن فکر کرنے سے کیا ہوتا۔ شام ہو گئی اور مجھے ایک پیسہ بھی نہ ملا۔ آخر میں لاچار ہو کر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی،

[illegible] کے چراغ جل چکے تھے میں سوئیوں کی جھولی بغل میں دبائے ہوئے آہستہ آہستہ اس سوچ میں چلی جا رہی تھی کہ آج رات پتا جی کو بھوکے ہی سونا پڑے گا اچانک ایک [illegible] گلی میں مجھے [illegible] سے کسی نے پکارا اور میں رک کر پیچھے کی طرف دیکھنے لگی۔

ایک چھوٹے سے مکان کے دروازے میں ایک جوان آدمی کھڑا تھا میرے مڑ کر دیکھتے ہی اس نے مجھے ہاتھ سے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور میں بھاگوں جلی کچھ سوچے سمجھے بنا اسکے پاس جا کھڑی ہوئی

"اس نے پوچھا سوئیاں بیچتی ہو؟"

میں نے سر ہلاتے ہوئے کہا "ہاں"

اس نے پھر پوچھا:-

"سوئیاں ہیں"

میں نے جواب دیا "ہاں ہیں"

اور وہ دروازے سے ہٹتے ہوئے بولا:-

اچھا اندر آ کر میری عورت کو سوئیاں دکھاؤ

اور میں سوئیوں کے بکنے کے خیال سے خوش ہو کر مکان میں داخل ہو گئی، میرے مکان میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کر لیا جب میں دروازہ بند ہونے کی آواز سنکر پلٹی تو اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ [illegible] جلدی سے میرے ہاتھ پر پانچ روپے کا نوٹ رکھ دیا۔ اور [illegible] بس بابو جی اس سے زیادہ تمہیں اور کیا بتاؤں۔ [illegible] اس سے بھیت بھری شام کے [illegible] بیتنے سے میرے پتا جی اور میری قوم والوں کو میرے اس پاپ کا پتہ لگ گیا۔ پتا جی تو شرم کے مارے کسی طرف کو منہ کر گئے اور قوم والوں نے مجھے برادری سے نکال دیا۔

[illegible] بعد یہ بچہ پیدا ہوا۔ آجکل انہی سوئیوں پر گزارہ کرنا چاہتی ہوں لیکن اس بچے کی وجہ سے مر بھی نہیں سکتی،

سدھیر نیلا کی داستان الم سنکر پہلے تو تھوڑی دیر سکتے کے عالم میں بیٹھا رہا اسے اور بچے کو درد بھری نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر یک لخت امید افزا لہجہ میں بول اٹھا۔

"میرے ساتھ چلو گی؟"

نیلا نے سدھیر کا سوال سنتے ہی اسکی طرف سخت نظروں سے دیکھا مگر جب سدھیر کے چہرے پر فریب اور مذاق کی کوئی علامت نظر نہ آئی تو کوئی جواب دیئے بغیر سر جھکا کر سوئیوں کی طرف دیکھنے لگی

یہ دیکھ کر سدھیر نے ایک لمحہ کے لئے اوپر اٹھ کر دیکھا اور پھر بے تکلفی سے نیلا کی گود سے بچے کو لے کر لرزتی ہوئی آواز میں کہا:-

"چھپا اٹھو، جلدی کرو"

اور اسکے ساتھ ہی زور سے بچے کا بوسہ لیا اور آہستہ سے کہا:-

"سوئیوں والی" اور سوئیوں والی ہی کا تصور کئے ہوئے ٹکٹ گھر کی کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

(تب بیس میں صدی)

صافی کیا ہے

جاڑوں کا خون موسم بہار میں کم اور ہو جاتا ہے اور جمع شدہ مادے ابل پڑتے ہیں اور خون کا بخار، خسرہ، داد، چنبل، پھوڑے، پھنسیاں، خارش، پھیپھڑے اور دوسری بہت سی بیماریاں اس موسم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

صافی

۱۔ زہریلے مادوں کو فنا کر کے خون کو صاف کرتی ہے۔
۲۔ خون کو قوت دیتی ہے۔
۳۔ بہار کے موسم میں پیدا ہونے والے تمام خطرات سے محفوظ رکھتی ہے۔

ہمدرد دواخانہ، دہلی کی سائنٹفک ایجاد ہے۔

قیمت فی شیشی (۱ خوراک) صرف دس آنے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی

کیل کیمیکو کا

ویوینا

[illegible] معیاری مقوی جو بیماری میں اور ولادت [illegible] صحت کے لئے بہترین چیز ہے

[illegible] بوتلوں مثلاً [illegible] گلائیسروفوسفیٹ و کستوری وغیرہ سے تیار کی گئی [illegible] کام کرنیوالوں کے لئے بہت اچھی چیز ہے

کیلکٹ کیمیکل
سرا پنچ ۔ ۲۴ دریا گنج دہلی

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر (۵)

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے، "رنزرساپ" پچاس روپے

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ ۶ اپریل ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۴۴ء

(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۴۴ء

اشارات - دائیں سے بائیں

(۱) علم میں اضافہ کرنے کا ذریعہ (۴) فساد پھیلانے والا

(۸) عربی لفظ جس کی روایت (لفظ آلہ تحریر ہے)

(۹) ایسے لوگوں کو بھیک مانگنے میں شرم نہیں آتی

(۱۰) بعض تھانہ دار کبھی کبھی ——— کھا کر بڑے سے بڑے ملزم کو چھوڑ دیتے ہیں

(۱۱) سکندر کی سوئی ——— بلکہ ملک میں سینکڑوں چکر لگا لیتی ہے

(۱۳) ——— سپاہیوں نے بہادری کا خوب مظاہرہ کیا ہے

(۱۵) ——— کی بدولت معلومات میں بڑا اضافہ ہوتا رہتا ہے

(۱۷) ضد (۱۸) شراب

(۱۹) صلح پسند شہریوں کے آباد ——— تک پر جرمنی لوگ گولے برساتے رہتے ہیں

(۲۳) بے ہوشی کی حالت میں انسان کے جسم سے یہ عارضی طور پر غائب ہو جاتی ہے

(۲۴) ——— کی نگاہ جلد پہچانی جاتی ہے

(۲۷) ایسے ملزم پر زیادہ سختیاں کی جاتی ہیں

(۳۰) یہ اوصاف رہنا بہت اچھا کام ہے

(۳۱) حکام کے پہلوں پر اس کا ہونا بھی ایک وصف ہے

(۳۳) لفظ "اوصیا" کے بے ترتیب حروف

(۳۵) باغ میں اگر یہ نہ ہو تو درختوں میں آسانی سے پانی نہیں دیا جا سکتا

(۳۶) سیر و ——— سے صحت کو فائدہ ہوتا ہے

(۳۷) بے ایمان دوکانداروں کے اس کا کوئی اعتبار نہیں رہتا

اشارات - اوپر سے نیچے!

(۱) بہت زیادہ

(۲) ——— خاندان کا سلسلہ ہندوستان میں کئی سو برس تک حکومت کرتا رہا

(۳) برطانیہ کا یہ بیڑا بہت مضبوط ہے

(۴) نئے بنے ہوئے مکان کی اس کے عیوب کی وجہ سے اگر بار بار مرمت کی جائے تو وہ دل سے اتر جاتا ہے

(۵) ایسا آدمی اعتبار نہیں ہوتا ہے

(۶) ۱۷۷۰

(۷) ہوائی حملوں سے ملک کی ——— ہوئی آبادیاں بھی تباہ ہوتی ہیں

(۱۲) لفظ "مرتبہ" کے تین حروف

(۱۴) اندرونی جراحوں کے ہاتھوں کبھی کبھی زخم ——— جاتے ہیں

(۱۶) شراب کے نشہ میں شرابی کو اس تک کا ہوش نہیں رہتا

(۱۸) مزدور کو اس کے وقت بدتمیز افسروں کی گالیاں تک سننا پڑتی ہیں

(۲۰) گھوڑا

(۲۱) حکم کی جمع

(۲۲) سرکشی

(۲۵) ایک ترکاری جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے

(۲۶) مالگزاری کا روپیہ نگرانی تحصیلدار سرکاری اس میں جمع کیا جاتا ہے

(۲۸) ——— کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو

(۲۹) ——— نہ تھی ہماری قسمت جو وصال یار ہوتا اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

(۳۲) ——— ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے نیر نداز ہو سیدھا تو کر لو ——— کو

(۳۴) فارسی لفظ بمعنی چیز

ان نقشوں پر آپ اپنے حل کی نقلیں رکھ سکتے ہیں یا اگر آپ چاہیں تو ان کی فیس حسب قواعد ۱۰، ۱۲، ۱۴ بھیجکر ان پر اپنے مزید حل بھیج سکتے ہیں۔

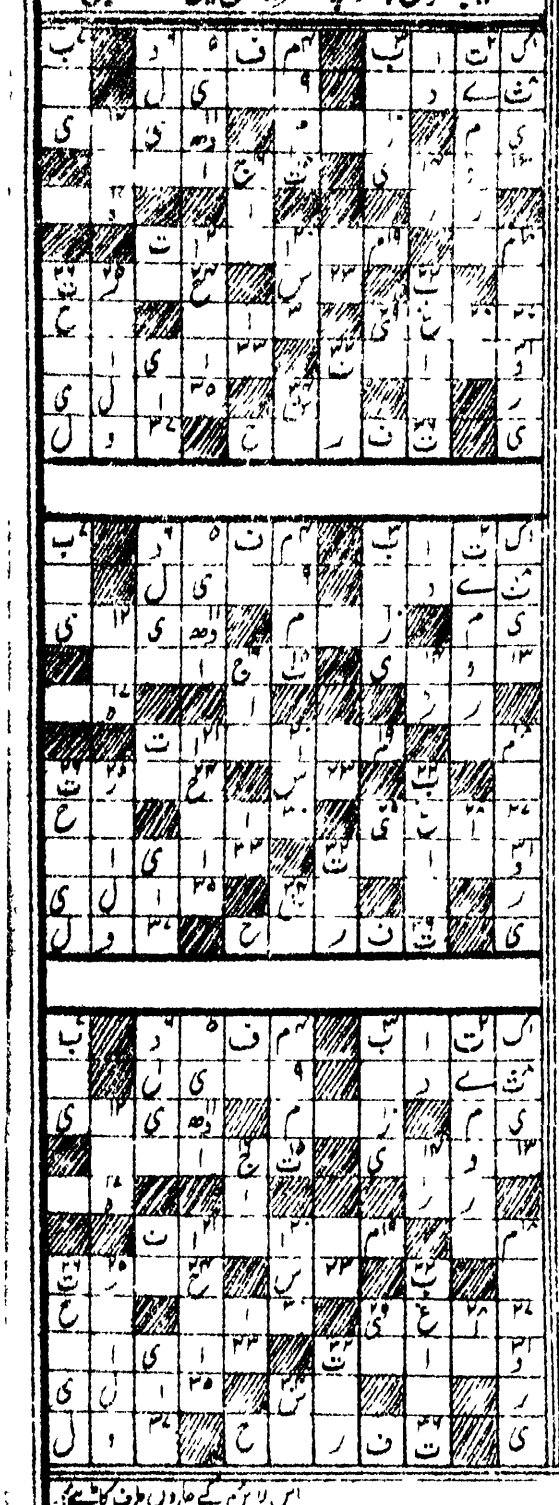

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۵)

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

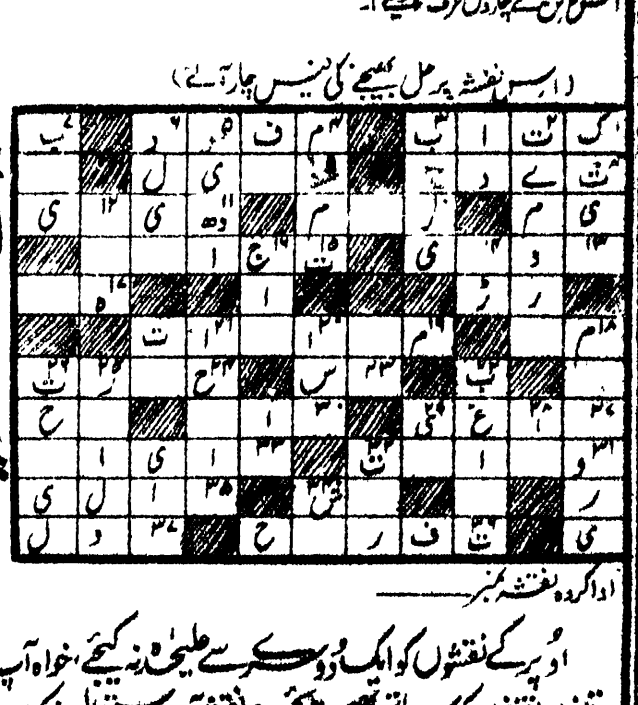

(داخلہ نقشہ نمبر ———)

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

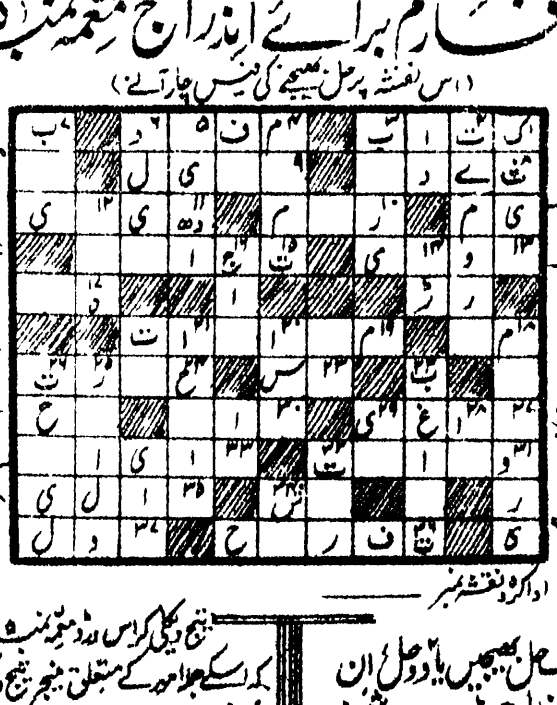

(داخلہ نقشہ نمبر ———)

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ اس نقشہ کو مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

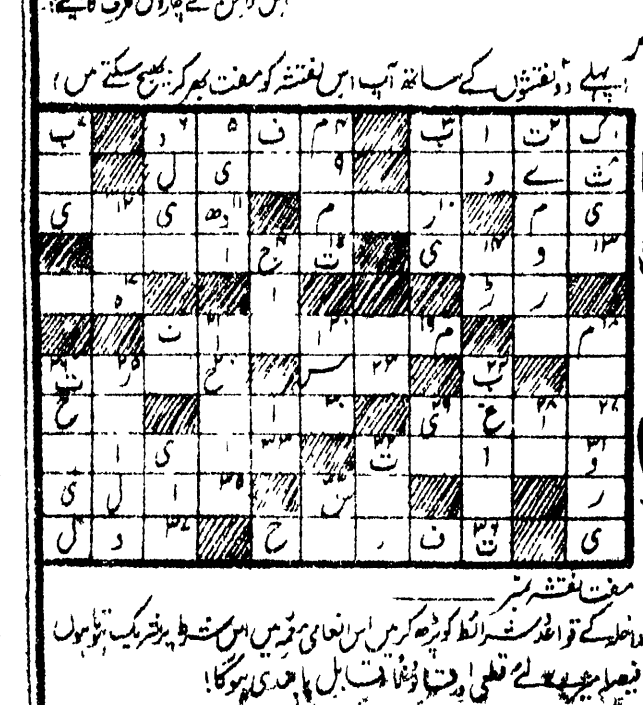

مفت نقشہ نمبر ———

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے، خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیجدیجئے، جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں، جو شخص دو نقشے بھر کر آٹھ آنے فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے۔

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۵ - داخلہ کے قواعد و شرائط کو پڑھ کر میں اس انعامی معمہ میں اس شرط پر شریک ہوتا ہوں کہ اسکے جملہ امور کے متعلق منیجر تیج ویکلی کا فیصلہ میرے لئے قطعی اور قانوناً قابل پابندی ہوگا!

پورا نام (صاف طور پر) ———

پورا پتہ ———

نمبر سیدھی آرڈر ——— نمبر پوسٹل آرڈر ——— تاریخ ———

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

قواعد و شرائط معمہ

معمہ کے حل بھیجنے سے پہلے ذیل قواعد و شرائط کو غور سے پڑھ لیجئے

(۱) اس انعامی مقابلے کی فیس فی معمہ چار آنے ہے لیکن ان لفظوں کے بھیجنے والے جو مفت معمہ کر بھیج سکتے ہیں۔ (۲) اسلام حل الفاظ پر صحیح پہنچنے چاہئیں جو تیج دہلی میں شائع ہوتے ہیں۔ (۳) ہر فارم کے اندر تین لفظ ایک ساتھ شائع ہوتے ہیں ان لفظوں کو کاٹ کر فارم سے علیحدہ نہ کیجئے بلکہ لفظ پر پنسل سے نشان کر کے باقی چھوڑ دیں۔ لفظوں کے سامنے نمبر وار نشان لگا دیجئے (۴) حل صحیح واضح کے فارموں کے ساتھ آنی ضرور ہے۔ منی آرڈر کی رسید یا پوسٹل آرڈر کے فارموں کے ساتھ ضرور رکھ دیجئے۔ پوسٹل آرڈر کو ہرگز کراس نہ کیجئے۔ آپ اگر چاہیں تو ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیج سکتے ہیں لیکن اس سلسلے میں پوسٹل گائڈ کی رو سے ۱۰ فی صدی کٹتی ہے۔ اگر ٹکٹوں کی رقم لفافے کے وزن سے زیادہ ہوگی یا ٹکٹ ایسے بھیجے جائیں گے جن پر کھلائی دیئے ہوں تو لفافہ کو ڈیڑھ گنا ضرور ہوگا کرنسی نوٹوں کے متعلق پوسٹل گائڈ کی رو سے ہی آپ کو یہ کرنا ضروری ہے آپ جو کچھ بھیجیں اس کا اندراج رجسٹری میں کر دیں۔ پوسٹل فیس کے اضافے کا ذمہ قابل مقابلہ میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ (۵) اس انعامی مقابلے کی جتنے نسخے آپ چاہیں مختلف اقسام کے حلوں سے بھر کر بھیج سکتے ہیں جو صاحب کہ زیادہ تعداد میں نسخے بھیجیں وہ دفتر تیج دہلی کی مزید کاپیاں منگوا سکتے ہیں یا اپنے معمائی انکشاف سے نقل کر سکتے ہیں۔ (۶) لفظوں کو روشنائی سے صاف پڑھنے جائے حروف کو مثل سے نہیں لکھنا چاہئے۔ ان کو کاٹنا یا مٹانا منع کیا چاہئے اور کسی لفظ کو خالی چھوڑنا چاہئے۔ جو کہ کسی رو سے کو خیال ہے کہ کچھ پتا مشکوک ہے اس کو خالی چھوڑ دیں۔ غلط حلوں کو قطعاً شامل نہ کریں۔ (۷) انعام پانے والے روشنائی سے صاف اور واضح لکھیں۔ (۸) ایک لفظ میں ایک ہی خاندان کے کئی افراد اپنے مختلف ناموں سے کئی انعام بھر کر بھیج سکتے ہیں۔ لیکن ایک ہی انعام صرف ایک ہی شخص کو دیا جائے گا۔ جس کا نام پہلا حل صحیح ہوگا۔ (۹) انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا پہلا حل صحیح ہوگا۔ باقی انعامات مقررہ ہیں یعنی جو حل صحیح کی کم تعداد سے صحیح ہوں گے اور انعامات کی تقسیم کا [illegible] تیج دہلی کے اختیار میں ہوگا۔ اگر کوئی حل صحیح حل موصول نہیں ہوگا تو پہلا انعام کم سے کم حل والے حل کو دیا جائے گا۔ اگر ایک سے زیادہ حضرات پہلے انعام کے مستحق ہوں گے تو انعام کی رقم برابر تقسیم کر دی جائے گی۔ [illegible] مقابلہ میں ایک شخص کو صرف ایک ہی انعام دیا جائے گا۔ (۱۰) معمہ کا صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام اعلان کر کے تیج دہلی میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ اگر کسی شریک مقابلہ کو جس کا نام فہرست انعامات میں [illegible] سال ہو کہ وہ مستحق انعام ہے تو اسے نتیجہ کی اشاعت کے بعد ہفتہ کے اندر دوبارہ جانچ کی درخواست دوبارہ فیس کے ساتھ بھیجنی چاہئے۔ اگر اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہوگا تو اسے انعامات کی فہرست میں شامل کر دیا جائے گا اور اس کی فیس جانچ بھی واپس کر دی جائے گی ورنہ نہیں۔ اس مدت کے گذر جانے پر درخواست کنندہ کا نام نتیجہ میں شائع کر دیئے جائیں گے اور جو کہ دوبارہ جانچ کی درخواست کے لئے کافی وقت دیا جا چکا ہوگا اس لئے بعد کو کسی صورت میں [illegible] کا دوبارہ [illegible] ساعت نہ ہوگا۔ (۱۱) ہر لفظ کی ایک غلطی شمار کی جائے گی مثلاً اگر ایک لفظ کے غلط حرف سے [illegible] غلط حرف ہوں گے تو غلطیوں کی تعداد دو کی سمجھی جائے گی۔ (۱۲) حل کے فارموں کے [illegible] پہنچنے یا محض [illegible] کے بیچ میں گم ہو جانے [illegible] کے متعلق دفتر تیج دہلی پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور [illegible] اس انعامی مقابلہ میں کسی خط کا جواب دینے یا زبانی گفتگو کرنے کا پابند نہ ہوگا۔ (۱۳) کوئی رقم جو کہ فیس یا انعام کی [illegible] وصول ہوگی واپس نہ کی جائے گی اور نہ [illegible] یا کسی دوسرے حساب میں واپس کی جائے گی۔ (۱۴) اس انعامی مقابلہ سے تعلق رکھنے والے تمام امور کے متعلق تیج دہلی کا فیصلہ قطعی اور ناقابل پابندی ہوگا اور یہ اس انعامی مقابلہ کی کھلی ہوئی ضروری اور پہلی شرط ہے۔ (۱۵) ورانہ تیج دہلی یا تیج پریس کے ملازمین کو اس انعامی مقابلہ میں شریک ہونے کی قطعاً ممانعت ہے۔ (۱۶) معمہ کے حلوں کے لفافہ میں حل کے لفظوں کے سوا کوئی خط یا تحریر نہ رکھئے ورنہ [illegible] پر توجہ نہ ہوگی۔ (۱۷) مقابلہ کے قواعد و شرائط کی نسبت ایک معاہدہ کی ہے جو تیج دہلی اور ہر ایک شریک مقابلہ کے درمیان قابل پابندی سمجھا جائے گا اور منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی قاعدہ یا شرط کی عدم پابندی کے باعث حل کے خلاف اپنی رائے مقابلہ نہ کرے۔

(۱۸) منی آرڈر فارم یا پوسٹل آرڈر یا حل والے لفافہ پر پتہ اس طرح لکھئے۔

منیجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر ۵ تیج دہلی دہلی

نیشنل انڈین

الیون انشورنس [illegible]

ہیڈ آفس:۔ مرکنٹائل بلڈنگس ۵ لال بازار کلکتہ، دہلی آفس:۔ کناٹ سرکس بالمقابل فائر بریگیڈ نئی دہلی

جس طرح کوہ نور ہیرا دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اسی طرح آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کوہ نور سینے کا دھاگہ، پتنگ اور فشنگ مارکہ ڈور بھی اوصاف میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

kohinoor

تفصیلات پتہ ذیل سے معلوم کریں:۔
نہال چند، لالو چند
بریا بلڈنگ پائی وصی بمبئی
صدر بازار دہلی

سلسلۂ کاشتکاری و باغبانی

پان کی کھیتی

(از جناب صوفی لچھمن پرشاد صاحب)

آجکل پان کی کھیتی کرنا ایک خاص جاتی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ذات برتی لوگوں کی ہے۔ یہ لوگ پان کی پیداوار کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتے۔ یہ لوگ اپنے روزگار کو اتنا پوشیدہ رکھتے ہیں کہ اگر آپ سے پوچھو کہ پان کی کھیتی کیسے ہوتی ہے اور اس میں کیا لاگت آتی ہے تو ایک تو پہلے یہ بتائیں گے ہی نہیں اور اگر بتائیں گے تو بالکل جھوٹ جس سے کوئی بھی فائدہ نہیں۔ میں اس مضمون میں پان کی کھیتی کے متعلق ضروری باتیں جو ہیں ان کو مفصل حوالۂ قلم کرتا ہوں

زمین

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ پان کی کھیتی تالاب یا ندی کے کنارے ہی ہوتی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مٹی کھلی ہی ہونی چاہئے جو تالاب اور ندی کے کنارے ہو۔ اس مٹی میں تالاب کی ریت زیادہ مقدار میں ہونی چاہئے اور زمین منتخب کرنے کے بعد اگر وہاں پر کوئی جھاڑی وغیرہ ہو تو ان کو کٹوا دینا چاہئے۔ پھر اس کو ہل سے جوتنا چاہئے اور جہاں کے کوڑے کرکٹ کو صاف کر دینا چاہئے۔ اس لئے کہ وہاں پر کوئی جانور وغیرہ کھیت میں گھس کر پان کے چاروں طرف سے تارے اور اگر تار نہ لگا سکیں تو کانٹوں سے گھیر دینا چاہئے۔ اس کے بعد لوگ عموماً ۹ فٹ لمبا اور ۲۰۰ فٹ چوڑا کھیت بناتے ہیں۔ اس کھیت میں ۸۵ پاری رہتی ہیں (سوا دو فٹ کے فاصلے سے سیدھی اور متوازی قطعے دیئے جاتی ہیں پاری کہلاتی ہیں)

ان پاریوں میں پانی کی بیل جس میں ایک گانٹھ اور ایک پتہ رہتا ہے لگائی جاتی ہیں۔ بیلیں آٹھ انچ کے فاصلے سے لگائی جاتی ہیں۔ اکثر بیلوں کے مرجھانے کے ڈر سے دو دو اور تین تین پودے اکٹھے لگائے جاتے ہیں پہلے زمین ہموار کر دونوں طرف ڈھلوان کر دیتے ہیں تاکہ پانی دونوں طرف سے بہہ کر نکل جائے۔ زمین پر کھاد نہ ہونے پائے۔

کھاد میں لو دینے کے بعد ڈالی جاتی ہے۔ بوئی ہو جانے کے بعد پانی ایک ماہ تک کھاد نہیں دیتے ہیں۔ جب پودے پانی کے ہو جاتے ہیں تو پھر کھاد دینا شروع ہو جاتا ہے کھاد میں کھلی تلی رائی تل تلسی اور تلسی اور اس کے ساتھ جس جس کی کھلی ڈالی جاتی ہے سب کی کھلی کا تیل بھی ڈالتے ہیں اور ساتھ ساتھ کالی مٹی بھی کوئی کوئی کھلی کو پیس کر۔ کوئی کوئی سڑا کر ڈالتے ہیں۔ سایہ وغیرہ کا انتظام بونے سے پہلے کرتے ہیں۔ چھپر وغیرہ بنوانے کی کل لاگت تین سو روپے کے لگ بھگ آتی ہے پان کی اب کے لئے چار سو روپیہ الگ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ دس آدمی آٹھ دن میں اس مالکے کو بو دیتے ہیں۔ پان آٹھ دن کے اندر ہی اگ جاتا ہے۔ پان کی بوائی ہمیشہ پھاگن اور چیت کے مہینے میں ہوتی ہے۔ بونے کا خرچ تقریباً چالیس روپیہ پڑتا ہے۔ بونے سے پہلے زمین کو خوب پانی دیتے ہیں اور پھر پان کی بیلیں لگائی جاتی ہیں۔ بوئی ہو جانے کے بعد پودوں کو سینچنا پڑتا ہے۔ بیل جب تک ہری رہے کھاد چاہئے جب تک برسات شروع نہ ہو جائے برسات میں پانی بالکل نہیں ڈالنا چاہئے۔ جیسے جیسے گرمی بڑھتی ہے پانی کم دینا پڑتا ہے۔ برسات ختم ہو جانے پر ہر روز ایک بار پانی دینا پڑتا ہے۔ گرمی میں ہر تیسرے دن میں ایک بار پانی دینا پڑتا ہے۔ ایک بار بوئی جانے کے بعد پھر تین سال تک بوئی نہیں

(باقی اگلے صفحے پر)

چائے کی کہانی نمبر ۵

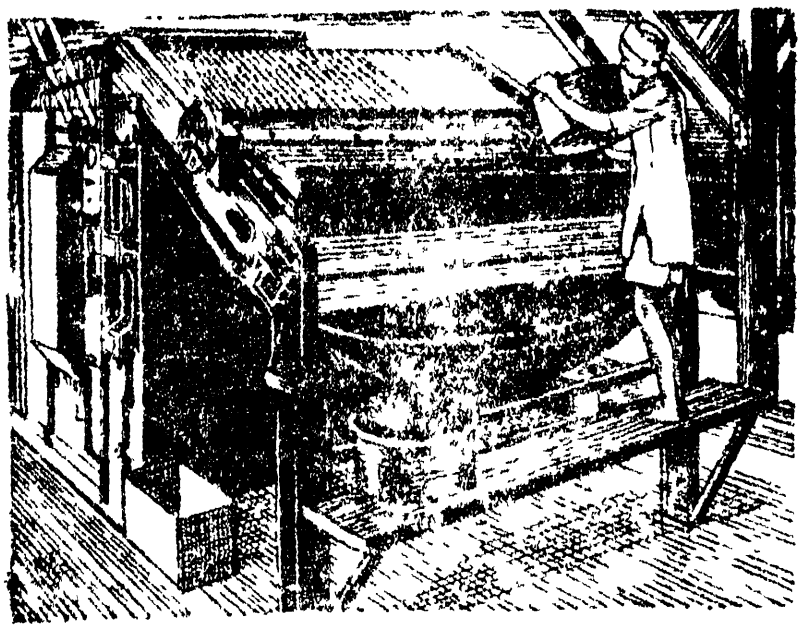

چائے کی پتیوں کو خشک کرنے والی مشین کا اندر

کارخانے کے واقعات

جب رولنگ مشین گرد کو دبا کر پتیوں کی تہ تک پہنچا دیتی ہے تو پھر انہیں ایک مقرر حرارت کے ماتحت پھیلا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کا سڑنا شروع ہو جاتا ہے۔

اس طریقہ پر پتیوں کا رنگ سرخ تانبے کی طرح چمک اٹھتا ہے۔ جب صحیح طریقہ پر سڑنے کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ پتیاں خشک ہونے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں اور خوشبو ان میں بند ہو جاتی ہے اور چائے بنانے کے وقت تک محفوظ رہتی ہیں۔

خشک کرنے والے کمرے میں جہاں سے وہ گذرتی ہیں ان کو دھیمی چلتی ہوئی طشتوں میں پھیلا کر رکھ دیا جاتا ہے پھر ان میں گرم ہوا کا اثر ہوتا ہے۔ اس کی حرارت بتدریج کم کی جاتی ہے اس جگہ پر پتیاں اصل کا لا رنگ پکڑ لیتی ہیں۔

تھوڑے عرصہ میں تازہ خوشبودار چائے پی کی چائے دانی کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

بروک بانڈ

بے نظیر خوشبو

اس دلآویز خوشبو کی آزمائش کیجئے

اولڈ ول بہار (رجسٹرڈ)

آپ کے رومال پر اس کے چند قطرے ۴ گھنٹوں تک تازگی قائم رکھیں گے۔ یہ پھولوں کا بہترین نچوڑ ہے جو بوتلوں میں بھرا جاتا ہے۔ یہ بہت تیز نہیں ہے بلکہ نہایت خوشگوار اور دل پسند ہے۔ آج ہی ایک شیشی خرید لیں۔ پھر یہ ہی آپ کو ہمیشہ مرغوب رہے گا۔ دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر نمونہ کی شیشی طلب کریں۔

اس میں کسی قسم کا تیزاب نہیں ہے یہ پھولوں کا نچوڑ ہے جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں آپ کے استعمال کے لئے بھر دیا گیا ہے۔

اولڈ ول بہار
ایک ہندستان جو تول میں بھر دیا گیا ہے

مختلف سائزوں میں فروخت ہوتا ہے
اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے

ایک بالکل نئی خوشبو کا نمونہ بھی دیکھئے

اولڈ سرنگی نمبر (۷۷۷) (رجسٹرڈ)

نمونہ کے لئے دو آنے کے ٹکٹ ارسال کریں اور پھر ہر اونس کی شیشی خریدیں جو ہر جگہ ملتی ہے آپ سرنگی کے پھولوں کی جادو بھری خوشبو سے بہت خوش ہونگے۔

سول ایجنٹس:- دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی بمبئی ۲

پچھلے صفحے سے

کرنی پڑتی۔ بوئی کرنے کے چار ماہ بعد پان توڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ بوئی ہونے کے چار ماہ بعد کھاد دینا شروع ہوتا ہے اور اسوج کے مہینہ تک ہر پندرہ دن میں کھاد دی جاتی ہے۔

تین سال کے بعد جب بوئی کرنے کا موقعہ آتا ہے تو اس وقت پرانی بیلیں اکھاڑ کر نئی بیلیں لگائی جاتی ہیں۔ کہیں کہیں زمین میں پھر سے پان لگاتے ہیں ہر سال گرمی کے موسم میں سب پان توڑ لئے جاتے ہیں۔ توڑنے کا کوئی وقت مقرر نہیں رہتا۔ جیسے جیسے پان تیار ہوتے جاتے ہیں ویسے ویسے توڑ لئے جاتے ہیں توڑنے کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا ہے ایک بیل میں ایک سال میں چالیس یا پچاس پان توڑتے ہیں۔

پان کئی قسم کے ہوتے ہیں مگر بہری۔ کپور۔ کلکتہ۔ جین۔ رہ۔ بنگلہ زیادہ تر بیچے جاتے ہیں۔ پان کا سبز رنگ دور کرنے کے لئے گھر کے بیچے کے توڑے ہوئے پان کو۔ دو دن میں ڈبو کر ٹوکریوں میں بند کر کے رکھ دیتے ہیں جس سے ہوا نہ لگنے پائے اور پھر پندرہ دن کے بعد کھول کر دیکھتے ہیں۔

پان سے ایک کا سال بھر کا خرچ تقریباً ۱۵۰ روپیہ ہوتا ہے [illegible] ۳۰۰ روپیہ کے قریب ہوتی ہے جس میں پانی اور [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] پان کے باغیچے میں کئی رنگ کیلے اور دیگر سبزیاں ہوتے ہیں لیکن اس سے پان کے پودوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

پھر پانوں سے دو روز [illegible] اور بنسائی ہوتی ہے اور جوڑائی [illegible] کوئی کوئی بانجھ بڑا اور کوئی کوئی چھوٹا بھی ہوتا ہے۔ [illegible] کے ساتھ ایک سرکنڈا کاڑھ [illegible] پان پر بیلیں چڑھی رہیں۔ پان کے کھیتوں کے چاروں طرف پربل کی بیلیں اگی ہوتی ہیں [illegible] موجودگی کے باعث ایک [illegible] ہوا [illegible] ہے [illegible] ہو سکنے کے باعث [illegible] بہت بڑھ جاتی ہے۔

[illegible] کے علاوہ تین سال کے بعد جب پان کی بیلیں پرانی ہو جاتی ہیں تب کھاڑ کر نئی لگائی جاتی ہیں۔ تب پان کی پرانی جڑوں کو وہ لوگ جمع کر کے کھا لیتے ہیں اور پنساریوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں کیونکہ پان کی جڑ بطور دوا یونانی اور یونیک طریقہ علاج میں کام آتی ہے اور طبی کتابوں میں اس کو نہایت مفید بتایا گیا ہے۔ ہندوستان کے ہر پنساری سے پان کی جڑ مل جاتی ہے۔ پان کی ٹوکریوں میں پان کی راہیں لاکر لاہور میں بویا ہے یو۔ پی اور بنگال کھنڈ سے لائی ہوئی یہ راہیں لاہور میں خوب پھیلتی رہی ہیں۔ پنجاب کی سرزمین پان کے لئے بالکل موافق ہے لیکن پنجاب کے کسی بھی علاقہ میں پان کی کاشت کا رواج نہیں ملا تھا۔ پان اب پنجاب میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

اگر پنجاب میں پان کی کاشت کی جائے تو لوگ اس سے بھاری مالی فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ پنجاب کے پہاڑی علاقوں میں چار ہزار فٹ کی بلندی تک کیلے کے درخت بھی عام پائے جاتے ہیں کہ جن کی لکڑیوں کو پانی میں ابال کر اور چھان کر اور پھر اس پانی کو گرم کر کے کتھا حاصل کیا جاتا ہے

یو۔ پی اور بنگال کھنڈ میں پان کے کھیتوں کو وہ "بھینٹ" کے نام سے پکارتے ہیں یعنی "بھینٹ" لفظ سے مراد ان کی زبان میں پان کا کھیت ہے جو کہ اوپر سے سرکنڈوں اور اس کے پتوں سے چھپا ہوتا ہے اور کھیت کے چاروں طرف سرکنڈے اور اس کے پتوں کی دیوار سی بنی ہوتی ہے کہ جس میں سے ہوا اور روشنی کا گذر بخوبی ہوتا رہتا ہے کیونکہ چھت اور چاردیواری نہایت ہلکی اور چھدری ہوتی ہے۔ بیلوں کی نشوونما کے لئے جس طرح پانی لازمی شے ہے اسی طرح اس کو ہوا اور روشنی کی بھی ضرورت رہتی ہے۔

کم سرمایہ کی منفعت بخش صنعتیں

بڑھیا صابون

کاسٹک سوڈا ایک حصہ۔ پانی ۶ حصہ۔ تیل مہوہ ۵ حصہ۔ تیل ناریل ½ حصہ۔ بیروزہ سخت ½ حصہ

ترکیب:- پہلے کسی کڑاہی میں سوڈا کاسٹک اور پانی حل کریں۔ اس کے بعد تیل مہوہ اور ناریل اس میں ملا دیں اور گرم کریں۔ اس کے بعد بیروزہ ملا دیں آہستہ آہستہ لئی سی بن جائے گی۔ بعد میں لوہے کی یا لکڑی کی پٹی میں ڈال دیں۔ ۲۴ گھنٹے کے بعد اس کو کاٹ کر تاسے سے کاٹ لیں اور بعد میں پیکنگ کر کے فروخت کرنا شروع کر دیں۔

بال صفا پاؤڈر

بیرم سلفائیڈ ایک حصہ۔ [illegible] دو حصہ

ان دونوں اجزا کو ملا کر اچھے خوبصورت پیکٹوں میں بند کر کے فروخت کریں۔

ریگمال بنانے کا طریقہ

آجکل یہ سامان بہت زیادہ تعداد میں لگ رہا ہے [illegible] سے فرنیچر صاف کیا جاتا ہے۔ کتابیں رگڑی جاتی ہیں اور اس قسم کے میکانکی کام اس سے لئے جاتے ہیں۔ ہر وقت [illegible] وغیرہ کو ریگمال کی ضرورت رہتی۔

جن کاغذوں پر ریگمال تیار کرنا ہو اس کو چھوٹا لینا چاہئے۔ جتنے سائز کے کاغذ پر ریگمال بنانے کا ارادہ ہو اس سے بڑے دو برتن جو کہ چکور ہوں لے لینے چاہئیں۔ ایک برتن میں سریش پانی میں گھول کر ابال دینا چاہئے اور دوسرے میں شیشے کے باریک باریک ٹکڑوں کو پیس کر ڈال دینا چاہئے۔ اب پہلے تو اس کاغذ کو سریش کے برتن میں بھگو لینا چاہئے اور بعد میں شیشے کے چورے والے برتن میں لگانا چاہئے جس سے شیشے کا چورا سریش کے ساتھ لگ جائے گا۔ اب باہر نکال کر احتیاط سے سکھا لینا چاہئے۔ سوکھنے پر ریگمال تیار ہے۔

نہ دکھائی دینے والی سیاہی

طوتیا اور نوشادر برابر وزن لے کر پانی میں حل کر لو اور اس سے تیار شدہ سیاہی سے کاغذ پر لکھو تو حروف بالکل نظر نہ آئیں گے لیکن اگر اس کو گرم کیا جائے تو پھر صاف نظر آنے لگتے ہیں۔

مچھر مار تیل

یوکلپٹس آئل دو اونس۔ الکوحل ۴ حصے۔ تینوں کو ملا کر رکھ لیں اور روزانہ صبح و شام مل لیا کریں نہاتے وقت صابن سے صاف کر دیا کریں اور مکان میں چھڑکیں۔

ڈلیبرڈ پارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

سنہری موقعہ

ماہواری پچیس تیس روپیہ وظیفہ کے ساتھ مستری کا کام سیکھو، ہمیشہ کے لئے کما، گیرین جاؤ۔

مختلف ہنر

طرح طرح کے کام ہم سکھاتے ہیں۔ بجلی کا، نلکا کا مشین کا اور فراوانی، سرکاری نوکری بھی مل سکتی ہے

ضروریات

پڑھے لکھے اور تندرست ہونے چاہئیں۔ عمر ۳۰ سال سے زیادہ نہ ہو۔

ہمارا پتہ

ہم سے ملو یا عرضی داخل کرو

پبلسٹی آفیسر ٹیکنیکل ٹریننگ سکیم

سبزی منڈی دہلی

(Kulicity)

این۔ ڈبلیو۔ آر

سبورڈی نیٹ سروس کمیشن لاہور

دہلی ڈویژن میں کورسپونڈنس کلرکوں کی چار عارضی آسامیوں کے لئے امیدواروں کی درخواستیں درکار ہیں۔ ان میں سے ۲ آسامیاں مسلمانوں کے لئے، ایک سکھوں، ہندوستانی عیسائیوں یا پارسیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ درخواستیں چھپے ہوئے فارم پر جو ایک روپیہ میں این۔ ڈبلیو۔ ریلوے کے بڑے بڑے اسٹیشنوں سے مل سکتا ہے آنی چاہئیں تنخواہ ۷۰-۲-۵۰-۲½-۳۰ اور رہنمائی الاؤنس، کم از کم اوصاف، کسی منظور شدہ یونیورسٹی کا میٹرک پاس (سیکنڈ ڈویژن اگر نتیجہ ڈویژنوں میں سنایا گیا ہو) جونیئر کیمبرج یا اس کے مساوی کوئی دوسرا درجہ۔ ان امیدواروں پر بھی غور کیا جائے گا۔ جو یہ ثابت کر دیں گے کہ وہ صرف چند نمبروں سے ہی سیکنڈ ڈویژن میں آنے سے رہ گئے۔ عمر ۱۸ سے ۲۵ سال، گریجویٹوں کے لئے ۳۰ سال تک۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے کا چھوٹا سٹاف بھی درخواست دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ جنرل منیجر کی پیش کردہ شرائط کو پورا کر دیں اور اپنے محکمہ کے ذریعہ درخواست دیں۔ اسناد کے ساتھ درخواستیں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء ہے۔ پوری تفصیلات ٹکٹ والا لفافہ چیرمین کے نام ارسال کر کے معلوم کریں۔

تولیے

[illegible]

[illegible] ہوٹل، جارجیٹیں

[illegible] ویلو ہر قسم کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وی سی۔ جی ڈپو ۱۸ پاری [illegible] سٹریٹ کلکتہ

شریمتی وجے لکشمی پنڈت
آپ کی جائے رہائش پر یوپی
کی کانگریس کارکنان کا ایک
اہم جلسہ منعقد ہوا

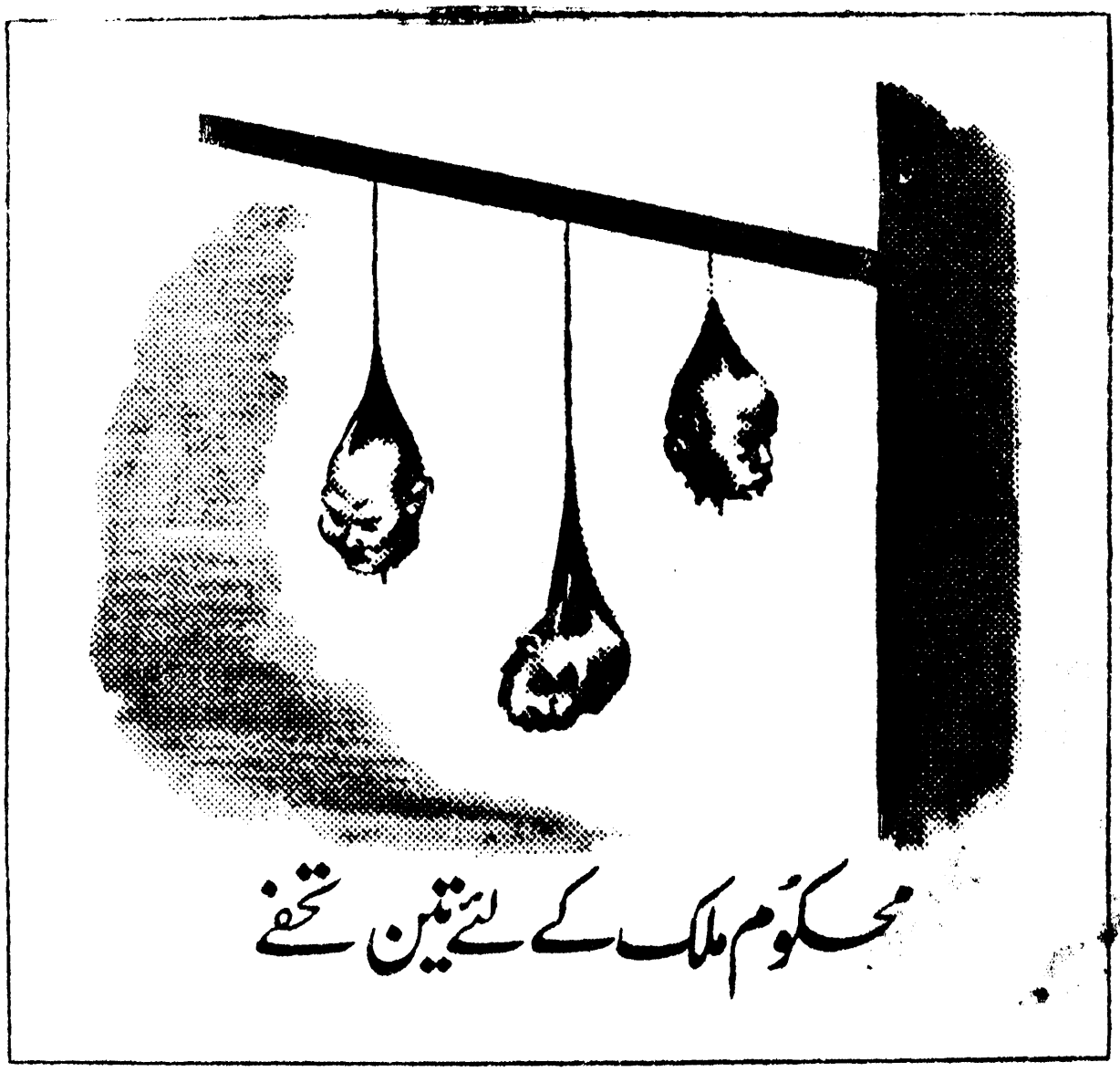

محکوم ملک کے لئے تین تحفے

جن ملکوں پر جاپانی قابض ہیں وہاں اُن کے مظالم کے واقعے آپ سُن چکے ہیں۔ لیجئے اِسی کی ایک سچی مثال اور سنئے شمالی چین کے شہر ہارپن میں تین چینیوں کو بغیر کسی خطا کے سُولی دے دی گئی۔ پھر اُن کے دھڑ کاٹ کر پھینک دئے گئے اور سر کئی روز تک سر بازار لٹکتے رہے۔

آپ کو ایسے واقعات ایک نہیں ہزاروں ملیں گے۔ یہ واقعہ جاپانیوں کے محض وقتی جوش و غضب کی مثال نہیں ہے بلکہ اُن کے مستقل دماغی کیفیت کا اظہار کرتا ہے۔ اُن میں خونخواری کے ساتھ چالاکی و مکاری بھی بلا کی ہے۔ جاپانیوں کے دم دلاسے اور پُر فریب وعدوں سے خبردار رہئے

اُن موذیوں کے قول پر نہ جائیے اُن کے فعل کو سامنے رکھئے کیونکہ یہ وحشی قوم ظالم بھی ہے شہوت پرست اور دغاباز بھی۔ اُن کا ایمان ہے کہ اُن کی نسل سب سے اعلیٰ و افضل ہے جسے ظلم ڈھانے کا ہر حق حاصل ہے اور اُسے یہ بھی حق ہے کہ وہ حکومت کرے اور دوسروں کو غلام بنائے۔

ایسی قوم سے ہندوستانیوں کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ اُن کا صرف ایک ہی علاج ہے۔ انھیں منہ توڑ جواب دیا جائے۔ ہندوستان اور ساری دنیا کو صرف اسی طرح اُن کے مہلک خطرے سے نجات مل سکتی ہے۔

پہلا حبشی ہوائی پائلٹ جو رائل
ایئر فورس میں داخل کیا گیا ہے

جان الیگزینڈر فریلیچ آسٹریلیا
وی سی جو کئی موقعوں پر جاپانیوں
کو ہلاک کرکے خود ہلاک ہو گیا

سلرنو کے علاقہ میں اتحادی جہازوں کے کارنامے

برطانی گلائڈروں کے ذریعہ سلسی میں لڑائی کیلئے سامان لایا جارہا ہے

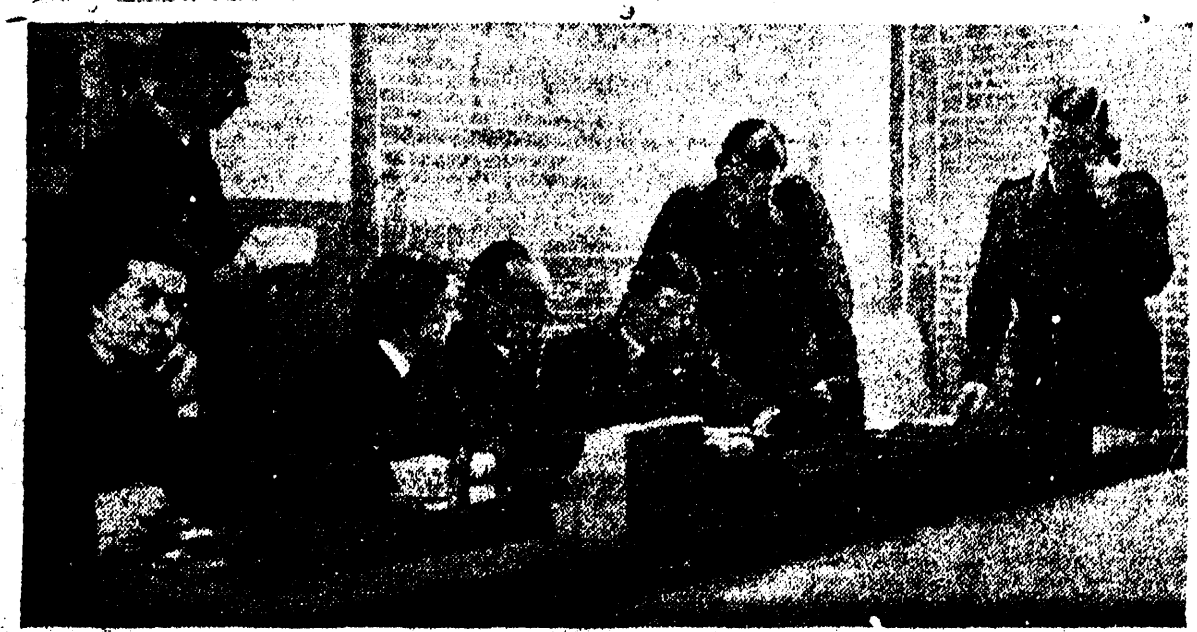

رائل ایرفورس کے بمباروں کے ذریعہ ایک زبردست ہوائی حملہ کی سکیم پر غور ہو رہا ہے

ILLUSTRATED Weekly DELHI

ہفتہ وار دہلی

مہاتما گاندھی
آپ سلیوہا بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں

No. 17 25th April 1948 Vol. No. 5

LEADING JOURNAL OF NOR. INDIA

شریمتی وجے لکشمی پنڈت

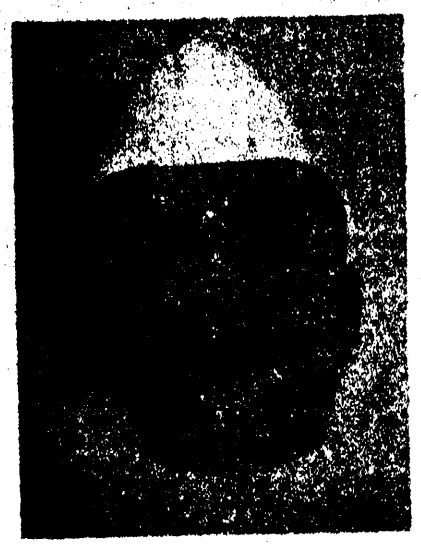

ڈاکٹر کاٹجو

حافظ محمد ابراہیم

بابو سمپورنانند

بابو سمپورنانند سابق وزیر یوپی
نے اعلان کیا ہے کہ ان پانچوں اصحاب
پر مشتمل ایک یوپی پروونشل ایکشن
بورڈ قائم کیا گیا ہے

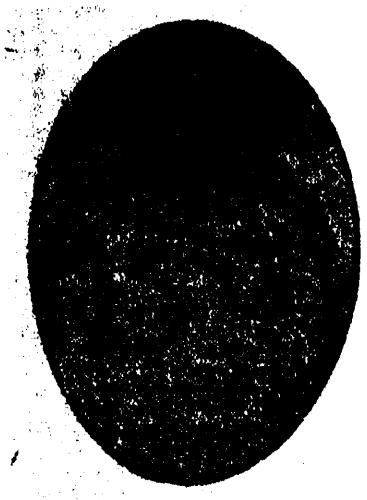

مسٹر سری پرکاش

مسٹر تیرواڈرا
جنہوں نے لڑائی میں شامل ملکوں
سے اپیل کی ہے کہ وہ آثار قدیمہ کو
بیداری سے محفوظ رکھیں

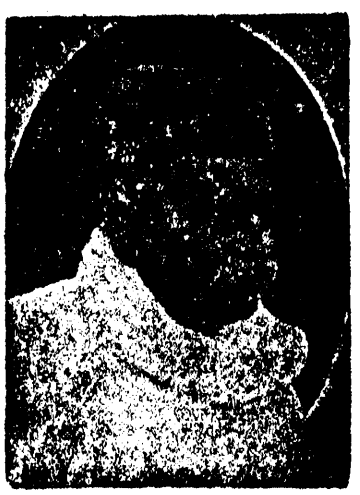

شریمتی ایم ایس اینی
جو سیلون سے ایک ماہ کی
رخصت پر ہندوستان آئے ہیں

صدر روزولٹ
آپ نے مسٹر تیرواڈرا کی اپیل کے
جواب میں کہا ہے کہ انسانی ملک
مذہبی اور آثار قدیمہ کو بیداری سے
محفوظ رکھیں گے

افکارِ عالیہ

از حضرت بیخود دہلوی

جانشین حضرت داغ دہلوی

سینہ میں نہ ٹھہریگی مری جانِ حزیں اور
نکلے گی جو منھ سے ترے اک بار، نہیں اور

بڑھ جائے اگر آپ کے کوچہ کی زمیں اور
آباد ہو دنیا ہی میں اک خلدِ بریں اور

ہے پیشِ نظر کوئی مکاں اور مکیں اور
تم گھر میں بھی رہتے ہو تو رہتے ہو کہیں اور

جب حسن بڑھانے کو بڑھی چینِ جبیں اور
شامت مری، غصہ میں بلائیں تری لیں اور

یہ پھانس محبت کی بھی آفت ہے بلا ہے
چبھتی ہے کہیں اور کھٹکتی ہے کہیں اور

ساقی کو ہے ضد اور جو مانگوں تو کہے بس
کافی ہے جو کہدوں تو وہ کہتا ہے نہیں اور

پردے کے لئے آئیں تبسم کی ادائیں
کھولے گی نہ اب رازِ دلی چینِ جبیں اور

کیوں غیر کے گھر جاؤں شہادت کے لئے میں
کہتا ہے جو کچھ آپ کو، کہہ لیجئے یہیں اور

ڈھائے نہ ستم مجھ پہ جو عاشق نہ سمجھتے
بیداد کا باعث ہے محبت کا یقیں اور

شرمائے ہوئے بیٹھے ہیں اے جاذبِ محبت
آنکلے ادھر بھول کے، جاتے تھے کہیں اور

سجدے کو ترا نقشِ قدم ڈھونڈ رہا ہوں
ٹھوکر کوئی کھاتا ہوں تو جھکتی ہے جبیں اور

مجھ کو درِ جاناں سے اٹھائیں نہ فرشتے
کیا اس کے سوا بھی کوئی جنت ہے کہیں اور

یہ حسن نہیں ہے یہ خدائی کا کرشمہ
ہوگا کوئی جنت میں بھی تم سا نہ حسیں اور

دو گھونٹ میں ہم دونوں جہاں سے ہوئے غافل
کہتے ہی رہے وہ تو نہیں اور نہیں اور

تسخیرِ محبت نہیں تسخیرِ خلائق
ہے میرا نگیں اور، سلیماں کا نگیں اور

میں اس کا تمنائی، وہ جنت کا ہے بندہ
مذہب مرا کچھ اور ہے، زاہد کا ہے دیں اور

کھل کر نہیں کہتے کہ مٹا دیں تری تربت
منشاء ہے کہ ہموار ہو کوچہ کی زمیں اور

یہ فصلِ بہاری کا اثر ہے کہ جنوں ہے
گل کھلتے ہی کلیاں مرے دامن کی کھلیں اور

انکار میں کچھ لطف ہے اقرار سے بڑھکر
کہدو اسی انداز سے اک بار نہیں اور

تم مے کے مزے بیخودِ مے خوار سے پوچھو
پیتا ہے کہیں اور، پہنچتا ہے کہیں اور

(حامد امروہوی)

چٹنے ہوئے پھول

(مرتبہ: مرزا سیخ تھانوی)

ایسا مانوس ہوں فطرت سے جو کلیاں چٹکیں
میں نے جھک کر یہ کہا مجھ سے کچھ ارشاد کیا — (جوش)

کلی کو دیکھ کہ ہے تشنۂ نسیم سحر
اسی میں ہے مرے دل کا تمام افسانہ — اقبال

محفل میں شمع، چاند فلک پر چمن میں پھول
تصویر رخ انور جاناں کہاں نہیں — رسک

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی، اٹھ کر چلے گئے
میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا — آسی

آنسو کے تو کیا نہیں چھپنے کا راز عشق
حسرت ٹپک پڑے گی ہماری نگاہ سے — جلال

آئے جو مرے پاس تو منہ پھیر کے بیٹھے
یہ آج نیا آپ نے دستور نکالا — جرأت

سر میں سودا بھی نہیں دل میں تمنا بھی نہیں
لیکن اس ترک تمنا کا بھروسہ بھی نہیں — فراق

جان آجاتی ہے جب آتا ہے دل میں تیرا ناز
جو مسیحا میں صفت تھی وہ مرے قاتل میں ہو — جلیل

ناحق شکایت غم دنیا کرے کوئی
غم ہی بڑی خوشی سے گوارا کرے کوئی — سیماب

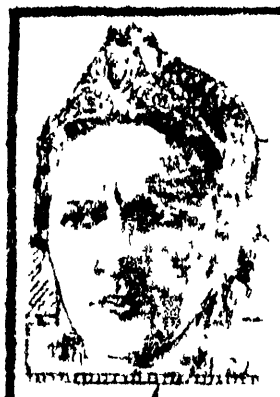

سہراب مودی نے
تاریخ کو زندہ کر دیا
پکار اور سکندر کے
بعد منروا کا تیسرا تاریخی
شاہکار ہے دیکھ کر
آپ بیحد متاثر ہونگے

روزانہ ۴ بجے
تین ۲ بجے
شو ۱ بجے

پرتھوی ولبھ
ڈائرکٹر سہراب مودی
اداکار: سہراب مودی، درگا کھوٹے

منروا سینما دہلی میں
تیسرا شاندار ہفتہ

جواہر پارے

— مصیبت کے وقت ثابت قدم رہو،
— لالچی انسان کسی کے ساتھ نیکی نہیں کر سکتا،
— سچ بولو، غصہ مت کرو، اگر تمہارے پاس کوئی مانگنے آئے تو اسے دو، ان صفات سے تم دیوتا بن جاؤ گے
— عقلمند سے عقلمند آدمی بھی جاہل انسان سے کچھ سیکھ سکتا ہے،
— مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پیشتر اس کی مزدوری ادا کرو۔

بناسب کے جو دنیا آئی جاں ہے
ضرور کوئی کمی ہے جو پائی جاتی ہے — جگر

نہیں اسے بیکسی جدا نہ کچھ خوف تنہائی
رہے گا میری تربت پہ ہجوم آرزو برسوں — اثر

کہتے تھے کہ یوں کہتے یوں کہتے جو وہ آتا
سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا — تیر

کرتا ہے تصور ترا اس رنگ کی باتیں
سن لے کوئی اک حرف تو افسانہ بنا دے — حفیظ

آنے والے کسی طوفان کا رونا رو کر
ناخدا نے مجھے ساحل پہ ڈبونا چاہا

پڑے ہیں صورت نقش قدم پہ چھوڑ ہمیں
ہم اور خاک میں مل جائیں گے اٹھانے سے — آسی

زندگی خود کیا ہے فانی یہ تو کیا کہیے مگر
موت کہتے ہیں جسے وہ زندگی کا ہوش ہے — فانی

اک نیا دوزخ بنا کر جھونک دے تیار ہوں
جن سے ناراض ہے ان میں شامل کر مجھے — آرزو

کل بزم غیر میں جو وہ آنکھیں چرا گئے
کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے — مومن

مے پی تو سہی توبہ بھی ہو جائے گی زاہد
کم بخت قیامت ابھی آئی نہیں جاتی — داغ

کسی حسین کے معصوم عشق میں اختر
جوانی کیا ہے میں سب کچھ تباہ کر دوں گا — اختر شیرانی

محشر میری شعر گوئی ہے فقط فرط شوق
اپنا غم دل کی زباں میں دل کو سمجھاتا ہوں میں — محشر

اف رے اپنی بے بسی
اس نے پوچھا حال دل ہم رو دیے — عارف

— غریب اصلی زندگی بسر کر رہے ہیں اور امیر نقلی
— امیر چند ہیں اور غریب لاتعداد،
— سچ ہماری ماں ہے، انصاف ہمارا باپ، رحم ہمارا بیوی، ادب ہمارا دوست ہے، مہربانی ہماری اولاد ہے
— رشتہ داروں کی موجودگی میں ہمیں کسی سے خوف نہیں،
— فاقہ کشی قرض سے بدرجہا بہتر ہے، قرض دوستی کے حق میں سم قاتل ہے۔
— نمک کی چٹکی نے کہا چونکہ میری پیدائش سمندر سے ہے پس میں سمندر کی تہ کا پتہ لاؤں گی لیکن جوں ہی غوطہ زن ہوئی سمندر میں گھل کر فنا ہوئی، پھر پتہ لائی تو کس کا؟
— کسی کی بدگوئی مت کرو تاکہ تمہاری قدر و منزلت ہو۔

"نہیں رہ سکتا۔ مجھے فوراً اسکے پاس پہونچنا چاہیئے"
ڈاکٹر نے جلدی جلدی کہا اور ٹوپی کی طرف لپکا۔
اس کی بیٹی نے اطمینان کا سانس لیا۔
"ذرا ٹھہریئے" وہ آہستہ سے بولی:۔
"میرا خیال ہے کہ یہ کال (بلاوا) جعلی آیا ہے،

لطائف و ظرائف

مجسٹریٹ نے تیز اور نگاہوں سے گواہ کی طرف دیکھا اور گرج کر بولا "تم کہتے ہو اس آدمی نے تمہاری چیزیں چرائیں، مجرم کے یہاں سے بہت سا سامان ملا ہے کیا تم اس سامان میں سے اپنی چیزیں پہچان سکتے ہو؟"
"جی حضور! یہ رومال ہے جس پر پ کا حرف کڑھا ہوا ہے" گواہ نے کہا۔ مجسٹریٹ بولا۔
"لیکن میرے بھائی یہ تو کوئی ثبوت نہیں ہے یہ دیکھو میرے پاس بھی ایک رومال ہے جس کے کونے پر پ کا حرف کڑھا ہوا ہے"
"تو میرے بھی تو دو رومال گم ہو گئے ہیں"

ڈاکٹر ہانپتا ہوا اپنے کمرے سے باہر نکلا "میرا بیگ کہاں ہے؟ میرا بیگ لاؤ، جلدی لاؤ"
نوجوان بیٹی نے پوچھا:۔ "کیوں ابا جان کیا ہوا؟ آپ کہاں جا رہے ہیں؟"
"کسی نے ٹیلیفون کیا ہے کہ وہ میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا"

مسز انوفلیز۔ پبلک دشمن نمبر ۱

ملیریا جو ہمارے ملک میں بہت خطرناک لیکن بہت عام مرض ہے ہر سال تیس لاکھ آدمیوں کو ہلاک کر دیتا ہے متواتر حملوں کے باعث جو مختلف پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں وہ لوگوں کی مزید تعداد کو بدحال بناتا ہے۔

تاہم ملیریا صرف ایک قسم کے مچھر کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ یعنی انوفلیز۔ اور اس سے زیادہ اہم یہ بات ہے کہ یہ صرف مادہ مچھر سے ہوتا ہے یہ بلا ملیریا والوں کے خون کو چوس کر جراثیم کو دوسروں تک پہنچا دیتی ہے اور اس طرح بیماری پھیلاتی ہے۔

یہ مچھر گندہ پانی میں پیدا ہوتے ہیں ان کا خاتمہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلا حملہ اسی مورچہ پر کیا جائے اس لئے پانی کے ان گڑھوں کو بھر دیجئے یا ان کی نکاسی کر دیجئے یا انہیں جراثیم سے پاک کر دیجئے۔ اور جب ممکن ہو مچھر دانی کے اندر سو کر مسز انوفلیز کو اپنے پاس آنے سے روک دیجئے۔

اگر اس پر بھی آپ ملیریا میں مبتلا ہو جائیں تو کسی قابل ڈاکٹر سے فوراً مشورہ کیجئے خود اپنے لئے بھی اور اس خیال سے بھی کہ یہ بیماری پھیلنے نہ پائے۔

* * * * *

یہ اشتہار ہندوستان میں صحت عامہ کے مفادات کیلئے شائع کی جا رہی ہے۔ یہ مفادات اور اس اشتہار کے دستخط کنندوں کے مفادات ایک ہی ہیں۔

نیو ایشیاٹک انشورنس کمپنی لمیٹڈ

زندگی، آگ، سمندری اور حادثات کے بیمہ کا کاروبار کرتی ہے

ہیڈ آفس:۔ نیو ایشیاٹک بلڈنگ، کناٹ سرکس، نئی دہلی

لکھنؤ آفس: سپلی سکریجی۔ برانچ منیجر

بیاہ شادی کے موقعہ پر تحفہ دینے کے لئے سب سے مرغوب اور دل پسند چیز!
حسن کی ملکہ کو نذر کرنے کے لئے بہترین خراج!!

"روپ بلاس"

حسن کو چار چاند لگانے والا ——— پر اسرار خوشبوؤں سے معمور ——— تر و تازگی کا خزانہ
(آیورویدی ہدایات اور قیمتی اجزاء سے تیار کردہ)
لیل، مہاسے، دھبے، پھوڑا، پھنسی، خشکی اور چہرے کے جملہ بدنما نقائص کو دور کرنے میں لاجواب دوائی
چند روزہ استعمال کے بعد ہی آپ کا آئینہ بے ساختہ بول اٹھے گا۔
قیمت فی بکس دو روپے (بمعہ محصول ڈاک) "چندے آفتاب و چندے ماہتاب"
روپ بلاس کمپنی نمبر ۱۰۴ دھن کٹی، کانپور

روس میں نوجوانوں کی زندگی

قومی ترقی اور طاقت کا سب سے بڑا سرمایہ

(از قلم سیاست دان)

دنیا کے کسی ملک نے اپنے نوجوانوں کی تربیت و ترقی پر اتنی توجہ نہیں دی ہے جتنی کہ روس نے دی ہے سوویٹ یونین حقیقت میں نوجوانوں کا ملک ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں نوجوانوں ہی کا عنصر نمایاں معلوم ہوتا ہے، یہی طبقہ کارخانوں، ورکشاپوں اور سائنٹیفک اداروں پر حاوی ہے۔ ماسکو کے برقی کارخانوں کے تمام منیجروں کی عمر بیس سال سے کم ہے۔ روسی فوج کے صرف سپاہی ہی نہیں بلکہ جرنیل اور افسران بھی سب کے سب نوجوان ہیں، بحری جنگی بیڑے پر جہاز رانی کی کمان اس میں بھی نوجوانوں ہی کی اکثریت ہے۔ مرکزی سوویٹ کے ۱۱۴۴ ارکان میں ۳۸۴ ممبروں کی عمر ۳۰ سال اور تیس سال کے درمیان ہے۔ روس میں ۱۹ سال سے کم عمر رکھنے والے نوجوانوں کی آبادی ۴۳ فی صدی ہے۔

دو راستے

چونکہ سوویٹ ریپبلک ابھی نوجوان اور کم عمر ہے اس لئے اس نے نوجوانوں کو سب سے زیادہ توجہ دی ہے۔ روس میں ہر نوجوان کو سات برس کی عمر سے دس سال تک سکول میں تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے اور جب ہر نوجوان تعلیم کو ختم کر کے پندرہ سال کا ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں یا تو وہ مزید دو سال تک تعلیم حاصل کرے یا یونیورسٹی یا ٹیکنیکل کالج میں داخل ہو یا اسی وقت اپنی پسند کے مطابق اپنے پیشہ کا انتخاب کر کے روزی کمانے کے لئے تعلیم حاصل کرنی شروع کر دے۔ مثلاً اگر وہ کوئی دستکاری یا موٹر یا کوئی اور ہنر سیکھنا پسند کرتا ہے تو وہ فیکٹری یا کارخانے میں داخل ہو جاتا ہے اور وہاں ابتدائی میکانی تعلیم حاصل کرتا ہے یہ تعلیم دو برس تک جاری رہتی ہے اور تعلیم مفت ہوتی ہے لیکن اسے اس وقت تک صنعت میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا جب تک کہ اس کی عمر سترہ سال تک نہ پہونچ جائے۔ نوجوانی کے زمانے میں وہ روزانہ پانچ یا چھ گھنٹوں سے زیادہ کام نہیں کرتا۔ اور وہ جو کچھ کرتا ہے اس کی اجرت اسے دی جاتی ہے۔

اٹھارہویں برس کی عمر میں وہ اس سکول کو چھوڑ دیتا ہے اور ایک امتحان کے ذریعہ ٹیکنیکل کالج میں داخل ہو جاتا ہے اور پانچ سال تک نظریاتی اور عملی کام اچھی طرح سیکھتا ہے۔ جو بیس برس کی عمر میں وہ ایک پورا انجینئر ہو کر کالج سے نکل آتا ہے۔ اس دوران میں اس کو کھانے اور کتابوں اور آلات کے علاوہ ایک ماہانہ الاؤنس بھی دیا جاتا ہے، اس لئے وہ کسی بیرونی مالی امداد سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم

مارس ہنڈرس لکھتا ہے کہ شہر کیف میں اپریل ۱۹۳۷ء میں ۱۲ لڑکیوں نے اٹھارہ برس کی عمر میں اسکول چھوڑا تھا۔ ان میں دس فی صدی سے زیادہ ایسی لڑکیاں تھیں جنہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم کو کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کر کے اعلیٰ تعلیم کے سلسلوں میں داخلہ حاصل کر لیا۔

روس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی جو عام خواہش پائی جاتی ہے اس سے [illegible] اور وقت [illegible] تعلیم حاصل کرنے کی راہ میں کوئی [illegible] نہیں [illegible] اعلیٰ تعلیم [illegible] کالج میں داخل ہو سکتا ہے۔ اطلاع کے کالج کی حیثیت سے [illegible] جانے والے نوجوان کے ضروری [illegible] کے لئے کافی ہوتا ہے۔

دوسرا راستہ یہ ہے کہ وہ اس کو اسکی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد کی کمائی پر سے کچھ [illegible] ہر شخص کے لئے [illegible] نوجوانوں کو [illegible] تحفظ کے باعث خوف و ہراس سے بھی کوئی [illegible] نہیں [illegible] اپنی زندگی میں [illegible] محسوس کرتے ہیں [illegible] ملک کے [illegible] کو [illegible] کرنے [illegible] ہے [illegible]

[illegible] کی [illegible] اور [illegible] طلبہ [illegible] سوویٹ [illegible] صرف [illegible] میں اس کا جواب نہیں ہے، روس میں جب کوئی کاریگر [illegible] کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو وہ [illegible] ندہ نہیں [illegible] اس میں [illegible] کی [illegible]

ان فسادات کا ایک اثر یہ ہے کہ نوجوانوں میں مطالعہ کا شوق [illegible] ہے [illegible] ہر شہر میں [illegible] ہوتا ہے کہ لوگوں کو [illegible] اور اخبارات بڑی [illegible]

[illegible] روس میں [illegible] اس کو کوئی [illegible] سکتا [illegible] ۸۵ زبانوں میں [illegible] کتابیں [illegible] ادب [illegible] کی کتابوں کے ترجمے شائع کرتا ہے [illegible] روس میں کتابوں کی جو قدر و قیمت [illegible] ورجمہ کرنے کے طریقے [illegible] جائیں [illegible] میل کی [illegible] جو روزانہ [illegible] روس [illegible] کے لئے [illegible] مطالعہ کے [illegible] کے [illegible] روس میں [illegible] ۱۲ کتابیں موجود ہیں [illegible] ۵ کتابیں ہیں

نوجوانوں کی ہمت افزائی

روس [illegible] زندگی کے ہر شعبہ میں نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرتی [illegible] لٹریچر موسیقی اور آرٹ میں اہل روس [illegible] دوسرے ممالک سے بھی بہت کچھ حاصل کیا ہے، شیکسپیئر کو روسی کلچر کا ایک جزو سمجھا جاتا ہے، شیکسپیئر کے تمام ڈراموں کا ترجمہ روسی زبانوں میں کر دیا گیا ہے اور ان میں سے اکثر ڈرامے اسٹیج پر کھیلے جاتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ صرف ایک چھوٹی سی روسی سوویٹ یعنی آرمینیا میں گذشتہ پانچ سال کے اندر شیکسپیئر کے ڈراموں کی [illegible] جلد میں

> **دنیا کے کسی ملک کی اصلی طاقت اس ملک کے نوجوانوں پر مبنی ہوتی ہے**
>
> اور نوجوان طبقہ ہی سے مستقبل کی ساری امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ نوجوانوں کی جسمانی تعلیم اور اخلاقی ترقی کے بغیر کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ روس کے ارباب حل و عقد اس حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے انہوں نے اپنے دور حکومت میں سب سے پہلے اسی مسئلہ کی طرف توجہ دی اور نوجوانوں کی فطری صلاحیتوں کو ترقی دے کر اس منزل پر پہنچا دیا کہ روسی نوجوان ساری دنیا کے لئے ایک مثال بن گئے۔ آج اس جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ روسی تجربہ کس قدر کامیاب ہے، روس صحیح معنوں میں اب نوجوانوں کی سرزمین ہے، اس مضمون میں یہ دکھلایا ہے کہ روس کی قومی زندگی نوجوانوں سے کس طرح وابستہ ہو گئی ہے۔

سن ہفت کا خیال: زندگی خواہ انفرادی ہو یا قومی، وہ مسلسل تبدیلیوں کا ایک دوسرا نام ہے

ہو جاتا ہے اور پانچ سال تک نظریاتی اور عملی کام اچھی طرح سیکھتا ہے۔ جو بیس برس کی عمر میں وہ ایک پورا انجینئر ہو کر کالج سے نکل آتا ہے۔ اس دوران میں اس کو کھانے اور کتابوں اور آلات کے علاوہ ایک ماہانہ الاؤنس بھی دیا جاتا ہے، اس لئے وہ کسی بیرونی مالی امداد سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم

مارس ہنڈرس لکھتا ہے کہ شہر کیف میں اپریل ۱۹۳۷ء میں ۱۲ لڑکیوں نے اٹھارہ برس کی عمر میں اسکول چھوڑا تھا۔ ان میں دس فی صدی

گھر کے اخراجات میں اضافہ کریں، روس میں کوئی شخص بے آمدنی کا نہیں ہوتا، ہر شخص کماتا ہے اور بوڑھوں کو کافی پنشن ملتی ہے، بیماروں کا علاج بھی مفت کیا جاتا ہے، اس لئے کوئی گھریلو پریشانی کسی لڑکے کی اعلیٰ تعلیم میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

زندگی کا نظریہ!

روس میں ہر نوجوان کی زندگی کا نظریہ دوسرے ممالک کے نوجوانوں سے جداگانہ ہے۔ کسی روسی نوجوان کے لئے بیروزگاری کا خطرہ موجود ہی نہیں ہے، اس کا مستقبل ہر وقت روشن اور امید افزا ہے،

رہتی ہے جیسے وہ دوسری دلچسپیوں میں صرف کرتا ہے، سال میں ایک مرتبہ ایک ڈیل یا تنخواہ چھٹی بھی ملتی ہے جو کام کرنے والوں میں طاقت کا ایک بھرپور خزانہ پیدا کر دیتی ہے۔ اس چھٹی میں لوگوں کو سفر، سیر و تفریح کے بڑے مواقع حاصل ہوتے ہیں اس سے ان کی [illegible] اور تجربہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے، بیماری کمزوری اور بڑھاپے کا بیمہ ہر شخص کی مالی امداد کے لئے [illegible] موجود رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دماغ کو سکون اور اعصاب کو راحت پہنچتی ہے۔

مطالعہ کا شوق!

فروخت ہوتی ہیں اسی سے [illegible] روس کا [illegible] کا [illegible] کرتا ہے

سوویٹ روس حقیقت میں صرف [illegible] ہی نہیں [illegible] بلکہ وہ [illegible] ملک بھی ہے [illegible] زندگی کی [illegible] روس میں نوجوان [illegible] دیکھ [illegible] دیتے [illegible] روسی [illegible] ہیں [illegible] روس [illegible] خدمت [illegible] کی آزادی کو برقرار رکھیں گے اور اس [illegible] بھینٹ کریں گے، روس کا ہر نوجوان اپنے [illegible] وطن کو دشمن سے بچانے کے لئے [illegible]

دلچسپ معلومات

سر کے بال کیوں سفید ہوتے ہیں

[illegible] ایک خاص [illegible] کے [illegible] قائم [illegible] طلباء میں [illegible] رنگین [illegible] خون کے [illegible] جسم [illegible] جاتے ہیں [illegible] جسم سے خارج ہو جاتی ہے، جب انسان کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے تو نظام جسمانی بعض شکایت سے کمزور ہو جاتے ہیں [illegible] میں ملانین کی پیدائش کم ہو جاتی ہے اور چونکہ وہ کافی مقدار میں بالوں تک نہیں پہنچ سکتی اس لئے کالے بال سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ایلس ہارٹ کا اپنے تجربات کی نسبت [illegible] ہے کہ جن لوگوں کے بال جوانی میں قبل از وقت سفید ہوئے تھے انہیں ایسی خوراکیں دی گئیں جن میں ضروری نامیاتی کی مقدار کافی ہو بالوں کو سفید ہونے سے روکا جا سکتا ہے لیکن عمر زیادہ ہونے پر معمولی غذاؤں سے ملانین کی پیدائش میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔

برطانیہ میں تمباکو نوشی کا خرچ

برطانوی نیشنل سیونگس کمیٹی کے صدر ڈاکٹر [illegible] نے اپنی ایک [illegible] میں انکشاف کیا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ میں تمباکو نوشی کا سالانہ خرچ ۳۴ کروڑ پونڈ ہے۔ برطانیہ میں [illegible] سال سے کم عمر لوگوں کے ہاتھ سگریٹ وغیرہ فروخت کرنا قانوناً جرم ہے اس لئے اگر سولہ سال [illegible] سے زیادہ [illegible] خرچ پھیلایا جائے تو معلوم ہوگا کہ [illegible] ہر سال خرچ کرتا ہے۔

امریکن نوجوان کی ہمت مردانہ

[illegible] ہو [illegible] کی عمر [illegible] سال ہے اور [illegible] کی عمر والوں کو ہمارے پچھلے نوجوان [illegible] بزرگ کا خطاب دیتے ہیں لیکن مغربی ممالک میں جہاں کی آب و ہوا بھی مقابلتاً خوشگوار ہے اور [illegible] کو قبل از وقت پیری [illegible] سے بچنے کے لئے اسباب و مصائب کا ہجوم بھی ہندوستان کی طرح نہیں ہوتا [illegible] کی صحت بڑھاپے میں بھی [illegible] ہے اس کا اندازہ [illegible] کے چند تازہ [illegible] سے کیجئے:

(۱) ہیو بارک سٹی کی ایک عورت نے جس کی عمر ۷۰ سال ہے ہوائی جہاز رانی سیکھ کر [illegible] میں [illegible] کی ہے۔

(۲) [illegible] ایک [illegible] نے ایک [illegible] کے [illegible] ۷۲ سال کی صرف ایک [illegible] عورت تھی [illegible] سے [illegible] ڈاکو کے ہاتھ سے [illegible] چھین لیا [illegible] کنندہ اس زور سے ڈاکو کے سر پر مارا [illegible] ہو کر گر پڑا۔

(۳) [illegible] میں ایک شخص نے جس کی عمر ۷۵ سال ہے ہائی اسکول میں [illegible] شروع کیا ہے

(۴) [illegible] میں [illegible] کا [illegible] بڑھا ۲۵ فٹ اونچا [illegible] کر اس [illegible] کے ساتھ [illegible] گھر روانہ ہو گئے

Allenburys

FAMOUS PRODUCTS

ماضی کی طرح پورے اطمینان کے ساتھ اب بھی ہندوستان میں ہمارے دوستوں کو ایلن اینڈ ہنبریز کی بہت سی تیار کردہ اشیا ملتی ہیں حالانکہ جنگ کے باعث بہت سی چیزیں بالکل نہیں ملتیں اور بہت سی چیزیں محدود ہیں پھر بھی حالات کے اجازت دینے پر پھر سے ان اشیاء کی بہم رسانی کی پوری کوشش کی جائے گی۔

Allenburys

FOODS · FEEDERS · RUSKS
HALIBORANGE · BYNIN AMARA
PASTILLES · LIXEN · CASTOR OIL

Allen & Hanburys, Ltd.
(Incorporated in England)
CLIVE BUILDINGS, CALCUTTA

کیمیاگر

[illegible] کا [illegible] کیمیاگری کا [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] ہو گئیں [illegible] کس طرح [illegible] ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ ارسال کر کے [illegible] معلومات حاصل کیجئے۔

مینیجر صوفی طبی کتب خانہ سرگودھا

کہ گویا کوئی حادثہ ہی نہیں ہوا۔

(۵) لاس اینجلیز میں اسی سال کے ایک پیر نابالغ نے اسی عمر کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی ہے۔

(۶) ٹینک (نیوجرسی) میں ایک شخص جس کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ ہے ایک منٹ بھی توقف کئے بغیر ۵۰ میل تک مسلسل چلتا رہا اور اس طرح اس نے بہت سے جوانوں کو بھی شکست دیکر سنہرہ ریاست ہائے امریکہ میں مسلسل چلنے کا نیا ریکارڈ قائم کیا۔

(۷) راکفورڈ کے ایک مزدور نے [illegible] سال کی عمر [illegible] کوئلہ کی کان کے اندر جہاں وہ پتھر [illegible] کے کام کر رہا ہے اپنی سالگرہ منائی اور ساتھی مزدوروں کو اس خوشی میں دعوت دی۔

اسی طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں جن سے امریکہ بوڑھوں کی ہمت مردانہ کا پتہ چلتا ہے۔

زیر نظر اشاعت میں معمہ نمبر (۶) جو صفحہ ۱۹ پر درج ہے حل کر کے انعام حاصل کیجئے (مینیجر)

صفحہ (۵) کا بقایا

[illegible] ان نوجوانوں کی [illegible] اور بہادری کے بہت سے افسانے آج دنیا میں مشہور ہو چکے ہیں۔ اسٹرغ فوج کی ہر شاخ میں بھی نوجوان موجود ہیں آج جبکہ روس کچھ دنوں تک پسپا ہونے کے بعد [illegible] نازیوں کو پسپا کر رہا ہے اور جرمن مقبوضات پر [illegible] جدوجہد کر رہا ہے تو حقیقت میں یہ کارنامہ روسی نوجوانوں ہی کے جذبے نے روس کو اس بلندی پر پہنچا دیا ہے وہ اس کام کے لئے تیار ہیں کہ جب تک جرمنی پر فتح حاصل نہ ہو وہ آخری دم تک لڑتے رہیں۔

روسی نوجوانوں نے زندگی کے ایک نئے گہوارے میں پرورش پائی ہے اور جس ماحول میں وہ پلے اور بڑھے ہیں اسے اب وہ ترک نہیں کر سکتے۔ ہٹلر نے یہ کوشش کی تھی کہ سوویٹ سسٹم کو توڑ کر ایک نئی حکومت روس میں قائم کرے لیکن نوجوان روس نے اس کو اس امر کی اجازت نہیں دی، بلکہ اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ خود نازی سسٹم ہی کا خاتمہ کر کے دم لیگا، اور جرمن نوجوانوں کو بھی ہٹلر کے جوئے سے آزاد کرائے گا۔

صاف اور بے داغ رنگ کے لئے

مارگو سوپ استعمال کر کے اپنے رنگ کو داغ دھبوں سے محفوظ کر لیجئے کیونکہ اس کا دافع جراثیم اور مہلک جراثیم جھاگ نہ صرف سطح کو ہی صاف کرتا ہے بلکہ چھوٹے چھوٹے مسامات میں داخل ہو کر تمام گندگی اور چکنائی ہٹ کر جان میں جمع ہو جاتی ہے دور کر کے جلد کو صاف، ملائم اور تر و تازہ کر دیتا ہے۔

مارگو سوپ ایک ایسا صابون ہے جو نیم کے تیل سے بنایا گیا ہے جو جلد کے ماہرین کے مطابق جلد کے لئے بیش قیمت روغن ہے مارگو سوپ استعمال کیجئے اور اپنے رنگ کی حفاظت کیجئے۔

مارگو سوپ

آر اشی اور طبی
کیلکٹہ کیمیکل کمپنی لمیٹڈ

موپاساں کا ایک افسانہ

نقلی زیورات

اس نوجوان حسینہ سے موسیو لینی ٹن کی ملاقات ڈپٹی کے یہاں ایک دن دعوت میں ہوئی تھی اور موسیو لینی ٹن اسی دن اسیر فریفتہ ہو گیا تھا اس لڑکی کا باپ کسی ضلع میں ایکس کلکٹر تھا کئی سال ہوئے اس کا انتقال ہو چکا تھا مصیبت زدہ ماں اپنی لڑکی کو لے کر پیرس آ گئی تھی اور یہیں مستقل قیام اختیار کر لیا تھا، یہاں کئی اونچے خاندانوں میں اس کی ماں کی آمد و رفت ہو گئی اور اس نے امید باندھ رکھی کہ مستقبل قریب میں اس کی لڑکی کے لئے کوئی اچھا شوہر مل جائے گا۔

لڑکی کا حسن صنعت پذیر آرائش سے بڑھ کر سادگی میں بھی عجب معلوم ہوتی تھی جو بصورت تھی ہمیشہ اس کے ہونٹوں پر کھیلا رہتا تھا، لوگ اب کہنے لگے کہ یہ لڑکی جس لڑکے کی حسینہ بنے گی اس کی زندگی میں نہ ہونے والی ناخوشیاں سے محروم ہو جائے گی۔

اس زمانہ میں موسیو لینی ٹن ایک سرکاری دفتر میں کلرک تھا اور اسے اچھی خاصی تنخواہ ملتی تھی اس لڑکی کے سامنے شادی کی تجویز پیش کی جو فوراً قبول کر لی گئی۔

موسیو لینی ٹن کی دوستی اور محبت کا کیا ٹھکانا، عورت نے گھر کا انتظام بڑی پسندیدگی سے کیا کہ موسیو لینی ٹن نے بھی اسی طرح زندگی بسر کرنی شروع کر دی جو بڑی شوخ و بے فکر تھی، شادی کے چھ سال بعد بھی لینی ٹن اب محسوس کرتا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو اتنا ہی پیار کرتا ہے جتنا شادی کے پہلے ہفتہ میں۔

اس عورت کی دو ہی عادتیں لینی ٹن کو کھٹکتی تھیں ایک تو تھیٹر جانے کا شوق دوسرے نقلی زیورات کے استعمال کی خواہش، اس کی سہیلیاں جو چھوٹے چھوٹے کلرکوں کی بیویاں تھیں اس کے لئے اکثر تھیٹر کے پاس منگا دیا کرتی تھیں کبھی کبھی تو ان کی مہربانی سے کھیل کے پہلے بارہ پاس مل جایا کرتے تھے اور لینی ٹن کو بھی زبردستی اپنی بیوی کا ساتھ دینا پڑتا تھا۔ لینی ٹن تھیٹر میں دو تین گھنٹے بڑی مشکل سے گزارتا کیونکہ دن بھر دفتر میں کام کرتے کرتے وہ تھک مضمحل ہو جاتا تھا۔

کچھ عرصہ بعد لینی ٹن نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنی کسی سہیلی کے ساتھ تھیٹر دیکھنے چلی جایا کرو، پہلے تو اس کی بیوی نے اس تجویز کی زبردست مخالفت کی لیکن سمجھانے بجھانے سے وہ راضی ہو گئی تھیٹر جانے کے شوق کے ساتھ ساتھ زیورات کی خواہش بھی بڑھتی رہی گو وہ کپڑے تو اسی طرح سادہ اور غیر جاذب نظر پہنتی رہتی جیسے کہ پہلے پہنتی تھی مگر کانوں میں بڑے بڑے بندے جن کے نگ ہیرے کی طرح چمکتے تھے گلے میں موم کے موتیوں کے ہار، ہاتھوں میں سپنسل کے کڑے، بالوں میں کانچ کے جھاڑ اور چھلے اس کی آرائش کے بہت تھے۔

کبھی کبھی لینی ٹن کہتا: "دیکھو بیگم جب تمہارے پاس اصلی زیور نہیں ہیں تو تمہیں حسن اور سادگی کو ہی زیور سمجھنا چاہئے، عورت کے لئے ان سے بڑھ کر کوئی زیور نہیں ہے"

[illegible]

[illegible]

افکارِ عالیہ!

از حضرت سیماب اکبرآبادی

کون کہتا ہے فضائے لامکاں کی سیر کر
تو جہاں پیدا ہوا ہے اس جہاں کی سیر کر
[illegible]
تیرے طپانچے خداوں پر خراماں ہو گئے
[illegible]
روند ڈال اپنے قدم سے یا جنوب و شمال
دیکھ سطح آب پر حباب خوفناک کا اٹھان
عالم ہستی کے طے کر سب نشیب و سب فراز
دیکھ راہی ہیں رہ ہستی میں کتنے قافلے
[illegible]
قصر و ایواں کی طرح زندان بھی ہیں شادمان
کائنات دلکش دیر و کلیسا میں گذر
ہے یہ دنیا بہر انساں اک متاع بیکراں
خاک کے پتلے تجھے آتا نہیں ہے کچھ میاں
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لینی ٹن جوہری کی اس دیکھ بھال سے نا امید ہو کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوہری بولا:۔

"جناب عالی اس ہار کی قیمت دو ہزار پاؤنڈ تک مل سکتی ہے لیکن جب تک آپ مجھے یہ نہ بتائیں کہ یہ ہار آپ کے پاس کہاں سے آیا میں نہیں خرید سکتا"

لینی ٹن نے آنکھیں پھاڑ کر جوہری کو دیکھا، اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ جوہری کیا کہہ رہا ہے اپنے آپ کو سنبھال کر لینی ٹن نے سوال کیا۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں، کیا آپ نے اچھی طرح دیکھ لیا"

"آپ دوسری جگہ دکھا لیجئے، میرے خیال میں اس کی قیمت دو ہزار سے زیادہ نہیں مل سکے گی، اگر کوئی آدمی اس سے زیادہ قیمت پر خریدنے کے لئے تیار ہو تو پھر میرے پاس آجائیے گا"

لینی ٹن کی حیرت کی انتہا نہیں رہی اس نے ہار اٹھایا اور دوکان سے باہر نکل گیا، غور و خوض کرنے کے لئے اسے وقت درکار تھا، جوہری کی حماقت پر لینی ٹن کو ہنسی آگئی۔

وہ کچھ دیر بعد دوسری دکان میں داخل ہوا۔ اس جوہری نے ہار دیکھتے ہی کہا:۔

"جناب عالی یہ ہار میری ہی دوکان سے خریدا گیا تھا"

لینی ٹن نے پوچھا: "اس کی قیمت کیا ہے؟"

"میں نے اسے ڈھائی ہزار پاؤنڈ میں فروخت کیا تھا اگر آپ مجھے ٹھیک ٹھیک بتا دیں کہ یہ ہار آپ کے پاس کہاں سے آیا تو میں سوا دو ہزار میں خرید سکتا ہوں"

اب موسیو لینی ٹن کو یقین ہو گیا اس نے کہا:۔

"اچھی طرح دیکھ لیجئے میں اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ ہار نقلی ہے"

جوہری نے پوچھا: "آپ کا کیا نام ہے؟"

"میرا نام لینی ٹن ہے میں ہوم سیکرٹری کے دفتر میں ملازم ہوں، نمبر ۳۶ ایٹوے مینشن میری جائے قیام ہے"

جوہری نے نمبر نکال کر لکھا

"ٹھیک ہے یہ ہار مسٹر لینی ٹن کے پاس ۳۶ ایٹوے مینشن کے پتہ پر ۲۰ جولائی ۱۹۲۷ء کو بھیجا گیا تھا" دونوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے جوہری نے لینی ٹن پر مشکوک نظر ڈال کر کہا۔

"آپ یہ ہار میرے پاس چوبیس گھنٹے کے لئے چھوڑ جائیے میں آپ کو اس کی رسید دے دوں گا"

لینی ٹن نے اس تجویز سے اتفاق کر لیا جیب میں رکھ کر دوکان سے باہر نکل گیا وہ بہت دیر تک دہرا ہر سڑکوں پر گھومتا پھرا۔ اس کے دماغ میں ایک ہنگامہ برپا تھا وہ سوچنے لگا کہ میری بیوی اتنی بڑی بوقوف ہو سکتی ہی نہیں تھی کسی نے اسے دھوکے طور پر دیا ہوگا، سوچتے سوچتے وہ رک گیا اور غیر ارادی طور پر بیچ سڑک پر کھڑا ہو گیا اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکنے لگی، سامنے کی دیوار گرتی سی دکھائی دی اس نے اپنے ہاتھ اوپر کو اٹھائے اور بے ہوش ہو کر سڑک پر گر پڑا۔

راہگیروں نے اسے شفاخانہ پہونچا دیا ہوش آنے پر اس نے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی اور جب گھر پہونچا تو اپنے کمرے میں بند ہو کر خوب رویا، وہ روتے روتے اتنا تھک گیا کہ اسے نیند آگئی۔

چہرے پر دھوپ پڑنے سے اس کی آنکھ کھلی وہ اٹھا اور دفتر جانے کے لئے کپڑے پہننے لگا لیکن بل کی تکلیف کے باعث کام کرنا مشکل تھا اس لئے اس نے چھٹی کی درخواست بھیج دی پھر اسے یاد آیا کہ جوہری کے یہاں جانا ہے اگرچہ اسے اپنی مرحومہ بیوی کی طرف سے بدگمانی ہو گئی تھی لیکن وہ جوہری کے یہاں چھوڑا بھی تو نہیں جا سکتا ہے وہ کپڑے پہن کر گھر سے نکل پڑا۔ آسمان پر ہلکے ہلکے ابر چھائے ہوئے تھے فرح بخش ہوا اور بے کار لوگ جیبوں میں ہاتھ ڈالے گھوم رہے تھے، لینی ٹن نے انہیں دیکھ کر اپنے دل میں کہا "دنیا میں دولت بڑی چیز ہے اگر میں دولت مند ہوتا"

اتنے میں اسے بھوک لگی، جیب ٹٹولی تو ایک پنس بھی نہیں تھا معاً خیال آیا، سوا دو ہزار پاؤنڈ، سوا دو ہزار پاؤنڈ تو بہت ہوتے ہیں"

جلدی جلدی قدم بڑھاتا ہوا وہ جوہری کی دکان کی طرف چلا دوکان میں داخل ہوتے ہی جوہری نے لینی ٹن کو عزت اور احترام کے ساتھ بٹھایا۔

"جناب عالی! میں نے اچھی طرح تصدیق کر لی ہے اگر آپ یہ ہار فروخت کرنا چاہیں تو میں ڈھائی ہزار پاؤنڈ تک دینے کو تیار ہوں"

یقینی فروخت کرنا چاہتا ہوں

جوہری نے ایک صندوقچی میں سے نوٹوں کی گڈی نکال کر لینی ٹن کے سامنے گن دی، لینی ٹن نے رسید پر دستخط کئے اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے نوٹوں کو جیب میں رکھ لیا جاتے جاتے لینی ٹن نے جوہری، پوچھا۔

"میرے پاس دوسرے زیورات بھی ہیں کیا آپ انہیں بھی خریدیں گے"

"ضرور، ضرور"

ایک گھنٹے میں لینی ٹن دوسرے زیورات بھی لے کر جوہری کی دوکان میں آگیا۔ کانوں کے بندے سوا ہزار پاؤنڈ کے، پھیلیاں دو ہزار کی، انگوٹھیاں ایک ہزار کی دو جڑاؤ پھول ایک ہزار کے، ایک زنجیر جس میں ہیرا جڑا ہوا تھا تین ہزار کی، سب مل ملا کر مزید سوا آٹھ ہزار پاؤنڈ کی رقم اسے جوہری نے دے دی۔

اس دن لینی ٹن نے قہوہ کے سب سے بڑے ہوٹل میں کھانا کھایا اور ڈیڑھ پاؤنڈ والی بوتل کی شراب پی پھر ایک ٹیکسی پر بیٹھ کر شہر کی سیر کی جب طلاق کی یاد آئی تو وہ اپنی موٹر میں دفتر پہونچا اور اپنے افسر سے ہنستے ہوئے بولا "میں استعفیٰ دیتا ہوں مجھے ساٹھ ہزار کی رقم ملگئی ہے" چند ماہ بعد لینی ٹن نے دوسری شادی کر لی لیکن اس بیوی نے اسے بہت تکلیف پہونچائی (ترجمہ)

RUDGE
WHITWORTH

رج وہٹ اور رڈ بائیسکلوں کی جو مدد و سہولتیں آج دستیاب ہے وہ بدقسمتی سے مطالبات پورے کرنے کیلئے ناکافی ہے تاہم ہمیں یقین ہے کہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جبکہ ہر سائیکل چلانے والا "رج وہٹ" کا آرام، کفایت اور خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے مطمئن کیا جا سکے گا۔

برطانیہ کی بہترین بائیسکل

ڈسٹری بیوٹرز:۔ دی گراموفون کمپنی لمیٹڈ
۳۲ جیسور روڈ ڈم ڈم مشرقی بنگال

نہ جلاب لینے کی ضرورت ہوئی اور نہ بیشمار دوائیں پینے کی
رنگ نکھر آیا۔ خون صاف ہو گیا

ایک دو نہیں ہندوستان کے ہزاروں آدمیوں کا ذاتی تجربہ ہے کہ ہمدرد دواخانہ کی حیرت انگیز ایجاد صافی کے استعمال کے بعد رنگ نکھر آیا اور خون صاف ہو گیا۔ نہ بڑے بڑے جلاب لینے کی ضرورت ہوئی اور نہ بیکار روپیہ برباد کرنا پڑا۔ صرف چند دن میں صافی نے وہ حیرت انگیز کام کیا جو بڑے بڑے اور دقت طلب جلابوں سے ناممکن تھا۔ صافی کو اگر بہار کے موسم کے شروع میں استعمال کر لیا جائے تو بے شمار بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ موسم بہار اور موسم گرما کی حدت سے زہریلے مادے جسم سے ابل پڑتے ہیں۔ ان کو نکالنے کے لیے صافی بہترین معدن ہے ——— صافی بگڑے ہوئے خون کو بچوں کے خون کی طرح صاف کر دیتی ہے فاسد مادوں کو نکال دیتی ہے۔ پھوڑے پھنسیاں، جھائیاں، داغ، دھبے اور پرانا قبض سب دور ہو جاتے ہیں۔

فساد خون کی تمام بیماریوں کا بہترین علاج ہے رنگ خوب نکھر آتا ہے۔ صافی پاخانہ، پیشاب اور پسینہ کے ذریعہ سے خون کے زہریلے اجزا اور فاسد مادوں کو خارج کر دیتی ہے۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے لیے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی (۱۰ خوراکیں) دس آنے۔

رسالہ ہمدرد بیادواخانہ سے مفت طلب فرما کر پڑھیے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی

چندر گپت بکرماجیت

از قلم مسٹر کے، ایس، پی، آئیر

شمالی خاندان گپت کو جس میں مشہور راجہ بکرماجیت گذرے ہیں، ہندوستان کا عہد زریں کہا جاتا ہے اس زمانہ میں ہندوستان اپنی قدیم تاریکی سے نکل کر خوشحالی ترقی و عروج کے راستہ پر جلوہ آرا ہوا۔

عہد زریں کا منتظم چندر گپت موریا مہاراج نے بویا تھا جو خاندان موریہ کے سب سے بڑے راجہ گذرے ہیں یہ بیج چندر گپت اول بانی خاندان گپت کے زمانہ میں ایک تناور درخت بن گیا۔ ان کے لڑکے سمدرا گپت نے عروج و اقبال کے بام منتہیٰ پر پہنچا دیا۔ انھوں نے چار دانگ عالم میں اپنی حکومت کا ڈنکا بجا دیا اور دگ وجیا یا چاروں کونوں کی فتوحات کو پورا کر دکھایا۔ جو ہدایات قدیم کے ماتحت ہر کھتری راجہ و حکمراں کے لئے حاصل کرنی لازمی قرار دی گئی ہے،

یہ سلطنت جو ایک لائق باپ نے قائم کی تھی اس کے لائق فرزند نے ترقی دی اور اسے آفتاب نصف النہار کی مانند عروج کے درجہ پر پہنچا دیا۔ عہد زریں بکرماجیت یا چندر گپت دوم کے زمانہ میں اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ تابناک دکھائی دیتا ہے۔ اس اپریل کے پہلے ہفتہ میں اس عظیم الشان شخصیت کی یادگار ہندوستان میں بڑی عقیدت کے ساتھ منائی گئی،

تخت نشینی کے وقت چندر گپت دوم نے اپنے خطاب وکرم دتیہ (بکرماجیت) یا بہادری کا سورج کے نام سے اختیار کیا۔ اور یہ اپنے نام سے زیادہ خطاب بلکہ اعزاز تھا۔ اس نے اس کا ثبوت بھی دے دیا۔ پایۂ تخت پاٹلی پتر (موجودہ پٹنہ) سے ہٹا کر اس نے اجودھیا (موجودہ فیض آباد اودھ) میں قائم کیا جس مقام نے رامائن کے کارنامے سے شہرت حاصل کرلی۔

چندر گپت بکرماجیت کو اپنے باپ سمدر گپت سے بھی ایک عظیم الشان سلطنت ملی تھی اور خود اس نے بھی بہت سے علاقے فتح کئے جس میں کاٹھیاواڑ اور گجرات بھی شامل ہیں۔ بڑودہ اور کھمبایت کی اہم بندرگاہیں بھی اس کے قبضہ میں آ گئیں جس کے ذریعہ اس نے مقرر اور ممالک مغرب سے بحری تعلقات تجارت بھی قائم کئے۔

موجودہ پنجاب سے لے کر گنگا جمنا کے دوآبہ تک اس کی سلطنت تھی، شمال مغرب میں اور مشرق میں ہمالیہ سے لے کر جنوب کے دریائے نربدا تک اس کا جھنڈا سربلند تھا۔ مگر سندھ اور راجپوتانہ کا بہت سا علاقہ اس کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی سب سے بڑی مضبوط و مستحکم سلطنت اگر کسی عہد میں تھی تو وہ یہی سلطنت تھی۔

چندر گپت اور اس کے لڑکے کمار گپت کے زمانہ ہی میں ہندو مت ادبی اعتبار سے کمال سیکل کے درجہ میں آیا۔ انھیں بکرماجیت نے اپنے عہد میں اکثر درباری مقام بنائے رکھا اور وہاں سنسکرت کو چلنے والا استعمال بھی پڑتا تھا، جس سے مغرب کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں مدد ملتی تھی، اس لئے انھیں کا شہر تہذیب و علم کا مرکز بن گیا۔ آجکل انھیں ایک یاترا مانی جاتی ہے کیونکہ وہاں ریلوے سٹیشن ہے علاوہ ازیں یہاں ایک بہت بڑی جنتر منتر یا رصد گاہ قائم ہے جس کے ہندو جنتری دانوں اور منجموں کو مدد ملتی ہے۔

کالیداس مشہور ہندو شاعر اور ڈرامہ نویس جسے ہندوستانی شیکسپیئر کہا جاتا ہے اسی زمانہ میں گذرا ہے اس نے کئی عمدہ نظمیں اور ناٹک لکھے جیسے رتو سمہارا (موسموں کا دور)، میگھ دوت (بادلوں کا پیامی) اور مشہور ڈرامائی شاہکار "شکنتلا" اسی زمانہ میں مشہور عالم بھرتری ہری بھی گذرے ہیں جنھوں نے "شعر نگار اشتکا" لکھی۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ادیب متعارف ہوئے اور ناموری کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

مباحثہ کے میدان میں بھی عہد کسی طرح پیچھے نہ رہا۔ بدھ نے یہ دعویٰ کیا کہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے۔ برہمگپت نے یہ دعویٰ کیا کہ سب چیزیں ایک قانون فطرت کے تحت زمین کی طرف کھنچتی ہیں۔ یہی چیز جدید موجد نیوٹن کے نظریۂ کشش کے نام سے دنیا میں معروف ہوئی۔

یہ سنسکرت کو اس وجہ سے اور بھی اہمیت حاصل ہے کہ اس زمانہ میں سب سے پہلی مرتبہ زبان سنسکرت پڑھے لکھے آدمیوں کی زبان بنی اور تحریر کا عام رواج شروع ہوا۔ اور اس سے پہلے زبانی روایات پر تکیہ کیا جاتا تھا۔

گپتا عہد کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں پراچین (قدیم) کٹر پنتھی ہندو مت کا بول بالا ہوا۔ آجکل جو قواعد اور دستور و رسوم ہندو زندگی کے آپ کو دکھائی دیتے ہیں یہ اسی زمانہ میں بنے اور منضبط ہوئے۔ مشہور برہمن کوٹلیہ (چانکیہ) کا مشن پورا ہوا اس نے ارتھ شاستر لکھی یعنی علم سیاست، اور اسی کے سبب سے خاندان نندا کا زوال ہوا۔ نندا راجاؤں نے کھتری راجاؤں کو جو اس زمانہ میں تھے ختم کر دیا تھا۔ اور اس کا بدلہ چانکیہ نے لیا۔ اور پھر سے ایک دفعہ کھتریوں کا راج قائم ہو گیا۔ اور کھتری راج کا افتتاح چندر گپت موریہ کو خود تخت نشین کر کے اور اسے اسمبلی بادے کر کیا۔

یہ مشن پورا ہو کر رہا۔ "مہابھارت" منہ زبانی لوگوں کو یاد تھی اور اسے ہومر (شاعر یونان) کی "ایلیڈ" کی طرح ایک رزمیہ (جنگی) نظم کی حیثیت حاصل تھی اس میں مذہبی عنصر اسی زمانہ میں داخل کیا گیا اور مہاراج کرشن کی بھگوت گیتا بھی اسی زمانہ میں پہلی بار "مہابھارت" ایک جزو بنا کر داخل کی گئی، ہندوؤں کا "قانون شخصی" (پرسنل لا) جسے "ہندو دھرم شاستر" بھی کہتے ہیں، اسی زمانہ میں بنا اور مرتب کیا گیا اور اسی سے ایک خاص ضابطہ قوانین علیحدہ مرتب کیا گیا جسے "قانون منو" یا منوشاستر کہتے ہیں جس کے ذریعہ مختلف ذاتوں اور طبقوں کے مختلف کاموں کی تخصیص کی گئی،

تعمیرات کے معاملہ میں بھی یہ عہد بہت سا مال ہے اسی زمانہ میں سنگین عمارت اور اس کے مسالوں کا راز معلوم ہوا۔ دہلی میں جو لوہے کی لاٹھ گڑی ہوئی ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس زمانہ میں دھات سازی کی صنعت کس عروج پر تھی، یہ لاٹھ دیکھ کر اس عہد کی ترقیات پر لوگ اب بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔

نظام سلطنت و ملک گیری کے باب میں اس عہد کی خصوصیات کا حال مشہور چینی سیاح فاہین کی زبانی سنیئے جو اس راجہ بکرماجیت کے زمانہ میں خطا ملک کو ہندوستان پاتا ہے مگر ہندو کش کے سرحد ہندوستان میں داخل ہوا تھا اس کے آنے کا مقصد تھا کہ ہندوستان کے حالات کا کچھ خود مطالعہ کرے اور جس قدر بھی ممکن ہو اسے دستیاب ہو سکیں انہیں اکٹھا کرے ہندوستان میں اس کا قیام ۴۰۵ء سے ۴۱۱ء تک رہا۔ فاہین نے اس وقت کے ہندوستان کی بہت ہی واضح تصویر اپنے بیان میں کھینچی ہے، چنانچہ ایک جگہ وہ لکھتا ہے:-

"[illegible] سرکاری [illegible] کرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی [illegible] سامنے نہیں پیش ہونا پڑتا ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہو

ٹماٹر اور اس کا جوہر غذائیت

(ایک ماہر کے قلم سے)

اگرچہ لوگوں نے علم طور پر وٹامنز کی اہمیت بطور غذا نہیں سمجھی لیکن اس کی قدر و قیمت عام طور پر تسلیم کر لی گئی ہے اور اب یہ بات عام طور پر معلوم ہو چکی کہ ان (وٹامنز) پیرا غذائی مرکبات کا منبع ہماری وہ خوراک ہیں کہ جن کو عام طور پر کھاتے ہیں ڈاکٹر ہنری سی شیرمن صاحب بی۔ ایچ۔ ڈی پروفیسر خوراک کیمسٹری (رسائن بھوجن) کولمبیا یونیورسٹی کتاب فوڈ اینڈ نیوٹریشن میں تحریر فرماتے ہیں پوٹاش کچا یا جوش دیا ہوا وٹامنز اے اور بی کے لحاظ سے کاہو اور تو بیا وغیرہ کے ہم پلہ اور وٹامن (سی) کے لحاظ سے سنترہ اور لیموں کے ہم پلہ ہے خشک ٹماٹر، پالک میں وٹامن (اے) کی مقدار کھٹن سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

لیموں اور سنترہ اور ٹماٹر کا عرق خرابی خون کو دور کرنے کی نہایت عمدہ دوا ہے اصلاح خون کے لئے ٹماٹر اور عرق ٹماٹر اس لئے سب سے زیادہ فوقیت رکھتے ہیں کہ ان کے پکانے پر وٹامن سی قطعی طور پر تبدیل نہیں ہوتا ان میں وٹامنز اے اور بی بھی ہوتے ہیں،

جلدی خونی اور گٹھیا باتی کے امراض کے لئے ٹماٹر کے عرق کو اطباء لوگ عرصہ دراز سے بہت مفید سمجھتے ہیں لیکن یہ بات حال میں معلوم ہوئی کہ یہ بچوں اور کمزوروں کو موٹا تازہ کرنے والی چیز ہے

شکاگو واقع امریکہ کے چلڈرن میموریل ہاسپٹل میں مریض بچوں کو ٹماٹر کا عرق بھی بطور غذا دیا جاتا ہے، ننھے اور بڑے بچوں کی خوراک کے لئے ٹماٹر میں اتنا مکمل وٹامنز ہے کہ پہلے اس کے اس زبردست وصف کا علم جواب خیال کے احاطہ میں بھی نہیں تھا، ٹماٹر کا عرق انتڑیوں وغیرہ کے صاف کرنے میں جادو کا اثر رکھتا ہے۔

سوزش چشم اور آشوب چشم کے کئی مریضوں کو جن کو یہ مرض خوراک میں وٹامن اے کی کمی کے باعث ہوا تھا عرق ٹماٹر دے کر اچھا کیا گیا۔

حفظ ماتقدم۔ نیک مشہور و مستند ڈاکٹر کی رائے ہے کہ خوراک میں وٹامنز کے کسی فرد کی جزئی کمی کے باعث جو مرض واقع ہو جاتے ہیں ایسے مریض ٹماٹر یا عرق ٹماٹر کے استعمال سے محفوظ ہو جاتے ہیں یہ تعجب کی بات ہے۔ ٹماٹر جیسی مفید سستی اور سادی چیز کے استعمال کرنے میں عوام الناس اس قدر سستی اور لاپرواہی دکھلا رہے ہیں، اس کا عرق بخار کے مرض کو بھی دینا چاہئے کیونکہ اس کا قدرتی ایسڈ (کھٹاس) بخاری گرمی کو کم کرتا ہے، مریض کو بہت تسکین دیتا ہے اور کوئی دوسرا عرق یا جوش وہ اتنا نفع نہیں پہنچاتا،

عرق ٹماٹر کا ان عرقوں یا شربتوں میں شمار ہے کہ جو سائیس کم کرنے کے واسطے سب سے اچھے تسلیم کئے گئے ہیں۔ کیونکہ ٹماٹر کے عرق میں وہ تمام لیٹد (کھٹائیاں) پائے جاتے ہیں جو سیب، لیموں، لائم اور فاسفورس میں ملتے ہیں علاوہ اس کے اگر عرق ٹماٹر کھانا کھاتے وقت پیا جائے تو ہاضمہ کو تقویت دیتا ہے اور بھوک کو بڑھاتا ہے

لندن کے ڈاکٹر پی۔ جے۔ کیمپ صاحب حسب ذیل رپورٹ فرماتے ہیں مرض ذیابیطس کے علاج کے لئے ٹماٹر تمام سبزیوں اور پھلوں میں اعلیٰ درجہ کی چیز ہے عرق ٹماٹر اب مرض موٹاپا اور زیادہ کے علاج میں بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے وزن میں کمی کرنے کے لئے تمام مستند اطباء نے ٹماٹر کو نشاستہ والوں کا سرتاج بتایا ہے منشی اشیاء کے استعمال کی زیادتی سے خون اور معدے اور پھیپھڑوں میں جو خرابیاں واقع ہو جاتی ہیں ان کی اصلاح کرنے کے لئے ٹھنڈے ٹماٹر یا عرق ٹماٹر سے زیادہ موثر کوئی چیز نہیں ہے،

صفحہ نمبر ۹ سے آگے

اس کے علاوہ نشانیوں کا یہ بھی بیان ہے کہ سوائے وحشی اور درندہ جانوروں کے خطرہ کے جوان کے ساتھ پیش آنے میں لاحق ہو سکتا ہے سلطنت میں اور کوئی خطرہ یا ڈر نہیں ہے نہ کسی کو کوئی ستاتا ہے اس سے صاف

جن لوگوں کو منشی اشیاء کے کثیر استعمال کی بدعادت نے مریض کو کمزور بنا دیا ہے ان کے لئے ٹماٹر کے عرق کا کافی مقدار میں استعمال بہت ہی مفید ہے ضرورت سے زیادہ مقوی غذا کھانے اور ضرورت سے بہت کم کھانے سے جو ایک قسم کا زہریلا مادہ جسم میں پیدا ہو جاتا ہے وہ عرق ٹماٹر کے استعمال سے جاتا رہتا ہے ٹماٹر زیادہ وٹامنز اور خرابی خون کی صلاحیت کا وصف رکھنے کے علاوہ معدنی اجزاء بھی کافی مقدار میں اپنے اندر لئے ہوئے ہے ٹماٹر میں پروٹین، فاسفیٹ پوٹاش چونہ، میگنیشیم، سوڈیم، سلفر، کلورین اور آئرن (لوہا) پائے جاتے ہیں

واضح ہے کہ لوگ بہت اچھے خیری بنا دیتے تھے ان کو بہت کا کامل احساس تھا، پولیس کا انتظام بھی مثالی تھا لوگوں کے دین سمجھنے کا طریقہ نہایت عمدہ مثالی نوعیت کا تھا۔

چندر گپت موریہ کا راج سنہ ۳۰۰ء سے سنہ ۳۰۰ء تک رہا۔ اپنے باپ سمندر گپت کی طرح وہ بھی ایک بڑا بہادر جنگی سپاہی بادشاہ تھا جس نے ایک جنگ میں راجہ کی ساری خصوصیات اپنے عمل اور خصوصیات و ترقیات سے پیش کر کے دکھا دیں، وہ ایک دانشمند بادشاہ تھا آپ علم و ادب کا دلدادہ تھا۔ فن کاروں کی قدر افزائی کرتا تھا اور اس کے عہد میں جس قدر بڑے بڑے علماء ادیب شعراء اور مصور و فن کار پیدا ہوئے وہ ان سب کی عزت افزائی اور قدر دانی کرتا تھا۔

چندر گپت کو ہندوستان کی داستانوں کا ہارون رشید کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی بھی وہی خصوصیات سلطنت تھیں، خیال کیا جاتا ہے کہ راجہ بکرم جس کی ہندو روایتوں میں اس قدر تذکرہ ہے اجین کے دربار میں علم و ادب کے نو رتن پائے جاتے تھے وہ سونے چندر گپت بکرماجیت کے اور کوئی راجہ نہیں ہو سکتا۔

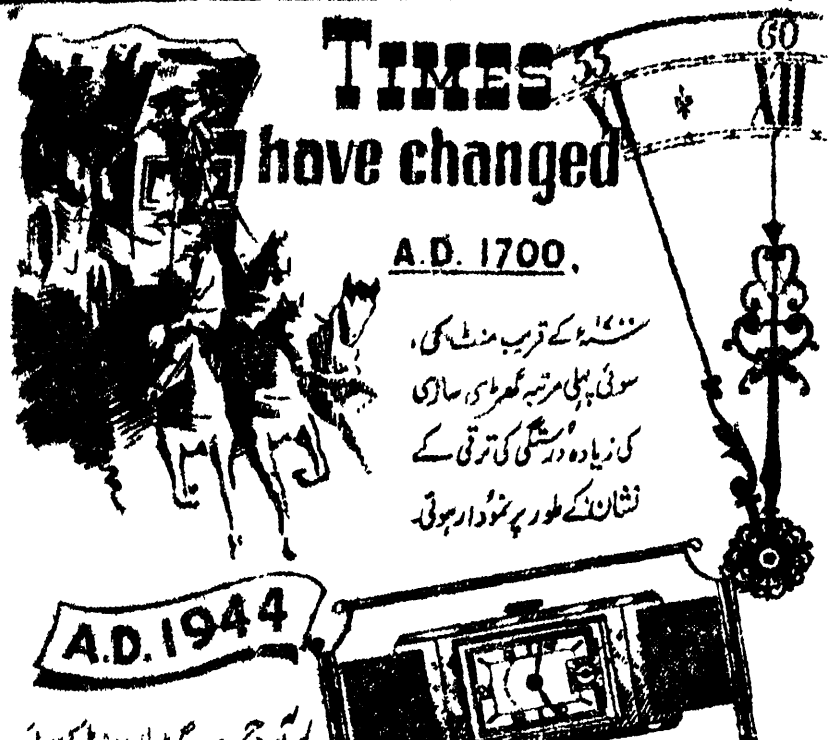

اور آج جدید گھڑیاں منٹ کی سوئی کی بغیر حقیقت میں عجیب و غریب دکھائی دیتی۔ پرانے اچھے زمانے کے فرصت کے دنوں کے مقابلہ میں ان دنوں وقت ہماری زندگی کا ایک اہم عنصر ہے۔ اس لئے ایک اچھی گھڑی رکھنے کی ضرورت ہے۔ یعنی ایسی گھڑی جو ترجیحی طور پر "ویسٹ اینڈ" جیسی مضبوط اور قابل اعتبار ہو۔ فہرست مفت طلب فرمائیے۔

چونکہ درآمدیں باقاعدگی نہیں ہے اس لئے ممکن ہے ہر قسم کی گھڑی مہیا نہ کی جا سکے جس کا افسوس ہے۔ دیا جاتا ہے لیکن اس کی پوری کوشش کی جائے گی کہ جہاں تک ہمارا اسٹاک اجازت دیگا ہم آرڈروں کی تعمیل کریں گے۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی۔ بمبئی اور کلکتہ

WEST END WATCH Co

Bombay • Calcutta

زمین آسمان کا فرق، ایک سچا واقعہ

ایک حیرت انگیز دوائی کا کرشمہ

یوں تو دنیا کی چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہو سکتا ہے لیکن صحت کی حالت میں ایک حیرت انگیز دوائی نے جو فرق پیدا کیا ہے؟ زمین و آسمان سے بھی زیادہ ہے۔ پہلے میں نشاط کاری اور بے اعتدالی سے کمزور اور ہم مردہ ہو گیا تھا۔ میرا چہرہ سڑا دل ڈوبا ڈوبا سا آنکھیں ورم اور اس اور زندگی جوانی کی رنگینیوں سے خالی ہو چکی تھی لیکن اب میری اٹھا ہوں۔ اب چہرہ سرخ، دل امنگوں سے بھرا ہوا آنکھوں میں نور اور زندگی جوانی کے جوش سے لبریز ہے۔ "یہ سب پریم بٹی کا کرشمہ ہے" اب میں مخلوق خدا کے فائدے کے لئے اس دوا کو عام کر دیا ہے اور رسالہ اب تک لاکھوں کے دامنوں پر ملک کے کونے کونے میں اس کے فائدوں کا ڈنکا بج رہا ہے۔ پریم بٹی میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ڈالی جاتی۔ یہ دوا رحمات کا پتلا پن، سوداک، ناطیں جریان، پیشاب کے قبل و بعد سفید رطوبت کا آنا، سستی، کمزوری، نامردی، بادوامتی کی، دمہ، کھانسی، عورتوں کے سفید و پانی رطوبت کا آنا وغیرہ جملہ امراض کی مردانہ و زنانہ بیماریوں کو چند ہی دنوں میں جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور رگ رگ میں نئی زندگی بھر دیتی ہے۔ ۴۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت تین روپے دو آنے -/3/2 چالیس دن کی پوری خوراک یعنی اسی گولیوں کے پیکٹ کی قیمت پانچ روپے دس آنے -/5/10 ڈاک خرچ دو پیکٹ تک صرف تیرہ آنے غیر ممالک کے لئے اس کی قیمت دس شلنگ ہے۔ خرچ پیشگی آنا ضروری ہے۔

تعریفی خطوط کا انبار ہمارے پاس اس حیرت انگیز دوا کو استعمال کرنے والے ہزاروں مریضوں کے خطوط آتے رہتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر اس رائے کو ملاحظہ فرمائیے۔

آر۔ اے چیٹرجی:۔ ریٹائرڈ مجسٹریٹ اور چیرمین گارڈن ریسرچ میونسپلٹی کلکتہ تحریر فرماتے ہیں۔ آخری بار دوا کی ہوئی دوا نے خوب فائدہ کیا۔ ایک دوسرے مریض کے لئے اسی گولی اور روانہ فرما دیں۔

پتہ:۔ بابو شام لال جی رئیس پریم بٹی آفس دھن کٹی نمبر ۵۱۵ کانپور

ایجنٹ:۔ گرگ اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی • آر۔ بی گرگ جوہری بازار آگرہ

تاریخ دہلی

۲۵ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء

حکومت کی غفلت شعاری

ڈیڈلاک دور کرنے کا ایک مزید موقع کھو دیا گیا

حکومت کی غفلت شعاریاں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ اس نے ایک عارضی اور وقتی حالت کو مستقل حالت میں تبدیل کر دیا ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے رو سے کوئی صوبجاتی حکومت جس میں دفعہ ۹۳ کو کام میں لاکر آئین ملتوی یا منسوخ کر دیا گیا ہو ایک سال سے زیادہ عرصہ کے لئے گورنر جنرل کے مشیروں کے ذریعہ نہیں چلائی جا سکتی اس شرط کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی غیر معمولی صورت حال پیدا ہو جائے اور کسی صوبہ میں گورنری راج قائم کر دیا جائے تو زیادہ سے زیادہ ایک سال کے اندر صورت حال کو درست کر کے پھر آئینی حکومت قائم ہو جانی چاہیئے مگر اب اس شرط سے جو مصرف لیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ سال بہ سال برطانوی پارلیمنٹ میں ایک تجویز پیش کر کے گورنری راج کی میعاد میں ایک برس کی توسیع کر دی جاتی ہے۔ اگرچہ آئینی الفاظ کی عہدہ ہے یہ طریقہ غلط نہیں ہے مگر جہاں تک الفاظ کی روح اور اسپرٹ اور آئین سازوں کے اصلی منشاء کا تعلق ہے ان کا منشاء ہرگز یہ نہ تھا کہ ایک غیر آئینی اور عارضی صورت حال کو مستقل بنا دیا جائے اور گورنری راج میں سدا ہی رہنے کا خیال ہی چھوڑ دیا جائے

ہندوستان کے پانچ صوبوں سے کانگریسی وزارتوں کا استعفیٰ غالباً مطلق العنان گورنروں، ایڈیکانگ کے باختیار مشیروں اور آئی۔ سی ایس والوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ بن گیا اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ دل کی مراد ہی حاصل ہو گئی، الغرض ان صوبوں میں اب تک غیر ذمہ داری کا دور دورہ ہے اور ابھی چند روز ہوئے کہ برطانوی پارلیمنٹ نے پھر مسٹر ایمری وزیر ہند کی یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ ہندوستان کے ان صوبوں میں گورنری راج مزید ایک سال کے لئے برقرار رکھا جائے، غالباً آئندہ سال بھی اگر جنگ جاری رہے گی اور ہندوستان کی صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی تو یہی طریقہ اختیار کیا جائے گا اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔

ہمیں انتہائی افسوس ہے اور برطانی و ہندوستانی مفادات کو سمجھنے والے سب لوگوں کو افسوس ہوگا کہ موجودہ ڈیڈلاک کو دور کرنے کا ایک نیا اور اچھا موقع پھر برطانی حکومت نے کھو دیا، صرف یہی نہیں بلکہ دوران بحث میں مسٹر ایمری نے پھر تلخیوں میں اضافہ کرنے اور نظر بند لیڈروں پر وہ الزامات عائد کرنے کا عمل اختیار کیا جو اب تک کسی عدالت میں صحیح ثابت نہیں کئے گئے ہیں ہمارا خیال ہے کہ ان پرانی باتوں کو اس موقع پر دہرانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی اور ممبر پارلیمنٹ مسٹر پیتھک لارنس (لیبر) نے یہ صحیح فرمایا کہ مسٹر ایمری نے اس موقعہ پر پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ وزارت ہند کے عہدے کے لائق نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام موجودہ حالات پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو حکومت کی یہ افسوسناک غلطی اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔ مہاتما گاندھی کے متعلق یہ بشارت ہو چکی ہے کہ وہ ملیریا بخار میں مبتلا ہیں اگرچہ ان کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے تاہم اس عمر میں اور گذشتہ غموں کے ہجوم میں انسانی جسم کی کمزوری بھی صبر آزما ہوتی ہے، پچھلے دنوں یہ خبر اڑی تھی کہ مہاتما گاندھی کو آغا خاں محل پونا سے احمد نگر بھیج دیا جائے گا تاکہ وہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ارکان سے تبادلۂ خیالات کریں، اس خبر کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی بہر صورت ایسے موقع پر جبکہ مہاتما گاندھی بیمار ہیں اور دو غمناک واقعات ان کے روبرو گذر چکے ہیں بہترین اور سب سے زیادہ مفید طریقہ یہی تھا کہ ان کو فوراً غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جاتا، اس کے بعد وہ خود سمجھوتہ کا کوئی راستہ نکالتے اور ورکنگ کمیٹی کے ممبران اور ملک کی دوسری پارٹیوں کے لیڈروں سے مشورہ شروع کر دیتے ہم یہ جانتے ہیں کہ خود مہاتما گاندھی جیسا شخص کسی باعزت سیاسی سمجھوتہ یا باعزت مفاہمت کے بغیر کبھی اپنی رہائی پسند نہیں کر سکتا مگر متمدن دنیا کے روبرو برطانی حکومت کا یہ فرض ہے کہ مہاتما گاندھی کو اس مسئلہ پر اظہار خیال کا موقع دے،

اس وقت جبکہ جاپانیوں نے آسام کے ایک علاقہ پر حملہ کر دیا ہے مہاتما گاندھی کا دل قید و بند کے اندر بھی دکھی ہو رہا ہوگا، ۱۹۴۲ء میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ریزولیوشن میں جو برما پر جاپانی حملہ کے بعد پاس ہوا تھا یہ بات بھی موجود تھی کہ تمام ضروری حملہ آور کی مدافعت کرنے اور اس کو شکست دینے کی کوشش کی جائے

ہمیں امید ہے کہ نظر بندی سے باہر آتے ہی سب سے پہلے مہاتما گاندھی اسی مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ ڈیڈلاک آسانی سے دور ہو جائے گا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ مہاتما گاندھی قید کے اندر سے کوئی سیاسی اعلان نہیں کریں گے، اس لئے ڈیڈلاک کو دور کرنے کے لئے پہلا اہم قدم اٹھانا حکومت ہی کا فرض ہے اس کو چاہیئے کہ جلد از جلد اس کام کے لئے ضروری فضا پیدا کرے اور ہندوستان کے تحفظ کے لئے تمام عناصر کو ایک اتحاد عمل کی راہ نکالے، جس حد تک معلومات ہمیں بہم پہنچائی گئی ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ فوجی نقطۂ نگاہ سے ہندوستان کے ڈفنس کی پوزیشن اچھی اور قابل اطمینان ہے اور جنوبی مشرقی ایشیا کمانڈ جہاز جلد جاپانیوں کو ہندوستانی سرحد سے باہر نکال دے گا لیکن ظاہر ہے کہ صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے اب جبکہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا ہیڈ کوارٹر سیلون ٹرانسفر کر دیا گیا ہے یقیناً جاپان پر ایک وسیع تر حملہ کیا جائے گا۔ اور اس حملہ کی دوری کامیابی کے لئے گھریلو محاذ کی درستگی اور مضبوطی بھی ضروری ہے۔

حکومت نے ہندوستان کی اندرونی خطرات کے سدباب کے سلسلہ میں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں میں ایسے عناصر بھی موجود ہیں جو یہ نہیں سمجھتے کہ فضول گوئی سے کیا وسیع نقصان پہونچ سکتا ہے، کیا اس فضول گوئی کو روکنے کا بہترین طریقہ یہ نہیں ہے کہ ملک کے لیڈروں ہی کو ملک کی اندرونی انتظامات کے لئے ذمہ دار بنا دیا جائے؟ لوگوں میں فضول گوئی یعنی ایک خطرناک غیر ذمہ داری کی جو ہوا پھیل گئی ہے وہ ڈیڈلاک دور ہوتے ہی فوراً ختم ہو جائے گی، گاندھی، نہرو اور آزاد جیسے لوگ اس گھریلو مورچہ کو درست کر دیں گے، اور افواہوں کا راستہ مسدود ہو جائے گا، اور اندرونی اعتماد کی ایک ایسی مفید فضا پھیل جائے گی کہ فضول باتیں کرنے والوں کی زبانیں بند ہو جائیں گی۔

ان اسباب کے پیش نظر ہم ایک مرتبہ پھر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ برطانی پارلیمنٹ نے مسٹر ایمری کے ایما پر یہ بہت بڑی غلطی کی ہے کہ صوبوں میں گورنری راج کی توسیع کر دی ہے، ڈیڈلاک کو دور کرنے کا ایک اچھا موقعہ پھر حکومت کے سامنے آگیا تھا لیکن حکومت نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا بہرحال عمل و اقدام کا دروازہ اب بھی بند نہیں ہے اگر برطانی حکومت اپنی قدامت پرستی کی روایات کو ترک کر دے اور ایک صحیح قدم اٹھائے تو اس سے فائدہ کی بجائے بھی نقصان نہیں ہو سکتا

دہلی میں راشن!

دہلی میں ابھی راشن شروع نہیں ہوا ہے مگر راشن کی پوری تیاریاں ہو چکی ہیں اور اب راشن کارڈ بھی تقسیم کئے جا رہے ہیں، اس سلسلہ میں کلکتہ کی ایک خبر دہلی میں راشن کے حکام اور ملازمین کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی اور یہ ظاہر کر دے گی کہ بعد کی خرابیوں سے ابتدائی احتیاط زیادہ بہتر ہوتی ہے اخبار ہندوستان اسٹینڈرڈ نے اس واقعہ پر اظہار خیال کیا ہے کہ اہل کلکتہ کو راشن کی دوکانوں سے چاول تو مل جاتے ہیں مگر اکثر اس چاول میں پتھر کے ریزے ملے ہوتے ہیں اور یہ ریزے اس قدر مارک اور چاول کے ہم رنگ ہوتے ہیں کہ نیز نگاہیں بھی دونوں چیزوں میں کوئی امتیاز نہیں کر سکتیں، اس لئے چاول کا کنٹرول کی قیمت پر راشن کی دوکانوں سے صرف مل جانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ میں سرکاری انتظامی دیکھ بھال کی بھی ضرورت ہے اور ممکن ہے کہ دوکاندار لوگ عوام کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھائیں اور دوسری چیزوں مثلاً چینی وغیرہ میں بھی اسکے ہم رنگ ذرات کی ملاوٹ شروع کر دیں، نیز ہر آدمی راشن میں چینی کی جو مقدار معین کی گئی ہے وہ بہت کم ہے اور اس سے گھریلو ضرورتیں پوری نہ ہوں گی، خصوصاً جس گھر میں بچے ہوتے ہیں وہاں دودھ وغیرہ میں ہر وقت چینی کا خرچ ہوتا رہتا ہے، ایک بات اور ہے جو اس سلسلہ میں کہنا ہم ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ راشن کارڈ کے ذریعہ اگر راشن کی خریداری ہفتہ وار کی بجائے ماہانہ کر دی جائے تو یہ بہت بہتر ہوگا ایک تا ہفتہ ان چیزوں کے حاصل کرنے میں جو بنیادی غذائیں ہیں کافی وقت صرف ہوگا، دوسرے وہ ملازمین جو ماہانہ تنخواہ پاتے ہیں، بڑی مشکلات میں مبتلا ہو جائیں گے ایسے لوگ ہمیشہ پورے ماہ کی ضرورت کی اشیاء ایک ہی مرتبہ خرید لیتے ہیں اور یہی طریقہ ان کے لئے مفید بھی ہوتا ہے اور ان کو بعد کی پریشانیوں سے بچاتا ہے اسلئے ہم راشن آفیسر سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان باتوں پر دوبارہ غور کیا جائے۔

جنوبی مشرقی ایشیا کمانڈ

جنوبی مشرقی ایشیا کمانڈ کا ہیڈ کوارٹر دہلی سے سیلون (لنکا) ٹرانسفر کر دیا گیا ہے اور اس کے کمانڈر لارڈ ماؤنٹ بیٹن سیلون پہنچ گئے ہیں اس سرکاری اعلان پر اظہار تعجب کی ضرورت نہیں ہے، دہلی میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے آنے کے وقت ہی یہ بات ظاہر کر دی گئی تھی کہ دارالحکومت میں ان کے ہیڈ کوارٹر کا قیام عارضی ہے اور ضرورت کے مطابق کسی اہم فارورڈ مورچہ پر ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔ کچھ روز ہوئے مسٹر چرچل نے کہا تھا کہ ایک بہت بڑا برطانی سمندری بیڑہ خلیج بنگال میں پہنچ گیا ہے ان تمام واقعات سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جاپان کو سمندر کی طرف سے کچھ ایسا شکست دینے کی کوشش کی جائے گی اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کمانڈر انچیف کے بحری حملے کے ماہر ہیں اس میں بھی شک نہیں کہ سیلون کو ایک بحری اڈا بنا کر بحری بیڑے کا اتحاد عمل بھی حاصل کر لیا جائے گا اس سے برما کے مورچہ تک صرف ورکشاپ کی پرورش باقی رہ جائے گا،

(باقی نوٹ صفحہ ۱۲ پر)

اشارات

عالمگیر شہرت رکھنے والے غذائی ماہر سر جان رسل
فرماتے ہیں کہ کسان اور کاشتکار ایک بلند معیار زندگی کی
امید کر سکتے ہیں ——— یہ سب کو معلوم ہے۔ انکے دل
میں امید تو ہمیشہ دلوں سے پیدا ہوگئی ہے لیکن سوال یہ
ہے کہ ان کی امید پوری کب ہوگی! اکالس امید کی
حد کی کوئی انتہا بھی ہے؟

ٹیلیفس کی ایک اطلاع کہتی ہے کہ اٹلی کے مشہور
ڈوڈ تجھے استعفے دینے والے ہیں ——— دوسرے
پیش یعنی فرانس کے مشہور پلیٹیاں کو بھی اسکی تقلید کرنی چاہئے
جنرل کاؤنٹ فرانسسکو کا بیان ہے کہ روما کے پوپ
کی پریشانیاں حقیقت میں اسپین کی پریشانیاں ہیں
اس لئے کہ اسپین میں رومن کیتھولک لوگوں کی تعداد
زیادہ ہے ——— دوسری طرف یہ بھی دیکھئے
کہ ہٹلر کی پریشانیاں رفتہ رفتہ جنرل فرانکو کی پریشانیاں
بن جا رہی ہیں اس لئے کہ موخر الذکر کیتھولک ہیں۔

بمبئی کی بعض ڈیریوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ دودھ
کی قیمت اب چودہ آنے فی سیر کر دیں گے ہندوستان
کے دوسرے شہروں میں بھی دودھ کی قیمت بڑھتی
جا رہی ہے۔ اس کا ایک سبب یہ بتلایا جاتا ہے کہ جس
نے بھینس کی قیمت پہلے پچاس ساٹھ روپے
سے سوا ڈیڑھ سو روپے تھی آج اسکی قیمت چار سو روپے
سے آٹھ سو روپے تک ہے ——— کیا حکومت کے
لئے کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ گائیں اور بھینسیں
دودھ کی قیمتوں پر مہیا کی جائیں؟ اگر ہندوستان
میں دودھ اس قدر گراں ہو جائیگا تو بچوں کا کیا حشر ہوگا

ایک خبر کہتی ہے کہ ایک پوسٹ کارڈ جو ۲۰ مارچ
۱۹۲۷ء کو ناندیس سے مسٹر ایشوری پرشاد ایڈیٹر ہندو
کلکتہ کو بھیجا گیا تھا ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء کو بھیجنے والے
کے پاس اس اطلاع کے ساتھ واپس آیا کہ مکتوب الیہ
کا پتہ نہیں ملا۔ یعنی اس مکتوب الیہ کی تلاش میں اٹھارہ
سال کی مدت صرف ہوئی اور کوشش بھی ناکام رہی ——
پوسٹ کارڈ کا بھیجنے والا اگر جوان ہوگا تو یقیناً اب
بوڑھا ہو گیا ہوگا ہمارا خیال ہے کہ اس طویل مدت
میں مکتوب الیہ کی تلاش صرف اس زمین پر نہیں بلکہ
سیاروں یعنی مریخ وغیرہ پر بھی کی گئی ہوگی

ایک اطلاع جو معاصر "سٹیٹسمین" کی کلکتہ
سے ہے یہ کہتی ہے کہ اس جنگ میں صرف ایک جرمن
کشتی کو ہلاک کرنے کے لئے ... ۱۲۵ پونڈ خرچ
ہوئے اور ایک جرمن ہوائی جہاز کو گرا کر تباہ کر دینے
... ۱۰ پونڈ کا صرفہ ہے۔ اس دریافت کا سہرا
کے ایک ماہر اعداد و شمار کے سر ہے ———
جو کہ مزید دلچسپی ہے تو یہ معلوم کر لیجئے کہ جولیس سیزر
کے زمانہ میں ایک سپاہی کو ہلاک کرنے میں ساڑھے
تین شلنگ خرچ ہوتے تھے۔ مزید اعداد و شمار یہ
ہیں۔ نپولین کے زمانہ میں ۵۰ پونڈ۔ امریکہ کی خانہ
جنگی کے زمانہ میں ۱۲۵۰ پونڈ۔ پہلی جنگ عظیم کے زمانے
میں ۵۰۲۵ پونڈ۔ یعنی آج جس قسم سے صرف
ایک سپاہی مارا جاتا ہے، اس سے سیزر کے زمانے
میں ... ۱۰ سپاہی مارے جا سکتے تھے

پچھلے صفحہ سے

اگرچہ اب تک یہی خیال کیا جا رہا ہے کہ جاپان پر مکمل
اور وسیع تر بمباری کرنے کے لئے یورپ میں مشکل
کی سفکت کا انتظار کیا جائے گا تاہم یہ ایک یقینی امر ہے
کہ اس اثنا میں بھی جاپانی طاقت کو چند موچوں پر شکست
دی جائے گی۔ واسطے اس لئے کہ ... رکھا جائے گا کہ ... اپنا ایک
قدم بھی آگے بڑھا سکے۔

تحقیقات کی ضرورت!

بمبئی میں جو ہولناک واقعہ پچھلے دنوں رونما ہوا اسکی
مثال نہ بمبئی کی تاریخ میں، ہندوستان کے کسی بڑے
شہر کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ شریف ... وی بھٹکر
اور مسٹر نانجی کے جو تازہ سرمین بیانات شائع ہوئے ہیں ان
میں حکومت کی توجہ عوام کے وسیع نقصانات کی طرف
مبذول کرائی گئی ہے۔ مسٹر بھٹکر کا بیان ہے کہ
تقریباً بیس ہزار آدمی ان عمارتوں کے باعث جو گولہ
بارود کے جہاز میں آتشزدگی کے باعث واقع ہوئے بے
خانماں ہو گئے ہیں، اگرچہ سرکاری اور غیر سرکاری امداد
کے ذریعہ کھانے کپڑے کا انتظام تو ہو چلا ہے مگر سب سے
بڑی مشکل دوبارہ تعمیرات کے سلسلہ میں پیش آ رہی ہے اور
سوال یہ ہے کہ ان بے خانماں لوگوں کو کہاں رکھا جائے
کہا جاتا ہے کہ گولہ بارود کے پھٹ پڑنے کے ۷۷ گھنٹوں
کے بعد تک مندروں اور مسجد بندر کے علاقوں میں آگ
جلتی ہوئی دیکھی جا رہی تھی اور اس وقت دھماکا ہوا تھا اس
وقت میلوں تک ایک زلزلہ سا محسوس کیا گیا تھا۔ اور
بہت دور دور کی عمارتوں کے شیشے چور چور ہو گئے تھے یہ
ضرور ہے کہ اس بڑے حادثہ کے متعلق پوری تحقیقات
کی جائے اور حکومت ہند ایک آزادانہ تحقیقات کا حکم جاری
کرے۔ یہ مطالبہ ہر طرف سے کیا جا رہا ہے جس کا مقصد یہ
ہے کہ اس آتشزدگی کے اسباب معلوم ہو جائیں
اور آئندہ کے لئے ایسے حادثوں کا انسداد کیا جا سکے ہم امید
کرتے ہیں کہ حکومت اس مطالبہ کو مان لیگی اور اس کے
ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ امدادی تدابیر بھی اختیار کریگی

سفر کی مصیبتیں!

ہندوستان میں اور بالخصوص بڑے شہروں میں
سفر کی مصیبتیں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ بمبئی کے بعض
اخبارات میں ٹرام گاڑیوں اور موٹر بسوں، اور ریل کے ڈبوں
میں بے پناہ بھیڑ بھاڑ کا تذکرہ کر کے اس صورت حال
پر اظہار افسوس کرتے ہیں اور آنریبل منسٹر سے مطالبہ کر رہے ہیں
کہ وہ جلد از جلد اصلاحی قدم بڑھائیں۔ آجکل اس
اعتبار سے دہلی کا حال بھی ناگفتہ بہ ہے ٹرام گاڑیوں پر
مسافروں کی جو کثرت ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے اور
کرایہ بڑھ جانے پر بھی لوگوں کا یہ حال ہے کہ گاڑیوں میں
بھرے رہتے ہیں اور کثیر تعداد میں خانوں کے اندر کھڑے ہو کر
ان لوگوں کو بھی تکلیف پہونچاتے ہیں جو سیٹوں پر
بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ دہلی
ٹرامویز کمپنی اس صورت حال کی طرف توجہ کیوں نہیں
دیتی۔ ہم جانتے ہیں کہ جنگ کے زمانے میں نئی ٹرام
گاڑیاں بنانے اور ان کی تعداد میں اضافہ کرنے کی راہ
میں مشکلات حائل ہیں لیکن موٹر کی بڑی لاریاں جو پٹرول
سے نہیں بلکہ کوئلہ کے گیس سے چلتی ہیں بڑے دامن پر
تو مل ہی جاتی ہیں پھر دہلی ٹرامویز کمپنی ایک مزید سروس
کیوں نہیں شروع کرتی؟ کلکتہ میں ٹرامویز کمپنی کی
ٹرام گاڑیوں کے علاوہ اس کمپنی کی موٹر بسیں بھی چلتی
ہیں۔ بڑھی ہوئی آمدنی کے پیش نظر دہلی ٹرامویز کمپنی
کے لئے یہ صورت ناممکن نہیں معلوم ہوتی اس پر غور کرنا چاہئے

غذائی کاشت!

پٹنہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ ایسٹ
انڈین ریلوے لائن کے دونوں جانب بہت سے مقامات
پر جو بنجر آباد کاشت ہیں ان میں سبزیوں اور ترکاریوں
کی کاشت کی جائے گی اور ریلوے ملازمین کو سستے داموں
پر سبزیاں دی جائیں گی۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر اس
تجویز پر عمل کیا گیا تو اس سے نہ صرف ریلوے ملازمین ہی
کو فائدہ ہوگا بلکہ عوام کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ بازار پر
خریداری کا بار کسی قدر ہلکا ہو جائے گا۔ ہندوستان
میں زیادہ غذا پیدا کرنے کی اسکیم کا ڈھنڈورا بہت زور سے
پیٹا گیا تھا مگر افسوس ہے کہ عملی میدان میں اس طرف کافی
توجہ نہیں دی گئی تھی اب بھی اگر تمام فتادہ زمینوں پر سبزیوں
کی کاشت کرنے کی اور جو زمینیں قابل زراعت ہیں
ان میں اناج پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو ہندوستان
کی غذائی پیداوار کافی مقدار میں بڑھائی جا سکتی ہے ہر
صوبہ میں ایسی غیر آباد زمینوں کی کافی مقدار موجود ہے،

جرنلسٹوں کی ٹریڈ یونین

انگلستان میں جرنلسٹوں کی ٹریڈ یونین نے
جرنلسٹوں کی حالت کو بہتر بنانے میں بڑی کامیابی
حاصل کی ہے ہندوستان میں بھی بمبئی کے جرنلسٹ ایسوسی
ایشن نے جرنلسٹوں کے مفادات کے مختلف مسائل
پر ایک رپورٹ تیار کی ہے جس کے دو بنیادی مقاصد یہ
ہیں کہ ہندوستان کے جرنلسٹوں کی ایک ٹریڈ
یونین قائم کی جائے اور ان کی موجودہ حالت
بہتر بنائی جائے۔ آل انڈیا نیوز پیپر ایڈیٹرز کانفرنس
کے صدر مسٹر بریلوی اس ایسوسی ایشن کے بھی صدر
ہیں اور پچھلے دنوں مدراس کانفرنس میں انہوں کی
تجویز پر ریزولیوشن پاس ہوا تھا کہ ورکنگ
جرنلسٹوں کی حالت بہتر بنائی جائے۔ اس
سلسلہ میں جو سب کمیٹی قائم ہوئی تھی اس نے بھی اپنا
کام شروع کر دیا ہے مگر ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں
کہ اس کا کام اب کس منزل پر ہے۔

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں)

راز و نیاز

سوال: - پچھلے دنوں مرکزی اسمبلی میں نیشنل
مسلم لیگ" اختر انجمن عمل کا جو مظاہرہ ہوا ہے کیا وہ
مستقل ہو سکتا ہے (رام سنگھ۔ دہلی)

جواب: - یقیناً ہو سکتا ہے بشرطیکہ مسلم لیگ کے
قائد ظلم اور ان کے رفقائے کار ہندوستان کی آزادی
کو تمام فرقہ وارانہ مقاصد پر ترجیح دیں۔

سوال: - کیا مسز سروجنی نائڈو جلد انگلستان
جانے والی ہیں۔ (احمد علی میرٹھ)

جواب: - مستقبل قریب میں ایسی کوئی
نہیں دیتی۔ واقعہ یہ ہے کہ برطانی پارلیمنٹ کے بعض
ممبروں نے مسز نائڈو کو انگلستان آنے کی دعوت
دی ہے تاکہ وہ ہندوستان کے صحیح حالات معلوم
کر سکیں، مسز نائڈو نے یہ دعوت قبول بھی کر لی ہے لیکن
خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت ہند یا حکومت برطانیہ انکے
لئے سفر کی سہولتیں ابھی بہم نہیں پہنچائے گی۔ ہاں اگر
حکومت اور کانگریس کے درمیان سمجھوتہ ہو جائے تو
یہ راستہ آسانی سے کھل سکتا ہے۔

سوال ۱: - کراس ورڈ معمہ تیج دہلی میں الٹے پلٹے حروف
کی غلطی لگائی جاتی ہے یا نہیں جبکہ الٹے پلٹے حروف کسی
دوسرے کراس کے ساتھ ہو۔

سوال ۲: - کسی حرف کے دو یا تین حروف مثلاً لفظ دہلی
کے دو حروف لفظ کلکتہ کے تین حروف جس جگہ یہ
صورت دوسرے کراس کے ساتھ ہو وہاں پر الٹے
پلٹے حروف کی غلطی لگائی جاتی ہے یا نہیں

سوال ۳: - کیا تیج دہلی کا وہ صفحہ جس پر کراس
ورڈ معمہ کے حل آتے ہیں دوسرے کسی مضبوط کاغذ
میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا یہ کاغذ بہت ہلکا ہے؟
مستجاب احمد نقوی۔ دہلی

جواب ۱: - اس کا جواب نفی میں
ہے۔ الٹے پلٹے حروف کی غلطیاں شمار نہیں
کی جاتی ہیں۔

جواب ۲: - اس طرح کے حروف کی بھی
غلطیاں نہیں لگائی جاتیں۔

جواب ۳: - کاغذ پر کنٹرول ہے۔ جو کچھ ملتا ہے
بدستور اسی پر اخبار چھاپا جا سکتا ہے

"تیج ویکلی" کراس ورڈ معمہ نمبر (۵) کا نتیجہ

انعام پانے والوں کی فہرست!

اس معمہ میں چھ اشخاص نے صحیح حل ارسال فرمائے ہیں ان کو پچاس روپے کا پہلا انعام برابر حصوں میں دیا جاتا ہے ایک غلطی والے حل دو اشخاص نے، اور دو غلطیوں والے حل سولہ اشخاص نے بھیجے ہیں ان کو ترغیب کے انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں، انعامات کی رقمیں اور انعام پانے والوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:-

پہلا انعام (صحیح حل) فی کس مبلغ ۲۵ روپے آٹھ آنے

(۱) مسز رتی رکمنی دیوی کوشک، معرفت پنڈت سری نواس کوشک، پی۔ ٹی۔ آئی ہندو ہائی اسکول سونی پت، ضلع رہتک،

(۲) جناب ایشور داس اگروال، جی۔ ایچ کیو (ایم جی۔ او برانچ) ایم جی/ ایم ای۔ ایس وارڈ پیڈ منٹ، نئی دہلی۔

(۳) جناب شوکت حسین میٹیکار گورنمنٹ ریلوے پولیس ای سیکشن، بریلی،

(۴) جناب محمد سعید احمد معرفت جناب شوکت حسین (پتہ ایضاً)

(۵) جناب امبکا پرشاد، احاطہ بندرابن، غازی آباد (یو۔ پی)

(۶) جناب ہربنس چند، معرفت ساہو جگدیش سرن محلہ کثرہ غلام علی، امروہہ ضلع مرادآباد۔

دوسرا انعام (ایک غلطی) فی کس مبلغ پانچ روپے

(۱) جناب آسارام جین، معرفت پورن مل اگرسین جین، نیا بازار، دہلی،

(۲) جناب جمیل احمد "ایف" کلاس روم نمبر ۶ پوسٹ آفس بھووالی سینی ٹوریم، نینی تال،

تیسرا انعام (دو غلطیاں) فی کس مبلغ دو روپے آٹھ آنے

(۱) جناب پیارے لال بھٹناگر پٹیر، گھیر بہراں، ڈبائی ضلع بلند شہر،

(۲) جناب ساہو جگدیش سرن، محلہ کثرہ غلام علی، امروہہ، ضلع مرادآباد

(۳) جناب رویندر چند معرفت ساہو جگدیش سرن (پتہ ایضاً)

(۴) جناب واحد حسین کلرک ایم۔ جی۔ او۔ ایس سی (ز) جی۔ ایچ۔ کیو۔ نئی دہلی

(۵) جناب بی۔ ایس۔ انوار احمد طالب علم،

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۲۱ سنہ ۱۹۶۱ء

بعدالت جناب لالہ ہری رتن مروہ صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول مظفر نگر

جھنڈ پسر میر سنگھ قوم جاٹ ساکن موضع مزاولی پرگنہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر

بنام عطر سنگھ پسر چوبی قوم جاٹ، ساکن مزاولی حال پٹواری موضع بیکا مزارع پرگنہ شاملی و کچھ لوپسر نجبی و سندر اور دریا دسوجی پسران نجبی اقوام جاٹ ساکنان مزاولی پرگنہ کاندھلہ، ضلع مظفر نگر

واضح ہو کہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت دفعہ ۱۲ کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۶۲ء بوقت ۱۰ بجے بمقام مظفر نگر اصالتاً یا موقت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو جیئے اور جواب دہی و دعویٰ کی کیجئے اور وہی تاریخ جو آپ کی حاضری کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر آپ چاہیں اپنے جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہیں پیش کیجئے۔

اور آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے سمع اور فیصل ہوگا۔

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج تاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۶۲ء جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

جوبلی ٹاکیز میں ۵۳ واں ہفتہ

بمبئی ٹاکیز کی سدا بہار تصویر

قسمت

روزانہ ۴ بجے دن، تین شو ۷ بجے شام، ۱۰ بجے رات

اتوار کو ۱۱ بجے ایک خاص شو

ایک رات

چوک قاضیاں، امام باڑہ خاماں، اجمیر شریف،

(۶) شریمتی ارملا دیوی معرفت پنڈت سری نواس کوشک پی۔ ٹی۔ آئی سنسکرت ہندو ہائی اسکول سونی پت، ضلع رہتک،

(۷) جناب نوین چندر کوشک معرفت پنڈت سری نواس کوشک (پتہ ایضاً)

(۸) جناب بلبیر کشور سکسینہ بی۔ اے ایل ایل بی وفتر سی۔ ایس۔ ایس۔ اکبر روڈ نئی دہلی

(۹) جناب سید سیف علی متعلم سنٹرل پبلیکیشنز برانچ۔ گورنمنٹ آف انڈیا، سول لائنز دہلی

(۱۰) جناب ڈاکٹر اشرفی لال سکسینہ، معرفت ڈاکٹر اے۔ ایل سکسینہ، پوسٹ امرت پور، ضلع فرخ آباد،

(۱۱) جناب چندکشت چوہری، معرفت بابو ورکشاد چوہری، محلہ منڈی چوب، امروہہ، ضلع مرادآباد،

(۱۲) جناب چندر منی وسینس، موگرڈ پارلیمنٹ

دینا ناتھ اسٹریٹ، سہارنپور

(۱۳) جناب محمد مبین معرفت منشی رلی کوئینس ہے۔ نئی دہلی۔

(۱۴) جناب سردار ہرونت سنگھ دھینگرہ، کلرک ہیڈ کوارٹر ملز، مانس منڈی کانپور

(۱۵) جناب بی۔ سی کنجنس، انٹ فیکٹری، ڈل لسنی دہلی۔

(۱۶) جناب رام کشور۔ ہری ودیا۔ اسٹیشن روڈ مرادآباد

انعامات کی رقمیں ایک ہفتہ کے بعد بھیجی جائیں گی

ڈی۔ سی۔ ام اسٹوروں سے مال خرید کر پیسے بچائیے

متعدد مقامات پر ڈی سی ام کے اسٹوروں کے قائم ہو جانے کی وجہ ڈی سی ام کی اعلیٰ درجہ کی نفیس چیزیں کافی سے بڑا تناسب پہنچ سکتی ہیں چونکہ دلالوں وغیرہ کا منافع علیحدہ کر دیا گیا ہے اسلئے ڈی سی ام کے اسٹوروں سے مال خرید کر زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں

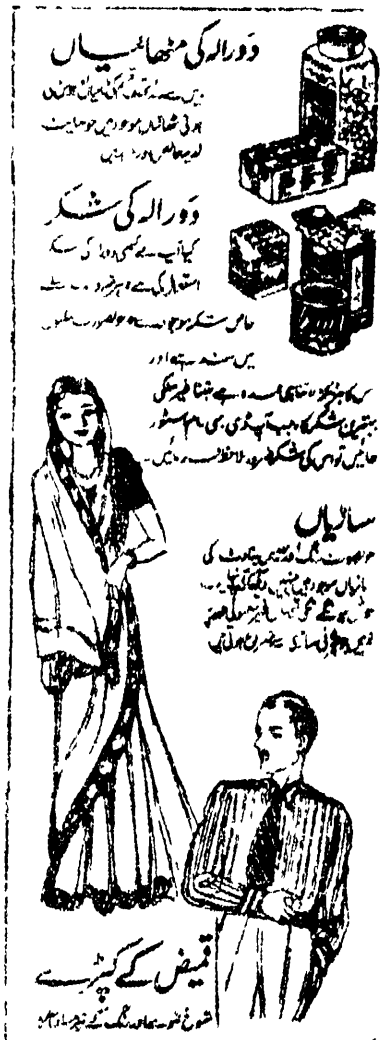

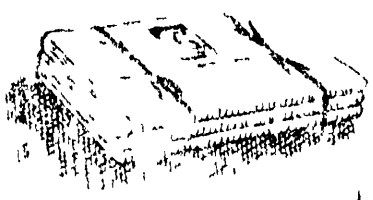

ڈی سی ام کے اسٹوروں میں ان سب کی چیزیں بہت ہی کم ہیں

DCM Stores

کناٹ پیلس اور ... نئی دہلی، چاندنی چوک، ... گیٹ، موری گیٹ، سبزی منڈی ورلیا، دہلی، سونی پت، روہتک، ... لکھنؤ، ریواڑی، ... بھوپال، اجمیر، میرٹھ، مظفر نگر، آگرہ، بریلی، علی گڑھ، ... مرادآباد، ... حیدرآباد

افسانہ نمبر

(صفحہ ۱۸ سے آگے)

تم خود سمجھدار ہو اس معاملہ پر زیادہ لکھنا بات
ضائع کرنے کے برابر ہے ہاں تمہارے کہنے پر جنتر دیتا
ہوں کہ کسی دوسرے سے شادی کر کے تم
کبھی سکھی نہیں ہو سکتیں دوسری البتہ تم میں خوش
ہو سکتی ہوں۔ ازدواجی زندگی کے لئے اور کامیاب بنانے
کے لئے صرف جسم کا ساتھ ضروری نہیں دل اور جسم
دونوں کا ساتھ ضروری ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایسا نہ
تم کر پاؤ گی اور نہ میں ——— جسم کسی دوسرے ساتھی کو
دے کر دل میں ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے لئے سچا

اشتہار دستی حاضری دل علیہم زیر آرڈر ۵ رول ۲۰
ضابطہ دیوانی

بعدالت سردار نند کشور صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی ناظم جھنڈہ

بنام رام ولد آسا رام وغیرہ ساکن بھٹنڈہ ۔ سائل
بنام مالا بنسی رام ولد رام بالاوان ساد ھو رام نابالغ سرپرست
رام پیرزادہ کا رام اگروال ساکن بھٹنڈہ مالک زمین کا کال
ست رام اگروال ساکن بھٹنڈہ ۔ زمین ملک محمد عبدالحق واقع
بھٹنڈہ ۔ پیر عبدالحق خاں اعوان ساکن بھٹنڈہ محمد کرم جید
ولد ساکن پیر کوٹ ضلع فیروزپور ۔ سلطان ولد نامعلوم قوم
پیر ساکن بھٹنڈہ ۔ بھاگ ولد نامعلوم ساکن بھٹنڈہ
مسماۃ سمل زوجہ رام دیوا دھک ساکن بھٹنڈہ ۔ تارا رام
ولد نامعلوم اگروال ساکن بھٹنڈہ ۔ مسئول علیہم

درخواست دیوالیہ

اندریں مقدمہ ۱۶ اپریل پیشی مقرر کی جا کر بذریعہ اشتہار
ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ مسئول علیہم پر نوٹس کی تعمیل معمولی طریق سے
نہیں ہو سکتی لہذا مسئول علیہم کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا
جاتا ہے کہ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہو کر اصالتاً یا وکالتاً
ہو کر اپنا اپنا قرضہ ثابت کریں۔ بصورت دیگر حکم مناسب یا جائز کیا
آج تاریخ ۶ چیت سمت ۲ کو بہ ثبت دستخط ہائے
دفتر عدالت کے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم)

مہر عدالت

کریں گے۔ یہ اور وہ اشخاص کے ساتھ نا انصافی ہوگی
اس طرح دو اور بے قصور زندگیاں تباہ ہو جائیں گی
اور یہ یقیناً گناہ ہے۔

کبھی سوچتا ہوں ہو سکتا ہے تمہیں مجھ سے بہتر ساتھی
مل جائے لیکن تمہارا بھائی برائی تو من کی چیز ہے میں
تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اپنی تمام خامیوں کے باوجود
میں تمہیں خوش رکھنے کی کوشش کروں گا اور مجھے
کامل یقین ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میرے گھر
والے بھی تمہارا خیر مقدم کریں گے اور تمہارے اپنا
لے سکتے صرف تمہارا ساتھ کریں گے بلکہ وہ تمہارے
احسان سے بھی ہوں گے۔

اخیر میں اپنی اس بے اختیاری کے لئے میں تم سے
معافی مانگتا ہوں۔ اس بے پناہ محبت کے صلے میں جو مجھے تمہارے
ساتھ ہے۔ تم مجھے معاف کر دینا

مجھ سے مر جانے کے سلسلے میں پوچھا جا رہا ہے میں نے
ابھی اپنا نام نہیں دیا۔ میرے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو
یہیں چین سے زندگی بسر کروں یا مصر جا کر جنگ کی
آگ میں اپنے سارے ارمان اور حسرتیں جلا ڈالوں
میں نے زندگی کو گھسیٹنے میں یا اس کے گھسیٹنے میں کبھی
یقین نہ رکھا۔ اس بات کا اعتراف کرنے میں مجھے کسی
بات کی ہچکچاہٹ نہیں کہ آہستہ آہستہ سسکنے سے
ایک بار جل کر بجھ جانا بہتر سمجھتا ہوں۔

اپنے دو خطوں کے جواب میں ایک بھی لفظ تمہاری
طرف سے نہ پا کر شاید میں تمہیں اتنا لمبا خط نہ لکھتا لیکن
تمہاری خاموشی نے اور مصر جانے کے اس مشورے نے
جو اچانک میرے سامنے آ گیا ہے مجھے تمہیں خط لکھنے پر مجبور
کر دیا ہے۔ میں اس سلسلہ میں تمہاری صلاح لینا چاہتا
ہوں۔ جو تم کہو گی وہی کروں گا۔

یہ خط میرا آخری خط بھی ہو سکتا ہے۔ کم سے کم دو
ماہ تک تو میں تمہیں خط نہ لکھ سکوں گا اور کون جانتا ہے
کہ ان دو ماہ میں کیا سے کیا نہ ہو جائے۔

مجھے ایک ہفتے کے اندر اندر مصر جانے کا فیصلہ کرنا
ہے اور تمہارے خط کا جواب پا کر ہی میں اپنے کل کا اس کا
جواب دوں گا ——— ایک بار تمام پرانی باتوں
کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر ٹھنڈے دل سے سوچنا
میرا یہ خط بھی اچھی طرح پڑھو اور تمام باتوں پر
پوری طرح غور کر کے مجھے جواب دو بس اور مجھے
کچھ نہیں کہنا ہے

تمہارا جگل

اپنے کمرے کی کھڑکی میں نرملا ان منی سی
بیٹھی تھی۔ آسمان پر اس نے اور اس سے بادل
گھر آئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے غم سے ان کا
دل بھر آیا ہو اور اپنے تمام ضبط کے باوجود آنسوؤں
کے چند قطرے انکی آنکھوں سے ٹپک پڑتے ہوں ——
نرملا کو یاد آیا ایسے ہی موقعوں پر وہ جگل کے
ساتھ باغیچوں میں گھوما کرتی تھی، وہ اس کے بالوں
میں پھول لگا دیا کرتا تھا اور وہ پھولوں سی مسکراہٹ
اپنے ہونٹوں پر لے آیا کرتی تھی۔

اس کی کھڑکی کے سامنے سے دو پرندے
ساتھ ساتھ اڑتے ہوئے چلے گئے۔ نرملا نے سوچا
کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ انسان نہ ہوتے، پرندے ہوتے
آسمان کی ان وسعتوں میں آزاد گھوما کرتے ———
نہ جانے جگل کہاں چلا گیا اس نے کوئی خط بھی نہیں
لکھا۔ نا اسکی غلطی تھی وہ لڑ پڑی اتنی سی بات پر
لیکن اسے یوں لاپتہ نہ ہونا چاہئے تھا۔ اب وہ کہاں
سے اس کا پتہ لگائے۔

تبھی نوکر نے آ کر اس دن کی ڈاک اس کے
ہاتھ میں دی۔ پہلی ہی چٹھی کو دیکھ کر وہ چونکی۔ یہ جگل
کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور ڈاک خانہ کی طرف سے
ایک سلپ تھی کہ اگست کی سیاسی ہلچل کی وجہ سے چٹھی
وقت پر نہیں پہنچائی جا سکی۔

اس نے جلدی سے چٹھی کھولی ——— یہ
کی تیسری اور آخری چٹھی تھی ———
بیٹھے بیٹھے وہ اسے پڑھ گئی۔ ایک بار ختم کر کے اس نے
پھر پڑھا اور پھر چٹھی کی پیٹھی رہ گئی۔

یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ پہلے وہ خط کہاں گئے
اسے تو ایک بھی نہیں ملا۔ جگل ضرور مصر چلا گیا ہوگا
کہیں ورنٹ پر لڑ رہا ہوگا اور وہ اٹھ کر اپنی کرسی
آرام کرسی پر لیٹ گئی۔ اس نے ایک بار پھر اس خط
کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ اس وقت نرملا نے
اخبار لایا ——— اخبار کے پہلے ہی صفحہ پر
جلی حروف میں لکھا تھا

"موت کے بعد دکشور پر اس کا
العابدین کی زوجہ کیپٹن جگل کشور کی جانبازی"

اخبار نرملا کے ہاتھ سے گر پڑا (آجکل)

تیج ویکلی کے اس دردی معمہ کو
حل کر کے نقد اور کثیر انعامات ضرور
حاصل کریں۔ (منیجر)

رتن پکچرز کا شاہکار
دوسرا شاندار ہفتہ
کمار ٹاکیز میں
آشیرواد
کیرتی پکچرز کا تیار کردہ

اداکاران:- للتا پوار، بلونت سنگھ، نیام پلی، وتسالا وغیرہ
روزانہ:- ۴ بجے دن، ۷ بجے شام، ۱۰ بجے رات

اسٹنٹ فلموں کا شہنشاہ
خزانچی کا بیٹا
کمل شوا آگیا
کھنہ ٹاکیز میں

گانوں اور تفریح کا ہجوم
جسے پبلک نے بے حد پسند کیا ہے
پوجی
موتی
اداکاران:-
راگنی، اختری، منورما
اسمٰعیل، اجمل، درگا، بٹ
روزانہ:- ۴، ۷ و ۱۰ بجے
اتوار کو صبح ۱۱ بجے ایک زائد کھیل
راجکمار

کبوتروں کی نامہ بری

آپ نے بہت سے پالتو پرندے دیکھے ہوں گے کہ بعض پرندے اس قسم کے ہیں جو عام طور پر ہندوستان کے گھروں میں پالے جاتے ہیں مثلاً کبوتر، مرغی، طوطا، مینا وغیرہ۔ مرغی انڈے دیتی ہے اس لئے لوگ اسے کثرت سے پالتے ہیں، طوطا اور مینا باتیں خوب کرتے ہیں مگر کبوتر اڑنے اور ہوا میں قلابازیاں کھانے کے علاوہ اور کیا کرتے ہیں؟ بعض لوگ کبوتر محض اس لئے پالتے ہیں کہ ان سے گھر کی ہوا صاف رہتی ہے، لیکن اچھی بات یہ ہے کہ کبوتر اڑنے اور ہوا صاف کرنے سے بھی زیادہ کام کرتا ہے۔ کبوتر تمام پالتو پرندوں سے بہتر کام کرتے اور اچھے کام آنے والا پرندہ ہے۔

دیکھنے میں تو کبوتر ایک معمولی اور بے حقیقت پرندہ ہے اور ظاہری نظر میں اس کی عزت صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ خوب اڑتا ہے، صبح کو آسمان میں غائب ہو کر شام کو واپس آتا ہے اور اس میں چاہے اسے کتنی ہی تکلیف ہو ہم اسی کبوتر کی چال پسند کرتے ہیں جو بہت زیادہ اڑتا ہو۔ یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ اس معمولی پرندے نے تاریخ کے بڑے بڑے واقعات وابستہ ہیں۔ اس نے سلطنت اور تجارت پر بہت اثر ڈالا ہے اور بادشاہوں کی نگاہ میں اسی وجہ سے اسکی بہت عزت تھی۔ بڑے بڑے خلیفہ اور بادشاہ جن کے محلوں میں آرام کے وقت ذرا سا کھٹکا بھی نہ سنتا تھا کبوتر کے آنے کی خبر سنتے ہی بے چین اور پریشان ہو جاتے تھے اور جب تک کبوتر کے پر نہ کھول لیتے اور اس کا پیغام نہ پڑھ لیتے چین نہ لیتے تھے۔

خلیفہ بستر پر پڑا آرام سے سو رہا ہو یا دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھا رہا ہو کبوتر کے آنے کی خبر سنتے ہی وہ جلدی سے اٹھ بیٹھتا تھا اور کھانے سے فوراً ہاتھ کھینچ لیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے عربی کے بڑے بڑے انشا پرداز ادیبوں نے کبوتروں کے حالات میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ان کی تعریف و توصیف میں خوب اپنے علم کا زور صرف کیا ہے۔

بہت سی محی الدین بن عبدالظاہر قاضی فاضل اور عماد کاتب نے جن کو انشا پردازی میں بہت بڑا رتبہ حاصل ہے کبوتروں کے حالات بڑے دلچسپ طریقے سے لکھے ہیں۔ ابو محمد احمد بن علوی بن ابی عقیل قیروانی نے نامہ بر کبوتروں کی تعریف میں چند نظمیں بھی لکھی ہیں۔

کیا جاننے ہو ان نامور ادیبوں نے کبوتروں کی اتنی تعریف کیوں کی ہے کیا محض اس لئے کہ وہ انڈے یا ہوا کو صاف کرتے ہیں؟

اس سوال کا جواب چند سطروں میں ہی مل جائے گا جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ کبوتر کیسے کیسے عجیب کام کرتے تھے۔ دور دور سے کس قدر جلدی جلدی خبریں لاتا تھا تو آپ سمجھ لیں گے کہ ان بڑے بڑے ادیبوں نے کیوں اس کی تعریف میں قصیدے لکھے ہیں۔ جس زمانہ میں تار اور ٹیلی فون کا خیال ہی کسی کے دماغ میں نہ آیا تھا ضروری خبروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جلد سے جلد بھیجنے کا ذریعہ کبوتر ہی تھا۔ لیکن کبوتر کو جو کوئی خط یا پیام لے جاتا تھا نامہ بر یا پیام بر کبوتر کہتے تھے۔

کبوتر کا یہ کام معمولی نہ تھا۔ اس سے بادشاہوں کو دشمن کے حالات کی اطلاع اور نئے نئے واقعات کا علم ہوتا تھا۔ سلطنت کے انتظامات میں اس سے بہت مدد ملتی تھی۔ تجارت کے متعلق بھی بعض نئی باتیں معلوم ہو جایا کرتی تھیں۔ اسی لئے ادب اور انشا پرداز اس کی اتنی تعریف کرتے تھے جن حضرات نے یہ شعر پڑھا یا سنا ہے

خط کبوتر کس طرح لے جائے بام یار پر
پر کترنے کو لگی ہیں قینچیاں دیوار پر

ان کو اس بات کا ضرور علم ہوگا کہ کبوتروں سے خط بھیجنے کا کام لیا جاتا تھا مگر یہ کام کب اور کیونکر لیا گیا اس کا جواب ابھی دیا جاتا ہے۔

کبوتروں سے نامہ بری کا کام سب سے پہلے کس نے اور کیونکر لیا؟

اس کا تاریخی جواب صحیح طریقے پر نہیں دیا جا سکتا لیکن سب سے پہلا نامہ بر کبوتر جس کا حال ہمیں معلوم ہوا ہے وہ حضرت نوحؑ کا کبوتر تھا جس کو انہوں نے اپنی کشتی سے روانہ کیا تھا۔ توریت میں جو ایک آسمانی کتاب ہے اس کا ذکر موجود ہے اس لئے کہا جائے گا کہ عہد عمرانیت کے شروع ہی سے کبوتروں سے نامہ بری کی خدمت لی گئی۔

سب سے پہلے یونان اور روم میں کبوتروں کو نامہ بری کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ یونان میں اولمپک میں فوجی نمائش ہوا کرتی تھی۔ ایک میلہ سا لگتا اور لوگ اپنے اپنے فوجی کرتب دکھاتے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ کبوتر بھی لاتے تھے جیتنے کے بعد ایک سرخ رنگ کا فیتہ کبوتر کے گلے میں [illegible] کرا دیا کرتے تھے۔ اس طرح انکی کامیابی کی خبر ایسے ہی دن میں کبوتر کے ذریعہ سے گھر پہنچ جایا کرتی تھی۔

روم کے باشندے بھی کبوتروں سے پیام رسانی کا کام لیا کرتے تھے۔ ان کی جنگی کبوتروں کے ذریعہ سے بھیجنے کا سوال سب سے پہلے انہوں نے رومانی کے دماغ میں پیدا ہوا۔

عربوں نے دوسری صدی ہجری میں کبوتروں سے نامہ بری کی خدمت لی۔

ابو المعتصم باللہ ابو اسحٰق محمد بن رشید ہارون رشید کا چوتھا لڑکا تھا اور آٹھویں عباسی خلیفہ تھا۔ حوادث کے بعد اسکی وصیت کے موافق خلافت بیٹھا۔ اس کی خلافت کے شروع ہی میں ایک مشہور [illegible] نے نبوت کا دعویٰ کیا اور [illegible] میں لوٹ مار شروع کر دی۔ معتصم باللہ کو [illegible] سے لڑنا پڑا۔ اس لڑائی میں بابک کو شکست [illegible] اور وہ بھاگ گیا۔ خلیفہ بابک کے مقابلہ میں [illegible] ہوا تو بغداد میں سب سے پہلے یہ خوشخبری کبوتر کے ذریعہ سے پہنچی۔ یہ خلیفہ [illegible] تھا اور [illegible] میں مر گیا۔ اس کے [illegible] ہوئے سب نے کبوتروں سے [illegible] لیا اور یہ دستور جاری رہا۔

نور الدین محمود بن زنگی نے کبوتروں کی پیام رسانی کے کام پر بہت زیادہ توجہ دی اور بہت سے [illegible] صرف کر کے کبوتر تیار کئے جو پوری سلطنت میں پیام رسانی کے فرائض ادا کرتے تھے۔ نور الدین بہت بڑا بادشاہ تھا۔ اسکی سلطنت ایران کے پورب سے نوبہ کی سرحد تک پھیلی ہوئی تھی۔ اتنے بڑے بادشاہ کی اتنی بڑی سلطنت کا انتظام نامہ بر کبوتروں کے بغیر کسی طرح نہ ہو سکتا تھا۔

حقیقت میں نور الدین نے بڑی دانشمندی کی کہ اس نے کبوتروں سے لاسلکی اور ٹیلیگراف کا کام لیا۔ ورنہ اس کی وسیع سلطنت کے کاروبار میں بڑا خلل پڑتا اور نور الدین کو اتنی بڑی حکومت کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ صبح اور شام کے سنہ رگاہ جو بحر روم سے یورپ اور دکن کی طرف [illegible] ساحل پر واقع ہیں [illegible] ہمیشہ یورپ کے فوجی [illegible] کا شکار [illegible] کرتے تھے۔ اس طرح نور الدین کی سلطنت میں قتل و غارت اور لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ جب نور الدین کو اس کی اطلاع پہنچتی تھی اور دشمن کی گوشمالی کے لئے وہاں سے فوج آتی تھی دشمن اپنا کام کر کے واپس ہو جاتا تھا۔

۵۶۷ھ میں نور الدین نے اپنی لمبی چوڑی سلطنت کو ان حملوں سے بچانے کے لئے یہ تجویز کی کہ حملوں کی فوری اطلاع کے لئے موصل کے نامہ بر کبوتروں سے جن کے گلے میں قمری کی طرح سفید کنٹھا ہوتا تھا [illegible] میں بہت سے تھے نامہ بری کا کام [illegible] نور الدین [illegible] ہر سو [illegible] کر دیں [illegible] کبوتروں [illegible] کی [illegible] سال اور [illegible] سلطنت [illegible] کوئی [illegible] ان کی [illegible] کوئی [illegible] ایک بچے پر اس کی [illegible] کبوتروں میں سے جو وہاں موجود [illegible] کے باز میں [illegible] کبوتر [illegible] چھوڑ جاتا تھا تو وہ بہت تیزی سے [illegible] سیدھا اگلی چوکی پر پہنچ

(باقی اگلے صفحہ پر)

رباعی

(از جناب پرویز شاہدی)

بھیجا تھا کبوتر کے ساتھ دیں دوست
لیکن وہ نہ پہنچے تو مکرانا ہی پڑا
سمجھا تھا کہ ہم کو شگفتہ کچھ بنانا ہی پڑا
نکلتے ہوئے درد کو دبانا ہی پڑا

تیج وکی کلر سوڈ معمہ کو حل کر کے نقد انعامات حاصل کیجئے

پچھلے صفحے سے

جو اس پرچہ کا اصل مقام ہوتی تھی۔ اس چوکی کا محافظ کبوتر کے بازو سے پرچہ کھول کر دوسرے کبوتر کے بازو سے باندھ دیا کرتا تھا۔

اس صورت سے بہت جلد ساری خبریں نورالدین کے کانوں تک پہنچ جایا کرتی تھیں اور دشمن کے حملہ کرنے سے پہلے ہی نورالدین کی فوج بوقت کے مقابلہ سے قریب ہی ہوتی تھی نورالدین کا حکم پاکر وہاں پہنچ جاتی تھی اور دشمن کے لشکر کو پیچھے ہٹا دیا کرتی تھی۔ اس انتظام کا اثر ہوا کہ نورالدین کی پوری ولایت بہت جلد اندر اور باہر کے خطروں سے محفوظ ہو گئی اور اس کی ہیبت اور حکومت کا سکہ سب کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

تاریخ کی بعض کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ نورالدین نے نہر سرہند میل کے فاصلہ پر ایک برج بنا دیا تھا اور اس پر محافظ مقرر کر دیا تھا جو رات دن کبوتروں کی آمد و رفت کو دیکھا کرتا تھا۔

جب کوئی خاص واقعہ پیش آجاتا تو کبوتر کی گردن میں بہت ہی نازک چھوٹا سا مقطع کاغذ باندھ کر اس میں بارکیک [illegible] کی خبر لکھ دی جاتی تھی جس میں کبوتروں کی [illegible] کی تاریخ [illegible] وقت کے لکھی جاتی تھی۔ ہر برج کا محافظ اس خبر کی پشت پر کبوتر کے [illegible] کا وقت لکھ دیا کرتا تھا۔ ہر کبوتر کی چونچ اور اس کے پاؤں پر بادشاہ کا نام کھدا رہتا تھا۔ یہ کبوتر زیادہ تر عراق کے ہوتے تھے جن کے گلے میں قمری کا سا سفید کنٹھا ہوتا تھا۔ اڑانے میں بہت تیز ہوتے تھے۔ ان کبوتروں کا ایک جوڑا اس وقت ہزار دینار یعنی اشرفی کو بکتا تھا۔ سلطان نورالدین کے بنائے ہوئے یہ برج [illegible] تک ملک شام میں قائم رہے مگر اب انکا کوئی نشان نہیں ملتا۔ عیسائیوں نے صلیبی کی لڑائیوں کے دوران میں جب وہ یروشلم میں گھس گئے تھے سب سے پہلے کبوتروں کی نامہ بری سے فائدہ اٹھایا تھا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی نے بھی حصار کے میں کبوتروں سے کام لیا چنانچہ پولیس کے مصر پہنچنے اور صلیبیوں کے ہار جانے کی خبر اسی کبوتروں کے ذریعہ ہی پہنچی تھی۔

فرانسیسیوں کی وہ جماعت جو مشرق میں تجارتی کاروبار کرتی تھی تجارتی خبریں انہیں کبوتروں کے ذریعہ بھیجا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ کسی فرانسیسی تاجر نے ایک کبوتر کا شکار کیا اور اس کے گلے سے پرچہ کھول کر پڑھا تو معلوم ہوا کہ انگلستان میں کسی خاص جنس کی کمی ہے چنانچہ اس نے وہ جنس مہیا کر کے انگلستان سے بہت فائدہ حاصل کیا۔

ناصرالدین نے جو بغداد کے آخری خلفا میں شہرت اور ناموری کا مالک تھا ۵۹۱ھ میں نامہ بر کبوتروں کے لئے ایک بہت بڑا محکمہ قائم کیا اور اپنے ملک میں بکثرت خبریں لکھنے والے پھیلا دیئے۔ عمدہ عمدہ نسلوں کے کبوتر بہت تلاش اور تحقیق کے بعد خریدے جاتے تھے کتابوں میں کبوتروں کے نسب نامے بڑی احتیاط کے ساتھ لکھے جاتے تھے۔ عمدہ نسل کے ایک کبوتر کی قیمت پانچ ہزار روپے تک پہنچ جاتی تھی۔ اس کی تولید اور تربیت میں بڑی بڑی عمارتیں اور تہہ خانے ہوتے تھے۔ صرف واقعہ بہت [illegible] پر لکھ دیا جاتا تھا۔ اس انتظام کا فائدہ حکومت کے لئے [illegible] اور خبریں نورالدین کو پہنچ جایا کرتی تھیں [illegible] جنہوں نے [illegible] کے [illegible] بالکل اسی طرح ڈرتے تھے جیسے [illegible] کرنے والے

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم
بادشاہی
صابون اور پاؤڈر
قیمت تین ٹکیوں کا بکس بارہ آنہ۔ استعمال کیجئے۔ قیمتی بوتل ایک روپیہ
دہلی ایجنٹ: کے۔ بی۔ ولا سرائے کاٹھ صدر بازار دہلی

دوسرے کاغذ میں دبا جاتا ضروری تھا کہ اگر دونوں میں سے کسی دوسرے کبوتر تک پہنچے تو اشارہ کیا جائے کبوتروں کی نامہ بری کا سلسلہ معرکہ شام میں برابر دو سو سال تک جاری رہا۔

کبوتروں کو سدھانے اور تعلیم دینے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے کچھ دنوں تک ان کو بھوکا رکھا جاتا تھا پھر جہاں اور جس مقام پر اسے لے جانا منظور ہوتا تھا وہاں لے جا کر اسے دانہ پانی دیتے تھے اور پھر وہیں سے اڑا دیا کرتے تھے۔ وہ تیزی سے اڑ کر اپنی اصلی جگہ پہنچ جاتا تھا۔

اس طرح تھوڑے دنوں کی مشق کے بعد کبوتر اس مقام تک جانے کا عادی ہو جاتا تھا پھر اسے بھوکا رکھنے کی بھی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

موجودہ زمانہ میں ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کی وجہ سے نامہ بر کبوتر کی ضرورت بہت کم ہو گئی ہے مگر اب بھی جب ان پر دشمنوں کا قبضہ ہو جاتا ہے تو کبوتروں ہی سے خبریں بھیجنے کا کام لیا جاتا ہے چنانچہ جنگ عظیم میں نامہ بر کبوتروں سے پیام رسانی کا کام لیا گیا تھا۔

پیرس سے مدینہ تک ناصرالدین کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کا اثر واقعہ سارے ملک پر چھا گیا۔

قاضی محی الدین بن عبدالظاہر نے ایک پوری کتاب کبوتروں کے حالات میں لکھی ہے جس کا نام "تناحم الحمام" ہے اس میں کبوتروں کے نسب نامے۔ انکی عادتیں۔ طور و طریق پیام بری اور پیام نویسی کے قاعدے اور بہت سے دلچسپ واقعات قلمبند کئے گئے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی اس کتاب کے حوالے سے چند باتیں نقل کی ہیں جس پرچہ پر خبر لکھی جاتی تھی اس کو کبوتر کے بازو میں باندھ دیا جاتا تھا تاکہ بارش کا اس پر کوئی اثر نہ ہو۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی کبوتر آسمان سے بادشاہ کے محل پر اترتا تو فوراً خلیفہ کو اطلاع کی جاتی تھی خلیفہ خبر کو پڑھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگاتا اور اپنے ہاتھ سے کبوتر کے بازو سے پرچہ کھولتا تھا خود ہی اس کو پڑھتا تھا۔ ہدایت یہ تھی کہ اگر خلیفہ آرام میں ہو تو فوراً اٹھا دیا جائے۔ ہر ایک خاص قسم کے کاغذ پر لکھی جایا کرتی تھی خبر لکھتے وقت کاغذ پر حاشیہ نہیں چھوڑا جاتا تھا۔ آخر میں صرف دن اور وقت لکھ دیا جاتا تھا سنہ نہیں لکھا جاتا تھا۔ اگر دو کبوتر ایک دم چھوڑے جاتے تھے تو ایک کبوتر کا دوسرا

میرے پینے کی چیز ہے
یہ خوشی کا ذریعہ ہے
ناشتہ ایک پیالی چائے کے ساتھ۔ یہ بڑی خوشی کی چیز ہے۔ آج کل میری ماں مجھے یہی دیتی ہے معلوم نہیں کیوں؟ چونکہ ڈاکٹر نے کہا ہے "کسی قدر زیادہ دودھ کے ساتھ تیزابیت اور کسیلاپن کم ہو جاتا ہے" یہ بات میں نے کبھی سمجھی تو نہیں ہے۔
مگر مجھے اس سے فائدہ ہو رہا ہے۔ یہ میرے روزانہ پینے کی چیز ہے۔ ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے خوشی کا ذریعہ ہے لیکن مجھے یہ کہنے دیجئے کہ میں سب سے زیادہ،
"ویلی - ویو"
Valley-View
کا شائق ہوں
پی - ۱۲ مشن روڈ اکسٹنشن کلکتہ
بکسن روڈ دہلی
6-2-7/1

پتہ:- جمیلان ٹیلیفون نمبر:- ۵۵۶۶
ٹیڈلینز
شیخ الملک حکیم جمیل خانصاحب رئیس اعظم کا نادر الوجود عطیہ
یہ عجیب و غریب کسی دوا جریان کے لئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دماغی قوت کو بحال کرتی ہے ناتوانی و ناکامی کے بڑھاپا جوانی سے مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے عضو میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس الاعلاج نوجوان اپنے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پاتے ہیں۔
قیمت ۳۲ قرص کی شیشی تین روپے آٹھ آنے ۶۴ قرص کی شیشی چھ روپے
منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی
نوٹ:- عالیجناب شیخ الملک حکیم جمیل خانصاحب یا ہندوستانی دواخانہ کو کوئی تعلق دواخانہ ملیح الاکر سے نہیں ہے۔

نمو

فسانہ

از شریمتی کوشلیا اشک

کوہاٹ،

پیاری نمو!

اچانک اس انجانے مقام سے میرا خط پا کر تم حیران رہ جاؤ گی، میں خود اس بات پر حیران ہوں کہ میں اتنی دور کیسے چلا آیا ہوں ——— بس، جو تنہا کبھی لاہور چھوڑنے تک بھی نہیں گیا،

اس دن ایک ذرا سی بات پر تم مجھ سے ناراض ہو گئیں، ناراض تو تم پہلے بھی کئی بار ہوئی ہو لیکن اس دن تمہارے لہجے میں جو درشتی تھی وہ میرے دل کو چیرتی ہوئی چلی گئی، تمہارے لہجے کا وہ تیکھا تیر گویا میرے دل میں پیوست ہو کر مجھے اپنے ساتھ یہاں اڑا لایا، اس دن جب تم نے میرے سب سے سادے سے تعلق، بے جذبہ اور اسکی بے اختیاری پر مجھے اتنی تلخ باتیں کہہ ڈالیں تو میرا دل ایسا اچاٹ ہوا کہ تمہاری آنکھوں سے دور ہو جانا ہی میں نے کافی نہ سمجھا، بلکہ جس شہر میں تم رہتی ہو وہاں رہنا بھی میرے لئے ناممکن ہو گیا، تمہارے ان تلخ فقروں نے نہ جانے میرے دل میں کس سوئی ہوئی آندھی کو جگا دیا ——— اب جب آندھی کا زور ختم ہو گیا ہے میں اپنے آپ کو تم سے میلوں دور ایک اجنبی انجانے مقام پر پاتا ہوں، سوچتا ہوں، افسوس ان جو کچھ تم نے کہا تھا وہ کیا تمہارے دل کی آواز تھی؟ غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب تو تمہارے سندکاروں، رسموں اور روایتوں میں جکڑے ہوئے رواج کی دیواریں تھیں جو ہمیشہ تمہارے دل کی ندی کے قدرتی بہاؤ میں رکاوٹ بن جایا کرتی ہیں اس ندی کی روانی کو تم اپنے رجعت پسند ذہن کی مدد سے روکنا چاہتی ہو، جب اس کوشش میں ناکام رہتی ہو تو تلملا اٹھتی ہو اور اس تلملاہٹ کا تمام تر غصہ مجھ پر اتارتا ہے لیکن میں جانتا ہوں دل میں تم میرے خیالات سے متفق ہو، ویسا ہی محسوس کرتی ہو، وہی کرنا بھی چاہتی ہو لیکن بظاہر اس بات کے اعتراف سے ہچکچاتی ہو، کئی بار تم حوصلہ کرتی ہو، پر تولتی ہو اور ایک ہی اڑان میں آسمان کی وسیع بلندیوں میں میرے ساتھ طرح طرح کے سپنے بھرتی پھرو، لیکن تمہارے ذہن کے پاؤں میں پڑی ہوئی جھوٹے سندکاروں کی بیڑیاں اس کے ساتھ تمہارے دل کو بھی کھینچ لیتی ہیں، گھر والوں کا، دنیا والوں کا مقابلہ کرنے کی تم میں ہمت ہی نہیں ہوتی، تمہارے حوصلے کے پر کٹ جاتے ہیں، نرملا دیکھو میں صاف گو آدمی ہوں اس بات کا اعتراف کرنے میں مجھے ذرا بھی جھجک نہیں، زندگی میں میرا اٹل یقین ہے، میں بھی بھرپور جینا چاہتا ہوں زندگی کے پیالے کو تلچھٹ تک پی جانا چاہتا ہوں تم زندگی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا نہیں چاہتیں اور مصیبت یہ ہے کہ تم اپنی اس حرکت پر کڑھتی بھی رہتی ہو،

یہی وجہ ہے کہ اپنی تمام کوششوں کے باوجود میں تمہیں کبھی خوش نہیں رکھ سکا،

میں نے سوچا تھا اب تمہیں کبھی خط لکھ کر تنگ نہ کروں گا لیکن اس وقت جب ان تمام بیتے دنوں کی یاد کرتا ہوں تو یہاں بھاگ آنے ہی کا نہیں، بلکہ اتنی دیر تک تمہیں خط نہ لکھنے کا بھی افسوس ہوتا ہے، نئی زندگی میں ذرا بھی فرصت نہیں، درحقیقت اس زندگی کی مصروفیت ہی نے ان دنوں مجھے اپنی طرف کھینچا تھا، لیکن یہ مصروفیت میری اس پیاس کو نہیں مٹا سکتی،

نمو میں کام کرنے سے نہیں ڈرتا لیکن میں صرف کام ہی کے لئے مصروف نہ رہنا چاہتا تھا، چاہتا تھا اتنا کام کروں کہ مجھے ماضی کی شیریں تلخ یادوں میں سے کوئی بھی آکر نہ ستائے،

لیکن نمو میں ناکام رہا ہوں، اگر فوجی زندگی ویسی ہی ہوتی جیسی میں تصور کرتا تھا۔ تو میں کب کا تمہیں اور اس کے ساتھ ہی اپنی ساری بے چین یادوں کو بھول چکا ہوتا۔ اور یہ خط لکھنے کی نوبت بھی نہ آتی۔ لیکن اس زندگی کی مصروفیت میں ایک طرح کی فرصت، ایک طرح کا خلا سا رہتا ہے اور اس میں ہمیشہ ماضی کے سائے منڈلاتے رہتے ہیں، بے شمار تصویر بنا بن کر مٹتی رہتی ہیں، اور یہ مصروفیت انسان کو خود فراموش نہیں بنا سکتی، یہی مصیبت ہے!

فوجی نہایت سخت زندگی بسر کرتے ہیں نرملا، لیکن جہاں تک میں نے انہیں دیکھا ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ اپنے دل کو اتنا سخت نہیں بنا سکتے، یہ ٹھیک ہے کہ جنگ کرتے وقت ان کے چہرے پر ایک بھیانک عزم جھلک اٹھتا ہے، ان کے اعمال پر ایک بے رحمی اور سنگدلی کا پردہ سا پڑ جاتا ہے لیکن اگر اس پردے کو ہٹا کر ان کے دل کو ٹٹولا جائے تو سکھ، دکھ، رنج، غم، رحم اور ہمدردی کے جذبات یقیناً کہیں نہ کہیں دبے سسکتے مل جائیں گے۔ موت اور خون کی ہولی کھیلنے والے بارہا اپنے سینے میں نہایت نرم و نازک دل رکھتے ہیں۔ اس دل میں ارمان اور ارمانوں میں درد ہوتا ہے اور ان کی آنکھوں کے آنسو بھی جنگ کی آگ سے سوکھ نہیں جاتے۔ فوجیوں کے ان جذبات، ان کی ان کمزوریوں کا پتہ مجھے یہیں آکر چلا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس مقصد کے پیش نظر میں نے اس زندگی کو اپنایا تھا اس کی تکمیل میں اپنے آپ کو میں بالکل ناکام پا رہا ہوں اس وقت جب میں ان سب باتوں پر غور کرتا ہوں تو تم سے یہ سب کچھ کہہ دینے کے لئے میں بے چین ہو اٹھتا ہوں

تم تم فضول ہی اپنے آپ سے جنگ کر رہی ہو میں بے سود اپنے آپ سے بھاگ رہا ہوں لیکن نہ ہم اپنے قدرتی جذبات سے بندھن ہٹا سکیں نہ اپنے بہاؤ پر بہنے دیں ایک دوسرے سے مل جائے دیں ——— تم مجھ سے کتنی ہی کوشش کرو میں تم سے دور نہ بھاگوں، جھوٹی رسموں اور روایتوں کو مٹا کر ہم نئی شاہراہوں کی تخلیق کریں، نئی دنیائیں بنائیں

آخری بار میں تم سے رخصت بھی نہ لے سکا میں جانتا ہوں تم مجھے کبھی نہ آنے دینا چاہتے تم جیون ساتھی کی صورت میں منظور نہ کرتیں لیکن مجھے یوں چھوڑ دینا بھی تمہیں گوارا نہ ہوتا اس وقت میں بے حد مضطرب ہوں نمو، مجھے امید ہے جواب دے کر تم میری اس بے قراری کو مٹا دو گی

(تمہارا جگل)

کوہاٹ،

نمو!

کچھ دن ہوئے میں نے تمہیں ایک دوسرا خط لکھا تھا مجھے امید تھی کہ واپسی ڈاک تمہارا جواب آئے گا سوچا تھا تمہیں میرا اس طرح چلے آنا برا لگا ہوگا اور تمہیں میرے خط کا انتظار ہوگا تمہیں اس دن کے واقعہ کا افسوس ہوگا اور میرا خط ملتے ہی تم جواب دو گی لیکن معلوم ہوتا ہے تم نے اپنے دل کو پتھر بنانے کی کافی مشق کر لی ہے شاید میں اب تک تمہیں غلط سمجھتا رہا ہوں لیکن جواب دینا تو محض تہذیب کی نشانی ہے سیما اور اتنی تہذیب بھی تم ایسا نہیں کر سکیں اس بات کا مجھے افسوس ہے

عموماً ہم دن بھر اپنے خیموں میں کام کرتے ہیں شام ہی کو باہر نکل پاتے ہیں لیکن سنیچر اور اتوار تو ہمارے اپنے ہی دن ہوتے ہیں ان دنوں ہم صبح ہی صبح چائے تیار ہو جاتے ہیں اور پھر آدھی رات سے پہلے بستر پر نہیں آتے ہیں تو عام سنیچر اور اتوار کی راتوں کا حال؟ لیکن یہاں گیسٹ نائٹس بھی ہوتی ہیں اور ان راتوں میں اگر کوئی رات کے نو بجے بھی لوٹ آئے تو خوش قسمت سمجھنا چاہیئے۔

ہفتے میں ایک بار یا دو دن گیسٹ نائٹ ہوتی ہے اسے بینڈ نائٹ بھی کہتے ہیں کیونکہ رات کا کھانا کھاتے وقت گھنٹہ بھر بینڈ بجتا رہتا ہے۔

ایک بات میں بھول ہی گیا میرے ایک دوست کی شادی ہے اور میں اس کی بیوی کے لئے ایک تحفہ بھیجنا چاہتا ہوں یہاں پر چیزیں اچھی نہیں ملتیں اور ہی کے مقابلہ میں تنوع ہے اس کے علاوہ اگر تم [illegible] تو مجھے تسلی ہو جائے گی کہ چیز اچھی [illegible] بلکہ میں ہر بات [illegible] کرنے کا [illegible] تمہارا تمام کر دو گی، میرا خیال تھا جو چیز [illegible] شامل ہوں گا، اس صورت میں تمہیں تکلیف نہ دیتا لیکن اب میں نے آنے کا خیال چھوڑ دیا ہے چند دنوں کے لئے خواہ مخواہ اتنا خرچ ہو جائے گا، مجھے خرچ کی تو چنداں پروا نہیں لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ لاہور میں میری کوشش کامیاب تو نہیں ہوا اور اگر لاہور آکر تمہیں سے نہ مل پایا تو ناامیدی دکھ اور خفت کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ کہو تو میں بالکل اپنی اس تنہائی کو لئے یہیں پڑا رہوں یہ دنوں کے لئے چھٹی پا کر مجھے کتنی مسرت ہوگی تم [illegible] سکتی ہو، واپسی ڈاک جواب دو تاکہ وقت [illegible] کر سکوں،

اگر تم اسی عنایت نہ کر سکو تو کوئی تحفہ خرید کر بھیجو اور [illegible] میں سے کوئی بات نہ کر سکو تو خدا تم پر رحم کرے

تمہارا جگل،

کوہاٹ

نمو!

کوہاٹ میں [illegible] گرمی تھی کہ آدمی پگھلا سا جاتا تھا [illegible] ہے تم اپنے ٹھنڈے بیاباں کمرے میں پنکھے کے نیچے بیٹھی ہو [illegible] اس گرمی کے باعث اب ہم یہاں آئے ہیں یہ ایک پرفضا پہاڑی مقام ہے اور یہاں آتے ہی معلوم ہوتا ہے جیسے ہر ایک جلتی جلانی بھٹی سے باہر نکل آئے ہیں، جسم کی تپش مٹ گئی ہے لیکن شاید یہاں آکر دل کی تپش [illegible] اضافہ ہو گیا ہے،

[illegible] چھوٹی سی جگہ کا بھی پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں ٹینس فٹ بال، باسکٹ بال، بیڈمنٹن وغیرہ سب کھیلوں کا انتظام ہے اور دل کی جلن بجھانے کے لئے میں تقریباً سبھی میں حصہ لیتا ہوں، ایک سنیما بھی ہے جس میں ہفتے میں ایک [illegible] فلم دکھلائے جاتے ہیں [illegible] پرانی یادیں آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہیں ———

بالکل اپنی تصویروں کی طرح خاموش اور کسی خواب کی سی دنیا سے آنے والی!

یہاں کچھ بچوں کا ایک چھوٹا سا کارخانہ بھی ہے، [illegible] کا ایک جہاں صاف بھلا ہوا [illegible] ہمارے کیمپ [illegible] آہ [illegible] جلنے [illegible] کے دل کی طرح [illegible] جلتے ہیں!

چاروں طرف [illegible] رہنے میں [illegible] طرح سے اپنی [illegible] گھڑیوں کو مصروف رکھتے ہیں لیکن اس تمام [illegible] [illegible] کیسے نہیں [illegible]

[illegible] کیسے نہیں جانتی

(باقی صفحہ [illegible] پر)

صفحہ (۱۷) سے آگے

یا جا کر کبھی اسپر عمل نہیں کرتی [illegible]
ہوتا تو تم اب تک کبھی کا [illegible]

——— شاید ایک [illegible]
تم مجھے [illegible]
نکلی ہو [illegible]
جیسی [illegible]
اس طرح [illegible]

ایک بار میں [illegible]
تمہارے کمرے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر (۶)

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے ۔ رنر اپ پچاس روپے

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ ۴ مئی ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۹ مئی ۱۹۴۴ء

(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۴۴ء

اشارات، دائیں سے بائیں

(۱) ایک انگریزی مہینے کا نام،
(۴) جس کا مفقود ہو جانا کاروباری دنیا والوں کے لئے بہت نقصان دہ ہوتا ہے،
(۸) اس سے کام لے کر جاپانی نقالوں نے اپنی صنعت حریت میں ترقی کر لی ہے
(۹) سود دیکھکر سود خاموشی کو شہر کی اکثر بعض اوقات اپنے ضمیر کیخلاف کرنا پڑتی ہے
(۱۰) بعض پینٹ اور پالشیں اسکی مدد سے تیار کی جاتی ہیں،
(۱۱) جب دلہن پرانی ہو جاتی ہے تو پہلا سا پیار نہیں رہتا۔
(۱۳) عرب، لغزہ تحسین (۱۵) مالش کا ایک حصہ
(۱۷) فارسی میں روٹی کو یہ کہتے ہیں۔
(۲۰) خدا
(۲۱) ـــــــ چلنے والے حباب بس گزتی ہی کے ہوں گے
(۲۳) جب رعایا یہ ہو جاتی ہے تو حکومت ـــــ
(۲۵) یہ کرتے کرتے اس کے دوران میں پولیس افسروں کو بعض اوقات غیر متوقع معلومات حاصل ہو جاتی ہیں
(۲۶) "سر" کے دو حروف،
(۲۷) "فیض" کی جمع (۳۰) بزرگی
(۳۲) فوج کا سب سے بڑا افسر
(۳۴) اس حالت میں انسان کا دل کبھی کسی کام میں نہیں لگتا۔
(۳۵) ـــــــ کی بدولت موم کو جس شکل میں چاہو ڈھال سکتے ہو۔

اشارات ـــــ اوپر سے نیچے!

(۱) بعض ـــــــ جب رفاہ میں اضافہ ہوتے ہیں۔
(۲) امانت میں رکھی ہوئی رقم کے گم ہو جانے پر یہ بہت ہوتی ہے
(۳) یونان کے ایک بہت مشہور، معروف حکیم کا نام
(۵) لفظ "نزار" ـــــ ترتیب حروف،
(۶) بچوں کو یہ بہت مرغوب ہوتا ہے۔
(۷) خطرات کا سر پر آ جانا کمزور دل انسان کو بھی بہادر کر دیتا ہے،
(۱۲) معشوق کی بے اعتنائی عاشق کے لئے ہوتی ہے،
(۱۴) دور دراز کے سفر میں اگر کوئی ـــــ جائے تو سفر خوشگوار ہو جاتا ہے
(۱۶) روسی عورتیں وطن کی خاطر بہت یہ کرتی ہیں اور اپنے محبوب کو جنگ کے محاذ پر بھیج دیتی ہیں (۱۸) ـــــ مہربانی
(۱۹) ان کی شادی و منزلت تو بہت ـــــ عزیز ہوتی ہے
(۲۱) ہارمونیم ایک ساز ہے جس کا ـــــ بنگالیوں نے ـــــ بنایا تھا
(۲۲) لفظ "فروت" کے تین حروف
(۲۴) رب کیونکہ اس کو تھوڑا جھوٹا کر دیا جاتا ہے
(۲۸) ایک ایسی کھانے کی چیز ـــــ
(۲۹) ایسی عورت سے دوست کی دوستیں بھی بات کرتے ڈرتی ہیں
(۳۱) پریوں کا ساتھی جس کا ذکر اکثر کہانیوں میں ہی ہوتا ہے
(۳۳) ہندوستان میں اس کے باغات بکثرت پائے جاتے ہیں

ان نقشوں پر آپ اپنے حلوں کی نقل کر سکتے ہیں، اگر آپ چاہیں تو انکی نقل بھی بھیج سکتے ہیں

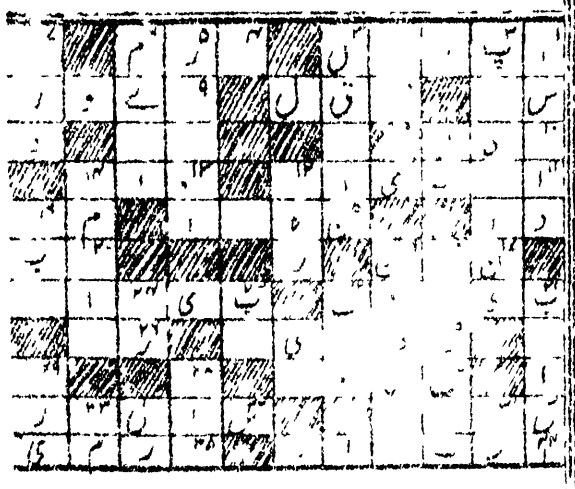

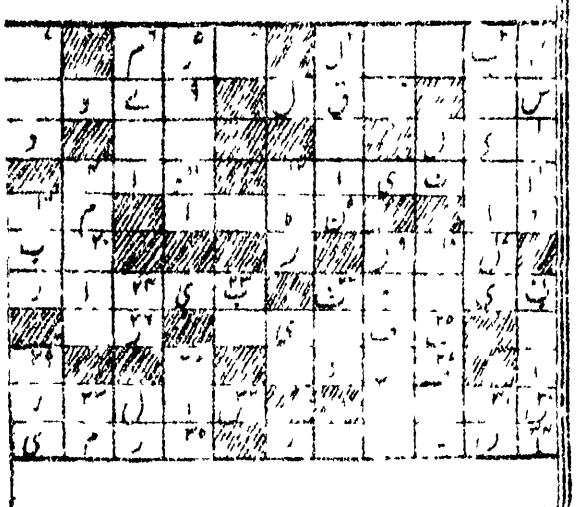

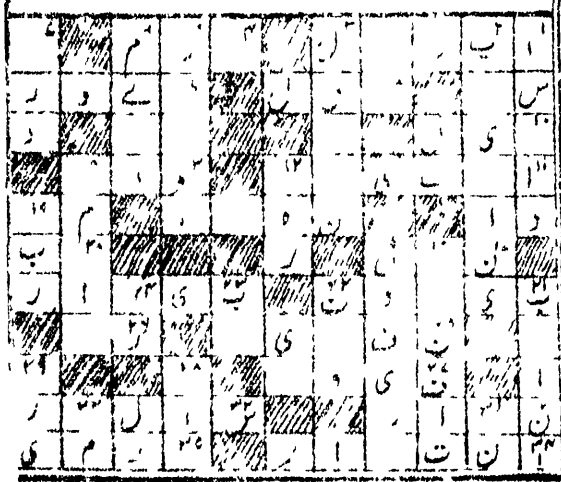

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۶)

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

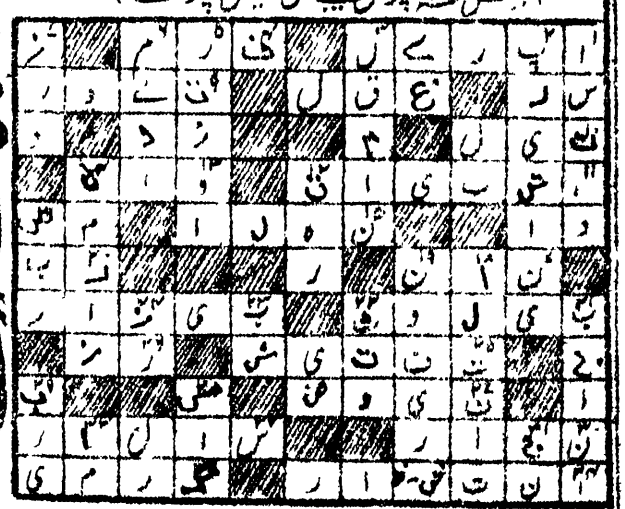

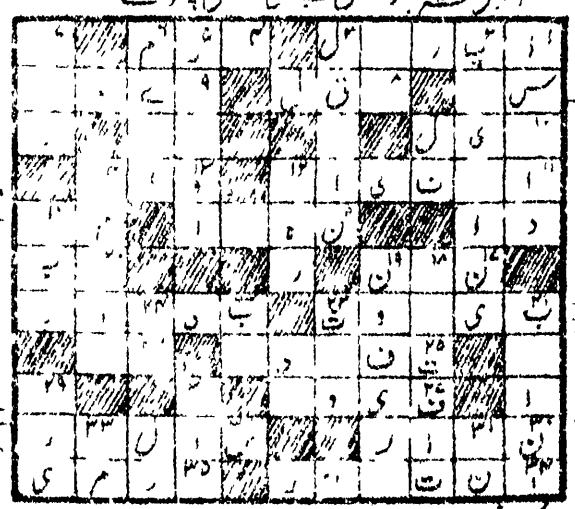

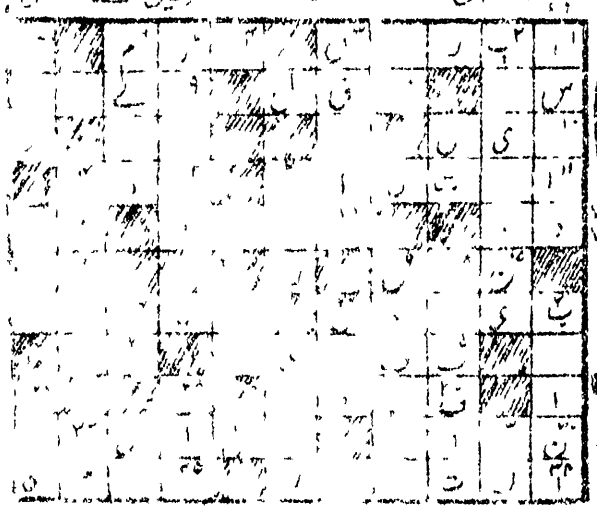

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے، خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیجیے جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں جو شخص دو نقشے بھر کر آٹھ آنے فیس دانے کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے،

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

اوا کردہ نقشہ نمبر ـــــ

پورا نام (صاف طور پر) ـــــ

پورا پتہ

نمبر سیدھی آرڈر ـــــ نمبر پوسٹل آرڈر ـــــ ٹکٹوں کی

قواعد و شرائط معمہ

معمہ کے حل بھیجنے سے پہلے مندرجہ ذیل قواعد و شرائط کو غور سے پڑھیے:

(۱) اس انعامی مقابلے میں [illegible] لیکن [illegible] (۲) تمام حل [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) ایک [illegible] (۷) [illegible] (۸) [illegible] (۹) [illegible] (۱۰) [illegible] (۱۱) [illegible] (۱۲) [illegible] (۱۳) [illegible] (۱۴) اس انعامی مقابلے سے تعلق رکھنے والے تمام امور [illegible] (۱۵) [illegible] (۱۶) معمہ کے حلوں کے [illegible] (۱۷) مقابلے کے قواعد [illegible] ایک [illegible]

(۱۰) [illegible] پتہ اس طرح لکھیے:

مینجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر ویکلی دہلی

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پرورانتک چورن
(۲) پرورانتک اولیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں، ماہواری کی خرابی وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

پتہ:- ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

لِلی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

اپنے بالوں کو قائم رکھیے

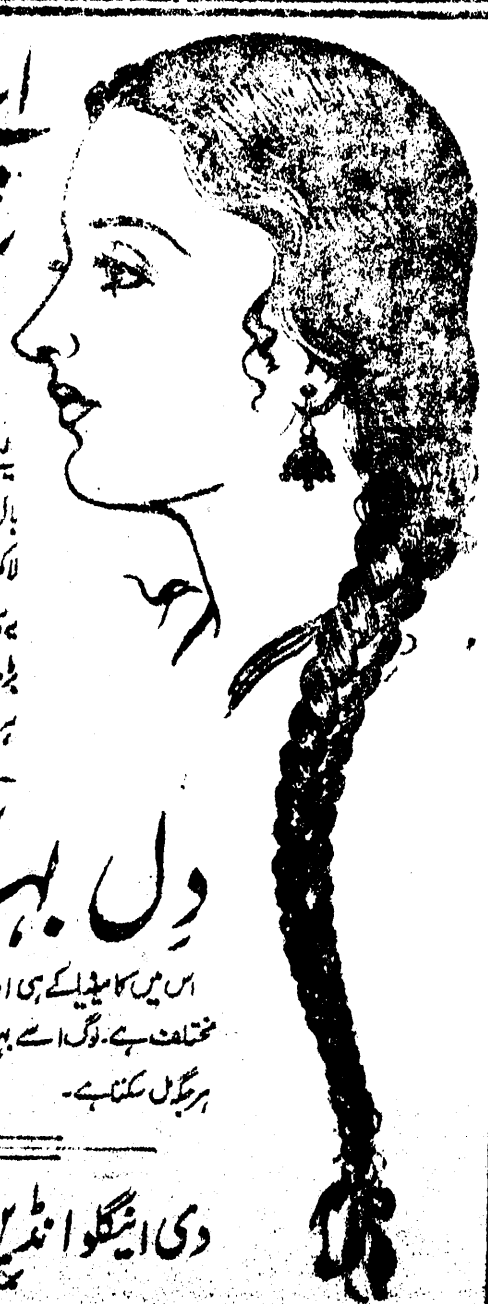

کامینیا آئل (رجسٹرڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول سمجھ لیجیے جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔

بال کا گرنا بند، سفید ہونا بند

لاکھوں کا مرغوب بالوں کا تیل

یہ آپ کے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑھاتا بھی ہے۔

ہر جگہ فروخت ہوتا ہے

دِل بہار آئل (رجسٹرڈ)

اس میں کامینیا کے ہی اوصاف موجود ہیں۔ مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے۔ لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔

ہر جگہ مل سکتا ہے۔

سول ایجنٹس

دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی
بمبئی ۲

صنعت و حرفت

برساتی یا موم جامے کس طرح بنتے ہیں!

(از جناب صوفی لچھمن پرشاد لاہور)

اس میں کپڑے کو بھگو کر اور خشک کر کے واٹر پروف کپڑا تیار ہوتا تھا۔ پگھلے ہوئے ربڑ کی کپڑے پر ملے جا کر واٹر پروف کپڑا بنایا جاتا تھا۔ ان طریقوں سے جہاں لاگت آتی ہے وہاں کپڑے کی شکل بھی بدل جاتی ہے۔ اب جو واٹر پروف کوٹ ولایت سے بنکر آتے ہیں وہ عام کپڑے کے کوٹ ہی معلوم دیتے ہیں اور ان کے ڈیزائن یا خوشنمائی میں کوئی فرق نہیں پڑتا حالانکہ اصلاً ان میں وہ واٹر پروف کوٹ ہوتے ہیں۔ ان کو تیار کرنے سے پہلے اس بات کو سمجھ لینا ضروری ہے کہ وہ کونسی چیزیں ہیں کہ جو ان کو بنانے میں کام آتی ہیں۔

"ہارڈ پرافین" موم جیسی ایک سفید رنگ کی چیز ہوتی ہے کہ جس سے موم بتیاں بنتی ہیں۔ یہ کئی قسم کی ہوتی ہے جو کہ مختلف درجہ حرارت پر پگھلتی ہے کسی کو کم اور کسی کو پگھلانے کے لئے زیادہ درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو قسم کی وزنی اور زیادہ حرارت پر پگھلتی ہے اور نفس قسم کی ہلکی شفاف اور کم درجہ پر پگھلتی ہے۔ "ہارڈ پرافین" کو انگریزی میں "ارتھ ویکس" بھی کہتے ہیں یعنی وہ موم جو کہ زمین سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ ہارڈ پرافین مٹی کے تیل کے چشموں سے زمین سے برآمد ہوتی ہے۔ اس لئے یہ "ارتھ ویکس" بھی کہلاتی ہے اور اصل ویکس یعنی موم کو انگریزی میں "بی ویکس" کہتے ہیں۔ یعنی شہد کی مکھیوں کے چھتے سے حاصل شدہ موم۔ اب آپ کو "بی ویکس" اور "ارتھ ویکس" یعنی ہارڈ پرافین کی نہایت نفیس قسم کا انگریزی نام "سٹیرک ایسڈ" یا "سٹیرک ایسڈ" ہے کہ جس سے فیس کریم اور سنو کریم تیار ہوتی ہے۔ سٹیرک ایسڈ اور ہارڈ پرافین دونوں کو پگھلا کر ملانے سے موم بتیاں تیار ہوتی ہیں اور اس مرکب کو انگریزی میں "کینڈل ویکس" کہتے ہیں۔ ان سب پر پانی کا بالکل اثر نہیں ہوتا اسی لئے یورپ والے دواؤں کی شیشیوں اور بوتلوں کے کارک کو پگھلی ہارڈ پرافین میں ڈبو کر مسام بند کر دیتے ہیں تاکہ باہر کی آب و ہوا یا نمی اندر داخل ہو کر دوا کو خراب نہ کر سکے۔ پگھلی ہوئی ہارڈ پرافین میں باریک کاغذ کو غوطہ دے کر نکالنے پر موم کا کاغذ یا "ٹریسپر" بن جاتا ہے جو کہ پیک کرنے کے کام آتا ہے۔ اس کاغذ میں سے پانی نہیں گذر سکتی اور کاغذ شفاف ہو جاتا ہے کہ جس کے آر پار نظر گذر جاتی ہے۔

صنعت و حرفت میں ہارڈ پرافین ایک نہایت کارآمد چیز ہے کہ جس کا ہندوستانیوں کو یورپ علم نہیں۔ اسی ہارڈ پرافین کو پگھلا کر جب اس میں کپڑے کو ڈبو کر نکالا جاتا ہے تب وہ سوتی کپڑا "واٹر پروف" ہو جاتا ہے اب اس کپڑے پر نمی یا پانی کا کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ جہازی رسول اور پھٹل پکڑنے والی بنسی کی ڈور بھی اسی طرح واٹر پروف بنائی جاتی ہے۔ پگھلی ہوئی ہارڈ پرافین میں جب کپڑے کو ڈبو کر باہر نکالا جاتا ہے تو کپڑا فوراً خشک ہو جاتا ہے اور کپڑے کی شکل اور رنگت میں کوئی بھی تبدیلی نہیں ہوتی ہارڈ پرافین کپڑے کے ہر رگ و ریشہ میں پیوست ہو جاتا ہے۔

اب اس کپڑے کو لوہے کے گرم رولوں یا گرم پریس یا گرم استری کے نیچے سے گذارا جاتا ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

ناظرین تیج ویکلی اس کو ضرور پڑھیں
یہ اشتہار نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے آپ یقین کریں

طلا مستانہ

کے استعمال سے وقت مخصوص کی سستی، نامردی، کمزوری، ڈھیلا پن، چھوٹا پن، ریڑھا پن، پتلا پن، جھاؤ، انزال کا پہلے جانا، دیگر جملہ اقسام کی خرابیاں ایک ہفتہ کے اندر دور ہو کر رگ و پٹھوں میں بجلی کی سی طاقت بھر جاتی ہے ایک دفعہ استعمال کر کے آزمائش کیجئے مایوس نامید مریض اس کے استعمال سے اچھے ہو کر ہمارے کارخانہ کو دعائیں دے رہے ہیں ایسے ایسے اشخاص جن کے صرف ٹیکے کارخانہ کے پاس موجود ہیں جو اپنے آسکو مردہ کو لکھا کرتے تھے اور اب بالکل تندرست و توانا ہیں یہی وجہ ہے کہ صرف عام لوگوں بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے بھی بار بار اس کی فرمائش کی ہے اور وہ

طلا مستانہ

کو بار بار منگاتے ہیں اور اپنے حلقہ سے ایک بھاری رقم وصول کرتے ہیں اس کا استعمال ہر موسم میں یکساں مفید ہوتا ہے بالکل بیمار اور آبلہ نہیں پڑتا اس لئے اگر آپ کسی قسم کی کمزوری محسوس کرتے ہیں تو آج ہی ایک شیشی کارخانہ سے منگوا کر استعمال کریں اور صحت کی اور دیں یہ ہمارا دعویٰ ہے [illegible] وقت دوسرے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اب سکو ایک استعمال کریں [illegible] جائیں کہ بالکل [illegible] ہے باوجود [illegible] عام خوبیوں کے قیمت بالکل کم ہے دراصل کوئی منافع نہیں [illegible] کی بہتری کے لئے اس کو معمولی منافع پر دے رہے ہیں کیونکہ اس میں [illegible] قیمتی اجزا [illegible] ہیں قیمت فی شیشی [illegible] روپے [illegible] ڈاک خرچ [illegible]

کارخانہ۔ روپ بلاس کمپنی
نمبر ۵۱۵ دھن کٹی شہر کانپور یوپی
ایجنٹ:۔ گرگ اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی
آر۔ بی گرگ جوہری بازار آگرہ

۵۰ روپیہ میں
میٹرک کی گارنٹی

فیل ہونے کی صورت میں ۱۵۰ روپیہ واپس، گذشتہ نتائج پر ۸۵ سے بھی زائد رہے ہیں امسال میٹرک میں ۱۲۶ طلباء شامل ہوئے ہیں اور نہایت اعلیٰ نتیجہ کی امید کی جاتی ہے۔

پبلک ٹیوٹوریل سکول
چاوڑی بازار
مقابل گھنٹہ گھر، دہلی

(افسانہ تمنو کا بقیہ صفحہ ۱۳ پر دیکھئے)

پچھلے صفحہ سے

تاکہ فالتو ہارڈ پرافین کپڑے سے جدا ہو جائے۔ پرافین سٹون کو جس کے ساتھ لکڑی کے کوئلہ کا سفوف ملا کر جتنی میں تیز آنچ دے کر یہ سلفائڈ بنائی جاتی ہے۔ اس سے یہ ٹیا دار نامی دوا تیار ہوتی ہے یہ پرافین سٹون ہندوستان کی جودھپور ریاست اور صوبہ مدراس میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ عمارتی رنگ اور روغن کو گاڑھا اور وزنی کرنے کے لئے اسی پتھر کا سفوف ملاتے ہیں اور کاغذ اور کپڑے کے کارخانوں میں اسی پتھر کے سفوف سے کلف دیا جاتا ہے۔

واٹر پروف کپڑے کے سامان بنانے کے لئے اسی پتھر کے نہایت باریک سفوف کپڑا جبکہ ہارڈ پرافین کے سیال سے نکال کر پریس کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس پاس سفوف کو مل کر دوبارہ پریس کیا جاتا ہے ایسا کرنے سے جہاں کپڑے کے سامان بنتے ہو جاتے ہیں اور کپڑے کی سطح ہموار اور چکنی ہو جاتی ہے اور پانی جذب کرنے کے اوصاف اور بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا طریقہ سے کپڑے کے بہت سے نقصان واٹر پروف بن جاتے ہیں۔ اس عمل کے بعد ہم اس کپڑے سے مختلف سائز کے واٹر پروف کوٹ تیار کر دیتا ہے جو کہ بازار میں بھاری قیمت پاتے ہیں۔

یورپ کی کئی کمپنیاں ہارڈ پرافین کپڑے پر چڑھانے سے پیشتر کپڑے کو "لیڈ لوشن" میں تر کر کے اور پھر کپڑے کو خشک کر کے ہارڈ پرافین کپڑے پر چڑھاتی ہیں۔ ایسا کرنے کے بعد پھر پرافین سٹون کے سفوف کے ملنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

"لیڈ شوگر" خشک حالت میں انگریزی دوا فروشوں سے مل جاتی ہے۔ اس کو پانی میں حل کرنے سے "لیڈ لوشن" بن جاتا ہے۔ ہمارے ملک کے ڈاکٹر دوا کے طور پر استعمال کرنے کے لئے ہر روز لیڈ لوشن بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ لیڈ شوگر یعنی "شوگر آف لیڈ" دراصل دھات سیسہ یعنی سکے سے بنائی جاتی ہے کہ جس کو تیار کرنے کا طریقہ آئندہ درج کیا جائیگا۔ واٹر پروف کپڑا چونکہ ارھ دیکس یعنی ارضی موم سے تیار ہوتا ہے اس لئے یہ موم جامہ کہلاتا ہے ہندوستانیوں کو چاہئے کہ وہ اس نئی صنعت کو ہاتھ میں لے کر خوب دولت کمائیں۔ السی کے ریشوں، سن کے ریشوں۔ ناریل کے ریشوں سے بنے ہوئے کپڑوں، کرمچ اور تنبالوں وغیرہ کو بھی واٹر پروف بنائیں کہ جس کی ملک کو بہت ضرورت ہے۔

کرمچ کا کپڑا کہ جس سے بوٹ بنتے ہیں اسی طرح سے واٹر پروف بنا کر ہم ملک کی بھاری خدمت کر سکتے ہیں۔ اب تک یہ صنعت غیر ممالک کے ہاتھ میں ہے۔ ان مضمون سے ہمارے ہم ملک بھی ان چیزوں کو تیار کر کے اپنا پیٹ بھر سکتا ہے۔ یورپ والے ایک اور طریقہ سے بھی چیزوں کو واٹر پروف کرتے ہیں یعنی ناریل کے ڈھیلوں کو پگھلا کر ٹاٹ اور موٹے کپڑوں پر برش کی مدد سے اس کی تہہ جما کر ان کو واٹر پروف بنا لیتے ہیں۔ جہازی رسوں اور رسیوں کو اس میں ڈبو کر ان کو واٹر پروف کر لیتے ہیں اسی پر پگھلے لک کو مل دیتے ہیں تاکہ زنگار نہ لگنے پائے۔ چاقو، چھریوں، حجامت کے بلیڈ اور رنلیس لوہے کے اوزاروں کو زنگ لگنے سے بچانے کے لئے ہارڈ پرافین کو پگھلا کر ان پر لگا دیتے ہیں۔ ان طریقوں سے آپ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پہاڑی لوگ اپنی چوبی عمارتوں کی چھتوں پر لک پگھلا کر مل دیتے ہیں تاکہ لکڑی کی عمر بڑھ جائے اور سوراخوں سے پانی نہ ٹپکے اور لکڑی واٹر پروف بنجائے۔

غرضکہ اس مختصر سی واقفیت کی روشنی میں آپ بہت سے اور مفید کام لے سکتے ہیں اور نئی نئی چیزیں تیار کر سکتے ہیں۔ یورپ والے اسی واقفیت سے لے شمار قسم کے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ تو بڑے بارسلوں پر پیکنگ کرنے والے کاغذوں پر ٹھوس لک کو پگھلا کر اور چڑھا کر کاغذوں کو نہایت سستا واٹر پروف بنا کر کام میں لاتے ہیں تاکہ دور دراز ملکوں کو جو تجارتی سامان جہازوں کے ذریعہ جاتا ہے نمی کے باعث راستہ میں خراب نہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔

سستا واٹر پروف کپڑا

اگر سستا واٹر پروف کپڑا تیار کرنا ہو تب گندھک کو پگھلا کر اس کے ہو زن تا ہین تیل ملا کر یک جان کر کے گرم گرم کپڑے پر ہارنیک تہ چڑھا دیں۔ اس عمل سے گندھک ربڑ کی طرح لچکدار ہو جائے گی۔

اسی مسالہ سے لکڑی کے فرنیچر کے سوراخ بھی پتہ اور ہموار ہو سکتے ہیں۔

ملک کے لیے کوشش کرنے والوں کو اس طرح دھیان دینا چاہئے اور دیگر ممالک کی طرح صنعت کو فروغ دینا چاہئے۔

دنیا بھر میں سب سے گہرا کنواں فرانس میں ہے جس کی گہرائی ساڑھے تین ہزار فٹ ہے۔

آج تک گلاب کی سات سو پچاس قسمیں دریافت ہو چکی ہیں۔

بلجیم کی ایک نئی قسم ایجاد ہوئی ہے جس کے کپڑے یا کاغذ کی طرح لپیٹا جا سکتا ہے۔

دہلی راشننگ

فی الحال

گندم
چاول
اور
چینی

کا راشن ہو رہا ہے

جب راشننگ شروع ہو جائے گا تو مندرجہ ذیل اشیائے خوردنی آپ کو صرف راشن کارڈ پیش کرنے پر ہی مقررہ مقدار میں مل سکیں گی۔

گندم اور چاول — اور گندم سے بنی ہوئی اشیا یعنی آٹا، میدہ اور ڈبل روٹی آٹھ سال یا زیادہ عمر والوں کو ۳ سیر ۱۵ چھٹانک فی ہفتہ ملیگی (یعنی ۹ چھٹانک روزانہ) اس میں دو سیر فی ہفتہ چاول مل سکے گا۔ آٹھ سال سے کم عمر کے بچہ کو نصف راشن ملیگا۔ ڈبل روٹی گندم کے بدلے یا جزوی راشن کے بدلے میں منظور شدہ خوردہ فروش سے حاصل کئے ہوئے ٹکٹوں کے ذریعے ملے گی۔ ڈبل روٹی کا یونٹ آٹھ اونس ڈبل روٹی یا آٹھ اونس گندم کی اشیا کے برابر ہے۔

چینی — آٹھ سال یا زیادہ عمر والے کو آٹھ اونس چینی فی ہفتہ ملے گی اور اتنی ہی مقدار بچہ کو دی جائے گی۔

جس تاریخ سے راشننگ شروع ہوگا اُس کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

دہلی راشننگ

اننگ پر بھا

باتوں کو گاڑھا کرنے بڑھانے، کمزوری، احتلام، تپدق، [illegible] اور جوان و [illegible] کو بڑھا کر کھولتے ہوئے [illegible]

م ا ب ن [illegible]

مدن منجری فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ

دہلی ایجنٹ: جمنا داس اینڈ کمپنی چاندنی چوک

برائے

سب قسم کے [illegible] لین اور کرو کری [illegible]

ٹیلیفون نمبر کلکتہ ۴۴۹۲

پتہ ذیل پر بات کریں:-

ایم روبن اینڈ کو

کمرہ نمبر ۳۸ اے

۱۴/۲ اولڈ چائنا بازار سٹریٹ - کلکتہ

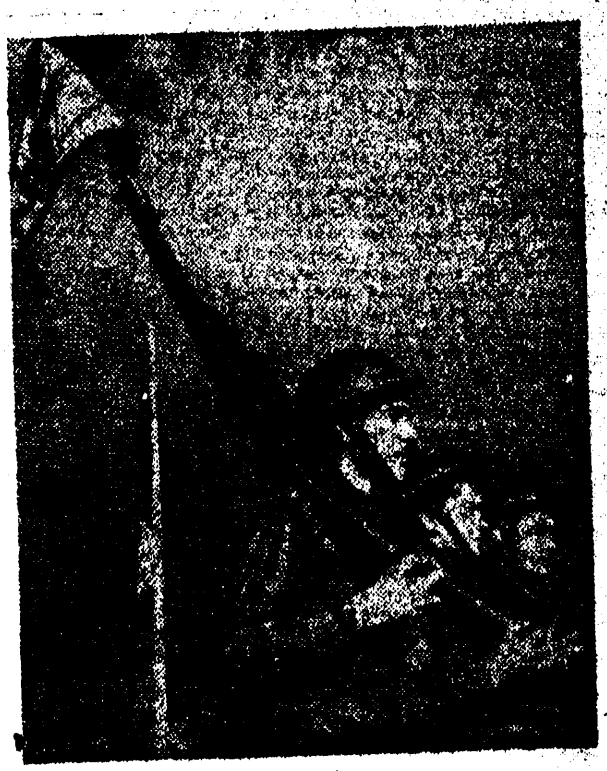

کارسیکا میں فرانسیسی ہوابازوں کا دستہ

برطانیہ میں عورتیں جہازوں پر کام کر رہی ہیں

اٹلی کی لڑائی میں ہوا بازوں کا دوہرا عمل

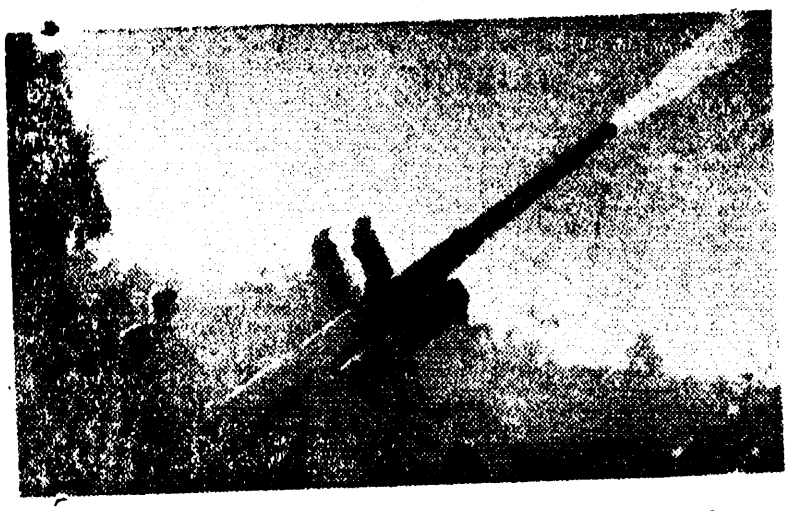

دریائے سانگرو کو پار کرنے کیلئے آٹومیٹک فوج کی جدوجہد

ایک دن میں صحرا کے اندر دشمن کی تیس گاڑیاں تباہ کر دی گئیں

ایک برطانوی قصبہ میں لوگ چھوٹے ٹریکٹر دوڑ رہے ہیں

انگلستان کے ایک خوبصورت دیہات کا منظر

انگلستان کے دیہاتی مکانات

Printed and Published by [illegible] at the The Press, Dara Shikoh Road, Delhi.

اسٹالین — ایک سپاہی کی حیثیت سے

موجودہ روس کے سب سے بڑے رہنما کے کارنامے

(از مارشل دوروشیلوف)

روس میں پرامن تعمیری کاموں کی بھی بڑی اہمیت ہے لیکن ان کارناموں میں سب سے زیادہ حصہ کامریڈ اسٹالین کی انقلابی سرگرمیوں کا ہے۔ ۱۹۱۷ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک صرف یہی ایک شخص تھا جو روسی انقلاب کی سنٹرل کمیٹی ہمیشہ ایک محاذ جنگ سے دوسرے محاذ جنگ پر بھیجتی رہتی تھی، تاکہ کمزور مورچوں کو مضبوط بنایا جائے اور انقلاب کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہونے دیا جائے۔ بے شمار باتوں کو اپنی نیند حرام کر کے اسٹالن نے انتظامی کام انجام دیئے، فوجوں کو مرتب کیا، اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیڈری کی باگ ڈور سنبھالی اور تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا۔ ۱۹۱۹ء میں خود اسٹالن نے اپنے ایک خط میں سنٹرل کمیٹی کو یہ الفاظ لکھے تھے: "میں وار ڈپارٹمنٹ کے اصطبل کو صاف کرنے کا ایک ماہر بن گیا ہوں"

فوجی آدمی!

کامریڈ اسٹالن نے اپنی زندگی ایک فوجی آدمی کی حیثیت سے شروع کی۔ جون ۱۹۱۸ء کی ابتدا میں ایک سرخ فوجی دستے اور دو مسلح موٹروں کے ساتھ اسٹالن جنوبی روس میں زار ازم کے مورچہ پر فتح کی پیشرفت کے "کمیسر جنرل" کی حیثیت سے روانہ ہوا۔ ہر قدم پر سے رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کوسک فوجیں "انقلاب" کی مخالفت میں جگہ جگہ پر موجود تھیں اور جرمن فوجیں یوکرین پر حملہ آور ہو چکی تھیں۔ صرف اسٹالن ہی ایک ایسا شخص تھا جس نے اپنی انتظامی قابلیت سے مخصوص فوجی مسائل کو بدصورت حال کی تمام مشکلات کو حل کر دیا۔ اس سے پہلے اسٹالن نے کبھی کسی فوج میں کام نہیں کیا تھا اس لئے اسکی یہ قابلیت سب کے لئے حیرت کا باعث تھی۔

مجھے اگست ۱۹۱۸ء کی باتیں اس وقت بھی کل کی باتوں کی طرح یاد ہیں، بہت دنوں تک سرخ فوجیں جو صرف وادی ڈونز کے مزدوروں پر مشتمل تھیں تجربہ کار کوسکوں کے طاقتور حملوں کا مقابلہ دلیری سے کرتی رہیں، یہ بڑا نازک وقت تھا، اور اسٹالن کی حالت قابل دید تھی، وہ ہمیشہ کی طرح پرسکون، مطمئن تھا۔ دشمن آگے بڑھتے ہوئے دریائے ڈانگا سے قریب تر آتے جا رہے تھے۔ سرخ فوجیں گھر گئی تھیں اور ان کے نکلنے کی صورت باقی نہ تھی لیکن اسٹالن کو کوئی اندیشہ نہ تھا، اس کا مقصد صرف ایک ہی تھا اور وہ یہ کہ فتح حاصل کی جائے اور دشمن کو تباہ کر دیا جائے۔ آخر اسے کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے دشمن کو پامال کر کے دریائے ڈونز کی طرف پیچھے ہٹا دیا۔

۱۹۱۸ء میں اسی طرح کا ایک نازک واقعہ مشرقی محاذ پر پیش آیا۔ یہ واقعہ تھا جہاں تیسری فوج موجود تھی، اور اس فوج نے مجبور ہو کر پرم کو دشمن کے حوالے کر دیا تھا۔ اسٹالن تیسری فوج کی طاقت و صلاحیت بڑھانے کے لئے ایک اسکیم تیار کر رہا تھا اور اس اسکیم کو عملی جامہ پہنایا۔ اس کام میں بھی اسکی وہی مستقل مزاجی اور تیزفہمی موجود تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دیا گیا بلکہ ۱۹۱۹ء میں اسی مشرقی محاذ کی طرف سے ایک جارحانہ حملہ کیا گیا اور دشمن کو شکست دی گئی۔

خانہ جنگی کے زمانے میں

ہر شخص کو ۱۹۱۹ء کے موسم خزاں کے واقعات یاد ہیں، خانہ جنگی کا سب سے زیادہ نازک وقت قریب آ گیا تھا، ضرورت اس امر کی تھی کہ روسی انقلاب کو خطرے سے بچا لیا جائے، چنانچہ سنٹرل کمیٹی نے پھر اسٹالن ہی کو جنوبی محاذ پر انقلابی ملٹری کونسل کے ایک ممبر کی حیثیت سے بھیج دیا۔ اس موقعہ پر اسٹالن کا سب سے زیادہ قابل قدر کارنامہ یہ تھا کہ اس نے فوجی کارروائیوں کو کم سے کم کر دینے کا راستہ اختیار کیا اور دوسرے کی سڑک کو چھوڑ کر فوجوں کو اس راہ سے لے گیا جہاں زیادہ دشمن گھر موجود تھے اور فاصلہ بھی کم تھا اسی وقت اسٹالن کی انتہائی قابلیتیں ظاہر ہوئیں۔

جنوبی محاذ پر ایک دوسرا اہم واقعہ بھی کامریڈ اسٹالن ہی کے نام سے منسوب ہے اس کا تعلق سوار فوجوں کی تعمیر سے تھا۔ یہ پہلی کوشش تھی کہ سوار ڈویژنوں کو ایک بڑی فوج کی طرح مرتب کیا گیا تھا۔ اسٹالن نے دیکھ لیا تھا کہ "سول وار" کے موقعہ پر سوار فوج بڑی کارآمد ثابت ہوتی ہے اس لئے اگرچہ جنرل ہیڈ کوارٹرز کی طرف سے اس تجویز کی مخالفت کی گئی تھی تاہم اسٹالن نے اپنی مرضی سے سوار فوج تیار کر لی اور اس سے روسی انقلاب کو جو فائدہ پہنچا وہ روسی تاریخ میں یادگار بن کر رہ گیا۔

اسٹالن کی ایک دوسری کرداری خصوصیت بھی جنوبی محاذ پر ظاہر ہوئی، وہ دفعتاً حملہ کر دینے اور دشمن کو یکایک سخت سے سخت نقصان پہنچانے میں بڑی مہارت رکھتا تھا، پہلے وہ حملہ کے مقام کا فیصلہ کرتا پھر حملہ کی لائن منتخب کرتا۔ اس کے بعد ایک خاص نقطہ پر بہت سے بہترین دستے جمع کر لیتا اور پھر یکایک حملہ آور ہو جاتا۔ جنرل ڈینیکن کی فوجوں کی شکست کے بعد یہ تسلیم کر لیا گیا کہ اسٹالن ایک بہت بڑا فوجی لیڈر ہے!

> [illegible] موجودہ روس کے بانی لینن کے بعد اسٹالن ہی ہیں۔ [illegible] اسٹالن کی زندگی میں [illegible] اور اسٹالن ہی موجود [illegible] ہیں [illegible] اسٹالن کا کارنامہ [illegible] کا میابی اس [illegible] اسٹالن کی [illegible] ہے کہ وہ کس پایہ کا [illegible] ہے۔ اس [illegible] کی حیثیت سے [illegible] ہیں [illegible] کا باعث ہوئی ہیں۔ ایم ڈی

نہیں کرتا، وہ کاہلی، نافرمانبرداری اور ڈسپلن کی خلاف ورزی کا سخت دشمن ہے جب بھی انقلاب کا مفاد اس کے پیش نظر رہا اس نے نافرمانبردار لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا اور اسی طرح جب وہ انقلاب کا مفاد دیکھتا تھا تو خود بھی ہر کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتا تھا۔ فوجی ڈسپلن کا وہ سب سے بڑا علمبردار ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ فوجی رضائی کا کام بھی بہترین افسروں اور کمانڈروں کے ہاتھوں میں ہو۔

اسٹالن نے ہمیشہ فوج کے لئے ضروری سامانوں کی سپلائی کے مسئلہ پر بھی پوری توجہ دی ہے وہ جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ روس جیسے ملک کے موسم سرما میں سپاہیوں کے لئے اچھی غذا اور گرم کپڑے کس قدر ضروری ہیں، وہ شخصیتوں کا کبھی احترام نہیں کرتا، بلکہ کام کی عزت کرتا ہے اور جن لوگوں نے اپنے اعتماد کو برقرار رکھا ہے اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ہے انکی تائید اور پشت پناہی کرنے میں بھی وہ کبھی کمی نہیں کرتا۔ یہ تھا کامریڈ اسٹالن کا کردار انقلاب روس کے زمانے میں اور یہی ہے اس کا کردار اب بھی، جبکہ وہ ایک سخت ترین دشمن سے برسر جنگ ہے۔

سرخ فوج اور سرخ بحری بیڑے کے وجود کے گذشتہ بیس سال میں اسٹالن نے فوج کے تمام مسائل پر توجہ دی ہے اور افسروں اور سپاہیوں کی سیاسی تعلیم کو بھی ضروری سمجھا ہے، دنیا میں غالباً صرف روسی فوج ہی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ہر سپاہی اپنی ملکی سیاست سے واقف ہے اور وطن کے اصلی سیاسی مقاصد کو جانتا ہے اور انہیں برقرار رکھنا چاہتا ہے اس نے ایسے پختہ ارادے کا فوجی کمانڈروں کو سیاسی تعلیم دی ہے جو سوشلزم کے کاز پر پورا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس قابل ہیں کہ تمام جدید سامان جنگ کے ساتھ مسلح فوجوں کی بہترین رضائی کریں۔

فوجی تعلیم

اسٹالن نے جب ۱۹۳۵ء میں فوجی اکاڈیمی کو مخاطب کر کے لکچر دیا تھا اسی وقت اپنا یہ خیال ظاہر کر دیا تھا کہ "فوجیوں کا عہدہ ہی سب کچھ ہوتا ہے" اس نے کہا تھا کہ ہماری فوج میں اگر کافی تعداد میں اچھے عہدوں والے فولادی سپاہی ہوں گے تو اس کو کوئی شکست نہیں دے سکے گا" اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اس نے بہترین فوجی تعلیم کا انتظام کیا اور رفتہ رفتہ تمام مشکلات پر عبور حاصل کر لیا

اس ہفتہ کیلئے ایک خیال: ارادے کی طاقت کے سامنے تمام مخالف طاقتیں سرنگوں ہو جاتی ہیں

جنوبی محاذ سے وادی ڈونز میں خارکوف اور روستوف کی سمت حملے کئے گئے اور دشمن کو بحیرہ اسود تک پسپا کر دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یوکرین اور شمالی کاکیشس کے علاقے دشمنوں سے پاک ہو گئے!

حیرت انگیز اوصاف

کامریڈ اسٹالن کے حیرت انگیز اوصاف میں ایک چیز یہ ہے کہ وہ بہت جلد صورت حال پر گرفت حاصل کر لیتا ہے اور پھر عمل کرنے میں ذرا بھی دیر

آج یہ صورت حال ہے کہ روس کی فوجی تعلیم کا ہیں سرخ فوج کے لئے اور سارے ملک کے لئے باعث فخر بنی ہوئی ہیں۔

صفحۂ معلومات

ہوائی جہاز کے ذریعہ مصنوعی حمل

کیا آپ جانتے ہیں کہ یورپ کے چند مشہور رئیسوں کے خاندانوں کا سلسلہ برقرار رکھنے کے لئے ٹیوبوں کے ذریعہ بچے پیدا کئے گئے ہیں۔ بین القومی سیکرٹ ریفارم لیگ کے انگلینڈ کے چیلنج مسٹر نارمن بیری کا بیان ہے کہ یورپ کے کئی امیر خاندانوں کے میمبر مصنوعی طریقے سے عورتوں میں داخل کئے گئے۔ دیر ہو کا سنسنی ہیں، مرحوم چیروز ایڈم کنگ انگلینڈ خاندانوں کو مصنوعی طریقے سے بچے دینے کا ذمہ دار تھا۔

مصنوعی طریقے سے اولاد پیدا کرنے کے متعلق یہ بات ہے کہ اب امریکہ میں قانوناً جائز ہے۔ ایسی اولاد کو جائز تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے بچوں کی پیدائش کا سلسلہ روز افزوں بڑھ رہا ہے۔

پچھلے ہفتے نیویارک سے ٹیوب کے ذریعہ بچوں کی پیدائش کے سلسلے میں ایک بالکل نئی قسم کے واقعہ کی اطلاع ملی۔ امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کے اخبار میں ایک واقعہ شائع ہوا ہے کہ کس طرح نیویارک سے نارتھ ٹیکس تک پاچھوسیل کے فاصلہ پر ہوائی جہاز کے ذریعہ دیر یہ بھیجا گیا اور ایک کنٹینر میں حویت کو حاملہ کیا گیا۔ اس مصنوعی حمل کی وجہ سے ایک نہایت خوبصورت اور تندرست بچہ پیدا ہوا۔

ہوائی جہاز کے ذریعہ ٹیوب میں دیر یہ بیکو بچہ پیدا کرنے کا یہ پہلا تجربہ نیویارک کے تین ڈاکٹروں فرانسس سیمور، الفریڈ کو میرا اور ڈیوید کسٹم نے کیا۔ یہ تجربہ ایک عورت پر کیا گیا جس کے ہاں دس سال سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

سب سے پہلے اس کے خاوند کا ڈاکٹری معائنہ کیا گیا۔ اس کے خون اور پیشاب کا ٹیسٹ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں اولاد پیدا کرنے والے کیڑے نہیں ہیں۔ اس کے بعد عورت کا معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی نقص نہیں۔ اس قسم کے کیس میں یہ ضروری ہے کہ خاوند کے متعلق اطمینان ہو جائے کہ [illegible] کے نقصان دہ ہے کیونکہ اگر عورت [illegible] مصنوعی طریقے سے دیر [illegible] داخل کرنے کے [illegible] ہوئی

میں طلب ہو تو کئی دفعہ دوسرے حمل کا اندیشہ ہو جاتا ہے جس سے صحت کو نقصان پہنچنے لگے۔

جب سب جیالا آدمی ڈاکٹری معائنہ کے بعد اولاد پیدا کرنے کے لئے ناقابل ثابت ہو گیا تو ڈاکٹر کسٹم نے فیصلہ کیا کہ اس جوڑے کی بچے کی خواہش پوری کرنے کے لئے مصنوعی طریقے سے حمل کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے کسی نے عطیہ کی ملاش کی گئی جو اپنا [illegible]

ایسے شخص کے انتخاب کی ذمہ داری بہت اہم تھی کیونکہ ایسا شخص جو موروثی امراض سے مبرا اور اچھے خاندان کا ہونا چاہئے اور اس میں کوئی موروثی مرض نہیں ہونا چاہئے۔ یہ [illegible] کہیں اور مال اصل خاوند کے رنگ کے سے ہونے چاہئیں۔

ڈاکٹر کسٹم نے ان اوصاف کے مالک ایک شخص کو منتخب کیا۔ یہ شخص نہایت [illegible] خوبصورت اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ شادی شدہ تھا اور کئی بچوں کا باپ تھا۔ اس کی بیوی نے اس تجربہ کرنے کی اجازت دے دی۔

اور اپریل کو ڈاکٹروں نے اس کا [illegible] ٹیوب میں داخل کر کے اولاد کی خواہشمند عورت کے جسم میں داخل کیا۔ عورت کو کنٹینر واپس چلی گئی لیکن اس کی حالت میں کوئی تبدیلی دکھائی نہ دی۔ اور جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا تجربہ ناکام رہا ہے اور وہ حاملہ نہیں ہوئی تو اسے سخت مایوسی ہوئی۔ دوسرے تجربے کے لئے وہ نیویارک تک پاچھوسیل کے سفر کے ناقابل تھی۔ اس پر ڈاکٹروں نے ہوائی جہاز پر دیر یہ کے تین نمونے بھیجے مگر ان میں سے ایک بھی تسلی بخش ثابت نہ ہوا۔ جب اس ناکامی کی وجوہات کے متعلق تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ نارتھ ایل اور نیویارک کے درمیان ہوائی سفر میں جہاز کو سطح سمندر سے ہزار فٹ کی بلندی پر اڑنا پڑتا ہے۔ بیچ مال والے خانے میں جو جہاز کے پنکھوں میں تھے رکھے گئے انہیں گرم نہیں کیا گیا۔ بیرونی ہوا کا درجہ حرارت مال والے خانے کے درجہ حرارت کے برابر ہی رہا۔ تیسرے تجربے کے وقت بہت سردی تھی۔ اس لئے دیر یہ کے نمونے ہوائی جہاز کے ایک حصے میں رکھے گئے جس کا درجہ حرارت مناسب تھا۔ ہوا کو ایک کامیاب نمونہ بھیجا گیا جس کا دن [illegible] بیسٹی میٹر نمونہ کو مصنوعی کی ایک نالی میں بند کیا گیا۔ معائنہ سے معلوم ہوا کہ اس میں اولاد پیدا کرنے کے کیڑے بہت سرگرم ہیں۔ اس سے دو تجربے کئے گئے اور نو ماہ کے بعد ایک بچہ پیدا ہو گیا جس کی شکل و صورت اپنے اصلی باپ کی طرح تھی۔ اس بچے کی عمر اب دو سال سے زیادہ ہے۔

امریکی سائنس دانوں کے ان تجربوں کی کامیابی کی خبریں پڑھ کر اس قسم کے ان واقعات پر یقین ہونے لگتا ہے جو پرانوں میں درج ہیں۔ جاگوت پران میں ایک ایسے ہی شخص کا تعلق ہے جس نے ایک پرندے کے پاؤں میں باندھ کر ٹیوب کے ذریعہ اپنی بیوی کے پاس دیر یہ بھیجا تھا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا تھا۔

— موت کو یاد کرنے سے نیک آدمی زیادہ پرہیزگار بن سکتا ہے اور برا آدمی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔

— دل ایک ہے اسی لیے دو کی یاد میں لگایا [illegible]

برائے
معدنیات، لین اور کریوکری
پارچوں کا سامان

ٹیلیفون نمبر
کلکتہ ۴۴۹۲

خط و کتابت کریں:-

ایم روبن اینڈ کو
کمرہ نمبر ۳۸ اے
۱۴/۲ اولڈ چائنا بازار سٹریٹ ... ... کلکتہ

میرے پینے کی چیز ہے
یہ خوشی کا ذریعہ ہے

[illegible] ساتھ یہ بڑی خوشی کی چیز ہے [illegible]
[illegible] مجھے [illegible] معلوم نہیں کیوں [illegible] ڈاکٹر نے کہا
ہے کسی قدر [illegible] دودھ کے ساتھ تیزابیت اور کسیلا پن کم ہو
جاتا ہے [illegible] کبھی کبھی تو نہیں ہے مگر مجھے اس سے فائدہ
ہوتا ہے [illegible] روزانہ پینے کی چیز ہے یہ ہر لڑکے اور لڑکی کیلئے
[illegible] ہے لیکن مجھے یہ کہنے دیجئے کہ میں سب سے زیادہ۔

"ویلی - ویو"
Valley-View
کا شائق ہوں

پی - ۱۲ مشن روڈ اکسٹنشن کلکتہ
[illegible] روڈ دہلی

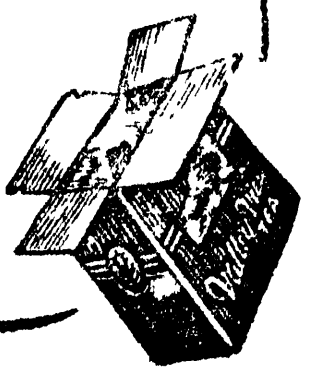

7-3.V/E

میڈیسن جیلان
مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کا نادر الوجود [illegible]

[illegible] چکی ہے لیکن اس خاص مرکب کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے ناتوانی، توانائی سے بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ عضو [illegible] گردش کرنے لگتا ہے چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس العلاج نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔

قیمت ۳۲ قرص کی شیشی تین روپے آٹھ آنے ۶۴ قرص کی شیشی چھ روپے۔

منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی

نوٹ:- عالیجناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب یا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے۔

بے رُت کی برکھا

از جناب
محمد امین
شرقپوری

افسانہ

جب سے بیاہ کا گھنٹا، بارش قریے کا نام نہ لیتی تھی، ہاں ایک دو بار چھینٹا پڑ جاتا، رات شاید ہی کوئی خالی گزرتی ہوگی، بادلوں کے پرے کے پرے آتے اور چل نکل جاتے، فصل کے بھرے کھیت اونٹھے لیٹ گئے۔ کبھی ان دنوں دُھوپ چلتی تھیں، انکے سنہال سنگھ کی رضائی بھی نہیں اُتری تھی، رضائی اوڑھے پلنگ پر اکڑوں بیٹھے حقے منہ سے لگی ہوئی تھی، کش لیکر آپ ہی آپ مسکرا رہے تھے

پنڈت جی چلم بھر دو" کلیان سنگھ پاس آکر بولا

"ہاں" پنڈت جی چونک کر بولے۔ اور جب وہ چلم ٹھونکنے کا ہاتھ روک کر بولے:

"ابھی تو اس کے بیاہ کا خرچ بھی آپ اٹھائیں گے"

"اور کیا!" وہ لمبا کش لے کر بولے "اسارٹھ میں کر دوں گا"

کلیان سنگھ خوش ہو کر بولا۔ اسکے بیاہ پر ایک اور نئی صدری ٹوں گا مہاراج"

"ہاں بھائی ہاں" وہ بولے ہوا کا سرد جھونکا آیا، کانپتے ہوئے اس نے ہاتھوں میں ہاتھ دے لئے

آج رات سے تو بس پڑ رہی تھیں پنڈت

آواز پہچان کر چونک کر بولے "کون، جیبو؟"

"ہاں پنڈت جی!"

"جا بھائی جا صبح صبح کس کا منہ دیکھ لیا میں نے"

"میں تو جا ہی رہا تھا، آپ"

وہ بتر ہو کر بولے، اب جائے گا نہیں، چیتو لکڑی سٹکتا ہوا آگے نہ کب، پنڈت جی کی بات پر غور کئے بغیر کہ کیا چار کی بات اتنی ہی بُری ہے جو پنڈت جی کو اس کا منہ دیکھنا پسند نہیں [illegible]

انہوں نے تمہیں دھوتی اور صدری لگا دی گا"

اس سے پیشتر کہ وہ کلیان سنگھ کو بلانے کے لئے جاتا۔ پنڈت جی رضائی ایک طرف پھینک کر کھڑے ہو گئے اندر سے پرانی دھوتی اور صدری لے آئے، بولے جلدی سے اتار کر انہیں پہن لو، ٹھنڈ ہو جائے گی ورنہ"

دھن سنگھ پنڈت جی کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا کلیان سنگھ جلدی میں رُک گیا۔ پنڈت جی اپنے ہاتھوں سے کپڑے [illegible]

"[illegible] مجھے دینے کو کہہ رہے تھے پنڈت جی"

"[illegible] جائیں گی" وہ مسکرا کر بولے، شادی کی تیاریاں کرو"

"شادی؟" کلیان سنگھ بعلیں [illegible] کر بولا۔ گیا تھا پنڈت جی کے [illegible]

"گرمی گرمی جلتے ہیں رہیں تو جھلتے"

کلیان سنگھ جو تنہا پنڈت جی کی پرانی صدری پہنے ہوئے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بولا

"یہ تو ہی بات" مسکرا کر بولا۔ [illegible] کلیان سنگھ کے جیسے پنڈت جی کے دل کی [illegible] تھی پنڈت جی [illegible]

"پنڈت جی ہر رام سنگھ بڑا دھم مچا رہا ہے" بولا پنڈت جی ہلکا کش لیکر بولے "کیا کہتا ہے؟"

بات جو یال میں کہہ رہا تھا کہ جب سے پنڈت جی نے اپنے بیاہ کا ارادہ کیا ہے رام جی برس رہے ہیں، آہی ہی پنڈت جی ہنس کر بولے "بیوقوف ہے بے وقوف"

"بے وقوف ہی تو ہے، آدمی کو کھر ضرور [illegible] چاہئے پھر آپ تو ابھی جوان ہیں، یہی کچھ اوپر کا پیسہ [illegible]"

"اور کیا" پنڈت جی خضاب زدہ مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولے

[illegible] پھیر میں تھے، کلیان سنگھ کے منہ سے پنچاس کا نام سنکر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے [illegible] جیت ہو گئی ہوئی" کلیان سنگھ بولا

"ہاں" وہ بولے، دھن سنگھ آئے تو پوچھ لینا"

"آج کل میں آہی جائے گا" بولا "آپ کے پاس کیا کمی ہے رام جی کا دیا سب کچھ ہے راج ملنے گی رانی"

[illegible] سے زمین کرید کر بولا "رام سنگھ مفت میں بُرائی سے رہا ہے اپنے سر باپ کو کچھ سمجھتا ہی نہیں یہ کلجگ ہے بھائی کلجگ" پنڈت جی بولے۔

کلیان سنگھ جو ان کی ہر بات پر جی ہاں کہنے کا عادی تھا سر ہلا کر بولا۔ جی ہاں اسے دُکھ کس بات کا ہے اس کے کھانے پہننے میں کون سا فرق آجائے گا،

"بالکل نہیں" وہ بولے بس سمجھ اس کے نام کر ہی چکا ہوں، کھائے کمائے اور موج اُڑائے"

جی کا [illegible] انتظار کے بُرا حال ہو رہا تھا کلیان سنگھ کی بار دھن سنگھ کے گھر [illegible] چکے تھے [illegible] لوٹ کر آتا، دُور ہی سے [illegible]

"[illegible] آبا ہے، بارش ہو رہی ہے کہیں رُک گیا ہوگا" [illegible]

"[illegible] صبری سے بولے "بارش [illegible] جاؤ، جا کر دیکھو تو اب آگیا ہوگا" کلیان سنگھ [illegible] باہر چل دیا

گلی میں جب کسی کی آہٹ پاتے انہیں [illegible] کہ دھن سنگھ آرہا ہے ایک بار تو [illegible] دھوکا کھا گئے

[illegible]

آواز پہچان کر چونک کر بولے "کون، جیبو؟"

"ہاں پنڈت جی!"

"جا بھائی جا صبح صبح کس کا منہ دیکھ لیا میں نے"

"میں تو جا ہی رہا تھا، آپ"

وہ بتر ہو کر بولے، اب جائے گا نہیں، چیتو لکڑی سٹکتا ہوا آگے نہ کب، پنڈت جی کی بات پر غور کئے بغیر کہ کیا چار کی بات اتنی ہی بُری ہے جو پنڈت جی کو اس کا منہ [illegible] پسند نہیں [illegible]

تھا، دھن سنگھ کا [illegible] ڈوڑھی میں گھسا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

صفحہ (۷) سے آگے

"اس عمر میں دولھا بننے کی سوجھی بھی کیا انہیں
آگ بالک کے لئے بیاہ کرتے ہیں۔" اشوتو نے وہی رکھ دیے
رام سنگھ لمبے لمبے کش لینے لگا۔

روپا کے بہتے ہوئے آنسو، مغموم چہرہ دھوئیں
میں تیر رہا تھا۔ ایک سسکتی ہوئی جوانی سے آگ میں جلتی
ہوئی نظر آرہی تھی، جسے پنڈت جی نے زندہ آگ میں جھونک
دیا تھا۔

"روپا" وہ چلا کر بولا، جیسے روتی ہوئی روپا
ہاتھ پھیلائے کہہ رہی ہو "مجھے بچا لو"

"میں کیسے بچا سکتا ہوں تمہیں" گھٹی گھٹی آواز میں بولا
ایک ساتھ کئی چیخیں اسکے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں

"نہیں نہیں تم میری ماتا ہو" وہ بول اٹھا۔

"ماتا کو کوئی جلتے ہوئے دیکھتا ہے؟" اس نے سنا
چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"جب سے روپا آئی ہے رام سنگھ گھر میں گھسا رہتا
ہے" بوڑھی پڑوسن کلیان سنگھ کی بیوی سے بولی۔

"ہاں" وہ بولی۔ "کشن کے چاچا بھی کہتے تھے بات
کچھ ایسی ہی معلوم ہوتی ہے"

"کیا بات ہے؟" پنڈت جی چونک کر بولے،
کلیان سنگھ تنکے سے زمین کرید کر بولا۔

"رام سنگھ کا بیاہ کر دو"

"میں تو آج کر دوں، اسکے سسر کا ہاتھ تنگ ہو"
"کس دن کا خون سوکھ گیا ہے اس بارش سے"
وہ بولا "کہے بھی کیا بیچارہ"

"پھر کیا کرو گے؟" روپا رام سنگھ کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر بولی،

ایک ہی تدبیر سمجھ میں آتی ہے، بولا

"وہ کیا؟"

"بھاگ چلیں"

"ہائے" وہ ناک پر انگلی رکھ کر بولی۔

"لوگ کیا کہیں گے؟"

"یہی تو بستا ہے جگ کو" جب ایک سولہ برس
کی کمسنیا کو ستر برس کے بڈھے کھوسٹ کے گلے میں ڈال
دیا جاتا ہے تب کہاں سوچتے ہیں یہ جگ والے،

روپا کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہر دوڑ گئی نہ جانے
وہ کتنے دنوں کے بعد آج مسکرائی تھی،

آسمان کھل گیا تھا، پنڈت جی کلیان سنگھ کے ساتھ
اگائی کرنے چلے گئے، گاؤں کی کچی سڑکیں پانی سے بھر
رہی تھیں اور اس سکون کو جلترنگ کی جھنکار توڑ رہی
تھی، پانی ... کوئی ... نہیں ہے، سماج کے دل پر اس
قسم کے افسوسناک واقعات کوئی تاثر نہیں چھوڑتے۔
سوائے اسکے کہ وہ روپا کے دانو کو تنگ مرچ لگا کر دوہرا
چھتے کہ وہ بھاگ گئی، آوارہ تھی۔ بیٹے کو بھی ماں کو سمجھنے
سمجھنے کی فرصت نہ آئی، بھاگ جانے کا جگ ہنسی نے سمجھنے کی
کوشش نہ کی کہ یہ بڈھے کھوسٹ بڑھاپے میں جوان
لڑکیوں سے نہ جانے کیوں جوڑتے ہیں (ختم شد)

دلچسپ معلومات

وسنتن بن امریکہ کے واشنگٹن صاحب نے ۱۸۱۲ء میں بنایا
آگ سلگانے والی سلائی کی ابتدا ۱۸۳۱ء
میں فرانس کے سٹر سوریلے نے کی تھی،

انسان کے بخار دیکھنے کا تھرمامیٹر فرانس
کے کارن ہیٹ صاحب نے ۱۸۲۱ء میں بنایا

ریل گاڑی کا انجن انگلستان کے مسٹر اسٹیفنسن
نے ۱۸۰۵ء میں ایجاد کیا

بائسکوپ میں دکھانے والی فلم کی ابتدا ۱۸۵۲ء
میں امریکہ کے ماہر ایسٹ مین صاحب نے کی،

کیڑا سینے کی مشین ۱۸۳۰ء میں فرانس کے مشہور
مسٹر بنی مونیر صاحب نے ایجاد کی،

وسطی یورپ کے صوبہ ہنگریا میں ایک لڑکا ہے
جو دن کی نسبت رات کے وقت بغیر روشنی کے نہایت
آسانی سے لکھ پڑھ سکتا ہے،

بحر کوم میں ایک شخص آرتھر نامی رہتا ہے جس کا جسم
ربڑ کی طرح پانی کے اوپر تیرتا رہتا ہے اگر اسکو ڈبو دیا جاتا
ہے تو خود بخود اوپر کو آجاتا ہے،

چین میں بچہ کے پیدا ہوتے ہی سر مونڈ دیا جاتا ہے

دنیا کی سب سے لمبی ندی کا انگریزی میں بہت لمبا
نام ہے یہ مسیسپی ندی ہے یہ ریڈ انڈینوں کی زبان کا لفظ
ہے جو شمالی امریکہ کے قدیم باشندے ہیں، مسیسپی
کے معنی ہیں، پانی کا باپ۔

امریکہ کے نیگرو اسکو دو سے نام سے پکارتے ہیں،
وہ اسکو اولڈ مین ریور کہتے ہیں یعنی بوڑھا آدمی کی ندی،

مسیسپی ... ۲۰ میل لمبی ہے یعنی ہندوستان کی شمال
سے جنوب تک کی لمبائی سے ڈھائی گنی بڑی ہے اور گنگا
سے تین گنی، دریائے مسیسپی سے کچھ چھوٹی جنوبی امریکہ
کی امیزن ندی ہے اس کی لمبائی چار ہزار میل ہے اور بڑے
بڑے جہاز اس میں چلتے ہیں،

دنیا کا تیسرا بڑا دریا مصر کا دریائے نیل ہے
... میل لمبا ہے مصر دریائے نیل کا تحفہ ہے، کہا
جاتا ہے یہاں کی قدیم تہذیب بہت عروج پر تھی
فرعون کے زمانہ میں حضرت موسیٰ ... یہیں پیدا ہوئے
یہ بھی پہلا ہزار میل لمبی ہے

اگر دریائے نیل نہ ہوتا تو مصر گیستان ... کا
ایک حصہ ہوتا۔

چین کے دو بڑے دریا یانگسی کیانگ ... ۳۴
میل لمبا ہے اور دریائے پیلی ... میل لمبا ہے
اسے ہوانگ ہو یا چین کا شوک بھی کہتے ہیں، یہ دریا
بھی دریائے نیل ہی کی طرح مشہور ہے کیونکہ چین

تمام ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں

بلڈویا

کمزور اور ناتواں مریضوں کے لئے بہترین ٹانک اور خون پیدا
کرنے والی دوا ہے۔

ادھنا فورپا لا
میڈیکل ریسرچ بیورو
سنٹرل ایونیو کلکتہ

ہماری ملکی زبان

از جناب پنڈت سدرشن

ایک بار لقمان کے زمیندار مالک نے لقمان سے کہا، آج میں نے اپنے دوستوں کو کھانے پر بلایا ہے ان کے لئے کوئی ایسی چیز پکاؤ جو سب سے اچھی ہو، لقمان نے کہا بہت اچھا، مگر جب کھانا چنا گیا تو دیکھتے کیا ہیں کہ سب کے سامنے ایک ایک زبان رکھی ہے، زمیندار نے لقمان کو لال لال آنکھوں سے دیکھا اور کہا کیا میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کے لئے سب سے اچھی چیز پکا، لقمان نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا، سرکار! زبان سے اچھی چیز کیا ہو سکتی ہے، زبان تہذیب کو اوپر اٹھاتی ہے، زبان گیان کو بڑھاتی ہے، زبان دنیا کو آگے بڑھاتی ہے، زبان ہی پکڑ کر شہیدوں کی گرہ میں باندھتی ہے اب آپ ہی بتلایئے زبان سے اچھی چیز دنیا میں اور کون ہو سکتی ہے، زمیندار کی مہمان منڈلی مسکرانے لگی مگر زمیندار کی آنکھیں کرودھ سے لال ہو رہی تھیں، اس نے کہا اچھا کل میرے مہمانوں کے لئے ایسی چیز پکا جو سب سے بری ہو، لقمان نے جواب دیا بہت اچھا، مگر دوسرے دن پھر سب کے آگے وہی ایک ایک زبان رکھی تھی، زمیندار نے کہا کیا میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کے لئے سب سے بری چیز پکا، لقمان نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا، سرکار! زبان گالیاں دیتی ہے، زبان گندے شبد بولتی ہے، زبان اپنوں کو پرایا بناتی ہے، مورکھ آدمی دو دوانوں کی سبھا میں چلا جائے تو اسے وہاں سے زبان نکلواتی ہے، تلوار کا گھاؤ مل جاتا ہے زبان کا گھاؤ نہیں ملتا، زبان ذرا سی بھول کرتی ہے دنیا میں لہو کی ندیاں بہہ جاتی ہیں، کہنے کو یہ ماس کا ٹکڑا ہے مگر ودھیان کی آنکھوں سے دیکھئے تو یہ دنیا کی سب سے بری چیز ہے، لقمان سے دانائی کے یہ گرم اور چست شبد نکلے تو سبھا میں سناٹا سا چھا گیا۔ اور اس کا مالک اور مالک کی مہمان منڈلی سمجھ گئی کہ آج یہ نوکر ہے کل شہرت اور کیرتی کے آسمان پر چاند اور سورج بن کر چمکے گا۔

جو حال اس سمے لقمان کا تھا وہی حال آج بھارت ورش کا ہے لقمان بھی غلام تھا بھارت ورش بھی غلام ہے لقمان نے بھی اپنی تقدیر کے مالک کے سامنے زبان اور زبان کے ساتھ اپنا دل کھول کر رکھ دیا تھا۔ بھارت ورش نے بھی اپنی تقدیر کے مالک کے سامنے اپنا من اور تن کی ساری امنگیں ننگی کر دی ہیں مگر لقمان کو اپنے مالک سے جیت اور آزادی کا ہار ملا تھا ہمارے گلے میں ابھی تک ہار کا ہار پڑا ہوا ہے، یہی ہمارے دیس کی سب سے بڑی مصیبت ہے۔

ذرا غور کی آنکھوں سے دیکھئے بھارت ورش محبت اور آشا کی لکڑی ہاتھ میں لئے ایک اوبڑ کھابڑ رستے پر بڑھا چلا جا رہا ہے، جسم کمزور ہے مگر من کمزور نہیں ہے، قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے قدم قدم پر گرتا ہے مگر اٹھتا ہے اور پھر چلنے لگتا ہے، پاؤں تھک گئے ہیں مگر ہمت کو تھکان کہاں، آنکھیں دور فاصلے پر سنہری کلس والے مندر کو دیکھ رہی ہیں

کان اس کے اندر گونجنے والے سنگھ کی میٹھی آواز کو سن رہے ہیں، اور رگوں کے لہو کی ایک ایک بوند آگے بڑھنے کو بے تاب اور بے چین ہو رہی ہے، اس طرح یہ منچلا سورما اپنے رستہ پر بڑھا چلا جا رہا تھا کہ یکایک ایک کھائی نے سامنے آکر منہ پھیلا دیا۔ اب جب تک یہ کھائی نہ پٹے گی، آگے بڑھنا کٹھن، اور جب تک یہ مشکل دور نہ ہو گی جاترا کا جاری رہنا ناممکن، یہ کھائی قومی زبان کا مسئلہ یا "لوک بھاشا" کی سمسیا ہے یہاں سپنے کی سوچ اور کلپنا کے کمال سے کام نہ نکلے گا نہ یہاں من کے جوش سے مشکل پرے بھاگے گی، جو پہاڑ کبھی دور تھا وہ آج سامنے ہے اور اسے پار کرنے کے لئے مضبوط پاؤں، گرم دل اور ٹھنڈے دماغ کی ضرورت ہے۔

اوپر جو کچھ کہا جا چکا ہے اسے اگر سیدھی سادی زبان میں کہتا ہوں تو یوں کہیں گے کہ اپنی زبان کی گتھی سلجھے یا سلجھائے بنا ہم آگے نہیں بڑھ سکتے اور یہی وہ ترپ ہے جس کا ہاتھ آ جانا ہماری ہاری ہوئی بازی کا پانسہ پلٹ سکتا ہے

ہماری زبان!

کوئی مانے نہ مانے یہ اور بات ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ہماری ملکی زبان بننے کی جتنی خوبیاں ہندستانی زبان میں ہیں اتنی بھارت ورش کی کسی دوسری بھاشا میں نہیں ہیں اس کے قواعد کیسے قدرتی، اس کا سیکھنا کتنا سہل، اس کی بناوٹ کتنی سندر اس کا بول کتنا میٹھا ہے، کہ بے اختیار منہ سے واہ وا نکل جاتی ہے اور پھر اس کے خزانہ میں ایسے ایسے انمول رتن بھرے پڑے ہیں کہ ان کی چمک سے آنکھیں چندھیا جائیں، سورداس اور تلسی داس، میرا بائی اور کبیر بھگت، ملک محمد جائسی اور رحمن، خسرو اور نظیر، امیر اور انشا۔ اکبر اور اقبال جیسے کلاکار جس بھاشا کے پاس ہوں وہ اپنی قسمت پر پھولی نہ سمائے تو اور کیا کرے! یہ ایسے ویسے کلاکار نہ تھے بھاؤ اور بھاشا اپنی زبان اور جذبات کے بادشاہ تھے ان کے آئینے میں اپنا منہ دیکھ کر آج بھی ہمارا سویا ہوا غرور جاگ اٹھتا ہے اور کچلی ہوئی عزت زندہ ہو کر ہمارے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے میں نے سورداس کے پد اور میرا بائی کے گیت سنکر کشمیر اور مدراس کے ہندی نہ جاننے والے بھائیوں کو بھی پیار اور عقیدت کے آنسو بہاتے دیکھا ہے میں نے کبیر کے بھجنوں کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر انگریزوں کی آنکھوں میں بھی پیار اور محبت کے بادل دیکھے ہیں میں نے رحمن کے ایک ایک دوہے پر بڑے بڑے شاعروں کو پاگل ہوتے دیکھا ہے، اکبر کا ایک ایک شعر اور ہماری لال کا ایک ایک دوہا ایسا ہے کہ اسے چھاتی کے ساتھ لگا کر رکھا جائے

پھر بھارت کی سب سے بڑی سبھا کانگریس نے بھی ہندستانی ہی کو ہماری ملکی بھاشا کے سنگھاسن پر بٹھا دیا ہے ان سب باتوں کی روشنی میں اگر سچائی سچائی دے سکتی ہیں تو آج اس زبان کے سب سے بڑے دشمن کو بھی ماننا پڑے گا کہ ہندستان میں ایک یہی ایسی زبان ہے جو سب کے منہ میں بیٹھ سکتی ہے اور یہی ایک ایسی بولی ہے جسے بول کر ہم ہندستان کے ہر شہر اور ہر شہر کے ہر بازار سے اپنی ضرورت کا سودا خرید سکتے ہیں بنگال کی بولی ہندستان سے اتنی ہی دور ہے جتنا پنجاب بنگال سے مگر پھر بھی ہندستانی جاننے والے کو بنگال میں آکر ذرا تکلیف نہیں ہوتی، وہ یہاں کی سیر کر سکتا ہے یہاں رہ سکتا ہے، اور یہاں کے لوگوں سے اپنے مطلب کی چیزیں خرید سکتا ہے، مدراس کے لوگوں کے لئے یہ زبان اور بھی دور کی ہے مگر آپ وہاں جائیے ہندستانی زبان وہاں بھی آپ کی ہر مشکل کو آسان کر دے گی یہ وہ صوبہ ہے جہاں آپ جاتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں مگر آپ یہ دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے کہ وہ لوگ آپ کے ہندستانی فلموں کو بڑے شوق اور چاؤ سے دیکھتے ہیں اور دیکھ کر تعریف کی [illegible] سمجھتے ہیں باقی رہ گیا گجرات اور مہاراشٹر، اس پٹری کا لائن کلیر ملے اب تو برسوں گذر چکے ہیں مزے سے جیئے کیا مجال جو آپ کے رستہ میں کوئی کھڑا ہو جائے! ایسی حالت میں آپ ہی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہئے کہ اگر ہندستانی ہندستان کی ملکی زبان نہیں تو اور کون ہے، میں اپنے ان بھائیوں سے جو ہندستانی کی مخالفت کرنے کے لئے ادھر ادھر کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں، بڑی نرمی سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ اس کو نقصان پہنچانا ہندوستان کی ایکتا کو نقصان پہنچانا ہے اس ایکتا کو جو ہندستان کی آزادی کی چابی ہے اور جس کے بغیر ہم سوراجیہ مندر کے پاس پہنچ کر بھی اسکے اندر پاؤں نہ رکھ سکیں گے۔

ہندی یا اردو؟

یہاں پہنچ کر ایک اور سوال ہمارے سامنے سر اٹھاتا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ ہماری ملکی زبان کا نام کیا ہو، بہت سے کہتے ہیں ہندی، مسلمان کہتے ہیں اردو، اگر ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر دیکھا جائے تو ہندی اور اردو ایک ہی زبان کے دو نام، اور ایک ہی بھاشا کے دو روپ ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اگر اس میں عربی اور فارسی کے ادق الفاظ داخل کر دیئے جائیں تو وہ اردو بن جاتی ہے اگر اس میں سنسکرت کے دشوار اور جٹل شبد آ جائیں تو اسے لوگ ہندی کہہ دیتے ہیں ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ آسان اور میٹھے شبد دونوں طرف سے لے لئے جائیں کٹھن اور سخت لفظ دونوں طرف کے ٹھکرا دیئے جائیں اور اس طرح ایک ایسی زبان طیار کر لی جائے جو ہندو مسلمان دونوں کی زبان ہو اور جس کے اندر دونوں کی آنکھیں ایک جیسی خوبصورتی دیکھ سکیں مگر نہیں دونوں طرف کے لوگ اپنی اپنی پسند کے موٹے موٹے لفظ لاتے ہیں اور نہیں ملکی زبان کی پیٹھ پر لادتے چلے جاتے ہیں ہندی کے حامی کہتے ہیں یہ اور شک ہے کہ ہندی شبد بھنڈار کی پوری سنسکرت کی سہائتا سے کی جائے پھلتہ سنسکرت پر ہمارا اندازہ ہے نہ سارنش یہ کہ راشٹر بھاشا پورنتا سنسکرت پر مشتمل ہونی چاہئے" یہ وہ لوگ ہیں جن کی پسند سنجوگ کو [illegible] سنا اور ریل گاڑی کو واشپ بھومی یان کہہ کر خوشی ہوتی ہے، کھلا اور مالیتہ ناراض ہو جائیں اس کی کوئی پروا نہیں ایسے آدمیوں کی رائے [illegible] بھر ماٹر اور لالٹین کے لئے ہندی میں [illegible] ہے مگر ناپ دیکھتی کرن نتر اور ہست چالیہ [illegible] ہندی کے دو اچھے بیس گھنٹے (باقی صفحہ [illegible])

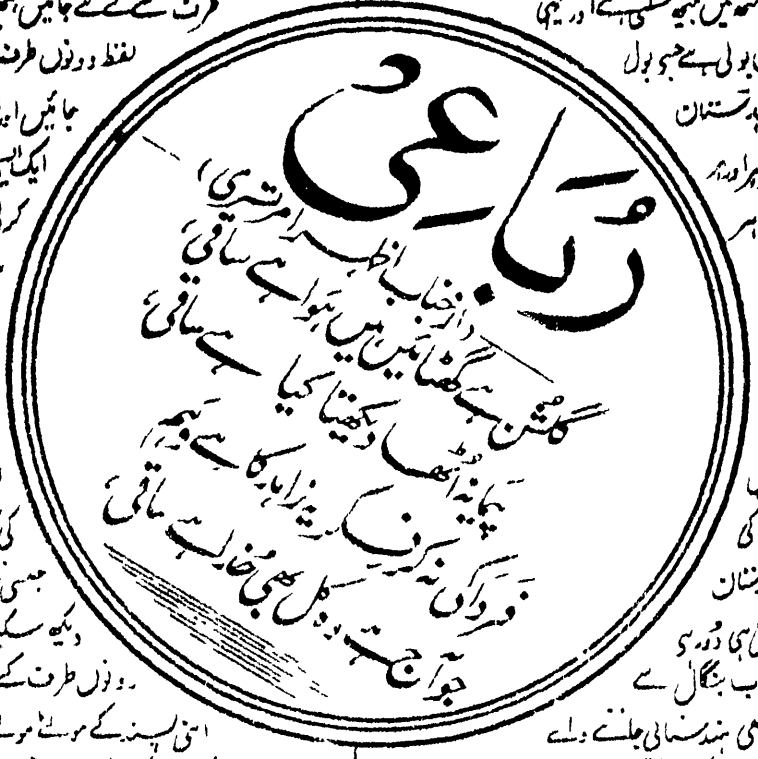

صفحہ (۹) کا بقایا

کھلے رہنے چاہئیں اُن کے ہندی مندر میں چرم پادکا تو بے کھٹکے جا سکتی ہے مگر ادھر جو آتا یا اُدھر سلام کیا کرایا مشتبہ ہو گیا۔ عجب تماشہ ہے،

نومبر ۱۹۳۹ء کے ہنس میں شری جے شنکر پرساد جی کا ایک لیکھ چھپا ہے اُس میں ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"وشو سونرو منڈلی میں کشمیر اجے کھلا کے سنبندھ میں بھاشا پاریوں ویکت کیا ہے،

लपति स्वरन्य, आविशयति वस्तुनि
वा पच पच प्रमाणीर स्व कलामेव कला

پرساد جی نے اُن لوگوں کی خاطر جو سنسکرت نہیں جانتے اس کا ہندی انوواد بھی کر دیا ہے، فرماتے ہیں:۔

नव नव स्वरन्य प्रथमो रूपेण शोभिनी
संवत वस्तु उमे में या प्रभातीमें स्व को
आत्मा को पारिमल रूपमें प्रकट करती है
उसी क्रम का नाम कला है।

کہئے کیا سمجھے؟ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی اگر اس میں پرساد جی کا کیا دوش، انھیں بھاشا کی شدھی کی چنتا تھی مگر کیا پشدھی چل سکے گی؟ ہندی بھاشا میں تو باہر سے اتنے شبد آ کر مل گئے ہیں کہ اگر اُن کو نکالنا چاہو تو ہندی کا کوش الٹنا پڑے بخار کے روگی کو سمان دُبلا پتلا رہ جائے، مثال لیجئے:۔

"اے بھیا! کیا بتاؤں آج کمرے میں بیٹھا تمہاری تیر نکلے کے لئے عینی کا جون چیتر گھور رہا تھا، کہ نتھا ارد کی دال کے بڑے مانگنے لگا۔ میں نے ڈکرے کہا گرام سے دال نکال لو اور بہرے لئے تھوڑا سا تاکو بھی لیتے آؤ۔ بات ابھی ختم بھی نہ ہوا تھا کہ اتنے میں ڈپٹی صاحب آ کر میز کے سامنے کھڑے ہو گئے اور بولے آج گرجا گھر کے پاس پادری صاحب قرنی کا مال نیلام کرائیں گے، چلو گے؟ میں نے پوچھا کیا کیا نیلام ہوگا۔ اپنے گھر کی چابی کے ساتھ کھیلتے ہوئے بولے آئینے، الماریاں، کنٹر، گلاس، چھتیں،

اس پہرے میں کوا اطال ہے عینی جبرانی، بادی لاطینی، نتھا گجراتی۔ ارد تامل ہے بڑا جو کرناٹکی میں تلا جاتا ہے تلگو بھاشا سے آیا ہے گرام ملایا کی زبان ہے تاکو ایک کی چھیلا ہے آہستہ فارسی ہے ختم عربی ہے گرجا المانی نیلام چابی پرتگالی ہیں چھتیں قرنی ترکی ہیں، ڈپٹی، کنٹر گلاس، انگریزی ہیں۔

ان غیر ہندی شبدوں کو نکال ڈالئے تو ہمارے پاس نہ کھانے کو اُرد کی دال رہے نہ تالا بند کرنے کو چابی کیونکہ یہ دونوں چیزیں بھی غیر ہندی ہیں۔

سجنو! ذرا بھاشا کی آنکھ سے دیکھو تو پتہ لگے کہ ان میں سے ایک ایک شبد کو دشیہ اور سنسکرت سے ہندی میں کہنا چاہو تو دو دو سطروں کی ضرورت پڑے اس وقت ایک ایک لفظ سے کام چل رہا ہے اور پھر آپ کی پاکیزہ زبان میں تو اتنی طاقت ہونی چاہئے کہ ادھر فارسی عربی کا شبد آیا، اُدھر شدھ ہو گیا۔ اگر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہے اور دوسری زبانوں کے شبدوں کا ہم نے ہنستی ہوئی آنکھوں سے استقبال نہ کیا تو ہماری بھاشا اُس تالاب کی طرح سڑنے لگے گی جس میں نئے پانی کی نالیاں بند کر دی گئی ہوں، کس قدر حیرانی کی بات ہے کہ انگریزی لغت کے پاس تین لاکھ لفظ ہیں اور اسکے دروازے لفظوں کے لئے ابھی تک کھلے ہیں، ہمارے ہندی لغت کے پاس ساٹھ ستر ہزار لفظ ہیں اور اس پر بھی ہم کہتے ہیں باہر کے دوار بند کر دو، بابا جی جو جمع کر گئے ہیں وہی بہت ہے،

مگر ہمارے بزرگ ایسے تنگ دل نہ تھے انہیں لفظوں کی خوبصورتی سے سروکار تھا، ہندی اردو کا

چینی شاعری (تنگ خاندان کا عہد)

تین سُن کی چھتیاں،
ابھی تک ہیں واضح سفید لباس میں چمکتی ہیں،
مجھے دیکھو، میں بہار کے گیت سُن رہا ہوں،
حالانکہ میرے اردگرد ایک پھول بھی نہیں،

زمین ننگی ہے اور ہیبت طراز
تمام بہاریہ صدائیں مفقود ہیں،
سوائے "ترانۂ بید" کے،

کس قدر غریب ہے وہ،
میں اپنی بانسری بجاتے جاؤں گا،

کل صبح جنگ کا بگل بجے گا،

سرکار نہ تھا خوبصورت شبد دیکھ کر اُن کا من ناچ اٹھتا تھا اور وہ جب تک اُسے اپنا نہ لیتے تھے انہیں چین نہ آتا تھا۔ انھوں نے باہر کے لفظوں کا ایسے شدھ ڈھنگ سے استعمال کیا ہے کہ دیکھ کر من کی کلی کھل اٹھتی ہے

ڈاکٹر دستن [illegible] سے [illegible] ہوتا ہے
[illegible] سپاہی خوف [illegible] نگاہوں سے دیکھتا،
گھنٹے کی آہن کے [illegible] پر ہاتھ ڈالے گا،
اس کے پہلو میں [illegible] ہوگی،
زنگ سے بالکل مبرا وہ تلوار
جس سے برسوں اس نے پورے اعتماد سے
دشمن کشی کا کام لیا ہے،
[illegible] زنگ گھنٹوں [illegible]
ہوا سے زیادہ تیز رفتار کے ساتھ،
بے خوف و خطر کا مضحکہ اڑاتے ہوئے،
سپاہی دریائے [illegible] کو پار کریں گے،
کمان کو چلّہ چڑھا دیا گیا۔
ہر ایک ترکش تیروں کی ایک بڑی تعداد کو [illegible]
سپاہی بے خطرے کالے پرندے کو مقابلہ کرتے ہیں
اور مغرور دشمن پر پورے اعتماد سے لپکتے ہیں،
جس طرح بجلی کی کوندے چٹانیں پھٹ جاتی ہیں
دشمن ہزیمت کھا کر راہ فرار ڈھونڈتے ہیں،

ایک نیا کام۔ ایک مستقبل کے ساتھ

قدرت نے اپنا سب سے زیادہ بیش قیمت تحفہ آپ کو عطا کیا ہے۔ آپکے دل کی مُراد، آپ کا بچہ پیدا ہونے والا ہے۔

ہر ہونے والا باپ فطرتاً یہ چاہتا ہے کہ اس کا بچہ تندرست اور خوش ہو۔ اسی وقت آپکا فرض ہے کہ اس کی محفوظ پیدائش کا انتظام کر لیں۔ آپ کی بیوی کو شروع ہی میں ایک ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کے بعد باقاعدہ طور پر ایک ایسے کلینک میں جاتے رہنا چاہئے جو زچگی سے قبل کے حالات کی نگرانی کرتا ہے۔ مزید برآں اس بات کا بھی انتظام کر لیجئے کہ طبی سائنس کے جتنے آلات بھی معلوم ہوں وہ آپ ہی کی طرف سے بچہ کے نقصان ہونیکے خلاف جنگ کر رہے ہوں۔

جب آپ دیکھیں کہ آپ کا بچہ ہرا بھرا اور مطمئن ہے اور اپنے گہوارہ میں آرام سے سوتا ہے تو ایک لمحہ کیلئے آپ اپنے ایک بڑے اور نئے کام پر بھی غور کریں ——— یعنی باپ بننے کا کام

یہی وقت ہے کہ آپ اس بات کا یقین کر لیں کہ آنے والے زمانے میں چاہے کچھ بھی ہو۔ آپ کے بچہ کی تعلیم اور کیریئر کو نقصان نہ پہنچے۔ ہمارا ایجنٹ خوشی سے آپکو اس کے متعلق مشورے دے گا۔

دی نیو ایشیاٹک انشورنس کمپنی لمیٹڈ

زندگی، آگ، سمندر اور حادثاتی، ہر قسم کے بیمہ کا کاروبار کرتی ہے

ہیڈ آفس:۔ نیو ایشیاٹک بلڈنگ، کناٹ سرکس، نئی دہلی

لکھنؤ آفس:۔ پی۔ کے۔ جی۔ برانچ منیجر

کیمیا گر

سینے کا راز اپنے گورو کی خدمت میں ظاہر کر کے مر گیا

وہ راز شاہی کیمیا گری کا تھا جس میں نوشادر کافور گندھک کے عمل۔ طوطیا۔ تانبہ۔ پارہ کے بوٹی میں باوزن، کشتے اور شمس و قمر کے وہ کامیاب نسخے جن کی تلاش میں شائقین کی عمریں صرف ہو گئیں۔ یہ تمام صدری کائنات ہمیں کس طرح میسر ہوئی اور آپ کو یہ اسرار غرا کیسے حاصل ہو سکتا ہے اس کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ ارسال کر کے یا بذریعہ ملاقات مفصل معلومات حاصل کیجئے۔

منیجر صوفی طبی کتب خانہ سرگودھا

اننگ پربھا

یاقوتی مسی کو گاڑھا کر کے بڑھاتی ہے کمزوری کا، احتلام، بے مزگی، سرعت انزال وغیرہ کو دور کرتا ہے اور خون و جوہر مردی کو بڑھا کر کھوئے ہوئے شباب اور اُلفتی پوری جوانی کا پورا لطف حاصل ہوتا ہے۔ فی شیشی دس روپیہ ۸ر

کام ستبھن اسک پیدا کر کے ازدواجی زندگی کا پورا لطف حاصل کرنیوالی لاجواب گولیاں فی ڈبیہ ڈھائی روپیہ

مدن منجری فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ

دہلی ریجنٹ:۔ جمنا داس اینڈ کمپنی چاندنی چوک

موسم گرما کا نایاب تحفہ

تمام دنیا میں سوائی مادھوپور کا مشہور و مقبول عطر خس، نرخ عطر خس و دیگر صندلی عطریات -/۱۲/ روپیہ سے -/۱۰/ روپیہ فی تولہ تک۔

روح خس نرخ -/۵/ روپیہ، -/۱۰/ روپیہ فی تولہ

فہرست مفت طلب کریں:۔

مشتہر:۔ نظام الدین محمد اسمٰعیل

تاجر عطر، سوائی مادھوپور

تیج دہلی
۲ مئی ۱۹۴۴ء

پنجاب کی وزارت

"جناح - خضر حیات" گفت و شنید کا خاتمہ

مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح بہت دنوں سے اس کوشش میں مصروف تھے کہ صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ پارٹی کی وزارت قائم ہو جائے وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح بنگال کی مشترک وزارت پر مسلم لیگ کا لیبل لگا دیا گیا ہے اسی طرح پنجاب میں بھی یہ لیبل لگایا جا سکے گا ان کو پنجاب کی یونینسٹ وزارت ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ یہ یونین جلد ختم ہو جائے اور اس کی جگہ پر خالص فرقہ پرستی کی شکل صورت کے ساتھ ایک نئی وزارت قائم ہو اس مقصد کے لئے انہوں نے کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا پنجاب گئے ملک خضر حیات خاں سے کئی کئی گھنٹوں تک تبادلہ خیالات کیا۔ ان دونوں حضرات کے درمیان بیسیوں ملاقاتیں ہوئیں ہر بار ہنستے ہوئے گفت و شنید ہوئی ترغیب اور دباؤ کے تمام ہتھیاروں سے مسٹر جناح نے کام لیا مگر پھر بھی وہ ملک خضر حیات خاں اور سر جوگندر سنگھ اور سردار بلدیو سنگھ کے اتحاد کو توڑ نہ سکے۔

ہمیں مسرت ہے کہ اب اس گفت و شنید کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ملک خضر حیات خاں نے مسٹر جناح کو صاف اور آخری جواب دے دیا جس کے صاف اور کھلے ہوئے معنی یہ ہیں کہ اب پنجاب میں دل دیے اور اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ مسٹر جناح نے جو بیانات اور خط وغیرہ شائع کئے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جناح کے مطالبات کیا کیا تھے، وہ چاہتے تھے کہ:-

(۱) پنجاب اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کا ہر ممبر یہ اعلان کر دے کہ وہ اسمبلی میں صرف مسلم لیگ پارٹی کا مطیع و وفادار رہے گا اور یونینسٹ پارٹی یا کسی دوسری پارٹی سے تعلق نہیں رکھے گا،

(۲) مشترک وزارت کا موجودہ لیبل یعنی یونینسٹ پارٹی کا نام ترک کر دیا جائے،

(۳) مجوزہ مشترک وزارت کا نام "مسلم لیگ کوالیشن پارٹی" رکھا جائے،

ملک خضر حیات خاں نے ان میں سے کسی ایک مطالبہ کو بھی منظور نہیں کیا! اور اب مسٹر جناح کو انتہائی مایوسی کا منہ دیکھ کر پنجاب چھوڑنا پڑا! وہ چاہتے تھے کہ چلتے چلاتے ایک تحریری جواب بھی ملک خضر حیات خاں سے حاصل کر لیں مگر ملک نے کوئی تحریر بھی نہ دی، اور اول الذکر کا یہ مطالبہ بھی مسترد کر دیا اور اسکی جگہ پر خود اپنا ایک بیان شائع کر دیا! یہ بیان چند پہلوؤں سے بہت دلچسپ ہے اور مسٹر جناح کے لئے ایک بہترین سبق بھی اسکے الفاظ میں موجود ہے، ہم اس جواب کے چند فقرے ذیل میں نقل کرتے ہیں، ملک خضر حیات خاں فرماتے ہیں:-

"مسٹر جناح اب یہ چاہتے ہیں کہ وہ صوبجاتی معاملات میں مداخلت کریں اور وزارتی پارٹی کے اندرونی کاموں میں انتشار پھیلائیں۔ ان کا یہ رویہ جائز نہیں ہے اور اس سے ڈکٹیٹری اور آمری (ٹوٹلیٹرین) طریقوں کی بو آتی ہے، میں نے چند موقعوں پر یہ بات دہرائی ہے کہ قائد اعظم اور مسلم لیگ کو ان تمام مسائل میں جو مسلمانوں کی بہبودی سے اور پنجاب میں مسلم لیگ آرگنائزیشن کی بہتری سے تعلق رکھتے ہوں، پوری امداد پیش کرنے کے لئے تیار ہوں، لیکن میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں ایسے مطالبہ کو مان لوں جو صوبجاتی معاملات میں اور مسٹر جناح پیکٹ پر مبنی ہوئی وزارتی پارٹی کے اندرونی کاموں میں مداخلت کرنے کے برابر ہو، یہ اس مسلمہ جمہوری اصول کے برعکس ہوگا جس کا مقصد یہ ہے کہ حلقہ ہائے انتخاب اور لیجسلیچر کی خواہشات ہمیشہ غالب رہیں گی"

ہماری رائے ہے کہ مسٹر جناح کو اس جواب کے ہر ہر لفظ پر غور فرمانا چاہیئے، وہ ملک خضر حیات خاں سے ایک تحریری جواب مانگتے تھے، اس سے بہتر تحریری جواب ان کے لئے کیا ہو سکتا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ مسٹر جناح ایک بنیادی غلطی کر کے مصیبتوں میں پڑ گئے ہیں، کوئی انسان جب غلطیوں کا طویل سلسلہ جاری کر دیتا ہے تو کسی دور دراز منزل پر پہنچنے کے بعد واپسی بہت مشکل ہو جاتی ہے، ہمیں افسوس ہے کہ فرقہ وارانہ مطالبات کو آگے بڑھاتے بڑھاتے اور ایک بیکار و ناقابل حصول مقصد کے لئے جدوجہد کرتے کرتے اتنی دور بڑھ گئے ہیں کہ اب خود ارباب مسلم لیگ کا سمجھدار طبقہ بھی ان کے طرز عمل سے بیزار ہو گیا ہے، یہ ایک کھلا سوال ہے کہ مسلم لیگ جماعت کے اندر کتنی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو مسٹر جناح کی روش سے اختلاف رکھتے ہیں اور اب پنجاب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کی ڈکٹیٹری آگے نہیں چل سکتی۔

بہرحال اب ہم اس تبصرہ کو طول دینا نہیں چاہتے، ہم جانتے ہیں کہ چند روز تک ہندوستان کے تمام اخبارات ایسے ہی تبصروں سے بھرے رہیں گے لیکن اس موقع پر رہ رہ کر یہ سوال ہمارے دل میں آتا ہے کہ مسٹر جناح کو اب کیا کرنا چاہیئے ہم تو یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کریں گے اور پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کے مسلم لیگی ارکان کے خلاف کیا قدم اٹھائیں گے بہت ممکن ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کا سلسلہ اور بھی آگے بڑھائیں یہاں تک کہ ان کو مزید مایوسیوں کا منہ دیکھنا پڑے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس منزل پر پہنچ کر مسٹر جناح ذرا ٹھہر جائیں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تھوڑے دل سے غور کریں کہ ان کی کامیابی کے حقیقی اسباب کیا ہیں اور کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کی جماعت کی جماعت قطعاً ان کے ساتھ نہیں ہے دوسری یہ کہ انہوں نے آج تک کبھی کسی غیر کی فریبانہ بیٹھ سنی ہے کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ بہت دنوں تک کچھ لوگوں کو اور کچھ دنوں تک بہت سے لوگوں کو بے وقوف بنایا جا سکتا ہے لیکن سب لوگوں کو بہت دنوں تک بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ مسٹر جناح کی سیاست کا یہ اس لئے ہے کہ ہم کو یہ خوف ہے کہ خود مسلم لیگ بھی بہت دنوں تک ہوتو ... تیار نہیں ہیں!

اس لئے اب مسٹر جناح کو اپنا طرز عمل بدل دینا چاہیئے، پاکستان کا موہوم اور بے معنی خیال ترک کر دینا چاہیئے، وہ خود غور کر سکتے ہیں کہ جب پنجاب میں ان کا ایک معمولی سا مقصد کامیاب نہ ہو سکا اور مسلم لیگ کی وزارت قائم نہ ہو سکی تو وہ صوبے پاکستان کی بنیاد سمجھا جاتا تھا ان کی دسترس سے باہر ہو گیا مسٹر جناح ان فضول کاموں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اب بھی اگر چاہیں تو ملک و قوم کی بہترین خدمت کر سکتے ہیں وہ ہندوستان کو تیار ملک حکومت ... میں بہت کچھ امداد دے سکتے ہیں وہ کانگریس سے سمجھوتہ کر کے برطانوی حکومت سے کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان اپنے حقوق کا فیصلہ آپس میں کر لیں گے ... پہلے ملک کی آزادی کی ضرورت ہے۔

برطانیہ کا تعجب!

برطانوی حکومت کے چانسلر آف ایکسچیکر سر جان اینڈرسن نے بجٹ سالانہ بجٹ ... کے منتر میں پیش کیا ہے، اس میں ... ہندوستان اور ہندوستانیوں کے لئے ایک خاص دلچسپی ... اگرچہ ... ۳۰ ... مسلمان پونڈ کے کھلنے کی ... تاہم اسے پورا کرنے کے لئے کوئی نئے ٹیکس نہیں لگائے جائیں گے اور سر جان اینڈرسن نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ پبلک ٹیکسوں کے موجودہ بار میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے، یہ ایک عاقلانہ پالیسی ہے جو طاقت اور خود اعتمادی ظاہر کرتی ہے حکومت ہند کی اس پالیسی ... اس کا مقابلہ بہت ... کہ ٹیکس ... کو بڑھانے ... بے ... نکال جائیں ... بات جو سر ... اس نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ انگلستان میں اخراجات زندگی کو نیچی سطح پر رکھنے یعنی گرانی کو کم کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے اس وقت جبکہ لڑائی کو پانچ سال ہو چکے ہیں، برطانیہ میں اخراجات زندگی ۲۰ فی صدی سے آگے نہیں بڑھے ہیں ہندوستان میں ... ۲۰ ... ۲۰۰ فی صدی کے درمیان ... ہے کہ ہندوستان اپنی امپیریل پالیسی کو کام کرنا چاہتا ہے ... مقصد اب بھی یہی ہے کہ زمانہ جو ... ہر ... باہر سے منگایا کرے اور مصنوعات ... کر کے دوسرے ممالک کو بھیجا کرے ان حالات سے ... ہندوستان اور برطانیہ حکومت کی جو پالیسی ہے وہ ایک دوسرے کے بالکل برعکس ہے

نفع بازی کی گرم بازاری!

... کے ... نفع بازی کی ... صورت حال سے ... ہو ... کوئی خاص فائدہ نہیں دیتا، سرکاری کنٹرول کا نام تو ... کی زبان پر موجود ہے مگر کنٹرول کے جلو پر چیزوں کا ملنا دشوار ہے، غذا ... اور دوسری ضروریات زندگی کی گرانی ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئی ہے اور نفع بازی کا آلہ ... اگرچہ مقصد ... تھا ... کی جاری ہونے کا اثر یہ ہوا ہے کہ ... بازاروں سے غائب ہو گئی ہیں ... اس صورت حال کے ... میں اب تک کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہے پچھلے دنوں چیف ... بھی ان نفع بازوں کے خلاف چلائے گئے ہیں، ایک اطلاع یہ ہے کہ گذشتہ دنوں ہفتوں کے اندر ... جستر کئے گئے ہیں ... کے کنٹرول کے متعلق صرف ... ہیں ... کے کنٹرول کے متعلق ... کیس ہیں لیکن ان درج کردہ کیسوں میں سے اب تک صرف ... کیس عدالت تک پہنچے ہیں، کہا جاتا ہے کہ مقدمات کو عدالت تک پہنچانے کے لئے بڑی محنتوں کی ضرورت ہوتی ہے ہم اس صورت حال کو نہیں سمجھ سکتے اس سلسلہ میں مزید جدوجہد کی سخت ضرورت ہے ... کی ... کا حال ہے کہ بلیک مارکیٹ کا کاروبار ... ہے ... بازار کی ... بغیر ... ان چیزوں کا ملنا ناممکن ہو جاتا ہے ... کرنے کے ماہروں کا کہنا ہے کہ وہ ان گرانی فروشی ... نہیں ... اس لئے کہ بلیک مارکیٹ کی چیزوں کی صنعت ... ہی سے شروع ہو جاتی ہے ... یہ کہنا تک صحیح ہے لیکن اس سلسلہ میں حکومت ... براہ راست سوال یہ ہے کہ آخر (باقی صفحہ ... پر)

اشارات

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کرپس مشن کے جانے کے بعد سر سٹافورڈ کرپس کا خوف دل سے غائب ہونا شروع ہوا ہے تو اس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ سب سے پہلے تو انہیں برطانی کیبنٹ سے علیحدہ کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانی پارلیمنٹ میں ان کی نشست بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ چنانچہ خبر آتی ہے کہ برطانی لیبر پارٹی نے اعلان کیا ہے کہ وہ آئندہ انتخاب میں سر سٹافورڈ کرپس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک امیدوار کھڑا کرے گی۔

سر سٹافورڈ کرپس کے دوستوں کا خیال ہے کہ اگرچہ سر سٹافورڈ کرپس نے اپنی گستی کے سفر ہندوستان میں نقصان پہونچایا ہے تاہم وہ ایک ایسے شخص ہیں جو اس کشتی کو مرمت کرنا بھی جانتے ہیں۔ بہر حال اب سر سٹافورڈ کی کشتی بھنور میں پڑ گئی ہے اور اس کا نکلنا کچھ دشوار ہی معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو سوشلسٹ کہتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ بے خبر کس قدر ہے کہ کچھ دنوں یہ افواہ لندن میں پھیلی ہوئی تھی کہ ہندوستان کے صوبوں میں "گورنری راج" کی توسیع بعد کا رڈ بوشن برطانی حکومت آف کامنز میں وہی پیش کریں گے۔ اگرچہ یہ فرض بالآخر مسٹر اٹیلی ہی نے انجام دیا لیکن یہ خیال بھی کیسا عجیب ہے کہ سر سٹافورڈ کو گورنری راج کی موجودہ شکل صورت پر کوئی اعتراض نہیں ہے اگر یہی سوشلزم ہے تو جنگ پسندی کس چیز کا نام ہے؟

سر ضیاء درحال لندن سے جو خبریں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہو کر تشریف لائے ہیں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ لوگ ہیں جو ضمیر کے احکام کے مطابق اپنے ملک کی خدمت کرنے میں مصروف ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خود ضمیر کیا چیز ہے کہا جاتا ہے کہ ضمیر خدا کی آواز ہے۔

(پچھلے صفحہ کے نوٹ کا بقیہ)

وہ دن کب آئے گا جب ہماری انتظامی ذہانت کا ثبوت بھی عوام کو نہیں جانتے کہ حکومت اس غیر معمولی حالت کے ازالہ کی کوشش کرتی رہے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ ان کو مذہبی موسیقی چیزیں ملا کریں، وہ نہ تو دیہاتوں کو کھا سکتے ہیں نہ بیانات کو۔ ان کی سکتے ہیں اور نہ مصالحوں سے دوا کے کام کا ہے۔ ان کی حکومت حقیقت میں اس لئے ہے کہ وہ نفع بازوں کی شیطانی حرکتوں کا مقابلہ کر سکے۔ اگر وہ اپنا فرض ادا نہیں کر سکتی تو اسکو چاہئے کہ جلد از جلد ایک قومی حکومت قائم کر کے

رازِ دنیا

سوال: بسلسلہ مزاح شریف، کیا آپ تکلیف گوارا کریں گے کہ ہم آپ کی خاطر لکڑی پر رنگ کرنے کا ایک ایسا نسخہ [illegible] کہیں گے جو آگ پر گرم ہونے کے بعد پگھلے [illegible] ہونے کے بعد بھی زہریلے [illegible] رنگ لائے [illegible] کے پاس [illegible] ہے جو کہ آپ کے تعلقات اکثر [illegible] رنگ سے ہیں گے اس سے آپ کی تھوڑی سی توجہ سے بری یہ سخت مسئلہ طے ہو جائیگی اور آپ کی مدد حال پر بڑی نوازش ہوگی۔ (مینیجر اسٹریٹ اور ک انگلینڈ)

جواب: ہم ماہر صنعت سے گذارش کرتے ہیں کہ اس بات کا کوئی نسخہ تحریر فرمائیں، جناب صوفی پھلوری صاحب بھی اس سوال کی طرف توجہ فرمائیں۔

سوال (۱): گائے مشیات کیوں استعمال کرتے ہیں؟

سوال (۲): آپ کے خیال کے مطابق جنگ کب ختم ہوگی؟ (گوپی سنگھ سانبہ)

جواب (۱): دنیا میں لفظ "کیوں" کا جواب کسی نے آجتک نہیں دیا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آفتاب کیوں چمکتا ہے۔ منشیات کے استعمال کے متعلق نتیجے کے اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ لوگ انہیں اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ اپنے پیسہ کو برباد کر کے اپنی صحت کو تباہ کریں۔

جواب (۲): ہم کیا، کوئی شخص بھی اس کے متعلق پیشین گوئی نہیں کر سکتا۔ خود چرچل، پریسیڈنٹ روزویلٹ بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جنگ کب ختم ہوگی۔ اس کا صرف ایک معقول جواب یہی ہے کہ یہ جنگ اسوقت ختم ہوگی جب جنگ کرنیوالے فریق تھک جائیں گے یا محمود طاقت غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیں گے۔

سوال: تیج ویکلی کراس ورڈ معموں کے انعامات کیوں نہ معاصر اسٹریٹ ویکلی کی طرح چار غلطیوں والے سر اب تک میں تقسیم کئے جایا کریں۔

(۲) کراس ورڈ معمہ کے صحیح حل کے الفاظ پر بحث کا سلسلہ جیسا پہلے تھا پھر کیوں نہ جاری کیا جائے؟ (عبدالسمیع جھانسی)

جواب (۱): ہمارے معموں میں انعامات کی قیمت نسبتاً کم ہے۔ جب مزید حضرات معمہ میں شریک ہونے لگیں گے تو انعامات کی رقمیں بھی بڑھائی جائیں گی اور زیادہ غلطیوں والے سر اب بھی مستحق انعام ہونگے۔

جواب (۲): چونکہ سرکاری حکم کے مطابق صفحات کم ہو گئے ہیں اس لئے گنجائش کی کمی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

شہد کس طرح حاصل کرتے ہیں؟

راز: اناکشی رامارائو — مترجمہ: بھگوت سروپ گوئل

شہد کی مکھیاں پالنے اور شہد حاصل کرنے کی صنعت روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ مکھیاں بھی دلچسپ مخلوقات میں سے ہیں۔ یہ بھی نرالی جھگڑے کام کی تقسیم اور صرف اور کے زندہ رہنے میں یقین کرتی ہیں جو کہ بستی کے لئے ضروری ہوں۔ یہ دوست اور دشمن میں ایک دوسرے کی بو سے امتیاز کر لیتی ہیں اور اگر ایک دوسرے اس کا چھتہ اور پھولوں کی خاک چھین لیتی ہیں۔

وقت پر سے شہد کی مکھیوں کے جھنڈ سے مکھیاں پکڑنے کے لئے مکھیوں کے پروے کا استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے مکھیوں کے جھنڈ کو ایک بنے ہوئے چھتے میں یا لکڑی کے گھر میں جس میں مکھیوں کے موم بنانے کے لئے مکھیاں دس پونڈ شہد استعمال کرتی ہیں اس طرح شہد کی بھی بچت ہو جاتی ہے۔ چھتہ مکھیوں کی بنائی ہوئی چھوٹی چھوٹی کوٹھریوں کا بنا ہوتا ہے جن میں پھولوں کی راکھ اور شہد جمع ہو جاتے ہیں۔

ملکہ مکھی کی اہمیت

یہ [illegible] ہے کہ ہر ایک چھتے یا بستی میں ایک ملکہ ہوتی ہے۔ مکھیاں بھاگ جاتی ہیں، بستی ترقی نہیں کرتی۔ عموماً دس ہزار سے پچاس ہزار مکھیوں کی بستی میں ایک ملکہ ہوتی ہے ان میں کچھ صرف مکھیاں ہوتی ہیں اور باقی مزدور مادہ جو کہ کبھی انڈے نہیں دیتیں بلکہ صرف کام کرتی ہیں۔

جب ملکہ مکھی پانچ اور آٹھ دن کے درمیان عمر کی ہوتی ہے تو وہ شادی کرنے کے لئے اڑتی ہے پھر وہ چھتے کو واپس آ جاتی ہے اور اپنی بقا یا زندگی کے لئے انڈے دیتی ہے۔ یہ حالت تقریباً تین سے پانچ سال تک رہتی ہے۔ یہ تقریباً ۱۵۰۰ سے ۲۰۰۰ تک انڈے روزانہ دیتی ہے اور اگر اتفاقاً وہ گم ہو جائے تو تمام بستی اظہار افسوس کرتی ہے پھر ایک فاضل خوراک کے ذریعہ جو کہ صرف مزدور مکھیوں کو معلوم ہے ایک نئی ملکہ ایک انڈے سے یا ۲۴ گھنٹے کے لاروے سے پیدا کی جاتی ہے۔

مکھیوں کی بستی میں کام کی تقسیم نہایت اعلیٰ ہے۔ مکھیوں کو وہاں گرمی کے موسم میں رہنا پڑتا ہے جبکہ کوئی کام نہیں ہوتا اور کافی خوراک ہوتی ہے لیکن سردیوں میں ٹھنڈے ممالک میں جہاں شہد کی غذا کم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے مزدور مکھیاں بھوکا رکھ کر مار دیتی ہیں اور پروں سے پکڑ کر پھینک دیتی ہیں۔ کام کو ٹھیک بنانے کے لئے کچھ مکھیاں [illegible] کے لئے ایک ہی اڑان میں خاص خاص پھولوں سے میٹھا رس حاصل کر لیتی ہیں، دوسری ہر ایک اڑان میں پھولوں کی راکھ اکٹھی کرتی ہیں اور باقی چھتے کی صفائی [illegible] ہیں۔

[illegible] مکھی لاروے کی حالت سے نکل کر چھتے کے اندر کچھ دنوں تک گھومتی ہے پھر وہ چھتے کے اندر اپنے فرائض کو سرانجام دیتی ہے اور لاروے کی پرورش کرتی ہے اور کوٹھریوں کی حفاظت اور صفائی کرتی ہے جب وہ دو ہفتے کی ہو جاتی ہے چھتے کے لئے سوم خارج کرنا شروع کر دیتی ہے اور پھر پھولوں کی راکھ اور میٹھا رس اکٹھا کرنے کے لئے اڑتی ہے اس کی زندگی کا دارومدار اس کے کام پر ہے جتنا کہ وہ کرتی ہے۔ سردیوں میں چھ یا سات ماہ کے لئے رہ سکتی ہے لیکن گرمیوں میں جبکہ زیادہ کام ہوتا ہے وہ صرف چھ ہفتوں کے لئے زندہ رہتی ہے۔

مکھیوں کی زبان بھی حیرت انگیز ہے۔ عام طور پر ایک مکھی باہر جاتی ہے اور جب اسے شہد کے حاصل کرنے کا ذریعہ یا میٹھا رس مل جاتا ہے تو وہ بستی کو واپس دوسری مکھیوں کی اس سے آگاہ کرنے کے لئے آتی ہے۔ جب وہ خاص طرح ناچتی ہے تو اس سے پھولوں کی راکھ ظاہر ہوتی ہے اور دوسری قسم کے ناچ سے میٹھا رس۔ مکھیاں کچھ میٹھا رس اور پھولوں کی راکھ کھا لیتی ہیں جو کہ پھولوں سے چھوٹی چھوٹی کوٹھریوں میں اکٹھا کیا ہوتا ہے اس کا ایک حصہ وہ لاروے کی پرورش کرنے میں لگاتی ہیں اور باقی کو جوں کا توں رکھتی ہیں جمع کئے ہوئے میٹھے رس اور راکھ کو مزید مکھیاں خاص قسم کے خمیروں سے گاڑھا بنا لیتی ہیں جو کہ ان کے جسموں میں ہوتے ہیں وہ اسے اپنے پروں سے سکھا کر دور کرنے اور گرمیوں میں ٹھنڈا کرنے کے لئے ہوا کرتی ہیں۔

کشمیر میں شہد عام طور پر ستمبر میں بنتا ہے اور کئی قسمیں ہیں جن میں سے سب سے اچھی قسم زعفران کے پھولوں اور پلیکیڈ اشخص سے جو کہ سب سے بڑا شہد کا پھول ہے۔

شہد معدے کے لئے اچھی چیز ہے یہ جسم کی ساخت کرتا ہے اور طاقت کو بڑھاتا ہے مکھیوں کا موم زیادہ تر ہوائی جہازوں اور دوسرے جنگ کے کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔

کاغذ کی بوتلیں!

کانچ کی کمی کی وجہ سے کاغذ کی بوتلوں کا رواج بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے چنانچہ یورپ میں کاغذ کی بوتلوں کی تیاری بڑی حد تک کامیاب ثابت ہو چکی ہے۔ کاغذ کی بوتلیں اقتصادی نقطۂ نظر سے کس قدر کامیاب ہیں اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بوتل پر ایک پیسہ بھی کم لاگت آ رہی ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ بوتلیں کانچ کی بوتلوں سے کہیں زیادہ پائدار اور مضبوط ثابت ہو رہی ہیں

ماضی میں چین نے ہندوستان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ تاہم گزشتہ تین ہزار سال سے دونوں ممالک میں بہت کم میل جول رہا ہے۔ بہت سے بدھ کے سنسکرت کا ترجمہ گہرائی سے نہیں، سنسکرت زبان سے کیا گیا تھا تاہم یہ بات حیرت انگیز ہے کہ چینیوں کو بھگوت گیتا کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

لیکن آج پھر ایک مرتبہ مشرق کی دونوں قومیں ایک دوسرے کے بہت نزدیک ہیں۔ صرف اتنی ہی نزدیک نہیں جتنا کہ ایک استاد طالب علم سے بلکہ اتنی زیادہ نزدیک جتنے کہ دو ہم جماعت طالب علم۔ اونچے درجہ کے ذہنی مادہ کا جو اس جانب رجوع کرتا ہے اور جو کہ قومی دلوں کے میل جول سے اور دونوں کے درمیان جدید میں خیال کرنے کے طریقے سے پیدا ہوتا ہے۔ ابھی آغاز ہونے والا ہے ذہنی میل جول اور مختلف قومی تہذیبوں کی دریافت نہایت سنسنی خیز تجربات میں سے ہے اور اس سے دلکش نمونے پیدا ہو سکتے ہیں۔

"آج میں آپ کی اور اپنی قوم کو صرف دونوں کی قومی تہذیب اور روایتوں کی ہی روحانی نسل و محض فقط خیال نہیں کرتا بلکہ میرا خیال ہے کہ اس ترقی پذیر جدید تہذیب کے جو کہ مشرق اور مغرب کی مشترکہ ملکیت ہے وارث ہیں۔ درحقیقت میں اس قدیم اور جدید تہذیبوں کے عبوری دور کو نخل بندی میں درختوں میں قلم لگانے کے فن کے مشابہ سمجھتا ہوں جس سے کہ نئی پتیاں اور غیر ملکی گلاب کے پھول اور بلغریج کے تربوز اور خربوزے پیدا کئے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان پھولوں میں ایک بے بہا کلی پنڈت جواہر لال نہرو ہیں اور دوسری کلی ہیڈم چیانگ کائی شک ہیں۔

"موجودہ تہذیب کی جگہ لینے کے لئے جو کہ امپیریلزم کے زہر سے پر ہے اور لڑائی جھگڑے پر مشتمل ہے مختلف تہذیبوں کے میل جول سے ایک نئی اور عمدہ تہذیب معرض وجود میں آئے گی۔

آزادی سب سے مقدم چیز ہے

دیگر تمام چیزیں حقیر اور بے معنی ہیں

(چین کے مشہور مصنف ڈاکٹر لن یوتانگ کے خیالات)

"میں آپ سے بالکل بے تکلف ہو کر باتیں کروں گا۔ آپ میں سے جس نے میری تصانیف کو پڑھا ہوگا وہ جانتا ہے کہ میں دلیرانہ بات چیت کرتا ہوں اور عمدہ تقاریر کو فضول باتوں سے بھر دینے کا عادی نہیں ہوں۔ میرے اس بات کے اعتراف سے آپ کو ڈرنا نہیں چاہئے کیونکہ عرصہ سے مجھے اپنے دل کی تمام باتوں کو تقریر میں کہہ دینے اور اتنا زیادہ نہ کہنے کا کہ جیل کی ہوا کھانی پڑے فن حاصل ہے۔ میں ایک ایسا سادہ لوح انسان ہوں جو ہندوستان کے لئے آزادی اور آزادی کے لئے مشترکہ جنگ میں دنیا کے لئے آزادی کے بالکل بے ضرر موضوع پر اظہار رائے کرنا چاہتا ہے۔ مجھ میں اور دیگر اشخاص میں جو کہ ہندوستان کی آزادی کے حامی ہیں صرف یہ فرق ہے کہ میں اس کا بغیر طور سے حامی ہوں۔ مجھے اس چیز کا یقین ہے کہ میرے اس کہنے سے حاضرین میں اس قسم کی چہ می گوئیاں ہونگی "ان صاحب کا کیا مطلب ہے؟ لن یوتانگ کیوں ایسی بات کہتے ہیں؟ یہ اتنے زیادہ سنجیدہ کیوں ہیں؟ یہ تو ہندوستان کی آزادی کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں گویا وہ واقعی اس کے حامی ہیں۔"

میرے گناہوں کی حد ہے۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ اس چیز کو پسند کریں گے کہ میں ہندوستان کی بابت اپنے خیالات کا اظہار کروں میں ایسا کرنے سے انکار کرتا ہوں آپ کی لڑکیوں کی خوبصورتی یا ہندوستانی عورتوں کی صاف ستھرائی اور چال کی تعریف کرنا میرے لئے کچھ دلچسپ نہ ہوگا۔

"جبکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے دلوں میں جو کچھ کہ آپ جانتے ہیں اور جس چیز کی آپ پرواہ کرتے ہیں وہ آزادی ہے اور تمام چیزیں حقیر اور بے معنی ہیں۔ ساڑھی وغیرہ کی بابت بولنا اور یہاں تک کہ ریلوے اور حفظان صحت کے طریقے اور خوبصورتی کی بابت کہنا فضول ہے۔ سائنس کی ریسرچ میں مشغول رہنا بھی بے فائدہ ہے جبکہ اس صورت سے دل کی وہ آواز جو کہ اپنے مقصد کے لئے چیخ چیخ کر پکار رہی ہے نہیں سنی جاتی۔ تیگور کو زیادہ سرائی، پھول کی خوبصورتی یا ناروے جیسی فاموشی رات کی ظلمت میں گم بتا کر اس کی عظمت کو کم کرنا ہے۔

آزادی ہند اور دنیا کا امن

آخر میرا اس سے کیا مطلب ہے کہ ہندوستان آزاد

(باقی اگلے صفحہ پر)

ڈی-سی-ام اسٹوروں سے مال خریدیئے اور پیسے کی بچت کیجئے

ڈی-سی-ام کے اسٹوروں میں آپ کو خانگی ضروریات کی متعدد نفیس چیزیں ملیں گی اور چونکہ وہ کارخانہ سے براہ راست آپ تک پہنچتی ہیں اس لئے نسبتاً سستی ہیں۔

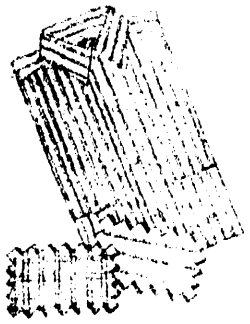

تولیے

رنگین سفید کی بارڈر نگین ہے پسند فرمائیے۔ ہر قسم کی قیمت کے ہر قسم کی جوڑی اور رومال کی قیمت ادنیٰ ہوتی

ڈرل (زین)

نہایت مضبوط زین قیمت سے کم از کم ۵ ادنیٰ

رومال

قینچیوں کے کپڑے

ووراکی مٹھائیاں

سرکہ

خالص سرکہ

ساڑیاں

پردوں کے کپڑے

صابن

ہر قسم کے صابن

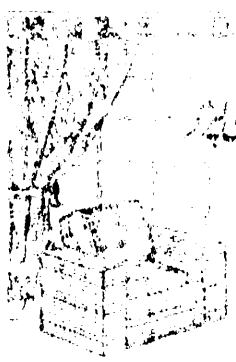

DCM Stores

ڈی-سی-ام کے اسٹوروں میں ان سب کی قیمتیں بہت کم ہیں

کناٹ پلیس اور پہاڑ گنج دہلی، چاندنی چوک، مل گیٹ، موری گیٹ، سبزی منڈی اور میاں محل دہلی، سول لائن، روہتک، گوڑگانوہ، پہاڑی، پانی پت، ہانسی، حصار، میرٹھ، مظفر نگر، آگرہ، بریلی، [illegible] امرتسر، [illegible]

اشتہار نمبر ۱ سردار پنڈت درگا دھر صاحب بی۔ اے نائم کنندہ گھاٹ واقعہ ۱۰۰۰۰

اشتہار حاضری مدعا علیہ نمبر ۱

دھن سنگھ ولد لکھی قوم کنبٹ سکنہ نبری بھوشنا بوبی پرگنہ بھرالی کلاں تحصیل کنندہ گھاٹ مدعی

بنام

مسماۃ چمکو بیوہ منسارام قوم کنبٹ سکنہ نبری پرگنہ بھرالی کلاں حال آباد موضع بھرالی پرگنہ جاتیل (دراصل) چاہتو ولد دھولو ذات کولی سکنہ کٹھار، بلڈو ولد کالو ذات کولی سکنہ سلطانپور پرگنہ بھرالی کلاں، مرتھان ولد [illegible]، نتھو ولد دولا قوم کولی سکنہ مگڑ، نتھو ولد نانکو قوم ڈومنہ سکنہ کوٹلہ پرگنہ بھرالی کلاں، مرتھان نمبر ۲، کلاب سنگھ، پرکم سنگھ، نیمبر سنگھ پسران لکھی قوم کنبٹ سکنہ نبری پرگنہ بھرالی کلاں تحصیل [illegible] مدعا علیہم

دعوی استقرار حق

اندریں مقدمہ ۲۱ ربیع الثانی سمت ۲۰۰۱ بیچ پیش مقدمہ مسماۃ چمکو بیوہ منسارام مدعا علیہ ما دانستہ تعیین سے گریز کرتی ہے۔ اس کو تاریخ پر طلب کیا جانا ضروری ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہو کر جواب دہی مقدمہ مندرجہ بالا کرو ورنہ یک طرفہ تمہارے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔

نمبر ۱۰ رجسٹر سمت ۲۰۰۱ بکرم

(دستخط حاکم)

مہر عدالت

منروا سینما دہلی میں

چوتھا شاندار ہفتہ

منروا کا لاثانی تاریخی شاہکار

پرتھوی وللبھ

ڈائرکٹر: سہراب مودی

اداکاران:

سہراب مودی، درگا کھوٹے، کجن وغیرہ

روزانہ تین شو:

۳ بجے دن، ۷ بجے شام اور ۱۰ بجے رات

پچھلے ہفتے سے

[illegible]

یہ روکنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں نے اس کی بیداری کو چین میں بھی دیکھا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ وقت کے گزرنے کا مسئلہ ہے۔ جس طرح کہ آپ سورج کو مشرق سے طلوع ہونے سے نہیں روک سکتے اسی طرح ایشیا کی بیداری کو نہیں روک سکتے۔ ایشیا کی بیداری کو روکنا بھی ایسا ہی ہے جیسے کہ پانی کے برتنوں کو جو پس پر رکھے ہوئے ہوں سطح برابر کرنے سے روکنا ہے۔ [illegible] جو پانی باقی رہے گا وہ یہ ہوگا کہ تمام [illegible] تو اس سے کم ہوگی نہ زیادہ۔

[illegible] ایشیا کی بڑی اقوام میں سے ایشیا اب تک آزاد نہیں ہے۔ تاکہ ہندوستانی عوام ہیں کوئی اتنے بڑے حصے کو چھوڑ کر دنیا کی سیاست پر غور نہیں کر سکتا۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ مشرق اور مغرب [illegible] آزاد ہو کر ہی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

مجھے [illegible] یقین ہے کہ صرف [illegible] ہی نہیں بلکہ تمام [illegible] لیکن [illegible] انگریز بھی چاہتے ہیں کہ [illegible] ہو [illegible] کا [illegible] صرف آزاد ہونے کے وقت [illegible] پر ہے۔

آزادی سب سے مقدم چیز ہے

میں آزاد ہونے کے وقت اور طریقے کی تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ کم از کم میں اس وقت اس کا ذکر نہیں کر سکتا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے لیے ناجائز [illegible] کی حالت [illegible] ٹھیک نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ [illegible] نہیں [illegible] کوئی [illegible] دنیا [illegible] آزادی [illegible] ہندوستان کی ہی ذمہ داری ہے۔ جب ہندوستان بحیثیت ایک قوم [illegible] دل سے [illegible] جب ہی مل جائے گی۔

میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اگر آپ بیرونی [illegible] میں رہنا چاہتے ہیں تو [illegible]

[illegible] کہ آپس میں اختلاف رکھو اور غلام بنے رہو۔ اپنے آپ کو حصوں میں بانٹ کر رہنے سے بڑے آرام کے ساتھ آپ غلام رہ سکتے ہیں۔ اس سے ہندوستان کی قومی ہستی کو نقصان پہنچتا ہے وہ ہندوستان کو آزاد ہونے سے روکتا ہے۔

قومی اتحاد

میں یہ نہیں کہتا کہ فریقین کے اختلافات آپ کے بنائے ہوئے ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب بھی کچھ ہندوستانی [illegible] ایسے ہیں جو اپنے ملک کی آزادی کو فریقین کے فوائد پر ترجیح دینے کو تیار نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اب بھی آپس میں تقسیم ہونے پر اور غلام رہنے پر رضامند ہیں۔ ہندوستانیوں کو ہندوستان سے بطور ایک واحد ہستی نہ کہ اس کے ایک حصے سے محبت ہونی چاہیے۔ ان کو اس سے محبت کرنی چاہیے اور اسے قومی، تہذیبی، اقتصادی، تواریخی اور جغرافیائی وحدت تصور کرنا چاہیے۔

جہاں تک مذہب کا تعلق ہے میرا خیال ہے ہندوستان میں بہت زیادہ مذہب ہیں اور یہ مذہبی بیماری میں مبتلا ہے۔ اس وقت کے لیے ہندوستان میں صرف ایک مذہب ہونا چاہیے اور وہ مذہب آزادی کا مذہب ہونا چاہیے۔ اب آپ کی قومی فہم کا ایک حصہ [illegible] ہندوستان میں صرف ایک فریق ہونا چاہیے اور جب وہ آزادی کا فریق ہو جب آپ کو سیاسی آزادی مل جائے تو اپنے گھر کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا رہنا۔

میرا خیال ہے کہ آزادی ایسی دیوی ہے جو کہتی ہے تم میرے [illegible] اور کسی دیوتا کی پرستش نہ کرو اور وہ یہ بھی کہتی ہے کہ اس کے پیروؤں کو ہر آئینہ پیروؤں، طاقت اور [illegible] ہیں [illegible]

اپنے بھائی بہن اور والدین [illegible] رہنے چاہیں اور اس کی پیروی کرنی چاہیے جب تم [illegible] ہو رہا ہے آپس کے اختلافات کو بھول کر [illegible] پر چڑھانے کے لئے تیار ہو جاؤ تو تم آزادی کے مستحق ہو۔

اشتہار حکم سردار بلونت سنگھ [illegible] بھوری سنگھ ولد [illegible] سنگھ، ہیم سنگھ ولد کیسری سنگھ [illegible] پتھرہ [illegible]

بنام سوہن، چھوٹن، گنی پسران چندر ناکوت [illegible] رسپاہی [illegible] لا، موتی سنگھ ولد [illegible] سنگھ [illegible] رام ناتھ، مول سنگھ ولد [illegible] پسران پورن سنگھ، رام سنگھ، [illegible] ولد بہادر سنگھ [illegible] برج سنگھ پسران [illegible] سنگھ، بھوری سنگھ پسران بلونت سنگھ پتہ رام ولد [illegible] جوگی سنگھ، [illegible] پسران رام [illegible] پسران [illegible] سنگھ [illegible] پسران [illegible] سنگھ [illegible] پسران [illegible] سنگھ

منکہ ایک بڑے صاحب کا چپراسی ہوں

لیکن اس کے بعد تو گاؤں میں کوئی جہاں تک کہ اگر کہیں ان میں سے کسی کے ساتھ بازار میں ٹھیٹھ ہو جاتے تو پہچاننا تو کنار، سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہیں کرتے ہیں۔ خود اپنے علاقے کے لوگوں سے بھی مجھے یہی شکایت ہے یہ کمبخت دیہاتی گنوار اب تک نہیں سمجھے کہ بڑے صاحب کا چپراسی ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ ہمارے رہن سہن، بولی گفتگو، ہمارے لباس کا ان پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ گھمنڈ اس بات کا ہے کہ ہم تو دنیا بھر کے ان داتا زمیندار ہیں اور یہ ایک غلام چپراسی ہے۔ گویا یہ سارا سال گوبر اور مٹی میں کھیلنے والے تو ٹھاکر بھاراج ہیں اور ہم بڑے صاحب کی ناک کا بال بن جانے پر بھی موچی کے موچی رہے۔ اسی غرور کی بدولت ہمارے گاؤں کے لمبردار اور پٹواری نے وہ منہ کی کھائی کہ اب تک یاد کرتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں تحصیلدار کا ڈیرہ آ گیا۔ لمبردار صاحب نے اور دیکھا نہ تاؤ میرے چھوٹے بھائی کی بھینس کا سارا دودھ اٹھا کر لے گیا۔ پھر گھوڑی کے لئے چارہ بھی ہمارے ہی کھیت سے لیا۔ اتفاق سے میں بھی چھٹی پر گھر گیا ہوا تھا۔ میں نے کہا لمبردار جی وغیرہ کے کھاریں آ کر شکار کھیلنا مناسب نہیں۔ بس صاحب لمبردار صاحب آگ بگولہ ہی تو ہو گئے۔ چہرہ تمتما اٹھا۔ آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں۔ منہ سے جھاگ بکھیرتے ہوئے بولے۔

"ابے جا۔ بڑا بنا پھرتا ہے لاٹ صاحب کا چپراسی! ذرا اپنی حیثیت تو دیکھ ڈیڑھ پیسے کا چپراسی اور ہم سرکاری افسروں کے منہ آتا ہے"

اس کے بعد اس نے پٹواری سے کہہ کر بارانی زمینوں کو چاہی لکھوا دیا اور کئی اور باتوں میں بھی گڑبڑ کرا دی۔ لیکن یہ تو ایک جگہ کا واقعہ ہے جہاں ان لوگوں کی بدمزاجی کا کچھ علاج ہو گیا میرے اور بھائی تو ابھی اسی طرح ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے اس ایک واقعہ سے مجھے کیا تسلی ہو سکتی ہے اور پھر یہ علاج بھی نوصرف ایک چپراسی کا ہوا اور یہاں آدمے کا آدا بگڑا ہوا ہے مثلاً حال دنوں لمبردار صاحب سے جھڑپ ہوئی انہی دنوں کا ذکر ہے کہ ایک شخص مجھ سے ملا اور

از جناب پنڈت ہریچند اختر ایم۔ اے

کہنے لگا میری لڑکی شادی کے قابل ہو گئی ہے۔ کوئی اچھا سا لڑکا تمہاری نظر میں ہو تو بتاؤ۔ میں نے اپنے دوست رآمو کے لڑکے کا ذکر کیا۔ جب میں نے اسے بتایا کہ لڑکا خوب ہٹا کٹا تندرست ہے اور دسویں جماعت میں پڑھتا ہے تو وہ بڑا خوش ہوا پھر یہ سن کر تو اس کی باچھیں ہی کھل گئیں کہ لڑکے کے حصے میں دس گھماؤں زمین آئے گی۔ اور چونکہ اس کا باپ سرکاری ملازم ہے اس لئے لڑکے کو بھی ضرور نوکری مل جائے گی۔ اس کے بعد وہ دیہاتیوں کی عادت کے موافق مونچھ کا لینے اور اینٹھے بیٹھے سوال کرنے لگا

یہ سن کر تو وہ بہت خوش ہوا تھا کہ لڑکے کا باپ سرکاری ملازم ہے اور میں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ صاحب اس پر بہت مہربان ہے اس لئے لڑکا ضرور کسی اعلیٰ عہدے پر پہنچ جائے گا لیکن اب اس نے یہ سوال جڑ دیا کہ باپ کی تنخواہ کتنی ہے۔ لے جلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ میں نے کئی مرتبہ بابوؤں کو بس میں اس قسم کی باتیں کرتے سنا ہے کہ کسی کی تنخواہ وغیرہ کے بارے میں سوال کرنا صدر درجہ کی بدتہذیبی ہے لیکن ان جاہل دیہاتیوں کو اتنی تمیز کہاں؟

کیا بات کالی رنگی کہ آمو کے بڑے صاحب کے ساتھ کام کرتا ہے وہ صاحب اس پر مہربان ہے! خیر صاحب اب اس نے سوال کر دیا تو جواب دینا ضروری تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ صاحب اور رآمو کی تنخواہ ایک ہی حوالے سے اکٹھی آتی ہے اور دونوں کو دو ہزار پندرہ روپے ماہوار ملتے ہیں لیکن اس کے بعد اس نے اور باتیں شروع کر دیں کہنے لگا "رآمو کام کیا کرتا ہے" میں نے تو اس سوال کا بھی کوئی معقول جواب دیدیا ہوتا لیکن میرا چھوٹا بھائی، جو جو سچ جھوٹ اپنے نام کی طرح رکھنے کے لئے بیچ میں بول اٹھا۔

"رآمو تیرے صاحب کا چپراسی ہے"

بس صاحب یہ جھوٹی اس بیہودگی سے سارا معاملہ الٹ ہو گیا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کمسن مغنی

از افتخار الشعراء پروفیسر دھرج لال سنہا صبر کولوی، ایم۔ اے منشی کامل

آہ، اے کمسن مغنی! کیا تری آواز ہے
جس کو سنتے ہی مرے دل کا دریچہ باز ہے

کیف زا نغمہ ہے تیرا روح پرور اس قدر
میں کہاں بیٹھا ہوں اسکی بھی نہیں مجھکو خبر

دالہانہ جوش سے جب دوڑتی ہیں انگلیاں
ساز سے دمساز ہوتا ہے مراتب ساز جاں

کچھ ترا دریز تیرے تار ہی ہوتے نہیں
ہے مرا تار نفس بھی یک بیک لاگ آفریں

کیا ہم آہنگی سے پیدا ہو گئی ہے بیخودی
ساز مل جانے سے مل جاتے ہیں کیا جذبات بھی؟

جھنجھناتا ہے کسی شہ تار کو جب چست ہات
تھرتھرا اٹھتا ہے اس دم شعلۂ شمع حیات

آہ، کیا پستی بلندی کے ہیں خالق زیر و بم
ارتعاش انگیز ہو جاتا ہے دل کا کیف دکم

جاذبیت نے لگا دی لب پہ جب مہر سکوت
تب بقدر ظرف میری روح کو پہنچے ہے قوت

جب پلایا کان کے رستے مجھے آب حیات
اٹھ گئی اپنے ٹھکانے پھر سے نبض کائنات

تیرے سُر سے سُر ملا کر ہیں عناصر نغمہ ریز
لے میں ہے یکرنگی آواز مدھم اور تیز

عالم بالا پہ اوج عرش چکر کھا گیا
عالم سفلی میں فرش خاک کو حال آ گیا

تال سی دینے لگے سب یک بیک برگ شجر
ناگہاں ابھری ہیں نیلی فام رگ ہائے حجر

ہو گیا بجیں سراپا نقش ناہستی وجود
رہرو راہ فنا کو تو نے بخشا وہ جمود

بند ہے رفتار اب، آب رواں بھی رک گیا
رقص پیہم سے فلک بھی اب تو تھک کر جھک گیا

جزو کل میں راگ کی تاثیر ہے یہ آشکار
ہو گئے جاندار پتھر اور پتھر جاندار

بس کر اے کمسن مغنی بس کر اپنا راگ بس
ٹوٹنا ہی چاہتا ہے صبر کا تار نفس

پچھلے صفحے سے

لڑکی والے نے یکایک ایسی صورت نکالی جیسے اس کا جی ڈوب رہا ہو۔ چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ یوں اضطراب کے آثار نمایاں ہو گئے جن سے اس کی کم عقلی اور حضرت زادہ اس کے حلق بلکہ پیٹ کی گہرائیوں سے ہنسی ابھر آئی۔ معقول سی ہنسی ہنسنے کی بجائے کھلکھلا دیا گیا جیسے ہمیں اس سے کوئی ہمدردی ہو۔ ماہ لقا بھی گلگتا جل موجود ہو تو وہ قطعی سے حلق میں پڑ کا دو۔ سندیو بھی رام رام ست ہو جائیگی

تو حضور یہی باتیں ہیں جن کے باعث میرا خون کھولتا ہے۔ بڑی سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ سب کچھ نادانیت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ لوگوں کو ہمارے اختیارات کا علم نہیں اس لئے وہ ہمیں حقیر سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف خود میرے بھائیوں کو بھی اپنی پوشیدہ طاقتوں کا احساس نہیں اگر وہ اپنی ان طاقتوں اور اختیارات سے باخبر ہو کر کام میں لائیں تو بڑے بڑے طرہ باندھنے والے تو ذرا دھاریوں کو چند ہی روز میں معلوم ہو جائے کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں لیکن مجھے افسوس اور ندامت کے ساتھ ماننا پڑتا ہے کہ اس میں بہت کچھ قصور میری برادری کا ہے۔

دور کیوں جاؤ۔ خود میں بھی کئی سال تک یہی سمجھتا رہا کہ ہماری کوئی ہستی نہیں اور ہمیں پرماتما نے صرف خدمت اور غلامی کے لئے پیدا کیا ہے مگر جناب تجربہ بھی بڑی چیز ہے چنانچہ اب مجھ پر بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ اگر چاہیں تو چھوٹے موٹے کلرکوں کی تو حقیقت ہی کیا بڑے بڑے افسروں کو انگلی کا ناچ نچا سکتے ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں پہلے پہل نوکری کے لئے آیا تو میلا ہوئی جو اسی دفتر میں ایک چپراسی تھا مجھے ایک بابو کے پاس لے گیا اور بڑی منت سے کہنے لگا کہ اسکی عرضی لکھ دیجئے۔ اس نے ہزار احسان دھر کر عرضی لکھ دی اور میں نوکری مل جانے کے بعد اس احسان کے عوض دنوں اسکی خدمت کرتا رہا۔ اسکی چلمیں بھریں گائے کے لئے چارہ ڈھویا۔ اس کے غلیظ بچوں کو کھلاتا رہا غرض کہاں کیا کچھ نہ کیا مگر کیا مجال جو اس نے کبھی چھوٹے منہ سے شاباش بھی کہا ہو۔ گویا عرضی لیا لکھ دی مجھے عمر بھر کے لئے خرید ہی لیا لیکن میں اپنی ناتجربہ کاری کے باعث اس حال میں بھی خوش تھا آخر ایک دن ہمارے جمعدار نے جو ایک پرانا گھاگ تھا مازداری کے ہجو میں سمجھایا کہ میاں صاحبزادے ان کلرکوں کے پیچھے کب تک جھک مارتے پھرو گے کچھ سمجھ بوجھ سے کام لو۔

بندگوں نے کہا ہے، تھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں

بس سپرنٹنڈنٹ کو خوش رکھو اور ان چھوٹے موٹے کلرکوں پر لعنت بھیجو۔ اس کے بعد اس نے مجھے چند موٹے موٹے گر بتلا دیئے مثلاً سپرنٹنڈنٹ ایک مرتبہ بلائے تو دس مرتبہ جاؤ، بلکہ بن بلائے بھی جا کر پوچھو کیوں صاحب کوئی کام ہے۔ یا آپ کا کھانا لے آؤں؟ چلم بھر دوں آپ کی؟ اور ہاں وہ کل بی بی جی نے فرمایا تھا کہ بازار سے دو روپے کا گھی لا دینا۔ اگر آپ اجازت دیں تو جا کر لے آؤں۔ سچ میں کہتا ہوں آپ بازار گھی کیوں کھاتے ہیں یہ تو اچھا نہیں ہوتا۔ میں آپ کو خالص گھی بازار کے مقابلہ میں سستا لا دیا کروں گا۔

غرض سرکاری کام کی بجائے سپرنٹنڈنٹ صاحب کے گھر کے کام کا زیادہ خیال رکھو اور اگر کوئی کلرک کسی کام کے لئے بلائے تو فوراً بہانہ پیش کر دو کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے فلاں کاغذات لے کر صاحب کے پاس جانے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد حاضر ہوں گا۔ بس پھر کون آئے اور کون جائے۔

میں نے اس کی نصیحت گرہ باندھی اور نتیجہ یہ ہوا کہ چھ سات سال کے عرصہ میں بڑے صاحب کا چپراسی بن گیا بس جناب چپر کیا تھا؟ اب تو میں نے سپرنٹنڈنٹ کو بھی دھتا بتایا، بلکہ دو ایک سال کے تجربے کے بعد تو یہ حالت ہو گئی کہ میں چھوٹے موٹے افسروں کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب پہلے پہل تو بہت جز بز ہوئے مگر میں نے لگائی بجھائی کر کے دو ایک مرتبہ صاحب سے ڈانٹ جو پلوائی تو طبیعت بالکل صاف ہو گئی۔

اسی طرح ایک ڈپٹی صاحب سے پالا پڑا۔ بھلا آدمی بڑے صاحب کے سامنے تو بھیگی بلی بنا ہوا میاؤں کرتا تھا مگر ہم لوگوں کے ساتھ جارحانہ برتاؤ کرنا اپنا حق سمجھتا تھا۔ ایک مرتبہ صاحب بہادر کی ملاقات کے لئے آیا تو مجھ سے بھی ایسا ہی سلوک کیا۔ میں نے دل میں کہا۔ اچھا بیٹا ڈپٹی صاحب۔ اب کے آئیے پھر ایسی بنا کے نہ چھوڑوں تو سہی۔

اب سنئے یہ ڈپٹی بڑے صاحب کے بہت منہ لگا ہوا تھا اس لئے میں نے صاحب بہادر سے کچھ کہنے کی بجائے میم صاحبہ کی معرفت بدلہ لینا بہتر سمجھا۔ چنانچہ ایک دن میم صاحبہ کے کتے کو نہلاتے ہوئے ان سے کچھ اس قسم کی باتیں شروع کر دیں جن سے یہ ظاہر ہو کہ کتوں سے بڑا شوق ہے اور بڑا پیار ہے اور یہ کام میں چپراسی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ دلی شوق سے کرتا ہوں۔ پھر میم صاحبہ کے کتے کی کچھ تعریف کر کے اصل مطلب کی طرف رجوع کیا کہ بعض لوگ خدا جانے کتوں سے کیوں اس قدر نفرت کرتے ہیں۔ مثلاً ایک روز فلاں ڈپٹی صاحب آئے تھے یہ کتا میرے پاس بیٹھا تھا مجھے پیار آتا تھا اس لئے میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر خوش ہو رہا تھا۔ ڈپٹی صاحب نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگے

"تمہیں اس نجس جانور سے اس طرح پیار کرتے شرم نہیں آتی؟ تمہیں تو غلامی نے کتوں سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ تمہاری جگہ میں ہوتا تو اس غلیظ جانور کو نہلانے

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

مشہور میکوزی کی گارنٹی کے ساتھ زیادہ اونچی آواز کے لئے
بنانے والے:
پے سیلیٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ
شیفیلڈ
اسپڈ
گراموفون کی سوئی

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم
بادشاہی
صابون اور پاؤڈر
قیمت تین آنے کا کیس بارہ آنہ - استعمال کیجئے - قیمت فی بوتل ایک روپیہ
دہلی ایجنٹ - کے۔ آر دلاسے کاٹھ مدر بازار دہلی

اس دلآویز خوشبو کی آزمائش کیجئے
اوٹو دل بہار (رجسٹرڈ)
آپ کے رومال پاس کے چند قطرے ۴۸ گھنٹوں تک تروتازگی قائم رکھیں گے۔ یہ پھولوں کا بہترین نچوڑ ہے جو بوتلوں میں بھر دیا گیا ہے یہ بہت تیز نہیں ہے بلکہ نہایت خوشگوار اور دل پسند ہے۔ ابھی ایک شیشی خرید لیں۔ پھر یہ ہی آپ کو ہمیشہ مرغوب رہے گا۔ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ کی شیشی طلب کریں۔
اس میں کسی قسم کا تیزاب نہیں ہے یہ پھولوں کا نچوڑ ہے جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں آپکے استعمال کے لئے بھر دیا گیا ہے۔
اوٹو دل بہار
ایک گلستان جو بوتل میں بھر دیا گیا ہے
مختلف سائزوں میں فروخت ہوتا ہے
اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے
ایک بالکل نئی خوشبو کا نمونہ بھی دیکھئے
اوٹو سرنگی نمبر ۷۷۷ (رجسٹرڈ)
نمونہ کے لئے دو آنہ کے ٹکٹ ارسال کریں اور صرف اونس کی شیشی خریدیں جو ہمیشہ ملتی ہے تب سرنگی کے پھولوں کی وار بھری خوشبو سے بہت خوش ہوں گے۔
سول ایجنٹس:- دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی بمبئی ۲

لِلی مارکہ بارلے
ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک
ہر زبوں حال طاقت کے ہوں دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے
دی لِلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ اور بمبئی

افسانہ

چھینک!

از جناب
رام سروپ
بھٹناگر

(۱)

جیسے ہی میں سسرال سے رخصت ہونے لگا منورما نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کی، اور کہا کہ بہن جی کو میری نمستے اور بچہ سے پیار کرنا، حالانکہ یہ الفاظ بہت معمولی تھے مگر کچھ ایسے انداز سے بیان ہوئے کہ میرے دل پر ایک خاص اثر ہوا، میں نے اچٹتی ہوئی نگاہوں سے منورما کی طرف دیکھا اس نے بھی کن انکھیوں سے مجھ کو دیکھ کر جواب مانگا، میں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں جواب دیا کہ آپ کی امانت میں پہنچ جائیں گی۔

(۲)

منورما میری حقیقی سالی تھی اپنی بڑی بہن سے اس کو دلی محبت تھی بڑی امیدوں کے بعد اس کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ وہ اس وقت تک اپنی ماں نہیں آیا تھا، میں گاہے بگاہے سسرال آتا منورما ہمیشہ میرے پاس بیٹھی رہتی اور بچہ کے متعلق مختلف قسم کے محبت آمیز سوال کرتی کہ کس کی صورت ہے رنگ کیسا ہے، ناک کیسی ہے، آنکھ کیسی ہے، ہنسو کیسا ہے مرم کر لیتا ہے، کچھ بولتا ہے یا نہیں، تم سے کیا کہتا ہے بہن جی سے کیا کہتا ہے، زیادہ تر کس کے پاس رہتا ہے، یہاں کب لاؤ گے، میرا دل اسکی یاد سے بے چین ہے ابکی مرتبہ آؤ تو لیتے آنا، میں اس کے ایک ایک لفظ کو غور سے سنتا اور اس کے سوالات کا مناسب جواب دیتا جب جاتا تو وہ اسکو مختلف قسم کے کھلونے کپڑے دیتی اور یہ کہتی کہ میری طرف سے بچہ کو بہت بہت پیار کرنا، اور ابکی مرتبہ اسکو ضرور لیتے آنا، میں اس کا حسب موقع جواب دیتا،

(۳)

ایک مدت کے بعد منورما کی خواہش پوری ہوئی بچہ نہال آیا۔ منورما نے سینہ سے لگایا بہت کچھ پیار کیا اور اپنی محبت سے ایسا گرویدہ کر لیا کہ وہ منورما ہی کو اپنی ماں خیال کرنے لگا جب بھوک لگتی تو ماں کو تلاش کرتا ورنہ دن دن بھر اسی کی گود میں پڑا رہتا، جس وقت میں رخصت کرانے گیا اس وقت اس نے متبسم لہجہ میں مجھ سے دریافت کیا، جیجا جی یہ بچہ کس کا ہے، اسکی ماں کون ہے دیکھوں یہ تمہارے پاس آتا ہے یا نہیں یہ لفظ بچہ کو گود میں لے کر کچھ ایسے انداز سے کہے جس سے میں حیرت میں آ گیا اور بے ساختہ میری زبان سے نکل گیا، منورما یہ بچہ تمہارا ہے، تم اسکی ماں ہو اور ماں کی موجودگی میں بچہ باپ کی پروا نہیں کرتا، یہ میرے پاس کیوں آنے لگا،

(۴)

کچھ عرصے کے بعد بچہ بے ماں کا ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر زیادہ سے زیادہ تین سال کی ہوگی، میں خانہ خراب پریشان حال زندگی سے بیزار ہو گیا، مختلف جگہ سے شادی کے پیام آنے لگے مگر میرا دل کسی طرف چسپاں نہ ہوا۔ ذکر العیش و نصف العیش کے مطابق رات کے وقت جب آسمان پر تارے کھلے ہوتے ہر طرف خاموشی چھائی ہوتی، میں چارپائی پر پڑا گذشتہ زندگی کا اعادہ کرتا۔ اس اعادہ میں منورما کی اور میری گفتگو جس جس وقت پر ہوتی تھی، خاص طور پر جھلکتا۔ اور دل میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ کیا منورما کو میرے مستقبل کا حال معلوم تھا۔ اس نے میری جانب کیوں اچٹتی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔ بچہ سے اس قدر محبت کیوں بڑھائی تھی، اور مجھ سے اس قسم کے سوال کیوں کئے تھے؟ میں نہیں سمجھتا کہ قدرت کو کیا منظور تھا اور اس کا کیا ارادہ ہے جس نے میرے اور منورما کے اندر ایک غائبانہ محبت پیدا کر دی؟

(۵)

آخر وہی ہوا جو میں سوچ رہا تھا۔ منورما سے میری شادی ہو گئی، میرا خیال تھا کہ یہ میری اہلیہ کی حقیقی بہن ہے، مجھ کو اس سے ہر قسم کی امید ہے میرا بچہ شروع سے اسکو ماں کہتا ہے اب قدرت نے بھی اس رشتہ کو عملی جامہ پہنا دیا ہے اگر دوسری جگہ شادی ہوتی خواہ اس طرف سے ہزار اطمینان دلایا جاتا مگر مجھ کو ہرگز ہرگز اس امر کا یقین نہ ہوتا کہ میرے بچے کے ساتھ حقیقی محبت کا اظہار ہو رہا ہے، لیکن منورما کی جانب سے خواہ ہزار شکوک میرے دل میں پیدا کئے جاویں لیکن کبھی مجھ کو اس کا تصور بھی نہ ہوگا کہ اس کی محبت میں مصنوعات کو دخل ہے لیکن یہ میرا خیال خام تھا منورما اب موسی نہیں تھی بلکہ سوتیلی ماں تھی، بچہ اور اس میں وہ خلیج پیدا ہو چکی تھی جو اس قسم کے رشتہ میں پیدا ہو جاتی ہے، یا پیدا کی جاتی ہے، لیکن ساتھ ہی اس کے اسکی شادی میرے ساتھ محض بچہ کی وجہ سے عمل میں آئی تھی، اگر یہ قدرتی بندش نہ ہوتی تو غالباً اس کا رشتہ کسی اور جگہ سے ہوتا اسکو بچہ کی موجودگی سے میرے گھر آنا پڑا۔ لہذا اب وہی بچہ جس پر وہ دل و جان سے نثار تھی اس کی آنکھوں میں مثل کانٹے کے کھٹکنے لگا اور وہ جان بوجھ کر اسکی نگہداشت میں فروگذاشت کرنے لگی جس کا احساس مجھ کو مختلف مواقع پر ہوا۔ لیکن میں نے اس خیال کو محض اس وجہ سے فراموش کر دیا کہ حقیقی ماں بھی گاہے بگاہے اپنے بچہ کو راہ راست پر لانے کے واسطے کچھ تنبیہہ کرتی ہے اگر یہ عمل اس کی جانب سے ہوا تو انگشت نمائی کے قابل نہیں لیکن یہ سراسر میرا مغالطہ تھا، یا میں منورما کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی بنا ہوا تھا جس سے مجھ کو اپنی ذمہ داری کا اور بچہ کی آزادی کا قطعاً خیال نہیں رہا۔ کیا میں نہیں جانتا تھا کہ حقیقی ماں اگر بچے کو مارتی بھی ہے تو اپنی آنکھوں کی محبت سے جس میں ایک خاص برقی رو ہوتی ہے بچہ کو قابو سے باہر نہیں ہونے دیتی، جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جیوں جیوں وہ بچہ کو مارتی ہے ویسے ہی ویسے بچہ اماں اماں کہتا ہے اور اسکی گود میں دبکتا ہے، میرے بچے کے ساتھ تنبیہہ وغیرہ تو کافی عمل میں لائی جاتی، مگر وہ محبت کی لہر جس اس کے مقدر سے خارج ہو گئی تھیں جو ملا کھلانے کے باوجود بھی بچہ کو ماں سے باغی نہیں ہونے دیتیں،

(۶)

منورما اب خود بچہ والی تھی، دونوں بچے بظاہر خوش و خرم نظر آتے تھے تاہم بڑا بچہ گاہے بگاہے اپنی ماں کا احساس کرتا، جب اپنی ماں کا نام سنتا یا اسکی بنائی ہوئی کسی چیز کو دیکھتا تو اپنے آنسوؤں کو آنکھوں کے اندر ہی لیا پی جاتا گویا اسکو قطعی محسوس ہی نہیں ہوا ہے بہر حال یہ خلیج روز بروز زیادہ عمیق ہوتی رہی، ایک مرتبہ جب منورما اپنے میکے جانے کی تیاری کر رہی تھی خود چار بجے صبح اٹھی، اپنی تیاری کی اپنے بچے کو اٹھایا، نہلایا دھلایا، صاف کپڑے پہنائے، بڑا بچہ اگرچہ یہ کہہ کر سویا تھا کہ مجھ کو بھی سویرے ہی اٹھانا مگر اسکے ساتھ لے جانے میں صرف تکمیل ضابطہ کام میں لانا تھا۔ لہذا اسکو اسی طرح سونے دیا۔ میں یہ تمام ڈرامہ بہت بنا دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ خود غرضی کی زیادتی نے باہمی تعلقات کو کس بری طرح منقطع کیا ہے یہ وہی منورما تھی جو ایک دن بچے پر اور اس کی پیاری پیاری باتوں پر نثار ہوتی تھی، کبھی محبت کے جوش میں آ کر اس کا منہ چومتی تھی، اس کے ساتھ خود بچہ بننے کی کوشش کرتی تھی اور بچہ کو چھاتی سے لگائے پھرتی تھی آج اسکو اسکی صورت سے نفرت ہے اور یہ حالت ہے کہ اس کا وجود اسکی آنکھوں میں خار معلوم ہوتا تھا، کیا وہ تمام محبت ماں کی سامنے ختم ہو گئی، کیا وہ خلوص ماں کے دکھاوے کو تھا کیا وہ محبت مصنوعی جذبات سے پر تھی کیا ان پیار میں دنیاداری بھری ہوئی تھی، افسوس! ایک وقت وہ تھا کہ جب یہی بچہ ماں کا نام سنتا تھا تب ماں اور موسی اس کی جانب متوجہ ہوتی تھیں، آج وہی بچہ اس وسیع دنیا میں جہاں ہر قسم کے انسان اور تمام ساز و سامان موجود ہیں اپنی ماں کی محبت بھری نگاہوں کو دیکھنے کو ترستا ہے اور کف افسوس ملتا ہے زاں بعد مایوس ہو کر اپنے جوش کو اپنے دل کی حسرات کو آنکھوں کے راستے باہر نکالنا چاہتا ہے مگر اس معصوم کو اب اتنی بھی آزادی نہیں کہ اپنی پیاری ماں کی یاد میں جاں آنسو بھی بہا لے کیونکہ یہی آنسو جب سوتیلی ماں دیکھتی ہے تو بچہ کو ہر قسم کی سزا دے کر اپنے دل کا غبار نکالتی ہے لہذا مار کے خوف سے ان آنسوؤں کو دل ہی دل میں پی کر رہ جاتا ہے کلیجہ کو چھلنی کرتا ہے اور منہ سے کچھ نہیں کہتا، کاش ہی اچھا ہوتا کہ میں دوسری شادی نہ کرتا، افسوس میں نے نفس پرستی میں اندھے ہو کر اپنے بچے کو اور اسکے عیش و آرام کو اسکی آزادی کو ذبح کر ڈالا۔

ہائے میں بغیر بیوی کے نہ رہ سکا اور وہ بغیر ماں کے رہ سکتا ہے میں اپنے دماغ میں ان خیالات کو وسیع کر رہا تھا کہ بڑا لڑکا بول اٹھا:۔

بتا جی! کیا تا جی گئیں؟ میں نے کہا نہیں بیٹا ابھی نہیں تم سوتے رہو، میری اور اسکی گفتگو کو سن کر مجبوراً منورما کو کہنا پڑا:۔

اٹھتا کیوں نہیں ہے، سوتا ہی رہے گا کیا تیرے پیچھے میں یہیں بیٹھی رہوں گی، گاڑی کیا میرے گھر کی سواری ہے جو میرا انتظار کرے گی، بغیر اٹھائے اٹھتا ہی نہیں اتنے اتنے بڑے بچے اپنے آپ اٹھتے ہیں اپنا تمام کام کرتے ہیں مگر یہاں تو جو کچھ ہے وہ میرے ذمے ہے اگر ایسے ہی مزاج تھے تو کسی رئیس کے گھر پیدا ہوئے ہوتے یہاں کیوں جنم لیا خود بھی مصیبت اٹھائی اور مجھے بھی آپا خراب کیا۔ چل اٹھ، منہ ہاتھ دھو، کپڑے پہن ورنہ گاڑی چھوٹ جائے گی،

ان الفاظ نے بچہ کے دل پر خواہ کتنا ہی اثر کیا ہو مگر میرے دل پر نشتر کا کام کیا، برداشت کی قوت جاتی رہی، میں نے ہاتھ کر اس کے ایک ایک لفظ پر تنقید کر دی اور اس طرح ایک نئی کتاب کا دفتر کھول دوں مگر موقعہ نہیں تھا، گاڑی کا وقت ہو چکا تھا۔ فہرست دروازہ میں ماں اور بچہ کے اصول پر عمل کیا اور ان دونوں کو زیادہ تفصیل نہ دے کر صرف یہ کہا کہ یہ جا کر کیا کرے گا، گاڑیوں میں بھیڑ کافی ہوتی ہے پھر جب کبھی موقعہ ہوگا، بلا جائے گا، لہذا اسکو یہیں رہنے دو۔

(باقی صفحہ نمبر (۱۸) پر)

پچھلے صفحے سے

[illegible]

صحت بخشنے والی

یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ برطانیہ کی لڑائی میں چائے نے بڑا کام کیا ہے اس چائے کے بارے میں جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں یا ۱۹۳۰-۳۱ء کی لڑائی کی تصویریں [illegible] ہر ایک میں چائے کا [illegible] جوانوں نے اپنی ہوائی طاقت [illegible] کر قوم کو سچا دکھانے کی کوشش [illegible] جو اس [illegible] کے بارے میں تو ہندوستان [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر (۶)

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے — رنر اپ پچاس روپے

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ ۴ مئی ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۹ مئی ۱۹۴۴ء

(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۴۴ء

اشارات دائیں سے بائیں

(۱) ایک انگریزی مہینے کا نام

(۴) جس کا مفقود ہو جانا کاروباری دنیا والوں کے لئے بہت نقصان دہ ہوتا ہے

(۸) جس کو مار کر جاپانی فقاؤں نے اپنی صنعت و حرفت میں ترقی کر لی ہے

(۹) سے دیکھ کے، وفا بیوی کو شوہر کی اطاعت بعض اوقات اپنی ضمیر کو قربان کرنا پڑتی ہے

(۱۰) بعض پیٹ اور پاخانہ اس کی مدد سے تیار کی جاتی ہیں

(۱۱) جب دین پرانی ہو جاتی ہے تو پہلا سا یہ باقی نہیں رہتا

(۱۳) خوب نعرۂ تحسین (۱۵) تاسف کا ایک پیشہ

(۱۷) فارسی میں روٹی کو یہ کہتے ہیں

(۲۰) خدا

(۲۱) وہ نوشتے جو ملنے والے اسباب بس گنتی ہی کے ہوں گے

(۲۳) جب رعایا یہ ہو جاتی ہے تو حکومت سے سنبھالے نہیں سنبھلتی

(۲۵) یہ کرتے کرتے اس کے دوران میں پولیس افسروں کو بعض اوقات غیر متوقع معلومات حاصل ہو جاتی ہیں

(۲۶) لفظ "زہر" کے دو حروف

(۲۷) "فیض" کی جمع (۳۰) بزدلی

(۳۲) فوج کا سب سے بڑا افسر

(۳۴) اس حالت میں انسان کا دل کبھی کبھی کسی کام میں نہیں لگتا

(۳۵) ——— کی بدولت موم کو جس شکل میں چاہو ڈھال سکتے ہو

اشارات اوپر سے نیچے

(۱) بعض ——— بیحد قابل احترام ہوتے ہیں

(۲) امانت میں رکھی ہوئی رقم کے گم ہو جانے پر یہ بہت ہوتی ہے

(۳) یونان کے ایک بہت مشہور و معروف حکیم کا نام

(۵) لفظ "تراز" کے لئے ترتیب حروف

(۶) بچوں کو یہ بہت مرغوب ہوتا ہے

(۷) خطرات کا سر پر آ جانا بزدل انسان کو کبھی کبھی یہ کر دیتا ہے

(۱۲) معشوق کی بے اعتنائیاں عاشق کے لئے یہ ہوتی ہیں

(۱۴) دور دراز کے سفر میں اگر کوئی "———" ہو جاتا ہے تو راستہ خوب کٹتا ہے

(۱۶) روسی عورتیں وطن کی خاطر بہت یہ کرتی ہیں اور اپنے محبوب مردوں کو جنگ کے محاذ پر بھیج دیتی ہیں (۱۸) توجہ و مہربانی

(۱۹) انکی قدر و منزلت قریب قریب ہر محفل میں ہوتی ہے (لفظ الٹا تحریر ہے)

(۲۱) ہارمونیم ایک ایسا باجہ ہے جس کا "———" ہندوستان میں بنگالیوں نے سب سے پہلے سیکھا

(۲۲) لفظ "نردت" کے تین حروف

(۲۴) رات کے وقت اسکو کھلا چھوڑ کر سو رہنا گویا چوروں کو دعوت دینا ہے

(۲۸) ایک ایسی کھانے کی چیز جسے پانی سے تر رکھ کر ہی زندہ رکھا جا سکتا ہے

(۲۹) ایسی عورت سے پڑوس کی عورتیں یہی بات کرتے ڈرتی ہیں

(۳۱) پریوں کا ساتھی جس کا ذکر اکثر کہانیوں میں ہی ہوتا ہے

(۳۳) ہندوستان میں اسکے باغات بکثرت پائے جاتے ہیں

ان نقشوں پر آپ اپنے حلوں کی نقلیں کر سکتے ہیں یا اگر آپ چاہیں تو ان کی فیس حسب قواعد ۱، ۲، ۳، ۴ بھیجکر ان پر اپنے مزید حل بھیج سکتے ہیں

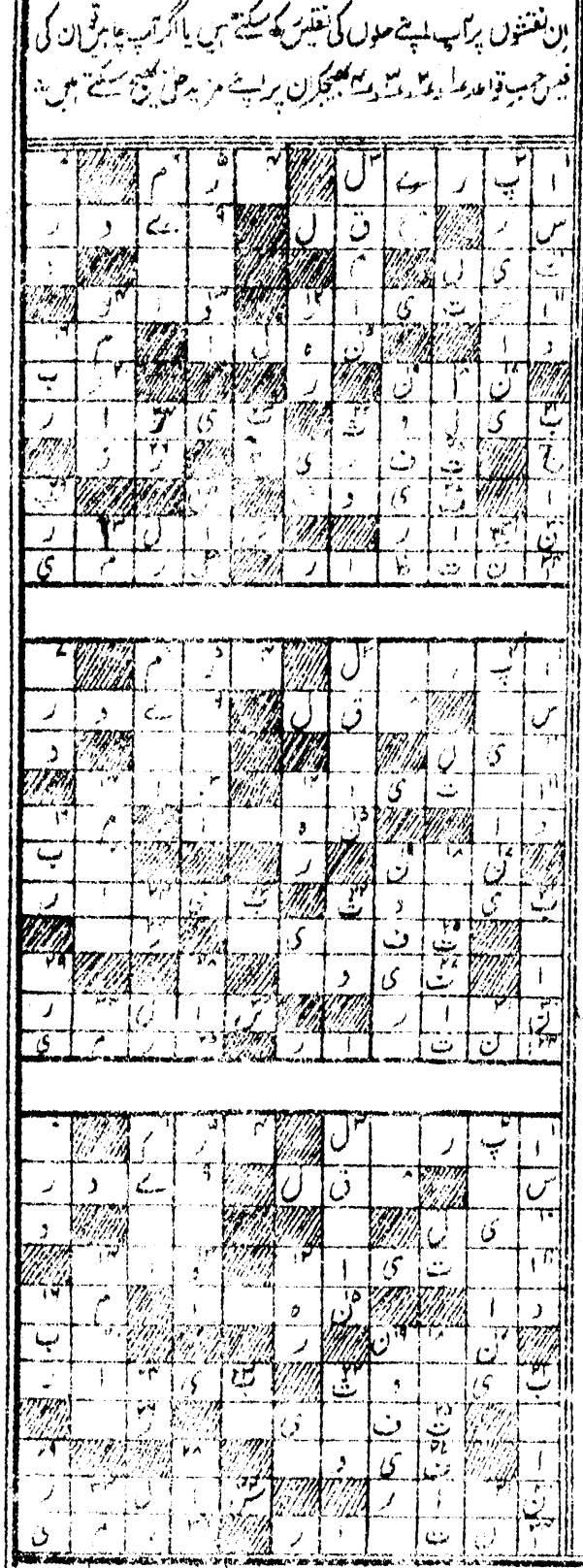

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۶)

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

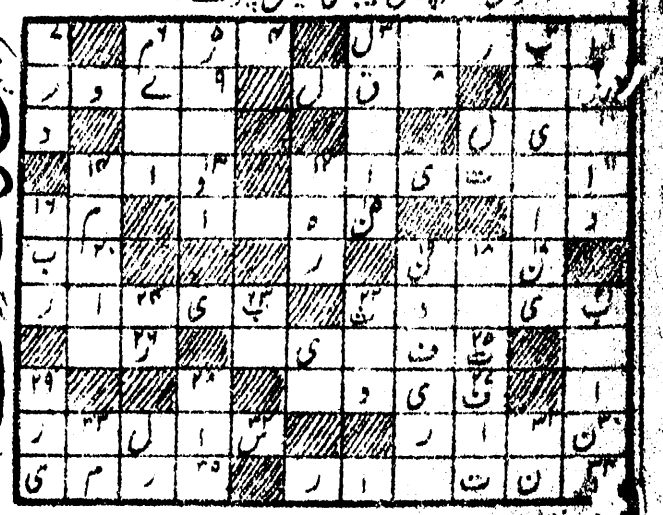

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

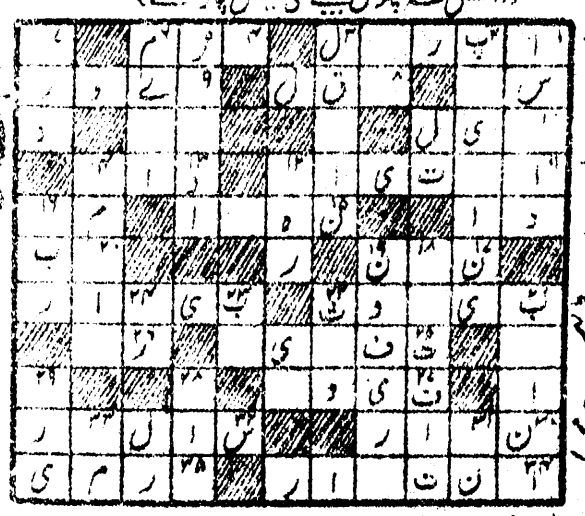

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ اس نقشہ کو مفت بھیج سکتے ہیں)

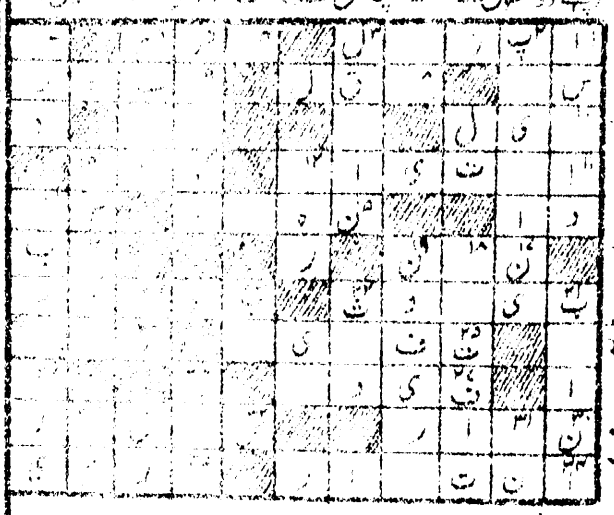

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل، ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیجا کیجئے جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں جو شخص دو نقشے بھر کر آٹھ آنے فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۶ — داخلہ کے قواعد و شرائط کو پڑھ کر میں اس مقابلہ میں شریک ہوتا ہوں اور مینیجر تیج ویکلی کا فیصلہ میرے لئے قطعی اور قابل تسلیم ہوگا

پورا نام (صاف طور پر) ———

پورا پتہ ———

نمبر پیسنجر آرڈر — نمبر رسید آرڈر — ٹکٹوں کی قیمت

قواعد و شرائط معمہ

معمہ کے حل بھیجنے سے پہلے مندرجہ ذیل قواعد و شرائط کو غور سے پڑھیئے :-

(۱) اس انعامی مقابلہ کی فیس فی نقشہ چار آنے ہے لیکن دو نقشوں کے بھیجنے والے تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں۔ (۲) تمام حل جو نقشوں پر بھیجے جائیں جو تیج ویکلی میں شائع ہوتے ہیں (۳) ہر فارم کے اندر تین نقشے ایک ساتھ شامل ہوتے ہیں کسی نقشہ کو کاٹ کر فارم سے علیحدہ نہ کیجئے جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں، نقشوں کے پیچھے [illegible] (۴) [illegible] فارموں کے ساتھ ضروری ہے منی کی رسید یا پوسٹل آرڈر [illegible] کے ساتھ ضرور [illegible] آرڈر ہرگز نہ کراس کیجئے آپ اگر چاہیں تو ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیج سکتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں پوسٹل گائڈ نمبر ۱۱ (دی) یاد رکھیئے کہ اگر ٹکٹوں کی رقم لفافہ کے اوپر صحیح ہوگی، یا ٹکٹ اس طرح [illegible] کہ بائیں سے کہا ہے دکھائی دیتے ہوں تو لفافہ کو بند کرانا ضروری ہوگا کرنسی نوٹوں کے متعلق پوسٹل گائڈ کی [illegible] (۴) [illegible] کا حکم کرانا ضروری ہے آپ جو کچھ بھیجیں اس کا اندراج فارم میں ضرور کریں، جو حل فیس کے بغیر آئے گا وہ مقابلہ میں شریک نہیں کیا جائیگا (۵) اس انعامی مقابلہ کے جتنے نقشے آپ چاہیں مختلف تمام کے حلوں سے بھر کر بھیج سکتے ہیں [illegible] کو زیادہ تعداد میں نقشے دکار ہوں وہ دفتر تیج ویکلی کی مزید کاپیاں [illegible] منگا سکتے ہیں یا اپنے مقامی [illegible] سے خرید سکتے ہیں (۶) نقشوں کو [illegible] سے صاف طور پر بھرنا چاہئے حروف کو پنسل سے نہیں لکھنا چاہئے اور ان کو کاٹنا یا مٹانا یا مسح کرنا چاہئے اور کسی خانہ کو خالی چھوڑنا چاہئے منیجر کراس ورڈ معمہ کو اختیار ہے کہ کٹے ہوئے یا مشکوک حلوں کو یا خالی خانہ والے حلوں کو مقابلہ میں شامل نہ کرے (۷) فارم پر اپنا پورا پتہ روشنائی سے صاف اور خوشخط لکھئے [illegible] ایک ہی خاندان کے کئی افراد اپنے مختلف ناموں سے کئی فارم بھر کر بھیج سکتے ہیں اور [illegible] سے یکجائی روانہ کر سکتے ہیں لیکن ایک فارم صرف ایک ہی شخص کے نام سے داخل کیا جا سکتا ہے (۹) اس مقابلہ میں پہلا انعام اس شخص کو دیا جائیگا جس کا بھیجا ہوا حل بالکل صحیح سرکیولیشن حل کے مطابق ہوگا اور باقی انعامات "رضرب" [illegible] غلطیوں کی کم تعداد والے حلوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور انعامات کی تعداد [illegible] قطعاً منیجر تیج ویکلی کے اختیار میں ہوگی، اگر کوئی "بالکل صحیح" حل وصول نہیں ہوگا تو پہلا انعام کم سے کم غلطی والے حل کو دیا جائیگا، اگر ایک سے زیادہ حضرات پہلے انعام کے مستحق ہوں گے تو انعام کی رقم برابر حصوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس مقابلہ میں ایک شخص کو صرف ایک ہی انعام دیا جائیگا (۱۰) معمہ کا صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام اعلان کردہ تاریخوں پر تیج ویکلی میں شائع کر دیئے جائیں گے، اگر کسی شریک مقابلہ کو جس کا نام فہرست انعامات میں موجود نہ ہو یہ خیال ہو کہ وہ مستحق انعام ہے تو اسے نتیجہ کی اشاعت کے ایک ہفتہ کے اندر دوبارہ جانچ کی درخواست دو روپے فیس کے ساتھ بھیجنی چاہئے، اگر اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہوگا تو اسے انعامات کی فہرست میں شامل کر لیا جائیگا اور اسکی فیس جانچ بھی واپس کر دی جائے گی ورنہ نہیں اس مدت کے گذر جانے پر داخلہ کے تمام نقشے وغیرہ ضائع کر دیئے جائیں گے اور چونکہ دوبارہ جانچ کی درخواست کے لئے کافی وقت دیا جا چکا ہوگا اس لئے بعد کو اس سلسلہ میں کسی طرح کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا (۱۱) ہر غلط لفظ کی ایک غلطی شمار کی جائے گی، مثلاً اگر ایک لفظ کے غلط بھرنے سے دو لفظ غلط ہو جائیں گے تو غلطیوں کی تعداد دو سمجھی جائیگی، (۱۲) حل کے فارموں کے وقت پر نہ پہنچنے یا غلطی سے کہیں رکھ دیئے جانے یا راستہ میں گم ہو جانے وغیرہ کے متعلق دفتر تیج ویکلی پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور نہ معمہ کا دفتر اس انعامی مقابلہ میں کسی خط کا جواب دینے یا زبانی گفتگو کرنے کا پابند ہوگا، (۱۳) کوئی رقم جو معمہ کی فیس داخلہ کی مد میں وصول ہوگی، واپس نہ کی جائے گی اور نہ دوبارہ معمہ یا کسی دوسرے حساب میں داخل کی جائے گی (۱۴) اس انعامی مقابلہ سے تعلق رکھنے والے تمام امور کے سلسلہ میں منیجر تیج ویکلی کا فیصلہ قطعی اور قانوناً قابل پابندی ہوگا، اور جو اس انعامی مقابلہ کی کھلی ہوئی ضروری اور پہلی شرط ہے (۱۵) روزانہ تیج یا تیج ویکلی یا تیج پریس کے ملازمین کو اس انعامی مقابلہ میں شریک ہونے کی قطعاً اجازت نہیں ہے (۱۶) معمہ کے حلوں کے لفافہ میں حل کے نقشوں کے سوا کوئی خط یا تحریر نہ رکھیئے ورنہ وقت پر تعمیل نہ ہو سکے گی (۱۷) مقابلہ کے قواعد و شرائط کی حیثیت ایک معاہدہ کی ہے جو تیج ویکلی اور ہر ایک شریک معمہ کے درمیان قابل پابندی سمجھا جائے گا اور منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی قاعدہ یا شرط کی عدم پابندی کے باعث حل کے فارم کو شریک مقابلہ نہ کرے،

(۱۸) منی آرڈر فارم یا پوسٹل آرڈر یا حل والے لفافہ پر پتہ اس طرح لکھیئے :-

منیجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر تیج ویکلی دہلی

صرف چند ہی مل سکیں گی ...

جنگ کے باعث [illegible] سکے لانے [illegible] مہیا ہو سکتے ہیں [illegible] بے پھر بھی اس [illegible] اور اس کے ایجنٹ اپنے گاہکوں کی ہر ممکن طریقہ پر امداد کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

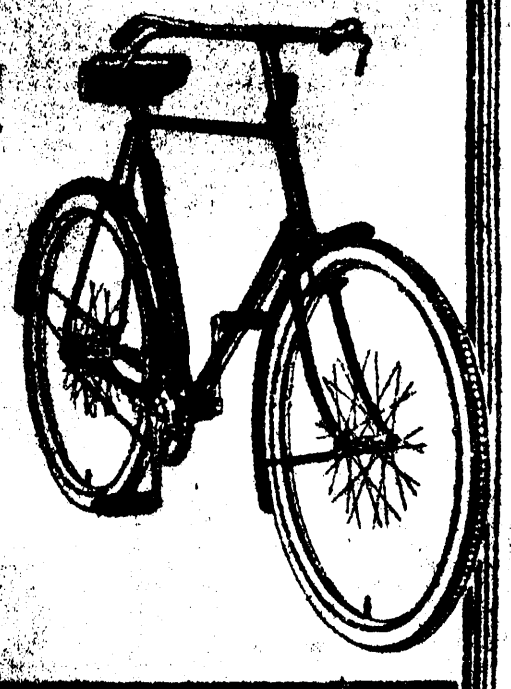

RALEIGH

THE ALL STEEL BICYCLE

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پرورانتک چورن
(۲) پرورانتک آویلیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کا سفید پانی کی بیماری، ماہواری کی خرابی وغیرہ کا آرام ہوتا ہے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے

پتہ:- ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

وہ اعداد و شمار جو اعتماد کے حامل ہیں

۲۲ ویں سالانہ ویلیوئیشن رپورٹ نے ثابت کر دیا کہ

اموات کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے تجربہ نے

اخراجات کی شرح کو گھٹایا

اس سہ سالہ عرصہ کے لئے خالص منافع ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ

کمپنی کے واجبات کی قیمتوں کا اندازہ کرنے اور تین فیصدی سود پھیلانے کے بعد

پالیسی ہولڈروں کا ریزرو ۵۴ لاکھ روپیہ سے بڑھ گیا

اعلان شدہ بونس:- تمام عمر کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ فی ہزار فی سال
میعادی پالیسیوں پر دس روپیہ فی ہزار فی سال

ہیڈ آفس:- بمبئی

اورینٹل

گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

اورینٹل بلڈنگ کوئنز روڈ بمبئی

برانچ سکریٹری ۱۰ لائبریری ناتھ بمبئی

قائم شدہ ۱۸۷۴

برطانوی دولت متحدہ یا متحدہ فلاحِ اقوامِ برطانیہ

(از قلم مسٹر جی، اے چندراورکر، ایم، اے)

[illegible] ہوگا کہ ہم نے آزادیاں
[illegible] حاصل کی ہیں [illegible] ہوگئے ہیں اور بعض گویہ
آزادیاں [illegible] ہندوستان کی آزادی کا معاملہ
اس سے [illegible] ہے جو کھٹائی میں ڈال دیا جائے
اور پھر پلٹ کر کوئی نہ دیکھے کہ اس کا کیا ہوا۔ مطلب یہ کہ
وعدے ہی وعدے ہیں کوئی ۔۔ سال سے انگریز مدبرین
بہت ہمدردی کے الفاظ میں یہ کہتے جا رہے ہیں کہ ہندوستان
کو آزادی ضرور عطا کی جائے گی ۔۔ مگر ابھی نہیں، حال کی
ایک قابلِ ذکر مثال لارڈ ویول کی ہے جنھوں نے خوب غور کر
اور جانچ کر کے معاملات پر روشنی ڈالی، مرکزی اسمبلی میں
ان کی پہلی تقریر کا ایک جملہ یہ ہے:۔

"انگریز نہ صاف، عادل اور عقل کا یہ
تقاضا سمجھتے ہیں کہ ترقی کے مرحلہ کا خیال
رکھتے ہوئے ہندوستان خود ہندوستان کے
اپنے حکمرانوں کے حوالے کر دیں"

مگر اصل سوال تو یہی رہ جاتا ہے کہ یہ کب ہوگا؟!!
ہندوستان ایک چھوٹا براعظم ہے یہ بوجہ اتفاقیہ
اور نادانستہ طور پر "حاصل ہو گیا۔ آزادی کے
اعلیٰ مقاصد کے لئے ہندوستان جیسے چھوٹے براعظم
کے لئے بہت سی تیاریاں کرنی ہیں بہت اعتماد اور
جائزہ لینے کی ضرورت ہوگی، ہندوستان بڑا ہی جاہل
ملک ہے اور یہاں کا افلاس تو الٰہی توبہ! [illegible]
اس سے بڑھ کر تو یہاں کے فرقہ وارانہ جھگڑے ہیں،
بھلا ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے کسی وقت کا معین
کر دینا کس قدر مشکل ہے، نہیں، نہیں، آزادی دینے
جب کی تاریخ نہیں ٹھہرائی جا سکتی کہنے ہیں کہ "نو آبادیاں
پھلوں کی مانند ہوتی ہیں جب خوب پک کر تیار ہو جائیں
تو یہ پھل خود بخود درخت سے الگ ہو جاتے ہیں" مگر معلوم ہوتا
ہے کہ جو ممالک برطانیہ کے درخت میں محض لٹکے ہوئے
ہیں ان کے پکنے کی نوبت تا ابد تو خیر نہیں لیکن ہاں بے
اپنا وقت تک آتی [illegible] دکھائی دیتی، لٹکتی ہی رہیں گی
مدبرین سیاست اپنی صفائی میں زمین آسمان کے قلابے ملانے
میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں پیش پیش رہتے ہیں
اس لئے اہلِ ہند کا فرض ہے کہ وہ "صبر ایوبی" سے
کام لیں، صبر کریں اور کہے ہی چلے جائیں ایک نہ ایک دن
وہ ضرور آزاد ہو کر رہیں گے۔

اصل میں بات یہ ہے کہ شہنشاہیت انسان
کے جذبۂ تحصیل بالجبر کی ایک بڑھی ہوئی شکل ہے
اور جب اسکی بنیاد سرمایہ داری پر ہو تو جہاں تک
غلام رعیت اقوام کا تعلق ہے شہنشاہی مالا دست
حکومت ان کے عام مفاد کو ہمیشہ نظر انداز کرنے پر
آمادہ رہتی ہے، اس انداز فکر کو بدل کر اسے ایک
[illegible] کیا جا چکا ہے، جو
ممالک اور مقبوضات اس وقت
تک تاجِ برطانیہ سے متعلق ہیں انہیں "مستعمرات"
یا "ڈومینین" کا نام دیا گیا ہے، ہندوستان کو
"سلطنتِ ہند" (انڈین امپیائر) کہا جاتا ہے بعض
علاقے سلطنتِ برطانیہ کے نیم مستعمرات کہلاتے ہیں
"علاقہ مندوب" (مین ڈیٹیٹری) "محفوظات" ۔۔
(پروٹیکٹوریٹس) اور ایک "نو آبادیاتی سلطنت"
(کولونیل امپیائر) بھی ہے، دولت اور فلاح کے درمیان
بہت تھوڑا سا ہی فرق ہوتا ہے لیکن فلاح کا مفہوم
بہت وسیع ہوتا ہے، فرد یا اقوام کے ذہنی رجحان
اخلاقی جمالیاتی، سیاسی مطمحِ نظر کے ساتھ فلاح کا
مفہوم اولتا بدلتا رہتا ہے، دولت سے ہے صرف
مقصد مگر فلاح کے ساتھ نہ صرف ثروت، خوشحالی
کا مفہوم متعلق ہے بلکہ شہری حقوق اور سیاسی اختیارات
کا بھی ہے، لفظ "دولت" میں ایک قسم کی حد بندی
معلوم ہوتی ہے، دولت محض نام ہے چند لوگوں کی
خوشحالی اور اطمینان کا، اور جب گیر دارانہ (اسٹریٹ دارانہ
نظام) میں اس کا مفہوم ہوتا تھا، دولت کا غیر مساوی طور پر
تقسیم ہونا مگر، فلاحِ عامہ کا مفہوم بڑا وسیع ہے
اس میں سب کی بھلائی اور سکھ کا تصور شامل ہے
دولت سے یہ بھی مفہوم ذہن میں آتا ہے کہ بعض بعض
پر حاوی ہو رہے گے، اور ان کا خون چوسیں گے بلکہ نسلی
برتری کا خیال بھی اس میں بہت کچھ شامل ہوتا ہے
لیکن فلاحِ عامہ (کامن ویل) کے ساتھ جو خیالات
ذہن میں آتے ہیں وہ باہمی رواداری، مساوات، عہدِ وفا
اور مفادِ عامہ ہے، افریقہ کا "ہیگنگ ایکٹ"
اطلاقِ تک چارٹر کے اطلاق کی بابت
جو سفارشات ہیں مستقبل میں
بننے والی مجلس
اقوامِ ایشیا، اور
اقوامِ یورپ کی
مجلس
وغیرہ وغیرہ
ایسی
چیزیں
ہیں کہ
جن کے
ساتھ
لازمی طور پر
دولت اور طاقت
کا مفہوم وابستہ ہے
لیکن "فلاحِ عامہ"
کے ساتھ مشہور چارٹر آزادیاں ہر شخص
ہر فرد کے لئے مخصوص ہو جاتی ہیں خواہ وہ کسی نسل یا
ملک کا ہو، اگر فلاحِ عامہ کا تصور حاوی ہو تو انسانوں
کے اس کھلے گروہ" کو یہ احساس ہوگا کہ ہم نے جس
ملک میں بھی رہنا شروع کر دیا ہے وہ ہمارا گھر ہے،
اور یہاں پر ہر شخص کے مفاد بالکل ایک جیسے ہیں
انفرادیت کے نہیں، دشمنیت کی جگہ آفاقیت
اور عالمگیر اخوت کے جذبات لے لیں گے اس لئے
ہماری رائے یہ ہے کہ "دولتِ متحدہ" کی بجائے "فلاحِ
متحدہ" (کامن ویل) کا لفظ اختیار کیا جائے
یہ نہیں ہے کہ محض لفظ بدل دینے سے معجزات رونما
ہو جائیں گے لیکن پھر بھی "نام میں کچھ رکھا ہے"!
جب سلطنت کے لفظ کو چھوڑ کر "دولت متحدہ"
[illegible] کرنا پڑا تو اسی طرح "فلاحِ متحدہ" کی اصطلاح بھی
[illegible] میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے۔

جگر پارے

(از حضرت جگر مرادآبادی)

ناصح فسانہ اپنا ہنسی میں اڑا گیا
خوش فکر تھا کہ صاف یہ پہلو بچا گیا

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہلِ دل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا

دل بن گیا نگاہ، نگہ بن گئی زباں
آج اک سکوتِ شوق قیامت ڈھا گیا

میرا کمالِ شعر بس اتنا ہے اے جگر!
وہ مجھ پہ چھا گئے ہیں زمانے پہ چھا گیا

چنے ہوئے پھول

(مرسلہ: تاریخ نعمانوی)

حال دل یار کو لکھوں کیوں کر
ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا (مومن)

دل دل لکھوں کب تک، جاؤں انکو کھلا دوں
انگلیاں فگار اپنی، خامہ خونچکاں اپنا (غالب)

میر ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے (میر)

میں یہ زندگی کے دو دن کہیں اور کاٹ لوں گا
وہ قفس کو بھی جلا دیں مرا آشیاں سمجھ کر (شفا)

سوتا ہے مجھ سے بھر مسلسل
چپکے سے گزر گیا زمانہ (ساغر)

راہ میں مجھ کو میرے ہمراہی
جان کر نا تو ان چھوڑ گئے (مصحفی)

کیا آ گئی نیند اہل محفل کو
کہنی تھی ہمیں بھی کچھ کہانی (سیماب)

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے (نامعلوم)

لاتے نہ تاب لاتے تم جلوہ تو دکھاتے
اچھا برا جو ہوتا اس دل کا حال ہوتا (اثر)

تم جلوہ دکھا بھی سکتے ہو ہم سامنے آ بھی سکتے ہیں
لیکن ہم کہیں بے ہوش ہوئے کیا ہوش میں لا بھی سکتے ہو

(شہبا بھوپالی)

لطیفے

ایک دوست: کیوں بھئی ازدواجی زندگی تو خوب گزرتی ہے!

دوسرا: جی ہاں، شادی سے پہلے میں باتیں کیا کرتا تھا اور وہ سنتی رہتی تھی، شادی کے بعد کچھ عرصہ تک وہ باتیں کرتی تھی اور میں سنتا تھا اب ہم دونوں بولتے ہیں اور پڑوسی سنتے ہیں۔

مصور: تم کہتے ہو کہ اشتہارات میں تمہاری تصویر ماڈل کے طور پر استعمال ہوتی ہے لیکن تمہاری صحت اور لباس دونوں ہی خراب ہیں۔

نو وارد: بات یہ ہے کہ میں تمہاری دوا استعمال کرنے سے پہلے اور اس کے بعد کی تصویروں میں پہلے ہی کا ماڈل بنتا ہوں۔

انگ پربھا

یاقوتی سنی کو اکھاڑ کر بڑھاتا ہے کمزوری، احتلام، ذیابیطس، عفت، زوال، رعشہ کو دور کرتی ہے اور خون و جگر کی کمزوری کو بڑھا کر کھوئے ہوئے شباب کو اٹھتی ہوئی جوانی کا لطف حاصل ہوتا ہے فی شیشی دس روپیہ

کام شبھن: اسکا پیدا کر کے ازدواجی زندگی کا لطف حاصل کریں

لاجواب گولیاں فی ڈبیہ ڈھائی روپیہ

مدن منجری فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ

دہلی ایجنٹ: جمناداس اینڈ کمپنی چاندنی چوک

جواہر پارے

- انسان میں خاکساری و انکساری کے آثار کا نمودار ہونا اس کی ترقی کا اعلیٰ نشان ہے،
- جس طرح جسم کے دندان کو ہاتھوں سنبھالے رکھتے ہیں اسی طرح بڑوں کے وقار کو چھوٹے قائم رکھتے ہیں،
- اے ابن انسان دولت کا اعتبار نہیں اس لئے غریبوں سے نفرت نہ کر شاید ایک دن تجھے بھی غریبی کی پناہ لینی پڑے،
- اپنے فرض سے کوتاہی کرنے والا ایک دن ضرور ندامت کی ٹھوکریں کھاتا ہے،
- اندھے، لنگڑے اپاہجوں کو دیکھ کر بھی عبرت حاصل نہیں کرتا اور افعال بد کرنے پر کمر بستہ رہتا ہے کیسے افسوس کا مقام ہے،
- نیک خیالات کو دل میں جگہ دے یہی تجھے پستی کے گڑھے سے نکال کر بلندی کی چوٹی پر پہونچا دیں گے
- جس کام کے کرنے سے پیشتر ہی دل لرزنے لگے اسکی بابت کسی یقین کر لیا جائے کہ اس کا انجام بہتر ہوگا

دل اور آنکھ سے سچ بتا دے کہ کہیں میں کبھی حقیقی لطف بھی حاصل ہوا یا یہ جو میں نے ڈاکٹر حکیم کے پاس زیادہ نصیحت رکھنا گویا کوئی نہ کوئی بیماری مول لینا ہے،

بداعمالی سے دل بھی گندہ رہتا ہے اور صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے جس کا لازمی اثر عمر میں کمی ہوتا ہے۔

دلچسپ معلومات

ہندوستان میں دودھ کا استعمال

دودھ کو جسمانی نشوونما اور بیماروں کی صحت کے لئے بہترین غذا تصلیم کیا جاتا ہے اس میں پروٹینوں، نامیاتی معدنی نمکوں اور حیاتین کا ریوہائیڈریٹوں کی مقدار کافی ہوتی ہے، جو لوگ چاول زیادہ کھاتے ہیں ان کے لئے دودھ کا استعمال ضروری ہے کیونکہ چاول میں جن غذائی اجزاء کی کمی ہے وہ دودھ سے پوری ہو جاتی ہے ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے اور یہاں مویشیوں کی کمی بھی نہیں لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان کی کثیر تعداد دودھ جیسے مفید غذا سے محروم ہے، انتہا یہ ہے کہ بہت سے بچوں کو بھی جن کے جسمانی نشوونما کے لئے یہ کیا استعمال کیا جاتا ہے دستیاب نہیں ہوتی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دودھ کے فی کس کا اوسط حسب ذیل ہے۔

سندھ	۲۲ر۰	اونس فی کس
پنجاب	۱۱ر۰	"
مرکزی صوبہ	۷ر۰	"
بہار	۷ر۱	"
اعاطہ مدراس	۳ر۶	"
بمبئی	۳ر۳	"
بنگال	۲ر۹	"

نہایت تازگی بخش

گرد و غبار والے گرم موسم میں پہاڑ کے چشموں کے سرد پانی کی طرح تازگی بخش

ہمیشہ اپنے گھر میں ایک شیشی رکھئے

ٹاٹا کا

ایوڈی کولان

ٹاٹا کو سیلز ڈپارٹمنٹ ۲، مال مینشنز وی مال لاہور

دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ

ہندوستان کے اختیارات قانون سازی

(از — آنریبل سر بی۔ ایل متر کے سی ایس آئی)

ہندوستان میں جس قسم کا وفاق یا فیڈریشن قائم ہے وہ محض برطانوی ہند ہے اس میں ہندوستان کی دیسی ریاستیں شامل نہیں ہیں بلکہ صرف صوبجات ہیں، قانون ہند ۱۹۳۵ء کے لحاظ سے جیسا فیڈریشن ہندوستان میں قائم ہونا چاہیئے تھا وہ نہیں ہے سابق وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو کی کوششوں کے باوجود ہندوستان میں وفاق قائم نہیں ہو سکا کیونکہ دیسی ریاستیں نا مکمل کرتی رہیں،

سب سے بڑی بات تو یہ تھی حکومت کی تین شاخیں ایگزیکٹو (عاملہ) لیجسلیٹو (مقننہ) اور جوڈیشل (عدل) دستور سابق میں جو تھیں، اور ایک دوسرے کی محتاج تھیں اور علیحدہ ان کی کوئی حیثیت تسلیم شدہ نہ تھی، مقننہ کے میدان میں ایگزیکٹو کا عمل دخل تھا، اور قانون سازی ایک تھی حیثیت رکھتی تھی ہندوستان میں قانون ساز ادارے دو ہیں، ایک تو صوبوں کی صوبائی قانون ساز اور دوسرے عاملہ یعنی ایگزیکٹو کا صدر، مطلب یہ ہے کہ صوبوں میں گورنر اور مرکز میں گورنر جنرل، علاوہ ازیں مقننہ (لیجسلیٹو) کو اور طریقوں سے بھی جکڑ بند کر رکھا ہے جہاں تک مرکزی اسمبلی اور کانسل آف اسٹیٹ کا تعلق ہے ان کا دستور اساسی بالکل پرانے ڈھب کا ہے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے اس میں منتخب نمائندے بھی ہوتے ہیں، نامزد کردہ نمائندے بھی اور سرکاری ارکان بھی، اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مرکزی مقننہ لوگوں کے، ہندوستان کے عوام کی صحیح عکاسی کرتی ہے، صوبجات میں تمام ارکان اسمبلی منتخب ہوتے ہیں مگر انتخاب فرقہ وارانہ طریق پر عمل میں آتا ہے، اس لئے وزارت کا باہمی طور پر اتحاد برقرار رہنا بالکل ناممکن ہے اس لئے اگر صوبجاتی اسمبلی میں اکثریت والی پارٹی وزارت سے علیحدہ ہو جائے تو پھر کوئی وزارت نہیں بن سکتی، اور صوبہ کی حکومت کی باگ ڈور عوام کے ہاتھ سے نکل کر گورنر کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے، چنانچہ اسی وجہ سے پانچ صوبوں میں وزارتیں ٹوٹ چکی ہیں، دستور معطل ہے اور قانون حکومت ہند ۱۹۳۵ء کا دور دورہ ہے،

صوبوں کے گورنروں اور مرکزی حکومت کے صدر یعنی گورنر جنرل کو قانون بنانے کے لئے بھی وسیع اختیارات ہیں جیسے مقننہ کو اور مقننہ کو جو اختیارات حاصل نہیں بھی ہیں وہ بھی ایسے حاصل ہیں، گورنر جنرل کوئی ہنگامی آرڈیننس جاری کر سکتا ہے امن اور بہتر حکومت کے نفاذ کے لئے برطانوی ہند میں اس کا بنایا ہوا قانون چلے گا، بس قاعدہ یہ ہے کہ وہ مطمئن ہو کہ اس قسم کی ہنگامی صورت حال پیدا ہو چکی ہے کہ آرڈیننس نافذ کرنا ضروری ہو، کوئی شخص یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ ایسا ہنگامی قانون کیوں نافذ کیا گیا، اور نہ وہ اس کے لئے مجبور ہے کہ اس ہنگامی حالت کی نوعیت عام طور پر ظاہر کرے، ہنگامی قانون آرڈیننس کو مقننہ بغیر گورنر جنرل کی مرضی کے ہاتھ نہیں لگا سکتی لیکن مقننہ کے بنائے ہوئے قانون کو مسترد کرنا، اسکی ترمیم کرنا یا بدلنا اسکے اختیار میں ہے اور اس سے بھی بڑھ کر بے دریغ اختیار جو اسے حاصل ہے وہ یہ ہے کہ وہ اس قسم کے قوانین بھی نافذ کر سکتا ہے جنہیں گورنر جنرل کے ایکٹ کہا جاتا ہے، گورنر جنرل جب یہ مناسب سمجھے وہ ایک قانون بنا کر مقننہ کے پاس بھیج سکتا ہے اور یہ سفارش کر سکتا ہے کہ اسے منظور کر لیا جائے، اگر مقننہ اسے پاس کر دیتی ہے تو خیر ورنہ وہ خود اس پر مہر تصدیق ثبت کر دیتا ہے اور یہ تجویز قانون کی حیثیت اختیار کر کے چالو ہو جاتی ہے محض گورنر جنرل کی ذاتی مرضی ہونی چاہیئے بہر بات کو قانون کی شکل دی جا سکتی ہے گورنر جنرل کی ذاتی مرضی کا تعلق بہت وسیع دائرہ سے ہے اس میں ملک کا امن، حفاظت وطن، اقتصادی حالت کی مضبوطی، اقلیت اور ملازمتوں کے مفاد وغیرہ وغیرہ شامل ہیں،

اس تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ گورنر جنرل کو نہ صرف قوانین کے نفاذ کا حق حاصل ہے بلکہ قوانین کے بنانے کا بھی حق حاصل ہے اور مقننہ سے زیادہ اس کو قانون کے نفاذ کے لئے ایسے قانون کی ضرورت ہے کہ وہ اس کے اختیارات وسیع ہیں اسی صرف ایک

کنٹرول ہوتے ہے وزیر مقننہ کے اختیارات قانون سازی کو کئی طرح جکڑ بند کر رکھا ہے ان جکڑ بندیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) گورنر یا گورنر جنرل کی پہلے سے منظوری کے بغیر کوئی مسودہ قانون پیش نہیں کیا جا سکتا،

(۲) بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں مقننہ کو قانون بنانے کا حق ہی حاصل نہیں ہے پہلے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ بغیر صدر عاملہ (گورنر یا گورنر جنرل، جیسا موقعہ ہو) کی اجازت یا منظوری کے بغیر کوئی قانون اسمبلی میں نہیں لایا جا سکتا، اس میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو گورنر یا گورنر جنرل کی "اختیاری تمبری" کے ذیل میں آتی ہیں اور جو مسودہ قانون کہ کسی پولیس فورس کے قانون کا ضابطہ فوجداری یا یورپین برٹش رعایا کے معاملات کے قوانین کو رد کرنے، مسترد کرنے تبدیل کرنے کے متعلق ہو، اسے بغیر حضور گورنر جنرل یا گورنر کی اجازت کے پیش نہیں کیا جا سکتا دوسری ذیل میں جو چیزیں شامل ہیں وہ کامل صوبائی کی ہیں، اس میں تاج برطانیہ کے تعلقات دیسی ریاستوں سے، فوج، بحری طاقت ہوائی طاقت شامل ہیں، یہ دائرہ مزید بڑھ کر بیرونی رعایا مقیم دولت متحدہ انگلستان اور دولت متحدہ انگلستان میں قائم شدہ کمپنیوں کے معاملات پر بھی وسیع ہے کمپنیوں کا معاملہ باہمی مساوی سلوک پر مبنی ہونا چاہیئے امر واقعہ یہ ہے کہ ولایت میں ہندوستانی کمپنیاں اور ہندوستان میں ولایتی کمپنیاں ایک سی حیثیت اور سلوک کی مستحق قرار دی جائیں گی اگر کسی غیر صنعت کو ہندوستان میں مالی امداد عطا کی جائے، لازمی ہے کہ ولایت کی کمپنی کو جس کا کاروبار صنعت ہندوستان میں ہو ضرور دی جائے، کسی ملک کے ساحل پر جو تجارت بحری ہوتی ہے وہ اس ملک کے باشندوں کا حق تسلیم کی جاتی ہے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے اگر ہندوستانی جہاز ولایت پر جا کر سوداگری کریں گے تو ولایتی جہازوں کو ہندوستانی ساحل پر وہی حقوق اور مراعات دی جائیں گی، ان چیزوں سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اس طرح ولایت اور ہندوستان میں ہر قسم کے تعلقات قائم ہوں گے، لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب دو فریقوں میں زمین آسمان کا فرق ہو برابر کے تعلقات قائم نہیں کئے جا سکتے

ضیائے اختر!

بقید قافیہ "دل" (از جناب اختر نگینوی)

ہر بات میں نمود کے قابل بنا دیا
جام جہاں نما مے سو دل بنا دیا

بیداد و جور کا متحمل بنا دیا
اختر بنانے والے نے کیا دل بنا دیا

پھر منزلت بڑھائی گئی تیر یار کی
پہلو میں رکھ کے آرزوئے دل بنا دیا

بیکار دل میں خار تمنا نہیں رہا
نشتر برائے آبلۂ دل بنا دیا

غنچے کو مل کے پھینک دیا کس خیال میں
کیا آپ نے اسے بھی مرا دل بنا دیا

تیری تجلیوں کی قسم اے جمال یار
تو نے چراغ طور مرا دل بنا دیا

ہر دل میں اس کا جلوہ نظارہ سوز ہے
ہر ذرہ کائنات کا اک دل بنا دیا

ارمان ہے کوئی نہ تمنا نہ آرزو
دل لے کے آپ نے مجھے بے دل بنا دیا

صہبائے معرفت ہے اسی میں بھری ہوئی
جام مے الست مرا دل بنا دیا

وہ آ رہے تھے غنچۂ گل ہاتھ میں لئے
کچھ ہم نے پڑھ کے پھونک دیا دل بنا دیا

اے شمع حسن تیرے خیالات عشق نے
بزم تصور است مرا دل بنا دیا

کھینچا ہے یوں گرہ گیا پیکان ٹوٹ کر
تفنگ نے یہ دل میں نیا دل بنا دیا

اختر یہ قافیہ ہے دل آویز و دل نشیں
جو شعر ہم نے اس میں کہا، دل بنا دیا

صنعت و تجارت

ہینگ

(از ڈاکٹر ایس پرشاد ایڈیٹر مستانہ جوگی، لاہور)

میں نے کسی بھی گرنتھ میں ہینگ کے پودے پر مفصل واقفیت نہیں دیکھی کتابوں میں متضاد بیان اٹھنی سنائی باتیں درج ہیں ہینگ ہندوستان کے ہر گھر میں استعمال ہوتی ہے ویدیہ حکیم اور ڈاکٹر تینوں اسکو اپنے نسخوں میں استعمال کرتے ہیں سو یہ کس قدر ظلم ہے کہ کسی نے اس پودے کے متعلق تحقیقات نہیں کی کہ یہ کہاں پیدا ہوتا ہے اس کی شکل کیسی ہوتی ہے اور یہ ہینگ کیسے حاصل کی جاتی ہے ہم کو صرف یہ معلوم ہے کہ ہینگ ہمارے ملک میں پہنچا لاکر فروخت کرتے ہیں اور یہاں کے بیوپاری ہندوستان اور یورپ کو مہیا کرتے ہیں خالص ہینگ کا ملنا دشوار ہے سنگ میں بھیڑوں کا دودھ، کمی اور جو کا آٹا، کئی قسم کا گوند، دودھ پتھری اور سنگریزوں وغیرہ کی ملاوٹ کی جاتی ہے خالص ہینگ بہت قیمتی چیز ہے، ایک من خالص ہینگ تین چار سو روپیہ میں یورپ خرید لیتا ہے کیونکہ سنگ مکہ جس کو ڈاکٹر ایس فیٹڈا کہتے ہیں یہ ان کے فادنا کو پیا" کی آفشل دوا ہے، یہی حال ویدیوں اور حکیموں کا ہے ایسی مفید چیز پر تاریکی کے پردے پڑے ہیں آج میں اس مفید پودے پر بھی روشنی ڈالتا ہوں تاکہ ملک کے لوگ ہینگ کے پودوں تک پہنچ کر ان سے ہینگ حاصل کر کے خوب روپیہ کما سکیں،

ہینگ کے پودے کاشت نہیں کئے جاتے بلکہ سرد خشک برفانی پہاڑوں پر جو کہ سیاہ رنگ کے ویران ہوتے ہیں وہاں جہاں کہ درخت وغیرہ نہیں ہوتے یہ خودرو پودے پیدا ہوتے ہیں ان پودوں کی جائے پیدائش قریباً چھ ہزار فٹ سطح سمندر سے اپنے اوپر دو دو چھٹل پہاڑ ہیں، اس پودے کا لاطینی میں بناتانی یعنی بوٹانیکل نام فیرولا اسپس فیٹڈا ہے، اور اس کا تجارتی نام ہینگ ہے، سری نگر سے ایک سو میل کے فاصلہ پر جو پڑاؤ بمقام استور تحصیل گلگت ویلی میں واقع ہے یہ تمام سفر میں نے گھوڑے پر سوار ہو کر طے کیا استور تحصیل کے گرد و نواح میں گنگی اور ڈوریاں، ڈسکن ان نام کی جگہوں کے علاوہ مقام رام گھاٹ سے لے کر جو موضع چلاس جو کہ ریلوے سندھ کے کنارے پر واقع ہے کہ جہاں میں مانسہرہ ضلع ہزارہ کی راہ بھی سفر کر چکا ہوں ان مقاموں پر نیز ریلوے سندھ کے گرد و نواح کے اسی بلندی کے پہاڑوں پر ہینگ کے پودوں کو میں نے بکثرت دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ جلی پوریڑا جو کہ "رام گھاٹ" چلاس روڈ پر واقع ہیں ان برفانی علاقہ کے پہاڑوں پر ہینگ کے پودوں کو بہ کثرت دیکھا ہے، ان کے علاوہ مغربی بلوچستان کی خشک پہاڑیوں پر بمقام خرآں، ریاست قلات کا بیل اور ایران، بلوچستان میں ضلع "چگائی" میں بمقام الموپ، زات، بلانوشس، ملک نرو، ملک سہ کوہ، دیو، پنجی، ستاغن، گرے، کی سلطان (اٹلی سے لے کر سندک تک) خراں ڈو، باغ اور پیراں در زبت کی طرف کے کچھ مقامات پر ہینگ کے پودے بکثرت دیکھے ہیں جن مقاموں کے نام میں نے دئے ہیں ان مندرجہ بالا جگہوں پر آپ کو ہینگ کے پودے بکثرت ملیں گے ہینگ کا پودا مستقل ہوتا ہے یعنی اس پودے کی عمر بیس پچیس سال تک کی ہوتی ہے اس کی جڑوں کی شاخوں کے جال کے نیچے اسکی موٹی اور مستقل جڑ ہوتی ہے جو کہ زمین کے اندر کافی گہرائی تک چلی جاتی ہے، اس کے پتے بمعہ شاخوں کے جال کے نیچے دو فٹ سے لے کر چار فٹ کے گھیرے میں زمین پر بچھے ہوتے ہیں، موسم خزاں میں پتے وغیرہ معدوم ہو جاتے ہیں، ماہ اپریل میں جڑ میں سے ہر سال پتے پھوٹ نکلتے ہیں اور ان پتوں کے درمیان میں سے ایک سیدھا ڈنٹھل نمودار ہوتا ہے جو کہ دو انچ گولائی میں ہوتا ہے جس کی بلندی دو تین فٹ ہوتی ہے اس ڈنٹھل کے چاروں طرف زرد رنگ کے ننھے ننھے پھول لگتے ہیں۔ پتوں پھول یا ڈنٹھل کو ہاتھ میں مسلنے سے ہینگ کی تیز بو آتی ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی پہچان ہے،

ہینگ کے بیس فی صدی دو پودے جو کہ بارش سے پوری نشوونما پاتے ہیں اُن کو ہی پھول لگتے ہیں جن پودوں کو مویشی چر جاتے ہیں یا وقت پر بارش نہیں ہوتی ایسے پودے مرجھا جاتے ہیں اس لئے پچیس کی صدی پودوں میں سے ہینگ برآمد ہوتی ہے کئی سال کے تجربہ کے بعد یہی نتیجہ برآمد ہوا ہے اور جڑوں میں اس وقت کے پتوں اور پتے پکتے ہیں اور اپریل مئی میں ہینگ کے پودوں سے ہینگ نکالی جاتی ہے ان پودوں سے ہینگ نکالنے کا موسم مارچ سے لے کر اپریل تک ہے نہایت کہری محبت جیسا اپنا خاصہ رکھتی ہے نہایت تلخ صورت خشید کرتی ہے

حسن نیک دوزخی تصویر ہے جس میں جمال و جلال کی ہنگامہ آرائیاں چشم حقیقت کے لئے بیحد سامان عبرت رکھتی ہیں حسن کا کام دوں کو قتل کرنا ہے نیک ہونے سے خوبصورت ہونا بہتر ہے بدصورت ہونے سے نیک ہونا بہتر ہے،

مرد اتنا نیک بن سکتا ہے کہ جتنی اسکی اجازت ہے عورت اتنی نیک ہو سکتی ہے جتنی اسکی تعلیم ہو، جو شخص تمہاری ہر بات کا اعتبار کر لیتا ہو تم اسکی ہر بات کا اعتبار نہ کرو کیونکہ وہ مدل ہے

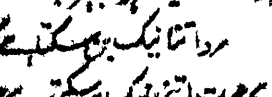
اسٹینڈ
گراموفون کی سوئی
مشہور سیکرنی گارنٹی کے ساتھ
زیادہ اونچی آواز کے لئے
بنانے والے ہیں اسٹینڈ اینڈ کمپنی لمیٹڈ
شیفیلڈ

میرے پینے کی چیز ہے
یہ خوشی کا ذریعہ ہے
ناشتہ کا ایک پیالی چا کے ساتھ یہ بڑی خوشی کی چیز ہے۔ آنکھیں
میری ماں مجھے یہی دیتی ہے معلوم نہیں کیوں؟ چونکہ ڈاکٹر نے کہا
ہے اسی قدر زیادہ دودھ کے ساتھ تیزابیت اور کسیلاپن کم ہو جاتا
ہے یہ بات میں نے کبھی کبھی تو نہیں ہے مگر مجھے اس سے فائدہ
ہو رہا ہے۔ یہ میرے روزانہ پینے کی چیز ہے یہ ہر لڑکے اور
لڑکی کے لئے خوشی کا ذریعہ ہے لیکن مجھے یہ کہنے دیجئے کہ میں سے
زیادہ
"ویلی ویو"
Valley-View
کا شائق ہوں
پی ۱۲ مشن روڈ کلکتہ
نکلسن روڈ دہلی
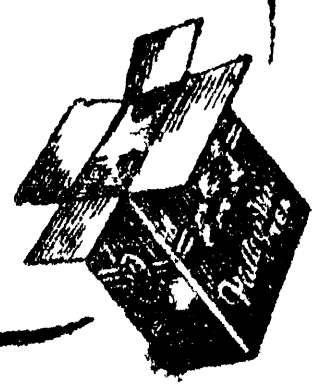
2-5.V/5

بائنن امارا کے استعمال سے
پہلے اور بعد
کیا آپ کمزور اور بے ہوش طاقت کی کمی، بخار کے بعد کے اثرات، دیگر بیماریوں میں مبتلا ہو اگر یہی حال ہے تو آپ کو بائنن امارا کی ضرورت ہے اس سے آپ کی صحت اور طاقت بحال ہو جائے گی ایسی حالت میں اس سے بہتر اور کوئی ٹانک نہیں ہے
تیار کردہ:- ایبن اینڈ جنسز لمیٹڈ
(قائم شدہ انگلستان)
کوائیو بلڈنگس کلکتہ
BYNIN AMARA

کمزوری کیلئے بائنن امارا بہترین ہے

فسانہ

اتفاقِ حسن

از جناب سردار عالم حسامی

ہندوستان کے ریلوے اسٹیشنوں کا میدان عجائبات ہونا ممکن ہے، لیکن چیزوں کا ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ سکون، اضطراب، سنجیدگی، وسوسہ، تشویش، حواس اور حواسیوں کے اختلاط کا لطف آپ اس وقت اٹھا سکتے ہیں جب آپ کو کسی ضروری کام سے مختصر مدت کے لئے اسٹیشن جانا ہو۔ اگر آپ کو سفر کرنا ہو یا کوئی بھی دوسرا کام ہو تو یقین فرمائیے کہ آپ پر بھی بدحواسی کی کوئی نہ کوئی قسم ضرور طاری ہو جائے گی۔ ممکن ہے کہ آپ اسے محسوس نہ کریں، فرض کیجئے کہ آپ کو سفر کرنا ہے اور بمقتضائے احتیاط آپ قبل از وقت پہنچ گئے اور گاڑی ہوئی "لیٹ" تو آپ لامحالہ پورے اسٹیشن کا سروے فرمانے پر مجبور ہوں گے۔ کبھی پلیٹ فارم کی پیمائش، کبھی بکنگ آفس کی تاک جھانک، کبھی مال گودام کا معائنہ، کبھی مسافروں کا جائزہ، کبھی اشتہارات اور ٹائم ٹیبل کا مطالعہ، کبھی ریلوے کی بدانتظامیوں کا ذکر، کبھی ناظر شہر کی خدمت کسی پیچ پر رونق افروزی اور کبھی پان، سگریٹ، بیڑی وغیرہ سے شغل اور گاڑی کے جلد آنے کی دل ہی دل میں دعائیں، اور اگر بہ ادعائے "جستجینی" بعد از وقت دولت خانہ سے روانہ ہوئے ہیں تو راستہ بھر گاڑی لیٹ ہونے کی دعائیں مانگتے ہوئے اسٹیشن پہنچ جائیں گے، اور پوری "بوکھلاہٹ" کے ساتھ بکنگ آفس کے مجمع خلاف قانون میں ایک جزیرہ بحری حیثیت سے شریک ہو کر کوشش یہ فرمائیں گے کہ سب سے پہلے ٹکٹ حاصل کرنے میں آپ ہی کامیاب ہوں۔

چنانچہ ایک مرتبہ مجھے بھی الہ آباد و مستچور کے درمیان ایک وسطی اسٹیشن سے سفر کرنا تھا، پانچ میل یکہ کا سفر اور وقت تنگ، راستہ بھر یکہ والے کی قوت یکہ بانی کو ہیجان میں لانے اور تیز ہانکنے کے جذبات کو برانگیختہ کرنے میں پورا زور بیان صرف کرتا ہوا اسٹیشن پہنچا، گاڑی آنے ہی والی تھی مجھ پر بھی "بوکھلاہٹ" طاری ہوئی، یکہ سے کود کر بکنگ آفس کی جانب جارحانہ انداز سے جھپٹا، کسی کے ٹھوکر لگی اور کسی کے دھکا، کوئی صرف تیکھی چتونوں سے دیکھ کر رہ گیا، کسی نے کہا "دکھائی نہیں پڑتا" کوئی بولا:-

"لاٹ صاحب معلوم ہوتے ہیں"

میں نے دیکھا، واقعی مناسب کچھ لیکن ایسے نازک وقت میں نیا لحاظ قائم کرنا خلاف دانشمندی تھا، میں بکنگ آفس میں داخل ہو گیا، بابو صاحب انہ ایک ٹکٹ کلاس

بابو صاحب نے گردن گھما کر دیکھا تو ضرور لیکن [illegible] کا ویت بجے" بابو صاحب نے ساتھ بدستور پھر ڈکلاس کا ٹکٹ مانگتے ہوئے ایک منٹ انتظار کے بعد میں نے پھر کہا ٹکٹ دے دیجئے۔

اس مرتبہ انھوں نے گردن کو جنبش دینا بھی مناسب نہیں سمجھا، میرے خیال کیا شاید یہ "سنتے نہیں ہیں بات مکرر کہے بغیر" لہذا "دونا ہوا التفات" کے طور پر ڈبل آواز میں ٹکٹ کا تقاضا کیا۔

بابو صاحب نے جھلا کر فرمایا:-

"میں بہرا نہیں ہوں آپ کسی جگہ کا نام تو لیتے نہیں اور ٹکٹ مانگ رہے ہیں!"

یہ واقعہ تھا کہ بوکھلاہٹ میں میں نے کسی جگہ کا نام نہیں لیا تھا، میں نے پھر گفتگو کو شارٹ کرتے ہوئے کہا "جناب فتحپور" کتنا خوبصورت اور برمحل شارٹ مجھے ٹکٹ مل گیا اور میں پلیٹ فارم آیا، اکسپریس آ رہا تھا، اور یہاں کا ہنگامہ پوری شباب پر، کوئی گٹھڑی سنبھالے، کوئی بچوں کو دبائے، کوئی زیور پوشوں کو لئے، کوئی پھر پھر کر تلی کو دیکھنے میں بے اختیارانہ مصروف حرکت تھا، میرے قدم بھی اسی عالم بے اختیاری میں آہستہ آہستہ ایک طرف کو بغیر ارادہ

یکایک سامنے:-

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتیں مُرادوں کے دن

کا مجسمہ، تہذیب کے سانچے میں ڈھلا ہوا نظر آیا، کھلتا رنگ، کشادہ پیشانی، بڑی بڑی آنکھیں، "گرہ دار سب رائس آفتاب" کی تصویر اور "دست مرہون حنا رخسار غازہ" کی تفسیر، علامہ سیماب ظفر کے لفظوں میں:-

پنہاں ہر اک نگاہ میں اک موجۂ بہار
ہر سانس میں نوائے غزل لئے ہوئے
ڈالے ہوئے ہر اک خم گیسو میں اک گرہ
ہر ہر گرہ میں عقدۂ مشکل لئے ہوئے
مینا فروز آنکھوں میں لب ہائے سادہ میں
تارے بھرے ہوئے ہر کاکل لئے ہوئے
اک قشقۂ جمیل جبین کشادہ میں
کعبے کا اور دیر کا حاصل لئے ہوئے
اک بانکپن فسردۂ جگر کے محاذ میں
اک تیر بالمقابلہ دل لئے ہوئے

شاید کسی ایسے ہی اجتماع حسن و شباب کے منتشر سماں نظارے کے لئے حضرت داغ نے کہلوا دیا تھا:-

چہرا دامنانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

فالسئی رنگ کی چکیلی کنارے دار ساری زیب تن، اونچی ایڑی کا لیڈی شوز زینت پا، ایک ہاتھ میں چھوٹا اٹیچی کیس، دوسرے میں انٹر کلاس کا ٹکٹ لگائے بے محابا اور ادائے بے پروا کے ساتھ آتے ہوئے اکسپریس کو دیکھ رہی تھی، میں بھی دامان نگہ کی تنگی اور گل حسن کی فراوانی میں "گرہ دار" تک پہنچا تھا کہ اکسپریس پلیٹ فارم پر آ گیا، بصد تمنائے ہمسفری دور سے گاڑی پر ایک نظر ڈالی، اتفاق یہ کہ انٹر کلاس بالکل ہمارے سامنے آ کر لگا، اور حسن اتفاق یہ کہ بالکل خالی، میں پھر ایک کشمکش میں پھنس گیا، اگر میں ہر خالی درجہ میں بیٹھتا ہوں تو شاید وہ اس پر اعتراض نہ کرے، اگر اس کے بیٹھنے کا انتظار کرتا ہوں تو پھر میرا اس درجہ میں سوار ہونا اخلاقی طریقہ پر کیا تنگ مناسب ہوگا، میں نے جذب دل پر بھروسہ کر کے خالی درجہ میں بیٹھ گیا، میرے بعد ہی وہ گاڑی میں آئی اور بغیر کسی جھجک اور تردد کے میری ہی سیٹ پر پلیٹ فارم کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی، گاڑی سیٹی دے کر رینگی ——— میں اسکی سحر آفریں سیمابی اور خود فراموشی پر دل ہی دل میں تبصرہ کر رہا تھا کہ یکایک ذہن میں ایک تشویش آ گئی، بھول جانے کے خیال سے میں نے چاہا کہ لکھ لوں، فاؤنٹین پن نکالا، جیبوں میں کاغذ تلاش کرنے لگا، ایک مترنم آواز آئی "شاید آپ کو کاغذ چاہئے، حاضر ہے"

میں نے چونک کر دیکھا، پنجاب کے ادبی لفظوں میں ایک ساقی سرمست، [illegible] میں خوبصورت سے لیٹر پیڈ لئے ہوئے میری طرف بڑھی، سامنے سیٹ پر اٹیچی کیس کھلا رکھا تھا، میں خلاف توقع "حاضر" کے لئے میں پہلے سے تیار تھا، جلدی میں شکریہ کے بجائے [illegible] کاغذ لے لیا، زبان نے [illegible] کرنے سے انکار کر دیا، اعتراف شکست کے طور پر سیٹ کے [illegible] کر میں نے لکھنا شروع کیا:-

از خلائی عاشق [illegible] کام کرنے

باقی آئندہ

پچھلے صفحہ سے

حسن ... بزم عالم کردہ
... بروئے ما ... تا کمیند محکم کردہ
... میان ... دریا ... بندم کردہ
"باز میگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش"

"اچھا آپ شاعر ہیں"

دوسرا سلسلہ ہوا۔ اور ذرا سخت کیونکہ مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ ایک ہندو دوشیزہ فارسی تو کیا اردو سے بھی واقف ہو سکتی ہے میں نے ذرا سنبھل کر اور قدرے جھجکتے ہوئے انداز میں کہا

"مسرت کی بات ہے کہ آپ کو فارسی سے بھی ذوق ہے"

"نہیں میں فارسی تو نہیں جانتی ہاں اردو سے ضرور دلچسپی ہے" میرے خاندان کا تقریباً ہر شخص فارسی داں ہے اس لئے فارسی سے بھی تھوڑا بہت لگاؤ ہے"

"میں ——— ایک ہندو خاتون کا فارسی سے اس قدر واقف ہونا میں تو فارسی کی خوش نصیبی سمجھتا ہوں"

وہ مسکرائی، ایسی مسکراہٹ جس میں طنز جھلک رہا تھا۔

"اردو جاننے والوں کے لئے فارسی سے تھوڑی بہت واقفیت تو ناگزیر ہے مسلمان فرمانرواؤں نے اردو کی ایجاد ہی اسی لئے کی تھی کہ ہندوستان میں فارسی زبان و تہذیب رائج و مستحکم ہو جائے"

میں: "آپ نے ایجاد اردو کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ممکن ہے کہ اردو کے مخالف طبقے سے خراج تحسین بھی وصول ہو جائے لیکن افسوس ہے کہ یہ کوئی مفید اور قابل اعتنا اضافہ نہیں، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اردو نہ کسی مسلمان حکمراں کی زبان ہے نہ ایجاد، بلکہ ہند و مسلم یکجائی اور معاشرتی ضرورتوں کی فطری پیداوار ہے، مسلم فرمانرواؤں کی علم دوستی نے اس کی سرپرستی کی، ہندو مسلم علمائے عصر نے اسکو مستور، عوام نے پذیرائی کی، اسکی ساخت اتنی سلیس سبک اور لچکدار تھی کہ زبان نے نہایت آسانی کے ساتھ اس کو قبول کر لیا، رمضان، خفقان، لکشمنڑ، مرانو نٹر کہنے میں زبان کو کئی کئی بل کھانے پڑتے تھے اب بے تکلف رمضان، خفقان، لچھمن، رآون کہنے لگی، اس نے بات کاٹ کر کہا:

میں نہیں جانتی تھی کہ کسی اردو پروپیگنڈسٹ سے باتیں کر رہی ہوں، مجھے اردو کی لطافت لچک، جذب و انجذب سب تسلیم لیکن کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک مفتخر کہ زبان کے لئے صرف مسلمان ہی کیوں اردو کا جھنڈا لے کر میدان میں اترتے اور حفاظت اردو کا نعرہ لگا لگا کر ہندو سے دست و گریباں ہو گئے"

میں: "صرف مسلمان" تو مجھے تسلیم نہیں، ہاں اردو کی تخریب و تعمیر سے مسلمان زیادہ متاثر ضرور ہیں، اسمیں کوئی تعجب کی بات نہیں، مسلمان شاید فطرتاً زود اعتماد اور جذباتی واقع ہوئے ہیں جب اردو کی تدوین، ترویج ہوئی تو مسلمانوں نے فوراً بغیر سوچے اپنائے وطن کے تعاون پر اعتماد کر کے اپنا تمام لٹریری سرمایہ اردو میں منتقل کرنا شروع کر دیا، یہانتک کہ معاشرتی زبان عربی اور دفتری زبان فارسی سے بیگانہ ہو گئے، اب مسلمانوں کے لئے اردو کا قائم رہنا ایک مسئلہ بن گیا، یہ جانتے اگر تو ... کر ہند

"بہتر تو یہ تھا کہ مسلمان اردو کے اس بے بضاعت تحفہ کو مفتخر کر کے ہاتھوں ہندوؤں کو عطا کر دیتے کے بجائے اپنے ہی پاس رہنے دیتے ہندو ہندی کی ترویج کرتے، اور مسلمان اردو کی اور اس طرح یہ ہندی اردو کا جھگڑا ہمیشہ کو ختم ہو جاتا"

میں: "آپ کو مغالطہ ہوا ہے یاد دیا گیا ہے، ہندی اور اردو متقابل زبانیں نہیں ہیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان کے برصغیر میں دیسی دیسی کی زبانیں علیحدہ ہیں، بنگالی، پنجابی، پشتو، فارسی، ہندی، تلنگو، مراٹھی، ملیالم، مراٹھی وغیرہ، لیکن اردو تمام ہندوستان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح براعظم یورپ میں متعدد زبانیں ہیں لیکن بین الاقوامی ضروریات انگریزی سے پوری ہوتی ہیں،

ہندوستان میں بھی بین الاقوامی اور معاشرتی ضرورتیں اسی اردو سے پوری ہوتی ہیں، گویا یہ پورے ہندوستان کی ترجمانی کرتی ہے یہ دوسری بات ہے کہ یو۔پی اور یو۔پی سے ملحقہ مقامات پر علم ہے دوسرے مقامات پر علم نہیں، فرض کیجئے کہ ایک بنگالی پنجاب میں اپنا مافی الضمیر بنانا چاہے تو وہ بنگالی میں کامیاب نہیں ہوگا، اس طرح اس کے برعکس لیکن اردو میں دونوں جگہ اظہار خیال ہو سکتا ہے ہندی کو آپ فارسی کے مقابلہ میں اور سنسکرت کو عربی کے مقابلہ میں پیش کر سکتی ہیں اس کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان فارسی عربی کی ترویج کریں، اور ہندو ہندی اور سنسکرت کی، لیکن اردو فرقہ وارانہ صلاحیت ہی نہیں رکھتی اس کی ... ہندوستان کے ... ہندوستان کے ... ہندوستان کے ... اس لئے ... باہر کی فضا پر ایک نظر ڈال کر ... آپ کے ساتھ گفتگو میں ... بحث کو ختم ہی کر دینا چاہیے، ہاں آپ کی ... خیالات اور عورتوں کی تعلیم ترقی اور آزادی کے ... اتنی دیر کی گفتگو اور اسکی بیباکی سے ... چکی تھی اور ہم ایک عرصہ پر ... سے اندازہ کیا کہ وہ غیر متوقع پیدا ہو جائے ... اکتا گئی ہے اور بجائے اس خشک بحث کے کوئی تر و تازہ اور شگفتہ موضوع جو اسکی عمر اور تعلیم و تربیت کے مطابق ہو شروع کرنا چاہتی ہے (باقی ص (۲۱) پر)

موسم گرما کا
نایاب تحفہ

تمام دنیا میں سوائی مادھوپور کا مشہور و مقبول عطر خس، عرق عطر خس و دیگر صندلی عطریات ۱/۲/۱ روپیہ سے ۱/۰ روپیہ فی تولہ تک۔ روح خس ۱ روپیہ ۵/ روپیہ ۱/۰ روپیہ فی تولہ فہرست مفت طلب کریں۔

المشتہر۔ نظام الدین، محمد اسمٰعیل
تاجر عطر، سوائی مادھوپور

شربت اکسیر خاص

یہ عجیب و غریب شربت ہمارے دیرینہ تجربہ کا نتیجہ ہے کثیر مقدار میں خون صالح پیدا کرتا ہے خون کے ہر قسم کے نقص رفع کرتا ہے خون کے سرخ دانوں میں حیرت انگیز اضافہ کرتا ہے غذا کے ہضم میں اعانت کرتا ہے جسم کو قوی اور فربہ کرتا ہے اعضائے رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے بھوک لگاتا ہے ہر عمر کا آدمی ہر موسم میں بلا تکلف استعمال کر سکتا ہے قیمت فی شیشی جو دس روز کیلئے کافی ہے ۱/۰ روپیہ ۱ آنہ دیگر اکسیر استعمال کا پتہ شیشی پر بیان ہے۔

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

سردست سپلائی محدود ہے.....

THE RALEIGH

RALEIGH
THE ALL-STEEL BICYCLE

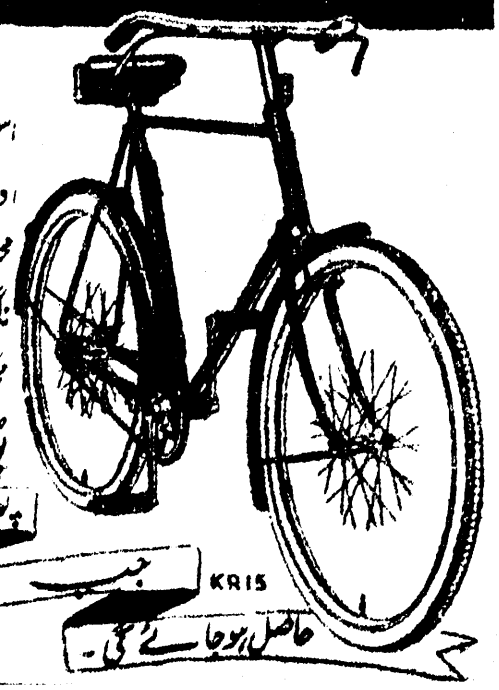

جنگ کی ضروریات سب سے پہلے ہیں۔ اس لئے فتح حاصل ہونے تک ریلے سائیکلوں اور فالتو حصوں کی بہم رسانی مجبوراً محدود ہو گئی ہے حالانکہ یہ ناامیدی خواہ ناگزیر ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارا فروختگی کا تمام محکمہ اس عارضی کمی کا مقابلہ کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔

پوری بہم رسانی جب فتح حاصل ہو جائے گی۔

موہنجوداڑو

فضل حق قریشی

[illegible] تہذیب کی بابت [illegible] خاک میں پنہاں ہوگئی ہیں اور جن میں سے بعض کسی کسی [illegible] کی شکل میں نشانیاں [illegible] رہتی ہیں لیکن [illegible] یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ صرف یہی نہیں بلکہ ان صورتوں کے وارث حیات، ان کا تمدن، ان کی تہذیب کے مرقعے، ان کے عشرت کدے، ان کی عبادت گاہیں، ان کے خزانے اور ان کا [illegible] بھی خاک میں پنہاں ہو جائے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال گذرنے کے بعد محض حسن اتفاق سے محقق کا دماغ اور مزدور کی کدال زمین کا سینہ چیر کر اس [illegible] دیکھنے والے کی آنکھ کے سامنے بالکل غیر متوقع [illegible] طرح نمایاں کر دیتی ہے جیسے یونانی مصنفات کے [illegible] کردار کیٹس نے اژدہے کے دانت بو کر چشم [illegible] میں پوری ایک فوج پیدا کر دی تھی،

[illegible] کون جانتا تھا اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ وادیٔ سندھ میں ضلع لاڑکانہ کے قریب ڈوکری کے مقام پر دبے ڈھکے ٹیلے جن پر سادی النظر میں خس و خاشاک کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا اپنے دل کی گہرائیوں میں ایک ایسی قوم کے نقوش تہذیب چھپائے ہوئے ہیں جس کے وجود کو انکشاف ہند قدیم کی اس تاریخ کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دے گا جس کے اوراق پارینہ پر عصر جدید کے ارباب حل و عقد کی جملہ ثقافتی معلومات کا دارومدار ہے خدا بھلا کرے ان ماہرین آثار قدیمہ کا جن کی سعی و کاوش نے موہنجوداڑو کے قدیم دفن کا پتا دے کر پانچ ہزار سال پہلے کے وہ عجائبات پیش کر دئے جن کو دیکھ کر مورخین اپنے صدہا نظریے تبدیل کرنے کے لئے مجبور ہو گئے کیونکہ اب تک ہمیں یہی بتایا جاتا تھا کہ ولادت مسیح سے پندرہ سو برس پہلے جب شمالی سمت میں بسنے والی آریائی قوم ہندوستان میں وارد ہوئی تو یہاں وحشی قبائل کے خانہ بدوش افراد کے سوا کسی مہذب انسان کا وجود نہیں تھا موہنجوداڑو کے کھنڈر اور ان کے منہدم بام و در میں دبے ہوئے ظروف [illegible] مورتیں اور دوسری چیزیں یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ اس عہد کے لوگ تہذیب و تمدن کے اعتبار سے مصر و شام، بابل و نینوا اور یونان و روما میں بسنے والوں کے ہم پلہ تھے اور ان سے تجارتی میل جول رکھتے تھے،

موہنجوداڑو درحقیقت ایک لفظ نہیں ہے بلکہ سندھی زبان کے تین لفظوں کی بگڑی ہوئی صورت ہے یعنی "موہیاں دا داڑو" جس کے معنی ہیں "مرنے والوں کا گھر" اس مقام کی کھدائی سے پہلے کی حالت پر غور کیا جائے تو کہنا پڑے گا کہ اونچے نیچے ٹیلے اندھیرے میں دبے ہوئے مکانات کی کہیں کہیں نظر آنے والی دیواروں کے سرے ایک عجیب خوف ناک منظر پیش کرتے تھے اور سندھی لوگوں میں محض توہم پرستی کی بنا پر مشہور تھا کہ کسی زمانہ میں اس جگہ شیطان صفت لوگ آباد تھے جو اپنی مذموم حرکتوں کے باعث ایک دم ہلاک ہو گئے،

اب ان کی خبیث روحیں اس جگہ منڈلاتی رہتی ہیں چنانچہ دن کے وقت بھی لوگ اس طرف سے گذرتے ہوئے خوف کھاتے تھے اور بچوں کو اس کے نام سے ڈرایا جاتا تھا، کہ وہ موہیاں ڈاڑو یعنی مرنے والوں کا گھر ہے،

واضح رہے کہ دلی کی بیگماتی زبان میں لفظ "موا" یا مشہور محاورے "موا موا برابر" میں لفظ موا یا اسی سندھی لفظ "موہیاں" سے مشتق ہے،

عہد عتیق کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے اس نتیجہ پر پہونچا جاتا ہے کہ تہذیب و تمدن میں ان قوموں نے زیادہ عروج حاصل کیا جو دریا کے کنارے یا دوآبوں کی سرزمین پر آباد تھیں کیونکہ ایسی حالت میں وہ انسان کی ایک سب سے بڑی ضرورت یعنی پانی اور زرخیزی زمین کے باعث دیگر وسائل معاش کی طرف سے بڑی حد تک بے فکر ہو کر اپنی توجہ ان لطیف کاموں کی طرف مبذول کر سکیں جن کا احساس صرف پیٹ بھرے ہونے کی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے،

چنانچہ مصر میں نیل، عراق میں دجلہ و فرات، مغربی ایران میں قارن اور سیستان میں ہلمند ایسے دریا ہیں جو اس ضمن میں کبھی نظر انداز نہیں کئے جا سکتے،

اسی طرح موہنجوداڑو کے باشندوں کے لئے دریائے سندھ ہی ایک نعمت عظیم نہیں تھا بلکہ وہ ایک اور بڑے دریا سے فیض آب پاتے تھے جس کا نام مہران تھا، اور جس کا جو خشک ہونے سے قبل چودھویں صدی عیسوی تک قائم رہا،

ان تمام دریاؤں کے کنارے نشو و نما پانے والی عظیم الشان تہذیبیں بعض لحاظ سے مشابہ ہونے کے باوصف چند انفرادی خصوصیات بھی رکھتی ہیں اور اسی لئے ان میں امتیاز قائم کرنا آسان ہو جاتا ہے،

مثلاً ان قدیم ملکوں کی زبانیں اس مرکزی طرز کے باوجود کہ سب نے انسانی خیالات کو تصویری علامات کے ذریعہ پیش کیا ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں چنانچہ جب ایلام اور میسوپوٹیمیا کی کھدائی کے بعد پانچ عدد ایسی گلی تختیاں برآمد ہوئیں جن پر غیر مانوس الفاظ و حروف کے ساتھ بیلوں کی تصاویر کندہ تھیں تو فوراً سمجھ لیا گیا کہ یہ کسی دوسری سرزمین سے آئی ہیں اور وادیٔ سندھ کی کھدائی کے بعد یہ راز بھی منکشف ہو گیا کہ ان کو صرف موہنجوداڑو سے منسوب کیا جا سکتا ہے

اسی طرح کاتنے اور بننے کے فن سے سندھ اور نیل کی وادی کے رہنے والے بیک وقت واقف تھے مگر یہاں روئی اور وہاں سن کا استعمال ایک ایسی امتیازی خصوصیت رکھتا تھا کہ اگر کوئی حنوط شدہ لاش مصر کے علاوہ کسی اور مقام سے برآمد ہو جاتی تو اس پر لپٹی ہوئی سن کی پٹیاں فوراً بول اٹھتیں کہ مرنے والا مصری النسل تھا۔ لیکن اگر سن کی بجائے سوتی پٹیاں ہوتیں تو پھر مسئلہ غور طلب ہو جاتا،

موہنجوداڑو کی کھدائی کے بعد بے شمار عمارتوں کا پورا ایک شہر برآمد ہوا ہے، انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے کے لوگ فن تعمیر میں کس قدر ماہر تھے،

چھوٹے گھر دو دو کمروں پر مشتمل ہیں اور بڑے مکان رہائشی آسائشوں کے اعتبار سے اچھے خاصے محل معلوم ہوتے ہیں ان میں سے اکثر ۹۰ فٹ لمبے اور ۸۵ فٹ چوڑے ہیں، ۳۲ گز مربع صحن کو چھوڑ کر باقی حصہ میں وسیع کمرے، دالان، غلام گردشیں، گودام، غسل خانے، اور ملازموں کے رہنے کی کوٹھریاں وغیرہ تعمیر ہیں،

بیت الخلا عموماً دوسری منزل میں ہوتا تھا نکاسی آب کے لئے ایسی زمین دوز پختہ اور پٹی ہوئی پرنالیاں موجود ہیں کہ پانچ ہزار سال گذرنے کے باوجود اگر آج ان مکانات میں بود و باش اختیار کی جائے تو وہ بخوبی کام دے سکیں گی، ان نالیوں کے اختتام پر مکان کے باہر چھوٹے موجود ہیں جن میں غلیظ پانی جمع ہو کر خشک ہوتا ہوگا یا بھنگی وغیرہ صاف کرتے ہوں گے بعض ایسی عمارتیں بھی برآمد ہوئی ہیں جن کو ظاہری وضع قطع کے اعتبار سے عبادت گاہ کہا جا سکتا ہے،

بیشتر مکانات دو منزلہ تھے اور باہر آنے والے زینوں کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ دونوں منزلوں میں شاید مختلف خاندان رہتے ہوں گے شہر کی آبادی بھی نہایت گنجان ہوگی کیونکہ جگہ جگہ ایسے کشادہ قطعات نظر آتے ہیں جن پر کسی زمانے میں بہار چمن نے اپنا رنگ جما رکھا ہوگا،

حفظان صحت کے نقطۂ نظر سے بنائے ہوئے ان سرکاری باغات کے علاوہ ہر گھر میں ایک گوشہ گلشن ہوتا ہوگا اکثر مکانات کے آثار اس دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں بڑے گھروں میں ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے ایک ایک کنواں ہوتا تھا البتہ چھوٹے مکانات میں رہنے والوں کے لئے مشترکہ کنوئیں بازار کے چوراہوں یا دو مکانوں کے درمیان مختصر سے کھلے پر بنائے جاتے تھے، ان کنوؤں پر مسجع و خام آجکل کے پنگھٹوں کا سماں بندھ جاتا ہوگا کیونکہ پتھروں کے بار بار رکھے جانے سے محفوظ فرش پر متعدد گزرگاہوں کا وجود اور رسیوں کی متعدد رگڑ سے منڈیر پر ایک سے زیادہ نشانات کا پایا جانا ثابت کرتا ہے کہ پانی کی کھینچائی کئی جگہ سے ہوتی ہوگی،

اس تمام ویران بستی پر سرسری نظر ڈالی جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ شہر کا نقشہ بڑے عالی دماغ لوگوں نے بنایا ہوگا۔ تمام راستے شمالاً جنوباً بالکل سیدھے ہیں کسی ایک مقام پر بھی ان میں خم یا موڑ نظر نہیں آتا۔ ان راستوں کے دونوں طرف یکساں قسم کی سیدھی قطاریں بنی ہوئی عمارتوں کے کھنڈر ذہن انسانی کو امریکہ کے ان نئے طرز پر بسائے ہوئے مثالی شہروں کی طرف منتقل کر دیتے ہیں جن کو عروس البلاد اور خدا جانے کن کن ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، نیز کہنا پڑتا ہے کہ عصر جدید کی نئی دہلی پانچ ہزار سال پہلے کے موہنجوداڑو کا محض نقش ثانی ہے، اور اگر آج اس کو دنیا کا بہترین شہر مانا جاتا ہے تو اصولی اعتبار سے یقیناً وادیٔ سندھ کی اس قدیم ترین بستی کے متعلق بھی یہی رائے قائم کرنی پڑے گی،

شہر کے وسط میں اینٹوں کے بیس عدد ستونوں پر بنا ہوا ایک وسیع ہال ہے جس کا رقبہ تقریباً نو سو مربع گز ہے اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ دیوان ہال کے طور پر استعمال ہوتا ہوگا۔

لیکن سب سے زیادہ قابل ذکر اور دیکھنے کے لائق ایک عظیم الشان کام ہے کشادہ چوکور صحن کے بیچوں بیچ تیرنے اور نہانے کے لئے ایک حوض ہے جو اٹھائیس فٹ لمبا تیس فٹ چوڑا اور آٹھ فٹ [illegible] چاروں طرف باقاعدہ مناسبت سے [illegible] اور غلام گردشیں وغیرہ موجود [illegible] کے لئے آٹھ [illegible] چند کنوئیں ہیں جن سے پانی [illegible] بھرا جاتا ہوگا۔ [illegible] دیکھ کر قیاس لگایا گیا [illegible] بیلوں اور تختوں کا سامان [illegible]

اس تمام عمارت [illegible] ساخت سے اس زمانے کے [illegible] کی جا سکتی ہے، [illegible] نے اس خیال سے کہ پانی کی مستقل [illegible] کی دیواروں کو گلا نہ دے بڑی کاریگری [illegible] سے پہلے پختہ اور نہایت ہموار اینٹوں کی چادر جوڑی [illegible] ہے جس کی چنائی میں کھریا مٹی [illegible] تیار کیا ہوا [illegible] مصالحہ استعمال کیا ہے جو [illegible] زمانے کے باوجود بوسیدگی سے کوسوں دور ہے اس دیوار کی پشت پناہی کے طور پر ایک [illegible] رال کا لگایا ہے، پھر جلی ہوئی اینٹوں کی [illegible] دیوار ہے اس کے بعد بے ڈھنگی اور [illegible] اینٹوں کی ایک تہہ

(باقی صفحہ (۱۰) پر

پچھلے صفحہ سے

کھلنے کے بعد پانچویں دیوار دیسی ہی جلی ہوئی پختہ اینٹوں کی ہے
یہی وجہ ہے کہ پانچویں دیوار اپنی گھلنے کے بعد آج بھی یہ حوض
مستعمل ہونے کے لائق ہے۔

حوض کے قریب ہی ایک ایسا کمرہ ہے جس کو گرم
حمام کہا جا سکتا ہے دیواروں میں شوری شکل کے ایسے موکھے بنے
ہوئے ہیں جن میں سے یقیناً گرم ہوا اندر داخل ہو کر ساری فضا
کو گرم کر دیتی ہوگی، یہ قیاس خصوصاً اس لئے قائم کیا گیا کہ
اس جگہ سے بعض ایسے تیزابی اور آتش گیر مادوں کی راکھ نکلی ہے
جن کو جلا کر گرمائی پیدا کی جا سکتی ہے یونان و روما کے اولین
عہد کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے طریقے
وہاں بھی رائج تھے، اور حصول صحت کے لئے لوگ ان پر عمل کرتے تھے

ایسے قدیم شہروں کے وجود زراعت اور تجارت
پر منحصر ہوتے تھے، کھدائی کے بعد بعض ظروف میں سے گیہوں
اور جو کے ایسے نمونے برآمد ہوئے ہیں جو اس زمانہ میں بوئے
جاتے تھے ماہرین نے دقیق معائنہ کرنے کے بعد ثابت کیا ہے
کہ اس قسم کے گیہوں کی کاشت آج بھی پنجاب کے بعض
حصوں میں ہوتی ہے پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا
کہ گیہوں اور جو میں سے کون سے اناج کی کاشت انسان نے
سب سے پہلے شروع کی کیونکہ یہ دونوں اناج سرزمین
مصر کی ان قدیم ترین قبروں میں سے برآمد ہو چکے ہیں جو
ایک ہی عہد کی یادگار سمجھی جاتی ہیں ان قبروں سے نکلا ہوا جو
ان جو کے دانوں سے بالکل مشابہ ہے جو موہنجو دارو سے برآمد
ہوا ہے اور چونکہ یہ امر پایۂ تحقیق کو پہنچ چکا ہے کہ جو اور
گیہوں کی ابتدا ایشیائی ملکوں سے ہوتی ہے اس لئے کہا
جا سکتا ہے کہ عہد عتیق میں ہندوستان کے صوبہ سندھ
اور مصر کے مابین تجارتی تعلقات قائم ہوں گے۔

موہنجو دارو کے باشندے ہر قسم کا گوشت بھی کھاتے
تھے کیونکہ گائے بھینس بھیڑ بکری اور سؤر کے علاوہ کچھوے
گھڑیال بھیل اور بعض پرندوں کی ہڈیاں ایسی حالت میں
پائی گئی ہیں جو آگ پر پک جانے کے بعد ہی ممکن ہو سکتی ہے
کھانے کے سلسلہ میں پتھر اور تانبے کی رکابیوں کے علاوہ سیپ
کے چمچے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جانوروں کے ڈھانچوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ
مرنے والے لوگ مذکورہ بالا مویشیوں وغیرہ کے علاوہ کھیتی
باڑی، سواری اور بار برداری کی خاطر گھوڑے اونٹ، ہاتھی
اور سانڈ بھی پالتے ہوں گے، چنانچہ ان جانوروں کے ڈھانچے
جا بجا مختلف مکانات کے ایسے حصوں سے برآمد ہوئے ہیں
جو بلاشبہ اصطبلوں کے طور پر استعمال ہوتے ہوں گے۔

کھلونوں کے طور پر استعمال ہونے والے مٹی کے
بعض جانور ملے ہیں جن میں ایک ایسا کتا بھی شامل ہے کہ
تاگہ باندھنے کے بعد اگر اس کی دم کھینچی جائے تو سر
حرکت کرنے لگتا ہے۔

یہ لوگ سونے چاندی، تانبے اور سیسے کے استعمال
سے واقف تھے، لیکن لوہے کا انہیں بالکل علم نہیں تھا،
سونے چاندی کے زیورات بناتے تھے، یہ دونوں قیمتی دھاتیں
جنوبی ہند کے ان مقامات سے لائی جاتی ہوں گی جو
کولار اور انت پور کے نام سے مشہور ہیں۔

تانبہ کی درآمد راجپوتانہ، بلوچستان اور ایران سے
ہوتی ہوگی۔ بلوچستان میں کھدائی ہونے کے بعد بعض
ایسی چیزیں دستیاب ہوئی ہیں جن سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگوں اور وادی سندھ کے
رہنے والوں میں خوب میل جول تھا اور تجارتی تعلقات
بھی قائم تھے۔

چونکہ اس حصۂ زمین پر تانبہ پتھر کی جگہ لے چکا
تھا اس لئے خانگی ظروف اور ہتھیار اسی دھات کے
بنتے تھے، البتہ غریب گھرانوں میں اسکے زیورات بھی
پہنے جاتے تھے، خالص ٹین کی بجائے اسکو چھ سے تیرہ
فیصدی کی نسبت سے تانبے میں ملا کر کانسی کے طور پر
استعمال کیا جاتا تھا، کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ تانبے
کے مقابلہ میں کانسی کے بنے ہوئے ہتھیاروں کی
دھار زیادہ تیز ہوتی ہے، تمدن کا کانسی کی نسبت اسی
نظالی ایران یا مغربی افغانستان سے وادیٔ سندھ
کی راہ چل میں آئی ہوگی، کانسی کی چیزیں دیکھ کر یہ
کا یہ دعویٰ باطل ہو گیا کہ ہندوستان میں لوہے سے پہلے
کانسی کا زمانہ دخل نہیں ہوا تھا۔

عمارتوں کی تعمیر میں دور نزدیک سے منگا کر ہر
قسم کا پتھر استعمال کیا جاتا تھا کرتھار کی پہاڑیوں کو
اس کھریا مٹی کے علاوہ جو چولے میں ملکر چنائی کے کام
آتی تھی، سنگ جراحت بھی لایا جاتا تھا جس سے
گھڑیوں کی جھلیاں، جالیدار کٹہرے بعض ظروف اور
دیوتاؤں کی مورتیاں تیار ہوتی تھیں، لعل بدخشاں اور نیلم
خراسان کے علاوہ پامیر، مغربی ترکستان تبت
اور دیگر مقامات سے ایسے ایسے قیمتی پتھر منگائے جاتے تھے
اس زمانے میں زینت و زیبائش کے ضمن میں سرمایۂ
افتخار سمجھے جاتے ہیں ان جواہرات کے علاوہ سینگ
ہاتھی دانت اور سیپ کی بھی قدر ہوتی تھی،
مختلف مکانات سے بے شمار ٹکڑوں کا برآمد ہونا
تصدیق کرتا ہے کہ [illegible] کے لئے
[illegible] کا پسندیدہ تھا، عراق کے کھنڈروں سے اتنی
دانت کے [illegible] ملے ہیں کہ ان [illegible]
قریب [illegible] کے [illegible]
کرتے تھے [illegible] کے لئے ان [illegible]
مستعمل تھیں، ایک [illegible] کے گرد [illegible]
کپڑے کی پٹیاں [illegible] کے گرد [illegible]
قیاس ہے کہ اس زمانے میں [illegible]
ہوا ایسی کپڑا [illegible] ملکوں تک [illegible]
بابل میں اسے "سندھو" اور یونان میں [illegible]
کہتے تھے، اور یہ لفظ [illegible]

دو بتوں کی ظاہری وضع قطع دیکھ کر [illegible]
لگایا گیا ہے کہ ملبوسات میں ایک [illegible]
شامل تھی، مردوں کی داڑھیاں اور [illegible]
تھے۔

(باقی صفحہ (۱۳) پر)

TIMES
have changed!

A.D.1704
سنہ ۱۷۰۴ء میں فیشن ڈیزائنر کو یہ خیال آیا کہ ہیرے جواہرات کو گھڑی کے مختلف حصوں کے سہارے کے طور پر استعمال کیا جائے۔

A.D. 1944
ویسٹ اینڈ کی پوری طرح جواہرات سے مزین گھڑیاں

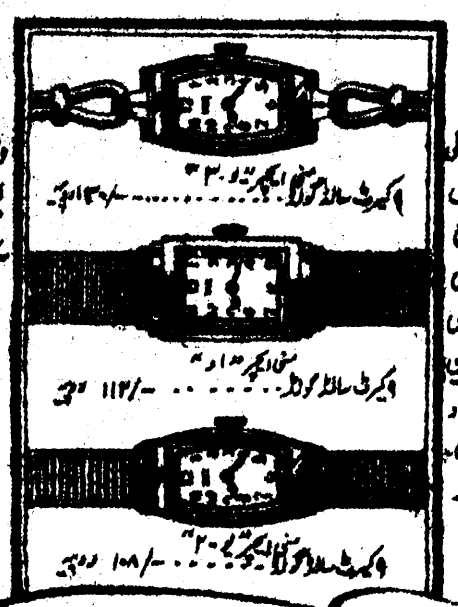

گھڑیاں میں جواہرات کی آویزش ترقی کی جانب ایک اہم قدم تھا اور بال کمانی اور محرک کی ایجاد کی طرح صحیح گھڑیوں کے لئے ایک بنیادی ترقی تھی۔ تمام "ویسٹ اینڈ" گھڑیاں اچھی طرح ان جواہرات سے مزین ہوتی ہیں اور صحیح اور قابل اعتماد وقت دینے کی ضمانت کرتی ہیں۔ مفت فہرست طلب فرمائیے۔

WEST END WATCH Co
Bombay
Calcutta

چوکور ادھیں بازار گلی نہیں ہے اس لئے ممکن ہے ہر قسم کی گھڑی بنوائی نہ کی جا سکے جس کا اشتہار دیا جاتا ہے لیکن اس کی پوری کوشش کی جائے گی کہ جہاں تک ہمارا اسٹاک اجازت دیتا ہے ہم آرڈروں کی تعمیل کریں گے۔
ویسٹ اینڈ واچ کمپنی، بمبئی اور کلکتہ

تار پتہ:- جیلان
ٹیلیفون نمبر:- ۵۵۶۶
میڈی سنز
مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب رئیس اعظم کا نادر الوجود عطیہ
یہ عجیب و غریب اکسیری دوا جریان کے لئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے ناتوانی، توانائی سے، بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ مضمحل اعضا خون گردش کرنے لگتا ہے۔ چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے۔ اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس لاعلاج نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔
قیمت ۳۲ قرص کی خصوصی تین روپے آٹھ آنے ۶۴ قرص کی خصوصی چھ روپے۔
منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی
نوٹ:- جناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب یا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے۔

برائے
معدنیات
پالریوں رپورٹس لین اور کروکری
ٹیلیفون نمبر
کلکتہ ۴۴۹۲
پتہ زیل پر بات کریں:-
ایم روبن اینڈ کو ۳۸ اے
کمرہ نمبر
۱۴/۲ اولڈ چائنا بازار سٹریٹ - کلکتہ

تاریخ وقائع دہلی

۱۶ مئی سنہ ۱۹۴۴ء

لارڈ ویول کیلئے لمحۂ فکریہ

مہاتما گاندھی کو رہا کرنے میں لارڈ ویول نے جس عجلت سے کام لیا ہے وہ حقیقتاً اس عظیم الشان جنگ میں اتحادی کاز کی کامیابی کے لئے ایک اہم قدم تصور کیا جائیگا۔ جب ہم ایسا کہتے ہیں تو بلا مبالغہ اسکے کچھ معنی ہیں کیونکہ ہز ایکسیلنسی لارڈ ویول نے ایک جنگی جرنیل اور فوجی ماہر کی حیثیت سے بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ اس موقعہ پر یہ قیاس آرائی کرنا کہ مہاتما جی کی رہائی کے سلسلہ میں حکومت نے جو قدم اٹھایا ہے وہ واقعی کسی تبدیلی قلب یا تبدیلی پالیسی کا مرادف ہے مشکل امر ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے پیشتر حکومت صحت کی بنا پر بہت سے نظر بندوں کو رہا کر چکی ہے خود سفیر یتی سروجنی نائیڈو ممبر کانگریس کمیٹی اسکی ایک مثال ہیں۔ مسٹر آر۔ ایس۔ پنڈت جن کے سورگباش پر ملک ابھی تک سوگوار ہے صحت کی بنا پر رہا کئے گئے تھے۔ ہاں البتہ ماتا کستوربا گاندھی کے کیس میں حکومت سے ایک ایسی لغزش ہوگئی جو ہمیشہ یاد رہے گی جہاں تک مہاتما جی کی رہائی کا تعلق ہے سرکاری بیان خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو، مہاتما جی کی شخصیت اور ان کے سیاسی عقیدہ کو اس رائے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر غیر ممالک گاندھی جی کے کسی بیان کا بڑی بیتابی سے انتظار کر رہے ہیں۔

بہرصورت لارڈ ویول نے جو قدم اٹھایا ہے اس پر انہیں ہر پارٹی کی طرف سے مبارکباد دی گئی ہے اسکی سیاسی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ امریکن اخبارات نے رہائی پر جو تبصرہ کیا ہے ان سب میں اسی ایک بات پر زور دیا گیا ہے کہ اس موقعہ سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے اور ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان تعلقات کو خوشگوار بنانے اور نیشنزم اور اس سے پیدا ہونے والے تمام نتائج کو ختم کرنے کے لئے ہندوستان کا مکمل اشتراک عمل حاصل کیا جانا چاہیئے۔ مگر اس سلسلہ میں بھی پہل وائسرائے اور برطانی حکومت کے ہاتھ میں ہے اور ہمیں امید ہے کہ وائٹ ہال اس سلسلہ میں وائسرائے کے کام میں مداخلت نہیں کرے گا جیسا کہ مہاتما جی کی رہائی پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر ایمری وزیر ہند نے کہا ہے کہ یہ معاملہ وائسرائے کے ہاتھ میں ہے اور ان سے اس کا براہ راست واسطہ ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وائسرائے کا کام اب زیادہ مشکل اور نازک ہوگیا ہے مگر اس بات کو لارڈ ویول سے زیادہ کون اچھی طرح جان سکتا ہے کہ غیر معمولی حالات میں جرأت اور پہل بڑی ضروری چیزیں ہیں۔ بعض اوقات ان اوصاف کے باعث لڑائیاں فتح کر لی جاتی ہیں، امن کو فتح کرنے کے لئے بھی یہ اوصاف اتنے ہی مفید ہیں اس لئے اس آزمائشی وقت پر سارے معاملہ کا بہت کچھ دارومدار لارڈ ویول کے تدبر اور جرأت پر ہی ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ لارڈ ویول کی حکومت ان بے بنیاد الزامات پر جو ان کے پیش رو کی طرف سے کانگریسی لیڈروں کے خلاف لگائے گئے تھے اور جن کی اشاعت برطانیہ اور امریکہ میں بہت زیادہ کی گئی بھی بھروسہ نہیں کرتی ان الزامات کی تردید کی صورت میں اتفاقی طور پر مہاتما گاندھی کانگریس کے صدر اور ورکنگ کمیٹی کے دوسرے ممبران سے ملاقات کرنا اور آپس میں تبادلۂ خیالات کرنے کی خواہش کریں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر لارڈ ویول اس سلسلہ میں ابھی سے کوئی قدم اٹھائیں تو بہت اچھا ہوگا۔ گاندھی جی خواہ تمام عمر کتنے ہی بڑے باغی کیوں نہ رہے ہوں وہ ڈسپلن کی پابندی کرنا خوب جانتے ہیں، ہمارا یقین ہے کہ گاندھی جی اس وقت تک کوئی سیاسی بیان نہیں دیں گے یا اپنے آپ کو کسی بات کا پابند نہیں کریں گے جب تک کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبران سے تبادلۂ خیالات نہیں کر لیں گے۔ یہ ان کا طریقۂ کار ہے اور یہ بات ہم اس لئے کہہ رہے ہیں تاکہ وہ لوگ اچھی طرح حالات کو سمجھ لیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ لارڈ ویول کے اقدام کا جواب دینا صرف گاندھی جی کے اکیلے کے ہاتھ میں ہے۔

یہ بات لارڈ ویول کے بس کی ہے کہ وہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبران کو رہا کر کے گاندھی جی کے ہاتھ مضبوط کر دیں اور حالات کو ان کے لئے سازگار بنا دیں، لارڈ ویول سے جن باتوں کی توقع کی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ اولاً کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبران کو رہا کر دیا جائے پھر اس سے ایسا کرشمہ ہوائی تیار کر دیں جس میں تمام مسائل پر نئے سرے اور نئے زاویۂ نگاہ سے بات چیت ہو سکے۔ انھیں زمانہ بعد از جنگ میں ہندوستان کی پوزیشن کی بھی وضاحت کر دینی چاہیئے تاکہ کانگریسی لیڈران نظام حکومت میں اہم فیصلوں کے تعاون کے ساتھ پوری طرح حصہ لے سکیں۔

لارڈ ویول کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ کرپس مشن کہاں اور کیوں ناکامیاب ہوا۔ اس وقت ہم اس کی ناکامی کے لئے کسی پارٹی کو مورد الزام ٹھہرانا نہیں چاہتے، مگر یہ تسلیم کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ کرپس مشن بہت سے اہم امکانات کا متحمل تھا، مگر گذشتہ غلطیوں کے اعادہ کا وقت نہیں ہے ہمیں تمام مسئلہ پر نئے زاویۂ نگاہ سے غور کرنا چاہیئے ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اندرونی اختلافات موجود ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ کانگریسی رہنما ان اختلافات کو متعلقہ اصحاب اور پارٹیوں کی مکمل تشفی کی حد تک دور کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اب تیزی کے ساتھ بدلنے والے زمانے میں ایک دوسرے کے زاویۂ نگاہ کو ہمدردی کے ساتھ سمجھنے کے لئے موافق کرۂ ہوائی کی ضرورت ہے، لارڈ ویول جانتے ہیں کہ ہندوستان اور برطانیہ کے تعلقات زیادہ استوار اور خوشگوار بنانے کے لئے کسی ایسے واضح اعلان کی ضرورت ہے جس میں ہندوستان کی آزادی پائی جاتی ہو۔ اس قسم کی گفت و شنید گذشتہ پانچ سال کے عرصہ میں ہوئی ہے کانگریس کے رہنماؤں نے ہمیشہ قومی ڈیموکریٹک آزادی پر زور دیا ہے یہ آزادی جنگ کے زمانہ میں فیشزم کے زلزلہ کو ہموار کرنے کے لئے اتحادی قوموں کی جنگی کوششوں کے ساتھ ایک کڑی کا کام دیگی، اور امن کے زمانہ میں یہ آزادی بنی نوع انسان کی اس آزادی کے ساتھ کڑی کا کام دیگی جس کے متعلق صدر امریکہ بار بار فرما چکے ہیں، لارڈ ویول نے ابتدا اچھی کی ہے اور ہمیں امید ہے کہ ابتدا انجام نہیں بن جائیگی بلکہ لارڈ ویول اپنے تدبر، صبر، ارادہ اور جرأت کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول کے لئے اس ابتدا سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

سر ادھا کرشنن کی روانگی!

چینی حکومت کے دعوت نامہ پر سر ایس رادھا کرشنن چنگکنگ کے لئے تشریف لے گئے ہیں وہاں ایک ماہ تک قیام کے دوران میں آپ چین کی مختلف تعلیمی اور تمدنی درسگاہوں میں تقریریں کریں گے جن میں چین اور ہندوستان کے درمیان تمدنی تعلقات کی وضاحت فرمائیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے چینی بھائی آپ سے ہندوستان کے متعلق کچھ ایسی باتیں سنیں گے جو ان باتوں سے بالکل مختلف ہونگی جو اب تک انھوں نے حکومت ہند کے سرکاری نمائندے سر محمد ظفر اللہ خاں کی زبانی سنی ہیں۔

چین کو خطرہ!

جس عہدنامہ کا تذکرہ حال ہی میں مسٹر ایڈن نے پارلیمنٹ میں کیا تھا اسپر چین اور برطانیہ کے درمیان دستخط ہوگئے ہیں بہت عرصہ سے ہم اس قرضہ کے متعلق سنتے چلے آ رہے ہیں آخر کار اسپر عمل شروع ہوگیا ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قرضہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مانند ہے اس لڑائی کے مقابلہ میں بہت کم ہے جو چین کو جاپان کے ساتھ درپیش ہے اس سے چین کی موجودہ ضروریات پوری نہیں ہونگی۔ "لندن نیوز کرانیکل" نے چین کی قربانیوں کا ایک خاکہ پیش کیا ہے جن کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ چین نے جاپان کے مقابلہ پر کن کن مشکلات کا سامنا کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جاپان کو شکست دینے کے لئے چین کو زیادہ سے زیادہ سامان مہیا کئے جائیں اور اسکی ہر طریقہ پر امداد کی جائے۔

ڈاکٹر کھرے کی خوش فہمی!

"میرا پہلا فرض" اس عنوان سے تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر این۔ بی کھرے ممبر ایگزیکٹو کونسل نے فرمایا کہ وہ یہ دیکھیں گے کہ جہاں کہیں بھی ہندوستانی بستے ہیں انہیں وہاں کے پورے شہری حقوق حاصل ہو جائیں اور انہیں اس سلسلہ میں متعلقہ اصحاب کے تعاون کی امید ہے۔

مکمل شہری حقوق کا تو ذکر ہی کیا ہے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کو ایک ہی کھلے کی گاڑی میں بیٹھ کر کھانا کھانے کی اجازت نہیں ہے نہ ہی یہ بدقسمت ہندوستانی ریل کے ایک ہی ڈبہ میں ان لوگوں کے ساتھ سفر کر سکتے ہیں جب ان معمولی معمولی معاملات میں اس قدر نسلی امتیاز روا رکھا جاتا ہے تو پھر مکمل شہری حقوق کا تو سوال ہی کیا ہے۔ رنگ کے امتیاز کو دنیا سے فنا کرنا آسان کام نہیں ہے سالہا سال کے ایجی ٹیشن سے بھی بہت کم کامیابی نصیب ہوئی افسوس ہے کہ محاذ جنگ پر جب مختلف نسل اور رنگ کے لوگ شانہ بہ شانہ دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو شہری زندگی میں کیوں اچھوتوں کا سا سلوک روا رکھا جاتا ہے؟ ہم اسے ڈاکٹر کھرے کی خوش فہمی ہی کہہ سکتے ہیں۔

بمبئی کے سابق چیف جسٹس کی تقریر

ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن لندن میں تقریر کرتے ہوئے سر جان بیومانٹ سابق چیف جسٹس بمبئی ہائی کورٹ نے تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ سرکاری حکام میں سے ججوں کا انتخاب آئینی اصولوں کے خلاف ہے اور اس کا جواز صرف اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب وہ سے اچھے امیدواروں میں آدمی نہ ملتے ہوں، آپ نے تجویز کیا کہ جج اور مجسٹریٹ وکیلوں میں سے منتخب کئے جانے چاہئیں جوڈیشری کو ایگزیکٹو سے علیحدہ کر دینا چاہیئے اور سول سروس کی جوڈیشل برانچ کو توڑ دینا چاہیئے اور ہائی کورٹ میں صوبجاتی جوڈیشل سروس کے لوگوں کو لیا جانا چاہیئے، ان اصلاحات کا عرصہ سے مطالبہ کیا جا رہا ہے مگر اس سلسلہ میں کوئی نمایاں ترقی اب تک نہیں کی گئی ہے ججوں کی اونچے عہدوں پر تقرری کیوقت فرقہ وارانہ سوال تو کسی طرح بھی سامنے نہیں آنا چاہیئے بلکہ ہمارے خیال میں اوصاف ہی اس کا بہترین معیار ہونا چاہیئے سر جان بیومانٹ نے فیڈرل کورٹ کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک ایسی شاندار چیز ہے جس پر بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے اور کام بہت کم لیا جاتا ہے اس لئے تجویز کیا ہے کہ فیڈرل کورٹ کی ذمہ داری کا کام سپرد کیا جائے۔ ہماری رائے میں فیڈرل کورٹ کا حلقۂ اختیارات کو زیادہ وسیع کر دیا جائے اور ہائی کورٹ کے بعد آخری اپیل کی سماعت یہاں ہوا کرے کیونکہ پریوی کونسل لندن تک مقدمات جانے میں بھی تو کم خرچ نہیں ہوتا؟!

نئے نئے روزگار!

(از: شری ساراتن جی)

[illegible] ان خواہ مخواہ شکایت کرتے ہیں [illegible] کے لئے روزگار کا مطلب ہی کلرکی [illegible] ملازمت، چونکہ ملازمتیں ہر ایک [illegible] ہیں اس لئے ان کا ملازمت نہ ملنے کی شکایت کرنا بے جا ہے، اگر ہر ایک شخص ہی کلرکی کرنے لگ جائے تو دنیا کا کام چلنا محال ہو جائے قدرت کا اصول ہے کہ ہر سوسائٹی میں ایک طبقہ وہ ہوتا ہے جو ہر وقت کچھ نہ کچھ کوئی کام شروع کرتا ہے اس طبقہ کے کئی لوگ آزادانہ کام کرتے ہیں اور دوسرے ملازم رکھ کر دوسرے وہ لوگ ہیں جو روزانہ اجرتوں پر کام کرتے ہیں اور بعض کلرک پیشہ لوگ، اس طبقہ میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو تھوڑی بہت تنخواہ لے کر کام کرتے ہیں ظاہر ہے کہ آخر الذکر طبقہ ہمیشہ محدود آمدنی حاصل کر سکتا ہے اس کے مقابلہ وہ لوگ جو روزانہ اجرتوں پر کام کرتے ہیں یا اپنا کام خود چلاتے ہیں وہ ہمیشہ فائدہ میں رہتے ہیں۔

جو لوگ اجرتوں پر کام کرتے ہیں وہ آہستہ آہستہ اپنا کام کھول لیتے ہیں اور جو لوگ اپنا کام خود چلاتے ہیں انہیں تجربہ کاروباری راہوں کا بستہ ہوتا ہے اس لئے وہ کاروبار کو ہمیشہ پھیلانے کی دھن میں رہتے ہیں چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ آج جتنی بڑی بڑی فرمیں آپ کو نظر آ رہی ہیں ان میں اکثریت اُن کی ہے جو معمولی سرمایہ سے شروع ہوئیں لیکن ان کے مالکوں نے اپنی محنت سے انہیں مضبوط کیا اور پھیلایا۔

بعض لوگ گھبرا اٹھتے ہیں کہ جی ہم کیونکر نیا کاروبار شروع کریں، ہمارے مقابلہ میں پہلے ہی کافی جمے جمائے ہیں اور اسے دل سے نکال دینا چاہیے محنتی آدمی کے لئے ہر میدان میں اور ہر وقت گنجائش ہے آپ کام کرنے والے جس کامیابی آپکے قدم چومے گی۔

جہاں تک نئے روزگاروں کا تعلق ہے تھوڑی سی محنت اور توجہ کی ضرورت ہے آپ کوئی کام شروع کریں جب آپ مارکیٹ سے واقف ہوں گے تو آپ کو دلچسپی سے نئے روزگار مل جائیں گے، مارکیٹ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے آپ کو عوام کی ضرورتوں کا پتہ لگے گا، اگر آپ ہاتھ سے کام کرتے ہیں تو آپ کے لئے نئی نئی ضرورتوں کا پتہ کرنا اور انہیں پورا کرنا چند ہی مشکل نہیں ہوگا میں آپ کو اپنی کامیابی کا ایک راز بتاؤں یاد رکھو، آپ جس چیز کا کاروبار کرتے ہیں اسکے متعلق آپ کو تمام واقفیت ہونی لازمی ہے،

مثال کے طور پر آپ موٹروں کے پرزے فروخت کرتے ہیں تو ایک ایک پرزے کے متعلق آپکو واقفیت ہونی چاہیئے، ورنہ اگر آپ یہ چاہیں کہ کسی نوکر کی مدد سے آپ کام چلا لیں گے تو آپ کی سب ہی بدنامی ہوگی۔ ہمیں سرکار دنیا ہر قسم کے انجن مشین اور کل پرزے [illegible] فروخت کرنے کا ہے ہماری دوکان پر [illegible] لائیں آپ حیران رہ جائیں گے کہ اس میں کتنی قسم کی مشین اور لوہے کے چھوٹے بڑے ٹکڑے ہیں ان میں سے بعض مشین آپ کو بالکل معمولی اور لوہے کے ناکارہ ٹکڑے کے برابر معلوم ہوں گی مگر ان کی قیمت دو دو ہزار اور اس سے زیادہ روپے ہے میں ان کے متعلق باریک سے باریک واقفیت رکھتا ہوں ان مشینوں کو خود چلا سکتا ہوں، اگرچہ مستریوں سے مرمت کراتا ہوں لیکن چونکہ خود بھی مرمت کر سکتا ہوں اس لئے کوئی مستری یا کاریگر میری نگاہوں میں دھول نہیں جھونک سکتا اس واقفیت کا ایک اور نتیجہ یہ ہوا ہے کہ میں نے کئی چھوٹی چھوٹی مشینیں تیار کی ہیں اور کئی غیر ملکی مشینوں کو بہتر صورت میں بنا کیا ہے اس طرح سے میں کئی نئے روزگاروں سے واقف ہو گیا ہوں:

"روحانی شاہکار"

(از: نردوش، ساہیلہ)

سوا کے لطیف! فرحت بخش جھونکوں لیا تھا بہنے لگے جب میرے سنگیت کی دھنی تیرے آنگن میں پہنچے اے پریتم! اپنے لطیف ہونٹوں کو جنبش دیکر تم مسکرا ہٹ کے ساتھ اس کا سواگت کرا جب پریم کے بدھر سنگیت سے تیرا من ڈوب جائے تو موسم بہار کی گود میں کھلتی ہوئی کوئل کی کوک کے ساتھ اُسے تو ملا دے۔

پریتم!

جب تک میں اسکی راہ دیکھوں گی اور رنگ برنگ پھولوں کو درست کر کے اپنی سیاری کے سروں میں بھر کر کھنکھناتی ہوئی دھن کے ساتھ بھرے آنگن کی طرف بہا دوں گی۔

پھول بالا، شرد حلے سے چنے ہوئے پھولوں کی ڈالی سجا کر جب بازاروں سے گذری، لوگوں نے اسپر آوازے کسے، آوارہ لڑکی! ان پھولوں کی قیمت؟

اس نے جھنجھلاتے ہوئے کہا:۔

مورکھ! ان پھولوں کی قیمت تم کیا جانو، ان کے ساتھ گوندھا ہوا یہ انمول موتی جو میری زندگی کا سرمایہ ہے، جس کے سامنے دنیا بھر کی دولت ہیچ ہے، میں اپنے پریتم کی بھینٹ کرنے چلی ہوں، بجائے ہوئے لوگ دیوی کی خدمت میں بھیجے، مگر وہ ہرنی کی طرح چوکڑی بھر کر اپنے [illegible] چلی۔

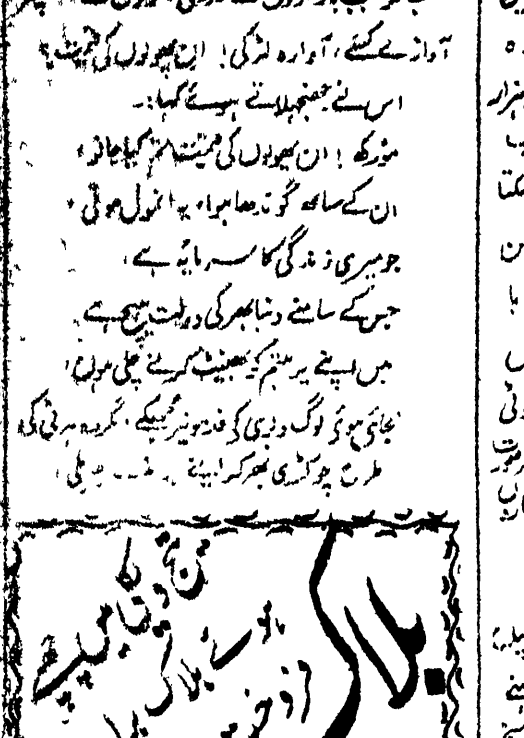

RUDGE
WHITWORTH

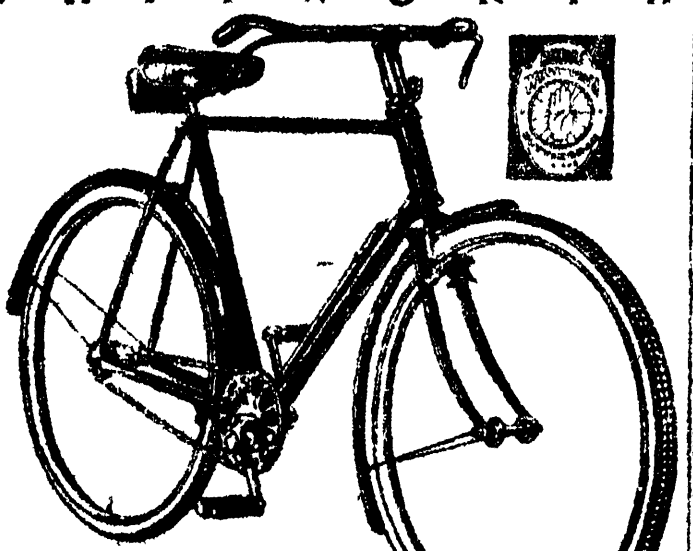

رج وہٹ ورتھ بائیسکلوں کی جو عمدہ و سپلائی آج دستیاب ہے وہ بدقسمتی سے مطالبات پورے کرنے کے لئے ناکافی ہوتا ہم یہ یقین ہے کہ وہ وقت بہت جلد آنیوالا ہے جبکہ ہر سائیکل چلانے والا "رج" کا آرام، کفایت اور خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے مطمئن کیا جا سکے گا۔

برطانیہ کی بہترین بائیسکل

ڈسٹری بیوٹرز ۳۳ جیسور روڈ گراموفون کمپنی لمیٹڈ ڈم ڈم مغربی بنگال

RW20

ہر شخص برٹینیا بسکٹوں کو پسند کرتا ہے مگر جب وہ کم دستیاب ہوں تو بچوں کو سب سے پہلے دیجئے۔ ان صحت بخش اور لذیذ بسکٹوں سے انہیں لطف اٹھاتے ہوئے دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔

برٹینیا بسکٹس

موہن جو دڑو

(صفحہ (۱۰) سے آگے)

تولنے کے بٹے بھی کافی دلچسپ ہیں چھوٹی چیزوں کا وزن کرنے کے لئے سلیٹ کے مکعب نما ٹکڑے ہوتے تھے البتہ بڑا بھاری اشیاء کے واسطے مخروطی قسم کے اوزان تھے ترتیب وار دیکھا جائے تو ان کی اندر شروع میں دوتالی اور اسکے بعد دھائیوں کی نسبت قائم تھی مثلاً جو اوزان دستیاب ہوئے ہیں وہ ۱، ۲، ۴، ۸، ۱۶، ۳۲، ۶۴، ۱۶۸، ۳۲۰، ۶۴۰، ۱۲۸۰، ۱۶۰۰ کی نسبت سے ہیں ان میں سے سوہا کی نسبت کا بٹا سب سے زیادہ استعمال ہوتا تھا جس کا وزن تقریباً ۱۷۱، ۱۳ گرام ہے اگر یہ بٹے کو ایک چھٹانک تصور کر لیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ قدیم نظام اس زمانے تک بجنسہ قائم ہے یعنی چھٹانکی، ادھ پاؤ، پاؤ، ادھ سیر، سیر، دس سیری من اور دھائی من،

کھدے ہوئے کے برتن زیادہ تر مٹی کے بنے ہوئے ہیں اب خوبی کی وضع کے ایک خاص برتن کے بے شمار ٹکڑے دستیاب ہونے پر یہ رائے قائم کی گئی ہے کہ اس میں ایک بار پانی پی کر پھینک دیا جاتا ہوگا اگر اسکو درست مان لیا جائے تو کہنا پڑے گا کہ غالباً یہی طریقہ اہل ہنود میں آج تک رائج ہے ان برتنوں کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ اس عہد کی ظروف سازی بھی کس قدر ترقی یافتہ تھی جن کو بنانے کے لئے کمہار کا چکہ اس وقت بھی گردش کرتا ہوگا ان میں سے بعض ایسے ظروف پر جو خصوصاً آرائش کے طور پر استعمال ہوتے ہوں گے، نقش و نگار کرتے، مختلف رنگوں سے پھول بنتے، نیز پختگی اور چمک کے لئے روغن چڑھانے کا دستور عام تھا ایک وسیع مکان سے جو شاید کسی متمول خاندان کا دولت کدہ ہوگا زیورات کے بھرے ہوئے ایسے مرتبان نکلے ہیں جن کے نقش و نگار یا رنگ و روغن میں امت اور زمانہ کے وجود کوئی فرق پیدا نہ ہو سکا،

بچوں کے کھلونوں میں عام پالتو جانوروں کی مورتوں کے علاوہ ایسی چیزیاں اور گڑیاں بھی نکلی ہیں جن کو سیٹی کے طور پر بجایا جا سکتا ہے۔ بعض پرندوں کے پنجوں میں پہیے بھی لگے ہوئے ہیں لیکن سب سے زیادہ مٹی کی ایک بیل گاڑی دیکھ کر قصل انسانی دنگ رہ جاتی ہے وضع قطع کے اعتبار سے وہ اس رتھ سے بالکل مشابہ ہے جو ایران، عراق، اور مصر کی سرزمین پر سوا تین ہزار قبل مسیح میں استعمال ہوتی تھیں بالفاظ دیگر موہنجو دارو کے عہد کے بالکل ساتھ ساتھ وادی سندھ کے لوگ فن تحریر سے بھی واقف تھے بعض ایسی گلی تختیاں اور مہریں برآمد ہوئی ہیں جن پر جانوروں کی تصاویر کے ساتھ کچھ الفاظ بھی نقش ہیں۔ مگر اب تک انتہائی کوشش کے باوجود رسم الخط کے ماہرین ان کو پڑھنے سے قاصر ہیں۔ حالانکہ طرز تحریر کے اعتبار سے وہ بابل، نینوا کے خط میخی یا مصر کے خط اشکالی سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ تاہم اتنا راز ضرور ہو گیا ہے کہ وہ عبارت دائیں سے بائیں طرف لکھی جاتی ہے۔

۱۸۶۷ء کا ذکر ہے مسٹر ای ٹامس مشہور [illegible] قدیم سے یہ خیال پیش کیا تھا کہ آریاؤں نے اپنی [illegible] سے وہاں اس طرح کسی قسم کا رسم الخط ایجاد نہیں کیا بلکہ [illegible] ہو کر جب وہ ایک سرزمین پر مستقل قیام کا ذریعہ کر چکے تو وہ [illegible] طریقہ اختیار کر کے اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنانے لگے۔ اس [illegible] نظریہ کو تسلیم کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا یہ کہ تمام مورخین اس مغالطے میں مبتلا تھے کہ آریاؤں کی آمد کے وقت شمالی ہند میں صرف دراوڑی قومیں آباد تھیں جو غیر مہذب اور بالکل غیر مہذب نہیں لیکن موہنجو دارو کی کھدائی کے بعد جب یہ مغالطہ دور ہو گیا تو مسٹر ٹامس کے خیال کو پروفیسر لانگڈن نے دوبارہ پورے وثوق کے ساتھ پیش کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ وہ رسم الخط جس میں مقدس وید ابتدائی حالت میں لکھے گئے تھے۔ درحقیقت وادی سندھ کے خط اشکالی سے مشتق ہے لہٰذا وہ دن دور نہیں جبکہ تمام گلی تختیاں اس زمانے کی مروجہ زبانوں کی طرح پڑھی جائیں گی۔ اگر واقعی ایسا ہو گیا تو بلاشبہ ہندوستان کی قدیم ترین تاریخ میں کچھ اور ریزے اوراق کا اضافہ ہو جائیگا۔

مذکورہ بالا مہروں کے علاوہ بعض برتنوں، تانبے کی پلیٹوں اور چوڑیوں پر بھی وہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں، اقسام کے اعتبار سے ان نقاشیوں کی جو اب تک دیکھے گئے

(باقی اگلے صفحہ پر)

ترقی، بہبودی، فلاح
زمین کی بدولت ہے
نور، بربادی، ہلاکت، موت، تباہی
اس زمین ہی کیلئے پیدا ہوتی ہے

آنند برادرس کی پیش کش

زمین

ڈائرکٹر — مضمون

آنند کمار — پنڈت شیو کمار

اداکاران:- درگا کھوٹے، ڈیولا، نذیر، خورشید، نیلم، نوین یا جنک وغیرہ

روزانہ تین شو:- آج صبح ۱۱ بجے، ۴ بجے، ۷ بجے، ۱۰ بجے

کمار ٹاکیز

آج سے ۱۷ مئی تک
ریوالی سینما نئی دہلی
(نئی سڑک ہوائی سٹیشن والا)

روزانہ تین شو:- 3-30 — 6-30 — 9-30

حسن و عشق کی مچلتی داستان

زر کثیر صرف کرنے کے بعد تیار کیا گیا ہے

پروانِ حسن
تمام رنگدار فلم

ملکۂ حسن ڈورتھی لمر کا اول دل پذیر ڈرامہ

RIDING HIGH

عاشق مزاجوں کو دعوت روح . . . . . .
محبت کی جنگ آرائیاں . . . . . .
یہ دیکھنے کی چیز ہے اسے بار بار دیکھئے . . . . .
تمام سابقہ فلموں سے نہایت پر لطف . . . . . .

اس فلم میں امریکہ کی چیدہ چیدہ دو سو حسین ترین نازنین نیم عریاں لباس میں آپکو رقص و سرود کی محفل پیش کرتی ہیں آپ نے کئی ڈرامے دیکھے ہونگے۔ مگر اب تک اس لاثانی انداز کا ڈرامہ آپ کی شوق نظر سے ہرگز نہ گزرا ہوگا۔
دلفریب مناظرات سے معمور فلم کو آپ اپنے احباب و دوست کے ساتھ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔
نوٹ:- کم سن کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

پچھلے صفحے سے

ہیں کہ ان [illegible] ہے۔ ماخذ کی اس قدر کثیر تعداد سے گمان [illegible] قدیم ترین زبانوں کی طرح اس میں بھی حروف [illegible] کا فقدان ہوگا اور وہ محض صوتی اعتبار سے کہی جاتی ہوگی بعض جگہوں پر مترادف الفاظ کو ملا کر بھی لکھا گیا ہے [illegible] اور مرکبوں کی موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ تلفظ میں تبدیلی پیدا کی جاتی ہوگی۔

مسلک و اعتقاد کے ضمن میں پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ موہنجو دارو کے رہنے والے کس خاص مذہب کے پیرو تھے تاہم یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ بت پرستی ان کا شعار تھا کیونکہ بہت سے دیوتاؤں اور دیویوں کی مورتیں عبادتگاہوں سے برآمد ہوئی ہیں۔ ان بتوں کو غائر نظر سے دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ موجودہ ہندومت اسی زمانے کے اعتقادات کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے ویدوں میں اور خصوصاً رگ وید میں جن دیوتاؤں وغیرہ کا ذکر ہے اور جو ہیئت اور خصوصیت ان کی بیان کی گئی ہے وہ موہنجو دارو کی مورتوں سے بالکل مماثلت رکھتی ہے مثلاً ایک گلی تختی پر ایسے دیوتا کی شبیہ ہے جس کے تین منہ اور چھ آنکھیں ہیں سر پر ڈھیلے بڑے سینگ ہیں اور وہ ایک یوگی کی طرح تخت پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے اس کے دائیں طرف ہاتھی اور شیر بائیں طرف گینڈے اور بھینس اور تخت کے سامنے دو سینگوں والے ہرن کی موجودگی ظاہر کرتی ہے کہ وہ یقیناً سب دیوتاؤں کی ماں ہوگی اور آریہ شکتی یا پرتھوی کی طرح اس کا احترام کیا جاتا ہوگا۔

مسٹر رام پرشاد چندا نے اگست ۱۹۳۲ء کے موڈرن ریویو میں لکھا ہے کہ وہ چار ہاتھوں والا دیوتا جس کی تصویر موہنجو دارو کے نوادر کی فہرست میں نمبر ۳۰۳ پر موجود ہے بلاشبہ برہما کا برہما یا وشنو ہے یہ تو سب جانتے ہیں کہ شکتی اور شو کے ساتھ ساتھ لنگ اور یونی کی پوجا کرتے تھے کیونکہ پتھر کے ٹکڑوں پر بنے ہوئے نقوش سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے نیز مٹی کی اکثر تختیوں پر بیل، شیر، بھینسے، ہاتھی، بندر اور جنگلی سور کی شکلیں دیکھ کر خیال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح آج یہ جانور علی الترتیب شو، دیوی، آتما، برہما، اندرا، ہنومان اور گورو سے ایک خاص مناسبت رکھتے ہیں شاید اس عہد میں بھی کوئی نہ کوئی مذہبی تعلق ہونے کے باعث عزت کے لائق سمجھے جاتے ہوں گے۔

اس حیوان پرستی کے سلسلے میں ان جانوروں کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا جن کو جسمانی اعتبار سے عجیب الخلقت کہا جا سکتا ہے اور جن کا مجسمیاتی تصور یونان و روما کے اساطیر الاولین میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً بیلوں، بکروں، بندروں اور ہاتھیوں کی ایسی مورتیں ملی ہیں جن کے چہرے انسانی ہیں اور باقی جسم بالکل حیوانی۔

تیج ویکلی میں شائع ہونیوالا معمہ حل کیجئے

صفحہ ۱۶ کا بقایا

کاربن کے ارتعاش کے بموجب کاربن گرینولز کی تعداد کے اندر میں تھوڑا بہت دب جاتے ہیں، یہ دیافت سے معلوم ہوا کہ جب گرینولس دب جاتے ہیں اس ٹیوب کا رسسٹنس بہت کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایک غیر مستقل برقی کرنٹ پیدا ہوتا ہے جو رسیور کے ذریعہ ابتدائی آواز پیدا کرتا ہے۔

اس قسم کے مائکروفون میں سب سے بڑی دقت یہ پیش آتی کہ کاربن گرینولس ایک جگہ پر مجتمع ہو جاتے تھے جس کی وجہ سے کاربن کا ارتعاش رسسٹنس میں اس قدر تبدیلی نہیں پیدا کرتا جس قدر امید کی جاتی تھی اور دوسری دقت یہ تھی کہ مستقل کرنٹ کا رسسٹنس یکساں نہیں رہتا تھا۔

مگر تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ ایک بہت ہی ترقی یافتہ ٹرانسمیٹر تیار ہو چکا ہے جو عام طور پر رائج ہے یہ ٹرانسمیٹر Solid-Back سے بہت مشابہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ الکٹروڈس پورے طور سے گرینولس کے اندر دفن رہتے ہیں۔ ڈائفرام بہت ہلکا ہوتا ہے (شکل نمبر ۴ ملاحظہ ہو)

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ بل کے سب سے شروع کے رسیور کے رسیور میں سنگل پول الکٹرومیگنٹ ایک متحرک آرمیچر اور ایک ڈائفرام تھا جو آرمیچر کی حرکت کے بموجب متحرک ہوتا تھا۔ موجودہ رسیور اسی اصول پر مبنی ہے مگر میکینکل طریقہ سے بہت زیادہ ترقی یافتہ۔

رسیور برقی قوت کو میکینکل قوت میں تبدیل کرتا ہے

[illegible] پرمانینٹ میگنٹ [illegible] ہیں اور آرمیچر کو جن کے چاروں طرف کوائلس لپٹے رہتے ہیں پرمانینٹ میگنٹ کا اثر آرمیچر کو دینا پڑتا ہے۔ ایک بار ایک مقناطیسی میدان کا ڈائفرام باہر کی جانب سخت طور پر مستحکم کیا جاتا ہے اور پرمانینٹ میگنٹ کے زیر اثر رہتا ہے۔ (شکل نمبر ۷ ملاحظہ ہو)

ٹیلی فون لائن کے تار کوائلس سے متصل رہتے ہیں۔ مائیکروفون سے بھیجی ہوئی لہریں مستقل کرنٹ پر لمحہ آرمیچر کو رکی مقناطیسی قوت کو کم اور زیادہ کیا کرتا ہے۔ مقناطیسی قوت کی معمولی سی تبدیلی ڈائفرام کو اندر کی جانب کھینچ لیتی ہے اور اس قوت کی کمی ڈائفرام کو اپنی پہلی جگہ سے باہر پھینک دیتی ہے۔ علاوہ ازیں پرمانینٹ میگنٹ کی وجہ سے ڈائفرام کے ارتعاش میں مقناطیسی ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بھیجی ہوئی آواز نہایت صاف طور پر سنائی دیتی ہے۔

تیسرا شاندار ہفتہ
محبت کی داستان
دل ربا گانوں اور جذبات میں سنائی گئی
رائی
آپ کی پسندیدہ فلم
کیونکہ اس میں آپ کے ہر دلعزیز اداکار نے کام کیا ہے
اداکار:-
جمنا، بردا، کلاوتی
پیشنس کوپر
موسیقی:- کمل داس گپتا
جوبلی
میں روزانہ:- ۳، ۷ اور ۱۰ بجے

سن بارلے آپ کے بچوں اور
کمزور و دبلے پتلے بچوں کو
طاقتور اور خوش و خرم بنا دینگے
سن بارلے
دانے اور پاؤڈر
دی نیو سٹینڈرڈ بارلے مینوفیکچرنگ کمپنی
۱۰۵، کاٹن سٹریٹ

دلکش ایم پنچولی کا تفریحی موسیقی سے
لبریز شاہکار
پوجی
اداکار:- رانی، منورما، اختری، اسمٰعیل وغیرہ
ساتواں ہفتہ
روزانہ مین شو
موتی میں ۴ بجے ۷ بجے ۱۰ بجے
اتوار کو ایک خاص کھیل ۱۱ بجے
جیلر (نئی کاپی)

منروا سینما دہلی میں
چھٹا شاندار ہفتہ
منروا کا لاثانی تاریخی شاہکار
پرتھوی وبھ
ڈائرکٹر:- سہراب مودی
اداکاران:- سہراب مودی، ورگا کھوٹے، کجن وغیرہ
روزانہ تین شو:- ۳ بجے دن، ۷ بجے شام اور ۱۰ بجے رات

ہمارا ٹیلیفون!

ایک سائنٹیفک مضمون

(از قلم میں عظمت محمود صاحبہ نگیتا)

بل کا ایجاد کردہ ٹیلی فون کن بنیادی اصولوں پر کام کرتا ہے اور کن ارتقائی مدارج کو طے کر کے موجودہ حالت کو پہنچا ہے۔

ٹیلیفون کی ایجاد کا سہرا مسٹر بل (Bell) کے سر ہے مگر یہ خیال سراسر غلط ہے کہ اس کا تمام کام صرف بل ہی کا احسان تھا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک ہی آدمی یہ اسکیم سوچے کہ ٹیلیفون ایجاد کرنا چاہیے اور ایک خوشگوار صبح کو اخبار میں جلی حروف میں مشتہر ہو جائے کہ مسٹر بل نے ایک عجیب آلہ صوت ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ سینکڑوں میل پلک مدتے گفتگو کر سکتے ہیں۔ بلکہ جو ٹیلیفون ہم آج استعمال کرتے ہیں وہ مسٹر بل کے علاوہ بہت سے موجد اور سائنسدانوں کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ہر زمانہ نے ایک آلہ کو جلا دیا اور اسی طرح ارتقائی مدارج طے کر کے آج ہمارے پاس موجودہ ٹیلی فون حاضر ہے۔

دراصل مسٹر بل کی تحقیقات کا تاریخ شروع میں کچھ اور ہی تھا۔ وہ قوت سماعت کی کوشش میں بہروں کے لئے ایک ایسا آلہ ایجاد کرنا چاہتا تھا جس کے ذریعہ بہرے بجائے قوت سماعت کے قوت باصرہ کے ذریعہ دوسرے سے گفتگو محسوس کر سکیں۔ اس آلہ کا نام اس نے "ٹاکنگ ٹیلیگراف" رکھا تھا۔ اس زمانہ میں بل بوسٹن یونیورسٹی امریکہ میں علم صوت کا پروفیسر تھا۔ اس کا پورا نام الگزینڈر گراہم بل تھا۔ یہ مارچ ۱۸۴۷ء میں اڈن برگ میں پیدا ہوا لندن اور اڈن برگ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اپنے والد کے ساتھ ۱۸۷۰ء میں امریکہ گیا اور دوسرے سال بوسٹن یونیورسٹی میں پروفیسر بن گیا۔

فی الحقیقت بل کو تحقیقات علم صوت ورثہ میں ملی تھی۔ اس کا باپ اور دادا دونوں بہروں اور گونگوں کو تعلیم دینے میں امتیازی درجہ حاصل کئے ہوئے تھے۔

بل کی ایجاد سے پہلے سائنس دانوں نے برقی ٹیلیفون ایجاد کرنے کے لئے کافی تجربات کئے جن میں سے قابل ذکر ایک جرمن سکالر ماسٹر جان فیپ ریس ہے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ایک ٹیلی فون بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا جس کے ذریعہ لہجہ یا نغمہ بہت اچھی طرح سنا جا سکتا تھا مگر گفتگو کی ترسیل میں پورے طور پر اس آلہ کے ذریعہ وہ انہیں کے ... یہ ایجاد ۱۸۶۱ء میں ہوئی تھی۔

بل نے اپنے زمانہ تعلیم میں سر چارلس وہیٹ اسٹون کے ذریعہ یہ معلوم کر لیا تھا کہ ہلم ہولٹز ایک جرمن ماہر طبیعات نے الکٹرو میگنٹ اور ٹیوننگ فورک کے ذریعہ حروف عطف ادا کرنے میں پوری کامیابی حاصل کر لی تھی بل کے دل میں امنگ پیدا ہوئی کہ وہ اپنے ٹاکنگ ٹیلیگراف کی خامیاں دور کر کے اس میں ترقی اور ترمیم کرے۔ اس بات کا اس نے مصمم ارادہ کر لیا اس لئے اپنی یونیورسٹی کی ملازمت سے مستعفی ہو کر اپنے اسسٹنٹ مسٹر واٹسن کے ساتھ مسلسل تین سال تک تحقیقات میں جدوجہد کرتا رہا۔ مگر تین سال کی جان توڑ کوششوں کا نتیجہ بجائے ترمیم و ترقی کے یہ ہوا کہ ٹاکنگ ٹیلیگراف کا خیال ترک کر کے برقی ٹیلیفون کے متعلق تحقیقات شروع کر دی۔ وجہ یہ ہوئی کہ دوران تحقیقات اس کو اچانک یہ اصول معلوم ہوا کہ جس طرح دوران گفتگو میں ہوا کی ڈنسٹی (Density) تبدیل ہوتی ہے

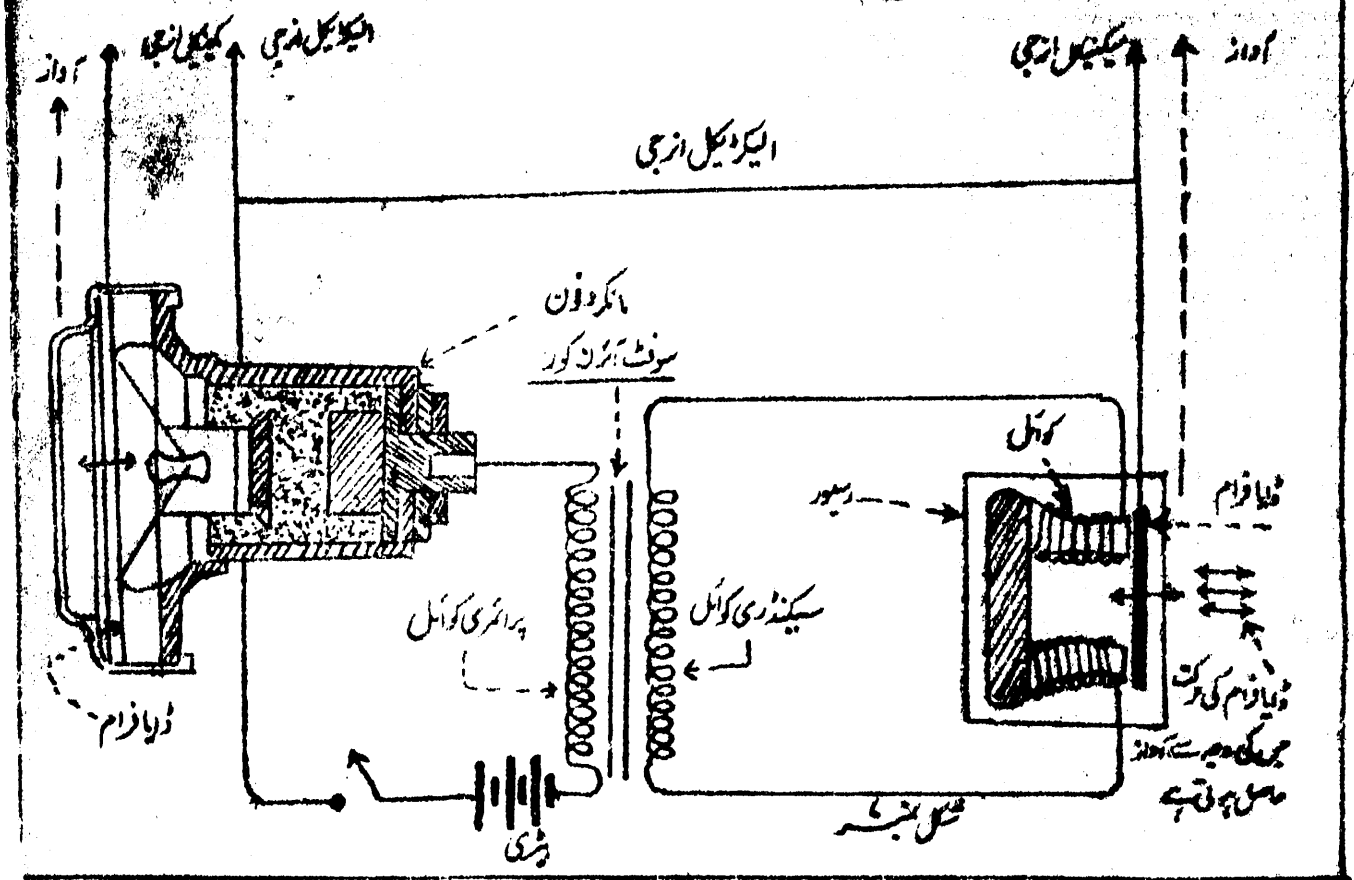

(شکل نمبر ۵)

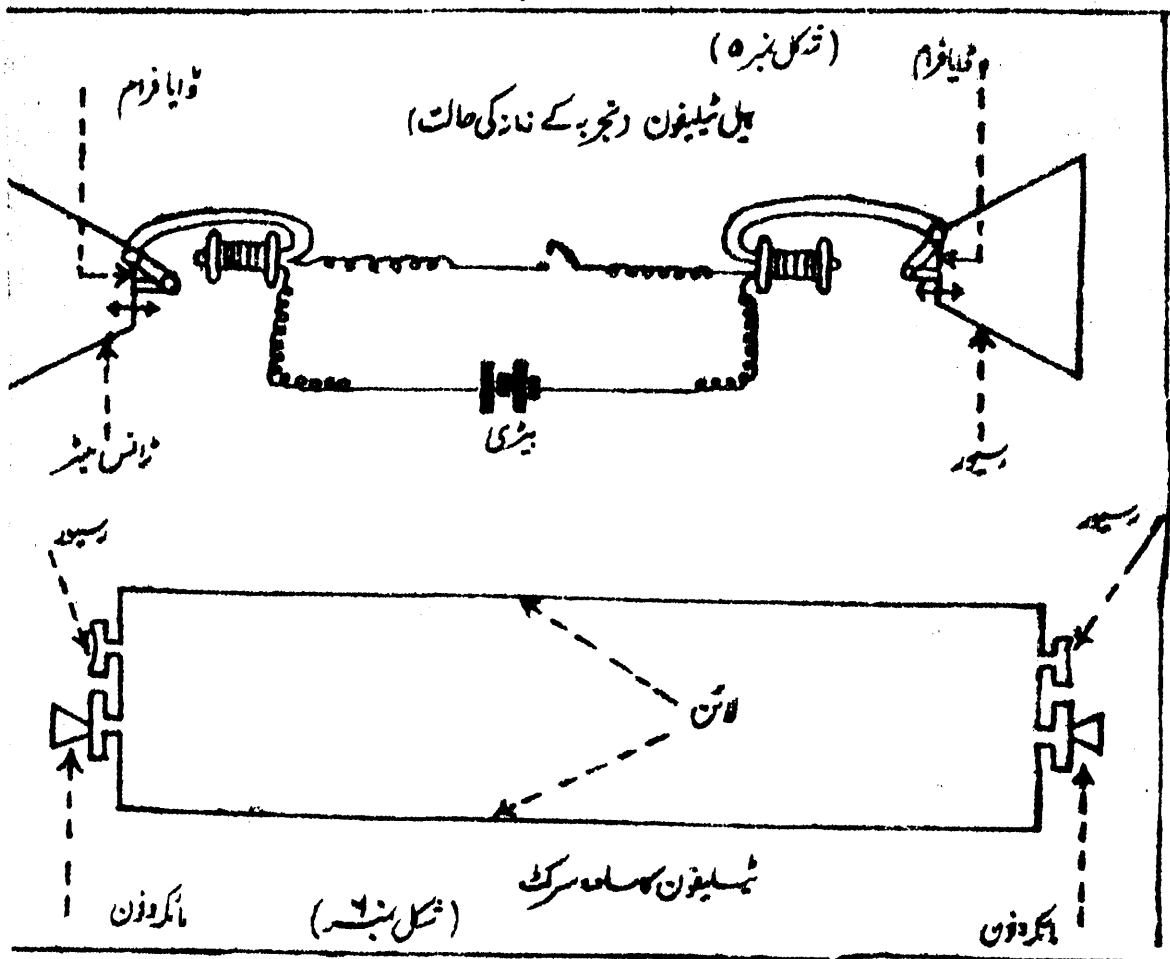

(شکل نمبر ۶)

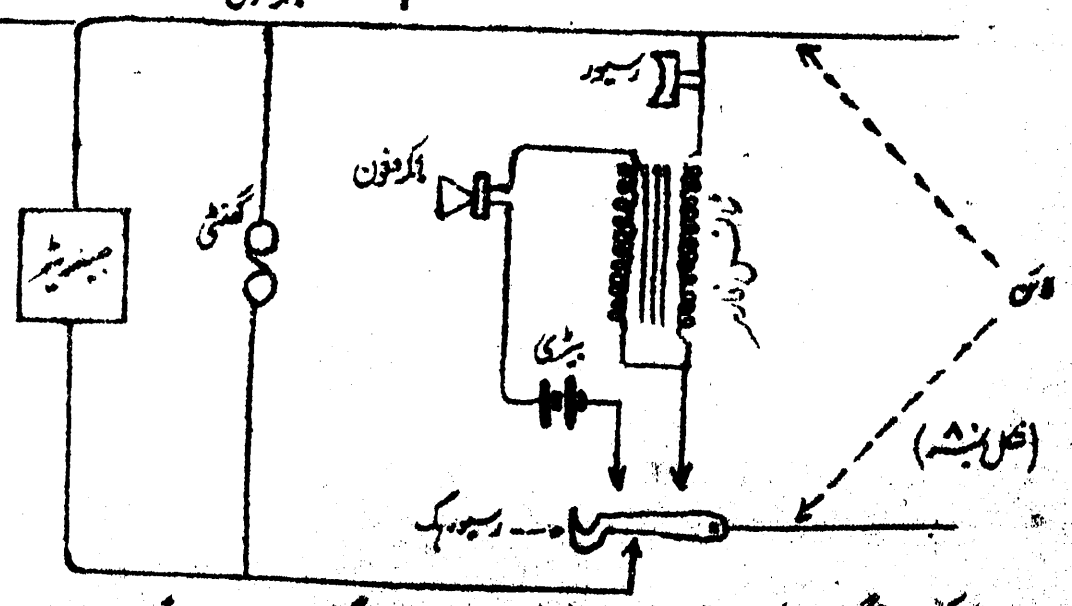

(شکل نمبر ۸)

(عام طور پر ریسیور کے ذریعہ برقی گھنٹی لائن کے تار سے متصل رہتی ہے جب کوئی (Call) آتی ہے تو گھنٹی بجتی ہے ریسیور اٹھاتے ہی گھنٹی کا یہ اتصال ٹوٹ جاتا ہے اور مائکروفون اور ریسیور سرکٹ لائن کے تاروں سے متصل ہو جاتا ہے) (باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلا صفحہ سے

سی مطابقت میں ٹیلیفون ذریعہ ایک کرنٹ کی طاقت میں
لی دیشی کی جاسکتی ہے۔ اب یہ بتلائے کہ اس اچانک
بخاف ٹیلیفون کی ایجاد کی دعوت دی کہ بل کی
زیب اوادی نے بذریعہ الہام ٹیلیفون ایجاد کیا!

کم از کم دس ماہ تک نہایت انہماک کے ساتھ اپنے
جید نظریے کے بموجب تجربات کرنے کے بعد اس نے ایک
ٹرانس میٹر (یعنی وہ آلہ جس کے ذریعہ آواز دوسری جگہ
بھیجی جاسکے) تیار کیا۔ (شکل نمبر ۱ ملاحظہ ہو) اس ایجاد کی
تکمیل میں واٹسن بھی معاون تھا۔ اس ایجاد کو بل نے
مارچ ۱۸۷۶ء میں پیٹنٹ کرایا۔ بل نے اس ٹرانسمیٹر سے
رسیور (یعنی وہ آلہ جس کے ذریعہ ٹرانسمیٹر سے بھیجی ہوئی آواز
سنائی دیتی ہے) کا بھی کام لیا (شکل نمبر ۵ ملاحظہ ہو)
درحقیقت اس کا یہ آلہ بہ نسبت ٹرانسمیٹر کے رسیور کا
کام بہتر دیتا تھا۔

اچھا اب ہم بل کے ٹیلیفون کا طریقہ سمجھتے ہیں
شکل نمبر ۱ اور ۵ ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس آلہ کو
کام میں لانے کے لئے ہارن میں بولنا ضروری ہے آواز
کی لہریں بند سرے سے ٹکراتی ہیں جس کی وجہ سے
ڈائفرام میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے اور وہ باہر اور اندر
کی طرف حرکت کرتا ہے۔ چونکہ آرمیچر اس ڈائفرام سے
متصل ہے اس لئے آرمیچر میں بھی وہی حرکت پیدا
ہوجاتی ہے۔ کوائل (متعدد چکروں میں لپٹا ہوا
تار) میں پہلے ہی سے برقی کرنٹ بیٹری کے ذریعہ
بہتی ہے۔ آہنی کور میں مقناطیسی قوت پیدا ہو
جاتی ہے اور کوائل کے چاروں طرف زبردست
میگنیٹ فیلڈ (یعنی مقناطیس کے ارد گرد کی
وہ تمام جگہ جہاں تک مقناطیسی لکیریں کام کرتی یا
پھیلی ہوئی ہوتی ہیں) پیدا ہوجاتی ہے اور آرمیچر
بھی میگنیٹ بن جاتا ہے اور یہ میگنیٹ چونکہ ڈائفرام
کے ارتعاش کی وجہ سے اس زبردست میگنیٹک
فیلڈ میں حرکت کرتا ہے جس میں کوائل موجود ہے اس
لئے کوائل میں ایک کمزور سا کرنٹ پیدا ہوجاتا ہے
جس کی طاقت میں کمی بیشی، آواز کے اتار چڑھاؤ
کی مناسبت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ غیر مستقل کرنٹ
بیٹری کے مستقل کرنٹ سے جو میگنیٹزم پیدا کرنے
کے لئے استعمال کی گئی تھی بالکل مختلف ہے۔

یہ غیر مستقل کرنٹ رسیور کے کوائل سے گزرتا ہے
اور میگنیٹ کے اس کھنچاؤ کی طاقت کو جو آرمیچر پر
مرتب ہوتی تھی تبدیل کردیتا ہے۔ یعنی کور کی مقناطیسی
قوت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے جس کے مطابق آرمیچر
کور کی جانب کھنچتا یا اس سے دور ہوتا ہے۔ ڈائفرام
آرمیچر کی حرکت کے بموجب مرتعش ہوتا ہے۔ اس
طرح وہ آواز جو پہلے ڈائفرام کے سامنے پیدا کی
گئی تھی وہ ہی دوسرے ڈائفرام کے سامنے پیدا ہوجاتی
ہے۔ یہ ہے سب سے پہلے کامیاب ٹیلیفون کا طریقہ عمل

بل کی ایجاد کے قریباً ایک سال بعد ٹامس الوا
اڈیسن نے ۱۸۷۷ء میں اپنا کاربن بلاک ٹرانسمیٹر
پیٹنٹ کرایا۔ (شکل نمبر ۲ ملاحظہ ہو) یہ آلہ بل کے ٹرانسمیٹر
سے بالکل مختلف اور بہت سریع الحس تھا۔ اس کے
ذریعہ آواز زیادہ فاصلہ تک بھیجی جاسکتی تھی۔

بل کے ٹیلیفون میں غیر مستقل کرنٹ متحرک میگنیٹ
(آرمیچر) کے ذریعہ خود ٹرانسمیٹر میں پیدا ہوجاتا تھا مگر
اس آلہ میں قوت کا منبع بجائے ٹرانسمیٹر کے بیٹری میں
تھا۔ ٹرانسمیٹر محض مقدار توانائی کو قابو میں رکھتا
تھا۔ اب ہم اڈیسن کے ٹیلیفون ٹرانسمیٹر کا طریقہ
عمل سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ (شکل نمبر ۲) ہمارے
سامنے ہے۔ اس آلہ میں دو عدد پلاٹینم ڈسک کے درمیان
کاربن بلاک رکھا ہوا ہے۔ پلاٹینم ڈسک فرنٹ اور بیک
کانٹیکٹ کا بھی کام دیتا ہے۔ سامنے والی ڈسک میں
ہاتھی دانت کا بٹن لگا ہوا ہے جو ابرق کے ڈائفرام سے
متصل ہے اور جس پر آواز کی لہریں ٹکراتی ہیں بیٹری
سے بھیجا ہوا کرنٹ ایک کانٹیکٹ سے دوسرے کانٹیکٹ
کو جاتا ہے جب ابرق کا ڈائفرام آواز کی لہروں کے
تصادم سے مرتعش ہوجاتا ہے تو جس قدر سامنے کا
کانٹیکٹ اس ڈائفرام کے ارتعاش کے بموجب آگے
پیچھے حرکت کرتا ہے اسی مناسبت سے کرنٹ کے اس
راستہ کا رسسٹنس کم و بیش ہوتا ہے۔ رسسٹنس کی کمی بیشی
کی وجہ سے برقی توانائی میں کمی بیشی پیدا ہوتی ہے
اور اس طرح سے آواز جو ڈائفرام کے ذریعہ میکینیکل انرجی
میں تبدیل ہوگئی تھی الکٹریکل انرجی میں تبدیل ہوکر
رسیور تک پہونچتی ہے۔ یہ ہے اڈیسن کے کاربن بلاک
ٹیلیفون ٹرانسمیٹر کا طریقہ عمل۔

ترقی نے آگے قدم بڑھایا اور ۱۸۷۸ء میں ایک
چھبیس سالہ نوجوان پروفیسر ہوجس نے بالکل نئے قسم
کا آلہ تیار کیا مگر بہ لحاظ اصول یہ آلہ اڈیسن کے کاربن
ٹرانسمیٹر سے بہت ملتا جلتا تھا۔ اس آلہ کا انحصار ایک
ڈھیلے کانٹیکٹ پر ہے جس کی وجہ سے ٹیلی فون
سرکٹ کے رسسٹنس میں تبدیلی واقع ہوتی ہے
جب کانٹیکٹ کے مقام پر معمولی دباؤ کی کمی بیشی
واقع ہوتی ہے تو ٹیلی فون رسیور میں ایک آواز
سنائی دیتی ہے۔

پروفیسر ہوجس کی تحقیقات کی بنا پر
مختلف قسم کے ٹرانسمیٹر تیار ہوئے یہاں تک کہ
ہنگس ٹرانسمیٹر تیار ہوا جس کو ہے۔ سی ہائٹ
کا ایجاد کردہ سالڈ بیک ٹرانسمیٹر کہتے ہیں (شکل نمبر
۳ ملاحظہ ہو)

آواز کی لہریں ماؤتھ پیس میں داخل ہوکر ڈائفرام
میں ارتعاش پیدا کرتی ہیں اور کاربن
اس کے ساتھ ساتھ حرکت کرتے ہیں کیونکہ ڈائفرام
اور یہ کاربن ایک دوسرے کے ساتھ مستحکم طور پر
جڑے ہوئے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

ڈی-سی-ام کے اسٹوروں سے
مال خرید کر کفایت شعاری
کی عادت ڈالئے

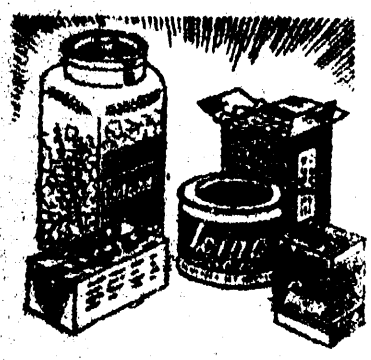

ڈی سی ام کے مختلف قسم کی مصنوعات کی تعداد اور مختلف قسم کی
قیمتیں ہیں یہ بات کہہ سکتی ہیں کہ ڈی سی ام کا مال اعلیٰ درجہ کا ہے
ڈی سی ام کا مال اعلیٰ درجہ کا ہے اور صنعت کے لحاظ سے
سب سے آگے ہے۔

ساڑیاں
مختلف اقسام کی دلکش باڈرز والی
ساڑیاں جو آپ کے شوکیس کو دلکش بنا دیں گی
قیمت کم از کم صرف ۳ روپے سے شروع

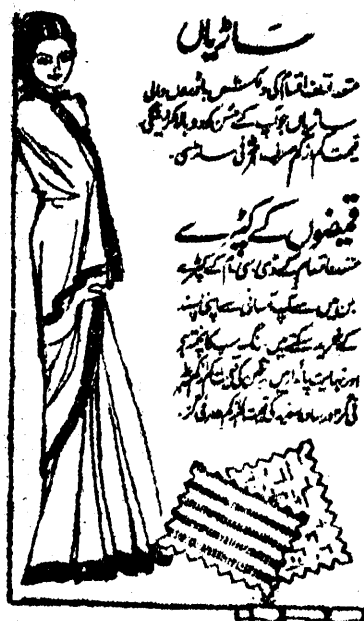

قمیضوں کے کپڑے
مختلف اقسام کے ڈی سی ام کے کپڑے
جن میں سے آپ آسانی سے اپنی پسند
کا کپڑا چن سکتے ہیں۔ رنگ سب پائیدار
اور نہایت پائیدار ہیں۔ قیمت کی تو شاید کم ہی
ڈی سی ام کے کپڑے کی قیمت کا اندازہ کر سکیں گے۔

دوراہ کی مٹھائیاں
جو شہر کی ہوئی مٹھائیاں ملائی، ملائی مغیا اور مغلئی مٹھائی
جو سب کو مرغوب ہیں اور سب کو تو انہیں پسند کرتے ہیں

دوراہ کی شکر
دوراہ کی شکر ہر قسم کی شکر کی طرح ہے
اسکو کیک بنانے اور دوسرے کام میں استعمال کریں

سرکہ
خالص سرکہ ہے
سرکہ میں مضر اجزا نہیں ہوتا۔

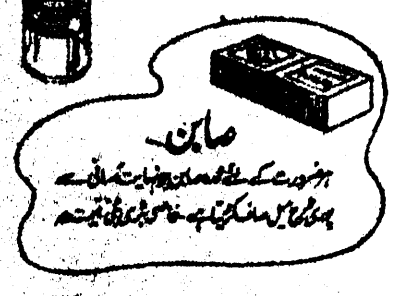

صابن
ہر ضرورت کے لئے صابن ہر نہایت ارزاں
ہر جگہ میں صابن کرتا ہے خاص بڑی قیمت

تولئے
ڈی سی ام کے تولئے مختلف سائز میں
تولئے ہیں۔ نرم، مضبوط اور خوبصورت
کئی رنگوں کے اور سادہ کئی بہار رنگین
ہیں۔ ترکش تولیوں کی قیمت کم از کم ۱۲ آنے
سے شروع ہوتی ہے۔

پردوں کے آرائشی کپڑے
ڈی سی ام کے پردے ہر شوکیس کے لئے
ڈی سی ام کے پردے نہایت خوش رنگ اور مناسب قیمت پر

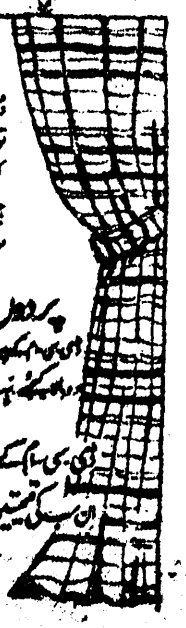

DCM Stores
ڈی سی ام کے اسٹوروں
ان سب کی قیمتیں کم ہیں۔
کناٹ پلیس اور پہاڑ گنج نئی دہلی، چاندنی چوک، لاجپت رائے مارکیٹ، سبزی منڈی، اور دیگر علاقے
سونی پت، روہتک، کرنال، گڑگانوں، ریواڑی، پانی پت، بھوانی، حصار، میرٹھ، مظفر نگر، بڑوت
بریلی، علی گڈھ، سہارنپور، ڈیرہ دون، مراد آباد اور رام پور میں بھی۔

لِلی مارکہ
ہندوستان میں
بہترین پینے
کی خوراک

بارلے

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں
تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے
نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی

پورس اور سوما

ابن چوہدری ممتاز حسین سمبل

[illegible] سان تھا۔ دریائے راوی کے [illegible] تک [illegible] لہلہا رہے [illegible] ہوا چل رہی تھی ہری ہری دوب [illegible] کے نکھرے موتیوں کی طرح جگمگا رہے [illegible] بصورت شہر بنایا، دھوئی بنی سنوری [illegible] کی طرح بے داغ نظر آتا تھا۔ مندروں میں گھنٹے [illegible] رہے تھے پجاری میٹھے میٹھے منتر الاپ رہے تھے [illegible] کماری سوما انگڑائی لے کر خواب ناز سے بیدار ہوئی [illegible] اندی دوڑ کر آئی اور راج کماری کو سہلا دیکر اٹھایا۔ [illegible] شکار کے لئے جائیں گے سیر شکار سے کہدو [illegible] میں تمام سامان تیار لے۔

[illegible] باندی نے کہا: اور ادب سے پیچھے [illegible]

راج کماری ٹھٹھک کر کھڑکی کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی [illegible] میں آفتاب طلوع ہو رہا تھا۔ ہوا میں پھولوں کی خوشبو تھی، راج کماری نے بکھرے ہوئے بالوں کو سمیٹا [illegible] لمبا وہ اٹھا اور خواب گاہ سے نکل کر باغ کی جانب چل دی۔

تھوڑی دیر میں راج کماری غسل سے فارغ ہوئی، [illegible] لئے بال سنوارے اور شکار کے لئے چست لباس پہنا دیا۔ اتنے میں ناشتہ تیار ہو چکا تھا پھر راج کماری نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور گھوڑے پر سوار ہو گئی۔

پھاٹک پر راج کماری کے شکاریوں کا دستہ تیار کھڑا تھا، راج کماری سوما اپنی باندیوں سمیت اصلی گھوڑوں پر سوار محل سے باہر نکلی، اور شکاریوں نے کچھ فاصلہ چھوڑ کر پیچھے پیچھے چلنا شروع کیا۔

راج کماری سوما ایچپنا کے راجا مردیو کی بیٹی تھی حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھی، ہندوستان بھر میں اس کی خوبصورتی کے چرچے تھے، پندرہ سولہ برس کی عمر تھی، حسن صورت کے علاوہ اس کی ذہانت اور دانائی نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا تیر اندازی اور شمشیر زنی میں بڑے بڑے بہادر اس کا لوہا مانتے تھے شاہ سواری میں اچھے اچھے جنگ آزما اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے تھے، ایچپنا کے قریب دریائے راوی کے کنارے دور تک ایک وسیع جنگل پھیلا ہوا تھا جس میں شکاری کی کثرت تھی، راج کماری وہاں اکثر شکار کھیلنے کے لئے جایا کرتی تھی رات اس نے ایک باندی سے سنا تھا کہ ایچپنا کے جنگل میں شیروں کا جوڑا آیا ہوا ہے اس لئے صبح سویرے کٹاری باندھ تیر کمان سے لیس ہو کر اس نے جنگل کی راہ لی، وہ دریا کے کنارے کنارے ایک تنگ پگڈنڈی پر جا رہی تھی۔ بہار کا موسم تھا ہر چیز حسین معلوم ہوتی تھی اور ہر شے پر جوانی تھی جنگل شہر سے پندرہ میل کے فاصلہ پر تھا اس لئے وہاں تک پہونچتے پہونچتے دھوپ تیز ہو گئی، جنگل میں راج کماری کے آرام کے لئے ایک چھوٹی سی عمارت موجود تھی وہاں پہونچ کر اس نے باندیوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور شکاریوں کو شیروں کی کھوج میں جنگل میں چاروں طرف پھیلا دیا

اس کے بعد وہ خود اپنے اخلق گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کی وسعتوں میں گم ہو گئی۔

وہ دیر تک ادھر ادھر بھٹکتی رہی مگر کوئی شیر دکھائی نہ دیا ایک دو بار اسے اپنے اپنے شکاریوں میں سے ایک آدھ آدمی دکھائی دیا۔ مگر شیروں کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی۔

دوپہر تک راج کماری جنگل میں بہت دور نکل گئی دھوپ خوب تیز تھی راج کماری کی پرنور پیشانی سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے پیاس سے زبان پر کانٹے پڑنے لگے تھے مگر دل میں جوش بھرا تھا اس لئے مردانہ وار دریا کے کنارے بڑھتی جاتی تھی، اچانک ایک اجنبی ایک درخت کی اوٹ سے نکل کر سامنے آ کھڑا ہوا اس کی بانکی پگڑی میں ایک خوبصورت کلغی لگی تھی کندھے پر کمان دھری تھی پہلو سے تلوار لٹک رہی تھی راج کماری سوما کو ٹھہر جاؤ کی آواز آئی۔

راج کماری سوما نے اسے ایک نظر دیکھا اور پوچھا تم کون ہو؟ راج کماری نے پوچھا۔

میرے آقا کا حکم ہے کہ میں آپ کے تئیں ان کے پاس لے جاؤں آپ بخوشی چلنے کے لئے تیار ہیں یا مجھے طاقت کا استعمال کرنا ہوگا۔

تمہارا آقا کون ہے؟

راج کماری نے غصہ اور حیرت کے ملے جلے جذبات سے دریافت کیا۔

"میرا آقا ہندوستان کا ایک نامور تاجدار ہے دولت اس کی باندی اور اقبال اس کا غلام ہے وہ آپ کو اپنے من کی رانی بنانا چاہتا ہے ادھر دیکھئے یہ کشتی بندھی ہے میرے خادم آپ کو راج محل تک پہونچا دیں گے،

راج کماری نے اپنی کٹار پر ہاتھ ڈالا اور کڑک کر بولی:-

میرے سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ تمہارا لاشہ زمین پر تڑپتا نظر آئے گا،

راج کماری کا مخاطب مسکرا دیا اور کہنے لگا آپ بخوشی نہیں چلیں تو میں آپ کو زبردستی اٹھا لے جاؤں گا،

یہ دھمکی سن کر راج کماری کا منہ غصے سے لال بھبھوکا ہو گیا۔ بھویں تن گئیں،

شرم کرو اگر تمہارے آقا میں جرات ہے تو اگلے مہینے میرے سوئمبر کے موقع پر آ جائے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتی،

راج کماری گستاخی معاف میرے آقا کا حکم ہے کہ میں آپ کو اپنے ہمراہ لے جاؤں گا۔ اجنبی نے کہا۔

اچھا اب سنبھل جاؤ راجکماری نے کٹار نکالتے ہوئے کہا

عین اس وقت پندرہ بیس مسلح آدمی گھنے جنگل سے باہر نکلے اور راج کماری کو گھیر لیا،

"پکڑ لو" اجنبی نے حکم دیا۔

راج کماری کی کٹار چاروں طرف بجلی کی طرح کوندنے لگی اس کی رگوں میں ان سوریروں کا خون دوڑ رہا تھا جو مر بھر موت کے منہ پر تلواریں مارتے ہیں اس لئے وہ دشمن کی کثرت کو خاطر میں نہ لائی، دیر تک لڑائی ہوتی رہی مگر راج کماری کے دشمن اس پر غلبہ نہ پا سکے وہ تھکی ہوئی اور بھوکی پیاسی تھی مگر نہ پر مرنے والی تھی اس لئے دشمن اس کا بال بیکا نہ کر سکے مگر کچھ عرصے کے بعد تھکن کی وجہ سے اس کے وار اوچھے پڑنے لگے اور اس کی نگاہیں چاروں طرف اپنے کسی مددگار کو ڈھونڈنے لگیں۔

عین اس وقت جب راج کماری کا پہلو دبتا ہوا دکھائی دیتا تھا ایک بانکا جوان ایک خوبصورت گھوڑے پر سوار اور آ نکلا، وہ مردانہ حسن کا مکمل نمونہ تھا بلند قامت، بھرا ہوا جسم، چوڑا سینہ، گورا رنگ اس نے جب ایک حسین لڑکی کو چاروں طرف سے حریفوں کے نرغے میں دیکھا

تو بلا تامل اس کی مدد کے لئے میان سے تلوار نکالی، راج کماری کے دشمنوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا، مگر وہ جوان بلا کی تیزی رکھتا تھا، چند منٹوں میں کئی لاشے زمین پر تڑپتے دکھائی دیئے دشمن کی صف کائی کی طرح پھٹ گئی اور ان کی ہمتیں پست اور حوصلے ٹوٹ گئے۔ اس اجنبی مدد نے راج کماری کا حوصلہ بڑھا دیا۔ اور اس نے نوجوان کی مدد سے دشمن کو نیچا دکھایا۔ کچھ عرصہ کے بعد مقابلہ بے سود سمجھ کر دشمن دانت پیستا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور راج کماری کو اس بلا نے ناگہانی سے رہائی ملی،

چلئے میں آپ کو کسی محفوظ جگہ تک پہنچا آؤں نوجوان نے راج کماری سے کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد دونوں راجکماری کے جنگلی محل کی طرف جا رہے تھے راج کماری کنکھیوں سے اپنے خوبصورت ساتھی کو دیکھ رہی تھی اس کے دل میں اسکی شجاعت اور شرافت نے گھر کر لیا تھا، دوسری طرف نوجوان اس کے غیر معمولی حسن سے متاثر ہو کر دل ہار چکا تھا اور اس کا جذبہ محبت پرستش کے درجہ تک پہنچ چکا تھا

کیا مجھے ایچپنا کی راج کماری کے ہمراہ چلنے کی عزت حاصل ہے نوجوان نے دبی زبان سے پوچھا۔

راج کماری نے ایک عجیب لگاوٹ ناز سے نوجوان کی طرف دیکھا اس کے ہونٹوں پر ایک دلکش تبسم ظاہر ہوا اور کہنے لگی:-

جی ہاں میں ایچپنا کی راج کماری ہوں اور آپ کہاں سے آئے ہیں؟

میں شکار کے لئے ادھر آ نکلا تھا۔ نوجوان نے جواب دیا

میں پوچھ رہی ہوں آپ کہاں سے آئے ہیں راج کماری نے مسکرا کر دریافت کیا۔

آپ کے خادم کا نام پورس ہے نوجوان نے کہا۔

پورس! راج کماری نے حیرت اور احترام سے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔ پورس وادی جہلم کا وہ جوان سال حکمران جو اپنی غیر معمولی شجاعت کی وجہ سے تمام ہندوستان میں اپنا نام پیدا کر چکا تھا اس کے دشمن اس کے نام سے کانپتے تھے، اور دوست اسکی شرافت پر فخر کرتے تھے راجکماری نے اپنی باندیوں سے کئی بار اس کے حسن و جمال کی تعریف سنی تھی اور اس کی شجاعت اور خوبصورتی نے بلی جلکر راج کماری کے دل میں درد محبت کی کسک پیدا کر دی،

آپ کو معلوم ہے کہ مجھ پر حملہ کرنے والے وہ بدذات کمینے کون تھے؟ راج کماری نے کچھ دیر کے بعد دریافت کیا

راج کماری میں کیا بتاؤں، میں شرمسار ہوں! پورس نے جواب دیا ان کا افسر ٹکسلا کے راجہ تکشل کا چھوٹا بھائی سہدیو تھا؟

اچھا میں سمجھ گئی راج کماری نے جواب دیا اور پھر خاموش ہو گئی،

کچھ دیر بعد راج کماری کو اس کے محل میں پہنچا کر پورس واپس چلا گیا۔ مگر وہ اکیلا نہیں چلا راج کماری سوما کی محبت اس کے ہمراہ تھی،

(۲)

اس واقعہ کے چند روز بعد کا ذکر ہے کہ ٹکسلا کے شاہی باغ میں مہاراجہ تکشل اور اس کا بھائی سہدیو ٹہل رہے تھے، تکشل کا منہ غصہ سے سرخ اور سہدیو کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

پورس وہاں کیسے آیا۔ تکشل نے پوچھا۔

مہاراج میں کیا بتاؤں، سہدیو نے جواب دیا تم سب مل کر بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے تکشل نے دریافت کیا،

مہاراج اسکے بازوؤں میں شیروں کی طاقت ہے اس نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیا۔

تم سے اس نے اپنے سوئمبر کا ذکر کیا تکشل نے پوچھا

مہاراج وہ کہتی تھی اگلے مہینے میرا سوئمبر ہے، بہتر ہے ہم وہاں جائیں گے ہم اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے،

میرے خیال میں سوئمبر سے پہلے راجہ مردیو سے رشتہ کے متعلق بات چیت کی جاوے۔

تم ٹھیک کہتے ہو ہمارے پروہت برہم داس کو بلاؤ وہ میرا پیغام لے کر جائے گا،

ایک ہفتہ کے بعد (باقی صفحہ ۱۸ پر)

پچھلے صفحے سے

ترم ایچھیا پہونچ گیا۔ بھارا مہاراجہ مرہٹوں اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ مگر سکندر کے متعلق جواب دیا۔ ہم چند روز تک راج کماری کا سوئمبر رچائیں گے اپنے آنے سے کہہ دو کہ اس موقعہ پر آجائے۔

(۳)

ستمبر کا دن آگیا۔ ایچھیا میں خوب چہل پہل تھی۔ بازار سجے تھے۔ باہر میدان میں سیکڑوں بھارا جوں کے کیمپ گڑے تھے۔ دوکانداروں کی بن آئی تھی۔ سجاوٹ کی گئی۔ بازار تھی مقررہ وقت پر سب راجے پنڈال میں جمع ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک خوب بن ٹھن کر آیا تھا۔ ہاتھ کا راجہ ہونے کے سنگھاسن پر بیٹھا ہوا تھا۔ گلدستہ کے دام کے لباس پر سینکڑوں جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ انگشتری کی جو چیز قابل دید تھی وہ دوارکا راجہ اپنی سلطنت کی سمت پر اترا تھا۔ اور گجرات کا راجہ اپنی دولت پر ناز کرتا تھا۔ ایک جانب پورس بھی اس انبوہ میں کھڑا راجکماری سوما کا انتظار کر رہا تھا۔ دراز قد ہونے کی وجہ سے وہ عام راجوں میں نمایاں دکھائی دیتا تھا۔ اس کے پہلو میں اس کی تلوار بندھی تھی اور کمر پر ایک خوبصورت ہیرا لٹکا ہوا تھا۔

مقررہ وقت پر راج کماری محل سے نکلی۔ باجے بجنے لگے۔ اور راجوں کے دل دھڑکنے لگے۔ راج کماری کے ہاتھ میں جے مالا تھی۔ اس نے راجوں کے انبوہ کو ایک نظر دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر پورس کے گلے میں جے مالا ڈال دی۔ اور اس میں مبارک اور شادمانی سے شور مچ گیا۔ پورس کے دل کی کلی کھل گئی اور باقی راجے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ تکشل کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں اور غضب کی شدت سے وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔

"میں تم سے سمجھوں گا" اس نے پورس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

پورس نے ایک نظر اپنی تلوار کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

پورس کے سوا باقی راجے اسی روز وہاں سے رخصت ہو گئے۔ پورس اب مہمان تھا۔ چند روز کے بعد اس کا بڑی دھوم دھام سے راج کماری سوما سے بیاہ ہوا۔ اور وہ اپنی چاند سی دلہن کو رخصت کرا کے اپنی راجدھانی کی طرف لوٹ گیا۔

(۴)

چھ سال کے بعد سکندر یونان سے طوفان کی طرح اٹھا۔ اور ایران پر چھا گیا۔ اس میں کیانی عظمت کا [illegible] ہو گیا۔ اور ایران کے علاوہ افغانستان [illegible] کے تاجداروں نے سکندر کے سامنے [illegible] وسط ایشیائی کی تسخیر سے فارغ ہو کر سکندر نے ہندوستان کا رخ کیا اور دریائے سندھ کے کنارے ڈیرے ڈال دیئے۔ ٹکسلا ہندوستان کا پھاٹک تھا۔ ہندوستان کے بہادر راجہ تکشل کی طرف دیکھ رہے تھے۔ [illegible] جب تکشل کی شجاعت اور جرأت کا اندازہ ہونے والا تھا اس نے پورس کو پیغام بھیجنے کے لئے سکندر کی اطاعت قبول کر لی۔

راجہ تکشل کے اس فیصلہ کے خلاف ہندوستان بھر میں احتجاج کیا گیا۔ مگر اسے کسی کی پرواہ نہ تھی۔ وہ اپنے [illegible] پر قائم رہا۔ جو شخص قابت نے اسے [illegible] سکندر سے ملنے لگا۔ اسے پورس کے [illegible] ابھارا۔ پھر دریائے سندھ پر کشتیوں کا پل بندھوا کر اس کی فوج کو پار اتار ٹکسلا لایا وہاں کئی روز ٹھہرا رکھا اور پھر اس کے دلیس پورس کے خلاف نفرت اور عداوت کے جذبات پیدا کر کے رخصت کیا۔

جہلم کے کنارے پورس کے سپاہی سکندر کا راستہ روکے کھڑے تھے۔ ہندوؤں کی تلواریں میانوں میں تڑپ رہی تھیں۔ اور ہر سپاہی کے دلوں پر ہندوستان کی بہادری کا نقش بٹھانے کے لئے بے تاب تھے۔

سکندر بھی دودھ پیتا بچہ نہ تھا۔ اس نے دشمن کی طاقت کا بغور اندازہ کیا۔ اور پورس کے بالمقابل دریا کے کنارے پر خیمہ زن ہو گیا۔

[illegible] رات میں جب بوندا باندی ہو رہی تھی اور پورس کی سپاہ دشمن کے حملے کی توقع نہیں رکھتی تھی، سکندر اپنے جانباز سپاہیوں کے ہمراہ اپنے کیمپ سے نکلا اور بارہ میل کا چکر کاٹ کر دن نکلنے سے پہلے دشمن کے سامنے آموجود ہوا۔ اگرچہ حالات موافق تھے ساری رات بارش ہوتی رہی۔ ہندوستانی سپاہ کے لئے ڈھال اتار کر گرپورس بہت مردانگی کے ساتھ لڑا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ کشتیوں کے پشتے لگ گئے۔ پورس ایک جنگلی ہاتھی پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ تیروں کا مینہ برس رہا تھا مگر اس کے دم خم میں کوئی فرق نہ آیا۔ آخر کار اس کا تمام جسم تیروں سے چھلنی ہو گیا اور زیادہ خون جانے سے وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ اس کا ہاتھی حالات کی نزاکت کو سمجھ گیا۔ اور فوراً زمین پر بیٹھ گیا۔ تاکہ اس کے آقا کو گرنے سے زیادہ چوٹ نہ آئے۔ پورس زخموں کی کثرت سے بیہوش ہو گیا اور اس کا وفادار ہاتھی اپنی سونڈ سے اپنے آقا کے جسم سے تیر نکالنے لگا۔ یونانیوں نے موقعہ پا کر پورس کی اور پورس کو پکڑ لیا۔

سکندر پورس کی غیر معمولی شجاعت اور مردانگی سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے جب اسے قیدی بنا کر سکندر کے سامنے لائے تو اس نے پوچھا۔

کہو اب آپ سے کیا سلوک کیا جائے؟

جو سلوک بادشاہ بادشاہوں سے کرتے ہیں۔

پورس نے نڈر ہو کر سکندر کو جواب دیا۔

سکندر پورس کے اس مردانہ جواب سے بہت خوش ہوا اور اس کی سلطنت اسکو واپس کر دی۔

(۵)

ادھر سکندر اور پورس میں دوستانہ ملاقات ہو رہی تھی (باقی آئندہ صفحہ ۲۲ پر دیکھئے)

ایسی خطرناک ہے جیسے کہ یہ...

کھانسی

سروین

روشنے

یہ دوا کھانسی اور زکام کے لئے اکسیر ہے

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر (۷)

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے، "رنر اپ" پچاس روپے

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ یکم جون ۱۹۴۴ء

(۲) صحیح حل کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۶ جون ۱۹۴۴ء

(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۲۰ جون ۱۹۴۴ء

اشارات، دائیں سے بائیں

(۱) اس ملک نے دھوکا دے کر اتحادیوں پر حملہ کیا،

(۲) ——— کرنے سے کیمسوں کو اکثر نقصان ہی ہوا کرتا ہے،

(۹) لفظ "استحفظ" کے اُلٹے پلٹے حروف،

(۱۱) "خدا" (۱۲) ایک زہریلی دوا

(۱۴) یہی وہ چیز ہوتی ہے جو مسافر کو بیگستانی سفر کی تکالیف برداشت کرنے کے ارادے پر قائم رکھتی ہے،

(۱۵) اس کا بہاؤ زبردست اور خطرناک ہوتا ہے،

(۱۶) بار بار خدا کا یاد کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے،

(۱۸) لفظ "منزل" بے ترتیب تحریر ہے،

(۲۰) ایک مالدار مگر کفایت شعار تجارت پیشہ قوم

(۲۲) یہ چھوٹ جانے کے بعد پاپیادہ مسافر اپنی منزل مقصود تک بہت دیر میں پہنچے گا، (۲۴) مجمع میں زخمی پیر ——— جانے کا ہر دم احتمال رہتا ہے (۲۵) حکومت کا فرض ہے کہ رعایا کو جنگ کی خبروں سے ——— کرتی رہے، (۲۸) صنف نازک (۲۹) کجروی

(۳۰) شاعر اپنی شاعری کے اس میں کبھی کبھی دنیا کو بھول جاتا ہے،

(۳۲) ان کا سایہ سر پر ہونا بھی ایک نعمت ہے،

(۳۴) لفظ "فرنس" کے دو حروف

(۳۵) اپنے قول پر قائم رہنا ایک کامل انسان کی ان میں داخل ہے

اشارات، اوپر سے نیچے

(۱) بڑے بڑے سائنس دانوں کی بدولت ابن لوہیں روس کے عارضہ تباہ آسانی کے ساتھ استعمال کی جا رہی ہیں، (۲) وہ رستہ ہے جس کے سر پر بڑی بڑی دیواریں ہوتی ہیں (۳) ——— دنیا کے کاروبار کو کاغذ کی کمی کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے (۴) ——— "نئی چیزیں نمائش میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ (۵) گراموفون کے ریکارڈ بعض لوگ اپنے مذاق کے مطابق ——— کر خرید لیتے ہیں، (۷) ہمارے ملک کی عورتیں اپنی ملک عصمت کی دولت سے بے بہرہ ہیں، (۸) راجاؤں کی ملازمت میں بعض اوقات ذرا سی غلطی پر بڑے سے بڑے اس کا منہ دیکھنا پڑتا ہے

(۱۰) کبھی کبھی ناتجربہ کار اس کی بدولت انسان کو سخت نقصان پہنچتا ہے

(۱۳) نوجوانوں کا یہ بگڑتے دیر نہیں لگتی،

(۱۵) بعض بیماریوں میں جسم ——— جاتا ہے کہ سمار کا بچانا دشوار ہو جاتا ہے،

(۱۷) اس کے اختیارات گورنمنٹ نے بہت وسیع کر رکھے ہیں

(۱۹) دریا کے کنارے کے مکانات کا ——— جانا دریا کے بہاؤ کے رخ پر منحصر ہوتا ہے

(۲۱) زیادتی (۲۳) پھیکے کی عمارتوں کا خوبصورت ساٹھکہ دار کے اس کے عمدہ ہونے پر منحصر ہوتا ہے (۲۵) رسوم کی ادائیگی کے سال میں ایک دن کر دیتے ہی سے تہواروں کی بنیاد پڑی (۲۶) کہتے ہیں کہ قدیم زمانے کے بادشاہ اپنی اپنی انگوٹھی کے ذریعہ ہدایات بھیجا کرتے تھے

(۲۷) اسکی بدولت بھرے پڑے گھر تباہ ہو جاتے ہیں،

(۳۰) جب ——— ہوتا ہے تو انسان بعض اوقات عجیب غریب حرکتیں کرنے لگتا ہے،

(۳۱) نیت (لفظ کو الٹ کر پڑھیے) (۳۳) رفتا

ان نقشوں پر آپ اپنے حلوں کی نقلیں رکھ سکتے ہیں یا اگر آپ چاہیں تو ان کی نقلیں حسب قواعد ۱، ۲، ۳ بھیج کر ان پر اپنے مزید حل بھیج سکتے ہیں۔

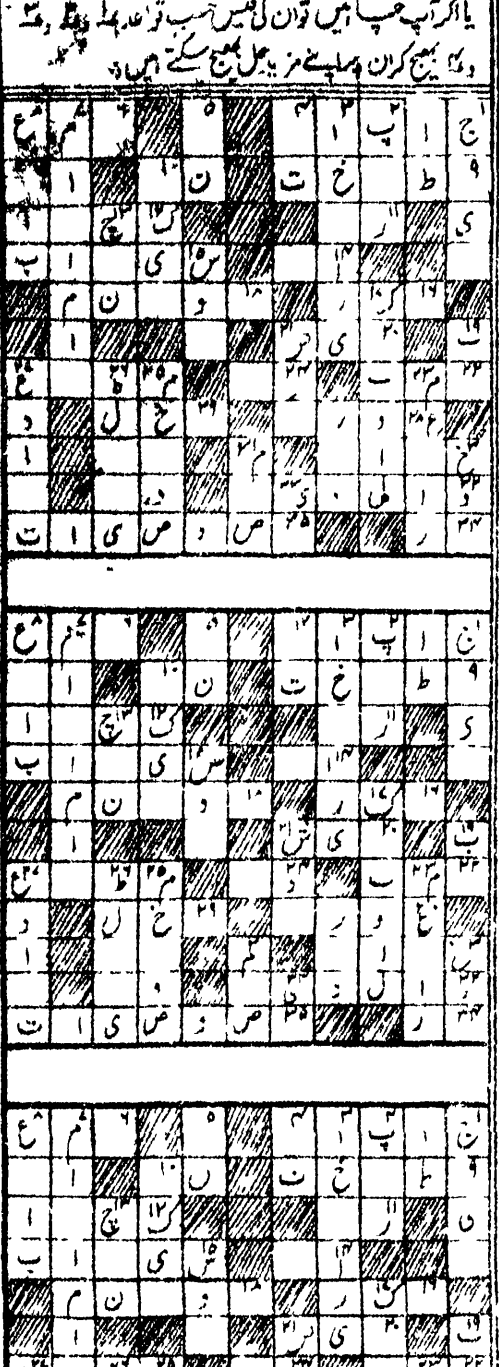

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۷)

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

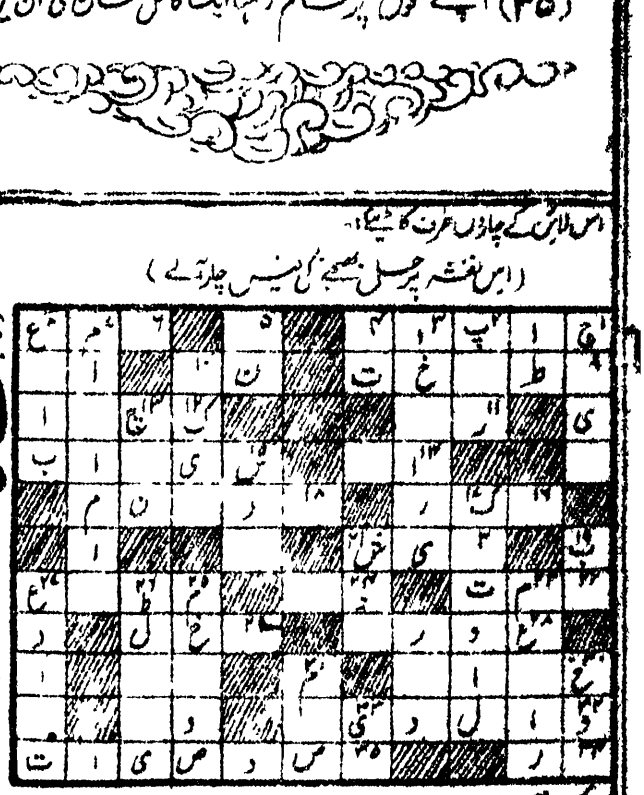

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

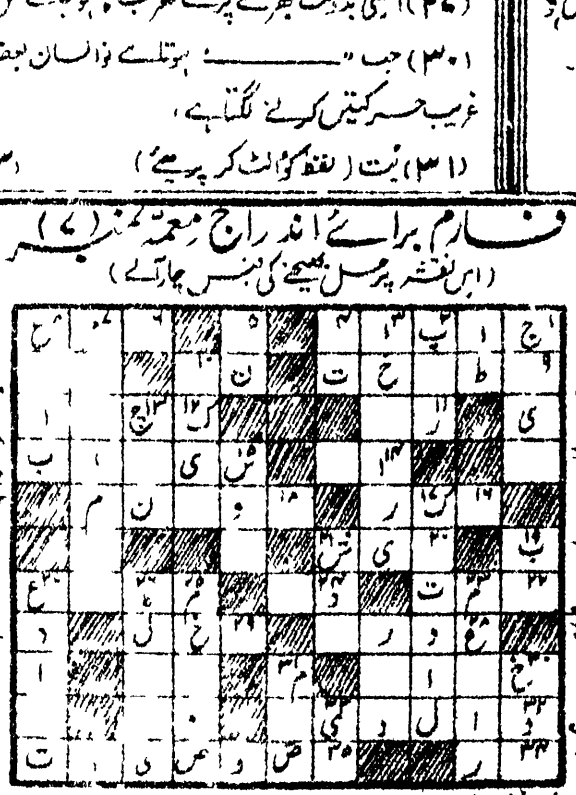

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

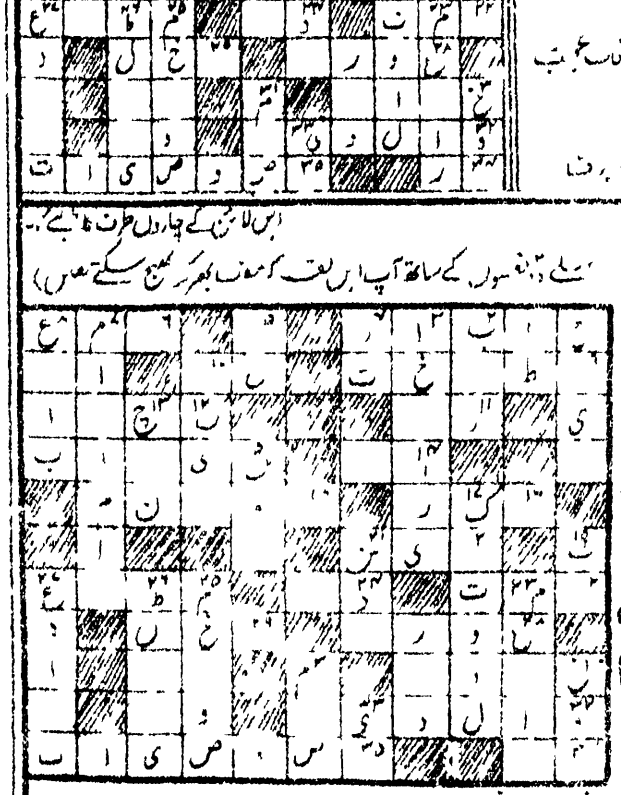

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے، خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل، ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیج دیجئے جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں، جو شخص دو نقشے بھر کر آٹھ آنے فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے۔

اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

اوپر کے نقشہ نمبر ———

ٹیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر ۷ کے داخلہ کے شرائط کو پڑھ کر میں اس شرط پر شریک ہوتا ہوں کہ میرے معاملہ کے متعلق منیجر ٹیج ویکلی کا فیصلہ میرے لئے قطعی اور ناقابل پابندی ہوگا

پورا نام (صاف طور پر)

پورا پتہ

نمبر سیڈنی آرڈر نمبر پوسٹل آرڈر ٹکٹوں کی رقم اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے

قواعد و شرائط معمہ

معمہ کے حل بھیجنے سے پہلے مندرجہ ذیل قواعد و شرائط کو غور سے پڑھیے:-

(۱) اس انعامی مقابلہ کی فیس فی نقشہ چار آنے ہے لیکن دو نقشوں کے بھیجنے والے تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں۔ (۲) تمام حل فیس نقشوں کے بھیجے جائیں جو ہفت روزہ دہلی میں شائع ہوتے ہیں۔ (۳) ہر خانہ کے اندر تین نقشے ایک ساتھ شائع ہوتے ہیں کسی نقشہ کو کاٹ کر خانہ سے علیحدہ نہ کیجیے، جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں نقشوں کے نیچے مسلسل نمبر شائع کر دیئے ہیں۔ (۴) کل فیس واضح طور پر لکھ کر بھیجنا ضروری ہے۔ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر کے فارموں کے ساتھ ضرور بھیجیے۔ پوسٹل آرڈر کو ہرگز کراس نہ کیجیے۔ آپ اگر چاہیں تو ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیج سکتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں پوسٹل آرڈر کی وجہ سے ۱۱ (ڈی) کہتی ہے کہ اگر ٹکٹوں کی رقم لفافہ کے اوپر درج ہوگی، یا ٹکٹ اس طرح لکھے جائیں گے کہ باہر سے دکھائی دیتے ہوں تو لفافہ کو جرمانہ کرنا ضرور ہوگا۔ کرنسی نوٹوں کے متعلق پوسٹل گائڈ کی دفعہ ۴ میں تحریر ہے کہ ان کا پتہ کرنا ضروری ہے۔ آپ جو کچھ بھیجیں اس کا اندراج فارم میں ضرور کر دیں۔ جو حل فیس کے بغیر آئے گا وہ مقابلہ میں شریک نہیں کیا جائیگا۔ (۵) اس انعامی مقابلہ کے جتنے نقشے آپ چاہیں مختلف اقسام کے حلوں سے بھر کر بھیج سکتے ہیں۔ جو حل آپ کو زیادہ تعداد میں نقشے درکار ہوں وہ دفتر ہفت روزہ دہلی کی مزید کاپیاں قیمتاً منگوا سکتے ہیں۔ یا اپنے ہاتھ کی خالی جیبوں سے خرید سکتے ہیں۔ (۶) نقشوں کو رنگائی سے صاف طور پر بھرنا چاہیے حرف کو پنسل سے نہیں لکھنا چاہیے اور نہ ان کو کاٹنا یا مٹانا یا ایسا کرنا چاہیے اور کسی خانہ کو خالی چھوڑنا چاہیے۔ منیجر کراس ورڈ معمہ کو اختیار ہے کہ کٹے پھٹے یا مشکوک حلوں کو یا خالی خانہ والے حلوں کو مقابلہ میں شامل نہ کرے۔ (۷) فارم پر اپنا پورا پتہ رنگائی سے صاف اور خوشخط لکھیے۔ (۸) ایک لفافہ میں ایک ہی خاندان کے کئی افراد اپنے مختلف ناموں سے کئی فارم بھر کر بھیج سکتے ہیں۔ انعام بھی سب کی طرف سے یکجائی روانہ کر سکتے ہیں لیکن ایک فارم صرف ایک ہی شخص کے نام سے داخل کیا جا سکتا ہے۔ (۹) اس مقابلہ میں پہلا انعام اس شخص کو دیا جائیگا جس کا بھیجا ہوا حل ہمارے بالکل صحیح حل سے مطابق ہوگا اور باقی انعامات "رضر" یعنی غلطیوں کی کمی تعداد والے حلوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور انعامات کی تعداد دو سے کم یا زیادہ کرنا سب کا فیصلہ قطعاً منیجر ہفت روزہ دہلی کے اختیار میں ہوگا۔ اگر کوئی بالکل صحیح حل موصول نہیں ہوگا تو پہلا انعام کم سے کم غلطی والے حل کو دیا جائیگا۔ اگر ایک سے زیادہ حضرات پہلے انعام کے مستحق ہوں گے تو انعام کی رقم برابر حصوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس مقابلہ میں ایک شخص کو صرف ایک ہی انعام دیا جائیگا۔ (۱۰) ہفت روزہ دہلی کے حل اور انعام پانے والوں کے نام اعلان کردہ تاریخوں پر ہفت روزہ دہلی میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ اگر کسی شخص کا مقابلہ کو جس کا نام فہرست انعامات میں موجود نہ ہو خیال ہو کہ وہ مستحق انعام ہے تو اسے نتیجہ کی اشاعت کے ایک ہفتہ کے اندر دوبارہ جانچ کی درخواست دو روپے فیس کے ساتھ بھیجنی چاہیے۔ اگر اس کا دعویٰ درست ہوگا تو اسے انعامات کی فہرست میں شامل کر لیا جائیگا اور اس کی فیس جانچ بھی واپس کر دی جائے گی ورنہ نہیں۔ اس مدت کے گذر جانے پر داخلہ کے سارے نقشے وغیرہ ضائع کر دیئے جائیں گے اور چونکہ دوبارہ جانچ کی درخواست کے لئے کافی وقت دیا جاتا ہوگا اس لئے بعد کو اس سلسلہ میں کسی طرح کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا۔ (۱۱) ہر غلط لفظ کی ایک غلطی شمار کی جائے گی۔ مثلاً اگر ایک لفظ کے غلط ہجے سے دو لفظ غلط ہو جائیں گے تو غلطیوں کی تعداد دو سمجھی جائیگی۔ (۱۲) حل کے فارموں کے ہفت روزہ دہلی پہنچنے یا غلطی سے کہیں رکھ دیئے جانے یا راستہ میں گم ہو جانے وغیرہ کے متعلق ہفت روزہ دہلی پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ ہفت روزہ دہلی کا دفتر اس انعامی مقابلہ میں کسی خط کا جواب دینے یا زبانی گفتگو کرنے کا پابند نہیں ہوگا۔ (۱۳) کوئی قسم جرمانہ کی فیس داخلہ کی مد میں وصول نہیں کی جائے گی اور نہ واپس کی جائے گی اور نہ کسی دوسرے مقابلہ میں اپیل کی جائے گی۔ (۱۴) اس انعامی مقابلہ سے تعلق رکھنے والے تمام امور کے بارے میں منیجر ہفت روزہ دہلی کا فیصلہ قطعی اور ناقابل پابندی ہوگا اور یہ اس انعامی مقابلہ کی کلی ہوئی ضروری اور پہلی شرط ہے۔ (۱۵) روزانہ ہفت روزہ دہلی پرنٹنگ پریس کے ملازمین کو اس انعامی مقابلہ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ (۱۶) معمہ کے حلوں کے لفافہ میں حل کے نقشوں کے سوا کوئی خط یا تحریر نہ رکھیے ورنہ وقت پر تعمیل نہ ہو سکے گی۔ (۱۷) مقابلہ کے قواعد و شرائط کی حیثیت ایک معاہدہ کی ہے۔ ہفت روزہ دہلی اور ہر ایک شریک معمہ کے درمیان قابل پابندی سمجھا جائے گا اور منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی شخص کو یا شرط کی عدم پابندی کے باعث حل کے فارم کو شریک مقابلہ نہ کرے۔

(۱۸) منی آرڈر فارم یا پوسٹل آرڈر یا حل والے لفافہ پر پتہ اس طرح لکھیے:-

منیجر صاحب کراس ورڈ معمہ نمبر ہفت روزہ دہلی

رنج کھینچے تھے داغ کھائے تھے
دل نے صدمے بڑے اٹھائے تھے
اس نے ہر موج حوادث سے
کہتے آنسو پلک تک آئے تھے (میر)

آپ کے پسندیدہ صابن کا

نیا ریپر

جو سابیاں ہم پہلے استعمال کرتے تھے وہ اب نایاب ہیں اسلئے اب جنگل ہمارے آپ کا پسندیدہ صابن ایک صاف سفید ریپر یعنی کاغذ میں لپٹا ہوا آپ کی خدمت میں پیش ہوگا۔

ڈیزائن میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی صرف رنگ بجائے سبز کے سفید ہوگا۔

اس کا انتظار کیجیے

حمام

A.K.T.A. LOTUS

آپ کے غسل کے لئے مشہور صابن

دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ ٹاٹا پورم اور بمبئی

جاذبہ کا شکار عورت

ٹونیٹو

اس دلآویز خوشبو کی آزمائش کیجیے

اوٹو دل بہار (رجسٹرڈ)

آپ کے رومال پر اس کے چند قطرے ۴۸ گھنٹوں تک تر و تازگی قائم رکھیں گے۔ یہ پھولوں کا بہترین نچوڑ ہے جو بوتلوں میں بھر دیا گیا ہے یہ بہت تیز نہیں ہے بلکہ نہایت خوشگوار اور دل پسند ہے۔ ابھی ایک شیشی خرید لیں۔ پھر یہ ہی آپ کو ہمیشہ مرغوب رہے گا۔ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ کی شیشی طلب کریں۔

اوٹو دل بہار
ایک گلستان بوتل میں بھر دیا گیا ہے

اس میں کسی قسم کا تیزاب نہیں ہے یہ پھولوں کا نچوڑ ہے جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں آپکے استعمال کے لئے بھر دیا گیا ہے۔

مختلف سائزوں میں فروخت ہوتا ہے
اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے۔

ایک بالکل نئی خوشبو کا نمونہ بھی دیکھیے

اوٹو سرنگی نمبر ۱۷۷ (رجسٹرڈ)

نمونہ کے لئے دو آنہ کے ٹکٹ ارسال کریں اور پھر ۱ اونس کی شیشی خریدیں۔ جو ہر جگہ ملتی ہے آپ سرنگی کے پھولوں کی جادو بھری خوشبو سے بہت خوش ہونگے۔

سول ایجنٹس:- وی ایٹکو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی بمبئی ۲

حسنِ اتفاق

(صفحہ ۱۰ سے آگے)

تعلیم کی خوشنما، عورت کا موضوع ایک قسم کی ہدایت ہے
[illegible] شباب جب بیانے حسن میں بھرا ہو تو اس کی تفسیر
[illegible] میں بھی چند اسکے صحنکدہ ویراں کئے ہوئے بجھ کا فی
[illegible] سلطنت اندھ تھا [illegible] میرے پہلو میں تھا اور
[illegible] میرے قابو میں وہ بھی [illegible]

[illegible] خیال کیا کہ اس کے تقاضائے شباب کی پذیرائی کیلئے
[illegible] "اس چلتی ملاقات میں روشن دام
[illegible] اتباع انقطاع سفر کے ساتھ رخصت
[illegible] کا ایک ہی طرز رکھا جائے تاکہ
[illegible] میں نے متانت سے جواب دیا "میں عورتوں
[illegible] ترقی اور آزادی کا مخالف نہیں ہوں لیکن جب الفاظ عام
[illegible] کے بغیر گفتگو میں غلط فہمی ہوتی ہے" اس نے متزاد
[illegible] کہا۔

"میں کبھی نہیں آپ کا مطلب" میں تعلیم، ترقی اور آزادی سے
[illegible] انسانیت، اخلاق میں بلندی، خیال میں عفت اور اعمال میں
پاکیزگی پیدا ہو تو ہر ذی ہوش اس کی تائید اور حمایت کرے گا اور اسکے
[illegible] انسانیت کو پھاند جانے والی ہوں، گوارا کئے جانے کے قابل نہیں"
"[illegible] تعلیم و فنون کے متعلق کہا اور آپ اصول لیکر بیٹھ گئے"
میں [illegible] کہ آجکل ہر شخص کو اصول سے چڑ ہے آپکی
[illegible] تعلیم کی بنیاد کھوکھلی ہے جس میں احساس انسانیت، تعمیر اخلاق اور
حسن عمل کی گنجائش نہیں خصوصاً ہندوستان کا معیار تعلیم تو صرف اتنا ہے
[illegible] سکھاتی ہے غلاموں کو غلامی کا طریق" ابتک تو یہ تعلیم نوکری کی قابلیت
[illegible] کی اہلیت پیدا کرنے سے آگے نہیں بڑھی تعلیم یافتہ مردوں
[illegible] کارنامیاں کر دیا ہے لیکن کوئی دوسری تعلیم آپکے اختیار میں
[illegible] اس تعلیم پر رضامندی کے معنی ہونگے کہ کسی تعلیم،
[illegible] اختیار میں ہو۔ بہرحال میں سادہ کاغذ پسند کرتا ہوں بجائے
[illegible] کہ اس پر غلط مسودہ لکھا جائے"

دنیا جانتی ہے کہ دوسرے ملکوں کی عورتیں اس تعلیم کی بدولت ترقی
کر رہی ہیں اور دنیا کے کاموں میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔

میں یہ کیا کر رہی ہیں یہی نا کہ دفاتر میں نوکری، ملازمت میں
[illegible]، کارخانوں میں مزدوری، تھیٹروں، سینماؤں میں رقص ہوٹلوں
[illegible] میں نمائش حسن۔ مردوں کا ہاتھ بٹانا ممکن ہے کہ یورپ کے
[illegible] آبادی یا طریق کار کی غلطی کی وجہ سے وہاں یہ ضرورت ہو مگر
ہندوستان میں تو ابھی مرد ہی بے کار اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
عورتوں کو ہاتھ بٹانے کی زحمت کی ضرورت ہی نہیں۔ یہی تعلیم ہے جس نے

مغربی تہذیب کو مغربی [illegible] سے کہیں دور کر دیا ہے
[illegible] مشرقی تہذیب کو [illegible] کی [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ضمیر، پاک خیال، بلند ذوق، لطیف
آپ کہتے ہیں کہ مغربی کلچر کے ہاتھوں مشرقی تہذیب کا [illegible]
کس بے دردی سے گھونٹا جا رہا ہے۔

"مشرقی تہذیب گھونٹنے ہی کے قابل ہے"

میں: "آپ تعلیم حاصل کر رہی ہیں"

"جی ہاں کالج میں میرا پہلا سال ہے"

میں۔ یہ اسی مغربی تعلیم کا فیض ہے کہ آپکو اپنی ہر چیز سے
نفرت ہونے لگی، اچھائی، برائی کا تعلق زیادہ تر ذہن و ضمیر سے ہے
اور ذہن و ضمیر اور تصورات کی تعمیر تعلیم سے ہوتی ہے۔ صاحب اقتدار
طبقہ کبھی اپنی تہذیب، اپنا کلچر تلوار کے زور سے نہیں تعلیم کی قوت
سے نافذ کرتا ہے اور یہی تعلیم و تربیت محکوم طبقہ کی نگاہوں میں اپنی
ہر بہتر و برتر چیز کو کمتر و فروتر بناتی ہے۔ رفتہ رفتہ محکوم تہذیب
مقتدر تہذیب میں جذب و حل ہو کر وہ جاتی ہے کیا کوئی بتا سکتا ہے
کہ یہ اونچی ہیل کی سینڈل "خود" اپنی تمام خطرناکیوں کے ساتھ کیوں خوبصورت
ہے اور یہ [illegible] مانگ کی سیدھی مانگ سے زیبائی کی کیا دلیل ہے؟

غلامی کیا ہے؟ ذوق حسن و رعنائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا

مختصر یہ کہ اہل حکومت نے قوت سے جسم پر اور تعلیم کے ذریعہ
روح پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے مشرقی تہذیب گلا گھونٹنے کے قابل
اور مغربی تہذیب پھلنے پھولنے کے لائق نظر آتی ہے ؎

جو تھا ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

"آپکا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اسی طرح قید و بند، رسم و رواج
پردہ و چار دیواری کی گندی اور مہلک فضا میں دم توڑتی رہیں
یہ تو اب ہوتا نہیں"

وہ جھنجھلا اٹھی اس کا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا تھا اس کی حسن شباب
اس کی تعلیم و تربیت، اس کی آزادی کسی اور حرف و حکایت کی مقتضی تھی
میں نے محسوس کیا کہ اس سے زیادہ سرگرمی اس کی برداشت طبیعت سے
باہر ہے میں نے کہا: "مجھے افسوس ہے کہ آپنے فیصلہ سنانے میں جلدی
کی۔ یہی ہونا ہے اور یہی ہو کر رہے گا۔ فطرت سے زیادہ دیر تک جنگ
جاری نہیں رہ سکتی۔ عورت آج اس جنگ میں جگہ پہونچ چکی ہے یہ تو
نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اس کے جارحانہ اقدام کی آخری حد ہے لیکن
وہ دن دور نہیں جبکہ وہ مدافعانہ دور میں قدم رکھے اور درجہ بدرجہ
اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے مرکز کی طرف شان سے پسپا ہو جائے چنانچہ
یورپ میں جو آزادی نسواں کی رو شروع ہے ایسی علامات کا اندازہ
ہونے لگا ہے رہ گئی۔ رسم و رواج۔ قید و بند، پردہ و چار دیواری
یہ ذرا طویل داستان ہے۔ مرد ہی غریب اس جکڑ بندیوں سے
کب آزاد ہے جو عورتیں مردوں کے دوش بدوش ان پابندیوں

سے آزاد ہو سکیں گی۔ انسان فطرتاً مدنی الطبع واقع ہوا ہے اور
مدنیت نام ہی ہے رسم و رواج اور پابندیوں کا، یہ ممکن ہے کہ آپ
ایکدم توڑ کر ایک رواج مٹا کر اس کی جگہ دوسرے رسم و رواج کو
اپنے اوپر مسلط کر لیں جو آپ کے نقطہ نظر اور ضروریات کے مطابق ہو۔
لیکن بغیر رسم و رواج کے حیات انسانی کا شیرازہ درست ہی نہیں رہ سکتا

دہر میں عیش دوام آئین کی پابندی سے ہے
موج کو آزادیاں سامان شیون ہو گئیں

قید و بند ہی اصل میں بنیاد تعمیر ہے اسی سے حسن و ترتیب پیدا
ہوتا ہے اس پر جھنجھلانا اور اس سے چڑنا کیا معنی۔ آپ ڈرائنگ جانتی
ہونگی۔ ایک صفحہ ہر چند سیدھی آڑی ترچھی لکیریں کھینچ کر حد بندیاں
کیجئے۔ ایک خوشنما پھول۔ ایک خوبصورت تتلی، ایک حسین عورت کی تصویر
بن جائے گی۔ میدان میں دیواروں سے حد بندیاں کیجئے۔ مکان،
غسل خانہ، باورچی خانہ، ڈرائنگ روم وغیرہ تیار ہونگے خوشنما جس قدر
قیدیں بڑھتی جائیں گی حسن و رعنائی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

ہوا سی اعتبار افزا جو بہت بلند فطرت ہیں آغوش فطرت سے آرزومند
مشک اذفر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے مشک بنتی ہو کر تاڑ آہو میں بند
اجسام میں متحرک کی قید لگائی حیوان کہلانے لگا حیوان کو ناطق
میں بند کر دیجئے تو انسان ہو جائے گا۔ انسان میں لطافت و نزاکت

دیر نہ کیجئے

اپنا راشن کارڈ
فوراً رجسٹر کرا لیجئے

اگر آپ نے ابھی تک اپنا راشن کارڈ کسی منظور شدہ خوردہ فروش کی دوکان پر رجسٹر نہیں کرایا ہے تو فوراً رجسٹر کرا لیجئے تاکہ راشننگ شروع ہونے پر آپ کو راشن مل سکے۔ یہ لازمی نہیں ہے کہ آپ اسی سرکل کے دوکاندار کے پاس اپنا کارڈ رجسٹر کرائیں جس کے آپ راشن رکھتے ہیں بلکہ آپ کسی بھی سرکل میں اپنے لئے دوکان چن سکتے ہیں۔

اگر آپ کو راشن کارڈ ابھی تک نہیں ملا ہے

تو اپنے سرکل کے راشننگ آفس میں درخواست دیجئے

راشن کارڈ تقسیم ہو چکے ہیں لیکن بہت سے آدمیوں کے کارڈ اُن کے گھروں پر موجود نہ ہونے یا راشن تبدیل کر لینے یا دیگر وجوہات سے سرکل راشننگ دفتروں میں واپس آ گئے ہیں اس لئے اگر آپ کو بھی اپنا کارڈ نہیں ملا ہے تو اپنے سرکل کے راشننگ آفس میں فوراً درخواست دیجئے اور جب کارڈ مل جائے تو اس کو کسی منظور شدہ خوردہ فروش کی دوکان پر فوراً رجسٹر کرا لیجئے۔

ہوٹل میں رہنے والوں کو راشن کارڈ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں
اگر آپ کسی ہوٹل، ہوسٹل، بورڈنگ ہاؤس میں یا کلب میں رہائش رکھتے ہوں تو آپ کو راشن کارڈ حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ مالکان ادارہ آپ کے لئے اور دوسرے قیام کرنے والوں کے لئے پورا راشن حاصل کر کے آپ کی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔

راشننگ سے ہر امیر و غریب کی خوراک کا حصول یقینی ہے۔

DR 29
JW 2(E) 025

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پرورا انٹک چورن ——— دو روپیہ
(۲) پرورا انٹک اولیہہ ——— ساڑھے تین روپیہ / ساڑھے پانچ روپیہ

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں، ماہواری کی خرابی وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

پتہ:- ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

حسن رکھنے کی قیدوں کا اضافہ کیجئے۔ تو قدرت کا حسین ترین شاہکار "عورت" جلوہ گر ہو جائے گی۔ عورت اگر قید شباب میں آجائے تو کیا چیز ہوگی۔ بہت محسوس کر سکتا ہوں لیکن کہہ نہیں سکتا۔ وہ ایک پرجوش مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ اب تو آپ نے شاعری شروع کر دی اور اس کے چہرے پر ایک خاص کیفیت نمایاں ہو گئی۔

میں بولی۔ نہیں حقیقت ہے عورتیں اگر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو یقیناً محسوس کر لیں گی کہ وہ آزادی و ترقی کے نام سے تنزلی کر رہی ہیں اور اپنے صحیح مقام سے پستی کی جانب اتر رہی ہیں۔

آغوش صدف جس کے گہر بیں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

تو گویا انسانی آبادی کے ایک نصف حصہ کو گھر کے قید خانوں میں محبوس و مقفل رکھا جائے اور بقول آپ کے "قدرت کا حسین ترین شاہکار" چولہا اور بچے سے آگے نہ بڑھے۔

بولی۔ یہ آپ کی زیادتی ہے۔ میں نے یہ کبھی نہیں کہا میرا اعتقاد ہے کہ حیات انسانی عورت کے وجود و ادا کی محتاج ہے بغیر عورت کے زندگی کا تسلسل، تمدن، تمکن، شگفتگی، شادمانی نایاب، بہاری، زندگی معاش کی محتاج ہے اور معاش کے دو شعبے ایک فکر کسب معاش دوسرا اہتمام و انتظام معاش تقسیم کار کے طور پر پہلا شعبہ مرد کے ہاتھ اور دوسرا عورت کے ذمہ چلا آرہا ہے۔

کیوں صاحب! اگر یہ شعبے بدل جائیں تو کوئی ہرج ہے یعنی اب عورت کسب معاش اور مرد اہتمام معاش کے تجربات حاصل کریں۔

میں۔ ہرج ہے اور قطعی ہرج ہے بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ نہ تو عورت کسب معاش، جہاد کی اہل ہے نہ عورت کی ترکیب اس کی متحمل ہو سکتی۔ اہتمام سکون و طمانیت کا مقتضی ہے مرد کے گرم دل و دماغ کے بس کی بات نہیں۔ علاوہ ازیں عمل زچگی، رضاعت وغیرہ کے معاملات کسب معاش کی ہنگامہ خیز زندگی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اس نے قدرے متبسم ہو کر کہا۔ یہ رضاعت وغیرہ تو اختیاری چیزیں ہیں ترک کی جا سکتی ہیں رہ گیا نزاکت کا الزام یہ قطعی مرد ہی کی زبردستی ہے۔ عورت کے مرزا کت کا خوشنما سہرا باندھ کر خود انکے محافظ بن بیٹھے ہیں۔ آپ نے رضاعت وغیرہ کو اختیاری کہہ کر معاملہ کو ختم کیا اگر جنسی احساسات اور فطری تقاضوں کو بزعم خود محال نظر انداز کر دیا جائے جو کسی طرح ممکن نہیں تو بھی عرض کروں گا کہ میرے نزدیک انسانی آبادی کو محبوس و مقفل کرنے کا الزام اور آپ پوری آبادی کو تدریجاً ختم کرنے کا پروگرام بنانا چاہتی ہیں۔

میں معلوم کروں کہ آپ نے عورت کی فطری نزاکت پر دلیل کی زحمت سے مجھے سبکدوش کر دیا جب آپ مرد کی بربریت کی قائل ہیں تو عورت کی نزاکت تسلیم کرنے میں آپ کو کیا تامل ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر رقم مفلس ہوتا تو مرد کے ہاتھوں میں چوڑیاں اور عورت کے ہاتھ میں تلوار ہوتی۔ مرد رونق بازار شام ہوتا اور عورت سید ان کارزار میں مسلح۔ اگر راہبہ کی جوتیوں نے بادشاہ بنایا تو مستقل درگاہ جلسی ہوتی یا کم از کم دونوں قسم کے مظاہرے موجود ہوتے جب ایسا نہیں ہے تو عورت کی نزاکت مسلم اور مرد پر اس کی محافظت فرض ہے۔

نئی روشنی نظم نئی ہوا پرانی۔ نسوانیت زن کا گلہباں ہے فقط مرد عقل ہے اس زمانہ حقیقت کو نہ پا سکی اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زوال۔

عورت کی تعلیم ترقی اور آزادی حدود نسوانیت کے اندر ہی ہونی چاہئے عورت کے دل و ضمیر کی فطرت اس نوع سے ہونی چاہئے کہ وہ بنی نوع انسان کی تعمیر کی قدر و قیمت سے خبردار ہو۔ جس طرح میں اپنی جلوہ آرائی کرتے ہوئے اس سے کہوں اس امانت کی نگہبانی کرے۔ اس طرح میں اس کی پاکدامنی کرے۔ یہی وصف جو کسی پاکدامنی کرے

(سیماب)

لیکن اب ہم خود اپنی حفاظت کے قابل ہو گئے ہیں۔ ہمارے اپنی "زاد شات محافظانہ" سے ہم کو آزاد و سبکدوش خدا کی تعریف ہے۔ میں۔ خوب! اگر آزادی مانگنے سے ملنے والی چیز ہوتی اور خود اقتدار و طلب و خواہش سے ہٹ سکتا تو غلام آباد ہندوستان کب کا آزاد ہو گیا ہوتا۔

آپ دیکھتی ہیں کہ سیاسی مسئلے کتنی خوشامد، چاپلوسی، سماجت و سماجت سے آزادی کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ آپ کے اس کہہ دینے سے کہ آپ اپنی حفاظت کے قابل ہو گئی ہیں مرد اپنے اس فرض سے جو قدرت نے ان کو طاقتی برتری عطا فرما کر ان پر عائد کیا ہے کیونکر دستبردار کر سکتے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ آپ دوسروں سے اپنی حفاظت کر سکتی ہیں تو بھی مرد کے حفاظتی فریضہ کی اہمیت کم نہیں ہوتی کیونکہ آپ خود اپنے سے بھی خطرہ میں ہیں۔ آپ کے پہلو میں بھی ایک راہ زن موجود ہے۔

اس کے ہونٹوں پر تبسم کھیلنے لگا۔ میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اگر مرد یہ کہیں کہ ہم عورتوں کو نظر بند کر کے حقیقت میں مردوں کی حفاظت کر رہے ہیں تو آپ کے پاس کیا جواب ہوگا۔ کیونکہ یہ مسئلہ تو وہ ہے کہ نظر بند کا کیا جاتا ہے جس سے خطرہ ہو وہ کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ شاعرانہ لفظوں میں ہزار بجلیاں ایک ساتھ کوند گئیں۔

تو عورتیں خطرناک ہیں؟

میں۔ بے شک ہیں اور یقیناً ہیں۔ اگر آپ ثبوت چاہیں تو میں لاکھوں شعرائے کرام کے زبانی و تحریری بیانات پیش کر سکتا ہوں۔

ابھی میں نے جملہ پورا کیا ہی تھا کہ اسپرس ٹرین کا انجن آگیا۔ میں نے کہا ہمارے شعرا کو "مرغ موذن" کے ساتھ اسٹیشن کے قلی کا بھی احسان ماننا پڑیگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنا سفر ختم کرنے پر مجبور ہوں۔ بہر حال ہم سفری کا جتنا بھی موقع مل سکے اس پر نازاں رہیں گے اور آپ سے ہم کلامی کا جو فخر عطا فرمایا وہ میری عشک و بے مزہ گفتگو کو گوارا فرمانے والی رہیں گی۔ اس کا سپاس گذار ہوں۔

کیا آپ یہاں اتر جائیں گے؟ اس نے نیا سفرانہ انداز میں کہا۔ آپ کے ساتھ گفتگو میں کافی دلچسپی رہی کاش ہمارا ساتھ اور طویل ہوتا۔ آپ کی باتیں یاد رہیں گی۔

میرے لئے اتنا سہارا بھی کافی ہے اس کا جزیہ شکریہ میں بادل ناخواستہ اٹھا اور وہ بھی کھڑی ہو گئی اور میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

ہاتھ کے مس ہوتے ہی مجھے محسوس ہوا کہ بجلی کی ایک لہر سرسے جسم میں سرایت کر گئی اس پر بھی ایک خاص کیفیت طاری تھی اس نے ایک انگڑائی لی۔ اور فرح لکھنوی کے شعر کو مجسم کر دیا۔

اپنے مرکز کی طرف مائل پرواز تھا حسن
سوتا ہی نہیں عالم تری انگڑائی کا

(شاعر)

پولیس اور سوما

(صفحہ ۱۸ سے آگے)

ادھر مہاراجی سوما کو اپنے چچا کی گرفتاری کی خبر ملی ادھر آشیش نے کی فرح انگڑائی لے کر اٹھی۔ ہتھیار سے آراستہ گھوڑا اڑاتی ہوئی جنگل میں جا پہنچی۔ وہاں سکندر اور پورس میں صلح ہو چکی تھی اور اس کی خوشی میں دونوں فوجیں جشن منا رہی تھیں۔ جہاں آشیش سکندر کے شامیانے میں اسے مہاراجی سوما کی آمد کی اطلاع ملی تو اسے ایک تقریب کے لئے پورس کے کیمپ کی طرف چلا گیا۔ وہاں اسے بڑا احسان مند ہوا۔ اس نے جھوم خوشی سے دمکتا ہوا دیکھا۔ اس کے لبوں سے [illegible] آنکھوں سے آنسو ٹپک کر ملوں آلود زمین میں [illegible] سے مہاراجہ کشمل کی کمر ٹوٹ گئی اور [illegible] سے رخصت ہوگئی۔

ناظرین ہیچ دہلی اس کو ضرور پڑھیں

یہ اشتہار نہیں بلکہ اپنا حقیقت حساب ہے

طلا مستانہ

کے استعمال سے صرف خاص کی سستی، ناموری، کمزوری، ڈھیلا پن، چھوٹا پن، ٹیڑھا پن، تنہائی، جھگڑا، رگوں کا پھول جانا، وغیرہ تمام اقسام کی خرابیاں ایک ہفتے کے اندر دور ہو کر رگ و پٹھوں میں [illegible] طاقت بھر جاتی ہے ایک دفعہ استعمال کر کے آزمائش کیجئے۔ [illegible] تمام مریض اس کے استعمال سے اچھے ہو کر [illegible] دے رہے ہیں ایسے ایسے اشخاص کے سرٹیفکیٹ [illegible] ہیں جو اپنے آپ کو زندہ درگور رکھا کرتے تھے اور اب بالکل تندرست توانا ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عام لوگوں بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے بھی بابو بلاس کی آزمائش کی ہے۔ اور وہ

طلا مستانہ

کو بار بار منگاتے ہیں اور اپنے مریضوں سے ایک بھاری [illegible] کرتے ہیں اس کا استعمال ہر موسم میں یکساں [illegible] بیضرر ہے اور [illegible] پڑتا اس لئے آپ بھی کسی موسم کی مشروری محسوس کرتے ہیں تو آج ہی ایک شیشی کا خاص سے منگا کر استعمال کریں اور بہاری [illegible] اس کی [illegible] ہے۔ ہم [illegible] کے لئے [illegible] ہیں [illegible] ترقی [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] ہے باوجود [illegible] کے [illegible] نہیں ہے بلکہ [illegible] خدا کی بہتری کے لئے [illegible] ہے کیونکہ اس میں [illegible] ہے [illegible] تین روپے [illegible] ہے۔

منگانے کا پتہ۔ روپ بلاس کمپنی

نمبر ۵۱۵ دھن گٹی شہر کانپور (یوپی)

ایجنٹ: [illegible] اینڈ کمپنی کماری باؤلی دہلی

اور بی گرگ جوہری بازار امرتسر

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم

بادشاہی

صابون

[illegible] استعمال کیجئے

[illegible]

دلی ایجنٹ: [illegible] سرائے کاٹھ [illegible] بازار دہلی

"ماڈرن ایجی" کی ایک اداکار۔ یہ کھیل جلد آنیوالا ہے

نوجوان کا ایک سین

وادیا سووی ٹون کا بہترین کھیل
جوکہ جوبلی ٹاکیز میں چل رہا ہے

چوبا یادیوی "سنہرا سنسار" میں
ایسٹ انڈیا فلم کمپنی کا بہترین فلم جوکہ نشاط ٹاکیز اور فاولٹی
ٹاکیز میں جلد آنیوالا ہے

وفادار کتا کا ایک سین
یہ زبردست سنسنی خیز جاسوسی کھیل سنگم ٹاکیز سبزی منڈی میں
دکھایا جارہا ہے

"معجون ظرافت" کا ایک سین

میٹروگولڈن میئر کا زبردست پرمزاق فلم
جوکہ فاولٹی ٹاکیز میں چل رہا ہے

ہندوستانی چائے پیجئے

کیونکہ

یہ سودیشی ہے

ہندوستانی چائے آپ کے ملک کی پیداوار اور آپکے ہموطنوں کی کاشت کی ہوئی چیز ہے۔ اور آپ ہی کے ملک کے لوگوں کی محنت و مشقت سے تیار ہوتی ہے۔ اس لئے آپکو لازم ہے۔ کہ ہندوستانی چائے کی آپ سرپرستی کریں۔ روزانہ چند پیالی چائے پی کر آپ اپنے ملک کی بہبودی میں تائید کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ آپکو چائے جیسی لذیذ اور فرحت بخش شے کا لطف بھی حاصل ہوگا۔ ایسی چیز کو جو صحت بخش بھی ہو اور سودیشی بھی آپ ضرور پئیں کیونکہ آپ کے خاندان اور آئندہ نسل کے لئے ایک ایسی نظیر ہوگی۔ جس کی تقلید کرنے میں انھیں فخر ہوگا۔

چائے بنانے کا طریقہ

پہلے تازہ پانی کو جوش دیجئے۔ اور ایک صاف برتن کو ذرا گرم کیجئے۔ پھر چائے کے ایک چمچہ سے ناپ کر ہر شخص کے لئے ایک چمچہ عمدہ ہندوستانی چائے اور ایک چمچہ زائد انس میں ڈال لیجئے۔ پانی ابلتے ہی فوراً چائے کی پتیوں پر ڈالئے پانچ منٹ تک اسے ڈھانک کر رکھیے۔ پھر پیالیوں میں ڈال کر دودھ اور شکر ملا لیجئے۔

آپ کے ملک کی پیداوار — ہندوستانی چائے

Printed and published by Dharampal Gupta at the TKJ Press, Burn Bastion Road, Delhi IK 17 N

ILLUSTRATED
Weekly
DELHI

ہفتہ وار

پرارتھنا کے بعد مہاتما گاندھی
گہرے سوچ وچار میں

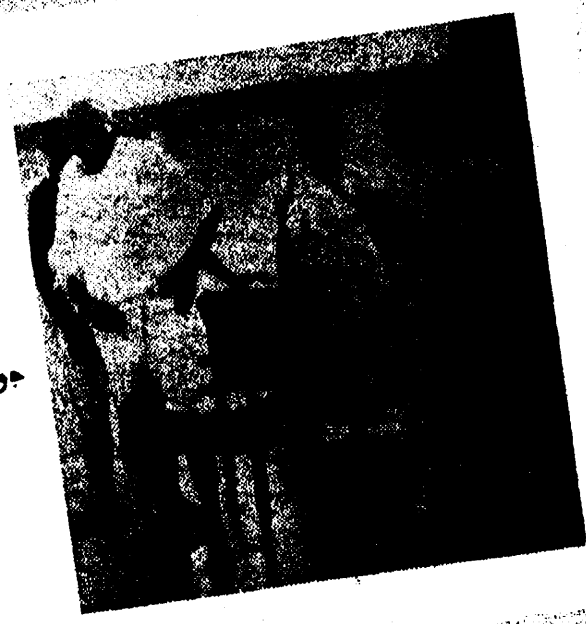

جو ہو پر مہاتما گاندھی صبح کی
سیر میں مصروف ہیں

صفحہ (۱۹) پر دیکھئے

No 25

20th June 1944

LEADING JOURNAL OF NOD INDIA

پنڈت ہردے ناتھ کنزرو
جنہوں نے بین الاقوامی لیبر کانفرنس
سے واپسی پر مہاتما گاندھی سے
ملاقات کی

مہاتما گاندھی دوران گفتگو میں ہنس رہے ہیں

مہاتما جی ڈاکٹر سوشیلا نائر کے ساتھ صبح کی سیر کو
جا رہے ہیں

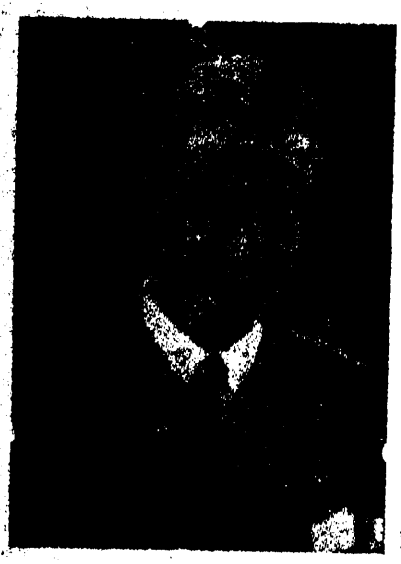

مسٹر انیقہ ولی اوتس
وزیر خارجہ برطانیہ
جنہوں نے دو ہفتوں سے جرمنی
جہازوں کے گذرنے پر حکومت
ترکی سے پروٹسٹ کیا ہے

لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن
کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے یورپ
میں دوسرے محاذ کی بنیادی
اسکیم تیار کی تھی

جو ہو پر مہاتما گاندھی کی وہ کٹیا جہاں صبح شام ہزاروں
درشکوں کی بھیڑ ہوتی ہے

آئی بہار آگ لگا کر چلی گئی

از حضرت جوشؔ ملیح آبادی

اک ضربِ تازہ دل پہ لگا کر چلی گئی
خوابیدہ ولولوں کو جگا کر چلی گئی
بے ہوشیوں کو ہوش میں لا کر چلی گئی
سینے میں طرفہ دھوم مچا کر چلی گئی
آئی بہار آگ لگا کر چلی گئی!

اک تیرِ حافظے پہ لگا کر گذر گئی
سوئے ہوئے غموں کو جگا کر گذر گئی
زنجیرِ بابِ درد ہلا کر گذر گئی
ماضی کے رخ سے پردہ ہٹا کر گذر گئی
بیتے دنوں کی یاد دلا کر چلی گئی

روئے چمن پہ ڈال کے پل بھر کی روشنی
پھولوں کو دے کے ایک نیا رنگِ تازگی
چھٹکا کے زندگی پہ گریزاں سی چاندنی
اک آن کو نکھار کے شبنم کی تازگی
شاعر کے آنسوؤں میں نہا کر چلی گئی

دیوانگیٔ شوق کو بہلا کے اک نفس
تارے سے چرخِ شوق پہ چھٹکا کے اک نفس
دل کو شمیمِ زلف سے مہکا کے اک نفس
کلیوں کو صحنِ باغ میں چٹکا کے اک نفس
داغوں کی دل پہ مہر لگا کر چلی گئی

بیتابیوں کو سونپ کے تمکین کی ادا
تاریکیوں کو بخش کے ہلکی سی اک فضا
وقتی تسلیوں کا جلا کر خنک دیا
مایوسیوں کو دے کے دلاسے کا جھٹپٹا
امید کا چراغ بجھا کر چلی گئی ❊ آئی بہار آگ لگا کر چلی گئی

لطائف و ظرائف

نوجوان :- آپ اگر بیس مرتبہ دنیا کے گرد گھوم آئے ہیں تو جغرافیہ سے ضرور واقف ہوں گے،

جہاں دیدہ :- ہاں ہاں کئی مرتبہ بیرا جہاز جغرافیہ کے سامنے سے گذرا یہ ایک بہت بڑی بندرگاہ ہے،

میاں :- "پیاری، انسان کیا تم تو فرشتہ ہو!"

بیوی :- (خوش ہو کر) کیسے ؟

میاں : سارے دن اڑی اڑی پھرتی ہو دنیا کی کسی بات کی فکر نہیں"

شوہر :- بھلا آج سے دس برس پہلے عورتیں کس قسم کا لباس پہنتی تھیں ؟

بیوی :- (جو پہلے سے بگڑی بیٹھی تھیں) بالکل یہی جو میں پہنے ہوں'

ثامی :- جو کچھ میں ہوں وہ تم نہیں ہو سکتے

سامی :- مجھے ضرورت ہی کیا ہے کہ آدمیت چھوڑ کے کچھ اور بنوں"

ماں :- تم نے اس جوان کو بوسہ لینے سے روکا کیوں نہیں ؟

بیٹی :- تم نے ہی کہا تھا کہ کسی کے کام میں مخل نہ ہوا کرو

جواہر پارے

— ایسے ملک میں بود و باش رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیئے جہاں عزت نہ ہو، نہ روزی ملتی ہو اور نہ عزیز و اقارب کا وجود پایا جاتا ہو ؛

— بدعورت، نالائق دوست، جواب دینے والا خادم، اور وہ گھر جس میں سانپ رہتے ہوں درحقیقت یہ سب چیزیں موت ہی کی صورت ہیں'

— خدا سے ڈر پھر تجھے دنیا میں کسی اور سے ڈرنے کی ضرورت نہیں'

— خدا میری پناہ ہے،

— تیرا خدا آئینہ دل میں ہے اسے باہر تلاش نہ کر'

— خدا کے ہو کے جیو اور خدا کے ہو کے مرو،

— لوگ خدا کی قسمیں کھا کر ایک دوسرے کو کیوں دھوکہ دیتے ہیں'

— جو خدا کو بھول جاتا ہے اسپر دنیا کے آلام و مصائب حملہ کر دیتے ہیں'

— تم خدا کی طرف ایک قدم بڑھو وہ تمہاری طرف دو قدم بڑھے گا'

— خدا افعال کے پرستاروں میں رہتا ہے،

— تو خدا کی طرف چل، دنیا کی ہر نعمت تیری طرف چلے گی ؛

چنے ہوئے پھول

(مرتبہ :- ن، ب طلعت نلوبہ)

چرخ کے افشاں نظر اس نے جو کی تاروں پر
آسماں رات کو لوٹا کیا انگاروں پر (امیر)

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا (غالب)

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تیری عادت ہی سہی (")

لب پر یہ تموج تھا اک اک خط پیمانہ
محفل سے جب وہ اٹھتے ہوئے انگڑائی (فانی)

جلنے برق کی چشمک تھی یا خنجر کی نیک
ذرا جو آنکھ جھپک کر کھلی شباب نہ تھا (انیس)

کہ ہر سے برق چمکتی ہے دیکھیں اے داغ
میں اپنا ساغر اٹھاتا ہوں تو کتاب اٹھ (جگر)

شروع راہ محبت ارے معاذ اللہ
یہ حال ہے کہ قدم ڈگمگائے جاتے ہیں ("")

کیا تھی دنیا دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گئی
صبح گلشن رفتہ رفتہ شام صحرا ہو گئی (سیماب)

وصل و ہجراں یہ دو منزل ہیں راہ عشق کی
دل غریب ان میں خدا جانے کہاں مارا گیا (مہر)

ادب سے آئیں ہمارے حضور اہل نظر
جہان حسن کے پروردگار ہیں ہم لوگ (حوش)

اپنے پیمانوں کو رکھے ہوئے پھیلائے میں
چند توبہ شکن آج آئے ہیں میخانے میں (عبش)

دم بھی توڑوں تو یہیں توڑوں میں تو بہ کی طرح
پھول بھی ہوں مرے ساقی ترے میخانے میں (باسط)

میرے کہنے کا یقیں تم کو نہ آئیگا جلیل
چلکے جنت کا سماں دیکھو تو میخانے میں (جلیل مانکپوری)

بیٹھنے دے کہ اٹھا دے ہمیں جو تیری خوشی
اب تو ہم آ گئے ساقی ترے میخانے میں (عشق)

حسن سے پیتے ہیں ہم حسن کے پیمانے میں
آنکھ ساقی سے لڑی رہتی ہے میخانے میں (جگر بسوانی)

ساقیا ہے وہ سجیلی نرے پیمانے میں
جلوہ طور نظر آتا ہے میخانے میں (قمر بسوانی)

حشر کس روز ہوا کچھ بھی نہ معلوم ہوا
رند پیتے رہے بیٹھے ہوئے میخانے میں (نوارش)

سائے میں ابر کرم کے ہے مدام ای ساقی
دھوپ آتی نظر آتی نہیں میخانے میں (نداق)

کیا نہیں مست ترے کیا نہیں پیمانے میں
جام و جم دونوں نظر آتے ہیں میخانے میں (واقف)

مے کشی کے لئے آیا جو کوئی سیمیں تن
نقرئی جام نکالے گئے میخانے میں (وضاحت)

بیٹھ جاتے ہیں کلیجے کو پکڑ کر میکش
ٹوٹ جاتا ہے جو ساغر کوئی میخانے میں (طریق)

فرق باقی نہ رہا اپنے میں بیگانے میں
زاہد و رند بہم پیتے ہیں میخانے میں (مذاق)

بجلی ہو تو آپ کیا کریں گے ؟ جب برطانیہ کے لوگوں پر بمباری ہوتی ہے تو ان کے ساتھ جو واقعہ پیش آتا ہے اسکو لندن کے مشہور ڈاکٹر اور مصنف آرکبالڈ نے ماؤتھ نے نظم میں بیان کیا ہے۔

"ہلکا پھلکا بات سننے میں آتی ہے کہ جب بم کے مصیبت زدہ لوگوں کو بچایا جاتا ہے تو ان کی سب سے پہلی خواہش چائے کی پیالی ہوتی ہے۔ یہ پیالی نہ صرف تر و تازگی بخشتی ہے بلکہ مصیبت زدوں کو دوبارہ ہوش میں لا کر انہیں اپنے اوپر پورا بھروسہ رکھنے کا مادہ پیدا کرتی ہے۔

اس دن کی بات ہے کہ جان بچانے والوں کی ایک جماعت ایک جلے تباہ شدہ مکان کی ملبے میں پھنس گئے اندر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بوڑھا چارپائی پر لیٹی ہوئی ہے اور چھت کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے اسکے سینے پر پڑے ہیں۔ وہ لوگ اسے نکال کر ہسپتال لے گئے۔ جب وہ ہوش میں آئی تو اسے چائے کی ایک پیالی دی گئی اسنے چائے کا گھونٹ لیا اور پہلی مرتبہ بات کی ساتھ ڈاکٹر کا انتظار کر رہی تھی تو اسے چائے کی ایک پیالی دی گئی اسنے چائے کا گھونٹ لیا اور پہلی مرتبہ بات کی

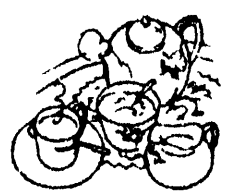

جنگ کے ہر مورچے پر انسان کے سب سے بڑے جوہر ہمت اور استقلال کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ چائے کے خوبیوں کی عجیب و غریب سچی کہانیاں ہمارے پاس آئی ہیں کہ اتحادیوں کے سپاہیوں کو چائے کتنا زیادہ فائدہ پہونچا رہی ہے امن کے زمانے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ چائے بے ضرر اور فائدہ مند چستی پیدا کرنے والی ہے۔ اب لڑائی کے زمانے میں بھی یہی ثابت ہو رہا ہے

وقت پڑے کا ساتھی
ہندوستانی چائے

انڈین ٹی مارکٹ ایکس پنشن بورڈ نے شائع کیا

No. 723

ہندوستانی چائے میں بہترین
لپٹن کی
وھائٹ لیبل
چائے

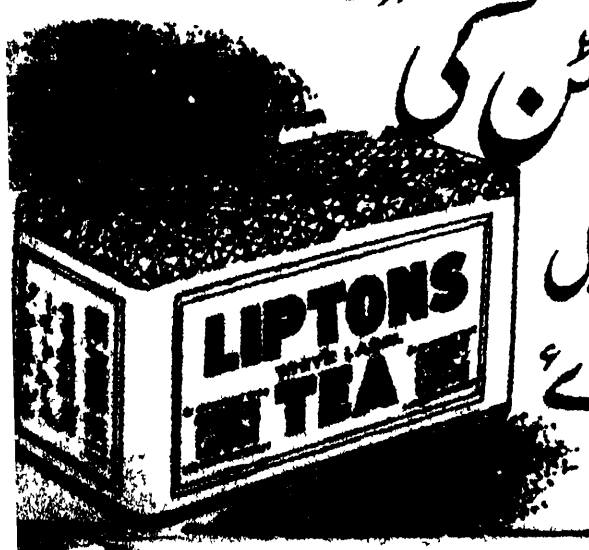

LTK 81 W

ہندوستان میں صنعت جہازسازی

وہ زمانہ جب ہندوستان سمندروں پر حکمرانی کرتا تھا

از ڈاکٹر ایم، گنجو بی، اے، پی، ایچ، ڈی، بمبئی یونیورسٹی)

قدیم زمانے میں ہندوستان کی صنعت جہاز سازی نے بڑی ترقی کی تھی اور کوئی ساحلی ملک اس صنعت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اگرچہ اس موضوع پر لٹریچر بہت کم دستیاب ہوتا ہے تاہم ویدک اور کلاسیکی سنسکرت میں اور پالی لٹریچر میں ہمارے ملک کی صنعت جہاز سازی اور جہاز رانی کے متعلق کافی حوالے پائے جاتے ہیں۔ "یکتی کلپتر" میں ۲۷ اقسام کے جہازوں کی تعمیر کا تذکرہ ہے اور ان میں سب سے بڑے جہاز کی پیمائش ۱۲۰ × ۳۰ × ۲۷ فٹ اور وزن ۲۳۰۰ ٹن لکھا ہوا ہے۔

مذکورہ بالا مستند اور بے شمار آثار و شہادتوں کے علاوہ اس امر کی بہت سی شہادتیں موجود ہیں کہ مسیحی کی ابتدا کے بہت پہلے ہندوستان میں جہاز سازی کی صنعت بڑی ترقی کر گئی تھی۔ بہت سے غیر ملکی مصنفوں مثلاً پلینی اسٹرابو کاتھر سائڈس آریان اور ہندوستانی اسپائر میں آنے والے ان سفیروں نے جو تیج اور گپت سلطنتوں کے زمانے میں آئے تھے اور بعد کو چینی اور عرب سیاحوں نے ہندوستان میں جہاز سازی کی صنعت کا تذکرہ بڑی شان اور الفاظ میں کیا ہے۔ ہندوستان کے مشہور مورخ پروفیسر رادھا کمد مکرجی نے ہندوستان کی صنعت جہاز رانی کے متعلق بھی بہت سی سندیں پیش کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہندوستان دنیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ ساحلی ملک تھا اس کی بہت سی نو آبادیاں اسکے ساحل سے دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور اس وقت کی بیرونی متمدن دنیا سے اسکے تعلقات بہت وسیع تھے۔ پروفیسر موصوف کے چند الفاظ یہ ہیں: "مشرقی اور مغربی دونوں ہندوستان کی تجارتی سرگرمیوں کی جولانگاہ بن گئے تھے اس کی بحری طاقت اور بین الاقوامی تعلقات بہت بڑھے ہوئے تھے۔"

آنجہانی مسٹر اینی سینٹ نے لکھا ہے کہ "۵۰ عیسوی میں ہندوستان کل سے بھرا ایک جہاز جاوا کو نو آبادی بنانے کے لئے گیا تھا۔" ڈاکٹر بوسٹ لکھتے ہیں "جہازوں کی وہ صحیح شکل و صورت جسے یورپ کے سائنس نے گذشتہ دس سال میں ترقی دی ہے ہندوستان کو دس صدیوں سے معلوم تھی۔"

مہابھارت اور راجہ ولیبا نامی پالی کتابوں میں ایسے جہازوں کا بیان ہے جو سات سو مسافروں کو لے جاتے تھے۔ ملکہ کو پولو نے اپنی آنکھوں سے جو ہندوستانی جہاز دیکھے تھے وہ اتنے بڑے تھے کہ اس کے پہلوؤں سے دس چھوٹی کشتیاں موجود "لائف بوٹوں" کی طرح لٹکتی رہتی تھیں ان میں بڑے عرشے کے نیچے ساٹھ کمرے مسافروں کے لئے ہوتے تھے اور چودہ کمرے ایسے تھے جن میں پانی نہیں سما سکتا تھا۔ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ سترھویں صدی عیسوی تک یورپ کے جہازوں کا اوسط وزن صرف ۲۵۰ ٹن ہوتا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا جو پہلا بحری بیڑہ ہندوستان آتا تھا اس میں صرف پانچ جہاز تھے اور سب سے بڑے جہاز کا وزن ۱۰۰۰ ٹن تھا۔ اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ سترھویں صدی سے پہلے جو سب سے بڑے جہاز اس دنیا میں بنتے تھے وہ ہندوستانی ہی جہاز تھے اور ۵۰۰ افراد ٹن کا پرتگالی جہاز بھی جب ہندوستان آتا تھا تو وہ ہندوستان کی جہاز سبھی سے بہت چھوٹا تھا۔

ہندوستان کی عظمت!

سولھویں اور سترھویں صدی میں جب یورپین مسافروں کے لئے ہوتے تھے اور چودہ کمرے ایسے تھے جن میں پانی نہیں سما سکتا تھا، یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ سترھویں صدی عیسوی تک یورپ کے جہازوں کا اوسط وزن صرف ۲۵۰ ٹن ہوتا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا جو پہلا بحری بیڑہ ہندوستان آتا تھا اس میں صرف پانچ جہاز تھے اور سب سے بڑے جہاز کا وزن ۱۰۰۰ ٹن تھا۔ اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ سترھویں صدی سے پہلے جو سب سے بڑے جہاز اس دنیا میں بنتے تھے وہ ہندوستانی ہی جہاز تھے اور ۵۰۰ افراد ٹن کا پرتگالی جہاز بھی جب ہندوستان آتا تھا تو وہ ہندوستان کی جہاز سبھی سے بہت چھوٹا تھا۔

ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی ابتدا میں صرف ایک تجارتی ادارہ تھا اس لئے وہ اپنا نفع اسی میں دیکھتی تھی کہ اپنے جہازوں کو ہندوستان میں تعمیر کرائے۔ یہ جہاز برطانیہ میں بنے ہوئے جہازوں سے کہیں بہتر اور مضبوط ہوتے تھے۔ ۱۶۱۸ء میں اس کمپنی نے ایک جہاز ساز مسٹر واک پلٹ کو انگلستان سے بلوایا اور اس نے دو جہاز سورت میں تعمیر کئے لیکن یہ جہاز بہت کمزور ثابت ہوئے۔ آخر کار اس نے سورت میں جہاز سازی کا جو کارخانہ بنایا تھا وہ ۱۷۳۵ء میں بمبئی کو منتقل کر دیا گیا جہاں لاوجی نوشیرواں جی نے اس کا چارج لے لیا اور ایک سو پچیس ۱۲۵ سال تک وہ اور ان کے خاندان کے لوگ ایسٹ انڈیا کمپنی کے سب سے بڑے ماہر جہاز بنے رہے۔

جہاز سازی کے اعداد و شمار

بمبئی کے "ڈوک یارڈ" میں ۱۷۷۶ء اور ۱۸۶۳ء کے درمیان مختلف قسموں اور سائزوں کے ۳۰۰ جہاز تعمیر کئے گئے ان میں سے کتر جہاز برطانوی کے شہنشاہی بحری بیڑے کے لئے تھے اور ان پر ۱۴ سے ۳۲ توپیں تک چڑھائی جاتی تھیں۔ جہاز "ایشیا" جو ۲۲۸۹ ٹن وزنی تھا اور جس پر ۸۴ توپیں نصب تھیں ۱۸۲۴ء میں سمندر میں ڈالا گیا۔ یہی جہاز جنگ واٹرلو میں ایڈمرل کاڈرنگٹن کا فلیگ شپ تھا اور اس نے اس طویل لڑائی میں بہت عمدہ خدمت انجام دی تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ دریائے ہگلی اور دجلہ و فرات کے تمام دریائی بیڑے بمبئی ہی میں تعمیر کئے گئے تھے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے بہت سے جہاز ساز کارخانے ہگلی سلہٹ، چاٹگام اور ڈھاکہ میں بھی تھے جہاں ہندوستانی ماہرین جہاز بنایا کرتے تھے۔ ۱۷۸۱ء اور ۱۸۲۱ء کے درمیان صرف ہگلی کے "ڈوک یارڈ" سے ۲۲،۶۹۳ ٹن مجموعی وزن کے ۲۷۲ جہاز سمندر میں بھیجے گئے تھے۔

برطانی مخالفت

اس اثنا میں ہندوستان کی صنعت جہاز سازی کے متعلق برطانی رائے میں اختلاف پیدا ہوا۔ انگلستان کے جہاز سازوں کی ایک جماعت نے ہندوستان میں جہاز تیار کرانے کی اسکیم کی مخالفت کی دوسرا طبقہ جو تجارتی لوگوں پر مشتمل تھا اور صرف اپنے منافع کو دیکھنا تھا یہی چاہتا تھا کہ ہندوستان کے بنے ہوئے جہازوں پر وہ اپنا تجارتی کاروبار کریں۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ہندوستانی جہاز بہت مضبوط اور پائیدار ہوتے تھے اور ان کے محصول کی شرح کم تھی۔ لارڈ ولسلی اس بات کے حامی تھے کہ ہندوستان کی صنعت جہاز سازی کو ترقی دی جائے۔ انھوں نے یہ سفارش پیش کی تھی کہ برطانی جنگی بیڑے اور برطانی تجارت کے تمام جہاز ہندوستان ہی میں بنائے جائیں لیکن "کورٹ آف ڈائرکٹرز" نے اس رائے پر سخت غصہ کا اظہار کیا اسلئے کہ اس کورٹ میں برطانی جہاز رانوں اور جہاز سازوں کی تعداد

(باقی اگلے صفحہ پر)

اس ہفتہ کیلئے ایک خیال:- ناامیدی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مہلک چیز نہیں ہے

نفسیاتی اشارات

(از حضرت سیماب اکبرآبادی)

(۱)

زنداں سے جو میرے کو وہ ان آیا ہے
قصہ ان آیا ہے تو نغمہ ان آیا ہے
یاران چمن نغمہ محنت ہے ہمارا
پھر موسم گل آیا ہے پھر آیا ہے
(۲)
ہر گام ہے گلچین ہے پیچھا ہے گلچین
نشانہ ہے فطرت چمن کا ہے اور
صورت تو قرآن کی امید افزا ہے
لیکن ہے وقت کا تقاضا کچھ اور

(۳)

دیوانہ گرفتار نہیں ہوتا
دیوانہ گرفتار نہیں ہوتا
دل آہل زندگی جنگ جنگ
اس جنگ کا خاتمہ جنگ نہیں ہوتا
(۴)
دنیا میں کوئی بھی نہیں ہوتا
اس جنگ کا ہو نہیں ہوتا
اس جنگ کا انجام ہے بہتر ہی
فکر انجام میں ہے بہتر ہی
ہے لحظہ جنگ بہتر ہی

پچھلے صفحے سے

بھری ہوئی تھی اور ان کا ۸۰ فیصدی تجارتی بیڑہ والوں کے مفادات کا خیال رکھتے ہوئے ان کی مخالفت کی گئی اور ان کے باوجود سپس بھی ہوئی

اسکے بعد یہ پالیسی اختیار کی گئی کہ انڈیا میں کوئی ہندوستانی جہاز نہ بننے دیا جائے مگر ہندوستانی جہازوں کی مصنوعی اور بتدریج [illegible] کر کمپنی نے اس عمل کو نہ روک سکی [illegible] جہاز خواتین ہی برطانی مفادات پر اس کا اثر [illegible] اس کی دریافت کے لئے بہت سی تحقیقات میں کی گئیں [illegible] میں کرنل واکر نے سرکاری طور پر لکھا اور اعداد و شمار پیش کئے کہ انگلستان کے لئے یہی بہتر ہے کہ ہندوستانی بحری بیڑے کے لئے تمام جہاز ہندوستان میں بنوائے جائیں اسلئے کہ اگر ہندوستان میں جہاز تعمیر کرائے جائیں گے تو اس سے برطانی گورنمنٹ کو بہت بچت ہوگی"

لیکن رفتہ رفتہ انگلستان ہندوستان کے بنے ہوئے جہازوں کی بوکم لاگت پر بننے تھے اور جن میں ہندوستانی جہازی ہوا کرتے تھے، مخالفت بڑھتی گئی، اور جوں جوں برطانیہ میں بنے ہوئے جہاز جن پر برطانی جہازی ہوتے تھے، مقابلہ میں بنتے اور شکست کھاتے چلے گئے اس مخالفت نے اور بھی سخت صورت اختیار کی، اس سلسلہ میں ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہیں:-

"لندن کی بندرگاہ میں ہندوستان کے بنے ہوئے جہازوں پر ہندوستانی مال کے آنے سے جاری دار طبقہ میں ایسی سنسنی پھیلی تھی جو دریائے ٹیمز میں کسی دشمن کے بحری بیڑے کے آنے پر بھی کبھی نہ پھیلتی، بندرگاہ لندن کے جہاز سازوں نے مستورہ

آیورویدک گیان

ذوقِ طب، شوقِ ڈاکٹری رکھنے والو!

گھر بیٹھے سیکھ کر آیورویدک [illegible]

پیٹنٹ دوائیں [illegible]

[illegible]

منیجر اینڈ انڈین میڈیکل کورس [illegible] شملہ

دیسپ معلومات

شمسی قوت (انرجی)

[illegible] یونیورسٹی امریکہ کے پروفیسر ڈاکٹر لارینس ایس [illegible] جو انٹیگریٹنگ سائنس کے ماہر ہیں برقی سائنس کے متعلق دوران مباحثہ میں کہا ہے کہ شمسی قوت کو کام میں لانے کا [illegible] طریقہ [illegible] عمل ہے سائنس کی اصطلاح میں [illegible] کے ذریعہ سبز پتے نباتات اپنے سبز مادے کی مدد سے آفتاب کی انرجی کو سنگر اور دوسری سنگری [illegible] میں استعمال کرتے ہیں اگر وہ [illegible] کر لیں تو کسی [illegible] ہلاکت اور بھوکوں میں [illegible] ڈاکٹر ہارکس کا خیال ہے کہ ایک مخصوص قسم کے [illegible] شمسی قوت کی جو سالانہ سطح زمین پر پہنچتی ہے اس کا ایک فیصدی حصہ جمع کر لیا جا سکتا ہے اور اس سے بہت کام لیا جا سکتا ہے

خوفناک حملے میں دوسروں کی رہنمائی کی اور یہ کہنے کے کہ ان کا کاروبار تباہی کے قریب ہے اور انگلستان کے تمام جہاز سازوں کے مال کے فاقوں کا شکار ہو جائینگے

برطانی کردار

انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹروں نے جو چاہتے تھے کہ ہندوستان کے بنے ہوئے زیادہ سستے اور بہتر جہازوں سے [illegible] ان جہازوں پر ہندوستانی جہازیوں سے کام لینے کی مخالفت شروع کی اور اس مخالفت کے لئے مضحکہ انگیز بہانے پیش کئے انہوں نے کہا کہ ہندوستانی جہازی جب جہاز ہوتے ہیں [illegible] سے ہمارے قومی اخلاق کی رسوائی ہوتی ہے اور وہ ایسے ایسے مناظر دیکھتے ہیں جن کے باعث فوراً ہی [illegible] کے دلوں سے ہمارا وہ احترام اور خوف محو ہو جاتا ہے جو ہندوستان میں انہوں نے یورپین کردار کے متعلق قائم کیا تھا

اپنی والہیسی [illegible] جو خفیہ آمدنی اطلاعات وہ بھیجتے ہیں ان اسٹیمائی محکموں کے دماغ پر برا اثر ڈالتے ہیں اس کا اثر یہ ہوگا کہ ہمارے کردار کا وہ احترام جو مشرق میں ہمارے اسٹاف کا باعث ہو رہا ہے [illegible] (باقی آئندہ)

نیند کی بیماری کا ٹیکہ

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے آرمی میڈیکل کور (فوجی طبی دستہ) کے میجر ایلبرٹ بی سین نے مرض نوم کے علاج کے لئے ایک ٹیکہ ایجاد کیا ہے یہ مہلک بیماری افریقہ اور جاپان میں پائی جاتی ہے یہ ٹیکہ کوئی خطرہ پیدا نہیں کرتا بلکہ مفید ثابت ہوتا ہے:

جلنے کے صدمات کا علاج خوناب سے

شکاگو کے میکیل ریز ہسپتال کے طبیبوں کی ایک جماعت نے جرنل آف امریکن ایوسی ایشن میں یہ رپورٹ شائع کی ہے کہ جلنے سے مریض کو جو صدمہ پہنچتا ہے اس کے علاج کے لئے خوناب اور صدیدی کی بڑی مقدار کی ضرورت ہے وہ کہتے ہیں کہ جسم کی جلی ہوئی سطح کے ہر فیصدی حصے کے لئے پہلے ۲۴ گھنٹوں میں کم از کم ۱۰۰ پاؤنڈ ایلکٹرولائٹ دینا چاہئے اور اس کی مقدار اور اسی کی دو بڑی سوئیوں کے ذریعہ سے دو مختلف رگوں میں دے دینا چاہئے ان ماہرین طب کا خیال ہے کہ اس علاج سے جسمانی پروٹین کے ضائع ہونے کا عمل رک جائے گا اور مریض کا جگر اور گردے بچ جائیں گے

جنگی کام کرنیوالوں کیلئے ماورائے بنفشی شعاعیں

سینو ویا کارپوریشن کے انجینئروں نے ایک ایسا لائٹ ہاؤس (منارہ) بنایا ہے جس پر لاگت بھی کم آئی ہے اور جو جنگی کام کرنیوالوں کو تندرست و توانا رکھنے کے لئے ماورائے بنفشی شعاعیں خارج کرتا ہے اس منارہ سے پانچ فٹ کے فاصلہ پر ایک دائرہ بنا کر بیک وقت پندرہ آدمی اسکے چاروں طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور چند منٹ تک یہ صحت بخش شعاعیں حاصل کرتے رہتے ہیں اس طرح سینکڑوں آدمیوں کو روزانہ ماورائے بنفشی

ڈی۔سی۔ام اسٹوروں سے مال خرید کر پیسے بچائیے

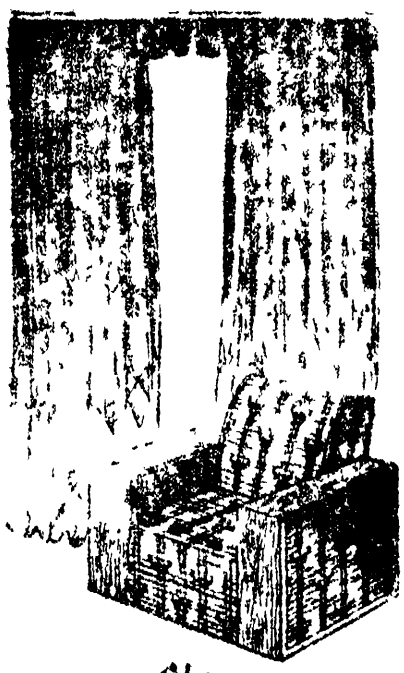

متعدد وجوہات سے ڈی سی ام کے اسٹوروں کے قائم ہونے کی وجہ سے ڈی سی ام کی اعلیٰ درجہ کی نفیس چیزیں کارخانہ سے براہ راست آپ تک پہنچ سکتی ہیں چونکہ دلالوں وغیرہ کا منافع علیحدہ کر دیا گیا ہے اسلئے ڈی سی ام کے اسٹوروں کی اشیاء خرید کر آپ یہ منافع حاصل کر سکتے ہیں۔

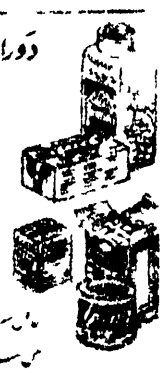

دورالہ کی مٹھائیاں

دورالہ کی شکر

ساڑیاں

قمیض کے کپڑے

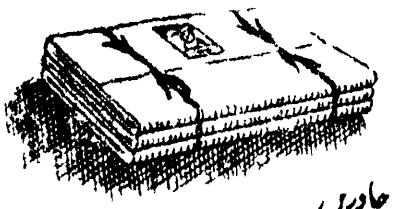

آرائشی کپڑے اور پردے

چادریں

ڈی سی ام کی چادریں [illegible]

رومال

ڈی سی ام کے اسٹوروں میں ان سب کی قیمتیں ارزاں ہیں

DCM Stores

کناٹ پلیس اور پہاڑ گنج نئی دہلی، چاندنی چوک، فل گیٹ، موری گیٹ، سبزی منڈی کا اور ریٹیل دہلی، سونی پت، روہتک، کرنال، انبالہ، لدھیانہ، ریواڑی، پانی پت، بھوانی، حصار، میرٹھ، مظفر نگر، آگرہ، بریلی، علی گڑھ، ہردوار، ٹوہانہ، مرادآباد اور پاپڑ [illegible]

کیمیل کیمیکل کو کا

اسوکینا

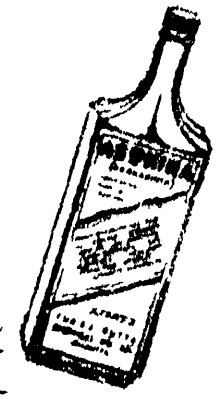

[illegible] جو اسوکا سے تیار کیا گیا ہے [illegible] الرجی اور دیگر امراض مستورات کے لئے [illegible] اور بے فائدہ ماہوار [illegible] اسوکا بروا استعمال کیجئے جو اسوکا اور [illegible] سے تیار کیا گیا ہے۔

کیمل کیمیکل کلکتہ

برانچ [illegible] دریا گنج دہلی

افسانہ

ایک شام سے تک

از جناب رشدی، بھوپالی

مُرلی ایک بڑی دوکان کے مغربی راستہ کے قریب خراماں خراماں ٹہل رہا تھا دن کی روشنی میں دوکان کی ایک ایک چیز چمک رہی تھی جس طرح اس کا جسم بے قرار تھا اسی طرح اس کا دماغ بھی آشفتہ خاطری کا اظہار کر رہا تھا آج ہی صبح اس نے اخبار میں یہ سائنسی انکشاف پڑھا تھا کہ دنیا اپنے محور پر گھومتے گھومتے اب ختم ہو رہی ہے اور صرف چند لاکھ سال اور برقرار رہے گی اسکے بعد نہ یہ دنیا اور نہ دنیا کی یہ دلآویزیاں۔ اس جیسے نوجوان کے لئے جو فائنل آرٹس کلاس میں ہو یہ خبر خوش کن نہ تھی اس کے لئے زندگی کا جو خاکہ مرتب کیا گیا ہے اسے اس کا اتباع کرنا چاہیئے یا اسے دنیا کے خلاء میں تبدیل ہونے تک خالی زندگی گذارنا چاہیئے؟

بھیانک تصور سے گھبرا کر اس نے پیچھے کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں بھر آئیں اور اس کے بال ایکا ایکی کھڑے ہو گئے جس تلخی اور ناگواری کا وہ احساس کر رہا تھا وہ اب جاتا رہا اور دل میں مسرت آگیں خیالات لہرانے لگے، دوسری ہی نظر میں واقعی یہ محبت کا معاملہ تھا کیونکہ پہلی نظر میں ایک لڑکی کے سر پر پھولوں میں گوندھے ہوئے بال دکھائی دئے جو دوکان سے باہر گزر رہی تھی وہ برابر اس کو دیکھے جا رہا تھا جیسے وہ کوئی حسین خواب ہو، اس کا دل جو رومانی کہانیوں میں ڈوبا رہتا تھا دو تین بار بڑے زور سے دھڑکا اور وہ دنیا کی آنے والی تباہی کو یکلخت بھول گیا، وہ دروازہ میں سے ہوتی ہوئی سامنے والے بس اسٹینڈ کی طرف چلی گئی اسے ایسا محسوس ہوا کہ یہ ساری دنیا ایک گدلا اگھاڑا ہے جس میں عام طور پر گھونگے رہتے ہیں بصرف ایک موتی نے یہ موتی اسکی نظروں کے سامنے اڑا دیا تھا اور وہ بالکل اس طرح حیران تھا جیسے کوئی بندہ آدمیوں کے عجائب گھر کو دیکھ رہا ہو، پھر نہایت متانت کے ساتھ بس اسٹینڈ پر پہونچا تاکہ لڑکی کا دنیا کے جس تک پیچھا کر سکے، اور دنیا کے ختم ہونے تک اس سے بھٹکتا رہے۔

مُرلی اپنے ہم جماعتوں کے لئے ایک معمہ تھا جہاں کہیں بھی وہ اپنی عزلت پسندی سے بڑا نوٹ محسوس ہوتا وہ وہ ٹھہر کر چلتا بنتا، سفر پر روانہ ہوتے وقت اس نے سب سے کہا تھا کہ مرنے کے بعد اس کی زندگی بڑی خوشگوار ہوگی، اسکے دونوں شانوں پر خوبصورت پر ہوں گے ایسے کے گرد ایک روشن تختی آویزاں ہوگی، ایک ہم جماعت سادہ دل سے روزانہ اسی طرح چھیڑتا تھا اس کی دلچسپیاں اس عمر میں بھی بڑی خطرناک تھیں، قادر نے اسکے میلہ کا کوئی بھولا ہوا کردار معلوم ہوتا تھا مگر اسکے باوجود آنجہانی پسندیدہ شخص واقع ہوا تھا "مزاحمت" جنسی محرکات نفسیاتی علاج کے الفاظ اسکی زبان پر تھے جیسے اسے یہ فرائڈ سے ورثہ میں ملے ہوں، ایک مرتبہ لڑکیوں کا ایک گروہ مُرلی کے قریب سے گذرا، قادر نے فوراً فقرہ چست کیا وہ آہستہ آہستہ مگر یقینی طور پر بدل رہا ہے" سبھی نے پوچھا: "کیا فسکل اختیار کر رہا ہے؟" سفر یزقادر نے جواب دیا "ثابت"

قادر برابر بولتا رہا یہ ایک نفسیاتی نظریہ ہے طبیعت بھی اس کو قبول کرنے پر مجبور ہے، مردانگی کی باریک پردے کے نیچے وہ نسوانی فسکل کا حامل ہے، مجھے کسی دن یہ سنکر کوئی تعجب نہ ہوگا کہ اسکی صنف بدل گئی ہے ایسی چیزیں ہو چکی ہیں، قبل اسکے کہ وہ اپنی نفسیاتی تشریحات ختم کرے مُرلی آگ بگولہ ہو کر باہر نکل گیا اور اس شام کو اس نے جبکہ وہ کتابوں کی دوکان کے گرد چکر کاٹ رہا تھا کسی پروفیسر پنچیل کی لکھی ہوئی کتاب "عورتوں کی دنیا" کو دیکھتے ہی فوراً خرید لیا۔ اسی شام کو اپنے "گوہر آبدار" کی ملاقات سے قبل وہ پنچیل کی کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کر چکا تھا اور اسکے دماغ میں پنچیل کے مختلف رنگین جملے پوری طرح نقش ہو چکے تھے۔

پنچیل نے مشورہ دیا تھا "میاں صاحبزادے سے نسبت غیر متوقع طور پر بسی ٹرین کی طرح آتی ہے جو کسی سرنگ سے نمودار ہو رہی ہو اور وہی آدمی سمجھ دار ہے جو اس کو اپنی گرفت میں لے لے، مُرلی اپنی محبت کو پا چکا تھا چنانچہ اس نے لڑکی کا اس طرح تعاقب شروع کر دیا کہ اگر کافن ڈائل کو اس کا پتہ چل جاتا تو سفر لاک ہومز کو اہمیت دینے سے قبل وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو جاتا، لڑکی ایک بس کے پاس پہونچی اور اس میں جا کر بیٹھ گئی مُرلی کو اس کے اندر پہونچنے کے لئے کشمکش حسات کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بالکل لڑکی کے قریب کھڑا ہو گیا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ وہ کہاں اترنا چاہتی ہے لیکن اس نے کنڈکٹر کے کان میں اتنے دھیرے سے اپنی منزل مقصود بتائی کہ مُرلی کو ٹرمنس تک کا ہی ٹکٹ لینا پڑا، لیکن وہ بالکل غیر متوقع طور پر درمیانی اسٹاپ پر اتر پڑی اور مُرلی بھی اسکے ساتھ کنڈکٹر کو حیرانگی کے عالم میں چھوڑ کر اتر پڑا، لیکن پنچیل یقیناً مُرلی کا سچا رہبر کرے گا کیونکہ وہ کہتا ہے سچی محبت کے سامنے شرم اور خوف غائب ہو جاتے ہیں، لڑکی نے رکشا کرایہ پر کر لی، مُرلی حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کے پاس کہیں بھی رکشا کا پتہ نہ تھا، وہ تیز تیز چلا اور جتنا کہ وہ دوڑ سکتا تھا، دوڑا، محض اس لئے کہ رکشا نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے ایک اور رکشا اسکے قریب سے گذری اور کسی نے آواز دی "ہلو ملا؟" خوب! تو اس کا نام وملا تھا قبل اسکے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ وملا لڑکی کے لئے موزوں نام ہے یا نہیں رکشا ایک شاندار عمارت کے سامنے رک گئی وہ اس میں داخل ہو گئی اور اندر سے بڑا دروازہ بند کر لیا، جو اسکے اور اسکے استاد پنچیل کے لئے ایک چیلنج تھا، لیکن پنچیل ہر الجھن اور ہر مشکل کا حل پیش کرتا ہے اس کا کہنا ہے:

"محبت ضرورت کی طرح ایجاد کی ماں ہے"

وہ مکان کے باہر ایک منٹ تک کھڑا رہا اس نے اپنے چہرے کا پسینہ پونچھا، اور بال درست کئے، بعد ازاں اس نے دروازہ پر پنچیل کی ہمت کے ساتھ دستک دی، دروازہ کھلا، وملا نمودار ہوئی، اس کی نظروں سے ایک قسم کا تجسس ٹپک رہا تھا، کیا وہ خوبصورت تھی؟ مگر اس نے اپنے جواب دینے کے لئے کسی بڑے آدمی کو بلا لیا تو؟ پھر میری سنہرے اگلز نیم کا کیا حشر ہوگا؟

اس نے ڈرتے ڈرتے کہا: "معاف کیجئے" "معاف کیا" اس نے احتقارے کام لیتے ہوئے کہا "مُرلی کے پاؤں لڑکھڑانے لگے اس نے پھر کہا "معافی چاہتا ہوں" "عذر قبول کر لیا گیا"

"مجھے ایسا خیال ہوتا ہے کہ میں نے شاید آپ کو کہیں ضرور دیکھا ہے، کہاں دیکھا ہے یہ مجھے صحیح طور پر یاد نہیں" مُرلی نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ لڑکی نے نہایت سنجیدگی سے اس پر نظر ڈالی مُرلی نے مسکراتے ہوئے کہا "کیا آپ میری ہم جماعت ہیں؟ وہ اکثر جنی ذہین اور خوبصورت سہیلی وملا کا ذکر کیا کرتی تھی پنچیل نے کہا تھا کہا ہے۔

"خوشامد کی قیمت ملتی ہے اور خلوص کو کوئی نہیں پوچھتا"

وملا ایک لمحہ تک حیران و پریشان کھڑی رہی اس کا چہرہ ایک دم تمتما اٹھا "آپ ٹھیک کہتے ہیں وہ میرے سامنے کبھی کبھی ایک بیوقوف کا حال بیان کیا کرتی تھی جو بے وقوفی سے اس کا بھائی تھا؟"

وملا نے ترچھی نظر سے اس کا رخ دیکھا وہ بالکل ہی ہندی ضبط کر سکی وہ ایک سیکنڈ تک ساکت و صامت کھڑا رہا مگر اسے اپنی سماعت پر کاری ضرب کا احساس تھا "اچھا" اس نے پھر بولنا شروع کیا اگر آپ میرے تحمل پر شبہ نہیں تو میں تعریف حال سے آگاہ کروں کہ میں نے کیوں آپ کے دروازے پر دستک دی، میں جو کچھ کہوں گا، کذب و افترا [illegible] کا [illegible] ہوگا۔ ہاں فرمایئے وملا نے کہا۔ [illegible] نے جواب دیا، مگر میں ایسی اہم بات [illegible] کی دہلیز پر نہیں کہہ سکتا "اندر آجایئے" اس نے بے رخی سے کہا اور [illegible] کے پیچھے پیچھے ڈرائنگ روم تک چلا گیا۔ وملا نے اس کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا، خلوص اتنی لجاجت کے ساتھ جیسے وہ فرنیچر کا کوئی ٹکڑا ہو، پنچیل کی ہدایت کے مطابق وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اپنی آواز کو صاف کر کے وملا پر ایک گہری نظر ڈالتے ہوئے آہستہ آہستہ بولنا شروع کیا، چند مختصر مگر جامع جملوں میں مُرلی نے وملا پر اپنی حیثیت، سماجی اور ادبی عظمت اور اسکے ساتھ اپنی بے پناہ محبت سب کچھ واضح کر دی اور بڑی دیر تک بے ترتیبی کے ساتھ محبت کے متعلق گل افشانی کرتا رہا۔

وملا نے ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "اچھا آپ اس لئے آشیاں بدوش چکر کاٹ رہے ہیں"

"——— جی ہاں بلبلیں بھی تو آج کل دام بدوش ہیں"

"آپ کو کچھ اور بھی ارشاد فرمانا ہے؟" "کچھ نہیں" ——— وہ مسکرا دی

اس نے مُرلی کو مشورہ دیا کہ "آپ تشریف لیجا سکتے ہیں"

لیکن وہ برابر بیٹھا ہی تھا جس سے مُرلی کی آرزوئیں پھیلتی جا رہی تھیں، اس نے ایک طریقہ اپنے کے تیور کے انداز میں کہا۔ "میں تمہیں چاہتا ہوں" "آپ جائیں گے یا نہیں؟" لڑکی نے کسی قدر تنک مزاجی سے کہا، اب اسکے ہنسنے کا موقعہ تھا۔ "دوست" وہ بولا "معاملات محبت کا ایک ماہر پنچیل کہتا ہے کہ محبت کا جواب محبت ہے، اگر میں تم پر فریفتہ ہو گیا ہوں، تمہیں بھی اس کا لحاظ کرنا چاہیئے" وہ روسے سخن اور پنچیل کی ہدایت کے مطابق وملا کی طرف تیز نظروں سے دیکھا، وملا کی آنکھیں بے حس حیرت ہو کر رہ گئیں "کیا آپ مہربانی فرما کر تشریف نہیں لے جائیں گے؟"

"دیوی جی گھبرایئے نہیں، مجھے آپ سے کس قدر محبت ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے میں ایک گھنٹہ کے اندر اندر آپ میں خود سے محبت کرنے کا ایسا ہی پُرجوش جذبہ پیدا کر دوں گا جانِ جہاں!"

وہ کانپ اٹھی، اور گو کہ اس نے کچھ تہیہ کر لیا تھا پھر بھی اس نے صاف لہجہ میں کہا:

"اگر تم ایسے ہی ضدی ہو تو اپنے الفاظ کو صداقت سے ہمکنار کر کے دکھاؤ میں اس کی تفصیلات سننا چاہتی ہوں کیا تم ذرا میرے مطالعہ کے کمرے میں چلنا پسند کرو گے؟" وہ اس کے مطالعہ کے کمرے میں بڑے فخر کے ساتھ چلا گیا وملا نے کہا "تم یہاں آرام سے بیٹھو،

(باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر)

پچھلے صفحے سے

میں تمہارے لئے چائے لاتی ہوں، ہم چائے کی پیالی پر باتیں کریں گے، اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا اس طرح اچھا موقع ملے گا۔"

"بہت خوب" وہ مسکرایا۔ "تم نے اسے کہہ ہی دیا"

وہ تیزی سے دروازہ کے پاس آئی مرلی نے پردوں پر نظر دوڑائی جیسے ان کے نقش و نگار اس موقع پر نہایت اہم ہوں، پردوں سے ہٹ کر اسکی نظریں کمرہ کی مختلف چیزوں کا جائزہ لیتی رہیں اس نے دل ہی دل میں کمرہ کی صفائی اور حسن سلیقہ پر لڑکی کی نفاست پسندی کی داد دی۔

اچانک اس نے زور کا جھٹکا محسوس کیا قبل اس کے کہ وہ کوئی حرکت کر سکے اس نے دیکھا کہ لڑکی دروازہ کو باہر سے مقفل کر رہی تھی، اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ اور اس کا استاد پنچیل دونوں خیالوں کی دنیا میں آکر بری طرح قید ہو گئے ہیں، دروازہ کے قریب ایک چھوٹی سی کھڑکی کھلی اور اسے لڑکی کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر پڑا، لڑکی نے کہا "میرے پرستار" اب انتظار کرتے رہو، میں تمہارے لئے چائے لاؤں گی، جلد ہی پتاجی تمہاری ملاقات کراؤں گی گھبراؤ نہیں"

مرلی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اسے پہلی مرتبہ اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ اسے سخت غصہ بھی آرہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ لڑکی کے اس مطالعہ کے کمرے دیئے ہوئے کاغذ کی طرح مسل ڈالے، کاش یا اسکے بس میں ہوتا، دس منٹ تک اسے پنچیل کا بھی خیال نہیں آیا، لڑکی ابھی تک وہاں کھڑی ہوئی تھی، اس نے ملتجیانہ انداز میں کہا "دروازہ کھول دو"

"جب تک تم معافی نہ مانگو گے" اس نے جواب دیا "اور یہ وعدہ نہ کرو کہ آئندہ ایسی حماقت نہیں کرو"

"میں نہیں کر سکتا" اس نے سختی سے کہا

"میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم سے شادی کرنیکا متمنی ہوں"

ارے اسکے ہونٹ بھنچ گئے۔ "اچھا تو میرے عزیز بے صبر انتظار کرو اور سخت جیلہ بھگتنے کے لئے تیار رہو"

مرلی کچھ کہنا چاہتا تھا مگر وہ چلی گئی اس کی آنکھوں سے خوف و وحشت ٹپک رہی تھی، اس نے پنچیل کا آخری فقرہ یاد کیا "ہر قسم کی مصیبت جھیلنے کے لئے تیار رہو"

بڑی دیر بعد اسے کسی شخص کی بھاری آواز سنائی دی جس سے وہ کانپ اٹھا، اس کا دل زور زور سے اچھلنے لگا

"پتاجی" اس نے لڑکی کی آواز سنی اور لرز گیا

ایک نوجوان آپ کی عدم موجودگی میں آیا اور آپ کے متعلق پوچھنے لگا کہ کہاں گئے ہیں کیونکہ اس کا طرز عمل کچھ بے ڈھنگا تھا، اس لئے میں نے اپنے مطالعہ کے کمرہ میں لیجا کر بند کر دیا"

مرلی نے جو یہ الفاظ سنے تو اسکی جان میں جان آئی

"بے ڈھنگا رویہ؟ باپ کی گرجدار آواز سنائی دی

"ذرا میری وہ شاندار لکڑی لے آنا" مرلی کو اپنی بے بسی کا احساس ہوا۔

"پتاجی اسکی ضرورت نہیں" مرلی کو لڑکی کی آواز سنائی دی، "میں دروازہ کھولتی ہوں اور آپ پوچھ لیجئے گا کہ وہ کیا چاہتا ہے"

دروازہ کھلا اور ایک چھ فٹ کے قامت آدمی کی شکل نے مرلی کو پنچیل کے تمام داؤں پیچ بھلا دیئے، باپ اژدہے کی طرح پھنکارتا ہوا اندر آیا، جب اس نے مرلی کو دیکھا تو اس کا غصہ دیکھتے ہی دیکھتے پگھل گیا، وہ مسکرایا،

"ارے مجھے بڑا افسوس ہے، چپ چاپ وہ اسکو باہر لے گیا اور ڈرائنگ روم میں ایک کرسی پر بٹھایا۔ اس نے کہا "تمہاری آمد واقعی اچانک رہی"

پھر اپنی لڑکی کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا:۔

"یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو ہمارے لئے چائے لاؤ"

لڑکی اس رویہ سے ناراض سی ہو گئی مگر اس کو خاموشی سے جلد جانا پڑا،

باپ نے کہا:۔ "میں ابھی ابھی تمہارے ہی گھر سے آرہا ہوں"

وہ مسکرا رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا۔ مرلی لرزہ براندام ہو گیا اس کا دماغ چکرا رہا تھا۔

مرلی نے معذرت خواہ لہجہ میں کہا:۔

"مجھے ایک ضروری کام ہے پھر کسی روز حاضر ہونگا"

"ارے ذرا بیٹھو تو سہی، چائے پی کر جانا ایسی جلدی ہی کیا ہے"

جب مضطرب لڑکی چائے لے کر آئی تو مرلی کا پریشان دماغ گھوم رہا تھا، اور باپ کی مسکراہٹ اسپر عجیب الخلقت ہو گئی تھی، مرلی نے جلدی سے چائے پی لی اور دروازہ ہو گیا، اس نے باہر آکر کھلی ہوا میں اطمینان کا سانس لیا اگر اس وقت پنچیل وہاں موجود ہوتا تو وہ اسے ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سلا دیتا، چاہے اگر جیل دوام ہی کی سزا کیوں نہ ملتی۔ وہ آہستہ آہستہ گھر پہنچا۔ وہاں اسے ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی تقریب ہونے والی ہے اسکے چھوٹے بھائی اس کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور اسکے باپ نے اسے جلد سے کھانا کھانے کی ہدایت کی تاکہ وہ تھکا ہوا نہ ہو جائے

مرلی حیران تھا کہ آج اسکے ساتھ یہ غیر معمولی التفات کیوں برتا جا رہا ہے اسکی چھوٹی بہن نے زور سے قہقہہ لگایا اور اسکو "دلا" کہہ کر پکارا "دلا" کا نام سنکر اسکے کان کھڑے ہو گئے، سر سے پا تک لرز گیا وہ تعجب کر رہا تھا کہ کہیں آج کی نشست کا اسکے گھر والوں کو تو پتہ نہیں چل گیا،

"تاجی اسکے پاس آئیں تم اب تک کہاں تھے؟"

"کہیں نہیں" اسنے گھبرا کر جواب دیا وہ پنچیل کو ہزاروں صلواتیں دل ہی دل میں سنا رہا تھا

"آج صبح تمہارے پتاجی کے دوست مسٹر چندرا اپنی لڑکی دلا کی شادی کے متعلق بات چیت کرنے آئے تھے، انھوں نے شاید تمہیں دیکھا ضرور ہو اگرچہ"

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

شربت روح افزا

بازاری نقال

اور بوتل چور "شربت روح افزا" کی خالی بوتلیں خرید لیتے ہیں اور ان میں لال رنگ کا زہریلا سیال بھر کر شربت روح افزا کے نام سے فروخت کر رہے ہیں ایسے ۴۲۰ کرنے والوں پر مقدمات دائر کرانے میں ہماری مدد کیجئے۔

"شربت روح افزا" کی ہر بوتل کے منہ پر ایک لال رنگ کی مہر (سیل) ہوتی ہے جو کارک پر اور بوتل کے منہ سے دائیں بائیں چسپاں ہوتی ہے۔ آپ "روح افزا" کا دل کش رنگ اور قوام اور عمدہ ذائقہ پہچاننے کے ساتھ ساتھ اس مہر کا ضرور خیال رکھیے۔

آج کل جنگ کی عائد کردہ بعض مشکلات اور مجبوریوں کی وجہ سے ہمیں قند کی ضروری مقدار نہیں مل رہی ہے۔ اس لیے ہم زیادہ شربت روح افزا تیار نہیں کرتے۔ اس کے باوجود بیماروں کے بعد ہم آپ کی ضرورت پوری کرنے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ قیمت فی بوتل دو روپے

ہمدرد دواخانہ، دہلی نے شائع کیا

RUDGE
WHITWORTH

رج وہٹ ورتھ بائیسکلوں کی جو صد سپلائی آج دستیاب ہے وہ بدقسمتی سے مطالبات پورے کرنے کے لئے ناکافی ہے تاہم ہمیں یقین ہے کہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جبکہ ہر سائیکل چلانے والا جو "رج وہٹ ورتھ" کا آرام کفایت اور خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے مطمئن کیا جا سکے گا

برطانیہ کی بہترین بائیسکل

ڈسٹری بیوٹرز ۳۳ جیسور روڈ دی گرا موفون کمپنی (انڈیا) لمیٹڈ دم دم

تعلیم اور سماجی تنظیم

(از جناب ڈاکٹر بینی پرشاد)

تعلیم کا معاشرتی زندگی سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ کسی قسم کی سماجی اصلاح اس وقت تک پائیدار نہیں ثابت ہو سکتی جب تک اسی کے مطابق تعلیم کی بھی اشاعت اور اصلاح نہ کی جائے مثال کے طور پر اٹھارہویں صدی میں دربار اسپین اور آسٹریا کے بادشاہ جوزف دوئم کے اصلاحی پروگرام صرف اس لئے ناکامیاب رہے کہ لوگ اتنے تعلیم یافتہ نہیں تھے کہ ان کو ہضم کرتا تو ایک طرف ان کی قدر و قیمت بھی سمجھ سکتے، بڑے بڑے انقلابات سے سیاسی و اقتصادی نقطے صرف اس لئے نہیں اٹھائے جا سکے کہ ان انقلابات کے بعد جن لوگوں کے ہاتھ میں وقتی طور پر عنان حکومت آئی تھی انہیں تعلیم کی وسیع اشاعت کی اہمیت اور ضرورت کا احساس نہیں تھا۔ انیسویں صدی کے وسط میں جمہوری طرز حکومت سے جو بڑی بڑی توقعات وابستہ کی گئی تھیں وہ بھی صرف اسی لئے پوری نہیں ہو سکیں کہ تعلیم کا معیار کافی بلند نہیں تھا۔ ہندوستان میں گزشتہ سالوں میں سرکاری اور غیر سرکاری طور پر دیہات سدھار اور زراعتی ترقی کے بہت سے معمولی معمولی پروگرام پیش کئے گئے لیکن وہ صرف اس لئے بے اثر ثابت ہوئے کہ ان کے ساتھ ساتھ عام ناخواندگی دور کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ہندوستان میں اس حقیقت کی طرف دھیان نہیں دیا گیا ہے کہ کاشتکاری تعلیم ہی کے ذریعے اور ترقی یافتہ ذرائع پیداوار سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں گے ورنہ ان کے تمام فائدے پھر وہی لوگ چھین لے جائیں گے جو ان کا استحصال کرتے آئے ہیں پھر اس بات کو بھی اچھی طرح نہیں محسوس نہیں کیا گیا ہے کہ صرف تعلیم ہی لوگوں کو ایک بلند معیار زندگی کا عادی بنا سکتی ہے عام ناخواندگی جس کے ساتھ عام مفلسی اور غربت لازمی طور پر وابستہ ہے امور عامہ، حکومت کے معاملات میں ایمانداری اور صلاحیت کے معیار کو بہت گھٹا دیتی ہے اسی طرح تعلیمی اصلاح بھی اس وقت تک پائیداری نہیں حاصل کر سکتی جب تک ہمارا سماجی نظام بھی مواقع کی یکساں فراہمی کے اصول پر کاربند ہونے کے لئے تیار نہ ہو جائے ٹی۔ این کارور اپنی تصنیف "قوت انسانی کی پیداوار اور تقسیم" میں سماجی عمل کے متعلق کہتا ہے کہ قوت انسانی پہلے ایک نئے سانچے میں ڈھلتی ہے، پھر سماج میں تقسیم ہو جاتی ہے، اسی منقلب قوت انسانی کا دوسرا نام تہذیب ہے اور اسی قوت انسانی سے اعلیٰ سے اعلیٰ فائدہ اٹھانا ترقی کہلاتا ہے لیکن تعلیم اس قوت انسانی کے منقلب مجتمع اور منقسم ہونے کا سب سے اہم ذریعہ ہے اور تعلیم ہی کے ذریعہ اس مجتمع قوت انسانی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔

تعلیم اور سماجی نظام کا یہ باہمی انحصار ہمیں جس عملی نتیجہ پر پہونچاتا ہے وہ یہ ہے کہ تعلیم اور تنظیم دونوں اسی وقت پورے طور پر کامیاب ثابت ہو سکتی ہیں اور اسی وقت انہیں بہتر نتائج سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے جب دونوں کے پیش نظر ہر انسانی فرد کے لئے مواقع کی زیادہ سے زیادہ یکساں فراہمی کا مقصد ہو۔ اگر تعلیم کے راستہ میں رکاوٹیں حائل ہیں یا اس میں خامیاں ہیں تو سیاست والا سماجی زندگی کے معیار اور اس کی خاصیت کو بلند کرنے سے قاصر رہے گا، اگر سماجی تنظیم کی بنیاد مراعات اور تفاوت پر قائم ہے تو تعلیم ہمہ گیر نہیں ہو سکتی اور نہ تعلیم کا معیار ہی بلند ہو سکتا ہے اگر تجارت اور کاروبار میں منافع خوری کا خود غرضانہ مقصد کارفرما ہے اور حکومت ناکارہ اور جابر ہے تو صحیح تعلیم کی اشاعت اور ترقی غیر ممکن ہے۔ اعلیٰ ترقی اسی وقت ممکن ہے جب سماجی زندگی کی ہر سمت اور ہر میدان میں ایک ساتھ ترقی ہو۔ تعلیم اور داخلی زندگی کی نشو و نما کرنے اور اس میں توازن اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے فن کا نام ہے اور سیاست کا فن صرف یہ ہے کہ شخصیت کی ترقی اور نشو و نما کے لئے موزوں حالات اور ماحول پیدا کرتی رہے لیکن انسان چونکہ بنیادی طور پر معاشرتی اور سماجی واقع ہوا ہے اس لئے انسان کی داخلی ترقی اور خارجی ماحول کے درمیان ایک باہمی انحصار پایا جاتا ہے، جب تک لوگ شخصیت کی ایک خاص بلندی اور معیار تک نہ پہونچ جائیں اس وقت تک وہ موزوں خارجی حالات کو نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ برقرار رکھ سکتے ہیں سیاست کو چاہیئے کہ وہ تعلیم کے لئے فضا موزوں کرے اور تعلیم کا فرض ہے کہ سیاسی شعور اور جذبہ کو تقویت دے یعنی سماجی فلاح و بہبود کے کام کے لئے لوگوں کے اندر جذبہ اور تحریک پیدا کرے، یہی دونوں چیزیں مل کر انسان کو اپنی قسمت کا مالک بنا سکتی ہیں۔

ایسے ادارے جو تربیت کر سکیں

اعلیٰ اور موزوں نظام تعلیم انسان کی شخصیت کی نشو و نما کرتا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ انسان کے اندر طاقت، ارادہ کی بلندی، تخلیقی خلاقیت اور بہت سے امور میں دلچسپی لینے کا مادہ پیدا ہوتا ہے لیکن یہ مقصد اسی وقت برقرار رہ سکتے ہیں جب سماج ان کے نشو و نما کے لئے مواقع فراہم کرتا ہے وہ تعلیم جو ہمیں سوسائٹی سے ملتی ہے اسے اسکولوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے یعنی سیاسی اور اقتصادی اداروں کی تنظیم ایسی ہونی چاہیئے کہ ان کے تعلیم کے مسلسل مواقع فراہم ہوتے رہیں، تجربہ کی قدر و قیمت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو اور سماج میں ترقی کا زیادہ سے زیادہ مادہ پیدا ہو۔ تمدن انسانی سماج کی تنظیم کا نام ہے لیکن جو چیز تمدن کی تنظیم کرتی ہے وہ یہی تعلیم ہے۔ تعلیم کا بلند علمی مفہوم یہ ہونا چاہیئے کہ بیک وقت پورے سماج سے ہمیں تعلیم و تربیت اور آگاہی حاصل ہو۔ اس سوسائٹی کے ادارے جس میں ایک جماعت مسلسل اور خاموش طور پر دوسری جماعت کے خلاف طاقت کا استعمال جاری رکھتی ہے خوف یا تکبر جیسی مذموم خصلتوں کو جنم دیتے ہیں اور شخصیت کو یا تو ترقی کرنے سے روک دیتے ہیں یا اسے مذموم کر دیتے ہیں، جب سوسائٹی میں کچھ لوگوں کو مراعات حاصل ہوتی ہیں اور کچھ لوگ اپنے حقوق سے محروم کر دیئے جاتے ہیں تو اس سے لوگوں کے اندر بے اطمینانی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد اپنی صلاحیتوں اور امکانات کو ترقی دینے سے محروم رہ جاتی ہے بے پناہ مقابلہ اور استحصال ہماری اخلاقی قوت کو تباہ کر دیتا ہے، سماج میں اگر اس قسم کا نظام رائج موجود ہوتا ہے جس سے ایک طبقہ دوسرے طبقے سے ربط نہیں قائم رکھ سکتا تو اس سے سوسائٹی میں ایک ساتھ رہنے کے جو تعلیمی فائدے ہوتے ہیں وہ نہیں حاصل ہوتے جمہوریت سماج کے اندر دوستی تعلقات کے ذرائع کو لاتعداد کر دیتی ہے اور ایک دوسرے سے بھاگنے اور دور ہٹنے کے رجحان کو رد کرتی ہے اثر سماجی نظام میں کہیں نہ کہیں یقیناً کوئی خرابی ہے جس میں ہر شخص کو یہ نہیں محسوس ہوتا کہ میں بھی کچھ ہوں اور مجھے بھی سماج کی خیر و فلاح کے کام میں تھوڑا سا ہاتھ بٹانا ہے، اگر سیاسی نظام اور تنظیم کو اپنے اظہار کے لئے مناسب اور موزوں میدان نہیں ملتا تو وہ سازش میں بدل جاتا ہے یا اظہار بہت ہنگامی طریقے سے ہونے لگتا ہے اور سیاست خود اپنا مقصد آپ بن جاتی ہے ایسے سماج میں تعلیم ذاتی ترقی اور مال و دولت حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتی اور انسان رائج سماجی اور سیاسی نظام کی حمایت کرنے لگتا ہے:

"ایسی حکومت جو ہماری تربیت کرے [illegible]

[illegible]

غزل

(از جناب آغا سر خوش قزلباش دہلوی)

حقیقت میں جو نالہ ترجمان دل نہیں ہوتا
کبھی وہ ماورائے بزم آب و گل نہیں ہوتا

جہاں یہ روک لی نظریں وہاں ساحل ہے ساحل ہے
تلاطم ساز تو شرمندۂ ساحل نہیں ہوتا

بنا لے اپنی دنیا آپ تو جہد مسلسل سے
بھٹک جاتا ہے وہ جو خالق منزل نہیں ہوتا

کہاں سے جلوہ ہائے طور کی ہوتی فراوانی
حقیقت میں اگر وہ رونق محفل نہیں ہوتا

کسی صورت نہ جب تک دل پہ کوئی چوٹ لگ جائے
بشر اس وقت تک احساس کے قابل نہیں ہوتا

مقدر ہو چکا ہے یہ فقط درد آشنا دل کا
صحیفۂ عشق کا ہر قلب پر نازل نہیں ہوتا

محبت کی نگاہوں سے ٹپک پڑتا ہے بالآخر
جو جذبہ نطق کی تخلیق کے قابل نہیں ہوتا

بھٹک کر بھی پہونچ جاتا ہے اطمینان کی منزل پر
وہ خوش قسمت جسے اندازۂ منزل نہیں ہوتا

زمانہ پھر امان دیتا نہیں اس کو کہیں سرخوش
نظر کے سامنے جس کا بھی مستقبل نہیں ہوتا

صفحہ (۹) سے آگے

اداروں کی ضرورت ہے ان امور کو اس طرح انجام دینے اور دوسرے اداروں کے کام کو اس طرح باربط اور ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہر شخص کو اپنی شخصیت کو سنوارنے اور ترقی دینے کا پورا پورا موقع ملے اسی سے ایک ایسی حکومت کا تصور پیدا ہوتا ہے جس کا اساس ہی تعلیم و تربیت کے اصول پر ہو۔ ایسی حکومت میں لوگوں کو اوپر سے دباؤ نہیں ڈالا جاتا بلکہ خود ان کے اندر خود ضبطی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ تعلیم دراصل سیاست کا نقطۂ عروج ہے اس لئے کہ اس کا مقصد سماج کے پورے رخ اور اس کے پورے رجحان کو عقلیت آمیز کرنا ہے۔

اس سے تین عملی نتائج پیدا ہوتے ہیں حکومت کو اس طرح منظم کرنے کی ضرورت ہے کہ لوگوں کے اندر قوت فیصلہ اور بلند ارادے پیدا ہوں، تعلیم کی طرف رجحان بڑھے اور سماجی امور میں حصہ لینے کا جذبہ وجود میں آئے اور بحث و مباحثہ اور غور و خوض کے مواقع ملیں ایسی حکومت کے لئے جو اپنے تعلیمی فرض کو پورے پورے طور پر ادا کرنا چاہتی ہیں نہ صرف جمہوریت بلکہ عقلی اصول پر قائم ہونا بے حد ضروری ہے وہ لوگ جو سیاسی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں چھیننا چاہتے ہیں غیر عقلی عناصر پر زور دیتے ہیں چنانچہ ہٹلر کہتا ہے کہ پروپگنڈا سائنس نہیں ہے اس لئے کہ پروپگنڈا ایسا ہونا چاہیئے کہ اس سے لوگوں کے جذبات بھڑکیں اور دماغ کو صرف ایک محدود انداز میں اپیل کرے مگر سیاسی ذہنی اور بین الاقوامی حالات جمہوری حکومت کے لئے آج موزوں نہیں ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک مکمل تعلیمی نظام کے لئے بھی ابھی مقتضا موزوں نہیں ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جمہوری حکومت کے قیام کے بغیر تعلیمی نظام کے نامکمل رہنے کا نظریہ غلط ہے۔

دوسرا عملی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پیشہ، مذہب، کلچر وغیرہ سے متعلق تمام اداروں کو جن میں غذا ان بھی شامل ہیں تعلیمی اصولوں پر تنظیم کا کام حکومت کا فرض ہے حکومت کا کام عام طور سے یہی تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ ملک کے مختلف اداروں کے کام میں اتحاد و ہم آہنگی کی صورت پیدا کرتی ہے چنانچہ حکومت کے اس بنیادی فرض کا اصل پہلو یہی اداروں کو تعلیمی اصولوں پر منظم کرنا ہے۔

تیسرے، حکومت کا فرض ہے کہ وہ ابتدائی ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کو عام کرے اور بالغوں کی تعلیم خواندگی کا مکمل انتظام کرے۔ یہی وہ فرض ہے جس ادا کرکے کسی ملک کی حکومت نہ صرف انسانیت کی خدمت کر سکتی ہے بلکہ اپنی بھی، اس لئے کہ تعلیم کے عام ہوئے بغیر خود حکومت کے کام میں خوبی اور تکمیل نہیں پیدا ہو سکتی تمدن جیسے جیسے آگے بڑھتا ہے ویسے ویسے ہمارے دماغ پر وزن زیادہ ڈالتا ہے چنانچہ اس وزن اور تناؤ کو برداشت کرنے کے لئے لوگوں کا زیور تعلیم سے آراستہ ہونا ضروری ہے تمدن کا نتیجہ حیات اجتماعی میں اعصاب شکنی کے علاوہ کچھ نہیں۔

تعلیم دراصل تمدن سے ہم آہنگی حاصل کرنے کا نام ہے اس لئے تمدن کے عروج کے ساتھ تعلیم کا عروج بھی لازمی اور ضروری ہے تعلیم ہی کی مدد سے اقتصادیات اور سیاست محض رہزن بن کر نہیں رہ جاتی اور تعلیم ہی تمدن کو ایک خاص رخ اور ایک خاص مقصد عطا کرتی ہے۔ برنارڈ شا نے کبھی اپنے ایک نہایت جچے تلے جملے میں کہا تھا کہ:

"اسکول ماسٹر ہمیں کوئی راستہ نہیں بتلاتا لیکن یہ کہنا اس سے زیادہ صحیح ہوگا کہ اسکول ماسٹر کے بغیر ہمیں کوئی راستہ بھی نہیں ملتا"

چنانچہ تعلیم کو اعلیٰ اور اکمل بنانے کے لئے ضرورت ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ تک کی تعلیم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے، تعلیم کو نفسیاتی اصولوں پر قائم کیا جائے اور سماجی اداروں کے فرائض اور کام کو تعلیمی نظام کے مقصد سے ہم آہنگ کیا جائے ان باتوں کا ایک بین الاقوامی پہلو ہے اور اس کی تشریح یہ ہے کہ سماجی اور تعلیمی تنظیم کا مقصد اس وقت بہت گر جاتا ہے جب اس پر غیر شاہیت اور عسکریت کی روح غالب آنے لگتی ہے اس لئے کہ ان چیزوں کی بنیاد دوسری قوموں کی کمزوری پر قائم ہے اور پھر آپس کے حسد اور دشمنی پر جو بجائے خود نتیجہ ہے خود غرضی اور لوٹ کھسوٹ کا، چنانچہ جرمنی اور اطالیہ میں تعلیم پر دست درازی کی گئی ہے وہ نتیجے وہاں کی جارحانہ قومیت کا یہی قومیت وہاں کی آمرانہ سیاست اور حکومت میں بھی متشکل ہوئی جو خارجی سیاست جذبۂ انتقام اور خود غرضی کی پیداوار ہے۔ آسٹریا، البینیا، جاپان اور دوسرے ملکوں میں قومیت کے تحت زندگی میں عسکریت پیدا کرنے کے لئے تعلیم سے مدد لی گئی ہے محکوم ممالک میں آج شخصیت کی ترقی اور بھی مشکل ہے اس لئے کہ کروڑوں انسان ناخواندگی، جہالت، مایوسی اور احساس تنزل کے شکار ہیں، اقتصادی، ذہنی طور پر تعلیمی دنیا میں بھی مختلف قوموں اور ملکوں کی تقدیریں ایک ہی رشتہ میں منسلک ہیں، دنیا کے پچھڑے اور پیچھے ہوئے ملکوں میں تعلیم کی روشنی پھیلانا نہ صرف وہاں کے باشندوں کے لئے باعث رحمت ہوگا بلکہ ساری دنیا کی دائمی اور حقیقی خیر و فلاح کے لئے بھی ضروری ہے موجودہ دور میں سماجی حقائق اور تعلیمی اصولوں کے درمیان جو بے تعلقی اور تضاد کی سی کیفیت پائی جاتی ہے اس کا ہر جماعت اور ہر ملک سے دور ہونا بے حد ضروری ہے۔ دور ریاستوں کی اساس تعلیمی مقصد پر استوار ہوگی اس وقت تک اپنے یہاں پھل پھول نہیں سکتی جب تک دوسرے ملکوں میں بھی اسی قسم کی ریاست وجود میں نہ آجائے تعلیم کا اصول

میرے پینے کی چیز
یہ خوشی کا ذریعہ ہے

ناشتہ! ایک پیالی چائے کے ساتھ یہ بڑی خوشی کی چیز ہے! بچپن میری
ماں مجھے یہی دیتی ہے معلوم نہیں کیوں! چونکہ ڈاکٹر نے کہا ہے یہ کسی قدر،
زیادہ دودھ کے ساتھ تیزابیت اور کسیلا پن کم ہو جاتا ہے۔ یہ بات
میں نے کبھی کبھی تو نہیں ہے مگر مجھے اس سے فائدہ ہو رہا ہے یہ میرے
روزانہ پینے کی چیز ہے یہ ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے خوشی کا ذریعہ ہے
لیکن مجھے یہ کہنے دیجئے کہ میں سب سے زیادہ

ویلی ویو
Valley-View
کا شائق ہوں

۱۲-۱۴ مشن روڈ اکسٹنشن کلکتہ
ہمسن روڈ دہلی

Allenburys

FAMOUS PRODUCTS

ماضی کی طرح پورے اطمینان کے ساتھ اب بھی ہندوستان میں ہمارے دوستوں کو، ایلن اینڈ ہنبریز کی بہت سی تیار کردہ اشیا ملتی ہیں۔ حالانکہ جنگ کے باعث بہت سی چیزیں بالکل نہیں ملتیں اور بہت سی چیزیں محدود ہیں۔ پھر بھی حالات کے اجازت دینے پر پھر سے ان اشیا کی بہم رسانی کی پوری کوشش کی جائے گی۔

Allenburys

FOODS · FEEDERS · RUSKS
HALIBORANGE · RYMIN AMARA
PASTILLES · LIXIN · CASTOR OIL

Allen & Hanburys, Ltd.
(Incorporated in England)
CLIVE BUILDINGS, CALCUTTA

تیج ویکلی دہلی

۲۰ جون ۱۹۴۴ء

اظہارِ حقیقت سے گریز

مسٹر ایمری اور سر فیروز کے تازہ ترین کارنامے

لنڈن کے ایک جلسہ میں ہندوستان کے مسئلہ پر مسٹر ایمری وزیر ہند اور سر فیروز خاں نون نے تقریریں کی ہیں۔ ان تقریروں میں حقیقت کی پردہ پوشی اور غلط نظریوں کے پیش کرنے میں جس دیدہ دلیری سے کام لیا گیا ہے اس کی مثال غالباً ان دونوں حضرات کے گذشتہ حیات پسندانہ کارناموں میں بھی مشکل سے ملے گی۔ حکومتِ برطانیہ خود ہندوستان کے ساتھ جو سلوک کرتی ہے یہ مسئلہ تو جداگانہ ہے مگر اس حکومت کا پروپیگنڈا کرنے کے لئے جو ہندوستانی حضرات اس کو مل جاتے ہیں وہ اپنی فضول گوئی اور مدح سرائی میں خود برطانی حکمرانوں سے بھی چند قدم آگے بڑھ جاتے ہیں اور ان کو بھی اس بازی میں مات دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ انگلستان میں تقریر کرتے ہوئے سر فیروز خاں نے جو باتیں کہی ہیں غالباً کسی ہندوستانی مجمع میں وہ ایسی باتیں نہ کہہ سکتے۔ ان کے بعض نظریے اس قدر مضحکہ انگیز ہیں کہ ممبر پارلیمنٹ سر جان وارڈ لا نے بھی جو اس جلسہ میں حاضر تھے گھبرا اٹھے اور انہوں نے اس سلسلہ میں "صدمہ انگیز" یا "نفرت انگیز" (SHOCKING) کا لفظ استعمال کیا۔ سر فیروز خاں کا کہنا یہ تھا کہ اکثریت کو کبھی اکثریت کی خواہش کے مطابق حکومت کا نظم و نسق نہیں کرنا چاہئے ورنہ اقلیت کی خواہشوں کی کبھی مخالفت کرنی چاہئے۔ الغرض دنیا کے سامنے سر فیروز خاں نے جمہوریت کا ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے جس پر تمام ممالک کے ماہرین آئین و دستور اپنا سر دھننے لگیں گے! سر فیروز خاں کے اس بیان کی حقیقی تشریح یعنی یہ کہ ان کے دل میں کیا بات تھی وہ بعد کو اس وقت ظاہر ہوئی جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ ہندوستان میں عام انتخاب کیوں نہ جاری کیا جائے؟ ان کا جواب یہ تھا کہ "پھر کانگریس واپس آجائے گی"۔ کیا اب بھی آپ کو سر فیروز خاں جیسے لوگوں کی آئینی قابلیت میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے! گویا کسی ملک کے لئے یہ مفید نہیں ہے کہ جس پارٹی کو اکثریت ووٹ دے اور جس کو اکثریت کی ہر دلعزیزی حاصل ہو وہ لیجسلیچروں میں برسرِ اقتدار آجائے!! اس مضحکہ انگیز جواب پر یقیناً اس جلسہ کے تمام برطانی حاضرین عش عش کرتے ہوں گے۔ اس سے بھی زیادہ سر فیروز خاں کی ایک آئینی جدت اس تجویز میں تھی کہ وزراء کو الیکشن میں حصہ لینے سے آزاد کر دیا جائے، وہ انتخاب کے جھگڑوں کے بغیر ہی انہیں لیجسلیچروں میں بھیج دیا جائے کرے!!!

ان باتوں سے ظاہر ہے کہ ہندوستان میں حقیقی جمہوریت کے قیام کی مخالفت کے کل دو اسباب سر فیروز خاں کے پاس ہیں، ایک تو یہ خیال کہ کانگریس کو ہندوستانی عوام کی بہت بڑی اکثریت کا اعتماد حاصل ہے اور وہ ہر انتخاب میں ضرور کامیابی حاصل کرے گی، دوسرے یہ کہ سامراج کے ان خاص حمایتوں کو جو عام الیکشن کے مخالف ہیں، جمہوری انتخابات میں کامیابی کا کوئی چانس نہیں ہے۔ اس لئے وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو وزیروں کے عہدے پر کسی دوسرے دروازے سے داخل ہونے کی اجازت مل جائے! اسی تقریر سے برطانی پبلک کو بآسانی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں حقیقی جمہوریت کے قیام کی مخالفت کا نظریہ کیا معنی رکھتا ہے اور اس کے پردے میں بعض لوگوں کے کیسے کیسے اغراض پنہاں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت صرف ایسے ہی لوگوں کے موافقِ حال نہیں ہے جو عوام کی نمائندگی نہیں کرتے اور انتخابی مقابلہ پر کھڑے ہونے کی ہمت نہیں رکھتے۔

اسی جلسہ میں مسٹر ایمری نے جو تقریر کی، وہ اس سے بھی زیادہ گمراہ کن اس اعتبار سے تھی کہ اس میں ہندوستان کی حقیقی صورتِ حال پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی اور برطانی پبلک کی آنکھوں پر پٹی باندھنے کے لئے یہ کہا گیا کہ ہندوستان میں سب خیریت ہے اور موجودہ حالات سے سب لوگ مطمئن ہیں۔ مسٹر ایمری کا دعویٰ یہ ہے کہ "ہندوستان عملی حیثیت سے ایک ہندوستانی حکومت رکھتا ہے اگرچہ یہ ہندوستانی جمہوری حکومت نہیں ہے"۔ اس سے پہلے بھی ہم وائسرائے کی موجودہ ایگزیکٹو کونسل کے متعلق "عملی جمہوریت" کا فقرہ سن چکے ہیں۔ حقیقت یہ کہ وائسرائے کی کونسل میں ہندوستانی ممبروں کی اکثریت ہے ہندوستان کے لئے ذرہ برابر بھی کوئی فرق پیدا نہیں کرتی، اس لئے کہ جب تک کہ یہ ممبران ایک غیر ہندوستانی اور غیر ملکی آتھریٹی کے روبرو ذمہ دار ہیں اور وہ آتھریٹی خود ان پر بھی حکمرانی کرتی ہے، یہ صرف نام کے اعتبار سے ہندوستانی ہیں لیکن کام کے اعتبار سے حکومتِ برطانیہ کے آلۂ کار ہیں۔

ایک ہندوستانی حکومت کی صحیح جانچ صرف دو ہی صورتوں سے ہو سکتی ہے، پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کس حد تک یہ ہندوستانی رائے عامہ کے روبرو جواب دہ ہے اور کہاں تک اس رائے کی نمائندگی کرتی ہے، دوسرے یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ خود کوئی اہم فیصلہ کرنے اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کیا پوزیشن رکھتی ہے؟ اس معیار پر جانچنے کے بعد موجودہ حکومتِ ہند جس میں ہندوستانی ممبروں کی اکثریت ہے کسی معنی میں بھی "ہندوستانی" نہیں کہی جا سکتی۔ مسٹر ایمری نے اسی تقریر میں ایک دوسری غلط بات فرمائی، وہ کہتے ہیں کہ "بہت بڑی مقدار میں، غالباً اتنی مقدار میں جو محسوس نہیں کی جاتی، وزیر ہند، حکومتِ ہند اور برطانی کیبنٹ کا ایک اجنٹ ہے اور جیسا کہ ہندوستانی پریس میں کہا جاتا ہے، وہ کوئی غیر ذمہ دار مطلق العنان حکمراں نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ صرف ایک درمیانی شخص ہے"۔ ہم نہیں جانتے کہ حقیقت کے اس گلا گھونٹنے کے عمل کو کیا کہا جائے! مسٹر ایمری سے زیادہ اس بات کو کون جان سکتا ہے کہ تمام ضروری اور اہم معاملات میں حکومتِ ہند وہائٹ ہال کے تحت میں ہے، اس کے تمام افعال کی وہاں سے سخت نگرانی کی جاتی ہے اور وہ وزیر ہند کی اجازت کے بغیر ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتی۔

اس اعتبار سے کہ مسٹر ایمری مسٹر چرچل کے دستِ راست ہیں اور انہیں کی بنائی ہوئی پالیسی کو ہندوستان میں چلاتے ہیں اگر ہم یہاں تک کہیں تو غلط نہ ہوگا کہ حکومتِ ہند خود حکومتِ برطانیہ کی آلۂ کار ہے۔ اس لئے ہمیں مسٹر ایمری کی اس حرکت پر ذرا بھی حیرت نہیں ہے کہ وہ جمہوریت کش نظریوں کی حمایت کرنے لگے ہیں اور اس تجویز کی تائید کرتے ہیں کہ ہندوستان میں وزراء کو لیجسلیچروں کے کنٹرول سے بالکل آزاد کر دیا جائے تاکہ ان کے خلاف ملامت کا ووٹ پاس نہ ہو سکے اور مزید برآں ایگزیکٹو آتھریٹی کو مستقل اور کولیشن (مشترک) وزارتوں کو جبریہ بنا دیا جائے۔ اگر جمہوریت سر فیروز خاں نون کو اس نہیں آتی تو مسٹر ایمری جیسے فرقہ پرست کو اور بھی راس نہیں آسکتی۔ ہم جانتے ہیں کہ حکومتِ برطانیہ ہندوستانیوں کے حقیقی نمائندوں کے ہاتھوں میں اختیارات ٹرانسفر کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور جب اس جمہوری خدمت کی انجام دہی کے لئے سر فیروز خاں نون جیسے حمایتی اسے مل جاتے ہیں اور یہ شاگرد اپنے پروپیگنڈائی کارناموں میں اپنے استادوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں تو برطانی حکومت اپنے ان ملازموں پر جہاں تک ناز کرے کم ہے ؎

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

جوہو!

جوہو کی ایک کٹیا میں اپنی بحالیٔ صحت کے لئے کچھ دنوں تک آرام فرما کر اب مہاتما گاندھی تقریباً دو ہفتہ کے لئے پونا تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد اپنے معالجوں کی رپورٹ کے مطابق مہاتما جی اپنا آئندہ پروگرام مرتب کریں گے۔ امید ہے کہ وہ پھر گاندھی گرام میں مقیم ہوں اور وہیں وقتی سیاسی مسائل میں حصہ لیں۔ سر دست مہاتما گاندھی کو قطعی آرام و سکون کی ضرورت ہے۔ اس پر آپ نے جوہو کی کٹیا میں حتی الامکان بہت سے سیاسی لیڈروں سے ملنے اور تبادلۂ خیالات کرنے میں کوئی کمی نہیں فرمائی ہے۔ جوہو کا نام سنکر ہمیں وہ زمانہ یاد آجاتا ہے جب ۱۹۲۴ء میں اسی مقام پر مہاتما گاندھی اور آنجہانی پنڈت موتی لال نہرو اور دیش بندھو سی آر داس میں "کونسل انٹری" (داخلۂ کونسل) جیسے اہم مسئلہ پر بحث ہوئی تھی۔ ۱۹۴۴ء نے جوہو کو اس سے بھی زیادہ اہم اور ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کرنے والے مباحثوں سے دوچار کر دیا ہے۔

پنجاب اور مسلم لیگ!

پنجاب میں واقعات کی رفتار کسی قدر متغیر ہو گئی ہے۔ مسلم لیگ سے ملک خضر حیات خاں، وزیر اعظم پنجاب کے اخراج کے بعد تین وزیروں نے مسلم لیگ کی ممبری سے استعفیٰ دے دیا اور اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ یونینسٹ پارٹی کے مزید ساٹھ مسلم لیگی ارکان مسلم لیگ سے مستعفی اور کنارہ کش ہو گئے۔ اس کے بعد پنجاب کے لیجسلیچر میں مسلم لیگ کے ممبروں کی تعداد صرف بیس رہ جاتی ہے۔ الغرض پنجاب میں مسٹر جناح کی اطاعت بہت محدود ہو گئی اور پاکستان کا جو سب سے زیادہ مضبوط قلعہ مسٹر جناح کے تصور میں تھا اس کی دیواریں گر کر منہدم ہو گئیں۔ غالباً اب تو وہ پنجاب سے بہت مایوس ہو گئے ہوں گے۔ ممکن نہیں کہ دوسرے صوبے بھی ان حالات سے متاثر نہ ہوں اور ان واقعات کا اثر صوبہ سرحد اور بنگال تک نہ پہنچے۔

ریلوے ٹرافک!

"جی۔ آئی۔ پی" ریلوے نے اپنے ایک پمفلٹ میں زمانہ بعد جنگ کے ریلوے ٹرافک کی اسکیموں کا تذکرہ کیا ہے۔ اصلاح کے سلسلہ میں۔ تو قع کی جاتی ہے کہ ریلوے سفر کے درجوں کی قسمیں کم کر دی جائیں گی۔ ہندوستان میں سر دست چار درجے ہیں فرسٹ، سکنڈ، انٹر اور تھرڈ۔ انگلستان میں بہت دنوں پہلے اس ضرورت کو محسوس کیا گیا تھا۔ ہندوستان میں اگر تیسرے درجہ کا سفر آرام دہ بنا دیا جائے تو صرف دو درجے یعنی ایک اونچا اور ایک نیچا

اشارات

سر آرد شفیر ولال کو حکومت ہند کے نئے محکمہ کا جو پلاننگ اور ڈیولپمنٹ سے تعلق رکھتا ہے انچارج بنایا گیا ہے ——— سر آر شفیر کی قابلیت میں شبہ نہیں مگر سر آرد شفیر کو جس سوال کا جواب دینا چاہئے وہ یہ ہے کہ کیا حکومت ہند اپنی موجودہ شکل و صورت میں کبھی اس لائق ہو سکتی ہے کہ اس اہم ترین کام کی انجام دہی کے لئے کسی قومی حکومت کی طرح صحیح راستہ اختیار کرے اور اس کے کارناموں پر اعتبار کیا جا سکے؟

شیٹال (جنوبی افریقہ) کی جوڈیشل کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے ہندوستانی مزدوروں کے نمائندوں نے یہ شکایت کی ہے کہ "ہندوستانی لیبر کو سخت ترین فائدے اٹھائے جاتے ہیں" ——— لیکن یہ شکایت کی کونسی بات ہے؟ اگر ایسا نہ ہوتا تو شیٹال اور جنوبی افریقہ کو وہاں کے سفید باشندے اس بہانے سے کیونکر یورپین بنائے رکھتے کہ ہندوستانیوں کا معیار زندگی پست اور غیر متمدن ہے؟

اب جا کر یہ بات ظاہر کی گئی ہے کہ ڈالمیا نگر کا تماشا بند کرنے اور دوسرا محاذ جنگ قائم کرنے کی بنیادی سکیم لارڈ ویولس ماؤنٹ بیٹن نے بنائی تھی پھر تو خطا ہے کہ لارڈ موصوف کو مشرق میں ٹرانسفر کر کے انکی ساتھ ناانصافی نہیں کیا گیا

تھانے کے میونسپل حکام نے دودھ دینے والے گوالوں کو پابند بنانے کی کوشش کی ہے جب موسم گرما آتا ہے تو مقامی تاجروں کو یہ فکر ہوتا ہے کہ دودھ کم لوگ لاتے ہیں ان کے اخراجات میں سے اپنے لئے زیادہ سے زیادہ پیسے حاصل کریں اگر دودھ دینے والے گوالوں نے بھی اپنے زیادہ پیسے بنانے کے لئے دودھ میں پانی ملانا شروع کیا تو اس پر حیرت کی کون سی بات ہے لیکن تھانہ میونسپلٹی نے انتظامی احکام جاری کر کے گوالوں پر جرمانہ کرنا شروع کیا یہ خبر ہے کہ گوالوں نے ہڑتال کر دی اور دودھ کی سپلائی بند کر دی

اس بکھیڑے کا سبب صرف یہ ہے کہ تھانہ کی میونسپل انتظامیہ نے گوالوں کی خاندانی روایات اور معاشی احوال کو سمجھنے میں بڑی کمی کی اس ہر جگہ ایک پرانی کہانی یاد آگئی کسی وزیر نے اپنے افسر سے کہا تھا کہ جہاں تک دودھ میں پانی ملانے کا تعلق ہے کوئی گوالا اس سے کبھی باز نہیں آ سکتا اور اس سلسلہ میں ان کی دیانتداری پر کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا افسر صاحب کو اس بات کا یقین نہ ہوتا تھا کہ ان کے دیس ان کی حکومت اور ان کے محکمہ میں ایسا ہو سکتا ہے چنانچہ وزیر کے اس دعوے کی جانچ کے لئے ایک تالاب کھدوایا گیا اور رات کی طرف سے یہ فرمان جاری کیا گیا کہ ایک رات کے

راز و نیاز

سوال: آپ کے ہر نئے معمے کے لئے ایک ماہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے کیوں نہ تیج دہلی کے نئے معمے معاصر اسٹریٹڈ ویکلی کی طرح ہر تیسرے ہفتہ مل جایا کریں اس طریقہ سے انتظار کی تکلیف کچھ کم ہو جائے گی باقی قواعد و شرائط کو برقرار رکھا جائے۔

سوال (۲) کیا لفظ ہندی حرف کو آپ دو گنا تصور نہیں کرتے اور ہندی علامات کو بھی ایک لفظ نہیں سمجھتے۔

جواب: تیج دہلی کو اس رائے سے کم از کم چار مرتبہ اتفاق کئے جاتے ہیں اور اسٹریٹڈ ویکلی کے

دودھ والوں کی راجدھانی کے تمام گوالے ایک ایک گاگر میں خالص دودھ بھر کر اس تالاب میں ڈال دیں رات گئے اس حکم کی تعمیل شروع ہوئی لیکن ہر گوالے نے یہ سمجھا کہ دوسرے گوالے دودھ ڈال رہے ہوں گے اس لئے اپنے حصہ کا صرف پانی ہی ڈال دیا صبح جب یہ ہوا کہ تمام گوالوں نے گاگروں سے پانی بھر بھر کر ڈال دیا اور صبح کو جب راجہ صاحب اپنے وزیر کے ساتھ اس دودھ بھرے تالاب کے معائنہ کے لئے تشریف لائے تو اس میں پانی کے سوا دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا افسر میونسپلٹی کو اس قدیم روایت سے سبق لینا چاہئے۔

بعض نئے حرف دو مرتبہ شائع ہوتے ہیں اس لئے تیسرے ہفتہ میں نیا معمہ لوگوں کو مل جاتا ہے، انگریزی معموں اور اردو معموں کے مقابلہ میں سفر یک ہونے والوں میں بڑا فرق ہے اگر ہمارے معموں کی صرف دو اشاعتیں ہوں تو بہت سے لوگ اسے پسند نہیں کریں گے اور ایک بڑی تعداد اس مقابلہ میں سفر یک نہیں ہو گی؟

جواب (۲) ہم تشدید والے حرف کو بھی صرف ایک ہی حرف شمار کرتے ہیں اور ہندی حروف

مشابہ ہیں کہ ویسے کو بھی ایک ہی سمجھتے ہیں۔

سوال (۳) معموں کی زیادہ تعداد بھیجنے والے حضرات کو جو انعامات تقسیم کئے جاتے تھے وہ اب کیوں بند کر دئے گئے

(عبدالسمیع چاشنی)

جواب (۳) یہ تمام معاملات انعام کی رقموں پر منحصر ہیں اور انعام کی رقمیں اسی وقت بڑھائی جا سکتی ہیں جب بہت سے مزید اصحاب ان معموں میں سفر یک ہوں۔

لِلی مارکہ
ہندوستان میں
بہترین پینے
کی خوراک

بارلے

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ اور بمبئی

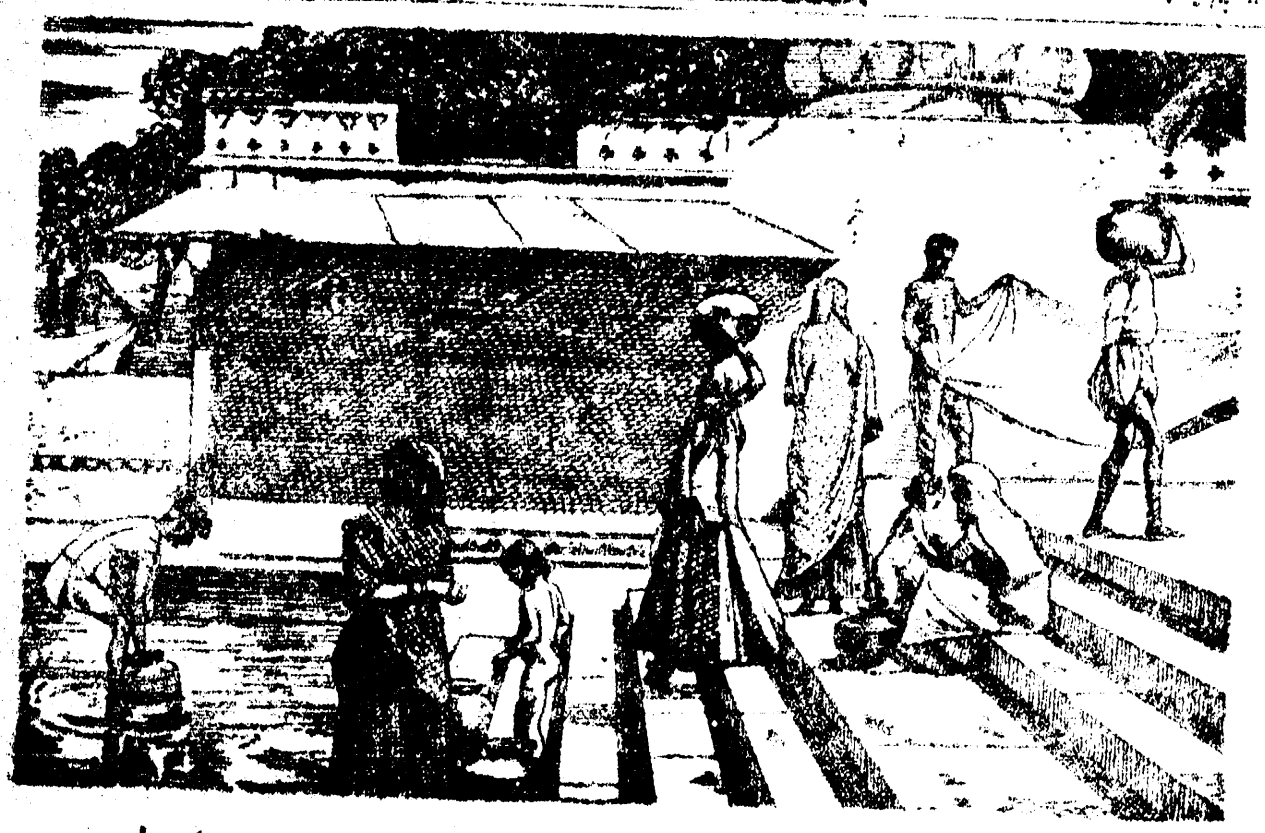

طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی شعاعوں سے ہنستے گنگا کی طرف جانے والی اودے پور کی عورتوں کے زرق برق لباس بھی کامیاب ہیں۔ ہندوستانی عورتوں کے حسین چہرے بھی طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی شعاعوں سے جگمگا رہے ہیں حسین چہرے ——— کیونکہ وہ بنا تازگی اور ٹھنڈک پہنچانے والے نفیس دو خوشبو حمام صابن کا استعمال کرتی ہیں۔

ادے پور کا نہانے کا گھاٹ

ہم آپکو حمام صابن کی قیمتی ساخت کی طرف توجہ دلاتے ہیں لیکن اسکے وزن میں کوئی کمی نہیں ہے۔

حمام
آپ کے غسل کے لئے مشہور صابن
ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ

AJATA RIOUGH

ماکو سیلز ڈپو پٹنہ، رمال سینٹر دہلی لاہور

آئندہ کا ہوائی جہاز

از ایلن پی سارجنٹ

جب سے مسٹر فرینک وہٹل نے بھاپ سے چلنے والی جیٹ خرخی ایجاد کرلی ہے اس وقت سے بہت سے ماہرین یہ سوچ رہے ہیں کہ انجن کو اندر ہی اندر گرم کرنے کا طریقہ دھک دھک کرنے والی مشینوں کے بجائے موٹر مشینوں میں بتایا جائے۔ ابھی گیس سے چلنے والی جیٹ خرخی کا مسئلہ بھی نہیں حل ہوا ہے اصولاً تو اس میں کوئی دقت نہیں ہے، گیس سے چلنے والی جیٹ خرخی میں حرارت اور دباؤ بہت پیدا ہو جاتا ہے اس لئے سوال ایسی دھات کی ایجاد کا ہے جو اس زبردست حرارت اور دباؤ کو برداشت کر سکے۔ گیس سے چلنے والی ایک خاص قسم کی جیٹ خرخیاں تو کئی سال سے استعمال ہو رہی ہیں۔ یہ انجن کی استعمال شدہ گیس سے چلتی ہیں اور ایک منٹ میں ۳۰۰۰ چکر کرتی ہیں مگر مشکل وقت ان کا جیٹ حرارت بہت بڑھ جاتا ہے اس لئے ان میں استعمال کی خاطر شیفیلڈ کی ایک کمپنی میں کئی دھاتوں کے میل سے ایک خاص قسم کا فولاد تیار کیا جاتا ہے جب استعمال شدہ گیس سے چلنے والی جیٹ خرخیوں کا یہ حال ہے تو اصل گیس سے چلنے والی جیٹ خرخیاں تو اور بھی گرم ہو جایا کریں گی اس لئے ان کی ایجاد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا پڑے گا جب تک کوئی ایسی دھات نہ ایجاد ہو جائے جو اس درجہ حرارت کو برداشت کر سکے۔

بہرحال کسی دھات کو صاف کرنے کے فن کی ترقی کی رفتار دیکھ کر یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ گیس سے چلنے والی جیٹ خرخیاں مستقبل قریب ہی میں ایجاد کی جا سکیں گی۔ بعض موجودوں نے ابھی سے اس بات پر غور کرنا شروع کر دیا ہے کہ گیس کی جیٹ خرخیاں ایجاد ہونے کے بعد ہوائی جہاز کی شکل اور اس کے عمل میں کن تبدیلیوں کی ضرورت ہوگی غالباً مستقبل کا ہوائی جہاز فلائنگ وِنگ سے ملتا جلتا ہوگا، جس میں ہوائی جہاز کا ڈھانچہ اور پنکھ ملے ہوئے ہوتے ہیں اور دیکھنے میں چمگادڑ کے پروں کی طرح ہوتے ہیں چونکہ گیس کی جیٹ خرخیاں خوب گھسی ہوئی ہوتی ہیں اس لئے ان کے ذریعہ ہوائی جہاز کا کام بہتر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے خیال ہے کہ موجودہ ہوائی جہازوں کے مقابلے میں گیس کی جیٹ خرخی تقریباً دگنی سرعت سے چلے گی تجویز یہ ہے کہ دو میل کے ہوائی جہاز میں چار یونٹ کی جیٹ خرخی استعمال کی جائے۔

جیٹ خرخی کے اندر باہر کے جوڑوں میں ایک دلچسپ اور اہم فرق ہوتا ہے اندر کی طرف والے ہر یونٹ میں دو پیچ ایک دوسرے کی مخالف سمتوں میں لگے ہوتے ہیں، باہر کی طرف والے یونٹ دوسرے اصول پر کام کرتے ہیں، گیس کی دھاڑ کی تیزی کے ساتھ پیچھے کی طرف نکلتے ہیں جس طرح ہوائی بان گیس کی دھار کی تیزی کی وجہ سے آگے بڑھتا ہے اسی طرح ہوائی جہاز بھی آگے بڑھتا ہے۔

یہ اصول خاصا ابھی کام کرتا رہا ہے اس کی وجہ سے یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ ایک بار دست بان تیار کر کے اس کے ذریعہ جہاز کا کام لیا جا سکتا ہے بجز چند کمی بیشی کے اب ہو سکتی اس میں شک نہیں کہ بان کے اصول پر ہوائی جہاز کو چلانا قطعی ممکن ہے اس کے کئی فائدے ہیں ایک تو جب یہ اڑایا جائے گا، ایسے ملبے فضاؤں میں جہاں ہوا کی کمی ہو اڑنے میں آسانی ہوگی اس طرح اڑنے میں ۴۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار کے ایرو ڈائنامکس کا نظریہ بھی کم ہو جائے گا۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۵۰ ہزار میٹر کی بلندی پر ۴۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے میں غور والا طریقہ بان والے طریقے سے دوگنا کامیاب رہتا ہے۔ ۵۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار پر دونوں طریقے برابر ہیں۔ ۶۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار پر یونیکلر بان والا طریقہ دوسرے طریقے سے دوگنا کام کرتا ہے

دونوں طریقوں کو ایک ہی ہوائی جہاز میں استعمال کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ اسے مختلف حالتوں میں استعمال کیا جا سکے گا، ایک ڈیزائن ایسا ہے جس میں دو معمولی انجن چلانے والے پیچھے اور دو بان کے اصول پر چلنے والے پونٹ ہوں گے، ہلکے دھک دھک کرنے والے انجن سے جہاز کو زمین پر سے اٹھنے اور بلندی سے حرکت میں مدد ملتی ہے اس کی وجہ سے زمین پر بھی جہاز اچھی طرح حرکت کرتے ہیں بان والا طریقہ اس وقت کام میں لایا جاتا ہے جب جہاز بہت بلندی پر ہو، خاص طور پر لمبے سفر میں۔ ایسی صورت میں [illegible] کے لئے دھک دھک کرنے والے انجن [illegible] کر دیے جا سکتے ہیں۔

[illegible] کے مطابق آئندہ کا ہوائی جہاز [illegible] ہوگا جس میں گیس کی خرخیاں ہوں گی۔ امکان ہے کہ گیس کی خرخیاں بھی [illegible] ہلکے دھک دھک کرنے والا انجن بھی، امید ہے [illegible] کے ہوائی جہاز بنتا ہو سکیں گے جن کا وزن [illegible] ہوگا

"شکریہ۔ کوئی مضائقہ نہیں"

چارلی کا ارشاد
جو لوگوں کے گوش گذار ہو گیا
آپ بھی اس کا لطف مجبوب کے شاہکار میں اٹھائیے

دوسرا شاندار ہفتہ

تقدیر

موتی لال
نرگس
اور
چندر موہن

ڈائرکٹر مجبوب

جوبلی

اتوار کو ایک زائد کھیل ۱۱ بجے

میں روزانہ:
۴ بجے، ۷ بجے
اور ۱۰ بجے شب

خدائی قہر کے باوجود بھی

[illegible]

روبی جنرل انشورنس کمپنی لمیٹڈ

زندگی، آگ، جہاز اور حادثوں کے خطروں سے بچنے کے لئے اپنا بیمہ کرائیے

چیرمین [illegible]

ہیڈ آفس ۱-۸ رائل ایکسچینج پلیس کلکتہ — دہلی آفس ۲۱، دریا گنج

فلستان

"تقدیر"

محبوب کی جدید سوشل تصویر تقدیر نے پھر ایک مرتبہ دہلی میں نجمہ کی کامیابی کی یاد کو تازہ کر دیا ہے چنانچہ ۲ جون سے جبلی سینما دہلی میں تقدیر کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ صرف آدھ گھنٹہ کے اندر بکنگ آفس بند ہو جاتا ہے۔

نجمہ اور یقب بیز میں فرق یہ ہے کہ نجمہ ایک سنجیدہ اور شرمیلی تصویر تھی اور تقدیر میں حاضرتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی دلچسپ نئے ٹکڑے بھی لکھے گئے ہیں۔

نرگس جو اس تصویر کی ہیروئن ہے اپنے کام میں بے حد کامیاب ہے چندر موہن نے بھی اداکاری کے خوب جوہر دکھلائے ہیں۔ ہیرالی نے تصویر میں ایک نئی روح اور زندگی پیدا کر دی ہے توقع ہے کہ مسٹر محبوب کی یہ جدید تصویر نجمہ سے بھی

انگ پر بھا

[illegible]

کام ستمبین [illegible]

مدن تھیٹر فاتحی [illegible] ٹھیا واڑ

دہلی ایجنٹ [illegible]

زیادہ کامیاب ثابت ہوئی۔

"پگلی دنیا"

نخیت کی سوشل ناجیہ تصویر پگلی دنیا کے متعلق لاہور سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دلکش تصویر شاطلا لاہور میں بے انتہا رش لے رہی ہے لاہور کے صحافتی اور فلمی حلقوں کی یہ رائے ہے کہ نخیت نے اس وقت تک جو چند نہایت ہی دلچسپ تصاویر تیار کی ہیں ان ہی میں سے "پگلی دنیا" بھی ہے ممتاز شانتی شیخ مختار اشرف خاں، موتی لال کھیب لال جیسے ممتاز اداکاروں نے اس تصویر میں کام کیا ہے

کہبری کی ایک ماہ کی آمدنی ایک لاکھ روپے

لکشمی پروڈکشن کی بے نظیر تصویر "کہبری" کو بمبئی میں کس قدر مقبولیت حاصل ہوئی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس تصویر نے صرف بمبئی کے ایک سینما سے ایک مہینے کے اندر ایک لاکھ روپے سے اوپر گراس کیا ہے، کہبری صرف آمدنی کے اعتبار سے ایک مایۂ ناز تصویر نہیں ہے بلکہ یہ فنی لحاظ سے بھی بے حد بلند ہے۔

سفنا تھا آپنے، ونمالا، پہاڑی سانیال ہریش اور جیون جیسے ممتاز اداکار اس تصویر میں اداکاری کے فرائض انجام دے رہے ہیں توقع ہے کہ یہ تصویر بمبئی سے بھی زیادہ شمالی ہند میں مقبول ہوگی۔

لال حویلی کی نمایاں خصوصیات

بمبئی سینے ٹون کی دلکش سوشل فلم لال حویلی جسے پروڈیوسر ڈائرکٹر کے بی لال نے اپنی ذہنی قوتوں اور دماغی کاوشوں سے چار چاند لگا دیئے ہیں کتنی ہی شاندار خصوصیات کی حامل ہے سب سے پہلے اس کی زبردست کاسٹ قابل ذکر ہے جس میں ستیندر، نورجہاں لیلا مسرا، یعقوب، کنھیا لال، بابا بنیرجی، غنی اور بسنلا وغیرہ شامل ہیں۔ مزید برآں اس فلم کی کہانی مشہور و کامیاب ڈائرکٹر چودھری نے تحریر کی ہے مکالمے ڈائرکٹر وجاہت مرزا چنگیزی اور آغا جانی کاشمیری کے زور قلم کا نتیجہ ہیں اور لال حویلی کے گانے حضرت شمس لکھنوی نے اپنے مخصوص دلکش پیرائے میں تحریر کئے ہیں جنہیں استاد موسیقی میر صاحب نے

ہندوستان میں سب سے پہلے

منروا دہلی میں

بہت جلد آرہا ہے

مال رواں کی تمام فلموں سے سبقت لیجانیوالا فلم

داسی

(DASSI)

ہندوستانی عورت کی عدیم المثال قربانی

پردھان پکچرز کا تازہ شاہکار

رام نرائن دوے پروڈکشن

ڈائرکشن :— ہرن بوس

افسانہ :— دلسکھ۔ ایم۔ پنچولی

گانے رسکالے، بی۔ ڈی۔ این مدھوک، میوک، امرناتھ

فن اداکار: راگنی، نجم الحسن، گیانی، سکلادی، جی۔ این۔ بٹ

بے بی پروین، دم پرکاش، خیراتی

مہری کردہ: امپائر ٹاکی ڈسٹری بیوٹرز

لاہور —— دہلی —— کراچی

ہندوستان کے مشہور ڈائرکٹر کے انتہائی پرشکوہ بنایا ہوا

"کلیان"

چتر لیکھا بنانے والے ڈائرکٹر کیدار شرما اب فلمی گلشن میں کلیاں کھلا رہے ہیں ان کی یہ فلم بایۂ تکمیل کے آخری مراحل طے کر رہی ہے اور امید ہے کہ بہت جلد اس کی نمائش شروع ہو جائیگی جہاں ڈائرکٹر کیدار شرما کا نام اس امر کی ضمانت ہے کہ یہ فلم آرٹ کا ایک شاندار شاہکار ہوگی وہاں اس میں لیلا ڈیسائی، رمولا، رام دلاری، مسلم حسین لیلا مسرا، کلاوتی، موتی لال، راجندر سنگھ گیانی، امرناتھ، سمت رائے و ابراہیم جیسے مشہور اداکار جلوہ گر ہوئے ہیں۔

امر ٹاکیز میں

جمعہ سے روزانہ تین شو

۴، ۷، ۱۰ بجے شب کو

جواب معہ وارنیوز

جمعہ ہفتہ اتوار کو ۱۱ بجے دن کو ایک خاص شو خطرہ کی گھنٹی

نئے زمانے کی جوانیوں اور ترقی پسند اداروں کیلئے نیا پیغام

نیا ترانہ

ترقی یافتہ لاہور میں ظلمائی ہوئی یہ تصویر نیا ترانہ، جگہ بہ جگہ چنے ہوئے، اتنا ہے کہ کھلا صاف بتاتی ہے کہ سماجی انقلاب کہاں سے شروع ہونا چاہئے آج مزدوروں اور کسانوں کے فطری مطالبات کیا ہیں اور ان مطالبوں کو پورا کرنے کے لئے آج کے نوجوانوں کا کیا فرض ہے سرمایہ دارانہ نظام پر گہرا طنز، ہوتمند طبقوں میں جسکے بہت سے معنی لئے جا سکتے ہیں۔ اسمیں حسین پربھا، جے راج اور ڈیوڈ کام کرتے ہیں۔

کمار ٹاکیز میں تیسرا شاندار ہفتہ

روزانہ ۴ بجے، ۷ بجے اور ۱۰ بجے رات اور ایک کھیل بروز اتوار دن کے ۱۱ بجے

۴ پُر ہجوم ہفتہ

نینوں کے تیر چلا گئی شہر کی لونڈیا

کیا آپ نے یہ گانا سنا ہے؟

اگر نہیں تو آج ہی تلوار پروڈکشنز کا

شکریہ

اداکاران :-

رمولا سندر، گیانی، روپ لیکھا

روزانہ :-

۴ —— ۷ —— ۱۰ بجے

اتوار کو صبح ۱۱ بجے ایک زائد کھیل

ملاحظہ فرمایئے

موتی میں

کشمیر کے مندر!

(از جناب رام سروپ بھٹناگر چندوسی)

ریاست کشمیر میں قدیم زمانہ کے تیار شدہ مندر بہ کثرت ہیں۔ مگر اب وہ برف کے تحت سرد ہونے اور برف پڑنے سے یہ تمام یادگاریں خراب اور برباد ہوتی رہتی ہیں موجودہ مہاراجہ صاحب نے ان تمام آثار قدیمہ کی حفاظت کے واسطے ایک محکمہ قائم کر دیا ہے جس کا خاص کام ان کی حفاظت کرنا نیز شکست و ریخت کی مرمت کرنا ہے۔ سردست چند مندروں کا اجمالاً بیان درج ذیل ہے۔

بندی کا مندر

یہ بے حد قدیم مندر ہے جو کہ سرے پتھر کا بنا ہوا ہے۔ سونہ مرگ سے چھتیس میل پر لب سڑک واقع ہے اس وقت یہ خراب خستہ حالت میں ہے یہ کب تعمیر ہوا اور کس نے تعمیر کرایا اس کا ٹھیک ٹھیک پتہ چلنا دشوار ہے۔ کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ یہ بودھ مندر ہے کچھ یہ کہتے ہیں کہ یہ قدیم ہندو مندر ہے۔ بہرحال صحیح پتہ چلنا دشوار ہے۔ زیادہ تر رائے یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ کالی کا مندر ہے اور ۱۰۰۰ء میں تعمیر ہوا ہے۔

بینار کا مندر

یہ مندر سڑک پر کوہالہ سے ۸۵ ویں میل پر واقع ہے۔ یہ گھاٹی میں اپنی اصل صورت پر قائم ہے اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ یہ مندر پانچویں صدی عیسوی میں بھوانی دیوی کے لئے بنوایا گیا تھا۔

شری کالنگ

یہ مندر مقام کوہالہ سے چورانوے میل پر واقع ہے اور وہاں پر ایک ۱۲ فٹ اونچا بھاری لنگ ہے جس کے چاروں طرف نہایت عمدہ عمدہ تصاویر بنی ہوئی ہیں۔

فتح گڑھ کا مندر

یہ شری سے ۱۰ میل جنوب میں فتح گڑھ گاؤں میں ہے۔ اس کے چاروں طرف مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا جس میں انھوں نے مندر کے کچھ پتھروں کو استعمال کیا تھا۔ اس کے کچھ پتھر ۱۰ فٹ لمبے ۴ فٹ چوڑے اور ۲ فٹ موٹے ہیں۔ یہ مندر کس نے تعمیر کرایا اس کا اس وقت تک ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں۔

نارائن پھال

[illegible] کی کتاب سے ایک چھوٹے تالاب پر واقع ہے۔ یہ پارہ مولا سے ۱۰ میل جنوب مغرب میں منظر آباد والی سڑک پر بنا ہوا ہے۔

تاپر کا مندر

پارہ مولا سے ۱۲ میل آگے شری نگر کی طرف تاپر گاؤں میں واقع ہے۔ اس مندر کو نرینہ ایشور کہتے ہیں اس کو پرتاپ ثانی والی کشمیر کی اہلیہ نرینہ دیوی نے ۶۳۴ء کے وسط میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کو سکندر لودی نے تباہ کیا تھا۔

پٹن کا مندر

تاپر سے ۵ میل آگے سڑک پر دو بڑے پتھروں کے مندر ہیں۔ ایک شنکر گوریش کا دوسرا سگھند ایشور کا

ان کو راجہ شنکر ورمن نے ۹۲۳ اور ۹۰۲ عیسوی کے درمیانی وقت میں تعمیر کرایا تھا۔ انکی اہلیہ کا نام شریمتی

مہاشری

مہاراج پرورسین ثانی کا بنوایا ہوا پانچ گنبد والا

سنگھ تھا یہاں پر شری نگر سے ۱۰ میل پر ایک سنگین ستوپ بھی ہے۔

شنکر آچاریہ یا تخت سلیمان

یہ تخت سلیمان نامی پہاڑی پر واقع ہے۔ شری نگر جانے والے مسافروں کے دل میں اس مندر کو دیکھنے کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔ اس کو سب سے قبل سندھمان راجہ نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ کشمیر کا حکمراں تھا اور ۲۶۲۹ قبل مسیح سے ۲۵۶۲ قبل مسیح کے درمیان حکومت کرتا تھا۔

مہاراج گوپادت اور تھادت نے اسکی مرمت کرائی۔ سکندر لودی نے بھی اس کو مسمار نہیں کرایا۔ کیونکہ محمود غزنوی نے اس جگہ نماز پڑھی تھی۔ دریائے جہلم سے پہاڑی کے اوپر تک جو پتھر کام میں آئے تھے ان سے نور جہاں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ بودھ لوگ اس مندر کی بڑی عزت کرتے ہیں اور اس مندر کو پس پہاڑ کہتے ہیں۔

نرپرستھان

یہ مندر شری نگر میں ہے۔ اسے نرینہ رسوامی کا مندر کہتے ہیں۔ اس کو لکھن نرینہ راوت نے بنوایا تھا یہ جہلم کے دوسرے اور تیسرے پل کے درمیان واقع ہے۔

یہ مندر جہلم کے چوتھے پل کے نیچے واقع ہے۔ اب یہ مندر قبرستان بنا دیا گیا کیونکہ سکندر کی بیگم یہاں مدفون ہے۔ مندر کے باہر زین العابدین کی قبر ہے جسے اس مقام کو بادشاہ کہتے ہیں۔

سکنہ بھون

یہ اب کنڈبھوں کے نام سے موسوم ہے۔ یہ جہلم کے چھٹے پل کے نزدیک ہے۔ یہ راجہ یشٹر ثانی کے وزیر سکند گپت نے تعمیر کرایا۔ مگر اب اس کا استعمال حضرت پیر محمد بصیر کی زیارت گاہ کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے۔ اسی پل کے نزدیک راجہ پرورسین ثانی کے تعمیر کردہ مندر کے کھنڈر ہیں جسے لوگ شری کہتے ہیں۔ اس گھاٹ کا نام مندر کے نام پر لوکھاری یار ہے جو کہ شری یار سے بگڑ کر بنا ہے۔

تربھون سوامی

جہلم کے بائیں کنارے پر چھٹے پل کے نیچے اس مندر کے کھنڈر ہیں۔ اس کو راجہ چندپیڈ نے ۶۸۴ء سے ۶۹۳ء کے وسط میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کے نزدیک ہی ٹھگ بابا صاحب نامی مسلمان فقیر کی قبر ہے جس سے اس مقام کا نام ٹھگ بابا صاحب ہے۔

چھما گوریشور

یہ شو مندر ردودھ گنگا اور جہلم کے سنگم پر واقع ہے اس کو چھما گپت راجہ نے دسویں صدی عیسوی میں تعمیر کرایا تھا۔ اس مقام پر ابھی حال میں مندر کی کچھ شلائیں نیز نمائندہ رسم الخط کا ایک شلا لیکھ زمین سے کھود کر برآمد کیا گیا ہے۔

بکر میشور

دچھاناگ کے نزدیک اس مندر کے کھنڈرات موجود ہیں۔ اس کو بکر دت نے تعمیر کرایا تھا سکندر لودی نے اس مندر کو تباہ کر کے پاس ہی ایک سنگین مسجد اور ایک مندر بنوا دیا۔

امرت بھون

بکر میشور سے ۱۰ میل آگے مشرق کی جانب امرت بھون ملتا ہے۔ اس مندر کو راجہ جیگوئن کی دھرم پتنی رانی امرت پربھا نے تعمیر کرایا تھا۔ اس حصہ کو اب یہاں کے لوگ وان بھون کہتے ہیں۔

رانٹر ایشور

دچھاناگ سے ۲۰ میل جنوب میں واقع ہے۔ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ اس کو راجہ رانٹر دت نے تعمیر کرایا تھا۔ اس وقت یہ مندر صاحب کی سمادھی کی صورت میں استعمال ہوتا ہے۔

بشنو ناما سوامی

رانٹر ایشور سے بجانب جنوب ایک مسجد قبرستان

(باقی اگلے صفحہ پر)

کارواں جا رہا ہے!

(از جناب جان نثار اختر)

جرس کی صدا ہے ابد کا ترانہ
بجاتی ہے انسانیت شادیانہ
رواں سر پہ تعمیر کا شامیانہ
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

خزاؤں پہ ہنستا بہاروں پہ ہنستا
گزشتہ و پیدا نظاروں پہ ہنستا
فلک آشنا کہساروں پہ ہنستا
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

روایات کی وادیوں سے نکلتا
قدامت کی سنگینوں کو کچلتا
زمانے کا ہر آن محور بدلتا
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

حکومت کے زرکار ایواں سے ہوتا
غلامی کے تاریک زنداں سے ہوتا
بغاوت کے رنگیں میداں سے ہوتا
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

نظر نور و ظلمت کی آویزشوں پر
تبسم فشاں وقت کی کاوشوں پر
تحکم سا آفاق کی گردشوں پر
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

ہر اضداد کی کشمکش سے ابھرتا
ہر اک منزل خیر و شر سے گزرتا
تو ایمن کے گلستاں میں سنورتا
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

غفلت کی جھوٹی پناہوں سے آگے
ثوابوں سے آگے گناہوں سے آگے
مذاہب کی حق بیگناہوں سے آگے
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

مہ و مہر خدمت گزاری میں حاضر
کمر کس رہے ہیں ادب سے عناصر
نرالی فضا ہے انوکھے مناظر
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

بدلتی ہوائیں پلٹتا زمانہ
تغیر کا گویا مسلسل فسانہ
برابر ازل سے ابد تک روانہ
بڑی شان سے کارواں جا رہا ہے

پچھلے صفحے سے

ہے جہاں پر بشنو دیوی سوامی کا مندر تھا جس کو رانا دت کی رانی نے تعمیر کرایا تھا۔

سدھا وشری

رانا ریشو سے بجانب مغرب کچھ دور پر کاری کدل کے نزدیک سدھا وشری کا مندر ہے جس کو پرا ورسین ثانی نے تعمیر کرایا تھا۔ اس کے اندر سلطان قطب الدین درسیر جامی کھدوئی ہیں لیکن اس کا بروست ثبوت نہیں ملتا۔

گپت گنگا

دروازہ بارہ مولا سے ۱۲ میل سوا من میں جنوب میں گپت گنگا ہیں جہاں پر میلا کھی کے دن ہر سال میلا لگتا ہے۔ یہاں پر ایک عمدہ تالاب ہے اس تالاب کے پیچھے ایک جھلک ہے جس کے نیچے کے پتھر نقش دار ہیں۔ روایت ہے کہ بھیٹے کے مقام پر ایک مندر تھا جس کو شری متی یا ارہ رانی نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ۵۰ سال قبل بنوایا تھا۔

پانڈ رینتھن

یہ مندر مندر شری نگر سے تقریباً ۱۰ میل کے فاصلہ پر ایک تالاب کے وسط میں واقع ہے

خن مرہ

یہ مقام پانڈ رینتھن سے ۵ میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہاں پرانے ہندوؤں کے کھنڈر موجود ہیں۔ کھیکھو کے چھوٹے مندر کھیکھو گاؤں میں ہیں۔

پامپور کے مندر کھیکھو سے ۴ میل جنوب مغرب میں ہیں۔ اس کا قدیم نام پدم پور تھا۔ یہاں پر بشنو دیوی سوامی کا مندر تھا۔

للادھو کا مندر

پامپور سے ۴ میل جنوب مغرب میں واقع ہے یہاں پر بشنو ناگ پر دو مندر ہیں۔ ایک مندر کے چاروں طرف پانی ہے۔ کت ا کا مندر سوتا اپر تھ گھاٹی میں ویرناگ سے ۱ میل پر ہے یہاں پر ایک سوتا ہے جس کے چاروں طرف بھاری پتھروں کی تعمیر کردہ چار دیواری کے کھنڈرات ہیں۔

اکش بل

پمپور سے ۲ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ یہاں پر ایک سوتا ہے جو کشمیر میں سب سے زیادہ خوبصورت خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ زمین سے برآمد ہونے والا سوتا سرنگھی ندی کا ایک حصہ ہے۔ یہ ندی دیوال گاؤں کے نزدیک ایک پہاڑ کی غار میں غائب ہو جاتی ہے۔ ایک بار کچھ گھاس کے تنکے اسی غار میں ڈال دیئے گئے جو اسی جگہ غائب ہوتی ہے۔ یہ تنکے اکش بل میں برآمد ہوتے ہیں۔ کنارے بھی کچھ مندر بنے ہوئے ہیں۔

مارتنڈ مندر

یہ مقام اکش بل سے ۴ میل شمال میں واقع ہے۔ یہ قدیم مارتنڈ بشنو کا مندر رام دیو نامی راجہ نے حضرت عیسیٰ سے ۳۰۰ سال قبل تعمیر کرایا تھا۔ یہ کسی وقت بے حد خوبصورت تھا۔

تار کا پتہ
میڈیسن سنٹر **جمیلان** ٹیلیفون نمبر ۵۵۱۶
مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب ابن اعظم خان کا ایجاد خطیہ
یہ حبیب و مرکب اکسیری و اجزاء کے لیے تیار ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرکب کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی و دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے ناتوانی، توانائی سے بھلا جوانی سے اور مایوسی امید سے بدل ہو جاتی ہے عضو میں مردانہ طاقت کو بڑھاتا ہے چہرہ پر رونق جوانی کی شرخی جھلکنے لگتی ہے اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر امراض العلاج نوجوانوں کو دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی ملتی ہے
قیمت ۳ قرص کی نصف روپے ۱۲ قرص کی سیٹی چھ روپے
مینیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۱۰۷ دہلی

ادب پارے

پجارن

اسرار زیدی، سانپلہ

وہ کہ بلبلے اور فرحت بخش ہوا کے ساتھ
بہتے بہتے ..... جب میرے شگفت کی دھن
نئے نئے میں بہتے

اے پریتم ——————
اپنے لطیف ہونٹوں کو جنبش دے کر
نیم مسکراہٹ کے ساتھ اس کا سواگت کر
اور جب ——————
پریم کے مدھر سنگیت سے تیرا من ادب جائے
تو ..... موسم بہار کی گود میں بیٹھی ہوئی کوئل کی
کوک کے ساتھ
اسے لوٹا دے ——— تب تک میں اس کی راہ
دیکھوں گی۔
اور اسے پریتم رنگ آلود تاروں کو دست کر کے
اپنے سازگی کے سروں میں اسے بھر کر
کھنکھناتی ہوئی دیو کے ساتھ
چھیڑ دے آنگن کی بہاروں کی۔

سمپن

پیا کی طرح
ہم پر سنیہہ کرنے والے۔ پرشو نم دیو
ابو دھ بالک کی طرح
میں اپنا مستقبل ..... تجھے سونپتا ہوں
اے۔ بھگوان تیری مرضی
چاہے اس خار کی طرح مجھے پال
جو سیاحوں کی نظروں میں متعود ہے
یا اس نازک پھول کی مانند
جو سرخرو ہو کر فخر سے سر بلند رکھے۔

بچے سے بھگوان پر نہ جانے کب سے پرماتما کی بوچھار کر رہا ہے۔

گرہ شانت کے مدھر مسکان کے ساتھ بند کام کئے جاتے ہیں۔ انکی یہ مدھر مسکان سب کارڈوں پر پھیلی ہوئی ہے جیسے آفتاب بادلوں پر
کتنی رکشی روپ ہوتا میرے بھگوان کا۔ اس بھگوان کا جو ہم پر
لطف و کرم کی بارش کرتا ہے۔

زمانہ بدل گیا ہے

1754

حرکت قائم رکھنے والا یہ پرزہ تھامس مج نے ایجاد کیا تھا اور ۱۹ ویں صدی میں پہلے پہل گھڑیوں میں لگایا گیا تھا۔

1944

آج گھڑیوں میں حرکت کو برابر قائم رکھنے کو جو پرزہ استعمال کیا جاتا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے جو تقریباً دو سو سال ہوئے شروع میں استعمال کیا گیا تھا۔ آج وقت زیادہ تر ہر پرزے کے مقابلہ میں ایجاد پر منحصر ہے۔ ویسٹ اینڈ گھڑیاں ۔۔۔ قسم کی تمام ضروری ایجادوں اور دیگر ترقیوں سے آراستہ ہیں۔

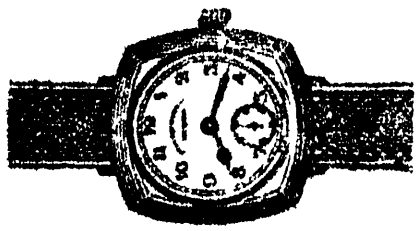

دی سیکنڈس اسکوئر
رولڈ گولڈ ڈس سالہ گارنٹی .. ۵۳/- روپیہ

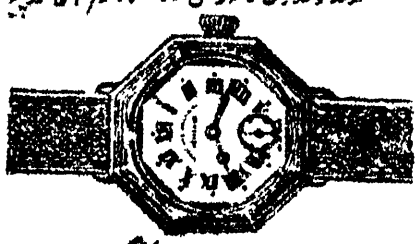

دی سیکنڈس اوئینگن
رولڈ گولڈ ڈس سالہ گارنٹی .... ۵۳/- روپیہ

چونکہ درآمد کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ممکن ہے ہر اس قسم کی گھڑی سپلائی نہ کی جا سکے جس کا اشتہار دیا جاتا ہے لیکن اس کی پوری کوشش کیجائے گی کہ جہاں تک ہمارا اثر کام جائز گا ہم آرڈروں کی تعمیل کریں گے۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی بمبئی اور کلکتہ
WEST END WATCH Co
Bombay & Calcutta

بنسل انڈین
رابعہ انشورنس کمپنی لمیٹڈ

ڈراما

پائی پنگ کی ایک رات

مصنف: نہ پنگ

مترجمہ: ناظمہ جبین

زمانہ ——— ۲۹ جولائی ۱۹۴۳ء ——— جگہ ——— پائی پنگ ———

مس لی شوچنگ ——— جوشیلی آزاد طبیعت لڑکی، عمر ۲۰ سال

مس لی شوینگ ——— شوچنگ کی چھوٹی بہن، اعلیٰ تعلیم یافتہ مگر کمزور طبیعت،

مسز لی ——— بیوہ شوینگ اور شوچنگ کی سوتیلی ماں، عمر ۳۰ سال،

چانگ چینگ ——— کچھ دن پہلے یونیورسٹی کا طالب علم تھا۔ اب پائی پنگ کے مغربی پہاڑوں میں گوریلا لڑائی لڑ رہا ہے، عمر ۲۰ سال،

لین چیانگ ——— ایک غدار وطن قوم فروش کسی زمانہ میں مسز لی کا دوست تھا، عمر ۵۰ سال،

وانگ ما ——— ماما،

دو قوم فروش چینی اور ایک جاپانی فوجی افسر،

منظر

مسز لی کے آبائی مکان کا چڑا ہوا صحن کا کمرہ، بائیں طرف کی میز پر جو بیش قیمت پڑا ہے اس پر عجیب غریب تصویریں بنی ہیں، اس پر ایک لیمپ، ایک نئی وضع کی گھڑی اور ایک چینی کا گلدان رکھا ہے فرش پر بہت لمبا چوڑا چینی کا قالین ہے اس پر قرینے سے ملائم صوفے اور گدے دار کرسیاں رکھی ہیں، دائیں ہاتھ کو کمرے میں آنے کا دروازہ ہے اور بائیں ہاتھ کی طرف خواب گاہ کا دروازہ ہے، پردہ اٹھتا ہے تو مس شوچنگ لیمپ کی روشنی میں ایک خط لکھتی نظر آتی ہے اور مسز لی صوفے پر متفکر انداز میں چپ چاپ لیٹی ہوئی ہے، شوچنگ لکھتے لکھتے قلم رکھ دیتی ہے مسز لی بہت سہمے ہوئے انداز میں اٹھ کر بیٹھنے لگتی ہے،

شوچنگ:۔ آوازیں بہت قریب سے آ رہی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شہر سے زیادہ دور نہیں ہیں

مسز لی:۔ سنگ چیان نے تو پائی پنگ چھوڑ دیا ہے اب یہ لوگ کیوں لڑ رہے ہیں؟

(بیٹھ جاتی ہے) شن چیانگ کیوں نہیں آئے وہ آتے تو ان سے ساری باتیں معلوم ہو جاتیں،

شوچنگ:۔ کون چیانگ؟ آج ہی سہ پہر کو تو میں نے انہیں بڑی شان سے کار میں بیٹھے ہوئے لکیش کوارٹر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا ان کی کار پر بھی جاپانی جھنڈا لہرا رہا تھا، بھلا ان سے کیا خبر مل سکتی ہے؟

مسز لی:۔ مگر صرف جاپانی جھنڈا لہرانے میں کیا برائی ہے؟ پھر اس کی بھی کوئی خاص وجہ ضرور ہو گی، جب تک کوئی دغابازی نہ کرے ... ...

شوچنگ:۔ دغابازی نہیں؟ کیا خوب کچھ دن بیٹھیے پھر آپ ہی دیکھ لیجیے گا،

مسز لی:۔ یہی تو تم طالب علموں کی خرابی ہے تم لوگ ہر ایک کو قوم فروش سمجھتی ہو، چیانگ اس گھر کے پرانے دوست ہیں تمہارے والد کہا کرتے تھے کہ یہ قابل اعتبار آدمی ہیں خود میں انہیں اچھی طرح جانتی ہوں یہ بہت بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں،

شوچنگ:۔ بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں میں نے تو شوینگ بہن سے سنا ہے کہ انہیں صرف مالشوئی کے پیچھے پیچھے گھومنا آتا ہے ان کی واحد خوبی یہ ہے کہ جاپانیوں کی خوشامد خوب کر سکتے ہیں؟

مسز لی:۔ مالشوئی کیا جاپانی سفیر ہے؟

شوچنگ:۔ نہیں، فوجی افسر ہے،

مسز لی:۔ تم کو اپنی بہن کی ہر بات کا یقین نہ کر لینا چاہیے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شن چیانگ ایک فوجی افسر کی خوشامد اور تعظیم کرے، اگر مالشوئی جاپانی سفیر ہوتا تو دوسری بات تھی (ایک بیک کچھ سوچ کر رک جاتی ہے)

شوچنگ، مگر آپ شاید یہ نہیں جانتیں کہ جاپان فسطائی ملک ہے اور یہاں سفیروں کو بھی فوجی افسروں کے احکام کی پابندی کرنی پڑتی ہے،

مسز لی، پھر وہی، معلوم ہوتا ہے کہ شوینگ محض فضول فضول باتیں تم سے کہتی رہتی ہے، ایسا نظر آتا ہے کہ وہ اب حد سے آگے بڑھ گئی ہے،

شوچنگ:۔ اچھا ... مجھے یہ نہ معلوم تھا ...

مسز لی (شوچنگ کے کندھوں کو تھپتھپا کر ذرا پیار بھرے لہجہ میں) میری بچی تمہیں اپنی بہن کا بھی خیال کرنا چاہیے صبح کی گئی ہوئی اب تک لوٹ کر نہیں آئی ہے، آج کل طالب علم سیاست میں زیادہ حصہ لینے لگے ہیں آجکل سمجھ بوجھ سے کام لینا چاہیے اور پھونک پھونک کر کام کرنا چاہیے

شوچنگ:۔ (بے صبری سے گردن ہلاتے ہوئے) یہ میں جانتی ہوں لیکن شوینگ ... ...

(وانگ ما کشتی میں چائے لئے اندر آتی ہے)

وانگ ما:۔ خدا کی پناہ، ابھی ابھی سڑک پر بڑی گڑبڑ مچی ہوئی تھی، کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ جاپانی فوج شہر میں داخل ہو گئی ہے دکانیں سب کی سب بند ہیں، رکشے اور موٹریں پاگلوں کی طرح ادھر ادھر بھاگی بھاگی پھر رہی ہیں، میرا تو دل دہل رہا ہے، کھانا بالکل تیار ہے مس شوینگ ابھی نہیں آئی؟

(گھنٹی کی آواز آتی ہے)

مسز لی:۔ کون؟ اس وقت ———

وانگ ما:۔ (چائے کی کشتی میز پر رکھتے ہوئے) ہو سکتا ہے کہ وہ آ گئی ہوں، میں جا کر دیکھتی ہوں،

(وانگ ما جاتی ہے تھوڑی دیر بعد مس لی شوینگ آتی ہے)

شوینگ:۔ تو آپ سب لوگ یہاں جمع ہیں آپ کو کیا خبر کہ آج مجھ پر کیا بیتی (صوفے پر بیٹھ جاتی ہے) اُف، میرے سر میں سخت درد ہے

مسز لی:۔ شوینگ تم نے اتنی دیر کہاں لگائی؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کرفیو کا وقت ہو چکا ہے؟

شوینگ (طعن بھرے لہجے میں) کرفیو اب اس کی ضرورت ہی کیا ہے، پائی پنگ اب بالکل محفوظ جگہ ہے آپ کو کیا نہیں معلوم کہ سڑکوں پر سے بالو کے بورے ہٹا دیئے گئے اور تمام خندقیں پاٹ دی گئی ہیں پھر اب کرفیو کی کیا ضرورت ہے؟

شوچنگ اوہ شوچنگ تمہیں کیا معلوم کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے،

شوچنگ:۔ لیکن اس طرح اپنے آپ کو ہلکان کرنے سے کیا مل جائے گا؟ بہن ذرا سنبھلو جو کچھ ہوا ہے اس کا صدمہ ہر ایک کو ہے لیکن (ٹھنڈی سانس بھر کر) اس سے فائدہ!

شوینگ:۔ ٹھیک ہے، فائدہ کیا؟ تم کیا لکھ رہی ہو؟ ——— آخر یہ تم سے کیسے ہو سکا کہ بیٹھ کر لکھو جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہیں اور تمہیں اطمینان ہو

شوچنگ: میں نانکن خط لکھ رہی ہوں بھائی کو،

شوینگ:۔ تو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ یہ خط نانکن پہنچ جائے گا، تمام رسل و رسائل بند ہیں، پائی پنگ اور بان کاؤ اور پائی پنگ اور سہ پان کے درمیان ریلیں بند ہو چکی ہیں، پائی پنگ کو اب مُردوں کا شہر سمجھو ہمارا کام صرف قتل عام کا انتظار کرنا ہے

شوچنگ:۔ بہن اپنے کو سنبھالو (فائرنگ کی آواز آتی ہے) پھر بندوقیں چلنے لگیں،

شوینگ (بیٹھے بیٹھے اچھل پڑتی ہے) ٹھیک کہتی ہو تم، کیسا اچھا ہو اگر ہم لوگ جاپانی حملوں کو روک رہے ہوں، فائرنگ کی آواز قریب آتی جا رہی ہے مجھے یقین ہے کہ اس وقت ہزاروں جاپانی سپاہی مارے جا رہے ہوں گے کم از کم میں تو ایسا ہی سمجھتی ہوں،

(وانگ ما پھر چائے کی ایک پیالی لیکر آتی ہے اور شوینگ کو دیتی ہے)

وانگ ما:۔ مس شوینگ، میرے خیال میں آپ ذرا آرام کر لیں تو بہتر ہو گا، جب کوئی کام نہ ہو تو آپ گھر پر ہی رہا کریں، ادھر ادھر آنے جانے سے کیا فائدہ، باہر بڑا ہنگامہ ہو رہا ہے خواہ مخواہ جان کو خطرے میں ڈالنے سے حاصل! ابھی تھوڑی دیر کی بات ہے کہ ———

شوینگ:۔ بک بک بند کرو، اسمبھیں میں آرام کا نام نہیں سننا چاہتی،

مسز لی، (ذرا سخت لہجہ میں) شوینگ، ذرا ٹھیک طور سے باتیں کیا کرو، وانگ ما تمہارے بھلے ہی کو کہتی ہے تم جو روز صبح ہی صبح گلی کوچوں میں روپیہ جمع کرنے جاتی ہو اور پھر کیمپ جا کر سپاہیوں کا کام کرتی ہو تو اس سے فائدہ کیا ہو گا؟ میں پوچھتی ہوں کہ پائی پنگ تو اب گیا بھلا تم لوگ اس کے لئے کیا کر سکتی ہو محض قوم پرست بن بیٹھنے سے کام نہیں بنتا،

شوینگ (بات ٹالنے کی خاطر شوچنگ سے) کیا وقت ہوا ہے بہن؟

شوچنگ:۔ آٹھ بجکر دس منٹ،

شوینگ (اپنی کلائی کی گھڑی دیکھ کر) میری گھڑی بند ہو گئی ہے کس قدر آہستہ آہستہ وقت گذرتا ہے، (کھڑی ہو جاتی ہے اور جیب سے سگرٹ نکال کر جلاتی ہے) ارے اس سگریٹ کا مزہ بڑا خراب ہے،

شوچنگ:۔ مگر تمہارے سر میں درد ہے میرے خیال میں تمہیں سگریٹ نہ پینا چاہیے،

شوینگ:۔ اگر میں سگریٹ نہ پیوں تو درد ابھی اور بڑھ جائے گا۔ کچھ بھی ہو، میں چینی ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جاپانی مجھ جیسوں کی جان لے رہے ہوں اور میں یہاں گھر میں بیٹھی رہوں، میں یہ برداشت نہیں کر سکتی جان دے دوں گی مگر جاپانیوں کی غلامی منظور نہیں

مسز لی (سنجیدگی اور غصے سے) میرا تو خیال ہے کہ جاپانی ہمیں کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، اگر ہم خاموشی سے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں تو وہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے،

(گھنٹی بجتی ہے، مسز لی اپنی جگہ سے اٹھتی ہے)

مسز لی اب کی چیانگ ہوں گے،

وانگ ما:۔ ایک صاحب ... ہر کھڑے ہیں اور خود کو آپ لوگوں کا عزیز بتاتے ہیں

مسز لی:۔ (مایوس ہو کر) مسٹر چانگ؟ کون چانگ؟ کیا انھوں نے یہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحہ کا بقیہ

بہت اچھا ہے کہ وہ ہمارے کہنے ہوئے ہیں ؟ (وانگ خاموش رہتی ہے) تم نے ان سے کیوں نہ پوچھا۔

شوینگ کیا مناسب نہیں کہ ہم ان کو اندر بلا کر خود ہی پوچھ لیں (وانگ سے) جاؤ (شوینگ سگریٹ رکھ دیتی ہے وانگ باہر جاتی ہے اور جلدی ہی چانگ چینگ کو ساتھ لے کر واپس آتی ہے)

چانگ چینگ: مس لی شوینگ کون ہیں؟

شوینگ: میں

چانگ: (بہت ملائمت سے) شاید آپ مجھے نہیں پہچانتیں۔ میرا نام چانگ چینگ ہے۔ میرے والد کا نام چانگ پی انگ ہے۔ میری خالہ نے آپ کے والد سے شادی کی تھی۔

شوینگ. ہاں ہاں میرے بھائی نے خط میں ہمیں آپ کے متعلق ذکر کیا تھا۔ بیٹھیے (مسز لی سے تعارف کراتی ہے) یہ مسز لی ہیں اور یہ میری چھوٹی بہن شوچینگ۔ بھائی چانگ کا سارا گھر نانکنگ میں ہے۔

مسز لی: ہمم

شوینگ. آپ کے گھر میں سب خیریت ہے سب لوگ پائی پنگ سے آگئے یا نہیں

چانگ جی سب بخیریت ہیں۔ (مسز لی سے) میرے والد اس سال پائی پنگ آنے والے تھے لیکن ان کی بیماری کی وجہ سے ارادہ ترک کرنا پڑا۔

شوینگ. آپ پائی پنگ کب آئے؟

چانگ: میں پائی پنگ آئے ہوئے ابھی بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے میں پیکنگ قومی یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں جب میں یہاں آیا تو مجھے آپ کے والد کے انتقال کی خبر ملی اس وقت مجھے خیال آیا کہ شاید آپ لوگ جنوب کی طرف چلی گئی ہوں۔ پھر میں اپنی پڑھائی میں ذرا زیادہ مشغول رہا اسلئے آپ لوگوں سے ملنے نہ آسکا امید ہے کہ آپ معاف کر دیں گی

شوینگ آپ کی یونیورسٹی یہاں سے قریب ہے؟

چانگ جی ہاں بالکل قریب!

شوینگ اچھا بھائی آپ نے یونیورسٹی میں کوئی خاص خبر سنی؟

چانگ: کوئی ایسی خاص خبر تو نہیں کل رات تو جو کچھ ہوا وہ بہت اچانک اور یک بیک ہو گیا اور ہمیں اسکی خبر صبح ہوئی۔ اب تو سب طالب علم پائی پنگ چھوڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں،

شوینگ: ریلیں کیا اب تک چل رہی ہیں؟

چانگ: پہلے تو خبر ملی تھی کہ پائی پنگ سونیانہ ریل منگ ٹاؤ کو تک جا سکتی ہے لیکن اب شاید وہ بھی بند ہو گئی

مسز لی: بیچ میں بول اٹھتی ہے، شہر کے تمام دروازے تو بند ہیں، کیوں؟ اب یہاں سے باہر جانے کا راستہ نہیں

شوینگ. اب آپ کو یونیورسٹی میں کسی دقت کا سامنا تو نہ کرنا ہوگا؟

چانگ کیا ہمت، لیکن آج صبح کالج کے حکام نے کہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو ہمیں یہاں سے چلا جانا چاہیے اب وہ لوگ ہماری حفاظت کی ذمہ داری نہ لے سکے اسی لئے میں یہاں آیا ہوں تاکہ آپ لوگ جب یہاں سے چلنے لگیں تو آپ کے ساتھ ٹھہرا رہوں جیسے ہی ریلیں چلنے لگیں گی میں یہاں سے چلا جاؤں گا،

مسز لی (جھجکتے ہوئے) ۔۔۔

گھر بات یہ ہے کہ ہم سب عورتیں ہیں اور حالات میں یہ ذرا مناسب

شوینگ (مناسب بھرے انداز میں مسز لی سے) کیوں نہیں ماں یہ بھائی یہاں ٹھہر سکتے ہیں یا وہ میرے ہمراہ ہو سکتے ہیں میں شوچینگ کے ساتھ چلی جاؤں گی موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے

شوچینگ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے یونیورسٹی میں ٹھہرنا غلطی نامناسب ہے بھائی آپ جلد یہاں سے چلے جائیں

چانگ. آپ کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے اس کا احساس ہے کہ آپ کو میری وجہ سے بڑی تکلیف ہوگی مجھے کمرے کی ضرورت نہ ہوگی میں کہیں بھی پڑ کر سو رہوں گا۔ یہیں زمین پر

شوینگ: وہ سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا آپ آج ہی آجائیں گے نا؟

چانگ: (اٹھتے ہوئے) ہاں۔ بس میں جا کر اپنی چیزیں لے آتا ہوں!

شوینگ: بہت اچھا لیکن ذرا جلدی کیجئے تاریکی پھیلتی جا رہی ہے۔ کرفیو کا وقت قریب آگیا ہے۔

چانگ: بہت بہتر، لیکن مجھے ڈر ہے کہ آپ کو میری وجہ سے خاصی مصیبت کا سامنا کرنا ہوگا، خیر خدا حافظ! (باہر چلا جاتا ہے)

مسز لی: (ملائمت سے) شوینگ! تمہیں کیا ہو گیا ہے اس نوجوان کو کیوں بلا لیا ہم پر یوں ہی کیا کچھ کم مصیبتیں ہیں پھر آج کل تو

شوینگ جو کچھ بھی ہو وہ ہمارے بھائی ہیں انہیں اپنے ساتھ ٹھہرانے میں کوئی برائی نہیں دوسرے ہم ان کو بھگا نہیں سکتے

مسز لی: نہیں یہ بات نہیں، اگر یہ خاص بات نہ ہوتا تو کوئی بات نہ تھی لیکن آجکل ہمیں کسی جھمیلے میں نہ پڑنا چاہیئے

شوینگ (ذرا اونچی آواز میں) تو آپ کیا یہ سمجھتی ہیں کہ وہ کوئی ڈاکو یا دغاباز ہے؟

شوچینگ. دیکھئے اس طرح فضول بحث سے کوئی فائدہ نہیں، چانگ یہاں زیادہ دنوں تک نہیں ٹھہرے گا اس نے خود کہا ہے کہ جیسے ہی ریلیں چلیں گی وہ چلا جائے گا،

(باقی آئندہ)

صحت

ہیضہ اور اس کا انسداد

(از جناب ڈاکٹر بھولا ناتھ شرما ایم۔ بی۔ بی۔ ایس!)

ہیضہ ایک وبائی مرض ہے اس میں قے اور دست آتے ہیں کہ مریض تنگ جاتا ہے آنکھیں دھنس جاتی ہیں آواز کمزور ہو جاتی ہے۔ چہرا فکر مند ہو جاتا ہے۔ نبض غائب ہو جاتی ہے جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے نبض غائب ہو جاتی ہے۔ پسینے آنے لگتے ہیں۔ پیشاب بند ہو جاتا ہے۔ دستوں کی رنگت چاولوں کی دھوون سی ہوتی ہے۔

یہ مرض مکھی سنکی ہوئی خوراک اور گندے پانی سے پھیلتا ہے۔ مریض کی قے اور دست پر مکھی بیٹھتی ہے جس کی ٹانگوں اور پروں میں ہیضہ کے جراثیم پھنس جاتے ہیں پھر جب مکھی کھانے کی چیزوں پر بیٹھتی ہے تو یہ جراثیم خوراک میں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ مریض کے برتن کوئیں پر جانے کی وجہ سے نیز نالیوں اور پاخانوں سے کوئیں کے سوتوں کے ذریعے سے پانی میں ہیضہ کے جراثیم پہنچ سکتے ہیں۔ دریا اور تالاب کا پانی تو بہت آسانی سے مضر ہو جاتا ہے۔

ہماری سب سے بڑی دشمن مکھی ہے۔ دوسرا بڑا دشمن ہمارا عقیدہ ہے کہ موت کا وقت معین ہے۔ یہ عقیدہ جب ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کے ملازموں میں ہو اور معالجوں میں بھی ہو تو انسدادی طریقوں اور علاج میں بھی قدرتاً بلا کسی پیشتی وادارے کے رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ تدبیر اور کوششیں اس قسم کے دقیانوسی عقائد سے لازمی کمزور ہو جاتی ہے۔ جب ہم یہ مانتے ہیں کہ فلاں فلاں امراض وبائی ہیں اور ان کو روکنے کی ہم ترکیبیں بھی جانتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ ان امراض سے جو اموات ہوتی ہیں وہ بھی بہت حد تک روکی جا سکتی ہیں اور مرض کا پھیلنا بخوبی روکا جا سکتا ہے۔

تیسرے بڑے دشمن چند چھوٹے روکا ٹی طریقے ہیں مثلاً لیموں اور پیاز کے استعمال کو روکا ٹی طریقے سمجھنا۔ چند اشتہاری ادویات کو جھوٹی اہمیت دینا چند مذہبی ضرر لقوں کو مفید سمجھنا یا موثر مانند یا در کھو فنا کل کے نام سے پاخانوں میں چھڑکنے کے لئے جو چیزیں استعمال ہوتی ہیں ان میں بہت سی میں کاربولک آیسڈ نہیں ہوتا لہذا انکا استعمال جھوٹی تسلی دیتا ہے۔

چوتھے بڑے دشمن ہمارے حلوائی پھل فروش اور باورچی ہوتے ہیں۔ حلوائی مٹھائی کھلی رکھتے ہیں اور ان کی دکان پر مکھی بھنکتی ہیں۔ پھل والے کچھ پھل کاٹ کر بیچتے ہیں اور کچھ گندے پانی میں دھو کر لے آتے ہیں اور کچھ پھل کھیتوں ہی میں گندگی سے سن جاتے ہیں۔

پانچواں دشمن ہماری چند عادتیں مثلاً کھانے کے بعد پتیل۔ دونے۔ پھل کے چھلکے اور جوٹھا ہر جگہ پھینکنا۔ یہ عادتیں بازار میں۔ گھر میں بادرچی خانے میں مکھیاں بڑھاتی ہیں۔ کھلے پاخانوں میں بھی مکھیاں بڑھ جاتی ہیں۔ ہر ایک عورت کو چاہیے کہ رسوئی اور پاخانے میں مکھیوں کی تعداد جہاں تک ہو سکے کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے بہت سے طریقے خود ہی سوجھ جائیں گے۔

ہماری عورتیں مردوں کے کھانے کے بعد جھوٹی تھالیوں میں کچھ دیر مکھی بھنکنے کے بعد کھاتی ہیں بچوں کے ہاتھوں میں کھانے کی چیزیں دے دیتی ہیں۔ بچے کھیلتے رہتے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر مکھیاں بھنکتی رہتی ہیں۔ یہ سب اور چند دیگر عادتیں نہایت بری اور مضر ہیں۔

ذیل کی چند ہدایتیں مفید اور ضروری ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔

(۱) یہ فرض کر لو کہ ہر کھانے کی چیز پر جراثیم موجود ہیں۔ اس واسطے ہر چیز کو دوبارہ گرم کر کے کھانا چاہیے۔

(۲) اپنے پھلوں کو کھولتے ہوئے پانی میں دو چار منٹ ڈبو کر کھاؤ۔ تربوز کو کھولتے ہوئے پانی سے دھو لو پھر ۵ منٹ گھما گھما کر تیز دھوپ میں رکھ دو یا پھلوں کو پوٹیشیم پرمنگنیٹ کے پانی میں دس منٹ تک ڈبو کر کھاؤ۔

کٹے ہوئے۔ داغ لگے ہوئے پھلوں کو ہرگز نہیں خریدنا چاہیے۔

(۳) حلوائی کی مٹھائی کو دوبارہ گرم کر کے کھاؤ۔

(۴) جہاں تک ہو سکے کنوؤں۔ تالاب اور دریا کا پانی مت پیو۔ ہاتھ کے پمپ کو بھی کسی حد تک کنواں ہی سمجھنا چاہیے۔ کوئیں کے پانی میں فی گلاس ۳ یا ۴ بوند تیزاب کاربن کا پانی ڈالو۔

(۵) کنوؤں میں برسات سے پہلے اور برسات کے بعد لال دوا دو اونس گھول کر ڈال دو۔

(۶) لیمونیڈ سوڈا واٹر تین دن کا پرانا پیچھے کیونکہ ہیضہ۔ چیچک۔ ٹائفائڈ کے جراثیم ان بوتلوں میں تین دن تک زندہ رہتے ہیں۔

(۷) آئس کریم اور پانی کی برف میں بھی جراثیم زندہ رہتے ہیں۔ اس کارخانے کی برف استعمال کرو جس میں برف کشید کئے ہوئے پانی سے تیار ہوتی ہے

(۸) کھاتے وقت اپنے کھانے پر مکھی مت بیٹھنے دو یہ احتیاط عورتوں کو پروستے وقت بھی مدنظر رکھنی چاہیے

(باقی اگلے صفحہ پر)

بہرائن کی شرطیہ دوا

ٹفنال نہایت قیمتی اجزا سے تیار کردہ پچاس سالہ تجربہ شدہ دوا جو چند یوم میں پرانے بہرائن کو جڑ سے کھو دیتی ہے۔ ہیپ جو نا جیسی پھنسی اور دکان میں سائیں سائیں سیں سیں کی آوازیں تا وغیرہ کی حکمی دوا ہے۔ قیمت عہ دو روپیہ ہلاکہ محصول ۱۰ دو۔

ڈاکٹر ملک فارمیسی شاہدرہ دہلی

زرین موقعہ

(داخلہ شروع ہو گیا)

آگرہ کا بڑھیا اور مشہور اسکول جو پاس کرانے کی گارنٹی کرتا ہے اور پاس نہ ہونے پر آدھی فیس واپس کرتا ہے صرف ایک سال میں انٹرنس اور ایک سال میں ہی دو درجہ،

نوٹ:۔ زیادہ جانکاری کے لئے خود آ کر ملئے یا خط و کتابت کیجئے۔

پبلک ہائی اسکول، دھولیا گنج، آگرہ

زمین آسمان کا فرق، ایک سچا واقعہ

ایک حیرت انگیز دوائی کا کرشمہ

یوں تو بہت سی چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہو سکتا ہے لیکن بری حالت میں ایک حیرت انگیز دوائی نے جو فرق پیدا کیا ہے وہ زمین آسمان کے فرق سے بھی زیادہ ہے پہلے میں غلط کاری اور بے اعتدالی سے کمزور اور نیم مردہ ہو گیا تھا۔ میرا چہرہ سرد دل ڈوبا ڈوبا سا آنکھیں زرد اور اداس اور زندگی جوانی کی امنگوں سے خالی ہو چکی تھی لیکن اب میں پھر جی اٹھا ہوں، اب چہرہ سرخ دل امنگوں سے بھرا ہوا آنکھوں میں نور اور زندگی جوانی کے جوش سے بھرپور ہے "یہ سب پریم بٹی کا کرشمہ ہے" اب میں نے خلق خدا کے فائدے کیلئے اس دوا کو عام کر دیا ہے اور سالہا سال سے محض لاگت کے داموں پر ملک کے کونے کونے میں اس کے فائدوں کا ڈنکا بج رہا ہے پریم بٹی میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ڈالی جاتی۔ یہ دوا دھات کا پتلا پن، سوزاک ذیابیطس، جریان پیشاب کے قبل یا بعد سفید رطوبت کا آنا، سستی، کمزوری، نامردی، بے اشتہا کی کمی، دمہ کھانسی عورتوں کے سفید پانی رطوبت کا آنا وغیرہ جملہ اقسام کی مردانہ و زنانہ بیماریوں کو چند ہی دنوں میں جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور رگ رگ میں نئی زندگی بھر دیتی ہے۔ ہم گولیوں کے پیکٹ کی قیمت تین روپیہ دو آنہ 3/2/1 چالیس دن کی پوری خوراک یعنی اسی گولیوں کے پیکٹ کی قیمت پانچ روپیہ۔ ایم آر ۱۰/۱۰ ڈاک خرچ ۔ پیکٹ تک صرف تیرہ آنے غیر ممالک کے لئے اس کی قیمت دس شلنگ ہے جو پیشگی آنا ضروری ہے

تعریفی خطوط کا انبار ہمارے پاس اس حیرت انگیز دوا کو استعمال کرنے والے ہزاروں مریضوں کے خطوط آتے رہتے ہیں نمونے کے طور پر اس رائے کو ملاحظہ فرمائیے۔

آر۔ اے چٹرجی آنریری مجسٹریٹ اور چیرمین گاؤن ریسرچ میونسپلٹی کلکتہ تحریر فرماتے ہیں: آخری بار ہوئی دوا نے خوب فائدہ کیا۔ ایک دوسرے مریض کے لئے اسی گولی اور روانہ فرما دیں۔

پتہ:۔ بابو شام لال جی رئیس پریم بٹی آفس دھن کٹی نمبر ۵۱۵ کانپور

ایجنٹ برگ اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی، آر۔ بی گرگ جوہری بازار آگرہ

وہ اعداد و شمار جو اعتماد کے حامل ہیں

۲۳ ویں سالانہ ویلیوایشن رپورٹ نے ثابت کر دیا کہ

اموات کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے تجربہ نے اخراجات کی شرح کو گھٹا یا

اس سال عرصہ کے لئے خالص منافع ——— ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ

کمپنی کے واجبات کی قیمتوں کا اندازہ کرنے اور تین فیصدی سود پھیلانے کے بعد

پالیسی ہولڈروں کا ریزرو ۵۴ لاکھ روپیہ سے بڑھ گیا

اعلان شدہ بونس:۔ تمام عمر کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ، فی ہزار فی سال
میعادی پالیسیوں پر دس روپیہ، فی ہزار فی سال

ہیڈ آفس:۔ بمبئی

اورینٹل گورنمنٹ سکیورٹی لائف ایشورنس کمپنی لمیٹڈ

قائم شدہ:۔ ۱۸۷۴

اورینٹل بلڈنگ کوئنز روڈ، نئی دہلی

برانچ سکریٹری:۔ لالہ بشمبر ناتھ بھمبڑی

قفس کی تتلیوں....!

(صفحہ ۸ کا باقی افسانہ)

وہ ذاتی طور پر تم سے واقف نہیں ہیں۔ ہم نے آئندہ ہفتہ نسبت طے کرنے کی رضامندی شے دی ہے۔ میں تمہیں یہ بتا دینا چاہتی تھی۔ اگرچہ اس معاملہ کا سارا انحصار تمہارے پتا پر ہے اور اس کو تم خوب سمجھتے ہو۔ بہرحال میں نے تمہیں پہلے ہی سے آگاہ کر دیا ہے!

وہ کہہ کر جا رہی تھی مگر مرلی صرف اس خیال میں غلطاں و پیچاں تھا آیا وہ پنجیں کے ساتھ ہرکارہ کو چلا دے یا اسے یا دگار کے طور پر محفوظ رکھے۔ (ختم)

مویشیوں کیلئے مہوہ اور نیم کی کھلی

(از ڈاکٹر سلطان سنگھ۔ ایل۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی۔ اے۔ جی۔ ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت)

اس ملک کے کل مویشیوں کے لئے جتنی پروٹین کی ضرورت ہے اس سے کہیں کم مقدار میں پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر مالٹ نے بھی رپورٹ میں اس بات پر زور دیا ہے کہ چارہ میں پروٹین زیادہ مقدار میں ہوں ان کی مقدار بڑھانی چاہئے۔ عام طور پر السی سرسوں، مونگ پھلی اور تل کی کھلیاں جانوروں کے راتب میں پروٹین کے لئے کھلائی جاتی ہیں۔ اس ملک میں بہت سے حصوں میں مہوہ کے بیج کو جلانے اور گھر کے دیگر معمولی کاموں کے لئے تیل نکالا جاتا ہے مہوہ کی کھلی میں دوسری کھلیوں کے مقابلہ میں پروٹین کم ہوتی ہے اور اسکی کھاد بھی اچھی نہیں ہوتی اس لئے اس کا تیل صرف جلانے کے کام کے لئے نکالا جاتا ہے

جبلپور کے سرکاری فارم پر اس بات کی جانچ کی گئی کہ مویشیوں کو مہوہ اور نیم کی کھلی کھلائی جا سکتی ہے یا نہیں۔ یہ جانچ ہریانہ اور مرانسل کے بچھڑوں پر کی گئی۔ مہوہ اور نیم کی کھلی کو اکیلے کھلانے سے مویشی اسے نہیں کھاتے لیکن کھلی کے ساتھ چونی اور چوکر ملا دینے سے کھا لیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ جب مویشی اسے کھانے لگیں تو کھلی کی مقدار آہستہ آہستہ بڑھائی جا سکتی ہے۔ ہریانہ نسل کے بچھڑوں کو ۵۰ فی صدی مہوہ کی کھلی یا چالیس فیصدی نیم کی کھلی کھلائی جا سکتی ہے۔ مرانسل کے بچھڑوں کو دانے میں پچھتر فیصدی مہوہ اور ۴۰ فیصدی نیم کی کھلی کھا لیتے ہیں۔ یہ کھلیاں ہریانہ نسل کے بچھڑوں کو ۱۲ دن اور مرانسل کے بچھڑوں کو اٹھائیس دن تک کھلائی گئیں۔ ان کو کھلانے سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ نیم کی کھلی کھلانے پر گوبر اور پیشاب میں نیم کی بو آتی ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دودھ والے جانوروں کو نیم کی کھلی کھلانے سے انکے دودھ کا ذائقہ بھی بدل سکتا ہے۔ اس تجربہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کسان کے پاس جو تھوڑی مقدار میں نیم اور مہوہ کی کھلی ہو اسے وہ اپنے مویشیوں کو کھلا کر پروٹین کی کمی کچھ حد تک پوری کر سکتا ہے

(پچھلے صفحہ سے)

(۹) اگر تمہارے محلے میں مہتر نہیں یا خانہ اٹھا کے چھوڑ جائیں یا جنگل کے عارضی کوڑا گھر میں باضابطہ صفائی سے یا بدانتظامی سے جمع ہے تو حاکموں کی توجہ اس طرف بار بار دلاؤ کیونکہ یہ جگہ مکھی پیدا کرتی ہے اور یہاں مریضوں کے بھی پاخانے ہوتے ہیں۔ مریضوں کو اس جگہ مت جانے دو۔

(۱۰) اگر تمہیں مہتروں اور انکے جمعداروں اور نیز سینٹری انسپکٹروں وغیرہ کے متعلق شکایتیں ہوں تو ان کو مت چھپ کر حاکموں کے نوٹس میں لاؤ کیونکہ کچھ نقائص اس سبب کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

(۱۱) بچوں کو نالیوں میں ہاتھ مت ڈالنے دو۔

(۱۲) ہر محلے میں کسی بزرگ کو جو اکثر گھر کے باہر بیٹھا رہتا ہو صفائی کا ضامن بنا لو۔

(۱۳) دریا میں اس جگہ مت نہاؤ جہاں نالے گرتے ہوں اور دھوبی کپڑے دھوتے ہوں۔ برسات میں یا اللہ تالابوں میں مت نہاؤ۔

(۱۴) ہلاکت کے وقت اور قے کے مریضوں کی اطلاع جلد سے جلد ہیلتھ افسر کو دو تاکہ وہ روکاوٹی طریقے عمل میں لائیں۔

(۱۵) گلی میں بچوں کو پاخانہ مت پھراؤ اور مہتر کے حق ڈوبنے کے بعد گھر کا کوڑا گلی میں نہیں پھینکنا چاہئے۔

(۱۶) مریض کی قے اور دست سے سنے ہوئے کپڑے اور برتن گرم پانی میں ڈبو دو یا آگ سے گرم کر لو اور پھر دھوپ میں ڈال دو۔ فرش کو بھی کھولتے ہوئے پانی سے دھو ڈالو اور بعد کو اصلی فنائل سے یا ہائیکال کے پانی سے دھو ڈالو۔

(۱۷) مریض کے پاخانے اور قے پر مکھی مت بیٹھنے دو۔

(۱۸) پھل کے چھلکے اور جھوٹے دانے ہرگز مت پھینکو۔

(۱۹) مکھی گھوڑے کی لید کو خاص طور سے پسند کرتی ہے اس لئے طویلوں اور تانگے گھوڑے رکھنے کی جگہ کے پاس کی حلوائی کی دکان سے کوئی چیز مت خریدو۔

(۲۰) حلوائیوں کو ہر چیز گرم تیار ہوتے ہی الماریوں میں رکھنی چاہئیں تاکہ وہ کھانے کے لئے ایک چھوٹی سی شیشے کی الماری میں ہر چیز کا نمونہ رکھ سکتے ہیں۔

(۲۱) جب ہیضہ پھیل رہا ہو اس وقت ہیضہ کا ٹیکہ لگوانا مفید ہے۔

(۲۲) یاد رکھو جب معدہ میں خوراک ہوتی ہے تو اس کو ہضم کرنے کے لئے معدے میں تیزاب پیدا ہوتا ہے اس وقت معدہ میں ہیضہ کے جراثیم مر جاتے ہیں خالی پیٹ میں یہ جراثیم ہیضہ پیدا کرتے ہیں۔

آپ کیا پسند کریں گے؟

بے آرامی کا سفر یا

آج کل ریلوں کا کام اس قدر بڑھ گیا ہے کہ وہ عام ضرورت کی اشیا کو پابندی سے برابر تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ مسافروں کے لئے پہلے کی طرح آمد و رفت کی سہولتیں نہیں فراہم کر سکتیں۔

پبلک یا تو سفر ہی کر لے یا اپنی ضروریات ہی حاصل کر لے۔ دونوں باتیں ساتھ ساتھ نہیں ہو سکتیں۔ ظاہر ہے کہ خوراک۔ کپڑے۔ ایندھن اور دوسری ضروریات زندگی کا پہنچانا مسافروں کو لے جانے سے زیادہ ضروری ہے۔ آپ قلت کے کسی علاقے میں گئے ہوں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہزاروں من اناج سے لدی ہوئی مال گاڑیاں بھوک اور فاقوں میں گرفتار لوگوں کے لئے کیا اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کی زندگی کا دارومدار ہی ان مال گاڑیوں پر ہوتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ مسافروں کی آمد و رفت زیادہ ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ خوراک کی گاڑیوں نے مسافر گاڑیوں کی جگہ لے لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریلوں میں بھیڑ اور سفر میں بے آرامی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو چاہئے کہ اپنے گھر پر رہیں اور اس طرح ریلوے کے زیادہ ضروری کاموں میں مدد دیں۔

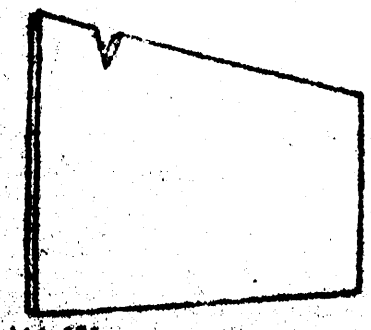

سفر کم کیجئے

ریلوے بورڈ نے شائع کیا

انٹرنیشنل گرل گائڈز کی لڑکیاں سیب زدوں کو اپنے کھانا پکانا سیکھ رہی ہیں

برطانیہ میں عورتیں سامنے جنگ اور کپڑے تیار کر رہی ہیں

السداد اسراض کیلئے برطانی عورتیں ایک طبی کارخانے میں دوائیں تیار کر رہی ہیں

Regd. No. L. 4998

Regd. No. L. 4

قفس کی تتلیوں

(صفحہ ۸ کا

وہ ذاتی طور پر تر

آئندہ ہفتہ

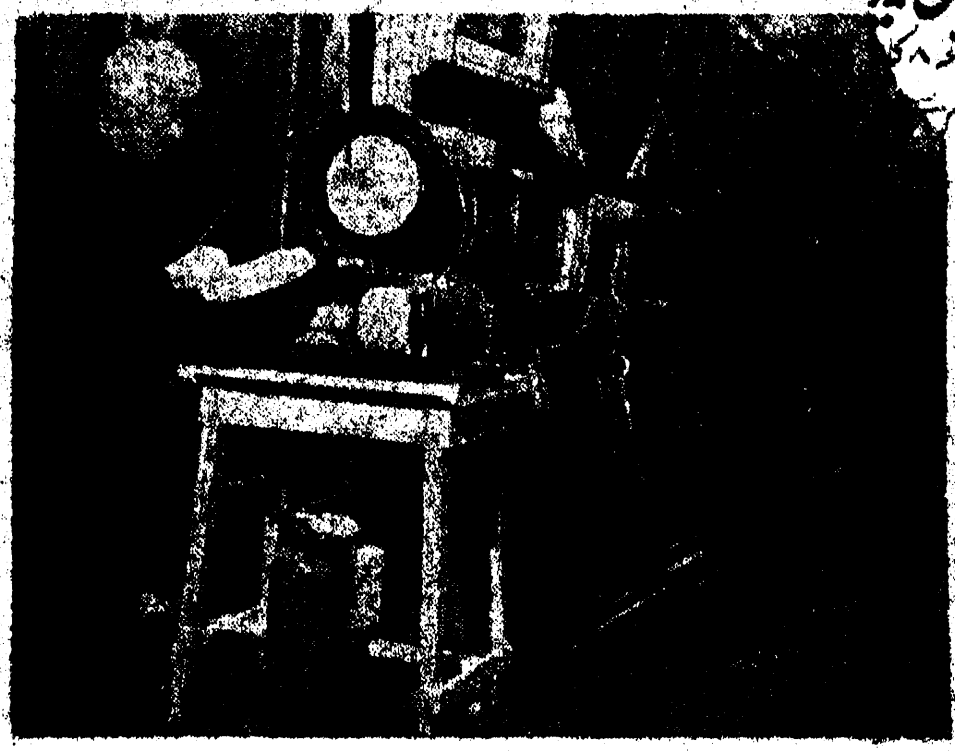

برطانیہ کے تصویری شاہکار محفوظ کر دیئے جا رہے ہیں

شہزادی الیزبتھ اپنے فوجی دستے کا معائنہ کر رہی ہیں

برطانیہ کے جدید ترین تجارتی جہاز کی مشینیں

افغانستان کی ایک دیہاتی عمارت دو تصفے کے طرز پر برطانی وزیر اعظم کے ذریعہ قوم کو پیش کی گئی ہے

کیئر اور پنج سکویش

بابی آپا بخشنٹ ٹونک ایجنسی لارڈ ونسگٹن صاحب سابق وائسرائے ہند باعتبار

اعلیٰ درجہ کے خالص ناگپوری سنتروں کے رس اور شدہ سودیشی کھانڈ سے انگریزی طریقہ پر تیار کر کے ہر سٹیکلی سیلڈ بوتلوں میں پیش کیا گیا ہے

موسم گرما میں شدت کی پیاس کو دیرتک تسکین دینے میں بے مثل ہے۔ نہایت خوشذائقہ۔ مقوی لطیف اور قوت ہاضمہ کا محافظ ہے

تیار کردہ:- ہزاری لال گوپی ناتھ سوداگران اچار مربہ کھاری باؤلی دہلی وکناٹ پلیس نئی دہلی۔ ٹیلیفون ۶۳۱۸ ۶۳۱۹

Printed and Published by Bhawani Pal Gupta at the Pal Press, Jama Masjid Road, Delhi.

ILLUSTRATED
Weekly
DELHI
ہفتہ وار دہلی

الاسلامی کا مشہور شہر کلکتہ جس میں کلیسا اور مندروں کا مشہور گرجا موجود ہے

No. 27

4th July 1954

LEADING JOURNAL OF NOR IND

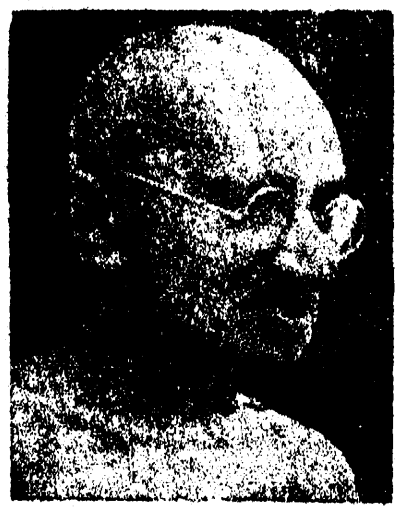

مہاتما گاندھی
آپ کستوربا میموریل ٹرسٹ کی
صدارت فرمائینگے

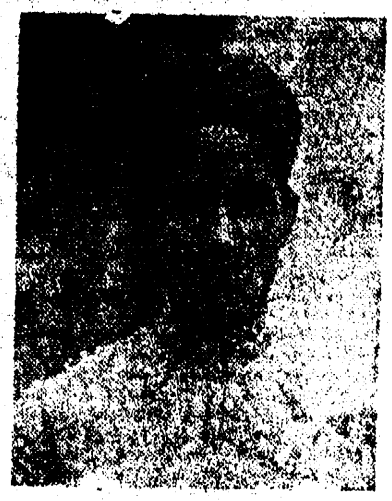

سیٹھ گھنشیام داس برلا
آپ نے کستوربا میموریل ٹرسٹ
میں ایک لاکھ روپیہ دیا

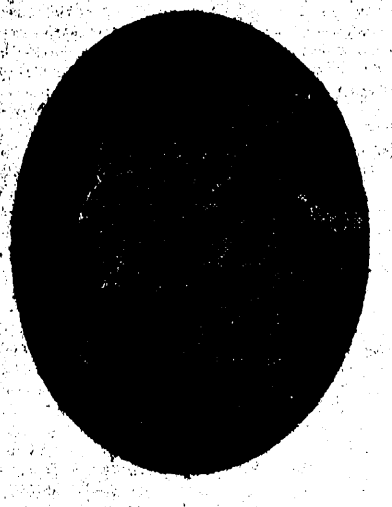

شریمت رابندرنیل آچاریہ
آپ مہاتماجی سے ملاقات کرنے
کیلئے پونا جا رہی ہیں

سارجنٹ ویلنگ کلارک
آپ نے امریکہ کے نائب صدر مسٹر
ہنری ویلیس سے ملاقات کی

مسٹر آر۔جی۔کیسی
گورنر بنگال
آپ نے بنگال اسمبلی کا اجلاس ختم کر دیا

ڈاکٹر خاں صاحب
آپ نے سرحد کی صورت حال سے
مہاتماجی کو آگاہ کیا

محترمہ وجے لکشمی پنڈت
آپ یو۔پی کے کانگریسی کارکنان
کو یہ بتلائینگی کہ ملک کی
موجودہ سیاسی صورت حالات
کے متعلق مہاتما جی نے کیا
خیالات ہیں

لارڈ ویول
خیال کیا جاتا ہے کہ آپ مہاتما گاندھی
سے ملاقات نہیں کر رہے ہیں

مسٹر سرینواس ساستری
مہاتما گاندھی نے آپ کے پاس ایک
خاص پیغام ارسال کیا ہے

عبث ہے

از علامہ کیفی
(چڑیاکوٹی)

اے وقتِ عمل! شکوۂ بیداد عبث ہے
ہے ہاتھ میں تلوار تو فریاد عبث ہے

جینے کے لئے کنجِ قفس عمر کا حاصل
مرنا ہے اگر پیشِ صیاد عبث ہے

زنجیرِ نفس ہے تو اسے توڑ کے رکھ دے
اے ہمّتِ دل قید کی میعاد عبث ہے

کرتا ہے جہاں زیر و زبر ایک سپاہی
پروائے غمِ کثرتِ تعداد عبث ہے

اپنا ہے اگر دل تو زمانہ بھی ہے اپنا
اس دل کے سوا غیر کی امداد عبث ہے

امّید ہے غیروں کی تو امّید ہے دھوکا
زنجیر پئے فطرتِ آزاد عبث ہے

ہے روحِ چمن نغمۂ آزاد چمن میں
ہر زمزمۂ مرغِ قفس زاد عبث ہے

ہنگامۂ شمشیر میں ہنگامِ عمل ہے
اب انجمنِ عیش کی روداد عبث ہے

ہے عزم تو لے آن میں تاجِ سرِ خسرو
خود اپنے لئے تیشۂ فرہاد عبث ہے

تو زینتِ مجبور ہے اے دستِ حنائی
سن! تیرے لئے خنجرِ فولاد عبث ہے

کیوں چھان رہا ہے اسے دامانِ نظر میں
خاکِ قدمِ ہمت برباد عبث ہے

یہ بزمِ جہاں حال ہے کیفیتِ دل کا
گذرے ہوئے ایام کی اب یاد عبث ہے

کیوں کشمکشِ دہر کو سمجھا ہے تو کیفی
میرے لئے یہ عالمِ ایجاد عبث ہے

چنے ہوئے پھول

مرسلہ جناب ہنوان پرشاد صاحب، نظر بند کالج دہلی

واقف نہیں تم اپنی نگاہوں کے اثر سے
اس راز کو پوچھو دل برباد نظر سے (عجز)

بادِ صبا نے جانے کیا کان میں آ کے کہہ دیا
کھلتے ہی بے قرار لب پھول نے جھک کر خار پر (احسان دانش)

دیکھ فانی یہ تیری تدبیر کی متین نہ ہو
ایک تازہ جا رہا ہے دوش پہ تقدیر کے (فانی)

مری آہوں سے تارے ٹوٹتے ہیں ٹوٹتے ہوں گے
تمہیں نیند آ جاتی ہے پھر ہم کیوں کیوں (طالب)

سمجھتی ہیں آل گل مگر کیا دور فطرت ہے
صبح ہوتے ہی کلیوں پر تبسم آ ہی جاتا ہے (جوش)

یہ نشان عشق ہیں جاتے نہیں
داغ اچھائی سے عبث دھوتا ہے کیا (میر تقی)

حسن نے احسان دیئے ہیں اس قدر دھوکے مجھے
کانپ جاتا ہوں خدا کو بھی خدا کہتے ہوئے (احسان)

ابھرنے ہی نہیں دیتی ہمیں بے اتنی دل کی
نہیں تو کون قطرہ ہے جو دریا ہو نہیں سکتا (چکبست)

بیخودی پردۂ کثرت جو اٹھا دیتی ہے
ہر طرف جلوۂ توحید دکھا دیتی ہے (اکبر)

فکر اکبر گل مضموں کا دکھا کر جلوہ
محفل شعر میں رنگ اپنا جما دیتی ہے (اکبر)

جواہر پارے

از جناب دیوکی نندن — ناصح

۱۔ عقل انسان گلاب کے پھول کے مانند ہے جو کانٹوں میں رہتے ہوئے بھی ان سے الگ ہے۔

۲۔ پھول کی طرح حسین، بسطرح نازک و حساس ہو پتھر کی طرح سرد، سخت اور گونگے نہ ہو۔

۳۔ صبر کی آواز پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوتا

۴۔ زمین کی طرح خاموشی سے پھل دینا سیکھو پن چکی کی طرح شور مچا کر کام نہ کرو۔

۵۔ زندگی امید کے ایک تار پر ہی رقص کرتی رہتی ہے۔

۶۔ برے آدمی سے نفرت نہ کرو وہ تو رحم کے قابل ہے۔

۷۔ محبت ایک بحر بیکراں ہے جس کی روح پیوار انسان ملاح ہے۔

۸۔ بار اور جیب زندگی کی تصویر کے دو رخ ہیں۔

۹۔ علم حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نیک و بد میں شناخت کریں

۱۰۔ جہاں تمہاری طاقت تمہارے کام نہ آ سکے تو اپنی عبادت اپنے خالق کے حضور میں پیش کیا کرو۔

لطیفے

احمد: سناؤ یار بشیر۔ آج آپ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ کیا کچھ کھو گیا ہے۔؟

بشیر:- ہاں یار آج دس روپیہ کا نوٹ گم ہو گیا ہے۔

احمد: کہیں تلاش بھی کیا۔

بشیر:- سوچا کہ اگر اس میں بھی نہ ملا تو بالکل دم نکل جاوے گا۔

ایک شخص کو باؤلے کتے نے کاٹا۔ اس کے گھر والے اسے فوراً ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے وہاں جاتے ہی اس نے کاغذ پنسل مانگا۔

ڈاکٹر نے ازراہِ مذاق دریافت کیا: وصیت لکھنے لگے ہو؟

"نہیں۔ ان آدمیوں کی فہرست تیار کروں گا جنہیں کاٹنے کا ارادہ ہے۔"

منیجر نے اپنے اسسٹنٹ سے کہا

"آج میری بیوی کا جنم دن ہے۔ میں شام کو گھر پہنچ کر اسے بہت خوش کرنا چاہتا ہوں۔ کیا مجھے کوئی اچھی ترکیب بتا سکتے ہو؟"

اسسٹنٹ نے جواب دیا:-

"ہاں حضور سب اپنے گالوں سے لپک کا نشان ہٹا دیں۔"

معلومات

خوبصورتی ایک دھوکہ ہے

"خوبصورتی کی اہمیت اور حقیقت پر غور کیا جائے تو یہ ایک فریب اور دھوکہ ہے۔" ان الفاظ کے ساتھ امریکہ کے ایک بیوٹی اکسپرٹ یعنی ماہر حسن نے ایک مضمون شائع کیا ہے۔

یہ ماہر حسن لکھتا ہے:- "میں نے ہزاروں لاکھوں ایسی عورتوں کا تجربہ کیا ہے جن کو دنیا بیحد حسین خیال کرتی ہے لیکن میں نے ان میں سے اکثر و بیشتر عورتوں کو خوبصورتی کے معاملہ میں قطعی کورا پایا ہے۔ دراصل اس زمانہ میں خوبصورت بننا ایک آرٹ ہو گیا ہے جس عورت میں جسقدر مذاق کا آرٹ موجود ہے وہ اپنے آپ کو مصنوعی ذرائع سے اتنا ہی خوبصورت بنا لیتی ہے، لیکن اگر ان سے مصنوعی ذرائع چھین لئے جائیں تو یہ سب کی سب نہایت بدہیئت اور بدنما دکھائی دینے لگیں۔ میرے نزدیک تو خوبصورتی سراپا ایک دھوکہ اور فریب ہے۔

لیکن بہت کم لوگ اس دھوکہ میں اور حقیقت میں امتیاز قائم کر سکتے ہیں۔"

یہ ہیں اس ماہر حسن کے عجیب و غریب خیالات۔

ہندوستان کی
تازگی بخش
انتہائی
پینے کی چیز
★
انڈین ٹی مارکٹ اکسپینشن بورڈ نے شائع کیا
IK 196

ہندوستانی چائے میں بہترین
لپٹن کی

وھائٹ لیبل چائے
LTK 80 W

سردست
سپلائی محدود ہے....
THE RALEIGH NOTTINGHAM ENGLAND
RALEIGH
THE ALL-STEEL BICYCLE
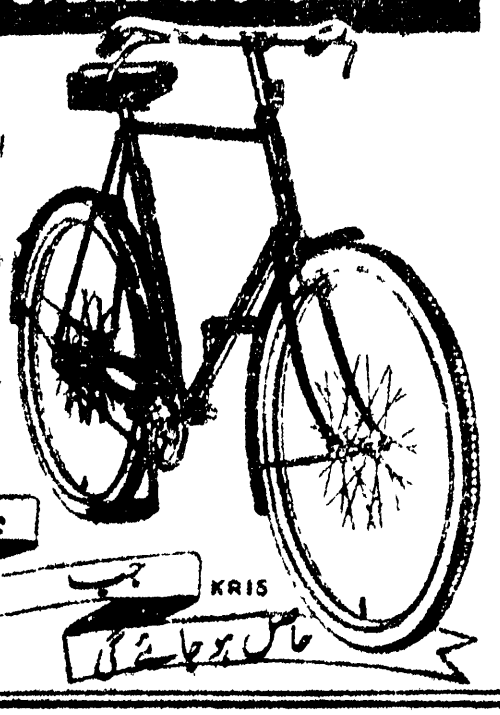
جنگ کی ضروریات سب سے پہلے ہیں اس لئے فتح حاصل ہونے تک ریلے سائیکلوں اور فالتو حصوں کی بہم رسانی بمجبوراً محدود ہو گئی ہے حالانکہ یہ ناامیدی خواہ ناگزیر ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارا فروختگی کا تمام محکمہ اس عارضی کمی کا مقابلہ کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔
پوری بہم رسانی جب فتح حاصل ہو جائے گی
KRIS

پاکستان اور حق خود ارادیت

از :— سوامی سہجانند سرسوتی

نوٹ :- ایڈیٹر کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے - (ایڈیٹر)

ہندو مسلم اتحاد کے جید جیدہ مسئلہ نے پاکستان کے مسئلہ کو جنم دیا اور اس پاکستان کے مسئلہ نے اقوام کے حق خود ارادیت کے سوال کو زبردست اہمیت دیکر ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ ملک میں کئی حضرات اور مختلف سیاسی جماعتوں کا یہ یقین ہے کہ حق خود ارادیت کا سیاسی علیحدگی کی حد تک تفویض کر دینا ملک کے ایک پریشان کن فرقہ وارانہ مسئلہ کا واحد حل ہے۔ چنانچہ یہ حضرات اور سیاسی جماعتیں ملک میں ایک ایسے سیاسی ماحول کے پیدا کرنے کی جان توڑ کوشش کر رہی ہیں جس میں سب لوگ اس حل کو اختیار کر لیں۔ مجھے ان کے مقصد کی ایمانداری اور ہمت کا اعتراف ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ قومی حق خود ارادیت کے اصول کے کچھ اہم پہلوؤں کا ہندوستان کے موجودہ سیاسی و اقتصادی حالات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ ان حالات میں اس اصول پر کام کرنا کہاں تک ممکن اور مفید ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں جو کچھ بھی یہاں عرض کروں گا سوچنے والے حضرات اس مسئلہ پر مزید غور و خوض فرمائیں گے تاکہ ہمارے لئے صحیح حل دریافت کرنا ممکن ہو سکے۔

پہلے ہم کو یہ ماننا ضروری ہے کہ ہندوستان کو ابھی جمہوری انقلاب سے گذرنا اور قومی آزادی حاصل کرنا باقی ہے اور ان مقاصد کے حصول کے لئے ہندو مسلم تنازعات کا ایک بااثر حل اور ایک پائیدار فرقہ وارانہ اتحاد قائم ہونا ضروری ہے۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کے ذریعہ ہندوستان کو جو آزادی حاصل ہوگی اس میں سرمایہ دارانہ طریقہ پیداوار کی رفتار بہت تیز ہوگی۔ ہم ایک ایسے دور سے گذر رہے ہیں جس میں قومی سرمایہ دارانہ طبقہ کا ایک مخصوص حصہ غیر ملکی سرمایہ کو ملک سے نکال کر اس کی جگہ اپنا سرمایہ لگانا چاہتا ہے اور اسی مخصوص جماعت نے نے اس اقلیت پر اکثریت کے ظلم کے متعلق چیخ پکار مچائی ہے۔ اس لئے اس طبقہ کے دونوں حصے اس امید اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ زمانہ جلد سے جلد آئے جبکہ سب سیاسی طاقت اور اختیارات ہندوستانیوں کے ہاتھ میں آجائیں اور وہ ملک کی سیاسی اور اقتصادی زندگی میں عملی اور بااثر حیثیت اختیار کریں اور یہ فرقہ وارانہ مسئلہ دراصل اسی مقصد کے حصول کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ کسی ملک کی قومی مسئلوں کو اس ملک کا اٹھتا ہوا اور ترقی پذیر بورژوا طبقہ ہی جنم دیتا ہے۔ اس کے متعلق اٹالن کہتا ہے :-

"یہ کہنے کی شاید بالکل ضرورت نہیں کہ پیداوار کے سرمایہ دارانہ طریقوں میں قدرتی دولت اور الگ الگ طبقات ہوتے ہوئے باہمی مساوات حاصل نہیں ہو سکتی کہ جب تک سرمایہ کی طاقت موجود ہے اور جب تک طریقہ پیداوار پر قبضہ کرنے کے لئے کشمکش جاری رہتی ہے تب تک اقوام میں مساوات قائم نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جیسے قوموں کے محنت کش عوام میں کوئی اتحاد عمل نہیں ہو سکتا۔ تاریخ دکھاتی ہے کہ قومی نظریہ کو دور کرنے کا ایک ہی طریقہ اور مظلوم اور غیر مظلوم باشندوں میں برادرانہ اتحاد کی حکومت قائم کرنے کا واحد ذریعہ سرمایہ داری کو نکال دینا اور ایک سوشلسٹ نظام قائم کرنا ہی ہے۔" (کمیونسٹ اور قومیت صفحہ ۱۰۲)

وہ اور آگے کہتا ہے جو کچھ کہا گیا ہے :-

اس سے یہ واضح ہوگا کہ بڑھتی ہوئی سرمایہ داری کی صورت میں قومی جدوجہد بورژوا طبقہ کی ایک باہمی جدوجہد ہے۔ کبھی کبھی بورژوا طبقہ قومی تحریک میں اپنے ساتھ مفلس طبقہ ملانے میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے اور تب قومی جدوجہد بظاہر ایک قومی صورت اختیار کر لیتی ہے لیکن یہ صرف بیرونی طور پر ہی ہوتا ہے حقیقت میں وہ ہمیشہ ایک بورژوا جدوجہد ہے وہ خاص طور پر بورژوا طبقہ کے حق میں اور ان کے مفاد میں ہے (۱۰۲)

ایم اٹالن اس مضمون پر بہترین ماہر سمجھا جاتا ہے اور اس کے مطابق یہ قومی مسئلہ قوم پر ظلم کی چیخ پکار بورژوا طبقہ کے حال کے مطابق ہے اور اس کے مستقبل کے لئے ٹھیک ہے لیکن کیا پھر اس کو اس کے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے؟ اور ہمیں ہندوستانی بورژوا طبقہ سے الگ کرنے اور اس مقصد کے لئے ایمانداری سے ایک حل اختیار کرنے کی امید کرنی مناسب ہے؟ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ موجودہ زمانہ میں وہ ملک کی آواز اٹھانے والا ہے اور اس کی آزادی کی جدوجہد کی تیاری کر رہا ہے۔ ان حالات میں اس کو یہ مسئلہ ایک یا دوسری طرح سے اٹھاتے رہنا اور اس طرح اپنے مقصد کی خدمت کرتے رہنا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کا تمام ڈھانچہ طریقہ پیداوار کی ذاتی ملکیت اور دولت پیدا کرنے کے عوام کے استحصال (لوٹ) پر قائم ہے اور ہندوستانی بورژوا طبقہ اس کے حصول کی سخت کوشش کر رہا ہے۔ تب اسی بورژوا طبقہ کے دائرہ اختیار اور اس کے مفاد میں اس لوٹ اور ظلم کو مٹانے اور ملک کے مختلف طبقوں کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے کی کس طرح امید کی جا سکتی ہے؟ فرض کیجئے کہ اگر ہندوستان، ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان یا پاکستان یا حق خود ارادیت کے اصول کو ان لینے کے نتیجہ کے طور پر قائم ہوتے ہیں تو کیا اس وقت یہ اقلیت پر اکثریت کے جبر و ظلم کی چیخ پکار بند ہو جائے گی۔ میں تو یہ امید نہیں کرتا۔ تب بھی دونوں ہندوستانوں میں مختلف اقلیتیں اور اکثریتیں ہونگی اور زمیندار اور سرمایہ دار ہوں گے اور وہ کسان مزدور ہوں گے۔ کم حیثیت متوسط طبقہ اور ہونے والے سرمایہ داروں کو جو کمزور ہوں گے اور بڑے سرمایہ دار اس سے مقابلہ نہ کر سکیں گے (exploit) کریں گے یہ ہر جگہ کا قاعدہ ہے اور ہندوستان میں اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلم اقلیت کو پاکستان اور ہندو اقلیت کو ہندوستان بھیجکر پاکستان اور ہندوستان کو مکمل نہ کر دیا تب تک مسلم اور ہندو ہندوستانوں میں ہندو اور مسلم اقلیتیں رہنگی جن کو ایک دوسرے فرقہ کا بورژوا طبقہ چوس کر لوٹتا رہیگا۔ بورژوا طبقہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے ہم قوموں کو لوٹنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا ہے۔ وہ اس معاملہ میں لاچار ہے کیونکہ زندگی کی جدوجہد کا اس طبقہ سے یہی مطالبہ ہے۔ ورنہ وہ ختم ہو جائے گا۔ ہندو یا مسلمان اس سے کہہ سکتا ہے کہ مسلم ہندوستان میں ہندو اقلیت پر مظالم ہو رہے ہیں۔ یہی مسلم بورژوا طبقہ بھی کہتا ہے۔ اسی طرح یہ خطرناک دائرہ اپنے آپ کو دہراتا ہے اور ہماری مصیبتوں کا خاتمہ پاکستان (براستہ حق خود اختیاری) کے بعد بھی نہیں ہو سکتا۔ اٹالن اس کو مختصر الفاظ میں کہتا ہے :-

"سرمایہ دار جمہوریت برسوں سے قومی مخالفت کو اقوام کی آزادی، ترقی اور نظام استحصال کے مفاد میں طاقت دینے کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ابھی تک نہ وہ کامیاب ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ اس کے برخلاف قومی مخالفت کی اسکیم زیادہ اور زیادہ الجھتی چلی جا رہی ہے اور اس نے سرمایہ دار کے خاتمہ کا ڈر ہے۔ صرف یہاں سوشلزم کے کیمپ میں قومی ظلم کی جڑوں ہی کو اکھیڑ اور لوگوں میں باہمی اعتماد اور برادرانہ اتحاد عمل قائم ممکن ہوا ہے (صفحہ ۱۲۰)

مسلمان ظلم کی پکار کو خاموش کرنے اس طرح مسلم قوم کو مضبوط کرنے کے لئے جو ہندو ملاح کو ہندوستان میں کرنے کے لئے یہ نعرہ سنتے ہیں لیکن جو کچھ اوپر کہا گیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ روس میں بھی وہ اس مسئلہ کا پورا حل نہیں تھا لیکن وہ مزدور طبقہ کی شکل کا تھا اور بھی اس کے حل ہونے میں بیس سال سے زیادہ یہی وجہ ہے کہ ایم اٹالن نے اپنی خود ارادیت کا

(باقی اگلے صفحہ پر)

نفسیاتی اشارات

از حضرت سیماب اکبر آبادی

(۱)

انسان کو خبر نہیں کہ ہوتا کیا ہے
پوشیدہ پس پردۂ فردا کیا ہے
با ایں ہمہ آگہی و علم و دانش
معلوم نہیں کہ ہونیوالا کیا ہے

(۲)

خمیازہ کشِ جور و جفا ہیں دونوں
پامال ہیں اور شکستہ پا ہیں دونوں
پاداش میں خود بینی و خود رائی کی
اتلی و فرانس مبتلا ہیں دونوں

(۳)

گرم آئی ہے یہ خبر بیابانوں سے
برہم ہے فضا جنگ کے دیوانوں سے
انسان کا لہو بہا ہے بے حد و حساب
لال آندھیاں اٹھی کہیں ویرانوں سے

(۴)

پرسوز چلینگی یہ ہوائیں کب تک؟
برسائینگی یوں آگ فضائیں کب تک؟
ہے گرمیٔ جنگ جان لیوا یارب
رحمت کی اب آئینگی گھٹائیں کب تک؟

پچھلے صفحہ سے

سا چور سمجھاتے ہوئے اس کی بنیاد کی در چٹانوں کی طرف اشارہ کیا ہے جب اس نے کہا اور اس کی بنیاد کسانوں کی آزادی اور محنت کشوں کے ہاتھ میں تمام سیاسی طاقت دے دینے پر مبنی (صفحہ ۱۱۸) اور یہ اسی وجہ سے ہے کہ ہم اس کو منشویکوں اور دیگر بورژوا دستوں اور پارٹیوں کے خلاف روس میں اور دوسری جگہوں میں سخت جدوجہد کرتے ہوئے دیکھتے ہیں جنہوں نے کئی بار خود ارادیت کو اپنے مقصد کے حصول کے لئے ایک بورژوا پالیسی میں مڑ دینا اور اس کو اس اعلیٰ عہدہ سے نیچے گھسیٹ کر گرا دینا چاہا جہاں وہ تھا۔ وہ اس معاملہ میں ذرا سی بھی تبدیلی برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے چالاکی سے کام لیا اور اپنے آدمیوں کو ہر معاملہ کو اسکی مدد کرنے سے پہلے جانچ لینے کی ہدایت کی۔ اس نے کہا کہ محض ایک اصول کی بنا پر خود ارادیت کے سوال میں کچھ نہیں کرنا چاہیئے اور اگر ضروری سمجھا جائے تو اس کو ایک زیادہ اعلیٰ مقصد یعنی محنت کش طبقہ کے اتحاد اور طاقت کے مفاد کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے اس کا یہی اور صرف یہی مطلب ہے جب وہ کہتا ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ کامریڈوں کے ایک حصہ نے قومی سوال کو بہت زیادہ ضروری سمجھا ہے۔ اس کو بڑھایا چڑھایا ہے اور قومی سوال کی وجہ سے سامراجی سوال، مزدور طبقہ کے سوال کو نظر انداز کر دیا ہے ..... اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ قوموں کی خود ارادیت کے حق کے علاوہ محنت کرنیوالے طبقہ کی طاقت کے مضبوط کرنے کا حق بھی ہے اور خود ارادیت کا حق اس کمزوری حق کے ماتحت ہے۔ ایسے موقعے آتے ہیں کہ جب حق خود ارادیت دوسرے یعنی محنت کرنیوالے طبقہ کی طاقت کو مضبوط کرنے کے حق سے ٹکراتا ہے۔ ایسے موقعوں پر یہ صاف کہہ دینا چاہیئے کہ خود ارادیت کے حق کو مزدور طبقہ کی آمریت کے حق کے راستہ میں ایک رکاوٹ بن کر نہیں رہنا ہوگا۔ پہلے کو دوسرے کے لئے راستہ چھوڑ دینا ہوگا۔

مجھے اس نقطہ کو کچھ اور آگے سمجھانا چاہیئے۔ خود ارادیت کے ابھی تک دو معنی سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے مطابق اس کا مطلب سیاسی اور تہذیبی خود مختاری ہے یا سیاسی خود مختاری میں علیحدگی بھی شامل ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ایم اسٹالن اور ان کے ساتھی اس کو صرف پہلے مطلب میں استعمال کرتے ہیں جبکہ بورژوا ذہنیت کو تسلیم کرتے ہوئے نہ صرف میل جول زبان تعزیہ پالیسی، مذہبی رسومات وغیرہ کی آزادی کا مطالبہ کیا جو کہ دوسرے مزدوروں کے حقوق کے برابر ہے بلکہ انتہا یہ ہوئی کہ یہودی یونین۔ یہودی کلب۔ یہودی زبان۔ یہودی اسپتال اور یہودی تعطیلوں کا خاص طور پر مطالبہ کیا اور مزدوروں کو اس طرح الگ رکھنے کی کوشش کی جیسے کہ مختلف علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں یہودیات کے مزدوروں کے بین الاقوامی اتحاد کی خطرہ

بھاری ضرب تھی اور اس کی تنظیم مینشویکی کے خلاف بھی کون جانتا ہے کہ پاکستان میں بھی اس خود ارادیت کے یہ معنی ہوں گے؟ اور اگر ایسا کیا گیا تو اس کو کون اور کس طرح روکے گا؟ مسلم لیگ، مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، مسلم چیمبر آف کامرس وغیرہ یہ صاف دکھاتے ہیں کہ ہوا کس رخ چل رہی ہے اور چلیگی۔ یہی نہیں بلکہ ہندوستان بھی اس معاملہ میں ہندو بورژوا کے مفاد کے لئے مسلم ہندوستان کی نقل کرے گا تو سود مند پائے گا اور اس کو کوئی روک نہ سکے گا بلکہ مجھے یہ خوف ہے کہ تاریخ اس جگہ اپنے آپ کو دہرائیگی۔

لیکن یہ بحث کی جا سکتی ہے کہ ایسی صورت میں وہ ہندوستان نہیں ہو سکتے۔ نہ تو پاکستان اور نہ ہندوستان کیونکہ وہ مقبوضہ سامراجی علیحدگی کو نہیں مانتا ہے۔ بلکہ تمام پاکستان کا زور صرف علیحدگی پر ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ تعبیر یہاں ہندوستان میں ہوتی ہوئی معلوم نہیں ہوتی۔ کچھ اور غور و فکر کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ خوف ناقابل تردید بنیادوں پر قائم ہے۔ خود ارادیت کے دو معنی نکالے جا سکتے ہیں جیسا کہ ایم اسٹالن نے لینن کو لکھا "کیا جو پرولتاری" (مزدور طبقہ کا) نقطہ نظر رکھنے کے باوجود قومی کاز سے آزاد نہ تھے اور چنانچہ انھوں نے نیڈا کی نقل کی۔ ایم اسٹالن نے اس کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے جب وہ کہتا ہے۔

سوویٹ کے لئے بحیثیت مجموعی خطہ دار انہ خود مختاری اور سوویٹ میں رہنے والی قوموں کے لئے قومی منتہائی خود مختاری۔ یہ طریقہ ہے جس میں سوشل ڈیموکریٹوں نے دو اقسام سے بھی کیونکہ نیشنلوں سے ملے ہوئے ہیں اپنے سامراجیوں کو بتایا ہے (وہی اس لئے ہمارے یہ خوف بنیادی طور پر صحیح ہیں کہ خود ارادیت کے اس لباس میں پاکستان کے محنت کش کے مفاد کے لئے تباہ کن ثابت ہو۔

یہ اس خطرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہے۔ ہم ہندوستان نے اس معاملہ میں انصاف پر خاص زور دیا ہے اور پیروؤں کو تمام اور متفرق قومی تحریکوں کا ساتھ دینے سے منع کیا ہے۔ کسی مقصد سے منسوب کتنے ہی نیک کی نیت سے یہ پوچھنے کو دل چاہتا ہے کہ کیا کانگریس کے روپ میں ہندوستان کی یہ نئی قومی تحریک آخر میں غلط راستوں پر نہ چل پڑے گی اور سرمایہ داری کی ایک ہندوستانی چوکی کا کام نہ دے گی؟ مجھ کو ابھی اسکی موجودہ شکل اور نیا دستور سے کوئی مطلب نہیں بلکہ مجھ کو جس چیز سے مطلب ہے اور جس سے میں ڈرتا ہوں وہ اس کے امکانات ہیں۔ اس جگہ مجھ کو ہندوستان کا ایک کافی حد تک حوالہ دیئے دیا جائے۔ وہ کہتا ہے

"اس کا یقیناً یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر جگہ ہمیشہ اور ہر موقعہ پر پرولتاریوں کو ہر قومی تحریک کا ساتھ دینا چاہیئے۔ اصل نقطہ یہ ہے کہ ان قومی تحریکوں کی مدد کرنی چاہیئے جن کا رجحان سرمایہ داری کو کمزور کرنے کو مضبوط کرنے اور بچانے کے لئے ہو ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ جن میں کچھ مظلوم ممالک کی قومی تحریک

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

گوتم اسکول (راجہ منڈی) آگرہ میں

اپنے بچے پڑھا کر ہزاروں روپیہ بچایئے

انٹرنس و ایف اے پاس کرانے کا آسان طریقہ

رات کو بھی پڑھائی ہوتی ہے

۱۔ اس وقت ساتویں۔ آٹھویں درجہ کی لیاقت رکھنے والے طالب علم اسی سال انٹرنس پاس کر سکتے ہیں کمزور بچوں کی تعلیم پوری کی جاتی ہے۔

۲۔ ہندی، اردو، ٹرل پاس یا فیل طالب علم دو سال میں سب مضمون میں شرطیہ انٹرنس پاس کر لیتے ہیں۔

۳۔ ایف۔ اے کا پورا کورس ۹ مہینے میں پڑھا کر پاس کرانے کی گارنٹی۔

۴۔ رات کو ۸ سے ۱۱ بجے تک پڑھائی ہوتی ہے۔ دن میں نوکری کرنیوالے رات کو پڑھ کر انٹرنس، ایف اے پاس کریں۔

۵۔ اسکول آج کل بھی کھلا ہے۔ داخلے ہو رہے ہیں۔

دھوکہ باز نقالوں سے ہوشیار!!!

نقل کرنے والے کئی اسکول کھل گئے ہیں ان سے بچیں

داخلہ کراتے وقت ان کی میٹھی باتوں میں نہ پھنسیں

منیجر گوتم انسٹی ٹیوٹ، راجہ منڈی، آگرہ

سفید پانی کی بیماری کی اکسیر دوا

(۱) پرورانتک چورن ——— دو روپیہ

(۲) پرورانتک اولیہہ ——— ساٹھ نئے پیسے

ان دونوں کے استعمال کرنے سے چاروں قسم کی سفید پانی کی بیماریاں، ماہواری کی خرابی وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے

پتہ:- ہری داس اینڈ کمپنی متھرا

انتباہ

[illegible]

روح افزا کی [illegible]

[illegible]

قیمت فی بوتل دو روپے

ہمدرد دواخانہ، دہلی نے شائع کیا

پیش گوئی

از پشپارانی بوسن ایم اے

افسانہ

ترجمہ از جناب رحمت علی صابر نور محلوی

بشو بلس سٹینڈ کے قریب پل پیٹھا اسٹیشن جانے والی بس کا انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں دو آدمی فراست علم نجوم کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے آئے اور اس کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک تو خود دست شناس معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ اس موضوع پر اس انداز سے گفتگو کر رہا تھا جیسے اُسے اس فن میں کافی مہارت حاصل ہو اور دوسرے کے اوضاع و اطوار سے ظاہر ہوتا تھا کہ بہت سے پیچوں کا باپ ہے مگر آدمی قابل ہے۔

"بمل بابو" دست شناس کہہ رہا تھا "اپنی عمر میں میں نے کتنے ہی ہاتھ دیکھے ہیں مگر اس نوجوان کی طرح میں نے غیر معمولی خوبیوں کا ہاتھ آج تک نہیں دیکھا۔ مجھے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ کسی اعلیٰ مرتبہ کا مالک ہوگا، ایسا رتبہ جس کا اس نے کبھی خواب میں بھی خیال نہ کیا ہوگا۔"

بشو کو اُن کی باتوں سے دلچسپی سی ہوگئی۔ "آپ کس کا ذکر کر رہے ہیں؟" وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

"وہ ایک ہونہار نوجوان ہے!" دست شناس نے اُس کی طرف منہ گھما کر محبت آمیز لہجے میں کہا۔ "وہ اس جگہ کا رہنے والا نہیں اس لئے شاید آپ اسے نہ جانتے ہوں گے۔"

بشو کو یہ سنکر مایوسی سی ہوئی اُسے اس فن سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور نہ ہی اُسے اس پر اعتبار تھا پھر بھی وقت گزاری کے طور پر اس نے کہا:۔ "آپ مجھے کوئی پیشہ ور دست شناس تو نہیں معلوم ہوتے۔"

"آپ کا خیال بہت صحیح ہے" دست شناس نے جواب دیا۔ "میں نے اسے ازراہِ شوق سیکھا ہے اور سچ پوچھو تو یہ فن بہت دلچسپ اور کارآمد ہے۔ اسی وجہ سے ہر طبقہ اور خیال کے لوگوں سے میرے دوستانہ مراسم ہیں اور سب مجھ سے بڑی عزت اور محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں کیوں ٹھیک ہے نا بمل بابو؟"

بمل بابو نے تائیدی انداز میں سر ہلایا اور پُرشوق نگاہوں سے بشو کی طرف دیکھنے لگے۔

"اگر فرصت ہو تو ذرا میرا ہاتھ بھی دیکھ دیجئے" بشو نے رومال سے ہاتھ صاف کر کے دست شناس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

دست شناس نے مسکرا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مطالعہ کرنے لگا۔ "آپ کا ستارہ آج تک گردش میں تھا، آپ کو بڑی خوفناک اور سخت آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ آپ کی مستقل مزاجی اور قوتِ ارادی تھی جس کی وجہ سے آپ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوگئے۔"

"اچھا!" بشو نے اطمینان کا سانس لیا۔

"آپ پر سخت یتیم کی بیماری کا حملہ بھی ہوا ہے" دست شناس دوبارہ بولا۔ "شاید چیچک نکلی ہوگی۔"

"بمل بابو یہ سنتے ہی کھلکھلا کر ہنس پڑے کیونکہ بشو کے چہرے پر چیچک کے داغ موجود تھے گو اُنکی موجودگی سے اسکے خدوخال میں کوئی نمایاں تبدیلی نہ ہوئی تھی۔

"براہِ کرم آپ مجھے میرے مستقبل کے بارے میں کچھ بتائیے" بشو بولا۔ "ماضی جیسا بھی تھا گزر گیا۔"

"آپ کا مستقبل بہت شاندار ہے اور اس وقت بھی آپ ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔"

"یہ صحیح ہے کیا اس میں ترقی کی امید ہے؟"

"کیوں نہیں" دست شناس ہاتھ پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔ "آپ کا مستقبل سورج کی طرح روشن ہے آپ بہت جلد اپنی توقع کے خلاف ترقی کریں گے مگر ... ..."

"مگر کیا!"

"اس میں ایک شرط ہے"

"شرط"

"ہاں! یہ لکیر جو قسمت کے ابھار سے نکل کر مریخ کی طرف بڑھ رہی ہے آپ کی کامیابی کی علامت ہے مگر تنہا یہ لکیر ہی کافی نہیں آپ کی ترقی کے لئے رسوخ و تحریک کی ضرورت ہے اور وہ تمہیں اپنی بیوی کی طرف سے حاصل ہوگی، ایک جاں نثار وفادار بیوی کی طرف سے۔"

بشو بچوں کی طرح ہنسنے لگا، کیا یہ سچ ہے؟ اس نے پوچھا۔ "تب تو اس ترقی کے لئے عرصہ ... ..."

"عرصہ نہیں میرے بچے" سن رسیدہ دست شناس بولا۔ "یہ جلد ہوگا اور بہت جلد"

"مگر میں تو فی الحال شادی کرنا نہیں چاہتا"

"نہ کرنا چاہو لیکن ایک وقت آئے گا کہ تم خود بخود شادی کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔"

"مگر"

"یہ صحیح ہے اگر میں نے شادی کی تو اپنی پسند سے کروں گا، والدین کے انتخاب کی بنا پر مجھے اپنے جذبات کا گلا گھونٹنا گوارا نہیں" بشو سینہ تان کر بولا۔

"بہت مبارک خیال ہے" دست شناس فلسفیانہ انداز میں بولا اور یہ سنکر تمہیں بیحد خوشی ہوگی کہ تمہاری ازدواجی زندگی انتہائی پُرمسرت گزرے گی، تم جن صفات کی بیوی کے متمنی ہو وہ کچھ اس سے بھی زیادہ ہی ہوگی خدمت گزار، نیک طینت، سلیقہ شعار اور لطف یہ کہ یہ شادی محبت کی شادی ہوگی"

"محبت کی شادی" بشو وفورِ مسرت سے جھوم کر بولا "تو آپ کا خیال ہے کہ میری شادی رومان و شعریت کی مرہونِ منت ہوگی، میں نہ صرف اسے دیکھ ہی لوں گا بلکہ اس سے مجھے محبت ہو جائے گی اور پھر ... ..."

"جی ہاں کم از کم آپ کے ہاتھ میں یہی لکھا ہے" دست شناس معنی خیز تبسم کے ساتھ بولا۔ "آپ زہرہ کے ابھار پر جو ستارہ دیکھ رہے ہیں نہ یہ ایسی ہی شادی کے وقوع پذیر ہونے پر دلالت کرتا ہے مگر ٹھہریئے ... ..." دست شناس بشو کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا

"کیوں کیا بات ہے؟" بشو نے گھبرا کر سوال کیا

"ایک مہینہ، ہاں صرف تیس دن باقی ہیں"

"صرف تیس دن، میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا" بشو نے دست شناس کی طرف مستفسرانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تیس دنوں کے اندر اندر میرے بچے، تم ازدواجی زندگی کی مسرت اندوز ہو گے"

"اف میرے پرماتما" بشو نے چونکتے ہوئے کہا "تمہیں اس سلسلہ میں ایک حادثے سے بھی دوچار ہونا پڑے گا سمجھو، اپنی حفاظت کے لئے تمہیں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے گو اس سے خطرہ تو دور نہیں ہو سکتا، البتہ اس کی شدت میں ضرور فرق آ سکتا ہے"

"جو کچھ جوتشی جی ہدایت کریں اس پر جلد ہی عمل کرو میرے بچے" بمل بابو گھبرائی ہوئی لہجہ میں بولے "کیونکہ خطرے کے بارے میں ان کی کی ہوئی پیش گوئی بہت کم غلط ثابت ہوتی ہے"

"اس وقت سے چوبیس گھنٹہ تک تمہیں انتہائی ہوشیاری کی ضرورت ہے" دست شناس کہنے لگا بہت ممکن

"اور یہ شادی بہت حد تک تمہارے والدین کے انتخاب و رضامندی کے خلاف ہوگی" دست شناس اُس کی دخل اندازی کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا "اس معاملہ میں تم خود مختار ہو گے"

(باقی اگلے صفحہ پر)

جستجو!

از جناب سردار جلیل شیر کوٹی ایم اے

میں حسن و محبت کا جہاں ڈھونڈ رہا ہوں
منزل نہیں منزل کے نشاں ڈھونڈ رہا ہوں

دیوانہ ہوں میں برقِ تپاں ڈھونڈ رہا ہوں
آہوں میں شرر بار دھواں ڈھونڈ رہا ہوں

منظور ہے شاید مجھے پھر دعوتِ مژگاں
اُجڑی ہوئی دنیا کے نشاں ڈھونڈ رہا ہوں

پھر آج ہوا دل کی جراحت کا تقاضا
میں نشترِ رگِ جاں ڈھونڈ رہا ہوں

اتنا بھی تو احساس نہیں ذوقِ طلب میں
کیا ڈھونڈ رہا ہوں میں کہاں ڈھونڈ رہا ہوں

پھر شوقِ جبیں سائی کی تکمیل ہے منظور
میں راہ میں پیروں کے نشاں ڈھونڈ رہا ہوں

جو حدِ ادراک سے بھی دور ہو تیری!
میں اپنے لئے ایسا جہاں ڈھونڈ رہا ہوں!!

پچھلے صفحے سے

ہے اس احتیاط کی خطرہ دور ہو جائے

بشو یہ سنکر سہم گیا اور بھولی ہوئی نگاہوں سے دونوں کی طرف دیکھنے لگا

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟" بل بابو نے پوچھا

"میں خوش ہو کر جا رہا ہوں" بشو نے جواب دیا "صبح کی بس سے یہاں سے اٹھارہ میل اسٹیشن جانے والی بس کا انتظار کر رہا ہوں"

"بس کے سفر سے بچنا ہی اچھا ہے اور پھر اسکے ذریعے ریل گاڑی میں بھی سفر کرو۔ صرف چار بیس گھنٹے تک اس احتیاط کی سخت ضرورت ہے۔ پھر اتنا نہ کرے جو کچھ میں تمہارے ہاتھ میں بھیج رہا ہوں وہ میں آ جائے اس لئے میرا مشورہ ہے کہ سفر ملتوی کر دو"

"کچھ دیر اور ٹھہرنے سے بھی کچھ فرق نہیں پڑتا میں اس کی پروا نہیں کرتا جو ہونا ہے ہو کر رہے گا انسان کی کوششیں ان معاملوں میں بیکار ہی ہیں اور پھر میں بزدل نہیں ہوں کہ محض بلا وجہ خطرے کی وجہ سے اپنا سفر ملتوی کر دوں"

"جان بوجھ کر موت کے منہ میں جانا عقلمندی نہیں میرے سمجھانے سے سفر ملتوی کر دو" بل بابو نے پھر دوبارہ بشو سے کہا "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسپر عمل کرو۔ محض ۲۴ گھنٹوں کی تو بات ہے"

بشو نے [illegible] کی طرف دیکھا [illegible] آتا تھا کہ وہ یا تو [illegible] اس کا یقین نہ ہوتا تھا کہ [illegible]

چار ہونا پڑے گا"

"آپ گھبرائیں نہیں" بل بابو بھدردانہ انداز میں بولے "اگر آپ کا یہاں کوئی دوست نہیں ہے تو میں آپکو بخوشی اپنے یہاں جگہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ میرا گھر یہاں نزدیک ہی ہے کل چلے چلیے گا"

"آپ کی اس محبت و ہمدردی کے لئے شکریہ مگر اس میں شکریہ کی کون سی بات ہے" بل بابو دوبارہ بولے "میں بال بچوں والا ہوں اس تکلیف کو خوب سمجھتا ہوں پھر اگر آپ کو کوئی ایسی ویسی بات پیش آ جائے تو آپ کے بیوی بچوں کی کیا حالت ہوگی انہیں آپ کو آج کی رات سوئے خوب خاطر رکھیے جائیں ایک دن کی تو بات ہے"

"آپ حقیقت میں بہت شریف و نیک دل ہیں" بل بابو دوست شناس سے کہا "میں آپ کے اس جذبہ کی دل سے قدر کرتا ہوں"

"آپ کی ذرہ نوازی ہے" بل نے جواب دیا "یہ تو ایک انسانی فرض ہے جو میں انجام دینا چاہتا ہوں"

بشو نے شکر بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے اس احسان کو مرتے دم تک نہ بھول سکوں گا"

"یہ بستر اور سوٹ کیس آپ ہی کا ہے نہ؟"

"ہاں" اس نے سوٹ کیس پر لکھے ہوئے "بشو موہن چٹرجی" کے نام پر انگلی رکھتے ہوئے پوچھا

"جی ہاں"

"یہاں بستی کا ملنا تو مشکل ہے اس کے لئے ہم آپ کے سامان کو فی الحال اس دوکاندار کے ہاں رکھ دیتے ہیں بعد میں میرا ملازم آ کر لے جائے گا" بل بابو نے بستر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں" دوست شناس مفلوک کے لہجے میں بولا۔ "مجھے ایک جگہ اور جانا ہے پھر کبھی ملاقات ہوگی" یہ کہکر وہ رخصت ہو گیا، دوکاندار کے یہاں سامان رکھنے کے بعد بشو کو لیکر بل بابو بھی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

* * *

وہ ایک پختہ مکان کے سامنے سے گذر رہے تھے تو ایک بھوکا بلی کتا انہیں دیکھ کر زور سے بھونکا، بشو نے گھبرا کر منہ گھمایا تو اسے بندھا ہوا دیکھکر اطمینان ہوا۔

"یہ کس کا مکان ہے بل بابو، بڑا اچھا کتا پال رکھا ہے"

"ڈاکٹر [illegible] کا" بل بابو نے جواب دیا "بشو نے سفر [illegible] آدمی ہیں کتوں کو انہیں بہت دلچسپی ہے"

"میں بھی کتوں کا بہت شوقین ہوں" بشو پر شوق نگاہوں سے کتے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"اوہ! مجھے یہ معلوم ہی نہ تھا، ہمارے یہاں بھی ایک کابلی نسل کا بلڈ ہاؤنڈ ہے میں نے اس کا نام بہادر رکھ چھوڑا ہے رات تو رات وہ دن میں بھی کسی کو مکان کے قریب پھٹکنے نہیں دیتا"

چند منٹ بعد وہ ایک متوسط درجے کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے، بل بابو نے دروازہ کھولا اور بشو اندر داخل ہو گیا بل بابو بھی دروازہ بند ہی کر رہے تھے کہ ایک جسیم چتکبرا کتا برآمدے سے نکلا اس سے پہلے کہ بشو اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر کرتا۔ اس نے حملہ کر دیا بشو کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور چکرا کر گر پڑا چند ہی منٹ میں اس موذی کتے نے اس کے تمام کپڑے تار تار کر دئے اور جب بل بابو نے آ کے اسے مار کر ہٹایا تو بشو نیم بے ہوش ہو چکا تھا اور اس کے جسم سے جا بجا سے خون نکل رہا تھا۔

"ارے پرماتما! کیا آج یہ پاگل ہو گیا ہے" بل بابو پھولے ہوئے دم کے ساتھ بولے "میں اس نامعقول کتے کو زندہ نہ چھوڑوں گا ابھی ابھی گولی مار دوں گا"

"اس موذی نے یہ کیا کر دیا، میں آپ کو حادثے سے بچانے کے لئے یہاں لایا تھا مگر میری تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں، مجھے کیا معلوم تھا کہ میں ہی اس منحوس حادثے کا باعث ہوں گا"

"[illegible] میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں بھگوان کے لئے مجھے معاف کر دو"

"آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں" بشو بمشکل اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ (باقی صفحہ ۲۱ پر)

انڈین ایرفورس

ہندوستان میں ہوائی بیڑہ کی پیدائش و تربیت

(ایک واقف کار کے قلم سے)

اس جنگ کے بعد آنیوالی نئی دنیا میں ہوائی طاقت کو جو اہمیت حاصل ہوگی وہ محتاج بیان نہیں۔ کوئی متمدن ملک ایک منظم اور مضبوط ہوائی بیڑہ کے بغیر اپنا بچاؤ نہیں کر سکے گا۔ اب جبکہ ہوائی جہازوں نے سمندری اور زمینی فاصلوں کے تصور میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ یہ کرۂ ارض سمٹ کر بہت چھوٹا ہو گیا ہے۔ اور ہر طاقتور ملک کسی کمزور ملک پر ہوائی جہازوں کے ذریعہ دور دور تک حملے کر سکتا ہے۔ اسی لئے ہر ملک کا فرض ہوگا کہ اچھے ہوائی جہازوں کے ذریعہ اپنی دفاعی طاقت کو مضبوط کرے۔ اس مضمون میں ہندوستانی ہوائی طاقت" کے مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے ——— ایڈیٹر

ہندوستان کے متعلق امریکہ میں جو پروپیگنڈا کیا گیا ہے اس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ برطانی حکومت نے ہندوستان میں ہوائی طاقت کو ترقی دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا میں آجکل بحری بیڑہ کے بعد ہوائی طاقت کو سب سے زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ ہندوستان بھی ایک ایسا ساحلی ملک ہے جو تین طرف سمندروں سے گھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ برطانیہ کے ہمدرد پروپیگنڈا نے پہلے ہندوستان کے بحری بیڑہ کی پیدائش کا پروپیگنڈا کیا اور اس کے بعد ہوائی بیڑہ کے قیام کا پروپیگنڈا مزہ دار تھا لیکن انہوں نے عقلمندی سے کام لیتے ہوئے اس کی تاریخ بیان نہیں کی اور یہ نہیں بتلایا کہ یہ ہندوستانی ہوائی بیڑہ کن حالات میں پیدا ہوا بلکہ اپنے مشہور پمفلٹ "ہندوستان کی چالیس حقیقتیں" میں اس ہوائی بیڑے کے متعلق اکتالیسویں حقیقت مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کی۔

ہندوستانی ہوائی بیڑہ (انڈین ایرفورس) میں دس اسکوڈرن (دستے) موجود ہیں جن کے تمام ملازمین (چند میکانی انسٹرکٹروں کے علاوہ) سب کے سب ہندوستانی ہیں۔ ہندوستان میں رائل ایرفورس کے دستے الگ ہیں۔ انڈین ایرفورس کے پائلٹ نے بریا میں خاص طور پر شاندار کارنامے پیش کئے ہیں اور برطانیہ کے رائل ایرفورس میں بھی ہندوستانی پائلٹ کام کر رہے ہیں"

انڈین ایرفورس کی پیدائش

صرف امریکہ کو ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ ۱۹۳۴ء سے پہلے ہندوستان کا کوئی جداگانہ ہوائی بیڑہ موجود نہ تھا۔ اس کا ہندوستان میں برطانی حکومت کی عام پالیسی ہی کا مقصد یہ تھا کہ فوجی زندگی کے تمام شعبوں میں ہندوستانیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

فوجی طاقت کی مختلف شاخوں کو ترقی دینے کے برطانی پروگرام میں جو اصول کام کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ ہندوستان میں برطانی مفادات کی حفاظت کی جائے۔ ہندوستان میں برطانیہ کی بنیادی ضرورت یہ تھی کہ ایک ٹیریٹوریل (TERRITORIAL) فوج قائم کی جائے اور ہمنے دیکھا ہے کہ اس کی تنظیم کس طرح کی گئی ہے اور اسے کیونکر ترقی دی گئی ہے۔ ہندوستانی فوج حقیقت میں ہندوستانی ہوائی بیڑہ کی ضرورت ہے۔ اسی لئے یہ بات دلچسپ اور قابل غور ہے کہ انڈین ایرفورس کی ابتدا بھی ہندوستانی لیڈروں کی تجویز و تحریک سے ہوئی اور انہیں کے مطالبہ کا یہ نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں ایک جداگانہ ہوائی بیڑہ وجود میں آیا۔

اگر برطانی حکومت ہوائی سروس میں ہندوستانیوں کو تعلیم دینے کا کوئی لمبا پروگرام پہلے سے بنا چکی ہوتی اور اس پر عمل کیا گیا ہوتا تو آج ہندوستان کی ہوائی طاقت بہت مضبوط اور زبردست ہوتی۔ ہندوستانی نوجوانوں میں کبھی اس کام کے لئے خواہش، جوش اور قابلیت کی کمی نہ تھی ہندوستانی ہوائی جہازی تعلیم لینے کیلئے کرنول گئے تھے۔ انکے نام یہ تھے۔ سرکار۔ کرچی۔ بھوپندر سنگھ۔ اہوان۔ امرجیت سنگھ اور ٹینڈن۔ یہ سب کے سب نوجوان بہت اچھے کھلاڑی بھی تھے جنہوں نے کرنول میں مختلف کھیلوں اور اسپورٹس میں بھی حصہ لیکر نام و نمود حاصل کیا تھا۔

دوسرے شخص نے ہندوستان سے انگلستان تک پرواز کرنے کے آغاز پر آنر حاصل کیا تھا۔ اس نوجوان کا نام ٹھنڈیر تھا۔ وہ اب ایک ہوائی دستہ کے بازو کا کمانڈر ہے۔ کرنول میں ہوائی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جتنے ہندوستانی نوجوان بھیجے گئے تھے انہوں نے پرواز میں شاندار کارنامے پیش کئے۔ اس پہلی پارٹی کے بعد دوسری پارٹی بھی گئی اور ہوائی تعلیم میں کامیاب ہو کر آئی۔ انکے علاوہ بہت سے مزید ہندوستانی نوجوان بھی ابھر پیدا ہو چکے تھے جو ہوشمند تھے مگر چونکہ ہندوستان میں کوئی تعلیمی مرکز نہ تھا اسلئے حالات سے مجبور ہو گئے اور اپنا مقصد حاصل نہ کر سکے۔ ہندوستانی نوجوانوں کا یہ جوش اس حقیقت کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے کہ اس ملک میں ہوائی طاقت کے لئے آدمیوں کی کمی نہ تھی۔

انڈین ایرفورس کا قیام

بہرحال سب اسکین کمیٹی کی سفارش پر ۱۹۳۲ء میں انڈین ایرفورس ایکٹ پاس ہوا اور اسے ایک جداگانہ ہوائی بیڑہ قرار دیا گیا تو اسکے بعد یکم اپریل ۱۹۳۳ء کو کراچی میں ایک پرواز کے ذریعہ انڈین ایرفورس نے اپنی زندگی کی ابتدا کی لیکن اس بیڑے میں ایک برطانی کمانڈر، ایک برطانی فلائنگ افسر اور چند غیر کمیشن یافتہ افسر تھے۔ یعنی انڈین ایرفورس میں تمام کے تمام ملازمین ہندوستانی نہ تھے بلکہ اکثر افسر برطانی تھے اور اس ہوائی بیڑہ کے قیام کے بعد بھی بڑے عہدوں پر ہندوستانیوں کی شمولیت کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی تھی بلکہ انکو برطانی افسروں کے لئے ریزرو رکھا جاتا تھا۔

اس ہفتہ کا خیال:- دوستی دوستی سے اور دشمنی دشمنی سے خریدی جا سکتی ہے

قیام ہندوستانی لیجسلیٹو اسمبلی کے پاس کردہ ایک قانون کے ذریعہ ۱۹۳۲ء میں ہوا اور یہ قانون خود نتیجہ تھا۔ ایک سرکاری کمیٹی کی سفارش کا جس میں پنڈت موتی لال نہرو اور مسٹر جناح مشہور ہندوستانی لیڈر شریک تھے۔ گذشتہ جنگ عظیم کے بعد بھی ہندوستان میں کوئی ہوائی طاقت قائم نہیں کی گئی تھی اور ۱۹۱۹ء سے لیکر ۱۹۳۲ء تک ہندوستان کا ہوائی تحفظ بھی رائل ایرفورس کے دستوں کے سپرد تھا۔ برطانیہ نے ہندوستان کے لئے کوئی جداگانہ ہوائی طاقت اگر نہیں کی تھی تو اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ اس کام کے لئے ہندوستانیوں کی کمی تھی بلکہ عملی اعتبار سے اس برطانی فوج کا ایک جزو تھی جو ہندوستان میں اندرونی تحفظ کے لئے اور دوسرے ممالک میں انگلستان کی لڑائیوں میں حصہ لینے کے لئے رکھی گئی تھی۔

جبتک کہ موجودہ جنگ نہیں چھڑی تھی "انڈین نیوی" یعنی ہندوستانی بحری بیڑہ بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا اور جبتک اس دنیا میں برطانیہ سب سے بڑی بحری طاقت کی حیثیت سے موجود تھا وہ اسکی ضرورت محسوس نہ کرتا تھا کہ ہندوستان کے لئے الگ بحری بیڑہ تیار کرے اور اسے ترقی دے۔

اسی طرح جہاں تک ہوائی طاقت کا تعلق ہے، ۱۹۲۷ء تک اس کا خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ مسلح افواج کی ایک ضروری شاخ کی حیثیت سے کسی جداگانہ

گذشتہ جنگ عظیم میں جبکہ ہوائی ذہنیت اس دنیا میں بہت ابتدائی حالت میں تھی متعدد ہندوستانیوں نے رضاکارانہ طور پر رائل فلائنگ کور کیلئے اپنی خدمات پیش کی تھیں اور اس سلسلہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ ایک ہندوستانی کو اسکی قابلیت اور بہادری کے لئے ڈی۔ ایف۔ سی کا تمغہ بھی ملا تھا۔

آدمیوں کی کمی نہ تھی

اب بھی جس وقت تک "انڈین ایرفورس" قائم نہیں ہوئی تھی ہندوستان کے نوجوانوں میں پرواز کی تعلیم حاصل کرنے کا جوش پایا جاتا تھا اور وہ ہوائی جنگ کے طریقوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں چند نوجوان

جب تک یہ موجودہ جنگ نہیں چھڑی تھی "انڈین ایرفورس" کے اسکواڈرنوں کی تعداد بہت کم تھی اور اسی لئے برطانی ماہرین پروپیگنڈا نے اس سلسلہ میں ترقی کا فیصلہ اور اسطرح بیان نہیں کیا تھا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ جنگ نے صورت حال میں بڑی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ بعد کو انڈین ایرفورس کو زیادہ وسیع بنا دیا گیا اور مختلف عہدوں پر ہندوستانی زیادہ تعداد میں داخل کئے جانے لگے۔ برطانیہ کیلئے اب بھی یہ مشکل ہے کہ برطانی ماہرین کو بڑی تعداد میں ہندوستان بھیجے کیونکہ خود برطانیہ کے دفاعی اور جارحانہ کاموں کے لئے ان کی ضرورت تھی۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

کم سرمایہ کی نفع بخش صنعتیں

از جناب صوفی لچھمن پرشاد ایڈیٹر رسالہ مستانہ جوگی لاہور

شمپو پوڈر

بائی کاربونیٹ آف سوڈا ۵۰۰ حصہ کاربونیٹ آف ایمونیا ۵۰ حصہ سفوف بوریکس یعنی سہاگہ ۵ حصہ۔ تمام کو ملا کر مندرجہ ذیل خوشبو ملا دیں جرمینیل آئل ۱۰ حصہ سنتھیٹک آرانج روز ۳ حصہ مندل آئل ۲ حصہ۔ ان خوشبوؤں کو ملا کر اس میں سے بیس حصہ لیکر مندرجہ شمپو میں ملا لیں۔ اس میں پانی ملا کر بال دھوتے ہیں تمام میل کچیل نکل جاتی ہے اور بال ملائم ہوتے ہیں

شہد کی مکھی کا موم صاف کرنیکا طریقہ

بائی کرومیٹ آف پوٹاش ۴ حصہ تیزاب گندھک ۲ حصہ۔ پانی ۲۰۰ حصہ۔ خام موم ۲۲۴ حصہ کو پگھلائیں تاکہ گاد نیچے بیٹھ جائے اور اوپر کی جھاگ کو بھی اتار دیں۔ اب ٹھنڈی ہوتی موم میں مندرجہ بالا سیال آہستہ آہستہ ملاتے جائیں۔ اس عمل سے جبکہ موم ٹھنڈے ہوئے رنگ کی ہو جائے تو پھر تیرتی ہوئی موم کو علیحدہ برتن میں ڈالدیں اور اس میں ایک فیصدی آگزیلک ایسڈ ملا کر ایک گھنٹہ تک ابالیں پھر اس کو آگ سے اتار کر سرد ہونے دیں۔ پھر موم کو اور برتن میں ڈالکر گرم پانی میں گلیسرین ڈالکر ایک گھنٹہ تک گرم کریں پھر سرد ہونے پر دوبارہ پگھلا کر سانچوں میں جمالیں۔ یہ صاف، شدہ خالص موم ہے۔

وائٹ لیڈ

مٹی کے برتن میں ایسٹک ایسڈ یعنی تیزاب سرکہ اتنا ڈالیں کہ پیندے سے ایک بالشت دبا رہے۔ پھر سیسہ یعنی سکہ کی سلاخیں برتن میں تیزاب سے ایک بالشت اوپر چھت کی کڑیوں کی طرح برتن میں پھنسا دیں اور اس سے ایک بالشت سیسہ یعنی (LEAD) کی سلاخوں کی چھت بنا کر برتن پر سرپوش دیکر کیچڑ مٹی سے منہ بند کر دیں کہ تیزابات باہر نہ نکلنے پائیں۔ اب اس برتن کو گرم جگہ پر رکھ دیں۔ تین ماہ تک تیزاب کے ابرات سیسہ کو وائٹ لیڈ یعنی کشتہ سیسہ میں تبدیل کر دیں گے۔ ایسٹک ایسڈ ڈیلوٹ ۶۵ گیلن سے ایک من سیسہ وائٹ لیڈ بن جاتی ہے ایک ساتھ کئی برتنوں میں اس کو کئی من ڈالکر یہ چیز تیار ہو سکتی ہے

سوت اور سوتی کپڑے کو ریشم جیسا بنانا

سوڈیم ہائیڈریٹ یعنی کاسٹک سوڈا کی لائی (یعنی کاسٹک سوڈا پانی میں حل شدہ) بیس ڈگری کی یعنی پانی میں بیس یا پچیس فیصدی کاسٹک سوڈا حل کریں۔ کپڑے کو لکڑی کے فریم میں کس کر مندرجہ بالا لائی میں ڈبو دیں۔ کپڑا بھیگ اور چوڑائی میں سکڑ کر موٹا ہو جائے گا۔ اور ریشم جیسی شکل میں ملائم ہو جائے گا۔ اور کپڑے کی عمر بھی بڑھ جائیگی اور سلوٹ بھی نہیں پڑے گی۔ بعد میں اس فریم کو لائی سے نکالکر صاف پانی سے دھو کر سکھالیں

بوتلوں کے منہ پر جیلیٹن چڑھانا

جیلیٹن، پوٹ۔ گلیسرین ۱۵ اونس پانی ۱۶۰ اونس۔ ان سب کو ملالیں۔ ان کو اسقدر گرم کریں کہ سب کچھ پانی میں حل ہو جائے اس جیلی کو بیام میں بند کر دیں۔ جب ضرورت ہو اس جیلی کو نرم آگ پر گرم کرکے کاک لگی ہوئی بوتلوں کے سر کو اس میں ڈالکر نکال لیں۔ جیلی کی تہلی تہ چڑھ جائے گی۔ اور ذرا خشک ہو جائے گی۔

کاربن بنانے کا طریقہ

بجلی کے پنکھوں اور دیگر بجلی کے سامان میں کاربن نہایت کام آتا ہے۔ اس سے بنانیکا طریقہ یہ ہے انٹی منی کہ جس سے سیاہ پنسلیں بنتی ہیں اور سرمہ کی شکل کا ہوتا ہے جسکی ہر مقام پر مواد کشیم وغیرہ میں بنایت باریک سفوف کرکے کھانڈ یا گڑ کی راب میں گوندکر اور سانچوں میں بھر کر بھٹی میں ڈالکر اسقدر گرم کریں کہ راب بھی جلکر کاربن بن جائے اور انٹی منی کو بھی پتھر جیسا سخت بنا دے جب یہ سرخ ہو جائے تب نکالکر سرد کریں۔ کاربن تیار ہے۔ اس کو

انگ پربھا

یاقوتی تنی کو گاڑھا کرکے بڑھاتی ہے کمزوری، احتلام، پژمردگی، سستی، زوال وغیرہ کو دور کرتی ہے اور خون، وجوہر مردی کو بڑھا کر کھستے ہوئے شباب اور اٹھتی ہوئی جوانی کا پورا لطف حاصل ہوتا ہے فی شیشی دس روپیہ

کام اسمبھن امساک پیدا کرکے ازدواجی زندگی کا پورا لطف حاصل کرانیوالی لاجواب گولیاں فی ڈبیہ ڈھائی روپیہ۔

مدن منجری فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ

دہلی ایجنٹ:۔ جمناداس اینڈ کمپنی چاندنی چوک

تیج ویکلی دہلی

۴ جولائی ۱۹۴۴ء

اسکیم سازی

حکومت ہند کی جدوجہد کا ایک مزید سلسلہ

ہندوستان میں برطانوی حکومت کا ایک خاص طرۂ امتیاز یہ ہے کہ "اسکیم سازی" میں وہ حد سے زیادہ دلچسپی لیتی ہے، اور جب اسکیم تیار ہو جاتی ہے تو اسے کسی الماری میں بند کر کے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ اسے باہر کی ہوا نہ لگنے پائے رفتہ رفتہ لوگ اس اسکیم کو بھول جاتے ہیں، اور پھر کوئی نئی اسکیم سننے لگتی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ پرانی چھوٹ نہ جائے تو ایسی ہزاروں اسکیمیں انڈیا آفس اور حکومت ہند کے ریکارڈ روم میں پڑی ہوں گی۔ لیکن اتنا تو یقینی ہے جب سے کہ یہ جنگ شروع ہوئی ہے حکومت نے ہندوستان میں اسکیم سازی کی طرف کچھ زیادہ توجہ دی ہے، تاکہ عوام کے دل پر یہ اثر ہوتا رہے کہ حکومت کو ہماری بھلائی کا خیال ہر وقت موجود ہے اور وہ ہمارے مستقبل کو بہتر بنانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہے۔

جہاں تک حقیقی مقاصد اور ان کے حصول کا تعلق ہے اسکیم سازی بہ ذات خود کوئی بری چیز نہیں ہے اور دنیا میں ہر مفید کام ایک مخصوص انتظام اور پروگرام ہی کے ماتحت ہوا کرتا ہے۔ سوویٹ روس کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے جہاں چند سال کے لئے معین اسکیمیں بنا بنا کر ہی ترقی کی ایسی عظیم الشان منزلیں طے کی گئی ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ جب اسکیم سازی صرف کاغذ پر ختم ہو جاتی ہے، اور اس کے بعد عمل کی کوئی منزل آتی ہی نہیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمیں بیوقوفوں کی جنت میں بھیجنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ حکومت بعض حالات سے مجبور ہو گئی ہے اور اب وہ یہ دیکھتی ہے کہ صرف اسکیم سازی سے کام نہیں چلے گا بلکہ اسے عملی قدم اٹھانا ہی پڑے گا۔ مثلاً جب بنگال میں لاکھوں آدمی قحط کا شکار ہو گئے تو حکومت کو خاصی مدت گزر جانے کے بعد یہ سوجھی کہ اب کوئی تحقیقاتی کمیشن مقرر کرنا چاہیئے جو ہندوستان اور خصوصاً بنگال کی غذائی صورت حال کو معلوم کر کے آئندہ صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے اپنی سفارشات پیش کرے اور غذا کی سپلائی کے متعلق ایک مکمل اسکیم بنائے۔ اس کمیشن کے تقرر کا مطالبہ مرکزی اسمبلی کی طرف سے گذشتہ نومبر میں کیا گیا تھا اور اس پر عمل ساتویں مہینے میں یعنی جون میں کیا گیا اس کا نتیجہ کب ظاہر ہوگا اور ہندوستان کا غذائی مسئلہ پورے اطمینان بخش طور پر کب حل ہوگا۔ اس کے متعلق ہم کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتے۔

اسی غذائی مسئلہ کی ایک اہم ترین شاخ زراعت کی ترقی کا مسئلہ بھی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں "امپیریل کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ" کی کمیٹی نے بھی ایک اسکیم بنا کر پیش کی ہے۔ یہ اسکیم اور اس کے مقاصد ایسے ہیں جو پوری توجہ اور مکمل غور و بحث کے طالب ہیں۔ سب سے پہلی غور طلب بات یہ ہے کہ کمیٹی موصوف کی پیش کردہ اسکیم کو حقیقت یا اصلیت کا جامہ پہننے کا موقع نصیب ہوگا یا نہیں اور اگر ہوگا تو کب ہوگا۔ اس سلسلہ میں خود کمیٹی کے صدر سر فیروز کھر بگھٹ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ یہ اسکیم زمانۂ بعد از جنگ کے لئے نہیں ہے بلکہ "زیادہ غذا پیدا کرو" کی جدوجہد کے سلسلہ میں تیار کی گئی ہے اور اسی سلسلہ میں اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے گی اور بعد کو عام بہبودی کی اسکیموں میں یہ اسکیم بھی شامل ہو جائے گی۔ مزید برآں چونکہ اسکیم کے اعلان کے ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کر دیا گیا ہے کہ حکومت نے اس سلسلہ میں ابتدائی کام شروع کر دیئے ہیں اس لئے ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ دوسری اسکیموں کی طرح حکومت یہ ارادہ نہیں رکھتی کہ اس اسکیم کو بھی سیکریٹریٹ کی گرد آلود الماریوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔

اس حد تک تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ حالات کی خرابی اور رائے عامہ کے دباؤ نے حکومت پر کسی قدر اثر ڈالا ہے۔ اور حکومت کم از کم اتنا سمجھنے لگی ہے کہ اب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے کام نہیں چلے گا۔ پھر بھی حکومت نے جو طریق کار اختیار کر رکھا ہے وہ [illegible] ہے۔ اس نے محکمانہ مقاصد کو الگ الگ کر کے چند جداگانہ اسکیمیں بنانی شروع کر دی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند کمیٹیوں کے درمیان اس وقت اسکیم سازی کی ایک دوڑ جاری ہے۔ چند روز ہوئے "بعد از جنگ کی تعمیر کمیٹی" کی ایک شاخ نے نئی سڑکوں کی تعمیر کی ایک اسکیم پیش کی۔ اس کے بعد محکمہ ڈاک و ہوا بازی نے آئندہ کی شہری ہوا بازی پر ایک اسکیم بنا کر پیش کی اسی طرح اس وقت اسکیم سازی کا کام زور پر ہو رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کو اس وقت جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تمام غذائی، زراعتی، صنعتی اور اقتصادی موضوعات پر مشتمل ایک جامع اسکیم بنائی جائے۔ اور اسے عملی جامہ پہنایا جائے۔ زندگی کے یہ تمام شعبے ایسے ہیں جو ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اگر اسکیم سازی میں ان تمام باتوں کو مجموعی حیثیت سے پیش نظر نہیں رکھا جائے گا تو ہر اسکیم ایک دوسرے سے ٹکرا جائے گی اور کسی کو بھی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔

مثال کے طور پر زیر نظر زراعتی اسکیم پر ایک نظر ڈالئے "امپیریل کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ کمیٹی" کا خاص مقصد یہ ہے کہ دس سال میں زراعتی پیداوار کو پچاس گنا بڑھا دیا جائے اور آئندہ پندرہ برس میں ایک سو فیصدی اضافہ کیا جائے یعنی پیداوار کو دوگنا کر دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ زراعتی پیداوار میں صرف غذائی اناج ہی شامل نہیں ہیں بلکہ [illegible] خام اشیاء بھی شامل ہیں۔ اس لئے اگر ہم اس پیداوار میں ایک سو فیصدی اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ ملک کی صنعت و حرفت میں یہ تمام خام اشیاء کیونکر کھپائی جائے گی۔ ہمیں بہرحال [illegible] صنعت و حرفت کی ترقی و توسیع کا مسئلہ ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک ہم اپنے وطن کی صنعتوں کو بہت بڑے پیمانے پر مستحکم نہیں کریں گے ہم خام اشیاء کی بڑھتی ہوئی پیداوار سے خاص فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

اس کے مقابلہ میں مشہور "بمبئی اسکیم" پر نظر ڈالئے تو معلوم ہو جائیگا کہ زراعتی پیداوار میں ۱۳۰ فیصدی اضافہ کے ساتھ ساتھ صنعتی پیداوار میں ۵۰۰ فیصدی اضافہ کی تجویز پیش کی گئی تھی اور اس طرح ان دونوں چیزوں میں توازن قائم کیا گیا تھا۔ دوسری طرف صنعتی ترقی کا نتیجہ یہ ہوتا کہ عوام کی طاقت خریداری میں بھی اضافہ ہو جاتا اور ان کا معیار زندگی بہتر ہو جاتا۔ لیکن ایگریکلچرل کمیٹی کی اسکیم نے زراعتی پیداوار میں ایک سو فیصدی اضافہ کے ساتھ ساتھ صنعتی ترقی و توسیع کا کوئی خیال نہیں کیا ہے کہا جا سکتا ہے کہ یہ موضوع اس کے دائرے سے باہر تھا۔ مگر ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس طرح کی جداگانہ اسکیموں سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم اگر مان بھی لیں کہ حکومت اپنی اسکیم ذریعہ زراعتی پیداوار کے اضافہ میں کامیاب ہو جائے گی تو ظاہر ہے کہ جب تک کاشتکاروں کے مال کی کھپت صنعتی کارخانوں میں نہ ہوگی۔ ان کو اپنی پیداوار کی اچھی قیمت نہیں ملے گی۔ اور ان کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے گی یعنی جب تک کہ کوئی ایسی اسکیم نہیں بنے گی جو تمام شعبوں پر حاوی ہو طرح طرح کی مشکلات پیش آتی رہیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ بظاہر اور ادھوری طریقے اگر ابتدا میں کچھ بارآور ہوئے بھی تو ان کا آخری نتیجہ تشفی بخش نہیں ہوگا۔ حکومت کا فرض یہ ہے کہ ایسی اسکیم بنانے میں بنیادی مسائل کو نظر انداز نہ کرے۔

گھوڑ دوڑ؟

جب سے یہ جنگ چھڑی ہے اور ہندوستان میں شہری ریلوے ٹرافک کا مسئلہ سامنے آیا ہے بار بار یہ کہا جاتا رہا ہے کہ گھوڑ دوڑ کے گھوڑوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لیجانے کے باعث مال گاڑی کے ڈبوں کی کافی گنجائش ضائع ہو جاتی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہندوستان میں جب ٹرانکو سے بیکر بنگال تک بڑے بڑے علاقوں میں قحط پڑا ہوا تھا اور ریلوے کی تمام دستیاب جگہ غذائی اناجوں کو منتقل کرنے کے لئے ضروری سمجھی جاتی تھی اس وقت بھی عیش پسندوں کی تفریح کے لئے گھوڑ دوڑ کے گھوڑے ٹرانسپورٹ کے مخصوص حصہ پر قابض تھے۔ غنیمت ہے کہ اب بھی حکومت نے اس غلطی کو محسوس کیا ہے اور ایک حکم جاری کر دیا ہے کہ اب گھوڑ دوڑ کے گھوڑے کہیں بھی بذریعہ ریل نہیں لیجائے جا سکیں گے اور ٹرانسپورٹ کی اس گنجائش کو دوسرے مفید کاموں کے لئے استعمال کیا جائیگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ریلوے کا محکمہ سختی سے اس ہدایت پر عمل کرے گا جسے جاری کرنے اور جس کی اہمیت کو سمجھنے میں حکومت نے پانچ سال کی مدت صرف کی ہے۔

آئینی تبدیلی

جب کوئی ایسا کام کرنے کا سوال درپیش ہوتا ہے جس سے ہندوستان کو کوئی حقیقی فائدہ پہنچ سکے تو ہمیشہ یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ دوران جنگ میں کوئی آئینی تبدیلی نہیں کی جا سکتی لیکن جب وزیر ہند یا حکومت برطانیہ کو اپنے کاموں کے سلسلہ میں کسی آئینی تبدیلی کی ضرورت پیش آتی تو نہ صرف یہ کہ اس میں کوئی دقت محسوس نہیں کی جاتی بلکہ ہندوستان کو آگاہ تک نہیں کیا جاتا اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں آسانی سے تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ اس قانون میں ترمیم کے لئے ایک بنا بل ہاؤس آف لارڈز میں پیش ہوا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ چند معمولی درجہ کی باتوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک تجویز یہ ہے کہ وائسرائے اور کمانڈر ان چیف کو ہندوستان سے انگلستان جانے کے لئے اس وقت کی بہ نسبت زیادہ [illegible]

اشارات

ایک معاصر نے موجودہ سیاسی جمود کے متعلق جلی عنوان سے مندرجہ ذیل سرخی شائع کی ہے۔

"ڈیڈ لاک کی چابی احمد نگر میں موجود ہے"

اس کو اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا چاہیئے کہ "احمد نگر کی چابی نئی دہلی میں رکھی ہوئی ہے"

ایک اینگلو انڈین اخبار یہ عاقلانہ الفاظ لکھتا ہے۔

"نیشنل وار فرنٹ کا افسانہ خوشگوار نہیں ہے۔ اس کا خاص سبب یہ ہے کہ اس کے طریق کار نے پبلک دماغ میں کوئی تاثر جذبہ پیدا نہیں کیا"۔

— لیکن ہل برطانیہ اور اہل امریکہ کے سامنے پروپیگنڈا کرنے والوں سے تو کچھ اور ہی کہا ہے!

ایک انگلشمین نے یہ شکایت پیش کی ہے کہ بنگال آسام ریلوے کے ذریعہ اس کے لئے کچھ ڈبل روٹیاں آرہی تھیں جن میں سے دو روٹیاں کسی نے چرالیں۔ اس پر یہ صاحب بہت خفا ہیں ——— لیکن انکو سمجھنا چاہیئے کہ ان کی روٹیاں تو آخر کسی بھوکے ہی نے چرائی ہونگی۔ ہندوستان کی حالت دیکھنے کر یہاں سب کی سب روٹیاں غائب ہوتی جارہی ہیں اور ہم آہ بھی نہیں کرتے۔ اور بنگال کے متعلق سر ایمری کا نظریہ ہے کہ وہاں جو آفت آئی تھی وہ خدا کی بھیجی ہوئی آئی!

اڑیسہ کے وزیر اعظم اپنا استعفیٰ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں؟

"وزارت میں اندرونی اختلافات کے بڑھ جانے کے باعث جس نے روزمرہ کے سرکاری کام میں نہ صرف ہم لوگوں کو (یعنی وزیروں کو) بلکہ سیکریٹریوں اور تمام افسروں کو پریشانی ہوتی ہے میں وزیر اعظم کے عہدے سے مستعفی ہوتا ہوں تاکہ ایک نئی وزارت قائم کی جائے جو میرے مخلصانہ خیالات کے مطابق ہم آہنگی سے کام کریگی"۔ ——— کیا اب بھی حکومت یہ سمجھ نہیں سکتی کہ ہر جمہوری آئین کے مطابق صرف وہی وزارت مستحکم رہ سکتی ہے جس کو لیجسلیچر میں کھلی ہوئی اکثریت کی تائید حاصل ہو؟ اس بناء میں جوڑ اور پیوند لگانے سے کبھی کام نہیں چلتا۔

ایک معاصر یہ سوال پیش کرتا ہے کہ اگر کسی آزاد ملک میں سر ریجنالڈ میکسویل ہوم ممبر اور سر بیجارڈ ٹاٹھم ہوم سیکریٹری ہوتے تو وہ ملک انکے ساتھ کیسا سلوک کرتا؟ ——— ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم اس کے متعلق کوئی اندازہ کرنا نہیں چاہتے۔ ہاں ہم اتنا جانتے ہیں کہ حکومت ہند ان کے ساتھ کیا سلوک کرتی اور وہ یہ ہے کہ سر ریجنالڈ کو کسی "ہندوستانی آرڈر" کا "نائٹ گرانڈ کمانڈر" اور سر بیجارڈ کو اسی آرڈر کا "نائٹ کمانڈر" ضرور بنا دیتی۔ اس وقت بھی سر ریجنالڈ کو انکی خدمات کا جو انعام ملا ہے وہ یہ ہے کہ انہیں وزیر ہند کا "مشیر" بنا دیا گیا ہے یعنی

وزیر سے نہیں مشیر سے جہاں!

آسٹریلیا کے ہائی کمشنر قلم ہندوستان کی تجویز ہے کہ "دونوں ملک کے باشندوں کے" حالات ضروریات اور نقطۂ نگاہ کو بہتر طریقے پر سمجھنے کے لئے طلباء اور پروفیسروں اور زراعت پیشہ لوگوں اور کاروباری آدمیوں کا تبادلہ کیا جائے۔

تجویز اچھی ہے مگر مشکل یہ ہے کہ اہل آسٹریلیا کے نقطۂ نگاہ کو سمجھنے کے لئے ہندوستان کو سب سے پہلے رنگ و نسل کا سوال سمجھنا پڑے گا۔

"تیج ویکلی" کراس ورڈ معمہ نمبر ۷ کا نتیجہ

انعام پانے والوں کی فہرست

اس معمہ میں تین اشخاص نے صحیح حل ارسال فرمائے ہیں۔ ان کو پچاس ۵۰ روپے کا پہلا انعام برابر حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک غلطی والے حل دو اشخاص نے دو غلطیوں والے حل دو اشخاص نے اور تین غلطیوں والے آٹھ اشخاص نے ارسال کئے ہیں ان کو رسرٹیفکیٹ انکے انعامات دیئے جاتے ہیں۔ انعامات کی رقمیں اور انعام پانے والوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:۔

پہلا انعام

فی کس مبلغ سترہ ۱۷ روپے

(۱) جناب رگھبیر ناتھ نگم ۲۲۵ کوچہ چلان بیگم دہلی

(۲) جناب اوم پرکاش معرفت لالہ گوپی ناتھ اوگھڑ والی گلی۔ ستیا رام بازار دہلی

(۳) جناب اے۔ ایم۔ زبیدی۔ ایم۔ جی۔ او برانچ (ایم۔ بی / ایم۔ ای۔ سی) جی۔ ایچ۔ کیو۔ نئی دہلی

دوسرا انعام

(ایک غلطی) فی کس مبلغ دس ۱۰ روپے

(۱) جناب اشور داس اگروال۔ ایم۔ بی او۔ برانچ۔ ایم۔ جی۔ ایم۔ ای (کا) جی۔ ایچ۔ کیو۔ نئی دہلی

(۲) جناب۔ آر۔ جی۔ اگروال۔ پوسٹ آفس کمر کھنڈہ ضلع رہتک

تیسرا انعام

(دو غلطیاں) فی کس مبلغ سات ۷ روپے

(۱) جناب محمد سراج احمد خاں ولد عثمان خان محلہ کٹگو تیا۔ ریاست رامپور

(۲) جناب پیر بخش عبد اللطیف۔ فاطمہ بائی بلڈنگ تھرڈ فلور۔ روم نمبر ۳۶ دروازہ دہلی

چوتھا انعام

(تین غلطیاں) فی کس مبلغ دو ۲ روپے

(۱) جناب اقبال بہادر ماتھر معرفت سرامراؤ بہادر وکیل نئی سڑک متصل مالیواڑہ دروازہ دہلی

(۲) جناب محمد سعید اللہ صدیقی ولد محمد حبیب اللہ صدیقی اڈیٹر۔ چوک محمد سعید خاں ریاست رامپور

(۳) جناب شریو داس کوشک۔ پی۔ ٹی۔ آئی شبامل ہندو ہائی اسکول سونی پت ضلع رہتک

(۴) جناب محمد الیاس نشاط معرفت جوائنٹ انڈسٹریز مارٹ صدر بازار دہلی

(۵) جناب اسمٰعیل ابن محمد مستری (طالب علم) چاگانی بلڈنگ نمبر ۷ دوسرا منزل روم نمبر ۲۹ قرولی باغ روڈ نمبر ۲ بمبئی نمبر ۹

(۶) جناب روپ کشور چوہدری منڈی چوب امروہہ۔ ضلع مراد آباد

(۷) جناب بھینش نرائن ماتھر معرفت بابو مہاراج نرائن ماتھر۔ ۴۴ ہسپتال روڈ۔ امروہہ ضلع مراد آباد

(۸) جناب سید منظور علی شاہ۔ کوٹا ہاؤس (گورنمنٹ ہوسٹل) شاہجہاں روڈ نئی دہلی

انعامات کی تمام رقمیں ماہ جون کے تیسرے ہفتے میں بھیج دی جائے گی۔

راز و نیاز

سوال:۔ کچھ دنوں پہلے یہ خبر سنی گئی تھی کہ امریکہ کی حکومت عرب میں تیل کی ایک "پائپ لائن" بچھانا چاہتی ہے۔ لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ یہ اسکیم ترک کر دی گئی۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو ایسا کیوں ہوا۔

(رام چندر پرشاد۔ الہ آباد)

جواب:۔ واشنگٹن کی ایک اطلاع سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں تیل کی "پائپ لائن" بچھانے کی اسکیم حکومت امریکہ نے ایک سرکاری اسکیم کی حیثیت سے ترک کر دی ہے۔ یعنی اب کوئی پرائیویٹ کمپنی اس کام کو کر سکے گی۔ ایسا کیوں ہوا۔ اس کا سبب ہمیں معلوم نہیں ہے۔ مگر اتنا ضرور ہوا کہ ایک قدیم روایت برقرار رہ گئی یعنی یہ کہ "پہلے کام بعد کو جھنڈا"۔

دواؤں کا کنٹرول ہو جانے کے بعد دوا تیار کرنے کی اجازت حاصل کرنے میں بڑی دقت ہو گئی جو کمپنیاں پہلے ہر مہینہ سپلائی کرتی تھیں یا تو وہ بالکل خاموش ہیں یا تین عدد چیز بھیجدیا کرتی ہیں اس حالت میں کس طرح گزارہ ہو سکتا ہے جتنا اور جس چیز مہینہ بھر کیسے ساتھ دے سکتی ہے گاہک انکار سنتے سنتے آگ بگولہ ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی تو دوکانداروں پر ہی برس پڑتے ہیں خدا معلوم آگے چلکر کیا حال ہوگا۔ چیز کے انکار کرنے پر پولیس میں گاہک رپورٹ کرتے ہیں اور دوکاندار پر ڈی۔ آئی۔ آر کا چلایا جاتا ہے۔ آپ کے خیال میں ان مشکلات کا کیا حال ہو سکتا ہے

(عبد السمیع جھانسی)

جواب:۔ اس سوال میں آپ نے جو کچھ کہا ہے اس کی طرف حکومت کے افسروں کی توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ مقدار میں دوائیں سپلائی کی جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ کچھ دوکاندار دیانت دار ہیں۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو بلیک مارکٹ میں زیادہ قیمت پر دوائیں بیچتے ہیں

سوال: کیا جنگ کے زمانے میں لوگوں کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں؟

(رہبت سنگھ۔ ملتان)

جواب:۔ خود جنگ ہی اس وقت وجود میں آتی ہے جب انسان کا اخلاق خراب

صفحہ ۲۲ کا بقیہ

"یہ تو تمہارے ہاتھ میں ہے مجھے مار دیا جلا دیا یا ناٹا اس کے لہجے سے محبت کی مجبوریوں کا اظہار ہو رہا تھا مناکشی! شاید تمہیں یقین نہ آئے مگر یہ ایک حقیقت ہے جب سے زخمی ہو کر میں اس گھر میں آیا ہوں اور تمہاری موہنی صورت دیکھی ہے۔ اسی وقت سے میرے دل میں میٹھا میٹھا درد ہو رہا ہے۔ تمہاری محبت سے دل کی خلوت کو آباد پا رہا ہوں اور تمہاری بے لوث اور پُر اخلاص تیمارداری نے تو مجھے اور بھی گرویدہ کر لیا ہے۔ آج تک اس کے اظہار کی جرأت نہ ہوئی۔۔۔۔ مگر آج اس درد کی شدت نے مجھے حالِ کہنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔"

"میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔۔" وہ کہنے لگی۔ "اس بارے میں تو پتاجی اور ماتاجی ہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ۔۔۔۔۔"

بشو اس سے زیادہ نہ سن سکا۔ اس کے ہاتھ بے اختیار مناکشی کی طرف بڑھے اور دوسرے ہی لمحہ وہ اس کی آغوش میں تھی۔

مناکشی کی ماں کی بے انداز مہر و محبت کے بعد بشو اس سے بہت حد تک بے تکلف اور بیباک ہو گیا تھا۔ اس نے اس روز شام کی چائے کے بعد دبی زبان سے اظہار مدعا کر ہی دیا۔ اشاروں کنایوں میں ساری باتیں بتا دیں۔ بیوی نے شوہر سے کہا اور باتفاق رائے مناکشی بشو سے منسوب کر دی گئی۔

"گو اس واقعہ کا آغاز ایک خوفناک حادثہ سے ہوا تھا" بنق بابو بشو کی پیٹھ پر تھپکی دیتے ہوئے بولے۔ "مجھے خوشی ہے کہ اس کا اختتام مسرت خیز ہو گا۔"

"ملک دان کی کمی بشو کے والدین کے لئے وجہ مخالفت تھی مگر لاڈلے بیٹے کی پسند اور ضد نے آخر کار انہیں مجبور کر دیا اور مناکشی سے بشو کی شادی ہو گئی۔

بشو جب سسرال سے رخصت ہو کر اپنے گھر جا رہا تھا۔ تو مناکشی دوران سفر میں غیر معمولی طور پر خاموش تھی۔ بشو نے محبت سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا۔ "کیوں پیاری! تم آج اس طرح کھوئی ہوئی سی کیوں ہو۔ ماں باپ کے چھوٹنے کا غم ہے کیا؟"

"نہیں" وہ مسکرا کر بولی۔ "میں اپنی بہن کے بارے میں سوچ رہی تھی"

"اوہ" بشو نے کہا۔ "مجھے بھی افسوس ہے کہ وہ اس خوشی کے موقع پر موجود نہ تھی۔"

"یہ تقریب کچھ اس طرح روا داری میں انجام پائی ہے کہ اگر ہم اسے خبر بھی دیتے تو وہ آ نہ سکتی۔" مناکشی بولی۔ میں اس وقت اس واقعے کی نوعیت و کیفیت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس کی شادی تھی۔ اپنی حالات کے ماتحت ہوئی تھی۔ اس کے شوہر کو بھی ظالم بہادر نے زخمی کر دیا تھا اور وہ غریب پندرہ دن تک ہمارے گھر میں صاحب فراش رہا۔"

"واقعی بڑا حیرت انگیز معاملہ ہے۔" بشو چونک کر کہنے لگا۔ "دوران علالت میں تمہاری بہن نے اس کی دیکھ بھال کی۔ دونوں میں محبت ہوئی اور بالآخر شادی ہو گئی ہے نہ یہی بات؟"

"ہاں" مناکشی نے سادگی کے ساتھ کہا۔ "اس کی شکل و صورت مجھ سے بہت حد تک ملتی جلتی ہے مگر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ شادی کے معاملے میں بھی مکاسبت بدستور قائم رہی اور شاید آپ کو معلوم نہیں کہ اس کے شوہر کو بھی ایک دست شناس نے قبل از وقت پیش آنے والے حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔"

بشو ہونٹ چبانے لگا۔ "سمجھ میں نہیں آتا اس سازش کا بانی مبانی کون ہے تمہارے پتا یا وہ دست شناس! خیر کوئی بھی ہو اس کے داد نہیں دی جا سکتی کہنے کو بہادر ایک حقیر آدمی ہے۔ مگر کتنا کارگزار اور سمجھ دار ہے اور اس خوبی سے اس نے اپنا کام کیا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔"

"میں آپ کی بات نہیں سمجھی آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" مناکشی نے دلربایانہ انداز سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہی ہے جو تم نہیں سمجھیں" بشو بولا۔ "تمہاری یہ سادگی اور بھولا پن مجھے بہت محبوب ہے۔" کہتے ہوئے اس نے حسین مناکشی کو اپنے بازوؤں میں کس لیا۔

آپکی گود اولاد سے خالی نہیں رہیگی!

"مُرادی" کے استعمال سے اپنی مُراد حاصل کیجئے

جس گھر میں اولاد نہیں ہوتی اس گھر میں بہار کبھی نہیں آتی، اور خوشی و مسرت کے پھول کبھی نہیں کھلتے، عورت کے لئے بانجھ پن ایک بڑی لعنت ہے، کتنے گھر اس بیماری کی وجہ سے بلا نورِ نظر اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں، اور کس قدر بے مراد عورتوں کی گودیں خالی ہیں، بانجھ پن کو دور کرنے کے لئے مرادی وہ تیر بہدف دوا ہے جو بڑی تحقیقات اور مشقت کے بعد سائنٹفک اصول پر تیار کی گئی ہے، اسکے استعمال سے بشرطیکہ عورت کی عمر ۴۰ سال سے زیادہ نہ ہو گئی ہو لازمی طور پر حمل قرار پاتا ہے اور گود ہری بھری ہو جاتی ہے، اولاد کے خواہشمندوں کے لئے "مرادی" کا استعمال ضروری ہے، بے اثر ثابت ہونے پر پوری قیمت واپس کر دیجاتی ہے، اور واپسی کا اقرار نامہ شیشی کیساتھ رہتا ہے، قیمت پورا کورس چھ روپے چار آنے علاوہ محصولڈاک

حیاتی شبابی کمپنی دہلی

برہمچریہ ——— بنام ——— حسن

کامیاب کون ہوتا ہے؟

تلوار پروڈکشنز کا تیار کردہ

شکریہ

اداکاران:
رمولا
روپ لیکھا
سندر
گیانی
امر

ملاحظہ فرمائیے۔

روزانہ ۴، ۷، ۱۰ بجے
اتوار کو صبح ۱۱ بجے ایک زائد شو

موتی میں پریزیڈنٹ سنیما
بیلاڈیلائی

"کنول اور بھونرا"
بھونرا کنول کا دیوانہ ہے
کہ
ڈائرکٹر محبوب کی حسین پیش کش

تقدیر

میں کون بھونرا ہے اور کون کنول
یہ آپ اسے دیکھکر ہی سمجھ سکتے ہیں

موتی لال، چندر موہن
چارلی، نرگس

روزانہ تین شو
۴ بجے دن
۷ بجے شام
۱۰ بجے رات

جوبلی ٹاکیز میں

اتوار کو صبح ایک زائد شو ۱۱ بجے

پاکستان اور حق خود ارادیت

صفحہ سے آگے

کرنے کا کافی مسالہ ہے۔

(دو مسلمانوں کو ایک قومی بنیاد پر ٹوٹ ڈالا یا دو دنیا قوم کے لئے تکلیفوں کے طوفانی دروازے کھول دیگا کیونکہ کچھ کئی قومی تکلیفیں اس مثال سے تقویت پکڑ کر ہی حق علیحدگی اور قومی تمدنی کا مطالبہ کریں گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ۸۰۰ اقوام ایک دوسرے سے لڑنا شروع کر دیں گی اور ملک کی سیاسی اور معاشی ترقی کی کیا دوزخ کا نمونہ بنا دینگی اور سر پہ دارس موقع کو خوش آمدید کہتے ہوئے مختلف بدانیوں کے درمیان قوموں کو ایک دوسرے سے لڑاتے رہیں گے۔ ہندوستان کا ملک پر یہ قبضہ مضبوط ہو جائے گا۔ یہ اس نظریہ کے ساتھ ہے کہ ہندوستان میں ۸۰۰ سے کم اقوام نہیں ہیں اور برطانیہ نے یہ طے کیا کہ ۸۰۰ اقوام سے علیحدہ علیحدہ حساب کتاب کرنے کے بجائے کچھ قوموں کو چن لینا بہتر ہے جن کو کچھ خصوصیات عطا کر دی جائیں اور ان کے ذریعہ سے بایوں پر حکومت کی جائے کیونکہ اور تلا یہ کہ دوسری قوموں کی بے اطمینانی ان چھوٹوں کے خلاف ہوگی نہ کہ برطانیہ کے خلاف اور دوسرے یہ کہ اقلیتی قوام کی پرستانی انتہا ۸۰۰ اقوام سے سستا بھی پڑتا ہے (صفحہ ۱۲) یہاں پھر اس

مسئلہ پر کافی غور سوچنے کے لئے ذہنی مسالہ ہے

آخر میں ایک ضروری نقطہ ہے اہم اشان کے الفاظ میں یہ بالکل صحیح ہے کہ قومی سوال کو کسان کے سوال سے ملی ہوئی کوئی چیز سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ کسان کے سوال کے ساتھ ساتھ قومی سوال میں قومی تمدن، قومی حکومت وغیرہ قسم کے سوالات ہیں لیکن بالآخر یہ کسان سوال قومی سوال کی بنیاد اور اس کا اصلی نچوڑ ہے۔ وہی ہے جو ہم کو یہ حقیقت سمجھاتا ہے کہ کسان ہی قومی تحریک کے خاص نمائندے ہیں ان کے بغیر ایک طاقتور قومی تحریک نہ ہوتی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ (صفحہ ۱۲) اس کسوٹی سے جانچنے کے بعد یہ

کسی طرح کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں تحریک ہلکی ہے حقیقت میں ایک قومی تحریک ہے۔ اگر مسلم کسان کچھ بھی اس تحریک کے ساتھ ہیں تو وہ مسلمانوں کی حیثیت سے ہیں۔ کہ کسانوں کی حیثیت سے اور اس مسئلہ حقیقت سے مشکل سے ہی انکار کیا جا سکتا ہے اور اگر اس مسئلہ کی اس تشریح کو مان لیا جاتا ہے تو ہندوستان میں خود ارادیت کا نظریہ بالکل نیچے گر جاتا ہے۔ اس لئے جبکہ آپ خود ارادیت کی پہلی ضروری طریقے یا پورا

طریقہ ... اس کے ... ایک ... اور ... اشان ... الفاظ میں ... یہ اختصار کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

اسی طرح ہمارے پورے ... کے ... خود ارادیت کی تعریف ایک چھوٹا قصہ ہو جاتی ہے اور

اپنی غیر معمولی خصوصیت کو چھوڑ دیتی ہے۔ یہ ... کہ ان حالات میں قومی ظلم کے ختم کرنے یا چھوٹی قومی حکومتوں کی آزادی کا سوال نہیں اٹھایا جا سکتا ہے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ سرمایہ داری سے ... کے بغیر اور ہر ایک کے اپنے قومی پورے ... کے بغیر اور محنت کش عوام کے اپنے ہاتھوں میں طاقت لئے بغیر کمزور اقوام پر مظلوم لوٹ کو ختم کرنا قیاس سے باہر ہے

۸۰ روپیہ ماہوار کمائیے

آپ گارنٹی سے عزت، دولت، شہرت، ملازمت، سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ غالب وقت میں ۸۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ پیدا کرنے کے خواہشمند آج ہی ایک پوسٹ کارڈ ڈال کر ایک روپیہ بارہ آنہ میں وی۔ پی۔ منگا لیں۔ سکیم بڑی حیرت انگیز ہے۔

منیجر کمار ٹریڈنگ کمپنی، سوٹر گنج کانپور

فلمی دنیا میں تلاطم پیدا کرنے والا

نیا زمانہ

۴ بجے ۷ بجے ۱۰ بجے

اداکار ...

... بھاسکر ... وغیرہ

ریٹا کیز میں پانچواں کامیاب ہفتہ

منروا سینما دہلی کی شان و شوکت میں اضافہ ہوتے دیکھ کر؟

کیوں کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

جواب ملا۔ شیر کی نہیں ——— بلکہ

پردھان پکچرز کے عظیم الشان شاہکار

بمبئی ... پر ... کی ... کی ...

داسی

(DASSI)

نیا افسانہ، نیا انداز، نیا طرز ادا، وجد آفریں موسیقی

قہقہہ آفریں مزاح

خاص اداکار:- راگنی، نجم الحسن، گیانی، کلاوتی، جی۔ این۔ بٹ، بے۔ بی پروین، اوم پرکاش،

خیراتی وغیرہ

رام نرائن دوبے کی تجربہ کاریوں کا معیاری مرقع

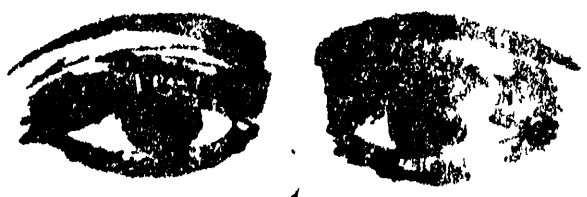

آنکھوں کی حفاظت آپکا پہلا فرض ہے!

آپ کو تو دنیا آنکھوں ہی کا دوسرا نام ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

نہیں تو کچھ نہیں اندھیرے سا جہاں — دیکھیے تو سارے عالم کی بہار آنکھوں میں ہے

اپنے محافظ چشم سرمہ جس کا نام نیتر نجن ہے زر کثیر خرچ کر کے نہایت بیش قیمت دوا سے تیار کیا ہے۔ اسکے استعمال سے آنکھیں تمام امراض سے محفوظ رہتی ہیں اور بڑھاپے بینائی قائم رہتی ہے۔ نیتر نجن کا استعمال آنکھوں کو عینک سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس سے ہمیں تھنڈک، روشنی، تازگی پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں کی کمزوری یا پانی آنا یا دھند وغیرہ دفع ہو جاتی ہے۔ نیتر نجن ہی کو آپ مستقل استعمال میں رکھیں، صرف چند روز میں اس کا فائدہ معلوم ہو جائیگا۔ فی شیشی (چار ماشہ) ۱۲ روپیہ چار آنے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ

باقی شبابی کمپنی دہلی

فن افسانہ نگاری

از جناب دل باغ رائے تلی جنڈیالوی

شاعری کی طرح افسانہ نگاری بھی ایک مستقل فن ہے اور جس طرح شاعر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ عروض سے واقف ہو اسی طرح افسانہ نگار کے لئے بھی فن افسانہ نگاری کے اصول سے واقف ہونا بھی ناگزیر ہے۔

فطرت نگاری

شاعر ہو یا افسانہ نگار دونوں کے لئے اشد ضروری ہے کہ وہ انہیں جذبات کی ترجمانی کریں کہ جو فطری ہوں غیر فطری جذبات جہاں زود بیان کو کم کر دیتے ہیں وہاں افسانے کے پلاٹ پر بھی ایک خطرناک اثر انداز ہوتے ہیں ہمیں یہی کوشش کرنا چاہیئے کہ ہم انہیں جذبات کو نظم کریں یا نثر میں ظاہر کریں کہ جن کی دھڑکنیں ہم نے اپنے دل کے بہت نزدیک محسوس کی ہوں ایسے واقعات جو ہماری روزمرہ زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں عین فطرت کے مطابق ہوتے ہیں اور ایسے واقعات جو کہ شاذ و نادر ہی پیش آتے ہیں اور جن کو ہماری روزمرہ کی زندگی سے کوئی ربط کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہم اُن کی فطری نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ ایک اتفاقیہ امر کے زیر اثر ظہور پذیر ہوتے ہیں اور کیونکہ ایسے واقعات عوام کی روزمرہ زندگی سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔ اس لئے عام لوگ ان کو ٹھیک طور پر محسوس نہیں کر سکتے انہیں غیر فطری گردانتے ہیں۔ ایک ایسے ہی افسانے کا پلاٹ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:۔

"ایک لڑکا عزیزی نامی ایک طوائف کے بالاخانے پر جاتا ہے۔ وہاں وہ طوائف کی بیٹی سے عشق کرنے لگتا ہے۔ طوائف اپنی بیٹی کو جس کا نام سلطانہ ہے عشق سے باز رہنے کی تلقین کرتی ہے عزیز کو بھی بالاخانے پر آنے سے سختی سے منع کیا جاتا ہے، مگر وہ چوری چھپے سلطانہ سے ملنے کے لئے آتا رہتا ہے۔ ایک دن عزیز پولیس کی مدد سے سلطانہ کو طوائف کے آزار سے رہائی دلاتا ہے۔ باتوں باتوں میں اُسے معلوم ہوتا ہے کہ سلطانہ دراصل طوائف کی بیٹی نہ تھی بلکہ اُس کی خالہ زاد بہن تھی اور وہ اس سے اُسی دن شادی کر لیتا ہے۔"

ہو سکتا ہے کہ ایسا واقعہ کبھی پیش آیا ہو، مگر چونکہ ہماری روزمرہ زندگی میں ایسے واقعات شاذ و نادر ہی پیش آتے ہیں اس لئے عوام ان واقعات کی سچائی تسلیم کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں اس لئے وہ انہیں غیر فطری سمجھتے ہیں اور ان سے اثر پذیر نہیں ہوتے۔ اسی طرح کی ایک مثال میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:۔

"ریل گاڑی دھرتی ماتا کے فراخ سینہ پر دوڑی چلی جا رہی ہے۔ گاڑی کے ڈبہ سے باہر ہر طرف خوفناک تاریکی چھائی ہوئی ہے آپ کے سامنے کی سیٹ پر ایک لڑکی جس کا سترہ اٹھارہ سال کا سن ہے لیٹی ہوئی ہے۔ بجلی کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کوئی حور ابھی ابھی نور میں نہا کر لیٹی ہے اور اُس کے حسین جسم سے سفید حسن کی شعاعیں نکل نکل کر فضائے بسیط پر چھا رہی ہیں۔ تمام رات آپ اُسے دیکھتے رہتے ہیں۔ آپ کے دل میں یہ خواہش کروٹیں لینے لگتی ہے کہ کاش یہ لڑکی میری زندگی کی ساتھی ہو سکتی۔ اتنے ہی میں صبح ہو جاتی ہے۔ گاڑی ایک اسٹیشن پر جا کر رک جاتی ہے اور وہ لڑکی بھی دوسرے مسافروں کی طرح ایک نظر غلط انداز آپ پر ڈالتی ہوئی چلی جاتی ہے۔"

آپ ایک اسی واقعہ کو لیجئے۔ ہر روز ہمیں کئی ایسی لڑکیوں کو گاڑی کے ڈبہ میں، موٹر بسوں میں، سڑک پر، میلے ٹھیلے میں تھیٹر و بائسکوپ میں دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے جو بہت حسین ہوتی ہیں اور جن کا رکھ رکھاؤ اور نشست و برخاست ہم کو کچھ ایسی بھاتی ہے کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ کاش ہماری اس لڑکی کے ساتھ شادی ہو سکتی۔ مگر کبھی ایسا تو نہیں ہوتا وہ لڑکی بعض اوقات ہماری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی کہ کوئی اس کا تمنائی اب اگر ایسے واقعہ کو کوئی افسانہ نگار بڑھا چڑھا کر لکھتا کہ ——!

"میں اُس لڑکی سے باتیں کرنے لگا۔ باتوں باتوں میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری خالہ زاد بہن ہے میں اس سے مل کر بہت خوش ہوا۔ جب گاڑی اسٹیشن پر رکی تو اس کے والد اس کو لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اُس نے اپنے والد صاحب سے میرا تعارف کروایا اور مجھے گھر چلنے کے لئے کہا جہاں پہنچ کر اس کے والد صاحب نے ہماری شادی کر دی۔"

جیسا کہ ظاہر ہے اگر اس واقعہ کو اس طرح بڑھا چڑھا کر لکھا جاتا تو وہ بالکل غیر فطری ہو جاتا افسانہ نگار کا تمام مطلب فوت ہو جاتا اور افسانے کا تمام لطف جاتا رہتا۔ اس لئے افسانہ نگار کو افسانہ لکھنے سے پیشتر یہ ضرور سوچنا چاہیئے کہ وہ افسانہ جو لکھنا چاہتا ہے مطابق فطرت بھی ہے یا نہیں۔ اور اُسے ہمیشہ غیر فطری واقعات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

واقعہ پر موجودہ دور کا اثر

جہاں یہ ضروری ہے کہ افسانہ فطری ہو وہاں اس بات کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ واقعہ حسب کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ایک شخص نے شیریں اور فرہاد کا مشہور واقعہ نثر میں لکھا جس میں دکھایا کہ ——

"فرہاد شیریں کے عشق میں اس قدر ڈوب چکا تھا کہ اُس نے پہاڑ کاٹنا کوئی بڑا کام نہ سمجھا اور تیشہ لیکر پہاڑ پر پہنچ گیا اور کچھ ہی دنوں میں پہاڑ کاٹ کر رکھ دیا۔"

اب ذرا اس واقعہ کی تفصیلات پر غور فرمائیے۔ اُس زمانہ میں وہ تو بارود ہی تھی کہ جس کے ذریعہ پہاڑ کو اڑایا جا سکتا اور نہ موجودہ زمانہ کی ایجادات کا کہیں وجود تھا کہ یہ مشکل کام آسان کہلا جا سکتا۔ ان حالات میں اگر آپ کے خیال میں ایک شخص اگر چاہے تو تمام عمر میں ایک پہاڑ کاٹ کر صاف و شفاف دودھ کی نہر تیار کر سکتا ہے۔ بالکل قریب قیاس ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ دور کا ایک افسانہ نگار اگر اس مشہور واقعہ کو لکھنا چاہے تو اُسے اس واقعہ کو کس طرح پیش کرنا چاہیئے؟

"موجودہ دور کے افسانہ نگار کے لئے لازم ہے کہ وہ کچھ ایسے حقائق فراہم کرے کہ جن سے ظاہر ہو کہ کوہکن ایک مزدور نہ تھا بلکہ اس زمانہ کا ایک بہت بڑا انجینئر تھا اور اُس نے شیریں کی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے تمام مزدوروں کو حکم دیا کہ وہ پہاڑ کاٹ کر ایک صاف و شفاف دودھ کی نہر تیار کر دیں اور وہ خود بھی اس کام میں مدد کرنے لگا۔ گو یہ کام بہت مشکل تھا مگر اس نے ہمت نہ ہاری اور کچھ ہی دنوں میں اس کے جدید استعمال کے باعث ایک نہر تیار ہو گئی۔"

اس واقعہ کو اگر اس طرح پیش کیا جائے گا تو ہم کہہ سکیں گے کہ یہ واقعہ حقیقت کے عین مطابق ہے ورنہ نہیں چونکہ اگر آج بھی کوئی یہ کہے کہ فلاں شخص اپنی معشوقہ کے ارشاد کے مطابق کوہ ہمالیہ کو کاٹ کر اس میں ایک نہر تیار کر رہا ہے تو ہمارے لئے اتنی ہی حیرت کی بات ہوگی کہ جتنی اس زمانے میں حیرت کا باعث ہوئی ہوگی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ کوئی آسان کام نہیں کیونکہ آج کل کی ایجادات کے باوجود بھی انسان کی انتھک کوششوں کے بعد پہاڑوں میں آنے جانے کے لئے راستے بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر اس واقعہ کو اس طرح پیش کیا جائے گا تو عوام پر بہت اثر پڑے گا ورنہ لوگ اُسے ایک غیر فطری چیز سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔ چونکہ موجودہ دور کی ترقی یافتہ دنیا اس بات کو باور کرنے کے لئے کسی طرح بھی تیار نہیں کہ ایک شخص نے اکیلے ہی پہاڑ پر جا کر بھروسہ کا تیشہ مار مار کر ایک خوشنما نہر تیار کر دی۔ اس کام کے لئے کم از کم عمریں درکار ہیں اور جیسا کہ ظاہر ہے یہ کام ایک آدمی کے بس کا نہیں اور ضرورت ہے کہ اس میں بہت سے آدمی لگائے جائیں

شوکت الفاظ

جب آپ کا دل یہ گواہی دے کہ وہ واقعہ جو آپ لکھنے والے ہیں مقتضائے حال اور عین فطرت کے مطابق ہے تو اس کے درست سے ناگزیر امر ان الفاظ کا فراہم کرنا ہے کہ جن کے نام و افعال سے آپ ایک واقعہ کی دلکش تصویر پیش کر سکیں۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں گرفتار ہیں کہ "شوکت الفاظ" کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے مشکل الفاظ استعمال کئے جائیں۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ بعض ایسی عبارتیں کہ جن میں ایک بھی مشکل لفظ نہیں ہوتا اُن کو پڑھتے ہی زبان چٹخارے لینے لگتی ہے بعض لوگ اپنی تحریر میں مشکل الفاظ اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ اس طرح اپنی ہمہ گیر قابلیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور وہ اپنی تحریر کے ایک ایک لفظ سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ قادر الکلام ہیں اور انہیں زبان پر قدرت حاصل ہے۔ مگر یہ بالکل مہمل خیال ہے۔ ایسی تحریر کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور ایسی تحریر جس کا مقصد پر لکھی ہوتی ہے وہ سوائے ہونٹوں کو چھوٹی چھوٹی ناؤ بنانے یا آلو چھولے بیچنے والوں کو آلو چھولے لپیٹنے کے اور کسی کام نہیں آتی۔

جہاں تک ہو سکے افسانہ نگار کو مشکل الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیئے اور چھوٹے چھوٹے سہل فہم اور دلکش الفاظ میں واقعہ کی تصویر کھینچنی چاہیئے تاکہ ہر شخص بغیر لغت کی مدد کے اسے پڑھ سکے اور فائدہ اُٹھا سکے۔

جذبات نگاری

یہ تہیہ کر لینے پر کہ الفاظ مشکل استعمال نہ کئے جائیں گے سب سے ضروری امر جذبات نگاری ہے اس ضمن میں کچھ زیادہ نہ لکھتے ہوئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ جذبات نگاری کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ افسانہ نگار کا دل حساس ہو جتنا کہ ایک شاعر کا دل جو دنیا کو روتا دیکھ کر روتا ہے اور ہنستا ہے اور جب اس کا دل اس قدر گداز ہو جائے گا کہ اس پر واقعہ اس حد تک اثر انداز ہو سکے تو وہ جو کچھ بھی لکھے گا۔ اس کا ایک ایک لفظ پڑھنے والوں کے دل کے پار ہوتا چلا جائے گا۔

کائنات عالم کا مطالعہ

آج تک جتنے بھی بڑے بڑے افسانہ نگار و انشا پرداز گزرے ہیں۔ ان سب میں ایک بات خصوصیت سے مشترک تھی وہ یہ کہ وہ ہر وقت کائنات یا فطرت انسانی کے مطالعہ میں مستغرق رہتے تھے اور ہر ایسی چیز کے خواص۔ کیفیات کو بطور شاہد کرتے تھے جو عام آنکھوں سے مخفی ہوں۔ رفتہ رفتہ اسی فکر میں مستغرق رہنے مشق، مہارت سے ان کے دماغ میں ایسی طاقت پیدا ہو جاتی تھی جو مختلف خاصیتوں کو فوراً اخذ کر سکے چنانچہ جب وہ کبھی مضمون یا افسانہ لکھتے تھے تو اپنی قوت متخیلہ سے ان فطری مشاہدات کا تصرف کرتے تھے اور اس کے باعث اُن کے رشحات قلم میں زور پیدا ہو جاتا ہے۔

الفاظ و معنی

ہر افسانہ نگار کے لئے یہ لازم ہے کہ دنیا کی ہر چیز ہر واقعہ

کا غور سے مطالعہ کرے اور جب کوئی افسانہ لکھے تو ان نفسیاتی اشاروں کو ایک دلکش انداز سے بیان کرے۔ اب یہ اس شخص کی مہارت و قابلیت پر منحصر ہے کہ وہ ان نفسیاتی اشاروں کو کن الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

معنی تو ہر شخص کے دماغ میں پوشیدہ ہوتے ہیں مگر معنی کو ظاہر کرنے کے لئے ہر شخص کے الگ الگ یا یوں سمجھئے کہ ہر شخص کے لئے مخصوص الفاظ ہوتے ہیں، چنانچہ جو چیز دیکھنے کی ہے وہ یہی ہے کہ کسی واقعہ کو کن دلکش الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔

الفاظ

الفاظ کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں جن کو بچے بولتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں جو صرف عاشق و معشوق کی زبان سے نکلتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں جو غم و غصہ کی ترجمانی کرتے ہیں۔ بعض ڈر و خوف کا اظہار کرتے ہیں اور بعض حکم کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔

بچے اکثر چھوٹے چھوٹے ٹوٹے ہوئے جملے بولتے ہیں جو کہ کانوں کو بہت پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ نازک اور لطیف الفاظ استعمال کئے جائیں۔ عاشق و معشوق محبت و پیار کی زبان میں گفتگو کرتے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی گفتگو میں شستہ، صاف، رواں و خوبصورت الفاظ کا استعمال کیا جائے۔ اپنے اپنے موقعہ و محل کے مطابق الفاظ کی ترکیب، نشست اور بندش الفاظ کا تناسب، برجستگی اور سلاست، بندش کی چستی اور ترکیب کی دلآویزی تحریر میں ایک روح پیدا کر دیتی ہے۔ ان الفاظ کا موقعہ و محل کے مطابق انشا پرداز کی متانت و مہارت پر موقوف ہے۔

تشبیہہ، استعارہ، روزمرہ اور محاورہ

خاص قسم کی ترکیب کسی خاص معنی کی ترجمانی کرنے کے لئے اہل زبان کی بول چال میں مستعمل و مستعمل ہوتی ہیں۔ ان کا موقعہ و محل کے مطابق استعمال تحریر میں جادو جگا دیتا ہے۔ ان کا استعمال دراصل عین بمقتضائے فطرت کہے۔ تحریر میں ندرت و لطافت پیدا کرنے کے لئے جہاں یہ اشد ضروری ہے کہ نادر و جدید تشبیہیں، استعارے، روزمرہ و محاورے ڈھونڈ ڈھونڈ کر استعمال کئے جائیں وہاں یہ بھی اشد ضروری ہے کہ ان کا استعمال اس قدر کثرت سے نہ ہو کہ تمام تحریر ایک معمہ ہو کر رہ جائے۔ اس لئے جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ نادر تشبیہوں، استعاروں، روزمرہ و محاوروں کو اپنی تحریر میں بے کم و کاست استعمال کیا جائے۔ وہاں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ان کا استعمال آٹے میں نمک سے زیادہ نہ ہونے پائے۔

ہیجان نگاری

افسانہ میں رفتہ رفتہ قدرتی بیان کے ذریعہ کچھ ایسا اثر پیدا کرنا کہ جو پڑھنے والے کے دل و دماغ پر جاری و ساری ہو جائے ہیجان نگاری کہلاتا ہے۔ یہ ملکہ بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے اس کے لئے یہ امر شرط ہے کہ افسانہ نگار موقعہ و محل کا پورا پورا لحاظ رکھے اور ایک انوکھے طرز بیان سے رفتہ رفتہ افسانے کے پلاٹ کو اٹھاتا چلا جائے۔ جس کے باعث پڑھنے والے ایک دم افسانے کے نتیجے پر نہ پہنچ سکیں بلکہ جوں جوں افسانہ پڑھتے جائیں توں توں وہ افسانے کے تاثرات سے اثر پذیر ہوتے چلے جائیں اور جب افسانہ پڑھ کر چکیں تو ایسا محسوس کریں گویا انہوں نے ابھی ابھی اپنی آنکھوں سے کوئی ناٹک دیکھا ہو۔ ہیجان نگاری میں جہاں افسانے کے پلاٹ کو دخل ہے وہاں موزوں الفاظ کی بھی اشد ضرورت ہے۔ جس کا ذکر ہم الفاظ اور الفاظ و معنی کی بحث میں پیشتر کر آئے ہیں۔

خاتمہ

کامیاب افسانہ نگار کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ اس کے افسانے کی ابتدا کی طرح اس کا نتیجہ بھی شاندار ہو۔ یہی وہ نتیجہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی بنیاد پر اس افسانہ نگار کی شہرت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ افسانہ نگار کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ وہ نتیجہ پیش کرنے سے پیشتر اپنی قوت متخیلہ سے کام لے اور اس کی مدد سے اپنے دماغ کے تمام ذخیرے کو نتیجہ پیش کرنے میں صرف کر دے۔

گویا افسانے کا نتیجہ صاف و بین الفاظ میں پیش کر دیتے تھے مگر آجکل یہ طریقہ رائج نہیں بلکہ اس کی بجائے اسلوب بیان کے ذریعہ کچھ ایسا ڈھنگ اختیار کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والا جہاں نتیجہ پر آسانی سے پہنچ جاتا ہے وہاں اس کو سوچنے اور غور کرنے کا بھی موقعہ ملتا ہے تاکہ وہ بالواسطہ افسانہ نگار کے خیالات سے اثر پذیر نہ ہو۔ بلکہ خود سوچ سمجھ کر اپنی رائے قائم کر سکے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ وہی تاثرات قائم کرے گا جن کو افسانہ نگار نے پہلے ہی سے کسی اور شکل میں افسانہ کے ذریعہ اس کے دل و دماغ میں ڈال دیئے ہیں۔ مگر دوسرے کی کہی ہوئی بات پر لوگ عمل کم کرتے ہیں بہ نسبت اس کے کہ وہ خود سوچ سمجھ کر اپنے لئے کوئی عمل کی راہ تلاش کریں۔ اس لئے خاتمہ دلکش اور دعوت فکر لیے ہوئے ہونا چاہیئے۔

انڈین ایئر فورس

صفحہ ۹ سے آگے

اس لئے ضرورت ہے برطانوی حکومت کو چاہیئے کہ وہ ہندوستانی ہوائی بیڑہ کو زیادہ سے زیادہ ترقی دے اور وسیع تر کرے۔ امید کی جاتی ہے کہ جوں جوں وقت گذرتا جائے گا یوں ہندوستانی ہوائی بیڑہ صرف ہندوستانی افسروں اور ملازموں سے پُر ہو جائے گا۔

ہندوستانی ہوا بازوں کے کارنامے

ہندوستانی ہوا بازوں کے متعلق یہ کہنا کافی ہے کہ انہوں نے اپنے کاموں کے ذریعہ اپنی قابلیت اور بہادری کا پورا ثبوت دیا ہے اور مختلف جنگی مورچوں پر انہوں نے جو کارنامے پیش کئے ہیں وہ لائق تحسین ہیں۔ صرف انڈین ایئر فورس ہی میں نہیں بلکہ برطانوی رائل ایئر فورس میں بھی انہوں نے ہوائی جنگ اور فن پرواز میں بہت قابلیت سے کام کیا ہے لیکن ہندوستان کے رقبہ اور آبادی کے پیش نظر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ موجودہ انڈین ایئر فورس ابھی بہت مختصر پیمانے پر رکھا گیا ہے اور اس میں مزید توسیع و ترقی کی بڑی گنجائش ہے۔

ہندوستان ٹائلز

صفائی کے برتن، غسل دان، میز کے نمائشی گلدان
فوارے وغیرہ وغیرہ
سادہ رنگین اور چمکدار کے لئے

ہندوستان سیمنٹ ٹائل ورکس
قرول باغ دہلی سے معلوم کریں

قائم شدہ:- ۱۹۳۲

زمین آسمان کا فرق ایک سچا واقعہ

ایک حیرت انگیز دوائی کا کرشمہ

یوں تو بہت سی چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہو سکتا ہے لیکن میری حالت میں ایک حیرت انگیز دوائی نے جو فرق پیدا کیا ہے وہ زمین و آسمان کے فرق سے بھی زیادہ ہے پہلے میں غلط کاری اور بے اعتدالی سے کمزور اور نیم مردہ ہو گیا تھا میرا چہرہ سرد، دل ڈوبا ڈوبا سا آنکھیں زرد اور اداس اور زندگی جوانی کی ترنگوں سے خالی ہو چکی تھی لیکن اب میں پھر جی اٹھا ہوں اب چہرہ سرخ، دل امنگوں سے بھرا ہوا، آنکھوں میں نور اور زندگی جوانی کے جوش سے لبریز ہے۔ "یہ سب پریم بٹی کا کرشمہ ہے" اب میں نے خلق خدا کے فائدے کے لئے اس دوا کو عام کر دیا ہے اور سالہا سال سے صحت لاثانی کے دامنوں پر ملک کے کونے کونے میں اس کے فائدوں کا ڈنکا بج رہا ہے۔ پریم بٹی میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ڈالی جاتی، یہ دوا امراض کا چلا پن، سوزاک، ذیابیطس، جریان، پیشاب کے قبل یا بعد سفید رطوبت کا آنا، سستی، کمزوری، یادداشت کی کمی، بدہضمی، کھانسی، عورتوں کے سفید پانی رطوبت کا آنا وغیرہ جملہ اقسام کی مردانہ و زنانہ بیماریوں کو چند ہی دنوں میں جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور رگ رگ میں نئی زندگی بھر دیتی ہے۔ ۴ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت تین روپیہ دو آنے 3/2/- چالیس دن کی پوری خوراک یعنی اسی گولیوں کے پیکٹ کی قیمت پانچ روپے دس آنے 5/10/- ڈاک خرچ دو پیکٹ تک صرف تیرہ آنے، غیر ممالک کے لئے اس کی قیمت دس شلنگ ہے بوجہ پیشگی آنا ضروری ہے۔

تعریفی خطوط کا انبار ہمارے پاس اس حیرت انگیز دوا کو استعمال کرنے والے ہزاروں مریضوں کے خطوط آتے رہتے ہیں۔ نمونے کے طور پر اس سرٹیفکیٹ کو ملاحظہ فرمائیے۔

آر۔ اے چترجی آنریری مجسٹریٹ اور چیئرمین کارڈون لیسرج میونسپلٹی کلکتہ تحریر فرماتے ہیں۔ "آج کی بار دوائی ہوئی دوا نے خوب فائدہ کیا۔ ایک دوسرے مریض کے لئے اسی گولی اور روانہ فرمائیے"

پتہ:- بابو شام لال جی رئیس پریم بٹی آفس دھن کٹی نمبر ۵۱۵ کانپور

ایجنٹ:- بلاک ایجنٹ کمپنی کمارتھا بازار دہلی، ۱۰ ایرا ترک جوہری بازار آگرہ

وہ اعداد و شمار جو اعتماد کے حامل ہیں

۲۳ ویں سالانہ ویلیوایشن رپورٹ
نے ثابت کر دیا کہ
اموات کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے تجربہ نے
اخراجات کی شرح گھٹا دیا
اس سالانہ عرصہ کے لئے خالص منافع ——— ۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ
کمپنی کے واجبات کی قیمتوں کا اندازہ
کرنے اور تین فیصدی سود پھیلانے کے بعد
پالیسی ہولڈروں کا ریزرو ۵۴ لاکھ روپیہ سے بڑھ گیا

اعلان شدہ بونس:- تمام عمر کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ فی ہزار فی سال
میعادی پالیسیوں پر دس روپیہ فی ہزار فی سال

ہیڈ آفس:- بمبئی

اورینٹل

قائم شدہ:- ۱۸۷۴

گورنمنٹ سکیورٹی لائف ایشورنس کمپنی لمیٹڈ
اورینٹل بلڈنگ کوئنز وے، نئی دہلی
برانچ سکریٹری:- لالہ بشمبر ناتھ بھمبڑی

راج ہنس

ایک سندھیا کھنڈی کہانی

انسانہ

از جب دیش چیتر کار شملہ

از جب دیش چیتر دیدی

ایک دفعہ راجہ تھا جو کوئی تھا لوگوں نے سنا کہ اگر ان کے گھر کے سامنے راج ہنس کا درشن کیا جائے تو وہ اچھا ہو جائے گا۔ راجہ نے ہنس راج کی تلاش میں چاروں طرف اپنے آدمی بھیجے۔ بڑی مشکل سے دو سال بعد کہیں جنگل کے ان سرحدوں پر ایک راج ہنس ملا۔ اسے پکڑ کر پنجرے میں بند کر کے راجہ کے پاس لایا گیا۔ اپنی اس حالت پر ہنس رات دن اداس رہتا اور پنجرے سے جدا ہونے سے زیادہ اسے اپنی آزادی کے چھن جانے کا افسوس تھا لیکن سب سے زیادہ افسوس اسے اپنی موت کا تھا کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے خون سے راجہ اپنے گلے کا ہار دوبارہ عنقریب ذبح کیا جائے گا۔ اسے بہت سے لوگ دیکھنے آتے تھے لیکن وہ غمگین اداس پنجرے میں بیٹھا رہتا تھا کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا تھا۔

ایک روز رجکمار بھی اسے دیکھنے آئے۔ اس کی حالت دیکھ کر ان کو بہت افسوس ہوا۔ انھوں نے ہنس سے کہا "او ہنس! مجھے تیری حالت دیکھ کر رحم آتا ہے لیکن اگر تجھے چھوڑ بھی دوں تو راجہ مجھے ہلاک بند کر دیں گے بتا میں کیا کروں؟"

ہنس نے رجکمار کی بات سنی اور بولا: "رجکمار میں جانتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ دو گے تو تم پر مصیبت آئے گی لیکن میں تمہیں قول دیتا ہوں کہ تمہاری مصیبت میں تمہارا ساتھی رہوں گا۔ دیکھو اگر راجہ تمہیں جلا وطن کریں تو تم شمال کی طرف جانا۔ بارہ جنگل پار کر کے تمہیں ایک اونچا سا پیپل کا درخت ملے گا۔ وہیں میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

رجکمار نے پنجرے کی کھڑکی کھول دی اور ہنس پھر سے اڑ گیا۔ راجہ کو جب یہ معلوم ہوا تو بہت غصہ آیا اور اس نے رجکمار کو بلا کر کہا کہ میری سلطنت سے نکل جاؤ۔

رجکمار تو پہلے ہی سے تیار تھا۔ محل سے شمال کی طرف چل دیا اور کئی روز چلنے کے بعد اسے وہی پیپل کا درخت ملا۔ راج ہنس وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے رجکمار کو اپنی پیٹھ پر بٹھا لیا اور اسے لیکر ان سرحدوں کی طرف چلا۔ ان سرحدوں کے کنارے ایک محل تھا اسی میں ہنس نے رجکمار کو اتار دیا اور کھانے پینے کا سب انتظام کر دیا۔ اپنے گھر والوں سے ملکر اب راج ہنس بہت خوش تھا۔ روزانہ کر وہ رجکمار کی خبر لیجاتا تھا۔ ایک دن رجکمار نے ہنس سے کہا "دیکھو دوست میں گھر سے نکالا گیا تھا میری شادی ہو چکی ہوتی اور میں عیش کی زندگی گزارتا۔ یہاں تو تنہا پڑے پڑے میرا جی ہی نہیں لگتا۔"

ہنس نے رجکمار کی بات سنکر کہا: "اچھی بات ہے میں تمہارے لئے ایک راجکماری لاؤں گا۔"

اگلے دن ہنس رجکمار کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر ایک شہر میں لے گیا۔ وہاں کے راجہ کی لڑکی نہایت پھولوں سے تولتی تھی کسی غیر مرد کا اس نے منہ تک نہ دیکھا تھا۔ رات کے وقت ہنس نے رجکمار کو کھڑکی میں سے راجکماری کے محل میں پہونچایا اور خود اڑ کر محل کے سامنے والے پیپل پر جا بیٹھا۔ رجکمار کو دیکھکر راجکماری اس پر عاشق ہو گئی اور تمام رات اس کے ساتھ چوسر کھیلتی رہی۔ صبح ہوتے ہی رجکمار ہنس کی پیٹھ پر سوار ہو کر چلا آیا۔ دوسرے دن راجکماری جب تولی گئی تو ڈگری بھر پھول چڑھ گئے۔ تمام شہر میں خبر پھیل گئی۔

راجہ نے کہا سونے ہو کوئی آدمی چوری سے راجکماری کے محل میں آنے جانے لگا ہے چنانچہ اس کا پتہ لگانے کے لئے اس نے راجکماری کے محل کی سب کھڑکیوں اور دروازوں میں نمک سے بھروا کر نمازیں بچھوا دیں۔ رات کو جیسے ہی رجکمار کھڑکی میں داخل ہوا زمین کی نمازیں گر پڑا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ اسے گرفتار کرنے کے لئے راجہ نے یہ چال کی ہے۔ وہ فوراً ہی وہاں سے روانہ ہوا اور کئی دن کے بعد آگرا۔ آگرا ان رنگے ہوئے کپڑوں کو دھونے کے لئے لے گیا۔ راجہ کے آدمی نے شہر میں گھوم رہے تھے چنانچہ دھوبی کے کپڑے دیکھ کر وہ اسے راجہ کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ راجہ نے پوچھا یہ کس کے کپڑے ہیں؟

دھوبی نے کہا کہ ہمارے یہاں ایک مسافر ٹھہرا ہے اس کے ہیں۔

راجہ نے کہا: "ہم نہیں جانتے تم پہچانو کہ اس آدمی کو گرفتار کرلاؤ۔ اگر وہ ہاتھ نہ آیا تو تمہیں سزا دی جائے گی۔"

دھوبی بولا: "مہاراج اپنے کچھ آدمی میرے یہاں بھیجدیجئے کل جب وہ کپڑے لینے آئے تو اسے گرفتار کرلیں۔"

راجہ نے یہی کہا۔ اگلے دن جب رجکمار دھوبی کے یہاں گیا اور کپڑے لیکر چلنے لگا تو سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا اور راجہ کے سامنے پیش کیا۔ راجہ نے کہا: "تم چھپکر راجکماری کے محل میں راستہ کر آتے اس کے لئے تمہیں پھانسی کی سزا دیجاتی ہے۔"

رجکمار نے بہت کچھ کہنا چاہا لیکن اس کی ایک نہ سنی گئی۔ لوگ پکڑ کر اسے سولی پر چڑھانے لے گئے جیسا کہ قاعدہ ہے۔ سولی پر چڑھانے سے پیشتر اس سے پوچھا گیا کہ تمہاری خواہش کیا ہے؟

رجکمار نے کہا: "میں کیا چاہوں؟ اگر آپ لوگ کہیں تو اس پیپل پر چڑھکر اس کی دو ایک پتیاں کھاؤں۔"

سب لوگ ہنس پڑے۔ لوگوں نے کہا کیا بیوقوف ہے۔ اور سے کوئی اور چیز مانگ۔

رجکمار نے کہا: "مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔"

رات کے تین بجے تھے! دوست اب بھی ٹیبل لیمپ جلائے کسی کی انتظار کر رہے تھے کمرہ نیم تھا لیکن ان کے کان دروازہ پر لگے ہوئے تھے کہ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"تپاجی! تپاجی! دروازہ کھولیے۔!!"

یکدم فوراً اٹھے اور دروازہ کھول دیا۔ اپنے آپ کو ایک بھورے کالے کمبل میں ڈھانپے کوئی جھٹ پٹ اندر چلا آیا۔ فوراً دروازے آتے ہی کمبل اتار پھینکا۔ اس کے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں پستول تھا!

"کیوں کامیاب رہے؟" دوست نے دروازہ بند کرتے ہوئے بالکل دھیمی آواز میں پوچھا۔

"ہاں تپاجی! امید تو پوری ہے" نوجوان نے جواب دیا "لو لاؤ یہ پستول اب مجھے دے دو" دوست نے پستول لیکر چوبی میز کے دراز میں رکھ دیا اور چابی لگا دی "گھبراؤ نہیں بادھو۔ بیٹھ جاؤ۔ ہمیں میرے پاس اب میں وہ راز بتا دوں جس کے لئے تم نے یہ کام کیا۔"

"سنیئے تپاجی۔" بادھو نے پاس کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو سنیئے! ——— آج سے پورے تیس برس پہلے یہاں ہمارے شہر میں بجلی نہ تھی۔ ایک بار کوئی رات کے دس بجے میں کسی سے ملکر گھر واپس آ رہا تھا۔ اماوس کی گھور کالی رات تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا کہ اچانک میں نے سنا کہ کوئی بھاگا میری طرف آ رہا ہے۔ اندھیرے میں میں نے سرمکن کوشش کی کہ بھاگنے والے سے کہیں ٹکر نہ ہو جائے کہ دفعتاً کوئی مجھ سے آ ٹکرایا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ ٹکر لگانے والا ٹکر کھا کر وہیں پاس ہی گر پڑا ہے اتفاق سے دیا سلائی جیب میں موجود تھی فوراً ایک دیا سلائی روشن کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ پاس ہی ایک نوجوان عورت چت پڑی ہے۔ عجیب سین تھا۔ ٹمٹماتی ہوئی دیا سلائی میں اس کے چہرے کے قریب لے گیا۔ اس کا سانس بڑی تیزی سے چل رہا تھا۔ بے ہوش پڑی تھی، نامعلوم کیوں میں اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آیا!

جب وہ ہوش میں آئی تو مجھے پاس کھڑا دیکھکر چلا اٹھی "میں کہاں ہوں؟ بتایئے! مجھے یہاں کون لے آیا؟ آپ! آپ کون ہیں؟ بولتے کیوں نہیں؟"

اس کے الفاظ سن کر میں سمجھ گیا کہ کوئی ضرور ہی ستم رسیدہ ہے وہ مجھے گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔

"گھبراؤ نہیں بہن! میرے منہ سے نکل گیا۔" اسے اپنا گھر ہی سمجھ۔ بھائی کا گھر۔

"اوہ" وہ عجیب حیرانگی میں بولی اور اس کی نگاہیں جھک گئیں۔ سر ساڑی کے پلو سے ڈھانک لیا

"رات کے بارہ بجے تھے کہاں جا رہی تھی اس وقت آخر بہت ہمت کر کے میں نے پوچھا۔

"کہاں جا رہی تھی۔ کیا بتاؤں تمہیں بھیا؟" اس نے ایک گہری آہ بھرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں تو اب کہاں جاؤ گی؟"

"کیا معلوم؟"

"کس گلی میں ہے گھر تمہارا؟"

"گھر ہے کہاں کہ گلی بتاؤں!" کہتے ہوئے اس نے چہرہ ہاتھوں سے ڈھانپ لیا اور سسکنے لگی۔

"آخر بات کیا ہے بہن؟"

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحہ سے

"مجھے بس کہا ہے تو اس ملیاری کی مصیبت سنو بھیا"
اس نے ساڑھی کے پلو سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "اب تم سے کیا چھپاؤں! میں پاپن ہوں — یہاں پریت نگر کے بڑے رئیس سیٹھ جگن داس کو آپ شاید جانتے ہوں بڑے مشہور بیوپاری ہیں۔۔۔۔"

"ہاں ہاں بولو" میں نے دلچسپی بڑھاتے ہوئے کہا۔
وہ بولی "ایک دن اس کے جوان بیٹے سے میں نے کہا۔ "اب کیا ہوگا چندن؟"
کیا بتاؤں دیکھا وہ روکھے پن سے بولا
"تم اس پاپ کو چھپا سکتے ہو چندن! اور ایک کنواری کنیا کی لاج"
"وہ کیسے"؟
"شادی"
"شادی!"
"ہاں چندن!"
"ناممکن"
"آخر کیوں"؟
"میرے والدین کبھی رضامند نہ ہوں گے دیکھو میرا پیسہ اور تم غریب۔ ایک دریا کے دو کنارے! یہ کبھی مل نہیں سکتے!"

ان باتوں سے میرا دل جل گیا۔ سمجھا کہ بولی اس وقت تمہاری یہ امیری کہاں تھی جب یہ پاپ کیا تھا؟ اس وقت یہ امیری غریبی کا بھید کہاں تھا جب مجھ سے محبت کے سو سو وعدے کیا کرتے تھے۔ کیا اس وقت تمہیں معلوم نہ تھا کہ نشت تمہارے ہاتھوں صرف ایک کھیل رہے گا — فریبی کہیں کے"

"کہتی جاؤ دیکھا! جو کچھ بھی کہنا ہے کہتی جاؤ"
"اس کی لاپرواہی سے میں آگ بگولہ ہو گئی میرے جنون طاری ہو گیا۔ اس کے گلے کی ٹائی کو پکڑ کر میں نے جھنجھلا کر کہا۔
ایک جوان لڑکی کے جسم سے کھیلتے ہوئے تمہیں یہ معلوم نہ تھا کہ تم اس کی معصوم زندگی اجیرن کر رہے ہو؟ اسے تباہ کر رہے ہو؟"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا" وہ مجھے دھکا دیتے ہوئے اٹھا اور چلا گیا۔
یہ باتیں ایک باغ میں ہوئیں میں اس کا پیچھا نہ کر سکی۔ تب اس کے بعد میں ہر لمحہ اسی تاک میں رہتی کہ موقع ملے تو گھر سے بھاگ نکلوں۔ مجھے والدین کی یہ ناسمجھی گوارہ نہ تھی اور آخر ایک دن گھر سے بھاگ نکلی۔
اب یہاں اس شہر میں چلی آئی۔ پاس پیسے کچھ نہ تھا۔ فاقوں کی مار سہی آج ایک اور پاپ سے اپنی عصمت بچانے کی خاطر بھاگ رہی تھی کہ آپ سے بھینٹ ہو گئی۔

× × ×

دیوت نے دیکھا کہ ادھو بلو اس کی داستان سن رہا تھا۔ انھوں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔
"ہاں رشیا! میری اس دھرم کی بہن سے میرے گھر ہی میں تعارف ہوا۔ اس کے بعد تمہاری مرحوم والدہ کی بیوہ ہاں تیس برس کی زندگی سے تمہیں کوئی مطلب نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہونا چاہیے کہ میری بہن اور تمہاری والدہ کی آس تم ہی رہے۔ تمہاری ماں نے زندگی کاٹی تو سہی لیکن خاوند کے پیار کو ہمیشہ ترستی رہی۔ اسے ایک بھائی کی محبت حاصل تھی لیکن قسمت نے جوانی سے بڑھاپے تک پریتم کے پریم سے دور رکھا

سنو سنو کچھ نہ کہتی لیکن اس کی آنکھوں سے کئی بار میری آنکھوں میں آنسو لائے! آنگن میں بیٹھی کلی گھماتے وہ کئی بار گاتی۔

سکھی! میں بن راجہ کی رانی
بھاگ چلی کیوں دکھی جوانی

مجبور تھی بے چاری اور لاچار بھی۔ آخر جس پل وہ تمہیں میرے حوالے کر کے دنیا چھوڑ رہی تھی تو اس نے آنکھوں میں آنسو لا کر مجھ سے ایک قول لیا تھا۔ عجیب قول!
بھیا! میرے ادھو سے کہنا کہ اس چندن سے انتقام لے جو اس کی دکھی ماں کی زندگی میں دکھ کے بادل بنا چلا گیا۔ ورنہ میری آتما کو کبھی شانتی نہ ملے گی"
یہ تو میں نہیں جانتا کہ کسی سنگھ ون بیاہ سے ایک معصوم ہستی کی روح کو تسکین حاصل ہوتی ہے یا نہیں ہاں تمہیں دیکھ کر سنتے ہوئے میری بہن نے جو قول اس دکھ بھری دنیا کو جس قول کی نیت پر اور ادا کیا اسے پورا کرنا میرا فرض ہے۔
"یہی سنیہ چندن مل تمہارا باپ ہے ادھو!"
"بیٹے نے باپ کو قتل کیا"
ادھو سر جھکائے بیٹھا تھا۔
"جاؤ اب سو رہو ادھو!" بیوت پھر بولے "آج کے کام کو بھولنے کی کوشش کرو۔"
ادھو چپکے سے اٹھا اور چلا گیا۔

ٹیگور کا شاہکار

"میں اس حسین دنیا میں مرنا نہیں چاہتا بلکہ ان لوگوں کے درمیان زندہ رہنا چاہتا ہوں جو مجھے سورج کی روشنی پھولوں سے بھرے ہوئے باغ میں اور زندگی سے لبریز دلوں میں اپنے لئے جگہ پیدا کرنے دیں۔ نوع انسان کے خوشیوں اور غموں کے نغمات سے مجھے ایک غیر فانی گھر بنانے دیں۔ توڑنے کے لئے صبح و شام مجھے نئے نغموں کے پھول اگانے دو۔ تو میرے پھولوں کو ہنستے ہوئے پھر سے قبول کر اگر وہ مرجھا جائیں تو انہیں پھینک دے۔"

بہرا پن کی شرطیہ دوا

ڈفنال نہایت قیمتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ پچاس سالہ تجربہ شدہ دوا جو چند یوم میں نشہ و پرانے بہرا پن کو جڑ سے کھو دیتی ہے۔ سیپ بہنا، جلن، پھنسی، درد کان میں سائیں سائیں، سیں سیں کی آوازیں آنا وغیرہ کی حکمی دوا ہے۔ قیمت خرچ ۱۰ روپیہ آٹھ آنہ محصول علاوہ
ڈاکٹر ملک فارمیسی شاہدرہ دہلی

جمیلان

تار کا پتہ: میڈلینز — ٹیلیفون نمبر: ۵۵۶۶

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب امیر اعظم کا نادر الوجود عطیہ

یہ عجیب و غریب ہاکسیر دوا جریان کے لئے بے حد مفید ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے ناتوانی توانائی سے، بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ عضو میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے اس کے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس العلاج نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔
قیمت ۲۲ قرص کی شیشی تین روپیہ آٹھ آنے ۶۴ قرص کی شیشی چھ روپے۔

منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی
نوٹ:۔ عالیجناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب یا ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے

میرے پینے کی چیز ہے
یہ خوشی کا ذریعہ ہے

ناشتہ ایک پیالی چائے کے ساتھ یہ بڑی خوشی کی چیز ہے۔ آجکل میری ماں مجھے یہی دیتی ہے۔ معلوم نہیں کیوں؟ چونکہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ کسی قدر زیادہ دودھ کے ساتھ تیزابیت اور کسیلا پن کم ہو جاتا ہے۔" یہ بات میں نے کبھی سمجھی تو نہیں ہے مگر مجھے اس سے فائدہ ہو رہا ہے۔
یہ میرے روزانہ پینے کی چیز ہے یہ ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے خوشی کا ذریعہ ہے لیکن مجھے یہ کہنے دیجئے کہ میں سب سے زیادہ،

ویلی ویو
Valley-View
کا شائق ہوں

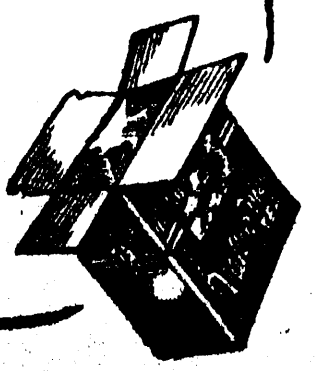

پی - ۱۲ مشن روڈ اکسٹنشن کلکتہ
بھلسن روڈ دہلی

ہفتہ وار کراس ورڈ معمہ نمبر (۸)

ایک سو روپے کے نقد انعامات

پہلا انعام پچاس روپے، رنرز اپ پچیس روپے

اشارات — دائیں سے بائیں!

(۱) تعطیل کا دن (۵) اسکی روشنی سے رات دن ہو جاتی ہے،
(۹) ایک خطاب (۱۰) شرمندہ (۱۱) بخار
(۱۲) وضعدار عورتیں اپنے چہرے کے گلے میں یہ لگا کر چہرے کی خوبصورتی کو دوبالا کرتی ہیں، (۱۵) بعض فلسفیوں کا خیال ہے کہ بچہ اس کے ذریعہ سب کلام سیکھتا ہے،
(۱۷) یہ امر مسلمہ ہے کہ شراب پی کر آدمی یہ ہو جاتا ہے،
(۱۸) ـــــ خرید لینے سے چیز عمدہ اور ارزاں ملتی ہے
(۲۰) دیہات میں یہ شے بہت کارآمد سمجھی جاتی ہے،
(۲۱) گانے والوں کے لئے اس کا مستقل طریقہ سے برقرار رہنا بڑھاپے تک روزی سے لگے رہنے میں کافی مدد دیتا ہے
(۲۳) ؎ ـــــ روتی ہے تو ساری کائنات آنسو بہاتی ہے
وہ ہنستی ہے تو فطرت بیخودی سے مسکراتی ہے
(۲۶) عربی میں ہاتھ کو کہتے ہیں،
(۲۷) سڑک پر فوجی افسروں کا یہ دیکھکر تانگہ والے تک بردبار ہو جاتے ہیں
(۲۹) بعض نگاہیں اثر کے اعتبار سے "ـــــ" ہوتی ہیں،
(۳۱) انسانوں کا شمار
(۳۳) ہمارے ملک میں ہر بڑے شہر کے قریب ہوائی یہ بن گیا ہے،
(۳۴) اس ملک کے رہنے والے نہایت مہمان نواز مشہور ہیں،
(۳۵) لفظ "مفر" کے دو حرف،
(۳۶) جوانی وہ "ـــــ" ہے جس کا نشہ بڑھاپا ہی اتارتا ہے،

اشارات — اوپر سے نیچے

(۱) ہندی میں فرق کو کہتے ہیں (۲) گولہ پھینکنے کا آلہ
(۳) ؎ سینہ مالک ذوق طرب سے ہے چاک چاک ٭ اب فتنۂ نشاط کا در ـــــ نہ کیجئے (۴) اس وقت (۵) دنیا اسی کے وجود سے اچھی معلوم ہوتی ہے (۶) عاشق مزاج شاعر کا دل و دماغ "ـــــ" کے وقت غزل گوئی کے لئے نہایت موزوں ہوتا ہے،
(۷) ؎ دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا ٭ آسماں آنکھ کی "ـــــ" میں ہے دکھائی دیتا۔
(۸) صاحب لوگوں کے رہنے کا مکان،
(۱۳) اگر انگلینڈ میں یہ نہ ہوتا تو مشینوں کا بنا ہوا کپڑا ہندوستان میں نہ دکھائی دیتا (۱۴) عشق کے سودائی کو یہی چیز کھینچتی ہے،
(۱۶) طاقتور (۱۷) زمانہ اسکو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے،
(۱۹) نشو (لفظ الٹا تحریر ہے) (۲۰) ہندوستان میں آٹے کی یہ ہزاروں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی رہتی ہیں، (۲۲) ہٹلر کا خیال ہے کہ امن پسند آبادیوں کو "ـــــ" کرنا جنگ فتح کرنے میں مدد دیتا ہے
(۲۴) جو شخص یہ ہوتا ہے اسکی محلہ بھر خوشامد کرتا رہتا ہے (۲۵) ایسے ڈاکٹروں کی آمدنی خوب ہوتی ہے (۲۷) "چمپا" کے بے ترتیب حروف،
(۲۸) ؎ "ـــــ" ایک بات پوچھتے ہو تم کہ تو کیا ہے ٭ تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے (۲۹) شرابیوں کے نزدیک تھوڑی سی پی لینے کا کوئی یہ نہیں ہوتا (۳۰) بعض اشخاص اس موسم کو ہمیشہ ساتھ رکھتے ہیں
(۳۱) اگر انسان میں یہ نہیں تو اشرف المخلوقات کہلائے جانے کا مستحق نہیں ٭

(۱) داخلہ کی آخری تاریخ ۱۳ جولائی ۱۹۴۴ء
(۲) صحیح حل کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۴ء
(۳) فہرست انعامات کی اشاعت تیج ویکلی مورخہ یکم اگست ۱۹۴۴ء

ان نقشوں پر اپنے حلوں کی نقلیں رکھ سکتے ہیں یا اگر آپ چاہیں تو ان کی فیس حسب قواعد ۱ و ۲ و ۳ و ۴ بھیج کر ان پر اپنے مزید حل بھیج سکتے ہیں ٭ ٭ ٭

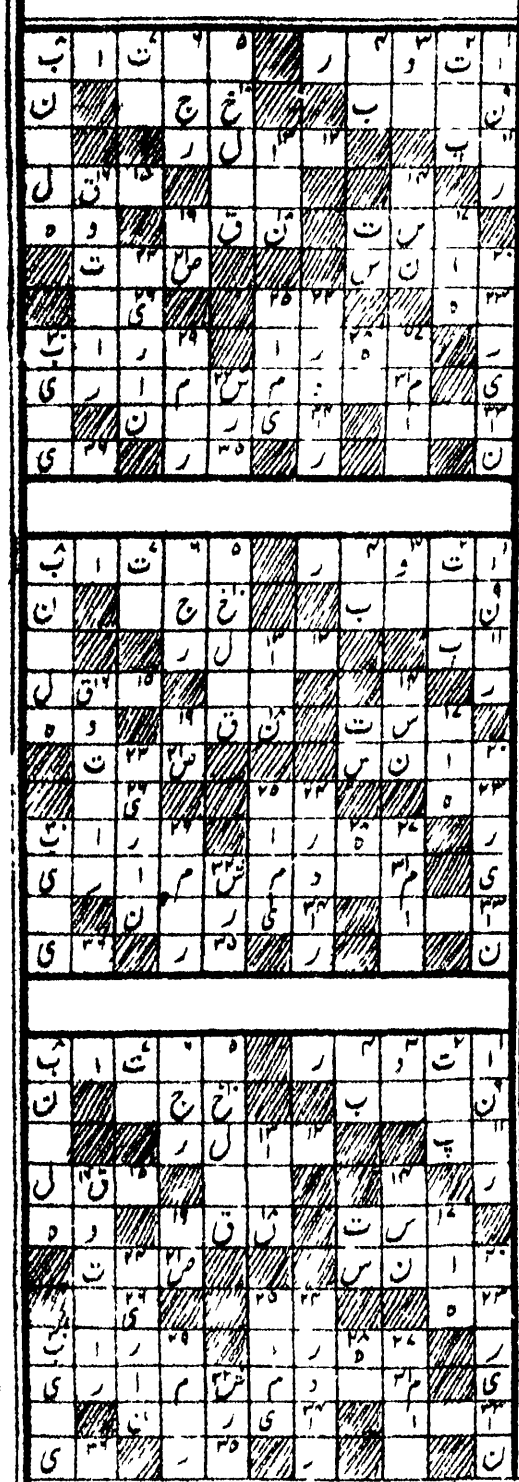

فارم برائے اندراج معمہ نمبر (۸)

(اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے)

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

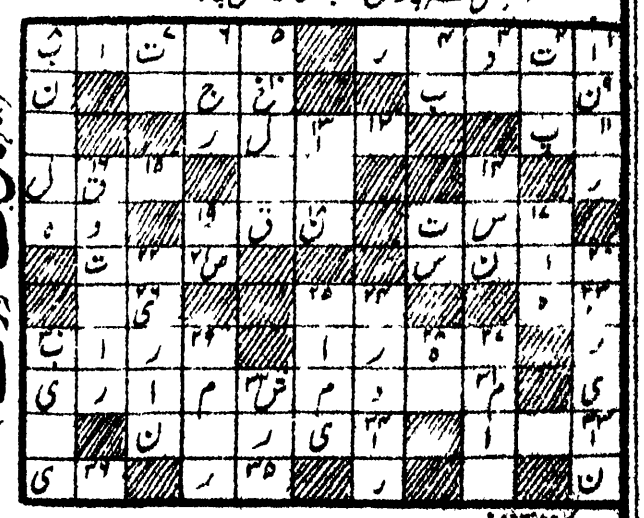

(اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چار آنے)

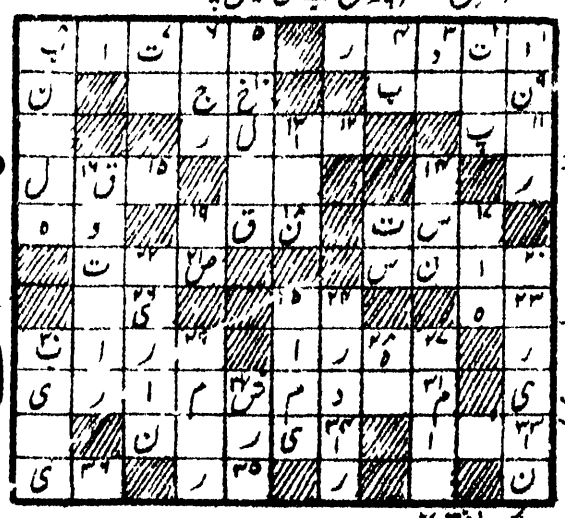

(پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ اس نقشہ کو مفت بھر کر بھیج سکتے ہیں)

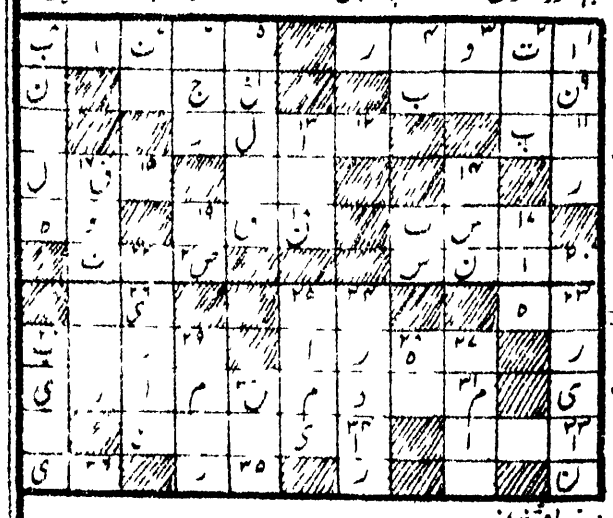

(اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے)

اوپر کے نقشوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیجئے خواہ آپ ایک حل بھیجیں یا دو حل، ان تینوں نقشوں کو ساتھ بھیج دیجئے جو نقشہ آپ استعمال نہ کریں اسے خالی چھوڑ دیں جو شخص دو نقشے بھر کر آٹھ آنہ فیس داخلہ کے ساتھ بھیجے وہ تیسرا نقشہ مفت بھر کر بھیج سکتا ہے

(اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے)

اوپر کے نقشہ نمبر ـــــ

داخلہ کردہ نقشہ نمبر ـــــ

نقشہ نمبر ـــــ

تیج ویکلی کراس ورڈ معمہ نمبر (۸):- داخلہ کے ان قواعد و شرائط کو پڑھکر جو بہت دنوں تک تیج ویکلی میں شائع ہوتے رہے ہیں میں اس امر کا پابند ہوتا ہوں کہ اس کے جملہ امور کے متعلق منیجر تیج ویکلی کا فیصلہ میرے لئے قطعاً اور قانوناً قابل پابندی ہوگا اور میں منیجر کے ہر فیصلہ کو صحیح تسلیم کروں گا۔

پورا نام (صاف طور پر) ـــــ

پورا پتہ

نمبر پوسٹل آفس ـــــ نمبر پوسٹل آفس ـــــ ڈنکٹوں کی رقم ـــــ (اس لائن کے چاروں طرف کاٹیے)

بال سبھا!

پھول شہزادی

پھول شہزادی بہت عقلمند اور دانا لڑکی تھی۔ وہ جنگلی جڑی بوٹیوں کی مدد سے بیماروں کو دم بھر میں بھلا چنگا کر دیتی۔ اُسے معلوم تھا کہ بادشاہ کب مرے گا اور کتنا عرصہ رہے گی، اس کا باپ جو ایک بڑا بادشاہ تھا اس کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا اتنی عقل کے باوجود شہزادی ہمیشہ اداس ہی رہتی تھی کیونکہ اس کے باپ کی سلطنت میں ایک خونخوار شیر نے آفت مچا رکھی تھی اس نے ہزاروں کی بھی مار ڈالے تھے۔ لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ یہ شیر جادو والا ہے اس لئے کوئی شخص اس کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ یہ بھی کہتے تھے کہ اس کا گھر ہڈیوں کا بنا ہوا ہے

پھول شہزادی ایک دن جنگل میں پھول چننے گئی تو اس نے ایک پری دیکھی۔ پھول شہزادی نے اس سے پوچھا "آپ کون ہیں؟" وہ بولی "میں ہی تو ہوں جس نے تجھے علم سکھایا ہے میرا نام جمیلا ہے" یہ کہہ کر وہ پھول شہزادی کو اپنے خوبصورت کمرے میں لے گئی اور اُسے اپنا سارا محل دکھایا اور اُسے کچھ چھپنے کے لئے کہا۔ یہ سن کر پھول شہزادی نے پردار شیر کو مارنے کی تجویز پوچھی جمیلا نے کہا کہ اسے مارنے کے لئے مقدس تین ماہ میں ایک ایسی چادر بنی ہوگی جسے پہن کر تم لوگوں کی نظروں سے غائب رہ سکو اور سانپ، بچھو اور کوے کی بولیاں سمجھ سکو گی" پھول شہزادی نے اسے فوراً مان لیا۔

ادھر جب پھول شہزادی جنگل سے واپس نہ لوٹی اور بہت تلاش کے باوجود بھی نہ ملی تو یہ سوچ کر کہ شاید شیر نے مار ڈالا ہو لوگ چپ ہو رہے۔

جب تین ماہ ختم ہو گئے تو وہ سب کچھ تیار کر کے جنگل سے نکلی۔ ایک درخت پر تین کوے بیٹھے ہوئے تھے اس نے چادر اوڑھ لی اور ان کے نزدیک جا کر باتیں سننے لگی ایک کوا بولا شیر کے پردں کا بھید سفید کوے ہی جانتے ہیں دوسرا بولا سفید کوے اس کے پروں کے گھر میں رہتے ہیں اور وہ گھر بھوپال کی طرف ہے۔ شہزادی یہ سن کر ان پروں کی طرف گئی۔ وہاں دو سفید کوے بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک بولا شیر کو مارنے کا بھید نیلک جانتے ہیں شہزادی یہ سن کر قریب کے تالاب پر گئی۔ وہاں ایک نیلک سے ملی۔ نیلک اس کا بھید جان گیا اور جا کر سب ہڈیاں گرا دیں۔ تب شیر مر گیا۔ اور پھول شہزادی جمیلا کے ساتھ اپنے بچھڑے ہوئے والدین سے آ ملی۔ لوگوں نے اس کی جرأت کی بہت تعریف کی۔

(بیل کمار جین۔ جموں)

لالچ کی سزا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند دوست ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے۔ چلتے چلتے انہیں ایک چاندی کی ڈلی ملی وہ آپس میں لڑنے لگے۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ چاندی اس کے قبضے میں آ جائے آخر یہ فیصلہ ہوا کہ کسی سنار کے پاس جا کر اس کے برابر حصے تقسیم کر لئے جائیں۔ یہ آگے کی طرف بڑھے۔ راستے میں انہیں بھوک لگی اور رات بھی ہو گئی۔ وہ جنگل میں ٹھہر گئے اور ایک دوست کو قریب کے گاؤں میں کھانا لینے کے لئے بھیج دیا۔

اس کے دل میں لالچ آ گیا اور اس نے کھانے میں زہر ملا کر ان تمام کو کھلا دیا وہ سب رات کو کھانا کھا کر سو گئے اور نیند میں ختم ہو گئے۔ صرف کھانا لانے والا ہی بچا اب وہ اکیلا چاندی لے کر گھر کی طرف چلا جا رہا تھا اسے ڈاکو مل گئے ڈاکوؤں نے اسے بھی مار دیا اور چاندی بھی لوٹ لی۔ اس نے لالچ کے بدلے میں اپنی جان بھی گنوائی اور چاندی بھی ہاتھ نہ آئی۔

(محمد عالمگیر عالم خان پرشن کالج شاہ آباد)

۵۰ فٹ لمبا خط

ٹیکساز میں رہنے والے ایک نوجوان کو اپنی محبوبہ کا خط ملا ہے جو ۵۰ فٹ لمبا ہے

ایسا کبھی نہ کیجئے

ریل گاڑی کے باہر کھڑے ہو کر ہرگز سفر نہ کیجئے۔ ایسا کرنے سے آپ سگنل کے کھمبے یا پل سے ٹکرا جائیں گے اور آپ کے بچے اُڑ جائیں گے۔ آپ اس طرح زخمی ہوں یا جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں تو ریلوے اس کا کوئی معاوضہ نہیں دیتی کیونکہ اس وقت کی سفر قانوناً ممنوع ہے۔ اگر ڈبے کے اندر جگہ کا موقع نہ ملے تو سفر ہرگز نہ کیجئے۔ جان کو خطرہ ایسا کام کر کے جس میں بڑی بسلی ہونے یا جان جانے کا خطرہ ہو اپنے ساتھ اور اپنے مال بچوں کے ساتھ بے جا زیادتی کرنا ہے۔

آج کل ریلوں میں بڑی بھیڑ ہوتی ہے کیونکہ گاڑیاں کم چل رہی ہیں اور ڈبے کم ہو گئے ہیں۔ گاڑیاں اس لئے کم چل رہی ہیں کہ ریلوں کا سب سے پہلا فرض سارے ملک میں کھانے کی چیزیں۔ کپڑے اور ایندھن پہونچانا ہے آپ کے سفر کرنے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ آپ کے کھانے کو غلہ اور پہننے کو کپڑے برابر ملتے رہیں۔

سفر کم کیجئے اور سفر میں خطرہ مول نہ لیجئے

ریلوے بورڈ نے شائع کیا

جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ آپ یہاں کیسے رک گئے تھے۔ شکر ہے کہ بات اتنے ہی پر ٹل گئی اور نہ کون جانے کیا کچھ بیتی آتا....."

"تم سے کم یہ حادثہ میرے گھر میں تو پیش نہ آتا!" بمل بابو تاسف سے ہاتھ ملتے ہوئے بولے "اچھا ہوتا وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ آپ بری طرح زخمی ہو گئے ہیں۔ تمام جسم سے خون نکل رہا ہے۔ فوراً ڈاکٹر کو بلانا ہوگا" یہ کہہ کر انہوں نے سہارا دیکر بشو کو اٹھایا اور اپنے غلام اور بیوی کو آواز دی۔ دونوں دوڑتے ہوئے آئے اور بشو کو بمل کا سہارا دیکر اندر لے گئے اور خود ڈاکٹر کو بلانے کے لئے چلے گئے۔

آرام کرسی پر آنکھیں بند کئے بشو کو لیٹے ہوئے چند منٹ گذرے ہونگے کہ کسی نے اس کے زخم ہاتھ کو اپنے نرم و گداز ہاتھوں میں لے لیا اور آہستہ آہستہ ٹھنڈے پانی سے زخم دھونے لگا۔ بشو سمجھا کہ بمل بابو کی دھرم پتنی ہونگی مگر جب آنکھیں کھولیں تو حیران رہ گیا۔ کیونکہ ایک انتہائی حسین و جمیل لڑکی روپلی پانی میں بھگو بھگو کر زخم دھو رہی تھی اور منہ اس کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ بشو نے کتنی ہی حسین و خوبصورت لڑکیاں دیکھی تھیں مگر اس دوشیزہ کو دیکھنے کے بعد اسے اپنا تمام کردہ معیار حسن ایک نفسیاتی فریب معلوم ہونے لگا۔ وہ زخموں کو بھول گیا اور پوری توجہ کے ساتھ اس کے دلنواز حسن کا نظارہ کرنے لگا۔ اس کا سر سترہ اٹھارہ کے قریب تھی اور کشیدہ قامت، نزاکت آفریں بل کھاتا ہوا جسم، روشن پیشانی، پیوستہ ابرو، سیاہ بڑی بڑی آنکھیں، دراز پلکیں جن میں شوق اور حیا آنکھ مچولی سے کھیلتے معلوم ہوتے تھے۔ ستواں ناک، گلاب کی پنکھڑیوں ایسے نیلے نازک ہونٹ، صراحی کی مانند شفاف اور خوبصورت گردن، کانوں میں الماس کے آویزے۔ تابہ کمر سیاہ چمکیلے بال، عریاں گداز مرمریں بانہوں میں سیاہ چوڑیاں گویا ناگنیں تھیں جو شاخ صندل کے گرد لپٹی ہوئی تھیں۔ نو شگفتہ مرمریں سینہ، اس نے فیروزی رنگ کی ساری اور عنابی طرز زیب تن کر رکھا تھا۔ یہ ملبوس حسین اس کے سراپا کو اور بھی حسین تر بنا رہا تھا۔ بشو کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس نے حیا آگیں تبسم کے ساتھ آنکھیں نیچی کر لیں۔ یکایک بشو کو دست شناس کی پیشگوئی یاد آگئی اور اسے اپنے جسم میں ایک لہر سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ سوچنے لگا، اگر وہ تمام واقعات اس گھر میں اسی محبوبہ کے نیچے ہیں حسین و جمیل دوشیزہ کے ساتھ پیش آجائیں تو یہ کتنا ہی عجیب و غریب اور دلچسپ رومان ہوگا۔ ایسا رومان جس کی بنیاد اتفاقات پر مبنی ہوتی ہے اور جس کی مثال افسانوں میں ہی مل سکتی ہے۔

اتنے میں بمل بابو ڈاکٹر کو لیکر واپس آگئے۔ انہوں نے آتے ہی زخموں کا معائنہ کیا اور پھر دوا لگا کر پٹیاں باندھ دیں اور بشو کو ایک نرم و گداز بستر پر لٹا دیا۔

"ڈاکٹر صاحب یہ اتنے نرم اور کمزور سے کیوں معلوم ہوتے ہیں؟" بمل بابو نے فکرمندانہ انداز سے بشو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ محض خون نکل جانے کی وجہ سے ہے"

"تب تو انہیں کافی دنوں تک رہنا ہوگا؟"

"ہاں" ڈاکٹر صاحب بولے "پوری طرح صحتیاب ہونے تک انہیں کام نہ کرنا ہوگا اور پھر انجکشن کی بھی تو ضرورت ہے۔ معلوم ہے کتنا پاگل رہا ہو"

بمل بابو کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں گہری افسردگی طاری تھی۔

بشو نے موضوع کلام بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: "اگر آپ برا نہ مانیں تو میری جیب میں پرس ہے اس میں سے اپنی فیس لے لیں"

"ہیں" بمل بابو چونک کر بولے "بھلا یہ آپ سے فیس کیونکر لے سکتے ہیں۔ آپ نے میرے گھر میں میرے کتے سے آپ کو لاتا ہے۔ اس لئے جو خرچ ہوگا، میں کرونگا" یہ کہہ کر وہ ڈاکٹر صاحب کو لئے ہوئے باہر چلے گئے۔

"غریب بوڑھا سمجھتا ہے کہ میں اس کی وجہ سے زخمی ہوا ہوں" بشو اپنے آپ سے کہنے لگا "حالانکہ ایسا ہونا میری قسمت میں لکھا تھا۔ پھر کون ٹال سکتا تھا۔

اتنے میں بمل بابو پھر کمرے میں داخل ہوئے اور بشو کو مخاطب کرتے ہوئے بولے "ڈاکٹر صاحب انجکشن دینے کے لئے شام کو آئیں گے"

"آپ کو میری وجہ سے بہت تکلیف ہو رہی ہے بمل بابو!" بشو کہنے لگا "میں آپ کے اس احسان کا بدلہ کیونکر ادا کر سکونگا"

"یہ احسان نہیں میرے عزیز! بلکہ فرض ہے جسے میں ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں"

"کون مناکشی! آؤ آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا؟"

دودھ کا پیالہ لئے ہوئے اندر داخل ہوئی "آپ ان سے باتیں کر رہے ہیں۔ دیکھئے ہنس خون نکل جانے کی وجہ سے یہ کتنے کمزور ہو گئے ہیں"

"اوہ۔ میں بھی کتنا غلط کار ہوں مجھے اس بات کا خیال ہی نہ رہا اچھا میں اس موذی کتے کی خبر لیتا ہوں جس کی وجہ سے ان کو تکالیف کا سامنا ہوا" یہ کہہ کر وہ باہر چلے گئے۔

"لیجئے دودھ پیجئے!" مناکشی نے بشو کی طرف پیالہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے محبت و

(باقی اگلے صفحہ پر)

پیشگوئی

(صفحہ ۱۸ سے آگے)

قدرتی قبض کشا

لیگزن دیگر معمولی قبض کشاؤں سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ اس کے کل جزو نباتی ہیں۔

لیگزن قبض اور اس سے پیدا ہونیوالی دیگر بیماریوں، مثلاً انتہا، بدہضمی، سستی، بے خوابی، سر درد، بدہضمی جگر کی خرابی اور بھوک نہ لگنے وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

لیگزن دو شکلوں میں آتا ہے

لیگزن الیگزیر کو ڈو اور نورنج جو آپ پسند کریں استعمال میں لائیں۔

LIXEN

ایمن اینڈ ہنبرز لمیٹڈ
(قائم شدہ انگلستان)
کلائیو بلڈنگس کلکتہ

اسٹیڈ
گراموفون کی سوئی
مشہور سیکرٹ کی گارنٹی کے ساتھ زیادہ اونچی آواز کے لئے بنانیوالے ہیں۔ اسٹیڈ اینڈ کمپنی لمیٹڈ شیفیلڈ

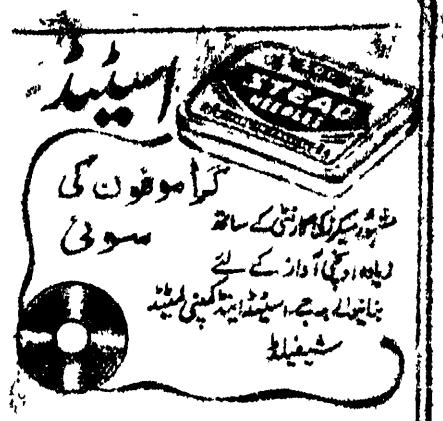

نیشنل انڈین
لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ
ہیڈ آفس: سرکلر نیل بلڈنگس ۹ لال بازار کلکتہ: دہلی آفس: کناٹ سرکس بالمقابل فائر بریگیڈ نئی دہلی

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم
بادشاہی
صابون اور پاؤڈر
قیمت فی بوتل ایک روپیہ
مستعمل کیجئے
[illegible] بازار دہلی

بارلے
لِلی مارکہ
ہندوستان میں
بہترین پینے
کی خوراک
ہر روز پورے طور پر پہنچنے والے سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔
دی لِلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ اور بمبئی

پچھلے صفحے سے

ہمدردی کا اظہار ہو رہا تھا۔

بشو نے پیالہ لے لیا۔

"ماتا جی نے مجھے تاکید کی ہے کہ میں آپ کے پاس ہی رہوں ٹھاکر آپ چپ چاپ لیٹے رہیں۔"

بشو کے دل میں بلکہ سارے جسم میں مسرت کی ایک لہر سی دوڑ گئی اور وہ مسکرا کر بولا "اگر میں آپ سے چند باتیں کرنا چاہوں تو کیسا اس میں بھی یہ ہدایت مانع ہوگی؟"

وہ بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کے یاقوتی لبوں کے پیچھے سے موتی ایسے دانت اس طرح چمکے جیسے بروہ سحاب سے بجلی چمک پڑے۔ وہ دلربایانہ انداز سے سر ہلا کر بولی "جی ہاں!" اور پھر بستر کی چادر درست کرنے لگی۔ بشو وہ دھیان کر پر شوق نگاہوں سے اس کی حرکات و سکنات کا مطالعہ کرنے لگا۔

"اب آپ سو جائیے! بہت تھک گئے ہونگے!" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بشو لیٹ گیا۔ مگر نیم باز نگاہوں سے برابر اس حسین و جمیل دوشیزہ کی طرف دیکھتا رہا جو کمرے کی دوسری چیزوں کو قرینے سے رکھ رہی تھی۔ اسے یکایک ایسا محسوس ہوا جیسے وہ بے اختیار اس کی طرف کھنچا جا رہا ہے اس کی محبت کی کمند میں اسیر ہوا جا رہا ہے اسے اپنے آپ پر اختیار نہ رہا۔ لڑکی کے اوضاع و اطوار سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بھی اس کی ذات سے دلچسپی لے رہی ہے اور رہ رہ کر دست شناس کی بیان کردہ رومانی شادی کا خیال بشو کے ذہن میں مستحکم ہوتا جا رہا تھا کہ یقیناً یہی وہ حسینہ ہے جس کے بارے میں اس نے پیشگوئی کی تھی۔ پرماتما کرے ایسا ہی ہو۔

لیٹے ہی لیٹے یکایک اس کی نگاہ ایک تصویر کی طرف اٹھ گئی۔ جو ایک خوبصورت فریم میں دیوار پر آویزاں تھی۔ اس کا دل سینے میں ڈوبنے لگا۔ اس کے رداں آنکھوں خوابوں کا شیرازہ بکھرتا ہوا معلوم ہوا۔ تصویر میں سناکشی دیدہ زیب لباس میں ملبوس کرسی پر بیٹھی تھی اور ایک تندرست و توانا نوجوان کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ بشو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ سناکشی کے پیچھے اس کا شوہر کھڑا ہے۔ اب زخموں کے علاوہ اس کے پہلو میں بھی شدت کا درد ہو رہا تھا اور وہ بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلنے لگا۔

سناکشی آہستہ آہستہ اس کے قریب آئی اور محبت بھرے لہجے میں بولی "کیوں کیا ہوا؟ آپ اس طرح پریشان کیوں ہیں؟"

"جانے کیوں میرا دل ڈوبا جا رہا ہے" وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا "وہ تصویر آپ ہی کی ہے نہ؟"

سناکشی پس و پیش میں پڑ گئی۔ اس تصویر اور اس کی بے چینی میں بظاہر کوئی تعلق معلوم نہ ہوتا تھا "وہ میری بہن ہیں، میری بڑی بہن کی ہے" وہ مسکراتی ہوئی بولی "اور اس کے ساتھ اس کا شوہر ہے وہ آج کل ٹاٹا نگر میں ہیں۔"

"وہ! میں سمجھا تھا کہ آپ کی تصویر ہے" بشو اطمینان کا سانس لیکر بولا۔ اس کے خوبصورت چہرے پر مسرت کی لہر دوڑ گئی اور کسی نامعلوم جذبے کے ماتحت اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اب طبیعت کیسی ہے؟" سناکشی نے پوچھا

"آپ کی عنایت ہے، اچھا ہوں" بشو مسکرا کر بولا۔ مگر بھولی سناکشی نوجوان کی حالت میں اس فوری تغیر کی وجہ نہ سمجھ سکی۔

**

اسی طرح دن گزرتے گئے۔ دنیا کی ہر شے پر رومان و مسرت کی بارش ہو رہی تھی۔ بشو مسرت و بہجت کے پُرشور سیلاب میں بہا جا رہا تھا۔ اس کے دل کی دنیا رنگین و جمیل خیالات و تصورات سے معمور ہو گئی تھی۔ سناکشی ہر وقت اس کی چارپائی کے گرد موجود رہتی اور اس کی دیکھ بھال میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی۔ جب ڈاکٹر آتا تو بشو کو احساس ہوتا کہ وہ واقعی مجروح ہے اور نہ وہ ہر وقت سوتے جاگتے محبت کے حسین و خوش آئند خواب دیکھا کرتا۔ پری چہرہ دوشیزہ سناکشی دلنواز انداز سے مسکرا مسکرا کر اس کی مرہم پٹی کرتی اس کے لئے دوا تیار کرتی اپنے ہاتھوں سے پلاتی۔ اس کے نرم و نازک ہاتھوں کے مس سے وہ کسی اور ہی دنیا میں پہنچ جاتا۔ بشو محبت کا ہمیسا تھا اور حسین سناکشی مسیحا۔ بشو نو بستر علالت پر پڑے ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ ایک دن بشو نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا "سناکشی! کیا تم جانتی ہو کہ تم میرے لئے کس نعمت کی مرہم پٹی کرتی ہو؟"

سناکشی اس سوال سے گھبرا گئی اور دودھ کے پیالے میں چمچہ چلاتے ہوئے دبی زبان سے بولی "میں کیا جانوں۔ آپ ہی بتائیں۔"

"جانتی ہو، مجھے کیا عارضہ ہے؟"

"نہیں آپ ہی بتائیں" اس نے بیزاری سے جواب دیا۔

"برا تو نہ مانو گی؟"

"نہیں اس میں برا ماننے کی کونسی بات ہے"

"تجھے پریم کا روگ ہے" وہ [illegible] "علاج مرض....."

"محبت کا وہ علاج مرض!" اس نے ہنس کر کہا "تو آپ کے خیال میں اس کا کوئی علاج نہیں؟"

"ہے تو ہی....." اس نے رکتے ہوئے کہا

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

آیورویدک گیان

ذوق طب، شوق ڈاکٹری رکھنے والو!
گھر بیٹھے تسلی کرا کر آیورویدک، یونانی حکمت، ہومیو پیتھک وغیرہ ڈاکٹری کی سندات حاصل کر کے سند یافتہ معالج بننے کے واسطے مفت طلب کریں۔
منیجر اولڈ انڈین میڈیکل کالج کوٹ گڈھ شملہ

سلمہ

انسان خدا کی ہر مخلوق سے محبت کرتا ہے اور ہر محبت عشق مجازی سے تبدیل ہو کر عشق حقیقی تک پہنچ سکتی ہے۔
ایثار محبت کی دلفریب کہانی اور اسلامی معاشرت کا پاکیزہ مرقع

ہند پکچرز کا اصلاحی شاہکار

سلمہ

کہانی و مکالمہ:- منشی دل
گیت:- حسرت لکھنوی
گوبند رام مکتی فلم
ڈائرکٹر:- نذیر

درخشاں ستارے:- ستارہ، الشور لال، ارملا، یعقوب

مذرا دتی و دیانت، مجید کی اداکاری نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔
آپ کے شہر میں جلد آ رہا ہے بے صبری سے انتظار کریں
نوکھلا تھیٹر لدھیانہ میں ——— تیسرا شاندار ہفتہ
رائل ٹاکیز امرتسر میں ——— چوتھا شاندار ہفتہ

جاری کردہ:- پرکاش ٹاکیز ڈسٹری بیوٹرز دہلی، لاہور

RUDGE
WHITWORTH

رج وہٹ ورتھ بائیسکلوں کی جو محدود سپلائی آج دستیاب ہے، وہ بدقسمتی سے مطالبات پورے کرنے کے لئے ناکافی ہے تاہم ہمیں یقین ہے کہ وہ وقت بہت جلد آنیوالا ہے جبکہ ہر سائیکل چلانے والا "رج وہٹ ورتھ" کا آرام کفایت اور خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے مطمئن کیا جا سکے گا۔

برطانیہ کی بہترین بائیسکل

ڈسٹری بیوٹرز دی گراموفون کمپنی لمیٹڈ
۳۴ جیسور روڈ ڈم ڈم مشرقی بنگال

انگلستان کے ایک کلب میں لندن کو دوبارہ تعمیر کرنے کے متعلق جلسہ ہو رہا ہے

جنگ کے زمانے میں برطانیہ کی گھریلو زندگی کا ایک منظر

برطانی ہسپتالوں میں عورتوں کو مریضوں کا کھانا پکانا سکھلایا جارہا ہے

برطانیہ کے چند بہترین سپاہی

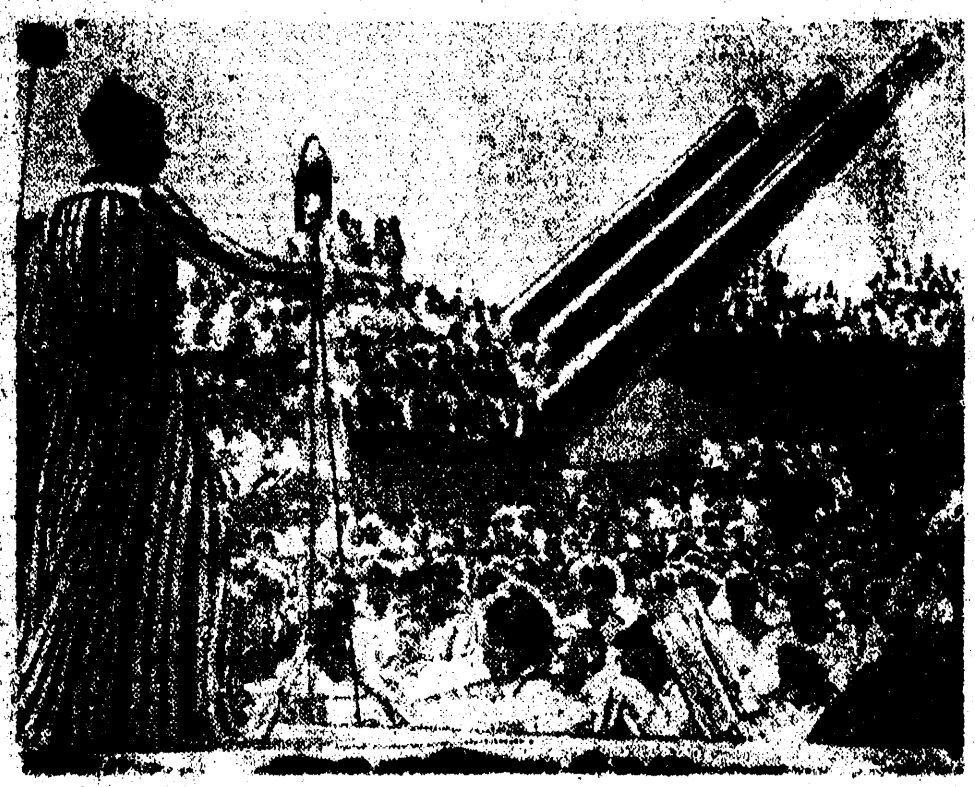

ایک برطانوی جہاز پر فوجیوں اور افسروں کو کھانا سپلائی جا رہا ہے

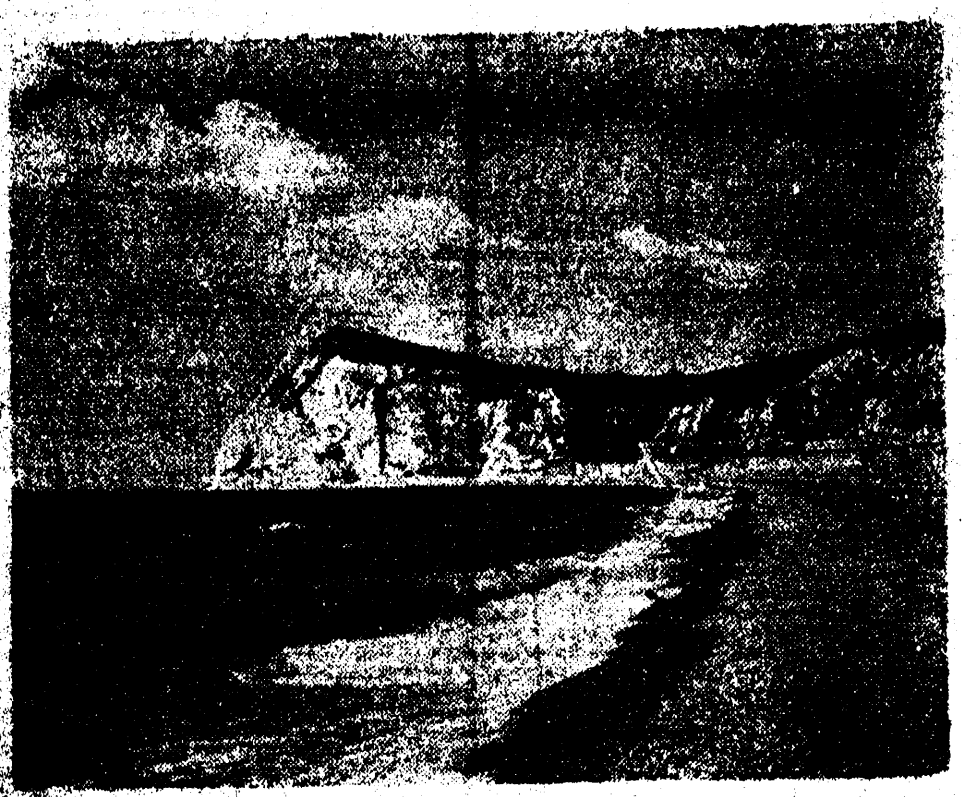

قزوین میں کلف کی مشہور پہاڑیاں

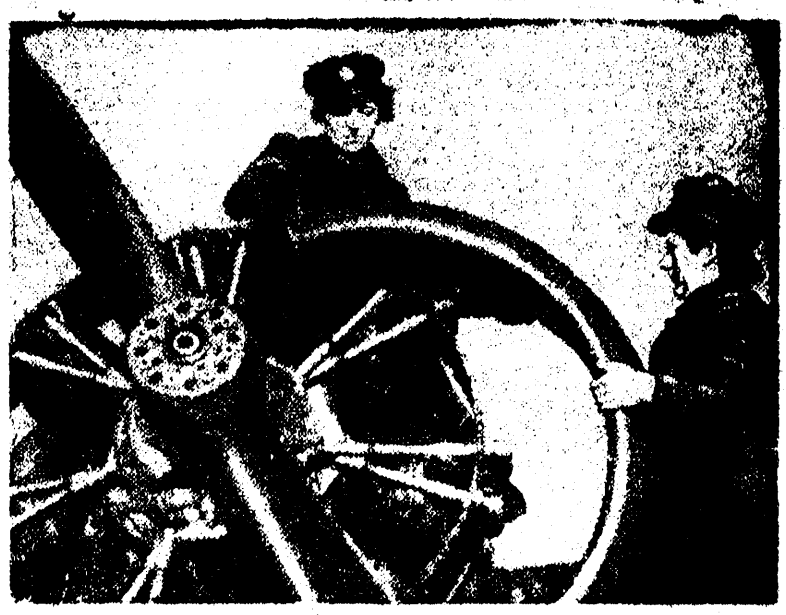

برطانوی عورتیں ہوائی جہاز چلانا سیکھ رہی ہیں

شربت نوبہار

مائی ہائینس ڈی۔ ایچ۔ ای لارڈ ولنگڈن صاحب وائسرائے ہند بہادر کے سابق ماتحت سپاہی صاحبان

جب شدت گرمی سے طبیعت پریشان ہو۔ لوؤں کے جھونکوں نے حواس باختہ کر دیئے ہوں۔ تب شربت نوبہار استعمال کیجئے۔ اس کے ایک ایک گھونٹ سے طبیعت میں تروتازگی اور جسم میں نئی روح داخل ہوتی ہوئی محسوس ہوگی

ہرنارائن کوپی ساہو سوداگران اچار مربہ و تیل عطر وغیرہ کھاری باؤلی دہلی و کناٹ پلیس نئی دہلی

Regd. No. L. 4193.

The 'TEJ' Illustrated Weekly. DELHI.

تیج دہلی

PRICE 4 ANNAS

ڈائرکٹر لالہ رشبھ چند جین پتا — ایڈیٹر وجے چندر جین

حسن بانو فلم دوست میں

No 43 17 th oct, 1944 Vol. No. 33

NATIONAL MUSEUM OF INDIA NEW DELHI

LEADING JOURNAL OF NORTH INDIA

سُہاگہ کا خزانہ

(از جناب صوفی لچھمن پرشاد ایڈیٹر رسالہ مستانہ جوگی لاہور)

سہاگہ ایک ایسی چیز ہے جو کہ قدرتی طور پر پیدا ہوتی ہے کیونکہ اس کو مصنوعی طور پر نہیں بنایا جاتا۔ سہاگہ کا نرخ جنگ سے پہلے دس بارہ روپیہ فی من تھا۔ اب فی من سہاگہ کی قیمت دو سو روپیہ کے لگ بھگ ہے۔ لداخ کی یاترا کے سلسلہ میں رسالہ ماہ جون میں میں نے لکھا تھا کہ اس علاقہ میں سہاگہ بھی پیدا ہوتا ہے آج میں اس پر مفصل روشنی ڈالتا ہوں لداخ سے ایک سو چھ میل کے فاصلہ پر پہاڑوں سے گھرا ہوا ایک میدان ہے کہ جس کا نام "پوگا" ہے اس میدان کی سطح پر ایک سفید چیز بکھری ہوئی نظر آتی ہے کہ جس کو وہاں کے لوگ اپنی زبان میں "تھلی" کہتے ہیں مجھ کو تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ سفید چیز دراصل سوڈا سالٹ ہے جو کہ بہت کارآمد چیز ہے لیکن یہاں کے باشندے اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔

اس زمین کے نیچے خام سہاگہ کا خزانہ مدفون ہے مٹی کی اوپر کی تہ ہٹانے پر سہاگہ ملی مٹی کی تہ نکل آتی ہے جو کہ کروڑوں من مقدار میں ہے سہاگہ کی مٹی یعنی خام سہاگہ کو گرم پانی میں گھول دیتے ہیں مٹی تہ نشین ہو جاتی ہے نتھرا ہوا پانی جدا کر لیا جاتا ہے کہ جس میں سہاگہ ہوتا ہے یہ پانی خشک ہونے پر سہاگہ کے کرسٹل کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس میدان میں جگہ بجگہ تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر گڑھوں اور نشیبی زمینوں میں جہاں پانی کھڑا ہے نکلے کناروں پر دھوپ کی تمازت سے خود بخود سہاگے کے کرسٹل بن جاتے ہیں، جو کہ صاف شدہ خالص سہاگہ ہوتا ہے ایسے سہاگہ کی بھاری مقدار میں نے اس وادی میں دیکھی ہے، ماہ جون سے لے کر ستمبر تک یہاں موسم صاف رہتا ہے ان چار ماہ میں یہاں خوب سہاگہ جمع ہو سکتا ہے باربرداری کے لئے یاک یعنی سُرا گائے کہ جس کی دم سے چنور بنتے ہیں، گھوڑے خچر عام مل جاتے ہیں مزدور بھی گرد و نواح سے جمع ہو سکتے ہیں۔

پوگا میدان کے گرد حلقہ کردہ پہاڑوں کی جڑ میں خام گندھک بھی بہ کثرت موجود ہے کہ جس کو نکال کر صاف کرنا پڑتا ہے۔

میں نے جن ایام میں اس دور دراز علاقہ کا دورہ کیا تھا تب ایک دلی والے نے اس تمام علاقہ سے سہاگہ نکالنے کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا، جو کہ کشمیر گورنمنٹ کو صرف چالیس روپیہ سالانہ سہاگہ نکالنے کا معاوضہ دیتا تھا اور وہ دلی والا جو سہاگہ نہیں نکلواتا تھا بلکہ کلو اور لاحول کے علاقہ کے لوگوں کو فی معاوضہ پر سہاگہ نکالنے کی اجازت دے رکھی تھی یہ قبل از جنگ کا واقعہ ہے اس وقت کا میرا اندازہ تھا کہ ہزاروں من سہاگہ ہر سال وہاں سے نکالا جا سکتا ہے کہ جس کی مالیت کئی لاکھ روپے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سوڈا سالٹ اور گندھک بھی بھاری مقدار میں جمع ہو سکتی ہے اور صلاحیت بھی اس علاقہ میں بہ کثرت ہے یہاں کی یہ تمام پیداوار کلو یا سری نگر یا ہارت کشمیر کی راہ میدانوں میں نہایت آسانی سے آ سکتی ہے،

پوگا وادی کو وہاں کے باشندے پگا نام سے پکارتے ہیں یہ کشمیر گورنمنٹ کا علاقہ ہے کہ جس کی حدود کلو اور لاحول ضلع کانگڑہ کی حدود سے ملتی ہیں دریائے سندھ جو کہ لداخ کے علاقہ میں بہتا ہے جو جگہ چھوڑ کر اپنا رخ بدل چکا ہے اُس زمین کے نیچے سونا بھی ملتا ہے بعض جگہ تو ڈلیوں کی شکل میں بھی برآمد ہوا ہے ویسے سطح زمین کے نیچے ریت اور مٹی میں سونے کے ذرے ملے ہوئے عام پائے جاتے ہیں اگر باقاعدہ کھدائی کی جائے تو سونے کی بھاری مقدار ملنے کی امید ہے جب اس زمین پر دریائے سندھ بہتا تھا تب اوپر سے سونا بہا کر لاتا رہا جو کہ دریا کی تہ میں جمع ہوتا رہا جب دریا یہ زمین چھوڑ گیا تب یہ سونا سطح زمین کے نیچے محفوظ ہو گیا۔ اس مقام پر کھلا لئے کو سُرا میسر آتے ہیں یا سُرا گائے کا دودھ جو کہ بہت گاڑھا اور سونے جیسا زرد ہوتا ہے اور سُرا گائے کا گھی بھی جو کہ دیکھنے میں بہت زیادہ زرد اور نہایت خوشنما دلفریب ہوتا ہے۔

صابن کا آسان گھریلو نسخہ

تیل بہوہ ۵ سیر، میدہ ایک سیر چار چھٹانک۔ سوڈا کاسٹک ایک سیر، پانی ۵ سیر، پسا ہوا نمک آدھ سیر،

ترکیب

نصف پانی میں کسی صاف برتن میں سوڈا کاسٹک حل کر لیں، دوسرے دن یہ کاسٹک سوڈا والا پانی ٹھنڈا ہو جائے گا باقی نصف پانی میں نمک علیحدہ حل کر لیں اب اس نمکین پانی میں سوڈا کاسٹک والا پانی ملا دیں۔

اب کسی صاف کڑاہی میں تیل ڈال کر میدہ حل کر لیں، تیل میدہ ستر دیوں میں جم جاتا ہے اس لئے اسے پگھلا لیں جب میدہ تیل میں حل ہو جائے یعنی میدہ کی کوئی گٹھلی تیل میں نہ رہے تو سوڈے اور نمک والا پانی ایک دم ڈال کر ہلانا شروع کر دیں۔ ہلاتے ہلاتے جب تو لم یک جان ہو جائے تو کسی ٹین یا لکڑی کے بکس میں بھر دیں اور لوہی یا کمبل وغیرہ سے ڈھانپ دیں لیکن بکس کے اندر تیل لگا کر موٹی کاغذ لگا لیں، تاکہ صابن بہ آسانی دوسرے دن نکل سکے۔

صابن کی ایجاد سے پہلے لوگ غسل کے لئے قدرتی چیزوں سے تیار کئے ہوئے اُبٹنے وغیرہ استعمال کرتے تھے ان میں سب سے زیادہ مشہور شکاکائی ہے جو ایک خشک پھل کے سفوف سے تیار کیا جاتا تھا اور اُبٹنے کی شکل میں جسم پر ملا جاتا تھا بعض لوگ آج بھی اسے استعمال کرتے ہیں لیکن حمام صابن کی وجہ سے اب پرانے اطوار معدوم ہوتے جاتے ہیں کیونکہ حمام صابن میں وہ تمام اجزاء موجود ہیں جو قدیم زمانے کے مسالوں میں تھے اور اس کے باوجود بھی حمام صابن میں ایک خوشبودار اور جلد بھاگ دینے والے جدید قسم کے صابن کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔

حمام

آپ کے غسل کے لئے مشہور صابن

ناکو سیلز ڈپو: ۷ مال مینشنز، دی مال لاہور

دیوالی کی مبارکباد قبول فرمایئے

آپکی تفریح کیلئے بہترین پروگرام

پروھان پکچرز کی نرالی پیشکش

پنجاب کا سر بلند کرنیوالا شاہکار

راگنی۔ نجم۔ کلاوتی

اداکار

منروا میں

۷واں ہفتہ

روزانہ ۴۔ ۷ اور ۱۰ بجے

دادی

دیپ مالا

{از سید ابن الحسن فکر ایم، اے}

ہمنشیں کیا کہوں کیا بات ہے دیوالی کی
صبح فردوس ہے یا رات ہے دیوالی کی

جلوۂ نور جو دکھلاتی ہے وہ رات ہی یہ
روز روشن کو جو شرماتی ہی وہ رات ہی یہ

یہ دیئے ہیں کہ چمکتے ہوئے سب تارے ہیں
یہ در و بام ہیں یا نور کے فوارے ہیں

لہلہاتے ہوئے لالوں کی ہی گلشن میں بہار
یا مکانوں پہ نمایاں ہے چراغوں کی قطار

ذرّہ ذرّہ چمن دہر کا پُر نور بنا
آج ہر سرو چراغاں شجر طور بنا

بزم میں حسن بھی ہے حسن کے دیوانے بھی
شمع کے جلتے ہی آپہنچے ہیں پروانے بھی

پھر صراحی مئے گلگوں سے بھری آئی ہے
آئینہ خانہ میں پھر لال پری آئی ہے

عیش و عشرت امرا کے لئے ہر رنگ میں ہی
مستیاں رقص میں، نغموں کی صدا چنگ میں ہی

"دیپ مالا" لئے پیغام مسرت آئی
لکشمی دیوی کی پوجا ہوئی، دولت آئی

ہیں مگر آج بھی کچھ جھونپڑے محروم چراغ
ان گھروں میں دل مفلس کے جلا کرتے ہیں داغ

عیش دنیا پہ وہ حسرت سے نظر کرتے ہیں!
آج کی رات بھی فاقوں میں بسر کرتے ہیں

ان کے ویرانوں میں نغموں کی جگہ نالے ہیں
قلب محزوں میں مسرت نہیں، تنخا لے ہیں

آہ! دیوالی کے منظر میں یہ کیسا ہے تضاد؟
ہند میں آج کوئی شاد ہے کوئی ناشاد

غالب کے چند نشتر

(مرسلہ جناب اشرف نعمانی بی۔ اے)

محرم نہیں ہے تو ہی نوا ہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

دیوانے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر
ہم اسکے ہیں ہمارا پوچھنا کیا،

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا!
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا!

ہے تجلی تری سامان وجود
ذرہ بے پرتو خورشید نہیں

اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن!
ہم کو منظور تنک ظرفی منصور نہیں!

ہے غیب غیب جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود
ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے
تیرا پتہ نہ پائیں تو ناچار کیا کریں

ہاں کھائیو مت فریب ہستی
ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود،
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے
پر تجھ سے تو کوئی شے نہیں ہے

وہ ہر چند جلوہ یکتائی معشوق نہیں،
ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بیں

مقصد مرے ہے، موجس کی امید
نا امیدی اس کی دیکھا چاہیئے

قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

ایک ہنگامہ پر موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا
فرصت کشاکش غم پنہاں سے گر ملے

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

جواہر پارے

کسی چالاکی کا چھپانا بڑی چالاکی ہے (روکی فوکو)

اخوت

آدمی تنہا پیدا ہوتا ہے مگر تنہا رہنے کے لئے نہیں پیدا ہوتا۔ اس کو چاہیئے کہ ایک سرے کی مدد کرے (مینانڈر)

اگر خدا تیرا باپ (یعنی پیدا کرنیوالا) ہے تو انسان تیرا بھائی ہے، ——— (لامارٹین)

ہم سب ایک ہی جسم کے اعضا ہیں فطرتاً ایک دوسرے سے محبت کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں ایک معاشرتی زندگی کے قابل ہیں ہم کو یہ کبھی نہ بھولنا چاہیئے کہ ہر شخص کی غرض آفرینش بنی نوع کا فائدہ ہے ——— (سینیکا)

اگر انسان اور دوسرا استاد چھوڑ دے تو وہ صفحۂ ہستی سے فنا ہو جائے ہمارا وجود بغیر ایک دوسرے کی مدد کے ناممکن ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ ہر حاجتمند کو حاجت روا سے لگنے کا حق ہے اور حاجت روا کو مدد سے انکار کرنا گناہ ہے، (والٹر اسکاٹ)

تمام عالم ایک بڑا شہر ہے جس میں ہمارے پیارے آباد ہیں اور فطرت نے محبت باہمی کا سبق ہم کو دیا ہے۔ ——— (ایپکیٹس)

انسان گو کہ کیسا ہی ذلیل و خوار ہو پھر بھی آخر انسان ہے، ——— (سینیکا)

ہمارے تمام مسائل مساوات و آزادی و انسانیت سب اس خیال کے نتیجہ ہیں کہ تمام انسان خدا کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ ——— (کارڈینل کارلیج)

استواری (ثابت قدمی)

——— استواری تمام فضائل انسانی کی مکمل ہے (مزینی)

مقصد کی استواری کامیابی کا راز ہے (ڈزرائیلی)

وفاداری بشرط استواری اصلی میل ہے
مرے بتخانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو
کامل انسان تو مجھ کو کہیں نظر نہیں آتا اگر کوئی ثابت قدم ہی بل جائے تو میں اسکے قدم آنکھوں سے لگاؤں، ——— (کنفیوشس)

کبھی تغیر ہونے سے بھی استواری ثابت ہوتی ہے ——— (بٹول)

بغیر استواری کے نہ دنیا میں محبت کوئی چیز ہے نہ دوستی اور نہ نیکی، ——— (ایڈیسن)

حق اور اصول کی استواری اہل دنیا کی نظر میں بعض وقت عمل کی کمزوری کہلاتی ہے، ——— (ایڈورڈ ٹس)

اے اللہ! اگر انسان ثابت قدم ہوتا تو کیسا کامل و مکمل ہوتا۔ ——— (شیکسپیر)

ذرا سوچئے کہ اگر آپ کے سفید بال پھر قدرتی رنگ والے اور نوجوان جیسے ہو جائیں تو آپ کیا محسوس کریں گے۔ یہ سننے میں غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیا واقعی نہیں۔ مگر ہنول سے بالکل ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ سائنس نے ایک اور فتح حاصل کی ہے۔ انکی جڑوں کو ضروری غذائی اجزا کا انجکشن دیکر بالوں کا قدرتی رنگ سفید بالوں کو مستقل طور پر واپس کیا جا سکتا ہے جسکی کمی کے باعث بال سفید ہو جاتے ہیں

ہنول میں یہ ضروری غذائی اجزا سائنٹفک طریقہ پر شامل کئے گئے ہیں جسکی بنیاد خضاب پر نہیں بلکہ تیل پر منحصر ہے۔ یہ بیرونی طور پر استعمال کیا جاتے اسکے استعمال سے بہت جلدی سفید بال بڑھنے سے رک جائیں گے اور پھر آہستہ آہستہ موجودہ سفید بال سیاہ اور سلاٹی فوراً ہو جائینگے

ہنول استعمال کریں جو سفید بالوں کا آسان اور مستقل علاج ہے۔ آپ اسکے نتیجہ سے بہت خوش ہونگے۔

ہنول قیمت فی شیشی - ۵/۱۲/ روپیہ۔ ہر جگہ ملتا ہے

بہت زیادہ عرصہ کے سفید بالوں کے لئے ہنول پومیڈ استعمال کریں قیمت فی شیشی - ۶/۱۲/ روپیہ

ڈیٹکس سے گنجاپن دور ہو جاتا ہے
قیمت فی شیشی - ۵/۱۲/

HENNOL
ENDS GRAY HAIR PERMANENTLY

ہیرلائن پی اوبکس ۲۹۳ بمبئی

باطن تیج و نیکل کو ضرور پڑھیں
یہ اشتہار نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے آپ یقین کریں

طلا مستانہ

کے استعمال سے منحوس کی سستی اندرونی کمزوری، ڈھیلا پن، آہٹا پن، بیا جاپن، پتلا پن، جھکاؤ، آنکھوں کا پھول جانا، دیگر تمام قسم کی خرابیاں ایک ہفتہ کے اندر دور ہو کر رگ و پٹھوں میں بجلی کی سی طاقت بھر جاتی ہے۔ ایک دفعہ استعمال کر کے آزمائش کیجئے۔ مایوس سے مایوس نامراد مریض اسکے استعمال سے اچھے ہو کر ہالکان کارخانہ کو دعائیں دے رہے ہیں۔ ایسے ایسے خوش کے سرٹیفکیٹ کارخانہ کے پاس موجود ہیں جو اپنے آپ کو زندہ درگور لکھا کرتے تھے اور اب بالکل تندرست و توانا ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عام لوگوں بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے بھی بار بار اسکی آزمائش کی ہے اور وہ

طلا مستانہ

کو بار بار منگاتے ہیں اور اپنے مریضوں سے ایک بھاری رقم وصول کرتے ہیں۔ اس کو استعمال ہر موسم میں یکساں مفید ہوتا ہے۔ بالکل بے ضرر ہے اور آزمایا نہیں پڑتا۔ اس لئے اگر آپ بھی کسی قسم کی کمزوری محسوس کرتے ہیں تو آج ہی ایک شیشی کارخانہ سے منگوا کر استعمال کریں اور ہماری صداقت کی داد دیں۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ جب اس کو ایکبار استعمال کریں گے تو یقیناً سب سے بہتر پائیں گے۔ یقین جانیں کہ بالکل درست اظہار حقیقت ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت بالکل کم ہے۔ ریل کرایہ کی مناسب نہیں ہے بلکہ کارخانہ تاکہ ضد کی بہتری کے لئے اس کو معمولی منافع پر دے رہا ہے کیونکہ اس میں بہت سے قیمتی اجزا ڈالے گئے ہیں۔ قیمت فی شیشی تین روپے دو آنے ڈاک خرچ معاف۔ منگانے کا پتہ۔

روپ بلاس کمپنی

نمبر ۵۱۵ دھن کٹی شہر کانپور (یو۔ پی)

ایجنٹ: گرگ اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی
آر۔ بی گرگ [illegible] بازار آگرہ

آئندہ کی امید

ہندوستان کا مستقبل نئی واقعات کی روشنی میں

(از شریت توشر کانتی گھوش ایڈیٹر "امرت بازار پتریکا")

دنیا (جس کا ایک جزو ہندوستان بھی ہے) جنگ کے پانچ سال سے گذر چکی ہے یہ بڑی امتحان اور تکلیف دہ تجربوں کا زمانہ رہا ہے لڑائی نے اتنے آدمیوں کو ہلاک کیا ہے (جن میں عورتیں، بچے اور بوڑھے بھی شامل ہیں) اور عام تباہ کاری کو تقویت پہنچانے اور جاری رکھنے کے لئے اتنی کوشش کی گئی ہے کہ اکثر ممالک میں زندگی کے پرانے طریقے ٹوٹ پھوٹ کر رہ گئے ہیں وہ بم جو مکانوں کو منہدم کرتے ہیں اور وہ آتش بار گولے جو شہروں اور علاقوں کو جلاتے ہیں اور کھنڈر بنا دیتے ہیں صرف ظاہری تباہی بربادی ہی کے حامل نہیں ہیں بلکہ وہ کچھ اور معنی بھی رکھتے ہیں وہ معنی یہ ہیں کہ ایک تمدن ختم ہو رہا ہے اور دوسرے تمدن کی بنیاد پڑ رہی ہے یا یوں سمجھئے کہ جس سوشل نظام میں ہم پیدا ہوئے تھے اور ہم نے تربیت پائی تھی اس میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔

خیال اور آدرش!

اس تمدن کی بنیاد یہ ہے کہ ہر فرد اپنے طور پر اپنی زندگی کو مرتب کرے اور اپنی ترقی کی جدوجہد کرنے کے لئے آزاد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس آزادی نے دولتمندوں کو اس لائق بنا دیا ہے کہ وہ غریبوں کو نقصان پہنچا کر زیادہ دولتمند ہوتے چلے جائیں اور غریبوں کا یہ حال کر دیا ہے کہ وہ امیروں کو شاندار بنانے کے لئے محنت کرتے رہیں فاقہ کرتے رہیں اور مرتے رہیں، لیکن اس تمدن سے ہمیں بڑی بڑی چیزیں بھی حاصل ہوئی ہیں لٹریچر، آرٹ، موسیقی، سائنس، کلچر اور زندگی کا بلند معیار اسی تمدن کی پیداوار ہیں، یہ بھی صحیح ہے کہ یہ نعمتیں سب کو حاصل نہیں ہوئی ہیں اور لوگوں میں عوام کا جو بہت بڑا حصہ ہے وہ ان سے محروم رہتا ہے لیکن دوسری طرف اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں ایک قسم کا "لبرلزم" موجود ہے جو پست اقوام کو آہستہ آہستہ اٹھاتا رہتا ہے اور ترقی کی راہ پر لگاتا ہے لیکن یہ آہستگی خود بھی ایک مصیبت ہے اور ناانصافیوں سے بھری ہوئی ہے تاہم چونکہ اس سوشل نظام سے ہم بہت زیادہ مانوس ہیں اس لئے کوئی

برائے لبرل تمدن کا تیزی سے ختم ہونا اور ایک ایسے نئے تمدن کا آنا جو انسان کی بہت سی سرگرمیوں پر ایک "سوشل کنٹرول" یعنی سماجی نگرانی رکھتا ہے صرف ایک خیالی یا آدرشی چیز نہیں ہے بلکہ عملی میدان میں اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے سوویٹ روس میں ایک ایسا ہی تجربہ انقلابی ڈھنگ پر کیا گیا ہے جس میں منظم زندگی کے تمام شعبے شامل ہیں

موجودہ عالمگیر جنگ میں روس نے جس وسیع اور نہ ختم ہونے والی طاقت کا مظاہرہ کیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ روس کا طریقہ کامیاب ہوا ہے لیکن دنیا کے دوسرے حصوں میں (اور کسی حد تک روس میں بھی) سوسائٹی کے مادی حالات جب تک بہت زیادہ سنگین نہ ہو جائیں لوگ صدیوں کی سماجی و اقتصادی عادتوں کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے!

ہندوستان

ہوا ہے لیکن اس طرح جو کچھ ہماری "بچت" ہوئی ہے اس سے ہمیں کوئی فائدہ اس لئے نہیں پہنچا ہے کہ ہم بے اندازہ غربت و افلاس میں مبتلا ہیں اور ایک ہولناک قحط کا بھی شکار ہو چکے ہیں اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری سوشل اقتصادیات میں بھی سخت انتشار پھیل گیا ہے۔

کسی کو نہیں چاہیئے ہمارے خطرات کو کم سمجھے جو چیز

> اس مضمون میں فاضل مصنف نے ان محنتوں، پریشانیوں اور غیر معمولی حالتوں کو بیان کیا ہے جن سے ہندوستان اس وقت گذر رہا ہے اس ملک کی تاریخ میں ایسا نازک دور کبھی نہیں آیا ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ ہندوستان اگر اپنی بہتری اور ترقی کے اس واحد موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیگا تو موجودہ حالات میں جو شاندار مستقبل چھپا ہوا ہے وہ اسے حاصل ہو جائے گا، مسٹر گھوش کہتے ہیں کہ "واقعات کی رو تیزی سے اور یقینی طور پر ہمیں ایک ایسے نئے سوشل نظام کی طرف لئے جا رہی ہے جو نہ دعاؤں سے اور نہ محض نعروں سے روکا جا سکتا ہے" ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جو دنیا کے سامنے نئی زندگی کا ایک معیار پیش کر سکتا ہے۔

دوسرے دولتمند اور ترقی یافتہ ممالک کے لئے نازک تو ہو سکتی ہے مگر مہلک نہیں ہو سکتی وہ چیز ہمارے پست حال لوگوں کے لئے سر پر ایک بھاری ڈنڈے کی ایسی کاری ضرب ہے جس سے زخمی ہو کر پھر ہوش میں آنے کے لئے ایک کے سوا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے اور جب تک ہم اس واحد موقع کو اپنی گرفت میں نہیں لیں گے ہم قحط، افلاس اور متعدی امراض کے غار میں گرتے ہی چلے جائیں گے۔

پڑیں گی، بہت سے گھر ٹوٹ کر گھے پارچہ بافی کے قائم کرنے ہوں گے، اور بہت سے صاف ستھرے چھوٹے چھوٹے مکانات بنانے ہوں گے اور قوم کے ذرائع کو برابر تقسیم کرنے کے لئے ہر اس شخص کو روزگار لگانا ہوگا جو کام کرنے کے لائق ہے۔

زیادہ غذا پیدا کرنے کے لئے صرف اتنا ہی ضروری نہیں ہے کہ زیادہ آراضی کو زیر کاشت لایا جائے بلکہ اس سلسلہ میں نئی مشینری اور جدید سائنس سے بھی کام لینا ہوگا اس کے لئے ضروری ہے کہ اجتماعی کاشتکاری کا طریقہ رائج کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ اجتماعی زندگی بھی وجود میں آجائے گی اور پوری جماعت کی محنتوں کے پھل سے ہم اجتماعی فائدہ اٹھا سکیں۔ اجتماعی زراعتی زندگی سے جماعت کے لوگوں کو سوت کاتنے اور کپڑے بُن کر اپنی ملبوسی ضروریات کو حاصل کرنے کا بھی کافی وقت ملتا ہے۔

میں اس بات کو ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ میں مشین کے بنے ہوئے کپڑوں کا ذاتی طور پر مخالف نہیں ہوں بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ ایک منصفانہ سوشل نظام کے اندر مشینری کی ضرورت اس لئے ہوگی کہ وہ ہاتھوں کی محنت کو کم کر کے تمدنی ترقی کے لئے لوگوں کو زیادہ وقت مہیا کرے لیکن ہم جب تک اس لائق نہیں ہوں کہ ہم اپنے انتظام کے اندر اپنے تمام کپڑے مشینری سے تیار کر سکیں ہم کھڈی اور دستی کرگھوں سے کام لینا ہی پڑے گا۔

"کو آپریٹو" زندگی

اس "کو آپریٹو" یعنی اجتماعی یا امدادباہمی کی زندگی سے ہمیں چند فائدے پہنچیں گے، ہر کسان کو اپنا صاف ستھرا جوتنا اور بونے کے لئے سامان بہ آسانی حاصل ہو سکے گا، شخصی نمازعات کا فیصلہ بھی اجتماعی طریقہ پر ہو سکے گا جب سب لوگوں کو یہ محسوس ہوگا کہ ہر شخص اس کا بھائی یا اس کی بہن ہے تو خود غرضی اور رشک کا مادہ بھی کم ہو جائے گا اور جھگڑے بھی کم ہونے لگیں گے اور جب کسانوں کو فاقہ کشی اور مصیبت کے تباہ کن خوف سے نجات مل جائے گی اور سوچنے کا وقت بھی مل جائے گا

اس ہفتہ کا خیال:- انسان کو اپنا دوست خود بننا چاہیئے بیرونی دوست نہیں ڈھونڈھنا چاہیئے

نیا نظام ہمارے خیال میں نہیں آتا، ہم محسوس تو کرتے ہیں کہ پرانا زمانہ تیزی سے گذرتا جا رہا ہے پھر بھی اس امید کو ہم اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں کہ جنگ کے اختتام پر زندگی کے پرانے طریقے پھر کسی طرح واپس آجائیں گے، لیکن تاریخ کبھی اپنے آپ کو نہیں دہراتی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم جلد تر اس خواب سے بیدار ہو جائیں۔

سوشل کنٹرول!

یہ صحیح ہے کہ ہمارے ملک پر جنگ کے براہ راست مطالبات کا اثر اتنا نہیں پڑا ہے جتنا کہ جاپان، امریکہ، جرمنی وغیرہ پر پڑا ہے مثلاً "تمام انسانی طاقت" کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی ہے اور عورتوں کو بہت بڑے پیمانے پر شہری کاموں میں یا زراعت وغیرہ کے کاموں میں نہیں لگایا گیا ہے اس لئے اگرچہ جنگ کے باعث ہمارے اقتصادی ذرائع پر خاصا اثر پڑا ہے تاہم گھریلو زندگی کا نظام تتر بتر نہیں

واحد موقع

وہ واحد موقع کیا ہے؟ وہ اس بات میں پنہاں ہے کہ ہم ایک اجتماعی زندگی کا طریقہ اختیار کریں اور اپنے معیار معاشرت کو بلند کرنے کے لئے بھی ایک منظم اور طاقتور اجتماعی کوشش کریں اس مقصد کے لئے کہ ہمیں کھانے کو کافی مقدار میں چیزیں ملیں اور لباس اور مکان کی ضروریات پوری ہوں ہمیں پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ غذائی چیزیں پیدا کرنی

تو وہ اپنی تعلیم اور دوسرے تمدنی کاموں کی طرف زیادہ توجہ دے گا۔

اسلئے ہمارے عوام کے لئے جو واحد موقع ہمیں دکھائی دیتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ وہ اجتماعی اقتصادیات کو کو آپریٹو اجتماعی بنیاد پر قائم کر کے زندگی کے تمام شعبوں کے اعتبار سے ہر پنچایت کو کافی خود مختار بنا دیا جائے اس کام میں جتنی دیر ہوگی اتنی ہی دیر ہمارے عوام کو تکلیف ہوگی۔

میدانِ جنگ کے عجیب و غریب واقعات

جنگ کی ہنگامہ آرائی، وحشت انگیزی، شور و غوغا اور قلبی اور روحانی صدمات ہمیشہ انسان کی قوت متخیلہ کو تیز اور جذبات کو بیدار کرتے رہے ہیں قدیم رزمیہ نظمیں اور یونانی مصنف ہومر کے مشہور مجاہدوں اور سورماؤں کے قصے اب تک داستان جنگ کے سپاہیوں نے بہت سی خیالی صورتیں، بہت سے خیز خواب اور بہت سے حیرت انگیز خواب دیکھے ہیں۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ محصور شہروں نے کسی اتفاقی معجزے سے عدو دشمن کے محاصرے سے نجات حاصل کی ہے۔

کچھ روز ہوئے انگلستان کے فرتی نامی ایک قریے کے نوتی الفطرت واقعات کی طویل فہرست میں ایک اضافہ ہے۔ سسیکس کے اس چھوٹے سے ساحلی دیہات میں دو آدمیوں نے کہا ہے کہ انھوں نے ایک ہی شب میں حضرت مریم کا جلوہ آسمان پر دیکھا ہے۔ انھوں نے اس واقعے کا مطلب سمجھا کہ یہ اس جنگ میں برطانی فتح کی علامت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جنگ کے زمانے میں انسانی اوہام بہت بڑھ جاتے ہیں۔ روس اور فن لینڈ کی لڑائی میں ہلسنکی (دارالحکومت فن لینڈ) سے یہ اطلاع آئی تھی کہ ایک افسر اور سپاہیوں نے جو لینڈوگا جھیل کے شمالی محاذ پر کام کر رہے تھے، آسمان پر ایک فرشتہ کو دیکھا جس کا رخ روس کی طرف تھا اور جس کے دونوں بازو فن لینڈ کے اوپر اس طرح سایہ فگن ہو گئے تھے جیسے وہ فن لینڈ کی حفاظت کر رہے ہوں۔

شنگھائی کے نزدیک علاقے میں چینی جاپانی جنگ شروع ہونے کے چند روز بعد ہی ہزاروں چینیوں نے اس پراسرار خبر کو بڑی مسرت و شادمانی کے ساتھ سنا کہ شہر کا ٹوتا (جو بدھ کا ایک بڑا پجاری ہے) اپنے مندر سے لاپتہ ہو گیا ہے۔ چینیوں کا عقیدہ تھا کہ اس دن سے چینی کے میدان جنگ میں چینی سپاہیوں کو مدد دے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے اپنا تخت چھوڑا ہے۔ اس سے یہ خیال اخذ کیا گیا کہ چینیوں کی ایک عظیم الشان کامیابی کا یہ پیغام قدرت کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔

چین سے ایک پادری نے ۱۹۳۹ء میں یہ خبر بھیجی تھی کہ ایک جاپانی ہوائی پلٹن سے جو سنگ سیار ہوائی جہازوں کے دستے کی رہنمائی کر رہا تھا۔ دیکھا کہ فرشتوں کی ایک آسمانی فوج نے آتشیں نور سے اس کا راستہ روک رکھا ہے۔ پادری کا بیان ہے کہ رستہ بھول کر اور خود راہ گم کردہ ہوئی افسر اپنے دستے کے ساتھ واپس چلا گیا۔ یہ خبر پڑھ کر بھی تو اس افسر کو یا مرتانی کے جسم میں پھانسی دیدی گئی۔

مردوں اور عورتوں کو ان پراسرار سخرمات اور خارق الفطرت واقعات سے بڑی دلچسپی ہوتی ہے۔ ایک بہت ہی مشہور افسانہ گزشتہ جنگ عظیم کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء کو مانس (فرانس) کے میدان جنگ میں برطانی سپاہی بڑی حالت میں تھکے ہوئے بیٹھے تھے۔ دشمن کی فوج اور دشمن کا سامان جنگ ان سے کہیں زیادہ تھا۔ ان پر ایک مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ یکایک ایک برطانی افسر نے دو زانو ہو کر دعا کرنی شروع کی اور انگلستان کے محافظ سینٹ جارج کی روح سے مدد طلب کی۔ دفعتاً آسمان میں تیزی

آسمان پھٹ گیا اور اس کے شگاف میں سے فرشتوں کی ایک بڑی فوج نمودار ہوئی جو قدیم برطانی تیراندازوں سے مشابہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی مدد سے برطانی فوج دشمن کی صفوں اور موجودہ بندوقوں کو چیر کر باہر نکل گئی اور ایک بڑی مصیبت سے نجات مل گئی۔

موجودہ جنگ میں ۵ فروری ۱۹۴۰ء کا واقعہ بھی بہت حیرت انگیز سمجھا جاتا ہے۔ برطانی فوجیں فرانس کے محاذ جنگ پر موجود تھیں۔ چند سپاہیوں نے جو ایک بیسٹرنی چوکی پر متعین تھے، یہ دیکھا کہ ابر میں حضرت مریم یکایک نمودار ہوئیں۔ ان کے بازو انتہائی شکل میں پھیلے ہوئے تھے۔ برطانی کمانڈر نے ایک گروہ دستے کو آگے بھیجا۔ وہ یہ خبر لایا کہ جرمن فوج ایک مشین کے ذریعے اس تصویر کو پردۂ ابر پر اس طرح منعکس کر رہی ہے جیسے سینما کے پردے پر یہ تصویریں ڈالی جاتی ہیں۔ لیکن سپاہیوں کی [illegible] کرامتوں نے اس انتشار سے کر لینے سے انکار کر دیا۔

پولینڈ پر جرمن حملے کے بعد پیش آنے والے ایک اور بھی حیرت انگیز افسانہ نشر ہوا۔ پولینڈ کے پناہ گزینوں نے یہ اطلاع دی کہ بدھ برگ میں ایک نازی افسر نے ایک رومن کیتھولک پادری کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس پادری نے ابھی ابھی ایک مرتے ہوئے پولش افسر کے سینے پر مقدس رومن کراس لگایا تھا۔ جوں ہی یہ پادری زمین

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

ایک سفر کی کہانی

۱ گھنٹے ٹھیرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بچوں کو تھوڑی سی دیر میں بھوک لگ آتی ہے۔

۲ دل چنگا کرنے کی تلاش میں جاتا ہے خوش قسمتی سے دو چار قدم کے بعد ہی کسی پنساری کی دکان پر مٹھائی بیچنے والا نظر آ جاتا ہے

۳ و ۴ آج کل مسافروں کی آمد و رفت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ کھانے کی چیزیں ملنی بھی مشکل ہو گئی ہیں۔

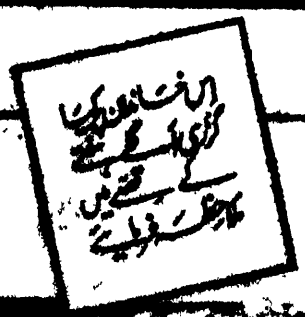

آج کل ضروری سامان پہنچانا ریلوں کا پہلا فرض ہے۔ اسی لئے سفر میں سہولتیں نہیں ہیں۔ بے ضرورت سفر نہ کیجئے

افسانہ

خیانت

مصنفہ
جناب ایم، پی سکینہ
مترجمہ
بیدل صدیقی رام نگری

"تو آپ کے خیال میں اس کی زندگی کی کوئی امید نہیں" ہنسراج نے مایوسانہ سوال کیا،

"میں یہ کب کہتا ہوں اس کے دونوں پھیپھڑے خرابی کی طرف مائل ہیں لیکن اسے کچھ دن کے لئے "بھوالی" بھیج دیا جائے تو امید کی جا سکتی ہے وہ اپنی کھوئی ہوئی تندرستی واپس پا لیگی" ——— ڈاکٹر نے تسلی بخش جواب دیا،

"لیکن یہ ممکن کیونکر ہے ڈاکٹر صاحب"؟ ہنسراج نے کہا۔ "آپ کو معلوم ہے کہ میں ایک معمولی کلرک ہوں، صرف پچھتر روپے تنخواہ پاتا ہوں پھر میں اسے بھوالی بھیج بھی کیسے سکتا ہوں؟ کیا یہاں رہ کر اسے صحت نہیں ہو سکتی؟" ———

"بات یہ ہے کہ ہنسراج بابو یہاں کی کوئی اثر دوا کو اپنا کام نہیں کرنے دیگی وہی توجہ دوا استعمال ہوگی وہی وہاں بھی ہوگی لیکن فرق یہ ہوگا کہ وہاں کی آب و ہوا، وہاں کی فضا، وہاں کا ماحول یہ سب دوا کے خلاف نہیں جائیں گے، کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ ایسے مریض سرد ملک ہی میں صحتیاب ہوتے ہیں،

سنا تو ہے لیکن اب آپ کو کیسے بتاؤں کہ میں صرف آپ کی فیس ادا کرنے کے قابل تین ماہ میں ہوا ہوں اور "بھوالی" وہ تو میرے لئے سوئٹزرلینڈ سے بھی دور ہے، اور کوئی آسان علاج سوچیے، ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو بھگوان کا واسطہ دیتا ہوں اسے سمجھ لیجئے میری صغیفی کا یہی ایک سہارا ہے"

"میں کوشش کروں گا لیکن بہتر صورت یہی تھی کہ اسے بھوالی بھیج دیا جاتا، " ڈاکٹر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا،

"بھوالی" ہنسراج کی آنکھوں کے سامنے اس کی شریک زندگی وینا کی موت ناچ گئی اس نے بھی اسی مرض میں گھل گھل کر جان دی تھی، اسے بھی ڈاکٹروں نے بھوالی بھیجنے کو کہا تھا، لیکن وہ نہ بھیج سکا تھا۔ " کیسے بھیجتا جو تنخواہ اسے ملتی تھی وہ روزمرہ کے اخراجات ہی کے لئے ناکافی ہوتی تھی ———

بھگوان اب کیا ہوگا؟ وہ آپ ہی آپ بڑبڑایا۔ کیا بینا میری اکلوتی بچی بھی گھل گھل کر جان جان آفریں کے سپرد کر دیگی؟ نہیں۔ نہیں میں ایسا نہ ہونے دوں گا، میں اسے ضرور بھوالی بھیجوں گا" چاہے اس سلسلہ میں مجھے بھیک ہی کیوں نہ مانگنی پڑے ذلیل سے ذلیل کام ہی کیوں نہ کرنا پڑے، ہاں میں اسے مرنے نہ دوں گا۔

اگر میں اسے بھوالی بھیج دوں تو کیا وہ بچ جائیگی، ڈاکٹر صاحب آپ مجھے پورا اطمینان دلا سکتے ہیں ہنسراج نے مکرر دریافت کیا؛

"ہاں بے مجھے کامل یقین ہے کہ وہ بچ سکتی ہے، کیونکہ حالت ابھی زیادہ خطرناک نہیں ہے" ڈاکٹر نے اپنے فیصلہ پر زور دیتے ہوئے کہا،

"اچھی بات ہے تو میں اسے ہر ممکن طریق پر بھوالی بھیجنے کا بندوبست کروں گا ———

بات یہ ہے ڈاکٹر صاحب، یہ لڑکی میری شریک حیات کی آخری نشانی ہے میں اسے مرنے نہیں دینا چاہتا،، کہتے کہتے ہنسراج رو پڑا،

"اچھا تو اب چلوں" ہنسراج نے اجازت چاہی

"چائے تو پی لیجئے" ڈاکٹر نے رسماً کہا

"میں چائے کا عادی نہیں ہوں"

"بہتر ہے! ———!

"نمستے" ———!

"نمستے" ———!

———

ہنسراج جس وقت سے ڈاکٹر کے یہاں سے واپس آیا تھا اس کا دماغ گوناگوں خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا؛ بار بار اس کے کانوں میں "بھوالی" کا لفظ گونج اٹھتا، لمحہ لمحہ پر اسکے سامنے بیمار بینا کی تصویر آجاتی اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے، آج وہ کوشش کرنے پر بھی کچھ کام نہ کر سکا،

شام ہو چکی تھی، دفتر کے ملازم اپنا کام ختم کر کے گھر جا چکے تھے ایک ہنسراج ہی تھا جس کے سامنے لیجر کے موٹے موٹے رجسٹر کھلے ہوئے تھے اور پاس ہی اس دن کی آمد رکھی ہوئی تھی،

وہ سوچ رہا تھا اس قدر دولت، اتنے روپے مگر میرے کس کام کے، اس طرف سے اس نے اپنا خیال ہٹانا چاہا لیکن بینا " بھوالی " اس کے دماغ نے اسے جھنجھوڑا۔ اور وہ پھر سوچنے کے لئے مجبور ہو گیا اگر اس میں سے تھوڑے سے روپے بھی مل جائیں تو میں بینا کو بچا لوں۔ یقیناً بچا لوں۔

اس نے نوٹوں کا ایک بنڈل اٹھایا اور فوراً ہی اپنی جگہ رکھ دیا ——— اس کا سارا جسم کانپ اٹھا وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اور پھر شعوری طور پر فضا میں نگاہیں گاڑ دیں، کچھ دیر تک آسمان کی نیلاہٹ دیکھتا رہا۔ پھر دل ہی دل میں بولا۔ نہیں نہیں مجھے ایسا نہ کرنا چاہیئے، مالک کو مجھ پر پورا پورا بھروسہ ہے، ——— پچیس سال تک نیک نیتی سے کام کرنے کے بعد میرے دماغ میں یہ بات آئی بھی کیوں؟ یہ سراسر پاپ ہے مگر!

اسی لمحہ اس نے خیالی آنکھوں سے دیکھا، بینا بستر مرگ پر آخری سانس لے رہی ہے وہ پھر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا، رجسٹر میں دو چار سطریں لکھیں نوٹوں کو گنا۔ اور کچھ نوٹ اس میں سے الگ کر لئے، نوٹ الگ کرتے وقت اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے فرم کے مالک بابو پریم چند اس کی یہ کارروائی دیکھ رہے ہیں، وہ غیر معمولی تعجیل کے ساتھ اٹھا اور کمرہ کا دروازہ کھول کر غور سے دیکھا وہاں کوئی نہ تھا، اس طرف سے اطمینان ہو جانے کے بعد اس کا خیال باہر کی طرف گیا چپراسی ٹھاٹ سے بیٹھا چلم پی رہا تھا اس نے اطمینان کا سانس لیا اور نوٹوں کو جیب میں رکھ کر باہر نکل آیا ——— !

چپراسی نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ سرکار دفتر بند کر دوں اور وہ،

——— اس کی آواز سن کر اس طرح چونک پڑا جیسے اس نے اس کی چوری پکڑ لی ہو، فوراً ہی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ——— کچھ لمحہ وہ سوچتا رہا ——— اور پھر ہاں کہہ کر لمبے لمبے قدم بڑھاتا ہوا چل پڑا۔ ——— راستہ میں رہ رہ کر اسے یہ خیال ستا رہا تھا ———

چپراسی روز تو دفتر بند کرنے کے لئے نہ پوچھتا تھا پھر آج اس نے ایسا کیوں کیا؟ ———

——— کیا اس نے اسے روپے رکھتے وقت دیکھ تو نہیں لیا، ——— اور اچانک یہ سوال اٹھا کر مرعوب کرنا چاہتا ہو ———

——— نہیں اس کی کیا حقیقت ہے ———

——— پھر وہ تو مجھے روپوں سے کھیلتے روز ہی دیکھتا ہے

——— دیکھ کر نہیں چلتے، ——— چہرہ پر آنکھیں ہیں یا نہیں" ———

——— وہ ایک راہگیر سے ٹکرا گیا تھا اور راہ گیر اسے درشت لہجے میں نہ جانے کیا کیا کہہ رہا تھا، کہے جا رہا تھا "یہ پیٹ کو ٹٹولے بابو اپنی نظر میں کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں، آفس اور گھر کا درمیانی فاصلہ طے کرتے ہیں وہ کئی راہگیروں سے ٹکرایا۔ اور کتنی ہی بار غیر ارادی طور پر اس کے ہاتھ جیب کی طرف گئے اسے جیب کچھ پھولی پھولی معلوم ہوتی تھی اور نوٹ فولاد کی مانند سخت معلوم ہوتے تھے، ———

"دروازہ کھولو بینا بیٹا" ———

"کون؟ بابو جی!" ———

"ہاں!" ———

دروازہ کھلا اور اس نے تیزی کے ساتھ گھر میں داخل ہو کر کواڑ زور سے بند کرتے ہوئے اطمینان کا ایک گہرا سانس لیا۔ صحن میں ایک اندھی لالٹین جل رہی تھی، نہ معلوم کب سے وہ لالٹین بدلنے کی فکر میں تھا، لیکن آج اس کی دھیمی روشنی ہی اسے اچھی معلوم ہوئی۔

بینا زندگی کی سترہ بہاریں دیکھ کر اٹھارویں خزاں نما بہار دیکھ رہی تھی، بیماری نے اس کے چہرے کی ساری رعنائی لوٹ لی تھی جسم پر دفعتہً ہی اور موزونیت کا کوئی حصہ نہ چھوڑا تھا، اس میں شک نہیں کہ وہ تندرست ہوتی تو سورگ کی اپسرائیں (حوریں) بھی اسکے حسن سے شرماتیں، ——— لیکن اب تو اتنی بدل گئی تھی، اتنی کمزور ہو گئی تھی کہ چارپائی سے اٹھ کر دروازہ تک جانے میں اس کا سانس پھولنے لگتا۔ سانس کا مدوجزر جب کم ہوا تو اس نے دریافت کیا

——— "پتاجی! آج آپ بہت دیر میں آئے؟"

——— "ہاں بیٹی! آج کچھ دیر ہو گئی" ———

"آپ کو معلوم ہے پتاجی، ڈاکٹر نے کیا کہا اس نے کہا۔ تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے صرف کمزوری ہے، مجھے پہلے ہی معلوم تھا، آپ نے بیکار اتنا روپیہ خراب کیا۔ ———

"پھر بھی بیٹی میرا خیال ہے میں تمہیں بھوالی بھیجدوں بھوالی؟ ———

ہاں اگر اس جگہ تم کچھ دنوں تک رہ جاؤ گی تو پھر تمہاری صحت کی طرف سے کامل اطمینان ہو جائیگا۔

لیکن آپ مجھے بھوالی بھیج سکیں گے؟

کیوں؟ ———

بھوالی بھیجنے میں کتنا روپیہ خرچ ہوگا یہ بھی آپ نے سوچا؟ ———

روپیہ، وہ پاگلوں کی طرح قہقہہ مار کر ہنس پڑا، یہ دیکھو بیٹا ہنسراج نوٹوں کا بنڈل دکھلاتے ہوئے بولا۔ اب تمہارا باپ اتنا غریب نہیں ہے کہ تمہارا علاج بھی نہ کرا سکے۔ اس نے نوٹ بینا کے

(باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر)

پچھلے صفحہ سے

ہاتھوں پر رکھ دیئے، ——————

اور، ——————!

بنیا کے مریض چہرہ پر فرطِ مسرت سے غیر معمولی سُرخی دوڑ گئی، لیکن یہ خوشی غیر مستقل تھی دوسرے لمحہ اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور اس نے گلوگیر آواز سے کہا:-

"پتاجی! مجھے موت کا کوئی خوف نہیں ہے اُسے تو ایک دن آنا ہی ہے لیکن میں اس طرح گھل گھل کر مرنا نہیں چاہتی —— کتنی تکلیف دہ ہوتی ہے ایسی موت —— یاد ہے تاجی نے کرب و اذیت کی کونسی منزلیں طے کرنے کے بعد دم توڑا تھا" —— پگلی کہیں کی ——

تجھے یہ سب سوچنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہنسراج نے بنیا کی پشت پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ جاؤ اب سو رہو، ہاں! کل صبح میری بنیا بھوالی روانہ ہوگی اور مجھے روزانہ خط لکھا کرے گی، وہ ہنسنے لگا، ——

مگر جب، ——

بنیا اپنے کمرے میں چلی گئی تو اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے —— اس نے ضمیر کا گلا گھونٹ کر اسے کہا تھا، —— جب وہ نوٹ لے کر گھر آرہا تھا تو کتنی ہی بار اسکے ضمیر نے اُسے صلاح دی کہ نوٹ جلائے اور رجسٹر ٹھیک کر کے نوٹ رکھ دے لیکن اب اُسے اس امر کی خوشی تھی کہ اس کی بیٹی مستقبل کے خوشنما آئینہ گہوارے میں کھیلے گی، اس کے یہ آنسو خوشی کے آنسو تھے، ——

—— آج رات وہ بہت دیر کے بعد سویا اور خواب میں بھی یہی سب دیکھتا رہا۔ —— پہلے اس نے دیکھا، —— بنیا بھوالی جا کر خوب تندرست ہوگئی ہے —— اور اس کا رنگ روپ پہلے سے بھی زیادہ نکھر گیا ہے —— پھر دیکھا بنیا کی ماں بنیا کو دیکھنے کے بعد اسے نفرت انگیز نگاہوں سے گھور رہی ہے —— اس نے حیرت بار نظروں سے بنیا کو دیکھا، اور ڈرتے ڈرتے سوال کیا:-

بنیا کی ماں تم میری طرف خشمگیں نگاہوں سے کیوں دیکھ رہی ہو؟ ——

"تم اپنے ضمیر سے پوچھو ہنس" اس نے آنکھوں سے شعلے برساتے ہوئے جواب دیا۔ تمہاری زندگی کا معیار تو بہت بلند تھا۔ تم اتنے گر کیوں گئے۔ تم نے ایسا ذلیل کام کیوں کیا؟ ——

—— وہ کہتی گئی اور اس کی نفرت بڑھتی گئی، تمہیں اپنے مالک کو دھوکا دیتے ہوئے شرم نہ آئی خیانت کے سوا تمہارے لئے اور کوئی راستہ نہ تھا تم چور ہو اور چور، نہ میرا پتی ہو سکتا ہے اور نہ میری بنیا کا باپ، جاؤ میرے سامنے سے چلے جاؤ ——

—— میں تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی،

اُس نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ خواب کا تیسرا سین بہت بھیانک تھا؛ پولیس سے ہتھکڑی پہنا رہی تھی۔ اور اس کی آنکھیں ساون بھادوں کی جھڑی لگا رہی تھیں، ——

اس کی آنکھ کھل گئی اور اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی غیبی آواز کمرے کی خاموش فضا کو چیرتی ہوئی بلند ہو رہی ہو، چور۔ چور۔

بنیا بھوالی گئی اور دو سرے ہی ہفتہ اپنی طبیعت کی بحالی کا خط بھیجا، ہنسراج کو یہ خط پا کر بے اندازہ مسرت ہوئی اس نے ہر چھوٹے بڑے کو یہ خط سنایا اور خود تو نہ جانے کتنی بار پڑھ ڈالا ——

بنیا تھی تو وہ ہنسراج کے کھانے وغیرہ کا انتظام کرتی تھی، لیکن اب اُسے یہ کام خود کرنا پڑتا تھا، صرف ایک وقت کھاتا اور روپیہ بچاتا۔ جو آمدنی اس کے ہاتھ میں فرم کی آتی اس میں سے اپنے اور اپنی بیاہتا کے خرچ سے جتنی بھی ضرورت ہوتی بنیا کو بھیجتا، بنیا کے خط میں دن بہ دن اسکے اچھے ہونے کی خبر ہوتی ہر ایک خط دفتر میں سب کو سنایا جاتا دفتر والوں کو ہنسراج سے جب کوئی کام لینا ہوتا تو پہلے وہ بنیا کے متعلق بات چیت کرتے پھر اپنا مطلب بیان

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ہر روپیہ جو اب بچایا جائے...

جنگ کے بعد زیادہ قیمت کا ہو جائے گا۔ جب کہ قیمتیں اس قدر چڑھی ہوئی ہوں جیسی کہ اس وقت ہیں تو ظاہر ہے کہ آپ اپنے روپے کا بہت بُرا بدل پا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یاد رکھئے کہ قیمتیں آپ گھٹ رہی ہیں۔ کپڑے، غلے، دواؤں وغیرہ کی موجودہ قیمت کا مقابلہ اس قیمت سے کیجئے جو سال بھر پہلے تھی۔ سمجھدار لوگوں نے اُس وقت اپنا روپیہ بچایا اور اب وہ پہلے کی نسبت بہت سستی چیزیں خرید سکتے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ عقل مندی کی بات یہ ہے کہ آپ اس وقت جس قدر بھی بچا سکتے ہوں بچالیں تاکہ امن کے زمانے میں اپنے روپے سے دُگنا سامان خرید سکیں۔

روپیہ بچائیے اور سمجھداری سے لگائیے

اطمینان کر لیجئے کہ جو روپیہ آپ نے بچایا ہے وہ کسی محفوظ مد میں لگا ہوا ہے۔ جواہرات، زمین، عمارت، صنعتی سامان یا خام اشیا خرید کر ٹال لینا آج کل بچت کا کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔ ان چیزوں کی قیمتیں غیر معمولی طور پر بڑھی ہوئی ہیں اور آپ دیکھیں گے ایک نہ ایک دن گھٹ جائیں گی۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا روپیہ محفوظ رہے اور آپ کو اس سے معقول فائدہ پہونچے تو اسے سرکاری قرضوں، نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹس، بیمہ پالیسی، امداد باہمی کی انجمنوں، ڈاک خانے کے سیونگ بینک یا کسی بینک کے سیونگ کھاتے میں لگائیے۔

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

تیج ویکلی دہلی

۱۷ اکتوبر ۱۹۴۴ء

دیوالی

قومی زندگی میں تیوہار کی اہمیت!

دسہرے کے بعد دیوالی بھی اپنی گوناگوں دلچسپیوں اور کیف بار جلوہ آرائیوں کے ساتھ آپہنچی، کسی ہندوستانی کا دل ایسا نہ ہوگا جو دنیا کے اس روشن ترین تیوہار پر مسرت کی لہریں محسوس نہ کرتا ہو۔ مختلف ممالک کی قومیں اپنے اپنے طریقہ پر اپنے تیوہار بڑی شان و شوکت سے مناتی ہیں اور ان موقعوں پر بڑی خوشیوں کا مظاہرہ کیا جاتا ہے لیکن مخصوص اور خاص ہندوستانی تیوہاروں کی نوعیت کسی قدر جداگانہ ہے۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں ہر وہ آب و ہوا اور وہ موسم مجموعی اور یکجائی طور پر پائے جاتے ہیں جو دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں اسی لئے ہندوستان کو "جنت نشان" اور "مجموعۂ عالم" بھی کہتے ہیں یعنی یہ وہ ملک ہے جس میں جام جمشید کی طرح ساری دنیا کے عکس اور تمام موسمی جغرافیائی حالات دیکھے جا سکتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ ہندوستان میں چونکہ موسموں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سال کے بارہ مہینوں میں سے مسلسل دو مہینوں میں بھی ایک موسم نہیں رہتا۔ بلکہ قدرت کی طرف سے تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اسی لئے یہاں تیوہاروں کی تعداد بھی دوسرے ممالک کی بہ نسبت زیادہ ہے، اور اگر آپ غور کریں گے تو ہر تیوہار کا تعلق کسی موسم یا موسمی اثرات سے ضرور پائیں گے، صرف ہولی یا دیوالی ہی کو دیکھئے کہ موسم سے ان تیوہاروں کا کیسا گہرا تعلق ہے، اول الذکر تیوہار کے موقع پر موسم گرما کا اور موخر الذکر تیوہار کے موقعہ پر موسم سرما کا خیر مقدم کیا جاتا ہے، لیکن تیوہاروں کے اس موسمی پہلو کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی پیش نظر رکھنا پڑے گا کہ ہندوستان ایک ایسا قدیم ملک ہے جس نے دنیا کو روحانی اور اخلاقی فلسفہ کی بہت سی چیزیں عطا کی ہیں یہاں مذہب اور روحانیت کو ہمیشہ لامذہبی اور مادیت پر ترجیح دی گئی ہے، یہ ملک کسی زمانے میں دنیا کا دولتمند ترین ملک ہونے کے باوجود بھی "زر پرست" اور "مادہ پرست" نہیں رہا ہے، یہاں ضروریات زندگی کی فراوانی تھی اور معاشی جاہ و جلال بہت زیادہ نہ تھی اس لئے روحانی علوم، اور فلسفۂ مذہب و اخلاق کی طرف متوجہ ہونے کے لئے لوگوں کو زیادہ وقت ملا۔ اور اسی لئے تیوہاروں کو بھی مذہبی بنیادوں اور اخلاقی و روحانی معیاروں پر قائم کیا گیا،

اسی نقطۂ نظر کی روشنی میں اگر آپ دیوالی یا "دیپ مالا" پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو اس تیوہار کے چند پہلو صاف دکھائی دیں گے، سب سے پہلے اس کا مذہبی پہلو قابل توجہ ہے، سب جانتے ہیں کہ روایتی اعتبار سے دیوالی وہ تیوہار ہے جو فتح لنکا کے بعد ایودھیا میں سری رامچندر جی کی واپسی پر منایا گیا تھا۔ اور جب راون کو شکست دیکر واپس تشریف لائے تھے تو تمام گھروں میں چراغاں کیا گیا تھا، راون سے سری رامچندر جی کی لڑائی کا نچوڑ یہ ہے کہ وہ "باطل" کے خلاف "حق" کی جنگ تھی، جس میں حق نے باطل پر فتح پائی تھی، اس اعتبار سے دیوالی کی خوشیاں اور ظاہری صورتیں بھی "اعلان حق" کے ایک شاندار مظاہرے سے تعبیر کی جا سکتی ہیں۔ اب اس تیوہار کے موسمی اور سائنٹفک پہلو کو دیکھئے۔ یہی وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ بارش کا موسم ختم ہو چکتا ہے اور موسم سرما کا آغاز ہوتا ہے، دیوالی میں عام طور پر تمام گھروں کی صفائی خوب اچھی طرح کی جاتی ہے، اس سے برسات کی پیدا کی ہوئی خرابیاں اور سمیتیں زائل ہو جاتی ہیں، زہریلے کیڑے مکوڑے مر جاتے ہیں۔ بے شمار چراغوں کے جلنے سے ہوا صاف ہو جاتی ہے، نئے برتنوں کے باعث، گھروں کی صفائی اور ستھرائی میں اضافہ ہوتا ہے اور صحت و تندرستی کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے

دیوالی کا قومی پہلو بھی وہی ہے جو دوسرے قومی تیوہاروں کا ہے۔ یعنی جس تیوہار کو کسی ملک کی پوری قوم مناتی ہے اس سے نہ صرف یہ کہ قومیت کا احساس، قومی بیداری، عزت نفس اور اپنے وجود کے متعلق بلند خیالی پیدا ہوتی ہے، بلکہ ہم دنیا کی دوسری بیدار و ترقی یافتہ قوموں کی توجہ اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اپنی قومی زندگی کو ان پر ظاہر کرتے ہیں، تاکہ وہ ہمارا احترام کریں، اور ہمارے تمدن و تہذیب سے متاثر ہوں! اس کے بعد دیوالی کے سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کو لیجئے، اس تیوہار پر تمام عزیزوں اور دوستوں کے ملنے جلنے اور ایک دوسرے کی خاطر مدارات کرنے کا بہترین موقع ہمارے ہاتھ آتا ہے۔ اس سے ہم آہنگی اور اتحاد کی اسپرٹ پیدا ہوتی ہے جوان، بوڑھے، عورتیں بچے سب مل کر خوشیاں مناتے ہیں اور زندگی کی ایک مشترک لہر اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں اس تحریر کے لکھتے وقت یہ خیال کر کے افسوس بھی ہوتا ہے کہ بعض ناقص اور قابل اعتراض چیزیں لوگوں نے اس مقدس تیوہار میں داخل کر دی ہیں۔ ہمارا اشارہ مے نوشی اور قمار بازی کی طرف ہے مگر اس میں خود تیوہار کا کیا قصور ہے؟ اس کی شاندار اور مقدس روایات میں کہیں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں یہ خرابیاں صرف دوسرے برے رسموں کی طرح داخل ہو گئی ہیں اور ضرورت اس امر کی ہے کہ جلد از جلد ان خرابیوں کی اصلاح کی جائے اور جو لوگ اس موقع پر ان افعال قبیحہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنے دامن اخلاق سے اس دھبہ کو ہمیشہ کے لئے دھو ڈالیں۔

اس کے بعد ہم دیوالی کے اقتصادی پہلو کی طرف رجوع ہوتے ہیں، وقتی اعتبار سے غالباً سب سے زیادہ اہم پہلو یہی ہے اور اس پہلو کے چند ضمنی پہلو بھی ہیں جو دوران بحث میں خود بخود سامنے آ جائیں گے ہندوستان میں زراعت کا ایک اعتبار سے اہم ترین موسم یہی ہے یعنی اس زمانے میں خریف کی فصل کٹنی شروع ہو جاتی ہے اور ربیع کی فصل کے کاموں کی ابتدا ہوتی ہے، دیوالی پر بازاروں میں دھان کی کھیلوں کی کثرت دیکھی جاتی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ قدرت نے خریف کے موسم میں ہم پر اپنے فیض و کرم کی بارش کی ہے، اناج کے بعد کپڑوں اور دیگر ضروریات زندگی کو دیکھئے تو دیوالی، وہ تیوہار ہے جس کے منانے سے بہت سی بڑی اور چھوٹی صنعتوں اور حرفتوں کو ترقی ہوتی ہے، موسم سرما کے لئے کپڑے خریدے جاتے ہیں، دیگر اشیائے ضرورت، اور برتنوں اور کھلونوں کی خریداری بھی صنعتی ترقی کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے، ان سے ملک کی تجارت بھی فروغ پاتی ہے اگر امیروں کے لئے سونے اور چاندی کے زیور و ظروف بنانے والے اور پیتل کے برتنوں کے صناع و تاجر دولت حاصل کرتے ہیں تو غریب کمہار بھی مٹی کے برتن اور کھلونے بنا کر اپنا پیٹ پالنے کی کوشش کرتا ہے۔

لیکن اس موقع پر ہمیں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جو اس وقت بدترین اقتصادی بدحالی میں مبتلا ہے وہی کسان جو اپنی محنت و مشقت سے اناج پیدا کر کے شہریوں کو غذا پہنچاتا ہے اور تاجروں کو اس لائق بناتا ہے کہ دھان کی کھیلیں بازاروں میں فروخت کریں، خود فاقے کرتا ہے اور اسکے بال بچوں کو آرام سے دو وقت کھانا نہیں ملتا، ہندوستان کے مشرقی صوبوں یعنی بنگال اور بہار کی حالت سب کو معلوم ہے غذا کی کمی اور امراض کی زیادتی نے عوام کو سخت ترین پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا کر دیا ہے، یہ تو مخصوص حالات ہیں ان کے علاوہ ایک عام مسئلہ ہندوستان کی وسیع ترین غربت اور افلاس کو دور کرنے کا ہے، چند گھروں میں دولت آ جانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ملک خوشحال ہے وہ لکشمی دیوی جس کی پوجا دیوالی پر ہوتی ہے غالباً عام ہندوستانیوں سے خفا ہے اور ہندوستان کی دولت اور اقتصادی ذرائع دوسرے ملک کے کنٹرول میں ہیں اور یہی وہ نکتہ ہے جو اقتصادی مسئلہ کو سیاسی مسئلہ سے ملا دیتا ہے۔ اس وقت جبکہ آپ دیوالی منا رہے ہیں ہم اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے لیکن آپ خود غور فرمائیں کہ کیا آپ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور اس تیوہار پر غریب پڑوسیوں اور ملک کے مفلسوں اور ناداروں کا خیال کیا آپ کے دل میں موجود ہے اور کیا آپ نے ان کی امداد کے لئے کوئی قدم اٹھایا ہے؟ بس اتنا ہی کہہ کر ہم آپ کی خدمت میں دیوالی کی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور پرماتما سے دعا کرتے ہیں کہ آپ جلد ایک آزاد قوم کی طرح اپنا تیوہار منانے کے لائق ہو جائیں۔

کستوربا میموریل فنڈ!

چار ماہ سے بھی کم کی مدت میں کستوربا میموریل فنڈ کے لئے ایک کروڑ پندرہ لاکھ روپیہ سے زیادہ رقم کثیر کا جمع ہو جانا یقیناً ایک شاندار رکارڈ ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانیوں کے دلوں میں مہاتما گاندھی کے لئے محبت و احترام کے جذبات کتنے گہرے اور وسیع ہیں اور سورگیہ ماتا کستوربا گاندھی کی شفقتوں اور خدمتوں نے لوگوں کے دلوں میں کیسا گھر بنا لیا ہے بہت دن نہیں ہوئے برطانیہ کے بعض کانسرویٹو اور شہنشاہیت پسند اخباروں نے اور امریکہ میں بعض برطانی پروپیگنڈا بازوں نے عوام سے یہ کہا تھا کہ گاندھی جی کا اب اپنے ملک پر کوئی خاص اثر باقی نہیں رہا ہے معلوم نہیں مذکورہ خبر کستوربا میموریل فنڈ کی جمع شدہ رقم کی اطلاع کو سنکر یہ حضرات اب کیا فرمائیں گے بہرحال ان کے خیال خواہ کچھ بھی ہوں مہاتما گاندھی کو یورپ اور امریکہ کی طرف سے جو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے اور پیش کیا جا رہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مخالفانہ پروپیگنڈا کے باوجود ان ممالک کے بہترین دل و دماغ والے لوگ مہاتما گاندھی کی عظمت کو محسوس کرتے ہیں اور ان کے مشن کی بلندی سے اچھی طرح واقف ہیں۔

آبادی اور غذائی صورت حال!

ہندوستان کی غذائی صورت حال کی مشکلات کو بیان کرتے ہوئے برطانی پروپیگنڈا کرنیوالوں اور بعض دوسرے لوگوں نے اکثر اس بات پر زور دیا ہے کہ ہندوستانی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہونا بھی اس پریشان کن صورت حال کے مخصوص اور اہم اسباب میں ایک بڑا سبب ہے، چند روز ہوئے لارڈ آف کانسر میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے بھی یہی راگ گایا ہے اور یہاں تک کہا ہے کہ ہندوستان کی آبادی میں اضافہ "ساری دنیا کی آبادی کے اضافہ کی تیز رفتاری سے بھی بڑھ گیا ہے" ہمیں مسرت ہے کہ اس بیان کا صحیح جواب مسٹر ایم۔ آر۔ جیاکر نے دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار دنیا کے بہت سے ممالک کے لئے ابتک دستیاب نہیں (باقی نوٹ صفحہ (۱۲) پر)

اشارات

یورپ کی جنگ کے متعلق ایک دلچسپ خبر آئی ہے اس کا بیان ہے کہ "لڑائی پر ایک سفر، فرار و مشی اس امر سے پڑتی ہے کہ فیلڈ مارشل انٹ گومری اپنی ہی یونیفارم (سوئٹر) پہنتے ہیں جو ۱۹۴۰ء میں آدمن سے پیچھے ہٹتے وقت انھوں نے کھو دیا تھا۔ ان کے بھیلے (کٹ) کو وہاں راہبوں نے پا کر چھپا دیا تھا، اب جبکہ تو وین ڈوبارہ اتحادیوں کے ہاتھوں فتح ہو گیا ہے انھوں نے وہ بھیلا فیلڈ مارشل انٹ گومری کو واپس کر دیا ہے اور مارشل موصوف نے اپنا بھورے رنگ کا سوئٹر پھر پہن لیا ہے" ——— لیکن یہ معلوم نہیں کہ فیلڈ مارشل انٹ گومری نے اپنا بھیلا کیونکر کھویا تھا، کیا وہ چوری ہو گیا تھا، یا چھوڑ دیا گیا تھا، یا پھینک دیا گیا تھا؟ بہرحال یہ ایک دوسرا سوال ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اپنا پرانا بھورا سوئٹر پہنکر فیلڈ مارشل انٹ گومری دیسی پھلے نے جنرل انٹ گومری معلوم ہوتے ہوں گے!

جنوبی ہند کے "انگلو انڈین اور ڈومیسائل یوروپین ایسوسی ایشن" کے صدر نے ممبروں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی جنم بھومی میں رہیں ——— یہ بہت صحیح ہے وہ بڑے شوق سے ہندوستان میں رہ سکتے ہیں لیکن "ڈومیسائل" یوروپینوں سے یہ کہنا کہ وہ اپنی جنم بھومی میں رہیں بالکل برعکس معنی پیدا کرتا ہے۔ ڈومیسائل کے معنی ہیں ترک وطن کر کے دوسری جگہ کو اپنا وطن بنانا۔ اس لفظ کا تعلق پیدائش سے نہیں ہے اس لئے "ڈومیسائل" یوروپینوں سے جنم بھومی میں رہنے کے لئے کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ یہ اپنے واپس چلے جائیں۔ اس لئے بہتر ہو کہ بات کہنے سے پہلے اس پر غور کر لیا جائے!

اعلان کیا گیا ہے کہ سر آر۔ ایس فرما تنجور ڈسٹرکٹ جنٹلمٹ کانفرنس" پر صدارت کریں گے

ذرا غور فرمائیے! تنجور ضلع کے جنٹلمٹوں کی کانفرنس!! کیسی عظیم الشان چیز ہوگی!! ہم تو جبتک یہی جانتے تھے کہ "پائپ" (منھ کا باجہ) بجانے کا جہاں تک تعلق ہے تنجور کی موسیقی بہت اچھی سمجھی جاتی ہے اب معلوم ہوا کہ وہاں کا جنٹلمین بھی بہت مہذب ہے اور اس پر صدارت فرمائیں گے جو پچھلے دنوں امریکہ جا کر برطانی حکومت کے حق میں خوب باجہ بجا آئے ہیں!

افغانستان کا اخبار "یونتنگ اسٹینڈرڈ" (شام کا جھنڈا) کہتا ہے کہ یورپ ہندوستانی فوج کا اس لئے "مفروض" ہے کہ موخر الذکر نے یوروپینوں کی آزادی میں بڑی مدد دی ہے ——— اب یہ "یونتنگ اسٹینڈرڈ" (آدھی رات کا جھنڈا) جو لڑائی کے بعد شائع ہوگا یہ لکھے گا کہ ہندوستان یورپ کا اس لئے "مفروض" ہے کہ موخر الذکر نے ہندوستانیوں کو یورپ کی آزادی اور جمہوریت کے کاز میں لڑنے کا موقعہ دیا رہا سوال اپنی آزادی و جمہوریت کا تو یہ ایک اور بات ہے!!

لندن کی ایک اطلاع کہتی ہے کہ بڑے امریکن افسروں کے خیال کے مطابق چین میں فوجی صورت حال "ہاپلس کنڈیشن" (DESPERATE) ہو گئی ہے چین سے آئی ہوئی خبر کا بیان ہے کہ چینی حکومت کے نمائندے کے خیال کے مطابق وہاں کی فوجی صورت حال "نازک" ہے ——— اب ان دونوں بیانوں کو ساتھ رکھئے تو "ہاپلس کنڈیشن" اور "نازک" کا ایک مرکب بنتا ہے لیکن حقیقت ہے کہ واشنگٹن سے "چین کی خرابی کو دور کرنے" کا پروپیگنڈا جاری ہے!

صفحہ (۱۱) کے باقی نوٹ

ہیں، لیکن تقریباً نصف درجن یورپین ممالک (جس میں برطانیہ بھی شامل ہے) اعداد و شمار کا اشتراک ۱۹۳۱ء کی درمیانی نصف صدی میں جائزہ لیکر انھوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہندوستان کی آبادی میں اضافہ ان ممالک کے مقابلہ میں نسبتاً کم ہے اس سے مسٹر جسپس کی بیان کردہ کہانی صاف طور پر غلط ثابت ہوتی ہے، بات یہ ہے کہ ہندوستان میں برطانی حکومت کی پالیسیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس حکومت کے بڑے سے بڑے وکیل وزیر خارجہ کو کچھ کہنا ہی پڑتا ہے مسٹر امری نے بھی پچھلے دنوں کہا تھا کہ بنگال کا قحط خدا کی طرف سے بھیجا ہوا تھا، پھر مسٹر چرچل اگر ہندوستان کی کثرت آبادی کو موجودہ خوفناک غذائی صورت حال کا ذمہ دار ٹھہرائے تو کیا کرتے!

"اردو - ہندی" مسئلہ!

پچھلے دنوں بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر کے ایم منشی نے جو کچھ کہا ہے اسے بعض حلقوں میں اردو کی مخالفت سے تعبیر کیا جا رہا ہے، حالانکہ موجودہ مسئلہ حقیقت میں ہندوستان کی کسی رائج زبان کا نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے لئے ایک مشترک قومی زبان کا ہے جو عام طور پر تمام فرقوں کے باہمی تعلقات میں استعمال کی جا سکے، اور جو سب لوگ آسانی سے اختیار کر لیں، مسٹر منشی نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ "ہندی - اردو" جھگڑا حقیقت میں زبان کا جھگڑا نہیں ہے بلکہ ایک فرقہ وارانہ سوال ہے جو زبان کے دائرہ میں داخل کر دیا ہے" اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حقیقت میں موجودہ ہندی اور موجودہ اردو دو زبانیں نہیں ہیں بلکہ تقریباً ایک ہی زبان ہے جو دو مختلف رسم الخط میں لکھی جاتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ مسٹر منشی کے خیال میں اور مہاتما گاندھی اور دوسرے لیڈروں کے خیال میں ایک بڑا فرق ہے، مسٹر منشی چاہتے ہیں کہ ہندو ہندی کو اور مسلمان اردو کو ترقی دیں، اس کے بعد دونوں زبانیں ملا دی جائیں۔ مہاتما گاندھی فرماتے ہیں کہ ابھی سے دونوں زبانوں کو ملا کر "ہندوستانی" بنا دیا جائے، اور ہندو اور مسلمان دونوں فرقے ہندی اور اردو دونوں رسم الخط سیکھ لیں:

ڈاکٹر سید محمود کی اپیل!

ڈاکٹر سید محمود ممبر کانگریس ورکنگ کمیٹی نے رہا ہونے کے بعد صوبہ بہار کے حالات کو پبلک کے سامنے پیش کرتے ہوئے امداد کے لئے اپیل کی ہے ۱۹۳۴ء کے تباہ کن زلزلہ کے دس سال بعد یہ صوبہ جو مہاتما گاندھی کو بہت عزیز ہے، پھر ایک سخت ترین مصیبت میں مبتلا ہے اور ہیضہ و طاعون جیسے مہلک وبائی امراض نے اسے اپنا گھر بنا لیا ہے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق جنوری سے جولائی ۱۹۴۴ء تک دو لاکھ آدمی مر چکے ہیں، غیر سرکاری تحقیقاتوں سے پتہ چلتا ہے کہ تعداد اموات اس سے زیادہ ہے لیکن یہ بحث بیکار ہے شمالی بہار کے صرف تین اضلاع میں چند ماہ کے اندر دو لاکھ آدمی کا مرنا بھی کم افسوس ناک نہیں ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ صوبہ بہار کی حالت اس وقت قابل رحم ہے ڈاکٹر سید محمود فرماتے ہیں "بہار کے کسان خاص طور پر فلاس زدہ ہیں ان کو روزانہ ایک بار سے زیادہ کھانا نہیں ملتا یہ حالت کئی پشتوں سے تھی، اب اس سے بھی بدتر ہے" ڈاکٹر سید محمود اس نظریہ کی بھی تردید کرتے ہیں کہ اناج کی قیمتوں میں اضافہ کے باعث کسانوں کی حالت بہتر ہو گئی ہے بہار کے کسان بڑی بڑی آرزوؤں کے شکار نہیں ہیں اور چھوٹے چھوٹے کھیتوں پر زراعت کبھی نفع بخش نہیں ہوتی، بہرحال سر دست اس مسئلہ پر بحث کی ضرورت نہیں ہے حقیقت آفتاب ہے اور وہ یہ ہے کہ بہار کے عوام افلاس و امراض میں مبتلا ہو گئے ہیں ڈاکٹر سید محمود نے سارے ملک سے اپیل کی ہے کہ وہ بہار کے مصیبت زدوں کی امداد کریں، ہم اس اپیل کی پرزور تائید کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تمام دانی حضرات اس سلسلہ میں اپنی فیاضی کا ثبوت دینگے، نقد رقمیں، کپڑے، ادویات وغیرہ اس پتہ پر بھیجی جا سکتی ہیں:- جنرل سیکرٹری۔ بہار ریلیف کمیٹی، پٹنہ،

تعمیری کام!

صوبہ یو۔ پی کے ان ارباب کانگریس نے جو قید و نظربندی سے رہا ہو چکے ہیں، کانپور میں ایک جلسہ کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو وہ تعمیری کام کرنے چاہئیں جو موجودہ حالات میں ممکن ہیں، ان کا یہ فیصلہ یقیناً مستحسن ہے ابتدا ہی میں ان کو یہ بات یاد دلائی گئی کہ یہ دفعہ ۹۱ اور ڈفنس آف انڈیا رولز کا دور ہے ان کو جلسہ کرنے کے لئے اجازت اس شرط پر دی گئی کہ جلسہ میں ایک پولیس افسر موجود رہے گا انھوں نے اس شرط کو اس بنا پر منظور کر لیا کہ ان کے خیال میں اس وقت فرض کی ادائیگی زیادہ مقدم چیز تھی ساری دنیا جانتی ہے کہ ارباب کانگریس کے خیالات و عقائد کیا ہیں مہاتما گاندھی فرما چکے ہیں کہ وہ اس وقت کوئی تحریک شروع نہیں کریں گے اس لئے ارباب کانگریس کو اسکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ یا تو وہ پبلک سرگرمیوں کو خیرباد کہہ کر سر دست بیٹھ رہیں یا کوئی تعمیری کام کریں۔ انھوں نے اچھا کیا کہ موخر الذکر کو ترجیح دی اور اپنی رہنمائی اور خدمات سے لوگوں کو محروم نہیں رکھا، ان محبان وطن کے لئے یہ بہت آسان تھا کہ قید سے رہا ہونے کے بعد حکومت کی عائد کردہ پابندی سے متاثر ہو کر پرسٹیج کا جامہ پہن لیتے اور خاموش ہو جاتے مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا اور اپنی خدمات سے ملک کو فائدہ پہنچانا ضروری سمجھا:

رازِ دنیا

سوال:- ولایات متحدہ امریکہ کے نائب صدر مسٹر ہنری والیس پچھلے دنوں جب چین گئے تھے تو ہندوستان کیوں نہیں آئے تھے؟ ہندوستان تو ان کے راستے ہی میں پڑتا تھا! (چندر موہن، لکھنؤ)

جواب:- یہ کیا ضروری ہے کہ امریکہ کا جو افسر چین جائے وہ ہندوستان بھی آئے؟ کیا آپ جانتے نہیں کہ ہندوستان ایک "پردہ نشین" ملک ہے باہر کے لوگوں کو اس پردہ سسٹم میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہے مسٹر ہنری والیس ہی پر کیا موقوف ہے ایک مدت ہوئی مسٹر ونڈل ولکی بھی (جو اب آنجہانی ہو گئے ہیں) جب چین گئے تھے تو ان کو ہندوستان آنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی مسٹر ہنری والیس کے معاملہ کے متعلق بونا ٹیٹڈ پریس کی ایک رپورٹ کہتی ہے کہ مسٹر ہندوستان آنا چاہتے تھے مگر انھوں نے یہ سنا کہ پریسیڈنٹ روزویلٹ کے نمائندے مسٹر ولیم فلپس کو ہندوستان کی برطانی آتھریٹیز نے "ناپسندیدہ شخصیت" کا خطاب دے دیا تو انھوں نے ہندوستان آنے کا ارادہ ترک کر دیا! اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ مسٹر والیس نے دانائی اور دور اندیشی سے کام لیا!

سوال:- آجکل اچھا گھی ملنا تو دشوار ہی ہے لیکن جب سے کنٹرول ہوا ہے بناسپتی گھی بھی نہیں ملتا اب آپ بتلائیے کہ کیا چیز کھائی جائے؟ (احمد علی، دہلی)

جواب:- کھانے کی چیزوں کی فہرست تو بڑی لمبی ہے لیکن گھی کی جگہ پر آپ تیل کھائیے اور اگر تیل کھانے سے بیمار ہو جائیں تو غم کھائیے اور مسٹر چرچل کی "شہنشاہی ڈھال" کو دعا دیجئے جس کے نیچے ہندوستان آرام کر رہا ہے!

سر پر خوم داس ٹھاکر داس نے ایک تقریر میں کہا ہے کہ ہندوستان اب اس اقتصادی پالیسی کو برداشت کرنے کے لائق نہیں ہے جس کے تحت میں اُسے رکھا گیا ہے)

چند اقتصادی اور معاشرتی مسائل

سماجی ماحول اور اقتصادی زندگی

(از شریت رامانند)

سماج اور ہے دریا میں کوئی فرق نہیں جیسے دریا میں بند لگانے سے پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ آجاتی ہے ایسے ہی سماج کے جیون پر پابندیاں بھی جاتیہ جیون کے بہاؤ کو روک دیتی ہیں، جو پانی رُک جاتا ہے اُس میں سڑاند اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے ایسے ہی جاتیہ جیون کو زیادہ کارآمد بنانے کے لئے اگر کوئی قواعد بنائے جائیں اور وقت گذرنے پر وہ بے کار ہو جائیں تو وہ بھی قومی زندگی کے اندر غلاظت اور تعفن پیدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔

ویدوں میں منش جاتی کو آریہ اور دسیو دو جماعتوں میں منقسم کیا گیا ہے آریہ وہ جو یاتنترانہ پیشہ سے بسر اوقات کرتے ہیں دسیو وہ جو چوری، ڈکیتی یا دیگر قسم کے جرائم پیشہ سے گذر کرتے ہیں۔

چار ورن یعنی برہمن، کشتریہ، ویش اور شودر جو اب ذاتیں گنی جاتی ہیں دراصل کالج کی ڈگریوں کی طرح پدویاں تھیں جو مختلف لیاقت کے مطابق گروکلوں یا رشی آشرموں سے جو پرانے زمانہ میں تعلیم کے مرکز تھے تعلیم پوری کر چکنے کے بعد عطا کی جاتی تھیں، برہمن اور شودر کے فرق میں کوئی فرق نہیں تھا، صرف کام میں فرق تھا۔ اصل شودر کا اصل مطلب محنت کرنے والے کا ہے کھیتی اور گائے پالنا جو آجکل ویشوں کے کام سمجھے جاتے تھے دراصل شودر کا کام تھے مشقت اور سیوا کے تمام کام کرنے والوں کو شودر کی ڈگری ملتی تھی، اسی جماعت میں سب ہنرمند شامل تھے پرانے زمانے کے شودر کو آجکل کی لیبر کلاس سمجھنا چاہئے، فی زمانہ مزدور پیشہ میں تمام بڑے سے بڑا انجینیر اور بڑے بڑے منیجر گنے جاتے ہیں پرانے زمانہ میں بھی یہی حال تھا۔

زمانہ کے گذرنے پر شودر کی اصطلاح کچھ کی کچھ ہو گئی ویدوں اور سمرتی دھرم کا صحیح گیان نہ رہنے کے سبب جو قواعد قومی زندگی میں سہولت پیدا کرنے اور کارکردگی کو اعلیٰ معیار پر پہنچانے کے لئے مرتب کئے گئے تھے وہ بے معنی ہو کر رہ گئے اب ذات پات اور باہمی چھوا چھوت اور دوسری سماجک خرابیوں نے ہماری اقتصادی زندگی کا دائرہ تنگ کر دیا ہے اور اقتصادی کارکردگی نچلے درجہ کی رہ گئی ہے۔

تواریخ کی اقتصادی تشریح ہمیں بتلاتی ہے کہ انسانی تمدن اور سماجک ترقی کے مرحلے اقتصادی نشوونما اور ارتقا پر منحصر رہے ہیں اور اقتصادی نشوونما و ترقی جغرافیائی اور مادی ماحول کے تحت رہی ہے۔

انسان زندگی کے ابتدائی زمانہ میں نسلی ترقی اور ارتقائی رفتار مبنی حالت آب و ہوا اور خوراک کی بہتری کے تحت چلتی رہی ہے مذکورہ حالات کے دباؤ کے تحت ہمارے گاؤں کی اقتصادی زندگی وجود میں آئی ہے اور گاؤں کی ارتقا کی منزل سے گذر کر خود کفالتی بن گئے ان گاؤں کی خود کفالتی کی بنیادوں پر ہماری قومی اقتصادی زندگی کی عمارت تعمیر ہوئی۔

ورن آشرم کے مطابق کام کی تقسیم کے سبب گاؤں والوں کو باہر سے سیاسی، کاروباری و مالی یا سماجک اور خدمت گذاری کے کام کے لئے باہر سے کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ گاؤں کی خود کفالتی کے پورا کرنے میں یہ بات بھی معاون ثابت ہوئی کہ ضرورت کی تو بیا سب خام اشیاء گاؤں میں موجود تھیں درخت لکڑی کے اوزار یا عمارتی اور ایندھن کی ضروریات کے لئے کپاس کپڑے کے لئے، تیل کے بیج روغنی ضروریات کے لئے، مویشی دودھ دہی اور گھی کے لئے۔

زیادہ تر گاؤں کی پیداوار کی کھپت خود گاؤں میں ہو جاتی تھی اور تھوڑی بہت پیداوار جو فاضل ہوتی تھی وہ شہری ضرورت کے لئے فروخت کر دی جاتی تھی۔

خود کفالتی قدرتاً دولت میں اضافہ کرتی تھی لہٰذا گاؤں سے باہر دولت جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا فاضل پیداوار کی بکری سے شہر سے دولت ضرور تھی چونکہ ملک کا اقتصادی نظام گاؤں کی طرح خود کفالتی پر مبنی تھا، اس لئے بدیشیوں کو دولت جانے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا ہاں فاضل پیداوار کی برآمد کرنے کے کئی راستے تھے اسلئے ملک میں دولت کی ورآمد ہماری قومی اقتصادیات کا معمول تھا۔

ہندوجو ملک کی آبادی کا بیشتر حصہ ہیں ایک ہزار سے زائد ذات پات میں منقسم ہیں اور غیر قدرتی بے شعوری تقسیم کا دوسروں پر بھی اثر ہے جو مذہب کی تفریق کے سبب ہندوؤں سے الگ ہیں، یہ ذات پات ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے ہر شخص کی دولت اور دولت سے زیادہ قیمتی وقت کا بڑا حصہ ذات پات کے متعلقہ رسم و رواج کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے شادی اور وراثت کے موجودہ رواج بھی اقتصادی اور قومی دولت کو تباہ کرنے کا باعث ہیں ذات خاص کاروبار سے باہر کوئی کاروبار اختیار نہیں کر سکتی۔ گو موجودہ اقتصادی دباؤ تیزی سے اس معاملہ میں لوگوں کو تبدیلی پر مجبور کر رہا ہے گذرے زمانے میں برہمنوں کے تعلیم کو اپنا مخصوص اجارہ بنا لینے کے سبب اور غیر ملکی حکومت کی تعلیمی پالیسی کی بدولت ملک کی آبادی کا کثیر حصہ (باقی صفحہ (۱۴) پر دیکھئے)

"تیج ویکلی" کراسن ورڈ معمہ نمبر (۱۰) کا نتیجہ

اس مقابلہ میں صحیح حل کسی نے نہیں بھیجا دو حضرات نے ایک غلطی والا حل ارسال فرمایا ہے ان کو پہلا انعام برابر حصوں میں دیا جاتا ہے، صرف ایک شخص نے دو غلطیوں والا حل اور آٹھ اشخاص نے تین غلطیوں والے بھیجے ہیں، ان کو رنرز۔ اپ کو دوسرے اور تیسرے انعامات دیئے جاتے ہیں ؛

انعام پانے والوں کی فہرست

اور انعام کی رقمیں مندرجہ ذیل ہیں:-

پہلا انعام — (ایک غلطی) فی کس مبلغ پچیس روپے

(۱) جناب موہن لال، معرفت چاند کشن تحصیلدار، ہردیال سنگھ روڈ، کرشنا نگر، قرول باغ دہلی

(۲) جناب اگر سین گپتا، گورنمنٹ کوارٹر نمبر ۳۶۲ قرول باغ دہلی ؛

دوسرا انعام — (دو غلطیاں) مبلغ دس روپے

جناب دھرم سنگھ معرفت جناب ہستری سنت سنگھ، اللہ والی بلڈنگ نمبر ۱۱۳۶۵ محلہ آرہ کشاں، پہاڑ گنج، دہلی،

تیسرا انعام — (تین غلطیاں) فی کس مبلغ پانچ روپے

(۱) جناب ایم۔ اصغر معرفت فضل نیوز ایجنسی لیہ۔ نگر بازار۔ میرٹھ شہر

(۲) جناب الیس مستجاب احمد نقوی، بنا سپتی اسٹور۔ امروہہ ضلع مرادآباد،

(۳) جناب انوار احمد معرفت مستجاب احمد نقوی، بنا سپتی اسٹور، امروہہ، ضلع مرادآباد،

(۴) جناب منیجر صاحب دفتر "ساغر" قمر الادب۔ آگرہ۔

(۵) جناب محمد عبدالنعیم فطرت، نائی منڈی حویلی کبیر خاں۔ آگرہ (یو۔پی)

(۶) جناب راج کمار مینا نمبر ۱۰۷۴، مسجد کھجور، دہلی۔

(۷) جناب عطاء الرحمن عثمان، محلہ رسول گنج گلی ڈوری والان، شیدی پورہ، دہلی۔

(۸) جناب کیلاش چند سکینہ معرفت بابو جے نرائن مختار، تحصیل پیلی بھیت (یو۔پی)

انعامات کی رقمیں اکتوبر کے آخری ہفتہ میں ارسال کر دیجائیں گی،

پچھلے صفحہ سے

جاہل ہونے کے سبب نااہل ہے بنا تعلیم اعلیٰ ہنر مندی حاصل نہیں ہو سکتی،

بچپن کی شادی کے رواج نے لوگوں کی جسمانی حالت کو کمزور بنا دیا ہے عام جسمانی کمزوری کا سبب یہ بھی ہے کہ ملک کو غذا کی وسائل فراہم کرنے کی قدرت ہیں اور لوگوں کو کھانے پینے کے لئے کافی میسر نہیں، یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ ۱۰ آدمیوں کو ہر دوسرے دن بعض ایک وقت کھانا نصیب ہوتا ہے، آٹھ کروڑ دیگر ایسے انسان ہیں جو بعض دن میں ایک وقت کھا کر گذارا کرتے ہیں دنیا میں صرف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں انسان بھوک سے مرتے ہیں باقی ممالک میں بدنصیبی سے لوگ امراض کا شکار ہوتے ہیں کافی اور اچھی غذا نہ ملنے کے سبب نہ صرف لوگ مسلسل محنت شاقہ کے ناقابل ہیں بلکہ جلد بیماریوں کا جلد شکار ہو کر تقریباً اہل بن جاتے ہیں مشترکہ خاندان کے رواج کو لوگوں کی محنت کرنے کی عادت جاتی رہی ہے اور سماج سستی کو پیدا ہونے والی مختلف بیماریوں کا قلعہ بن گیا ہے،

بیوہ کی دوبارہ شادی نہ ہو سکنے کے سبب بھی سماج میں مختلف خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں،

ہندوستان سے باہر ممالک میں اقتصادی اور صنعتی تبدیلیوں کا ہمارے ہر شعبۂ زندگی پر خراب اثر پڑا ہے انگریزی غلبہ سے پیشتر ملک کی اندرونی خانہ جنگی اور باہر سے حملہ آوروں نے ملک کو سیاسی اور پرخلوص بنا دیا تھا غیر ملکی حکومت نے ملک کی اندرونی خود کفالتی نظام کو اپنے مالی و سیاسی فائدہ اور اقتصادی برتری قائم کرنے کے لئے اس قابل نہ رکھا کہ وہ دنیا میں بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کر سکے اور کئی مادی اختراعات و ایجادات کو قومی زندگی کی بہتری اور بہبودی کے لئے کام میں لا سکے ؛

تاریخ ہند کا وہ سنہری ورق جس پر انسانیت کو ہمیشہ فخر رہیگا

پربھات کا مایۂ ناز تاریخی شاہکار

رام شاستری

مرہٹہ سلطنت کے منصف اعلیٰ کی داستان حیات جو اپنے فرائض کی انجام دہی میں بڑے بڑے شاہانہ وقار اور خوف سے بھی مرعوب نہ ہوا

وہ تصویر جس کے بنانے میں تین سال اور دس لاکھ روپے صرف ہوئے۔

اداکاران:- گجانن جاگیردار، للتا پوار، میناکشی ہنسا واڈکر، انت مراٹھے، سدھا آپٹے، بیبی شکنتلا۔

عنقریب ہی منروا دہلی میں نمائش کیلئے پیش ہوگا

ڈسٹری بیوٹرز:- ستارہ فلمز لمیٹڈ — دہلی — لاہور

نازک اور چمکدار بال!

باتھ گیٹ کا خوشبودار کیسٹر آئل

ایک دراز نگاہوں سے بیشمار سالوں سے زائد عرصے شہرت و مقبولیت

Bathgate & Co CALCUTTA CHEMISTS

باتھ گیٹ اینڈ کمپنی کیمسٹ کلکتہ

قومی اتحاد کس طرح پیدا ہو سکتا ہے، اور موجودہ سیاسی گتھی کس طرح سلجھ سکتی ہے

از حضرت طفیل احمد منگلوری

ظاہر ہے کہ کوئی سیاسی گتھی بغیر قومی اتحاد کے نہیں سلجھ سکتی، ۱۹۱۶ء میں جب ہندوستان کو مزید اصلاحات دیئے جانے کا مسئلہ درپیش تھا تو کوشش یہی کی گئی کہ کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان سمجھوتہ ہو۔ اور اسی کی بدولت کونسلوں میں ہندوستانی وزیروں کو انتظامی اختیارات کا ایک حصہ ملا جو اس سے پہلے کبھی نہ ملا تھا بالخصوص اسی وقت سے اہل ہند اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں میں مستقل اتحاد ہو تاکہ کل ملک کی انتظامی باگ ان کے ہاتھوں میں آجائے مگر ہوتا یہ ہے کہ جب ہندوستانیوں کو کچھ حقوق کے ساتھ اختیارات مل جاتے ہیں تو تقسیم اختیارات پر اپنے طبقہ کے لوگوں کے درمیان کشاکش ہوتی اور کشاکش پھر لڑائی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس کا خمیازہ عوام کو بھگتنا پڑتا ہے بالخصوص اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ مزید اختیارات ملنے سے پہلے ہی تقسیم اختیارات پر باہمی جوتی پیزار ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے عوام کی زندگی تلخ ہے اور فی الحال اہل ہند کا قدم بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے۔ اس رجعت قہقری کے وجوہ اسباب تلاش کرنے اور موجودہ سیاسی گتھی سلجھانے کے لئے ضروری ہے کہ اول ملک کے گذشتہ حالات کا جائزہ لیا جائے اور اس ذریعہ سے مرض کی صحیح تشخیص کی جائے جس کے بغیر کوئی علاج کارگر نہیں ہو سکتا۔

ہندوستان میں اہل ہند کی حکومت کے خاتمہ پر انگلستان کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجارتی حکومت ۱۷۵۷ء سے شروع ہوئی۔ ہندوستانیوں کی بدقسمتی سے اس کمپنی کے لوگوں نے ہندوستان کو اپنا گھر نہ بنایا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف کمپنی کا منافع انگلستان جاتا بلکہ کمپنی کے ملازم جو کچھ کماتے وہ اپنے گھروں کو لے جاتے اور کمائی کرنے کے لئے ہندوستانیوں پر طرح طرح کی زیادتیاں کرتے تھے، ہندوستانیوں کو ان دست درازیوں سے بچانے کی کوشش انگلستان کی حکومت کرتی رہتی تھی چنانچہ کمپنی کے سب سے پہلے گورنر جنرل لارڈ کلائیو پر اس جرم میں مقدمہ قائم کیا گیا کہ انھوں نے علانیہ ۲۴ لاکھ روپیہ اپنے گھر بھیجا تھا اور دو لاکھ ستر ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جائداد پیدا کی تھی مقدمہ قائم ہونے کے صدمہ میں لارڈ موصوف نے خودکشی کر لی، اسی طرح دوسرے گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز پر رشوت ستانی کے قصد میں مقدمہ چلایا گیا ان مقدمات کے سلسلہ میں جب اڈمنڈ برک اور دوسرے قابل ممبران پارلیمنٹ کی تقریریں ہندوستان میں شائع ہوئی نہیں تو ان سے ہندوستانیوں میں سیاسی احساس پیدا ہونے کے ساتھ تاج برطانیہ کی عظمت اور بہادر انگریزوں کی محبت کے جذبات موجزن ہوتے تھے اس قسم کے جذبات کا اعادہ ہر بیس سال بعد اس وقت ہوتا رہتا تھا جبکہ کمپنی کے ٹھیکہ کی تجدید کے سلسلہ میں ہندوستان میں کمپنی کے انتظامات کی خرابیاں دکھائی جاتی تھیں اس کے علاوہ معزول اور مظلوم راجوں اور مہاراجوں نوابوں اور عوام کے اپیل انگلستان کی اعلیٰ عدالتوں میں اکثر پیش ہوتے رہتے تھے، چنانچہ ۱۸۴۶ء میں گورنر مدراس نے مذہب عیسوی کی اشاعت کی غرض سے جب انجیل کی لیاری تعلیم گورنمنٹ اسکولوں میں جاری کرنی چاہی تو اہل ہند کے احتجاج پر کورٹ آف ڈائرکٹران نے گورنر صاحب کے اس حکم کو مسترد کر دیا۔ مختصر یہ کہ باوجود حکومت انگلستان کی نگہداشت کے ایسٹ انڈیا کمپنی کی دست درازیاں ایک صدی تک جاری رہیں یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء میں کمپنی کے خلاف رعایا کے سخت ہنگامہ برپا کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۸ء میں تاج برطانیہ نے کمپنی کا ٹھیکہ توڑ کر ہندوستان کی حکومت کا براہ راست چارج لے لیا۔ اس وقت بہ کثرت سول اور فوجی افسروں نے عام ناراضی کے وجوہ کی تحقیقات کر کے کمپنی کی حکومت کے خلاف اس غرض سے کتابیں لکھیں تاکہ تاج برطانیہ کی حکومت میں ان غلطیوں کا جن کی وجہ سے ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ وقوع ہوا۔ اعادہ نہ ہو اسی مضمون پر (سر) سید احمد خاں نے جو اس وقت منصفی کے عہدہ پر ممتاز تھے، اور حکومت کے مسلم بہی خواہ تھے، رسالہ "اسباب بغاوت ہند" لکھ کر کمپنی کی بدعنوانیوں کو طشت از بام کیا اور اس کا ترجمہ ایک سویلین (سر) کلبنڈ کاون سے جو بعد میں صوبہ متحدہ کے لفٹنٹ گورنر ہوئے انگریزی میں کر کے ممبران پارلیمنٹ کے پاس نام بنام بھیجا اسی زمانے میں ہندوستانیوں کے نفع کے لئے انگلستان میں انڈین ایسوسی ایشن اور اسکی شاخیں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں "برٹش انڈین ایسوسی ایشن" کے نام سے قائم کی گئیں جن کے ممبر انگریز اور ہندوستانی عہدہ دار اور زمیندار ہوتے تھے اس کی ایک شاخ (سر) سید احمد خاں نے اپنی سب جج کے زمانہ میں علیگڈھ میں قائم کی۔ اس کے ذریعہ سے ہندوستانیوں کی عام تکالیف براہ راست پارلیمنٹ تک پہونچائی جاتی تھیں اس وقت یہ سب سیاسی کام حکام وقت انجام دیتے تھے۔

کانگریس کا اہم مقصد

کمپنی کے عہد میں ملک کی حکومت میں رعایا کا کوئی حصہ نہ تھا برخلاف اس کے تاج برطانیہ نے ہندوستان کا چارج لینے کے تین سال کے اندر ۱۸۶۱ء میں وائسرائے کی کونسل میں تین ہندوستانی ممبر مقرر کر کے امور سلطنت میں انہیں شریک رہایا۔ اور ہندوستانیوں کو بڑے بڑے عہدے دینے شروع کئے اور لارڈ رپن وائسرائے نے ہندوستانیوں کا مرتبہ بلند کرنے میں ایک اور قدم بڑھایا وہ یہ کہ لوکل بورڈوں میں طریقہ انتخاب جاری کر کے ہندوستانیوں کی سیاسی تربیت کا سلسلہ شروع کیا مختصر یہ کہ ہندوستانیوں میں سیاسی احساس پیدا کرنے کی ابتداء پارلیمنٹ اور حکومت برطانیہ کے عہدہ داروں اور انگریز ہی چاہا ہند کے ہاتھوں سے ہوئی۔

ان طریقوں سے سیاسی احساس پیدا ہونے سے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں ایک جوش پیدا ہوئی مگر اس کا علاج بھی ممبران ہند نے تجویز کیا کہ بجائے اندر اندر مواد بنک کر بغاوت کی شکل میں ٹوٹ پڑنے کے اچھا ہے کہ اپنی انجمنوں اور اداروں کے ذریعہ سے ہندوستانیوں کی شکایات کی بھاپ علانیہ ہو [illegible] اس نظریہ کے تحت [illegible] سویلین نے لارڈ ڈفرن [illegible] میں انڈین نیشنل کانگریس [illegible] مقصد [illegible] اگر [illegible] ملک [illegible] ایک [illegible] ایک [illegible] بھی دیہات اور شہروں [illegible] کی [illegible] کی زبانوں [illegible]

(باقی صفحہ (۱۰) پر

نفسیاتی اشارات

(از حضرت سیماب اکبرآبادی)

اب مطرب شوخ و شنگ اٹھنے ہی کو ہے
اب شور نشید جنگ اٹھنے ہی کو ہے
ہیں نظم پر امن کے فرشتے مامور
دنیا سے بساط جنگ اٹھنے ہی کو ہے

دشمن، آلے نئے نئے لاتا ہے
غصے کے مظاہرے کئے جاتا ہے
یہ پیچ و خم اسکے ہیں ہلاکت کی دلیل
مرتا ہوا سانپ بل پہ بل کھاتا ہے

موزوں نہیں سرکشی زمانے کے لئے
اقبال آتا ہے لوٹ جانے کے لئے
ہٹلر ہی کو دیکھ لو بہ ایں عجب و غرور
مجبور ہوا شکست کھانے کیلئے

تہذیب کی تدبیر ہوا کرتی ہے
اصلاح بہ تاخیر ہوا کرتی ہے
تخریب کے ہوتے ہیں فقط لمحے چند
پھر صدیوں میں تعمیر ہوا کرتی ہے

پچھلے صفحے سے

اسی طرح مختلف عقائد کے لوگ وہاں بھی بستے ہیں اور خود مذہب عیسوی کے مختلف فرقے ایک دوسرے سے مذہبی مخالفت رکھتے ہیں۔ البتہ سیاسی اعتبار سے ایک قوم سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک ملک میں رہنے والے مختلف فرقوں کا نفع اور نقصان مشترک ہو چنانچہ جس زمانہ میں حکومت کا منشا یہ تھا کہ اہل ہند میں قوم کا احساس پیدا ہو اور بقول لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند "ہندوستانی اصحاب سالانہ جمع ہو کر گورنمنٹ کو یہ بتائیں کہ یہ نظام کن امور میں ناقص ہے" تب تو حکومت نے ہندو اور پیشہ خوار اصحاب ہندوستان کے مختلف عقیدے رکھنے والوں اور طرح طرح کی زبانیں بولنے والوں کے ایک قوم ہونے کے دعویدار تھے چنانچہ اسی زمانہ میں سر سید احمد خاں نے اپنی تقریروں میں کہا تھا "قوم کا اطلاق ایک ملک کے رہنے والوں پر ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یاد رکھو کہ ہندو اور مسلمان اب مذہبی لفظ ہے ورنہ ہندو مسلمان اور عیسائی بھی جو اس ملک کے رہنے والے ہیں اس اعتبار سے سب ایک قوم ہیں جب یہ سب گروہ ایک قوم کہے جاتے ہیں تو ان سب کو ملکی فائدہ میں جو ان سب کا ملک کہلاتا ہے ایک ہونا چاہیئے"

تاج برطانیہ کی حکومت اور حکام اور بہی خواہان سلطنت کا یہ سیاسی عقیدہ کہ وہ تمام اہل ہند کو ایک قوم سمجھتے تھے اس بات پر مبنی تھا برخلاف ایسٹ انڈیا کمپنی کی تاجرانہ ذہنیت کے وہ ہندوستانیوں کی خوش حالی کو سلطنت کے لئے مفید اور پر منفعت سمجھتے تھے مگر جب کانگریس کے قیام کو دو سال گذرنے پر ہندوستانیوں کا سیاسی احساس گرمجوشی کے درجہ پر پہنچنے لگا تو وہی بہی خواہان ہند اب چونکنے ہو کر کانگریس والوں کی شکل و حرکت کو شبہ کی نظروں سے دیکھنے لگے،

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہی وسیع الخیال بہی خواہان ہند پھر تنگ نظر ہو کر اپنے اعلیٰ اخلاقی مرتبے سے کیوں گر گئے اور ان کا نظریہ کیوں بدل گیا ہمارا خیال ہے کہ جو امر ان کا نظریہ بدلنے کا موجب ہوا وہ صرف یہ تھا کہ ان کی حکومت کا مرکز بجائے کلکتہ کے لندن تھا انہیں اس وقت محسوس ہوا کہ ہندوستانیوں کی سرگرمیاں ایک مخصوص دائرہ سے گذرنے پر خود حکمراں اصحاب کے مادی منافع کے منافی ہوں گی چنانچہ وہی (سر) اکلینڈ کالون جنھوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی بدنظمیوں کے خلاف (سر) سید احمد خاں کے رسالہ "اسباب بغاوت ہند" کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ سنا ہے سر ایٹی لفٹنٹ گورنری کے زمانہ میں ہندوستان کی سیاسی تحریک کی مخالفت کرنے والوں کے علمبردار بن گئے اور وہی لارڈ ڈفرن جنھوں نے نہ صرف کانگریس کے قیام میں مدد کی تھی بلکہ مدراس کے اجلاس ۱۸۸۸ء کے وقت کانگریس کے ممبروں کو ایٹ ہوم (عصرانہ) دیا تھا۔ بعد میں عوام الناس تک سیاسی لٹریچر پہنچنے سے گھبرا کر کانگریس کی مخالفت میں سر آکلینڈ کالون کے ہم آہنگ بن گئے یہی وہ وقت تھا جبکہ حکومت برطانیہ کے عمال نے ہندوستان کے ساتھ اپنے ہمدردی کے طریقہ کو چھوڑ کر اپنے پیش رو کمپنی کے گماشتوں کا طریق حکومت اختیار کیا۔

کونسل وزیر ہند توڑنے کی تجویز

اب دیکھنا یہ ہے کہ کانگریس نے ابتدا میں اپنے منصوبہ کے تحت میں کس قسم کی تجاویز پاس کیں اور ان کا ماحصل کیا تھا؟ ان کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے اجلاس میں یہ اہم تجویز پاس کی تھی کہ انگلستان کے وزیر ہند کی کونسل توڑ دی جائے اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ لندن کی جگہ کلکتہ برٹش حکومت کا مرکز بن جاتا اور اس سے انگریزوں اور ہندوستانیوں کے مادی منافع مشترک ہو جاتے اور دونوں قوموں کی باہمی کشاکش کا خاتمہ ہو کر ان میں یکجہتی پیدا ہو جاتی اور نہ صرف ہندو مسلمانوں میں بلکہ ہندو مسلمانوں اور انگریزوں میں اتحاد قائم ہو کر ہندوستان پر اصلی معنوں میں تعلیمی حکومت قائم ہو جاتی۔

وزیر ہند کی کونسل ٹوٹنے کے معنی یہ تھے کہ ہندوستان کا وائسرائے انگلستان کے وزیر ہند کی جکڑ بندی سے آزاد ہو کر ہندوستان پر ہندوستانیوں کے نفع کی غرض سے حکومت کرتا نہ کہ انگلستان کے تاجروں اور سرمایہ داروں کے نفع کے لئے۔ ہندوستان میں جب مسلمانوں کی حکومت تھی تو حکومت کا مرکز ہندوستان میں ہونے کے باعث بادشاہ مجبور تھا کہ خالص ہندوستان کے نفع کے لئے یہاں حکومت کرے،

ایک بار سر شیر لف کہ نے اورنگ زیب کو لکھا کہ حجاز کے مسلمانوں کی امداد کے لئے کچھ روپے بھیجئے اس کا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا کہ ہندوستان کے غرباء اس ملک کا روپیہ پانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

"ایک میں قوم نے حضرت عیسیٰ سے اٹھارہ سو سال قبل مصر کے تخت پر بیٹھ کر دو سو سال حکومت کی یہ لوگ سامی نسل سے تھے اور غیر ملکی تھے، مگر کامیاب حکومت کرنے کے لئے انہیں مصر کو اپنا وطن بنانا اور مصریوں کا طرز معاشرت اختیار کرنا پڑا۔ سکندر اعظم نے ایران کو اپنا وطن بنایا۔ اور اب سے سوا دو ہزار سال قبل مشرق اور مغرب کو ایک بنانے میں کامیابی حاصل کی، چین میں تاتاریوں نے جب تخت پر قبضہ پایا تو اس ملک کو وطن بنا کر وہاں کے طریقے اختیار کئے، اسی طرح آریوں اور مسلمانوں کی مانند انگریزوں کی حکومت کا مرکز ہندوستان میں رہا ہوتا تو اس سے وہ سکون کے ساتھ مدت دراز تک دونوں قوموں کے نفع کے لئے حکمرانی کر سکتے تھے۔ اس صورت میں اگر ہندوستان کا انگریز وائسرائے شخصی سلطنت کے آئین کے مطابق حکومت کرتا تو وہ سلطنت اور رعایا دونوں کے لئے موجودہ حکومت سے ہزار درجہ بہتر ہوتا (باقی آئندہ)

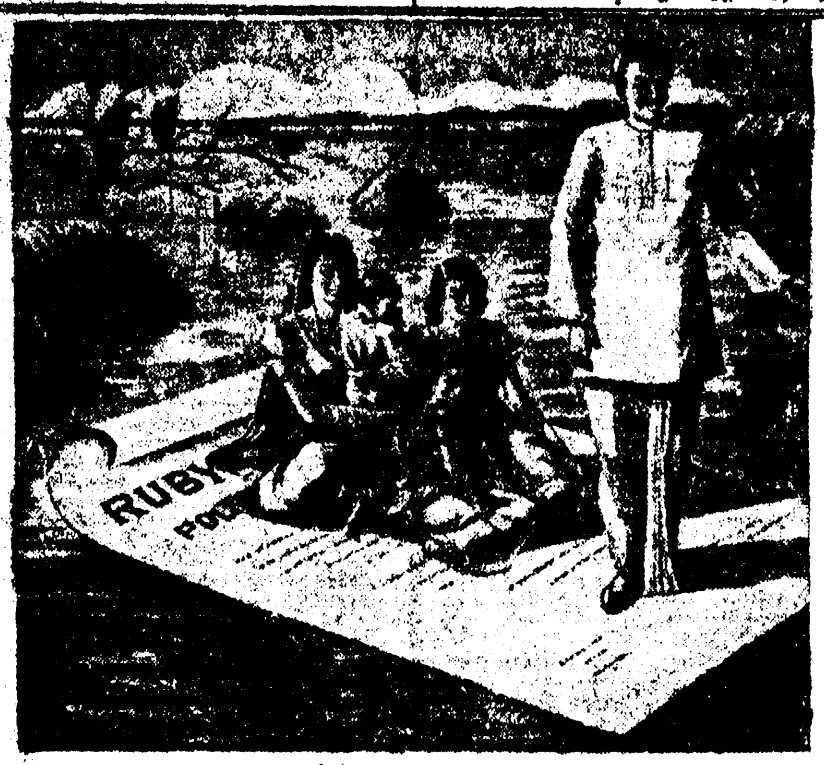

تیرنے والا قلعہ

۱۹۲۳ء میں ہندوستان کے مختلف حصوں میں غیر معمولی بارش کے باعث سیلاب آئے، بہت سے اچھے کھیت تباہ ہو گئے اور لوگ مفلس بن گئے۔ اجمیر جیسے خشک علاقے بھی اس آفت سے نہ بچ سکے۔ بنگال اور جنوبی ہندوستان میں بھی ایسے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں

بلکہ سینس اور انجینئرنگ اس خوفناک تباہی کو دوبارہ آنے سے روک سکتا ہے ایک مستند کمپنی کی بیمہ پالیسی ہی کسی شخص کو اور اس کے خاندان کو مصیبت سے بچا سکتی ہے۔ سیلاب کے زمانے میں یہ بیمہ پالیسی ایک تیرنے والے قلعہ کا کام دیتی ہے۔

جب آپ روبی جنرل سے بیمہ خریدتے ہیں تو آپ اپنے لئے ان تمام فائدوں کو یقینی بنا لیتے ہیں اور علاوہ بر آں وہ بے مثل فائدے بھی حاصل کرتے ہیں جو کمپنی آپ کو کیوں کر دیتی ہے۔

روبی جنرل انشورنس کمپنی لمیٹڈ

زندگی، آگ، سمندر اور حادثات کے خطروں کے متعلق تمام کاروبار کرتی ہے

چیرمین ۔ بی ۔ ایم ۔ برلا اسکوائر

ہیڈ آفس نمبر ۸ رائل ایکسچینج پلیس کلکتہ

دہلی آفس نمبر ۱۰ دریا گنج دہلی

بائنن امارا

کے استعمال کے بعد

زندگی سستی، کمزوری، تھکاوٹ اور گراوٹ وغیرہ سے پریشان لوگوں کے لئے بائنن امارا سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔ یہ جسم کی حرکات کو بڑھا دیتا ہے اور صحت اور طاقت کو بہت جلد بحال کر دیتا ہے اور تندرست و توانا نظر آنے لگتا ہے

تیار کردہ:۔ ایلن اینڈ ہنبریز لمیٹڈ

(قائم شدہ انگلستان)

کلائیو بلڈنگس کلکتہ

بائنن امارا کمزوری کیلئے بہترین ہے

بغیر تکلیف بال اڑانے کے مشہور عالم

بادشاہی

بون ۔ اور ۔ پاؤڈر

تین ٹکیوں کا بکس بارہ آنہ استعمال کیجئے قیمت فی بوتل ایک روپیہ

دہلی ایجنٹ ۔ کے ۔ آر ۔ دلا سرائے کاٹن ۔ بازار دہلی

شمالی ہندوستان کا علم موسیقی

(از سر ملا جوشی - مترجمہ بھگوت سروپ گوئل)

مذہب ہی ہندوؤں کے تمام فنون کا سنگ بنیاد ہے تو علم موسیقی کے پیچھے بھی مذہب کی جھلک نمایاں ہے ہمارے علم موسیقی جسے ہم سنگیت (گیت، واد یا اور نرتیا) کہتے ہیں کی ابتدا کا پتہ ہماری قدیم روایتوں سے پتہ چلتا ہے یہ روایت ہے کہ برہما دیوتا کے پانچ چیلوں میں سے ایک چیلے کا نام بھارت مُنی تھا جنہیں ایسا راس اور گانہ سرو اس کہتے ہیں سنہ قاصوں اور گویوں نے یہ علم موسیقی شو جی کے روبرو آن کی تصدیق کے لئے پیش کیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ بھاو گی [illegible] برہما [illegible] ورا اور سدا شو [illegible] شرین بنائیں۔ باقی دو شبد۔ آتما تھے اور [illegible] جنہیں کہ راگ کہتے ہیں انکی ہی بنائی ہوئی ہیں۔

اگر ہم تاریخ کے صفحات دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ علم موسیقی کی قدیم تاریخ حقیقتاً گم ہے۔ اگرچہ اس بات پر اختلاف ہو سکتا ہے کہ آریوں کی ابتدا کہاں سے ہوتی لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ "انڈو آرین" جنہوں نے ویدوں کے بھجن گائے پنجاب میں آباد ہوئے۔ ان کی مذہبی نظموں کی کتابیں ویدکہتے ہیں ہندوؤں کی قدیم ترین کتابیں ہیں جن میں بھجن، اشلوک اور سوم کی ادائیگی کے طریقے پائے جاتے ہیں۔ ان ویدوں میں سے قدیم ترین جسے "رگ وید" جو کہ غالباً ۵۰۰ ق م سے بھی زیادہ پرانا ہے۔ شروع شروع میں سُر میں سُنایا گیا یہ ایک ایسا طریقہ ہے جو کہ آج تک موجود ہے۔

جب تک کہ یہ آگے بڑھے اور وسطی خطوں میں مستقل طور سے آباد ہو گئے بہت سا لٹریچر بن چکا تھا مثلاً برہمن (جن میں آسوم کے بارے میں درج ہے) اور اُپنشد وغیرہ ان تمام کو سروں میں گایا جاتا تھا۔ یہ کوئی دعوے نہیں کر سکتا کہ دراصل انہوں نے کون سے سر استعمال کئے۔ زمانہ شجاعت کی کتابیں رامائن اور مہابھارت میں گئی تھیں اور انہیں گا کر پڑھنے کا رواج اب بھی ہندوستان کے تمام حصوں میں رائج ہے ان دونوں کتابوں میں گانے کا ذکر عام طور پایا جاتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط نہ ہوگا کہ جب یہ دونوں کتابیں بنائی گئی تھیں تو علم موسیقی کافی ترقی کر گیا تھا۔ سر ولیم ہنٹر نے تو اپنی تصنیف "سلطنت ہندوستان" میں بیان تک کہہ دیا ہے کہ پانچویں (۳۵۰ ق م) سے پیشتر رکھنے کا باقاعدہ طریقہ رائج ہو چکا تھا۔ اور ان کے شروع کے حروف سے سات سُر بنائے گئے تھے۔

دو قسمیں علم موسیقی کے قدیم نسخوں میں ہم گانے کی دو بنیادی قسمیں پاتے ہیں (۱) قسم مارگی (۲) قسم دیشی مارگی قسم میں آسمانی گیت ہیں اور دیشی قسم میں زمینی حصوں کے گیت ہیں۔ آج کل سب سے عمدہ مارگی قسم سمجھی جاتی ہے دیشی قسم سے گانے کی مقامی یا کسی خاص حصے کی قسم مراد ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ شری رام چندر جی کے دونوں لڑکوں کو اور کش نے اشومیدھ یگیہ کے موقع پر تمام رامائن مارگی طریقے سے پڑھی تھی۔

بھگوت گیتا میں شری کرشن جی نے کہا کہ **वेदानाम** یعنی ویدوں میں سامہ ہوں سامہ کچھ زیادہ تر رگ وید کے نویں باب سے لئے گئے ہیں اور عبادت کے موقع پر پڑھنے کے لئے بنائے گئے تھے سامہ سر دل میں ویدوں کو گانے وغیرہ کے طریقے درج ہیں۔ لیکن یہ کسی کو بالکل صحیح معلوم نہیں ہے کہ درحقیقت وہ کیسے گائے گئے تھے۔ شاید ویدوں کی طرح یہ بھی تین سروں میں گائے گئے تھے آج کل بھی یہی طریقہ رائج ہے۔

دو سو سال پہلے کا واقعہ ہے کہ "بنگال کی ایشیاٹک سوسائٹی" کے ودوانوں اور عالموں نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی تھی۔ سر ولیم جونز نے سامہ گیت کے طریقے جاننے کے لئے بنارس کے پنڈتوں کی مدد لی تھی۔ بنارس کے پنڈتوں نے اُسے جنوبی ہندوستان کے پنڈتوں کے پاس بھیجا یا جنوبی ہندوستان کے پنڈتوں نے اُسے نیپال کے ودوانوں کے پاس بھیجا یا نیپال کے ودوانوں نے واپس جنوبی ہندوستان کے پاس ہی جانے کو کہا۔

ویدوں کے پڑھنے کے طریقے کے بارے میں تو کہنا ہی کیا ہے ہم دعوے سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ غم کے موقعوں کے گیت گانے کا کیا طریقہ تھا۔ جنکا ذکر علم موسیقی کی بعد کی کتابوں وغیرہ میں ہے۔ اس طرح ہمارے علم موسیقی کی ترقی کی تاریخ صحیح معلوم نہیں ہے۔ بعض باتیں محض قیاس آرائیاں ہیں اور انہیں کی بنا پر شمالی ہندوستان کے علم کے مختلف طریقوں کی ترقی کی تاریخ کا پتہ لگایا جا رہا ہے۔

عام طرزیں گانے کی عام طرزیں جو کہ آج کل رائج ہیں اور کئی صدیوں سے نسلاً بعد نسلاً چلی آئی ہیں۔ دھرو پد، ہوڑی، دھمار، خیال، ترانہ، قوالی ٹھمری، پٹہ اور غزل ہیں۔

بھارت نسا شاستر میں جو کہ غالباً دوسری صدی بعد از مسیح میں بنا تھا۔ مارگی سنگیت کا ذکر ہے اور اس میں گیت گانے کے طریقے درج ہیں۔ دھرو پد کی پانچ قسمیں گیت، چاند جنگل بند، پرابندھ اور دھرو دیں۔ چاند، جنگل بند اور دھرو کا کئی قدیم دھرو پد گانوں میں ہے۔ تیرھویں صدی کے سنگیت رتن کر میں پرابندھ طرز کا ذکر کیا گیا ہے۔ علم موسیقی کے ماہرین کے مطابق دھرو پد طرز گوالیار کے راجہ مان (۱۴۸۶ء سے ۱۵۱۶ء تک) کی ایجاد ہے یہ شخص راجہ مان ہی تھا جس نے پہلے پہل اُس زمانے کے تمام پنڈتوں اور گویوں کو اکٹھا کیا اور ایک کانفرنس منعقد کی جسے پہلی "آل انڈیا میوزک کانفرنس" کہنا چاہیئے۔ اس کانفرنس کی کارروائیوں کا ذکر "مان کوتوحال" میں کیا گیا ہے۔ یہ کہنا کہ راجہ مان دھرو پد طرز کا موجد تھا بات کو طول دینا ہوگا۔ دھرو پد اور دھمار طرزیں بہت قدیم زمانے سے رائج ہیں۔ درحقیقت جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ دھرو پد کی گیت طرز کا ذکر بھارت نیتا شاستر میں موجود ہے۔ دھرو پد کی چاند طرز وہ تھی جس گانے کے چاند کا اہم حصہ تھا۔ پرابندھ طرز وہ تھی جس میں تال کا بنا بت اہم حصہ تھا اور گویے نے گانا کئی تالوں میں گا بالکل نئی طرز وہ آدمیوں کے گانے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اُن میں سے ایک تو گیت کے سر ملانے کی غرض سے گاتا ہے جبکہ دوسرا راگ کو بناتا ہے۔ دھرو۔ دھرو پد کی ایسی طرز ہے جس میں راگ کا، اس کے مقصد کا، چاند اور تال کا یکساں حصہ ہے

دھرو پد اور دھمار طرزیں بہت قدیم زمانے میں موجود ہونگی اتنا تو ضرور معلوم ہے کہ زمانہ حال کی دھرو پد طرز علاؤ الدین خلجی کے زمانہ میں موجود تھی۔ نائک گوپال، امیر خسرو نائک بیجو اور کئی دیگر اشخاص اسی زمانے کے تھے۔ ان تمام کے گیت وغیرہ دھرو پد طرز میں ہیں۔ امیر خسرو کے ایک گیت میں شروع کی لائنیں یہ ہیں

चलो सब ख्वाजा संग खेलिये धमार

یعنی ہمیں خواجہ کے ساتھ دھمار گانے دو۔ دھمار بہتر موسم بہار میں ہوتی کے دنوں میں گائی جاتی ہے اور ہم اُس راگ کو ہوری کہتے ہیں۔ دھما اور ہوری کا ایک مطلب ہے۔ امیر خسرو کے گیت سے عیاں ہے کہ خسرو کے دلوں میں ہوری اور دھما کے ایک ہی معنے سمجھے جاتے تھے۔ دھرو پد اُن دنوں میں بھی اور تان سین کے زمانے تک شدھ بانی تھا۔

دھرو پد دھرو دا پد ایک ایسی طرز ہے جس میں گیت کا ایک حصہ دھرو تارے (قطبی ستارے) کے استعلال کے ساتھ گایا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس گیت کے چار حصے ہیں جنہیں ٹک کہتے ہیں ان حصوں کے نام آستھائی، انترا، ابھوگ اور سانچاری ہیں۔ دھرو پد کا گانے والا جسے "دھرو پادھیا" کہتے ہیں پہلے راگ کو آلاپ سے بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ آلاپ کی ایک تصویر ہی ہے اور اس کے لئے تا تا تا، لے وغیرہ الفاظ کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ قدیم زمانے کے گانے والے چونکہ پجاری ہوتے تھے اس لئے وہ گانے کو مکتی کا ذریعہ تصور کرتے ہیں کہ بھگوان نے خود ہی کہا ہے کہ

नाहम वसामि वैकुण्ठे योगिनाम हृदयेन च
मद् भक्ता यत्र गायन्ति तत्र तिष्ठामि नारद॥

یعنی میں بہشت یا تپسویوں کے دلوں میں نہیں رہتا میں اُن کے دلوں میں رہتا ہوں جو مجھے گاتے ہیں۔ آلاپ میں جو الفاظ دراصل استعمال کئے جاتے تھے

लभ धनन्त हरि

یعنی او ہری! (ہری کے معنے بھگوان کے ہیں) تری ایا اپرم پار (یعنی لامحدود) ہے زیادہ بلند درجے کے دھرو پادھیاؤں میں آج کل جو الفاظ آلاپ میں استعمال کئے جاتے ہیں بعض نے تا، ے، ای، نی، نا، تُم، ہیں یہ دراصل اوپر کے الفاظ کو مختصر کر کے بنائے گئے ہیں ایک خاص ترتیب میں یہ الفاظ دہرائے ہوتے ہیں۔ آلاپ کے ہی دھرو پد والے چار ہے۔ آستھائی، آنترا، ابھوگ اور سانچاری ہیں راگ کا آلاپ ختم کرنے کے بعد گویا اپنی توجہ گیت کے الفاظ کی طرف مبذول کرتا ہے۔ دھرو پد دلیرانہ طرز میں گایا جاتا ہے اس میں کئی قسم کے گانے آلات مانان وغیرہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ دھرو پد گانے کے لئے زور دار آواز اور سانس پر مکمل قابو کی ضرورت ہے تاکہ آواز مُرتعش کر سکے۔ دھرو پد قسم کا گیت یا نوحہ نہیں ہوتا ہے بلکہ بہادری اور دلیری سے تعلق رکھتا ہے ایک اور قسم کا دھرو پد کھنڈاری بانی کہلاتا ہے "کھنڈ" کے معنے "ٹکڑے" کے ہیں اس طرز کی بھی شدھ بانی طرز سے کرنے کے لئے گمک، کا استعمال شروع کیا گیا اور شرتی کا استعمال کئے جاتے تھے۔ ایک متواتر طرز میں استعمال کئے جاتے تھے بلکہ کئی حصوں میں توڑ دیئے جاتے تھے تاکہ کئی قسمیں بن جائیں۔ تان سین نے اپنے گرو سوامی ہریداس کی طرح شدھ بانی طرز ہی استعمال کی لیکن اُسکے بعد کھنڈاری بانی طرز زور پکڑ گئی۔

دھرو پد گانے کے لئے اچھے گرو کی نگرانی میں کئی سال تک مشق کرنے کی ضرورت ہے دھرو پد کے لئے آواز کو خاص طریقے پر ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے دھرو پد کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ آخری استاد اللہ بندے اور استاد ذکر الدین خاں تھے۔ اُن کے اپنا نرکہ اپنے جانشین نصیر الدین خاں مرحوم (جو کہ اندور کے دربار کے گویا تھا) کے لئے چھوڑا تھا اور بھی بہت سے گویے اِدھر اُدھر رہتے ہیں جنکے بارے میں عوام کو علم نہیں ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ دھرو پد برطرف فنا نہ ہو تو اُن لوگوں کا فرض ہے کہ اس سے دلچسپی رکھتے ہیں یہ ضروری ہے کہ ایسے شاگرد رکھیں جنہیں صرف دھرو پد طرز آتی ہو۔ انہیں لکھے ہوئے گانوں کے نمونے بھی انکو دینے چاہئیں

دھرو پد کے ساتھ ملی ہوئی ایک اور طرز سادرا ہے جو کہ ذرا تیز تال میں گائی جاتی ہے اور جو تال اس میں استعمال کیا جاتا ہے اُسے جھاپتال کہتے ہیں یہ طرز بہادری یا تعریف کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ دھرو پد کی طرح اس میں بھی تان وغیرہ کی اجازت نہیں دی جاتی۔ یہ طرز سادہ اور خوش اسلوب ہے

دھمار جب ہم دھمار طرز کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ لفظ دھمار کا استعمال بہت حد تک غلط کیا گیا ہے یہ کوئی سمجھ نہیں آتا چاہیئے کہ دھرو پد گانے کا طرز ہے اور دھمار ایک پیچیدہ تال ہے۔ اب عموماً دھمار دھرو پد ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ دھمار میں وہی دلیری اور شان پائی جاتی ہے جو کہ دھرو پد میں لیکن پھر بھی دھمار اور دھرو پد میں فرق ہے۔ تال سے تان کا بجانا مشکل ہو جاتا ہے جبکہ دھرو پد میں تان کی اجازت نہیں ہوتی دھمار میں تان کی ایک خاص قسم جسے "ہول ایکتا" کہتے ہیں اختیار کی جاتی ہے۔ دھمار میں تال کی ہوری یا موسم بہار کے گیت گائے جاتے ہیں جن میں لفظ ہوری کو لفظ ہولی سے ملانا چاہیئے جب ہم ہوری کہتے ہیں تو ہمارا مطلب صرف تال دھمار کا گیت ہوتا ہے اور جب ہولی کہتے ہیں تو اس کا مطلب

ہر انہوں نے سولہ سال کی عمر سے لیکر چالیس سال تک کی عورت پر جو تنقید کی ہے وہ خالی از لطف نہیں۔ چنانچہ ان کا بیان ہے :-

چودہ سال کی عورت جو اس برگ پوش گلاب کی کلی ہے جس کا ابھی تک رنگ ظاہر ہوا ہے نہ خوشبو۔

پندرہ سال کی عورت اس کے نزدیک سرو کا درخت ہے جسے نسیم کا ہلکا جھونکا بھی جھکا دیتا ہے۔

سولہ سال کی عورت ایک چشمہ ہے جو تنکوں اور بتوں سے ڈھکا ہوا ہے لیکن اس کے نیچے شفاف پانی ہنس رہا ہے۔

۱۷ سال پورنما کا صاف اور نکھرا چاند۔

۱۸ سال دوپہر کا چڑھتا آفتاب ہے جو آنکھوں کو چھبا دیتا ہے۔

۱۹ سال پختہ رنگین سیب ہے کہ اگر اس کو کوئی توڑے والا نہ ملے تو گر کر مٹی میں مل جائے گا۔

۲۰ سال اپنی پوری طاقت کے ساتھ دوپہر کا سورج ہے

۲۱ سال گھنا صنوبر کا درخت ہے جس کے سایہ میں لوگ راحت پاتے ہیں۔

۲۲ سال ایک رباب ہے جس کے تاروں سے نغمے نکل کر لوگوں کو مست کر دیتے ہیں

۲۳ سال ہرن ہے جسے شکاریوں نے گھیر رکھا ہے۔

۲۴ سال وہ سریلا گیت ہے جس کے مقابلہ کا خوبصورت گیت آج تک کوئی لکھ ہی نہ سکا۔

۲۵ سال صبح کی پہلی ٹھنڈی ہوا ہے جو ہوش کو جگا دیتی ہے۔

۲۶ سال گلاب کا پھول ہے جو پوری طرح کھل چکا ہے اور دیکھنے والا یہ چاہتا ہے کہ اسے توڑ لے۔

۲۷ سال پورنما کے دوسرے دن کا چاند ہے جو گھٹنے لگتا ہے۔

۲۸ سال ایک باغ ہے جس میں خزاں کے آثار شروع ہو گئے ہیں۔

۲۹ سال ایک دلکش آواز ہے جو تاریک وقت میں دور سے سنائی دی اور کانوں کو بھلی معلوم ہو۔

۳۰ سال۔ قدیم روایت ہے جس کا کسی وقت بڑا شہرہ ہو چکا ہے۔

۳۱ سال۔ معطر پھولوں اور پختہ پھلوں سے بھرا ہوا ایک درخت ہے مگر آخری موسم کا۔

۳۲ سال شمع ہے ٹمٹماتی ہوئی۔

۳۳ سال ایک کتاب ہے جس کی جلد ٹوٹ گئی ہے اور اوراق منتشر ہیں۔

۳۴ سال ایک خوبصورت صراحی ہے جو کسی وقت عطر سے بھری تھی لیکن اب خوشبو ختم ہو گئی ہے

۳۵ سال ایک خفیف سی روشنی ہے جو آفتاب کے غروب ہونے پر بھی نظر آ سکتی ہے۔

۳۶ سال پچھلے پہر کا تارا ہے جو جلد غروب ہونے والا ہے۔

۳۷ سال کسی مقفل مکان کے اندر کی آواز ہے

۳۸ سال جو کہ پانی کا پیالہ ہے جو گرمی میں کسی پیاسے

عورت اور اہل فارس

(مرسلہ جناب سریندر پرکاش جبیج)

کو دے دیا جاتا ہے۔

۳۹ سال پرانی عمارت ہے جس میں سوائے مٹے ہوئے نقش و نگار کے اور کچھ باقی نہیں۔

۴۰ سال ایک حمام ہے جس میں ہوا کے لئے کوئی راستہ نہیں اور اگر انسان اس کے اندر آ جائے تو دم گھٹ کر مر جائے۔

شاہی دربار میں پنڈتوں کی کمی کے باوجود بھی دھرپد ہی کا رواج تھا۔ درحقیقت دھرپد یا دھمار کے سوائے کسی اور طرز میں گانا تہذیب اور شائستگی کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔

حسین تمنا

(از جناب شبیہ الحلال آبادی)

میری کشتی حیات کے ناخدا! میں کب تک گرداب وقت میں اسیر رہ کر بحر جہل میں غوطہ زن رہوں؟ اضطراب کی غمناک لہریں خانہ دل میں عجیب تلاطم برپا کئے ہوئے ہیں کہ دم بھر سکون نہیں۔ دل میں تو محبت کا چشمہ ابلتا رہا ہے مگر تشنہ لبی میں سیلاب نہیں آتا کیوں میرے پیارے محبوب!

اس نو دل مضطر کی سب آرزوئیں ـــ حسرتیں ـــ امنگیں نہ کام آ چکیں مگر پھر بھی ایک نامانوس غلط حزیں کے گرد حرز لگا رہی ہے کہ ایک بار پھر اپنی نظر سے مجھے گھائل کر دو گے اور اپنی انگشت حنائی سے میرے سینہ فگار میں مرہم لگا کر مجھے ابدی نیند کی آغوش میں سلا دو گے۔

موسم بہار کا گیت ہو نا ہے جو کہ صرف ان ناگوں میں ہوتا ہے جو دھمار سے بہیں ہوں اور جو عموماً دیپ چندی یا جاد چار ہوتی ہیں

ہزار لحن دھرپد طرز کی جگہ مغلیہ خاندان کے زوال کے زمانے میں خیال نے لے لی۔ سلطان فاتح علم موسیقی کو دل بہلانے والی چیز سمجھتے تھے۔ ہر ایک گویا اپنے خیال کے مطابق سروں کو استعمال کرنے لگا۔ گویے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اپنے مالک کو خوش رکھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نئی نئی طرزیں نکالی گئیں اور گانے برجستہ یعنی بغیر تیار کئے ہوئے گائے جانے لگے۔ امیر خسرو نے جس کا نام نہایت عزت اور ادب سے لیا جاتا ہے۔ خیال اور والی اور ترانہ وغیرہ ایجاد کیا۔ جونپور کے حکمراں حسین شاہ شرقی نے پندرھویں صدی میں امیر خسرو کے خیال کو ترقی دی۔

تار کا پتہ
میڈیسنز جمیلان
ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶
مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب رئیس اعظم کا ماہ الوجود عطیہ
عجیب و غریب اکسیر دواجریاں کے لئے بہترین ثابت ہو چکی ہے لیکن اس خاص مرض کے علاوہ بھی یہ تمام اعصابی اور دل و دماغ کی قوت کو بحال کرتی ہے۔ ناتوانی توانائی سے بڑھاپا جوانی سے اور مایوسی امید سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ مضمحل تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے چہرہ پر جوش جوانی کی سرخی جھلکنے لگتی ہے۔ اسکے چند روز کے استعمال سے اکثر مایوس العلاج نوجوانوں نے دوبارہ کھوئی ہوئی زندگی پائی ہے۔
قیمت ۳۲ درم کی شیشی تین روپے آٹھ آنے
۶۴ درم کی شیشی چھ روپے
منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی
نوٹ:۔ عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب ہندوستانی دواخانہ کا کوئی تعلق دواخانہ مسیح الملک سے نہیں ہے۔

انگ پر بھبھا
[illegible]
کام آتشبھن کرنے والی دوا جب گویوں کی [illegible]
مدن منجری فارمیسی جامع مسجد کے مقابل دہلی
دہلی ایجنٹ:۔ جنتا [illegible] کمپنی [illegible] چوک

خاتمے کی ابتدا

آپ کو یہ نام یاد تو ہوں گے؟ ... کچھ ہی دن پہلے یہ نام اہم خبروں کے عنوان ہوتے تھے۔

دیماپور کے قریب ریلوے لائن سخت خطرے میں تھی۔ کوہیما میں متعین ہندوستانی فوج جاپانیوں کی بھاری تعداد کے نرغے میں آ کر محصور ہو گئی تھی۔ جاپانی فوج امپھال کے میدانوں میں گھس آئی تھی اور بشن پور کے شمال و جنوب میں پہونچی ہوئی تھی۔ اکھرول غیر محفوظ تھا۔

یہ سب کچھ اب پرانا قصہ ہو گیا۔ جاپانی شکست کھا چکے اور سر پر پیر رکھ کر بھاگ رہے ہیں آج وہ کسی جگہ دیماپور سے ۵۰ میل قریب بھی نہیں۔ ناگا لوگ کوہیما میں واپس آ گئے۔ گویوں سے چھپے اور بموں سے کھدے ہوئے اس پہاڑی قصبے کو نئے سرے سے بنانے کی تدابیر جاری ہیں۔ بشن پور کی پہاڑیوں میں جاپانی فوج کی ہڈیاں بکھری پڑی ہیں، جسے وہ ناقابل شکست بتاتے ہیں .... "یہ ان کے خاتمے کی ابتدا ہے۔ اسے پڑھتے وقت .... ان جانباز بہادروں کا خیال کیجئے جن کی بدولت یہ فتوحات ممکن ہو سکیں ....

ہماری فوجیں۔ ثابت کر چکیں کہ جاپانی نہ دیوتا ہیں نہ اجیت اور غیر معمولی مخلوق۔

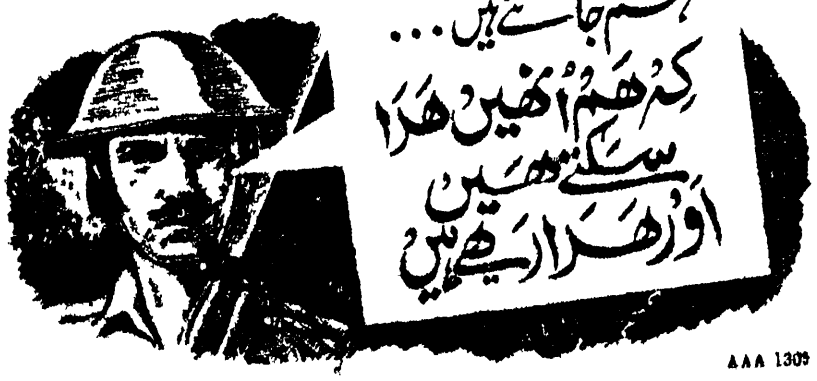

AAA 1309

قومی جنگی محاذ نے شائع کیا

از جناب چندر کانت

افسانہ

خانے سے
ادکرے
بدن
کرلئے
نے کھونٹی
پھانک

اس دل دھک سے رہ گیا "کوٹ؟"

ویران اور تباہ حال کمرے کے خلا میں اس کی متجسس نگاہیں چاروں طرف گھومیں اور حیرانی سے اس کھونٹی پر آکر رک گئیں۔ "کوٹ کہاں گیا؟"

وہ پھر غسل خانے میں گیا لیکن بے سود! واپس آکر اس نے پھر کمرے کا جائزہ لیا اور اس کے دل سے ایک ٹھنڈی گہری سانس نکل گئی ——— "یہ کوٹ بھی گیا!"

اور اپنے تتر بتر بالوں کو اس نے ہاتھوں سے نچوڑنا شروع کر دیا۔ ———

نیچے فرش پر چوڑے پتے کی ایک پھٹی پرانی اور ایک طرف سے کٹی ہوئی چٹائی بچھی تھی جو سگرٹ اور بیڑیوں کے جلتے ہوئے ٹکڑوں کی وجہ سے کئی جگہ سے جل گئی تھی اور جس کی درزوں میں چوہوں کی کالی کالی مینگنیاں بکھری پڑی تھیں ——— جب پانی کے قطرے اسپر ٹپ ٹپ گرنے لگے تو نرمل کو ایسا محسوس ہوا جیسے گرم تپتی ریت پر اس کی آنکھوں سے بڑے بڑے آنسو گر رہے ہیں،

بالوں کو اچھی طرح نچوڑ کر اس نے چہرے کو بھی ہاتھوں ہی سے پونچھ لیا۔ لیکن اس لمس نے اس کے دل میں ایک عجیب کپکپی سی پیدا کر دی اور اس کا جی بڑی طرح متلانے لگا،

اس کی ناک۔ منہ اور آنکھوں میں وہ لاتعداد چھوٹے بڑے بال لگ گئے تھے جو سر کو نچوڑتے وقت اس کے ہاتھوں سے چمٹ رہے تھے کوئی اور کپڑا تو تھا نہیں اس نے لپک کر چٹائی پر ایک طرف گری ہوئی پتلون اٹھالی،

اس پتلون کو وہ متواتر پچیس روز سے پہن رہا تھا، برسات کے دن تھے اور برسات بھی ایسی کہ پورے ڈیڑھ مہینے سے لگاتار پانی برس رہا تھا۔

یہ پتلون ان بارشوں میں بیسیوں مرتبہ بھیگی تھی اور بیسیوں مرتبہ اس نے اسے پڑوسیوں کی انگیٹھیوں پر سکھایا تھا پائنچوں کے ایک ایک فٹ اوپر تک کیچڑ کے بڑے بڑے دھبے بھونڈے چہرے پر چیچک کے داغوں کی طرح معلوم ہوتے تھے۔

گھٹنے کے قریب ایک پوری دوات کی کالی سیاہی ایک بڑا سا دھبہ بن کر رہ گئی تھی۔ کل جب نرمل پرانی انارکلی کی ایک تنگ و تاریک گلی میں سے گزر رہا تھا تو اسکول کے بچوں کی لڑائی میں ایک کی دوات دوسرے کے منہ پر پٹنے کی بجائے نرمل کی پتلون پر آگری تھی اس سے اوپر کے حصے سے بارش اور پسینہ کی خوشبو" آتی تھی اس نے پتلون کے اس خوشبودار حصے سے چہرہ صاف کر لیا، صرف چہرہ ہی نہیں بلکہ سارا بدن پونچھ ڈالا اور پل بھر میں پتلون کا وہ بالائی حصہ پانی سے اس طرح سرابور ہو گیا جیسے کچھ دیر پہلے اس کا اپنا بدن!

پتلون کو سکھانے کے لئے اس نے کھونٹی پر پھیلا دیا اور خود "انڈر ویر" پہن کر چٹائی کے ایک خستہ حصہ پر اپنے دونوں گھٹنوں کو بازوؤں میں سمیٹ کر بیٹھ رہا۔ سامنے دیوار میں چھوٹا سا بل تھا، رسوئی خانے کی طرف سے ایک موٹی چوہیا دوڑتی ہوئی آئی اور اس بل میں گھس گئی۔ تنگ و تاریک بل کی طرف دیکھتے دیکھتے نرمل کے خیالات اسکے پریشان ذہن سے نکل کر خانہ بدوش، لمبے چوڑے پٹھانوں کی طرح خلا میں پھرنے لگے۔ کوٹ کے غائب ہو جانے سے اسے جو صدمہ ہوا، وہ اس میں کھو سا گیا! یہ کوٹ درحقیقت ایک بڑی امانت تھا اور اس نے ڈھائی سال سے اسے سنبھال سنبھال کر رکھا تھا، اس کا پہلا اور آخری دوست دلیپ جب ایک دفعہ اپنی محبوبہ کی تلاش میں دہلی جاتے وقت اس کے یہاں ٹھہرا تھا، تو وہ اپنے میلے کپڑے دھلوانے کی غرض سے یہیں نرمل کے پاس چھوڑ گیا تھا اور پھر جب وہ دہلی سے واپس آیا تھا تو اس نے آتے ہی اپنے اس کوٹ کے متعلق پوچھنا چاہا تھا۔ سرکلاتھ کا نہ بہت گرم نہ ٹھنڈا کوٹ قلعی سے میلے کپڑوں میں رہ گیا تھا، لیکن نرمل نے اس سے پیشتر ہی اس سے کہہ دیا تھا:۔

"بھئی وہ تمہارا کوٹ مجھے دھوبی کو دینا یاد نہ رہا تھا پرسوں پھر اسے دیا ہے آٹھ دس روز میں آجائے گا"

نرمل، اس کوٹ کو دیکھتے ہی اس پر بری طرح ریجھ گیا تھا دلیپ اور اس کے تعلقات آپس میں کچھ اس قسم کے تھے کہ "میرا تیرا" کی دیوار کبھی ان کے درمیان حائل نہ ہوئی تھی۔ ایک دوسرے کی چیزیں انہوں نے بیسیوں مرتبہ بلا جھجک غائب کر لی تھیں لیکن اسکے باوجود ان کے دلمیں کبھی بدگمانی نہ پیدا ہوئی تھی ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا، بے غرض دھوکا دینا اور بوقت ضرورت ایک دوسرے کی چوری تک کر لینا ان کی دوستی میں جائز تھا۔

دلیپ کے جاتے وقت نرمل نے اسے پورا یقین دلا دیا تھا۔ کہ وہ بہت جلد کوٹ کو پارسل کرا کے لائل پور بھیجے گا (ان دنوں دلیپ لائل پور میں ملازمت کر رہا تھا) لیکن دلیپ کے جانے پر نرمل نے دھوبی کے ہاں سے کوٹ منگوا کر بڑی شان سے خود زیب تن کر لیا تھا، اور پھر بعد میں اس طرح پہننے لگا تھا جیسے لوگ خود کوٹ سلوا کر پہنا کرتے ہیں،

چار سال سے خواہش ہونے کے باوجود وہ خود کوئی کوٹ نہ سلوا سکا تھا، ایک نیا قمیض کوٹ سلوانے کی ایک زبردست آرزو بے بس ہو کر اسکے دل میں دبی پڑی تھی، یہاں تک کہ بارہا وہ چاہا کرتا تھا کہ ایک کوٹ سلوالے اور سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اسے پہنے رہے لیکن چونکہ اس کو گھر سے فارغ خطی ملے تین سال ہونے کو آئے تھے اور یہ تمام عرصہ اس نے بیکاری میں گذارا تھا اس لئے مالی کمزوری نے اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہ ہونے دی تھی کئی بار وہ اس یا اس کمپنی میں نوکر بھی ہوا۔ اور اس کے دلمیں یہ خیال بھی آیا تھا کہ دفتر میں پہننے کے لئے وہ ایک کوٹ سلوالے لیکن وہ جب بھی بازار میں کپڑا خریدنے کے لئے جاتا تھا تو دکانوں پر کوٹوں کے اچھے اچھے کپڑے دیکھ کر ہی واپس آجاتا تھا۔ ہاں ایک مرتبہ اس نے پورے بارہ روپے میں ایک سرد کوٹ کا کپڑا خرید بھی لیا تھا لیکن سلائی کے تین روپے نہ ہونے کی وجہ سے اسی شام کو اس نے وہ کپڑا دس روپے میں بیچ ڈالا تھا۔ پھر اس نے کئی مرتبہ یہ بھی سوچا تھا کہ "شیتلا مندر" کے سامنے میونسپل گارڈن کے جنگلے پر ٹنگے ہوئے سیکنڈ ہینڈ کوٹوں میں سے کوئی خرید لائے، یہ ارادہ کر کے وہ شیتلا مندر کی طرف چل بھی پڑتا تھا لیکن اسکے مہربان ڈاکٹر ہانڈے (جن کی پریکٹس زیادہ تر دوستوں کو مفت مشورے دینے تک ہی محدود تھی) اسے صلاح دی تھی۔

"اترا ہوا کوٹ پہننے سے کئی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں" دلیپ کا یہ کوٹ پا کر اس نے گویا کوئی دبا ہوا خزانہ پا لیا تھا

کتنا سجتا تھا یہ کوٹ اسکے تن پر!

سبز زمین پر سفید سفید دائرے اور گہرے سبز رنگ کی پتلی پتلی ابھری ہوئی دھاریاں۔ اسپر پیتل کے پالش کئے ہوئے موٹے موٹے سفید چمکیلے بٹن اور پھر لاہور کی ایک مشہور فرم کے ہاں سے سلا ہوا۔ اس کے علاوہ اس کوٹ میں ایک اور بڑی خوبی یہ تھی کہ دیکھنے میں نہ تو سرد معلوم ہوتا تھا اور نہ گرم۔ گویا فیکٹری سے یہ کپڑا تیار کرتے وقت آجکل کے فیشن ایبل "یتیم کلرکوں" کا خاص خیال رکھا تھا۔

اس کوٹ کو وہ ہمیشہ اپنی جان کے ساتھ رکھتا تھا، یہاں تک کہ کئی بار اسے پہنے پہنے وہ سو بھی جاتا تھا لیکن کوٹ سے اس کی محبت اسے پہننے ہی پر موقوف نہ تھی کہیں سیر و تفریح کے لئے جاتے وقت وہ بارہا اسے بائیں کندھے پر لٹکا لیا کرتا تھا۔ انارکلی کا روزانہ چکر لگانا اس کی عادت میں داخل ہو گیا تھا، وہاں پھرتے پھرتے جب وہ تھک جاتا تھا تو اکثر اس کوٹ سے اپنے چہرے کا پسینہ پونچھ لیا کرتا تھا۔ یا جب وہ کمیٹی کے نل یا دھرم ارتھ پیاؤ سے پانی پیتا تھا تو بھی اس کوٹ سے منہ پونچھ لینے میں وہ کوئی برائی نہ سمجھتا تھا کوٹ کے ہوتے ہوئے رومال رکھنا اس کی نظروں میں شاہانہ فضول خرچی کے مترادف تھا۔ دفتر اور گھر کی لمبی تو کدار چابیاں۔ پیٹا۔ پنسلیں اور تیز نب والے قلم جیبوں میں ڈال ڈال کر اس نے ان میں سوراخ کر لئے تھے، اور پھر آہستہ آہستہ جیبوں کا اندرونی کپڑا پھٹ بھی گیا تھا۔ ایک بار وہ کسی کی بائیسکل لیکر جب ڈاک خانے جانے لگا تھا۔ تو بائیسکل پر سوار ہوتے وقت بائیں ہاتھ کی جیب گدی سے اٹک کر (وہ اکثر الٹے ہاتھ کی طرف سے بائیسکل پر سوار ہوتا تھا) کوٹ سے الگ ہو گئی تھی اور اس نے وہ ٹکڑا اٹھا کر کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا تھا، لیکن اس کو دوبارہ سلوانے کا خیال اسے کبھی نہ آیا۔

جب کبھی اسکے دوست اسکے کوٹ کا مذاق اڑاتے تو نہایت شان کے ساتھ جیب کا وہی ٹکڑا نکال کر وہ انہیں ایک چھوٹا موٹا لیکچر سنا دیتا۔

"تم اس کوٹ کی قدر کیا جانو تمہارے باپ نے بھی کبھی ایسا کوٹ پہنا تھا؟

یہ دیکھو صرف یہ ٹکڑا ہی کم سے کم دس روپے کا ہوگا" بارہا جب اس کا دماغ پریشان ہوتا وہ بٹنوں کے سوراخوں میں انگلیاں ڈالے گھومتا رہتا جس سے سارے سوراخ کھل کر گریبان سے بن گئے تھے رہے بٹن سو ان میں سے ایک بھی اس کی دست برد سے محفوظ نہ رہا تھا۔ دیر ہوئی جب ایک دن پیسے نہ ہونے کی وجہ سے اس نے پیتل کے وہ چمکیلے بٹن جن کا پالش اس وقت صرف اتنا ہی باقی تھا جتنا کہ جوانی کا نور کسی بوڑھے آدمی کے چہرے پر نظر آتا ہے کوٹ سے اتار کر گلیوں میں پھرنے والے کسی "لاٹو پھوٹا پیتل"

(باقی اگلے صفحہ پر)

صفحہ (۱۷) سے آگے

کے ہاتھ ساڑھے چار پیسے میں بیچ ڈالے تھے اور ان پیسوں کی بیڑیاں پی لی تھیں۔

جب سے یہ کوٹ اسکے پاس آیا تھا بیچارے کوٹ کو صرف ایک ہی مرتبہ دھوبن کی زیارت کا موقع ملا تھا، اور وہ بھی اس حال میں کہ ایک مرتبہ پھوار پڑنے سے انارکلی میں دلدل سی ہوگئی تھی اور یہ کوٹ اچانک اس کے کندھے سے ڈھلک کر بری طرح لت پت ہوگیا تھا، اس نے وہیں ہسپتال روڈ پر گھوڑوں کے پانی پینے والے حوض میں اسے دھو کر پھر کندھے پر لٹکا لیا تھا، اور اگلے دن اس کو دھوپ میں سکھا کر کسی دھوبن کے ہاں سے دو پیسے میں پریس کرا لیا تھا۔

وہ کوٹ اس کے لئے ایک تاریخی حیثیت بھی رکھتا تھا، زندگی کے کئی واقعات اس کوٹ کے ساتھ وابستہ تھے، لیپ کے اس کوٹ پر ظفر جائے اسے بہت دن نہ ہوئے تھے، کہ ایک دن شام کو دفتر سے واپس آتے وقت اس نے رنگی نگر کے میدان میں کئی مرد عورتوں کو شور مچاتے دیکھا وہ لوگ چیخ چیخ کر ایک سیاہ کتے پر جو دیوانہ وار دوڑ دوڑ کر ان پر جھپٹنے کی کوشش کر رہا تھا، اینٹوں پتھروں کی بارش کر رہے تھے پھر اسکے دیکھتے ہی دیکھتے وہ باؤلا کتا پاس سے گذرتی ہوئی ایک نوجوان لڑکی پر جھپٹ پڑا، نرمل نے اپنا دیسی کوٹ اٹھا کر ایک دم کتے کے منہ پر دے مارا در آگے بڑھ کر اس نے اس کوٹ سے اس کے منہ کو اس طرح دبا دیا کہ کتے کا بیرونی سانس باہر اور اندرونی سانس اندر ہی رہ گیا۔ "ممنون لڑکی" کا "خاموش شکریہ" اس کو اتنا رس بھرا اور دلکش معلوم ہوا کہ پورے چھ مہینے تک صبح و شام وہ اس لڑکی کے مکان کے نیچے سے ہو کر گذرتا رہا۔ یہ اور بات تھی کہ جماعتی تفاوت کی وجہ سے آج بھی ان دونوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ تھا اب جب کبھی اسے اس لڑکی کی یاد آتی تھی وہ اس کوٹ ہی کو اپنے سینے سے زور سے چمٹا لیتا تھا، اور اس طرح یہ کوٹ اسکے ناکام عشق کی پہلی اور آخری نشانی بھی تھا۔

پانچ چھ دن ہوئے اس کے ہاں چوری ہوگئی تھی اور چوری بھی ایسی کہ معلوم ہوتا تھا جیسے اسے زحمت سے بچانے کے لئے اس کی غیر حاضری میں کسی شریف آدمی نے اس کا تمام سامان کسی دوسرے مکان میں بدل دیا ہو، کپڑے۔ بستر۔ برتن۔ کتابیں حتیٰ کہ چارپائی بھی چلی گئی تھی۔ پرانے بلیڈ۔ ردی کاغذ۔ حمام سوپ کی مستعمل ٹکیہ، گھسی ہوئی پنسلوں کے ہاتھ میں نہ آنے والے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تک اٹھ گئے تھے، ہاں، فرش پر بچھی ہوئی ایک پھٹی پرانی چٹائی چور کی نظروں میں شاید جچی نہ تھی اور یا پھر ایک قمیض، پتلون اور وہی کوٹ بچ گئے تھے جو اس دن وہ دفتر پہن کر گیا ہوا تھا۔ رہا بٹ تو وہ چرا لینا بھی چور کی استعداد سے باہر تھا کیونکہ وہ تو بزدل کے پاؤں کو زیب دے رہا تھا۔

گلی محلے والے اور دوسرے واقف کار اچھی طرح جانتے تھے، کہ اس کی تنخواہ پانچ چھ تاریخ تک قریب قریب برابر ہو جاتی ہے اور پھر چوری تو آٹھ تاریخ کو ہوئی تھی، اس کے پاس کیا بچا ہوگا اس کو اس کس مپرسی میں دیکھ کر اس کے پڑوسیوں مالک مکان، حتیٰ کہ سارے گلی والوں نے اس کو بستر اور چارپائی لے لینے کو کہا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی پیشکش کی تھی کہ فی الحال ضروری کپڑے بنوانے کے واسطے وہ روپے بھی لے سکتا ہے لیکن اس نے تو پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جب وہ کسی پر احسان نہیں کر سکتا تو وہ دوسروں کا احسان نہ لے گا

یہیں ماڈل ٹاؤن میں اس کا سگا بھائی رہتا تھا اور وہ بھی ساڑھے چار سو روپیہ پر ملازم! اگر وہ چاہتا تو بھائی سے سو پچاس روپے بلا تکلف لا سکتا تھا لیکن یہ اس کی بے پرواہی تھی یا خودداری کا معیار کہ سگے بھائی سے مدد لینا بھی وہ اپنی اخلاقی اور انسانی کمزوری سمجھتا تھا۔

دوسروں کی مدد کا محتاج بننے کی بجائے اس رات اس نے اپنی اس پھٹی پرانی چٹائی سے چارپائی جتنا ایک ٹکڑا کاٹ لیا تھا! اور اسے باہر صحن میں بچھا کر اپنا وہی کوٹ اوڑھ کر سو رہا تھا اس رات مچھروں نے اسے اس طرح کاٹا تھا کہ اگر کوئی اور ہوتا تو اسے ضرور ملیریا ہو جاتا مگر وہ ملیریا ہو جانے پر بھی ملیریا کو نہ سمجھنے والا تھا۔

اس نے اس چٹائی پر سوتے سوتے اور اس کوٹ کو اوڑھتے اوڑھتے پانچ راتیں گذار دی تھیں چونکہ مچھر اکثر پاؤں ہی پر زیادہ وار کرتا ہے اس لئے وہ کوٹ سے صرف پاؤں ہی ڈھانپ کر سو جاتا تھا لیکن پھر جب رات کو مچھروں کی بھنبھناہٹ بدن کے دوسرے حصوں پر سنائی دیتی تھی، تو وہ کوٹ کو پاؤں پر سے اٹھا کر قابل حفاظت حصوں کو ڈھک لیتا تھا کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جس جگہ مچھر وار کرتا وہ اس جگہ کو نچوڑ کر زہریلا مادہ نکال پھینکتا اسی جگہ کو اسی کوٹ سے اچھی طرح صاف کر کے پھر لیٹ رہتا۔

ان دنوں اس کوٹ نے کتنا کام دیا تھا رات کو مچھروں سے کس حد تک بچانے کے علاوہ جب وہ صبح اور شام غسل خانے سے نہا کر نکلتا تھا تو یہی کوٹ اسکے بدن سے پانی کو اس طرح چوس جاتا تھا جیسے کسی ہمدرد کا دامن کسی دکھی انسان کے آنسوؤں کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے

(باقی صفحہ (۲۲) پر)

(صفحہ (۲۰) سے آگے)

کرتے اس طرح ان کو پھوپھی کا سیانی ہونا کیونکہ بینا کا نام سنتے ہی منسٹر کے منہ کی بینا کے تار ایک ساتھ ہی بج اٹھتے،

بینا صحت سے بھرپور تھی اس لئے منسٹر خوش ضرور ہوتا۔ لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ اس کی روحی طاقت کمزور ہوتی جا رہی تھی جب وہ رشتوں کو دیکھتا تو اس کو ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی نے اس کے پیٹ میں زور سے گھونسہ دے دیا ... ... وہ چاہتا تھا کہ زہر کھا کر جان دیدے، لیکن مجبور تھا۔ بینا کا خیال اسے بے چین کر دیتا تھا۔ صبح سے شام تک وہ خوفزدہ رہتا اس کی آنکھوں کی چمک جاتی رہی تھی وہ ہر وقت تھکا ہوا معلوم ہوتا لیکن رخصت لینے کی بھی اس میں ہمت نہ تھی، اسی طرح دن گذرتے گئے اور چھ ماہ کا عرصہ گذر گیا۔

آفتاب دن بھر کی مسافت طے کرنے کے بعد آغوش مغرب میں آرام کر رہا تھا اور کمسن چاند کیپ رنگروٹ سپاہی کی طرح اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا اور خنک روشنی ساری دنیا پر پھیلی ہوئی تھی۔

منسٹر کے چہرے سے آج غیر معمولی اطمینان کی جھلک نمایاں تھی وہ بڑے انہماک سے کام کر رہا تھا۔ بینا کا خط آیا تھا کہ وہ تندرست ہو کر دو دن بعد گھر پہنچ جائے گی،

(باقی صفحہ (۲۱) پر)

زمین آسمان کا فرق ایک حیرت انگیز دوائی کا کرشمہ

(ایک سچا واقعہ)

یوں تو بہت سی چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہو سکتا ہے لیکن میری حالت میں ایک حیرت انگیز دوائی نے جو فرق پیدا کیا ہے وہ زمین آسمان کے فرق سے بھی زیادہ ہے پہلے میں غلط کاری اور بے اعتدالی سے کمزور اور نیم مردہ ہو گیا تھا، میرا چہرہ سرد اور دل ڈوبا ہوا آنکھیں زرد اور اداس اور زندگی جوانی کی ترنگوں سے خالی ہو چکی تھی لیکن اب میں پھر جی اٹھا ہوں اب چہرہ سرخ، دل امنگوں سے بھرا ہوا آنکھوں میں نور، دل جوانی کے جوش سے لبریز ہے۔ یہ سب پریم بٹی کا کرشمہ ہے۔ اب میں نے موذی امراض میں مبتلا لوگوں اور خلق خدا کے فائدے کے لئے دوا کو عام کر دیا ہے اور ستائیس سال سے محض لوگ کے دامنوں پر ملک کے کونے کونے میں اسکے فائدوں کا ڈنکا بج رہا ہے پریم بٹی میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ڈالی جاتی یہ دوا دماغ کا پتلا پن سوزاک، ذیابیطس، جریان، پیشاب کے قبل یا بعد سفید، طوبت کا آنا سستی کمزوری، نامردی اور یادداشت کی کمی، دمہ کھانسی، عورتوں کے سفید پانی، رطوبت کا آنا بخار جملہ اقسام کی زنانہ بیماریوں کو چند ہی دنوں میں جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور رگ رگ میں نئی زندگی بھر دیتی ہے۔ ۴۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۱/۸ ۳/۴ دن کی پوری خوراک یعنی ۸۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۱/۱۰ ڈاک خرچ دو پیکٹ ۱/۱۳ غیر ممالک کے لئے اسکی قیمت دس شلنگ ہے جو پیشگی ضروری ہے۔

پریم بٹی کی بابتہ لوگوں کی رائے آر اے سی چیٹرجی آنریری مجسٹریٹ اور چیرمین گورنمنٹ ریسرچ کمیٹی سے تحریر فرماتے ہیں آخری بار منگائی ہوئی دوا نے خوب فائدہ کیا ایک دوسرے مریض کے لئے ۸۰ گولی روانہ فرمائیے (۲) سید عادل شاہ نور پور ڈاکخانہ سلطانپور ضلع ہوشیارپور سے تحریر فرماتے ہیں عرصہ گذرا آپ کے دواخانے سے پریم بٹی منگا کر ایک مریض کو استعمال کرائی اور مریض خدا کے فضل اور آپ کی مہربانی سے اچھا ہو گیا اب اسکے تین بچے ہیں رشتہ ازدواج چھوڑ کر لکھا ہے کہ "پریم بٹی" دھاتوں کے تیلاپن اور بیسیوں قسم کے جسمانی کمزوریوں کے لئے اکسیر ہے۔ اسی طرح سے ہمارے پاس بے شمار تعریفی خطوط آیا کرتے ہیں جو کمپنی میں موجود ہیں۔

ملنے کا پتہ:- بابو شیام لال رئیس پریم بٹی آفس نمبر ۵۱۵ دھن کٹی کان پور

دہلی ایجنٹ:- مرکز اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی آگرہ ایجنٹ:- آر۔ بی۔ گرگ اینڈ کمپنی جوہری بازار آگرہ

وہ افراد بے شمار جو اعتماد کے حامل ہیں

۳۳ دیں سالانہ رپورٹ نے ثابت کر دیا کہ

اموال [illegible] سلسلہ میں بیستے ہوئے نجربہ نے [illegible]

[illegible] اخراجات کی شرح کو گھٹایا

[illegible] کے خالص منافع ——— ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ

[illegible] کی بنوں کا [illegible]

[illegible] زمین کی [illegible] سود پھیلانے کے بعد

پالیسی ہولڈروں کو [illegible] ۵ [illegible] روپے بڑھ گیا

تمام [illegible] کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ فی ہزار فی سال

[illegible] پالیسیوں پر دس روپیہ فی ہزار فی سال

قائم شدہ ۱۸۷۴

اورینٹل

گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

[illegible] دفتر وے، نئی دہلی

برانچ سندیری، لاہور شمبر تھ بھٹری

شہریوں کو بھی زندہ رہنے کا حق حاصل ہے

ایک شہری کے قلم سے

جب سے جنگ شروع ہوئی ہے ملک کے باشندوں کی زندگی برہم ہو گئی ہے لیکن یہ اس جنگ کا لازمی نتیجہ ہے کیونکہ دوران جنگ میں دشمن جو نقصانات اور تکالیف پہنچاتے ہیں ان کے علاوہ خود ملک کی اہم جنگی ضروریات بھی مصیبت کا باعث بن جاتی ہیں ہر وقت دیر جنگ فوجیوں اور جنگی کاموں کو ہی ترجیح و اہمیت دیجاتی ہے اس کے بعد کہیں شہری زندگی پر غور کیا جاتا ہے لہذا یہ لازمی ہے کہ عوام کو ہزاروں قسم کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ اگر ملک کے باشندوں کی ہمت اور خود اعتمادی میں کسی قسم کی خرابی نہ آئے تو اس کا اثر اس ملک کی جنگ پر بہت زیادہ اور دور تک پڑتا ہے۔ لہذا ہر دانشمند حکومت اپنے ملک کے باشندوں کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے تاکہ شہری زندگی حسب معمول پرامن و پرسکون رہے۔ برطانیہ اور امریکہ کی حکومتیں تو درحقیقت اس وقت عوام کی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے ایسی سرتوڑ کوشش کر رہی ہیں جس کا قبل از جنگ خواب و خیال تک نہ تھا۔ انگلینڈ کے متعلق تو یہاں تک کہا جاتا ہے کہ دوران جنگ میں وہاں کے لوگوں کی صحت بہتر ہو گئی ہے اور غربت و امراض میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حکومت برطانیہ نے اناج اور دواؤں کی فراہمی اور عام مفاد کے کاموں کو ایک مقررہ اسکیم کے مطابق انجام دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج مستقل طور پر جرمن بمباری کے اور جنگی مشکلات کے باوجود انگریزوں کی ہمت اور خود اعتمادی میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی ہے لیکن ہندوستان کی حالت قابل رحم ہے۔ اس ملک میں جنگ کے کچھ بدترین نتائج نظر آ رہے ہیں

اول تو یہ ہے کہ یہاں ایک تباہ کن قحط پڑا جس نے لاکھوں انسانوں کی جانیں لے لیں۔ اس کے علاوہ بھی یہاں کے عوام کو سینکڑوں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، دور اندیشی سے کام نہ لینے پر حکومت ہند کی کافی تنقید کی جا چکی ہے اس میں مطلقاً مبالغہ نہیں ہے کہ غذا، دوا اور دیگر ضروریات زندگی کی کمی کی وجہ سے اس ملک کے باشندوں کی صحت بہت خراب ہو گئی ہے حکومت ہند نے جنگ کے ابتدائی دور میں عوام کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی قسم کا پلان بنانے کے متعلق غور تک نہیں کیا۔ اور حکومت نے صرف فوجی ضروریات کو ہی مدنظر رکھا اور حکومت کی آنکھیں اس وقت کھلیں جب کہ قحط اور اس کے ساتھ ہی امراض کی وبا نے ملک کو دبا لیا۔ اگر حکومت دانشمندی اور دور اندیشی سے کام لے کر عوام کے مفاد کے لئے کوئی پلان بنا لیتی تو آج جو مصیبتیں اس ملک کے باشندوں کو اٹھانی پڑ رہی ہیں ان میں بہت حد تک کمی ہو جاتی ہے۔ اس وقت کے افلاس زدہ لوگوں کو جن تکلیفوں کا سامنا اب کرنا پڑ رہا ہے۔ وہ چیزوں کی قیمت اور مزدوری کے اضافہ سے کہیں زیادہ ہیں۔

بہت بڑی تعداد میں لوگ گاؤں سے شہروں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ بہت سے لوگ تو شہروں میں نئی جاری شدہ جنگی صنعتوں میں کام کرنے کی لالچ میں یہاں آ رہے ہیں اور بہت سے بہتر زندگی اور ڈاکٹری امداد حاصل کرنے کی غرض سے شہروں میں آ کر بس رہے ہیں۔ ایک تو فوجی ملازموں کی وجہ سے پہلے ہی شہروں کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی۔ اب گاؤں کے لوگوں کے آ جانے سے اس میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ لیکن زیادہ تر صوبوں میں حکومت نے اس حالت کو سدھارنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جس کی وجہ سے شہر کے باشندوں کو انتہائی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔

آبادی کے حد سے زیادہ بڑھ جانے اور فوجی کاموں کو ہر بات میں ترجیح دی جانے کی وجہ سے کلکتہ کے باشندوں کو سب سے زیادہ تکلیف ہوئی ہے۔ شہر کے لوگوں کے آرام کا کسی طرح خیال کئے بغیر ہی حکام اپنی کارروائیوں میں مشغول رہتے ہیں سب سے پہلی غیر ذمہ دارانہ کارروائی تو یہ کی گئی ہے کہ فوجی ضروریات کے لئے یہاں کے لوگوں کے بہت سے مکانات لے لئے گئے لیکن جن لوگوں نے مکان خالی کئے ان کے رہنے کے لئے حکومت نے دوسرا کوئی انتظام نہیں کیا۔ فوجی کاموں کے لئے اس طرح مکانات خالی کرا لینے کی شکایتیں اکثر آتی رہتی ہیں، بعض شکایتیں تو اس قدر اہمیت رکھتی تھیں کہ اخباروں میں بھی ان کی اشاعت کی گئی۔ اس سے صرف شہر کے مستقل باشندوں کی زندگی میں ہی مشکلات نہیں پیدا ہوئی بلکہ نئے آنے والوں کو بھی کوئی جگہ رہنے کی ملنا دشوار ہو گئی، ان لوگوں کو ہوٹل میں بھی جگہ نہیں ملتی ہے۔ سبھی ہوٹل بھرے ہوئے ہیں اور جگہ کی کمی کی وجہ سے نئے ہوٹل بھی نہیں کھل سکتے ہیں حکومت نے بھی شہر کے باشندوں کے لئے عارضی مکانات تیار کرنے کی کوئی اسکیم ابھی تک نہیں شروع کی ہے۔

شہر میں نئے نئے لوگوں کی آمد کا لامتناہی سلسلہ جاری ہی تھا کہ کلکتہ میں قحط اور بیماریاں وبا کی طرح پھیل گئیں۔ لیکن اس غیر معمولی حالت کو سنبھالنے کے لئے سرکاری ہسپتالوں کا انتظام اس قدر ناکافی تھا کہ مدراس کے ڈاکٹر لچھمن سوامی مدالیار نے بھی کلکتہ کی خراب صحت کے لئے حکومت کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

سرکاری دواؤں اور ڈاکٹروں کے انتظام کی کلکتہ اور بنگال میں اس قدر بدتر حالت کہ دوسرے صوبوں اور شہروں سے غیر سرکاری ڈاکٹری مشن عوام کی امداد کے لئے بنگال گئے۔

شہری زندگی ہزاروں طریقوں سے درہم برہم ہوئی ہے۔ سفر اور خاص کر شہر میں آمد و رفت کا مسئلہ ایک افسوسناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ ٹرام اور بس میں سوار ہونا اکثر ناممکن ہو جاتا ہے۔ حادثات تو روزانہ ہوتے رہتے ہیں۔ عورتوں کے لئے خصوصاً متوسط طبقہ کی عورتوں کے لئے سفر کرنا یا بس میں سوار ہونا ناممکنات میں سے ہو گیا ہے، کیونکہ مسافروں کی بھیڑ بھاڑ کو ہٹا کر آنے جانے کی وہ عادی ہی نہیں ہیں۔ اکثر دن بھر ان کو گھر پر ہی ٹھہرنا پڑتا ہے۔ بند مکانوں میں جن میں ضرورت سے زیادہ انسان بستے ہوں دن رات بند رہنا صحت کے لئے بے حد مضر ہے۔ انہیں صاف ہوا کی سخت ضرورت ہے لیکن موجودہ حالات میں کس طرح باہر نکل سکتی ہیں اور اگر جائیں بھی تو کس جگہ؟ بہت سی خالی جگہ تو فوجی ضرورت کے لئے حکومت نے لے لی ہے اب باقی جو پارک بچے ہیں ان میں بہت زیادہ بھیڑ ہوتی ہے۔

بچوں کے لئے تو اور بھی مصیبت ہے جن بچوں کے مکانوں کے نزدیک کھیلنے کے لئے میدان نہیں ہیں وہ دور کے میدانوں میں بھی نہیں جا سکتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سی تکلیفیں اس لڑائی کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی ہیں۔ لیکن اگر ہوشیاری کے ساتھ پلان بنایا جاتا اور عوام کے مفاد کا خیال رکھ کر کام کیا جاتا تو ان کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا تھا۔ اب تو بہت سے پلان مصیبت زدہ لوگوں کی تکلیفوں کو کم کرنے کے لئے بنائے جا رہے ہیں۔ آمد و رفت کے مسئلہ کو بھی حل کرنے کے لئے کچھ تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ غور فوجی ضرورتوں کے لئے مکان خالی کرانے کی کارروائیوں پر کیا جانا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو مکان خالی ہی نہ کرائے جائیں بلکہ نئے مکان تعمیر کرائے جائیں۔ اور اگر کسی مکان کو خالی کرانا فوجی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت ضروری ہو تو اس میں رہنے والوں کے لئے پہلے دوسری جگہ مکان کا انتظام حکومت کو کرنا چاہئے۔

کلکتہ میں بہت سے مکانات انگلو برمن لوگوں خصوصاً برما سے بھاگ کر آئی ہوئی عورتوں اور بچوں کو دے دیئے گئے ہیں جو کہ کلکتہ میں کچھ کام نہیں کرتے ہیں اور صرف برما کے فتح ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان میں سے جو لوگ کلکتہ کے مستقل باشندے نہیں ہیں اور جنگ سے تعلق رکھنے والے کوئی خاص کام نہیں کرتے ہیں ان کو دوسرے گاؤں میں بھیج دیا جائے اور جن مکانوں میں یہ رہتے ہیں وہ شہر کے باشندوں کے لئے خالی کر دیئے جائیں۔

دفتروں کے نزدیک اور شہر کے خاص خاص مقاموں پر جو ریسٹورنٹ، چائے کی دکانیں اور ہوٹل وغیرہ ہیں ان کو کسی حالت میں وہاں سے نہ ہٹایا جائے بہت سے لوگوں کے لئے یہی پناہ گاہ ہیں اور موجودہ حالت میں جب کہ باہر سے آنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے ان مقاموں

(باقی آگے صفحہ پر)

قطعہ

از جناب احمد ندیم قاسمی

تجھ کو معلوم ہے آشفتہ خیالی میری — تیرے چہرے کی یہ انداز کہے دیتے ہیں
اُف یہ آنکھوں کی جھپک ہائے پلکوں کی نمی — تیرے آنسو تو مرے راز کہے دیتے ہیں

ادب لطیف

مہاتما گاندھی کے چرنوں میں گلہائے عقیدت

(از ڈیوکی نندن نارنگ دہلی)

اے مجسمہ صداقت اور امن و آشتی کے دیوتا!
سرزمین ایشیا میں آزادی کا نا قوس پھونکنے والے!
دنیا کے کروڑوں انسان تیرے پیغام میں اپنے
خوابوں کی تکمیل اور اپنی روحوں کی نجات تلاش
کر رہے ہیں

تو نے ہمیں اس راستہ پر ڈال دیا ہے جس پر ہم چلتے
ہوئے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے

خاک ہند میں ڈھلے ہوئے بہترین انسان آج
تیری بدولت تیری قوم فخر سے سر اٹھا سکتی ہے

یہ نتیجہ ہے تیری ادبیت پرستاروں کی عدم المثال
قربانیوں کا، اور جب تک آفتاب چمکے گا، ندیاں گائیں
گی، پھول کھلیں گے اور نسل آدم کا وجود رہے گا اس
وقت تک لوگ تیری قربانیوں کے گیت گائیں گے،
اور تاریخ کے اوراق میں کئی سنہری ابواب کا
اضافہ ہوتا رہے گا۔

آج کے مقدس دن ایشیا کے گھنے جنگلوں
زرخیز کھیتوں، سرسبز مرغزاروں اور مانند سیماب
ندیوں میں نور کی کرنیں بکھرتا ہوا آفتاب ہندوستان
کو "مہاتما گاندھی" کے یوم ولادت پر مبارکباد
دے رہا ہے

کائنات کے ستار پر موسیقی ناچ رہی ہے
صفحہ قدرت پر مصور ازل نے ہر طرف رنگ
بکھیر دیئے ہیں۔

افق کی بدلیوں سے جاگ کر اک بنت بولی
"یہ میرا بنایا ہوا انسان ہے"
مادر ہند نے مسکرا کر خدا کے حضور
میں سر جھکا دیا۔

پچھلے صفحے سے

کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے ان مقاموں کی موجودگی
بے ضروری ہے۔ آفس میں کام کرنے والوں کے
لئے ہمیشہ ہی یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ وہ ناشتہ کرنے
چلتے پھرتے گھر جائیں۔

اسی لئے شہر میں ریسٹورانٹ کی تعداد بہت بڑھ
گئی ہے اور انھیں لوگ پسند بھی کرتے ہیں۔ یہ مقامات
لوگوں کی تفریح کا بھی ذریعہ بن گئے ہیں۔ اسی لئے
چائے، کافی اور شربت وغیرہ کی مانگ بھی اس شہر
میں بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ کلکتہ میں یکایک کافی ہاؤس
کا ہر دلعزیزی حاصل کر لینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ شہر
کے مرکزی مقاموں میں صاف ستھرے ریسٹورانٹ
کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ کلکتہ کے باشندے خصوصاً
دفتروں میں کام کرنے والے متوسط طبقہ کے بابوؤں
کو اس وقت، تفریح کے لئے ایسے مقاموں کی ضرورت
ہے جن میں قیمتیں بہت گراں نہ ہوں اور جگہ بھی صاف
ستھری ہو۔ یورپین ریسٹورانٹ (جو مغربی طرز پر
چلائے جاتے ہیں) اکثر بہت زیادہ گراں ہوتے
ہیں جو ریسٹورانٹ سستے ہوتے ہیں وہ صاف نہیں
رکھے جاتے۔ اس لئے کافی ہاؤس کو لوگ زیادہ پسند
کرنے لگتے ہیں کیونکہ وہ صاف بھی ہوتے ہیں اور سستے
بھی۔ لہذا حکومت کو چاہئے کہ صاف اور سستے ریسٹورانٹ
کھولنے والوں کی ہمت افزائی کرے

شہر کے لوگوں کے لئے ایک اور اہم اور ضروری
مسئلہ دودھ کا ہے۔ یہ بچوں ہی سے زیادہ تعلق رکھتا
ہے۔ خالص دودھ کی مناسب تقسیم کے لئے بھی حکومت
کو قدم اٹھانا چاہئے۔ ابھی تو زیادہ تر لوگ گوالوں سے
ہی دودھ لیتے ہیں اور اکثر اس دودھ میں کچھ اس
قسم کی ملاوٹ ہوتی ہے کہ اسکی وجہ سے امراض
وبا کی طرح پھیلنے لگ جاتے ہیں۔

اگر ہر مسئلہ پر بحث کی جائے تو بہت سی تجاویز
حکام کے سامنے پیش کی جا سکتی ہیں۔ کم سے کم حکومت
کو اتنا تو کرنا ہی چاہئے کہ شہر کے باشندوں کی جتنی
تکلیفیں دور کی جا سکتی ہیں انھیں دور کر دیا جائے
لوگ مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن
اسکی ایک حد ہے جب یہ حد گزر جاتی ہے تو یہ انسانی
فطرت ہے کہ وہ بیزار ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اب
فوجی افسر شہر کے باشندوں کا خیال رکھنے لگے ہیں لیکن
ابھی زیادہ تکلیف اس وجہ سے ہے کہ حکومت نے سول ایشی
سے کام نہیں لیا۔ اسکے پاس کام کا کوئی پلان نہیں ہے
اور شہری انتظام میں بھی ہوشیاری سے کام نہیں لیا
جاتا۔ اس کا سب سے بڑا مظاہرہ بنگال کے قحط کے
دوران میں ہوا جبکہ حکومت بنگال نے قحط زدہ لوگوں
کے رہنے اور انھیں پناہ دینے کے لئے کیمپ بنانے
میں کئی ماہ لگا دیئے۔ حکومت کو یہ کہنا زیب نہیں دیتا کہ فوجی
کاموں کے لئے شہریوں کو تکلیف میں ہی رہنا چاہئے۔

حکومت کو فوجی کاموں کے لئے پہلے سے غور کر کے
ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ شہر کے باشندوں کو کسی قسم
کی تکلیف نہ ہو، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جس وقت عوام
کو مدد کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اسی وقت
حکومت کو فوراً آگے بڑھ کر تکلیف کو دور کرنا چاہئے۔
حکومت کے چند محکموں کی ناقابلیت اور عوام کی
تکلیفیں دور کرنے میں تاخیر کے اسباب پر غور کرنے
کے لئے یہاں جگہ نہیں ہے۔ پھر بھی جو برائیاں

صفحہ (۱۶) سے آگے

ہو کر گر [illegible] ایک [illegible]
[illegible] کا ایک کل نشان بن گیا [illegible]
نے مسلسل [illegible] کی [illegible]
نشان کو مٹا دیا جائے مگر کہا جاتا ہے کہ [illegible]
کے قتل کی [illegible] شہادت [illegible]
یونان [illegible] کی جنگ کے دوران میں [illegible]
طبقہ کی طرف سے متعدد بار یہ اطلاع دی گئی کہ انھوں نے
سکندر اعظم کی روح کو گلیوں میں پھرتے ہوئے دیکھا ہے
کو اپنے پرانے دشمن پر فتح حاصل کرنے [illegible]
میں غرق کرنے کے لئے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا ہے
پہلی جنگ عظیم کے زمانہ میں، تولین کی روح کے
متعلق بھی اس طرح کے بہت سے افسانے فرانس میں
بیان کئے گئے تھے۔ مارن کے میدان جنگ سے پسپائی
کے بعد بہت سے فرانسیسی سپاہی زخمی ہو گئے تھے اچھے
سپاہی سخت ترین مایوسی اور پریشان حالی سے مغلوب
ہو کر یہ چاہتے تھے کہ توپخانہ کے چند گھوڑوں پر سوار ہو کر
بھاگ نکلیں انہیں نیند آ گئی اور وہ دفعتاً بیدار ہو گئے

حکام میں موجود ہیں انھیں کسی بھی حالت میں نظر انداز
نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ
سول اور فوجی افسروں کو چاہئے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے
عوام کی تکالیف کو کم کرنے کی کوشش کریں۔

شخصیت کا اظہار

اندر کی طاقت کے اظہار کو شخصیت کہتے ہیں [illegible] ہر قسم کی بڑائی، ہنر کی
طاقت، ہر قسم کی کامیابی [illegible] ہوتی ہے
شخصیت یوں ہی ہوا میں سے حاصل نہیں ہو جاتی۔ اس کے لیے نہایت اچھی صحت
لازمی شرط ہے۔ اچھی صحت آپ کے اندر موجود ہے [illegible] ہر قسم کے علم
کی ضرورت ہے کہ کیوں کر یہ صحت ابھر آئے اور قائم رہے۔

ایشیا کا نہایت مشہور و معروف رسالہ "ہمدرد صحت" بڑی باقاعدگی سے ہر مہینے
شائع ہوتا ہے۔ اس میں تندرستی قائم رکھنے کی سائنٹفک [illegible] طبیات، سائنٹفک
ورزشیں، علمی اور ادبی مضامین [illegible] علاج [illegible]
سوالات اور جوابات [illegible] اور امراض [illegible] کے [illegible]
آسان زبان میں نہایت دلچسپ طریقے سے پیش کیے جاتے ہیں جن کی ہزارہا
ناظرین پرجوش تعریف کرتے ہیں۔

سال بھر میں کسی ایک موضوع پر جو [illegible] زیادہ قیمتی [illegible]
مفت پیش کیا جاتا ہے۔ رسالہ "ہمدرد صحت" ادبی ذوق رکھنے والوں
اور طبی معلومات حاصل کرنے والوں کے لیے بڑی نعمت ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ ❖ ضخامت ۲۷ صفحے ❖

ہمدرد صحت ہمدرد منزل دہلی

لِلی مارکہ
ہندوستان میں
بہترین پینے
کی خوراک

بارلے

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ
میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے
نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

خیانت

صفحہ (۸) سے آگے

"بہت اچھا"

پریم چند چلے گئے مگر ہنسراج کو قریب آگ چھوکر اُسے ایسا معلوم ہوا کہ وہ اپنی بنیا کو بھی نہ دیکھ سکیگا اس وقت اسکے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہو رہے تھے کبھی وہ سوچتا کہیں بھاگ جائے کبھی سوچتا خودکشی کرلے۔ بھاگنے سے پکڑا جاسکتا ہے اور خودکشی سے کچھ نہیں اسکے دماغ نے بھی بھاگنے پر خودکشی ہی کو ترجیح دی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا پوری طاقت سے دبایا گویا جان دینے کا مصمم ارادہ کرچکا ہو۔

دھیرے دھیرے روشنی سے جگمگاتے ہوئے کمرے میں اندھیرا پھیل گیا۔ آنکھوں کے سامنے ہزاروں تارے ناچنے لگے، کانوں میں زور زور سے سیٹی بجنے لگی، اور اسی وقت روتی چلاتی بنیا اُسے دکھائی دی۔

تارے غائب ہوگئے، اندھیرا کمرہ روشنی سے پھر جگمگا اٹھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا

ٹھیک آٹھ بجے ہنسراج بابو پریم چند کی کوٹھی پر آگیا، اور مالک کو خبر دی جانے کے بعد اُن کے خاص کمرے میں پہونچا دیا گیا۔ کمرے میں بابو پریم چند ابھی نہیں آئے تھے ہنسراج سیکڑوں باتیں سوچتی ہوئی باتیں پھر سوچنے لگا، کس طرح وہ ان کے سامنے گڑگڑائے، کہ انہیں رحم آجائے، کیسے اُن سے معافی مانگے، اپنی مجبوری دکھائے،

"تم آگئے ہنس؟" پریم چند کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولے، لیکن دوسرے ہی لمحہ وہ "او بھگوان کہہ کر اپنا دل پکڑ کر گرنے لگے،" ہنسراج نے غیر معمولی تعجیل کے ساتھ انہیں سہارا دیا، اور ایک صوفہ پر لٹا دیا، وہ آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑائے اور خاموش ہوگئے

ڈاکٹر آیا اور اس نے نبض وغیرہ دیکھنے کے بعد کہا۔ قلب کی حرکت بند ہونے کی وجہ سے مرنے والا دنیا کے بکھیڑوں سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہوگیا

تجہیز و تکفین کے وقت ہنسراج نے دیکھا کہ ایک نوجوان سب کام کر رہا ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں پہلے اُسے کبھی نہ دیکھا تھا، پھر بھی اپنی جگہ سمجھ لیا تھا کہ اس کا نیا مالک یہی ہے بعد میں دفتر والوں نے اُسے بتایا کہ وہ بابو پریم چند کا بھتیجا ہے ایم۔ اے پاس ہے اور پہاڑ سے سیدھا یہیں آرہا ہے انہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بہت سنگدل ہے رحم و کرم کا نام بھی نہیں جانتا ان سب باتوں سے ہنسراج کی فکر گھٹنے کے مقام پر بھی بڑھتی گئی وہ اپنے آپ کو جیل کی چار دیواری کے اندر جلد سے جلد دیکھنے کا تصور کرنے لگا،

دوسرے دن اُسے سینا کا خط ملا کہ ڈاکٹر کا خیال ہے ابھی وہ دو ہفتہ اور اسی جگہ رہے ہنسراج کو اس خط سے نہ تو کوئی خوشی ہوئی اور نہ رنج، اس نے اس خط کا حال کسی کو نہ بتایا وہ روز بہ روز اداس اور خاموش ہوتا جارہا تھا۔

(باقی صفحہ (۲۲) پر)

دیوالی کے تحفے اور انعامات
جو بہت پسندیدگی اور محبت سے رکھے جاتے ہیں

منی ایچر "ایس۔ ۴"
۱۸ کیرٹ سالڈ گولڈ ہیوی کیس۔ -/۱۸۵ روپیہ

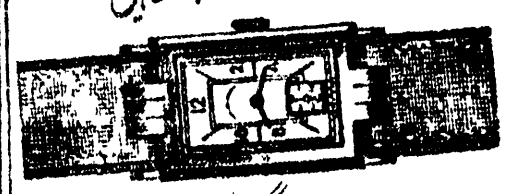

ریگولر عربک اور نئے اسٹائل کے ڈائلز ... یہی قیمت

گیٹ لوپ سٹیل
۱۸ کیرٹ سالڈ گولڈ ہیوی کیس -/۳۰۴ روپیہ

منی ایچر "بی"
۱۸ کیرٹ سالڈ گولڈ ہیوی کیس۔۔ -/۱۴۱ روپیہ

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی
بمبئی - اور - کلکتہ

چونکہ درآمد میں باقاعدگی نہیں ہے اس لئے ممکن ہے ہر اس قسم کی گھڑی سپلائی نہ کیجا سکے جس کا اشتہار دیا جاتا ہے لیکن اس کی پوری کوشش کیجائے گی کہ جہاں تک ہمارا اسٹاک اجازت دیگا ہم آرڈروں کی تعمیل کریں گے۔

WEST END WATCH Co
BOMBAY — CALCUTTA.

جاپان کا تحفہ
اوٹو
اس دلآویز خوشبو کی آزمائش کیجئے
اوٹو دل بہار (رجسٹرڈ)

آپ کے رومال پر کے چند قطرے ۲۸ گھنٹوں تک تروتازگی قائم رکھیں گے۔ یہ پھولوں کا بہترین نچوڑ ہے جو پھولوں میں بھر دیا گیا ہے۔ یہ بہت تیز نہیں ہے بلکہ نہایت خوشگوار اور دل پسند ہے، ابھی ایک شیشی خرید لیں پھر ہمیشہ آپ کو ہمیشہ مرغوب رہے گا۔ روانہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ کی شیشی طلب کریں۔

اس میں کسی قسم کا تیزاب نہیں ہے پھولوں کا نچوڑ ہے جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں آپکے استعمال کے لئے بھر دیا گیا ہے۔

اوٹو دل بہار
ایسا کلیاں جو خوشبو میں بھر دیا گیا ہے

مختلف سائزوں میں فروخت ہوتا ہے
اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے

ایک بالکل نئی خوشبو کا نمونہ بھی دیکھئے
اوٹو سرنگی نمبر ۱۷۷ (رجسٹرڈ)

نمونہ کے لئے روانہ کے ٹکٹ ارسال کریں اور پھر ہم ادنیٰ کی شیشی خریدیں جو ہر جگہ ملتی ہے آپ سرنگی کے پھولوں کی جادو بھری خوشبو سے بہت خوش ہونگے۔
سول ایجنٹس - دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی بمبئی ۲

(صفحہ ۲۱ سے آگے)

پریم چند کو آنجہانی ہوئے بارہ دن ہوئے تھے ہنسراج آفس میں بیٹھا ہوا اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ایک اجنبی اسکے پاس آیا، اس نے اس کا استقبال کیا ——————

"بابو ہنسراج جی ۔ پریم چند جی اچانک موت سے آپ کو ناقابل برداشت صدمہ پہونچا ہے لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے ہم کچھ کر بھی نہیں سکتے اجنبی نے اس طرح گفتگو شروع کی آپ سچ کہتے ہیں" مگر وہ میرے مالک ہی نہیں تھے میں انھیں اپنا پتا بھی سمجھتا تھا،

"وہ بھی آپ کو لڑکے ہی کی طرح مانتے تھے آپ کو معلوم نہیں، میں اُن کا وکیل ہوں"

اوہ! کہہ کر ہنسراج کرسی پر گر پڑا،

وکیل نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "پریم چند جی نے مرنے سے پہلے ایک وصیت تحریر کرائی ہے اور اس وصیت کو پڑھتے وقت آپ کا موجود رہنا ضروری ہے"

"مجھے اس وقت وہاں پر موجود رہنا چاہئے"

ہاں آپ بابو پریم چند کی کوٹھی پر آجاویں

"بہت اچھا"

وکیل اور ہنسراج اور بابو پریم چند کے بھتیجے اور محلے کے چند معزز لوگوں کی موجودگی میں وصیت نامہ پڑھا گیا۔ پہلے تو وصیت نامہ میں ہنسراج کو کوئی خاص بات معلوم نہ ہوئی مگر جب اس کا نام آیا تو وہ چونک پڑا۔ اور اسکے آگے کی باتیں سنکر تو اس کا سر چکرانے لگا؛ وصیت نامہ میں تحریر تھا کہ میری کل جائداد جو فرم کے علاوہ ہے تین حصوں میں تقسیم کی جائے اور وہ اس طرح کہ نصف حصہ میرے بھتیجے گجراج ایم۔ اے کو ملے اور نصف کے نصف سے غریب رشتہ داروں کی پرورش ہو باقی دان کر دی جائے فرم جس حالت میں ہے اس کی ساری ذمہ داری ہنسراج بابو پر ہوگی اور وہ فرم میں نصف حصہ دار بھی بنائے جائیں فرم کے نصف حصہ کا بھی میرا بھتیجا ہی مالک ہوگا اور اسے چاہئے کہ میری خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہنسراج بابو کی عزت اسی طرح کرے جس طرح میں کرتا تھا۔ ہنسراج نے وصیت سُنی اکیلوں اور محلہ کے معزز لوگوں نے اسے مبارکباد دی مگر جیسے اس نے نہ کچھ سنا نہ سمجھا،

بنیا کو گھر آئے آٹھ دن ہو چکے تھے وصیت نامہ کی بات سُنکر وہ پھولی نہ سمائی ہنسراج کے دو رشتہ دار جو اسے غریب جان کر بات تک نہ کرتے تھے اب اس سے دعوتیں مانگ رہے تھے اور کتنوں نے تو بینا کو بھی مانگنا شروع کر دیا تھا بنیا کو اس نے خواب میں جیسا تندرست دیکھا تھا وہ اس سے بھی زیادہ صحت مند تھی اس کا رنگ روپ اس سے بھی زیادہ نکھر گیا تھا، یہ سب سامان ہنسراج کے دل میں لازوال مسرت پیدا کرنے کے لئے کافی تھے مگر وہ پھر بھی دکھی تھا۔ اس کے دل کو سکون نہیں تھا اس کی رُوح بے قرار تھی ... ...

ہنسراج ابھی ابھی گھر آیا تھا۔ اس نے کپڑے بھی نہیں اتارے تھے کہ باہر سے کسی نے آواز دی، وہ اُلٹے پاؤں واپس ہوا۔ اور دیکھا اس کا نیا مالک گجراج کھڑا ہے،

"آیئے، کیسے تکلیف کی، مجھے ہی کیوں نہ بلا لیا ہنسراج نے عزت سے کہا۔

چاچا جی کی خواہش تھی کہ میں انہیں کی طرح آپ کی عزت کروں، اس لئے میں آپ سے وہ اختیار ہمیشہ کے لئے مانگنے آیا ہوں" ——————

"میں آپکا مطلب نہیں سمجھا" ——————

"اچھا ہو۔ اگر آپ مجھے آپ کہہ کر مخاطب کیا کریں، میں آپ سے چھوٹا ہوں" ——————

"بیٹھئے تو آخر آپ چاہتے کیا ہیں" ——————

"عرض تو کیا کہ آپ کو ہمیشہ عزت کی نظر سے دیکھنے کا اختیار چاہتا ہوں" ——————

"میں پھر بھی نہیں سمجھا" ——————

"بات یہ ہے کہ میرا کوئی بڑا بوڑھا نہیں ہے ایک چاچا جی تھے انھوں نے بھی اپنی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند کر لیں۔ ——————

اپنے خاندان میں اب اگر بڑا ہوں تو میں ہوں اور چھوٹا ہوں تو میں ہوں۔ اس لئے اپنی بات آپ کہنے سے مجبور ہو رہا ہوں پچھلے چھ ماہ بنیا اور میں نے ایک ساتھ گذارے ہیں اور ایک دوسرے سے پریم بھی کرنے لگے ہیں، ——————

"پریم" ——————

"ہاں، مگر بنیا نہیں جانتی کہ میں بہت بڑی حیثیت کا مالک ہوں وہ مجھے اپنے ہی جیسا جانتی ہے میری آپ سے التجا ہے مجھے اپنی فرزندی میں قبول کر لیں"

"لیکن یہ ممکن کیسے ہے گجراج بابو؟"

"کیوں؟" ——————

"ذرہ اور آفتاب کا کہیں جوڑ ہوا کرتا ہے"

آپ میرے مالک ہیں اور میں آپ کا ایک ادنیٰ نوکر" ——————

"آپ یہ بات کیوں بھول جاتے ہیں کہ اب آپ میرے حصہ دار ہیں، پھر میں نے نہ تو کسی فرم کا کام دیکھا ہے اور نہ مجھ سے ہو سکیگا۔ میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنا بنا لیں اور فرم کو جس طرح چاہیں چلائیں مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں"

"اور جسٹر" ——————

"مجھے ان سے بھی کوئی غرض نہیں"

"تو آپ جسٹر نہیں کھیلیں گے" ——————

"بھول کر بھی نہیں" ——— تو مجھے منظور ہے"

"شکریہ آج ہی آپ اس مکان کو خالی کر کے بنگلہ پر چلے آئیں" ——————

آج پہلا دن تھا جب بنیا نے اپنے پتی کو بستر بیکراں میں تیرتے دیکھا خوش تو وہ خوب تھی کیونکہ گجراج کی ساری باتیں سن چکی تھی پھر بھی رہی تھی جیسے کچھ جانتی ہی نہ ہو ہنسراج کو آج اس بات پر ہنسی آ رہی تھی۔ ——————

بنیا نے پوچھا: کیا بات ہے پتی جی؟

"بات"؟ ہنسراج نے زور سے ہنس کر کہا

"میں سوچ رہا ہوں بھگوان کتنا دیالو ہے"

اور اس کا دل کہہ اٹھا، "ایک خائن پر بھی اسکے لطف و کرم کا کوئی حساب نہیں"

(ہندی سے آزاد ترجمہ) (ماخوذ از عالمگیر)

مضبوطی

کوہ نور سینے کے دھاگے اور ہر قسم کی ڈوریں سخت سے سخت کاموں کیلئے بنائے گئے ہیں یہ بہت مضبوط یکساں اور اعلیٰ درجہ کے ہیں ہمیشہ کوہ نور سینے کے دھاگے اور پتنگ مارکہ ڈوریں وغیرہ استعمال کریں۔

Kohinoor

Enquiries to:-
NAHALCHAND LALOOCHAND
Baria Building, Pydhonie, BOMBAY.
Sadar Bazar, Delhi; Bazar Bikanarian, Amritsar; Buranpuri Bhagol, Surat.
Distributors for Mysore State:
Hirachand Laxmichand & Co., Kumbhar Peth, Bangalore.

اینٹی سپٹائین

جراثیم کے خلاف عمدہ اور کارگر

اور مزیدار ذائقہ کے ساتھ

اب تک منہ کے اندر جراثیم کو صاف کرنے کے لئے اینٹی سپٹائین بڑی کثرت سے استعمال کیا جا رہا تھا۔ اور اب اس سے زخموں اور جلے ہوئے داغوں کو دھونے کے لئے بھی بکثرت استعمال کیا جانے لگ گیا ہے سر کی خشکی دور کرنے اور کھوپڑی کی کھال دھونے کیلئے بھی بے حد مفید ہے

اسٹیمہ اسٹانٹریٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ

کلکتہ - بمبئی - مدراس - لکھنؤ - امرتسر - کراچی

سپاہیوں کی دلپسند

فوجی سپاہی بحیثیت جماعت چائے کے دلدادہ ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کی طرح موجودہ جنگ میں بھی یکے بعد دیگرے چائے کی سپلائیاں ختم کرنا ان کا کام ہے ہر گھڑی اور ہر وقت چائے پینا اور اس پر قناعت کرنے کی وجہ سے اس عمدہ پینے کی چائے نے تمام دنیا میں شہرت حاصل کر لی ہے اور صحیح معنوں میں دیر تک اثر رکھنے والی یہ پینے کی چیز ہے صرف جنگ ہی کی وجہ نہیں جس سے سپاہی چائے کی طرف رغبت کرتے ہیں بلکہ امن کے زمانہ میں بھی وہ چائے پینے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس کے پینے سے مزہ بھی ملتا ہے اور دل خوش کرنے کے لئے کم دام پینے کی چیز بھی ہے اور وہ آسانی سے کئی بار پی سکتا ہے لندن کے اخبار "سنڈے ایکسپریس" میں ایک مضمون کچھ سال آگے شائع ہوا تھا اسے کانسٹنٹن والر نے ایک دلچسپ طریقہ پر بیان کیا تھا کہ ایلڈرشاٹ میں سپاہیوں کو کیسے فوجی کارروائیاں سکھائی جاتی ہیں سپاہیوں کو سکھانے کی یہ منصوبہ چوکی ہے اور وہ اکثر یہاں جاتی تھیں الڈرشاٹ نے میں دیکھنے والے سپاہیوں کی ضرورت کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے :-

جو کچھ وہ کھاتے ہیں وہ بہت موثر ہے لیکن ان کے کھانے کی گنجائش ان کے پینے کی گنجائش سے مقابلہ نہیں کر سکتی دن بھر معائنہ کرنے کے بعد میں نے دیکھا ایک سپاہی تھا کہ اس کے ہاتھ میں کوئی پیالا وغیرہ نہ تھا دیکھنے میں وہ مسکین بلی کی طرح دکھائی دیتا تھا سرکاری طور پر ہر سپاہی کو پانچ چھ مرتبہ روزانہ چائے دی جاتی ہے اس کے علاوہ بھی وہ جستہ جستہ کر پیتے رہتے ہیں صبح کو چائے بسکٹ، پھر ناشتہ میں چائے اب جہاں جہاں وہ کام کر رہے ہوں وہاں پر چائے کی گاڑی کے ذریعہ چائے پہونچائی جاتی ہے پھر رات کے کھانے کے ساتھ چائے، پھر پونا گھنٹہ آرام ملتا ہے مگر اس میں بھی بعض لوگ چائے خانے میں چائے پینے کے لئے چلے جاتے ہیں پونے پانچ بجے پھر چائے ملتی ہے پھر رات کے ساڑھے آٹھ بجے سے سوا نو بجے تک گاڑیوں پر ناشتہ لگا ہوا رہتا ہے جس میں روٹی، مکھن کچھ اور مزیدار کھانے کی چیزیں اور چائے ہوتی ہے،

پھر چائے کے بعد ان کو فرصت ہے بعض شہر کی طرف بائسکوپ دیکھنے اور چائے پینے بعض چائے خانے کی طرف ڈارٹ کھیلنے اور چائے پینے بعض بلیرڈ اور چائے پینے اور بعض صرف چائے پینے کے لئے چلے جاتے ہیں، چائے کے لئے گاتا، برطانیہ میں وائی۔ایم۔سی کی چلتی پھرتی گاڑیوں پر چائے خانوں کو، چلانے والی عورتوں کو دھنا اور کپڑے کے زنانہ میں کام کرنے والے لوگوں کی تلاش میں دقت پیش آتی تھی مگر لوگوں نے خود ہی اس کا راستہ تلاش کر لیا کہ وہ گلے لگ جاتے :

کوٹ

(صفحہ ۱۸ سے آگے)

دفتر جانے سے پہلے وہ اس کوٹ سے پاؤں پونچھ کر جوتا پہنتا تھا، اور دوسرے چوتھے روز اس کی گرد بھی اس سے صاف کر لیتا تھا، پھر جب کہیں بارش آ گھیرتی تھی تو اس کوٹ کو سر پر پھیلا کر بارش میں بے دھڑک چلتا رہتا تھا جس سے کئی مرتبہ اس کی قمیض اور دفتر کے کاغذ بھیگنے سے بچ گئے تھے،

اس دن غسل خانے میں جاتے وقت وہ کوٹ کو کھونٹی پر لٹکا گیا تھا لیکن جب نہا کر واپس آیا تو کوٹ اس جگہ سے غائب تھا، گلی والا دروازہ چوپٹ کھلا تھا جو غالباً باہر تھوکتے وقت خوداسی سے کھلا رہ گیا تھا۔

اس سے پیشتر اس کی خدا معلوم کتنی چیزیں غائب ہوئی تھیں لیکن اس نے کبھی کسی چیز کے کھو جانے پر افسوس نہ کیا تھا آج اس کوٹ کے چلے جانے پر اسے افسوس ہی نہ ہوا بلکہ اسکے دل میں ایک غم سا بیٹھ گیا تھا

اوپر والے کرایہ دار کے "ٹھپ ٹھپ" سیڑھیاں اترنے سے وہ چونک گیا، ہر روز اسی وقت جب ان سیڑھیوں پر ٹھپ ٹھپ ہوتی، تو وہ سمجھ جاتا تھا کہ دفتر جانے کا وقت ہو گیا اس کی گھڑی شاید یہی ٹھپ ٹھپ تھی جلدی سے اٹھ کر اس نے پتلون پہننا چاہی لیکن اس کا بالائی حصہ بری طرح بھیگ رہا تھا بھاگ کر اس نے مالک مکان کی انگیٹھی پر پتلون کو سکھایا اور پہن کر دفتر چل دیا۔

لگاتار چھ ماہ سے وہ دفتر جا رہا تھا لیکن آج تک اس نے اتنا سونا پن کبھی محسوس نہ کیا تھا آج اسے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کا کوئی عزیز اس کا ساتھ چھوڑ گیا ہو اور زندگی کے اس وسیع و عریض ویرانے میں وہ تن تنہا رہ گیا ہو،

شمع

(از جناب پی، بی مبارآگرہ)

شمع! تیری وہ بے نظیر ہستی ہے جس پر کہ پروانے خود بخود مائل ہو کر جان تک گنوا دیتے ہیں مگر تو ہے کہ ان پر رحم بھی نہیں کرتی، ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کے جلنے کا رنج تجھے اس درجہ ہوتا ہے کہ تمام رات ان کی جدائی میں اشک بار رہتی ہے اور آخر میں خاموش ہو کر ابدی نیند سو جاتی ہے تو ہی زینت بزم ہے ایک تیری ہی روشنی جملہ حاضرین کو زندہ دل رکھتی ہے جس سے کہ وہ اپنے دلی جذبات کا اظہار شعروں کی شکل میں کرتے ہیں،

تیرے ہی عشق حقیقی نے کائنات عالم پہ اس بات کو روشن کر دیا کہ اگر عشق صادق دنیا میں کوئی چیز ہے تو اسکی موجد تیری ہی ذات ہو سکتی ہے

چوتھا شاندار ہفتہ
ممتاز شانتی اور الہاس کی
رومانی تصویر
گانے موسیقی
دلی سوال پنالال گھوش
اداکاران: ممتاز شانتی - الہاس - رادھارانی - آغا اور نرنجن
کھنہ ٹاکیز پہاڑ گنج میں
روزانہ ۴-۷-۱۰ بجے

تفریح - موسیقی - رومان - قہقہے
ڈائرکٹر جینت دیسائی کی بے مثال تصویر
منورما
اداکاران:- لیلا چٹنس، چارلی، ایشور لال
مبارک، مایا بنرجی، اور نسیم جونیر
چھٹا مقبول عام ہفتہ
روزانہ
موتی ۴-۷-۱۰ بجے
عظیم بھڑ بھاڑ کے ساتھ دکھایا جا رہا ہے

نہایت ہی پاکیزہ تاریخی تصویر جس میں ہر خاوند، ہر صاحبزادے اور ہر دختر کے لئے ایک پیغام ہے۔
سلور فلمز کی بینظیر پیشکش
بڑے نواب صاحب
اداکاران خصوصی
چندر موہن - کمار - پرمیلا - پہاڑی
ببو اور غوری وغیرہ
۴ تھا پر ہجوم ہفتہ
کمار سینما میں
روزانہ ۴ - ۷ اور ۱۰ بجے
اتوار کو ۱۰ بجے صبح بھی

بلاک
تیج دیکلی میں چھپے ہوئے بلاک
برائے فروخت موجود ہیں

انگلینڈ ہندوستانی کانفرنس مجلس کے صدر پروفیسر رادھاکمد مکرجی اپنا افتتاحی پرچہ پڑھ رہے ہیں

کستوربا ہال میں سوشل سروس کانفرنس صدارتی تقریر کر رہے ہیں

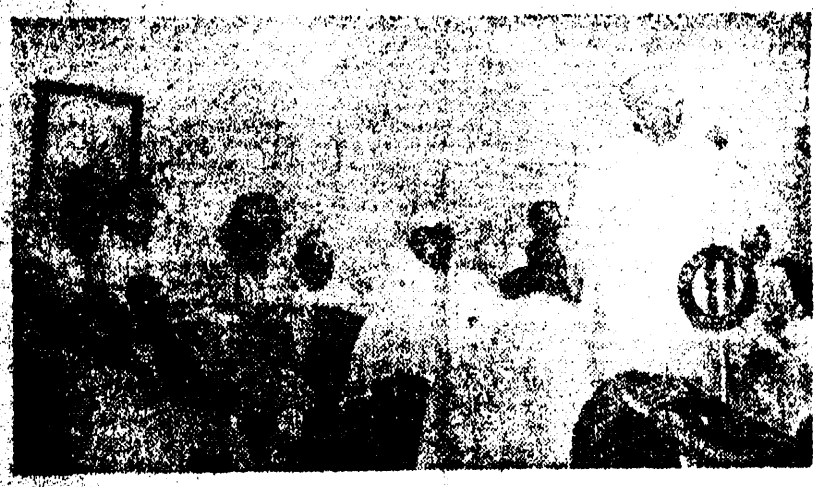

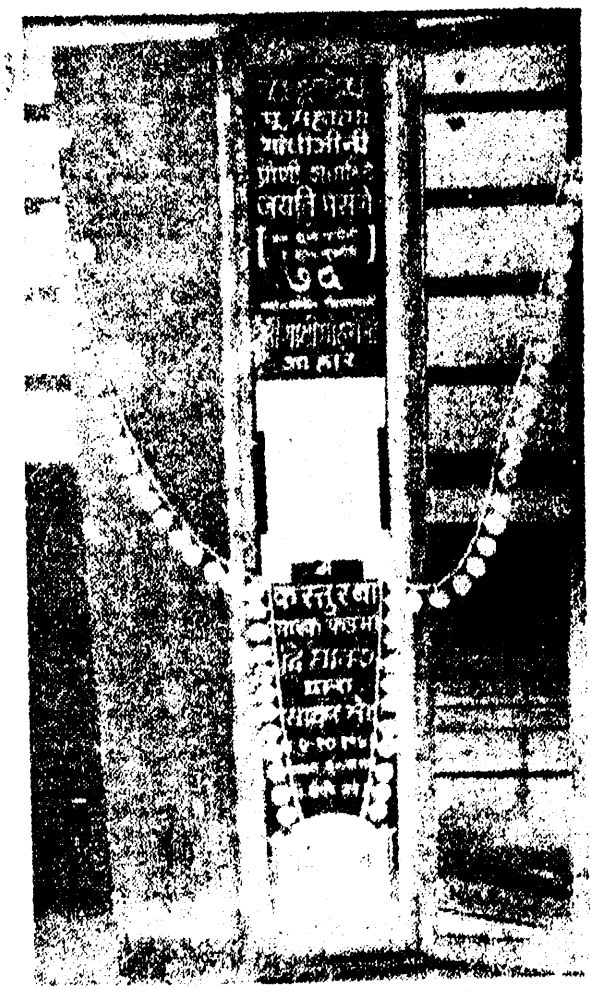

راؤل ایڈین فیوری میں داخل ہونے والے اُمیدواروں کو تربیت دی جا رہی ہے

مہاتما جی کو سکھوں کا ہار پیش کیا گیا جو بارہ سو روپیہ میں اسی کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا

موہنی آملہ
میرا آئل

بائی اپائنٹمنٹ ٹو ہز ایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن صاحب سابق وائسرائے ہند بالقابہ

حسن افزا تیلوں کا سرتاج ہے، اسکے استعمال سے بالوں میں نئی چمک دمک، خوبصورتی، کشش اور ریشم جیسی لطافت آجاتی ہے، اعلےٰ درجہ کی دلکش اور دلفریب خوشبوؤں سے بسایا ہوا ہے، ہر موسم میں استعمال کیا جاتا ہے۔

تیار کردہ ہرنارائن گوپی ناتھ سوداگران اچار مربہ کھاری باؤلی دہلی و کناٹ پلیس نئی دہلی ٹیلیفون ۶۳۱۸

printed and published by Dharam pal Gupta at the Tej press, Burn Bastion Road, Delhi.

کچھ بھی نہیں

از حضرت وحشت کلکتوی

(نوٹ:- یہہ دو غزلین ایک ہی قافیہ و ردیف، مگر مختلف بحرون مین ہین)

۱

دل کا جو حال ہے امیدِ فرا کچھ بھی نہین
درد ہی درد ہے اور اس کی دوا کچھ بھی نہین

بے وفائی بھی ہے اک حسن کہ ہی تیری ادا
اور مین کچھ بھی نہین، میری وفا کچھ بھی نہین

نغمۂ بزمِ طرب تیرا نہ ہو گا بے کیف
سازِ دل ٹوٹ گیا اس کی صدا کچھ بھی نہین

ان سے تم ملتے ہو ملنے کے نہین جو قابل
تم کو پاس دلِ اربابِ وفا کچھ بھی نہین

بے وفائی تری کیا اہلِ وفا کو روکے
ان کے دل پر اثرِ جور و جفا کچھ بھی نہین

اثرِ نالہ کی کیا کیا تھیں امیدیں دل کو
جس کو ہونا تھا بہت کچھ وہ ہوا کچھ بھی نہین

دیکھو وحشت کو کہ اب تک ہی غزل پر مائل
جس زمانے میں کہ قدرِ شعرا کچھ بھی نہین!

۲

عشق میں جب نامرادی کے سوا کچھ بھی نہین
کیوں نہ میں خوش ہوں کہ میرا مدعا کچھ بھی نہین

گو بجتے رہتے ہیں نغمے جس کی بزمِ ناز میں
اسکے آگے نالۂ دل کی صدا کچھ بھی نہین

یہ تو ممکن ہے کہ برتوں ان سے میں رسمِ وفا
میں نے مانا ان سے امیدِ وفا، کچھ بھی نہین

مطمئن ہوں میں کہ فکرِ چارہ سے آزاد ہوں
درد وہ دل کو ملا جس کی دوا کچھ بھی نہین

خود مجھی کو صبر کی طاقت نہیں ہی عشق میں
ورنہ سچ پوچھو تو ظالم کی جفا کچھ بھی نہین

شکر کرتا ہوں کہ ہے کچھ تو بھی میرا خیال
جور ہو بیداد ہو مجھکو گلا، کچھ بھی نہین

کیا کہوں، کہتا ہے اب دورِ جدید شاعری
ترک کر وحشت غزل، اسمین مزا کچھ بھی نہین

کتبہ جاوید امروہوی

چنے ہوئے پھول

(مرسلہ جناب شیو پرتاپ سہرا واستو وحدت)

بنا ہوں سنا، جنوں کی خوش انتظامی سے
خدا بچائے مجھے ہوس کی غلامی سے — اکبر

ہم کو واعظ یہ خبر سب ہے کہ جنت کیا ہے
کوچۂ یار سے لیکن اُسے نسبت کیا ہے — حسرت

کٹ گئی احتیاطِ عشق میں عمر
مجھ سے اظہارِ مدعا نہ ہوا — "

طبیبوں سے میں کیا پوچھوں علاجِ دردِ دل اپنا
مرض جب زندگی خود ہو تو پھر اسکی دوا کیا ہے — (نامعلوم)

آنکھ سے دیکھ بھال لیتے ہیں
دل کی حسرت نکال لیتے ہیں — "

نظر بازی کی حسرت خوب بری ہے ورنہ لوگوں میں
بڑا شہرہ سنا تھا ہم نے تیری پاکبازی کا — حسرت

امیر نازکشی ہجر میں نہیں بے کار
بخار دل کا نکل جائیگا اثر نہ سہی — امیر

دیکھنا بھی تو انہیں دور سے دیکھا کرنا
شیوۂ عشق نہیں حسن کو رسوا کرنا — حسرت

بلائیں لیتے ہیں اُن کی ہم اُن پر جان دیتے ہیں
یہ سودا دید کے قابل ہے کیا لینا ہے کیا دینا — اکبر

کیا غرض لاکھ ہوں دنیا میں جو دولت والے
اُن کا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے — ذوق

طلب ہے حق کی تو بل آ کے ہم سے مستوں سے
نہیں ہے میکدہ خالی خدا پرستوں سے — اکبر

ہے اک نگاہ کافی گو ہو وہ نگاہ گلہ
چنداں نہیں ہے مطلب عاشق کو بیش و کم سے — درد

دل میں سوزش ہے آنکھ میں آنسو!
عشق ہے کھیل آگ پانی کا — اکبر

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی
لکھ دیجیو یارب اُسے قسمت میں عدو کی — غالب

اس طرح خاک چھانتے پھرتے نہ دشت دشت
ہوتے جو پائمال کسی رہ گذر میں ہم — مومن

آدمی کے رینگنے رینگنے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم

دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم — اقبال

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہیں رہائی کی

نسبت اُس آستاں سے کچھ نہ ہوئی
برسوں تک ہم نے جبہہ سائی کی — میر

چار دل طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر
دل صاف ہو تو ہے آئینہ خانہ کیا — آتش

وہ بار بار سزا جرمِ عشق پر دیتے
مگر قصور وہی بار بار ہم کرتے — حسرت

مرنے والے فنا بھی پر ہے ؟ اُٹھ کے گر تو یہ جائے اُٹھا — (نامعلوم)

جواہر پارے

اشتراکیت! (COMMUNISM)

— کمیونزم کیا چیز ہے؟ وہ اس امر کی خواہش ہے کہ غیر مساوی محاصل مساوی طور پر تقسیم ہونا چاہیئے یعنی کوئی شخص کاہل اپاہج اپنا پیسہ تو آگ رکھے اور بھلا روپیہ اینٹھنا چاہے۔ (انہرز ایلیٹ)

— مساوات پسند یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے لوگ ایک سطح پر آجائیں مگر یہ نہیں چاہتے کہ جو اُن سے نیچے ہیں وہ اُن کے برابر پہونچ جائیں، اُن کا مقصد یہ ہے کہ کچھ لوگ اُن سے نیچے ضرور رہیں، میں پوچھتا ہوں کہ کچھ لوگ اُن سے اُوپر کیوں نہ رہیں؟ (جانسن)

اشتہا (APPETITE)

— عقل کو حاکم اور اشتہا کو محکوم ہونا چاہیئے (سسرو)

— اچھی غذائیں زندگی کی ضامن نہیں ہیں (ارسطیفوس)

— بہتر ہے کہ تم اشتہا کو سزا دو، نہ کہ اشتہا تم کو سزا دے۔ (میکسمس)

— جانور چرتے ہیں، آدمی کھاتا ہے مگر صرف عاقل و ہوشیار آدمی کھانا جانتا ہے (سہاوارین)

— دسترخوان کا خرچ اپنی آمدنی کے ذریعے سے نہ بڑھاؤ، غذائیں مقوی ہونا چاہئیں نہ کہ مکلف!

لطیفے

ایک خوبصورت دوشیزہ اپنی ماں کے ساتھ اٹلی کے کسی حصہ میں سفر کر رہی تھی، اتفاق سے ریلوے کے اس کمپارٹمنٹ میں ایک اطالوی اور ایک جرمن افسر بھی موجود تھا، ٹرین طویل سرنگ کے اندر داخل ہوگئی اور ہر طرف تاریکی پھیل گئی، اتنے میں بوسہ کی ہلکی سی آواز آئی پھر طمانچہ کے شور سے کمپارٹمنٹ گونج گیا۔ ٹرین جب سرنگ سے باہر نکلی تو ان چاروں نے ایک دوسرے کو بغور دیکھا اور ان کے خیالات حسب ذیل تھے:

جرمن: "یہ لاطینی نسل والے بھی کس قدر ذلیل اور بزدل ہوتے ہیں، دوشیزہ کا بوسہ لینے کی جرأت بھی کی تو تاریکی میں، مگر سزا اچھی ملی"

دوشیزہ: "یہ فوجی افسر بھی کس قدر بدتمیز ہوتے ہیں، اندھیرے میں میری بوڑھی ماں کا منہ چوم لیا مگر اس نے بھی بدلہ خوب لیا"

ماں: "میں نے اپنی بچی کو کس قدر احتیاط کے ساتھ پرورش کیا ہے ان کم بختوں نے اُسے ذلیل کرنا چاہا مگر خیر میری شریف بیٹی نے انکو اس کی سزا دے دی"

اطالوی افسر: "میں اپنا ہاتھ کیوں نہ چوم لوں، تاریکی ہی میں سہی، مجھے کسی جرمن کے منہ پر طمانچہ مارنے کا موقعہ تو ملا!"

گاہک: "تم نے تو اشتہار میں لکھا ہے کہ یہ ہوٹل بے انتظام ہے مگر میں تو وہی پلنا مجبور دیکھ رہا ہوں"

بیرہ: "مگر انھوں نے اس ہفتہ ہی شادی کی ہے"

Making "West End" Watches for you

بڑی کمانی

بڑی کمانی سے ہی وہ طاقت پیدا ہوتی ہے جو گھڑی کو چلاتی ہے یہ بہترین طریقہ پر آب دی ہوئی سٹیل کی ایک لمبی پتلی اور تنگ پٹی ہے جو بیرل کے اندر بند کس کر لپٹی ہوتی ہے جس چوڑی کھلتی ہے اسی قدر اس کی طاقت پہیوں کی قطاروں کے ذریعہ اسکیپ وہیل تک پہنچ جاتی ہے۔ ویسٹ اینڈ کی بڑی کمانیوں کو بڑی سے جانچا جاتا ہے تاکہ اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ یہ ہنرمند کاریگروں کے ہاتھوں سے تیار شدہ ہیں۔

چونکہ روزانہ بنا ناغہ گھڑی نہیں ہے اس لئے ممکن ہے ہر اس قسم کی گھڑی سپلائی نہ کیجا سکے جس کا اشتہار دیا جاتا ہے لیکن اس کی پوری کوشش کیجائیگی کہ جہاں تک ہو سکے اجازت دیجئے ہم آرڈروں کی تعمیل کریں گے۔

WEST END WATCH CO.
BOMBAY CALCUTTA

سٹینی سٹریٹ سالڈ ڈینٹی فرک سے ان کو سفید رکھئے

SMITH STANISTREET & CO Ltd
CALCUTTA, BOMBAY, MADRAS, KARACHI, LUCKNOW, AMRITSAR.

صوبۂ بہار کا فسانۂ غم!

افلاس، بیماری اور شرح اموات کی صورت حال!

(از مسٹر سری کرشن سنہا، سابق وزیر اعظم بہار)

امراض صوبۂ بہار پیدائش اور موت کی گنتی میں جو
شمالی بہار میں ہیضہ اور ملیریا بخار نے پُر زور حملہ
کیا ہے اگرچہ موسم کی تبدیلی کے باعث اب ہیضہ میں
کمی ہو گئی ہے، ملیریا بخار لوگوں کو بھاری تعداد میں
اپنا شکار بنا رہا ہے اور یہ اندیشہ ہے کہ چند ماہ میں
یہ جلدی زیادہ متعدی صورت اختیار کر کے ہزاروں مزید
آدمیوں کو ہلاک کر دے گی، ان امراض سے جتنے لوگ
مرے ہیں ان کے اعداد و شمار میں اختلاف پایا جاتا ہے
غیر سرکاری اندازے کے مطابق ہلاک شدگان کی تعداد
بہت زیادہ ہے، پچھلے دنوں حکومت بہار نے ایک
رپورٹ شائع کی ہے جس میں اس نے ان امراض کے
اعداد و شمار جنوری سے لے کر جولائی تک کی اموات
کی تعداد پیش کی ہے، اس اندازے کے مطابق ترہت
ڈویژن میں جو شمالی بہار کے اضلاع پر مشتمل ہے ان
مہینوں کے اندر دو لاکھ سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے
ہیں، غیر سرکاری اعداد و شمار خواہ کچھ بھی ہوں یہ سرکاری
اندازہ بجائے خود ایک ایسی چیز ہے جس سے سخت
اندیشہ پیدا ہوتا ہے لیکن متعدی امراض
نے جو تباہ کاریاں پیدا کی ہیں ان کا صحیح
اندازہ کرنے کے لئے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی
چاہیئے کہ ان پیش کردہ اعداد کا تعلق
صرف ترہت ڈویژن سے ہے حالانکہ
بھاگلپور ڈویژن کا ایک بڑا حصہ بھی جس
میں پورنیا کا پورا ضلع شامل ہے ملیریا بخار
کی متعدی بیماری میں مبتلا ہے، جہاں تک
مجھے اطلاع ملی ہے ان علاقوں میں بھی ہیضہ
اور ملیریا کے باعث شرح اموات
زیادہ رہی ہے، میرا خیال ہے کہ ان امراض سے جتنے
لوگ مرے ہیں اُن کی تعداد سرکاری کیمونک میں
درج کردہ تعداد سے زیادہ ہو گی، بشرطیکہ صورت حال
کے متعلق ایک مکمل اور وسیع تحقیقات کی جائے،

دردناک تصویر

اگرچہ صوبہ بہار سے باہر کے لوگوں کو اس
کثیر شرح اموات سے پورا اندازہ کسی حد تک ہو سکتا ہے
کہ ان متعدی بیماریوں نے کتنے لوگوں کو ہلاک کیا ہے مگر
اس سے اُن مصیبتوں کا حال نہیں معلوم ہو سکتا جن
میں صوبہ بہار کے باشندے ان دنوں مبتلا ہو گئے
ہیں، جب ان کے رنج و غم اور دکھ درد کا افسانہ رفتہ
رفتہ صوبہ سے باہر کے لوگوں تک پہنچنے لگا تو بہت سے
آدمی جن میں بعض لوگ پبلک لائف میں سربرآوردہ
حیثیت رکھتے ہیں، ان علاقوں کا دورہ کرنے کے لئے
آئے، ان کے بیانات پریس میں شائع ہو چکے ہیں یہ
تمام بیانات اور رپورٹیں ان امراض زدہ اور
مبتلائے مصیبت علاقوں
کے متعلق ایک
دردناک تصویر
پیش کرتی ہیں
کہا جاتا ہے کہ بعض
دیہات ایسے ہیں جہاں کی آبادی کی
اکثریت ملیریا بخار میں مبتلا ہے اور اکثر ایسے گھر بھی
ملے ہیں جہاں پورے خاندان کے تمام افراد بیمار ہیں
ایسی صورت میں یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ بعض
دیہاتوں میں شرح اموات بہت زیادہ رہی ہو اور
بہت سی عورتیں اور بچے نہ صرف مریض بلکہ بالکل
مفلس و کنگال بن گئے ہیں، میں خود بھی ضلع مظفر پور
اور ضلع دربھنگہ کے بعض علاقوں میں گیا ہوں اور وہاں
جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس سے اُن اطلاعات کی
صحت کا اندازہ کر سکتا ہوں، ایک دیہات جہاں میں
گیا تھا چند ہزار آدمیوں کی آبادی پر مشتمل ایک بڑا
دیہات تھا، اس مقام کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد
ملیریا بخار میں پڑی ہوئی تھی اور بہت سے لوگ
مرض محال میں بھی مبتلا تھے، مجھے بتلایا گیا کہ اب تک
کئی آدمی مر چکے ہیں اور اب بھی ملیریا بخار لوگوں کو ہلاک
کرنے میں مصروف ہے؛

یہاں پر یہ کہہ دینا ضرور ہے کہ امراض زدہ
علاقہ کے بہت سے حصوں میں "کالا آزار" بھی متعدی
شکل میں لوگوں پر حملہ کر رہا ہے ضلع دربھنگہ کے ایک
"کالا آزار مرکز" میں جانے پر مجھے معلوم ہوا کہ اس
مرکز میں تقریباً دو سو آدمی اُس دن علاج کے لئے آئے
تھے اور اُن میں سے نصف تعداد ایسے مریضوں کی تھی
جو صرف ایک ہی دیہات کے باشندے تھے اسی سے
ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان علاقوں میں کالا آزار کا
مرض کس زور سے متعدی شکل میں پھیلا ہوا ہے؛

غربت و افلاس

لوگوں کے افلاس و ناداری
نے اس صورت حال کو
اور بھی بدتر
بنا دیا ہے نامکمل
علاج یا تازہ حملوں
کے باعث زیادہ تر مریض ایسے ہیں جو چند ماہ سے
ملیریا میں مبتلا ہیں، وہ اتنی استعداد نہیں رکھتے
کہ مناسب علاج کرا سکیں، اور مناسب غذا حاصل
کر سکیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان مریضوں میں خون کی
کمی اور دوسری پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں ملیریا
بخار کے ایسے کہنہ مریضوں کی جو حالت ہے وہ بیان
نہیں کی جا سکتی، بلکہ تصور میں لائی جا سکتی ہے، ان
علاقوں میں یہ مناظر عام ہیں کہ لوگوں کے بدن بہت
دُبلے ہو گئے ہیں، آنکھیں حلقوں میں چلی گئی ہیں چہرے
زرد ہو گئے ہیں اور تلی بڑھ گئی ہے بعض "اسپلینومیگلی"
وغیرہ جیسے امراض میں مبتلا ہیں، ان علاقوں میں اپنے سفر
کے دوران میں میں نے خود ایسے مریضوں کی ایک بڑی
تعداد دیکھی ہے!

تین اہم مسائل!

شمالی بہار کے وبائی امراض تین اہم مسائل
پیدا کرتے ہیں اس علاقہ کی جغرافیائی حالت
جنوبی بہار سے جدا گانہ ہے، یہاں پورے رقبہ میں
بڑے اور چھوٹے دریاؤں کے جال بچھے ہوئے ہیں،
اس لئے یہ اکثر سیلاب زدہ رہتا ہے ان میں
سے ایک نام دریائے کوسی ہے جسے صحیح طور پر
"صوبۂ بہار کا سبب غم" کہا گیا ہے مسئلہ
بہاؤ بہت غیر مستقل ہے یہ اپنے راستے کو بدلتا
پلٹتا رہتا ہے، یہ دریا جہاں پہنچتا ہے اپنے ساتھ
موت اور تباہی لیجاتا ہے، اس سے جو سیلاب
آتا ہے وہ چند ماہ تک ٹھہرا رہتا ہے اور یہی وہ سیلاب
زدہ علاقے ہیں جہاں ملیریا، ہیضہ اور کالا آزار میں مبتلا
لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے، سیلاب کے
پانی کی نکاسی اچھی طرح نہیں ہوتی۔
بہت سے مرطوب اور دلدلی
علاقے وجود میں آجاتے ہیں،
اور یہاں بیماریاں پھیلتی رہتی ہیں
انہیں خطوں اور پانی سے بھرے
ہوئے مقامات میں مچھر بھی کثرت
سے پیدا ہوتے ہیں جو ملیریا بخار کا باعث بنتے ہیں
اس لئے اگر شمالی بہار میں ملیریا بخار کا استیصال
ہونا ہے تو اسکے لئے ضروری ہے اس علاقے سے سیلاب
کے پانی کی نکاسی کا پورا بندوبست کیا جائے یہ ایک
چیز ہے جو صرف حکومت ہی کر سکتی ہے، دریائے کوسی
کے پانی پر قابو پانا اور اسکے بہاؤ کا راستہ معین
کرنا انجینئرنگ کے کارنامے سے تعلق رکھتا ہے، صوبہ بہار
کی حکومت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کی جا چکی ہے
اور یقین کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ حکومت کے
زیر غور ہے؛

لیکن ظاہر ہے کہ اس مسئلہ کے حل میں
کچھ وقت صرف ہو گا اس اثناء میں ایسے
ذرائع ضرور اختیار کئے جانے چاہئیں جو ان
بیماریوں کو متعدی وبا کی شکل میں بار
بار حملہ آور ہونے سے روک سکیں، ملیریا کے
انسداد کے لئے سب سے ضروری چیز یہ
ہے کہ ملیریا کے مچھروں کے خلاف وسیع
پیمانے پر جہاد شروع کیا جائے اور ان
کو ہلاک کرنے کا کوئی طریقہ اٹھا نہیں رکھا جائے
ان علاقوں میں جہاں جہاں پانی ٹھہرا ہوا ہے وہاں
آبی گھاس کثرت سے پیدا ہو گئی ہے یہی مچھروں
کی پیدائش کے مقامات ہیں، ذاتی رائے یہ ہے
کہ ملیریا بخار کے مچھر ان میں تیزی سے پرورش پاتے
اور بڑھتے ہیں ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیرمین نے
مجھ سے یہ کہا جب انھوں نے ایک دیہات کے تالابوں
اور گڑھوں کو آبی گھاس سے بالکل پاک و صاف
کرا دیا تو وہاں کے باشندوں میں ملیریا بخار کی
کمی ہو گئی، صوبہ بہار کے لوکل ادارے اس آبی
گھاس کے انسداد کا کام اپنے ہاتھوں میں لے
سکتے ہیں بشرطیکہ حکومت اس کام کے لئے کافی
رقم مہیا کرے؛ (باقی صفحہ پر دیکھئے)

صوبۂ بہار کی مصیبتوں کی کہانی وقتاً فوقتاً ہندوستان کے مختلف حصوں میں سنی جاتی ہے، لیکن یہ ایک ایسی صدائے بازگشت یا دور کی آواز ہے جو دوسرے علاقوں کی بیماری اور موت کی غمناک صداؤں میں مدغم پڑ جاتی ہے، سب کو معلوم ہے کہ صوبۂ بہار پر اکثر ناگہانی آفتیں نازل ہوا کرتی ہیں، اس مضمون میں جو خاص طور پر لکھا گیا ہے مسٹر سری کرشن سنہا سابق وزیر اعظم بہار نے صوبہ مذکور کے شمالی اضلاع کے (جہاں وبائی امراض زیادہ شدید صورت میں پائے جاتے ہیں) روح فرسا حالات اور اُن کے اسباب پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، تمام ہندوستانیوں کا فرض ہے کہ وہ صوبۂ بہار کی موجودہ مصیبتوں کی طرف متوجہ ہوں؛ (ایڈیٹر)

اس ہفتہ کیلئے ایک خیال: کامیابی کے یقین سے کامیابی حاصل ہوتی ہے (سیموئل اسمائلز)

ریویو

یہ ہندی کی مجلد کتاب ہے جو ۱۰۸ صفحوں پر مشتمل ہے، اسے دہلی کے پنڈت مُرلی چندر شرما نے تصنیف کیا ہے اور شانتا پرکاش بھنڈار حویلی حبیدقلی دہلی سے مل سکتی ہے قیمت فی جلد ۲ روپیہ ۸ آنہ ہے۔

پہلے صفحہ پر وشو کرما کے متعلق رشی دیانند کا ایک اقتباس ہے دوسرے صفحہ پر گرو کل گھروندا کے اچاریہ منیشور انند جی کا مختصر سا دیباچہ ہے اس کے بعد مصنف کی گھر کی ایک تحریر اور بعد ازاں مصنف کی لکھی ہوئی تمہید ہے وشو کرما سنسکرت کا ایک مشہور لفظ ہے لغوی طور پر اس کے معنی دنیا کے بنانے والے کے ہیں اس لئے اس کا اطلاق پرماتما کی ذات پر ہوتا ہے لیکن عام اصطلاح میں اس سے سب سے پہلا کاریگر مقصود ہے اس سلسلہ میں پرانوں میں کئی کتھائیں ملتی ہیں لیکن کوئی مستند تاریخی پتہ نہیں ملتا، سب سے پہلے پونہ کے پنڈت نارائن شاستری نے اس سلسلہ میں خامہ فرسائی کی، اور دوسری کتاب یہ ہے جس پر ریویو کیا جا رہا ہے چونکہ سنسکرت کے اس میں ایک نام کئی زبانوں میں ملتا ہے اس سے کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں ماصل پہلے کلا کا نام وشو کرما پڑ جانے کے بعد یہ ایک اپادھی (لقب) ہو گئی مختلف شخصیتوں سے وابستہ رہی اس کتاب میں سب سے پہلے وشو کرما کے بارے میں ریسرچ کی گئی ہے ویاس پا وکرمادت وغیرہ کے لقب بھی پہلے ویاس وکرمادت کے بعد سلسلہ چلے آئے ابھی ویاس سلسلہ کی جلد اول ہے مصنف نے وعدہ کیا ہے کہ بشرط صحت بعد کے زمانہ کے وشو کرماؤں کے بارے میں شری جلدوں میں روشنی ڈالی جائے گی، کتاب میں تاریخی اور تحقیقی دونوں پہلو ملحوظ رکھے گئے ہیں:

کتاب کے شروع میں ویدوں کے مختلف منتر پیش کئے گئے ہیں جن کا دیوتا وشو کرما ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لفظ ویدوں میں ایشور کا ایک صفاتی نام ہے کوئی شخصی نام نہیں، شخصی طور پر یہ نام سب سے پہلے رشی بھون کے پتر (صاحبزادے) کا ہوا جو صنعت و حرفت کے پہلے ماہر مانے جاتے ہیں ابتدائی صفحوں میں اس شخصی نام اور ویدک نام کی تفریق ظاہر کر کے ویدوں میں وشو کرما کے خاندان، اُن کی عظمت، زمانہ، ایجادات، سائنس کی ترقی، مختلف صنعتوں کا تذکرہ نظام سلطنت کے قیام رتھ، ہتھیار اور بوان وغیرہ کی تیاری کا ذکر ہے کتاب سے مصنف کا سنسکرت ویدوں کا زبردست مطالعہ اور اپنے مضمون پر عبور ظاہر ہوتا ہے مصنف کو خود اس کا اعتراف ہے کہ کتاب میں کہیں کہیں پروف کی غلطیاں رہ گئی ہیں مگر کسی ادبی حوالہ کی کتاب میں یہ معمولی بات ہے

پچھلے صفحہ سے

یقین کیا جاتا ہے کہ ہیضہ کے وبائی مرض کو ٹیکے کے ذریعہ روکا جا سکتا ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت صاف پانی کی سپلائی کے لئے صحیح انتظام کرے، دریائے کوسی کے سیلاب زدہ علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی قابل رحم حالت اس اعتبار سے بھی پوری توجہ کی طالب ہے، دوسرے دریاؤں کے سیلاب میں ایسا نہیں ہوتا مگر کوسی کا سیلاب مہینوں تک ٹھہر جاتا ہے، اور اس زمانہ میں اکثر بیمار اس طرح پانی میں ڈوب جاتے ہیں کہ گنتی لوگوں کو سیلاب کا یہی گندہ اور میلا بلکہ کیچڑ ملا پانی پینا پڑتا ہے اگر ان لوگوں کو خطرناک بیماریوں کی گرفت سے بچانا ہے تو یہ ضروری ہے کہ کوسی کے علاقہ میں ہیضہ وبا کے خاص حصوں میں گھر نے والے کنوئیں کھودے جائیں یا الٹرا وی تبلیوں بھی کچھ دقت کی طالب ہیں، لیکن اس اعتبار سے یہ ضروری ہے کہ جو لوگ مصیبت زدہ اور مبتلائے امراض اور افلاس زدہ ہیں ان کے پاس جلد از جلد دوائیں اور غذائیں پہنچائی جائیں ان حاجت مندوں میں غذاؤں اور دواؤں کو تقسیم کرنے کے لئے اداروں کا قیام بھی ضروری ہے تاکہ حکومت وقت پر اعتماد کر کے مصیبت زدہ انسان بیماری امداد کے لئے زندہ جائے، یہ ایک انسانی فرض ہے کہ حکومت پبلک دونوں میں اس صورت حال کے متعلق بیداری پیدا ہو گئی ہے؛

لیکن یہ مصیبت زدہ علاقہ اتنا بڑا اور اتنا طویل ہے اور مرض و افلاس کا حلقہ بھی اتنا وسیع ہے کہ مصیبت زدوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے بہت زیادہ امداد کی ضرورت ہے (انسانی ہمدردی

(باقی صفحہ (۲۰) پر)

ایک سفر کی کہانی

۱ سامان لے جانے کے لئے قلی تلاش کرنا پڑتا ہے مگر قلی ملنا آسان نہیں ہے۔

۲ آج کل اتنے لوگ سفر کرتے ہیں اور اتنا سامان ساتھ رکھتے ہیں کہ قلیوں کا ملنا بڑا مشکل ہو گیا ہے۔

۳ جب ریل اسٹیشن پر پہنچتی ہے تو میدان جنگ کا سماں ہو جاتا ہے سب لوگ ایک ہی وقت میں گاڑی کے دروازے میں

آج کل ضروری سامان پہنچانا ریلوں کا پہلا فرض ہے۔ اسی لئے سفر میں سہولتیں نہیں ملتیں

بے ضرورت سفر نہ کیجئے

اس اشتہار کو ریلوے کے ہر ڈبے میں لگانے کے لئے ریلوے حکام کو درخواست دیجئے

ایک رات

شورگیہ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کی کہانی کا ترجمہ

میں سُربالا کے ساتھ ایک ہی مدرسہ میں پڑھتا تھا، میں اُس کے ساتھ میاں بیوی کھیلا کرتا تھا، جب میں اُس کے گھر جاتا تو اس کی ماں مجھے پیار کرتی اور ہم دونوں کو کہا کرتی "کیا خوبصورت جوڑا ہے"

اُس وقت میں بچہ تھا، لیکن میں ان الفاظ کے سمجھنے کے لئے کافی تھا، اس لئے یہ بات میرے دل میں جاگزیں ہوگئی کہ میرے حقوق سُربالا پر باقی تمام لوگوں سے زیادہ ہیں اور اکثر یہ ہوا کرتا تھا کہ ملکیت کے غرور میں اسے مارا اور تنگ کیا کرتا تھا اور وہ بھی میرے تمام مظالم کو بغیر شکوہ و شکایت سہہ لیتی تھی۔

میرا باپ ایک چودھری نامی زمیندار خاندان کی زمینوں کا منتظم تھا، اس کی خواہش تھی کہ جب میں اچھا سمجھنے لگ جاؤں تو مجھے زمینوں کے متعلق تعلیم دے کر کہیں معمولی مالیہ اکٹھا کرنے کی آسامی پر لگوا دے لیکن میں تہ دل سے اس رائے کا مخالف تھا۔

ہمارے ہی گاؤں کا ایک لڑکا نیل رتن کلکتہ کو بھاگ گیا تھا، اُس نے وہاں انگریزی سیکھ کر ملازمت کر لی تھی، اور وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ناظر بن گیا تھا،

نیل رتن کی مثال کو سامنے رکھکر میں نے بھی کلکتہ بھاگ جانے کا ایک موقعہ نکال لیا پہلے میں ایک واقف کے گھر رہنے لگا بعد میں میرے والد نے میری تعلیم کے لئے مجھے روپیہ بھیج دیا، اور میں نے پڑھنا شروع کر دیا اسکے علاوہ میں پولیٹیکل اور پرہکاری انجمنوں میں بھی حصہ لینا، اب مجھ اس میں ذرا بھی شک کرنے کی گنجائش نہ رہی کہ مجھے اپنی زندگی خدمت قوم کے لئے وقف کر دینی چاہیئے لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ میں ایسا سخت کام کیونکر سر انجام دے سکوں گا مجھے کوئی شخص خود مثال بن کر نہ دکھاتا تھا۔

(۲)

میں کلکتہ ناظر یا ہیڈ کلرک بننے آیا تھا مگر میں مہتری اور گیری بالڈی بننے کی تیاری کرنے لگا تھا۔ اس وقت جبکہ میں کلکتہ تھا میرے باپ اور سُربالا کے والد نے آپس میں مشورہ کر کے مجھے اور سُربالا کو شادی کے بندھنوں میں جکڑنے کی ٹھانی، میں پندرہ برس کی عمر میں کلکتہ آیا تھا اس وقت سُربالا آٹھ برس کی تھی، اب میری عمر اٹھارہ سال کی تھی، اپنے باپ کی نگاہوں میں شادی کے قابل ہو چکا تھا لیکن میں نے دل میں مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ تمام عمر کنوارہ رہ کر دیش کی سیوا کروں گا، میں نے اپنے پتا جی کے پاس پیغام بھیج دیا کہ اختتام تعلیم سے پہلے میں شادی نہیں کر سکتا۔

دو تین مہینے کے بعد مجھے خبر ملی کہ سُربالا کی شادی ایک وکیل رام توچن نامی سے ہو گئی ہے اس وقت میں تحریک آزادی کے لئے چندے اکٹھے کر رہا تھا۔ اس خبر نے مجھ پر چنداں اثر نہ کیا۔ میں نے میٹریکولیشن پاس کر لیا تھا اور ایف۔ اے کی تیاری کر رہا تھا۔ کہ میرے پتا کا دیہانت ہو گیا۔ اس وقت میں دنیا میں اکیلا نہ تھا، بلکہ دو بہنوں اور ایک ماتا کی روٹی کا بوجھ بھی میرے سر پر تھا۔ اس لئے مجھے کالج چھوڑ کر نوکری تلاش کرنی پڑی، بہت تلاش اور فکر کے بعد مجھے نواکھالی کے ہائی اسکول میں سکنڈ ماسٹری مل گئی۔

میں نے خیال کیا کہ یہ کام میرے حسب منشاء مجھے ملا ہے اب میں اپنی نصیحتوں سے اپنے ہر ایک طالب علم کو آئندہ بھارت کا بہادر سپاہی بناؤں گا، میں نے کام شروع کیا، مجھے احساس ہوا کہ بھارت کے مستقبل سے موجودہ کام زیادہ مشکل ہے جب کبھی میں گرمیر یا الجھیرا سے باہر کوئی بات کرتا تو ہیڈ ماسٹر صاحب ناراض ہو جاتے اس اثناء میں میرا جوش بھی ٹھنڈا ہو گیا۔

شہر کے وکیل سرکاری لالہ رام توچن اسکول کے نزدیک ہی رہتے تھے میں یہ جانتا تھا کہ میری بچپن کی کھیل کی ساتھی اور اُن کی بیوی سُربالا ان کے ساتھ رہتی تھی، میں نے رام توچن بابو سے واقفیت پیدا کر لی تھی، میں نہیں جانتا کہ وہ سُربالا سے میری دوستی کے راز سے واقف تھے، لیکن میں نے بھی اپنی پہلی ملاقات میں اس راز کا افشا کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے اچھی طرح یاد بھی نہ تھا کہ سُربالا کا میرے ساتھ کسی قسم کا تعلق تھا بھی کہ نہیں۔

(۳)

چھٹی کا دن تھا، میں بابو رام توچن کے گھر گیا بات چیت کا مضمون تو میرے دماغ سے اتر چکا ہے غالباً وہ موجودہ ہندوستان کے حالت کے متعلق تھا ہم بات چیت میں مصروف تھے کہ میں نے ساتھ کے کمرہ میں گیتوں کی کھنکھناہٹ، کپڑوں کی کھڑکھڑاہٹ اور پاؤں کی آہٹ سنی اور مجھے یقین ہوا کہ دو آنکھیں کھڑکی کے سوراخ سے مجھکو گھور رہی ہیں، یکایک میرے دماغ میں ان دونوں آنکھوں کی یاد آ گئی، اچانک کسی نظر نہ آنیوالی شکتی نے میرے دل پر قابو پا لیا، اور نہایت درد مندانہ لہجہ میں دھک دھک کرنے لگ گیا میں گھر آ گیا لیکن اس درد نے پیچھا نہ چھوڑا، لکھنا پڑھنا اور کسی کام پر دل نہ لگتا، دوپہر کا وقت تھا، لڑکے آپس میں کانا پھوسی کر رہے تھے، باہر قدرت کھیل کھیل رہی تھی ہوا کے ساتھ نیم کی خوشبو میرے کمرے میں داخل ہو رہی تھی میں اس وقت چاہتا تھا کہ میں اپنی ساری زندگی بھارت کے آئندہ نونہالوں کی گرامر کی کاپیوں کی درستی میں گذار دوں۔

جب اسکول کا وقت ختم ہو جاتا تو اسکول کے احاطہ میں رہنا میرے لئے محال ہو جاتا اگر کوئی شخص مجھ سے ملنے آتا تو ٹھہرنا پڑتا، جب میں تالاب کے کنارے اخروٹ اور سپاری کے درختوں میں سے گذرتی ہوئی ہوا کی بے معنی آواز کو سنا کرتا تو میں سوچا کرتا کہ انسانی سماج غلطیوں سے بھرپور ہے کسی انسان کو بھی وقت پر کام کرنے کی عقل نہیں ہے، جب وقت گذر جاتا ہے تو بے فائدہ خواہشات سے اپنے

(باقی اگلے صفحہ پر)

رنگِ تغزل!

(جناب بابو ہرگوبند دیال صاحب نشتر، ہنگامی)

جو یہ کہتے ہیں کہ آئینِ وفا کچھ بھی نہیں
ایک دن کہنے لگیں گی کہ خدا کچھ بھی نہیں

چشمِ ساقی کے تصور میں ابھی خامی ہے
گاہے گاہے کی یہ اک لغزشِ پا کچھ بھی نہیں

ہوش پر اپنے مجھے ناز ہے لیکن بخدا
میرے آگے نگہِ ہوشربا کچھ بھی نہیں

جو ہر اک شے میں ترے حسن کا جلوہ دیکھے
اُس کے نزدیک زمانہ میں بُرا کچھ بھی نہیں

جس کو کچھ میں نے نہ سمجھا وہی نکلا سب کچھ
جسکو سب کچھ میں سمجھتا تھا وہ تھا کچھ بھی نہیں

ایک دن وہ بھی ضیا دیکھ جو دلمیں ہی ترے
جسکے آگے مہِ تاباں کی ضیا کچھ بھی نہیں

واقعے ایسے ہیں اکثر ہمیں یاد اے نشتر
اُن سے کہنے کو گئے اپنی، کہا کچھ بھی نہیں

پچھلے صفحہ سے

دل کی بستی کو وہ ہم برہم کر دیتے ہیں ؛

(۴)

رام لوچن کو ایک بھاری مقدمہ میں پیش ہونے کے لئے دور کے شہر میں جانا پڑا، سُر بالا اپنے گھر میں اب بالکل اکیلی، میری طرح تھی،

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ سوموار کا دن تھا صبح ہی سے آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے، دس بجے کے قریب بوندا باندی شروع ہوئی ہیڈ ماسٹر صاحب نے موسم کو دیکھ کر اسکول جلد بند کر دیا، سارا دن بادل آسمان پر ادھر سے ادھر گھومتے رہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی بڑی مہم کے سر کرنے کی تیاری میں مصروف ہیں، دوسرے دن بعد دوپہر موسلا دھار بارش ہونے لگی، آندھی بھی مینہ کے ساتھ آئی،

رات کا وقت تھا مجھے خیال آیا کہ سُر بالا اس وقت اکیلی ہوگی ہمارا اسکول اسکے گھر سے پورب مضبوط بنا ہوا تھا، میں نے بار بار سوچا کہ اسے یہاں بلا لوں اور خود تالاب کے کنارے رات بسر کروں مگر مجھ میں ہمت نہ ہوئی ؛

ڈیڑھ بجا تھا، اچانک جوار بھاٹا کے چڑھنے کی آواز آئی۔ ادھر سمندر ہم پر حملہ کر رہا تھا، میں اپنے کمرے سے باہر نکل آیا، اور سُر بالا کے گھر کی جانب بھاگا، راستہ میں گھٹنوں تک پانی آگیا، جب میں تالاب کے دوسرے کنارہ پر پہنچا تو پانی کا زور بڑھ گیا جب میں کنارہ کی طرف بڑھ رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ سامنے سے کوئی آرہا ہے یہ کون ہے ہاں! ہاں میں نے پہچان لیا وہ سُر بالا تھی ؛

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا اس وقت اگر ہم بات چیت کرتے تو کوئی ہرج نہ تھا لیکن ہم نے بھی ایکدوسری کی بات نہ پوچھی اور نہ ہی ہم بات چیت کا حوصلہ کر سکے، ہم اندھیرے کو دیکھتے تھے، اور ہمارے پاؤں تلے موت کی زبردست موج لہروں لے رہی تھی،

آج سُر بالا تمام دنیا کو چھوڑ کر میری سفر میں آگئی، آج اس کا دنیا میں میرے سوا کوئی نہ تھا بچپن کے زمانے میں ۔ ہاں اس

برائے زمانے میں سُر بالا کسی نامعلوم عجوبہ سے نکل کر کسی اور زندگی سے آکر میرے نزدیک اس روشن زندگی میں لا کر کھڑی کر دی گئی جنم کی ندی نے اس کلی کو میرے سپرد کر دیا تھا، اور موت کے طوفان نے اب اس پھول کو جو اب پورے جوبن پر تھا۔ میرے سپرد کر دیا ہے ایک اور لہر اور بس ہم دونوں اپنی جگہ سے بہ جائیں گے اب ٹھیک ہیں، موت ہمیں اکٹھا کر دے گی،

پرماتما کرے وہ لہر نہ آئے، ایشور کرے اگر وہ دراز ہو اور اسکے بچے خاوند اور سنتھ وارتمام سکھی رہیں ؛ ؛ ؛

اُس ایک رات کو موت کے منہ میں ہوتے ہوئے میں نے لافانی آنند کو پراپت کر لیا ؛

رات گذر گئی، طوفان کا زور کم ہو گیا بغیر کچھ بولے سُر بالا اپنے گھر کی طرف چلی گئی اور میں بھی کچھ کہے بغیر اپنے اسکول کو آگیا ؛

بالکل ٹھیک ہے میں کوئی ناظر یا ہیڈ کلرک نہیں بنا۔ میں گیری بالڈی بھی نہیں ہوا۔ میں صرف ایک غریب اسکول کا سکینڈ ماسٹر ہوں لیکن ایک لافانی رات کے ایک تھوڑے سے عرصہ نے مجھ پر بہت اثر کیا

وہ ایک رات میری زندگی کے دن اور رات سے زیادہ بہتر اور زیادہ خوشتر اور موثر تھی ؛

شاعر کا تخیل کیا ہے ؟

(از جناب دیوکی نندن ناصح)

مرمریں فرش پر ایک حسین مجسمہ
جو سفیں مسرت میں ناچتا ہو،
اسکے گھنگھروؤں کی صدا ہو ۔ شاعر

بے پناہ موجیں، چھوٹی سی کشتی،
ہر لمحہ ڈوب جانے کا خطرہ ہو،
وہاں پر اچھلنا خطرہ ہے ۔ شاعر

ایک تودہ افتادہ حسین وادی میں،
ہوں شبنم نہائے گلاب کے پھول،
اُن سے کھیلتی ہوئی صبا ہے ۔ شاعر

کچلے ہوئے انسان ہوں۔ مُردہ دل،
بے حسی، بے دلی، کمزوری کا غلبہ ہو،
اُن میں سویا ہوا انقلابی جذبہ ہے ۔ شاعر

"کارخانہ سے سیدھا گاہک تک"

"یہ کس قسم کی خرید و فروخت ہے ؟"

بہت سے لوگ جو دہلی کلاتھ مل اور ہمارے دوسرے کارخانوں کا تیار کردہ مال ہمارے ڈی سی ایم اسٹوروں سے خریدتے ہیں، مال کی خوبی اور قیمتوں کی کمی پر اظہار تعجب کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے ۔ اس کا جواب ہے مال کی فروخت کے متعلق ہماری لاجواب حکمت عملی ۔ کارخانہ سے سیدھا گاہک تک ۔ اور اگرچہ یہ حکمت عملی غیر معمولی ہے لیکن ہے بہت ہی سادہ ۔

کارخانہ عموماً تیار شدہ مال تھوک فروشوں کو فروخت کرتا ہے اور تھوک فروش وہی مال تقسیم کنندگان کی حیثیت سے چھوٹے تھوک فروشوں یا خوردہ فروشوں کو فروخت کرتے ہیں اور پھر آپ کے خریدنے کی باری آتی ہے ۔ اس طرح مال کی نکاس بے ترتیب ہو جاتی ہے اور کچھ مال غائب بھی ہو جاتا ہے جو قلت کے زمانہ میں بلیک مارکیٹ میں نمودار ہوتا ہے ۔

ہم اپنے ڈی سی ایم اسٹوروں کے ذریعے کارخانے سے براہ راست آپ کو مال فروخت کرتے ہیں تاکہ ہمارا تمام مال آپ کو فوراً مل جایا کرے ۔ ہمارے ۵۰ سے اوپر ڈی سی ایم اسٹوروں میں آپ کو سالانہ فیشنوں کے کپڑے تولئے، چادریں، آسائشی اور دوسرے کپڑے، صابن، سرکہ، دوسالہ کی شکر اور مٹھائیاں مناسب قیمت پر مل سکتی ہیں ۔

دہلی کلاتھ اینڈ جنرل ملس کمپنی لمیٹڈ

ملحق کمپنیاں

ڈی سی ایم کیمیکل ورکس ۔ لائل پور کاٹن ملز

دوآبہ شوگر ورکس ۔ دوآبہ کیمیکل انڈسٹریز

ڈی سی ایم اسٹورز ۔ برصغیر شوگر ملز

ہمارے ڈی سی ایم اسٹوروں میں مال کی اتنی زیادہ مانگ ہے کہ بعض اوقات ممکن ہے آپ کو مال نہ مل سکے اس لئے مہربانی فرما کر صبر سے کام لیجئے اور دوسروں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ چیزیں نہ خریدیئے جن کی آپ کو واقعی ضرورت نہیں ۔

ڈی سی ایم اسٹور :- کناٹ پلیس اور پہاڑ گنج نئی دہلی، چاندنی چوک، مل گیٹ، موری گیٹ، سبزی منڈی اور مٹیا محل دہلی، سونی پت، روہتک، کرنال، گوڑگانوہ، ریواڑی پانی پت، بھوانی، حصار، میرٹھ، مظفر نگر، آگرہ، بریلی، علی گڈھ، ہردوار، دہرہ دون، مراد آباد اور ہاپوڑ میں بھی موجود ہیں ۔

کلاتھ اینڈ جنرل ملس لمیٹڈ

قومی اتحاد کس طرح پیدا ہو سکتا ہے اور موجودہ سیاسی گتھی کس طرح سلجھ سکتی ہے

(از حضرت طفیل احمد منگلوری) (بہ سلسلہ گذشتہ)

کیونکہ موجودہ نام نہاد جمہوری حکومت میں سیلان سرمایہ کی وجہ سے رعایا کی جو گت ہو رہی ہے وہ ہرگز نہ ہوتی، بہرحال ہندوستان کی قسمت اس وقت ہی پھوٹ گئی جبکہ سات ہزار میل دور رہنے والے انگریز اس بات پر آمادہ نہ ہوئے کہ ہندوستان سے صرف دو ہزار میل سے آئے ہوئے مسلمانوں کی طرح وہ ہندوستان کو اپنا گھر بنا لیں، یا جیسا کہ اُن دیگر قوموں کے جو امریکہ کینیڈا اور آسٹریلیا میں جا کر آباد ہو گئے اور اُن ملکوں کو اپنے دل و دماغ کی استعداد سے بام ترقی پر پہنچا دیا، یہ لوگ بھی ہندوستان کو اپنا دوسرا گھر بنا کر اسے گلزار بنا دیں، اُن لوگوں نے اپنی تنگ نظری سے وزیر ہند کی کونسل توڑنے کی مخالفت کر کے نہ صرف ہندوستان کو بلکہ خود سلطنت برطانیہ کو اس قدر سخت نقصان پہنچایا کہ اس کی تلافی صدیوں تک نہیں ہو سکتی۔

کانگریس کی اہم تجویز کی مخالفت

جیسا کہ مذکور ہوا وزیر ہند کی کونسل توڑنے کی مبارک تحریک کانگریس نے ۱۸۸۵ء میں اپنے سب سے پہلے جلسہ میں کی تھی، کانگریس کی تحریک میں ہندو، مسلمان اور پارسی، نیز ہندوستان کے رہنے والے اینگلو انڈین اور عیسائی سب شریک تھے حتیٰ کہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا علماء کرام نے بھی اسے لبیک کہا اسکی یہ بھی وجہ یہ تھی کہ یہ سب جماعتیں اسی میں ملک قوم کا نفع سمجھتی تھیں صرف ان انگریز حکام نے اس تحریک کی صرف محدود کی جنھوں نے ہندوستان کو اپنا گھر نہیں بنایا تھا اور جن کے ذریعے ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ کی مانند لارڈ میکالے کے قول کے مطابق ہندوستان سے انگلستان تک سونے کے دریا بہنے کا سلسلہ جاری تھا انگریز حکمرانوں کے اس خود غرضانہ طرز عمل نے انگریز اور ہندوستانیوں کی یک جہتی میں خلل ڈال دیا، اور خود ہندوستانیوں میں سے کچھ اصحاب کانگریس کی قومی تحریک کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے ان میں سے ایک راجہ شیو پرشاد سی، ایس، آئی انسپکٹر تعلیم تھے انھوں نے تعلقہ داران اودھ کے ایک جلسہ میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ دیسی زبان میں فساد انگیز اور بغاوت خیز تقریروں اور تحریروں کی اشاعت کا انسداد کرنے کے لئے حکومت سے درخواست کی جائے کہ وہ کانگریس کو خلاف قانون جماعت قرار دے مگر اس سے زیادہ غضب یہ ہوا کہ (سر) سید احمد خاں کے پرانے دوست سر کلینڈ گاون اور علیگڑھ کالج کے پرنسپل مسٹر تھیوڈور بیک نے سر سید کو اپنا ہم نوا بنا لیا غضب اس لئے ہوا کہ چند سال قبل تک سر سید ہندو مسلمانوں کے ایک قوم ہونے کے دعویدار تھے مگر اب خود انھوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ "ہمارے ملک میں مختلف قومیں آباد ہیں، ایک طرف ہندو دوسری طرف مسلمان، تیسری طرف پارسی"

کانگریس کی مخالفت کی نوعیت کیا تھی؟ نوعیت یہ تھی کہ کانگریس کہتی تھی کہ سول سروس کا امتحان ہندوستان میں جاری کیا جائے تاکہ غریب ہندوستانی، انگلستان جانے کے ناقابل برداشت اخراجات سے بچ جائیں۔ ہندوستانیوں کو فوج کے اعلیٰ عہدوں پر مقرر کیا جائے ان کے لئے ایک فوجی کالج قائم کیا جائے ملک کے مالیہ سے صیغۂ تعلیم پر زیادہ خرچ کیا جائے اس کے مقابلہ میں حکام اس جماعت کی طرف سے ان امور کی مخالفت اس بنا پر کی جاتی تھی کہ ان کے اجراء سے اکثریت کے لوگوں کو زیادہ نفع پہنچے گا۔ اس کشاکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت سے مزید حقوق حاصل کرنے کی جگہ عام میلان ملے ہوئے حقوق کو آپس میں بانٹنے اور اس پر ایک دوسرے سے لڑنے کی طرف ہو گیا اسی میلان کی وجہ سے مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا وجود میں آئیں اور انہیں روز بہ روز قوت حاصل ہوتی گئی، صاف ظاہر ہے کہ یہ لڑائی پردیسی حکام کے لئے زیادہ طمانیت بخش تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ۱۹۰۹ء میں لارڈ منٹو وائسرائے کی طرف سے اس بات پر زور دیا گیا کہ مسلم اقلیت کو انتخابی جماعتوں میں جداگانہ حق انتخاب دیا جائے چنانچہ ۱۹۰۹ء میں اس طریق انتخاب کا اجراء ہو گیا مگر اسی کے ساتھ لارڈ مارلے وزیر ہند نے کہہ دیا کہ یہ طریق انتخاب چونکہ پارلیمنٹری حکومت کے منافی ہے اس لئے ہندوستان میں پارلیمنٹری حکومت قائم نہ ہو سکے گی چنانچہ دس سال بعد ۱۹۱۹ء میں جب اصلاحات کا مسئلہ پیش ہوا، تو مسٹر مانٹیگو وزیر ہند نے صاف الفاظ میں ظاہر کر دیا کہ "ہم فرقہ وارانہ انتخاب کو حکومت خود اختیاری کے ارتقاء میں بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں"

مذہبی بلوؤں کے اعداد

"رکاوٹ کیا ہے؟ رکاوٹ یہ ہے کہ جب فرقہ واری کی بنیاد پر ممبر منتخب ہوتے ہیں اور اُن کے ہاتھوں میں انتظامی اختیارات آتے ہیں تو لامحالہ انھیں اپنے ووٹروں کی مرضی کے مطابق عمل کرنا پڑتا ہے، اس طرح جس جماعت کی اکثریت ہوتی ہے اس کے ممبر بے عنوانیاں کرتے ہیں جس سے انتظامات میں خرابی پڑتی ہے گر افسوس کہ باوجود ناگوار تجربہ کے دونوں قوموں کے ممبروں کے دلوں میں مزید اختیارات [illegible] لینے کی لت تھی، چنانچہ ۱۹۱۷ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کا مشہور سمجھوتہ ہوا جس میں جداگانہ انتخاب قائم رکھا گیا۔ اور ۱۹۱۹ء کے قانون میں کونسلوں کو مزید اختیارات دیئے گئے مگر لارڈ مارلے کے وزیر ہند نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ "فرقہ وارانہ انتخاب دیتے وقت ہم اژدہا کے دانت زمین میں بو رہے ہیں ان سے جو فصل پیدا ہوگی وہ کڑوی ہوگی"

چنانچہ یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ اور ملک میں خوب مذہبی بلوے ہوئے مگر چونکہ اس طریق انتخاب میں ممبروں کو سہولت ہوتی ہے اس لئے وہ برابر قائم رہے، چنانچہ ان ہی لوگوں کی مرضی کے مطابق ۱۹۳۳ء میں جب وزیر اعظم نے فرقہ وارانہ فیصلہ دیا تو جداگانہ انتخاب قائم رکھ کر ۱۹۳۵ء کا قانون وضع کیا گیا راقم الحروف کو سرکاری کاغذات سے صوبہ متحدہ میں چالیس سال کے بلووں کے اعداد حاصل ہوئے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:-

پنجسالہ	تعداد بلوہ جات
(۱) ۱۹۰۶-۱۰ء	۲
(۲) ۱۹۱۱-۱۵ء	۸
(۳) ۱۹۱۶-۲۰ء	۱۶
(۴) ۱۹۲۱-۲۵ء	۲۸
(۵) ۱۹۲۶-۳۱ء	۱۰۳
(۶) ۱۹۳۱-۳۵ء	۱۳۱
(۷) ۱۹۳۶-۴۰ء	۱۷۶

اس نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پنجسالہ میں جبکہ مخلوط انتخاب تھا صرف دو بلوے ہوئے دوسرے پنجسالہ میں جداگانہ انتخاب جاری ہوتے ہی بلووں کی تعداد آٹھ ہو گئی اور پھر مسلسل بڑھتی رہی حتیٰ کہ ساتویں پنجسالہ میں ۱۷۶ ہو گئی جو ۳۰ سال قبل کی ۸۸ گونہ تعداد ہے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ بلووں کی مصیبت عوام پر پڑتی ہے جو فرقہ وارانہ انتخاب کی وجہ سے جدا ہو کر ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں، برخلاف اسکے کونسلوں اور بورڈوں میں ہندو مسلم ممبران مل جل کر اپنی مشترک پارٹیاں بناتے ہیں چیرمین وائس چیرمین اور کمیٹیوں کی ممبریوں کے لئے بلا معین نشستوں کے مشترک انتخاب کے طریقہ پر ہندو ممبر مسلمان ممبروں کو اور مسلمان ہندو ممبروں کو آزادی سے ووٹ دیتے ہیں اور ان سے دوستانہ میں اور ان چار سال کے عرصہ میں گہرے دوست بن کر ایک دوسرے کی امداد و معاونت کرتے ہیں اسمبلی میں بڑے لوگوں کے درمیان عہدوں، وزارتوں، زمینی مفاد کی چیزوں پر جھگڑا ہو جاتا ہے تو سے دوا قومی اور مذہبی مسئلہ بنا دیتے ہیں اور چند روز کی تو تو میں میں (باقی صفحہ (۱) پر)

نفسیاتی اشارات

(از حضرت سیماب اکبرآبادی)

۱

[illegible]

۲

[illegible]

(صفحہ ۹ سے آگے)

کے بعد پھر سمجھوتہ کر لیتے ہیں اور سمجھوتہ کے بعد دونوں ملکر عوام پر حکومت کرتے ہیں اور اس وقت اس امر کی کچھ پروا نہیں کرتے کہ غریب اقلیت پر کیا گذر رہی ہے مختصر یہ کہ کسی سمجھوتہ کا جو جداگانہ انتخاب پر مبنی ہو نتیجہ بجز اس کے نہ ہوگا کہ اوپر کے طبقہ کے لوگ عوام الناس کو اپنے مصالح کا آلۂ کار بناتے ہیں اور تمام بے عنوانیوں کا الزام جمہوری نظام حکومت پر عائد کرتے رہیں۔

اس جگہ یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان میں جس طرح آریوں اور مسلمانوں کی حکومتیں اپنے اپنے زمانہ میں باعث برکت و رحمت ثابت ہوئیں اسی طرح انگریزوں کی حکومت بھی باعث برکت و رحمت ہوتی اگر اس کا مرکز بجائے انگلستان کے ہندوستان میں ہوتا، محض قوم و مذہب کے اعتبار سے نہ آریہ اور نہ مسلمان ملک کے لئے مضر ثابت ہوئے اور نہ انگریز اور عیسائی باعث مضرت ہیں مختصر یہ کہ مسلم لیگ کی ابتدائی پالیسی جو غلط فہمی پر مبنی تھی اگر اسی طرح جاری رہی اور اس کے کارکنوں کا اصرار جداگانہ انتخاب پر قائم رہا تو نہ صرف ملک قوم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہیں گے بلکہ غیر ملکی حکومت کا طوق ابدالآباد تک اہل ہند کے گلے میں پڑا رہے گا اور ملک سے زرکشی کا سلسلہ جاری رہنے کے باعث نہ تعلیم اور نہ صنعت و حرفت کا انتظام ہو سکے گا اور نہ باشندوں کو کبھی فارغ البالی و خوشحالی نصیب ہو سکیگی

غلامی اور آزادی سے مراد

گذشتہ صفحات میں متعدد بار غلامی اور اس سے آزادی حاصل کرنے کا ذکر آیا ہے ضرورت ہے کہ ان الفاظ کے معانی کی وضاحت کی جائے۔ اس کے لئے بھی اس ملک کے گذشتہ سیاسی حالات پر نظر ڈالنی پڑیگی

جیسا کہ مذکور ہوا کانگریس نے اپنے پہلے جلسہ میں وزیر ہند کی کونسل توڑے جانے کی تجویز پاس کی جو جملہ سیاسی اصلاحات کی بنیاد ثابت ہوتی اور جو اگر کامیاب ہو جاتی تو اسی وقت سے ملک عملاً غیر ملکی حکومت کے جوئے سے نجات پاتا اور اگر وائسرائے انگریز اور عیسائی اور مثل ایک خود مختار بادشاہ کے ہوتا تب بھی انگریزوں کی دماغی برتری کی وجہ سے یہ ملک روز بہ روز مادی ترقی کرتا چلا جاتا۔ مگر اس اہم تجویز کے ساتھ سال بہ سال ایسی تجاویز پاس ہوتی گئیں جن سے کونسلوں و اسمبلیوں میں زیادہ حقوق اور اختیارات اور بڑے عہدے ملتے گئے جن کی تقسیم پر مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا ہر وقت اپنے پنجے تیز کرتی رہتی تھیں اس پر زبان اور حروف کے اختلافات کے مسائل کا اضافہ ہو گیا جس سے جملہ اقوام کی تمام توجہ اسی سم کے حقوق کے حصول اور ان کی تقسیم پر ہی وزیروں کی وزارتوں اور اگزیکٹو کونسل کی ممبریوں سے لے کر ملازمت کے بڑے عہدوں تک پر جو ہندوستانی قابض ہوئے وہ غیر ملکی حکومت کے آلۂ کار بن کر اسکے پنجہ کو روز بہ روز قوی کرنے چلے گئے باوجود ان موانع کے ہندوستان کا سیاسی قدم کچھ نہ کچھ آگے بڑھتا گیا۔ اور غالباً ۱۹۱۳ء میں کانگریس نے اپنے اجلاس میں ہندوستان کے لئے سیلف گورنمنٹ یا حکومت خود اختیاری کی تجویز پاس کی اور پانچ ۱۹۱۳ء کے اجلاس لکھنؤ میں مسلم لیگ نے اپنے مقاصد میں ہندوستان کیلئے سوٹ ایبل (حسب حال) سیلف گورنمنٹ کے حصول کا اضافہ کیا۔ اور حکومت نے بھی ۱۹۱۷ء کے اعلان میں حکومت خود اختیاری کے مطالبہ کو تسلیم کر لیا مگر ۱۹۱۹ء میں گورنمنٹ ہند کے قانون کا مسودہ جو کونسلیں اور وزارتیں دی گئیں وہ ہندوستان کی توقعات سے کم تھیں اس لئے ۱۹۲۰ء کے اجلاس کانگریس میں "سوراج" کو نصب العین قرار دیا گیا۔

نصب العین کا ارتقاء

اسی کے ساتھ دسمبر ۱۹۲۰ء میں کانگریس اور جمعیۃ العلماء نے اور دسمبر ۱۹۲۱ء میں مسلم لیگ نے حکومت سے ترک موالات کی تحریک شروع کی جس میں سرکاری خطابوں، ملازمتوں، مدرسوں اور ولایتی کپڑے کا مقاطعہ کیا گیا۔ اس تحریک نے عوام میں اس قدر جرأت پیدا کر دی کہ وہ پولیس کی لاٹھیاں کھا کر شادمانی و فرحاں برداشت کرنے اور جیل کی کوٹھڑیوں کو تفریح گاہیں سمجھنے لگے۔ یہ کیفیت سالہا سال تک جاری

(باقی صفحہ (۱۶) پر)

آنکھوں دیکھی بات ہے

گرتی ہوئی قیمتیں آئندہ کے لئے بچت کرنے کا سبق سکھاتی ہیں

اگر پچھلے سال اور اس سال کے شروع میں لوگ روپیہ بچاتے۔ اگر حکومت قیمتوں پر سختی سے کنٹرول نہ لگاتی اور کارخانوں میں ضروری اشیا کی پیداوار کو نہ بڑھاتی تو قیمتیں اس وقت بھی ایسی ہی بے تحاشا بڑھی ہوئی ہوتیں جیسی کہ پچھلے سال تھیں۔

مگر لوگوں کی ذاتی بچت اور حکومت کی انتظامی کارروائیوں کی بدولت قیمتیں اب گھٹ گئی ہیں جن لوگوں نے حماقت سے جواہرات جائیداد، خام یا صنعتی اشیا میں روپیہ پھنسا دیا تھا انھوں نے اپنے سرمایہ کو اپنی آنکھ سے گھٹتے دیکھ لیا۔

اور اتنا ہی نہیں قیمتیں آئندہ بھی برابر گرتی رہیں گی عقل مندی سے کام لیجئے۔ گرتی ہوئی قیمتوں کے پھندے میں نہ آیئے۔

پہلے کی طرح آج بھی ذیل کی مدیں روپیہ لگانے کا بہترین طریقہ ہیں۔ جب کبھی قیمتوں میں ایک آنے کی بھی کمی ہو تو ان مدوں میں لگے ہوئے روپے کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔

امداد باہمی کی انجمنیں (کوآپریٹو سوسائٹیز)
بیمہ پالیسی (انشورنس)
بینک کا سیونگ کھاتا
ڈاک خانے کا سیونگ بینک
سرکاری قرضے
نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹ

آرام و آسائش کی چیزوں کے بغیر گزارہ کیجئے۔ جنگ کے بعد نئے کپڑے، نئے فرنیچر، نئے مکان، سائیکلیں اور موٹریں خریدنے کیلئے کافی وقت ہوگا۔ اسوقت خرچ کرنیکے لئے اب روپیہ بچایئے۔

روپیہ بچایئے اور سمجھداری سے لگایئے

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

AAA 1114

تیج دہلی
۲۴ اکتوبر ۱۹۴۴ء

آزادیٔ ہند کا مسئلہ

دنیا کی موجودہ سیاست میں ہندوستان کی اہمیت

برطانی رجعت پسند حضرات اس امر کی خواہ کتنی ہی کوشش کریں کہ ہندوستان کے متعلق خبروں کا "بلیک آؤٹ" کیا جائے اور ہندوستان کی سیاسی صورتِ حال کو بیرونی دنیا کی آنکھوں سے چھپا رکھا جائے مسٹر چرچل خواہ دنیا کے سامنے یہ گیت کتنا ہی گائیں کہ ہندوستان "شہنشاہی ڈھال کے پیچھے بے فکری کیساتھ مصروفِ آرام ہے" برطانی محکمۂ اطلاعات کے ڈائرکٹر امریکہ میں خواہ ہندوستان کے متعلق کتنی ہی "سچائی حقیقتیں" شائع کرتے رہیں، اور مسٹر ایلینر روزویلٹ اور دوسرے پروپیگنڈا باز لوگ خواہ برطانی شہنشاہیت کی فیض رسانیوں کے متعلق لوگوں کو کتنا ہی بیوقوف بنانا چاہیں لیکن وہ اس سلسلہ میں سب سے بڑی حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں وہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی سیاست میں ہندوستان کی اہمیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور برطانیہ کا رجعت پسند طبقہ اس ترقی اور ناگزیر واقعہ کو اپنی کوششوں سے نہیں روک سکتا۔

جنگ سے پہلے ہندوستان برطانیہ کا "گھریلو مسئلہ" سمجھا جاتا تھا، غیر ملکیوں کے لئے اس کی حیثیت ایک بند اور بھری ہوئی کتاب کی سی تھی، آج ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف اقسام کے غیر ملکی لوگ موجود ہیں اور اس سبب سے بیرونی ممالک اس پوزیشن میں ہیں کہ یہاں کے واقعات کو دیکھیں، پڑھیں، سنیں اور سمجھیں امریکہ کے تعلیم یافتہ لوگ اور سربرآوردہ سیاسیات داں ہندوستان کی آزادی کے حامی ہیں، امریکن پریس کا ترقی یافتہ حلقہ ہندوستانی معاملات میں کافی دلچسپی لینے لگا ہے۔ ہندوستان کے ساتھ پرل بک کی ہمدردیاں معلوم ہیں، آنجہانی مسٹر وینڈل ولکی نے آزادیٔ ہند کا مسئلہ چند مرتبہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں چھیڑا تھا، امریکہ کے نائب صدر مسٹر ہنری والیس نے بھی سائبیریا اور چین کے دورانِ سفر میں ہندوستان کے مسئلہ کی طرف اشارہ کیا، امریکہ کے سابق نائب صدر مسٹر سمنر ویلس نے اپنی کتاب "فیصلہ کا وقت" میں "ڈاؤننگ اسٹریٹ کی بیجا باتوں" پر نکتہ چینی کی ہے، اور یہ کہا ہے کہ انگلستان کی سخت جاں سیاست یا اور دوسرے ممالک مثلاً امریکہ کا غیر معمولی لبرلزم اس میں وہ واضح تبدیلی کر سکتی ہے کہ ہندوستان کے باشندے حکومت خود اختیاری حاصل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ان تمام سمجھدار حلقوں کا خیال ہے کہ ہندوستان کی موجودہ صورتِ حال اگر قائم رہی اور ڈیڈلاک دور نہیں کیا گیا تو اس سے پورے مشرقِ بعید کا استحکام اور امن خطرے میں پڑ جائے گا، ہندوستان کا مسئلہ ایک کسوٹی کی حیثیت رکھتا ہے جس پر کھرے اور کھوٹے کی جانچ کی جائے گی، مشرق کی۔ صرف محکوم ہی نہیں بلکہ آزاد قومیں بھی آزادیٔ ہند کے مقصد سے پوری ہمدردی رکھتی ہیں، اور یہ خیال کرتی ہیں کہ جنگی طاقتوں نے اپنا جو عام مقصد "اٹلانٹک چارٹر" میں ظاہر کیا ہے اس کا امتحان اسی صورت میں ہوگا کہ جنگ کے اختتام پر ہندوستان کی حیثیت کیا ہوتی ہے، اگرچہ یہ آثار بظاہر اچھے ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ برطانی رجعت پسندوں کے دلوں میں ان غیر سرکاری مباحث سے کوئی نرمی نہیں پیدا ہوئی ہے، اور وزیر ہند مسٹر امری کی باتوں سے "اگر چرچل حکومت" کی پالیسی کا کوئی اندازہ ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ برطانی امپیریلزم اپنی تمام تر طاقت کے ذریعہ اب بھی ہندوستان پر قابض رہنا چاہتا ہے۔

لیکن دوسری طرف قدرت کا قانون بھی اٹل ہے، برطانی رجعت پسندوں کے صرف "چاہنے" اور "خواہش کرنے" سے قدرت اپنا قانون نہیں بدلے گی، اس دنیا میں تبدیلی، ارتقا اور انقلاب ناگزیر ہے، اگرچہ امریکہ کے غیر سرکاری حلقہ نے ہندوستان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے تاہم ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس آزادی اور آزادی پرست ملک کے سرکاری حلقوں کا عمل کیا ہے، ہمیں سب سے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ہندوستان تک نہیں پہونچتیں لیکن چونکہ رسل و رسائل کے ذرائع بہت وسیع ہو گئے ہیں اس لئے پردے کا کوئی گوشہ کبھی کبھی اٹھ جاتا ہے اور اتفاقی طور پر کوئی بات ظاہر ہو جاتی ہے، مسٹر فلپس کا واقعہ اور ان کا "ناپسندیدہ شخصیت" قرار دیا جانا بھی ایسی ہی ایک بات تھی، لیکن ان باتوں سے قطع نظر صرف یہی ایک حقیقت کہ پریسیڈنٹ روزویلٹ اپنے ذاتی نمائندوں کو یکے بعد دیگرے ہندوستان بھیجتے رہے تاکہ وہ حالات کا جائزہ لیں اور رپورٹ پیش کریں، کچھ کچھ معنی رکھتا ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر مسٹر چرچل اور برطانی حکومت کی نزاکتِ طبع کو جانتے ہوئے بھی امریکن حکومت ہندوستان سے غافل رہنا نہیں چاہتی، ان دنوں امریکہ میں نئے صدر کے انتخاب کی سرگرمیاں جاری ہیں کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ہندوستان کا مسئلہ بھی ووٹروں اور امیدواروں کے مفاد پر اثر انداز ہو سکتا ہے، اس وقت مسٹر ڈیوی کی تازہ ترین ریڈیائی تقریر سامنے ہے، انھوں نے تمام "چھوٹی قوموں" کو بھی، جنگ کے بعد، اس کے مقاصد میں برابر کا شریک بنانے کی حمایت کی ہے اگرچہ کوئی مستند رپورٹ ہمیں نہیں ملی ہے تاہم یہ ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ کوئبک کانفرنس میں پریسیڈنٹ روزویلٹ اور مسٹر چرچل نے ہندوستان کے مسئلہ پر بالکل خاموشی اختیار کر لی ہو۔

اسی تاریخوں میں برطانیہ اور امریکہ کے علاوہ روس اور چین کی اہمیت سب سے زیادہ ہے چین کے متعلق کچھ کہنا بے کار ہے اس ملک نے اور اس کے رہنما نے ہمیشہ ہندوستان کی آزادی کی حمایت کی ہے روس کے متعلق بعض حلقوں میں یہ شکایت پائی جاتی ہے کہ اس نے ہندوستان کے مسئلہ سے کوئی دلچسپی نہیں لی ہے بہرحال حقیقت ہمیں معلوم نہیں ہے اور اسٹالن کا طریقِ کار عام روش سے جداگانہ ہے، اگست میں اخبار "ڈیلی اکسپریس" کے نامہ نگار ماسکو نے کہا تھا کہ روسی پریس نے یہ مرکزی اطلاع شائع کی ہے کہ پریسیڈنٹ روزویلٹ ہندوستان کے مسئلہ پر مسٹر چرچل سے تبادلۂ خیال کریں گے" پچھلے دنوں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ تمام روسی اخبارات نے مسٹر ولیم فلپس کی وہ تجویز شائع ہوئی ہے جو انھوں نے پریسیڈنٹ روزویلٹ کے سامنے پیش کی تھی اور جس میں یہ کہا گیا تھا کہ اٹلانٹک چارٹر کا اطلاق ہندوستان پر بھی کر دیا جائے، الغرض ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسی پریس بھی ہندوستانی معاملات میں دلچسپی لینے لگا ہے۔

جنگ کے ہوئے مسٹر چرچل اور مارشل اسٹالن کے درمیان ماسکو میں ملاقات ہوئی ہے اس موقع پر مسئلہ ہند کا کوئی تذکرہ آیا یا نہیں اس کی کوئی اطلاع شائع نہیں کی گئی ہے کچھ دنوں پہلے نیویارک ٹائمز آف امریکہ نے ایک غیر معمولی خبر شائع کی تھی کہ ہندوستان اور روس کے درمیان سفارتی رشتہ قائم ہونے والا ہے اور اس کے متعلق ماسکو اور نئی دہلی میں گفت و شنید ہو رہی ہے اگرچہ مسٹر امری نے اس خبر کو "مضحکہ انگیز" بتلایا تھا مگر ایسی باتوں سے واقعات و خیالات کی اندرونی رو کا پتہ چلتا ہے اگر اسی کی روشنی میں "اسپیشل سروس" کی وہ خبر دیکھی جائے جو چند روز پہلے شائع ہوئی ہے تو اس کو یہ خیال فطرتاً پیدا ہوتا ہے کہ بہت ممکن ہے برطانی حکومت ہندوستان کے متعلق اپنی پالیسی پر نظرِ ثانی کرنے کے لئے مجبور ہو گئی ہو اور اس نے یہ سمجھ لیا ہو کہ اگرچہ بادل ناخواستہ ہی سہی مگر ہندوستان کے متعلق کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا، اندریں حالات یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر سید محمود ممبر کانگریس ورکنگ کمیٹی کی رہائی کے پیچھے کچھ نہ کچھ ضرور ہے" مزید برآں ڈاکٹر محمود پر کسی پابندی کا نہ ہونا اور مسٹر سرجنی نیڈو پر عائد کردہ پابندیوں کا اٹھا لیا جانا ایک نئی تبدیلی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مزید برآں اس میں کہا گیا ہے کہ "نئی دہلی کے باخبر حلقوں کا خیال ہے کہ کانگریس کے باقی لیڈر یکے بعد دیگرے جلد رہا ہو جائیں گے اور حکومت کی طرف سے ہندوستان کو نئی پیشکش کی جائے گی تاکہ وہ مطمئن ہو جائے اور جاپان کے خلاف محاذ کی ایک مضبوط کڑی بن جائے"

ہمیں معلوم نہیں کہ سرکاری ارادے کیا ہیں ہم ان باتوں پر بھی ایک خاص حد سے زیادہ یقین نہیں کر سکتے مگر جہاں تک کانگریسی رہنماؤں کی رہائی کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کو اب اس کام میں دیر نہیں کرنا چاہئے، نہ قید و بند اب سیاسی اعتبار سے بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔

زمانہ بعد از جنگ کی اسکیمیں

حکومت ہند کے "پلاننگ اور ڈیولپمنٹ ممبر" سر آر دیشمکھ دلال نے لاہور کے ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ بعد از جنگ کی اسکیموں کے متعلق حکومت ہند کے ارادوں کو سمجھنے میں لوگوں نے پوری غلطی کی ہے نیز یہ کہ اگر ان کو اس امر کا یقین ہو جائے گا کہ حکومت اپنی اسکیمیں ملک کے مفاد کے لئے نہیں تیار کر رہی ہے تو وہ اپنے عہدے پر نہیں ٹھہریں گے ہم سر دست اسکے لئے تیار ہیں کہ سر آر دیشمکھ دلال کے دل و دماغ کو نیک خواہشات کا حامل سمجھ لیں چونکہ وہ "بمبئی پلان" کے دستخط کنندگان میں تھے اس لئے ہم اور بھی ان کے خیالات پر نکتہ چینی کرنے میں جلدی نہیں کرتے، مگر جنگ سے پہلے اور جنگ کے دوران میں بھی حکومت کی پالیسی، جہاں تک ہندوستان کی صنعتی اور اقتصادی ترقی کا تعلق ہے اس قدر بنجر بلکہ نقصان دہ رہی ہے کہ ہمیں اس امر کا یقین دلانے کے لئے کہ حکومت کے ارادوں کو سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کی ہے صرف بیان اور دعوے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ عملی کارناموں اور ثبوتوں کی ضرورت ہے اب سر آر دلال کا فرض ہے کہ وہ حکومت کے ایک رکن کی حیثیت سے اس بات کو ثابت کریں کہ دفتری حکومت کی طرف سے ہندوستان کی بدگمانیاں کم از کم ایک بار ہی بے بنیاد تھیں تمام غیر ذمہ دارانہ دفتری حکومتوں کا حسب ذیل نقص یہی ہوتا ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہوتا ہے وہ اور اس کا دماغ پیچیدہ تفصیلات میں گم ہو کر دلال فتنہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

(باقی صفحہ پر)

اشارات

برطانی ہاؤس آف کامنز میں وزیر ہند مسٹر ایمری نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ "جب حکومت ہند نے اس حق کو ریزرو رکھا ہے کہ کسی آنے والے پیغام کی جانچ کرے اور وہ بھی صرف اس نقطۂ نگاہ سے نہیں کہ ہندوستان میں صورتِ حال کا خالص فوجی پہلو کیا ہے ... ..." ——— اسکے بعد ہم کچھ کہنے اور اس جملہ کو ختم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے جب ملنے والی خبریں صرف خالص فوجی نقطۂ نگاہ سے نہیں جانچی جاتیں تو اور کس نقطۂ نگاہ سے جانچی جاتی ہیں؟ کیا یہ "سیاسی" نقطۂ نگاہ ہے؟

ناشرتیل میں ہونے والی "کامن ویلتھ ہوائی سروس کانفرنس" میں شرکت کے لئے ایک ہندوستانی ڈیلیگیشن بھی جانے والا ہے! ——— مگر آپ سوال نہ پوچھیں کہ اس شرکت کا مقصد کیا ہے اور یہ ڈیلیگیشن کس کام کے لئے بھیجا جا رہا ہے؟ یہ باتیں بیکار ہیں اور غالباً آپ بھی اس مقصد سے واقف ہونگے!

امریکہ کے "غیر ملکی پالیسی ایسوسی ایشن" کو یہ یقین ہے کہ ڈمبارٹن اوکس میں جو "سیکیورٹی پلان" (تحفظاتی خاکہ) تیار کیا گیا ہے وہ بہ آسانی "چار طاقتوں ڈکٹیٹری" میں تبدیل ہو سکتا ہے، ——— تو صرف لفظی گورکھ دھندا ہے آپ "ڈکٹیٹری" کی جگہ "ٹرسٹی شپ" (امانت داری) کا لفظ رکھ لیجئے، صورت سب ایسی ہی مگر معنی وہی رہیں گے!

فرانسیسی وزیر نوآبادیات مسٹر ایتینے پلیو کہتے ہیں کہ "فرانس یہ خواہش رکھتا ہے کہ پھر انڈوچین پر قبضہ حاصل کرے" ——— کیوں نہیں؟ جب انہیں چاہتا ہے کہ "جو کچھ اس کا ہو چکا ہے اس پر وہ قابض رہے" تو فرانس نے کیا قصور کیا ہے؟ آخر یہ سرتی ممالک ہیں کس کام کے لئے؟

ماسکو کی ایک اطلاع کہتی ہے کہ مارشل اسٹالن نے ایک ڈنر کے لئے برطانی سفارتخانے میں داخل ہو کر نئی تاریخ بنائی ——— بات یہ ہے کہ جب تاریخ بنانے کا موقع ہی آ گیا تھا تو وہ کیا کرتے؟ مسٹر چرچل نے بھی تو دو مرتبہ ماسکو جا کر نئی تاریخ بنائی ہے! "دو شریف بیویوں" کے پردے میں کم از کم ایک "باز دید" تو اخلاقی تقاضے سے بھی ضروری تھی، خواہ وہ سفارتخانہ ہی میں سہی!

"پچھلے دنوں بنگلور کی ایک پریس کانفرنس میں ہیلی سر جوالا پرشاد، ممبر حکومت نے اس بات پر

رازونیاز

سوال: ایک اعلیٰ مضمون نگار بننے کیلئے (جس سے اپنے دیش کی کچھ خدمت کرنے کے قابل ہو جاؤں) کیا کرنا چاہیئے؟ (شیام لال پوری۔ دہلی)

جواب: اعلیٰ مضمون نگار بننے کے لئے بنیادی طور پر چار چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے (۱) اچھی تعلیم (۲) ذہانت (۳) مشاہدہ (۴) مشق۔ ان چیزوں میں اگر ایک کی بھی کمی ہوگی تو کوئی شخص اعلیٰ مضمون نگار نہیں بن سکے گا تعلیم پہلی چیز ہے اسلئے کہ الفاظ پر قابو پہلے ہی سے اظہار خیال کے ذرائع پیدا ہوتے ہیں، اگر ذہانت نہ ہو اور کوئی شخص بالکل غبی ہو تو بھی یہ کام اسکے بس سے باہر ہوگا مطالعہ اور مشاہدہ کی صلاحیت سے تجربہ حاصل ہوتا ہے مشق اسلئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر کوئی شخص فنی کمال حاصل نہیں کر سکتا، لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر مضمون نگار ہر طرح کے مضمون نگاری پر قدرت حاصل نہیں کر سکتا اس لئے لوگ اپنی پسند کے مطابق اپنا خاص موضوع منتخب کر لیتے ہیں،

سوال: ہندو بھائی کہتے ہیں کہ مسلمان ایک الگ قوم نہیں ہیں مسلم لیگ والے کہتے ہیں کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں، براہ کرم آپ قومیت کی صحیح تعریف بتلائیے کہ قومیت کیا ہے اور کن معنوں میں لفظ قوم استعمال ہوتا ہے؟ (ایس۔ اے حمید شمسی، دہرہ دون)

جواب: قوم کا لفظ ان دنوں چند مختلف معنوں میں استعمال ہونے لگا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ لفظ قوم کا اطلاق اسی آبادی پر ہوتا ہے جو ایک ملک میں رہتی ہو اور باہمی، اقتصادی، سماجی اور تہذیبی رشتہ رکھتی ہو اسی بنا پر ہندو بھائی مسلمانوں کو ایک جداگانہ قوم نہیں سمجھتے بہت قدیم زمانے میں قومیت کا تعلق مذہب سے بھی تھا مگر وہ نظریہ اب باقی نہیں ہے، دنیا کے ہر ملک میں مختلف مذاہب و عقائد کے لوگ موجود ہیں مگر وہ اپنے ملک کے اندر اور باہر ایک ہی قوم سمجھے جاتے ہیں صرف اہل چین ہی کی ایک مثال لے لیجئے، وہاں بودھ بھی ہیں، مسلمان بھی اور عیسائی بھی، مگر پھر بھی تمام چینی ایک ہی قوم کے افراد ہیں اسی طرح خود انگلستان اور امریکہ میں بھی مختلف مذہبوں کے ماننے والے آباد ہیں مگر ان کی قومیت ایک ہی ہے؟

زور دیا کہ پاکستان ایک روز کے لئے بھی ممکن نہیں ہو سکے گا، نیز یہ کہ ہندوستان کبھی تقسیم نہ ہو سکے گا، ——— اب اسی سرور اور ہم آہنگ اور متفق الرائے حکومت ہند کے دوسرے ممبر مسٹر اسر فیروز خاں نون کو یہ مشورہ دینا چاہیئے کہ بن کے رہے گا پاکستان" اور اسمات پر زور دینا چاہیئے کہ اگر ضرورت ہوگی تو ہندوستان کو صرف دو حصوں میں نہیں بلکہ "ذرات" میں تقسیم کیا جائے گا!!

فلمستان و تفریحات

گریٹ ایسٹرن سرکس

دہلی میں گریٹ ایسٹرن سرکس نے جو ہندوستان کا مشہور و عظیم الشان سرکس ہے بڑی مقبولیت حاصل کی ہے اور ہر شو میں تماشائیوں کی بھیڑ لگی ہوتی ہے۔ اس کے آرٹسٹ بہت اچھے اور حیرت انگیز جسمانی کرتب دکھلاتے ہیں، اور بعض عجیب و غریب کرشموں کو دیکھ کر ہر شخص انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ کونار اور اسکی پارٹی کے "فلائنگ ٹریپز" بطور مسٹر آرمنڈ جو موٹر سائیکل کے ساتھ چھپن فٹ لمبی چھلانگ لگاتا ہے۔ پیٹو کی سائیکل سواری کے دلچسپ اور حیرت انگیز کرتب، ہپی دستی کے کمالات اور رسی پر رقص، سادو بائی کے توازن کے کرشمے، گھوڑے کی دانائی، سرجو کمار کے شیروں اور چیتوں کے ساتھ کھیل، اور ایک مچھلی نما انسان جو کئی گیلن پانی پی کر اگل دیتا ہے، اور ان کے علاوہ بہت سے مختلف تماشے، دنوں دہلی کی پبلک کو پوری جاذبیت کے ساتھ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ سرکس میں نشستوں کا انتظام بھی بہت اچھا ہے اور ان تمام کارناموں کے لئے سرکس کے منیجر مسٹر ولیس لائق مبارکباد ہیں۔

منورما

یہ ڈائرکٹر جینت دیسائی کی بے مثال تصویر ہے جو موتی ٹاکیز دہلی میں بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے، حقیقت میں یہ تفریح، موسیقی، رومان اور قہقہوں کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے۔ اداکاروں میں نیلا چٹنس، چارلی، الشور لال، مبارک، بابا بنرجی اور نسیم جونیر وغیرہ نے اس فلم میں اپنے فنی کمالات کا بہترین مظاہرہ کیا ہے۔ منورما کی نمائش اب ساتویں ہفتہ میں داخل ہو رہی ہے اور اسکی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ تماشائیوں کا رش ہر شو میں رہتا ہے۔

رام شاستری

پربھات موٹیون کی جدید تصویر رام شاستری دہلی میں بک ہو چکی ہے اور منروا میں اس کی جلد نمائش شروع ہونے والی ہے۔ رام شاستری ایک ایسے باعمل انسان کی کہانی ہے جس نے کہ معمولی وجہ سے ترقی کرنے کے بعد ہندوستان میں بلند ترین حیثیت حاصل کر لی تھی۔ یہ تصویر نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے نوجوانوں کے لئے ترقی اور کامیابی کا ایک درس ہے کی نند جاگیردار، للتا پوار، میناکشی، ہنسا داؤ کر انت مراٹھے اور دوسرے بے شمار مشہور اداکاروں نے اس تصویر میں خوب کام کیا ہے۔ توقع کی جا رہی ہے کہ دیگر مقامات کی طرح دہلی میں بھی اس تصویر کا نہایت ہی پرجوش خیر مقدم کیا جائے گا اور بہت پسند کی جائے گی۔

بڑے نواب صاحب

کمار ٹاکیز دہلی میں بڑے نواب صاحب کی نمائش انتہائی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اس تصویر میں اودھ کے امرا کے تمدن اور معاشرت کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ سلور فلمز کی بے نظیر پیشکش ہے جس میں ہر خاندان، ہر لڑکے اور ہر لڑکی کے لئے ایک پیغام موجود ہے۔ چندر موہن، کمار، ریحانہ، پہاڑی، بیو اور غوری اس کے اداکاران خصوصی ہیں۔ یقین ہے کہ یہ فلم دہلی میں کافی مدت تک رش لیتا رہے گا۔

چراغ

مرلی موویٹون کی دلکش فلم چراغ جو ۱۱ اکتوبر سے جوبلی ٹاکیز میں بے اندازہ مقبولیت حاصل کر رہی ہے انسانی، اخلاقی اور معاشرتی ایک نہایت ہی کامیاب فلم ہے، چنانچہ اسے دہلی کی پبلک نے بے حد پسند کیا ہے۔ کوشلیا، ایشور لال، دینا کھوسلہ، گلاب اور گوپ وغیرہ اس تصویر میں اداکاری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ مسٹر رام دریانی نے اس تصویر کو ڈائرکٹ کیا ہے۔ توقع ہے کہ یہ تصویر دہلی میں خوب چلے گی۔

بابر

رنجیت موویٹون کی تصویر شہنشاہ بابر کو دہلی میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ یہ تصویر اگرچہ پانچویں ہفتہ میں چل رہی ہے لیکن اس کے باوجود پبلک کے رش کا یہ عالم ہے گویا یہ آج ہی ریلیز کی گئی ہے۔ خورشید، شیخ مختار، بھیدہ، لال یعقوب، سوشیل کمار اور سلوچنا چٹرجی اس تصویر میں اداکاری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

دوست

شوکت حسین کی سوشل تصویر دوست فی الحقیقت ایک نہایت ہی دلکش اور عبرت انگیز فلم ہے۔ اس تصویر میں دو سچے دوستوں کی کہانی کو نہایت ہی موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک دوست، دوسرے دوست کے لئے کتنی بڑی قربانی کرتا ہے۔ نور جہاں اس تصویر میں ہیروئن کا پارٹ ادا کیا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ نور جہاں کا پارٹ اس تصویر کی جان ہے۔ نور جہاں کے علاوہ موتی لال، حسن بانو، بابا بنرجی، کنہیا لال، مرزا مشرف، استاد اور رام پیاری جیسے اداکاروں نے بھی اداکاری کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ فلم بھی خوب رش لے گی۔

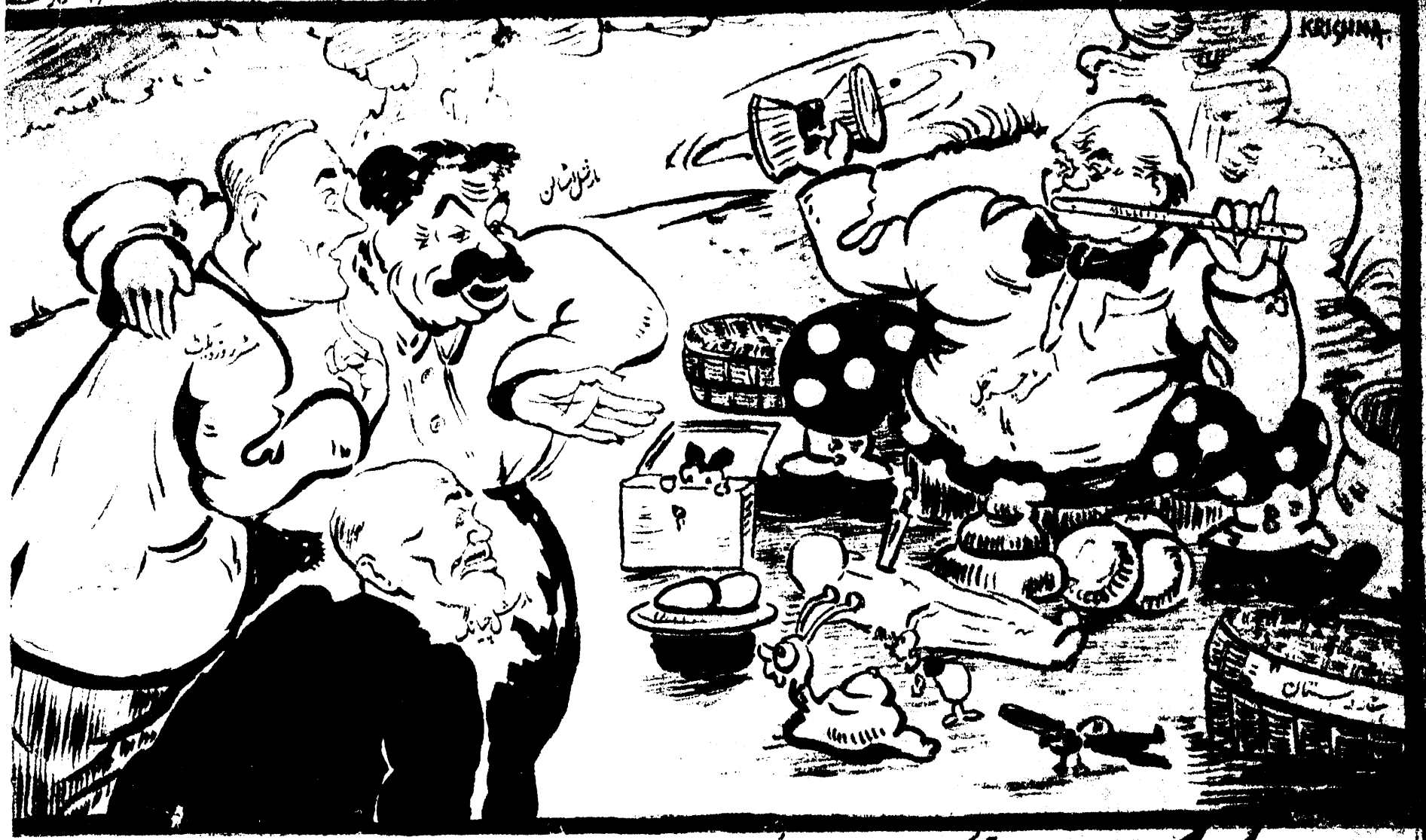

مداری کا کرتب

ایک اطلاع کہتی ہے کہ پریسیڈنٹ روزویلٹ، مارشل اسٹالن اور مارشل چیانگ اب ہندوستانی معاملات میں دلچسپی لینے لگے ہیں!

چند اقتصادی اور معاشرتی وسائل

(از شری یت رامانت۔)

انسانی عنصر

صنعتی طور پر ترقی یافتہ اور اقتصادی طور پر متوازن ممالک میں شہری اور دیہاتی آبادی کے تناسب اور شمار میں وہ فرق نہیں ملتا جو ہندوستان کی شہری اور دیہاتی آبادی کے تناسب میں ہے۔ ہندوستان کی تقریباً نوے فیصدی آبادی کا حصہ دیہات میں آباد ہے۔ آبادی کے ایک کثیر حصہ کا دیہات میں اجتماع اور سیاسی سماجک اور اقتصادی اثرات پیدا کرتا ہے۔

بہت زمانہ نہیں گذرا جبکہ ہندوستان میں بھی شہری اور دیہاتی آبادی کی نسبت موجودہ طور پر نہیں تھی۔ انیسویں صدی کے وسط تک شہری اور دیہاتی آبادی بڑی حد تک متوازن تھی۔ مغل بادشاہ کے صوبہ دار، امیر اور اس سے پہلے ہندو راجا کے راج اور جاگیرداری وغیرہ بڑی شان و شوکت کی زندگی بسر کرتے تھے آبادی کا دولتمند اور تاجر طبقہ بھی اس اعلیٰ معیار زندگی کی نقل کرتا تھا۔

ضرورت اور عیش کے لوازمات کے مہیا کرنے کے لئے مختلف شہروں میں صنعت و حرفت اور دستکاری کے مرکز تھے جن سے کروڑوں صاحب تاجر و حرفت اور مزدور پیشہ اپنا روزگار حاصل کرتا تھا۔ گاؤں والے بھی دیگر ضروریات شہر سے حاصل کرتے تھے اور شہر والے زراعتی پیداوار کے علاوہ دیہاتی دستکاری کے بیشتر حصہ کے کھپت کے ذرائع تھے۔ یورپین انکشافات و ایجادات نے دنیا کی اقتصادیات کا پانسہ پلٹ دیا۔

ملک کی اندرونی حالت اور بڑھتے ہوئے بطانوی تسلط کے سبب ہندوستان زندگی کی دوڑ میں پچھڑ گیا اور اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر آبادی کو زندگی کے بسر اوقات کے لئے زمین پر بھروسہ کرنا پڑا۔ لوگ شہروں کی بدامنی سے جان بچانے اور حرفت کے بند ہو جانے کے سبب گاؤں میں پناہ گزیں ہو گئے۔ بڑے بڑے شہر خالی ہو گئے۔ دہلی، سرت، آگرہ، قنوج، تھانیسر، لکھنؤ اور سینکڑوں اسی قسم کے شہر زمانہ کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گئے۔ لاکھوں کے دشال نگر چند ہزار کے قصبہ رہ گئے۔ اگر شہروں کی پچھلی آبادی کے اعداد کو دیکھا جائے تو کلکتہ اور بمبئی کی موجودہ آبادی بھی ان شہروں کی آبادی کا ادنیٰ حصہ ہے۔

آبادی کے متعلقہ اصول اور قواعد حالات کی تبدیلی کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں گو ہندوستان کی آبادی میں پچھلے چند سالوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے تو بھی مسئلہ زیر حل زیادہ آبادی کا نہیں بلکہ آبادی کی مناسب تقسیم اور ذریعہ بسر اوقات کا ہے۔

مسئلہ آبادی کے مطالعہ کنندہ کو دیکھنا ہوگا کہ معیار زندگی کیسے بڑھایا جائے اور اس کے لئے قومی دولت میں اضافہ کے کیا ذرائع قابل حصول ہیں زمین کی حالت کو کیسے بہتر بنایا جائے اور پیداوار میں اضافہ کی رفتار کو آبادی میں ترقی کی رفتار کے مطابق کیسے لایا جائے۔ سماجک بہتری اور اقتصادی شعور کو باہم کس طرح وابستہ کیا جا سکتا ہے۔ ہر پیشہ کے لئے زندگی کا معیار کیا ہونا چاہئے۔ بدیش میں آبادکاری کے لئے کتنی شمار میں اور کس قسم کے لوگوں کو اجازت ملنی چاہئے۔ ملک کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں نقل مکان کی کیا گنجائش ہے اور اس سے سیاسی، اقتصادی اور سماجک اثرات بازگشت کیسے ہونگے۔

جن سیاسی اور سماجک حالات جن کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں کے تحت سترھویں اور اٹھارویں صدی میں آبادی جیوں کی تیوں رہی۔ انیسویں صدی کے بعد حالات کی استواری پر وقتاً فوقتاً سیلاب قحط اور وبائی امراض کی نمود کے باوجود آبادی میں اضافہ ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی زمین کی قیمت بھی بڑھی ہے۔

نئی بڑی آبادی کے علاقوں کو چھوڑ کر زیر کاشت رقبہ میں اور نہ ہی پیداوار فی ایکڑ میں کوئی اضافہ ہوا ہے۔ سر ولیم ہنٹر (Sir William Hunter) کے مطابق ۱۸۳۰ء تک زمین پر آبادی کا دباؤ مساوی تھا اس کے بعد سے حالات میں حیرت انگیز تبدیلی ہوئی ہے اور مابعد آبادی میں غیر کاشتکار مزدوروں کی تعداد میں اضافہ زمیندار جماعت میں بے کاری۔ زمین کی غیر اقتصادی بانٹ اور بھوک کے مسائل نے شدت اختیار کی ہے۔

کون؟

یہ سنہرا اور گول کولھوں والی حسینہ کون ہے؟ جو محبت کے [illegible] میں مستانہ وار چلی جا رہی ہے اسکی تیکھی بھنویں اس طرح ہیں جیسے فرشتۂ عشق کی کمان اور اس کا چہرہ چمکتے ہوئے چاند کے مانند! اسکے رخسار بدر منیر کی طرح ہیں! چہرہ کنول کی مثال! اسکی کمر کتنی نازک ہے! اور آہ وہ کتنی خوبصورت ہے!!

چوہوں سے اناج کو نقصان

بہت دنوں سے [illegible] دنیا کو معلوم ہے اناج کو چوہے بہت نقصان پہنچا [illegible] دیواروں کو کاٹ کر اناج کو دو حصے کھا کر دو کو بھی بیکار بنا دیتے ہیں بلکہ خود بھی اناج کھا جاتے اور دگنا کر دیتے ہیں سے کتر کتر کر دوسروں کے کھانے کے قابل بنا دیتے ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری محکمہ کو بھی اس حقیقت سے آگاہی ہوئی ہے

چنانچہ ایک اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی اور صوبجاتی حکومتیں ان خطرات سے جو چوہوں کے باعث پیدا ہوتے ہیں آگاہ ہو گئی ہیں اور انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ اناج کا ضیاع کرنے کی راہ میں چوہے سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ چھ سال تقریباً دس لاکھ ٹن اناج برباد کر دیتے ہیں۔ اب حکام نے چوہوں کے خلاف جہاد کا فیصلہ کیا ہے اور عملی کارروائیاں کی جانے لگی ہیں۔ ہم اسے غنیمت سمجھتے ہیں لیکن اس اندیشہ کا اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو چوہوں کی ہلاکت کا [illegible] دم لینے کی بھی محکمہ [illegible] بلا لیا جائے!

بے حد قابل اعتراض

حکومت نے یہ بہت بڑی غلطی کی ہے کہ کوئلہ کی زمین دوز کانوں کے اندر مزدوروں کے جانے اور کام کرنے پر جو پابندی کسی زمانے میں عائد تھی اور بعد کو اٹھا لی گئی تھی سے پھر اٹھا کر عائد نہیں کی ہے۔ اس پابندی کو اٹھانے کے وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ چھ ماہ کے بعد پھر صورت حال پر غور کیا جائے گا۔ اس اعلان کو عملی جامہ پہنانے کا بہانہ یہ ہے کہ کوئلہ کی پیداوار اب تک ناکافی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کوئلہ کی پیداوار کسی صورت میں کہیں زیادہ ہو سکتی تھی کہ زمین دوز کانوں میں صرف مردوں کو کام کرنے دیا جاتا اور ان کی تعداد بڑھانے کے لئے انہیں زیادہ اجرت دی جاتی۔ لیکن افسوس ہے کہ حکومت سستے زمانہ لیبر کی حامی ہے اور اس بات پر زور نہیں دیتی کہ مرد مزدوروں کو زیادہ اجرتیں دی جائیں تاکہ وہ زیادہ تعداد میں اس کام کی طرف رجوع ہو سکیں۔ [illegible] پٹیل نے برطانوی ایوان آف کامنز میں یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ اس سوال پر "بہت جلد" دوبارہ غور کریں گے لیکن یہ دیکھ کر کہ پیتے چھ ماہ کے تجربہ نے بھی حکومت کو اس لائق نہیں بنایا کہ وہ سندا خراجات سے زیادہ انسانیت کے کاز پر توجہ دیکھے تو ہمیں اس وعدے کی کوئی قدر و قیمت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۵ منٹ میں بیماری خون جاری

میرے پاس آئیں اور ۱۵ منٹ میں بالکل ٹھیک کر دوں گا اگر میرے پاس نہیں آ سکتیں تو ہماری دوائی منگوا کر استعمال کریں۔ اس سے کافی بیکار کا ہوا حیض بھی جاری ہو جاتا ہے۔ قیمت چھ روپے میسیوں سپیشل جسٹرڈ ہو کر ایک دم اثر کر کے آسانی سے اور صاف کر دیتا ہے قیمت بارہ روپے۔ یا سال کے لئے بدلنے اولاد بند رکھنے والی دوائی کی قیمت بارہ روپے ہمیشہ کیلئے بیس روپے اکسیر دلار پندرہ روپے دلار زنانہ بارہ روپے۔ دوائی لیکوریا چھ روپے

بذریعہ کارڈ تحفہ یافتہ لیڈی ڈاکٹر فون (۱) ۷۲۹۷ (۲) ۷۰۷۱

نویراج سنیتا دتی ہسپتال روڈ لاہور

کوٹھی ۳۰ میکلوڈ روڈ

ویسٹ اینڈ ٹاکیز میں

روزانہ:- ۴، ۷، ۱۰ بجے رات

رونق (نئی کاپی)

اتوار کو صبح ۱۱ بجے خاص شو عورت

ایکسیلسیئر سینما میں

روزانہ:- ۴، ۷، ۱۰ بجے رات

قسمت

اتوار کو صبح ۱۱ بجے خاص شو سول میرج

۸ واں پُرشباب ہفتہ

پردھان پکچرز کا تیار کردہ

داسی

ڈائرکٹر:- ہرن بوس

اداکار:- راگنی، نجم، کلاوتی وغیرہ

منروا میں روزانہ:- ۴، ۷، ۱۰ بجے رات

بہت جلد

منروا سینما میں نمائش شروع ہوگی

پربھات کا تاریخی شاہکار

جو ہمیشہ یادگار رہے گا

دُرگا داس

اس محترم منصف کی داستان حیات

جسے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت انصاف کے راستے سے نہ ہٹا سکی

اداکاران:- جاگیردار، للتا پوار، میناکشی، انت مراٹھے

ہنسا واڈکر، سدھا آپٹے، بیبی شکنتلا وغیرہ

قہقہوں کی دنیا میں تشریف لائیے

اور ملاحظہ فرمائیے سال کی سب سے عظیم تفریحی تصویر

ڈائرکٹر:- جینت دیسائی

اداکاران:- لیلا چٹنس، چارلی، بشو لال

مایا بنرجی، مبارک، نسیم جونیر

موتی

روزانہ:- ۴، ۷، ۱۰ بجے

اتوار کو صبح ۱۱ بجے

منروا موویٹون کا

میں ہاری (نئی کاپی)

دل تفریح آموز ہفتہ

اداکاران نسیم، نوین یاگنیک

چاچا - جوانی میں کوئی تم سا راہ دکھانے والا نہیں ملا نہیں تو میں بھی جوانی کو جوانی کی طرح مناتا۔

دلچسپ اور رنگین مکالمے سے پُر ایک انقلابی تصویر

مُرلی موویٹون کی بہترین پیش کش

اداکاران:- ایشور لال، کوشلیا، وینا، گوپ، مجید

روزانہ:- ۴ بجے، ۷ بجے اور ۱۰ بجے اتوار کو صبح ۱۱ بجے

چراغ

جوبلی میں ۳ سرا پُر بہار ہفتہ

ریڈیو کا روشنی مینار

(از جناب بھگوت سروپ گوئل)

ریڈیو کے موجد مارکونی نے ریڈیو کا روشنی مینار ایجاد کیا ہے جو ریڈیو کے قطب نما کے ہمراہ سمندر کی تمام خطرات سے نجات دلا دے گا، ریڈیو کا قطب نما بہ حیثیت خود بھی نہایت کارآمد ثابت ہوا ہے خاص کر ۱۹۳۳ء میں جہاز "انٹینو" کے حادثہ کے وقت اس بدنصیب جہاز کی دستگیری کرنے والے جہاز "پرینڈینٹ روزولٹ" نامی کے کپتان فرائلے نے اپنے سمت معلوم کرنے والے آلہ سے اس جہاز کی پوزیشن معلوم کرلی، یہ پوزیشن اس پوزیشن سے سو میل کے فاصلہ پر تھی جو کہ ڈوبتے ہوئے جہاز نے وائرلیس کے ذریعہ پرینڈینٹ روزولٹ جہاز کو بتائی تھی اگر ریڈیو کا قطب نما نہ ہوتا تو انٹینو جہاز تمام بیش قیمت جانوں کے ہمراہ دوسرے امدادی جہاز کے پہنچنے سے پیشتر ہی ڈوب جاتا۔

ریڈیو کے قطب نما کا دوسرا دلچسپ استعمال طوفان کے مرکز کو معلوم کرنا ہے اور اس بات سے خبردار ہو کر جہاز بہ آسانی طوفان کی جگہ سے بچکر نکل سکتا ہے جو طوفان اس طرح معلوم کئے جاتے ہیں کہ ریسیونگ آلہ کو گھمایا جاتا ہے حتیٰ کہ اس سے زیادہ سے زیادہ سکوت کا پتہ چلتا ہے اس وقت یہ زیادہ سے زیادہ گڑبڑ والے علاقے کی طرف اشارہ کرتا ہے، خطرے کی جگہ کو جاتے ہوئے جہاز بآسانی اس سے بچکر نکل سکتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب ریڈیو کا قطب نما ہی اتنا کارآمد ہے تو ریڈیو کے روشنی مینار کی ایجاد سے تو اس کا فائدہ اور بھی زیادہ ہو جائیگا اور جہازوں کو بحری خطرات سے نجات مل جائے گی آج کے مضمون میں میں اسی ریڈیو کے روشنی مینار کا حال تحریر کروں گا،

ریڈیو کا روشنی مینار بھی عام روشنی کی مانند کام سرانجام دیتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہ روشنی کے بجائے وائرلیس سگنل کی لہر ڈالتا ہے ریڈیو کی یہ لہر زیادہ سے زیادہ بھنور میں سے گذر سکتی ہے جبکہ عام مینار کی روشنی اس دھند کو ہرگز ہرگز پار نہیں کر سکتی ہر ایک ریڈیو کے روشنی مینار کے لئے جدا پانچ الفاظ کے سگنل مقرر کر دئے جائیں گے ہر ایک سگنل دائرے کے ۱۵ درجے کے لئے ہوگا جہیں سے کہ اسکی لہر گذرتی ہے،

ساحل کے نزدیک آتے ہوئے جہاز پر ایک آلہ میں ان الفاظ کی دھیمی سی آواز آئے گی جونہی لہریں دائرے کے اس حصے کی جانب بڑھیں گی جہیں کہ جہاز ہوگا نقطوں اور چھوٹی لکیروں کی آواز تیز تیز ہوتی جائے گی حتیٰ کہ جب لہریں جہاز سے آگے پہنچ جائیں گی تو آواز بالکل بند ہو جائے گی، جہاز پر سننے والا الفاظ کی اس سلسلہ کے درمیانی نقطہ کو لکھ لیتا ہے اور ایک خاص چارٹ دیکھ کر اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ روشنی مینار کس جگہ ہے، جو کہ سگنل کی درمیانی لفظ کے مطابق ہوتی ہے،

آزمائش کے طور پر ایک روشنی مینار ساؤتھ فورلینڈ کیپ اور گوڈ وسینڈز (رود بار انگلستان پر) کے درمیان تعمیر کیا گیا، جہاں کہ بہت سے حادثات ہوتے ہیں تجربات سے جو کہ اس سے کئے گئے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ریڈیو کی لہروں سے ملاح وغیرہ اپنے جہاز کی صحیح پوزیشن معلوم کر سکیں گے خواہ کتنی ہی دھند ہو جس سے کہ کوئی چیز جہاز پر سے نظر نہیں آتی،

جہاز پر ریسیو کرنے کا آلہ اس قدر سادہ اور ارزاں ہیں کہ ماہی گیر بھی کشتیوں میں اسے لگا سکیں گے اور سگنل کے الفاظ اس وقت رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ جہاز پر پہنچتے ہیں کہ ایک تربیت یافتہ آدمی کو انہیں پڑھنے کی ضرورت بھی نہ پڑے گی۔ ٹرانسمٹنگ آرمیں ایک بھاری خلا والا ٹیوب ٹرانسمٹر ہوتا ہے اور طاقتور طاقت پیدا کرنیوالی مشینیں لگی ہوتی ہیں علاوہ ازیں اس میں ایک بھاری گھومنے والا ایریل ہوتا ہے اس طرح یہ آلہ بہت پیچیدہ ہے اور گراں بھی بہت ہے لیکن جو حادثات

(باقی صفحہ نمبر (۱۶) پر)

گلیلو!

(از جناب عبدالماجد عثمانی ـــــ بھوپال)

سولھویں اور سترھویں صدی میں جب یورپ جہالت اور توہم پرستی میں مبتلا تھا اور سائنس کی ترقی کی رفتار بہت سست تھی نیز سائنسدانوں کو قدیم یونانیوں کے بنائے ہوئے غلط نظریوں کی اندھا دھند تقلید کرنی پڑتی تھی صرف یہی نہیں بلکہ کوئی من چلا محقق اگر کسی جدید نظریہ کو پیش کرتا تو قدیم خیال کے لوگ اس کی جان کو آ جاتے، بیرونو کو اسی ذوق تجدید کی بنا پر جو روز جدید کیمیا پر اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس دور میں جدید نظریوں کو پیش کرنا اور پرانے نظریوں کو مردود قرار دینا بہت بڑی جرأت اور ہمت کا کام تھا گلیلو انہیں حوصلہ مند سائنسدانوں میں شامل ہے جو اس جہالت اور تاریکی میں پیدا ہوئے اس نے ۱۵۶۴ء میں جنم لیا اور خوش قسمتی سے اس دور کے سائنسدانوں کا تاج شمار ہوا،

گلیلو نے نہ صرف جدید نظریوں ہی کو پیش کیا ہے بلکہ ایجادات بھی کی ہیں اور یونانیوں کے غلط اور فرسودہ نظریوں کی تغلیط بھی کی ہے، گلیلو کا باپ غریب لیکن عقلمند آدمی تھا وہ اپنے بیٹے کو ڈاکٹر بنوانا چاہتا تھا اس لئے اس نے گلیلو کو پیسا کی یونیورسٹی میں طب کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل کرا دیا یہاں گلیلو کو اس استاد کی شاگردی کا موقع ملا جو فن طب میں خاص شہرت کا مالک تھا، لیکن گلیلو کو سائنس سے فطری دلچسپی تھی اور اس کی طبیعت میں غور و خوض کا عنصر غالب تھا۔ عقلمند باپ نے اسکے فطری اور ذاتی لگاؤ میں کوئی مداخلت نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی سب سے پہلی ایجاد (بیس سال کی عمر میں جب وہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا) کی۔ اسے ابتدا میں طبیبوں نے نبض کی رفتار دیکھنے کے لئے استعمال کیا تھا ۱۵۸۹ء میں فرڈیننڈ ڈی میڈیسکی ڈیوک آف ٹوسکینی نے گلیلو کو پیسا یونیورسٹی میں ارتھمیٹک کا لیکچرار مقرر کیا یہاں اس نے سب سے پہلے ارسطو کے اس نظریہ کی تصحیح کی کہ وزنی اجسام ہلکے اجسام سے جلدی زمین پر گرتے ہیں اس نے اس نظریہ کی تغلیط کے لئے پہلے یہ ثابت کیا کہ "جب کوئی شے کہیں بھی اوپر سے گرائی جاتی ہے تو وہ پہلے ایک سیکنڈ کے خاتمہ پر بیس فٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے فاصلہ طے کرتی ہے دوسرے سیکنڈ کے خاتمہ پر چونسٹھ فٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے فاصلہ طے کرتی ہے اور اسی طرح یہ رفتار سے وہ گرتی ہے، اس نظریہ کو سامنے رکھ کر اس نے ارسطو کے نظریہ کی عملی تصحیح کی وہ پیسا کے منہدم مائل مینار پر چڑھ گیا اور وہاں سے مختلف وزن کے اجسام زمین پر گرائے لیکن پیسا کے قدامت پرستوں نے یہ دیکھنے کے باوجود بھی کہ وزنی اور ہلکے اجسام سب ایک ساتھ زمین پر گرے اس نظریہ کو ماننے سے انکار کر دیا، وہ سب گلیلو سے اس قدر خفا ہوئے کہ انھوں نے اسے پیسا سے نکلوا دیا، گلیلو مجبوراً پیسا چھوڑ کر پھاگا اور ۱۵۶۲ء میں (PADUA) کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہو گیا، یہاں ایک انجینئرنگ سے متعلق یہ نظریہ دریافت کیا "کوئی طاقت جو دو پونڈ وزن کو ایک فٹ اونچا اٹھائے گی وہ ایک پونڈ وزن کو دو فٹ اونچا اٹھائے گی" گلیلو کو یہ بھی معلوم ہوا کہ آواز جو ہم منہ سے نکالتے ہیں وہ ہوا میں تموج پیدا کرتی ہے جو کان کے پردہ سے ٹکرا کر ہماری قوت سامعہ تک پہنچتی ہے اس نے شروع ہی سے کوپرنیکن تھیوری پر غور کیا تھا اور اسے اسکی صحت کا یقین کامل تھا لیکن اس زمانہ میں نظام بطلیموسی کو غلط بتانا کوئی آسان کام نہ تھا، (PADU) وہ اپنا زیادہ وقت اجسام فلکی کے متعلق غور و خوض میں صرف کرتا رہا، ۱۶۰۹ء میں جب وہ وینس میں تھا اس نے سنا کہ ایک ڈچ عینک ساز نے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے

(باقی صفحہ نمبر (۱۶) پر)

"گیت!"

(از جناب جگدیش چندر کوکب)

پیت کی اُلٹی ریت اے ساجن!

نینا برسے جیا ترسے | لب پہ من کی بات نہ لاؤں
مورکھ پاپی جگ کے ڈر سے | ہر دم من ہی من میں گاؤں
پیت کے میٹھے گیت اے ساجن
پیت کی اُلٹی ریت اے، ساجن

نس دن، پل پل آشا رو کے | چنچل من دھیرج نہ جانے
پگ پگ بگڑے، پگ پگ ٹوکے | لاکھ کہوں، پر ایک نہ مانے
کاہے جانوں میت اے ساجن
پیت کی اُلٹی ریت اے، ساجن

نازک آشا ٹوٹی جائے | جیون سے بھی ناطہ ٹوٹا
تم نا آئے تم نا آئے | قسمت پھوٹی، ہردے پھوٹا
یوں بھی نہ چھوٹی پیت اے ساجن
پیت کی اُلٹی ریت اے ساجن

پچھلے صفحہ سے

س کی یہ وقت سمجھیں گے وہ اسکی تعمیر کی قیمت سے بہت
ادہ ہوں گے،

ایک اور قسم کا ریڈیو کا روشنی مینار روہ بار انگلستان
گیلے کے مقام پر ۱۹۲۶ء میں تعمیر کیا گیا تھا تاکہ
ہازوں کو مدد پہنچ سکے۔ کیونکہ اس روہ بار میں جہازوں
کا نی اجماع رہتا ہے شعاعیں بھیجنے کی بجائے یہ
روشنی چلہ پانی کے نیچے ریڈیو کی لہروں کو بھیجتا ہے یہ
ہیں ایک نازک آلہ کے ذریعہ جو کہ جہاز کے پیندے
کے ساتھ لگا ہوتا ہے پکڑی جاتی ہیں جو لہریں استعمال
کی جاتی ہیں انہیں (ULTRA SONOROUS) کہتے
ہیں اور یہ انسانی کان نہیں سن سکتے بلکہ یہ ریسونگ
سٹیلیفون کے ذریعہ سنی جاتی ہیں،

دھند پر قابو پانے کے لئے ریڈیو سے ایک اور
ہی کام لیا گیا ہے ریڈیو کا دھند کا بھونپو سکاٹ لینڈ میں فرتھ
آف کلائیڈ کے داخلہ پر لگایا گیا ہے ٹرانسمٹنگ آلہ
ساحل پر اس بھونپو سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر
لگایا جاتا ہے آلہ پر کام کرنے والا ریڈیو کی لہروں کی
مدد سے اپنی مرضی کے مطابق اس بھونپو سے آواز
پیدا کر سکتا ہے یا آواز کو روک سکتا ہے ریسیور آلہ میں
ایک دو ٹیوب کا یونٹ آنیوالے سگنلوں کو پہچانتے اور
اونچا کرنے کے لئے اور دوسرا دو ٹیوب کا یونٹ ایک گھومتے
ہوئے چھلے کو حرکت میں کرنے کے لئے لگا ہوا ہوتا ہے
یہ چھلا سگنلوں کو اکٹھا کرتا ہے ریسیور کو تین ماہ کے بعد
دوبارہ دیکھنا پڑتا ہے جبکہ بیٹریاں دوبارہ چارج کی جاتی ہیں
اور ٹیوب بھی بدلی جاتی ہیں؛

(صفحہ (۱۰) سے آگے)

رہی بھارت تک کہ ہندوستان کو مزید اصلاحات دینے
کے لئے تحقیقات کرنے کے لئے سائمن کمیشن آیا اس کا
مقاطعہ اس بنا پر کیا گیا کہ اسکے جملہ ممبر انگریز تھے البتہ وزیر
ہند کی اس حیثیت پر کہ اہل ہند کوئی متحدہ آئین بنا کر
پیش کریں آل پارٹیز کانفرنس لکھنؤ کے جلسہ منعقدہ
۱۹۲۸ء میں رپورٹ کی بنا پر ایک فیصلہ
[illegible] اس بنا پر اختلاف ہو گیا

کہ ایک جماعت تو آبادیات کی قسم کی حکومت کو اپنے
ملک کے لئے ناکافی سمجھتی تھی تو دوسری جماعت جداگانہ
طریق انتخاب چھوڑنے پر آمادہ نہ تھی، پھر چار سال بعد
۱۹۳۲ء میں ایک اور کوشش باہمی سمجھوتہ کی گئی مگر
بنگال اسمبلی میں محض دو نشستوں کی کمی بیشی پر تمام
کھیل بگڑ گیا۔

ابھی دوران میں دسمبر ۱۹۳۰ء کے جلاس کانگریس نے
"آزادی کامل" کا اعلان کر دیا۔ اور تب سے اس وقت
تک اہل ہند کی جانب سے اس منصوبہ کے تحت میں جدوجہد
جاری ہے، اس جدوجہد کے ساتھ کانگریس اور
مسلم لیگ کے درمیان نیز کانگریس اور حکومت کے
درمیان سمجھوتوں کے لئے کوششوں کا سلسلہ جاری
ہے اور عام خیال یہ ہے کہ اگر مختلف الخیال جماعتوں
میں سمجھوتہ ہو جائے تو ہندوستانیوں کی "کامل آزادی"
کا منصوبہ پورا ہو جائے گا؛

مگر حقیقت یہ ہے کہ جملہ فریقوں کی ذہنیت
ایسی ہے کہ کونسلوں اور اسمبلیوں کی نشستوں اور ادنیٰ
درجہ کے حقوق کی تقسیم پر انہیں خوشی ہو رہی ہے تو کوئی امید
مستقبل قریب کیا مستقبل بعید میں بھی کامل آزادی تو درکنار
ناقص آزادی ملنے کی بھی نہیں ہو سکتی؛

پچھلے صفحہ سے

جس میں کہ دور کی چیزیں بہت نزدیک معلوم ہوتی ہیں
یہ دوربین کی سب سے پہلی شکل تھی، یہ سنتے ہی گلیلو کے دل میں
یہ خیال پیدا ہوا کہ اس آلہ سے اجسام فلکی کا مطالعہ کرنے میں
بہت مدد ملے گی اس نے اسی سال ایک دوربین تیار کی یہ
بالکل (OPERA GLASS) کے اصول پر مبنی تھی اسمیں
الف ب ایک محدب تھا جس کی مدد سے (OBJECT)
کے اوپر سے روشنی کی شعاعیں محدب پر جھک جاتی تھیں
ج د ایک دوسرا مقعر شیشہ تھا جو کرنوں کو ماسکہ میں آنے سے
قبل پھیلا دیتا تھا۔ اس طرح گلیلو نے اپنی پہلی دوربین ۱۶۱۹ء
میں تیار کی، یہ دوربین چیزوں کو ان کے اصل سے صرف تین
گنا بڑھا کر دکھا سکتی تھی اس کو تیار کر کے اس نے سب سے
پہلے چاند کو دیکھا اور اس میں اس نے پہلی مرتبہ بڑے
گہرے اور تاریک غار اور پہاڑ دیکھے غاروں کے بڑے
بڑے علاقوں کو وہ ملطی سے سمندر سمجھ رہا تھا پھر اس نے
(SCONDRYUGHT) دیکھی جو اس وقت نظر آتی ہے
جب چاند ہوتا ہے گلیلو کا خیال تھا کہ وہ حقیقت میں سورج
کی روشنی کا عکس ہے جو زمین سے چاند پر پڑتا ہے چاند
کو دیکھنے کے بعد اس نے اپنی دوربین کا رخ مشتری کی طرف
کیا اسے مشتری کے گرد چار چکر کھاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے ستارے
نظر آئے گلیلو ان کو مسلسل کئی راتوں تک دیکھتا رہا اور
آخر کار وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ مشتری کے بھی چاند ہیں جو
ہمارے چاند کی طرح اس کے چاروں طرف گھومتے رہتے
ہیں یہ راز اس نے ۱۶۱۰ء میں معلوم کیا تھا مشتری کے
بعد اس نے زہرہ کو دیکھا۔ یہ ہلال کی طرح نظر آیا اور مسلسل
کئی راتوں کی انتھک کوششوں کے بعد وہ اس نتیجہ پر
پہنچا کہ زہرہ بھی سورج کے گرد گھومتی ہے زحل کیجانب
دیکھا تو اس میں اسے ایک دستہ نظر آیا لیکن یہ درحقیقت
چھوٹے چھوٹے ستاروں کا حلقہ تھا جو گلیلو کی دوربین
سے گلیلو کو نظر نہ آ سکا تھا۔ لیکن ۱۶۵۹ء میں ایک مشہور
ہیئت داں نے اس کو بڑی طاقتور دوربین سے دیکھکر
معلوم کیا۔ ان سیارات اور ستاروں کا بنظر عمیق مطالعہ کرنے
کے بعد گلیلو ۱۶۱۱ء میں روم آیا اور
میں اپنی دوربین جادی، یہاں اس نے
سورج کے داغوں کو دیکھا۔ سورج کے داغ دیکھنا آسان
کام نہ تھا۔ اس کی تمازت اور درخشانی گلیلو کو اندھا کر دیتی
اس لئے اس نے سورج کے داغوں کو اس وقت دیکھا
جب وہ بالکل افق سے ملا ہوا تھا۔ اس نے ان داغوں
کے متعلق یہ بھی تحقیق کیا کہ وہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتے

تارِ دل

(از جناب پی، بی مبارک — آگرہ)

تمہارے ستار میں بے خلد تار ہیں میرا بھی
س میں شامل کر دو،

جب تم اپنے تاروں کو متحرک کرو گے میرا دل
پنی خاموشی کو توڑ دے گا، اور میری زندگی بھی تمہاری
گیت کے ساتھ نغمہ سرائی کرے گی؛

ممکن ہے کہ یہ تار رفتار زمانہ کے ساتھ
کہنہ اور زنگ آلود ہو کر بھیانک اور بے سُرے
بجنے لگیں اور میرا دل ان کی تان پر اپنی ادا دکھلا کر
میرا خیال ہے کہ اگر ان تاروں کو پریم اور محبت
سے صیقل کیا جائے تو یہ خوشنما آواز اور پائیدار
ثابت ہوں گے، ان کی زندگی دوچند ہو جائیگی،
اور تبسم اور ترنم ہمیشہ ان میں روح پھونکتے رہیں گے
ہر خوبصورت نغمے سے وصال پیہم کی تمنا نہ ہو
شوق تو ضرور ہے مگر اتصال پیہم تو محض مطلوب شکی افسردگی
کا باعث بن جاتا ہے اور یہی افسردگی انحطاط جذبات کا
پہلا زینہ ہے؛

محبت دولت سے زیادہ قیمتی ہے؛

بلکہ ان میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے ایک دوسرے
مل کر یہ ایک بڑے داغ میں تبدیل ہو جاتے ہیں
پھر یہ داغ خود بخود چھوٹے چھوٹے داغوں میں تبدیل

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

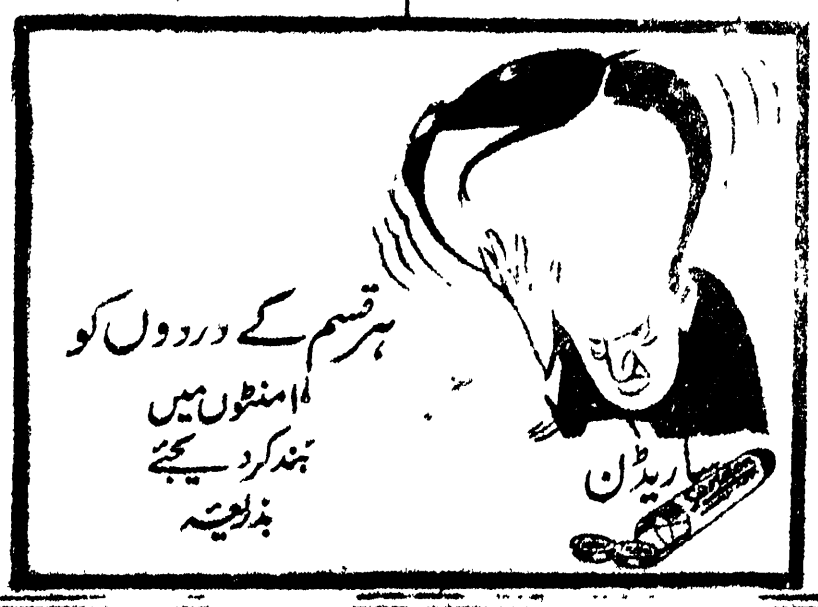

جادو

از اختر ملک آبادی

دو کالی کالی بڑی بڑی بھولی آنکھیں جو کبھی
نیم کے پتوں میں
چھپ جائیں، کبھی کھل
جائیں۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے
کالی کالی بدلیاں چاند
پر چھا جائیں اور پھر چھٹ
جائیں۔ چکنا، چکنا
سیاہ تھوتھن جس
پر ایک لمبی سی زبان
پھسلتی رہتی، اوپر کے
جبڑے ذرا اٹھے ہوئے
روئی کی طرح نرم سفید
دودھ کی طرح سفید کھال۔

رادھا کے پاس ایک اور سندر منہ موجود تھا۔ رادھا بوسے پر چت لیٹی تھی۔ کہنیوں پر اپنا سندر مکھڑا رکھے تھی۔ دوپٹہ ایک طرف ڈھلکا تھا۔ رادھا کا پھول دار لہنگا ٹانگیں کھڑی ہونے کی وجہ سے سرک گیا تھا۔ رادھا کی چکنی، چکنی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں۔ پیروں میں پھول کے کڑے پڑے تھے جو ٹانگیں ہلانے سے بج جاتے تھے ——— رادھا چپ چاپ پڑی، اپنے چہیتے، بے زبان ساتھی، "بندو" کو دیکھ رہی تھی جو اس کے پاس ہی بیٹھا جگالی کر رہا تھا۔

رادھا نے ہاتھ بڑھایا۔ لاکھ کی گلابی چوڑیاں کھنک سے بولیں۔ رادھا بندو کا چرمنے لگی۔ اس کا ہاتھ بندو کے چہرے پر ادھر ادھر پھسلنے لگا۔ اس کی انگلیاں بندو کے چکنے تھوتھن پر پھسلیں، پھر نرم نرم جبڑے پر گئیں، پھر ماتھے پر سے ہوتی ہوئیں گردن پر جا پہنچیں۔ بندو نے جگالی بند کر دی اور منہ اوپر اٹھایا۔ رادھا بندو کی کالی کالی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑے پیار سے کہنے لگی۔

"کیا دیکھ رہے ہو بندو؟" وہ چپ رہا۔ رادھا نے اپنے سینے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ادھر دیکھ رہے ہو؟" رادھا نے ہنس کر بندو کو انگلی دکھائی اور بولی "تمہیں کیا سزا دوں ——— بولو؟"

بندو جگالی کرتا رہا۔ رادھا نے بندو کے لمبے لمبے کان پکڑے اور سر کی۔ بندو نے اپنی لمبی زبان سے رادھا کی ٹھوڑی چاٹ لی۔ رادھا اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگی

"یہ تم نے کیا کیا ——— ہم تمہارا منہ چومیں گے" اور رادھا نے بندو کے کئی چومے لئے۔ بندو کے گلے میں پڑی ہوئی گھنٹیاں بج گئیں۔ ان میں سے ایک میٹھی جھنکار پیدا ہوئی۔ رادھا نے پوچھا۔

"گیت سنو گے بندو۔ میٹھا سا گیت۔" بندو نے ڈکار لی، اور رادھا نے گھنٹیوں کو انگلی سے چھیڑ دیا۔ پھر بندو کے منہ کے پاس منہ لا کر گانے لگی ——

"سکھی ری ——— من کو لے گیا کون ——— من کو لے گیا کون ——— سکھی ری ——— من کو لے گیا کون ———"

پھر کوئی اس کے دل کو مسلنے لگتا۔ اور اسے دیر تک نیند نہیں آتی تھی ——— جلد ہی گاؤں کا ایک نوجوان رادھا کے گرد منڈلانے لگا۔ وہ رادھا کو دیکھ کر گاتا، سیٹی بجاتا، رادھا کو چھیڑتا، اور ابھی رادھا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ وہ "مادھو" سے پریم کرے یا نہ کرے کہ بندو نے اسے اپنی طرف بلا لیا اور رادھا بیچ راستے سے پلٹ آئی۔ جب بندو رادھا کے من میں آ گیا تو وہ مادھو کو بھول گئی۔ اس نے مادھو کے پریم میں سچائی نہیں دیکھی۔ رادھا دیکھ چکی تھی کہ مادھو نے گاؤں کی ایک دوسری ناری سے پریم کیا تھا لیکن بعد کو مادھو اسے بھول گیا تھا۔ اسی لئے آدمی کی بجائے رادھا نے جانور سے پریم کرنا شروع کیا تھا۔ رادھا کو مادھو کے پریم سے زیادہ بندو کے پریم میں سچائی دکھائی دی تھی۔ رادھا سوچتی، آدمی کا پریم دور سے اصلی سونے کی طرح چمکتا ہے۔ لیکن پاس آنے پر نقلی سونے کی طرح مدھم ہو جاتا ہے۔ آدمی کا پریم ایک جلتا ہوا دیا ہے۔ جو ایک پھونک میں بجھ جاتا ہے۔ لیکن جانور، بے زبان جانور تو جیون بھر پریم کرتے ہیں۔ اسی لئے رادھا نے بندو سے پریم کیا تھا۔

جب رادھا باہر جاتی تو بندو اس کے ساتھ ہوتا تھا، وہ مادھو کو جلانے کے لئے بندو کو چومتی، سہلاتی اور ہنس ہنس کر باتیں کرتی تھیں۔ مادھو اسے ٹوکتا تو وہ جھڑک دیتی۔ مادھو کی طرف سے منہ پھیر لیتی۔ یہ باتیں مادھو کو بری لگتی تھیں۔ وہ بندو سے جلنے لگا تھا۔ بندو کو اپنا رقیب سمجھنے لگا تھا۔ بندو اس کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔ جب ایک دن مادھو نے رادھا کو زبردستی پکڑنا چاہا تھا تو بندو نے مادھو کے لات مار دی تھی۔ جس پر رادھا کھلکھلا کر ہنس دی۔ اور مادھو کھسیانا ہو گیا تھا۔ مادھو جان گیا تھا کہ جب تک بندو زندہ ہے رادھا اس سے بات نہیں کرے گی۔ اس لئے مادھو، رادھا کا پریم حاصل کرنے کے لئے بندو کی جان کا دشمن ہو گیا تھا۔ اور موقعہ کی تلاش میں تھا۔

ادھر گاؤں والے رادھا پر ہنسا کرتے تھے۔ وہ کہتے بھلا جانور بھی کہیں پریم کرتے ہیں۔ آدمی کے پریم کا جواب آدمی دے سکتا ہے نہ کہ جانور اور ایسی باتوں پر، رادھا کبھی ہنستی اور کبھی روٹھ جاتی۔ اسی لئے وہ بندو سے اور زیادہ پریم کرنے لگتی۔

ایک دن کام کرتے کرتے جب رادھا کو بندو کا خیال آیا۔ تو دیکھا بندو گھر میں نہیں ہے۔ رادھا سمجھی وہ تالاب پر پانی پینے گیا ہے، وہ بندو کی راہ دیکھتی رہی۔ لیکن جب دیر ہوئی تو رادھا کا دل گھبرانے لگا۔ وہ بندو کی تلاش میں نکلی۔ ادھر ادھر بندو کو پکارا اور جواب نہ پا کر رادھا کنویں کی طرف ہو لی۔ کنویں کے پاس لمبے لمبے آم کے پیڑ کھڑے تھے جو رادھا کو گھور رہے تھے اندھیرا بڑھ رہا تھا۔ اس نے آگے جا کر پکارا تو دور سے کسی کے آہ کارنے کی آواز آئی۔ وہ ادھر دوڑی۔ دیکھا بندو بیٹھا ہے اور پیر بری طرح زخمی ہے۔ برابر خون بہہ رہا ہے رادھا نے یہ دیکھا تو چلا پڑی۔

"یہ کیا ہوا بندو ——— یہ خون کیسا ——— یہ گھاؤ کیسا ——— تمہیں کس نے ستایا ہے بندو ——— تم نے مجھے کیوں نہیں بلایا بندو ———"

رادھا کی دردناک چیخیں سنسان گاؤں میں ادھر ادھر پھیل گئی تھیں، رادھا کی کالی کالی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا امنڈنے لگے۔ وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ رادھا کی چیخوں نے شاید آم کے پیڑوں کو بھی متاثر کر دیا وہ اس طرح کھڑے تھے جیسے کوئی سپنا دیکھ رہے ہوں۔ پھر رادھا نے اپنی دوپٹہ سے بندو کا خون پونچھا پھر بندو کی آنکھیں پونچھ کر کہنے لگی ——— "نہ رو بندو! ایشور اس کا بدلہ لے گا، تمہارے پیر ہی نہیں میرے دل پر بھی گھاؤ ہے جس نے یہ کام کیا ہے وہ کبھی سکھی نہ رہ سکے گا۔ بے زبان جانور کو ستانا اچھا نہیں ہوتا۔ آؤ بندو گھر چلیں۔"

رادھا نے کسان کی مدد سے بندو کو کھڑا کیا بندو لنگڑاتا ہوا گھر پہنچا۔ رادھا نے ہلدی پیسی اور بندو کی ٹانگ پر باندھ دی۔ اسے یہی فکر تھی کہ بندو پھر سے اچھا ہو جائے۔

رادھا کو اپنی فکر نہ تھی۔ بندو کا خیال تھا۔ رادھا کے ماں باپ اس کا غم بہلانے کی کوشش کرتے اور اسے سمجھاتے لیکن اس کے دل کا گھاؤ اچھا نہ ہوا۔

بندو دن بدن دبلا ہوتا جاتا تھا۔ یہی حال رادھا کا تھا۔ جب بندو کھاتا تو رادھا بھی کچھ کھا لیتی تھی۔ رادھا کی ماں بندو کے پاس بیٹھ کر کہتی۔

"بندو۔ تھوڑا دانہ کھا لو، دبلے ہوتے جاتے ہو، رادھا بھی سوکھتی جاتی ہے۔ کھا لو بیٹا۔ تھوڑا سا دانہ کھا لو تاکہ رادھا بھی تھوڑا سا کھانا کھا لے" رادھا کو بندو کی فکر تھی اور رادھا کی فکر اس کے ماں باپ کو تھی، کیونکہ رادھا ہی ان کے گھر کا اجالا تھی ——— رادھا ہی ایسی لڑکی تھی

جب رادھا، بندو کی مرہم پٹی کرتی تو بندو رادھا کے گال چاٹتا رہتا تھا جس پر رادھا بندو سے کہتی: "جلدی سے اچھے ہو جاؤ۔ نہیں تو تمہارے بنا رادھا بھی نہ جئے گی" اور بندو کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگتے تھے جنہیں رادھا اپنے دوپٹے سے بار بار پونچھ دیتی تھی۔

لیکن بندو اچھا نہ ہوا۔ اس کے گھاؤ میں پیپ پیدا ہوا۔ اور پھر ایک دن وہ مر گیا ——— رادھا بندو کو مرے دیکھ نہ سکی اور بیہوش ہو کر گر پڑی

رادھا بیمار تھی، رادھا کا باپ اپنی چہیتی [illegible]

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحہ سے

زندگی بچانے کے لئے ادھر ادھر دوڑ رہا تھا اور رادھا کی ماں کہتی:۔

"بیٹی! جانور سے اتنا پریم! میں تیرے لئے ایک نہیں دو بچھڑے لادوں گی، ہمارے اوپر ترس کھا؛ ہمارا جیون تو تمہارے جیون کے ساتھ ہی بیٹی۔ نبدو تو ہزاروں مل جائیں گے۔ لیکن بیٹی تمہیں کچھ ہو گیا تو ہمیں رادھا کہاں ملے گی؟"

رادھا جب قصبہ کے ہسپتال گئی تو ڈاکٹر نے بھی رادھا سے اسی قسم کی باتیں کہی تھیں۔ ڈاکٹر نے رادھا کو دیکھنے کے بعد کہا تھا۔

"میں نے جانور سے کبھی تمہاری طرح پریم کرتے نہیں دیکھا۔ تم جانور کے لئے اپنا جیون دینے پر تلی ہو۔ بڑا کرتی ہو تمہیں اپنے ماں باپ پر کچھ بھی ترس نہیں آتا۔ پاگل نہ بنو جیو کیونکہ تمہارے ساتھ ساتھ دو اور جیون مٹے جا رہے ہیں ——"

ڈاکٹر کے جملے رادھا کے دل میں کھٹکنے لگے تھے۔ رادھا کہتی تھی نبدو کو بھی تو ایک آدمی نے مارا تھا آدمی کو ایشور نے بدھی دی ہے۔ لیکن بے زبان نبدو کی ٹانگ توڑتے وقت آدمی کی بدھی کہاں چلی گئی تھی۔

اسی لئے رادھا کو مادھو سے اور زیادہ نفرت ہو گئی تھی۔ اب رادھا کو اور یقین ہو گیا تھا۔ کہ آدمی کبھی پریم نہیں کرتا۔ اس کے پریم میں کبھی سچائی نہیں ہوتی اس لئے نبدو کے مرنے کے بعد رادھا نے ہر اس آدمی کو ٹھکرا دیا تھا جس نے رادھا سے پریم کرنا چاہا تھا۔

بڑی مشکل سے رادھا کا جیون بچ گیا تھا۔ اب وہ اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے ماں باپ کے لئے زندہ تھی۔ گاؤں والے تو رادھا کو پاگل کہنے لگے تھے جانور کے پریم کے لئے جیون کی بازی لگانا پاگل پن نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

رادھا کے دل میں اب نبدو کی یاد باقی تھی۔ خود نبدو تو اس سے چھن گیا تھا۔ اب بھی رادھا جب آنکھیں بند کر لیتی تو نبدو کو اپنے قریب پاتی، وہی کالی کالی آنکھیں اب بھی رادھا کو گھورا کرتی تھیں۔ وہ جدھر نظر اٹھاتی اسے نبدو دکھائی دیتا تھا۔ رادھا نبدو کو نہیں بھولی تھی!!

کچھ دنوں کے بعد رادھا کے ماں باپ نے رادھا کا ایک ٹھکانے بیاہ پکا کر لیا۔ رادھا اکثر من ہی من میں سوچا کرتی تھی کہ اس کا ہونے والا پتی بھی آخر آدمی ہی ہے۔ اس کے پریم میں بھی نبدو کے پریم کی سی مٹھاس، اصلیت اور بے غرضی نہ ہوگی۔ آدمی ایک سے پریم کرتے کرتے دوسری طرف بھی ڈھلک جاتے ہیں اور یہ بات رادھا کو پسند نہ تھی۔ اس کو نبدو نے سچا اور کبھی نہ ختم ہونے والا پریم سکھایا تھا —— رادھا ڈرتی تھی کہ اس کا پتی بھی شاید کبھی نہ ختم ہونے والا پریم کر سکے۔

رادھا نے پریم کا ساگر پیا تھا، چند قطروں سے اسکی پیاس کیونکر بجھ سکتی تھی۔ جب رادھا یہ سوچتی تو خود سے کہتی کہ پھر وہ بیاہ کیسے کر سکتی ہے۔ جب بیاہ کی نیو پریم پر نہیں ہوتی۔ رادھا نے تو یہی دیکھا تھا کہ پریم کو شادی میں کوئی دخل نہیں ہوتا، اور وہ یہی دیکھتی آتی تھی کہ بیاہ پریم سے نہیں ہوا کرتے بلکہ بیاہ ہوتے ہیں روپے سے۔ طاقت سے اور ایسے کھوکھلے بیاہوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہونے والے پتی اور پتنی میں پریم بھی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بیاہ کے بعد بہت سے گھر اجڑ جاتے ہیں، بستیاں ویران ہو جاتی ہیں، کیونکہ بیاہ کے بعد دو جسم تو ضرور مل جاتے ہیں لیکن دل نہیں ملتے اس لئے بیاہ جسموں کا ہوتا ہے دلوں کا نہیں۔

رادھا کو ہونے والے پتی سے کوئی پریم نہ تھا اور نہ اس کے پتی کو اس سے لیکن پھر بھی دونوں کا بیاہ رچایا جانے والا تھا —— جس کے لئے نہ رادھا تیار تھی اور نہ شاید اس کا پتی —— رادھا کے دیس میں ایسے ہی کھوکھلے بیاہوں کا رواج تھا ——

ایسا ہی بے رنگ بیاہ رادھا کا بھی ہونے والا تھا۔ دیکھنے میں بیاہ، دلوں کا بیاہ لیکن اصلیت کچھ بھی نہیں —— رادھا سوچتی ایسے بیاہوں سے کیا فائدہ، ایسے جھوٹے بیاہوں کے ڈھنگ نہ معلوم روز از کتنے رچے جاتے ہیں۔ اور نہ معلوم کب تک رچتے رہیں گے۔

رادھا کے بیاہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں، اس کے ماں باپ اگرچہ غریب کسان تھے جن کے ہاتھ میں سب کچھ ہوتا ہے، سونا چاندی، سب کچھ لیکن ان کی کوٹھیاں چھوٹی کوڑی بھی نہیں ہوتی، وہ دوسروں کو تو مالا مال کرتے ہیں لیکن انکے گھر میں ہمیشہ مفلسی ناچ کرتی رہتی ہے۔ ان پر تو "چراغ تلے اندھیرا" والی مثل پوری اترتی ہے —— لیکن پھر بھی رادھا کے ماں باپ نے رادھا کا بڑی دھوم دھام سے بیاہ کیا اور رادھا کو اپنے ہاتھوں سے دوسروں کے حوالے کر دیا۔

بیاہ کے بعد رادھا نے بھی کوشش کی کہ وہ جگن سے پریم کرنے لگے اور جگن کے دل میں اپنی محبت پیدا کر دے۔ تاکہ جیون سکھ سے کٹے۔ رادھا جانتی تھی کہ اسکی یہ دوسری زندگی اس بات پر منحصر ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو پریم کرنے لگیں اور ایک دوسرے کے پریم میں کھو جائیں۔ یہاں تک کہ انہیں اپنی سدھ نہ رہے۔ جب ہی تو پریم کا مزہ ہے —!

رادھا نے ہمیشہ جگن کو خوش رکھنے کی کوشش کی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا فرض کیا ہے اسے تو یہ سکھایا گیا تھا کہ پتی کے لئے اپنا جیون تک بھی دے دینا چاہئے۔ رادھا اسکی خوشی کو خوشی سمجھ کر دکھ کو اپنا دکھ سمجھ کر سہے۔

پتی کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والی رادھا اسکی خوشی کو خوشی ہی وہ دنیا میں دیکھ رہی تھی۔ یہی رادھا نے اپنے گھر میں دیکھا تھا۔ لیکن جب رادھا نے دیکھا کہ جگن اسے نہیں چاہتا ہے۔ اس سے پریم نہیں کرتا ہے تو اسے بہت ہوا۔ اب وہ جس کے لئے جی رہی تھی، وہی اس سے روٹھا، روٹھا رہے۔ رادھا نے یہ بات بھی معلوم کر لی کہ جگن، استری کو انڈی سمجھتا ہے اور اس کے نزدیک استری سے پریم کرنا پاپ ہے۔ جگن کو صرف ایک عورت کی ضرورت تھی۔ پریم کرنے کے نہیں صرف گھر کا کام کرنے کے لئے اسی لئے جگن رادھا کو بیاہ کر لایا تھا —— بیاہ کی بنا خوشی نہ کہ پریم —!

رادھا یہ بھی سہہ لیتی۔ لیکن جگن اسے مارتا تھا اس سے بری طرح کام لیتا تھا۔ ڈانٹتا، گالیاں دیتا جیسے رادھا آدمی ہی نہ تھی، اسکے جذبات ہی نہ تھے لیکن ایسا نہ تھا۔ رادھا سب کچھ سہنے کو تیار تھی صرف ایک چیز کی بھوکی تھی اور وہ تھا پتی پریم۔

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

اسٹیڈ

گراموفون کی سوئی

مشہور میکرزی کارٹنی کے ساتھ زیادہ اونچی آواز کے لئے بنانے والے ہیں اسٹیڈ اینڈ کمپنی لمیٹڈ شیفیلڈ

زمین آسمان کا فرق، ایک حیرت انگیز دوائی کا کرشمہ

(ایک سچا واقعہ)

یوں تو بہت سی چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہو سکتا ہے لیکن میری حالت میں ایک حیرت انگیز دوائی نے جو فرق پیدا کیا ہے وہ زمین آسمان کے فرق سے بھی زیادہ ہے پہلے میں غلط کاری اور بے اعتدالی سے کمزور اور نیم مردہ ہو گیا تھا میرا چہرہ سرد اور دل ڈوبا ہوا آنکھیں زرد، اداس اور زندگی جوانی کی ترنگوں سے خالی ہو چکی تھی لیکن اب میں پھر اٹھا ہوں، اب چہرہ سرخ، دل امنگوں سے بھرا ہوا، آنکھوں میں نور، دل جوانی کے جوش سے لبریز ہے۔ یہ سب پرکیم ٹبی کا کرشمہ ہے اب میں نے موذی امراض میں مبتلا لوگوں اور خلق خدا کے فائدے کے لئے دوا کو عام کر دیا ہے اور سالہا سال سے محض لاگت کے داموں پر ملک کے کونے کونے میں اس کے فائدوں کا ڈنکا بج رہا ہے پرکیم ٹبی میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ڈالی جاتی۔ یہ دوا صحت کا پتلا پن، سوزاک، ذیابیطس، جریان، پیشاب کے قبض یا بعد سفید رطوبت کا آنا، سستی، کمزوری، ناموری، اور یادداشت کی کمی، دمہ، کھانسی، عورتوں کے سفید پانی، رطوبت کا آنا وغیرہ جملہ اقسام کی مردانہ زنانہ بیماریوں کو چند ہی دنوں میں جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور رگ رگ میں نئی زندگی بھر دیتی ہے۔ ۴۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۳/۸/- ۴۰ دن کی پوری خوراک یعنی ۸۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۵/۱۰/- ڈاک خرچ دو پیکٹ ۱۳/- غیر ممالک کے لئے اس کی قیمت دس شلنگ ہے جو منگی ضروری ہے۔

پرکیم ٹبی کی باتیں لوگوں کی رائے۔ آر۔ اے۔ سی چٹرجی آنریری مجسٹریٹ اور چیئرمین کارٹون ریسرچ سکالر سے تحریر فرماتے ہیں۔ آخری بار منگائی ہوئی دوا نے خوب فائدہ کیا، ایک دوسرے مریض کے لئے ۸۰ گولی اور روانہ فرمایئے۔ سید عادل شاہ زیور رانا ڈاک خانہ سلطانپور ضلع شیخپور سے تحریر فرماتے ہیں "عرصہ گذرا آپکے دواخانہ سے پرکیم ٹبی منگا کر ایک مریض کو استعمال کرائی اور مریض خدا کے فضل اور آپ کی مہربانی سے اچھا ہو گیا۔ اب اسکے تین بچے بھی ہیں۔ (۳) جمنا داس چمو کر کا ارشاد ہے کہ "پرکیم ٹبی" دھاتوں کے پتلا پن اور بیسیوں قسم کے جریان کے لئے اکسیر ہے اسی طرح سے ہمارے پاس بے شمار تعریفی خطوط آیا کرتے ہیں جو کمپنی میں موجود ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ بابو شیام لال رئیس پرکیم ٹبی آفس نمبر ۵۱۵ دھن کٹی کانپور

دہلی ایجنٹ:۔ گرگ اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی و آگرہ ایجنٹ:۔ کرمبی گرگ اینڈ کمپنی

لِلی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی

کلکتہ —— اور —— بمبئی

جنجی کا تاریخی قلعہ

(از مسٹر این، آر آما کرشنا)

[illegible] ہوتا ہے جو [illegible] کے ٹنڈیوانم تعلقہ [illegible] کا ایک حصہ ہوتا ہے جس کے ماتحت [illegible] کے ماتحت ہوتے ہیں) بنگال میں اسے جاگیر کہتے ہیں، یہ جگہ ٹنڈیوانم قصبہ سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے، ٹنڈیوانم قصبہ ریل سے ترچناپلی کی ساؤتھ انڈین ریلوے لائن پر ایک اسٹیشن ہے یہ جگہ تاریخی اسباب کی وجہ سے دلچسپی کا باعث ہے؛

جنجی کا قلعہ تین پہاڑیوں سے بنا ہوا ہے جن پر مضبوط چھپہ بندی کی ہوئی ہے اس پہاڑیوں کو راجہ گری، کرشنا گری اور چندرایا درگ کہتے ہیں یہ تینوں پہاڑیاں فصیل کے ذریعہ ملی ہوئی ہیں، ان تینوں پہاڑیوں میں سے قابل ذکر راجہ گری ہے جس پر قلعہ تعمیر کیا ہوا ہے یہ تقریباً پانچ چھ سو فٹ اونچی ہے یہ پہاڑی ڈھلواں ہے اور ایک بڑے باہر کی طرف نکلے ہوئے ٹیلہ میں ختم ہو جاتی ہے اس کا رخ جنوب کی جانب ہے یہ خیال کے میدان تک ایک ڈھلوان صورت میں چلی گئی ہے، قلعہ ٹیلے کی چوٹی پر بنا ہوا ہے راستہ میں ایک تنگ اور گہری غار کے حائل ہو جانے کے باعث چوٹی تک پہنچنا نہایت دشوار ہو گیا ہے دیگر اطراف سے تو اس پر پہنچنا بالکل ہی ناممکن ہے کیونکہ چٹان کے پہلو بہت اونچے ہیں، غار کے اس طرف تین دیواریں بنائی گئی ہیں، ہر ایک دیوار تقریباً پچیس فٹ بلند ہے یہ دیواریں ایک دوسرے کے پیچھے کچھ کچھ فاصلے پر بنی ہوئی ہیں، جس سے اس جانب سے حملہ کرنا ناممکن ہو گیا ہے، چوٹی تک پہنچنے کے لئے ان تین دیواروں میں سے بہت سے دروازے بنائے گئے ہیں لیکن بالکل چوٹی پر چٹان کا ایک حصہ باقی تمام پہاڑی سے ایک ۲۴ فٹ چوڑی اور ساٹھ فٹ گہری درز کے ہونے سے بالکل جدا ہے قلعہ تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ اس درز کو عبور کر کے جانے کا ہے چٹان کی مورچہ بندی کرنے والوں نے اسے مصنوعی طریقہ سے ایک لکڑی کے پل میں سے گذار کر لمبا اور اونچا بنا لیا جس سے قلعہ میں داخل ہونے کا صرف ایک ہی راستہ پل سے تقریباً تیس گز کے فاصلے پر ایک دروازے کے ذریعہ رہ گیا۔ اس دروازے کا رخ پل کی طرف ہی ہے اس میں پہلو پر دیواریں بنی ہوئی ہیں جن میں بندوقیں لگانے کے لئے سوراخ ہیں

یہ کہنا مبالغہ آمیزی نہیں ہے کہ اس زمانہ میں جنگ کے دوران میں اس دروازے پر دس ہزار آدمیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف دس آدمی کافی تھے۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قلعہ کس نے تعمیر کرایا لیکن راجوں اور قلعہ کی ساخت سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسے وجے نگر خاندان کے بادشاہوں نے بنوایا تھا "مورٹیلو میناروں" سے ایسا پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کام یورپین انجینئروں وغیرہ کی نگرانی ہوا تھا۔ مورچہ بندی کی فصیلیں جو کہ تین پہاڑیوں کی درمیان کی گھاٹی کو عبور کرتی ہیں مختلف وقتوں میں ان فصیلوں کا سات مربع میل کا رقبہ گھرا ہوا ہے ابتدائی حالت میں ان میں سے ہر ایک سنگلاخ کی پانچ فٹ موٹی دیوار تھی جس میں چھوٹے چھوٹے بے گھڑے کھرے پتھر بھرے ہوئے تھے، لیکن بعد میں ایک مٹی کی بھاری فصیل جو کہ تقریباً پچیس سے تیس فٹ تک موٹی تھی، بنائی گئی اس فصیل میں اندر کی جانب پتھر گارڈ دئے گئے تھے کچھ کچھ فاصلہ پر اس فصیل میں "بیرکیں" اور محافظوں کے کمرے بنے ہوئے ہیں؛

کھنڈرات!

قلعہ کے احاطہ میں بہت سے کھنڈر ہیں، ان کھنڈروں میں مندر اور کلیانا منڈپ (کلیانا محل) کھیلوں اور سیر و تفریح کے اسکول اور اناج کے گودام ہیں، بہت سے منڈپ یعنی محل پتھر کے ستونوں پر بنے ہوئے ہیں اور کرشنا گری پہاڑی کی چوٹی پر ایک بڑا اناج کا گودام بنا ہوا ہے؛

ان تمام کھنڈروں میں سے سب سے اعلیٰ اور دلچسپی کا باعث کلیانا محل ہے اس میں ایک مربع بادشاہی محل ہے جو کہ گورنر کی باندیوں اور لونڈیوں وغیرہ کی رہائش کے کمروں سے گھرا ہوا ہے محل کے بیچ میں ایک ہشت منزلہ مربع مینار ہے، مینار کی بلندی اسی فٹ ہے، اور اس کی چھت مخروطی شکل کی ہے، پہلی چھ منزلیں ایک ہی نمونے کی ہیں، ہر ایک منزل میں ایک محراب دار برآمدہ ہے، جو کہ آٹھ فٹ مربع کمرے کے گرد بنا ہوا ہے، ہر ایک منزل دوسری کے ساتھ چھوٹی چھوٹی سیڑھیوں کے ذریعہ ملی ہوئی ہے ساتویں منزل کے کمرے کے گرد برآمدہ نہیں ہے لیکن ایسی علامات پائی جاتی ہیں کہ یہاں پر بھی پہلے برآمدہ تھا، دوسری دلچسپ چیزیں، راجہ کا غسل کرنے کا پتھر وغیرہ ہیں؛

راجہ گری پہاڑی سے کچھ فاصلہ پر جنوب کی جانب ایک پہاڑی ہے، جسے چکلی درگ کہتے ہیں، اس کی چوٹی پر بڑی مضبوط قلعہ بندیاں کی ہوئی ہیں لیکن یہ پناہ گاہیں اور قلعہ بندیاں دوسری پہاڑیوں سے ملی ہوئی نہیں ہیں؛

کرشنا گری

راجہ گری پہاڑی سے تھوڑے فاصلے پر کرشنا گری پہاڑی ہے جس پر راجہ گری پہاڑی شمال مشرق کی جانب بہت اعلیٰ قلعہ بندیاں کی ہوئی ہیں، ایک زینہ کے ذریعہ آپ اس کی چوٹی پر نہایت آسانی سے پہنچ سکتے ہیں، باعث کشش جگہیں اس کی چوٹی پر ایک منڈپ ہے، چوٹی پر ایک مسمار مندر اور کئی ٹھنڈی اور سرد جگہیں بھی ہیں، ان سرد جگہوں کا مقابلہ ہم بخوبی زمانہ جدید کے "ایر کنڈیشنڈ" کمروں سے کر سکتے ہیں جنہیں کہ ہم گرمیوں میں استعمال کرتے ہیں، غالباً بادشاہ دن کے گرم گھنٹوں کے دوران میں یہاں پر ہی رہا کرتے تھے، یہاں پر ایسے چشمے ہیں جن سے برف کا ٹھنڈا کیا ہوا پانی ہر وقت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس پہاڑی کی چوٹی کا اناج کا گودام بھی قابل ذکر ہے، چوٹی پر سے راجہ گری اور چکلی درگ پہاڑیاں بخوبی نظر آتی ہیں گہری خندقیں کھائیاں اور قلعہ بندیوں کی چوڑی دیواریں بھی چوٹی پر بآسانی دیکھی جا سکتی ہیں؛

تاریخی واقعات!

جنجی، وجے نگر کے بادشاہوں کا ایک اہم اور مضبوط قلعہ بندیوں سے آراستہ مقام تھا پندرھویں صدی کے اختتام پر ان کی طاقت پورے زور و شور پر تھی، ان کی حکومت کو ۱۵۶۴ء میں مسلمان بادشاہوں نے تالیکوٹ کی لڑائی میں شکست دی اور قابض ہو گئے، ۱۶۳۸ء میں بیجاپور کے سپہ سالار نے اس پر قبضہ کر لیا۔ بیجاپور کی فوج کا سردار، جس نے اس قلعہ پر قبضہ کیا تھا شاہ جی جن کے لڑکے شیواجی تھے، ۱۶۷۷ء میں شیواجی نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا اور یہ قلعہ مرہٹوں کے قبضہ میں اکیس سال تک رہا۔ دہلی کے بادشاہ نے ۱۶۹۰ء میں اس کا محاصرہ کر لیا، اور آٹھ سال کے محاصرے کے بعد اس پر قابض ہو گیا، ۱۷۵۰ء میں فرانسیسیوں نے اس پر قبضہ کر لیا، اور گیارہ سال یہ انہیں کے قبضہ میں رہا ۱۷۶۱ء میں یہ قلعہ حیدر علی کے قبضہ میں آ گیا یہ قلعہ صحت کے لحاظ سے کرناٹک کی سب سے خراب جگہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ جگہ اب ویران ہو گئی ہے لیکن حکومت ہر سال کچھ روپیہ کھنڈرات کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے صرف کرتی ہے؛

راجہ دے سنگھ کا گیت

جنجی قابل لوگوں کا ہر دلعزیز قصبہ ہے جس کی وجہ ہر دلعزیز گیت ہے جس کو اب بھی چلتے پھرتے گنگناتے ہیں

(باقی صفحہ (۲۰) پر)

ہمارا ذوق نظر کیا ہوا!
(از جناب [illegible])
[illegible]
ہمارا دل کا جواب ہو نہ سکا
[illegible]
ہمارا ذوق نظر کیا ہوا!
[illegible]
ہمارا دل کا جواب ہو نہ سکا
[illegible]
ہمارا ذوق نظر کیا ہوا!
[illegible]
ہمارا دل کا جواب ہو نہ سکا
[illegible]
ہمارا ذوق نظر کیا ہوا!
[illegible]
ہمارا دل کا جواب ہو نہ سکا

پچھلے صفحہ سے

اس گیت میں راجہ دے سنگھ کی کہانی ہے، گیت کے بموجب دے سنگھ جنگی کا نوجوان تھا اور اس کا کسی کو بھی جواب نہ دیتا تھا، اور کسی نے اس کا خراج وغیرہ سب کچھ معاف کر دیا تھا کیونکہ اس نے ایک گھوڑے کو اپنی مہارت سے قابو میں کر لیا جس پر کوئی سوار نہ ہو سکتا تھا۔ اور نگزیب اس سے بہت خوش ہوا اور انعام کی صورت میں اس کا خراج وغیرہ معاف کر دیا، اورنگ زیب کا نواب دے سنگھ سے حسد کرتا تھا، اور جب دے سنگھ نے اس خراج دینے سے انکار کر دیا تو نواب اورنگ زیب نے اس پر حملہ کر دیا جنگ کے دوران میں راجہ مارا گیا۔ رانی ستی ہو گئی، نواب نے اس کے نزدیک نوجوان رانی کی یاد میں ایک شہر بسایا جس کا نام رانی پور رکھا۔

قلعہ سے تین میل کے فاصلہ پر ساتھ والی پہاڑی پر رانگنا ناتھ مندر ہے، اس مندر میں رانگنا ناتھ کا ایک بڑا بت ہے جو کہ پچیس فٹ لمبی ایک ہی چٹان کو تراش کر بنایا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تمام حصہ یعنی بت سمیت پورا کے ایک ہی چٹان میں سے کاٹا گیا ہے، نو سیڑھیوں کے ایک زینہ سے چوٹی تک جا سکتے ہیں

قلعہ کے احاطہ میں ایک مندر ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر بھی رانگنا ناتھ کا بت تھا لیکن اب وہاں کوئی بت نہیں ہے مندر کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا ہے لیکن اب بھی کچھ ستون اور منڈپ ہیں جن پر عاشقی کی ہوئی ہے۔

[illegible] دیا جسے سفنکر آبادی کہتے ہیں اس کے ارد گرد کے کناروں پر بہت سے منڈپ اور مینار ہیں مگر سب کھنڈرات بن گئے ہیں ان کا دور سے جو کہ اجے نگر کے بادشاہوں اور حکمرانوں کی بنائی ہوئی عمارتوں کا ہے۔

ایک عربی گیت کا ترجمہ

اب کھجوروں کی فصل تیار ہونے کو ہے سرسبز و شاداب نخلستانوں سے ہمارا مالک ہمیں بہترین رزق دے گا،

اب ہمارے اونٹ فربہ ہو جائیں گے اور ہماری بکریوں کا دودھ تر ہو جائیگا، رنگستانوں کی گرد جھلسا دینے والی دھوپ میں جب چل چل کر قافلے تھک جائیں گے تو سرسبز و شاداب کھجوروں سے لدی ہوئی ہمارے باغ میں اس درماندہ قافلہ کی مہمان نوازی کریں گے درختوں کے پھل کھانے کو اپنا سایہ دینے کو اور اپنا شیریں پینے کو ان کی خدمت میں پیش کریں گے، اور وہاں اس کے قریب صاف و شفاف پہاڑی چشمہ بھی جس کی روانی اور شفافی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے اپنی مستانہ آواز اور دلکش صدا سے ان کو بلائیگا۔ اور ان کے جھلسے ہوئے جسموں کو ٹھنڈا اور ان کے پیاسے بدن کو سیراب کرے گا۔ اس وقت ہم اپنے ان مہمانوں کے ساتھ مل کر ایک گیت گائیں گے ایسا گیت جو فضا کو خوشی اور جشنوں کو بے چین کر دے گا اور ہمارے مہمان نواز باغ مستی سے جھوم اٹھیں گے، تب ہم سب کے سب ایک آرام دہ خواب میں مصروف ہو جائیں گے،

ایک ایسے آرام دہ خواب میں جو بعد میں پھر کبھی نصیب نہیں ہوگا۔

جانے یہ وہ گیت کیا ہوگا؟

کاش تم بھی سمجھ سکتے!

دلچسپ معلومات!

مغربی لباس نقصان دہ ہے

امریکہ کے طبی رسالہ قومی صحت میں ایک ڈاکٹر نے مغربی لباس پر سخت نکتہ چینی کی ہے اور بہت سے کہا ہے کہ لباس سے جسم کو ضرر پہنچتا ہے اور انسانی عمر کم ہوتی جاتی ہے،

مغربی باشندہ پاؤں میں موزے پہنتا ہے اور اسکے اوپر ٹانگوں میں ڈرار پہنتا ہے اور اوپر گارٹر کس کر پاؤں کو بھاری بوٹوں سے پاؤں کو اسیر کر دیتا ہے اور پھر پتلون کس لیتا ہے کندھوں کو گیلس قابو میں کر لیتے ہیں، اور گلے کو کالر اور نکٹائی اس تمام فیشن کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم کے دوران خون میں رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں اور صحت پر مضر رساں اثر پہنچتا ہے، جو کام کرنے والے ہیں جن کے جسم مضبوط ہیں جن کا خیال کسی طرف کو رہتا ہے وہ اس فیشن کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے، کرنٹ اور نپلین کے ایک ماہر کا رائے اور دوسرے سے ثابت کیا ہے کہ طویل العمری کا باعث ایک یہ بھی ہے کہ ایسے اصحاب جسم کو بیجا چست و چالاک نہیں بنائے رکھتے اور ڈھیلا ڈھالا لباس اختیار کرتے ہیں،

اغوا یا شادی؟

اگر کوئی لڑکی اپنی مرضی سے کسی نوجوان کیساتھ بھاگ جاتی ہے تو اسے بڑی بے عزتی کی بات خیال کیا جاتا ہے لیکن جزیرہ بوتمیا میں قدیم زمانہ کی ایک ایسی عجیب غریب قوم آباد ہے جن کے ہاں لڑکی کا بھاگ جانا یا اسے اغوا کر کے لیجانا انتہائی عزت کی بات خیال کی جاتی ہے چنانچہ اس قوم کا یہ عام قاعدہ ہے کہ جب لڑکیاں جوان ہو جاتی ہیں تو وہ کسی نوجوان سے وابستہ ہو کر اس سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ اسے اغوا کر کے لیجائے، نوجوان لڑکی کی خواہش کے مطابق اسے اغوا کر کے لیجاتا ہے اور لڑکی والوں کو کسی ذریعہ سے یہ اطلاع بھجوا دیتا ہے کہ وہ ان کی لڑکی کو اغوا کر کے لیجا رہا ہے اس اطلاع کے ساتھ ہی لڑکی والوں کے ہاں شادیانے بجنے لگتے ہیں، اور جب نوجوان اغوا شدہ لڑکی کو واپس لیکر آتا ہے تو اس پر خوشیاں منائی جاتی ہیں

صفحہ ۱۶ سے آگے

رکھنے والے وہ اشخاص امداد دے جو مدد دینا چاہیں جنرل سیکرٹری نارتھ بہار کوآرڈینیٹنگ ریلیف کمیٹی پٹنہ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں)

(کاپی رائٹ نیشنل پریس سنڈیکیٹ انڈیا)

بہار کی امداد کیلئے ڈاکٹروں کی اپیل

انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے جلاس میں جو ۱۴ اور ۱۵ اکتوبر کو منعقد ہوا تھا ایک ریزولیوشن کے ذریعہ ڈاکٹروں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ بہار کے ان علاقوں میں کام کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کریں جہاں ہیضہ اور ملیریا کی وبا پھیلی ہوئی ہے ایسوسی ایشن نے ایسے ڈاکٹروں کے معاوضہ وغیرہ کا فیصلہ بھی کر دیا ہے اپیل میں کہا گیا ہے کہ ایسوسی ایشن ڈاکٹروں کی فوری ضرورت ہے انہیں تین چار ماہ تک کام کرنا ہے اس سلسلہ میں ایسوسی ایشن کے آنریری جنرل سیکرٹری سے خط و کتابت کی جائے ایسوسی ایشن نے سیلاب کے دبا زدہ علاقوں کے لئے ۱۰ روپے کی رقم دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

اپنے بالوں کو قائم رکھئے

کامینیا آئل (رجسٹرڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول سمجھیے
جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔
بال کا گرنا بند، سفید ہونا بند
لاکھوں کا مرغوب بالوں کا تیل
یہ آپ کے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑھاتا بھی ہے۔
ہر جگہ فروخت ہوتا ہے

دل بہار آئل (رجسٹرڈ)

اس میں کامینیا کے ہی اوصاف موجود ہیں مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں
ہر جگہ مل سکتا ہے

سول ایجنٹس

دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی
بمبئی ۳

Allenburys

FAMOUS PRODUCTS

ماضی کی طرح پورے اطمینان کے ساتھ اب بھی ہندوستان میں ہمارے دوستوں کو ایلن اینڈ ہنبریز کی بہت سی تیار کردہ اشیاء ملتی ہیں۔ حالانکہ جنگ کے باعث بہت سی چیزیں بالکل نہیں ملتیں اور بہت سی چیزیں محدود ہیں۔ پھر بھی حالات کے اجازت دینے پر پھر سے ان اشیاء کی بہم رسانی کی پوری کوشش کی جائے گی۔

Allenburys

FOODS · FEEDERS · RUSKS
MALIBORANGE · BYNIN AMARA
PASTILLES · LIXEN · CASTOR OIL

Allen & Hanburys, Ltd.
(Incorporated in England)
CLIVE BUILDINGS, CALCUTTA

(صفحہ ۱۲ سے آگے)

لیکن رادھا کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ رادھا کے بیٹے مٹ گئے تھے۔ رادھا نے خود کو ایک ویرانے میں پایا جس میں سے اب وہ کسی طرح بھی نہیں نکل سکتی تھی۔

اب بھی کبھی کبھی جب رادھا اکیلی جب پرانی یاد آتی تو اسے بندو کی یاد ضرور آتی تھی۔ جو اس کا بچپن کا ایک سچا دوست، لیکن بندو کی قدر کسی نے نہ کی اور اسے ادھوا جیسے آدمی نے مار ڈالا تھا لیکن جدائی کے پریم کی آگ اب بھی وہ اپنے دل کی تہوں میں سلگتے پاتی تھی۔

ایک دن رادھا جب بہت اداس تھی۔ پرانی باتیں اسے یاد آ رہی تھیں۔ رادھا پانی کا بھرا ہوا گھڑا لے کے کنوئیں سے لوٹ رہی تھی۔ رادھا سے چلا نہیں جاتا تھا۔ اس کا پیر بھاری تھا لیکن اس پر بھی رادھا کو گھر کا کام دیکھنا پڑتا تھا۔ رادھا کا سانس پھول گیا تھا۔ تو کنوئیں پر گھڑے کو اتار کر پیڑ کی جڑ سے لگا دیا اور خود بھی وہیں بیٹھ گئی۔

شروع گرمیوں کے ہلکے پھلکے دن تھے۔ شام ہونے کو آئی تھی۔ آم کے پیڑوں میں کیریاں پک گئی تھیں جن کی خوشبو ادھر ادھر پھیل رہی تھی۔ رادھا نے آم کے پیڑ سے پیٹھ لگا لی۔ ڈالی پر بیٹھی ہوئی کوئل میٹھے میٹھے گیت گانے لگی۔ اسکی کوکو سے رادھا کے دل میں ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ رادھا نے دیکھا سامنے کھلیان میں ایک گائے کھڑی تھی جس کا پیٹ بری طرح پھولا تھا پاس ہی کھڑا ہوا بیل گائے کا منہ چاٹ رہا تھا اور گیا شاید اپنے دیکھ رہی تھی

رادھا نے جانوروں کے اس پریم کو دیکھا تو اس کا جی بھر آیا۔ کالی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ اسے محسوس ہوا جیسے بندو کھڑا اپنی گائے کا منہ چاٹ رہا ہے۔ اور وہ اسے غور سے دیکھ رہی ہے۔ رادھا من ہی من میں کہنے لگی جانوروں میں آدمیوں سے زیادہ پریم ہے۔ آدمی تو ایک دم پریم سے خالی معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے یہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا آدمی تو جانوروں سے بہت اونچے ہیں۔ ایشور نے آدمی کو جانور پر حاکم بنایا ہے۔ انہیں تو سب سے زیادہ پریم ہونا چاہئے۔ آدمی کو آدمی ستاتا ہے۔ دکھ دیتا ہے۔ باپ بیٹے کو مارڈالتا ہے۔ بیٹا باپ کو۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ آدمی پریم سے خالی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جگن اس سے محبت کرتا اس کو گلے لگاتا۔ اسے چاہتا۔ لیکن وہ تو اسے گالیاں دیتا ہے اور یہ اس لئے کہ اس کو پریم کرنا نہیں جانتا۔ وہ پریم سے خالی ہوتا ہے!

رادھا پھر سوچنے لگی جانوروں میں پریم ہے۔ چاہت ہے۔ وفاداری ہے۔ سچائی ہے۔ لیکن آدمی میں تو کچھ بھی نہیں، نہ پریم، نہ محبت، نہ سچائی۔ نہ وفاداری۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایشور جانوروں کو آدمیوں کا روپ دے دے، اور سب آدمیوں کو جانوروں کا روپ، اس طرح آدمیوں میں محبت، پریم، سچائی، وفاداری اور ہمدردی پیدا ہو جائیگی پھر رادھا سوچنے لگی۔ اگر آج وہ ڈاکٹر ہوتا۔ اگر اسکی ماں زندہ ہوتی۔ اور وہ گاؤں والے بھی ہوتے۔ جو اسے بندو سے پریم کرنے پر پاگل کہتے تھے۔ تو وہ آج پوچھتی کہ بتاؤ بندو میں پریم زیادہ تھا یا اس کے پتی میں زیادہ ہے۔ وہ ان سے کہتی بتاؤ جانور پریم کرنا جانتے ہیں یا آدمی؟ اگر وہ سب سامنے ہوتے تو وہ ان سے پوچھتی کہ بتاؤ آدمی سے پریم کر کے کیا ملتا ہے۔ کیا یہی سکھ ملتے ہیں جو مجھے مل رہے ہیں؟ لیکن آدمی تو جانوروں سے بدتر ہے۔ نہ اس میں پریم ہے۔ نہ ہمدردی، آدمی تو پتھر کی مورتیاں معلوم ہوتے ہیں۔ جن کے نہ دل ہوتا ہے نہ جذبات۔ آدمیوں سے تو یہی بے زبان۔ ناقص العقل جانور اچھے جن کے پاس محبت کرنے والے دل تو ہیں۔ بے لوث محبت کرنے والے دل۔ رادھا بڑی دیر سے یہ سب باتیں سوچ رہی تھی!

رادھا نے سامنے کھلیان کی طرف دیکھا وہاں ابھی تک بیل کھڑا بڑی محبت سے گائے کا منہ چاٹ رہا تھا۔ رادھا کی آنکھوں سے خود بخود آنسو بہنے لگے۔ اس کا بندو دور قریب آ گیا تھا اور زبان نکال کر اس کے گال چومنا چاہتا تھا۔ رادھا کھڑی ہو گئی اور ہاتھ پھیلا کر اسکی طرف بڑھی تاکہ بندو سے اپنی نفرت کی کہانی کہہ دے ——— ایک جانور سے ایک آدمی کی شکایت کرے ——— جونہی رادھا آگے بڑھی ٹھوکر لگنے سے گر گئی ——— وہاں بندو کہاں تھا وہ تو کب کا مر چکا تھا ——— رادھا تو سپنا دیکھ رہی تھی۔

شام کے جھٹپٹے میں جگن رادھا کی تلاش میں آیا۔ دیکھا کہ آم کے پیڑ نیچے گھڑا ٹوٹا پڑا ہے۔ پانی بہہ گیا ہے۔ رادھا وہیں بیہوش پڑی ہے اور ایک بیل ایک جانور ناقص العقل جانور کھڑا لمبی زبان سے رادھا کو چاٹ رہا ہے ——— جگن جانور کی اس بے پناہ محبت پر حیران تھا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ آج تک اس نے رادھا کو اتنا چاہا تھا لیکن جانور کی محبت دیکھ کر جگن عورت کا منہ چاٹ رہا ہے۔ جگن کھڑا حیران اور آدمی کا سچا پریم دیکھتا رہا۔ جگن کو شرم آ رہی تھی وہ آگے بڑھا۔ اس ارادہ کے ساتھ کہ وہ رادھا کو گود میں اٹھا لے اور رادھا سے اتنا پریم کرے کہ جانور کے پریم سے بھی آگے بڑھ جائے، وہ رادھا سے اتنا پریم کرے کہ کسی نے آج تک نہ کیا ہو۔ آج ایک جانور کو پریم کرتے دیکھ کر جگن کے دل میں پریم کا جذبہ جاگ اٹھا۔ (رنگ فیاں)

ہمدرد دواخانہ دہلی

معجون شباب آور

(سرجیسانڈ)

۲۰ دن کا کورس پانچ روپیہ

چند خاص جوہروں اور مشک و عنبر اور موتیوں کا ایک سائنٹفک مرکب ہے، جسے جدید تحقیقات کی روشنی میں جدید ترین مشینری سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ دل و دماغ اور اعصاب کو قوت پہنچا کر قوتِ باہ بے انتہا پیدا کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ ۲۰ دن کا استعمال ناامیدیوں اور مایوسیوں کا یقینی طور پر خاتمہ کر دیتا ہے۔

شادی سے نہ گھبرائیے

آج ہی سے معجون شباب آور کا استعمال شروع کر دیجئے

تفصیلات کے لئے رسالہ ہمدرد شباب مفت منگائیے

قیمت نمونہ چار خوراکیں ایک روپیہ

ہمدرد دواخانہ دہلی

ہمدرد دواخانہ دہلی

چھ سو صفحات طبی ذخیرہ کا

صرف ایک روپیہ میں حاصل کر لیجیے

اور

اپنے گھر کے خود طبیب بن جائیے!

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی کے زیر نگرانی ہندستانی طبیبوں کا جو طبی بورڈ کام کر رہا ہے اس طبی بورڈ کی جانب سے عوام میں طبی ذوق پیدا کرنے کے لیے "ہمدرد صحت" کے نام سے ایک ماہوار رسالہ شائع ہوتا ہے جس میں یورپ، امریکا، انگلستان، ہندستان، مصر اور دنیا کے مختلف ممالک کے ماہرین طب اور ماہرین صحت کے بے نظیر اور لاجواب صحت قائم رکھنے والے مضامین ہوتے ہیں یہ رسالہ اس قدر مکمل ہے کہ اگر ایک سال مطالعہ کر لیا جائے تو ایک طبیب اور ڈاکٹر جتنی معلومات حاصل ہو جاتی ہے۔ ہندستان کے بیشمار طبیب ڈاکٹر اور وید اس رسالہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہندستان کے لاکھوں باشندوں کی یہ رسالہ رہنمائی کر رہا ہے۔ اس رسالہ کے مضامین کس قدر اہم ہیں۔ اس کا اندازہ ذیل کی فہرست سے ہے

سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیے۔ ضخامت ماہانہ ۲۰ صفحے

اکتوبر ۱۹۴۴ء کے ہمدرد صحت کے چند مضامین

۱ [illegible]
۲ قدرت سے حقارت [illegible]
۳ [illegible] کا علاج [illegible]
۴ ہماری غذائیں
۵ جنگ اور ہمارا علم حفظ [illegible]
۶ [illegible]
۷ [illegible]
۸ جرم کی [illegible]
۹ [illegible]
۱۰ [illegible]
۱۱ معلومات
۱۲ سوال و جواب

منیجر رسالہ ہمدرد صحت ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

انگ پربھا

یا قوتی کو کھا کر کے پیدا ہے کہ وزن، احتلام، پژمردگی، سرعت انزال [illegible] کو دور کرتی ہے اور خون [illegible] کو بڑھا کر کھوئے ہوئے شباب اور صحت کی پرانی پرانی کا پورا لطف حاصل ہوتا ہے فی شیشی دس روپیہ

کام شہوت — اسکے پیدا کر کے ازدواجی زندگی کا پورا لطف حاصل کرو۔ [illegible] کو لیں فی ڈبیہ ڈھائی روپیہ

[illegible] کیمسٹ جامع نگر کا ٹھیا وار

گلیلو (صفحہ ۱۶ سے آگے)

ہو جاتا ہے ان مشاہدات سے گلیلو نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سورج اپنے محور پر اٹھائیس دن میں گردش کرتا ہے سورج چاند مشتری اور زحل وغیرہ کا خوب اچھی طرح سے مطالعہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ بطلیموس بالکل غلط ہے اور کوپرنیکس صحیح ہے کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے بالکل [illegible] اور ان کی مدد سے اپنے دوستوں اور شاگردوں کو کوپرنیکس تھیوری کا یقین دلایا۔ اس کے بعد اس نے عوام اور خواص کو نماز کے سامنے [illegible] کے سامنے یہ جہاں [illegible] جبکہ ان کے دماغوں پر قدامت پرستی کا اندھیرا غالب تھا اس لئے ان میں سے اکثر نے کوپرنیکس کے دوربین سے کام لینا بھی پسند نہ کیا وہ [illegible] تھے۔ [illegible] نظام جس پر وہ ایمان لائے ہوئے تھے غلط ہو جائے [illegible] ٹھیک دار [illegible] اس کے اس عقیدے کے خلاف تھے چنانچہ انہوں نے مذہبی عدالت میں بلایا [illegible] عدالت نے انصاف سے بروز کو جادو گری کا الزام لگا کر جلوا دیا [illegible] گلیلو کو تنبیہ کی گئی کہ آئندہ اپنے غلط خیالات کا اظہار نہ کرے۔ اگر وہ اپنی [illegible] سے باز آیا تو سزا سے نہ بچ سکے گا لیکن گلیلو کی فطرت [illegible] سے مجبور کیا اور ۱۶۳۲ء میں اس نے اپنی مشہور کتاب [illegible] کو پرنیکس تھیوری [illegible] کی تھی [illegible] سے عوام [illegible] تبدیلی نہیں ہوئی لیکن مذہبی پیشوا [illegible] گیا اور انہوں نے اسے [illegible] برس کی [illegible] عدالت میں [illegible] طرح دلیل کر گلیلو کو خاموش کر کے یقین دلانا پڑا کہ آئندہ وہ اپنے خیالات کی تبلیغ نہ کرے گا۔ مذہب [illegible]

کی یہ حرکت کس قدر خوفناک تھی کہ وہ ایک دشمن پیال محقق کی دماغی قوتوں کو حکومت کے جبر و استبداد سے شکست دینا چاہتے تھے اور اس طرح ایک ایسی روشنی سے محروم کرنے کی دھن میں مبتلا تھے جو آگے چل کر اندھیرے راستوں کو جگمگانے والی تھی۔ سب سے زیادہ حیرت خیز بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ مذہب کے نام پر کیا جا رہا تھا۔ اس کے بعد گلیلو کو اپنے وطن میں رہنے کی اجازت دے دی گئی اور یہاں اس نے اپنی بقیہ عمر مختلف تجربوں اور جسم فلکی کے مطالعہ میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیا لیکن قدرت نے ۱۶۳۵ء میں اسے نابینا کر دیا۔ نابینا ہونے کے بعد گلیلو نے اپنے ایک عزیز دوست کو حسب ذیل خط لکھوایا۔

"افسوس ہمارا پیارا دوست اندھا ہو گیا۔ یہ چاند پر ستارے یہ آسمان فلکی جن کو اس نے اپنی دوربین کی مدد سے کتنی گنا بڑا دیکھ کر کوپرنیکس کے نظریہ کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اب اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے لیکن شکر ہے اب وہی یہ سی تھی اس لئے وہ خوش ہے۔"

۲۸ جنوری ۱۶۴۲ء میں گلیلو دنیا سے رخصت ہو گیا۔ گلیلو سولھویں اور سترھویں صدی کا سب سے بڑا سائنسدان تھا۔ اس نے اپنی دوربین ایجاد کر کے علم ہیئت میں بہت بڑا اضافہ کیا۔ دنیا کے تمام ہیئت داں رہتی دنیا تک اس کے زیر بار احسان رہیں گے۔ اس کے بعد سے اجرام فلکی کی ترقی کے لئے نئی نئی راہیں کھل گئیں۔ لیکن ابھی ہم ایک ناپید کنار سمندر کی حیثیت رکھتی ہے

باطن

از جناب رام سرن دیال سکندرآبادی

ماں تم قربانی کی سچی مجسمہ ہو جب میں تمہارے احسانات کا ذکر کرتا ہوں۔ سر خود بخود تمہارے رشک بہشت قدموں میں جھک جاتا ہے۔

ماں محبت اور ایثار تمہارا دائمی شعار ہے۔

ماں [illegible] وقت میں اپنے آپ کو تمہاری آغوش شفقت میں پاتا ہوں وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور دنیا کے رنج و الم معدوم ہو جاتے ہیں۔

ماں۔ تمہارا دست کرم مجھے افسانہ ناگہانی سے نجات دلاتا ہے۔

ماں۔ جب تمہارا عالم من کو سیدھی میں پاتا ہوں تو میرا دل لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ میں درگاہ ایزدی میں التجا کرتا ہوں کہ اے خالق دو جہاں میری ماں کا سایہ تا قیامت میرے سر پر قائم رہے۔

ماں۔ تمہارے موتی سیمیں موج گنگا کی طرح پاکیزہ اور مہر انور کی طرح پر نور ہیں۔ جس طرح شب ظلمت ماہ انور کو دیکھ کر روپوش ہو جاتی ہے۔ اسی طرح میری پژمردگی دل تمہارے خلوص طبع کو دیکھ کر کافور ہو جاتی ہے۔

ماں۔ تمہارا سر ہمالیہ کی طرح بلند اور قدم رس کماری کی طرح [illegible] ہیں۔ میں [illegible] تمہارے مقدس قدموں کو [illegible] ہوں۔

ماں۔ حسرت و ارماں تمہارے قلب مضطر میں گوشہ نشین ہیں۔ تن لاغر شعلہ غم سے تفسیدہ ہے۔ یاس ناامیدی بشرہ سے ٹپکتی ہے۔ آہ و فغاں میرے دل میں ہیجان پیدا کر رہے ہیں۔ تمہارا جسم کیا ہے ضعیفی و ناتوانی کا مرقع ہے۔

ماں۔ تمہیں غربت و افلاس نے اپنے [illegible] کر رکھا ہے۔ تنگدستی ہمکنار ہے۔ عہد عسرت نے دل معموم پر سکہ جما رکھا ہے۔ چرخ گردان ستم ظریفی پر تلا ہوا ہے۔

شری رتناگری جی کا عجیب و غریب چمتکار

جس نے تمام دنیا کو حیرت میں ڈال دیا

خون، طاقت، ویریہ، حوصلہ نیز امنگ میں زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں

قابل توجہ بیش قیمت تحفہ

حیرت انگیز کایا پلٹ (دوا)

بے غرض سنسار کی سیوا کرنے والے ہندوستانی مہاتماؤں نے دوائیوں کی تیاری کو اپنی زبردست ریسرچ اور بیش قیمت چیزوں سے آراستہ کیا ہے جب وید حکیم اور ڈاکٹر مرض اور مریض دونوں کو لاعلاج اعلان کر کے شرمندہ ہیں ہوتے وہاں انہیں مہاتماؤں کی بلیوام کی جڑی بوٹیاں مردوں کو بھی جلا دینے میں کامیاب ہوئی ہیں ایسے سچے واقعات آئے دن ایک نہ ایک پڑھنے اور سننے میں آیا کرتے ہیں۔

بیس سال پہلے قلاقی پہاڑی پر رہنے والے سوامی رتناگری جی مہاراج کی سیوا ایک بوڑھا گوالا کرنے لگا۔ یہ گوالا ایک دن اس بوڑھے کی ضعیفی پر رحم آ گیا اور انہوں نے مندرجہ ذیل دوا کی چھ خوراکیں اس بوڑھے کو دیں۔ بے خبری کے باعث چھ خوراکیں ایک ساتھ کھا لینے کی وجہ سے اس گوالے میں حیرت انگیز طاقت آ گئی اور رتناگری جی پھر محنت سے علاج کرنے پر بھی بڑھاپے کے دو دوا سے تین شادیاں کرنی پڑیں اس پر [illegible] نواب اور دیگر خوش طبع لوگ اس حیرت انگیز دوا کا نسخہ جاننے کے لئے بیقرار ہو گئے۔ نواب [illegible] کے خسر [illegible] حیات محمد خاں صاحب نے باباجی کی بہت خدمت کر کے اسے حاصل کر لیا اور [illegible] کے پنڈت شنکر دت شرما کو تبدیلی شرما جی نے اسے پہلے نیز دیگر لکھ کر تینوں سے اعلیٰ درجہ کا نسخہ بنانے والے کو ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام دینے کا اعلان کیا۔ اسے آج بیس سال کے لگ بھگ ہو گئے مگر ابھی تک کوئی نسخہ فتح حاصل نہیں کر سکا۔ سنسار کے مشہور و معروف بابو ہری داس نے اسے چکتسا چندرودے میں چھپوایا اور ہم نے بھی خود بنا کر سینکڑوں کمزوروں، نامردوں اور دیگر بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ فوراً ہی حیرت انگیز فائدہ دیکھ کر عام لوگوں کے فائدے کیلئے بہت سے اخباروں میں چھپوا دیا۔ آپ بھی بنا کر فائدہ اٹھاویں۔

نسخہ:۔ خالص براہ فولاد ۲۰ تولہ، خالص سفید تل ایک تولہ، خالص کپور ڈیڑھ ماشہ ایک گھنٹہ گھرت کماری میں گھوٹا کر سکھا کر کوزے میں مضبوط بند کر پانچ سیر کنڈوں میں پھونکیں۔ دوبارہ ایک تولہ ہڑتال برقی خالص ڈیڑھ ماشہ، کپور خالص میں تیسری بار گندھک آملہ سار خالص ایک تولہ کپور ڈیڑھ ماشہ میں چوتھی بار خالص سنسکرت پارہ ایک تولہ کپور ڈیڑھ ماشہ کو مندرجہ طریقے پر سولہ آگ دیں بھرا کو کڑھائی میں ڈالکر برابر اندر بند چھوڑ دیں اور نیچے آگ جلا دیں جب اندر بند چھلکر اکھ ہو جائے تو ہوا دیکر اڑا دیں۔ بس حیرت انگیز "کایا پلٹ" تیار ہے۔ چاول شام کو مکھن، ملائی کے ساتھ کھاویں اوپر مصری ملا ہوا دودھ پی لیں۔

مہاراجہ ہری داس جی لکھتے ہیں۔ اس دوا کے استعمال سے ایک ہفتہ میں ایک آدمی کا وزن چار پونڈ بڑھ گیا۔ دوسرے کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ بھوپال کے وید رام پنڈت بالکرشن شرما نے ۳۵ مریضوں پر استعمال کیا امید سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا۔ رتناکر کے ایڈیٹر شری چھوٹے لال جین آیورویدآچاریہ نے گرہ چکتسا پتھر پر فتح پائی۔ اچھا ہے کہ اتنا بیش فائدہ مند نسخہ دوسرا نہیں دیکھا۔ شری ہرمیندر ویاتوش سدھانت شاستری اوشدھالیہ کوروکشیتر نے لکھا ہے۔ "حیرت انگیز کایا پلٹ" نام کی دوا استعمال کر رہا ہوں جیسی تعریف دیسے ہی اوصاف ہیں بہت فائدہ ہوا۔ شری چرنجی لال جین آیورویدشاستری مالک کلیان اوشدھالیہ باہ آگرہ کا ارشاد ہے کہ میں نے ۲۲۵ مریضوں کو حیرت انگیز کایا پلٹ کے ذریعہ جو کمزوری کی خرابیوں، نامردی، بواسیر، خون کی خرابی وغیرہ مرضوں میں مبتلا تھے کامل طور پر فائدہ کیا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف سات دن کے استعمال سے جسم میں خون دوڑتا نظر آئے گا۔ ۲۱ دن میں چہرہ لال کشمیری سیب کی طرح چمکنے لگے گا۔ ۴۰ دن میں نامردی، بدہضمی، ذیابیطس، کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ استریوں کا مسیلان الرحم دور ہو کر ان میں محل رہنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جگر و معدہ کی قوت بڑھا کر بھوک دوگنی کر دیتی ہے۔ بلغم، تلخی کی خرابی، کھانسی، نزلہ، زکام، بدن دکھنا، خون کا پتلا پن، آنکھوں کا پیلا پن، چنگاری سی اٹھتے دکھائی دینا، بار بار تھوک گرنا، دمہ نیز ہر طرح کی کمزوری فوراً دور ہو کر نئی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ جاڑا، گرمی، برسات تمام موسموں میں یکساں فائدہ مند ہے۔ نسخہ بہت محنت سے طرح سمجھ کر لکھا ہے پھر بھی اگر آپ نہ بنا سکیں تو بنی بنائی سولہ آنے دی ہوئی۔ ۴۰ دن کی اسی خوراک معہ ڈاک خرچ ۱۴/ روپے ہم روانہ کر دیں گے۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو جوابی کارڈ بھیجکر جواب منگا لیں۔

پتہ:۔ روپ بلاس کمپنی، رسائن شالا نمبر ۲ دھن کٹی کانپور

ابیلا

سفید، سرخ، زرد، سیلان الرحم، بعض کم دنوں میں ہونا سر اور پیٹ میں بہت زیادہ درد، اسقاط حمل، دیگر زنانہ امراض کی بہترین دوا ہے اور جو جو امراض عورتوں میں پیدا ہوتے ہیں ان کو دور کرنے والی ہے۔ ۱۶ دن کے استعمال کی تین دواؤں کے ساتھ قیمت ۸ روپے ہے علاوہ محصول ڈاک

دماری

دمہ اور سانس کے مریضوں کی بہترین دوا۔ فیصد کی ڈبیہ کو بھیجنا ہے ۲۱ دن کے استعمال کی دو دوا کے ایک سٹ کی قیمت ۸ روپے علاوہ محصول ڈاک

نترو

آنکھ کے تمام [illegible] کی ایسی دوا [illegible] علاوہ محصول ڈاک

رسائن بھنڈار (T) پو [illegible] ضلع پٹنہ

فیئر (گریف بال) اڑانے کے لئے مشہور عام

شاہی پاؤڈر

صابون

قیمت [illegible] استعمال کیجئے قیمت فی بوتل ایک روپیہ

دیگر اشیاء کے لئے [illegible] صدر بازار دہلی

ہندوستانی دواخانہ دہلی

زیر سرپرستی

مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب رئیس اعظم دہلی

دہلی کا مشہور و معروف ہندوستانی دواخانہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا میں طب یونانی کا مرکز اور کوئی دواخانہ اس سے بڑا اور اس سے زیادہ اہتمام بالشان نہیں۔ اس عام مقبولیت اور کثرت فروخت کا سبب یہ ہے کہ ہندوستانی دواخانہ میں ہر دوا پورے اور صحیح اجزا کے ساتھ تیار کی جاتی ہے دواؤں پر کم سے کم منافع لیا جاتا ہے اور قیمتوں کی ارزانی بھی ہندوستان کی عام غربت اور ناداری کے پیش نظر اس قدر کم رکھی جاتی ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ یونانی طب کا یہی ایک دواخانہ ہے جس کی دوائیں پورے وثوق اور اعتماد کیساتھ آپ ضرورت کیوقت استعمال کر سکتے ہیں

ہندوستانی دواخانہ کے سرپرست و نگراں ہندوستان کے سب سے بڑے طبیب

عالیجناب مسیح الملک حکیم **جمیل خان** صاحب خلف و جانشین حضرت مسیح الملک حکیم **اجمل خان** صاحب رئیس اعظم دہلی۔ مطب عالیجناب مسیح الملک دام اقبالہ کا مطب مرجع خاص و عام ہے اور آپ کے خداداد دست شفا بے نظیر تجربہ و بصیرت تجربہ سے ہزارہا بندگان خدا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آپ نے اپنی وسیع النظری اور عالی دماغی سے فن طب کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ آپ نے تیس سال کی لگاتار کوشش سے یونانی دواؤں کا درجہ اتنا بلند کر دیا ہے اور ہندوستان کی آب و ہوا مزاج کے تغیرات اور آج بیسویں صدی میں انسانی نشو و نما میں جو نمایاں انقلاب نظر آتا ہے ان سب باتوں کو سامنے رکھ کر ان دواؤں کو جو صدیوں سے ایک ہی حالت میں چلی آتی تھیں اصلاح و اضافہ اور ترمیم کیساتھ نئی [illegible] عطا فرمائی ہے۔ اس گذارش کے ساتھ میں آپکی توجہ ہندوستانی دواخانہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ اپنی اور اپنے اعزہ و احباب کی ضرورتوں کے موقع پر طب یونانی کے اس سب سے مستند و مقتدر دواخانہ کو یاد رکھیں گے۔

احلان کا ہونا ایک عالمگیر بیماری ہے جسکی وجہ سے خراب اور زہریلے مادے جسم میں جمع ہوتے ہیں اور بیمار طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ احلان کو ہر ایک قبض کشا دوا سے بڑھکر پایا گیا ہے قبض سے ضرور ہے دست نہیں لاتی کہ جس سے کمزوری ہو جاتی ہے۔ معدہ کی خرابی اور طبیعت زائدہ کو دور کرتی ہے اور پیٹ کا بڑھنا روک دیتی ہے ایک بہترین چیز ہے احتیاط پسند لوگ سفر و حضر میں ساتھ رکھتے ہیں اور بیحد فائدہ۔ ترکیب استعمال ایک تا تین رات کو سوتے وقت نیم گرم پانی سے کھائیں بچوں کو چوتھائی یا نصف تا تین ۱۵ تا ۳۰ تا ۳۰ تا ۳۰ ایک روپیہ بارہ آنے

استسقا جسم کے ورم اور جسم کی صلابت (سختی) کو تحلیل کرتی ہے نہایت مفید و مجرب ہے۔ ترکیب استعمال بچا یہ جسم کے دائیں بائیں کھوا کر

قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنے

الماس کیمیاوی مردانہ قوتوں کی ترقی و حفاظت کے لئے لاثانی دوا ہے دل و دماغ کی کمزوری دور کرتی ہے تازہ خون زیادہ پیدا ہونے لگتا ہے معدہ اور جگر کے لئے بہت مفید ہے مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب کی ترتیب دادہ اور دواخانہ کی سب سے زیادہ موثر بے بہا اور بے نظیر اکسیر ہے جس پر ہمیں فخر ہے اور ہمارا یقین و شام ہے کہ یہ چیز بجائے سوائے کسی سے بھی نہیں مل سکتی ترکیب استعمال ایک حب سہ پہر کو تازہ گھی کے دودھ کے ساتھ کھائیں اور کرشمہ اکسیر کا خود دیکھ لیں۔ قیمت فی حب صرف دو روپے چار آنے فی گولی سوا روپے فی گولی تین روپے

اطریفل اجلی اطریفل عموماً بدذائقہ ہوتے ہیں لیکن اطریفل اجلی بدمزہ نہیں اور مقابلتاً زود اثر بھی ہے اس کے خصوصی اعمال معدہ کی اصلاح محسوس قبض کو دور کرنا اور دماغ کو معدہ کے غلیظ ابخرات سے پاک و صاف رکھتا ہے۔ اطریفل اجلی بلحاظ فوائد و استحکام اثر سب سے بہتر ثابت ہوا ہے۔ ایسے حضرات جو عادتاً کسی اطریفل کو استعمال کرتے ہیں اطریفل اجلی کا بھی تجربہ کریں۔ خوراک چھ ماشہ رات کو سوتے وقت

قیمت چار آنے

[illegible] آنتوں کو

قیمت [illegible]

حب پیش ہر قسم کی پیچش کے لئے تیر بہدف ہے پہلی ہی خوراک اپنا اثر دکھاتی ہے ترکیب استعمال ایک گولی سوتے وقت یا جس وقت بھی ضرورت ہو پانی کے ساتھ کھائیں اور ایک گھنٹہ تک کسی قسم کی حرکت نہ کریں۔ قیمت فی عدد دو آنے

جوارش فواکہ مقوی قلب اور مقوی معدہ ہے۔ خفقان کو دور کرتی ہے ترکیب استعمال ۱ ماشہ یہ جوارش صبح کو پانی کے ساتھ کھائیں قیمت فی تولہ ۳ روپے

جوہر مقی آتشک اور سوزاک سے پیدا ہونے والی گھٹیا اور عرق النساء کے لئے نہایت مفید ہے۔ ترکیب استعمال ایک چاول یہ جوہر مویز منقی میں گھلی کے بجائے رکھ کر گولی سی بنالیں اور دودھ کے ساتھ بغیر چائے مل جائیں دانتوں کو دوانہ لگنے دیں۔

قیمت فی ماشہ سوا روپیہ

جوارش فولادی تولید خون ہی حقیقت میں صحت کا نام ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہضم قوی ہو۔ چنانچہ جوارش فولادی کا پہلا کام قوت ہاضمہ کو درست کرنا اور بڑھانا ہے جس کے لازمی نتائج خون صالح کی پیدائش ہی نہیں بلکہ اس خون کو پیدا کرنا ہے جس میں سرخ ذرے بافراط ہوں اکثر و بیشتر ضعف ہضم قوت مردانہ کو بھی کمزور کر دیتا ہے ایسی حالت میں جوارش فولادی کا استعمال ہضم کو درست کر کے زائل شدہ قوت کو از سر نو پیدا کرتا اور اسے محفوظ رکھتا ہے نیز مقوی دماغ بھی ہے اور اعصاب پر بھی اس کے نمایاں اثرات ظاہر ہوتے ہیں خوراک صبح [illegible] ماشہ [illegible] کی ضرورت نہیں۔ قیمت ۵ تولہ

فہرست کی اشاعت پر قیمت کی بنا پر علیحدہ علیحدہ شائع کرنے کی بجائے اخبار میں مسلسل شائع ہوگی اس لئے اس صفحہ کو کاٹ کر محفوظ رکھیے اس طرح آپ کے پاس مکمل فہرست ہو جائیگی اور آپکو فرمائش کرنے میں آسانی ہوگی۔ منیجر

حلوا جوز زعفرانی خون کی پیدائش و ترقی توانائی اور قوت ہے خون کی پیدائش کی کمی اور جسم میں خون ضعف و ناتوانی ہے جسکی وجہ سے تمام قوائے جسمانی مضمحل اور تمام قوتیں معطل ہو جاتی ہیں اور ہر وہ دودھ اور غذا جو تولید خون کا ذریعہ ہو صحت و توانائی کو پیدا کرنے والی دلدوز شباب اور ذوق حیات کا باعث ہوتی ہے چنانچہ حلوا جوز زعفرانی خوشرنگ خوش ذائقہ خوشبودار اور مفرح غذا بھی ہے اور خون پیدا کرنے والی دوا بھی جو اعصاب اور باہ کو قوی کرتی دماغ اور حافظہ کو قوت پہنچاتی اور خوابیدہ قوتوں کو بیدار کرتی ہے۔ ہفتہ عشرہ کے استعمال میں چہرے میں سرخی کی دمک ہو جاتی ہے اور پھر خوبی یہ کہ تبدیلی وزن ہر عمر کے مرد عورتیں اور بچے استعمال کر سکتے ہیں مستورات کی نسائی کمزوریوں کو تیزی کے ساتھ دور کرتی ہیں اور بچوں کی نشو و نما میں غیر معمولی اور صحت بخش اضافہ کرتی ہے موسم سرما میں خصوصیت کے ساتھ نافع اور مفید ثابت ہوا ہے خوراک ۲ تولہ صبح قیمت سوا روپے سیر

حلوا ابریشم بادامی حلوا بے خوش ہے اور خوش رنگ بھی ہے مفرح قلب بھی ہے اور مقوی دماغ بھی کمزوری کے لئے [illegible] ہے ضعف باہ کو دور کرنے کے ساتھ

تقویت پہنچاتا ہے اور حاصل شدہ طاقتوں کو مستحکم کرتا اور محفوظ رکھتا ہے ایسے اجزا سے مرکب ہے جو اپنی ذات و خواص میں لاانتہا قوتیں رکھتا ہے موسم سرما کا اچھا تحفہ اور مفید صحت غذا دوا ہے۔ خوراک تا تولہ قیمت فی سیر بارہ روپے۔

حب زعفران جدید تجربات کا نچوڑ ہے مسکات عمر ناشفی اجزا سے مرتب ہوتے ہیں۔ در مسا کی صحت کے ساتھ کچھ مضرات بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں لیکن حب زعفران مسکن ہونے کے باوجود ہر قسم کے مضر اثر سے پاک اور مفرح و لطیف ترین اجزا سے مرتب کی گئی ہے۔ ہم اپنے لطیف مزاج خریداروں کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں خوراک ایک گولی سہ پہر کو دودھ کے ساتھ قیمت فی گولی چار آنے

حب مقوی عنبری تمام جسمانی کاموں سے [illegible] اور اس کے افعال و خواص سے حکما قدیم و جدید کی تصانیف لبریز ہیں جدید سائنس نے بھی اسکی مستند ہی قوتوں کے اعتراف میں اس کا استعمال مختلف صورتوں میں شروع کر دیا ہے محض مفرد صورت ہی میں یہ اپنے اندر عظیم الشان طاقتوں کا گنجینہ ہے لیکن اس کا صحیح اور مناسب مقدار کے ساتھ مرکب قوی اور قوی تر ہو جانے کے ساتھ جزو بدن ہو کر خون میں وہ کیفیتیں پیدا کرتا ہے جو کبھی خواب و جوانی میں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ لہذا حب مقوی عنبری جسموں کے اعضا حازمی اور ڈھیلے پن کو دور کر کے کساؤ سختی اور قوت پیدا کرتی ہے اور ان قوتوں اور صفات کی حامل ہے جن کی جستجو ہر ذی ہوش انسان کے دل و دماغ پر طاری ہے ان کا استعمال آپکو مطمئن کر دیگا اور تلاش مقویات کا بار دماغ سے دور ہو جائیگا۔ بعض اصحاب یہ استعمال کے بعد عرصہ تک اس کا پیدا کیا ہوا اثر باقی رہا ہے۔ دواخانہ کو اپنی اس مقوی اعصاب دوا پر بڑا اعتماد ہے۔ خوراک ایک گولی سہ پہر کو دودھ کے ساتھ قیمت فی گولی چار آنے۔

خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا تمام جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ اور اعضاء رئیسہ کو قوت دیتا ہے۔ مالیخولیا خفقان اور خیالات فاسدہ کو زائل کرتا ہے۔

ترکیب استعمال چھ ماشہ [illegible] صبح و شام کھائیں۔

قیمت فی تولہ سوا روپیہ

ملنے کا پتہ

ہندوستانی دواخانہ

پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

[illegible] کشتیاں برطانی ساحل پر

برطانی آبدوز میں ایک ماہر ستری کام
کر رہا ہے

شمالی فرانس میں بمباری کرنے والا برطانی بمبار جہاز

رائل ایر فورس کے چار ہوائی جہاز جہنوں نے برلن پر
بمباری کی ہے

موہنی چمبیلی

ہائی ایکسلنسی لارڈ ولنگڈن صاحب سابق وائسرائے ہند بالقابہ
خالص چمبیلی کی کلیوں سے تیار کیا گیا ہے، بالوں کو خوبصورت اور چمکیلے بنا کر حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے، اس کی دلکش اور دلفریب خوشبو لطیف مزاجوں کی زندگی میں ایک نیا دور پیدا کر دیتی ہے، ولایتی سینٹوں سے مبرا ہے، چار مختلف کوالٹی میں تیار ہوتا ہے
تیار کردہ:- ہرنارائن گوپی ناتھ سوداگران اچار مربہ کھاری باؤلی دہلی کناٹ پلیس نئی دہلی ٹیلیفون

Printed and published by Dharam Pal Gupta at the Tej press, Darya Bastion Road, Delhi.

تیج دہلی

TEJ

Weekly

DELHI

DELHI

4

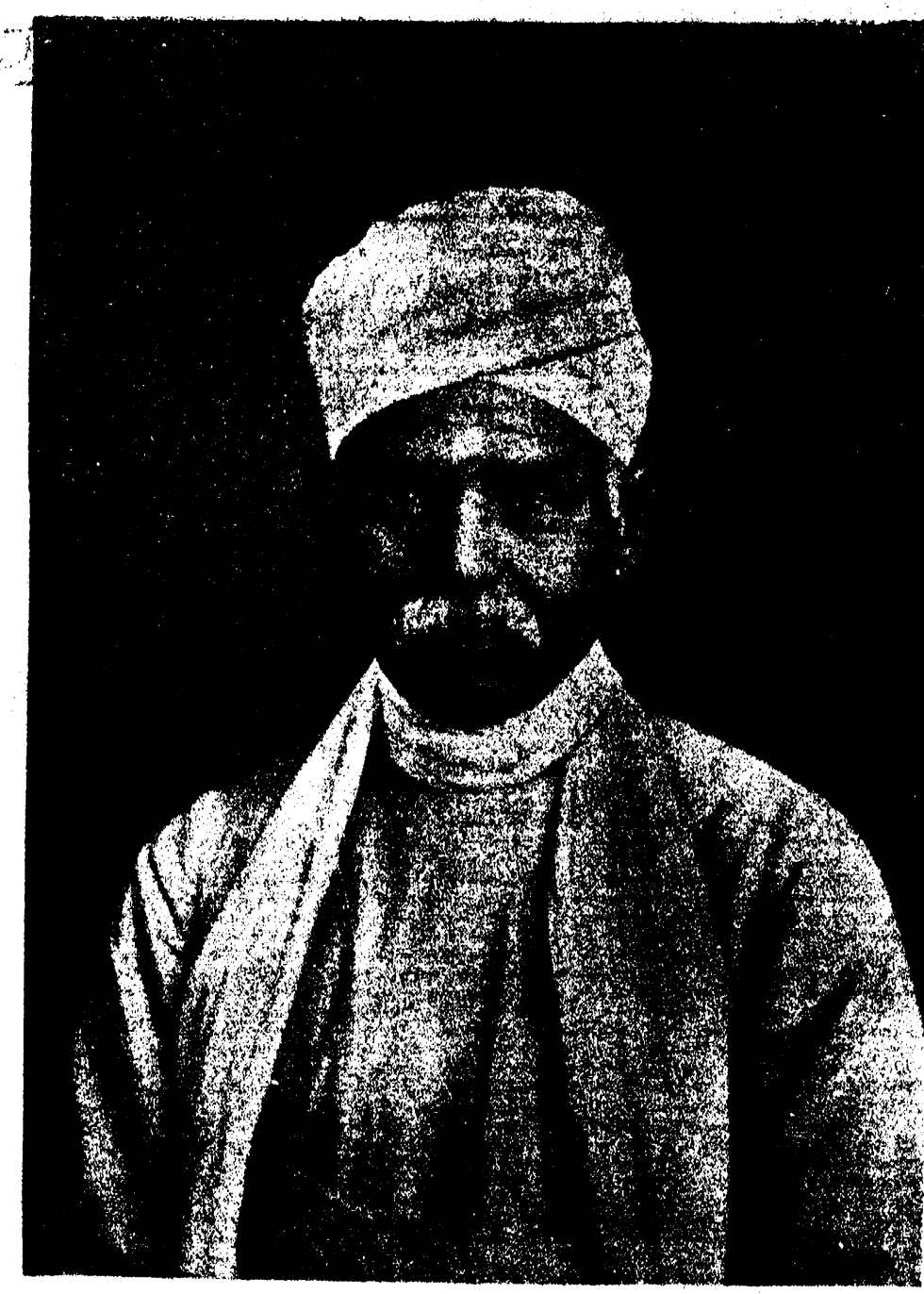

پوجیہ پنڈت مدن موہن مالویہ
آپ کی ۸۴ ویں سالگرہ منائی گئی

10th DEC 1944 VOL No. 11

LEADING JOURNAL OF NOR. INDIA

زبان کا مسئلہ

مسیح کے زمانہ سے مسلمانوں کے آنے تک

از جناب منشی گوپی ناتھ صاحب امن لکھنوی

(۶)

نے تک ہندوستان سو برس گزرنے سے اپ بھرنش کا ہی زمانہ سمجھنا چاہیئے۔ اس بارے میں پنڈتوں میں اختلاف ہے کہ سنسکرت کی بگڑی ہوئی صورت تھی یا پراکرت کی۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ بحث محض علمی ہے ورنہ اس زمانہ میں اپ بھرنش خود ہی ایک الگ علمی زبان بن چکی تھی۔ اس میں بہت سی تصنیفیں ہوئیں جن میں سے بودھ اور جین گرنتھ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پالی کی بدلی ہوئی صورت اگر علمی میں اور جین گرنتھ اردھ اگدھی میں ہے۔

اسی طرح سنسکرت کو پھر سے زندہ کرنے کی کوششیں جاری تھیں کیونکہ جین اور بودھ مذہبوں میں ویدوں کو نہیں مانا گیا تھا اور عام لوگوں میں یہ مذہب بہت مقبول ہوتے جا رہے تھے اس لئے برہمنوں نے یہ کوشش کی کہ لوگوں میں سنسکرت زبان کو پھر سے رائج کیا جائے اس کے یہ معنی نہ سمجھے جائیں کہ انھوں نے سنسکرت زبان کو عوام تک پہنچانے کی کوشش کی۔ شودروں کا طبقہ ویدوں کے پڑھنے کا حقدار تو تھا ہی نہیں اسے سنسکرت زبان کے علمی دھارا سے گرنتھوں سے بھی محروم کیا گیا۔ پڑھانے کا کام زیادہ تر برہمنوں کے ہاتھ میں تھا اس لئے شودروں کو پڑھانا بھی مشکل تھا کیونکہ ذات پات کی تقسیم اتنی زبردست ہو چکی تھی کہ ہر شخص اپنی ذات میں ہی رہتا تھا۔ ایک پیشہ کرنے والے کا ایک پیشہ برہمن کے لئے برہمنا بھی محال تھا۔ قدرتی بات تھی کہ ہر طبقہ کو دوسری طرف کشش پیدا ہوئی۔ اب اس طبقہ کے لئے جو سنسکرت کا علمبردار تھا بڑی مصیبت کا سامنا تھا۔ ایک طرف تو ویدوں کی زبان کا دل بالا رکھنا تھا دوسری طرف اس کے احترام کی وجہ سے وہ لوگوں تک اسے پہنچا بھی نہیں سکتا تھا اس لئے یہ راستہ نکالا گیا کہ پرانوں کی تصنیف شروع ہوئی جن میں سے زیادہ تر سنسکرت اور پراکرت ملی ہوئی زبان میں ہیں زیادہ تر پران اسی زمانہ میں تصنیف ہوئے جب ہندوستان میں جین اور بودھ دھرم کا زور بندھا ہوا تھا پرانے سے پرانے پران حضرت عیسیٰ سے ایک دو صدی پہلے کے اور سب سے بعد کے پران چوتھی صدی عیسوی تک کے نکالے کے مانے جاتے ہیں۔

چونکہ یہ ایسا زمانہ تھا کہ ہر چیز پر مذہب کا اثر تھا لہٰذا ادب پر بھی مذہب کا اثر پڑ رہا تھا۔ کتابیں جن کو ہندو مذہب کی کتابیں کہا جاتا ہے اس لئے کہ ان کو کلجگ کا راستہ دکھانے

اب وہ زمانہ آیا کہ سنسکرت عام لوگوں کی زبان بن سکے۔ پنڈتوں نے یہ کوشش بھی نہیں کی۔ انکی کوشش صرف یہ تھی کہ یہ زبان دوسری زبانوں سے بفضل مانی جائے جین اور بودھ دھرم کے ماننے والوں میں بھی بہت سے اچھے اچھے سنسکرت جاننے والے ہوئے انھوں نے یہ سوچا کہ سنسکرت زبان سے ہی اپنے دھرم کو کیوں محروم رکھا جائے اس لئے انھوں نے سنسکرت میں بھی اپنے دھرم کو گرنتھ لکھے لیکن یہ خوب سمجھنا چاہیئے کہ انھوں نے بھی جو سنسکرت تصنیفیں کیں وہ عام لوگوں کے لئے نہیں بلکہ صرف پنڈتوں کے طبقہ کے مطالعہ کے لئے۔ مہاراجہ کنشک کا زمانہ پہلی صدی عیسوی کا مانا جاتا ہے۔ کچھ سکوں سے اسکی تصدیق بھی ہو چکی ہے۔ اس زمانہ میں دونوں طرح کی تصنیفوں کا رواج جاری تھا اور خود مہاراجہ کنشک ان تصنیفوں کے کام میں بہت کچھ لیتے تھے گو انکا رجحان زیادہ تر برہمنی ہندوؤں کی طرف تھا۔

مہاراجہ ہرش وردھن کا زمانہ ساتویں صدی

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

خدائی قہر کے باوجود بھی

بہار کا خطرناک زلزلہ جو ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء میں واقع ہوا اس کی وجہ سے پانچ منٹوں میں ساٹھ ہزار انسان ہلاک ہو گئے اور بے شمار مال و جائیداد تباہ و برباد ہو گیا۔ اصل نقصان کس قدر ہوا اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکے گا لیکن یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اس زلزلے والے علاقے میں بے شمار خاندانوں کے روٹی کمانے والے تندرست لوگ تباہ ہو گئے اور ان کی جائیداد کو نقصان پہنچ جانے سے ان کے پسماندگان کو مالی نقصان ہوا۔

روبی جنرل پالیسی ان خدائی امور کے باوجود بھی آپ کے جان و مال کی حفاظت کر سکتی ہے آپ کسی اور ذریعہ سے اپنے آپ یا اپنے خاندان کی حفاظت نہیں کر سکتے۔

روبی جنرل انشورنس کمپنی لمیٹڈ جن مضبوط بنیادوں پر قائم ہے اس کے ساتھ ساتھ منتظمین کی قابلیت بھی ہے جو آپ کو بہترین سے بہترین پناہ اور بیمہ دے سکتی ہے۔

روبی جنرل انشورنس کمپنی لمیٹڈ

زندگی، آگ، جہاز اور حادثوں کے خطروں سے بچنے کیلئے اپنا بیمہ کرائیے

چیرمین:- بی۔ ایم۔ برلا اسکوائر

ہیڈ آفس: ۸ رائل ایکس چینج پلیس کلکتہ

برانچ آفس: دریا گنج دہلی

ساری سب حرکتیں ہمارے اعصاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً اعصاب خراب ہو جائیں تو ہم ہاتھ نہیں ہلا سکتے انگلی تک نہیں اٹھا سکتے اسی طرح قوت باہ اعصاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب تک ہمارے جسم میں مضبوط دماغ اور مضبوط پٹھے نہ ہوں گے ہماری یہ قوت پیدا نہیں ہو سکتی:-

معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

اعصاب کو بے انتہا قوت دیتی ہے۔ دماغ اور دل پر خاص اثر ڈالتی ہے اعتدال سے ہٹ جانے اور فطرت کے قوانین کی پابندی نہ کرنے سے جب قوت باہ میں کمزوری آ جاتی ہے تو ایسے معجون شباب آور ہی دور کر سکتی ہے۔ کیوں کہ اسے اسی مقصد کے لیے خاص طور پر جدید تحقیقات کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔

معجون شباب آور ـــــ ہمدرد کی خاص ایجاد

قیمت ۱۰ فی شیشی (۱۰ دن کا پورا کورس) پانچ روپے

ہمدرد دواخانہ، دہلی

سراب

از حضرت جوشؔ ملیح آبادی

مری نظر نیشتر تھی جب تک
شباب سے بہرہ ور تھی جب تک
میری جبین تھی گلاب جب تک
میرا لہو تھا شراب جب تک
شگفتہ تھی رسم و راہ تیری
مری طرف تھی نگاہ تیری
زبان پر ساز کی کھنک تھی
نگاہ میں سوز کی جھلک تھی
ہر منتیں تھیں کہ بس جلا لو
کنیز اپنی مجھے بنا لو
ہمیشہ آنکھوں پہ آستیں تھی
مرے قدم پر تری جبیں تھی
اور اب مجھے جانتی نہیں ہے
غضب ہے پہچانتی نہیں ہے
تری نظر اب نظر نہیں ہے
نظر میں برق و شرر نہیں ہے

فقط سن وسال پر فدا تھی
مرے خط و خال پر فدا تھی
جو عاشقی کی چلت پھرت تھی
مگر وہ اک شان جنسیت تھی
یہ ہیں فقط شاعروں کی باتیں
یہ ہیں فقط صوفیوں کی زیبیں
کہ عشق ہے روح بیکرانی
کہ عشق ہے جنس آسمانی
مگر یہ اب پول کھل چکا ہے
کہ عشق ہیجان جسم کا ہے
نہ عشق عالی، نہ عشق احسن
فقط اک اعصاب کی ہے الیٹھن
کہ سن بعثت پیمبری کا
مزار ہے روح عاشقی کا
شباب یہ داغ دے گیا ہے
مجھے بھی ہمراہ لے گیا ہے

مگر وہ دنیا نہیں رہی ہے
مجھے بھی پروا نہیں رہی ہے

کتبہ
حاجی علیخان خوشنویس
امروہوی

چند پھول

مرتبہ ۔ ل۔ ب طلعت نقوی

جنگل ہے، چاندنی ہے، شب ماہتاب ہے
ایسے میں اُن کو ڈھونڈ کے ہائیں کہاں سے ہم (جوش)

جبیں ہم جس جگہ رکھ دیں گے کعبہ بنا لینگے
سلامت ذوق سجدہ آپ ہی کا آستاں کیوں ہو (سیماب)

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا (غالب)

لرزتی کانپتی پلکوں پہ شبنمی قطرے
قسم نہ کھا وہ محبت کا اعتبار آیا (سیف خورجوی)

تن کی دنیا، من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دنیا، من کی دنیا سود و سودا مکر و فن (اقبال)

ہاں ملا دے دشت کو اے وسعتِ شوقِ جنوں
ہے بہت کم اپنے کاشانے کی ویرانی مجھے (اعزاز لکھنوی)

فنا کا ہوش میں آنا بقا کا در سے جانا
اجل کیا ہے خمارِ بادۂ ہستی اُتر جانا (جگر)

کسی مختارِ ہستی کے تصرف کی دلیلیں ہیں
مرا ہر کام میری بات میں مجبور ہو جانا (یکتا)

محبت کس کو کہتے ہیں، محبت کا اثر کیا ہے
مرا مجبور کر دینا، مرا مجبور ہو جانا (جگر)

سنا ہے آج وہ سر جس کا قصد کرنے پر
کوئی نیزوں کے منہ میں کاٹ کر رکھ دے زباں میری (آرزو)

رس ان آنکھوں کا ہے کہنے کو ذرا سا پانی
سینکڑوں ڈوب گئے پھر بھی ہے اتنا پانی (؟)

حسبل اب ہچکیاں آنے لگی ہیں
کہیں میں یاد فرمایا گیا ہوں (حسبل)

دل نے مجبور کر دیا ایسا
بے وفا سے وفا نباہتا ہوں میں (نوح ناروی)

نہ کھولی آنکھ وقتِ نزع بیمارِ محبت نے
کسی کا پردہ رکھنا تھا، کوئی آنکھوں میں پنہاں تھا (بزمی)

دنیا نے مجھ سے پھیر لیں آنکھیں تو کیا ہوا
کچھ غم نہیں ہے کوئی نہیں ہے خدا تو ہے (اختر)

اشک آنکھوں میں رہیں شوق سے گھر انکا ہے
رونا اس کا ہے کہ بہہ جاتے ہیں دریا ہو کر (نامعلوم)

زمانہ بھر سے کہہ دیتی ہیں دل کی داستاں آنکھیں
مجھے بدنام کرتی ہیں مری فسانہ خواں آنکھیں (؟)

میں ہی جانوں ہوں جو کچھ مجھ سے ادائیں کی ہیں
تری آنکھوں نے جفاؤں سے جفائیں کی ہیں (مصحفی)

اپنی خوشی کے ساتھ مرا غم نباہ لو
اتنا نہ ہو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑیں (نامعلوم)

ادبِ عشق سے کہتے ہیں دمِ رخصت
ضبط نے آنکھ سے آنسو بھی نکلنے نہ دیا (قلق)

حکمِ دل کا ہے لگی آ کے بجھاؤ میری
عرض کرتے ہیں یہ آنکھ کہ جناب آنکھوں سے (جلال)

جواہر پارے

— ان مختصر جملوں میں اخلاق کے تخم چھپے ہوئے ہیں جن سے فلسفے کے ساداتوں نے جہازاں بڑی بڑی کتابیں تیار کر دی ہیں ——— (پلوٹارک)

— فنا ہی کوئی ضرب المثل ایسی ہو جو سچی نہ ہو، کیونکہ وہ تجربہ پر مبنی ہوتی ہے اور تجربہ ہی ام العلوم ہے (شیکسپیئر)

— عقلمند لوگ اپنی عقل کا جلا بخشنے والا قول میں کرتے ہیں اگر عقل انسانی زندگی کا خلاصہ ہے تو عمدہ اقوال یقیناً اس کی زینت ہیں ——— (ہمپٹن)

افکار ——— CARES WORRY

— فکر کو بطور مہمان کے بلاؤ تو وہ جلد تمہارے گھر کی مالک ہو جائے گی ——— (بروی)

— فکر کرنے سے کسی مرض کا علاج نہیں ہوتا بلکہ وہ لاعلاج مرضوں کو اور زیادہ خراب کر دیتی ہے (شیکسپیئر)

— جو لوگ افکار سے دنیا مول لیتے ہیں وہ گویا دنیا کو کھو بیٹھتے ہیں ——— (شیکسپیئر)

— افکار دور کرنا آلام کے زور کرنے سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ وقت سے آلام مر جاتے ہیں اور افکار کو ترقی ہوتی ہے ——— (رکز)

— فکر سے نہ صرف ہماری نیکیاں اور خوبیاں بڑھتی ہیں بلکہ ہماری دائمی مسرتیں بھی اسی سے پیدا ہوتی ہیں (سمس)

— شب کو افکار مثل لباس کے اتار ڈالا کرو اس سے دن کی محنت آرام سے بسر ہو گی اور دوسرے دن کام بہت عمدہ ہو گا (کوآرلے)

— اگر افکار کے ساتھ بستر پر جاؤ گے تو اس طرح سوؤ گے کہ گویا کوئی بوجھ تمہاری پیٹھ پر ہے (ٹیلی برٹن)

— خدا تعالیٰ نے امید اور خواب کی نعمتیں اس لئے بخشی ہیں کہ افکارِ دنیوی کا معاوضہ ہو جائیں (والیر)

— کتنا ایسا ہوتا ہے کہ آج کی فکریں دوسرے دن تک نہیں رہتیں لہٰذا رات کو جب سوؤ تو اپنے افکار سے کہہ لیا کرو کہ جاؤ کل ان شاء اللہ تمہاری صورت نہ دیکھوں گا

— صرف انسان ہی میں یہ عیب ہے کہ اپنی مسرت کو افکار سے بدمزہ کرتا ہے اور موجودہ چیزوں کو امکانات کے خیال سے غارت کرتا ہے (ڈرائیڈن)

نہ از بطنِ مادر نہ از پشتِ پدر
نہ بر آسمان نہ زیر زمیں
ہمیشہ خورد گوشتِ آدمی
——— (چیتانِ فکر)

انسان کے افکار ہی اس کے لئے باعثِ تسلی ہیں جو شخص افکار سے خالی ہے وہ کمبخت ہے افکار شغل ہیں اور بغیر کسی شغل کے روح کو ہمیشہ تکلیف رہتی ہے شغل و حرکت روح کی زندگی اور سکون اس کی موت ہے ——— (نیگ)

اسوکینا

اسوک کا استعمال جو دوسرے اہم نباتیاتی اجزا کے ساتھ ملا کر کیا جاتا ہے (ڈرو سیپٹوس) اینیمیا اور دوسرے تمام عورتی امراض اور بچے کی پیدائش کے بعد کی بیماریوں کے لئے ایک قابلِ اعتماد دوا ہے۔

اسوکا برو

اسوک اور ایسٹروجن سے تیار کردہ دوا اختناق اور حیض کی تکلیف کو باقاعدہ اور کم مقدار میں تجویز کیلئے بہترین ثابت ہوئی ہے

کیلکٹہ کیمیکل کلکتہ

کوئی بے دھڑکے بولا..

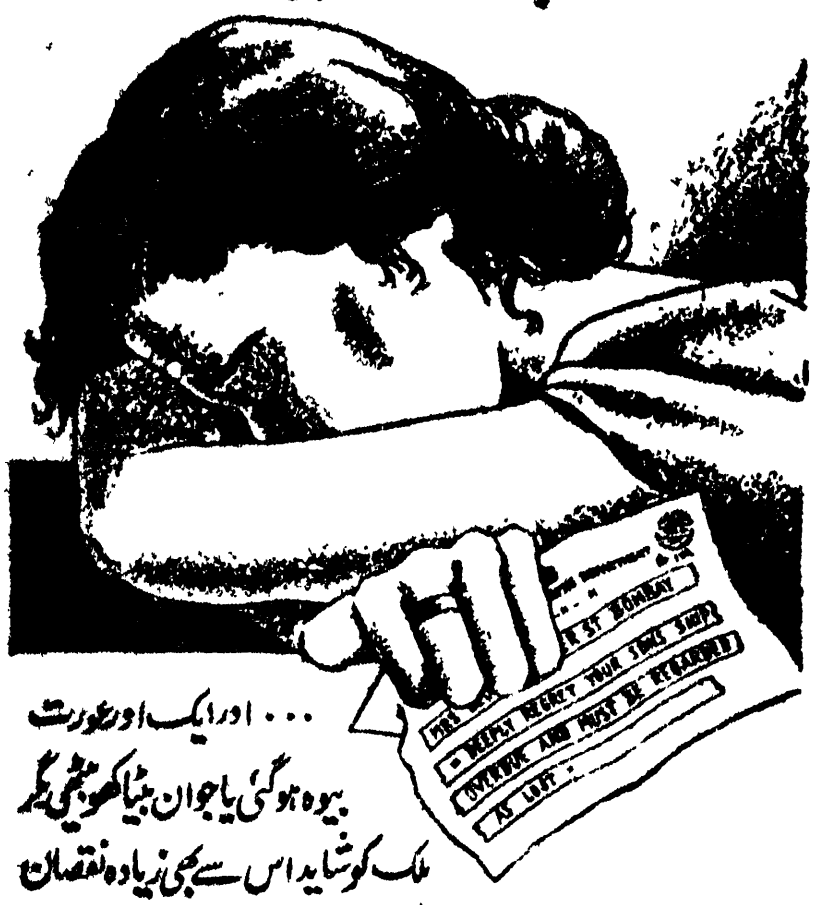

... اور ایک اور عورت بیوہ ہو گئی یا جوان بیٹا کھو بیٹھی مگر ملک کو شاید اس سے بھی زیادہ نقصان اٹھانا پڑے۔

بہت سی ماؤں اور بیویوں کو ایسے تار پہنچنے پر ماتم کرنا پڑا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس جہاز میں تیس چالیس جانیں ضائع ہوئی ہوں۔ ان بہادر جہازیوں کے ساتھ قیمتی سامان بھی ڈوبا ہو گا۔ ممکن ہے یہ سامان خوراک یا قیمتی دواؤں کا ذخیرہ ہو جس کی بجائے پھیلے ہوئے علاقوں کے لئے اشد ضرورت تھی۔ ہزاروں اور آدمی دواؤں کی قلت سے تباہ ہوں گے۔

یہ سب محض اس لئے کہ کوئی بے دھڑک بولا

ایک ہتھیار ہے جو ہم دشمن کے جاسوسوں کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں

خاموشی۔ غیر ضروری باتیں ان کا آلۂ کار بن جاتی ہیں جو ہمارے خلاف استعمال کر سکتے اور کرتے رہتے ہیں۔ بولنے اور لکھنے میں احتیاط برتیے کیونکہ وہ اپنی قوت سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جوڑتے رہتے ہیں جس سے ایک مکمل خاکہ تیار ہو جاتا ہے۔ اس خاکے کی مدد سے وہ ہمارے تجارتی جہازوں کے جہازوں کو ہلاک اور ہماری رسد کو تباہ کرتے ہیں۔

جہاز رانی یا فوجوں کی نقل و حرکت کی سرگرمیوں یا ہوائی میدانوں کے متعلق گفتگو کرتے وقت خاص احتیاط برتیے۔ کارخانوں کے کاموں کا راز بھی قوم کے لئے اہم ہوتا ہے۔

دیکھئے آپ سے ہرگز چوک نہ ہو!

قومی مہم کے لئے شائع کیا

AAA1546

"زندگی ریت ہے اور ہم سب اُس سے کھیل رہے ہیں"

مہاتما گاندھی کے ساتھ ایک لمحہ تصوّر

(از قلم کے، آر، راؤ)

(۱)

میں سمندر کی ریت پر بیٹھا ہوا تھا۔ طلاطم خیز بات کی ہلکی ہلکی لہریں سنہری ریت کی مٹھیاں بھر بھر کر ہوا کے سپرد کر رہی تھیں۔ آفتاب بحر عرب کے سینہ میں ڈوب رہا تھا۔ ایک رنگا رنگ چھتری سی بن گئی تھی۔ وقت ایک لمحہ میں سرشار تھا اور جو لمحہ گذر رہا تھا وہ بھی وقت ہی گذر رہا تھا۔

وقت میرے کانوں میں پیروں کی نرم نرم چاپ کی آواز سنا رہا تھا۔ سامنے جو نظر پڑی تو ایک دراز قد کی جھکی ہوئی سی شکل دکھائی دی جو صرف لنگوٹی پہنے ہوئے اور ہاتھ میں لکڑی لئے ہوئے آ رہی تھی۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "ارے یہ تو گاندھی جی ہیں!" سیوا گرام کا مہاتما پور کا حال تک تیزی سے آہستہ آہستہ میری سمت بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ میرا دل خوشی سے ناچنے لگا۔ جیسے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہندوستان کی نجات کا مسئلہ میری آنکھوں کے سامنے طلوع ہو رہا ہے۔ اس ہستی کی آنکھوں میں ایک چمک تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہندوستان کے ڈوبتے اور نئی قوم کے عروج کا نظارہ دیکھنے کی چمک انہی آنکھوں میں جلوہ گر ہو رہی تھی۔ آسمانی چھتری کے نیچے یہ شکل میرے نزدیک تر آ رہی تھی اور میں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے ہی جا رہا تھا۔

ہستی میرے قریب آ گئی اور میری طرف دیکھ کر مسکرائی جس سے میری گھبراہٹ دور ہو گئی۔ حواس بجا ہوئے۔ کمتری اور نادانی کا احساس کم ہوا۔ میں ایک دم کھڑا ہو گیا اور اپنے آپ کو ایک ہندوستانی سا محسوس کرنے لگا۔ میں اسکے چہرے کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے بچہ چاند کی طرف تکتا ہے۔

"ریت سے کھیل رہے ہو!" مہاتما جی نے دوبارہ مسکرا کر مجھ سے خطاب کیا۔

"جی نہیں، ریت مجھ سے کھیل رہی ہے" میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز سے کہا۔ یہ سن کر بڑھا مہاتما ہنس پڑا۔ اب میں نے دیکھا کہ اس کے منہ میں دو دانت غائب ہیں۔

"دیکھو بات یہ ہے کہ یہ سارا سنسار ایک بہت بڑا کھیل گھر ہے۔ سمندر کی لہریں ریت سے کھیلتی ہیں، چاند سمندر کی لہروں سے کھیلتا ہے، خالق مخلوق سے کھیلتے رہتے ہیں" میں نے یہ جملہ سنکر اثبات میں سر ہلایا۔ ایک دم وہ ریت پر بیٹھ گئے اور ڈوبتے ہوئے سورج کے نظارہ میں محو ہو کر رہ گئے۔

"باپوجی!" میں نے گفتگو پھر شروع کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو سورج ڈوبنے کا یہ نظارہ اچھا معلوم ہوتا ہے؟" میں نے ان سے آہستہ سے پوچھا، وہ برابر افق کو دیکھتے رہے کچھ دیر بعد بولے

"میں سورج ڈوبنے کا نظارہ بہت ہی پسند کرتا ہوں اور یہ بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے موجودہ عہد کا سورج بھی جلد غروب ہو جائے۔ ظلم، جور، سرمایہ پرستی، غریبوں کی لوٹ وغیرہ پر سورج ڈوب جائے۔"

میں باپوجی کو دیکھ رہا تھا اور روح ایک عجیب تصور میں گم تھی، کوئی چیز ان کے گرد خالی خالی معلوم ہو رہی تھی کوئی مہادیو جی ان کے ساتھ کیوں نہیں تھے، کوئی ماں کستوری بائی اس وقت کیوں نہیں تھیں، مہاتما جی اس وقت بالکل اکیلے اکیلے اور چپ چپ سے دکھائی دے رہے تھے۔

"باپوجی آپ بالکل اکیلے چل رہے ہیں" میں نے پوچھا۔

"ہر شخص مجھے تنہا چھوڑے جا رہا ہے بس خدا میرے ساتھ ہے" انھوں نے مسکرا کر کہا۔

"بھائی مہادیو جی اور ماں کستوربا سب ہی تو اکیلا چھوڑ گئے۔ ہندوستان کو دو سنداروں کے ڈوبنے کا رنج ہے" میں نے کہا۔ وہ متانت سے بولے

"موت سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی محض اسکی شکل بدلجاتی ہے مہادیو اور کستوربا دو بڑی آتمائیں تھیں۔ بڑے اونچے آدرش کے لئے ان آدرشوں کے لئے وہ لڑتے رہے اور اچھے سپاہیوں کی طرح لڑتے لڑتے جان ہار گئے۔ ان کے جسم ہمارے درمیان نہیں ہیں تو کیا ہوا؟ آزادی کی تڑپ، اہنسا اور سیوا کے آدرش تو وہ ہمارے سامنے رکھ گئے ہیں وہ مریں گے نہیں میرے اور آپ کے درمیان رہیں گے، عورتوں اور مردوں کے دلوں میں سچی تڑپ پیدا کرتے رہیں گے۔"

یہ کہکر وہ ایک دم اٹھ بیٹھے اپنا سیدھا ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر پیار سے جھک گئے، ان کے دوسرے ہاتھ میں اُن کی لکڑی تھی۔

"باپوجی، آپ کے دوسرے ہاتھ کی طرف سہارا دینے کے لئے کوئی نائیر کیوں نہیں ہے؟"

وہ اور بھی دل لگی میں میرے اوپر بوجھ دیکر کھڑے ہو گئے اور بولے:- "آج سوشیلا نے اپنے سارے کام اس لکڑی کے سپرد کر دیئے تھے اور آج یہی میری رفیق ہے" میں اس مذاق پر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا اب یہیں چلنا چاہیئے" یہ کہکر وہ ایک دم تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے چل پڑے سمندر کے ساتھ ساتھ جہاں لہریں شور کر رہی تھیں اُن کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ مجھے بہت تیز قدم اٹھانے پڑ رہے تھے، ورنہ وہ آگے نکل جاتے تھے۔

ایک جگہ میرا سانس پھول گیا اور میں نے آواز دے کر کہا "باپوجی آپ تو بہت ہی تیز چلتے ہیں ارے تم تو جوان ہو، مجھ بوڑھے کو دیکھو قدم آگے بڑھاؤ، جب تک وقت کے ساتھ دوڑ نہیں لگاؤ گے کچھ کام نہیں ہوگا۔"

"باپوجی! ہندوستان کو سوراج کب ملے گا؟" وہ ایک دم یہ سوال سن کر رک گئے میرے کندھے پر بوجھ دے دیا، مسکرا کر بہت شانت اور صاف آواز میں جواب دیا:-

"جب ہر ہندوستانی سوراج مانگنے لگے گا تو مل جائے گا۔ سب سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو یہ وشواس دلانے کی ضرورت ہے کہ ہماری زندگی کے لئے سوراج بالکل ضروری چیز ہے، جب یہ بات پیدا ہو جائے گی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں روک سکیگی"

"میرا پیرا تھکا کر وقت اب قریب آ رہا ہے اس لئے میں اب اپنی کٹیا کی طرف چلتا ہوں" مہاتما جی نے کہا اور تیز تیز قدم بڑھانے لگے میں نے کہا "پیارے بھگت میں بھی شریک ہونگا" "نہیں"

"کیوں؟" میں نے ذرا متعجب ہو کر پوچھا میری طرف منہ پھیر کر بولے:-

"سمندر کی ریت تمہارے ساتھ کھیل رہی ہے" انھوں نے مجھ سے پوچھا اور پھر خود ہی مسکرا دیئے۔

"میں ریت کو اس کے کھلونے سے محروم کرنا نہیں چاہتا، تم ریت سے کھیلتے رہو، ریت تمہیں کھیلتی رہے گی اگر میں تمہیں لے گیا" یہ کہکر وہ آگے بڑھ گئے

(باقی صفحہ (۶) پر)

دلچسپ معلومات

دُنیا کی سب سے اونچی عمارت ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ نیویارک

(از جناب بھگوت سروپ گوئل)

دنیا کی سب سے اونچی عمارت بنانے کا اعزاز نیویارک (امریکہ) کو حاصل ہے اتنی اونچی عمارت کا جب ہم محض خیال ہی کرتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے کہ انسان کے اتنے چھوٹے چھوٹے اور لاغر ہاتھوں نے صرف ایک عقل کی مدد سے کیا کیا کرشمے کر دکھائے ہیں انسانی عقل، انسانی عقل کے کرشمات کو دیکھ کر خود ہی دنگ رہ جاتی ہے۔

ایک طرح سے اتنی بڑی عمارت کا بنانا زیادہ بلندی پر پتھر وغیرہ کا پہونچانا دورِ حاضرہ میں کچھ مشکل بھی نہیں جبکہ سب کام مشینوں سے ہوتا ہے پتھر مشینوں سے ٹوٹتا ہے وزن اٹھانے کے لئے خرقتیل حاضر ہے دوسرے زیادہ بڑی عمارت عام معماری کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایک چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے بنائی جا سکتی ہے۔ اس عمارت میں بھی یہی کیا گیا ہے جو مسالہ وغیرہ دوسری تیسری منزل میں استعمال کیا گیا ہے وہی چھیانویں منزل میں استعمال کیا گیا ہے، کھڑکیوں کے حصے وہی ہیں بجلی کا انتظام وہی ہے تین ہزار دروازے سب ایک ہی قسم کے ہیں غرضیکہ ہر ایک حصہ ہزاروں کی تعداد میں بنایا گیا ہے۔ اس عمارت کی سب سے حیرت انگیز چیز قلیل عرصہ ہے جس میں کہ یہ تعمیر کر لی گئی صرف پندرہ ماہ میں یہ عمارت بن کر تیار بھی ہو گئی تھی، نومبر ۱۹۲۹ء میں اس کو اس کے مالک نے مندرجہ ذیل شرائط پر تیار کرائیں:

(۱) ایک مقررہ بجٹ ہو،

(۲) برآمدہ اور کھڑکی کے درمیان زیادہ سے زیادہ ۲۶ فٹ کا فاصلہ ہو،

(۳) زیادہ سے زیادہ ممکن منزلیں بنائی جانی چاہئیں جتنی کہ لفٹ کے سسٹم کے لحاظ سے مناسب ہوں،

(۴) بیرونی حصہ کسی کا ہو (اس کنکر سے چونا بنتا ہے)

(۵) عمارت یکم مئی ۱۹۳۱ء تک تیار ہو جانی چاہئے

چار ماہ تک معماروں، ٹھیکہ داروں، مالک وکیلوں اور کوٹھی والوں کے ساتھ کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور تب کہیں جا کر نقشہ مرتب ہوا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ تعمیر میں کوئی بدصورت چیز استعمال نہ ہونی چاہئے ہاں اگر سادہ ہو تو کوئی ہرج بھی نہیں

عمارت کا بیرونی حصہ نہایت عمدہ ہے اور یہ عمارت مینار کی طرح اوپر کی طرف کچھ کچھ فاصلہ پر تنگ ہوتی جاتی ہے، نیچے سے پانچویں منزل تک فرش کا رقبہ برابر ہے چھٹی منزل سے اٹھائیسویں تک اس کی نسبت کچھ کم، انتیسویں سے چودھویں تک کا کچھ اور کم اور چھیاسویں منزل تک اور بھی زیادہ کم ہے اس عمارت کے اوپر ایک ہوائی جہاز کے ٹھہرنے کی جگہ اور ایک دیکھ بھال کرنے کا مینار ہے ان دونوں کی مجموعی بلندی ۲۰۰ فٹ ہے، اس مینار میں تین گیلریاں ہیں ۲ فرش پر اور ایک چوٹی پر، ہر ایک گیلری میں کھڑکیاں، چہل قدمی کرنے کی جگہیں اور ایک ہوٹل ہے، کیونکہ اس مینار کو دیکھنے کے لئے بہت سے آدمی آتے ہیں ہوائی جہاز کے ٹھہرنے کی جگہ مستقبل میں استعمال کی جائے گی جبکہ بحرہ اٹلانٹک کے پار ہوائی سفر بالکل کامیابی سے ہونے لگے گا، یہ جگہ ۵۰ ٹن کی راہ راست کشش کو برداشت کر سکتی ہے مینار کا اور اس جگہ کا وزن ۵۰۰ ٹن ہے جو کہ ۲۰۵ فٹ اونچی بیس منزلہ بالکل شیشے کی عمارت کے وزن کے برابر ہے،

اس وقت جبکہ اس عمارت کی جسامت اور اونچائی کا لوگوں کو پتہ چلا تو آس پاس کے مالک مکانات کو بہت تشویش ہوئی مبادا کہ اس عمارت میں لاکھوں من لوہا اور سیمنٹ چونا وغیرہ کے استعمال سے زمین بیٹھ نہ جائے ٹھیکہ داروں کو لوگوں کو سمجھانے میں بہت کا سامنا کرنا پڑا

پچھلے صفحہ سے

ریت موٹی ہوتی جا رہی تھی اور ان کے پیر بمشکل سے اٹھ رہے تھے، میں پتھر کی طرح جم کر رہ گیا آخر کار مہاتما جی کا وجود دو فرلانگ کے فاصلہ کے نزدیک میری نظروں سے اوجھل ہو گیا، میں واپس اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا، یکایک ایک زور کا بگولہ آیا اور سیٹی سی بجاتا ہوا گزر گیا، سنہری ریت اڑ کر میرے اردگرد انسانوں کی طرح رقص کرنے لگی۔

یکایک گھنٹی کی آواز میرے کانوں میں گونجی، اوہ! یہ کیا ہے، ہاں خوب یاد آیا یہ کالج کی گھنٹی ہے کالج کی پڑھائی کا پہلا گھنٹہ اب شروع ہونیوالا ہے بغل میں کتابیں دبائیں اور کلاس کی طرف روانہ ہوا۔ جو تصویر کی ریت اور مہاتما گاندھی کا سراپا جو تصویر کی آنکھوں نے دیکھا تھا دن کے وقت خواب دیکھنے کی رت کے ساتھ آہستہ آہستہ آنکھوں سے محو و گم ہو گیا،

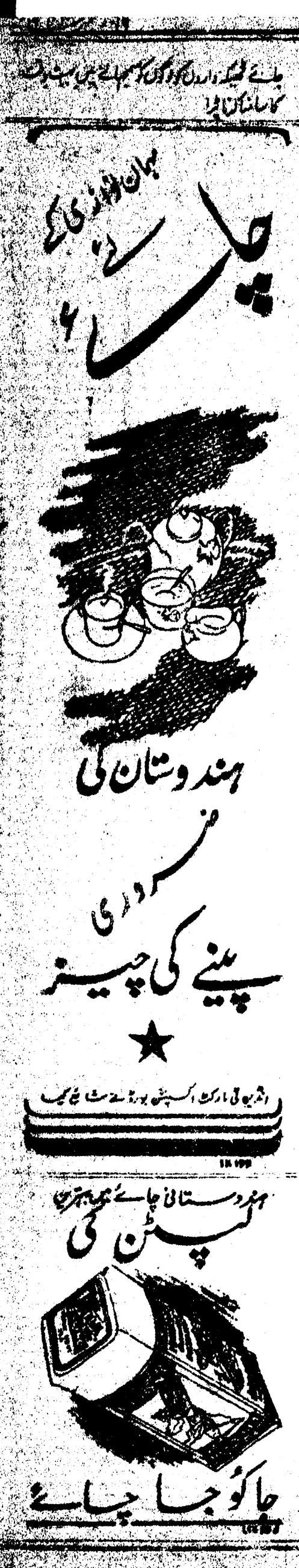

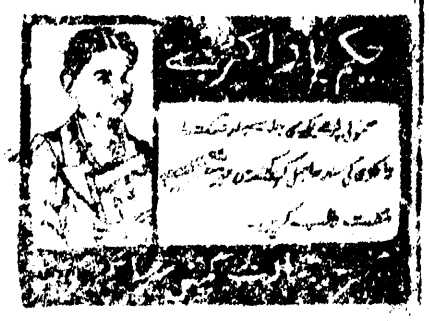

اُدھورا

فسانہ

از: جناب چندر کانت

"مٹھائی پل پر پہنچتے ہی جیتندر کے دل سے ایک ٹھنڈی آہ نکل گئی جیسے دنیا بھر کا درد لئے ہوئے کوئی شعر کسی شاعر کے دل کی گہرائیوں سے بے ساختہ نکل جائے ——— "یہی ریل کی پٹری لاہور کو جاتی ہے" ———

اور ٹرام اچانک ایک تیز جھٹکا کھا کر رک گئی جیتندر کے تصور کی بس کو بھی ایک زور کا دھکا لگا اور اس نے کھڑکی سے جھانک کر باہر دیکھا، ——— چوک سے ذرا پرے ایک ہنگامہ برپا تھا لوگ ایک نئی نویلی دلہن سی موٹر کار کو گھیرے کھڑے تھے، ———

ابھی اثنا میں چوک کا سپاہی بھی اپنی لال نیلی پگڑی کو قدرے ٹیڑھا رکھتے ہوئے ہجوم کے درمیان پہونچ گیا۔ اور مختلف آوازیں فضا میں گونج اٹھیں "آپ نے ہارن تک نہیں بجایا" "وہ بیچارہ بالکل بے قصور ہے" "تانگے اور بائیسکلوں کو تو یہ موٹر والے کچھ سمجھتے ہی نہیں" ———

"جی اگر ان کا بس چلے تو پیدل چلنے والوں کو کچل ہی ڈالیں" ———

"دیکھو تو سہی کس بری طرح لہولہان ہوا ہے بیچارہ" سڑک کے ایک طرف ایک تانگہ الٹا پڑا تھا۔

بائیں طرف کا بم اور پہیہ دونوں چور چور ہو گئے تھے، پائیدان اور ٹپ کی سلاخیں بھی بری طرح ٹیڑھی ہو گئی تھیں اور اس کے پاس ہی ایک بڈھا کوچوان اپنی بائیں ٹانگ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے زور زور سے کراہ رہا تھا

آتے جاتے تانگے موٹریں اور سائیکل وغیرہ تو سڑک کے ایک طرف سے ہو کر گذر جاتے تھے لیکن ٹرام چونکہ زمین میں گڑی ہوئی آہنی پٹری ہی پر چلتی تھی اور وہ مجرم موٹر کار الٹا ہوا تانگہ، زخمی کوچوان اور پرجوش ہجوم سب اس پٹری کے ادھر ادھر جمع تھے اس لئے ٹرام کو مجبوراً رکنا پڑا تھا۔

جیتندر اس ٹرام کی فرسٹ کلاس میں بیٹھا سبزی منڈی جا رہا تھا چونکہ تیسرے درجہ کے حصوں میں بھیڑ کی وجہ سے سانس لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے اس لئے جیتندر ہمیشہ فرسٹ کلاس ہی میں آتا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ کچھ سکون پسند بھی تھا اس لئے ایک پیسہ زیادہ کرایہ دینے میں اسے فرسٹ کلاس کچھ مہنگی معلوم نہ ہوتی تھی، اتفاق سے جب کبھی اس کی جیب میں ایک پیسہ کم ہوتا تو وہ پیدل چلنا منظور کر لیتا لیکن فرسٹ کلاس میں ہی بیٹھتا تھا، کئی مرتبہ فرسٹ کلاسوں میں بھی اتنی بھیڑ ہو جاتی ہے کہ اردگرد کی ہوا کے رک جانے سے انسان کا دماغ چکرانے لگتا ہے ایسے موقعوں پر وہ راستہ ہی میں چلتی ٹرام سے اتر جاتا تھا اس بار تو اس نے نہایت بے تکلفی سے ایک پوری سیٹ سنبھال رکھی تھی کیونکہ اتفاق سے اس سیٹ پر تو کیا ساری فرسٹ کلاس میں اور کوئی سواری نہ تھی، ہاں، دوسرے حصوں میں بیٹھے ہوئے دو ایک آدمیوں نے اس پر معنی نظریں ضرور ڈالی تھیں" چہرے پر عجب اداسی بال بکھرے ہوئے اور سر جھکا ہوا لیکن اس کی فطرت کو کوئی بھانپ نہ سکا تھا۔

جب سے وہ "فتحپوری" سے ٹرام میں سوار ہوا تھا اس پر ایک بجھی بجھی سی خاموشی اور اداسی چھائی ہوئی تھی، جیسے وہ کسی دوسری ہی دنیا میں پہونچ گیا، راستہ صاف ہو چکا تھا اور ٹرام چل پڑی تھی، جیتندر نے چونک کر دیکھا ایک ادھیڑ عمر لیکن چست بدن اور چکنے گالوں والی عورت اس کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھی تھی، وہ نہ جانے کب اور کہاں سے سوار ہو گئی تھی اور ٹکٹ کی باندھے جیتندر کو دیکھے ہی جاتی تھی جیتندر نے نفرت سے دوسری طرف منہ پھیر لیا اور کھڑکی میں سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔

سرد ہوا کے اڑتے ہوئے ذرات اس کے بھورے بڑے بڑے خشک بالوں سے اٹھکھیلیاں کرنے لگے غنودگی کے باعث اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں، نیند کا ہلکا ہلکا نشہ طاری ہونے لگا اور ماضی کے گزرے واقعات بچھڑے ہوئے ساتھیوں کی طرح اس کو اس نیم خوابی کی دنیا میں آ ملے دہلی آنے سے پہلے اس نے لاہور میں ایک لڑکی کا اغوا کیا تھا پھر اس کے پڑوس ہی میں بالکل قطب روڈ کے قریب صدر کے پل پر سے گذرتے وقت ریل کی دو چار پٹریاں ضرور اس کی نظروں سے گذری تھیں، لیکن وہ اس کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکی تھیں۔

یہاں مٹھائی کے پل پر پہنچتے ہی پل کے نیچے ریل کی ایک چمکتی ہوئی پٹری کو دیکھ کر اس کے خیالات کی بارود کو جیسے ایک چنگاری مل گئی تھی،

"یہی ریل کی پٹری لاہور کو جاتی ہے" یہ خیال ایک کاری ضرب کی طرح اسکے دماغ میں دھماکا سا دیتا کوند گیا تھا۔

ٹرام اچانک رک گئی تھی اور ایک تیز جھٹکا کھا کر اس نے کھڑکی سے باہر جھانک کر دیکھا تھا۔ لیکن ہجوم کا شور و شغب اس کے لئے جاذب نظر بن سکا تھا اس کی نگاہوں کا پنچھی پل کے نیچے دور تک دوڑتی ہوئی ریل کی پٹریوں کے اوپر پرواز کرنے لگا تھا اور پھر یکایک اس پنچھی کے پر جیسے خود بخود کٹ گئے تھے ریل کی اس پٹری کو دیکھتے دیکھتے اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کا اپنا دل ایک ریل کی لمبی خلا میں گم ہو جانے والی پٹری بن گیا ہے اور اس پر وزنی انجن چل رہے ہیں۔

اس نے کوٹ کی جیب سے ایک سگرٹ نکال کر سلگا لیا اور دھوئیں کے بادلوں پر اس کے خیالات کی بجلیاں کوندنے لگیں

"یہ ریل کی پٹری بھی میری دکھی زندگی کی طرح لمبی اور بھیانک ہے، دونوں ہی ختم ہونے میں نظر نہیں آتیں اس نے لاکھوں گاڑیاں اپنے سینے پر سے گذاری ہونگی اور میرے دل پر سینکڑوں انجن چل چکے ہیں'

یکایک ریل کے انجن کی گونجتی ہوئی سیٹی نے اسکے خیالات کی لڑی منتشر کر دی اور ایک ریل گاڑی "جھک جھک" کرتی ہوئی پل کے نیچے سے گذر گئی

سواریاں ٹرام کے چلنے کا انتظار کر رہی تھیں دو چار زندہ دل مفلس نوجوان ہجوم میں جا ملے تھے ایک صاحب کو شاید کہیں قریب ہی جانا تھا اور شاید کام بھی جلدی کا تھا اس لئے وہ ٹرام سے اتر کر پیدل ہی چل دیئے تھے، جیتندر کے سامنے والے حصے میں جوئے سرخ جوڑے والی ناز نین اور چھریرے بدن سامنے والے کان میں بیٹھی تھی اور اپنے کھاتے پیتے امیر آدمی کی لڑکی تھی جیتندر نے جلنے اس پر کیسا جادو ڈالا تھا یا اس کا دل کیسا جذباتی تھا کہ جیتندر کے معمولی ورغلانے پر وہ رضامند ہو گئی تھی، اور ایک رات باپ کا ڈھائی ہزار کا مال لے کر اس کے ساتھ فرار ہو گئی تھی جیتندر نے اس سے وعدہ تو یہی لے جانے کا کیا تھا لیکن انبالہ چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہنچ کر وہ کہنے لگا تھا "گھر والوں نے کہیں پولیس میں اطلاع نہ دے دی ہو!" کوچنگ ایکسپریس (جس میں وہ دونوں سوار تھے) آدھی رات کے وقت جب انبالہ چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہونچتی ہے تو وہاں پلیٹ فارم پر پولیس کی افراط دیکھ کر ایسا خیال ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی وہاں کوئی غدر ہو کر مٹا ہو، وہی گورے گورے سفید اور سرخ خوفناک فرکلوں والے پولیس سارجنٹ دکھا کر جیتندر نے پربھا سے کہا تھا، "پربھا کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں میرا یہاں بیٹھنا ٹھیک نہیں میں ساتھ والے کسی تیسرے درجہ میں جا بیٹھتا ہوں اور دہلی پہونچ کر پھر یہیں سیکنڈ میں آ جاؤں گا"

بھولی پربھا یہ سن کر خوفزدہ سی ہو گئی تھی اور جیتندر اس گاڑی کے کسی تیسرے درجہ میں جا بیٹھا تھا، دہلی پہونچ کر پربھا نے اس کی راہ تکتے تکتے اپنی آنکھیں پتھرا لی تھیں

(باقی صفحہ (۸) پر)

پچھلے صفحے سے

گروہ [illegible] وہ پرتھا کے پاس کچھ کرتا تھا [illegible] بھائی ہزار کی رقم اسکے پاس تھی اور دہلی پہونچنے سے پہلے وہ کہیں راستے میں [illegible] تو وہ گیارہ ہو گیا تھا

[illegible] مہینے کے عرصہ [illegible] کے بعد [illegible] واپس لاہور آیا تھا تو اس کی جیب میں صرف چودہ آنے کے پیسے تھے [illegible] کا دبلا پتلا جسم پہلے کی بہ نسبت [illegible] تازہ آثار کی مانند [illegible] نظر آتا تھا۔

[illegible] کرشن [illegible] ایک کی کوٹھاری مل گئی [illegible]

بھائی [illegible]

اخباروں میں جیتندر اور پرتھا کی فرار کی خبر اس طرح کی سنسنی [illegible] شائع ہوئی تھی [illegible] وہ تانگے میں بیٹھا اس [illegible] کے بعد پرانی انارکلی میں سے گزر رہا تھا [illegible] پولیس والے کی اطلاع پر اسے گرفتار کر لیا گیا تھا۔

جیتندر کے والد نرنجن داس [illegible] والے اور بارسوخ آدمی تھے [illegible] کے علاوہ [illegible] میں بھی انہیں کمال حاصل تھا [illegible] ان کی [illegible] تھی اور پھر شہر کے اچھے اچھے غنڈے ان کے [illegible] تھے گو ان کی عمر [illegible] تھی لیکن ان کے جلنے والے چور لٹیرے [illegible] معاملہ [illegible] ان کو خلیفہ مانتے تھے [illegible] اس وقت انہوں نے اپنی [illegible] کو [illegible] کے پرتھا کے [illegible] پولیس [illegible] یہاں دلوا دئے تھے کہ [illegible] جیتندر [illegible] ان کا خیال غلط ہے [illegible] کے ساتھ گئی ہے جیتندر کے خلاف [illegible] پولیس [illegible] پیا تھا اور پولیس کو [illegible] جرم کے سلسلے میں [illegible] تھی [illegible] جیتندر اپنے والد کی [illegible] کے پیچھے [illegible] گیا تھا۔

لیکن [illegible] اس [illegible] کر کیوں [illegible] تنگ آ چکے تھے [illegible] سے [illegible] اس نے اس قسم کی [illegible] بلکہ لاتعداد [illegible] کی تھیں [illegible]

لاہور [illegible] ماں کا کوئی کونا اس نے نہ چھوڑا تھا [illegible] جب کبھی اس سے پوچھا جاتا تو وہ نہایت معصوم [illegible] کر کہہ دیتا تھا "بھلا میں زیور کیوں چرانا کہاں [illegible] مانگ سکتا تھا ماں سے"

ماں [illegible] اس سپوت بیٹے کی بلائیں لیتی تھی [illegible] نوکروں کی شامت آ جاتی تھی [illegible] چوتھے مہینے [illegible] کا بٹوہ غائب کر دینے میں لوگ یا اسے دسترس حاصل ہو گئی تھی [illegible] کے نام پر وہ اکثر لوگوں سے ادھار [illegible] لے لیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ گرمیوں میں جب سارے گھر والے پہاڑ گئے ہوئے تھے تو اس نے شہر والے مکان کے کرایہ داروں سے سال سال کے کرائے [illegible] وصول کر کے اپنے باپ کے نام کی جعلی رسیدیں کاٹ دی تھیں پھر چار سال کے بعد جب نرنجن داس نے اس کو پہلی دفعہ گاؤں میں اپنی زمینداری کا حصہ بٹوانے کے لئے بھیجا تھا تو اس حصے کے علاوہ جس قدر گڑ، شکر گیہوں اور روئی وغیرہ وہاں جمع تھے انہیں لگے ہاتھوں بیچ کر وہ ہری دوار جا پہونچا تھا۔

جب کبھی اس قسم کا کوئی موقع ہاتھ نہ آتا تھا تو وہ اپنے چھوٹے بھائی کی دو چار کتابیں بیچ کر ہی چار دن کے لئے فارغ البال ہو جاتا تھا۔

اگرچہ وہ خود بھی بھائی کے ساتھ اس کالج میں پڑھتا تھا لیکن اس کے پاس بھی کوئی کتاب نہ تھی۔ نرنجن داس نے بار بار تنبیہ اس کو کالج میں داخل کرایا تھا [illegible] تب نئے سرے سے کتابیں خرید کر دی [illegible] گئیں تو کیا، وہ کئی کئی مہینوں کی فیس کے علاوہ کتابوں اور پارٹیوں کے چندے چندے لے کر بھی کھا لیا تھا۔

کالج کی طالبات سے انگریزی میں تھوڑی ڈانٹ سننا، راہ چلتی لڑکیوں سے گالیاں سننا اس کی فطرت کا ایک اہم جزو بن گیا تھا۔ شہر کی عورتیں مردوں کے کام کاج پر چلے جانے کے بعد عموماً گلیوں میں اپنے چھوٹے بچوں پر آ جاتی ہیں، اور کئی آوارہ مزاج نوجوان اور بیکار آدمی کسی نہ کسی حیلے سے ان کے نیاز حاصل کرنے کے لئے دن بھر گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ جیتندر بھی انہیں لوگوں میں سے ایک تھا۔ جب کبھی کوئی مسافر ہوا [illegible] بھیجنے سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا تھا۔

سینما گھر میں [illegible] کا ٹکٹ خرید کر جب تک وہ اٹھارہ آنے کا مزہ نہ لے لیتا واپس آنا حرام سمجھتا تھا اور جب کبھی سیاہ پردہ یا سینما دیکھے کچھ زیادہ دن ہو جاتے تھے تو سڑکوں پر چلتے چلتے وہ آتی جاتی حسین پتلیوں ہی سے ٹکرا جاتا تھا۔

گھر والے اسے پڑھنے کے لئے کالج بھیجتے تھے اور وہ لڑکیوں کے سکول کالجوں کے باہر کھڑا اندر کیا [illegible] ڈیا بر آمدوں میں پھرتی ہوئی لڑکیوں کو آنکھیں مارتا رہتا تھا۔

نرنجن داس اپنے اس سپوت کے ہاتھوں عاجز آ چکے تھے لیکن مصیبت تو اس کی ماں کے باعث تھی، جو [illegible] اسی بات پر [illegible] بہانے لگ جاتی تھی۔ نرنجن داس جب بھی جیتندر کو کچھ کہنے لگتے تھے وہ جھٹ بیچ میں آ کر رونا اور چلانا شروع کر دیتی تھی۔ جیتندر کا تذکرہ کارنامہ دیکھ کر تو نرنجن داس کا دل جیسے کباب ہی ہو گیا تھا اور جیتندر کی والدہ کی التجاؤں کی پروا نہ کرتے ہوئے جیتندر کو گھر سے نکال دیا تھا۔

گھر سے نکلتے وقت جیتندر نے جو حرکت کی تھی اس کی داد ضرور دینا پڑے گی۔ جاتے جاتے اس نے اپنی روتی پیٹتی ماں کے گلے سے اس کا نیا ہار اتار لیا تھا جو صرف تین مہینے پہلے چار سو روپے میں تیار کروایا گیا تھا اور جو اس نے اسی دن صرف ڈیڑھ سو روپے میں کسی دوسرے صراف کے ہاں بیچ دیا تھا۔

اس رات اس نے جی بھر کر لاہور کی ایک مشہور طوائف کا گانا سنا تھا [illegible] لیکن اگلی صبح جب وہ شراب کے نشے سے جاگا تھا تو اسے اپنی جیبیں جیسے کٹی ہوئی معلوم ہوئی تھیں۔ تب دوسری رات اس نے کلو کے ہاں بسر کی تھی اور وہ کٹی ہوئی جیبیں جیسے خود بخود پھر سل گئی تھیں ——— کلو نے سینکڑوں روپے جیتیندر کو کھلائے تھے۔ جب کبھی فرط غم یا خوشی کی زیادتی کے باعث وہ ادھر جا نکلتا تھا، کلو بڑے شوق سے اس کو اپنے ساتھ اوپر بالاخانے میں لے جاتی تھی۔ سگرٹ پان شراب وہ سب کچھ اپنی گرہ سے خرچ کرتی تھی اور ضرورت کے موقعوں پر کئی دفعہ جیتیندر اس سے سو پچاس روپے بھی لے آتا تھا۔ ——— نہ جانے کلو کو اس میں کون سا حسن نظر آتا تھا جو کلو بے طرح اس کی گرویدہ تھی۔

اس کے بعد لاہور ہی میں وہ اپنے ایک دوست کے ہاں جا ٹھہرا تھا جو کالج کے دنوں میں اس کا [illegible] تھا [illegible] کئی موقعوں پر اس کی امداد [illegible] کی تھی۔ ان تین دنوں [illegible] جو اس نے وہاں گذارے تھے اسے کچھ پاگل سا بنا دیا تھا ——— حال ہی میں اس کے دوست کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، موجودہ زمانے کی آزاد خیال بے تکلف اور حسین لڑکی تھی۔ تین دن دوست کے دفتر چلے جانے کے بعد جیتیندر پر ایک جنون سا طاری ہو گیا تھا اور اچانک ہی اس نے دوست کی بیوی کو پکڑ لیا تھا اور اس کی [illegible] آویزے، اور دو انگوٹھیاں غائب کر لی تھیں، [illegible] رقم جیب میں ڈال کر جیتیندر دہلی چلا گیا تھا۔

دہلی ہندوستان کا نہیں، دیسی پیرس کا مشہور شہر دہلی اور جیتیندر کی عیاش طبیعت [illegible] آ [illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

یہ
ریلیکس
پارکیٹ
کو مٹانے میں مدد دے رہا ہے

قومی جنگی [illegible] نے شائع کیا

تاریخ یو۔پی

ملازم جناب
رام سروپ
بھٹناگر

ممالک متحدہ کی تاریخ حقیقت میں ہندوستان کی تاریخ ہے۔ تواریخی انقلابات جن کا تعلق اس صوبہ سے ہے اس کا اثر تمام ہندوستان پر پڑا۔ متھرا، بھنور۔ کانپور نیز ناؤ میں کچھ تصاویر اور آلات ایسے دستیاب ہوئے ہیں جن کا تعلق پتھر کے زمانہ سے ہے۔ اجودھیا ویدک زمانہ میں ایک عظیم الشان شہر تھا۔ رام چندر مہاراج کا جنم اسی شہر میں ہوا تھا۔ آج تک ہندوستان کے اکثر حصص کے باشندے ان کے متعلق ہیں چتر کوٹ۔ الہ آباد کا تذکرہ رامائن میں نہایت عمدگی سے آیا ہے۔ اول الذکر مقام پر رام چندر جی نے اپنی جلاوطنی کا بیشتر حصہ بسر کیا۔ ہستناپور، پانچال وغیرہ جن کا تعلق مہابھارت کے زمانہ سے ہے وہ اس صوبہ میں آباد ہیں۔ مہاتما گوتم بدھ نے اپنا سب سے پہلا وعظ بنارس میں ہی دیا، اور انکو بدھ مت کا میابی حاصل ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ بودھ زمانہ سے بھی اس صوبہ کا خاص تعلق رہا ہے موریہ زمانہ میں یہ صوبہ چندر گپت موریہ کے قبضہ میں تھا۔ اشوک کے پوتے اشوک نے الہ آباد اور سارناتھ۔ کلسو (دہرہ دون) کے مقام پر اپنی لاٹھیں نصب کرائیں اور ان پر بودھ دھرم کے اصول کندہ کرائے اول الذکر دو مقام اس وقت تک بودھ دھرم کے مقدس مقام خیال کئے جاتے ہیں۔

الہ آباد کی لاٹھ اس وقت تک وہاں کے قلعہ میں موجود ہے۔ امتداد زمانہ سے اسکی تحریرات میں کچھ تغیر و تبدل بھی ہوا ہے تاہم اس کی اصلی حالت ضائع نہیں ہوئی ہے۔ ۱۸۰ قبل مسیح میں جب موریہ خاندان کا زوال ہوگیا۔ اس وقت یہ صوبہ چار حصوں میں منقسم ہوگیا۔ پانچال، سورسین۔ کوشل اور کوشامبی۔ اس زمانہ کے سکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ متھرا۔ اجودھیا، پانچال میں ہندو راج اور کوشامبی میں بودھ حکومت تھی۔ ۱۵۰ قبل مسیح میں شک لوگ متھرا کے پاس تک پھیل گئے۔ کشان خاندان نے انکو بھگا دیا۔ کنشک اور ہوشک کے سکے متھرا کے پاس پائے گئے ہیں۔ کنشک کا مجسمہ جس کا سر نہیں ہے اس وقت تک متھرا کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ گپت زمانہ میں بھی یہ صوبہ چندر گپت اول و سمدر گپت نیز اس کے مشہور و معروف فرزند چندر گپت بکرماجیت کی حکومت میں شامل تھا۔ اس زمانہ کی ترقیوں سے یہ صوبہ بھی کافی طور سے مستفید ہوا۔ سنسکرت کی اشاعت کافی ہوئی۔ چینی سیاح فاہیان نے اس کی تعریف میں بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ ہرش کے زمانہ آنے تک اس صوبہ کی حالت بے حد گڑبڑ تھی مگر اس مشہور و معروف راجہ کے زمانہ میں جس کی راجدھانی قنوج تھی۔ یہ صوبہ ترقی کے نصف النہار پر پہنچ گیا۔ الہ آباد جہاں ہر پانچویں سال ہرش جایا کرتا تھا۔ اس کی کوششوں سے ایک بارونق شہر بن گیا۔ مگر اس کی وفات کے بعد مختلف حصص میں تقسیم ہوگیا۔ قنوج میں رگھو بنش۔ بندیلکھنڈ میں چوہان۔ پنجاب میں تومر خاندان کا راج ہوگیا ۱۰۱۸ء میں محمود غزنوی نے قنوج پر حملہ کیا اور متھرا کے متعدد مناور کو مسمار کرایا۔ اسلامی حکومت کا بانی مبانی راجہ جے چند اسی صوبہ میں ہوا جس کی راجدھانی قنوج تھی۔ اسی نے محمد غوری کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ انجام یہ ہوا ۱۱۹۲ء میں اس نے پرتھوی راج پر حملہ کیا مگر شکست کھائی۔ ۱۱۹۳ء میں پرتھوی راج خود اس کے مقابلہ میں ہار گیا۔ ۱۱۹۴ء میں جے چند کو بھی ہرا کر اسکی سلطنت پر قبضہ کیا۔ اس کے علاوہ کالنجر، کوتل وغیرہ پر اپنا قبضہ جمایا۔ ۱۲۲۷ء میں جنوبی اودھ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ التمش اور بلبن کے زمانہ میں اس صوبہ کا تقریباً تمام حصہ اسلامی حکومت میں شامل ہوگیا۔ زاں بعد خلجی اور تغلق خاندان کے بادشاہوں نے اس پر حکومت کی علاؤالدین خلجی نے دوآبہ کے ہندوؤں کے ساتھ بڑا برا برتاؤ کیا۔ فیروز تغلق نے جونپور کا شہر بسایا۔ ۱۳۵۱ء میں شرقی بادشاہوں نے یہاں ایک حکومت قائم کی جو کچھ عرصہ کے بعد ایک آزاد حکومت ہوگی۔ ۱۴۵۰ء میں بہلول لودی نے اس پر حملہ کیا اور اس سلطنت کو بالکل ختم کردیا۔ ۱۳۹۸ء تیمور لنگ نے بھی اس صوبہ کے شمال مغربی حصہ کو قدرے پامال کیا۔ ۱۵۲۶ء میں جبکہ بابر کا قدم ہندوستان میں آیا اور مغل حکومت کا سنگ بنیاد لودی خاندان کے آخری بادشاہ ابراہیم لودی کو ختم کرکے رکھا گیا۔ اس وقت یہ صوبہ بھی اس زد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اسی صوبہ کے مشہور و معروف مقام فتح پور سیکری میں بابر اور رانا سانگا کی جنگ ۱۵۲۷ء میں عمل میں آئی جس نے حکومت چتوڑ کی ترقیوں کو چکنا چور کردیا۔ اس واقعہ کے بعد ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ نے ہمایوں کو قنوج کے مقام پر شکست دیکر ایران بھگا دیا اور افغان خاندان جس کی ترقی کی تمام امیدیں منقطع ہوگئی تھیں۔ کچھ عرصہ کے واسطے برسر اقتدار ہوگیا۔

شیر شاہ کی موت کے بعد جب ہمایوں نے دوبارہ ہندوستان کو فتح کیا۔ اور مغل خاندان کا سکہ از سر نو جاری ہوا تو اکبر اعظم نے اپنی حکومت کی یادگار میں آگرہ اور الہ آباد میں عظیم الشان قلعہ اور فتح پور سیکری میں متعدد عالیشان عمارات اپنے بیٹے سلیم کی ولادت کی خوشی میں نیز حضور سلیم چشتی کی یادگار میں تعمیر کرائیں جن کو اس زمانہ تک ہزاروں سیاح دیکھنے آتے ہیں۔ اسی کے پوتے شاہجہاں نے آگرہ میں وہ عظیم الشان مقبرہ تعمیر کرایا جو تاج محل کے نام سے مشہور ہے اور جس کا شمار عجائبات روزگار میں ہے۔ یہی نہیں بلکہ ۱۶۵۷ء میں اس کے بیٹے تخت حاصل کرنے کے واسطے برسرپیکار ہوئے۔ اس لڑائی کا زبردست پاٹ اسی صوبہ کے مقام ساموگڈھ میں ادا ہوا۔ اس جنگ دارا شکوہ کو شکست فاش اور اورنگ زیب کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ آگرہ کے پاس ہی اورنگ زیب نے اپنے بھائی مراد کو شراب کے نشہ میں گرفتار کیا۔ شاہجہاں نے بھی اپنی نظربندی کا زمانہ آگرہ کے ہی قلعہ میں بسر کیا اور بعد وفات یہیں دفن ہوا۔

اورنگ زیب نے بادشاہ ہوکر جہاں اور مظالم برپا کئے وہاں اس صوبہ کے مقام مقدس متھرا۔ بنارس وغیرہ کے متعدد مناور مسمار کرائے۔ بعد زوال خاندان مغلیہ ۱۷۲۱ء میں اودھ اور ۱۷۴۰ء میں روہیلکھنڈ کی آزاد حکومتیں قائم ہوئیں۔ فرخ آباد میں بھی ایک پٹھان خاندان نے بھی اپنا قبضہ کیا۔ بندیلکھنڈ پر مرہٹوں نے دھاوا کیا۔ ۱۷۶۰ء میں جبکہ مرہٹوں کا طوطی تمام ہندوستان میں چہچہا رہا تھا احمد شاہ ابدالی نے ان پر حملہ کردیا۔ شجاع الدولہ نواب اودھ اور نجیب الدولہ نواب روہیلکھنڈ نے اسکی دل کھول کر مدد کی اور مرہٹوں کی طاقت کو زیر و زبر کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

جنگ بکسر کے بعد ۱۷۶۵ء میں جب انگریزوں اور شاہ عالم میں صلحنامہ ہوا اور آخر الذکر کو بجائے بادشاہ کے پنشن خوار ہوکر رہنا پڑا یہ تمام عرصہ تک شرائط اسی صوبہ کے مقام الہ آباد میں طے ہوئیں۔ الہ آباد۔ فتح پور اور کانپور کے اضلاع جو اسوقت کڑا اور الہ آباد کے نام سے مشہور تھے۔ شاہ عالم کو انگریزوں نے علاوہ ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن کے دیئے۔ شجاع الدولہ نواب اودھ جو اس جنگ میں انگریزوں کے خلاف میر قاسم کی طرف سے لڑا تھا اس سے ۵۰ لاکھ روپیہ ہرجانہ وصول کیا۔ بہرحال مغل شہنشاہ کی تقدیر کا فیصلہ اسی صوبہ میں عمل میں آیا۔ اس صوبہ کے اندر اس کو سلطنت سے دست بردار ہونا پڑا۔ انگریزی حکومت کا مستقل سنگ بنیاد اسی صوبہ کے ذریعہ قائم ہوا۔ اس زمانہ میں صوبہ کے شمالی حصہ میں سکھ لوگ حملہ کررہے تھے۔ جاٹوں نے آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ مرہٹے دہلی میں آڈٹے اور انھوں نے روہیلکھنڈ بریلی پر حملہ کیا۔ حافظ رحمت خاں نواب روہیلکھنڈ نے شجاع الدولہ نواب اودھ سے مدد لے کر مرہٹوں کے حملوں کو روکا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ناقص دوست

(از جناب احسان دانش)

ناقص اگر ہے دوست تو اے تشنۂ وفا
راحت پہ خاک ڈال مصیبت قبول کر!

آتش کدہ ہے باغ ارم بھی اگر وہ دے
دوزخ میں بھی نہ اسکی رفاقت قبول کر!

احساس خواب قاقم و سنجاب چھوڑ کر
کانٹوں پہ رات کاٹ اذیت قبول کر!

جعلی وفا سے توڑ کے سررشتۂ یقیں
ناکام زندگی کی ندامت قبول کر!

دوزخ پسند کر کہ ہے دوزخ بھی اک مقام
لیکن نہ یہ فریب کی جنت قبول کر!

اس زندگی سے گوشۂ تربت ہے پرسکوں!
اس زندگی سے گوشۂ تربت قبول کر!

طاعت بھی اک فریب حکومت بھی اک فریب
طاعت قبول کر نہ حکومت قبول کر!

روح و ضمیر و دل کا نہ سودا کبھی چکا
روح و ضمیر و دل کی نہ قیمت قبول کر!

ہر ملک ملک تست کہ ملک خدائے تست
مردانہ زندگی کی شریعت قبول کر

پچھلے صفحے سے

زاں بعد حافظ رحمت خاں نواب روہیلکھنڈ میں خود مختار ہو گیا۔ انجام یہ ہوا کہ ۱۷۷۴ء میں دونوں میں خوب زور شور سے جنگ ہوئی۔ انگریزوں نے نواب اودھ کی مدد کی اور بدلے میں ۴۰ لاکھ روپیہ لیا۔ حافظ رحمت خاں مارا گیا۔ اسی زمانہ میں شاہ عالم مرہٹوں سے مل گیا۔ انگریزوں نے اس کی پنشن بند کر دی۔ کڑا۔ الہ آباد کے دو ضلعے جو انھوں نے شاہ عالم کو دیئے تھے۔ نواب اودھ کو واپس کر دیئے۔ اودھ کی حفاظت کے واسطے انگریزوں نے شمالی سرحد پر اپنی فوج لگا دی۔ ۱۷۷۵ء میں فوج گورکھپور میں ایک چھاؤنی قائم ہوئی۔ ۱۷۷۵ء بنارس کی کمشنری کا آباد ترحصہ انگریزوں نے نواب آصف الدولہ سے لے لیا۔ اس حصہ کے حاکم چیت سنگھ تھے۔ ۱۷۸۰ء میں وارن ہیسٹنگز نے اس چیت سنگھ پر حسب دلخواہ جرمانہ کیا اور اس نے اس کی ادائیگی سے انکار کیا تو انگریزوں نے اس بھاگا کر بنارس کا تمام حصہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ چیت سنگھ کی جگہ اس کا بھانجا برائے نام نبدبا اس نے انگریزوں کو چھ لاکھ روپیہ بطور اخراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

مرہٹوں کی طاقت بڑھ گئی اور انھوں نے متھرا۔ آگرہ۔ دہلی اور شمالی دوآبہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ فرخ آباد کا نواب اودھ کا ماتحت تھا جب نواب اودھ نے الہ آباد کا قلعہ انگریزوں کے حوالہ کر دیا اور سالانہ ٹیکس دینا شروع کیا تب سے انگریزی حکومت کا اثر اور بڑھ گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس واقعہ کے بعد انگریزی حکومت نہایت سرگرمی سے پھیلی۔ ۱۸۰۱ء میں نواب اودھ سے بیرونی حملوں کے خوف سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو گورکھپور کمشنری روہیلکھنڈ الہ آباد فتحپور کانپور۔ اٹاوہ۔ مین پوری۔ ایٹہ۔ جنوبی مرزاپور اور ترائی تال کا کچھ حصہ دے دیا۔ ۱۸۰۲ء میں بندیلکھنڈ کا نواب پنشن دے کر حکومت سے الگ کر دیا اور یہ علاقہ بھی انگریزی حکومت میں ملا لیا گیا۔

۱۸۰۳ء میں جب لارڈ لیک نے مرہٹوں کو ہرایا تو سندھیا نے ضلع مرسرس اور جن گاؤں کے مطابق انگریزوں کو میرٹھ اور آگرہ کی کمشنریاں بندہ ہمیرپور اور جالون کے ضلع دیئے۔ ۱۸۰۵ء میں جب نیپال کے بادشاہ سے انگریزوں کا صلح ہوا تو صلح نامہ سگولی کے مطابق دہرہ دون۔ کمایوں۔ الموڑہ گڑھوال کے ضلع ملے۔ ۱۸۱۸ء میں جھانسی اور جالون کا بقیہ حصہ چھوڑ کر بقیہ تمام بندیلکھنڈ جس کا تعلق حکومت پیشوا سے انگریزوں نے لے لیا۔ ۱۸۱۸ء میں ساگر اور نربدا کے ضلعے اس صوبہ میں ملا لئے گئے ۱۸۳۸ء میں اس صوبہ کا تعلق بنگال سے بالکل منقطع کر دیا۔ ۱۸۵۷ء کے درمیان جھانسی۔ ہمیرپور اور بقیہ جالون بھی انگریزی راج میں ملا لیا کیونکہ اس ریاست کی وارث رانی لکشمی بائی کے کوئی لڑکا نہ تھا اس کو پنشن دے دی گئی۔ ۱۸۵۷ء میں اودھ کا بھی افسانہ ختم ہو گیا۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں اس صوبہ نے بہت خوفناک صورت اختیار کی۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء بروز اتوار اس کی شروعات میرٹھ سے ہوئی۔ بانده۔ بریلی۔ کانپور اور جھانسی بلوائیوں کے خاص مرکز تھے۔ اس وقت وہ بھی آیا کہ آگرہ الہ آباد کے قلعہ اور لکھنؤ کی ریزیڈنسی کو چھوڑ کر تمام صوبہ انگریزی حکومت سے بے تعلق ہو گیا۔ نانا صاحب نے کانپور میں ۲۰۰ انگریز مرد اور بچوں کو قتل کرا کر ایک تاریخی یادگار کا اضافہ کیا۔ لکھنؤ کی ریزیڈنسی کی حفاظت میں سر ہنری لارنس ہر جولائی کو مارا گیا۔

چونکہ غدر کا مقصد محض آزادی حاصل کرنا ہی نہیں تھا بلکہ اس سلسلہ میں کچھ بدترین اور خود غرض لوگ بھی اپنی ہوا و ہوس کا دائرہ نامعقول طریقہ سے وسیع کرنے کی کوشش میں مصروف تھے لہذا بجائے کامیابی کے بے حد خطرناک نتائج ظہور میں آئے۔ انگریزوں کی فتح ہوئی۔ باغیوں کو شکست فاش کا منہ دیکھنا پڑا۔

بعد اختتام غدر اودھ کی ترائی کا حصہ حکومت نیپال کو مل گیا۔ اس سلسلہ میں نواب صاحب رام پور کو بریلی اور مرادآباد کے کچھ علاقے ملے۔ جھانسی کا قلعہ اور کچھ گاؤں مہاراجہ سیندھیا کو دیئے گئے۔ اس کے بدلے میں جھانسی اور کچھ گاؤں انگریزوں کو مل گئے۔ بعد فرو غدر الہ آباد میں لارڈ کیننگ نے یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو ایک عظیم الشان دربار کا جس میں ملکہ وکٹوریہ کا اعلان پڑھ کر سنایا گیا۔ اس اعلان کا مقصد ہندوستانی رعایا کو تسلی و تشفی دینا تھا۔ دیسی باشندوں کو جو وارث نہ ہونے کی صورت میں گود لینے متبنیٰ بنانے کا طریقہ لارڈ ڈلہوزی نے ممنوع قرار دے دیا تھا اس کے متعلق بھی اجازت دی۔ اس کے حقوق میں جو اضافہ ہوا وہ فرمان بھی آگرہ میں رڈ کیننگ نے پڑھ کر سنایا۔ ان تمام واقعات کے بعد جو انتظامی انقلابات ظہور میں آئے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ بعد غدر ہو ہی گیا تھا اب تمام برٹش انڈیا براہ راست شہنشاہ انگلستان کے ماتحت تھی جس کا مقرر کیا ہوا وائسرائے ہندوستان میں رہتا تھا۔ وائسرائے کی جانب سے صوبہ میں گورنر رہتے تھے۔ اس صوبہ کا انتظام بھی یہی تھا لیکن پھر بھی کچھ رد و بدل ہوتا رہتا تھا۔ مثلاً ساگر اور نربدا کا ضلع ممالک متوسط میں ملا دیا گیا۔ دہلی کا الحاق پنجاب سے ہو گیا۔ اس وقت تک اس صوبہ کا نام ممالک مغربی و شمالی تھا لیکن جب ۱۹۰۱ء میں شمالی مغربی سرحدی صوبہ الگ بن گیا تو اس کا نام ممالک متحدہ آگرہ و اودھ رکھا گیا۔ ۱۹۱۱ء میں پیلی بھیت اور کچھ علاقہ کے پرگنہ ضلع مرزاپور سے الگ کر کے اسٹیٹ بنارس میں شامل کر دیئے ۱۹۱۹ء میں قلعہ رام نگر اور کچھ مواضعات ریاست مذکور کو دے دیئے گئے۔ یہ اس صوبہ کی مختصر تاریخ ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

نوجوان ترقی کی شاہراہ پر...

ہندوستانی مردوں اور عورتوں کے لئے ترقی کے زبردست موقعے موجود ہیں دیکھئے آپ کی لڑکی پیچھے نہ رہ جائے زنانہ امدادی دستے "ووک آئی" کی رکن بننے میں اس کی مدد کیجئے ... اس دستے میں اس کی اچھی طرح نگہداشت کی جائے گی... وہ نئے تجربات حاصل کرے گی اور ایک نیا ہنر سیکھ لے گی۔ اس کی بنا پر جنگ کے بعد اس کا مستقبل محفوظ ہوگا۔

ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ آئی کی رکن بننے میں اپنی لڑکی کی مدد کیجئے

W·A·C INDIA

صنعت اور تجارت میں ہندوستان تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حالات کے اعتدال پر آنے کے بعد غیر فوجی ملازمتوں کے لئے بہت سے عمدہ تربیت پائے ہوئے لوگوں (مردوں نیز عورتوں) کی ضرورت ہوگی۔ ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ آئی کی عمدہ ٹریننگ اور اس دستے کی ملازمت کا تجربہ بہت سی لڑکیوں میں وہ صلاحیتیں اور انتظامی امور کا سلیقہ پیدا کر دے گا جو ایک کامیاب زندگی کے لئے ضروری ہے۔ ملازمت کی شرائط و قواعد کی تفصیلات کے لئے ذیل کے ا۔ ے۔ ٹی۔ آر۔ او۔ ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ آئی میں سے کسی کو لکھئے: لاہور۔ ۲۲۔ ڈیوس روڈ۔ راولپنڈی۔ گون ٹامس روڈ۔ لکھنؤ۔ معرفت ٹی۔ آر۔ او ایسٹرن۔ حضرت گنج۔ کلکتہ۔ معرفت ڈی۔ ٹی۔ آر۔ او ۲۸ تھیٹر روڈ۔ مدراس ۳۔ ماؤنٹ روڈ۔ بمبئی۔ اے۔ ایف۔ آئی بلڈنگ۔ اسپنل لین۔ دھوبی تلاؤ۔ پونا۔ سٹیشن روڈ۔ پٹنہ۔ معرفت ڈی۔ ٹی۔ آر۔ او ایکزیبیشن روڈ۔ بنگلور۔ کبن روڈ۔ یا آپ کسی ریکروٹنگ آفس یا ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ آئی۔ پلٹن کمانڈر کو بھی لکھ سکتے ہیں۔

1963

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم

بادشاہی

صابون اور پاؤڈر

قیمت تین ٹکیوں کا بکس بارہ آنے۔ استعمال کیجئے۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ

دہلی ایجنٹ: آر۔ لاسرائے کا تکیہ صدر بازار دہلی

تیج دہلی

۱۹ ستمبر ۱۹۴۴ء

دنیا کے پانچ بڑے مسائل

کیا تیسری عالمگیر جنگ کے امکانات موجود ہیں؟

(۱)

پہلی عالمگیر جنگ کے بعد اس دوسری عالمگیر جنگ کی ہیبتوں کو جھیلنے، ہولناکیوں کو دیکھنے اور [illegible] بربادیوں کی ہیبت انگیز مثالوں کے گزرنے کے بعد دنیا میں کوئی شخص یہ کوئی وہم بھی ایسی نہ ہوگی جو ایک تیسری جنگ عظیم کی خواہشمند ہوگی۔ پہلی عالمگیر جنگ کے زمانے میں بھی یہی کہا گیا تھا کہ یہ دنیا کی آخری لڑائی ہے۔ اسی طرح موجودہ جنگ دوسری عالمگیر جنگ کے موقع پر بھی ابتدا سے یہی کہا جا رہا ہے کہ اس لڑائی سے دنیا کی تمام آئندہ لڑائیوں کا دروازہ بند ہو جائے گا اور دنیا میں امن، سکون، آزادی اور جمہوریت کی خوشگوار فضا پھیل جائے گی۔ لیکن بات یہ ہے کہ صرف کہہ دینے سے کوئی کام بھی انجام تک نہیں پہنچتا۔ جب ہمارے سامنے ایک مقصد ہوتا ہے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں ذرائع پیدا کرنے پڑتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرنا پڑتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس وقت جو طاقتیں برسرِ جنگ ہیں اور جو اقتصادی ممالک، دنیا کے سامنے بہترین مقاصد پیش کر رہے ہیں کیا ان کے اعمال و افعال سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان مقاصد کے حصول کی کوشش کر رہے ہیں اور اس دنیا کو امن و سکون عطا کرنے اور آئندہ لڑائیوں سے بچانے کی منزل کی طرف سرگرمِ سفر ہیں؟ اسی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے مشہور مصنف مسٹر جان گنتھر نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص بھی جو صحیح دماغ رکھتا ہو ایک تیسری عالمگیر جنگ کا خواہشمند نہیں ہے۔ لیکن یہ افسوس ہے کہ ہم اس خطرے کے انسداد کی صورت ابھی سے پیدا کریں۔ مسٹر جان گنتھر "یورپ کے اندر" اور "ایشیا کے اندر" جیسی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس مضمون میں انھوں نے دنیا کے پانچ اہم ترین مسائل پیش کئے ہیں اور کہا ہے کہ اگر ہم ان مسائل کے قابلِ عمل حل تلاش نہیں کریں گے تو ایک تیسری جنگ عظیم ہو کر رہے گی۔

ان کی تحریر کے مطابق دنیا کے پانچ بڑے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) جرمنی کی صورتِ حال کا مسئلہ

(۲) روس کا مسئلہ اور اس کی نوعیت

(۳) آئندہ امن کے قیام میں روس کی شرکت کا مسئلہ

(۴) "اینگلو امریکن" رشتہ اور تعلقات کا مسئلہ

(۵) ایشیا کا مسئلہ بشمولیت ہندوستان

جہاں تک ہندوستان کی آزادی کا سوال ہے مسٹر جان گنتھر کہتے ہیں کہ "نیشنلسٹ ہندوستان کا بھاری حصہ اس لڑائی کے بعد مکمل آزادی چاہتا ہے لیکن زیادہ تر برطانی سیاست دان یہی خیال کرتے ہیں کہ ہندوستان کو جو کچھ زیادہ سے زیادہ دیا جا سکتا ہے وہ ڈومینین اسٹیٹس ہے" اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکے گا تو ہندوستان میں ایک انقلاب آ جائے گا۔ بہرحال چونکہ مسٹر جان گنتھر نے ایشیا اور ہندوستان کے مسئلہ کو آخر میں رکھا ہے اس لئے ہم انہیں کی ترتیب کے مطابق اسی موضوع پر بحث کریں گے۔

امن! یہ ایک بہت ہی امید افزا اور روح پرور لفظ ہے! لیکن اس جنگ کے بعد جب امن آئے گا تو اس کی نوعیت ایسی ہوگی جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں موجود نہ ہوگی۔ یورپ ایک انتشار کی حالت میں ہوگا اور بھوک کا دیو اس برِ اعظم پر پھر رہا ہوگا۔ مسٹر جان گنتھر کا خیال ہے کہ یہ صرف جسمانی بھوک نہ ہوگی بلکہ انتقام کی بھوک بھی اس کے ساتھ ہوگی۔ ممکن ہے بعض ممالک کے اندر خانہ جنگی شروع ہو جائے۔ جو حکومتیں جلاوطنی میں ہیں اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان کے درمیان رسہ کشی ہونے لگے۔ الغرض مصیبت، فلاکت، مصیبت کا دور دورہ ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ امید کی کرن بھی موجود ہوگی۔

یورپ میں اس وقت ایک خاص قسم کا تمدن پایا جاتا ہے جو انیسویں صدی کے آخری نصف اور بیسویں صدی کے ابتدائی حصہ کی پیداوار ہے۔ اس وقت بھی یہ تمدن خطرے میں پڑ گیا تھا لیکن اگر دنیا نے آنے والے امن سے فائدہ نہ اٹھایا تو یورپین تمدن تیسری عالمگیر لڑائی کے شدید ترین حملہ کو سنبھال نہیں سکے گا۔

اس لئے ضرور ہے کہ اب جو امن قائم ہو مستقل ہو لیکن یہ اسی حالت میں مستقل ہو سکتا ہے جب مسٹر جان گنتھر کے پیش کردہ پانچ مسائل کا حل پیدا کیا جائے۔

سب سے پہلے اس نہرست میں جرمنی کا مسئلہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ اتحادیوں کی فتح کے بعد جرمنی کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اور اس نازی و فرسائی ذہنیت کا خاتمہ کیونکر کیا جائے جو امن عالم کے لئے ایک مستقل خطرہ بنا ہوا ہے؟ اس سلسلہ میں بہت سے نظریے پیش کئے گئے ہیں لیکن یہ [illegible] سے بہت سے ضمنی مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ مسٹر گنتھر کے خیال میں جرمنی کا مسئلہ [illegible] طریقہ پر حل کیا جا سکتا ہے:

(۱) ایک معین [illegible] کے لئے جرمنی پر برطانی، روسی [illegible] کا قبضہ۔

(۲) آسٹریا [illegible] اور [illegible] کی آزادی [illegible]

(۳) آئندہ آزادی کنٹرول کے تحت میں جرمنی کو مکمل طور پر غیر مسلح کر دینا

(۴) [illegible] صنعت پر پورا [illegible]

(۵) آئندہ چکلر یعنی سنگین کا منوں کے تحت میں جرمنی کو کچھ روز تک زیر قبضہ رکھنے کے بعد اسے مستقبل کے یورپی [illegible] میں شریک کرنا۔

یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسٹر جان گنتھر کی یہ تجویز کہاں تک [illegible] کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ [illegible] کے بعد معاہدہ ورسائی کا جو حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے لیکن جرمن مسئلہ کی اس وقت ایک عجیب نوعیت یہ ہے کہ یہ جرمن مسئلہ ہی نہیں ہے، بلکہ مستقبل میں برطانی، روس اور امریکہ کے دوستانہ تعلقات کا مسئلہ ہے۔ جب تک یہ تینوں طاقتیں ہر جرمن مسئلہ پر ہم آہنگ ہم خیال نہ ہوں گی جرمنی کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس کے بعد آئندہ اشاعت میں ہم باقی مسائل کی طرف رجوع ہوں گے!

مسئلہ غذا

سر جوالا پرشاد سریواستو ڈائرکٹر جنرل فوڈ نے اس فصل میں چاول کی پیداوار کے متعلق جو مجموعی پوزیشن پیش کی ہے وہ اطمینان بخش نہیں ہے۔ اس وقت بھی ٹراونکور، کوچن، مدراس، پنجاب اور دوسرے علاقوں میں لوگوں کو راشن کی کمی کی شکایت ہے ان علاقوں کے باشندے صرف چاول کھاتے ہیں اور گیہوں سے ڈرتے ہیں! بنگال کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ پیداوار بہت اچھی ہوئی ہے اس لئے وہاں کا قحط ختم ہو گیا ہے۔ اور حکومت چاول حاصل کرنے کی کوشش میں سرگرم ہے۔ اب یہ ہے کہ ہم قبل از وقت اظہارِ مسرت کا کوئی [illegible] نہیں دیکھتے۔ ہم عملی میدان میں نتیجوں کا انتظار کریں گے [illegible] کہ عوام کی [illegible] دور ہوئیں یا [illegible] سچ تو یہ ہے [illegible] کے نفسیاتی مسئلہ کا [illegible] غریب [illegible] متوسط طبقوں کے [illegible] طور پر [illegible] نہیں ہوا ہے۔ بنگال [illegible] کلکتہ میں [illegible] کے مرنے کی خبریں [illegible] سوال اس کا کیا جواب ہے؟

لارڈ ویول سے ملاقاتیں

[illegible] سیاسی لیڈروں سے ملاقاتوں [illegible] کیا ہے چنانچہ جب [illegible] بھائی ڈیسائی [illegible] کانگریس پارٹی مرکزی اسمبلی کے صرف [illegible] کے بعد اپنے [illegible] بیان [illegible] کر پرہان منتری [illegible] جناح، صدر آل انڈیا مسلم لیگ سے [illegible] کیں سیاسی لیڈروں سے [illegible] کا سلسلہ جاری ہے۔ لارڈ ویول کے پیشرو [illegible] اس سلسلہ میں بڑی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ آپ نے سیاسی [illegible] ملاقاتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا تھا مگر سوال یہ ہے کہ ان ملاقاتوں سے [illegible] کہاں تک حل ہو سکتا ہے؟ کیا [illegible] لارڈ ویول سیاسی جمود دور کرنا چاہتے ہیں؟ بہرحال ان ملاقاتوں کا کوئی دوسرا نتیجہ [illegible] دہلی کے سیاسی حلقوں میں نئی نئی چہ میگوئیاں [illegible] آئیاں تو ضرور ہو جاتی ہیں۔

کلکتہ کی تاریک گندی گلیاں!

رائل انجینئر مسٹر آر [illegible] گورنر بنگال نے حال ہی میں کلکتہ کی [illegible] گلیوں کا معائنہ کیا اور آپ ان کی حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اور آپ نے ان کی حالت بہتر بنانے کی فوری ضرورت کی وضاحت کی نیز اس سلسلہ میں فوری قدم اٹھانے کے لئے آپ نے گورنمنٹ ہاؤس میں ایک چھوٹی سی کانفرنس طلب کی جہاں اس سوال پر غور کیا گیا۔ بنا بریں مستقبل میں ایک بڑی کانفرنس بھی ہونے والی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ باتوں ہی باتوں کے بعد یہ سوال معرض التوا میں نہیں پڑے گا بلکہ اس سلسلہ میں کوئی واضح قدم اٹھا کر ان گلیوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے گا۔ دوسرے بڑے شہروں کے ذمہ دار اربابِ حل و عقد کو بھی اپنے شہروں میں اس سوال پر توجہ دینی چاہیئے۔

اشارات

معاصر "سوشل ویلفیئر" میں جوتے نے ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے "چوہے کا بیان" کچھ روز ہوئے مرکزی وزیر ہند کے ممبر فنانس یوبوں پر یہ الزام لگایا تھا کہ یہ اناجوں کو نقصان پہنچاتے ہیں ایک چوہے نے پریس انٹرویو کے دوران میں اس کا جواب دیا ہے ہم اس دلچسپ انٹرویو کا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں:

دہلی کا ایک چوہا موسم سرما میں صبح کے وقت فوڈ منسٹر کی تقریر کا اخبار میں مطالعہ کر رہا تھا، جب نمائندہ پریس اس کے پاس پہونچا تو اس نے فوڈ منسٹر کے لگائے ہوئے الزام کی تردید کی۔

نمائندہ پریس نے پوچھا:- کیا تم اس حقیقت سے انکار کرتے ہو کہ اس ملک میں تمہاری تعداد ۳۰ ملین ہو

چوہے نے جواب دیا:- نہیں، مجھ میں اولاد پیدا کرنے کی جو طاقت ہے اس سے میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں مجھے اپنی قوم کی کثیر آبادی پر فخر ہے

نمائندہ:- یہ اچھی بات ہے زمانہ بعد از جنگ کے نقطۂ نگاہ سے۔ لیکن انگریزی بولنے والی قوم تم پر شک کرے گی اس لئے کہ آر۔ اے ایف کی عورتیں تمہاری کثرت کے باعث اس ملک کو چھوڑنا چاہیں گی

چوہا:- اس سوال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے ہم چیزوں کو بہت دور تک دیکھتے ہیں آج ہم اقلیت میں ہیں کل ایک قوم بن سکتے ہیں،

نمائندہ:- مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ تم لوگوں میں ہم جنسی و ہم آہنگی موجود ہے یا نہیں؟

چوہا:- کیوں بنیادی طور پر ہماری زندگیاں بالکل ایک ہیں ہم چاہے فیلٹ ہیٹ پہنیں یا ترکی ٹوپی پہنیں یا پگڑی باندھیں، یا ننگے سر رہیں، لیکن جہاں تک راتوں کو چیزیں کترنے کا تعلق ہے ہم سب کے سب ایک ہیں

نمائندہ:- کیا تم میں جارحانہ رسم و رواج اور زبانیں اور لٹریچر بھی موجود ہے؟

چوہا:- ہاں! ہم میں بھی باہمی اختلاف رائے کثرت سے ہے ہم ہر سیاسی پارٹی سے اختلاف رکھتے ہیں مثلاً ریڈیکل ڈیماکریٹک پارٹی ہماری ہی قوم میں سے ہے گروہ بالغ حق رائے دہی اور انقلاب اور کھلی امداد کی قائل نہیں ہے لیکن ہم وہ لوگ ہیں جو تاریک کمروں کی خوبیوں ہی کو پسند کرتے ہیں

نمائندہ:- کنسرولر آف سپلائز کی طرح؟

چوہا:- اور ٹھیکہ داروں کی طرح بھی جو جنگ کی ضرورتوں کو پیچھے اور اپنی ضرورتوں کو پہلے پورا کرتے ہیں

نمائندہ:- کیا تم لوگ ایک ہی نوع کی مختلف جنسوں میں ہو؟

چوہا:- ہاں! ہاں! ہم لوگ گلہری، گنی پگ، خرگوش، دفتری حکام، رائٹ، کمیونسٹ، کولنز، کوئز لنگ وغیرہ کے نوع سے تعلق رکھتے ہیں!

اس کے بعد چوہے نے اپنا اخبار ہاتھ سے رکھ دیا اور جنگ کے سلسلہ میں اپنی پارٹی کی پیش کردہ امداد پر لیکچر دینے لگا خواہ وہ امداد کھلیان میں دی گئی ہو یا میدان جنگ میں ——— لیکن اس لیکچر کے بعد چوہے نے کسی خاص حق کا مطالبہ پیش نہیں کیا اس نے کہا:- "ہم صرف حق خود ارادیت اور پیٹ بھرنے کا حق چاہتے ہیں اسکی مخالفت ہم سے برداشت نہیں کی جاتی"

نمائندہ:- لیکن تم لوگ تو بڑی بلند سوسائٹی میں رہتے ہو وہ بھی سے وائسرائے لاج تک تمہارا عمل دخل ہے؟

چوہا:- ہاں اس جنگ کا تنکر یہ ہے کہ اس نے "ڈیماکریسی" بروکریسی کی طرح ایک "چوہاکریسی" بھی پیدا کر دی ہے!

نمائندہ:- لیکن پھر بھی تم پر یہ جرم عائد ہے کہ تم ہر سال ایک ملین ٹن اناج کھا جاتے ہو

چوہا:- جرم! جرم کیسا!! اگر کچھ لوگوں کو وہسکی شراب ملتی ہے، اور کچھ لوگ غذا کے ایک لقمہ سے بھی محروم رہتے ہیں تو کیا یہ جرم ہے کہ ہم عقلمندی سے اپنی غذا حاصل کر لیتے ہیں!

راز و نیاز

سوال:- برطانیہ اور روس پر ہٹلر کی طاقت کے خاتمہ کا اثر کیا ہوگا؟ (گنیش پرشاد، دہلی)

جواب:- یہ ایک طویل مسئلہ ہے جس پر "راز و نیاز" جیسے چھوٹے کالم میں بحث نہیں کی جا سکتی ہم اخبار "لندن ٹائمز" کا ایک اقتباس پیش کر دیتے ہیں اسی سے کچھ اندازہ آپ کر سکیں گے، وہ لکھتا ہے:- "ہٹلر چاہتا تھا کہ یورپ پر برطانی اثر کو دور کرے لیکن جنگ اور جدوجہد کے دوران میں وہ خود ہی یورپ سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف روس نے کبھی ایسی خواہش ظاہر نہیں کی تھی لیکن غالباً صرف یہی وہ طاقت ہے جو اس مقصد کو حاصل کر سکتی ہے؟

سوال:- دنیا میں کس قسم کے لوگ سب سے زیادہ خوش رہ سکتے ہیں؟ (حیات خاں، جالندھر)

جواب:- اس کے دو جواب ہیں ایک تو وہ لوگ خوش رہ سکتے ہیں جو دوسروں کو خوش کریں اور کسی کو گزند نہ پہونچائیں، دوسرے وہ لوگ جو خود کسی کے مقروض نہ ہوں اور خیرات لینے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں،

سوال:- مفت مشورہ لینے کی عادت کیسی ہے؟ (دلیپ سنگھ، میرٹھ)

جواب:- اگر کوئی اچھا مشورہ خلوص کے ساتھ کسی کو مفت دیا جائے تو برا نہیں لیکن بعض لوگوں کو خواہ مخواہ مشورہ دینے رہنے کی جو عادت ہوتی ہے اس سے لوگ گھبرا اٹھتے ہیں

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں)

چند اقتصادی اور معاشرتی مسائل ۱ زراعت ۱

(از شریت رامانند رجی دہلی)

یہ درست ہے کہ کاشت کے موجودہ طریقوں کو بہتر بنانے، مناسب کھاد دینے، وقت پر بوائی اور مشینی آلات سے پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

پیداوار کو بہتر بنانے کے ذرائع میں اچھے بیج کا حصول ایک اونچا درجہ رکھتا ہے اور اچھے بیج کی بانٹ نے بعض علاقوں میں پیداوار کو فائدہ پہنچایا ہے لیکن ابھی تک یہ بانٹ زیادہ تر نقد رقم وصولی کی اجناس کے متعلق رہی ہے اور غذا کی اجناس کے تعلق اچھے طاقتور بیج کے بانٹ کی طرف مناسب توجہ نہیں دی گئی۔

ہندوستانی کسان اپنی غربت کے سبب اناج کا بیج نہیں رکھ سکتا اور جو کچھ وہ پیدا کرتا ہے فوری ادائیگی کی صورت کے لئے نقدی حاصل کرنے کی فکر میں فروخت کر دیتا ہے اس لئے کاشت کے موسم میں اسے چار ناچار مہاجن سے جیسا بھی بیج ملے لے کر بونا ہوتا ہے۔ کسان کی لاچارگی گورنمنٹ مختلف تدابیر سے آسان کر سکتی ہے۔ بیج مہیا کرنے کے لئے خاص فارم کھول سکتی ہے باہمی تعاون سبھاؤں اور ڈپو قائم کر کے یہ کام سہولیت سے انجام پا سکتا ہے۔

فصلوں کو ادل بدل کر زمین کی قوت پیداوار کو قائم رکھنے کا گر ہندوستانی کسان جانتا ہے لیکن آبادی کے دباؤ اور شدید ضرورت کے فکر سے مجبور رہتے ہیں۔ اسے یکے بعد دیگرے ایسی فصلوں کو بونا پڑتا ہے جن سے جلد از جلد کچھ وصول ہو جائے۔ فصلوں کی ادل بدل میں مختلف قسم کے کھاد کی ضرورت ہوتی ہے جس کا موجودہ حالات میں مہیا کرنا ہندوستانی کسان کے بس کی بات نہیں۔

آلات کاشتکاری میں ہل کسان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے ہندوستان میں ہلوں کی کل تعداد کا اندازہ دو کروڑ پچاس لاکھ کیا جاتا ہے۔ عام طور پر ہندوستان میں ابھی لکڑی کے بنے ہوئے ہل سے کام لیا جاتا ہے محکمہ زراعت کی طرف سے بہتر ہلوں کو رواج دینے کے لئے برائے نام کام کیا گیا ہے جو ہل محکمہ زراعت کی ایما پر یا سرپرستی میں تیار کئے گئے ہیں انہیں حرفتی اور استعمالی کئی قسم کے نقص ہیں اور کسان کی قوت خرید سے باہر ہیں اور موجودہ دیہاتی لوہار اور بڑھئی آسانی سے انکی ٹھیک طور پر مرمت نہیں کر سکتا گاؤں سے ہل کو شہر مرمت کے لئے لانا وقت ضائع کرنے کے علاوہ بیجا خرچ کا بڑھانا ہے جب تک ہندوستانی کسان کی موجودہ قوت خرید قائم ہے وہ گاؤں میں اپنی ہی زمین پر کھڑے درخت کی لکڑی کے ہل تیار کروانے کے سوائے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ ہندوستان کی زمین کے لئے امریکن، برطانوی یا روسی ہل مفید نہیں ہو سکتا۔ ان ممالک میں گہری کھدائی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ زمین کا اندرونی چونا سطح پر آ کر بیج کو جلدی چھٹنے میں مدد دے سکے ہندوستان میں چونکہ دھوپ تیز پڑتی ہے اس لئے گہری الٹ پلٹ سے زمین کی اندرونی نمی ضائع ہو جاتی ہے چونا سطح پر آ کر سطح کو جلدی خشک کر دیتا ہے اور بیج کے پھوٹنے میں حائل ہوتا ہے۔

ہندوستان کے فضائی اور زمینی حالات دوسرے ملکوں سے مختلف ہیں اس لئے ہندوستان کی زمین کیلئے مناسب طریقہ کار ہل یہاں کا کوئی دوسرا ملک ہی ایجاد کر سکے گا، کوئی غیر ملکی انجینئر

ہندوستان جیسا ملک جہاں زراعت کے لئے قوت تحریک کا بڑا حصہ بیلوں پر ہے، مویشی دولت کی بہت زیادہ اہمیت ہے دوسرے ملکوں میں مویشی دودھ دہی اور دیگر خوراک کی ضرورت کے لئے پالے جاتے ہیں لیکن بھارت کی تمام کھیتی کا دارومدار انہی پر ہے اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور ہندوستانی کسان ان کو دودھ اور تکریم دیتے پر مجبور ہیں۔

مغربی ممالک میں زراعت کا کام زیادہ تر گھوڑوں سے لیا جاتا تھا جنکی جگہ اب تیزی سے مشینی آلات لے رہے ہیں ۱۹۳۹ء کے اعداد کے مطابق سوا دو ارب مویشیوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں تیس کروڑ مویشی ہیں ہندوستان کے مویشی گنتی میں دنیا کے سب ملکوں سے زیادہ ہیں مویشیوں سے مزدوری کے حساب کا اندازہ روپیہ کی صورت میں لگانا مشکل ہے۔ ہندوستان کے بعد مویشیوں کی سب سے بڑی تعداد جو ۲۰ کروڑ ہے ممالک متحدہ امریکہ میں ہے لیکن ہندوستان اور ممالک متحدہ امریکہ کی انسانی آبادی کی تعداد کو ہندوستان کی انسانی آبادی کی تعداد سے تناسب کیا جائے تو ہندوستان میں مویشی ضرورت سے بہت زیادہ کم ہیں اور اگر ہندوستان کے مویشیوں سے حاصل ہونے والی خوراک کی اشیا کا امریکہ کے مویشیوں سے حاصل ہونے والی خوراکی اشیا کی مقدار سے تولا جائے تو یہ فرق اور بھی زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ ہمارا ملک میں گورنمنٹ انسان کی پرورش اور نگہداشت کے بعد مویشیوں کی پرورش اور غذا و پرورش ضروری سمجھتی ہے، ہندوستان میں بھی مویشیوں کی پرورش پر بہت زیادہ توجہ دی جاتی تھی لیکن موجودہ گورنمنٹ جسے انسانی زندگی کی پرواہ نہیں اسے مویشیوں کی کیا فکر ہو سکتی ہے انسانی زندگی کے لئے خوراک بہت ہی قیمتی اور ضروری عنصر دودھ کی شکل میں مویشیوں سے حاصل کیا جاتا ہے اور زمین کی بھی کاشت کا انحصار بھی مویشیوں پر ہے مویشی نہ صرف ہل چلانے کے کام آتے ہیں بلکہ انکے پیشاب اور گوبر سے زیادہ کوئی قیمتی کھاد نہیں۔

حال میں ہی مجھے اپنے پیشہ کاروباری سلسلہ میں کئی ماہر ڈاکٹروں سے ہندوستانی زندگی کی اوسط کے متعلق رائے معلوم کرنی ضرورت محسوس ہوئی۔ ان ڈاکٹروں کی رائے میں ہندوستانی نسل کے غذائی حالت اور اوسط زندگی میں پچھلے تیس سال کے عرصہ میں نمایاں فرق پڑ گیا ہے۔ ڈاکٹروں کی اس رائے کی تصدیق لوگوں کا عام مشاہدہ ہے یہ قد و قامت اور اوسط زندگی میں کمی دودھ اور اس سے حاصل شدہ چیزوں کی خوراک میں مناسب مقدار نہ ملنے کے سبب ہے۔

ہندوستان میں مویشی اور زراعت کا بہت گہرا تعلق ہے مویشیوں کی نسل کی کمزوری اور تعداد میں کمی کا ہماری زراعت پر گہرا اثر پڑتا ہے مویشیوں کے متعلق گورنمنٹ کی موجودہ پالیسی غفلت اور لاپرواہی پر مبنی ہے ملک کی انسانی آبادی کے اضافہ کے ساتھ مویشیوں کی گنتی بڑھنے کے بجائے تیزی سے گھٹ رہی ہے

نیا نسخہ

لارڈ ویول وائسرائے ہند نے کلکتہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کا علاج برطانیہ پر اعتماد کرنے میں ہی مضمر ہے نہ کہ پاکستان اور ستیہ گرہ کی گولیوں اور کوئٹ انڈیا کی کمپچر میں

غیر معمولی اعلان

ایک عظیم الشان دھارمک داستان جو پہلی مرتبہ حقیقت آمیز مناظر شان و شوکت اور خوبصورتی کے ساتھ تصویر کی صورت میں پیش کی گئی ہے

مہاتما وِدُر

مہابھارت کے سنہری اور جنگی زمانے کے ایک مہاتما کی داستان حیات

کمار ٹاکیز میں

جمعہ ۱۵ دسمبر سے شروع

اداکار:- وشنو پنت پاگنیس مرحوم، درگا کھوٹے، لیشمی دھر اکنجو، نیام پلی، اور ڈیوڈ وغیرہ

روزانہ تین شو:-

۳ بجے، ۶½ بجے اور ۱۰ بجے رات

آج ایک شو ۱۱ بجے بھی ہوگا۔

ضروری نوٹس

للی برانڈ بارلے

ہمارے بے شمار گراہکوں، سرپرستوں اور عام پبلک کی اطلاع کیلئے بطور خبرداری اور تنبیہہ کے شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری مشہور و معروف ساختہ چیز کا نام "للی برانڈ بارلے" ہے۔ للیاس بارلے، لیلا بارلے یا نام میں اسی قسم کی کوئی دوسری نقل نہیں ہے۔

ہماری اس مشہور و معروف ساختہ چیز کی بہت سی نقلیں مارکیٹ میں چل رہی ہیں چنانچہ اپنے گراہکوں سے درخواست ہے کہ وہ خریدتے وقت صرف "للی برانڈ بارلے" ہی طلب کریں۔ اپنے بارلے کی ایک شکل نمونہ عام اطلاع اور رہبری کے لئے اوپر دی جاتی ہے۔

ان لوگوں کے خلاف جلد ہی قانونی کارروائی کیجائے گی جو اس قسم کی غیر قانونی حرکت کے ذمہ دار ہیں یا جن لوگوں نے نقلی مال کا سٹاک جمع کر رکھا ہے۔

دی للی بسکٹ کمپنی

مالکان:- پی سیٹ اینڈ کو لمیٹڈ

الٹا ڈنگا ✤ کلکتہ

فلمستان

"شہنشاہ بابر"

[illegible] مودی ٹون کی تاریخی فلم شہنشاہ بابر [illegible] ہمایوں [illegible] نظار [illegible] کیا ہے [illegible] پبلک [illegible] کامیاب [illegible] بابر نہایت کامیاب [illegible] ہے [illegible]

"وشواس"

[illegible] مودی ٹون [illegible] کا بنایا ہوا [illegible] ہے [illegible] ڈائرکٹ کیا [illegible] ۲۰ نومبر [illegible] ایک [illegible] فلم [illegible] کے [illegible] دل کو [illegible] کمال [illegible] فلم کی [illegible] کامیاب [illegible]

"دوست"

گذشتہ بارہ ہفتوں سے نوین پکچرز کی فلم [illegible] دوست [illegible] ہے [illegible] تصویر کو [illegible] ہے کہ [illegible] رفوی آجنکا [illegible] کامیاب [illegible]

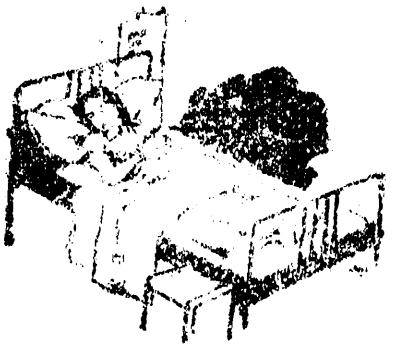

اسقاط

کے بعد بعض اوقات بال گرنے لگتے ہیں جیسا کہ نوزائدہ [illegible] اور بچے کی پیدائش کے بعد بھی بال گرجایا کرتے ہیں [illegible] بیماری کے بعد بھی بال گرنے لگتے ہیں بیماری کے ساتھ کبھی کبھی غیر معمولی حالات میں کسی صدمہ کے باعث بالوں کا گرنا شدید صورت اختیار کر لیتا ہے بال گرنے کا کوئی بھی سبب ہو ہر صورت کیش وردھنی کے استعمال سے ان کا گرنا روک دیجئے۔

بالوں کا گرنا ایک خرابی ہے اگر کوئی ضروری خرابی نہیں ہے کیش وردھنی کا استعمال اس خرابی کو دور کر سکتا ہے بیماری کے ایام میں کیش وردھنی سے بالوں کی حفاظت کیجئے اور اگر گریں بھی تو بہت ہی کم گریں آج ہی

کیش وردھنی

کا استعمال شروع کر کے بالوں کو خوبصورت۔ زیادہ اور چمکدار بنایئے

کیش وردھنی ——— بارہ آنے

کیش وردھنی شیمپو ——— بارہ آنے

ڈاک خرچ اور پیکنگ علیحدہ

کسی دوکاندار یا سیدھے پتہ ذیل سے خریدیں:-

ساؤتھ انڈیا کیمیکلز

آر۔ایس۔پورم قائمبٹور ✦ انڈین سٹورز چاندنی چوک دہلی

بامن امارا

استعمال کے بعد

کمزور، کم طاقت [illegible] طاقت کی بحالی کے لئے بامن امارا کی ضرورت ہے بخار، دردِ گردہ بیماریوں کے بعد بھی صحت کی بحالی کرتے بامن امارا عجیب اثر دکھاتا ہے۔ [illegible] جلد [illegible] اور توانائی بحال کرتا ہے۔

قیمت ۸ کردوہ

ایلن اینڈ ہنبرز لمیٹڈ

(قائم شدہ: کلکتہ)

کلائیو بلڈنگس کلکتہ

بامن امارا کمزوری کیلئے بہترین ہے

"کادمبری"

لکشمی پروڈکشن کے ڈائرکٹر [illegible] بنگال جسونت دل نے مشرق کے شاعر اعظم بان بھٹ کا لافانی شاہکار ڈرامہ فلمکر صنعت فلم سازی پر احسان کیا ہے،

پیش نہیں کر سکے۔ تصویر کو جس طریقہ پر شوکت حسین نے اٹھایا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے حسین مسعود زیبا حسن بانو موتی لال، وسنت کھیڈیکر، کنہیا لال وغیرہ نے اس تصویر میں جان توڑ محنت سے کام کیا ہے اور اس وجہ سے دو [illegible] دن دونی رات چوگنی کامیابی حاصل کر رہا ہے دوست کراچی میں مسلسل ۲۹ ہفتہ سے چل رہا ہے،

"کادمبری" ان بھٹ کا لافانی شاہکار لکشمی پروڈکشن کے شاہکار کا [illegible]

روپیہ کماؤ اور امیر بنجاؤ

[illegible] سرمایہ اپنے شہر میں رہکر آزادی و عزت سے [illegible] روپیہ یا ہوا [illegible] کے نامور [illegible] کتاب [illegible] کی تجارت کے راز [illegible] کیلئے [illegible] صنعتیں بالتفصیل لکھی گئی ہیں۔ یہ کتاب اردو، انگریزی کتابوں کے مطالعہ و تجربہ کے بعد [illegible] سال میں تیار ہوئی ہے قیمت صرف [illegible] روپیہ محصول ڈاک [illegible] علاوہ ناپسند ہونے پر ایک ہفتہ کے اندر واپس [illegible]

انڈسٹریل سنڈیکیٹ ڈپو [illegible] مرٹی

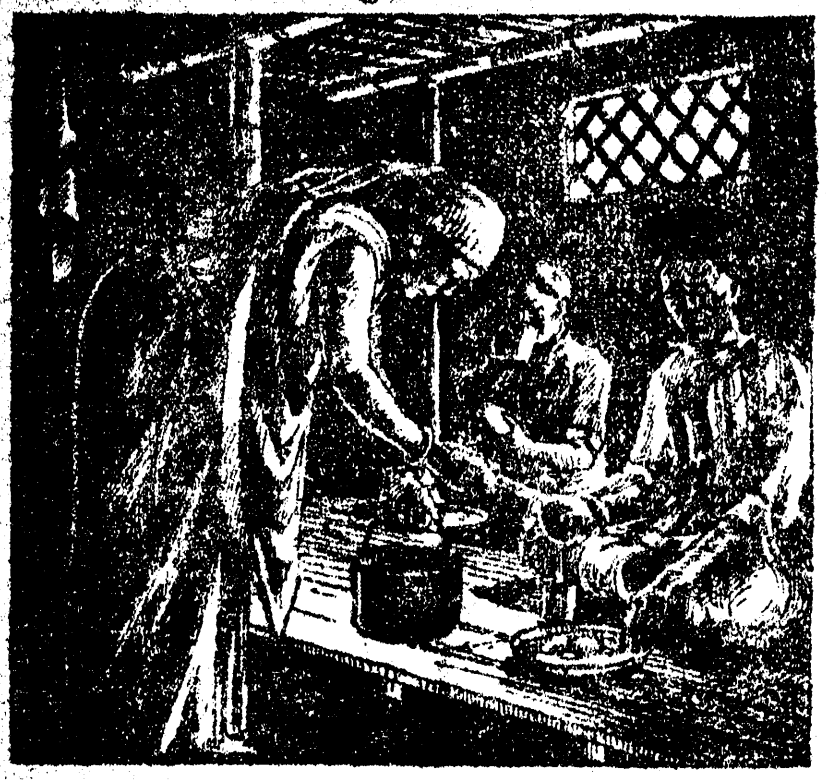

چائے کا وقت ——— سکم میں!

سکم کے لیپچا لوگوں میں چائے پینا ایک بڑی پرانی عادت ہے چائے پانے کی رسموں میں سے کچھ اب بھی باقی ہے۔ غریب طبقوں میں بھی ——— مگر اتنی مکمل نہیں جتنی کہ چین کی مذہبی چائے نوشی، مگر خیالات ویسے ہی معموم ہوتے ہیں۔

قاعدے کے مطابق ہر شخص کے پینے کا برتن الگ ہوتا ہے مگر چائے دودھ اور شکر ملا کر گرم تیار کیا جاتا ہے اور مشترکہ برتن سے ادھے تو بنے کے بنے ہوئے چمچہ میں بانٹا جاتا ہے۔

سکم کے باشندے اپنے ڈھلوان اور سنگ بند وطن کی وادیوں اور چوٹیوں کے درمیان بہت مختلف قسم کی آب و ہوا سے دوچار ہوتے ہیں جو عموماً سرد تر درجہ حرارت کے حدود میں رہتی ہے جو لوگ اپنے کاموں کی وجہ سے گھر میں رہتے ہیں خود کو گرم رکھنے کیلئے گرم چائے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ گھر کے باہر کام کرتے ہیں چائے کو تشنگی دور کرنے کے لئے بہترین چیز سمجھتے ہیں۔

سکم ان دور افتادہ علاقوں کی ایک مثال ہے جہاں آپ ہمیشہ تازہ بروک بونڈ چائے پائیں گے۔

بروک بونڈ

"دو پتیاں اور ایک کلی"

انسانی دانت اور صحت

از جناب ڈاکٹر شبرت سولن شملہ

(۱) قدرتی خوراک کے کھانے سے ہی دانت مضبوط و تندرست رہتے ہیں اور غیر قدرتی خوراک شکر و مصالحوں سے بنے ہوئے لذیذ کھانے اور دیگر منشیات کے استعمال سے ہی دانت خراب ہو جاتے ہیں اور صحت بگڑ جاتی ہے۔ اور انسان دانتوں کی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسانی خوراک کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ بہت پرانا مسئلہ ہے اور ہمارے دھارمک گرنتھوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

بھگوت گیتا میں بھی انسان کی خوراک و اس کی جسمانی و روحانی صحت کے متعلق اپدیش کیا گیا ہے اور جس کے کھانے سے انسان کی جسمانی و روحانی تندرستی قدرتی و غیر قدرتی خوراک کے اثرات کے مطابق بن جاتی ہے۔ اس وقت ہماری موجودہ تہذیب ان مغربی لوگوں کے مطابق بنی ہوئی ہے جنھوں نے سائنس میں کمال ترقی کی ہے اور جو فائدہ انسان کو سائنس سے پہنچا ہے اس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ لیکن خوراک کے پہلو میں جو نقصان پہنچا ہے اس کا اندازہ دنیا کی موجودہ اور پیچیدہ بیماریوں سے لگایا جا سکتا ہے جن کا پہلے کوئی نام و نشان نہ تھا۔

اس لئے ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم قدرتی خوراک کھا کر ایک تندرست اور خوبصورت انسان بننے کی کوشش کریں اور اپنی معیار زندگی کو پہچانیں اور ہماری آئندہ نسلوں کے بھی دانت اور صحت درست رہے۔

(۲) چونکہ انسان غلطیوں سے بھرا ہوا ہے اس لئے جو بیماریاں خراب خوراک کے استعمال سے ہوتی ہیں انکا مناسب علاج کرنے میں ہرگز پہلو تہی نہ کرنی چاہئے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ خراب خوراک کے کھانے سے دانتوں کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ ان کو ایک معمولی بات سمجھ کر انکی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے، نہ ہی مناسب علاج کراتے ہیں بلکہ انکے ہولناک اثر سے جو ان کے اجسام پر ہوتے ہیں بالکل ناواقف ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ جسم کے اندرونی عضا کو کمزور کرتے رہتے ہیں جس طرح سے گھن لکڑی کو کھاتا چلا جاتا ہے۔

چونکہ دانت نہایت ضروری عضو ہیں ان کا علاج تیزاب سنائے نسخوں یا تیز دوائیوں کے استعمال سے بالکل نہیں کرنا چاہئے۔ دانت کی تکلیف کی وجہ معلوم کر کے اس کے مطابق علاج کرنے سے دانت بچ سکتے ہیں۔ نہ ہی ایسے لوگوں سے دانت کا علاج اور دانت نکلوانے کی کوشش کرنی چاہئے جو عام طور سے بازار میں مجمع لگا کر لوگوں کو اپنا کرشمہ دکھاتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایسے لوگ، تو مکمل طور سے دانت کی جڑ ہی کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی ایک ہی اوزار کو صاف کرنے کے بغیر ہی اوزار اور ہاتھ دوسرے مریض کے منہ میں ڈال دیتے ہیں جس سے ایک شخص کے منہ کی بیماری دوسرے شخص کے منہ میں لگ جانے کا ہر وقت اندیشہ رہتا ہے، اور نیز ایسے شخص اپنے لیکچر کے دوران میں اپنے منہ کا تھوک مریض کے کھلے ہوئے منہ میں بھی گرا رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے دانت کا علاج کرانے میں فائدے کی بجائے نقصان پہنچتا ہے اس طرح کے علاج سے دور ہی رہنا اچھا ہے

عموماً بہت سے تعلیم یافتہ لوگ بھی ان مجمع باز لوگوں کے دھوکے میں آ کر دوائیاں خریدتے ہیں فائدہ کی بجائے نقصان پہنچتا ہے۔

(۳) جو دانت لمبائی میں دوسرے دانتوں سے لمبا ہو اس کو دوسرے دانتوں کے ہموار کر دینا چاہئے۔ کیونکہ ایسا لمبا دانت مقابل کے دانتوں سے نامناسب طور سے ٹکراتا رہتا اور مقابل کے دانتوں میں درد پیدا کر دیتا ہے۔ اگر کسی دانت کا کنارہ تیز ہو تو اس تیز کنارے کو کند کروا لینا چاہئے کیونکہ تیز کنارہ دوسرے دانتوں کو کاٹتا رہتا ہے جس سے مسوڑھے میں زخم پڑ جاتے ہیں۔ اگر کسی دانت کے کھس جانے سے ٹھنڈا و گرم پانی دینے کی حس معمول سے زیادہ ہو جائے تو اس دانت پر سونے کا خول لگوا لینا چاہئے۔ جو لوگ اچھے اور تندرست دانتوں پر خول اور سونے کی پتیاں خوبصورتی کے واسطے لگوا لیتے ہیں وہ دیدہ و دانستہ دانت کی عمر و صحت کو زائل خود کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے دانتوں کو بھی کیڑا لگ جاتا ہے جو دانت دوسرے دانتوں کی قدرتی قطار سے باہر نکل گئے ہیں ان کو فوراً نکلوا دینا چاہئے کیونکہ ایسے دانتوں کی موجودگی میں دوسرے دانتوں کی مکمل صفائی نہیں ہو سکتی ہے۔

(۴) خراب خوراک کے استعمال سے زیادہ تر دو قسم کے مرض دانتوں میں عام پائے جاتے ہیں۔ اول بچوں و نوجوانوں کو دانتوں کے کیڑے کی عام شکایت ہوتی ہے جو زیادہ تر چینی کے استعمال سے ایک قسم کا تیزابی مادہ پیدا ہو کر دانت میں سوراخ ہو جاتا ہے اور اس سوراخ میں خوراک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جمع ہو کر گندہ مادہ بن کر دانت کا درد ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر ماہر علم دنداں سے مشورہ کر کے اس کا مناسب علاج کروانا چاہئے جس سے دانت کی صحت کے علاوہ دیگر دانت کی اور بیماریاں جو اس کے علاج نہ کروانے سے پیدا ہوتی ہیں وہ بالکل نہ ہوں گی۔

دوسرے موقع پر شکر و چینی کو استعمال کر کے دانت [illegible] کے واسطے دانتوں کی بیماری کی ذکر [illegible] ضروری اور غور طلب بات ہے۔ دانت کا مناسب علاج نہ ہو سکے اس کو نکلوا دینا ہی بہتر ہے کیونکہ ایسے بیمار خراب دانت کا منہ میں رکھنا مناسب نہیں ہے۔ اس کے گلنے سے مواد سے جو خوراک کے ساتھ مل کر معدہ میں جانے سے معدہ میں بدہضمی کی عام شکایت پیدا ہو جاتی ہے بعض اوقات حاملہ عورتوں کے دانت میں درد ہو جاتا ہے جو عموماً عصبی ہوتا ہے نہ تو ان کے مضبوط دانت کو اس وقت نکالنا چاہئے اور نہ ہی کوئی تیز دوائی دانت میں لگانے رکھنے کے واسطے دینی چاہئے بلکہ خود ہی کسی طرح بھی دانت منہ کو نقصان پہنچے ویسے ہی استعمال کرنی چاہئے۔

(۵) دانتوں کی پائیوریا کی مرض جو عام طور پر متوسط عمر میں ہوتی ہے یہ مرض زیادہ تر گوشت خور اور قدرتی خوراک کو لگاتار کھانے والوں کو ہوتی ہے کیونکہ ایسی خوراکوں کے کھانے سے پہلے پیٹ معدہ و جگر کی بیماریوں کی شکایت ہوتی ہے اور پھر بڑھتی بڑھتی دانتوں کے مسوڑھوں اور جڑ کی ہڈی تک پہنچ جاتی ہیں اور پھر دانت خراب ہو کر ان کا گندہ مواد خوراک کے ساتھ مل کر معدہ کو اور بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ ایسی حالت میں کسی ایسے ڈاکٹر سے مشورہ کر کے علاج کروانا چاہئے جو علم طب و علم دنداں میں پورا پورا ماہر ہو۔ اگر ان کا علاج نہ ہو سکے تو تمام دانت نکلوا کر مصنوعی دانت لگوانا بہتر ہے کیونکہ پائیوریا کی مرض تپ دق، ذیابیطس وغیرہ بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے جو موجودہ طب میں لاعلاج قرار دی گئی ہے۔

جن لوگوں کو کوئی بھی پوشیدہ و مخصوص بیماری [illegible] اس کا فوراً [illegible] علاج کروانا [illegible] ورنہ بعض مرض دیرینہ ہو کر جسم کے دیگر اندرونی عضا مثلاً آنکھوں و [illegible] جگر معدہ گردوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ [illegible] ایسی خطرناک بیماریوں کا علاج نہیں کرتے [illegible] اندرونی درد [illegible] سے محروم ہو [illegible] نقصان [illegible] کہ جو لوگ [illegible] ڈاکٹر [illegible] کر لیتے ہیں [illegible] ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت [illegible]

غزل

از جناب سریش موہن دیال سکسینہ دانش لکھنوی بی۔ اے

چشم قدرے پُرآب ہے پیارے
کس کی حالت خراب ہے پیارے

جس کو دیوانگی کہا جائے
وہ تمہارا شباب ہے پیارے

مسکرا کر نہیں نہیں کرنا
کتنا پیارا جواب ہے پیارے

اچھا جاؤ وفا نہیں نہ سہی
ظلم کا کچھ حساب ہے پیارے

رہروِ عشق وصل کا وعدہ
ایک دلکش سراب ہے پیارے

تم سے سرزد گناہ ہو، توبہ!
عشق خود ہی خراب ہے پیارے

پی کے دیکھو تو ناصح مشفق
کتنی میٹھی شراب ہے پیارے

واقعی ہیں وہ روبرو دانش
یہ پرانا ہی خواب ہے پیارے

پوجا

افسانہ

دولتمند آدمی اگر دیوالی کے دن لکشمی کی پوجا کرے تو اچھا بھی لگتا ہے۔ لیکن غریب ہردیو کی پوجا کا کیا مطلب؟ محض ہنسی اڑانا۔ دولت کی دیوی کی..... لکشمی کی..... نہیں نہیں۔ بلکہ پوجا اس لئے کرنا چاہتا تھا کہ دیوی اس سے خوش ہو کر اسے بھی دولت عطا کرے تاکہ وہ اپنے دن آرام سے گزار سکے۔ اپنی ہر آرزو پوری کر سکے۔ اچھے کپڑے پہن سکے۔ اچھی اچھی چیزیں لا سکے جب سے بیاہ کر لایا ہے۔ اسے ایک دن بھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ دن رات محنت اور پھر غریبوں کے لئے دنیا میں رکھا ہی کیا ہے۔

وہ دیوالی نے گھر جا کر منانا چاہتا تھا۔ اپنی بیوی کے ساتھ مل کر پوجا کرنا چاہتا تھا۔ دیوی کی..... دولت دینے والی کی لیکن جب ہردیو نے اپنے لئے چھٹی مانگی تو وہ ہنس پڑے۔ ہردیو لکشمی کی پوجا کرنے چلا جائے گا تو ہمارے دن کون کام کریگا؟ اسے چھٹی نہ ملی انکار ہو گیا..... انکار..... صاف انکار جیسے وہ چند روپوں میں اسے خرید چکے ہیں۔ ہردیو کے دل میں ایک طوفان برپا ہوا۔ "کیا میں انکا غلام ہوں؟ نہیں..... ہرگز نہیں..... میں اسکے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہوں۔ اب وہ وقت نہیں کہ جب انسان انسانوں پر ظلم توڑتے تھے انہیں خریدتے تھے جس دیوی نے انہیں دولت دی ہے وہی مجھے بھی دیگی دنوں کا پھیر ہے آج نہیں تو کل..... سب کے دن یکساں نہ رہتے نہیں۔ میں جاؤں گا۔ ضرور جاؤں گا دیوی کی پوجا کرنے۔ دیوی کو منانے کیونکہ وہ مجھ سے ناراض ہے۔ جب تک میں اسے خوش نہ کروں گا وہ مجھے اسی حالت میں رکھے گی" یہ سوچ کر وہ اپنے کام میں لگ گیا۔ جب گھڑی بازاروں کی رونق دیکھنے گئے اس وقت وہ نکل پڑا۔ مالک کے گھر سے، اپنے گھر کی طرف۔

اس کی بیوی ہر سال بڑے ارمانوں سے پوجا کا بندوبست کیا تھا۔ اسے بھی اکتف تھا کسی پوجا پر جھونپڑا صبح ہی اس نے صاف کیا۔ دیواریں پوتیں جوتے سے نہیں بلکہ گوبر سے..... گو بہت سے غریبوں کو چونا بھی کہاں نصیب اور پھر اس دن گائے کے نالے میں۔ کیونکہ دیوی کی پوجا سے پہلے ہر چیز کا صاف ہونا لازمی ہے۔ صاف و شفاف پردوں ہی سے تو دیوی خوش ہوتی ہے۔ دیوی کو چڑھاوا بھی چڑھانا تھا۔ وہ کہاں سے لاتی؟ اسکے پاس پیسے کہاں! وہ پاس والے باغ سے پھول توڑ لائی۔ دیوی کو چڑھانے کے لئے۔ اس کا خاندان ہر سال مالک کو دیکھتے تھا دیوی کی پوجا کرتے۔ اس کا خزانہ برابر بڑھ رہا تھا۔ اس لئے اس نے طے کیا۔ اس سال دیوالی پر وہ بھی پوجا کرے گا۔ لکشمی دیوی کی..... دیکھے گا کچھ فائدہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اسے اکثر شک بھی ہوتا تھا کہ یہ سب بے کار ہے۔ لیکن وہ آزمانا چاہتا تھا۔ ایک مرتبہ..... صرف ایک مرتبہ۔

وہ تمام بندوبست کر چکی تھی، ہر ایک چیز ٹھیک تھی وہ خوش تھی کہ اب امیر ہو جائیں گے۔ اس غلامی سے برتر نوکری سے نجات مل جائے گی، وہ اپنے زمانے سے لطف اندوز ہونگے۔ کسی چیز کی فکر نہ ہوگی۔ اب تو فکر اور غموں سے فرصت کہاں؟ پھر لطف کہاں جب غم ہوں، فکر ہوں یہ سوچ رہی تھی اور تھی انتظار میں اپنے پتی دیو کے انتظار میں..... انتظار کی گھڑیاں گزارنا کتنا مشکل ہے۔

رات کے وقت جب ہردیو اپنے گھر کی طرف بھاگا جا رہا تھا وہ پکڑا گیا۔ رات اندھیری تھی۔ پولیس کے ایک گروہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس رات پولیس کی گشت زوروں پر تھی۔ اکثر ایسے ہی دنوں میں ڈاکے پڑتے ہیں۔ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر باہر گھومنے جاتے ہیں تو خالی مکان دعوت دیتے ہیں۔ چوروں کو لیڈرو۔ کہتے ہیں "آؤ۔ آؤ جلدی کرو۔ گھر خالی ہے۔ جو کچھ چاہو لے جاؤ۔ اپنے لئے اپنے بیوی بچوں کے لئے، دوستوں کے لئے" وہ ان کی دعوت قبول کر لیتے ہیں۔ کہیں کوئی دعوت چھوڑتا بھی ہے۔ پولیس تو چوروں کی تلاش میں بھی رہتی ہے دیوالی مشہور ہے جوئے کے لئے۔ گورنمنٹ اس بری عادت کو روکنا چاہتی ہے۔ اس لئے وہ چھاپے مارتے ہیں جواریوں کو پکڑنے کے لئے ہردیو ثابت نہ کر سکا کہ اتنی رات گھومنے کا مقصد کیا ہے۔ اسے کوتوالی پہنچا دیا۔

انتظار کرتے کرتے وہ تھک گئی۔ گھبراتی کیا وجہ ہے وہ تو وعدہ کر گئے تھے جس طرح بھی ہو گا رات تک ضرور آ جاؤں گا۔ اب تو کافی دیر ہو گئی۔ آخر نوکری ٹھہری کوئی نئی آفت آ گئی ہو گی۔ کاش ہم غریب نہ ہوتے۔ ایک تہوار کیا اسے بھی ہم نہیں منا سکتے۔ منانا تو درکنار اکٹھے بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ یہی سوچتے سوچتے وہ سو گئی۔ اس کے سامنے تھی لکشمی دیوی وہ کہہ رہی تھی "انتظار کرو سب کچھ ہو جائے گا۔ دکھ میں گرا دی گھبرا گئی۔ تو کچھ بھی نہیں اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ زمانہ کے نشیب و فراز سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ مشکل کے بعد دکھ بہت بتا لگتا ہے۔ دکھ کے بعد سکھ۔ کتنا مزا ہے اس سکھ میں۔ ابھی انہیں تکلیفوں سے نجات جلدی نہیں ملے گی" یہ سنتے ہی وہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دیکھا پو پھٹ رہی ہے۔ چراغ بجھ چکا ہے۔ کچھ آدمی گھر کے باہر کھڑے ہیں۔ انہیں میں سے ایک بڑے پیٹ والے سے کہا "ہردیو کہاں ہے؟"

"مالک کے گھر ہوگا" ہرنا نے جواب دیا۔

"وہ بدمعاش کہیں کی۔ وہاں سے نوکری کر کے وہ بھاگ چکا ہے۔ کہو اسکے مالک کی آنکھ کھل گئی (باقی صفحہ ۳۲ پر)

In Sharp Focus!

آپ جب کوہ نور کی "بنسی" پوپلین کی قمیص "۱۸۲" ساٹن ڈک کی پتلون اور "ہر بنجر" کیمبرک کی فراک اور بلاؤز پہن کر نکلیں گے۔ تو آپ سب لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جائیں گے۔ آپ ان کو سفید اور رنگین قسموں میں حاصل کر سکتے ہیں۔

kohinoor

KOHINOOR MILLS COMPANY LTD

Enquiries to :-

V. S. APTE & SONS Mulji Jetha Market BOMBAY - 2

زمین آسمان کا فرق - ایک حیرت انگیز دوائی کا کرشمہ

(ایک سچا واقعہ)

یوں تو بہت سی چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہو سکتا ہے لیکن میری حالت میں ایک حیرت انگیز دوائی نے جو فرق پیدا کیا ہے وہ زمین آسمان کے فرق سے بھی زیادہ ہے۔ پہلے میں غلط کاری اور بے اعتدالی سے کمزور اور نیم مردہ ہو گیا تھا میرا چہرہ سر دلدوز ڈوبا ہوا آنکھیں زرد، اداس اور زندگی جوانی کی ترنگوں سے خالی ہو چکی تھی لیکن اب میں پھر جی اٹھا ہوں اب چہرہ سرخ دل امنگوں سے بھرا ہوا آنکھوں میں نور، دل جوانی کے جوش سے لبریز ہے یہ سب پریم ٹی کا کرشمہ ہے اب میں نے موذی امراض میں مبتلا لوگوں اور خلق خدا کے فائدے کے لئے دوا کو عام کر دیا ہے اور سالہا سال سے محض لاگت کے داموں پر ملک کے کونے کونے میں اس کے فائدوں کا ڈنکا بج رہا ہے۔ پریم ٹی میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ڈالی جاتی یہ دوا دھات کا تپلان، سوزاک، ذیابیطس، جریان، پیشاب کے قبل یا بعد سفید رطوبت کا آنا، سستی، کمزوری، نامردی اور یادداشت کی کمی، دمہ، کھانسی، عورتوں کے سفید پانی، رطوبت کا آنا وغیرہ جملہ اقسام کی مردانہ زنانہ بیماریوں کو چند ہی دنوں میں جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور رگ رگ میں نئی زندگی بھر دیتی ہے ۴۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۳/۸/- ۴۰ دن کی پوری خوراک یعنی ۸۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۵/۱۰/- ڈاک خرچ دو پیکٹ ۱۳/- غیر ممالک کے لئے اس کی قیمت دس شلنگ ہے جو پیشگی ضروری ہے۔

پریم ٹی کی بابتہ لوگوں کی رائے آر۔ اے۔ سی۔ چٹرجی آنریری مجسٹریٹ اور چیئرمین گارڈن ریسرچ کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں "آخری بار منگائی ہوئی دوا نے خوب فائدہ کیا ایک دوسرے مریض کے لئے ۸۰ گولی اور روانہ فرمائیے" (۱) سید عادل شاہ ڈرپور راما ڈاک خانہ سلطانپور ضلع شیخپورہ سے تحریر فرماتے ہیں "عرصہ گذرا آپ کے دواخانہ سے پریم ٹی منگا کر ایک مریض کو استعمال کرائی اور مریض خدا کے فضل اور آپ کی مہربانی سے اچھا ہو گیا۔ اب اس کے تین بچے ہیں (۳) جمنا داس، چھوکر کا ارشاد ہے کہ "پریم ٹی" دھاتوں کے تپلان اور بیسیوں قسم کے جریان کے لئے اکسیر ہے اسی طرح سے ہمارے پاس بے شمار تعریفی خطوط آیا کرتے ہیں۔ جو کمپنی میں موجود ہیں۔

ملنے کا پتہ:- بابو شیام لال رئیس پریم ٹی آفس نمبر ۵۱۵ دھن کٹی، کانپور

دہلی ایجنٹ:- گرگ اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی — آگرہ ایجنٹ:- آر۔ بی گرگ اینڈ کمپنی جوہری بازار آگرہ

بہن

ایک معاشرتی فسانہ

از محترمہ پرکاش کماری بی، اے

بالا بازار کے اس نئے فلیٹ میں آکر میں نے محسوس کیا کہ میں عورتوں کی طرف کچھ مائل ہوتا جا رہا ہوں، اور میری ذہنیت میں یہ تغیر شاید نیچے کی منزل میں رہنے والی نوجوان لڑکی کی وجہ سے ہو گیا ہے۔ صبح کو جب وہ بالا بازار کے لیکچر ہال سے ولنگٹن روڈ کی طرف سائیکل پر دونوں ہاتھ چھوڑ کر اترتی چلی جاتی تو مجھے ایسا معلوم ہوتا جیسے میرا دل بھی کسی گہرائی میں اترتا جا رہا ہے، ہوا میں اڑتا ہوا اس کا آنچل اور اس کی طرح کمر پر بل کھاتی ہوئی چوٹیاں دیکھ کر میں اور خود فرشتہ سا ہو جاتا اور جب تک وہ آنکھوں سے اوجھل نہ ہو جاتی اسپتال کی طرف میرے قدم نہ اٹھتے۔ میرے پاس اس سے ملنے کی امنگیں تھیں لیکن کسی لڑکی سے اس طرح ملنا مناسب نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ ایک پیشہ ور ملازم اور خادمہ کے ساتھ بالکل تنہا رہتی تھی اور اکیلی لڑکی سے ملنا کسی بھلے آدمی کا کام نہ تھا۔ اس حصے میں میں سات ستر دن گذر گئے لیکن ایک روز وہ اس کی سہیلی خود ہی اوپر آگئیں، شام کے چھ سات بجے کا وقت تھا میں ٹہلنے کے لئے باہر جا رہا تھا۔ ان دونوں کو زینے پر دیکھ کر خوشی اور حیرت سے بوکھلا گیا جلدی سے کمرے کے باہر آیا انہوں نے نمستے کیا لیکن مجھے جواب دینے کا ہوش ہی نہ رہا نوکر کو آواز دے کر کرسیاں لانے کو کہا وہ دونوں ایک ساتھ ہی بولیں "ہی نہیں تکلف نہ کیجئے ہم تو صرف یہ کہنے آئی ہیں کہ کل شام کے چھ بجے تاج میں ہمارے کالج کی طرف سے ایک کنسرٹ ہوگا آپ بھی ٹکٹ لیجئے"

"کتنے کے ٹکٹ ہیں؟" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"فرسٹ کلاس پانچ روپے سیکنڈ کلاس دو اور تھرڈ ایک روپیہ"

"پانچ والا ٹکٹ دے دیجئے" میں نے جلدی سے بٹوہ کھولا اور روپے دے کر ٹکٹ رکھ لیا ان دونوں نے مسکراتے ہوئے نمستے کیا اور نیچے چلی گئیں میری خوشی کی حد نہ رہی کتنی حسین طریقہ سے ملاقات ہو گئی میں نے ٹکٹ تو لے لیا لیکن چند در چند مصروفیتوں کی وجہ سے کنسرٹ میں نہ جا سکا، مجھے بہت افسوس ہوا اگلے روز میری اور اس کی ملاقات زینے میں ہو گئی اس نے پوچھا:-

"آپ کل کیوں نہیں آئے؟"

"جی کچھ اپرسٹین وغیرہ آگئے اس لئے نہ آسکا مجھے بے حد افسوس ہوا"

"پانچ روپوں کا؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"جی نہیں" میں نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی کنسرٹ میں شامل نہ ہو سکنے کا"

"قطعی نہیں میں تو نہ پہونچ سکنے کا افسوس کر رہا تھا" میں نے ذرا ہنستے ہوئے کہا "اس گفتگو سے میری ہمت بڑھ گئی میں نے پوچھا کیا آپ بہن پڑھتی ہیں؟"

جواب ملا "جی ہاں"

"آپ کے پتا جی کہاں ہیں؟"

"بدھ دوان میں" اچھا نمستے" اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا نمستے" میں نے دھیرے سے کہا اور وہ اپنے فلیٹ میں چلی گئی

٭ ٭ ٭ ٭

رفتہ رفتہ اس کا اور میرا ملنا جلنا بڑھتا گیا اکثر ہم کامنی تھا اور وہ سچ مچ سندر کامنی تھی۔ بڑی بھولی بھالی اور الھڑ، ضرورت سے زیادہ آزاد خیال، وہ شام کو اکثر اوپر آکر میرے پاس بیٹھ جاتی میں کچھ پریشان سا ہو جاتا لیکن کامنی ——— ؟ اسے تو جیسے کوئی ڈر ہی نہ تھا۔ ایک روز پانچ بجے کے قریب کامنی اوپر آئی میں ایک ناول کے اوراق الٹ رہا تھا وہ بولی

"سینما چلیے گا؟"

"کون سی تصویر ہے؟"

"یہ نہ پوچھئے، بہت ہی اچھی جلدی سے کپڑے پہن لیجئے"

"ارے واہ نام تو بتاؤ"

"شادی کامنی نے ناول دیکھتے ہوئے کہا بالکل لغو تصویر ہو گی نام ہی بتا رہا ہے"

"اونہہ آپ یوں ہی کہتے ہیں اٹھئے بھی اب چلئے جلدی کیجئے وقت کم ہے" وہ کہتی ہوئی نیچے چلی گئی سینما تو میں چلا گیا لیکن اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کچھ دوستوں کو دیکھ کر میرا دم گھٹ جا رہا تھا نہ جانے وہ کیا کہتے ہوں گے۔ فلم ختم ہونے پر میں اور کامنی کار پر بیٹھے تو وہ سب مسکرا رہے تھے۔

اگلے روز اسپتال سے لوٹ آیا تو دیکھا سب کے سب ناخواندہ مہمان بنے بیٹھے ہیں مجھے دیکھتے ہی چلا اٹھے، ارے یار چپکے سے شادی کر لی۔ ہم کو دعوت کھائے بغیر ہم بھی نہ چھوڑیں گے۔ یہ تو بتاؤ شرمیلی کو کہاں سات تالوں میں بند کر رکھا ہے؟

ایک بولا "خوبصورت جو ہیں کوئی اڑا لے جائے تو؟"

"ہاں بھائی ہم سب ڈاکو جو ٹھہرے"

میں شرم کے مارے پسینے پسینے ہو گیا۔

لاکھ کہا کہ پہلے میری تو سن لو لیکن وہ سب اپنی ہی من میں مست تھے،

"شادی کب کی بیوی ہو تو چین کو لائے ہو" میں نے کہا ایشور کے لئے [illegible] بولو کہاں

[illegible] کامنی [illegible]

[illegible] سب نے [illegible] لگایا اور [illegible] ہو گئی اب جلوس سے [illegible] کہیں لے

گھبراہٹ [illegible] کامنی اوپر آگئی [illegible] یہ سب لڑکیاں [illegible] میں نے نہیں روک کر کہا جسے تم میری سمجھتے ہو وہ نیچے کے فلیٹ میں رہنے والی لڑکی ہے" [illegible] کر میری ذات [illegible] میں نے [illegible] ہنا دیں [illegible] غلط فہمی پر شرما گئے۔

ایک نے کہا "آج نہیں کل [illegible] دعوت تو کھانی ہی ہے"

"ہاں ہاں ضرور" [illegible] اور جوڑی [illegible] کی دعا میں دیتے ہوئے [illegible]

میں [illegible] کامنی سے اتنی ہی محبت کرتی ہے جتنی میں اس سے کرتا ہوں دل ذرا اس کے دل کی سطح پر ہاتھ رکھوں گا۔

اگلے روز [illegible] کامنی اوپر آئی اس کے پیچھے نوکر [illegible] لئے [illegible] میں ہنس کر بولا [illegible] کامنی ہو؟

"مٹھائی ہے بھیا" [illegible] رکھدی اور [illegible] "مجھے [illegible] کامنی [illegible] کر رہی تھی [illegible] کی [illegible] لیکن [illegible] آگے بڑھا [illegible] کامنی [illegible] لگایا اور موتیوں کی [illegible] میں خاموش [illegible] پوچھا:

"کیا [illegible] ہے؟"

"کچھ نہیں"

"تو [illegible] ہو؟"

"[illegible] ہوں تم دیوی ہو کامنی"

ہنس کر کیا کہہ رہے ہو آپ" کہتی ہوئی وہ نیچے چلی گئی، میں اب سمجھا کہ کامنی کی محبت کتنی بے لوث اور پاک تھی، یہی وجہ تھی کہ وہ میرے پاس بیٹھے میں جھجکتی نہ تھی، میں کتنا پاپی ہوں کامنی مجھے بھائی سمجھتی تھی اور میں اسے

شام کو گھر آتے ہوئے کامنی کو تحفہ دینے کے لئے میں نے ایک بیش قیمت (باقی صفحہ ۲۱ پر)

حاصل الہام!

از سیدہ اختر حیدرآبادی

دل درائے سحر و شام بھی کر لیں کچھ دیر
ہر نفس حاصل الہام بھی کر لیں کچھ دیر

عظمت عشق کو بدنام بھی کر لیں کچھ دیر
یاد بھولا ہوا اک نام بھی کر لیں کچھ دیر

حلقۂ گیسوئے مشکیں سے گذر کر تیرے
عشق کو طائر بے دام بھی کر لیں کچھ دیر

اس قدر تیز نہ چل سانس تو اے موج حیات
سیر میخانۂ آلام بھی کر لیں کچھ دیر

زندگی کی ہمہ گیری سے نہ پاؤ گے نجات
مرنے والو چلو آرام بھی کر لیں کچھ دیر

"شعر ہے مصلح اقوام دو عالم اختر
فکر مستقبل اقوام بھی کر لیں کچھ دیر"

آوارہ

(صفحہ ۸ کا باقی)

... اس سے جی بھر ... دہلی دیکھی تھی اور اس طرح دیکھی تھی کہ بارہ ہی دنوں میں ... بھر گئی تھی۔ سوا دو سو کی رقم ... بارہ دن دونوں جیسے ایک دوسرے کے لئے ... یہاں دہلی ... کے دوران ... کئی ایک ... رہتے تھے لیکن کسی کے ہاں جانا ... پھر تے ... کر وہ ... کو دیکھ بھی لیتا تھا تو ... ہو جاتا تھا۔

... دیکھ کر ... کوئی فیصلہ ہی نہ کر ... یا ... کبھی کسی مندر میں ... کبھی ... کو ... میں جا کر جہاں ... تھا ... لکھا آتا تھا ... دن بھر ... بوتھ ... کے باتوں میں ... اور رات کو ... دہلی سے باہر ... ایک کی ایک پرانی ... کا ... بنا لیتا تھا۔

... ان اتفاق سے ... سرکاری ... میں ساٹھ روپے ماہوار کی کاریں مل گئی تھی، لیکن دوسرے مہینے کی دو تاریخ کو جب وہ ... تھی تو اپنی تنخواہ کے علاوہ ... ایک ... کی ... سے اس کی تنخواہ بھی نکال لایا تھا ... جستندر

... دن تک دفتر سے غائب رہنے پر اصول کے مطابق دفتر سے اس کا نام خارج کر دیا گیا تھا۔

آٹھویں دن ... اس کی ... خالی ہو چکی تھی لیکن اس اثنا میں ... کا ایک ریشمی سوٹ سلوایا تھا، ... کے ... کول ... بھی خرید کر رکھ لئے تھے، شہر کے بازاروں میں ... پھرتے اس کے دل کی طرح اب پتلون کی ... جیبوں میں ... کی ... لگی تھی، اور کوٹ کے گرد آلود ہو جانے کے علاوہ اس کی آستینیں جیب ... کے کونوں کو دیکھ دیکھ کر ... سے سکڑنے لگی تھیں ... کے ... اسلائیوں کے بغیر ہی ... جلدی ... کے دکھے جوابدہ ... وہ ... کی ... سے سگریٹ ... لیتا تھا

... آج بھی وہ حاجی ... کے ادھر ادھر گھوم کر ... چوک میں ... ہو کر واپس گھر آ رہا تھا ... ایک ... کا ایک ... ٹوٹ ... ہوتے پھرتے ... میں ... ایک ... دوٹی مل گئی تھی ... اس نے ... کے ... دباسلائی کی ایک ڈبیہ ایک پان خرید کر چلا لیا تھا باقی چار پیسے اس نے فتح پوری سے منڈی ٹرمینس تک کے فرسٹ کلاس کے ٹکٹ پر خرچ کر دئے تھے۔

ٹرام منڈی ٹرمینس پر پہنچ کر رک گئی کنڈکٹر نے واپسی کا کنکشن لیا اور ٹرام پھر "کھڑ۔ کھڑ" کرتی ہوئی شہر کی طرف واپس چل دی۔ نئی سبزی منڈی کے قریب پہنچ کر جب کنڈکٹر نے اس کو ابھی تک وہیں بیٹھے دیکھا تو خیال کیا کہ سیر کی غرض سے یہ صاحب پھر شہر جا رہے ہیں آگے بڑھ کر اس نے ٹکٹ کے پیسے مانگے لیکن ان صاحب کو اپنا ہوش تک نہ تھا کنڈکٹر پھر بولا "ٹکٹ لے لیجئے گا بابو جی"

"بابو جی" نے چونک کر دیکھا ٹرام کے دوسرے حصے قریب قریب بھر چکے تھے اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن ... اگر فرسٹ کلاس میں کوئی سواری ہوتی تو شاید وہ ... کی جیب میں ہاتھ ڈال ہی ... جیب میں ... ہاتھ ڈالے رہا ... سے اپنی جگہ سے اٹھا ... سے اتر گیا۔

(اس افسانے کے تمام کردار ... کے نام فرضی ہیں)

آنکھوں دیکھی بات ہے

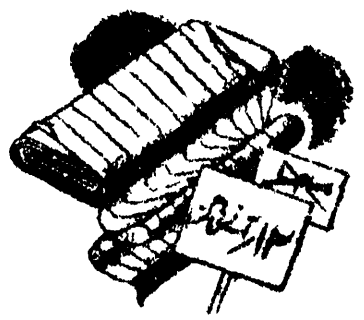

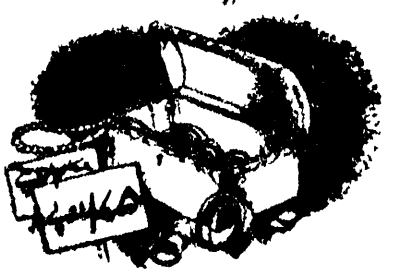

گرتی ہوئی قیمتیں آئندہ کے لئے بچت کرنے کا سبق سکھاتی ہیں

اگر پچھلے سال اور اس سال کے شروع میں لوگ روپیہ بچاتے۔ اگر حکومت قیمتوں پر سختی سے کنٹرول نہ لگاتی اور کارخانوں میں ضروری اشیا کی پیداوار کو نہ بڑھاتی تو قیمتیں اس وقت بھی ایسی ہی بے تحاشا بڑھی ہوئی ہوتیں جیسی کہ پچھلے سال تھیں۔

مگر لوگوں کی ذاتی بچت اور حکومت کی انتظامی کارروائیوں کی بدولت قیمتیں اب گھٹ گئی ہیں جن لوگوں نے حماقت سے جواہرات جائیداد اور تمام ضروری اشیا میں روپیہ پھنسا دیا تھا انہوں نے اپنے سامنے اپنی آنکھ سے گھٹتے دیکھ لیا۔

اور اتنا ہی نہیں قیمتیں آئندہ بھی برابر گرتی رہیں گی عقل مندی سے کام لیجئے۔ گرتی ہوئی قیمتوں کے پھندے میں نہ آئیے۔

پہلے کی طرح آج بھی روپیہ کی بچت کرنے کے بہترین طریقے ہیں۔ جب کبھی قیمتوں میں ایک آنے کی بھی کمی ہو تو ان مدوں میں لگے ہوئے روپے کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔

امداد باہمی کی انجمنیں (کوآپریٹو سوسائٹیز)
بیمہ پالیسی (انشورنس)
بینک کا سیونگ کھاتا
ڈاک خانے کا سیونگ بینک
سرکاری قرضے
نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹ

آرام و آسائش کی چیزوں کے بغیر گزارہ کیجئے۔ جنگ کے بعد نئے کپڑے، نئے فرنیچر، نئے مکان، سائیکلیں اور موٹریں خریدنے کیلئے کافی وقت ہوگا۔ اس وقت خرچ کرنے کے لئے روپیہ بچائیے۔

روپیہ بچائیے اور سمجھداری سے لگائیے

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

۸۸۸ ۱۱۱۴

صنعت و حرفت

ربڑ کا پریس بنانا

اگر آپ بے کار ہیں تو آپ اپنی بے کاری کو دور کیجئے اور خود ربڑ کا پریس تیار کر کے جو ذرا سی محنت سے تیار ہو جاتا ہے فروخت کریں۔ اس پر بہت کم لاگت آتی ہے اور آپ کافی قیمت وصول کر سکتے ہیں۔ آسانی سے تیار ہو جانے والی چیز ہے۔ اور اگر محنت باندھو اور محنت کی عادت ڈالو پھر دیکھیں کہ کس طرح آپ کہہ سکیں گے کہ ہم بے کار ہیں۔ آپ کو روپیہ کی ٹھوکریں کھانے کی ضرورت نہیں۔ لوگوں کے پیروں پڑنے اور خوشامدیں کرنے اور اس پر جھڑکیاں کھانے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اپنا کام شروع کرو۔ بعد میں اس کام کو بڑھاتے چلے جاؤ۔ اس پریس کو لاہور کی بہت سی فرمیں ۵ روپے فی پریس فروخت کر رہی ہیں۔ اور یہ پریس ذرا سی محنت سے فاضل آمدنی میں تیار ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو ۲ روپے میں بھی فروخت کرو اور دن میں ایک پریس تیار کر کے فروخت کرو تو ۱۰ روپیہ نفع کا بچ جاتا ہے۔ یعنی آپ ذرا سی محنت سے ۱۰ روپیہ ماہوار بہ آسانی کما سکتے ہیں جو کہ نوکری میں دن رات کام کرتے ہوئے اور افسروں کی جھڑکیاں اور گالیاں کھاتے ہوئے بھی نہیں مل سکتے

اس کام میں آپ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہوگا۔ جب مرضی آئے کام کرو۔ جب مرضی ہو بند کر دو لیکن نوکری میں اس قسم کی آزادیاں کہاں ہیں۔ بعض دفعہ ضروری کام پر چھٹی لینا مشکل ہو جاتی ہے اور بہت سی دقتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ لیکن اپنا کاروبار کرنے میں تمام دقتیں دور ہو جاتی ہیں اور کاروبار کرنے میں ہر قسم کی راحت ہوتی ہے جبکہ نوکری مصائب کا مجموعہ ہے اس لئے آپ سوچیں کہ اپنا کام شروع کرو۔ اگر سرمایہ نہیں ہے تو تھوڑا تھوڑا کام شروع کرو۔ اور بعد میں بڑھاتے چلے جاؤ۔

بنانے کی ترکیب

جس ذیل سامان خرید لو جو کہ انگریزی دوا فروشوں سے مل جائے گا۔

جی لائن ایک اونس۔ گلیسرین ۱۲ اونس۔ چاٹنا کلے نصف اونس۔

اول جی لائن کو ایک برتن میں رکھ کر تھوڑا پانی ڈالو کہ جی لائن ڈوب جائے۔ بعد ایک گھنٹے کے کڑاہی میں پانی خوب گرم کر کے کڑاہی اس میں رکھ دو مگر کڑاہی سے پانی نہیں نکالنا چاہئے جو کڑاہی میں بھرا ہوا ہے۔ پانی کی گرمی سے جی لائن پگھلا ہوگا اب اس کو کڑاہی سے باہر نکال لو اور اس میں آہستہ آہستہ گلیسرین ڈالتے جاؤ اور پتلی لکڑی سے ہلاتے جاؤ۔ لیکن اس میں بلبلے وغیرہ نہ پڑنے پائیں۔

اب اس میں ایک نوالہ چاٹنا کلے باریک پیسا ہوا اس میں ڈالو اور ایک گرین پیلے سگ ایسڈ ملاؤ اور اس کے بعد ایک کیس میں نرمی سے ڈالتے جاؤ اور جب گھنٹے تک ٹھنڈا ہونے دو۔ اس کے بعد اپنے کام میں لاؤ کیس بالکل جست کی لگے موٹی جب ربڑ کا بنانا چاہئے۔ لمبائی اور چوڑائی تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

طریقہ استعمال

جو کچھ آپ کو چھاپنا ہو اس کو ایک سفید کاغذ پر لکھو اور پریس پر جب سیدھے کاغذ جب آپ کو اطمینان ہو جائے کہ کاغذ پر لکھا ہوا مضمون پریس پر رکھا ہوگا تو کاغذ اتار کر اس پر ربڑ تمہارے مضمون کا عکس اتر جائے گا۔ اب تم کو جتنے فارم چھاپنے درکار ہوں اتنے ہی ربڑ کو کاٹ کر اور ایک ایک فارم اس پریس پر رکھ کر اوپر سے دوسرے خوب زور سے رگڑو۔ آپ کا مضمون چھپ جائے گا اس طرح سے جتنے فارم چھاپنے مطلوب ہوں ایک ایک کر کے چھاپ لو

جب چھاپ چکو تو فوراً پریس کو کسی گیلے کپڑے سے دو تین بار صاف کر دو اور اس کے بعد جب کبھی ضرورت پڑے پھر اس ترکیب سے چھاپ لو

اس پریس میں آپ ایک دفعہ فارم جما کر ایک گھنٹے میں زیادہ سے زیادہ فارم سو چھاپ سکیں گے۔ یہ ضروری ہے کہ سو فارم چھاپنے کے بعد پریس کو صاف کر دینا چاہئے اور دوسری کاپی چڑھانی چاہئے۔ اس پریس پر اردو ہندی۔ انگریزی گورمکھی اور دیگر تمام زبانیں آسانی سے چھاپی جا سکتی ہیں۔ کسی قسم کے سرمایہ کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی قسم کے نقصان کا ڈر ہے۔ جب کبھی اشتہار چھاپنے ہوں لیٹر فارم تیار کرنے ہوں فوراً ہاتھ سے خوشخط لکھا اور اوپر لکھی ہوئی ترکیب کے مطابق چھاپ لیجئے اور کام میں لے آئیے۔ اب اس پریس کے لئے حسب ذیل طریقے سے سیاہی تیار کر کے اور استعمال میں لاؤ

پریس کیلئے سیاہی

ربڑ پریس کے لئے حسب ذیل طریقے سے سیاہی تیار کر کے کام میں لاؤ۔ آسان اور کم خرچ ہے۔

انڈوں کو الکوحل میں حل کر کے تھوڑے سے عرصہ میں طلا سیاہی تیار ہو جائے گی۔ اگر سیاہی یا روشنائی پھیلتی ہو تو الکوحل اور ایسیٹرین کی کمی بیشی سے درست کر سکتے ہیں۔

یہ پریس بہت سستا ہے اور بہتر سے بہتر چھاپ سکتے ہیں۔ اس میں زیادہ سرمایہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہر ایک ضرورت مند تیار کر سکتا ہے اور روزانہ دس بنا کر اس کی تجارت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ایسی خطرناک ہے جیسے کہ
بم....

کھانسی

سرولین
نوشے
یہ دوا کھانسی اور زکام کے لئے اکسیر ہے

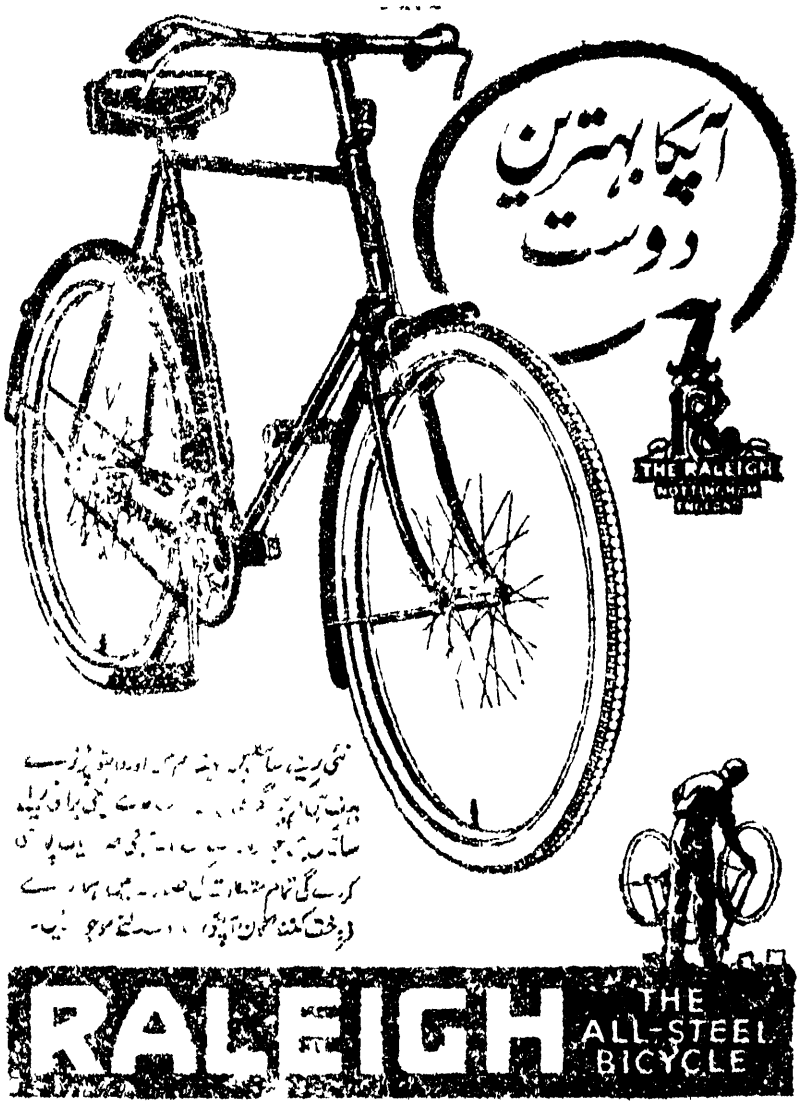

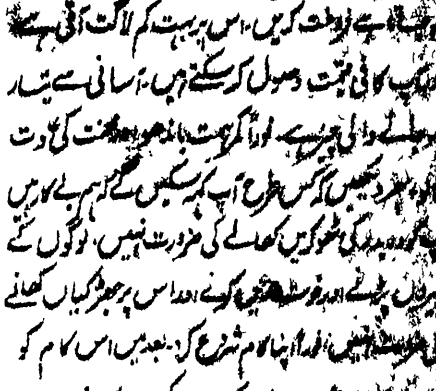

اینٹی سپٹائین
جراثیم کے خلاف عمدہ اور کارگر
اور مزیدار ذائقہ کے ساتھ
اب تک منہ کے اندر جراثیم کو صاف کرنے کے لئے اینٹی سپٹائین بڑی کثرت سے استعمال کیا جا رہا تھا۔ اور اب اس سے زخموں اور جلے ہوئے داغوں کو دھونے کے لئے بھی بکثرت استعمال کیا جانے لگ گیا ہے۔ یہ سر کی خشکی دور کرنے اور کھوپڑی کی کھال دھونے کیلئے بھی بے حد مفید ہے
سیتھ اسٹانلز ریٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ
کلکتہ - بمبئی - مدراس - لکھنؤ - امرتسر - کراچی

خانہ داری کی باتیں

(از جناب صوفی لچھمن پرشاد ایڈیٹر رسالہ مستانہ جوگی لاہور)

ہر گھر میں ایک [illegible] ہونا چاہیئے جس میں خانگی خرچ کا اندراج ضروری ہے۔ گھر کے ہر مہینے کے خرچ کا علیحدہ علیحدہ کھاتا کھول دیں تا کہ سال کے بعد معلوم ہو سکے کہ گھر کا خرچ ہر ماہ کتنا کتنا ہے تا کہ آئندہ ہر سال کے خرچ کا اندازہ ہو سکے۔ اصلی کھانا، دال، سبزیاں، گوشت، دودھ، دہی وغیرہ متعلقہ خرچ کے خرچ کا روزنامچہ رکھیں اور ماہوار، ششماہی، سالانہ معلوم ہو سکے کہ ہر روز کون کون سی چیز کس مقدار میں کس قیمت میں آتی ہے۔ کرسالانہ [illegible] ہوں تو تعلیم کا خرچ، بیماری کا خرچ، دعوتوں کا خرچ وغیرہ کے خرچ کا علیحدہ علیحدہ حساب رکھنا چاہیئے۔ اس طرح ہر سال کے خرچ کا مقابلہ یا سال کی نسبت سے خرچ ہو سکے [illegible] معلوم کرنی چاہیئے [illegible] کرنے سے [illegible] ایسا کرنے سے [illegible] گھر کا [illegible] خرچ [illegible] خرچات کا اندازہ [illegible]

[illegible] خرچ کے خرچات [illegible]

[illegible] ہو گی [illegible] خرچ [illegible] ہو سکتے ہیں۔

[illegible] بالا باتوں پر عمل کرنے سے آپ کو ہر ماہ کے خرچ کا علم ہو جائے گا اور فضول خرچ [illegible] نہ ہوتے رہتے ہیں بالکل بند ہو جائیں گے۔ گھر کے [illegible] اجات۔ فضول خرچی اور دیگر خانگی تعلیم کے لئے عورتوں کو جواب دہ ہونا چاہیئے کیونکہ مرد تو روزی کمانے میں مصروف رہتے ہیں عورتوں کا فرض ہے کہ گھر کی ہر چیز کی نگاہ داشت رکھیں۔ تعلیم یافتہ عورتیں کھانا پکانا باعث بے عزتی سمجھتی ہیں حالانکہ کھانا پکانا بذات خود [illegible] سب سے بڑا آرٹ ہے اس پر ہی خاندان کی صحت قوم کی زندگی صحت اور تشدد کا انحصار ہے۔ ایسے ہر کام کو نوکروں کے حوالے کر دینا کہ جن کا تعلق محض تنخواہ تک ہے [illegible] ہے۔ تعلیم یافتہ عورتیں تو [illegible] بھی [illegible] کھانا پکا کر اپنے کنبہ کی صحت کی حفاظت کر سکتی ہیں۔ [illegible] کے وقت کشیدہ کاری یا پڑھنے لکھنے کا کام کر سکتی ہیں۔

اب کسی کنبہ کی پرورش اور اس کی صحت اور گھر کی [illegible] کو [illegible] کر بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کنبہ کی [illegible] کی [illegible] ہیں۔ کسی [illegible] اشتہار حال [illegible] کی [illegible] وقت میرے پیش نظر ہیں کہ [illegible] کے [illegible] عورتوں کے ہاتھ ہے اور [illegible] ہنس مکھ، [illegible] اور [illegible] چہرے بھی میرے سامنے ہیں کہ جن کے گھر کا انتظام عورتوں کے ہاتھ ہے۔ [illegible] سویرے بیدار ہوتی ہیں گھر میں صفائی کر دیتی ہیں [illegible] صاف کرتی ہیں۔ کھانا پکاتی، کپڑے سیتی ہیں [illegible] کام [illegible] سے پہلے [illegible] سے فارغ ہو جاتی ہیں۔ [illegible] رات پر گرم گرم کھانا کھا کر کام پر چلے جاتے ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہے کہ [illegible] معمولی ہیں [illegible] گھر کی [illegible] ایک ایک چیز کا علم ہے [illegible] مرد کرتی ہیں [illegible] کو لڑائی جھگڑوں کے [illegible] ایسی عورتیں مردوں کے لئے [illegible] جان ہوتی [illegible]

تمام ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں۔

بلڈویٹا

[illegible] کرنے والی اور [illegible] امراض کیلئے

[illegible]

بلڈویٹا قوت، طاقت اور بہترین صحت کے ہم معنی ہے جس کا مطلب مرض اور جراثیم کا مقابلہ کرنا ہے

[illegible] ہیں [illegible] خانہ داری کے [illegible] ہیں لیکن آرام طلب [illegible] مصروف [illegible] خانہ داری کی باتوں [illegible] جان ہوتی ہے اور ایسے گھر [illegible] اور ایسے گھروں میں حقیقی خوشی [illegible]

[illegible] ایسے گھروں کے [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] مدت [illegible] ہوتی ہے [illegible] مبتلا ہے جس کی [illegible] اور [illegible] سکتا ہے [illegible] کو [illegible]

کوہیما کی داستان

[illegible] پتہ [illegible] کو پار کر کے [illegible] چھپتے چھپاتے کوہ نیو اور ناگا کی پہاڑیوں کے [illegible] پہنچ گئے۔ انہوں نے کوہیما کے [illegible] ناگا لوگ اپنے گاؤں سے [illegible] نکال دیئے گئے [illegible] کے گھر [illegible] اور مسلمان [illegible] گئیں۔

پیدا پانیوں کے بقول [illegible] حالات [illegible] ہوں گے [illegible]

[illegible] ہماری تعداد کے مقابلہ میں [illegible] حملے کو روک دیا بالآخر کار عظیم [illegible] حاصل کر [illegible]

ہم جاپانیوں کو ہرا سکتے ہیں۔ اور ہرا رہے ہیں۔

قومی جنگ [illegible] نے شائع کیا

AA1306

مستقبل کا دیو ہیکل ہوائی جہاز

("مانچسٹر گارڈین" کے ہوائی نامہ نگار کے قلم سے) (مترجمہ بھگوت سروپ گوئل)

اس سے پیشتر کبھی ایسا دیو ہیکل ہوائی جہاز بنایا گیا جو بیک وقت سینکڑوں مسافروں کو نہایت سرعت اور آرام سے دور دراز فاصلوں تک پہنچا سکے۔ ہمیں اپنے ہوائی جہاز کی ساخت میں بنیادی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ رائے رہنما ہوا باز مسٹر گارڈنے گرہم وائٹ کی ہوا بازی کی مختلف شاخوں میں ترقی کا مطالعہ کر رہا ہے۔

ہوائی انجن کے مشہور ڈیزائنر سر ایلے ٹیڈن کی مانند مسٹر گرہم وائٹ کو بالکل شک نہیں کہ ہوائی جہاز کے طاقت پیدا کرنے والے انجن کے ڈیزائن میں ایک نیا دور شروع ہونے والا ہے لیکن جہاں تک مستقبل کے قوی ہیکل جہاز کی قوت کا تعلق ہے گرہم وائٹ کو "اسٹیم ٹربائن" پر اعتبار ہے اور انہیں پٹرول انجن پر بھروسہ نہیں۔

مسٹر گرہم وائٹ کہتے ہیں کہ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جرمن پر گہرا اثر پڑا جبکہ انھوں نے جنگ سے کچھ سال پہلے اسٹیم ٹربائن کی ایک نئی قسم دیکھی جو سمندری جہازوں کے مقصد کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اس کی غیر معمولی سختی اور نہایت زبردست طاقت کے باعث اسے یکدم خیال آیا کہ اس کا استعمال بڑے دیو ہیکل ہوائی جہازوں میں کیا جائے۔

تعجب خیز نتائج

یہ ٹربائن چھوٹی موٹر کار کے انجن سے زیادہ بڑا نہ تھا اور یہ ایک جو کہ لاثانی ڈیزائن کا تھا اور خاص فولاد کا تھا ایک سو ٹکنیس سے بڑا نہ تھا تاہم اس طاقت پیدا کرنے والے انجن سے کئی ہزار ہارس پاور کی طاقت پیدا ہوتی تھی جبکہ یہ نہایت غیر معمولی رفتار پر چلتا تھا اور اسکے کام کرنے کا دباؤ تقریباً ۱۵۰۰ پونڈ فی مربع انچ ہے۔

۱۹۳۵ء میں جرمنی میں ایک ایرو پلین پاور ٹوٹ سے تجربات کئے گئے جسے اسٹیم ٹربائن کہتے تھے، اس کو ایک اور قسم کا ٹربائن بنایا گیا، یہ تخمینہ کیا گیا کہ ۴۳۰۰۰ فٹ پر یہ قسم ۲۵۰۰ ہارس پاور کی طاقت پیدا کرے گی اگر اسے آئیکل کے درمیانی درجہ کے لمبار کی جسامت کے ہوائی جہاز میں استعمال کیا جائے تو یہ اندازہ ہے کہ یہ تیس منٹ میں تیس ہزار فٹ کی بلندی پر ۲۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرنے لگے گی۔

جیسا کہ مسٹر گرہم وائٹ نے اشارہ کیا ہے اسٹیم انجن پر اوپر کے کرہ کی لطیف ہوا کا اثر نہیں ہوتا جیسا پٹرول کے انجن پر لطیف ہوا کا برا اثر پڑتا ہے اس لئے انجن سے ضروری طاقت پیدا کرنے کے لئے "سپر چارجر" استعمال کرنے پڑتے تھے۔

نئی طرز کے پر

پٹرول کے انجنوں میں جو کہ زیادہ بلندی کے پرواز میں بھی استعمال کئے جاتے ہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، گرہم وائٹ کا خیال ہے کہ اگر اسٹیم ٹربائن مکمل ہو جائے تو اوپر کے ہوائی کرہ میں ہوائی جہاز چلانے میں بہت آسانی ہو جائے گی کیونکہ زیادہ بلندی پر کم دباؤ ہوا انکر کی صحت میں دخل انداز نہیں ہوتا۔

مسٹر گرہم وائٹ کو یقین ہے کہ انجینئروں کو مستقبل کے بڑے ہوائی جہازوں کے لئے نئی قسم کے پر بنانے ہوں گے ان کے بہت سے حصے منسوخ کرنے ہوں گے کیونکہ جب ہوائی جہاز کے ذریعہ مسافر لے جائے جائیں گے تو اس کے پروں کے ہمپین کو کم کرنا ہوگا تاکہ کشش کو کم کیا جا سکے اور رفتار بڑھائی جا سکے یہ پر "دوربین" ہونگے ایک دیو ہیکل ہوائی جہاز اس وقت تک کے ہوائی جہازوں کے مقابلہ میں دیو معلوم دیگا، برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان تین گھنٹے میں پرواز کر سکے گا اسکے اسٹیم ٹربائن "دوربین" پر اور ایسے کمرے ہوں گے جن پر دباؤ پڑ رہا ہوگا اوپر کے زیادہ بلندی کے کرہ ہوائی میں پرواز کرے گا۔

یہ ہے مسٹر گرہم وائٹ کی پیشین گوئی، اگرچہ ہوائی پرواز کی کوشش کرنے والے کچھ لوگ اس پیشین گوئی کو نہ مانیں گے تاہم یہ خیال رکھنا چاہئے کہ مسٹر گرہم وائٹ نے ۱۹۰۹ء سے جبکہ انھوں نے فرانس میں پہلے پائلٹ کی تعلیم ختم کی ہوا بازی کی ترقی کا غور سے مطالعہ کیا ہے!

ڈاکٹر: "میں نے تمہارے خاوند کے لئے نسخہ الگ لکھ دیا ہے۔ ایک پاؤڈر تمہارے لئے ہے تم اسے تازہ پانی سے ضرور کھا لینا۔"

مریض کی بیوی: "مگر مجھے تو اب کوئی تکلیف باقی نہیں ہے۔"

ڈاکٹر: "مگر مریض کو آرام کی ضرورت ہے اس پاؤڈر سے تمہیں نیند آجائے گی۔"

بہن صفحہ ۱۷ کا باقی

رسٹ واچ خریدی۔ وہ سامنے سے کھڑی تھی میں نے گھڑی اسکے ہاتھ میں دیدی۔

"یہ کیا لائے؟"

"سلونو کا تحفہ" میں نے کہا "کوئی بہن مجھے معاف کر دے میں بہت پانی ہوں!"

میں نے اس کے سروں پر سر رکھ دیا وہ جلدی سے ٹھوڑی پکڑ کر بولی

"تم کب کی کر رہے ہو؟"

"کا منی تم مجھے معاف کر دو ہو اور میں تم سے....."

وہ دور سے ہی ہنس کھلا کر ہنس پڑی۔ بولی۔

"ان باتوں کو بھول جاؤ بھیا۔ رکھی کی پوترتا میں پاپ بھی پن بن جاتے ہیں بھائی بہن کی پاک محبت میں پاپ چھپ جاتے ہیں"

میں کا منی کی طرف دیکھ رہا تھا ہوں سے دیکھ رہا تھا شام ہو چکی تھی سڑکوں پر بجلی قمقمے روشن ہو گئے کا منی کے مکھڑے پر تقدس کی جوت رقص کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ میں ہو رہے تھے۔

دور کہیں ریکارڈ بج رہا تھا

"راکھیاں بندھا لو بھیا ساون آیا رے"

اپنے بالوں کو قائم رکھئے

کامینیا آئل (جسکڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول سمجھ لیجئے جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔

بال کا گرنا بند۔ سفید ہونا بند

لاکھوں کا مرغوب بالوں کا تیل

یہ آپ کے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑھاتا بھی ہے۔

ہر جگہ فروخت ہوتا ہے۔

دل بہار آئل (جسکڈ)

اس میں کامینیا کے سب اوصاف موجود ہیں۔ مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔

ہر جگہ مل سکتا ہے۔

سول ایجنٹس

دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی

بمبئی ۲

وہ اعداد و شمار

جو اعتماد کے حامل ہیں

۲۳ ویں سہ سالہ ویلیوئیشن رپورٹ

نے ثابت کر دیا کہ

اموات کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے تجربہ نے

اجراءات کی شرح کو گھٹایا

اس سہ سالہ عرصہ کے لئے خالص منافع ——— ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ

کمپنی کے واجبات کی قیمتوں کا اندازہ

کرنے اور تین فیصدی سود پھیلانے کے بعد

پالیسی ہولڈروں کا ریزرو ۵۴ لاکھ روپیہ سے بڑھ گیا

اعلان شدہ بونس: تمام عمر کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ۔ فی ہزار فی سال

میعادی پالیسیوں پر دس روپیہ۔ فی ہزار فی سال

ہیڈ آفس: بمبئی

اورینٹل

گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

قائم شدہ ۱۸۷۴

اورینٹل بلڈنگ کوئنز وے، نئی دہلی

برانچ سکریٹری: لالہ شمبھو ناتھ بمبئی

جدید طریقۂ جنگ میں پیغام رسانوں کی اہمیت

(از کیپٹن اے — ریڈ)

ایک پیغام رساں کا مقبول عام تخیل یہ ہے کہ جس وقت مواصلات کے دوسرے تمام ذرائع کٹ چکے ہوں اس وقت ایک موٹر سائیکل سوار گولیوں اور بموں کی بارش میں زندگی اور موت کا کوئی پیغام لئے اڑا چلا جاتا ہوا سے اب بھی یہی کام انجام دینا پڑتا ہے لیکن جدید فوج میں پیغام رساں کا سب سے بڑا کام یہی نہیں کہ کوئی گھوڑ سوار افسر اپنی فوج کے لئے جنرل کے احکام لیکر سرپٹ بھاگا جائے۔ بلکہ آجکل کا پیغام رساں ایک طرح سے جدید صرفی سیل ٹرین ہوتا ہے جو ایک ہی وقت پر ایک ہی منزل کو جاتا ہے اور مقررہ وقت پر جا پہنچتا ہے اگرچہ بعض اوقات مقررہ وقت پر منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے تیز رفتاری کی ضرورت بھی پڑتی ہے لیکن پیغام رسانی کی اہم صفت یہی ہے۔

پہلی عالمگیر جنگ سے پہلے برطانوی فوج میں موٹر سائیکل سوار پیغام رساں نہیں تھے جنگ چھڑتے ہی ان کی ضرورت محسوس ہوئی اور برطانیہ بھر کی یونیورسٹیوں کی افسر ٹریننگ کور والوں سے ۵۰ نوجوان بھرتی کئے گئے جو موٹر سائیکل چلانا جانتے تھے ان کو وردی پہنائی گئی کارتوس کے نشان لگائے گئے اور اگست ۱۹۱۴ء میں سائیکل انجنیئرز کے ہمراہ فرانس بھیج دیا گیا۔ شروع میں جب کوئی خاص مشکل پیش نہیں ہوتا تھا اور کسی کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کیا ہونے والا ہے پیغام رسانوں کا سب سے بڑا کام خاص پیغامات پہنچانا تھا لیکن جب خندقیں اور پوزیشن زیادہ مستحکم ہو گئے تو خط لے جانے والے پیغام رسانوں کی باقاعدہ سروس قائم کر دی گئی۔ جب آخر تک لگی رہی مگر پیغام رسانی ہوتی ہیں اور ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دیتے رہتے ہیں اس قسم کی سب سے پہلی قسم کی ایک سروس قائم کی جاتی ہے۔

جب لڑائی [illegible] کا خطرہ بڑھ گیا اور ہوائی حملوں سے ٹیلیفون ٹیلیگراف اور ریلوے مواصلات میں رکاوٹ پیدا ہونے لگی اس وقت ملک کے گوشہ گوشہ میں خطرات سے نمٹنے کے لئے پیغام رسانوں کی سروس کا جال پھیلا دیا گیا اور کیا ہاٹ کے بیٹے کی اشاروں کی خفیہ زبان سے آپس میں منسلک کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں پیغام لے جانے والوں کو بسا اوقات جان جوکھوں میں ڈال کر اپنے فرائض انجام دینے پڑے۔ بہت سے پیغام رساں دھماکوں سے اپنی موٹر سائیکلوں [illegible] گئی یوں ہی ہلاک ہو گئے اور [illegible] میں بموں کے گڑھوں یا ملبہ [illegible] لیکن [illegible] اس بات پر فخر کرتے [illegible] کے باوجود اس نے [illegible] پہنچا دیئے۔

[illegible] ہندوستان کے [illegible]

نے راستوں اور بعد میں روس کے راستوں کو بچانے کے لئے ایک بڑی فوج بنائی گئی فضائی پیغام رسانی کی پہلی سروس قائم کی گئی

صفحہ ۱۶ سے آگے (اُوجا)

"ہردیوا اور چوری" "غریب ہریجن انتخابی نہیں"

وہ بیہوش ہو گئی گھر کا کونا کونا نکھی کے نام پر جاگ اٹھا۔ پوجا کی چیزوں کو اپنے جوتوں سے کچل ڈالا۔ اسی سامان کو جس سے انکی امیدیں وابستہ تھیں۔ انہوں نے کتنی بے رحمی سے کچلا تھا۔ ان چیزوں کو..... نہیں..... انکی امیدوں کو

* * * * *

"معلوم کس الزام میں۔ جوا کھیلنے یا چوری کرنے کے الزام میں ہردیو جیل کی روٹی کھا رہا ہے۔ ایک سال تک صرف ایک سال تک۔ یہ ہے انصاف جسے ہماری سوسائٹی ہمارا ملک اور اس کے افراد کہتے ہیں انصاف۔ آج وہ ایکسال بعد جیل سے چھوٹا۔ آج دیوالی ہے۔ ہردیو کو ایکسال پہلے والی دیوالی یاد آ گئی جب اس نے پوجا کے لئے سوچا تھا۔ میلے کے خواب دیکھے تھے لیکن وہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ امیدیں [illegible] آنکھوں میں بھر آ گئیں۔ اس وقت ہردیو نے کہا:

"ہم غریبوں کو لکشمی جی نہیں چاہتی"

"غریبوں کو چاہتا ہی کون ہے؟"

"لکشمی جی دولتمندوں کا ساتھ دیتی ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو پوچھتی نہیں"

"سبھی امیروں کا ساتھ دیتے ہیں"

"نہیں ہمارا بھی ایک ساتھی ہے"

"کون؟"

"پرماتما"

دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے

(زیر عنوان [illegible])

قیمتوں پر کنٹرول

حکومت کس طرح آپ کی مدد کر رہی ہے

"پورٹنگ اینڈ پرائیوٹنگ پری ویشن آف ڈیسی نیشن" کی رُو سے کنٹرولر جنرل سپلائیز کو آپ کے مفاد کی حفاظت کے لئے بہت وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

مثال کے طور پر

۱۔ وہ کسی دوکاندار کو حکم دے سکتا ہے کہ خرید و فروخت کا حساب رکھے اور اپنے بیوپار کے علاوہ دوسرے بیوپاروں کے متعلق بھی ضروری معلومات بہم پہنچائے۔

۲۔ کسی دوکاندار کو حکم دے سکتا ہے کہ اپنے بہی کھاتے دکھائے اور یہ حکم بھی جاری کر سکتا ہے کہ کوئی گزیٹڈ افسر دوکان یا گودام وغیرہ میں داخل ہو کر تلاشی لے۔

۳۔ شبہ میں سامان پر قبضہ کر سکتا ہے۔

۴۔ آمدی مال کے ساحل پر پہنچنے تک کی کل لاگت کا تصدیق نامہ جاری کر سکتا ہے جو ہر حالت میں حتمی شہادت سمجھا جائے گا۔

۵۔ تقسیم پر قابو رکھنے کے لئے صرف مقررہ لوگوں کے ہاتھ فروخت کرنے کی ہدایت جاری کر سکتا ہے تاکہ مال انہی جگہوں پر جائے جہاں اس کی شدید ضرورت ہو۔

۶۔ دوکانداروں کو حکم دے سکتا ہے کہ اپنی دوکان میں مقررہ قیمتوں کی فہرستیں نمایاں طور پر لگائیں۔

اس آرڈیننس کا اطلاق غلے اور ان اشیاء کے علاوہ جو وقتاً فوقتاً اس سے خاص طور پر مستثنیٰ کی گئی ہوں اور سب اشیاء پر ہوتا ہے۔

عام استعمال کی بہت سی چیزوں کی انتہائی قیمت مقرر کی جا چکی ہے۔ ضروری اشیاء کی نقل مینیجر آف سپلائیز سپلائیز دہلی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ کو شبہ ہو کہ آپ سے زیادہ دام وصول کئے گئے ہیں تو بے جھجک معاملے کی اطلاع مقامی سپلائیز افسر کو یا چاہیں تو نیچے لکھے ہوئے ٹکٹ کو کیجئے۔ اس کے متعلق فوراً تفتیش کی جائے گی۔

نوٹ:۔ بعض صورتوں میں بار ثبوت ملزم پر ہوتا ہے۔ اُسے خود کو بے جرم ثابت کرنا ہوتا ہے۔ مستغیث کو اس کا جرم ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

حالات سے باخبر رہیئے
اپنے حقوق طلب کیجئے

۱۵،۰۰۰ روپے جرمانہ اور قید

نفع خوری پر عبرت انگیز سزا

کراچی ۳ اکتوبر۔ قانون انسداد نفع خوری و ذخیرہ اندوزی کے تحت کل تقریباً ۱۰ تاجروں کو مختلف سزائیں دی گئیں۔ ایک دوکاندار کو چھ ماہ قید بامشقت اور مبلغ ۱۵ ہزار روپے جرمانے کی سزا ہوئی۔

اس قسم کی خبروں سے ظاہر ہے کہ سرکاری انسپکٹر روز بروز زیادہ تعداد میں بڑھتی ہوئی قیمتوں کو گھٹانے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

محکمہ انڈسٹریز اینڈ سپلائیز

نئی دہلی نے شائع کیا

HOARDING & PROFITEERING

HPPO

PREVENTION ORDINANCE

AAA 1535

صفحہ ۲ سے آگے

عیسوی کا تھا انہوں نے جین بودھ اور سنسکرت دھرم تینوں کو حملہ بنایا اور انکی زندگی کے جو کچھ حالات ملے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جین اور بودھ دھرم اب ... پر نہیں تھے۔

سنسکرت زبان میں ویاکرن (قواعد زبان) کی جتنی سخت پابندی تھی اتنی اپ بھرنش میں نہیں تھی۔ اس لئے ویاکرن کے ماہروں نے اس زبان کو بہت ریچ ... کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپ بھرنش والوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہماری زبان میں ادبی شان بھی ہونی چاہئے مگر ... ان پڑھ لوگ جیسے آدمیوں کا ہی کام ہو سکتا ہے اس لئے اپ بھرنش میں بھی ادبی زبان الگ ہو گئی اور عام لوگوں کی زبان الگ رہی۔ پروفیسر رام کما ... ہندی ساہتیہ کا الوچنا تمک اتہاس نامی کتاب میں لکھتے ہیں کہ تیسری صدی عیسوی میں اپ بھرنش آبھیر ... جنوبی ہند والوں کی بولی تھی جو سندھ اور اتری پنجاب میں بولی جاتی تھی ... اس کی کوئی عزت نہ تھی۔ اسکے بولنے والے زیادہ تر سفید ہنوں کی نسل سے تھے جنہوں نے پنجاب اور راجپوتانہ میں بسنا شروع کیا (ارتقا) یک ابھیری کی تشریح انہوں نے اس طرح پر فرمائی ہے۔

ان بولیوں میں ایک فرقہ آبھیری نام کا تھا جس نے ... پر قبضہ

کوئی چھپا نہیں ہو سکتا تھا) دیاکرنیوں نے تو دیاکرن کے اصول ... سے اسے بھرشٹ ہوئی ثابت کیا تھا لیکن اس میں اپ بھرنش پراکرت کی ہی وکرت اوستھا (ارتقائی حالت) کا نام ہے

اس موقعہ پر ہم علامہ پنڈت برجموہن دتاتریہ صاحب کیفی کی پیش کی ہوئی چند مثالیں نشر ... سے نقل کرتے ہیں جو لفظوں کے رد و بدل کے بارے میں ہیں

ی بعد میں بھرشٹ اور راجپوتانہ بھی اپنے اختیار میں چلا گیا ساتویں صدی میں ان لوگوں کا اقتدار پانچال تک بڑھ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان (سب علاقوں) کی بھاشا اپ بھرنش ہی کے نام سے مشہور ہو کر راج بھاشا ہو گئی اور اس کا پرچار صرف فتح کئے ہوئے علاقوں میں ہی نہیں بلکہ ان کے باہر بھی جگہ جگہ کی مقامی حالت کے مطابق ہونے لگا۔ اسی خاندان کے راجا بھوج نے (جو دوسری صدی عیسوی میں گذرے ہیں) اپنے راج کی حدیں اور بھی بڑھا لیں اور بہار کا صوبہ بھی اس آبھیری راج کی حدوں میں داخل ہو گیا۔ اس زمانہ میں اپ بھرنش بھاشا کا پرچار تمام اتری ہندوستان میں عام لوگوں کی بھاشا کے ہی روپ میں نہیں بلکہ ساہتیہ میں بھی ہونے لگا۔ دسویں صدی میں یہ بھاشا اپنے عروج پر پہنچی اور اس کا پرچار پھر میں سندھ سے لے کر پورب میں آسام تک اور کشمیر میں ہمالہ شکھر تک ہو گیا۔ اتنا ضرور ہے کہ کچھ گنے چنے لوگوں کو اب بھی سنسکرت اور پراکرت کی طرف کشش باقی رہ گئی تھی جب عام لوگوں کی بولی پراکرت کے ادبی قید خانے سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی تو پراکرت کے ویاکرنیوں (قواعد دانوں) نے اس کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہوئے اپ بھرنش کا نام دے دیا آبھیری کی بھاشا کے روپ میں ایسی بھرشٹ ہوئی پراکرت کا

خط کتابت کرتے وقت اشتہار کا نمبر کا حوالہ دیجئے

تیرھواں دلفریب ہفتہ

سوال

روزانہ تین شو۔
۴ بجے دن، ۷ بجے شام، ۱۰ بجے رات
اداکاران: ممتاز شانتی، الیاس وغیرہ

کھنہ ٹاکیز پہاڑ گنج دہلی میں

دہلی میں پہلی مرتبہ

بہادر

زبردست مار دھاڑ کا فلم جس نے راہور، کانپور، الہ آباد وغیرہ میں تمام ریکارڈ توڑ دئے جنگل کے گلے رنگین و سنسنی دلگداز۔
اداکاران: بابو راؤ پہلوان، بھگوان، شانتا بنیا، بی بی، شمش وغیرہ

امر ٹاکیز میں

روزانہ تین شو:
۳½ بجے، ۶¾ بجے، ۱۰ بجے رات
بمعہ سنیچر، اتوار کو ایک خاص شو دن کے ۱۱ بجے

اس کی شجاعت اور انصاف پسندی کے سامنے ظالم کانپ اٹھے تلوار ورنے سمجھ لیا سچائی کا ڈنکا بجا۔
پربھات کا تاریخی فلم

رام شاستری

منروا کا آئندہ پروگرام
ستارہ رلیز

طاقت بڑھانے والی ملک مشہور

مدن منجری گولیاں

قبض، سستی، جریان، احتلام، رقت منی اور کمزوری دور کر کے طاقت بڑھاتی ہیں۔ چالیس گولیوں کی ڈبیہ سوا روپیہ ۸ر

مدن منجری کے رقت اسک پیدا

رمن دلاسینی گولیاں نئی شادی شدہ زندگی کو پرلطف بنا دیتی ہیں قیمت فی ڈبیہ ۱ر

پیشاب کی جلن قطرہ قطرہ پیشاب آنا

میہ مردن چورن وغیرہ نئے اور پرانے ہر قسم کے سوزاک کو دور کر کے پیشاب صاف لاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۸ر

مدن منجری فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ
دہلی ایجنٹ: جگناداس اینڈ کمپنی چاندنی چوک دہلی
کانپور ایجنٹ: موہن لال آرپریچھ سٹن روڈ

ابیلا

سفید، سرخ، زرد، پیلا، ان رحم، حیض کم دنوں میں ہونا سر درد، چکر میں بہت زیادہ، استقاء حمل اور دیگر زنانہ امراض کی سب سے بہترین دوا ہے اور جو جو مرض حمل میں پیدا ہوتے ہیں ان کو دور کرنے والی ہے ۱۶ دن کے استعمال کی تین شیشیوں کے سٹ کی قیمت ۱۰ ہے علاوہ محصول ڈاک

ڈماری دمہ اور سانس کے مرضوں کی بہترین دوا فیصدی فائدہ کے لئے مفید ہے ۲۱ دن کے استعمال کی دو شیشیوں کے ایک سٹ کی قیمت ۱۰ ہے علاوہ محصول ڈاک

نترو آنکھ کے تمام امراض کی اچھی دوا قیمت ۱ علاوہ محصول ڈاک۔

رسائن بھنڈار (ر) پوسٹ نورسرائے ضلع پٹنہ

۱۶ واں پُر ہجوم ہفتہ

درد دل کی دلدوز داستان جس کی یاد دلوں کو گداز کر رہی ہے

اداکار: راگنی، نجم، کلاوتی

منروا

روزانہ تین شو:
۳½ بجے، ۶¾ بجے، ۱۰ بجے رات

۱۵ واں پُر ہجوم ہفتہ

اداکاران: ایشور لال، لیلا چٹنس، چارلی مبارک، ایا بنرجی، نسیم جونیر

روزانہ ۳½، ۶¾، ۱۰ بجے

موتی

قہقہوں اور نغمات کی دنیا کی سیر کیجئے

ڈائرکٹر: جینت دیسائی

اتوار کو صبح ۱۱ بجے ایک خاص کھیل

بدلتی دنیا

ممتاز شانتی — تلوک کپور

ڈاکٹر ارنڈیل وائس پریذیڈنٹ ہاورڈ یونیورسٹی اسکالرشپ ایسوسی ایشن کی آمد پر دہلی ہوائی اڈے کی طرف سے استقبال: ڈاکٹر صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار پڑے ہوئے ہیں

مسز وجے لکشمی پنڈت
آپ ہوائی جہاز سے امریکہ خریت سے پہنچ گئی ہیں

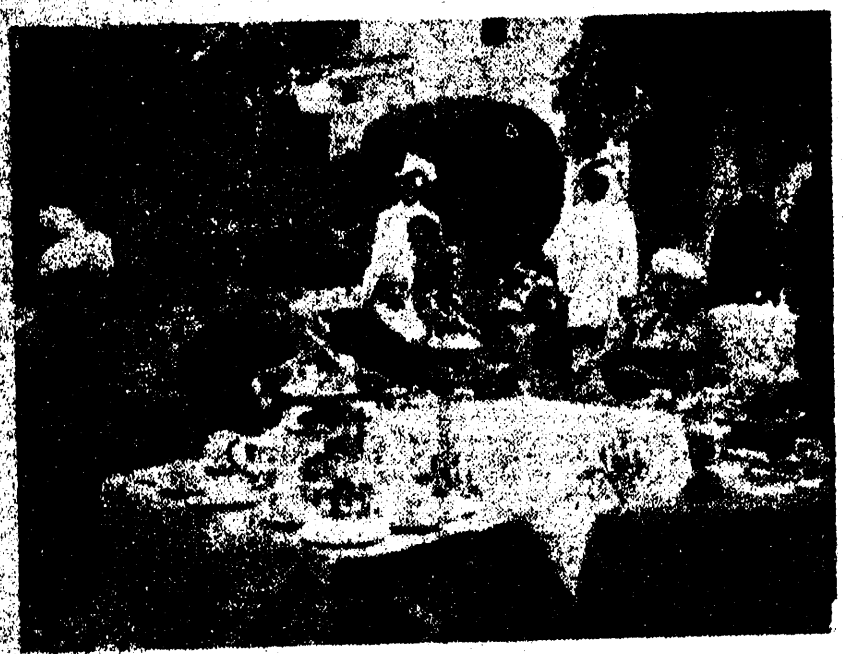

شاہپورہ وھیش کے اعزاز میں شری لالہ نرائن دت جی کی طرف سے شاندار چائے پارٹی کا ایک منظر تصویر میں شاہپورہ وھیش کے صدر جوگندر سنگھ ڈاکٹر کھرے اور لالہ نرائن دت جی بیٹھے ہیں

مہاراشٹر سماج لوہابازار دہلی کی سلور جوبلی کے موقعہ پر مہاراجہ گوالیار کی صدارت میں ڈاکٹر کھرے ایڈریس پڑھ رہے ہیں

موہنی آملہ
میرا آئل کے

بائی اپائنٹمنٹ ٹو ہز ایکسیلینسی لارڈ ولنگڈن صاحب سابق وائسرائے ہند

حسن افزا تیلوں کا سرتاج ہے، اسکے استعمال سے بالوں میں نئی چمک دمک، خوبصورتی، کشش اور ریشم جیسی لطافت آجاتی ہے، اعلےٰ درجہ کی دلکش اور دلفریب خوشبوؤں سے بسایا ہوا ہے، ہر موسم میں استعمال کیا جاتا ہے۔

تیار کردہ:- ہرنارائن گوپی ناتھ سوداگران اچار مربہ کھاری باؤلی دہلی و کناٹ پلیس نئی دہلی ٹیلیفون ۶۳۱۰

printed and published by Dharam pal Gupta at the Tej press Dara Barton Road, Delhi.

افکارِ عالیہ

(از جناب خان بہادر رضا علی صاحب وحشت کلکتوی)

اضافہ سعیٔ باطل نے کیا ہے شدّتِ غم میں
نمک پاشِ خراشِ دل رہے ہم فکرِ مرہم میں

بہم ایسی عداوت ہے یہاں ابنائے عالم میں
کسی کی صبحِ عشرت ہے کسی کی شامِ ماتم میں

جو عرضِ حال میں نالے کبھی کرتے ہیں کوتاہی
ٹپک پڑتے ہیں اشکِ یاس شرحِ قصّۂ غم میں

میں ڈرتا ہوں جگر جب خشک ہو جائیگا کیا ہوگا
ابھی تو چشمِ بد دور اشک ہیں کچھ چشمِ پُرنم میں

زمانہ ہے تمہارا جو کرو سب تم کو زیبا ہے
تمہارے حسن کا ہے آج چرچا سارے عالم میں

نہ شادی کی ہمیں شادی نہ غم ہی کا ہمیں غم ہے
کچھ ایسا ربط باہم دیکھتے ہیں شادی و غم میں

تمہارے حسنِ آرائش نے لی ہے جان عاشق کی
مناسب ہے تم آؤ بن سنور کر اسکے ماتم میں

نظر پڑتی نہیں وحشت کسی کی بے وفائی پر
سرایت کر گئی ہے اس قدر خوئے وفا ہم میں

چنے ہوئے پھول

(نریندر ... الحمد ... مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

کسنا کم کم کلی لے سسکیاں ہے
اُس کی آنکھوں کی نیم خوابی سے (آمیر)

ہلتے رات کو تھا کون ... پہلو
اپنی ... ہوا میں ... (جوش)

... تو ... اپنے دام میں صید
... ہم (حفی)

... کے ہیں ہم
... (اقبال)

... کی ... ہے
... (اکبر)

... انگلیوں کے ... میں
... (مظہر)

... اپنا ... اپنا ... ہم سے ...
... (نسیم)

... کھائی ہے کیا ... دیکھنے کی
... (دوق)

... ہے ...
... (ناقب)

... کو ...
... (اکبر)

... (ذوق)

... (رشک)

... (ذوق)

... (مومن)

... (ظفر)

... (دوق)

... (صدیق)

جواہر پارے

— میرا یہ ہرگز اعتقاد نہیں کہ خدا نے چند بوٹ پہنے ہوئے اور ہیٹ لگائے ہوئے آدمیوں کو سوار ہونے کے لئے مخلوق گوزین، لگام سے آراستہ گھوڑے بنا کے اُن کی سواری کے لئے پیدا کیا ہے۔ — (رسول)

— امارت کے تین دور ہوتے ہیں (۱) فوقیت (۲) حقوق کا (۳) تشنجی (۴) پہلے دور سے گذر کر امراء دوسرے میں داخل ہوتے ہیں اور تیسرے میں فنا ہو جاتے ہیں۔ (شوپنہاور)

انتخاب (پسند) — CHOICE

— انتخاب سے سمجھ کا پتہ چلتا ہے کہ آدمی اس انتخاب کے ذریعہ کیا ہے۔ (لیمب)

— علم کسی انسان کی طرف متوجہ ہو تو جہل اختیار کرو — (لی ہنٹ)

— اس دنیا میں نیکیوں سے زیادہ ہم کو برائیوں میں انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے — (کولٹن)

— ... وہ راستہ اختیار کرو جو بہتر ہو گو کہ دشوار ہو ... کو ... کے راستہ کو آسان اور آرام دہ ... — (نیا فورث)

— ... ہو ... کوئی بدی ... اور دو نیکیوں میں ... ہو تو دونوں پسند کرو۔

ایذا رسانی — (مظالم)

— ایذا رسانی اس ... کہ وہ ... ہے بلکہ چونکہ وہ ... ہے اس ... ہے (ہیٹلی)

— تاریخ مظالم ایک تاریخ ہے فطرت کے خلاف کوششوں کی۔ اس سے کچھ غرض نہیں کہ مظالم کرنے والا ایک شخص تھا یا ایک جماعت۔ — (مرسن)

— مذہبی اور اعتقادی معاملات میں ہر قسم کا جبر و تشدد اور ظلم و ستم قطعاً ناجائز ہے — (ملٹن)

— جب منصب اور اقتدار کی کو اپنی غلطی محسوس ہوتی ہے اور ... کے ذریعہ وہ خاموش ہو جاتے ہیں اس وقت وہ ... ظلم و ستم ترک کرنے میں قدیم زمانے ... ہم ... اقتدار ... ہے ... — (رسل)

— ... مظالم انہیں لوگوں ... کی ... تھی ... — (کولٹن)

— جب ... کوئی ظلم دیکھو تو یقین جانو کہ حق مظلوم کی طرف ہے — (بشپ کیمبر)

— ... مذہب سے ... گیا ہے (جیرم)

— ... مردہ ... ریلوں کی قدر ہوتی ہے ... ریلوں کو کوئی نہیں پوچھتا (آن ہو)

ایکٹر (فنکار) — (ACTOR)

— ... فطرت کے ... میں ... ہونا چاہیئے

— ... ایک ... اور ... محض تماشا ... — (شیکسپیر)

یہ جانچ میں پورے اترے ہیں

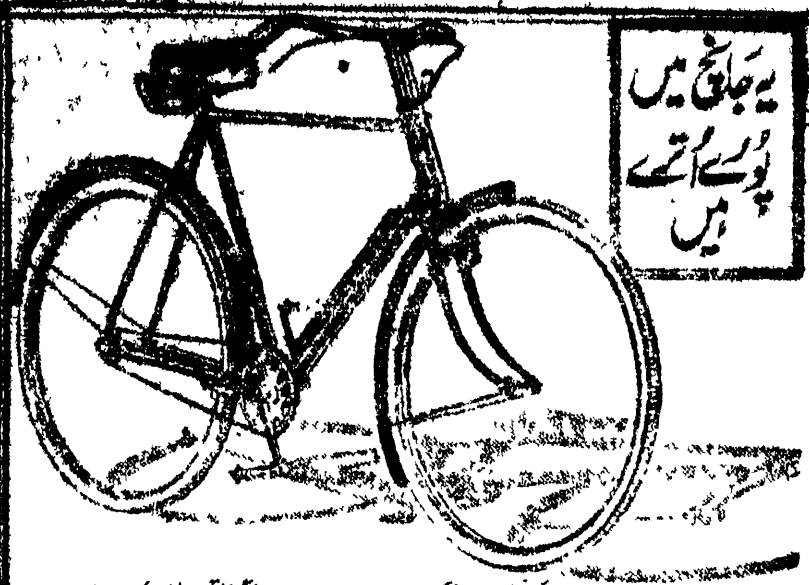

دنیا بھر میں اعلیٰ درجہ کی سائیکلیں جو جنگ سے بہت عرصہ پہلے بنائی گئی تھیں ابھی تک قابل اعتماد ہیں۔ ہم سے رابطہ ہیں نزدیکی مستقبل میں جبکہ محدود سپلائی کے باوجود انتخاب کرنے کے لئے آزاد ہونگے آپ یقیناً برٹانیہ کی بہترین بائیسکل ہی خریدیں گے۔

Britain's best bicycle

RUDGE WHITWORTH

Distributors: THE GRAMOPHONE CO. LTD. 33 Jessore Road, Dum Dum

Twines & Threads for all purposes

ڈوریاں، رسیاں اور ہوتی وغیرہ سب جانتے ہیں کہ سینے کے دھاگے، چمڑے کا کام کرنے کی ڈوریوں، پتنگ کی ڈور اور گولڈ مارک دھاگے کی ڈوریوں پر کوہ نور کا لیبل اوصاف مضبوطی اور دیر تک چلنے کی گارنٹی ہے اور خریدار ہمیشہ فائدہ مند ہے۔

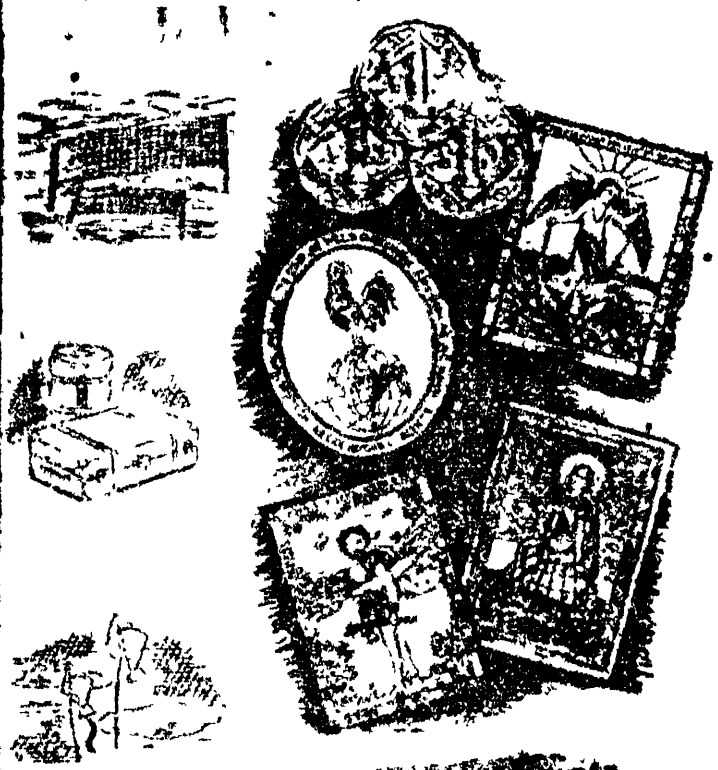

Kohinoor

SEWING THREADS

Exporters:-
MAHALCHAND LALOOCHAND
Bazar Building, Pydhonie BOMBAY
Sole Agents: Delhi, Bazar Bakhtawar, Amritsar, Bhagwan Bhagat, Surat
Enquiries for Agents Sole
Hanumal Lalchand & Co., Kumbakonam Peth, Bangalore

مڈل ایسٹ کے تیل کا مسئلہ

سعودی عرب سے اینگلو امریکن گفت و شنید

(از کنیتھ ڈی کورسی) — نمبر ۱۔ بھگوت سروپ گوئل

واشنگٹن میں تیل کے مسئلہ پر جدید گفت و شنید سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ اس کے ساتھ کئی لازمی امر وابستہ ہیں۔

اس گفت و شنید کا مقصد تیل کے مسئلہ پر ایک امریکن برطانوی معاہدہ کرنا تھا اس تیل کا مرکز دراصل مڈل ایسٹ ہے۔

اگر حالات وہی رہتے جو کہ تقریباً بیس سال قبل تھے تو شاید کبھی بھی برطانیہ اور امریکہ کی اس مسئلہ پر گفت و شنید نہ ہوتی۔ اگر برطانیہ کے مڈل ایسٹ کے تیل سے کوئی مفاد وابستہ نہیں تھے تب بھی برطانیہ کا اس تیل پر اجارہ تھا۔

کچھ سال پیشتر امریکہ نے عراق کے تیل میں اپنے مفاد محسوس کئے اور اس کا نتیجہ ہے کہ اب یہ بازار افشا ہو رہے ہیں۔ میگلو پرشین اور اینگلو ایرانین آئل کمپنی نے جنوبی ایران اور عراق کے تیل کے ذخائر میں اپنی بنیاد مستحکم کر لی تھی۔ علاوہ ازیں عراق پٹرولیم کمپنی میں اپنے مفاد ہونے کے باعث اس کی پوزیشن اور بھی مستحکم ہو گئی تھی۔ یہ مالی بیت کے تیل کے تمام ذخیروں سے فائدہ اٹھاتی تھی۔ کمپنی بہت ہوشیاری اور نہایت احتیاط سے کام سرانجام دیتی رہی۔ درحقیقت یہ اکیلی ہی دوسری کمپنی تھی جس نے کہ علاقہ کے لئے پہلی مرتبہ کوشش کی۔ یہ کمپنی البرٹن مزال نے جیت لی تھی جس کو مالی امداد ایڈمنڈ ڈیوس سے ملتی تھی۔ ۱۹۲۳ء میں اس کو محض برائے نام سزا دے کر پیمام شرقی عرب کے علاقہ کا حصہ دے دیا۔ اس شرائط پر صرف ۱۹۲۴ء میں عمل درآمد کیا گیا۔ بعد ازیں ابن سعود نے اس رعایت کو منسوخ کر دیا۔ اگرچہ اس نے کمپنی سے تین سال کا گمان جو کہ چھ ہزار پونڈ تھا، لینے کا حق برقرار رکھا۔

وہ اس عقیدہ سے متفق تھا کہ آخر تو اس کے ملک میں کچھ بھی تیل نہ تھا اور کیونکہ وہ خود غریب تھا اس لئے اسے جزوی طور پر اس سے مدد مل جاتی تھی کیونکہ وہ اپنے معاملات میں یورپین کی مالی دخل کو پسند نہ کرتا تھا۔

اسی اثناء میں ڈنمنڈ ڈیوس کا کنیشن میکسیکو کی گلف کمپنی کے ہاتھوں فروخت کر دیا لیکن کیونکہ اس کا عراق پٹرولیم کمپنی سے معاہدہ تھا، اس لئے یہ معین علاقہ سے باہر خود مختار کنیشن نہ رکھ سکتی تھی، درحقیقت اس میں جزائر بحرین شامل تھے۔

اس وقت کا سامنا کرنے کے لئے گلف کمپنی نے اپنا کنیشن کیلئے فرنیا کی اسٹینڈرڈ آئل کمپنی کو فروخت کر دیا۔ اس سے سرگرم واقعات واقع ہوئے کیونکہ بحرین ظلم طبقات الارض کے نقطہ نظر سے جزیرہ نما عرب کا ہی حصہ ہے اس لئے ابن سعود کے ملک کے تیل کی بابت تمام واقعات ایک مرتبہ پھر روشنی میں آ گئے۔

لیکن وہ بہت چوکنا تھا کہ دوبارہ تیل کے مسئلہ پر گفت و شنید کرنے پر آمادہ کرنے کا نتیجہ نہایت سخت ہو۔ چنانچہ سوا ۱۹۲۹ء میں اقتصادی حالات بھی فرنیا کے اکثر گرنے سے عرب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

صفحہ ۵ کا بقایا

اس ترقی روکنے کے معنی سعودی عرب کو لئے آئندہ کے ٹیکسوں وغیرہ میں کافی نقصان تھا آئندہ کے ٹیکسوں کو ضمانت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے قرضہ لینے میں دقتیں پیش آئیں، ایکسپیڈیٹر کو جو کے بالکل بند ہو جانے کے باعث بہت نقصان پہنچا اور خاصکر ۱۹۴۰ء میں اٹلی کے لڑائی میں آجانے سے تو جو بالکل ہی بند ہو گیا، اقتصادی وجوہات کے باعث گورنمنٹ نے برٹش آفیسرز سے کہا جو کہ اس شدید اور سنگین حالت کا مقابلہ کرنے کے لئے مفت مدد دینے کے لئے تیار ہو گئیں ۱۹۴۳ء میں امریکہ کی گورنمنٹ نے بھی عرب کے خاصا بڑا حصہ لینا شروع کر دیا، یہاں تک کہ لیز کے تحت بہت سی سپلائی بھی مقرر کر لی، اس سپلائی میں ٹرکاریں، فوجی سامان اور روپیہ تھا، یہ بات قابل غور ہے کہ ۱۹۴۳ء کے اختتام تک امریکہ نے عرب کو ..... ۳ تین لاکھ پونڈ سے زیادہ قیمت کے تندی کے بسکٹ دئے، امریکنوں کو پوری امداد کا صحیح اندازہ نہیں لیکن یہ کہنا مبالغہ آمیز نہ ہوگا کہ عرب کی گورنمنٹ کو جنگ کی ضروریات کا سامنا کرنے کے لئے مالی امداد کا بیشتر بار برٹش گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا جو نہیں اب تک عرب کے ایکسچیکر کو بہت بڑی رقمیں دی ہیں

ان ادائیگی کا بھی واشنگٹن کی گفت و شنید میں حصہ تھا یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ عرب سے اپنی رقم واپس لینے کو برطانوی گورنمنٹ کو حق حاصل ہے لیکن ان گفت و شنید میں بعد داد غور کا عنصر موجود ہے، عرب کے تیل کے بارے میں جو بیدار امریکن سرگرمیاں مندرجہ ذیل کئی اجزاء کے باعث ہوئی ہیں:-

(۱) اٹلی کے جنگ میں سے نکل جانے اور دشمن کے مغلوب اور اس کے اپنے مدد کے علاوہ باقی تمام تیل پر اتحادیوں کے موثر کنٹرول کے باعث مڈل ایسٹ کے تیل کی برآمد کو بیش از جنگ کی مقدار تک بحال کرنے کی ضرورت کم ہو گئی،

(۲) اٹلی کے جنگ میں سے خارج کر دینے سے پیشتر یونائیٹڈ اسٹیٹس اور دیگر امریکن ممالک کو اتحادیوں کی جنگی سرگرمیوں کے لئے تمام تیل مہیا کرنا پڑتا تھا اور ایسا خیال صحیح طور پر کہو یا غلطی سے کہو پیدا ہو گیا تھا کہ یہ اندیشہ ہے کہ امریکہ کے تیل کے ماخذ کچھ ہی عرصے میں ختم ہو جائیں گے،

(۳) اسی دوسری وجہ کے باعث یہ قدرتی امر تھا کہ امریکن نئے ماخذ کی تلاش کریں تاکہ ایک طرف تو تیل زیادہ عرصے کام آسکے اور دوسرے امریکہ کے ماخذ پر موجودہ بار کم ہو جائے

امریکہ کی رہنمائی

یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ یونائیٹڈ اسٹیٹس کی گورنمنٹ نے تیل کے معاملات اور مسئلہ جات میں رہنمائی حاصل کر لی ہے جبکہ اس سے پیشتر یا امریکن آئل کمپنیوں کے کاموں اور مفاد سے کوئی دلچسپی نہ رکھتی تھی

آیا امریکن کمپنیاں گورنمنٹ کی امداد چاہتی ہیں یا نہیں، وہ اپنے بیرونی معاملات میں گورنمنٹ کی امداد پسند کرتی ہیں یا نہیں (اور یقیناً یہ امر مشتبہ ہے) یہ امریکن گورنمنٹ تھی جس نے کہ پرسٹین گلف سے بحیرہ روم تک پائپ لائن بچھانے میں پہل کی اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب کا بادشاہ خود اس مداخلت کو خوشی سے آمدید کہے گا کیونکہ یہ اس کے ٹیکس وغیرہ میں اضافہ کرنے کے نقطۂ نظر سے نہایت مفید ہے،

دلچسپ معلومات

آزمائشی شادیوں کا رواج

بعض اخبارات کا بیان تھا کہ ہنگریا کے بعض علاقوں میں آزمائشی شادیوں کا دلچسپ رواج جاری ہے یعنی وہاں ایک مرد عارضی طور پر ایک عورت سے شادی کر لیتا ہے، اس کو بطور بیوی کے اپنے گھر میں رکھتا ہے اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا ہے لیکن سال چھ مہینے کے بعد جب شوہر بیوی سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہے تو علیحدگی ہو جاتی ہے، اور اگر تعلقات خوشگوار رہتے ہیں، تو مستقل طریقہ پر شادی کر لیتا ہے

اب جزیرہ فارموسا کی بابت ایک دلچسپ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ اس جزیرہ میں آزمائشی شادیوں کی طرح عارضی بیویاں رکھنے کا عام رواج ہے اور اس رواج کو پھیلانے کے ذمہ دار وہ عیاش طبع جاپانی ہیں جو شادیوں کی الجھنوں سے گھبراتے ہیں، یہ فارموسا کی لڑکیوں کو عارضی بیویاں بنا کر رکھ لیتے ہیں ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات پیدا کرتے ہیں جب ان سے اولاد ہو جاتی ہے تو اولاد کی ذمہ داری اس جزیرہ کی غریب عورتوں پر ڈال کر الگ ہو جاتے ہیں اور کوئی ذمہ اور ذمہ عارضی بیوی تلاش کر لیتے ہیں، اندازہ لگایا گیا ہے کہ بیویوں کے نام سے وہ اس وقت تک جس قدر کی ہزاروں بے زبان لڑکیوں کی زندگیاں برباد کر چکے ہیں

سمندر کی تہ میں خوشنما باغ

آبدوز کشتیوں کی ایجاد سے انسان کو سمندر کی تہ کی سیر کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آیا ہے، چند چند لوگوں نے سمندر کی تہ کی سیر کی ہے ان کا بیان ہے کہ سمندر کی تہ میں سینکڑوں درختوں کے لیے خوشنما باغ ہیں جن کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے یہ باغ کئی کئی میل تک اندر پھیلے ہوئے ہیں ان کے درخت نہایت خوشنما اور رنگین ہوتے ہیں اور جب ان پر سے گزرتی ہے تو یہ تو سب تفریح کا منظر پیش کرتے ہیں

ہوائی جہاز موٹروں کی طرح عام ہو جائیں گے

ہوائی جہاز اس وقت تو فوجی ضرورت کے تحت ہیں لیکن دو سال کے اندر یہ عام موٹروں کی طرح چلنے

خالص کشمیری اون

کے بنے ہوئے پل اوور زنی چھ روپے مفلر فی پانچ روپیہ، ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے شرائط و نمونوں کے لئے لکھیں۔

الائیڈ ٹریڈرز لمیٹڈ، لاہور

۱۹۴۴ میں کیا گیا

بیمہ زندگی کا کاروبار

۱،۸۰،۰۰،۰۰۰ روپیہ سے بڑھ گیا

نیو ایشیاٹک انشورنس کمپنی لمیٹڈ

زندگی
آگ
جہاز رانی
سانحات خطرہ
کا کام کرتی ہے

ہیڈ آفس:- نیو ایشیاٹک بلڈنگ کناٹ سرکس، نئی دہلی

لکھنؤ آفس:- ۶۷ لاٹوش روڈ
لاہور آفس:- آگ اور سانحہ:- مکھی مینشن دی مال
زندگی کا محکمہ:- جانکی داس بلڈنگ دی مال

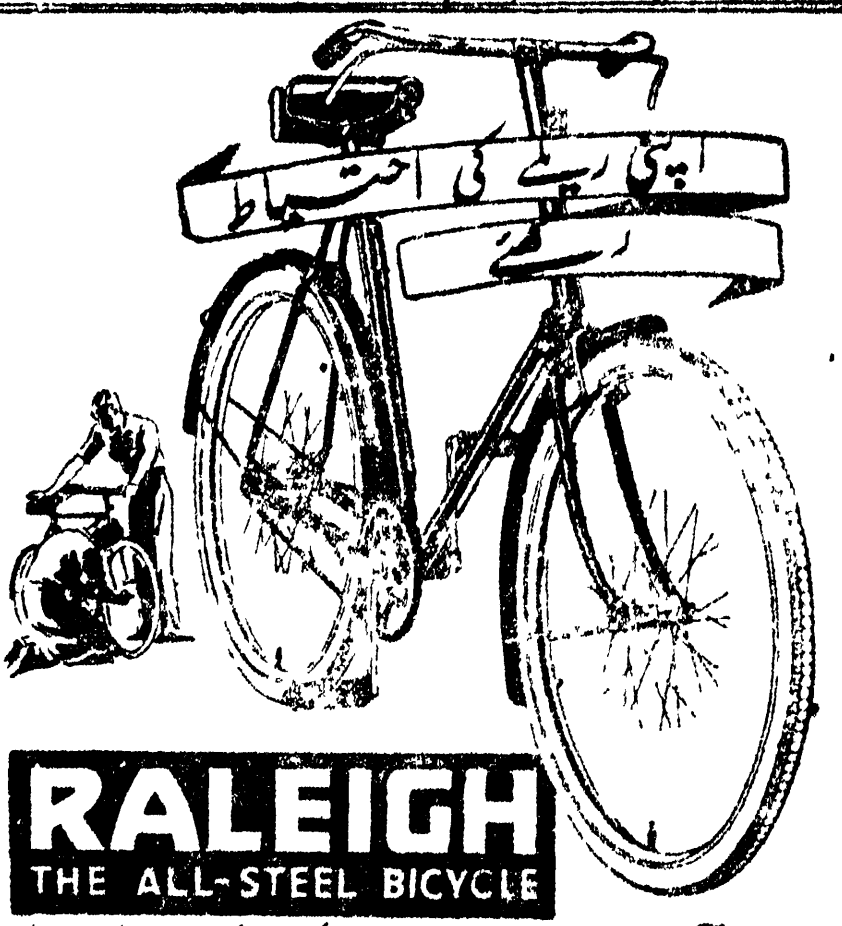

زمانۂ امن میں ہماری تیار شدہ سائیکلوں کی بہتات کے مہیا ہونے تک اپنی ریلے کی پوری احتیاط رکھئے۔ تمام حالات کے موافق دیرینہ خدمت کیلئے تیار شدہ آپکی ریلے موجودہ ناگزیر کمی کے عرصہ میں آپکو برابر آرام اور سہولت پہنچاتی رہے گی۔

کبوتر کا جوڑا

(از حضرت دل شاہجہانپوری)

یہ تپش بڑھے یہ خلش بھی ہو مری آہِ روح گداز میں
دلِ مضطرب یہ خبر بھی ہے کہ نظامِ دہر بدل گیا،
کہوں داستانِ وفائے دل کبھی سوز میں کبھی ساز میں
ہوا حسن اب نظر آشنا ہے عشق پردۂ راز میں
تجھے اے انیس سناؤں کیا کہ شریکِ شورشِ حشر ہے
مرے واقعات طویل ہیں، مری داستانِ دراز میں
کہوں جامِ بادۂ ارغواں یہ مثال نقصِ خیال ہے
مجھے خلد تک نظر آ گئی تری چشمِ سحر طراز میں
ہوئے انقلاب نئے نئے یہ بجا سہی، مگر آج تک
وہی رنگ ہے ترے ناز کا وہی جوش میرے نیاز میں
اسی سرگزشت کو مختصر کیا آج ایک ہی سانس نے
مرے غمگسار سنا کئی جسے داستانِ دراز میں
کئی شورشیں ہیں چھپی ہوئی، کئی حشر وقت کے منتظر
مری آہِ قلبِ گداز میں، تری چشمِ عشوہ طراز میں

یہی شاعروں کی ہے ذہنیت، یہی زیبِ طرۂ شاعری
کبھی محو نرگسِ مست میں، کبھی قیدِ زلفِ دراز میں

حالات و حوادث کے بازوؤں پر اڑتے ہوئے آکر کبوتروں کے جوڑے میں رہتے ابھی چار ہی سال ہوئے ہیں اور ہم دونوں کو متعارف ہوئے بھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ عیش و طرب کے جھولے میں جھولتے ہوئے صرف دو ہی سال گزرے ہیں، وہ تو مجھے اتنی قریب اُنس آ گئی ہے کہ دور رہنے پر بھی میں اس سے دور نہیں رہ سکتا ہوں، اس کی والہانہ شیفتگی دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ میری حیات انگیز و تاثیر خیز نظروں کی شیدائی ہے اور میرے اوپر اپنا سارا پیار نچھاور دینے کے لئے مضطرب بیقرار ہو، میں کھویا کھویا سا رہتا ہوں اور مجھے تلاش کر لینے کے لئے وہ جان و دل سے کوشاں رہتی ہے اس لئے آج خود میرے ہاں چلے آنے کی درخواست کی تھی اس کا نام سلوی ہے، یہ نام اسے میں پڑھتی ہے جو انگور کے خوشوں کی طرح

بادل
ابھی امنڈ امنڈ کر برس چکے ہیں میری پیاسی
پتلیاں بادلوں کی طرح
سے ٹھنڈے ذوق و شوق
کے ساتھ مے طرب خیز
پیتی رہی ہیں آسمان
دھل گیا ہے کتنا گہرا نیلا
جیسے نیلم کا جام دنیا کے
پیاسے ہونٹوں کو اپنی
سرور بخش شراب
پلا کر اس لئے لگا ہو، دھوپ
نکل آئی ہے لیکن سامنے
کی پھلواری ابھی سنہری
سے کانپ رہی ہے
سامنے کی منڈیر پر
چاندی سی چمک میں سنہری
جھلک بھرے ہوئے
کسی حسین ہونٹوں کی
مسکراہٹ کی طرح
دھوپ کھل اٹھی،

منڈیر پر بیٹھا ہوا کبوتروں کا ایک جوڑا اپنے پر خشک کرنے لگا، کبوتروں کے اس جوڑے کو میں بہت دنوں سے اسی منڈیر پر خوش فعلیاں کرتے ہوئے دیکھا کرتا ہوں لیکن آج دونوں بہت خوش ہیں، میں نے دیکھا کبوتری اپنے کبوتر کو چھیڑ رہی ہے وہ آئی اور پیار بھری چونچ کبوتر کی چونچ میں الجھائی، بازو پھڑ پھڑائے اور پھڑ پھڑ پھڑ کر کے اڑ گئی، کبوتر بھی اس کے پیچھے لپکا، اور عیار کبوتری پھر اپنی جگہ پر آ گئی اور ادائے بیگانگی سے بیٹھ کر اپنے پر خشک کرنے لگی لیکن جوں ہی کبوتر اس کے پاس آیا شوخ و طناز کبوتری پھڑ پھڑ پھڑ کر اس کی گرفت سے باہر ہو گئی،

کچھ ہی دیر کے بعد دونوں پھر اسی جگہ اسی منڈیر پر آ گئے، دونوں پریمی والہانہ انداز سے اظہار محبت کرنے لگے، کبھی کبوتری کبوتر کے پر کھجلاتی تو کبھی کبوتر کبوتری کی گردن پر پیار بھری پونچ سے دو چار چونچیں کرتا، باری باری ایک دوسرے کو گدگداتے،

"اوہ! کبوتروں کا یہ جوڑا کتنا سکھی ہے" میرے ہونٹوں سے سرد آہ بن کر یہ جملہ نکل پڑی،

زندگی کے بارہ سال نامساعد حالات کی چٹان سے سر ٹکرا کر رہ گئے، زندگی کے بارہ سال جگنو کی طرح ڈرے ڈرے سہمے سے ماضی کی آغوش میں جا سوئے،

"کبوتروں کا جوڑا . . حسرت آگیں الفاظ پھر ہونٹوں سے نکل کر ہوا میں کھو گئے کھڑکی کے سہارے آنکھیں میچ کر میں بیٹھ گیا اور ہفتوں مہینوں کے بازو لگا کر اڑنے والے بارہ سال کے سفر

سپنوں کی تصویر آنکھوں کی پتلیوں میں بسیرا لینے کے لئے یاد کے آسمان سے اتر آئی ——— ——

موسم بہار کی صبح تھی . . . پھر اکیلے کنج میں . . . پتوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے لجیلے پھول جھانک رہے تھے، سنہری کرنیں سنگم کے گاؤں پر کھیل رہی تھیں ——

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے انہیں چومتی ہوئی سیاہ لٹوں کو نہلا دینا چاہتی ہوں، ———

"سونا کچھ تی ہوئی صبح کتنی سہانی کتنی دل فریب ہو گی" میں نے کہا، ———

"جب جیون میں سنہری جوت سی جوت خوشیوں سے بھری جوت ہی جوت برسے گی"

"ہاں، تب . . . " میں نے شبنم کی مسکراتی پلکوں میں اپنی ہتھیلیاں کھولتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں عیش و طرب کے آسمان کی حد بننے کے لئے کبوتروں کے جوڑے کی طرح اڑ چلیں گے"

"بازو سے بازو ملا کر" ———

"چونچ سے چونچ جڑ کر" ———

"اور تم تھک تو نہ جاؤ گی ———؟"

میں نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کی مدھ بھری آنکھوں میں اپنی پُرشوق آنکھیں ڈال دیں، ———

"میرے بازو تمہارے بازوؤں کا سہارا جو لیتے ہیں گے" اس نے اعتماد کی چمک نیناں میں کھلاتے ہوئے جواب دیا، ———

"پیاس سے تمہارے ہونٹ سوکھ نہ جائیں گے"

"تمہارے ہونٹوں سے جو ملے رہیں گے"

"تم مرجھا تو نہ جاؤ گی؟" ———

"تمہاری محبت کی چھاؤں جو ہو گی" کہہ کر اس نے نشیلی مسکراہٹ بکھیر دی ———

"کہیں ہم دم بھی لیں گے؟" ———

"تم تنکے چن چن کر لانا"

"تم بازوؤں کا سایہ کرنا"

"تم ہنس ہنس کر گھر بنانا" اور اسی گھونسلے میں کبوتروں کا یہ جوڑا آرام کی نیند سو رہا ہے جہاں شکوں کی لگی ہو گی، اسی بیٹھ کبوتروں کا یہ آنند کے گیت گا رہا ہے اسی گھونسلے میں

"سنہری شام تم تھک کر آؤ گے میں پیار سے تمہارے راہ میں پلکیں بچھا دوں گی اور تمہاری بازوؤں کی حسین کو نیز تر کر دیا کر گھونسلے کے دروازے پر تمہاری مسکراہٹ کی جوت میرے دل سے دکھ کی سمٹ لیا کرے گی"

"ہم دونوں اسی گھونسلے میں بغلگیر ہو کر بسیرا لیں جیسے کبوتروں کا یہ جوڑا" سامنے بیٹھے ہوئے کبوتروں کے جوڑے کی طرف اس نے اشارہ کیا اور ہم نے اس جوڑے کو لجیلی مسکراہٹ سے دیکھا، سورج کی کرنیں شبنم کے

(باقی صفحہ نمبر ۱۸)

صفحہ ۷ کا بقایا

...ں کی سرخی میں اور بھی رنگ بھر رہی تھیں۔
دن گزرتے چلے گئے

شبنم کی محبت برساتی ... طرح منڈلاتی چلی گئی۔ ہم دونوں ایک دوسرے ... دیکھنے کے لئے بیتاب و بے قرار ہو گئے۔ ہمارے دل رنگین سپنوں کے پر لگا کر تصور کی دنیا میں اڑنے لگے۔

آج ہی شبنم نے بی۔ اے پاس کیا ہے کوئی گوں سرفیکیٹوں کے باعث میں اس سے کچھ دنوں سے نہ مل سکا ... نے مجھے بلوایا، میں اس کی کوٹھی پر گیا۔ ہر طرف خاموشی سلوم ہوا ملازم نے کمرہ کھول دیا اور میں اندر جا بیٹھا، شبنم بھی آ گئی۔

"آج تو پارٹی پر چلیے نہ ہم لوگ ... ساتھ ہے۔" میں نے کہا۔

"پارٹی ہی کے لئے آپ آئے ہیں، کیوں؟" روٹھنے کے انداز میں شبنم بولی اور پاس ہی پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"ہاں مبارکباد دینا تو بھول ہی گیا یہ شاندار کامیابی کے لئے مبارک ہو" میں نے مسکرا کر اسے مبارکباد دی

"شکریہ! پارٹی کل ہے، آپ کو دعوت دی گئی ہے" میں نے مسکرا کر کہا۔

"اوہو، اب سمجھا"

"اب آپ آتے ہی کب ہیں، دیکھتی ہوں کیسے کیسے بہانے ہیں" اب کی اٹھکی چتون میں ناز اور آواز میں طنز تھا۔

"کہنے کو آتے، ہم کسی کے ہاں کیوں جائیں؟" میں نے ازراہ مذاق کہا لیکن اسے اب بھی ہنسی نہ آئی۔

"یہ تو میں خوب سمجھتی ہوں، آج سچی بات منہ سے نکل گئی" معاف کر دیں" اس نے پلکیں گرا اور بھنویں تان کر انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"معاف کبھی نہیں کیا جا سکتا" میں ہنس کر بولا۔

"تو سزا دیجئے گا"

"ہاں" کہہ کر میں نے اس کی ٹھوڑی کو اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور پاس والی دو انگلیوں کے بیچ میں پکڑ کر اس کا منہ اپنی طرف کیا۔

دونوں کی آنکھیں ملیں

ایک لمحہ تک ایک دوسرے میں الجھتی رہیں اس کے گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ کی ایک خفیف سی لکیر دوڑ گئی۔

"دیجئے نہ سزا" مسکرا کر وہ بولی۔

"لو" کہہ کر میں نے اس کے ہونٹوں کے بند لفافے پر اپنی مہر لگا دی

"شش، ہم نہیں ہنسے"

"ہنس"

اور ہم دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے، اور اسی ہنسی کی آواز میں بھابی نے چائے لا کر میز پر رکھ دی

"مبارک، بھابی جی"

"مبارک شبنم"

"مبارک نوین"

ہم تینوں پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"شیطان" پیالی کی ایک چسکی لگا کر بھابی چل دیں

چائے تیار ہونے لگی۔

"تو اتنے دن تک غائب رہنے کی ٹھان لی ہے" چائے تیار کرتے ہوئے شبنم بولی۔

"نہیں، اور محبت مصروف رہا اور یوں بھی بلا بلائے آنا میں نے ... پوری بھی نہ کی"

"ٹھیک ہے اب اتنی جلدی موسا" وہ فوراً بول اٹھی اور چائے کے دو پیالے تیار ہو گئے۔

"لو چائے شروع کرو" میں نے ایک پیالہ اٹھا کر اس کے ہونٹوں سے لگانا چاہا۔

"پہلے آپ اس کا جواب دیں کہ اتنے دن تک کہاں رہے؟" دوسرے کو تو یوں ہی سمجھ کھا ہے" اس نے اپنا منہ ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔

"چلئے بھی"

"آ رہی ہوں"

"لو بھی" اس نے پھر منہ میرے لب

میں نے اس کی ... جھک کر اسے چائے پلانی چاہی

"ہو بھی"

"ہٹ"

اور ... چمن ... پیالہ چھلک کے ہاتھ میرے پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دونوں کے کپڑے بھیگ گئے۔

"چائے پینا بھی نہیں آتا" مسکرا کر اٹھتی ہوئی ... اپنی ساری جھاڑنے لگی۔

"روٹھنا بھی نہیں آتا" میں نے بھی اپنے کپڑوں سے چائے جھاڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تمام ساری خراب کر دی"

"نیا سوٹ برباد کر دیا" میں بولا اور اطمینان سے کمرہ گونج اٹھا، میں نے سامنے جو دیکھا تو بھابی ہمیں دیکھ کر مسکرا رہی تھیں، میں نے شرما کر آنکھیں نیچی کر لیں۔

"تیرا بچپن نجانے کب جائے گا" بھابی کے الفاظ ہمارے کانوں میں پڑے

"بھابی تم بھی مجھے کہنے لگیں اور" شبنم شرما کر گالوں پر سرخی دوڑاتی ہوئی بولی۔

"پگلی کہیں کی اچھل کپڑے بدل"

شبنم شرماتی ہوئی منہ نیچا کئے بھابی کے پیچھے چلی گئی

"یہ چائے پی جا رہی ہو گی، چائے پیتے ہیں" ذومعنی مسکراہٹ سے بھابی نے میری طرف دیکھ کر کہا

"بھابی یہ سب شبنم کی" میں بولا،

"بس بس" اور تم تو بڑے بھولے ہو

پیار سے بھابی بولیں اور ہم تینوں پھر زور سے ہنس دیے

شبنم بھابی کے ساتھ کپڑے بدلنے چلی گئی

تھوڑی دیر بعد وہ آئی، سیاہ ساری میں وہ دمک اٹھی اس کا گورا بدن گھٹا میں بجلی کی طرح چمک اٹھا

اوہ! آج کی وہ تصویر وہ دلفریب حسن

باقی افسانہ صفحہ ۱۷ پر

بغیر تکلیف بال اڑانے کے لئے مشہور عالم

بادشاہی

صابون اور پاؤڈر

قیمت تین آنے کا ... استعمال کیجئے ... قیمت فی ڈبہ ایک روپیہ

دہلی ایجنٹ ... کے۔ آر ولا سنز کوٹہ صدر بازار دہلی

فوج کے بہادروں کو مرحبا

ہمیں اپنی فوج کے جوانوں کو مرحبا کہنا چاہیے جنہوں نے ہندوستان کو بچایا

اب جبکہ جاپان کے ... مستقل استحکامات ٹوٹ رہے ہیں اور جاپانی فوجیں کو پیچھے دھکیلا جا رہا ہے، ہمیں اُن لوگوں کا احسان ماننا چاہیئے جنہوں نے یہ کام انجام دیا ہے . . . . ہمیں اُن لوگوں کا شکر گزار ہونا چاہیئے جو ہماری آزادی کی خاطر لڑ رہے ہیں۔ اُن کے لئے ایک دشوار کام تھا جسے اُنہوں نے نہایت شاندار طریقے پر انجام دیا۔

تھوڑے عرصہ قبل پیشتر کی ... انگریزوں کے بیہاری ساتھی۔ اب یہ نام خبروں میں نہیں آتے مگر اُن بہادر لوگوں کے ... ہیں جو وہاں موجود تھے جنہوں نے ان کے لئے جنگ کی اور انہیں دوبارہ سر کر لیا۔

ہمارے جوان کچھ ہیں ... پسینوں سے بھیگے ... مسلسل بارشوں میں شرابور ہوتے اور اپنے ہتھیاروں اور سامان سے لدے ہوئے ناقابل گزر راستوں پر چلتے۔

انہوں نے یہ سب کچھ کس طرح برداشت کیا؟ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ مگر انہوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا۔ جدید جنگ میں قوت برداشت ہی کا مقابلہ تھا۔ یہ تھے وہ حالات جن کے درمیان ہمارے نوجوانوں نے جاپان کی سرپرستی فوجوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔

ہمیں اپنے جوانوں کو مرحبا کہنا چاہیے جنہوں نے ثابت کر دیا کہ ہم جاپانیوں کو ہرا سکتے ہیں۔

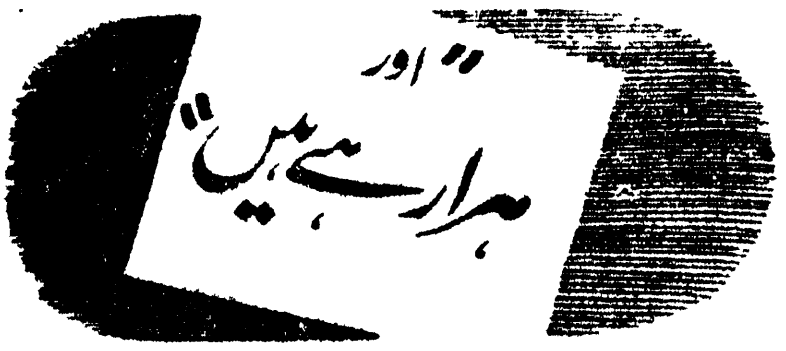

قومی جنگی محاذ نے شائع کیا

AAA1309

آبادی اور منصوبہ بندی

اگر ہم نے تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو نہ روکا تو خواہ کیسی ہی منصوبہ بندی کیجائے وہ ہندوستان کی خوش حالی کی ضامن نہیں ہوسکتی

اور نہ کفایت غذا کا مسئلہ طے ہوسکتا ہے

(از — ڈی۔ ایل۔ دورا)

ہر ایک ملک کی طرح منصوبہ بندی بھی مشکل الحل ہے اور جب سب سے اہم پہلو کو کلیتہً نظر انداز کر دیا جائے تو ملک کے سامنے حقیقی مسئلہ کی سچی تصویر پیش نہیں کی جاسکتی۔ منصوبہ بمبئی کے مصنفین نے بھی منصوبہ بندی میں کثرت آبادی جیسے اہم مسئلہ لاینحل کو چھوڑ دیا ہے۔ اس نقطہ پر پروفیسر گیان چند نے جو مفید روشنی ڈالی ہے اس سے معلومات میں اضافہ ہوا ہے، وہ اپنی کتاب "ہندوستان کی کروڑوں انسان جانوروں کی نسل میں مصروف ہیں" میں لکھتے ہیں "ہماری آبادی میں لاکھوں آدمیوں کا روز افزوں اضافہ دراصل ایک چیلنج ہے ہمارے ذہنی، اخلاقی اور مادی وسائل کے خلاف اگر کسی ملک کے لئے منصوبہ بندی کی جائے تو سب سے ضروری امر یہ ہے کہ منصوبہ بندی میں اس ملک کی کل آبادی کے ترکیبی عناصر کا جائزہ لیا جائے۔ ہر اس تجویز میں جو قوم کی تعمیر کے لئے وجود میں لائی گئی ہو ہمیں اپنی آبادی کو لازماً کم کرنا ہوگا اور شرح پیدائش کو شرح اموات سے کم کرنا ہوگا۔ یہ بڑی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ ہمارے دیس کے لئے ایک شاندار مستقبل بنانے والے بڑے بڑے کرتا دھرتا (جیسی معقول ضرورت کو محسوس کرنے میں ناکام رہے اور وہ ناگزیر احتیاج کی تشہیر نہ کرسکے۔

کوئی ذمہ دار شخص جس میں تھوڑی سی پیش بینی اور بصیرت ہے ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کا اندازہ بغیر شدید اندیشوں کے نہیں لگا سکتا۔ ۱۹۴۱-۱۹۳۱ء کے دس سالہ عرصہ میں ہماری آبادی ۳۳ کروڑ سے بڑھ کر ۳۸ کروڑ ہوگئی (برما کی آبادی اس سے الگ ہے) دس مختصر سالوں میں پانچ کروڑ کا اضافہ ہوا جو فرانس کی موجودہ آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ ۳۹ء کے دوران ملک بھر میں قحط پڑنے کا خوف ہوتے ہوئے بھی ہم اضافہ آبادی پر کس بھولے پن سے ناز کرتے ہیں۔ دراصل قحط کے اسباب میں ہماری کثرت تعداد بھی شامل ہے۔

آخری تنکہ

پندرہ سالہ تجویز بنانے والوں نے کسی جگہ یہ بات واضح نہیں کی کہ اپنی آبادی کو قومی اور بین الاقوامی پیمانوں کے مطابق کم رکھنا سیاسی اور اقتصادی حیثیت سے بہت ضروری ہے۔ یہ ایک المناک حقیقت ہے کہ ادبیات، اقتصادیات اور صنعت کے بعض معدودے چند ماہروں کو یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ اگر ہماری آبادی میں اب اضافہ ہوا تو لدے ہوئے اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکہ والی مثل کے مصداق ثابت ہوگا۔

اگر ہم اپنے دیش کے ہر بالغ انسان کے واسطے ایسی متناسب غذا یا میسر مہیا کرلیں جو نشوونما کے لئے ضروری ہوتی ہے اور جس میں ۲۰۰۰ کلوریز قوت و حرارت موجود ہو، اور اگر ہم ہر فرد کے لئے تیس گز کپڑا سالانہ بنا سکیں اور ہر شخص ۱۰۰ مربع فٹ زمین کا رہائشی مکان حاصل کرلے۔ اگر ہر گاؤں میں ایک شفاخانہ اور ہر قصبہ میں عام ہسپتال اور زچہ خانے موجود ہوں اور اگر حفظان صحت کے اصول مناسب طریقہ پر کر دیئے جائیں اور بہم رسانی آب اور تعلیم کا بھی بندوبست دیہی اور شہری علاقوں میں پندرہ سالہ منصوبہ بندی کے مصنفین کے حسب منشاء ٹھیک قائم ہوجائے تو ہماری آبادی کس بے پناہ تیزی سے بڑھے گی۔ اس کا کوئی اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس وقت جبکہ ہم جزوی وفاق کشی کے کنارے پر جی رہے ہیں اور ایک خوفناک جنگ میں شریک ہیں ہماری آبادی پچاس لاکھ سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے لیکن جب وہ معیار حیات جس کے واضعین تجویز متمنی ہیں ہر فرد و بشر کو میسر ہوگا اور سارے ملک ہندوستان میں برتھ کنٹرول (مانع حمل کے ہدایت گھر) نام کو بھی موجود نہ ہوں گے تو ہماری عورتیں اور مرد دونوں امکان بھر اپنی مخفیہ قوت تولید و تناسل کی افزائش پر صرف کریں گے جو غالباً ابن آدم کی سب سے بڑی صنعت ہے۔ رہے ہمارے منصوبہ بندی کے وہ شیریں و خوش آئند خواب تو وہ ان حالات میں ہرگز شرمندۂ تعبیر نہیں ہوں گے اور شیخ چلی کے خیالی محل کی طرح پاش پاش ہوجائیں گے۔ بالآخر ہم سب کچھ کھو کر دنیا کا منہ تکتے رہ جائیں گے۔

کیا ہمارے مستقبل کے منصوبہ بند اس حقیقت سے واقف نہیں کہ ہماری انیسویں صدی کی کثیر شرح پیدائش مہذب اقوام کے لئے کس قدر مصائب و آلام کا موجب ہوئی اور اس نے ان مفید اثرات کو مطلق زائل کردیا جو تہذیب و تمدن کے طفیل ہماری ترقی اور مسرت کے ضامن ہوتے۔

امکانی اضافہ

فرض کر لیجئے کہ طبی سہولیتوں کے زیادہ ہوجانے کی وجہ سے ہم اپنی شرح اموات ۲۲ فی ہزار سے ۱۲ فی ہزار تک گھٹانے کے قابل ہوجائیں جیسا کہ حکومت متحدہ میں ہوا ہے تو زندہ رہنے والوں کی شرح ۱۲-۳۴ یعنی بائیس فی ہزار رہ جائے گی۔ مان لیجئے کہ یہ تجویز ۱۹۴۶ء میں عمل میں آجاتی ہے۔ موجودہ شرح اضافہ کی رو سے ہماری آبادی ۱۹۴۶ء میں ۳۸۹ء۲۵ گویا ۴۱ء۴ ملین یا اکتالیس کروڑ ہوجانی لازم آتی ہے اب اگر منصوبہ کے ابتدائی پانچ سال شرح اموات کو کم کرسکے تو آبادی ۱۹۵۱ء میں ۴۱ء۲۵ یعنی ۴۳ء۹ ملین تقریباً ۴۴ کروڑ ہوگی۔ منصوبہ بمبئی کے واضعین کا اندازہ ہے کہ ۱۹۶۱ء تک ہماری آبادی ۴۸۹ ملین تقریباً انچاس کروڑ ہوگی۔ میری رائے میں یہ بہت ہی کم اندازہ ہے کیونکہ اگر منصوبہ مذکور ۱۹۴۶ء میں نافذ العمل ہوگیا تو ہماری شرح اموات ۱۹۵۱ء میں گھٹ کر بقدر ۱۲ فی ہزار کے رہ جائے گی اور یہ طبی آسانیوں کے پہنچنے کا نتیجہ ہوگا۔ لہذا ۱۹۵۱-۶۱ء کے دس سال میں ہماری آبادی میں بے غل و غش اضافہ ہوگا۔ اسے یوں سمجھئے کہ آبادی ۴۳۹ء۲۲/۱۰۰ یعنی ۹۶ء۲ ملین یا ۹۶ کروڑ ہوگی نہ کہ ۴۹ کروڑ جو منصوبہ بندوں کا اندازہ ہے۔

منصوبہ بندوں کی ایک تجویز ہماری شرح اموات کم کرنے کے لئے ہے لیکن شرح پیدائش کم کرنے کے واسطے کوئی نہیں ہے ان لوگوں کو یہ خیال نہیں رہا کہ شرح پیدائش کی بڑھوتری اور شرح اموات کی جو تجویز کے ابتدائی پانچ سال کی برکت ہوگی ہمارے واسطے دراصل یک مذاب الٰہی ثابت ہوگی اور تجویز کا جو مقصد مدعا معیار زندگی اونچا کرنے اور خوش حالی عام کرنے کا تھا وہ ان مصائب کے ہاتھوں فوت ہوجائے گا جو افراط آبادی کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔

مجھے خوف ہے کہ ہمارے منصوبہ بند ہمارے گھر کو اپنی لاپرواہی سے کہیں پھونک نہ ڈالیں اور پھر وہی مثل ہو اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ اس کے بعد جس سے زیادہ بڑھی ہوئی آبادی کے راکشس پر قابو پانا ناممکن ہوجائے گا۔ اگر ہماری آبادی میں ۱۹۵۰-۶۱ء کے دس سال میں ۱۰۰ ملین کا اضافہ ہوا تو کیا ہمارے لئے یہ ممکن ہوسکے گا کہ ہم اپنے کروڑوں بھوکے اور فاقہ زدہ انسانوں کے لئے معیاری غذا بہم پہنچا سکیں۔ وہ غذا جسے ورجینیا میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی غذائی کانفرنس نے متعین کیا ہے یعنی ۱½ پنٹ دودھ فی کس یومیہ اور چار انڈے فی ہفتہ؟

ماہرین غذا نے طے کیا ہے کہ مندرجہ بالا اشیا کے علاوہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

رنگِ تغزل

(از جناب سردار جلیل شیر کوٹی۔ ایم۔ اے)

درد دل بے اثر نہ ہوجائے — آتے آتے سحر نہ ہوجائے
بندگی کارگر نہ ہوجائے — زندگی دردِ سر نہ ہوجائے
اللہ اللہ یہ چاند سا چہرا — کہیں میری نظر نہ ہوجائے
اور بڑھ اور دردِ قلب و جگر — مطمئن چارہ گر نہ ہوجائے
دل تغافل شعار ہی اچھا — دل کہیں باخبر نہ ہوجائے
آئینہ میں ہو محوِ خود بینی — آپ اپنی نظر نہ ہوجائے
رخ سے پردہ اٹھائیے نہ ابھی — شام ہی سے سحر نہ ہوجائے

عالمِ اشتباہ ہی اچھا
بات یہ معتبر نہ ہوجائے

پچھلے صفحہ سے

[illegible] کی غذا [illegible] کم سے کم یہ چیزیں بھی [illegible] ہونی چاہئیں [illegible] گوشت، مچھلی یا مرغی [illegible] تھوڑی [illegible] آلو اور خشک میوے۔

یہ سب چیزیں [illegible] کر ہماری [illegible] کے لئے ضروری ہیں۔

[illegible]

ہماری رائے [illegible] بات [illegible] کرنے کی مہم تب ہی سر کی جا سکتی ہے جب ہم اپنی [illegible] ہیں یہ ایک [illegible] کنٹرول کے [illegible] کرنی [illegible] جب تک ہم اس بات [illegible] گے کہ ہم [illegible] سے ناواقف [illegible] کو بھوک اور [illegible] کے دست [illegible] کریں گے اس وقت تک کسی [illegible] کا [illegible] ہے ہم [illegible] کے مسئلہ کو [illegible] نہیں چھوڑ سکتے [illegible] کے خلاف [illegible] نہیں ہو کر [illegible] پڑیگا

[illegible] کی منصوبہ بندی [illegible] اقتصادی [illegible] ہمیں [illegible] چاہئے [illegible] ہم [illegible] میں مالیع [illegible] خانے قائم کریں [illegible] منصوبہ بندی کی [illegible] جیت لی

یہ امر مشکل نہیں ہے کہ ہم ایک [illegible] تعمیر کریں جس میں ایک شادی محض دو بچوں والے خاندان پر منتج ہو [illegible] دو بچوں والے خاندان [illegible] سستی سے [illegible] ہیں۔ دراصل اسی شادی کو کامیاب شادی کہا جا سکتا ہے جس کے نتائج [illegible] سے زیادہ نہیں پہنچے ہوں۔

لیکن [illegible] کہ [illegible] کمشنر [illegible] کے [illegible] قانون [illegible] کے [illegible] کنٹرول [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

رتنج و تدبیر

۲ جنوری ۱۹۴۵ء

۱۹۴۴ء کو الوداع، ۱۹۴۵ء کا خیر مقدم

ایشیا اور بالخصوص ہندوستان پر یورپ کا جو اثر پڑا ہے اسی کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ وقت کی تقسیم بھی یورپین کلینڈر کے حساب سے مانی جانے لگی ہے، اس حساب سے آج پرانا سال ختم ہو رہا ہے، کل سے نیا سال شروع ہو جائے گا۔

جب ہم مجموعی طور پر ۱۹۴۴ء پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک لفظ میں یہ کہنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۳ء کے مقابلہ میں دنیا کے لئے، سخت دیوں کے لئے یا ہندوستان کے لئے یہ سال بہتر رہا یا بدتر، آیئے تینوں عنوانوں سے اس زمانہ پر تبصرہ کریں

دنیا اب جنگ کے پانچویں سال میں گذر رہی ہے ظاہر ہے کہ جوں جوں جنگ کی مدت زیادہ تر ہوتی جائے گی لوگوں کی مصیبتوں میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا جب تعمیری قوتیں تخریبی کاموں میں صرف ہوں گی تو اس کا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے انسان جن خوبیوں کی بنیاد پر اشرف المخلوقات کہلایا اگر انھیں پس پشت ڈال کر حیوانی قوتوں کو ارتقائی صورت دینے لگے تو وہ نہ صرف انسانیت سے خارج ہو جائے گا، بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر درجہ پر پہنچ جائے گا۔ کیونکہ اس کی ذات میں وہ قوتیں مضمر ہیں جو سے عالم بالا تک بھی پہنچا سکتی ہیں اور تحت الثریٰ تک بھی لے جا سکتی ہیں، اس لئے دوران جنگ نہ صرف انسانوں کا بلکہ اخلاق و تہذیب، سچائی اور دیانتداری، عدل و انصاف کا بھی خون ہوتا ہے، لوگوں کا کہنا ہے کہ جنگ کے بعد ایک عظیم انقلاب ہوگا جو دنیا کی حالت کو ایسا بدل دیگا کہ اس کی صورت بھی پہچانی نہ جائے گی، صحیح ہے لیکن وہ صورت اب سے زیادہ بھیانک ہوگی یا حسین، اسے کون کہہ سکتا ہے، بقول پنڈت جواہر لال نہرو کے دنیا اب سے بہت بہتر بھی ہو سکتی ہے، اور انتہائی بدتر بھی، یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ جنگ ۱۹۴۵ء میں ہی ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ امر بدیں تک غلط ثابت ہوئیں کہ یورپ کی جنگ ۱۹۴۴ء میں ختم ہو جائے گی۔

جہاں تک اتحادیوں کا تعلق ہے ان کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ۱۹۴۴ء کا ابتدائی حصہ یورپ میں ان کے لئے آخری حصہ سے بہتر تھا، اور ایشیا میں آخری حصہ ابتدائی حصہ سے بہتر ہے، روس عرصہ سے یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ محوری طاقتوں کے خلاف دوسرا محاذ قائم کیا جائے، انگریزوں نے اپنی فوجیں ۱۹۴۳ء میں ہی افریقہ کا تمام علاقہ اٹلی والوں سے چھین لینے کے بعد اٹلی میں پہنچا دیں، یہ بھی کہا گیا کہ یہ یورپ میں ہمارا دوسرا محاذ ہے لیکن بظاہر روس کو اس سے اطمینان نہیں ہوا، اس لئے ۱۹۴۳ء میں ہی تہران میں یہ فیصلہ کیا گیا (اگرچہ اسے بہت عرصہ تک خفیہ رکھا گیا) کہ ۱۹۴۴ء میں مغرب کی طرف سے جرمنی پر حملہ کیا جائے، چنانچہ امریکہ کی کثیر فوجیں برطانیہ میں آئیں اور برطانیہ سے امریکن اور برطانی فوجیں ساحل فرانس پر اتر گئیں، جرمنوں کو اب تین محاذوں کا سامنا تھا یعنی روس کی طرف اٹلی میں اور فرانس میں، وہ ان تینوں میں سے کسی محاذ پر بھی کامیابی حاصل نہ کر سکے، اور تینوں طرف اتحادی فوجیں بڑھتی ہی رہیں، ۱۹۴۴ء کے تیسرے ربع میں اتحادی فوجیں جرمن سرحد تک پہنچ گئیں اور بعض سنجیدوں نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اکتوبر میں جنگ ختم ہو جائے گی لیکن ان کی پیشین گوئی پر یہی شعر صادق آیا ؎

اختر شناس کو بھی خلل ہے دماغ کا
پوچھو اگر زمیں کی، کہے آسماں کی بات،

خیر ان پیشین گوئیوں کو تو جانے دیجئے، خود جنرل شکری نے جو اتحادی فوج کے بہترین جنرلوں میں شمار ہوتے ہیں یہ پیشگوئی کی تھی کہ ۱۹۴۴ء کے آخر تک یورپ کی جنگ ختم ہو جائے گی، مگر یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی، اور غلط بھی کس درجہ، کہ جرمن فوجیں اس سال کے آخر میں بلجیم کی طرف ستر میل بڑھ گئی ہیں، فرانس کی طرف بڑھتی ہوئی سیدان تک پہنچ گئی ہیں اور دریائے میوس کو پار کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں، ان حالات میں لوگوں کو اس میں بھی شبہ ہونے لگا ہے کہ یورپ کی لڑائی ۱۹۴۵ء میں بھی ختم ہوگی یا نہیں،

جرمن فوجوں کا ہنگامی طور پر آگے بڑھ آنا اتنا خطرناک نہیں جتنا اس کا پس منظر ہے، کہا جاتا ہے کہ جرمنوں کا یہ حملہ نفسیاتی پہلو رکھتا ہے، ہٹلر کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ اتحادیوں میں پھوٹ پڑ رہی ہے، روس اور امریکہ کی ان بن ہے اور برطانیہ اس کوشش میں ہے کہ کسی طرح یہ مناقشہ دور ہو جائے، خیال تھا کہ کرسمس کے ہفتہ میں مسٹر روزولٹ، مسٹر چرچل اور ایم اسٹالن کی کانفرنس ہوگی مگر کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ یہ کانفرنس نہ ہو سکی اب خیال کیا جا رہا ہے کہ یہ کانفرنس جنوری یا فروری کے مہینہ میں ہوگی،

امریکہ اور روس میں جو اصولی فرق ہے اسے سمجھنے کے لئے کسی باریک عقل کی ضرورت نہیں، امریکہ دنیا کا سب سے بڑا سرمایہ دار ملک ہے اور روس کا نظام حکومت اشتراکی ہے ان دونوں کا اقتصادی یا سیاسی نظریہ اپنا موجودہ نظام قائم رکھتے ہوئے کبھی ایک نہیں ہو سکتا، یہ بات اور ہے کہ فاشسٹ نظام کے مقابلہ میں دونوں ایک ہیں، اس سلسلہ میں بھی یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ یورپ کی جنگ میں امریکہ کی شرکت بالواسطہ طریقہ پر شروع ہوئی نہ جاپان امریکہ پر حملہ کرتا اور نہ امریکہ جنگ میں شریک ہوتا، کرنل امریکہ کے سابق صدر پریذیڈنٹ کولیج جو پریذیڈنٹ ولسن کے بعد گذرے، پیرزور طریقہ پر امریکہ کو یہ مشورہ دے چکے تھے کہ امریکہ کو یورپ کی سیاسیات سے الگ رہنا چاہئے صرف تجارتی تعلق رکھنا چاہیئے، لیکن آج کل کے زمانہ میں تجارتی تعلق رکھتے ہوئے سیاسی تعلق سے گریز ممکن ہے، پریذیڈنٹ روزولٹ کے انتخاب کے دوران بھی ایک طبقہ ایسا موجود تھا جو علیحدگی پسند کہلاتا ہے جس نے امریکہ کو یورپ کی جنگ سے الگ رہنے کا مشورہ دیا مگر اس کی تعداد بہت تھوڑی تھی، اکثریت اسی رائے کی تھی کہ آجکل کے دور میں کوئی ملک بین الاقوامی سیاسیات سے الگ رہ کر اپنی انفرادی پوزیشن برقرار نہیں رکھ سکتا، پولینڈ کا معاملہ بھی روس اور امریکہ کے درمیان کچھ ان بن کا ہے اگرچہ اسے تنازعہ نہیں کہہ سکتے مگر اتنا تو ظاہر ہے کہ مسٹر چرچل نے جس صفائی سے روس کے مطالبہ کی تائید کی ہے اس صفائی سے پریذیڈنٹ روزولٹ نے نہیں کی، کیونکہ وہ صرف مصلحت کی بنیاد پر روس کے رویہ کے اختلاف نہیں کرنا چاہتے ورنہ وہ دل سے پولینڈ کی حکومت کو حق بجانب سمجھتے ہیں،

روس اور برطانیہ و امریکہ کے درمیان ایک اور اختلافی معاملہ پیدا ہو گیا ہے، رومانیہ کا جو علاقہ روس نے فتح کیا اس میں تیل کے بڑے بڑے چشمے تھے تمام یورپ میں اتنے بڑے تیل کے چشمے کہیں اور نہیں پائے جاتے، یہاں کا کچھ مال مسالا (مصالحہ) روس والے اٹھا لے گئے، اس پر امریکہ اور برطانیہ کی حکومتوں نے روسی حکومت کو لکھا ہے کہ ان تیل کے چشموں سے ہمارے مفاد بھی وابستہ ہیں، ان کی حفاظت ضروری ہے اور کوئی ایسی کارروائی عمل میں نہ آنی چاہیئے جس سے یہاں کے تیل کے چشموں کی پیداوار کم ہو، معلوم ہوا ہے کہ روس نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس میں سے زیادہ تر سامان جرمن تھا (یعنی اتحادیوں کا نہیں تھا) اور چونکہ روسی علاقہ میں بہت سا سامان تباہ ہو چکا ہے اس لئے اسے روس پہنچانے کی ضرورت ہوئی تاکہ کوشش جنگ میں امداد حاصل کی جائے، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رومانیہ میں اتحادیوں کا جو کنٹرول کمیشن ہے اسے روسی ان تیل کے چشموں تک جانے کی بھی اجازت نہیں دیتے غرضیکہ اب ایک ٹھیٹھ ہندوستانی محاورہ کے بموجب مضمون یہ ہے کہ تیل دیکھئے، تیل کی دھار دیکھئے،

یونان کا قضیہ ۱۹۴۴ء کے آخر میں نئی صورت اختیار کر گیا ہے،

۱۹۴۰ء میں اٹلی نے یونان پر حملہ کیا تھا مگر کامیابی نہ ہوئی، آخر جرمنی کو اٹلی کی کمک پر آنا پڑا، یونان جیسا چھوٹا ملک اتنی بڑی دو قوتوں کے مقابلہ کی تاب کیسے لاتا، آخر یونان کو شکست ہوئی لیکن ۱۹۴۴ء کے وسط میں جب محوری قوتیں کمزور پڑ گئیں تو اتحادیوں کی مدد سے یونان ان کے چنگل سے بچ نکلا، اب صورت یہ ہے کہ یونان میں قومی جنگی پارٹی برسر اقتدار ہے وہ برطانی حکومت کا مسٹر چرچل کے نزدیک باغی ہے اور چونکہ انگریز تمام یونان میں امن و امان قائم رکھنے کے تعلق سے ٹھیکہ دار ہیں اس لئے برطانوی فوج اور ان باغیوں میں کشمکش ہو گئی، نتیجہ یہ نکلا یونان کی راجدھانی اتھنس میں خونریز ڈرامہ کھیلا جانے لگا، مسٹر چرچل بنفس نفیس اتھنس گئے تاکہ وہاں معاملہ کو سلجھائیں لیکن سلجھنے کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی، یہ معاملہ ہی کانفرنس ٹوٹ چکی اور مسٹر چرچل نے اعلان کر دیا ہے کہ برطانی فوج کو امن و امان قائم کرانے کے لئے ضروری تدابیر عمل میں لانی ہوں گی، مسٹر چرچل کو یونان کے مسئلہ پر برطانی پارلیمنٹ میں اعتماد کا ووٹ تو حاصل ہو گیا لیکن برطانی حکومت کی اس پالیسی کے خلاف لیبر پارٹی میں سرگوشیاں ہو رہی ہیں، یونان کے باغیوں کے پاس درجہ کے ہتھیاروں کی موجودگی طرح طرح کے شبہے پیدا کر رہی ہے یونان اب سے پہلے بھی یورپ کی تاریخ میں اتحاد پیدا کر چکا ہے، معلوم نہیں ۱۹۴۵ء میں یونان کا قضیہ یورپ کی تاریخ اور جنگ کی رفتار پر کیا اثر ڈالے گا

ادھر مشرق میں بھی ایک معاملہ اتحادیوں میں کشمکش کا پیدا ہو گیا تھا مگر اب وہ دب چکا ہے، ایران کا تیل نکالنا چاہتا تھا، مگر امریکہ اس کے حق میں نہ تھا، ایران نے تیل دینے سے انکار کیا، روس نے دباؤ ڈالا، نتیجہ یہ ہوا کہ ایران کی وزارت بدل گئی، وزارت کی تبدیلی کے بعد کوئی ایسا واقعہ ظہور میں نہیں آیا جس سے یہ خیال ہو کہ مغربی ایشیا میں ایک بار پھر بلوا ہوگا مگر یہ بھی خیال کرنا صحیح نہ ہوگا کہ یہ قضیہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے،

مصر میں وفد پارٹی کی وزارت اسی سال ختم ہوئی، شاہ فاروق پہلے ہی اس پارٹی سے کچھ خوش نہ تھے، برطانی بھی اس پارٹی کو شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے اس لئے اس کا عرصہ تک قائم رہنا محال تھا، برطانیوں نے اور بقول فتح کر لیا تھا اسی وقت سے یہ خیال تھا کہ اب وفد پارٹی زیادہ عرصہ تک مصر میں برسر اقتدار نہیں رہ سکتی، مصر میں عربوں کی جو کانفرنس ہوئی اس میں فلسطین کے مسئلہ پر اتحادیوں کی پالیسی سے اختلاف ظاہر کیا گیا اور عرب ممالک کی کانفرنس میں طلاق کے موجودہ طریقوں اور سوئی حقوق کی پامالی کے خلاف آواز بلند کی گئی، اسلامی ملکوں میں خواتین کی بیداری کے لئے فالی نیک ہے اور اس سے بہت دور رس نتیجہ ہونے کی امید ہے،

امریکہ میں مسٹر روزولٹ چوتھی بار پھر صدر منتخب ہوئے جو اس ملک کی تاریخ میں لاثانی واقعہ ہے لیکن ہندوستان اور محکوم قوموں کے لئے مسٹر روزولٹ کا انتخاب اس سے بھی زیادہ اہم ہے کہ اٹلانٹک چارٹر کا کوئی ہی نہیں ہے،

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

دور یورپ میں (جو اصل (باقی صفحہ ۱۳)

اشارات

امریکہ میں ایک پروفیسر ڈاکٹر چارلس کرسی میں [illegible] ہوئے آپ نے سارے دنیا کا دورہ کیا ہے یہ [illegible] ہے کہ ہر بڑا سیاح اپنے استقام سفر پر ایک [illegible] رکھتا ہے لیکن جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ کم از کم [illegible] ضرور کرتے ہیں کیا آپ کو کسی مضمون اخبار میں [illegible] ہیں یا کسی بیان میں اپنے خیالات [illegible] کرتے ہیں امریکن سیاح عورت مس [illegible] ہندوستان کا دورہ کیا تھا اس کے بعد [illegible] سال [illegible] ہندوستانی مشنریوں [illegible] ہندوستان کے مشرقی ممالک کے [illegible] ہندوستان [illegible] برطانیہ [illegible] ہندوستان [illegible] ہندوستان [illegible] ہندوستان

گربۂ مسکین

مسٹر چرچل نے ایک بیان میں یونان کو یقین دلایا ہے کہ برطانیہ یونان میں اپنے مفاد کے لئے ایک انچ زمین تک کا طالب نہیں ہے!

ضروری نوٹس

للی برانڈ بارلے

ہمارے بے شمار گراہکوں، سرپرستوں اور عام پبلک کی اطلاع کیلئے بطور خبرداری اور تنبیہ کے شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری مشہور و معروف ساختہ چیز کا نام "للی برانڈ بارلے" ہے لیلیا بارلے، لیلا بارلے یا نام میں اسی قسم کی کوئی دوسری نقل نہیں ہے۔

ہماری اس مشہور و معروف ساختہ چیز کی بہت سی نقلیں مارکیٹ میں چل رہی ہیں چنانچہ اپنے گراہکوں سے درخواست ہے کہ وہ خریدتے وقت صرف "للی برانڈ بارلے" ہی طلب کریں۔ اپنے پاس کا ایک مثل نمونہ عام اطلاع اور رہبری کے لئے اوپر دی جاتی ہے۔

ان لوگوں کے خلاف جلد ہی قانونی کارروائی کی جائے گی جو اس قسم کی غیر قانونی حرکت کے ذمہ دار ہیں یا جن لوگوں نے نقلی مال کا سٹاک جمع کر رکھا ہے۔

دی للی بسکٹ کمپنی

مالکان:- پی سیٹ اینڈ کو لمیٹڈ

الٹا ڈنگا ❖ کلکتہ

فلمستان

...ر کو بنظیر تصویر کیوں قرار دیا گیا

ہندوستان میں یوں تو اس وقت تک درجنوں ... سرسٹل تصاویر بن چکی ہیں لیکن ہر کہ ان ... سٹل تصاویر سے نہ صرف بلند ہے بلکہ اپنے بالکل ... قرار دیا جا رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پرکھ ... ستان کی پہلی سرسٹل تصویر ہے جس میں نہ تو کسی ... شخصیت کی پرکیف زندگی ہے اور نہ کسی ڈرامہ ... کی کہانی ہے بلکہ یہ ایک ایسی بیوہ کی داستان ہے ... سوسائٹی نے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا تھا۔

ہم کو امید ہے کہ ہندوستان کے فلم سازوں ... مسٹر سہراب مودی کی تاریخی تصاویر کی تقلید ... اسی طرح سہراب مودی کی یہ سرسٹل تصویر بھی فلم ... کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ دہلی میں یہ بے نظیر ... سینما میں بک ہو چکی ہے توقع ہے کہ بہت جلد

شیو ... کی ... کے ساتھ زیادہ دیرپا آواز کے لئے

اسٹینڈ

... موفون کی سوئی

اس کو شائقین ضرور پسند کریں گے

"جوار بھاٹا"

بمبئی ٹاکیز کی جدید تصویر "جوار بھاٹا" کی بابت بمبئی سے جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ "جوار بھاٹا" کو بے اندازہ مقبولیت حاصل ہو رہی ہے توقع ہے کہ بمبئی ٹاکیز کی یہ تصویر بھی جوبلی ثابت ہوگی۔

"لیلیٰ مجنوں"

سٹار پکچرس کی جدید تصویر لیلیٰ مجنوں کی بابت معلوم ہوا ہے کہ یہ تصویر ہر لحاظ سے بے نظیر ہے۔ امید کی جا رہی ہے کہ یہ ہندوستان کے ہر حصہ میں ایک نیا ریکارڈ قائم کرے گی۔

"تارامتی"

بھارت کے لائق ڈائرکٹر اجیتے کی بابت معلوم ہوا ہے کہ وہ "تارامتی" کے بنانے کے بعد بے حد مسرور ہیں اس لائق ڈائرکٹر کی یہ رائے ہے کہ تارامتی کا معیار کسی طرح پربھات کی تصاویر سے کم نہیں ہے بلکہ تارامتی بعض خصوصیات کے لحاظ سے پربھات کی تصاویر سے بھی بلند ہے اجیتے کے علاوہ بمبئی کے فلمی حلقوں کی بھی یہ عام رائے ہے کہ پندرہ لاکھ روپے کی لاگت کی یہ تصویر کوئی عجوبہ نہیں کہ ہندوستان کی فلمی صنعت میں ایک انقلاب برپا کر دے۔

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں)

...ن کی جیت

سٹار پکچرس کی تصویر "من کی جیت" کی بابت معلوم ہوا ہے کہ شمالی ہند کے لئے اس تصویر کے جملہ حقوق میسرز نیو پکچرس نے حاصل کئے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس فلمی ادارے کرن، لچھمی، دلیپ، آشیرواد، امانت، خاموش، اسکول ماسٹر اور دل لگی کے جملہ حقوق رتن پکچرس سے خرید لئے ہیں۔ نیز یہ فلمی ادارہ چند اور بھی کامیاب تصاویر کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہا ہے ہم کو امید ہے کہ نیو پکچرس بہت جلد ممتاز فلمی اداروں میں شمار ہونے لگے گی۔

ڈاکٹر ٹیگور اور سوامی وویکانند کی فلمیں

اطلاع مظہر ہے کہ ایسٹرن پکچرز نے ڈاکٹر رابندرناتھ ٹیگور کی داستان حیات فلمانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کی ابتدائی تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں۔ اس کے بعد وہ "سوامی وویکانند" کی داستان حیات فلمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بہادر

دہلی میں ... مرتبہ

نیو ہندوستان مارڈھاڑ کا فلم جس نے لاہور، کانپور، الہ آباد وغیرہ میں تمام ریکارڈ توڑ دیئے جس کے گانے ریکارڈ سین و سینری دلگداز، اداکاران: ... بالا رائے، پہلوان، بھگوان، فاتما، پیل، بی بی، شمش وغیرہ

امر ٹاکیز میں میسرا ہے ہفتہ

روزانہ ... ۳ بجے، ۶ بجے، ۹ بجے رات

۱۵واں دلفریب ہفتہ

روزانہ تین شو

سوال

۴ بجے دن، ۷ بجے شام، ۱۰ بجے رات

اداکاران: ممتاز شانتی، الہاس وغیرہ

کھنہ ٹاکیز پہاڑ گنج دہلی میں

نواں شاندار ہفتہ

ایکسلسیئر سینما میں

جے۔ بی۔ ایچ واڈیا کی پیش کش

روشواس

جس نے دہلی میں ایک ہفتہ میں ایک لاکھ کمائی ہے

اداکاران: سریندر، ... بے بی ... وغیرہ

دو ڈرامے:

فلمستان میرٹھ میں دوسرے ہفتے میں دکھایا جا رہا ہے

کانن کی نئی تصویر

آجکل کانن ... کام کر رہے ہیں اس کا نام ... ہیں اس کے ساتھ بنگالی ... بسواس بھی ... پوسے ... اداکار ... تھوڑا ... سنیتا رائے ہیں۔

بمبئی سے دہلی آنے والے ... تصویر بنانے کی بابت کہا ہوگا کہ ... مجبوری ...

قدرتی قبض کشا

لیگزن دیگر معمولی قبض کشا ... ہے کیونکہ اس کے کل اجزا نباتی ہیں۔

لیگزن قبض اور اس سے پیدا ہونے والی ... مثلاً تھکاوٹ، سستی، بے خوابی، ... جگر کی خرابی اور بھوک ... وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

لیگزن دو شکلوں میں ملتا ہے

LIXEN

ایلن اینڈ ہنبرے لمیٹڈ

قائم شدہ انگلستان

... کلکتہ

پربھات کی شہرت ... بنانے والا تاریخی ...

رام شاستری

منروا میں جلد آ رہا ہے

ستارہ ریلیز

ویسٹ اینڈ ٹاکیز ... ۲۹ دسمبر سے

خاندان

روزانہ ... ۳ بجے، ۶ بجے، ۹ بجے ...

ایکسلسیئر

۱۹۴۴ میں بیمہ شدہ

لاکھ پالیسیاں

زائد از ڈیڑھ کروڑ روپے کی ہو گئیں

روبی جنرل انشورنس کمپنی لمیٹڈ

زندگی

آگ

جہاز رانی

سانحات کا خطرہ

کا کاروبار کرتی ہے

چیئرمین:

بی۔ ایم۔ برلا اسکوائر

ہیڈ آفس: ۸ رائل ایکسچینج پلیس کلکتہ

کانپور آفس: بانیر بلڈنگ مین روڈ، کانپور

لاہور آفس: ... بلڈنگ ڈی مال

دق و سل

از جناب
ڈاکٹر عبدالحمید صاحب حقانی
لاہور

صحت

[illegible] دق سے پاک [illegible] اور بیمار [illegible] پاجامہ اور دل اور [illegible] گوشت [illegible] لگ جاتی ہے۔

ایسے لوگ زیادہ نشست کا کام کرتے ہیں یا گرد [illegible] غیر صحت مند جگہوں میں بود و باش رکھتے ہیں۔ تنگ [illegible] کے [illegible] اور مکانوں میں رہتے ہیں [illegible] کے ذرائع آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہیں۔ عموماً اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کے مرض، تعلق کام کا مرض ہو یا جن کے سینہ یا سر پر چوٹ آئی ہو یا عام گردوں یا نقاہت کے مریض ہوں وہ بھی اس مرض کو قبول کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ گنجان آبادیوں کی رہائش، پردہ کی موجودہ رسم، بچپن کی شادی، جاہل معالجوں کا علاج، غیر صحت بخش اور موروثی استعداد بھی اس مرض کے اسباب میں داخل ہیں۔

اگرچہ عموماً کوئی حصہ اس مرض کے حملے سے مامون و محفوظ نہیں لیکن یہ مرض ۱۵ سے ۳۵ سال کی عمر میں زیادہ ہوتا ہے۔ کم عمر بچوں میں اس مرض کا حملہ بچپن کے دورہ، یا خسرہ، چیچک، کالی کھانسی، نمونیہ اور ذات الجنب کے مرض کے بعد ہوتا ہے۔

ذات الجنب (پلوریسی) ذات الریہ، پرانی کھانسی، ضیق النفس، معدہ اور گردے کے پرانے امراض، ذیابیطس، پیچش، جریان منی، جریان خون، وراثت استعداد جوانی میں کثرت جماع، جلق و احتلام کی عادت، کثرت سے نوشی، ہموم و افکار، دماغی محنت کی کثرت، کالی کھانسی، بار بار زکام کا عارض ہونا، انکسیر کا مرض، زہریلی دواؤں کا استعمال، [illegible] ہڈی یا پتھر کے ذرات کا سانس کے ساتھ پھیپھڑوں میں جانا، غذائیت غذا، مریضان سل کا قرب [illegible] ہوا، حلیظ، نمناک اور تنگ و تاریک مقامات کی مستقل بود و باش۔ بچوں میں والدہ کے دودھ کا [illegible] آنا، خسرہ، چیچک اور کالی کھانسی وغیرہ کا حملہ یہ سب اسباب ہیں جو قدیم و جدید دونوں طبوں میں دق کے اہم اسباب میں شمار کئے جاتے ہیں، کیونکہ انکی وجہ سے بدن کی قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے۔

دق اور سل میں فرق

سل کے مرض میں پھیپھڑے کے اندرونی مادہ کے اندر زخم موجود ہوتا ہے اور تپ دق اسکے ساتھ لازم ہوتا ہے لیکن دق کا مرض پھیپھڑوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جسم کا کوئی بھی حصہ یا عضو ایسا نہیں جس میں دق کا مادہ سرایت نہ کر سکتا ہو چنانچہ مادہ دق جس عضو کو متاثر کرتا ہے اسی عضو کے لحاظ سے اسے نامزد کیا جاتا ہے۔

مثلاً انتڑیوں کی دق، ہڈیوں کی دق، گردے کی دق، غدود کی دق، خنازیر وغیرہ، غرض کہ دق اور سل کا مادہ ایک ہی ہے۔ بچے اکثر دق بطنی اور خنازیر میں مبتلا ہوتے ہیں اور جوان عموماً سل (پھیپھڑوں کی دق) میں۔

ابتدائے مرض

دق و سل کے نمودار ہونے سے پہلے جراثیم دق مقام ماؤف میں جاگزیں ہو جاتے ہیں، لیکن ایک مدت تک بدن کی قوت مدافعت انکی بیخ کنی کے درپے رہتی ہے اور خون میں بھی جراثیم دق کو فنا کرنے والی ایک اینٹی ٹوکسین (فاد) پیدا ہو جاتی ہے جو ان کے زہریلے اثرات کو زائل کرتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ خون کے سفید کرانیٹ ان جراثیم کو بڑھنے اور پھیلنے نہیں دیتے۔ لیکن جب ان جراثیم کا زہر خون میں زیادہ مقدار میں شامل ہو جاتا ہے اور مقام ماؤف کی ساخت تباہ و برباد ہونے لگتی ہے تو علامات مرض ظاہر ہو جاتے ہیں۔ سل کے مرض میں ابتداً کھانسی اور بخار سے ہوتی ہے اور مریض روز بروز لاغر ہوتا جاتا ہے۔ غرض یہ مرض بہت پوشیدہ طور پر حملہ کرتا ہے اور بعض اوقات اس کی ابتدائی علامات اس قدر خفیف ہوتی ہیں کہ مریض انکی چنداں پروا نہیں کرتا، یہاں تک مرض مستحکم ہوتے ہوتے جڑ پکڑ لیتا ہے۔

تپ دق کے درجات

قدیم اطبا نے دق کو تین درجوں میں تقسیم کیا ہے پہلا درجہ جس میں حرارت کا اثر زیادہ تر رطوبات ثانیہ پر ہوتا ہے اور ابھی اعضا میں ذبول عارض نہیں ہوتا۔ دوسرا درجہ جس میں ان رطوبات کے فنا ہو جانے کی وجہ سے اعضا گھلنے لگتے ہیں۔ (ذبول) اس درجہ میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اور اس کو ابتدا، وسط اور انتہا میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس درجہ کے ختم ہونے کے بعد تیسرا درجہ شروع ہوتا ہے جس میں بدن کی اصلی رطوبات بھی فنا ہونے لگتی ہے۔ دق اس قسم کا بخار ہے جس میں باریاں نہیں ہوتیں اور نہ اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے، بلکہ یہ بخار ہر روز اور ہر وقت موجود رہتا ہے۔ عموماً دق حمیات یوم حمیات عفونت اور حمی ورم کے بعد عارض ہوتی ہے خصوصاً جبکہ ورم فضا صدر (سینہ) میں ہو، کبھی تپ دق کے ساتھ دوسرے غلطی بخار بھی پائے جاتے ہیں۔

دق کے بخار میں [illegible] رقیق صلب متواتر اور ضعیف ہوا کرتی ہے لیکن ملمس کم گرم ہوتا ہے یعنی شروع میں چھونے سے بدن زیادہ گرم معلوم نہیں ہوتا لیکن جب کچھ دیر تک مریض کے بدن پر ہاتھ رکھا رہے تو زیادہ گرمی محسوس ہوتی ہے اور یہ گرمی برابر بڑھتی جاتی ہے۔ اس بخار میں حرارت عموماً یکساں رہتی ہے مگر کھانا کھانے کے بعد زیادہ ہو جاتی ہے۔ نبض بھی عظیم اور قوی ہو جاتی ہے اور یہی تپ دق کی بڑی علامت ہے اس کے علاوہ تپ دق میں مریض کو اپنے آپ زیادہ حرارت محسوس نہیں ہوتی لیکن ذبول اور لاغری بتدریج بڑھتی ہے۔

سل

سل وہ مرض ہے جس میں پھیپھڑوں کے اندر زخم موجود ہوتا ہے اور تپ دق بھی پایا جاتا ہے مگر تپ دق میں پھیپھڑوں کے اندر زخم کا ہونا ضروری نہیں۔ پھیپھڑے میں جب زخم واقع ہیں تو ان کے متعلق اطبا کی رائے مختلف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ زخم مندمل ہو سکتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ نہیں ہو سکتے جو لوگ مندمل نہ ہونیکے قائل ہیں انکی زبردست دلیل یہ ہے کہ پھیپھڑوں میں حرکت ہوتی ہے اور حرکت مانع اندمال ہے۔ لیکن جالینوس کا خیال ہے کہ صرف حرکت اندمال کے لئے مانع نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ اس کے ساتھ اور باتیں بھی شریک نہ ہوں چنانچہ جالینوس کے نزدیک پھیپھڑے کے تمام ایسے زخم اچھے ہو جاتے ہیں جن میں ورم تقیح یا تاکل نہ ہو۔ غرض اس قدر یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں سل ہوگی دق کا پایا جانا ضروری ہے، اور جہاں دق پائی جائے گی وہاں سل کا (یعنی پھیپھڑے کے زخم کا) پایا جانا ضروری نہیں ہو سکتا ہے کہ مادہ مرض کسی دوسرے عضو میں ہو۔

سل کے درجات

درجہ اول :- سل کی ابتدا ہمیشہ کھانسی سے ہوتی ہے جو کئی کئی ماہ تک رہتی ہے، ابتدا میں مریض کی عام صحت میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا لیکن جب پھیپھڑے میں زخم پیدا ہو جاتا ہے تو مریض کو نفث الدم (خون تھوکنا) عارض ہو جاتا ہے۔ اس عارضہ میں خون کی مقدار جو تھوک اور بلغم کے ساتھ خارج ہوتی ہے تمام مریضوں میں یکساں نہیں ہوتی۔ بعض مریضوں میں یہ خون بہت کم اور بعض میں بہت زیادہ آتا ہے لیکن سل کے ۲۵ فی صدی مریضوں میں نفث الدم علامت ضرور پائی جاتی ہے، کھانسی کے علاوہ سل کی ابتدا پلوریسی (ذات الجنب) نمونیا زکام اور انفلوائنزا سے ہوتی ہے۔ بھوک بھی کم ہو جاتی ہے۔ مریض سست اور نڈھال رہتا ہے اور کام سے جلد تھک جاتا ہے۔ عورتوں میں اکثر حیض بند ہو جاتا ہے۔ پھر مرض کی ترقی کے ساتھ رات کو پسینہ ہونے لگتا ہے۔ یہ پسینہ صبح کو اتر جاتا ہے۔ یہ پسینہ ورزش کی سائیکل چلانے، قبض ہونے، پیدل چلنے، غم و فکر دیگر اعراض نفسانیہ سے زیادہ ہو جاتا ہے لیکن سل کے مریض [illegible] جسم کی حرارت کو عموماً محسوس نہیں کرتے اور نہ اس قدر بخار میں انھیں کرب و بے چینی محسوس ہوتی ہے۔

سل کی ابتدا میں بخار سہ پہر سے دس بجے رات تک رہتا ہے پھر پسینہ آکر اتر جاتا ہے لیکن بعض مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جنھیں بخار سے لے کر انتہا تک پسینہ کی شکایت لاحق نہیں ہوتی۔

درجہ دوم سل کے درجہ دوم میں کھانسی کے ساتھ بلغم پیپ آمیز خارج ہوتا ہے۔ اگر اس بلغم کو پانی میں ڈالا جائے تو وہ تہ نشین ہو جاتا ہے اور اگر اس خوردبین سے دیکھا جائے تو اس میں پیپ کے خلیات جراثیم دق اور پھیپھڑے کے قشور نظر آتے ہیں۔ اس درجہ میں کمزوری اور نقاہت بڑھ جاتی ہے اور نبض میں سرعت آجاتی ہے۔ مریض کی نبض بخار کے بغیر بھی نہایت تیز چلتی ہے، یہاں تک کہ بعض مریضوں کی دو میں بھی چلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مریض کا وزن بتدریج کم ہونے لگتا ہے۔ ذبول و نقاہت اس درجہ کی خاص علامت ہے۔

مریض کے وزن کی کمی کا انحصار بخار کی شدت اور قوت ہضم پر ہوتا ہے چنانچہ اگر بخار کی شدت کم ہو آرام کے اوقات زیادہ ہوں تو مریض کا وزن جلد نہیں گھٹتا اور اگر بخار کی شدت زیادہ اور آرام کے اوقات کم ہوں تو مریض کا وزن بہت جلد کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مریض کی بھوک اچھی اور قوت ہضم درست ہو تو وزن میں کمی اور زیادہ نہیں ہوتی لیکن برخلاف اس کے [illegible] ہوتا ہے۔ اس لئے مریضان سل کا ہفتہ وزن کیا کرتے رہنا چاہئے تاکہ انکی طاقت اور مرض کی رفتار کا صحیح اندازہ رہے۔

حاد قسم کی سل میں بخار تیز ہوتا ہے اور حرارت درجہ ۱۰۴ یا ۱۰۵ تک رہتا ہے، بھوک کم ہو جاتی ہے اور اکثر قے و متلی عارض رہتی ہے، کھانسی کے ساتھ بلغم بھی پیپ آمیز خارج ہوتا ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

منصوبہ بندی

(صفحہ ۱۰ سے آگے)

لی (بجائے) ہمارے لئے ایک نعمت و برکت
جہ اور ذمہ دار ہوگی۔ ایسی ذمہ داری جس سے
نے کی ہم میں صلاحیت نہیں اور جو ہماری
ا اضافہ کرے گی اور ہمیں کمزور بھی کر دیگی۔
لمضعف ہونا دراصل ہمارا ضعیف ہونا ہے
ان جنت نشاں کہلانے کا اسی وقت حقدار
ہر جگہ مانع حمل کے ہدایت خانے کھلے
ں اور ملک کا کوئی حصہ ایسا نہ ہو جہاں برتھ
ا اسانیاں موجود نہ ہوں۔

یہ ہے کہ انسانوں کے اس سمندر میں جسے ہندوستان
ے دو بچے فی سکنڈ کے حساب سے پیدا ہوتے
ہیں نو زائیدہ بچوں میں سے صرف ۱ بچے
ں میں زندہ رہتے ہیں۔

اس درجہ غایت ضروری ہے کہ ہم ولادت کی
ے کم کر دیں اور چونکہ سائنٹفک ذرائع
ہم اس پر قدرت حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم
دعا ہونا چاہئے کہ وہ صحت اثرات سے
لش کو روکے اور خاطر خواہ انتظام کرے کہ
ی (ریاضیہ تین) بچوں کی پیدائش سے
ز موجب نہ ہو۔ ان امور پر کاربند ہو کر ہی ہم اپنا
ں بنا کر سکتے ہیں اور بے روزگاری کے مسئلہ
کر سکتے ہیں جس کا کثرت آبادی کے ساتھ چولی
ساتھ ہے بے روزگاری کا سطح اس سے
ہے اگر برتھ کنٹرول عام ہو جائے۔

ت کا فرض ہے کہ وہ کشادہ جمالی آدمی پر بھاری
لگا دے۔ "آبادی کی منصوبہ بندی" سے ایک
ح کے مصداق و کام انجام پائیں گے یعنی غیر معمولی
ی کا بھی سد باب ہو جائے گا اور بے روزگاری
اپ سے آپ طے ہو جائے گی۔ فقط آبادی کی
ری" ہی ہمارے لئے امن و خوشحالی کا
کتی ہے۔

پہلے صفحہ سے

ں اپنے سینہ میں درد محسوس کرتا ہے۔ اس قسم
سے مریض بہت لاغر اور نحیف ہو جاتا ہے۔

سوم اس درجہ میں تمام علامات مرض
دت ہوتی ہے۔ پھیپھڑوں کے گلنے سڑنے سے
بڑے بڑے غار پیدا ہو جاتے ہیں۔ مریض کو
دعسر تنفس کی شکایت رہتی ہے اور اس کا جسم
کم ہو جاتا ہے۔

چہارم یہ مرض کا آخری درجہ ہے جس میں مریض
ہ پاؤں پر دم آ جاتا ہے یا اسہال کثرت سے
ہو جاتے ہیں۔

مستعدین سل

جن لوگوں کے سینے تنگ اور جناحی قسم کے ہوں۔
ش نے گوشت سے خالی اور ابھرے ہوئے گردن لمبی
اور چہرہ نمایاں ہو غذا بخوبی ہضم نہ ہوتی ہو سینہ اور کنپٹیاں
گوشت سے خالی اور اسہال یا نزلہ کی شکایت عموماً
رہتی ہو آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی۔ سرین دبلے
اور گوشت سے خالی، ایسے لوگ سل کے لئے زیادہ
مستعد ہوتے ہیں ان کو چاہئے کہ تمام گرم اور تیز قسم کی
غذاؤں اور دواؤں، نیز تمام مشقیہ حرکات مثلاً زیادہ
چیخنا، کھیلنا کودنا، زیادہ دوڑنا اور سینہ میں زیادہ
تکان پیدا کرنے والی حرکات سے ہمیشہ پرہیز
کریں اور زیادہ آرام کی زندگی بسر کریں اگر ہمارے
مریض کے پیشے لوہار، حلوائی، شیشہ گری، سنگ
تراشی ہوں یا کوئی ایسا پیشہ ہو جس میں آگ کے سامنے
کام کرنا ہو تو ان کو چھوڑ دیں۔ محنت سے پرہیز کریں۔
نزلہ، زکام کی شکایت کا فوری علاج کرائیں۔

بہت سے امراض بھی ایسے ہیں جو اس مرض
کی خاص استعداد پیدا کرتے ہیں مثلاً فقر الدم، معدہ
اور آنتوں کی مزمن خرابیاں، کالا کالا، ملیریا اور
خون کو ناقص کرنے والے امراض۔

مکبر طری کا ایسا ہے کہ کچھ امراض ایسے ہیں جن
میں سوء مزاج سے سل دور ہو جاتی ہے۔

(۱) معدہ کا سوء مزاج جس میں بھوک یکایک
ساقط ہو جانے اور روز بروز لاغری بڑھتی جائے جب
معالج اس مرض کے علاج کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو
سل کا مرض شروع ہو جاتا ہے۔

(۲) گردوں کے امراض اس سے بھی ضعف بڑھ
جاتا ہے اور سل لاحق ہو جاتی ہے۔

(۳) مثانہ کی کھردری پتھری اور ورم

(۴) ذیابیطس

(۵) بڑے پھوڑے جو صلبین میں پیدا ہوں۔

(۶) آنتوں کی پرانی سوزش اور خراش جس کی وجہ سے
خون اور پیپ آمیز دست آنے لگیں اور تغذیہ ٹھیک نہ ہو،
گویا فرط استفراغ کی وجہ سے ذبول اور کمزوری لاحق ہو جائے
موجودہ تحقیق کی رو سے سل عموماً ذات الجنب
(پلوریسی) نمونیا۔ فلو، تنزا۔ نزلہ۔ زکام کے بار بار حملے
اور پرانی کھانسی سے پیدا ہوتی ہے، بچوں میں کالی کھانسی
خسرہ اور چیچک بھی اسکے اسباب میں داخل ہیں۔

سل کی بڑی علامات

درجات مرض سے قطع نظر سل کی مجموعی بڑی علامات
ذیل میں درج کی جاتی ہیں

کھانسی

کھانسی کی نوعیت مختلف حالتوں میں مختلف ہوتی ہے۔
عموماً بار بار خشک قسم کی کھانسی اٹھتی ہے۔

• بلغم

ابتدائی درجات میں عموماً کھانسی خشک ہوتی ہے
اور بلغم خارج نہیں ہوتا لیکن مرض کے ترقی کر جانے کے بعد
کافی مقدار میں بلغم خارج ہونے لگتا ہے جو کبھی رقیق سفید
اور کبھی غلیظ اور لیسدار ہوتا ہے۔ بعض اوقات اس میں
خون کی شمولیت بھی ہوتی ہے۔ جب پھیپھڑوں میں غار پڑ
جاتے ہیں تو بلغم میں پھیپھڑوں کی ساختیں اور پیپ بھی پائی
جاتی ہے۔ اس قسم کا بلغم تھوکنے پر پھیل کر جذب نہیں ہوتا
بلکہ گول صورت اختیار کر لیتا ہے اور سطح پر تیرتا ہے
کبھی کبھی یہ بلغم مشکل قسم کا ہوتا ہے جب پھیپھڑے میں
چھوٹے چھوٹے ریزوں کی صورت میں خارج ہونے لگتا ہے

نوجوان ترقی کی شاہراہ پر...

ہندوستانی مردوں
اور عورتوں کے لئے ترقی کے
زبردست موقعے موجود ہیں
دیکھئے آپ کی لڑکی
پیچھے نہ رہ جائے
ڈنا امدادی دستے "ڈبلیو آئی"
کی رکن بننے میں اس کی مدد کیجئے
... اس دستے میں اس کی
پوری طرح نگہداشت کی جائے گی...
وہ نئے تجربات حاصل کرے گی
اور ایک نیا ہنر سیکھ لے گی۔
اس کی بنا پر جنگ کے
بعد اس کا مستقبل
محفوظ ہوگا۔

ڈبلیو۔اے۔سی آئی کی رکن بننے میں اپنی لڑکی کی مدد کیجئے

W·A·C
INDIA

صنعت اور تجارت میں ہندوستان تیزی
سے ترقی کر رہا ہے۔ اور اس میں کوئی شک
نہیں کہ حالات کے اعتدال پر آنے کے بعد
غیر فوجی ملازمتوں کے لئے بہت سے عمدہ
تربیت پائے ہوئے لوگوں (مردوں نیز عورتوں) کی ضرورت ہوگی۔ ڈبلیو۔اے۔سی (آئی)
کی عمدہ ٹریننگ اور اس دستے کی ملازمت کا تجربہ بہت سی لڑکیوں میں وہ صلاحیتیں اور استقامی
امور کا سلیقہ پیدا کر دے گا جو ایک کامیاب زندگی کے لئے ضروری ہے۔ ملازمت کی شرائط و قواعد
کی تفصیلات کے لئے ذیل کے اے۔ٹی۔آر۔او۔ ڈبلیو۔اے۔سی (آئی) میں سے کسی کو
لکھئے: لاہور۔ ۲۲۔ ڈیوس روڈ، راولپنڈی۔ گون ٹامس روڈ، لکھنؤ۔ معرفت ٹی۔آر۔او
ایسٹرن۔ حضرت گنج، کلکتہ۔ معرفت ڈی۔ٹی۔آر۔او ۲۰ تھیٹر روڈ، مدراس ۲۔ ماؤنٹ
روڈ، بمبئی۔ اے۔ایف۔آئی بلڈنگ ہاسپٹل لین۔ دھوبی تالاؤ، پونا۔ سٹیشن روڈ، پٹنہ
معرفت ڈی۔ٹی۔آر۔او ایکزیبیشن روڈ، بنگلور۔ کبن روڈ۔ یا آپ کسی ریکروٹنگ آفس یا
ڈبلیو۔اے۔سی۔آئی پلٹن کمانڈ کو بھی لکھ سکتے ہیں۔

کبوتروں کا جوڑا

(صفحہ ۸ کا باقی افسانہ)

کبھی ہے اور محبت دیسے پیار پاپ سمجھا جاتا ہے اس لئے وہ پاپ بن بھی گیا ہے، تنگ دل سماج اسے اپنے ضابطہ کے خلاف چیلنج سمجھتا ہے، اور فراخ دل سماج بھولے ہوئے انجان بچپنوں کا بھولا پن یا مجبوری لیکن جس نتیجہ پر دونوں کی نگاہ پہنچی ہے، وہ ایک ہی ہے دونوں نے اس جرم کی ایک ہی سزا مقرر کی ہے

پرسوں کا پنپا ہوا محبت کا پودا بے دردی سے اکھاڑ پھینکا جائے اور اسے کچل دیا جائے

شبنم نے کالج چھوڑ دیا اور اس کی شادی کا چرچا بھی ہونے لگا کہیں نسبت طے بھی ہو گئی لیکن معلوم نہیں کہاں؟

وہ شام تھی، میں اداس لیٹا ہوا تھا دل خیالات کے صحرا میں بھٹک رہا تھا،

"ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک"

"آ جائیے" میں نے لیٹے ہی لیٹے کہا،

چھڑی سے کمرے کے کواڑ کھلے، شبنم تھی،

شبنم، خشک ہنسی ہنس کر میں نے اس کی طرف دیکھا

"تمہیں کیا ہو گیا ہے نوین؟ جب دیکھتی ہو اداس کھنچے کھنچے سے" کہہ کر وہ مری چارپائی پر بیٹھ گئی،

"تمہیں اس سے کیا سروکار" میں بولا،

"مجھے کوئی سروکار نہیں؟ نوین تم کتنے کٹھور ہوتے جا رہے ہو کیا تمہیں مجھ پر ذرا بھی ترس نہیں آتا؟"

"نہ جانے تم کیسی باتیں کرنے لگتی ہو"

"اوہ! کاش تم مجھے نہ ابھی سمجھ سکتے"!

شبنم نے طویل سانس چھوڑتے ہوئے کہا

"لیکن میں تو تمہاری راہ کا روڑا نہیں بنا"

"تم مجھے سمجھ کیوں نہیں پاتے؟ یہی مجبوری میرے دل کو زخمی کئے ڈالتی ہے" شبنم جذبات کی رو میں تلملا کر بولی،

"میں نے ہمیشہ تمہاری آزاد شخصیت کی قدر کی ہے اس کی برتری تسلیم کی ہے"

"نوین! اس طنز سے پہلے میری بات تو سن لو اگر تم اپنے دل کی مجھ سے کہہ دیتے تو مجھے اتنا سوچ نہ ہوتا" شبنم بولی،

"میں نہیں سمجھتا ان کی کون سی غیرت آ پڑی ہے" میں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا،

"میں تمہاری غلط فہمی دور کر دینی چاہتی ہوں، شبنم نوین کی ہے اور کسی کی نہیں" اس کی آواز میں درد تھا۔

"اس پر نوین کو پورا اعتماد ہے آفرین ہے تمہاری جرأت پر شبنم" میں نے ازراہ طنز کہا

"اتنے کٹھور نہ بنو میرا مضحکہ نہ اڑاؤ تمہیں میرے زخموں پر نمک چھڑکتے ہوئے ترس نہیں آتا"

"تو کیا کسی دوسرے سے شادی کر کے تم نوین کے ساتھ بدعہدی نہیں کر رہی ہو؟

"اگر میں خود اپنی مرضی سے شادی کرتی"

"تم نے اپنے والدین سے صاف کیوں نہ کہہ دیا؟

"اوہ! نوین! تم مجھے سمجھ کیوں نہیں پاتے کیا تم سے پریم کرنے والی شبنم ماتا پتا کی محبت کو ٹھکرا کر قابل داد کام کرے گی؟ میں ان کے حکم سے سرتابی کیسے کروں؟"

"اور شادی کر کے نوین کی بڑی دلجوئی کرو گی عزت و توقیر بڑھاؤ گی" میری آواز میں اب بھی طنز تھا۔

"میرے زخموں پر یوں نمک نہ چھڑکو نوین آج اب میری طبیعت کا اشتعال کچھ کم ہو چلا ہے،

"تم کیسے جانتے ہو، میں نے کیا کچھ نہیں کیا" مجھے اپنے دل کو مسلنا پڑا ہے نوین، میرا کمزور دل اس خوفناک مستقبل کے تصور ہی سے کانپ جاتا ہے جس کی تخلیق میرے والدین کے دریہ عمل میں آ رہی ہے"

شبنم کی آنکھوں کے کٹورے چھلک پڑے، دل بھی بھر آیا،

"تو تم نے پہلے ہی کیوں نہ سوچا شبنم،

"محبت سوچ سمجھ کر تو نہیں کی جاتی، میں مانتی ہوں کہ میری کمزوری ماتا پتا کی نافرمانی کا سبب بن گئی ہے لیکن میں اپنے قصور ہوں" شبنم کے ایک ایک لفظ سے مجبوری و درد ٹپک رہا تھا،

"ماں باپ کے احترام کے لئے میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں" میں نے ازراہ طنز ہنس کر کہا،

"سماج ایسے فلسفہ کی تخلیق کے لئے ہمیں مجبور کر رہا ہے" شبنم کی آواز میں استقلال آ گیا،

"لیکن شبنم تم مجھے بھلا دینے کی کوشش تو نہیں کر رہی ہو؟ میری آنکھیں میرے دل کو کھا گئیں"

"پتی کے متعلق میں ایک پتنی کا فرض پوری ذمہ داری سے نبھاؤں گی اس میں کوتاہی ناقابل معافی جرم ہے

تم کتنے کٹھور ہو رہے ہو" وہ سسک پڑی اور اس نے اپنا سر میرے کندھے پر رکھ دیا، اس کے آنسوؤں میں میری سنگدلی، میرا طنز، سب کے سب بہہ گئے،

"شبنم! تم اس طرح جدا ہو جاؤ گی میں نے یہ کبھی نہ سوچا تھا آہ! میرے منہ سے بے اختیار آہ نکل گئی،

"شادی کر کے کیا میں تم سے محبت نہ کر سکوں گی نوین؟ کیا شادی محبت سے محروم کر دے گی؟" اس نے میرے کندھے سے منہ اٹھا کر کہا،

"شادی اور محبت میں نہیں سمجھتا دو چیزیں ہیں اور کسی دوسرے سے شادی کر کے بھی تم نوین سے محبت کرو گی،

"شادی جسم کا دھرم ہے، اور محبت دل کا، دونوں فرض نبھائے جا سکتے ہیں" شبنم کی پتلیاں چمک رہی تھیں،

"آج میں یہ نیا فلسفہ سن رہا ہوں" میں نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

وہ بولی "او" ؟ جواب کے انتظار میں، میں نے اس کی طرف دیکھا

"تم میری محبت کے دیوتا ... محبت کا فرض انجام دے گا، میں سرخرو ہوں میں خود کو قابل نفرین سمجھوں گی"

"شبنم!" میں نے دونوں ہاتھ میں اس کی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا،

"میرے من مندر سے تمہاری مورتی کو کوئی نہیں نکال سکتا، شبنم تو تو کی ..."

"نوین کی ہے! مجھے اپنے دل سے نکال نہ دینا نوین! آؤ کی آنکھیں پھر چھلک پڑیں!

"تمہیں کھو کر بھی کیا میں ... اوہ تم کی مورتی ہو" میں اپنے دل کے درد کو نہ دبا سکا، دل اندوہ ہیلیوں میں جھلنے لگا،

"مجھے کھو کر بھی مجھے پا رہے ہو نوین! سطحی محبت کی پوجا کو خیرباد کہہ کر پریم کے پربت کی بلند ترین چوٹی پر چڑھ کر"

"مجھ ناتواں سے یہ نہ ہو سکے گا شبنم! تم مجھ پر ظلم کر رہی ہو" میں تلملا اٹھا،

"اپنے لئے نہیں، میرے لئے، اپنی شبنم کے" اس کی آواز میں مجبور چاہ مچل رہی تھی،

"کیا پھر کبھی ... ؟"

درد سے کانپتے ہوئے دل کے ساتھ نہیں اعتماد اور بھروسے سے معمور دل کے ساتھ، کبھی پھر ملیں گے" کانپتی ہوئی آواز سے شبنم بولی،

"آج آخری بار"

میری بھیگی پتلیاں اس کی برستی پلکوں میں بھیگتی ہوئی کانپ رہی تھیں،

"آج آخری بار سسکتے آنسوؤں سے بھیگ کر" "نوین" اس نے میرے سینے پر اپنے گال رکھ دیئے،

دونوں نے بھیگی پتلیوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا،

"آخری نشانی ... ہدیۂ محبت"

"نوین!"

"شبنم!"

درد سے مضطرب دو سینوں سے دونوں ایک ثانیہ تک ساری ... بھول گئے

اسی وقت سامنے کی پھلواری میں لگے ہوئے کدم کے دو پھول ٹپک پڑے،

تین سال گزر گئے ... دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے وقت کی طویل کھائی دونوں کے درمیان وسیع ہو گئی، شبنم کی شادی ہو گئی، پتہ نہیں کہاں؟ ان دنوں میں وہاں نہ تھا،

ذہنی کلفتوں، نیز موسمی پریشانیوں کا طوفان لاہور کی شاہراہ

(باقی صفحہ (۱۸) پر)

حسنِ فطرت

(از جناب شفیق کوٹی)

رنگ لایا ہے جنونِ فتنہ سامان دیکھئے
میرے ہاتھوں میں یہ ہے کس کا گریبان دیکھئے

موجِ بیتابی و سیلِ غم فراواں دیکھئے
یاس و حسرت کا ذرا سے دل میں طوفاں دیکھئے

پھول کلیاں چاند تارے موج دریا کوہ و دشت
حسنِ فطرت کو بہرِ عالم نمایاں دیکھئے

آپ میرے واسطے کیوں اتنی زحمت کیجئے
پاس آ کر کیوں مرا حالِ پریشاں دیکھئے

اپنی ہی صورت میں اُن کو کر رہا ہوں جلوہ گر
اس طرح بھی ہو نہ ہو تکمیلِ عرفاں دیکھئے

خلق مجھ کو کر کے خود اپنی نمائش کی گئی
اب مری صورت سے وہ خود ہیں نمایاں دیکھئے

طور پر کیوں جائیے، طولِ امل سے فائدہ؟
اپنے ہی دل میں نہ کیوں اُس کو نمایاں دیکھئے

دھجیاں اُڑنے کو ہیں ضبط و سکوں کی اے شفیق
خاک میں ملنے کو ہے تسکینِ انساں دیکھئے

صفحہ کا باقی افسانہ

[illegible]

[illegible] کو قریب [illegible] کے لئے میں [illegible] کیا ہوا تھا [illegible] میں قیام تھا، ڈاکٹر سنہا [illegible] تعلقات ہو گئے [illegible] صبح کو چیک اپ کے لئے پاس [illegible] کمرے سے [illegible] کانوں میں آئی [illegible] ان کے پیچھے [illegible] پہونچا [illegible]

[illegible] دیکھا [illegible] ایک [illegible] آپ [illegible] رنگ [illegible] [illegible]

[illegible] کا کھنا [illegible] بھر [illegible] کی [illegible]

[illegible] کو [illegible]

[illegible] اس کا مطلب [illegible] کہ اب [illegible] ناخیر کے بعد [illegible] لگے ہیں" [illegible]

"جی ہاں" [illegible] کی گود میں بلانے [illegible]

[illegible] ڈاکٹر [illegible] بھال [illegible] [illegible] میری طرف بھی اس کے [illegible] اس [illegible] ڈاکٹر [illegible] [illegible] آپ کی تعریف [illegible]

"میرے [illegible] آجکل آپ [illegible] ڈاکٹر سنہا نے مجھے [illegible]

"آپ مسٹر کرشن [illegible] ہیں آپ ہی کی [illegible] یار [illegible]" ڈاکٹر نے کہا۔

"[illegible] کو [illegible] جیسے بہت [illegible] ہوا [illegible] بولتے [illegible] کہا [illegible] آپ کا [illegible] کرتے ہیں اگر بس آپ کی کچھ خدمت [illegible] ہو گی" میں نے جواب دیا۔

"آپ کو [illegible] ہو گی [illegible] آپ [illegible] دیکھ [illegible] ہے [illegible]

"اگر [illegible] کی قوت [illegible] کہ پھر [illegible]

"[illegible] کہہ کر [illegible]

"[illegible] جلد [illegible] گی" ڈاکٹر نے [illegible]

اپنی طرف دیکھتی ہوئی بچی کے گلابی گالوں کو دو تین بار اپنی انگلیوں سے چھو کر میں نے اسے ہنسانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"شش، معصوم سچی مسکرا پڑی،
کچھ دیر کے بعد میں اور ڈاکٹر دونوں باہر چلے آئے،
کئی دن گذر گئے،

نہ [illegible] من [illegible] ایک [illegible] چیخ کی آواز کانوں [illegible] آئی [illegible] کے کی [illegible] کمرے میں کوئی [illegible] بیٹھ [illegible] تھے [illegible] پھیلائی ہوئی [illegible] رنگ [illegible] پڑ گیا تھا، ایک خوف [illegible] سے [illegible] میں [illegible] بچی کو گود میں [illegible] لیا [illegible] طرح [illegible] کو سنبھالا، [illegible] پاؤں [illegible] کی [illegible] ہوئی [illegible] سلام [illegible] چکر گیا [illegible] کمرے [illegible]

[illegible] سے بڑی مشکل سے [illegible] کسی طرح [illegible] دوا [illegible] کے [illegible] نے مجھے [illegible] لیا [illegible] کی جدائی [illegible] گیا اور [illegible] سے [illegible] کی طرح [illegible] رونے لگی [illegible] کمرے میں بھی [illegible]

"[illegible] کیا ہو گیا؟" میں نے [illegible] آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"آہ ہماری شبنم" کہہ کر وہ رونے لگی،
"تین ہی سال میں" میں اسکے آگے نہ کہہ سکا
"آج تین سال کے بعد ہے ہو تمہارے لئے تو شاید"
"بس مر چکی ہوں" اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تسبیح رو ندی اُمنڈ رہی تھی،
"شبنم" اور شبنم میں نے تلملا کر اپنا منہ نیچے کیا اور اس نے روتے روتے روک دیا۔

نہیں نہیں یہ نہ ہوگا

بہتے جھکے ہوئے بھیگے ہونٹوں پر اس نے اپنی ٹھنڈی ہتھیلی رکھ دی، چند لمحوں تک ہم اپنی [illegible] سوچوں کے [illegible] کچھ دیر کے بعد مجھے ہوش آیا اسے کوئی [illegible] تو میں نے [illegible] سے [illegible] ڈالے

"تم کہاں سے کہاں ہو گئیں شبنم"
"اپنی کا ذمہ [illegible] ہے" اس نے بھیگی آنکھوں سے کہا

"صبا سے کام [illegible] شبنم" کہہ کر میں نے اسکے آنسو پونچھ دئے [illegible] الگ ایک کرسی پر بیٹھ گیا [illegible] بچی میری طرف [illegible] نظروں سے دیکھتی رہی)

ماضی کی حسین یاد اس طرح مجسم بن کر سامنے آئی کہ میں بھول میں کھو گیا۔ سوئی ہوئی محبت انگڑائی لیکر جاگ گئی، کمرے کے کواڑ کھلے، سلونی اندر آ گئی، میں سنبھلا اس نے میری آنکھیں پڑھ لیں میرے چہرے پر چھائی ہوئی افسردگی دیکھ کر اس کی مسکراہٹ [illegible] میں [illegible] گئی، میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے [illegible]

باقی صفحہ ۲۲ پر

قیمت
فی شیشی (۲۰ دن کا کورس)
پانچ روپے

قیمت
نمونہ چار خوراکیں
ایک روپیہ

ہمدرد دواخانہ دہلی
لال کنواں دہلی

معجون شباب آور

چند خاص جوہروں اور مشک، عنبر اور موتیوں کا ایک سائنٹی فک مرکب ہے جسے جدید تحقیقات کی روشنی میں جدید ترین مشینری سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ دل و دماغ اور اعصاب کو قوت پہنچا کر قوتِ باہ کا بے انتہا پیدا کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ ۲۰ دن کا استعمال ناامیدیوں اور مایوسیوں کا یقینی طور پر خاتمہ کر دیتا ہے۔ شادی سے نہ گھبرائیے۔ آج ہی سے معجون شباب آور کا استعمال شروع کر دیجیے۔

پیر
۸ جنوری
سے شروع

"بچت کا دو ہفتہ"

"گورنمنٹ سیکیورٹیز" (سرکاری قرضوں) کے متعلق سرسری تفصیلات یہ ہیں:۔

چھوٹی رقمیں لگانے والوں کیلئے

نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹس

آپ [illegible] سال تک کے سرٹیفکیٹ خریدیں تو [illegible] چار سال بعد بھنا سکیں گے۔

آپ کو [illegible] روپے کے بدلے [illegible] سال بعد [illegible] روپے ملیں گے۔ سود کے حصے میں [illegible] فیصدی منافع۔

انکم ٹیکس معاف

حکومت کے مقرر کردہ ایکٹوں، سیونگز بینک، بیمہ وغیرہ کے ذریعے سے لے سکتے ہیں۔

تجارتی کمپنیوں، بینکوں اور ساہوکاروں کیلئے

وکٹری لون

جتنی رقم چاہیں خریدیں کوئی حد مقرر نہیں۔

۱۰ سال میں اصل رقم واپس مل جائے گی۔

۳ فیصدی منافع ملتا ہے۔

ضرورت پڑے چاہیں تو سالانہ سے فروخت کر سکتے ہیں۔

ہندوستان میں امپیریل بینک آف انڈیا کی شاخ یا ایجنسی یا آفس یا کسی سرکاری خزانے یا ٹریژری یا سب ٹریژری سے خرید سکتا ہے۔

روپیہ بچانے کا یہی وقت ہے

حکومت ہند کے محکمہ انفارمیشن نے شائع کیا

مولانا الطاف حسین حالی

(از جناب سید سجاد ظہیر)

۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کو مولانا الطاف حسین حالی پانی پتی نے رحلت فرمائی، اس واقعہ کو تیس سال ہو گئے، لیکن حالی کا ادبی کارنامہ زندہ جاوید ہے۔

یہ نا اتفاقی ہے قوموں سے ہوتی
یہ قومی محبت کا ہے بیج بوتی
یہ آپس کے کینے دلوں سے ہے دھوتی
یہ دانے ہے سب ایک لڑی میں پروتی
یہ نقطوں پہ خط کی طرح ہے گذرتی
کہ دشمن کو دوست کو ہے یہ ایک کرتی

حالی کی حقیقت پرستی، سنجیدگی اور غیر تعصبی کا یہ عالم تھا کہ جب وہ مسلمانوں کے لئے خدا سے دعا کرتے ہیں تو بس اتنا ہی کہتے ہیں کہ:-

انہیں کل کی فکر آج کرنی سکھا دے
ذرا ان کی آنکھوں سے پردہ ہٹا دے
کہیں گاہ بازی دوراں دکھا دے
جو ہونا ہے کل آج ان کو سجھا دے
چھتیں پاٹ لیں تاکہ باراں سے پہلے
سفینہ بنا رکھیں طوفاں سے پہلے

حالی کے مسدس نے نہ صرف اردو ادب میں معمولی اور سادہ زبان اور طرز ادا کا طریقہ اختیار کر کے ایک انقلاب عظیم کیا اس نے لوگوں کے دلوں کو بھی متحرک کیا،

مسدس حالی میں ہندی مسلمانوں کی جمہوری بیداری کی تحریک تھی، اور ساتھ ہی ساتھ مساوات عمل کا پیام بھی،

سرسید احمد اس سے بہت متاثر ہوئے اور اس کو پڑھ کر انھوں نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ "قیامت کے دن جب خدا پوچھے گا کہ تو کیا لایا" میں کہوں گا کہ "حالی کا مسدس لکھوا لایا ہوں" اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے ذہنوں کو جمہوریت کی طرف موڑنے میں مسدس کا بہت بڑا حصہ ہے حالی یہ بھی محسوس کرتے تھے کہ وطن کی نجات کا واحد ذریعہ ہندو مسلم اتحاد ہے چنانچہ انھوں نے رسالہ اتحاد میں جو مولوی عبدالحلیم شرر نے لکھنؤ سے جاری کیا تھا (اکتوبر ۱۹۰۴ء) یہ لکھا۔

"میرے نزدیک ہندوستان کے حق میں اس سے (ہندو مسلم) زیادہ مہتم بالشان کوئی مقصد نہیں ہو سکتا"

جواہر پارے

— اگر گوش ہوش سے سنو تو حسن کی آواز ہر ذرے میں منقوش ہے،

— حسن کی اگر کوئی زبان ہے تو صرف موسیقی ہے اور ایک حسین عورت کی جو حرکت ہے وہ بلیغ موسیقی ہے جس کا ساز انسانیت ہے،

— اگر دل اٹھنے کے بعد انگڑائی کی مستی اور رنگا ہوا مخموریت چھین لی جائے تو میں حسن کے نام سے کانپنا ترک

— حسن کی عدم التفاتی عین الطاف، تغافل دنیائے توجہ، فراموش کاری ایک حیات بخش

— جس طرح نزاکت کا بار اٹھانے کے لئے نزاکت ہی زیادہ موزوں ہے بالکل اسی طرح حسن کی کے لئے حسن ہی پسندیدہ ہے؛

— حسن یوں تو ویسے ہی دلآویز ہوتا ہے جب سو جاتا ہے تو نہ معلوم کیا ہو جاتا ہے،

— حسن کا کسی پر مہربان ہونا اس کو برباد

— بعض لکیر اپنے پارٹ ایسی عمدگی سے ادا کر کہ ہم کو ان کی اصلیت اور ان کی پرائیویٹ زندگی مشکل سے ملتی ہے ——— (

— نوجوان لڑکیوں کو تھیٹر کبھی نہ جانا چاہیئے اس جیسے کہ ڈرامہ خلاف تہذیب چیز ہے یا مقام برا ہے، ——— (الگزینڈر ڈ

The MOTORIST

and his Watch!

موٹر چلانے والا اور اسکی گھڑی

وہ گھڑی جو روزمرہ کے معمولی کاموں میں پورے اطمینان کیساتھ اپنا کام انجام دیتی ہے یکساں طور پر ایسے خاص موقعوں مثلاً موٹر چلانا گھوڑے وغیرہ کی سواری اور گولف کھیلنے پر بھی پوری خدمت انجام دیتی ہے ویسٹ اینڈ کی تمام گھڑیاں دراصل اپنے خاص مضبوط ڈیزائن اور خوبصورت فنیش کے باعث ایسے ہر گیر اور مشاق والی ہیں کہ ہر حالت میں خوش کرنیوالی اور محفوظ رہتی ہیں۔

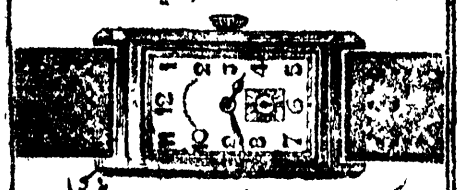

نیو کیلیبر "اے-۲"
۱۸ کیرٹ
سالڈ گولڈ
۲۰۰ روپیہ

ایک موٹر چلانیوالا لکھتا ہے
چونکہ درآمد میں باقاعدگی نہیں ہے اس لئے ممکن ہے ہر اس قسم کی گھڑی سپلائی نہ کی جا سکے جس کا اشتہار دیا جاتا ہے لیکن اس کی پوری کوشش کی جائیگی کہ جہاں تک ہمارا اسٹاک اجازت دیگا ہم آرڈروں کی تعمیل کریں گے۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی، بمبئی - اور - کلکتہ

WEST END WATCH CO.
BOMBAY - CALCUTTA

طاقت بڑھانیوالی ملک مشہور
مدن منجری گولیاں
قبض، سستی، جریان، احتلام، رقت منی اور کمزوری دور کر کے طاقت بڑھاتی ہیں۔ چالیس گولیوں کی ڈبیہ سوا روپیہ

رمن ولاسنی گولیاں مباشرت کے وقت اسکا پیدا کر کے شادی شدہ زندگی کو پر لطف بناتی ہیں قیمت فی ڈبیہ (عہ)

میہ مدن چورن پیشاب کی جلن، قطرہ، قطرہ پیشاب آنا وغیرہ دور کر کے پیشاب صاف لاتا ہے قیمت فی ڈبیہ عہ

مدن فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ
دہلی ایجنٹ: جنتا داس اینڈ کمپنی چاندنی چوک دہلی
کانپور ایجنٹ: موہن لال اور پریم مسٹن روڈ

ابیلا
سفید، سرخ، زرد، سیلان، الرحم، حیض کم دنوں میں ہونا، سر اور پیڑو میں بہت زیادہ استقلاع حمل اور دیگر زنانہ امراض کی سب سے بہترین دوا ہے اور جو امراض حمل میں پیدا ہوتے ہیں ان کو دور کرنیوالی ہے۔ دن کے استعمال کی تین دواؤں کے سٹ کی قیمت ہے علاوہ محصول ڈاک۔

دماری دمہ اور سانس کے مریضوں کی بہترین دوا فیصدی فائدے کو مفید ہے ۱۲ دن کے استعمال کی دو دواؤں کے ایک سٹ کی قیمت ہے علاوہ محصول ڈاک

نترو آنکھ کے تمام امراض کی [illegible]
قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک
[illegible] پوسٹ [illegible]

بلا پٹرول کے چلنے والی موٹر

روسی سائنسدان کی انقلابی ایجاد

بابات کی ایجاد پر ان دنوں سارے سوویت روس میں غور کیا جا رہا ہے ماسکو کی میونسپلٹی نے تو ابھی سے اسکیم بھی بنانی شروع کر دی ہے تاکہ لڑائی کے خاتمے کے بعد اس پر عمل کیا جا سکے۔

بابات نے اپنی نئی ایجاد کے مطابق ایک برقی

ہو رہے ہیں بجلی کے بھیانک بھی حال ہے جہاں آپ جن

ایجاد کا خیال کیسے پیدا ہوا؟

بابات کی ایجاد کا خیال

بابات کے اپنی بجلی مشین

جو کامیاب ہوئی، بابات کا خیال ہے کہ وہ دن جلد آنے والا ہے جب ماسکو میں ٹریم بلا بجلی کے تاروں اور بجلی کے کھمبوں کے چلے گی اور موٹریں بلا پٹرول کی سڑکوں پر دوڑتی پھریں گی۔

سڑکوں کے نیچے بجلی کا تار بچھا دیا جائے گا، اور ہر مشین اس تار سے براہ راست برقی قوت حاصل کرے گی۔

کیا موٹر بلا پٹرول کے چلے گی؟ کیا ٹرام اور بجلی کی گاڑی بلا بجلی کے کھمبوں کے چلیں گی؟ کیا بجلی کا بلا بجلی کے تار کے چلے گا؟ جی ہاں ... ہوگا۔

سوویت روس کے ... ایسی مشین ... بجلی ... گاڑیوں میں ... بجلی ... بجلی کے ... بجلی ...

ہو گیا ہے صرف ایک گھنٹہ کی مشق کے بعد آپ موٹر چلا سکتے ہیں۔ آپ کا کام صرف موٹر کا بٹن دبانا یا پیڈل کو پھرانا ہے بقیہ کام موٹر کا انجن خود ہی کرے گا۔

(از اخبار ماسکو ...)

... کا میڈیا میں ... مشکل کام ... مگر وہ شخص جو اس پارٹ کو کھیلے اس کو ہر گز ... نہ ہونا چاہیئے ——— (مسٹر ...)

کوئی بے دھڑک بولتا ہے

ہر ہزاروں ہندوستانی کاؤں میں تیل کی قلت ہو جاتی ہے لاکھوں گیلن تیل سمندر میں مل جاتا ہے

بے احتیاطی کی وجہ سے جانیں ضائع جاتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ ضرورت کے وقت یہ بیماریاں بھی تباہ ہو جاتی ہیں جن کے بغیر زندگی محال ہے۔ مٹی کا تیل تو صرف ایک چیز ہے دشمن ہمارے چیتنیں کا ... تو ہم خوراک اور دواؤں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس لئے کوئی بے دھڑک بولتا ہے

آپ جہاں کہیں ہوں اس اعلان کو پڑھنے

کے بعد ہمیشہ یاد رکھئے کہ ممکن ہے دشمن کا کوئی جاسوس بھولے چوک کی باتوں پر کان لگائے ہوئے ہو سڑک کے ڈبے میں، کلب میں، ہوٹل میں یا ٹیلیفون پر آپ کے خط بھی گم ہو کر اس کے ہاتھ میں پڑ سکتے ہیں۔ اس کے ہتھکنڈوں کا ایک ہی علاج ممکن ہے آپ کی احتیاط اور سمجھداری۔

دیکھئے آپ سے ہرگز چوک نہ ہو!

یہ اعلان ... نے شائع کیا

انکا INCA قوم اور اس کا تہذیب و تمدن

(از جناب بلبیر سہائے بھٹناگر بی، اے، بی ٹی، گورنمنٹ ہائی اسکول بیگم آباد، مشہد)

جنوبی امریکہ میں جب اہل یورپ وارد ہوئے تو انھوں نے وہاں تلمبے جیسے رنگ والے دو مختلف قسم کے لوگوں کو دیکھا ایک تو وحشیانہ اور غیر مہذب حالت میں تھے، دوسرے تہذیب یافتہ و خلیق تھے۔ میکسیکو میں "ایزٹیکس" اور پیرو میں "انکا" (INCA) قوموں کی مہذب سلطنتیں قائم تھیں۔

اگر ہم جنوبی امریکہ کے مغربی ساحل پر واقع پیرو سے بندرگاہ اینوفیگو تک سفر کریں تو تمام ساحل کوہستانی ملے گا جس کے پشت میں بلند کوہ انڈیز ہوں گے۔ اس کے شمال میں "انکا" قوم کی زبردست مہذب حکومت پھیلی ہوئی تھی۔

پیرو کے قدیم باشندگان میں بہت سی وراثتیں رائج تھیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ "انکا" تہذیب سے عرصہ دراز قبل ایک اور قوم اس ملک میں قیام پذیر تھی جو کہ تہذیب و تمدن میں اعلیٰ تر تھی۔ اس کا ثبوت چین ٹی کاکا کے گرد و نواح میں آثار قدیمہ و عالیشان عمارتوں کے کھنڈرات ہیں لیکن ابھی تک محققین یہ نہیں معلوم کر سکے کہ یہ قوم کون تھی اور کہاں سے آئی؟

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ "انکا" قوم کے لوگ سورج کی اولاد ہیں۔ سورج نے اس ملک میں اپنے دو لڑکوں "مینو کیپک" اور "ماما ہوکیلو ہوآکا" کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو علوم و فنون و تہذیب سکھائیں۔

ان روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ "انکا" تہذیب کی ابتدا اہل اسپین کی فتوحات سے چار سو سال قبل ہوئی یعنی بارھویں صدی کے اوائل میں۔ لیکن اس قوم کی اصلی و صحیح تاریخ اس کے زوال سے پہلے کی تاریخ تک دستیاب ہوتی ہے۔ دراصل اس قوم کے تاریخ کے بارے میں مورخین کی مختلف رائے ہیں۔ زیادہ تر لقمانیت سے پتہ چلتا ہے کہ "انکا" قوم کے لوگ نگرین نسل سے تھے۔

تہذیب و تمدن

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ "انکا" قوم کے لوگ نہایت مہذب اور دیانتدار تھے۔ ان کا تمدن بہت اونچے درجہ کا تھا اور اعلیٰ معیار زندگی رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے نہایت خوبی سے نہریں نکال کر ریگستانی خطوں کو سرسبز و شاداب بنایا۔ کوہ انڈیز کے ڈھلانوں پر وسیع سیڑھیاں کاٹ کر قابل زراعت کیا۔ یہ محنتی و جفاکش قوم ہر قسم کی فصلیں پیدا کرتی تھی۔ سطح مرتفع پر ہزارہا بھیڑیں، لاما و دیگر اقسام کے مویشی چرائے جاتے تھے۔

کزکو، متبرک شہر اور دارالسلطنت تھا جس میں نہایت خوبصورت، شاندار اور قابل دید شاہی محلات تھے۔ اور سلطنت کی عالیشان عمارتیں تھیں۔ پیرو میں سورج کا مندر اتنا مشہور تھا کہ اسپین لاکھوں یاتری سالانہ مذہبی تہوار منانے آیا کرتے تھے۔

دارالسلطنت کی حفاظت کے لئے عجیب و غریب [illegible] کی گئی تھی اس کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں میں بھی ایسی قلعہ بندیاں موجود تھیں۔ تمام سلطنت میں کشادہ پختہ سڑکوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ جو کوہستانی دشوار گذار حصوں میں بھی ہو کر گذرتی تھیں۔ اس قوم کا بادشاہ خود مختار ہوتا تھا لیکن یہاں کے بادشاہوں نے کبھی اپنی طاقت کا بیجا استعمال نہیں کیا۔ ظلم و ستم کی طرف مطلق راغب نہیں ہوئے۔ ہمیشہ رعایا کی فلاح و بہبودی کو مدنظر رکھا اور عوام کے معاملات میں بھی دلچسپی لی۔ سلطنت میں ہر فرد بسر و شحال تھا۔ مال و دولت کے دریا بہتے تھے۔ افلاس و غربت سے کوئی واقف بھی نہیں تھا۔ پیرو کے پہاڑوں میں سونا و چاندی کی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ "انکا" قوم کے لوگ کان کنی میں اعلیٰ درجے کے ماہر تھے۔ اس کے علاوہ سونے چاندی کا نفیس آرائشی سامان خوب بنایا جاتا تھا۔ سونے کی اس قدر زیادتی تھی کہ زیورات کے علاوہ عوام کے کھانے کے برتن بھی سونے کے ہوا کرتے تھے۔ یہ لوگ بہترین قسم کے اونی کپڑے تیار کرتے تھے جن کا استعمال سلطنت کی شان کو دوبالا کرنے کے لئے نہایت دانائی سے کیا جاتا تھا۔ اعلیٰ قسم کے رنگ، [illegible] کے [illegible] وقت [illegible] وغیرہ شاہی خاندان و محلات کے واسطے بنائے جاتے تھے۔ عوام کی پوشاک سادی لیکن نفیس قیمتی و خوبصورت ہوتی تھی۔

یہ قوم نہایت مستقل، ایماندار اور صاف کش تھی۔ مذہب کے اعتبار سے یہ کئی دیوتاؤں کی پوجا کیا کرتی تھی اور بت پرست تھی۔ اس کی تہذیب و تمدن ہندو مذہب سے بہت کچھ مشابہ ہے۔ [illegible] کی بناوٹ و دیگر [illegible] رواج کافی ملتے جلتے ہیں۔ اس مہذب و عقلمند قوم پر [illegible] لگانے والی محض ایک رسم تھی [illegible] کہ یہ لوگ انسانی قربانی کے عادی تھے۔

زوال

اس قوم کا زوال اسپین کے جرنیل "پیزارو" کے ہاتھوں ۱۵۳۲ء میں ہوا۔ اہل اسپین کی پیرو میں فتح یابی تاریخ میں بے نظیر مثال ہے۔ صرف مٹھی بھر اسپین کے باشندے [illegible] دشوار گذار کوہ انڈیز کو پار کر کے ایک ایسی قوم پر غالب آ گئے جو کہ نہایت طاقتور اور جنگجو تھی اور جس کے پاس کثیر تجربہ کار اور وسیع فوج تھی۔

اس کے علاوہ ملک میں مضبوط قلعہ بندی بھی۔ دراصل اہل اسپین پیرو میں اس وقت داخل ہوئے جبکہ قوم میں تفرقہ پھیلا ہوا تھا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد تخت کے لئے اس کے دو لڑکے اتاہوالپا اور [illegible] آپس میں لڑ رہے تھے۔

اتاہوالپا نے پیزارو کے پاس اپنا سفیر بھیجا اور اس سے مدد کی درخواست کی تاکہ وہ [illegible] کے لئے شکست [illegible] پیزارو نے اسے اپنے حرم میں مدعو کیا۔ جب اتاہوالپا [illegible] میں سوار ہو کر شان و شوکت سے آیا تو اہل اسپین نے اسے دھوکہ کر کے نیچے گرا دیا اور نظر بند کر لیا۔ اس کے سپاہیوں اور نوکروں کو قتل کر ڈالا۔ اس طرح مکر و فریب سے اہل اسپین نے پیرو پر تسلط پایا اور اس مشہور و معروف [illegible] کو ہمیشہ کے لئے صفحہ [illegible] کا دارالسلطنت [illegible] ۱۸۳۱ء [illegible] جمہوریہ قائم ہوئی [illegible] جمہوری حکومت [illegible]

[illegible] ۲۲ سے آگے

[illegible] کی خلا میں گم ہو جاتا [illegible] کیا دنیا اس تاریک رات کی [illegible] خلا میں جانے سے پہلے [illegible] کیا یہ [illegible] معلوم نہیں کہ آج [illegible] کو تاریکی کا جامہ پہنا [illegible]

[illegible]
[illegible]
کو مٹانے میں [illegible] رہا ہے

ہوں، مجھے تم سے بے پناہ محبت ہے۔

اے میرے شرمیلے محبوب! میرا ناداں دل تمہاری زلف کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے،

وہ زلف جس کا ایک ایک تار ایک جال ہے اور میرا دل اس میں اسیر ہو گیا ہے،

محبوب! دن بھر آنکھوں میں تو رہتا ہے اور رات کو جب تمام دنیا خوابِ غفلت میں غلطاں ہوتی ہے تو میری تشنہ دیدار آنکھیں تیرے انتظار میں نیم وا رہتی ہیں،

اور جب تصور کی آنکھ سے تمہاری آنکھوں میں اپنے لئے غصہ دیکھتا ہوں تو میرا دل دہل جاتا ہے۔

اے میرے شرمیلے محبوب! تمہارے ہونٹوں پر میٹھی مسکراہٹ دیکھ کر میرے جسم کا رواں رواں ہنس پڑتا ہے دل تمہارے دل سے بغلگیر ہونے کیلئے بیقرار ہو جاتا ہے

ڈوبتا ہوا ستارہ

دیکھو! [illegible] ہوئے کو [illegible] رات میں [illegible] ختم ہونے پر اس طرح لرز رہا ہے جیسے کسی [illegible] آنکھوں میں آنسو کانپتے اور تھرکتے ہیں یا کسی [illegible] بجھنے سے پیشتر زندگی کے لئے آخری [illegible] ستارہ افق کے سمندر میں اس طرح فنا ہو جائیگا جس طرح [illegible]

(باقی صفحہ [illegible])

آپ..

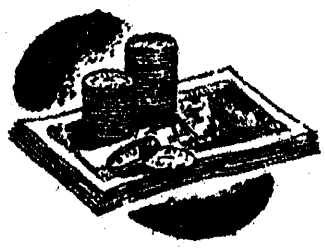

آپ کی رقم..

اور مستقبل

تمہارا روپیہ میرا اپنا روپیہ ہے۔ میں اسے جیسے چاہوں صرف کروں؟ بے شک آپ کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ آپ کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہے تو آپ اسے کھونا پسند نہیں کریں گے۔ مگر جب کبھی آپ بے ضرورت کوئی چیز چڑھے ہوئے داموں پر خریدیں تو بالکل یہی ہوتا ہے۔ اس سے کہیں بہتر ہے کہ آپ اپنی خریداریاں قیمتوں کے دوبارہ ٹھیک ہونے تک ملتوی کر دیں۔

آپ مستقبل کو بھی نہ بھولئے۔ فتح کے بعد ہندوستان اپنی قوتوں اور ذرائع کو دوبارہ زمانۂ امن کی صنعتوں پر لگائے گا اور اس وقت ہمیں جنگ کے بعد کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ سرمائے کی ضرورت ہوگی۔ اس وقت آپ جو رقم بچائیں گے وہ آپ ہی کے مستقبل کی خوشحالی کے لئے ایک مضبوط بنیاد بن جائے گی۔

بیمہ پالیسی، سرکاری قرضے، نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹس، ڈاک خانے کا سیونگ بینک، بینک کا سیونگ کھاتا اور امداد باہمی کی انجمنیں روپیہ لگانے کی عمدہ مدیں ہیں۔ آپ کا روپیہ محفوظ رہتا ہے اور ان مدوں سے آپ کو معقول منافع بھی ملتا ہے۔

روپیہ بچائیے اور سمجھداری سے لگائیے

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل۔

۸۸۸ ۱۱۱۰

کبوتر کا جوڑا

صفحہ ۸ کا باقی افسانہ

"آگئیں ——— ؟"

"لیکن آپ اتنے اداس کیوں کھڑے ہیں؟" اس نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"سامنے کی ہریالی دیکھ رہا تھا" میں نے اسے فریب دیا۔

"نوین! تم مجھے اتنا پیار کیوں کرتی ہو؟"

"میں دیکھتی ہوں، کھوئے کھوئے سے، اور جب پوچھتی ہوں تو ٹالنے کی کوشش کرتے ہو" کہہ کر سلونی جواب کے انتظار میں پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

"پگلی!" میں نے اس کے گال پر ایک ہلکی سی چپت لگا دی لیکن اسے ذرا بھی ہنسی نہ آئی، میں بے دلی سے ہنس پڑا۔

"آخر مجھ سے اتنا کیوں چھپتے ہو؟ تمہاری اداسی مجھے بے چین کر دیتی ہے نوین!" اس نے وفورِ محبت میں اپنے دونوں ہاتھ میرے کندھوں پر رکھ دیئے۔

"تم بہت جذباتی ہوتی جا رہی ہو سلونی!" میں نے اپنا دایاں ہاتھ اس کی کمر پر رکھ دیا۔

"میں تمہیں کسی سے جدا کرنا نہیں چاہتی تمہارے پاس آنا چاہتی ہوں نوین مجھے غلط نہ سمجھو" اس کی آواز میں محبت بھری التجا اور پتلیوں میں مضطرب و بے قرار چاہ تھی،

"تم میرے قریب ہو سلونی، تمہیں میں نے کبھی پرایا نہیں سمجھا، میں نے کہا۔

"سچ ——— ؟ سچ کہتے ہو نوین ؟" اس نے وفورِ محبت میں آکر اپنا سر میرے سینے میں چھپا لیا ——— تھوڑی دیر کے بعد وہ سنبھل کر کھڑی ہو گئی،

——— "اور آج تو چائے پینے کے لئے بلایا تھا۔ تم نے" اس نے کہا۔

"ہاں" میں نے دیکھا انگیٹھی بالکل بجھ چکی تھی، "تو آج میں اپنے حقوق کی حفاظت کروں گی" کہہ کر سلونی انگیٹھی جلانے چلی گئی ———

——— اور میں نے سامنے دیکھا،

——— سامنے کی منڈیر پر کبوتر کا جوڑا کھلی ہوئی سنہری دھوپ میں وفورِ محبت میں چونچ سے چونچ ملا کر اپنے پر خشک کر رہا ہے ——— (نوشتہ: منزی ناز)

ادبِ لطیف:

شرمیلے محبوب سے

(از جناب ہرنیس سنگھ پریم، پشاوری)

اے میرے شرمیلے محبوب!

زبان سے ہی نہیں بلکہ دل سے میں تمہیں چاہتا

No 3

میری بہشت

از علامہ کیفی چریاکوٹی

جہانِ بے ثبات میں خوب ہے نہ زشت ہے
ستم ترا جحیم ہے، کرم ترا بہشت ہے

مری وفا، تری عطا، تری رضا، مری خوشی
کہیں نہ کوئی ناخوشی، نہ ہے کہیں کوئی خوشی

ترا کرم بہشت ہے، کہیں ملے، جہاں ملے
مرے مکان میں ملے کہ سوئے لامکاں ملے

یہی ہے وحدتِ بصر، نظر نہ ہو ادھر ادھر
تمام تو ہے جلوہ گر، تری بہشت ہے کدھر

ترا خیال ہے یقیں، ترا جمال اصلِ دیں
نظر میں نور ہے مکیں، نہیں نہیں کبھی نہیں

بہشت کی نمود ہے کہ تیرا حسنِ دید ہے
جو حشر ہے وہ عید ہے، بہشت زرخرید ہے

نگاہِ عشق میں مگر، بہشت کون چیز ہے
غلامِ در کے سامنے، بہشت بھی کنیز ہے

تری خیال میں ہوں میں، کہاں ہوں اور کیا ہوں میں
نگاہ دل پر ڈال کر بہشت دیکھتا ہوں میں

خموش کیفیؔ حزیں کہ اہلِ ہوش سن نہ لیں،
گلوں کو دور پھینک کر یہ خار ہی کو چن نہ لیں،

(کتبۂ حاجی امروہوی)

چنے ہوئے پھول

(مرتبہ جناب اختر علیخاں اختر حیدرآبادی)

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
یہ بیاباں جب ہوا عالم بیاباں ہو گیا (جگر)

دل تھا کشتِ غم ہستی سے بے نیاز
یہ عجب کی بات ہے کہ کمت گنا تھی (اختر)

تلخ کر دیا اسے کیوں فطرت چمن
تھی بہار مرا آشیاں نہ تھا (سیماب)

وہ عالم ہے وہ عالم ہے عروج کیف و مستی کا
مشیت بھی حریف ہا وہ بیاں ہے جہاں میں ہوں (رئیس مرادی)

عیاں زمانہ پہ ہو جائے انقلاب کا راز
خوش کو ساتھ لئے موسم بہار آئے (رنگ)

کچھ ایسی نیند ترے غم کی جھاؤں میں آئی
کہ حادثات زمانہ مجھے جگا نہ سکے (خمار بارہ بنکوی)

سمجھتی ہیں بال گل مگر کیا جبر قدرت ہے
سحر ہوتے ہی کلیوں کو قسم آہی جاتی ہے (جوش ملیح آبادی)

سی جلوے کی خواہش ہے کہ جسکو دیکھکر شعری
ادا ہیبت کے لئے ذوق نظر لے کار ہو جائے (شعری بھوپالی)

اے بلبل بے ہوش ذرا سوچ سمجھکر
نظر میں ہیں پرہ گل عارض سنبھلے (رنگ سنبھلی)

عالم ہی نظروں میں جگر اور ہی کچھ ہے
عالم ہے اگر جسم وہی دن رات کا عالم (جگر)

کیا کیا ہر کروٹ میں آئی دنیا ہی اک مٹ گئی
ہے ان دو خون کی بوندوں میں کتنا جوش تھا (فانی بدایونی)

دل کیکر ہیں بیدل نہ سمجھیں ان سے کہہ دینا
ہیں ہاتھ بے نظروں کے سنکی ہر نظر دل ہو (سیماب)

کیوں زندگی گزار رہا ہوں تمہے بغیر
جیسے کوئی گناہ کئے جا رہا ہوں میں (جگر)

مجھ سے خفا ہیں، میں ان سے خفا ہوں
کر بات کرنے کو جی چاہتا ہے (شکیل بدایونی)

کیس آ محبت کی شان ناکامی
وہ بدنصیب ہے جو کامیاب ہو جائے (رئیس مرادی)

وہ گرنے بھی کو باندھا تھا سمجھکر ناتواں
بس ذرا تڑپا تو ٹکڑے بھی نہ تو رہنے کے (مدن مہر بھٹی)

خدا بچائے ہم تو دیکھتے ہیں حسن کے جلوے
کہیں وارفتگی ہو گی انہیں وارفتگی ہو گی (سیماب)

ہے برق کو نہ کے رہ جائے گی یونہی
آخیاں قفس میں بنائے ہیں ہوں (رنگ سنبھلی)

نظر وارفتگی شوق کا عالم
ابھی ہے اب سر سر مل نہیں ملتا (جگر مرادآبادی)

ہے رئیس اللہ ہے آئے گی جنم شوق
شوق نظارہ سے نظارہ پریشاں ہو گیا (رئیس مرادی)

تنکے بہ بہ کے مرے خاک پہ جب گرنے لگے
سانے تجھ کو ترے دامن کو بہت یاد کیا
وہ خنجر سے تو بہ قدم لاجواب ہے
مجھ سے بیخبر ہائے غضب کا شباب ہے (بیخود دہلوی)

جواہر پارے

بچے اللہ تعالیٰ کے پیام رساں ہیں، وہ محبت، امید اور امن کا پیغام پہنچاتے رہتے ہیں (لاول)

بچے کا بیٹھا ہوا کرتہ درست ہو سکتا ہے مگر اس کا ٹوٹا ہوا دل کبھی نہیں جڑ سکتا (لاگیلو)

کیا مبارک وہ دھبے جو بچوں کے لئے سامان راحت مہیا کرتا ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ خوبصورت کلیاں کس لمحہ کس جگہ شگفتہ ہوں گی (جیفرولڈ)

بچہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اس وقت تک نہ سیکھے گا جب تک وہ خود اپنے پاؤں پر نہ کھڑا ہو اپنے شک وہ شروع میں غلطیاں کرے گا مگر انہیں غلطیوں سے اس کی عقل آئے گی بچوں کی بیس غلطیوں میں سے انیس کی پرواہ نہ کرو مگر اس ایک کے متعلق جو حکم دو وہ ضرور منوا لیا کرو (ایڈورڈس)

بچے کی تمام خواہشیں پوری کرنا اس کو خبیث بنانا ہے اس لئے کہ خواہشات جتنی پوری ہوتی جاتی ہیں بڑھتی جاتی ہیں اور تمام خواہشات پوری کرنا تمہارے امکان سے باہر ہے (ہوم)

بچوں کی تربیت میں نرمی اور سختی دونوں ملی رہنا چاہئے نہ تو ان کو مطلق العنان کرو اور نہ ان کی ہر خواہش مار دو کہ ان کو ڈانٹنا ڈپٹنا سے ہمارا دو سہ کم ہو گا مگر جب ان کا سن بڑھے گا تو ان کی وجہ سے ہمارا درد دل زیادہ ہو گا (اسپرجن)

بچے طبعاً سستی و بیکاری سے نفرت کرتے ہیں پس تمہارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ مغبکا موسیں ان کو ہر وقت مشغول رکھو (لاک)

کون شخص بچوں کی معصوم صورت دیکھنا نہیں چاہتا ان کی پیاری باتیں نہیں سننا چاہتا، ان کے ساتھ دوڑنا اور کھیلنا نہیں چاہتا؟ (ایکیٹنس)

بچے بھی اپنی خوشی و غم اسی طرح رکھتے ہیں جیسے کہ بڑے بوڑھے، بچے کو اپنا کنکوا اڑانے یا ماربل بجانے میں اتنی ہی مسرت حاصل ہوتی ہے جتنی بڑے آدمیوں کو بڑے بڑے منصبے لگانے اور شہرت کی تلاش میں ہوتی ہے (شاپین)

بچوں کو فطرت کی طرف سے ایک زبردست قوت مشاہدہ عطا ہوئی ہے لہٰذا وہ تمہاری چھوٹی سے چھوٹی غلطیاں دریافت کر سکتے ہیں، پس ہم کو چاہئے کہ بچوں کی صحبت میں سلجھے ان کے عیبوں کے اپنا خود خیال رکھیں (فینیلون)

پہلا پہلا اور سب سے بڑا فرض بچوں کے ساتھ یہ ہے کہ ان کو خوش اور مسرور رکھیں اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو بچوں پر سخت ظلم کیا جس کی تلافی کبھی نہیں ہو سکتی، جس شخص کا بچپن مہربانی اور محبت کے ساتھ گذرا ہے وہ اپنے بچوں کے ساتھ بھی اسی مہربانی و محبت سے پیش آئیگا، جب کسی بچے کی غلطی آنکھ نکالیں سزا کے خوف سے نہیں بلکہ خطا کی پشیمانی سے تو پھر اس کو کچھ سزا نہ دو، اس لئے کہ جب کوئی اپنے کردار پر آنسو بہائے تو یقین جانو کہ کوئی فرشتہ اسکے دل میں جاگزیں ہے جو اس کی خطا کو دھو رہا ہے (بین)

جو چیز سب سے بہتر اور سب سے عقلمند آدمی اپنے بچے کے لئے چاہے وہی ایک جماعت کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کے لئے بھی چاہے (جان ڈیوئی)

قیمت (ڈیشلی دس دن کا کورس) پانچ روپے

قیمت فی چار خوراک ایک روپیہ

ہمدرد دواخانہ لال کنویں دہلی

معجون شباب آور

چند خاص جڑیوں اور مشک عنبر اور موتیوں کا ایک سائنٹفک مرکب ہے جدید تحقیقات کی روشنی میں جدید ترین مشینری سے تیار کیا گیا ہے یہ دل و دماغ اور اعصاب کو قوت پہنچا کر قوت باہ بے انتہا پیدا کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے ۳۰ دن کا استعمال ناامیدیوں اور مایوسیوں کا یقینی طور پر خاتمہ کر دیتا ہے شادی سے نہ گھبرائیے۔ آج ہی سے معجون شباب آور کا استعمال شروع کر دیجئے۔

قومی بچت کا "دو ہفتہ"

ان ۱۴ دنوں میں آپ آئندہ ۱۴ برس کا انتظام کر سکتے ہیں

ان دنوں بچت کا "دو ہفتہ" منایا جا رہا ہے جو ۲۸ جنوری سے ۲۲ جنوری تک رہے گا۔ ان ۱۴ دنوں میں آپ اپنے کاروبار اپنی اولاد، اس کی تعلیم اور شادی وغیرہ کے لئے اپنے آئندہ منصوبوں کو پورا کرنے کا سامان کر سکتے ہیں۔ آجکل روپیہ لگانے کی بہترین صورتیں یہ ہیں ان میں رقم بالکل محفوظ رہتی ہے اور منافع بہت معقول ملتا ہے۔

ڈکٹری لون

جتنی رقم کے چاہیں خریدیں کوئی حد مقرر نہیں۔
سنہ ۱۹۵۰ء میں اصل رقم واپس مل جائے گی۔
سو فیصدی منافع ملتا ہے۔
ضرورت پر جب چاہیں آسانی سے فروخت کر سکتے ہیں
ہندوستان میں امپیریل بینک آف انڈیا کی کسی شاخ یا ریزرو بینک آف انڈیا یا کسی سرکاری خزانہ یا ٹریژری یا سب ٹریژری سے خریدا جا سکتا ہے۔

نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹ

آپ ۱۰۰۰ روپے تک کے سرٹیفکیٹ خرید سکتے ہیں اور چاہیں تو ۱۰ سال بعد بھنا سکیں گے۔
آپ کو ہر روپے کے بدلے بارہ سال بعد چھ روپے ملیں گے۔ اس کے معنی ہیں ۲۰ فیصدی منافع۔
انکم ٹیکس معاف۔ حکومت کے مقرر کردہ ایجنٹوں سے یا ڈاکخانوں سے مل سکتے ہیں۔

روپیہ بچانے کا یہی وقت ہے

"علاقہ وار تقسیم"
ہندوستان کی گتھی کا ایک نیا حل

(از مسٹر کے، ایم، منشی)

ہندوستان کا موجودہ نیشنلزم ایک عجیب چیز ہے۔ اس کے اجزاء یہ ہیں: ملکی اتحاد، دوسرے ممالک کے باشندوں کی شدید نیگانیت، ملک کی جغرافیائی وحدت، ہندوستان کو مادر وطن سمجھنا، ملکی طلب، غیر ملکی حکومت کو ناپسند کرنا، جذبات اور روایات اور قانونی و آئینی اتحاد جو برطانوی حکومت کے زمانے میں پیدا ہوا ہے۔ ہندوستان کو وہ صنعتی انقلاب جو کم و بیش انگلستان کی روش پر رہا ہے اور ایک ہم آہنگ قومی حکومت کا تخیل جو تعلیم یافتہ لوگوں میں بیرونی اور جان اسٹوارٹ مل وغیرہ کے مطالعے سے پیدا ہوا ہے۔ اس طاقتور قومیت کی تشکیل میں نہ صرف ہندوؤں اور مسلمانوں بلکہ پارسیوں، عیسائیوں، سکھوں، پارسیوں وغیرہ نے بھی مدد کی ہے۔ ہندو اور مسلمان دونوں زندگی کے مختلف شعبوں میں مل کر کام کرتے ہیں اور دوستانہ رشتہ رکھتے ہیں لیکن جو لوگ محکوم ہوں ان کے لئے سیاسی آزادی اور ان کی زندگی کی سب سے پہلی ضرورت ہے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان عام اتفاق موجود نہیں ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کچھ دنوں سے مسلمانوں کو قومی علیحدگی کا سبق پڑھایا گیا ہے، وہ ہندوستان کو "مادر وطن" خیال نہیں کرتے بلکہ اپنا ایک علیحدہ وطن بنانا چاہتے ہیں۔ غالباً وہ برطانیہ کی دوستانہ محکومی کو اس آزادی پر ترجیح دیتے ہیں جو ہندوؤں کی اکثریت میں حاصل کی جائے۔ کہا جاتا ہے کہ کوئی "ہندوستانی قوم" موجود نہیں ہے اور نہ اس کے وجود میں لانے کا کوئی امکان ہے۔ الغرض اسی طرح کا ایک نفسیاتی ماحول پیدا کر دیا ہے اور سیاسی خیال کے مسلمان اس سے متفق ہو رہے ہیں۔

کانگریس کا وہ اصلی اور بنیادی نظریہ کہ ہندوستان کے تمام فرقے اپنے مذہبی جذبات کو سیاسیات سے الگ کر کے ایک متحدہ قومی احساس پیدا کریں، اب دھندلا پڑ گیا ہے۔ ہندو مسلم فسادات بھی ایک خاص معنی رکھتے ہیں اور پاکستان کے تخیل سے اس سلسلہ کو ہوا پہونچتی ہے۔

ہندوستان کی علاقہ وار تقسیم کے لئے ایک سخت مشورہ خیال اس وقت پیدا ہوا جبکہ ۱۹۳۹ء کے آخر میں کانگریسی وزارتیں مستعفی ہو گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں کی اکثریت والے صوبوں میں گورنری اور دفتری راج قائم ہو گیا اور مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلم وزارتیں برسر اقتدار رہیں اور فرقہ وارانہ مفادات کو تگڑے بڑھانے کی آزادی انہیں حاصل رہی۔

لیکن اس علاقہ وار تقسیم کا سوال عملی سیاسیات میں اس وقت داخل ہوا جب مہاتما گاندھی نے راجہ جی کے فارمولا کو تسلیم کر لیا اور ہندوستانی قومیت کے سب سے زیادہ طاقتور رہنما نے دو قوموں کے نظریہ کے حامی کے ساتھ گفت و شنید کی۔ گاندھی جناح "گفتگو" کے زمانے میں ہندوستان کا نیشنلزم اس کام کے لئے تیار تھا کہ اگر مسلمان ایسا چاہیں تو ہندوستان کو ایک ہندو علاقہ اور ایک مسلم علاقہ میں تقسیم کر دیا جائے۔ راجہ جی کے فارمولا میں "پلیبی سائٹ" یعنی دریافت رائے عامہ کی شرط موجود ہے لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

راجہ جی کے فارمولا کو جس میں دو خود مختار مملکتوں کا اہتمام تھا، تسلیم کر کے گاندھی جی نے سمجھوتہ کے لئے ایک فیاضانہ اشارہ کیا تھا۔ لیکن وہ نیشنلزم جو ہندوستان کی قسمت کا ایک ضروری پس منظر سمجھا جاتا تھا اس وقت معرض خطر میں پڑ گیا جب گاندھی جی اور مسٹر جناح تفصیلات پر نارضامند ہو کر الگ الگ ہو گئے۔ پھر بھی ان کی باہمی رضامندی کا سب سے کم مشترک عنصر یہ تھا کہ ہندوستان کو ہندو علاقہ اور مسلم علاقہ میں تقسیم کر دینے سے فرقہ وارانہ اختلافات کا حل ہو سکتا ہے۔

ہندوستان کی مختلف علاقوں میں تقسیم کا جواز صرف اسی مقصد کے لئے ہو سکتا ہے جبکہ:

(۱) ہندو اور مسلمان دونوں کے لئے جداگانہ علاقے ہوں جہاں وہ پوری آزادی کیساتھ ترقی کر سکیں

(۲) یہ علاقے اس طرح بنائے جائیں کہ فرقہ وارانہ مسائل کم سے کم ہو جائیں اور مخالفتوں کو دائرہ میں توسیع نہ

(۳) اس تقسیم کا منشا یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہندوؤں کو نقصان پہونچا کر مسلمانوں کو فائدہ پہونچایا جائے، بلکہ یہ کہ ہندوؤں کو بھی ترقی کے وہی میدان عطا کئے جائیں جو مسلمانوں کے مطالبہ میں شامل ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو تقسیم ان شرائط کو پورا نہیں کرے گی وہ بالکل ناقص ہوگی۔

ہندوستان کی علاقہ وار تقسیم کے لئے چار اسکیمیں پیش کی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) مسٹر جناح کی اسکیم جو گاندھی جی کو ان کے لکھے ہوئے خطوط سے ظاہر ہوتی ہے۔

(ب) وہ اسکیم جو راجہ جی کے فارمولا میں پیش کی گئی ہے۔

(ج) پروفیسر کولمبیڈ کی علاقہ وار تقسیم کی اسکیم جو ماچ کے اعلان کی مسودہ میں پیش کی گئی تھی جو علاقہ مسٹر جناح مسلمانوں کے لئے چاہتے ہیں وہ تین مختلف رقبوں پر مشتمل ہے:

(۱) سندھ، بلوچستان، صوبہ سرحد جو اس وقت بھی مسلم علاقے ہیں۔

(۲) پنجاب جس میں ۵۳ فی صدی غیر مسلم ہیں اور بنگال جس میں ۵۴ فی صدی ہندو ہیں۔ ان دونوں صوبوں میں ایسے وسیع رقبے شامل ہیں جہاں ہندو آبادی کی کثرت ہے۔

(۳) آسام، جہاں ۶۶ فی صدی ہندو آبادی ہے، اگر سلہٹ کا ضلع جہاں ۶۰ فی صدی مسلمان آباد ہیں خارج کر دیا جائے تو اس صوبہ کی ہندو آبادی ۵۰ فی صدی ہو جائے گی۔

یہ پورا مسلم علاقہ یا علاقوں کا مجموعہ ۵۰،۸۶ کروڑ مسلم آبادی اور ۱۰،۴۰ کروڑ ہندو آبادی اور ۴۰ لاکھ دوسرے غیر مسلموں پر مشتمل ہوگا۔

اس علاقہ میں نہ صرف تمام موجودہ فرقہ وارانہ مسائل موجود ہوں گے، بلکہ کچھ اور مسائل بھی پیدا ہو جائیں گے اور اختلافات کی شدت اور گہرائی بھی بڑھ جائے گی۔ ہندو علاقوں میں مسلم اقلیت کی پوزیشن بھی خراب ہو گی، کیونکہ ہندوؤں اور مسلم اتفاق پیدا کرنے کا جذبہ مفقود ہو جائے گا۔ ہم آہنگی کے لئے یہ بھی ضرور ہوگا کہ ہندو علاقہ میں مسلمانوں کی آمد اور مسلم علاقہ میں ہندوؤں کی آمد روک دی جائے۔ اس سے اور بھی زیادہ تلخی پیدا ہو گی۔

آبادی کو ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں منتقل کرنے کی تجویز بظاہر دلچسپ معلوم ہوتی ہے مگر عملی حیثیت سے اس میں انتہائی مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ یونان، ترکی اور بلغاریہ وغیرہ میں بھی یہ تجربہ ناکامیاب ہوا ہے۔ مزید برآں دو علاقوں میں اپنے ہم مذہبوں کی حالت کا خیال انسان کو آرام سے رہنے نہیں دے گا اور بے چینی پیدا کرتا رہے گا۔ اس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اکثریتیں اپنے علاقہ کی اقلیتوں سے جوابی انتقام لینے لگیں اور مختلف علاقوں کے تعلقات بہت ناخوشگوار ہو جائیں۔

مسلم علاقہ کے لئے جو سرحدیں تجویز کی گئی ہیں وہ بھی انصاف اور جغرافیائی حالات پر مبنی نہیں ہیں بلکہ اس خیال پر مبنی ہیں کہ جس طرح بھی ہو صرف مسلمانوں کا مفاد حاصل کیا جائے۔ اگر ہندوستان کی قومیت ایک واحد ملک کی حیثیت سے قائم رکھی جائے تو اقلیتوں کو "ویٹیج" دیا جا سکتا ہے، لیکن علاقہ وار تقسیم کی تجویز اس مقصد پر مبنی ہے کہ ہر فرقہ کی ایک الگ مملکت ہونی چاہیئے۔ اس بنیاد پر کوئی اکثریت قائم نہیں رہتی۔ صرف دو اکائیاں قائم رہتی ہیں۔ اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ اپنی کثرت آبادی کے تمام متصل علاقے اپنے لئے حاصل کر لیں تو ہندوؤں کو اس حق سے کیونکر محروم کیا جا سکتا ہے؟ مجوزہ تقسیم میں پنجاب کے ۳ غیر مسلم اضلاع کو صرف اس لئے مسلم علاقہ میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ باقی اضلاع میں مسلم اکثریت موجود ہے۔ بنگال میں صورت حال یہ ہے کہ ۱۲ ہندو اضلاع کو زبردستی مسلم اضلاع میں شامل رکھنے کا مطالبہ کیا گیا ہے تاکہ مسلم علاقہ مکمل ہو جائے لیکن آسام میں ایک مسلم ضلع ۴ ہندو اضلاع میں شریک نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

ہندوستان کی فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی لئے بہت سی اسکیمیں پیش ہو چکی ہیں انہیں ایک تازہ ترین اسکیم مسٹر کے، ایم، منشی کی ہے جس کا ترجمہ درج کیا جا رہا ہے، جو لوگ صحیح معنوں میں وطن پرست ہیں وہ تقسیم ہند کے مطالبہ کو خواہ وہ کسی صورت میں ہو، پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھتے، مگر ظاہر ہے کہ فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کے لئے جو اسکیم پیش کی جائے، اس پر غور کرنا بھی ضروری ہے، اس سلسلہ میں ایڈیٹر تیج دہلی کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ایڈیٹر

اس ہفتہ کیلئے ایک خیال: محبت کے ذریعہ بہت سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں

دلچسپ معلومات

(از سردار جمین سنگھ جوشن ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ بہاولپور)

سمندر کا پانی کھاری یعنی نمکین ہوتا ہے یہ واقعہ ہے مگر یکساں نہیں ہے مختلف مقامات میں پانی کا مزہ مختلف ہوتا ہے سمندر کے پانی میں نمک، میگنیشیا، پوٹاش ملے ہوئے ہوتے ہیں ان سب چیزوں کی مقدار ہزار حصے پانی میں ۳۵ حصے ہوتی ہے، ۲۷ حصے نمک ۸ حصے دیگر چیزیں، میگنیشیا کی زیادتی کی وجہ سے سمندر کے پانی کچھ تلخی بھی پائی جاتی ہے، سمندر میں جو دریا گرتے ہیں ان کے ساتھ کافی مقدار میں کھاد یا مٹی لاتے ہیں لیکن یہ مٹی بھی جانوروں کے خول بننے میں کام آ جاتی ہے۔

سمندر کے اندر کی جو بھی پیداوار ہو وہ خشکی کی کسی قسم کی پیداوار سے بہت زیادہ بڑی ہوتی ہے خشکی کے اندر سمندر کی بیل پھیلی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دنیا کا سب سے بڑا درخت سمندر کے درختوں کے سامنے ایک سرکنڈے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، سمندر کے ایک خاص قسم کے درختوں کی لمبائی ۴۰۰ فٹ سے زیادہ ہوتی ہے عام طور پر اس کو رسی کا درخت کہتے ہیں کیونکہ اس درخت کا بیشتر حصہ خشک ہو جانے پر سمندروں میں رسیوں کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس کے نیچے ان درختوں کا جھنڈ جنگی بیڑے کو روکنے کا باعث ہو سکتا ہے۔

جنوبی امریکہ میں ایک درخت ہوتا ہے جو وہاں کے لوگ دودھ کا درخت کہتے ہیں، یہ پہاڑی یا پتھریلی چٹانوں پر ہوتا ہے اس کی جڑیں عام طور پر زمین میں گھسنے کی بجائے اوپر ادھر ادھر پھیلی رہتی ہیں، اس کی پتیاں سوکھی اور چمڑے جیسی ہوتی ہیں اگر اس کے تنے میں ذرا سا بھی چھید کیا جائے تو میٹھا سفید دودھ نکل آتا ہے۔

سر جان فیڈیول ایک ایسے درخت کا ذکر کرتے ہیں جس کی ڈالیوں سے لمبی لمبی شاخیں نکلتی ہیں جن کے سروں پر اس کا پھل مشکل ہوتا ہے یہ پھل دور سے دیکھنے سے عین بھیڑ یا بکری کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

سمندر کی زیادہ سے زیادہ گہرائی اور پہاڑوں کی زیادہ سے زیادہ اونچائی برابر ہیں کوہ ایورسٹ ہمالیہ کی سب سے اونچی چوٹی تقریباً ۲۰ ہزار فٹ اونچی ہے اور بحر الکاہل یعنی پیسیفک سمندر کی سب سے زیادہ گہرائی بھی ۲۰ ہزار فٹ سے کچھ زیادہ ہے۔

دنیا کے پانچوں براعظموں کی زمین یکساں ہموار نہیں ہے زمین کہیں اونچی ہے اور کہیں نیچی، امریکہ یورپ کی طرف، افریقہ اور آسٹریلیا بحر کی طرف، ایشیا اور یورپ شمال کی طرف ڈھلوان ہیں، اسی وجہ سے امریکہ افریقہ اور یورپ کے زیادہ تر دریا بحر اٹلانٹک میں گرتے ہیں، ایشیا کے دریا اکثر بحر شمالی میں گرتے ہیں، پانی ہمیشہ ڈھال کی طرف بہتا ہے۔

جنوبی سمندر کے جزیروں میں ایک درخت ہوتا ہے جس کا پھل آدمی کے سر کے برابر ہوتا ہے اس کا گودا نرم ہوتا ہے جو چاقو سے روٹی کی طرح کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں اور مرچ وغیرہ لگا کر بڑی لذیذ روٹی تیار ہوتی ہے بعض لوگ اس روٹی کو ابال کر بھی کھاتے ہیں جنوبی امریکہ میں کمھن کا درخت ہوتا ہے اس میں اخروٹ کی طرح پھل ہوتا ہے کچھ دیر تک انہیں دھوپ میں سکھاتے اور پانی میں ابالنے سے چھلکا اتر جاتا ہے وزن میں گودا اکھن کی طرح سفید اور لذیذ ہوتا ہے اور اس میں بغیر نمک ڈالے کئی سال تک حفاظت سے رکھ سکتے ہیں۔

موٹروں کے برابر ہوائی جہاز

حال ہی میں ایک امریکن کمپنی نے ایک ایسے چھوٹے سے ہوائی جہاز کا ماڈل تیار کیا ہے جو کہ موٹروں سے کچھ ہی بڑا ہوگا اس ہوائی جہاز میں دو شخص آسانی کے ساتھ بیٹھ سکیں گے اور اسے عام سڑکوں پر اڑایا جا سکے گا، اور اتارا جا سکے گا۔ عام خیال ہے کہ جنگ کے بعد اس قسم کے ہوائی جہاز موٹروں کی طرح عام ہو جائیں گے۔

پیسا کا جھکا ہوا مینار

اٹلی میں پیسا کے مقام پر ایک مینار ہے جس کی لمبائی ۱۸۰ فٹ ہے اور یہ عمودی لائن سے ۱۳ فٹ جھکا ہوا ہے اور اس کے پاس سے گزرنے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ گرنے والا ہے لیکن صدیوں سے اسی طرح قائم ہے کاریگروں نے اس کو اس طرح بنایا ہے کہ عمودی لائن کشش کے مرکز سے نقطۂ آغاز میں سے ہو کر گزرتی ہے۔

ہندوستان میں ریل

ہندوستان میں سب سے پہلے ریل گاڑی ۱۸۵۳ء میں جاری ہوئی آج ہندوستان میں ۵۰ ہزار میل سے زیادہ ریل گاڑی چل رہی ہے۔

اسٹیڈ

گراموفون کی سوئی

مشہور سیکرٹری کی گارنٹی کے ساتھ زیادہ اونچی آواز کے لئے بنائی جا رہی ہے اسٹیڈ اینڈ کمپنی لمیٹڈ شیفیلڈ

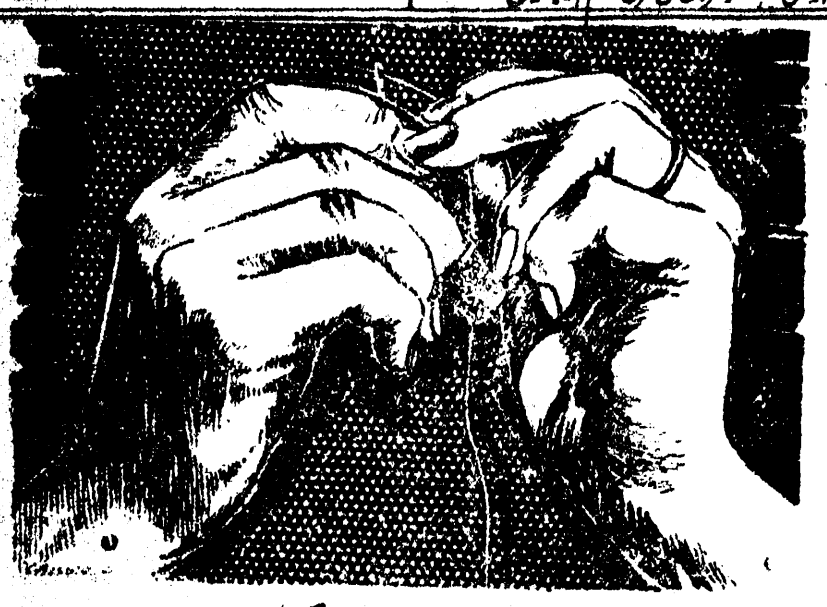

A timely Stitch.

بروقت ٹانکا

آپ کی پوشاک کی درستی کے لئے مناسب وقت کا کام دیتا ہے مگر آپ کے جسم کا کیا حال ہے؟ ساری بادیا مصفی خون اور اعضا کی مقوی کا بروقت استعمال آپ کے سسٹم کو درست کر کے آپ کی گزری صحت کو از سر نو بحال کر دیگا آپ کے خراب خون کو صاف کر کے تازہ خون بھر دیگا یہ بھی جگر کی خرابی، جلن، ناسور، دد، پھوڑے پھنسی اور اسی قسم کی دوسری جلدی بیماریوں میں تجویز کیا جاتا ہے

SARIBADINA

TONIC BLOOD PURIFIER

CALCUTTA CHEMICAL

CALCUTTA

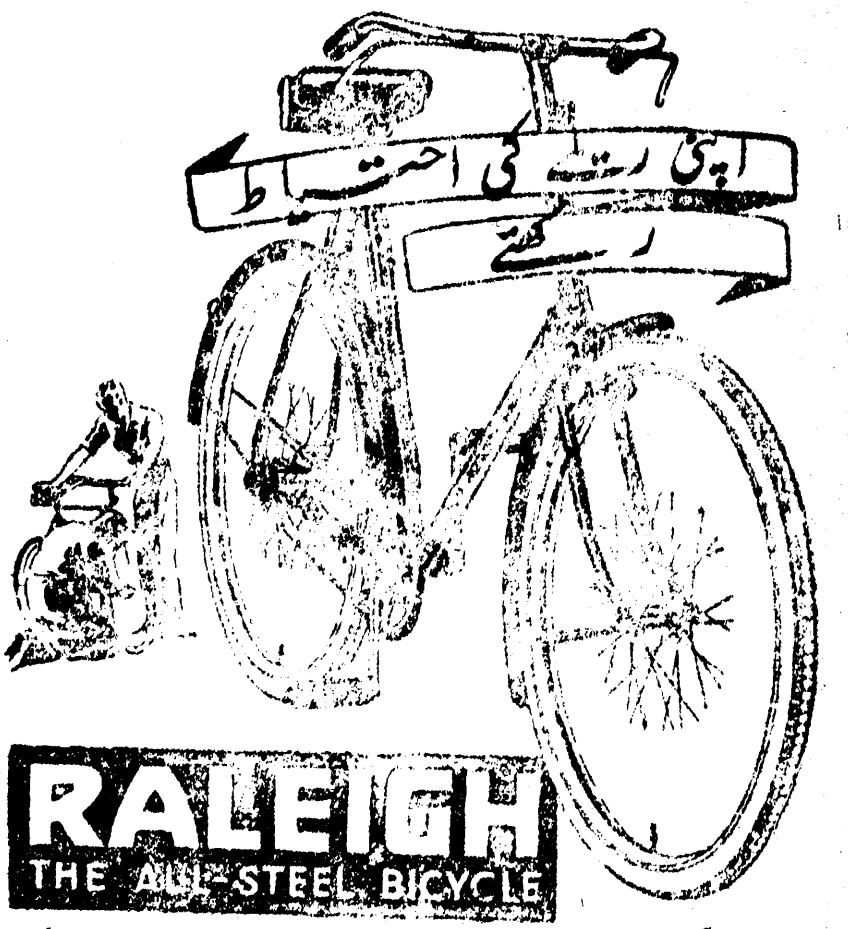

RALEIGH

THE ALL-STEEL BICYCLE

زمانۂ امن میں ہماری تیار شدہ سائیکلوں کی بہتات کے مہیا ہونے تک اپنی ریلے کی پوری احتیاط رکھئے تمام حالات کے موافق دیرینہ خدمت کیلئے تیار شدہ آپکی ریلے موجودہ ناگزیر کمی کے عرصہ میں آپکو برابر آرام اور سہولت پہنچاتی رہے گی۔

راز

شکنتلا

دینا چپ رہے بل کر آگئی، بولی: "چلیے"

اجیت نے شکنتلا کا ٹوپہ جیب میں ڈالا اور دینا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگا: "لیکن آپ بہت ..."

"مجھے آپ بتائیے" دینا نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

اجیت ہنس پڑا، دینا سوچنے لگی، آخر اجیت کے دل میں کیا ہے جو منہ تک آکر رک جاتا ہے، اس طوفان کو دیکھے دیکھے؟ کہیں شک کا چھوٹا سا بلبلہ تو نہیں ہے وہی بلبلہ جو شادی کے تین دن بعد اس نے کمل کے اندر اٹھتا ہوا پایا تھا آخر وہ کہتا کیوں نہیں، صاف صاف کہہ دیتا۔ دینا تمہیں دیکھ کر نہ معلوم دل کو کیا ہو گیا ہے جس دن سے آیا ہوں ایک منٹ کے لئے بھی چین نہیں" وہ انہی خیالات میں الجھی ہوئی تھی کہ کسی نے آکر چھوٹی بہن تھی،

دینا کو دیکھ کر اجیت کو ایک عجیب خوشی ہو رہی تھی ایک ماہ ہو گیا تھا اسے یہاں آئے دینا کو اتنے نزدیک سے کبھی نہ دیکھا تھا، وعدہ کر اسے سمجھو کی کوشش کی تھی ایک دن دفتر سے واپس آیا تو کمل کی چٹھی ملی تھی لکھا تھا۔

"دینا کی دیکھ بھال اب مجھ سے نہیں ہو سکتی، تین ماہ ہوئے ہیں کھانسی کم نہیں ہوئی چھاتی میں درد ہوتا رہتا ہے دینا کو یہ بہت پسند ہے تم آجاؤ گے تو صحت ہو جائے گی، ایسا معلوم ہوتا ہے موت نزدیک ہے اجیت پہلی ہی گاڑی سے تو آیا تھا۔

اجیت نے اب سگریٹ جلا لیا تھا بڑی دیر تک چپ رہنے کے بعد دینا کے قریب آکر بولا: "چلئے گھاٹی میں اتر کر تھوڑی دیر گھومیں گے"

دینا خوش تھی جیسے کوئی خاص چیز مل رہی ہے نیچے میدان تھا ادھر ادھر پہاڑی چوٹیوں سے گھری ہوئی جگہ بہت اچھی لگ رہی تھی قریب کی ایک جھاڑی کے پاس آکر اجیت نے کہا "دیکھئے کتنی خوبصورت ہے"

دینا نے آگے بڑھ کر اسے چھوتے ہوئے کہا: "لیکن یہ کانٹے"

"کانٹوں ہی میں تو مزا ہے"

دینا کھلکھلا کر ہنس پڑی، اسی وقت اجیت نے کہا "ہاں یاد ہے وہ گانا دینا؟"

پھر کسی جواب کے آہستہ آہستہ گنگنانے لگا

گھر گھر میں دیوالی، من گھر میں اندھیرا

جب گانا ختم کر چکا تو اس نے دیکھا دینا کی آنکھوں میں آنسو ہیں، پکارا "دینا" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، اس کا ہاتھ

ہاتھ میں لیتے ہوئے اجیت نے کہا "میں نے آپ کا دل دکھایا ہے مجھے معاف کیجئے"

دینا ...

آہستہ آہستہ اپنا منہ چھپا کر آنسو پونچھے کمل بھی تو کبھی کبھی جب شکنتلا کی یاد میں نہیں کہہ سکتا تھا تب یہی گیت گاتا تھا، کئی مرتبہ گھنٹوں ان مصرعوں کو دہراتے ہوئے وہ رات میں سوئی ہوئی دینا کو ویسے ہی چھوڑ پہاڑیوں کے نیچے ...

بہت نیچے اتر جاتا تھا۔ بہت دیر بعد جب واپس آتا تب دینا پاتی، کمل کی آنکھوں میں بڑے بڑے آنسو اور دل میں درد۔ اجیت کا اس نے کیا بگاڑا ہے، جو اس نے اس کی مصیبت کو جگا دیا ہے ...

زخم کو اس نے کیوں چھیڑا؟

"اجیت بابو آپ نہیں جانتے، مجھے یہ گیت کتنی تکلیف دیتا ہے، میں نے کئی مرتبہ چاہا کہ اس گانے سے دکھی نہ ہوں لیکن نہ معلوم ایسا کیوں نہیں کر پاتی، کتنا گھنا اندھیرا پھیلا ہے یہ گیت" دینا نے ایک آہ بھر کر کہا۔

اجیت نے قریب آئی ہوئی دینا کو سمجھنے کی کوشش کی، پھر اس کی انگلیوں کو چھو کر کہا:

"یہ گیت آپ کو تکلیف دیتا ہے میں نہیں جانتا تھا، لیکن دینا کبھی کبھی اس گیت سے دل کا بوجھ نکل جاتا ہے"

اجیت چپ ہو گیا، جاد، نظر اندھیرا چھانے لگا تھا، دینا بولی "چلئے گھر واپس چلا جائے آپ کے بھائی صاحب انتظار کرتے ہوں گے"

اجیت اٹھ کر کھڑا ہو گیا، ایک دم سے دینا بول اٹھی "شکنتلا کو آپ کے بھائی بہت پیار کرتے ہیں"

"زیادہ ... تم سے بھی زیادہ"

دینا چپ ہو گئی، کچھ دیر بعد کہنے لگی "اسی کی یاد میں دن بھر گذار دیتے ہیں، اس کی کئی تصویریں بنائی ہیں، میں تو کہوں گی یہ بیماری جو انہیں لگ گئی ہے وہ شکنتلا ہی کی مہربانی ہے آپ ہی بتلائیے کہ اس طرح گھل گھل کر کون رہ سکتا ہے؟"

"لیکن"

دینا نے بات کاٹتے ہوئے کہا: "آپ نہیں جانتے مسٹر اجیت، اس دل میں سنتا نہیں رہ سکتا یا تو اس میں اجالا ہو گا یا نہیں تو پھول کی پنکھڑیوں کی طرح سوکھ جائے گا، تمہارے بھائی کے سامنے جب شکنتلا کا نام لیا ہے پھوٹ پھوٹ کر رو دیتے ہیں یہ گیت جو ابھی ابھی آپ گا رہے تھے جانتے ہو کتنی مدت رات رات بھر گا کر تمہارے بھائی نے زندگی کو نہیں چھیڑی ہیں"

دینا کا دل بھر آیا جو دکھ اجیت کا گیت پھیلا گیا تھا باتوں کا سہارا دے کر وہ ہلکا نہ ہوتا معلوم پڑا، گھر پہنچ کر دینا سیدھے اپنے کمرے میں چلی گئی میز پر منہ جھکا کر کرسی کا سہارا لئے کمل کو بیٹھے دیکھا، منہ اس کا بالکل چھپا ہوا تھا ہاتھ پاؤں میں صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں تھیں، رہ رہ کر کھانسی آتی تھی، قریب ہی رنگ سے بھری چھوٹی بڑی پیالیاں اور برش پڑے پڑے تھے میز پر پھیلے کاغذ پر بنی ہوئی تصویر کو وہ مکمل کرنے میں لگا ہوا تھا دینا قریب آگئی، کرسی کے پیچھے کھڑے ہو کر بڑی دیر تک آدھی بنی تصویر دیکھتی رہی بڑی دیر بعد کمل نے جب سر اٹھایا تو دینا کو دیکھ کر چونک پڑا،

"تم کب آئی دینا"

دینا نے میز کی پیالیوں کو اٹھاتے ہوئے کہا "میرے سوامی اپنے لئے زندگی لیکن کم از کم میرے لئے تو اس جسم کا خیال رکھیں، کل رات تو آپ کی چھاتی میں درد ہوا تھا

(باقی صفحہ نمبر ۸ پر)

جرأت!

(از حضرت شرار کسمنڈوی)

دیکھنا کن منزلوں میں جذبۂ منصور ہے
حسن اب خود ہی حجابِ عشق میں مستور ہے

اس فضا میں پیشقدمی کا کسے مقدور ہے
سن رہا ہوں ذرّے ذرّے سے کہ منزل دور ہے

طور پر مدہوش موسیٰ، دار پر منصور ہے
حسن اپنی فطرتِ بیباک سے مجبور ہے

کس کے نغموں سے فضائے آتشیں معمور ہے
آج کچھ افسردہ افسردہ چراغِ طور ہے

کر چکا ہے بارہا بزمِ جنوں آراستہ
خاک کا کم ظرف پتلا کس قدر مغرور ہے

دیکھنا ہے اب ہمیں ان کی نظر کا فیصلہ
ایک دل کی انجمن ہے ایک بزمِ طور ہے

کل جہاں لہرا رہا تھا پرچمِ آئینِ حسن!
آج اس میدان میں منصور ہی منصور ہے

ہمصفیرو ہمتِ پرواز کرنا چاہیئے
آخری بجلی نشیمن سے ابھی کچھ دور ہے

دیر میں کچھ اور کعبہ میں لب و لہجہ کچھ اور
آپ کے آواز دینے کا عجب دستور ہے

حد سے گذریں حسنِ عالم سوز کی سرگرمیاں
عشق اب کروٹ بدلنے کے لئے مجبور ہے

کس نے آکر داستاں اس سلسلہ کی چھیڑ دی
جس کی میں ہوں اک کڑی اور دوسری منصور ہے

بدگمانی دل کی ہو یا خود شناسی یا جنوں!
اپنے سائے سے بھی ٹکرانا مرا دستور ہے

زندگی اک خواب ہے اور خواب کا کیا اعتبار
جانتا ہوں زندگی سے موت کتنی دور ہے

دیکھتا ہوں پھر حجابِ ناز میں تبدیلیاں
کیا نگاہِ شوق کا پھر امتحاں منظور ہے

اس زمیں پر حسنِ برہم سے پناہیں مل چکیں
جس زمیں کا ذرّہ ذرّہ آسماں مشہور ہے

اپنی خودداری کو میں مجروح کر سکتا نہیں
مجھ کو اے سرشار اُن کی ہر ادا منظور ہے

پچھلے صفحہ سے

[illegible] کھانسی بہت آتی تھی، لیکن پھر بھی آپ کام کر رہے ہیں، اگر میں نہ آتی تو نہ معلوم کتنی دیر تک آپ یونہی بیٹھے رہتے کتنے دنوں کے کمل کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے پھر انہیں آہستہ آہستہ اپنے گالوں سے لگا کر بولی۔

"دیکھئے کتنے گرم ہیں، میں جو کہتی تھی آپ کو بخار ہوگا چلئے لیٹئے چل کر" کمل نے انکار نہ کیا چپ چاپ اٹھ کر دنیا کے ساتھ چل دیا۔

رات کو دنیا نے بتایا وہ اجنبت کے ساتھ گھومنے گئی تھی، اجنبت اسے بہت اچھا لگتا ہے

دنیا کو اب سہارا دینے معلوم پڑا، خاوند کے سینے سے بچے کی طرح وہ چمٹ گئی اور کمل نے محسوس کیا کہ وہ رات بھر کانپتی رہی ہے۔

اس پہاڑی گاؤں میں آئے چھ ماہ ہو گئے ہیں درمیان میں وہ کچھ اچھا بھی ہو جاتا ہے کھانسی اب بھی کبھی کبھی زور پکڑ لیتی ہے ٹمپریچر بھی ہو جاتا ہے پھر بھی دنیا کو خیال ہوا کہ اب پہلے کی نسبت زیادہ فائدہ [illegible] ہے، پہاڑی آب و ہوا، ڈاکٹر کی نگرانی اور دنیا کی دیکھ بھال کے باوجود کبھی کبھی کمل کے دل میں ایک [illegible] اٹھتی، کئی کئی دن بے چین رہتا، کھانسی بھی بڑھ جاتی، سینے میں درد بھی زور سے ہونے لگتا، شکنتلا [illegible] ہو جاتی، وہ شکنتلا رمال کی مستعد [illegible] اسلام پڑتی [illegible] نہ معلوم کس طرح شکنتلا نے اس کے دل [illegible] دور کر اڑان بھر دی۔

سودامنی نے [illegible] کہاں تک [illegible] ایک دن وہ [illegible] گیا تھا مگر ٹھہرا پڑا کئی دن [illegible]

ایک [illegible] سودامنی [illegible]

[illegible]

تب یکایک [illegible]

اٹھتے ہوئے [illegible]

"وہ کیا باہر سے سامان لا رہے ہیں"

شکنتلا ایک گھائل پرندے کی طرح سودامنی کے سینے سے چمٹ گئی پھر کہنے لگی "ایک خط نہیں بھیجا اور بھیجا"

سودامنی نے ہنس کر شکنتلا کے گالوں پر ایک ہلکی چپت رسید کی اتنے میں اندر سے آ گیا کمل شکنتلا کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا، بڑی خوبصورت لگی وہ۔ اسی وقت سودامنی نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا "جانتی ہوں انہیں"

گھوڑے سے نیچے اترتے ہوئے اس نے کہا "نہیں تب بتاؤ" سودامنی نے "یہ ہیں مسٹر کمل! آپ کے دور کے بھائی کے بڑے دوست"

یہ سنکر اس نے آہستہ سے کہا "نمستے"

کمل آہستہ سے مسکرا دیا،

سودامنی نے کہا "ایک بات اور بتاؤں یہ بڑے بھاری پینٹر ہیں" اسکے بعد دونوں کا اس نے تعارف کرایا،

رات کو کھانا کھاتے سودامنی نے بتایا "شکنتلا کی وہ بھابی لگتی ہیں، چار دن ہوئے وہ اپنے گھر گئی ہے"

رات بھر کمل کو نیند نہ آئی وہ رہ رہ کر کمل کی اطراف [illegible] آنکھوں کے سامنے آ جاتی، تو کیا سودامنی کو ایک سہارا مان لے کیسا کھیل کھیل گئی ہے آخر سودامنی، ایسا معلوم ہوتا کہ اصلی آنکھیں کہہ رہی ہیں "مجھے کیا معلوم میرے پیچھے کیوں اتنی بری طرح سے پڑے ہو؟"

[illegible]

شکنتلا

مجھے معاف کرنا [illegible]

[illegible]

چار [illegible] شکنتلا کو [illegible]

[illegible]

اس کے ایک ماہ بعد [illegible]

سودامنی نے [illegible] جو کھیل کھیلا ہے اسے [illegible]

[illegible]

کر پھٹ پھٹ کر رونے لگا۔

اب کل کو خوب کھانسی آنے لگی تھی ہلکا ٹمپریچر بھی ہو جاتا تھا، سارا بدن سوکھ کر لکڑی ہو گیا تھا کبھی کبھی رات میں سانس رک جاتی تھی، دن بھر چارپائی پر لیٹے لیٹے گزر جاتا، کئی ماہ بعد ڈاکٹروں نے پہاڑ پر لے جانے کی صلاح دی، [illegible] رات [illegible] دیکھا [illegible] دنیا [illegible] اچھا ہے"

(باقی صفحہ [illegible] پر)

نوجوان ترقی کی شاہراہ پر

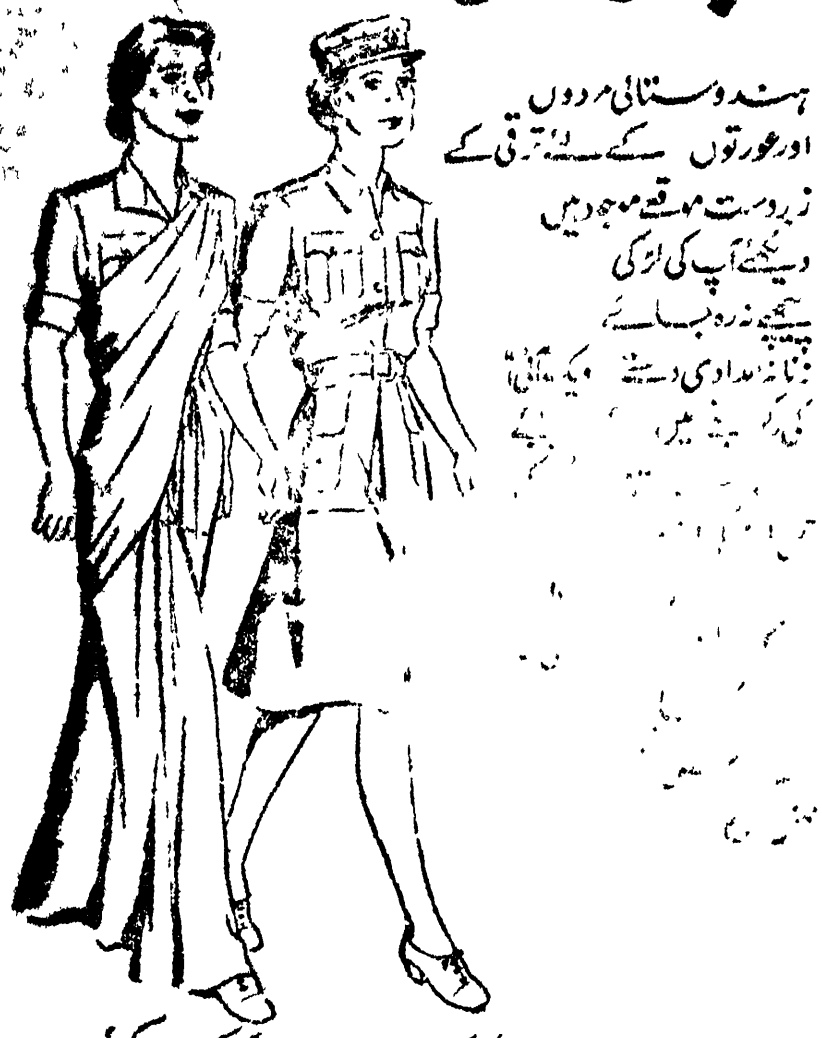

ہندوستانی مردوں اور عورتوں کے لئے ترقی کے زبردست موقعے موجود ہیں

دیکھئے آپ کی لڑکی پیچھے نہ رہ جائے

[illegible] امداد دینے [illegible]

ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ آئی کی رکن بننے میں اپنی لڑکی کی مدد کیجئے

W·A·C INDIA

صنعت و تجارت میں ہندوستان تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حالات کے اعتدال پر آنے کے بعد [illegible] وجی ملازمتوں کے لئے بہت سے عمدہ تربیت پائے ہوئے [illegible] کی ضرورت ہوگی۔ ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ آئی کی عمدہ ٹریننگ اور اس [illegible] کی ملازمت دے کر بہت سی لڑکیوں میں وہ صلاحیتیں اور انتظامی امور کا سلیقہ پیدا کر [illegible] جو ایک کامیاب زندگی کے لئے ضروری ہے۔ ملازمت کی شرائط و قواعد کی تفصیلات کے لئے [illegible] ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ آئی میں سے کسی کو [illegible] منڈی۔ گوئن ٹامس روڈ لکھنؤ۔ معرفت ٹی۔ آر۔ او [illegible] اوشا تھیٹر روڈ مدراس [illegible] بمبئی [illegible] ایف۔ آئی [illegible] ہاسپٹل لین۔ دھوبی تلاؤ پونا۔ سٹیشن روڈ [illegible] او ایجوکیشن روڈ بنگلور۔ کیننگ روڈ یا آپ کسی ریکروٹنگ آفیسر [illegible] کمانڈنٹ کو بھی لکھ سکتے ہیں۔

مدن منجری گولیاں

قبض، بدہضمی، جریان، احتلام، مدقوق منی اور کمزوری دور کر کے قوت بڑھاتی ہیں۔ چالیس گولیوں کی ڈبیہ [illegible]

[illegible] گولیاں مباشرت کے وقت استعمال کرنے سے [illegible] شدہ زندگی [illegible]

[illegible] چورا [illegible]

جاپانی حکومت اور عوام ایک ہی ہیں

(از مسٹر رابرٹ ایل آر، کولی)

مشرقی ایشیا میں جنگ جاری رکھنے اور بعد میں امن کی تجاویز پیش کرنے کے مسئلہ پر غور کرنے میں جاپانی عوام کو جاپانی حکومت سے جدا سمجھنے کی جو جنبش کی گئی ہے، جب سے تعجب خیز امر یہ ہے کہ اس خیال کی ابتدا امریکہ سے ہوئی ہے۔ امن کی مستقل تجاویز کئے بغیر ہی بہت سے لوگوں نے خیال کرنا شروع کر دیا ہے کہ جوں جوں جنگ جاپان کے نزدیک آتی جائے گی جاپانیوں کے ہوش ٹھکانے آتے جائیں گے اور اگرچہ عام انقلاب رونما نہ ہو تاہم امن کو چاہنے والے لوگ اپنے حکمرانوں پر اثر ڈالیں گے کہ ان کو جنگ بند کرنی پڑیگی۔

یہ یقینی ہے کہ جاپانی حکومت خود جنگ کی ذمہ دار تھی اور ایک اوسط درجہ کا جاپانی اس کو نہ چاہتا تھا پہلے ہر شخص ناخوش تھا لیکن میدان جنگ میں جاپانی سپاہیوں کے جنگ میں جنون کی سینکڑوں مثالوں نے اس خیال کو باطل ثابت کر دیا کچھ عرصہ سے جاپان کی فوج اور بحری طاقت کو حکومت کے ساتھ ہی شامل کر کے "جائنٹ فاؤنڈیشن پبلک اینیمی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن اب بھی ایک اوسط درجہ کا آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ ایک جاپانی شہری اس شخص کی مانند ہے جس پر خفیہ پولیس کی کڑی نظریں لگی رہتی ہیں اور بذات خود جنگ کے خلاف ہے لیکن وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

یہ خیال صداقت کے سو فی صدی برعکس ہے یقیناً جاپان کی حکومت ڈکٹیٹر شپ ہے لیکن یہ عوام کی مرضی والی ڈکٹیٹر شپ ہے کم از کم ۹۹ فی صدی جاپانی ان فوجیوں کے مشابہ ہیں جو ان پر حکمران ہیں اور وہ تہ دل سے ان کے ساتھ ہیں جاپان میں بھی جرمنی کے ہملر جیسی شخصیتیں موجود ہیں اور گستاپو (جرمنی کی خفیہ پولیس کا نام) بھی ہے لیکن ان کی بہت کم ضرورت ہے اس روز سے جبکہ چالیس سال قبل جاپانیوں نے ایک بڑی طاقت پر فتح حاصل کر کے اس فتح کی مٹھاس کا ذائقہ چکھا ہے، ہر ایک جاپانی مرد و زن کو اس خیال کا نشہ چڑھا ہوا ہے کہ اس کے وطن کے "بڑے مقصد" کو حاصل کرنے کے مقابلہ میں ہر دوسرا خیال ہیچ ہے۔

تاریخ ایسی مثالوں سے اس قدر پر ہے کہ اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ملک فتح کرنے کے مسئلہ پر جاپانی عوام اور حکومت دونوں بالکل متفق ہیں، بے شک جاپان میں مختلف سیاسی جماعتیں تھیں، لیکن ان میں اختلاف محض اندرونی معاملات پر تھا، کسی بھی بات پر جو کہ اس بیرونی پالیسی پر اثر انداز ہوتی تھی جو کہ ٹاکایوریل کے مطابق تھی، [illegible] صرف اعلیٰ طبقے کے لوگ ہی نہیں بلکہ ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ، صغیر و کبیر اپنے خیال میں آزادی کو ایک سخت سنگین جرم سمجھتا تھا اس کا ثبوت ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء کے درمیان کی ان تنخواہوں کے انجام سے ملتا ہے جو کہ اس خیال سے متفق نہ تھیں۔

۱۹۲۸ء میں وزیر اعظم آرا کو ٹوکیو میں دن دہاڑے نو کیسلا وزارگھونپ کر ہلاک کر دیا۔ اس نے واشنگٹن کے بحری معاہدے پر دستخط کرنے میں نمایاں حصہ لیا تھا اس کا قاتل بہ آسانی سزائے موت سے بچ گیا۔

۱۹۳۰ء میں وزیر اعظم ہاماگوچی کو ایک طالب علم نے نشانہ بنایا جس نے کہ کچہری میں صاف کہہ دیا وہ وزیر اعظم ہر ایک پہلو میں سوائے اس کے کہ وہ لندن کے بحری معاہدہ کا ذمہ دار تھا، نہایت عمدہ وزیر تھا اسی ایک وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی تھی، طالب علم کو قومی ہیرو کے نام سے موسوم کیا گیا

ناقابل معافی گناہ

جب چین کے ساتھ کو تین سال ہو چکے تھے ڈائٹ (جاپانی پارلیمنٹ) کا ایک مشہور ممبر ایک جلسہ کے دوران میں کھڑا ہوا اور اس نے چینیوں کے لئے زیادہ عمدہ انصاف کرنے کے لئے کہا، اس کی تقریر کو پریس نے بہ احتیاط چھپنے نہ دیا ہی نہیں بلکہ اس کو قتل کرنے کی تین جداجدا کوششیں ہوئیں جن میں سے کسی ایک کا بھی تعلق دوسری دو سے نہ تھا آخر کار اس نے اوپر سے پیغام ملا کہ کیونکہ اس نے ناقابل معافی طور پر جرم کیا ہے اس لئے اسے اس کی تلافی کرنی چاہیئے، اس نے ایسا کیا میں نے اس کا جنازہ دیکھا۔

یہ مثالیں تواریخی بناء پر ہیں غالباً اس چیز پر سب سے زیادہ روشنی ڈالنے والی مثال کہ کس طرح جاپانی لوگ مرضی سے اور بحر سفلی فوج کے "مقصد" کی پیروی کرتے ہیں ذاتی تجربہ پر مبنی ہے۔

۱۹۳۶ء کے موسم بہار میں میں ٹوکیو میں ایک درمیانہ درجہ کے گھر میں معاوضہ ادا کرنے والے مہمان کے طور پر رہا۔ ایک روز راستہ میں میں نے کسی قسم کی رسم کی ادائیگی ہوتی دیکھی بعد ازیں مجھے معلوم ہوا کہ یہ "آشیرباد" والی رسم تھی، گھر کی سب سے چھوٹی لڑکی یوشیکو (ریڈ پلانٹ ڈسٹرکٹ) میں جا رہی تھی، اور اس کا باپ اس کو آشیرباد دے رہا تھا۔

میں نے اس کا سبب پوچھا اس کا سبب نہایت سیدھا سادہ تھا۔ کنبہ اپنے سب سے بڑے لڑکے کو ملٹری اکاڈیمی میں رکھنے کے ناقابل محسوس کر رہا تھا، اس لئے یہ قدرتی امر تھا کہ لڑکی ٹوکیو یونیورسٹی کی علم پڑھائی کو چھوڑ دے جو کہ اس کے مقابلہ میں بہت کم وقعت رکھتی تھی اور اس کے زیادہ ضروری کام میں امداد کرے جو کہ فوجی تھا، وہ اپنی تعلیم کو بعد ازیں ختم کر سکتی تھی۔

اس وقت جاپان سے جنگ کا غالباً چوتھائی حصہ ختم ہو چکا ہے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم صرف جنگی مشین کو تباہ کرنے ہی کی کوشش نہ کریں بلکہ لوگوں کی جنگ کے لئے قوت ارادی کو بھی ختم کریں برطانیہ میں بھی بہت عرصہ ہوا مصیبت زدہ جرمن لوگوں کے لئے رحم کی صدا پیدا ہوئی تھی اس قسم کے سوالات پوچھے گئے کہ کس قسم کی جگہ پر حملہ کیا گیا اس کے لئے عذر پیش کئے گئے کہ بمباری اندھا دھند نہ کرنی چاہیئے اور جرمنی پر بمباری کرنے میں خاص احتیاط سے کام لینا چاہیئے بہت سے آدمی برطانوی رہنماؤں کو ذرا زیادہ رحمدل ہونے پر آمادہ کرنے کی سعی کر رہے تھے، خوش قسمتی سے جرمنوں نے "وی نمبر ۲" کا استعمال شروع کر دیا جس سے لوگوں کو عقل آ گئی اور چیزوں کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

یہ تجویز کرنا کہ جاپانی قوم کا خاتمہ کر دیا جائے یوکوہاما اور کوبے میں گھر جائیں نہ انہیں عبرتناک سزا دیں جو کہ انصاف سے مناسب ہو یا یہ انصاف ویسا انصاف ہو جو کہ جاپانیوں نے خود دوسروں سے کیا ہے اس سے اس بات کا یقین ہو جانا چاہیئے کہ وہ آئندہ حملہ کرنے کا خیال چھوڑ دیں اور اس مقصد کو ہزاروں انتخابی فوجیوں کی جان کے بدلے حاصل کرنے کے بعد ہمیں ان پر اپنی مرضی کے موافق حکومت کرنے والی حکومت قائم کرنی چاہیئے

بدقسمتی سے دوسرے خیالات کے بھی بہت سے لوگ ہیں جن میں سے بعض اچھے اثر والے انسان ہیں کیٹے، جزیرے پر اترنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ افواہ پھیل گئی (ایشوز کو ہی معلوم ہے کہ ایسی افواہیں کیوں شروع ہوتی ہیں) کہ پرنس فیومیمارو کونوئے کو حکومت سنبھالنے کے لئے بلا لینے کا امکان ہے اور یہ صلح کا آغاز ہوگا، یہ افواہ نہایت دلچسپی سے سنی گئی برسوں گذرے کونوئے کو جنوبی چین کے ایک اخبار نے ضرب لگائی تھی، یہ اخبار ایک انگریز کی ملکیت تھا، چین کے "ساتھ" کو ختم کرنے کے لئے اس کی کئی مختلف اسکیمیں تھیں اس عیسائی مذہب کے خلاف ہے یہ خیال بجنوبہ قابل نفرت ہے لیکن ہمیں اس امر میں پہنچانا چاہیئے جب وہ ٹوکیو کے سیٹرنی سیاسی ریکارڈ میں صداقت کا کوئی بھی عنصر موجود نہیں ہے (باقی صفحہ ۱۰ پر دیکھئے)

نفسیاتی اشارات

(از حضرت سیماب اکبرآبادی)

ہیں مشورے آپس میں ملاقاتیں ہیں
اس ملک کی دیکھو داستاں پیارے
کچھ مذہبی کچھ پولیٹکل گھاتیں ہیں
جتنی ہیں زبانیں اتنی ہی باتیں ہیں

ہو ہند کے مسئلے کا حل مشکل ہے
جب تک نہ ہو دل زباں کیساتھ شریک
یہ دل سے ہو حامی جدل مشکل ہے
وابستگی قول و عمل مشکل ہے

کتنی دلچسپ تیری تمہیدیں ہیں
ہم یاد دلا رہے ہیں چلتے چلتے
کچھ خاتمۂ جنگ کی تائیدیں ہیں
اے سال رواں تجھ سے کچھ امیدیں ہیں

پہلے نہ کبھی تھا رنگ دنیا ایسا
جس سے یہ نہیب جنگ دب کر رہ جائے
دنیا نے نہ دیکھا تھا تماشا ایسا
نغمہ کوئی چھیڑ دے کلیسا ایسا

پچھلے صفحہ سے

مستقبل میں اتحادی رضاکاروں کو یہ مشکل کا
سامنا کرنا پڑے گا اس چیز کا بہت امکان ہے کہ جب
زی سے جاپان کے شہروں کا خاتمہ ہونا شروع ہوگا تو
پانیوں کو پسند چلے گا کہ یہ جنگ قدرت کی مرضی کے خلاف
ہے وہ فدیت سے جنگ کے ذمہ داروں کو دور کرنے
کے لئے پورا تقاضا کریں گے اور خود ہم سے صلح کی کوشش
ہیں گے یہ منتی سے میرے دل میں اس چیز کی خواہش
ہے کہ جاپان کے بادشاہ ہیروہیتو کی پورٹین کیا ہے
کیو میں مقیم امریکی سفیر مسٹر جوزف گرو جیسی شخصیت
جس کی اپنی حکومت کو صلح سرا کے اس کے واپس
لینے کے ہمیشہ نہایت بے رضا مندانہ سی رہی ہے اس کے
اچھے الفاظ کہے ہیں اگر اس کے الفاظ درست ہیں
تو ڈوائٹ آدمی سے بہت بدل چکا ہے جس نے سفیتی
ہارڈ کو بنایا، جس نے اپنی چین کی فتوحات سے مخمور ہو کر
ناشہرت کے لئے بہت سے کام کئے جن میں سب سے خراب
م نانکنگ کی غارتگری تھی

اگر اتحادی جاپانیوں سے اطالویوں کی طرح سی
سلوک کریں گے تو خطرہ پیدا ہوگا جاپانیوں کو کسی طور پر
الویوں کے ساتھ مشابہت نہیں دی جا سکتی ان میں
وہ طاقت ہے وہ ہوشیار بھی ہیں اور لڑنے میں
جنون رکھتے ہیں

علاوہ ازیں ان میں بہت زیادہ اتفاق ہے
قومی اور امپیریلسٹ جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے
ہم ان سے نرمی کریں گے تو کچھ ہی عرصہ میں
پرل ہاربر یا غالباً سنگاپور کا امکان پیدا ہوگا

افسانہ

(صفحہ (۸) کا باقی)

"ڈاکٹر" دنیا گرتے گرتے بچی، پاس والے کمرے
جیت نے آکر سنبھالا،

پھر کمل کو زور سے کھانسی آئی باہر سے آئی ہوئی
کے ایک جھونکے نے میز پر پڑی ہوئی اس ادھوری
ویر کو گرا دیا جیت نے اٹھا کر میز پر رکھ دیا،
دیر تک وہ تصویر کو دیکھتا رہا،

"آپ ٹھیک ہو جائیں گے سر"

جواب میں کمل پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا،
شکنتلا کی یاد تازہ ہو گئی تھی شاید

"آپ یہ سب کیا کرتے ہیں"

نے اپنے کمل نے محسوس کیا کہ دنیا سے بہت
ناطہ ہی اور یہ تصویر ادھوری رہ گئی ہے اسے شکنتلا
سے ملنا،

وہ جھک گیا بڑے زور سے کھانسی آئی تھی دنیا
قدموں پر سر رکھ دیا، اب وہ پھوٹ پھوٹ کر
ی تھی، تب ہلکا بہت ہلکا سا دھیرے
ی رہا تھا،

گھر گھر میں دیوالی، میرے گھر میں اندھیرا
دنیا قدموں سے لپٹ گئی جیسے، کہیں بھاگ
جائے گا پھر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر کہا،
"میرے دیوتا ۔ التفات نہ کرو"
لیکن کمل گاتا ہی رہا، گاتا ہی چلا گیا،

ادبِ لطیف،

تیری یاد

دنیا کی نیرنگیوں سے گھبرا کر،
نگاہوں کے ہجوم میں، تنہا تنہا سا گھبرا کر،
اپنے کا دامن جب چھوٹ جاتا ہے،
زندگی کی محرومیاں ہم ہستی کو بڑھا دیتی ہیں،
اس وقت،
اے دوست تیری یاد ستار کے لرزتے ہوئے
تار کی طرح میرے دل میں کانپتی ہے،
میرے طوفانی اشکوں میں، تیرا حسین
تبسم جگمگاتا ہے،
تیری آنکھیں ۔ میری زندگی کی غمناک
شبوں میں روشنی کرتی ہیں،
آہ! میرے دوست تیری یاد کتنی مسرت خیز ہے،

(بقیہ صفحہ ۸)

ایک خوبصورت بچے کے بعد میری بیوی نے "دو بچے" نامی کتاب پڑھی اور اس کے دو بچے پیدا ہوئے۔

دوسرا: "میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا" میری بیوی نے "تین سیاستدان" نامی کتاب پڑھی اور اس کے تین بچے پیدا ہوئے۔

تیسرا: "پھر تو خدا حافظ ہے میری بیوی نے آجکل "اقوام عالم" نامی کتاب پڑھنی شروع کی ہے"

خریداروں کی ضرورت کے صنعتی سامان کی تقسیم اب حکومت کی نگرانی میں ہوتی ہے

کنٹرولر جنرل (کنٹرول آف ڈسٹری بیوشن) آرڈر، سابقہ "ہورڈنگ اینڈ پرافیٹیرنگ پروہیبیشن آرڈیننس" ہی کا ضمیمہ ہے اور جولائی ۱۹۴۴ء میں نافذ کیا گیا تھا۔

اس آرڈر کا مقصد یہ ہے کہ سامان انہی علاقوں کو بھیجا جائے جہاں اس کی شدید ضرورت ہو۔ یعنی ایک یا دو بڑی بڑی بندرگاہوں ہی پر فروخت نہ ہو جائے۔

اس آرڈر کی رو سے

۱۔ شیڈیول* (فہرست) میں درج کئے ہوئے مال کی درآمد کرنے والے تاجروں کے لئے لازم ہے کہ کنٹرولر جنرل سپلائیز کو سمندر پار سے آنے ہوئے یا آنیوالے مال کی تفصیل لکھ کر بھیجیں۔

۲۔ کوئی تاجر باہر سے آئے ہوئے مال کو کنٹرولر جنرل کی اجازت یا ہدایات کے بغیر فروخت نہیں کر سکتا۔ سوائے اس صورت میں کہ مال پہنچنے کی اطلاع دینے سے ۲۱ دن کے اندر اندر اسے کوئی ہدایت وصول نہ ہو

۳۔ جو لوگ فہرست میں دیا ہوا سامان ہندوستان میں تیار کرتے ہیں انہیں کنٹرولر جنرل کو اطلاع دینا لازم ہے کہ تیاری کی لاگت کیا ہوگی اور مال کہاں کہاں کھپانا چاہتے ہیں۔

۴۔ مقامی کھپت یا تقسیم کے لئے کنٹرولر جنرل تمام ملک میں منظور شدہ ایجنٹ مقرر کرے گا اور یہ سامان صرف انہی کے ذریعے تقسیم ہو سکے گا۔

کنٹرولر جنرل کے اختیارات بہت وسیع ہیں وہ لوگوں سے متعلقہ تجارت کے بارے میں ہر قسم کی معلومات طلب کر سکتا ہے۔ بہی کھاتوں اور کاغذات کی جانچ پڑتال کر سکتا ہے اور دوکانوں اور گوداموں وغیرہ کی تلاشی لے سکتا ہے۔

مناسب تقسیم سے قلتیں دور ہوتی ہیں

یوپی میں نفع خوری اور ذخیرہ اندوزی کا انسداد

۸۷ مقدمات میں سزائیں

لکھنؤ، اکتوبر۔ گزشتہ ماہ ستمبر میں ہورڈنگ اینڈ پرافیٹیرنگ پروہیبیشن آرڈیننس کے تحت صوبہ متحدہ کے ۳۲ ضلعوں میں ۱۰۹۰ مقدمات دائر کئے گئے تھے ان میں سے ۸۷ میں سزائیں دی گئیں۔ ۹۰۰ نئے مقدمات دائر کئے گئے ہیں۔

اپنے اخبار میں اس قسم کی خبریں دیکھتے رہیے۔ ہر ہفتے اور زیادہ ذخیرہ اندوزوں اور نفع خوروں کو سزائیں دی جا رہی ہیں۔

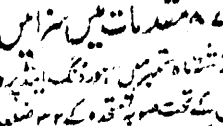

* اب تک شیڈیول میں ۳۱ چیزیں شامل کی جا چکی ہیں جن کی مکمل فہرست مینیجر آف پبلیکیشنز سول لائنز دہلی سے منگائی جا سکتی ہے۔

HOARDING & PROFITEERING

HPPO

PREVENTION ORDINANCE

محکمہ انڈسٹریز اینڈ سپلائیز

نئی دہلی نے شائع کیا

تعمیر و تکمیل دہلی

۱۶ جنوری ۱۹۴۵ء

پریسیڈنٹ روزویلٹ کا پیغام

اتحادیوں کے باہمی تعلقات کیلئے اچھی رہنمائی کی ضرورت

تمام اتحادیوں میں امریکہ کی پوزیشن جو خاص اہمیت رکھتی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ امریکہ کے باشندے صحیح معنوں میں جمہوریت پسند ہیں، ایک اہم ترین اتحادی کی حیثیت سے وہ ہٹلر کو شکست دینے اور دنیا سے فیشزم کا خطرہ دور کرنے کے لئے برطانیہ کا ساتھ دے رہے ہیں اور ہر چھوٹی بڑی کامیابی میں شریک ہیں، لیکن پچھلے دنوں امریکن پریس میں، اور بالخصوص مشہور اخبار نویس مسٹر ڈیوڈ پیرسن کی تحریروں کے ذریعہ جو آوازیں اٹھائی گئی ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل امریکہ کو برطانی امپیریلزم کا طریقہ پسند نہیں ہے اور اٹلی، بلجیم، یونان اور پولینڈ میں برطانی حکومت نے جو پالیسی اختیار کی ہے اسے وہ پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔

مگر ان باتوں سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اتحادیوں میں کوئی ایسا شدید اختلاف رائے موجود ہے جو ان کی کمزوری کا باعث ہو سکتا ہے، بعض وقتی اور آنے والے سیاسی مسائل پر امریکہ اور برطانیہ کا ہمخیال نہ ہونا ایک دوسری چیز ہے، لیکن جہاں تک جرمنی اور جاپان کو آخری شکست دے کر ان کی طاقتوں کا خاتمہ کرنے کا تعلق ہے، کوئی اتحادی بھی اس مقصد سے کبھی ہٹ نہیں سکتا۔ مزید برآں امریکہ والوں کی دلی خواہش بھی یہی ہے کہ دنیا میں ایک مستقل امن قائم کرنے کی صورت پیدا کی جائے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو پریسیڈنٹ روزویلٹ کے اس پیغام سے ظاہر ہوتی ہے جو انہوں نے نئے سال کے موقع پر امریکن کانگریس (پارلیمنٹ) کو بھیجا ہے۔ پریسیڈنٹ روزویلٹ اس پیغام میں فرماتے ہیں:-

"یہ نیا سال انسانی تاریخ میں سب سے بڑی کامیابی کا سال ہو سکتا ہے۔ یہ نیا سال یہ دیکھ سکتا ہے کہ یورپ میں نازی فیشسٹ دور تشدد کا خاتمہ ہو گیا اور امپیریلسٹ جاپان کی شر انگیز طاقت کے مرکز پر انتقام کی طاقتیں حملہ آور ہو گئیں، ۱۹۴۵ء یہ بھی دیکھ سکتا ہے اور ضرور دیکھے گا کہ دنیا میں قیام امن کے آرگنائزیشن کی معقول ابتدا ہو گئی ہے۔ غیر ملکی پالیسی کے میدان میں ہم اتحادی قوموں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، صرف جنگ کیلئے نہیں، بلکہ اس فتح کے لئے بھی جس کے لئے یہ لڑائی لڑی جا رہی ہے صرف مشترک خطرہ ہی وہ چیز نہیں ہے جو ہمیں متحد کرتا ہے بلکہ اس میں ایک مشترک امید بھی شامل ہے، ہمارا اشتراک حکومتوں کا اشتراک نہیں بلکہ قوموں کا اشتراک ہے اور قوموں کی امید امن سے وابستہ ہے۔"

مندرجہ بالا اقتباس کسی قدر طویل ہے، مگر پریسیڈنٹ روزویلٹ کے طویل پیغام کا خلاصہ انہیں الفاظ میں موجود ہے۔ گذشتہ سال کی ابتدا میں بھی پریسیڈنٹ روزویلٹ نے جو پیغام دیا تھا اس میں بنجامن فرینکلن کے الفاظ پیش کرتے ہوئے اتحادی قوموں کے اسی باہمی اتفاق و اشتراک عمل پر زور دیا تھا۔ نئے پیغام میں بھی اسی کی صدائے بازگشت موجود ہے، جہاں تک اس نیک خواہش کا تعلق ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا، موٹی سے موٹی عقل بھی اس بات کو سمجھتی ہے کہ اتحادیوں کے باہمی اختلاف رائے سے محوری دشمن کو فائدہ پہونچ سکتا ہے اس لئے سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ اتحادی اتفاق و اشتراک عمل کو پوری مضبوطی سے قائم رکھا جائے لیکن ظاہر ہے کہ اتحاد ایک ایسی چیز ہے جو صرف اتحاد کی خواہش سے پیدا نہیں ہوتی، بلکہ اس کو عملی کارروائیوں کے ایک مخصوص سلسلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اتحادی اقوام کی ہم آہنگی جس کی خواہش پریسیڈنٹ روزویلٹ نے ظاہر کی ہے کسی خود بخود چلنے والی مشین سے پیدا نہیں کی جا سکتی اور نہ کوئٹک، قاہرہ اور یالٹا کانفرنسوں کے بیانات سے وجود میں آ سکتی ہے۔ یہ تو صرف عملی کوششوں کی طالب ہے اور یہ اتحاد اس وقت ایک ثباتی حقیقت بن سکتا ہے جب بعض بلند مقاصد حاصل کرنے کے لئے تمام اتحادی ذریعۂ کام میں لائے جائیں۔

ہم نے "بلند مقاصد" کا فقرہ عمداً استعمال کیا ہے۔ یہ بلند مقاصد کیا ہیں؟ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے خود پریسیڈنٹ روزویلٹ نے ان کا تذکرہ بار بار کیا ہے ہم اس سلسلہ میں مسٹر چرچل کا نام لینا نہیں چاہتے ان کی شخصی شاہیت پرستی نے بعض ضروری وقتی مسائل کو تاریکی میں ڈال دیا ہے۔ نام کے لئے تو بلند مقاصد کی فہرست ان کے پاس بھی ہے مگر کام کے لئے نہیں ہے ان کے بیانات میں "ذہنی تحفظات" اور تاریک دھبے اتنے زیادہ دکھائی دیتے ہیں، اور عملی میدان میں وہ بلند اور بے لوث مقاصد سے اس قدر دور ہو جاتے ہیں کہ لوگوں کو جائز بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے۔

لیکن چونکہ اتحادیوں میں برطانیہ بڑی اہمیت رکھتا ہے اس لئے برطانی حکومت کا عمل ہی وہ نکتہ ہے جس سے اتحادی ہم آہنگی میں، یا مکمل ہم خیالی و ہم نوائی میں ایک خاص قسم کا نقص پیدا ہونے لگتا ہے اور یہی وہ نقص ہے جو پچھلے دنوں برطانی اور امریکن اخبارات کی تحریروں سے ظاہر ہونے لگا ہے اختلاف رائے اور اختلاف عمل کا ایک وسیع میدان ہمیں دکھائی دینے لگا ہے۔ خود پریسیڈنٹ روزویلٹ بھی اپنے پیغام میں اس اندیشہ کا "تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں: "ہم اپنے دشمنوں کو شکست دینے کی منزل سے جس قدر قریب آتے جا رہے ہیں اسی قدر فاتحوں کے درمیان ہم اختلافات کو زیادہ محسوس کرنے لگے ہیں ہمیں ایسا نہیں ہونے دینا چاہیئے کہ اختلافات ہم میں پھوٹ ڈال دیں، باہم جنگ کو جیتنے اور امن کو قائم کرنے کے اہم مشترک اور مستقل مفادات کی طرف سے بے پروا ہو جائیں۔"

یہ سب بجا و درست ہے۔ جنگ میں فتح حاصل کرنے کا مقصد بھی صحیح اور یقینی ہے، قیام امن کا مقصد بھی مفید اور لازمی ہے مگر سوال یہ ہے کہ پہلے مقصد کو حاصل کرنے کے بعد دوسرا مقصد کس طرح اور کن ذرائع سے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ اتحادی قوموں کے پروگرام میں صرف یہی چیز نہیں ہے کہ محوری طاقتوں کو شکست دینے کے بعد کچھ نہ کیا جائے، اتحادی فتح کے ساتھ ساتھ یا قدم بہ قدم جس چیز کا حاصل کرنا ضروری ہے وہ دنیا کی تمام محکوم اور پامال قوموں کی آزادی ہے، اگر اتحادی اقوام کے بیانات پر نظر ڈالی جائے تو ان سے بھی یہی مقصد واضح ہوتا ہے لیکن کیا ولایات متحدہ امریکہ کے صدر کو اس امر کا یقین ہے کہ یہ مقصد صرف اتحادیوں کے باہمی اشتراک عمل کی خواہش اور پرانی باتوں کو زبانی دہرا دینے سے حاصل ہو جائے گا؟ اس اتحاد و اتفاق سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچے گا اگر اس جنگ کا نتیجہ یہی ہوا کہ کرۂ زمین کو اپنے اپنے اقتدار کے دائروں میں اتحادیوں نے تقسیم کر لیا اور مسٹر چرچل کو اس بات کا موقع دیا گیا کہ وہ امپیریلزم کی پوری سخت گیریوں کو قائم رکھیں!؟

پریسیڈنٹ روزویلٹ نے صحیح فرمایا ہے کہ "قوموں کی امید امن سے وابستہ ہے" لیکن امن کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ جنگ ختم ہو جائے۔ حقیقی امن صرف اختتام جنگ ہی کا نام نہیں ہے دنیا کے مختلف ممالک کی عام آبادیوں کے لئے اس کے معنی کچھ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ پریسیڈنٹ روزویلٹ نے یہ بتلایا ہے کہ آنے والا امن کس قسم کا ہوگا کیا اسکے معنی میں وہ چار آزادیاں بھی شامل ہیں جو کسی زمانے میں پریسیڈنٹ روزویلٹ نے پیش کی تھیں؟ کیا محکوم قومیں آزاد ہو جائیں گی؟ ان کی سیاسی و اقتصادی غلامی باقی نہیں رہے گی؟ جس وقت یہ سوالات اٹھائے جاتے ہیں تو ان کی چارٹر شکل و معنی دونوں کے اعتبار سے ناپید ہو جاتا ہے اور مسٹر چرچل اپنی شہنشاہیت پسندی کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں، اس صورت حال سے تو دنیا کا کوئی شخص بھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ امید کی جائے کہ اب جبکہ تینوں اتحادی رہنما پھر آپس میں ملاقات کرنے والے ہیں، دنیا کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا جائے گا اور اتحادیوں کا اتحاد اس بنیادی نظریہ پر قائم کر دیا جائے گا کہ اختتام جنگ کے بعد دنیا کی کوئی قوم کسی دوسری قوم کی محکوم نہیں رہے گی؟ یہی وہ مسئلہ ہے جس پر ایک اچھی رہنمائی کی ضرورت ہے!

سپر کمیٹی کا "سوال نامہ"!

سر تیج بہادر سپرو کی بنائی ہوئی "سپر کمیٹی" کا سوال نامہ اس لائق ہے کہ اسپر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے، اس کو ایک ایسی جماعت نے مرتب کیا ہے جس میں چند فاضل ترین ماہر قانون و سیاست شریک تھے اور اس میں وہ تمام آئینی مسائل شامل کر دیئے گئے ہیں جو ہندوستان کے مختلف فرقوں کے درمیان سمجھوتے سے تعلق رکھتے ہیں، اس سوال نامہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ کمیٹی صرف نے کسی سوال کو خواہ وہ کیسا ہی پیچیدہ اور ناخوشگوار ہو پیش کرنے سے پرہیز نہیں کیا ہے مثلاً پاکستان کا مسئلہ خود مسلم لیگ کے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے، بہت سے سوالات ایسے ہیں جو پرکاری اختلاف رائے کی گنجائش موجود ہے مگر جواب دینے والوں کا فرض یہ ہے کہ وہ کسی قسم کی "ذہنی احتیاط" اور دوزخی سے کام نہ لیں مسلم لیگ کے مطالبہ کی طرح "اکھنڈ ہندوستان" کے مطالبہ کا سوال بھی اس میں اٹھایا گیا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ ہندوستان کی کوئی بھی آزادانہ حکومت ہندوستان کے اتحاد پر قائم ہوگی اس میں ہر فرقہ کی اکثریت کا اتحاد ضروری ہوگا یہ ممکن نہیں ہے کہ بڑی بڑی جماعتوں کو ان کی مرضی کے خلاف زبردستی ملا کر رکھا جائے اس سے خانہ جنگی پیدا ہوگی اس لئے کمیٹی موصوف نے پاکستان کے علاوہ دوسری تجویزوں پر بھی غور کیا ہے اور انہیں میں صوبائی سرحدوں کی ترمیم اور مختلف فرقوں کی نمائندگی کے مسائل بھی شامل ہیں ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ سپر کمیٹی کا سوال نامہ بہت سے مسائل کے حل کرنے میں مفید ثابت ہوگا، پس ماندہ اقوام اور مسلم اقلیتوں کے مسئلہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے بلکہ اس کو سوال نامہ کے پہلے ہی حصہ میں جگہ دی گئی ہے۔

بسنت رت

(تیج دیکلی کے خاص شاعر کے قلم سے)

پھر اک جھلک بہار کی، نگاہ کو دکھا گئی | فضائے حسن و رنگ و بو چمن چمن پہ چھا گئی
سفید برف کا نقاب کوہ سے اٹھا گئی | ہر اک نہال باغ کو نئی دلہن بنا گئی
سویرے آکے یہ خبر صبا ہمیں سنا گئی
بسنت رت پھر آگئی، بسنت رت پھر آگئی

نگاہ کو دکھا گئی، پھر اک جھلک بہار کی | حیات بخش و جانفزا ہوا ہے لالہ زار کی
ہر ایک گل شبیہہ ہے جمال روئے یار کی | عجیب شان دلکشی ہے حسن کے دیار کی
اب آرزو بہار کی دلوں میں پھر سما گئی
بسنت رت پھر آگئی، بسنت رت پھر آگئی

چمن چمن پہ چھا گئی، فضائے حسن و رنگ و بو | ہر ایک پھول میں لہک ہر ایک غنچہ میں نمو
کہاں ہے ساقی حسیں کہاں ہے شیشہ و سبو | کہ میکشوں میں اب بلند ہو صدائے ہائے و ہو
گیا وہ موسم خراب، سرد وہ ہوا گئی
بسنت رت پھر آگئی، بسنت رت پھر آگئی

اشارات

کسی نے بہت ہی خوب کہا ہے کہ ؎

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

"تیج دیکلی" کے مہربانوں اور کرمفرماؤں میں یوں شاعروں کی تعداد بہت زیادہ ہے، مگر تھوڑے تھوڑے دن کے بعد بعض ایسے شعرائے کرام بھی اپنی نظر التفات سے ہمیں نوازتے ہیں جن کا کلام کتب خانوں میں نہیں بلکہ کتب خانوں میں رکھے جانے کے لائق ہوتا ہے آج ہم چند اشعار ذیل میں پیش کرتے ہیں جو خاص طور پر تیج دیکلی کی مدح و تعریف میں لکھے گئے ہیں، ہم ان شاعر صاحب کے (جن کا اسم گرامی شائع کرنا مناسب نہیں) دل کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس کے بعد ناظرین کو توقع دیتے ہیں کہ ان کے کلام بلاغت نظام سے محظوظ ہوں، سنیئے:-

دل کو نہ ہو شوق پڑھنے کا اخبار دیکلی
وہ ایک مرتبہ پڑھ کر دیکھ لے "تیج دیکلی"

از بسکہ "دیکلی" کا لفظ چونکہ دونوں مصرعوں کے آخر میں چسپاں ردیف آگیا ہے اس لئے آپ اگر اوپر والا شعر کو مطلع سمجھ لیں تو بیجا نہ ہوگا مگر ہمیں یقین ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد آپ تمام توقعات سے دست بردار ہو جائیں گے، اور بعد کے اشعار میں ردیف، قافیہ، موزونیت وغیرہ جیسی کسی بھی پابندی کی تلاش نہ کریں گے، اسی کا نام ہے بالکل آزاد شاعری ——— سنیئے:-

جس کو نہ آوے یقیں اس صلاح کا مری
وہ آزما کر دیکھ لے منگا کر "تیج دیکلی"

اس کے بعد شاعر صاحب "تیج دہلی" پر بھی ایک نظر عنایت فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ اخبار ہے جس کے پڑھنے سے عمر بھر سیری نہیں حاصل ہو سکتی، سنیئے:-

بند جائے گی زندگی اس کو پڑھتے پڑھتے "تیج دہلی"
پر نہ نکلے گا شوق اس کے دل سے پڑھنے کا "تیج دہلی"

اگر "دہلی" اور "دہلی" کو زبردستی آپ قوافی تصور فرمالیں تو آپ کا احسان ہوگا،

اب شاعر صاحب کو تیج دیکلی اور تیج دہلی کی تعداد اشاعت کی فکر ہوتی ہے لیکن اس باب میں آپ اپنی معلومات پر صبر فرما لیتے ہیں،

مانگ رہتی ہے اس اخبار کی ہر سو ہر دیکلی
تعداد بھی معلوم کہتا نکلتا ہی "تیج دہلی"

اس کے بعد آپ پھر "مدح سرائی" کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

بے بہرہ ہے دنیا سے جس نے نہ پڑھا "تیج دیکلی"
تم خود دیکھو نہ رہا ہر قصبہ و ضلع میں آتا ہی "تیج دیکلی"

شاعر صاحب نے "بے بہرہ" کو "بے بہر" اور "خود" کو "خد" تحریر فرمایا ہے اور اس کے بعد آپ نے

"اکیاب"

برما میں بندرگاہ اکیاب پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے اتحادی طاقتیں بڑی سرگرمی سے لڑ رہی تھیں آخر کار ان کے جنگوں میں تین سال تک جنگ کرنے کا پھل انہیں حاصل ہو گیا اور اکیاب پر اتحادی قبضہ ہو گیا، یہ لڑائی ہر سال موسم سرما میں لڑی جاتی تھی اور پہلا حملہ جو ولارڈ ویول نے کیا تھا مگر ان حملوں سے اب تک اگر کوئی خاص فائدہ ہوا تھا تو یہ تھا کہ اتحادیوں کو بہت سے مفید سبق اور تجربات حاصل ہوئے تھے اب یقین ہے کہ اکیاب پر اتحادی قبضہ برما کے اندرونی حصوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک بہت کارآمد زینہ اور بڑا طاقتور ذریعہ ثابت ہوگا، چونکہ یہ بندرگاہ ہندوستان کے ساحل سے قریب ترین ہے اس لئے خیال کیا جاتا تھا کہ ہمارے ملک کے مشرقی ساحلی علاقوں پر جاپانی ہوائی حملے اسی اڈے سے ہوا کرتے تھے اب یہ اڈا جاپانیوں کے ہاتھ سے نکل گیا اور ظاہر ہے کہ اس سے پہلے بھی مسلسل اتحادی ہوائی حملوں نے اکیاب کے جاپانی ہوائی اسٹیشنوں کو تباہ کر دیا ہوگا مزید برآں اکیاب کا جاپان کے قبضہ میں رہنا خلیج بنگال میں اتحادی جہازرانی کے لئے ایک خطرہ بنا ہوا تھا اب یہ بندرگاہ اتحادیوں کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوگی اور ادھر سے بہت سی بحری فوجیں بھی برما کے اس ساحلی علاقہ پر اتار جا سکیں گی اس سے چین کو بھی تقویت پہنچے گی اس وقت بھی چین اس حوصلہ افزا استحادی کامیابی پر اظہار مسرت کر رہا ہے۔

جرمنی میں آدمیوں کی کمی

جرمنی سے جنگ کرنے میں روس نے چونکہ زیادہ براہ راست حصہ لیا ہے اور چند سال سے یہ مسلسل ٹکر اور جنگ جاری ہے اس لئے جرمنی کے نقصانات کے متعلق روس کے پیش کردہ اعداد و شمار زیادہ اہم سمجھے جا سکتے ہیں، ماسکو نے ۱۹۴۴ء کے سال میں جرمن فوج کے ہلاک شدگان اور زخمیوں اور قیدیوں کا جو اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ جرمنی کو ۵ء۴ ملین آدمیوں کا نقصان پہنچا ہے، ان میں ۱،۵۶۳،۰۰۰ آدمی قید کر لئے گئے ہیں اور اس تعداد میں مغربی محاذ کے ۷۵۶،۰۰۰ قیدی بھی شامل ہیں ان حالات سے صاف ظاہر ہے کہ جرمنی میں آدمیوں کی بڑی کمی ہو گئی ہے اور غالباً لڑنے والے سپاہیوں کی اسی کمی کا نتیجہ یہ ہے کہ جرمنی میں اگلنے والے بموں اور "وی-۲" جیسے حربے استعمال کئے جانے لگے ہیں جن میں آدمیوں کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے مگر یہ ایک یقینی امر ہے کہ آدمیوں کی کمی کسی طرح حربوں اور ہتھیاروں سے پوری نہیں کی جا سکے گی، اور یہ صورت حال بھی جرمنی کی شکست کا ایک پیش خیمہ بن جائے گی، یہ تو اب بھی ظاہر ہے کہ جرمنی اب اس لائق نہیں رہا ہے کہ ٹیڑے پیلے پہ کوئی جارحانہ حملہ کر سکے!

راز و نیاز

سوال: کہا جاتا ہے کہ مسٹر لائڈ جارج جو اب لارڈ لائڈ ہیں بمبئی شہر کو محض اپنی صحت کے اسباب کی بنا پر ہمیشہ کے لئے ترک کر گئے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ (نرائن، امرا خانی کمباوہ)

جواب: اس میں تعجب کی کوئی بات ہے مسٹر لائڈ جارج کی عمر اس وقت ۷۲ سال ہے، اس سے ظاہر ہے کہ آپ بوڑھے ہیں، اس پر کمزور پیشے کے اس بوجھ کو تقویت پہونچانے کے لئے آپ نے اپنی ۲۰ سالہ سکریٹری سے شادی بھی کر لی ہے، ایسی حالت میں اس کو بہتر طبی مشورہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ پبلک لائف سے الگ ہو کر بالکل پرائیویٹ زندگی میں مصروف ہو جائیں۔

سوال: پچھلے دنوں ایک خبر کی سرخی ان الفاظ میں دی گئی تھی "سر ٹی۔ بی۔ اپنی کمیٹی کے ممبروں سے مشورہ کر رہے ہیں" یہ کس کے متعلق لکھا گیا ہے؟ (گنیش پرشاد، دہلی)

جواب: اس اخبار نے غلطی کی تھی کہ سر تیج بہادر کو ان کے نام کے ابتدائی انگریزی حروف کے باعث سر ٹی۔ بی لکھ دیا تھا یہ ترکیب غلط مہمل ہے اس لئے کہ "ٹی۔ بی" اب صرف ٹیوبرکلوسس یعنی مرض دق و سل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

سوال: مشرق سے یہ خبر آئی تھی کہ برطانیہ یہ کہتا ہے کہ ملک شام (سیریا) کی آزادی کی گارنٹی کر دی گئی ہے کیسی آزادی ہوگی؟ (امیر الدین، دہلی)

جواب: آزادی ایک ایسی چیز ہے جو گارنٹی وغیرہ کی محتاج نہیں ہوتی، کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ برطانیہ نے ہندوستان کی آزادی کی بھی گارنٹی کر دی ہے پس وہ آزادی بھی کچھ ایسی ہی ہوگی۔

مزید آزادی سے کام لیا ہے یعنی "دیکلی" اور "دہلی" کی ردیف کو ترک کر کے جرمنی میں آیا ہے لکھ دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

اور کیا خوبیاں لکھوں میں اخبار تیج دیکلی کی
پڑھتے ہیں مرد و زن شوق سے کہانیاں اس اخبار کی
مقابلہ اس اخبار کا کر سکتا نہیں کوئی
شہرت تیج جیسی پا سکتا نہیں کوئی

یہاں تک لکھ کر شاعر صاحب نے ایک انتہائی جدت سے کام لیا ہے چونکہ آپ کے لئے اردو کا میدان تنگ تھا اس لئے آپ نے ایک انگریزی لفظ بھی ٹھونس دیا، فرماتے ہیں:-

وائے خوب ہی لکھا یہ مختصر نوٹ تیج دیکلی
کیونکہ اس کو میں پڑھتا ہوں ڈیلائٹ لی
آخر لفظ (DELIGHTLY) ہے یعنی
خوشی سے ——— بس اب ہم دعا کرتے ہیں کہ پرماتما ان شاعر صاحب کو خوش رکھے۔

ایک تھالی کے کھانے والے

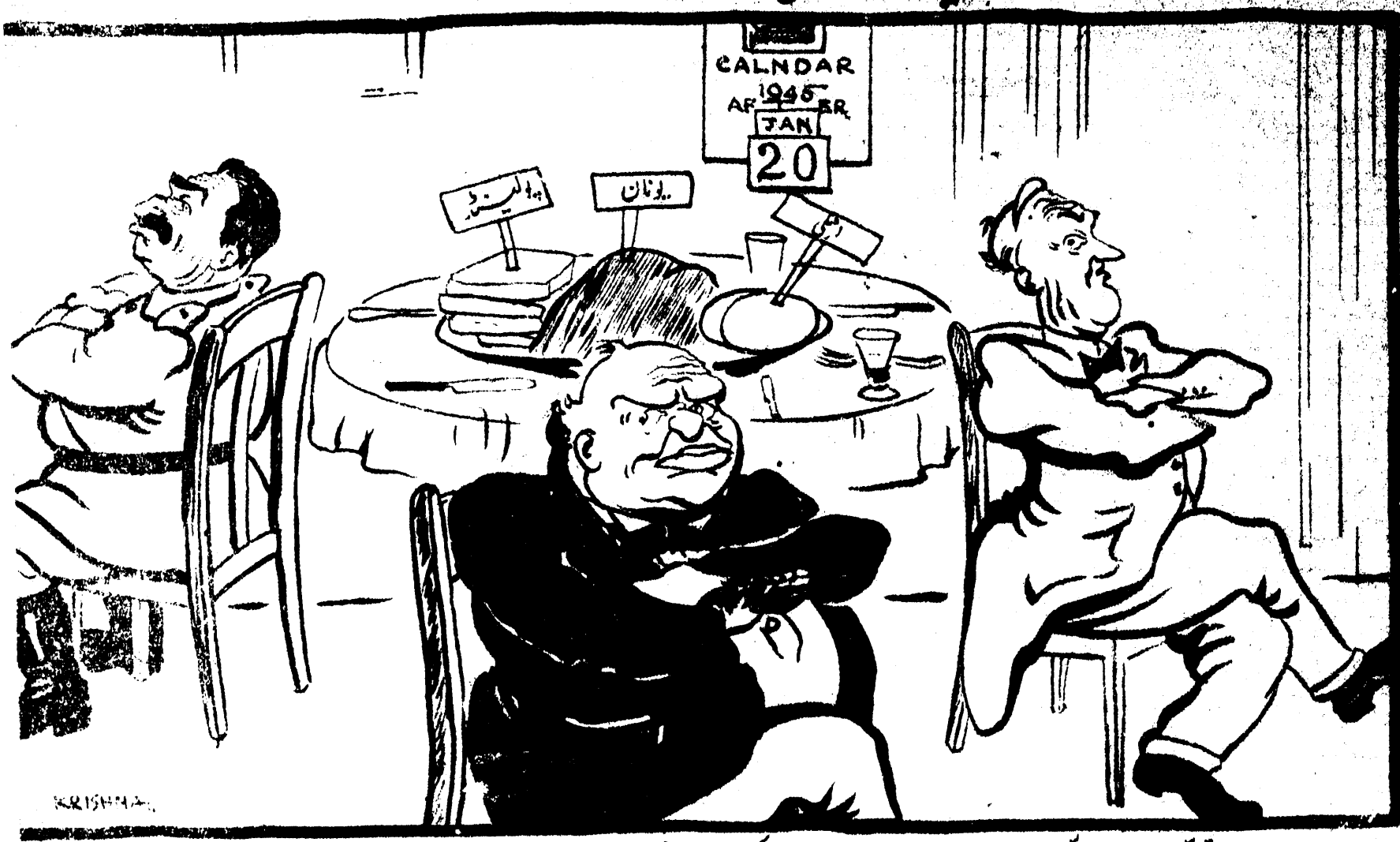

تین بڑے اتحادی رہنماؤں میں ۲۰ر جنوری کے بعد ملاقات ہونے والی ہے!

جذبات انسان میں طوفان برپا کر دینے والی سنسنی خیز داستان
بین الاقوامی شہرت کے مالک مسٹر سہراب مودی کا سماجی کارنامہ
یعنی ایشیا کے سب سے بڑے نگارخانہ
سنٹرل اسٹڈیوز کی پہلی پیش کش

سکندر

ڈائرکٹر:- سہراب مودی

گانے:- علامہ آرزو لکھنوی و غافل ہرنالوی

موسیقی:- خورشید انور

ستارے:- آہو چشم مہتاب، کوشلیا، بلونت سنگھ، یعقوب، شاہ نواز، صادق علی، پرتیما دیوی (دنیا چہرہ) لینکا وغیرہ

وہ فلم جو بمبئی، لاہور، کلکتہ، امرتسر اور پشاور میں قیامت برپا کر چکی ہے

۲۰ر جنوری سے

ریڈز سینما میں ملاحظہ فرمائیے

جاری کردہ:- دیسائی اینڈ کمپنی

لاہور — دہلی — کراچی

فلمستان

"پرکھ"

سنٹرل اسٹوڈیو کی پہلی تصویر "پرکھ" جس کا بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار ہو رہا تھا، ۱۲ جنوری کو ٹرسٹ سینما میں شائقین کے لئے بے پناہ ہجوم کے درمیان ریلیز ہو گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تصویر جس نے بمبئی، لاہور، کلکتہ، پشاور میں ہر قسم کی کامیابی کا ریکارڈ توڑا ہے دہلی میں بھی فلموں کی قدردانی ہوا کرتی ہے یہ فلم غیر معمولی کامیابی حاصل کرے گا۔ پرکھ کا سبجکٹ ایک ایسے سوسائٹی کے زوال کا نتیجہ ہے جس میں ایک زندگی پیش کی گئی ہے جو طوائفوں کے خاندان سے ہونے کے باوجود اس پیشہ سے متنفر تھی اُسنے اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے سوسائٹی سے کس قدر لڑائی کی اور اُسے کیا کیا قربانیاں ادا کرنی پڑیں یہ کہانی جس طرح پردۂ سیمیں پر پیش کی گئی ہے دل کو رنگین کھڑے کر دیتی ہے۔

زہرہ آفاق ممتاز بہتاب نے اس پارٹ کو اچھا ادا کیا ہے۔ اس کی اعانت میں یعقوب، زیبو، سلیا، صادق علی، بلونت سنگھ جیسے فلمی مصوروں نے کام کیا ہے گانے حضرت علامہ ہمدمی اور فاضل ہزاروی کے ہیں اور موسیقی عبدالوہید کی مرہونِ منت ہے پرکھ کی سٹینگ سنٹرل اسٹوڈیو کا نام ہی کافی ہے جو سلسلہ کا سب سے بڑا گنگا خانہ ہے لیکن پرکھ کی جو چیز بے شبہ ہے وہ بین الاقوامی شہرت کے مالک مسٹر ہمدمی کی ڈائرکشن ہے اور تمام خبروں کی یہ رائے ہے کہ جس طرح مسٹر ہمدمی نے پکار بنا کر ہندوستان میں تاریخی فلم سازی کا آغاز کیا اسی طرح پرکھ بنا کر آپ نے سماجی فلموں کا ایک نیا ڈھانچہ اور نیا معیار پیش کر دیا ہے اور ایک نئی شاہراہ کھول دی ہے اس لئے تمام لوگوں کی یہ رائے ہے کہ ہندوستان میں جتنی بھی سوشل فلمیں بنی ہیں پرکھ کا رجحان سب میں بہت بلند ہے۔

"للکار"

جینت دیسائی پروڈکشن کی تصویر "للکار" کو موتی سینما دہلی میں حیرت انگیز مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ اس تصویر کو اگرچہ چلتے ہوئے تیسرا ہفتہ ہے لیکن پبلک کے رش کا یہ عالم ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا تصویر آج ہی ریلیز کی گئی ہے فلمی ساحرہ رمولا اس تصویر کی ہیروئن کا پارٹ ادا کر رہی ہے رمولا کے علاوہ ایشور لال، مبارک، سید احمد وغیرہ نے اس میں اداکاری کی ہے امید ہے یہ تصویر کئی ہفتے تک خوب رش لے گی۔

"رام شاستری"

پربھات کی مشہور تصویر "رام شاستری" کی نمائش منروا میں ہو رہی ہے۔ رام شاستری اس ملک کے حوصلہ فرزند وطن کی داستان ہے جس نے حق و صداقت کے مقابلہ میں کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت کی بھی پروا نہیں کی ہم کو توقع ہے کہ تصویر دہلی میں بہت مقبول ہو گی۔

"چل چل رے نوجوان"

فلمستان لمیٹڈ کی فلم "چل چل رے نوجوان" کئی لحاظ سے ہندوستان کی صنعتِ فلم سازی میں اضافہ کرنے والی فلم ہے نہ صرف اس کی تیاری پر دیگر تمام فلموں سے زیادہ وقت لگا ہے بلکہ اس کی تیاری پر جس قدر خرچ آیا ہے اس کی بھی مثال نہیں مل سکتی یہ ہندوستان کی پہلی فلم ہے جو پندرہ لاکھ روپے میں مکمل ہوئی نیز یہ ہندوستان کی پہلی فلم ہے جس کے صرف ہندوستان کے حقوق ہی ۸ لاکھ روپیہ میں بک گئے ہیں ایسی رقم ہے کہ اب تک کسی ہندوستانی پروڈیوسر کے خیال میں بھی نہ آئی تھی اور یہ فلم ڈسٹری بیوٹرز نے یہ رقم دے کر اس وقت فلم خریدی ہے جبکہ بمبئی میں دو ہفتے اس کی نمائش کو شروع ہوئے ہو چکے تھے اور وہ اسے بار بار دیکھ چکے تھے۔

"میری بہن"

نیو تھیٹرس کی جدید بہترین تصویر "میری بہن" نمائش کے لئے بالکل تیار ہے امید کی جا رہی ہے کہ دو ہفتہ کے اندر اندر اس تصویر کی نمائش دہلی اور لاہور میں شروع ہو جائے گی۔

"میری بہن" نیو تھیٹرس کی وہی پائینار تصویر ہے جس کا ایک مدت سے انتظار ہو رہا تھا اس تصویر کو ہر لحاظ سے مکمل بنانے کے لئے نیو تھیٹرس نے کیا کچھ کیا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس تصویر کا اہم ترین رول مشہور فلم اسٹار سہگل کو دیا گیا ہے، اور سہگل کے ساتھ اختر جہاں سیتا دیوی نے کام کیا ہے اس کے علاوہ نیو تھیٹرس کی مشہور اداکارہ ذاہد کی اداکاری اس فلم میں بہت زیادہ جاندار ہے۔

انگلیشیر سینما سرکیولان میں
جمعہ ۱۲ جنوری سے شروع
نئی کاپی
سرکس کی سندری
روزانہ تین شو ۳ بجے، ۶ بجے، ۹ بجے شب کو
نوٹ:۔ اتوار ۱۴ جنوری کو ایک اسپیشل شو ۱۱ بجے دن کو
سرکس کی سندری

ویسٹ اینڈ ٹاکیز صدر بازار دہلی میں
خاندان تیسرا شاندار ہفتہ
(نئی کاپی)
۳ بجے، ۶ بجے، ۹ بجے شب کو
نوٹ:۔ جمعہ ہفتہ، اتوار ۱۲ جنوری کو روزانہ اسپیشل شو
خزانچی ۱۱ بجے دن کو نئی کاپی دیکھئے

گدھا

مزاحیہ

از جناب رام سروپ بھٹناگر چندوسی

[illegible] ذکر ہی کیا جہاں کا سفر اس وقت تک کامیاب ہی نہیں ہوتا جب تک گدھے پر یا گدھے والی گاڑی پر مسافر سفر کا کچھ حصہ نہ طے کرلے۔ لیکن ہمارے ملک ہندوستان میں سوائے ملک سندھ کے ہر جگہ گدھے پر اینٹیں لکڑی۔ کوڑا۔ غلہ کی بوریاں آٹے اور مٹی کے برتن نیز اسی قسم کے بے تکے اور بے ڈھنگے بوجھ لاد جاتے ہیں اور اس کی سواری کو بے عزتی کا ایک خاص ذریعہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے بدن پر مار بھی وہ پڑتی ہے جس کا اندازہ کرنے سے ہر ایک شریف انسان کا رواں کھڑا ہو جاتا ہے۔ خدا جانے اس کا جسم لوہے کا ہے یا پتھر کا ہے جس کا اس کو قطعی احساس نہیں ہوتا۔ کیا ہوا اگر ایک ٹک ٹک کرنے سے دس پانچ قدم چل کر دیا۔ اس کے بعد پھر اسی رفتار پر جس کے متعلق یہ مصرعہ سے زبان زد خاص و عام ہے

"وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے"

خواہ کتنی ہی ہانکو۔ کتنا ہی پیٹو۔ کتنی ہی تک تک کرو وہ اپنے قول و فعل سے ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ اور کیوں ہو۔ قدیم زمانہ کے تمام شعرا کے دواوین مطالعہ فرمائیے۔ تمام اصحاب نے انکے اخی مکرم میاں گھوڑے صاحب کی مدح میں اس قدر زیادتی سے لکھا ہے کہ انکی دواتیں خشک ہو گئیں قلم گھس گئے۔ زبانیں تھک گئیں۔ ہونٹوں پر پپڑی آگئی اور تعریف کا خاتمہ نہ ہوا۔ لیکن گدھے کے لئے کسی شاعر نے ایک لفظ نہیں لکھا۔ حالانکہ سوائے میدان جنگ کے کون سا کام تھا جہاں یہ اپنے برادر کلاں یعنی گھوڑے سے پیچھے رہے ہوں اور اس کمی کو ان کے سوتیلے بھائی میاں خچر نے پورا نہ کر دکھایا ہو۔ ملاحظہ فرمائیے کہ میدان جنگ میں جب بار برداری کا سوال درپیش ہوتا ہے تو گھوڑے اور خچر میں کس کی یاد زیادہ ہوتی ہے۔ غالباً اس سلسلہ میں آخر الذکر صاحب کا ہی نام زبان پر آتا ہے۔ جب ان کے ساتھ ایسی بے مروتی کا برتاؤ ہے تو ان کے دل میں حضرت آدم کی اولاد کی جانب سے ناگوار خیالات کیوں نہ ہوں ماسوا اس کے انگریزی زمانہ میں بھی انکی خدمات پر مطلق التفات نہیں ہوا۔ چنانچہ بنگال کے بندوبست استمراری کی طرح انکے چہرہ پر بھی مایوسی چھائی رہتی ہے۔

چنانچہ صورت حال یہ ہے کہ یہ اپنی گردن جھکائے صبح سے شام تک بجائے دم کے کانوں سے مکھیاں اڑاتے ہوئے بوجھ ڈھونے میں مصروف ہیں۔ نہ گھاس کے متمنی ہیں نہ دانے کے طلبگار۔ انکے اوپر بوجھ اور مالک کے ہاتھ میں ڈنڈا تیار ہے۔ اگر ذرا بھی اپنے مخصوص لہجہ میں بولے چالے کہ ڈنڈا پڑا۔ شام کو مالک نے ان کو جب اس طرح چھوڑ دیا کہ اور کچھ نہیں ڈالا جاتا۔ ہر قسم کے بدترین الفاظ مثلاً بیوقوف۔ احمق۔ جاہل۔ کندہ ناتراش۔ بیہودہ، گنوار وغیرہ الفاظ سے ان کو موسوم کیا جاتا ہے اور باہمی لڑائی میں بھی جبکہ گالی گلوچ کی نوبت آتی ہے تو انکے حوالے سے گالیاں دی جاتی ہیں۔ استاد شاگرد کو۔ آقا غلام کو افسر ماتحت کو ناراض ہونے پر گدھے کے ہی نام سے مخاطب کرتے ہیں اور اس کے لفظ میں خدا جانے کیا برائی طرفہ ہے کہ تمام قسم کے عیوب سے متصف ہو جاتی ہے۔ لیکن نہیں اگر ذرا انصاف سے دیکھا جائے تو میاں گدھے بھی ہمارے لئے زندگی کے راز میں چراغ ہدایت ہیں۔ وہ ہم کو معرفت کے راستے میں متنبہ کرتے ہیں کہ خدا کی عبادت بھی ایک بوجھ ہے اس کو اگر ہماری طرح اٹھ جائے تو گدھے رہ جائیں گے کیونکہ ہم جس کی اینٹیں یا بوجھ اٹھاتے ہیں جب کہ اتار دیا پھر بھی واسطہ نہ رکھا۔ اسی طرح جس پر ہیز گار نے خدا کی عبادت کو ایک بوجھ خیال اور اس سے اپنے اعمال اعوار کو درست نہیں کیا وہ پرہیزگار نہیں بلکہ بوجھ اٹھانے والا گدھا ہے۔ علی ہذا القیاس عورت جس نے عالم فاضل بچہ پیدا نہیں کیا۔ وہ بھی بوجھ اٹھانے والی

جس طرح آزادی سوال درپیش ہوتے وقت قسمت پشت کے غلام ملک اس وقت کسی گھوڑے پر یا کسی خشک ٹیکرے پر گھاس کھا لی در لوٹ پیٹ کر گرد جھاڑ کر تھکن اتار لی۔ اور تازہ دم ہو گئے۔ ان تمام وجوہات سے ثابت ہوا کہ ان کا اور اللہ آدم کا بغض قدرتی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوتی کہ اس قدر محنت کرنے کے باوجود ان کے سامنے سوائے سوکھی سڑی گھاس کے اور کچھ نہیں ڈالا جاتا۔ ہر قسم کے بدترین الفاظ مثلاً بیوقوف۔ احمق۔ جاہل۔ کندہ ناتراش۔ بیہودہ، گنوار وغیرہ گدھے ہی کیونکہ اسی پٹ سے لائق اور ہنرمند پیدا ہو سکتے ہیں اور اسی سے نالائق اور جاہل۔ جس بچے نے کہ اول

کو بوجھ خیال کیا اور ان سے علمی فائدہ حاصل نہ کیا گدھا ہے اور جس استاد نے اپنے فرض کو فرض اور اپنے شاگردوں کو صراط المستقیم پر نہ لایا وہ گدھا ہے۔ جس ماں نے اپنے فرض منصبی کو فراموش کر دیا بلکہ اس کو ایک بوجھ خیال کیا ثواب کا ذریعہ تصور کیا وہ بھی ہم ہے۔ اسی طرح جس منصف نے اپنے [illegible] کو پایا بلکہ اپنی جیبوں کا [illegible] ہاتھوں کو ٹھنڈا کرنے کو عدالت سمجھا الغرض ہر وہ شخص گدھا ہے جس انسان نے اپنے متعلقہ [illegible] فرض خواہ پرورش اور نگہداشت [illegible] وہ بھی گدھا ہے کہ اس پر خانہ داری کے [illegible] ہوتے ہیں۔ اسی طرح جس انسان نے [illegible] کے بعد [illegible] نہیں چھوڑا وہ ایک [illegible] ہے اسی طرح اس کا جنازہ جن لوگوں نے [illegible] وہ بھی گدھا ہے جس نے اپنے کندھوں [illegible] اینٹ پھر کا ایک [illegible] قبرستان میں جا کر پھینک [illegible]

اب تمام مثالوں کے علاوہ گدھے کی زندگی کا ایک زبردست نصیحت یہ اور ملتی ہے کہ وہ جو ڈھونے کے بعد رات کو جب کر دیا جاتا ہے یا چھوڑ [illegible] وقت وہ باتوں سے فکر ہوتا ہے۔ [illegible] فکر نہیں ہوتی کہ مجھ کو کس کیا کرنا ہے۔ کس قدر ڈھونا ہے۔ لہٰذا وہ بے فکری سے رات [illegible] ہے۔ صبح تو اس کا مالک خود اسے تلاش کر کے یا کھولتا ہے لیکن ایک ہم ہیں کہ رات کو جب پر جب سوتے ہیں تو سونے سے قبل کل کا پروگرام بنا لیتے ہیں کہ ہم کو اگلے دن کس کے کاہا اٹھانا ہے۔ ہمارا افسر ہم کو [illegible] کرنا ہے۔ ہم ہر وقت اس کے استقبال کو تیار [illegible] اس صورت میں بھی وہ ہم کو گدھے ہی کے نام [illegible] گدھے کا مالک شاید اپنے گدھے کو [illegible] ہمارا مالک اس لفظ کا عمل سے قطعی [illegible] اس نے تو صرف ڈنڈا [illegible] نہیں [illegible] گدھے کو [illegible] دوسرے [illegible] نہیں کر سکتا لیکن [illegible]

سرمہ ذوق نظر

(از جناب الم مظفر نگری)

اے چارہ گر نہ دل میں نہ زخم جگر میں ہے
ہے وہ ہر اک جگہ جو بصیرت نظر میں ہے
آگاہ ظلمت شب غم کوئی بھی نہیں
تا صبح دیکھئے ساتھ وہ کیونکر شب فراق
یہ طرفہ ماجرا ہے کہ معیار حسن و عشق
نظروں میں گو نہیں مرے دلمیں تو ہو مقیم
ہے دیدۂ کلیم کی پتلی چڑھی ہوئی
راہ وفا میں ان کا تصور ہے راہبر
یہ کہہ کے اس نے مجھ کو غم عشق دے دیا
افسانۂ مآل حیات وفائے عشق
آزادی خیال میسر نہیں جسے
پروانے کی ہے بعد فنا فرح وجد میں
شاید لہو وہیں سے یہ آتا ہو چارہ گر
جاتا نہیں ادھر سے کوئی جانب حرم

مرکز خدنگ ناز کا ذوق نظر میں ہے
کعبے میں ہے کنشت میں ہے سنگ در میں ہے
جو بھی ہے انتظار نمود سحر میں ہے
جو آہ شام ہی سے امید اثر میں ہے
میری نظر میں ہے نہ اب انکی نظر میں ہے
یہ آسماں بھی میری حدود نظر میں ہے
معراج انکے حسن کی اب تک نظر میں ہے
منزل بھی ساتھ ساتھ مری رہ گزر میں ہے
گنجائش اس کی تیرے دل مختصر میں ہے
بیمار غم کے ہر نفس منتشر میں ہے
قیدی بنا ہوا ہوس بال و پر میں ہے
تارا سا یہ دود چراغ سحر میں ہے
زخم نہاں اک اور بھی زخم جگر میں ہے
ایماں فروز بتکدہ جس رہ گزر میں ہے

شبنم کہاں ازل سے میری چشم تر الم
گوہر فروش پرتو شام و سحر میں ہے

بلاک تیار ویکلی میں
بلاک ہوئے
برائے فروخت موجود ہیں

پیٹھے کی بیل

از جناب سوفی لچھمن پرشاد ایڈیٹر رسالہ مشاہدہ جوگی لاہور

ہر قسم کی مٹھائیوں میں پیٹھے کی مٹھائی [illegible] ہے۔ اس مٹھائی کی ٹکڑیاں صاف شفاف اور [illegible] ہوتی ہیں۔ پیٹھے [illegible] کو بھی [illegible] ہے۔ [illegible] بہت [illegible] مٹھائیاں بہت [illegible] ہوتی ہیں۔ پیٹھے کا [illegible] پیٹھے کی بڑیاں [illegible] ہے [illegible] سادہ ہوتا ہے کہ [illegible] ہوتی [illegible] اس کے مرکز کا [illegible] ہوتے ہیں تھوڑا ہو تو [illegible] میں جتنا بڑا پیٹھا ہوتا ہے [illegible] پاتا ہے۔ چار پانچ سیر کے وزن والے پیٹھے [illegible] ہوتے ہیں۔ دس سیر سے لے کر ایک من تک [illegible] والے پیٹھے کہ جن کی سطح ہموار اور بے داغ [illegible] ہوتے ہیں ان کو زخم پہنچائے بغیر ہموار [illegible] پھینکے میں رکھ کر چھت میں لٹکاتے ہیں [illegible] خراب نہیں ہوتا یا کٹے ٹوکے [illegible] دیں اور کبھی کبھی اس کے پہلو بدلتے رہنا [illegible] تک بول کا توں رہتا ہے۔

اکتوبر ماہ نومبر میں پیٹھا تیار ہو جاتا ہے [illegible] سے لاکر بازار میں بھیجا جاتا ہے۔ اس دنوں [illegible] دو آنہ فی سیر کے حساب سے بک جاتا ہے اور [illegible] مٹھائی ایک روپیہ فی سیر بکتی ہے [illegible] اپریل [illegible] کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔ پیٹھے میں بہت فوائد بھی ہیں۔ دل و دماغ کے لئے [illegible] پیٹھے کی مٹھائی بنانے والے جو کہ [illegible] پیٹھے استعمال کرتے ہیں بیج [illegible] کام [illegible]۔ ان سے پیٹھے کے بیج حاصل کرتے [illegible] قسم کے چھوٹے پیٹھے سے مٹھائی نہیں بن سکتی [illegible] مجبور ہیں کہ اعلیٰ پیٹھے ہی کام میں لائیں۔ ان [illegible] چاہئے کہ وہ بیج جمع کرتے رہیں تاکہ بوقت [illegible] سے قیمتاً حاصل ہو سکیں۔ ان بیجوں کو [illegible] میں زمین میں ماہ اپریل میں [illegible] کے دنوں میں بونا چاہئے۔ اور اس بیل کو [illegible] آور درختوں پر چڑھانا مناسب ہے [illegible] بیل بہت لمبی ہوتی ہے اور اس کے پتے [illegible] جیسے گول اور چوڑے ہوتے ہیں۔ اس کا [illegible] رنگ کا کاشی پھل جیسا ہوتا ہے۔ اس کے [illegible] کے تربوز کے بیجوں جیسی شکل کے ہوتے [illegible] میں اس کو پھول لگتے ہیں اور ماہ

اکتوبر سے کر ماہ نومبر تک اس کے پھل پورا قد اختیار کر لیتے ہیں۔ اس پھل کا رنگ شروع سے آخر تک گہرا سبز ہی رہتا ہے کہ جس پر سفید پوڈر سا نظر آتا ہے۔ ایک بیل کو پندرہ بیس پھل لگتے ہیں۔ اگر بیل زمین پر پھیلے تب تو پھلوں کا وزن زمین ہی پر رہتا ہے لیکن اس صورت میں پھلوں کو جانوروں سے نقصان کا اندیشہ رہتا ہے۔

اگر اس کی بیل درختوں پر چڑھی ہو تب ان پھلوں کے وزن کو درخت برداشت کر لیتے ہیں یا ان پھلوں کو چھینکوں میں رکھ کر اور چھینکوں کو درخت کے تنوں سے باندھ دینا چاہئے تاکہ یہ پھل چھینکوں میں ہی بڑھیں۔ اس طرح پھل چاروں طرف سے یکساں۔ گول اور بے داغ رہتے ہیں۔

اس پھل کو اگر ذرا بھی زخم آجائے تب یہ خراب ہونے لگتا ہے۔ اس لئے اس بات کی احتیاط مناسب ہے کہ اس کو چوٹ نہ لگے۔ [illegible] بیل بذات خود خوب مضبوط ہوتی ہے لیکن پھل دینے کے بعد خشک ہو جاتی ہے۔ یہ بیل صرف ایک دفعہ ہی پھل دیتی ہے اس لئے پھل حاصل کرنے کے بعد اس بیل کو زمین سے اکھاڑ دینا چاہئے۔

کوٹھی، بنگلوں کے باغیچوں، گھر کے صحن میں بھی اس کی بیل بو کر ہم اس سے فی بیل دس پندرہ روپے کے پیٹھے حاصل کر سکتے ہیں۔ کدو اور کاشی پھل کی بیل کی طرح اس کو بھی کھاد اور پانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ چھپروں پر بھی اس کی بیل چڑھ جاتی ہے اور اپنے سبز پتوں سے چھپر کو ڈھانپ دیتی ہے۔ پیٹھے کے پھول اور بیل دونوں خوبصورت ہوتے ہیں۔ اس بیل کو صرف ایک فٹ مربع زمین کافی ہے۔ یہ سب سے کم زمین میں سب سے زیادہ پھل دیتی ہے۔ جس زمین میں کدو، کاشی پھل اور خربوزے پیدا ہو سکتے ہیں وہ پیٹھا کی بیل بھی خوب پھول پھل سکتی ہے

ملک کے نوجوان تھوڑی سی تھوڑی زمین میں اس بیل کی کاشت کر کے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور کسانوں کو بھی اس کی کاشت کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

خط و کتابت کرتے وقت پیٹھے کا حوالہ ضرور دیجئے (مدیر)

راز

(از محترمہ حور درخشاں بلگرامی)

اے دوست محبت ایک مقدس راز ہے
کیوں پگلی چنچل آنکھوں کا سنہرا موتی
اسے اپنی روح میں چھپا لے،
دیکھ! محبت کی ناکامیوں پر تیری آنکھیں نم نہ ہو جائیں
اپنی آہوں کو سینے میں دفن کر لے۔

اپنے [illegible] کو [illegible]
محبت کے [illegible] احساس کو [illegible]
دنیا تیری کسک کو [illegible] سکے گی
تیرا دل [illegible] محبت کا اسیر ہے [illegible]
پنہاں میں [illegible] کا [illegible] کیونکر [illegible] سکتا ہے
او محبت کے پجاری ابھی تو [illegible]
[illegible] طوفانوں سے مقابلہ
یاد رکھ تیری آنکھیں نہ چھلک جائیں!

کوہیما سے کابا تک اور اس سے آگے

ہندوستان پر جاپان کی چڑھائی کے ناکام اور تباہ کن ثابت ہونے کے بعد اب جاپانی فوجیں فرار ہو رہی ہیں۔ آخری جاپانی سپاہی کو بھگایا جا چکا۔ . . . اور اب جنگ ہندوستان کی سرحد کے اس پار لڑی جا رہی ہے۔ ہماری فوجیں اب برما کے اندر حملے کر رہی ہیں۔

کوہیما ہی وہ جگہ تھی جہاں سے پانسہ پلٹا۔ کوہیما سے کابا اور اس سے آگے تک بہت طویل راستہ ہے مگر ہمیں فتح تک پہنچائے گا۔

ٹامو

ہم نے ٹامو کے اہم مقام پر مہینوں پہلے قبضہ کر لیا تھا۔ برما کی لڑائی کی کارروائیوں کا اس جگہ سے بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ یہاں بڑے معرکے ہوئے ہیں۔ ٹامو ان مقامات میں سے ہے جن پر جاپانیوں نے پندرہ دن عبور کرتے ہی قبضہ کر لیا تھا۔ وہ اس کی فتح پر بہت بغلیں بجاتے تھے! آج ٹامو کے دھان کے کھیت ان کی لاشوں سے پٹے پڑے ہیں۔

ہمارے دلیر اور بہادر جوانوں کے ہاتھوں دشمن کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ اب تو لیے سے ناقابل شکست سپاہی فرزندوں کی شان میں شیخی بھرے قصیدے نہیں سنائے جاتے۔

ہماری فوج کے بہادروں نے ثابت کر دیا کہ ہم جاپانیوں کو ہرا سکتے ہیں . . . اور

ہرا رہے ہیں

قومی جنگی محاذ سے شائع کیا

انٹرویو

افسانہ

از جناب رامانند ساگر

ایک بلند چیخ سنائی دی اور پھر رونے کی آواز ——— بلو کی آواز پہچان کر میں جلدی سے کتاب پھینک کر بھاگا۔ غالباً وہ میرے کمرے تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوا سیڑھیوں سے گر پڑا تھا۔ میں ابھی سیڑھیاں اُتر ہی رہا تھا کہ مجھے ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی جو سخت سست کہتی ہوئی سنائی دی۔

"میں نہیں دوں گا۔ آخر ٹھیکہ لے رکھا ہے تمہارا کیا۔ ابھی تو میں نے صرف ایک ہی تھپڑ مارا ہے۔ تو چلانے لگ گئے ہو ..... میں نے کہہ دیا۔ کہ میں نہیں دوں گا۔ کبھی نہیں ——— اچھا اگر ضد کرتا ہے تو لے!"

اتنی دیر میں میں نیچے تک پہنچ چکا تھا۔ بلو کے سامنے ایک بوڑھا مالک مکان کھڑا تھا۔ اور میرے دیکھتے دیکھتے اس نے ایک خوبصورت سے پتنگ کے پُرزے پُرزے کر دیئے اندر بڑبڑاتا ہوا نیچے چلا گیا۔ تب مجھے پتہ چلا کہ کوئی پتنگ کٹ کر ہمارے کوٹھے پر آ گرا تھا جسے وہ بوڑھا اُٹھا لایا تھا۔ چونکہ وہ ہمیشہ اس طرح کے پتنگ تو کیا مارے سے لائے ہوئے کئی کھلونے بھی ننھے کو از خود ہی دے دیا کرتا تھا۔ اس لئے اس نے آج بھی پتنگ مانگا ہوگا اور جب اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ تو مچل گیا۔ مجھے دونوں پر بہت غصہ آیا۔ البتہ وہ مکان کا لاڈلا جو پر گیا۔ میں نے اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے کے لئے اسے اتنے زور سے پیٹا کہ وہ بوڑھا بھی سُن سکے۔

میں واپس اپنے کمرے میں آیا۔ تو دل و دماغ ننھے پریشان ہو چکے تھے کہ ناول کا دلچسپ ترین حصہ سامنے کھلا ہونے کے باوجود میں اسے نہ پڑھ سکا میرے دماغ میں اس بوڑھے مکان لاڈلے سے متعلقہ تمام اگلی پچھلی باتیں پیچ و تاب کھانے لگیں۔ سانپ کی کنڈلی کی طرح ایک ایک پیچ میں سے کئی کئی بل نکلنے کے باوجود یہ سلسلہ کہیں ختم ہوتا نظر نہ آتا تھا۔

یہ مکان کرایہ پر لیتے وقت جب مجھے بتایا گیا کہ اس بوڑھے مالک مکان اور اس کی کوئی ساٹھ ستر سالہ بیوی کے سوا اور کوئی نہیں رہتا۔ تو میں بہت خوش ہوا تھا کہ "چلو اس مکان میں تو کسی طرح کی بک بک جھک جھک سے چھٹکارا ملے گا اور لکھنے پڑھنے کے لئے تو سکون رہے گا۔ گو مجھے اس کے حصے زیادہ شکی مزاج ہونے کا شک اسی وقت ہو گیا تھا جب اس نے کرایہ نامہ لکھے بغیر مجھے مکان میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ لیکن میں نے اس واقعہ کو اس کے کسی گذشتہ تلخ تجربہ پر محمول کرتے ہوئے اس طرف زیادہ توجہ نہ دی۔

مجھے ابھی مکان میں آئے ہوئے کوئی تین چار روز ہی ہوئے تھے کہ میں نے اچانک اپنی کھڑکی میں سے باہر گلی میں تھوکا۔ تھوکنے کے بعد جو سر اٹھا کر دیکھتا ہوں تو ہمارے لاڈلے مکان مالک سامنے سے جھومتے ہوئے چلے آ رہے ہیں تھوکتے وقت گو وہ کوئی بیس قدم پرے تھا۔ اور میرا قصور صرف اتنا تھا کہ اس نے مجھے تھوکتے ہوئے محض دیکھ لیا تھا۔ بایں ہمہ میں نے اظہار انکسار کا ایک واقعہ پیدا کرتے ہوئے ایک سی فقرہ کہہ دیا۔

"لالہ جی۔ معاف کرنا۔ میں نے آپ کو تشریف لاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا!"

اس نے سرخ ڈوروں والی آنکھوں سے مجھے گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر آپ میرے سر میں ہی تھوک دیتے تو آپ کا کیا کر لیتا!" اور منہ چلاتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ یہ میرا اس کے ساتھ پہلا صحیح تعارف تھا۔

اس کے بعد میں اس کے کردار کا بہت باریکی سے مطالعہ کرنے لگا۔ گھٹے ہوئے چہرے پر جھریوں کے باوجود ریشمی سطح والی جلد کی چکناہٹ عالم شباب کی نزاکت آفرینی و دلاویزی کا پتہ دے رہی تھی۔ یوں بھی جوان میں داڑھی کے بالوں کی کھونٹیوں کے باعث چہرے پر جو سیاہی کی جھلک سی اور کھردرا پن رہتا ہے۔ اسے بیشتر بالوں کے جڑ سے نکل جانے کے باعث دور ہو چکا تھا۔ تیکھی اور آگے کو جھکی ہوئی ناک کے نیچے سفید اور خمدار مونچھوں کا بانکپن اور تناؤ اس کی رعونت پسند طبیعت کا پتہ دیتے تھے لیکن ناک کے بانسے پر ایک بھدا سا مسا اس بری طرح نکل آیا تھا کہ وہ ان تمام رعب دار چیزوں کے اثر کو بہت حد تک زائل کر دیتا تھا۔

علاوہ ازیں کثرت شراب خوری کے باعث اس کی موٹی موٹی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہر وقت ابھرے رہتے تھے۔ پہلی نظر میں تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تیز اور رنگ بستہ میں لباس و جسم کی تمام ظاہری تکلف آرائیوں کو چیر کر آپ کی پوشیدہ اصلیت کی تلاش میں آپ کے جسم کے اندرونی تہوں تک پہنچ رہی ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے گوشت اور ہڈیوں میں سنسنی پیدا کرتی ہوئی کوئی سرد لیکن تیز سی شے چبھتی ہوئی معلوم ہو۔ لیکن ذرا غور سے دیکھنے پر یوں پتہ چلتا جیسے آنکھیں نہیں بلکہ بے بسی اور بیچارگی کے پانی سے لبریز دو کٹورے ہوں جو آپ کے دل میں پوشیدہ جذبات و جسم کو ڈھونڈنے کے لئے آپ کے گوشت و پوست کو کھرچ رہی ہیں۔ لہٰذا آپ کو اس پر لاحالہ ترس آ جاتا ہے۔ اس کی چال سے کوئی استقلال نہ تھا۔

وہ کندھوں کو اس انداز سے آگے کی طرف جھکا کر ہلاتا ہوا چلتا کہ دونوں کندھے ہلتے تھے۔ لیکن دونوں بازو اس طرح بیزار کسی حرکت کے لٹکے رہتے گویا انہیں جان ہی نہ ہو۔ چلتے چلتے اچانک کبھی رُک جاتا اور کبھی یکلخت اپنی چال تیز کر لیتا۔ ایک اور دلچسپ بات یہ ہوتی کہ ابھی سڑک کے اس کنارے چل رہا ہے تو دوسرے ہی لمحے سڑک کے دوسرے کنارے پر ہو لیتا۔ اور کسی وقت نو ٹانگوں اور موٹروں کے عین درمیان سڑک کے بیچوں بیچ کندھے ہلاتا ہوا چلا جاتا۔

مجھے یہاں آ کر پتہ چلا۔ کہ یہ مکان بھی کسی ساہوکار کے ہاں گروی رکھا ہوا ہے۔ سنا ہے۔ کہ آج سے کوئی دس سال پہلے اس کے دروازے پر ماتھی جھومتے تھے اس محلے کے تین چوتھائی مکان انہی کے تھے۔ شاید اسی لئے محلے کے تمام لوگ شکایت کرتے ہیں کہ یہ جب انکی طرف لال لال آنکھیں نکالے دیکھتا ہے تو یوں دیکھتا ہے کہ گویا کہہ رہا ہو کہ تمہیں کچا ہی چبا جاؤں گا!" ممکن ہے کہ وہ غلط سمجھتے ہوں۔ اور اسکی نگاہیں کھرچ کھرچ کر انکے دلوں میں پوشیدہ رسم سے جذبات کی تلاش کر رہی ہوں تاکہ ان سے اپیل کی جا سکے کہ "یہ مکان کبھی میرے تھے۔ تم انہیں کس بے دردی سے استعمال کر رہے ہو۔ ان مکانوں میں تو کیا۔ اس کوچہ میں بھی کبھی عزیز آدمی نے قدم نہیں رکھا تھا ..... تم مجھ پر رحم کھاؤ۔ ..... تم مجھ پر رحم کھاؤ ....."

لیکن جب باہر نکلتا تو محلے کے لونڈے طرح طرح کے منہ بنا کر اور اس کی مختلف عادتوں کی نقل کر کے اسے چڑاتے۔ کوئی سورج کی طرف منہ کر کے پاؤں میں سے جوتا اتار کر ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوتا اور منہ میں کچھ گنگنانے لگتا۔ پھر ایک لمحہ بعد جوتا پہن کر منہ پھیر لیتا۔ لیکن اچانک پھر جوتا اتار کر اسی طرح دست بستہ سورج کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا اور وہ بھی ہو بہو اسی طرح کیا کرتا تھا۔ بلکہ اس کا ہر کام ہی ایسا تھا۔ مثال کے طور پر اگر بیوی سے ناراض ہو گیا تو اسے سخت سست کہہ کر اوپر اپنے کمرے میں چلا جاتا اور کسی پرانی فلم کا یہ گیت "بھج لے تو سیتا رام منوا" گانے لگتا۔ لیکن دو ہی منٹ کے بعد پھر جلدی جلدی یہی گاتا ہوا نیچے اترتا اور رسوئی گھر کے سامنے کھڑا ہو کر پہلے وہ مصرعہ پورا کرتا "بھج لے تو سیتا رام منوا ....." لیکن حرامزادی تو نے ایسا کیا ہی کیوں"

اور ایک دو گالیاں دینے کے بعد واپس اپنے کمرے میں چلا جاتا۔ لیکن دو ایک منٹ کے بعد پھر اپنا بھجن گاتا ہوا نیچے اترتا۔ "بھج لے تو سیتا رام منوا لیکن حرامزادی تو نے ایسا کیا ہی کیوں" اور گالیاں دیتا ہوا واپس چلا جاتا حتیٰ کہ چابی دیئے گئے کھلونے کی طرح باقاعدگی سے ہر دو منٹ بعد وہ اپنے محبوب بھجن کو گنگناتا ہوا نیچے اترتا یہ فقرہ کہہ کر گالیاں دیتا ہوا اوپر چلا جاتا جب کہ کوئی زیادہ اہم کام اسکی توجہ اپنی طرف منعطف نہ کر لے۔ پھر اگر دانتن کے وقت کھیاں کرنے لبس پانی سے بھری ہوئی ایک بالٹی کھیوں میں ختم ہو جاتی۔ گو بعد ازاں اسے خود ہی جانا ہوتی اور کنویں سے پانی لانا پڑتا۔ لیکن اپنی زبان کی تمام عادات اس کے ہاں قدیم یادگار کی طرح محفوظ تھیں۔ وہی ڈکٹیٹرانہ احکام جو کسی میں سینکڑوں افراد کنبہ میں ہلکہ مچا دینے کے لئے ہوتے ہوں گے۔ اب بیوی کو سنائے جاتے تھے نے رات کو ایک بجے سے قبل اسے کبھی کھانا نہیں دیکھا اور اس وقت کھانے کے بعد وہ ذرا چہل قدمی کے لئے بھی ضرور جاتا۔ گو اب نشاط کے پُر رونق بازاروں تک جانے کی اسے سکت نہیں تھی۔ بایں ہمہ وہ اپنے کوچے کے باہر اور اندھیرے بازار میں کھانے کے بعد ایک مرتبہ ضرور ایک مطلق العنان حاکم کی طرح وہ ذرا ذرا بات پر اتنی جلدی رحم ہو جاتا کہ ایک عرصہ تک اسے کوئی سڑی سودائی سمجھتا رہا۔ مجھے کرایہ وصول کرنے کے لئے ایسے وقت کا منتظر رہنا پڑتا جب کیفیت مزاج صحیح ہو۔ ورنہ کرایہ کا نام سنتے ہی جھاڑ کر میرے پیچھے پڑ جاتا کہ آپ خواہ مخواہ پریشان کیوں کر رہے ہیں۔ میں خود ہی لے جب فرصت ہو گی!" حالانکہ ضرورت کا یہ عالم ہوتا مرتبہ آٹا لانے کے لئے اسے میرے کرائے کرنا پڑے گا۔ میں تو کیا تمام محلے والے بھی سودائی سمجھتے تھے۔ لیکن جب میں نے ذرا گہرا جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ دراصل رئیسی اور اعلیٰ پناہ ماضی سے کیا لینا ہے۔ وہ لوگ تو حال

(باقی اگلے صفحہ پر)

پہلے صفحے سے

بلتے ہیں۔ چنانچہ [illegible] سے
[illegible] سودا لے کر [illegible] بیچنے
[illegible] دکان [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] لالہ [illegible]
[illegible] اس طرف دیکھ کر [illegible]
[illegible] چنانچہ دوکاندار اسکی موجودگی [illegible]
[illegible] ہمسایوں [illegible]
[illegible] دیر تک [illegible]
[illegible] دروازہ [illegible]
[illegible] پوشیدہ [illegible] دھوکے کی [illegible]
[illegible] اس کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکنے کے بعد وہ
[illegible] کنڈوں کو ہلاتا ہوا آگے چلا جاتا اور
[illegible] دوکاندار اسکی جانب [illegible]
[illegible] اپنے [illegible]
[illegible] اسے اس [illegible] کچھ کہنے گویا [illegible]
[illegible] بات جاری کر [illegible]
[illegible] رکھے ہیں [illegible]
[illegible] ہیں تو سہی۔" دوکاندار جواب دیتا
[illegible] پوچھتا۔
[illegible] طرح [illegible] ہیں؟"
[illegible] دیکھے [illegible] آنے فی من
[illegible] ساڑھے"
[illegible] نمونہ دیکھ [illegible] تو کم از کم ایک گھنٹہ ایک
[illegible] کی پرکھ کرتا رہتا اور جب تک دوکاندار کا پیمانہ
[illegible] جاتے۔ تو پھر اسی [illegible] کہتا
[illegible] ان میں سے ایک [illegible]
[illegible] کو لینے بھی [illegible] دو سو دو سو [illegible]
[illegible] الا کے [illegible]
[illegible] دوکاندار کھینچ کر اس کے ہاتھ سے [illegible]
[illegible] لگتا [illegible]
[illegible] دیکھو۔ [illegible] والوں کو دیکھو۔
[illegible] والوں کو بالکل [illegible] ہوا جاتا ہے لیکن ان کا
[illegible] ہے۔
[illegible] سے دیکھو [illegible] ہے رنگ
[illegible] ہوا۔
[illegible] گرد [illegible] من میں سے کم از کم چار چھ تک

لص کشمیری اون
[illegible] ہوئے [illegible] اور زنی [illegible] روپیہ
[illegible] پانچ روپیہ [illegible] ہر جگہ [illegible] کی سوغات
[illegible] ہشتا [illegible] ملتے ہیں۔
[illegible] ٹریڈرز لمیٹڈ، لاہور

گر نکلے گی۔"

دوکاندار تنگ آکر سر ہلتا: "ارے صاحب۔ آپ نے سودا لینا بھی ہے یا نہیں"

اتنے میں اگر کوئی دوسرا گاہک آتا تو دوکاندار اسکی طرف متوجہ ہو جاتا اور لالہ گمن لال پھر من کے ایک ایک دانے کو آنکھوں سے چاروں کی دوری پر رکھ کر اس طرح دیکھتا گویا کوئی جوہری شہنشاہ اعظم کے تاج میں جڑنے کے لئے موتی چن رہا ہو۔ تنگ آکر جب اس کا پھر بول اٹھتا

"چھا جی بتروا دیجے سات سیر دس آنے من لگاؤ"

"صاحب ایک پائی کم نہ ہوگی" دوکاندار دوسرے گاہک کو سودا دیتے ہوئے جھنجلا کر کہتا۔

پھر سے مونگ کے دانوں کی پرکھ شروع کر دیتا تھا کہ دوسرا گاہک سودا لے کر چلا جاتا اور دوکاندار سے پھر چھڑی کے لئے منت ترلے کرتا۔

"بندے خدا آخر دوکان کیوں روک رکھی ہے؟"

"چھا جی، تیرہ روپے گیارہ آنے کا لو" یہ جھٹ سے بول اٹھتا۔ دوکاندار انکار میں سر ہلا کر اسے پھر آگے کی طرف دھکیلنے لگتا۔ تو بھی یہ کہے جاتا "آخر یہ بھی تو سوچو کہ ایک من میں سے کم از کم چار چھٹانک گرد نکلے گی اور کم از کم چالیس دانے کالے۔"

"اچھا لو لئے کتنے من لیں گے" دوکاندار اس محبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کہتا اور لالہ گمن لال جیب سے رومال نکال کر دوکاندار کے سامنے بچھاتا ہوا کہتا۔

"اچھا تو پھر دو چھٹانک تول دیجئے!"

مجھ سے وہ بہت جلد بگڑ گیا تھا۔ اپنی آمد کے چند ہی روز بعد سے میں نے دیکھا کہ جب بھی میرا کوئی دوست یا مہمان آتا تو وہ سیڑھیوں میں ٹہلتا ہوا کئی کئی مرتبہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر جاتا تھا۔ ایک دن وہ آتش فشاں پھٹ ہی پڑا۔ میرے ہاں شام کو پروفیسر کالور اور مسٹر ہریندر مارا اٹھ لالکی دعوت تھی۔ ہم لوگ ابھی خوش گپیوں ہی میں مصروف تھے کہ وہ دندناتا ہوا میرے کمرے میں آگھسا۔ اس سے قبل میں سیڑھیوں پر اس کے بے چین قدموں کی چاپ بار بار سن چکا تھا۔ آتے ہی بولنا شروع کر دیا۔

"ہم سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا۔ یہ مکان ہے کوئی سرائے نہیں۔ ہر ایرا غیرا دوسرے تیسرے یہاں آیا کرتا ہے۔ خبردار اگر آئندہ کوئی غیر شخص اس مکان میں داخل ہوا ورنہ ....."

میں غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ میں اس سے ابھی اس بدتمیزی کی وجہ ہی دریافت کر رہا تھا کہ میرے دونوں دوست جانے کیا سوچ کر وہاں سے چپ چاپ چلے گئے اس پر میرا غصہ اور بھی تیز ہو گیا اور بہت ممکن تھا کہ میں اس بوڑھے پر ہاتھ چھوڑ بیٹھتا کہ اچانک میری نظریں

اس کی سرخ سرخ آنکھوں پر جم گئیں جن میں [illegible]
[illegible] فوشیہ نرگس کی طرح تھوڑا تھوڑا پانی جھلک
رہا تھا۔ اور جن کے متعلق مجھے شاید غلط فہمی تھی کہ وہ
غم کی [illegible] ہیں [illegible] ہو گئی [illegible]
انسانوں کی طرح [illegible]

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

قیمتیں برابر گر رہی ہیں

دھوکے میں آکر نقصان کا سودا مت کیجئے

پچھلے سال کے تجربے سے ظاہر ہے کہ سونے، جائداد، زمین اور اجناس میں روپیہ لگانا نقصان کا باعث ہوا۔ قیمتیں گر گئیں اور ان چیزوں میں لگی ہوئی رقم صاف طور پر گھٹ گئی۔

وہ لوگ واقعی خوش قسمت رہے جنھوں نے سمجھداری سے کام لے کر اپنا روپیہ محفوظ مدوں میں لگایا تھا۔ ان کی بچت پہلے سے سوا ہو گئی۔ اور اب پہلے سے کہیں زیادہ قیمت رکھتی ہے۔ ایک طرف ان سمجھدار لوگوں کی بچت اور دوسری طرف کنٹرول کی تدابیر اور صنعتی مال کی بڑھتی ہوئی پیداوار نے منافع خوروں اور ذخیرہ اندازوں کو نیچا دکھا دیا اور واقعی اپنے اور اپنے ملک کے ساتھ بڑی بھلائی کی۔

اس سعید کام کو جاری رکھئے۔ قیمتیں برابر گر رہی ہیں اور جب تک لوگ خرچ کم اور جمع زیادہ کریں اسی طرح گرتی رہیں گی۔ بہت سے لوگوں نے آزما کر دیکھ لیا کہ روپیہ مفید طور پر لگانا ہی سب سے اچھا ہے۔ ذیل کی مدوں میں سے ہر قطعاً محفوظ ہے۔

امداد باہمی کی انجمنیں، کوآپریٹو سوسائٹیز، بیمہ پالیسی، انشورنس، بینک کا جمع کھاتا۔ ڈاک خانے کا سیونگ بینک۔ سرکاری قرضے۔ نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹس۔

روپیہ بچایئے

اور سمجھداری سے لگایئے

کپڑے، [illegible] برتن، بھانڈے، سائیکلیں، موٹر کاریں، اور ایسی دوسری چیزیں خرید کر روپیہ ضائع نہ کیجئے۔ یہ چیزیں آپ جنگ کے بعد اس سے کہیں سستے داموں پر خرید سکیں گے۔ آج کل آرام و آسائش کی چیزوں کے بغیر کام چلایئے۔ ذاتی اور قومی خوش حالی حاصل کرنے کی صحیح تدبیر یہی ہے۔

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

NAK 1118

(افسانہ)

آب و آتش

(صفحہ ۱۸ سے آگے)

لیکن اسکی شرط بدستور قائم تھی۔

"اس مکان میں میں کسی غیر کی آمد برداشت نہیں کر سکتا"

"لالہ جی۔ آپ کے ہوش ٹھکانے ہیں یا نہیں۔ آخر میرے دوست بھی مجھے ملنے نہ آئیں؟" میں نے کہا۔

"اگر آپ کو ضرور ملنا ہو۔ تو آپ اس کوچہ سے باہر جا کر جس میں چاہیے ان کے مکان پر چلے جایا کیجئے۔"

"آخر جب میں ان کے گھر جا کر ملنا فیشن ٹھہراؤں گا۔ تو وہ بھی میرے ہاں آئیں گے۔ آپ کو ہو کیا گیا۔ آخر۔ ؟"

وہ جھنجلا اٹھا "مجھے ہو کچھ نہیں گیا۔ لیکن یہاں آپ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کا آنا جانا نہ کریں۔ آپ کے ہاں کوئی بیاہ شادی ہو تو ہے کہ کوئی یہاں دعوت کھانے آئے گا۔ اس طرح کی دعوتیں تو ہم نے کبھی سنی نہیں۔"

میں نے سختی یا نرمی سے اس کی عقل ٹھکانے پر لانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اس جدید تہذیب کے معنی ہی نہیں سمجھتا تھا۔ میں اسکی گفتگو سے بہت جھنجلایا۔

"میری سمجھ میں تو لالہ جی خاک بھی نہیں آیا کہ آپ کو آخر کس بات پر اعتراض ہے۔ یوں بھی میرے ہاں کوئی بچے نفنگوں کا جمگھٹ تو رہتا نہیں۔ ایسے ایسے آدمی آتے ہیں جن سے صرف دو باتیں کر لینا کتنوں ہی کے لئے باعث فخر ہے۔ آپ کا تو باوا آدم ہی نرالا نظر آتا ہے۔"

"ایسے آدمیوں پر تو مجھے اور بھی زیادہ اعتراض ہے میری بیوی کو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ بیچاری اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے اتنی دیر پڑی رہتی ہے۔"

مجھے کچھ ہنسی سی بھی آئی۔ اور میں کہنے ہی لگا تھا۔ کہ وہ ستر سال کی کھوسٹ۔ اسے دیکھ کر کوئی اپنی آنکھوں کو کیوں تکلیف دینے لگا۔ لیکن وہ کہتا گیا۔

"یوں بھی آپ نہیں جانتے کہ اس گھر میں تو کیا۔ اس محلہ میں کسی غیر کا قدم نہیں پڑ سکتا تھا۔ اس لئے آج اگر کوئی اچھے اچھے لوگ ہمارے ہی گھر میں ہیں اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے دیکھیں یا ہمارے کمروں کی بے سروسامانی دیکھیں یا ہی دیکھیں کہ ہم نے اپنے مکان میں بھی کوئی کرایہ دار رکھا ہوا ہے۔ تو کتنی شرم کی بات ہے۔"

"لیکن لالہ جی۔ یوں تو میرے لئے بھی کرایہ کے مکان میں رہنا شرم کی بات ہے کیونکہ میرا دادا وہ شخص تھا جس سے خود کشمیر کے حکمران نے کئی مرتبہ قرض لیا۔ اور میری ہی کیا بات ہے۔ آپ کو کوئی معمولی سے معمولی قلی بھی ایسا نہیں ملے گا جس کی گزشتہ سات پشتوں میں کوئی صاحب جاہ و ثروت نہیں گزرا اور جس کا سلسلہ نسب کسی نہ کسی وقت میں جا کر کسی شاہی خاندان سے نہیں ملتا۔ لیکن لوگ آپ کی طرح حقیقت حال کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کرتے۔"

اور یہ جملے میں اپنے وعظ میں اور کتنی ہی باتیں کہہ گیا۔ لیکن شاید اس نے ایک بھی نہ سنی تھی میری بات ختم ہوتے ہی اس نے کہنا شروع کر دیا۔

"اور پھر صاحب! آپ ان کمروں میں بیٹھ کر دوستوں کے ساتھ جانے کیسی کیسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔"

لیکن میں ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت نظر بند تو نہیں۔ آپ کو آج دوستوں سے بند کمرے میں بیٹھ کر ہنسی مذاق کرنے پر اعتراض ہے۔ چہ خوب کل آپ کہہ دیں گے کہ ہمارے مکان میں اپنی بیوی کے سامنے بھی کوئی ایسی بات نہ کیا کرو۔"

"آپ پہلے تو ایسی باتیں نہ کیا کرتے تھے۔"

میں اپنے لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ یہ شور سن کر جاگ آیا تھا۔

اس کے بعد اسے ہر بات کے متعلق یہی شکایت پیدا ہو گئی کہ آپ پہلے تو ایسا نہ کیا کرتے تھے۔ اب آپ مجھے تنگ کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔"

مثلاً اگر میں اپنے کمرے میں سے سامنے والے یا بغل والے کسی ہمسائے سے باتیں کروں یا کسی سے مذاق کروں تو فوراً یہ فتوے صادر ہو جاتا ہے کہ:۔

"آپ پہلے تو ان لوگوں سے باتیں نہیں کیا کرتے تھے"

اگر کسی دن چھٹی لے کر میں گھر پر رہوں تو آپ فرماتے ہیں۔

"آپ پہلے تو کبھی گھر پر نہ رہتے تھے۔"

یا اگر کسی روز مجھے دفتر سے لوٹنے میں دیر ہو گئی تو پھر وہی بات کہ "پہلے تو آپ کبھی دیر سے نہ آتے آپ صرف مجھ کو تنگ کرنا چاہتے ہیں۔"

میں اس ذہنی کوفت سے بہت تنگ آ گیا اور ایک دن میں نے اس سے کہہ دیا کہ

"آپ ہمیں یوں تنگ نہ کریں۔ میں دوسرا مکان ڈھونڈ رہا ہوں ملتے ہی اٹھ جاؤں گا۔"

"لیکن آپ کو جانے کے لئے کس نے کہا ہے کہ آپ اپنی بات پر کیوں مصر ہیں۔ آپ لوگوں کا آنا جانا ہی کیوں نہیں بند کر دیتے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اب کے آپ نے کسی کے سامنے کچھ کہا تو یاد رکھئے کہ....."

"آپ تو خواہ مخواہ غصہ کرتے ہیں۔ ایک معمولی سی بات ہے کہ اتنی سی۔ کہ آپ غیر آدمیوں کا آنا جانا ہی روک دیجئے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا"

میں نے غصہ سے کہا۔ "اور یاد رکھئے اگر آپ....."

اس سے قبل کہ میں بات ختم کرتا وہ یہ کہتا ہوا کہ "تو پھر نہی غصہ کرتے ہیں" وہاں سے جا چکا تھا۔

میں نے سمجھا۔ کہ ممکن ہے اب وہ غصہ کا سانسہ بر آ گیا

(باقی اگلے صفحہ پر)

خوبصورتی کے دیوتا

نے شاعر کے قول کے مطابق اپنی مستقل قیام گاہ عورت کی زلفوں میں بنا رکھی ہے کیش ورد ھنی کے استعمال سے زلفیں اس قدر بڑھ جاتی اور چمکدار ہو جاتی ہیں کہ اس سے دیوتا تک اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اسکے استعمال سے تمام سال انہیں بڑھنے دیجئے۔

رومان کیش ورد ھنی آپ کے بالوں کو رومان انگیز بنا دیتا ہے بالکل تر و تازہ، خوبصورتی سے مالا مال اور کبھی نہ گرنے والے یہ چند خصوصیات ہیں جو کیش ورد ھنی بچپن سے لگا کر آگے تک بالوں میں پیدا کر دیتا ہے۔

آپ کے بالوں ہی سے آپ کی زیادہ سے زیادہ شان ہے کیش ورد ھنی کے استعمال سے انہیں زیادہ سے زیادہ جاذب توجہ بنا لیجئے

کیش ورد ھنی

آج ہی استعمال کرنا شروع کر دیجئے جو بالوں کو بڑھاتا قائم رکھتا اور خوبصورت بناتا ہے۔

کیش ورد ھنی ..... ۱۲ آنے
کیش ورد ھنی شیمپو ..... ۱۲ آنے
ڈاک خرچ اور پیکنگ علیحدہ

کسی دوکاندار یا سیدھے پتہ دیں سے خریدیں

ساؤتھ انڈیا کیمیکلز

[illegible]

شری رتنا گری جی کا عجیب و غریب چمتکار

جس نے تمام دنیا کو حیرت میں ڈال دیا

خون، طاقت، ویریہ، حوصلہ نیز اُمنگ ہی زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں

قابل توجہ بیش قیمت تحفہ

اپورو کایا پلٹ (حبہ)

بے غرض سنسار کی سیوا کرنے والے ہندوستانی مہاتماؤں نے دوائیوں کی تیاری کو اپنی زبردست ریسرچ اور بیش قیمت چیزوں سے آراستہ کیا ہے جب وید حکیم اور ڈاکٹر مرض اور مریض دونوں کو لاعلاج اعلان کر کے شرمندہ نہیں ہوتے وہاں انہیں مہاتماؤں کی یہ دوا ہڈیاں کرنی پڑیں اس پر راجہ رئیس، نواب اور دیگر خوش طبع لوگ اس حیرت انگیز دوا کا نسخہ جاننے کے لئے بیقرار ہو گئے نواب بہاولپور کے خسر حاجی حیات محمد خاں صاحب نے باباجی کی بہت خدمت کر کے اسے حاصل کر لیا اور لاہور کے پنڈت ٹھاکر دت شرما کو تبلایا شرما جی نے اسے پہلے نیز دو دیگر لکھ کر تینوں سے اعلیٰ درجہ کا نسخہ بنا دیا۔ کو ایک ہزار روپیہ کا انعام دینے کا اعلان کیا۔ اسے آج بیس سال کے لگ بھگ ہو گئے مگر ابھی تک کوئی نسخہ فتح حاصل نہیں کر سکا۔ متھرا کے مشہور و معروف بابو ہری داس جی نے اسے چکتا چندر دوے میں چھپوایا اور ہم نے بھی خود بنا کر سینکڑوں کمزوروں، نامردوں اور منی سے متعلقہ دیگر بہت سے مریضوں پر استعمال کیا فوراً ہی حیرت انگیز فائدہ دیکھ کر عام لوگوں کے فائدے کے لئے بہت سے اخباروں میں چھپوایا آپ بھی بنا کر فائدہ اٹھائیں۔

نسخہ:۔ خالص برادہ فولاد ۲ تولہ، خالص سیسہ مل ایک تولہ، خالص کپور ڈیڑھ ماشہ ایک گھنٹہ گھرت کاری میں گھوٹ کر مٹی کے کمرے میں مضبوط بند کر پانچ سیر کنڈوں میں پھونکیں، دوبارہ اکیتولہ سرتال برتی خالص ڈیڑھ ماشہ، کپور خالص میں تیسری بار گھوٹ کر اکیتولہ سار خالص اکیتولہ کپور ڈیڑھ ماشہ میں چوتھی بار خالص سنسکرت پارد اکیتولہ، کپور ڈیڑھ ماشہ کو مندرجہ بالا طریقہ سولہ آگ دیں۔ پھر اس کو کڑھائی میں ڈال کر برابر مدد بدھو ڈالدیں اور پھر آگ جلا دیں جب اندر بدھ جلکر راکھ ہو جاوے تو ہوا دے کر اڑا دیں بس اپورو "کایا پلٹ" تیار ہے۔ چار چاول تمام کو مس، ملائی کے ساتھ کھا اور مصری ملا ہوا دودھ پی لیں۔

متھرا کے ہری داس جی لکھتے ہیں اس دوا کے استعمال سے ایک ہفتہ میں ایک آدمی کا ورن چاند پڑ گیا دوسرے کا سرخ ہو گیا۔ بھوپال کے دیہرات پنڈت بالکرشن شرما نے ۳۵ مریضوں پر استعمال کیا امید سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا۔ ٹھاکر کے ایڈیٹر شری چھوٹے لال جی آیورویہ آچارہ نے کرہ کیت پتھر پر درشک میں چھاپا ہے کہ اتنا تیز فائدہ مند نسخہ دوسرا نہیں دیکھا۔ شری دھرمیندر ویاتیہ سدھانت شاستری، ادھیشٹھاتا گورکل برلا ضلع مظفر نگر نے لکھا ہے "حیرت انگیز کا نام کی دوا استعمال کر رہا ہوں جیسی تعریف دیکھتے ہی اوصاف میں بہت فائدہ ہوا ہے" ایورویدشاستری مالک کلیان اوشدھالیہ باہ (آگرہ) کا ارشاد ہے کہ زیادہ ۲۲۵ مریضوں کو حیرت انگیز کایا پلٹ کے ذریعہ جو کہ منی کی خرابی نامردی، بواسیر، خون کی خرابی وغیرہ مرضوں میں مبتلا تھے کامل طور پر فائدہ کیا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف سات دن کے استعمال سے جسم میں خون دوڑنا نظر آئے گا [illegible] دن میں چہرہ لال کشمیری سیب کی طرح چمکنے لگے گا، ۴۰ دن میں نامردی، مدھومیہہ، ذیابیطس، کمزوری دور ہو جائیگی [illegible] سیدھا ان الرحم دور ہو کر ان میں رہ جانے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جگر و معدہ کی قوت بڑھا کر بھوک دوگنی کر دیتی ہے [illegible] کی خرابی، کھٹی، نزلہ، زکام، دکھنا، خون کی پتلیاں، آنکھوں کا پیلا پن، چنگاری کی طرح دکھائی دینا، بار بار تھوکنا، گرمی، ویریہ پیدائش کی کمزوری فوراً دور ہو کر نئی زندگی حاصل ہو جاتی ہے، جلاٹا، گرمی [illegible] میں یکساں فائدہ مند ہے۔ نسخہ بہت اچھی طرح سمجھ کر لکھا ہے اگر آپ نہ بنا سکیں تو [illegible] خرچ ۴ روپے کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو جوابی کارڈ بھیج کر جواب منگا لیں۔

پتہ:۔ روپ بلاس کمپنی، رسائن شالہ نمبر ۵۱۵ دھن کٹی، کانپور

پچھلے صفحہ سے

وہیہ کو وہ غسل خانہ میں نہلا رہا تھا کہ میں بھی نہانے
لئے اُترا لیکن دروازہ بند دیکھ کر میں ڈیوڑھی پر دوڑا۔
ہو کر دائیں جہاں ہوا ایک ہمسائے سے باتیں کرنے لگا۔
غسل خانہ کے کواڑ کھلے اور لالہ مگن لال گیلی
پہنے ہوئے ہی باہر نکل آیا اور اسی تحکمانہ انداز
میں بگڑا۔
"میں نہا رہا تھا۔ تو آپ باہر ڈیوڑھی میں کھڑے
کیوں باتیں کرتے رہے۔"
"ارے لالہ جی۔ تم نہاؤ تمہیں کسی نے کوئی تھوڑا
تمہیں میری باتوں سے کیا غرض۔"
لیکن وہ اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے بدن سے یہ کہتا ہوا
چلا گیا۔

* * * \

صحت!

ورزش اور مالش!

زندگی کا دوسرا نام حرکت ہے جسم اور دماغ کی صحت کا انحصار حرکت ہی پر ہے بیکاری اور تعطل کے معنی ٹھہراؤ اور موت کے ہیں صحت اور زندگی کا قانون حرکت، محنت و مشقت، اس کے بغیر صحت گرنے لگتی ہے۔ ورزش عادی طور پر تنفس، دوران خون، ہاضمہ اور دیگر نظام ہائے جسم پر اثر کرتی ہے ہاضمہ کی قوتیں تیزی کے ساتھ غذا سے جوہر تیار کرنے لگتی ہیں اور خون اس جوہر کو لے کر ان عضو تک پہنچاتا ہے جن کو اس کی شدید ضرورت ہے اس طرح معتدل ورزش سے صحت جسم کی تعمیر ہوتی ہے انسان ظاہری و باطنی حسن کے ساتھ میں ڈھل کر محسوس کرتا ہے کہ زندگی واقعی زندگی ہے

ورزش کی وہ قسم سب سے بہتر ہے جو تمام اعضا اور عضلات کو حرکت میں لائے مگر چونکہ سارے تمام اعضا ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں اس لئے خاص خاص اعضا کی ورزش کا بھی ان اعضاء کے علاوہ تمام جسم پر بھی اثر پڑتا ہے اور ورزش میں پھیپھڑے زور زور سے اور جلدی جلدی سانس لینے لگتے ہیں دل بھی زور سے دھڑکنے لگتا ہے خون کی گردش بہت تیز ہو جاتی ہے جگر اور گردے بھی چست ہو جاتے ہیں ان اہم اعضاء کی اس سرگرمی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بدن میں رکے ہوئے فضلات دفع ہو جاتے ہیں اور ان کے بجائے تمام اعضاء کو خون سے تازہ غذا اور قوت حاصل ہوتی ہے۔

اکتوبر سے پانچ تک اچھی تھکا دینے والی ورزش کے خاص دن ہیں، مئی، جون، جولائی، اگست میں ہلکی اور صبح اٹھنے سے پہلے ورزش کرنی چاہیئے اپریل اور ستمبر میں درمیانہ ورزش کریں نہ اتنی زیادہ کہ ورزش کے بعد دو گھنٹے تک ہلنے کا بھی ہوش نہ رہے اور نہ اتنی کم کہ پسینہ تک نہ آئے۔

پیٹ کی بیماریوں میں جھکنے والی ورزش کریں اس طرح پر کہ کوئی بھاری لکڑی، لوہا یا اینٹ ہاتھ سے پکڑ کر سامنے لائیں اور بائیں جھکیں اور پھر سیدھے کھڑے ہو جائیں، دماغ کی بیماریوں میں دوڑ کے علاوہ کسی دیوار یا درخت کا سہارا لے کر یا بغیر سہارے کے سر نیچے اور پیر اوپر کر کے کھڑے ہو جائیں سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ سکتے ہیں دو منٹ سے لے کر ۵ منٹ تک آہستہ آہستہ عادت بڑھائیں۔

ورزش کئی طرح سے کی جاتی ہے یہاں چند عام اور اچھی ورزشوں کے نام لکھے جاتے ہیں جن کو ہر روز میں کوئی نہ کوئی ورزش ضرور اور بلا ناغہ کرنی چاہیئے (۱) کسرت و بیٹھک اور ورزش (۲) ریگ کے آسن (۳) [illegible] (۴) گھڑسے کی سواری (۵) گتکا، لاٹھی (۶) دوڑ اور ڈنڈ (۷) فٹبال، ہاکی، رگبی (۸) تیراکی (۹) کبڈی (۱۰) سپرنگ کی ورزش (۱۱) ٹینس، بیڈمنٹن (۱۲) گھڑ دوڑ، ڈبل

عورتوں کے واسطے بہترین ورزش چکی پیسنے اور گھر کا کام کاج خوب محنت سے کیا کریں عورتوں کی جسمانی بناوٹ خصوصاً ان کے نسوانی اعضا سخت ورزش برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔

بخار، دمہ، کھانسی، گرمی، سوزاک، آتشک، خونی بواسیر، تواسیر اور دل کی کسی بھی بیماری میں ورزش منع ہے باقی بیماریوں میں اپنے معالج کے مشورے سے ہلکی ورزش کریں بیماری سے اٹھنے کے بعد، جماع کے بعد اور غم و غصہ کی حالت میں ورزش نہیں کرنی چاہیئے۔

عام حالات میں صحت کو قائم رکھنے کے واسطے ہر مرد عورت بچہ جوان اور بوڑھے کو ورزش روزانہ کرنی چاہیئے مگر بڑی عمر کے اشخاص کے لئے سخت قسم کے ورزشی کھیل نقصان دہ ہوتے ہیں، کیونکہ ان کی شریانوں میں لچک مفقود ہوتی ہے اور سخت ہونے کی وجہ سے فوراً پھیل نہیں سکتیں، ایسی صورت میں زیادہ مشقت اور سخت ورزش کی شدید حرکات میں پیدا ہونے والا عضلاتی انقباض اور عصبی ہیجان خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے بڑی عمر کے لوگوں کے لئے سب سے اچھی ورزش چہل قدمی اور جسم کی مالش کرانا ہے۔

مالش میں اصل چیز عضلات کو اچھی طرح دبانا ہے مالش کے ذریعہ سے ہم قلب کے فعل میں کافی سہولت پہنچا سکتے ہیں کیونکہ مالش سے خون کی لہریں جو دل سے آتی ہیں آسانی سے بالائی چھوٹی شریانوں میں سے ہو کر گزر جاتی ہیں اور یہ شریانیں دوران خون میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں ہونے دیتیں جسم کی سطح کو دبانے، رگڑنے، مالش کرنے اور ملنے اور پیروں کو آہستہ آہستہ حرکت دینے کا اثر قلب اور دوران خون پر اتنا اچھا ہوتا ہے کہ اس کی پابندی سے قلب کے مریضوں کی زندگی بڑھ جاتی ہے، مالش گٹھیا اور موٹاپے کی حالت میں بھی بہت مفید ہے اور ذیابیطس میں بھی اس سے اچھے اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ (تولید صحت)

مختلف مقامات میں پیدائش اموات کی اعداد و شمار

نام ملک	شرح اموات فی ہزار آبادی	شرح پیدائش فی ہزار آبادی
ہندوستان	۲۲ ۴	۲۴ ۵
آسٹریلیا	۹ ۴	۱۷ ۴
ممالک متحدہ امریکہ	۱۱ ۲	۱۷ ۰
سیلون	۲۱ ۷	۳۷ ۸
جاوا	۱۸ ۸	۳۸ ۳

ایسی خطرناک ہے جیسے کہ یہ ....

کھانسی

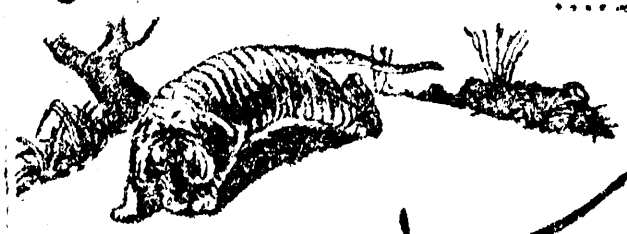

سرولین

یہ دوا کھانسی اور زکام کے لئے اکسیر ہے!

کوئی بے دھڑک بولا...

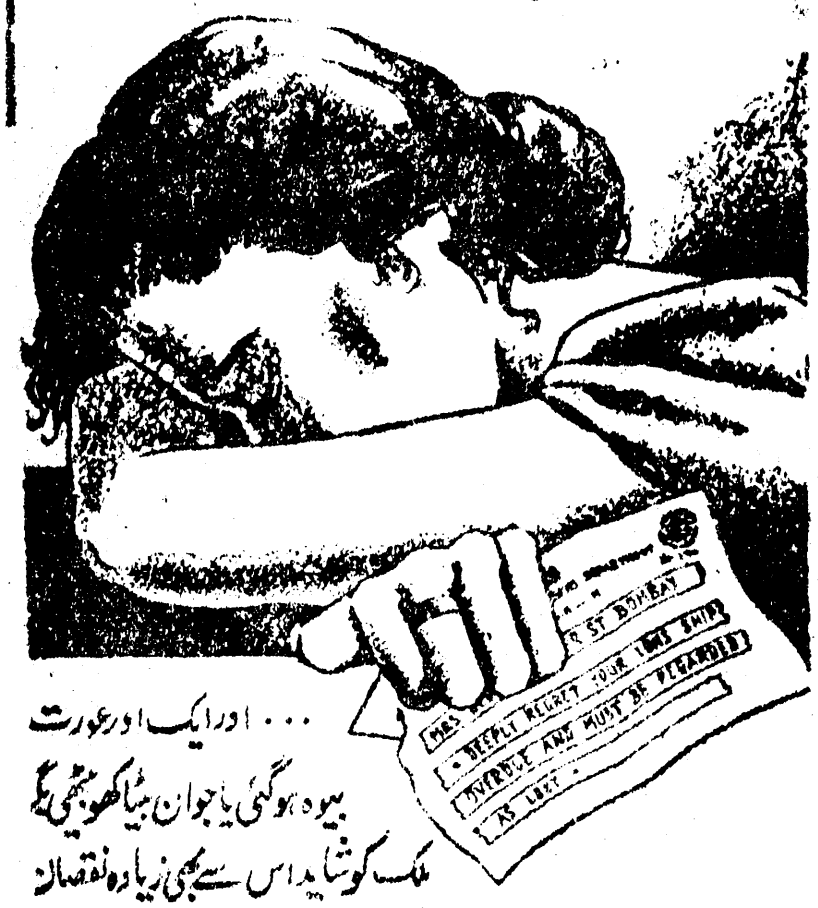

... اور ایک اور عورت بیوہ ہو گئی یا جوان بیٹا کھو بیٹھی یہ ملک کو شاید اس سے بھی زیادہ نقصان اٹھانا پڑے۔

بہت سی ماؤں اور بیویوں کو ایسے تار پہنچنے پر ماتم کرنا پڑتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس جہاز میں تیس چالیس جانیں ضائع ہوئی ہوں سامان بہادر جہازیوں کے ساتھ خون سامان بھی ڈوبا ہوگا۔ ممکن ہے یہ سامان خوراک یا تعمیری کا ذخیرہ ہو جس کی بجائے پھیلے ہوئے علاقوں کے لئے ضرورت تھی۔ ہزاروں اور آدمی دواؤں کی قلت سے تباہ ہوں گے۔

یہ سب محض اس لئے کہ کوئی بے دھڑک بولا

ایک بھیانک ہے جو ہم دشمن کے جاسوسوں کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔

خاموشی۔ غیر ضروری باتیں ان کارکنوں جو وہاں کے خلاف استعمال کر سکتے اور کرتے رہتے ہیں۔ بولنے اور لکھنے میں احتیاط رکھیئے کیونکہ وہ اپنی تو دے بھی سکتے ہیں! غافل نہیں رہتے وہ جب ٹوٹے پھوٹے جوڑتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ایک مکمل خاکہ تیار ہو جاتا ہے۔ ان ملک کے کسی حصے سے بھی ہماری بہادر فوجوں کے جوانوں کو ہلاک اور ہماری رسد کو تباہ کرتے ہیں۔

دیکھئے آپ سے ہرگز چوک نہ ہو!

ڈاور اچھے پھلوں کیلئے شہد کی مکھیوں کی پرورش

(از مسٹر آر، این، مٹو بی، ایس، سی، ایل ایل بی)

ہم لوگوں میں بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شہد کی مکھی کی پرورش صرف شہد حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے دراصل ہزاروں آدمیوں کو یہ پتہ بھی نہیں کہ مکھیاں پالنے سے اور بھی کئی فائدے ہیں اس لئے مکھیوں کی پرورش اور اس سے ہونے والے فائدوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ پرچار کرنا ضروری ہے، شہد کی مکھیوں سے نہ صرف شہد پیدا ہوتا ہے بلکہ حال ہی میں سائنس دانوں نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ شہد کے ہونے والے فائدوں میں اس سے شہد ملنے کو بہت معمولی حیثیت رکھتا ہے، شہد کی مکھی انسان کی خدمت کرتی ہے اور جس کی خاص مدد ہے اس کے ذریعہ پھلوں اور غلوں کی فصل میں اس کے ہونے والی ترقی کڑیوں، پھلوں کا تعلق ہے کے ذریعہ پراگ لے جانے کے عمل کا علم سائنس ان کو ہوا تھوڑے ہی عرصے سے ہوا ہے بہت عرصے سے شاعری میں ہمیں شہد کی مکھی اور پھول دونوں ایک ہیں پھول پر منڈلاتی ہوئی مکھی کو پھول کے حسن سے موازنہ کرتے ہوئے بتایا جاتا ہے لیکن سائنس دانوں نے بہت سے لطیف تحقیقات کو منظر عام پر لایا ہے اس سے بھی شاعروں، مصوروں اور فن کاروں کو محروم کرنے کے بجائے شہد کی مکھی پھولوں کے پاس خوبصورتی یا خوشبو کی وجہ سے نہیں جاتی بلکہ اس لئے کہ پھول سے اسے شہد اور پراگ کی شکل میں غذا ملتی ہے اور پھول شہد کی مکھی کو یہ غذا اس لئے دیتے ہیں کہ اس کے کاموں کی وجہ سے ان کی نسل میں اضافہ ہوتا ہے پھولوں کے قریب کیڑوں کے جانے کی اس وجہ سے سب سے پہلے کرسچین کونراڈ اسپرینگل نے توجہ کی بیسویں صدی کی آخری بات ہے لیکن اس کے اصول کو لوگوں کی توجہ زیادہ جذب نہ ہوئی اور بعد میں ڈارون نے اس نظریہ کو پھر پیش کیا اس طرح ڈارون کے بعد سے اس طرف سائنس دان توجہ دے رہے ہیں ہمیں شہد کی مکھی پھولوں کی نر نسل کے خاص دلچسپی رکھتی ہے اگر شہد کی مکھی نہ ہوتی تو بہت سے پھلوں کا قطعی خاتمہ ہو گیا ہوتا، شہد کی مکھی کے کاموں کے سبب غلہ اور دالوں کی فصلوں میں اضافہ ہوتا ہے یہ حقیقت سائنس دانوں کو ابھی کچھ ہی عرصے قبل معلوم ہوئے ان پر منظم طور پر عمل کرنا ابھی باقی ہے، راقم الحروف کو یہ معلوم کرنا جنگ سے قبل فصل کو شہد کی مکھیوں کے ذریعہ بڑھانے کی کوشش کی گئی یا نہیں لیکن روس میں شہد کی مکھیوں کو کھیتوں میں غلہ کی فصل بڑھانے کے لئے لایا جاتا تھا، شہد حاصل کرنا تو ان کا ضمنی مقصد تھا، ہمارے ملک میں شہد کی مکھیوں کے ذریعہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کی طرف کسانوں کی توجہ ہو رہی ہے۔

گذشتہ صدی میں ممالک متحدہ امریکہ میں یہ تحقیقات کی گئی کہ شہد کی مکھی جہاں ایک ڈالر قیمت کا شہد پیدا کرتی ہے وہاں ۱۴ ڈالر قیمت کے فاضل پھل پیدا کرتی ہے راقم الحروف نے خود سیب، بھوبری وغیرہ پھلوں پر شہد کی مکھیوں کا تجربہ کیا ہے وہ اپنے باغ میں پراگ کے ذریعہ ترقی نسل کے لئے شہد کی مکھیوں کو پالتا ہے۔

سائنس دانوں کی اس تحقیقات کی بنا پر کہتے ہیں کہ ممالک متحدہ امریکہ اور انگلینڈ جیسے ممالک میں پھلوں کے باغوں میں شہد کی مکھیاں اس لئے پالی جاتی ہیں کہ ان سے پھلوں کی پیداوار بڑھائی جا سکے، ہندوستان میں بھی اب باغات کو اس جانب توجہ کرنی چاہیئے

اس بات سے عام طور سے سب لوگ واقف ہیں کہ بہت سے پھل ایسے ہوتے ہیں جو اپنی نسل آپ بڑھاتے ہیں، سیب کی اپنی نسل آپ بڑھانے والی کچھ قسمیں ڈیلیسس بالڈون گرینی گولڈن اسٹیمن وائین سیب وغیرہ ہیں جبری کی بیٹی قسمیں سب اپنی نسل آپ بڑھاتی ہیں، جہاں پھلوں کی سبھی قسموں کو شہد کی مکھیوں سے فائدہ پہنچتا ہے اپنی نسل آپ بڑھانے والے پھلوں کی سبھی قسموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پراگ کیسرے جانے کے لئے شہد کی مکھیوں ہی کا محتاج رہنا پڑتا ہے۔

مغرب میں جو اعداد جمع کئے گئے ہیں ان سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ شہد کی مکھی پراگ کے ذریعے فصل بڑھانے میں خاص مدد دیتی ہے بھونکے یا اس کیڑوں کے آنے کی تعداد میں ۲۰ فی صدی شہد کی مکھی کا حصہ تھا ۱۰ فی صدی کمبل مکھی کا اور ۶۰ فی صدی دیگر جنگلی مکھیوں کا۔

دیگر طریقوں سے شہد کی مکھی پھولوں کے اضافہ نسل کے لئے زیادہ موزوں ہے اس کا قدرتی پرواز احتیاط جسم ایک بار میں ایک ہی قسم کے پھولوں پر بیٹھنا اور اس کا اپنے بچوں کی پرورش کے لئے پراگ قناعت کرنا جس کے باعث اسے پھول کے قریب بار بار جانا پڑتا ہے وغیرہ وغیرہ باتوں کے باعث شہد کی مکھی بہت مفید مکھی ہے اگر انسان کو پھولوں کے اضافہ نسل کے لئے کیڑوں کی مدد لینی ہے تو شہد کی مکھی کی طرح آسانی سے قابو میں آنے والا کوئی دوسرا کیڑا نہیں ہے، ساتھ ہی ساتھ پیداوار بڑھانے میں بھی بہت مدد دیتی ہے اس کے علاوہ چونکہ یہ شہد بھی دیتی ہیں اس لئے ان کے پالنے میں خرچ بھی بہت کم ہوتا ہے۔

سرد ممالک میں کچھ پھلوں میں ایسے وقت پھول آتے ہیں جب کوئی اور کیڑا نہیں مل سکتا پلوم، اسپریکاٹ بادام وغیرہ آغاز بہار میں پھولتے ہیں جب کیڑے بہت کم ہوتے ہیں، شہد کی مکھی اپنے چھتے بنا کر رہنے کی وجہ سے سردی بھی برداشت کر سکتی ہے اس لئے شروع بہار میں صرف شہد کی مکھی ہی پھولوں کی نسل بڑھانے کے لئے اچھا کیڑا ہے۔

شرمندگی سے بچیے

عورت سے شرمندگی حاصل ہونے کا مطلب ہے جیتے جی مرنا، اگر آپ کسی وجہ سے [illegible] وقت کی [illegible] بھی نکر دیجیے۔ "طاقت کا بادشاہ" آپ کی رقت پر اور اگر [illegible] کی اس سے بہتر [illegible] نامفید ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

طاقت کا بادشاہ

بادشاہوں کے استعمال کی چیز ہے ——— یہ تمام نشہ آور اشیاء سے پاک ہے

خود آزمائیے اور پھر دوستوں کو بطور تحفہ پیش کیجئے

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ ۸ر علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- گیانی جی صاحب حکیم حاذق (T.D) کٹڑہ بڑیاں دہلی

امرتسر میں ملنے کا پتہ:- ارشاد داس انجمنی بازار مائی سیواں امرتسر

بلیک مارکٹ

ختم ہو سکتی ہے بشرطیکہ آپ اس کا تہیہ کریں

خریدنے والوں کی رضامندی کے بغیر بلیک مارکیٹ کا قائم رہنا محال ہے۔ اگر یہ متفق ہو کر کنٹرول کے داموں سے زیادہ دینے سے انکار کر دیں تو بلیک مارکیٹ کے تاجر کیلئے صرف دو راستے رہ جاتے ہیں، وہ یا تو دیوالیہ ہو جائیگا یا ٹھیک ٹھیک داموں پر سودا بیچے گا۔

لوگوں پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ زیادہ دام دینے سے انکار کر دیں اور دوسرے بلیک مارکیٹ کے تاجروں کی رپورٹ قریب ترین تھانے میں درج کرائیں اگر سب لوگ ان ذمہ داریوں کا خیال رکھیں گے تو نفع خور جو ہمارے بدترین سماجی دشمنوں میں سے ہیں دفع ہو جائیں گے۔

قیمتیں اتر آئیں گی

مگر اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ عوام کی اس امداد اور تعاون کے بغیر خواہ کتنے ہی قانون بنائے جائیں صورت حال بہتر نہیں ہو سکتی۔ بہت سے نفع خوروں کو عدالت سے سزائیں مل چکی ہیں۔ ان سے بالکل نہ ڈریئے۔ ایسا کیجئے کہ وہ آپ سے ڈریں۔

بلیک مارکٹ کو مٹانے میں مدد دیجئے

AAA1385

ستیارتھ پرکاش کی دہلی کمیٹی کا دہلی میں اہم اجلاس شریمت گھنشیام سنگھ گپت صدارت کر رہے ہیں

مسٹر چرچل

کریپس میں تینوں حضرات کی اہم ترین کانفرنس ختم ہو گئی

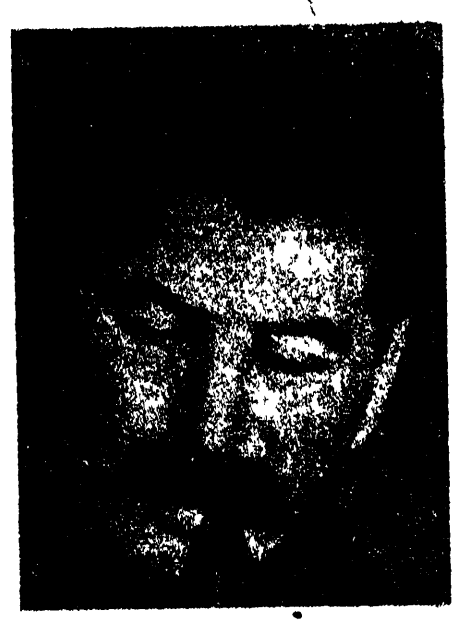

مارشل اسٹالن

پریذیڈنٹ روزولٹ

سر فیروز خاں نون ممبر ایگزیکٹو کونسل اور ان کی نئی بیگم

No 8 20 th Fed 1945 Vol.No, 12

LEADING JOURNAL OF NOR INDI

زبان کا مسئلہ

نمبر ۱۵

(از جناب منشی گوپی ناتھ صاحب ۲ من لکھنوی)

پہلا حصہ ختم

[illegible] نام اس دور [illegible] میں جہاں سے وہ زبان شروع [illegible] ہوتے ہو [illegible] اس لئے مناسب معلوم [illegible] کیا ہے اس کا خلاصہ بیان [illegible]

[illegible] انسان کا سب سے بڑا نشان ہے۔ انسان [illegible] وقت سے شروع کیا جس وقت کا تاریخی [illegible] سے کوئی پتہ ہی نہیں کیونکہ جب انسان بولنا [illegible] ہی [illegible] ایک دوسرے تک خیال کیسے منتقل ہوتا۔ جب انسان نے ایک دوسرے تک خیال منتقل [illegible] کیا تو وہ اشاروں کے ذریعے تھے [illegible] کے بعد آواز کے ذریعہ چہ آواز میں معنویت پیدا ہوئی [illegible] اس تمام عمل میں کتنا وقت لگا کوئی نہیں کہہ سکتا لیکن عام خیال یہ ہے کہ کوئی بیس ہزار برس ہوئے جب سے آدمیوں نے بولنا شروع کیا اور بولنے کے قاعدے تو اس کے بہت عرصہ بعد مرتب ہوئے لکھنے کا طریقہ نقش بنانے سے نکلا پہلے لکیریں اور دائرے۔ پھر چیزوں کی تصویریں پھر ان تصویروں سے حرفوں کی ابتدائی صورت اور پھر ان حرفوں میں وقت وقت پر کاٹ چھانٹ ہوئی۔

پہلی زبان کیا تھی اس بارے میں بھی تنازعہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ سنسکرت سب سے پہلی زبان تھی کسی کا کہنا ہے کہ تامل زبان سب سے زیادہ پرانی ہے۔ بعض ماہروں نے چھان بین کر یہ نتیجہ نکالا کہ انسان نے سب سے پہلے افریقہ کے جنگلوں میں بولنا شروع کیا چین والوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہماری زبان سب سے پرانی ہے غرضکہ اس بارے میں کوئی یقینی [illegible] نہیں ہے جیسے اس بارے میں اختلاف ہے کہ پہلا انسان کہاں پیدا ہوا ویسے ہی اس بارے میں بھی بہت سی رائیں ہیں کہ سب سے پہلی بولی کون سی زیادہ اچھی ہے کہ جو زبانیں پرانی مانی جاتی ہیں ان پر ایک سرسری نظر دوڑائی جائے۔

ایک زبان آریہ لوگوں کی تھی جو ہندوستان ایران یونان اٹلی جرمنی فرانس اور انگلستان وغیرہ میں بولی جاتی تھی اسی زبان کی ایک صورت شاید سب سے پرانی صورت سنسکرت ہے

دوسری زبان سامی زبان تھی جس میں عربی اور شمالی افریقہ کے علاقوں کی زبانیں شامل ہیں۔

تیسری مونگولی زبان جس میں ترکی روس [illegible] اور جاپان کی زبانیں شمار ہوتی ہیں اور چوتھی حامی زبان جس میں دکھنی ہندوستان اور دکھنی افریقہ کی زبانیں مانی جاتی ہیں۔

امریکہ میں اب تو انگریز آباد ہیں اس لئے اس کی زبان کا ہی دور دورہ ہے مگر وہاں کے اصل باشندوں کی آبادی ایک اور تھوک سے تعلق رکھتی تھی۔

یہ تقسیم سب کو تسلیم نہیں ہے لیکن عام طور پر زبان کے عالموں اور ماہروں کی رایوں کا جو خلاصہ ہے وہ درج کیا گیا ہے۔

ہمیں اس سلسلہ میں آریوں کی اس زبان سے بحث ہے جو ہم آرین زبان کہلاتی ہے جس کی پہلی شکل سنسکرت یا بعض کے کہنے کے مطابق پراکرت تھی۔ اس پراکرت یا سنسکرت نے وقت کے ساتھ دوسری زبانوں سے مل کر الگ الگ روپ دھارن کئے اور آج ہم جو زبان بولتے ہیں وہ اسی کا ایک روپ ہے۔

آریہ نسل ہندوستان میں پہلے ہی سے ہے یا باہر سے آئی اس بارے میں بھی دو رائیں ہیں لیکن زیادہ لوگ یہی مانتے ہیں کہ آریہ نسل باہر سے آکر ہندوستان میں بسی۔ مقامی زبان جب یہاں والوں کی زبان سے ملی تو پراکرت زبان بنی۔ آریوں کو یہ گراں گذرا کہ ان کی زبان دیسی باشندوں سے مل جائے اس لئے انہوں نے اپنی ادبی زبان سنسکرت بنالی۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سنسکرت اس زبان سے بہت بعد کی ہے جو [illegible] میں استعمال ہوتی ہے اور جو سہولت کے لئے عام طور پر سنسکرت ہی کہلاتی ہے۔

ہندوستان میں تاریخ لکھنے کے فن نے اس وقت سے ترقی کی ہے جب یونانی یہاں آئے اس لئے اس وقت سے ہی ہمیں زبان کا بھی کچھ کچھ [illegible] پتہ چلتا ہے سنسکرت یا پراکرت اس [illegible] زبان کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اس [illegible] مہاتما گوتم بدھ نے دھرم اپدیش کیا جس سے ظاہر ہے کہ یہ زبان پہلے ہی سے عام لوگوں میں رائج ہو چکی تھی۔

یونانیوں کے بعد اور بھی بہت سی قومیں باہر سے ہندوستان میں داخل ہوئی ہیں اور ان کا اثر بھی ہندوستان کی زبان پر پڑتا رہا۔ اس زمانے میں مذہب تمدن کی جان تھا اس لئے مذہب کا اثر بھی زبان پر بہت پڑا۔ [illegible] نے یونانیوں کے آنے سے پہلے ہی اپنے جو مذہب پھیلایا اس کی بدولت ایک ایسی زبان پیدا ہو گئی جو سنسکرت کی زبان کی بیٹی اور ایرانی زبان کی ماں تھی۔ بعد کو جب ایرانی نقاب ہندوستان میں آئے تو یہی حالت ہوا

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

مفت

گارنٹی ٹرسٹ ڈاج ڈائری کیلنڈر ۱۹۳۵ء

اپنے گاہکوں کو اپنی فرم کی سالگرہ کی خوشی میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے آج ہی ڈائری کا کیلنڈر واجبی اور شرائط ایجنسی کے لئے فوراً لکھئے۔

ملنے کا پتہ: میسرز گوردھن داس کے بسی امرتسر

جواہرات زندگی

نجات

یہ وہ مایۂ ناز طبی ایجاد ہے جو نئے اور پرانے سوزاک کا واحد علاج ہے اس کے استعمال سے نہ صرف سوزاک اور اس کے خطرناک عوارضات کا یک لخت قلع قمع ہو جاتا ہے بلکہ تمام اندرونی نقائص معدہ جگر کی کمزوری اور خون کی خرابی دور ہو کر زندگی کا نیا مگر پُر رونق دور شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ "نجات" سوزاک کے لئے دنیا میں سب سے زیادہ کامیاب دوا ہے۔

قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ (عہ) علاوہ محصول ڈاک

دماغ افروز

یہ وہ عجیب و غریب اکسیری مرکب ہے جسے زندگی دواخانہ کے طبی بورڈ نے بڑی عرق ریزی کے بعد تیار کیا ہے جو لوگ ضعف دماغ، درد سر، نزلہ اور زکام کے [illegible] ضعف معدہ ضعف جگر بدہضمی نفخ شکم اور قبض کے امراض میں مبتلا ہیں انکے لئے یہ تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے چند روز استعمال سے دماغ طاقتور ہو جاتا ہے اور جگر و معدہ کا فعل درست ہو کر اعضاء میں تازہ خون گردش کرنے لگتا ہے رنگ نکھر جاتا ہے اور چہرہ پر رونق ہو جاتا ہے۔

قیمت فی شیشی خورد پانچ روپے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

مینجرز زندگی دواخانہ اجمیری گیٹ دہلی

پروپرائٹر سید ظہور الحسن مدنی آنریری [illegible] بہادر سید محمد اینڈ سنز

مبلغ آٹھ ہزار روپیہ نقد انعام

ہر ایک کام آسان اور ایماندارانہ سے ہوگا۔ آزمائش کریں اور فائدہ اٹھائیں۔

انعامات
پہلا انعام ۶۰۰۰ روپیہ کا صحیح حل کرنے والے شخص یا اشخاص کو
دوسرا " ۱۰۰۰ " [illegible] سے زیادہ بھیجنے والے کو دیا جائے گا۔
تیسرا " ۱۰۰۰ " اس کو دیا جائے گا جس کا صحیح حل سب سے پہلے موصول ہوگا۔

حل کیا کرنا ہے: سامنے دیئے ہوئے نو خانہ مربع میں۔ سو تک ہندسوں میں سے کوئی سے ہندسے اس میں اس ترکیب سے رکھئے کہ تین ہندسوں کی لائن کو خواہ کسی طرف سے جمع کریں میزان پینتالیس (۴۵) ہو۔ دیئے ہوئے سامنے ہندسوں کی جگہ تبدیل نہیں کیجا سکتی۔ صفر۔ جمع۔ ضرب تقسیم کوئی بھی استعمال نہیں ہو سکتے۔ ایک ہندسہ دوبارہ استعمال نہیں ہو سکتا۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۵	[illegible]
[illegible]	۷	۱۸

شرائط فیس داخلہ حل کے لئے ایک روپیہ فی حل کے حساب سے بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر آنا چاہئے منی آرڈر پر پورا پتہ لکھنا ضروری ہے حل سفید کاغذ پر لکھے جا سکتے ہیں۔ صحیح حل ایڈیٹر صاحب جناب بھگت گورو کے پاس سر بمہر کر کے رکھ دیا ہے جس میں ۲۵ فروری تک ڈاک میں ڈالنے چاہئیں اس کے بعد کوئی حل نہ ہوگا۔ ۱۰ مارچ کو صحیح حل شائع کر دیا جائے گا۔ مجلس معمہ کا فیصلہ قطعی طور پر ناطق اور قابل تسلیم ہوگا۔ ہر جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔ کمیشن (کمیشن) کی یہ واضح شرط ہے کہ انعام کی رقم بعد وضع اخراجات ٹھیک حل کرنے والوں اور ان لوگوں میں تقسیم کی جائے گی جن کے حل ہمارے سر بمہر حل سے ہو بہو ملیں گے۔ انعامات کی تقسیم شدہ حلوں کے مطابق کم و بیش ہو سکتی ہے۔ رسید منی آرڈر حل کے ہمراہ بھیجیں۔

گارنٹی صحیح حل کرنے والوں کو کم از کم پچاس روپے ضرور ملیں گے اور سب سے زیادہ حل بھیجنے والے کو بھی کم از کم روپے کی گارنٹی ہے۔ ہر ایک آدمی ایک یا مختلف قسم کے جتنے چاہے حل بھیج سکتا ہے۔

حل اور منی آرڈر بھیجنے کا پتہ: **نیشنل کمپنی ٹیشن (330) لاہور**

افکارِ عالیہ

از عالیجناب سید حسن عسکری صاحب عسکری

دل ہی نہ رہا جب پہلو میں کس منہ سے کہیں بیتاب ہیں ہم
اک چیز ہی تھی جو کی شب [illegible] ہم

بڑھتا ہی گیا درد الفت کچھ نہ افاقہ کی صورت
رہتا ہے کہوں ہوتے ہیں جب [illegible] ہم

ہم کو تو بنایا متوالا ساقی کی نشیلی آنکھوں نے
کہنے ہو اگر کہتا ہے کوئی [illegible] ہم

کہتی ہے یہ کھیتی الفت کی تو ہی ریاضت سے سب کچھ
سینچو جو [illegible] خون دل [illegible] ہم

آسائش دولت جاہ و حشم سب اپنی نظر کا دھوکا ہے
یا خواب [illegible] یا آپ خیال [illegible] ہم

آنسو مچل کر کہتے ہیں پلکوں پہ جگہ دینا ہم کو
[illegible] آنکھوں [illegible] ہم

دریائے محبت کی [illegible] اللہ کیا مجھ کو [illegible] ہیں
[illegible] کچھ [illegible] ہم

اے دیدۂ انجم ایک نہیں کے [illegible] شب بیداری
[illegible] ہم

کہتا ہے دل ایسے تو نہیں ہم آنکھ سے ٹپکیں خون بنکر
[illegible] ہم

دنیا ہی نرالی عشق کی ہے عزت ہے یہاں رسوائی میں
[illegible] ہم

اے عسکری تیغ قاتل کا وہ مجھ سے گلے ملکر کہنا
تلخی کی حلاوت دیکھ ذرا شربت نہ سمجھ [illegible] ہم

چنے ہوئے پھول

[illegible]

جواہر پارے

[illegible]

(لانگ فیلو)

[illegible]

(ٹینیسن)

[illegible]

(ڈان)

[illegible]

(سعدی)

[illegible]

(شیکسپیر)

[illegible]

(ٹامس پین)

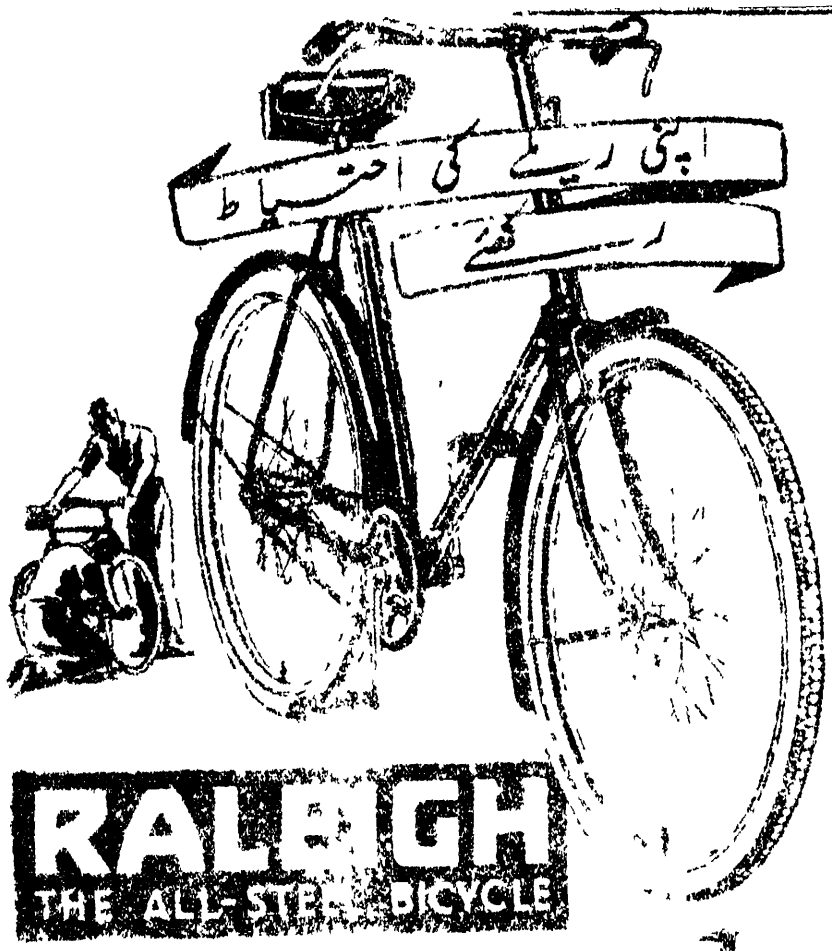

[illegible]

تمام [illegible] سٹور [illegible] کرتے ہیں

بلڈ ویپ

[illegible] دور کرنے والی اور ملک امراض کیلئے

[illegible]

بلڈ ویپ [illegible] صحت کے [illegible]

زمین آسمان کا فرق - ایک حیرت انگیز دوائی کا کرشمہ

(ایک سچا واقعہ)

[illegible] حیرت انگیز [illegible] پیدا کیا [illegible] مردہ ہو گیا [illegible] ہو چکی تھی لیکن اب [illegible] پریم سٹی کا کرشمہ [illegible] مراض میں مبتلا [illegible] دوا کو [illegible] سارا [illegible] ملک کے کونے کونے [illegible] پریم سٹی میں [illegible] نقصان [illegible] جریان، پیشاب کے [illegible] سوزاک [illegible] سفید پانی، رطوبت [illegible] جملہ اقسام کی مردانہ کمزوریاں [illegible] رگ رگ میں نئی زندگی [illegible] ہے۔ ۲ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۳/۸/- [illegible] دن کی پوری خوراک [illegible] ۸۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۵/۱۰/- [illegible] ۱۲/- [illegible] ملک کے لئے اس کی قیمت [illegible] ضروری ہے۔

پریم سٹی کی یافتہ لوگوں کی رائے آرائے سی چیز [illegible] درجہ میں گاڈون ریسرچ کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں آخری بار منگائی ہوئی دوائی خوب فائدہ کیا۔ ایک دوسرے [illegible] ۸۰ گولی اور روانہ فرمائیے (۲) سید تاول شاہ نور پور [illegible] پریم سٹی منگا کر [illegible] استعمال کرائی اور [illegible] اچھا ہو گیا۔ اب اس کے تین بچے ہیں (۳) جمنا داس [illegible] "پریم سٹی" دوا تو [illegible] کے جوان کے لئے اکسیر ہے اسی طرح سے ہمارے پاس بے شمار تعریفی خطوط [illegible] کرتے ہیں [illegible]

ملنے کا پتہ: بابو شیام لال [illegible] آفس نمبر ۱۵ دھن گنج کانپور

دہلی ایجنٹ: [illegible] اینڈ کمپنی، کوہاری باؤلی دہلی ✤ آگرہ ایجنٹ: [illegible] اینڈ کمپنی جوہری بازار آگرہ

روس سے ہندوستان کیا سیکھ سکتا ہے؟

زراعتی صنعتی اور اقتصادی ترقی کیلئے ایک عملی سبق

(از ڈاکٹر جگن چندر گھوش)

روس نے کامیابی کے ساتھ دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ انسان سست رفتاری پر فتح حاصل کر سکتا ہے اور اگر اچھی قومی سکیمیں بنائی جائیں تو اقتصادی ترقی جلد سے جلد بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ ۱۹۱۷ء میں جبکہ بالشویکوں نے اختیار حاصل کیا، روس صنعتی ترقی کی چوکھٹ ہی پر تھا اور ہندوستان سے اس کی حالت بہتر نہ تھی۔ مارکسیوک لیڈروں نے یہ محسوس کیا کہ سیاسی انقلاب جائے خود کوئی مقصد نہیں ہے، بلکہ دوسرے مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ صنعتی اور فنی انقلاب بھی اس کے بعد آئے تاکہ روس کا ہر شہری معیار زندگی میں صنعتی و زراعتی پیداوار میں اضافہ کے ذرائع میں مغربی یورپ کے باشندوں کے برابر ہو جائے۔ عوام کی حالت میں ایسی ترقی کے جلنے کو ایک آسان سیاہ ہے کہ لوگوں کی فی کس آمدنی معلوم کر لی جائے۔ لیکن یہ بیان لینا چاہیے کہ [illegible] میں اگر [illegible] ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ [illegible] میں بھی ترقی ہو گئی ہے۔

اقتصادی ترقی کے ابتدائی [illegible] میں [illegible] عوام کو [illegible] کر جہاں تک ممکن ہو اپنی قومی آمدنی [illegible] ان کاموں پر لگائے جن سے صنعتی و زراعتی پیداوار میں ترقی ہو اور [illegible] بچت [illegible]

غسل کے لئے صابن کی کمیابی، اور کھانا پکانے کے لئے ایندھن کی کمی، اگر اس کے زمانے میں بعض معین اقتصادی اسکیموں پر عمل کرنا ہوتا ہے تو ابتدائی دنوں میں اسی طرح کے کنٹرول ضروری ہوتے ہیں اور قومی آمدنی میں جو بچت اس کنٹرول کے ذریعہ لازمی قرار دی جاتی ہے اس رقم کو مشینری اور صنعتی ترقی کے دوسرے ذرائع پر صرف کیا جاتا ہے۔

روس میں جہاں منظم اقتصادیات کا طریقہ بیس سال پہلے رائج کیا گیا تھا سب سے پہلی شرط یہ عائد کی گئی تھی کہ ہر تندرست بالغ شخص کو بشرطیکہ وہ بڑھا [illegible] کمزور نہ ہو، کچھ [illegible] کام ضروری کرنا [illegible] ورنہ اسے فاقہ کشی کا منہ دیکھنا [illegible] بے روزگاری کا بھی [illegible] کر دیا گیا۔ دستوری صدی لاگوں کو برسر روزگار رکھنے کا مطالبہ کیا گیا اور اسکی گارنٹی بھی کر دی گئی۔ [illegible] غذا اور تندرستی و تعلیمی ضروریات کے بعض معیاروں کو سامنے رکھ کر قومی آمدنی [illegible]

اور عوام کی ضرورتوں اور صنعتی ذرائع میں توسیع ہو جائے۔ اس اعتبار سے روس کو بہت سی آسانیاں بھی حاصل ہیں، سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ تمام کام کرنے والے لوگوں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ہوں، صنعتی انقلاب پر ایک پُر زور اور گہرا اعتقاد مرجوح ہے۔ ان لوگوں نے اس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے پوری یکجہتی سے کام کیا۔ مثلاً ہمارے سامنے ایک نال کوئلہ کی کان کے مزدور اسٹاخانوف کی ہے۔ اس نے ایک ایسی ترکیب ایجاد کی تھی کہ ہر کان کن کے ہاتھوں کوئلہ کی پیداوار میں ستر گنا اضافہ [illegible] کو ایک [illegible] بنا دیا [illegible] نے اس کے کارناموں کے اعتراف [illegible] کر دیا، اور جب انگلستان کے [illegible] تاج و تخت سے دستبرداری کی خبر آئی تو [illegible] مختصر گفتگوؤں میں اس کا تذکرہ کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ روس میں برقی طاقت، ایندھن معدنی اشیاء، جنگلات اور زراعتی زمینوں کے اتنے کافی اور وسیع ترین ذرائع موجود ہیں کہ وہ اپنی تمام ضروریات کو خود پیدا کر سکتا ہے اور ایک کافی بالازات

روس نے کے مشہور انقلاب کے بعد اس ملک نے صنعتی، زراعتی اور اقتصادی ترقی کی جو منزلیں تیزی سے طے کی ہیں وہ ساری دنیا کے لئے حیرت انگیز ہیں اور اب اس جنگ میں روس نے اپنی فوجی طاقت کا ثبوت بھی دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی قوم کو ترقی کرنے کے لئے ایک طویل مدت درکار ہوتی ہے۔ مگر روس ایک ایسا ملک ہے جس نے پانچ پانچ سال کی منظم اسکیموں کے ذریعہ پچاس پچاس سال کی منزل طے کی ہے۔ اسی پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ حقیقی توفیق ارادی کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ اس مضمون میں دکھلایا گیا ہے کہ پسماندہ ہندوستان بھی کس طرح تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کر سکتا ہے!

اس مفت کا خیال: جبری بچت یقیناً بڑے فیصلے مقرر کئے ہو جاتے ہیں

آسانیوں کے بعض ضروری معیار کو قائم کرے۔ روس نے جب اپنی اقتصادی اسکیمیں شروع کیں تو سب سے پہلے قومی سرمایہ کا تیس فی صدی حصہ صنعتی پیداوار کو بڑھانے کی مہم پر لگا دیا۔ اسکیموں کے مطابق صنعتی پیداوار کو ترقی دینا شروع شروع میں چند مشکلات کا باعث ہوتا ہے۔ لوگوں کو کچھ تکلیفیں بھی اٹھانی پڑتی ہیں اور نہ صرف سامان عیش، بلکہ ضروریات زندگی میں بھی تخفیف کرنی پڑتی ہے۔

جنگ کے اثرات کے باعث تمام شریک جنگ ممالک میں خوشحال لوگ بھی اب یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ضروریات زندگی یا سامان عیش کو گھٹانے کے کیا معنی ہیں مثلاً پٹرول اور تیل کی کمی، موٹر کاروں سے محرومی، غیر ضروری سفر سے پرہیز، نئے فرنیچر، نئے مکان اور ریشمی کپڑوں سے محرومی، بلکہ بعض حالتوں میں کھانے اور کپڑے کا بھی فقدان

مسلسل اور مستقل بچت کے ذرائع پیدا کئے گئے اور ان کو مندرجہ ذیل کاموں میں لگایا گیا:

(۱) مشینوں کی تیاری اور خریداری،
(۲) صنعتی پلانٹ اور کارخانوں کی تعمیر،
(۳) برقی طاقت کے ذرائع کی تعمیر و ترقی،
(۴) کانکنی اور معدنی ذرائع کا حصول،
(۵) جنگلات اور زراعتی آلات کی پیداوار کو بڑھانا،
(۶) ریلوے، روڈ، موٹر اور جہاز رانی کی ترقی،

یہ تمام مذکورہ بالا مقاصد روس میں اس طرح حاصل کئے گئے تھے کہ چیزوں کی پیداوار زیادہ سے زیادہ ہو

اقتصادی اسکیم پر عامل ہو سکتا ہے ان ذرائع کو ترقی دینے کے لئے۔

روس نے جبری بچت کے ذریعہ قومی سرمایہ کا ۳۰ فی صدی حصہ صرف کیا۔ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ چیزوں اور خدمتی ذرائع کی سالانہ پیداوار حقیقی سرمایہ سے دوگنی ہے تو ہم آسانی سے یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قومی آمدنی بارہ سال کی مدت میں کس قدر بڑھ جائیگی۔ وہ اس مدت کے آخر میں ابتدائی سرمایہ کی پانچ گنی رقم بن جائیگی۔ اس کامیابی کا سہرا روسیوں کے سر ہے کہ انہوں نے دنیا پر یہ ثابت کر دکھایا کہ ایسی حیرت انگیز ترقی کسی سائنسدان کا خواب نہیں ہے بلکہ عملی میدان میں قابل حصول ہے۔ ۱۹۲۸ء اور ۱۹۳۷ء کے درمیان روس کی قومی آمدنی ۲۵ بلین "ربل" سے بڑھ کر ۲۲ بلین "ربل" یعنی پانچ گنی سے بھی زیادہ ہو گئی۔

لیکن طریقہ یہ ہے کہ قومی آمدنی کی جو بچت سرمایہ کے طور پر صرف کرنے کے لئے معین کی جاتی ہے وہ اس پالیسی کے مطابق ہوتی ہے جو قومی تعمیری کمیٹی "عوام کے مفاد کے لئے" مرتب کرتی ہے۔ سوویٹ روس میں قومی بچت کو اس امر کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ بینکوں میں جمع کر کے سود حاصل کرے یا وہ ایک کاروبار بن جائے کسی اسٹیٹ کی تعمیر و ترقی وہی ہوتی ہے جو اسکے افراد کی ترقی تعمیر و ترقی ہوتی ہے۔ سوسائٹی کا مقصد یہ ہے کہ کسی جماعت یا قوم میں صرف یا صلاحیت کار کو وسیع طور پر منتشر ہونے [illegible] بات ملک کے لئے مجموعی اعتبار سے بہت مفید ہوتی ہے۔ [illegible] اعظم اور قابلیت کے استعمال کا میدان زیادہ سے زیادہ وسیع کر دیا جائے۔

سوویٹ ذہن میں ہر بچہ کو خواہ اس کا مذہب، رنگ، نسل، قومیت یا اسکے والدین کی آمدنی کچھ بھی ہو اس کی استعداد کے مطابق پوری تعلیم دی جاتی ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ روپیہ صرف کر کے کوئی شخص انجینئرنگ یا سائنس یا طبی کالج کے ادارے میں داخل ہو جائے۔ ایسے مقامات میں صرف وہی نوجوان داخلہ حاصل کر سکتے ہیں جو قابلیت رکھتے ہیں اور وہاں داخل ہو جانے پر وہ حصول تعلیم کے لئے کوئی رقم ادا نہیں کرتے یعنی اپنے والدین پر بار نہیں بنتے بلکہ خود اسٹیٹ کی طرف سے ان کو معاوضہ دیا جاتا ہے۔ حکومت کا کام چلانے والوں، صنعتوں اور زراعتی

فارم کے منیجروں، انجینئروں، وغیرہ کی قابلیت کا اس میں خاص خیال رکھا جاتا ہے

(باقی آئندہ)

کثرت و قلت اولاد

(از پنڈت آنند ہری پرشاد صاحب مشیر مرادآبادی)

نپولین بونا پارٹ مشہور فرانسیسی سپہ سالار و نامور بادشاہ کا قول ہے کہ "بہترین عورت وہ ہے جس کے بہت سے بچے ہوں" فرانس، انگلینڈ، جرمنی، ممالک یورپ میں ان عورتوں کو گورنمنٹ کی طرف سے خاص طور پر احترام، اکرام سے جانتے ہیں اور سوسائٹی میں ان کی خاص عزت و قدر ہوتی ہے جن کے اولاد زیادہ ہوتی ہے، سیاسی لحاظ سے وہ قوم مالک زیادہ ترقی کر سکتی ہے اور دوسروں کے مقابلہ میں سرسبز کامیاب ہو سکتی ہے جس کی مردم شماری زیادہ ہو، تجارتی، تمدنی حالت بھی بعینہٖ ایسی ہی ہے اور اسی وجہ سے تمام یورپ اور دیگر ممالک میں جہاں ترقی ہے اور جو اپنی اپنی قوم کی بہبودی اور برتری چاہتے ہیں وہاں زچہ اور بچوں کے لئے خاص اہتمام اور انتظامات ہیں اور اسی شاہ پر لیڈی چیمسفورڈ نے اہل ہند کی بہبودی کے لئے دہلی میں زچہ اور بچوں کی نگرانی و داشت کے اصول سکھانے کے لئے ایک کالج قائم کرایا ہے۔

اب ذرا مذہبی نقطۂ نظر سے اسے غور کیجئے۔ حضرت انسان کیا ہیں، یہ وہ بزرگوار ہیں جن کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے، یہ وہ ہیں جن پر جملہ مخلوقات کو رشک ہے بقول حضرت داغ دہلوی ؎

ہر فرشتے کو یہ حسرت ہے کہ انساں ہوتا

پس قابل غور ہیں وہ ذاتیں جو سبب ہوں زیادتی پیدائش اولاد کا، کہا جاتا ہے کہ جس شخص کے بارہ اولاد ہوتا ہے وہ بہت مصیبت اور بہت غموں میں مبتلا ہوتا ہے [illegible] دوسرے کو [illegible] کیا پڑھوں [illegible] کی تعلیم کی فکر [illegible] ایک [illegible] کپڑے کی ضرورت [illegible] تو اس [illegible] اولاد کا [illegible] حضرت اکبر الہ آبادی کے اس شعر کی طرف توجہ کرنا چاہئے ؎

مصیبت میں بسر کرتے ہیں [illegible]

مبارک بیویوں کو گر [illegible] قسمت سے [illegible]

[illegible] دنیا [illegible] کرے گا [illegible] کا [illegible] کرنا ہے [illegible] بے نفسی کے [illegible] کی جاتی ہے [illegible] مصیبت میں [illegible] دل [illegible] اولاد کی [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] ہوگی وہ خدا کو یاد کرے گا بقول حضرت اکبر الہ آبادی ؎

مقام شکر ہے غافل مصیبت دنیا
ابھی بہانے سے اللہ یاد آتا ہے

مایوس اس کے جس کے اولاد ہوگی اس کو اس بات کا بھی اندازہ ہوگا کہ اولاد کی تکلیف سے کیا تکلیف ہوتی ہے اس لئے وہ دوسروں کی اولاد کی بھی آرام و تکلیف کا خیال رکھے گا اور خیال و شفقت منقش ہوگا، اگر اولاد کا صدمہ اٹھایا ہوگا تو دوسروں کی حالت پر بھی رحم آئے گا ؎

اگر تو صاحب اولاد ہوگا!
تجھے اولاد کا غم یاد ہوگا!

اور جس سے زیادہ اولاد ہوگی اس کو اولاد کا صدمہ پہنچنے کا بھی زیادہ موقع ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ جس کے اولاد ہوتی ہی نہیں وہ اکثر شفقت، انقلاب سخت دل ہوتا ہے۔

ہندو دھرم شاستر کی رو سے اس شخص کی نجات ہی نہیں ہوتی جس کے اولاد نہ ہو، پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو مذہب اور دھرم شاستر کی رو سے کیا اچھا اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔

المختصر اولاد کا ہونا دین و دنیا دونوں لحاظ سے بہتر ہے اور جس قدر اولاد زیادہ ہوگی اسی قدر اچھا ہے بیٹے کو عصائے پیری کہا جاتا ہے بیٹیاں دنیا میں بہترین حالت گذارتی ہیں، اگر اولاد نالائق بھی ہو تو گو اس کی حماقتیں [illegible] اس سے ہی آرام ملتا ہے [illegible]

[illegible]

لطیفے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کے مشکلات تو
بہت زیادہ ہیں

افسوس اس مشکل زمانے میں غریب بیوی پر رحم آتا ہے
اس کی زندگی فکر اور پریشانیوں سے بھری ہوتی ہے۔
کھانا بہت مہنگا ہے کپڑے اور کوئلے کے مرحلے جاری ہیں
بچوں کو اسکول اور شوہر کو کام پر بھیجنا اس کیلئے
ایک ڈراؤنے خواب کے مانند ہیں
لیکن پھر بھی اس کا ایک سچا دوست ہے
جو کسی حال میں اسے نیچا نہیں دکھا سکتا
وہ چائے ہے۔ خواہ کتنی ہی تھکی اور پریشان کیوں نہ ہو چائے
کی ایک پیالی اس کے بوجھ کو ہلکا کر دیگی
مشکلوں کو آسان کرے گی نئی امیدیں پیدا کرے گی۔
اور اتنی طاقت دیگی کہ مستقبل کا سامنا کر سکے اور اس کے خیالات کو
آنے والے آرام دہ زمانے کی
طرف لگائے

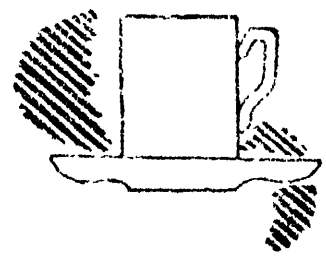

ہندوستانی
چائے
پریشانی کی حالت میں
کی طرف متوجہ ہو جیئے

افسانہ

مراجعت

(از شہزادی [illegible])

صبح کا سہانا وقت تھا سوشیلا" یاسمین کاٹیج کے گیٹ پر جھکی ہوئی سنسان سڑک کی طرف دیکھ رہی تھی سورج کی زرین کرنیں یاسمین کے پھولوں کو چوم رہی تھیں سوشیلا خاموش ہی مگر کسی گہرے خیال میں مستغرق وہ ایک پیچیدہ مسئلہ میں الجھ کر رہ گئی تھی پیچیدہ و غریب مقام اس سے حل نہیں ہو رہا تھا [illegible]

[illegible]

اس کی بیٹی ہی کا [illegible] ایک [illegible] خاندان سے [illegible] کے [illegible] خانگی [illegible] کا ذکر [illegible] تھا [illegible]

[illegible] سے تین سال [illegible] سوشیلا پہلے پہل کلکتہ آئی تو [illegible] کالج کی [illegible] کے [illegible] اسکول کو [illegible] تھا [illegible] ایک [illegible] کا کام [illegible] تھا

ایک [illegible] سوشیلا اپنی [illegible] کے ساتھ [illegible] کالج کی طرف متوجہ ہوئی [illegible] کثرت پھول [illegible] کی طرح [illegible] ایک [illegible] پھول کی طرح [illegible] دیکھ کر کہ [illegible] نوجوان لڑکیاں [illegible] کالج [illegible] زیادہ متاثر ہوئی ہیں، سوشیلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ [illegible] "سوشیلا کو [illegible] اس کی مالکہ [illegible] زیادہ اچھی [illegible] خاتون نے دونوں لڑکیوں کی خوب مہمان نوازی کی اور لڑکیاں اسکے منوضع طریقے سے بہت خوش ہوئیں پریم کماری کے گھر واپس آتے ہوئے سوشیلا نے یہ تبصرہ کیا "وہ ایک چھوٹے سے علاقہ کی ملکہ ہے [illegible] مگر نہایت سادگی [illegible] نیک دل [illegible] اس کی سہیلی نے اس سے اتفاق [illegible] کیا اور اس [illegible] تک کہہ دیا کہ "اگر یہ خاتون نہیں [illegible] کرتی

مہمان کی حیثیت سے ہی رکھے تو کیا ہی اچھا ہو!

"تو میں دنیا میں سب سے زیادہ خوش قسمت لڑکی ہونگی" [illegible]

سوشیلا [illegible] انتظار کر رہی تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صفحہ سے آگے

اس لئے کاٹیج کی دیکھ بھال کس قدر سلیقے سے کی تھی اس نے چھوٹے بچے کی طرح کس اہتمام کے ساتھ اپنی ذوق کی چیزوں کو یہاں سنبھال کر رکھا تھا، عمارت کی دیکھ بھال، محصول کی ادائیگی، ٹوٹ پھوٹ کی مرمت اور ہر طرح کی صفائی کا اس نے کیسا خیال رکھا تھا، خدا کا شکر ہے کہ اس نے سرلا بہن کے مرنے کے بعد کاٹیج کے سارے امور کا پورا پورا حساب اپنے پاس رکھا تھا، جبکہ اس کا جائز وارث لینے والا ہے وہ اس کو جائداد کے متعلق اپنا تمام حساب نہایت صفائی اور وضاحت کے ساتھ پیش کر سکے گی، رمیش کے خیال سے اس میں کسی قدر جذبہ جاگ آیا اور اس خیال سے کہ وہ اس حسین کاٹیج سے جو اسے حد درجہ پسند ہے محروم ہو جائے گی اس کو رمیش سے نفرت سی ہو گئی

ایک ہفتہ کے بعد جب وہ کسی کی دستک سن کر گیٹ پر آئی تو وہ ایک خوش پوش نوجوان کو دیکھ کر اچھل پڑی، اس کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا اس نے سوچا کہ یہ سرلا بہن کا "مسرف بیٹا" رمیش نہیں ہو سکتا مگر جب نوجوان نے یہ پوچھا کہ سری سرلا بہن اسی مکان میں رہتی ہیں تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی،

"کیا آپ مسٹر رمیش ہیں؟" سوشیلا نے تلخ لہجہ میں پوچھا اجنبی نے جواب دیا "نہیں میں اس کا دوست امیش ہوں، رمیش نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس کی ماں کے متعلق معلومات حاصل کروں، میں بھی ممنون ہوں گا اگر آپ اس بارے میں کچھ روشنی ڈالیں"

سوشیلا کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں،

"اندر تشریف لائیے" سوشیلا نے کہا جو یہ جانکر مطمئن تھی کہ یہ رمیش نہیں بلکہ اس کا واحد دوست ہے کیونکہ وہ رمیش سے متنفر تھی جو اپنی ماں کو تنہا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

امیش ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور سوشیلا سے بھی اس نے کرسی پر بیٹھنے کو کہا جو اس وقت خیالات کی رو میں نہ معلوم کہاں بہی جا رہی تھی، انھوں نے ایک دوسرے کو رمیش اور سرلا بہن کا حال بتایا اور اس کے بعد تمام معاملات پر گفتگو ہوتی رہی، امیش یہ سنکر بڑا غمگین ہوا کہ سرلا بہن مر چکی ہے،

سوشیلا نے امیش کو بتایا کہ وہ لاپتہ مالک کی طرف سے اس کاٹیج کی دیکھ بھال کر رہی ہے اور وہ بڑی خوشی سے کاٹیج رمیش کے سپرد کر دے گی، خواہ وہ کسی وقت بھی آئے اس نے کاغذات کا ایک فائل بھی پیش کیا جس میں باسمین کاٹیج کے سارے حسابات تفصیل کے ساتھ درج تھے امیش یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔

رمیش کا دوست سوشیلا سے یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ وہ ان سب حالات کی اطلاع

سرلا بہن کے سورگباش ہونے کی خبر اور خوبصورت لڑکی کی سلیقہ مندی کا حال جلد ہی اپنے دوست کو لکھ بھیجے گا اور وہ خود ہوٹل کے قریب ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے

سوشیلا ایک اجنبی کی زبان سے اپنی تعریف سن کر شرم کے مارے دوہری ہو گئی، وہ امیش کی ہر ہر بات میں ایک بے پناہ کیف و مسرت کی جھلک پا رہی تھی اس کو تعجب ہوا کہ کیا واقعی امیش اس کے حسن سے متاثر ہوا ہے سوشیلا نے امیش سے استدعا کی کہ شام کو جب کبھی اسے فرصت ملا کرے وہ یہاں ایک پیالی چائے نوش کرنے ضرور آیا کرے اس نے اس پیشکش کو بخوشی قبول کر لیا اور وہ دوبارہ چائے پینے آیا اور وہ دونوں " " گہرے دوست بن گئے۔

ایک شام جب امیش سوشیلا کے وعدے کے مطابق نہیں آیا تو وہ ہوٹل پہنچی جس میں اس نے اپنے قیام کرنے کا ذکر کیا تھا وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا، کہ اس نام کا کوئی شخص نہیں آیا۔

کلرک نے بتایا کہ رمیش نام کا ایک شخص ضرور آیا تھا سوشیلا یہ سن کر غصے سے پیچ و تاب کھاتی ہوئی چلی آئی وہ رمیش کی اس حرکت پر آگ بگولا ہو رہی تھی جس نے غلط نام بتا کر دھوکا دیا تھا، اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب اگر وہ آیا تو ایک لڑکی کو فریب دینے پر اس کو وہ تلخ سبق دے گی اور کاٹیج خالی کر کے چلی جائے گی۔

دو روز بعد امیش خوشی سے ناچتا ہوا آیا۔

سوشیلا کو اداس اور افسردہ پا کر اس نے خیال کیا کہ شاید اس کی عدم موجودگی میں کچھ تکلیف دہ بات ہوئی ہے اس نے حالات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی مگر سوشیلا نے تیوری پر بل ڈال کر اسے روک دیا وہ حیران تھا۔

سوشیلا اپنی فریب خوردگی کا سارا غصہ اس پر اتارنا چاہ رہی تھی مگر اس کی زبان نہ کھل سکی ایک لفظ بھی اس کے منہ سے نہ نکلا ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی چیز اس کو اظہار ناراضگی سے روک رہی ہے ایک اجنبی کے سامنے اسے اپنی بزدلی پر غصہ آ رہا تھا،

وہ جیسے ہی کچھ کہنے کے لئے "شریر نوجوان" کی طرف نظر اٹھاتی وہ اس کو اپنی خوش مزاجی کے باعث خوبصورت اور پیارا معلوم ہونے لگتا، وہ اس آدمی کے سامنے اپنے دل کے اندر ایک عجیب تھرتھری محسوس کر رہی تھی ——— "دو نام ——— وہ کیسا شوخ ہے ——— اس نے محسوس کیا کہ وہ امیش سے محبت کرنے لگی ہے،

امیش، لفظوں کے بجائے نظروں سے محبت کا رنگین پیغام دے رہا تھا،

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف کھنچے جا رہے تھے

"بہر کیف سوشیلا اس سے نام میں کوئی زیادہ فرق نہیں آتا، امیش نے سوشیلا کو اپنے بازوؤں میں لیتے ہوئے کہا" " " میں رمیش سے زیادہ امیش کو چاہتی ہوں"

سوشیلا نے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے کہا، ——— (شاعر)

(ختم شد)

ہمیشہ

انسٹان کریم

بال بنانے کے لئے بہترین

یہ بالوں کو جماتا ہے۔ چمک پیدا کرتا ہے۔ بالکل بیکار نہیں استعمال میں صفائی ہے اور بالوں کے لئے اچھا ہے۔

اسٹیتھ اسٹامنٹریٹ اینڈ کو لمیٹڈ۔ کلکتہ، بمبئی، مدراس، کراچی، لکھنؤ۔ امرتسر

SBK 102

روس میں

ابھی چند دن ہوئے روس کے ماہر صحت عامہ ہندستان آئے۔ انھوں نے بتایا کہ روس میں آج بچہ بچہ تن درست ہے اور سرخ و سفید ہے اور آج روس میں کامیابی سے جنگ میں حصہ لے رہا ہے۔ اس کی وجہ بلاشبہ یہی ہے کہ روس کی صحت عامہ نہایت اعلیٰ ہے۔ ان ماہر صحت کو ہندستانیوں کی صحت دیکھ کر بڑی مایوسی ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ جس ملک کی عام صحت خراب ہو وہ ترقی اور کامیابی حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ مثال کے لیے وہ فوراً ایک وزن بتانے والی مشین پر کھڑے ہو گئے۔ ان کا وزن ۱۹۶ پونڈ تھا۔ اس کے بعد میجر شاہ جن کا تعلق ہندستانی صحت عامہ سے ہے مشین پر کھڑے ہوئے، ان کا وزن ۱۵۶ پونڈ نکلا ——— ہمارے ملک ہندستان کو بلاشبہ اپنی تن درستی کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف دوائیں آپ کی بیماریوں کو دور نہیں کر سکتیں اور صرف دواؤں سے آپ اپنی کھوئی ہوئی صحت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ صحت کی بحالی اور درستی کے لیے آپ کو علم کی ضرورت ہے۔ علم بڑی طاقت ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم قدرت کے بتائے ہوئے کن اصولوں پر چل کر بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔ اور کس قسم کی ورزش کر کے اور رہن سہن کے کن طریقوں پر عمل کر کے خود تن درست رہ سکتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بیماریوں کے خطرناک پنجے سے نجات دلا سکتے ہیں۔

ہمدرد صحت ہندستان کی ہر بولی زبان میں ایک ہی رسالہ ہے جو تن درست رہنے کے اصول بتاتا ہے۔ ہائی فک ورزشیں، چہل قدمی، غذا، پانی وغیرہ کے متعلق جدید تحقیقات شائع کرتا ہے۔ دل جب معلومات اور نہایت مفید افسانے ہر مہینے شائع کرتا ہے۔ سالانہ قیمت صرف ایک روپیہ ہے اور ہمیں کچھ کہ صرف ایک روپیہ سالانہ خرچ کر کے آپ ہر ماہ دواؤں کے بیسیوں روپوں کے بل ادا کرنے سے بچ جائیں گے تین آنے کے ٹکٹ بھیج کر نمونہ آج ہی منگائیے ——— یا ——— ایک روپیہ منی آرڈر سے بھیج کر ایک سال کے لیے خریدار بن جائیے

مینیجر رسالہ ہمدرد صحت ہمدرد منزل ہمدرد دواخانہ دہلی

یہ جانچ میں پورے اترے ہیں

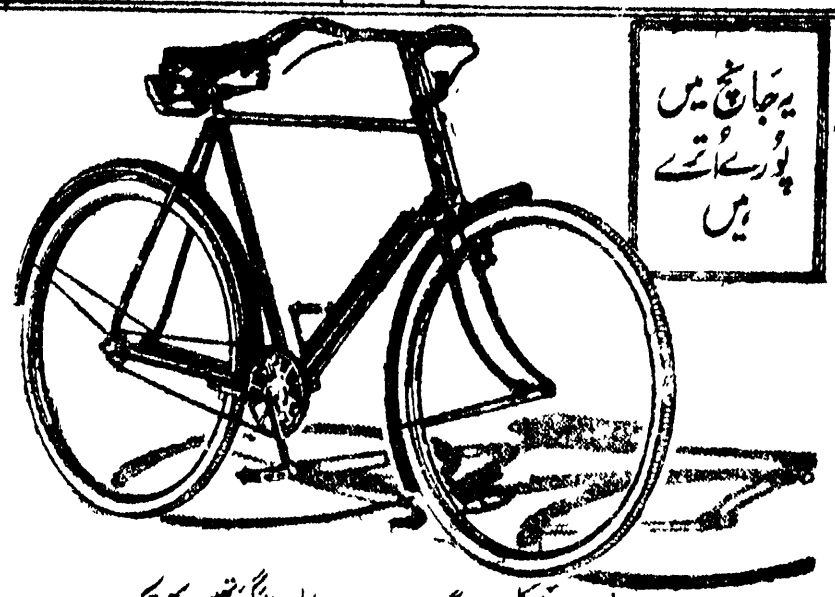

دنیا بھر میں رج وہٹ ورتھ بائیسکلیں جو جنگ سے بہت عرصہ پہلے بنائی گئی تھیں اب بھی تک قابل اعتماد خدمات انجام دے رہی ہیں نئی مستقبل میں جبکہ محدود سپلائی کے باعث انتخاب کرنے کی بندشوں سے آزاد ہونگے۔ آپ یقیناً برطانیہ کی بہترین بائیسکل "رج" ہی خریدیں گے

Britain's best bicycle

RUDGE WHITWORTH

Sole Distributors: THE GRAMOPHONE CO. 176, 77, Jamsetji Street, Dum Dum

ہندوستان اور دنیا سنہ ۲۰۵۰ء میں

(از دیوان بہادر کے، ایس، راماسوامی شاستری)

انگریزی کا شہرۂ آفاق شاعر شیلے لکھتا ہے:-

"ہم آگے پیچھے دیکھتے ہیں،
اور کمی پر افسوس کرتے ہیں"

آیئے! ذرا مستقبل کی جانب نظر اٹھائیں

آجکل ہم بعد از جنگ کی تجاویز و تعمیرات کا شور و غل سنتے ہیں اب ہم ذرا ایک صدی بعد کی دنیا کے بارے میں غور و خوض کریں آپ یہ کہیں گے کہ یہ بات کتنی مضحکہ انگیز ہے کہ ہم ابھی سے سو سال بعد کا فکر کرنے لگیں، لیکن اصلیت یہ ہے کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگلی صدی کا آدھا حصہ موجودہ صدی کے جھگڑوں اور بکھیڑوں سے نبٹنے میں ہی صرف ہو جائے گا یقیناً میں بیسویں صدی کے اختتام سے قبل ہی اس دنیا سے کوچ کر چکا ہوں گا، لیکن میرا مادہ اس وقت دوبارہ اس جہان میں آنے کا ہے، میرا خیال ہے کہ میں اپنی دوبارہ جنم میں ہندوستان کی سرزمین پر ہی آؤں گا، مجھے اس بات کا فکر نہیں ہے کہ میری مکتی ہو جائے اور میرا دوبارہ جنم نہ ہو، پس آؤ ہم ہم ملکر اس وقت کے لئے تیار ہو جائیں جب میں اس دنیا میں دوبارہ آن موجود ہوں گا۔

نئی صدی کے آنے سے پیشتر سنہ ۱۹۵۰ء کی سانس لے کر ہم یقیناً پیچ ہو چکے ہوں گے اور ہندوستانی ہوائی جہازوں کی جانب آج کل کی طرح نہ تکیں گے ان میں بہتوں کے پاس خود کے سستے جہاز ہوں گے جن میں وہ پرواز کیا کریں گے تب میں خود بھی اپنا ایک ہوائی جہاز لے لوں گا اگرچہ اس جنم میں تو جہاز خریدنے کا خیال تو الگ جہاز میں سفر کرنے کا شرف بھی حاصل ہوتا نظر نہیں آتا، ماضی کی پالکیوں کی، حال کی موٹر گاڑیاں مستقبل کے عجائب گھروں میں ہی نظر آئیں گی،

آج کل طاقت کے ذرائع کوئلہ اور تیل ہیں انسان دھرتی ماتا کی محنت کے باعث بنے ہوئے کوئلہ کے ذخیرے کو فضول خرچی سے خرچ کر رہا ہے بچپن میں میں نے کچھ فضول سے اشعار پڑھے:-

"لڑکے امید کریں گے،
فضول خرچی میں برباد کریں گے،
وہ سب کچھ جو کہ تمہارے والد نے
احتیاط سے جمع کیا ہے"

اب میں نے محسوس کیا ہے کہ قدرت انسان اور کوئلہ پر یہ فضول سے اشعار کس قدر صادق آتے ہیں، ماضی میں ایک انسان، زمین اور سونے کے لئے دوسرے انسان کا گلا گھونٹ دیتا تھا ہر جانب زمین اور زر کی پیاس تھی لیکن اب تیل کی ضرورت دیگر ضرورتوں کی نسبت زیادہ شدید ہے، اور اس نئی ضرورت کے لئے سینکڑوں انسانوں کا خون بہایا جاتا ہے۔

لیکن سنہ ۲۰۵۰ء میں تیل کی اہمیت پانی سے زیادہ نہ ہوگی، بلکہ اس کی قیمت پانی کی نسبت بھی گھٹ جائے گی سنہ ۲۰۵۰ء تک ہم ایٹم (چھوٹے سے چھوٹے ذرہ) کو بھی ریزہ ریزہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اس طرح اس بڑی طاقت کو جو اس میں موجود ہے حاصل کر لیں گے اتنا ہی نہیں بلکہ ہم سورج کی روشنی ہواؤں، طوفانوں، موجوں اور آبشاروں سے لامحدود طاقت حاصل کر لیں گے انیسویں صدی میں گاڑی دخانی جہاز، ٹیلیفون اور تار برقی کی ایجاد سے فاصلے اور وقت میں یک لخت اس طرح کمی واقع ہو گئی جیسے بھرے ہوئے غبارہ میں سوئی چبھونے سے اس کی ہوا میں دائرلیس، ہوائی جہاز، گراموفون، ریڈیو اور شیشے کی ایجاد سے اور بھی کمی واقع ہو گئی، اس صدی کے اختتام تک ہم ٹیلی ویژن کی مدد سے دنیا کے ہر کونے کے واقعات کو سن اور اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے، زمین ایک کئی منزلہ مکان کی مانند چھوٹی سی نظر آنے لگے گی۔

لیکن ظاہرا اور مادی بندشوں کے دور کرنے کا کیا فائدہ ہے جب تک کہ نفسیاتی رکاوٹیں حائل ہیں اگر آپ بہت سے چوہوں اور ایک بلی کو ایک گھر میں کھلا دیں تو چوہوں کے لئے بچ نکلنے کا کافی موقع ہے لیکن اگر چوہوں اور بلی کو ایک ہی پنجرے میں بند کر دیا جائے تو چوہوں کے بچنے کا کوئی موقع نہیں اور بلی بھی زیادہ چوہے کھانے کے باعث مر جائے گی۔

اس وقت ہمارے پاس مصنوعی خوراکیں ہوں گی جو کہ ارزاں بھی ہوں گی، ان کی ارزانی کے علاوہ انکی افراط بھی ہوگی، ہفتہ کے لئے بنگال کو محنتوں سے نجات مل جائے گی، وبائیں نیست و نابود ہو جائیں گی، اور ایشیائی ہیضہ بھی غائب ہو جائے گا چیچک،

اوسط ۲۰ سال ہے لیکن آجکل وسط ۴۰ سال ہے جب میں اکیسویں صدی میں دوبارہ جنم لوں گا تو یقیناً میں صد سالہ بوڑھا ہوں گا اور بائیسویں صدی بھی دیکھوں گا اور غالباً تیئسویں بھی۔

نئے دور میں اس بات کا کوئی سوال نہ ہوگا کہ مزدوروں سے آٹھ گھنٹے کام لیا جائے انسان کو چھ گھنٹے ہر روز کام کرنے کی بھی ضرورت لاحق نہ ہوگی، مشینوں سے صرف ایک گھنٹہ روزانہ کام کرنا ہوگا، آج کل مشینوں سے ضرورت سے زیادہ پیداوار کر لیتے ہیں پھر بھی اس بنیاد پر ہم بھوکے مرتے ہیں، ہم تجارت کے لئے کشت و خون کرتے ہیں غریب اقوام کے پاس مال خریدنے کے لئے روپیہ نہیں ہے امیر قومیں زیادہ سے زیادہ پیداوار کرتی ہیں اور آخر کار ایندھن کی جگہ گیہوں جلا دیتی ہیں، بیسویں صدی میں ایسی بیوقوفی دکھائی نہ دیگی، جہاں آجکل اناج کی ایک بال پیدا ہوتی ہے وہاں دس بالیں پیدا ہوں گی اور ہر ایک انسان عیش و عشرت میں مست ہوگا آج کل کی طرح مناظر دکھائی نہ دیں گے کہ اگر خوراک ہے تو کھانے والے نہیں ہیں اور اگر کھانے والے ہیں تو خوراک نہیں۔

نئی صدی میں ایسے شہر نہ ہوں گے کہ ہر جانب دھواں ہی دھواں اور کوڑا کرکٹ نظر آ رہا ہے ہر ایک ملک میں گاؤں اور باغ والے شہر ہوں گے جب آمد و رفت کے لئے ہمارے پاس ہوائی جہاز ہے جو کہ کچھ منٹوں کے اندر بالے سے دو سو تین سو میل کی [illegible] سے ہو [illegible] سے تو [illegible] شہروں [illegible] رکھنا [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] دھوئیں [illegible] پل [illegible]

"مشکل پیدا کر لیں گے!"

(از جناب آرزو اکبر آبادی)

ہمت ہے تو سیلاب غم میں بھی منزل پیدا کر لیں گے
جس موج سے ہم جب چاہیں گے اک ساحل پیدا کر لیں گے

ہمت افزائی کرنے کو تم داد عبادت کیا دو گے؟
ہم خود ہی جبیں سے ہر سجدے کا حاصل پیدا کر لیں گے

بہکے سے قدم، بھٹکی سی نظر، مایوس سی ہم، مجبور سا دل!
ہے خضر کا آنا لاحاصل، کیا منزل پیدا کر لیں گے؟

افکار مستقبل سے وہی آزاد زمانے میں ہونگے
جو آسانی کے پہلو میں بھی مشکل پیدا کر لیں گے

تخریب محبت در پردہ تعمیر محبت ہوتی ہے
کھو دیں گے جو اک دل ہم اپنا پھر سو دل پیدا کر لیں گے

لاحاصل کی مایوسی سے، حاصل کا پتہ مل جائے گا
ہم اپنے دل میں امید لاحاصل پیدا کر لیں گے

اے آرزو وہ توفیق ہی تھا جو جیب و گریباں سی الجھا
ہم نجد کے ذرے ذرے سے اک محمل پیدا کر لیں گے

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے جب [illegible] نہایت ارزاں طاقت ہوگی تو کیا [illegible] کے بالچہ کی [illegible] ہمالیہ، انڈیز اور [illegible] باقی [illegible]

شیپ ون اور ڈائیٹیرز کا ذکر بیسویں صدی کی کتابوں میں ہی پایا جائے گا۔

ویدوں کے بموجب انسان کی اوسط عمر سو سال ہے کچھ ہندوستانی نسخہ جات طبی کے بموجب

پچھلے صفحے سے

کی وادیوں میں خوبصورت گاؤں بسا سکتے ہیں، جرمنی کی آب و ہوا ہم کیسان بنا سکتے ہیں، ہمارے پاس خوراک کی افراط ہو سکتی ہے ؛

تب ہر طرح کے فنون پایۂ تکمیل پر پہنچ چکے ہوں گے زندگی کے لطف کو مختلف طریقوں سے ظاہر کریں گے ہر شخص ہر قوم اور ہر ملک اپنے اپنے فن کو پیش کرے گا میرے مرحوم دوست مسٹر ایس سمبر نواس اینگر دریائے گنگا کو کاویری سے نہر کے ذریعہ ملانے کے بارے میں کہا کرتے تھے، مستقبل صدی میں ہونے والے کرشموں اور معجزوں کے درمیان یہ صلیت محض دانی سی معلوم ہوگی، انیسویں صدی میں انسان کو نہر سوئز اور نہر پانامہ کھودنے کا فخر حاصل تھا لیکن آنے والی صدی میں صحرائے اعظم دنیا کی سب سے بڑی جھیل بن جائے گا کیونکہ اس میں کیسپین، روم، بحر ہند اور بحر اٹلانٹک کا پانی منتقل کر دیا جائے گا، صحرا گوبی کو بحر الکاہل کے پانی سے زرخیز بنایا جائے گا، میرا خیال ہے کہ میں ایک کشتی میں بیٹھ کر صحرا کے سمندر اور گوبی کے سمندر میں سیر کیا کروں گا،

لیکن میرے دوست مسٹر نیسن کا خیال ہے کہ اگر ہم جنگ کا خاتمہ نہ کر سکے تو اکیسویں صدی بھی بیسویں صدی کی مانند ہی خراب ہوگی بلکہ اس سے بھی بدتر ہوگی، مخلوقات میں صرف انسان ہی ایسا ہے جو انسان سے ہی جنگ آزما ہوتا ہے اور خودکشی بھی کر لیتا ہے، آجکل کی جنگ کیمیا کی جنگ ہے لیکن اگر ہم جنگ کا خاتمہ نہ کر سکے تو آئندہ کی جنگ اور بھی شدید ہوگی، ہندوستان کے زمانۂ شجاعت کی کتابوں میں اگنی استر، وایو استر وغیرہ کا تذکرہ ہے لیکن انھیں تو پھولوں کے سیج سے ہی تشبیہ دینی ہوگی، اگر ہم کیمیائی جنگ کی ہولناکیوں اور تباہیوں کا قیاس کریں، اگر انسان جنگ کو ختم نہ کرے گا تو اگلی جنگ انسان کا ہی خاتمہ کر دے گی اگر جنگ آزما افواج "نشتر" کو سمک شعاعوں اور موت کی شعاعوں کا استعمال کرنے لگیں گی تو برا ہی حشر ہوگا اور ایک بٹن دبا دیا گیا تو دس لاکھ آدمی دھوئیں میں غائب ہو جائیں گے،

اگر ان سنہ ۲۰ء تک پاک اور امن پرست ہند نہ سکا تو جنگ کا خاتمہ کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہوگا کہ دنیا کی تمام آزاد اقوام کی ایک لیگ بنا لی جائے جس کے پاس فوج ہو اور ان اقوام کے پاس کوئی اگر فوج نہ ہو بلکہ ملک کے اندرونی انتظامات کے لئے صرف پولیس ہو لیکن آجکل بھی اقوام کے رہنما اس بارے میں کہتے ہیں کہ ہتھیاروں کی، توپوں کے دہانوں کی، اور سمندری جہازوں کے وزن کی حد ہونی چاہیئے، یہ کہا جاتا تھا کہ گذشتہ جنگ عظیم، جنگ کا خاتمہ کرنے والی جنگ تھی، اس سے جنگ کا خاتمہ نہیں ہوا ؛

اگر آجکل کے دور کے امپیریلزم اور برتری وغیرہ کا جذبہ جاری رہا اور نہتہ اقوام نے سنہ ۲۰ء تک اپنی ایک مسلح لیگ قائم نہ کی تو سنہ ۲۰۰۰ء سے بھی بدتر ہوگا، دنیا آزاد اور امن پرست جمہوریتوں کی فیڈریشن ہونی چاہیئے آجکل کے برتری وغیرہ کے جذبات سے تو صرف تباہی اور بربادی ہی نظر آتی ہے ؛

کیا آجکل کے جھگڑے پوپ کے اس فیصلہ سے بہتر ہیں کہ زمین کا مشرقی حصہ پرتگال کو اور مغربی حصہ اسپین کو دے دیا جائے،

اس طرح سنہ ۲۰ء میں آزاد جمہوری دنیا میں آزاد اور جمہوریت پسند ہندوستان ہوگا آپ اس وقت کو دور زرین کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں ؛

غنچۂ پژمردہ

(از جناب نیرنگ سنبھلی)

اے پژمردہ کلی مجھے تیری اس خستہ حالی پر ترس آتا ہے
... ... دل خود بخود تیری طرف کھنچا جا رہا ہے ...
... ... تجھے معلوم ہے کیوں؟ یہ دل بھی تیری طرح چرخ ناہنجار کی کج ادائی کا شکار ہے اس کو بھی گردش دوراں نے تیری طرح پامال کیا ہے، یہ فطرت چمن تجھے مسکراتا دیکھ کر ہنسانے کی کوشش کر رہی ہے مگر نا کام ہے اچھا ہوا کہ تو نے مسکرا کر ہنسنے کا انجام سوچ لیا اور دو روزہ عالم شگفتگی و بہار کو خیرباد کہہ کر بام شاخ سے گر کر خودکشی کر لی، اگر ایسا نہ ہوتا تو کیا ہوتا، فضائے صحرا و چیر فطرت، دونوں مل جل کر تجھ سے اٹھکھیلیاں کرتے، تو خود سرور سے مخمور ہو جاتی، اور کھلکھلا کر ہنس پڑتی، پھر کیا ہوتا جب تک مہر تاباں بے نقاب نہ ہوتا تو نرم و نازک سبز شاخ نسیم سحر کا سہارا لئے ایک بادمست شرابی کی طرح جھومتی رہتی، پھر کیا ہوتا تجھے معلوم ہے مہر درخشاں اپنے روئے منور سے آہستہ آہستہ نقاب اٹھاتا اور ایک سنہری کرن تیری طرف بڑھتے ہوئے صاف و شفاف رنگین چہرہ پر پڑتا، فضائے چمن جھلا جاتی، پھر کیا ہوتا میں تجھے بتانا چاہتا ہوں باد صبا ایک ہلکی سی انگڑائی لیکر تیری خوشبو سمیٹتی اور اپنے دامن زرق میں بھر لیتی اور اس کو چمن کے گوشہ گوشہ میں بکھیر کر رہتی، پھر خود بھی رنگ فضا میں جذب ہو جاتی پھر کیا ہوتا، یا کے دیکھنے والے کو بھی محسوس ہو جاتا کہ چمن میں آج کوئی تازہ پھول کھلا ہے اس کے پژمردہ ارمانوں میں جان پڑ جاتی وہ دفور شوق میں سرگرداں و پریشاں تمام گلستاں میں چکر کاٹتا غرض سعی تجسس رائیگاں نہ جاتی وہ تجھے ڈھونڈ لیتا، تو خوشی سے اسے اپنے آغوش میں لے لیتی وہ بے اختیار تجھ سے آکر لپٹ جاتا تجھے اپنے سینے سے لگا لیتا، اور جب اس کے دل کی دھڑکنیں کچھ مدھم پڑ جاتیں تو وہ آہستہ آہستہ تجھ سے الگ ہو جاتا تو بے خود ہو جاتی، اسی بے خودی میں وہ تیری رنگینی حسن و شباب تجھ سے چھین لیتا تیرا رس چوس لیتا جب تجھ میں کچھ نہ رہتا تو وہ اڑ جاتا، شام تک تیری پتیاں کمھلا کر کمزور ہو جاتیں، جب رات ہوتی اور شبنم کے باریک باریک قطرے تجھ پر آکر منجمد ہو جاتے اور ڈھلک ڈھلک کر بوندوں کی شکل اختیار کرتے تیری نرم نازک پتیاں یہ بوجھ برداشت نہ کر سکتیں اور شاخ سے جھڑ کر نیچے زمین پر آ گرتیں،

— ٭ — ٭ — ٭ —

ضرورت ہے

پاچن سدھا اور سندری سدھا ورجینیا ٹیڈ کیلئے کنڈیشنگ کرنے کیلئے کنڈیشنروں اور ٹریولنگ ایجنٹوں کی تنخواہ ۱۵۰/- روپیہ ماہانہ ہوگی اور سفر کا کل خرچ دیا جائے گا دس روپیہ سال ترقی دی جائے گی کسی مشہور فارمیسی میں کام کئے ہوئے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست جلد بھیجئے۔

منیجر سنو منتری فارمیسی چندوستی (یو پی)

طویل زندگی

کوہ نور مارکہ سینے کے دھاگے پتنگ اور گولڈ مارکہ دھاگے کی ڈور بہت زیادہ دیرپا ہوتے ہیں یہ ہندوستان میں بنی ہوئی بہترین مشینوں پر تیار کئے جاتے ہیں اور دنیا کے ہر ملک میں استعمال کے لئے بھیجے جا سکتے ہیں۔

Kohinoor

Enquiries to -
NAHALCHAND LALOOCHAND
Pydhonie, BOMBAY
Baria Building,
Sadar Bazar, Delhi ; Bazar Bikanarian, Amritsar, Buranpuri
Bhagol, Surat.
Distributors for Mysore State
Himmatlal Laxmichand & Co, Kumbhar Peth Bangalore

لِلی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

تیج ویکلی دہلی

۲۰ — فروری ۱۹۴۵ء

تین بڑے آدمیوں کی کانفرنس

جنگ اور اختتامِ جنگ کے متعلق مشترک فیصلے

مشہور طہران کانفرنس کے تیرہ دن بعد پریسیڈنٹ روزویلٹ، مسٹر چرچل اور مارشل اسٹالن کے درمیان بحیرۂ اسود کے علاقہ کریمیا میں ایک اہم ترین کانفرنس ہوئی ہے جس میں تینوں ممالک یعنی امریکہ، برطانیہ اور روس کے وزراء خارجہ اور چیف آف اسٹاف بھی شریک تھے۔ طہران میں جرمنی کی شکست کے لئے پورے غور و خوض کے بعد ایک مشترک اسکیم تیار کر لی گئی تھی جس کی تفصیلات جنگی کارناموں میں بعد کو ظاہر ہوئیں۔ آج ہی جب جرمنی کی حالت نازک ہے اور اتحادی کامیابی کی منزل قریب آ گئی ہے ان تینوں حضرات نے وقتی حالات کے مطابق جرمنی سے جنگ کرنے اور اسے کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے جو اسکیم بنائی ہے اس کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ اس کی تفصیلات لڑائی کے میدانوں میں ظاہر ہوں گی۔

طہران کانفرنس کے بعد ان تین بڑے آدمیوں نے ہم زبان ہو کر کہا تھا: "ہم جس مشترک مقصد اور نصب العین پر پہنچے ہیں وہ اس امر کی گارنٹی ہے کہ فتح ہماری ہوگی۔ اس مضبوط عقیدے کا جادو آج ٹھیک آٹھ ماہ کی جنگی سرگرمیوں کی شکل میں ہمارے سامنے آ گیا ہے اور آج اتحادی تو ہیں آخری فتح کے دروازے پر کھڑی ہیں۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے، مغلوب روس کی سٹالن گراڈ کے موقع پر مارشل اسٹالن نے کہا تھا کہ "تاریخ میں ایسی مثالیں بہت کم ہیں جبکہ ایک مشترک دشمن کے خلاف اتنی بڑی لڑائیاں لڑی گئی ہیں اور ایسی متحدہ کارروائیاں پیش کی گئی ہوں جیسی کہ جرمنی پر مشترک حملوں کے لئے طہران کانفرنس میں مرتب کی گئی تھیں، اور جنہیں اتنی دستگی اور اکملیت کے ساتھ عملی جامہ پہنایا گیا ہے"

اب اعلان کیا گیا ہے کہ کریمیا کانفرنس میں بھی جرمنی کے خلاف اس کی پسپائی کی آخری منزلوں میں مشترک جنگی کارناموں کے متعلق ایسی اسکیم بنائی گئی ہے جس پر تینوں فریقوں کی مکمل رضامندی موجود ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کانفرنس ہر نقطۂ نگاہ سے کامیاب ہوئی ہے اور مغربی برلن جرمنی کے قلب پر پیچھم پوپ، اتر اور دکھن کی طرف سے جو ضربیں لگائی جائیں گی ان کی پوری تفصیلات بھی باہمی مشورے سے تیار کر لی گئی ہیں اور جرمنی کو شکست دینے میں اس مقصد کا اعلان کیا گیا ہے کہ جرمن ملیٹرزم (عسکریت) اور نازی ازم کا اس طرح خاتمہ کر دیا جائے گا کہ جرمنی پھر کبھی دنیا کے امن میں خلل نہیں ڈال سکے گا، اور نازی پارٹی کے تمام قوانین اور آرگنائزیشن اور ادارے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دئے جائیں گے، اور جرمنی کی تمدنی اور اقتصادی زندگی سے اسکے تمام اثرات زائل کر دئے جائیں گے۔ اور جرمنی سے اس جنگ کے سلسلہ میں جو تاوان اور ہرجانہ وصول کیا جائے گا اس کے لئے ایک مشترک کمیشن قائم کیا جائے گا۔

یہاں تک تو ان تین بڑے آدمیوں کے مشترک اعلان کا تعلق جرمنی اور اس کی شکست و ریخت سے ہے، اور ظاہر ہے کہ اس مقصد میں اختلاف رائے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے بعد دو سوالات پیدا ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ یورپ کی جنگ اور جرمنی کی آخری شکست کے بعد ان ممالک کا حشر کیا ہوگا جو نازی گرفت سے آزاد کئے جا رہے ہیں اور کئے جائیں گے، دوسرا سوال یہ ہے کہ جنگ کے خاتمہ پر ساری دنیا کو کسی تیسری عالمگیر جنگ سے محفوظ کرنے اور موجودہ تباہیوں اور بربادیوں کے بعد مستقل امن قائم کرنے کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے جائیں گے؟

اول الذکر سوال کا جواب نئے آزاد شدہ یورپ کے متعلق ایک اعلان کی شکل میں دیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آزاد شدہ ممالک کے سیاسی اور اقتصادی مسائل کو جمہوری اصولوں کے مطابق حل کرنے کے لئے تینوں طاقتوں کے درمیان مشترک پالیسی اور مشترک عمل اختیار کیا جائے گا۔ یہ اعلان چونکہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے اس کا مسودہ کسی قدر طویل ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جب تک آزاد شدہ یورپین ممالک میں عارضی طور پر غیر معین حالات موجود رہیں گے تینوں حکومتیں ان ممالک کے سیاسی اور اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں گی، اور حالات کو اعتدال پر لا کر ان کو اس لائق بنا دیں گی کہ وہ اٹلانٹک چارٹر کے اصول کے مطابق اپنی مرضی کے مطابق جمہوری اصولوں پر اپنی حکومت قائم کر لیں، اس سلسلہ میں جب ضرورت ہوگی تو یورپ کے دوسرے اتحادی ممالک سے بھی مشورہ لیا جائے گا۔

اسی نکتہ پر پہنچ کر جنگ کے بعد والے دور کے سیاسی مسائل سامنے آ جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ برطانیہ، روس اور امریکہ کے درمیان اتحاد عمل کی جو ضرورت اس وقت پیدا ہو گئی ہے اس کی اہمیت حد سے زیادہ ہے، جس طرح جنگ کے زمانے میں انہوں نے مشترک کارنامے پیش کئے ہیں اسی طرح اب ان کا فرض یہ ہے کہ یورپ کے ممالک کا مسئلہ حل کرنے اور مستقل امن قائم کرنے میں بھی پورے خلوص اور اشتراک عمل سے کام لیں۔ اس وقت ہمارے سامنے پولینڈ، یونان، یوگوسلاویہ، اٹلی وغیرہ کی مثالیں موجود ہیں جہاں کے نئے پیدا شدہ مسائل یہ بتلا رہے ہیں کہ اتحادی تسلط کے اندر مقاصد اور ذرائع عمل کے متعلق بعض اختلافات موجود ہیں۔ کریمیا کانفرنس کے مشترک اعلان میں کہا گیا ہے کہ ہم پولینڈ کے متعلق اپنے تمام اختلافات کو دور کرنے کا پورا ارادہ کر کے اس کانفرنس میں آئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ پولینڈ کے مسئلہ نے خاصی مشکلات پیدا کر دی تھیں مگر یہ ایک اطمینان بخش امر ہے کہ "تینوں بڑے آدمی" پولینڈ میں ایک مضبوط اور آزاد جمہوری حکومت کے قیام پر رضامند ہیں، اور پولینڈ میں اندرونی قومی اتحاد کے متعلق بھی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح یوگوسلاویہ کے متعلق بھی ایک اعلان کر دیا گیا ہے جسے اطمینان کہنا ہے کہ ہمیں سر دست تفصیلات سے بحث نہیں ہے، اگر آزادی و جمہوریت اور خود مختلف قوموں کی مشورہ و پسندیدگی کا اصول تسلیم کر لیا جائے گا تو کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔

دوسرا سوال عالمگیر امن کا ہے۔ ظاہر ہے کہ اب یہ چیز ناممکن ہے کہ دنیا کے ایک حصہ میں لڑائی ہو اور دوسرے حصے اس سے محفوظ رہیں۔ اسی سے حقیقی امن بھی ہوگا جو ساری دنیا اور تمام ممالک، اقوام کو اپنے دائرے کے اندر لے لیگا۔ اس سلسلہ میں کریمیا کانفرنس کے اعلان میں کہا گیا ہے کہ امن و تحفظ کے قیام کے لئے ایک عام بین الاقوامی آرگنائزیشن قائم کیا جائیگا، ان کے خیال میں آئندہ جارحانہ اقدامات کو روکنے اور جنگ کے سیاسی، اقتصادی اور سوشل اسباب کو دور کرنے کے لئے تمام امن پسند قوموں کا اشتراک عمل ضروری ہے۔ ہم بھی اس مقصد کو اچھا سمجھتے ہیں بشرطیکہ دنیا کی تمام پسماندہ قوموں کی گردن سے سامراجی جوا اٹھا لیا جائے اور ان کو آزادی و جمہوریت کے حقوق عطا کر دئے جائیں۔ اگر یہ نہیں ہوا تو یہ نہیں کہا جا سکے گا کہ یہ جنگ اپنے حقیقی مقصد میں کامیاب ہو گئی ہے۔ تینوں بڑے اتحادیوں میں اگرچہ خیالات و عقائد کا کچھ فرق موجود ہے لیکن عالمگیر امن ایک ایسا مقصد ہے جس کے لئے خیالات و عقائد میں کسی قدر ترمیم کر کے تمام ممالک کے لئے آزادی و جمہوریت کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے بشرطیکہ ارادہ اور خلوص موجود ہو۔

ریلوے بجٹ

حکومت کے [illegible] سپورٹ نمبر سر اردیشیر دادا منچل نے مرکزی اسمبلی میں ریلوے بجٹ پیش کر دیا ہے تاہم تقریر اس بجٹ پر ممبران اسمبلی کی بحث ہمارے سامنے نہیں آئی ہے جہاں تک بجٹ کی نوعیت کا تعلق ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ پبلک کو کوئی فوری منفعت حاصل ہونے والی ہے۔ سر اردیشیر دادا منچل کی تقریر بھی رٹی رٹائی پھیکی اور خشک دلائل سے لبریز ہے اگرچہ بجٹ میں پس سال یعنی ۱۹۴۴-۴۵ء میں ۴۲ کروڑ اور ۱۹۴۵-۴۶ء میں ۳۷ کروڑ سے زیادہ کی بچت موجود ہے تاہم ریلوے کرایہ میں کوئی کمی نہیں کی گئی ہے اور نہ نیچے درجہ کا سفر کرنے والوں کے لئے کوئی آسانی پیدا کی گئی ہے، جو کچھ ہے وہ صرف وعدے ہی وعدے ہیں اور آرام و آسائش کا وہ سبز باغ ہے جو آئندہ کے لئے فرسٹ کلاس مسافروں کو ہمیشہ دکھلایا جاتا ہے۔ دنیا میں ریلوے کی آمدنی کو منافع حاصل کرنے اور جنرل ریونیو میں اضافہ کرنے کا ذریعہ نہیں بنایا جاتا بلکہ مرکزی بجٹ سے سفر کرنے والی پبلک کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے ہم جانتے ہیں کہ یہ جنگ کا زمانہ ہے اور اس میں غیر معمولی حالات پیدا ہو جاتے ہیں، مگر آخر سفر کرنے والے عوام کا بھی کوئی حق ہے جس کو بے اعتنائی سے نظر انداز کر دینا مناسب نہیں ہے۔ سر اردیشیر دادا منچل نے اپنی تقریر کے آخری حصہ میں ایک عجیب بات کہی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہندوستانی ریلویز اب سو فی صدی ہندوستانی ملکیت ہیں اور اس کا ۹۳ فی صدی کام ہندوستانیوں اور اینگلو انڈینوں کے ہاتھوں میں ہے۔ [illegible] صرف ۱ فی صدی بچ رہا اس میں ۱۶۲۵ انگریز افسر ہیں [illegible] غالباً خود سر اردیشیر [illegible] ہیں۔ اس منطق کے مطابق کوئی [illegible] کہہ سکتا ہے کہ اگر [illegible] چھاپہ مار کو دے دوں تو کیا [illegible] ریلوے انجنوں اور گاڑیوں کے متعلق سر [illegible] منچل فرماتے ہیں کہ ۱۹۴۴ء سے اب تک ۹۳۷ بڑے انجنوں اور ۱۵۴ چھوٹے انجنوں اور ۴۶،۷۳۴ بڑے ویگنوں اور ۱۲،۴۰۴ چھوٹے ویگنوں کے آرڈر دئے گئے ہیں جن میں سے [illegible] کے اندر صرف ۷،۹۳۴ بڑے اور ۱۰۰ چھوٹے ویگنوں کے آرڈر تھے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ دو سال کے اندر حکومت ہند کو ۱۳۵۲ انجن اور تقریباً ۵۰۰۰۰ ویگن غیر ممالک سے خریدنے پڑے۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان میں اگر انجنوں اور ویگنوں کی تعمیر کا معقول انتظام ہوتا اور حکومت اس ضروری صنعت کے سلسلہ میں غفلت نہ برتتی تو ایک انجن اور ایک ویگن بھی باہر سے نہ خریدنا ہوتا۔

اشارات

برطانی پارلیمنٹ کے لیبر پارٹی کے ممبر مسٹر ایس ڈیوس نے، جو ہندوستان کے دوست بھی ہیں، آخر ایک ایسی خدا لگتی بات کہدی ہے جس سے وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو بہت زیادہ پڑھے لکھے نہیں رجائی قسم کی ذہنیت رکھتے ہیں اور یہ خیال کرلیتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی ایک روز خود بخود برطانی آسمان سے اتر آئے گی۔ وہ کہتے ہیں: "میں نے اپنے ہندوستانی دوستوں کو یہ بتلا دیا ہے کہ وہ اس ملک (یعنی برطانیہ) میں کوئی واقعہ پیش آنے کے باعث آزادی حاصل نہیں کرسکیں گے ان کو اس مقصد کے لئے اپنے ہی ملک (یعنی ہندوستان) میں کام کرنا پڑے گا۔"

یہ بالکل صحیح ہے، انگلستان میں کوئی واقعہ بھی پیش آسکتا ہے مسٹر چرچل کی وزارت بھی بدل سکتی ہے، مسٹر ایٹلی بھی اپنے عہدے سے الگ ہو سکتے ہیں، کوئی لیبر حکومت بھی قائم ہوسکتی ہے مگر ان باتوں سے ہندوستان کی صورت حال میں ذرہ برابر بھی فرق پیدا نہیں ہوگا، چاہے مانیں یا نہ مانیں مگر حقیقت یہی ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

دوسرے لیبر ممبر مسٹر [illegible] کو دیکھئے فرمایا ہے کہ ہندوستان کو برطانی [illegible] سے آزاد ہو جانا چاہئے [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ جناب اپنے کاروبار [illegible] کی دوسرے ترکیب کو بھی داخل کرنا چاہتے ہیں۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

کانپور میں ملک [illegible] کی [illegible] سے ختم کردی گئی کہ لڑکے کے باپ [illegible] تھا کہ [illegible] کا پیشہ "ستیاگرہی" ہے اس لئے [illegible] یہ بتلایا گیا ہے کہ چونکہ لڑکے کا باپ ایک ملٹری کا سٹرکٹر ہے اس لئے وہ ایک ستیاگرہی خاندان سے [illegible] نہیں کرسکتا [illegible] دوسرے ملٹری کا سرکٹر لوگ بھی اس مثال سے فائدہ اٹھائیں گے ان کے لڑکے لڑکیوں کے [illegible] کے لئے سروائی ڈیپارٹمنٹ کے خاندانوں کا [illegible] بہت مناسب ہوگا۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

زمانہ بعد [illegible] کے اخباروں کے انگریزی نمبر سر آرڈیننس [illegible] نے فرمایا ہے کہ وہ جو اسکیمیں تیار کر رہے ہیں وہ صرف [illegible] کے فائدے کے لئے ہیں جو ان کے بعد آئے [illegible] یعنی حکومت میں اقتدار حاصل کرنے والے ہیں۔

دوسروں کی مدد کے لئے [illegible] سے [illegible] کرکے رکھنا تو اچھی بات ہے مگر [illegible] سر [illegible] لال نے یہ خیال نہ فرمایا ہو کہ جو لوگ ان کے [illegible] کی راہ [illegible] وہ بھی ہندوستان ہی کیلئے [illegible]

ہولی کا پیش خیمہ

("تیج دہلی" کے خاص شاعر کے قلم سے)

جو سرما کی ابتک ہیں ہم پر جفائیں
تو ہم پھاگ اس سال کیونکر منائیں

نہ گرمی فضا میں، نہ دل میں حرارت
یہ ہولی کی آمد، یہ ٹھنڈی ہوائیں

حرارت ہی ہے راز سرگرمیوں کا
طبیعت میں جولانیاں کیسے لائیں

نہ غنچوں میں طاقت ہو پیدا نمو کی
نہ بلبل خوشی کے ترانے سنائیں

ٹھٹھرنے سکڑنے کا جب ہو یہ عالم
تو پھر جوش پر سب چمن کیونکر آئیں

برودت میں ہی کیفیت برف کی سی
یہ پھاگن کی رت اور ایسی فضائیں

زکام اور نزلہ میں جب مبتلا ہوں
تو پچکاریاں کس طرح ہم چلائیں

یہ ہولی کا اچھا نہیں پیش خیمہ
دعا ہے کہ اب گرمیاں جلد آئیں

گریبان گل چاک ہوں ہر چمن میں
گلال اور عبیر اپنے جلوے دکھائیں

خوشی کی امنگیں دلوں میں ہوں پیدا
بہار آئے تو خوب ہولی منائیں

اخراجات کا بار

معلوم ہوا ہے کہ پچھلے دنوں ہندوستان میں جو "مشن" یا "اشخاص" یا "ماہرین" آتے رہے ہیں، اور اس ملک کو سرفراز کرتے رہے ہیں ان کے سلسلہ میں تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ کا بار ہندوستان کے بجٹ خزانے پر پڑا ہے۔ یہ تمام کے تمام لوگ (ایک کے سوا) حکومت ہند کی دعوت پر ہندوستان تشریف لائے تھے اور صرف ایک شخص یعنی مسٹر تیرلی انگلس اس ملک میں "ناخواندہ مہمان" کی حیثیت سے آئے تھے اور اس مہمانی کا فرض انھوں نے اس طرح ادا کیا کہ ہندوستان کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا نام "ورڈکٹ آف انڈیا" یعنی ہندوستان کے متعلق فیصلہ ہے اب اس بیش قیمت فیصلہ کا جو بہترین پروپیگنڈے سے بھرا ہوا ہے، معاوضہ ہندوستان کی طرف سے بھی تشکر یہ کی شکل میں ادا کردینا چاہئے مگر سوال یہ ہے کہ غریب ہندوستانی ٹیکس دہندگان پر آٹھ لاکھ کا یہ بار کیوں ڈالا گیا؟

چاند پر پہنچنے کا شوق!

اس کرۂ زمین سے پرواز کرکے مریخ یا چاند تک سفر کرنے کا ارادہ کوئی نئی بات نہیں ہے جب سے ملنے کے سائنس دانوں نے اس کے بہت سے امکانات پیش کئے ہیں، اگر یہ جنگ شروع نہ ہوتی تو غالباً اس راہ میں ترقی کی مزید منزلیں سامنے آجاتیں، پچھلے سائنس دانوں نے یہ معلوم کیا تھا کہ کسی دوسرے سیارے تک پہنچنے کا کام "ہوائی جہاز" سے نہیں بلکہ "راکٹ" (ہوائی) سے لیا جائے گا، اسی لئے یورپ کے بعض ممالک میں نئی نئی قسم کے "راکٹ" کا تجربہ کیا جا رہا تھا اور ولایات متحدہ امریکہ میں اس مقصد کے لئے ایک "راکٹ سوسائٹی" بھی قائم ہے جو تحقیقات کرتی رہتی ہے۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض امریکن حقیقت میں چاند تک جانے کی کوشش کر رہے ہیں، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ چاند کو "فتح" کریں، اور اس پر قبضہ کرکے زمین حاصل کریں۔ چنانچہ اس سوسائٹی کے پریسیڈنٹ سے بعض پریس رپورٹروں امریکنوں نے دریافت کیا ہے کہ "چاند کی اراضیات پر قبضہ کرنے کیلئے" کیا قانونی شرائط موجود ہیں اور کون سا ضابطہ اختیار کرنا چاہئے۔ ہمارا خیال ہے کہ سرد ست یہ خیال احمقانہ دیوانگی سے کم نہیں ہے جو انتہائے شوق سے پیدا ہوتی ہے جب تک چاند تک پہنچنے کا ذریعہ پیدا نہ کیا جائے اور اس مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہو ایسی باتیں قطعاً بے تکی معلوم ہوتی ہیں، بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگ کے بعد جب زمانہ امن آئے گا تو جدید سائنس بھی نئے پر پرزے نکالے گا مگر ابھی سے چاند پر "حصول زمین" کے لئے قانونی ضابطہ کی باتیں کوئی معنی نہیں رکھتیں،

راز و نیاز

سوال: یقین کیا جاتا ہے کہ اس لڑائی کے ختم ہو جانے کے بعد دنیا میں شوہروں کی بہتکی واقع ہو جائے گی یہ مسئلہ کیونکر حل ہوگا؟ (شیام سنگھ، غازی آباد)

جواب: یہ صحیح ہے کہ یورپ یا بعض دوسرے ممالک میں چونکہ مردوں کی تعداد جنگ کے باعث گھٹ جائے گی اس لئے شوہروں کی بہت کمی محسوس کی جائے گی مگر چونکہ ہندوستان اس مرتبہ بھی لڑائی سے بچا رہا اس لئے یہاں کوئی کمی نہ ہوگی، یہ ایک خوشخبری ہے ان ہندوستانیوں کے لئے جو شوہروں کے فقدان کا مسئلہ کرنے میں دوسرے ممالک کا ہاتھ بٹائیں گے! اس لئے ہندوستان میں خود سپلائی کے ایجنٹ کا قیام بیجا نہ ہوگا!

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ انسان کی زندگیوں پر ستاروں کا اثر ہوتا ہے؟ (رحمت علی، دہلی)

جواب: یہ سوال تو کسی نجومی سے کیا جا سکتا تھا بہرحال اب یورپ میں بھی ان مسائل پر بحث ہونے لگا ہے۔ ستاروں کا اثر انسان کی زندگیوں پر ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو، اپنے اعمال کا اثر تو ضرور ہوتا ہے اس لئے آپ نیک عمل کیا کریں، اور اپنے سوال کے جواب میں شیکسپیئر کے اس قول کو یاد کیجئے کہ "زمین و آسمان میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ابھی فلسفوں کے جواب میں بھی نہیں آئی ہیں!"

سوال: کیا [illegible] عورتیں دوست پسند ہوتی ہیں؟ (امر سنگھ، لدھیانہ)

جواب: سب عورتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں مگر حسن اگر اپنا اعتراف چاہے تو برا کیا ہے؟

[illegible] ہوں گے اور ان کی اسکیم بھی ہندوستان ہی کے لئے ہوگی، اس لئے ابھی سے محنت کو ضائع کرنا کیا فائدہ؟

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

کہا جاتا ہے کہ اور معاصر کے مکاتب سے سیوا گرام کے اداروں کی بعض پریشانیوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کی ہے کہ پیدا اور ماہیچ وغیرہ کا عمل "ڈفنس آف انڈیا رولز" کے رو سے خلاف قانون ہے۔

یہ تو خیر جو کچھ ہے وہ ہے مگر سی۔ پی گورنمنٹ نے تو دکھلا دیا کہ وہ بہار گورنمنٹ سے پیچھے نہیں ہے!

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

مرکزی اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے سیکرٹری نے پچھلے دنوں یہ کہا ہے کہ "جب قومی مفاد کے معاملات پیش ہوں گے" تو ان کی پارٹی دوسری پارٹیوں کیساتھ تعاون کرے گی۔ یہ بات تو "ایک قوم والی تھیوری" کو تسلیم کرنے سے بہت قریب معلوم ہوتی ہے! قائداعظم غور فرمائیں!

تین بڑے آدمیوں کا فیصلہ

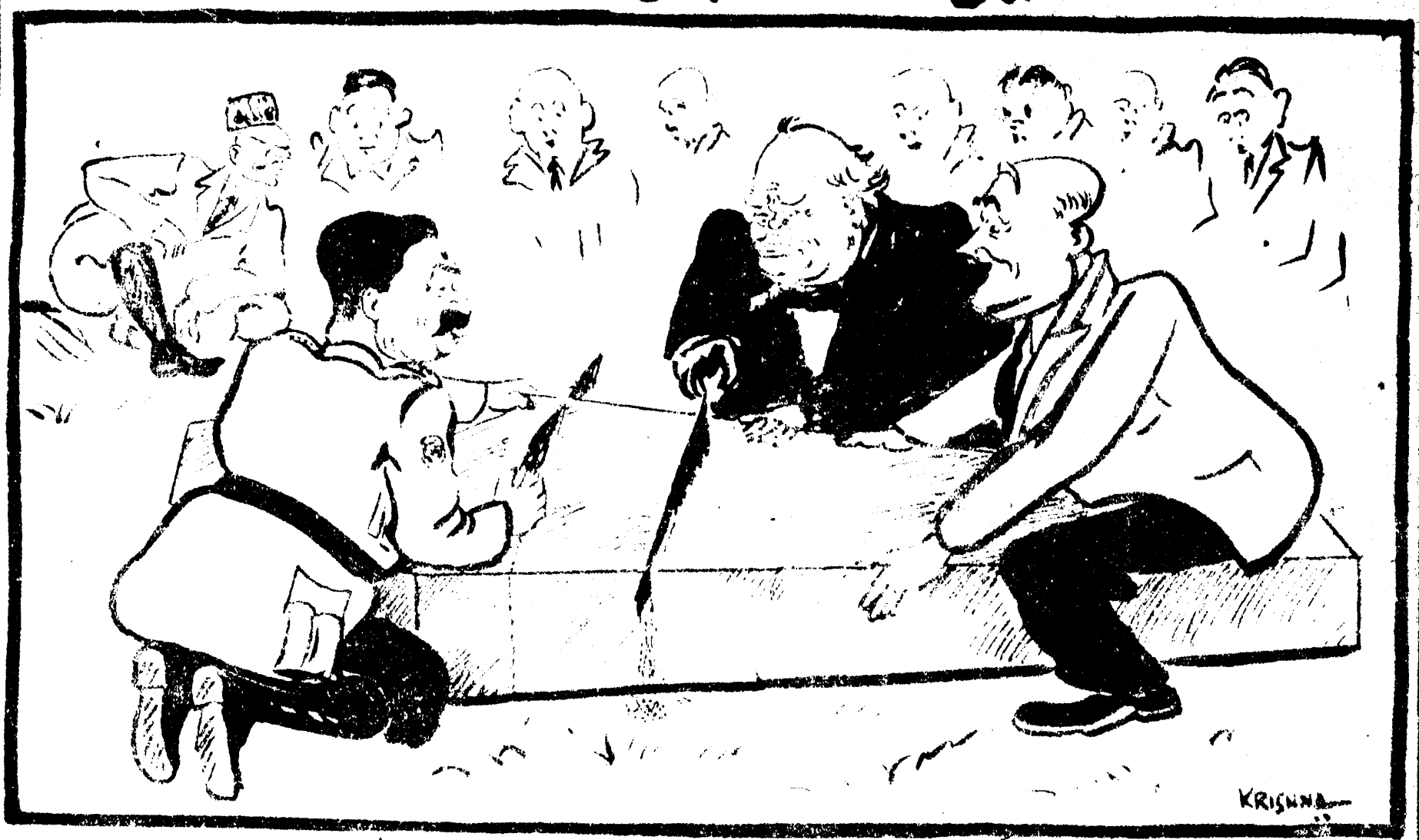

شکست خوردہ جرمنی تین حصوں میں تراشا جائے گا!

چاندنی راتوں میں حسن و شباب کے حسین نغمے

منروا موویٹون کا بے پناہ رومانی فلم

پتھروں کا سوداگر

ڈائرکٹر شوری دولتالوی

افسانہ: پنڈت سدرشن

ستارے: مینا، شیلا، ہریش، بنرجی، الناصر، کے۔ این سنگھ، سنکھٹا پرشاد، ابوبکر، جلّو بائی، غلام حسین وغیرہ

وہ فلم جو لاہور میں چوتھے ہفتے میں قیامت برپا کر رہا ہے

۲۳ فروری جمعہ کو بڑی دھوم دھام سے

کھنّہ ٹاکیز (دہلی) میں شاندار افتتاح

فلمستان

"چل چل رے نوجوان"

پروڈیوسر کرجی اور ہدایتکار گیان مکرجی نے آج تک جتنی بھی تصویریں پیش کیں انہیں عوام نے شاہکار کا خطاب دیا۔ "چل چل رے نوجوان" بھی انہی دماغوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے سلور اور گولڈن جوبلی منانے والی فلمیں پیش کر کے اپنے لئے بلند مقام حاصل کر لیا ہے۔ اداکاران میں نرگس، نسیم اور الشوک کمار کے علاوہ مبارک اور وجا۔ ایچ دیسائی جیسے کامیاب اداکار نمایاں ہیں۔ کہانی یہ ہے کہ ٹھاکر جے پال سنگھ کی ایک بیوی تھی اور ایک تھی لڑکی۔ شبہات اور غلط فہمی سے بنائے ہوئے گھر کس طرح تباہ ہو جاتے ہیں یہی اس کا مقصد ہے۔ جے پال سنگھ کو شک ہو گیا کہ جمنا سے اس کی بیوی ساوتری محبت کرتی ہے اور خطوط کی بنا پر وہ عہد و پیمان کے ساتھ ٹھاکر کی زندگی تباہ کر دیں گے، چنانچہ ایک روز معاملات بڑھ گئے اور ساوتری کو مجبوراً ٹھاکر کا گھر چھوڑنا پڑا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ستیا جو کل بچی تھی، آج جوان ہو گئی۔ ٹھاکر نے دل بہلانے اور یاد بھلانے کے لئے ایک سیوا آشرم بنایا جس کی مہتمم ستیا تھی۔

ارجن دکرم پور کی ایک خوبصورت ڈرامیٹک کلب کا اسٹوری رائٹر تھا۔ اس نے کلب کے لئے جھانسی کی رانی ڈرامہ لکھا۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ رانی کس کو بنایا جائے جو گھوڑے کی سواری کی ماہر بھی ہو۔ ارجن کی ملاقات ستیا سے ہوئی لیکن دادا ارجن اور کلب کے ممبروں کی کوششوں کے باوجود ستیا نے رانی بننا منظور نہ کیا، اور سب کو ناکامی ہوئی۔ رانی کے لئے لڑکی چاہئے اسی خیال نے ارجن کو سیوا دل کا ممبر بنا دیا، لیکن ارجن کو ایک بدمعاشی پر آشرم سے نکال دیا گیا۔ ارجن نے اس بے عزتی سے آنے کا بدلہ اس طرح لیا کہ آشرم کے پھولوں پر ایک ڈرامہ کے ذریعہ کڑی چوٹیں کیں جس کو دیکھ کر ستیا نے اپنے رویہ کی معافی چاہی۔

ارجن اور ستیا وقت کے ساتھ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے، اور ایک دفعہ جب ارجن کے گاؤں میں وبا پھیلی تو ستیا خدمت خلق کے لئے اپنے آشرم کے ساتھ گاؤں آئی۔ ارجن نے اس جذبہ سے متاثر ہو کر ستیا کو شہر جا کر کافی رقم بھیجی جمنا۔ ارجن، ستیا، ساوتری اور ٹھاکر ان سب کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے یہ پردۂ فلم پر دیکھئے۔

یہ ہے وہ کہانی جو دہلی کے پردۂ زنگار پر چھ ہفتے میں کامیابی سے دکھائی جا رہی ہے اور عوام کا کثیر ہجوم ٹکٹ نہ ملنے کے باعث ناکام و نامراد واپس لوٹ جاتا ہے۔

"سمراٹ اشوک"

پروڈیوسر ڈائرکٹر کے بی لال اپنی فلم کے ساتھ فلم سمراٹ اشوک کی شوٹنگ کے سلسلہ میں پونا پہنچ گئے ہیں جہاں آپ کی نگرانی میں پربھات کے عظیم الشان سٹوڈیو میں "اشوک" کے لئے بیک وقت پانچ زبردست سٹینگز کی تیاری کا کام بڑے زور شور سے جاری ہے۔ ان سٹینگز کی عظمت و شوکت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ صرف اشوک کے دربار کے ایک سین میں بڑے ستاروں کے علاوہ تین ہزار ایکسٹرا حصہ لیں گے۔

لال حویلی کی ہنگامہ خیز کامیابی نے پروڈیوسر کے کندھوں پر ایک بھاری ذمہ داری عائد کر دی ہے اور اسی لئے مسٹر لال سمراٹ اشوک کو لال حویلی سے بھی کہیں زیادہ شاندار بنانے کے لئے پوری توجہ و انہماک سے کام لے رہے ہیں۔

"میری بہن"

نیو تھیٹرس کی میری بہن کے بارے میں سنجیدہ طبقہ کی یہ رائے ہے کہ یہ ایک ایسی بے نظیر تصویر ہے جس نے نیو تھیٹرس کی تمام سابقہ تصویروں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ افسانہ کے اعتبار سے یہ بے مثل ہے، ڈائرکشن کے اعتبار سے یہ اپنا جواب نہیں رکھتی، اداکاری کے لحاظ سے بھی اس کا پایہ بیحد بلند ہے، اور موسیقی کے معاملہ میں اسے ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

نیو تھیٹرس کی "میری بہن" کی ان ہی خصوصیات کا یہ نتیجہ ہے کہ دہلی میں یہ تصویر بمبئی اور لاہور سے بھی زیادہ کامیاب ثابت ہو رہی ہے چنانچہ حکمت سینما دہلی میں اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ٹکٹ حاصل کرنا ایک خوار کام ہے۔

"بندو"

ڈائرکٹر بدوا کی نئی فلم "صبح شام" ریلیز کے لئے تیار ہے اور انہوں نے نئی فلم بندو کی تیاریاں شروع کر دی ہیں امید ہے کہ اس میں کانن جمنا اور ترو کے علاوہ سہگل اور نواب بھی کام کریں گے کیونکہ سہگل کی طرح نواب بھی فری لانسر ہو گیا ہے۔

"یتیم"

ڈائرکٹر ضیا سرحدی "یتیم" کو شاندار طریقہ سے مکمل کر چکے ہیں بمبئی میں عنقریب نمائش ہو گی۔ لتیکا، پرتیما، پرچھا۔ اوم کمار، ڈیوڈ۔ یعقوب۔ ثریا، ڈبلیو ایم خاں ای ملیمدیا اداکار اس میں کام کرتے ہیں

"کاروان"

ڈائرکٹر مسٹر اسپی رنجیت سوری ٹون کے نئے کاروان میں آرون اور کملا چٹرجی کو لیڈنگ رول میں فلما رہے ہیں، گانا لکھنے میں عزیز صدیقی نے بھی حصہ لیا ہے

"شبنم"

ڈائرکٹر مسٹر وجاہت مرزا نے منشی دل لکھنوی کی کہانی کو شبنم کا نام دیکر رنجیت سوری ٹون کے فلم کی شروع کر دی ہے

"ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں"

مگر سہراب مودی کے قلم پر کھیں ہزاروں ستارے ہونگے اور لاکھوں جہاں آباد ہیں

پکار

ڈائرکٹر:- سہراب مودی

موسیقی:- خورشید انور

گانے:- علامہ آرزو و غافل ہرناوی

کہانی:- پنڈت سدرشن

ایشیا کے سب سے بڑے نگار خانہ سنٹرل اسٹڈیوز کی پہلی پیش کش!

ستارے:- مہتاب، پونت سنگھ، کوشلیا، یعقوب، شاہنواز، صادق علی۔ نیا چہرہ (لتیکا)، پرتیما دیوی وغیرہ

چھٹا ہفتہ ریٹز سینما دہلی میں ملاحظہ فرمائیے

بچوں کی نفسیات!

از بیگم سید ابن حسن شارق دہلوی

پانچ سات برس کی عمر سے گیارہ بارہ برس کی عمر کے زمانہ میں بچوں کے ذہنی ارتقا میں دفعتاً ایک انقلاب رونما ہوتا ہے اور وہ اپنے گھونگے جیسے حیاتی خول کو توڑ کر باہر نکل آتے ہیں، اس وقت ان کے تحت الشعور سے افسانوی اور رومانی ترنگ مطلق ضائع ہو جاتا ہے وہ ہر کام اپنے ہاتھ سے انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں اور گھر سے باہر کھلی ہوئی فضا میں آزادی کی ساتھ سانس لینے اور اپنے دوستوں کی ٹولی کے ساتھ سیر تفریح کرنے میں ایک طرح کی روحانی لذت محسوس کرتے ہیں، ماہرین علم النفس نے اس دور کو "دور شجاعت" سے موسوم کیا ہے گویا بہادری اور سرفروشی کے جذبات اس عمر کے بچوں میں لازمی طور پر پیدا ہوتے ہیں گھر کے قید بند سے وہ گھبرا اٹھتے ہیں انہیں نہ ختم ہونے والی یکرنگی اور یکسانیت سے جو ہماری معاشرت کا امتیازی پہلو ہے ان کے تغیر پذیر مزاج اکتا جاتے ہیں، اس کی وجہ سے اُن کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے، وہ بات بات پر جھنجھلانے اور لڑنے لگتے ہیں، اس دقت کا علاج یہ نہیں ہے کہ اُن کو جسمانی سزا دی جائے یا انہیں سب شتم کا تختۂ مشق بنایا جائے، بلکہ صحیح علاج یہ ہے کہ انہیں آزادی اور خود مختاری دی جائے لیکن ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جائے، گروہ بندی اور جماعت بندی کے مواقع بہم پہنچائے جائیں لیکن اس امر کا خیال رکھا جائے کہ جن بچوں کے ساتھ آپ کے بچے کھیلیں وہ ان کے ہم مذاق، ہم عمر اور ہم خیال ہوں کیونکہ ہم صحبتی کا بہت اثر پڑتا ہے بری صحبت میں رہ کر بری عادتیں سیکھنے سے یہ بدرجہا بہتر ہے کہ بچے قید رکھے جائیں۔

جس عمر پر ہم نفسیاتی پہلو سے بحث کر رہے ہیں اس میں بچے نئی نئی سفارتیں کرنے اور بڑوں کے احکام کی خلاف ورزی کرنے سے بہت خوش ہوتے ہیں اگر کسی باغ میں یہ لکھا ہو "پھول توڑنے والے گرفتار کئے جائیں گے" تو وہ ادبدا کر ضرور پھول توڑیں گے،

سائیکل رات کے وقت بغیر لیمپ کے چلائیں گے اور کئی کئی سوار ہوں گے، سپاہی کو چکر دینے اور تیوں ان شکنی سے انہیں ہزار روحانی سکون نصیب ہوتا ہے اگر سگریٹ نوشی پر تنبیہہ کی جائے گی تو وہ چھپ چھپ کر پئیں گے، آپ نے ہولی دیوالی کے موقع پر دیکھا ہوگا کہ لڑکے گھروں کی دھم میں آتشبازی باندھ کر آگ لگا دیتے ہیں اور جب گھنٹا دولتیاں چلاتا اور چیختا ہے تو یہ ہنس ہنس کے کس قدر لطف اندوز ہوتے ہیں،

الغرض اودھم مچانا، شور و غل کرنا اور معمول کو زیر و زبر بنانا ان کے نزدیک فعل مستحسن ہوتا ہے وہ عقل نسوں گر کی پاسبانی سے تنگ آکر اپنی زندگی کی دھارا کو اس وقت تنہا چھوڑ دینا چاہتے ہیں جب اچھی طرح یاد ہے میری پڑوسن گھر سے جاتے وقت اپنی نوخیز صاحبزادی کو یہ فرمان صادر کر گئیں کہ بیٹا باندان کو ہاتھ نہ لگانا تمہیں پان لگانا اچھی طرح ابھی نہیں آتا ہے، لیکن جب وہ واپس تشریف لائیں تو یہ دیکھ کر ان کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ انکی دختر نیک اختر سارے وقت پاؤں پر کتھے چونے سے گل افشانی کرنے کا فرض انجام دیتی رہی ہیں،

اسی طرح میرے ایک عزیز نے گرمیوں میں دوپہر کو سوتے وقت اپنے بچوں کو نصیحت کی کہ وہ خاموش رہیں "خبردار جو ذرا بھی چوں کی" اس نادر شاہی حکم کی توہین اس طرح ہوئی کہ فرمانبردار بچے دروازے پر آتے اور دھپ دھپ کر کے بھاگ جاتے اور صاحب موصوف اس خلل اندازی پر صلواتیں سناتے، ان کے اس بنکارنے پر ننھے ننھے نقرئی قہقہوں کا ایک ڈونگرا سا برس پڑتا۔

اس عمر میں بچوں کی بڑھتی ہوئی شخصیتوں پر نظر رکھنا بڑے ہنر کی بات ہے اور اس میں بڑے دانا اور لبق بھی چوک کر جاتے ہیں اگر بچوں کو آوارہ گرد بنانا منظور نہیں ہے تو ان کے ساتھ نرمی اور تلطف کا برتاؤ کرنا چاہیئے، بعض بچوں کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح سب کی نظروں میں سما جائیں اور لوگ اُن کی طرف التفات کریں،

ظاہر ہے کہ فرمانبردار بچوں کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور شرارت کی وجہ سے شریر بچے محل نظر ہوتے ہیں، وہ سعید و طاعت گذار مخلوق جو طاعت و سعادت کی پاداش میں نظر انداز کر دیا جاتا ہے بغاوت کرنے پر بھی آمادہ ہو جاتی ہے اگر ایسے بچوں پر کڑی پابندیاں عائد کی جائیں اور ان پر سختی روا رکھی جائے تو وہ بڑوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں، نفرت اکثر معقول اور کبھی کبھی نامعقول اور غیر منطقی بھی ہو جایا کرتی ہے، نامعقول اور غیر حق بجانب نفرت کا کچھ حصہ بڑے ہو کر بھی ہمارے کردار میں باقی رہ جاتا ہے، چنانچہ بعض خاص طرح کی چیزوں اور شخصیتوں سے ہم کو ناحق کا بیزار و دشمنی ہو جاتی ہے جو عرف عام میں بغض للہی کہتے ہیں بعض طفلی کی اس سرزنش کا فطرتی نتیجہ ہے جو ہم پر ناجائز طور پر روا رکھی گئی، ہم نے اسکے خلاف احتجاج کرنا اور انتقام لینا چاہا پر نہ لے سکے ناچار اس دبے ہوئے جذبۂ انتقام نے نفرت کی صورت اختیار کر لی، جب تک یہ نفرت دوسروں اور بیگانوں سے وابستہ رہے اس وقت تک یہ مرض قابل علاج ہوتا ہے لیکن جب ماؤف اور نومیدی کی فسردگی انسان کو خود اپنے آپ سے نفرت کرنے پر مجبور کرے تو سمجھ لیجئے کہ بچپن زندگی کو وبال دوش سمجھتا ہے اور سماج کو ایک جیل خانہ تصور کرتا ہے،

تھوڑا عرصہ گذرا ایک خاتون کے فرزند ارجمند نے مکان کے سامنے نل کھول دیئے سب نلوں میں سے پانی بھل بھل بہنے لگا ماں نے غصہ سے بیتاب ہو کر لڑکے سے فرمایا، تھوڑی دیر بعد پھر نل کھل گئے، پھر مار پڑی، الغرض نل بند ہونے، مار پڑنے اور پھر کھل جانے کا ایک نہایت دلچسپ ڈرامائی سلسلہ لاانتہا شروع ہو گیا اب دیکھنا یہ تھا کہ اس ڈرامہ کے کرداروں میں کون زیادہ مستقل مزاج اور اپنی ہٹ کا پکا ہے؟ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ ماں کو بک جھک کر خاموش ہو جانا پڑا، جب بچے نے دیکھا کہ میری شرارت کی خاطر خواہ داد ملنی بند ہو گئی تو اسے از خود اس بیکار مرض فعل میں بے لطفی سی محسوس ہونے لگی،

سات برس کی عمر والے بچوں کو آزادی دینے میں جس قدر احتیاط کی ضرورت ہے اسی قدر ان کی آزادی سلب یا محدود کرنے میں بھی مآل اندیشی کی ضرورت ہے میری ہمشیر بچوں کو آزادی دینے کی قائل ہیں، ایک بار انھوں نے بچوں کی پسند اور رائے اس طرح طلب کی، بچوں اب بتاؤ باہر ہوا خوری کو چلیں یا **اچھی سی** کہانیوں کی کتاب پڑھیں؟ دوران تقریر میں اچھی سی پر زور دیا، سب نے ایک زبان ہو کر کہا: کہانیاں سنیں گے حالانکہ غالباً بچے باہر جانا زیادہ پسند کرتے،

اس طرح کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے اپنی پسند اور اپنے فیصلوں کو بچوں پر ناحق مسلط کرتے ہیں ایسا کرنا عادل حکمی کے جرائیم بونا ہے،

سات آٹھ برس کا بچہ باہر گھومنا اور مناظر قدرت سے لطف اندوز ہونا بہت پسند کرتا ہے اسی عمر میں گروہ پسندی، جتھے بندی، اپنے لیڈر کی قیادت کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں بچہ اپنے لیڈر کا حکم مانتا ہے اور اپنی ٹولی کی مشترک سرگرمیوں کے لئے جس کسی چیز کی بھی ضرورت لاحق ہوتی ہے وہ اُسے ہر طریقے سے حاصل کر لیتا ہے رائے عامہ اس کے نزدیک بھی اس کی پارٹی ہے جس شے کو انگریزی زبان میں سکول بوائے ذہنیت" کہتے ہیں وہ اخلاق و تہذیب کے ساختہ اصولوں سے بہت بلند فطرت انسان کی گہری سرشتوں پر قائم ہوتی ہے، ستیہ آپ نے غریبوں مزدوروں اور غیر تعلیم یافتہ عوام الناس کے لیے سکے بچوں کو چاندنی راتوں میں ہر قسم کے اجتماعی کھیل کھیلتے دیکھا ہوگا۔ عموماً دو پارٹیاں ہو جاتی ہیں ایک ڈاکوؤں کی، ایک پولیس کی، بعض ماہرین نفسیات کا عقیدہ ہے کہ نوعمری

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

جی چاہتا ہے!

از جناب سردار جلیل شیر کوٹی ایم اے

دل و جاں لٹانے کو جی چاہتا ہے
انہیں پھر منانے کو جی چاہتا ہے

ہے زخموں کو تازہ جراحت کی حاجت
کہیں دل لگانے کو جی چاہتا ہے

زمانہ پلاتا ہے خوں نابۂ غم
یہاں مسکرانے کو جی چاہتا ہے

میں اس منزل عشق پر ہوں جہاں سے
انہیں بھول جانے کو جی چاہتا ہے

غم زندگی کی مسلسل حکایت!
سنو تو سنانے کو جی چاہتا ہے

بہت کہہ چکے داستان محبت
بس اب بھول جانے کو جی چاہتا ہے

جلیل آج ہنس ہنس کے ہنس ہنس کے ہنسے!
انہیں پھر رلانے کو جی چاہتا ہے،

پچھلے صفحے کا بقایا

کے جرائم کا کھیل کود ہی کی سپرٹ میں ارتکاب کیا جاتا ہے۔ امریکہ کے دو شہروں میں ایک بڑا ہی عجیب تجربہ کیا گیا۔ ایک شہر کے میونسپل گراؤنڈ میں جہاں بچے کھیلتے تھے، کئی شیڈ، نیز مقرر کئے گئے جو ان کھیلوں کی نگرانی کرتے تھے۔ لیکن دوسرے شہر میں شیڈ وغیرہ مقرر نہیں کئے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد نتیجہ نکلا کہ دوسرے شہر میں بچوں کے جرائم بہت انتہائی طور پر کم ہو گئے۔ بہ خلاف اسکے اول الذکر شہر کے کم تو ہونے پر لئے کم نہیں ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سختی اور پابندی سے انحراف کرنا فطرت اطفال ہے۔ اب جہاں کہیں بھی جس شہر میں بچوں کے جرائم کم کرنے مقصود ہوتے ہیں وہاں پہلے پہلے گراؤنڈ، کھیل کے میدان بنا دیئے جاتے ہیں۔ اگر ہم بچوں کے کھیل کا معقول انتظام کر دیں تاکہ ان کی دبی ہوئی قوتوں کے لئے انکا کسی کی صورت پیدا ہو تو بہت سی زندگیاں برباد ہونے سے بچ سکتی ہیں۔ اس کے لئے اجتماعی کھیل کھیلنے کے اصول بنانے ہوں گے تاکہ بچوں میں جذبات سنسنی کی پرورش ہو اور تخریبی رجحانات عملی صورتوں کی طرف لگائے جا سکیں۔

میں اور اب کے ان ڈرامہ نگاروں، افسانہ نویسوں سے اپیل کرتی ہوں جو بچوں کے لئے قلم اٹھاتے ہیں کہ وہ بڑوں کے بچوں کی ذہنی ضرورتوں کا تجزیہ کرنے کے بعد ان کے لئے روحانی غذا کا سامان مہیا کیا کریں۔ ہمارے بچوں کا ایک لٹریچر کی بھی ضرورت ہے جو ان کی طوفانی خدمات کے لئے موجب سکون و راحت ہو۔

بچوں کو جو سب سے گھیرے کے وہاں جب کھیلوں کی مطلق آزادی بھی ضرور دینی چاہئے کہ جائز اپنے ہم عمروں کے ساتھ کھیلیں کودیں۔ بھاگو، چلیے سو کر آپ بچے بکھر جائیں گا جب کبھی کسی بہت میں چھٹی کی گھنٹی بجتی ہے تو یہ دن بھوکے بند ہوا فیدی کیسی بے ترتیبی سے غل مچاتے ہوئے آزاد ہوتے ہیں، وہاں سے چھوٹ کر یہ ننھے ننھے جانور گھر کے قید خانہ میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ سلام کو شاید ٹیوشن کی باری پڑ جاتی ہے۔ الغرض ان بے زبان مخلوق کو جس کی شخصیت اور انفرادیت اظہار کے لئے بے چین ہے ہم آزاد نہیں کرتے حالانکہ خدا نے ہر انسان کو پیدائشی طور پر آزاد پیدا کیا ہے۔ ہمارے مدرسوں میں کتابی علم رٹنے اور رسمی قواعد کی پابندی کرنے کے علاوہ اور بھی کھیلے نہ سیکھنے اور کتاب سے ہماری آنے والی نسلوں کے جذبات انسانی کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ بچوں کے لئے اس میں یہ مثال دیا جا سکتی ہے جن سے بچوں کی تخلیقی حس اور اپج نہ صرف بڑے کارنامے بلکہ بڑے بھی اور وہ اجتماعی کھیل میل کر خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک ہوتی اسکول میں پانچ چھ سو طلبا ہوتے ہیں ان میں سے صرف گیارہ بچوں کو کھیلنے کا موقعہ دیا جاتا ہے اور باقی پوری آبادی محروم رہتی ہے وہ سے بچے اجتماعی کھیلوں کی روحانی غذا نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے رہتے ہیں یہی رانہ ہے اوسط طبقہ میں نقدان تنظیم کا، مزدور اور کارخانے دار لوگ جس قدر سے منظم ہو کر اپنی انجمنیں بنا لیتے ہیں وہ ان کے بچپن کے اجتماعی کھیلوں کی برکت ہے!

سات برس سے گیارہ برس کی عمر اپنی خودی اور اپنی شخصیت منوانے کی عمر ہے اس میں محبت و نفرت اور غلامی و آزادی کا تقابل و توازن بھی ہو جاتا ہے۔ اس میں شوق اور اولوالعزمی کا جذبہ، ہمت اور خود سفلی کا احساس آگے بڑھتا ہے لیکن والدین کی اطاعت اور سوسائٹی کے احکام پاؤں میں زنجیریں ڈال کر ہمارے ہونہار نوجوانوں کو بزدل یا چور بننے پر مجبور کرتے ہیں۔ بچوں کو اسی عمر میں سماجی اقتدار کا علم ہوتا ہے اور ان میں "سوشل ضمیر" اسی وقت بیدار ہوتا ہے۔ اگر باپ کی گھر کیوں اور مسٹر کی بیتوں (بیتوں) نے اسے سماج کا باغی بننے پر مجبور نہ کر دیا ہو تو حقیقتاً بچہ مکمل انسان اسی مختصر سے عرصہ میں بن جاتا ہے اسی زمانہ میں دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنے، مشترک مفاد اور خدمت خلق کی خاطر ذاتی اغراض قربان کر دینے کی سچی تربیت ہوتی ہے۔ اگر اس پر آشوب عصر میں بچوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ رکھا گیا تو وہ بڑے ہو کر کامیاب زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں گے، وہ خود مختار، خود دار ہوں گے، خود غرض و خود سر نہ ہوں گے۔"

ہمارا مطالبہ ہے کہ جس آزادی کا مطالبہ ہم اپنے موجودہ حاکموں سے کر رہے ہیں پہلے وہ ہم اپنے بچوں کو دے دیں۔ ملک آزادی کی بجائے نوآبادیات کے درجہ کی

بائنن امارا کے استعمال سے پہلے اور بعد

کیا آپ تھکے ماندے کمزور اور نحیف ہو گئے ہیں؟ کیا آپ کے بعد کے اثرات یا دیگر بیماریوں میں مبتلا ہو۔ اگر یہی حال ہے تو آپ کو بائنن امارا کی ضرورت ہے اس سے آپ کی صحت اور طاقت بحال ہو جائے گی۔ ایسی حالتوں میں اس سے بہتر اور کوئی ٹانک نہیں ہے۔

تیار کردہ:- ایلن اینڈ ہنبرز لمیٹڈ
(قائم شدہ انگلستان)
کلائیو بلڈنگس کلکتہ

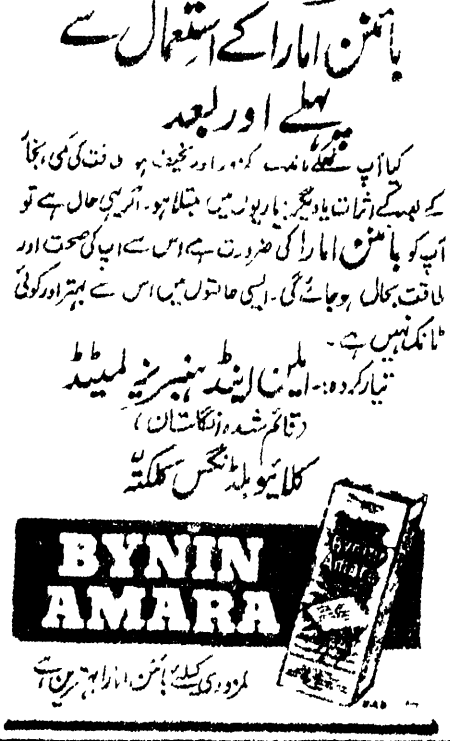

لمبی دوری کیلئے بائنن امارا بہترین ہے

نقلی آزادی دینے سے بچوں کی روح پیاسی رہ جائیگی،

"اظہار محبت"

(از جناب پی، بی، مبارک)

محبت کا اظہار عام طور پر انسان بوسے کے ذریعہ کرتا ہے اس فرق کو پہچاننے کے لئے کہ وہ کس قسم کی محبت کا اظہار کر رہا ہے ماہرین نفسیات نے اس کی ترتیب پانچ مختلف عنوان میں دی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

اول جب کوئی شخص کسی کے ہاتھ کا بوسہ لیتا ہے تو اپنے محسن پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس کی کس درجہ تک تعظیم و تکریم کرتا ہے، دوم جب ایک شخص اپنے محسن کی پیشانی چومتا ہے تو وہ اس طریقہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے سوم جب کوئی شخص کسی معصوم بچے کے لبوں کو چومتا ہے تو اس طریقہ سے وہ روحانی محبت کا اظہار کرتا ہے چہارم جب کوئی شخص وفور محبت سے بے قرار ہو کر معصوم دوشیزہ کی گردن کو چومتا ہے تو وہ بظاہر کرتا ہے کہ وہ اس سے پاک اور بے لوث محبت کرتا ہے پنجم جب کوئی شخص ان طریقوں کے علاوہ کسی اور طریقہ استعمال کرتا ہے تو اس سے اس کا کوئی خاص مقصد ظاہر نہیں ہوتا بلکہ یہ طریقہ اس کی خواہشات نفسانی کا ظاہر کرتا ہے!

کوئی بے احتیاطی سے بولتا ہے

دشمن نہایت ہوشیاری سے چھوٹی چھوٹی باتیں جوڑ کر اہم معلومات حاصل کر لیتا ہے

دوسرے ہفتے، یا دوسرے مہینے ان بھولے چوکے لفظوں سے ہندوستان کو ہزاروں کی مالیت کی شہری رسد کا نقصان ہو جاتا ہے۔ بلکہ جانوں کا بھی۔

دشمن کے جاسوسوں کی ہوشیاری یا استقلال کو کسی حالت میں بھولنا نہ چاہئے۔ وہ چھوٹے چھوٹے اشاروں کو بھانپتے اور کھوج لگاتے رہتے ہیں۔ وہ نہایت لغو سے چھوٹی چھوٹی باتوں کو جوڑتے ہیں جیسے دفتی میں چپکے سے سنی ہوئی ٹیلیفون کی گفتگو، بمبئی کے کسی ریلوے اسٹیشن پر پایا ہوا اور ضائع یا کھلے کے کسی چائے خانے میں اتفاقیہ سنا ہوا فقرہ۔ ان سب کو ملانے سے ممکن ہے برما میں کسی فوجی نقل و حرکت یا کراچی سے کسی جہازی قافلے کی روانگی کا پتہ چل جائے۔

ہوشیار رہیئے دشمن کے کان بڑے تیز ہیں۔

تہیہ کیجئے کہ ایسی بات بالکل نہیں بولیں گے جس سے دشمن کو کوئی مدد مل سکے۔ فوجوں کی نقل و حرکت اسلحہ جہازوں کی آمد و رفت کے متعلق کبھی گفتگو نہ کیجئے۔

دیکھئے آپ سے ہرگز چوک نہ ہو!

اس طرح آپ ہزاروں روپیوں کی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔ آپ ہمارے ذرائع رسد و رسائل کے محافظ بن سکتے ہیں۔ اور شہری رسد کے سلامتی سے پہنچنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

قومی جنگی محاذ نے شائع کیا

AAA 1868

افسانہ

ایسا نہ کرو

از جناب افضال عثمانی

"ایسا نہ کرو" میرے والد اکثر مجھے بڑے شفقت بھرے لہجے میں کہا کرتے اور میں نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اس سے ان کا مطلب کیا تھا۔ اگر میں نے کبھی اصرار بھی کیا کہ اس جملے سے آپ کا مطلب کیا تو ہنس دیا کرتے اور کہتے "ان الفاظ کو یاد رکھنا شاید کبھی کام آئیں"

میں بھی ہنس کر ٹال دیا کرتا چونکہ سمجھتا تھا کہ بے معنی الفاظ ہیں۔ بچپن سارے میں آچکے ہیں۔ دماغی خلل سے زیادہ ان الفاظ کی تشریح کے لئے اور کوئی لفظ موزوں نہیں۔

بلا انتہا ہوگی قریب ایک سال ہوگیا برابر کہہ رہے ہیں اور کچھ کہتے ہی نہیں۔ اور اگر کچھ کہا بھی تو بس یہی کہ "جو تم کر رہے ہو۔۔۔ میں سوال کرتا "میں کیا کر رہا ہوں" تو جواب دیتے "تم جانتے ہو۔ مجھ سے زیادہ نہ فشا کراؤ"

مجھے یہ الفاظ سن کر سخت ناگوار گزرتا۔ میں اسنے لگتا تو پاس بٹھا کر سمجھاتے "بیٹا ہماری باتوں کا ملال نہ کیا کرو" میں اور جھنجھلا کے کہتا "میں اگر ملال نہ کروں تو اور کیا کروں۔ مجھے یہ مبہم فقرے کہہ کر کیوں پریشان کیا کرتے ہو۔ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے۔ یا بس یہی کہ میں جلوں اور آپ کو مزہ آئے" ——— میں نے اس مرتبہ یہ الفاظ بڑی ہمت کر کے کہے اور دل میں سوچا کہ آج ضرور یہ مقدمہ ہو جائے گا۔ وہ سن کر مسکرائے اور بولے "حیا و پدری ان ناشائستہ حرکات کو جو تم کر رہے ہو اظہار و افشا کا ارادہ نہیں رکھتی۔ بس تم جانتے ہو۔ تم بچے نہیں ہو۔ ماشاءاللہ جوان ہو۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ آنے والے خطرات سے تم کو آگاہ کر دیا جائے اور پھر تمہاری مرضی پر منحصر ہے" اتنا کہہ کر وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور پھر کچھ سوچ کر بولے "اس خاندان میں ایسا ہوتا نہیں آیا ہے۔"

والد کی گفتگو سن کر میں بہت ملول اور افسردہ خاطر ہو کر اٹھا۔ آج کی گفتگو سے میں انکے رازوں کو بخوبی پا چکا تھا۔ وہ مجھے سمجھا رہے تھے کہ میں اس سے محبت نہ کروں۔"

کچھ عرصے کے بعد والد سخت بیمار پڑے اور صحت یابی کی توقع نہ رہی ——— نزع کے وقت مجھے بلا کر پھر سمجھایا۔ میں نے رو کر کہا "ابا جی میں مجبور ہوں میں ایسا نہ کروں تو اور کیا کروں" عورتوں کو وہاں سے اٹھایا اور کہنے لگے "میری نصیحت مانو۔ بیٹا تمہاری زندگی خراب ہو جائے گی۔ تم ایک اعلیٰ اور شریف گھرانے کے چشم و چراغ ہو۔ شریف کے بچے شریف رہا کرتے ہیں۔ دیکھو اس خبط اور جنوں کو چھوڑ دو۔ وہ کالج گرل ہے اور پھر طرہ ستم یہ ہے کہ وہ عیسائی ہے" وہ اور بھی کچھ کہنا چاہتے تھے کہ تنفس کی بے اختیار تیزی نے گلو گرفت کر لی اور وہ کچھ کہہ نہ سکے۔

"ابا جی ابا جی" میں بے تاب ہو کر چیخا۔ مجھ کو روتا دیکھ کر انکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انھوں نے چشم زدن میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مجھے والد کی وفات کا سخت افسوس ہوا۔ میری زندگی میں شاید یہ پہلا سانحہ واقعہ ہوا تھا کہ مجھ کو ایک کوہ گراں صدمہ اٹھانا پڑا۔ میری کم نصیبی کہ میں اس وقت بھی اسکو والد کی کوتاہ نظری کا غلط نتیجہ سمجھتا رہا اور کہتا رہا۔ والد نے وہ لڑکیاں اور دیکھی ہونگی جو لڑکے کی زندگی کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ یہ ان لڑکیوں میں سے نہیں۔ اگر اس کو دیکھتے تو عش عش کر جاتے۔ دانت تلے انگلی دبا لیتے زبان بھی یہی کہتی کہ یہی سیدھی لڑکی ہے۔ میں اس کو چھوڑ دوں جو میرے مقابل مال زر و مال اور اپنی بھی کوئی قیمت نہیں سمجھتی۔

وقت سرعت کے ساتھ گزرتا گیا اور مجھ کو اس سے محبت روز افزوں ہوتی گئی اور اب دیوانگی کا یہ عالم تھا کہ مجھکو اپنا گھر، دوزخ اور اس کا ڈرائنگ روم (ملاقاتی کمرہ) جنت نشاں معلوم ہوتا۔ اس کی نازک نازک باہیں میرے گلے میں حمائل رہتیں اور میں وفور مسرت سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی لافانی محبت کا اظہار کیا کرتا۔

مجھکو یہ قطعی یقین ہو چکا تھا کہ وہ فقط میری ہے اور میں بس کا ہوں۔ وہ بھی اکثر فرط انبساط سے کہا کرتی "میں تمہاری اور تم میرے" مجبور محبت کیا کیا نہیں کرتا

ایک روز میں نے اس سے شادی کا بھی اظہار کر دیا اور پوچھنے لگا "کہو تم کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا منظور ہے" وہ میرے روح فرحت افزا الفاظ سن کر خوشی سے پھولی نہ سمائی اور بولی "میری مرضی کیا جو تم چاہو۔ تم میرے بادشاہ اور میں تمہاری ملکہ ہونے کا شرف ہو تو کیا خوف؟"

میں نے بھی خوش ہو کر کہا "تم میری ملکہ ہو"

شادی کو ہوئے قریب ایک سال ہو چکا ہے خاندان مجھے اسی روز چھوڑ چکا جس روز سے کہ میں نے اس کو اپنی بیوی کہا۔ وہ اس لئے کہ گھر والے مجھ کو خاندان کے دامن پر ایک بدنما داغ تصور کرنے لگے تھے۔

اب میں اور وہ ایک علیحدہ عالیشان خوبصورت کوٹھی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میری فریفتگی اور الفت کا اب بھی وہی عالم ہے جیسا کہ کبھی رات کے بارہ بجے کلب چھوڑنے کے بعد اندھیری راتوں میں کوچہ گردی کے وقت تھا۔

ان اندھیری راتوں میں جبکہ کوئی ہندوستانی راہگیر مجھ سے پوچھ بیٹھا کرتا کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیوں چکر کھا رہے ہیں۔ میں جواب دے دیا کرتا۔ ارے صاحب۔ ایک صاحب کا پتہ ڈھونڈھ رہا ہوں۔ کئی روز ہو گئے۔ برابر تلاش کر رہا ہوں۔ ملتے ہی نہیں۔

وہاں غیر معروف ہستی کا نام و نشان دریافت کرتے جو صرف میرے تخیل کی فوری اختراع ہوتی اور جواب ملتے "اجی یہاں تو کوئی آدمی اس نام کا نہیں" میں ہنس کر کہہ دیتا۔ آپ جائیے میں ڈھونڈھ لوں گا۔

رات جب زیادہ گذر جاتی اور سڑک کے کتے بھی جونک جھونک کر پیچھا ترک کر دیتے۔ میں طوعاً کرہاً گھر آ جاتا ورنہ طبیعت تو یہی چاہتی کہ سایہ کی طرح پس دیوار رہوں۔

ایک روز وہ مجھ سے ایک نوجوان تھوتھن کے حسن اخلاق کی تعریف و ستائش کرنے لگی۔ جوان سے میں بھی واقف تھا اور جانتا تھا کہ حسن اخلاق کی زندہ تصویر ہیں۔ وہ بہت دیر تک ان کے بارے میں نئے نئے لطیفے سناتی رہی اور کہتی رہی کہ ایسے خوش طبع اور خوش گو کم ہی پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ بات ہو ظرافت کی چاشنی سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ بلا وجہ ہنسی آجاتی ہے۔ تمام اہل کلب کو ہنسائے رکھتا ہے۔ دیکھا نہ آپنے؟

"ہاں تو تمہارا مقصد کیا" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ کھڑے ہو کر بلا کی شوخی سے انگلیوں کو چٹخاتے ہوئے بولی "میں ان کو اور [illegible] صاحب [illegible] پر بلانا چاہتی ہوں" میں نے انکار کر دیا۔ میں جو جانتا تھا کہ وہ [illegible] خوش ہوتے [illegible] کلب [illegible] انگلیوں [illegible] وہ [illegible] کر بولی:

میں اپنی رفیق حیات کی بات کو کبھی رد نہ کرتا تھا اور ہمیشہ ہر بات میں اس کی مرضی کا ہی جویاں رہتا تھا۔ میں نے سوچا اگر میں نے انکار کر دیا تو اس کی دل شکنی ہوگی۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ذرا مسکرا دے۔ ذرا مسکرا دے

(از جناب ضیا جھانسوی)

مجاز و حقیقت کے پردے اٹھا دے
مجھے حسن کے خاص جلوے دکھا دے

مجھے اس خوشی کی ضرورت نہیں ہے
جو غم کو بھی معیار غم سے گرا دے

تمنا فسردہ ہوئی جا رہی ہے
ذرا مسکرا دے ذرا مسکرا دے

کہاں غنچۂ دل کہاں نشتر غم
سزا دینے والے سمجھ کر سزا دے

بہت بیخبر ہوں بہت بے خبر ہوں
کوئی انقلاب آ کے شانہ ہلا دے

وہ آئیں تو ہم اس سلیقے سے دیکھیں
حیا جھوم اٹھے ساد کی مسکرا دے

ضیا کاش حسن سراپا محبت
مجھے بھی سراپا محبت بنا دے

پچھلے صفحے سے

[illegible]

پہلو میں ایک کرسی پر آ بیٹھی۔

میں نے کرسی بالمقابل کرتے ہوئے کہا "کیا میری بات کا جواب نہ دو گی؟"

وہ ساحرانہ [illegible] سے نیم [illegible] نظریں کر کے میری صورت کو تکنے لگی گویا میں دل میں ایک نشتر مار لینے کے بعد پھر دوسرا نشتر مار دوں گا۔

[illegible] کر کھلکھلا کر ہنس پڑی اور چیخ کر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

صحت

ہمیں دردِ سر کیوں ہوتا ہے

ہم میں سے اکثر اشخاص کو کبھی کبھی دردِ سر کی شکایت ضرور ہوتی ہے۔ بعض اوقات آپ کے سر میں بھی درد ہوتا ہے اور آپ اس کی کچھ تدبیر کرنے اور یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ آخر دردِ سر کیوں ہوتا ہے؟

آیئے تھوڑی دیر کے لئے ہم اس کے اسباب اور وجوہ کی تہ پر غور کریں۔

دردِ سر کے سلسلے میں سب سے پہلے قریبی اعضا کی حالت پر غور کرنا چاہئے۔ مثلاً دانت، حلق، گلے کی گلٹیاں، ناک، نتھنے، آنکھیں، کان یہ تمام اعضا سر سے بہت قریب اور مشارکت رکھتے ہیں اور ان میں اس قدر خصوصیاں واقع ہوتی ہیں کہ ان کو نظر رکھتے ہوئے تعجب کی بات یہ نہیں ہے کہ دردِ سر کیوں ہوتا ہے بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ دردِ سر اتنا کم کیوں ہوتا ہے۔

ہم دردِ سر کے متعلق ایسی باتیں سوچنے کے عادی نہیں ہیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کوئی ایسی بیماری نہیں ہے کہ زیادہ عرصے کے لئے بے کار کر دے یا ہماری زندگی کم کر دے۔ دردِ سر کی اہمیت ان لوگوں کے نزدیک اور بھی کم ہو گئی ہے جنہیں معلوم ہے کہ برشفا کی ایک دو خوراک یا اسپرین کی چند ٹکیاں اس کا خاتمہ کر دیتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ دردِ سر اگر مہلک نہیں ہے تو اس قدر غیر اہم بھی نہیں ہے اور یہ اکثر اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ جسم میں کوئی ایسی خرابی واقع ہو رہی ہے جو اب نہیں تو کبھی ہماری صحت اور زندگی کے لئے خطرناک ہو سکتی ہے۔

دردِ سر کے اسباب کو سمجھنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جس وقت ہمارے سر میں درد ہوتا ہے اس وقت سر کے اندر کیا تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ دماغ ایک پلپلا اور نرم عضو ہے۔ اس لئے اسکی حفاظت کی خاطر قدرت نے اسے کھوپڑی کی سخت ہڈی کی کوٹھری میں بند کر رکھا ہے۔ دماغ کی سطحوں پر رگوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جس سے دماغ میں ہر وقت خون کی گردش قائم رہتی ہے۔ دماغ کی نازک ساختوں کو کھوپڑی کی سخت ہڈی کی رگڑ یا خراش سے بچانے کے لئے دماغ اور کھوپڑی کے درمیان آبی جھلیاں موجود ہیں جن میں ایک رطوبت بھری رہتی ہے یہ رطوبت مختلف اوقات میں کم و بیش ہوتی رہتی ہے اور دماغ کو رگڑ سے بچانے کے علاوہ دوران خون سے غیر معتدل دباؤ سے بچانے میں بھی مدد دیتی ہے۔

جب تک دماغی دوران معتدل حالت میں قائم رہتا ہے دماغی جھلیوں پر اس رطوبت کا دباؤ بھی اعتدال کی حالت میں ہوتا ہے مگر جب کسی سبب سے دماغ کے دوران خون میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً خون کی گردش اوپر کی طرف تیز ہونے کی وجہ سے دماغ میں خون زیادہ پہنچتا ہے یا کسی سبب سے دماغ سے خون کی واپسی میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے تو جھلیوں پر رطوبت کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اسی دباؤ کے احساس کو ہم دردِ سر کہتے ہیں۔

دردِ سر یا دوسرے لفظوں میں دماغی جھلیوں پر بڑھا ہوا دباؤ جسم کی کسی بڑی یا چھوٹی خرابی کا نتیجہ ہو سکتا ہے اور آپ طبیب نہ ہوں جب بھی آپ نے سنا ہوگا کہ مرض کا صحیح علاج یہ ہے کہ اس کے سبب کو زائل کیا جائے نہ یہ کہ عوارض و علامات کو دبا دیا جائے۔

اس لئے ظاہر ہے کہ جو دوائیں دردِ سر کے تریاق کی حیثیت سے شہرت رکھتی ہیں وہ درحقیقت دردِ سر کے علاج میں بنیادی اہمیت نہیں رکھتیں۔ ہم ان سے وقتی سکون ضرور حاصل کر سکتے ہیں لیکن اگر ہم دردِ سر کے بنیادی اسباب کو زائل کرنے کی کوشش نہ کریں تو یہ اپنی صحت کے ساتھ صحت کے اصول کے مطابق بڑی بے انصافی ہوگی۔

بعض اوقات دردِ سر کا سبب نگاہ کی خرابی ہوتی ہے کیونکہ ایسی صورت میں مرکز بصارت میں تشویش واقع ہونے اور دماغ پر زیادہ اثر اور بار پڑنے کی وجہ سے دماغی دوران تیز ہو جاتا ہے اور مقامی امتلا کی سبب سے آنکھوں میں درد و تھکن اور سر کے اگلے حصہ میں درد پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے دردِ سر کا حقیقی علاج یہ ہے کہ آنکھ کا باقاعدہ معائنہ کرایا جائے اور اس کا علاج کرایا جائے۔

اگر قبض کی وجہ سے دماغ میں [illegible] بڑھا ہوا ہے تو کسی ملین دوا کا استعمال وقتی طور پر تکلیف کو کم کر دے گا۔ لیکن اس کا کامل علاج یہ ہے کہ قبض کے سبب کا پتہ لگایا جائے اور اس کو زائل کیا جائے۔ اگر اس کا سبب معدی رطوبتوں کی بڑھی ہوئی تیزابیت ہو تو اس صورت میں تیزابیت کو توڑنے والی معمولی دوائیں عام طور پر موثر ثابت ہوتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص غذا ہضم کو خراب کر کے قبض کا اور اس کی وجہ سے دردِ سر کا باعث ہو۔ ایسی ہو بعض اشخاص کو کوئی خاص غذا ناموافق آتی ہے اور اس کا ردعمل ان میں دردِ سر پیدا کر دیتا ہے۔ ان عورتوں میں غذا کی اصلاح کرنا اور ناموافق چیزیں ترک کر دینا دردِ سر کی ٹکیاں استعمال کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔

دردِ سر خطرے کی ایک سرخ علامت ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

خالص کشمیری اون

کے بنے ہوئے پل اوور فی چھ روپیہ مفردی پیچ پیہ، ہر بکا ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ شرائط و نمونوں کے لئے لکھیں۔

الائیڈ ٹریڈرز لمیٹڈ، لاہور

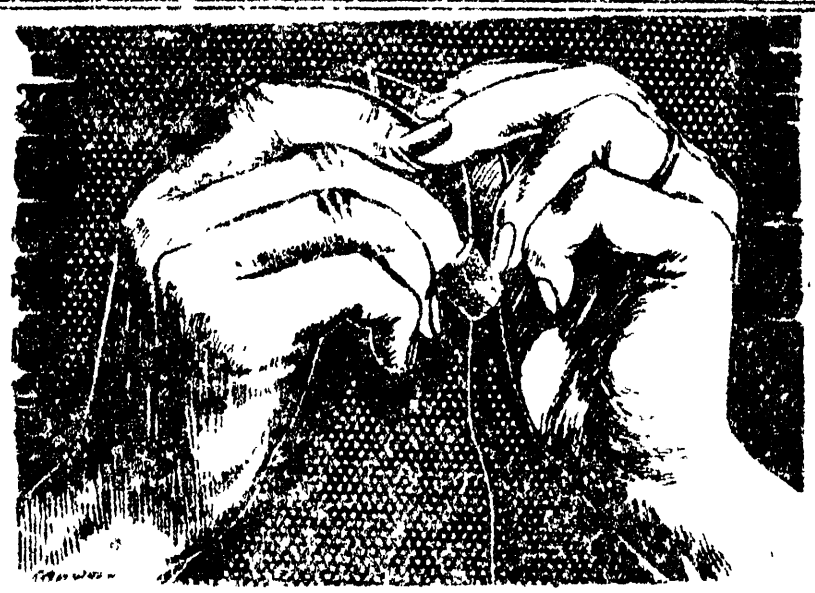

A timely Secret

[illegible]

آپ کی پرشانی کی وجہ [illegible] ہوتا ہے مگر آپ کے جسم کا کیا حال ہے؟ "ساری بادینا" مصفی خون اور بیماری مقوی کا بر وقت استعمال آپ کے سسٹم کو درست کر کے آپ کی گئی گذری صحت کو از سر نو بحال کر دیگا اور آپ کے خراب خون کو صاف کر کے نیا تازہ خون بھر دیگا۔ بدہضمی، جگر کی خرابی، جلد، ناسور درد پھوڑے پھنسی اور اسی قسم کی دوسری جلدی بیماریوں میں تجویز کیا جاتا ہے

SARIBADINA

TONIC BLOOD PURIFIER

CALCUTTA CHEMICAL
CALCUTTA

پچھلے صفحے سے

جو اشارہ کرتی ہے کہ تمہیں یہیں رک جانا چاہئے اور معلوم کرنا چاہئے کہ ہمارے اندر کیا خرابی ہے اور کیا خرابی واقع ہوتی جا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خرابی ابھی بہت معمولی ہو اور کسی معالج سے معمولی طور پر مشورہ لینے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے سے یہیں ختم ہو جائے یا ایسا نہ ہو تو پھر اس کی اصلاح کی پوری کوشش کی جا سکے۔

دردِ سر میں عام طور پر دماغی امتلا اور دماغی جھلیوں پر دباؤ پایا جاتا ہے، اس لئے ایسی تمام تدبیریں جن سے امتلا اور دباؤ کم ہوتا ہے درد سر کو رفع کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ غذا کم کر دینا، آنتوں کو نرم رکھنا، خون کو نیچے کے اعضاء کی طرف مائل کرنا، بدن میں خون کافی ہو تو تھوڑا سا خون خارج کر دینا، امتلا اور دباؤ کو کم کر دینے کی مختلف تدبیریں ہیں۔

خون خارج کرنے کی وشیانہ تجویز آجکل کے شائستہ طبقے کے سامنے پیش کرنا آسان نہیں ہے مگر اب سے سو سال پہلے امتلائی امراض میں فصد وغیرہ کے ذریعے سے کچھ خون خارج کر دینے کا دستور ساری دنیا میں موجود تھا لیکن یورپ کی انتہائی سادگی کی وجہ سے ایسا متروک ہو کر [illegible] قدیم سے خصوصی نسبت رکھنے والے اطبا بھی [illegible] ہیں

[illegible] امتلا کو [illegible] اخراج خون کے ذریعے [illegible] ضرور مفید [illegible]

آج جنگ [illegible] خون حاصل کرنے کی غرض سے میڈیکل [illegible] کے ماہرین معمولی امتلائی امراض میں بھی خون خارج کرنے کی جو خوبیاں بیان کر رہے ہیں اور جتنی بڑی مقدار میں کسی بار اخراج خون کی اجازت دیتے ہیں اس کی مثال طب قدیم میں بھی نہیں ملتی۔ اعتدال کی حالت میں بھی کسی تندرست آدمی کا آٹھ اونس (قریب ایک پاؤ) خون نکال لیا جائے تو اس سے صرف اتنی ہی کمزوری پیدا ہوتی ہے جو چائے یا قہوہ کی ایک پیالی سے رفع ہو جاتی ہے۔

اگر آپ کا جسم زیادہ لاغر نہیں ہے، آپ کے بدن میں خون کی کمی کے آثار نہیں ہیں اور آپ اکثر درد سر میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو آپ معالج کے مشورہ سے تھوڑا سا خون اپنے جسم سے خارج کرا سکتے ہیں۔ اگر جراح کے نشتر سے کراہت ہو یا سرایت کا اندیشہ تو ویڈ کراس کے کسی خونی بنک میں جا کر اپنا کچھ خون مجروحوں کے لئے دے سکتے ہیں۔ اخراج خون کا تذکرہ آ گیا تو یہ باتیں لکھنی پڑیں۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ درد سر کے علاج کے لئے خون جاری کرنا ہر حال میں ضروری ہے بلکہ اس کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ کبھی یہ بھی ایک موثر علاج سمجھا جاتا تھا اور آجکل پھر اس کی طرف دنیا کی توجہ بڑی تیزی سے منعطف ہو رہی ہے۔

اگر ہم اپنے درد سر کا علاج خود تجویز کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ بسا اوقات درد کی شدت اور نظام اعصاب کی بے چینی درد کے حقیقی سبب کی تلاش کی مہلت نہیں دیتی اور سبب کو زائل کرنے سے پہلے درد کو سکون کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو [illegible] درد سر کی مشہور دوائیں استعمال کر سکتے ہیں [illegible] معلوم ہونا چاہئے کہ یہ دوائیں [illegible] لوگ [illegible] درد کے احساس کو کم کر دیتی [illegible] کی بنا پر جلدی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن درد سے [illegible] اور اسے دور کرنے کی طرف ان کے استعمال کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ درد سر کی قدیم دواؤں میں اکثر افیون شریک ہوتی ہے اور اس کی نئی دوائیں میں اسپرین اور کلورل ہائیڈریٹ کے اجزا ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں قلب کو کمزور کرتی ہیں اور شدید درد کے بغیر آزادی کے ساتھ ان کو استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ سر کی گرانی اور درد کو دور کرنے والے دیسی اور ولایتی مفرحات میں اکثر بھنگ کے اجزا بھی شریک ہوتے ہیں۔ بھنگ کوئی مسکن چیز نہیں ہے بلکہ محرک اشد کہتی ہے مگر اس کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس کو استعمال کرنے والا اپنے کو تھوڑی دیر کے لئے تندرست محسوس کرنے لگتا ہے ظاہر ہے کہ محض احساس کو دھوکہ دینے والی اس قسم کی دوائیں درد سر کا بنیادی علاج کی مددگار نہیں کہی جا سکتیں۔

قدیم اطبا میں درد سر کی تسکین کے لئے تیل اور اخراج خون کے علاوہ خون کو نیچے کی طرف مائل کر کے دماغی جھلیوں کے دباؤ کم کرنے کے لئے امالہ کی [illegible] تدبیر بہت سادہ مگر بہت موثر ہے، اس کو آجکل بھی سائنٹیفک طور پر درد سر کو کم کرنے کا بہترین طریقہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے درد سر کی دواؤں کی طرح جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پیر کو پنڈلیوں تک گرم پانی میں رکھا جائے اور اس کے ساتھ ہی سر کو برف کی تھیلی یا ٹھنڈے پانی میں بھگوئے ہوئے کپڑے سے ٹھنڈک پہنچائی جائے اور ان طرق کا یہ طبعی اصول ہے کہ جسم کے جس جہت میں سردی کا غلبہ ہوتا ہے اور جس جانب حرارت کا غلبہ ہوتا ہے اور ہر خون زیادہ جاتا ہے۔ اسی اصول کی بنا پر پیر کو گرمی اور سر کو ٹھنڈک پہنچانے سے خون کی توجہ نیچے کے اعضا کی طرف بڑھ جاتی ہے اور دماغی امتلا کم ہو جاتا ہے، درد سر نہیں رہتا۔

بلاک
ٹیکنیکل ڈرائنگ ہیں نمونے
بلاک برائے فروخت ہو چکے

TIMES HAVE CHANGED!

1754

1945

گھڑی کی حرکت کو قائم رکھنے والا لنگر نما پرزہ۔ تھامس مج نے ایجاد کیا تھا لیکن انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ سے پہلے گھڑیوں کے لئے عام طور پر استعمال نہیں کیا جاتا تھا!

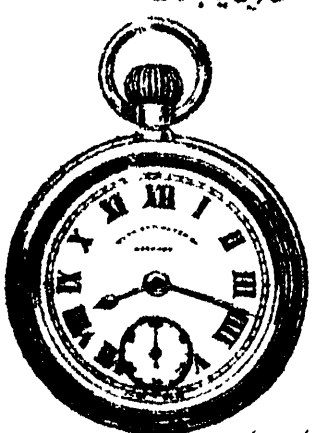

زمانہ بدل گیا ہے

آج گھڑیوں میں جو اسکیپ منٹ یعنی حرکت کو قائم رکھنے والا پرزہ استعمال کیا جاتا ہے وہ وہی ہے جو تقریباً ۲۰۰ سال پہلے وجود میں آیا تھا۔ یہ کہنا غالباً صحیح ہے کہ ٹھیک وقت قائم رکھنا کسی دوسری ایجاد کی بہ نسبت اسی واحد ایجاد پر منحصر ہے لیکن ایک کامل گھڑی میں بہت سی ایجادیں اور بہت سے پرزے ہوتے ہیں اور یہ سب ویسٹ اینڈ کے نمونوں میں اچھی طرح جمع کر دیئے گئے ہیں جن کی بہت سی نقلیں ہماری اچھی فہرست میں موجود ہیں

مال کے باقی رہ جانے سے نہ پہنچنے کے باعث یہ ممکن ہے کہ ہر نمونے کی گھڑی بنائی نہ جا سکے لیکن جہاں تک ہمارا اسٹاک اجازت دیگا آرڈروں کی تعمیل کی پوری کوشش کی جائے گی۔ ہمیں افسوس ہے کہ نئے پیپر کنٹرول آرڈر کے باعث ہم فہرست نہیں بھیج سکتے۔

سکنڈس پاکٹ ۱۵ جوئلز
نکل سلور کھلا ہوا رخ سادہ رومن یا عربک اعداد کے ساتھ ۳۰ روپیہ

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی بمبئی اور کلکتہ

WEST END WATCH Co
Bombay & Calcutta

[illegible] کرنے کی چیز

طاقت کا بادشاہ

[illegible]

قیمت [illegible] ڈاک [illegible] نمونہ ایک خوراک ۹ کے ٹکٹ [illegible] مفت ارسال کیا جاتا ہے

پتہ:- گیالی جی صاحب حکیم حاذق
گھنٹہ والا بڑیاں دہلی

ارتر سے ملنے کا پتہ:-
لالہ شیام داس بھگائی، مائی سیواں بازار امرتسر

اصلی لیورسٹ واچ

مفت

فرنچ یو گولڈ اور اس کے تیار کردہ زیورات کے لئے ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے ۳ تولہ فرنچ یو گولڈ ایک جوڑی چوڑی ایک بوری کا کنٹھا اور دو عدد انگوٹھیاں بمبئی فیشن بطور نمونہ بھیجی [illegible] مفت طلب کریں۔ ایجنٹوں [illegible] صحیح وقت بتانے والی [illegible] اصلی لیورسٹ واچ بالکل مفت بطور [illegible] جاتی ہے۔

فرنچ گولڈ سپلائی کمپنی ۴۵ دہلی

طاقت بڑھانے والی ملک مشہور

مدن منجری گولیاں

قبض، سستی، جریان، احتلام، رقت منی، اور کمزوری دور کر کے طاقت بڑھاتی ہیں۔ چالیس گولیوں کی ڈبیہ سوا روپیہ

رمن دلاسنی گولیاں مباشرت کے وقت، مساک پیدا کر کے شادی شدہ زندگی کو پرلطف بناتی ہیں قیمت فی ڈبیہ (۱۲ گولیاں)

میہ مردن چورن پیشاب کی جلن، قطرہ، قطرہ پیشاب، ناوفرو، نئے اور پرانے ہر قسم کے سوزاک کو دور کر کے پیشاب صاف لاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۱۲ گولیاں

مدن منجری فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ

دلی ایجنٹ: جنداداس اینڈ کمپنی چاندنی چوک دہلی
کانپور ایجنٹ: موہن لال اور پریکھ مسٹن روڈ

مقبرے۔ استوپے اور مٹھ

(از جناب رام سروپ بھٹناگر چیف دسی)

اس امر کا تو ٹھیک ٹھیک علم نہیں کہ دنیا کے اندر مقبروں اور استوپوں کی تعمیر کب سے عمل میں آئی البتہ مصر کے اہرام اور وہاں کے بادشاہوں نیز عظیم الشان ہستیوں کی نعش کو اصلی صورت میں اس وقت تک قائم رکھنا اس امر کا ثبوت ہے کہ دنیا کے اندر حقیقی عزت بھی کوئی چیز ہے جس کا اظہار زندگی میں مختلف طریقہ سے اور بعد وفات مقبرہ یا استوپے کی صورت میں یادگار صورتوں میں کیا جاتا ہے خواہ ان کے نام پر لنگر خانہ جاری کئے جاویں یا باغ کھلوائے جائیں یا تالاب۔ مادری مسجدیں وغیرہ وغیرہ قائم کی جائیں۔

ان تمام امور سے جہاں مرحوم کی عظمت اور عزت کا زمانہ ہم کو معلوم ہوتا ہے وہاں آئندہ نسلوں کو بھی نیکی کی طرف رجوع ہونے کی یا اپنے ملک اور قوم پر دیگر اسی قسم کے کاموں کی طرف متوجہ ہونے کی ہمت پیدا ہوتی ہے جن کی وجہ سے نفس بندگوں کی عظمت کی ہے ہیں۔ ان تمام طریقوں میں جو لفظ یادگار اختیار کئے جاتے ہیں مقبرہ اور استوپے کو ہی جیسے فضیلت حاصل ہے کہ اسی جگہ ہم کو دنیا کی ناپائداری کا اور اپنی ہستی کی کمزوری کا ثبوت ملتا ہے اسی میدان میں بادشاہ اور فقیر پہلو بہ پہلو آرام کر رہے ہیں۔ اسی عزت خیر مقدم پر تمام دنیا نے ہتھیار ڈالے ہیں۔ اور اسی میدان میں سب کو نیست و نابود ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام ملک میں اس درجہ کو خواہ اس کی صورتیں مختلف ہوں آج سے نہیں بلکہ قدیم زمانہ سے اختیار کیا جا رہا ہے اور تمام ترقی یافتہ ممالک نے اس سلسلہ میں نمایاں حصہ لیا ہے چنانچہ ہندوستان جیسا ملک جو کسی وقت موجودہ ہندوستان کا ایک استوار رہا ہے مقبروں کی تعمیر کے سلسلہ میں دوسرے ممالک سے کیوں پیچھے رہتا۔ مقبرہ اور مٹھ جو ہندو کی کھ ... ہیں جو شبہا برآمد ہوتی ہیں وہ اس امر کی شاہد ہیں کہ یہاں مردوں کو دفن کرنے کا باعزت طریقہ ... تھا اور ان کو ایک مخصوص قسم کے ... کے اندر رکھ کر پھر خاک کیا جاتا تھا۔ اس قسم کے ظروف ٹوٹی پھوٹی حالت میں اس وقت بھی وہاں برآمد ہوتے ہیں۔ آریوں نے اپنے مردوں کو جلایا اور ان کی بھسم کو گنگا یا کسی دوسرے دریا میں بہایا۔

البتہ ان باعظمت دیویوں کی یادگار میں جنہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ زندہ آگ میں کود کر ستی ہونا ... اور اس کے ... مقبرے ... ہوئے ... ان میں سے چند ایک ... کی ان تعمیرات کو بھی ... ہیں، شاید ... وغیرہ ... مگر ... وہاں سے ... محفوظ نہ رہ سکے ... عمارات کا ... ستوپوں پر بھی ... ہوا ... اور ... ہوا ... اپنے ... میں ... سلسلہ ... ہوگا

لیکن ... کام ... ہوگا

... ہوا ... ہوا ... ہوا

[illegible] شان کی قدیم [illegible] شان و شوکت کی [illegible] دلائی ہیں۔

افغان [illegible] جس کا [illegible] ہندوستان [illegible] جس کی حکومت [illegible] ایک مقبرہ [illegible]

بال

[illegible]

اپنے بالوں کی [illegible]

کیش وردھنی

[illegible]

سارتھ [illegible]

ہے جس کے اندر اس خاندان کا فقیر شاہ سوری ہیٹلر کی نیند سو رہا ہے۔

مغلیہ عہد کا تو ذکر ہی کیا۔ اس کی تاریخ تو مقبروں سے ہی شروع ہوئی اور مقبروں پر ہی ختم ہوئی۔ یعنی اس خاندان کی سب سے پہلی تعمیر کردہ عمارت ہمایوں کا مقبرہ تھی۔ اس سے قبل اس خاندان کے بادشاہ کوئی [illegible] ہندوستان میں تعمیر نہ کر سکے اور اسی مقبرہ میں [illegible] بہادر شاہ معہ اپنے خاندان کے [illegible] بھی اسی خاندان کو [illegible] معروف اور چوٹی کے بادشاہوں کے مقبرے بڑے بڑے شہروں میں تعمیر ہوئے [illegible] یادگاروں سے [illegible] ہمایوں کا مقبرہ دہلی میں۔ اکبر کا [illegible] جہانگیر کا [illegible] شاہجہاں کا آگرہ میں۔ [illegible] اور بہادر شاہ کا رنگون میں تعمیر ہوئے۔

اس کے علاوہ دیگر غیر معروف عمارت ہوں کے بھی بڑے تعمیر ہوئے۔ اکبر نے اپنے زمانہ میں [illegible] سیکری میں حضرت سلیم چشتی کا [illegible] تعمیر کرایا اور اس سلسلہ میں [illegible] تعمیر و تزئین کا بیان کرنا اس مورخ پر مضمون کو طول دے دیتا ہے۔

شاہجہاں کا تاج محل ایک مقبرہ ہی ہے مگر اس کا شمار دنیا کے سات عجائبات میں ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کے زمانہ میں اس نے وزیر اعظم والد دولہ نے آگرہ میں اپنے نام پر ایک عالیشان مقبرہ اعتماد الدولہ کا تعمیر کرایا تھا۔

دہلی میں صفدر جنگ کا مقبرہ بھی مثال خود ہے۔ یہاں [illegible] تک سکول [illegible] دکن کی سلطنتوں نے بڑے شاہان [illegible] نے بھی اس سلسلہ میں غیر معمولی دلچسپی لی۔ بیجاپور کا گول گنبد اور آصف الدولہ کا [illegible] قیامت تک ان کی یادگار رہیں گے جو انکے [illegible] دفن ہیں۔ حیدرآباد میں محمد قلی کا مقبرہ، اور لاہور میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھی ان کے نام کو [illegible] قیامت تک سلامت رکھیں گی۔

انگریزی عہد میں غازی پور میں لارڈ کارنوالس کی قبر کا مینار اس امر کو ثابت کر رہا ہے کہ موجودہ حکمرانوں کو بھی اس سلسلہ میں کافی دلچسپی ہے۔ دور حاضر میں جبکہ ہر اقتدار بالکل تبدیل ہو گیا ہے اور مرنے کی بات کو ایک نکتہ چینی کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے یہ سلسلہ اب بھی معدوم نہیں ہو گیا ہے۔ آگرہ میں رادھا سوامی فرقہ کی جماعت سے شری صاحب جی مہاراج کی ایک عظیم الشان سمادھی تیار ہو رہی ہے اور اس کا بیشتر حصہ زیر تعمیر ہے۔ یہ سمادھی اپنی نوعیت کی ایک ہی ہو گی۔ تمام کام سنگ مرمر کا ہے اور کافی نفاست سے ہو رہا ہے۔ مکمل ہو کر یہ کس صورت میں جلوہ گر ہو گی اس پر تبصرہ کرنا بے کار ہے۔ خلاصہ یہ کہ مقبروں کی تعمیر کا سلسلہ ایک مدت سے اور قیامت تک رہے گا۔

افسانہ

ایسا نہ کرو

صفحہ ۳ سے آگے

"اچھا تم دیکھتے رہے ہو میں جا رہی ہوں"

وہ بولی۔ "میں بھی ایسا نہیں ہونا چاہتی جو روپیوں کا محتاج نہ کر دیا ہو"

مجھ کو اب اس کا ایک ساعت رہنا بھی اپنے لئے [illegible] گوارا نہ رہا تھا۔ میں نے کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا:

"یہاں سے چلی جاؤ"

وہ گدیا بائی رخصتی سلام آگے کے فوراً کمرے سے باہر چلی گئی۔

مسٹر ڈیوی نے تمام کہانی سنا کر ایک لمبا سانس لیا اور افسوس کرتے کہنے لگے:

"وہ جا چکی ہے۔ اس کو گئے ہوئے بھی ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ میری محبت کی اب بھی وہی حالت ہے۔ کبھی اگر کوچہ گردی تھی تو اب تصور گردی ہے۔ میں تصور میں اب بھی اس کے جھٹلے نباہ کی یاد دلاتا رہتا ہوں۔ میں اب بھی غم اور افسوس کرتا ہوں صرف اس لئے کہ میں نے اس سے محبت کی تھی ——— اس نے مجھ سے محبت نہیں کی تھی۔"

ملوکیت کا سراب

ایک غریب گھرانے میں پرورش پانے کے بعد اکثر بادشاہی کے خواب دیکھا کرتا تھا کہ ایک دن ایک دن مجھے ضرور بادشاہی نصیب ہو گی۔

"آخر وہ دن بھی آ پہنچا جبکہ مجھے تاج شاہی پہنایا گیا۔ ہمجولی مجھے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

وسیع سلطنت پا کر میرے دل میں غرور و تکبر نے گھر کر لیا ——— عیش و نشاط کا دور شروع ہوا ——— اور رقص و سرود کی محفلیں ہر وقت گرم رہنے لگیں۔

میرے خوفناک مظالم کے باعث ملک میں ایک انقلابی تحریک شروع ہوا اور جمہوریت کا مطالبہ ہوا۔ میں خالی ہاتھوں سے بھر گئے لیکن روح جھوم [illegible] کھا رہا تھا [illegible] اسی [illegible] گھبراہٹ کے [illegible] میری آنکھیں کھل گئیں۔

[illegible]

اس دلآویز خوشبو کی آزمائش کیجئے

اولڈ دل بہار (پرائیویٹ) لمیٹڈ

[illegible]

اس میں کسی قسم کا تیزاب نہیں ہے یہ پھولوں کا نچوڑ ہے جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں آپ کے استعمال کے لئے بھر دیا گیا ہے۔

اولڈ دل بہار

ایک گلستان جو بوتل میں بھر دیا گیا ہے

مختلف سائزوں میں فروخت ہوتا ہے

اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے

ایک بالکل نئی خوشبو کا نمونہ بھی دیکھئے

اولڈ سرنگی نمبر (۷۷۷) (پرائیویٹ) لمیٹڈ

نمونہ کے لئے دو آنہ کے ٹکٹ ارسال کریں اور پھر پہلے اولڈ کی شیشی خریدیں جو ہر جگہ ملتا ہے [illegible] پھولوں کی جادو بھری خوشبو سے بہت خوش ہونگے۔

سول ایجنٹس:۔ وی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی بمبئی ۲

[illegible]

بواعتماد [illegible] سال میں

[illegible] ریلوے [illegible]

[illegible] کر دیا کہ

[illegible] تجربہ [illegible]

[illegible] کی [illegible] کو گھٹایا

[illegible] ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ

[illegible] قیمتوں کا اندازہ

[illegible] روپیہ [illegible]

اعلان [illegible] روپیہ [illegible] فی ہزار فی سال

بونس [illegible] روپیہ [illegible] فی ہزار فی سال

ہیڈ آفس بمبئی

اورینٹل [illegible] کمپنی لمیٹڈ

قائم شدہ ۱۸۷۴

[illegible] البشورنس کمپنی لمیٹڈ

اور [illegible] نئی دہلی

[illegible] لالہ [illegible] سیکرٹری

صورت میں کہ لوگ انھیں پہچان بھی نہیں سکے اور عربی اور فارسی کو ایک ہی لوک میں شمار کرنے لگے۔

بودھ دھرم کے زوال کے بعد تو ہندوستان میں سدھوں کا دور شروع ہوا لیکن ابھی بودھ دھرم کا سورج پوری طرح نہ ڈوبا تھا کہ ہندوستان میں اپ بھرنش زبان شروع ہو چکی تھی یہاں ہندوستان سے ہمارا مطلب صرف اتری حصے سے ہے۔ اس اپ بھرنش نے الگ الگ علاقوں میں الگ الگ صورتیں اختیار کیں اور مقامی اثر لے یہاں بھی وہی فرق پیدا کر دیا جو ہندوستان اور ایران کی زبان میں پیدا ہو گیا تھا یعنی ایک لوک سے ہوتے ہوئے بھی الگ الگ علاقوں کی زبانیں ایک دوسرے سے اجنبی ہو گئیں۔

سدھوں کی زبان ماگدھی تھی جو پالی کی ہی ایک بدلی ہوئی صورت تھی۔ مسٹر ایل سنکر تاین نے لوب سدھوں کو بہار یا پوربی بولی کے علاقے میں مانا ہے لیکن ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کی تحقیق کے بموجب کم سے کم ان ۸۴ سدھوں میں سے ایک سدھ پنجاب کے علاقہ میں بھی گذرا ہے۔ یہ سدھ سب ایک ہی زمانے میں نہ تھے بلکہ کوئی دو سو برس کے ہیر پھیر میں گذرے ہیں۔

گجرات کے علاقہ میں پارسیوں کے آنے سے فارسی زبان کا اثر پڑا۔ جب ایران میں اسلام پھیلنا شروع ہوا تھا تو وہاں سے کچھ آبادی ہندوستان کے گجرات کے ساحل پر آباد ہوئی۔ یہی لوگ پارسی کہلاتے ہیں۔ انکی گجراتی عام گجراتی سے کسی قدر الگ ہے۔

ہندی کا جنم ہوتے وقت ہندوستان کے مختلف حصوں کی زبانوں کو اس طرح پر سمجھنا چاہیے کہ اتر پچھم ہندوستان میں تو اپ بھرنش کا دور دورہ تھا۔ گجراتی اور مرہٹی زبان اپنی الگ صورتیں اختیار کر چکی تھیں۔ ماگدھی زبان پھیلتی ہوئی بنگال تک چلی گئی تھی جہاں اس نے وہ مستقل صورت اختیار کر لی کہ آج ہندوستان کو بجا طور پر اس پر ناز ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کی تمام دیسی زبانوں میں بنگلہ کا پایہ بہت اونچا مانا جاتا ہے۔ آسام میں یہ زبان رہ کے علاقہ والوں سے کہیں الگ صورت اختیار کر چکی تھی۔ اردو زبان اثر سے بنگلہ کے مقابلہ میں کچھ بعد ہی رہی۔

اردو ماگدھی زبان اس علاقہ میں رائج تھی جو اب پوربی بولی کا علاقہ کہا جاتا ہے

آٹھویں صدی عیسوی میں ہندی کا جنم مانا جاتا ہے اگرچہ اس وقت کی ہندی ایسی ہے کہ آج کل اس کو سمجھنا بھی مشکل ہے لیکن زیادہ تر پنڈت اسی زمانے میں ہندی کی ابتدا مانتے ہیں۔ اتفاق سے یہی وہ زمانہ تھا جب مسلمان ہندوستان میں آنا شروع ہوئے۔ عرب آبادی تو ہندوستان کے دکھنی علاقہ میں اس سے پہلے بھی آتی رہی تھی مگر وہ ماہروں کی حیثیت سے آئی تھی۔ اب مسلمان ملک کو فتح کر کے بس رہے تھے۔ اس لئے ان کے تمدن اور زبان کا اثر ملک پر زیادہ تیزی سے پڑا۔ دو صدی تک یہ اثر صرف ہندوستان کے سرحدی علاقوں تک رہا۔ اس عرصہ میں ہندوستان کے اندرونی علاقوں میں جین دھرم کی کتابیں عام لوگوں کی دیسی زبان میں لکھی جا رہی تھیں۔ اس سے ہندی کو بہت ترقی ہوئی۔ آجکل کے ہندی ودوان کہتے ہیں کہ ایکبارہ صدی عیسوی تک جین پنڈتوں نے ہندی زبان کی بڑی خدمت کی۔ سنسکرت کے عالم ہوتے ہوئے بھی انھوں نے اپنا سب کچھ کہا کر اپنی کتابیں ہندی ہی میں لکھیں تاکہ عام لوگ ان کو سمجھ سکیں۔

سندھ کے بعد ماتر پچھم کی طرف سے مسلمانوں کے حملے شروع ہوئے۔ ان حملوں کا [illegible] پڑ کیسا پڑا اس کا اندازہ [illegible] پر تھی۔ [illegible] کے درباری شاعر [illegible] بہت سے لفظ ملتے ہیں۔

حضرت امیر خسرو وہ پہلے شخص [illegible] کوشش کر کے ہندوؤں اور مسلمانوں [illegible] ملانے کی کوشش کی۔ اس لحاظ سے ان کا کام [illegible] ہے کہ اس پر خاصی ریسرچ کی جائے۔ کبیر صاحب [illegible] صدی کے آخر میں پیدا ہوئے جس کے شروع میں حضرت امیر خسرو کا انتقال ہوا تھا۔ کبیر صاحب امیر خسرو کی طرح عالم نہیں تھے بلکہ دنیوی اعتبار سے انکی تعلیم کچھ بھی نہ تھی مگر انھوں نے چونکہ اپنے مشن کا پرچار کرنے کے لئے ہندوستان کے مختلف حصوں کا دورہ کیا اور سو سال سے زیادہ عمر پائی اس لئے انکے کلام میں جگہ جگہ کی بولیاں ملتی ہیں اور آج تک ان کے دوہے عام لوگوں کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں۔ گرو نانک صاحب کے کلام میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے۔

سولھویں صدی میں ہندوستان میں بہت سے صوفی و سنت ہوئے جو عام لوگوں کی زبان میں اپنا اپنا پرچار کر رہے تھے۔ ہندو سادھوؤں پر صوفیوں کا اور صوفیوں پر ہندو سادھوؤں کا بھی اثر پڑا۔ اس لئے ہمیں صوفیوں کی زبان میں ہندی لفظ اور سادھوؤں کی زبان میں فارسی اور عربی کے لفظ بہت ملتے ہیں۔

زندگی کے سوز و ساز سے لبریز
ایک ایسا حسین فلم جسے آپ بار بار دیکھنا چاہیں گے اور ہر بار نیا لطف آئے گا۔
شالیمار پکچرز کا بہترین شاہکار
من کی جیت
اداکاران:- نینا، سیام
تواری، پرکاش، گلاب، راجکماری شکلا
نغمے:- جوش ملیح آبادی
ڈائرکشن:- ڈبلیو زیڈ احمد
تیسرا کمار ٹاکیز
پُرکیف ہفتہ
دو ڈراما: ۳½، ۶¾ و ۱۰ بجے
آج اتوار کو صبح ۱۱½ بجے بھی

وہ تصویر جس پر صحیح معنوں میں فلمی دنیا کو ناز ہے
لدکار
ڈائرکٹر
بینت دیسائی
اداکاران:
رمولا
ایشور لال
مبارک
مایا بنرجی
دو ڈراما:
۳½، ۶¾، ۱۰ بجے
موتی
افسانہ و مکالمے:
جے ایس کشیپ
و
شاہد لطیف
8
دس پر ہجوم ہفتہ

ویسٹ اینڈ ٹاکیز
حاتم طائی کی بیٹی
ایمپائر سینما
بھیدی ترشول

راس
پربھات کا
تاریخی معجزہ
ہندوستان کا بہترین فلم
آزاد ہندوستان کے آخری چیف جسٹس کی پرجوش داستان جس نے انصاف کی رو سے بادشاہ تک کو موت کا حکم سنانے سے دریغ نہ کیا۔
دس دن پرجوش ہفتہ
منروا سینما
دو ڈراما:
۳½، ۶¾، ۱۰ بجے

یہ بیکار رہنے کا وقت نہیں

* اس وقت ہر فارغ عورت کی "ڈبلیو۔اے۔سی۔ (آئی)" میں اشد ضرورت ہے۔

ہندوستان کے زنانہ امدادی دستے کو ہزاروں عورتوں کی خدمات درکار ہیں کام نہایت دلچسپ اور تنخواہ معقول ہے۔

آرام دہ قیام گاہیں۔ ڈبلیو۔اے۔سی۔(آئی) کی جنرل سروس والی عورتوں کے لئے سرکار کی طرف سے بہت آرام دہ رہائش کا انتظام ہے۔ جس کی نگرانی ذمہ دار خواتین کرتی ہیں جو خود بھی اسی دستے کی رکن ہوتی ہیں۔

فتح! امن قائم ہونے کے بعد ان ہندوستانی عورتوں کو جو دشمن سے غیر مشروط اطاعت قبول کرانے میں امداد کریں گی امن کے فوائد حاصل کرنے کا سب سے زیادہ حق ہوگا۔

جنگ کے بعد روزگار

ہندوستان صنعت اور تجارت میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ اور یہ بالکل یقینی ہے کہ حالات کے اعتدال پر آنے کے بعد فوجی عہدوں کے لئے بہت سے عمدہ تربیت پائے ہوئے مردوں اور عورتوں کی ضرورت ہوگی۔ ہندوستانی زنانہ امدادی دستے کی ملازمت اور اس کے دوران میں جو مفید تجربات اور واقفیت حاصل ہوگی اس کی بنا پر عورتوں میں لیاقت پیدا ہو جائے گی جو ایک کامیاب اور خوشحال روزگار کے لئے ضروری ہے۔

درخواست کس طرح دیجائے

ملازمت کی شرائط، قواعد کی تفصیلات بلا تکلف اسسٹنٹ ٹیکنیکل ریکروٹنگ آفسر ڈبلیو۔اے۔سی (آئی) سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔ جو خود بھی اسی دستے کی رکن ہوتی ہیں۔ یہ خواتین آپ کو بڑی خوشی سے اس زنانہ دستے کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں گی۔

اے۔ٹی۔آر۔او۔ڈبلیو۔اے۔سی۔(آئی) کے پتے:۔

بمبئی۔اے۔ایف۔آئی بلڈنگ ہسپتال لین۔ دھوبی تلاؤ۔ کلکتہ۔ معرفت ڈی۔ٹی۔آر۔او ۲۸ تھیٹر روڈ۔ لکھنؤ۔ معرفت ٹی۔آر۔او ایسٹرن حضرت گنج۔ پٹنہ۔ معرفت ڈی۔ٹی۔آر۔او ایگزیبیشن روڈ۔ راولپنڈی۔ گون ٹامس روڈ۔ بنگلو چھاؤنی۔ کیمبل روڈ۔ لاہور۔ ۲۴ ڈیوس روڈ۔ پونا۔ سٹیشن روڈ۔ مدراس۔ ۱۸/۳۰ ماؤنٹ روڈ۔

یا قریب ترین ڈبلیو۔اے۔سی۔(آئی) ملٹری کمانڈر کو لکھئے۔

AAA 1593

ہندوستان کے زنانہ امدادی دستے میں بھرتی ہو جائیے

---

* ڈگری یافتہ ڈاکٹر (میڈیکل گریجویٹ) *

جنگ جاری ہے

اور لوگ لامحالہ میدانِ جنگ سے فریش ہو کر آتے رہتے ہیں جنہیں دوبارہ صحت یاب کرنا ضروری ہے۔ سینکڑوں فوجی ڈاکٹر اس وقت اپنے پیشے میں ایک نئی دلچسپی محسوس کر رہے ہیں۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ فوجیوں کے علاج معالجے سے انہیں جو تجربات اور مشق حاصل ہو رہی ہے، وہ عام طور پر حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ "انڈین آرمی میڈیکل کور" میں کام کرنے کے لئے ابھی اور بہت سے ڈاکٹروں کی شدید ضرورت ہے۔ آپ کو فوراً درخواست دینی چاہیئے۔

ضروری قابلیتیں۔ امیدوار کوئی ایسی طبی (میڈیکل) سند رکھتے ہوں جو دولت متحدہ برطانیہ میں رجسٹر کی جاسکتی ہے، یا ہندوستان کی کوئی میڈیکل ڈگری جسے ہندوستانی میڈیکل کاؤنسل تسلیم کرتی ہو۔ وہ رجسٹر شدہ پیشہ ور ڈاکٹر بھی جن کے پاس ڈی۔ایم۔اینڈ ایس (مدراس)، ایل۔ایم۔اینڈ ایس (سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی پنجاب)، ایم۔سی۔پی۔اینڈ ایس (بمبئی)، ایم۔ایم۔این۔ایس (بنگال)، ایم۔ایس۔ایم۔ایف (یو۔پی پنجاب) یا ایم۔بی۔بی۔ایس (میسور، عثمانیہ) میں سے کوئی سند یا کوئی تسلیم شدہ غیر ملکی سند موجود ہوئے جاسکتے ہیں۔ امیدوار فوجی فرائض کو انجام دینے کے اہل اور عام صورتوں میں ۴۰ سال سے کم عمر کے ہونے چاہئیں منتخب امیدواروں کو آئی۔ایم۔ایس کا عہدہ دیا جائے گا اور فوراً ہی آئی۔اے۔ایم۔سی میں تعینات کر دیئے جائیں گے۔ انہیں وہ تمام حقوق اور امتیازات حاصل ہوں گے جو آئی۔ایم۔ایس کے عہدہ دار کی حیثیت سے حاصل ہوتے ہیں۔

تنخواہ۔ تنخواہ لفٹننٹ کے عہدے پر ۴۵۰ روپے ماہوار سے شروع ہوتی ہے اور لفٹننٹ کرنل کے عہدے پر ۱۳۵۰ روپے ماہوار ہو جاتی ہے۔ جو امیدوار تسلیم شدہ سپیشلسٹ یا ماہر خصوصی کے طور پر بھرتی ہوں انہیں ایکٹنگ (قائم مقام) میجر کا عہدہ اور تنخواہ کے علاوہ ۱۰۰ روپے ماہوار "سپیشلسٹ پے" دی جاتی ہے۔ "گریڈڈ" یا درجہ دار مقرر کئے ہوئے سپیشلسٹ بغیر ایکٹنگ رینک حاصل کئے ۱۰۰ روپے ماہوار "سپیشلسٹ" تنخواہ پاتے ہیں۔ "چارج" یا "کمانڈ" پر خاص تقررات پر ۳۰۰ روپے سے لے کر ۲۴۰ روپے ماہوار تک ہوتی ہے۔ پوشاک کا الاؤنس مبلغ ۷۳۳ روپے۔ پیشگی تنخواہ، پہلے تقرر پر ۳۰۰ روپے تک۔ دوسرے الاؤنس مقررہ قواعد کے مطابق۔ سمندر پار جانے کا الاؤنس ۱۵۰ روپے سے لے کر ۴۰۰ روپے ماہوار تک ہوتا ہے۔ رخصت اور سفر خرچ اسی حساب سے ملتا ہے جو دوسرے فوجی افسروں کے لئے مقرر ہے۔

عطیہ۔ پہلے سال کی خدمت پر مبلغ ۲۰۰۰ روپے یا ۱۰۰۰ روپے (یہ اس پر منحصر ہوگا کہ افسر نے اپنی بنیادی طبی قابلیت یکم جنوری ۱۹۴۰ء سے پہلے حاصل کر لی تھی یا اس کے بعد) پہلے سال کے بعد، ملازمت کے ہر سال پر ایک مہینے کی تنخواہ بطور عطیہ ملے گی۔ جسمانی معذوری کی پنشن، بال بچوں اور بیوی کی پنشن اور بچوں کی تعلیم کے الاؤنس ان قواعد کے مطابق ملیں گے جو آئی۔ایم۔ایس کیلئے مقرر ہیں۔

فوجی ملازمت کے فوائد۔ یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ جو لوگ آئی۔اے۔ایم۔سی میں کام کریں گے جس میں جدید ترین آلات اور جدید ترین طریق علاج سے کام لیا جاتا ہے، وہ جنگ کے بعد اپنے پیشے میں زیادہ ماہر اور کامیاب ثابت ہوں گے۔

پوری تفصیلات صوبجاتی میڈیکل ڈپارٹمنٹ (سرجن جنرل یا انسپکٹر جنرل آف ہسپٹلز) یا ڈائرکٹر جنرل آف انڈین میڈیکل سروس۔ نئی دہلی، یا ہندوستانی فوج کے ہسپتالوں کے کمانڈنگ افسروں یا ڈائرکٹر آف میڈیکل سروس جنرل ہیڈ کوارٹرز۔ نئی دہلی سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

انڈین آرمی میڈیکل کور

19

printed and published by Bhagwan pal Gupta at the Tej press Dara Bastan Road, Delhi

NO.9

ہولی

[از سید ابن الحسن فکر ایم اے]

ہمنشیں! آگئی پھر جوش پہ ہولی کی بہار
رنگ رلیوں سے ہوئی ہند کی دنیا گلزار

شاہدِ فطرتِ رنگیں کا بڑھا حسن و جمال
جس طرف دیکھئے اڑتے ہے عبیر و گلال

آن کی آن میں بدلی ہے ہوائے عالم
ہوگئی رنگ سے معمور فضائے عالم

ساری دنیائے جلووں سے منور ہے آج
ذرۂ خاک بھی خورشید کا ہمسر ہے آج

آج بے رنگی عالم بخدا کچھ بھی نہیں
رنگ ہی رنگ ہے، رنگوں کے سوا کچھ بھی نہیں

نشۂ رنگ کا بھی ڈھنگ ہے پچکاری میں
رنگ کیا ہے مئے گلرنگ ہے پچکاری میں

نغمۂ رنگ کا ہے یا گلِ تازہ ہے یہ
عارضِ حسن کا گلگونہ و غازہ ہے یہ

فطرتِ حسن میں ہے نشوونما، جوش و خروش
ہر کلی پھول بنی پھول ہوا جلوہ فروش

برگِ گل اڑتے ہیں بھرتی ہے چمن کی جھولی
باغ میں بادِ صبا کھیل رہی ہے ہولی

جلترنگ اب تو سنے جانے لگے بلبل کے
ضربِ مضراب سے بجتے ہیں گلوے گل کے

شاخ پر گل ہے کہ رنگیں کوئی پیمانہ ہے
ساقیا! یہ چمنستاں ہے کہ میخانہ ہے

بزم میں عیش و طرب کا ہے ترانہ جاری
اور لبوں پر مئے و مینا کا فسانہ جاری

یہ تو سب کچھ ہے مگر شاد نہیں ہیں ہم لوگ
اپنے ہی ملک میں آزاد نہیں ہیں ہم لوگ

گوشۂ انتظار

(از خطیبہ بنت سجاد اختر حیدرآبادی)

(۱)

[illegible]

(۲)

[illegible]

(۳)

[illegible]

(۴)

[illegible]

(۵)

[illegible]

(۶)

[illegible]

چنے ہوئے پھول

(از ملکہ نسرین بانو طلعت نقوی)

کہتے ہیں اب ذرا سی طاقت سخن
جانوں کی کے دل میں کوئی کہے بغیر (غالب)

[illegible]

چھا اگر [illegible] کا علاج؟ (۱)

[illegible]

[illegible] (۲)

[illegible]

[illegible] (۳)

[illegible]

[illegible] (۴)

[illegible]

[illegible] (۵)

[illegible]

(۶)

[illegible]

(۷)

[illegible]

(۸)

[illegible]

(۹)

[illegible]

(۱۰)

[illegible]

(۱۱)

[illegible]

(۱۲)

[illegible]

(۱۳)

[illegible]

(۱۴)

[illegible]

(۱۵)

[illegible]

(۱۶)

[illegible]

لاکھوں کی پسندیدہ

ایلیہ سگریٹ دانہ دار تراش والی اعلےٰ درجہ کے تمباکو سے بنی ہوئیں عرصہ تک خوش ذائقہ پینے کیلئے تیار کی گئی ہیں گلے کو تسکین دینے اور بچت کیلئے کفایت والی ہیں آپ ان پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

ELA 10 CIGARETTES

ایلیہ سگریٹس

گولڈن ٹوبیکو کمپنی بمبئی ۲۴ ۱۹۴۰ ج.ی.

اسوکینا

اسوک کا سرائی جو دوسرے اہم مائینرل نمک جزو کے ساتھ پوٹاش، آئرن، میگنیشیم، امینو ریا اور دوسرے تمام رکھی مرکبات اور پیٹ کی بیماریوں کیلئے ایک قابل اعتماد دوا ہے

اسوکا برو

اسوک اور اینٹی ماگنیشیا سے تیار کردہ دوا اعتدالی اور ہضمی ڈسپیپسیا اور تکلیف دہ بیماریوں اور مقدار میں خوش کیلئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے

کیمیکل ٹریڈنگ کمپنی کلکتہ

لِلی مارکہ

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی للی بسکٹ کمپنی

کلکتہ — اور — بمبئی

بارلے

LILY BARLEY FOR INFANTS & INVALIDS

روس سے ہندوستان کیا سیکھ سکتا ہے؟

زراعتی، صنعتی اور اقتصادی ترقی کیلئے ایک عملی سبق

(از ڈاکٹر جنن چندر گھوش) ——— (بر سلسلہ گذشتہ)

۱۹۳۹ء تک ۱۷ ملین روسی آبادی میں مذکورہ بالا اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد ۹،۵ ملین ہوگئی تھی۔ ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۱۲ ملین طلبا ثانوی اسکولوں میں تعلیم پاتے تھے اور ۷۲۵ یونیورسٹیاں اور فنی کالج تھے جن میں ۶۰۰،۰۰۰ طلبا صرف قابلیت و صلاحیت کے باعث داخل کئے گئے تھے۔

قومی زندگی کی تعمیر میں سائنس کو سب سے زیادہ اہم عنصر کی حیثیت سے جگہ دی گئی ہے اور سائنٹفک ریسرچ کرنے والوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان کی شخصیتوں کو قوم کی ترقی کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ۱۹۳۳ء میں سوویٹ یونین میں سائنٹفک ریسرچ کے ۱۹۰۲ ادارے تھے جن کے اخراجات کا بجٹ ۱۲ بلین ڈالر تھا۔

صحت عامہ اور غذا

اب ہم صحت عامہ اور غذا کے مسائل پر پہنچتے ہیں جس وقت روس کی اسکیموں کو عملی جامہ پہنانے کا ابتدائی زمانہ تھا، اس وقت وہاں غذا کی سخت کمی تھی اور اس سال جبکہ زراعتی زمین کی پرائیویٹ ملکیت کا خاتمہ کر کے اجتماعی کاشتکاری کا طریقہ نافذ کیا گیا تو وسیع اندرونی مخالفتوں کے باعث ملک میں قحط بھی پھیلا ہوا تھا۔

لیکن ۱۹۳۵ء میں اس صورت حال میں کافی اضافہ پیدا ہوگیا اور اسٹیٹ یعنی اشتراکی حکومت اس قابل ہوگئی کہ ہر شہری کے لئے غذا کے ایک بنیادی معیار کی گارنٹی کر دے چنانچہ اس وقت سے بہتری شروع ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۳۷ء ہی میں روسی غذائی انڈسٹری نے غذائی چیزوں کی اتنی مقدار پیدا کر لی تھی جو زار روس کے زمانے سے دوگنی تھی اور پرائیویٹ غذاؤں کا فی کس خرچ یا استعمال جرمنی سے ڈھائی گنا ہوگیا تھا۔

صحت عامہ کا کام روس میں اس قدر اہم سمجھا جاتا ہے کہ حکومت اس محکمہ پر روس میں ریل سالانہ خرچ کرتی ہے کیا ہندوستان کے لئے یہ حقیقت ایک حیرت انگیز سبق موجود نہیں ہے کہ روس میں مرض دق، سل اور دوسرے متعدی امراض ۳ فی صدی کم ہوگئے ہیں اور ۱۹۳۷ء کے کلاس میں جب روسی مسلح فوج میں شریک ہونے کے لئے نوجوانوں کو طلب کیا گیا تو طبی معائنہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک نوجوان بھی کسی جنسی بیماری میں مبتلا نہیں ہے۔

روس میں رہنے والی مختلف قوموں کے افراد کی یہ تبدیلی جس نے ان کو ایک مظلوم، جاہل، بھوکے اور بے کس و بے بس انسانی گروہ سے ایک تعلیم یافتہ، خود اعتماد، طاقتور، پیٹ بھرے اور صحت و خدمت کے ہر لوگوں میں تبدیل کر دیا اور بیس سال کے اندر ان کو مشترک مفادات کی زنجیروں میں منسلک کر دیا حقیقت میں دنیا کی جدید تاریخ کا ایک زرین کارنامہ اور حیرت انگیز معجزہ ہے جیسا کہ کینٹربری کے "ڈین" (کلیسائی پادری) نے کہا ہے حقیقت میں سوویٹ روس کی وہ طاقت جس نے نازی فوجوں کو پسپا اور تتر بتر کر دیا ہے اور ساری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے، دو ذرائع پر مبنی ہے ایک تو اخلاقی ذریعہ اور دوسرا سائنٹفک ذریعہ۔ ان دونوں چیزوں نے روس کے اس معجزے کو ممکن بنایا۔ اگر آپ حقیقت سے دیکھئے تو دونوں چیزیں ایک ہی ہیں۔ سائنس کی منادیوں کی حقیقت اور روحانی طاقت کی عمیق بنیادوں پر قائم ہے۔ اصولی بنیاد انسانی زندگی کی اور انسانی اعمال کی غایت پر قائم ہے۔ روسیوں کا خفیہ حربہ یہی سائنس کا ہے جو چند اشخاص کے منافع و مفاد کے لئے نہیں بلکہ تمام لوگوں کی بہبودی کے لئے کام میں لایا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا حربہ ان روسی لوگوں کی ہمت اور محنت و طاقت برداشت ہے جن کو یہ معلوم تھا کہ وہ اپنی زندگیوں ہی سے ایک نئی طرز زندگی کی تعمیر اور حفاظت کر رہے ہیں۔

ہندوستان کیلئے تعمیری سبق

روس کی اس مثال کو دیکھ کر ہم کو جو اپنی قابلیت اور استعداد پر بھروسہ ہونا چاہئے اور ہمیں اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں یہ وہ حقیقت ہے جس کو ہندوستانی لیڈروں نے بھی فراموش نہیں کیا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس نے ایک ۱۹۳۸ء میں ایک تعمیری کمیٹی بنائی تھی جس کو ۳۰۰ ماہرین کا پرجوش اتحاد عمل حاصل تھا۔ اس کمیٹی نے اپنی اسکیموں کے لئے بہت سے مواد اور بہت سی معلومات جمع کی تھیں لیکن ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ جب کانگریسی وزارتیں مستعفی ہوئیں تو یہ تعمیری کمیٹی بھی بیجان و ناپید ہوگئی۔ بہرحال چوہان کا عرصہ گذرا کہ اس کمیٹی کے دو ممبروں نے دوسرے چھ صنعتی اور کاروباری لیڈروں سے ملکر ہندوستان کی اقتصادی ترقی کے لئے ایک پندرہ سالہ اسکیم کا ڈھانچہ بنا کر ملک کے سامنے پیش کیا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ موجودہ وائسرائے کی رہنمائی میں سرکاری مشینری عزیز جہاں تک اور بیماری کو دور کرنے کے لئے کافی روپیہ خرچ کرنے کا ارادہ ہے [illegible] جنگ کے تعمیری اسکیمیں بنا رہے ہیں۔

ہندوستان کی حقیقی ضرورت

ہندوستان کی حقیقی اور بنیادی ضرورت زیادہ تر دو بار تعمیر سے نہیں بلکہ تعمیر سے تعلق رکھتی ہے۔ اپنے جنگ سے پہلے ہندوستان کی فی کس اوسط آمدنی صرف ۶۰ روپیہ سالانہ ہے اگر اس زمین سے دولت اور خوشحال لوگ ناپید بھی ہو جائیں جب بھی یہ اوسط آمدنی ۷۰ روپیہ سالانہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی جیسا کہ مسٹر جے۔ آر۔ ڈی ٹاٹا نے کہا ہے "یہی وہ نکتہ ہے جس کے پیش نظر ہمیں اتنی کافی دولت پیدا کرنی چاہئے جو سب لوگوں میں گھومتی رہے تاکہ ہر شخص کو اس کا ایک اچھا حصہ مل سکے آج ہمارے مصیبت زدہ لوگوں کو غربت و ناداری کے سوا کسی چیز سے حصہ نہیں ملتا۔"

قومی تعمیری کمیٹی کا مقصد یہ تھا کہ ہماری قوم کے لئے چند ایسی ضروریات زندگی مہیا کرے جو ہر انسان کی زندگی کے لئے لازمی ہیں انہیں میں ایک متوازن غذا بھی شامل ہے جو ہر شخص کے لئے ۲۰۰۰ غذائی حرارے (CALORIES) فراہم کر سکیں اور ان کے علاوہ دودھ، سبزی، پھل وغیرہ جیسی حفاظتی غذائیں بھی مہیا کر سکیں نیز برآں مندرجہ ذیل اشیاء بھی ان ضروریات زندگی میں شامل تھیں۔

(۱) مکان یا رہنے کی جگہ بحساب ۱۰۰ مربع فٹ فی کس،

(۲) صحت عامہ اور صفائی کے انتظامات بحساب پانچ روپے فی کس،

(۳) اخراجات تعلیم بحساب ۲ روپے فی کس سالانہ تاکہ پندرہ سال کے اندر خواندگی قطعاً دور ہو جائے۔

انہیں مقاصد کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ زمانہ ماقبل جنگ کی قیمتوں کے مطابق کم سے کم اسی روپے فی کس آمدنی ضروری ہوگی اگر اس میں بچت کے بیس روپے اور تفریحات اور ضروری آمائش کے [illegible] روپے اور متفرق اخراجات مثلاً ٹیکس، مفروضہ [illegible] اور [illegible] تقریبات اور [illegible] تو یہ [illegible] ۱۰۰ روپے فی کس [illegible] آمدنی کی [illegible] کرنا پڑے گا لیکن اگر موجودہ شرح کے مطابق [illegible]

باقی صفحہ ۶ پر

اس مضمون کا حقیقی تجزیہ پاکستان کی آئندہ نسلیں کریں گی

اس مضمون کی پہلی قسط گذشتہ ہفتہ میں شائع ہوئی تھی جس میں یہ دکھلایا گیا تھا کہ روس نے انتہائی تیزی سے اور کم مدت میں اپنی ترقی کی منزلیں طے کرنے کے لئے کس طرح قومی آمدنی میں بچت کے ذرائع پیدا کئے اور اس سرمایہ کو مشینوں کی خریداری، صنعتی پلانٹ اور کارخانوں کی تعمیر، اور برقی طاقت کی فراہمی، اور معدنی ذرائع کے حصول اور زراعت و جنگلات کی پیداوار کو بڑھانے پر صرف کیا، اور اسکے ساتھ ساتھ توسیع تعلیم کو پیش نظر رکھا۔ روس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر ارادے اور خلوص کی قوت موجود ہو تو کسی قوم کو ترقی کرنے کے لئے طویل مدت درکار نہیں ہے، بلکہ منظم اسکیموں کے ذریعہ بہت جلد ترقی کی جا سکتی ہے، اب اس دوسری اور آخری قسط میں روس کی مزید سبق آموز مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔ (ایڈیٹر)

پچھلے صفحہ کا باقی مضمون

[illegible] ۲ فی صدی فی سال اضافہ ہوتا رہا تو قومی آمدنی کو پہلے [illegible] میں تین گنا کرنا ہوگا تاکہ اس مدت کے اندر فی کس آمدنی دگنی ہو جائے۔ بمبئی سکیم کے مصنفوں کا خیال یہ ہے کہ منظم اسکیموں کے ذریعہ ۴۰ کروڑ روپیہ اگر پہلے پانچ سال میں اور ۲۹۰ کروڑ روپیہ دوسرے پانچ سال میں اور ۷۰۰ کروڑ روپیہ تیسرے پانچ سال میں خرچ کیا جائے تو یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ الغرض پندرہ سال کے اخراجات کی مجموعی رقم [illegible] کروڑ روپیہ ہوگی۔

قومی آمدنی کے اضافہ میں یہ تین گنا اضافہ بمبئی سکیم کے مطابق اس طرح ہوگا کہ صنعتوں کے ذریعہ [illegible] فی صدی آمدنی، زراعت کے ذریعہ ۳۰ فی صدی آمدنی اور خدمتوں کے ذریعہ ۲۰ فی صدی آمدنی بڑھائی جائے گی۔

مقصد یہ ہے کہ ۴۰۰ کروڑ روپیہ سرمایہ کے ذرائع [illegible] اور ۳۵۰ کروڑ روپیہ کا غذائی کرنسی سے اور باقی ۵۰ کروڑ روپیہ سرمایہ کے موجودہ ذرائع سے حاصل کیا جائے۔ یہ تجویز کہ کاغذی کرنسی کو اس قدر بڑھا دیا جائے، بہت دلکش نہیں ہے۔ بہتر ہوگا کہ اعتدال سے کام لیا جائے۔ [illegible] کے لئے جو تجویزیں پیش کی ہیں ان کی [illegible] ان پر ۲۰۰ کروڑ روپیہ کی [illegible] ۲ کروڑ روپیہ صرف کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک اصول عمل ہوگا کہ عوام سے چھ فی صدی سالانہ بچت کے مطالبہ کی بجائے دس فی صدی بچت کا مطالبہ کیا جائے۔ اس ذریعہ سے "تعمیری آمدنی" کے باعث میں [illegible] کروڑ روپے کی مزید رقم آ جائے گی۔

اس صدی کی ابتدا میں ولایات متحدہ امریکہ اور انگلستان قومی آمدنی کا پندرہ فی صدی حصہ صنعتی سرگرمیوں پر خرچ کرتے تھے اور یہ [illegible] سال سے جاپان بھی سالانہ آمدنی کا بیس فی صدی حصہ نیا سرمایہ پیدا کرنے کے لئے [illegible] تھا۔ الغرض اگر حکومت کو عوام کا اعتماد حاصل ہوگا اور لوگوں میں اپنی حالت کو بہتر بنانے کی [illegible] حکومت کے لئے عوام کو اس امر کی [illegible] ہوگا کہ اپنی آمدنی کا [illegible] فنڈ" کو بطور قرض دیں [illegible] انہیں کی اقتصادی ترقی اور بہبودی کیلئے خرچ کیا جائے گا۔

اس میں شک نہیں کہ [illegible] والی "تعمیری آمدنی" کو بھی بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان میں سب سے زیادہ [illegible] ملک میں آبادی کے اضافہ کا ہے جہاں پہلے ہی سے بہت زیادہ آبادی موجود ہے اور لوگوں کو معیار زندگی [illegible] ہے اس لئے اس بات پر زور دینا ضروری ہے کہ اس عظیم معاشرتی معیار میں بہتری اور ترقی صرف اسی [illegible] میں ہو سکتی ہے جبکہ ذرائع اور ضروریات [illegible] ترقی، آبادی کے اضافہ سے بہت تیز [illegible]

انمول موتی

(مرتبہ جناب پیارے لال دلش کیرانوی)

دنیا کے کاموں کا انحصار قسمت پر بھی بتایا جاتا ہے اور کوشش پر بھی۔ لیکن انسان کو چاہیئے کہ قسمت کا خیال رکھتے ہوئے بھی کوشش نہ چھوڑے۔

چال چلن کپڑے کی مانند ہے، کہ سفید کپڑے پر کا رنگ آسانی سے چڑھ جاتا ہے لیکن کالا ہونے پر پھر سفید رنگ نہیں چڑھ سکتا۔

آنسو آنکھوں سے گر کر دل کا دکھ بتلا دیتے ہیں جو گھر سے نکال دیا جائے وہ گھر کا باوا کیوں نہ کہے گا۔

جوان رہنے کے لئے اسباب سے پیچھا چھڑانے کی بڑی ضرورت ہے کہ ہم بوڑھے ہیں اگر تم سے یہ نہیں ہو سکتا تو دنیا کی کوئی دوا بھی تمہیں جوان نہیں بنا سکتی۔

جو نوجوانوں کی آہ سنتا ہے وہ اپنے گھر میں خود آگ لگاتا ہے کیونکہ غریب کی آہ سننے والا سانپ کی پھنکار ہے جس کے کاٹنے کی دوا آج تک دریافت نہیں ہوئی۔

جس کو سمجھنے کی خواہش ہو وہ اتنا سمجھ لے کہ ایثار کا غلغلہ دنیا میں غریبوں کی آہ بن کر اترتا ہے۔

دو دوستوں کے جھگڑے میں ثالث بننا ایک سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے اس سے بہتر تو دو دشمنوں کے درمیان ثالث بننا ہے کیونکہ ممکن ہے جس کے حق میں تمہارا فیصلہ ہو وہ تمہارا دوست ہی بن جائے۔

اپنے فرض سے کوتاہی کرنے والا ایک دن ضرور [illegible]

Allenburys

FAMOUS PRODUCTS

ماضی کی طرح پورے اطمینان کے ساتھ اب بھی ہندوستان میں ہمارے دوستوں کو ایلن اینڈ ہنبریز کی [illegible] کردہ اشیاء ملتی ہیں۔ حالانکہ [illegible] بہت سی چیزیں بالکل [illegible] اور بہت سی چیزیں محدود ہیں۔ پھر بھی حالات کے اجازت دینے پر پھر سے ان اشیاء کی بہم رسانی کی پوری کوشش کی جائے گی۔

Allenburys

FOODS · FEEDERS · RUSKS
HALIBORANGE · BYNIN AMARA
PASTILLES · LIXEN · CASTOR OIL

All[illegible] Hanburys, Ltd.
[illegible] England
CLIVE BUILDINGS, CALCUTTA

[illegible] لگے۔ اس کی بابت کیسے یقین کر لیا جائے کہ اس کا انجام بہتر ہوگا۔

اے دل تو آج سچ سچ بتا دے کہ تجھے گناہوں میں کبھی حقیقی لطف بھی حاصل ہوا یا بے وجہ مصیبت مول لے رہا ہے۔

بداعمالی سے دل بھی گندہ رہتا ہے اور صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے جس کا لازمی اثر عمر میں کمی ہونے سے سفر وسیلۂ ظفر ہے۔

صندل اپنی خوشبو سے اس آری کو بھی معطر [illegible]

[illegible] درخت کی لکڑی کیا جلایا نہ جائے گا۔

اندھے لنگڑے اپاہجوں کو دیکھ کر بھی جو عبرت حاصل نہیں کرتا اور افعال بد کرنے پر کمر بستہ رہتا ہے کیسے افسوس کا مقام ہے۔

انسان میں خاکساری و انکساری کے آثار کا نمودار ہونا اس کی ترقی کا اعلیٰ نشان ہے!

جس طرح جسم کے وزن کو پاؤں سنبھالے رکھتے ہیں اسی طرح بڑوں کے وقار کو چھوٹے قائم رکھتے ہیں۔

نیک خیالات کو دل میں جگہ دے، یہی تجھے پستی کے گڑھے سے نکال کر بلندی کی چوٹی پر پہنچا دیں گے۔

شری ترناگری جی کا عجیب و غریب چمتکار

جس نے تمام دنیا کو حیرت میں ڈالدیا

خون، طاقت، ویریہ، حوصلہ نیز امنگ ہی زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں

قابل توجہ بیش قیمت تحفہ

اپورو کایا پلٹ (رجسٹرڈ)

بے غرض [illegible] کی [illegible] ہندوستانی [illegible] دوائیوں کی تیاری کا [illegible] دوستدار [illegible] چیزوں سے [illegible] کیا ہے جب وہ جسم دورڈ کٹھ [illegible] امراض دوا کی [illegible] اعلان کر کے شرمندہ نہیں ہوئے [illegible] انہیں [illegible] کی [illegible] پولیاں [illegible] کامیاب ہوئی ہیں۔ [illegible] واقعات [illegible] ایک ایک پڑھنے اور سننے میں آتے ہیں۔

[illegible] سال پہلے [illegible] پڑھنے والے سوامی ترناگری [illegible] ایک [illegible] اس بوٹی کی ضعیفی پر رحم آ گیا اور انہوں نے مندرجہ ذیل دوا کی [illegible] خوراکیں ایک ساتھ [illegible] کی وجہ سے [illegible] بڑھاپے کے باوجود [illegible] شادیاں [illegible] اور [illegible] خوش طبع [illegible] کے نواب [illegible] کے خسر [illegible] کی [illegible] کر کے [illegible] لاہور [illegible] پنڈت ٹھاکر [illegible] کو [illegible] روپیہ کا نقد انعام دینے کا اعلان کیا۔ اسے آج [illegible] سال کے [illegible] ہو گئے مگر ابھی تک کوئی شخص فائدہ حاصل نہیں کر سکا [illegible] اور [illegible] نے اسے [illegible] چھپوایا اور ہم نے بھی [illegible] نامور [illegible] اور [illegible] سے [illegible] مراضیوں پر استعمال کیا فوراً ہی حیرت انگیز فائدہ دیکھ کر ہمارے لوگوں کے فائدے کے لئے بہت سے اخباروں میں چھپوایا۔ آپ بھی بنا کر فائدہ اٹھائیں۔

نسخہ:- خالص برادہ فولاد ۲۰ تولہ، خالص سنہرا [illegible] ایک گھنٹہ [illegible] مٹی کے کوزہ میں [illegible] بند کر کے پانچ سیر کنڈے میں پھونکیں، دو بار [illegible] باقی خالص [illegible] تیسری بار گندھک [illegible] خالص ایکتولہ [illegible] خالص سنکھیا [illegible] بالائی [illegible] کی [illegible]

[illegible] "اگنی کایا پلٹ" نام کی دوا استعمال کر رہا ہوں جیسی تعریف [illegible] شانتی ماتا کلیان [illegible] کا ارشاد ہے کہ میں [illegible] کی خرابیوں، نامردی، بواسیر، خون کی خرابی وغیرہ مرضوں میں مبتلا تھے۔ [illegible] پر فائدہ کیا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف سات دن کے استعمال سے جسم میں خون دوڑتا نظر آئے گا۔ ۲۱ دن میں چہرہ لال کشمیری سیب کی طرح چمکنے لگے گا۔ ۴۰ دن میں نامردی، مدھومیہ، ذیابیطس، کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ استریوں کا سیلان [illegible] رہ جانے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جگر و معدہ کی قوت بڑھ کر بھوک دوگنی کر دیتی ہے۔ بلغم، قبض کی خرابی، کھانسی [illegible] دکھنا، خون کا [illegible] آنکھوں کا پیلاپن، چٹکاری اٹھنے دکھائی دینا، بار بار تھوک گرنا، [illegible] کمزوری فوراً دور ہو کر نئی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ جاڑا، گرمی، برسات تمام موسموں میں یکساں فائدہ مند ہے۔ نسخہ بہت اچھی طرح سمجھ کر لکھا ہے پھر بھی اگر آپ نہ بنا سکیں تو اپنی بنائی سولہ آنے کی ہوئی ۴ دن کی اسی خوراک ۱۴/- ۶/- میں ہم روانہ کر دیں گے۔ ڈاک خرچ معاف۔ پیکنگ خرچ [illegible] کوئی بات سمجھنا [illegible] آوے تو جوابی کارڈ بھیجکر جواب منگا لیں

پتہ:- روپ بلاس کمپنی، رسائن شالہ نمبر ۵۱۵ دھن کٹی، کانپور

ماہی گیر

افسانہ

از جناب ارشدی صاحب بھوپالی

وکٹر ہیگو کا ایک درد انگیز شاہکار

رات کا وقت تھا، جھونپڑی سے اگرچہ نکہت و نفاست ٹپک رہا تھا مگر خود داری خاص طور پر نمایاں تھی، جھونپڑی اندر سے گرم تھی، دھندلی روشنی ہو جو ایک چراغ سے آ رہی تھی اندر کی تمام چیزیں بڑی حد تک نظر آ رہی تھیں، ماہی گیر کے جال دیوار پر لٹک رہے تھے ایک گوشہ میں رکھی ہوئی پرانی الماری میں چند برتن تھے ایک بڑے بستر کے پاس جو پردہ کی آڑ میں تھا، دو بچوں پر ایک توشک بچھی ہوئی تھی اور اس پر پانچ بچے اس طرح محو خواب تھے جیسے گھونسلے میں معصوم فرشتے آ گئے ہوں،

بستر کے قریب پلنگ پوش پر اپنے سر کو رکھے بچوں کی ماں جھکی ہوئی تھی وہ اس وقت اکیلی تھی جھونپڑی کے باہر سیاہ سمندر طوفانی لہروں سے ٹکریں مار رہا تھا، پانی کے اتار چڑھاؤ اور لہروں کا اضطراب ہی بس اس کا مونس تھا، اس کا شوہر مچھلیاں پکڑنے سمندر پر گیا ہوا تھا وہ بچپن ہی سے ماہی گیر تھا اس کی زندگی کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ سمندر کی پُر شور لہروں کا مقابلہ کرنے کے لئے وقف تھی کیونکہ بچوں کا بہر حال روزانہ پیٹ بھرنا لازمی تھا۔

اور ہر روز طوفان بارش آیا ہوا، اپنی ستم ظریفی سے اسکی کشتی کو مچھلیوں سے پوری طرح بھرنے نہ دیتی تھی،

جب وہ اپنی چار بادبانوں والی کشتی میں سمندر پر مچھلی کی تلاش میں جاتا تو اس کی بیوی جینی گھر پر پرانے بادبانوں کو درست کرتی، جالوں کو بناتی کانٹوں کی دیکھ بھال کرتی،

یا چولھے کی طرف دیکھا کرتی جہاں مچھلیوں کا شوربہ اُبل رہا ہوتا جب پانچوں بچے سو جاتے تو وہ دوزانو ہو کر خدا کو اپنے خاوند کی سلامتی کے لئے دعا کرتی جو تاریکی میں سمندر کی لہروں سے لڑنے میں مصروف ہوتا تھا۔

فی الحقیقت عجب کٹھن زندگی تھی،

چٹانوں پر آ کر ٹکرانے والی لہروں میں مچھلیوں کے پانی کا امکانی مقام صرف ایک خاص نشان تھا جو خود اس کی جھونپڑی سے لمبا نہ ہوگا، ایک ناقابل فہم نشان۔ جو محرک صحرا کے رستہ پر لہروں کے طوفانی سفینہ کے درمیان اس نے خیال کر رکھا تھا،

جو کہ اور طوفان کی تاریکی میں بھی اس کو نظر آ جاتا تھا اس کے لئے وہ مدد جز اور ہوا اس کی رفتار کا ممد تھا، مگر خود وہ حالت یہ تھی کہ سمندر کی لہریں غضبناک اژدہوں کی طرح پھنکاریں مارتی تھیں اس کو اپنی کشتی ڈوبتی معلوم ہونے لگتی اور وہ اس میں ادھر اُدھر لڑکھڑا جاتا تھا، ایسے وقت میں اس کو جینی کا خیال آ جاتا اور جینی جھونپڑی کے اندر اسکے خیال میں ڈوبی ہوئی ہوتی،

اس وقت جینی کی آنکھوں میں آنسو لرز رہے تھے وہ اپنے شوہر کے تصور میں تھی اور دعا مانگ رہی تھی، سمندر کی لہریں اس کی پریشانی میں اضافہ کر رہی تھیں اور بعض اوقات تو ہوا کے خوفناک تھپیڑوں کی خیال سے جینی کا رُواں رُواں کانپ جاتا، مگر وہ اپنے خیالات میں غلطاں و پیچاں تھی۔ وہ اپنی نکبت و مفلسی کا خیال کر رہی تھی، اسکے بچے جاڑوں اور گرمیوں میں ننگے پاؤں ہی رہتے، گیہوں کی روٹی کی تو انھوں نے کبھی صورت ہی نہ دیکھی، صرف جو کی روٹی اُن کی غذا تھی۔

" " خدایا؟

ہوا نہایت تیزی سے سرسراتی ہوئی گذر گئی اور سمندر کی طرف شور سنائی دیا، وہ رونے لگی اس کی روح تھرتھرا رہی تھی، غریب بیویاں جن کے شوہر سمندر میں جد و جہد کر رہے ہیں! یہ کہنا کس قدر المناک ہے

"میرے عزیز"!!

باپ، محبوب بھائی بیٹے

طوفان میں گھرے ہوئے ہیں

لیکن وہ اس سے بھی کہیں زیادہ غمگین تھی، اس کا شوہر اکیلا تھا، بالکل تنہا، اس کا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہ تھا، اس کے بچے بہت چھوٹے تھے،

"غریب ماں"!!

وہ کہنے لگی "میری دلی تمنا ہے کہ یہ بچے جلد بڑے ہو کر اپنے باپ کی امداد کریں" کیسا بھولا خیال ہے، طوفانی رات میں اپنے باپ کا ساتھ دینے کے لئے بچوں کو مدتیں چاہئیں ——— پھر وہ کہنے لگی "وہ تو ابھی بچے ہی ہیں"

(۲)

جینی نے اپنی لالٹین اٹھائی اور کاندھے پر چادر ڈالی اس نے اپنے آپ سے کہا اُن کے آنے کا وقت قریب ہے گھر سے جلکر دیکھنا چاہئے آیا سمندر پُر سکون ہوا یا نہیں، سنول کے سگنل پر روشنی ہو رہی ہے کہ نہیں؟"

وہ اپنی جھونپڑی سے باہر نکل گئی، کوئی بھی چیز صاف نہیں دکھائی دے رہی تھی صرف افق پر ایک سفید داغ نمودار تھی، بارش ہو رہی تھی اور اندھیرا برابر چھایا ہوا تھا ٹھنڈی ہوا جسم کو یخ بستہ کئے دے رہی تھی، سب جھونپڑیاں بند تھیں کہیں بھی روشنی نہیں آ رہی تھی،

گرد و پیش کے ان بے رحمی حوادث میں گھرے ہونے کے باوجود اسکی نظر ایک شکستہ جھونپڑی پر جا پڑی جہاں روشنی اور آگ کے کوئی آثار ہی نظر نہیں آتے تھے، دروازہ ہوا کے رحم و کرم سے از خود کھل کر بند ہو جاتا تھا، "کرم خوردہ" دیواروں سے معلوم ہوتا تھا کہ اب چھت گری، ہوا کے تھپیڑے زرد دیس کو اپنے ساتھ اڑا لیجانے پر تلے ہوئے تھے۔

"ٹھہر جا" جینی نے از خود کہا "مجھے ذرا اس بیوہ عورت کو بھی چلکر دیکھ لینا چاہئے جس کل میرے شوہر نے نہایت بیچارگی کے عالم میں تنہا اور بیمار پایا تھا" اس نے دروازے پر دستک دی مگر نہ ملا جینی ٹھنڈی

(باقی صفحہ

رنگِ تغزل!

(از جناب ہرگوبند دیال صاحب نشتر ہنگامی)

فردوس بریں سے بہتر ہم یہ عالم دوراں دیکھیں گے
جب ایک نظر سے دنیا کو ہندو و مسلماں دیکھیں گے

چل پھر کے ارادہ ہے دیکھیں ہے امن کہاں لیکن کہاں
دس بیس بیاباں دیکھیں گے دس بیس گلستاں دیکھیں گے

کرتے نہ شریک ذوق تجھے اے دل ایسا نہ سمجھتے تھے
ہر وقت محبت میں تجھ کو ہم حشر بداماں دیکھیں گے

تو لاکھ جکڑ سو بندوں میں صیاد اسیروں کو لیکن
جو اہل گلستاں کے ہونگے اک روز گلستاں دیکھیں گے

ہے دل میں چراغاں آٹھ پہر محروم ہے لیکن اپنی نظر
وہ دن بھی کبھی ہوگا یارب جب ہم یہ چراغاں دیکھیں گے

ہر چند اسیری کی اپنی میعاد نہیں کوئی لیکن
دل اپنا گواہی دیتا ہے اک روز گلستاں دیکھیں گے

شاعر جو ہوا میں خوب ہوا اب دل میں نہیں کچھ موت کا ڈر
وہ مجھ کو دیکھیں گے نشتر جو میرا دیواں دیکھیں گے

صفحہ (۷) کا بقایا

سمندر ہوا سے لرز گئی

"وہ بیمار ہے اور اسکے بچے صرف ڈر میں ..."

"وہ بیحد غریب ہے ستم بالائے ستم اس کا شوہر بھی نہیں ہے"

اس نے پھر سسکتے ہوئے اور آواز دیتے ہوئے کہا "ارے بی بی ہمسائی" مگر جھونپڑی خاموش تھی۔

"اوخدا!" اس نے کہا "کتنی گہری نیند سو رہی ہے اس کو جگانا کتنا مشکل ہے"

اتنے میں دروازہ ہوا سے اپنے آپ کھل گیا

وہ اندر داخل ہوئی اس کی روشنی سے جھونپڑی میں روشنی ہو گئی۔ چاروں طرف موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ چھت الگ ٹپک رہی تھی، ایک کونے میں ایک عورت بے حس و حرکت بیٹھی تھی اسکے بال کھلے ہوئے تھے اور آنکھیں بے نور تھیں اس کا سفید سر دہاتھ ایک جانب لٹک رہا تھا

وہ مر چکی تھی کسی وقت وہ ایک توانا اور خوش بخت ماں تھی مگر آج موت نے اس کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا تھا، دنیا کی طبل جنگ سے بیخبر وہ ابدی نیند سو چکی تھی جس سے ... ماں پڑی تھی اسکی گود میں دو ننھے بچے ... ایک لڑکا اور ایک لڑکی ... سے جوانوں کی ... رہے تھے!

مرتے وقت ان کی ماں ... اپنی چادر ... کے پاؤں پر ڈال دی تھی اور ... لپیٹ دیا تھا تاکہ وہ گرم رہیں ...

ہمیشہ کے لئے سرد ہو گئی!

وہ اپنے جھولے میں کتنے سکون کے ساتھ سو رہے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان خوابیدہ بچوں کو کوئی چیز بیدار نہیں کر سکتی، بارش نے باہر طوفان برپا کر رکھا تھا، شکستہ چھت سے اندر کی طرف ہو سرسراتی ہوئی آ رہی تھی، پانی کا ایک قطرہ اس کے مردہ چہرہ پر گرا اور آنسو کی طرح رخسار پر سے ڈھلک گیا

(۳)

مردہ عورت کے گھر میں جینی کیا کر رہی تھی؟

وہ اپنی چادر کے نیچے چھپا کر کیا لے جا رہی تھی؟

اس کا دل کیوں اتنا تیز تیز دھڑک رہا تھا؟

وہ لڑکھڑاتی ہوئی گھر کی طرف کیوں بھاگ رہی تھی؟

اس نے اپنے بستر میں وہ کیا چھپا دیا

وہ کیا چیز چھپا کر لائی تھی؟

جب وہ جھونپڑی میں داخل ہوئی تو چٹانوں پر سفیدی آ چکی تھی، وہ بستر کے قریب دھم سے گر پڑی اس کا چہرہ ... دھو رہا تھا جیسے وہ سخت ندامت محسوس کر رہی ہو اس نے ... اپنی پیشانی پر کاری اور سفوڈے تھوڑے وقفہ سے اپنے آپ پر پڑنے لگی ... سمندر چیخ رہا تھا ... وہ کیا کہے گا پہلے ہی سے مصیبت میں گرفتار ہے ... میں نے کیا کیا! پانچ بچے تو ہمارے پاس ہی ہیں! ان کا باپ ... کشمکش اور سخت جدوجہد سے کما رہا ہے مگر ... اور مشکلات میں پھنس جائے گا

نہیں نہیں میں نے بڑی غلطی کی اگر اس نے مجھے اس کی سزا دی تو ... کیا جواب ہوگا کیا وہ مجھے ... کرے گا؟ نہیں ... اچھا ہے ... وہ کیوں ہل رہا ہے کیا کوئی آ رہا ہے مگر کوئی نہیں ہے یہ محض سراب ہے، مجھے اس کی آواز سے ڈر لگ رہا ہے" اسکے بعد وہ خیالات کی دنیا میں کھو گئی ... باہر ہوا کے شور و غل کی کوئی خبر نہ تھی، سمندر کی لہریں کنارے سے آ آ کر ٹکرا رہی تھیں، لیکن وہ اس سے بالکل آشنا ہو اور سمندر کے غصے کی اسے ذرا پروا نہ تھی

یکایک دروازہ کھل گیا، سپیدۂ سحر کی کرن اندر داخل ہوئی اور ماہی گیر ہاتھ میں جال لئے ہوئے جس سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، نمودار ہوا اور خوشی سے مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔

"بھری بیڑہ آ گیا"

جینی نے کہا "اور اپنے خاوند سے ایک محبوب کی طرح لپٹ گئی" اور اس نے جینی کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے،

"ہاں میں آ گیا جینی" اس نے آگ کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا جہاں اس کا وجیہہ چہرہ صاف نظر آ رہا تھا جس کی جینی ہمیشہ سے پرستار تھی،

اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"آج پھر بدقسمتی سے کچھ ہاتھ نہ لگا،

"موسم کیسا تھا؟"

"بیحد مہیب"

"اور مچھلیاں پکڑنا"

"بہت ہی دشوار تھا، خیر کوئی بات نہیں تم تو میرے پاس ہو مجھے پھر کیا غم"

"افسوس"

"افسوس کی کیا ضرورت، ایک بھی مچھلی نہیں پکڑی جاسکی اور جال بھی پھٹ گیا، آج رات ہوا میں شیطان ہنگامہ کر رہا تھا، طوفان میں ایک دفعہ تو میری کشتی الٹتے الٹتے رہ گئی" "" "لیکن ان اس تمام وقت میں تم کیا کرتی رہیں؟"

جینی گھبرا سی گئی جیسے کسی بوجھ نے اسکو ڈھک دیا ہو "میں؟" اس نے بمشکل کہا، "کچھ نہیں جب طوفان سیتی پڑتی رہی، سمندر کی بڑی بڑی لہروں سے ڈر رہی تھی"

"ہاں موسم بہت خراب تھا لیکن اب کیا پڑا؟"

اس کے بعد اس نے کانپتے ہوئے جیسے وہ کوئی جرم کرنا چاہتی ہے کہا "تمہیں معلوم ہے کہ سمندر کا بیمار ہمسائی مر گئی، وہ گذشتہ شب ... جانے کے تھوڑی دیر بعد بیچاری چل بسی، وہ دو بچے چھوڑ گئی ہے ایک کا نام ولیم دوسرے کا میڈلسن ہے ... سے چل سکتے ہیں اور لڑکی تتلا تتلا کر بات کرتی ہے"

بیچاری نیک عورت کس بری طرح افلاس کا شکار ہو گئی!

ماہی گیر سنجیدہ نظر آ رہا تھا اپنی بیڑے کی ٹوپی کو جو طوفان سے ادھیڑ گئی (باقی صفحہ (۱۶) پر)

ضرورت ہے

پاکستان سندھ اور سندھی سندھ اسٹڈی سرکلز کے لئے ... ریلوے ... کلرکوں کی تنخواہ ۱۵۰ روپیہ ماہوار ہوگی اور ... دیا جائے گا ... ہر سال ترقی دی جائے گی ... کے ہوئے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی ... صلہ ...

منیجر ... فارمیسی چندو ... (یو-پی)

TIMES HAVE CHANGED!

1754

1945

گھڑی کی حرکت کو قائم رکھنے والا لنگر نمونہ پر ٹامس مج نے ایجاد کیا تھا لیکن انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ سے پہلے گھڑیوں کے لئے عام طور پر استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔

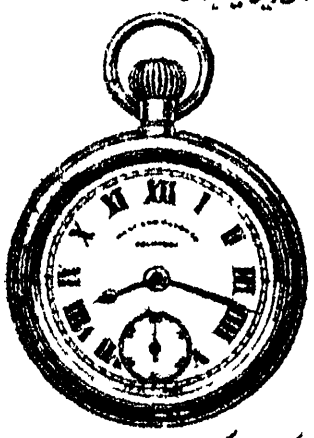

زمانہ بدل گیا ہے

آج گھڑیوں میں جو اسکیپ منٹ لنگر حرکت کو قائم رکھنے والا بڑے استعمال کیا جاتا ہے وہ دراصل وہی ہے جو تقریباً ۳۰۰ سال پہلے وجود میں آیا تھا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ٹھیک وقت قائم رکھنا کسی دوسری ایجاد کی بنسبت اسی واحد ایجاد پر منحصر ہے لیکن ایک کامل گھڑی میں بہت سی ایجادیں اور بہت سے پرزے ہوتے ہیں اور یہ سب ویسٹ اینڈ کے نمونوں میں اچھی طرح جمع کر دیئے گئے ہیں۔ جن کی بہت سی قسمیں ہماری اچھی فہرست میں موجود ہیں۔

مال کے بڑی عدگی سے پہنچنے کے باعث یہ ممکن ہے کہ ہر نمونے کی گھڑی سپلائی نہ کی جاسکے لیکن جہاں تک ہمارا اسٹاک اجازت دیگا آرڈروں کی تعمیل کی پوری کوشش کی جائے گی۔ ہمیں افسوس ہے کہ نئے پیپر کنٹرول آرڈر کے باعث ہم فہرست نہیں بھیج سکتے۔

سکنڈس پکٹ ——— ۱۵ روپیہ
نکل سلور کھلا ہوا رخ سادہ رومن یا عربی اعداد کے ساتھ ..... ۳۰/- روپیہ

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی بمبئی اور کلکتہ

WEST END WATCH Co.

Bombay & Calcutta

نئی بیسٹن ہمبر سائیکلیں آنے تک

... بیسٹن ہمبر سائیکل ... ہے ... ہیں ... جلد ... امید ... سائیکل ... بہتر ... بیسٹن ہمبر سائیکل ... کر سکتا ہے اور حاصل کر سکتا ہے۔

If your

BEESTON-HUMBER

... will see you through!

سٹاکسٹس:- امپیریل سائیکل اینڈ موٹر کمپنی دہلی

اتحادی قومیں کدھر جا رہی ہیں ؟

عام قاعدہ ہے کہ جب لوگ جنگ و جدل کی خون آشامیوں سے اکتا جاتے ہیں تو ان کے خیالات بلند اور ارفع ہو جاتے ہیں، وہ علمبردار امن کے متمنی ہوتے ہیں اور اقوام کو ایک ایسے مشترک معاہدہ پر کاربند دیکھنا چاہتے ہیں، جو دنیا کے امن اور انسانی وحدت کے اعلیٰ مقصد کا حامل ہو، باہمی مفاہمت اور برادرانہ تعلقات قائم کرنے کی توقعات سے عوام کے قلوب میں پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے، ان کے نمائندے اپنی تقریروں میں اپنے اس احساس کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر کوئی ایک قوم اپنے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کی غرض سے کسی ہمسایہ قوم پر ڈاکہ ڈالے اور لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری کرے تو اسے نامرادی کا منہ دیکھنا پڑے گا ایک ملک اپنے پڑوسی ملک کے وسائل سے ہمیشہ ہمیشہ فائدے نہیں اٹھا سکتا، ساری دنیا کے مفاد اب کچھ ایسے متحد و مشترک ہو کر رہ گئے ہیں کہ کسی ایک ملک کی خوشحالی اور تباہی کا ردِ عمل جلد یا بدیر باقی ساری دنیا پر لازمی طور پر ضرور پڑتا ہے،

جنگ کی تباہی اور غارت گری سے عاجز آ کر دنیا کسی ایسے بین الاقوامی نظام کی آرزومند ہو جاتی ہے جس میں باہمی اعتماد اور اشتراکِ عمل موجود ہو، نفسیاتِ جنگ جہاں اس امر کی متقاضی ہے کہ لوگوں کے خیالات میں آفاقیت اور بین الاقوامیت پیدا کرنے وہاں قومیت و وطنیت کے جذبات کی افزائش بھی جنگ کے لازمی نتائج میں سے ہے،

قوم اور ملک سے دیوانہ وار محبت دراصل ایک نوع کی خود غرضی ہی ہے جس کے جائز ہونے میں اگرچہ شبہ نہیں لیکن دنیش بھگتی سے دنیا میں سیاسی ہیجان ضرور پیدا ہو جاتا ہے اس لئے جب جان و مال کا خطرہ دور ہو جاتا ہے اور امن و نصرت کا لمحہ قریب تر نظر آنے لگتا ہے تو انسانی فطرت کی بہیمانہ نوعیت تحت الشعور سے اوپر ابھر آتی ہے،

محدود اور تنگ قومی نظریے آہستہ آہستہ پھر اقوام پر چھا جاتے ہیں، اور وہ پھر خود غرضی کا شکار ہو کر ان عقیدوں کو فراموش کر دیتی ہیں جو دورانِ جنگ انھوں نے قائم کئے تھے، اس سے قبل انھوں نے خواہ علی الاعلان یہ تسلیم کر لیا ہو کہ وہ اصولِ مساوات کی بنیاد پر حیاتِ انسانی کی تنظیم نو کریں گے لیکن وہ اپنے ان عزائم کو کلیتہً پس پشت ڈال کر قومیت کی رو میں بہہ جاتے ہیں، جنگِ عظیم کے اختتام پر دنیا کے بڑے بڑے سیاست داں اسی قوم پرستی کے جال میں پھنس کر رہ گئے اور انھوں نے اپنی اپنی قوم کی فلاح و برتری کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بار بھی بین الاقوامیت کی ناؤ امن کی منجدھار میں ڈوب کر رہے گی، ابتدائی ایام میں جب محوریوں کا طوفان زور پر تھا، انسانی مساوات و وحدت کے اعلانات کی کمی نہیں تھی، ان اعلانات میں دنیا کی صغیر و کبیر قوم سے اس کی آزادی اور تحفظ کے وعدے بھی کئے گئے تھے لیکن جب افقِ سیاست پر فتح و کامرانی کی آفتاب کی ضیا پاشیاں شروع ہو گئیں تو ہمیں ایک ایسے رجحان کا مطالعہ کرنا پڑا جس میں سامراج اور لوٹ کھسوٹ کی دقیانوسی اور فرسودہ نے عام مقبول کی گنجائش موجود تھی

مسٹر چرچل نے اچانک وہ عالم سوز نعرہ بلند کیا جس نے اسرافیل کی طرح پورے کرۂ ارض کو ہلا کر رکھ دیا "ہمارا مقصد مدعا ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم دنیا میں سب سے بڑی سلطنت نہ ہوں، میں ملک معظم کا وزیر اول اس لئے نہیں بنا ہوں کہ برطانی ایمپائر کا دیوالہ نکال دوں"

ان کے اس اعلان کا مفہوم ہندوستان میں کیا سمجھا جائے گا اس کا غالباً مسٹر چرچل نے خیال بھی نہ کیا ہوگا، ہو سکتا ہے کہ اس اعلان سے ان کی مراد صرف یہ ہو کہ جن ممالک سے ملکر سلطنت برطانیہ بنی ہے ان کا شیرازہ کسی طرح بکھرنے نہ پائے اور وہ برطانوی دولت اشتراک کے ارکان بنے رہیں ایک جزو کا دوسرے جزو پر کوئی اختیار و حکومت نہ ہو، ہر ملک اپنے داخلی اور خارجی معاملوں میں خود مختار ہو لیکن چونکہ تا وقتِ تحریر ہذا مسٹر چرچل نے اپنے ان الفاظ کی کوئی تشریح نہیں کی ہے اس لئے لازمی طور پر عدم وضاحت کی وجہ سے شدید قسم کی غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں،

اٹلانٹک چارٹر کا اطلاق سب قوموں کے لئے لاگو ہوتا معلوم ہوتا تھا لیکن اس پر بھی تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے یہ بات ظاہر کر دی کہ اس کا اطلاق ہندوستان پر نہ ہوگا، یہ دوسری بات ہے کہ تبصرہ مذکور کے وقت ہندوستان پر منشورِ دنیانوس کا اطلاق پذیر ہونا ان کا منشا حقیقی نہ ہو،

مسٹر چرچل نے تو خیر اس امر کی زحمت بھی گوارا نہیں کی کہ وہ اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیں جو تبصرہ مذکور سے ہندوستان کی بابت پیدا ہو گئی لیکن مسٹر ایمری سے نہ رہا گیا اور انھوں نے ابن الوقتی سے کام لے کر یہ صاف کہہ دیا کہ اٹلانٹک چارٹر ہندوستان کے لئے بھی نافذ العمل ہے،

کہا جاتا ہے کہ ایک دوسرے موقع پر مسٹر چرچل نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ چارٹر کا اجرمنی پر اطلاق پذیر نہ ہوگا، اتنا کہنا تھا کہ ان کے خلاف پارلیمنٹ کے شتر سو شلسٹ انڈی پینڈنٹ اور لبرل ارکان کھڑے ہو گئے، علاوہ سخت احتجاج کرنے کے انھوں نے ایک قرارداد پیش کی جس میں لکھا کہ وزیر اعظم کے بیان نے چارٹر کو بدنام و رسوا کر دیا ہے،

اتحادیوں کے معقول طبقے کے جذبات اس طرح مجروح ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے جنگ طویل اور حصولِ امن دشوار ہو گیا ہے، چنانچہ برطانی پریس کے ایک طبقہ نے کل جرمن باشندوں کو موجودہ جنگ کا ذمہ دار قرار دیا اور جرمنی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی تجویز بھی پیش کر دی،

ان باتوں کو دیکھتے ہوئے اگر جنگ طویل ہو گئی ہے تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے،

مرحوم انجمن اقوام سے جو مہلک غلطیاں سرزد ہوئیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اس نے جرمنی کو اقتصادی اور سیاسی تباہ حالی دور کرنے کا کوئی موقعہ نہیں دیا اس کا خمیازہ بعد میں ساری دنیا کو بھگتنا پڑا کیا اتحادی طاقتیں اپنی اس غلطی کو پھر دوہرائیں گی ؟

انسانی تعلقات اور سیاست دانی کا تقاضا یہ ہے کہ مفتوحہ قوموں کو بے یار و مددگار نہ چھوڑا جائے شکست خوردہ اقوام کو تباہی کے بحرِ ذخار میں بے سہارا چھوڑ دینا قرینِ دانشمندی نہیں ہے،

فاتحین کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ ان کے اقتصادی اور سیاسی مسائل کو بدرجہ احسن حل کریں اور ان کی تعمیری کی پوری ذمہ داری اپنے ذمہ لے لیں، گذشتہ جنگِ عظیم کے بعد اتحادیوں کے لئے ایک نادر موقعہ تھا کہ وہ جرمنوں کے لئے ایسی فضا پیدا کرتے کہ جس سے ان کے قلوب پاک ہو جاتے، اور وہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہو کر ایک امن پسند اور ذمہ دار حکومت قائم کر لیتے لیکن جو شرائط صلح اسے سنوائی گئیں وہ ایسی سخت تھیں جنھوں نے عملاً جرمن قوم کو ایک بدنظمی کی طرف دھکیل دیا، چنانچہ جن مصائب و آلام کا جرمن قرار بنائے گئے ہیں نے بذاتِ خود اپنی آنکھوں سے اس کا مطالعہ کیا ہے، ۱۹۳۱ء میں مستشرقین کی ایک کانگریس بمقام لیڈن منعقد ہوئی مجھے یہ دیکھ کر بڑا اچنبھا ہوا کہ اس عظیم الشان اجتماع میں بڑے بڑے جرمن پروفیسر اور جیّد عالم جن کا ہونا وہاں از بس ضروری تھا، غیر حاضر تھے، مجھے بتایا گیا کہ ان کے نہ آنے کی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ ان کے پاس اتنی رقم بھی نہیں تھی جو وہ ریل کا کرایہ دے کر جرمنی سے ہالینڈ آتے، میں اس کی تفصیل بیان کئے دیتا ہوں، ستمبر ۱۹۳۳ء میں مجھے سینٹ مارٹنز جانے کا اتفاق ہوا جس ڈنر پارٹی میں مجھے شرکت کا موقع ملا اس میں سوئٹزرلینڈ کی ایک خاتون ایک جرمن ماہرِ صنعت آکسفورڈ کا ایک امریکی طالب علم بھی شریکِ طعام تھے،

ہٹلری دور میں جرمنی نے یہودیوں کے ساتھ جس شقاوت و ظلم کا سلوک کیا تھا ہم لوگ اس کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے، ہم نے کہا تعجب ہے جرمن باشندے ایک خونریز جنگ میں دھکیلے جا رہے ہیں اور وہ اس کے خلاف کچھ نہیں کہتے اس پر جرمن نے تڑپ کر جواب دیا "اگرچہ یہودیوں نے خود ایسا برتاؤ کیا ہے جس سے ان کے خلاف عام نفرت پیدا ہو گئی ہے لیکن پھر بھی ہم اور غالباً ملک کے بہت سے باشندے ہرگز اس پسلوکی کو پسند نہیں کرتے جو نیو اسرافیل کے ساتھ اس وقت روا رکھی جا رہی ہے،

ہم جنگ کے خواہاں نہیں باوجود اس تمام ہنگامے اور طوفان کے ہمیں امید ہے جنگ نہیں ہوگی، میں ایک تجارت پیشہ آدمی ہوں اور ہم بیوپاری لوگ سیاسیات میں نہیں سمجھتے ہٹلر کی پالیسی پر تنقید کرنا ہمارا کام نہیں ہے سکے اقتدار میں آنے سے قبل ہم جرمنوں کے پاس کچھ بھی نہ تھا لیکن اب ہماری فیکٹریاں تین تین شفٹ میں کام کر رہی ہیں اور شب و روز مصروفِ عمل ہیں"

اب ہم پھر اٹلانٹک چارٹر کا ذکر خیر کرتے ہیں، چند ماہ ہوئے امریکہ کے جرائد میں یہ خبر شائع ہوئی تھی منشور مذکور مرحوم و مغفور ہو چکا، مندرجہ ذیل امور نے اس خبر بد کی تصدیق کر دی

مسٹر چرچل نے ایسے بیانات دئے جن سے عوام مطمئن نہ ہو سکے، دیگر سیاست دانوں میں بھی جن میں جنرل سمٹس پیش پیش ہیں کچھ ایسی ہی ہمت شکن تقریریں کیں جنوبی افریقہ میں غیر سماجی قوانین بنائے گئے جن سے ہمیں سلطنتی تعلقات تلخ ہو گئے، انگلستان سے قیامت پسندوں نے سامراج کے قیام کی حمایت میں وہ غل شور مچایا کہ زمین آسمان ایک کر دیا، پولستان کے باشندوں پر بیجا دباؤ ڈالا گیا کہ وہ سرحد بندی کے معاملہ میں روس کی تجاویز کے آگے اپنا سر خم کر دیں حالانکہ یہ بات صریحاً اٹلانٹک چارٹر کے اصول کے خلاف تھی،

ان تمام حقائق کے باوجود مسٹر چرچل نے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے بڑے [illegible] سے یہ اعلان کر دیا کہ برطانیہ کا [illegible] مقصد اٹلانٹک [illegible]

باقی صفحہ [illegible]

از
سر رستم کے پی ہسانی

صفحہ (۹) سے آگے

چارٹر ... اسٹائسول کا قیام ہے

وزیر خارجہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ ایران کے پوتر نے پر خطرے ہو گر کوئی متحدہ بیان دیا جائے تو اسے باآسانی نظر انداز نہیں کرایا جا سکتا اس میں ردوبدل کر کے اسے مسترد نہیں کیا جا سکتا ہمیں یقین ہے کہ جاپان کی پالیسی نے ... اپنے تازہ ترین اعلان کے ضمن میں ... ان پر عائد ہوتی ہیں ... چونکہ جنگ کا خاتمہ قریب ہے اسلئے لوگ خیالی دنیا میں زندگی بسر کرنے کی سکات جبھی بنا میں نہاں کرنے لگے ہیں لیکن ... کے ساتھ ... اسی ... رہے گی جیسی کہ اب سے پہلے تھی۔

تاہم یہ اندیشہ ہے کہ ایک دوسرے کیلئے گنجائش نکالنے کی سعی میں تینوں بڑے اتحادی کہیں الساز کر بیٹھیں کہ اس بیان کے ... (اسٹالن چرچل اور روزویلٹ) نے ... بڑے ... اور وثوق کے ساتھ ... بیان میں تینوں ... نے بصراحت تسلیم کیا تھا کہ ان ... اتحادی قوموں ... کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسی صلح کریں جس پر سارے عالم کے ... الناس کی بڑی اکثریت رضامند ہو ... دل و جان منظور کرے اس میں بتایا گیا تھا کہ ہم کوشش کریں گے کہ دنیا کی ہر چھوٹی یا بڑی قوم کے ساتھ تعاون و اتحاد عمل حاصل کریں اور ہر قوم کا قلب و روح ہماری قوموں کے قلب و روح کے ساتھ بسبب اشتراک کار ایک ہو جائے دنیا سے ظلم و طغیان ... تعدی غلامی ... اسیری اور ناروا داری کا ... جائے ...

... اطمینان و تحمل ... نے دلائی تھی امریکہ کے وزیر خارجہ کورڈیل ہل نے منہ چہ ڈیل بیان ... کر مزید تقویت پہنچائی اس میں امریکہ کی ... کو ... کورڈیل ہل نے کہا ... ایک ... مستقل ... بڑی قوم ... ضرورت ... جائے گا ... قوم ... کے ...

زیادہ سے زیادہ مواقع بہم پہنچائے جائیں گے نیز مادی ترقیوں کے لئے بھی زیادہ سہولتیں مہیا کی جائیں گی کیا مواقع بہم پہنچائے جائیں گے اور کیا ذمہ داریاں لی جائیں گی یہ دیکھنا ہنوز باقی ہے البتہ احساس ذمہ داری کی شمع اپنی لو مدھم کر چکی ہے اس کی ٹمٹماتی روشنی میں بڑی بڑی طاقتیں چھوٹی قوموں سے اپنے اغراض و مطالب منوا لے جا سکتی ہیں خواہ اقوام صغیرہ ... ہوں یا ... اب علاقہ جات کی ترتیب و ... کا وقت آتا ہے کوئی اقتصادی اور ... کا تصفیہ ... نظر ہوتا ہے تو ... ڈھونگ ... نظر آتے ہیں۔

... جاپان روس کی ... سے ... جس ... ایران نے ... کے ... حاصل کرنے کا مطالبہ کیا تھا ... دوسروں کی ... ثابت کرنے کا جواز ... کہ ... میں ... اختلاف کا آغاز ہو گیا ہے لیکن اس سے ... ثابت ہو جاتا ہے کہ ... ایک ... ہو گئے

جب سے جنگ چھڑی ہے مجھے یہ آس بندھی ہوئی ہے کہ لڑائی کا آخری نتیجہ اچھا نکلے گا اور ایک بین الاقوامی ہم آہنگی اور اشتراک عمل کا دور شروع ہوگا جس کے ہم سب متمنی ہیں۔ لیکن حال بالا ساتحات سے میری امید کچھ چور ہو کر رہ گئی ہے تاہم میں اب بھی اپنے پرانے عقیدے سے چمٹا ہوا ہوں میری اب بھی یہی خواہش ہے کہ انسانیت مستقبل و شرخرد ہو، عالمگیر اشتراک عمل کی منزل کی طرف انسانیت برابر بڑھتی رہے، لوگ اس کی راہ میں کتنی ہی دشواریاں آئیں انسانیت نیا حقیقی اشتراک اختیار حاصل کر کے رہے اور یہ بین الاقوامیت میں پنہاں ہے۔

اب بھی کچھ نہیں کیا ہے سیاست دان بھی ہر حال انسان ضعیف البنیان ہوتے ہیں وہ اس فن میں کہ کسی طرح اپنا قوم کے لئے ان ... حاصل کریں یہ بات بھول جاتے ہیں کہ دنیا میں ایسے اعلیٰ مقاصد بھی موجود ہیں (باقی صفحہ (۱۲) پر)

میری درد بھری کہانی

... ایک بیماری کا علاج جب ڈاکٹر لوگ نہ کر سکتے تو اس کو لاعلاج قرار دیتے ہیں مگر پرانے زمانے کے سنیاسی ننگ دھڑنگ جنگلوں میں رہنے والے مردوں کو از سر نو زندہ کر دینے کی طاقت رکھتے تھے ان کے کرشمے ایسے ہیں کہ ایک دفعہ تو مرنے کو جی اٹھایا جا سکتا ہے گو زمانہ بدل چکا ہے لیکن پھر بھی ہندوستان کا نام روشن کرنے والے سنیاسی موجود ہیں آپ میری کہانی سنئے۔ جوانی کی غلط کاریوں اور کم فہمی کی بدولت میری صحت کا ستیاناس ہو گیا ہر طرح کی بیماریوں میں پھنس کر اپنے ... جوانی برباد کر بیٹھا اور طاقت و ... سے محروم ہو گیا۔ جریان، احتلام اور سرعت انزال وغیرہ نے جسم کو کھوکھلا کر دیا۔ چہرہ زرد پڑ گیا آنکھیں اندر کو دھنس گئیں ... دھڑکن ... سستی، نامردی وغیرہ سے تنگ آ کر مایوس ہو گیا مشہور ڈاکٹروں اور اشتہاری دواؤں پر صحت کے لئے دھن برباد کر کے زندگی سے مایوس ہو بیٹھا میری خوش قسمتی کہ مجھے سری نگر جانا پڑا ان ہی دنوں میں وہاں ایک عرس شریف تھا میں بھی وہاں چلا گیا۔ وہاں ہر سال ہزاروں فقیر بارات کو آتے ہیں ایک دن شام کو سیر کرتا ہوا ایک پہاڑی کے کنارے جا نکلا۔ سردی بڑھ گئی۔ وہاں میں نے اچانک جو دیکھا تو ایک درویش نما پہاڑی سے میری طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ چہرے پر پورا جلال تھا جب میرے نزدیک آ گئے تو مجھ کو سردی سے کانپتا دیکھ کر پوچھا۔ بیٹا کیا سردی زیادہ لگتی ہے؟ پہلے تو میں ڈرا پھر حوصلہ کر کے دھیمی آواز میں کہا۔ جی ہاں مجھ پر ترس کھا کر انہوں نے ایک سبز رنگ کی بوٹی کھلا کر دی۔ پیارے ناظرین! اس نسخے کے واحد اشتراک کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہتا ہوں کہ ایک منٹ نہ گزرا تھا کہ میرا جسم آگ کی طرح گرم ہو گیا۔ اس معجزہ کو دیکھ کر میں نے فقیر کے پاؤں پکڑ لئے اور میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ انہوں نے ہمدردی سے پوچھا بیٹا! شام کے وقت جنگل میں اکیلا اور رونے کا سبب؟ میں نے تمام دکھ بھری کہانی سچ سچ کہہ دی۔ اس فقیر نے مجھے حوصلہ دیا اور مجھے مقام رہائش پر جہاں وہ اترے ہوئے تھے لے گئے اور کہا کہ اگر تم سچے دل سے عہد کرو کہ اب بری عادتوں سے بچو گے اور بھلائی کرو گے تب تمہارا بھلا ہو سکتا ہے میں نے ہاتھ جوڑ کر سچے دل سے اقرار کیا اس پر اس سچے فقیر نے ایک دوائی کھانے کو دی اور ایک مالش کے دو نسخے لکھ دیئے اور کہا کہ اب جاؤ بیٹا بے فکر ہو کر اپنے بیٹے دیکھیں کا بھلا کرو۔ ناظرین یقین کریں کہ مجھ کو اس فقیر کی اچانک ملاقات سے اس قدر حوصلہ ہوا کہ خود بخود میرے اندر جوش پیدا ہو گیا میں نے واپس آ کر وہ ... کے مطابق دونوں دوائیاں تیار کر کے استعمال کرنی شروع کر دیں جس طرح میرا یقین تھا اس کی ... خوراک نے اپنا کرشمہ دکھانا شروع کر دیا آپ یقین کریں کہ ... دن کے بعد ہی میری کایا پلٹ گئی سب تکلیفیں دور ہو کر جلی کی طرح طاقت اور جوش پیدا ہو گیا۔ اور میں ... سال ہو چکے ہیں ... پورن ہو چکی ہیں ... اس ... دوا کا شہرہ گھر گھر ... جوانی کی ... طاقت ... میں کہنے کے لائق ہے کہ کیا جوان کیا بوڑھے ... ہیں تندرست جوانی کا لطف لے سکتے ہیں ... یہ ہے کہ اس دوائی کے بعد عمر بھر کسی دوا کی ضرورت نہیں پڑے گی قیمت پندرہ روز کی تیس خوراک جو کہ صحت کے لئے کافی ہے ... چونکہ مجھ کو اس کایا پلٹ دوائی نے موت کے منہ سے بچایا ہے اس لئے ... ایمان سمجھ کر اس کی اشاعت کر رہا ہوں اور قیمت صرف خرچہ اور لاگت کے برابر رکھی ہے۔

خدمت میں گذارش ہے کہ مراض اصحاب میری دوا طلب نہ کریں جو شخص ہر چیز کو بے یقینی کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ موقعہ پر ہیرے کو پتھر سمجھ کر کھو بیٹھتا ہے جس کو اس دوا سے فائدہ نہ ہو وہ ایمان کو جانکر قیمت واپس منگوا لے۔ ساتھ ہی آپکا ایمان بھی ہے اگر دوا تحریر سے بڑھ کر نکلے تو اس فقیر کے پیغام کی خبر گھر گھر پہنچا دیں۔ شرطیہ علاج اور وعدہ۔ ہندو کو دھرم کی اور مسلمان کو ... اگر میری دوائی کے استعمال سے حسب دلخواہ نہ ہو تو حلفی تحریر بھیج کر واپس منگا لیں۔ عدم صحت کی صورت میں کسی کا پیسہ کھانا گناہ سمجھتا ہوں۔ پتہ: صوفی ایم اے خاں پوسٹ بکس ۲۶۱ لاہور

سول ایجنٹس:- میکو لیبارٹریز ۱۳ چیمبرلین روڈ، لاہور

لاہور:- چوپڑہ میڈیکل ہال بیرون لوہاری گیٹ۔ دہلی:- الائیڈ ٹریڈرز لمیٹڈ، دہلی

مفت ... مفت

ڈائری کیلنڈر ... ۱۹۴۱ء

... گولڈ کی دوائی کو مشہور کرنے ... کیلنڈر ... مفت دینے کا فیصلہ ... صورت ... آنے کی نمونہ دوائی ... کیلنڈر کے لئے لکھیں۔

... لمیٹڈ، لاہور

تیج دہلی
۲۷ فروری ۱۹۴۵ء

مہاتما گاندھی کا بیان

حکومت کے غلط رویہ پر ایک ضروری پروٹسٹ

مہاتما گاندھی جب کبھی کچھ فرماتے ہیں تو بہت سوچ سمجھ کر فرماتے ہیں۔ وہ جذباتی رو میں بہنے والے لیڈر نہیں ہیں بلکہ ہمیشہ صبر و تحمل کو ترجیح دیتے ہیں اور ابھی طرح غور و خوض کرنے اور حالات کا جائزہ لینے کے بعد اپنی زبان کھولتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ اپنے بعض اکابر کی تاخیر اور عام طور پر بہت زیادہ احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے صوبہ بہار کے کانگریسی لیڈروں کی گرفتاری اور بعض متعلقہ باتوں کے سلسلہ میں جو بیان دیا ہے وہ بھی بہت تاخیر سے ہے بلکہ ایسی حالت میں دیا ہے جب وہ اظہار بیان کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حکومت بہار نے کانگریسی کارکنوں کو جو چیلنج دیا ہے اس پر انہوں نے غور کرنے میں بڑی تاخیر کی کہ مجھے امید تھی کہ یہ طوفان ایک اتفاقی غلطی ہے جو خود ہی اپنے آپ کو درست کر لیگی۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا خیال غلط تھا۔ یعنی حکومت نے یکے بعد دیگرے لیڈروں پر پابندیاں عائد کرنے یا ان کو گرفتار کرنے کا جو سلسلہ جاری رکھا ہے اس سے اس خیال کو تقویت پہنچتی ہے کہ شاید دست گیری کی کوئی پالیسی پھر عمل کر رہی ہے۔"

اس سلسلہ کو پیش کرتے ہوئے مہاتما گاندھی نے سب سے پہلے صوبہ بہار کے کانگریسی لیڈروں پر ان پابندیوں کا تذکرہ کیا ہے جو نظر بندی کے بعد رہائی کے بعد آزاد ہونے کے بعد کانگریسی لیڈر شری کرشنا سنہا کی گرفتاری کا ذکر کیا ہے۔ مہاتما جی نظر بندی و نقل و حرکت سے متاثر ہوئے ہیں پھر بھی ان کے بیان کے الفاظ پورے اعتدال کے ساتھ قلم بند کئے گئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان کے بتائے ہوئے پروگرام میں کا کوئی رنگ ان معنوں میں نہیں جن معنوں میں [illegible] کے ساتھ اس بات کو بھی ظاہر دیتے ہیں کہ موجودہ حالات میں عام دل نافرمانی جاری کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف اپنے پندرہ نکاتی تجویز پروگرام پر زور دیتے ہیں اور کانگریسی کارکن بھی اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنا یہ خیال ظاہر کرتے ہوئے بھی [illegible] کیا ہے کہ اس تعمیری پروگرام کا [illegible] کیلئے وہ فرماتے ہیں: "میں نے کہا ہے کہ بھی بیس [illegible] نہیں کیا ہے کہ ہندوستان میں عملی طور پر اس پروگرام کو عملی میدان میں [illegible] کے ساتھ [illegible] پروگرام کے [illegible] ہو جائے گی۔ صوبہ بہار کے کانگریسی لیڈروں کے [illegible] کے تعمیری پروگرام کے پیچھے میں عدم سول نافرمانی کی ایک تحریک کا انتظام کرنا شروع کر دیا ہے۔ مہاتما گاندھی نے اپنے بیان میں اس بات کو کھلے بندوں صاف ظاہر کر دیا ہے کہ تعمیری پروگرام [illegible] کا پردہ نہیں ہے بلکہ سول نافرمانی کا پردہ ہے۔ وہ راستہ جسے گاندھی جی نے اپنے مقصد کے لئے اختیار کیا ہے یہ ایک سیاسی اسکیم ہے جو سول نافرمانی کا پردہ نہیں ہے بلکہ سول نافرمانی کا بدل ہے یعنی اس کو اختیار کرنے سے سول نافرمانی کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی۔"

یہ ممکن ہے کہ حکومت کو اس خیال سے اختلاف ہو مگر کوئی ہوش مند انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ مہاتما گاندھی کے تعمیری پروگرام میں کوئی چیز بھی قابل اعتراض ہے۔ مہاتما گاندھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا مقصد سیاسی، سوشل اور اقتصادی آزادی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا طلب آزادی کوئی قابل اعتراض شے ہے؟ کیا خود حکومت برطانیہ کے ذمہ دار اصحاب نے بار بار ہندوستان سے مختلف الفاظ میں آزادی کا وعدہ نہیں کیا ہے؟ دنیا کی کون سی قوم ہے جو اپنی زندگی میں بہتری اور خوشگوار تبدیلی نہیں چاہتی؟ ایسی تبدیلی یا انقلاب کے متعلق مہاتما گاندھی فرماتے ہیں:

"یہ ایک بڑی قوم کی زندگی کے تمام شعبوں میں ایک اخلاقی اور غیر متشدد انقلاب ہے جس کے آخر میں ذات پات اور چھوت چھات اور اس طرح کے دوسرے کام ختم ہو جائیں گے۔ ہندو مسلم اختلافات ایک گئی گذری بات بن جائیگی انگریزوں یا یورپینوں سے اختلاف بالکل ختم ہو جائے گا۔ اور دولت مند سرمایہ دار لوگ ہندوستان کے پورے عوام الناس کے دوست بن کر حیثیت سے اپنی دولت کے ذریعہ لوگوں کے ٹرسٹی بن جائیں گے۔"

مختصر الفاظ میں یہی مقاصد مہاتما گاندھی کے تعمیری پروگرام کے ہیں۔ کیا حکومت کا کوئی ذمہ دار شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ذات پات، اور ہندو مسلم اختلافات اور اس طرح کی دوسری خرابیوں کا دور ہونا اور دولتمند امیروں اور غریب عوام میں خلوص کا رشتہ پیدا ہو جانا کوئی بری چیز ہے؟ خود مہاتما گاندھی بھی یہی سوال کرتے ہیں کہ اس کوشش میں کون سی بات غلط اور قابل اعتراض ہے اور اگر حکومت اس پروگرام کو ناپسند کرتی ہے تو ہندوستان کو آزادی دینے کے متعلق اس کے دعووں کی حیثیت کیا ہے؟

حکومت کے ردعمل سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کے دعووں اور وعدوں میں کوئی خلوص موجود نہیں ہے۔ وہ اختیار و اقتدار کا کوئی معقول حصہ ہندوستانیوں کے ہاتھوں میں منتقل کرنا نہیں چاہتی۔ اس لئے وہ ہر ضرر پسندوں کو بھی سے کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہی پہنچتی رہتی ہے وہ ایک خالص تعمیری پروگرام پر بھی دیکھتی ہے جس کا وجود ہی نہیں ہے۔ مہاتما گاندھی صاف لفظوں میں فرماتے ہیں کہ [illegible] کوئی تحریک سول نافرمانی کی نہیں ہے [illegible] اس کی ذمہ داری [illegible] تعمیری پروگرام کے سلسلہ میں [illegible] ہوئے پر عمل کر رہے ہیں [illegible] اس طرح کی [illegible] نظر بندیوں اور گرفتاریوں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں بے سبب [illegible] معقول حل نہیں [illegible] سکتا۔ یہ [illegible] ایک [illegible] کو [illegible] دوسری طرف [illegible] ہندوستان میں بڑی بڑی تبدیلیاں [illegible] ہیں۔ [illegible] کیونکہ [illegible] ہو سکتی ہے [illegible] کا مفہوم یہی ہوگا کہ حکومت کو پورے اعتماد و [illegible] کے کام [illegible] چاہئے [illegible] حکومت کو ان [illegible] حکومتوں سے باز پرس کرنی چاہئے جن کے دفتری [illegible] رکھنے والے [illegible] موجودہ [illegible] کو اپنے غلط طرز عمل سے [illegible] دنیا ہی اپنا کمال سمجھتے ہیں!

مشرق کی جنگ!

[illegible] جنگ اب ایک اہم ترین منزل پر پہنچ گئی ہے۔ مغربی یورپ کے محاذ پر ایک طرف سے اگر جرمنی پر ستارہ گل کے علاقہ میں سخت دباؤ پڑ رہا ہے تو دوسری طرف سے بڑھتی ہوئی روسی فوجوں کے ہاتھوں بڑے خطرے میں ہے۔ لیکن مغرب کے علاوہ مشرقی محاذ پر بھی [illegible] کھل رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس وقت ہمارے پیش نظر دو واقعات ہیں جن کے باعث سرد جنگ کی توجہ مشرق کی طرف پھر گئی ہے۔ ایک تو جاپان [illegible] فوجوں پر [illegible] حملہ اور دوسرے جزیرہ [illegible] پر امریکی فوجوں کا اترنا اور اس کے تقریباً نصف حصہ پر قبضہ کر لینا۔ [illegible] پر کمیٹی میں [illegible] اور امریکی بحری بیڑے سے جو کارنامے [illegible] ہیں اگر وہ فخر کریں تو بجا ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ امریکہ کے ہوائی دستے کا کارنامہ بھی قابل تعریف ہے۔ بحری طیارہ بردار جہازوں کا دیر تک [illegible] ہوائی جہاز لے جانا اور [illegible] بہادری کے ساتھ اس ہوائی دستے کا [illegible] پر کمیٹی کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ [illegible] یہ وہ ہوائی حملہ تھا جس نے [illegible] کر کے [illegible] کو بہت کم کر دیا۔ [illegible] کے علاوہ [illegible] پر امریکی فوجوں کا [illegible] جہازوں کا موجود ہونا بھی [illegible] رکھتا ہے کہ دکھن کی [illegible] جاپان کا بحری سلسلہ [illegible] رسد [illegible] کا [illegible] دیا جا سکے گا۔ اس جزیرے [illegible] کا [illegible] باقی رہ جاتا ہے [illegible] کیا [illegible] ہوگا [illegible] کیا [illegible] ہوگا [illegible] کیا [illegible] ہوگا [illegible]

آسمان میں کشتیاں!

[illegible]

اشارات

اس سوال پر کہ "تمہاری رائے میں یہ جنگ کب ختم ہوگی؟" ایک بین الاقوامی ووٹ پچھلے دنوں لیا گیا ہے اس کا جواب دینے والوں میں اکثریت اُن لوگوں کی ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ برلن کے زوال کے بعد بھی ہٹلر کچھ دنوں تک ہتھیار نہیں ڈالے گا اور لڑتا رہے گا ——

لیکن بات یہ ہے کہ موجودہ جنگ تو آج نہیں کل ختم ہو کر ہی رہے گی، حقیقی سوال یہ ہے کہ اس دنیا میں جنگ کا خاتمہ بھی ہوگا یا نہیں؟ اس کا جواب معاصر "اورینٹ" کے مراجعہ نگار جیسی نے ایک نظم میں دیا ہے جس کا سطر بہ سطر ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

جب تک پرماتما اور انسان پیچھے رہ گا،
نومیں اپنی طاقت کے مطابق زرتی جھگڑتی رہیں گی
آج ہٹلر کو مانا ہے تو کل دوسرے کو ختم کرنا ہوگا،
آزادی اور جنگ ساتھ ساتھ چلتی رہے گی،
مرد کبھی پُرامن زندگی بسر نہیں کریں گے
اور عورتیں نوبوں کی خوراک پیدا کرتی رہیں گی

ایسی صورت میں جنگ کو روکنے کا طریقہ برتھ کنٹرول سے بہتر کیا ہو سکتا ہے؟

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

کہا جاتا ہے کہ بعض سرکاری دفتروں یا عدالتوں میں ہندوستان کے قومی جھنڈوں کو "ڈسٹر" یعنی جھاڑن کے طور پر استعمال کیا گیا ہے ——

یہ غالباً انعام ہے اس بات کا کہ ہندوستان نے "یونین جیک" کی طرف سے جنگ کرنے کے لئے بہت بڑی تعداد میں سپاہی پیش کئے ہیں۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

امریکہ میں مسٹر لیتی وجے لکشمی پنڈت کے اس بیان کہ "ہندوستان ایک وسیع قید خانہ ہے" کلکتہ کے ایک پریس میں لیڈی مسٹر لاؤسن نے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور جواب میں یہ کہا ہے کہ ہندوستانیوں کو خیال و عمل کی آزادی حاصل ہے ——

جہاں تک خیال کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈکٹیٹر انڈیا رولز کسی آزاد خیال کو اپنی گرفت میں نہیں لا سکتے، مگر عمل کی آزادی؟ خدا کی پناہ! یہاں تو بولنے پر بھی سخت ترین پابندی موجود ہے، اسی لئے تو فلسفہ دانوں نے کہا ہے کہ "خاموشی ایک زرین چیز ہے"۔ پریسیڈنٹ روزویلٹ نے انسانوں کے لئے چار آزادیاں پیش کی تھیں مگر ہندوستانی انسانوں کو جو آزادیاں اس وقت حاصل ہیں ان کی فہرست ملاحظہ فرمائیے: خیال کرنے کی آزادی، عاشق [illegible] غزلیں کہنے اور پڑھنے کی آزادی اور [illegible] لنے کی آزادی، آپس میں لڑنے [illegible]

بے سبب چھیڑ چھاڑ

"تیج دہلی" کے خاص شاعر کے قلم سے

کس کو آزادی کی خواہش نہیں اس دنیا میں
کچھ انوکھی نہیں اس شے کی تمنا ہم کو

لوگ تعمیر کے کاموں میں مصروف اگر
نظر آتا نہیں اس میں کوئی جھگڑا ہم کو

ہیں جو پسماندہ انہیں خواب ہے کیونکر نہ جگائیں
یہ سبق دیتی ہے بیداری دنیا ہم کو

ہے سچائی بھی، اہنسا بھی ہمارا شیوہ
نہیں بھاتا ہے تشدد کا تماشا ہم کو

کیوں گرفتار کئے جاتے ہیں لوگ از سر نو
کیوں دکھاتے ہیں یہ سرگرمی بیجا ہم کو

جو لا بھائی سے ہیں سمجھوتے کی کچھ باتیں بھی
کوئی سمجھا دے یہ دلچسپ معمّا ہم کو

آپ کے دونوں عمل میں ہے جو یکسر یہ تضاد
تو نظر آتا ہے کچھ دال میں کالا، ہم کو

ہم تو خاموش تھے لب پر مری اک بات نہ تھی
کر دیا آپ کے افعال نے گویا ہم کو

اس پہ تو بادلِ ناخواستہ کہنا ہے یہی
"ہم بھلے بیٹھے تھے کیوں آپ نے چھیڑا ہم کو"

(نوٹ:- یہ نظم مہاتما جی کے تازہ بیان کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے)

"مشنوں" کے اخراجات!

کچھ دنوں سے اکثر یہ ہو رہا ہے کہ ہندوستان میں وقتاً فوقتاً کوئی غیر ملکی مشن آتا ہے، اس ملک کا دورہ کرتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے جب کوئی مشن آتا ہے تو پورے جوش و خروش کے ساتھ اُسے شہرت دی جاتی ہے اس کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں یہ خیال پیدا کیا جاتا ہے کہ اسکے آنے سے ہندوستان کو بہت فائدہ پہنچے گا لیکن ہندوستانیوں کو اب تک یہ معلوم نہیں ہو، کہ کس کس مشن کی آمد و رفت سے اس ملک کو کیا کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اب تک تو ان مشنوں کی آمد کا نتیجہ صرف یہی دیکھنے میں آیا کہ پبلک خزانے یعنی ہندوستانی ٹیکس دہندوں کی ایک بڑی رقم انپر صرف ہو گئی ہے پچھلے دنوں مرکزی اسمبلی میں ان تیرہ مشنوں کے اخراجات پیش کئے گئے تھے جو (فوجی مشنوں کے علاوہ) ہندوستان میں آئے تھے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل رقمیں ملاحظہ فرمائیے:

(۱) ڈی ہا یڈریشن مشن —— ہندوستان کا خرچ کچھ نہیں
(۲) تھائی لینڈ اہتسان کا مشن —— ۵،۰۰۰ روپیہ
(۳) چینی تعلیمی مشن —— ۲۳،۷۴۴ روپیہ
(۴) ربڑ مشن —— ہندوستان کا خرچ کچھ نہیں
(۵) ایرنی کلچرل مشن —— ۵،۰۰۰ روپیہ
(۶) اینگلو امریکن جہازرانی کا مشن —— ۱،۰۵۰ روپیہ
(۷) ترکی پریس مشن —— ۱۸،۷۰۰ روپیہ
(۸) "انگلس ایلپٹن" مشن —— ۲۱،۰۰۰ روپیہ
(۹) اینگلو امریکن اسٹیل مشن —— کچھ نہیں
(۱۰) منیٹنی اوزارکا مشن —— خرچ ابھی معلوم نہیں ہے
(۱۱) گرنڈی مشن —— ۵۴،۹۰۷ روپیہ
(۱۲) فرٹیلائزر (کھاد) کا مشن —— ۱۹،۲۰۰ روپیہ
(۱۳) منسٹری آف سپلائی مشن —— ۳۱،۱۱۳ روپیہ

ہندوستان ہمیشہ سے ایک فیاض اور مہمان نواز ملک ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ اب افلاس نے بھی اس ملک میں گھر کر لیا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ بعض فنی مشن ہمارے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتے، لیکن جن مشنوں کا تعلق صرف پروپیگنڈے سے ہو وہ ہمارے لئے بیکار ہیں ہمیں اس پر بھی افسوس ہے بعض مشنوں مثلاً "گرنڈی مشن" کی رپورٹیں جنپر کافی رقم خرچ کی گئی ہے الماریوں میں بند کر دی گئی ہیں، ظاہر ہے کہ ایسی رپورٹوں سے جن پر عمل نہ کیا جائے ہندوستان کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ مزید برآں ہمارا کہنا ہے کہ جن مشنوں کا تعلق امپیریل مفادات سے ہو اُن کے اخراجات کا بار ہندوستانی خزانے کو نہیں بلکہ برطانیہ کے شہنشاہی خزانے کو اٹھانا چاہیئے۔

٭ ٭

راز و نیاز

سوال: کسی انگریز نے کہا ہے کہ انگریزوں کو بھی ہندوستان میں رہنے کا وہی حق حاصل ہے جو ہندوستانیوں کو حاصل ہو کیا یہ صحیح ہے؟ (زبل کلاز کانپور)

جواب: یہ تو صحیح ہے کہ لفٹننٹ کرنل کروکر نے "برٹش آرمی جرنل" میں ہندوستان پر لیکچر کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے اور اس میں کہا ہے کہ ہندوستانیوں کی طرح ہندوستان میں رہنے کا برابر حق برطانیہ والوں کو بھی حاصل ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ خود ہندوستانی لوگ بھی دنیا کے دوسرے حصوں سے ہندوستان میں آئے تھے لفٹننٹ کرنل کروکر نے جو برطانی دعویٰ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ انگریز لوگ اپنے تجارتی کاروبار کے لئے آئے اور انھوں نے ہندوستان کی مدد کی اور اس ملک کو غیر ملکی حملوں سے بچا لیا اس لئے ہندوستان پر بھی ان کو حق ملکیت حاصل ہو گیا، اب دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ دعویٰ بذات خود صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا جواب تاریخ یہ دیتی ہے کہ دو صدی پہلے ہندوستانیوں نے غلطی سے ایک تجارتی قوم کو یہاں داخل ہونے دیا اور اندرونی جھگڑوں میں اُن سے امداد مانگی نتیجہ یہی ہوا جو دو بلیوں اور ایک بندر کی مشہور کہانی میں درج ہے یعنی پوری روٹی خود ہضم کر کے قبضہ میں آ گئی، اب "ٹرسٹی شپ" (امانت)، اور آسمانی فرمان اور سفیر ذمہ داری وغیرہ کے جو افسانے ہیں وہ بعد کو گڑھے گئے ہیں، مگر بات یہ ہے کہ انگریزوں کو آزاد شہریوں کی حیثیت سے ہندوستان میں رہنے کو منع کون کرتا ہے حقیقی مسئلہ تو حکمرانی اور محکومیت کا ہے

٭٭ اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کی آزادی، محکوم رہنے کی آزادی، مرنے کی آزادی، پیدا ہونے کی آزادی اور بچے پیدا کرنے کی آزادی۔ مجموعہ آزادی غالباً سب سے زیادہ اچھی چیز ہے کیونکہ اس سے "امپائر" کو بھی فائدہ پہونچتا ہے!

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

پچھلے دنوں آنریبل ڈاکٹر کھرے ممبر ایگزیکٹو کونسل نے فرمایا ہے کہ انھوں نے ملازمت اس لئے قبول کی کہ ان کے پاس روٹی نہیں تھی، —— ہمیں اس دلچسپ بیان سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے پاس کپڑے اور بستر وغیرہ کی کیا صورت حال تھی، بہرحال اب تو پرماتما نے سبھی کچھ دیدیا، بہرحال ڈاکٹر کھرے نے یہ بہت اچھا کیا کہ کھری بات کہدی اور یہ ثابت کر دیا کہ پیٹ کے واسطے جب وہ آسمان سے گر رہے تھے تو کھجور کے درخت میں اٹک گئے۔ اور سنیر ممبری کے عہدہ پر اٹکے پنشنر وسٹرام۔ ایس لیتے بھی کچھ بڑے نہ رہے دیکھئے تو اب لٹکنا ہیں ان کو کیسے مزے سے روٹی مل رہی ہے ہاتھ پر بھات مل رہا ہے!

محبت کی رفتار

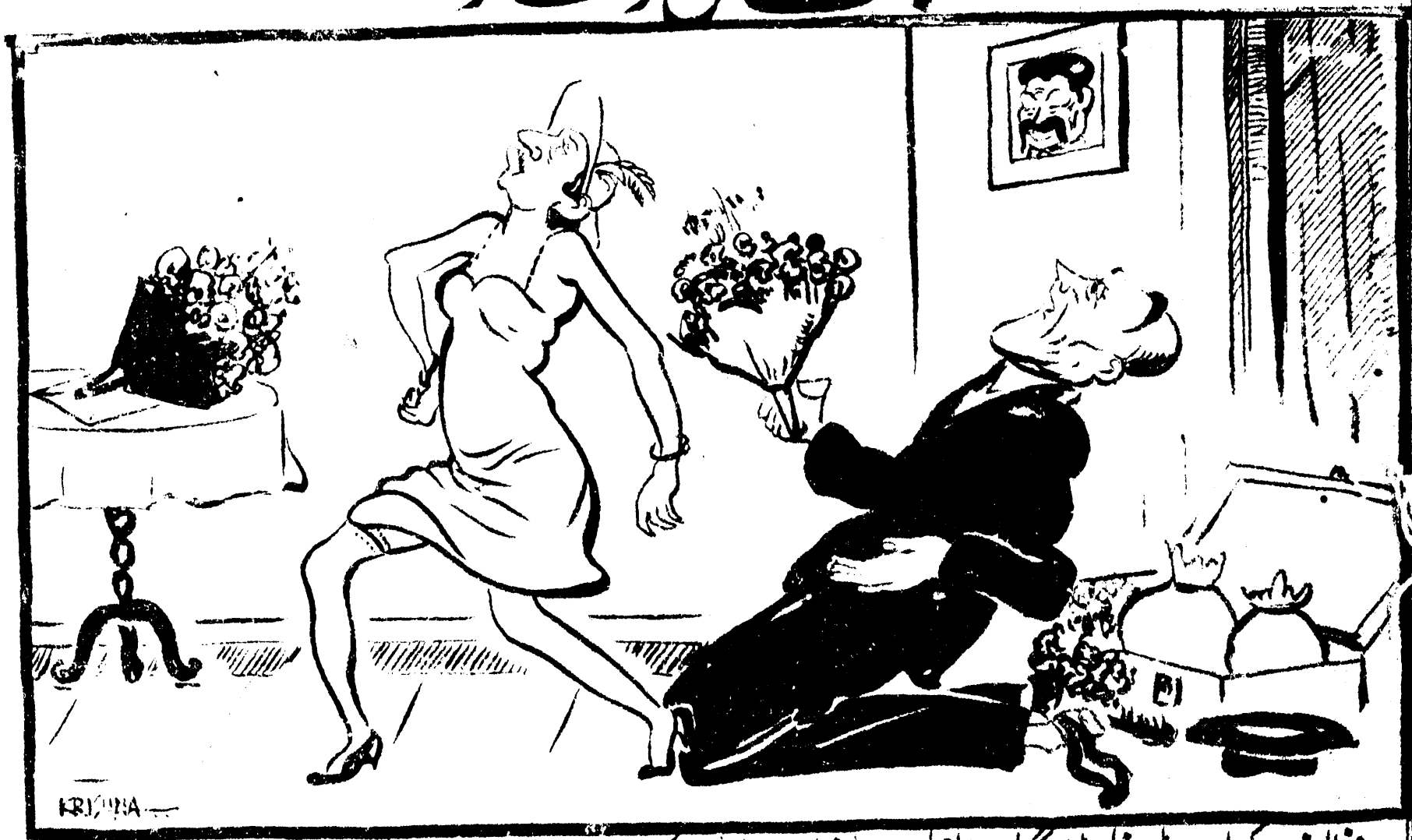

فرانس کے لیڈر جنرل ڈی گال نے پریسیڈنٹ روزویلٹ کی دعوتِ ملاقات نامنظور کردی ہے!

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
اندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حضرت عشق کے کرشمے ، ایک شہزادہ ایک پہاڑی دوشیزہ کے قدموں میں
منداوا کا دلچسپ رومان پرور نغمہ بار تفریحی فلم

ڈائرکٹر
شوری
دولتالوی

افسانہ
پنڈت سدرشن

پتھروں کا سوداگر

ستارے
شیلا ، پریش بنرجی ، الناصر ، کے۔ این۔ سنگھ ، ابوبکر ، سنکھٹا پرشاد ، جلوبائی ، غلام حسین وغیرہ

وہ فلم جو لاہور میں قیامت برپا کر رہا ہے

۲۳ر فروری جمعہ کو بڑی دھوم دھام سے ریلیز ہوگیا
کھنہ ٹاکیز (دہلی) پہاڑ گنج میں

PREMIUM PRODUCT

فلمستان

روپ شوری کا تاریخی شاہکار "شالامار"

[illegible]

"پرکھ" کی مقبولیت بڑھ رہی ہے

[illegible]

"چمپا" کا ٹریک

[illegible]

"پتھر" کا سودا

۲۳ فروری کو ریلیز ہوگا

[illegible]

جو لاہور میں چلتے [illegible] اور دہلی میں [illegible] فروری کو [illegible] میں ریلیز ہو جائے گا

اعتبار سے ایک [illegible] نہیں ہے بلکہ یہ اداکاری کے لحاظ سے بھی بے حد [illegible] چنانچہ اس تصویر میں مہتاب نے اداکاری کا ایک ایسا [illegible] پیش کیا ہے جس کی مثال مشکل ہی سے ہندوستان کی فلموں میں مل سکے گی۔ مہتاب کی اداکاری کی خوبی یہ ہے کہ مہتاب کو ایک ہی وقت میں پاکیزہ بیوہ اور فاحشہ کا رول ادا کرنا پڑا ہے جس کے علاوہ [illegible] بھی خوب نکھر کر آیا ہے۔

[illegible] ہے کہ پرکھ بحیثیت مجموعی ایک ایسی [illegible] ہے جو [illegible] ہندوستان کی فلمی صنعت میں [illegible] یادگار باقی رہے گی۔

وصیت نامہ اور ہمراہی

[illegible] وصیت [illegible] کے عنوان سے [illegible] ہمراہی کی [illegible] بنگالی کی فلم [illegible] کی [illegible] فلم کا نام [illegible] رکھا گیا ہے [illegible] فلم [illegible] میں۔

چند رگیت کے بعد شہنشاہ جہانگیر

[illegible] فلم [illegible] شہنشاہ جہانگیر [illegible] کی ایک فلم

"نان سینس" اس سے پہلے فلما چکے ہیں اور آپ کو مغلیہ آرٹ پر نمایاں عبور حاصل ہے۔ فلم چند رگیت آجکل ایڈیٹنگ روم میں ہے اور بہت جلد ریلیز کی جا رہی ہے۔

ان کی فلمیں "للکار" اور "زبان" جہاں بھی ریلیز ہوئی ہیں نمایاں کامیابی حاصل کر رہی ہیں۔

"فلم کی کہانی" فلم کی زبانی

آج کل ڈائرکٹر موہن سنہا بہت ہی دلچسپ منظر فلم کی تیاری میں مصروف ہیں۔ یہ فلم جو انڈین فلم آف انڈیا کی طرف سے پیش ہونے والی ہے۔ ہندوستانی فلمی صنعت سے متعلق ہوگی اس کی کاغذی تیاریاں تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔

"او جانے والے" نہیں "بدنامی"

اب ڈائرکٹر ہیرلڈ لوئیس کی فلم کا نام "بدنامی" تجویز کیا گیا ہے۔ یہ ایک زبردست مزاحیہ تصویر ہوگی جو مزاح کا بادشاہ ہے اور اپنے اس کارنامے میں وہ مزاح کے حیرت انگیز نمونے پیش کر رہا ہے۔ "بدنامی" کے اداکاروں میں منورما، مجنوں، پران، آشا، ظہور شاہ، غلام قادر، کماری، زبیدہ، جان، [illegible] اور جان کے نام [illegible] فلم [illegible] مراحل پر ہے۔

شالامار

ڈائرکٹر :- روپ شوری

شوری پکچرز کا تاریخی شاہکار

مغل تاریخ کا زریں ورق!

ستارے :- چندر موہن، بیگم پارہ، منورما، مجنوں، ہری شو داسانی، الناصر، ظہور، اور

پرمیلا

۱۹۴۵ء کا لاثانی کارنامہ

مکالمے :- آئی۔ ایس جوہر ایم۔ اے۔ ایل ایل بی

بدنامی

انوکھے مزاح سے بھرپور سوشل

ڈائرکشن :- ہیرلڈ لوئیس

اداکار :- منورما، مجنوں، پران، آشا، ظہور شاہ

غلام قادر، کماری، زبیدہ، جان

[illegible] آئی۔ ایس جوہر ایم۔ اے۔ ایل ایل بی گانے :- عزیز کاشمیری

چمپا

آج کی سحر انگیز تصویر

اچھوتی کہانی، پُر اثر [illegible]

ڈائرکشن :- برکت مہرہ

اداکار :- منورما، مجنوں، ہری شو داسانی، آشا، ظہور شاہ

غلام قادر، رام لال، سلمہ، اقبال، امین، زبیدہ

نذر

مکالمے :- احسان بی۔ اے

شوری پکچرز، میکلوڈ روڈ، لاہور

انیسویں صدی کا برٹش ہندوستان

(از پروفیسر امرناتھ جھا، مترجمہ جگوت سروپ گوئل)

۱۸۲۵ء میں مسٹر جے بی گلکرائسٹ ایل ایل ڈی کی لندن میں ایک نہایت دلچسپ کتاب شائع ہوئی تھی اس کے پبلشرز ویسٹ انڈیا کمپنی کے پبلشر مسٹر کنگسبری پادری اینڈ ایلین تھے اس کتاب کا نام مشرقی ہندوستان عوام کے فرائض گورنمنٹ کے افسران، پرائیویٹ اکھاڑے، سچے ایا برٹش ہندوستان میں اور ایشیا کے جگرافی حصوں میں ان کا تعلق ایسٹ انڈیا کمپنی سے تھا۔ منے والے میرے ملک کے افسر کی رہنمائی ہے۔

کیپٹن ولیم سن کی تصنیف کا خلاصہ تھا جس میں کچھ اضافہ کر دیا گیا تھا اس کتاب کا مصنف گلکرائسٹ بارہ سال تک بنگال میں رہ چکا تھا اور اس نے کئی علمی کام سرانجام دیئے وہ ہندوستانی زبان کی تحقیق میں انگریزی اور ہندوستانی ڈکشنری اور کچھ بیاری گرامر کا بھی مصنف تھا اس کتاب کے مکمل دیباچہ میں جو کہ [illegible] صفحات سے زیادہ ہے وہ ہندی رومن لپ [illegible] کی ایجاد کا ذکر کرتا ہے اس نے فارسی عربی کے حرف کے ناموں اور گرامر [illegible] پر بھی بحث کی ہے اس نے مدراس کے ہندوستانی زبان [illegible] گرامر کے قوانین کے بارے میں کافی کچھ لکھا ہے [illegible] نے اپنے ایڈورڈ بلشرز میں اس مصنف کو زبردست تحسین دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اب جا [illegible] نے بعد ہدایت کے جان گلکرائسٹ صاحب جیسا دانا نکلنے والا نہیں پیدا کیا جنہوں نے [illegible] اور محنت سے ساتھ [illegible] کی کتاب تصنیف کیں۔ اس صاحب نے [illegible] کی زبان کا ملکوں میں رواج ہو [illegible] ہوئی، [illegible] کو کوئی [illegible] الفاظ میں)

[illegible] ہندوستان کا [illegible] میں گلکرائسٹ [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

ماہی گیر (افسانہ)

(صفحہ ۸ کا باقی)

خ... کوئی تھی، ایک گھونٹے میں پھینکتے ہوئے اس نے
... شیطان کا بڑا ہو،

ہمارے پاس پہلے ہی پانچ بچے ہیں اس میں
... شات ہو جائیں ...

خ... بی موسم کی بدولت ہو بسا اوقات کھانے
سے بھی محروم رہتے ہیں اب ہم کیا کریں گے،

یہ میرا قصور نہیں ... سب کچھ
خدا کے حکم سے ہوتا ہے یہ مجھ میری سمجھ بالاتر
ہے، ان معصوم فرشتوں سے اس نے ان کی ماں کو
کیوں چھین لیا، ان معاملات کو جاننا بہت دشوار ہے
ان کی تہ تک پہنچنے کے لئے عارف بننے کی ضرورت ہے
ایسے ننھے منے بچے ... جتنی جلد اور
ان بچوں کو وہاں سے ... ایسا نہ ہو کہ وہ جلتے ہوں
اور اپنی مردہ ماں سے خوفزدہ ہوں، ہم اپنے بچوں کے
ساتھ ان کی بھی پرورش کریں گے وہ ہمارے پانچ
بچوں کے بھائی بہن ہوں گے جب خدا یہ دیکھے گا کہ
ہمیں اپنے پانچ بچوں کے علاوہ اس ننھی لڑکی اور لڑکے
کو بھی پالنا ہے تو وہ ہمیں مزید زیادہ مچھلیاں دے گا
رہا میں، تو پانی پی کر ... کروں گا اب میں پہلے
سے زیادہ محنت کروں گا، ... جاؤ جلدی سے
انہیں لے آؤ ... کیا بات ہے، کیا

کہیں کوئی پریشانی ہے؟ تم تو عام طور پر بہت زیادہ
پُرحوصلہ ہو!

اس کی بیوی نے پردہ ہٹا کر کہا:

"ادھر دیکھو"

"شاعر"

اتحادی قومیں کدھر جا رہی ہیں

(صفحہ ۱۰ سے آگے)

جو قوموں کے لئے سرمایۂ افتخار و ناز ہوا
کرتے ہیں اور ان آدرشوں کے لئے قومیں اپنا سب
کچھ تج دیتی ہیں،

عرصہ ہوا ایڈمنڈ برک نے کہا تھا: انسانی
سماج بڑے سیاست دانوں کے حقیر فریب کے طفیل
محفوظ نہیں رہ سکتا، اگر سیاست دان گمراہ
راہ ہو جائیں تو پبلک (عوام الناس) اور پریس
(اخبارات) دونوں کا فرض ہے کہ وہ ان کو غلط
روی سے متنبہ کریں اور اگر وہ دانستہ یا نادانستہ
طور پر کسی ایسے غیر سماجی فعل کے مرتکب ہوں جس
سے انسانی برادری میں باہم نفاق اور جنگ
کے شعلے بھڑکنے کا امکان ہو تو ان سے سختی سے
باز پرس کی جائے،

سچ ہے کہ دنیا کی اقوام و ملل کے درمیان
ایک رشتہ مودت اور تعلق ہمسائیگی پیدا کیا جائے
اور دنیا کے سب معقول انسان خواہ وہ دنیا کے
کسی حصہ میں آباد ہوں برادرانہ تعلقات کے
نظام میں اپنا پورا پورا زور صرف کر دیں،

اتحادی قومیں اس وقت صرف لڑائی جیتنے
کے کام میں لگی ہوئی ہیں اگر انہیں آزاد رہنا ہے تو
مساعی جنگ سے دستبردار نہیں ہوا جا سکتا لیکن
یہی وقت ہے جبکہ لڑائی جیتنے کے ساتھ امن بھی
جیتا جا سکتا ہے ایک پائیدار اور منصفانہ امن کا
قیام اس قدر ضروری ہے کہ دنیا کو اسکے حصول کی
خاطر عملی جدوجہد ابھی سے شروع کر دینی چاہئے لیکن
اگر بیٹریں متفقہ طور پر قرارداد پاس کر دیں
کہ گوشت خوری خلاف قانون ہے اور اس جلسہ میں
بھیڑیئے شریک نہ ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ قرارداد بحفظ
حاصل ہوگی، اگر ان سیاست دانوں کو جو طاقت و
اقتدار کے سفیدائی ہیں یہ جتا یا جائے کہ لاکھوں
انسانی جانوں کا خون بہا کر اگر اقتصادی اور سیاسی فائدے
حاصل بھی کئے جائیں تو ان سے فاتحین کو حقیقی دولت و
ثروت ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی، فتوحات کی لعنت سے
بجز تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، جنگ زرگری جو
جوع الارضی کا نتیجہ ہے ایک اخلاق سوز اور تباہ کن
چیز ہے اس لعنت سے جس قدر جلد چھٹکارا حاصل کر دیں
اسی قدر اچھا ہے اگر روز افزوں لڑائیوں اور اختلافات
کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو انسانیت کے لئے یہ
موجب خودکشی ثابت ہوگا، وقت آگیا ہے جب
دنیا کے مفکرین کو کسی ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھنا
چاہئے اور بلا خوف مکمل اتحاد کو تنبیہ کر دینی چاہئے کہ
کی موجودہ روش دنیا کو ایک ایسی چٹان کی طرف لئے
جا رہی ہے جس پر بین الاقوامیت کی موجیں ایک بار پھر
پٹک پٹک کر پاش پاش ہو چکی ہیں،

جنگ عظیم کے بعد پہلا موقعہ تو ہاتھ سے کھو
گیا تھا کیا یہ نادر موقعہ بھی یوں ہی نکل جائیگا؟ مدبرین عالم
کا فرض ہے کہ وہ ایسا نہ ہونے دیں!

خزاں

(از جناب پی، پی میاں آگرہ)

خزاں! تیری آمد پژمردگی کا پیام لاتی ہے،
ہر جانب سبزی، زردی میں مبدل ہو جاتی ہے، درختوں
سے پتے جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں، پھول بے
خود و بے مرجھا جاتے ہیں، صرف ٹہنیاں، فرقت زدہ عشق
کی صورت بن جاتی ہیں، اور خدا جانے وہ رنگینیاں کہاں
غائب ہو جاتی ہیں ہر طرف موت کی سی خموشی چھا جاتی ہے
صرف سوکھی ٹہنیوں پر آشیانوں کے تنکے نظر آتے ہیں،
خوش الحان پرندوں کی آوازوں میں وہ چہچہاہٹ
خوش نہیں رہتا جو کہ موسم بہار میں کیفیت ہوتی ہے
کوئی ... ہر شخص کو ناگواری، اور ہر لمحہ اس بات کا
منتظر رہتا ہے کہ کب تیری روانگی اس دنیا سے ہو،
اور عروس بہار کے خیر مقدم کے واسطے ہر وقت بیقرار رہتی ہیں

آپ خودکشی کر رہے ہیں

اس لیے کہ آپ اپنی جسمانی صحت کی پوری حفاظت نہیں کرتے، حالانکہ جسمانی صحت ہی پر آپ کی دلچسپ زندگی کا دارومدار ہے۔ یورپ اور امریکا میں حفظ صحت کے جو اصول و قواعد بچپن ہی میں چھوٹے چھوٹے بچوں دل نشین کرائے جاتے ہیں ہندستان کے جوان اور بوڑھے بھی مرتے دم تک ان سے بے خبر رہتے ہیں۔

ہندستان کا سب سے زیادہ مفید اور مشہور رسالہ "ہمدرد صحت" کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ آپ کو حفظ صحت کے متعلق جدید ترین معلومات سے باخبر رکھے۔ یہ رسالہ مسلمہ طور پر ہندستان کا سب سے سستا اور سب سے زیادہ دلچسپ رسالہ ہے اور صرف ایک روپے سال میں حفظ صحت اور علاج امراض کے متعلق ایسی بیش قیمت معلومات ہر مہینے بہم پہنچاتا ہے جو سینکڑوں روپے کے خرچ سے بھی آپ کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔

اس رسالہ میں سائنٹفک ورزشیں۔ قدرتی علاج کے طریقے، جدید معلومات اور تحقیقات نہایت سلیس اردو زبان میں درج کی جاتی ہیں، اور نیز بہدف چٹکلے اور افسانے گوناگوں دلچسپیوں کا خاص جز ہوتے ہیں۔

ہمدرد صحت ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو نہایت پابندی سے شائع ہوتا ہے۔ اگر آپ کو واقعی اپنی صحت عزیز ہے اور جان پیاری ہے تو ابھی ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر ہمدرد صحت کے سالانہ خریدار ہو جائیے۔ وی۔پی نہیں بھیجا جائے گا۔

نمونہ تین آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگایا جا سکتا ہے۔ (وی۔پی نہیں بھیجا جاوے گا)

منیجر ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، ہمدرد ڈاکخانہ، دہلی

اپنے بالوں کو قائم رکھئے

کامینیا آئل (رجسٹرڈ)

اپنے بالوں کو قائم رکھنے کا ایک نیا اصول سمجھ لیجئے جو بالوں کو چکنا اور چمکدار رکھتا ہے۔

بال کا گرنا بند، سفید ہونا بند

لاکھوں کا مرغوب بالوں کا تیل

یہ آپ کے بالوں کو نازک اور نرم رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑھاتا بھی ہے۔

ہر جگہ فروخت ہوتا ہے۔

دل بہار آئل (رجسٹرڈ)

اس میں کامینیا کے ہی اوصاف موجود ہیں۔ مگر اس کی خوشبو اس سے مختلف ہے لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔

ہر جگہ مل سکتا ہے۔

سول ایجنٹس

دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی

بمبئی ۲

خودکشی

افسانہ

ترجمہ
از جناب اوم پرکاش
بی۔ اے۔ آنرز دہلی

شاید ہی کوئی دن ایسا جاتا ہو جس روز ہم مندرجہ ذیل قسم کی کوئی خبر اخبار میں نہ پڑھتے ہوں "جمعہ کو رات ایک بجے کے قریب نمبر ۔۔۔ کے باشندے کے بعد دیگرے دو گولیاں چلنے کی آواز سنکر جاگ اٹھے۔ دھماکے کی آواز معلوم ہوئی۔ کمرے کی طرف سے کوئی ہوئی معلوم پڑتی تھی۔ جس وقت دروازہ توڑا گیا تو وہ شخص بے ہوش خون میں لت پت دائیں ہاتھ میں پستول دبائے فرش پر مردہ پڑا تھا۔

"موسیو ایکس کی عمر ۵۰ سال کے قریب ہوگی۔ خاندانی رئیس، خوش حال، فارغ البال شخص تھا۔ خودکشی کا سبب معلوم نہیں ہو سکا۔"

وہ کون سا رنج، وہ کون سا معلوم دکھ، کون سی مایوسی، کون سا پوشیدہ زخم ہے جو ان بدقسمت انسانوں کو خودکشی پر مجبور کرتا ہے؟ ہم جانچ پڑتال کرتے ہیں، قیاس کے گھوڑے دوڑاتے ہیں، پیچھے میں کوئی مایوس عاشق ہوگا، بیچارے کی مالی حالت خراب ہوگی وغیرہ وغیرہ لیکن سچ تو یہ ہے ہم کوئی بات پختہ طور پر نہیں کہہ سکتے اور پہیلی ان بوجھی ہی رہ جاتی ہے۔

ان ظاہرا بلا وجہ خودکشی کرنے والوں میں ہی سے ایک شخص کا خط جو اسے شاید مرنے سے پندرہ گھنٹے پہلے اپنے میز پر رکھے ہوئے بھرے پستول کی طرف دیکھتے ہوئے لکھا تھا ہمارے ہاتھ لگا تھا۔ اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان مصائب و آلام میں سے ایک بھی جن کو ہم اس قسم کے واقعات کی بنا سمجھتے ہیں ان کی بنا نہیں ہوتی بلکہ ان کی تہ میں زندگی کی چھوٹی پریشانیوں کا ناممکن الختام سلسلہ، تنہائی کا بوجھ، خوابوں کی کوئی ٹوٹی ہوئی دنیا کا ماتم کرتی ہوتی ہے جس کو یہ زود حس جذباتی انسان ہی سمجھ پاتے ہیں۔

خط مندرجہ ذیل ہے:۔

"رات آدھی سے زیادہ جا چکی ہے۔ اس خط کے لکھنے کے ساتھ ساتھ ہی میں اپنا خاتمہ کر لوں گا کیوں؟ اگر میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کروں گا تو لیکن ان لوگوں کے لئے جو شاید اس خط کو پڑھیں گے کیونکہ اس لئے کہ اس طرح میں اپنی ہستی اور جو اس پر مرتب ہو کر میں نے خوشگوار فعل اور اس کی اہمیت کو۔ وہ اپنی طرح سمجھ سکتا ہوں جس کو ہم کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر سکتے ہیں ہمیشہ کے لئے ٹال نہیں سکتے۔

"میں سادہ لوح ۔۔۔ کے والدین کا لڑکا ہوں۔ بچپن سے خوش و خوش میں ہوں۔ میرا یہ خواب بہت عرصہ تک رہا اور اس آخری پردے کو اٹھے ہوئے بہت کافی عرصہ نہیں ہوا۔

چند سال سے میرے اندر ایک عجیب سی تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔ زندگی کا سرہ پیچھا چھوڑتے ہوئے سورج کی دلفریب کرن کی طرح خوشگوار معلوم ہوتا تھا۔ سب کچھ اور جیسا خوب معلوم ہونے لگا۔ اس خوفناک بیماری نے مجھ پر چیزوں کی ماہیت واضح کر دی اور میں ان تمام جذباتی کیفیتوں سے جو انسان کو خوشگوار دلفریبیوں کے ہاتھ میں کٹ پتلی بنا لے، نفرت کرنے لگا:

عمر گذرنے کے ساتھ ساتھ میں زندگی کی پہیلی سے اکتا گیا۔ بوس ہو گیا۔ لیکن اس لمبے مرحلہ وجہد کی ناکامی اور دنیا کی چیزوں کے کھوکھلے پن کا احساس، جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔

"پہلے میں خوش تھا ہر چیز مجھے خوش کرتی تھی عورتوں کی چال، سڑکوں کی بناوٹ، خود اپنی جائے رہائش، یہاں تک کہ اپنے بدن پر پہنے ہوئے کپڑوں کی وضع قطع تک میری توجہ اپنی طرف کھینچے بغیر نہ رہتی تھی۔ لیکن ان مناظر کے بار بار کے دہراؤ نے میرے دل میں وہ ہی نفرت اور جھنجھلاہٹ پیدا کر دی جو ہر رات ایک تھیٹر دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے!

"گذشتہ تیس سال سے میں اسی مقررہ وقت پر سو کر اٹھتا آیا ہوں اور ۲۰ سال سے اسی رستوران میں اسی وقت کھانے کی وہی ہیئتیں جن کو مختلف پیرائے رہتے ہیں کھاتا آیا ہوں۔"

اس خیال سے کہ شاید سیر و سیاحت ہی کچھ مفید ثابت ہو میں نے مختلف ممالک کا سفر بھی کیا۔ لیکن اثر الٹا ہوا۔ ان غیر مانوس مقامات کی خاموشی مجھے کھانے کو دوڑتی تھی اور کثرت کا کچھ ایسا احساس ہوتا تھا کہ میں نے گھر کو روانگی میں ہی اپنی خیر سمجھی۔"

"لیکن یہاں، ۲۰ سال پرانے ایک ہی جگہ ایک ہی پوزیشن میں پڑے ہوئے گھر کے فرنیچر کی بو اور ایسی ہی دوسری چیزیں ہر رات مجھ میں پوشیدگی اور زندگی سے نفرت کے جذبات پیدا کرنے لگیں۔"

اس سے نفرت ہونے لگی ہے۔ ۔۔۔ معلوم ہے کہ وہ کس موقع پر کیا کہے گا۔ جانتا ہوں کہ میں اس کا کیا جواب دوں گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے زندگی ایک سرکس ہے جس میں ایک ہی قسم کے بوڑھے کبھی ختم نہ ہونے والا چکر کاٹتے رہتے ہیں۔ یہ ایک ہمیشہ انہیں پرانے خیالات، انہیں مسرتوں، فرسودہ عقیدوں اور انہیں ہتھکنڈے دشوار کے اردگرد انہیں نفرت یا محبت کے جذبات کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں۔

"آج شام کو ہم نے گھر اتنا سارا قدامت میں چھپ کر ۔۔۔ سڑکوں کی روشنیاں ۔۔۔ دھوئیں ۔۔۔

"آج ہر چیز نے آپ کو دوسرا ہی رنگ دیا ہے۔ ہمیشہ تالی سے تالا کھولنا، دیا سلائی کو اس کی مقررہ جگہ پر رکھنا، کمرے میں داخل ہونے پر سامنے پڑی ہوئی چیزوں پر نگاہ ڈالنا وہ کا وہی تھا۔ کوئی مجھ سے یہ کہتا معلوم ہوتا تھا کہ گھر کی ۔۔۔ دوران ۔۔۔ واقعات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات پالے!

"جب کبھی میں ہمت بندھاتا تھا تو میرا دل چاہتا تھا کہ استرے سے اپنی گردن کاٹ کر زندگی کا خاتمہ کر دوں۔ میں کہ شیشے میں اپنا صابون لگا چہرہ دیکھ کر یک نامعلوم درد سے بھر جاتا تھا!

"پہلے جن لوگوں سے مل کر مجھے خوشی ہوتی تھی ۔۔۔

"آج ۔۔۔ معلوم ہوتی تھیں آج ۔۔۔ دل پر ایک ۔۔۔ بوجھ تھا ۔۔۔ ممکن ۔۔۔ دھیرے ۔۔۔ کر آج ۔۔۔

"دوست ۔۔۔ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ۔۔۔ کو نیند ۔۔۔ دل کو جو ۔۔۔ فلسفی کو نیا ۔۔۔ کا ۔۔۔ ہر ایک ۔۔۔ کو زندگی کا ۔۔۔ لطف اٹھانے اور ۔۔۔ کا ۔۔۔ ہے ۔۔۔ خوش ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہوا ۔۔۔ خواب و رہوت ۔۔۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

غزل

(از جناب منظور احمد منظور بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی)

جو آہ نکلے گی دل سے رسا ہی نکلے گی
بھڑک بھڑک کے سر عرش جا ہی نکلے گی

مرے رباب چھوٹیں گے آتشیں نغمے
حذر! اس آگ سے برق فنا ہی نکلے گی

کلیجہ تھام لو تاروں کو چھیڑنے والو
شکستہ ساز سے غم کی نوا ہی نکلے گی

جفا شعار جفاؤں پہ منفعل کیوں ہیں
وفا سرشت کے دل سے دعا ہی نکلے گی

ترے لئے مرا گلشن اجاڑنے والے
مرے فسردہ لبوں سے دعا ہی نکلے گی

مری شکست زمانے میں دیدنی ہوگی
مرے فسانے کی سرخی جدا ہی نکلے گی

بھنور ہوں باد مخالف ہو تند موجیں ہوں
یہ ٹوٹی ناؤ کنارے پہ جا ہی نکلے گی

چھٹے گا ابر الم تیرگی فنا ہوگی
کھلے گا غرفہ شب تو ضیا ہی نکلے گی

ایاغ مے کو بڑھا و نہ گل کرو شمعیں
ادھر وہ مست مئے ناز آ ہی نکلے گی

پہلے صفحے سے

کاوش کا باعث [illegible] میں نے کئی بار اس چیز کو نوٹ کیا ہے۔ بہت [illegible] ہے کہ میرا ضمیر آج درست ہوتا تو میں خود [illegible]

[illegible] جب اس پرانی کرسی پر جس پر میں [illegible] سال سے بیٹھتا آیا ہوں پھر بیٹھا اور اپنے [illegible] طرف نگاہ ڈالی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں [illegible] ہو جاؤں گا۔ کوئی مجھ سے بار بار کہتا تھا "تو کائر [illegible] ہے۔ تو موت سے ڈرتا ہے تو خودکشی کر ہی نہیں سکتا"

ان خیالات سے بچنے کے لئے میں نے اپنے آپکو اور چند کاموں میں لگانے کی کوشش کی لیکن مجھے ہر شغل بے کاری سے زیادہ بے کار معلوم ہوا۔ اس پر وقت گذارنے اور ان پریشان کن خیالات سے بچنے کے ارادے سے میں نے بے ترتیب کاغذوں کو ترتیب دینے میں لگ گیا۔

"میں بہت عرصے سے مثلاً پچھلے تیس سال سے اپنی میز کی درازوں کی صفائی کرنے کی سوچ رہا تھا میں اپنے خط اور دیگر ضروری کاغذات بہت عرصے سے ایک ڈبے میں لاپرواہی سے پھینکتا آیا ہوں۔ کاغذوں کی بے ترتیبی میرے لئے اکثر پریشانی کا باعث بھی ہوتی رہی ہے۔ لیکن چیزوں کو ترتیب دینے کے سلسلے میں میں کچھ ایسی اخلاقی اور جسمانی سستی محسوس کرتا تھا کہ مجھے کبھی اس غیر دلچسپ کام کو شروع کرنے کی ہمت ہی نہ ہوتی۔"

چنانچہ ضروری کاغذات چھانٹ لینے کے بعد بیکار کاغذ جلا ڈالنے کے ارادے سے میں نے اپنا ڈبہ کھولا۔ برسوں پرانے، پیلے پڑے ہوئے کاغذوں کا یہ انبار دیکھ کر میں کچھ چکرا گیا۔ آخر میں نے ان میں چند ایک کاغذ اٹھائے اور پڑھنے لگا۔"

اوہ! اگر آپ کو زندگی عزیز ہے تو کبھی پرانے خطوں کے مدفن کے پاس سے ہو کر بھی نہ گذریئے اور [illegible] بھی آپ کا ان سے مجبوراً واسطہ پڑ ہی جائے تو [illegible] اپنی آنکھیں بند کر لیجئے تاکہ آپ ان تحریروں کا [illegible] پڑھ سکیں جن کے طرز تحریر آپ کو تکلیف دہ [illegible] یادوں کے سمندر میں غرق کر دیں گے۔ ان [illegible] کو آگ میں جھونک دیجئے اور جب تک کہ [illegible] نہ ہو جائیں جلنے دیجئے ورنہ یاد رکھئے آپ [illegible] آپ کو بھی اسی ناقابل برداشت اذیت [illegible] جھلاہٹ سے ضرور ہی دوچار ہونا پڑے گا [illegible] سامنا مجھکو کرنا پڑا تھا۔"

"پچھلے چند خط جو میں نے پڑھے وہ مجھے غیر دلچسپ اور بے کار معلوم ہوئے۔ یہ خط حال ہی کے لکھے ہوئے تھے۔ اور ان کے کاتب وہ لوگ تھے جو ابھی زندہ ہیں اور جن سے گو ہم اکثر ملا کرتے ہیں۔ لیکن جن سے بلکہ [illegible] کوئی غیر معمولی خوشی یا رنج کا احساس نہیں [illegible] ایک لفافہ دیکھ کر میں کچھ چونکا۔ اس پر میرا [illegible] اور خوبصورت حروف میں صاف لکھا ہوا تھا

اس کو دیکھ کر میری آنکھیں بھیگ گئیں۔ یہ خط میرے عہد شباب کے ایک دوست کا تھا ——— ایک ایسے دوست کا جو میرا رازدار، غمگسار اور سچا ہمدرد رہا تھا۔

اس خط کو دیکھ کر میری ذہنی آنکھوں کے سامنے اس کا وہ ہی پیلا دلفریب مسکراہٹ بھرا چہرہ اور پھیلا ہوا ہاتھ گھوم گیا۔ میرے جان میں ایک کپکپی سی دوڑ گئی۔ اس کو مرے بہت عرصہ ہو چکا تھا۔ لیکن مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ میرے سامنے کھڑا ہنس رہا ہے یادوں کی دنیا بھی بڑی ہی عجیب ہے۔ اس میں وہ لوگ بھی جن کو مرے ایک عرصہ گذر چکا ایک زندہ حقیقت بن کر نظروں کے سامنے گھوم جاتے ہیں۔

"کانپتے ہاتھوں اور آنسوؤں سے تر آنکھوں کے ساتھ میں نے اس خط کو پڑھا۔ اس کو پڑھ کر مجھے ایسے ہی سرور کا احساس ہوا جو ایک بے گناہ شخص کو ہوتا ہے جس کی بیڑیوں کا ایک ایک کر کے چور اتار جا رہا ہو۔ میرے منہ سے ایک آہ نکل گئی۔"

"میری ذہنی آنکھوں کے سامنے گذشتہ زندگی کی ایک فلم بن کر دوڑنے لگی۔ وہ لوگ جن کو بھولے مجھے ایک عرصہ گذر چکا تھا اور جن کے نام تک بھی نہ یاد تھے ایک ایک کر کے سامنے آنے لگے۔ اپنی ماں کے خطوں کو دیکھ کر مجھے اپنے بڑھے نوکر اور اپنے گھر کی بناوٹ اور ایسی ہی دوسری تفصیلات ایک ایک کر کے یاد آنے لگیں۔

"میری آنکھوں کے آگے ماں کے پرانے رنگ برنگے لباس، انکی عجیب و غریب وضع قطع اور اس کے بال کنگھا کرنے کے مختلف طریقے ایک ایک کر کے گھومنے لگے اور خاص کر اس کی وہ سنہری فیتہ لگی سفید پوشاک تو میں بالکل ہی نہ بھول سکتا تھا۔ ایک بار جب اس نے مجھ سے کہا تھا۔

"رابرٹ! میرے بچے اگر تم سیدھے تن کر کھڑے نہ ہو گے تو تمام عمر کے لئے کبڑے ہو جاؤ گے" تو وہ اسی سفید پوشاک میں ملبوس تھی۔"

"دوسری دراز کھولنے پر میں نے اپنے آپ کو لطیف جذبات کی یادوں کے ایک جم غفیر سے دوچار پایا۔ ناچنے کا ایک جوتا، پھٹا ہوا ریشمی رومال، سیاہ خوبصورت بالوں کی ایک لٹ، سوکھے ہوئے گلاب کے چند پھول اور ایسی ہی چند دوسری چیزیں جن

سے زمانہ شباب کی خوشگوار یادیں وابستہ تھیں میری نظریں۔ روانی دنیا کی اس یاد دہانی نے جس میں بسنے والی ہیروئن کے بال اب سفید ہو چکے ہیں مجھ پر افسردگی طاری کر دی۔ آہ! وہ ترچھی ہوئیں وہ سیاہ بال، وہ نرم و نازک ملائم ہاتھ، وہ خاموش دیدہ شوخ نگاہیں، سینے سے لگے ہوئے کسی کے دل کی دھڑکن، مسکراتے اور دعوت بوسہ دیتے ہوئے کسی کے کانپتے ہونٹ ——— وہ ہونٹ جن کا پہلا مسحور کن بوسہ پا کر ہی آپ دنیا و مافیہا

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

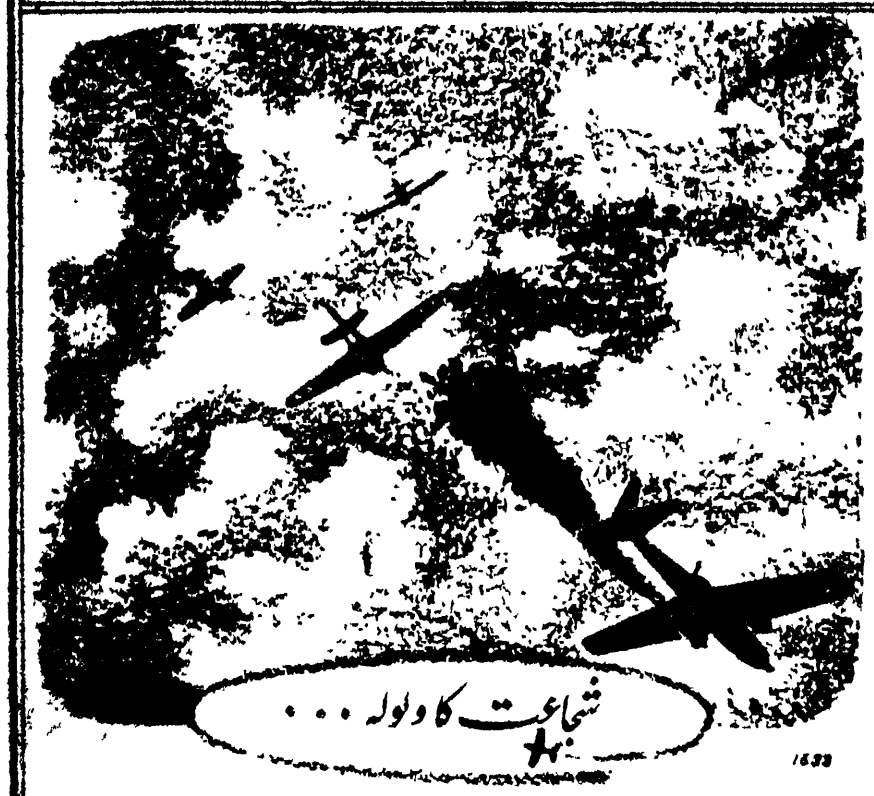

یعنی وہ تقاضا جو ہر انسان کے دل میں موجود ہے۔ ہندوستان کا ہوائی بیڑہ بہادری کا حوصلہ پورا کرتا اور مردانگی کے جوہر دکھانے کا پورا پورا موقعہ دیتا ہے۔ یہ اُن نوجوانوں کو جو ہوابازی کا شوق رکھتے ہوں، دنیا کے بہترین ہوائی جہاز اور اعلیٰ ترین تربیت مہیا کرتا ہے۔ آئی۔اے۔ایف کا مکمل تربیت پایا ہوا پائلٹ نہ صرف ایک عالی حوصلہ نوجوان ہوتا ہے جو ۳۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ہوا میں فراٹے بھرتا ہے بلکہ اس میں بہت سی بیش قدر شخصی خصوصیات بھی موجود ہوتی ہیں جو ایسی ہی غیر معمولی ٹریننگ سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس کی خدمت کا سب سے بڑا صلہ سرداری کی قابلیت، سوجھ بوجھ، خود اعتمادی، حوصلہ اور وہ اختیار ہے جو اُسے اپنی ذات پر حاصل ہوتا ہے۔

اب وقت ہے کہ آپ اپنی جنگ کے بعد کی زندگی کا بھی خیال کریں

★ یہ بالکل یقینی ہے کہ ہندوستانی ہوائی بیڑے کے افسروں کو جو تربیت اور تجربہ حاصل ہوتا ہے اس کی بنا پر بہت سے آدمیوں میں وہ لیاقتیں پیدا ہو جائیں گی جو ایک کامیاب اور خوشحال زندگی کے لئے ضروری ہیں۔

★ حکومت نے ذمہ لیا ہے کہ جنگ کے دوران میں اُن اسامیوں کی ایک بڑی تعداد خالی رکھی جائے گی جو حکومت کے زیر اختیار ہیں۔ ان عہدوں پر جنگ کے بعد ان لوگوں کا تقرر کیا جائے گا جنہوں نے فوجی خدمات انجام دی ہوں گی۔

★ فوجی خدمت سے واپس آئے ہوئے لوگوں کو حکومت کے خرچ پر خاص خاص فنون اور پیشوں کی خصوصی تعلیم دینے کے لئے بھی منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔

★ اُن امیدواروں کو جو اس وقت یونیورسٹیوں میں تعلیم پا رہے ہیں، بہت سی تعلیمی رعایتیں حاصل ہوں گی جن کی بنا پر وہ جنگ کے بعد اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں گے۔ پوری تفصیلات آپ اپنی یونیورسٹی کے عہدہ داروں سے حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ کوپن کاٹ کر قریب ترین جی۔ ڈی (پائلٹس) ریکروٹنگ آفیسر کو بھیج دیجئے جو آپ کو درخواست کا فارم اور ہندوستانی ہوائی بیڑے میں پائلٹ کے عہدے کے متعلق جملہ شرائط و قواعد ملازمت بھیجدے گا۔

نام _____

پتہ _____

_____

_____

آئی۔اے۔ایف کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے

جو جسمانی طور پر بالکل درست اور تندرست ہوں۔ جن کی نظر اور سماعت ٹھیک اور عمر ۱۷ سے ۲۰ سال تک ہو۔ حالت جنگ میں ہوابازی کا بار برداشت کر سکیں۔ عام تعلیمی استعداد اچھی ہو اور انگریزی روانی سے لکھ اور بول سکیں۔

اپنا کوپن قریب ترین جی۔ ڈی ریکروٹنگ آفیسر کو بھیج دیجئے۔

آئی۔اے۔ایف۔جی۔ڈی (پائلٹس) ریکروٹنگ آفیسر

۲۸ ڈیوس روڈ، لاہور

اصلی لیور رسٹ واچ مفت

فرنچ نیو گولڈ اور اس کے تیار کردہ زیورات کیلئے ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ ۴ تولہ فرنچ نیو گولڈ ایک جوڑی چوڑی ایک جوڑی کانٹے اور دو عدد انگوٹھیاں بطور فیشن بطور نمونہ بھیجی جاتی ہیں۔ شرائط ایجنسی آج ہی مفت طلب کریں۔ ایجنٹوں کو نہایت خوبصورت و مضبوط و بالکل صحیح وقت دینے والی پانچسالہ گارنٹی کی اصلی لیور رسٹ واچ بالکل مفت بطور انعام دی جاتی ہے۔

فرنچ گولڈ سپلائی کمپنی ۴۵ دہلی

دلچسپ معلومات

ایک آدمی لڑکی کا ماں

پیرٹو کی ایک آدمی لڑکی نے لوگوں کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ اس لڑکی کی عمر مشکل سے دس بارہ سال ہے۔ یہ بینائی سے قطعی محروم ہے۔ لیکن اسکے باوجود یہ ہاتھ سے چھونے کے بعد کپڑوں کے رنگ بتا دیتی ہے۔ اور انگلیوں سے وہ تمام کام لیتی ہے جو آنکھوں کے سوا کسی دوسری چیز سے لینا ناممکن ہے۔ یہ لڑکی کشیدہ کاری کی بہت بڑی ماہر ہے اور پھول پتیوں میں ہمیشہ صحیح اور نیچرل رنگ دیتی ہے۔ اس لڑکی کے کمالات حال ہی میں نیوز آف دی ورلڈ میں شائع ہوئے ہیں۔

لکڑی کی بنی ہوئی ریل کی پٹڑیاں

آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ ایک زمانہ وہ بھی تھا جب ریل کی پٹڑیاں لوہے کی نہیں ہوا کرتی تھیں بلکہ لکڑی کی پٹڑیاں تیار کی جاتی تھیں اور ان پر لکڑیوں کی پہیوں پر ریل اور انجن دوڑتے دوڑتے پھرتے تھے۔ لیکن بات بہت پرانے زمانہ کی ہے یعنی سترہویں صدی میں جب پہلے پہل ریل ایجاد ہوئی تھی۔ ریل کی پٹڑیاں لوہے کی ہوا کرتی تھیں۔

ابتدا میں ریل اس لئے ایجاد کی گئی تھی کہ وہ سامانوں کو ادھر سے ادھر لے جائے بلکہ کچھ سامان ہی کو تو کانوں سے کوئلہ لانے کے لئے ریل ایجاد ہوئی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے اس نے موجودہ صورت اختیار کر لی ہے۔ اور اب ریل اور بھی ترقی کرنے والی ہے کیونکہ ایک ماہر صنعت نے ایک ایسی بھی ریل ایجاد کر لی ہے جو چلتے چلتے ریل کی پٹڑی سے اوپر اٹھ جایا کرے گی رفتار ۱۰۰ میل فی گھنٹہ ہوگی۔

شوہروں کے خون کی پیاسی

آپ یہ سن کر حیران رہ جائیں گے کہ دنیا میں ایک نہایت ہی حسین و جمیل عورت پر اس جرم میں مقدمہ چل رہا ہے کیونکہ یہ عورت اس وقت تک [illegible] شوہروں کو یکے بعد دیگرے قتل کر چکی ہے۔

[illegible]

ہوا۔ چنانچہ پچھلے دنوں جوں ہی اس عورت کے ساتھ میں شوہر کی موت واقع ہوئی تو پولیس نے اس کی لاش پر قبضہ جمایا اور عورت مذکور کے مکان کی تلاشی لی۔ تلاشی میں کچھ ایسی زہریلی ادویات ملیں جن کو اگر انجکشن کے ذریعہ جسم میں پہنچا دیا جائے تو فوراً موت واقع ہو جاتی ہے اور کسی کو شبہ بھی نہیں ہوتا کہ یہ موت غیر قدرتی ہے۔

مزید تحقیقات کے بعد یہ پتہ چلا کہ اس عیار عورت کا ذریعہ معاش ہی یہ ہے کہ یہ پہلے تو دولت مند مردوں کو پھانسنے میں پھانستی ہے اس سے خوب روپیہ اینٹھتی ہے جب اس کی عیاری کا پردہ چاک ہونے کا وقت قریب آتا ہے تو انکو انجکشن کے ذریعہ زہر دے کر ختم کر دیتی ہے چنانچہ یہ فرنی کہ عورت اس وقت تک سات مردوں سے شادی کرنے کے بعد اسی طریقے سے موت کے گھاٹ اتار چکی ہے۔

دنیا میں فیصدی تعلیم کا مقابلہ

برطانیہ ۹۳ مرد ۹۱ عورت جرمنی ... مرد ... عورت
امریکہ ۹۵ ۹۳ " فرانس ... ۷۱ "
ڈنمارک ... ۱۰۰ " جاپان ۹۰ ۹۸ "
ہندوستان ۵ ۱ "

وقت خاص کا بے نظیر تحفہ

طاقت کا بادشاہ

بادشاہوں کے استعمال کی چیز [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

لڑکیوں کو تیمارداری کی تربیت

ہماری لڑکیوں کو جس سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے وہ تربیت ایسی چیز ہے جس کے لئے روپیہ پیسہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے [illegible] ماں بھی اپنی لڑکی کی تربیت کر سکتی ہے۔ خانہ داری، اصول حفظان صحت وغیرہ سب سے اہم مسئلہ میرے نزدیک تیمارداری ہے دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جس میں کبھی کوئی بیمار نہ ہوا ہو اور ڈھونڈھنے سے کوئی ایسی عورت ملنی مشکل نہیں جسے کسی کی تیمارداری نہ کرنی پڑی ہو۔

ساری دنیا میں تیمارداری کرنا عورت کا کام سمجھا جاتا ہے چونکہ تیمارداری کے لئے جس قدر تحمل، استقلال، مزاجی اور صبر کی ضرورت ہے وہ صرف عورت ہی میں پائی جاتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم اس ضروری مسئلہ سے بہت غفلت برت رہے ہیں۔ پرورش اطفال کے متعلق اکثر بڑی بوڑھی عورتوں سے کہتے سنا ہے کہ جب وقت پڑے گا تو خود بخود آ جائے گا

اسی طرح تیمارداری کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ آخر ہم نے بھی تو کی ہے کہیں تعلیم تو نہیں پائی تھی۔

یہ سچ ہے لیکن صحیح طریقہ پر تیمارداری نہ جاننے سے ہزارہا جانیں چیچک، ٹائفائڈ، انفلوئنزا اور نمونیا جیسے مہلک امراض کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں اور یہ وہ امراض ہیں جن میں دوا سے زیادہ اصول تیمارداری درکار ہے۔ امراض خواہ کیسے ہی ہوں ان سے آئے دن خصوصاً بچہ والے گھروں میں سابقہ پڑتا ہی رہتا ہے۔ جن کے گھر والے صحیح طریقہ پر تیمارداری کرنا نہیں جانتے اگر وہ [illegible] تو سینکڑوں روپے خرچ کر کے پرائیویٹ نرسوں سے [illegible] داری کراتے ہیں یا خود ہی تمام کاروبار چھوڑ کر [illegible] بھی ہو تیمارداری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس کے باوجود صحیح معنوں میں تیمارداری نہیں ہو سکتی [illegible] کافی روپیہ صرف ہو جاتا ہے

لیکن ایسے گھر بہت زیادہ ہیں جن میں اگر کوئی [illegible] تو نرس [illegible] خریدنا [illegible] ادھر [illegible] گھر [illegible] اگر صحیح تیمارداری [illegible] کے [illegible] [illegible]

[illegible] تیمارداری نہیں کیا تو اس کا کہنا ہی کیا۔ مریض کی بڑی ہی عجیب قسمتی ہوگی کیونکہ بیمار کو دوا سے زیادہ تیمارداری سے سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے ہر لڑکی کو اس قابل بننا چاہئے کہ وقت پڑنے پر تیمارداری کی تمام تکالیف کا آسانی کے ساتھ مقابلہ کر سکے اور اپنی فطری صلاحیتوں سے بہترین نرس کا بدل ہو سکے۔

پھٹکری کے کرشمے

پھٹکری کو خوب اچھی طرح پگھلا کر سنگھانے سے نکسیر بند ہو جاتی ہے۔

نمک ملا کر منجن کرنے سے دانتوں کی جلن اور بدبو مٹاتی ہے۔ اس کو پانی میں گھول کر کلی کرنے سے منہ کا درد جاتا رہتا ہے۔

اس کو گندے پانی میں ڈالنے سے پانی بالکل صاف [illegible] ہے۔

امرود کا لیپ کرنے سے پھوڑا نہ ہرا رہتا ہے۔

ناف [illegible] سے پیدا ہونے والا ناف کا پھوڑا پھٹکری کا لیپ کرنے سے مٹ جاتا ہے۔

بھونی ہوئی پھٹکری ایک ایک ماشہ میں تھوڑی شکر ملا کر چار پڑیہ بنا کر تین تین گھنٹے کے بعد پانی میں کھانے سے چھاتی اور پھیپھڑوں سے اگر خون آتا ہو تو رک جاتا ہے۔

عرق گلاب میں گلابی پھٹکری گھول کر آنکھوں میں ڈالنے سے سرخی جاتی رہتی ہے۔

سوکھی کھانسی (رکتا کھانسی) میں بھونی ہوئی پھٹکری ۲ رتی مصری ملا کر دن میں ۵-۶ بار کھلانے سے کھانسی مٹتی ہے۔

میٹھے دھی میں ایک ماشہ پھٹکری کھلانے سے سوزاک مٹتا ہے۔

ماشہ پھٹکری کو پانی میں گھول کر جب تک زہر نہ اتر جائے تب تک گھنٹہ گھنٹہ بعد پلانے سے ہر قسم کے سانپ کا زہر اتر جاتا ہے۔

بھنی ہوئی پھٹکری ڈیڑھ ماشہ، مگر ڈیڑھ ماشہ مصری تین ماشہ سب کو ملا کر روز کھانے سے سوزاک دور ہو جاتا ہے۔

پھٹکری کی پوٹلی آنکھوں پر پھیرنے سے آنکھ کا درد مٹتا ہے۔

طاقت بڑھانیوالی ملک مشہور

مدن منجری گولیاں

قبض، سوزاک، جریان، احتلام، رقت منی اور کمزوری دور کر کے طاقت بڑھاتی ہیں۔ چالیس گولیوں کی ڈبیہ [illegible] روپیہ

رمن لاسینی گولیاں [illegible] شادی شدہ زندگی کو [illegible]

میدن چورن [illegible] اور [illegible] ہر قسم کے سوزاک کو دور [illegible]

مدن منجر [illegible] جام نگر کاٹھیاواڑ

دہلی ایجنٹ [illegible] چاندنی چوک دہلی

کانپور ایجنٹ [illegible] کانپور

ابھی تیاری کیجئے

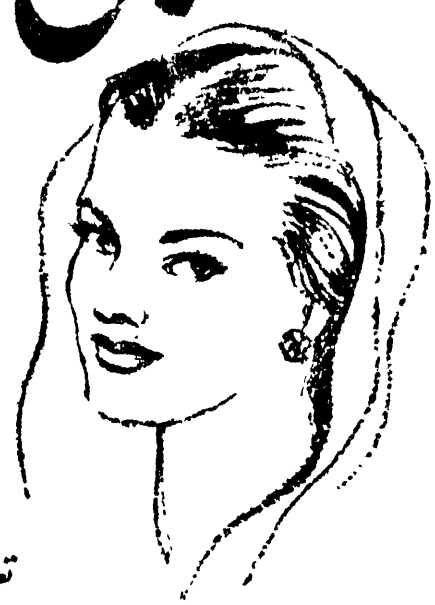

ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقوں میں یہ خیال ابھی پیدا ہوا ہے کہ عورتوں کو بھی مفید کاروباری [illegible] سیکھنے چاہئیں۔ یہ درست ہے کہ عورتیں پڑھانے، علاج معالجے اور تیمارداری وغیرہ [illegible] پیشوں میں برسوں سے دخل رکھتی ہیں، مگر اب تک ہندوستانی عورتوں نے ان کے علاوہ کسی اور قسم کے روزگار کی طرف توجہ نہیں کی تھی۔ بہرحال ہندوستان کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ ہندوستان صنعت اور تجارت میں برابر ترقی کر رہا ہے اور اس طرح عورتوں کو وہ موقعہ حاصل ہو رہا ہے جس کی انہیں ضرورت ہے۔ یہ بالکل یقینی ہے کہ حالات کے اعتدال پر آنے کے بعد غیر فوجی عہدوں کے لئے بہت سے عمدہ تربیت پائے ہوئے لوگوں (مردوں نیز عورتوں) کی ضرورت ہوگی۔ ہندوستان کے زنانہ امدادی دستے کی بحری شاخ ہندوستان کی عورتوں کو جنگ کے اس اہم دور میں اپنے ملک کی خدمت کرنے کا نادر اور بیش بہا موقعہ مہیا کرتی ہے۔ بلکہ اس سے کچھ زیادہ بھی۔ ظاہر ہے کہ بحری شاخ کی تربیت اور اس کے دلچسپ اور نئے کاموں کا مفید تجربہ بہت سی عورتوں میں وہ لازمی خصوصیات اور لیاقتیں پیدا کر دے گا جو زمانۂ امن میں کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہیں۔

★ پوری تفصیلات کسی بھرتی دفتر یا نزدیک ترین "ڈبلیو۔اے۔سی (آئی)" نیول ونگ، نیوز کمانڈ یا کسی بندرگاہ کے نیول آفیسر انچارج سے معلوم کیجئے۔

WAC(I) کی بحری شاخ

ڈبلیو۔اے۔سی۔(آئی) کی بحری شاخ میں ملازم ہو جائیے۔

AAA15

زراعت و کاشتکاری

سنئی کی اہمیت

(از شری شیو انند جھا بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر)

[illegible]

سائنسدانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ پودوں میں بھی زندگی ہے اور کوئی بھی زندہ چیز بغیر ضروری متعلقہ چیزوں کے زندہ نہیں رہ سکتی۔

جس طرح انسانی زندگی کے لئے پنج عناصر (زمین، پانی، آگ، ہوا اور آسمان) اسی طرح اشیاء خوردنی وغیرہ کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ پودوں کے لئے بھی زمین، پانی، گرمی، ہوا اور کھاد کی ضرورت ہوتی ہے جن اجزاء سے پہلے میں انہیں اجزاء کی ضرورت انکی زندگی کے لئے بھی ہوتی ہے۔

اب ایک خاص جگہ کے لئے ایک خاص پودے کی خصوصیات پر غور کیجئے۔

صوبہ متحدہ کی زمین، آب و ہوا اور خصوصیت کے مطابق چار حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔

(۱) گنگا اور اس کی معاون ندیوں کی لائی ہوئی مٹی

(۲) کالی چکنی مٹی

(۳) ترائی کی زمین

(۴) کنکریلی زمین

ان چار حصوں کی قدرتی پیداوار میں مختلف ہے۔ یہ اختلاف کیوں ہے؟

زمین میں کچھ [illegible] کھانے کے علاوہ [illegible] زندگی کے لئے [illegible] چیزوں کو یا [illegible] میں [illegible] قبول کرتا ہے۔

گرم ملکوں میں [illegible] کھا کر [illegible] اپنے جسم کی پرورش کے لئے دیتے ہیں [illegible] کے [illegible] ہوتا ہے [illegible] ان چیزوں کو [illegible] کھینچ لیتے ہیں [illegible] ۹۲ عناصر کا پتہ لگایا ہے جن میں [illegible] ہیں۔

ان عناصر میں پودوں کی زندگی کے لئے [illegible] جس وہ [illegible] مقدار میں زمین میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) آکسیجن ۴۷٫۲۳ فیصدی (۲) سلیکن [illegible] فی صدی (۳) ایلومینیم ۷٫۸۵ فی صدی (۴) [illegible] ۴ فیصدی (۵) کیلشیم [illegible] فیصدی (۶) سوڈیم [illegible] ۲ فیصدی (۷) پوٹیشیم [illegible] فیصدی (۸) میگنیشیم [illegible] فی صدی (۹) ٹائٹینیم [illegible] فی صدی (۱۰) ہائیڈروجن [illegible] فیصدی (۱۱) کاربن [illegible] فی صدی (۱۲) فاسفورس [illegible] فی صدی (۱۳) سلفر [illegible] فی صدی (۱۴) مینگنیز [illegible] فی صدی (۱۵) بیریم [illegible] فیصدی (۱۶) کلورین [illegible] فیصدی۔

ان عناصر میں نائٹروجن، پوٹاش اور فاسفورس بے حد ضروری ہیں جن کے بغیر پودوں کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ دیگر عناصر کے مقابلے میں انکی مقدار زیادہ ہونی چاہئے۔ یو۔ پی کی زمینوں میں عام طور پر نائٹروجن کی کمی ہے۔ انہیں عناصر کی کمی زیادتی سے زمین کی قوت پیداوار میں فرق آجاتا ہے۔

اگر انسان کو تمام اچھی اچھی اشیاء خوردنی دیجئے اور نمک نہ دیا جائے تو وہ تندرست نہیں رہے گا اور

طرح طرح کی [illegible] ہو جائیں گی۔ اسی طرح [illegible] ان عناصر میں سے کسی ایک کی کمی سے پودے [illegible] نہیں ہو سکتے اور بعض حالات میں قطعی [illegible]

ہی نہیں [illegible] اس کی کوشش [illegible] ہو جاتے [illegible] ان کے کھانے کی شکل میں [illegible]

ننگا .... پیٹ

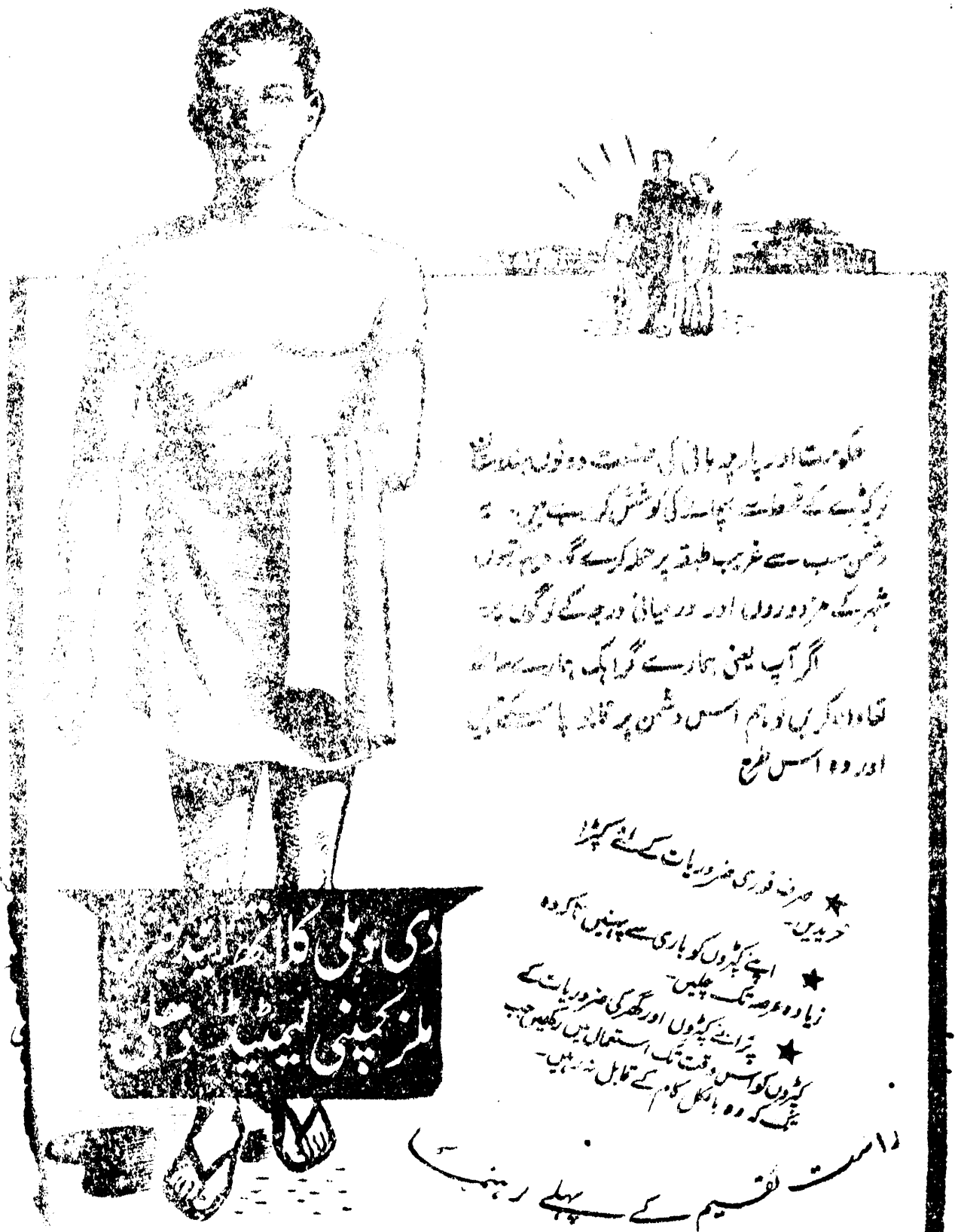

حکومت اور پارچہ بافی کی صنعت دونوں ہندوستان [illegible] کپڑے کے قحط سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں [illegible] دشمن سب سے غریب طبقہ پر حملہ کرے گا۔ دیہاتوں، شہر کے مزدوروں اور درمیانی درجے کے لوگوں [illegible]

اگر آپ یعنی ہمارے گراہک ہمارے [illegible] تعاون کریں تو ہم اس دشمن پر قابو پا سکتے ہیں اور وہ اس طرح

★ صرف ضروری ضروریات کے لئے کپڑا خریدیں۔

★ اپنے کپڑوں کو باری سے پہنیں تاکہ وہ زیادہ عرصہ تک چلیں۔

★ پرانے کپڑوں اور گھر کی ضروریات کے کپڑوں کو اس وقت تک استعمال میں رکھیں جب تک کہ وہ بالکل کام کے قابل نہ رہیں۔

دی دہلی کلاتھ اینڈ جنرل ملز کمپنی لمیٹڈ

(دہلی)

(دہلی) تقسیم کے پہلے رہنما

ڈی سی۔ ایم اسٹورس کناٹ پلیس اور پہاڑ گنج نئی دہلی اور چاندنی چوک، لال کنیٹ، موری گیٹ، سبزی منڈی اور مٹیا محل دہلی، سونی پت، روہتک، کرنال، گڑگانوہ، ریواڑی، پانی پت، بھوانی، حصار، میرٹھ، مظفر نگر، آگرہ، بریلی، علیگڈھ، ہردوار، دہرہ دون، مرادآباد اور رامپور میں بھی موجود ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صفحہ ۱۸ سے آگے

[illegible] ایک ایک کر کے مجھے یاد آ رہے تھے۔

[illegible] گذشتہ کی سر قلیل پرتی کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا لیا اور دیوانہ وار چومنے لگا میری [illegible] کے ایک بار پھر وہی منظر دیکھا۔ [illegible] دعوت عمل کے پرانے نظارے [illegible] اس وقت [illegible] میں [illegible] رہ گیا تھا۔ یہ میرے پچاس سال پہلے [illegible] کے اسٹرکے لکھوانے پر [illegible] تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور جوانی کی خوشگوار نظاروں سے دوچار ہوا لیکن مستقبل [illegible] اس کا تو خیال تک میری روح لرزا دیتا ہے۔ جب میں اپنے آپ کو ایک بدشکل اپاہج بوڑھے کے روپ میں دیکھتا ہوں تو میرا دل کانپ اٹھتا ہے اور پھر میرا اپنا سہنے والا بھی تو دنیا میں کوئی نہیں۔

بستول سامنے میز پر پڑا ہے اور اب میں اس میں گولیاں بھرنے جا رہا ہوں ..... [illegible] خدمت پڑھ ....."

یہ ہے [illegible] لوگوں کو اپنی جان لینے [illegible] اکساتی ہے اور [illegible] کوشش [illegible] ہیں [illegible] کون سی [illegible] ہو گئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیجئے

[illegible] استعمال ہوتی تھیں مثلاً سونگ اور سبز چنے [illegible] کی مانند ہے اور وہ [illegible] ایسی ہی ہے جیسی حمام صابن کی خوشبودار [illegible] ٹھنڈک اور [illegible] بخش [illegible] میں [illegible] کی طرح روغن اور صاف [illegible] حمام صابن میں [illegible] کی تمام خوبیوں کے علاوہ ایک [illegible] خوشگوار صابن کے فوائد [illegible] میں

حمام

آپ کے غسل کے لئے مشہور صابن

ٹالکو سپیریر [illegible] لاہور

[illegible]

[illegible] لاہور

صفحہ ۲ سے آگے

گورا بادل اور گورے بادل کا فرق ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ راجستھانی میں نام کا جزو بھی اگر صفت کی صورت میں ہو تو اس کو صیغے کے لحاظ سے بدل دیتے تھے مگر کھڑی بولی میں ایسا نہیں کرتے اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ یہ کتاب نظم میں ہے یا نثر میں۔ زیادہ تر ہندی کی تاریخ لکھنے والوں نے اسے نثر کی ہی کتاب مانا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں جو عبارت ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر وہ عبارت اسی کتاب کا جزو ہے تو ہندی نثر میں فارسی یا عربی کے لفظ آنے لگے تھے عبارت اس طرح ہے

شری رام جی پرسن ہوئس۔ شری گنیشا سا ہند بخشی سانت ہیوانت کی سا۔ چتور گڑھ میں گورا بادل ہوا جسکی بارتا کی کتاب ہندی میں بنا کر تیار کر لی ہے۔

اتنی ہی سی عبارت سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ راجستھانی ہندی میں بھی کتاب کا لفظ رواج پا گیا تھا۔

اگرچہ کتاب کی جگہ کیتاب لکھا ہے اور کیتب تو خاص طور پر قرآن مجید کے معنوں میں ہندی میں استعمال ہونے لگا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ "کی" اس وقت تک فعل ماضی کی حیثیت سے استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کا استعمال محض اضافت کی صورت میں تھا۔ فعل ماضی میں اب بھی کی کی جگہ بعض دیہات میں جہاں کھڑی بولی ہی رائج ہے "کری" بولا جاتا ہے۔ اس کتاب کو کوئی کھڑی بولی میں اور کوئی راجستھانی ہندی میں مانتا ہے۔ مگر یہ ماننا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں ہے۔ زیادہ مشکل اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ لوگوں نے جگہ جگہ سے اس کی نقلیں حاصل کی ہیں انہیں بھی بڑا اختلاف ہے اور یہ شبہ ہوتا ہے کہ کسی اور کتاب کے صفحے اس کتاب میں مل گئے ہیں۔ البتہ اتنا تو تحقیق سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب سمت ۱۶۸۰ میں لکھی گئی۔

کتاب کے شروع میں دیوی جی سے کتاب کو کامیاب بنانے کی جو پرارتھنا کی گئی ہے اس میں لکھا ہے۔

چون کمل چیت لایک سمروں شری شاردا بھ
اشیر دے ماے کہوں سو کتھا چیت لایک

یہاں چیت وہی لفظ ہے جسے سنسکرت میں چت (ت بالتشدید) لکھتے ہیں اور جو اردو میں بھی مرکب صورت میں دو چیتے سو وغیرہ کی صورت میں بولا جاتا ہے اور لایک (لایق) عربی ہے گو سائیں نلسی داس جی نے بھی

کرپا سمرتھ سب لایک

لکھا ہے بہت سی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ اس وقت ہندی والوں کی زبان پر رواں ہو چکا تھا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ممکن ہے جٹ مل نے ہی اپنی کتاب کو راجستھانی اور کھڑی بولی ہندی دونوں زبانوں میں یا نظم اور نثر دونوں ہی میں لکھا ہو مگر پروفیسر رام کمار ورما اس خیال سے متفق نہیں ہیں۔ ان کا قیاس ہے کہ اصل کتاب جٹ مل نے نظم میں لکھی ہوگی اور اس اصل کتاب کو لے کر بعد میں کسی نے نثر میں کر دیا۔ کچھ بھی ہو یہ کتاب زبان کے لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے۔

کرشن اور رام کے ان بھگتوں اور ہندی کے نثر نگار کا ذکر کرنے کے بعد بہاری لال کا بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ ذات کے برہمن تھے اور سترھویں صدی کے شروع میں گوالیار کی ریاست میں پیدا ہوئے۔ شروع کی زندگی بندیلکھنڈ میں گذری اور جوانی کا زمانہ متھرا میں گذرا۔ تقریباً ساٹھ برس کی عمر پائی۔ ان کی شاعری شہ نگار رس (تغزل) میں ہے اور اپنے فن کے اتنے بڑے ماہر مانے گئے کہ جس طرح سورداس اور تلسی داس کا زمانہ سدھ کال یا تلسی کال کے نام سے مشہور ہے۔ ویسے ہی ان کا زمانہ بہاری کال کہلاتا ہے۔ ان کے دوہے تو کل سات سو سات ہی ہیں مگر انھوں نے انہیں ہندی ساہتیہ میں لاثانی اور لافانی جگہ دلا دی ہے۔ کہیں کہیں فارسی عربی کے لفظ بھی اپنے دوہوں میں استعمال کئے ہیں۔ مثلاً ان کا ایک مشہور دوہا ہے۔

ماہنو دھ تن چھ چھب سوجھ راکھیے کاج
رنگ یگ پوچھن کو کئے بھوشن پہنے اج

اس دوہے میں کاج کا قافیہ پہنے اج (پہنا انداز) استعمال کیا ہے جو فارسی مرکب ہے۔

ایکسلسیر سینما جمعہ ۲۳ فروری سے
منورما
روزانہ:- ۳½ بجے ۶¾ بجے اور ۱۰ بجے رات کو
اتوار کو دوپہر ۱۱½ بجے ایک خاص شو ہوگا۔

وہ تصویر جسے ہر بار دیکھنے کے بعد نیا لطف حاصل ہوتا ہے
حسن رنگینی، رقص و موسیقی، محبت و ظرافت کا عظیم شاہکار
جینت دیسائی پروڈکشنز کی بیش بہا تصویر
نواں دلکش ہفتہ
لگا
نواں دلکش ہفتہ
اداکاران:- رمولا، ایشور لال، بابا سبزی، مبارک
موتی
دو ڈرامے:- ۳½، ۶¾، ۱۰ بجے رات
سوموار سے صرف ۶¾ بجے، ۱۰ بجے رات

ہر ایک ہندوستانی اس پر فخر کرے گا
کہ ہندوستان میں بھی ایسی فلمیں تیار ہونے لگیں
پکار، سکندر اور پرتھوی ولبھ کے خالق
مسٹر سہراب مودی کی ڈائرکشن میں تیار کیا ہوا
سنٹرل اسٹڈیوز کا نادر روزگار کارنامہ
ڈائرکٹر سہراب مودی
افسانہ:- پنڈت سدرشن
گانے:- علامہ آرزو لکھنوی، غافل ہزاروی
موسیقی:- خورشید انور
پکار
ستارے:- آہو چشم مہتاب، بلونت سنگھ، کوشلیا، یعقوب، شاہ نواز، صادق علی، پرتیما دیوی، ننھی لڑکی (لتیکا) وغیرہ
CENTRAL
ساتواں ہفتہ رنز سینما
دہلی میں ملاحظہ فرمائیے

خوش رہنے والی صورت پر
چنتا کی بدلی چھائے کیوں؟
کیا خوبصورتی بھی بدقسمتی کا سبب بن سکتی ہے؟
دیکھئے
شالیمار پکچرز کا زبردست شاہکار
حسن کی جیت
ڈائرکشن:- ڈبلیو۔ زیڈ احمد
نغمات:- جوش ملیح آبادی
اداکاران خصوصی:- نینا اور شیام
کمار ٹاکیز میں ۴ ہفتہ
دو ڈرامے:- ۳½، ۶¾ و ۱۰ بجے
اتوار کو صبح ۱۱½ بجے بھی

شمالی افریقہ کی لڑائی میں وہ سامان جو اتحادیوں کے ہاتھ آیا

اتحادیوں فوج کا ایک جنگی ٹینک کاتراڈیور

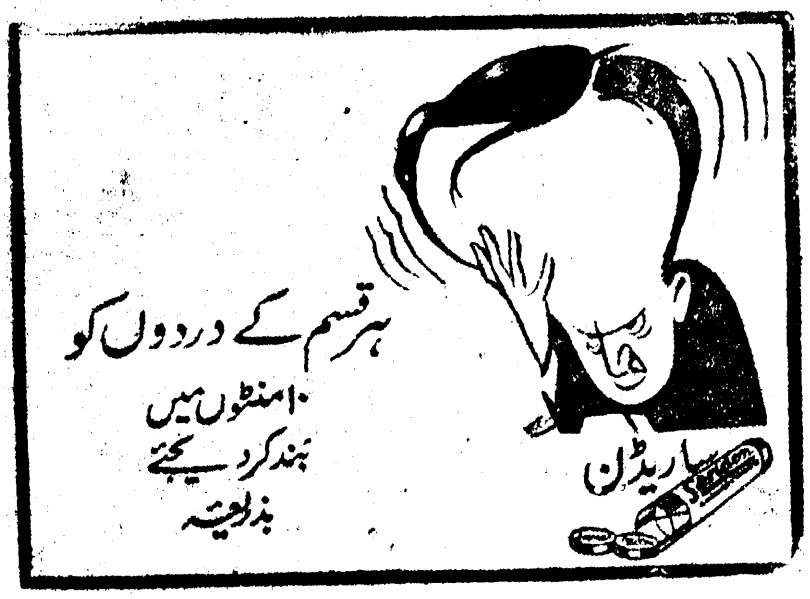

* سند یافتہ ڈاکٹر (میڈیکل لائی سنیشیئٹ) *

خدمت خلق کے لئے

یہ عالمگیر جنگ عظیم اپنے آخری درجے پر پہنچ چکی ہے۔ جاپانیوں کو کامل شکست دیئے بغیر اس کے ممکن نہیں کہ میدان جنگ میں بہت سی جانوں کو ضرر پہنچے۔ ان زخمیوں کو اُس تمام امداد و نگہداشت کی ضرورت ہوگی جو اہل طب ان کے لئے مہیا کر سکتے ہیں۔ زخمی فوجیوں کے علاج معالجے سے سینکڑوں ڈاکٹروں کو ایسی مہارت اور تجربہ حاصل ہو جائے گا جس کی بنا پر وہ زمانہ امن میں زیادہ خوبی کے ساتھ خلق خدا کی خدمت کر سکیں گے۔ آپ کو انڈین آرمی میڈیکل کور میں کام کرنے کے لئے اپنی خدمات ابھی پیش کر دینی چاہئیں۔

ضروری قابلیتیں ۔ اُمیدوار فوجی فرائض کو انجام دینے کے قابل اور عام طور پر ۲۵ سال سے کم عمر کے ہونے چاہئیں۔ اُن کے پاس ایل۔ سی۔ پی۔ ایس۔ ایل۔ ایس۔ ایم۔ ایف۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایل۔ ایم۔ پی یا ان کے مساوی کوئی سند موجود ہو۔

ملازمت کے قواعد و شرائط

"اے" کلاس سروس۔ یہ عمومی خدمات کے لئے ہے اور اس میں ڈاکٹروں کو سمندر پار جا کر تجربات حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ترقی کے نہایت عمدہ امکانات موجود ہیں۔ تنخواہ ۴۰۰ روپے سے لیکر (جو سیکنڈ لفٹننٹ کی تنخواہ ہے) ۱۳۵۰ روپے تک پہنچتی ہے۔ (جو لفٹننٹ کرنل کی تنخواہ ہے)

"بی" کلاس سروس۔ یہ صرف ہندوستان کے اندر ملازمت کے لئے ہے۔ اس درجے میں زیادہ سے زیادہ ترقی کپتان کے عہدے تک ہو سکتی ہے۔ تنخواہ سیکنڈ لفٹننٹ کے عہدے پر ۲۵۰ روپے سے شروع ہو کر کپتان کے عہدے پر ۵۵۰ روپے پر پہنچتی ہے۔

الاؤنس۔ دونوں کلاسوں یا درجوں میں، سپیشلسٹ تنخواہ (خصوصی ماہروں کے لئے) اصل تنخواہ کے علاوہ مبلغ ۱۰۰ روپے ماہوار اُن افسروں کے لئے جو خصوصی ماہروں کے طور پر مقرر کئے جائیں۔ سپیشلسٹ یا کمانڈنگ کی تنخواہ ۳۰ روپے سے لے کر ۲۴۰ روپے ماہوار تک، اصل تنخواہ کے علاوہ ان افسروں کو ملتی ہے جن کو بعض خاص تقررات دیئے جائیں۔ پوشاک کا الاؤنس مبلغ ۲۳۰ روپے، پہلے تقرر کے وقت۔ پیشگی تنخواہ ۳۰۰ روپے تک، پہلے تقرر کے وقت۔ عطیے۔ فوجی ملازمت سے سبکدوشی کے وقت ملازمت کے ہر مکمل سال پر ایک مہینے کی تنخواہ بطور عطیہ۔ اپاہجی کی پنشن، بال بچوں اور بیوہ کی پنشن اور بچوں کی تعلیم کے الاؤنس حسب قواعد۔ گھر بار سے علیحدہ ہونے کا الاؤنس، سفر کا بھتہ اور رخصت کی رعایتیں اُسی حساب سے حاصل ہوں گی جو ہندوستانی فوج کے دوسرے افسروں کے لئے مقرر ہے۔

پوری تفصیلات صوبجاتی میڈیکل ڈپارٹمنٹ کے اعلیٰ افسر (سرجن جنرل یا انسپکٹر جنرل آف سول ہاسپٹلز) یا ہندوستانی فوجی ہسپتالوں کے افسر کمانڈنگ یا ڈائرکٹر آف میڈیکل سروس، جنرل ہیڈکوارٹرز نئی دہلی یا ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس، نئی دہلی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

انڈین آرمی میڈیکل کور

printed and published by Dharam Pal Gupta at the Tej press Bara Bantara Road, Delhi.

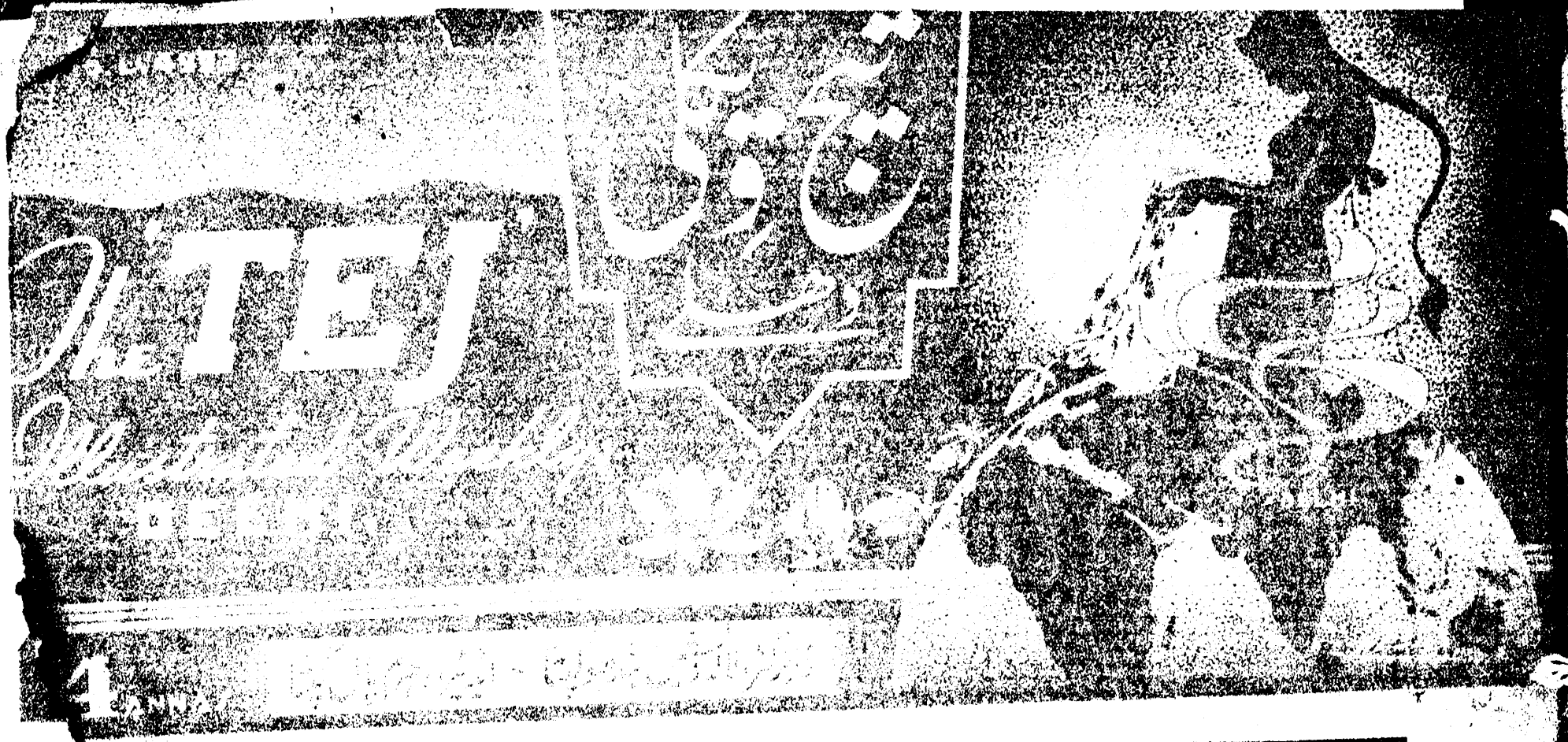

لاہور سنٹرل جیل سے رہائی کے بعد لالہ دیش بندھو گپتا دہلی میں
یہاں آپ کا علاج ہو رہا ہے

سر بی ایل متر ایڈووکیٹ جنرل
گورنمنٹ آف انڈیا
جو ریاست بڑودہ کے دیوان مقرر
ہوئے ہیں

شریمت کیفشیام سنگھ گپت
اپنے ستیارتھ پرکاش پر سے پابندی
ہٹانے کے متعلق ایک اہم بیان شائع
کیا ہے

ہندوستان اسکاؤٹ ایسوسی ایشن کی سالانہ ریلی کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر
بھولابھائی دیسائی تقریر کر رہے ہیں

27 th Fed 1945Vol.No,12

DING JOURNAL OF NOR INDIA

زبان کا مسئلہ

نمبر ۱۶

از جناب منشی گوپی ناتھ صاحب امن لکھنوی

سترھویں صدی کے ہندی لکھار

سترھویں صدی عیسوی کے شروع کے زمانہ پر تلسی داس کا بہت اثر تھا اس لئے ہمیں اس زمانے کی ہندی شاعری میں بہت سے شاعر تلسی داس کے چیلے ملتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ تلسی داس کو کہاں تک پہنچ سکے ہیں۔

تلسی داس کے زمانے میں ہی کیشو داس ہوئے لیکن وہ سترھویں صدی عیسوی تک زندہ رہے۔ کیشو داس کا کلام بہت مشکل ہے اور بڑے بڑے پنڈت بھی اس کے ارتھ کرنے میں الجھ جاتے ہیں۔ ان کی زبان میں برج بھاشا بھی ملتی ہے اور بندیلکھنڈی زبان بھی۔ چونکہ اپنے کلام میں صنعتیں بہت پیدا کی ہیں اس لئے زبان اور بھی زیادہ مشکل ہو گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ روانی جاتی رہی جو سورداس یا تلسی داس کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ پھر بھی انھوں نے قدرت کے بڑے بڑے نظارے کئے ہیں۔ انھوں نے نو راماین بھی لکھی لیکن وہ تلسی داس کی طرح کوئی بھاتا نہ تھے اور پنڈت تھے۔

اس لئے ان کی راماین میں وہ کیفیت پائی جاتی ہے جو تلسی داس کی لکھی ہوئی راماین میں نہیں ہے اور نہ اس سے اتنی مطابقت ہی حاصل ہوئی بلکہ وہ پنڈتوں کے مطلب کی کتاب رہ گئی۔

کیشو داس سے کہیں زیادہ بھاشا داس کو مقبولیت ملی۔ یہ رنگ کے ڈوم تھے اور سترھویں صدی عیسوی کے شروع یا سولھویں صدی عیسوی کے آخر میں پیدا ہوئے تھے۔ اگرچہ ان کے گرو اگر داس جی نے بھی کچھ کتابیں لکھی تھیں مگر بھاشا داس کا بھگت مال بہت مشہور ہوا۔ اور یہ کتاب پرانے قسم کے بھگت ہندوستان میں اب بھی بہت پسند کی جاتی ہے۔ لکھنے کو تو بھاشا داس نے بھجن بھی لکھے لیکن بھگت مال میں چونکہ ذات پات کے امتیاز کے بغیر سو بھگتوں کا ذکر کیا تھا اس لئے یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ پران چند چوہان ہرے رام اور بل داس کا ذکر رام بھگت کویوں کے سلسلہ میں سترھویں صدی میں آتا ہے۔ مگر ہمیں ان شاعروں کے کلام کی خوبیوں سے نہیں بلکہ اس صدی کی ہندی سے بحث ہے۔ اتنا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ سورداس جی جنھیں کہیں کہیں تلسی داس جی کا چھوٹا بھائی لکھا گیا ہے سترھویں صدی کے شروع میں سورداس کے رنگ میں کہنے والے سب سے زیادہ کامیاب شاعر ہیں۔ ان کے بعد کرشن داس اس رنگ کے مالک مانے گئے۔

اگرچہ سولھویں صدی سے سترھویں صدی تک رام اور کرشن کے متعلق ہندی لکھنے والے بھگت گذرے ہیں جن کا شمار بھی نہیں کیا جا سکتا، لیکن ایک بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ رام بھگت زیادہ تر اودھی یا بندیلکھنڈی ہندی لکھتے ہیں اور کرشن بھگت برج بھاشا لکھتے ہیں۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ کرشن جی کا جنم اودھ میں ہوا تھا اور کرشن جی متھرا میں پیدا ہوئے تھے۔ ہزاروں برس گذر جانے کے بعد بھی جگہ کا اثر زبان پر قائم رہا۔ کہیں کہیں رام بھگتوں نے بھی برج بھاشا لکھی ہے۔ خود گوسائیں تلسی داس کے یہاں اس کی مثالیں ملتی ہیں مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ:۔

کبھوں کی ہوں یہ رہنو ہوں گو

اس میں آخر میں "ہوں گو" کی جگہ "ہوں گو" برج بھاشا ہے۔ جو برج بھاشا میں استعمال ہوتا ہے اودھی میں نہیں۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ہندی میں نثر کے مقابلہ میں نظم کا زور تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس زمانہ کی ہندی نثر ملتی ہی بہت کم ہے مگر ایک بابا لال نامی ایک شخص نے گورا بادل کی کتھا کے نام سے لکھی تھی اس پر بہت کچھ کھوج کا کام ہوا۔ یہ نثر لکھنے والا راجپوتانہ کا رہنے والا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں تو اس کی کتاب کا نام راجپوتانہ کی زبان میں ملتا ہے اور کہیں کھڑی بولی میں راجستھانی میں "کی" کی جگہ "ری" استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے کہیں تو اس کی کتاب کا نام گورے بادل ری رکھا اور کہیں پر کھڑی بولی میں گورا بادل کی کتھا لکھا ہے۔ اس میں کی اور ری کے فرق کے علاوہ ایک اور فرق نمایاں ہے۔ یعنی

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

آرام کے لئے چلئے

ہندوستان کی تازگی بخش انتہائی پینے کی چیز

★

انڈین ٹی مارکٹ ایکسپنشن بورڈ سے شائع کیا

IK 196

سروں پر سبقت لیجانیوالی

مشین

شدہ جناب سر جیمز ٹامسن صاحب بہادر مدراس ڈائرکٹر آف ایگریکلچر، گورنمنٹ ٹوسرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر ... سٹیل کمپنی لمیٹڈ میڈیکل آفیسران آف ہیلتھ وغیرہ وغیرہ ... ڈاکٹر ایگریکلچر کی پلے گراؤنڈ سے ۱۴ اگرین کے اندر ہر مطلوبہ ... کی سزم کے خشک پاؤڈر اور کیپسول نیز متلا ادویات ... وغیرہ کی ٹھیک اسپرے کو نیز ... کی ... مضمون کا ... صرف تقریباً ... ہے ... شدہ خاص ... کی بے حد مقبولیت ... ہوئی ہے ... تین چار سو تک یاد بنائی ہے مزید تفصیلات ... وغیرہ روانہ کرنے کو ہیں ہے۔

قیمت پندرہ روپیہ ٹواک خرچ وغیرہ علاوہ ... تک یہی قیمت رہے گی اس کے بعد بیس روپیہ ہو جائیگی۔

... ایلیٹ مشین ورکس ۱۲ کانشتھان ودیا کانپور

دھلی میں پہلی مرتبہ

پردیپ پکچرز کا پُر مذاق دلچسپ موسیقی نواز فلم

وکیل صاحب

جس کی انتظار میں آپ بے چین ہو رہے تھے

ڈائرکٹر:۔ موہن سنہا (بدلتی دنیا والے)

اداکار:۔ مادھوری، ترلوک کپور، شہزادی، پنڈت بدری پرشاد

جمعہ مورخہ ۲۳ فروری سے شروع ویسٹ اینڈ سنما صدر بازار

دو ڈراما ۳ ۶ ۹ بجے رات

ڈسٹری بیوٹرز:۔ اورینٹل فلم ایکس چینج، چاندنی چوک دہلی و لاہور

ہماری کمپنی کی تیار کردہ مشہور و معروف

ٹائیگر برانڈ بوٹ پالش

مقول کمیشن پر دہلی کیلئے ایجنٹوں اور اسٹاکسٹوں کی فوراً ضرورت ہے۔ پتہ ذیل پر لکھیں۔

ٹائیگر کیمیکل ورکس (رجسٹرڈ) چاوڑا بازار لدھیانہ

دھلی کے مشہور حکیم

جے۔ پی کتھوریا جی کا

کتھوریہ سپاری پاک

عورتوں کے لیکوریا اور تمام پوشیدہ امراض کی بے نظیر دوا

ڈیڑھ روپیہ ——— سب دوا فروش بیچتے ہیں

تیج دہلی

The TEJ Delhi

PRICE 4 Annas

الہ پرست گرلز کالج تے کے موقعہ پر ایک نکڑ ناٹک تماشہ میں لڑکیاں پارٹ کر رہی ہیں

اسی ڈرامہ کا ایک دوسرا سین جو بہت کامیاب رہا

مرکزی اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے ممبران

کالج تے کے موقعہ پر دوڑ کے مقابلہ کا ایک سین

No 10

6th March 1945 Vol. No. 12

JOURNAL OF NOR... INDIA

زبان کا مسئلہ

(۱۷)

(از جناب منشی گوپی ناتھ صاحب امن لکھنوی)

سترھویں صدی کا قطب شاہی دور

دکھنی زبان جس کا مرکز حیدرآباد ہے اور ہندوستان کی اردو اور ہندی کے بیچ کی سی چیز معلوم ہوتی ہے سترھویں صدی میں یہ زبان بہت بہتری کے ساتھ بن رہی تھی سلطان محمد قلی قطب شاہ وہ پہلے بادشاہ تھے جنہوں نے گولکنڈہ کو راجدھانی بنایا اور سب سے پہلے اگر کسی کا پورا اردو کلام ملتا ہے تو وہی ہیں اور ان کے کلام سے اندازہ کیا گیا ہے کہ دکھنی زبان اس وقت تک بہت کافی ترقی کر چکی تھی۔ دیسی زبان میں انکا تخلص معانی تھا۔ مرثیے، قصیدے، ترجیع بند، مثنویاں اور رباعیاں ان کے مجموعے میں ہیں سب ملا کر کوئی پچیس ہزار شعر سے زیادہ کہے ہیں۔ جہاں بادشاہ خود اتنا بڑا اور پرگو شاعر ہو وہاں رعایا میں شاعری کا چرچا عام ہونا بہت معمولی بات ہے۔ ان کے کلام میں ایک خاص بات یہ ہے کہ دیسی رنگ بہت زیادہ ہے ہندوستان کے مختلف رسم و رواج اور تیوہاروں کے بارے میں نظمیں ملتی ہیں جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے متعلق ہیں۔ اس بادشاہ کا زمانہ سولھویں صدی کے آخر اور سترھویں صدی کے شروع میں تھا اس لئے دونوں صدیوں میں ذکر کر سکتے ہیں مگر زیادہ تر کلام سترھویں صدی کا ہے۔ ان کا مذہب شیعہ تھا [illegible] مرثیہ گوئی کو انھوں نے ایک ثواب کی [illegible] جاری کی تھی۔

اس میں بہ فن دکھن میں پیدا ہوا اور لکھنؤ میں کمال کو پہنچا۔

ان [illegible] بادشاہ نے جو قطب شاہ تخلص کرتے تھے ایک کلیات اپنی یادگار چھوڑی ہے پیدا تو سولھویں صدی میں ہوئے تھے لیکن پہلے چار کی [illegible] سترھویں صدی کے شروع میں [illegible] پہنچے [illegible] ان کا [illegible] ان کے تخلص کی وجہ سے ان کے اور اپنے میں کلام کو الگ کرنے میں بڑی دقت ہے وہ فارسی میں قطب شاہ اور اردو یا دکھنی میں معانی کرتے تھے [illegible] فارسی میں [illegible] میں قطب شاہ تخلص کرتے تھے [illegible] ایک ہی تخلص پہلے فارسی میں اور ایک نئے اردو میں استعمال کیا ہے۔ اس بادشاہ کا شمار بھی دونوں صدیوں کے تذکرہ میں ہو سکتا ہے۔ ان کے کلام میں سکھی کا لفظ جا بجا آیا ہے اور ایسے موقعہ پر استعمال ہوا ہے جو اب ہم اسے دوست یا اسے یار کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ہندی کی طرح دکھنی اردو میں بھی تانیث کا صیغہ اظہار محبت کے لئے استعمال ہوتا تھا لیکن کہیں سجن کا لفظ بھی ملتا ہے۔

انکے صاحبزادے عبداللہ قطب شاہ نے ۱۶۲۵ء سے ۱۶۷۲ء تک راج کیا۔ جب ان کا راج شروع ہوا تو اتر ہندوستان میں جہانگیر کا راج تھا۔ چند دنوں کے بعد شاہجہاں تخت پر بیٹھا شاہجہاں سے انھوں نے یوں تو صلح کر لی تھی لیکن آخر دور میں شاہجہاں سے کچھ ان بن ہو گئی چنانچہ اورنگ زیب نے جو اس زمانہ میں دکھن میں صوبہ دار تھے اس سلطنت پر چڑھائی کر دی اور آخر عبداللہ قطب شاہ کو سب شرطیں ماننی پڑیں۔ اس فوجی چڑھائی کا نتیجہ بھی زبان کے اعتبار سے ویسا ہی ہوا جیسے اس سے پہلے علاء الدین خلجی اور محمد تغلق کے دکھن میں پہنچنے سے ہوا تھا کیونکہ جو لوگ دکھن میں حملہ کرنے گئے تھے ان میں سے کچھ وہاں بس گئے اور انکی زبان بھی اپنا کچھ اثر ڈال کر وہیں کی زبان میں مل جل گئی۔ شاہ عبداللہ اچھا تخلص بھی عبداللہ ہی کرتے تھے۔ ایسا تخلص اور شاعری میں آجکل نہیں ملتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندی کی طرح ان دنوں اردو میں بھی نام کا ہی تخلص ہونا کوئی غیر معمولی بات نہ تھا۔

سلطان ابوالحسن سترھویں صدی کے کیا بلکہ سلطنت گولکنڈہ کے ہی آخری بادشاہ ہیں اپنی نازک مزاجی کی وجہ سے تانا شاہ مشہور ہوئے۔ آخری زمانہ اورنگ زیب میں قید مغل میں گذرا۔

ان بادشاہوں کے ذکر کے بعد ان شاعروں کا ذکر بھی ضرور ہے جو اس عہد میں زبان بنا رہے تھے سب سے پہلے وجہی کا نام قابل ذکر ہے کیونکہ اس نے نہ صرف نظمیں کہیں بلکہ دکھنی زبان میں نثر بھی لکھی ہے۔ اس زمانے کے اردو شاعروں کا کلام [illegible] ملتا مگر وجہی کا کلام ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت اونچے درجہ کا شاعر تھا اور اس پر اسے ناز بھی تھا۔

دوسرا نام محو آصفی کا ہے جس کے کلام میں [illegible] کے لفظ بہت ملتے ہیں۔ اس نے غزل، مثنوی [illegible] لکھے ہیں۔ کچھ کلام ملا کچھ نہیں ملا جو ملا بھی [illegible] یورپ کے کتب خانوں میں۔ احمد اور [illegible] بھی اس دور کے اچھے شاعر ہیں۔

ابن نشاطی نہ صرف اپنی شاعری کے لئے بلکہ اپنی نثر نگاری کے لئے بھی مشہور ہے مگر اس کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں معلوم ہو سکا۔ نظم میں اس کی صرف ایک مثنوی ملی ہے اور وہ بھی انگلستان میں۔

یہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

طبعی تانا شاہ کا درباری شاعر تھا۔ [illegible] اس کی مثنوی نہیں ملتی۔ برٹش میوزیم [illegible] ماتمی بھی اسی دور کا شاعر ہے۔ قسمت ہے کہ اس کا کلام دفتر دیوانی دارالحکومت حیدرآباد میں موجود ہے

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

BALANCE
AND THE BALANCE WHEEL

سستی اور قابل اعتبار وقت دینے کے لئے بیلنس کا وزن اور بال کمانی کی مضبوطی کو درست تناسب میں ہونا چاہیئے۔ "ویسٹ اینڈ" کی گھڑیوں میں ان ضروری اجزا کو مکمل طور پر ہم آہنگ بنانے کا وہ کام جو توازن اور جانچ میں انتہائی درستگی کا طالب ہوتا ہے۔ دنیا کے سب سے زیادہ ماہر گھڑی سازوں کے ہاتھ میں ہے۔ ویسٹ اینڈ کی گھڑیاں ابتدا سے انتہا تک جدید ترین فن گھڑی سازی کے اصولوں پر بنائی اور تیار کی جاتی ہیں ان میں جو سامان استعمال کئے جاتے ہیں وہ بہترین ہوتے ہیں اور ماہرانہ کاریگری اس امر کی گارنٹی کرتی ہے کہ ہر ویسٹ اینڈ کی گھڑی ایک مضبوط قابل اعتبار وقت دینے والی ہے

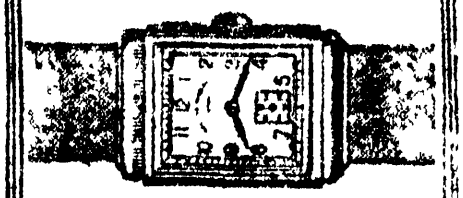

ہمیں افسوس ہے کہ تازہ ترین پیپر کنٹرول کے باعث ہم فہرست نہیں بھیج سکتے۔

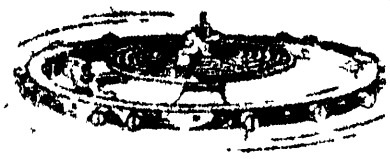

مال کے بیقاعدہ پہنچنے کے باعث ممکن ہے کہ تمام اشتہار دار نمونوں کے مطابق گھڑی نہ سپلائی کی جا سکے لیکن جہاں تک ہمارا اسٹاک اجازت دیگا تمام آرڈروں پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی، بمبئی، کلکتہ

WEST END WATCH Co
BOMBAY CALCUTTA

ہمیشہ بہتر
اسٹان کریم
بال بنانے کیلئے بہترین

بالوں کو جماتا ہے۔
چمک پیدا کرتا ہے۔
قدار ہلیں ہے۔
استعمال میں صفائی ہے۔
بالوں کے لئے اچھا ہے۔

ذخیرہ
اب کافی ہے

اسٹینڈرڈ اسٹانسٹریٹ اینڈ کو لمیٹڈ
کلکتہ، بمبئی، مدراس، کراچی، لکھنؤ، امرتسر

اسوکینا

ہرکا سیال جو بروسرے اہم سائنٹیفک اجزا کے ساتھ لیکوریا، رلنوریا اور دوسرے تمام رحمی امراض اور بچے کی اولیوں کے لئے ایک قابل اعتماد دوا ہے۔

کابرو

کردہ دوا اعصابی اور عصبی ہسٹیریا بہت مفید ثابت ہوئی ہے

ارشاداتِ عالیہ

از حضرت ندرت میرٹھی

دل میں در پردہ باندازِ دگر آ ہی گیا
او نظر سے چھپنے والے تو نظر آ ہی گیا

بن کے اشک اک قطرۂ خونِ جگر آ ہی گیا
تیرے گھر کا بھی چراغ ای چشمِ تر آ ہی گیا

شاد باش اے جادہ پیمائے محبت شاد باش
رقص کرتے ہیں جہاں سجدے وہ در آ ہی گیا

تیرے در پر حشر کا ہنگامہ برپا ہو تو ہو
اب تو اک دیوانۂ شوریدہ سر آ ہی گیا

آج واعظ بھی سرِ منبر ہے محوِ ذکرِ مے
صحبتِ پیرِ مغاں کا کچھ اثر آ ہی گیا

قتل ٹھہرا میری پیہم التجاؤں کا جواب
آج اک ان کا بھی پیامِ مختصر آ ہی گیا

طالبانِ دید کی آنکھیں کھلی ہی رہ گئیں
سامنے بے پردہ اک جادو نظر آ ہی گیا

سایۂ رحمت میں کیوں پینے سے چوکیں بادہ خوار
اٹھ کے جب ابرِ سیہ بالائے سر آ ہی گیا

کیوں کسی کے سامنے رکھیں اٹھا کر کوئی بات
جب زباں پر شکوۂ دردِ جگر آ ہی گیا

دردِ دل سے جب اٹھایا میں نے لطفِ زندگی
موت کا پیغام بن کر چارہ گر آ ہی گیا

اُس وفا دشمن سے ندرت اب تو بھی اب بیزار ہے
ہوش آخر تجھ کو بھی اے بے خبر آ ہی گیا

(کتبہ حامد امروہوی)

گرہست جیون میں

(از جناب ہرجیت سنگھ صاحب)

مرد کو چاہیئے کہ:

(۱) اپنی بیوی کو حقیقی طور پر رفیقۂ حیات بنائے۔
(۲) اسکے ساتھ مہربانی اور وفاداری کا سلوک روا رکھے
(۳) اُس پر پورا پورا اعتماد رکھے۔
(۴) اپنے جملہ امور خانگی میں اُس سے مشورہ لے
(۵) اپنی پاکیزگی سے اُس پر ثابت کر دے کہ اسکی محبت محض اپنی بیوی کے لئے ہی مخصوص ہے۔
(۶) بیوی کی ضروریات اور احتیاجات خانہ داری کا خیال رکھے
(۷) بیوی کے والدین کی عزت کرے۔
(۸) گھریلو معاملات میں بیوی کے انتظام میں بہت زیادہ دخل نہ دے۔
(۹) چھوٹی چھوٹی فروگذاشتوں سے درگذر کرے
(۱۰) جو اوصاف وہ بیوی میں دیکھنا چاہتا ہے وہ پہلے اپنے میں پیدا کرے۔

بیوی کو واجب ہے کہ:

(۱) خانہ داری کا بوجھ پورے طور پر اٹھائے بچوں کی پرورش کا انتظام پورے طور پر خود کرے، گھر کو بہشت کا نمونہ بنانے کی کوشش کرے۔
(۲) چھوٹی چھوٹی باتوں کے متعلق خاوند پر شک نہ کرے۔
(۳) اپنی فرمانبرداری سے پورا پورا اعتماد خاوند پر بٹھائے۔
(۴) خاوند کو گھر کا سردار سمجھے۔
(۵) اخراجات اور ضروریات سے خاوند کو زیادہ دق نہ کرے
(۶) تلخ زبانی اور طعنہ زنی سے پرہیز کرے۔
(۷) خاوند کے آرام اور اسکے خورد و نوش کا خوب خیال رکھے
(۸) خاوند پر ثابت کر دے کہ اسکی محبت غیر منقسم ہے
(۹) جہاں تک ممکن ہو سکے گھر سے باہر کم نکلے۔
(۱۰) خاوند میں اگر کوئی عیب دیکھے تو اس کی وجہ سے جھٹ پٹ فساد پر نہ اتر آئے۔ بلکہ اپنی تدبر اور حسن اخلاق سے رفتہ رفتہ اس نقص کو رفع کرنے کی کوشش کرے۔

چند باتیں!

(مرتبہ جناب آرزو اکبر آبادی)

۱۔ دل ایک حسین وہم کا نام ہے۔
۲۔ کاغذ کی ناؤ اور ناداں کی دوستی یکساں ہے
۳۔ انسان کو سنتے وقت اگر رونا پڑے تو بہت اچھا ہے۔
۴۔ موت ہی زندگی اور محبت کا بہترین علاج ہے
۵۔ دوسرے پر اعتبار کرنے سے اپنے پر اعتبار کرنا بہتر ہے۔
(۶) محبت ایک گتھی ہے جو موت کی شانے سے سلجھتی ہے
۷۔ بعض وقت کی خوشی بھی روح شکن ہوتی ہے
۸۔ ملک کا نظام درست رکھنے سے بہتر ہے کہ اپنا نظام درست رکھے۔

غالب کے چند نشتر

مرتبہ جناب محمد محمود الرحمن خاں طالب فرخ آباد

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
یک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیئے

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سبو دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

قہر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو
کاش کہ تم مرے لئے ہوتے؟

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ملنا ترا نہیں اگر آساں تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے؟
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

نازش ہائے رنگیں دیکھتا ہوں
شکایت ہائے بیجا کا گلہ کیا!

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے

کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو!
نہ لائے تاب جو غم کی وہ میرا راز داں کیوں ہو

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے

تک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

جبکہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟

مختصر مرنے پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اس کی دیکھا چاہیئے

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعد قتل
میرے پتہ سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے

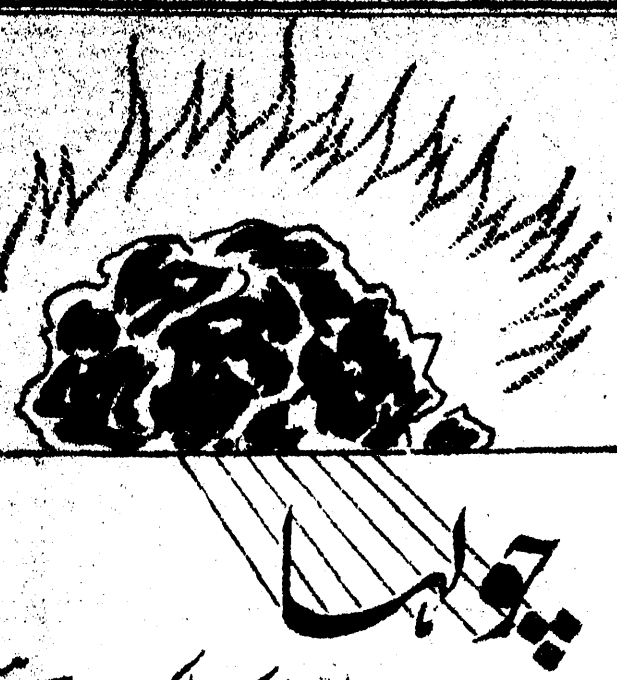

چولہا

جلانا بھی ایک مرحلہ ہے

کوئلہ اور لکڑی یہ دو ایسے مسئلے ہیں جو ہر آدمی
کیساتھ لگے ہوئے ہیں ان کا حاصل کرنا مشکل ہے
اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنا بھی دشوار ہے
لیکن ایک پیالی چائے بنانے کے لئے
ایک کیتلی پانی اُبالنے میں بہت ہی کم ایندھن کی
ضرورت ہے۔ اور یہ عمدہ چائے کی پیالی
کسقدر تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ ایک زمانے کے ساتھ تسکین
اور امن ہو جاتا ہے۔ آیندہ جب کبھی جنگ کے مشکل زمانے میں
رہنا ہو تو صرف چائے کی ایک پیالی پیجئے
اور دیکھئے کس قدر فرق ہوتا ہے۔

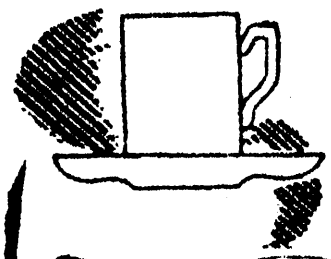

پریشانی کی حالت میں
ہندوستانی
چائے
کی طرف متوجہ ہوئیے

انڈین ٹی مارکٹ ایکسپنشن بورڈ نے شائع کیا

LTK 237

ہندوستانی چائے میں بہترین

لپٹن کی
چا کو جا
چائے

LTK 81

آرٹ کی سماجی اہمیت

انسانی زندگی پر آرٹ کیا اثر ڈالتا ہے؟

(از شریمتی کملا دیوی چٹوپادھیائے)

قدیم انسانی سوسائٹی میں آرٹ سماجی حالات کے اظہار کا ایک ذریعہ تھا، کسی خاص شخص یا فرد کی ذہنیت یا حالت کو نہیں بلکہ پوری جماعت یعنی قوم کے سماجی احساس و شعور کو ظاہر کرتا تھا، آرٹ کا شمار "ان ایش" میں نہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ قیمت دینے والا شخص اسے خرید لے، بلکہ روزمرہ کی تفصیلات کا آئینہ دار تھا آرٹسٹ کوئی ایسا آدمی نہ ہوتا تھا جسے ایک عجیب الخلقت چیز سمجھا جاتا اور جو انسانوں کے عام گروہ سے الگ تھلگ زندگی بسر کرتا، ایک خاص زبان استعمال کرتا اور سماجی رسم و رواج اور ضابطہ و قانون سے اختلاف کرتا ہو

> دنیا کی ہر قوم کے تمدن و تہذیب کا آئینہ اس کا آرٹ ہوا کرتا ہے۔ آرٹ کو اجمالی معنوں میں "فنون لطیفہ" کہتے ہیں جو بنیادی حیثیت سے شاعری، مصوری اور موسیقی پر مشتمل ہے، مگر ان میں بہت سے دوسرے فنون کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے مثلاً سنگ تراشی کو مصوری کے تحت میں اور رقص کو موسیقی میں شامل کیا جا سکتا ہے، ان کے علاوہ مختلف اقسام کی صناعی ہے مثلاً معماری، منبت کاری وغیرہ، ہندوستان میں آرٹ کو جو اعلیٰ درجہ زمانہ قدیم سے حاصل ہے اس کی بے شمار شہادتیں اور مثالیں موجود ہیں۔ اس مضمون میں مصنفہ نے قومی زندگی میں آرٹ کی اہمیت پر بحث کی ہے جو بہت دلچسپ ہے، (ایڈیٹر)

اپنا فرض سمجھتا، جیسا کہ ان دنوں بعض آرٹسٹ کیا کرتے ہیں،

قدیم زمانے کا آرٹسٹ سوسائٹی کا ایک جزو اور عام انسانی برادری کا ایک فرد ہوتا تھا، وہ اوزار سے اپنے جھونپڑی، معمولی سے معمولی چیز اور چھوٹے چھوٹے واقعہ کو اپنے آرٹ کے ذریعہ اجاگر کرتا تھا غالباً یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہر مرد اور ہر عورت اپنے اپنے طور پر اور اپنی اپنی حدود میں ایک آرٹسٹ ہی کی حیثیت رکھتے تھے، وہ اپنے خیالات اور خوابوں کو تصویر یا الفاظ کی شکل دے کر مسرت محسوس کرتے تھے، عورتوں کی تیز و چست انگلیاں گھروں کے دیوار و در پر نقش و نگار بنا کر، پھولوں کے ہار گوندھ کر، موتیوں کی مالائیں پرو کر یہاں تک کہ اچھے اور خوشرنگ کھانے پکا کر اپنے

ضروریات زندگی میں داخل تھا، آرٹ کے بڑے بڑے نمونے، پبلک عمارتیں، عبادت گاہیں اور شہر کو خوبصورت بنانے کے لئے دلکش اور جاذب نظر چیزیں پوری جماعت کی ذمہ داریوں میں داخل تھیں اور سب لوگ ان میں حصہ لیتے تھے،

لیکن پچھلے دنوں یا یوں کہئے کہ انیسویں صدی کے وسط سے اب تک جبکہ جدید انڈسٹریلائزیشن یعنی مشینی صنعت و حرفت دنیا پر چھا گئی ہے، آرٹ نے عوام سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے اور وہ اپنی حقیقی زندگی اور تخلیقی قوت سے محروم ہو گیا ہے رفتہ رفتہ یہ صورت حال پیدا ہو گئی کہ عام زندگی سے آرٹ کی علیحدگی وسیع تر ہوتی چلی گئی، پبلک دیواروں سے نقش و نگار اور تصویریں ہٹ گئیں، خوبصورت مجسمے نظر عام سے

زمانہ گذشتہ کے لوگ اپنے ہر کام میں ہر جگہ میں زندگی کے ہر شعبہ میں آرٹ کی ضرورت محسوس کرتے تھے، آرٹ ان کا جزو حیات تھا، بلکہ غذا اور محبت کی طرح

وقت اور شوق باقی نہیں رہتا آج جبکہ آرٹ کی چیزیں اور ان کی سرپرستی صرف امیر لوگوں ہی کا نشان بن کر رہ گئی ہے، عام طور پر آرٹسٹ یا ماہر کو ان کاموں کے لئے کرایہ پر لے لیا جاتا ہے یا ملازم رکھ لیا جاتا ہے، الغرض آرٹسٹ لوگوں کو روپیہ دینا بھی گویا کسی تجارتی کاروبار میں اپنا سرمایہ لگانا ہے یہ بات شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے یا محض اتفاق سے پیدا ہوتی ہے کہ حسن کے تخیل اور دولت سے چولی دامن کا ساتھ ہو اس لئے یہ ایک فطری امر تھا کہ آرٹ کی یہ پستی، آرٹسٹ کو عوام سے الگ کرنے کا باعث ہو گئی۔

مصنف راجر لکھتا ہے کہ انیسویں صدی میں آرٹ کی تاریخ ایسے بہادروں کی ایک جماعت کی تاریخ ہے جو سوسائٹی سسٹم میں کوئی محفوظ جگہ نہ رکھتے ہوں جن کے لئے ذریعہ معاش باقی نہ رہا ہو اور جن کے پاس اس خیال کے علاوہ کہ آرٹ تمام پابندیوں سے آزاد ہو کوئی اور سرمایہ نہ ہو۔

آرٹ اس طرح زندہ نہیں رہ سکتا کہ ایک آرٹسٹ کسی معاوضہ یا سرپرستی کے لئے کسی دوسرے شخص کی خدمت انجام دے، آرٹ کا ظہور ایک آزادانہ عمل صرف اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ خود اپنے فطری ماحول میں کام کرے اور آرٹسٹ کو اپنے تخلیقی کمال کے سوا کسی اور چیز کا خیال نہ ہو، صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے آرٹ بنی نوع انسان کی خدمت انجام دے سکتا ہے اور اپنے حقیقی فرض کو پورا کر سکتا ہے جب کسی آرٹسٹ کے اسی فطری ذوق اور

بادگشت پیدا کرتا ہے اس سے ہم بنی نوع انسان کی "وحدت" یا اخوت کو محسوس کرتے ہیں، آرٹ انسان کو اس لائق بناتا ہے کہ وہ سائنس سے بھی زیادہ گہرائی کی طرف جا سکے، آرٹسٹ کی نگاہوں میں اور دل میں یہ پوری کائنات اور تمام زندہ اور حرکت کرنے والی چیزیں ہوتی ہیں، بلکہ وہ پتھر بھی جو بظاہر بے جان معلوم ہوتے ہیں اس کو زندہ اور بولتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں،

ظاہر ہے کہ کسی حالت میں وہ ہر انسان کے جذبات اور خوشیوں، دکھ درد اور رنج و غم کو بھی محسوس کرتا ہے آرٹسٹ کبھی "کافی باتوں" نہیں ہوتا اس کی ہر بات اور ہر عمل ایک عالمگیر اور کائناتی حیثیت رکھتا ہے جو حدود اور تقسیم کے دائرے سے باہر ہوتا ہے اسی لئے ہر آرٹسٹ اپنے ساتھ پورے سوشل ڈھانچہ اور نظام کو بھی دیکھتا ہے انسانوں کے روزمرہ کے تعلقات اس کی نگاہوں میں ہوتے ہیں اور آرٹ کی یہی صفت ہے جو اس کو مکمل اور زندہ جاوید بنا دیتی ہے،

اگر آرٹ کا فرض یہ ہے کہ وہ کسی خاص زمانے یا دور کی نمائندگی کرے تو یہ ضروری ہے کہ قدیم سرحدوں اور پرانی ذہنی تراش خراش کی حدود کو ترک کر دیا جائے مثلاً اب اسکی ضرورت نہیں ہے کہ مشینوں کو صرف اقلیدسی شکلیں یا خراب ہوا اور گندہ دھواں پیدا کرنے والی چیزیں سمجھا جائے بلکہ آرٹ میں ان کو بھی دلکش اشیاء کی جگہ دی جائے مشینیں آج انسانی اعضا کی توسیع کا کام دیتی ہیں اور اس طاقت کو ظاہر کرتی ہیں جو انسان نے عناصر پر حاصل کر لی ہے، یہ جدوجہد بھی بہت پرانی ہے اور اس میں بھی حسن، ہم آہنگی موسیقی اور رنگینی موجود ہے، اسی طرح ریڈیو کو بھی انسانی پھیپھڑوں کی توسیع سمجھا جا سکتا ہے اب ہمیں یہ نہیں چاہئے کہ ہوائی جہازوں پر ناک بھوں چڑھائیں اور پرانی بیل گاڑیوں ہی کو اپنے آرٹ میں جگہ دیں، آرٹ کا فرض ہے کہ وہ وقتی تمدن کا

اس ہفتہ کیلئے ایک خیال: مرنے کی وجہ بتائی جا سکتی ہے، جینے کی وجہ نہیں بتائی جا سکتی

کمالات کا اظہار کرتی تھیں، اور خود وہ عورتیں اپنی تخلیقی طاقت اور ہنرمندی پر مسرت محسوس کیا کرتی تھیں،

ہر صناع، ہر کاریگر، ایک آرٹسٹ تھا ہر کپڑا جسے وہ بنتا تھا، ہر مورتی جسے وہ تراشتا تھا، ہر برتن جسے وہ بنا کر تیار کرتا تھا، اس کی رنگین ہم آہنگی اور خیالی اڑان کا آئینہ دار ہوتا تھا۔

آرٹ حقیقت میں شکل و صورت کی اس ڈکشنری کا نام ہے جو تمام تفصیلات کی مناسبت اور توازن و [illegible] سے پیدا ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ

الگ ہو گئے، اور وہ چیزیں جو صدیوں سے عوام کی ملکیت بنی ہوئی تھیں پرائیویٹ اشخاص کے ذوق کی تسکین اور امیروں کے ایوانوں کی زینت بن گئیں، نتیجہ یہ ہوا کہ پبلک عمارتیں غیر دلکش ہو کر صرف مظاہرہ دولت ہو گئیں اور جمہور میں آرٹ کا احساس شعور ختم ہو گیا۔

جدید سوسائٹی (COMPETITIVE) یعنی "مسابقت" مقابلہ رکھنے والی سوسائٹی ہے ایسی سوسائٹی میں "شعور حسن" سے زیادہ "شوق زر" پیدا ہو جاتا ہے ہر چیز "خریداری" کی بنا پر ذوق نگاہ سے دیکھی جاتی ہے اسی لئے سوسائٹی میں "تخلیق حسن" کے کاموں کے لئے

فطری ماحول میں خلل پڑتا ہے تو وہ ایک ایسی سوسائٹی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے عجیب غریب، ضع اختیار کرتا ہے مضحکہ انگیز وضع کے لباس پہنتا ہے، مشرب پینے لگتا ہے اور سوشل رسم و رواج وغیرہ کو ٹھکرانے کی کوشش کرتا ہے یہ وہ چیزیں ہیں جو آرٹسٹ کے احساس تنہائی کی پیداوار ہوتی ہیں آرٹ حقیقت میں یگانگی اور ہم آہنگی کے جذبات کو ابھارنے کا دوسرا نام ہے جس سے بنی نوع انسان کے ناقابل تقسیم اتحاد و اتفاق کا احساس پیدا ہوتا ہے، آرٹ کا حسن ہمیشہ دل میں جو صدائے

حاصل اور آئینہ دار بنے، صرف یہی نہیں بلکہ اس سے آگے بھی قدم بڑھائے اور آنیوالی چیزوں کا تصور بھی پیش کرے۔

ایک باپ دس بچوں کی پرورش کر سکتا ہے مگر دس بچے ایک باپ کی پرورش نہیں کر سکتے۔

کان دو ہیں اور زبان ایک ہے اس لئے جب دو سنو تو ایک کہو۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیجیے

ٹوکیو تک جانے کا دشوار راستہ

چودھویں فوج کو کن مشکلات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے

(از بریگیڈیر ایس، ایف، ارون)

گذشتہ سال سے، دمستار جنرل برما کے جنگلوں میں جنگ آزما ہیں یہ جنرل چودھویں فوج کے جنرل بل سلم اور جنرل سٹل ول ہیں، جنرل سٹل ول کو اب واپس بلا لیا گیا ہے آخر یہ برما کے جنگل کیسے ہیں جہاں کہ برطانوی اور ہندوستانی افواج لڑ رہی ہیں

غالباً آپ میں سے بہت سے لوگوں نے کوئی نہ کوئی فلم دیکھی ہوگی جس میں ہر ایک چیز کی رفتار تقریباً دس ہزار گنا کر دی جاتی ہے آپ نے ایسی ہی کسی فلم میں عنچہ سے پھول کھلتا دیکھا ہوگا یہ سب نصف منٹ میں ہی ہو جاتا ہے اب اگر آپ کو جنگل کے پچاس سال کے عرصے کی فلم دکھا دی جائے ایک منٹ میں ہی دکھانا مقصود ہو تو آپ دیکھیں گے کہ درختوں بیلوں اور پودوں میں زمین اور سورج کی روشنی کے لئے تیز و شدید جدوجہد بہت سنسنی خیز ہو جاتی ہے اس جنگل میں زمین پر اگے ہوئے پودوں اور درختوں کے گرد لپٹی ہوئی بیلوں کے گھنے ہونے کے باعث انسانوں کی نقل و حرکت نہایت دشوار ہے بہت سی جگہوں میں راستہ تبر اور داروں، کلہاڑی اور کلہاڑیوں کے استعمال سے ہی بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ آگے جانے کا راستہ صرف اُن غاروں اور نالوں کا راستہ ہے جو گھنے جنگلوں میں موجود ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پانی میں چلنا اور پانی سے گذرنا ہوتا ہے اور صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے آدمی اور خچر اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔

ان جنگلوں میں آپ کو جنگلی جانور بھی ملیں گے ہاتھی، شیر اور چیتے بھی ہیں مگر وہ جنگل میں چھپا لیتے ہیں اور آدمیوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں،

جن مصیبتوں کا آدمیوں کو جنگل میں مقابلہ کرنا ہوتا ہے وہ شیر، چیتے کی بہ نسبت چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں انہیں مچھروں اور جونکوں کے خلاف لڑنا ہوتا ہے جب رات شروع ہوتی ہے اور سورج غروب ہو جاتا ہے تو یہ مچھر آدمیوں کو کاٹنے آتے ہیں، یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ وہ آدمیوں سے محبت کرتے ہیں، شام کو جب ہر ایک آدمی کو جو کہ دن میں غالباً صرف واسکٹ پہنے ہوئے ہوتا ہے اپنے آپ کو مچھروں سے بچانا ضروری ہوتا ہے اسے اپنے آستین نیچے کرنی ہوتی ہیں اور اپنے چہرے، ہاتھوں اور گردن پر کریم لگانی ہوتی ہے،

اگر آپ ارکان میں کسی سڑک پر جائیں تو آپ سفیہروں کے اشتہارات کی بجائے نوٹس بورڈ دیکھیں گے، ان پر ایک انگلی کی شکل آپ کو اشارہ کر رہی ہوگی کہ آیا آپ نے کریم، مچھروانی وغیرہ لے لی ہے آیا آپ نے مچھر سے پوری طرح بچاؤ کر لیا ہے کیونکہ ان میں سے کسی چیز کی غفلت کا مطلب ملیریا ہے۔

جونکیں

دوسرا وبال جس سے ہمیں بچاؤ کرنا ہوتا ہے جونک ہے، جونکیں وہ چیز ہیں جسے ماضی میں ڈاکٹر اپنے مریضوں سے خون نکالنے کی غرض سے استعمال کرتے تھے۔ برما کے جنگلوں میں بھی جونکیں خون کی تلاش میں ہمہ تن مصروف رہتی ہیں۔ دیکھنے میں وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے ہیں جن میں سے چھوٹے سے چھوٹے یا سلائی کی نوک جتنے بڑے اور بڑے سے بڑے سگرٹ کی لمبائی جتنے ہوتے ہیں جوں ہی آپ جنگل میں سے گذرتے ہیں وہ جونکیں آپ کے چمٹ جاتی ہیں اگر آپ انہیں نہ دیکھیں اور اپنے بدن پر چپٹے رہنے دیں تو وہ بہت کم وقت میں ہی گھونگے جتنی بڑی اور خون سے بھری ہوئی ہو جائیں گی اگر آپ انہیں سگرٹ کے گرم کنارے سے چھو دیں تو وہ بہت آسانی سے جسم سے جدا ہو جائیں گی اور آپ کو زیادہ اذیت نہ پہنچائیں گی

جاپانیوں کا خطرہ

جنگل میں ایک اور چیز ہوتی ہے جو کہ بہت ہی زیادہ اذیت کا باعث ہوتی ہے غالباً وہ جونک جیسی خوبصورت نہیں ہوتی لیکن اتنی ہی خطرناک ہوتی ہے یعنے جاپانی ہے، اب تک جاپانی شخص دنیا کے معموں میں شمار کیا جاتا ہے، جاپانی کی پرورش زندہ رہنے کے خیال سے نہیں بلکہ مرنے کے خیال سے ہوتی ہے وہ دراصل مُردہ ہی تصور کیا جاتا ہے جب وہ جاپان سے چلتا ہے تو جو کچھ آنسو اُسے بہانے ہوتے ہیں وہ ٹوکیو کے اسٹیشن پر ہی بہا لیتا ہے اس کے جنگ کے خانہ سے پہلے اپنے ملک میں کوئی واپسی نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ میدان جنگ میں آتا ہے تو اُسے صرف ایک خیال ہوتا ہے دشمن کو مارنا اور آخر میں خود مر جانا اور اپنے آباء و اجداد سے مل جانا،

اس مقصد کے لئے وہ دور دور تک چلا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ کسی مورچہ پر اس وقت تک قبضہ نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ آخری جاپانی نہ مر جائے یا پیچھے نہ ہٹ جائے اگر ایسا نہ ہو سکے تو آخری جاپانی اپنے آپ کو قیدی بننے سے بچانے کے لئے خودکشی کر لے گا،

جاپانیوں کی خودکشی کی طرح جو کہ آپ سنتے ہیں بناوٹی نہیں ہوتیں ہمارے بہت سے آدمیوں اور افسروں نے ان کو ایسا کرتے دیکھا ہے وہ ایک چھوٹا بم کا گولہ لیتے ہیں اور اپنی چھاتیوں یا گردن کو سامنے رکھ کر اس کو پھینک دیتے ہیں

CHAFFLE Chaffals
CAWNPORE

ایجنسیاں

سندھ
ڈی نیمین داس اینڈ سنز لاڑکانہ
بھارت بوٹ ہاؤس حیدرآباد
بابو لعل عبدل اسٹورز حیدرآباد
ودھانی بوٹ ہاؤس جیکب آباد
تلسی داس کلا چند برادرس شہداد پور
ٹھاکر مل کنڈل مل لاڑکانہ دادو
پربھات بوٹ ہاؤس لاڑکانہ
پریم بوٹ ہاؤس کراچی
میر محمد بلوچ کراچی
ماسٹر چپلز کراچی
نیشنل بوٹ ہاؤس کراچی
پربھات بوٹ ہاؤس سکھر

پنجاب
سردار بوٹ ہاؤس امرتسر
پرکاش بوٹ ہاؤس امرتسر
وکٹری بوٹ ہاؤس منٹگمری
عظیم بوٹ ہاؤس لالہ موسیٰ
مدن لال و سورام عارف والا
سیگل بوٹ ہاؤس بکر والا

مدراس
کانپور بوٹ ہاؤس بیزواڈہ
ماڈرن شو مارٹ گنٹور
شری گپتی بوٹ ہاؤس ایلور

یو۔پی
ستیہ بوٹ ہاؤس مظفر آباد
کرشنا بوٹ ہاؤس متھرا
بریلی بوٹ ہاؤس بریلی
سکسینہ برادرس بریلی
کپور اینڈ برادرز الہ آباد
پیل سینڈل فرخ آباد
پریم بوٹ ہاؤس بدایوں
بھارتی اسٹورز ہاپوڑ

بنگال
فینسی شو اسٹورز میمن سنگھ

سی۔پی
اسمیل جی پیرجی جبلپور

ہندوستانی ریاستیں
دربار برادرس بیکانیر
لال برادرس جودھپور

چاہیے

آپ اپنی انگلیاں ہلا کر ہلکا لیں یا اپنی چوٹی کو پیچھے لٹکائیں یا جوڑا باندھیں یا پورنماشی کے چاند کی شکل میں آپ کے بالوں کا طریقہ کیسا ہی ہو گھنے اور خوبصورت بالوں کا ہونا آپ کی پہلی اور سب سے بہتر ضرورت ہے کیش ورد ھنی آپکو سینڈریلا کی خوبصورت بنا دیتا ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اور خوبصورت بال پیدا ہونا ناممکن ہو گیا ہے۔ خوبصورتی بھگوان کی دین ہوتی ہے لیکن بالوں کی خوبصورتی اب آپ کیش ورد ھنی سے حاصل کر سکتے ہیں کیش ورد ھنی کے استعمال سے آپ اپنے بالوں کی خوبصورتی اور اپنی جوانی کی خوبصورتی کی بنیاد ڈال لیجئے کوئی بال خواہ سفید نہیں ہے جو اس کے باقاعدہ استعمال سے ٹھیک نہ ہو گیا ہو۔ چنانچہ

کیش ورد ھنی

کو منتخب کر کے اپنے بالوں کی خوبصورتی کی طرف سے مطمئن ہو جائیے

کیش ورد ھنی ——— ۱۲ر لئے
کیش ورد ھنی شیمپو ——— ۱۲ر لئے

ڈاک خرچ اور پیکنگ علیحدہ

کسی دوکاندار یا سیدھے پتہ ذیل سے خریدیئے

ساؤتھ انڈیا کیمیکلز

آر۔ایس پورم کوئمبٹور ❖ انڈین سٹورز چاندنی چوک دہلی

کوڈی نال

نزلہ، زکام، کھانسی، دق کی کھانسی اور دمہ کی اکسیر دوا ہے، قیمت دو روپے، خرچہ ڈاک ۱۰ر

سول ایجنٹ، ڈاکٹر نور احمد بلیماران دہلی

طاقت بڑھانے والی ملک مشہور

مدن منجری گولیاں

قبض، سستی، جریان، احتلام، ہر قسم کی کمزوری دور کر کے طاقت بڑھاتی ہیں۔ چالیس گولیوں کی ڈبیہ سوا روپیہ

رمن لاسینی گولیاں مباشرت کے وقت اسٹاک پیدا کر کے شادی شدہ زندگی کو پُرلطف بنا دیتی ہیں قیمت فی ڈبیہ دو روپیہ

میہ مردن چورن پیشاب کی جلن، تکلیف، قطرہ پیشاب آنا وغیرہ نئے اور پرانے ہر قسم کے سوزاک کو دور کر کے پیشاب صاف لاتا ہے قیمت فی ڈبیہ چھ روپیہ

مدن منجری فارمیسی رام نگر کانپور

دہلی ایجنٹ، جمنا داس اینڈ کمپنی چاندنی چوک دہلی

کانپور ایجنٹ، موہن لال آر۔پی کیمسٹ مستقل مدد

یہ عورتیں!

فسانہ

از جناب تارا شنکر ناشاد ایم اے

[illegible] کیجئے [illegible] کیفیت یا [illegible] کی جو ایک اس شخص سے اپنے متعلق ایک تلخ حقیقت کے انکشاف پر ہوا ہوگا جس کی رائے پر اپنی تمام عمر کی مسرت کا انحصار تھا، یقین مانئے میں اپنی خامیوں کے متعلق آگاہ ہوتے ہی ایک کٹے ہوئے درخت کی طرح دھم سے گر پڑتا، وہ مجھ سے شادی کرتی یا نہ کرتی یہ امر [illegible] لیکن اس نے میرے منہ پر یہ کیوں کہہ دیا کہ "آپ کو تو میں پسند [illegible] ہوں لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ [illegible] نہیں [illegible] اپنے [illegible] بھلا کسی لڑکے کو کب برا کہہ سکتی ہیں لیکن میرے دوستوں، عزیزوں، ساتھیوں میں سے بھی کسی کم بخت نے اب تک یہ نہ کہا تھا کہ میری ناک ذرا اونچی ہے، آنکھیں کرنجی چہرے جیسی، کان چھوٹے [illegible] موٹی، اور سینہ کم چوڑا ہے یا آواز بہت کرخت ہے، چال میں سنجیدگی کی بجائے بناوٹ کوزہ بادہ خل ہے، اور تو خدا کی شان دیکھئے، اسے یہ بھی شک ہے کہ میں کپڑے پہن کر بھی شریف آدمی کہلائے جانے کا مستحق ہوں یا نہیں،

یونیورسٹی بھر میں میرے ڈریس کی تعریف تھی، اور اس کے نزدیک مجھے کپڑے پہننے کا سلیقہ نہیں، ذرا ڈیسل ملاحظہ ہو، میں شیروانی پر پینٹ لگاتا ہوں اور پتلون پر پشاوری چپل پہنتا ہوں، اور کپڑوں کا سلیقہ مجھے آئے بھی تو کہاں سے، اس کے باپ کی طرح میرے والد بھی کلکٹری میں ونیوں کے سپرنٹنڈنٹ تو نہیں، خدا حسن دے تو ایسا غرور بھی کیا؟

میں ابھی اڈیٹر بن میں تازہ اخبار کے صفحے الٹ رہا تھا کہ نوکر نے اطلاع کی صاحب چائے میز پر چائے لگی ہے، اچھن بھیا اور زرینہ بی بی آپکا انتظار کر رہی ہیں، میں نے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا، جاؤ کہدو میرا انتظار نہ کریں میرے سر میں درد ہے میں چائے نہیں پیوں گا،

زرینہ شاید پردے کی آڑ سے میری بات سن رہی تھی، فوراً بولی،

"ظہیر بھائی! آپ کے سر درد کی دوا کرشن سالٹ جس کی تعریف میں کل آپ نے ایک گھنٹہ صرف کیا تھا، میں نے چائے میں ڈال دی ہے اندر تشریف لائیے ابھی ابھی آپکا سر درد غائب ہوا جاتا ہے،

آدمی دل کے ہاتھوں کتنا مجبور ہوتا ہے میں نے چپ چاپ پیروں میں چپل ڈالا اور اندر کا قصد کیا، اچھن نے دیکھتے ہی مسکرا کر کہا "کیا بات ہے بھئی، ابھی صبح تک تو اچھے خاصے تھے کیا ہو گیا اتنی جلدی"

"کچھ نہیں یوں ہی"

ذرا طبیعت مضمحل ہے، زرینہ کا یہ ٹکڑا مجھے اچھا نہ لگتے ہوئے بھی اچھا لگا، اس کا ہر لفظ کتنا تیز تھا، میں دل ہی دل میں سوچنے لگا، اب کسی طرح یہاں سے خلاصی کرانی چاہیے میرا سارا لطف برہم ہو چکا تھا، میں نے چائے پی کر کہا "اچھا اچھن بھائی اب گھر جاؤں گا یہاں طبیعت نہیں لگتی"

"ہاں ضرور جائیے طبیعت تو گھر میں لگتی ہے یہ تو جنگل ہے جنگل!"

مجھے زرینہ کے اس ریمارک پر ہنسی سے زیادہ غصہ آیا، اچھن نے بھی ڈانٹا "چپ بھی رہو زرینہ یہ تم کیا وقت بے وقت واہی تباہی بک دیا کرتی ہو، مہمان کا اتنا بھی لحاظ نہیں، زرینہ کچھ جھینپ گئی پھر بھی مسکراتی رہی، اور اس کا مسکرانا مجھے اتنا اچھا لگا کہ میرا جی چاہا کہ وہ یوں ہی ڈانٹ کھاتی رہے اور مسکرائے جائے پس میں نے شروع کیا:۔

"دیکھا اچھن صاحب! یہ ہے نئی تعلیم کی تہذیب یہ بی۔ اے میں پڑھتی ہیں، بات چیت کا بھی سلیقہ نہ آیا۔ اچھن بولے:۔

"ہاں جی اور کیا آجکل کی لڑکیوں میں سوائے بننے سنورنے کے اور بھی کچھ ہے لیکن میں زرینہ کو اخلاق و تمیز کا مجسمہ سمجھے ہوئے تھا خدا کی قسم آپ کے سامنے یہ جانے کیا ہو گیا ہے ورنہ دوسروں کے سامنے یہ کافی لئے دئے رہتی ہے، ابا پکاریں گے تو آہستہ سے کہیں گی "جی حاضر ہوئی" اور پھر گریہ مسکین بنی ہوئی چپکے سے بت کی طرح کھڑی رہیں گی، پھر تھوڑی دیر بعد کہیں گی:۔

"فرمائیے کیا حکم ہے؟"

تو اس وقت مجھے بے اختیار ہنسی آجائے گی اسپر خود والدہ چلانے لگیں گی:۔

"ایں پاگل ہو گیا اچھن کیوں ہنس رہا ہے"

اور میں جوں ہی اپنے کمرے سے ان کی تسلی کھولنے نکلوں گا یہ چپکے سے ہاتھ جوڑنے لگیں گی،

زرینہ اس سے زیادہ نہ سن سکی، اس کی آنکھوں میں ندامت، شرمندگی، غصہ، حجاب جانے کیا کیا تھا، اس نے اپنی ساری کا پلو سنبھالا اور مجھے گھورتی ہوئی اندر چلی گئی گویا سارا قصور میرا ہی تھا اب [illegible] بے [illegible] اسنے [illegible] پچھتانے لگا کہ میں نے اسے ناحق بیچ میں پہنچایا، خاص کر ایسے وقت، میں جبکہ مجھے اس کے غصہ پر پیار آتا تھا،

یہ ہمارے تنافسے کا انٹرول تھا، اب ہمیں پان سگرٹ کی ضرورت محسوس ہوئی، اچھن نے پکارا، زرینہ صاحب ذرا مہربانی کر کے سگرٹ اور پان بھجوائیے میرا خیال تھا وہ خود سگرٹ کیس لائے گی لیکن اس نے فیتھی کی ڈبیہ بھجوا دی اور ساتھ ہی ایک پیچ بکس بھی کیونکہ یہاں میز کی دیا سلائی ختم ہو چکی تھی اس کی اس ہوشیاری پر میرا جی خوش ہو گیا میں نے فوراً سلیمان (وہی نوکر جو سگرٹ لایا تھا) کو باہر بھیج دیا اور پان کی فرمائش کی، تھوڑی دیر بعد زرینہ بی بی پان کی خوبصورت تھالی میں پان رکھے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھرے دکھائی پڑیں،

اچھن کسی کام سے کمرے میں چلے گئے تھے زرینہ نے چپ چاپ تھالی رکھ دی اور مسکرا کر بولی:۔ "لیجئے پان خراب کیجئے لیکن جانے والے کی بات سہیئے گا تو ٹھیک نہ ہوگا"

میں جلدی میں کچھ سوچ نہ سکا اس کا کیا جواب دوں "ٹھیک نہ ہوگا"

کیا زرینہ مجھے سچ مچ روکنا چاہتی ہے؟

دوسرے دن صبح کی ٹرین سے میں الہ آباد چلا گیا زرینہ اور اچھن مجھے اسٹیشن تک بھیجنے آئے الہ آباد میں میں اپنے ایک عزیز کے وہاں ٹھہرا، انہوں نے پہونچتے ہی شادی کا مسئلہ چھیڑا، اگرچہ میں اس قسم کی بات چیت کے لئے بالکل تیار نہ تھا پھر بھی انہوں نے مجھے مجبور کر دیا،

لڑکی دکھائی جو خوبصورت اور تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بالکل ذہین نہ تھی،

(باقی صفحہ (۸) پر)

کاروانِ زندگی

از جناب مہر چند ضیا فتح آبادی ایم اے

ہوں مشکلیں ہزار ہا — نشیب ہو فراز ہو
امید و یاس بارہا — ملال و غم طراز ہو
ہو پیچدار راستا
نہ جس کا کچھ اتا پتا
وہ دشت ہو کہ گلستاں — بہار ہو کہ ہو خزاں
رواں دواں ہے ہر زماں
یہ کاروانِ زندگی

نظام کائنات میں — سحر ہے اور شام ہے
بساطِ نقش جہات میں — سکوں کا صرف نام ہے
فریب گاہِ رنگ و بو
تلاش اور جستجو!
نہ کوئی خاص مستقر — نہ اک مقام پر نظر
رواروی میں ہے مگر
یہ کاروانِ زندگی

یہ دشت و کوہ بحر و بر — یہ وادیاں یہ گھاٹیاں
یہ حسن ریز بام و در — یہ نازنیاں رواں دواں
سروں میں بیقراریاں
دلوں میں بیقراریاں
ہر ایک اپنا ناخدا — ہر ایک اپنا رہنما
اسیر حرص و ابتلا
یہ کاروانِ زندگی

یہ قہقہوں کی محفلیں — یہ شیون جگر گداز
یہ چہچہوں کی محفلیں — یہ اک سکوت غم نواز
ابھی الم ابھی خوشی
یہی ہے رازِ زندگی
ہر اک گل میں خار ہے — خزاں پسِ بہار ہے
رہینِ انتشار ہے
یہ کاروانِ زندگی

پچھلے صفحہ سے

میں نے ایک دن سگرٹ مانگا تو اس نے خالی سگرٹ کیس پیش کر دیا اور یہ معلوم ہونے پر کہ اس میں سگرٹ نہیں ہے جذبہ کر کہنے لگی،

معاف کیجئے گا میں دیکھنا بھول گئی اس وقت مجھے زرینہ کی دیا سلائی والی بات یاد آئی اور میں نے شادی کے مسئلہ کو والد کی مرضی پر ٹال دیا۔

جب گھر پہنچا تو مجھے زرینہ کا ایک خط ملا اس میں لکھا تھا:۔

مائی ڈیر ظہیر،

آپ مجھ سے ناراض ہو کر چلے گئے لیکن میں نے زیادہ پروا نہیں کی تھی کیونکہ میں جانتی تھی کہ آپ کو جب چاہوں گی خوش کر دوں گی۔ میں نے آپکو دو چار باتیں ایسی ویسی سنا کر بیچ پہنچایا جس کا مجھ ملال ہے لیکن میں کیا کرتی میں نے دیکھا کہ آپ بہت چل نکلے ہیں مجھ پر آپ نے مصرعے موزوں کرنے شروع کر دیئے،

"دیکھ زرینہ دیکھ زرینہ ڈوب نہ جائے دل کا سفینہ" اگر اس کا پتہ اچھن بھیا یا ابا جان کو لگتا تو وہ آپ کے متعلق اچھی رائے نہ قائم کرتے،

لیجئے اب میں آپ کو خوش کئے لیتی ہوں آپ مجھے بڑے اچھے معلوم ہوتے ہیں، آپ کے ڈریس کا کیا کہنا، پائنٹ پر لشاری اسپیشل تو خوب کھلتا ہے یہ تو میں نے آپ کو محض چڑھانے کے لئے کہہ دیا تھا، آپ کے سوٹ کیس سے میں نے آپ کا نوٹ

اور ایک انگریزی کی کتاب چرا لی ہے تاکہ آپ کو کہنے کا بھی چاہے تو معاف کر دیجئے گا، ورنہ ناراض ہو کر مجھے

ہاں ضروری بات یہ ہے کہ آپ کو خدا کی قسم، اس خط کو پڑھ کر فوراً چاک کر ڈالئے گا اور اپنی زرینہ کو بھولئے گا نہیں"

خط پڑھ کر میرے منہ سے بے اختیار نکلا

"یہ عورتیں!"

ادبِ لطیف!

آزادی

(از جناب ... کی ست ... ناصح)

(۱) خدا نے مجھے آنکھوں کا نور بخشا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں، وہ آ رہی ہے۔ چاند اور ستاروں کی کرنیں اس کے قدموں تلے بچھی جا رہی ہیں۔ سارے کائنات کی موسیقیاں اس کے پازیب کی جھنکاروں کے آگے ماند پڑ گئی ہیں اس کی آنکھوں میں تاروں کا نور چہرے پر چاند کا نکھار، اور آنچل میں پربھات کا کیف ہے میرے اور اس کے درمیان خوفناک وادیاں، بیابان جنگل، اور خونخوار گنگا رصحرا ہیں، لیکن میرے آنسو ... گئے میری آہیں اور نالے بے اثر ثابت نہیں ہوئے میری کشش اور جذبۂ ایثار نے اسے کھینچ لیا ہے ہاں وہ آ رہی ہے اپنی مسکراہٹوں اور نزاکتوں کے ساتھ، برکتوں اور تبسموں کے ساتھ،

(۲) خدا نے مجھے کان دیئے ہیں اور میں سن رہا ہوں وہ گا رہی ہے، ... گنگنا رہی ہے، ... اپنے قرار کو لوٹنے والا گیت جو ... کی ظلمتوں میں پڑے ہوئے انسان جاگ اٹھیں گے ... ہوا تو جس کے گونجتے ہی اجڑے ہوئے باغ میں بہار آ جائے گی اور سوکھی ہوئی کونپلوں میں جان پڑ جائے گی ... اس کی کشادہ پیشانی پر ایک شاندار مستقبل کا پیغام پڑھ رہا ہوں اور اس کی آنکھوں میں ایک نظام فردوس کا رقص بسمل دیکھ رہا ہوں" ... ایک خواب کی طرح

ایک نغمے کی طرح بڑھ رہی ہے ... مجھے آنکھوں کا نور دیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں،

(۳) میری تمنا ہے کہ دریا کے کنارے پر ... ہوئے نرسلوں میں سے ایک نرسل توڑ دوں، پھر ... کنارے پر پانی میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاؤں اور ... عمر اپنے خون اور دریا کے پانی کو ملا کر نرسل کے قلم سے کائنات کے ذرے ذرے پر اس کے حسن کے گیت لکھ دوں، شفق اور چاند اور مرغزاروں پر اس کے نقش بنا دوں، اور اپنے گیتوں کی پیالہ خانہ و ... چشموں، آبشاروں اور ... میں تقسیم کر دوں اگر خدا نے تمہیں دل دیا ہے تو تم میری کھو کر جان گئے ہو گے

کوی کا انت

اس کے گیتوں نے سارے دیش میں دھوم مچا دی تھی ہر ... کے کول ... میں جھنکار پیدا کرنے والے گیت، بانوں کی طرح ... آنکھوں سے آنسوؤں کی دھاریں بہنے لگتیں!

... اس ... کی ... ہوتے ... سنگیت کی ... نے ... رکھا تھا۔

کتنے ہی لوگ ... کھڑے تھے ... سب ... اسکے گیت،

آواز بلند ہوتی گئی انگلیاں تاروں پر رقص کرتی ... ہونٹ کانپ رہے تھے گویا گا رہا تھا۔

لمن کی گھڑیاں نزدیک آ رہی ہیں ... سامان تیار کر دو، ناؤ کو ... کوی اکیلا ہی جائے گا، اس منزل کی طرف جس کی ... کے لئے بیتاب ہو رہا ہے، محبت پھولوں کی ... کے رشتوں کو کاٹ دینے کی آگ ... لمن کی گھڑیاں ... آ رہی ہیں دوست ... کوی اس منزل کی طرف جا رہا ہے جہاں ... تاریکی ... کے گنا ... شروع کر دے، لمن کی گھڑیاں نزدیک ...

خالص کشمیری اون

کے بنے ہوئے پل اوور ... ہر جگہ ... ہے شرائط ... کے لئے لکھیں

الائیڈ ٹریڈرز لمیٹڈ، لاہور

چار سوال

۱ کیا آپ کو سائنٹی فک ورزش کرنی آتی ہے ؟
۲ کیا آپ کو معلوم ہے کہ کس طرح سونا جاگنا چاہیے ؟
۳ کیا آپ جانتے ہیں کہ کس طرح کھانا پینا چاہیے ؟
۴ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اصلی تن درستی کیا چیز ہے ؟

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندوستان کے اٹھانوے فی صدی مرد اور ... فی صدی عورتیں اور ... سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ ہم ہندوستانیوں کا یہ عقیدہ ہو گیا ہے کہ ہر بیماری سے دوائیں بچاتی ہیں ... یہ غلط فہمی ہے۔ محض دوائیں بیماریوں سے ہرگز نہیں بچا سکتیں۔ اس لئے آپ کو تن درست رہنے کے سائنٹی فک اصول اور معلومات جاننے چاہئیں۔ ان چار سوالوں کا جواب آپ اسی وقت دے سکتے ہیں جب آپ کے پاس علم ہو۔ علم بڑی طاقت ہے۔ اس کے بغیر آپ کچھ نہیں کر سکتے

"ہمدرد صحت" ہندوستان کا سب سے زیادہ سستا اور مفید اور سب رسالوں میں نہایت دلچسپ رسالہ ہے۔ اور صرف ایک روپیہ سالانہ قیمت میں آپ کو تن ... کے متعلق ... معلومات ... دیتا ہے جو سینکڑوں روپے کے خرچ سے بھی آپ کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس رسالے میں سائنٹی فک ورزشیں، قدرتی علاج کے طریقے، مفید معلومات اور تحقیقات اور نہایت دلچسپ افسانے اور لطیفے وغیرہ ہر مہینے شائع کئے جاتے ہیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک روپے سال میں آپ کو اس سے زیادہ دلچسپ، اس سے زیادہ ... اس سے زیادہ رنگین رسالہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ اور صرف ایک روپیہ سال ادا کر کے آپ دوا ... کے بل ادا کرنے سے یقینی طور پر بچ جائیں گے۔

آج ہی ایک روپیہ منی آرڈر کے ذریعہ بھیج کر خریدار بن جائیے۔ (وی پی ...)

نمونہ تین آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگایا جا سکتا ہے

مینیجر ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، ہمدرد دواخانہ دہلی

RALEIGH THE ALL-STEEL BICYCLE

تعلیم اور اقتصادیات

یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ بہتر زندگی کی حقیقی بنیاد تعلیم پر ہے دنیا کے ہر مہذب ملک میں اب یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ معاشرتی بہبود اور سماج کی اصلاح کا انحصار اگر کسی چیز پر ہے تو وہ تعلیم پر ہے جمہوری خیالات کی عالمگیری نے اب لوگوں کے یہ ذہن نشین کر دیا ہے کہ تعلیم ایک ایسی چیز نہیں جسے سامان عیش میں شمار کیا جائے یہ حیات انسانی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے واصل جمہوریت کی کامیابی بھی بجائے کسی اور شے کے تعلیم ہی پر منحصر ہے جس ملک میں جہالت و لاعلمی کا دور دورہ ہو وہاں جمہوریت کا نظم و نسق پورا پورا نہیں چل سکتا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہر ترقی پسند ملک میں عوام الناس کی تعلیم پر حکومتیں اپنی پوری توجہ مبذول کر رہی ہیں اب دنیا میں ان فرسودہ خیالات کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کہ تعلیم محض عامہ لوگوں کی فراخ حوصلگی پر منحصر ہے اور پرائیویٹ طور پر لوگ اسے چاہیں تو بڑھائیں اور حکومت کا اہم فرائض میں اسے دخل نہیں ہے اب تعلیم کی اہمیت کو نظر انداز کرنے کے دن ختم ہو گئے جس طرح ملک میں امن و امان کا قیام اور ملک کا دفاع و حفاظت حکومت کے اولین فرائض میں ٹھیک اسی طرح عام تعلیم کا بہترین نظام قائم کرنا بھی حکومت کے ضروری فرائض میں شامل ہے۔

بدقسمتی سے ہندوستان میں تعلیم پر اس قدر توجہ نہیں دی گئی جس قدر دنیا کے دوسرے ملکوں میں دی جا رہی ہے ہمارے ہاں تعلیم پر چند آنے فی کس سالانہ خرچ کئے جاتے ہیں حالانکہ افغانستان میں حکومت فی کس سترہ پونڈ خرچ کرتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں گیارہ فی صدی سے زائد لکھے پڑھے لوگ موجود نہیں اور یہ قلیل تعداد بھی بڑی بے قاعدگی سے اس وسیع و عریض برعظم میں پھیلی پڑی ہے، بعض مقامات پر خواندہ لوگوں کی تعداد ایک فی صدی سے بھی کم ہے اس فقدان تعلیم کے اسباب یہ ہیں:-

علاوہ اس حقیقت کے کہ حکومت کوئی ایسی پالیسی پر گامزن ہونے کی خواہشمند نہیں جس سے خواندگی کی عظیم الشان مہم سر کی جائے اور ملک سے جہالت کا قلع قمع کیا جا سکے، بعض دیگر اسباب بھی ایسے موجود ہیں جو ملک میں تعلیم کی عالمگیر توسیع اور خواندگی کی عمومیت کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں

(۱) اول تو ہمارے زراعتی ملک میں کھیتی باڑی کے کاموں کے لئے نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں کی ضرورت پڑتی ہے اس میں کھیتوں کی خود رو گھاس پھول چاننے فصلوں کی رکھوالی کرنے، چوپایوں کے لئے ٹہنیوں کو اکٹھا کرنے اور نلائی وغیرہ کرنا ضروری ہے۔

یہ ہلکے پھلکے کام دیہاتی بچے ہی انجام دیتے ہیں بچوں کی ایک بڑی تعداد گلہ بانی اور مویشیوں کو چرانے پر مامور کی جاتی ہے

اکثر مقامات پر جبری تعلیم کے نفاذ میں محض اس وجہ سے تعویق کی گئی کہ وہاں کاشتکاری کی ضرورتیں اس کی راہ میں حائل تھیں، بہت سے مقامات میں ایسا رواج ہے کہ کٹائی کے موقعہ پر گاؤں کا ہر چھوٹا بڑا فصل کے کاموں میں لگ جاتا ہے اور بچوں اسی میں مصروف رہتا ہے اگر ایسے دیہات میں مدارس کھولے جاتے ہیں تو کٹائی کے مہینوں میں کئی کئی ماہ تک مدرسہ خالی پڑا رہتا ہے اور اس لئے بند کر دیا جاتا ہے اتنے لمبے عرصے غیر حاضر رہنے کی وجہ سے بچے اپنا پڑھا لکھا سب بھول جاتے ہیں، اور جو دو چار حرف سیکھ چکتے ہیں انہیں چوپٹ کر دیتے ہیں؟

(۲) دوسرے یہ کہ ہمارا موجودہ نظام تعلیم بھی بڑا ناقص ہے ہمارے مدرسوں اور کالجوں میں جو تعلیم دی جاتی ہے اس سے اس ملک کے باشندے مطمئن نہیں ہیں، بیکار چند تعلیم یافتہ لوگوں کے جنہیں خوش قسمتی سے روزگار مل گئے ہیں تعلیم یافتہ بیروزگاری کا مسئلہ جوں کا توں قائم ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں میں تعلیم سے بیزاری پیدا ہو گئی ہے اگرچہ فی الحال اس مسئلہ کو جزوی طور پر جنگ نے حل کر دیا ہے لیکن یہ حل محض عارضی ہے اور لڑائی ختم ہوتے ہی یہ مسئلہ پھر بڑے زور شور سے پیدا ہو جائے گا!

علاوہ اس کے ملک کے باشندے بہ سبب افلاس بھی تعلیم کی طرف راغب نہیں، ان کی مفلسی اور بے زری ان کو اکتساب تعلیم سے منع کرتی ہے، اکثر باشندوں کی روزانہ یا ماہانہ آمدنی اس قدر قلیل ہے کہ شکم پروری ہی بمشکل تمام ہو سکتی ہے تعلیم پر خرچنے کے لئے رقم آئے تو کہاں سے آئے ان حالات میں اگر ہمارے ملک میں عام تعلیم کا فقدان ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے،

دو باتیں البتہ ظاہر ہیں اول یہ کہ نظام تعلیم نہ صرف ناقص بلکہ بہت مہنگا ہے اس لئے کہ ہمارے ملک کا معیار زندگی ہی بہت گرا ہوا ہے اس کو دیکھتے ہوئے موجودہ تعلیم واقعی بہت گراں ہے۔

تعلیم کا مسئلہ اس طرح حل ہو سکتا ہے کہ اول تو صحیح قسم کی تعلیم دی جائے دوسرے وہ اس قدر سستی ہو کہ نہ صرف خواندہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ کی موجب ہو بلکہ اس تعلیم کو حاصل کر کے ہر تعلیم یافتہ اس قابل ہو جائے کہ وہ اپنی روزی بآسانی کما سکے!

جب تک مندرجہ بالا دو ضرورتیں پوری نہ کی جائیں گی اور ان پر جلد عمل درآمد نہ ہوگا اس وقت تک موجودہ بے خود غلط نظام تعلیم کی ترویج کے لئے خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے گی وہ بارآور ثابت نہ ہوگی اس علاج سے مرض اور بڑھے گا مریض کو افاقہ نہ ہوگا،

مسٹر سارجنٹ حکومت ہند کے ایجوکیشنل کمشنر نے جو اسکیم پیش کی ہے ہم اس سلسلہ میں اس پر بھی تبصرہ ضروری سمجھتے ہیں یہ تعلیمی اسکیم بظاہر بڑی خوشنما آئندہ نظر آتی ہے لیکن غور سے مطالعہ کرنے پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ صرف غیر پسندیدہ اسکیم ہے بلکہ ناقابل عمل بھی ہے ناپسندیدہ اس لئے کہ اس میں موجودہ ناقص نظام تعلیم ہی کو چھوڑ ہی سارا دو بدل کر کے باقی رکھا گیا ہے اور ناقابل عمل اس لئے کہ تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد کو

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

یہ تنگ و تار زنداں، یہ قفس کی تیلیاں کب تک؟

(از حضرت محوی صدیقی لکھنوی لیکچرار مدراس یونیورسٹی)

یہ وردِ جانستاں کب تک، مریضِ ناتواں کب تک
سرِ منزل نہ پہنچے گا، نفس کا کارواں کب تک

حیاتِ جاوداں کی آرزو، دھوکا نہ دے ہم کو
یہ سب کہنے کی باتیں ہیں بھلا نام و نشاں کب تک

شکوہِ حسن نے گردن جھکا دی، عشقِ سرکش کی
نہ ہوتا سجدہ گاہِ آرزو وہ آستاں کب تک

جنوں کی زندگی ہو، وسعتِ صحرا کے منظر ہوں
یہ تنگ و تارِ زنداں، یہ قفس کی تیلیاں کب تک

یونہی بجھتا رہے گا، کیا چراغِ آرزو میرا
یونہی چلتی رہیں گی یاس و غم کی آندھیاں کب تک

یہ کہہ کر گر پڑی بجلی مری شاخِ نشیمن پر
گلہ تقدیر کا، رنجِ جفائے آسماں کب تک

مرا جوشِ جنوں، حالِ زبوں، سوزِ دروں دیکھا
نہ ہو دل کو سکوں تو، ہمتِ ضبطِ فغاں کب تک

بیاضِ زندگی خود ختم اک دن ہونے والی ہے
جگر کے خون سے لکھیں ہم اپنی داستاں کب تک

گھٹائیں اب کی بار آئیں تو پوچھا ہے چشمِ تراں سے
ہری ہوں گی محبت کی یہ سوکھی کھیتیاں کب تک

کوئی کچھ پھول لیکر آئے گا دامانِ مژگاں میں
دلِ مرحوم کی تربت یہ دیکھے گی سماں کب تک

مبارک نغمہ سنجانِ چمن! یہ دم غنیمت ہے
کہاں یہ زمزمے پھر محوی جادو بیاں کب تک

سخن (۹) سرا گ

[illegible]

جہاں ان تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مصروف کیا جاسکے جو کسی دین کے مالک نہیں ہیں اس بات کی بھی کوشش کرنی ضروری ہے کہ تعلیم کو جس قدر فنی پیشہ فنی بنایا جاسکتا ہے بنایا جائے تاکہ ملک میں جب صنعت و حرفت کا احیاء ہو تو نہ بیت یافتہ کارکنوں کی قلت ہو اور ہر فن کے ماہرین بآسانی [illegible] ہو سکیں۔

[illegible] تعلیم لائیں [illegible]

بے شبہ کوئی تعلیمی سکیم اس وقت تک کامیاب نہیں کہی جا سکتی جب تک کہ اس میں وسیع عام تعلیم کی گنجائش نہ ہو۔ عام تعلیم سے ہماری [illegible] ہے جس سے انسان کا ادبی نگاہ وسیع ہو اور [illegible] سے [illegible] جذبات واقعیت [illegible] جائے

تعلیم کا زمانہ اس قدر طویل نہ ہونا چاہئے [illegible] خرچ کرتے [illegible] جائیں علاوہ اس کے تعلیم یافتہ [illegible] کی [illegible] بھی [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] تعلیم یافتہ [illegible] سے [illegible] طلبا کے [illegible] ہو کر [illegible] فارغ التحصیل ہو کر [illegible] کے لئے [illegible]

حکومت کا فرض ہے کہ [illegible]

جس طرح ترکی [illegible] میں مشاغل کے مدرسے قائم ہیں اسی طرح ہندوستان کے گوشے گوشے میں ایسے ہی مدرسے ہمیں بھی کھولنے چاہئیں۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جہالت کے استیصال کا مسئلہ ان مشاغل کے مدرسے ہی کے ذریعہ نوجوانوں کے کامیابی سے حل کر لیا ہے اور چھ سال کے مختصر سے وقفے میں حل کر لیا ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس عنصر کے حصول میں سینما اور ریڈیو کا بے دریغ استعمال کرے اور [illegible] "دار المطالعے" قائم کرنے کی ایک ایسی زبردست تحریک جاری کرے کہ دیہاتوں میں عام روشن خیالی اور جاگرتی پیدا ہو جائے۔

[illegible] سے سماجی تعلیم کی ابتدا ہو سکتی ہے [illegible] سماجی اخلاق کی [illegible] کا موجب بھی ثابت ہو سکتے ہیں [illegible] عوام کی دلچسپی بھی [illegible] ہو سکتی ہے [illegible] کرنے کے لئے ہمیں اپنا خاندانی [illegible] جہالت کا جہاں [illegible] اس کا استیصال [illegible] کی کوشش کرنا ایک [illegible] ضرور حاصل کر لینا چاہئے۔

[illegible] تعلیم [illegible] ہے [illegible] جہاں جہالت عالمگیر ہے [illegible] کو چھوڑ کر [illegible] بادی فائدے [illegible] نہیں [illegible] کہ قوم کا مستقبل [illegible] تعلیم [illegible] حاصل [illegible] تعلیم عالمگیر ہو جائے [illegible] کو [illegible] حیثیت سے [illegible] خواہ [illegible] قلیل ہی کیوں [illegible] کہ [illegible] لیکن سب سے ضروری [illegible] تعلیم کی راہ میں [illegible]

کاوشیں ہیں انہیں دور کر دیا جائے۔

عشق ایک جوہر روحانی ہے انسانی اجسام [illegible] حافظے، انسانی خواہشات فنا ہو جائیں گی لیکن یہ جوہر غیر فانی ہمیشہ باقی رہے گا۔

تصوف صرف مذہب عشق ہے،
محبت بہترین عطیۂ فطرت ہے،
محبت ایک مقناطیسی کشش ہے،
عاشق کے بغیر محبت کی زندگی ناممکن ہے،
محبت کی زبان آنکھیں ہیں،
عشق کا دیا اندھا ہے جسے اپنا نشانہ بنا لیتا ہے

خالص نباتاتی
قبض کشا

[illegible] اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے کس طرح نجات پاتے ہیں۔ لیکن اس استعمال کر کے آپ ان [illegible] سے بہت جلد آرام سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

قبض، [illegible] سستی، بدہضمی، [illegible] اور دیگر بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن [illegible] لیکزن [illegible] لیکزن [illegible] جو اب پسند کریں۔ استعمال میں لائیں

LIXEN

ایلین اینڈ ہنبرز لمیٹڈ
(تاجر مقرر انگلستان)
کلائیو بلڈنگس کلکتہ

لِلی مارکہ بارلے

ہندوستان میں بہترین پینے کی خوراک

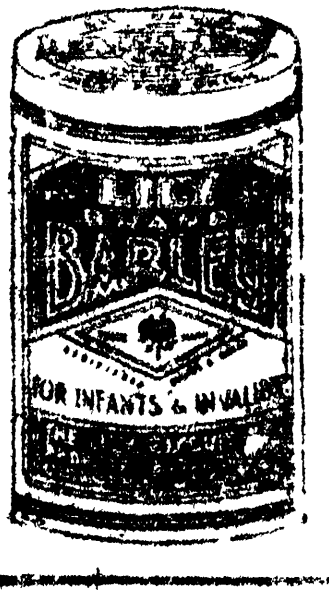

ہر روز پورے طور پر پکے ہوئے دانوں سے کلکتہ میں تیار کیا جاتا ہے اور جو ہوا کے اثرات سے محفوظ ہے نیز جو حیاتین اور معدنیات سے بھرپور ہے۔

دی لِلی بسکٹ کمپنی
کلکتہ ——— اور ——— بمبئی

تیج دہلی

۶ — مارچ ۱۹۴۵ء

سر جیری ریزمین کا آخری بجٹ

کثیر اخراجات — ٹیکسوں میں اضافہ — بڑھتا ہوا خسارہ

اس صفحہ کے وسط میں نئے مرکزی بجٹ کا ایک مختصر سا خلاصہ جو سال گذشتہ اور سال رواں کے آمد و خرچ اور بڑھتے ہوئے خساروں پر مشتمل ہے ایک نظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ حکومت ہند کے ممبر مالیات سر جیری ریزمین کا یہ چھٹا اور آخری بجٹ ہے اور پانچواں جنگی بجٹ ہے۔ کسی ملک میں بھی آمد و خرچ کے توازن کے سلسلہ میں سب سے زیادہ "خسارہ" کو مشتبہ اور تشویشناک نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، مگر جنگ کا زمانہ ہے جنگ خود ایک سب سے بڑے جانی و مالی خسارہ کا دوسرا نام ہے اس لئے خسارہ کا بجٹ بطور خود حیرت انگیز نہیں ہے۔ مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خسارہ سال بہ سال بڑھتا چلا جاتا ہے اور اخراجات کی بہت سی تفصیلات اور مدیں ہمیں بتلائی نہیں جاتیں اور ہندوستان کے غریب ٹیکس دہندوں کی دی ہوئی بڑی بڑی رقموں کو مناسب طور پر خرچ کرنے کا اختیار ہندوستان کے ذمہ دار نمائندوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے تو اس کا کوئی سبب دکھائی نہیں دیتا کہ ہم بجٹ کے خساروں پر کڑی نگاہ نہ رکھیں، اور اپنا اعتراض نہ کریں، جب بہت سی باتیں اور خرچ کے بڑے بڑے راستے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں تو ہمیں کیا معلوم کہ اخراجات میں کفایت شعاری اور پورے احتیاط و نگرانی سے کام لیا جاتا ہے یا نہیں، غالباً یہ "پردہ سسٹم" ہی دلیل اس بات کی ہے کہ ہمارے بہت سے شبہات صحیح ہیں اور بعض غیر ضروری مدیں ایسی ہیں جن پر پبلک آمدنی کا روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔

اگر اس جنگ کے باعث پیدا ہونے والے خسارے کے ساتھ ساتھ ہم یہ دیکھتے کہ مرکزی حکومت کو ہندوستان کے اقتصادی مفادات اور صنعتی و حرفتی ترقی کا خیال ہے تو شاید حکومت کے اس دامن و آستین سے ہماری بھی اشک شوئی کسی قدر ہو جاتی، لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ سر جیری ریزمین اپنی تقریر میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "ان کو اس امر کا یقین ہے کہ حکومت ہند ہندوستان کے بہترین مفادات کے لئے کام کر رہی ہے" مگر جب ہم حکومت ہند کی مالی و اقتصادی پالیسی پر نظر ڈالتے ہیں تو عملی میدان میں اس دعوے کا کوئی ثبوت ہمیں نہیں ملتا۔

سر جیری ریزمین کے موجودہ بجٹ کی "خوبیوں" کو جانچنے اور پرکھنے کا صرف ایک ہی معقول طریقہ موجود ہے جس سے دو سوالات پیدا ہوتے ہیں، ایک یہ کہ دوران جنگ میں کورنٹ کے مالی و اقتصادی "حسن انتظام" کی کیا صورت رہی؟ دوسرے یہ کہ جنگ کی حالت سے امن کی حالت پہنچنے کا جو عبوری دور آئے گا اس کے لئے مناسب انتظامات کرنے اور لوگوں کو نئی نئی مشکلات سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے یا نہیں، اول الذکر کے متعلق کچھ کہنا بے سود ہی دکھائی دیتا ہے، اس سلسلہ میں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ اہل ہندوستان نے موجودہ فنانس ممبر صاحب کے زمانۂ انتظام میں کن کن پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات حاصل کی ہے، بلکہ پوچھنا یہ ہے کہ وہ کون سی تکلیفیں اور پریشانیاں اور مصیبتیں ہیں جو لوگوں نے برداشت نہیں کی ہیں؟ اس کا جواب ان غریبوں ہی کا دل دے سکتا ہے جو اس وقت بھی چیزوں کی بڑھتی ہوئی گرانی سے تنگ آ گئے ہیں یا وہ مصیبتیں دے سکتی ہیں جو فاقہ کشی کا شکار ہو کر دوسری دنیا میں پہونچ چکی ہیں، پرانی باتوں کو جانے دیجئے سر جیری ریزمین دعویٰ کرتے ہیں کہ "انفلیشن" یعنی اضافۂ کرنسی کے اثرات کو روکنے کی جو تدبیریں اختیار کی گئی ہیں وہ "کامیاب" ہوئی ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ سر جیری ازراہ کرم ایسی چند چیزوں ہی کے نام ہمیں بتلا دیں جو ان سرکاری تدبیروں کے نتیجہ کے طور پر کچھ سستی ہو گئی ہیں! اس سلسلہ میں کنٹرول کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے حکومت اور اس کے عمال کی تمام ظاہری سرگرمیاں ایک بلیک مارکٹ کا خاتمہ اب تک نہیں کر سکیں، غذا، لباس، دوائیں اور دوسری ضروریات زندگی آج بازاروں میں کس بھاؤ فروخت ہو رہی ہیں؟ سر جیری ریزمین کا مزید دعویٰ یہ ہے کہ ملک کی غذائی صورت حال بہتر ہو گئی ہے ہم خود کو اس سے متفق نہیں پاتے، ملک سے ہماری مراد سارا ہندوستان ہے، صرف پنجاب یا دہلی نہیں ہے اب بھی صوبہ بہار اور یوپی کی اطلاعات کہتی ہیں کہ چاول اور گیہوں کی قیمتوں میں کمی نہیں بلکہ پرسوں ان کی اضافہ ہو رہا ہے۔ بنگال میں اب بھی کچھ نادار لوگ سڑکوں پر مرتے جاتے ہیں، اس سلسلہ تقریر کو کہاں تک طویل کیا جائے، بات یہ ہے کہ جب دوسرے سوال کو دیکھتے ہیں یہ کہ جنگ کے بعد کے عبوری دور اور زمانۂ امن کے لئے کیا انتظامات کئے جا رہے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میدان میں بھی سر باغ ہی دکھلایا جا رہا ہے، سر جیری ریزمین کے بجٹ میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے مستقبل کے لئے کوئی اچھی امید وابستہ کی جا سکے ان کی تقریر بھی فضول غیر ضروری اور دور از کار باتوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہمارے اقتصادی نظریات کے میدان میں بھی وہ فرسودہ حیلوں سے کام لیتے ہیں، لیکن ملک کی اقتصادی بحالی کو روکنے کی ضروری ضرورت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، ان کی تقریر اور بجٹ کی تجاویز میں ایک بھی بہادرانہ اور بڑی تعمیری کوشش کا پتہ نہیں چلتا۔ پرانے پروپیگنڈے کے پرانے ہتھکنڈے تو موجود ہیں مگر ان کا احساس نہیں ہے کہ اگر اس وقت تعمیری جدوجہد کے ذریعہ ہندوستانیوں کی اقتصادی حالت کو بہتر نہیں بنایا جائے گا تو جنگ کے بعد کے تعمیری کاموں میں خوف کا رخ ہو گی اور عبوری دور خطرات سے خالی نہیں ہو گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان اور امریکہ کی حکومتوں کی طرف سے بھی آنکھیں بند کر لی گئی ہیں، وہاں اسی وقت سے زمانہ بعد جنگ کے لئے تعمیری کام شروع کر دئے گئے ہیں، برطانیہ میں جبری مشن کا دور، خود امریکہ کا ثبوت ہے کہ وہاں کی صنعتوں کی درست کی جا رہی ہیں اور ہندوستان کے بازاروں کو برطانوی پیداواروں سے بھر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کیا ہندوستان کے افسوسناک حالت کا اندازہ اسی سے نہیں کیا جا سکتا کہ ایک ایسے بجٹ میں جو ڈیفنس کے اخراجات کے لئے ۴۰ کروڑ روپے اور رقم پیس کرنے کے لئے ہماری ملکی صنعتی پیداوار کی اسکیموں کے لئے (انتظامی اخراجات سے الگ) صرف ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اس اعتبار سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سر جیری ریزمین کے آخری بجٹ نے ہندوستان کی اقتصادی ترقی کی طرف سے ہمارے دلوں کو مایوس کر دیا ہے اور ایسے وقت میں جبکہ یہ جنگ ختم ہونے کی منزل سے، اور اتحادیوں کی آخری کامیابی سے بہت دور نہیں ہے، ہندوستان کے مستقبل میں روشنی کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی،

ٹیکسوں کا جو مزید بار ہندوستانیوں پر ڈالا گیا ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کو جی نہیں چاہتا لیکن کچھ کہنے سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ان ٹیکسوں کو واضح کر دیں، نئے سال کے نئے ٹیکس مندرجہ ذیل ہیں:-

تمباکو پر داخلی و خارجی ڈیوٹی	۱½ روپیہ فی پونڈ
ڈاک کے پارسل	ہر چالیس تولہ پر ۶
ٹیلیفون کے کرایہ کا سرچارج	½ کے بجائے آدھا
ٹرنک کال	۲۰ فیصدی سے ۴۰ فیصدی
معمولی تار	ایک آنہ فی تار اضافہ
اکسپریس تار	دو آنہ فی تار اضافہ

اس میں شک نہیں کہ ٹیکسوں کا یہ نیا بار ۴۰ کروڑ کی مجموعی رقم تک پہونچتا ہے، میں نے اس کو بہت زیادہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہندوستانیوں پر پہلے ہی سے ٹیکسوں کا ایک ایسا بار عظیم ہو چکا ہے کہ مزید ٹیکس کو برداشت کرنے کی طاقت ان میں باقی نہیں ہے مثل مشہور ہے کہ اگر کسی اونٹ پر بھاری از انتہائی جو رکھا جا چکا ہو تو ایک تنکے کا بار بھی اسے اٹھانا دشوار ہو جاتا ہے افسوس ہے کہ سر جیری ریزمین اپنی تقریر میں اپنے بجٹ کی تجاویز میں بھی اضافۂ فنانس کا کوئی ایسا طریقہ نہیں کر سکے جو ہندوستان کے مالی مسئلہ کو حل کر سکے خود انہوں نے اپنی تقریر میں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ تمام اخراجات مرکزی بجٹ میں پورا کرنے کے لئے پورا نہیں کیا جا سکتا ہے کیا ضرورت تھی کہ کوئی خاص [illegible] جب کہ ہندوستان کی اقتصادی ترقی [illegible] حقیقت کا تعین سر جیری ریزمین [illegible] کہ [illegible] جنگ کا اثر کیا ہوا [illegible] ان کو معلوم ہو جاتا کہ وہاں صنعتی ترقی کے سلسلہ میں [illegible] سال کا کام صرف پانچ سال کے اندر انجام دیا گیا ہے اور ان کی ترقی کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے، افسوس ہے کہ ہندوستان کی ترقی کے لئے یہ موقع بھی کھو دیا گیا!

۴۶-۴۵ء کے مرکزی بجٹ کا خلاصہ

سال	آمدنی (کروڑوں میں)	خرچ (کروڑوں میں)	خسارہ (کروڑوں میں)
۴۵-۴۴ء نظر ثانی شدہ	۳۵۶،۸۸	۵۱۲،۶۵	۱۵۳،۷۷
۴۶-۴۵ء	۳۵۳،۷۴	۵۱۷،۶۳	۱۶۳،۸۹

جنگی خرچ

سال	آمدنی کے صیغہ میں (کروڑ)	مستقل سرمایہ کے صیغہ میں (کروڑ)	میزان (کروڑ)
۴۵-۴۴ء نظر ثانی شدہ	۳۷۹،۲۳	۵۹،۴۱	۴۸۶،۶۴
۴۶-۴۵ء	۳۹۴،۲۳	۱۷،۷۶	۴۱۱،۹۹

اشارات

جب ہاؤس آف کامنز میں وزیر ہند مسٹر ایمری سے یہ سوال کیا گیا کہ "وہ مسٹر نے جن کا تذکرہ ارل ونٹرٹن نے کیا ہے وہی شخص ہیں جن کو ہندوستانی حکومت ۱۲۰۰۰ پونڈ کی امداد دیتی ہے؟" تو مسٹر ایمری نے جواب دیا "میں اس نکتہ پر پہلے ہی اظہار خیال کر چکا ہوں"

دیکھا آپ نے کیسا دلچسپ جواب ہے! حقیقت میں اس سوال کا جواب تو صرف ایک "ہاں" یا "نہیں" سے دیا جا سکتا تھا!! ہاتھ کو سر کے پیچھے سے لا کر ناک کو چھونا اسی کو کہتے ہیں، کیا برا تھا اگر مسٹر ایمری کہہ دیتے کہ "ہاں یہی وہ مہربان ہیں جن کو ہندو ٹیکس دہندوں کی طرف سے ۱۲۰۰۰ پونڈ پیش کئے جاتے ہیں"؟

مسٹر ایمری نے ہاؤس آف کامنز میں یہ بھی کہا ہے کہ "واشنگٹن میں ہماری انفارمیشن سروس بہت اچھا کام کر رہی ہے"

بہت اچھے کام کے معنی "ایرمانہ" لغت میں غالباً یہ ہیں کہ ہندوستان کے خلاف کافی پروپیگنڈا کر رہی ہے! بہرحال اب سنتے ہیں کہ لکشمی پنڈت کی تقریروں نے اس پروپیگنڈا کی پول کھول کر رکھ دی ہے!

جرمنی کے وزیر پروپیگنڈا ڈاکٹر گوئبلز نے اپنے آرگن "ڈیس ریش" میں یالٹا کانفرنس پر اظہار خیال کرتے ہوئے یہ پیشین گوئی کی ہے کہ ۱۹۴۵ء میں ایک تیسری عالمگیر جنگ اتحادیوں کے درمیان ہوگی ——— یہ عالمگیر جنگ ہو یا نہ ہو، اس پیشین گوئی کے اندر یہ معنی ہے تو سب کو بہ آسانی اتفاق رائے ہو سکتا ہے، وہ معنی یہ ہیں کہ جرمنی اس وقت شرکت جنگ کے لئے موجود نہ ہوگا۔

"متعلقہ دارالحکومت (لندن) کی اطلاع کتنی ہے کہ وہاں کی لبرل پارٹی اور ترقی پسند پارٹی، اور زراعتی ڈیماکریٹک پارٹی اور سوشلسٹ پارٹی وغیرہ نے اعلان کیا ہے کہ ان کو یونان میں ری پبلک یعنی جمہوری حکومت کا قیام پسند ہوگا"

اب اگر شہنشاہیت پسند مسٹر چرچل کی رائے میں یہ سب کی سب بارٹیاں "گردن زدنی" ہوں تو کیا برا ہے؟

مسٹر چرچل نے پچھلے دنوں فرمایا ہے کہ "اٹلانٹک چارٹر" کوئی قاعدہ یا قانون نہیں

مرکزی بجٹ!

("تیج دہلی" کے خاص شاعر کے قلم سے)

آخری ہے ہند میں یہ سر جرمی کا بجٹ
کچھ دنوں میں اب وہ انگلستان واپس جائینگے

ٹیکسوں کی کچھ ہے بھرمار اب کے سال بھی
تب وہ اپنے اس طریق کار سے باز آئینگے

یہ وہ ہیبت ناک نقشہ ہے کہ اسکو دیکھکر
جتنے ہیں بھارت کے باشندے وہ سب گھبرائینگے

مفلسوں کی مفلسی کچھ اور بڑھ جائیگی اب
ٹیکسوں کے بار سے پیرو جواں پس جائینگے

زندہ رہنا ہو گیا مشکل غریبوں کے لئے
اب وہ اس معمورۂ غم میں نہ راحت پائینگے

یہ تو ارباب حکومت سے توقع ہی نہیں
مقصد بیجا پر اپنے وہ کبھی شرمائینگے

اس بجٹ میں بڑھ گیا کچھ اور تمباکو پہ ٹیکس
حقہ و سگریٹ سے بھی اب تو سب باز آئینگے

ہو جو ناداران کو اب بیڑی ملے گی کس طرح
پان کے شوقین اب زردہ کہاں سے کھائینگے؟

ضد پہ آجانا ہے کافی، آن والوں کے لئے
اہل بھارت اک کرشمہ اب نیا دکھلائینگے

"ترک تمباکو" سے پیدا ہوگی وجہ اتحاد
یعنی سب ہندو مسلمان اب تو سکھ ہو جائینگے

ہندوستانی زبان!

ہندوستان کی قومی زبان کا مسئلہ بہت دنوں سے زیر بحث ہے اور اس کو فرقہ وارانہ رنگ دینے میں کوئی کمی نہیں کی گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک تو یہ زبان کا مسئلہ ہی نہیں ہے بلکہ رسم الخط کا مسئلہ ہے اور اگر زبان کا مسئلہ ہے بھی تو صرف اس حد تک کہ کچھ دنوں سے اردو اور ہندی کے لکھنے والوں نے اپنے اپنے طور پر ایک طرف بھاری بھاری عربی و فارسی الفاظ اور دوسری بڑے بڑے سنسکرت الفاظ اس میں ٹھونسنے شروع کر دئے ہیں، ہمیں مسرت ہے کہ "آل انڈیا ہندوستان پرچار سبھا" کی پہلی کانفرنس وارد ھا میں مہاتما گاندھی کی صدارت میں ہوئی ہے، اپنے صدارتی ایڈریس میں مہاتما جی نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ایسی آسان اور قابل عمل باتیں ہیں جن پر سارے ملک کو توجہ دینی چاہیئے ہمارا خیال ہے کہ چونکہ زبان کے نام کے مسئلہ نے بھی اس بحث کو کچھ دنوں سے تلخ کر رکھا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اردو یا ہندی کی بجائے اس نام کے لئے "ہندوستانی" ہی کا لفظ استعمال کیا جائے، مہاتما گاندھی صحیح فرماتے ہیں کہ یہی وہ زبان ہے جو شمالی ہندوستان کے تمام علاقوں میں بولی جاتی ہے، یہ کوئی نئی زبان نہیں ہے بلکہ ہندوستان میں بہت دنوں سے موجود ہے اور ہندو مسلم اختلاط اور دوستی کی آئینہ دار ہے، اب اگر رسم الخط کا مسئلہ اس میں حائل ہو گیا ہے تو سب لوگوں کو مہاتما گاندھی کے مشورے پر عمل کرنا چاہیئے اور اردو و ہندی دونوں رسم الخط کو سیکھ لینا چاہیئے ہندوستانی کے قومی زبان ہونے کے متعلق مہاتما گاندھی نے اس امر پر اظہار افسوس کیا ہے کہ وہ لوگ جو ایک زمانے میں ایک واحد قوم کے اجزاء تھے، آج دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور ان کی زبان بھی مختلف ہوئی جاتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ "اس کا کوئی سبب نہیں ہے کہ وہی چیز جو ایک وقت میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترک زبان تھی پھر قومی زبان نہ بنائی جا سکی، شمالی ہندوستان کے ہندو اور مسلمان ایسے آباء و اجداد کی نسل سے ہیں جو ایک مشترک زبان بولتے اور لکھتے تھے اس پرانی مشترک زبان کو پھر زندہ کرنا دو نئی زبانوں یعنی ہندی اور اردو کو پیدا کرنے سے بہتر ہے" اسی صحیح نظریہ سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دونوں رسم الخط کا سیکھنا مشکل ہے اس کے لئے مہاتما گاندھی کا جواب یہ ہے کہ "صرف کاہلی وہ چیز ہے جو دوسری زبانوں کے سیکھنے سے روکتی ہے اگر کوئی شخص میرے پاس آئے تو میں اسے ہندوستانی کے علاوہ دس بارہ زبانیں سکھلا سکتا ہوں" وہ پوچھتے ہیں کہ اگر ہم اس معمولی سے کام پر عبور حاصل نہ کر سکے تو دوسرے اور زیادہ مشکل و اہم کاموں پر کس طرح قدرت حاصل کریں گے!

راز و نیاز

سوال: ہٹلر نے بیوہ خالی دوستوں جب اپنے نازیوں کی سالانہ تقریب میں شرکت کی دعوت دی تو ہٹلر کیوں نہیں گیا؟ (خیبر بلوچستان)

جواب: اس کے دو اسباب ہو سکتے ہیں ایک خود ہٹلر کا پیش کردہ سبب کہ "میرا احساس فرض اور میرا کام مجھے ایک لمحے کے لئے بھی ہیڈ کوارٹر چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا" دوسرا یہ سبب کہ ہٹلر نے جرمنی اور اہل جرمنی کو تباہی کی اس منزل تک پہنچا دیا ہے کہ اب وہ شکست سے کہیں جانا نہیں چاہتا۔ موجودہ حالات میں یہ شعر اس کے عمل پر صادق آتے گا ؎

آئینہ اس کا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے
اب منہ دکھانے کی کوئی صورت نہیں رہی

سوال: مسٹر جناح نے پچھلے دنوں کہا ہے کہ صرف اردو ہی وہ زبان ہے جو ہندوستان کی قومی زبان بننے کے لائق ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(حبیب احمد، جھنگ)

جواب: ہٹلر کہتا ہے کہ ۱۹۲۰ء کے جرمنی اور ۱۹۴۵ء کے جرمنی میں بہت بڑا فرق ہے" اس کا کیا مطلب ہے؟ (نہال سنگھ۔ میرٹھ)

جواب: اس کا مطلب آپ کی سمجھ میں بآسانی آجائے گا اگر آپ موجودہ ایڈیٹ کا نقشہ دیکھیں اور یالٹا کانفرنس کے فیصلوں پر بھی نگاہ رکھیں۔

سوال: لوگ اپنے عیبوں کو کیوں نہیں دیکھتے؟ (موہن لال، دہلی)

جواب: اس لئے کہ ان کو دوسروں کے عیبوں کو دیکھنے اور جانچنے اور انکی اصلاح کی صورت پیدا کرنے سے فرصت ہی نہیں ملتی

ہے بلکہ ایک قسم کی ہدایت ہے"

الغرض "ہدایت نامہ خاوند" یا "ہدایت نامہ بیوی" سے زیادہ اسکی حیثیت انکی نگاہ میں نہیں ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ "قاعدہ" اور "ہدایت" میں فرق کیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول الذکر آسانی سے دفن نہیں کیا جا سکتا اور موخر الذکر کو بہ آسانی دفن کیا جا سکتا ہے! ایک بار سیاست نے کہا تھا کہ یالٹا کانفرنس میں اٹلانٹک چارٹر دوبارہ زندہ کیا گیا ہے مسٹر چرچل نے کس آسانی سے اس کو پھر دفن کر دیا۔ اس چارٹر کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ اس کو ردی کی ٹوکری میں ہر وقت ڈالا جا سکتا ہے اور پھر نکالا جا سکتا ہے الغرض جتنی چیزیں آپ چاہیں اس کو زندہ کریں۔ اس کو دوبارہ بنائیں اور پھر ان کے اپنائیں پھر جب ضرورت ہو کفن میں لپیٹ کر دفن کر دیں اور پھر

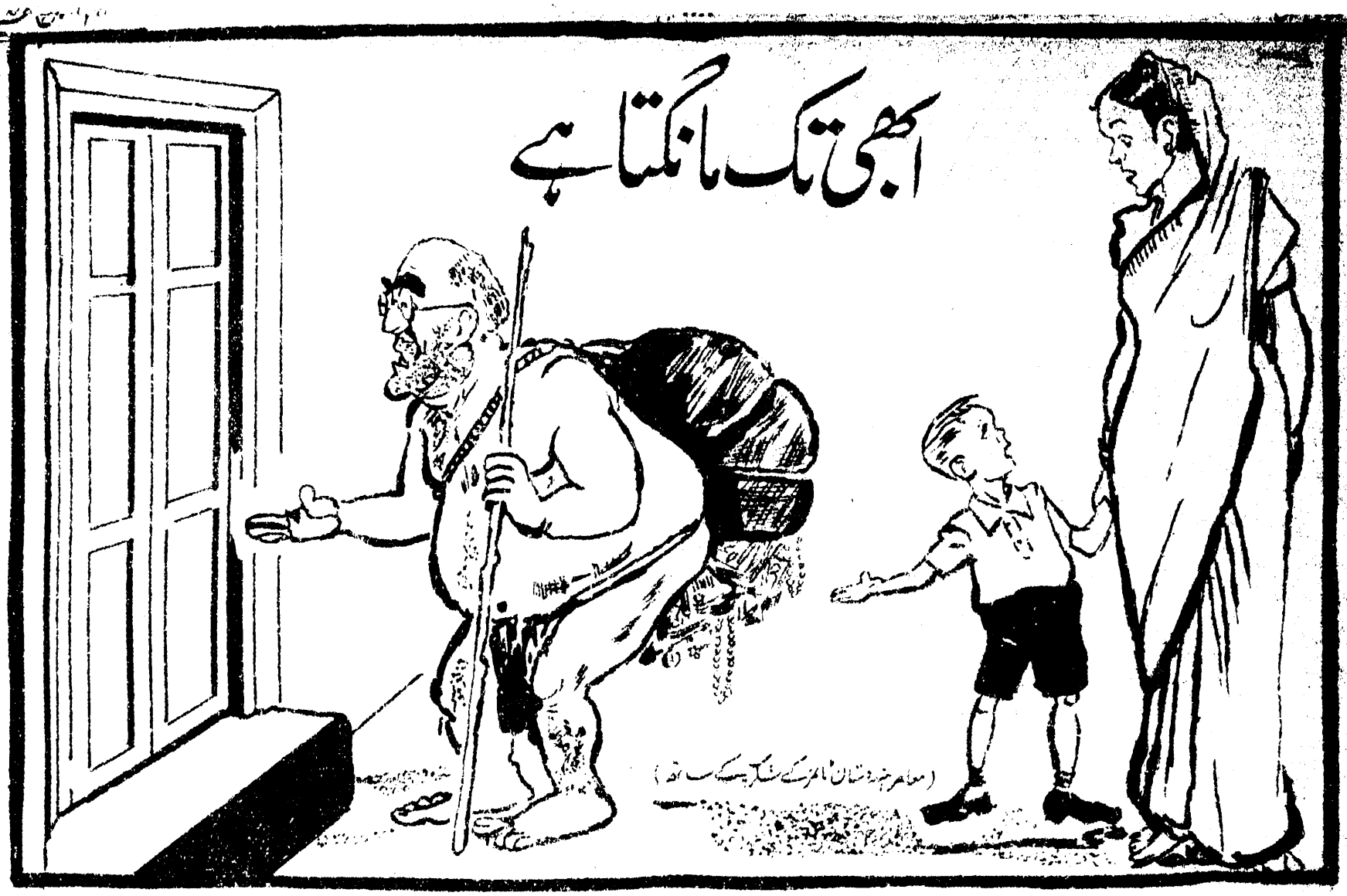

سر جیرمی رائس مین نے اسمبلی میں ۲۸ فروری کو اپنے آخری بجٹ میں نئے ٹیکسوں کا اعلان کیا ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

بھگت ڈاکو

اس شعر کی صحیح اور مکمل تفسیر ہے یہ ایک ایسے انسان کی کہانی ہے جسکی زندگی کا مقصد دوسروں کی ہلاکت تھا اچانک اسکی زندگی میں انقلاب آیا اور وہ ڈاکو سے بھگت بن گیا۔ لوگ جو کل تک اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اب اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

ہدایتکار: جے بی۔ ایچ۔ واڈیا

مختصر مختصر رقص کی کہانی کیم لتا، وینت ناتھ، سنجیت کماری، دیپک، نجمہ، (ڈاکٹر ان) بدری پرشاد، نیام پلی، سیمرا، کوپ اور گلاب وغیرہ

شہر کے ہر دلعزیز سینما منروا میں جمعہ ۹ مارچ سے شاندار افتتاح

تقسیم کنندگان برائے شمالی ہند:- سوانی پکچرس، دہلی، لاہور

فلمستان

پرکھ آٹھویں ہفتے میں

سنٹرل اسٹنڈیوز کا تیار کردہ مسٹر مہرب موہنی کا لاجواب کارنامہ "پرکھ" اب آٹھویں ہفتے میں ہے مگر ستا یفتن کے ہجوم اور سنسنی کا وہی عالم ہے اب معلوم ہوتا ہے کہ پرکھ نہ صرف تعلیم یافتہ طبقے میں بلکہ عوام الناس میں بھی بے حد مقبول ہو رہی ہے اور دہلی میں عام طور پر پبلک کا خیال ہے کہ پرکھ دہلی کی موجودہ تصویروں میں سب سے بلند اور اچھوتی تصویر ہے۔

"میری بہن"

نیو تھیٹرس کی خاصہ تی تصویر "میری بہن" جگت سینما دہلی میں پانچویں ہفتہ میں داخل ہو چکی ہے لیکن اسکے باوجود اس تصویر کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا یہ عالم ہے کہ یہ تصویر آج بھی ریلیز کی گئی ہے نیو تھیٹرس کی "میری بہن" کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ انتہا سے زیادہ دلکش ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نہایت ہی پاکیزہ تصویر ہے جس کا ہر سین کے لحاظ سے بھی بیحد بلند ہے۔

"سمراٹ اشوک"

ڈائرکٹر کے۔ بی لال آجکل پربھات کے اسٹوڈیو پونا میں سمراٹ اشوک کی تیاریوں میں مصروف ہیں سمراٹ اشوک کو زیادہ سے زیادہ شاندار بنانے کے لئے کس قدر اہتمام کیا جا رہا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف مہاراجہ اشوک کے دربار کے ایک سین میں ممتاز اداکاروں کے علاوہ تین ہزار کسٹرا حصہ لے رہے ہیں۔

سنہ کے۔ بی لال کی کوشش یہ ہے کہ وہ سمراٹ اشوک کو سال رواں کی سب سے عظیم الشان تصویر بنا کر پیش کریں۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر آپ جو جدوجہد کر رہے ہیں کہ سمراٹ اشوک ہر اعتبار سے ایک بلند پایہ تصویر ثابت ہو۔

"جوار بھاٹا"

بمبئی سے جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ بمبئی ٹاکیز کی جدید تصویر "جوار بھاٹا" کو اس وجہ سے بے پناہ کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ تاریخ بمبئی ٹاکیز کی تمام سابقہ تصاویر کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔

بمبئی ٹاکیز نے حسب معمول جوار بھاٹا کو ایک نہایت ہی دلکش اور دلگداز فسانہ پر تیار کیا ہے اور تصویر میں جابجا دلکش ٹکڑے لگا کر اس کی کشش میں نمایاں اضافہ کر دیا ہے

دہلی اور شمالی ہند کے تمام بڑے بڑے شہروں میں "جوار بھاٹا" کا بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار کیا جا رہا ہے۔ توقع ہے کہ دہلی میں یہ تصویر بہت جلد نمائش کے لئے پیش کر دی جائے گی۔

"پچھی"

نوولٹی سینما دہلی میں پچھی خوب رش لے رہی ہے یہ پنجاب کی پہلی تصویر ہے جو انتہائی دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی پاکیزہ بھی ہے منورما، ہیرو ڈسپائی اجل اور سلمہ وغیرہ نے اس تصویر میں کام کیا ہے امید ہے کہ یہ تصویر ابھی کئی ہفتہ تک کامیابی کے ساتھ چلے گی۔

"تارامتی"

ملک پروڈکشن کی یہ نازیہ تصویر "تارامتی" نمائش کے لئے بالکل تیار ہے اس تصویر پر مسٹر منک لال شاہ نے پانی کی طرح روپیہ صرف کیا ہے عام خیال ہے کہ پربھات کے سابق ڈائرکٹر راجہ نینے نے اس تصویر میں وہ تمام خوبیاں پیدا کر دی ہیں جو صرف پربھات کی تصاویر کیساتھ مخصوص ہیں

پرفلا پکچر کی "بڑی ماں"

پرفلا پکچر کولہاپور کی معاشرتی تصویر "بڑی ماں" نہایت عمدگی کے ساتھ تکمیل کی منزلیں طے کر رہی ہے نوجوان نے اس تصویر میں ہیروئن کا پارٹ ادا کیا ہے امید ہے کہ یہ تصویر بیحد مقبول ہوگی۔

"چل چل رے نوجوان"

چل چل رے نوجوان کو جوبلی سینما دہلی میں ابھی تک بے اندازہ کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ یہ تصویر ہے جس میں اشوک کمار اور نسیم نے ایک ساتھ کام کیا ہے

"بھائی جان"

یونائیٹڈ فلمز کی موشل تصویر بھائی جان نہایت عمدگی کے ساتھ تیار کی جا رہی ہے جس میں جمیلہ انیس خاتون، قائم علی، انصاری وغیرہ اداکار کام کر رہے ہیں امید ہے کہ یہ تصویر جلد نمائش کے لئے پیش کی جا سکے گی۔

شانتا آپٹے کی فلمیں

سوبھاگیہ پکچرز نے اپنی فلم میرابائی کے لئے ڈائرکٹر کو سلہ ڈائرکٹ کریں گے، شانتا آپٹے کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔

اسکے علاوہ ایشیا ٹک پکچرز کی فلم بڑے لوگ پانہاری میں کام کرے گی اس کا میوزک سنیما ہے اس کے علاوہ یہ سن آرٹ پکچرز کی ایک نئی فلم میں بیک گراؤنڈ گانے گائے گی۔

شوری پکچرز کا بے مثل تاریخی کارنامہ
رستم کا دربار
ڈائرکٹر:- برکت
اداکار
منورما
مجنوں
ہری شو داسانی
ظہور شاہ، غلام قادر
رام لال، سلمہ، امین
اقبال، زبیدہ، نذر
مہرہ کا کوہ نور
مکالمے:- احسان بی۔اے
گانے:- عزیز کاشمیری
شوری پکچرز کا بے مثل تاریخی کارنامہ
زوپ شوری
منگتی اور کوئن
کا جنم داتا
اداکار
چندرموہن
پارو
مجنوں
اور
پرمیلا
اداکار
الناصر
ہری شو داسانی
ظہور شاہ
اور
پرمیلا
مکالمے:- آئی۔ایس جوہر ایم۔اے۔ایل ایل بی
شوری پکچرز کا مزاحیہ شوشل
ڈائرکٹ ہیرلڈ لوئیس
بدھو
اداکار
منورما، مجنوں
پران، اشا، ظہور
غلام قادر، کماری، زبیدہ
جان، نذر
مکالمے:- جوہر
شوری پکچرز میکلوڈ روڈ، لاہور

افسانہ

تضاد

از جناب رشدی بھوپالی

"چلئے چوپاٹی پر چلیں!"

"یہاں کیا برا معلوم ہو رہا ہے؟"

"برا تو نہیں ——— میرا مقصد ہے ———"

"آپ کو یہاں قدرتی مناظر اچھے نہیں لگ رہے"

"یہ بات نہیں" ہنگنگ گارڈن" کی بجائے ساحل سے منظر اچھا نظر آتا ہے"

"بے سود! مجھے بچوں سے محبت ہے اور وہاں منظر ہی ہے میرے لئے کافی ہے"

"کیا آپ یہ پسند کریں گی کہ میں آپ کو یہاں چھوڑ کر واپس چلا جاؤں؟"

شنکر کے اس جملہ کا تاثر نمایاں ہو پڑا۔ اور شنکر دونوں "ہنگنگ گارڈن" میں چہل قدمی کرنے لگے۔ شنکر کو تارا سے محبت ہو گئی تھی لیکن تارا؟ اسے شنکر کی ذرا بھی پروا نہیں تھی ——— لیکن وہ مختلف الخیال دو متضاد ذہنی کیفیات کے افراد کس طرح ہم آہنگی پیدا ہو سکتی تھی۔ شنکر اس کو اچھی طرح سمجھ سکا اور تو اور وہ تارا سے شادی کرنے کا متمنی تھا۔

اب جو شنکر نے واپس چلے جانے کی دھمکی دی تو تارا اچانک رک گئی اور شنکر کی طرف غور سے دیکھنے لگی۔

"اگر آپ مجھے یہاں اکیلا چھوڑ جائیں گے" اس نے کہا "تو میں زندگی میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی"

طائر شب نے اپنے سیاہ پر پھیلانا شروع کر دیئے تھے اور ساحل بمبئی میں آہستہ آہستہ تاریکی چھا رہی تھی ——— [illegible] کے گھر کا راستہ بھی طرح معلوم نہ تھا [illegible] کے ذہن میں راستہ کا صرف دھندلا سا خاکہ تھا [illegible] سمت کا صحیح پتہ نہ تھا۔

شنکر خوش تھا کہ اس نے اپنے اس [illegible] کم یکتا خوبصورت لڑکی کو [illegible] لیکن اس [illegible] ذاق کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ جو اس نے خاموشی اختیار کر لی تھی وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ شنکر کے لب پر لاکھ ہا سخن اضطراب [illegible] لیکن وہاں صرف ایک خاموشی!

کیا شنکر کا رویہ حقارت انگیز تھا؟ کیا اس [illegible] کوشش سے اس کے احساسات کو ٹھیس [illegible] یقیناً ایسا ہی تھا جب تک وہ معذرت [illegible] نہ کرے وہ اس سے نہیں بول سکتی۔

وہ اس سکوت کے عالم میں چوپاٹی پر پہنچ گئے۔ صنف نازک کے لئے خاموش رہنا ایک مصیبت ہے۔ تارا بات کرنے کے لئے مری جا رہی تھی مگر بولتی نہیں تھی۔ شنکر نے ابھی تک اظہار معذرت کیوں نہیں کیا۔ اس کو صبر سکوت [illegible] نا چاہئے تھا

میرین ڈرائیو پر [illegible] قمقمے جھلملا رہے تھے [illegible] آسمان میں ستارے آنکھ مچولی کھیل رہے ہوں

اس دلکش منظر کو دیکھ کر تارا خاموش نہیں رہ سکتی تھی چنانچہ اس نے اپنے آپ ہی بولنا شروع کیا "کیا حسن ہے ——— کیا اچھا مظاہرہ ہے ——— آپ کا کیا خیال ہے"

شنکر کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا آخر اس نے دھیرے سے کہہ ہی دیا۔

"کچھ نہیں"

"[illegible] کچھ نہیں" کافی [illegible]

صرف طویل سکوت ٹوٹ گیا بلکہ سکوت کا [illegible] بھی صاف ہو گیا۔ "اب یہ بتا دیجئے کہ آپ کو یہ منظر پسند نہیں" تارا نے شنکر سے پوچھا

"نہیں"

"نہیں! کیا آپ نے کبھی ——— [illegible] صاف صاف بتا دیجئے آپ کو اس دفتر کے علاوہ بھی کوئی کسی چیز میں حسن اور [illegible] نظر آتی ہے؟"

"بیشک اس کے مجھے [illegible] وقت [illegible] بن [illegible] سب سے زیادہ خوبصورت چیز ہے جو میرے سامنے [illegible] ہے یہ [illegible] نظر آ رہا ہے"

"کیا [illegible] بات کہی ہے ——— میں بھی [illegible]

"شنکر! [illegible] نظر ہی کی تو [illegible] ہے"

تارا نے [illegible] شنکر کی [illegible]

ایک آرٹسٹ کی نظر سے [illegible] سمجھ گئے ہوں گے کہ میرا کیا مطلب ہے"

بالکل! اور [illegible] کوئی [illegible] لوگ [illegible] سوچ رہے ہیں"

"کوئی خاص راستے [illegible] ہیں [illegible] اسی تصور میں [illegible]

"بیکار [illegible] ہو گئے [illegible]

"[illegible] ہو گئے [illegible] کام [illegible] کہا [illegible] کی [illegible] فلسفیانہ میں میری [illegible] کا [illegible] [illegible] ذرا [illegible] تخلیق [illegible] چنانچہ [illegible] کو [illegible] پوچھا۔ "جانتے [illegible]

"[illegible] کا [illegible] تو [illegible] کا [illegible] [illegible] کی [illegible] کی لڑکی [illegible] [illegible] کو [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] کی

لیکن کم از کم تم سمجھنے کی کوشش کرو گی اور آرٹ اور اس سے متعلق کتابوں کا گہرا مطالعہ کرو گی اس عمر میں اگر تم بھی میرے لئے کوئی کم لعنت سمجھنے کی کوشش کرو اور دوسرے نفرت کو نظر انداز کر دو تو ——"

"بچوں کی سی باتیں کرنا بند کرو۔ کتابوں کے پڑھنے سے آرٹ کو سمجھنے میں تمہیں کچھ مدد نہیں ملے گی۔ میں فن کا کبھی تصور نہیں کر سکتی۔ وہ تو ایک مشین ہے جو انسان کے حسین عناصر کو کچل ڈالتی ہے۔ تم ہاں کیا کہتے ہو؟ اعلان جنگ! ہاں تم جنگ میں مدد کرتے ہو لیکن انسانیت کی کوئی مدد نہیں کرتے کہ وہ اس جنگ و جدل سے محفوظ رہے۔ تم یہ نہیں چاہتے کہ یہ وحشیانہ خونریزی بند ہو جائے کیوں اب بولتے کیوں نہیں —— صاف صاف کہو نا جی ——"

"میں نہیں جانتا"

"یقیناً" تم نہیں جانتے، تم ایک مشین ہو جس کو کوئی احساس، کوئی تمنا، اور کوئی زندگی نہیں۔ میں زندگی چاہتی ہوں، اس لئے تم اپنی راہ جاؤ اور میں اپنی" تارا نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

شنکر کو واقعی تارا سے محبت تھی، اسے اس کا احساس تھا کہ وہ اعلیٰ خوبیوں کی مالک ہے۔ وہ ایک ایسی لڑکی ہے جو ایک معمولی کلرک کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی، اگر اگر تبھی شادی ہو بھی جائے تو قدرتی طور پر تارا کی حسن کاری فنا ہو جائے گی کیونکہ نہ تو وہ اس کی صحیح معنوں میں قدر کر سکے گا اور نہ اسکی داد دے سکے گا۔ یہ ایک بہت بڑا جرم ہے۔ جو اگرچہ قانون کی دسترس سے باہر ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس نے تارا کے شوق مصوری کو سراہنے کی ذرا بھی کوشش نہیں کی۔ اسے پہلے ہی یہ خبر کر لینا چاہئے تھی، بہرحال اب بھی وقت ہے کہ وہ اسکی تلافی کر سکتا ہے۔

شنکر نے جب سے گی کے ساتھ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کا مطالعہ شروع کر دیا۔ وہ دن رات دنیا کے مشہور حسن کاروں کے صوانح حیات پڑھتا رہا، مختلف خیال کے آرٹسٹوں کے نظریات پر غور کرتا، آرٹ کی مختلف تحریکوں کے نام یاد کرتا، اس نے اسکی سخت کوشش کی کہ وہ تارا سے ملنے سے قبل آرٹ اور اس سے متعلق تمام امور سے کماحقہ واقف ہو جائے۔

کسی نوجوان لڑکی کو خوش رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ کوئی نہیں جان سکتا کہ عورت کے دل میں کیا ہے لیکن اب شنکر کو یقین تھا کہ تارا اس سے مل کر خوش ہو گی، اگرچہ وہ کچھ ستانے والے جملے بولے گی مگر دل میں خوش ہو گی۔

ایک مہینہ گزر گیا۔ ایک سویر کو شنکر اپنے ہاتھ میں ایک کاربکس لئے ہوئے تارا کے گھر پہنچا۔ اس کا دل وفور جذبات سے "نگارخانۂ چین" بنا ہوا تھا۔

"تارا نے دروازہ کھولا —— شنکر اس کو دیکھ کر حیران و ششدر کھڑا رہ گیا۔

"وہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ —— اندر آجاؤ" تارا نے جب دل تحکمانہ لہجہ میں کہا۔

"تارا میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم نے کیوں یہ بدنما لباس پہن رکھا ہے —— ارے تم —— میں یقین نہیں کر سکتا ——"

"آخر کیا مصیبت ہے؟ میں ڈبلیو۔ اے۔ سی" میں شامل ہو گئی ہوں۔ آج دفتر میں میرا پہلا دن تھا"

"دفتر —— ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ تارا تم بھی اس فکر میں شامل ہو گئیں ——" شنکر نے حیرت سے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں" تارا نے جنگجویانہ انداز سے پوچھا کیا میں انسان نہیں؟ کیا مجھ پر ذمہ داریاں عائد نہیں ہوتیں؟ کیا ضرورت کے وقت ملک و وطن کی خدمت کا فرض مجھے نہیں بلاتا ہے؟

"بے شک —— میں نے تو صرف ——"

"میں جانتی ہوں کہ تم نے کیا خیال کیا ہو گا۔ تم نے مجھے احمق، سست اور خود غرض کہا ہو گا۔ لیکن تم غلطی پر تھے۔ ملک و وطن کی خدمت کرنے والوں کے ساتھ خود کو بھی قابل فخر سمجھتی ہوں"

"بالکل درست ہے تم نے یہ بہت ہی اچھا کیا" شنکر نے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تارا نے ایک میز پر بیٹھتے ہوئے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا" علاوہ بریں میری عمر کی ہر لڑکی کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے۔ لڑکیوں کو مردوں پر بار بن کر نہیں رہنا چاہئے۔ اور پھر اس طرح دادی کی بھی کچھ مالی مدد ہو جائے گی"

تارا روپیہ کے متعلق باتیں کر رہی تھی، وہ اب حقائق کا اظہار کر رہی تھی، شنکر خوش تھا کہ وہ بہت سلجھی ہوئی باتیں کر رہی ہے۔

"خوب تو اب تم نے بھی روپیہ کا خیال کرنا شروع کر دیا۔"

"آخر اس میں حرج ہی کیا ہے؟ روپیہ ایسی بری چیز نہیں جیسا کہ تم خیال کرتے ہو"

تم خیال کرتے ہو، اس کا مقصد شنکر سے ہے، شنکر بمشکل ایک پرزور قہقہہ روکنے کی کوشش کر رہا تھا، کون جانتا ہے کہ عورت اس قدر متضاد خیالات کی مالک ہوتی ہے، تضاد تو اسکی فطرت میں ہے۔

جب وہ چائے پی چکے تو شنکر نے تارا کو کاربکس پیش کیا "میرے خیال سے ..... شاید یہ کاربکس پسند آئے —— تحفہ کے طور پر ہی سہی"

حسین و دلکش جلد کیلئے
نازک مزاج عورت کا انتخاب
آشا
سکن ٹونر
پاؤڈر
کریم
سنو
لپ سٹک

ہندوستانی ہوائی بیڑے میں انتظامی کاموں کے اسسٹنٹ
آدرکار
ہندوستانی ہوائی بیڑے میں "نون کمیشنڈ" افسروں کا ایک نیا صیغہ کھولا گیا ہے۔ اس صیغے میں ملازم ہو کر بہت سے آدمی نہایت عمدہ ٹریننگ اور تجربہ حاصل کر سکتے ہیں جو جنگ کے بعد ایک کامیاب اور خوشحال زندگی گزارنے کے لئے ان کو پوری طرح تیار کر دیں گے۔ "آئی۔ اے۔ ایف" کے ایڈمنسٹریٹو اسسٹنٹ یہ اہم کام انجام دیں گے کہ ہندوستانی ہوابازوں کی فلاح و بہبود اور انتظام سے تعلق رکھنے والے کاموں میں کمانڈنگ افسروں کی مدد دیں۔ جو لوگ جنگ کے بعد ہوائی بیڑے میں نہ رہیں انہیں دوسری سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے کا بہت عمدہ موقع حاصل ہو گا کیونکہ حکومت نے یہ ذمہ لیا ہے کہ سرکاری ملازمتوں کی ایک بڑی تعداد ان لوگوں کے لئے خالی رکھی جائے گی جو فوجی خدمات انجام دے چکے ہیں۔

ضروری قابلیتیں

تعلیم۔ کم سے کم کسی ہندوستانی یونیورسٹی کا ڈگری یافتہ ہونا ضروری ہے۔ **عمر** ۲۰ سے ۲۸ سال تک۔ **صحت**۔ تندرست ہوں اور کوئی بیماری موجود نہ ہو۔ **عہدہ**۔ امیدوار "ایئر کرافٹمین" درجہ دوم کے طور پر بھرتی کئے جائیں گے۔ اور ٹریننگ کے لئے جانے پر ایکٹنگ یا قائمقام سارجنٹ (باتنخواہ) کے درجے پر ترقی مل جائے گی۔ **تنخواہوں کی شرح**۔ ایکٹنگ سارجنٹ (پیڈیا باتنخواہ) مبلغ ۱۵ روپے ماہوار۔ فلائٹ سارجنٹ ۱۳۰ روپے ماہوار۔ وارنٹ آفیسر ۲۰۰ روپے ماہوار۔ **رعایتیں**۔ ہر ایڈمنسٹریٹو اسسٹنٹ کو مفت خوراک پوشاک رہنے کی جگہ طبی نگہداشت اور دانتوں کے علاج کی سہولتیں ایئر و مقام الاؤنس اور فوائد حاصل ہوں گے جو ہندوستانی ہوائی بیڑے کے دوسرے فوجی ملازموں کو حاصل ہیں۔

درخواست کیونکر دی جائے

نزدیک ترین بھرتی دفتر کو لکھئے یا خود جا کر ملئے۔ ان کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہے۔

دہلی: —— ۱ لوتھین روڈ کشمیری گیٹ
انبالہ: —— ۱۰۱ دی مال
لاہور: —— ۳۰ ڈیوس روڈ
مہو (سی۔ آئی): —— ریلوے روڈ
آگرہ: —— ہنٹلے ہوسٹل ڈرمنڈ روڈ

AAA/492

فروری کے ۲۸ دن!

(از جناب رام سروپ سنگھ (دروپ سنگھ))

روم میں تقویم کی درستی قیصر جولیس کے [illegible] ہوئی اس نے اس سے پہلے کی تمام غلط [illegible] کو درست کیا اور شاہ نیوما [illegible] کے وضع یونانیوں کے ترمیم کے جس میں [illegible] نقطہ اعتدال ربیعی پر ۲۵ مارچ کو آیا کرتا [illegible] سے شروع کیا۔ اور جب اس [illegible] وقت کے غلط تقویموں کا متعلق کیا تو ۹۰ یوم [illegible] قرار دیا۔ اب اس فرق کو مٹانے کے لئے اس نے [illegible] سال کے نومبر و دسمبر اس دو ماہ کا غیر معمولی اضافہ [illegible] طرح گویا نومبر گزرنے کے بعد دوسرا نومبر [illegible] یوم کا اور پڑھایا، اور دسمبر گزرنے کے بعد [illegible] یوم کا اور پڑھایا، اس طرح ۹۰ یوم کا ایک [illegible] قائم کر کے نقطہ ربیعی کو ٹھیک ۲۵ مارچ پر لایا [illegible] اب جولیس نے سال کو ۳۶۵ یوم پر دوبارہ [illegible] کیا اور طریقہ اس کا نیا قرار دیا۔ اس طرح کہ تین [illegible] سال کو ۳۶۵ یوم کے ہوا کریں اور چوتھا سال ۳۶۶ [illegible] کرے۔

اس طرح چوتھائی یوم کی کسر ۴ سال میں برابر [illegible] لگی اس لئے مہینوں کے دنوں کی ترتیب بھی نئے [illegible] سے شروع کی یعنی جنوری، مارچ، جولائی [illegible] نومبر پانچ مہینے ۳۱ یوم کے قرار دیئے۔ [illegible] باقی مہینے باستثنائے فروری ۳۰ یوم کے قرار دیئے [illegible] عمومی برسوں میں ۲۹ دن کا اور ہر چوتھے برس [illegible] یوم کا قرار پایا۔ مگر یہ ایک یوم کا اضافہ اخیر ماہ میں [illegible] تھا، بلکہ ۲۴ یا ۲۵ تاریخ مکرر مانی جاتی تھی، [illegible] گویا ایک یوم کا اضافہ ہو جاتا تھا مگر مہینہ کا خاتمہ [illegible] ۲۹ ہی تاریخ کو ہوا کرتا۔

[illegible] یہ جولین کلینڈر حضرت عیسیٰ کی ولادت سے [illegible] قبل اور شہر روما کی بنیاد سے ۷۰۸ برس [illegible] قائم ہوا۔ اور اس وقت کا ہی کلینڈر اس وقت تک [illegible] ترمیم کے ساتھ جاری ہے، قیصر جولیس نے [illegible] کی تعداد ۳۱ اور ۳۰ یوم کے اور فروری کی مقدار [illegible] یوم کی قرار دی۔ اس کا عملدرآمد دو دور تک [illegible] لگا مگر خاص اپنے ملک میں کمی کے ساتھ ہوا۔ فروری [illegible] کا جو قاعدہ چوتھے سال کے [illegible] ماہ میں کی خرابی سے تیسرے سال ہونے لگا اور [illegible] سال گزرتے تھے کہ بجائے ۹ مرتبہ کے ۱۲ مرتبہ [illegible] کے یوم میں اضافہ کر دیا گیا۔

[illegible] جولیس کے بعد شاہ اگسٹس [illegible] اور شاہ [illegible] اس نے حساب ماہ و سال پر نظر [illegible] کی، جب اس کو معلوم ہوا کہ پادریوں کی فیاضی [illegible] کلینڈر میں ۴ یوم کا اضافہ ہو گیا ہے تو اس نے ۱۳ سال آئندہ کے واسطے حکم دیا کہ فروری میں یوم کبیسہ موقوف کیا جائے اور اس طرح بارہ سال گذرنے کے بعد پھر تقویم اپنے شمسی قاعدے پر لائی گئی کچھ دنوں بعد شاہ اگسٹس کے تصرفات پر توہمات اعتقادیہ کا ہجوم ہوا ایک روز سوچتے سوچتے اس نے خیال کیا کہ جولین کلینڈر میں جولائی کا مہینہ جس کو جولیس کے نام سے مناسبت ہے وہ تو ۳۱ یوم کا ہے اور اگست کا مہینہ جس کو میرے نام یعنی اگسٹس سے تعلق ہے وہ ۳۰ یوم کا ہے اور یہ بات نہایت کسر شان ہے لہذا اس نے ایک جدید اعلان کے ذریعہ سے اگست کو جولائی کے برابر کر کے قیصر جولیس کے مہینوں کی ترتیب بگاڑ دی، اور نتیجہ اس قدر مرتب ہوا کہ اپنے اور جولیس کے مرتبہ بزعم خود ایک وحشیانہ مساوات قائم کر لی اور بس،

جب اگست میں ایک یوم کا اضافہ ہوا تو لامحالہ فروری میں ایک یوم کی کمی کرنی پڑی اس لئے وہ ۲۹ یوم میں ۲۸ یوم کا رہ گیا مگر ایک نقص اور پیدا ہو گیا کہ اب جولائی سے ستمبر تک تین ماہ برابر ۳۱ یوم کے ہو گئے، اس عیب کے مٹانے کے لئے ستمبر اور نومبر ۳۰ یوم کے ہوئے اور بجائے ان کے اکتوبر اور دسمبر ۳۱ یوم کے قرار پائے۔

شاہ اگسٹس کے عہد میں ماہ فروری ۲۸ دن تک ۲۸ یوم کا اور چوتھے سال ۲۹ یوم کا قرار پایا۔ مذہبی تقویموں میں فروری کا یوم کبیسہ جولیس کے حساب سے ۲۴ اور ۲۵ تاریخ کے درمیان بڑھا، مگر شہری تقویموں میں فروری کے اخیر میں اضافہ شروع ہوا۔ جس کے متعلق آگے چل کر ہر جگہ عملدرآمد ہو گیا۔ ۱۵۲۵ء میں علمائے ریاضی و ہیئت کی ایک کونسل شہر ناپلیس میں اس غرض سے جمع ہوئی کہ وہ جولین کلینڈر کے حساب پر نظر ثانی کرے اس وقت یہ بحث پیش ہوئی تھی کہ موجودہ سال ۳۶۵ دن ۶ گھنٹہ کی مقدار سے چل رہا ہے اور آفتاب منطقۃ البروج کے دائرے کو ۳۶۵ دن ۵ گھنٹہ ۴۹ ، ۶۲ منٹ میں طے کرتا ہے اس حساب کے موافق جولین کلینڈر فصلی سال سے ۱۱ منٹ ۳۸ ، ۱۰ سکنڈ ہر برس میں بڑھتا جاتا کرے گا اور اس وجہ سے زیادہ زمانہ گذرنے کے بعد سالانہ فصلیں قبل از وقت ختم ہو جایا کریں گی،

چنانچہ اس وقت تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ آفتاب جو سابق میں ۲۵ مارچ کو نقطہ اعتدال ربیعی پر آیا کرتا تھا اب اس زمانہ میں ۲۸ مارچ کو آجاتا ہے لہذا اس کونسل کے زمانہ میں ۲۱ مارچ ۲۵ مارچ قرار دی گئی اور ۱۲۵۷ برس تک اسی حساب سے تسلیم ہوتی رہی،

(باقی صفحہ (۱۸) پر)

گرینچ میں دنیا کی مشہور رسدگاہ

(از مسٹر ایلین، ہنٹر — مترجمہ بھگوت سروپ گوئل)

گذشتہ تین صدیوں سے برطانیہ میں ایک شاہی رسدگاہ ہے اس میں ایک شاہی نجومی کام کرتا ہے یہ رسدگاہ اس وقت قائم کی گئی جبکہ برطانوی ملاحوں نے سمندر میں سفر کرتے وقت اپنی صحیح پوزیشن معلوم رکھنے کی ضرورت محسوس کی،

اس شاہی نجومی کا ایک فرض اب بھی وہی ہے جو کہ بادشاہ چارلس دوم کے زمانے میں تھا جس نے ۱۶۷۵ء کے چارٹر کی رو سے شاہی نجومی کا یہ فرض قرار دیا کہ "وہ سمندر پر حسب منشاء طول بلد معلوم کرے تاکہ فن جہازرانی مکمل ہو جائے"

اس لئے برطانیہ کے شاہی نجومی کی داستان برطانیہ کی روز افزوں جہازرانی کی داستان ہے،

چاند اور تاروں کی مدد سے جہاز کی پوزیشن معلوم کرنے کا علم ہزاروں سال سے معلوم ہے لیکن اس کو عمل میں لانے میں یہ دقت پیش آتی تھی کہ ان رہنما ستاروں اور چاند کی صحیح پوزیشن کا خاکہ نہ بنایا جا سکتا تھا، ستاروں کی روزانہ گردش اور انکی صحیح پوزیشن کا خاکہ بنانے کی غرض سے ہی پہلا شاہی نجومی مقرر کیا گیا تھا،

پہلا شاہی نجومی بننے کا اعزاز ایک ۲۸ سالہ نوجوان سائنسداں ریورنڈ جان فلیم اسٹیڈ کو حاصل ہوا تھا، اس کے نام کی یادگار گرینچ میں رسدگاہ کے نزدیک اس کی سرکاری جائے رہائش کے نام سے تازہ ہوتی ہے جس کا نام "فلیم اسٹیڈ ہاؤس" ہے،

گرینچ جو کہ آجکل لندن کا ایک گنجان آباد علاقہ ہے اُن دنوں میں ایک گاؤں سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا "سینٹ پال" کے گرجا گھر کے بڑے معمار سر کرسٹوفر رین نے بذات خود بادشاہ کو گرینچ کے مقام پر رسدگاہ بنانے کے لئے کہا، ورنہ یہ مرکزی لندن کے ہائیڈ پارک میں بنتی، یہ پارک لندن کے بڑے پارکوں میں سے ہے،

حکومت کی ایک چھوٹی سی عمارت گرینچ میں ایک پہاڑی پر تھی ایک سال کے دوران میں یہاں پر رسدگاہ بن گئی،

دریائے ٹیمز کے راستے لندن کے مینار کے ایک پرانے حصے سے گرینچ تک لکڑی لیجائی جاتی تھی، اور قلعہ ٹلبری سے گرینچ کو دوا اور سیسہ بھیجا جاتا تھا خرچہ کا کچھ حصہ اس بارود کے نیچے سے پورا کیا گیا جو خرچ ہو گیا تھا،

جب بادشاہ چارلس اور اس کے صلاح کاروں نے گرینچ کے مقام پر رسدگاہ بنائی تو انہیں اس چیز کا احساس بھی نہ تھا کہ لندن اس چھوٹے سے گاؤں تک پھیل جائے گا اور زمانہ جدید کی صنعتی ترقی سے صحیح علم نجوم کی دیکھ بھال کو نقصان پہنچے گا،

اگرچہ گرینچ ہیئت جدید علم نجوم کا مرکز رہے گا تاہم بعد از جنگ رسدگاہ لندن سے باہر کسی اور زیادہ مناسب جگہ منتقل کرنی ہوگی جہاں ہوا صاف ہوگی اور جہاں پر رسدگاہ کے نازک آلات پر لندن کی جدید صنعتوں کی بجلی کی رو اثر انداز نہ ہوگی،

شاہی نجومی نے نئی بنی ہوئی رسدگاہ میں جولائی ۱۶۷۶ء میں کام شروع کیا، دوسرے الفاظ میں رسدگاہ پر کام، سنگ بنیاد رکھے جانے کے ایک سال بعد شروع ہوا، فلیم اسٹیڈ اس کام کے لئے مناسب آدمی تھا، اُسے علم نجوم کی کافی معلومات تھیں اس نے تمام تاروں کی ایک فہرست پہلے ہی سے تیار کر لی تھی اسنے چاند اور دیگر سیاروں کی حرکات کے نقشہ جات بھی کھینچ لئے تھے ویسے بھی فلیم اسٹیڈ کلوں اور مشینوں کے کام میں ماہر تھا، اگرچہ اسے رسدگاہ دے دی گئی لیکن اسے آلات سے آراستہ اُسے خود کرنا تھا جن میں سے کچھ اس نے خود بنائے،

بتیس ہزار مشاہدے

تقریباً بارہ سال کے عرصہ میں فلیم اسٹیڈ نے نہایت محنت و مشقت سے کم از کم بتیس ہزار مشاہدات کئے اور اس نے تنہا نظام شمسی کے سیاروں اور ستاروں کی اُن فہرستوں کو درست کیا جو کہ اُن دنوں استعمال ہوتی تھیں، فلیم اسٹیڈ کی شخصیت تھی جس نے سر آئزک نیوٹن کو وہ فہرستیں مہیا کیں جن سے کشش ثقل کے نظریئے کی دریافت ہوئی،

فلیم اسٹیڈ کے جانشین ہیلے نے نیوٹن کو مشہور "اصول" شائع کرنے پر آمادہ کیا۔ جب ہیلے ۱۷۲۰ء میں دوسرا شاہی نجومی بنا تو اُسے رسدگاہ کو دوبارہ آراستہ کرنا پڑا، کیونکہ فلیم اسٹیڈ کی بیوہ نے اپنے حقوق کی بناء پر تمام آلات وہاں سے ہٹا لئے۔

ہیلے کی یاد ہمیشہ ہیلے نامی دُمدار ستارے کے نام سے تازہ رہے گی اس نے اس دُمدار ستارے کے واپس آنے کی پیشین گوئی کی جس کے متعلق باقی سب دُمدار ستاروں کی نسبت زیادہ علم ہے، لیکن ہیلے نے جس کے بارے میں اس کی نوعمری کے زمانے میں یہ کہا جاتا تھا "اگر کرہ میں کوئی تارا اپنی جگہ سے ہٹا لیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا تارا آجائے تو وہ بتلا دے گا"

اصلی کام ساٹھ سال سے زیادہ کی عمر میں کیا جبکہ اس نے ایک دُمدار تارہ کی واپسی کی پیشین گوئی سے بھی اہم ترکام کیا یہ اٹھارہ

(باقی صفحہ (۱۸) پر)

فروری کے ۲۸ دن

(صفحہ نمبر ۱۲ سے آگے)

جب پوپ گریگوری سیزدہم والی روم کے عہد میں آخری اصلاح کا زمانہ آیا اور آفتاب کی رفتار کی متعلقہ ابروج سے ٹھیک مقابلہ کیا گیا تو حیرت کے ساتھ معلوم ہوا کہ نقطۂ اعتدال دفعتی رسمی کھسکتے کھسکتے اب ۱۱ مارچ کو آیا ہے لہٰذا ۱۵۸۲ء میں پوپ گریگوری نے حکم دیا کہ اس سال کے ۱۱ مارچ کو ۲۱ مارچ قرار دیا جائے اور اس کی مطابقت کے لئے پہلا سال بجائے ۳۶۵ یوم کے ۳۶۵ یوم کا لیا جائے، جو تین کبیسہ جاری ہونے کے قبل سال میں اور فصل میں جو اختلاف واقع ہوا اس کا سبب تو پہلے سے معلوم ہو چکا تھا، کہ سال میں ۱۱ منٹ ۱۰ سکنڈ بڑھ جایا کرتے ہیں لیکن اس کے دیکھنے کا اس وقت تک کوئی علاج نہ تھا، فروری میں جو اضافہ اب تک چلا آتا رہا اس سے پایا گیا کہ ۴۰۰ برس میں تین یوم کی کمی ہو جایا کرے گی۔

لہٰذا پوپ گریگوری نے قرار دیا کہ اس صدی کے اخیر سال میں جس کے سیکڑے چار عدد پر تقسیم ہو سکیں فروری کا مہینہ ۲۹ یوم کا ہوگا اور اس کے درمیان کی تین صدیاں جو پورے چار سیکڑے پر تقسیم نہ ہو سکیں ان کا فروری ۲۸ یوم کا ہوگا، اس قاعدہ کو گریگوریز رول کہتے ہیں، اور اس کو باستثنائے یونان و روس کے تمام یورپ نے تسلیم کر لیا ہے چونکہ سن عیسوی ہندوستان میں پرنسپل عملداری کے ساتھ آیا اور گریگوریز رول کے ساتھ ہی جاری ہوا۔ اس لئے یہاں کی تمام جنتریوں کو اس کی پابندی لازم ہے اور یہی وجہ ہے کہ ۱۹۰۰ء کا فروری ۲۹ یوم کے بجائے ۲۸ یوم کا ہوا تھا یہاں تک حساب درست ہونے کے بعد اب آگے جانچ کی گئی جس سے ظاہر ہوا کہ ۴۰۰ برس میں ۲۹ یوم کے ۹۷ فروری ہوں گے اس لئے پہلے ۳۶۵ یوم کو ۴۰۰ سے ضرب دیا اور اس کے بعد ۹۷ یوم فروری کے اضافہ شدہ اور بڑھائے تو ۴۰۰ برس کے ۱۴۶۰۹۷ یوم ہو گئے اب ان کو ۴۰۰ برس پر تقسیم کرنے سے فی سال ۳۶۵ یوم ۵ گھنٹہ ۴۹ منٹ اور ۱۲ سکنڈ ہوتے ہیں لہٰذا بہ انسانی قاعدہ اب بھی آسمانی قاعدے سے ۲۲،۳۸ سکنڈ آگے بڑھ جاتا ہے، اس لئے ۳۸۶۶ برس میں ایک دن کی زیادتی نظر آ رہی ہے اس لئے گریگوریز رول کو ہمیشہ ٹھیک رکھنے کے لئے طے پا گیا ہے کہ ۴۰۰۰ برس کے بعد ایک یوم گھٹا دیا جایا کرے گا، یعنی اس سال کا فروری بجائے ۲۹ یوم کے ۲۸ یوم کا مانا جائے گا۔

بہرحال جو قاعدہ ۱۵۸۳ء سے آئندہ زمانہ کے لئے مقرر ہوا ہے اس کا عمل درآمد بحساب ذیل ہوتا رہے گا۔

(۱) ہر سال فروری ۲۸ یوم کا ہوگا، مگر چوتھے سال ۲۹ یوم کا ہوگا، بشرطیکہ اس سال کا عدد چار سے پورا تقسیم ہو سکے۔

(۲) ہر صدی کے اختتام پر ماہ فروری ۲۸ یوم کا ہوگا، مگر چوتھی صدی پر ۲۹ یوم کا ہوگا بشرطیکہ وہ صدی چار سے ٹھیک تقسیم ہو جائے۔

(۳) ہر ہزار سال پر ماہ فروری ۲۸ یوم کا ہوگا مگر چوتھے ہزار پر ۲۹ یوم کا ہوگا، بشرطیکہ وہ ہزار کا عدد چار سے ٹھیک تقسیم ہو سکے۔

یہاں تک ہر ایک گھنٹہ خواہ ایک دن بڑھا کر مٹائی گئی، یا ایک دن گھٹا کر، مگر سب حالتوں میں چار کے عدد کے لئے رہا ہے لیکن ہزار صدیاں یعنی ایک لاکھ برس گذرنے کے بعد گریگوریز رول سے ایک دن کا فرق اور پڑنے والا ہے اس فرق کو مٹانے کے لئے کیا قاعدہ مقرر ہوگا اور قاعدہ مقرر ہوگا آیا وہ اس فرق کو مٹائے گا یا نیا فرق پیدا کرے گا اس کو بجز خدا کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔

گرینچ میں دنیا کی مشہور رسدگاہ

(صفحہ نمبر ۱۲ سے آگے)

سال تک چاند کی گردش کے آہستہ آہستہ نئی شاہی نجومی اس رسدگاہ کے معیار کو بلند کرتے گئے، حتیٰ کہ پانچواں نجومی پورٹر کی اصلی شرائط کو پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا جو کہ فن جہاز رانی کو مکمل کرنا تھیں اس نجومی کا نام میکسلائن تھا۔

میڈیسلان کا سب سے عمدہ کارنامہ جہاز رانوں کے لئے سمندر کے دنوں، ہفتوں اور مہینوں کے رجسٹر کی تیاری تھی۔

اس کا دوسرا کارنامہ مشاہدات کی باقاعدہ فہرست کا شائع کرنا تھا جس کو شائع کرنے سے پیشتر نجومیوں نے انکار کر دیا تھا۔

اسی نجومی کے دور میں ہارسن نامی انگریز نے وقت ٹھیک کرنے کا آلہ (کرونومیٹر) بنا کر تین ہزار پونڈ حاصل کئے۔ یہ آلہ سمندر پر سفر کے دوران میں وقت ٹھیک رکھتا ہے۔

یہ شاہی رسدگاہ خود گرینچ میں ٹائم کا مرکز ہے۔

گرینچ میں سے ۱۸۸۳ء کی بین الاقوامی مجلس نے مقرر کردہ طول بلد کا صفر درجہ گذرتا ہے۔ جو کہ وہ بنیادی خط ہے جس سے کہ مشرق اور مغرب کی طرف سے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔

اسی طرح شمال اور جنوب کی طرف فاصلے دوسرے فرضی خط سے ناپے جاتے ہیں جسے خط استوا کہتے ہیں، موجودہ دنیا کے وقت کا نظام گرینچ کے وقت پر مبنی ہے

۱۸۸۰ء میں گرینچ کا یہ وقت برطانیہ میں

مفت مفت مفت

ڈائری کیلنڈر ۱۹۴۵ء

ریڈیم گولڈ کے زیورات کو مشہور کرنے کے لئے ہم نے ایک ڈائری کیلنڈر ۱۹۴۵ء مفت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ضرورتمند اصحاب آج ہی نمونہ زیورات اور ڈائری کیلنڈر کے لئے لکھیں۔

نیو گولڈ ورکس لمیٹڈ، لاہور

قسانی وقت مقرر کر دیا گیا تھا، [illegible]
بی۔ بی۔ سی نے اس کی مخالفت میں [illegible]
جس کا کام تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے [illegible]
بی۔ بی۔ سی کی یہ منفعت [illegible]

گرینچ کی انگریز [illegible]
جنوبی [illegible]
اور [illegible]

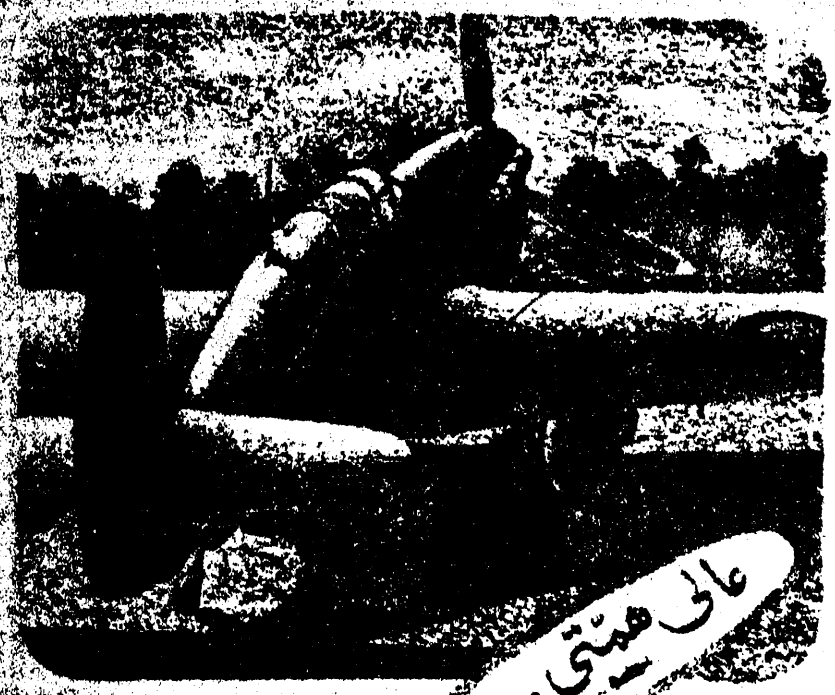

عالی ہمتی اور مردانہ کارناموں کا [illegible]

ہندوستانی ہوائی بیڑے کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ اور [illegible] کی حیرت انگیز ولولے اور [illegible] جذبے کی بنا پر آئی۔ اے۔ ایف کو یہ زبردست قوت تنظیم اور امتیاز حاصل ہے۔ تاریخ کے اس [illegible] دور میں جبکہ دنیا کا پرانا نقشہ منسوخ اور نئی سرحدیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ فاتح اور مفتوح کی قسمت کا فیصلہ ہوائی قوت ہی پر ہے۔ ہندوستانی ہوائی بیڑے نے اپنے ساتھیوں کے دوش بدوش جاپانیوں کو دکھا دیا کہ ہماری عالی ہمتی اور اعلیٰ تربیت کی بدولت یہ ہوائی اقتدار ہمیں کو حاصل ہو سکتا ہے اور حاصل ہے۔

اب وقت ہے کہ آپ اپنی جنگ کے بعد کی زندگی کا بھی خیال کریں

★ یہ بالکل یقینی ہے کہ ہندوستانی ہوائی بیڑے کے افسروں کو جو تربیت اور تجربہ حاصل ہوتا ہے اس کی بنا پر بہت سے آدمیوں میں وہ لیاقتیں پیدا ہو جائیں گی جو ایک کامیاب اور خوشحال زندگی کے لئے ضروری ہیں۔

★ حکومت نے وعدہ کیا ہے کہ جنگ کے دوران میں ان اسامیوں کی ایک بڑی تعداد خالی رکھی جائے گی جو حکومت کے زیر اختیار ہیں۔ ان عہدوں پر جنگ کے بعد ان لوگوں کا تقرر کیا جائے گا جنہوں نے فوجی خدمات انجام دی ہوں گی۔

★ فوجی خدمت سے واپس آئے ہوئے لوگوں کو حکومت کے خرچ پر ذرا خاص خاص فنون اور پیشوں کی خصوصی تعلیم دینے کے لئے بھی منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔

★ ان امیدواروں کو جو اس وقت یونیورسٹیوں میں تعلیم پا رہے ہیں، بہت سی تعلیمی رعایتیں حاصل ہوں گی جن کی بنا پر وہ جنگ کے بعد اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں گے۔ پوری تفصیلات آپ اپنی یونیورسٹی کے عہدہ داروں سے حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ کوپن کاٹ کر قریب ترین جی۔ ڈی ریکروٹنگ افسر کو بھیج دیجئے جو آپ کو درخواست کا فارم اور ہندوستانی ہوائی بیڑے میں پائلٹ کے عہدے سے متعلق جملہ شرائط و قواعد ملازمت بھیجے گا۔

نام _____

پتہ _____

_____

_____

آئی۔ اے۔ ایف کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے

جو جسمانی طور پر بالکل درست اور تندرست ہوں۔ جن کی نظر اور سماعت ٹھیک اور عمر ۱۷ سے ۲۸ سال تک ہو، حالت جنگ میں ہوا بازی کا بار برداشت کر سکیں۔ عام تعلیمی استعداد اچھی ہو اور انگریزی روانی سے لکھ اور بول سکیں۔

اپنا کوپن قریب ترین جی۔ ڈی ریکروٹنگ افسر کو بھیج دیجئے

آئی۔ اے۔ ایف۔ جی۔ ڈی (پائلٹس)، ریکروٹنگ آفیسر

۲۸ ڈیوس روڈ، لاہور

کمزور قومیتیں اور سوویٹ روس

(از دی، کارپنسکی)

نینٹسی لوگ گندی اور بری زندگی بسر کرتے تھے زار کی حکومت پوستین کی تجارت سے بھاری خراج لیتی تھی، روس کے شہزادے پوستین کے سوداگروں اور ڈاکٹر لوگوں کو لوٹ رہے تھے زار کی حکومت میں اس قوم کا تیزی سے خاتمہ ہو رہا تھا۔ اگر آپ روس کا انسائیکلوپیڈیا دیکھیں جو کہ ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا تو اس نینٹسی قوم کے بارے میں یہ اطلاع ملے گی "یہ سولہ ہزار افراد پر مشتمل فرقہ ہے"

لیکن اس قوم کو بربادی و تباہی سے سوویٹ اسٹیٹ نے بچا لیا۔ روسی عوام کی مدد سے اس علاقہ میں سوویٹ کی حکومت مئی ۱۹۱۹ء میں قائم کر دی گئی نینٹسی قوم کی زندگی میں سوویٹ حکومت کے ماتحت امید سے زیادہ تبدیلی ہوئی اور خاص کر جب سے ۱۹۳۲ء میں یامال نینٹ قومی علاقہ بنا دیا گیا ہے۔

قابل غور چیز یہ ہے کہ ۱۹۳۹ء کی مردم شماری میں نینٹسی قوم کے باشندگان کی آبادی بارہ ہزار تھی جبکہ ۱۹۱۲ء میں یہ قوم صرف دو ہزار افراد پر مشتمل تھی۔

دس سال کے عرصے میں آدھے سے زیادہ خانہ بدوش نینٹسی آباد ہو گئے زیادہ تر خاندان جو کہ شکار کرنے اور ماہی گیری میں لگے ہوئے تھے زراعت کرنے والوں کی انجمنوں اور مجموعی فارموں میں شامل ہو گئے۔ مشترکہ انجمنوں کے شکاری تمام پوستینوں کو جو وہ حاصل کرتے ہیں مرکزی کوآپریٹو اسٹور کو دے دیتے ہیں جو اس کی عوض میں شکاری کی ضرورت مہیا کرتے ہیں تمام تیار اشیاء کی قیمت ہر جگہ یہاں تک کہ بیرونی سینٹروں میں بھی ایک ہی ہوتی ہے نینٹسی شکاریوں کی حاصل کی ہوئی پوستینوں کی مقدار گذشتہ دس سال میں دس گنا ہو گئی ہے۔ اس قوم کے افراد نے "سلور" قسم کی لومڑیوں پالنی بھی شروع کر دی ہیں لومڑیوں کی یہ قسم شمالی خطوں میں پائی جاتی ہے اس کی پوستین عمدہ اور قیمتی ہوتی ہے اس قسم کی لومڑیوں کے پالنے کا پہلے کسی کو علم نہ تھا۔

ماہی گیروں کی انجمنیں اپنی پکڑی ہوئی مچھلیوں کو حکومت کی آرگنائزیشنوں کو دے دیتی ہیں یہ آرگنائزیشنیں ان انجمنوں کو تمام ضروریات اور مچھلی پکڑنے کا سامان مہیا کرتی ہیں

یہ آرگنائزیشنیں تعداد میں وہ ہیں جن میں سے چھ زمانہ جنگ میں قائم کی گئی ہیں۔ نینٹ کے مشترکہ فارموں کے شروع ہو جانے سے رینڈیروں کے گلوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے رینڈیروں کے پالنے کے باقاعدہ اور موزوں انتظام میں سائنس کی تجربہ گاہوں سے بہت مدد ملی ہے

جہاں کہ امراض حیوانات کے ماہرین ہیں، ان تجربہ گاہوں کے علاوہ علاقہ میں زوولوجی رینڈیر کے اسکول قائم کئے گئے ہیں رینڈیر کی پرورش کے لئے حکومت کی طرف سے بڑی بڑی جگہیں قائم کر لی گئی ہیں، دور شمالی علاقہ میں رینڈیر شروع کر دی گئی ہے یہ علاقہ مستقل برف باری کا علاقہ ہے جہاں کہ ماضی میں کبھی سبزی ترکاری وغیرہ کی کاشت ہوتی نہ دیکھی گئی تھی اس علاقہ کا ایک لگ زراعتی اسٹیشن قائم کیا گیا ہے، ۱۹۴۰ء میں تقریباً ۱۴۷ ایکڑ رقبہ پر تقریباً ۷۵۰ مزرع بطور تجربہ کے، گرم گھروں، گھر جو کہ پودوں کی پرورش کے لئے گرم رکھا جائے) جو مٹر، السی، سن، تمباکو اور سبزیوں ترکاریوں کی کاشت کی گئی وہاں کی پیداوار سوویٹ یونین کے زمینداروں کے پرانے خطوں کی پیداوار کے برابر ہے۔

رینڈیر کے علاوہ نینٹسی نے بھیڑوں، بطخوں اور گھوڑوں کی تعداد بھی بڑھانی شروع کر دی ہے ۱۹۴۰ء میں مشترکہ فارموں نے زراعتی نینٹ قومی رقبہ میں تیرہ اسٹاک کے حصے بنائے تھے مثال کے طور پر "ڈان" مشترکہ فارم کے پاس کھلی زمین اور گرم گھروں میں کل دس ایکڑ فصل تھی علاوہ ازیں اس کے پاس "ہوٹ بیڈ" (شیشے سے ڈھکی ہوئی جگہ جو کہ پودوں کو جلدی سے بڑھانے کے لئے گرم کی جائے) گھوڑوں اور "سلور" قسم کی لومڑیوں کے لئے بھی حصے تھے، ۱۹۴۳ء میں اس فارم کو دس لاکھ روبل (روسی سکہ) سے زیادہ آمدنی ہوئی اس میں آدھی آمدنی زراعتی کی تھی اور اس آمدنی کا تیرہ فی صدی گھوڑوں اور سلور لومڑیوں کی فارم سے آیا۔

(باقی مضمون صفحہ ۲۰ پر)

زومیکس
اگزیما، چھاجن، پکناداد، خارش، بہاسہ، پھنسی کا مجرب علاج ہے۔ قیمت ایک روپیہ، خرچ ڈاک ۹ آنے، دہلی کے تمام دوا فروشوں کے ہاں دستیاب ہوتا ہے
تیلکر روڈ نزد ڈاگ ہاؤس یونیفکیچرنگ کمپنی انڈیا سول ایجنٹ۔ ڈاکٹر نور احمد ملیسار ان دہلی

دہلی کے مشہور حکیم
جے۔ پی کھوریا جی کا
کتھوریہ سپاری پاک
عورتوں کے لیکوریا اور تمام پوشیدہ امراض کی بے نظیر دوا
قیمت عہ ڈیڑھ روپیہ ——— سب دوا فروش بیچتے ہیں

وہ اعداد و شمار
جو اعتماد کے حامل ہیں
۲۳ ویں سالانہ ویلیوایشن رپورٹ
نے ثابت کر دیا کہ
اموات کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے تجربہ نے
اخراجات کی شرح کو گھٹایا
اس سالانہ عرصہ کے لئے خالص منافع ——— ۱۵۰۸۸۰۹۲ روپیہ
کمپنی کے واجبات کی قیمتوں کا اندازہ
کرنے اور تین فیصدی سود پھیلانے کے بعد
پالیسی ہولڈروں کا ریزرو ۵۴ لاکھ روپیہ سے بڑھ گیا
اعلان شدہ بونس:- تمام عمر کی پالیسیوں پر ساڑھے بارہ روپیہ - فی ہزار فی سال
میعادی پالیسیوں پر دس روپیہ - فی ہزار فی سال
بمبئی — اورینٹل — قائم شدہ ۱۸۷۴
گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ
اورینٹل بلڈنگ کوئنز وے، نئی دہلی
ہائی سکریٹری:- لالہ بشمبر ناتھ ممبر ٹرسٹی

خوراک اور ہضم
نشاستہ والی
خوراک کے ہضم کے لئے
قدرت
خمیر مہیا کرتی ہے
اگر قدرت اپنا کام نہیں کرتی تو
بینگال امیونٹی
آپ کی خوراک کے ہضم کے لئے
بائی ڈائس ٹیلیس
پیش کرتی ہے
بائی۔ ڈائس ٹیلیس خالص نباتاتی ذرائع سے تیار شدہ
BI-DIAS TASE
غذائی چیز کو سیال بنا کر قابل ہضم بنا دیتا ہے اور بدہضمی، ضعف معدہ، اپھارہ غیر معمولی تیزابیت اور دل کی جلن کو اچھا کرتا ہے۔
بینگال امیونٹی کمپنی لمیٹڈ، کلکتہ
BENGAL IMMUNITY CO., LTD CALCUTTA
TD/R-J (6 A)

صفحہ (۱۹) سے آگے

ماضی میں مقامی آبادی کے لئے کوئی طبی امداد نہ تھی
نشاۃ ۱۹۵۰ء تک اس

علاقہ میں بارہ ہسپتال اٹھارہ ڈسپنسریاں اور گیارہ میڈیکل اسٹیشن وجود میں آگئے۔ ان میں ڈاکٹر اور عورتوں کی بیماریوں کے ماہرین کام کرتے تھے۔ اس علاقہ میں ۱۴۰ فزیشن اور ۹۵ ڈاکٹر اور عورتوں کی بیماریوں کے ماہرین کام کرتے ہیں۔ نینٹسی اور دیگر افراد کو جو کہ اس علاقہ میں بستے ہیں طبی امداد پہنچاتے ہیں۔ اس علاقہ میں بڑے بڑے ہسپتال ہیں جن میں ۹۶ مریضوں کے لئے جگہیں ہیں اور چار محکمات دانتوں کی بورڈری اور آنکھوں کے بورڈری سے آراستہ ہیں فزیشین مریضوں کے تنٹک کے دور دراز حصوں میں بھی طبی امداد بہم پہنچاتے ہیں۔

زار کے زمانے میں نینٹسی ناخواندہ تھے، علاوہ ازیں ان کی اپنی لکھی ہوئی زبان بھی نہ تھی۔ ۱۹۴۳ء میں ۵۶ اسکول تھے۔ ان میں ۹ سکنڈری اسکول تھے خانہ بدوشوں کے لئے خاص بورڈنگ اسکول بنائے گئے نینٹسی قوم کے بہت سے افراد مسکو علاقہ ماسکو اور لینن گراڈ کے اعلیٰ درجہ کے تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

یامال جزیرہ نما میں قومی مدرسہ، جانوروں کے پالنے کی تعلیم کے مدرسے، پیشہ وروں کے اسکول مقامی تاریخ اور زمین کی اقوام کے سائنٹفک حالات کے عجائب گھر، دس لائبریریاں اور ۱۳ ریڈنگ روم انٹ کے پانچ گھر، خانہ بدوشوں کی بستیوں میں لگے ہوئے آٹھ سرخ شامیانے ہیں۔

اس علاقہ میں چھ باقاعدہ اخبارات اور ۱۵۰ دیواروں پر چسپاں کرنے کے لئے رنگین اور آراستہ اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ لوگوں میں تربیت پھیلانے میں ہاؤس آف نینٹ کا ایک اہم حصہ ہے جہاں سوویٹ کی بہترین فلمیں دکھائی جاتی ہیں ڈرامے کئے جاتے ہیں اور مختلف فنون و ہنر کے شوقین کام کرتے ہیں سلیکھارڈ میں علاقہ کا ہاؤس آف نینٹ گوگول اوسٹروسکی، گورکی، مولائیرے اور لوپ دی اوبگا کے ڈرامے پیش کرتا ہے یہ ڈرامے زیادہ تر نینٹ کی زبان میں ہی پیش کئے جاتے ہیں۔

نینٹ کا قومی لٹریچر بھی وجود میں آگیا ہے نینٹ کا لکھا ہوا پہلا ڈرامہ یامال نینٹ قومی علاقہ کی ریاست کی دسویں سالگرہ کے موقع پر پیش کیا گیا تھا ورک ایوان نوگو نامی ڈرامہ نینٹ کے قومی ہیرو دولی پائیو کی زار کی مطلق العنانی کے خلاف جدوجہد کے بارے میں ہے ڈرامہ کا کانا قومی مقاصد پر مبنی ہے نثر کے مصنفوں پی ایف اور پاؤل کھیا اور جی سفرشیا ای۔ ہو ولیف اور ایس نوگو ٹاسی نامی شاعروں کے تصانیف کا مقصد عوام کے بھدے اور بھونڈے ماضی کو اور سوویٹ حکومت میں ان کی ترقی کو ظاہر کرتا ہے۔

نینٹ اور سوویٹ یونین کی دیگر چھوٹی اقوام کی حیرت انگیز اور بے نظیر ترقی کا کیا سبب ہے؟ اس کے جواب کا نینٹ شاعر کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے جس نے اس کی نہایت غرور سے یہ تشریح کی "ہم خود اپنی خوشحال زندگی کے بنانے والے ہیں"

روس کے دور شمال میں آباد ہر ایک چھوٹی قوم نے خود اپنی مرضی سے اپنی قومی حکومتی تنظیم اور قومی علاقہ تعمیر کیا ہے۔ حکومت کی تمام تنظیمیں سوویٹ لوگوں کے ورکنگ ڈپٹی، قومی علاقہ، ضلع، قصبہ اور دیہاتی کونسلیں لوگوں کی ملکی زبان ہی استعمال کرتی ہیں، علاقہ کی کچہری، ضلع اور قوموں کی کچہریاں گورنمنٹ کے تمام دفاتر اسی زبان میں کام کرتے ہیں، اسکولوں میں تعلیم بھی اسی زبان میں دی جاتی ہے روس کے شمال کے علاقہ کی تمام اقوام نے خود اپنی تہذیب یافتہ جماعتیں بنالی ہیں۔ یامال نینٹ قومی علاقہ میں کونسلوں کے ڈپٹیوں میں سے ۹۰ نینٹسی اور دیگر مقامی اقوام کے نمائندے ہیں، مقامی آبادی کے ۱۰ نمائندے گورنمنٹ، اقتصادی اور تہذیبی اداروں میں اچھے عہدوں پر سرفراز ہیں۔

علاقہ کی سوویٹ اور ایگزیکٹو کمیٹی کو علاقہ کی زندگی کے تمام سوالات کے بارے میں حکومت کی باڈیز کے تمام حقوق حاصل ہیں۔

علاقہ کے شہری، دیہی فیڈریشن اور سوویٹ یونین کے حکومتی کاموں میں آر۔ ایس۔ ایف۔ ایس۔ آر کی سپریم کونسل اور یو۔ ایس۔ ایس۔ آر کی سپریم کونسل کے لئے اپنی ڈپٹی منتخب کر کے حصہ لیتے ہیں، جیسا کہ آپ جانتے ہیں یو۔ ایس۔ ایس۔ آر کی سپریم کونسل [illegible] ہے جو کہ یونین کا چیمبر [illegible] اقوام کا چیمبر ہے۔ سوویٹ [illegible] کے لئے انتخاب میں قومی علاقہ کے نمائندے اسی [illegible] نمائندوں کو منتخب کرتے ہیں جس پر دوسرے سوویٹ [illegible] جہاں تک قوموں کی نسل کا تعلق ہے ہر ایک قومی علاقہ اپنی وسعت اور آبادی کا لحاظ کئے بغیر ایک ڈپٹی [illegible] ہے جو کہ سوویٹ اسٹیٹ کی بالاترین تنظیم میں اس کے مفاد کی براہ راست نمائندگی کرتا ہے۔

حکومت کی ایسی تنظیم سے چھوٹی سے چھوٹی قوم کو بھی یقین ہو گیا ہے کہ حکومت کے انتظام میں [illegible] یونین کی سیاسی زندگی میں اس کا اہم حصہ [illegible] اس سے ان اقوام کے لئے بھی قومی مسئلہ کا حل ہو [illegible] جن کے افراد کی تعداد چند ہزار تھی، سوویٹ [illegible] کی چھوٹے سے چھوٹی اور بڑے سے بڑی قوموں [illegible] ملک کے لئے پرجوش حب الوطنی کا جذبہ موجود [illegible] یہ قومیں اپنی سرزمین کی حفاظت کرنے میں فوجی [illegible] گرم جوشی سے مدد کرتی ہیں، سوویٹ کے شمال کی ہر قوم اپنے آپ کو متحدہ اور طاقتور [illegible]

میری درد بھری کہانی

کسی ایک بیماری کا علاج جب ڈاکٹر لوگ نہیں کر سکتے تو اس کو لاعلاج قرار دے [illegible] مگر پرانے زمانہ کے سنیاسی تنگ دھڑنگ جنگلوں میں رہنے والے مردہ [illegible] زندہ کر دینے کی طاقت رکھتے تھے ان کے کرشمے ایسے ہیں کہ ایک دفعہ [illegible] جا سکتا ہے گو زمانہ بدل چکا ہے لیکن پھر بھی ہندوستان کا نام روشن کرنے والے سنیاسی موجود ہیں آپ میری کہانی سنئے: جوانی کی غلط کاریوں اور کم فہمی کی بدولت بری صحبت کا شکار [illegible] طرح کی بیماریوں میں پھنس کر اپنے ہاتھوں جوانی برباد کر بیٹھا اور طاقت مردی سے محروم ہو گیا، جریان، احتلام اور سرعت انزال وغیرہ نے جسم کو کھوکھلا کر دیا، چہرہ زرد پڑ گیا آنکھیں اندر کو دھنس گئیں، دل دھڑکنا، سر چکرانا، سستی، نامردی وغیرہ سے تنگ آکر مایوس ہو گیا۔ مشہور مشہور ڈاکٹروں اور اشتہاری دواؤں پر صحت کے لئے دھن برباد کر کے زندگی سے مایوس ہو بیٹھا۔ میری خوش قسمتی کہ مجھے سری نگر جانا پڑا ان ہی دنوں میں وہاں ایک عرس شریف تھا میں بھی وہاں چلا گیا وہاں ہر سال ہزاروں فقیر زیارت کو آتے ہیں۔ ایک دن شام کو سیر کرتا ہوا ایک پہاڑی کے کنارے جا نکلا سردی بڑھ گئی وہاں میں نے اچانک جو دیکھا تو ایک درویش فقیر پہاڑی سے میری طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے چہرے پر [illegible] تھا جب میرے نزدیک آگئے تو مجھ کو سردی سے کانپتا دیکھ کر پوچھا۔ بیٹا کیا سردی زیادہ لگتی ہے! پہلے تو میں ڈرا پھر حوصلہ کر کے کھوکھلی آواز میں کہا: جی ہاں مجھ پر ترس کھا کر انہوں نے ایک سبز رنگ کی بوٹی کھانے کو دی۔ پیارے ناظرین:۔ اس خدائے واحد لاشریک کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہتا ہوں کہ ایک منٹ نہ گزرا تھا کہ میرا جسم آگ کی طرح گرم ہو گیا۔ اس معجزہ کو دیکھ کر میں نے فقیر کے پاؤں پکڑ لئے اور میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ انہوں نے ہمدردی سے پوچھا بیٹا شام کے وقت جنگل میں اکیلا [illegible] رونے کا سبب؟ میں نے تمام دکھ بھری کہانی سچ سچ کہہ دی۔ اس فقیر نے مجھے حوصلہ دیا اور مجھے مقام رہائش پر جہاں وہ اترے ہوئے تھے لے گئے اور کہا کہ اگر تم سچے دل سے عہد کرو کہ اب بری عادتوں سے بچو گے اور بھلائی کرو گے تب تمہارا بھلا ہو سکتا ہے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر سچے دل سے اقرار کیا اس پر اس سچے فقیر نے ایک دوائی کھانے کو دی اور ایک مالش کے دو نسخے لکھ دیئے اور کہا کہ اب جاؤ بیٹا بے فکر ہو کر اپنے جیسے دکھیوں کا بھلا کرو۔ ناظرین یقین کریں کہ مجھ کو اس فقیر کی اچانک الطافات سے اس قدر حوصلہ ہوا کہ خود بخود میرے اندر جوش پیدا ہو گیا۔ میں نے واپس آکر فقیر کے کہنے کے مطابق دونوں دوائیاں تیار کر کے استعمال کرنی شروع کر دیں جس طرح میرا یقین تھا اس کی پہلی خوراک نے اپنا کرشمہ دکھانا شروع کر دیا۔ آپ یقین کریں کہ پانچ چھ دن کے بعد ہی میری کایا پلٹ گئی۔ سب تکلیفیں دور ہو کر بجلی کی طرح طاقت اور جوش پیدا ہو گیا۔ اور میں اپنے آپ کو [illegible] فخر مرد خیال کرنے لگا گو ضبط کرنا مشکل تھا پھر بھی بحکم مرشد پندرہ دن تک دوائی جاری رکھی۔ دودھ مکھن گھی خوب ہضم ہونے لگا۔ زیادہ لکھنا خلاف تہذیب ہے۔ گیارہ سال ہو چکے ہیں۔ آج تک کسی دوا کی ضرورت نہیں پڑی خدا کی مہربانی سے میں تندرست اور خوبصورت نظر میرے گھر میں ہیں آج تک کسی دوا کی ضرورت نہیں پڑی [illegible] پوری ہو چکی ہیں۔ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکل سکتا ہے لیکن اس دوائی کا اثر خالی نہیں جاتا دیکھا۔ اسی دن سے مرشد کے ساتھ کئے ہوئے وعدے اور دنیا کی بھلائی کے لئے اس دوا کا شہرہ گھر گھر کر رہا ہوں اس لئے ہر قسم کی سستی، نامردی، کمزوری، پیشاب میں شکر آنا، نیا پرانا جریان، احتلام، رگوں، پٹھوں کی کمزوری، کوتاہی، لاغری [illegible] کے طفیل روگ بجلی کی طرح دور ہو کر نئی جوانی کی سچی طاقت اور جوش پیدا ہوتا ہے دوائی میں کسی قسم کی مضر صحت یا ضرر والی چیز نہیں ہے مالش سے کسی قسم کا آبلہ یا پھنسی نہیں ہوتی ہر موسم میں کھانے کے لائق ہے۔ کیا جوان کیا بوڑھے تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تندرست جوانی کا لطف لے سکتے ہیں۔ بڑھاپے میں لوہے کی لاٹھ بن کر جوانی جیسا مزا آ سکتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس دوائی کے بعد عمر بھر کسی دوا کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ قیمت پندرہ روز کی تین خوراک جو کہ صحت کے لئے کافی ہے دو روپے (۲ع) برائے مالش فی شیشی [illegible] چونکہ مجھ کو اس کایا پلٹ دوائی نے موت کے منہ سے بچایا ہے۔ اس لئے اپنا ایمان سمجھ کر اس کی اشاعت کر رہا ہوں اور قیمت صرف خرچ اور لاگت کے برابر رکھی گئی ہے۔

ضروری گذارش تسکی مزاج اصحاب میری دوا طلب ذکریں۔ جو شخص ہر چیز کو بے یقینی کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ موقعہ پر میرے کو بیوقوف سمجھ کر کھو بیٹھتا ہے جس کو اس دوا سے فائدہ ہو وہ [illegible] جا کر قیمت واپس منگوا لے اور ساتھ ہی اپنا ایمان بھی ہے کہ اگر دو اخبار سے بڑھ کر نکلے تو اس فقیر کے پیغام کی خبر گھر گھر پہنچا دیں۔ شرطیہ علاج اور وعدہ۔ ہندو کو دھرم کی اور مسلمان کو ایمان کی [illegible] کہ اگر میری دوائی کے استعمال سے حسب دلخواہ نہ ہو تو حلفی تحریر واپس منگا لیں۔ عدم صحت کی صورت میں کسی کا پیسہ رکھنا گناہ سمجھتا ہوں پتہ: صوفی ایم اے خاں پوسٹ بکس ۲۶۱ لاہور

سول ایجنٹس:۔ **میکو لیبارٹریز ۱۳ چیمبرلین روڈ، لاہور**

لاہور:۔ چوپڑہ میڈیکل ہال بیرون لوہاری گیٹ۔ دہلی:۔ الائیڈ ٹریڈرز لمیٹڈ، لاہور

اصلی لیورسٹ واچ
مفت
فرنچ نیو گولڈ اور اس کے تیار کردہ زیورات کے لئے ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ ہر تولہ فرنچ نیو گولڈ ایک جوڑی چوڑی، ایک جوڑی [illegible] اور دو عدد انگوٹھیاں بمبئی فیشن بطور [illegible] مفت طلب کریں۔ [illegible] خوبصورت و مضبوط و بالکل صحیح وقت [illegible] پانچ سالہ گارنٹی کی اصلی لیورسٹ واچ بالکل [illegible] بطور انعام دی جاتی ہے
فرنچ گولڈ سپلائی [illegible] دہلی

صحت

خون کا دباؤ

یا ہائی بلڈ پریشر

خون کا دباؤ یا بلڈ پریشر جدید تہذیب کی بیماریوں میں سے ایک ہے۔ اس سے سر میں چکر رہتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی نے سر پر ایک بھاری بوجھ رکھ دیا ہے۔ دماغ میں ایسی آوازیں آتی ہیں جیسی بھاپ نکلنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ آدمی سوتے ہوئے بڑبڑانے لگتا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے اور انسان کسی وقت بھی حرکت قلب بند ہو جانے سے مر جاتا ہے۔

اس بیماری کو خون کا دباؤ بڑھ جانا کہتے ہیں اس کے متعدد اسباب ہیں مثلاً۔

زیادہ غذا میں غذا کا اضافہ ہونا، پرانا قبض۔ جسم سے زیادہ تھکاوٹ، خون کی عام سمیت۔ کثرت جماع، امراض قلب، گردوں اور رگوں کی خرابی، غدودوں اور شریانوں کی لچک کا کم ہونا۔ غدود کے افعال کا نقص، جسم میں بعض کیمیائی اور منفی اجزاء کا داخل ہو جانا، جسم کے اندرونی یا بیرونی حرارت میں فوری تبدیلیاں اور جب۔ باقی ہیجان۔

مزید برآں بعض حالات میں دانت۔ ناک اور حلق کی بعض بیماریاں بھی خون کے دباؤ کو بڑھانے میں مدد دیتی ہیں۔

بہرحال یہ موضوع بہت اہم ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کے چند ایسے پہلوؤں پر بحث کی جائے جو کہ عام لوگوں کو معلوم نہیں۔

خون کے دباؤ کے متعلق ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ دن اور رات کے ہر گھنٹے میں گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ بہت سے محققین نے اپنے تجربات سے معلوم کیا ہے کہ ایک ہی شخص کے خون کا دباؤ مختلف اوقات میں مختلف ہوتا ہے۔ لیکن دباؤ کی یہ کمی بیشی بھی پورے نظام جسمانی کے صحیح وظیفوں کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک جسم کے دیدی اور شریانی نظام کے مختلف حصوں میں بھی خون کا دباؤ مختلف ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو ۱۷۳۳ء میں ڈاکٹر اسٹیفن ہیلز نے ثابت کیا ہے۔

خون کے دباؤ پر چار عناصر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(۱) حرکت قلب

(۲) دوران خون میں وریدوں شریانوں اور چھوٹی باریک رگوں کی دفاعی طاقت

(۳) شریانوں کی لچک۔

(۴) جسمانی نظام میں خون کی مقدار اس سلسلہ میں اس سلسلہ میں عنصر ۳ سب سے زیادہ اہم ہے اور خون کا دباؤ بڑھانے میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے کسی ایک شخص کی مثال لیجئے

زید نے رات کو زیادہ دیر تک تاش کھیلا ہے اور اس کے بعد اسے اچھی نیند نہیں آئی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عام عصبی کشیدگی اور شریانوں میں تنگی اور سختی پیدا ہو گئی ہے۔

عنصر نمبر ۲:۔ اس کے بعد وہ ایک سرد کمرے میں بیدار ہوتا ہے اور برودت کے باعث اس کی جلد کو سردی پہنچتی ہے اور جلد کی چھوٹی رگیں سکڑنے لگتی ہیں۔ عنصر نمبر ۱:۔ اس کے بعد وہ تیزی سے دفتر کا شروع کر دیتا ہے۔ دفتر جاتا ہے۔ کاموں کے سلسلہ میں ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرتا ہے دفتر کا مواجب واپس آتا ہے تو بیوی کوئی سخت دکھڑا لے بیٹھتی ہے۔ یا کہتی ہے کہ بلوں کا تقاضہ کرنے چند باقی دار آئے تھے۔ اس سے جذباتی ردعمل پیدا ہوتا ہے اور زید کے دورانی انسداری عضلات غیر معمولی تیزی سے کام کرتے ہیں اور دوسری طرف شریانیں زیادہ سکڑنے لگتی ہیں۔ چربی عنصر نمبر ۲ رفتہ رفتہ مسموم مادہ زید کے جسم میں جمع ہو جاتا ہے ان شریانیں سخت ہو جاتی ہیں قلب کمزور ہو جاتا ہے۔ گردوں کا فعل خراب ہو جاتا ہے اور خون کے دباؤ کی زیادتی اسے ایک مستقل مریض بنا دیتی ہے۔ اب زید کے سر میں چکر آنے لگتے ہیں آوازیں بھی سنائی دینے لگتی ہیں اور اختلاج قلب بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

دماغی کام کرنے والوں کو یہ بیماری اکثر لاحق ہوا کرتی ہے مسلسل مطالعہ سے ان کے دماغ پر بوجھ پڑتا ہے۔ جس سے ان کے مزاج میں چڑچڑا پن داخل ہو جاتا ہے اور اگر معدہ میں کوئی نقص ہو تو دماغی نقص اور بھی بڑھ جاتا ہے، کیونکہ رات کو سونے کے وقت جب دوسرے تمام اعضا کام نہیں کرتے معدے کے بخار اثر کر دماغ میں داخل ہوتے ہیں چونکہ ان کے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا اس لئے دماغ میں بے چینی پیدا کر کے خوفناک خواب لاتے ہیں۔ جن میں مریض بہتیرا چیخ چلاتا ہے لیکن دوسرا کوئی اس کی آواز سن نہیں سکتا۔ یہ ایک قسم کا دورہ ہوتا ہے جس کے نرغے اس کے خاتمہ پر بھی باقی رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر دل بہت دیر تک دھڑکتا رہتا ہے۔

یہ صرف ایک مثال ہے۔ اسی طرح کی چند مثالیں دی جا سکتی ہیں ممکن ہے اسباب مختلف ہوں مگر نتائج اکثر وہی ہوں گے جو بیان کئے گئے ہیں

اس لئے جو شخص خون کا دباؤ بڑھ جانے کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہو اس کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنی طرز معاشرت اور عادات میں تبدیلی پیدا کرے

سے دور اعتدال کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور ہر چیز کی

(باقی اگلے صفحہ پر)

زمین آسمان کا فرق۔ ایک حیرت انگیز دوائی کا کرشمہ

(ایک سچا واقعہ)

یوں تو بہت سی چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہو سکتا ہے لیکن میری حالت میں ایک حیرت انگیز دوائی نے جو فرق پیدا کیا ہے وہ زمین آسمان کے فرق سے بھی زیادہ ہے پہلے میں غلط کاری اور بے اعتدالی سے کمزور اور نیم مردہ ہو گیا تھا میرا چہرہ سرخ اور دل ڈوبا ہوا آنکھیں زرد، اداس اور زندگی جوانی کی امنگوں سے خالی ہو چکی تھی لیکن اب میں پھر جی اٹھا ہوں۔ اب چہرہ سرخ، دل امنگوں سے بھرا ہوا، آنکھوں میں نور، دل جوانی کے جوش سے لبریز ہے یہ سب پریم بٹی کا کرشمہ ہے اب میں نے موذی امراض میں مبتلا لوگوں اور خلق خدا کے فائدے کے لئے دوا کو عام کر دیا ہے اور سالہا سال سے محض لاگت کے داموں پر ملک کے کونے کونے میں اس کے فائدوں کا ڈنکا بج رہا ہے پریم بٹی میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ڈالی جاتی یہ دوا دھات کا پتلا پن، سوزاک، ذیابیطس، جریان، پیشاب کے قبل یا بعد سفید رطوبت کا آنا، سستی، کمزوری، نامردی اور یادداشت کی کمی، دمہ، کھانسی، عورتوں کے سفید پانی، رطوبت کا آنا وغیرہ جملہ اقسام کی مہلک زنانہ بیماریوں کو چند ہی دنوں میں جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور رگ رگ میں نئی زندگی بھر دیتی ہے۔ ۴۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۳/۸/- ، ۴۰ دن کی پوری خوراک یعنی ۸۰ گولیوں کے پیکٹ کی قیمت ۵/۱۰/- ڈاک خرچ دو پیکٹ ۱۳/- غیر ممالک کے لئے اس کی قیمت دس شلنگ ہے جو پیشگی ضروری ہے۔

پریم بٹی کی بابتہ لوگوں کی رائے آر۔ اے۔ سی جیٹر جی آنریری مجسٹریٹ اور چیرمین گارڈن ریسرچ کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں آخری بار منگائی ہوئی دوا نے خوب فائدہ کیا۔ ایک دوسرے مریض کے لئے ۸۰ گولی اور روانہ فرمائیے (۲) سید علی شاہ نور پور رانا ڈاک خانہ سلطانپور ضلع شیخوپور سے تحریر فرماتے ہیں "عرصہ گذرا آپ کے دواخانہ سے پریم بٹی منگا کر ایک مریض کو استعمال کرائی اور مریض خدا کے فضل اور آپ کی مہربانی سے اچھا ہو گیا اب اس کے تین بچے ہیں۔ (۳) جمنا داس چھپرہ کا ارشاد ہے کہ "پریم بٹی" دھاتوں کے پتلا پن اور بیسیوں قسم کے جریان کے لئے اکسیر ہے اسی طرح سے ہمارے بے شمار تعریفی خطوط آیا کرتے ہیں جو کمپنی میں موجود ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ بابو شیام لال رئیس پریم بٹی آفس نمبر ۵۱۵ دھن کٹی کانپور

مرکزی ایجنٹ:۔ گرگ اینڈ کمپنی کھاری باؤلی دہلی ✦ آگرہ ایجنٹ:۔ آر۔ بی گرگ اینڈ کمپنی جوہری بازار آگرہ

صفحہ ۱۶ سے آگے

تضاد

"شنکر میرا ان تھا کر رہ گیا۔ کیا اور کیا کرے۔ شنکر ایک محتاط اقدام ہی اس "آتش جوانی" کو روک سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم آرٹ سے محبت کرتی ہو چنانچہ میں بھی۔"

"آرٹ! آرٹ!! جب ہزاروں انسان بھوکوں مر رہے ہوں تم آرٹ کا راگ الاپ رہے ہو؟ آجکل زندگی کا راستہ تلاش کرنا ہی واحد آرٹ ہے۔ اس قسم کے آرٹ کی میرے سامنے کوئی بات نہ کرو۔ میں پاگل ہو جاؤں گی!"

اس شام کو شنکر اور تارا "جنگنگ ہارڈن" میں ہنل رہے تھے، ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے۔

"ہم اب ایک ہی دفتر میں ایک ہی مقصد کے ماتحت کام کرتے ہیں کیوں تارا ٹھیک ہے!؟"

شنکر نے سلسلہ جنبانی کی۔

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب یہ ہے کہ ہم اب ہی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں، کیا مجھ سے شادی کرنے میں اب بھی تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"

"شادی! شادی!! کیا تم کسی اور موضوع پر گفتگو نہیں کر سکتے"

"نہیں جب تک تم مجھ سے شادی نہ کر لو!"

"بہتر ہے، دادا سے کہہ دیجئے اور اسے جلد ختم کر دیجئے ——— ذرا سنئے ——— تو ———"

پچھلے صفحے سے

کثرت و زیادتی کو ترک کر دینا چاہئے۔ کم غذا اور زیادہ آرام اور نیند اس کے لئے ضروری چیزیں ہیں۔ اور غذاؤں کے انتخاب میں ہلکی اور زود ہضم چیزوں مثلاً پھلوں اور مکمل اناجوں (یعنی بے چھنے آٹے وغیرہ) کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ مثلاً دودھ، مکھن، انڈے اور چھاچھ کا استعمال مناسب مقدار میں ہونا چاہئے۔ اگر چربی بہت زیادہ بڑھ گئی ہو تو فاقہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ گوشت، قہوہ، چائے، نمک والے مشروبات، تیز مسالوں والی غذائیں اور زیادہ لطیف بنائی ہوئی غذائیں بھی ترک کر دینی چاہئیں۔

بہتر یہ ہے کہ ٹھوس غذاؤں کے ساتھ ساتھ فوراً ہی پانی نہ پیا جائے۔ قبض کی شکایت رفع کرنا بھی ضروری ہے۔ گرم پانی سے غسل اور بڑی دیدوں کو چھیلنے اور ان کی سختی کو کم کرنے میں کبھی کبھی مفید ثابت ہوتا ہے لیکن سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ عام کھانے پینے کو دور کرنے کے لئے روزمرہ کے غسل میں صرف ۸۰ ڈگری فارن ہائٹ کی حرارت کا پانی استعمال کیا جائے۔ صبح کی سیر اور دوسری ہلکی ورزشیں اور کافی تازہ ہوا مفید ثابت ہوتی ہے۔

خیالات کو بھی اچھا، روشن اور خوشگوار بنانا چاہئے۔

(قبل اس کے کہ تارا کچھ کہے اس کے ہونٹ فرط جذبات سے بند ہو گئے۔ (ش ہ ک)

دماغ کو ہمیشہ غم و تعجب کے بجائے مسرت و امید کی طرف رجوع رکھنا چاہئے۔ جسمانی اور دماغی راحت بھی ایسے مریض کے لئے بہت ضروری ہے۔ جس کی بالش اور آفتابی غسل اور ریڑھ کی ہڈی کو نرم ہاتھوں سے دبانا بھی عام طور پر فائدہ رساں ثابت ہوگا۔

خون کا دباؤ بڑھ جانے کے علاوہ ایک بیماری دباؤ کم ہو جانے کی ہوتی ہے۔ اس بیماری میں خون کم ہو جاتا ہے۔ یہ بیماری ابتدائی عمر میں غذا اور دوسری چیزوں میں سخت پرہیزیوں سے ہوتی ہے۔ جو اشخاص اس مرض میں مبتلا ہوں انہیں گوگو کے انجکشن لگوانے چاہئیں۔ پھلوں کا استعمال بڑھا دینا چاہئے۔ قبض دور کرنی چاہئے۔ کافی مقدار میں پانی پینا چاہئے اور ہلکی ورزش کرنی چاہئے۔ جو لوگ صحیح غذا کھاتے ہیں مناسب ورزش کرتے ہیں اور کافی پانی پیتے ہیں انہیں قبض کی شکایت کبھی نہیں ہوتی۔

میرے ساتھی

ہم دونوں اس وقت سے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں جس کا کبھی آغاز نہیں ہوا۔

جنم اور مرتیو۔ مرتیو اور جنم یہ سلسلہ تو ختم ہی نہیں ہوگا۔ اس لئے مجھے موت سے خوف کیا۔

مرتیو دیو! تم میرے دوست ہو میرے ساتھی!

جیون شام کی منزل ختم کر رہا ہے۔ دور سے لمبے لمبے سائے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔

جیون سے ساتھ کے ساتھی ہیں کہ ہم ہمیشہ سے سنگیت طلسم کی مسحور کن لہروں نے جذب کر لئے ہیں۔

پھول ہیں، اپنے تالاب میں جو ڈوب کر میں نے آستھاؤں کے گل تیار کرنے شروع کئے تھے، ان کی باس اب بھی دماغ میں قائم ہے۔

میرے ساتھی!

ناؤ ڈوب گئی، سنگیت کی دھنیاں ٹوٹ گئیں، جیون کے تمام ساتھی ایک ایک کر کے بچھڑ گئے۔

مگر تم میرے ساتھی ہو، ہو سکتے ہو!

سنسار کی چکا چوند نے تم ایسے وفادار ساتھی کا دھیان بھلا دیا تھا

مگر تم اپنے قول پر پابند رہے۔

آؤ میرے نزدیک آؤ!

ہم دونوں ایک دوسرے میں لین ہو جائیں۔

ہم دونوں اس وقت سے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں جس کا کبھی آغاز نہیں ہوا۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

[illegible]

عورت کا پیچھا کرو!

جاذبیت کا پیچھا کرو!

اس دلآویز خوشبو کی آزمائش کیجئے

اوٹو دل بہار (رجسٹرڈ)

آپ کے رومال پر اس کے چند قطرے ۱۲ گھنٹوں تک تر و تازگی قائم رکھیں گے۔ یہ پھولوں کا بہترین پچوڑ ہے جو بوتلوں میں بھر دیا گیا ہے۔ یہ بہت تیز نہیں ہے بلکہ نہایت خوشگوار اور دل پسند ہے۔ ایک شیشی خریدیں۔ پھر یہ ہی آپ کو ہمیشہ مرغوب رہے گا۔ دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ کی شیشی طلب کریں۔

اس میں کسی قسم کا تیزاب نہیں ہے۔ پھولوں کا پچوڑ ہے جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں بند کئے استعمال کے لئے بھیجا گیا ہے

اوٹو دل بہار

ایک نگاہ میں جو دل میں بھر دیا گیا ہے

مختلف سائزوں میں فروخت ہوتا ہے

اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے

ایک بالکل نئی خوشبو کا نمونہ بھی دیکھئے

اوٹو سرنگی نمبر (۷۷۷) (رجسٹرڈ)

نمونہ کے لئے دو آنے کے ٹکٹ ارسال کریں۔ اور پھر اوٹو کی شیشی خریدیں جو ہر جگہ ملتی ہے۔ آپ سرنگی کے پھولوں کی جادو بھری خوشبو سے بہت خوش ہونگے۔

سول ایجنٹس:۔ دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی بمبئی ۲

آخری موقع

پہلے بھیجے والے دس ہزار روپے کے نقد انعامات حاصل کریں

آسان معمہ

نتیجہ کی آخری تاریخ ۳۱ مارچ یاد رکھیں

تار کا پتہ: افضل مشن مراد آباد

پہلا انعام مبلغ ۵۰۰۰ روپے	نمبر	حل کا اشارہ	جتنے حرف بڑھاؤ	اپنے حروف خالی خانوں میں بھریں							
دوسرا انعام مبلغ ۳۰۰۰ روپے	۱	اسکے ہونے سے عزت ہوتی ہے	ایک حرف بڑھاؤ	ز	ر						
تیسرا انعام مبلغ ۱۰۰۰ روپے	۲	دفتر کمپنی مشن میں ہے	" "	ک	ل	ے	ک				
چوتھا انعام مبلغ ۵۰۰ روپے	۳	اس پھل کو سرکھا بھی کھاتے ہیں	دو حرف بڑھاؤ	ا	ن	ے	ا	ر			
پانچواں انعام مبلغ ۵۰۰ روپے	۴	پہلے وقتوں کا ایک بادشاہ	" "	ش	ا	ب	ر				
	۵	ایک فلم ایکٹریس کا نام ہے	" "			ن	ا	ئ			
پہلا انعام بالکل صحیح حل والے کو	۶	مشہور کمپنی مشن کا نام ہے	" "	ا			ل				
دوسرا انعام ایک غلطی والے کو	۷	ایک جگہ کا نام ہے	" "			ق	ج	ت			
تیسرا انعام سب سے زیادہ حل بھیجنے والے کو دیا جائے گا	۸	ایک جانور کا نام ہے	ایک حرف بڑھاؤ	ش			ر				
	۹	پنجاب کا ایک دریا ہے	تین حرف بڑھاؤ				ا				

اور چوتھا انعام سب سے پہلے حل بھیجنے والے کو دیا جائیگا۔ اور پانچواں انعام مستورات میں تقسیم کیا جائے گا۔

شرائط: فیس داخلہ ایک روپیہ فی حل کے حساب سے بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر آنا چاہئے۔ منی آرڈر کی کوپن پر اپنا پتہ لکھا ہوا ہونا ضروری ہے۔ تمام حل سفید کاغذ پر آنے چاہئیں۔ حل صاف لکھے ہوئے آنے ضروری ہیں۔ تمام حل ۳۱ مارچ سے پہلے پہلے بھیجنے ضروری ہیں۔ اس کے بعد کا آیا ہوا حل خارج کر دیا جائے گا۔ حل بھیجتے وقت اخبار کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ صحیح حل کا نتیجہ ۱۰ اپریل کے کسی پرچہ میں شائع کر دیا جائے گا۔ منیجر معمہ کا فیصلہ قطعی طور پر قانوناً واجب التسلیم ہوگا۔ نتیجہ معلوم کرنے کے لئے چار پیسہ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔ انعامات کی رقم بعد وضع اخراجات انعام پانیوالوں میں تقسیم ہوگی۔ انعامات کی تقسیم موصول شدہ حل کے مطابق ہوگی۔ پانچ حل بھیجنے والا جھنا حل مفت بھیج سکتا ہے۔ اس کمپنی مشن نے پانچ سو روپیہ کا انعام مستوراتوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ مستورات اس کمپنی مشن میں حصہ لے سکتی ہیں۔ انعام پانے والے خوش نصیبوں کی رقمیں بذریعہ منی آرڈر ۱۵ اپریل کو یہاں سے روانہ کر دی جائیں گی۔ نوٹ: مقامی حضرات صبح دس بجے سے شام کے چار بجے تک اپنے حل دفتر میں آ کر داخل کر سکتے ہیں۔ یا بذریعہ ڈاک بھیج سکتے ہیں۔

دی افضل کمپنی مشن (۶) مراد آباد (یو۔پی)

جنیسی کا کلام کلکتہ کی امپیریل لائبریری اور ایشیاٹک سوسائٹی کے دفتر میں ملا۔

نانا شاہ کے دور میں غلام علی خواص اور امین نام کے شاعر گزرے ہیں۔ ان کا کلام انڈیا آفس میں ہی ہے۔

غلام علی بھی تخلص میں پورا نام استعمال کرتے تھے۔ سیوک کا تخلص آجکل کے دور میں کسی اردو والے کو نہیں مل سکتا۔ مگر اس دور میں ایک شاعر اس تخلص کا تھا۔ یہ ہندو نہیں بلکہ شیعہ مسلمان ہے۔ اس دور کے دوسرے شاعر جو قطب شاہی سلطنت میں تھے افضل نوری خاندان رضا ہی ہیں۔

اس دور میں زبان کے اعتبار سے یہ خاص بات پائی جاتی ہے کہ جیسے آجکل ہم سنسکرت کے لفظوں کو بے تکلفی سے توڑ مروڑ کر ہندی یا اردو کر لیتے ہیں اسی طرح اس زمانہ کے شاعر فارسی بلکہ عربی کے لفظوں کو بھی کر لیتے تھے۔ فارسی اور عربی کے لفظ کچھ بدلی ہوئی صورت میں ہمارے یہاں بھی ملتے ہیں مگر دکھنی زبان میں یہ چلن بہت عام ہے۔ مثلاً

کھڑا نور سے بستا محمد کا اسے بن سارا
سو خوباں سو سہاتا ہے عنت تم نے چن سارا

اس شعر میں محمد قلی قطب شاہ نے جو فارسی کا بھی اچھا شاعر تھا جنت کے نون کو بلا تشدید کے استعمال کیا ہے۔

دسے خانوس کے دریا نے تھے جاں جوت دیوی کا
سو تیوں دشا دالیاں میں تھے لیو ہاں کا بدن سارا

یہاں درمیاں کو دمیاں سے لکھا گیا اور تد میں

میاں کے فعل کے وزن پر موزوں کیا گیا۔

اسی کے بعد تیسرے شعر میں دو مصرعے یوں ہے۔

ہرے نہالاں کے جلوے میں شاطا ہو یوں سارا

یہاں نہالاں کو نھالاں موزوں کیا اور شاطا میں فین کی تشدید اڑا کر اسے بھی نھالاں کی طرح دونوں کے وزن پر موزوں کیا۔ یہ تینوں شعر ایک ہی سلسلے نمونے کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔

اس کے جانشین سلطان قلی قطب شاہ کے یہاں بھی یہی بات ہے۔

بلندی محل کا ہے اسماں جیسا
سو رج جانتا ہے سو لوں درس نے سکا ہے

یہاں اسمان کو اسمان موزوں کیا ہے۔

عبداللہ قطب شاہ کے کلام میں اس کا نمونہ دیکھئے

بالیانہ کوئی آخو اول جمشید ہور راہوا

یہاں اول کی تشدید اڑا دی گئی ہے۔

وجہی جو اس دور کا سب سے مشہور شاعر گزرا ہے لکھتا ہے۔

بسر گئے ندیاں طرز بات کا
گنوسے خبر مطیاں ذات کا

یہاں طرز کے ز کو زیر کے ساتھ موزوں کیا گیا ہے

عوامی دور کا مشہور شاعر ہے لکھتا ہے۔

برس یک ہزار اور نہ ہیں میں
یہاں فارسی کا نون حذف کر دیا گیا ہے

اسی دور کے خواص نامی صوفی کی مثنوی قصہ حسینی کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

دگر جا ہے صورت حسن دار توں
نکاح کر تو قاسم بن عباس کوں

اس میں پہلے مصرعہ میں حسن کے سین کو زیر کے ساتھ موزوں کیا گیا ہے اور دوسرے مصرعہ میں نکاح کا الف گرایا ہے

نشر

مولانا محمد حسین آزاد نے آب حیات میں جس طرح ولی کو اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر مان کر غلطی کی ہے۔ اسی طرح انھوں نے نثر کی ابتدا بھی محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں مانی ہے اور مجلس کو اردو نثر کی پہلی کتاب قرار دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس وقت اردو نثر کے بارے میں زیادہ چھان بین ہوئی بھی نہیں تھی اور اپنے وقت کے لحاظ سے مولانا آزاد نے جو کچھ لکھا وہ بہت تھا۔ دکن میں اردو کے مصنف نے اردو نثر کی ابتدا اس سے سو برس پہلے مانی ہے۔ ان کے نزدیک احکام الصلوٰۃ نظر اردو کی پہلی کتاب ہے

اوّل سے لیکر اخیر تک رنگین فلم
گذشتہ پچاس سال میں اس سے زیادہ شاندار فلم نہیں بنی
ایک زبردست تاریخی شاہکار
صدر دلس
گذشتہ جنگ عظیم کے زمانہ کے صدر دلس سے متعلق رنگین اور محبت بھرے واقعات سے لبریز فلم۔
روزانہ ۳ بجے ۶ بجے - شو ۹ بجے - اتوار کو دن کے ۱۰ بجے بھی
ریگل سینما میں - ۲ مارچ جمعہ سے

ولیٹ اینڈ ٹاکیز صدر بازار میں
خزانچی کا بیٹا
روزانہ تین شو - ۳ ۶ اور ۱۰ بجے شب کو
اتوار کو ۱۱ بجے دن کو بھی ایک خاص شو ہوگا

ایکسلسیر سینما میں دوسرا شاندار ہفتہ
منورما
روزانہ تین شو - ۳ و ۶ بجے اور ۱۰ بجے رات

ملکۂ حسن
نینا
شالیمار پکچرز کے شاہکار
من کی جیت
میں

ایسا لاجواب کہانی، ایک حیران کن فلم، پروڈیوسر احمد نے یہ فلم بنا کر اپنے آپ کو وقت کا ہیرو ثابت کر دیا ہے۔
نینا اس فلم کے بعد امر ہو گئی ہے ——— سائن ہیرلڈ
من کی جیت - موجودہ دور کی بہترین، بلند پایہ اور پاکیزہ ترین تصویر ہے ——— ایوننگ نیوز، لاہور
پروڈیوسر احمد نے دوسرے فلم سازوں کیلئے ایک نئی شاہراہ پیدا کر دی ہے۔ انوکھی کہانی، ادبی مکالموں، روح پرور گانوں اور نینا کی اداکاری نے فلم کو ایک شاہکار بنا دیا ہے اس فلم کو تماشائی ایک عرصہ تک فراموش نہیں کر سکیں گے ——— چترا - لاہور

من کی جیت - سال رواں کی کامیاب ترین فلم ہے ——— سرچ لکھنؤ
نینا کے تمام فلموں میں سے یہ اس کا شاہکار ہے ——— چترپٹ - دہلی
یہ فلم دیکھنے میں صرف کئے ہوئے اڑھائی گھنٹے ایک ناقابل فراموش زمانہ معلوم ہوتے ہیں ——— پارس
من کی جیت کئی پہلوؤں سے ایک غیر معمولی قسم کا تاریخی کارنامہ ہے ——— سکرین ورلڈ
من کی جیت - گانوں اور نغموں کا ایک ایسا وجد آفریں سیلاب نغمگی ہے - جس کی ہر لے میں ہزاروں احساسات اُبل رہے ہیں۔
——— تیج - لاہور

دو ذلخ :- ۳½ ، ۶¾ ، ۱۰ بجے رات
اتوار کو صبح ۱۱½ بجے بھی

۵ واں پرجوش ہفتہ
کمار سینما میں

چاندنی راتوں میں حسن و شباب کے دلکش نغموں کا لطف حاصل کیجئے
کروڑوں دلوں کی ملکہ رمولا آپ کو انوکھے روپ میں دعوت نظارہ دیتی ہے
جینت دیسائی پروڈکشنز کی حسین تصویر
للکار
دیگر اداکاران :- ایشور لال، مبارک، بابا نبرجی
دو ذلخ :- ۳¾ و ۶ و ۱۰ بجے
جمعہ ہفتہ و اتوار کو ایک خاص کھیل دنکو ۱۱½ بجے
موتی میں
دسواں پُربہار ہفتہ

ڈگری یافتہ ڈاکٹر و میڈیکل گریجویٹ

جنگ جاری ہے

اور لوگ لاتعداد میدان جنگ سے فریش ہو کر آتے رہتے ہیں، جنہیں دوبارہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ سینکڑوں فوجی ڈاکٹر اس وقت اپنے پیشے میں ایک نئی دلچسپی محسوس کر رہے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ فوجیوں کے علاج معالجے سے انہیں جو تجربات اور مشق حاصل ہو رہی ہے، وہ عام طور پر حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ "انڈین آرمی میڈیکل کور" میں کام کرنے کے لئے ابھی اور بہت سے ڈاکٹروں کی شدید ضرورت ہے۔ آپ کو فوراً درخواست دینی چاہیئے۔

ضروری قابلیتیں - امیدوار کوئی ایسی جنرل میڈیکل سند رکھتے ہوں جو دولت متحدہ برطانیہ میں رجسٹر کی جا سکتی ہے، یا ہندوستان کی کوئی میڈیکل ڈگری جسے ہندوستانی میڈیکل کونسل تسلیم کرتی ہے۔ رجسٹر شدہ پیشہ ور ڈاکٹر بھی جن کے پاس ڈی۔ایم۔ اینڈ ایس (مدراس) ایل۔ایم۔ اینڈ ایس (سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی پنجاب) ایم۔سی۔پی۔ اینڈ ایس (بمبئی) ایم۔ ایم۔ ایف (بنگال) ایم۔ایس۔ ایم۔ بی (پنجاب) یا ایم۔بی۔بی۔ایس (میسور عثمانیہ) میں سے کوئی سند یا کوئی تسلیم شدہ غیر ملکی سند موجود ہو، لئے جا سکتے ہیں۔ امیدوار فوجی فرائض کو انجام دینے کے اہل اور عام طور پر تقریباً ۲۴ سال سے کم عمر کے ہونے چاہئیں۔ منتخب امیدواروں کو آئی۔ایم۔ایس کا عہدہ دیا جائے گا اور فوراً ہی آئی۔ اے۔ایم۔سی میں تعینات کر دیئے جائیں گے۔ انہیں وہ تمام حقوق اور امتیازات حاصل ہوں گے جو آئی۔ایم۔ایس کے عہدہ دار کی حیثیت سے حاصل ہوتے ہیں۔

تنخواہ - تنخواہ لفٹننٹ کے عہدے پر ۴۵۰ روپے ماہوار سے شروع ہوتی ہے اور لفٹننٹ کرنل کے عہدے پر ۱۳۵۰ روپے ماہوار ہو جاتی ہے۔ جو امیدوار تسلیم شدہ سپیشلسٹ یا ماہر خصوصی کے طور پر بھرتی ہوں انہیں ایکٹنگ (قائمقام) میجر کا عہدہ اور تنخواہ کے علاوہ ۱۰۰ روپے ماہوار "سپیشلسٹ پے" دی جاتی ہے۔ "گریڈڈ" یا درجہ دار مقرر کئے ہوئے سپیشلسٹ بطور ایکٹنگ رینک حاصل کئے، ۱۰۰ روپے ماہوار "سپیشلسٹ" تنخواہ پاتے ہیں۔ "چارج" یا کمانڈ پے خاص تقررات پر ۳۰ روپے سے لے کر ۲۴۰ روپے ماہوار تک ہوتی ہے۔ پوشاک کا الاؤنس مبلغ ۳۳ روپے۔ پیشگی تنخواہ، پہلے تقرر پر ۳۰۰ روپے تک۔ دوسرے الاؤنسز مقررہ قواعد کے مطابق۔ سمندر پار جانے کا الاؤنس ۱۵۰ روپے سے لے کر ۲۰۰ روپے ماہوار تک ہوتا ہے۔ رخصت اور سفر خرچ اسی حساب سے ملتا ہے جو دوسرے فوجی افسروں کو ملتا ہے۔

عطیہ - پہلے سال کی خدمت پر مبلغ ۲۰۰ روپے یا ۱۰۰ روپے (یہ اس پر منحصر ہوگا کہ افسر نے اپنی بنیادی طبی قابلیت یکم جنوری ۱۹۴۰ء سے پہلے حاصل کر لی تھی یا اس کے بعد) پہلے سال کے بعد ملازمت کے ہر سال پر ایک مہینے کی تنخواہ بطور عطیہ ملے گی۔ جسمانی معذوری کی پنشن، بال بچوں اور بیوی کی پنشن اور بچوں کی تعلیم کے الاؤنس ان قواعد کے مطابق ملیں گے جو آئی۔ایم۔ایس کیلئے مقرر ہیں۔

فوجی ملازمت کے فوائد - یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ جو لوگ آئی۔اے۔ایم۔سی میں کام کریں گے جس میں جدید ترین آلات اور جدید ترین طریق علاج سے کام لیا جاتا ہے، وہ جنگ کے بعد اپنے پیشے میں زیادہ ماہر اور کامیاب ثابت ہوں گے۔

پوری تفصیلات صوبجاتی میڈیکل ڈپارٹمنٹ، سرجن جنرل یا انسپکٹر جنرل آف ہسپٹلز یا ڈائرکٹر جنرل آف انڈین میڈیکل سروس، نئی دہلی یا ہندوستانی فوج کے ہسپتالوں کے کمانڈنگ افسروں یا ڈائرکٹر آف میڈیکل سروس جنرل ہیڈکوارٹرز، نئی دہلی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

انڈین آرمی میڈیکل کور

انٹرمیڈیٹ کالج میں جمنا سٹک کے مقابلہ میں مس بھمی لارنس اول آئی ہیں

فلم میں کسی جدوجہد کا ایک سین جو کمار تاکوز میں چل رہی ہے

Printed and published by Dharam pal Gupta at the Tej press Dum Dama Road, Delhi.

The TEJ

Weekly

DELHI

تیج

دہلی

شملہ میں سہاتو گاندھی کا پر جوش استقبال

راشٹرپتی آزاد شملہ میں موٹر سے اتر رہے ہیں

بمبئی کے بازاروں میں پنڈت جواہر لال نہرو کا شاندار جلوس

No 27

3RD July 1966 Vol. No. 13

LEADING JOURNAL OF NORTH INDIA

صدر کانگریس مولانا آزاد سے ماسٹر تارا سنگھ [illegible] مسٹر جناح ایک طرف بیٹھے ہوئے [illegible] ہیں

لارڈ ویول وائسرائے ہند پریذیڈنٹ آزاد سے گفتگو کر رہے ہیں

پنڈت گوبند والبھ پنت کانفرنس میں جا رہے ہیں

شریمت بی جی کھیر سابق وزیراعظم بمبئی کی روانگی

پنڈت روی شنکر شکلا سابق وزیراعظم سی پی کانفرنس میں جا رہے ہیں

ماسٹر تارا سنگھ کی وائسرائے کل لاج میں آمد

انقلاب زندہ باد

{از حضرت سیماب اکبر آبادی}

شامِ خونین کفن اُس پر جو ڈالا بھی تو کیا
صبحِ دم پھر ہے وہی جاہ و جلالِ آفتاب

شاخِ گُل پر جن کو ہوتی ہے نصیب افسردگی
پھیں رنگیوں میں مسکراتا ہے گلاب

موت کی گنجائشیں دور و تسلسل میں نہیں
مولیا ہے صرف ہنگامی وقتی ایک خواب

چاہتی ہے جس سے لے لیتی ہے فطرت اپنا کام
وہ دری کی ہوں موجیں، یا ہو خشکی سراب

جب بلا انگیز ہو جاتا ہے حُسن تیرگی
راسکے چہرے پہ دن کا ڈال دیتی ہیں نقاب

جب قیامت خیز ہو جاتی ہیں دن کی تابشیں
ظلمتِ شب کر لیتی ہے اُس کا التہاب

تشنگی سیراب ہونے کی دلیل خاص ہے!
شیخ جاتا ہے جب خالی تو بھرتے ہیں شراب

انقلابِ حُسن کا ہے ایک روشن معجزہ
ہلمت کا بڑھاپا، یا زلیخا کا شباب

ہوتا رہتا ہے بہر لمحہ زمانہ منقلب
باعثِ ناممکن ہے اُس کا سدِ باب

مٹتی رہتی ہیں معین وقت پر شخصیتیں
اس دنیا میں پھر پیدا نہیں ہوتا جواب

ہار جاتا ہے یہاں ہٹلر سے پہلے روزویلٹ
ہیں کوئی نہیں فرعون یا افراسیاب

فی الحقیقت "جیت" اس دنیا میں ہے مقصد کی جیت
ہیں وہ ہیں جو ہیں مقصد میں اپنے کامیاب

مرنے والے مر گئے اور ان کے "جذبے" آج بھی
ہستی میں ہیں آتشِ فروزاں اضطراب

کوئی معنی ہی نہیں رکھتی ہے اجسام کی!
جبتک اس دنیا میں ہے روحِ انقلاب

کتبہ
حامد امروہوی

ادبیات

ہم تمہیں کب یاد کرتے ہوں

(از آر ڈی ایچ ۔ اے)

[illegible]

ہم تمہیں کب یاد کرتے ہوں

[illegible]

پھول و پتیاں

[illegible]

New Watches are Scarce

[illegible] گھڑیاں نایاب ہیں۔ گھڑیاں بھی [illegible] بہت سے قسم [illegible] بہت کم [illegible] ہمارے [illegible] ہے [illegible] گھڑیوں کے اس ملک تک پہنچنے میں ابھی چند ہفتے [illegible] جائینگے [illegible] مشکلات [illegible]

[illegible] ویسٹ اینڈ واچ کمپنی بمبئی اور کلکتہ

WEST END WATCH Co.
BOMBAY CALCUTTA

Hukm. Quality Watches for men & women

انجہانی سی آر داس

۱۶ جون سے پہلی جولائی تک تمام ملک نے دیش بندھو چترنجن داس کی یادگار میں جلسے منعقد کئے ہیں، یہ دیکھ کر بے اختیار خیال ۱۹۲۵ء کی طرف منتقل ہوگیا،

۱۹۲۵ء اور ۲۶ء میں صرف دو برس کی مدت حائل ہے، لیکن ان دو برسوں کے اندر ملک کی سیاسی و قومی زندگی میں کیسی کیسی عظیم تبدیلیاں ہوگئیں، ۲۵ء اگرچہ ۲۴ء اور ۲۶ء نہ تھا مگر پھر بھی ۲۵ء تھا، ۲۶ء اور ۲۷ء نہ تھا، کاش ۲۷ء میں ہم ۲۵ء کی زندگی ہی واپس لا سکیں،

اس تقریب سے مسٹر سی۔ آر۔ داس کی شخصیت بھی سامنے آگئی، فی الحقیقت ملک کو اس کی موجودہ منزل حیات میں ایسے ہی سیاسی رہنما کی ضرورت تھی، دو سال گذر گئے مگر اب تک داس کی جگہ ملکی رہنماؤں کی صف میں خالی ہے اور نہ معلوم کب تک خالی رہے گی،

جولائی ۲۵ء میں مسٹر داس کی وفات پر ایک تحریر حوالۂ قلم ہوئی تھی تاکہ ایک مقامی انگریزی اخبار کے خاص نمبر میں شائع ہو، مناسب معلوم ہوا کہ اس موقع پر اسے شائع کر دیا جائے، جولائی ۲۷ء میں جولائی ۲۵ء کے افکار و خیالات پر یہ ایک نظر بازگشت ہے،

تاریخ کا انتظار

فرانس کے مشہور مصنف وکٹر ہیوگو نے نپولین کی صد سالہ یادگار مناتے ہوئے کہا تھا "زندگی کتنی ہی شاندار اور عظیم ہو لیکن تاریخ اپنے فیصلہ کے لئے ہمیشہ موت کی منتظر رہتی ہے" اگر یہ سچ ہے تو ہندوستان کے مورخ کا انتظار ختم ہوچکا، دیش بندھو چترنجن داس کی زندگی کی عزت اب تاریخ کے اوراق کے لئے ایک فیصلہ شدہ واقعہ ہے، وہ اپنی زندگی میں اپنے لئے جو بات نہیں بنا سکے تھے وہ اپنی موت سے دنیا پر آشکارا کر گئے،

ہندوستان نے اپنی جدید تاریخ میں شاید ہی کسی قومی رہنما کی موت پر ایسا ماتم کیا ہوگا جیسا دیش بندھو کی ناگہانی وفات پر ہوا ۱۹ جون کو جب ان کی نعش کلکتہ کی طولانی سڑکوں پر سے گذری تو اس عظیم الشان شہر نے اپنی پوری آبادی استقبال کے لئے صف بستہ کر دی تھی، ماتمی الوداع کا ایک صحرا تھا جو ایک کنارے سے دوسرے تک پھیلا ہوا تھا، غمگین دلوں اور اشکبار آنکھوں کی وہ ان گنت لعداد اس کے علاوہ ہے جو راس کماری سے لے کر کشمیر تک ہر جگہ ہندوستان میں دیکھی جا سکتی تھی،

پہلی جولائی کو عموم اور خاص سب پر کے اصناف نے اس ماتم کی تاثیر اور زیادہ مکمل کر دی اس دن بر اعظم ہند کے گوشہ گوشہ میں ماتمی مجلسیں منعقد ہوئیں جن کی روداد سے اس وقت تک اخباروں کے صفحے رنگے ہوئے ہیں،

ہندوستان جو بدقسمتی سے زندگی کے ہر گوشے میں طرح طرح کے تفرقوں میں بٹ چکا ہے موت کے اس ماتم میں کس طرح متحد ہوگیا تھا مذہب، نسل، جماعت کوئی اختلاف بھی اسے نہ روک سکا سب نے یہ ایک وقت محسوس کیا کہ ہم میں سے ایک بڑی زندگی جدا ہوگئی ہے اس میں بہت سے ایسے بھی تھے جو اس کی زندگی میں اس کی پیروی نہ کر سکے تھے، بہت سے ایسے بھی تھے جن کے قدم سینہ ان کے خلاف اٹھا کرتے تھے تاہم جب وہ مر گئے تو ان میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو ان کی عزت سے نہ روک سکا زندگی کے لئے موت کا یہی فیصلہ ہے جس کا تاریخ انتظار کیا کرتی ہے،

موت کا ماتم اور زندگی کے آثار

ہندوستان کے کروڑوں دلوں کا یہ متحدہ احساس ہندوستان کی موجودہ تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے ایسے ہی واقعات سے احساس قومیت کے صحت و قوت اور اس کے نشو و نما کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس میں صرف ایک ہر دلعزیز انسان کی موت کا غم ہی نہیں ہے بلکہ کروڑوں دلوں کی زندگی کی جھلک بھی دکھائی دے رہی ہے یہ موت کی مایوسی میں زندگی کی امید ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی عام زندگی میں غفلت اور افسردگی کتنی ہی نمایاں ہوگئی ہو لیکن اس کی تہ میں ایک گہری اور حقیقی بیداری جگہ پکڑ چکی ہے اور جیسا کہ تاریخ کا تجربہ شہادت دیتا ہے بیداری کی یہ اندرونی قوت جب ایک مرتبہ جگہ پکڑ لے تو پھر اسے پامال نہیں کیا جا سکتا یہ اپنے نشو و نما اور تکمیل میں ہمیشہ سے اٹل رہی ہے اور ہمیشہ اٹل رہے گی،

دیش بندھو کی کامیابی کا راز

لیکن میں اس وقت اتنا ہی کہہ کر ان دونوں عنصروں کی ترکیب کے راز کیا ہے؟

ہر شخص کو معلوم ہے کہ ان کی ملکی رہنمائی کی عمر کوئی بڑی عمر نہیں ہے ان کی نمایاں فتوحات پر اگرچہ عرصہ سے نظریں پڑ رہی تھیں اور ۱۹۱۷ء میں وہ اچھی طرح پبلک پلیٹ فارم پر نمایاں ہوگئے تھے، ہم ان کی رہنمائی کا اصلی زمانہ تحریک لاتعاون (نان کوآپریشن) سے شروع ہوتا ہے یہ زمانہ سے زیادہ پانچ سال کا زمانہ ہے اتنے قلیل عرصہ کے اندر ہی انھوں نے ہندوستان کی تاریخ میں اپنی نمایاں جگہ بنالی اور تمام ملک کے قلوب فتح کر لئے، میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس غیر معمولی کامیابی میں ان کے کن غیر معمولی اوصاف کو زیادہ دخل تھا؟

اس طرح ایک مکمل تصویر بنانے کے لئے کوئی اور رنگ ہی کافی نہیں ہوتا اسی طرح ایک بڑے کے لئے بھی کوئی ایک قابلیت کافی نہیں، کتنے ہی مختلف رنگ چاہئیں جن سے بڑائی کی ایک شاندار تصویر کھینچی جا سکتی،

یہ تصویر مختلف اوصاف اپنی کائنات جمع کر گئے تھے، دماغی و اخلاقی دونوں قوتوں سے مالا مال تھے ان کی ذہانت غیر معمولی، رائے نجیب انگیز حد تک صائب اور بحث و استدلال کی قوت اعلیٰ درجہ تک دلنشیں تھی، ایک ایسا سچا تھا جو کوئی ہیر پھیر اور تاہم دل ہی نہیں کرتا تھا، کوئی معاملہ کیسا ہوا ہو وہ فوراً صاف اور صحیح پہلو پا جاتا، کیسی ہی بحث مخاطب کتنا ہی الجھائے اثر نہیں ہوتا تھا ان کی قوت ایسی ہی بات ہے،

ان کی تقریر میں نہ تو صرف نظر فریب ہوتی تھی نہ صرف خشک استدلال بلکہ دونوں کے یہ دونوں ضروری عنصر حکمت کے ساتھ مرکب ہوتے تھے اور جیسا مقرروں کا معمول ہے،

ایک مقرر کے لئے سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ ان دونوں عنصروں کی ترکیب میں بے اعتدالی سے محفوظ رہے نہ ان کے دل سے کہیں زیادہ ان کے دل کا تقاضہ حب الوطنی رہتا تھا وہ اپنی زندگی میں بھی ایک جلتی ہوئی چتا تھا ان کی فیاضی اور ابتلائے جنس کی بے پایاں سخاوت کا سب نے بطور ایک مسلم واقعہ کے ذکر کیا ہے ان کی فیاضی علماء اخلاق کے نزدیک اعزاز سمجھی جائے گی سب جانتے ہیں کہ انھوں نے لاکھوں روپے کمائے لیکن قانونی پیشہ چھوڑا تو دہلی کا مکان گرو تھا، اور بہ مشکل چند ہزار روپے خرچ کے لئے پاس تھے، ان کے ایثار اور قربانیوں کا ذکر محتاج بیان نہیں انھوں نے وطن کی خدمت کے لئے سچ مچ زندگی کی ساری آسائشیں قربان کر دیں وکالت کی اعلیٰ آسائش پر سوسائٹی کی شاندار زندگی ترک کر کے کھدر کی ایک چادر پر قانع ہوگئے تھے،

ان کے یہ تمام اوصاف آج موافق مخالف سب کی زبانوں پر ہیں لیکن میں صرف اتنے ہی پر قانع نہیں ہو سکتا میں اس سے بھی زیادہ کوئی بات معلوم کرنی چاہتا ہوں یہ اوصاف بلاشبہ غیر معمولی ہیں، لیکن ایسے نہیں ہیں جن میں دوسروں کا حصہ نہ ہو،

ہندوستان اس وقت رہنماؤں اور رہنمائی کی قابلیت رکھنے والوں سے مفلس نہیں ہے اس کے رہنماؤں کی صف کافی طویل ہے ان میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو بجا طور پر ان اوصاف کا کم و بیش دعویٰ کر سکتے ہیں پس ہمیں صرف اسی حد تک رک نہیں جانا چاہئے، ہمیں جستجو کرنی چاہئے کہ ان کے رہنمایانہ خصائص کے وہ خاص اوصاف کیا تھے جن کی وجہ سے انھوں نے اتنے قلیل عرصہ میں ایسی ممتاز کامیابی حاصل کر لی،

دو وصف

میرے خیال میں ان کے دو خاص وصف ایسے تھے جن میں ان کی رہنمایانہ زندگی کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے میں ان دو وصفوں کو ساری قابلیتوں میں ابھرا ہوا دیکھتا ہوں اور یہ کہ ان کے اندر ایک نڈر اور بے باک قوت عمل موجود تھی، ثانیاً یہ کہ ان کی حب الوطنی اور قومیت فرقہ وارانہ جذبات سے پوری طرح پاک و صاف تھی،

یہ دو باتیں کہنے میں بہت معمولی ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے انہی دو وصفوں کے اندر ایک ہندوستانی رہنما کے لئے آج سب سے بڑی آزمائش مضمر ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ان وصف کے بغیر تو ہندوستان جیسے ملک میں سچی حب الوطنی اور قومیت کا نشو و نما ہو ہی نہیں سکتا،

نڈر اور بے باک قوت عمل سے میرا مقصود یہ ہے کہ ہم میں ایک بے باک اور خطرہ میں کود پڑنے والے سپاہی کی طرح کام کرنے کی روح موجود ہو

(باقی صفحہ (۶) پر)

از حضرت مولانا ابوالکلام صدر کانگرس

(صفحہ (۵) کا بقایا)

جو بات ہمارے اعتقاد میں سچی اور ضروری ہو، بغیر تامل اور تذبذب کے کہنے اور کر گزرنے کے لئے تیار ہو جائیں، بہت زیادہ سوچنا دیر تک تذبذب اور مسرور رہنا، قدم اٹھانا اور پیچھے ہٹا لینا، طرح طرح کے نقشے بنانا اور چاک کر دینا ایک مفکر کے لئے بہترین اوصاف ہوں لیکن ایک قائد (لیڈر) کے لئے نہ صرف غیر ضروری بلکہ میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ بسا اوقات عیوب میں داخل ہیں، ایک قائد کی راہ ایک فلاسفر کی راہ سے مختلف ہوتی ہے قائد میں تخیل سے زیادہ عملیت ہونی چاہیئے اسی ہم حکیم سے نہیں مگر سپہ سالار سے تشبیہ دے سکتے ہیں ایک سپہ سالار اگر نقشۂ جنگ سوچنے میں ایک مفکر کی طرح غرق ہو جائے تو میدان جنگ کے لئے یقیناً کوئی دوسرا جنگ آزما ڈھونڈنا پڑے گا نپولین نے جنگ انکر کا نقشہ ضرور ترتیب دے لیا تھا لیکن کرو الیس کی ناقابل عبور چوٹی سے جب فرانسیسی فوج گذر گئی تو بس کے دماغ کا نہیں اس کی بیباک شجاعت و ہمت کا کام تھا،

چرچل داس کے اسی وصف کا مجھ پر خاص اثر ہے ممکن ہے وہ سوچنے میں سست ہوں لیکن کر گزرنے میں بے دھڑک اور بے باک تھے، کوئی معاملہ کیسا ہی پیچیدہ طلب اور پیچ در پیچ کیوں نہ ہو فوراً ایک رائے قائم کر لیتے اور پھر بے دھڑک چل کھڑے ہوتے تھے

گجگ اور تذبذب کو ان کی سرشت (کیریکٹر) میں جگہ نہیں ملی تھی وہ عملی سیاست میں اس بات کے قائل نہیں تھے کہ انتظار کرو اور سوچو جو پتھر راستے میں آجاتا اسے فوراً ہٹا دینا چاہیئے اور کہنا نہیں چاہیئے یہ ان کے سفر کا پتھر تھا شکسپیئر نے ہمت میں انسانی دماغ کی وہ حالت بتائی جب وہ حیران ہو کر سوچتا ہے "کروں یا نہ کروں" "یہ کروں یا نہ کروں" ان میں نہ تھا۔

ان کا دوسرا وصف بھی ایک طرح اسی وصف کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے ہندوستان کی قومیت کی راہ میں سب سے زیادہ مشکل ہندو مسلم مسئلہ کی پیچیدگیاں ہیں حالات ایسے گہرے اور پیچیدہ ہیں کہ بسا اوقات ایک بڑے سے بڑا ہندوستانی محب وطن بھی ہندو مسلمان کے نظری سے اپنے دماغ کی نگہبانی نہیں کر سکتا بڑی ہمت، عشق وطن اور جنون آزادی کا بڑا ہی جذبہ چاہیئے جو ان ایسی بلندی پر پہنچا دے تک ان نچلے جذبات کی رسائی نہ ہو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ چرچل داس نے اپنے اندر حاصل کر لی تھی اور کوئی حال میں بھی اس کے لئے تیار نہ تھے اس بارے میں ان کا اصل مقصد تھا وہ ملک کی آزادی اور بہبودی کے لئے وہ ساری چیزیں قربان کر دینے کے لئے تیار تھے

اعلیٰ مقصد سے کمزور کی ہو سکتی ہیں مگر

ہندوستان کا مسئلہ حل کر سکتی ہے کہ یہ مقام اس وقت تک بہت کم ہندوستانی رہنماؤں کو حاصل ہو سکا ہے،

میثاق بنگال

ہندو مسلم مسئلہ کے سلسلہ میں میثاق بنگال (بنگال پیکٹ) ان کی زندگی کا مشہور واقعہ ہے اس پر موافق مخالف دونوں طرح کی رائیں کتابیت پر جو سفر مظاہر ہو چکا ہے، لیکن اس وقت تک بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یہ میثاق وجود میں کیسے آیا تھا؟

جن لوگوں کو ہندو مسلم مسئلہ کی عملی مشکلات کا پتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ معاملہ کس درجہ مشکل اور پیچیدہ ہے؟ معاملہ کی کوئی جانب اختیار کی جائے ضروری ہے کہ مشکلوں اور مزاحمتوں کا ایک طوفان عظیم سامنے آجائے، فروری ۱۹۴۷ء میں دہلی کی آل پارٹیز کانفرنس نے کابل ایک ہفتہ تک نشست جاری رکھی لیکن بالآخر بلا کسی فیصلہ کے منتشر ہو گئی ایسا مشکل اور ہمت آزما معاملہ جب ریشس بندھو کے سامنے اچانک آگیا تو انہوں نے کیا کہا؟ میں پہلی مرتبہ لوگوں کو بتلانا چاہتا ہوں کہ صرف پانچ منٹ کے اندر فیصلہ کر دیا،

یہاں میں نے پانچ منٹ تھوڑے وقت کے معنی میں مجازاً استعمال نہیں کیا ہے بلکہ سچ مچ گھڑی کے پانچ منٹ مراد ہیں،

بنگال لیجسلیٹو کونسل کے انتخاب ۱۹۴۶ء سے جب ہم فارغ ہوئے تو مخالفین نے کانگریس کو نامعلوم رکھنے کے لئے ہر طرح کے ہتھیار آزمانا شروع کر دیئے ان میں سب سے زیادہ موثر اور آزمودہ ہتھیار فرقہ وارانہ حقوق کا مسئلہ چھیڑ دینا تھا اس وقت کونسل کے اندر اور باہر دونوں جگہ جماعت کی کامیابی

بہت کچھ اس پر موقوف تھی کہ مسلمان کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں جیسا کہ معلوم ہے مسلمان دو جماعتوں میں منقسم تھے ایک جماعت کانگریس کے ساتھ تھی ایک باہر کانگریس کی کوشش تھی کہ تمام مسلمان کانگریس کا ساتھ دیں مخالفین کوشش کر رہے تھے کہ ہندو مسلم مسئلہ چھیڑ کر انہیں اس سے باز رکھا جائے

اس اثناء میں وہ ایک عجیب چال چلے انہوں نے ممبران کونسل سے کہا کہ اگر کانگریس پارٹی میں شامل ہی ہونا چاہیئے تو کم از کم اس کا فیصلہ کر دیجئے کہ سیاسی حقوق ملنے پر مسلمانوں کی نمائندگی کا کیا حال ہوگا؟ انہوں نے اس لئے کہا کہ ان کا خیال تھا مسلمانوں کی جانب سے جو مطالبات پیش ہوں گے انہیں کانگریس پارٹی منظور نہ کر سکے گی نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسلمان مایوس ہو کر الگ ہو جائیں گے اور مسلمانوں کی علیحدگی کے بعد کانگریس پارٹی نہ تو کونسل کے اندر کچھ کر سکے گی نہ باہر

(باقی صفحہ (۱۳) پر)

دی یونائیٹڈ کمرشل بنک لمیٹڈ

چندہ شدہ سرمایہ ——— ۴ کروڑ روپیہ
ادا شدہ سرمایہ ——— ۲ کروڑ روپیہ
ریزرو فنڈ ——— ۷½ لاکھ روپیہ

بورڈ آف ڈائرکٹران
مسٹر جی۔ ڈی۔ برلا (چیرمین)
مسٹر ایم۔ اے۔ اصفہانی (وائس چیرمین) — مسٹر رتن لال جی سریا (وائس چیرمین)
سر آدم جی حاجی داؤد — مسٹر ہادیوایل دھالوکر
مسٹر بھنا تھ جالان — مسٹر نوین چندر مفت لال
ایشوری پرشاد گوئنکا — مسٹر دن موہن آر۔ روئیا
اننت چرن لا — مسٹر موتی لال بیتریا

برانچ کے دفتر
آگرہ، احمد آباد، اجمیر، الہ آباد، امرتسر، آسنسول، بڑودہ، بنگلور، بنارس، بمبئی، کلکتہ، کانپور، کوئم بٹور، دہلی، دیوگھر، گورکھپور، حیدرآباد (سندھ)، جے پور، کراچی، کرانچی کوڈی، لاہور، لائل پور، مدراس، مدورا، ناگپور، نئی دہلی، اوکاڑہ (پنجاب)، پلانی، پیڈوکوٹا، کوئٹہ، سکارپور، سورت

پے دفتر
عارف والا (پنجاب)، بندکی (کانپور)، میاں چنوں (اوکاڑہ)، منٹگمری (اوکاڑہ)، پلول (دہلی)
غیر ملکی ایجنٹس تمام دنیا میں

جنرل منیجر: ——— مسٹر ٹی۔ ٹی ٹھاکر
ہیڈ آفس: ——— ۲ رائل ایکسچینج پلیس، کلکتہ

دہلی:
جے۔ ڈی نہتہ اسکوائر
منیجر یونائیٹڈ کمرشل بنک لمیٹڈ
اکبر روڈ پیلس، چاندنی چوک

نئی دہلی:
ایس۔ کے سین اسکوائر
منیجر یونائیٹڈ کمرشل بنک لمیٹڈ
مینو انڈیا کمپنی لمیٹڈ کناٹ پلیس

پلول پے آفس:
مسٹر کے۔ این گپتا
آفیسر انچارج یونائیٹڈ کمرشل بنک لمیٹڈ
پلول منڈی

پیٹرو ملشن

PETRO MULSION

پٹرولیم آئل کا ملشن جس میں کیلشیم اور سوڈیم کا ہائی پوفوسفائٹ ملا ہوا ہے

اور

پیٹرو ملشن

گوایاکول کے ساتھ

PETROMULSION WITH GUAIACOL

موثر دوائی برائے
★ کھانسی ★ تنفس
★ زکام ★ نمونیہ
★ انفلوئنزا ★ تپ دق
★ ہاضمہ کی خرابیاں وغیرہ

روغن ذرات کی یکسانیت
اگر آپ کا دوا فروش مہیا نہ کر سکے تو پتہ دیں پر لکھیں۔

بینگال امیونٹی کمپنی لمیٹڈ، کلکتہ

BENGAL IMMUNITY CO. LTD. CALCUTTA

PET/R-1

عالم

از جناب محمد امین شرقپوری

دل شکھ کو بہت سی شادیاں کرنے کا شوق تھا اگر یہ کہا جائے کہ ان کا یہ شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا تو بیجا نہ ہوگا پہلی بیوی کی بھنڈی نہ اترنے پائی کہ دوسری لے آتے۔ دوسری کے پیچھے تیسری کی قطار لگی تھی، لڑکوں نے خدا نے جوڑے تھے اس غریب ملک میں مالدار کو سوسائٹی میں ایک وقعت حاصل ہے لوگ اس کے اخلاق کو نہیں دیکھتے بہت دفعہ [illegible] میں اس کے [illegible] اشک کو [illegible] کا [illegible] کا دوسرا [illegible] کے [illegible] میں اس کا بھاری [illegible] آرزو [illegible] کی باتیں، ان کے راجہ ہونے کا کافی ثبوت نہیں، بات بات پر موچھوں کو تاؤ دیتے، مسکراتے ہوئے محفل کی رونق کو دوبالا کرتے عقل سے کورے تھے، اس لئے آسانی سے جوروؤں کا شکار بن جاتے تھے۔ چند کا ان کے پاس ہر وقت کا اٹھنا بیٹھنا تھا چنانچہ مشہور تھا کہ انھوں نے چار شادیاں صرف چند کے ایما پر کی ہیں اب بھی گفتگو یہ کہتے تھے کہ فلاں جگہ ایک لڑکی میں نے دیکھی ہے، کیا بتاؤں چہرے پر آنکھ نہیں ٹکتی مور کی سی چال چلتی ہے، دلشکھ لوٹ پوٹ ہو جاتے مسکرا کر کہتے:۔

"کتنے میں ہاتھ آجائے گی؟"

چندو، جو ان کی نبض پہچانتا تھا بولا:۔

"سرکار یہی کوئی چار ہزار میں سودا پٹ جائے گا۔"

دلشکھ تجوری سے چار ہزار نکال لائے بولے "دیر نہیں ہونی چاہیئے، ہاتھ سے نکل گئی تو عمر بھر پچھتانا پڑے گا"

اوٹ میں رانی کھڑی سن رہی تھی اس کی شادی کو دو برس ہوئے تھے، یہ ان کی نئی بیوی تھیں، شکل و صورت، ناک نقشہ کی اچھی نہیں چند کی بات پر کڑک کر بولیں:۔

"چند کیا پٹی پڑھا رہا ہے بے ایمان چار بیاہ تو کر چکے ابھی کیا کچھ کسر باقی ہے"

چند چھینپ کر بولا:۔

"رانی جی میں تو نہ کر رہا تھا سرکار سے آپ نے سن لیا"

رانی جی کو [illegible] دیکھی تھی، تین سوت پر آتی تھی بولی:۔

"مجھے جل دے رہا ہے چار ہزار اینٹھ لئے، کہاں چلا رستم لے کر سیر ہے ہاتھ سے تھیلی رکھ دے ورنہ مجھ سا برا نہ ہوگا"

چند دو پہنے تجربوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بولا۔ "تم تو فضول بگڑ رہی ہو، یہ ایک [illegible] قرض لے کے میں راجہ اب شادی کیا کریں گے، ایک چھوڑ چار موجود ہیں پھر اب وہ عمر بھی [illegible] ان کی کچھ تو سوچو رانی جی"

دلشکھ [illegible] مرتے [illegible] بن جاتے [illegible] کر [illegible] ہی [illegible] جب وہ اپنی شادی کے لئے اٹھا رہے [illegible] ہیں [illegible] شادی [illegible]

دلشکھ [illegible] بس میں [illegible] کی [illegible] رانی [illegible]

غصہ تھوک کر بولی:۔

"میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ میرے راجہ ایسے نہیں ہیں شادی پر آپ نے [illegible] ہوا تم سے کسی سے بات نہیں کروں گا پہلی بیوی داسیاں بن کر رہیں گی گھر میں"

"ہاں، ہاں" وہ موچھوں کو تاؤ دے کر بولے "دیکھ لو میں تینوں سے بات نہیں کرتا ہوں بات ہے کہ گھر میں ہونے کی وجہ سے ان کی دلجوئی کرنی ہی پڑتی ہے، زیور کپڑے جو تمہارے پاس ہیں کسی دوسرے کے پاس کہاں ہیں؟"

رانی لگاہیں نیچی کئے زیر لب مسکرا رہی تھی، بولے، آج کیا پان نہ کھلاؤ گی اپنے ہاتھ سے"

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی چند پان کا بیڑا لئے داخل ہوئی، یہ دلشکھ کی تیسری بیوی تھی اس کے ہاتھ کا پان دلشکھ کو بہت پسند تھا، خضاب زدہ موچھیں مروڑنے لگے، بولے، کیا کہنا تمہارے پان کا رانی خوشامد کر رہی تھی کہ پان میرے ہاتھ سے کھاؤ آج ہم نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا ہماری چند ناراض نہ جائے گی ہم سے۔

چند نے سر سے گردن جھکا لی راجہ نے محبت سے گلوری منہ میں رکھ لی ابھی وہ پیک تھوکنے نہ پائے تھے کہ رانی پان لے کر آگئی۔ اس کی نظریں چند کے تعاقب میں اٹھ گئیں جو سامنے کے دروازے سے باہر نکل رہی تھی، دلشکھ کے چلتے ہوئے چہرے ایک دم رک گئے

"کیوں جی لگے تارے دکھانے مجھے بھی"

دلشکھ بڑا ایک کلے سے دوسرے کلے کی طرف کھسکاتے ہوئے بولے

"کیا ہوا رانی"

"پان کو مجھ سے کہا تھا،

"ایسا چھتی کے ہاتھ سے گرا وہ! کتنی چھوٹی سی بات پر بگڑ گئیں ہم ابھی لاؤں لے دو، کھائے لیتا ہوں، سب تھوکنے کے لئے [illegible] کی طرف بڑھے۔

"[illegible] نہیں مانوں گی، منہ خوب صاف کرنا ہوگا [illegible] آؤ پانی تھوڑا سا" مسکرا کر بولے

[illegible] نے جنا کو اشارہ کیا جنا شربت کا گلاس بھر لائی۔

دلشکھ مسکرا کر بولے۔

"[illegible] خیال [illegible] میرا اور کسی کو نہیں، کیا [illegible] ہے جنا" اس عزت افزائی پر مسکراتی ہوئی گئی۔

[illegible] وہ پانی کا گلاس لئے نمودار ہوئی، دلشکھ نے شربت کا گلاس دیکھ کر بولی

"[illegible] بے [illegible] ہو میں کیا خالی پانی ہی لے کر آتی اگر رس کا ایسا مزیدار شربت بنا کر لائی ہو رٹوں پیاس نہیں ستائے گی مگر تمہیں تو [illegible] شربت پسند ہے۔ چلیے اس میں [illegible] نہ ملا ہو"

دلشکھ جلدی سے گلاس خالی کرتے ہوئے "مہاراج شربت تو واقعی بڑا لذیذ ہوگا، پیاس بہت ستا رہی ہے اچھا ہوا تم نے ہاتھ بڑھا کر گلاس تھام لیا، چند بولا۔

"سرکار جلم ٹھنڈی ہو گئی پھر لاؤں"

"ہاں، ہاں" وہ بولے۔

رانی ہاتھ روک کر بولی:۔

"اس نگوڑے کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گی جلم کو، آج [illegible] ہاتھ سے بھر کر پلاؤں گی تمہیں"

دلشکھ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے تھے آج رانی کتنی محبت جتا رہی [illegible]

[illegible] مسکراتی ہوئی چلی گئی، پائل بجاتی ہوئی دلشکھ مزے لے لے کر کھا رہے تھے بڑھ [illegible] لگی ہوئی تاسیں!

رانی چلم لے کر آئی، شربت جوں کا توں بھرا تھا وہ طشتری پر جھکے ہوئے تھے، ہاتھ کھینچ کر بولے "لاؤ چلم لاؤ، چند آج مزہ آئے گا چلم میں" رانی جل کر بولی۔

"خربوزہ کھانے کو جی چاہتا تھا تو مجھ سے کہا ہوتا، میں کیا دشمن ہوں، شربت بھی رکھا ہے دیسے کا ویسا، پڑے پڑے گرم نہ ہو گیا ہوگا خاک مزہ دے گا"

"یہ بات نہیں رانی" وہ بولے، ابھی پیئے لیتا ہوں ذرا کش لے لوں حقہ کے پھر تمہارے ہاتھ کی چلم" کش کھینچ کر بولے۔

"آہا! کیا بڑھیا تمباکو بھرا ہے تم نے، تمہارے ہاتھ تو ... ... رک گئے۔

چند ہنستا ہوا چلا گیا۔

جس دروازے کے آگے رکا، تنگ گلی میں ایک جھوٹا سا مکان کس مپرسی کے عالم میں کسمپرسی کی داستان دہرا رہا تھا جوان بیٹی بیاہ کے لائق تھی، آمدنی محدود خرچ زیادہ جے کشن خان کے گھونسے پی کر وہ جا سے چند کوئی روپے پھر کر ہاتھ ایسا [illegible] کہ بیٹے کشن کو [illegible] کی کہانی بھولے [illegible] تھی [illegible] چند نے [illegible] کہا کہ [illegible] کہا [illegible] کسی کو [illegible]

غرض اس کی [illegible] کو [illegible] کا ذمہ لیا

(باقی صفحہ (۸) پر)

صفحہ (۷) سے آگے

پہلے کشن اس سے پیشتر دو ایک جگہ سگائی ہو چکی تھی کیونکہ لوگ جہیز کے علاوہ نقد روپیہ بھی مانگتے تھے۔ رجے کشن کے بس کی بات نہ تھی لڑکی پڑھی لکھی تھی مگر زمانہ کا غلط دستور اچھا ہوں کا گلا گھونٹ رہا ہے، خوبصورتی مٹی کے مول بکتی ہے، جوان لڑکیاں باپوں کے پلے باندھ دی جاتی ہیں انسانیت کا خون ہو رہا ہے ہوا کرے مردوں کی من مانی باتیں ہوں گی اور ضرور ہوں گی، ڈنکے کی چوٹ سے ہوں گی، دولت کا طلسم آسانی سے ٹوٹنے والا نہیں ہے سوشیلا کے پیروں تلے زمین نکل گئی پچاس برس کے بڈھے سے شادی اور وہ بھی جس کے پاس ایک چھوڑ چار بیویاں موجود ہیں اس کے پڑوس میں اجرام رو سا بیاہ کر لایا تھا، اس کی پہلی بیوی نو وہ چاچی کہتی تھی جب اسے معلوم ہوا کہ اس کے چاچا نئی چاچی لے آئے ہیں وہ بھاگی ہوئی آئی اسکی چاچی کس شدت سے رو رہی تھی کوٹھری میں پڑے پڑے چاچی کو ان حالوں میں دیکھ کر اس کے آنسو چھوٹ پڑے راجہ رام کیوں دوسری بیوی لے آئے اس کی چاچی میں کون نقص ہے، جہاں تک وہ غور کرتی اسے چاچی میں بے شمار خوبیاں نظر آتیں پھر یہ سب کیوں اور کیسے ہوا؟ بہت غور کے باوجود وہ کچھ نہ سمجھ سکی، چاچی آخر یہ کیونکر ہوا؟

وہ گالا آنسو پونچھتے ہوئے بولی:-

"بیٹی میرا مقدر بھاگ پھوٹ گئے میرے، آج کیا اس کے بھاگ بھی پھوٹ گئے تھے۔

جس گھر مایا نہ ہو وہاں سنتا یہ بھاگ ہوتے ہی نہیں مگر وہ بھی تو مالدار باپ کی بیٹی تھی، سوچتے ہوئے اس کی آنکھیں بھر گئیں، کیا وہ باپ کے حکم کے آگے سر جھکا دے، جیسے اسکی لاکھوں بہنیں روزانہ جھکاتی ہیں آخر یہ والدین کب تک اولاد کے جذبات سے کھیلتے رہیں گے ہمیں اسکی دولت نہیں چاہیئے، امارت نہیں چاہیئے، پتا جی کی عمر کا پتی! اس کا منہ کھلا رہ گیا، رانی تعجب سے منہ کھولے دیکھ رہی تھی کہ آج راجہ کو ہو کیا گیا ہے، کہاں بن ٹھن کر جا رہے ہیں اور یہ چندو خوشی سے پھولا نہیں سماتا، کہیں وہ بات تو نہیں چونک کر بولی:-

"کہاں جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں؟"

"ہیں۔ ہیں" لڑکھڑاتے ہوئے بولے، "آج جب رو کا بیاہ ہے نا؟"

"خوب، اپنا اثر اس پر بھی ڈال دیا، مگر سکھیا ابھی آئی تھی اس نے تو کچھ کہا نہیں،"

"اسے نہیں معلوم"

"چپکے چپکے ہو رہی ہے شادی"

اس کی بیوی نے خود ہی تو کہا ہے اس سے۔ سری شادی کے لئے"

چونک کر بولے۔

"ہاں دیا میرے گلے کی مالا لا دو، برات میں جاؤں گا"

وہ کمرے کی طرف مڑی جنتا عطر کی شیشی لئے ہوئے آئی، راجہ کے بھرکیلے لباس پر اب چونکنی ہوئی نگاہ ڈالی،

"رائیصاحب کی برات میں جا رہے ہیں" مشبو بھی لگا دو" محبت سے عطر لگا رہی تھی ان کے کپڑوں میں اور وہ مسکرا رہے تھے، حسب معمول جنتا ان کا بٹوا لے آئی، دلسکھ نے اس کا بھی خندہ پیشانی سے سواگت کیا بڑی رانی کو پوشاک پہنا کر ہی گئی تھیں انہیں، رانی مالا لے آئی، اس کے راجہ سچ مچ معلوم ہو رہے تھے آج، بالکل ویسے ہی نظر آ رہے تھے جیسے اسکے بیاہ کے دن، رانی خوشی خوشبو میں بسی ہوئی پوشاک گلے میں موتیوں کی مالا، وہ موٹر میں بیٹھ گئے چپ کے ساتھ انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی،

لڑکیوں نے دیکھا دولہا کی موٹر آ گئی، ڈھولک کی آواز بلند ہو گئی، لہریاں بجنے لگیں، نے گھونگٹ کی اوٹ سے دیکھا، اپنے ہونے دولہا کو، زرق برق پوشاک آنکھوں میں دل پر بجلی بن کر گری، مالا دیکھ کر آنکھوں ٹوٹ پڑے ابھی تھوڑی دیر بعد وہ اسے دی جائے گی دولت سے اس کا بیاہ کیا وہ خود کو اس کے حوالے کر دے جب دھرم کے نام پر اسکی بن جائے گی وہی

اس کی بہنیں کر رہی ہیں جن کے باپ انہیں کسی انسان سے نہیں بلکہ دولت سے بیاہ دیتے ہیں کوئی ایسی شکلوں کو، اور وہ بھوکے گھونٹ پی کر ساتھ ہو لیتی ہیں چپ چاپ گھوٹ کر جینے کے لئے،

منڈپ سج رہا تھا تلک دھاری پنڈت براجمان تھے، دلسکھ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے، سوشیلا کو سہارا دیئے ہوئے جنتا چل رہی تھی، سوشیلا نے گھونگٹ اٹھا کر ایک نظر پتا کو دیکھا، دلسکھ کا ہاتھ سوشیلا کا ہاتھ پیر کی طرف بڑھا، اس نے نظر جھکا لی، پتا جی، پدماسن، ہاتھ پوری شدت سے کام کر رہا تھا، راجہ جی پران گنت لئے برس رہے تھے۔

پنڈت بولے "کلجگ ہے کلجگ، ہونے والے پتی سے یہ سلوک، یہ شرمناک جفت بازی،

دلسکھ چلا رہے تھے، مجھے بچاؤ کہاں ہو چندو، ارے مر گیا کیا، منڈپ پر عجیب سماں بندھ گیا تھا ایک ہلڑ مچا ہوا تھا جے کشن سوشیلا کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے مگر یہ کلجگ کی لڑکی جیسا دھار کھائے بیٹھی تھی، نہیں کہتے ہوئے تھی کہ وہ آج ہی ان بہنوں کا جو دولت کے گڑھے میں آنکھیں بیچ کر بیچ دی جاتی ہیں بدلہ چکا کر دم لے گی،

ممالکِ غیر میں صحافتی سرگرمیاں

(از جناب سید محمد تقی بی، کام، امروہوی)

چین چین صحافت کا گہوارہ اولین ہے دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ چینیوں نے اخبارات کو مرتب کرنا شروع کیا، وی اشر میڈ چیمبرلین جیکو پیڈیا نے صحافت کی تاریخ کا سہرا (طالیہ کے سر باندھا، لیکن یہ دعویٰ تاریخی شواہد کی روشنی میں غلط ہے، ڈاکٹر موائر ولیمز نے ویلز پریس نیوز میں پبلک گزٹ کو دنیا کا سب سے پہلا پرچہ قرار دیا ہے، مشہور اخبار نویس خاتون میڈام بینس نے بھی اپنے مقالے میں پبلک گزٹ کی اس خصوصیت کا اعتراف کیا ہے، چینی صحافت کی ابتدا سن مسیحی سے بھی پہلے ہوئی ہے، پبلک گزٹ کا چینی نام تی چاؤ ہے جس کے معنی ہیں پایۂ تخت کا اخبار، اس اخبار کی عمر گیارہ سو برس سے بھی زیادہ ہے، شنگھائی کے مشہور اخبار نویس وائی پی وانگ ایڈیٹر ورنا سر سفنپاؤ نے چین کا سب سے پہلا اخبار شنگ پاؤ کو قرار دیا ہے جس کی نسبت فرانسیسی سفیر متعینہ کنٹن ایم ہوارٹ کا خیال یہ ہے کہ اس کی اشاعت چھٹی صدی مسیحی کی ابتدا میں شروع ہوئی تھی، تی چاؤ کی باقاعدہ اشاعت خاندان تزانگ کے عہد حکومت (۷۱۸ء تا ۹۰۷ء) میں جاری رہی اس کی لمبائی ۱۲ انچ اور چوڑائی ۱۳½ انچ تھی اور پیشیلے کاغذ پر مرتب کیا جاتا تھا، ورق میں سرخ روشنائی سے سات کالم بنائے جاتے تھے، ہر کالم میں نیچے سے لے کر اوپر تک چوبیس حروف ہوتے تھے، اس اخبار کے مستقل عناوین تین تھے، پہلا عنوان "کنگ من چی" کے نام سے موسوم تھا جس میں شاہی فرامین و اطلاعات ہوتے تھے، دوسرا عنوان "شانگ یو" تھا یعنی دربار شاہی کی خبریں، تیسرا عنوان "تو پاؤ" کہلاتا تھا اس میں حکام کی عرضیاں اور شاہی احکام درج ہوتے تھے، تی چاؤ ٹائپ کے حروف میں چھپتا تھا، ٹائپ کے حروف یا تو اخبار کی لکڑی کے ہوتے تھے اور یا چینی مٹی کے، چینی عوام و خواص اس اخبار سے بہت دلچسپی لیتے اور ہر صوبہ کے صدر مقام سے اس اخبار کا خلاصہ شائع کیا جاتا تھا۔ اس اخبار کا خاتمہ ۱۸۱۱ء میں خاندان مانچو کے زوال پر ہوا، چینی جمہوریت نے ڈاکٹر سن یات سین کی زیر قیادت اسی سال میں جنم لیا تھا، عہد حاضر تک تی چاؤ (پبلک گزٹ) چینی صحافت کا واحد علمبردار رہا، ۱۸۲۳ء میں ایک ڈچ تاجر ہاٹ جاسٹ کے نام سے ایک اخبار جاری کیا، ولندیزیوں کی دیکھا دیکھی انگریز تاجروں نے بھی ہانگ کانگ، کینٹن اور شنگھائی سے تجارتی اخبارات نکالے ان پرچوں میں نارتھ چائنا ہیرالڈ زیادہ مشہور ہے، یہ شنگھائی میں نکلا کرتا تھا، اس زمانے میں بہت سے امریکن، فرانسیسی اور دوسرے غیر ملکی باشندے چینی صحافت کی ترقی اور مقبولیت میں کوشاں رہتے، غیر ملکی اخبار نویسوں کے علاوہ خاص چینی ارباب قلم کا ایک گروہ فن صحافت کی سرپرستی کر رہا تھا چنانچہ ۱۸۷۲ء سے چینی علما نے شنگھائی سے روشن پاؤ نامی اخبار جاری کیا چین پر جاپانی حملہ (۱۸۹۴ء) نے چینی قومیت کے خون کو گرما دیا، پھر سلسلۂ مواصلات کے استحکامات اور ملک کی عام بیداری نے اخبارات کو بہت ترقی دی، جب ریاست پاؤ ۱۹۱۱ء میں سزے لیانگ تسے کی زیر ادارت آیا، اور اس نے غیر معمولی مقبولیت حاصل کرلی، تھوڑے ہی عرصہ میں چینی صحائف و جرائد کی تعداد ایک ہزار تک جا پہنچی یہ اخبارات اپنی ظاہری و معنوی خوبیوں کے اعتبار سے غیر ملکی پرچوں سے کسی طرح کم نہ تھے چین کا صحافتی مسلک چین کے مشہور جرنلسٹ ایل چینگ نے حسب ذیل لفظوں میں بیان کیا:-

"دس برس پہلے اخبار کے متعلق میرا نظریہ یہ تھا کہ اخبار میں وہ چیزیں پیش کی جائیں جن کی عوام کو طلب ہو، مگر اب میرا خیال بدل گیا ہے اب میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں عوام کی طلب سے زیادہ ان کی ضرورت کا لحاظ رکھنا چاہیئے"

چین کی دیسی صحافت کے سرکردہ روزناموں میں شنگھائی پاؤ، ایسٹرن ٹائمز، شنگھائی پاؤ اور منوان پاؤ نے بہت اہمیت حاصل کرلی تھی بعض اخبارات ایسے بھی ہیں جو چینی زبان اور لاطینی رسم الخط میں شائع ہوتے تھے، جیسے شنگھائی ایکسپریس جو ۱۹۲۵ء میں شائع ہونا شروع ہوا تھا، اور جس کی تعداد اشاعت ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھی، ۱۹۱۱ء کے جمہوری انقلاب نے پریس کو بہت متاثر کیا اور دیسی اخباروں کی تعداد آٹھ سو تک جا پہنچی۔

چین کے سرکردہ اخبارات و رسائل حسب ذیل ہیں:-

(۱) برٹش چیمبر آف کامرس جرنل (۲) چائنا کرسٹیک (۳) روزنامہ میل جو ہفتہ وار ایڈیشن بھی شائع کرتا ہے (۴) چائنا کوئرلی (۵) چائنا ویکلی ریویو (۶) چائنیز اکانومسٹ جرنل (۷) چائنیز جرنل آف فزیالوجی (۸) چائنیز میڈیکل جرنل (۹) چائنیز ریکارڈر (۱۰) چائنیز سوسائٹی پولیٹیکل سائنس ریویو (۱۱) فار ایسٹرن ریویو (۱۲) فنانس اینڈ کامرس (۱۳) ہانگ کانگ ایکسپریس (۱۴) نارتھ چائنا ڈیلی نیوز (۱۵) چائنا ہیرالڈ (۱۶) ڈیلی نیوز (۱۷) لائٹ سلام (۱۸) اسلامک ریویو نالفو (۱۹) الہلال (یہ چینی اور عربی میں شائع ہوتا ہے) اسلامک ایجوکیشن گزٹ وغیرہ وغیرہ

اسے بہت سے اخبارات ایسے ہیں جنھوں جاپانی جنگ کے زمانے میں اپنی اشاعت بند کردی ہے، یا مقام اشاعت تبدیل کردیا ہے۔

جاپان

جاپان دنیا کی تمام قوموں کی طرح جہالت کی ابتدا ہی ۱۸۶۳ء میں ہوئی تھی لیکن گزشتہ بے حسی اور جمود کو خیرباد کہہ کر اقوام کے دوش بدوش کھڑے ہونے کا ارادہ کیا، جاپانی صحافت نے بہت ساتھ ترقی کی، ابھی انیسویں صدی ختم نہ ہوئی تھی کہ جاپانی صحافت نے ملک میں اعتبار حاصل کرلیا، روس سے قبل صحافت تمام مشرقی ممالک کے لئے مضبوط اور باثر ہے اگرچہ ترقی اور نہیں کیونکہ حکومت جاپان کی سامراجی پالیسی کا گلا پہلے ہی گھونٹ دیا ہے تاہم اشاعت کے کثرت اشاعت کے لحاظ سے کتنی ترقی کی ہے؟ اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ وہاں ہر آٹھ آدمیوں کے لئے ایک اخبار ہے، یعنی جاپانی صحائف و جرائد کی مجموعی اشاعت ڈیڑھ کروڑ ہے۔

آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ جاپان کی داخلی تجارت کا اہم جزو اخباری بزنس ہے ایک اخبار کی سالانہ آمدنی ۳ کروڑ پچھتر لاکھ روپے ہے جس کا ۱/۲ حصہ خالص منافع ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جاپان میں تعلیم عام ہے اور پھر صنعتی سرگرمیوں کی وجہ سے اخبارات و رسائل کو اشتہاری بزنس کافی ملتی ہے۔

ٹوکیو اور اوساکا کے چند اخباروں کی روزانہ اشاعت ۱۵ اور ۱۶ لاکھ کے درمیان ہے اس میں وہ اخبار عالمگیر شہرت کے مالک تھے، (۱) اوساکا مائینچی (۲) ٹوکیو نچی نچی، یہ دونوں اخبار اوساکا مائینچی کمپنی کی ملکیت ہیں، اول الذکر کی اشاعت تیرہ لاکھ اور آخر الذکر کی آٹھ لاکھ ہے، موجودہ جنگ میں نچی نچی شمبن نامی اخبار کا اکثر ذکر آتا ہے یہ نیم سرکاری حیثیت رکھتا ہے، اس کی تعداد اشاعت بھی لاکھوں تک پہنچتی ہے، جاپان ٹائمز اینڈ ایڈورٹائزر جاپانی وزارت خارجہ کا انگریزی ترجمان ہے اس کے بعد اوساکا اساہی کمپنی کے دو پرچے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں (۱) اوساکا اساہی (۲) ٹوکیو اساہی ان دونوں کی مجموعی اشاعت ۲ لاکھ ہے، اوساکا دنیا کا سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اخباروں میں سے ہے اس کا مقابلہ روس کا مشہور روزنامہ پراودا اور ریڈ اسٹار، پیرس کے جرنل اوریتی باریزیان، لندن کے ٹائمز اور ڈیلی میل امریکہ کے نیویارک ٹائمز اور ہیرالڈ، جرمنی کا نیشنل زیتنگ اور اطالیہ کا پوپولی ڈی اطالیہ ہی کرسکتے ہیں، بقیہ اخبارات کی اشاعت ایک لاکھ سے لے کر پانچ لاکھ تک ہے اوساکا مائینچی کمپنی انگریزی روزنامہ بھی شائع کرتی ہے اس کے علاوہ ٹوکیو سے چند انگریزی اخبارات اور بھی شائع ہوتے ہیں اخبار اوساکا مائینچی روزانہ تیرہ ضمیمے تک شائع کرتا ہے، جاپانی اخبارات کا سلسلۂ خبر رسانی بہت مستحکم اور حیرت انگیز ہے مستقل نمائندوں کے علاوہ اخبارات کے نامہ نگاروں کا ایک جال ہے جو تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے یہ ریڈیو دنیا کے ہر گوشہ کی تازہ ترین خبریں لاسلکی اور تار کے ذریعہ اپنے اخبارات کو روانہ کرتے ہیں، بعض اخبارات کے پاس ان کی فضائی سروس ہے مشہور ہے کہ اوساکا مائینچی نے ۱۹۲۳ء کے مشہور جاپانی زلزلے کی خبریں حاصل کرنے پر ۲۴ ہزار پونڈ صرف کئے تھے، جاپانی اخبارات خبر رسانی کے جدید ذرائع پر ہی قناعت نہیں کرتے، بلکہ بعض حالات میں پیام رساں کبوتروں کو بھی استعمال کرتے ہیں،

۱۹۲۵ء کے پریس ایکٹ کی رو سے جاپانی اخبارات

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحے سے

پر پابندی عائد کردی گئی ہے کہ وہ موجودہ سیاسی نظام کے خلاف کوئی مضمون شائع نہ کریں جاپان میں پریس کس قدر مجبور ہے، اس کا اندازہ روزنامہ آشی کے واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے یہ واقعہ ہے کہ نایابی غذا سے مجبور ہو کر فاقہ کش انسان نے بلوہ کیا پولیس نے جبر معمولی سختی سے کام لے کر بلوہ کو دبا دیا۔ روزنامہ آشی نے پولیس کی زیادتی پر نکتہ چینی کی، اس جرم پر سنسر نے اخبارات کا پورا اسٹاف تبدیل کردیا۔

ایک دوسرے موقعہ پر پولیس نے ٹوکیو کے مشہور اخبار ٹوکیو مزایا کو بازار میں زدوکوب کیا اور اس کے جیل میں ڈال دیا، ان واقعات کے باوجود جاپانی اخبارات حکومت پر دراسا نکتہ چینی کرتے ہوئے بھی گھبراتے ہیں۔

ترکی

مشرقی ممالک میں ترکی پریس اپنی آزادی، جرأت اور ترقی پسندی کے لئے مشہور ہے، ترکی اصلاحات کی تمام تاریخ، ترکی صحافت کی جدوجہد اور سرگرمیوں سے ہمارے سامنے ہے، ترکی پریس ہی تھا جس نے ترکی قوم کے بن مردہ میں روح حیات پھونکی اور دنیا کی زندہ اور آزاد قوموں میں جگہ دلائی مصطفیٰ کمال پاشا مرحوم کو اتنی جنگ آزادی میں ان کا مساعی جمیلہ کا آرزو خواہ [illegible]

کالی کھانسی اور ہر قسم کی کھانسی میں
مشہور دوا
لف کوین استعمال کیجیے
[illegible]

پریس الفاظ کے لئے زمین ہموار کرچکا ہوتا۔

ترکی میں سب سے پہلا مطبع ۱۷۲۸ء میں قائم ہوا ۵ جولائی ۱۷۸۲ء کو سلطان کا ایک فرمان صادر ہوا جس کی رو سے کتابوں کے طبع و نشر کی اجازت دی گئی، ترکی میں صحافت کی بنیاد فرانسیسیوں نے ڈالی ورین پاک وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے ۱۶۹۵ء میں استنبول سے فرانسیسی زبان میں اخبار جاری کیا جس کا نام گزٹ تھا۔

سن پاک سلطان سلیم ثالث کے دربار میں حکومت فرانس کا سفیر تھا۔ ۱۷۸۹ء میں ایک دوسرا فرانسیسی اخبار جاری ہوا۔ جو چند روز کے بعد بند ہوگیا اس کے بعد اسپیکٹیٹر اور نیو اسپیکٹیٹر [illegible] الیگزینڈر بلیک نے سرے سے نکالا۔ اس کی آخری اشاعت ۱۸۲۸ء ہے کچھ عرصہ کے بعد اس کا نام کوریر ڈی سمرنا ہوگیا۔ اب باب عالی کو بھی [illegible] کی طرف توجہ ہوئی جب پنج خود فرمان سلطان "فولیٹر آف سن" کی اشاعت شروع ہوئی [illegible] زبان میں پہلا سرکاری اخبار تھا۔

سلطان محمود ثانی کے ایام [illegible] کا سب سے پہلا جریدہ تقویم وقائع [illegible] ۱۸۳۲ء سے نکلنا شروع ہوا، [illegible] جیرجیل نامی ایک انگریز نے [illegible] جریدہ جرائد جاری کیا اس نے [illegible] کی [illegible] ۱۸۴۰ء میں [illegible] نامی جب [illegible] اشاعت شروع کی [illegible] اور ترکی افکار کو [illegible] ترجمان احوال [illegible] نے مستقل طور پر جاری کیا [illegible] سیاسی پہلے نے اپنا [illegible] جس نے بہت جلد [illegible] ۱۸۶۳ء میں مشہور ترکی [illegible] کمال [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے اسی [illegible] کردی

۱۸۶۵ء میں علی سعاوی نے [illegible] پرچے کی اشاعت شروع کی اس میں باب [illegible] نے پریس پر احتساب قائم کردیا کیونکہ ترکی پریس کی آزاد نگاری اور جرأت ارباب اقتدار کے لئے خطرناک ثابت ہو رہی تھی، حکومت کی سخت گیری سے عاجز آکر کچھ اولوالعزم جرنلسٹ ترکی سے نکل گئے اور انہوں نے ۱۸۶۸ء میں لندن سے جریدہ جاری کیا جس کی ہزاروں کاپیاں خفیہ طور پر ترکی میں تقسیم کی جاتی تھیں، ۱۸۷۱ء سے ۱۸۷۳ء تک ترکی میں اصلاحات کی جو تحریک جاری تھی وہ تمام تر پریس کی ہی پیدا کردہ تحریک تھی، اس زمانے میں نامق کمال نے عبرت نامی جریدہ کو قومی تحریک کا ترجمان بنایا، جو متعدد مرتبہ باب عالی کی مداخلت سے بند ہوا۔ جدید ترکی کی تعمیر میں قناعی پاشا، اور نامق کمال نے جو حصہ لیا ہے وہ تمام اخباروں کے لئے نمونہ عمل ہے ۱۸۷۳ء میں ترکی صحافت تین روزناموں، دو سہ روزہ اخبار پانچ ہفتہ وار پرچوں اور سات فرانسیسی گیارہ ارمنی

[illegible] روزنامہ ترکی اور ایک عبرانی اخبار پر مشتمل تھی۔

۱۸۷۶ء میں صرف قسطنطنیہ سے ۴۰ پرچے نکلتے تھے تیرہ ترکی زبان میں ایک یونانی عربی فرانسیسی، آرمینی، بلغاری، عبرانی اور انگریزی زبانوں میں صوبائی اخباروں کی تعداد اس کے علاوہ ہے سلطان مراد کے بعد جب ستمبر ۱۸۷۶ء میں سلطان عبدالحمید خاں سریر آرائے حکومت ہوئے تو انہیں پریس کی طاقت سے بہت خطرہ محسوس ہوا اور انہوں نے استنبول کے بہت سے اخبار نویسوں کو سلطنت کے معزز عہدے دے کر دور دراز صوبوں میں بھیجدیا، اس طرح جب صحافیوں اور انشاء پسند اہل قلم کا جتھا ٹوٹ گیا تو انہوں نے صحافت کی باقی ماندہ طاقت کو پاش پاش کردیا سلطان نے خفیہ طور پر اخبارات کو ہدایت کردی کہ وہ سیاسی مسائل پر قلم نہ اٹھائیں اس طرح انہوں نے پریس کو جرائد کو علمی و ادبی رسالوں میں تبدیل کردیا

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

مضبوطی

کوہ نور سینے کے دھاگے اور ہر قسم کی ڈوریاں سخت محنت سے کھلے بنائے گئے ہیں یہ بہت مضبوط، یکساں اور اعلیٰ درجے کے ہیں ہمیشہ کوہ نور سینے کے دھاگے اور پتنگ مارکہ ڈوریں وغیرہ استعمال کریں۔

Kohinoor
SEWING THREADS & TWINES

NAHALCHAND LALOOCHAND
Bombay

کلی مارکہ
ہندوستانی
بہترین پینے
کی خوراک

[illegible] بارلے

سی کلی بسکٹ کمپنی
بمبئی

تیج ویکلی دہلی

۳ جولائی ۱۹۴۵ء

شملہ میں ایک ہفتہ

"ویول کانفرنس" کی رفتار اور مشوروں کی نوعیت

شملہ میں مختلف پارٹیوں کے لیڈروں کی کانفرنس جو لارڈ ویول نے طلب کی ہے، سوموار کو شروع ہوئی تھی اس وقت جبکہ یہ تحریر سپرد قلم کی جا رہی ہے پانچ روز گذر چکے ہیں اس کا اظہار اس لئے ضروری ہے کہ جس وقت یہ چیز ناظرین کے ہاتھوں میں ہوگا معلوم نہیں کیا صورت حال پیدا ہو چکی ہوگی یہ ظاہر ہے کہ ہمارا تبصرہ صرف انہیں واقعات پر ہو سکتا ہے جو آج تک رونما ہو چکے ہیں، آئندہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا،

ویول کانفرنس کے متعلق جو اطلاعات آتی رہی ہیں ان سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ وقتی طور پر ایک مشترک مرکزی حکومت بنانے کا بنیادی اصول ہر پارٹی نے تسلیم کر لیا ہے اب اس سلسلہ میں دو کام باقی ہیں، یعنی ایگزیکٹو کونسل کی تشکیل و ترکیب اور ممبروں کی تعداد کا تعین، اور دوسرا یہ کہ کونسل میں سورن ہندوؤں اور مسلمانوں کی جو برابر تعداد ہوگی اس میں مسلم ممبروں کی پوری تعداد کی نامزدگی صرف مسلم لیگ کے ہاتھوں میں ہوگی، یا کوئی اور شریک بھی اس نامزدگی میں حصہ لے گا چونکہ یہی نکتہ اس وقت کانفرنس کی کامیابی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے اور بنیادی اصول مان لینے کے بعد اب تک پورے پانچ روز اسی ادھیڑ بن اور کانگریس اور مسلم لیگ کے لیڈروں کے مشوروں اور مسٹر جناح اور پنڈت گوبند ولبھ پنت کی ملاقاتوں میں گذر چکے ہیں اور مسٹر جناح نے بھی لارڈ ویول سے پھر تنہائی میں ملاقات کی ہے اس لئے اسی نکتہ پر سب کی توجہات مرکوز ہو رہی ہیں اور اسی کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہے باقی جو کچھ بھی ہے وہ ضمنی مسائل ہیں،

مسٹر جناح کا مطالبہ یہ ہے کہ مسلم ممبروں کی جو تعداد سورن ہندو ممبروں کے برابر رکھی گئی ہے تو وہ سب کی سب مسلم لیگی ممبروں پر مشتمل ہو، اور کانگریس صرف ہندو ممبروں کو نامزد کرے! اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مسلم لیگ اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کی ایک بڑی اور اہم جماعت کا نام ہے، تاہم یہ تو نہیں تسلیم کیا جا سکتا کہ ہندوستان کا وسیع ملک مسلم لیگ والوں کے علاوہ تمام دوسرے مسلمانوں سے خالی ہے! غور کیجئے کہ پھر وہ مسلم جماعت جو کانگریس کی ممبر ہے اور تمام قوم پرست مسلمان اور احرار اور شیعہ حضرات اور جمعیت العلماء ہند کے ارکان، اور مومن جماعت کے لوگ اور اس طرح کے دوسرے لاکھوں آدمی کس ملک کے باشندے سمجھے جائیں گے، اور خود انڈین نیشنل کانگریس کے صدر اور مسلمانوں کے ماننے ہوئے مذہبی رہنما کا وطن کہاں ہوگا؟

کانگریس کی تعبیری اسپرٹ تو اسی سے ظاہر ہے کہ آبادی کے تناسب سے تقریباً ایک تہائی حصہ رکھنے والی اقلیت کو سرو دست نصف حصہ دینے پر خوشی سے رضامند ہو گئی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ کانگریس فرقہ وارانہ اسپرٹ سے قطعاً بالاتر ہے اس کا مقصد صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام "باشندے" خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں غیر ملکی حکمرانی سے آزادی حاصل کریں، اس لئے وہ یہ کبھی نہیں کر سکتی کہ صرف ہندو ممبروں کو نامزد کرنے پر رضامند ہو جائے، مولانا آزاد نے ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کے نمائندے مسٹر پرسٹن گرنڈی سے گفتگو کے دوران میں یہ معاملہ بالکل صاف کر دیا ہے وہ فرماتے ہیں:

"کانگریس اس خیال کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ وہ ایک فرقہ وارانہ جماعت ہے اس لئے اس پر کبھی راضی نہیں ہو سکتی کہ صرف ہندو نمائندوں کو منتخب کرے اس کی آواز تمام فرقوں کے ہندوستانیوں کے انتخاب میں ہونی چاہئے اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہوگا تو کانگریس کی پوری اسپرٹ اور کردار ہی سے انکار کر دینا ہوگا"

[illegible] یعنی "کیرکٹر" ہے جس کو کانگریس کسی قیمت پر ترک نہیں کر سکتی، [illegible] ہندوستان کے ان صوبوں کی صورت حال کیا ہے جہاں مسلم اکثریت موجود ہے، (باقی صفحہ [illegible])

وچن امرت!

ان دنوں جبکہ یہ تحریر لکھی جا رہی ہے مہاتما گاندھی شملہ میں ہیں اور "ویول کانفرنس" کے سلسلہ میں اہم ترین مشورے دے رہے ہیں، یہ وہ وقت ہے جبکہ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کیا جا رہا ہے اور اس کا مستقبل زیر تعمیر ہے، اس لئے ہم ایسے موقع پر مہاتما گاندھی کا ایک بیان پیش کرتے ہیں جو یقیناً [illegible] کا اثر رکھتا ہے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

"میں ایک ایسے آئین کے لئے کوشش کروں گا جو ہندوستان کو تمام محکومی اور سرپرستی سے آزاد کر دے گا، اور اگر ضرورت ہوگی تو اسے غلطی کرنے کا حق بھی عطا کر دے گا، میں ایک ایسے ہندوستان کے لئے کام کروں گا جس میں غریب سے غریب بھی یہ محسوس کرے گا کہ یہ اس کا اپنا ملک ہے جس کی تعمیر میں اس کی بھی موثر آواز موجود ہے ایک ہندوستان جس میں لوگوں کا نہ کوئی بڑا طبقہ ہوگا نہ کوئی طبقہ، ایک ایسا ہندوستان جس میں تمام مکمل ہم آہنگی کے ساتھ زندگی بسر کریں گے ہندوستان میں چھوت چھات کی لعنت کے لئے [illegible] مشروبات و نشہ کے استعمال کے لئے کشش نہ ہوگی، عورتوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مردوں کو حاصل ہوں گے چونکہ ہم تمام باہمی ساتھ پُرامن رشتہ رکھیں گے نہ خود لوٹ کھسوٹ کریں گے اور نہ دوسروں کو اپنی لوٹ کھسوٹ دیں گے، اس لئے ہم اسی چھوٹی سے چھوٹی [illegible] تخیل میں آ سکتی ہے [illegible] جو غریب عوام کے مفادات سے [illegible] خواہ وہ ملکی ہوں یا غیر ملکی ان کا پورا [illegible] کا، ذاتی طور پر مجھے ملکی اور غیر ملکی [illegible] سے نفرت ہے یہی ہندوستان میرے [illegible] ہے میں اس سے کسی کم چیز [illegible] مانگا" ——— [illegible] اس [illegible] ملکر یہ دعا [illegible] کہ ہم [illegible] ہندوستان کے باشندے بن سکیں [illegible] پر فخر کرنے کے لائق ہو [illegible]

[illegible]ن غذا"

[illegible] ایک پرانی ضرب المثل ہے کہ جھونپڑی [illegible] محل کا خواب!" ہندوستان کے [illegible] اس قدر غریب ہیں کہ اچھی اور صحت بخش [illegible] ان کو پیٹ بھر کھانا ہی ملنا مشکل ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہند کی کوشش [illegible] وقت [illegible] پر نظر نہیں ڈالتی بلکہ اوپری [illegible] کو اور [illegible] کو دیکھتی ہے، مرکزی محکمہ [illegible] اور ریاستی حکومتوں سے ایسے اعداد و شمار [illegible] کئے ہیں جن سے یہ معلوم ہو کہ ایک متوازن [illegible] کی قیمت اب کیا پڑتی ہے اور جنگ سے پہلے کیا تھی؟ یہ فرق معلوم کرنے کے بعد [illegible] حکومت" لوگوں کی غذائی ضرورتوں کا [illegible] کرے گی" اور یہ اسکیم بنائے گی کہ ملک [illegible] غذائی معیار کو کیونکر بلند کیا جائے! ہمارے خیال میں اس پیچیدہ اور تاخیر آمیز کارروائی کی کوئی ضرورت نہ تھی، سرکاری کاموں کو [illegible] تک لال فیتہ سے نجات نہیں ملے گی وہ کبھی [illegible] اور اثر انگیز ثابت نہیں ہو سکتے، حکومت ہند کو سب سے پہلے دو باتیں معلوم ہونی چاہئیں ایک تو یہ کہ "متوازن غذا" کیا ہے دوسرے یہ کہ ہندوستان کی آبادی کتنی ہے غالباً یہ دونوں باتیں حکومت کے ریکارڈ میں موجود ہوں مردم شماری کی رپورٹ سے آبادی کی تعداد معلوم ہے "نٹریشن ایڈوائزری کمیٹی" (غذائی مشاورتی کمیٹی) نے ایک متوازن غذا کی روزانہ ضرورتوں میں ان چیزوں کو شامل کیا ہے (ان کی مقدار "آؤنس" میں لکھی گئی ہے) اناج ۱۴- دال ۳ دودھ ۱۰- سبزیاں ۱۰- پھل ۳- شکر ۲- گھی یا تیل ۲ (اور جو قومیں گھی غذائیں کھاتی ہیں ان کے لئے گوشت یا مچھلی ۳ اور ایک انڈا)

یہ تمام چیزیں اس وقت غالباً دو روپیہ روزانہ سے کم میں حاصل نہ ہوں گی، ایندھن کی قیمت اس کے علاوہ ہے جنگ سے پہلے اس مجموعہ کی قیمت دس بارہ آنے روزانہ تھی، کیا حکومت ہند کو معلوم نہیں ہے کہ ہندوستان کی چالیس کروڑ آبادی میں کتنے آدمی ایسے ہیں جو روزانہ یہ "متوازن غذا" خرید سکتے ہیں؟ آنکھیں رکھ کر نہ دیکھنا اسی کو کہتے ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ اس طرح کی تحقیقاتیں بیکار ہوتی ہیں مگر جب ہم نتائج کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب وقت ضائع کرنے اور آنکھوں پر پٹی باندھنے کے طریقے ہیں اگر مرکزی غذائی محکمہ عوام کے غذائی معیار کو بلند کرنا چاہتا ہے تو حکومت ہند کا بنیادی کام یہ ہے کہ پہلے لوگوں کی آمدنی اور معاشرت کے معیار کو بلند کرے اور ان کے لئے پیٹ بھر کھانے کا انتظام کرے، جب جھونپڑی میں رہنے والوں کو پیٹ بھر کھانا میسر نہیں تو ان کو محلوں کے خواب میں مبتلا کرنے کی کیا ضرورت ہے، جب بھی حکومت ہند غذائی مسئلہ کو حل کرنا چاہے گی اس کے سامنے عوام کے افلاس کا مسئلہ خود آ جائے گا موخر الذکر کو حل کئے بغیر اول الذکر مسئلہ کبھی نہیں حل ہو سکتا، کیا حکومت یہ نہیں جانتی کہ امریکہ اور برطانیہ کا غذائی معیار کس نے بلند کیا ہے؟ صرف دولت نے! متوازن اور معیاری غذا تو ایسے ہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو خوشحال ہوں اور خریداری کی استعداد رکھتے ہوں مفلس نادار اور کنگال قوم کے لئے تو یہ سوال ہی بے معنی اور مضحکہ ہے!

ہماری برکھا رت

(از سید ابن الحسن فکر ایم، اے)

بادل سے مزین آسماں ہے — اے ساقیٔ ہند تو کہاں ہے؟
شعلہ کی بلند چوٹیوں پر — دیتا ہے تو حریت کے ساغر
کس شان سے لے کے آئی برسات — اُمڈے ہوئے ہیں تو نہیں جذبات
شدت نہیں اب وہ تیز لو کی — چہرے ہیں امنگ ہے نمو کی
کیا ہے جو ہوا ہر اک شجر سبز — پتھر بھی تو ہو رہے ہیں سرسبز
درخیز بہت زمیں ہے ساقی — اس دیس میں کیا نہیں ہے ساقی
ہر ذرہ اُگل رہا ہے سونا — "ہند" سے نہیں خالی کوئی کونا
بکھری ہوئی دولت فراواں — اور اس میں اضافہ کا بھی امکاں
ہر قطرہ شگوفہ آفریں ہے — اجناس کی کچھ کمی نہیں ہے
پھر کیا ہے کہ بدنصیب ہیں ہم — سب کچھ ہے مگر غریب ہیں ہم
ہاں دیس میں ہے اب بھی آس باقی — فاقوں میں ہے مے کی پیاس باقی
وہ مے جو شراب حریت ہے — جو باعث قدر و منزلت ہو

اے ساقیٔ ہند! تو کہاں ہے؟
بادل سے مزین آسماں ہے

اشارات

مہاتما گاندھی فرماتے ہیں کہ وہ ۱۲۵ برس زندہ رہنا چاہتے ہیں، خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اس منزل تک پہنچنے کے لئے ان کو اس پوری بیسویں صدی کے باقی برس طے کرنے پڑیں گے اور سنہ ۲۰۰۰ء تک دم رکھنا ہوگا۔ یہ خیال بہت اچھا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ عین وقت جو چالیس سال کی عمر کی منزلیں طے کر رہے ہیں ان کو سفر آخرت کے وقت "باپو" کو پیچھے چھوڑنا پڑیگا۔ بہرحال سب کی دعا یہی ہے کہ باپو ۱۲۵ برس تک زندہ رہیں اور ہندوستان کو آزاد کرنے کے بعد بھی بہت دنوں تک اسکی رہنمائی فرمائیں۔ ہم ایسی دعا دنیا کے سب لوگوں کے لئے نہیں کر سکتے اس لئے کہ اگر کہیں اس دعا نے قبولیت کا شرف حاصل کر لیا تو بہت سے مشکل مسائل پیدا ہو جائیں گے جو پنشن یافتہ حضرات عرصہ ملازمت سے بھی دگنی مدت تک اس دنیا میں ڈٹے رہتے ہیں وہ غریب ٹیکس دہندوں کے لئے ایک بار عظیم ہیں اور پھر یہ کیسی صورت حال ہوگی کہ آپ کے مکان کے گوشہ گوشہ سے بڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں جھانکتی ہوئی اور کھانستی ہوئی دکھائی دینگی؟

لندن کے ہفتہ وار اخبار "سپیل" میں ایک اشتراکی زنانہ نامہ نگار نے لکھا ہے کہ جرمنی میں جو اشتراکی فوجیں قبضہ کو قائم رکھنے کے لئے موجود ہیں وہ اس حکم پر پورا عمل نہیں کر رہی ہیں کہ عورتوں سے راہ و رسم پیدا کرو" اگرچہ اس جرم کے لئے سخت سزائیں موجود ہیں مگر یہ نامہ نگار اس جرم کے ارتکاب کا سبب یہ بتلاتی ہے کہ برطانی یا امریکن اشخاص کی فطرت ہی میں یہ بات نہیں ہے کہ عورت پر سختی کرے، بالخصوص ایسی عورت پر جو دلکش ہو" ——— اسکے معنی یہ ہیں کہ "اینگلو امریکن" لوگ جرمنی پر گو فتح حاصل کر سکتے ہیں مگر فطرت پر فتح حاصل نہیں کر سکتے جب عورت خود رسم و راہ پیدا کرنے کی دعوت دے تو کس کی مجال ہے کہ اس دعوت کو رد کر دے

مسٹر چرچل کے ڈاکٹر اور طبی مشیر لارڈ مورن نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ ایم۔ اسٹالن کے دماغ میں مسٹر چرچل کی کیسی خیالی تصویر موجود ہے لارڈ موصوف کہتے ہیں کہ "اگرچہ یہ کسی کے لئے آسان نہیں ہے کہ اسٹالن کے دماغ میں باریابی حاصل کرے مگر جہاں تک اندازہ کیا جا سکتا ہے

(باقی کالم ۳ پر)

صفحہ (۱۱) کا باقی لٹریچر

مرہٹہ جرمنی میں جہاں سب سے بڑی مسلم اقلیت ہے کانگریس وزارت برسر اقتدار ہے پنجاب یونینسٹ پارٹی کی وزارت ہے اور سندھ میں مسلم لیگ پارٹی "اپوزیشن" میں ہے۔ بنگال مسلم لیگ کی وزارت کو شکست ہو گئی ہے ۱۹۳۷ء نافذ ہے سندھ میں لیگی وزارت کی مخالف مسٹر مولا بخش کی رہنمائی میں ایک بڑی مؤثر مسلم جماعت کر رہی ہے۔ تو مسٹر جناح ہی فرمائیں کہ مسلمانوں کی برابر تعداد کو وقتی طور پر تسلیم کر لے؟ اس ہیں کہ ان حقیقتوں کو دیکھتے ہوئے آنکھوں پر پٹی کے بعد اب تو کانگریس کے پاس کوئی پیشکش کس طرح رکھ لی جا سکتی ہے اور انڈین نیشنل کانگریس نہیں ہے، سب فرقوں کے مشترک وطن یعنی کیونکر یکایک اور صرف اس لئے کہ مسٹر جناح کی خوشی ہندوستان کی بھلائی کے لئے اس وقت کانگرس یہ ہے مسلم لیگ کی طرح فرقہ پرستی کا جامہ پہن لے کیا ہے وہ تاریخ کے صفحات میں زریں حرف صرف ہندو نمائندوں کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں لئے جائے گا، اب کانگریس کے پاس اس سے میں بیچ سکتی ہے یہ اسکے معنی تو یہ ہوں گے کہ اس مخلصانہ پیش کش بھی ہے باقی جو کچھ کرنا اپنا نیشنلٹ کردار ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا اور اب ڈیول کو کرنا ہے یا مسٹر جناح کو کسی نامہ تمام شاندار کارناموں اور دعووں اور بڑی سے بڑی قربانیوں کہا ہے کہ جس حکومت نے مسٹر جناح کو اپنے ہی ہاتھوں سے دفن کر دیا ہے بھری تھی اسی کا فرض یہ ہے کہ اس مسٹر جناح کے مطالبہ پر حیرت تو نہیں ہے مگر کبھی کبھی فطری غالباً حکومت پر آج اس ضرب المثل تقاضوں سے مجبور ہو کر غور کرنا پڑتا ہے کہ ایک گئے ہوں گے کہ "ہماری بلی اور بلند مرتبہ اور سیاست دان و آئین دان میں ہوں" ایسی ذہنیت کیونکر پیدا ہو گئی کہ وہ حقیقتوں کی طرف نگاہ کرنا ہی نہیں چاہتا!

بہرحال یہ حالات تو وہ ہیں جو اب تک ہمارے سامنے آئے ہیں پھر بھی سمجھدار لوگوں نے امید کا دامن ہاتھوں سے نہیں چھوڑا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ لارڈ ویول اس کانفرنس کو ناکامیاب نہ ہونے دیں گے سیاسی حلقے خوب سمجھ رہے ہیں کہ کانگریس وہ سب کچھ کر چکی ہے جو ملک کے وقتی مفاد کے لئے اسے کرنا چاہیئے تھا، وہ اس سے زیادہ کیا کر سکتی تھی کہ اقتدار کے ہاتھوں میں "ویٹو" کا اختیار رہنے دے؟ اس سے زیادہ کیا کر سکتی تھی کہ ایگزیکٹو کونسل میں ہندو مسلم جماعت کو برابر تعداد کو وقتی طور پر تسلیم کر لے؟ اس کے بعد اب تو کانگریس کے پاس کوئی پیشکش نہیں ہے، سب فرقوں کے مشترک وطن یعنی ہندوستان کی بھلائی کے لئے اس وقت کانگرس کا جو کچھ کرنا ہے یا مسٹر جناح کو کسی نامہ کہا ہے کہ جس حکومت نے مسٹر جناح کو اپنے ہی ہاتھوں سے دفن کر دیا ہے اس کا فرض یہ ہے کہ اس مسٹر جناح کے مطالبہ پر حیرت تو نہیں ہے مگر کبھی کبھی فطری تقاضوں سے مجبور ہو کر غور کرنا پڑتا ہے کہ ایک ایسی ذہنیت کیونکر پیدا ہو گئی کہ وہ حقیقتوں کی طرف نگاہ کرنا ہی نہیں چاہتا!

(نصیحت سے فائدہ اٹھائیے)

راز دنیا

سوال: سان فرانسسکو میں پچھلے دنوں جنرل اسمٹس وزیر اعظم جنوبی افریقہ نے کہا ہے کہ اب "ٹرانسلنٹی شپ" (یعنی ضمانت داری) کا اصول عام طور پر دنیا کے تمام محکوم علاقوں کے لئے تسلیم کر لیا گیا ہے کیا یہ بالکل صحیح ہے؟ امراؤ لال

جواب: ہم نے بھی سنا ہے کہ "ٹرانسلنٹی شپ" کا اصول سان فرانسسکو کانفرنس میں تسلیم کر لیا گیا ہے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ دنیا کے وہ کون سے "تمام محکوم علاقے" ہیں جن پر یہ اصول نافذ کیا جائیگا مثلاً برطانی امپائر، فرانسیسی امپائر، ڈچ امپائر اور بلجین امپائر وغیرہ تو صاف طور پر اس سے مستثنیٰ ہیں اور حکمراں ممالک کے "گھریلو مسائل" میں داخل ہیں، غالباً یہ محکوم ممالک اس دنیا میں نہیں ہیں بلکہ مریخ یا چاند وغیرہ پر واقع ہیں ورنہ "تمام" کا اطلاق ان پر بھی ضرور ہوتا۔ اس وقت ہمارے سامنے للڈ کرآن بورن کا بیان بھی ہے جو کہتے ہیں کہ نوآبادیوں کے لئے "آزادی" ایک غیر حقیقی اور خطرناک چیز ہے۔ کیونکہ ان میں بہت سے چھوٹے علاقے غریب اور غیر محفوظ ہیں، اسلئے وہ اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکتے، بلکہ ایک مددگار ہاتھ کی ضرورت محسوس کرتے ہیں" ہم نے دیکھا ہے کہ یہ مددگار ہاتھ ان کی دستگیری کیلئے نہیں ہوتے بلکہ انکی گردنوں میں طوق کی طرح حائل ہوتے ہیں!

(کالم ۱ سے آگے)

اسٹالن کا خیال یہ ہے کہ وزیر اعظم چرچل ایک لڑکے کا مفہوم ہیں" ——— "لڑکے" کا مفہوم ایک خاص انگلو آئرش محاورہ ہے جس کے معنی "جوہر انسانیت رکھنے والے" کے ہیں غالباً لارڈ مورن ان لوگوں میں ہیں جو دوسرے لوگوں کے "خیالات کا مطالعہ" کر لیتے ہیں جبھی تو انھوں نے اسٹالن کی دماغی حالت کا پتہ لگا لیا، بہرحال اب ماسکو سے اس امر کی تصدیق کی ضرورت ہے کہ ایم اسٹالن مسٹر چرچل کو لڑکے کا مفہوم یا جوان کا مفہوم یا بوڑھے کا مفہوم خیال کرتے ہیں اور لندن سے اس امر کا انتظار ہے کہ مسٹر چرچل ایم اسٹالن کو کس چیز کا مفہوم یا دس یا پنجوڑ سمجھتے ہیں!

معاصر "اورینٹ" کلکتہ کے مضمون نگار تبصرہ کو اس امر کا افسوس ہے کہ ایم۔ این۔ رائے مہاراج (اس لئے کہ اتنی بڑی امداد ہی رقم کے پیش نظر انکو "کامریڈ" تو کہا نہیں جا سکتا) خطابوں کی جدید فہرست میں کسی خطاب سے مفتخر نہیں ہو سکے، "اگر نائٹ" نہ ہوئے تو کم از کم "سی۔ بی۔ ای" کا خطاب آف ایمپائر تو ہو سکتے تھے!" اسمیں کیا شک ہے؟

صفحہ (۶) سے آگے

چنانچہ مسلمانوں کے مطالبات کی ایک فہرست ایک بڑے سرکاری افسر کے یہاں تیار کی گئی، اچانک ایک دن صبح مجھے معلوم ہوا کہ آج مطالبات پیش کئے جائیں گے، میں نے اسی وقت مسٹر داس سے بذریعہ ٹیلیفون گفتگو کی میں نے دریافت کیا کہ اگر یہ مطالبات پیش ہوئے تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟ انھوں نے بلا کسی تامل کے جواب [illegible] منظور کروں گا، کوئی وجہ نہیں کہ ایک [illegible] منظور نہ کیا جائے اگرچہ بے موقع پیش ہو [illegible] انھوں نے یہ فیصلہ پانچ منٹ سے بھی کم میں کر دیا تھا

اس طرح ایک سخت خطرہ سے فوراً نجات مل گئی البتہ ایک دوسرا خطرہ پیدا ہو گیا یعنی مخالفت کا وہ طوفان عظیم جو اس کے خلاف شروع ہوا لیکن اسکے فرو کرنے کے لئے بھی ہم اس وقت کافی طاقتور تھے۔

کارپوریشن کی میئر شپ

شاید کلکتہ سے باہر بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی جب کارپوریشن کلکتہ کے پچھلے انتخابات میں کانگریس کو کامیابی ہوئی اور [illegible] کے پہلے میئر کے انتخاب کا مسئلہ پیش آیا تو مسٹر داس بالکل تیار تھے کہ خود میئر منتخب ہوں پہلی مرتبہ جب اس بارے میں مجھ سے اور ان میں متفق ہوا۔ تو انھوں نے زور دے کر کہا:

"میں چاہتا ہوں پہلا میئر ایک مسلمان ہو یہ اس روح کا عملی ثبوت ہوگا جو کانگریس پارٹی نے مسلمانوں کی نسبت ظاہر کی ہے اور چونکہ بجز [illegible] اور کوئی مسلمان ایسا موجود نہیں جو ہم سب بالاتفاق منتخب کریں، اس لئے تم اس کے لئے تیار ہو جاؤ اس وقت تک الڈرمین کا انتخاب بھی نہیں ہوا تھا انھوں نے پانچ الڈرمین میں ایک نام میرا اسی غرض سے رکھ لیا تھا تاکہ مجھے میئر منتخب کیا جا سکے،

لیکن میں نے نہایت اصرار کے ساتھ اس سے اختلاف کیا میں نے کہا کہ جہاں تک میری ذات خاص کا تعلق ہے میں نہ تو اب اور نہ اب کبھی آئندہ اپنے آپ کو ان مناصب کے لئے مستعد کر سکتا ہوں، میری زندگی کی رفتار ابتدا سے دوسری ہے وہ کسی طرح ان مناصب کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی باقی رہا کسی مسلمان کا میئر ہونا تو بلا شبہ مسلمانوں کو بڑی کشادہ دلی کے موقعہ دینا چاہیئے لیکن اس وقت براعظم سے ظاہر ہے کہ آپ ہی میئر منتخب کئے جائیں خود مسلمانوں کی بھی یہی خواہش ہے؛

میرا اور ان کا باہمی تعلق

میں چند الفاظ اپنے اور ان کے باہمی تعلقات کی نسبت کہے بغیر نہیں رہ سکتا، ان کی محبت کی یاد میرے دل کا ایک ناقابل ازالہ زخم ہے، ہمارا ایک دوسرے سے تعارف سوسائٹی میں نہیں ہوا، محض قومی خدمت کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے روشناس ہوئے لیکن طبیعتوں کی مناسبت نے بہت جلد داعی علاقہ کی صورت اختیار کر لی حتیٰ کہ ہم محسوس کرنے لگے کہ دو بھائیوں کی طرح ایک دوسرے سے منسلک ہو چکے ہیں

۱۹۱۷ء سے پہلے ان کی شہرت زیادہ تر حیثیت ایک کامیاب بیرسٹر کے تھی اسی سن میں وہ پبلک پلیٹ فارم پر نمایاں ہوئے میں اس وقت نظر بند ہو چکا تھا اور رانچی میں مقیم تھا، اخبارات میں [illegible] سرگرمیوں کا حال پڑھتا رہا، جنوری [illegible] میں جب رہا ہو کر واپس آیا تو پہلی مرتبہ ان سے شناسائی ہوئی ایک [illegible] میں مجھے دی گئی تھی وہ بھی [illegible] تھے [illegible] محض سرسری تھی اس کے بعد ہی کوآپریشن کی تحریک کا ابتدائی زمانہ شروع ہو گیا اور اگست میں کانگریس کا خاص اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر وہ اس نظام عمل پر متفق نہ ہو سکے، سال کے آخر تک نحو [illegible] اور اس لئے یہ زمانہ ہم دونوں نے باہمی مخالفت میں بسر کیا وہ ناگپور کانگریس کے لئے محنتیں کر رہے تھے میری کوششیں موافقت [illegible]

ناگپور کانگریس میں وہ اس لائحہ عمل سے متفق ہو گئے اور پھر ہم دونوں اور سر نو ملے تاکہ بنگال کے کاموں کی نسبت منصوبہ کریں، انہی حقیقت اسی زمانہ سے ہمارے ان کے تعلقات کا اصلی زمانہ شروع ہوتا ہے اس تاریخ سے لے کر انکے انتقال تک ہمارا ان کا غیر روز ساتھ رہا اور بہ روز باہم ایک دوسرے سے قریب تر ہوتے گئے، نہیں مجھ پر اعتماد تھا اور میرے دل پر ان کی خوبیوں کا نقش تھا

باہمی علائق کا یہ زمانہ کچھ عجیب گوناگوں حالت میں بسر ہوا اس میں دسمبر ۱۹۲۱ء کا وہ یادگار وقت بھی شامل ہے

جب سب سے پہلے کلکتہ میں سول ڈس اوبیڈینس کا قدم اٹھایا گیا اور دو ہفتہ کے اندر اس نے حکومت کو مجبور کر دیا کہ سخت مقابلہ کی جگہ صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھائے،

اس زمانے میں ہم رات کے دو بجے تک اکٹھے بیٹھتے اور دوسرے دن کا پروگرام تجویز کرتے ۱۹ دسمبر ۱۹۲۱ء کو ہمیں معلوم ہو گیا کہ اب ہماری گرفتاری میں تاخیر نہیں کی جائے گی اس دن رات کے گیارہ بجے مسٹر کرن شنکر رائے کے مکان پر ہمارا آخری اجتماع ہوا۔ اور دوسرے دن سہ پہر کو بیک وقت گرفتار کر لیے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

کاردار کا سنسنی خیز
— تفریحی شاہکار —
پہلے آپ
ڈراما کا دان
جیون، واسطی، دیکشت
— شمیم، لیلا —
میجسٹک سینما میں
ساتواں ہفتہ
دو ڈان: ۳½، ۷ اور ۱۰½ بجے رات
— اتوار کو ۱۱ بجے صبح —

اس کے ڈرامائی دلنواز زبردست عجیب و غریب سین دیکھئے کہ کس قدر موسیقی سے لبریز فلمی داستان ہے

جب آپ اس تصویر کو دیکھیں اور جب آپ قہقہہ لگائیں تو یاد رکھیں کہ یہ شاہکار کاردار پروڈکشنز کا ہے

برطھ کی تخلیق کے بعد سنٹرل اسٹوڈیوز کی دوسری مایہ ناز پیش کش
شمیم
لفنگے، آوارہ کہلانے والے سماج کے ٹھکرائے ہوئے انسان جن کو دیکھ کر ہم نفرت سے منہ پھیر لیتے ہیں ان کے سینے میں بھی دل اور دل میں محبت اور ایثار کے اعلیٰ جذبات ہوتے ہیں۔
یہ دل نشیں کہانی اسی حقیقت کو اجاگر کرتی ہے
ستارے:- یعقوب، چندر پربھا، اودے کمار، للتا پوار، ای بلیموریہ
ہدایت کار:- ضیا سرحدی

جوبلی سینما میں

صفحہ (۱۳) سے آگے

گئے تھے۔ خانہ میں بھی ہماری ایک چچی قید کی گئی رہی البتہ انہیں چھ ماہ کی سزا دی گئی تھی مجھے ایک سال کی، اس لئے وہ مجھ سے جلد ماہ پہلے رہا ہو گئے۔

۲۶ جنوری ۱۹۳۲ء کو جب میں رہا ہوا تو کانگریس دو جماعتوں میں بٹ چکی تھی اور ہمارے سوراجیہ پارٹی کے لیڈر مسٹر داس تھے دونوں جماعتیں مجھ کو اپنی طرف کھینچ رہی تھیں لیکن میں کسی میں بھی شریک نہیں ہوا۔ اپنا وقت تمام تر داس کوشش میں صرف کیا کہ کسی طرح یہ اختلاف دور ہو جائے یا کم از کم ایسی شکل اختیار کرے کہ کانگریس کی مجموعی طاقت باہمی جنگ و جدل میں ضائع نہ ہو جائے۔ چونکہ دونوں طرف جماعت بندی کے شدید جذبات کام کر رہے تھے اور متحد نقطۂ عمل اپنی جگہ سے ہٹ چکا تھا اس لئے قدم قدم پر مشکلات پیش آئیں۔ بالآخر کافی دوڑ دھوپ کے بعد ہم اپنی کوشش میں کامیاب ہوئے اور دہلی کے خاص اجلاس کانگریس میں ایک متفقہ فیصلہ ہو گیا۔

اس کوشش کے اثنا میں مسٹر داس کا جو طرز عمل ظاہر و باطن رہا اس نے میرے دل پر ان کی غیر معمولی صفات کا اثر اور زیادہ گہرائی کے ساتھ نقش کر دیا۔ میں اس [illegible] ایک صبح جو [illegible] دونوں طرف رد و کد کر رہا تھا اور کبھی ایک کبھی دوسری کو [illegible] بحثیں بھی ہو گئیں۔

[illegible] کی بے پسندی سے متفق نہ تھا۔ اس پر ان تمام حالات کے اندر بھی جو حقیقت [illegible] کھلی گئی وہ یہ ہے کہ ایک سیاسی قائد اور مدبر کی شخصیت تھی۔

جہاں تک ہندو مسلم کا تعلق ہے میں ان کا معاملہ کسی طرح کا نہیں۔ میں نہ تو ہوں کہ ملک کی موجودہ آب و ہوا میں بہت کم لوگ اسے ٹھیک طور پر سمجھ سکیں گے۔ جب کبھی اس طرح کے معاملات پر گفتگو کرتے تھے تو بلا مبالغہ میں ایک ادنیٰ احساس بھی کسی طرح کی تفریق کا نہیں پاتا تھا۔ بارہا کسی معاملہ میں ہندوؤں کی کسی جماعت کے نقطۂ خیال کے خلاف رائے دیتے اور میں مسلمانوں کے کسی گروہ کی رائے سے متفق نہ ہو سکتا۔ میرے دل میں کبھی یہ گمان بھی نہ گذرتا کہ ان میں میرے ہم مذہبوں کے خلاف کوئی فرقہ وارانہ جذبہ ہے۔ اسی طرح وہ بھی کبھی اس کا خیال نہیں کر سکتے تھے کہ میری حق پسندی فرقہ وارانہ غرض سے آلودہ ہو سکتی ہے۔ وہ تمام معاملات جو آج ملک میں فرقہ وارانہ مخاصمت کا ایک طوفان بپا کئے ہیں ہمارے سامنے آتے تھے اور ہم اسی معیار کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے کہ ہم دونوں کے علاوہ کسی تیسرے کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی تھی۔ بارہا ہم نے ایک دوسرے سے یہ سوال کیا کہ تمام ملک کے اندر دس میں انسان بھی ایسے پیدا نہیں ہو سکتے جو اس طرح انصاف اور حق پسندی کے ساتھ ہر معاملہ پر نظر ڈالیں۔

سن رائز کا مقبول عام شاہکار

ماں باپ

اداکاران:
دینا، نذیر، جگدیش سیٹھی، یعقوب وغیرہ

منروا سینما میں

۱۴ واں شاندار ہفتہ

آج کی صبح ۱۱ بجے "لگن" دیکھئے

ایکسلسیر سینما میں دوسرا ہفتہ

روزانہ: ۳ بجے، ۷ بجے، ۱۰ بجے رات

باغبان

اتوار کو بھی دن ۱۱ بجے

دوزانہ: ۳ بجے، ۷ بجے، ۱۰ بجے رات

ویسٹ اینڈ پاکیز

شاہی فقیر

اتوار کو دن ۱۱ بجے

کمار میں ۲۲ واں ہفتہ

من کی جیت

روزانہ: ۳ اور ۷ بجے رات

جمعہ، سنیچر، اتوار کو ۱۱ بجے

اداکاران: ایلینا اور شیام

کادمبری

شاعر اعظم بان بھٹ کا حسین خواب پردۂ سیمیں پر

لکشمی کا ۲۰,۰۰,۰۰۰ کا موسیقی نواز فلم

اداکاران: شانتا آپٹے، دنمالا، پہاڑی سانیال، ہرنش، جیون

حسن اور محبت میں تصادم کی اثر انگیز کہانی

۷ واں پُر نور ہفتہ

جگت

روزانہ: ۳ بجے، ۷ بجے، ۱۰ بجے رات

اتوار کو صبح ۱۱ بجے بھی

مقبول عام تفریح کا کامیاب ترین مرقع

پربھات کا نیا شاہکار

چاند

نسیمہ، قمر جلال آبادی، بیگم پارہ، ستارہ، پریم ادیب، بالک رام، سپرو، ڈائرکٹ، ڈی بڑی

زبردست مقبولیت حاصل کر رہا ہے

دوسرا ڈنر سینما

دلنواز

ہفتہ

دوزانہ: ۳ بجے، ۷ بجے، ۱۰ بجے رات

اتوار کو صبح ۱۱ بجے بھی

اتوار کی تعطیل کی بہترین تفریح

جینت دیسائی پروڈکشنز کا

سمراٹ چندرا گپت

اداکاران: رینو کاپوری، ایشور لال، مبارک، [illegible]

موتی

دوزانہ: ۳ بجے، ۷ اور ۱۰ بجے رات

دوسرا ہفتہ

ممالکِ غیر میں صحافتی سرگرمیاں

(صفحہ (۱۰) کا بقایا)

گلاس سے بھی ترکی علم و ادب کو کافی فائدہ پہنچا۔ ۱۸۹۲ء میں احمد رضا بے نے پیرس سے مشورت جاری کیا جس نے ترک نوجوانوں کی خوابیدہ روح کو بیدار کرنے میں بڑا حصہ لیا ہے۔ سلطان عبدالحمید پریس سے اس قدر [illegible] ہو گئے تھے کہ انہوں نے ۱۸۹۵ء کے آخر [illegible] پریس قائم تک کسی نئے اخبار کو [illegible] نہیں کیا پھر بھی ترکی اخبار اندر ہی اندر اپنا کام کر رہے تھے۔ ۱۵ مارچ ۱۸۹۸ء کے مشورت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ترک قوم کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے سات نئے اخبار جاری ہو گئے ہیں مگر وہ مالی دشواریوں کی بنا پر بہت جلد بند ہو گئے۔

یہ زمانہ ترکی صحافت کے لئے بہت صبر آزما زمانہ تھا اخبارات کی ساکھ گر چکی تھی، اور مالی حالت اتنی سقیم ہو گئی تھی کہ چیف ایڈیٹر کی تنخواہ صرف ۶۰ ڈالر ماہوار (۵۰ روپے) تھی، ایک کیریکا جنرل کو ۴ ڈالر ماہوار دیئے جاتے تھے، معمولی سرجم ۲۵ ڈالر اور نامہ نگار بیس ڈالر سے تیس ڈالر ماہانہ تک کما سکتا تھا۔ ترکی صحافت کے درخشاں ستارے شناسی نامق کمال، ضیا پاشا، خلیل بے توفیق حکمت اور نوری الپ نے حکومت کے استبداد کا [illegible] ۲۳ جولائی ۱۹۰۸ء کو انجمن اتحاد و ترقی نے ترکی میں جمہوری انقلاب برپا کر دیا۔

اس انقلاب سے صحافتی ترکی کے لئے [illegible] کھول دیئے اور آناً فاناً ملک کے [illegible] اخبار جاری ہو گئے [illegible] حکومت کی مخالف جماعت کے ایک اخبار سرستی کا ایڈیٹر حسن فہمی گوئی کا نشانہ بنایا گیا۔ اس واقعے انجمن اتحاد و ترقی کے مخالفوں کو پروپیگنڈہ کا [illegible] مواقع [illegible] سازشوں اور [illegible] دوانیوں کے [illegible] ۱۹۰۹ء کو باغیوں نے جمہوریت کو ناکام بنا دیا۔ اس زمانے میں فوجی حلقوں نے بھی صحافت کی طرف توجہ مبذول کی [illegible] صادق، حسام، سلام [illegible] کے جنگی ناموں سے متعدد فوجی روزنامے جاری ہوئے۔ باہمی کشمکش کے انہی دنوں میں [illegible] نے بھی ترک اخبارات [illegible] جنگ کے زمانے میں [illegible]

[illegible] نہ ہونے پایا تھا کہ ۱۹۱۲ء میں جنگ بلقان شروع ہو گئی۔ اس جنگ نے ترکی صحافت کو بہت متاثر کیا اور وہ باہمی اختلافات کو مٹا کر ایک مرکز پر اکٹھی ہو گئی، وہ مرکز دم ملک وطن کا متفقہ محاذ تھا۔

۱۹۱۲ء سے پہلے ترک اخبار اپنے سیاسی تبصروں کے لئے مشہور تھے مگر اب انہوں نے خبروں کی طرف زیادہ توجہ شروع کی اور اخبار کو صحیح معنی میں (علمی رسالہ نہیں بلکہ) اخبار بنا دیا۔ ترکی پریس پر پابندیاں عائد ہونے کی وجہ سے اخبارات نے اپنا رنگ بدل دیا۔ انہوں نے سیاسیات کے بجائے ادبیات، مغربی علوم و فنون اور سائنس کی ترویج و اشاعت کو اپنا مقصد قرار دیا۔ ۱۹۱۱ء میں روزناموں کی تعداد نو تھی لیکن دو برس کے بعد صرف چھ روزنامے رہ گئے۔ ہفتہ وار اخبارات کے بجائے ماہی اور سہ ماہی رسالوں کی تعداد میں [illegible] اضافہ ہوا۔

۱۹۰۹ء میں ترکی کی سب سے پہلی [illegible] انجمن صحافت [illegible] کے [illegible] کا [illegible] تین [illegible] سے بڑھ کر [illegible] گئے۔ [illegible] میں پانچ [illegible] پانچ [illegible] رسالے اور [illegible] کے [illegible] اخبار جاری ہو گئے [illegible] کے علاوہ ایک سرکاری روزانہ آٹھ [illegible] اخبارات مختلف محکموں کی طرف سے نکلنے لگے۔ [illegible] مطبوعات [illegible] چوروں سے گھٹ کر [illegible] رہ گئی، [illegible] اخبار [illegible] سے [illegible] آرمینی [illegible] عربی [illegible] تین [illegible] ایک سے جاری ہو گئے۔ ۱۹۱۳ء میں صوبائی پریس کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:-

۱۱۷ عربی، [illegible] ترکی، ۲۵ یونانی، [illegible] آرمینی، ۱۱ عبرانی، ۴ البانی، [illegible] یعنی کل رسائل و جرائد کی تعداد [illegible]

جنگ کے زمانہ میں پریس پر احتساب [illegible] ہو گیا۔ ۱۹۱۶ء تک صحافت کا یہی عالم رہا۔ البتہ اس سال صحافتی تحریک نے اخبار [illegible] کو بڑی طاقت بخش دی اور حکومت نے پریس [illegible] کو تھوڑی بہت آزادی بیان بھی دے دی [illegible]

پچھلی لڑائی کے زمانہ میں کاغذ کی درآمد بند ہو جانے کی وجہ سے صحافت سخت پریشانی کے عالم میں مبتلا ہو گئی۔ ترک اخباروں کی اس پریشانی سے جرمن سفارتخانے کے پریس اتاشی نے ترک اخبارات کو کاغذ فراہم کرنے کی کوشش کی جو ترکی پریس نے بمجبوری قبول کر لیا۔ جرمن سفارتخانہ ترک اخباروں کو کاغذ [illegible] کرتا تھا وہ بازار کی مروجہ [illegible] سے [illegible] دیتا تھا۔ ۱۹۱۷ء میں عثمانیہ ایسوسی ایشن قائم ہوئی۔ اس ایسوسی ایشن کی [illegible] احتسابی [illegible] بند کر دیں [illegible] جنگ کے بعد ۱۹۱۸ء میں ترکی پر اتحادیوں کا قبضہ ہو گیا، دسمبر ۱۹۱۸ء میں اتحادیوں نے اپنا شعبہ احتساب قائم کیا، [illegible] جو ترکی وزارت قائم ہوئی وہ [illegible] آزادی کی [illegible] اس [illegible] کوشش [illegible] ترکی [illegible] مصطفیٰ کمال [illegible] کی رہنمائی [illegible] کے [illegible] پریس [illegible] ہو گئی۔ ترکی پریس [illegible] عوام [illegible] رکھتے [illegible] اخبار نکل رہے ہیں [illegible] بہت اہم ہیں ان میں بعض کی [illegible] لاکھ کے قریب ہے جبکہ [illegible] کسی [illegible] ترکی [illegible] بارہ ہزار [illegible]

[illegible] ترکی صحافت کے اہم مرکز [illegible] استانبول سے [illegible] زبانوں میں بھی [illegible] نکلنے والے [illegible] نکلتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی اب ترکی میں اجنبی زبانوں کی جرائد کی کوئی گنجائش نہیں۔ سال گزشتہ ۱۶ جنوری کو ترک اخبار نویسوں کا ایک وفد ہندوستان آیا تھا۔ اس وفد میں موسیو بلیک (آپ بہت آزاد خیال صحافی ہیں) مسٹر بیجی (ترکی مجلس صحافت کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل) مسٹر آبل (ترکی وزارت خارجہ کے چیف پروٹوکول) موسیو میخی سی (اناطولیہ نیوز ایجنسی کے ڈائرکٹر) موسیو صادق (مجلس ملیہ کے رکن اور اخبار [illegible] کے مدیر اعلیٰ) اور مسٹر عطائی (اخبار ملیہ کے چیف ایڈیٹر اور ترکی پریس ایسوسی ایشن کے صدر) شامل تھے۔ مسٹر عطائی ترکی وفد کے چیرمین تھے۔ یہ وفد ۲۶ فروری کو ہندوستان سے رخصت ہوا۔ اس دوران میں ترکی وفد نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کی سیاحت کی۔ وفد نے ہندوستانی صحافیوں سے ملا اور انہیں ترکی آنے کی دعوت دی۔ ترکی وفد کے [illegible] دورے کی وجہ سے ہندوستانی اور ترکی پریس [illegible] اور دوستانہ تعلقات پیدا ہوئے۔ اس وقت ترکی کے مشہور روزنامے بن ضیاء [illegible] شام [illegible] اقدام اور جمہوریت وغیرہ ہیں۔

روس

روسی صحافت [illegible] لحاظ سے [illegible] جا سکتا ہے۔ زمانہ قبل از انقلاب [illegible] انقلاب کے بعد [illegible] انقلاب سے قبل روسی صحافت زارشاہی [illegible] کی گرفت میں گرفتار تھی۔

[illegible] آزادی حاصل [illegible] اور [illegible] ملک میں غلامی جیسی [illegible] تھا لیکن جب [illegible] روس کے اندر عوامی انقلاب [illegible] اور [illegible] نوجوان روسی [illegible] تو پریس کو [illegible] پہلی [illegible] کی آزادی [illegible] روسی صحافت [illegible] بیان کرنا مقصود نہیں [illegible] کہ [illegible] کے زیر سایہ [illegible] صحافت کس قدر مضبوط [illegible] بنیادوں پر [illegible] ۲۰ [illegible] قبل روسی [illegible] کاغذ [illegible] سے درآمد کیا جاتا [illegible] لیکن انقلاب کے بعد بیرونی کاغذ کی درآمد بند کر دی گئی [illegible] میں ہی

(باقی صفحہ (۱۶) پر)

صفحہ ۵ کا باقی

صنعت کاغذسازی کو ترقی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسٹرج سٹرج میں بہت مشکلات نہیں آئیں اور اخبارات کی اشاعت اکثر کاغذ کے سبب ایک کروڑ سے بھی کم رہ گئی لیکن آہستہ آہستہ تمام دشواریاں دور کر لی گئیں۔ ۱۹۳۶ء میں خود روس کے اخبارات کا غذ سازی ہونے لگا جو تقریباً چار کروڑ کاپیوں کے لئے کافی تھا۔ روسی صحافت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی فرد کی ملکیت نہیں بلکہ مختلف اداروں اور سیاسی جتھوں کے ترجمان ہیں مثلاً ٹریڈ یونین، عورتوں کی انجمنیں، نوجوان سبھائیں اور زراعتی سبھائیں وغیرہ۔ اس کے علاوہ فوج محکمہ بحری اور محکمہ فضائی وغیرہ کے اخبارات جارگانہ ہیں۔ روسی صحافت و جرائد کی اشاعتیں بھی ہمارے لئے حیرت انگیز ہیں مثلاً ازدستیا کی اشاعت پندرہ لاکھ ہے، یہ سرکاری پرچہ ہے کمیونسٹ پارٹی کے آرگن پراودا کی اشاعت ۲۵ لاکھ ہے نوجی اخبار ریڈ اسٹار ۲۰ لاکھ چھپتا ہے اور نوجوان سبھاؤں کا ترجمان کومس کومولکایا، ۷ لاکھ چھپتا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں روسی اخباروں کی تعداد ۸۵۲۱ تھی، جن کی مجموعی اشاعت ۳۶ کروڑ ایک لاکھ ۷۴ ہزار تھی، کسانوں کے اخبار کی اشاعت بارہ لاکھ ہے۔ اخبارات کے علاوہ ۸۸۰۰ رسالے نکلتے ہیں جن کی اشاعت ۲۵ کروڑ ہے۔ اخبارات و رسائل ۶۹ زبانوں میں مرتب کئے جاتے ہیں۔ روس میں اخباروں کی ایک اور قسم بھی ہے جنہیں دیواری اخبار کہا جاتا ہے۔ یعنی روزانہ کی اہم خبریں دیواروں پر لکھی جاتی ہیں۔ اس قسم کے اخباروں کا شمار ناممکن ہے۔

روسی اخبار بہت باریک ٹائپ میں چھپتے ہیں تاکہ ان میں زیادہ سے زیادہ مواد آجائے سرخیاں بہت کم اور محدود لگائی جاتی ہیں اشتہارات کی نیلامی برائے نام ہوتی ہے عریاں اور فحش اشتہاروں کی اشاعت سے اجتناب کیا جاتا ہے سنسنی پھیلا دینے والی خبریں محتاط پیرائے میں دی جاتی ہیں، مختصر یہ ہے کہ روسی صحافت دل کے بجائے دماغ کو اپیل کرتی ہے۔

برطانی پریس

برطانی پریس دنیا کا سب سے زیادہ قدیم سب سے زیادہ مضبوط اور سب سے زیادہ باوقار پریس ہے، انگلستان میں سب سے پہلا مطبع ۱۴۷۱ء میں لگایا گیا اور ۱۴۷۴ء میں سب سے پہلی کتاب چھاپی گئی، برطانیہ کا سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار ۱۶۶۲ء میں نکلا، برطانی پریس کی قدامت کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ [illegible] انگلستان کی ایک چھوٹے سے اخبار سٹرجنرل [illegible] ۲۵۰ دیں سالگرہ منائی۔ [illegible] آٹھ رسالے ناجداروں اور [illegible] حکومتوں کو [illegible] دیکھ چکے ہیں انقلاب فرانس و امریکہ کا [illegible] داری اس کی زندگی کے دور [illegible] میں سے [illegible] کی تمام موجودہ [illegible] سامنے [illegible] سٹرجنرل ایک چھوٹا سا اخبار [illegible] کے فیٹ اسٹریٹ میں [illegible] اخبار [illegible] کے لحاظ سے سٹرجنرل [illegible] ان میں سے کم [illegible] اخبار کی [illegible] اشاعت ۶۰۰۰۰۰ لاکھ کے درمیان ہے، [illegible] یہ ہے کہ برطانی اخبارات بہت سخت جان واقع ہوتے ہیں [illegible] جنگ کے خونین ہنگامے بھی ان اخبارات کے عزم و استقلال میں لغزش نہیں [illegible] کر سکتے ٹھیک اس وقت جبکہ جرمن طیارے لندن کی شہری زندگی کے ہر شعبہ کو زیر و زبر کر دیا تھا لندن کے اخبارات کی روزانہ اشاعت ایک کروڑ تھی اور کبھی اس تعداد میں کمی نہیں ہوئی جنگ نے برطانی اخبارات کی ضخامت اور حجم پر بہت اثر ڈالا اور وہ گھٹ گھٹ کر بہت چھوٹے رہ گئے ہیں ان کی قیمت ایک آنہ [illegible] ہے برطانی اخبارات خریداروں کے سہارے نہیں بلکہ اشتہارات کے سہارے [illegible] ہیں، امن کے زمانے میں اشتہارات سے ان کی آمدنی ۳۵ اور ۴۰ کروڑ روپے سالانہ کے درمیان تھی [illegible] عام طور پر استبداد کی نئی اسکیم کا کم کی قیمت [illegible] یا تعمیر اخبارات کا اشتہاری نرخ اس سے بھی زیادہ ہے۔ جنگ کے زمانے میں بھی اشتہارات کے خوشخبری میں آمدنی البتہ گھٹ گئی ہے انگلستان میں ایک نامہ نگار علاوہ دیگر اخبارات، ریلوے کے فرسٹ کلاس کے آٹھ پونڈ فی ہفتہ کماتا ہے اخبارات کی طرف سے اس بات کی [illegible] ہوتی ہے کہ وہ قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں جی کھول کر خرچ کرے۔

ڈیلی میل ایسوسی ایٹڈ ایکسپریس کے خاص خاص کالم نویس چالیس ہزار روپیہ سالانہ تک تنخواہ پاتے ہیں، برطانی اخبارات طباعت کی رنگینی تصاویر کی زیبائی اور اشتہارات کی کثرت کی وجہ سے تمام یورپی اخبارات پر فوقیت رکھتے ہیں برطانی اخبارات کی سرپرستی رائٹر نیوز ایجنسی کرتی ہے، برطانیہ کی صحافتی تاریخ میں لارڈ نارتھ کلف آنجہانی کا نام ہمیشہ یادگار رہے گا کیونکہ رشی جرنلزم کی موجودہ ترقیاں انہیں کی رہین منت ہیں اس جنگ میں برطانی اخبارات نے سنجیدہ تبصرہ کا [illegible] کیا ہے وہ ان کی شاندار روایات [illegible] (۱۹۳۹ء)

یہ ہیں اُن کی چالیں
اِن سے اُنھی کو نیچا دکھائیے

نفع خوروں کو ایسا ہی مُنہ توڑ جواب دینا چاہیئے۔ اِن کے فریب میں نہ آئیے۔ اگر زیادہ دام لینے کی کوشش کریں تو رسید لیکر پولیس میں رپورٹ کیجئے۔

بلیک مارکیٹ سے
ہرگز نہ خریدیے
اِس طرح بلیک مارکیٹ کا خاتمہ ہو جائیگا

قدرتی قبض کشا

لیگزن دیگر معمولی قبض کشاؤں سے کہیں بہتر ہے کیونکہ اس کے سُل اجزا رنباتاتی ہیں۔
لیگزن قبض اور اس سے پیدا ہونے والی دیگر خرابیوں مثلاً متلی، بدہضمی، بے خوابی، سستی، سر درد، [illegible] جگر کی خرابی اور بھوک نہ لگنے وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

لیگزن دو شکلوں میں آتا ہے
لیگزن [illegible] کو ڈاکٹر [illegible] آپ پسند کریں استعمال [illegible]

LIXEN

ایلن اینڈ ہنبرز لمیٹڈ
[illegible]
[illegible]

افسانہ

(از شری یگل)

سریندر نے آج مرتبہ ایرانی تصویر کی طرف دیکھا کچھ دیر تک وہ دیکھتا رہا۔ نہ جانے کیوں یہ تصویر اسے دیوانہ بنا [illegible]

[illegible] کے

[illegible] دیکھ کر اس کے دل کو کچھ سکون حاصل ہوتا ہے۔ نہیں [illegible] سریندر آج تک نہیں سمجھ سکا کہ کیوں اس کے دل میں جذبات کا طوفان سا اٹھ جاتا ہے۔

کمرے کے [illegible] پلنگ پر نیم خوابی کی حالت میں پڑا تھا گھڑی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا "تھوڑی دیر میں بارہ بج جائیں گے" اس نے دوائی شیشیوں کی طرف نفرت سے دیکھا دوا پیتے پیتے تو وہ عاجز آ گیا ہے آج مہینوں سے بیمار ہے۔ مرض بھی نے غیر علاج ہو رہا ہے [illegible] کا درد بھلا دوا سے کب چھوٹے گا۔ یہ سوچ کر سریندر کے خشک ہونٹوں پر ایک خفیف سی مسکراہٹ پھیل کر رہ گئی۔ ڈاکٹر کیا خاک دوا کریں گے۔ مفت میں روپیہ برباد ہو رہا ہے سریندر کو یوں محسوس ہوتا ہے گویا اس کا کچھ لٹ سا گیا ہے۔ وہ اکھڑا اکھڑا سا رہتا ہے

کھڑکی پر نیلا سا پردہ پڑا تھا اس سے چھن کر ہلکی سی روشنی کمرے میں پھیل رہی تھی۔ سریندر کا دبلا پتلا جسم آپ ہی کروٹ پر پڑے پڑے، کھو رہا تھا اس نے کروٹ بدلی اور اس کی نگاہ تصویر پر جا پڑی ہری گھاس سے بھرا ہوا ایک میدان سے جہاں کوئی پیڑ ہے نہ کوئی درخت پودا۔ آسمان جہاں ہر سے میدان کو چھوتا سا دکھائی دیتا ہے وہاں کچھ ہلکی لالی پھیل گئی ہے شفق بنتے ہوئے سورج کی یہ آخری لالی ہے [illegible] دو مسافر ایک دوسرے سے کچھ دور قدم اٹھاتے رہے ہیں گویا پچھلا اگلے سے کہہ رہا ہو کہ ٹھہر جا ذرا۔ آج کی رات یہاں سی بتا لو۔

سریندر نے دروازے کے باہر دیکھا بلنا گھٹنے پر میلا کپڑا رکھے ہوئے سوچ رہی ہے سر پر آنچل کھسک کر کندھے پر آ گرا ہے۔ اس کا اسے گویا دھیان ہی نہیں ہے۔ سریندر سوچنے لگتا۔ بلنا کتنی سندر ہے اس کے دل میں اس وقت کوئی نہ کوئی طوفان ضرور ہوا ہے کیا سوچ رہی ہوگی وہ؟ اور دوسرے ہی لمحہ سریندر کا دل یہ کچھ سخت ہو گیا۔

اس نے بلنا کی طرف نگاہ ڈالی گھڑی میں بارہ بجنے میں اب کچھ ہی دیر ہے دوا کا وقت ہو گیا تھا وہ سوچنے لگا۔ یہ جو بلنا ہے اس کی طرف سے کتنی لاپروا رہتی ہے دوا پلانے کا وقت آیا اور وہ بیٹھی بیٹھی پڑی ہی رہی ہے۔ کسی تو نہیں رہی کچھ سوچ رہی ہے۔ نہ جانے کیا سوچ رہی ہے۔ [illegible] خیال

سریندر کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ بلنا پر وہ پریم سے نہیں دیتی وہ پڑھی لکھی عورت ہے۔ نئی تہذیب کی فضا میں پلی ہے۔ سریندر کی زندگی تو اسی چھوٹی سی بستی میں کٹ رہی ہے۔ وہ سوٹ پہنتا نہیں رہتا روز داڑھی اور مونچھیں صاف نہیں کرتا۔ خاص طور پر ٹھاٹ باٹ سے رہنا اسے پسند نہیں لیکن اس نے بلنا کو کبھی نہیں روکا کہ وہ سینٹ صابن پاؤڈر کریم وغیرہ کا استعمال بند کر دے یا منتے ہیں کیا بار بار سنیما نہ دیکھے۔ بلنا کے دل میں جو آتا ہے کرتی ہے وہ اسے روکتا نہیں۔

اور یہ جو ہے اس کا چھوٹا بھائی رام — جس لمحے سے اس کی ماں کی موت کے بعد بچپن سے ہی پالا ہے اور آج کالج کی اعلیٰ تعلیم دلا رہا ہے اسے شہر کی ہوا لگ چکی ہے۔ اسے دھوتی اچھی نہیں لگتی کرتے جسم میں ٹھیک نہیں جچتے۔ انگریزی پڑھتا ہے انگریزی پوشاک نہ پہننا اچھا نہیں ہوتا اسی لئے وہ ان سب باتوں پر دھیان رکھتا ہے زندگی کی نام رنگینیوں سے وہ ہمہ آغوش ہوا جاتا تھا بلنا بھی اسی کی زندگی میں زندگی چلی جا رہی ہے۔ بلنا کو تو گھر کی استری کی طرح رہنا چاہیئے۔ اس کا اپنا پتی ہے۔ رام دیور ہی ہے تو کیا؟ دونوں کی جوانی سمول سے زیادہ نمایاں ہو رہی ہے۔ کوئی کیا کہتا ہوگا۔

کبھی کبھی سریندر کے دل میں کسک سی اٹھتی ہے کہ بلنا آخر اتنی سندر کیوں ہوتی۔ بناوٹ سے وہ اپنے حسن کو اور بھی بڑھانے کی کوشش کیوں کرتی ہے وہ سفید کنول کی چھاتی سے لگ کر سوئے ہوئے دو بھونروں کی طرح آنکھیں سندر ہیں اور نرم و نازک ہونٹ ہیں۔ پھر بھی وہ بھویں کیوں بناتی ہے۔ ہونٹوں پر لپ سٹک کیوں لگاتی ہے۔ وہ چوٹیاں کیوں گاڑھتی ہے۔ ایک چوٹی سے بھی تو کام چل سکتا تھا اور جب سریندر کو یہ سب پسند نہیں تو وہ ایسا کیوں کرتی ہے۔ رام اسے للچائی ہوئی آنکھوں سے دیکھتا ہے سریندر نے اسے کئی مرتبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے لیکن جب

[illegible] کون جیتا ہے [illegible]

بلنا کو [illegible] یہ سب پسند ہے تو وہ کیوں برے۔ بلنا بے سمجھ [illegible] جائے [illegible] سمجھنا چاہیئے۔

سریندر نے ایک لمبی سانس لی گھڑی [illegible] بارہ بجے ہیں۔ ٹن ٹن کی آواز بھی ہوئی سا جیسے جاگ پڑتی ہو۔ دل ہی دل میں گنتی کی ایک تو نو۔ بارہ۔ اس نے اپنے پاؤں پھیلائے پھر ایک انگڑائی لی جیسے وہ آپ سے ہی کہہ رہی ہو۔ بارہ بج گئے الفاظ میں ٹوٹی ہوئی سست تھی اس نے جھانک کر اندر دیکھا۔ سریندر تصویر پر [illegible] دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے آپ پر جھلا اٹھی بیٹھی بیٹھی کیا سوچا کرتی ہے؟ وہ جانتی ہے کہ اسے سونا نہیں چاہیئے پتی کے آنے سے پہلے اس کے سر جھکنے لگے ہیں بھی؟ مگر یہ رام! وہ چاہتی ہے کہ رام کے آنے سے پہلے وہ کچھ بھی نہ سوچے۔ بلنا کو جیسے بھولا ہوا فرض یاد آ گیا۔ وہ اٹھنے لگی۔ وہ ادھر سے کپڑے سنبھالتی کہ دوا دے دے تب اور کچھ کر سکے سے آواز آئی۔ "بھابی ذرا ادھر تو آنا"

بلنا اندر گئی۔ دروازہ سے ہی لوٹ گئی۔ رام ادھر گھوم کر آیا ہے۔ بارہ بج گئے ہیں اس نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ کتنے بے پروا رام! اس طرح وہ کیونکر اپنی صحت ٹھیک رکھے گا۔

سریندر نے تھا کہ بلنا دروازے تک آ کر لوٹ گئی ہے۔ آپ پر غصہ آیا۔ وہ کیوں کہہ نہیں دیتا کہ یہ طریقے ٹھیک نہیں دیکھو تو رام [illegible] ہو رہا ہے اور وہ ہے کہ میری کچھ [illegible] کرتی۔ سوچنے کی بات ہے۔ آخر رام کو دوا پلانے سے زیادہ ضروری [illegible] اسی طرح رام اور بلنا کے متعلق کیا کیا

بیٹھی کی باتیں سنائی دے رہی تھیں۔ رام کبھی تم کھلاتی ہو تو اس میں ایک [illegible] معلوم پڑتا ہے

[illegible] رام بلنا کی طرف [illegible] [illegible] اور بلنا ہنس دی ہوگی پھر [illegible] کیوں نہ معلوم پڑے [illegible] آیا۔ بلنا اس کی شادی شدہ [illegible] کیوں نہیں کرتا اسے [illegible] تو یہ سب نتیجہ ہے آج وہ [illegible] سے کہا کہ بلنا تمہارے یہ رنگ [illegible] اس نے پکارا — بلنا! بلنا کی آواز آئی — آئی — [illegible] طرف انتظار کی نگاہوں سے [illegible] میں رام بولا — بھابھی تھوڑی [illegible] جانا۔ سریندر سوچنے لگا —

بلنا پہلے رام کو دوا دے کر جب یہاں آ گئی — دل دے کر جب بلنا چلنے لگی رام نے کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ پھر بات اس طرح بلنا کے آنے میں کچھ دیر ہو گئی۔ سریندر سوچ رہا تھا اب اس کی توہین بھی کرنے لگی ہے پہلے وہ اس کی ہی بات سن جاتی تو کیا ہرج تھا۔ تھوڑی دیر کھانا نہیں ملنے سے رام مر تو نہیں جاتا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ بلنا اس سے کیوں کنارہ کاٹ جاتی ہے بلنا تو اسی کی ہے اس کے لئے وہ سب کچھ کرنے کو تیار ہے۔

بلنا کمرے میں گئی تو پھر وہ سریندر کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس کی نگاہ گھڑی پر جا پڑی بارہ بج گئے تھے [illegible] اس سے [illegible] ہی نہیں ان جانے دنوں نے [illegible] جیسے اس سے کوئی بڑا بھاری قصور ہو گیا ہو اپنے آپ پر غصہ آیا اسے فرض کا تو کچھ خیال ہی نہیں رہتا بیمار پتی کی دیکھ بھال کرنے والا اس کے سوا اس گھر میں کون ہے؟ انھیں دوا دے کر کوئی کام کرنا چاہیئے۔ بھلا وہ کیا سوچتے ہوں گے؟ وہ دوا لینے کے لئے سریندر کی طرف بھی آ کے غصہ آ رہا تھا۔ سریندر بھی وہ اس کی طرف سے کیوں بے پروا رہتے ہیں۔ وہ پرائی تو ہے ہی نہیں ان کی اپنی ہے ان کا تو اس کے اوپر حق ہے۔ وہ اپنے اختیار کا کیوں استعمال نہیں کرتے۔ اس کے سامنے وہ اپرادھی سے کیوں رہتے ہیں؟ یہ اسے اچھا نہیں لگتا۔ وہ چاہتی ہے کہ سریندر اس سے حکمرانہ لہجے میں کہیں — بلنا تمہیں یہ کرنا ہوگا۔ وہ کیوں نہیں کیا؟ مگر وہ ہیں کہ یہ سب کچھ نہیں کہتے۔

بلنا دوا لے کر سریندر کے سرہانے کھڑی ہو گئی سریندر چھت کی طرف دیکھ رہا تھا بلنا سہمی سی کھڑی تھی وہ جانتی تھی کہ اس سے قصور ہو گیا ہے وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر سوچ میں پڑ گئی کہ کیا کہے۔ پھر ہمت کر کے بولی — دوا نہیں پیو گے کیا؟

سریندر نے نہایت نرم الفاظ میں کہا — "نہیں بلنا!" اور اپنے لبوں پر مسکراہٹ لانے کی کوشش کی۔

بلنا کو بہت دیر کا یہ کہنا اچھا نہیں لگا۔ وہ کیوں اسکی سوئی ہے عزتی کو ہنس کر پی جاتے ہیں اس کے سامنے وہ جھکے جھکے سے کیوں رہتے ہیں آخر اس خاموشی کا کیا مطلب ہے۔ انھیں کیا کہا جائے؟ ان جانے ہی وہ ناراض ہو کر بولی — "تو دوا نہیں پیو گے!"

سریندر نے بلنا کی طرف سے سر گھمایا کچھ لمحوں تک بلنا کھڑی رہی۔ اس کے جی میں آتا تھا کہ وہ ہاتھ والی دوا کی شیشی اور گلاس دونوں کو دھڑاکہ توڑ دے۔ بولی اچھا سریندر! اور دوا کی شیشی رکھ کر باہر نکل گئی۔ صحن کے کھمبے سے ٹک کر کچھ دیر کھڑی رہی (باقی صفحہ ۱۸ پر)

(پچھلے صفحے سے)

[illegible]

اور وہ اپنی کھلکھلا کر دیکھنے لگی۔ رومال تو [illegible] اور وہ تصویر [illegible] شادی کے [illegible] اس کے بعد یہ جلدی بہت

طرح کے خیال [illegible] ہے۔ اس لئے [illegible] کی طرف [illegible] سے دیکھا اور مسکرا دی۔ اس کے لہجے میں مذاق تھا

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

"مردانِ وقت"۔۔۔ اس جنگ

کے دوران میں ہمارے بہت سے ہوابازوں نے دنیا پر اپنی ہوابازی کا سکّہ بٹھا کر ثابت کر دیا کہ وقت آنے پر ہندوستان اس میدان میں بھی پیچھے رہنے والا نہیں۔ شاہی ہندوستانی بیڑہ پہلے ہی اپنے بہادرانہ کارناموں اور کامیابیوں کا ایک شاندار باب مرتّب کر چکا ہے، جو ملک کے لئے بجا طور قابلِ فخر اور آئندہ کے لئے نہایت اُمید افزا ہے۔

اِس وقت ہندوستان کے باہمت نوجوانوں کو بیش بہا موقعہ پیش کیا جا رہا ہے کہ اور زیادہ تعداد میں، ہوا باز بنکر اپنی اِس باوقار ہوائی فوج میں شامل ہوں۔ امن قائم ہونے کے بعد اُن کی معلومات خود اُن کے اور ہندوستان کے لئے نہایت مفید اور بیش قیمت ثابت ہوگی۔ جو نوجوان شاہی ہندوستانی ہوائی بیڑے میں شامل ہوں اپنے وقت کے کامیاب نمایاں اور ترقی یافتہ انسان اِس وقت بھی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ بھرتی ہونے کا طریقہ آپ ہر ایک بھرتی دفتر سے معلوم کر سکتے ہیں۔

AAA8(

فیڈرل کیمیکل کی تیار

برانکل

کھانسی کی زود اثر دوا

اس کی پہلی ہی خوراک [illegible]

سناکشس۔ بی گوپال اینڈ کو کیمسٹ

چاندنی چوک۔ دہلی

جسمانی غلامی اور ذہنی غلامی

(از جناب احمد سعید ملیح آبادی)

غلامی دو قسم کی ہوتی ہے جسمانی اور ذہنی جسمانی غلامی کو مبارک غلامی کہا جا سکتا ہے کیونکہ جب کوئی قوم غلامی [illegible] کے ساتھ وہ سب حیوانی سلوک [illegible] دنیا میں ممکن ہیں۔ نہ تو اس کی عزت [illegible] ہوتی۔ نہ جان و مال [illegible] حکومت [illegible] رعایا کے ساتھ کوئی محبت نہیں ہوتی وہ صرف [illegible] رات [illegible] ٹکڑے کھا [illegible] ٹکر [illegible] ہوتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غلام قوم تباہ حال ہو جاتی ہے۔ دانہ دانہ کو محتاج ہوتی ہے۔ جینا اجیرن ہو جاتا ہے۔ اب وقت آ جاتا ہے کہ وہ چنگاری جو غلام بنتے وقت دو غول میں دبکر چھپ گئی تھی اپنا کام کرے۔ یہی ہوتا ہے۔ ہر طرف غم و غصہ کی لہریں دوڑ جاتی ہیں اور جلد ہی غلام بنانے والی حکومت چاروں شانے زمین پر گرتی دکھائی دیتی ہے۔

اسی لئے ہم نے کہا کہ جسمانی غلامی مبارک ہے، بات ذرا عجیب ہے اور پہلی نظر میں یقین نہیں آتا کہ غلامی بھی کسی قوم کے واسطے نفع بخش ہو سکتی ہے، مگر بات اصل میں یہی ہے۔ بہت سی قوموں کی مثالیں سامنے ہیں کہ وہ غلام تھیں۔ پھر آزاد ہو گئیں اور آج دنیا کی چوٹی کی طاقتوں میں گنی جاتی ہیں۔ اگر وہ غلام نہ بنتیں تو ان کے وہ جوہر جو عیش و عشرت میں پڑ کر دب گئے تھے کبھی نہ ابھرے غلامی ہی نے انہیں طمانچے مار مار کے جگایا۔ امریکہ کی مثال موجود ہے مدتوں انگریز امریکہ کو اپنی ایڑی کے نیچے دبائے رہے سب ہی کمیتیں بنا ڈالیں لیکن جس وقت امریکن قوم انگریزی جنگل سے نکلی تو دنیا کی چوٹی کی طاقت بن گئی۔ تاتار کی جابر حکومت بھی روس کے لئے غلامی سے کم نہ تھی۔ روسی تاریخ زار کے ظلموں سے بھری پڑی ہے لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ زار کے جتنے مظالم بڑھتے جاتے تھے روسی قوم اتنی ہی جاگتی جاتی تھی اور اس کے اندر خود اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی صلاحیت پیدا ہوتی۔ دب کر رہنے کی عادت چھوٹی اور آج ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ روس کا کیا درجہ ہے بہرحال جسمانی غلامی ایک قدرتی علاج ہے جس کے ذریعہ قوموں کی ان جان لیوا بیماریوں کا مداوا ہوتا ہے جو کسی اور طرح دور نہیں ہو سکتیں۔

لیکن ذہنی غلامی؟ —— تو شاید اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں جو کسی قوم پر نازل ہو سکتا ہو۔ یہ بڑی سخت بلا ہے جس کو لگی کھا کے چھوڑے۔ جسمانی غلامی میں محض جسم غلام بنائے جاتے ہیں لیکن ذہنی غلامی میں ساری خصوصیتیں فنا ہو جاتی ہیں۔ خودداری نام کو باقی نہیں رہتی۔ حکام کے آگے ناک رگڑتے ہوئے بھی حیا نہیں آتی۔ اچھے برے کی تمیز اٹھ جاتی ہے خود غرضی، حرص، عیاشی کا دور دورہ ہوتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری قوم کو ڈھیلوں خنزیروں کی قوم بن جاتی ہے۔

جب ہندوستان نے غلامی کی بیڑیاں نہیں توڑیں تو لوگ سمجھے کہ یہ بھی جسمانی غلامی ہے۔ چلو اچھا ہے سیاسی نے جو رنگ چڑھایا ہے اس جیٹی میں جل کر بھسم ہو جائے گا۔ بالکل ٹھیک ہے۔ ہندوستان کے جسم تو فتح کر لئے گئے تھے ان کے سر تو زبردستی جھکا دیئے گئے تھے لیکن دل نہ جھکے تھے اگر دل بھی جھک جاتے تو ۱۸۵۷ء نہ ہو سکتا ہوتا نہ ہوتا۔

پھر کیا ہوا۔ بڑی ہی دل ہلا دینے والی داستانیں ہیں اور ان کے بیان بیان کرنے کا موقع بھی نہیں مختصراً سنیئے۔ ہند کا مشہور مقولہ کہ جہاں ہماری تلواریں کام نہیں کرتیں وہاں ہماری ڈپلومیسی کام کر جاتی ہے۔ انگریز اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئے کہ یہ ہوت سے جیتنے والے بہادر تلواروں سے زیر نہیں ہو سکتے چلمنوں کے رام کئے جا سکتے ہیں اور اس کی سب سے بہتر صورت یہی ہو سکتی ہے کہ "ذہنی غلام" پیدا کئے جائیں جن کی شکلیں تو ہندوستانی ہوں مگر ذہن انگریزی ہوں جن کے سر تو ایشیا کی وضع کے ہوں لیکن دماغ یورپین ہوں۔ انگریز سو اسو لہ آنہ کامیاب رہے بہت سے اس قسم کے ایجنٹ انہیں مل گئے کچھ روپیہ پیسہ کی دلدل میں پھنسا لئے گئے اور باقی نئی پود کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لے جا کر ڈھال لی گئی۔

آج کہا جاتا ہے کہ پہلے کی بہ نسبت ہندوستان تعلیم یافتہ ہے۔ مردم شماری میں خواندہ لوگوں کی تعداد زیادہ ہے ملک کا کوئی کونہ ایسا نہیں جہاں بی۔ اے ایم۔ اے گھوم نہ رہے ہوں یعنی ذہنی غلام نہ پھر رہے ہوں۔ واقعی یہ تماشہ کتنا دلچسپ ہے کہ جب کوئی لڑکا کالج سے پاس کر کے نکلتا ہے تو اس کے والدین سمجھتے ہیں صاحبزادے پڑھ لکھ کر بقراط بن گئے حالانکہ انکی مثال "چوپا کے بردکتا بے چند" کی ہوتی ہے۔ ماں باپ تو خوشی مناتے ہیں لیکن سمجھنے والے جانتے ہیں کہ غلامی کی ایک کڑی اور بڑھ گئی یعنی برطانی مشین کا ایک نیا پرزہ تیار ہو گیا۔

افسوس ہے ایسی تعلیم جس کے بعد برطانیہ کے غلام ہونے کے ساتھ اپنے نفس کا بھی غلام بن جائے۔ انسانیت رخصت ہو جائے۔ حیوانیت سر چڑھ جائے ہم کہتے ہیں کہ ایسے پڑھے لکھوں سے تو جاہل کسان اور مزدور لاکھ درجے اچھے ہیں جب ان کے کانوں میں "سوراج زندہ باد" اور "گاندھی کی جے" کے نعرے

ممالک غیر میں صحافتی سرگرمیاں

(صفحہ ۱۶ سے آگے)

کھلتے ہیں۔ ۱۹۴۲ء کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ محض روزناموں کی تعداد اشاعت چار کروڑ بیس لاکھ روزانہ ہے۔ رسائل ان چودہ ہزار اخبارات سے الگ ہیں۔ ان کی تعداد بھی بیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ بعض امریکی نامہ نگاروں کا اوسط آمدنی ایک لاکھ تک ہو جاتا ہے۔ بعض فلم نویسوں کی ہفتہ وار آمدنی [illegible] روپے سے کم نہیں ہوتی۔ امریکہ کی [illegible] اخبارات بہت نفع آور صنعت ہے اکثر اخبارات ٹرسٹ کمپنیوں کی ملکیت ہیں۔ [illegible] اعتبار سے امریکی اخبارات و رسائل کسی [illegible] صحافت کر سکتی ہے نہ فرانسیسی نہ جرمنی۔

غیر یورپی پریس

غیر یورپی ترکی پریس میں صحافت بھی نمایاں طور پر ہے۔ مصر کے المقطم البلاغ۔ المصری کا شمار بہترین عربی اخبارات میں ہے۔ ام القری شائع ہوتا ہے جو دمشق کا پرچہ ہے۔ عراق سے بھی بعض اچھے پرچے ہیں۔ ایرانی صحافت نے بھی حال سے بہت ترقی کی ہے۔ اطلاعات۔ شفق۔ [illegible] بہترین ایرانی [illegible]۔ ایران کا روزنامہ [illegible] خصوصیات کی بنا پر دنیا بھر [illegible]۔ ہندوستان سے تقریباً تین سو [illegible] نکلتے ہیں جن میں [illegible] ہندوستانی صحافت [illegible] تعداد کی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں صرف ایک چیز ہوتی ہے ملک کے غلام ہیں اور جنگ [illegible] ہیں۔ کتنی مبارک ہے یہ جہاں ہے یہ جذبے، لیکن دوسرا [illegible] ہے وہ ہندی کی چندی کا [illegible] تو یہ معلوم کرنا چاہتا [illegible] نے اٹھائی ہے [illegible] نے؟ [illegible] نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو [illegible] سے الگ کھانا [illegible] کالجوں کے پاس [illegible] یہی خواہش ہے کہ [illegible] جائیں اور [illegible] ہم [illegible] کرتے تھے [illegible] اپنی تاریخ۔ اپنا تمدن [illegible] دیکر ایک لکڑی پیشہ [illegible]

[illegible] تعداد میں [illegible] ہندوستانی [illegible] میں بھرائی مرہٹی و بنگالی پریس بہت زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ اردو اور ہندی کی صحافت کسی حد تک مشترکہ نوعیت رکھتی ہے!

جرمنی۔ اطالوی۔ ہنگرین۔ رومانی۔ لٹوی اور یوگوسلاو کے دوسرے پریس کا بیشتر حصہ اب سے کچھ پہلے تک حکومت کی آہنی گرفت میں رہا۔ وہ اپنی تمام حریت پسندانہ روایات کو ضائع کر چکا۔ جرمنی میں اخبارات کو آزادانہ تنقید و تبصرہ کی قطعی اجازت نہیں، اسے صرف منتخب خبریں شائع کرنے کی آزادی ہے۔ صرف وہ خبریں جو سرکاری ذرائع سے حاصل ہوں۔ اطالیہ کے سرمودہ سیاسی انقلاب سے قبل اطالیہ کے پریس پر مسولینی کی اسقدر سخت گرفت تھی کہ وہ پیپولو دی اطالیہ (اطالیہ کا ترجمان) نامی اخبار کے علاوہ جو براہ راست مسولینی کی سرپرستی میں تھا کسی دوسرے اخبار سے نقل و اخذ کی جرأت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اسپین کے اخبارات جنرل فرانکو اور فلینگ پارٹی (برسر اقتدار جماعت) کے قصیدہ خوان بنکر رہ گئے ہیں۔

پرتگالی صحافت کا بھی یہی حال ہے۔ پریس میں اخبار نویسی کا معیار وہ اب نہیں ہے جو اس جنگ سے قبل تھا۔ بہت سے اخبارات فرانس پر نازی قبضہ کے بعد بند ہو گئے جو باقی رہ گئے وہ ڈاکٹر اولیویرا سالازار (جرمن خبررساں ایجنسی) کے اشارۂ چشم و ابرو پر رقص کرنے کو مجبور تھے۔ بلجیم، ہالینڈ، ڈنمارک، چیکوسلاویکیہ کے پریس کا بھی یہی حال تھا۔ یوں کہنا زیادہ صحیح ہے کہ آج یورپی پریس اپنی تمام اہمیت اور ترقی پسندی کی ہر روایت کو زائل کر چکا ہے۔ اس کی حیثیت محض سرکاری پروپیگنڈہ کی رہ گئی ہے اور بس —— البتہ سوئٹزرلینڈ اور سویڈن میں کبھی کسی حد تک پریس کی آزادی کا احترام کیا جاتا ہے۔ آجکل سویڈن کا پریس (اپنے غیر جانبدارانہ رویہ کی وجہ سے) جنگی خبروں کے اہم ذخیرہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ البتہ یہ سچ ہے کہ یہ تمام اخبارات اپنی کثرت اشاعت کے اعتبار سے اب بھی نمایاں درجہ رکھتے ہیں، لیکن جنگ نے جو نئی کروٹ لی ہے اس سے حالات کی رفتار بھی بدل گئی ہے چنانچہ آزاد یورپ کے پریس پر یکسو نہ کا اثر صاف نمایاں نظر آتا ہے۔

امریکی پریس

یورپ کے مقابل جب ہم امریکی پریس پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک جداگانہ عالم نظر آتا ہے امریکی صحافت اپنی گوناگوں خصوصیات کے اعتبار سے دنیا بھر سے بے مثل ہے۔ کثرت اشاعت میں دنیا کے بہت کم اخبارات نیویارک ٹائمز، "نیویارک ڈیلی نیوز" "کرسچین سائنس مانیٹر" "ہیرالڈ ٹریبیون" جنرل اینڈ امریکن نیشن، لاس۔ نیویارک پوسٹ، رینالڈس۔ نیوز پبلک جیسے اخبارات و رسائل کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ امریکہ میں چودہ ہزار اخبارات

صنعت و حرفت

سیرپ اور شربتوں کی تیاری

از جناب صوفی لچھمن پرشاد صاحب ایڈیٹر مستانہ جوگی - لاہور)

اکسٹریکٹ :- سیرپ، ساکا المیک کمپنی بڑودہ اور بنگال کیمیکل ورکس کلکتہ وغیرہ بنا کر لاکھوں روپیہ کما رہے ہیں۔ رساکا انگریزی نام ہے۔ اس کا بزبان نام اردو سہ اور آیورویدک نام پانسہ ہے ضلع ناگپور میں اس کو بوٹی اور ریاست جموں میں اس کو بھنڈ کہتے ہیں ان علاقوں میں یہ جھاڑیاں اس کثرت سے خود رو پیدا ہوتی ہیں کہ ہم اس کو خودرو ہی بلاتے ہیں۔ مندرجہ بالا کمپنیاں سیرپ رساکا کے علاوہ سیرپ برہمی بوٹی بھی بناتی ہیں اور ان کا اکسٹریکٹ بھی تیار کرتی ہیں دراصل یہ اکسٹریکٹ سے ہی شربت تیار کرتے ہیں اکسٹریکٹ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پانسہ کا یا برہمی بوٹی کا سارا پودا یعنی جڑ، پتے، شاخ اور پھل پھول سمیت اکٹھا کر کے سایہ میں خشک کریں اینیمل بوٹی کو ایک سیر پانی میں دو گھنٹہ تک بھگونے کے بعد آگ پر اسقدر گرم کریں کہ پانی صرف دو چھٹانک رہ جائے۔ اب اس کو موٹے کھدر کے کپڑے سے چھان کر پھر کیف میں رکھ کر اس پانی کو فلٹر کریں اور جمی ہوئی کھانڈ کا رنگ دیدیں اکسٹریکٹ تیار ہے۔ بی پی اکسٹریکٹ میں ڈیڑھ ڈرام ریکٹی فائیڈ سپرٹ ملائیں تاکہ اکسٹریکٹ عرصہ دراز تک خراب نہ ہونے پائے۔ اسی طریقہ سے برہمی بوٹی، پانسہ، سکھ پسپی وغیرہ بوٹی کا اکسٹریکٹ تیار کر کے آپ ان کی تجارت کر سکتے ہیں اکسٹریکٹ سے اگر شربت بنانا مطلوب ہو تب ایک پونڈ کھانڈ کے شربت میں ڈیڑھ اونس اکسٹریکٹ ملا کے جلی ہوئی کھانڈ کا رنگ مار شربت کا رنگ تاریک ہو جائے گا۔ سرخ کرنے کے لئے سندھان کے تیار شدہ شربت بہت جلد خراب ہو جاتے ہیں لیکن یورپ کے تیار شدہ شربت بہت خراب نہیں ہوتے اس میں ایک راز ہے کہ یورپ والے شربت پکاتے وقت پوٹیشیم میٹا بائی سلفائٹ کا پاؤڈر ایک فیصدی کی نسبت سے ڈالتے ہیں POTASSIUM METABISULPHITE کی یہ خاصیت ہے کہ جس میں سرکہ مل کر دیا جائے وہ سیال پھر خراب نہیں ہوتا۔ اس سالمہ کی بدولت یورپ کو دولت کا راز ہے ہندوستان کا بنا ہوا شربت کچھ دیر کے بعد یہ ذائقہ خراب ہو جاتا ہے کیونکہ ان کو اس دوا کا علم نہیں

شربت :- ارد شربت کا آغاز رس بھری کیلا۔ شہتوت ان چیزوں کے شربت بنا بنا پسند کئے جاتے ہیں۔ انار، خربوزہ، مالٹا اور شہتوت ان میں سے جس چیز کا شربت بنانا مطلوب ہو پختہ پھل لیکر لکڑی کے شکنجہ کے ذریعہ یا صاف ستھرے کپڑے میں دبا کر رس نکال لیں۔ کیلا، انار، خربوزہ، انناس، رس بھری ان میں سے جس کا شربت بنانا ہو تب ان کے گودے کو چھیل کر ایک برتن گرم سے میں چار پونڈ پانی ملا کر آگ پر جوش دیں جب نصف پانی رہ جائے تب ململ کپڑے میں سے چھان لیں۔ انار، گل گلاب، لیمپٹی، سنگترہ، کیوڑہ، بیوڑیاں، نیلوفر وغیرہ کو بھی اسی طرح ابال کر پانی نکال لیں اس کو عام طور پر جوشاندہ کہتے ہیں جس رس یا جوشاندہ کا شربت بنانا مطلوب ہو وہ اگر ایک پونڈ ہو تو کھانڈ دو پونڈ ڈال کر آگ پر پکائیں۔ دودھ اور پانی ہو تو ملا کر تھوڑے تھوڑے وقفہ پر اس کے شربت میں چھینٹے ڈالتے رہنے سے شربت کی میل اوپر آتی رہتی ہے جو کہ کفگیر سے علیحدہ کر کے شربت کو صاف کیا جاتا ہے کیونکہ کچھ عرصہ کے بعد شربت میں کھانڈ کے کرسٹل بننے لگتے ہیں کہ جسکو دانہ پڑنا کہتے ہیں۔ اس نقص کو دور کرنے کے لئے شربت میں تھوڑا سا لیموں کا ست یعنی ٹارٹری ملا دینا مناسب ہے۔ اسکی خفیف ترشی شربت میں دانہ بننے کو روکتی ہے، جب شربت پک کر شہد جیسا گاڑھا ہو جائے تب آگ پر سے اتار کر ٹھنڈا کر کے شربت میں چھلکا اور خلاصہ گلاب میں رگڑ کر ڈالنے سے بہت کشید شدہ پانی میں شربت تیار کرنے سے عرصہ تک خراب نہیں ہوتے بوتلوں کو پانی میں ابال کر پھر خالی کر کے گرم گرم شربت ان بوتلوں میں بھر کر اور کارکوں کو بھی پانی میں ابال کر ان سے بوتلوں کا منہ بند کر کے پھر ان بوتلوں کو گلے تک پانی میں ڈبو کر پانی اتنا گرم کریں کہ وہ ابلنے لگے۔ اس طرح [illegible] ہونے پر کارک پر لاکھ لگا دیں۔ یہ شربت [illegible] خراب نہیں ہوں گے۔ شربت [illegible] اور صاف ستھرے [illegible] شربت کو [illegible] پر اور تھوڑی دیر میں بنا [illegible]

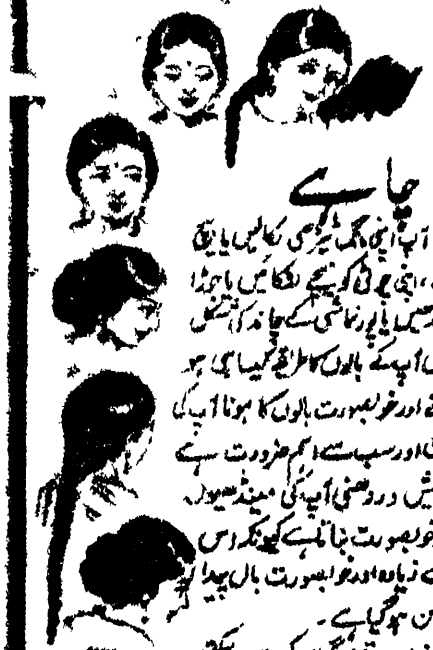

چاہے

آپ اپنی لٹ ٹیڑھی کالیں یا بیچ میں، اپنی چوٹی کو نیچے لٹکائیں یا جوڑا باندھیں یا پورنماشی کے چاند کی شکل دیں آپ کے بالوں کا طریقہ کیسا ہی ہو گھنے اور خوبصورت بالوں کا ہونا آپ کی پہلی اور سب سے اہم ضرورت ہے کیش ورد ھنی آپ کی مینڈھیوں کو خوبصورت بنا تا ہے کیونکہ اس سے زیادہ اور خوبصورت بال پیدا ہو گئے ہیں۔

خوبصورتی بھگوان کی دین ہو سکتی ہے لیکن بالوں کی خوبصورتی اب آپ کیش ورد ھنی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

کیش ورد ھنی کے استعمال سے آپ اپنے بالوں کی خوبصورتی اور اپنی جوانی کی خوبصورتی کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ یہ خوشبودار بالی خراب یا سفید ہیں ہے جو اس کے باقاعدہ استعمال سے [illegible] ہو جاتا ہے

کیش ورد ھنی

کو منتخب کر کے اپنے بالوں کی خوبصورتی کی طرف سے مطمئن ہو جائیے

کیش ورد ھنی — بارہ آنے

کیش ورد ھنی شیمپو — بارہ آنے

ٹالک فرنچ اور پیکنگ علیحدہ

کیمسٹوں کے ذریعہ یا سیدھے پتہ ذیل سے خریدیں

ساؤتھ انڈیا کیمسٹز

[illegible] انڈین سٹورز چاندنی چوک دہلی

صحت بخش، قابل اطمینان

مدن منجری گولیاں

عرصہ پچاس سال سے جوان، ضعیف مریض، تندرست استعمال کر رہے ہیں ہر مزاج کے موافق اور ہر موسم میں یکساں مفید ہیں بھوک بڑھاتے ہیں یہ گولیاں قبض، سستی، جریان، احتلام، دقت منی کو دور کر کے جسم دل و دماغ کو طاقت دیتی ہیں۔ پچاس گولیوں کی ڈبیہ سوا روپیہ محصول

کام جوت طلائی

مقوی خصوصی کی کمزور، دبلا اور گول و پٹھوں کو مضبوط بنا کر اصلاح کرنیوالا لاجواب طلائی شیشی اڑھائی روپیہ محصول

مدن منجری فارمیسی رام نگر (سہارنپور)

بمبئی برانچ: رام واڑی کالبادیوی روڈ

دہلی ایجنٹ: جنداس کمپنی جامع مسجد گلی بریلی۔ راجہ میڈیکل ہال [illegible]

مظفر نگر: یشفر نانہ [illegible] آباد [illegible] ہال

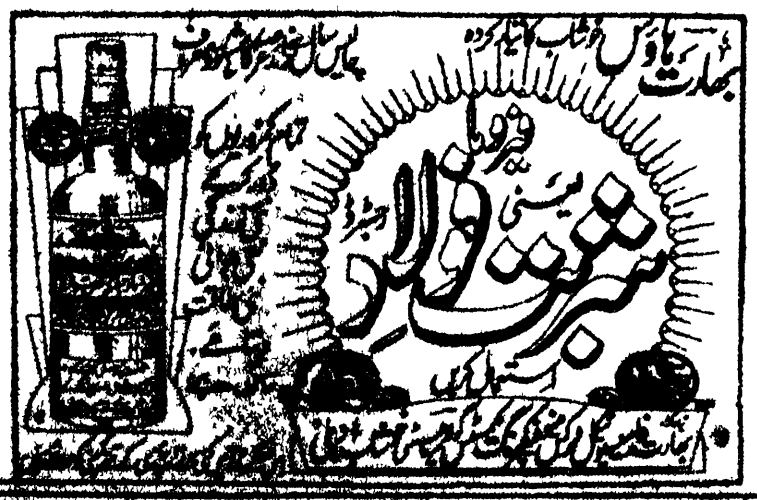

سنسنی کا کمال

[illegible]

[illegible] کے پس [illegible] امریکہ کے [illegible] کلینک میں [illegible] ڈاکٹر نے ایک [illegible] کا آدھا دماغ کاٹ [illegible] نکال [illegible] اسنری ڈیوس کی ماں تھی۔ اسے دل [illegible] سے [illegible] کے دور سے [illegible] تھے [illegible] بھی ہوتی جاتی تھی [illegible] میں [illegible] رہتا تھا۔ اس کی چوٹ [illegible] ایک رسولی بن [illegible] تھی [illegible] بڑھتی جاتی تھی۔

[illegible] سر کے دائیں [illegible] ڈاکٹر [illegible] کا کر [illegible] ٹانٹ ڈالا۔ ڈوط اس [illegible] [illegible] کے [illegible] سے [illegible] [illegible] پڑی ہوئی رسی [illegible] کے بیچ میں ایک رسولی تھی [illegible] دماغ کی سطح پر چھا رہی تھی اور اس کے سارے دہنے حصے [illegible] کر رکھ گئی تھی۔ دماغ کا بایاں نصف [illegible] دائیں سے [illegible] ہم [illegible] اس میں [illegible] [illegible] میں [illegible] کا [illegible] [illegible] دیہ بلو بالکل [illegible] [illegible]

[illegible] ڈاکٹر [illegible] [illegible] بھی مشہور [illegible] جن [illegible] دماغ کا دایاں نصف [illegible] [illegible] [illegible]

(پچھلے صفحے سے)

ایک نیا طریقہ نکالا ہے۔ اس نے دکھایا ہے کہ مرگی کا کارن یہ ہوتا ہے کہ دماغ کی نسوں پر کھوپڑی کی چوٹ کے [illegible] لٹک جاتا ہے۔ ایسے [illegible] کے دماغ کے چھپے ہوئے حصے پر دباؤ پڑنے سے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] نے آپریشن [illegible] کھوپڑی کی چوٹ [illegible] نکال دیتے ہیں اور [illegible] کا بھاری [illegible] کھوپڑی کی شکل کچھ بدل جاتی ہے [illegible] موٹی ہڈیوں پر دباؤ پڑتا ہے [illegible] کے تاروں پر [illegible] اور موٹے سلائیڈ [illegible] میں کھال پھیل جاتی ہے [illegible] بیٹھ جاتا ہے۔ آج [illegible] ڈاکٹر [illegible] مرگی کے [illegible] مریضوں پر کامیابی کے ساتھ آپریشن کر چکے ہیں۔

[illegible] کے نقص یا [illegible] کی سٹیکڑہ [illegible] مرگی [illegible] چوٹ لگنے کے کارن ہوتے ہیں۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ دماغ کو نقصان پہنچنے کی خوفناک [illegible] حادثے کے کئی ہفتے بعد ہی [illegible] ہوتی ہیں۔ ایک [illegible] کے چوٹ لگنے کے [illegible] برس بعد [illegible]

(صفحہ ۱۸ سے)

[illegible] تو مجھ سے ہی پریم کا سوانگ کر کے کھل کر ہنس رہی ہیں۔ یہ نادان نہ سمجھ سکے۔ یہ کہہ کر اس نے [illegible] پڑی۔ تم اسی کے کمرے میں بند کر دی [illegible] بتر کی [illegible] کی طرف چل دی۔ [illegible] کا دل رو رہا تھا۔ وہ آنسوؤں کو [illegible] رہا تھا۔ للتا نے اسے دوبارہ [illegible] کے لئے کیوں نہیں کہا؟ کیا وہ دوبارہ [illegible] سے بھی گیا؟ وہ تصویر کی طرف دیکھتا ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ للتا کمرے میں داخل ہوتے ہی بولی — دیکھو جی ایک بات تو تمہیں معلوم ہی نہیں۔ یہ جو ہے رام — آپ کا بھائی وہ مجھ سے پریم کرتا ہے وہ بھی بھاگا جا رہا تھا اس لئے کہ میں اس سے پریم نہیں کرتی۔

سریندر نے حیرانی سے للتا کی طرف دیکھا کہ وہ یہ سب کیا کہہ رہی ہے۔ للتا کھڑی کھڑی ہنس رہی تھی۔ سریندر کو اس وقت للتا بہت اچھی لگی۔ اس کے دل میں ایک میٹھے درد کا دھواں سا اٹھ کر رہ گیا۔ اس نے للتا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔ دونوں مسکرا پڑے۔ سریندر نے تصویر کی طرف دیکھا۔ وہ بول اٹھا دیکھو للتا وہ دونوں مسافر ایک ساتھ چلنے والے ہیں۔ میں نے غلط فہمی میں سمجھا تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو رہے ہیں۔

للتا مسکرا دی۔ دونوں نے محسوس کیا جیسے آج ان کے [illegible] ہوئے [illegible] کو سکون حاصل ہو گیا ہے۔

انتظار

جناب سہیل جمیل بی۔ ایس۔ سی

[illegible] تک [illegible] میری سوگوار آنکھیں [illegible] راہوں کے دیدے بھی — کوئی

گھڑے کا [illegible] دینے کے لئے اس نے اس کے پیچھے [illegible] گی ران سے کاٹ کر [illegible] جنتی کی ایک [illegible] رکھ دی۔ انفیکشن نہ ہو گئی اور [illegible] سکول جانے لگا [illegible] دماغ کی [illegible] کی بیماری میں ایک نئے چمتکار کا [illegible] ہو گیا ہے۔

نتیجہ برآمد ہوا [illegible]

ایک [illegible] کے [illegible] گیارہ مہینے کے ایک بچہ کا [illegible] ایپلیپٹک ایٹیکس کا دورہ ہوتا رہا۔ پھر بند ہو گیا [illegible] برس کی عمر پہنچ کر لڑکے کو مرگی کے دورے ہونے [illegible] ڈاکٹر چارلس ایچ ہیرس نے دیکھا کہ دماغ پر [illegible] کھوپڑی کی ہڈی کے دباؤ کے کارن دورے [illegible] ہیں۔ اس نے گھوڑے [illegible] کی شکل کا [illegible] ٹکڑا نکال کر کھوپڑی کا وہ حصہ اٹھایا جو [illegible] تھا۔ اس کے لئے [illegible] کے ٹھیک [illegible] مرگی [illegible] کے ساتھ ساتھ کاشتا [illegible] اور

کوئی [illegible] پھونک رہا ہے

دیکھئے کہیں آپ بھی تو نہیں۔ پھونکنے کے طریقے پر نہ جائیے، یہ مختلف بھی ہو سکتا ہے۔

جب کبھی آپ بے ضرورت یا چڑھتے ہوئے داموں پر کوئی چیز خریدیں تو گویا اپنی رقم برباد کرتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ زمانۂ جنگ کی بے تحاشا قیمتوں پر چیزیں خریدنا بڑے خسارے کا سودا ہے۔

بہت سی چیزیں تو بالکل دستیاب ہی نہیں، اور جو ہیں بھی اُن کی رسد بہت تھوڑی ہے۔ راشن بندی اور کنٹرول کا نفاذ اسی لئے کیا گیا ہے کہ مہیا مقدار میں سب کو مناسب حصہ رسد مل سکے۔ کنٹرول شدہ اشیا کی قیمت بھی جنگ سے پہلے کی قیمت سے بہت زیادہ ہے۔ جن پر کنٹرول نہیں اُن کا تو پوچھنا ہی کیا۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ کو باشندۂ ملک کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری کا احساس ہوگا اور آپ بلیک مارکیٹ کے مضحکہ خیز داموں پر سودا خریدنے کے قائل نہ ہوں گے۔ آخر پانچ روپے کی چیز کے دس روپے کیوں دیئے جائیں؟ اس سے کہیں بہتر یہ ہے کہ خریداری قیمتوں کے دُہرے [illegible] کر دی جائے۔ اُس وقت آپ کم قیمتوں پر [illegible] خرید سکیں [illegible]

کل کا فکر آج کیجئے
جتنا بچا سکیں بچائیے

مگر اپنی رقم کسی ایسی جگہ میں لگائیے جہاں یہ محفوظ رہے اور وقتِ ضرورت آپ کو مل سکے۔

نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹس، سرکاری قرضے، ڈاکخانے کا سیونگز بینک کھاتہ، بیمہ پالیسی، انجمن امداد باہمی اور بینک کا بچت کھاتہ، یہ سب چیزیں محفوظ بھی ہیں اور فائدہ مند بھی۔ زمین، عمارات، خانگی صنعتی اشیاء اور جواہرات خرید کر اپنی رقم کو خطرے میں نہ ڈالئے۔ ان کی قیمتیں آجکل بہت چڑھی ہوئی ہیں اور ان کے جلد گر جانے کا امکان ہے۔ مستقبل کے لئے بچائیے اور احتیاط سے لگائیے۔

AAA 160

[illegible] کے محکمۂ فائننس نے شائع کیا

لسرائے ہاؤس میں مولانا آزاد ملک خضر حیات خاں
وزیراعظم پنجاب کے ساتھ

شملہ میں مہاتما گاندھی رکشا میں سوار ہو کر وائسرائکل کا معائنہ کر
رہے ہیں

پنڈت جواہر لال نہرو نیشنلسٹ لیڈر کانگریس پارٹی کانفرنس میں شرکت
کیلئے جا رہے ہیں

مہاتما گاندھی کالکا ریلوے اسٹیشن پر اتر
رہے ہیں

شملہ میں مسٹر جناح اور پنڈت گوبند
والبھ پنت کی ملاقات

Regd. No L. 4008

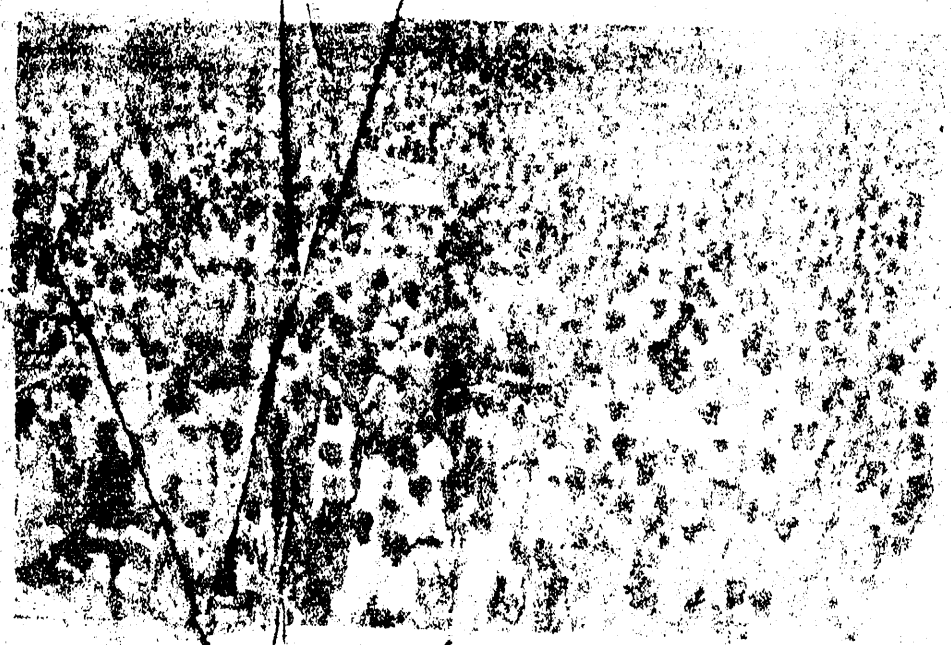

لکھنؤ ایئرپورٹ پر پنڈت جواہر لال نہرو کا پورٹریٹ

شربت نوبہار

Printed and Published by [illegible] Press, 24 Station Road, [illegible]

غلام کا خواب

ایچ ڈبلیو لانگ فیلو کی نظم "دی سلیو ڈریم"

دھان کے اک لہلہاتے کھیت میں بیٹھا ہوا
ہاتھ میں اس کے درانتی تھی گریباں چاک تھا
لوریاں دیتی تھی گو دشت و بیاباں کی ہوا
تھا جوانی کا نشہ اور اس پہ محنت کا اثر
خواب میں وہ دیکھتا ہے اپنی پچھلی زندگی
خود کو آزادی میں جب پانے لگا وہ نوجواں
دیکھتا ہے خواب میں اپنے وطن کا وہ سماں
دشت میں بہتا ہے دریا تیز رفتاری کے ساتھ

اک غلام بے نوا تھا فصل اپنی کاٹتا
بال تھے بکھرے ہوئے اور تھا پسینہ بہہ رہا
خواب راحت کا مزا لینا مگر ممکن نہ تھا
کھیت کی ٹھنڈی ہوا میں سو گیا وہ بے خبر
جس کو اس نے اس غلامی میں بسر کی ہی نہ تھی
آنکھ سے اس کے خوشی کے ہو گئے آنسو رواں
جبکہ وہ تھا اس جگہ کا ایک اعلیٰ حکمراں
اور دستور برسے شہر بھر ادب باندھے ہیں ہاتھ

گیت گاتی تھی ہوا اور رقص میں تھا آسماں
دل بھر آیا آنکھ سے اس کی ہوئے آنسو رواں

ایسے میں آ کر لے بیوی نے شوہر کے قدم
مسکرا کر کھیلتے تھے گود میں لخت جگر

دیکھتے ہی ننھے بچوں کو مٹ [illegible] رنج و غم
باپ نے لپٹا لیا سینہ سے ان کو دوڑ کر

ساحل دریا پہ آہستہ رواں تھا کارواں
گیت گاتی تھی ہوا اور رقص میں تھا آسماں

سرخ بگلوں کی قطاریں اڑتی تھیں سوئے فلک
ڈھل چکا تھا دن نمایاں شام کے آثار تھے
رات کی تاریکیوں میں جا رہا تھا اپنے گھر
دفعتہً آیا اسے اپنی غلامی کا خیال!!

یہ سلیمان زماں تھا سایہ گستر تھے فلک
ظلمت و نور آسماں پر برسر پیکار تھے
راستا معدوم تھا پھر بھی تھا وہ گرم سفر
فکر میں ڈوبا ہوا تھا اور طبیعت تھی نڈھال

دیکھا دریا کی طرف جو تھا بیاباں میں رواں
گیت گاتی تھی ہوا اور رقص میں تھا آسماں

سارے جنگل سے صدائیں آ رہی تھیں پر اثر!!
دیکھ کر یہ کہہ اٹھا "کیا ایک میں ہی قید ہوں
ڈوب کر بحر مسرت میں کہا ہنستا ..... ہوا
کوئی مجھ کو اس جہاں میں قید کر سکتا نہیں

نغمے آزادی کے گاتے تھے طیور اور جانور
مجھ سے دیکھا جائے گا اپنا یہ احوال زبوں؟"
کیا کبھی میں چھوڑ سکتا ہوں یہ جنگل کی ہوا!
اور یہاں میں بے بسی کی موت مر سکتا نہیں

چل بسا سوئے فلک وہ "چھوڑ کر خاکی جہاں"
گیت گاتی تھی ہوا اور رقص میں تھا آسماں!

رفیع

چنے ہوئے پھول

امرتسر: جناب دیندر ناتھ شرما رقمطراز ہیں)

کیا بجا ہوش ربی دیکھ کے انسانوں کے
ہو گیا طور بھی جلووں میں صنم خانوں کے (نوح ناروی)

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے (صفدر گوندلوی)

دل ہر قدم پہ یقیں ہزاروں منزلیں
مگر ایک مقام ہے مقام آ ہی گیا (جگر مرادآبادی)

وقت ہو تو دل بستیوں سے کھنچے لئے ہیں ناظر
تشنگی خود کو منوا لیتی ہے پانی نہیں جاتی (جگر مرادآبادی)

رہ میں کل تو تھا میں خشک ساحل کی طرح
ساقی نے مجھے قطرے سے دریا کر دیا (راز مرادآبادی)

آغاز جرس ہے اے فکر دکارواں
منزل رہ گئی پیچھے منزل سے ہم (قمر جلالی)

آئینہ کو دیکھ رہا ہوں میں بار بار
وقت پہ اپنی ہوتا ہے کس کا گماں مجھے (جوہر بجنوری)

مری ہمدم التفات راست جاں کائنات
دل کی خود دوا ہے میں درد میری دوا نہیں (رشید انور حیدرآبادی)

رنج نوعِ بشر کو فلک سے ٹکرا کر
دل رفعت کر دیا بیاں بدل ڈالیں (وحشی ملیح آبادی)

بدلوں سے اور لوگ ٹھکراتے ہیں سر بخیر
عرش تو نہیں ہے یہ آستاں بنے (سیماب اکبرآبادی)

نئے پہلو سے تصویر خیالی کھینچ کر
اس کو بھی میں نے مبہم کر دیا یہ کیا گیا (خوش میرٹھی)

اتنا پیار سے نہ دیکھ مجھے
ہنسنا جواں نہ ہو جائے (نامعلوم)

کوئی انیس کوئی آشنا نہیں رہتے
خدا کی آس بغیر از خدا نہیں رکھتے (انیس)

نوحِ آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
میں یہ ٹوٹ کر تارا مہ کامل نہ بن جائے (اقبال)

نہ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
وعدہ سے گذرنا ہے وفا ہو جانا (غالب)

میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا (مومن)

ہتا تھا راز الفت راز رہ جائے مگر
رے لب پر بے ارادہ ان کا نام آ ہی گیا (بہزاد لکھنوی)

ئے جانا ہی تمنا قبر میں پہنچا گئی
مقام آنے نہ پایا یہ مقام آ ہی گیا (نوح ناروی)

میں اک طوفاں ہے آنکھ تر ہوتی نہیں
کہتا ہے جہاں غم وہ مقام آ ہی گیا (فیض جیجھانوی)

ش غم اس نے کی لیکن ہنسی کو روک کر
پانی میں بھی رنگ انتقام آ ہی گیا (ناصر الفاروقی)

ہم میں احسان کو پہلا تو رف تھا مگر
ستے آئے تو لب پر ان کا نام آ ہی گیا (احسان بن دانش)

لطیفے

ایک بیوپاری شام کے وقت اچانک بیمار ہوا۔ اور رات کو چل بسا۔

دوسرے دن اس کے منیم کو بیوپاری کی میز پر ایک چٹھی ملی جو اس نے ابھی بند کر کے ڈاک میں نہیں ڈلوائی تھی۔ منیم نے اس چٹھی کو پڑھ کر کے ڈاک میں ڈلوا دیا اور اس کے نیچے یہ فقرہ لکھ دیا

یہ چٹھی لکھنے کے فوراً بعد مجھے موت آ گئی۔

ریل کے محکمہ کا ایک بڑا افسر دورہ کرتے کرتے ایک ایسے اسٹیشن پر پہنچا جو صدر مقام سے بہت دور تھا۔ اسٹیشن کا معائنہ کرنے کے بعد افسر نے اسٹیشن ماسٹر کو بہت ڈانٹا ڈپٹا۔

معلوم ہوتا ہے۔ تم صدر دفتر سے منظوری لئے بغیر ہی کام کر لیتے ہو۔ آئندہ تم نے ایسا کیا تو تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔

افسر دورہ ختم کر کے جب صدر دفتر میں واپس آیا تو اسٹیشن ماسٹر کا ایک تار ملا جس کا مضمون یہ تھا۔

اسٹیشن کے گرد و نواح میں ایک شیر گھسا ہے اور ریل کے لائن کو اپنا لقمہ بنا رہا ہے احکام صادر کئے جائیں کہ اس کے متعلق اب کیا کارروائی کی جائے؟

شہری۔ کیوں صاحب آج کونسی تاریخ ہے؟

دیہاتی۔ کیا کہا؟

شہری۔ میں پوچھ رہا ہوں آج مہینہ کی کونسی تاریخ ہے؟

دیہاتی۔ بھئی! میں تو گاؤں کا رہنے والا ہوں اور پہلی مرتبہ شہر میں آیا ہوں۔ مجھے ابھی کیا خبر ہے کہ اس شہر میں کونسا دن اور مہینہ کی کونسی تاریخ ہے؟

ایک صاحب کو پاگل انسانوں کی دماغی کیفیت جاننے کا بڑا شوق تھا اکثر پاگل خانوں میں آتے جاتے تھے اور زیر علاج مریضوں سے گفتگو کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے دیکھا کہ ایک پاگل بڑے انہماک کے ساتھ کچھ لکھ رہا ہے۔

انھوں نے اس کے قریب پہنچکر پوچھا۔ تم کیا کر رہے ہو؟

جواب ملا۔ خط لکھ رہا ہوں۔

کس کو؟

خود کو

کیا لکھا ہے؟

کل صبح جب خط لکھ کر پڑھوں گا تو معلوم ہو جائے گا

دل کہاں اور عمر بھر یہ بار پامالی کہاں
کچھ یہ ناکارہ تری گلیوں میں کام آ ہی گیا (ساغر نظامی)

A timely Stitch

بروقت ٹانکا

آپ کی پوشاک کی درستی کیلئے مناسب موقعہ کا کام دیتا ہے مگر آپکے جسم کا کیا حال ہے؟ "ساری بادینا" صفی خون، دوچیاری مقوی کا بروقت استعمال آپکے سسٹم کو درست کر کے آپ کی گذری صحت کو از سر نو بحال کر دیگا اور آپکے خراب خون کو صاف کر کے نیا تازہ خون بھر دیگا۔ یہ بدہضمی، جگر کی خرابی، جلن، ناسور درد، پھوڑے پھنسی اور اسی قسم کی دوسری جلدی بیماریوں میں تجویز کیا جاتا ہے

SARIBADINA

TONIC BLOOD PURIFIER

CALCUTTA CHEMICAL
CALCUTTA

خود بخود چلنے والا الارم پستول

چوروں، ڈاکوؤں اور جنگلی جانوروں کو خوفزدہ کرنے کے لئے آتشی کے مانند آواز کرتی ہے کسی لائسنس کی ضرورت نہیں ہے اپنی حفاظت کیلئے اور تھیٹر کے لئے بہت اچھی چیز ہے بہترین اسٹیل کی ساختہ، دیرپا اور ایک وقت میں دس بار چلتی ہے۔ قیمت ۱۲/- روپیہ سے ۱۰/- روپیہ، ۸/- روپیہ۔ ہر پستول کے ساتھ گولیوں کے چار پیکٹ مفت۔ ڈاک خرچ علیحدہ

اسٹینڈرڈ ویواج کمپنی

۳ ویلسلے سٹریٹ ہیٹ کھولا، کلکتہ (دلی سے)

صحت بخش، قابل اطمینان

مدن منجری گولیاں

عرصہ پچاس سال سے جوان ضعیف مرضی و تندرست استعمال کر رہے ہیں ہر مزاج کے موافق اور ہر موسم میں یکساں مفید ہیں خشی اجزا سے مبرا ہیں۔ یہ گولیاں قبض، بدہضمی، جریان، احتلام و قوت منی کو دور کر کے جسم و دماغ کو طاقت دیتی ہیں۔ چالیس گولیوں کی ڈبیہ سوا روپیہ۔ پتہ

کاسم جوت طلاء

عضو مخصوص کی کمزوری و مردانہ رگوں و پٹھوں کو مضبوط بنا کر اسکو کرنیوالا لاجواب طلاء فی شیشی اڑھائی روپیہ

مدن منجری فارمیسی جام نگر (کاٹھیاواڑ)

بمبئی برانچ:- رام واڑی کالبادیوی روڈ

دہلی ایجنٹ: جمنا داس کپتی چاندنی چوک، کانپور: موتی لال اینڈ پارکھ مسٹن روڈ

Allenburys

FAMOUS PRODUCTS

ماضی کی طرح پورے اطمینان کے ساتھ اب بھی ہندوستان میں ہمارے دوستوں کو ایلن اینڈ ہنبریز کی بہت سی تیار کردہ اشیاء ملتی ہیں۔ حالانکہ جنگ کے باعث بہت سی چیزیں بالکل نہیں ملتیں اور بہت سی چیزیں محدود ہیں پھر بھی حالات کے اجازت دینے پر پھر سے ان اشیاء کی بہم رسانی کی پوری کوشش کی جائے گی۔

Allenburys

FOODS • FEEDERS • RUSKS
MALIBORANGE • BYNIN AMARA
PASTILLES • LIXEN • CASTOR OIL

Allen & Hanburys, Ltd.
(Incorporated in England)
CLIVE BUILDINGS, CALCUTTA

تیج و پکار دہلی

بمبئی — اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

کیا جنگ ختم ہو گئی ہے؟

پھر فوجی تیاری اور اسلحہ سازی کی دوڑ کیوں جاری ہے؟

پہلی جنگ عظیم کی طرح جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تھی تو اتحادیوں نے بڑے طمطراق سے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ لڑائی دنیا میں مستقل امن قائم کرنے کے لئے لڑی جا رہی ہے اور اس سے آئندہ لڑائیوں کا دروازہ بند ہو جائے گا! لیکن کیا یہ حقیقت ہے اور دوسری جنگ عظیم نے دنیا کے سامنے کوئی ایسا ہی خوشگوار نتیجہ پیش کیا ہے؟ حالات و واقعات سے تو ہمیں اس کا جواب نفی میں مل رہا ہے اور اس معاملہ کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مغرب میں ناری طاقت اور مشرق میں جاپانی دست درازیوں کے ختم ہو جانے کے بعد اگرچہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اتحادی طاقتیں آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں اور دنیا کی تمام قوموں کی آزادی کے ذرائع پیدا کر کے اپنے دعوائے آزادی و جمہوریت کو عملی جامہ پہنانے میں سرگرم ہو جائیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ان میں خود ہی باہمی اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے کی طرف سے مطمئن نہیں ہیں بلکہ ایک عام بے اعتمادی اور بدظنی کی فضا پائی جاتی ہے۔

پچھلے دنوں اتحادیوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس بالکل بے نتیجہ ثابت ہوئی اور تلخی پر ختم ہوئی اس کے بعد امید کی جاتی تھی کہ پریسیڈنٹ ٹرومین، مسٹر اٹیلی اور ایم اسٹالن میں ایک ملاقات ہوگی جو معاملات کو جلد سلجھا دیگی، یہ ملاقات بھی اب تک نہیں ہوئی ہے کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ اب کوئی ایسی خلیج ان تینوں طاقتوں کے درمیان رفتہ رفتہ حائل ہوتی جا رہی ہے جو پاٹی نہیں جا سکتی؟ روس کو جائز یا ناجائز طور پر مغربی جمہوریتوں سے یہ شکایت ہے کہ اس کو "ایٹم بم" کی تیاری کا راز نہیں بتلایا گیا، جہاں تک خود "ایٹم بم" کے سلسلہ میں ذراتی طاقت اور انرجی کے بنیادی اصول کا تعلق ہے، دنیا کے کسی جدید سائنس داں سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے غالباً صرف اس کی تیاری کا آخری فارمولا پوشیدہ ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ دنیا میں یہ کب تک پوشیدہ رہے گا؟ یہ خبر کہ ذراتی انرجی کی دریافت کا "نوبل پرائز" ایک جرمن سائنس داں کو عطا کیا گیا ہے اس اتحادی دنیا میں جس پراپیگنڈا کے ذریعہ بتلایا گیا تھا کہ یہ کوئی خالص "اینگلو امریکن" ایجاد ہے، حیرت کا باعث ہوئی ہے، اب یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ وہ جرمن سائنس داں جرمنی سے بھاگ کر اتحادی فوج کی صفوں میں چلے گئے تھے اور انہیں نے یہ راز اتحادیوں کو بتلا دیا تھا ان کو ہوائی جہاز پر امریکہ لیجایا گیا اور ان کے فارمولا کو جب پروفیسر آئنسٹائن نے جانچ لیا تو ایٹم بم تیار کیا گیا لیکن کچھ ایسے جرمن سائنس داں بھی ہیں جو روسیوں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں اور وہ غالباً اس راز سے واقف ہیں۔

لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ سردست کسی اور کو ایٹم بم کا راز معلوم نہیں ہے تو تحقیقات کے ذریعہ اسے معلوم کر لینا ہی کون سا دشوار کام ہے! دیکھئے کہ اس سلسلہ میں ہندوستان کے مشہور سائنس داں سر شانتی سروپ بھٹناگر کیا فرماتے ہیں، انہوں نے پچھلے دنوں اپنے ایک ریڈیو براڈ کاسٹ میں کہا ہے کہ اکثر سائنس داں جو ذراتی علم طبیعات، علم کیمیا کے ماہر ہیں ایٹم بم کی تیاری کی میکانی نوعیت کو سمجھتے ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں کہ ان کڑیوں میں کہیں کہیں خلا پایا جا سکتا ہے مگر دنیا کے کسی حصہ میں کوئی بھی ذہین سائنٹیفک کارکن تحقیقات کے ذریعہ اس خلا کو بہ آسانی پُر کر سکتا ہے"

سر شانتی سروپ بھٹناگر کو اس امر میں کوئی بھی شبہ نہیں ہے کہ "بہت جلد روسی بھی ان رازوں کا پتہ لگا لیں گے جو آج ان سے چھپائے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی مزید چیزیں بھی معلوم کر لیں گے جو امریکنوں اور برطانیوں کو بھی معلوم نہیں ہیں"۔ اور اس کا نتیجہ ان کے خیال میں یہ ہوگا کہ لڑائیوں کا سلسلہ غیر محدود ہو جائے گا اور اسلحہ سازی کی دوڑ اتنے بڑے پیمانے پر جاری ہوگی جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں پائی جاتی"

ہم دیکھتے ہیں کہ سر شانتی سروپ بھٹناگر نے جس خطرے کا تذکرہ فرمایا ہے (باقی کالم ۴ پر)

آہ! بہن ستیہ وتی!

سارے ہندوستان کے جن پرسوز حلقوں میں بہن ستیہ وتی جی کے سورگباش کی روح فرسا خبر نے گذشتہ ہفتہ میں صف ماتم بچھا دی اس دنیا میں بعض زندگیاں ایسی ہوتی ہیں جو صرف قربانی و خدمت وطن کے لئے وجود میں آتی ہیں اور دوسروں کے لئے ایک شاندار عمل پیش کر کے اپنی ملک عدم ہو جاتی ہیں، سورگیہ ستیہ وتی جی بھی انہیں لوگوں میں تھیں جنہوں نے قومی خدمت ہی کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور اس خدمت کے دوران ہی میں آپ اس دنیائے فانی سے چل بسیں ہندوستان کے کانگریسی کارکنوں میں آپ کی جا صف اول میں تھی اور اس پاکیزہ ملک کی کوئی تحریک آزادی ایسی نہ تھی جس میں آپ نے حصہ نہ لیا ہو اور جیل خانہ کی کوٹھریاں نہ جھیلیں ہوں، ان کی زندگی کا فسانہ حقیقت میں ایک پُرجوش اور انتھک خدمت وطن اور ایک طویل قید و اسیری کا افسانہ ہے، بہن ستیہ وتی جی ۱۹۳۰ء میں کانگریس کی تحریک میں انتہائی مخلصانہ جوش و خروش کے ساتھ شریک ہوئی تھیں اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی، "مشہور نمک ستیہ گرہ" کی تحریک میں گرفتار کر لی گئیں اور اس کے بعد سے اگست ۱۹۴۲ء تک آپ کی گرفتاریوں اور نظر بندیوں کا سلسلہ بار بار جاری رہا۔ اسی دوران میں آپ کی صحت خراب ہو گئی اور بعد کو آپ مرض دق و سل میں مبتلا ہو گئیں مگر آپ میں وطن کی خدمت کا جذبہ اس قدر بھرا ہوا تھا کہ آپ نے نہ تو ڈاکٹروں کی ہدایت کی پروا کی اور نہ کبھی آرام کیا، آخر ۱۹۴۲ء میں گرفتار اور نظر بند ہونے کے بعد رفتہ رفتہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے آپ کی شفایابی کی امید ترک کر دی، اس کے بعد وہ رہا کر دی گئیں لیکن حکومت نے پھر بھی انہیں دہلی میں داخل نہ ہونے کی پابندی عائد کر دی، انہوں نے اس پابندی کی خلاف ورزی کی اور پھر شاہدرہ میں ان کی گرفتاری عمل میں آئی لیکن بعد کو وہ رہا کر دی گئیں اور ان کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا گیا، ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ خرابی صحت اور ایک خطرناک مہلک مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود بہن ستیہ وتی جی کس درجہ دلیر اور خود دار تھیں، آخر کار کنگز وے ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد آپ نے اپنی وہ بیش قیمت زندگی جو صرف قربانیوں میں صرف ہوئی تھی وطن پر بھینٹ چڑھا دی، آپ امرتسر سوامی شردھانند جی کی نواسی تھیں اور آپ کی بلند حوصلگی اسی سے ظاہر ہے کہ انتقال کے صرف دو روز پہلے پنڈت جواہر لال نہرو سے یہ کہا تھا کہ "میری خواہش صرف یہی ہے کہ ہندوستان آزاد ہو جائے" حقیقت میں بہن کی زندگی تھی جو تمام محبان وطن کے لئے ایک لاجواب سبق پیش کرتی ہے، اور اس کی یادگار قائم رکھنے کی صورت یہی ہے کہ آزادی ہند کی طلب کا چراغ ہر وقت دلوں میں روشن رکھا جائے، ہم سورگیہ ستیہ وتی کی آتما کی شانتی کے لئے پرماتما سے دعا کرتے ہیں اور ان کے پسماندگان کے غم میں شریک ہیں۔

پنچائت سسٹم

صوبہ یو۔پی کے وزیر سر مارس ہیلیٹ نے بریلی میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ دیہاتوں میں پنچائت سسٹم کا رائج کرنے کی حکومت سابق نے غلطی کی تھی اور اس سے ہندوستان کو بہت نقصان ہوا ہے، غالباً اب تک سر مارس اپنی حکومت کے کاموں میں زیادہ مصروف تھے اس لئے ان کو ان باتوں پر غور کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا اب جبکہ وہ فارغ ہوئے ہیں اپنی حکومت کے نقائص سمجھنے کے لئے وقت نکال رہے ہیں، پھر بھی شاید انہوں نے ہندوستان کے پرانے پنچائت سسٹم کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہے اس لئے وہ پنچائتوں کو صرف ادنیٰ (Minor) دیوانی کے مقدمات کے فیصلہ کا اختیار دینا چاہتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پنچائت حقیقت میں ایک سیاسی اور اقتصادی حکومت خود اختیاری کا دوسرا نام ہے جو متفق طور پر ہر دیہات میں عمل کرتی تھی، ضرورت ہے کہ زمانے کی رفتار کے مطابق پرانی باتوں میں کچھ اصلاح کی ضرورت ہو، سر مارس غالباً یہ سننا بھی پسند نہ کریں گے کہ روس کی دیہاتی "سوویٹ" لگان وصول کرنے اور مقامی ٹیکس عائد کرنے تک کا اختیار رکھتی ہے اگر پنچائت کے ہاتھوں میں صرف تھوڑے سے انتظامی اختیارات ہوں گے اور روپیہ کی تھیلی دوسرے ہاتھوں میں ہوگی تو اس کو وہ اثر اور اقتدار حاصل نہ ہوگا جو دیہاتی تعمیری کاموں کے سلسلہ میں اسے کامیاب بنا سکے اس لئے ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ "لاکلریٹ" کا خیال ترک کیا جائے اور یہ خیال ترک کر دیا جائے کہ ہر دیہات صدر مجسٹریٹ صاحب کی حکمرانیوں کی جولانگاہ بنا رہے اور آہنی پنجہ ڈھیلا نہ ہو۔

بقیہ لیڈر

وہ اب بھی ہمارے سامنے موجود ہے اس وقت ہماری نگاہ پریسیڈنٹ ٹرومین کی ان سفارشات پر ہے جو انہوں نے امریکن کانگریس (پارلیمنٹ) کے ایک مشترک اجلاس میں پیش کی ہیں" ان سفارشات کی رو سے امریکہ میں ایک قانون بننے والا ہے جس سے سترہ برس سے لے کر بیس برس تک کی عمر رکھنے والے تمام جوانوں کو ایک سال کی جبری تعلیم دی جائے گی" صرف یہی نہیں بلکہ ایک بڑی بحری اور ہوائی طاقت" بھی برقرار رکھی جائے گی اور فوجی تیاریوں کو آگے بڑھتے رہنے کے لئے نئے نئے آلات حرب کی (باقی لیڈ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

اشارات

کہا جاتا ہے کہ کپتان شاہ نواز نے جو
ہندوستان نیشنل آرمی کے افسر تھے اور اپنے سپاہیوں
سمیت لال قلعہ میں نظر بند ہیں اور جن کے خلاف
غداری کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی تو مسلم
لیگ کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کی پیشکش کو
منظور کر دیا ہے۔ ان کے خیال میں اس کے
فرقہ وارانہ تعلق نہیں ہے اور جو کچھ بھی ان لوگوں
نے کیا ہے "مذہب، زبان اور علاقہ کے امتیاز
کے بغیر" کیا ہے۔

یہ الفاظ اس عہدنامہ کے ہیں جو آزاد ہند
فوج کے ہر فرد نے اپنے اوپر عائد کر رکھا تھا۔ ان
الفاظ کے چند یہ الفاظ ہیں: "میں ہندوستان
اور ہندوستانی آزادی کی تحریک کی اپنی پوری طاقت
سے خدمت کروں گا خواہ اس سے میری زندگی خطرے
میں پڑ جائے۔ میں اپنے لئے کوئی ذاتی فائدہ نہیں
چاہوں گا، میں تمام ہندوستانیوں کو اپنے بھائیوں
اور بہنوں کی طرح خیال کروں گا"

اس پر مدیر "ہفتہ وار دہلی" میں دے فیرزدار
مصنف ایک دلچسپ تجویز پیش کرتا ہے۔ ہم اس کو
درج کرتے ہیں، وہ لکھتا ہے: "ہم سب کی بڑی
خواہش ہے کہ ہر ہندوستانی کو خواہ وہ کسی
حیثیت میں ہندوستان کی خدمت کرنا چاہتا ہو
یہی حلف اٹھانا چاہیئے بالخصوص حکومت ہند کے ممبروں
اور جو وزراء انتخابات کے بعد عہدے قبول کریں
ان کو بھی یہی حلف اٹھانا چاہیئے اور جب اسمبلی کی
ایگزیکٹو کونسل کی یا گورنروں کے کیبنٹ کی میٹنگ
ہو تو ان لوگوں کو یہ حلف دہرانا چاہیئے"۔

ہم اس تجویز کو سر
ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں کی خدمت
میں پیش کرتے ہیں اس ضروری کام کو بلند ترین
سطح ہی سے شروع ہونا چاہیئے بعد کو لوگ درجہ
بدرجہ اس پر عمل کرتے جائیں گے۔

معاصر "بمبئی کرانیکل" نے ایک دلچسپ
سرگزشت کہانی پیش کی ہے:۔

ایک بے وقوف آدمی سڑک کے کنارے
کھڑا ہے اور مسلح فوجوں کو آتے ہوئے اور گزرتے
ہوئے دیکھ رہا ہے۔

"یہ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں؟" وہ پوچھتا ہے

"امن کی منزل سے آ رہے ہیں!" جواب
ملتا ہے۔

"یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟" وہ پھر
سوال کرتا ہے،

"جنگ کی طرف جا رہے ہیں"

"لڑائی میں یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟"

"وہ دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور ان کے
شہروں کو جلا دیتے ہیں"

"لیکن وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟"

"تاکہ امن قائم ہو جائے"

"میں اسے نہیں سمجھ سکتا" بیوقوف
نے جواب دیا "امن کی طرف سے اور جنگ
کی طرف جانا تاکہ امن قائم ہو جائے! امن
کی پہلی ہی منزل میں کیوں نہیں ٹھہرے رہتے؟"

مشرقی ہند میں طوفان و بارش

(تیج دہلی کے خاص شاعر کے قلم سے)

آفتیں روز نئی ہوتی ہیں نازل اس پر
مشرقی ہند کی حالت ہوئی جاتی ہے خراب
کبھی امراض کے حملے کبھی طوفان مہیب
کبھی قحط اور کبھی آندھی، کبھی ہے سیلاب
نہیں ہوتا کبھی حالت میں توازن پیدا
کبھی ہے کثرتِ باراں تو کبھی قلتِ آب
ہر طرح قابلِ افسوس ہے یہ صورتِ حال
دیکھ کر جس کو ہر انسان کا دل ہے بے تاب
فاقوں سے مرتے ہیں بنگال میں اب بھی کچھ لوگ
اور کچھ سوئے عدم جانے کو ہیں پا بہ رکاب
کبھی آرام کے دو دن نہیں ہوتے ہیں نصیب
اس مصیبت سے زیادہ نہیں کوئی بھی عذاب
اُن کی امداد ہر انساں کا ہے فرضِ اوّل
کہ ہے اخلاق یہی، اور یہی کارِ ثواب

(نوٹ) چند روز سے یہ خبریں آتی ہیں کہ مشرقی ہند یعنی مدراس، بنگال، بہار اور اڑیسہ میں سخت ترین آندھی اور بارش سے ہزاروں آدمی تباہ اور بے خانماں ہو گئے ہیں۔

رازونیاز

سوال: پچھلے دنوں ایک خبر آئی تھی کہ جاپان کے باشندوں نے گوریلا قسم کی جنگ کے سلسلہ میں ڈچ اور برٹش وغیرہ کو یہ دھمکی دی تھی کہ دوسرے آلاتِ حرب کے علاوہ وہ سانپوں کو بھی ان کے خلاف استعمال کریں گے۔ کیا جنگ میں جانوروں کے استعمال پر آپ کچھ مزید روشنی ڈال سکتے ہیں؟

(سشیلا ناتھ، گورکھپور)

جواب: آپ کا سوال کچھ مبہم سا ہے جنگ میں ویسے تو بہت سے جانور زمانہ قدیم سے استعمال ہوتے آتے ہیں مثلاً گھوڑے، اونٹ، ہاتھی وغیرہ، لیکن گولے بارود کی ایجاد کے بعد ہاتھی کا استعمال ایک جارحانہ یا مدافعانہ آلۂ حرب کی طرح ترک کر دیا گیا تھا۔ اب پچھلے دنوں جاپانیوں نے برما کے جنگلوں کی لڑائی میں ہاتھی کا استعمال شروع کیا تھا، گوریلا قسم کی جنگ میں اہل جاپان سانپوں سے جو مصرف لے سکتے ہیں اس کا علم انہیں کو ہے۔ قدیم رومن لڑائیوں میں یہ ہوتا تھا کہ سانپوں سے بھرے بھرے ٹوکرے دشمنوں کی صف میں پھینک دیتے تھے اور اس سے دشمنوں میں بہت انتشار اور خوف و ہراس پھیل جاتا تھا، اس کے علاوہ نامہ بروں کے طور پر کبوتروں کا استعمال بھی اب تک جاری ہے۔

سوال: سنا ہے کہ متھرا کے سب ڈویژنل افسر نے کپڑے کی مقدار کی کمی کے باعث ہر شخص کو ایک گز کا دسواں حصہ کپڑا عنایت کیا ہے اس سے کیا فائدہ ہوگا؟

(رام چندر، دہلی)

جواب: ایسے موقع پر آپ کو یہ شعر پڑھنا چاہیئے ؎

ہائے اس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

بقیہ لیڈر

دفاع کے لئے سائنٹیفک تحقیقات بھی جاری رہے گی اس سلسلہ میں خود پریسیڈنٹ ٹرومین کہتے ہیں: "ایٹم بم ایک کافی فوج اور بحری ہوائی طاقت کے بغیر بالکل بے کار ہے۔ اس لئے اپنے ساحلوں کی حفاظت کے لئے ہر حملہ سے نپٹنے کے لئے اور آگے بڑھ کر دشمن کی مملکت پر بم گرانے کے لئے ہمیں ایسی ہی طاقت کی ضرورت ہے"۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ انتہائی مایوسی اور خوف زدگی اور اس سے پیدا ہونے والی لڑائی کا فلسفہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہی وہ اسلحہ سازی کی دوڑ ہے جس کا نیا خطرہ ایٹم بم کی ایجاد کے وقت سے پیدا ہو گیا ہے اور پریسیڈنٹ ٹرومین نے یہ صاف بتلا دیا ہے کہ یہ دوڑ اپنی تمام ہولناک علامتوں کے ساتھ شروع ہو رہی ہے اگرچہ برطانی پریس نے اس پر تا دمِ تحریر کوئی رائے ظاہر نہیں کی ہے مگر لندن کے آزاد خیال اور ترقی پسند حلقوں میں اس سے تشویش پھیل رہی ہے، اور اسے بدفالی کا پیغام سمجھا جا رہا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ امریکہ کو اجتماعی تحفظ کے اصول اور "یونائیٹڈ نیشنز آرگنائزیشن" پر بھروسہ نہیں ہے ظاہر ہے کہ اگر جنگ کے بعد بھی جبریہ فوجی تعلیم اور اسلحہ سازی کی دوڑ جاری رہی اور خود تینوں بڑی اتحادی طاقتیں ایک دوسرے سے خائف اور شبہ رہیں تو موجودہ دفعہ کو جنگ روزہ امن اور ایک نئی جنگ کی تیاری کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے!!!

دہلی میں کنٹرول اور سپلائی!

پچھلے دنوں دہلی میں کنٹرول اور سول سپلائی کے انتظامی نقص اور بعض بداعمالیوں اور رشوت ستانیوں کے متعلق بہت سے مضامین ایک انگریزی مقامی معاصر میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہ خرابیاں ویسے تو بہت دنوں سے جاری ہیں مگر غریب پبلک کے پاس خاموشی کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا اب یہ اخبارات میں بھی یہ خرابیاں منظرِ عام پر آ گئی ہیں تو مقامی حکومت کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ پانی لوگوں کے سر سے گزر چکا ہے اور عوام بھی تنگ آ گئے ہیں۔ ایسی حالت میں مقامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ دہلی کے کنٹرول اور سپلائی کے متعلق ایک ایسی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرے جو پوری غیر جانبداری کے ساتھ ان تمام شکایتوں کی تفتیش کر سکے اگر اس کمیٹی میں ایک سرکاری اور ایک غیر سرکاری آدمی شریک ہو تو ایک حلقہ کی یہ تجویز معقول معلوم ہوتی ہے کہ چیف کمشنر دہلی کے سیکرٹری مسٹر گیبس اور مسٹر آصف علی کو یہ تحقیقاتی کام سپرد کر دیا جائے۔

اسٹالن اور روسی عالمگیر پالیسی

روس انہوں بہت پیچیدہ قائم کی پالیسیوں میں پھنسا ہوا ہے۔ بعض مرتبہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے تمام معاملات کامیابی کے ساتھ ایک دہے یا بھاری کیا تھ تگ چلے جاتے ہیں لیکن یہ خیال ایک فریب نظر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس نے جنگ میں فتح حاصل کی ہے اور اب بھی بڑے بڑے فوائد حاصل کر سکتا ہے پھر بھی وہ کسی قدر پریشان ہے اور بعض مقامات پر پیچھے ہٹنا بھی پڑ رہا ہے اور اس کے گھریلو معاملات میں بھی ایک غیر یقینی صورت حال پائی جا رہی ہے۔

اسٹالن خود اپنی زندگی میں اب کوئی دوسری لڑائی نہیں چاہتا وہ تھک گیا ہے اور جب سوویٹ یونین کسی بات پر اڑ جاتی ہے تو وہ اسے مان لیتا ہے یا صلح کر لیتا ہے لیکن یہ ایک یقینی امر ہے کہ وہ بڑی بڑی ڈپلومیٹک کامیابیاں چاہتا ہے اور انہیں حاصل بھی کر رہا ہے اس کا سب سے بڑا یہ ہے کہ وہ سیاسی موقعوں پر کامیابیاں حاصل کر لیتا ہے جب تمام دوسری بڑی طاقتیں سمجھوتے میں ہیں کہ وہ کسی ایسے خطرناک حد تک لیجانا نہیں چاہتا روس کے لئے یہ بہت ہی شاندار امر ہوگا اگر فتح کے بعد اسی تمام یورپ پر اسٹالن کی حمایت کا دے دی جائے۔ اس انقلاب کی دوسری طاقتوں کے [illegible]

بعض مبصروں کا خیال ہے کہ اسٹالن کی زندگی کا زیادہ حصہ باقی نہیں ہے اس افواہ کے لئے بنیاد بھی موجود ہے یعنی اسٹالن کی طبیعت ناساز ہے مزید برآں سرخ فوج کا ڈسپلن کم ہو رہا ہے اور اسٹالن اور اسٹالن پرستی چیلنجوں کی بھی ہو رہی ہیں۔

سائبیریا کا ایک بڑا قانون روٹھا ہے اس کو پروپیگنڈے کے ذریعہ روکنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے لیکن نقد کا ڈٹ اور بہت سی روسی سکیموں سے مغربی طاقتوں کا اختلاف بھی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ کوئی بھی یہ پیشین گوئی نہیں کر سکتا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا مگر حقیقت بہرحال حقیقت ہے۔

اگر اسٹالن کو زوال آجائے یا وہ دنیا سے چل بسے تو اس کا جانشین کوئی ایسا شخص ہوگا جو ایک دوسرے سے زیادہ خطرناک ہوگا۔ ایک اندرونی جدوجہد روس میں موجود ہے سیاستدان اور سپاہی دونوں طاقت حاصل کرنا چاہتے ہیں بڑے سیاست دانوں میں صرف مولوٹوف ہی جو کمیونزم کی حمایت کرتا ہے اس لئے کہ وزیر خارجہ

بلقان فلسطین کے معاملات بارود اثر رکھتے ہیں

از کینتھ ڈی کورسی!

[illegible] کی حیثیت سے یہ لفظ اس [illegible] ۱۹۳۸ء کو کرچکا وہ میثاق [illegible] نے مفید ہوتا ہے مگر باقی تمام سیاستدان سرح [illegible] اور پھیلا دیا چاہتے ہیں اور غیر مکتیوں کے خلاف ہیں۔

وسطی مشرق!

وسطی مشرق کی وہ تر [illegible] ہے جس میں تمام معاملات [illegible] جائیں گے یہی وہ علاقہ ہے جہاں روس انتہائی [illegible] بجنس [illegible] آخر دست ریز [illegible] کرتے ہیں [illegible] اس کی آخری مراد [illegible] موجود ہیں [illegible] سے زیادہ وہ کچھ نہیں دے سکتے۔ مزید [illegible] وہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ پاٹسڈام کانفرنس کے بعد سلطان ابن سعود سے ملکر مسٹر روزویلٹ [illegible] اور مسٹر چرچل نے یہ وعدہ کیا تھا کہ عربوں سے مشورہ [illegible]

> یہ مضمون جس کا ترجمہ [illegible] کر رہے ہیں معاصر [illegible] آف [illegible] میں شائع ہوا ہے [illegible] کا خیال ہے کہ [illegible] وسطی [illegible] کے ممالک کی صورتحال روس کی عالمگیر پالیسی [illegible] مشرق یورپ کی بہبودی [illegible] کی [illegible] کر رہے ہیں [illegible] اگر [illegible] کا [illegible] دوسری طرف [illegible] کے درمیان [illegible] بالکل دوسری طرف [illegible] وغیرہ میں بھی [illegible] کی موجودگی [illegible] بقول مصنف کی [illegible] کی بھول بھلیاں میں روس احتیاط کیساتھ چل رہا ہے اور [illegible] ہر قدم کو جانچ جاتا ہے۔

[illegible] ایک بڑے آدمی ہیں [illegible] بہت سے اہم مسائل ہیں۔ وہ اس حقیقت کو بنیادی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ تمام عرب ممالک کی اقتصادی بہبودی اسی میں ہے کہ وہ سب طاقتوں سے اچھے رکھیں۔ لیکن ان کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ انہیں طاقتوں سے انہیں کچھ سیاسی مراعات بھی حاصل کرنی ہیں۔

[illegible] کے اقتدار کا خاتمہ [illegible] ممالک کو پسند ہے اس سے دریائے [illegible] کے متعلق اپنی پالیسی سے برطانیہ نے پیرسنج بھی حاصل کیا ہے۔ لیکن فلسطین کا معاملہ سامنے آتے ہی برطانیہ کی مشکلات کھڑی ہو جاتی ہیں روسیت متحدہ امریکہ ہی اسی کشتی میں ہے۔

[illegible] کا یہ کہنا ہے کہ فلسطین کے دہانے پر [illegible] کا مسئلہ زیر بحث آیا تھا [illegible] کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ پریسیڈنٹ ٹرومین کے اس بیان نے عرب دنیا میں ایک ہلچل مچا دی تھی اگرچہ باہر والوں کو اس کے متعلق بہت کم پتہ تھا۔

یہودی نقطہ نگاہ!

[illegible] فلسطین کی یہودی تحریک کے ایک [illegible] یہ اطلاع دی ہے۔ یہودی لوگ [illegible] کو [illegible] ناپسند کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ [illegible] حقوق کا کافی خیال نہیں رکھا گیا ہے [illegible] یورپ میں جو مظالم ڈھائے گئے ہیں ان سے وہ اور بھی پراگندہ ہو گئے ہیں مشرقی یورپ کے بڑے بڑے علاقوں میں یہودی لوگ مسلسل طور پر سوویٹ کی طرف ہجرت [illegible]

[illegible] کرتے ہیں اور ان [illegible] یا جاتا ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]

غذائی اشیاء سے علاج

قدرت نے بہت سی ایسی چیزیں پیدا کر رکھی ہیں کیا پاخانے اور بدن کی پرورش کرنے کے علاوہ اپنے اندر ہونے کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں مختلف موسموں میں چلا جاتا ہے جو بیماریاں ہوتی ہیں اس موسم میں ایسی سبزیاں بھی پیدا ہوتے ہیں جو ان بیماریوں کو روکتے ہیں کو روکتے ہیں گرمی کے موسم میں تپش کی وجہ سے بہت سی تبدیلیاں ہوتی ہیں جسم میں تیزابی بڑھ جاتی ہے جس کی وجہ سے گردہ، شانہ اور معدہ میں خرابی آجاتی ہے یا پیشاب میں کمی، جلن اور ان عارضوں کی وجہ سے دل کی کیفیت وغیرہ ہوتی ہے ان شکایتوں کے لئے قدرت نے خیار، تربوز، خربوزہ، لوکی، بیل، انار، تازلی وغیرہ پیدا کی ہیں ان میں سے پہلی تین چیزیں پیشاب زیادہ لاتی ہیں کی جلن کو دور کرتی ہیں اور بدن کے جلے ہوئے مادوں کو اور پتھری، درد گردہ اور جوڑوں میں درد کرنے والے مادوں کو نکالتی ہیں۔ خربوزہ معدہ اور کے لئے مفید ہے قبض کو دور کرتا ہے اور پیشاب بھی لوکی جسم میں ٹھنڈک پیدا کرتی ہے۔ بیل معدہ اور کو قوت دیتا ہے اور ہضم کے لئے نہایت مفید ہے سنگترہ، نارنگی، پپیتا اور دل کی بے چینی کو دور کرتے ہیں سردی کے موسم میں حلوے اور مغزیات کا استعمال کی حرارت کو بڑھاتا ہے جس سے سردی کی بیماریاں ہوتی ہیں اسی طرح بعض موسمی چیزیں اس موسم کی خاص بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہیں مثلاً املی، انار اور لیموں گرمی کی بدہضمی اور ہیضہ سے گلے کی سوزش سے، بیل پیچش سے۔

دل اور جگر کی کمزوری دور کرنے کے لئے قدیم اطبا کے انار کے رس سے اور سردی دور کرنے کے لئے سے بہتر کوئی چیز نہیں، سنگترہ بنی کے لئے میٹھا زہ اور کیلا ہر شکل میں مفید ہے۔ منہ، ناک اور پیشاب خون آنے کے عارضوں میں خرفہ کا سالن خاص اثر رکھتا خون کے دستوں میں املی کی پتی پیس کر پینا مفید ہے خشک کھانسی کے لئے کھجور، کیلا، مکھن، اور بادام مفید تر کھانسی کے لئے شہد بہت مفید ہے۔ کالی کھانسی امرود بھوبل میں پکا کر یا بیر چولہے کی راکھ میں تھوڑی رکھ کر کھانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

ذیابیطس کے لئے جامن، کچا انار، پتھری کے لئے بوزہ، مولی کا ساگ اور پتھر پھوڑی کا ساگ، پیشاب جلن کے لئے تربوز، دودھ کی لسی اور آش جو مفید ہیں۔

دل کی دھڑکن کے لئے سنگترہ، سیب، گاجر، چقندر کا پانی اور انار مفید ہے، خون کے بڑھے ہوئے دباؤ کے لئے مربا آملہ اور خون کی کمی کے لئے جامن، چقندر کا پانی، آم اور تازہ پھل اور ہری ترکاریاں بہت مفید ہیں۔ عام جسمانی کمزوری، دودھ اور مکھن کے استعمال سے بہت جلد دور ہو جاتی ہے جسم کو فربہ کرنے کے لئے مغزیات، حلوے، بالائی، مکھن کا استعمال مفید ہے اور موٹاپے کو دور کرنے کے لئے گاجر، سبزیاں اور بھاجی دانہ کی کھیر موثر ہے۔

خون کی صفائی کے لئے پھاڑے ہوئے دودھ کا پانی خاص چیز ہے۔ شوگر کو دور کرنے کے لئے کچے آم کا شربت موسمی بخاروں کے لئے کریلا اور کچا امرود پیٹ کے کیڑوں کے لئے شفتالو اور شریفہ مفید ہے۔

سائنس کی تحقیقات کے مطابق بہت سی بیماریاں جسم میں وٹامین کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں ان کا علاج یہی ہے کہ اس کمی کو دور کیا جائے۔ وٹامینز زیادہ تر غذاؤں میں پائی جاتی ہیں یہ اپنی الگ الگ خصوصیتوں کے لحاظ سے کئی قسم کی ہوتی ہیں اگر جسم میں وٹامین کم ہو جائے تو آنکھوں میں سوزش، بصر میں خلل، نمونیا، اور دق و سل کی صلاحیت، ہڈی میں کمزوری، سوکھے کی بیماری پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کمی کو دور کرنے کے لئے دودھ، گھی، مکھن وغیرہ استعمال کرنا چاہئے ان چیزوں میں یہ وٹامین کافی مقدار میں موجود ہوتی ہے۔

وٹامین ب کی کمی سے تمام اعضائے رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں جسم خراب ہو جاتا ہے اور شدید کمی کی صورت میں ایک خاص بیماری ہو جاتی ہے جس کو بیری بیری کہا جاتا ہے اس میں اعضا سن ہو جاتے ہیں اور کھال اترنے لگتی ہے اس وٹامین کی کمی کا علاج انڈے، گاجر، ٹماٹر، شفتالو، بادام، انگور اور لیموں کے عرق اور کرم کلہ کے استعمال سے کیا جا سکتا ہے ان چیزوں میں وٹامین ب اچھی مقدار میں موجود ہے۔

وٹامین ج کی کمی سے جوڑوں میں خصوصاً گھٹنوں میں درد، مسوڑھوں میں پانی یا درد، مرض استسقا پیدا ہو جاتا ہے، کریلا، گاجر، مولی، شلغم اور سلاد کی تمام سبزیوں کا استعمال اس کمی کو دور کرتا ہے

وٹامین د کی کمی سے بچوں کا نشوونما بند ہو جاتا ہے۔ ہڈیاں نرم ہو جاتی ہیں اور سوکھے کی بیماری ہو جاتی ہے اس کے لئے مغزیات، عرق لیموں، گاجر، شلغم، ٹماٹر، انگور، سنگترہ کا استعمال مفید ہے۔

پچھلے صفحہ سے آگے

دعووں کی پوری تائید کرے گا تو پوری اسلامی دنیا میں اس سے غصہ پھیل جائے گا اور چونکہ روس کا ایک ذیم روایتی خوف موجود ہے اس لئے تمام مسلم ممالک روس کے مخالف ہو جائیں گے ماسکو ان حالات سے اچھی طرح واقف ہے اس لئے روس پورے احتیاط سے چلتا ہے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔

بلقان کا میدان

بلقان کی مشکلات پر زیادہ زور دینا ایک حماقت ہے اس کی پابندیوں کو دنیا کے غیر ممالک میں بڑی تائید حاصل ہے اور اس نے ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل کر لی ہے وہ ابھی بہت سے ٹکڑوں میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے پھر بھی سوویٹ روس کی مشکلات نظر انداز نہیں کی جا سکتیں یہ صرف اسٹالن کی صحت اور سرخ فوج کے ڈسپلن اور پولینڈ کے مسئلہ کا سوال نہیں ہے۔ یوگوسلاویہ میں بھی جہاں روس خود کو با اختیار سمجھتا ہے مارشل ٹیٹو کی فوج دو حصوں میں تقسیم ہے جس کا ایک حصہ روس کا حامی اور دوسرا حصہ روس کا مخالف ہے مزید برآں ابھی یوگوسلاویہ اور ہنگری دنیا کے زیادہ حصوں پر جنرل ہیلو دچ کا قبضہ ہے روسیوں کو یہ حالات معلوم ہیں اس لئے وہ خوش نہیں ہیں مزید برآں بلقان میں روس کیتھولک مسلم اور آرتھوڈکس مذہبی تحریک بھی پیچیدگی پیدا کر رہی ہیں۔

اصلی گھی کا نعم البدل

موجودہ وقت میں اصلی خالص گھی کا ملنا سخت مشکل ہے اور بازاری گھی سے صحت تباہ ہو جاتی ہے لہذا آپ کے لئے بہترین مشورہ یہ ہے کہ

گنیش فلور ملز کمپنی لمیٹڈ کا تیار کردہ

بنولہ برانڈ بناسپتی

استعمال کیجئے

جو نہایت ہی خوش رنگ اور خوش ذائقہ زود ہضم غذاؤں کو بہترین انداز میں جزو بدن بناتا ہے جسم کو پرورش کرنے والے وٹامن اس میں موجود ہیں۔

خلاف مذہب اور مضر صحت اجزا سے پاک ہے حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق تیار کیا جاتا ہے بازار کے دیگر گھی سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔

ہر مارکہ کا تازہ ترین اور عمدہ مال ۵، ۱۰، ۳۵، ۴۰ پونڈ کے سربمہر ٹینوں میں ہر جگہ کمپنی کے مقرر کردہ ایجنٹوں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

منیجر گنیش فلور ملز کمپنی لمیٹڈ دہلی

لوکل ایجنٹ:- مراری لال رام کشن داس کھاری باؤلی دہلی

پتدق اور پورانے بخارات

ہزارہا استعمال کرنے والوں کا کہنا ہے کہ اس خوفناک مرض سے مریض کی جان بچانے کے لئے آسام بنگال کی مشہور و معروف دوا "جبری" دوا ہی نہیں بلکہ ایک طرح کی ایشور شکتی (خدا داد طاقت) ہے اگر آپ نے ابھی تک اس کا استعمال شروع نہیں کیا ہے تو اپنی جان کو بچانے کے لئے آج ہی شروع کر دیں ورنہ پھر وہی مثل ہوگی۔

بس مریض کی جان بچانے کے لئے صرف یہی ایک دوا ہے

کہ اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

قیمت جبری سپیشل کوالٹی جس میں ساتھ ساتھ طاقت کو بڑھانے کے لئے سونا، موتی، ابرک وغیرہ کے قیمتی کشتہ جات بھی پڑتے ہیں مکمل چالیس روز کا کورس پچھتر روپیہ، نمونہ دس روز بیس روپیہ، یہی نمبر ۲ قیمتی جڑی بوٹیوں کا مجموعہ ہے۔ امیر غریب سب استعمال کر سکتے ہیں مکمل چالیس روز کا کورس بیس روپیہ، نمونہ دس روز چھ روپیہ، سینکڑوں آدمی بذریعہ تار آرڈر دیتے ہیں۔ تار کا پتہ:- انڈین اسٹورز جگادھری نوٹ کر لیں۔

جبری جبری

پتہ:- رائے صاحب کے ایل شرما اینڈ سنز رئیس اینڈ بینکرز (۷) شیلانگ (آسام) یا پنجاب اوفس:- جگادھری

بت گر

از جناب منشی جگیشور ناتھ دوا
بیتاب
بریلوی

(۱)

ناگر حسین تھی، جوان تھی، لیکن اس میں الھڑ شباب کی وہ گرمجوشیاں نہ تھیں جن کی آغوش میں عجب غرور، ہوس، شیفتگی کی بجلیاں کوندا کرتی ہیں، وہ شراب کی طرح شوخ، تند اور نشیلی نہ تھی، بلکہ رنگ و نور کا ایک لطیف مجسمہ، سادگی و شیرینی کا ایک دلکش پیکر، سکون و سکوت کے بوستان میں دبی ہوئی ایک مدھم بجلی اور ترنم و تبسم کا ایک سرد شبنمک رو بے لوث، وہ بے ہنر نورانی چشمہ تھی ؛

قدرت نے اپنی بے پایاں فیاضیوں سے اُسے حسن و شباب کی لاانتہا دولت سے کس قدر مالا مال کر دیا تھا؟ شاید وہ اتنا بھی نہ جانتی تھی، وہ ایک غریب بُت تراش کی اکلوتی لڑکی تھی بچپن ہی میں باپ کا سایہ اُس کے سر سے اُٹھ گیا تھا، گھر میں ایک دُکھیا ماں، بھولے بھالے بے زبان بُتوں کے ڈھیر کے ڈھیر نامکمل مجسموں، آہنی قلموں اور تراشیدہ پتھروں کے انبار کے سوا اور رکھا ہی کیا تھا؟ یہ وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

انہیں پتھروں سے کھیل کھیل کر وہ اتنی بڑی ہوئی تھی، باہر دروازے پر لال پتھر کا ایک دیوقد مجسمہ ایستادہ تھا، جو زبان حال سے اُسکے مرحوم باپ کی بے عدیل صناعی و لازوال حسن کاری کی شہادت دے رہا تھا۔ یہی اس کی دنیا تھی جس میں وہ طلوع صبح کی پہلی سنہری کرن کی طرح مسکراتی ہوئی دن بھر اٹھکھیلیاں کرتی اور رات کی تاریکی میں غریب ماں کی گرم گرم آنسوؤں سے بھیگی اور سرد آہوں سے دھڑکتی ہوئی چھاتی سے چمٹ کر سو جاتی ؛

بیوہ ماں ناگر کے مرحوم باپ کی صناعی کے نادر نمونوں کو کوڑیوں کے مول بیچ بیچ کر کسی طرح اپنا اور اپنی چہیتی بچی کا پیٹ پال رہی تھی، دن بدن یہ انمول خزانہ چودھویں کے چاند کی طرح گھٹتا جا رہا تھا؛ اور اسی تناسب سے بے کس مجبور ماں کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

ناگر اب نادان نہ تھی، ماں کی ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کی خاموش فریاد کا مطلب کچھ کچھ اس کی سمجھ میں بھی آتا جا رہا تھا۔ اب اُسے اپنا بھرا پُرا گھر خالی خالی دکھائی دینے لگا تھا؛ لیکن وہ یہ نہ جانتی تھی کہ اس خلا کو پُر کرنے کے لئے وہ کیا کرے؟ اور اپنے بچپن کے ان بچھڑے ہوئے بے زبان رفیقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے کہاں جائے جن کی یاد اس کے ننھے سے معصوم دل میں سوئے جاگتے کانٹے کی طرح کھٹکا کرتی تھی،

روز ایک نہ ایک نیا پرانا خریدار آکر اسکے دروازے پر دستک دیتا اور بدنصیب بیوہ رو دھو کر، کلیجہ مسوس کر، بیٹی کی آنکھ بچا کر دس پانچ مجسمے چھپا کر لے آتی اور چالاک خریدار اس غریب اندھی عورت کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں اُڑا لیجاتا، اور اس کے بعد مرجھائی ہوئی ناگر ان کی تلاش میں پہروں پتھروں سے سر مارا کرتی۔ اور رو کر مچل کر مایوس ہو کر بیٹھ رہتی چراغاں کو گھنٹوں اس سے آنکھ ملانے کی ہمت نہ ہوتی، لیکن ناگر کو چوری کی تلاش نہ تھی،

وہ تو اپنے کھوئے ہوئے ساتھیوں کو ڈھونڈھ نکالنے کے لئے بے چین تھی

(۲)

اختوک اعظم کی حکومت کا تختہ تباہ ہوئے مدت گذر چکی تھی لیکن دیوگری کے بوڑھے مکانوں میں اب بھی وہی چہل پہل نظر آتی تھی بستی کی نخاس آبادی میں بت تراشوں کی کمی نہ تھی، لیکن ان کی مصنوعات بالعموم بھونڈی بیجان اور صناعی کے جوہروں سے عاری ہوتی تھیں قدرت نے ناگر کے مرحوم باپ ہی کو وہ قوت تخلیق عطا کی تھی کہ وہ بڑی سے بڑی چٹان کو بھی اُلٹ پلٹ کر اس میں زندگی کی روح پھونک دیتا تھا لیکن اب وہ موت کی نیند سو رہا تھا اور فن کاری کا اُجاڑ میدان بوالہوسوں کے لئے خالی پڑا تھا،

دیوگری کا سہاگ اُجڑ چکا تھا اس کی روح گم ہو گئی تھی اور حسن کاری کا جنازہ نکلے مدت گذر چکی تھی، پھر بھی بانتریوں کا تانتا بندھا رہتا،

بازار، ہاٹ، گلی کوچوں اور مندروں کے ارد گرد بُت فروشوں کی طرح حسن فروشوں کا بھی جمگھٹ لگا ہوا تھا عقیدت بھی محبت کی طرح اندھی ہوتی ہے لوگ جوق در جوق آتے اور اپنے جمالیاتی ذوق کی تسکین کے لئے نہیں بلکہ پرستش کرنے کے لئے بھونڈے مجسموں کو منہ مانگے دام دے کر خرید لے جاتے؛

نااہل دیوتاؤں کی تجارت کا جال پھیلا کر اندھے بانتریوں کو لوٹ رہے تھے اور صناعی کا نادر خزانہ، یتیم ناگر کے باپ کا بے بہا ترکہ مجبوری و نادانی کے ہاتھوں بُری طرح لُٹ رہا تھا۔

خریداروں کی تو اب بھی کوئی کمی نہ تھی مگر اب خزانہ خالی ہو چکا تھا صرف چند گنے چنے نوادر باقی تھے جنہیں ہاتھ لگانے کی خالی ہاتھ بیوہ کو کبھی ہمت نہ ہوتی تھی،

ناگر ان دنوں کچھ کھوئی کھوئی سی رہتی، وہ پتھروں کے بے ڈھنگے ڈھیر پر بیٹھے حسرت و حسرت بیٹھی ٹوٹے پھوٹے اور نامکمل مجسموں کو گھورا کرتی، اس کی متجسس نگاہیں گود کھلائے گمشدہ بتوں کا سراغ لگانے میں لگی رہتیں لیکن گونگے پتھروں کی درد بھری خاموش التجاؤں کو سن کر سمجھ لینے کی صلاحیت اسمیں نہ تھی

آخر جب پیٹ میں پٹی باندھ کر پڑ رہنے کی نوبت آ پہنچی تو ایک دن خود بخود اس کی آنکھیں کھل گئیں، اسے اپنے بچھڑے ہوئے ساتھیوں کا سراغ مل گیا اور وہ صورت بھی آپ ہی آپ نظر آ گئی جس پر کاریگر بنا ہو کر وہ انہیں دوبارہ حاصل کر سکتی تھی ؛

وہ رات اُس نے اپنے باپ کو یاد کر کر کے، تڑپ تڑپ کر آنکھوں میں کاٹی، اور صبح سورج نکلنے سے پہلے ہی ایک بوسیدہ بستہ میں سے اس کا آہنی قلم نکالا، کئی بار اُسے چوم چوم کر آنکھوں سے لگایا، پھر جلدی جلدی نہا دھو کر وہ سیدھی اولیکیشور کے مندر میں گئی اور فرط عقیدت سے دیوتا کے مرمری قدموں میں سر سجدہ ہو گئی اور جب وہاں سے لوٹی تو اس کے کملائے ہوئے چہرے کا کنول صبح صادق کی نرم و نورانی کرنوں کی تھپکیوں سے کھل اٹھا اور وہ کھوئی ہوئی معصوم مسکراہٹ جو اسکی فطرت کا حسین ترین جزو تھی سرد آہوں کے غلیظ و تاریک پردہ کو چیر کر یکبارگی باہر نکل آئی

گھر پہونچ کر اس نے ادھورے مجسموں کو جچا کیا پھر کچھ دیر تک ٹکٹکی باندھ کر آسمان کی طرف دیکھا اور ہاتھ باندھ کر ان پر اپنی قلم پھیرنا شروع کیا، رفتہ رفتہ وہ تمام روپوش حسین بُت جو ناتراشیدہ پتھروں کے شکنجے میں جکڑے پڑے تھے، ناگر کے نرم و نازک ہاتھوں کے لمس شیریں سے لطف اندوز ہو کر، انگڑائیاں لے لے کر ایک ایک کر کے بیدار ہونے لگے۔

دیوگری کے اُجاڑ و سنسان بازار میں پھر ایک بار پھر حسن کاری کی روح مسلط ہو گئی،

ناگر نے اپنی چابک دستی سے بہت جلد اپنے باپ کی یاد تازہ کر دی ؛

(۳)

اس دفعہ نروان پرو کا میلہ بڑی دھوم دھام کے ساتھ منائے جانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں ناگر نئے نئے مجسموں کی تراش خراش میں ہمہ تن مصروف تھی، اُس کا سحر طراز قلم صورت گری کے وہ جوہر دکھا رہا تھا کہ جس کے ایک ہی نظارۂ جمال سے دل بے اختیار ہاتھوں سے نکلا جاتا تھا۔

میلہ کا دن آ گیا۔ دیوگری ولیعہد چترک کے ورود مسعود سے پھولی نہ سماتی تھی،

بُت فروشوں کی دوکانوں کا لمبا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا، ناگر کی دوکان بازار کے عین وسط میں واقع تھی، بتوں کی خرید و فروخت ان کی نمود و نمائش کا اہتمام ناگر کی ماں کے سپرد تھا۔

عقیدتمند یاتری نئے نئے کھلونوں پر مچلنے والے حریص بچوں کی طرح ناگر کی دوکان پر ٹوٹے پڑ رہے تھے، شام کا وقت تھا دوکان پر بڑی بھیڑ تھی، ناگر بھی اپنا کام ختم کر کے ماں کا ہاتھ بٹانے کے لئے اُس کے پاس آ گئی تھی، بتوں کی آرائش بڑے سلیقہ کے ساتھ کی گئی تھی، سب سے اوپر سنگ اسود کی ایک چھوٹی سی پٹی رکھی ہوئی تھی جسمیں پچیکاری کر کے بڑی نفاست و خوبصورتی کے ساتھ بدھ کی چالیس گذشتہ اوتاروں کی بالتفصیل تشکیل کی گئی تھی اور ایک کونے میں ناگر کے باپ اجات کا نام سنہرے حروف میں کندہ تھا، حالانکہ یہ شاہکار بھی ناگر ہی کے اعجاز قلم کاری کا منہ بولتا مرقع تھا، دیکھنے والے نفاست و پاکیزگی کا یہ کمال دیکھ کر حیران تھے، اور نوادر خوبی بڑے بڑے فن کار تک عش عش کرتے تھے۔

کیا دام ہیں اس کے؟ بھیڑ میں سے ایک نوجوان نے پوچھا۔

یہ بکاؤ نہیں ہے، ناگر نے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

پچھلے صفحے سے

اور اگر منہ مانگے دام ملیں تو؟

تو بھی نہیں ——— ن کی یکجہتی
بو نذلیل ناگر سے برداشت نہ ہو سکی اُس کے
کانوں پر سرخی دوڑ گئی،

تو تم ایسے کتنے کا سمجھتی ہو؟ بہت سنبھل کر
اُس نے پوچھا،

چیز میری نہیں ہے، لیکن میں اس کے لئے
بخوشی دو سو مہریں دے سکتا ہوں

بس؟ ناگر جھنجھلا کر ہنسی، ہی چار سو
مہریں تو میں بھی اسے خرید کر سکتی ہوں

بے شک بے شک! چیز تو ایسی ہی ہے
بہت سے لوگوں نے یکزبان ہو کر کہا،

خیر یہ تو اپنی اپنی نظر ہے اس پر جھگڑنے
کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے، لیکن اگر بیچنا نہیں
ہے تو پھر بازار میں لانے ہی کی کیا ضرورت تھی؟ ناگر
ماتھے پر ہنسی آ گئی:

بازار میں تو اور بھی کتنی ہی چیزیں دکھائی
دیتی ہیں مگر کیا وہ سب کی سب بکنے ہی کے لئے میں
نہیں بھی تو بازار ہی میں ہوں اور بھی نہ جانے کون
کون یہاں موجود ہے، دیکھتی ہوں ان میں سے کون
کون کس کس کے دام لگاتا ہے؟ اُس نے چٹکی
لیتے ہوئے کہا، نوجوان کچھ خفیف سا ہو کر سر
کھجلانے لگا، ابھی اس نے سر بھی نہ اٹھایا تھا
کہ چار مسلح سپاہی گھوڑوں سے اتر کر اور تلوار
ہاتھ سے لگا کر اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے:۔

جے ہو راجکمار کی! چاروں نے ایک ساتھ کہا:۔
کامنڈک کی فوجیں کلنگ کی سرحد کو پار
کر چکی ہیں، مہاراج نے آپ کو فوراً بلا بھیجا ہے،

اچھا! نوجوان کا چہرہ تمتما اٹھا،

تو اس مہم کو سر کرنے میں کم سے کم کتنا
وقت لگے گا؟ دُرلکش! چترک نے مسکرا کر ناگر
کی طرف دیکھتے ہوئے دریافت کیا،

کم سے کم پانچ برس

یہ جا سو جا ہیں اس مقابلے مرفع پر سنجھا اور
نوجوان چترک نے چپ چاپ چار سو مہریں نکال کر
ناگر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا، ... اگر
زندہ رہا تو ٹھیک پانچ برس بعد آج ہی کے دن پھر
دبوکری آ کر اسے خریدنے کی کوشش کروں گا،

ناگر نے کچھ ٹھٹھک کر ایک بار نوجوان کی طرف
دیکھا، اُس نے محسوس کیا جیسے وہ آنکھوں ہی
آنکھوں میں کہہ رہا ہو کہ اگر کہیں اس کا بنانے والا
مجھے مل جائے تو عمر بھر اُس کی پرستش کروں،

کٹ کر، سنبھل کر ناگر نے آنکھیں نیچی
کر لیں، وہ ابھی کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ نوجوان ایک
ہی جست میں گھوڑے پر چڑھ کر ہوا ہو گیا،

(۴)

ناگر میلے سے نہال ہو کر لوٹی تھی لیکن دینے میں
اسکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ وہ کسی بہت بھاری بوجھ کے نیچے دبی جا رہی تھی
گھر پہنچ کر متواتر کئی دن تک اس نے کھاٹ سے
نیچے قدم نہ رکھا، میلے میں اُسے کتنا کچھ یونہی پڑا
سا مل گیا تھا پھر بھی وہ محسوس کر رہی تھی کہ جیسے
کسی نے سر بازار زبردستی اُس کا سب کچھ چھین
کر اُسے لوٹ لیا ہو، ناگر اتنے بڑے نقصان کو
بھی چپ چاپ پی گئی، اور مغموم و مضمحل ماں کا منہ بند کرنے
کے لئے معمولی لگان خفیف سی حرارت کا عذر کر کے
روئیں روئیں میں دہکتی ہوئی آگ پر چھوٹ کا بناوٹی
پردہ ڈال کر مطمئن ہو گئی لیکن اُس کی بھولی بھالی
ماں اس بعد وہ میں نہ آ کر اس کے زخم خوردہ دل کی
گہرائیوں میں جھانک سکتی تو دیکھتی کہ اس کی لاڈلی بیٹی
کو یہ چوٹ کس قدر مہنگی پڑی ہے،

تین چار دن لوٹ پوٹ کر، چپکے چپکے رو دھو کر
ناگر پھر اٹھ کھڑی ہوئی اور غیر معمولی انہماک کے ساتھ
اپنے کام میں مشغول ہو گئی لیکن اب اس خشک و
بے کیف مشغلہ میں کسی طرح اس کا دل نہ لگتا تھا
وہ کچھ اُکتائی سی رہتی تھی اور اُداس رہنے لگی تھی وقت
سے پہلے، منزل سے کوسوں دور راستہ ہی
میں ہار کر تھک کر چور ہو گئی تھی،

اب بھی اس کے ہاتھ پہلے ہی کی طرح حرکت کرتے
تھے لیکن اس کے مجسمے اس کی بے دلی کا آئینہ ہوتے
تھے، اس کی روح جو کبھی اس کی فنی کاوشوں کا
سرمایۂ حیات تھی اب ایک بے حس بے جان مگر
متحرک مجسمہ چھوڑ کر نہ معلوم کہاں گم ہو گئی تھی اب
وہ سعی بے کار کوشش کر کے، تکلف اور آمادۂ بغاوت
دل سے لڑ کر بھر کر اپنے کام میں پہلے سے بھی زیادہ
وقت اور محنت صرف کرتی تھی، پھر بھی وہ بات، وہ
کامیابی کسی طرح نصیب نہ ہوتی، نتیجہ کا کام
ادھورا ہی پڑا رہتا،

اس کے علاوہ اس کے طرز عمل میں ایک اور نمایاں
تبدیلی روز بہ روز رونما ہونے لگی تھی وہ اب بات
بات پر ضرورت سے زیادہ ہنسنے لگی تھی اس کے
بے سبب قہقہے موقع اور محل کے امتیاز سے بے نیاز
ہوتے تھے لیکن یہ ہنسی بالکل پھیکی اور مصنوعی معلوم
ہوتی تھی اس میں وہ اگلی سی دلکشی، وہ پہلی سی
موہنی نہ تھی، اس دکھاوے کے لطیف پردے
میں بھی مضطرب آرزوؤں، بے چین تمناؤں
کی آنسوؤں سے بھیگی ہوئی لغش مرجھائی نظر آ رہی تھی
زندگی کا حسین و رنگین ریلا ایک مضمحل و پژمردہ
جسم کس مپرسی کے عالم میں کنارے پر سسکتا ہوا
چھوڑ کر یکایک اتر گیا تھا اور کیف مسرت کی
جگہ بے پایاں اداسی نے لے لی تھی

نوجوان پرو کے چار میلے گذر گئے لیکن ناگر گھر
سے باہر نہ نکلی جیسے کسی نے دھکے دیکر سُو (باقی صفحہ ۲۲ پر)

ہمارے کارخانہ کی بنی ہوئی
کھیتل دیدی کی
قیمت تین روپے
زینہ
بلاشبہ لڑکا
پیدا کرنے والے کو یکصد روپیہ انعام
دوسرے اور تیسرے ماہ کے درمیان صرف ایک بار حاملہ کو
کھلانے سے شرطیہ لڑکا پیدا ہوتا ہے خواہ پہلے لڑکے
پیدا ہوتے ہوں یا لڑکیاں۔
کھیتل اوشدھالیہ لاہور

اتنی جلدی تکان محسوس ہونے لگی!!!؟
اس قسم کے پریشان کن احساس اور جلدی تھک جانے کے خیال
سے نجات حاصل کیجئے
اور
زندہ دلی نیز تندرستی کا خوشگوار جذبہ اور قوت پھر سے
ویروجن
کی امداد سے حاصل کرلیں
جو
جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے
اور قوت بحال
کرتی ہے
VIROGEN
مردانہ کمزوری، عام تھکاوٹ اور اسی قسم کی دوسری بیماریوں کے لئے
ایک موثر خدودی مشہور و معروف دوا
اگر آپ کا دوا فروش مہیا نہ کر سکے تو پتہ ذیل پر لکھیں:۔
بینگال امیونٹی کمپنی لمیٹڈ، کلکتہ
BENGAL IMMUNITY COMPANY LTD.
CALCUTTA.

گذشتہ ہفتہ کی ایک شخصیت!

پیئر لوال!

از جناب منشی گوپی ناتھ صاحب امن لکھنوی

پیئر لوال جسے مجرم قرار دیکر اس ہفتہ گولی مار کر ہلاک کیا گیا فرانس کی سیاسیات میں ایک خاص ہستی تھا ایک بار خود اس نے کہا تھا کہ دنیا میں پانچ یا چھ آدمی ہیں جن پر اس وزارت کا انحصار ہے اور یہ بات سنے ملک ان میں رکھ رہا ہے یہ شخص فرانس کے صوبہ آورنے میں چانان نامی گاؤں میں ایک قصائی کے گھر ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوا کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان اس مورس سے ہے جس نے فرانس پر حملہ کیا تھا اس کا رنگ لوال کے موٹے ہونٹوں اور گھنے کالے چمکیلے بالوں سے ملتا تھا لوال بچپن ہی سے ہوشیار تھا سکول میں خوب پڑھتا تھا اور یونانی جیسی مشکل زبان اس نے اپنے آپ گھر پر سیکھی اسکولی تعلیم ختم ہونے پر بیسویں صدی کے شروع میں اس نے گاؤں کے ایک وکیل سے مدد کرلی اس کے بعد اس نے قانون پڑھنا شروع کیا اور سیاسیات میں دلچسپی لینی شروع کی ایک بیرسٹر کی حیثیت سے لوال کی پوزیشن معمولی تھی لیکن سیاسیات میں وہ خوب چمکا یہی اس کا میدان تھا۔

سیاسی زندگی!

۱۹۱۹ء میں [illegible] جنگ شروع ہوئی اور اسی سال سے لوال کی عملی سیاسی زندگی بھی شروع ہوئی اس کی سیاسی زندگی ایک انتہا پسند سوشلسٹ کی حیثیت سے شروع ہوئی اور ۱۹۲۴ء تک وہ بائیں بازو کا آدمی بھی جانا جاتا رہا لیکن اس کے بعد وہ سنٹر پارٹی میں آگیا اور اصل لوال کون سا ہے یہ کہنا مشکل ہے لوال نے سوشلسٹ ہوتے ہوئے کوشش بھی کی کہ کمیونسٹوں سے سمجھوتہ ہو جائے چنانچہ اس نے ایک سوشلسٹ کمیونسٹ پارٹی بنائی مگر وہ زیادہ عرصہ تک نہ چل سکی ۱۹۱۴ء میں فرانس کے شریک جنگ ہونے کے لوال بہت خواہش مند تھا اس نے فوج میں اپنا نام نہیں دیا اور ایک دفعہ بہت رو رو کی آواز میں فرانس کی پارلیمنٹ میں اس نے یہ کہا کہ زار روس کے ملک کی بدولت ہم اس جنگ میں پھنس گئے ہیں۔

۱۹۱۹ء میں لوال فرانس کی پارلیمنٹ کے انتخاب ہار گیا اور ۱۹۲۴ء تک وہ سیاسی دبدبہ میں رہا لیکن اس کے بعد جب وہ پارلیمنٹ کا ممبر ہوا تو اسے پبلک ورکس کا وزیر بنا دیا گیا اس کے بعد جب بریاں فرانس کا وزیر اعظم ہوا تو اس نے لوال کو اپنا جنرل سکریٹری اور بعد کو وزیر انصاف بنا لیا یہ اس کا صلہ تھا کہ لوال نے بریاں کیلا اور بال میں لیو میں سمجھوتہ کرایا تھا لوال کی قوت مصالحت ظاہر ہو گئی۔

اس کے بعد پوسکارے کی وزارت قائم ہوئی لوال اس میں بھی وزیر رہا ۱۹۳۱ء کے شروع میں بریاں کی کوششوں سے لوال کو وزیر اعظم کا عہدہ ملا اس عہدہ پر آتے ہی اس نے ٹارڈیو کو وزارت میں لے لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بایاں بازو لوال کے مخالف ہو گیا اس کے باوجود اس کی وزارت تیرہ مہینے چلی گئی فرانس کی سیاست کی تبدیلی جلد ہوتی ہے اس کے دیکھتے یہ عہدہ زیادہ [illegible]

لوال [illegible] کے بعد بری گیا جہاں اس نے [illegible] کا [illegible] شروع کر دیا [illegible] ہٹلر کا [illegible] لوال کا [illegible] استعفیٰ [illegible] لوال زیادہ عرصہ [illegible] باہر نہ رہا کیونکہ [illegible] جب بریاں نے استعفیٰ دیا تو اس کی جگہ لوال کو وزیر خارجہ فرانس بنایا گیا۔

لوال اس عہدہ پر ایک مہینہ سے زیادہ نہ رہ سکا کیونکہ فرانس کے سکہ کو بڑی [illegible] سے دوچار ہونے کی [illegible] پالیسی لوال نے حمایت کی وہ بینک آف فرانس کو لیٹ [illegible] اور فرانس کی سیاسیات پر [illegible] بینک آف فرانس کا [illegible] رہے لوال کی [illegible] سے [illegible] کو [illegible] ڈیوڈ کا [illegible] [illegible] ۱۹۳۳ء [illegible] وزیر اعظم فرانس [illegible]

لوال کا کیس کمزور!

لوال [illegible] ہوتے ہوتے [illegible] کے دوستوں سے [illegible] بات چیت تو [illegible] ہوئی تھی [illegible] اور قوم کے اخبار نویسوں میں اس کے دوست تھے یہ بات فرانس کے بڑے آدمیوں میں بہت کم ہوتی ہے لیکن لوال [illegible] بہت کھلنے کے باوجود [illegible] آسانی سے کسی پر بھروسہ نہ کرتا تھا عام طور پر فرانس والے شکی مزاج کے ہوتے ہیں یہ بات لوال میں اور زیادہ تھی اس کی سیاسی زندگی پر تبصرہ کے طور پر ایک لطیفہ بہت دلچسپ مشہور ہوا کسی نے کہا کہ اس کے نام کے حرف ایسے ہیں

LAVAL

کہ دائیں سے پڑھو یا بائیں سے پڑھو ایک ہی لفظ سمجھا جائیگا لوال کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا کہ وہ کب دائیں بازو میں ہے اور بائیں بازو میں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ہندوستان میں شہری ہوا بازی کا مستقبل

از ڈاکٹر آر۔ جے۔ ڈائس

مستقبل میں ہندوستان میں شہری ہوا بازی کی حیرت انگیز ترقی کو انقلابی ترقی [illegible] کی [illegible] کرے گا [illegible] ہیں مستقبل میں شہری ہوا بازی کی اہمیت سے [illegible] ہو سکتے [illegible] ہوائی راستے [illegible] وزارت کی ترقی کے [illegible] ہیں [illegible] جنگ کے [illegible] ترقی کی رفتار [illegible] جنگ [illegible] ہوائی [illegible] ایک [illegible] زیادہ [illegible] ہوگی [illegible] کے [illegible] ہوا بازی [illegible] ترقی نہ کر سکے گا [illegible] کرنے کے یا [illegible] کو [illegible] کے لئے [illegible] ہوائی جہاز کے ذریعہ [illegible] ترقی [illegible] ہوائی جہاز [illegible] ہوا بازی کی [illegible] ہوا بازی [illegible] ہوا بازی کی [illegible] ہوا بازی [illegible] ہوا بازی [illegible] ہوا باز

پچھلے صفحہ سے

تقریر و تحریر!

اگرچہ فرانس نے بولنے میں بہت مشہور ہیں لیکن لوال کا بیان مختصر تھا اس کی تقریر موثر ہوتی تھی اور فنی [illegible] سے [illegible] وہ بلا ضرورت فرانس کی [illegible] میں تقریر نہ کیا کرتا تھا بولتے وقت اس کا [illegible] جنبش کیا [illegible] اور [illegible] رہتا تھا [illegible] تقریروں کا کام اپنے جذبات چیست سے لیا [illegible]

لوال [illegible] فرانس کی جانی [illegible] کو [illegible] چلا [illegible] کوئی [illegible] نہیں تھی اور جس نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ میں فرانس کی [illegible] کا [illegible] بن جاؤں اس معاملہ میں [illegible] اس کا [illegible] بہت [illegible] تھا [illegible] میں اس کے لئے کوئی [illegible] نہیں تھی [illegible] کا [illegible] تھا کہ [illegible]

لوال میں فرانسیسی کیرکٹر کی خصوصیت پائی جاتی تھی وہ تیز چالاک [illegible] آدمی تھا اگرچہ [illegible] مراسم کا [illegible] نہیں تھا اکثر جب وہ کوئی بات بہت غور سے سوچتا تو اس کی [illegible] بننے لگتیں لوال میں انفرادیت بہت کمی تھی کہ اکثر فرانسیسیوں میں ہوتی ہے اور یہی [illegible] وہ مخالف نظریوں میں مطابقت پیدا کرنا لوال کا خاص [illegible] تھا کہتے ہیں کہ [illegible] جانتا تھا اس سے زیادہ [illegible] تھا کیونکہ [illegible] اپنے علم کی [illegible] معلوم تھی وہ کبھی [illegible] نہیں [illegible] تھا۔

ذاتی طور پر لوال کو [illegible] دنیا میں [illegible] کا شوق تھا [illegible] پاس [illegible] وہ اکثر [illegible] فرانس کی سیاست میں کوئی [illegible] پیش ہوتا تھا [illegible] سگریٹ پینے کا شوق تھا اور [illegible] کو [illegible] سے زیادہ سگریٹ پینے [illegible] کی تو کم کر کے [illegible] صرف [illegible] سگریٹ [illegible] کرتا تھا [illegible] زندگی میں

آنے کے بعد سے وہ برابر سفید نکٹائی لگا [illegible] رکھتا تھا اس میں یہ خوبی ہے کہ رنگ ہلکا نہیں ہوتا اور دھونے میں آسانی رہتی ہے۔

لوال کی غلطیاں !!

لوال نے اپنی سیاسی زندگی میں جو غلطیاں کیں ان میں سے ایک تو یہ تھی کہ اس نے فرانس کے سکہ کو برطانیہ کے سکہ سے وابستہ کر دیا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے دوسری بڑی غلطی اس نے یہ کی کہ [illegible] میں اٹلی [illegible] پر حملہ کر دیا [illegible] نے برطانیہ کے وزیر [illegible] سے [illegible] وزیر [illegible] تھے [illegible] فرانس [illegible] کے بارے میں [illegible] کر [illegible] سے [illegible] ہو گیا اور فرانس میں باہمی [illegible] پیدا ہو گئی لوال کی آخری غلطی یہ تھی کہ اس نے گزشتہ جنگ میں بہت [illegible] اور بالآخر جرمنی کا شریک کار بن گیا [illegible] اپنے [illegible] میں اس نے فرانس کے تین صوبوں کو [illegible] مسارت اور آزادی کو ختم کر دیا اور اس کی [illegible] قبول کر لی۔

مقدمہ !

لوال پر غداری کی بنا پر مقدمہ چلایا گیا جس میں [illegible] کی سزا دی گئی اور گولی مار کر [illegible] گیا [illegible] تھا واقعات سے یہ ضرور [illegible] کہ لوال نے غداری کی لیکن دوران مقدمہ [illegible] جو [illegible] نے لوال کو [illegible] اور [illegible] کی [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ یہ [illegible] نہیں [illegible] تھا [illegible] چلنے کی درخواست بھی [illegible] کر دی گئی [illegible] بھی کرنی پڑی لیکن [illegible] گولی [illegible] دیا گیا۔

(گریٹ [illegible])

پچھلے صفحہ سے

[illegible] کی درخواست دینے کے [illegible] بوڑھوں کے [illegible] ہوتے ہیں زیادہ تر [illegible] میں [illegible] کے [illegible] دیتے ہیں [illegible] سال سے ہوائی تربیت کی [illegible] اور چند یونیورسٹیوں میں مثلاً مدراس [illegible] ہوا بازوں کے لئے ایک ٹیکنیکل کورس شروع کر دیا گیا ہے [illegible] جنگ

کی دنیا میں ان تربیت یافتہ ہوا بازوں کے باعث ہوا بازی کو بہت ترقی ہو سکے گی اور اب پائلٹ نیو گیٹر وائرلیس آپریٹر ماہر [illegible] کا ریگر و دیگر تربیت یافتہ [illegible] کافی تعداد میں مل سکیں گے جو ہوائی جہازوں کو حفاظت سے اڑا سکتے ہیں اور دوران پرواز میں سے سلامت رکھا جا سکتے ہیں [illegible] بعد از جنگ [illegible] کی صورت حالات کا ایک مختصر سا خاکہ ہے یہ چیز یقینی ہے کہ شہری ہوا بازی کی ترقی بہت حد تک صنعت، تجارت وغیرہ کی ترقی پر منحصر ہوگی لیکن ایک چیز دوسرے کی منتظر نہیں رہ سکتی۔

حکومت ہند نے کونسل کی دوبارہ تعمیر کمیٹی کی دوسری رپورٹ میں یہ واضح کر دیا ہے وہ شہری ہوا بازی کو ہندوستان کے ہی سرمایہ سے اور ہندوستان کے زیر انتظام ہی ترقی دینے کی خواہش ہے۔ سب کو اس چیز کا احساس ہے کہ شروع شروع سرمایہ کی ضرورت ہوگی اور عام طور پر ہوائی اڈہ ریڈیو کرہ ہوائی کے حالات معلوم کرنے والے مراکز وغیرہ کی ترقی کی ذمہ داری کو محسوس کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی سماجی تجارتی صنعتی ترقی [illegible] ہم پہنچنے کے لئے ہندوستان میں [illegible] سروسز کے سسٹم کی تجاویز تیار کر لی گئی ہیں۔ [illegible] کرنے کے اور سامان کو بچائیں گی ایک ایئرپورٹ

لائنز [illegible] پر [illegible] ہوگا [illegible] تربیت کے لئے [illegible] اشخاص کے [illegible] اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے [illegible] بنائی گئی ہیں۔

یہ خیال کرنا کہ مستقبل میں تمام آمد و رفت ہوائی جہازوں کے ذریعہ ہی ہوا کرے گی یقیناً غلطی ہے کوئلہ، لکڑی اور دیگر جسیم و وزنی اشیاء کو ہوائی جہازوں سے لجانے کے لئے ابھی کچھ عرصہ درکار ہے لیکن ہوا بازی کے فوائد ہر کس و ناکس کے باعث کشش ہوں گے اور جو ظاہر اس چیز کا فائدہ نہ اٹھائے گا اس ملک میں [illegible] لائن یعنی لمبے فاصلے کے لئے ۵۰ میل فی گھنٹہ کی پرواز موزوں ہوگی یعنی کولمبو سے دہلی آنے کے لئے تقریباً چھ گھنٹوں کی مسلسل پرواز کافی ہوگی اور تمام دوائے دوست ہو جانے کے بعد سفر دن اور رات دونوں وقت کئے جا سکیں گے یہ بھیانک قحط، سیلاب و طوفان وغیرہ کے دنوں میں تیز رفتار ذرائع کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔

اس ہوائی ترقی کا ایک گہرا اثر سیاست پر بھی پڑے گا جتنے زیادہ لوگ ادھر ادھر جائیں گے اور دوسرے لوگوں سے تعلقات بڑھائیں گے ہمارے پیچیدہ مسائل اسی قدر جلد حل ہوتے جائیں گے مختلف نسلوں و اقوام کے لوگوں کے باہمی میل جول سے

سیاح
اور وقت کی قیمت

خواہ آپ کاروبار کے لئے سفر کر رہے ہوں جس کیلئے وقت پر پہونچنا ضروری ہے یا روزمرہ کی ضروریات کیلئے مثلاً ٹرین یا بس میں سفر وغیرہ۔ ایک قابل اعتماد ویسٹ اینڈ کی گھڑی کے بغیر گزارہ ناممکن ہے۔ ہمکو بہت جلد تازہ بتازہ نوع بنوع گھڑیاں نئے ڈیزائن۔ ماڈل اور گارنٹی کے ساتھ عنقریب وصول ہونے والی ہیں جو ٹھیک وقت بتلانے کے ساتھ قابل اعتماد بھی ہیں اور جس کے لئے ویسٹ اینڈ کی گھڑیاں دنیا میں کافی شہرت رکھتی ہیں۔

ہماری [illegible] سالہ شہرت ویسٹ اینڈ کی [illegible] گھڑی کی [illegible] ہے جسکے ذریعہ [illegible] اصلی [illegible] کی گھڑیاں تیار کرتے رہے ہیں [illegible] ہندوستان کے لئے [illegible] ڈرائنگ۔

سکنڈس نئی خمدار گھڑی
۹ کیرٹ سالڈ گولڈ۔ سادہ ڈائل۔ قیمت ۱۲۵ روپیہ
ویسٹ اینڈ واچ کمپنی۔ بمبئی۔ کلکتہ

WEST END WATCH Co
BOMBAY CALCUTTA

تھکاوٹ کو دور کرنے کا نایاب تحفہ

ملر کی چائے

استعمال کرو

[illegible] رنگ [illegible] ذائقہ اور خوشبودار ہے دل و تسکین اور راحت پہنچاتی ہے ایک [illegible] انسان بغیر کسی تھکاوٹ کے گھنٹوں متواتر کام کر سکتا ہے یہ دل و دماغ [illegible] بند کر لیتی ہے [illegible] سب چائوں کی سرتاج ہے۔ سب ایجنسی اور [illegible] کے لئے [illegible] پتہ سے خط و کتابت کیجئے۔

پیریڈائس اینڈ کمپنی

پیرنٹ ایجنٹ ایس ملر اینڈ کمپنی۔ سلونگ (آسام) کلکتہ

حوض قاضی مقابل تھانہ پولیس دہلی ——— (ٹیلیفون نمبر ۵۳۹۸)

بہن ستیہ وتی کا سوگباش

۲۰ اکتوبر کو رات کے ۲ بجے کنگز وے اسپتال میں بہن ستیہ وتی جی کا سوگباش ہو گیا۔ عرصہ سے بہن جی اسی اسپتال میں زیر علاج تھیں، اسپتال کے انچارج ڈاکٹر کرشنا اور ان کے عملہ کی بہترین توجہ کے باوجود بہن جی کی صحت میں افاقہ نہ ہوا، ان کی حالت روز بہ روز بدتر ہوتی گئی اور پچھلے چند دن سے تو یہ حال تھا کہ انہیں ہر لمحہ موت کا انتظار تھا۔ ۱۹۳۰ء سے ملک کی خدمت کو اپنا مسلک بنانے کے بعد بہن جی کو گھریلو زندگی کا آرام نصیب نہیں ہوا۔ اپنے بال بچوں کی پرورش تک میں وہ کوئی نمایاں حصہ نہ لے سکیں مگر آخری وقت میں اپنے بیٹے کرشن کی شادی دیکھ لینے کا ارمان دل میں پیدا ہوا اور یہ پورا ہو گیا۔ ۱۸ اکتوبر کی رات کو بہن جی نے اپنے بیٹے اور بہو کو جی بھر کر دیکھا اور انہیں اپنا آخری آشیرباد دیا، یہ منظر بڑا عجیب مخلوط جذبات کا تھا۔

بہن ستیہ وتی نے میدان عمل میں موت کو لبیک کہا، آخری وقت تک حریت کی جوش اور آزادی کی تڑپ نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا، بیماری کے دوران قومی جھنڈا انکے سرہانے برابر لہراتا رہا۔

بہن ستیہ وتی کی زندگی کے حالات

مسلسل جدوجہد، قربانی اور ایثار کی حریت آموز داستان

شریمتی ستیہ وتی جی جو دہلی میں بہن جی کے نام سے مشہور تھیں سوامی شردھانند جی کی نواسی تھیں آپ کی ماتا شریمتی ویدکماری جی سوامی شردھانند جی کی سپتری ہیں ستیہ وتی جی کا جنم ۱۹۰۹ء میں ہوا۔ آپ کے پتا لالہ جی رام پکسل ۱۹۴۳ء میں سوگباش ہو چکے، ستیہ وتی جی کی تین اور بہنیں ہیں جن کے نام ہیں اوشا دیوی، کوشلیا دیوی اور سوہنا دیوی، بہن ستیہ وتی کو اپنے نانا اور ماتا سے بہادری ورثہ میں ملی تھی بہن جی کا راج نیتک جیون ۱۹۳۰ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ انھوں نے مہاتما جی کے چلائی ہوئی نمک ستیہ گرہ کے اندولن میں حصہ لیا اس تحریک میں انہیں دو بار جیل جانا پڑا، ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۴ء تک جو تحریک جاری رہی اس عرصہ میں انہیں ایک تقریر کی بنا پر دو سال قید کی سزا ہوئی اسی عرصہ میں انہیں بلیوسی یعنی پھیپھڑوں میں پانی جمع ہو جانے کی شکایت پیدا ہو گئی جس نے رفتہ رفتہ تپ دق کی صورت اختیار کر لی، ڈاکٹروں نے آپ کو مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا مگر آپ برابر سیاسی کام کرتی رہیں، ۱۹۳۴ء میں کانگریس کے اندر سوشلسٹ پارٹی بننے پر بہن جی اس میں شریک ہو گئیں، ۱۹۳۷ء میں نئے اصلاحات کے نفاذ پر ہڑتال کرانے کی کوشش میں انہیں گرفتار کیا گیا اور سزا ہوئی ۱۹۴۰ء میں انہیں دہلی کے دیہات میں ایک تقریر کی بنا پر قید کی سزا ہوئی ۱۹۴۱ء میں وہ رہا ہو کر آئیں تو ان کی صحت بہت خراب تھی مگر چند ہی مہینوں بعد وہ پنجاب میں ایک تقریر کی بنا پر پھر سزایاب ہوئیں وہاں سے رہا ہو کر آنے چند مہینے بعد یعنی اگست ۱۹۴۲ء میں وہ دوسرے کانگریسی لیڈروں کے ساتھ گرفتار کر لی گئیں اور نظربند کر کے لاہور میں عورتوں کی جیل میں بھیج دی گئیں جہاں انھوں نے ۹ مارچ ۱۹۴۳ء کو قومی جھنڈا نصب کیا اور اس کے لئے بہت سختیاں سہیں، خرابی صحت کی بنیاد پر انہیں کسولی کے اسپتال میں بھیج دیا گیا جہاں انہیں وہ افسوسناک خبریں ملیں ایک تو ان کے بھائی بہادر ہو گیا دوسرے ان کی چھوٹی بچی بیٹا جو انہیں بہت ہی عزیز تھی دس سال کی عمر میں مر گئی یہ لڑکی بڑی ہونہار تھی اور اس چھوٹی سی عمر میں بھی ہندوستان کے سیاسی مسئلوں پر بڑی سمجھداری کی باتیں کیا کرتی تھی، بہن جی کو اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ اس بار جیل میں ان کا پھیپھڑا اتنا خراب ہو گیا تھا کہ ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے پانچ پسلیاں نکال دیں، ورزش بھیجنے کے کام کرنے سے روک دیا، بہن جی کو کسولی سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی لیکن جب ان کی صحت اور زیادہ خراب ہوئی تو انہیں علاج کے لئے لاہور جانے کی اجازت ہو گئی انہیں کسی جلسہ یا مجلس میں شرکت کرنے کی اجازت نہ تھی پھر بھی انھوں نے سٹریچر پر پڑے پڑے اسٹوڈنٹس کانگریس (لاہور) کے اجلاس میں شرکت کی جس سے طالب علموں میں بے انتہا جوش پیدا ہو گیا۔ اس کے خلاف مقدمہ درج رجسٹر کیا گیا مگر چلایا نہیں گیا۔ اس کے بعد فروری ۱۹۴۵ء میں انہوں نے مہاتما گاندھی سے مشورہ کے بعد دہلی میں، انجمن کی یادنامی لڑکی وہ حکومت کو پولیس دے کر دہلی کے لئے روانہ ہو گئیں جہاں پہلے ٹرین کو خاص دہلی پر قلعہ میں روک کر انہیں گرفتار کر لیا گیا اور دہلی جیل میں پہنچا دیا گیا۔ اس وقت بہن جی کو گرفتار کیا گیا انہیں ۱۰۲ درجہ کا بخار تھا، سٹریچر پر ڈال کر انہیں جیل پہنچایا گیا اور چند روز بعد انہیں گنگز وے اسپتال میں تبدیل کر دیا گیا اس عرصہ میں ان کی گرفتاری جاری رہی اور کئے کے سامنے بلند ہوئیں لیکن ان کی صحت کی حالت دیکھ کر حکومت دہلی نے مقدمہ داخل دفتر کر دیا اکتوبر کے شروع میں ان کی صحت بدتر ہو گئی اور ۱۴ اکتوبر کو جب ان کے پسر کرشن کی ساری کی ابتدائی رسم ادا ہوئی اور لوگ انہیں مبارکباد دینے اور مسٹر کرشن آشیرباد لینے گئے تو یہ ظاہر تھا کہ اب یہ چند روز کی مہمان ہیں ان کے بستر پر ترنگا جھنڈا لگا ہوا تھا کھانے کی بھی طاقت نہ رہی تھی جس عرصہ میں بہن جی گنگز وے اسپتال میں تھیں۔ دیا بار مہاتما گاندھی اور ایک بار صدر کانگریس مولانا آزاد اور ابھی حال میں پنڈت جواہر لال نہرو ان سے ملنے گئے، مہلا لیڈروں میں شریمتی مرلا سارابھائی، خورشید بین وغیرہ انہیں دیکھنے گئیں مقامی کانگریسی کارکنوں کا اسپتال میں بہن جی کی مزاج پرسی کے لئے تانتا لگا رہتا تھا، البتہ فری کرشنا مائر کو نظربندی کی وجہ سے ان کے درشن کرنے کا موقع نہ ملا ورنہ وہ تیمارداری بھی کرنا چاہتے تھے گاؤں کے کام میں انھوں نے بہن جی کا بہت کچھ ہاتھ بٹایا تھا بیماری کی حالت میں ایک مہلا نے جو لاہور جیل میں غیر سیاسی قیدی تھیں، بہن جی کی سہیلی بن گئی تھیں ایسی تیمارداری کی جو کسی قریب سے قریب عزیز کے لئے بھی مشکل ہے۔

بہن جی کی سیاسی زندگی

بہن جی کی سیاسی زندگی بہت بلند پیمانہ کی تھی انھوں نے انتہائی بے لوث قربانی اور ایثار سے کام کیا بلکہ قوم کی خدمت میں اپنی موت ہی بلا لی، بہن جی مدتوں صدر کانگریس کمیٹی کی ممبر رہیں اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی بھی ممبر تھیں انھوں نے دیہات میں آزادی کی جوت جگائی دہلی کے مزدوروں کو منظم کرنے کی پوری کوشش کی اور مزدوروں میں بھی بیداری پیدا کی، ان کی دلیری کا یہ عالم تھا کہ گولیاں کھانے کے لئے سینہ سپر ہو گئیں، لاہور جیل میں تمام سرکاری انتظام کے باوجود دو بجے رات کو جھنڈا لہرایا جس کی ذمہ داری انہیں پر تھی، دہلی کلاتھ مل میں گرفتاری کے وقت ان کا اصرار تھا کہ مجھے لیڈی پولیس گرفتار کر سکتی ہے چنانچہ انھوں نے کپتان پولیس کی مزاحمت کی اور اس کشمکش میں ان کی قمیص تک پھٹ گئی، سیاسی زندگی کے شروع ہی میں جنگ کے کنارے جو دانیر کمپ لگا تھا اس میں انھوں نے بڑی علیحدگی سے حصہ لیا اور ۱۹۴۲ء میں بیس دن تنہا کمرے میں دس آئیں جیل میں انھوں نے حکومت سے خط و کتابت کی اس کے ایک ایک لفظ سے جوش اور دلیری ٹپکتی ہے کنگز وے اسپتال میں وہ دو کرب کی حالت میں پڑے ہوئے بھی انھوں نے برابر پبلک جلسوں کے لئے اور سیاسی تقریروں پر پیغامات بھیجے اور انتہائی بیماری کی حالت میں بھی جب تک ان میں بولنے کی طاقت رہی وہ ہر اس کانگریسی سے جو ان کی مزاج پرسی کے لئے جاتا تھا کانگریس کے کام کے بارے میں پوچھتی تھیں اور ہدایتیں دیتی تھیں، یوں سمجھنا چاہئے کہ انھوں نے برطانوی سامراج کی طرح بیماری سے بھی مقابلہ کیا نظربندی کی حالت میں جب انہیں دہلی جیل سے لاہور جیل منتقل کیا گیا تو انہوں نے راستہ بھر ہر اسٹیشن پر قومی نعرے لگائے اور حاضرین کو سیاسی پیغام دیا انہیں دہلی کی جون آف آرک کہنا مناسب ہوگا۔

(باقی صفحہ (۱۶) پر)

نذرِ عقیدت

(از جناب منشی گوپی ناتھ صاحب امن لکھنوی)

رہنما قوم کی دیوانۂ آزادی بھی!
شمع آزادی بھی، پروانۂ آزادی بھی
آخری وقت وہ اُف اُف کی صدائیں ہیہم
ساتھ ہی لب پہ تھا افسانۂ آزادی بھی

جان دی قوم پہ ایثار سا ایثار ہے یہہ
دائمی خواب ہے یا جذبۂ بیدار ہے یہہ
منزلِ مرگ کی جانب وہ بڑھی اک اک انچ
گولیاں کھا کے بھی مر جانے سے دشوار ہے یہہ

نہ درد قوم نے فرصت دی زندگانی میں
بسر ہوئی نہ کبھی عیش شادمانی میں
مرض وہ دق کا وہ ہر بار جیل کا جانا
بلایا موت کو تو نے بھری جوانی میں

بہن جی کی چھوٹی لڑکی مہندا جسکا سورگباش
بچپن ہی کے زمانہ بیماری میں ہوگیا تھا

دھلیہ کے بازاروں سے بہن سہتموتی کی آرتھی کا جلوس

بہن جی کی ارتھی پھولوں سے لدی ہوئی رکھی ہے

سورگیہ بہن سہتموتی کے نانا اسرشپید سوامی
شردھانند جی

سرحومہ کی بھابھی شریمتی سوشیلا دیوی

سرحومہ کی بڑی لڑکی کماری کسم انکے لڑکے کرشن کمار
دھرم پتنی اور انکے پتی پنڈت بلبھدر جی اور لڑکے
سنتر کرشن

سورگیہ کی بڑی بہن شریمتی اوشادیوی ماتا شریمتی وہدیکھی
دوسری بہن شریمتی کوشلیا دیوی اور تیسری بہن شریمتی
سورنا دیوی

بیگم محمد یاسین قریشی جو لاہور جیل سے بہن جی
کے ساتھ مرتے دم تک رہیں اور انکی سیوا کرتی رہیں

بہن سنتیہ وتی کے سوگباش پر ماتمی پیغامات

مہاتما گاندھی کا پیغام

[illegible] ان کے ایک بہادر سپوت کی موت پر ماتم نہ کریں گے ہم [illegible] کی آزادی کے لئے وقف کرکے زندہ رکھیں گے۔

ہمیں [illegible] اس پر ہم [illegible] کم ہے اور [illegible] کی آزادی کے لئے [illegible] اور [illegible] بھی اگر [illegible] ہم [illegible] غلام [illegible] بیٹھتے [illegible] جلتے [illegible] کی یاد [illegible] تو [illegible] جائے [illegible] ملک [illegible] صرف [illegible] ہیں بلکہ [illegible] کبھی جبکہ [illegible] ہوا ان کے [illegible] اگر [illegible] تھی تو یہ کہ [illegible] خدمت کا [illegible] کی [illegible] آزادی کے [illegible] آزاد [illegible] کی [illegible] کرنے کے لئے [illegible] بڑی قربانی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] پر [illegible] کے [illegible] سب [illegible] ایک سے زیادہ مرتبہ قربانی کی [illegible]

میں بھٹکیں اور آخر خود جستجو میں گھل گھل کر دینی بھارت کی تحریک آزادی کی تاریخ میں قربانی ایسی [illegible] ہوں۔

آج [illegible] ہم سے جدا ہو کر صرف دہلی بلکہ ہمارے ملک کی چالیس لاکھ ایک ایسی جگہ [illegible] کر گئیں ہیں جس کا پر ہونا ناممکن ہے صرف ایک ساتھی کی حیثیت سے [illegible] کی [illegible] سے مجھے جو فخر [illegible] حاصل تھی اس کی وجہ سے جو رنج اور صدمہ مجھے [illegible] کی بیوقت جدائی سے ہوا ہے وہ بیان سے باہر ہے مگر [illegible] ہے تو یہی کہ انھوں نے اپنی [illegible] کا جو مقصد بنا لیا تھا وہ [illegible] تک [illegible] کی کوشش کرتی رہیں اور اپنے میدان سے ملک کے رکھوں نوجوانوں میں ایسی روح پھونک گئیں ہیں کہ ان کے پیچھے بھی اس مقصد کی حصول یابی کے لئے اس وقت تک سرگرم جدوجہد جاری [illegible]

مسٹر آصف علی کا پیغام

بہن سنتیہ وتی کی موت قبل از وقت ہوئی [illegible] بہت ہی افسوس ناک ہے ان کی موت سے [illegible] کی [illegible] بھرپور اور [illegible] زندگی کا [illegible] ہو گیا [illegible] کی جاں بازی [illegible] ان کی [illegible] کی آزادی کے لئے [illegible] ہندوستان کی آزادی کے لئے [illegible] کا [illegible] ان کی [illegible] کی طرح جلتی تھی [illegible] شکایت [illegible] مقامات سے [illegible] کی [illegible] کا [illegible] جاری [illegible] کے ساتھی [illegible] بلند کر مرجھا [illegible] سال [illegible] ان کی قربانی اور [illegible] انگریزی کو [illegible] کی [illegible] پہنچا دیا اس طرح ایک بڑی [illegible] زندگی وقت سے پہلے ختم ہو گئی [illegible] ہم ان کی یاد [illegible] سے سنیں گے مجھے خوشی ہے کہ انھوں نے اپنی [illegible] کی [illegible] اپنے ملک کی آزادی کے [illegible] کی امید اور [illegible] کا [illegible]

لالہ دیش بندھو گپتا جی کی شردھانجلی

"کل تک [illegible] سنتیہ وتی [illegible] آج ان کے بلیدان نے انہیں امر [illegible] سا دیا ہے انھوں نے [illegible] پندرہ سال [illegible] ملک کی آزادی [illegible] ملک کے [illegible]

برطانیہ میں "راڈر" کا ایک "چین ہوم" اسٹیشن
جو ریڈیو کی ترقی کے سلسلہ میں جدید ترین تعمیر ہے

پیناٹ پر دوبارہ قبضہ
لفٹیننٹ کرنل کرانٹ جاپانی افسروں سے تبادلہ خیالات کر رہے ہیں

[illegible] ہو جاتا [illegible]

مس خورشید بین کا نذرانہ

بھارت ورش کا سب سے چمکدار موتی [illegible]

مسٹر رگھو نندن شرن کا پیغام

آج اس انتہائی دلیرانہ خوف شریک کار کی رحلت ہوئی ہے جس سے قریبی رابطہ رکھنے کا مجھے فخر حاصل تھا اس کی مثالی ہم سب کیلئے حوصلہ افزا ہے۔

(صفحہ ۱۳ سے آگے)

جیل میں انھوں نے سماج سیوا کا کام بھی نہیں چھوڑا اور وہاں [illegible] اخلاقی جرائم کی عورتیں انہیں ملیں [illegible] وہ برابر سدھار اور دیش پریم کے جذبات پیدا کرتی رہیں بہن جی سیاسی میدان عمل میں کئے گئے [illegible] پندرہ برس میں تقریباً ایک درجن مرتبہ جیل گئیں اور [illegible] بے شمار [illegible] برداشت کر [illegible]

بہن جی کا تمام [illegible] ایسی قربانیاں کرتا رہا ہے ان کی دو بہنیں اوشا دیوی اور کوشلیہ دیوی ایک سے زیادہ مرتبہ جیل جا چکی ہیں ان کے [illegible] پروفیسر [illegible] اور ان کے [illegible] پر بھی نے قومی خدمت میں بار بار قید و بند کی مصیبتیں [illegible] انفرادی ستیاگرہ کے زمانہ میں بہن جی کی ماتا [illegible] ایک بار [illegible] پھر دوبارہ ستیاگرہ کیا اس سے پہلے بھی وہ باہر چلی گئیں اور [illegible] میں بھی انہیں گرفتار کیا گیا لڑکی کو سزا ملی اور لڑکے کو نظر بند رکھا گیا۔

دنیا ۱۹۱۹ء کے بعد

از جناب شیو سنگھ

۱۹۱۸ء کے نومبر میں جرمنی کے ہتھیار ڈال دینے کے بعد فاتحین نے دنیا کو معاہدہ ورسائی کے ذریعہ آپس میں تقسیم کر لیا۔ فرانس کو الیسس لورین کا علاقہ اور شام کا انتداب ملا۔ برطانیہ نے جرمنی کی افریقی نوآبادیات عراق اور فلسطین کے انتداب اور عرب کے خاص خاص علاقے ہتھیا لئے۔ جرمنی سے نوآبادیات لوٹا اور کوئلہ، جنگی بیڑے اور تجارتی جہاز چھین لئے گئے اور اس پر ناقابل ادا ہرجانہ اور مزید معاشی اور فوجی پابندیاں عائد کی گئیں۔ ہرجانہ کی تاوان اور ہرگی کو اتحادیوں نے جرمنی پر کنٹرول قائم رکھنے کا اچھا خاصا بہانہ بنا لیا۔ یورپ کی سرحدوں کی از سر نو تقسیم کی گئی۔ جس اصول پر یہ تقسیم عمل میں لائی گئی اس کے دو مقاصد تھے۔

(۱) جرمنی کی معاشی طاقت کو کچلنا (مثلاً جرمنی اور آسٹریا کے اتحاد کو روکا گیا)

(۲) اشتراکی روس کے خلاف ایسی ریاستوں کی ایک سلسلہ وار دیوار کھڑی کرنا جو سرمایہ دارانہ نظام کے قابو میں ہوں، آسٹریا، ہنگری، زیکوسلاویہ، یوگوسلاویہ، فن لینڈ، لیٹویا، لتھوانیا، استونیا اور پولینڈ ہوں۔

آسٹریا کو چھوڑ کر یہ تمام ریاستیں اس میں کوئی شک نہیں کہ غلام قوموں کی آزادی کی جدوجہد کے وجود میں آئی تھیں لیکن ان کی حالت اس قدر پتلی تھی کہ سرمایہ دار طاقتوں کی مالی، معاشی اور فوجی امداد اور رحم و کرم کے بغیر ان کا جینا محال تھا۔ پھر چونکہ ان ریاستوں کا معاشی نظام نجی ملکیت اور طبقاتی اختلافات پر قائم تھا۔ اس لئے خود ان ریاستوں میں خانہ جنگی اور مظالم کا راج تھا اور ایک طبقہ یا ایک قوم دوسرے طبقہ یا قوم پر ہولناک مظالم ڈھاتی تھی۔ پولینڈ میں خالص پولی قوم واحد اکثریت میں تھی لیکن یہ قوم پولینڈ میں زبردستی شامل کی ہوئی بائیلو روسی لیتھوانی یوکرینی اور یہودی قوموں پر ظلم ڈھاتی تھی۔

یوگوسلاویہ میں کروٹ قوم استبدادی نکارتی اور رومانیا میں بیسیرابیا کے باشندے، ہنگری میں یہودی اور عرب دست گریباں کر دیئے گئے۔ ۱۹۲۲ء میں واشنگٹن کے "نو طاقتوں کے معاہدہ" کی رو سے برطانیہ، جاپان اور امریکہ نے آپس میں گویا چین کا معاشی حصہ بخرہ کر لیا۔ اس معاہدہ کے وجود میں آنے سے مشرق بعید میں برطانیہ کے حریف زیادہ طاقتور ہو گئے اور انیسویں صدی سے برطانیہ اور جاپان کی جو خطرناک دوستی قائم تھی اس کی بنیاد متزلزل ہو گئی۔

جمعیۃ الاقوام بلند بانگ دعووں کے ساتھ کمزور قوموں کو ظلم و جور سے بچانے اور تخفیف اسلحہ کو عملی صورت دینے کے لئے وجود میں لائی گئی۔ لیکن دراصل جمعیۃ الاقوام یورپ میں فرانس اور انگلستان کے اقتدار کو قائم رکھنے کا ذریعہ بن گئی اور تمام سعی و کوشش کے باوجود قوموں کے مابین اختلافات میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔

یہ تھا وہ نظام عالم جو ۱۹۱۸ء میں یورپ میں بنایا گیا۔ ہولناک سامراجی جنگ ختم ہونے کے بعد ظہور میں آیا اور جس کی نہیں دوسری عالمگیر جنگ کے بارے کہلاتے نظر آ رہے تھے۔

یہ نظام عالم کیوں اس کے بعد ۱۹۳۹ء میں ٹوٹ کر بکھر گیا۔ اس کے اسباب کو ہم دو گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) سرمایہ دارانہ نظام کے اندر اقتصادی تضاد کی بنا پر جو طاقتوں کی باہمی رقابت کی صورت میں نمودار ہوا (۲) ۱۹۲۹-۳۰ء کا عالمگیر معاشی بحران

سامراجی مقابلہ بازی اور رقابت

فتح کے باوجود ۱۹۱۸ء کی عالمگیر سامراجی جنگ کے نتائج برطانیہ کے حق میں دراصل بہت خطرناک ثابت ہوئے۔ امریکہ اور جاپان معاشی صنعتی اور تجارتی لحاظ سے برطانیہ سے کئی ہاتھ آگے بڑھ گئے اور ان تمام میدانوں میں برطانیہ کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ برطانیہ نے یورپ میں روس اور فرانس کے خوف سے جرمنی کو اپنی کھوئی طاقت دوبارہ حاصل کرنے میں مدد دی اور امریکہ کے خلاف جاپان کو آگے بڑھایا لیکن آخر میں وہی جرمنی اور جاپان اس کے سب سے زبردست حریف ثابت ہوئے۔ امریکہ نے برطانیہ کے بازار ہتھیا لئے اور لندن کے عالمگیر مالیاتی اقتدار کو خاک میں ملا دیا۔ برطانیہ اور امریکہ کے مابین اتحادی طاقتیں امریکہ کی مقروض دار بن گئیں۔ اس طرح مالیاتی لحاظ سے امریکہ دنیا کی سب سے زبردست طاقت بن گیا۔ برطانیہ سے یورپ کے بازار چھن گئے۔ جاپان اور امریکہ نے مقابلہ بازی کے ذریعہ خود سلطنت برطانیہ اور ایشیا میں جنوبی امریکہ کے بازاروں سے برطانیہ کو محروم کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف خود سلطنت برطانیہ کے حدود کے اندر یہ ہوا کہ نوآبادیات جنگ کی پیدا کردہ صنعتی ترقی کے سبب معاشی اور سیاسی لحاظ سے خود مختار ہوتی چلی گئیں۔ اور ہندوستان میں نوزائیدہ صنعتی ترقی کے علاوہ برطانوی سرمایہ داروں کی ریشہ دوانیوں کے رد عمل کے طور پر بورژوا قومیت اور آزادی کی تحریک مضبوط ہو گئی۔

جرمنی کی بدحالی تیزی سے اشتراکی انقلاب کی تحریک کو فروغ دے رہی تھی۔ جرمنی کی تمام مزدوروں کے ساتھ اور وہ عام اقتصادی بحران کے رد عمل کے طور پر انقلاب کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یہ بات فرانس انگلستان اور امریکہ کے سرمایہ داروں کے لئے خطرے کا باعث تھی۔ مخصوص طور پر جب کہ اشتراکی روس جرمنی سے آنا قریب تھا۔ پھر جرمنی کی معاشی بدحالی پورے سرمایہ دارانہ نظام کے لئے نقصان کا باعث تھی۔ جرمنی کو معاشی اعتبار سے آگے بڑھنے میں انگلستان اور امریکہ کے سرمایہ دار رکاوٹ تھا۔ جرمنی کی کمزوری سے فرانس برابر فائدہ اٹھا رہا تھا۔ یہ بات یورپ میں برطانیہ کے اثر و رسوخ کو نقصان پہنچاتی اور اس کی مدت دراز کی توازن کی پالیسی کے بھی خلاف۔ ان باتوں کے پیش نظر برطانیہ کے سرمایہ دار حکمراں طبقہ نے برطانیہ کے ساتھ جرمنی کی ہر لحاظ سے مدد کرنی شروع کی۔

جرمنی اور جاپان کی تائید کر کے برطانیہ نے اپنے خلاف دو ایسے زبردست سامراجی حریف پیدا کر دیئے جو اپنے نئے سرمایہ دارانہ عروج کے سبب ٹیکنیکل لحاظ سے بھی اس سے آگے بڑھ گئے۔

(۳) ۱۹۳۹-۳۲ء کا معاشی بحران

اس عالمگیر معاشی بحران کے اسباب کا تجزیہ کیا جائے تو وہ مندرجہ ذیل ثابت ہوں گے۔ صنعتی ملکوں میں مزدوروں کے زیادہ سے زیادہ استحصال کے سبب اور مشین کی ترقی و صنعتی نظام میں روز افزوں مرکزیت کے باعث سرمایہ دار کے ہاتھوں میں تیزی کے ساتھ عظیم سرمایہ جمع ہونے لگا۔ اس سرمایہ کو لگانے اور مزید منافع اٹھانے کے لئے مزید بازاروں کی ضرورت تھی۔ لیکن ہر حکومت نے اپنی نوآبادیات کو خود اپنے مال کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ گویا دنیا کے رائج ریاستی نظام نے اس سرمایہ کے پھیلنے اور مزید منافع اٹھانے کے راستے مسدود کر دیئے تھے۔ اس طرح گویا معاشی طاقتوں اور دنیا کے رائج ریاستی نظام میں شدید تصادم پیدا ہو رہا تھا۔ آخر میں انہیں معاشی طاقتوں نے رائج ریاستی نظام اور اس کی محافظ جمعیۃ الاقوام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ بالفاظ دیگر ۱۹۳۹ء میں عالمگیر سامراجی جنگ چھڑ گئی۔ دنیا کی بدحالی گذشتہ جنگ کے اثرات سے بچ نکلی اور ان ملکوں میں صنعت ترقی کرنے لگی تو سرمایہ دارانہ نظام کے اس داخلی تصادم اور عالمگیر مقابلہ بازی میں دو چند اضافہ ہو گیا۔

چنانچہ انسانی تاریخ کا ہولناک ترین معاشی بحران آخر ۱۹۳۹-۳۲ء میں نمودار ہو کر رہا۔ صنعتی پیداوار، تجارت اور بین الاقوامی سکہ کا نظام بکھر گیا اور دنیا کے کروڑوں مزدور بیکار ہو گئے۔ بیکاری میں مزدوروں کے معیار زندگی کو سرمایہ دار حکومت نے دوبارہ اٹھایا۔ بصورت حال کو سنبھالنے کے لئے "قومی حکومت" نام کی ایک مخلوط حکومت وجود میں آئی۔ برطانیہ نے فوری طور پر آزاد بین الاقوامی تجارت کو خیرباد کہہ دیا اور برطانیہ اور دنیا کی ہر صنعتی طاقت نے محصولات کے ذریعے اپنے حریف سے تجارتی اور معاشی جنگ چھیڑ دی۔ امریکہ کی کوششوں کے باوجود آزاد مقابلہ بازی دنیا بھر میں ختم ہو گئی۔ ساتھ ہی برطانیہ میں سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام پر حکومت کا کنٹرول بڑھتا گیا۔

عالمگیر معاشی بحران نے دنیا کی طاقتوں کے درمیان معاشی اور تجارتی جنگ کو بیحد شدید کر دیا اور اس [illegible] جنگ کے لئے زمین ہموار ہونے لگی۔ اس نئے دور مقابلہ میں شریک طاقتوں کے سامنے صرف ایک راستہ تھا اور وہ یہ کہ جنگ کے ذریعہ دوسرے بازاروں کی از سر نو تقسیم کی جائے۔ جاپان ۱۹۳۱ء میں چین پر حملہ کرتا ہے اور جنوری ۱۹۳۳ء میں ہٹلر برسر اقتدار ہوتا ہے۔

اس معاشی بحران سے فائدہ اٹھا کر جاپان نے ۱۹۳۱ء میں منچوریا پر حملہ کر دیا اور منچوریا اور شمالی چین پر مشتمل ایک حصہ کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس طرح گویا ۱۹۲۲ء کا معاہدہ واشنگٹن بے معنی ہو کر رہ گیا۔ جاپان کا یہ قدم جمعیۃ الاقوام کے خلاف بھی گویا ایک چیلنج تھا۔ امریکہ کی کوششوں کے باوجود برطانیہ کے وزیر خارجہ سر جان سائمن نے

(بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

ایک دلچسپ تاریخی مضمون

(صفحہ ۱۷ سے آگے)

جاپان کے خلاف قدم اٹھانے سے صاف انکار کر دیا بلکہ چین نے جاپان کی طرف منچوریا کا خیر مقدم کیا اس سے لیگ وہ امریکہ سے خوف تھا پھر سرمایہ جاپان کا چین کے سر پر دور رہنا جاپان سامراجی مطالبے کے خلاف مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی تحریک بہت بلند درجہ تھی دنیا بھر کی سرمایہ دار طاقتوں کے نقطۂ نظر سے مغیر تھا لینن سب سے بڑی بات یہ تھی کہ منچوریا پر جاپان کا قبضہ دنیا میں سب سے بڑی زمین طاقت یعنی سوویت روس کے خلاف ایک مضبوط قلعہ کا کام دے رہا تھا اس طرح جاپان کا چین پر حملہ بھی وقت جمعیۃ الاقوام پر بھی ایک ضرب کاری تھا اس لئے انگلستان اور جاپان دونوں جمعیۃ الاقوام کے ممبر تھے پر کامیاب ہوتا ہے اور اس کے خلاف دنیا کی سامراجی طاقتیں کوئی آواز نہیں اٹھائیں۔ اسی درمیان بن بلکہ بھی معاہدہ ورسائی کے خلاف جرمن عوام کے غم و غصہ سے فائدہ اٹھا کر فاشزم کی بنیاد میں مضبوط کر رہا تھا چنانچہ ۱۹۳۳ء میں ۱۹۱۹ء کے قائم کردہ نظام عالم کا کوئی حصہ اگر بچ رہا تھا تو وہ صرف یورپ کی طرف تھیں اور نوآبادیات اور انتداب کا پرانا نظام جمعیۃ الاقوام ایک سرد اور بے جان لاش ہو کر رہ گئی تھی ۱۹۱۹ء کے نظام عالم کا جو بچا کھچا حصہ تھا اس کو ختم کرنے کے

اب صرف جنگ اور خونریزی کی دیر تھی۔

بین الاقوامی سیاسیات کے اس منظر سے ہٹ کر اب ہم اس منظر کی طرف آتے ہیں جس کا تعلق سوویٹ روس سے تھا۔ ۱۹۱۷ء تک نومبر انقلاب کے بعد روس میں سیاسی طاقت مزدوروں کے ہاتھ میں آ گئی اور اشتراکی انقلاب پورے طور پر کامیاب ہوتا ہے لینن روس کے علاوہ اور تمام ملکوں میں انقلاب اب جاتا ہے یورپ کے مغربی ممالک اشتراکی سوشل ڈیموکریٹ رہنما ہیں۔ سوویٹ کا روٹ کی قراردادوں کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے اپنے ممالک میں سرمایہ دار حکومتوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ مشرق کے ممالک میں انقلابی طاقتیں صرف چین میں کمزور ہیں لیکن بعد میں یعنی ۱۹۲۳ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیانی عرصہ میں ہندوستان کی قومی تحریک [illegible] سے سبب برطانوی سامراجیت سے سمجھوتہ کا دیتی ہے اگرچہ کمیونسٹ تحریک کا زور بڑھتا ہی جاتا ہے مگر کمزور [illegible] حکومت ۱۹۱۹ء کی مختلف سے [illegible] بعد سے [illegible] قوتوں سے جدوجہد میں [illegible] اور دوبارہ پرانا نظام قائم ہو جاتا ہے بلکہ انقلاب جرمنی کے دھاروں میں بہہ کر ختم ہو جاتا ہے ۱۹۱۹ء میں جرمنی میں اور ۱۹۲۰ء میں آسٹریا میں سوشل ڈیموکریٹ رہنما عوام کے سامنے رہتے ہیں

سازباز اور غلطیوں کے سبب اور ساتھ ہی نوزائیدہ کمیونسٹ پارٹیوں کی ناتجربہ کاری اور کمزوری کے باعث انقلاب ناکام رہتا ہے۔ اٹلی میں ۱۹۲۲ء میں ہی سرمایہ داری اور سامراج کی سب سے بھیانک شکل یعنی فاشزم قائم ہو جاتا ہے۔ اس طرح روس ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں اشتراکی نظام قائم تھا لیکن اس کے چاروں طرف طاقتور سرمایہ دار ممالک ہر گھڑی اسے ہڑپ کر جانے اور نوزائیدہ اشتراکی نظام کو ختم کر دینے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ ایسی صورت حال میں روس کے سامنے کر کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا کہ عالمگیر اشتراکی انقلاب تک کسی طرح دنیا کے واحد اشتراکی نظام و خطروں سے بچانے کے لئے سامراجی ممالک کے باہمی نفاق سے فائدہ اٹھا کر ان کو کسی وقت ان کے خلاف باہم متحد نہ ہونے دے روس کا خارجی طرز عمل اب تک کی رائے پر گامزن ہے

۱۹۳۵ء تک روس کا پنجسالہ پروگرام پورے پورے طور پر کامیاب ثابت ہوا اور اشتراکیت میں ملک میں پالیسی بھی صحیح ثابت ہو چکی تھی ۱۹۳۵ء میں روس نے دستور حکومت کے نفاذ میں آنے سے مزدوروں کی جمہوریت پورے پورے طور پر قائم ہو چکی ہے اشتراکی روس کے خلاف سامراجی طاقتوں کو باہم متحد نہ ہونے دو اس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ۱۹۳۱ء تک روس برطانیہ اور فرانس کے خلاف جرمنی اور اطالیہ اور دوسرے شکست خوردہ ملکوں بشمول آسٹریا اور ہنگری اور ترکی کی حمایت کرتا ہے لیکن ۱۹۳۳ء میں

ہٹلر کے برسر اقتدار آنے اور جرمنی میں پورے طور پر فاشزم کے قیام کے بعد روس کے خارجی طرز عمل میں ایک زبردست انقلاب رونما ہوتا ہے وہ پالیسی کیا تھی؟ یورپ کے عوام اور جمہوری حکومتوں کے ساتھ مل کر جنگ اور فاشزم کے خلاف ایک وسیع بین الاقوامی محاذ قائم کیا جائے چنانچہ فرانس میں ۶ فروری ۱۹۳۴ء کو تمام جمہوریت پسند جماعتوں کے اتفاق و اتحاد سے فاشسٹ گروہ کو شکست ہوتی ہے اور وہ فرانس کی حکومت پر قابض ہونے میں ناکامیاب رہتے ہیں۔ جولائی ۱۹۳۴ء میں فرانس کے مزدوروں کی دونوں جماعتوں کو ملا کر اتحاد عمل وجود میں لایا جاتا ہے جس کا مقصد یہ تھا مزدوروں کی تنخواہ میں کمی کرنے کی مخالفت کرنا اور فاشسٹ گروہوں کو توڑنے اور بکھر جانے پر مجبور کرنا۔ اس کے بعد ریڈیکل اور بائیں بازو سے یعنی کسانوں اور نچلے درجے کے متوسط طبقوں سے مل کر فاشزم کے خلاف محاذ کو اور وسیع کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ۱۹۳۶ء میں سوشلسٹ ریڈیکل حکومت وجود میں آتی ہے جسے پاپولر فرنٹ میں شامل جماعتوں کی پوری حمایت حاصل ہوتی ہے

چین میں چیانگ کائی شیک کے جور و ظلم اور دشمنی کے باوجود اشتراکی عناصر ترقی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جاپان کے خلاف ان کی تحریک کا نتیجہ یہ آمد ہوتا ہے کہ چیانگ اپنا طرز عمل بدلنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور چین میں بورژوا جمہوریت پسند جماعت اور اشتراکی جماعت ملکر جاپان کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرتی ہیں۔

(باقی آئندہ)

اگر وہ ایلگن ہے تو عمدہ ہے

ایلگن کے ٹکٹس اور بکائیک تولیے جھاڑن، ڈارل ٹوپل، جوتیاں ساڑیاں جالی اور بیلور فرنگ سرکے علاوہ عمل ہاتھوں کے پائدان لیمپ شیڈ ملینڈ نے گاؤن ریشمیاں اور سستر کی چادریں

of it's

ELGIN

it's good!

[illegible]

دی ایلگن ملز کمپنی لمیٹڈ۔ کان پور

سرس روپ۔ نارائن رام چندرا اولڈ جنرل گنج کان پور

PK 25 - 0

حضرت خان غازی کابلی کی مایۂ ناز تازہ تالیف

تحریک خدائی خدمت گار

فخر افغان خان عبدالغفار کی ہنگامہ خیز زندگی کے سبق آموز حالات اور تحریک خدائی خدمت گار کی تاریخ اور اس کے انقلاب پسند بانی کے مضامین اور تقریروں کا قابل قدر مجموعہ یہ مجموعہ اردو زبان کے انقلابی لٹریچر میں قابل قدر اضافہ ہے۔

حجم ۲۰۰ صفحات، کاغذ اعلیٰ، سفید، ٹائیٹل پر فخر افغان کی تصویر

کتابت و طباعت اعلیٰ، کتاب مجلد قیمت دو روپے (۲/) علاوہ محصول ڈاک

نارائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور

جاذبیت کا پھول

خوشبو

اس دلآویز خوشبو کی آزمائش کیجئے

اوٹو دل بہار (رجسٹرڈ)

آپ کے رومال پر اس کے چند قطرے ۸ گھنٹوں تک تر و تازگی قائم رکھیں گے۔ یہ پھولوں کا بہترین نچوڑ ہے جو بوتلوں میں بھر دیا گیا ہے یہ بہت تیز نہیں ہے بلکہ نہایت خوشگوار اور دل پسند ہے آج ایک شیشی خریدیں پھر یہ ہی آپ کو ہمیشہ مرغوب رہے گا۔ دو آنہ کے ٹکٹ بھیج کر نمونہ کی شیشی طلب کریں

اس میں کسی قسم کا تیزاب نہیں ہے یہ پھولوں کا نچوڑ ہے جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں آپ کے استعمال کے لئے بھر دیا گیا ہے۔

اوٹو دل بہار

ایک ممتاز خوشبو جو بوتلوں میں بھر دیا گیا ہے

مختلف سائزوں میں فروخت ہوتا ہے

اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے

ایک بالکل نئی خوشبو کا نمونہ بھی دیکھئے

اوٹو سرنگی نمبر (۷۷۷) (رجسٹرڈ)

نمونہ کے لئے دو آنہ کے ٹکٹ ارسال کریں اور پھر ۱۲ اونس کی شیشی خریدیں جو ہر جگہ ملتی ہے آپ سرنگی کے پھولوں کی جادو بھری خوشبو سے بہت خوش ہوں گے۔

سول ایجنٹس:۔ دی اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی بمبئی ۲

عورت اور جنگ

از سیتی رام نگری

بچپن کے عالم میں میں نے گاؤں چھوڑا تھا
آج جب میں ڈھلتی ہوئی جوانی کو لے کر گاؤں میں آیا ہوں
اب یہاں کا سب کچھ بدل گیا ہے اس زمانے کے
ادھیڑ بالکل سفید ہو گئے ہیں، اور بوڑھے دنیا سے
رخصت ہو چکے، کتنے بچے آج پہچانے نہیں جاتے،
وہی مجھے پہچانتے ہیں لیکن پھر بھی یہ ماحول کچھ جانا
پہچانا سا محسوس ہوتا ہے، گاؤں دیکھنے کا شوق
کتنے دنوں سے دل میں چٹکیاں سی لے رہا تھا آج اپنے
بچپن کی ساتھی سیوانوں، پگڈنڈیوں اور کھیتوں کو دیکھ
کر کتنی خوشی ہو رہی ہے، کون جانتا تھا کہ اس گاؤں
کی مٹی میں کھیلا ہوا لڑکا ایک دن ڈاکٹر بنے گا میرے
کتنے ساتھی ہل جوتتے ہیں، بعض کئی کئی بچوں
کے باپ بن چکے ہیں، یہ سب باتیں مجھے حیران
کر دینے والی محسوس ہو رہی ہیں اس
[illegible] ماحول میں میری آنکھیں رجن
کی متلاشی ہیں، وہ ننھی سی لڑکی بھی
اب جوان ہو گی شاید وہ مجھے پہچانے
گی بھی کہ نہیں،
پتاجی، ماتاجی،
بھائی اور میری چھوٹی
بہن سب
خوش ہیں،
میری
[illegible]
نہیں سما رہی
ہیں، وہ دونوں
مسکرا مسکرا کر کہیں چپ
چاپ ہیں، کیونکہ ماتاجی مجھ سے باتیں کر رہی تھیں اور
میں لیٹا ہوا ماتاجی سے پوچھ رہا تھا،
"ماں! رگھو اب بھی دکھائی نہیں دیتا۔
[illegible] تو اب مر گیا ہو گا، بھیا چارن کا گھر تو
ایک دم گر گیا اور گاؤں کے پچھم والا باغ کب کٹ
گیا؟ کیسا اجاڑ ہو گیا ہے یہ حصہ، اماں! ہمارا بیہہ
[illegible] ویسا ہی کھڑا ہے؟" اور میں نے
[illegible] میں لگی ہوئی ایک پرانی لکڑی کو جو ایک
[illegible] سے اس گرمی سے چمٹی پڑی تھی، دکھا کر کہا،
"اسے اماں کسی نے نہیں کاٹا ابھی تک؟"
انہوں نے جواب دیا:-
"نہ بیٹا، پیپل برہمن ہوتا ہے اس کی لکڑی
[illegible] نہیں جاتی"
میں کھل کھلا کر ہنس پڑا، اسی وقت دروازے
پر لگے ہوئے نیبو کی یاد آ گئی جسے رجن کے ساتھ
مل کر میں نے سینچا تھا۔ میں نے پوچھا:-
"اماں! ہمارے نیبو کا"
وہ بول پڑیں۔ "وہ دیکھ کیسا
[illegible] کے اوپر چھا گیا ہے رجن نے اسے پال ہی لیا
[illegible] زندہ رکھنے کے لئے کتنوں سے لڑی ہے اسکی
زندگی کے لئے پگلی نے اپنی زندگی عجیب سی بنا لی ہے
مجال ہے کوئی ایک پتہ بھی چھو دے اس کا، جان
دینے کو تیار ہو جاتی ہے، پہلی فصل دے رہا ہے
اس سال، پہلا نیبو رجن کو کھلا کر تب کسی کو دوں گی،
آتی ہی ہو گی، گھر پر پاؤں تھوڑا ہی جمتا ہے اس کا،
جب دیکھو اسی نیبو پر چھائی رہتی ہے" ماں یہ
کہہ کر وہاں سے چل دیں، اور میں پھر رجن کی ان دیکھی
مگر من موہنی تصویر اپنے دل پر کھینچنے لگا، کھلتا ہوا رنگ
سڈول اور گداز جسم،
کتنی بے
تکلف تھی وہ مگر
اب تو شاید شرم سے
سامنے بھی نہ آئے"
بچپن میں ساتھ کھیلتے ہوئے تو وہ مجھ سے اکثر لپٹ
جاتی تھی اور اب "
یہ نیبو ہمارے بچپن کی ایک یادگار ہے جو ہمارے
ساتھ ہی جوان ہو رہا ہے، کتنی شہانی اور گھنی جوانی
ہے، اس کی جو اپنے رکھوالے کے حسن اور جوانی کی آئینہ
داری کر رہی ہے "
کیا پہچان سکے گی مجھے؟ میں سوچنے لگا،

تنہا کمرے میں لیٹ رہا تھا ایک صورت آشنا
سی جوان لڑکی بھاگ کر اندر گھس گئی، رانی سے میں نے پوچھا
"رانی! یہ کون ہے؟"
وہ بولی:-
"بھیا! وہ ہے نہ رجن، وہی "
اس پر اچانک میری آنکھیں چندھیا سی گئیں
سوچا سفر مار ہی ہے ٹھیک ہے، جوانی میں آنکھوں
میں لاج ہونی ہی چاہئے لیکن مجھ سے چھپتی ہے رجن
بچپن کے ساتھی سے، ہوں، پگلی کہیں کی خرما رہی ہے
میں نے دیکھا، بھابی اسے کھینچے لا رہی ہیں،
وہ کہہ رہی تھیں،
"لو للہ، سنبھالو اپنی ان کو"
میں نے کہا، "بھابی!"
اور بھابی اسے میرے اوپر دھکیل کر بھاگ گئیں
وہ ایک جنگلی ہرنی کی طرح کنارے کھڑی ہو گئی فراٹے
ہوئی اس کی نظر زمین پر ٹک گئی،
میں نے کہا:-
"رجن! کیوں بھول ہوئی ہے کیا مجھ سے کوئی؟"
اور وہ کچھ سنبھل کر بولی:-
"بھول تو مجھ سے ہوئی ہے جو تمہیں جھلانہ
سکی اتنے دنوں تک"
"کیسی باتیں کر رہی ہو رجن"
"ٹھیک
کہہ
رہی ہوں،
نہیں تو کیا تمہیں
ایک دن بھی یاد
نہ آتی میری؟"
میں سوچ رہا تھا واقعی
میں نے رجن کے ساتھ بے انصافی کی
ہے، مجھے اس سے معافی مانگنی چاہئے میں نے
کہا "میری رجن! کیا مجھے معاف نہ کر سکے گی"
"مجھ سے معافی کاہے کی، اور مجھے معاف کرنے کا
حق بھی کیا ہے؟"
اچھا رجن نہ سہی، پر اشیت ہی کر دوں گا"
رجن کو لیے لگا جیسے میں رنجیدہ ہو گیا ہوں
اس نے اس لئے کہا:-
"میری بات سے دکھ ہوا؟" اور وہ ہنس پڑی
اتنے دنوں کی جدائی سے جو افسردگی سی
ہو گئی تھی، وہ اس ہنسی میں کھو گئی، بچھڑے ہوئے لمحات
کی یاد ہمارے دلوں سے مسرت کے سیلاب میں بہہ
گئی، ہم ہنس رہے تھے کہ بھابی نے ٹھاکہ لگایا، شرمائی
سی رجن بھاگ گئی اور میں کھویا ہوا سا دیکھتا رہ گیا،

دوپہر کا وقت تھا، شاید سب سو رہے تھے اور میں
تنہا بیٹھا ایک ناول "معصوم محبت" پڑھ رہا تھا کہ چوڑیوں
کے کھنکنے کی آواز کانوں میں آئی، میں نے جھانک کر دیکھا
بھابی رجن کے ہاتھ میں گلاس دے کر زبردستی
میرے کمرے کی طرف دھکیل رہی ہیں، میں نے کھانس
دیا بھابی اسے چھوڑ کر بھاگ گئیں، اور شرمائی سی رجن
میرے پاس آ گئی،
گلاس میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولی:-
"شربت ہے اپنے نیبو کا، یہ اس کی پہلی فصل
ہے" پھر بولی، اور لاتی ہوں، اور تھوڑی دیر میں وہ
دوسرا گلاس لے آئی،
"پیو تم بھی" میں نے کہا۔
"پہلے تم پیو" اس نے ضد کی،
ہم دونوں جھگڑنے لگے، بھابی نے آ کر
فیصلہ کیا، ہمیں پاس پاس بٹھا دیا اپنے ہاتھوں میں
گلاس لے کر اور ہماری آنکھیں بند کرا کے، ایک
ساتھ دونوں کے منہ سے گلاس لگا دئے،
ہم دونوں شربت پی رہے تھے بھابی بولیں
"بلہاری جاؤں اس جوڑی پر"
میں کچھ کہوں، اس سے پہلے ہی وہ ہماری آنکھوں
سے اوجھل ہو گئیں، کھوئے سے ہم دونوں ایک
دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے،

دن آئے اور بیت گئے، ماضی کے کچھ خواب
لوح دل پر نقش ہو گئے، بچپن کے
کھیل، کچھ دنوں کی جدائی، ہماری محبت کی یادگار
یہ نیبو کا درخت! مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے یہی
سب زندگی ہے، زندگی کے کچھ لمحات جو اب رجن
کے ساتھ بیت رہے ہیں شاید یہی میرے لئے حاصل
حیات ہیں! کئی دن ہو گئے رجن نہیں ملی ہے تو ایسا
معلوم ہو رہا ہے جیسے کچھ کھو گیا۔
بھابی کو سامنے دیکھ کر میں نے پوچھا:-
"رجن یہاں نہیں ہے کیا آجکل؟"
ہے تو یہیں، لیکن اب گھر سے کم نکلتی ہے،
"یہ کیوں بھابی، کیا بیمار ہے؟"
"نہیں، اب اس کی شادی ہونے والی ہے"
"شادی؟"
"ہاں!"
"کب ہے بھابی؟"
"ایک مہینہ ہے"
"تو پھر اب نہیں ملے گی مجھ سے؟"
"ملے گی للہ، تم پر تو جان دیتی ہے وہ تمہارے
پیچھے مجھ سے کہا کرتی تھی، " بھابی اُن کے
نہ ہونے سے کچھ جی سا نہیں لگتا، کبھی کبھی تمہارے
بھیجے ہوئے خط بڑے چاؤ سے پڑھتی تھی تم ہو للہ
کہ ایک دن بھی یاد نہ آئی نہیں اس کی، کتنی مایوس
ہوتی تھی یہ دیکھ کر"
امیدیں جیسے ٹوٹ گئیں، امنگیں کمھلا گئیں
ایک سپنا تھا جو آج ٹوٹ گیا، اور میں سوچنے لگا
کیا سچ مچ یہی سب سنسار ہے؟ دو ساتھی کیا
کبھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتے؟ کیا بچھڑنے ہی
کے لئے ملنا ہوتا ہے؟ اوہ! کیسا دستور ہے یہ!
انجانے درد سے میرا جی بھاری ہو کر برس پڑا،
پلکیں بوجھل سی ہو گئیں اور میں کھویا ہوا سا وہیں
بیٹھا رہا۔
ایک پجاری جو اپنی پوجا میں اپنی دیوی کی
نذر کرنے کا آرزومند تھا اس کی پوجا کا تھال
اچانک لڑھک گیا، دیوی روٹھ گئیں،
میں سوچ رہا تھا " " ایسا
کیوں ہوتا ہے؟ پوجائیں ادھوری کیوں رہتی ہیں؟
لیکن میرے خیالات مضمحل ہوتے گئے اور سانسوں
نے انہیں بہ جبر دل سے باہر نکال دیا، رجن میں
آج مجھے کچھ گہرا سا چنتن

(باقی اگلے صفحہ پر)

(صفحہ ۱۹ سے آگے)

محسوس ہونے لگا،

وہ نیبو کے نیچے کا کوڑا کرکٹ صاف کر رہی تھی اسی وقت میں ایک مرغین کو دیکھ کر واپس آرہا تھا میں نے اُسے چھیڑ دیا، وہ ڈر سی گئی لیکن ساتھ ہی مجھے دیکھ کر کچھ دبی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر بکھر گئی میں بھی اپنے کو سنبھال نہ سکا،

رجن نے آج کے چنے ہوئے نیبو میرے سامنے کر دیئے جو کہ اس نے اپنے آنچل میں اکٹھے کر رکھے تھے مجھے آنچل میں ہاتھ ڈالتے ہوئے سکوچ سا ہوا۔

وہ بولی :- "کیا سوچ رہے ہو برجن ؟"

"کچھ نہیں" میں نے کہا، رجن میں کتنا اپنا پن تھا، اس وقت،

"جھجک کیوں رہے ہو برجن ؟" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، پہلے کچھ حق سا تھا اس پر، لیکن آج ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے چھونے کی ہمت بھی نہیں ہے مجھ میں، اور میں بغیر کچھ جواب دیئے گھر میں جانے لگا رجن نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، وہ بولی :-

"تمہیں میری قسم ہے برجن! مجھ کو تو ذرا، کیوں روٹھے ہو، کیا غلطی ہوئی مجھ سے ؟"

میں رُک گیا، بولا رجن، تم بھول کرتی ہو، تم کسی کی پتنی بننے والی ہو،

"ہاں! میں، پتنی بننے والی ہوں لیکن جانتے ہو پریم بھی تو کوئی چیز ہے!

"ہے رجن! لیکن جانتی ہو، ہمارے سماج میں نہ تو پریم کے لئے کوئی جگہ ہے اور نہ اسکی کوئی قیمت سماج کیچڑ ہے اور میں تو اسے پتھر سمجھتا ہوں اس میں اتنی لچک کہاں، جو وہ تمہیں دوسرے کی ہو جانے کے بعد میرے قریب دیکھ سکے، ہمیں سماج میں رہنا ہے اور ہمارے خاندانوں کی بھی کچھ مرجاد ہے جو ہمیں نبھانی پڑتی ہے"

کیا ہم خاندانوں کی مرجاد کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں"

"ہم پہنچائیں یا نہ پہنچائیں لیکن سماج کی نظر میں تو یہ پاپ ہے"

"جو بات سچ مچ پاپ نہیں وہ سماج کے سمجھنے سے تو پاپ بن نہیں سکتی، اور پھر پریم تو اندھا ہوتا ہے وہ برا بھلا نہیں دیکھتا تمہیں بھولنا میرے بس کی بات نہیں"

"ایسا نہ کہو رجن، جانتی ہو محبت کا دوسرا نام قربانی ہے"

"لیکن یہ قربانی مجھ سے نہ ہو سکے گی"

"کیا میرا حکم بھی ٹال دو گی آج ؟"

"لیکن اتنا سخت حکم ؟ میرا گلا گھونٹ دینا چاہتے ہو ؟"

"ہاں! رجن، بولو منظور ہے ؟"

"اچھا کوشش کروں گی"

"بھول جاؤ رجن کہ برجن کبھی تمہارے جیون میں آیا تھا، وہ کبھی تمہارے ساتھ کھیلا تھا، اس سے تمہیں کچھ لگاؤ تھا، آج سے ہمارے تمہارے راستے الگ الگ ہیں، مایوس ہونا زندگی ایک کھیل ہے کچھ دیر ساتھ کھیل کر ساتھی بچھڑ جاتے ہیں۔"

رجن سے بات کرتے کرتے میرا دل بھر آیا۔ اپنی آنکھوں کے آنسو چھپانے کے لئے دوسری طرف منہ پھیر کر میں گھر میں چلا گیا، میں نے بھی کچھ سسکیاں لیں،

وقت کے بہاؤ میں ہم بہہ گئے

رجن دلہن بن کر اپنی سسرال چلی گئی اور میں اکیلا شہر میں اپنی پریکٹس کرنے لگا کبھی گھر جاتا تو رجن کے متعلق بھابی سے سنتا میں مجھے دکھ ہوتا کہ رجن مجھے بھول نہ سکے گی، بھابی نے بتایا کہ وہ اداس رہتی ہے ہنسی اس کا سارا چہرہ ہے اس کا جیون، اس کی مسکراہٹ کسی نے چھین لی ہے، اب ہنستی نہیں،

میرا دل رو پڑا، رجن پر سب کیا کر رہی ہے ؟ کچھ بھی سمجھ میں نہ آیا وہ اپنے اوپر کتنا ظلم کر رہی ہے، مجھے نہ بھول سکے گی میں نے بھابی سے کہا :-

کیا وہ مجھے نہیں بھول سکتی ؟ تمہیں اسے سمجھاؤ بھابی، وہ ایسا کیوں کر رہی ہے کیا ملے گا اسے اس طرح گھل کر ؟"

"سمجھایا ہے کہ نہ ملنے کی وہ بڑی ہٹیلی ہے، کہتی تھی اُن سے کہنا شادی کر لیں، میں بھی ہو کر دیکھ لوں گی"

میں نے بے دلی سے کہہ دیا "سوچوں گا"

سوچتے سوچتے ایک مدت ہو گئی تمہیں تو اسی طرح بھابی اداس ہو گئیں میں بھی اداس ہو گیا وہ بھی سب کچھ اداس سا دکھائی دے رہا تھا افسردگی کا عجب عالم تھا۔

مریضوں کی دنیا میں اتنا کھو گیا کہ زندگی کے سارے شوق دھندلے پڑ گئے، میں سب کو بھول گیا، کوئی مجھے یاد نہیں آتا گھر جانا بھی بھول سا گیا، رجن میری زندگی سے الگ ہی ہو گئی مریضوں سے باتیں کر کے مجھے سکون ملتا، وہ اندوہ جیسے تھک کر سو گئے، دنیا بدل گئی زندگی کا دھارا تیزی سے بہہ چلا، شہرت، ناموری زندگی کا حاصل بن کر چمک اٹھی، کیا سے کیا ہو گیا کون کہہ سکتا تھا کہ میں وہی گاؤں کی دھول میں کھیلنے والا برجن ہوں،

ماضی کے صحیفہ کا ایک ورق آج اچانک اپنے آپ کھل کر سامنے آگیا، حافظہ کی تختی پر ایک تصویر آج سفید لکیروں سے بن کر سامنے آئی مریضوں کی دنیا میں آج ایک پرانے ساتھی نے پڑاؤ ڈال دیا، میں سوچنے لگا جن پہلی بھول میں اپنی زندگی کی بازی لگا بیٹھی تھی، خوشی گھڑیوں میں یہ میرے پاس آئی ہے اپنی جیون ناؤ کی پتوار سمجھ کر، اچھا ماجھی زمل لگا لے بیٹھا سیٹھ سی اور دکھ دینے والی میں یہ باتیں ؟

(باقی افسانہ صفحہ ۲۵ پر)

چڑھتی ہوئی قیمتوں کو روکئے

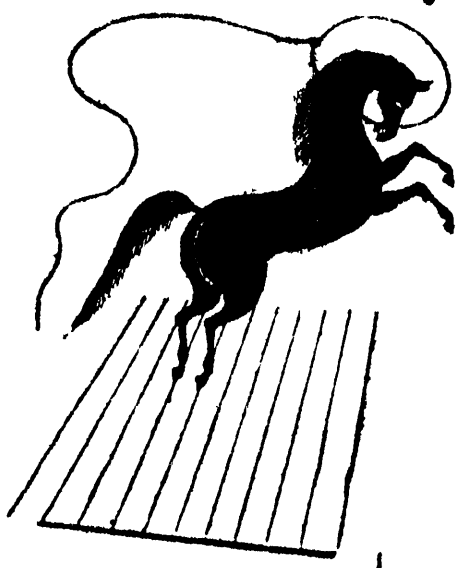

بیجا خرچ نہ کیجئے

آئندہ کے لئے
اِس وقت بچائیے

اِس وقت روپیہ لگانے کی بہترین
مدیں :- بیمہ پالسی، انجمن امداد باہمی
بینک و ڈاک خانے کا بچت کھاتہ
اور سب سے بہتر نیشنل سیونگز
سرٹیفکیٹس اور سرکاری قرضے

گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمۂ فائنینس نے شائع کیا

AAA 288

یونائیٹڈ کمرشل بنک لمیٹڈ

۲ رائل ایکسچینج پلیس کلکتہ

چندہ شدہ سرمایہ ——— ۴ کروڑ روپیہ
ادا شدہ سرمایہ ——— ۲ کروڑ روپیہ
ریزرو فنڈ ——— ۱½ لاکھ روپیہ

بورڈ آف ڈائرکٹرز :-
مسٹر جی۔ ڈی۔ برلا (چیئرمین)
مسٹر ایم۔ اے۔ اصفہانی (وائس چیئرمین)
مسٹر رمن لال جی سریا (وائس چیئرمین)
مسٹر اننت چرن لا
مسٹر مہادیو ایل دھانوکار
مسٹر نوین چندر مفت لال
مسٹر مدن موہن آر۔ روئیا
مسٹر موتی لال تپریا
مسٹر بیجناتھ جالان
مسٹر ایشوری پرشاد گوئنکا
مسٹر آدم جی حاجی داؤد جی نائٹ
مسٹر بی۔ ٹی ٹھاکر

ہر قسم کا بینکنگ کا کاروبار انجام دیا جاتا ہے

جنرل منیجر

شاخیں اور تنخواہ کے دفاتر تمام ہندوستان اور غیر ممالک میں موجود ہیں

برانچ آفس :-
چاندنی چوک دہلی مسٹر جے۔ ڈی مہتہ منیجر ❖ نیو ایشیاٹک بلڈنگ کناٹ پلیس نئی دہلی منیجر

سگرٹ ایجنسی

ہماری سستی اور اعلیٰ معیار کی سگرٹوں کے لئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے درخواست فوراً پتہ ذیل پر ارسال کریں

فیڈرل سگرٹ کمپنی لمیٹڈ
نمبر ۳۰۳ لاہور

فتح میں روسی عورتوں کا حصہ

(از ایلن سیوریکوف)

بہت سی روسی عورتوں نے ماضی میں اچھا کارنامہ کر کے اپنے ملک کی، اپنی قوم کی اور خود اپنی شہرت [illegible] لگائے ہیں ان کے نام روس کی تاریخ میں سنہری [illegible] میں لکھے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب کارنامے [illegible] داستانوں میں پڑھ جاتی ہیں جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ [illegible] عورتوں نے جرمن حملہ آوروں کے خلاف کس [illegible] سے کس قربانی سے جدوجہد کی ہے اور آخر [illegible] کی آگ نے اپنے ملک کو فاتح ملک کے طور پر نکالنے [illegible] کامیاب ہو گئی ہیں۔

[illegible] سوویٹ روس میں عورتوں کو بھی پورے [illegible] حاصل ہیں۔ کسی بھی شعبہ میں وہ مردوں سے [illegible] نہیں ہیں۔ ہر لحاظ سے وہ مردوں کے ہم پایہ [illegible] مردوں کے بھی ہاتھوں انہیں جیتنے ہیں۔

۱۶۰۰ سے زیادہ عورتیں یو۔ ایس۔ ایس۔ آر [illegible] سوویٹ یونین کے پریم سوویٹوں اور خود مختار [illegible] میں بطور ڈپٹی خدمات سرانجام دے رہی ہیں [illegible] ۴۵ عورتیں مزدوروں کے نمائندوں کے مقامی [illegible] کی نائب ہیں۔ ہزاروں عورتیں کھیتوں [illegible] اداروں میں کام کر رہی ہیں۔ سائنس، [illegible] اور سماج کی دنیا میں بھی ان کا اہم حصہ ہے [illegible] میں ڈیڑھ لاکھ عورتیں روس میں بطور انجینئر [illegible] خدمات انجام دے رہی تھیں۔ قبل از [illegible] تھی ہی عورتیں فاضل نسبت حاصل کر رہی تھیں [illegible] ان حقوق نے عورتوں کے دائرہ کو وسیع [illegible] اور ان کی ذہنیت کو زیادہ کر دیا ہے۔

عورتوں کو جنگ کی ہولناکیوں دنیا ہوں [illegible] دوچار ہونا پڑا۔ وہ بھی مردوں کے شانہ بشانہ [illegible] سے دوچار ہونے کے لئے تیار ہو گئیں۔ وہ [illegible] فوج میں بھرتی ہو گئیں اور نہایت بہادری [illegible] کی۔ گھریلو محاذ پر عورتوں نے رات دن [illegible] کھیتوں وغیرہ میں کام کیا اور محاذ پر [illegible] اور افراد کے لئے اسلحہ و غذا کا انتظام کیا۔

عورتوں کی خدمات کا اندازہ اس چیز سے [illegible] جا سکتا ہے کہ یکم فروری ۱۹۴۵ء تک جنگ آور [illegible] کو ۲۰۰۰ تمغہ و انعامات مل چکے تھے۔ [illegible] ۴۲ عورتوں نے "سوویٹ یونین کے ہیرو" [illegible] نے "سوشلسٹ لیبر کے ہیرو" کے خطاب [illegible] گئے۔ ۸۰۰۰ عورتوں کو "پارٹیزن" تمغہ [illegible]

[illegible] خدا دیکھیں تو سہی کہ روس کی [illegible] نے کیسے اور کس قسم کے کارنامے پیش کئے [illegible] ڈیکیا تو سال قبل از جنگ لیفٹیننٹ کے کام کر رہی تھی وہ ہوائی فوج میں جونیئر لفٹیننٹ بن گئی اس نے ۳۵۴ مرتبہ پرواز کی اور دشمن ۵۰۰۰۰ کلوگرام بم گرائے۔ وہ پہلی ہوا باز عورت تھی۔ جس نے "سوویٹ یونین کے ہیرو" کا خطاب حاصل کیا۔

ویلنٹائن ناردر سکا یہ نامی فرض نے ۳۰۰۰ زخمیوں کی جان بچائی ایک مرتبہ جرمن ٹینک رجمنٹ کے جانب بڑھ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ سے پھینکنے والے بم لئے اور خود ایک ٹائیگر ٹینک کے نیچے کود پڑی ٹینک اڑ گیا اور اس طرح دشمن کا حملہ پسپا کیا جا سکا

ایسی ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ زوویا کوسموڈیمیانسکایا اور لیزا چیکینا نامی لڑکیوں کے نام سے کون واقف نہیں۔

جنگ کے باعث ٹینک، گولہ بم ہوائی جہاز دیگر ہتھیاروں کے کارخانوں کا کام بہت بڑھ گیا یہ کام روسی عورتوں کو ہی کرنا پڑا انہوں نے کارخانوں میں کام شروع کر دیا اور ہر طرح کے پیشہ سے کام سے واقفیت حاصل کر لی۔ مشکلات انہیں ڈرا نہ سکیں رکاوٹیں ان کے جوش کو کم نہ کر سکیں۔ ان کا جوش دودھ کے ابال جیسا تھا یہ حقیقی جوش تھا۔ وطن کی محبت رگوں میں سے جوش کی لہریں بھیج رہی تھی۔ وطن کی آزادی کا خیال انہیں ستا رہا تھا کیا کوئی چیز آزادی کی پیاس کو کم کر سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ایک انجینئر نتالیا ارمینکو نے ایک نیا انشگیر مادہ ایجاد کیا اور اس کی بڑے پیمانہ پر تیاری کا بھی انتظام کیا انجینئر، اکسیٹرینیا سیرینیا نے شرخ فوج کے لئے ایک نیا ہتھیار ایجاد کیا اور توڑ دینے کے لئے ایک نیا آلہ ایجاد کیا جس سے چار عمل اکٹھے ہو سکتے اس طرح وقت کم درکار ہوتا تھا۔

روسی عورتوں نے زراعت میں بھی حصہ لیا۔ روسی عورتوں کی بدولت ہی دیہات فوج کو مکمل پیداوار کر سکے عورتوں نے مشینری سے واقفیت حاصل کر لی اور کھیتوں میں کام کرنے کی مہارت حاصل کر لی تقریباً دس لاکھ عورتوں نے تین سال کی لڑائی میں مشینوں پر کام کیا پروفیسر زمنیٹا اور مریوا نے میڈیکل لائن میں بہت کام کیا اسے اسٹالن "پرائز" جیتنے کا اعزاز حاصل ہے ملینا سٹرین نے صدمے زائل کرنے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا۔ سیرا شینیک نے ڈفتھیریا کا علاج رائج کیا۔

روسی عورتوں نے مسمار عمارتوں، تباہ شدہ فیکٹریوں کو کارخانوں کو بحال کرنے میں حصہ لیا ہے جو کاسوڈ نے اسٹالن گراڈ کے شہر کو دوبارہ تعمیر کرنے میں اہم حصہ پہنچایا۔ اسٹالن گراڈ میں تقریباً ۳۰ ہزار عورتوں نے شہر کی تعمیر میں کام کیا۔ غرضیکہ اس جنگ میں روسی عورتوں نے ناقابل فراموش کارنامے پیش کئے جنہیں زمانہ کی گردش مٹا نہیں سکتی۔ ان کی یاد دنیا کے دلوں میں ہمیشہ رہے گی۔ یہ ہمیں بتا کر گئی ہے۔

گاؤں کی سیر

(از بھگوت سروپ گوئل)

ننھا امی سے کہنے لگا۔ "امی جان! بھائی صاحب تو ابھی نہیں آئے۔ صبح کے گئے ہوئے ہیں۔ نہ معلوم کیا بات ہے۔"

امی کہنے لگی "بیٹا وہ محلہ کے بچوں کے ساتھ سیر کو گئے ہیں۔ دیکھو وہی کیا عمدہ سماں ہے۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں۔ گرمی کے دنوں میں ایسے اچھے دن غنیمت ہی ہوتے ہیں۔ بھائی جان آتے ہی ہونگے۔"

اتنے میں شمیم چلائی "وہ بھائی جان آ ہی گئے بھائی جان آج تو سیر نے آفت کر دی۔ اس بچارے کو تو آپ کا ہی فکر رہا اور آپ ہیں کہ بچارے کو پوچھتے تک نہیں۔"

خلیل نے ننھے کو گود میں اٹھا لیا اور پیار کرنے لگا۔

اتنے میں شمیم چلا اٹھی "ذرا آپ تو بتلائیے کہ آپ نے آج کہاں کہاں سیر کی؟"

خلیل نے جواب دیا "آج تو پوچھو مت صبح سے شام تک سیر ہی کرتے رہے۔ جنا کے ساتھ ساتھ دور تک گاؤں میں نکل گئے راستے میں جنا کا صاف پانی بہتا نظر آ رہا تھا۔ چاروں طرف عجب سہانا سماں تھا پرندے چہچہا رہے تھے۔ کوئل کوک رہی تھی۔ بیلوں کے مڑانے کی آواز کانوں میں آ رہی تھی۔

ایک جگہ گیہوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا مرغیاں اس پر گشت لگا رہی تھیں۔ ایک مرغی کے درجن کے قریب چوزے تھے۔ میں نے چاہا کہ ایک کو پکڑوں مرغی کٹکیا کر سب کو پیروں کے نیچے دبا لیا۔ ایسی ہوتی ہے ماں کی محبت۔

ماں کی محبت سنکر امی بول اٹھی "ماں کو تو ہوتی ہے محبت لیکن کچھ بچوں کو بھی ہوتی ہے۔"

ننھا بولا "امی جان مجھے تو آپ سے بہت ہی پیار ہے۔ میں تو ہرگز آپ سے جدا نہ ہونگا۔"

امی:۔ "بیٹا یہ سب باتیں بھی تک ہیں جب تک کہ بڑے نہ ہو جاؤ۔ جہاں بڑے ہو گئے اور لگے اپنے آپ کو لاٹ صاحب سمجھنے۔ پھر سوچو گے بھی نہیں کہ کون امی تھی اور کون ابا۔"

شمیم بولی۔ "چلو بھائی جان سیر کا حال تو سنا دو۔"

خلیل:۔ "ہاں سنو پھر ایک میدان میں نکل گئے جہاں کچھ پانی بھرا ہوا تھا۔ گھاس اتنی لمبی تھی کہ پانی نظر نہ آتا تھا۔ بطخیں پانی میں تیر رہی تھیں۔ اچانک میرا پاؤں ایک بطخ پر پڑ گیا میں بھی دھم سے ہی گرتا پانی میں سب کپڑے خراب ہو جاتے۔ پاؤں کا پڑنا تھا کہ سب بطخوں نے شور مچا دیا۔

تب ہم وہاں سے چلے اور ایک چراگاہ میں گئے۔ اس میں ایک نالا بہہ رہا تھا۔ نالا کیا تھا۔ اچھی خاصی ندی تھی ہم نے پہاڑ پر کاغذ کی کشتیاں بنا کر چھوڑیں۔ نالے میں کچھ سیڈک بھی تھے۔ چراگاہ میں بھیڑ گائے نظر آ رہی تھیں۔ ارشد بھی ہمارے ساتھ تھا۔"

شمیم۔ "ارشد کون؟"

خلیل:۔ "یہی ہمارے محلہ کا۔ خاں صاحب کا چھوٹا لڑکا۔"

شمیم:۔ "اچھا یہ ارشد۔"

ننھا:۔ "بھائی جان آپ سنائے جائیے گا یہ تو بیچ میں ہی ٹانگ اڑانی ہے گی۔"

خلیل:۔ "اچھا میں یہ کہہ رہا تھا کہ ارشد بھی ہمارے ساتھ تھا۔ ایک طرف کچھ تیتر نظر آئے۔ وہ ساتھ والے کھیت میں ہی تھے۔ ہمارے پہنچتے ہی سب تیتر تتر بتر ہو گئے۔

تب ہم ایک جوہڑ پر گئے جہاں پر چھوٹے چھوٹے خوبصورت پھول کھلے ہوئے تھے۔ ارشد پھول توڑنے لگا۔ جوہڑ کی جگہ کھسکنی تھی جونہی کھسکا گیا سب دھڑ جوہڑ میں سارے کپڑے لت پت ہو گئے لگے سب بچے ہنسنے۔

جب ہم چراگاہ کے دوسرے دروازے پر پہنچے تو دروازہ پر ایک گائے کھڑی تھی وہ تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چوکیداری کر رہی ہو جہاں ہم نکلنے لگے اور اس نے اٹھایا اپنا سر اور ہم پیچھے ڈر کے مارے بڑی ہی مشکل سے نکلنا ہوا۔

اب کافی دیر ہو چکی تھی۔ مجھے ادھر یہ ڈر تھا کہ کہیں امی جان ناراض نہ ہوں۔

امی بول اٹھی۔ "باتیں بنانے۔ ڈرتا ہی بڑا ہے۔"

خیر ہم واپس آ گئے۔

شمیم:۔ "بھائی جان۔ اگلی مرتبہ جب جاؤ تو ہمیں بھی لے چلنا۔"

(ننھی جو ابھی تک سو رہی تھی):۔ "مجھے بھی لے چلنا۔"

سب ہنس پڑے۔

تیج ویکلی میں شائع ہونیوالے
بلاک برائے فروخت موجود ہیں۔ مینیجر

شاہکار

(صفحہ ۱۰ سے آگے)

کسی گہرے تالاب [illegible] دھکیل کر اس کا منہ بھاری پتھر سے بند کر دیا۔

(۵)

پانچویں [illegible] کا وقت قریب آ رہا تھا۔

اب یکایک پھر ناگر میں زندگی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔ جیسے وہ ایک لمبے ڈراؤنے خواب سے چونک کر جاگ اٹھی ہو۔

وہ پورے جوش کے ساتھ اپنے کام میں منہمک تھی۔ اس دفعہ اس نے خلاف معمول دیوتاؤں کی دنیا سے منہ موڑ کر انسانوں کی بستی کی جانب رخ کیا تھا۔ اور رزمگاہ کے مختلف مناظر بڑی خوبصورتی کے ساتھ کندہ کئے تھے۔ اس نے اپنی جان میں راتوں کو بھی قلم ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اندھیرے اجالے کی بھی پروا نہ کی۔ اس کی ماں نے اسے بارہا سمجھانے کی کوشش کی ——

اب کیا پتھروں سے سر پھوڑتے پھوڑتے مری جائیگی بہت ہو لیا [illegible] سب کا کیا ہوگا۔ کیا دیتی ہوں کہ اس دن رات کی کھٹ کھٹ سے [illegible] نہ ہو جائے تو مجرم نام نہیں ..... ہاں بالکل تھکی ہوئی ماں کی آنکھیں جواب دینے لگی تھیں۔ پھر بھی اس نے ماں کی باتوں پر بھی ایک لمحہ کیلئے بھی کان نہ دیئے۔ وہ اسے برابر یہ کہہ کر خاموش کر دیا کرتی تھی کہ رات بھی دن ہی دکھائی دیتی ہے —— یہی تاکہ رات میں سورج نظر نہیں آتا۔ مگر مجھے تو دن میں بھی سورج دکھائی نہیں دیتا۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

آخر وہ دن بھی آ گیا۔

کئی روز تک دن رات ایک کر کے اس نے ایک بے مثل مجسمہ تیار کیا۔ جس کا موضوع تھا ظفریاب شہزادہ شہنشاہ کے حضور میں۔ ناگر اپنے اس شاندار کارنامہ کو دیکھ کر آپ ہی پھڑک اٹھی۔

صنوبری کے بار ناگر کی بے اتفاقی اور گھر کی مسلسل بدحالی و ویرانی نے ماں کو پہلے ہی زندہ درگور کر دیا تھا۔ اس دفعہ وہ کسی طرح میلہ میں نہ جا سکی ناگر اکیلی ہی گئی۔ ماں نے منع کرنے پر بھی نہ مانی۔ وہ نہ معلوم کس امید کی [illegible] کے نشہ میں کھنچی چلی جا رہی تھی اسکی ماں کہہ رہی تھی۔ یہی دن ہے۔ آج ہی اپنا سب کچھ [illegible] اس بھاری بوجھ کو سر سے اتار کر پھینک دینے کا دن ہے —— مگر اس کا دل کہہ رہا تھا باؤلی ہے [illegible] جائیگی۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

[illegible] کی وجہ سے میلہ بہت ہلکا تھا۔ پھر بھی اسے امید سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ مگر اسکے اس شاہکار کو کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا جبکہ اسکو نازک مجسمہ کی چیز کا تھا جسے پانچ برس پہلے آج

بھی کے دن چار سو مہریں اسکے ایک ادنیٰ مجسمہ پر نچھاور کر دی تھیں۔ اسمیں چترک کو ایک مغرور فاتح کی حیثیت سے بھگوان بدھ کے قدموں میں سرنگوں دکھایا گیا تھا مگر چترک دہاڑ کہیں دور تک دکھائی نہ دیتا تھا اور وہ یہ بھی نہ جانتی تھی کہ وہ اس وقت کہاں اور کس حال میں ہے لیکن اسکے وعدہ فلانی کی تھی اسمیں شک نہ تھا۔

ناگر شام تک اس کا انتظار کرتی رہی مگر وہ نہ آیا۔ بددل ہو کر مایوس ہو کر —— کھسیا کر چراغ جلتے ہی اس نے دوکان بڑھا دی۔ اور اپنے بے شمار سراپا اشتیاق خریداروں کی التجاؤں کو نفرت سے حقارت سے ٹھکرا کر سیدھی گھر کی راہ لی۔ گرتی پڑتی گھر کے دروازہ پر پہنچکر وہ لڑکھڑا کر چوکھٹ پر گر پڑی۔ اس کا دل پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا اور اب اس میں پاؤں اٹھانے کی بھی سکت باقی نہ رہی تھی۔ بہت دیر تک وہ اسیطرح سر پکڑے بیٹھی رہی پھر اسنے اپنے مایۂ ناز شاہکار کو نکال کر بغور دیکھنا شروع کیا۔ یکبارگی اسکے سوکھے ہوئے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور تاریک فضائیں ایک بے معلوم سی بھنبھناہٹ سے گونج اٹھیں۔ جیسے کوئی چپکے چپکے کہہ رہا تھا:۔

یہ تو بالکل ویسا ہی ہے۔ اور پھر بھی میرے پاس ہے لیکن وہ ..... نہیں نہیں یہ وہ نہیں ہے۔ دیکھ لو اسمیں اس کا سارنگ کہاں ہے؟ ٹھیک ہے .....

یکایک ناگر کے بیجان جسم میں بجلی سی دوڑ گئی۔ جیسے اسے کوئی بہت ہی اہم بہت ہی خاص بات یاد آ گئی ہو ..... اور یہ دل؟ یہ بھی تو میرا نہیں ہے۔ بڑے رازدارانہ انداز میں زیر لب بڑبڑاتے ہوئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر سنبھل کر بیٹھ گئی۔ بقچہ میں سے ٹٹول ٹٹول کر اسنے اپنا تیز آہنی قلم نکالا اور اسے آہستہ آہستہ اپنے سینہ میں پیوست کر کے چترک کے مجسمہ کو کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کس کر چھاتی سے لگا لیا۔ اسکے بعد اسنے پھر بڑبڑانا شروع کر دیا

—— چھین —— میں چھوڑوں گی —— کبھی نہیں آہ! ..... اتنے ٹھنڈے ہاتھ ..... لے گئی ..... لیگئی ..... وہی رنگ وہی روپ ..... بالکل ... بالکل .....

رات ہو چکی تھی ناگر باہر دروازہ پر گٹھری بنی ٹھنڈی پڑی تھی۔ گھر میں بیوہ ماں بہت جلد اپنے دلہن بنا ڈالنے کا خواب دیکھ رہی تھی [illegible] سے چور شہزادہ اسے بازار میں ڈھونڈ [illegible]

(جملہ حقوق محفوظ)

برطانیہ میں کوئلہ کی تحقیقات

برطانیہ میں کوئلے کے متعلق تحقیقات اس [illegible] جاتی ہے جس طرح دولت مشترکہ کی دوسری اہم [illegible] کے سلسلے میں کی جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہے [illegible] جن کو اسے تحقیقاتی ادارے کہتے ہیں [illegible] کی تجارت کی نمائندوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور [illegible] میں اسمٹ فیول ریسرچ بورڈ اشتراک [illegible] یہ بورڈ ۱۹۴۶ء میں قائم کیا گیا تھا [illegible] لوحیت کا پہلا ادارہ ہے اور اس کی [illegible] استعمال اور تیاری کے تمام پہلوؤں کو [illegible] ہیں۔

مجعون شباب آور

کم زوری کے لیے

ہمیشہ استعمال کیجیے

اور

پُر مسرت زندگی بسر کیجیے

ایسی دوائیں جو چند دن میں جوانی واپس کر دیں اور ایسی دوائیں جو ایک خوراک حلق سے اترتے ہی دیوانہ بنا دیں تن درستی اور قوت کو اور بھی زیادہ خراب کر دیتی ہیں۔ مردانہ کم زوری ایسی دواؤں سے مستقل طور پر کبھی دور نہیں ہو سکتی۔ مجعون شباب آور نہایت احتیاط سے گردوں اور دماغ و دل کی کمزوری کو بحال کرتی ہے اور اس طرح بنیادی طور پر مردانہ قوت کو درست کرتی ہے۔ اپنے علاج میں احتیاط سے کام لیجیے۔ ایسی دوائیں کھائیے جو صحیح طور پر اور مستقل اثر کرنے والی ہوں +

مجعون شباب آور ——— ۲۰ دن کے لیے ——— پانچ روپے

ہمدرد دواخانہ، دہلی

زراعت و باغبانی!

پستہ ہندوستان میں پیدا ہو سکتا ہے

(از صوفی لچھمن پرشاد ایڈیٹر رسالہ مستانہ جوگی، لاہور)

اس کو اس وصف کی بدولت ایران کے لوگ اس پستہ کو "پستہ خندان" کہتے ہیں، اوپر کا سخت چھلکا پتلا ہوتا ہے سخت خول کے دونوں لب کھلے ہوتے ہیں کہ جن میں آسانی سے مغز نکل سکتا ہے باریک شیشہ نمک کو کڑھائی میں ڈال کر گرم کیا جاتا ہے اور اس میں پستہ خندان کو ڈال کر بھونا جاتا ہے۔ پستہ بھننے پر جہاں خشک ہو جاتا ہے وہاں پستہ کے کھلے لبوں میں نمک بھی کچھ داخل ہو جاتا ہے اس لئے یہ پستہ نمکین کہلاتا ہے۔ پستہ خندان ایران سے کراچی لا کر بھونا جاتا ہے کراچی سے پھر اندرون ملک کے کونے کونے میں موسم سرما میں نمکین پستہ کی تجارت ہوتی ہے۔ لوگ اس کو شوق سے کھاتے ہیں، پستہ خندان کو بغیر بھونے چھلکا اتار کر مغز پستہ کی بھی خوب تجارت ہوتی ہے، ہندوستان کے پڑوس میں افغانستان میں بمقام دامنہ غوری میں نہروں کے کناروں پر خودرو درخت پائے جاتے ہیں کہ جن پر سخت چھلکے والے چھوٹے اور لب بند پستے لگتے ہیں اب افغان گورنمنٹ نے ایران سے اعلیٰ نسل کے پستے کے پیڑ منگا کر ان کا پیوند خودرو پستہ کے درختوں پر کر دیا ہے اور چند سال میں افغانستان بھی پستہ پیدا کرنے لگے گا ایران میں جن علاقوں کا درجہ حرارت ۱۱۵ درجہ فارن ہیٹ ہے وہاں بھی پستہ کے درخت خوب پھل پھول رہے ہیں اور ایران کے ان علاقوں میں کہ جہاں کا درجہ حرارت صفر سے بھی پندرہ ڈگری کم ہے اس سرزمین میں بھی پستہ کے درخت خوب پھل دیتے ہیں اس کا یہ سبب ہے کہ ان علاقوں کی آب و ہوا کشمیر جیسی مرطوب نہیں بلکہ بلوچستان کے شہر کوئٹہ کوئٹہ کے علاقہ جیسی سرد خشک ہے اس لئے بلوچستان کے سرد خشک علاقہ سے بیکرواری سندھ تک مثلاً کشمیر میں دریائے سندھ کے کنارے بمقام چلاس کے گرم و نواح میں پستہ کے درخت خوب پھل پھول سکتے ہیں، صوبہ پنجاب کے تمام علاقہ کی آب و ہوا غیر مرطوب ہے ہر غیر مرطوب آب و ہوا میں انگور بھی بکثرت پیدا ہوتا ہے اور پنجاب میں بھی ہو سکتا ہے لیکن جن دنوں میں پنجاب میں انگور پکنے لگتا ہے یہ موسم برسات کا ہوتا ہے اور مینہ کے پڑتے ہی پھل گل سڑ جاتا ہے اس لئے برسات کے موسم کے باعث پنجاب میں اعلیٰ قسم کا بکثرت انگور پیدا نہیں ہوتا مگر پستہ اور بادام خوب پیدا ہو سکتا ہے چنانچہ بادام تو اب پنجاب کے ہر حصہ میں پیدا ہو رہا ہے پستہ یا بادام کو، جو کہ ایک سال سے زیادہ پرانا نہ ہو بموسم سخت چھلکے کے ماہ جنوری میں نہایت عمدہ کھاد والی زمین میں بو دیجئے میں دو تین ماہ کے بعد پودا نمودار ہوتا ہے اور نو سال کے بعد یہ پستہ کا درخت پھل دینے لگتا ہے اگر پستہ کے پودے پر اعلیٰ قسم کے پستہ کے درخت کا پیوند لگا دیا جائے تب تین سال کے بعد یہ درخت پھل دینے لگتا ہے یہ نہایت قیمتی پیداوار ہے بادام سے بھی زیادہ قیمتی لذیذ اور مرغوب بھی، کہ جس کی ملک کو سخت ضرورت ہے ہندوستان کے ہر سرد حصہ میں کہ جہاں کی آب و ہوا غیر مرطوب ہے پستہ کے درخت بو کر آپ خوب روپیہ کما سکتے ہیں، اور ہندوستان کی تجارت میں ایک اور قیمتی چیز کا اضافہ کر سکتے ہیں، پودوں کی تجارت کرنے والوں کو بھی چاہیئے کہ وہ پستہ بو کر اس کے پودے تیار کر کے ان پودوں کو ملک کی موافق آب و ہوا میں فروخت کر کے ان درختوں کی نسل بڑھائیں اور مالی فائدہ بھی حاصل کریں، ہمارے ملک کو اس قیمتی غذا کی اشد ضرورت ہے!

بخیل کے جوتوں کو پالش لگا کر تو دیکھ گا
کہ تم ان کو جلاتے ہو،
بخیل کی دعوت کے برابر کسی کی دعوت نہیں
کنجوس افلاس جمع کرتا ہے، فیاض دولت
کنجوس جب تک مرے اس کی ذات سے
کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔
چمڑی جائے دمڑی نہ جائے،
بخیل خدا کا دشمن ہے اگرچہ وہ نماز پڑھے
بخل سے گناہ اور گناہ سے موت ظہور میں آتی ہے
احمق کے گلے میں گھنٹہ باندھنے کی ضرورت نہیں
وہ اپنے آپ کو خود واضح کر دے گا۔

استری آنند

اگر ہم تیلی دھات آپ پور، استری آنند نہیں پا سکتے تو ٹینٹا کی ایک گولی اور ۲ گھنٹہ تبر کھائیں اور خوب جی بھر کر گھنٹوں سکھ بھوگیں قیمت ۱۶ گولی چار روپیہ جاڑہ میں اگر سنوری دھات دوا ٹونیا کھالیں تو پیچھے مزہ جاویں قیمت ۴ گولی چار روپیہ،

نگم کمپنی فیض آباد

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱۰)

بعدالت مال تحصیل شکوہ آباد ضلع مین پوری

مسٹر ایس۔ ایل سکسینہ۔ بی۔ اے ایل ایل۔ بی اسسٹنٹ کلکٹر بہادر درجہ دوم تحصیل شکوہ آباد ضلع مین پوری

ابھیرانند کالج شکوہ آباد بہ پرستی چودھری پرکاش چند ولد چودھری مہابیر سنگھ قوم مہابیر ساکن وزیر موضع بھاروں و زمیندار محصل مکان موضع جیوڑا پرگنہ شکوہ آباد۔ مدعی

بنام

ڈوری لال ولد بنیت رام قوم کایستھ ساکن حال پٹواری موضع سید پور تحصیل و ضلع اٹاوہ دسورن بھان ولد ہیرالال قوم کایستھ ساکن حال محلہ مالجا بھان آگرہ دکاندار بسیر چونی و رام چرن لال ولد ہیرالال قوم کایستھ ساکن حال مدرس مڈل سکول شکوہ آباد و رام سہائی لال ولد بہاری لال و برج بہاری لال پسران کنور لال و ماتا پرشاد ولد ہیرالال قوم کایستھ ساکن موضع للی پورہ تحصیل فیروز آباد ضلع آگرہ ساکنان دھیلکا موضع جیوڑا پرگنہ شکوہ آباد

مدعا علیہم

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام کا نالش بابت تقاضا لگان کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۸ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جواب دہی دعویٰ کی کریں اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر و نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جواب دہی کے تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم)
۱۴۸۱

مہر عدالت

نوٹس

[illegible] حسین صاحب بہادر منصف اول بلند شہر
[illegible] سرن لگہ ملحقہ ماہ برج نارائن سرن لگہ قوم جاٹ [illegible] ساہن پور پرگنہ سیانہ ضلع بلند شہر۔ مدعی

بنام

[illegible] خاں (۲) حوصلہ خاں پسر لال خاں (۳) [illegible] خاں پسر شہزاد (۵) بیرو داد پسر ایوب [illegible] مسلمان

[illegible] پسر اتواری قوم بھر بھوجہ (۷) غفور پسر [illegible] قوم [illegible] [illegible] پسر لال خاں (۹) بصیر پسر [illegible] [illegible] پسر ایوب - اقوام راجپوت مسلمان

[illegible] اسلام قوم سیڑ بھوجہ (۱۲) امیر ولد [illegible] [illegible] قوم [illegible] [illegible] شریف پور بسنیسر ولی پرگنہ اگوتہ ضلع بلند شہر

. . . . . مدعا علیہم

[illegible] شریف پور بسنیسر ولی پرگنہ اگوتہ ضلع بلند شہر [illegible] مدعی نے نالش بنا بر کلم تنا [illegible] [illegible] ۱۴۹۹ [illegible] [illegible] زمین [illegible] عدالت [illegible] کی ہے [illegible] شریف پور بسنیسر ولی پرگنہ اگوتہ کو [illegible] کیا جاتا ہے کہ نالش [illegible] جو کچھ [illegible] عدالت [illegible] ۱۹۳۸ء عدالت ہائیں حاضر ہو کر [illegible] اگست ۱۹۳۸ء

مہر عدالت

آٹھواں ہفتہ

بڑے آدمی اپنے ماضی پر ہمیشہ فخر کرتے ہیں
یہ داستان ہمارے ماضی کی داستان ہے!

محبوب پروڈکشنز، کا

ہمایوں

ڈائرکٹر:- محبوب

اداکاران:- اشوک کمار، ویناء، چندر موہن، نرگس، شاہ نواز،

میجسٹک میں

دو ڈرامے:- ۳، ۶½، ۹½ بجے رات
اتوار کو ایک زائد شو ۱۱ بجے صبح کا
اڈوانس بکنگ:- ۲/۴/۰ اور ۱/۱۲/۰ کی سیٹوں کے لئے
۱۱ بجے سے ایک بجے تک

[illegible] ٹاکیز صدر بازار میں روزانہ ۳، ۶½، ۹½ بجے
[illegible] کا چاند (رنگین کاپی) رات کو
[illegible] ۔ ادھوری، ایشور لال، خوری
[illegible] دن کے ۱۱ بجے ایک شو زائد ہوگا۔

[illegible] سرکیولائن میں روزانہ ۳، ۶½ و
[illegible] (رنگین کاپی) ۹½ بجے رات کو
[illegible] شروع [illegible] اداکاران [illegible] اور دائمی [illegible]
[illegible] کے ۱۱ بجے ہوگا۔

فلمستان!

ٹیلی ویژن اور رنگین فلمیں

آنے والے دور پر ایک نظر

برطانوی حلقوں میں اس عظیم ترقی کے باعث بہت زیادہ ہیجان پھیل گیا ہے جو کہ امریکہ میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن بنانے والی کمپنیوں نے حال ہی میں کی ہے۔

جب جنگ شروع ہوئی تھی تو ٹیلی ویژن کے تمام تجربات برطانیہ میں ختم کر دیئے گئے تھے۔ صرف ٹیلی ویژن کے ابتدائی موجد بیرڈ نے کاموں میں اپنے باغ میں ٹیلی ویژن تجربات رکھے۔

وہ ایک ایسے سسٹم کو پایۂ تکمیل کو پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے جس کے ذریعہ فلمیں اپنے قدرتی رنگوں میں دکھائی جا سکیں اور اس نے اپنی بلیک میں نمائش بھی کی ہے۔

ان تصویروں سے اب ان تصاویر کے مقابلہ میں کتنی تفصیلات دکھائی جا سکتی ہیں جو کہ بی۔ بی۔ سی کی براڈ کاسٹوں کے ذریعہ ۱۹۳۹ء میں بھیجی جاتی تھیں اور یہ تصویریں بی۔ بی۔ سی کی بھیجی ہوئی تصویروں کے مقابلہ میں زیادہ صاف دکھائی دیتی ہیں۔

مسٹر بیرڈ کا کہنا ہے کہ میں متحرک اجسام کے استعمال کے بغیر ہی رنگ پیش کر سکتا ہوں۔

مکمل کامیابی!

یہ تصویر ایسے ہی نظر آتی ہے جیسے کہ کھڑکی کے اندر اور باہر کے درمیان کی جگہ دکھائی دیتی ہے۔ تصاویر کے رنگوں اور صفائی میں کسی اور ملک نے اتنی ترقی نہیں کی ہے۔ مسٹر بیرڈ کو یقین ہے کہ ٹیلی ویژن کا پردہ سینما کے پردے کی جگہ لے لیگا۔ خبروں کے جو ریل جنگ سے پہلے ٹیلی ویژن پر مہیا کئے جاتے تھے ان میں ابھی خامیاں موجود ہیں اور انہیں پایۂ تکمیل کو پہنچانے کی ضرورت ہے۔ جب یہ چیز مکمل ہو جائے گی تو لوگ تیسرے پہر میں سینما ہال میں بیٹھے ہوئے دوڑ کی گھوڑ دوڑ کے مناظر تک اچھی طرح دیکھ سکیں گے۔ لوگ ہاکی اور کرکٹ کے میچ اور کشتیوں کی دوڑ بھی دیکھ سکیں گے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد پوری لمبائی کی فلمیں لاسلکی کے ذریعہ ایک مرکزی فلم اسٹوڈیو سے سینماؤں میں دکھائی جا سکیں گی۔ اس کی وجہ سے ڈسٹری بیوٹنگ ایجنسیاں اور سیلولائڈ کی فلموں کی ضرورت نہیں رہے گی اور لوگ حقیقی مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کریں گے۔ شاید ان سب سے زیادہ حیرت انگیز ٹیلیفون ٹیلی ویژن ہے۔ مسٹر بیرڈ کو امید ہے کہ لندن ایگزیکٹو کے ماسٹر سے ایک دن پیرس کو ٹیلیفون کر کے تازہ ترین فیشن کی اشیاء دیکھ کر ان کے لئے آرڈر دیا کریں گے۔

ریڈیو میں نئی ترقی

عکس ریز تازہ ترین ایجاد ہے یہ ایک قسم کی فلیٹ کی مشین ہے یا گھر کا چھوٹا سا خانہ ہے جس کا الحاق باقاعدہ ریڈیو ریسیور سے کر دیا جاتا ہے اس سے ریڈیو کے ذریعہ اخبارات، رسائل کی کتاب بہت جلد تیار ہو سکے گی۔ عکس کے ذریعہ اب نئی کہانیاں، تصاویر، نقشے، سڑکوں کے نقشے غرضیکہ ہر ایک ایسی شے بل سکے گی جو کہ چھاپی جا سکتی ہے۔

"شاہجہاں" کی کاسٹ کا اعلان

ہندوستان کے ہر دلعزیز اور شہرت یافتہ پروڈیوسر ڈائرکٹر اے آر کاردار نے اپنے لافانی شاہکار "شاہجہاں" کے اداکاروں کے نام شائقین فلم پر ظاہر کر کے ان تمام بے بنیاد اور غلط افواہوں کو یکسر طور پر بند کر دیا ہے جو شاہجہاں کی کاسٹ کے متعلق پھیلائی جا رہی تھیں۔ اداکاروں کے انتخاب کا کام حقیقت میں ایک بہت بڑا اہم مسئلہ ہے کیونکہ فلم کی کامیابی کا بہت سا دارومدار اچھی کاسٹ پر ہوتا ہے۔

فلم شاہجہاں کے اداکاروں کے نام پڑھ کر لاکھوں شائقین فلم باہر فن پروڈیوسر، ڈائرکٹر کاردار کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ نامور اور بلند پایہ اداکاروں کی خدمات حاصل کرنے میں پروڈیوسر ڈائرکٹر کاردار کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ہے۔ ہر ایک کردار کی مناسبت سے منتخب کیا گیا ہے تاکہ فلم میں حقیقی طور پر نمایاں حیثیت اختیار کر سکے۔

قارئین کرام کے استفسارات پر بارگراں ثابت ہوتے ہوئے ہم ذیل میں ان ہستیوں کے نام بالترتیب درج کرتے ہیں جن کو فلم "شاہجہاں" میں کام کرنے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ شہنشاہ ہیں سہیل "سہیل" شاعر ــــ غزل ــــ "محل" ــــ خوبصورت چراغ "شیرازی" ــــ نوجوان ایم۔ ڈی۔ کنور "شاہجہاں" ــــ خوش رنگ حسینہ سلوچنا چٹرجی "جانفزا" ــــ خوش وضع ہمالیہ والا "سردار جوالا سنگھ" ــــ ایکٹر نذیر بیبی "وزیر" ــــ مشہور اداکار ممتاز کی والدہ" ــــ مشہور ممتاز کیسر بائی ــــ اداکار حال حسینہ نسرین بطور رجی پیش ہوں گے۔ فلمی شائقین مندرجہ بالا اداکاروں کے نام پڑھ کر بیحد خوش ہوں گے، کیونکہ ان میں سے ہر ایک اداکار پوری جانفشانی سے اپنے اپنے کردار کو نہایت خوبصورتی سے نبھانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ کہنہ مشق ڈائرکٹر کاردار کی زیر ہدایات ہر ایک اداکار فلم شاہجہاں میں کام کرنے کے بعد لازوال شہرت حاصل کرے گا۔ شاہجہاں بسرعت تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔

اہل ایمان کے لئے شمع ہدایت
سال رواں کی سبق آموز اور دلچسپ فلم
سینما میں منروا پھول پر ہجوم ہفتہ اوا
اداکاران:- دینا، پرتھوی راج، یعقوب، ستارہ، واسطی، منظر خاں، درگا کھوٹے،
دو ذاتی:- ۳، ۶½، ۹¾ بجے رات، اتوار کو صبح ۱۱ بجے خاص کھیل

کی صرف وہ تصویر جو آپ اپنی ماؤں بہنوں اور بیبیوں کے ہمراہ دیکھ سکتے ہیں
چارلی ایشیاٹک پکچرز کا شاہکار!
چاند تارا
اداکاران:- سورن لتا، اندرا، جگدیش، غوری
جوبلی میں چوتھا کامیاب ہفتہ
دو ذاتی:- ۳، ۶½، ۹¾ بجے رات
اتوار کو صبح ۱۰ بجے بھی

ہندوستان کی عظمت کی بے مثال تصویر!
جس میں بہترین اداکاروں نے اپنے فن کے جوہر دکھائے ہیں
ڈائرکٹر بھال جی پنڈارکر کی بہترین تصویر
دان ویر کرن
مہارتھی
بارھویں شاندار ہفتے میں داخل ہو رہی ہے
اداکاران:- درگا کھوٹے، پرتھوی راج، ساہو موڈک، سورن لتا
دو ذاتی:- ۳، ۶½، ۹¾ بجے رات
اتوار کو صبح ۱۱ بجے ڈائرکٹر رام دریانی کا
زمانہ
موتی میں آج ہی بمع اہل و عیال ملاحظہ کیجئے

صفحہ ۲۰ کا باقی

[illegible] سوچ کر کہ شاید میں اسے بچا سکوں رجن کو [illegible] میں لے لیا اور پھر بھابی کا حکم جو تھا [illegible] رجن بھی تو تھی۔

[illegible] ہوش کا ایکسرے کرایا پھیپھڑے بالکل [illegible] سے چھٹکارے کی کوئی علامت نظر [illegible] مجھے اسے بچانا تھا۔ میں اس کے زندگی کے [illegible] انجام بنانے کی کوشش کرتے تھا۔ لیکن [illegible] تھی کیونکہ تاثیر بہت ہو چکی تھی۔

[illegible] توجہ اور انتہائی کاوش سے جاری تھا [illegible] جس آ رہا تھا۔ بھابی نے مجھے بلایا۔ اداس

[illegible] رجن کی حالت سدھر سکتی ہے؟"

[illegible] کوشش کر رہا ہوں، بھابی۔"

[illegible] نے اس نے اپنی یہ حالت بنائی۔"

[illegible] کہو۔"

بھابی چپ ہو گئیں پھر میں ہی بولا۔

"میں نے تو کہا تھا کہ سونے کی کوشش کرو مگر

"[illegible] جو سنتی، بھلا نہ سکی آخر؟

[illegible] فرض کو بھول گیا۔ جذبات سے مغلوب ہو کر [illegible] کمرے میں آ گیا۔

[illegible] اس سے پوچھا۔ "سچ کہنا رجن! کیا تم میرے [illegible] یہ حالت بنا ڈالی ہے؟ کیا تم مجھے بھول سکیں؟"

[illegible] نے کوشش کی تھی ....."

"تم نے کیا رجن! تم سے ذرا بھی قربانی نہ ہو سکی"

"[illegible] تلافی تو یہ کر رہی ہوں۔"

رجن نے میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا [illegible] بولی ..... آگے کچھ نہ کہنا میں اپنا راستہ [illegible] ہوں تم تو مجھے بھول ہی گئے پھر کیوں دکھی ہوتے

[illegible] رجن، بھول گیا تھا۔ لیکن تم نے میری ساری [illegible] ہوئی [illegible] کو جگا دیا ہے۔ تم نے میری زندگی میں [illegible] ڈالا ہے رجن! کاش تم مجھے بھول جاتیں۔"

"[illegible] رجن! یہ ایسا نہ ہو سکا ....."

[illegible] رجن [illegible] میں اپنا سب کچھ دے کر بھی تمہیں [illegible] کر سکتا۔"

حسب معمول ہو گا رجن۔ مجھے اب جینے کی آرزو نہیں ہے تمہیں دیکھ کر مجھے بہت تسکین ہے اور بھی سکون ہوتا جو میں تمہاری تمنا کو دیکھ پاتی۔"

تم اچھی ہو جاؤ رجن۔ تمہاری خاطر یہ بھی ہو جائیگا

"اب اچھی ہو کر میں کیا کر سکوں گا۔ بس اب تو موت ہی کی آرزو ہے مجھے۔"

"پاگل نہ بنو رجن، تمہیں دوسروں کا بھی خیال کرنا ہے۔ تمہاری آنکھیں تمہاری زندگی کی طرف لگی ہوئی ہیں کیا تم ان سب کو مایوس کرنا چاہتی ہو؟"

یہ بات میرے بس کی نہیں برجن سمجھتے ہوئے دیتے سے تم روشنی چاہتے ہو۔"

"اپنی اسی ہٹ دھرمی ہی سے تم نے یہ سب کچھ کر لیا ہے تو کیا آج میں اپنی رجن کی یہ حالت دیکھتا؟"

"بھول جاؤ اس کو سمجھ لینا کہ تم نے سپنا دیکھا تھا۔"

"اگر خواب ہی ہوتا رجن تو میں بھول جاتا۔ تم جیسے اب خواب [illegible] ہو سکتے ہو۔ میں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کو اپنی آنکھوں سے آگ کی لپٹوں سے کھیلتے دیکھ سکوں گا؟"

"میں جانتی ہوں تمہیں اس سے دکھ ہو گا۔ رجن لیکن اب یہی ہو سکتا ہے۔"

"پھر بھی کوشش کرنی چاہیئے۔"

"لیکن فضول ہی ہو گا سب۔"

آنسوؤں کی [illegible] اس کی پلکوں سے نکل کر گالوں پر لڑھک گئیں۔ میں نے درد بھری آواز میں کہا۔ "چھا کرنا رجن۔" اسی وقت بھابی کمرے میں آ گئیں۔ انہوں نے کہا۔ "سنو تو سہی میں اس کے کمرے سے باہر آ گیا وہ برابر [illegible] تمہیں ایسی باتیں نہ کرنی چاہئیں۔ کیا فرض پہچانو ڈاکٹر ہو آخر؟"

"بھابی اب میں رجن کے لئے کچھ نہیں ہوں۔ اب جو ہو جائے اسے ہو جانے دو۔"

"پاگل نہ بنو۔ مرجاد کا بھی خیال رکھنا چاہیئے تمہیں"

مجھے ہوش آیا۔ اس کی مرجاد کا بھی خیال رکھنا ہے مجھے۔ اور میں پھر اپنے مریضوں میں منہمک ہو گیا

رجن کی حالت گرتی گئی۔ بجھتے ہوئے دیئے کی لو جھلملانے لگی۔ مجھے مایوسی ہوتی۔ لیکن معالج آخر وقت تک مریض پر جان لڑا دیتا ہے۔ میں نے رجن کے علاج میں بے دلی کی بنا پر مناسبی کی نہ کی علاج بدستور جاری رہا اور رجن کی زندگی کے دن ختم ہوتے چلے جا رہے تھے۔ ایک دن میں نے بھابی سے کہہ دیا ـــــ "رجن اب کسی طرح بچ نہیں سکتی۔"

بھابی نے اداس ہو کر پوچھا ـــــ "اب کیا ہو گا؟"

"اب کیا ہوتا؟ جو ہونا تھا سو ہو گیا۔" میں نے آنکھوں کے آنسو آنکھوں ہی میں پیتے ہوئے کہا۔

بھابی رو دیئے۔ میرے ضبط کا بند بھی ٹوٹ گیا۔ ہم رجن کے کمرے میں پہنچے۔ اس کی بے نور آنکھیں چھت میں کچھ تلاش کر رہی تھیں۔ بستر سے ناک لگی ہوئی وہ کیسی عجیب سی لگ رہی تھی۔

میں نے کہا ـــــ "رجن اب مجھے معاف کر دو۔ میں تمہارے لئے کچھ نہ کر سکا۔ میں تمہیں اپنا نا چاہتا تھا۔ لیکن تمہاری اور تمہارے خاندان کی مرجاد ہمارے درمیان رکاوٹ بن گئی تھی۔ آج ....."

میں یہ جانتی تھی رجن تم نہ بچ سکو گی مجھے جینے کی آرزو نہیں ہے۔ زندگی کی آخری گھڑیاں تمہارے قدموں میں گذارنا چاہتی تھی۔ سو الٹو رے سن لی۔ اب میرے دل میں اور کوئی تمنا نہیں .....!"

اسے زور سے کھانسی اٹھی۔ کراہتے ہوئے جن طاقت [illegible] نیچے اگل دیا۔ میں نے [illegible] سنبھالا۔ اتنا خوفناک [illegible] بھابی اس کے اوپر جھک گئیں۔

میں نے کہا ـــــ "رجن مجھے اس منظر میں اکیلا چھوڑ

(باقی اگلے صفحہ پر)

شری تناگری جی کا عجیب و غریب چمتکار

جس نے تمام دنیا کو حیرت میں ڈال دیا

خون، طاقت، دیریہ، حوصلہ نیز اُمنگ ہی زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں

قابل توجہ بیش قیمت تحفہ

اپورو کایا پلٹ (رجسٹرڈ)

بے غرض سنسار کی سیوا کرنے والے ہندوستانی مہاتماؤں نے دواؤں کی تیاری کو اپنی زبردست ریسرچ اور بیش قیمت چیزوں سے آراستہ کیا ہے جب ویدک، حکیم اور ڈاکٹر مرض اور مریض دونوں کو لاعلاج اعلان کر کے شرمندہ نہیں ہوتے وہاں انہیں مہاتماؤں کی لیبرٹری کی جڑی بوٹیاں مریضوں کو بھی صحت دینے میں کامیاب ہوئی ہیں ایسے سچے واقعات آئے دن ایک نہ ایک پڑھنے اور سننے میں آیا کرتے ہیں۔

بیس سال پہلے قلاتی پہاڑی پر گھومنے والے سوامی تناگری جی مہاراج کی سیوا ایک بوڑھا گوالا کرنے لگا کویراج کو ایک دن اس بوڑھے کی غریبی پر رحم آ گیا اور انہوں نے سنجیونی دوا کی چھ خوراکیں اس بوڑھے کو دیں بے خبری کے باعث چھ خوراکیں ایک ساتھ کھا لینے کی وجہ سے اس گوالے میں حیرت انگیز طاقت آ گئی اور تناگری جی پھر محنت سے علاج کرنے پر بھی بڑھاپے کے باوجود اسے تین شادیاں کرنی پڑیں اس پر راجہ، رئیس، نواب اور دیگر خوش طبع لوگ اس حیرت انگیز دوا کا نسخہ جاننے کے لئے بے قرار ہو گئے نواب بہاولپور کے خسر حاجی جمال محمد خاں صاحب نے بابا جی کی بہت خدمت کر کے اسے حاصل کر لیا۔ اور لاہور کے پنڈت ٹھاکر دت شرما کو بتلایا شرما جی نے اسے پہلے نیز دو دیگر لکھ کر تینوں سے اعلیٰ درجہ کا نسخہ بنانے والے کو ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام دینے کا اعلان کیا اسے آج تیس سال کے لگ بھگ ہو گئے مگر ابھی تک کوئی نسخہ کامیاب نہیں کر سکا۔ متھرا کے مشہور و معروف بابو ہری داس جی نے اسے چکتسا چندرودے میں چھپوایا اور ہم نے بھی خود بنا کر سینکڑوں کمزوروں، ناطرطی اور منی سے متعلق دیگر بہت سے مریضوں پر استعمال کیا فوراً ہی حیرت انگیز فائدہ دیکھ کر عام لوگوں کے فائدے کے لئے، بہت سے اخباروں میں چھپوا دیا۔ آپ بھی بنا کر فائدہ اٹھاویں۔

نسخہ: خالص برادہ فولاد ۲۰ تولہ، خالص سفید مل ایک تولہ، خالص کپور ڈیڑھ ماشہ ایک گھنٹہ گھرت کاری میں گھوٹ کر مٹی کے کوزہ میں مضبوط بند کر پانچ سیر کنڈوں میں پھونکیں، دوبارہ ایکتولہ ہڑتال برتی خالص ڈیڑھ ماشہ، کپور خالص تیسری بار گندھک اٹھ سار خالص ایکتولہ، کپور ڈیڑھ ماشہ میں چوتھی بار خاص سنسکرت پارد ایکتولہ کپور ڈیڑھ ماشہ کو ملا کر بالطریقہ پر سولہ آگ، دیں پھر اس کو کڑھائی میں ڈالکر برابر اندر بدھو ڈالدیں اور نیچے آگ جلا دیں جب اندر بدھو جلکر راکھ ہو جاوے تو ہوا دے کر اڑا دیں بس اپورو کایا پلٹ تیار ہے۔ چار چاول شام کو مکھن، ملائی کے ساتھ کھاویں اور مصری ملا ہوا دودھ پی لیں۔

متھرا کے ہری داس جی لکھتے ہیں اس دوا کے استعمال سے ایک ہفتہ میں ایک آدمی کا وزن چار پونڈ بڑھ گیا۔ دوسرے کا چہرہ سرخ ہو گیا بھوپال کے دیبدراج پنڈت بالکرشن شرما نے ۳۵۰ مریضوں پر استعمال کیا امید سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا۔ رتناکر کے ایڈیٹر شری چھوٹے لال جین آیورویدآچاریہ نے گرہ چکتسا پتھ پر درشک میں چھاپا ہے کہ اتنا تیز فائدہ مند نسخہ دوسرا نہیں دیکھا شری دھرمیندر دویا ونس سدھانت شاستری ادھشٹھاتا گوروکل برلا ضلع مظفر نگر نے لکھا ہے "اپورو کایا پلٹ" نام کی دوا استعمال کر رہا ہوں جیسی تعریف ویسے ہی اوصاف ہیں بہت فائدہ ہوا۔ شری چرنجی لال جین آیورویدشاستری مالک کلیان اوشدھالیہ باہ (آگرہ) اسکا ارشاد ہے کہ میں نے ۲۲۵ مریضوں کو "اپورو کایا پلٹ" کے ذریعہ جو کمزوری کی خرابیوں، نامردی، ہیا سیر، خون کی خرابی وغیرہ مرضوں میں مبتلا تھے کامل طور پر فائدہ کیا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف سات دن کے استعمال سے جسم میں خون دوڑتا نظر آئے گا ۲۱ دن میں چہرہ لال کشمیری سیب کی طرح چمکنے لگے گا۔ ۴۰ دن میں نامردی، مدھومیہہ، ذیابیطس، کمزوری دور ہو جاتی ہے استریوں کا سیلان الرحم دور ہو کر ان میں حمل رہ جانے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جگر و معدہ کی قوت بڑھا کر بھوک دوگنی کر دیتی ہے۔ بلغم، تلی کی خرابی، کھانسی، نزلہ، زکام، بدن دکھنا، خون کا پتلا پن، آنکھوں کا پیلا پن، چنگاری سی اٹھتے دکھائی دینا، بار بار تھوک گرنا، دمہ نیز ہر طرح کی کمزوری فوراً دور ہو کر نئی زندگی حاصل ہو جاتی ہے، جاڑا، گرمی، برسات تمام موسموں میں یکساں فائدہ مند ہے نسخہ بہت اچھی طرح سمجھ کر لکھا ہے پھر بھی اگر آپ نہ بنا سکیں تو بنی بنائی سولہ آنے دی ہوئی، ۴۰ دن کی اسی خوراک ۱۴/- ۶/- میں ہم روانہ کر دیں گے ڈاک خرچ معاف پیکنگ خرچ ۴/- کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو جوابی کارڈ بھیجکر جواب منگا لیں۔

پتہ:- روپ بلاس کمپنی، رسائن شالہ نمبر ۵۱، دھن کٹی، کانپور

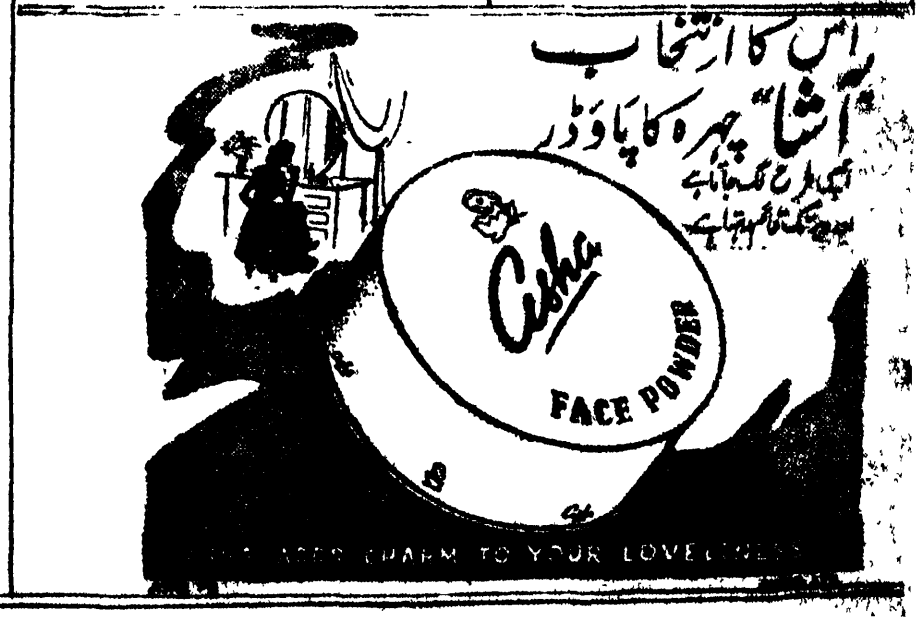

عورت کا پیار

(پچھلے صفحہ سے آگے)

کو جا رہی ہو رجن؟ صرف تمہیں کو ساتھی بھیجا تھا۔ آہ، تم بھی ساتھ دے سکیں میرا..... خیر، تم جاؤ رجن....."

"تم تنہا ہوتے ہو اب تمہیں مرجاد کا خیال تھا، سوکھی کی مرجاد کو تمہیں نہیں پہچانتی ہیں۔ خود ہی کو ترشا رہے ہو تم تنہا کیوں ہوتے ہو؟"

اس کی آنکھوں کی چمک مدھم ہونے لگی۔ آواز بھرا گئی۔ مکھ ہنسی کا ایک تیز نشتر بھیدنا لگا۔ سرخ سرخ دو موتی اس کے زمین پر گر گئے۔ آنکھیں نم سی ہو گئیں۔ میں نے اسی وقت ایک انجکشن لگا دیا۔ بھابی گھبرا گئیں۔

بولیں ——— "کیا کچھ ہو گیا ہے اللہ؟"

میں نے کہا ——— "گھبراؤ مت بھابی! ابھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔" اور رجن نے آنکھیں کھول دیں۔

کہنے لگی ——— "کیوں کوشش کرتے ہو؟"

گھبراؤ مت رجن" بھابی نے کہا۔

"نہیں بھابی، میں گھبرا نہیں رہی ہوں۔ تم چاہتے ہو میں جینا چاہتی۔ تم اس لئے جینے کی کوشش کر رہے ہو۔ ایک بات اور کہتی ہوں بھابی! ان کی شادی کر دینا، نہیں تو ان کی زندگی سونی سونی سی لگے گی۔ ہاں، بھابی مانو گی میری بات؟ دیکھو مایوس نہ کرنا مجھے۔"

"اپنی رجن کو بھلا میں انکار کر سکتی ہوں؟"

"بس بھابی، میں اب اور کچھ نہیں چاہتی۔ صرف ان کا سکھ ہی میری آتما کو سکھی رکھ سکتا ہے۔ رجن! مجھے بھول جانا..... تم بھول سکتے ہو۔ تمہارے پاس سامان ہے..... اب میں سکھ کی نیند سو سکوں گی۔ اچھا تو اب آخری بار اپنی رجن کو معاف کر دیجئے....."

اور بھابی کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا ——— "کہو بھابی معاف کر دیا اپنی رجن کو؟ کہہ دو بھابی، کہہ دو بھابی....."

بھابی رجن سے چمٹ گئیں۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ رجن رو رہی تھی۔ میرے ضبط کا بند بھی ٹوٹ گیا۔ آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

تھوڑی دیر میں وہ پھر بولی ——— "ہاں، ایک بات اور ہے بھابی۔ ہمارے اس غم کا خیال رکھنا۔ اس کا بوجھ تم پر ہے۔ بس ہی ایک یاد رہے۔ ہماری محبت کی....." کہتے کہتے وہ زور سے ہانپنے لگی۔

میں نے کہا ——— "اب چپ ہو جاؤ رجن۔ آرام کرو۔ باتیں کل کر لینا۔ اچھا بہن" اور میں بھابی کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

[illegible]

جا رہے تھے۔ اس شفق کی پری نے [illegible] کی کر رہی تھی۔ [illegible] اور رجن [illegible] میں [illegible] کو دیکھ رہے تھے۔

پانچ بج گئے۔ رجن نے کروٹ بدلی۔ میں نے اٹھ کر دیکھا۔ مریض عجیب رفتار سے چل رہی تھی۔ گھبرا گئے۔ بھابی نے میرے جذبات کا اندازہ لگایا۔ وہ وہ فکر سے ہو گئیں۔

رجن کی نیند ٹوٹی۔ اس نے پکارا ——— "بھابی....."

بھابی اس کے اوپر جھک گئیں۔ پوچھا ——— "طبیعت کیسی ہے؟"

وہ بولی ——— "درد بہت ہو رہا ہے۔ بے چینی ہو رہی ہے۔ اب میں چلی بھابی..... وہ کہاں ہیں؟....."

میں اس کے سامنے آ [illegible]

"[illegible]!"

میں نے [illegible] کے [illegible] کو اس [illegible] کر دیا [illegible] سے میری طرف دیکھا [illegible] بھیگی [illegible] کا [illegible] طرف [illegible] میں نے [illegible] کر [illegible] تو سرد ہو چکی تھی۔

[illegible] رجن کا [illegible] اس میں جل کر خاک ہو رہا تھا۔ آگ [illegible] اور میری آنکھیں [illegible] جیسے سنسان میں لکھا ہو ——— "عورت کا پیار!"

[illegible]

[illegible] تیج دہلی میں اشتہار دے کر [illegible]

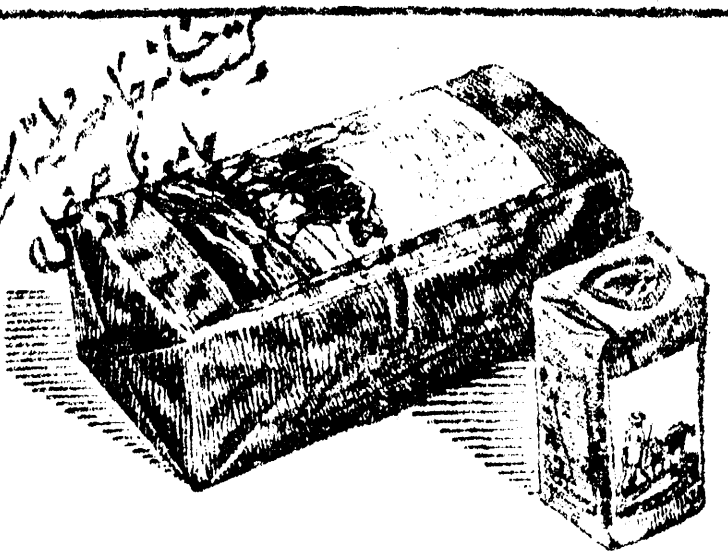

تازگی کا ذائقہ

خوشبو جب ہلکی سی ہو اور ہر گرم گرم گھونٹ میں ذائقہ خوشبو ہو تو آپ یقیناً جان لیں کہ آپ کی چائے تازہ ہے۔

ہل چھاپ چائے آپ کو ہمیشہ تازہ ملے گی کیونکہ یہ ہماری فیکٹریوں سے سیدھی بیوپاریوں اور چائے کی دوکانوں کو مہیا کی جاتی ہے

یہ تازگی کے سبب جو کہ اس کی قوت اور خوشبو برقرار ہونے کی نشانی ہے۔ زیادہ کم خرچ ہے۔ ایک پونڈ دو اونس کے چھوٹے ڈبوں میں دستیاب ہو سکتی ہے۔

بروک بانڈ

دو پتیاں اور ایک کلی

124903
31.8.95

دیہاتی ہندوستان کی نئی تشکیل میں.....

صحت کا معیار بلند کرنے [illegible]

ہندوستان کی دیہاتوں کی ترقی کی سکیم کے ساتھ ساتھ قوم کی صحت کا معیار بلند کرنے [illegible] سے آگے رہنا چاہئے۔

ہمارے دیہاتوں میں پانی کی کمی ہی ہیضہ، میعادی بخار، پیچش اور دوسری پانی سے بیماریوں کی ذمہ دار ہے۔

کنوؤں کے لئے مایا ہر دلعزیز پمپ جو ملک میں اپنی تکمیل اور کارکردگی کے لئے بہت مشہور [illegible] دیہاتوں میں صحت اور خوشی بحال کرنے کے لئے بڑی امداد کر رہے ہیں ان سے متواتر صحت [illegible] ہوتا رہتا ہے۔ مایا پمپ مستقبل میں ہندوستان کی دیہاتوں کی ترقی میں نمایاں کام انجام دیں [illegible]

بہت سی امتیازی خصوصیات کا حامل جو مکمل بنایا گیا ہے۔ مایا ہولز پمپ یا تو دستی یا [illegible]، تمام دھات کا یا دھات [illegible] سے مبرا اونچائی والا۔ یا پھر خودکاری ہینڈل والا [illegible] تفصیلات کے لئے لکھیں۔

مایا پمپ ہر دل عزیز

[illegible] از مایا انجینئرنگ ورکس ۳۶ اے۔ [illegible]